حجۃ اللہ علی العالمین
فی
معجزات سید المرسلین
تصنیف
مترجم
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ - لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حجۃ اللہ علی العالمین
فی
معجزات سید المرسلین

قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا

حجۃ اللہ علی العالمین

فی

معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف:

امام علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

پروفیسر علامہ محمد اعجاز جنجوعہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

نام کتاب	ـــــــــــــــ	حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین
مصنف	ـــــــــــــــ	امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمتہ اللہ علیہ
مترجم	ـــــــــــــــ	علامہ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ
		پرنسپل گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں (چکوال)
پروف ریڈنگ	ـــــــــــــــ	علامہ محمد اعجاز جنجوعہ
	ـــــــــــــــ	مولانا حافظ شاہد اقبال
باراوّل	ـــــــــــــــ	جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ ستمبر ۲۰۰۰ء
تعداد	ـــــــــــــــ	۱۱۰۰
کمپوزنگ	ـــــــــــــــ	ورڈز میکر لاہور
		الحسین کمپوزنگ ہاؤس لاہور
مطبع	ـــــــــــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	ـــــــــــــــ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
باہتمام	ـــــــــــــــ	سید شجاعت رسول قادری
قیمت	ـــــــــــــــ	۴۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون 626046

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کی ترویج واشاعت کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ ہر زمانے میں مسلمانوں نے عصری تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے قرآن و سنت کے پیغام کو زیادہ افراد تک پہنچانے کے لئے اشاعت و تبلیغ کے جملہ وسائل کو استعمال کیا۔ کاغذ پر کتابت اور چھپائی سے پہلے چمڑے اور کپڑے کو آیاتِ قرآنی اور احادیث پاک کو محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ گو کہ یہ سب پیغام سینہ بہ سینہ منتقل ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اسے تحریری شکل میں محفوظ کرنا ضروری سمجھا' اور بعد میں آنے والوں کے لئے حفاظت و اشاعت دین کا ایک مثالی نمونہ پیش کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کاغذ پر کتابت کا آغاز ہوا تو مسلمانوں نے فوراً اس اہم ذریعے کو اختیار کیا۔ اور قرآن وسنت کے متن کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم وفنون اور ان علوم پر اپنی تحقیقات کو کثرت کے ساتھ قلمبند کرنا شروع کر دیا۔ دورِ اوّل کے ائمہ و محبِ دین اور اکابر علماء کے قلمی نسخے آج بھی محفوظ ہیں اور پھر جب چھاپہ خانے (پرنٹنگ پریس) قائم ہو گئے اور کتابوں کی طباعت ہونے لگی تو روشن خیال اور کشادہ قلب و ذہن کے مالک پرانے دور کے مسلمان اس نئی ایجاد کی طرف متوجہ ہوئے اور اس ایجاد کو بھرپور طریقے سے استعمال کرتے ہوئے دین کی نشر واشاعت کا کام اور تیز کر دیا۔ اسلاف کے قلمی نسخے ہزاروں' لاکھوں کی تعداد میں پرنٹ ہو کر پورے عالم اسلام میں پہنچنے لگے۔ اور دنیا میں ہر جگہ موجود مسلمان اپنے اسلاف کی گراں قدر علمی کاوشوں کو حاصل کر کے اپنے فکری' علمی' تحقیقی' فقہی واجتہادی ذوق کی تسکین کرتے رہے اور یوں دین کا پیغام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کے ہر خطے میں پہنچتا رہا۔ ان علماء و مفکرین کی بیش قدر کاوشیں تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں جنھوں نے اسلامی علوم وفنون کے مراکز مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' قاہرہ' بیروت' دمشق' بغداد وغیرہ سے نایاب اسلامی کتب حاصل کر کے دور افتادہ علاقوں میں ان کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

برصغیر پاک و ہند میں بہت سے علمائے کرام نے یہ انمول کردار ادا کیا۔ ان میں قبلہ والد گرامی علامہ پیر سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ آپ نے جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد پوری زندگی اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں صرف کر دی۔ دین کی تدریسی اور تبلیغی اشاعت کے ساتھ ساتھ آپ نے دین کی طباعتی اشاعت کی عصری ضرورت کو سمجھا اور اسے کماحقہ پورا کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے دار العلوم نوریہ رضویہ کے قیام کے ساتھ ہی اسلامی کتب کی طباعت و اشاعت کا ادارہ ''مکتبہ نوریہ رضویہ'' بھی قائم فرما دیا۔ مکتبہ نوریہ رضویہ کے زیر اہتمام آپ نے ان عربی' فارسی و اُردو کتب کی طباعت کا بیڑہ اُٹھایا جو خطہ پاکستان میں نادر و نایاب ہو چکی تھیں اور علمی حلقوں میں جن کا فقط نام سننے کو ملتا تھا۔

اس ادارے کے زیر اہتمام پاکستان میں پہلی بار شائع ہونے والی چند نایاب عربی کتب درج ذیل ہیں:

1- تفسیر الصاوی علی الجلالین	امام الصاوی رحمتہ اللہ علیہ	2 جلد
2- الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ	2 جلد
3- الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ	2 جلد
4- حجتہ اللہ علی العالمین	امام محمد اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ	1 جلد
5- مطالع المسرات	امام مہدی الفاسی رحمتہ اللہ علیہ	1 جلد
6- الحدیقۃ الندیہ	امام عبدالغنی النابلسی رحمتہ اللہ علیہ	2 جلد
7- جلاء الافہام	علامہ حافظ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ	1 جلد
8- شفاء السقام	امام تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ	1 جلد
9- الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ	امام بن جوزی رحمتہ اللہ علیہ	1 جلد

درج ذیل درسی کتب بھی پاکستان میں پہلی بار شائع کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

1- البشیر الکامل شرح' مائتہ عامل (اُردو)

2- البشر الناجیہ شرح کافیہ (اُردو)

قبلہ والد گرامی کے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی یہ ادارہ اشاعتِ دین کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ نایاب عربی کتب شائع ہونے کے بعد اب ان کے تراجم کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی تا کہ ہمارے اسلاف کے اس علمی، تحقیقی و روحانی فیض سے علماء، محققین کے علاوہ عوام الناس بھی مستفیض ہو سکیں۔ اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے آپ کے اس ادارے نے عربی کتب کے تراجم شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ الحمد للہ اس سلسلے کی پہلی دو کتب ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- حجتہ اللہ علی العالمین	مترجم: علامہ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ
2- مطالع المسرات	مترجم: شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

فاضل مترجم محترم علامہ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ نے انتہائی محبت و خلوص، محنت شاقہ اور عرق ریزی کے ساتھ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اور یہ ادارہ طباعت کی جملہ خوبیوں کے ساتھ ان تراجم کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ہم خدا کے حضور شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اس کام کی توفیق بخشی اور دست بدعا ہیں کہ ہماری لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور اس دین متین کی اشاعت و تبلیغ کا فریضہ بخوبی سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید شجاعت رسول قادری

باب چہارم

باب پنجم

باب پنجم

جمادات سے متعلق دلائل نبوت

عارف باللہ حضرت العلامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ
کے مختصر حالات زندگی اور تجدیدی کارنامے

عارف باللہ عاشق رسول علامہ یوسف بن اسماعیل قدس سرہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں' آپ ان نا.بغہ روزگار برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنے علم و فضل' دینی غیرت اور ملی حمیت کے ساتھ دین اسلام کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ فرمایا ہے اور امت مسلمہ کے داخلی اور خارجی فتنوں کی سرکوبی کیلئے نوک قلم سے تلوار کا کام لیا ہے۔

علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ 1849ء بمطابق 1265ھ کو ارض فلسطین کے شمال میں واقع گاؤں اجزم میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق عرب کے بادیہ نشین قبیلے بنو نبہان سے تھا جس کی وجہ سے آپ نبہانی کہلاتے تھے' قرآن پاک اپنے والدگرامی شیخ اسماعیل بن یوسف نبہانی سے پڑھا جو اسی سال کی عمر میں بھی قابل رشک صحت کے مالک اور سلیم الحواس تھے' وہ انتہائی عبادت گزار اور نیک فطرت انسان تھے روزانہ تہائی قرآن حکیم کی تلاوت کرتے پھر ہر ہفتے میں تین قرآن پڑھنے کا معمول ہوگیا۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پاکیزہ ماحول میں پرورش پائی جس نے انہیں یگانہ روزگار بنا دیا۔

علامہ نبہانی سترہ برس کے ہوئے تو سعادت مند باپ نے دینی علوم میں کمال کے لئے مصر بھیج دیا وہاں آپ یکم محرم الحرام 1283ھ کو مشہور زمانہ الازہر یونیورسٹی میں داخل ہوگئے جہاں آپ نے تقریباً ساڑھے چھ سال تک جید علمائے کرام کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا' دینی علوم میں مہارت اور درجہ کمال حاصل کرنے کے بعد سند فراغت پائی تو ممدوح استاذ حضرت علامہ ابراہیم السقا نے حضرت نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی قدرومنزلت کا ان القابات کے ذریعے اعتراف کیا۔

الامام الفاضل والهمام الكامل والجهبذ الابر اللوذعی الاريب والالمعی الاريب ولدنا الشيخ يوسف بن الشيخ اسماعيل النبهانی ايده الله بالمعارف ونصر

جن علمائے کرام سے آپ نے اکتساب علم کیا ان میں چند نامور اساتذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

1 - علامہ سید محمد دمنہوری شافعی (وصال 1286 ہجری)

2 - علامہ شیخ ابراہیم متصل (وصال 1287 ہجری)

3 - علامہ شیخ احمد الاجہوری شافعی (وصال 1293 ہجری)

4 - علامہ شیخ حسن العدوی المالکی (وصال 1298 ہجری)

5 - علامہ سید عبدالہادی (وصال 1300 ہجری)

6 - علامہ شمس الدین محمد الانبابی

7 - علامہ عبدالرحمٰن الشربینی

8 - علامہ عبدالقادر الرافعی الحنفی

9 - علامہ شیخ یوسف برقاوی حنبلی

10 - علامہ شیخ ابراہیم السقاء وغیرہم

تکمیل علوم دینیہ کے بعد علامہ نبہانی استانہ چلے گئے جہاں آپ جریدہ "الجوائب" سے وابستہ ہوگئے اور مطبع میں تصحیح کا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا۔ پھر ایک عرصہ تک "قضا" کے شعبہ سے منسلک رہے تاآنکہ بیروت میں محکمہ الحقوق (وزارت قانون و انصاف) کے سربراہ بن گئے اور بیس سال سے زیادہ عرصہ اس منصب پر فائز رہے۔ عمر کے آخری حصہ میں دیار حبیب ﷺ کا سفر اختیار کیا اور گنبد خضریٰ کی چھاؤں تلے عبادت و ریاضت اور تصنیف و تالیف کیلئے وقف ہوگئے۔ شیخ محمد حبیب اللہ یوسفی شنقیطی لکھتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں آپ کے زہد و تعبد کا مشاہدہ کیا جو سوائے اولیاء واصفیاء کے بطور خارق عادت کسی اور کو نصیب نہیں ہوتا۔"

(حضرت نبہانی نے 1350 ہجری بمطابق 1932ء میں وفات پائی اور بیروت میں دفن ہوئے۔)

تصنیفی خدمات

حضرت علامہ نبہانی رحمہ اللہ کا تحریری کام بہت وسیع ہے آپ کی جملہ تصنیفات انتہائی مفید اور مقبول عام ہیں جو کہ سب کی سب زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں' ان تصنیفات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

1- الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجامع الصغیر

چودہ ہزار سے زائد احادیث کا بہترین مجموعہ تین جلدوں میں شائع ہوا۔

2- قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین تین ہزار احادیث حواشی کے ساتھ

3- وسائل الاصول الی شمائل الرسول ﷺ

4- افضل الصلوات علی سید السادات ﷺ

5- الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیرالمومنین

6- النظم البدیع فی مولد الشفیع ﷺ

7- الھمزیۃ الالفیہ (طیبۃ الغراء) فی مدح سید الانبیاء

8- الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین

9- الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین

10- قصیدہ سعادہ المعادفی موازنہ بانت سعاد

11- مثال نعلہ الشریف

12- حجتہ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (زیر نظر کتاب کا ترجمہ)

13- سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین

14- السابقات الجیاد فی مدح سید العباد

15- خلاصتہ الکلام فی ترجیح دین الاسلام

16- ہادی المرید الی طرق الاسانید

17- الفضائل المحمدیہ

18- الورد الشافی (ادعیہ و اذکار کا مجموعہ)

19- المزدوجہ الغراء فی الاستغاثہ باسماء اللہ الحسنٰی

20- المجموعتہ النبہانیہ فی المدائح النبویتہ (چار جلدیں)

21- نجوم المہتدین

22- ارشاد الحیاری (مسلمان بچوں کو عیسائی سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے سے ممانعت و تحذیر)

23- جامع الثناء علی اللہ (اکابر اولیاء کے احزاب)

24- مفرج الکروب مع خرب الاستغاثات و احسن الوسائل

25- البرہان المسدد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد ﷺ دلیل التجار' الرحمتہ المھداۃ' حسن الشرعتہ' رسالتہ التحذیر تنبیہہ الافکار (تمام رسائل ایک جلد میں شائع ہوئے)

26- سبیل النجات (ہر مسلمان پر اس کا مطالعہ لازم ہے)۔

27- قصیدہ الرائیہ الکبریٰ

28- الرائیہ الکبریٰ فی ذم البدعتہ و مدح السنة الغراء

29- جواہر البحار (دو جلد)

30- تہذیب النفوس فی ترتیب الدروس

31- اتحاف المسلم

32- جامع کرامات اولیاء

33- دیوان العقود اللولویہ

34- الاربعین

35- الدلالات الوضحات شرح دلائل الخیرات مع مبشرات منامیہ

36- صلوات الثناء علی سید الانبیاء

37- القول الحق

38- الصلوات الالفیہ فی الکمالات المحمدیہ

39- ریاض الجنتہ فی ازکار الکتاب والسنتہ

40- الاستغاثہ الکبریٰ

41- جامع الصلوات علی سید السادات

42- الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ

43- الانوار المحمدیہ مختصر المواہب اللدنیہ

44- صلوات الاخیار علی النبی المختار

45- تفسیر قرۃ العین من البیضاوی والجلالین

46- البشائر الایمانیہ فی المبشرات المنامیہ

47- شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق

تجدد پسندی کے خلاف معرکہ آرائی

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تصنیفی کام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تحفظ ناموس رسالت سے کمل مشابہت رکھتا ہے، جس طرح برصغیر پاک و ہند میں فضائل و کمالات مصطفیٰ ﷺ کو مٹانے کیلئے طاغوتی جتھے متحد ہو چکے تھے یونہی شرق اوسط کے اسلامی ممالک میں طاغوت و استعمار کے گماشتے مقام رسالت کو گھٹانے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے، اس خطرناک سازش کو طشت ازبام کرنے اور اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنی زبان و قلم کو ہتھیار بنا کر کئی محاذوں پر جنگ لڑی اور نظم و نثر کے ذریعے تجدد پسند اور باطل پرست تحریکوں کو موت کی نیند سلا دیا۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ خطرناک تحریک ان تجدد پسند مسلمان نما لیڈروں کی تھی جو مادی ترقی کے پرفریب نعروں کے ساتھ مسلمانوں کو ان کے قدیم معتقدات، روایات نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے والہانہ محبت اور شریعت اسلامیہ کی اصل اساس سے بیگانہ کر رہے تھے، اس تحریک کی قیادت جمال الدین افغانی، محمد عبدہ اور شیخ رشید رضا کے ہاتھ میں تھی۔ علامہ نبہانی نے مصر میں قیام کے دوران ان لوگوں کی سرگرمیوں کا بنظر غائر مشاہدہ کیا اور ملت اسلامیہ کے تشخص کو لاحق خطرات کو محسوس کرتے ہوئے ان لوگوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا، آپ نے اپنے مشہور قصیدے الرائیہ الصغریٰ (جو کہ

553 اشعار پر مشتمل ہے) میں اس تحریک کے قائدین کے نظریات اور کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔
"اگر تم ان لوگوں کو بے نقاب کرو تو یہ تمہیں اباحت پسند یا ان جیسے نظر آئیں گے کوئی ان سے کہے کہ نماز پڑھو تو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے لئے گھر میں اکٹھی نماز پڑھنے کا جواز ہے' شراب سے منع کرو تو کہتے ہیں کہ شفائے مرض کیلئے شراب پی ہے یا یہ بہانہ کردیتے ہیں کہ اس کا نام شراب نہیں ہے ان میں سے ہر آدمی علانیہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے یہ اس لئے کہ شیطان نے یہ بات ان کے دلوں میں خفیہ طور پر ڈل دی ہے' نہ روزہ' نہ نماز' نہ حج' نہ خیرات کوئی ہزار میں سے ایک مجبور ہوکر ہماری مسجدوں میں آتا ہے۔
مجھے ایک باوثوق دوست نے بتایا کہ ان میں سے ایک شخص نے پیشاب کرنے کے بعد بلااستبراء اور بلاوضو نماز پڑھ لی۔
ایک اور نے حالت جنابت میں جماعت کرا دی۔
یہ لوگ گمراہی کے حامی ہیں اللہ ان کے مقابلہ میں ہماری امداد فرمائے ان کے کسی فاجر سے کسی نیکی کے مشاہدہ پر دھوکا نہ کھایئے کیونکہ ایسی بات ان کی فطرت کے خلاف اتفاقا ان سے صادر ہوگئی ورنہ یہ تو ان گنت برائیوں کے مرتکب ہوچکے ہیں۔
یہ کفار سے زیادہ دین کیلئے ضرررساں ہیں کیونکہ مسلمان کافر کے فعل سے احتیاط اختیار کرتا ہے جبکہ ان لوگوں کو مسلمان سمجھ کر اجتناب نہیں کرتا۔"
علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد عبدہ کی نقاب کشائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"یہ شخص دنیا پر فریفتہ ہوگیا ہے اور کم عقلی کی وجہ سے اس نے دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنالیا ہے۔
ایک طرف تو دین کا امام کہلاتا ہے اور دوسری طرف اہل کفر کے اعمال کی اقتداء کرتا ہے۔
ادھر مسلمان صلحاء کی مذمت کرتا ہے اور ادھر اعمال کفریہ کو مستحسن جانتا ہے تاکہ آزاد خیال بزرگ سمجھا جائے اور لوگوں کے ہاں عظیم المرتبہ قرار پائے۔
قرآن حکیم کی زبردست روشنی کے باوجود یہ اندھی اونٹنی کی طرح ٹاک ٹوئیاں مارنے لگا ہے۔
اس کی انہی گمراہیوں کی وجہ سے میں لوگوں کو اس کی کتابیں پڑھنے سے ہوشیار کرتا ہوں۔"
شیخ نبہانی' محمد عبدہ کی فساد سیرت کی تصویر کشی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
"محمد عبدہ' عیسائی عورتوں سے بے حجاب میل جول رکھتا ہے اور اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا۔"
عیسائیوں کے ساتھ کھلے بندوں کھاتا پیتا ہے اور تمام نشہ آور اشیاء کے حلال ہونے کا فتوی دیتا ہے کیونکہ ان اشیاء پر شراب کا اطلاق نہیں ہوتا۔
غیرمذبوح گلا گھٹے جانور کا گوشت کھاتا ہے اور اس کی حلت کا فتوی دیتا ہے تاکہ لوگ اسے ارتکاب گناہ کا الزام نہ دیں۔"

اس نام نہاد گروہ کی فکری کجروی کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

"ان بدبختوں نے جہالت کی وجہ سے دین مصطفیٰ کو مختصر کردیا ہے اور سینکڑوں احکام ترک کردیئے ہیں۔

اپنی خام خیالی کے باعث اپنے بگاڑ کو اصلاح سمجھ بیٹھے ہیں اور اپنی گمراہی کا بہت بوجھ اٹھالیا ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم دین کے معاملہ میں زید و عمرو کی اتباع کرکے کتاب و سنت کو نہیں پھینک سکتے۔

بات حق ہے مگر اس سے ان کا مقصد باطل ہے یہ بہترین کلام سے برائی کا ارادہ رکھتے ہیں دراصل یہ اپنی جہالت کی وجہ سے دعویٰ اجتہاد کرکے اپنی قدرومنزلت بڑھانا چاہتے ہیں حالانکہ ان میں اجتہاد کی شرائط پائی جاتی ہیں نہ ان کے پاس تقویٰ ہے بلکہ ان کا ہر آدمی تقلید سے آزاد ہوگیا ہے کہتے ہیں کہ ہمیں کتاب و سنت نے دوسروں کی احتیاج سے بے نیاز کردیا ہے جبکہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے ہزاروں میں سے کوئی ایک بھی چند احادیث یا سورتوں کا حافظ نہیں۔"

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جدت پسند گروہ کے نظریات کی جو عکاسی کی ہے۔ شیخ الاسلام مصطفیٰ آفندی صبری نے اپنی کتاب "موقف العقل والعلم" میں اس کی تائید فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں۔

"شیخ محمد عبدہ کی طرف منسوب تحریک اصلاح کا لب لباب یہ ہے کہ اس نے جامع ازہر کو اس کی دینی پختگی اور استقامت سے ہٹا دیا ہے اور بہت سے ازہریوں کو لادین عناصر کے کئی قدم قریب کردیا ہے جبکہ لادین عناصر کو ایک قدم بھی دین کے قریب نہیں کیا' اسی نے اپنے شیخ جمال الدین افغانی کے توسط سے "ماسونیت" کو جامع ازہر میں داخل کیا' جیساکہ اس نے مصر میں بے پردگی اور عریانی کو ترویج دینے کیلئے قاسم امین کی حوصلہ افزائی کی۔"

"شیخ محمد عبدہ بجائے اس کے کہ اپنے مناظر (فرح اللوی) کو مغلوب کرتے اور مغرب زدہ جتھوں کو شکست دیتے' اپنے ہی لشکر علمائے دین کو دینی جمود کا طعنہ دیکر انہیں پسپا کیا' اس سے محمد عبدہ کو دوہرا فائدہ ہوا کہ ایک طرف مغرب زدہ طبقہ میں ان کی قدرومنزلت بڑھ گئی اور دوسری طرف ہزیمت خوردہ ان کی عظمت کے معترف ہوگئے۔"

کتاب کے آخر میں علامہ صبری لکھتے ہیں۔

شاید! شیخ محمد عبدہ' اس کے ساتھی یا شیخ جمال الدین یہ چاہتے تھے کہ وہ اسلام میں وہ کردار ادا کریں جو پروٹسٹنٹ فرقہ کے رہنماؤں لوتھر اور کیلفن نے عیسائیت میں ادا کیا ہے مگر وہ مسلمانوں کے لئے ایک جدید دین قائم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے البتہ تجدید و احیاء کے پردے میں بے دینی کی ترویج میں کوشاں رہے۔" (بحوالہ الاسلام و حضارۃ الغربیہ)

دوسرا بڑا طبقہ جس کے خلاف امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور قلمی جہاد فرمایا' گستاخان رسالت کا طبقہ ہے جس کا مشن مختلف شکوک و شبہات پیدا کرکے امت مسلمہ کے اذہان سے عظمت رسالت کو مٹانا اور رشتہ محبت کو قطع کرنا ہے اس تحریک کے ڈانڈے چھٹی صدی کے بعض تفرد پسند علماء سے ملتے ہیں۔ امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں اثبات نبوت اور کمالات رسالت پر کئی بے نظیر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں "شواہد الحق' جواہر البحار اور حجۃ اللہ علی العالمین" اس موضوع پر لاجواب کتابیں ہیں۔

حجتہ اللہ علی العالمین

"حجتہ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین" میں دلائل و معجزات نبوت کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کردیا ہے کہ اس کی موجودگی میں دیگر کتب دلائل کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ کتاب کئی بار طبع ہوکر عالم اسلام میں اپنی عظمت کا لوہا منوا چکی ہے پاکستان میں اس کی طباعت کا شرف مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد کو حاصل ہوا ہے۔

اردو ترجمہ کی ضرورت

راقم الحروف کے علم کے مطابق اب تک اردو زبان میں اس عظیم الشان کتاب کا اردو ترجمہ شائع نہیں ہوا' مولانا عبدالعزیز چشتی صاحب نے کوئی دو سال قبل خبردی تھی کہ محترم سالک فضلی صاحب ترجمہ کررہے ہیں لیکن تاحال یہ ترجمہ نظر سے نہیں گزرا' لہٰذا ضرورت تھی کہ اس علمی وراثت اور سرمایہ عقیدت کو اردو خوان طبقے تک پہچانے کی خدمت سرانجام دی جائے۔

ترغیب

یوں تو کتاب حجتہ اللہ علی العالمین پچھلے پندرہ سال سے راقم الحروف کے زیر مطالعہ رہی ہے مگر کبھی بھی اس کے ترجمہ کا خیال پیدا نہیں ہوا نہ ہی علمی بے بضاعتی کے باعث اس کی ہمت ہوئی۔ تقریباً تین سال پہلے ایک خاص ضرورت کے تحت کتاب کا ایک مختصر حصہ' جو گزشتہ کتاب و صحائف میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں پیش گوئیوں پر مشتمل ہے' ترجمہ کیا" جس کی کن بھنک جناب سید شجاعت رسول صاحب مالک نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور کو ہوگئی تو انہوں نے اس اہم فریضہ کو سرانجام دینے کی تحریک دی' چنانچہ ان کے پیہم اصرار پر ترجمہ کا باقاعدہ کام شروع کردیا' جس کے لئے کتاب کے اصل ماخذوں کی طرف رجوع کا اہتمام بھی کیا' اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترجمہ مکمل ہوگیا ہے۔ پروف ریڈنگ کی ذمہ داری بھی راقم الحروف نے لی ہے کیونکہ کمپیوٹرائزڈ کتابت میں اغلاط کثرت سے واقع ہوتی ہیں۔

مترجم کا مختصر تعارف

خاکسار محمد اعجاز جنجوعہ علاقہ ونہار ضلع چکوال کے ایک غیر معروف گاؤں بھسین (Bhaseen) کا باشندہ ہے۔ تعلیمی قابلیت ایم اے اسلامیات' ایم اے عربی بی ایڈ اور درس نظامی ہے۔ پچھلے پندرہ سال سے کالج میں بطور استاذ علوم اسلامیہ خدمات سرانجام دے رہا ہوں' آج کل گورنمنٹ ڈگری کالج بوچھال کلاں میں تعیناتی ہے اور تدریس کے علاوہ بطور منتظم ادارہ کام کررہا ہوں' دینی علوم کیلئے دو اساتذہ کے نام بہت مشہور ہیں ایک مولانا سید منور شاہ صاحب مفتی علاقہ ونہار مذکورۃ الصدر جو اہلسنت و جماعت کے مایہ ناز عالم ہیں اور دوسرے پروفیسر غازی احمد شیخ جو کہ مشہور نومسلم ہیں اور فاضل دیوبند

ہونے کی وجہ سے دیوبندی حلقوں میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ بندہ نے پروفیسر صاحب مذکور سے کالج میں تعلیم کے علاوہ صرف نحو کی ابتدائی تعلیم حاصل کی ہے۔" مگر نکتہ نگاہ کے اختلاف کی وجہ سے ان سے سلسلہ تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔

فرائض منصبی کے علاوہ تبلیغ دین کا حسب توفیق مشغلہ ہے' اس سلسلہ میں پچھلے بارہ سال سے جامع مسجد مدنی خوشاب میں جمعتہ المبارک کا خطبہ دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور بجاہ سید المرسلین حسن عقیدہ اور اخلاص فی العمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبتہ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفوں کے لائق ہے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ جس سے حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو معجزات باہرہ اور دلائل ظاہرہ سے مزین اور اعلام زاہرہ (روشن نشانیوں) اور آیات قاہرہ سے موید فرمایا اور پھران دلائل و معجزات اور اعلام و آیات کو ہم تک اسانید صحیحہ اور اخبار متواترہ سے پہنچایا' یہاں تک کہ ان معجزات کے درخشاں آفتاب اور مہتاب افق جہاں پر ضیاپاشیاں کرنے لگے۔

میں اس اللہ سبحانہ' کی حمد بجالاتا ہوں جس نے اس کریم نبی کو سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کامل شریعت اور کثیر معجزات' اعظم دلائل اور اوضح آیات سے سرفراز فرمایا' اسے خلق و خلق سے جمیل کیا' ذات' اسماء اور صفات میں تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل ٹھہرایا' اسے اپنی بارگاہ اقدس میں رفعت شان عطا کی اور دنیاء و آخرت میں بلند درجات سے نوازا' بلکہ وہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی امت کے سردار اور ملت کے عظماء ہیں' امتوں کی اپنے انبیاء کی طرف وہی نسبت ہے جو رعایا کی امیر کی طرف اور قبیلہ کی اپنے سردار کی طرف ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتیں اس رسول اعظم کی امت اور اسی سلطان اعظم کی رعیت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم

میں گواہی دیتا ہوں کہ مستحق عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو واحد احد یکتا اور بے نیاز ہے جس کا نہ کوئی باپ ہے نہ کوئی بیٹا' اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے نہ ہم پایہ' میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے' منتخب رسول' اور ارض و سماء کی ساری مخلوق سے زیادہ اللہ کے محبوب و مختار ہیں' اے اللہ! حضور سید عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ذات گرامی پر افضل جامع دائمی اور انتہائی کامل درود و سلام بھیج' ایسا درود و سلام جو ان درودوں کے مساوی ہو جو تو نے ازل سے ابتک بھیجے ہیں یا ابد تک بھیجے گا' ایسا درود و سلام جو ان درودوں کے مماثل ہو جو تیری ساری مخلوق جن و انس اور ملائکہ نے بارگاہ رسالت میں پیش کئے یا پیش کریں گے' ایسا درود و سلام جو حد و شمار سے باہر ہو' اور الفاظ و کلمات کا دامن جنہیں سمیٹنے سے تنگ ہو جائے۔

اے اللہ! مجھے ان درودوں کی برکت سے ان کامیاب و کامران اور سعادت مند مومنین میں شمار فرما جو دنیا و آخرت میں تیری رضا اور تیرے محبوب کی رضا سے بہرہ مند ہو گئے۔

درود و سلام ہو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جملہ آل و ازواج اور آپ کے تمام اہل ایمان اعزہ و اقارب پر' درود و سلام ہو ان تمام اصحاب کرام (رضوان اللہ علیہم) پر جو روئے مصطفیٰ کے دیدار اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کے مشاہدہ سے شرف یاب ہوئے۔ (آمین)

امابعد!

جو آدمی انبیاء و رسل علیہم السلام کے حالات و اخبار سے ادنیٰ آگاہی رکھتا ہے اس سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ انبیاء و رسل کے سردار اور ساری مخلوق کے آقاو مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معجزات و دلائل' فضائل و فواضل اور محاسن و شمائل میں کثرت و ظہور کے لحاظ سے سب پر فوقیت اور بالادستی رکھتے ہیں' آسمانی کتابوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علامات و بشارات کی

شہرت' اولین و آخرین سے مروی شواہد کی صداقت' دلائل براہین کی قوت اور آیات بینات کی وضاحت میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں' آپ کے مقامات سب سے بلند اور حالات سب سے عمدہ اور اعلیٰ ہیں اور ہر جہت و زاویہ سے اوصاف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت کے حامل ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوۃ و السلام کی اس شان عظمت و رفعت کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی امت کثیر ہے۔ آپ کی دعوت و رسالت ہمہ گیر و عالمگیر ہے اور آپ کی شریعت کامل و مکمل ہے۔ آپ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں۔ اس لئے کہ سارا جہان دیگر انبیاء کی بہ نسبت آپ کی رسالت و نبوت کا زیادہ محتاج ہے اور شریعت محمدیہ کا باقی و برقرار رہنا دیگر شریعتوں سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ گزشتہ زمانوں میں ہر رسول و نبی کے بعد دوسرا رسول آتا جو پہلے نبی کی شریعت زندہ رکھتا یا اس کی تکمیل کرتا یا پھر اس کی جگہ نئی شریعت لاتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی آمد و رفت کا یہی سلسلہ جاری رہا۔ تاآنکہ اللہ جل مجدہ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو مبعوث فرمایا اور سلسلہ نبوت و رسالت کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی ذات مقدسہ پر ختم کر دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی شریعت نے تمام شرائع سابقہ کو منسوخ کر دیا اور اس بحر شریعت نے سابقہ شریعتوں کے تمام ندی نالوں کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ ایک ایسا خورشید رسالت طلوع ہوا جس کی ضیاء باریوں میں آسمان نبوت کے ستاروں کی چمک دمک ماند پڑ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نبی الانبیاء اور سید المرسلین ہیں اور ساری مخلوق کی طرف رسول و نبی ہیں۔ آپ کی شریعت وہ بحر محیط ہے جس کی بے کرانیوں سے شرائع سابقہ کی کوئی چیز باہر نہیں رہی سوائے اس کے کہ شریعتوں کا وہ حصہ جو منسوخ کر دیا گیا' بلکہ دیگر شرائع کے مقابلہ میں شریعت محمدیہ میں احکام و انوار اور اسرار میں کہیں زیادہ اضافہ کیا گیا ہے جن کی حقیقت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے یا پھر وہ ہستی جسے اللہ تعالیٰ نے ان اسرار و رموز سے مطلع فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ دیگر انبیاء و مرسلین کے معجزات اور دلائل نبوت کی نسبت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے معجزات کثیر و عظیم ہیں اور زیادہ ظاہر و پائیدار ہیں' بلکہ اگر ان انبیاء و مرسلین کے تمام معجزات و دلائل کو کئی گنا اضافے کے ساتھ جمع کیا جائے تو وہ سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے ایک معجزہ قرآن کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح انبیائے کرام کے تمام فضائل و کمالات مل کر شب معراج کی فضیلتوں اور اس مبارک رات کے اندر حاصل ہونے والے انوار و اسرار اور حب و قرب کے کمالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ان معجزات و فضائل کا کیا کہنا جن کا احاطہ ممکن نہیں جو آپ کی حیات ظاہری میں ختم نہ ہوئے' بلکہ بعد وصال بھی جاری ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو جو معجزہ ملا تو اس کی مثل یا اس سے بہتر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو عطا کیا گیا' پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان معجزات کا سلسلہ ان انبیائے کرام کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے ان گنت معجزات آپ کے وصال شریف کے بعد بھی باقی اور جاری ہیں' بلکہ سب سے بڑا معجزہ اللہ کا کلام قدیم قرآن حکیم ہے جو بذات خود ہزاروں معجزات و دلائل' کمالات و فضائل براہین قاطعہ اور آیات ساطعہ پر مشتمل ہے اس کی آیات کا نیر تاباں تمام آفاق پر ہمیشہ طالع و روشن ہے اور زمانہ کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے وصال شریف کے بعد جاری انہی معجزات میں سے وہ غیبی خبریں ہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے حیات ظاہری میں دی تھیں۔ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی وفات کے بعد بہت سے واقعات و حوادث رونما ہوں گے' انہی خبروں میں سے قیامت کی علامات اور نشانیاں ہیں۔ ایسے بے شمار واقعات زمانہ ماضی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے پیشین گوئیوں کے موافق ظہور پذیر ہو چکے ہیں اور ہر زمان و مکان میں ان کا وقوع جاری ہے جو پیش گوئی تاحال پوری نہیں ہوئی وہ عنقریب سچ ثابت ہو جائے گی' جیسے قیامت کبریٰ کی نشانیاں ہیں۔

تقریب فہم کے لئے اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص ایک ہزار خبریں دے اور ان میں سے نو سو ننانوے خبروں کی صداقت ظاہر ہو جائے تو کسی کو یہ شک و شبہ نہیں ہو گا کہ اس کی خبر کی سچائی بھی عنقریب روشن ہو جائے گی۔ یہ مثال تقریبی

ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے اور آپ کی صداقت اس مفروضہ مثال سے زیادہ متحقق و ثابت ہے۔ ان میں باہم کوئی نسبت نہیں کیونکہ اس کے باوجود مذکورہ بالا مثال میں ہزار میں سے ایک خبر کے جھوٹ ہونے کا ہلکا سا احتمال باقی ہے' جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس ادنیٰ احتمال سے بھی پاک منزہ ہے۔ ان بے شمار بشارتوں اور پیشین گوئیوں پر نگاہ ڈالیے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے قبل آسمانی کتابوں میں آئیں۔ احبار و رہبان اور جنات و کہان نے بیان کیں' گوناں گوں قسم کے معجزات کثیرہ اور حیات رسول میں ان کی صداقت کا تحقق' بعد وصال بے شمار غیبی خبروں کا ثبوت' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال شمائل اور کثرت فضائل' اپنی قوم کے ہاں قبل اعلان نبوت و بعد اظہار نبوت' صفت صدق و امانت کی شہرت' حتیٰ کہ اہل عرب کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صادق و امین کے لقب سے پکارنا اور جھوٹ کی طرف منسوب نہ کرنا۔ ایسی زبردست شہادت ہے کہ آپ کی کوئی خبر کبھی جھوٹی ہو ہی نہیں سکتی اور نہ کوئی شخص آپ کی صداقت میں کبھی شبہ کر سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ جو نور بصیرت اور نور بصارت سے محروم ہو یا پھر وہ شخص (معذور ہے) جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات و بشارات کی خبر نہیں پہنچی۔

اولیائے امت اسلامیہ کی کرامات بھی دراصل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہیں جو تمام اعصار و امصار میں پیہم ظاہر ہو رہی ہیں' دنیا کے تمام گوشوں میں صرف ایک ماہ کے اندر وقوع پذیر ہونے والی کرامات کا اندازہ لگایا جائے تو ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچے' دنیا میں ان کرامات کی شہرت حد استفاضہ تک ہے' علماء کی کتابیں اور تصنیفات ان کے ذکر سے معمور ہیں اور پھر یہ کرامات اس ذخار کا ایک قطرہ ہے جسے ضبط قلم میں نہیں لایا جا سکا اور جو گوشہ عدم میں جا چکی ہیں گویا کہ کبھی ان کا وقوع ہی نہیں ہوا تھا۔

ایسا شاذ و نادر ہی ہوا ہے کہ اولیائے کرام سے حسن عقیدت رکھنے والے مسلمان ان کرامات کے مشاہدے سے محروم رہے ہوں۔ البتہ یہ ہے کہ بہت سے ناقدین ان کرامات کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر ولایت اولیائے کرام کو تسلیم نہیں کرتے جس طرح بہت سے مشرکین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات دیکھتے تھے مگر ایمان نہیں لاتے تھے۔

اولیائے کرام کی کرامات دراصل نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات کی شاخیں ہیں جیسا کہ خود اولیائے کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بمنزلہ فروع کے ہیں۔ لہٰذا جس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معجزات کا حصہ ملا' اسی طرح اولیائے کرام کو ان کرامات سے حصہ نصیب ہوا۔ اور جیسے معجزات نبی کے منکرین ہوئے ایسے ہی کرامات اولیاء کے بھی منکرین ہوئے۔

ائمہ امت اور علمائے ملت ہمیشہ ہر زمانے اور ہر علاقے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کو نسلا بعد نسل اور خلفا عن سلف نقل کرتے رہے۔ تابعین نے صحابہ کرام سے اور علمائے امت اور حفاظ حدیث نے تابعین کرام سے روایات لیں۔ انہوں نے اس موضوع پر کتابیں مدون کر کے جمیع اعصار و امصار میں ان کی اشاعت کی' علمائے کرام نے اس موضوع کی کتب کو دلائل نبوت سے موسوم کیا' ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔

1- دلائل نبوت — از حافظ ابو بکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
2- دلائل نبوت — از ابو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ
3- دلائل نبوت — از ابو الشیخ الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ
4- دلائل نبوت — از ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
5- دلائل نبوت — از ابو زرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ
6- دلائل نبوت — از ابو بکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ
7- دلائل نبوت — از ابو ابو اسحاق الحربی رحمۃ اللہ علیہ
8- دلائل نبوت — از ابو جعفر الفریابی رحمۃ اللہ علیہ

9- دلائل نبوت　　　　از ابو عبداللہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ

10- کتاب الوفافی فضائل المصطفیٰ　　　　از ابو الفرج بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ائمہ حدیث روایات معجزات کو اسانید معروفہ اور طرق متعددہ سے بیان کرتے ہیں' ان کی یہ تصانیف ضخیم ہیں اور کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں' صرف حافظ ابو سعید نیشاپوری کی کتاب شرف المصطفیٰ' آٹھ جلدوں میں ہے۔

اس موضوع پر خصوصی اہتمام سے لکھی جانے والی کتابوں میں سے امام ابوالحسن الماوردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "اعلام النبوۃ" اور خاتمۃ الحفاظ امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب الخصائص الکبریٰ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمومی احوال پر تالیف ہونے والی کتابوں میں سے الامام القاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الشفا تبعریف حقوق المصطفیٰ" الامام شہاب الدین القسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی المواہب اللدنیہ" اور سیرت کی اکثر کتابوں کی جامع علامہ سید احمد دہلان مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے' یہ مصنفین معجزات مصطفیٰ کی روایات بلا سند ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات شفائے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی طرف حوالہ کر دیتے ہیں۔

صنف اول کی کتابیں نادر الوجود ہیں یا کثرت اسانید اور تعدد روایات کے باعث ان اخیر زمانوں میں ان کا تداول اور چلن کم ہے' کیونکہ ان مراتب عالیہ تک رسائی میں ہمتوں کے اندر ضعف پیدا ہو گیا ہے۔ لوگوں کا رجحان اب دوسری قسم کی تصنیفات کی طرف ہے' کیونکہ ان میں مقاصد کی تلخیص اور فوائد کی جامعیت ہے چونکہ مذکورہ پانچ کتابوں میں بعض اوقات ایسے معجزات ملتے ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتے' لہٰذا میں نے اپنی اس کتاب "حجتہ اللہ" کی اساس انہی کتب پنج گانہ کو قرار دیا ہے اور ان کے مشمولہ معجزات اور دلائل و آیات کا بڑا حصہ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ نیز دیگر ائمہ کی کتب معتمدہ میں سے بھی کثیر تعداد میں دلائل و آیات نقل کیئے ہیں اور ان کے مناسب صحیح روایات اور اہم فوائد ضبط تحریر میں لائے ہیں' میں نے روایات و اقوال کے حوالے دیئے ہیں اور کہیں تصرف نہیں کیا' بجز معدودے چند مقامات پر جہاں الفاظ و معانی کے اندر معمولی تبدیلی ضروری سمجھی ہے۔

بعض کتابیں ایسی بھی تصنیف کی گئی ہیں جو دلائل نبوت کے کسی خاص گوشے کے بارے میں ہیں مثلاً ابن ظفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "البشر" امام ابو عبداللہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام" اور سید محمد البرزنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "الاشاعۃ لاشراط الساعۃ" میں نے ان کتابوں کی تلخیص مقاصد کر کے انہیں مناسب ابواب میں سمو دیا ہے اس طرح یہ کتاب الحمد للہ ایک جامع مجموعہ بن گئی ہے' اور انشاء اللہ ایک نافع تالیف ثابت ہو گی۔

میرے علم کے مطابق اس حجم میں اتنے فوائد و علوم کی جامع اور کوئی کتاب نہیں اگرچہ اس کتاب میں تحریر شدہ معجزات کی نسبت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع معجزات کے ساتھ ایسی ہے جیسے پھول کی ایک معطر باغ کے ساتھ' بلکہ ایک قطرہ کی بحر بے بیکراں کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ عرش عظیم کے مالک سے دعا ہے کہ وہ بجاہ نبی کریم رؤف و رحیم اسے عمل مقبول' اور سعادت دارین' کا ذریعہ و وسیلہ بنائے' اسے نفع عظیم کا باعث اور راہ راست پر گامزن ہونے کا سبب ٹھہرائے۔ آمین

میں نے اس کا نام حجتہ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین رکھا ہے اور اسے ایک مقدمہ چار اقسام اور خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔

مقدمہ چار مباحث پر مشتمل ہے۔

مبحث اول :- معجزہ کا مفہوم' معجزہ اور دیگر خوارق عادات میں فرق

مبحث دوم :- اس میں یہ بحث ہے کہ انبیاء و مرسلین میں سے کسی کو جو فضیلت یا معجزہ ملا ہے تو اس جیسا یا اس سے بہتر سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں' تخلیق کے اعتبار سے اول اور بعثت میں سب سے آخر ہیں اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا منبع و سرچشمہ نور محمدی

ہے۔

مبحث سوم :- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات سب انبیاء و مرسلین کے معجزات سے زیادہ ہیں اور دیگر انبیائے کرام کے معجزات کا سلسلہ ان کے وصال کے ساتھ ہی منقطع ہو گیا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات قیامت تک جاری ہیں۔

بحث چہارم :- تعدد طرق کے بیان میں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزات کی خبریں مفید علم و یقین ہیں اور ان طرق اسانید سے صحت نبوت کا علم حاصل ہوتا ہے۔

قسم اول :-

کتاب کی قسم اول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت نبوت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ان بشارات پر مشتمل ہے جو آسمانی کتابوں سے بروایت احبار و رہبان منقول ہیں۔ یہ قسم آٹھ ابواب پر منقسم ہے۔

پہلا باب : آسمانی کتابوں میں بشارت مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
دوسرا باب : علمائے یہود کی زبانی بشارات مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
تیسرا باب : عیسائی راہبوں کی زبانی بشارت مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
چوتھا باب : کاہنوں کی زبان پر پیشین گوئیاں
پانچواں باب : جنات کی غیبی خبریں
چھٹا باب : بتوں کی پیشین گوئیاں
ساتواں باب : نبوتِ محمدیہ کے متعلق متفرق بشارتیں
آٹھواں باب : قلم قدرت کے ذریعے شان رسالت محمدیہ کا اظہار

قسم دوم :

اس کتاب کی دوسری قسم نورانیت مصطفےٰ کی تخلیق' پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف انتقال نور محمدی اور سید نا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس سے مشرف ہونا۔ قبل ولادت' دوران حمل' وقت ولادت و رضاعت اور عرصہ بعثت تک نبوت محمدیہ پر دلالت کرنے والے خوارق و آیات پر مشتمل ہے۔ اس قسم کے چار ابواب ہیں۔

باب اول :- نور محمدی کی تخلیق کا آغاز' اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات کی طرف انتقال' اور سیدہ آمنہ کے ہاں نور نبوت کی جلوہ گری

باب دوم :- مدت حمل و ولادت کے دوران معجزات و خوارق عادات
باب سوم :- عرصہ رضاعت کے دوران معجزات کا ظہور
باب چہارم :- قبل بعثت کے معجزات و خوارق عادات

قسم سوم :

بعثت سے وصال تک کے معجزات باہرہ جو نبوت کی دلیل ٹھہرے' اگرچہ تمام معجزات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر زبردست دلائل و براہین ہیں مگر دیگر اقسام کی نسبت یہ قسم معجزات' اطلاق معجزات کے زیادہ لائق ہے اور یہ قسم بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول :- معجزۂ قرآن کے بارے میں ہے کیونکہ قرآن حکیم کے دامن میں ان گنت معجزات ہیں۔ اس باب کی چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل :- قرآن کریم معجزہ ہے' بلکہ تمام معجزات سے افضل' اعظم' اکمل اور دائمی معجزہ ہے۔

دوسری فصل :- وجوہ اعجاز القرآن کا بیان

تیسری فصل :- قرآن میں غیبی خبریں جنہیں صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کی دو نوعیں ہیں۔

1- زمانہ ماضی کی خبریں 2- زمانہ مستقبل کی خبریں

چوتھی فصل :- قرآن عظیم کی فضیلت' تلاوت قرآن کے آداب و فضائل' دراصل یہ فصل امام جلیل محی الدین نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "التبیان فی آداب حملہ القرآن" کی تلخیص ہے' میں نے اس میں سوائے تقدیم و تاخیر کے کوئی تصرف نہیں کیا کیونکہ میں نے اس کی ترتیب کی قید نہیں رکھی۔

باب دوم :- عالم بالا کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات قصہ اسریٰ و معراج' دیدار ملائکہ' شق قمر' رد شمس اور شہابوں کا پھینکا جانا۔ اس باب کی تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل :- اسراء و معراج کا بیان

دوسری فصل :- فرشتوں کا دیدار

تیسری فصل :- چاند کا پھٹنا' سورج کا پلٹنا' شہابوں کا پھینکا جانا۔

باب سوم :- احیائے موتیٰ (مردوں کا زندہ کرنا) اس میں دو فصلیں ہیں۔

1- والدین مصطفےٰ کا زندہ ہونا اور ان کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔

2- وہ مردے جنہیں اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زندہ کیا۔

باب چہارم :- شفائے امراض کے معجزات' اخلاق' اعیان اور صفات کی تبدیلی۔ اس باب کی دو فصلیں ہیں۔

1- برکت مصطفیٰ سے مریضوں کو شفا ملنا

2- اخلاق' اعیان اور صفات میں تبدیلی۔

باب پنجم :- جمادات کا بولنا اور رسالت کی شہادت دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر جمادات کا حاضر خدمت ہونا اور سر تسلیم خم کرنا۔

باب ششم :- جانوروں کا کلام کرنا' رسالت کی گواہی دینا اور اطاعت کرنا۔

باب ہفتم :- اخبار بالمغیبات۔ اس میں تین فصلیں ہیں۔

1- قبل از وقت غیبی خبریں۔

2 - بعد از وقوع واقعہ کی غیبی خبریں' سوائے علامات قیامت کے' کیوں کہ ان کا ذکر کتاب کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ظاہر ہونے والے معجزات کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

3 - بعض خوابوں کا تذکرہ۔

باب ہشتم :- قبولیت دعا کے معجزات۔

باب نہم :- سامان خورد و نوش میں برکت مصطفیٰ کا ظہور

اس میں دو فصلیں ہیں۔

1- برکت مصطفیٰ سے قلیل کھانے کا کثیر ہونا۔

2 - دودھ میں برکت کا ظہور۔

باب دہم :- انگشتان رسول سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑنا' پانی کا کثیر ہونا اور دعا سے مینہ کا برسنا۔ یہ تین فصلیں ہیں۔

1- انگلیوں کی کرامت

2 - برکت مصطفیٰ سے کثرت آب۔

3 - دعائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جل تھل ہونا

باب یازدھم :- متفرق معجزات

باب دوازدھم :- فضائل و شمائل مصطفیٰ کے معنوی معجزات

قسم چہارم :-

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ظاہر ہونے والے خوارق عادات جو صحت نبوت اور صدق رسالت (محمدیہ) کی زبردست دلیل ہیں۔ اس میں تین باب ہیں۔

باب اول :- وصال شریف کے بعد متفرق خوارق عادات

باب دوم :- حالت خواب اور بیداری میں فریادیوں کی فریاد رسی اور امداد' یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

1- ان لوگوں کے بارے میں جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طلب مغفرت کے لئے استغاثہ کیا۔

2 - قید میں گرفتار' پریشان حال اور مصیبت زدہ لوگوں کا بارگاہ رسالت میں استغاثہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ان کی نجات اور رہائی۔

3 - بھوک اور پیاس میں استغاثہ

بابا سوم :- علامات قیامت

خاتمہ

خاتمہ کرامات اولیاء کے اثبات میں ہے' نیز اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو چیز کسی نبی کا معجزہ ہو سکتی وہ ولی اللہ کی

کرامت بھی بن سکتی ہے۔ یہ کرامات اولیاء نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاری معجزات ہیں اور پھر ان کرامات کے باعث معجزات مصطفیٰ کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

تنبیہ

اس کتاب میں معجزات سے میری مراد وہ تمام دلائل و آیات ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں' یہاں متکلمین کی خاص اصطلاح مراد نہیں ہے۔

مقدمہ

مقدمہ چار مباحث پر مشتمل ہے۔

مبحث اول

معجزہ کا مفہوم' معجزہ اور دیگر خوارق عادات میں فرق۔

قاضی القضاۃ امام ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمتہ اللہ اپنی کتاب اعلام نبوت میں فرماتے ہیں۔

امتوں کے مقابلہ میں انبیاء علیہم السلام کے دلائل و حجج جو امتوں کو معارضہ و مقابلہ سے عاجز کر دیتے ہیں' وہ صدق نبوت کی زبردست دلیل ہیں (اور انہی دلائل و براہین کو معجزات کہتے ہیں) معجزہ انسان کے اس خارق عادت فعل کو کہا جاتا ہے جو بغیر قدرت الٰہیہ ممکن نہیں' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اس شخص (یعنی رسول) کو اس خارق عادت فعل سے مختص فرماتا ہے' تاکہ اس کے اختصاص رسالت کی تصدیق و تائید ہو۔ لہٰذا زمان تکلیف میں اس شخص سے جب اس قسم کا فعل صادر ہو گا تو اس کے ادعائے نبوت کی صداقت پر دلیل ہو گا' مگر قرب قیامت میں جب احوال تکلیفیہ ساقط ہو جائیں گے اور خارق عادات نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو اس وقت ان خارق عادات باتوں کو کسی مدعی نبوت کے لئے معجزہ نہیں قرار دیا جائے گا۔

معجزہ میں اعتبار خرق عادات کا ہے' کیونکہ امور عادیہ میں سچا شخص اور جھوٹا دونوں شریک و شامل ہوتے ہیں۔ لہٰذا غیرعادی باتیں صرف سچے شخص کے ساتھ مختص ہوں گی' جھوٹے شخص کے ساتھ نہیں' پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ معجزہ خارق عادت فعل کا نام ہے تو ان امور غیرعادیہ کو دس اقسام میں تقسیم کریں گے۔

1 - ایسا امر جس کی جنس قدرت بشر سے باہر ہو مثلاً اختراع اجسام' قلب ماہیت اور مردوں کا زندہ کرنا' اس فعل کا قلیل و کثیر معجزہ ہے کیونکہ قلیل بھی کثیر کی طرح قدرت انسانی سے خارج ہے۔

2 - وہ خارق عادت فعل جس کی جنس تو زیر قدرت ہو مگر اس کی مقدار انسانی بساط میں نہ ہو' جیسے ارض بعید کا مدت قلیلہ میں طے کرنا' یہ فعل خارق عادت ہونے کے باعث معجزہ ہے۔

3 - ایسے علم کا ظاہر ہونا جو معلومات بشر سے خارج ہو جیسے واقعات غیبیہ کی خبریں دینا' یہ دو شرطوں سے معجزہ ہو گا' ایک یہ کہ اس کا فعل متکرر ہو' یہاں تک کہ حد اتفاق سے نکل جائے' یعنی لوگ اسے کوئی اتفاقی امر نہ سمجھ لیں'

دوسری یہ کہ یہ سبب سے مجرد ہو' ایسا سبب جس کے ذریعے اس پر استدلال کیا جائے۔

4 - ایسا خارق عادت معاملہ جس کی نوع مقدور بشر سے وراء ہو اگرچہ اس کی جنس مقدور بشر میں ہو جیسے قرآن حکیم' جو اپنے اسلوب بیان کی وجہ سے دیگر اقسام کلام سے الگ ہے۔ لہٰذا اس کی نوع خارج از قدرت ہونے کی وجہ سے معجزہ ہے۔ پس یہ نوع اس جنس کی مانند ہو گئی جو قدرت انسانی سے باہر ہے۔

5 - ایسا خارق عادت امرفی نفسہ افعال بشر میں داخل ہو مگر وہ مقدور بشر سے نکل جائے' مثلاً بیمار شخص کا فوراً صحت یاب ہونا' بیج سے آناً فاناً کھیتی کا اگا دینا' وجہ اس کی یہ ہے کہ پرانے مرض کا فوری ازالہ اور آہستہ تیار ہونے والی فصل کا جلدی پک جانا خارق عادت فعل ہے۔ اس طرح خارج از قدرت ہونے کے باعث یہ معجزہ ہے۔

6 - داخل قدرت چیز پر قابو نہ رہنا' مثلاً خوف یا دہشت کی وجہ سے ناطق شخص کی زبان گنگ ہو جانا' ایسا معجزہ صرف عاجز شخص کے ساتھ مخصوص ہو گا' دوسروں کے لئے (متعدی) ہو گا۔ کیونکہ اس عاجز آنے والے کو اپنے عجز کا یقین ہو گا۔ دوسروں کو اس کے عجز کا یقین نہیں ہو سکتا۔

7 - بے زبان جانوروں سے کلام کروانا' بے جان چیزوں سے حرکت کروانا' اگر یہ افعال نبی کے بلانے یا اشارے سے ہو تو معجزے ہیں اور اگر بغیر استدعا و اشارہ ہوں تو معجزے نہیں اگرچہ یہ خرق عادت ہیں مگر ایسے واقعات شاذو نادر ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

8 - کسی چیز کا بے وقت ظاہر ہونا مثلاً موسم گرما کے پھلوں کا موسم سرما میں ظاہر ہونا' اسی طرح موسم سرما کے پھلوں کا موسم گرما میں پیدا ہونا۔ اگر ان پھلوں کا بے موسم باقی رکھنا اور محفوظ کرنا ممکن ہو تو یہ معجزہ نہیں' اگر ان کا بے وقت محفوظ رکھنا ممکن نہ ہو اور یہ پیدا ہو جائیں خواہ نبی اپنی طرف سے اس کا اظہار کرے یا وہ مطالبہ پر ظاہر کرے ہر دو صورتوں میں یہ معجزہ ہو گا۔

9 - بند پانی کا جاری کرنا یا جاری پانی کا روک دینا' اگر اس فعل کا وقوع بلا سبب ہو تو خارق عادت ہونے کی وجہ سے معجزہ ہے۔

10 - کثیر تعداد میں لوگوں کا تھوڑے کھانے سے سیر ہونا' اس طرح تھوڑے سے پانی سے سیراب ہونا یہ خاص ان لوگوں کے حق میں معجزہ ہے' دوسروں کے لئے نہیں' اس کی علت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

پس یہ تمام اقسام اور اس کے نظائر معجزہ کی تعریف میں آتے ہیں۔ یہ معجزہ ہونے میں یکساں حکم رکھتے ہیں۔ اور مدعی نبوت کے دعویٰ کی تصدیق و تائید کرتے ہیں' اگر معجزات میں دیگر اعتبارات سے اختلاف اور فرق ہوتا ہے جس طرح دلائل توحید ظہور و خفا کے لحاظ سے اختلاف رکھتے ہیں' حالانکہ ان میں سے ہر ایک فی نفسہ توحید کی دلیل ہے۔ رہا وہ فعل جو انسان کی قدرت میں ہے مگر کچھ آدمی اس پر قادر نہ ہوں تو یہ معجزہ شمار نہ ہو گا' کیونکہ یہ ایسی جنس ہے جس پر انسانی قدرت ثابت ہے' تو طاقت و قدرت میں زیادتی دراصل کمال مہارات سے پیدا ہوئی۔ مثلاً صنائع میں کاریگروں کا اختلاف' تو مہارت فن کی وجہ سے یہ کمال معجزہ نہیں کہ کوئی آدمی اس کے زعم میں دعویٰ نبوت کر بیٹھے۔

الشیخ عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات

سیدی امام عارف باللہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "الیواقیت و الجواہر" کے اتیسویں مبحث میں تحریر فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کو اعتقادی ظلمتوں اور عملی گمراہیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب بھی کسی رسول کو مبعوث کیا گیا تو وہ زمانہ حیرت و گمراہی کا زمانہ تھا' لوگوں کی عقلیں تنزیہہ و تشبیہ کے درمیان متردد تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے لوگوں پر احسان کیا کہ ان کے لئے ایک ایسے شخص کو مقرر فرمایا جس نے آکر انہیں بتایا کہ وہ ان کے پاس اللہ کے ہاں سے ایک رسالت لایا ہے اور وہ اس رسالت کے ذریعے ان کی حیرت اور گمراہی کا ازالہ کرے گا۔ تو انہوں نے اپنی عقلی اور فکری قوتوں کو استعمال میں لاکر غور کیا اور سمجھ لیا کہ رسالت کا یہ سلسلہ جائز و ممکن ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس رسالت کو مان گئے اور تکذیب کے درپے نہ ہوئے' پھر جب اس رسالت کی صداقت پر دلالت کرنے والی کوئی علامت نہ دیکھی تو توقف کرکے دریافت کیا کہ کیا آپ اللہ کی طرف سے کوئی نشانی لائے ہیں؟ جس سے آپ کی رسالت کی صداقت معلوم ہو کہ اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیونکہ اس نشانی کے بغیر ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی فرق نہیں' تو اس رسول نے ان لوگوں کے سامنے معجزہ پیش کیا' جسے کچھ لوگوں نے تسلیم کرلیا اور کچھ نے ماننے سے انکار کردیا' اللہ تعالیٰ نے دراصل انبیاء و رسل کو اس لئے معجزات باہرہ سے مؤید فرمایا ہے کہ ان کی قومیں ان معجزات کی بنیاد پر ان کے سامنے سر اطاعت خم کریں کیونکہ انسانوں کی فطرت ہے کہ وہ برہان و دلیل دیکھے بغیر ایک دوسرے کی بات نہیں مانتے۔

جمہور علمائے اصول نے معجزہ کی یہ تعریف کی ہے۔ معجزہ ایسے امر خارق عادت کو کہتے ہیں جو انبیائے کرام کے ہاتھ پر تحدی (طلب معارضہ) کے ساتھ ظاہر ہو اور لوگ اس کے معارضہ کی تاب نہ لاسکیں' یعنی ان سے اس جیسے خارق عادت فعل کا وقوع نہ ہو سکے۔

تحدی سے مراد دعوائے رسالت ہے' ہماری مذکورہ گفتگو میں اس بات کی تنبیہہ ہے کہ اقتران بالتحدی (دعوی رسالت سے معجزہ کا ملا ہوا ہونا) شرط نہیں' یعنی اس کی مثل لانے کا مطالبہ کرنا جو تحدی کا حقیقی معنی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دعوائے رسالت کے لئے کافی ہے' پس ہر وہ شخص جو رسالت و نبوت کا دعویٰ کرے اس سے اگر یہ کہا جائے کہ اگر تو رسول ہے تو کوئی معجزہ پیش کر تو اس مطالبہ پر اللہ اس کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کردے۔ اس طرح یہ ظہور معجزہ اس کی صداقت کی دلیل ہو گا۔

امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے شیخ ابوطاہر القزوینی کی کتاب "سراج العقول" میں پڑھا' وہ کہتے ہیں۔

نبوت انبیاء کے ثبوت کی قطعی دلیل معجزات ہیں اور معجزہ کی تعریف یہ ہے۔

ایسا فعل جسے اللہ تعالیٰ خارق عادت طور پر مدعی نبوت کے ہاتھ پر تصدیق دعویٰ کیلئے پیدا فرمائے' معجزہ کہلاتا ہے۔ یہ خارق عادت فعل دراصل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے قائم مقام ہے کہ انت رسولی بے شک تو میرا رسول ہے

اس سے اس شخص کے دعوائے رسالت کی تصدیق ہوتی ہے۔

ایک مثال:۔ مثلاً کوئی شخص بادشاہ کے حضور مجمع عام میں اٹھ کر کہے' اے جماعت حاضرین! میں اس بادشاہ عالی پناہ کا نمائندہ ہوں اور میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ بادشاہ سلامت کھڑے ہو کر اپنے سر سے تاج اتاریں گے تو وہ بادشاہ اسی وقت اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے کھڑا ہو کر تاج اتار دے' کیا اس بادشاہ کا یہ فعل اس کہنے کے مترادف نہیں ہو گا۔

صدقت اَنتَ رَسُولِی — اے میرے نمائندے بے شک تو میرا ایلچی اور نمائندہ ہے۔

معجزہ اور کرامت کے درمیان فرق

شیخ قزوینی فرماتے ہیں۔ معجزہ تحدی (یعنی دعوی رسالت) کے ساتھ ہوتا ہے' جبکہ کرامت کے وقوع کے وقت ولی کی طرف سے تحدی نہیں ہوتی' حقیقت اس کی یہ ہے کہ جب ولی خارق عادت فعل کے ساتھ اپنی ولایت کا دعویٰ کرے تو یہ معجزہ رسول کا قادح نہیں بخلاف اس کے کہ وہ ولی اس فعل سے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے' دریں صورت وہ اس دعویٰ میں کاذب ہو گا اور کاذب اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا' لہٰذا اس کے ہاتھ پر ایسے فعل خارق عادت کا ظہور ناممکن و نادرست ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام سے صادر ہوتا ہے۔

معجزہ جادو اور شعبدہ بازی میں فرق

معجزہ بذات خود باقی رہتا ہے یا تا دیر اس کا اثر برقرار رہتا ہے مگر اس کے مقابل جادو سریع الزوال ہوتا ہے یعنی اس کا اثر فوراً زائل ہو جاتا ہے۔

نبی اپنا معجزہ ملک کے بڑے بڑے اصحاب عقل و دانش کے سامنے مجمع عام میں دکھاتا ہے' جبکہ شعبدہ باز اپنے شعبدے اور کرتب بچوں اور کم عقل جاہلوں کو دکھاتا ہے۔

معجزہ اور کہانت میں فرق

معجزہ خارق عادت فعل ہوتا ہے جو ہمیشہ نبی کی طرف سے تحدی کے ساتھ وقوع پذیر ہوتا ہے' دراصل معجزہ خدا کی طرف سے دعوائے نبوت کی عملی تصدیق ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ مگر کہانت ایسے کلمات ہوتے ہیں جو کاہن کی زبان پر جاری ہوتے ہیں جو کبھی واقعہ کے مطابق ہوتے ہیں کبھی واقعہ کے خلاف۔

نبی شکل و صورت اور سیرت میں ہمیشہ کامل ہوتا ہے' جبکہ کاہن فاسد العقل اور ناقص الرائے ہوتا ہے۔ اگر کہانت کے ذریعے نبوت کا دعویٰ کرے گا تو کوئی اور کاہن اس کے اس دعوے کا مقابلہ کرے گا۔ تو اس طرح ان کے درمیان کوئی چیز وجہ امتیاز نہیں ہو گی' بخلاف نبوت کے کہ جب کوئی نبی معجزہ کے ساتھ چیلنج اور تحدی کرتا اور کوئی جھوٹا مدعی اس کے مقابل آتا تو وہ سچے نبی کے معجزہ کی مثال لانے سے عاجز آ جاتا' علمائے کرام نے اس موضوع پر بھرپور اور سیر حاصل گفتگو کی ہے' اور کاذب کے ہاتھ پر معجزہ کے استحالہ پر اجماع نقل کیا ہے۔

امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام قزوینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معجزہ کے موضوع پر طویل بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ معجزہ کی شرط یہ ہے کہ وہ خارق عادت فعل ہو' کیونکہ عادی افعال تو سچے یا جھوٹے شخص سے

وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ معجزہ کا وقوع عرصہ تکلیف میں ہوتا ہے کیونکہ وقوع قیامت کے وقت جو افعال ظاہر ہوں گے مثلاً آسمان کا پھٹنا' سورج کا لپیٹ دیا جانا' وغیرھا اگرچہ ناقض عادت افعال ہیں' مگر معجزہ نہیں کیونکہ دار آخرت دار تکلیف نہیں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ یہ فعل مقرون بالتحدی ہو یعنی دعویٰ رسالت کے ساتھ ہو کیونکہ بعض اوقات ناقض عادت افعال وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً زلزلے اور صاعقے' تو مقرون بالتحدی نہ ہونے کے باعث ایسے افعال معجزات میں شمار نہیں ہوتے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ معجزہ علی وجہ الابتداء ہو' کوئی شخص قرآن کی کوئی سورت سیکھ کر کسی ایسے علاقے میں چلا جائے جہاں لوگوں تک دعوت اسلام نہ پہنچی ہو اور وہ وہاں دعویٰ رسالت کرے اور بطور ثبوت اس سورت قرآن کو پیش کرے تو یہ معجزہ نہ ہو گا۔ اس بحث میں خوب غور کریں' یہ بہت نفیس ہے۔

المواھب اللدنیہ میں معجزات کی بحث

امام قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مواھب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

معجزہ ایسے خارق عادت امر کو کہتے ہیں جو مقرون بالتحدی ہونے کی وجہ سے انبیائے کرام علیہم السلام کی صداقت کی دلیل ہو' اسے معجزہ اس لئے کہتے ہیں کہ انسان اس کی مثل لانے سے عاجز ہوتا ہے' پس معجزہ کے لئے یہ شرطیں ہیں۔

1 - فعل معجزہ خارق عادت ہو جیسے مصطفیٰ علیہ الصلاۃ و السلام کے اشارے سے چاند کا پھٹنا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کا پھوٹ پڑنا۔

2 - فعل معجزہ تحدی یعنی دعوی نبوت کے مقابل طلب معارضہ سے مقرون ہو' محققین تحدی کا معنی دعویٰ رسالت کرتے ہیں۔

3 - یہ کہ کوئی شخص اس کی مثل نہ لا سکے۔ جس طرح کہ پیغمبر نے علی وجہ المعارضہ پیش کیا۔

مذکورہ بالا شرط میں تحدی کی قید سے بلا تحدی خارق عادت خارج ہو گیا' اسی کو کرامت کہتے ہیں' اور مقارن بالدعویٰ ہونے کی قید سے تحدی سے قبل کے خارق عادت امور نکل گئے' جیسے دعویٰ رسالت سے قبل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بادلوں کا سایہ کناں ہونا اور شق صدر کا واقعہ۔

ایسے واقعات کرامات کے زمرہ میں آتے ہیں جن کا وقوع اولیائے کرام کے لئے جائزہ ہے تو انبیائے کرام کے لئے قبل بعثت کیوں جائز نہیں' کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام قبل از اعلان نبوت بھی مرتبہ ولایت سے کم نہیں ہوتے' لہٰذا تاسیس نبوت کے طور پر ان سے ایسے افعال کا صدور جائز ہے۔

قید مقارنت سے بعد از تحدی واقعات بھی خارج ہو گئے۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض مردوں کا کلمہ شہادت پڑھنا' اس قسم کے واقعات حد تواتر تک ہیں۔

مقرون بالتحدی کی شرط سے جادو کے ساتھ معارضہ کا معاملہ بھی خارج از بحث ہو گیا کیونکہ غیر انبیاء کی طرف سے

جادو کی مثل لانا ممکن ہے۔

ہاں ! اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا جادو سے قلب ماہیت اور تبدیلی فطرت ہوتی ہے کہ نہیں ایک گروہ قلب ماہیت کا قائل ہے ان کا نکتہ نگاہ ہے کہ جادوگر جادو کے زور سے انسان کو گدھا بنا سکتا ہے' دوسرا گروہ کہتا ہے کہ کوئی بھی قلب اعیان اور تبدیلی فطرت و طبیعت پر قادر نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے ماہیت اور طبیعت کو بدلتا ہے' کوئی ساحر ہو یا صالح وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ اگر وہی بات ہم ساحر کے لئے بھی تجویز کریں جو نبی کے ساتھ مختص ہے پھر نبی اور ساحر میں کیا فرق رہ جائے گا؟ اور اگر قاضی علامہ ابوبکر باقلانی کی شرط تحدی کی پناہ لی جائے تو یہ جواب کئی وجوہ سے غلط قرار پائے گا۔

ہاں ! اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا جادو سے قلب ماہیت اور تبدیلی فطرت ہوتی ہے کہ نہیں ایک گروہ قلب ماہیت کا قائل ہے ان کا نکتہ نگاہ ہے کہ جادوگر جادو کے زور سے انسان کو گدھا بنا سکتا ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ کوئی بھی قلب اعیان اور تبدیلی فطرت و طبیعت پر قادر نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے ماہیت اور طبیعت کو بدلتا ہے۔ کوئی ساحر ہو یا صالح ہو اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ اگر وہی بات ہم ساحر کے لئے بھی تجویز کریں جو نبی کے ساتھ مختص ہے' پھر نبی اور ساحر میں کیا فرق رہ جائے گا؟ اور اگر قاضی علامہ ابوبکر باقلانی کی شرط تحدی کی پناہ لی جائے تو یہ جواب کئی وجوہ سے غلط قرار پائے گا۔

1 - تحدی کی شرط قول بلا دلیل ہے۔ کتاب و سنت اور اجماع امت سے اس پر کوئی سند نہیں اور جو بات دلیل و برہان سے خالی ہو وہ باطل ہوتی ہے۔

2 - نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکثر معجزات بلا تحدی تھے مثلاً سنگریزوں کا بولنا' انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا۔ جذع (تن خرما) کا کلام کرنا' ایک صاع خوراک سے سینکڑوں کا پیٹ بھر کر کھلانا' لعاب دہن سے آنکھ کا ٹھیک ہونا ذراع (دست بز) کا تکلم کرنا' اونٹ کا شکایت کرنا اور اسی طرح کے دیگر عظیم معجزات بغیر تحدی ظاہر ہوئے' اور یہ کہنا بھی بے جا نہیں کہ شاید رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف قرآن حکیم سے تحدی فرمائی۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ قول انتہائی افسوس ناک ہے کہ اس سے تو آیات و دلائل میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہتی سوائے دو چیزوں کے' اور وہ تمام معجزات لغو ٹھہرتے ہیں جو تلاطم خیز سمندر کی مانند ہیں' جو آدمی اس بات کا قائل ہے کہ یہ معجزات و آیات نہیں ہیں تو وہ بدعت کی بجائے کفر کے زیادہ قریب ہے۔

(ان معجزات و آیات کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ) کہ علماء فرماتے ہیں کہ جب کبھی اس قسم کا کوئی خارق عادت فعل سرزد ہوتا تو نبی کریم علیہ الصلوۃ و السلام ارشاد فرماتے۔

اَشْهَدُ اَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

علمائے کرام کے نزدیک اس قول کے فساد پر دلالت کرنے والی تیسری وجہ یہ آیت قرآنی ہے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا

"اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان

يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَا اِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ لائیں گے تو فرما دو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا خبر کہ جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے"۔ (الانعام 109)

ایک اور آیت قرآنی ہے۔

وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیَاتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ "ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یونہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا"۔ اسراء 59

کفار نے انبیائے کرام علیہم السلام سے جو معجزات طلب کئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آیات کا نام دیا اور تحدی کی شرط نہیں رکھی' پس ثابت ہوا کہ اشتراط تحدی باطل محض ہے۔ انتہی ملحض از تفسیر شیخ ابی امامہ' میں اس کے جواب میں گزارش کروں گا کہ اقتران بالتحدی کی شرط اس معنی میں نہیں کہ فی الواقع معجزہ پیش کرنے کا مطالبہ کیا جائے جو کہ تحدی کا مفہوم اصلی ہے' بلکہ یہاں طلب معجزہ کی جگہ دعویٰ رسالت ہی کافی ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ معجزہ تحدی کرنے والے کے دعویٰ کے موافق واقع ہو' جہاں کہیں مذکورہ بالا باتوں میں فساد و اختلال ہو گا تو معجزہ کا وجود متحقق نہیں ہو گا۔

ایک سوال

انبیائے کرام سے جو خوارق عادات افعال صادر ہوتے ہیں انہیں معجزہ سے تعبیر کرنا بہتر ہے' یا آیت سے؟ یا دلیل سے؟

الجواب :۔ ائمہ کرام معجزات انبیاء کو دلائل نبوت اور آیات رسالت سے موسوم کرتے رہے ہیں' قرآن حکیم میں لفظ معجزہ استعمال نہیں ہوا نہ ہی سنت میں یہ لفظ وارد ہوا ہے' بلکہ قرآن و سنت میں اس کے لئے آیت بینہ اور برہان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ بہت سے ائمہ کرام معجزہ صرف انبیائے کرام علیہم السلام کے افعال خارقہ کو قرار دیتے تھے اور جو لوگ اولیائے کرام کیلئے خارق عادت افعال ثابت کرتے وہ ان خارق عادت افعال کو کرامات کہتے' جبکہ سلف صالحین دونوں قسم کے خوارق عادات امور کو معجزہ ہی کہہ دیتے۔ مثلاً امام احمد وغیرہ ائمہ کرام بخلاف آیت و برہان کے یہ الفاظ نبی کے خارق عادت امور کے ساتھ مختص ہیں' بعض اوقات ائمہ کرام کرامات کو بھی معجزات ہی کہہ دیتے ہیں' کیونکہ یہ کرامات بھی اس نبی کی نبوت کی دلیل ہیں جس کا وہ صاحب کرامت ولی امتی اور تبع ہے۔ انتہی (کلام مواہب باختصار)

ارشاد امام ابن حجر رحمہ اللہ

امام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح ہمزیہ میں رقم طراز ہیں۔

"حق یہ ہے کہ تحدی یہاں مفہوم اصلی یعنی طلب معارضہ و مقابلہ کے لئے استعمال نہیں ہوا' بلکہ دعوی نبوت کیلئے آیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام معجزات تحدی سے مقرون تھے' قرب قیامت میں دجال لعین کے ہاتھ پر جو خارق عادت امور ظاہر ہوں گے وہ اس مفہوم کے منافی نہیں کیونکہ وہ لعین نبوت کا مدعی نہ ہو گا' بلکہ الوہیت کا

دعوے دار ہو گا جس کے کذب پر قطعی دلائل قائم ہیں اور اس کے ہاتھ پر ان امور کا صدور و ظہور صرف فتنہ و آزمائش کے لئے ہو گا۔"

مطالع المسرات میں معجزہ کی بحث

امام فاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

رسول کے ہاتھ پر جو خوارق عادت افعال تحدی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں انہیں معجزات کہتے ہیں اور یہ متکلمین کی اصطلاح ہے۔ علمائے کلام کہتے ہیں کہ رسول کے ہاتھ پر جو خارق عادت فعل اس طرح ظاہر ہو کہ اس کا معارضہ نہ ہو سکے تو اسے "آیت" اور "دلیل" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان آیات کا مجموعہ انبیائے کرام کے حق میں معجزہ ہے' نبی کریم علیہ الصلاۃ و السلام نے اپنے اس ارشاد میں اسی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

مَا مِنْ نَّبِيٍّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا اٰمَنَ عَلٰى مِثْلِهِ الْبَشَرَ وَكَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ وَحْيًا يُّوْحٰى اِلَيَّ

"انبیائے کرام میں سے ہر نبی کو آیات و معجزات سے سرفراز کیا گیا' انہی کی وجہ سے لوگ ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی کا ہے" (بخاری شریف)

غیر متکلمین ائمہ کرام ان معجزات کو دلائل نبوت اور آیات نبوت کا نام دیتے ہیں' اسی لئے وہ اس موضوع پر تالیف شدہ کتب کے نام دلائل نبوت' اور دلائل اعجاز رکھتے ہیں اور اس موضوع پر بے شمار کتابیں تصنیف کی گئیں ہیں۔

علامہ امیر نے اپنے حاشیہ (علیٰ عبدالسلام) میں خوارق کے موضوع پر یہ بحث فرمائی۔

خوارق عادات کی سات قسمیں ہیں۔

1 - ایسا معجزہ جو تحدی چیلنج سے مقرون ہو۔

2 - ارہاص :- اس خارق عادت فعل کا صدور قبل بعثت ہوتا ہے۔

3 - کرامت :- یہ خارق عادت فعل اولیائے کرام سے صادر ہوتا ہے۔

4 - معونت :- عام آدمی کا مصیبت سے (خلاف عادت) نجات پانا۔

5 - استدراج :- کسی فاجر کے ہاتھ پر اس کے دعوی کے مطابق کوئی خارق عادت صادر ہو' یہ مدعی الوہیت سے ممکن ہے مگر نبوت کے جھوٹے دعوے دار سے اس کا صدور محال ہے۔ جیسے دجال لعین سے ایسے افعال کا ظہور' مگر نفی الوہیت کے واضح دلائل کی روشنی میں اس سے اس قسم کے افعال ظاہر ہونے سے کسی التباس کا اندیشہ نہیں۔

6 - اہانت :- کسی فاجر کے دعوی کے برخلاف امر خارق کا ظہور۔

7 - جادو اور شعبدہ بازی :- یہ خوارق میں سے نہیں کیونکہ اسباب کے استعمال کی وجہ سے امور عادیہ میں شمار ہوتے ہیں۔

علامہ شیخ ابراہیم باجوری اور معجزہ کی وضاحت

علامہ باجوری حاشیہ' جوہرہ میں زیر قول بالمعجزات اید و اتکرما فرماتے ہیں۔

علامہ باجوری حاشیہ' جوہرہ میں زیر قول بالمعجزات اید و اتکرما فرماتے ہیں۔

لغت میں معجزہ عجز سے ماخوذ ہے اور عجز ضد ہے قدرت کی' عرف میں معجزہ ایسے خارق عادت امر کو کہتے ہیں جو تحدی یعنی دعوائے رسالت و نبوت کے ساتھ مقرون ہو' اور منکرین و مخالفین اس کے معارضہ سے عاجز ہوں' یہی تعریف علامہ سعد تفتازانی رحمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے۔

محققین نے اس میں سات قیود کا لحاظ رکھا ہے۔

1- یہ امر خارق قول' فعل یا ترک فعل کی صورت میں ہو قول کی مثال قرآن حکیم ہے' فعل کی مثال انگشتان رسول سے پانی کا جاری ہونا ہے اور ترک فعل کی مثال' آتش نمرود کا سید نا ابراہیم علیہ السلام کو جلانے سے باز رہنا ہے' اس قید سے صفت قدیمہ خارجہ ہو گئی' مثلاً کوئی کہے کہ میری صداقت کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفت اختراع و ایجاد سے متصف ہے تو یہ اس کی صداقت کی دلیل نہیں ہو گی۔

2- دوسری قید یہ ہے کہ فعل معجزہ خارق عادت ہو' اس سے غیر خارق امر کی نفی ہو گئی' مثلاً کوئی دعویٰ کرے کہ میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ سورج مشرق سے طلوع کرے گا اور مغرب میں غروب ہو گا (کیونکہ یہ سلسلہ طلوع و غروب امر عادی ہے لہٰذا اس کی صداقت ثابت نہ ہو گی)

3- معجزہ کا صدور مدعی نبوت و رسالت سے ہو' اس طرح معجزہ اور کرامت میں خط امتیاز کھینچ گیا' اور کرامت وہ ہے جو کسی نیک بندے سے ظاہر ہو' جبکہ معونت عام لوگوں سے مصیبت سے نجات کا خلاف عادت عمل ہے (استدراج اور اہانت کا قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے)

4- چوتھی قید یہ ہے کہ معجزہ دعوائے رسالت و نبوت کے ساتھ حقیقتاً یا حکماً مقرون ہو حکما اس طرح کہ معجزہ دعوائے رسالت کے کچھ عرصہ بعد واقع ہو' اس قید سے ارہاص کی نفی ہو گئی جس کا صدور قبل بعثت ہوتا ہے۔

5- پانچویں قید یہ ہے کہ معجزہ دعویٰ کی دلیل سمندر کا پھٹنا قرار دے اور اس کے برخلاف پہاڑ پھٹ جائے۔

6- چھٹی قید یہ ہے کہ اس خارق عادت فعل سے مدعی کی تکذیب لازم نہ آئے۔

7- اور ساتویں شرط یہ ہے کہ اس فعل خارق کا معارضہ و مقابلہ نہ کیا جا سکے' اس سے جادو اور شعبدہ کا معجزہ سے فرق بھی واضح ہو گیا' کیونکہ جادو اور طلسمات ہاتھ کی صفائی اور سبک دستی کا مظہر ہوتے ہیں اور بہ ظاہر وہ حقیقی نظر آتے ہیں' حالانکہ ان کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

بعض لوگوں نے آٹھویں قید کا اضافہ بھی کیا ہے کہ معجزہ نقض عادت کے زمانہ میں ظاہر نہ ہو۔ مثلاً قرب قیامت میں جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا (تو اس وقت اس معجزہ کا صدور معجزہ شمار نہیں ہو گا) اس قید سے دجال لعین کے خلاف عادت معاملات کی نفی ہو گئی۔ مثلاً اس زمانہ میں وہ حکم دے گا تو آسمان سے بارش ہو گی اور اس کے حکم پر زمین سے سبزہ اگ آئے گا۔

امام باجوری رحمتہ اللہ علیہ زیر قول (و معجزاتہ کثیرۃ غرر' یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے شمار روشن معجزات ہیں) لکھتے ہیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو معجزات قطعی معلوم اور تواتر سے منقول ہیں مثلاً قرآن حکیم تو ان

معجزات کے منکر کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں اور جو معجزات تواتر سے منقول نہ ہوں مگر حد شہرت و استفاضہ تک ہوں مثلاً انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا وغیرہ تو ایسے معجزات کا منکر فاسق ہے اور اگر یہ معجزات درجہ شہرت تک نہ ہوں مگر بطریق صحیح یا حسن ثابت ہوں تو کا منکر تعزیر کا مستحق ہے۔ انتہٰی

اس تحریر کے بعد میں نے اسی قسم کا مضمون "ہدایت المرید شرح جوھرۃ التوحید" تصنیف علامہ ابراہیم لقانی میں دیکھا ہے۔

مبحث دوم

انبیاء و مرسلین میں سے کسی کو جس معجزہ اور فضیلت سے سرفراز کیا گیا' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس جیسے یا اس سے اعلیٰ شرف سے مشرف کیا گیا' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے تمام معجزات کا سرچشمہ بھی نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ امام ابو صیری رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ كُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِم

ترجمہ :- جس قدر معجزات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لائے (فی الحقیقت) وہ تمام معجزات ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے نور سے حاصل ہوئے۔

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارُهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَم

ترجمہ :- کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام آفتاب کمال ہیں اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم و ہدایت کی روشنی کو ضلالت و جہالت کی تاریکی میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے رہے۔

امام قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مواہب میں بحوالہ ابن مرزوق فرماتے ہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نبی کا معجزہ نور محمدی سے مستفاد ہے اور اس عطا کے باوجود اس سرچشمہ نور میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی' کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خورشید رسالت ہیں اور دیگر انبیائے کرام اسی نظام شمسی کے ستارے ہیں وہ ظلمتوں میں اسی آفتاب کی روشنی ظاہر کرتے رہے وجہ یہ ہے کہ ستارے بذات خود روشن نہیں ہوتے' بلکہ روشنی کیلئے وہ سورج کے محتاج ہیں اور سورج جب او جھل ہوتا ہے تو وہ اس کی روشنی پھیلاتے ہیں' اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے نور کمال کو ظاہر کرتے رہے' لہٰذا جس قدر انوار ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے وہ سب نور محمدی کا فیضان اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد کا ثمرہ ہے' اس فیضان کا پہلا ظہور آدم علیہ السلام کی ذات میں ہوا کہ اللہ نے انہیں خلیفہ بنایا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جوامع کلمات میں سے اسماء کے ذریعے ان کی امداد فرمائی تو اس علم اسماء کے ذریعے انہیں ان فرشتوں پر غلبہ حاصل ہوا' جنھوں نے انسان کو فسادی اور خونریز قرار دیا تھا' پھر خلافت ارضیہ کا یہ سلسلہ جاری رہا تا آنکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمانی ظہور کا زمانہ آ گیا تاکہ شان رسالت محمدیہ کا ظہور تام ہو۔

پھر جب شمس نبوت افق جہاں پر جلوہ گر ہوا تو نبوت کا ہر نور اس کے انوار میں جذب ہو کر رہ گیا اور دیگر انبیائے

کرام کے تمام نشانات نبوت اس کے معجزات میں گم ہو گئے' تمام رسالتیں اور نبوتیں اس کے لوائے رسالت کے سائے میں جمع ہو گئیں اور فرداً فرداً جس کو جو فضیلت و کرامت بخشی گئی اس کی مانند حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کی گئی۔

حسن یوسف' دم عیسیٰ' ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

1 - آدم علیہ السلام کو یہ خوبی ملی کہ اللہ نے انہیں دست قدرت سے تخلیق فرمایا' جبکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرح صدر کی دولت عطا فرمائی اور اس میں ایمان و حکمت کی تخلیق فرمائی' اسی کو خلق نبوی کہتے ہیں' اس طرح اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خلق وجود سے مشرف کیا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلق نبوت سے سرفراز فرمایا' تخلیق آدم کا مقصد یہ تھا کہ ان کی پشت مبارک جوہر محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام و محل بنے' اس لحاظ سے اصل مقصود سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی آدم علیہ السلام تو محض وسیلہ و ذریعہ تھے۔

2- فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا

امام فخرالدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا کہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم اس لئے دیا گیا' کہ ان کی پیشانی میں نور محمدی چمک رہا تھا۔ امام فاکہانی رحمہ اللہ ابو عثمان واعظ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام سہل بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

فرما کر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو ایسے شرف سے مشرف کیا جو آدم علیہ السلام کے شرف سجدۂ ملائکہ سے زیادہ جامعیت اور کمال کا حامل ہے' کیونکہ شرف آدم میں فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی شرکت کسی صورت جائز نہ تھی' لہذا شرف محمد رسول اللہ میں ذات خداوندی کی ملائکہ اور مومنین کے ساتھ شمولیت اس شرف آدم سے کہیں افضل ہے جو فرشتوں کے ساتھ مختص تھا۔

3- فضیلت تعلیم اسماء

ابو رافع کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میری امت آب و گل کے اندر مثالی شکل میں میرے سامنے پیش کی گئی تو آدم علیہ السلام کی طرح میں نے تمام افراد امت کے نام جان لیئے' تو جس طرح آدم علیہ السلام کو اسمائے اشیاء کی تعلیم دی گئی اسی طرح محمد رسول اللہ کو مع اضافہ علوم عطا کئے گئے۔ (مسند فردوس)

4- رفع ادریس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تو سیدنا محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو معراج کی رفعت بخشی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسے بلند مقام پر اٹھایا جہاں کی رفعتوں سے کوئی آشنا نہ ہوا۔

5- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رحمت

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ اہل ایمان کو غرق ہونے سے بچا لیا' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ شان امتیاز عطا کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت آسمانی عذاب سے ہلاک نہ ہوئی' اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ "اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے محبوب! اللہ آپ کی امت کو عذاب دے در آنحال کہ آپ ان میں موجود ہوں۔"

امام فخرالدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تفسیر کبیر میں رقم طراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کو پانی پر روکے رکھا اور غرق نہ ہونے دیا' جبکہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے بڑا معجزہ دیا' روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی کے کنارے تشریف فرما تھے اور عکرمہ بن ابی جہل بھی وہاں موجود تھا' اس نے کہا' اے محمد! اگر آپ دعوائے رسالت میں سچے ہیں تو اس پتھر کو بلایئے جو پانی کی دوسری جانب پڑا ہے اور وہ سطح آب پر تیر کر آئے اور نہ ڈوبے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پتھر کو اشارہ فرمایا تو وہ اپنی جگہ سے نکل کر تیرنے لگا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کی رسالت کی شہادت دی۔

6- ابراہیم علیہ السلام اور آتش نمرود

ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود سرد ہو کر سلامتی والی بن گئی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے آتش حرب کو ٹھنڈا کیا گیا' وہ آگ جس کا ایندھن تلواریں' شعلے موتیں' آتش زن حسد اور جس کی طلب روح و جسد ہے' آیت ربانی ہے۔

كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ یعنی جب کبھی کفار نے آتش حرب بھڑکائی تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو سرد کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج دریائے آتش سے گزرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسد اطہر صحیح و سالم رہا۔

امام نسائی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں' محمد ابن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ گرم ہانڈی مجھ پر الٹ پڑی جس سے میرے جسم کی ساری جلد جل گئی' میرا باپ مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے گیا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری جلد پر لعاب دہن لگایا اور جلی ہوئی جگہ پر ہاتھ پھیر کر دعا پڑھی۔

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسَ "اے پروردگار! اس کی آنچ کا اثر دور فرما"

تو میں اس طرح صحیح سالم ہو گیا گویا مجھے کبھی کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

شارح مواہب علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ آتش کدہ فارس کی وہ آگ جو پچھلے ایک ہزار سال سے مسلسل روشن تھی' ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے معجزانہ طور پر بجھ گئی۔

ابن سعد عمرو بن میمون سے راوی ہیں کہ مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آگ میں جلاتے۔

حضور اکرم جب ان کے پاس سے گزرتے تو ان کے سر پر دست کرم رکھ کر فرماتے' اے آگ! عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس طرح سرد ہو جا جس طرح ابراہیم علیہ السلام پر سرد ہو کر امن و سلامتی والی بن گئی تھی۔

ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباد بن عبدالصمد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا۔ ہم حضرت انس بن مالک کے پاس آئے تو انہوں نے اپنی خادمہ سے فرمایا: خادمہ! ہمارا کھانا لے آؤ' تاکہ ہم کھائیں' وہ لے کر حاضر ہوئی تو فرمایا۔ رومال بھی لے آؤ' چنانچہ وہ ایک میلا سا رومال لیکر آگئی' انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تنور گرم کرو تو خادمہ نے تنور گرم کر دیا اور پھر ان کے حکم کے مطابق اس رومال کو آگ میں ڈال دیا جب باہر نکالا تو وہ اس طرح سفید تھا جیسے دودھ' ہم نے تعجب سے پوچھا یہ کیا؟ تو فرمایا: اس رومال سے سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا چہرہ انور پونچھتے تھے جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے اسی طرح صاف کرتے ہیں' کیونکہ آگ اس چیز کو نہیں جلاتی جو چہرۂ پیغمبر کو چھو جاتی ہے' امت محمدیہ کے کتنے پاکیزہ نفوس ہیں جنہیں آگ میں ڈالا گیا مگر آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔

ذویب بن کلیب کا واقعہ

ابن وھب از ابن لھیعہ بیان کرتے ہیں کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور صنعاء پر قابض ہو گیا تو اس نے ذویب بن کلیب کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا' کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرتا تھا مگر آگ نے اسے کوئی نقصان نہ پہنچایا' جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی خبر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دی تو حضرت عمر بولے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِنَا مِثْلَ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

"سزاوار حمد ہے وہ ذات اقدس جس نے امت محمدیہ میں مثل ابراہیم خلیل علیہ السلام پیدا کر دیا"

ابن عساکر کی روایت ہے کہ اسود بن قیس نے ابو مسلم الخولانی کو بلا بھیجا' وہ آئے تو پوچھا' کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ جواب دیا مجھے سنائی نہیں دیتا' کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا ہاں! تو اس نے انہیں ایک بڑی آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے ان کا بال تک بیکا نہیں کیا' لوگوں نے اسود سے کہا کہ اگر تو اس شخص کو جلا وطن نہیں کرے گا تو یہ تیرے پیروکاروں کو برگشتہ کر دے گا۔ چنانچہ اس نے ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلا وطنی کا حکم دیا۔ وہ جب مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا اور تاج خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فرق اقدس پر رکھا جا چکا تھا' ابو مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَلْبَثَنِی حَتّٰی اَرَانِیْ فِیْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَّنْ صَنَعَ بِهٖ کَمَا صُنِعَ اِبْرَاهِیْمَ

لائق حمد و ثنا ہے وہ ذات جس نے مجھے زندہ رکھا حتیٰ کہ اس شخص کا دیدار کرایا جس کے لئے آگ سرد کی جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے لئے سرد کر کے امن و سلامتی والی بنائی۔

۱ھ قسطلانی

مقام خلت و محبت

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلت کا مقام دیا یعنی خلیل بنایا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ مرتبہ عطا کر کے مقام محبوبیت سے سرفراز فرمایا۔

اگر ابراہیم علیہ السلام کو ساکنان ارض میں تنہا عبادت خداوندی اور بت شکنی کا شرف عطا کیا تو حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روز فتح مکہ ایک چھڑی کے ساتھ بت پاش پاش کرنے کی فضیلت بخشی' جب آپ زبان مبارک سے با آواز بلند فرما رہے تھے کہ

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

"حق آگیا اور باطل بھاگ کھڑا ہوا بے شک باطل ہے ہی بھاگنے والا"

اس وقت بیت اللہ شریف میں نصب تین سو ساٹھ بتوں کو اپنی چھڑی سے مارتے جاتے تھے اور مذکورہ الفاظ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ تمام بت اوندھے گر گئے۔

تعمیر کعبہ اور خلیل اللہ علیہ السلام

حضرت خلیل اللہ تعمیر کعبہ کی فضیلت سے مشرف ہوئے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ بیت اللہ شریف ایک پیکر ہے' اور اس کی روح حجر اسود ہے' بلکہ روایت ہے کہ وہ یمین رب ہے اور یہ استلام یعنی حجر اسود کا چومنا کنایہ ہے جیسے بوقت معاہدہ دائیں ہاتھوں کو بوسہ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ جب تعمیر نو کے وقت اہل قریش کے درمیان نصب حجر اسود پر جھگڑا ہو گیا تھا تو قریش نے رفع اختلاف کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص کل سب سے پہلے حرم پاک میں داخل ہو گا تو اسے ہم اس جھگڑے میں ثالث مان لیں گے' چنانچہ دوسرے روز اتفاق سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں تشریف لائے تو سب نے پکار کر کہا یہ "امین" ہیں' ہم ان کو ثالث مانتے ہیں' اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر مبارک بچھا کر حجر اسود اس میں رکھنے کا حکم دیا' پھر آپ کے حکم پر ہر قبیلہ کے سردار نے چادر کا گوشہ پکڑ کر اسے اٹھایا اور آپ نے اسے اس کے مقام پر نصب کر دیا (اور ایک خونریز تصادم ٹل گیا) اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس شان اور منقبت عظیمہ کو قیامت تک کے لئے لازوال بنا دیا۔

عصائے کلیم کا اژدھا بننا

موسیٰ علیہ السلام کو یہ شان عطا ہوئی کہ آپ کا عصا غیر ناطق سانپ بن گیا' جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ یہ ہے کہ آپ کے لئے کھجور کا خشک تنا آہ و زاری کرنے لگا۔ یہ حدیث طرق کثیرہ کے ذریعے جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور قطعی وقوع اور یقین کا فائدہ دیتی ہے۔

ابو جہل کا مذموم منصوبہ

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ نے بیان کیا کہ جب ابو جہل نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا تو شانوں پر دو خوفناک اژدھے دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور واپس چلا گیا۔

ید بیضائے کلیم

موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا معجزہ دیا گیا جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نورانیت کا پیکر بنایا گیا۔ آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ تک آپ کا نور ہمیشہ پاکیزہ اصلاب آباء سے بطون امہات تک منتقل ہوتا رہا۔

ایک واقعہ

ایک ابر آلود تاریک رات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قتادہ بن نعمان کو جنہوں نے آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، کھجور کی ایک شاخ دی اور فرمایا: اسے اپنے ساتھ لے جاؤ' یہ تمہارے راستے میں دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی جب تم گھر میں داخل ہو گے تو ایک سیاہ چیز دیکھو گے' اس سیاہ چیز کو اس شاخ سے مارنا یہاں تک کہ وہ گھر سے نکل جائے' وہ شیطان ہو گا' چنانچہ جب وہ چلے تو اس شاخ نے راستے میں قتادہ کیلئے روشنی کی حتیٰ کہ وہ گھر پہنچ گئے اور جب گھر آئے تو وہاں ایک سیاہ چیز دیکھی جسے حسب حکم اس شاخ خرما سے مارا تو وہاں سے نکل گئی (ابو نعیم)

بیہقی نے تصحیح کے ساتھ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہا' عباد بن بشیر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی کام تھا وہ رات گئے تک حضور کی خدمت میں رہے' رات بہت تاریک تھی' پھر گھروں کے لئے روانہ ہوئے دونوں کے ہاتھوں میں چھڑیاں تھی' تو ان میں سے ایک کی چھڑی روشن ہو گئی' اور وہ اس کی روشنی میں چلتے رہے' جب ان کے راستے جدا ہونے لگے تو دوسرے نے بھی اپنی چھڑی روشن کر لی اور وہ دونوں ان چھڑیوں کی روشنیوں میں گھروں تک پہنچ گئے' امام بخاری نے صحیح بخاری میں اس جیسی روایت نقل کی ہے۔

تاریخ بخاری' بیہقی اور ابو نعیم میں حمزہ اسلمی سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے' جب شب ظلمت میں ہمارے راستے الگ ہوئے تو میری انگلیاں جگمگا اٹھیں جن کی روشنی میں ہم نے سامان سفر اکٹھا کیا تو ہم سفر ساتھیوں کی کوئی چیز نیچے نہ گری' جبکہ میری انگلیاں بدستور روشن رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پاٹ دیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چاند شق کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا تصرف عالم ارضی پر ہوا' جبکہ محمد رسول اللہ کا تصرف جہاں بالا میں ہوا اور دونوں تصرفات میں فرق واضح ہے۔

ابن منیر کہتے ہیں کہ ابن حبیب کا قول ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک سمندر ہے جسے بحر مکفوف کہتے ہیں' زمین کے سمندر اس سمندر کے مقابل ایسے ہیں جیسے بحر محیط کے سامنے ایک قطرہ' اس طرح ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے اس سمندر کا پھٹنا ثابت ہو گیا جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج گزرے اور یہ معجزہ معجزہ موسیٰ سے افضل ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا شرف قبولیت سے سرفراز ہوئی تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے شمار دعائیں مستجاب ہوئیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے لئے چٹان سے پانی رواں ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی جاری ہوا اور یہ بلیغ معجزہ ہے' کیونکہ پتھر جنس زمین سے ہے جس سے پانی نکلتا ہی ہے مگر گوشت سے پانی کا رواں ہونا امر

عادی نہیں' بلکہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے' کیونکہ بجز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی اور کیلئے اس معجزہ کا وقوع ثابت نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا گیا تو لا مکاں کے راہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج کلام کے ساتھ دیدار و قرب سے نوازا گیا' ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام مناجات آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ' مستویٰ' تجلیات نور اور رفرف سے آگے تھا' جبکہ موسیٰ علیہ السلام کا مقام ملاقات طور سینا تھا۔

ہارون علیہ السلام کی فصیح اللسانی اور فصاحت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ہارون علیہ السلام کو فصاحت کا کمال دیا گیا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فصاحت میں انتہائی بلند مقام عطا کیا گیا' بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے فصاحت کے ساتھ تحدی نہیں کی' کیونکہ یہ معجزانہ خصوصیت بغیر کتاب عزیز قرآن حکیم ممکن نہ تھی۔

حسن یوسف اور جمال مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ دیا گیا تو ماہ عرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسن کل سے سرفراز کیا گیا۔

حسن یوسف پر کٹیں مصر میں انگشت زناں　　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

تعبیر الرویا

یوسف علیہ السلام .عطائے الٰہی خوابوں کی تعبیر جانتے تھے' قرآن حکیم میں ان سے تین خوابوں کی تعبیر منقول ہے۔

1- خواب میں گیارہ ستاروں اور شمس و قمر کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھنا اور تعبیر
2- قید خانے کے ساتھیوں کی خواب کی تعبیر
3- بادشاہ کے خواب کی تعبیر

ان کے مقابل تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خوابوں کی اتنی تعبیرات مروی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔

داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہونا

داؤد علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ لوہا ان کے لئے نرم کر دیا گیا' جب آپ لوہے کو ہاتھ میں لیتے تو وہ نرم ہو جاتا' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست کرم میں خشک شاخ ہری ہو گئی اور اس کے پتے نکل آئے' آپ نے ام معبد کی خارش زدہ بیمار بکری پر ہاتھ پھیرا تو وہ تندرست ہو گئی' اور اس کا دودھ اتر آیا۔

سلیمان علیہ السلام کی معجزانہ حکومت

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سکھائی' شیاطین پر قابو دیا اور ہوا پر تصرف عطا فرمایا جو آپ کے علاوہ کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوا' مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مذکورہ بالا معجزات کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر کمالات سے نوازا گیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پرندوں اور جانوروں نے کلام کیا' پتھروں نے کلمہ پڑھا' سنگریزوں نے ہاتھ میں تسبیح

پڑھی' بکری کی زہر آلود ذراع (دستی) بول پڑی' ہرنی نے گفتگو کی اور اونٹ نے شکوہ کیا۔

روایت ہے کہ ایک چڑیا کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف دی گئی تو وہ آپ کے سر مبارک کے اوپر پھڑ پھڑا کر بولنے لگی۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کس نے اسے تکلیف دی ہے؟ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے' آپ نے فرمایا: اس کا بچہ واپس چھوڑ آؤ (رازی) اس سے ملتا جلتا واقعہ ابو داؤد شریف میں مروی ہے۔ اسی طرح بھیڑیئے کا کلام کرنا بھی مشہور واقعہ ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ ہوا ان کے تخت کو ان کی حسب خواہش ایک ماہ کی مسافت پر لے جاتی' جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق کی سواری عطا ہوئی جو ہوا' بلکہ برق خاطف سے کہیں زیادہ سرعت رفتار تھی جس نے چشم زدن سے قبل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرش سے عرش تک کا فاصلہ طے کرا دیا' جس فاصلہ کی وسعتیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر ہوا انہیں زمین کے بعض علاقوں کی طرف لے جاتی' مگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ یہ ہے کہ ساری زمین آپ کے لئے سمیٹ دی گئی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا' اس طرح کسی شخص کے زمین کے ایک حصہ تک جانے اور دوسرے کیلئے ساری زمین کے سمٹ جانے میں جو عظیم فرق ہے اس سے ان دونوں کے مقامات و مراتب کا فرق بھی واضح ہوتا ہے۔

سلیمان علیہ السلام کی طرح نبی کریم علیہ الصلوۃ و السلام کو بھی جنوں پر اختیار دیا گیا' روایت ہے کہ ایک دفعہ شیطان نے حالت نماز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر مسجد کے ستون سے باندھ دیا' بلکہ جنات کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا تسخیر شیاطین سے زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔

لشکر سلیمانی اور لشکر محمدی میں فرق مراتب

ارشاد ربانی ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ — سلیمان علیہم السلام کے لئے جنات میں سے لشکر اکٹھا کیا گیا۔

مگر اس لشکر سے بہتر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لشکر تھا جس میں جبرئیل علیہ السلام کی زیر قیادت فرشتوں نے شمولیت کی اور لشکر محمدی میں عددی طاقت کا اضافہ کیا۔

نیز پرندوں کی فوج سلیمانی میں شمولیت سے زیادہ تعجب انگیز غار ثور کے کبوتر کا واقعہ ہے جس نے آن واحد میں گھونسلا بنا کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا' فوج کی کثرت کا مقصد حمایت و دفاع ہوتا ہے جو یہاں معمولی سی چیز (کبوتر) سے حاصل ہو گیا۔

سلیمان علیہ السلام کو اگر عظیم سلطنت عطا ہوئی تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بادشاہ نبی یا عبد نبی بننے کا اختیار دیا گیا۔ آپ نے اس اختیار پر عبد نبی بننے کو ترجیح دی جو بادشاہ نبی ہونے سے بہتر ہے۔

معجزات حضرت مسیح علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفایاب کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کے

معجزات دیئے' تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھوٹی ہوئی آنکھ لوٹانے اور اسے پہلے سے زیادہ روشن کرنے کا کمال عطا فرمایا' بیہقی کی دلائل نبوت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا' میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری مردہ بچی کو زندہ نہیں کر دیتے۔ تو آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ اے فلانہ! اس پر وہ پکار اٹھی لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

روایت ہے کہ معاذ بن عفراء کی بیوی کو جذام تھا اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس مرض کی شکایت کی تو آپ نے اس پر عصا پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مرض جذام سے شفایاب فرما دیا۔ (رازی)

(آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ) کنکریوں نے آپ کے دست اقدس میں تسبیح پڑھی' پتھروں نے آپ پر سلام پیش کیا اور کھجور کا تنا آپ کے فراق میں اشک بار ہوا' یہ مردوں کے کلام کرنے سے افضل معجزات ہیں' کیونکہ یہ چیزیں عادتاً کلام نہیں کیا کرتیں۔

عیسیٰ علیہ السلام گھروں میں لوگوں کی ذخیرہ کردہ اشیاء کو جانتے تھے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار غیبوں سے نوازا۔

عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کی فضیلت ملی تو حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو لامکان کی رفعتوں میں معراج عطا ہوئی اور درجات میں ترقی' سماع مناجات اور مشاہدات کے ذریعے بارگاہ ربوبیت میں زیادہ لذتوں کا فیضان حاصل ہوا۔

شارح مواہب فرماتے ہیں مصنف نے معجزات عیسیٰ علیہ اسلام میں سے نزول مائدہ کو چھوڑ دیا ہے' ابن منیر اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مائدہ کی نظیر ثابت کرنا لازمی نہیں' کیونکہ مائدہ تو بنی اسرائیل کے لئے آزمائش کا باعث تھا' ذریعہ نعمت نہ تھا اور اس کی وجہ سے بنی اسرائیل پر لعنت کی گئی جیسا کہ آیت " لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل " کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ اہل مائدہ نے اس کے نزول کے بعد کفر اختیار کیا تو ان پر پھٹکار پڑی اور ہمیشہ کیلئے انہیں توبہ سے محروم کر دیا گیا اور اگر بفرض تسلیم اسے دعائے عیسیٰ کی قبولیت کا ثمرہ مان بھی لیا جائے تو ایسی دعا کی اجابت ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بھی ثابت ہے؟ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس خوراک ختم ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باقی ماندہ خوراک میں برکت کی دعا کی تو تمام لوگوں نے اس خوراک میں سے شکم سیر ہو کر کھایا' برتن بھی بھر لئے مگر اس خواک میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی اور وہ جوں کی توں رہی۔ (یہ واقعہ عمرۃ القضاء کا ہے جس میں چودہ سو اصحاب کرام آپ کے ہمرکاب تھے) یہ ہے وہ مائدہ اور مبارک طعام جو آسمان سے نازل ہوا اور اللہ کے لفظ کن سے بلا تہدید و وعید' بغیر شدت و آزمائش اور بلافتنہ و سد باب توبہ موجود ہو گیا' کیونکہ یہ اللہ کا خصوصی انعام تھا۔ انتہی کلام المنیر

شامیہ میں ہے ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے آسمان سے کھانا آنا کئی احادیث میں مروی ہے' بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا' ایک شخص اپنے اہل خانہ کے پاس آیا تو ان کی شدت حاجت اور گرسنگی دیکھ کر برداشت نہ کر سکا اور جنگل کا راستہ لیا' اس کی بیوی نے یہ دعا کی۔ "اے اللہ! ہمیں آٹے کے لئے

سامان عطا فرما تاکہ ہم آٹا بنا سکیں اور روٹی پکا سکیں"۔ اچانک کیا دیکھتی ہے کہ ایک بڑا پیالہ آٹے سے بھرپور ہے اور ایک چکی ہے جو آٹا پیس رہی ہے اور ایک تنور روٹی پکانے کے لئے موجود ہے' اس کا خاوند لوٹا تو چکی کی آواز سن کر حیران رہ گیا۔ اس کی بیوی نے دروازہ کھولا تو اس نے تعجب سے سوال کیا کہ تم کیا پیس رہی ہو؟ تو اس نے سارا ماجرہ سنایا اور بتایا کہ یہ چکی چلتی رہتی ہے اور آٹا بناتی رہتی ہے' یہاں تک کہ گھر کے تمام برتن آٹے سے بھر جاتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے چکی کو اٹھا کر ارد گرد صفائی کی' پھر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام واقعات سے مطلع کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے چکی کو کیا کیا؟ عرض کیا اسے اٹھا کر جھاڑا پونچھا ہے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس کو اپنی حالت پر رہنے دیتے تو یہ تمہاری ساری زندگی آٹا پیستی رہتی ایک اور روایت میں ہے کہ اگر تم اس کو نہ چھیڑتے تو روز قیامت تک چلتی رہتی۔ واللہ اعلم بالصواب (انتہت عبارۃ المواہب)

حافظ سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت خصائص اس موضوع پر زیادہ جامع اور وسیع ہے جسے بعد میں نقل کروں گا۔

میں کہتا ہوں کہ دور صحابہ سے آج تک اولیائے امت محمدیہ کی کرامات کی جانچ پڑتال کرنے والے شخص کو معجزات انبیاء میں سے ہر معجزہ کی جنس کی کرامت ملے گی اور ان کرامات کی تعداد حد و شمار سے باہر ہے۔ ایسی ہزاروں کرامات تو کتب ائمہ میں مدون کر دی گئی ہیں مگر جو مدون نہ ہو سکیں ان کی نسبت مدون کرامات سے ایسی ہے جیسے قطرہ کی سمندر کے ساتھ ہوتی ہے' کیونکہ ہر زمان و مکان میں اولیائے کرام سے ان کا صدور و وقوع پیہم جاری ہے' یہ کرامات بھی معجزات رسول اکرم میں معدود ہیں۔

اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بعض کو آگ میں ڈالا گیا تو انہیں آگ نے کوئی ضرر نہ دیا۔ مثلاً حضرت ابو مسلم الخولانی' ہر زمانہ میں ایسے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں' یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشہور ترین معجزہ ہے۔

بعض اولیائے کرام نے دریا عبور کیا تو انہیں کسی چیز سے نقصان نہ پہنچا مثلاً حضرت علا ابن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بحرین میں لشکر سمیت دریا عبور کیا۔ تو ان میں سے کسی کی کوئی چیز تک گم نہ ہوئی۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن کسریٰ کی فتح کے وقت ایک لشکر جرار کے ساتھ دریائے دجلہ کو' جبکہ وہ طغیانیوں پر تھا' پار کیا اور کوئی چیز بھی ضائع نہ ہوئی۔ ایرانی اس لشکر کو مافوق الفطرت جنوں کا لشکر سمجھ کہ کہنے لگے کہ ہم اس فوج سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے۔ لہٰذا بھاگ کھڑے ہوئے اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑھ کر مدائن پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح خلاف عادت دریا عبور کرنا' یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشہور معجزہ ہے۔ اولیائے امت محمدیہ کے اس قبیل کے پانی پر چلنے کے واقعات کرامت بکثرت ہیں۔

کچھ اولیائے کرام ایسے ہیں جن کے ہاتھ پر احیائے موتیٰ (یعنی مردوں کو زندہ کرنے) کے واقعات ہوئے ہیں جیسا کہ بے شمار علماء نے ان کا ذکر کیا ہے' ان میں سے ایک امام قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے رسالہ میں ان کرامات کا تذکرہ کیا ہے' خاتمہ کتاب میں ان کرامات کا بیان آئے گا۔

حضرت شیخ ابراہیم متبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبقات کبریٰ میں سیدی شیخ ابراہیم متبولی کے حالات زندگی میں یہ کرامت بیان کرتے ہیں کہ حضرت متبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت گزار فقراء کے احوال دریافت فرماتے تھے اور ان سے کھل کر باتیں کرتے تھے' ایک دن ایک شخص کو دیکھا جو انتہائی عبادت گزار اور نیکو کار تھا اور لوگ اس سے انتہائی ارادت رکھتے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا بیٹا! کثیر العبادت ہونے کے باوجود ناقص الدرجہ کیوں ہو؟ شاید تمہارا باپ تم سے ناراض ہے' اس نے جواب دیا ہاں حضرت! فرمایا مجھے اپنے باپ کی قبر پر لے چلو شاید وہ راضی ہو جائے' شیخ یوسف کردی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت شیخ نے اسے آواز دی تو اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ اس کا باپ سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے قبر سے باہر آگیا' جب سیدھا کھڑا ہوا تو فرمایا: اہل فقر سفارش کیلئے آئے ہیں کہ تم اپنے بیٹے سے راضی ہو جاؤ' اس نے کہا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گیا ہوں' آپ نے فرمایا: بس اب اپنی جگہ لوٹ جاؤ تو وہ واپس قبر میں چلا گیا' اس شخص کی قبر جامع شرف الدین کے قریب رائس الحسینیہ کے پاس ہے۔ انتہی

مردے زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اکبر معجزات میں ہے اور ایسے معجزات کا وقوع نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دست اقدس پر ہوا ہے[1]۔ کما سیاتی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اولیائے کرام کے ہاتھوں پر مریضوں کی شفایابی اور مغیبات کی خبریں ہر زمان و مکان میں کثیر الوقوع ہیں۔

اولیائے کرام سے حسب منشاء لوہا نرم کرنے کا وقوع بھی ہوا ہے' عصر حاضر کے ایک عظیم ولی اللہ حضرت شیخ علی عمری شامی طرابلس میں قیام پذیر ہیں (اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو آپ کے فیوضات و برکات سے بہرہ مند فرمائے) میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ انہوں نے لوہے کی ایک بڑی چابی کو ہاتھ میں لے کر انگلیوں سے مروڑا تو وہ انتہائی آسانی کے ساتھ مڑ گئی' میں نے کثیر لوگوں سے اس کرامت کے مشاہدے کے متعلق سنا' اسی طرح کا واقعہ چاندی کو نرم کرنے کا ہے کہ آپ مجیدی ریال کسی آدمی کی پیشانی پر رکھتے اور انگوٹھے اور انگشت شہادت کے ساتھ اس کی دوسری جانب کو معمولی حرکت دیتے تو وہ دوہرا ہو جاتا گویا گندھا ہوا آٹا ہے۔ وہ ریال اسی طرح باقی رہتا اور لوگ تبرک کیلئے اسے محفوظ کر لیتے میں نے اور میرے علاوہ ہزاروں لوگوں نے مختلف اوقات میں ان سے طرح طرح کی کرامتیں مشاہدہ کیں۔ اس کثرت سے کرامات اولیائے سابقین سے سننے میں نہیں آئیں۔ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد کئی ہزار تک پہنچ سکتی ہے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ہمیں ان کی برکات سے نوازے۔ آمین۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لوہے کا نرم کرنا سیدنا داؤد علیہ السلام کا مشہور ترین معجزہ ہے۔

اولیائے کرام میں سے بعض ایسے ہیں جو مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت انتہائی قلیل مدت میں طے کرتے ہیں' کچھ ہوا میں چلتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ جنات ان کی اطاعت کرتے ہیں یہ تینوں اقسام کی کرامتیں بہت زیادہ ہیں علماء کی کتابیں ان کے ذکر سے بھرپور ہیں۔ اور یہ وہ کرامات ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اگر انبیاء و مرسلین میں سے ہر رسول و نبی کے معجزات اور اولیائے امت محمدیہ کی کرامات کی چھان پھٹک کی جائے تو

---

[1] لب زلال چشمہ کن میں گندھے وقت خمیر   مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے   (اعلیٰ حضرت)

ہر جنس معجزہ کی مانند کرامات اس کثرت سے وقوع پذیر ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔

جب یہ معلوم ہو لیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ مشابہت اور تطبیق کی ضرورت نہیں' ان میں سے بعض ایسے معجزات ہیں جن میں بظاہر کلیتہ مطابقت نہیں ہو سکتی' جیسے امام قسطلانی کا مذکورہ بالا قول کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں ڈالا گیا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نار حرب کی آزمائش میں ڈالا گیا' لہٰذا اس قسم کی مطابقت کی ضرورت نہیں' کیونکہ امت محمدیہ کے اولیائے کرام سے ایسے واقعات بڑی کثرت سے ہوئے ہیں' یہاں تک کہ سیدنا احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ عالیہ سے منسوب عوام سے بھی (بطور کرامت شیخ) یہ امور ظاہر ہوئے ہیں۔

تطبیق معجزات کی بحث ایک اور زاویئے سے

سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام انبیاء و مرسلین پر تفضیل ثابت کرنے کیلئے ضروری نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسی طرح کے معجزات واقع ہونا ثابت کیا جائے جو دیگر انبیائے کرام سے ظاہر ہوئے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام انبیاء پر اور ساری مخلوق پر فضیلت واضح دلائل سے ثابت ہے جس کا کوئی صاحب بصر و بصیرت انکار نہیں کر سکتا' یہ مسئلہ بدیہیات کا ہے جس سے کوئی مسلمان یا جسے انبیاء و رسل کے حالات اور شرائع سے ادنیٰ آگاہی ہے' بے خبر نہیں رہ سکتا' اس کے دلائل اپنے محل و مقام پر شرح .سط کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں جن میں سے ایک مناسب حصہ عنقریب بیان ہو گا۔

عدم مطابقت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاتھوں پر ظاہر ہونے والے معجزات ان کے معاصر لوگوں کے مناسب احوال تھے جن کی طرف وہ مبعوث ہوئے تھے' نیز وہ خاص سبب جس کی مناسبت سے یہ معجزہ ظاہر ہوا' مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاصر لوگوں پر جادو کی معرفت غالب تھی' لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ وہ تھا جس کے ذریعے ان کے ہم عصر لوگوں کے نمایاں وصف (جادو میں مہارت و کمال) کو مغلوب کرنا تھا' یہی وجہ ہے کہ آپ کا عصا اژدھا بن گیا جو جادو گروں کی رسیوں کو نگل گیا جنہیں لوگ رینگتے ہوئے سانپ سمجھ رہے تھے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب زوروں پر تھا' لہٰذا آپ کا بڑا معجزہ ایسا تھا جس کے وقوع کا تصور مشاہیر اطبائے عالم کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا' مثلاً مردوں کا زندہ کرنا' مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں چونکہ فصاحت کا عروج تھا اور آپ کے مخالفین فصاحت کے لحاظ سے لوگوں میں ممتاز تھے' لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلیٰ معجزہ جس کے ذریعے آپ نے پورے کمال کے ساتھ معارضین و مخالفین کی پیٹھ توڑ دی' معجزہ قرآن کریم ہے۔ ھا

رہے وہ معجزات جو کسی وقتی سبب کے پیش نظر واقع ہوئے ان میں سے ایک معجزہ ابراہیمی یعنی آتش نمرود میں آپ کا پھینکا جانا ہے' علی سبیل الفرض اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس صورت حال سے دو چار ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بھی آگ سرد ہو جاتی اور سلامتی والی بن جاتی اس امت کے اولیائے کرام سے اس قسم کی کرامتیں کثرت سے واقع ہوئی ہیں جیسا کہ قبل از ذکر ہو چکا ہے۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

2 - موسیٰ علیہ السلام کیلئے دریا کا پھٹنا جس وقت فرعون نے اپنے لشکر کے ہمراہ آپ کا تعاقب کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے دریا پھاڑ دیا' تاکہ آپ اور آپ کی امت بچ کر نکل جائیں اور فرعون اپنے لشکر سمیت ہلاک ہو جائے۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اسی طرح کے معجزانہ اسباب حاصل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اولیائے کرام کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان معجزات و کرامات سے مدد فرماتا ہے۔ لہٰذا مواہب میں منقول بحر مکفوف کی معجزۂ موسیٰ یعنی دریا کے پھٹنے سے تشبیہ دینے کی ضرورت نہیں' علاء ابن الحضرمی کا لشکر کے ساتھ دریا عبور کرنا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا لشکر جرار کے ساتھ دریائے دجلہ پار کرنے کا واقعہ ذکر ہو چکا ہے' یہ کرامات انفلاق بحر کے معجزہ کی قبیل سے ہیں۔

3 - موسیٰ علیہ السلام کے لئے بارہ چشموں کا پھوٹ پڑنا' جب قوم کیلئے اپنی طلب کرنے پر بحکم خدا آپ نے پتھر پر عصا مارا تھا (تو اس سے بارہ چشمے رواں ہو گئے) اس قسم کے' بلکہ ان سے بڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر معجزات صادر ہوئے جن کا وقوع مختلف صورتوں میں اور مختلف زمانوں اور دور دراز مقامات میں ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیبیہ اور تبوک وغیرہ میں اس طرح کے معجزات ظاہر ہوئے ہیں' ان کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

بعض اوقات یوں ہوتا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ و السلام تھوڑے سے پانی میں کلی فرماتے تو اللہ تعالیٰ اس میں اتنی برکت ڈال دیتا کہ وہی پانی ایک زبردست لشکر کے لئے کافی ہو رہتا' کبھی آپ خشک چشمے میں اصحاب کرام سے تیر رکھواتے تو وہ پانی سے ابل پڑتا جس سے ہزاروں لوگ سیراب ہوتے' کبھی ایسا ہوتا کہ آپ بڑے برتن کے تھوڑے سے پانی میں دست مبارک رکھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہو جاتا' جو کثیر تعداد میں لوگوں کی کفایت کرتا' اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا اعظم معجزہ ہے' اگرچہ پتھر سے پانی جاری ہونا ایک عادی امر ہے مگر عادت سے ہٹ کر ہونے سے یہی واقعہ معجزہ بن گیا' بخلاف انگلیوں کے کہ ان سے عادۃً کبھی پانی رواں نہیں ہوتا۔

4 - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خارق عادت واقعہ ہے کہ جب آپ کے دشمن آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے تاکہ آپ کو شہید کریں مگر آپ کو دیکھ نہ سکے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخبری کرنے والے شخص کی شکل پر آپ کی شباہت ڈال دی' وہ اسی شخص کو پکڑ کر لے گئے اور اسے سولی پر چڑھا دیا' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے شر سے بچا کر آسمانوں پر اٹھا لیا' اس طرح کا واقعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا جب اہل قریش آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے' تاکہ آپ کو شہید کر ڈالیں تو آپ ان کے سامنے سے نکل گئے ان کی طرف خاک پھینکی جس سے وہ اندھے ہو گئے اور کوئی بھی آپ کو دیکھ نہ سکا' اس طرح آپ ان کے شر سے محفوظ رہے۔

5 - سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرح شفائے مرضیٰ کے واقعات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنی کثرت کے ساتھ واقع ہوئے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں جیسا کہ عنقریب ان کا بیان آئے گا' اس طرح اولیائے امت محمدیہ سے ہر زمان و مکان میں ایسی کرامات کا وقوع جاری ہے۔ صرف حضرت شیخ علی عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات شفائے مرضیٰ کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچے' ایسا کم ہی ہوا ہے کہ آپ کی زیارت سے شرف یاب ہونے والا شفائے مرضی کی کثیر کرامات کے مشاہدہ سے محروم رہا ہو۔ (اللہ حضرت شیخ کی عمر دراز فرمائے اور ہمیں ان کی برکات سے بہرہ مند

فرمائے)

6 - سید نا سلیمان علیہ السلام کی فضیلت ہے کہ جنات آپ کے تابعدار تھے' یہ اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست شاہانہ قوت و شوکت سے نوازا تھا' اسی طرح کی زبردست فضیلت ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے کہ بہت سے جنات آپ پر ایمان لائے جنہوں نے آپ کی اطاعت کی' بہت سے جنات ایسے ہیں جو اولیائے امت محمدیہ کی خدمت گزاری کرتے ہیں' بلکہ جنات سے افضل مخلوق فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابعداری کی' اللہ تعالیٰ نے روز بدر اور دیگر مواقع پر فرشتوں کے لشکر کے ساتھ جس کی قیادت حضرت جبریل امین نے کی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد فرمائی۔

7 - اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر فرمایا جو روزانہ ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی' یہ خصوصیت بھی ان کی شاہانہ مناسبت سے تھی مگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کمال سے نوازا تسخیر ہوا کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں' شب معراج آپ کو مکہ شریف سے قدس شریف' پھر وہاں سے لا مکاں تک سیر کرائی' بلکہ آپ کو اس مقام کی رفعتوں سے آشنا کیا جس کی حقیقتوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور پھر رات کے انتہائی قلیل حصہ میں آپ واپس مکہ تشریف لے آئے' کفار مکہ سے بیت المقدس کے احوال بیان کئے ان سے راستے میں ملنے والے قافلوں کا ذکر کیا' حالانکہ کافر اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بیت المقدس تشریف نہیں لے گئے۔

سلیمان علیہ السلام کو ایک عظیم سلطنت عطا کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار دیا گیا کہ آپ شاہانہ نبوت یا بندگانہ نبوت میں سے کسی ایک کا انتخاب فرمالیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبی عبد بننے کو ترجیح دی' آپ کو سلطنت کی پیش کش ہوئی کہ تہامہ کے پہاڑ آپ کیلئے سونے کے بنا دیئے جائیں مگر آپ نے انکار فرمایا۔

رہے وہ معجزات جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حسب حال واقع ہوئے ایسے معجزات کی تعداد بہت زیادہ ہے مثلاً جب آپ نے ہجرت فرمائی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں غار ثور میں جا چھپے تو غار کے دہانے پر مکڑی نے فی الفور جالا بن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ جب قریش کے نوجوان وہاں پہنچے تو اس وجہ سے اندر داخل نہ ہوئے کہ یہاں تو ولادت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کا جالا موجود ہے اور وہاں سے ناکام و نامراد لوٹ آئے۔

سفر ہجرت میں سراقہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب کیا تاکہ دونوں کو پکڑ کر سو اونٹوں کا انعام حاصل کرے' چنانچہ جب وہ قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے کے سم زمین میں دھنس گئے' وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کناں ہوا تو آپ نے اس کی خلاصی کے لئے دعا فرمائی' اس کی جان چھوٹی تو واپس لوٹ گیا۔

جب یہ دونوں سفر ہجرت کے ساتھی خیمہ ام معبد میں پہنچے تو وہاں ضیافت کا سامان موجود نہ تھا' ان کے ہاں ایک بکری تھی جو لاغری کے باعث ریوڑ کے ساتھ نہ جا سکی' آپ نے اس بکری کا دودھ دوہا اور پھر سب نے سیر ہو کر پیا' پھر ایک اور برتن میں دوہ کر ام معبد کے حوالے کیا۔

بعض غزوات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشت خاک کفار کی جانب پھینکی تو وہ معجزانہ طور پر سب کی آنکھوں میں پڑی، جس کی وجہ سے انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔

شدت حاجت میں صحابہ کرام کے سامان خورد و نوش میں برکت عطا کی تو وہی آب و طعام ہزاروں افراد کے لئے کافی ہو رہا، حالانکہ اگر آپ کی برکت نہ ہوتی تو وہ چند افراد کو بھی کفایت نہ کرتا۔

آپ کے دست مبارک کے مس سے زخم، ٹوٹی پنڈلی، خراب آنکھیں اور بہتا ہوا ڈھیلا صحیح ہو گیا۔

حسب اقتضائے حال آپ کے اخبار بالغیب بہت کثرت کے ساتھ صادر ہوئے ہیں، جو علیحدہ باب میں تفصیل کے ساتھ آئیں گے۔

جب آپ نے اس حقیقت کا ادراک کر لیا کہ انبیائے و مرسلین سے بعض معجزات کا وقوع اور ایسے معجزات کا نبی کریم علیہ الصلوۃ و السلام کے دست اقدس پر ظاہر ہونا اس بات کو لازم نہیں کہ ان معجزات کی وجہ سے ان انبیائے کرام کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کوئی فضیلت حاصل ہوتی ہے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت اور من کل الوجوہ افضلیت و اکملیت کی نفی ہوتی ہے، بلکہ اس قسم کے معجزات ان انبیائے کرام کے اقتضائے حال سے تھے، جیسے عصائے کلیم کا اژدہا بننا، سمندر کا پھٹنا، ناقہ، صالح کا چٹان سے نکلنا وغیرہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ان سے بڑے معجزات ظاہر ہوئے، مثلاً کفار کے مطالبہ پر فضائے آسمانی میں چاند کا دو لخت ہونا یہ ایسا معجزہ ہے جس کی معجزات انبیاء میں کوئی نظیر نہیں ملتی، اسی طرح قرآن حکیم کا معجزہ ہے جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا، جبکہ دیگر انبیائے کرام کے معجزات باقی نہ رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ایسے معجزات کا ظہور ہوا جو انبیائے سابقین میں سے کسی اور سے صادر نہ ہوئے، جن کی تفصیل آ رہی ہے، بلکہ امت محمدیہ کے اولیائے کرام سے ایسی کرامات ظاہر ہوئیں جن کی مثال معجزات انبیاء میں نہیں ملتی، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ولی جس کے ہاتھ پر ایسی کرامت ظاہر ہوئی وہ کسی رسول سے افضل ہو جس سے اس کرامت کی مثل کوئی معجزہ صادر نہ ہوا، کیونکہ بعض اوقات مفضول شخص میں وہ فضیلت پائی جاتی ہے جو کہ فاضل شخص میں موجود نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ :- دوسری وجہ یہ ہے کہ امت محمدیہ کے اولیائے کرام کی جملہ کرامتیں دراصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہیں تو ساری فضیلت فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اور بالتبع وہ فضیلت اس ولی کی ہے۔

تیسری وجہ :- تیسری وجہ یہ ہے کہ ولی کے حسب و اقتضائے حال جو کرامت ظاہر ہوتی اگر ایسے ہی حالات نبی علیہ السلام کے ساتھ پیش آتے تو بطور معجزہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر یہ فعل ضرور صادر ہوتا۔

چوتھی وجہ :- انبیائے کرام علیہم السلام کی افضلیت اولیائے کرام پر دیگر دلائل و فضائل سے ثابت ہے، ان کی افضلیت اس کرامت میں محصور نہیں جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی۔ اسی طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ معجزات جو دیگر انبیائے کرام سے صادر ہوئے، مگر اس قسم کے معجزات کا صدور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ ہوا۔ اگر حالات و مناسبات ان معجزات کا تقاضا کرتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر یہ معجزات ضرور ظاہر ہوتے، بلکہ ان معجزات

سے اعلیٰ و افضل معجزات ہوتے جیسے بہت سے معجزات محمدیہ کسی اور نبی کے ہاتھ پر وقوع پذیر نہ ہوئے' کیونکہ وہاں ان معجزات کی کوئی مناسبت نہ تھی' اس حقیقت سے واضح ہو گیا کہ دیگر انبیائے کرام کے مخصوص معجزات کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ظاہر نہ ہونا کسی حرج کا باعث نہیں' نہ ان انبیاء کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تفضیل لازم آتی ہے' کیونکہ اگر انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات کو جمع کر دیا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک معجزہ قرآن شریف کے برابر نہیں ہو سکتے۔ کہ یہ ایک معجزہ ہی ہزاروں معجزات' آیات بینات' علوم نافعہ' انوار ساطعہ اور اسباب معرفت الہیہ پر مشتمل ہے اور قیامت تک پائندہ ہے اور تمام مسلمان اس سے نفع اندوز ہو رہے ہیں۔

سیدی عبدالعزیز الدباغ کا کلام

اس تحریر کے کوئی دو ماہ بعد میری نظر "الابریز" شریف کے چوتھے باب میں سیدی عبدالعزیز الدباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام پر پڑی جو میری گزشتہ بحث کی پوری تائید و توثیق کرتا ہے' آپ کے ایک شاگرد علامہ احمد بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری حضرت دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو ہوئی' کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لئے جن وانس اور شیاطین مطیع کر دیئے گئے اور ہوا ان کے بس میں کر دی گئی۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے لئے صنعت آہن گری اور لوہے کو نرم کرنے کی طاقت بخشی گئی' اس طرح کہ لوہا آپ کے ہاتھ میں گندھے ہوئے آٹے کی مانند ہو جاتا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں اور جذامیوں کو شفایاب کرنے اور باذن اللہ مردے زندہ کرنے کے معجزات دیئے گئے۔ حضرت میری مراد سمجھ گئے ہوں گے' میری منشاء یہ ہے کہ حضرت سید الوجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت رکھتے ہیں' لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اس قسم کے معجزات کا وقوع نہیں ہوا' حالانکہ ان کے علاوہ بے شمار معجزات وقوع پذیر ہوئے ہیں' حضرت دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

سلیمان علیہ السلام کے معجزات داؤد علیہ السلام کے تسخیرات اور عیسیٰ علیہ السلام کا شفائے امراض اور احیائے اموات تو امت محمدیہ کے اہل تصرف افراد کو بھی عطا کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنات' انسان شیاطین ہوا اور فرشتے مسخر کر دیئے ہیں' بلکہ کائنات کی تمام اشیاء پر انہیں تصرف بخشا ہے۔ انہیں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے اور مردے زندہ کرنے کی طاقت دی ہے۔ مگر یہ غیبی امر ہے جو مخلوق کے لئے ظاہر نہیں کیا جاتا' تاکہ لوگ معاملات زندگی ترک کر کے انہیں اہل تصرف کے نہ ہو رہیں اور اپنے پروردگار کو بھلا نہ بیٹھیں' ان اہل تصرف اولیائے کرام کو یہ سب کچھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت کا صدقہ ملتا ہے۔ لہٰذا ان کے تمام تصرفات و کرامات دراصل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں۔

حضور سید المرسلین اور سید العالمین ہیں

امام شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی شرح ہمزیہ میں زیر قول

كَيْفَ تَرْقٰى رُقِيَّكَ الْاَنْبِيَاءَ

فرماتے ہیں۔

مفسرین رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ میں بعض کی تفسیر محمداً سے کرتے ہیں' یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات بلند فرمائے' زمخشری کہتے ہیں کہ اس ابہام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان اور رفعت مقام ہے' کیونکہ اس میں اس بات کی شہادت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی اشتباہ کا محل نہیں' یہ ایسا نمایاں نام ہے جس میں التباس ہو ہی نہیں سکتا اور ان درجات رفیعہ کے مظہر آپ کے عظیم الشان معجزات و آیات ہیں' کیونکہ انبیائے کرام میں سے کسی نبی کو کوئی معجزہ ایسا نہیں دیا گیا جس کی مثل یا اس سے اعلیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ ہوا ہو' جیسا کہ ائمہ کرام نے وضاحت فرمائی ہے' بلکہ ان سے کہیں زیادہ معجزات دیئے گئے جن کی نظیر کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں۔ اس کا واضح ثبوت اللہ کا کلام قرآن حکیم ہے جس کے معجزات و آیات حد و شمار سے باہر ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ آپ کی امت پاکیزہ ہے اور دوسری امتوں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور کثیر ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ — تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کیلئے نکالا گیا ہے۔

امت کی خیریت و افضلیت اس کے نبی کی تفضیل و فوقیت اور اس کے دین کی افضلیت کو مستلزم ہے' کیونکہ یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ امت کی خیریت' دینی کمال کے لحاظ سے ہے جو کہ نبی کے کمال کو مستلزم ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ افضل و اکمل ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات اعلیٰ ہیں' قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ — اے رسول! آپ ان انبیاء کی ہدایت کی پیروی فرمائیں۔

دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اوصاف حمیدہ کی توصیف فرمائی ہے' پھر اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سب کی اقتداء کا حکم دیا ہے یہ اس بات کو مستلزم ہے کہ حضور سرور عالم نے ان تمام انبیائے کرام کے متفرق اوصاف کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔

حسن یوسف' دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حدیث شفاعت عظمیٰ اور مخلوق کا تمام انبیائے کرام کے پاس سے اعتراف کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنا کہ شفاعت عظمیٰ ہماری شان نہیں کسی اور کے پاس جاؤ' اس بات کی صریح دلیل ہے کہ آپ تمام انبیائے کرام سے افضل اور تمام خلائق کے سردار ہیں' صحیح حدیث میں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَنَا اَکْرَمُهُمْ عَلٰی رَبِّیْ — "میں سردار اولاد آدم ہوں ایک اور روایت میں ہے' میں اپنے پروردگار کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہوں۔"

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَافَخْرَ وَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ اٰدَمَ فَمَنْ — "میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور یہ بات بڑائی سے نہیں کہہ رہا' لوائے حمد میرے دست مبارک میں ہو گا

سِوَاہُ اِلاَّ تَحۡتَ لِوَائِیۡ

آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ جتنے رسول ہیں وہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے"۔

اس حدیث شریف میں تصریح ہے کہ آدم علیہ السلام بھی اس جہانگیر بعثت کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ جیسا کہ امام بخاری اور دیگر ائمہ کی مروی حدیث ہے۔

اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ

"میں روز قیامت تمام انسانوں کا سردار ہوں گا"۔

اور حاکم کی تصحیح کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔

اَنَا سَیِّدُ الۡعَالَمِیۡنَ

"میں سارے جہاں کا سردار ہوں"

مذکورہ احادیث سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرشتوں پر فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے' کیونکہ آدم علیہ السلام بنص آیت قرآنی فرشتوں سے افضل ہیں' اس کی تائید حدیث بھی کرتی ہے اور حدیث ترمذی جو حسن ہے جیسا کہ علامہ بلقینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی وضاحت کی ہے۔

وَاَنَا اَکۡرَمُ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ

میں اولین آخرین سب سے زیادہ معزز ہوں۔

اس عموم میں سب انبیاء و ملائکہ شامل ہیں۔

جب آدم علیہ السلام خطا کی پاداش میں ایک عرصہ تک آزمائش میں مبتلا رہے تو اللہ کی بارگاہ میں یہ استغاثہ کیا۔

فَقَالَ یَا رَبِّ اَسۡاَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَمَا غَفَرۡتُ لِیۡ

"اے پروردگار! میں تجھ سے بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التجا کرتا ہوں کہ میری خطا بخش دے"۔

اسی حدیث میں ہے۔

اِنَّہٗ تَعَالٰی قَالَ یَا اٰدَمُ کَیۡفَ عَرَفۡتَہٗ وَلَمۡ اَخۡلُقۡہُ قَالَ یَا رَبِّ لَمَّا خَلَقۡتَنِیۡ بِیَدِکَ اَیۡ بِقُدۡرَتِکَ الۡبَاہِرَۃِ وَ نَفَخۡتَ فِیَّ مِنۡ رُّوۡحِکَ اَیۡ سِرِّکَ الۡعَجِیۡبِ الَّذِیۡ لَا یَعۡلَمُ حَقِیۡقَتَہٗ اَحَدٌ غَیۡرَکَ رَفَعۡتُ رَاۡسِیۡ فَرَاَیۡتُ عَلٰی قَوَائِمِ الۡعَرۡشِ مَکۡتُوۡبًا لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ فَعَلِمۡتُ اَنَّکَ لَمۡ تَضِفۡ اِلٰی اِسۡمِکَ اِلاَّ اَحَبَّ الۡخَلۡقِ اِلَیۡکَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی صَدَقۡتَ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الۡخَلۡقِ اِلَیَّ وَاِذَا سَاَلۡتَنِیۡ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ فَقَدۡ غَفَرۡتُ لَکَ وَلَوۡلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقۡتُکَ صَحَّحَہُ الۡحَاکِمُ

"اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے آدم! تو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے اسے پیدا نہیں کیا عرض کی مولیٰ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنے سر عجب کی روح پھونکی جس کی حقیقت کو بجز ترے کوئی نہیں جانتا' میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو مجھے معلوم ہو گیا کہ جس ہستی کا نام گرامی تو نے اپنے ساتھ ملایا ہے' وہ ساری مخلوق سے زیادہ تجھے محبوب ہے۔ فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے ساری مخلوق سے پیارا ہے اور جب تو نے حق محمد کا واسطہ دیا ہے تو میں نے تجھے معاف کر دیا اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا" (حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے)

اس حدیث کی صحت پر اعتراض کیا گیا ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ذیل کی روایت صحیح ہے لہٰذا مرفوع کا حکم رکھتی ہے۔

وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ

"اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ' جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو وہ حرکت کرنے لگا۔ پس میں نے اس کے اوپر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو وہ ساکن ہو گیا"۔

دیگر روایات میں ہے۔

لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُ السَّمَاءَ' وَالْاَرْضَ وَلَا الطُّوْلَ وَلَا الْعَرْضَ وَلَا وَضَعْتُ ثَوَابًا وَلَا عِقَابًا وَلَا خَلَقْتُ جَنَّةً وَلَا نَارًا وَلَا شَمْسًا وَلَا قَمَرًا

"اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں ارض و سما اور طول و عرض کو پیدا نہ کرتا' نہ ثواب و عقاب وضع کرتا نہ جنت پیدا کرتا' نہ آگ اور نہ شمس و قمر"۔

صحیح روایت ہے۔

اَنَا اَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضَ فَاُلْبِس الحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِیْ

"میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لاؤں گا پھر مجھے جنتی حلہ پہنایا جائے گا' میں عرش کے دائیں طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی فرشتہ تک کھڑا نہ ہو سکے گا"۔

ایک روایت میں علامہ سراج بلقینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا: میں نے سات چیزوں کی وجہ سے تم پر احسان فرمایا ہے۔

1 - میں نے آسمانوں اور زمینوں میں کوئی تم سے زیادہ معزز و مکرم پیدا نہیں کیا' ایک اور حدیث کا مضمون ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا آپ کو بشارت ہو' کیونکہ آپ اللہ کی بہترین مخلوق انسانوں کا خلاصہ ہیں اللہ نے آپ سے جتنی محبت فرمائی ہے اتنی کسی چیز سے نہیں کی' نہ کسی مقرب فرشتے سے' نہ کسی نبی مرسل سے' بحیرہ راہب سے مروی ہے کہ آپ سارے جہانوں کے سردار ہیں۔

(بحیرہ ایک کتابی عالم تھا اور اہل کتاب اس کی باتوں پر بڑا اعتماد کرتے تھے)

عبداللہ بن سلام ایک جلیل القدر صحابی ہیں ان سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن مسجد میں چند باتوں کا جمعہ کے روز ذکر کیا اور کہا کہ اللہ کے نزدیک سب مخلوق سے زیادہ عزت مند اور محبوب ہستی ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے' تو لوگوں نے سوال کیا کہ ملائکہ کا کیا مقام ہے؟ اس پر آپ مسکرا پڑے اور سائل سے فرمایا: اے بھتیجے! کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کیا ہوتے ہیں؟ فرشتے اس طرح پیدا کئے گئے ہیں جیسے آسمان' زمین' ہوا' بادل' پہاڑ اور دیگر مخلوق پیدا کی گئی ہے۔ جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور سب مخلوق سے زیادہ مکرم و محترم ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے' علامہ سراج بلقینی نے وضاحت کی ہے کہ یہ روایت مرفوع کا حکم رکھتی ہے' کیونکہ عبداللہ بن

سلام ایک جلیل القدر صحابی ہیں' انہوں نے یہ روایت براہ راست رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لی ہو گی یا پھر تورات سے اخذ کی ہو گی۔

اس کے بعد علامہ بلقینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ائمہ مسلمین میں سے کسی پر یہ گمان تک نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تمام فرشتوں اور جمیع انبیائے کرام پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت میں توقف کرتا ہو' پھر علامہ موصوف نے اس شخص کا شدید و طویل رد کیا ہے جو اس مسئلہ میں توقف اختیار کرتا ہے اور اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ یہ مسئلہ ان مسائل سے نہیں جن کی معرفت کا ہمیں مکلف بنایا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے شخص کا زعم باطل ہے' کیونکہ یہ مسئلہ اصول دین سے ہے جس کا اعتقاد ہر مکلف پر لازم ہے اور دلائل و ایضاح کے ساتھ اس کا بیان اہل علمائے دین کا کام ہے' اس بارے میں ایک صحیح حدیث ہے۔

ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُ وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَ مَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ

"جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔ 1- جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں 2- جو کسی بندے سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرے 3- اور جس کو ناگوار ہو کہ اسے جہنم کی آگ میں ڈالا جائے"۔

آپ حدیث کے الفاظ ماسواہ پر غور فرمائیں' آپ دیکھیں گے کہ اس میں بڑی صراحت کے ساتھ ہماری مذکورہ بالا بحث کی تائید موجود ہے۔ انتہت عبارت ابن حجر

میں نے اس موضوع پر چالیس احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کیا ہے جس کا نام رکھا ہے "الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین"

میری رائے میں انتہائی مناسب ہے کہ یہاں ان احادیث کو تحریر کر دیا جائے۔

الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

یہ چالیس حدیثیں فضائل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مشتمل ہیں جو اکثر صحاح و حسان ہیں' میں نے انہیں حسن ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے' البتہ! معراج اور شفاعت کبریٰ کی حدیثوں کو ان کی طوالت کے پیش نظر موخر کیا ہے۔

مقدمہ

یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً سید المتواضعین ہیں اور اس موضوع پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں' ان احادیث کا مضمون اور فضائل ختم المرسلین کا بیان دین کا حصہ ہے جس کی تبلیغ اور اظہار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم تھا' تاکہ آپ کی امت آپ کی عظمت شان اور رفعت مقام سے آگاہ ہو تاکہ ان کے دلوں میں محبت و توقیر بڑھے' یہ دین کا اہم ترین شعبہ اور حصہ ہے اس بارے میں وحی الٰہی میں بھی تاکید ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی — آپ خواہش نفس سے نہیں بولتے، بلکہ آپ کا کلام سراپا وحی الٰہی ہوتا ہے۔

امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ روز حشر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول شافع اور اول مقبول الشفاعت ہوں گے۔ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہم پر کمال مہربانی ہے کہ جب اس عظیم دن ہم ہر ایک نبی کے پاس جا جا کر تھک جائیں گے اور ہر نبی نفسی نفسی پکار رہا ہو گا تو حضور شافع الامت کی شفقت اور مہربانی سے ہمیں راحت اور آرام نصیب ہو گا۔ آپ نے اس جہان میں اس روز ملنے والے بلند مقام و مرتبہ سے آگاہ فرما دیا تاکہ ہم اپنی جگہ صبر و سکون سے رہیں یہاں تک کہ ساری مخلوق سب سے مایوس ہو کر آپ کی بارگاہ میں آئے اور آپ فرمائیں اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا اے گنہگارو! گھبراؤ نہیں شفاعت عظمیٰ میری شان ہے میں آج شفاعت کروں گا۔ لہٰذا جسے اس حدیث پر اطلاع نہیں ہوئی یا اسے فراموش کر بیٹھا تو اسے یہ مشقت اٹھانا پڑے گی اور ہر نبی کے پاس حصول شفاعت کے لئے جائے گا بخلاف اس کے کہ جسے اس حدیث کی اطلاع ہے اور اس نے اس حدیث کے ساتھ روز حشر تک دائمی تعلق رکھا تو اسے اس پریشانی اور اضطراب سے گزرنا

نہ پڑے گا۔

اللہ اللہ! حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی امت پر کس قدر شفقت و مہربانی ہے! اس حدیث شریف کے آخری الفاظ میں ولا فخر یعنی یہ بات بطور فخرو مباحات نہیں کہہ رہا، بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں کہ میں اولاد آدم کے تمام انبیاء وغیر انبیاء سب کا سردار ہوں، میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں بحکم وعدہ الہیہ تمہیں روز حشر کی فتنہ سامانیوں میں راحت و آرام عطا کروں گا اور یہ مژدہ دوں گا کہ اے مجرمو، اے خطا کارو، روز حشر سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، چونکہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ خود ستائشی اور اپنی تعریف غرض صحیح کے لئے ہے، لہٰذا محل اعتراض نہیں۔ انتھی کلامہ

اب احادیث کو ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے۔

حدیث نمبر1 طہارت نسب مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لَوِيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِبْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضَرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسِ بْنِ مُضَرِ بْنِ نَزَارِ بْنِ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ وَمَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّا جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِي خَيْرِهِمَا فَأُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ اَبَوَيَّ فَلَمْ يُصِبْنِيْ شَيْئٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ وَخَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى اَبِيْ وَاُمِّيْ فَأَنَا خَيْرُكُمْ نَسَبًا وَ خَيْرُكُمْ اَبًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيْ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہوں، جب بھی لوگوں کے دو گروہ ہوئے اللہ نے مجھے ان کے بہترین گروہ میں رکھا۔ میں اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوا اور مجھے ایام جاہلیت کی کوئی غلاظت نہیں پہنچی، میں نکاح سے پیدا ہوا زنا سے نہیں، آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین ماجدین تک پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں سے منتقل ہوتا آیا ہوں، میں ذات کے لحاظ سے بھی تم سے بہتر ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی اعلیٰ ہوں۔ (بیہقی)

حدیث نمبر2 نورانیت مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۲۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَ أُمِّيْ أَخْبِرْنِيْ عَنْ اَوَّلِ شَيْئٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَبْلَ الاشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ فَجَعَلَ ذَالِكَ النُّوْرُ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذَالِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ

الْخلق قَسَمَ ذَالِكَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءَ فَخلَقَ مِن الْجزْءِ الْاَوّلِ الْقلمَ وَمِنَ الثّانى اللّوْحَ و من الثّالث الْعَرْشَ ثُمّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءَ فخلق من الْجزْءِ الْاَوّل حَملة الْعرش ومن الثّانى الْكُرْسىّ وَمِنَ الثّالِث بَاقِى الْملائكة ثُمّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرّابع اربعة اجزاء فخلق من الْاَوّل السّمٰوٰت و من الثّانى الْاَرْضِيْنَ وَ مِنَ الثّالث الْجنّةَ و النّار ثُمّ قسم الرّابع اربعة اجزاء فخلق من الْاَوّل نُور ابصار الْمؤمنين و مِنَ الثّانِي نُوْرَ قُلُوْبِهِمْ وَ هِيَ الْمَعْرِفَةُ باللّٰه و من الثّالث نُوْر انسهمْ وهُوالتّوحيْدُ لا اِله الاّ اللّٰهُ مُحمّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' مجھے بتایئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ فرمایا اے جابر! بے شک اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کی تجلی سے پیدا فرمایا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ کو منظور ہوا پھرتا رہا' اس وقت نہ لوح تھی' نہ قلم' نہ جنت تھی' نہ دوزخ' نہ فرشتے تھے نہ آسمان و زمین' نہ شمس و قمر تھے نہ جن و انس' پس جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے پہلے حصے سے قلم بنایا دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش پھر چوتھے حصہ کے چار اجزاء بنائے جزء اول سے حاملین عرش فرشتے پیدا کئے جزء دوم سے کرسی اور سوم سے باقی فرشتے' اس کے بعد چوتھی جز کے چار اجزاء کئے' پہلے حصہ سے مومنوں کی آنکھ کا نور' دوسرے سے ان کے دلوں کا جسے معرفت الٰہی کہتے ہیں اور تیسرے سے نور انس پیدا کیا' یہی نور توحید ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (عبدالرزاق)

حدیث نمبر3 خاتم النبیین

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ مَقَادِيْرَ الْخَلْقِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ وَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَ مِنْ جُمْلَةِ مَا كَتَبَ فِي الذِّكْرِ وَهُوَ أُمُّ الْكِتَابِ أَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ أَنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِيْنَتِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دیں' اس وقت عرش خداوندی پانی پر تھا' اور لوح محفوظ کی تحریر میں سے یہ تھا کہ حضرت محمد خاتم النبیین ہیں' (مسلم) بغوی نے شرح السنہ میں حضرت عرباض سے نقل کیا' رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جب آدم علیہ السلام آب و گل کے درمیان تھے۔

حدیث نمبر4 قوائم عرش پر اسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۴- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غُفِرْتَ لِيْ۔ فَقَالَ اللّٰهُ يَا آدَمُ وَ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَ لَمْ أَخْلُقْهُ قَالَ لِاَنَّكَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَ نَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تَضِفْ إِلٰى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى صَدَقْتَ يَا آدَمُ أَنَّهُ لَاحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہو گئی تو دعا کی پروردگار! میں تجھ سے بحق محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بخشش کا طلب گار ہوں فرمایا اے آدم! تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے ان کو ابھی پیدا نہیں کیا' عرض کیا اے پالنہار! جب تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے جسد میں روح پھونکی تو میں نے سر اوپر اٹھایا' مجھے عرش کے پایوں پر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا نظر آیا تو مجھے علم ہوا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس ہستی کا نام ملایا ہے جو تجھے سب مخلوق سے زیادہ پیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا ہے' بے شک مجھے وہ سارے جہاں سے زیادہ محبوب ہے۔ تو نے ان کے وسیلہ سے بخشش طلب کی ہے' لہٰذا میں نے تیری لغزش معاف کر دی ہے۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا ہی نہ کرتا (بیہقی' حاکم)

اشرف علی تھانوی نے اس حدیث کو نشر الطیب میں نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر5 خلاصہ کائنات

۵- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِّنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَرَوٰى اَبُوْنُعَيْمٍ وَالطِّبْرَانِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنْ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ أَجِدْ رَجُلًا أَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَلَمْ أَرَ بَنِي أَبٍ أَفْضَلَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ لَوَائِحَ الصِّحَّةِ ظَاهِرَةٌ عَلٰى صَفَحَاتِ هٰذَا الْمَتَنِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اولاد آدم کے

بہترین زمانوں میں قرن در قرن منتقل ہوتا ہوا اس زمانہ میں مبعوث ہوا ہوں جس زمانہ میں اب ہوں۔ بخاری

واثلہ بن اسقع روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو منتخب فرمایا' پھر کنانہ میں سے قبیلہ قریش کا انتخاب فرمایا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمالیا (مسلم)

ابو نعیم اور طبرانی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: میں نے زمین کے مشرق مغرب الٹ پلٹ کر دیکھے مجھے کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل نظر نہ آیا' نہ کوئی گھرانا بنو ہاشم سے بہتر پایا' حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صحت حدیث کی روشنیاں متن کے صفحات پر جلوہ گر ہیں۔ ؎۱

حدیث نمبر 6 باعث تخلیق کائنات

۶۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَبَطَ جِبْرِيْلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ إِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا وَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَ أَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَ مَنْزِلَتَكَ عِنْدِي وَلَوْ لَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کیا آپ کا رب ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بنایا ہے تو اے محبوب! تجھے اپنا حبیب بنایا ہے میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ مکرم و معزز پیدا نہیں کی' بلکہ دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ انہیں اپنی بارگاہ میں تیری عزت و کرامت اور جاہ و منزلت دکھاؤں' اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں دنیا ہی کو صفت وجود عطا نہ کرتا (ابن عساکر)

وہ جو نہ تھے کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں کچھ نہ ہو   جاں ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہاں ہے

حدیث نمبر 7 اسمائے رسول

۷۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ لِيْ اَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا اَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِيُّ الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يَحْشُرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ۔

حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' فرمایا بے شک میرے بہت سے نام ہیں میں محمد ہوں احمد ہوں میں ماحی ہوں اللہ میرے ذریعے کفر مٹائے گا' میں حاشر ہوں سارے لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر 8 رفعت ذکر مصطفیٰ

۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيْلُ

؎۱ یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے   سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا (اعلیٰ حضرت)

فَقَالَ إِنَّ رَبِّی وَرَبَّكَ يَقُوْلُ لَكَ تَدْرِیْ كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ قُلْتُ اللّٰهُ أَعْلَمُ قَالَ يَقُوْلُ إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِی رَوَاهُ الطِّبْرَانِیُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَبَّانَ قَالَ فِی الْمَوَاهِبِ قَالَ الامَامُ الشَّافِعِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ مَعْنٰی قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ لَا أُذْكَرُ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِی أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

از ابو سعید الخدری مروی' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا بے شک میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے' کہ میں نے آپ کا ذکر کس طرح بلند کیا؟ آپ نے جواب دیا اللہ بہتر جانتا ہے' جبریل نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے جب میرا ذکر ہو گا تو میرے ساتھ آپ کا بھی کیا جائے گا۔ طبرانی' ابن حبان' مواھب

حدیث نمبر9

۹۔ عَنْ أَبِی ذَرٍّ لغِفَّارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ عَلِمْتَ أَنَّكَ نَبِیٌّ حَتّٰی اِسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا أَبَاذَرٍّ أَتَانِی مَلَكَانِ وَأَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ أَحَدُهُمَا إِلَی الْأَرْضِ وَكَانَ الْأٰخَرُ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ أَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِأَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِأَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِأُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ۔

حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں یہاں تک کہ آپ نے اس امر کا یقین کر لیا' فرمایا اے اباذر! میرے پاس دو فرشتے آئے میں اس وقت بطحائے مکہ کے کسی مقام پر تھا ایک فرشتہ زمین پر اترا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا' ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا' کیا یہ وہی ہے' دوسرے نے جواب دیا ہاں! کہا ان کا ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو' تو میرا ایک شخص کے ساتھ وزن کیا گیا اور میں اس سے بھاری رہا' اس نے کہا اب ان کو دس آدمیوں کے ساتھ تولو تو مجھے دس آدمیوں کے ساتھ تولا گیا تو میں ان سے بھی بھاری رہا۔ اسی طرح مجھے سو اور ہزار آدمیوں کے ساتھ تولا گیا تو ان سے بھی وزنی نکلا' میں اس وقت دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ خفت میزان کے باعث بکھر رہے تھے' پھر اس فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اب ان کا ساری امت کے ساتھ وزن کرو' تو امت کے ساتھ تلنے پر بھی میرا پلڑا بھاری رہا۔ (دارمی)

حدیث نمبر10

۱۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَبْلَةٍ الْكَلْبِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَا النَّبِیُّ الْأُمِّیُّ الصَّادِقُ الزَّكِیُّ الْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ لِمَنْ كَذَّبَنِی وَتَوَلّٰی عَنِّی وَقَاتَلَنِی وَ الْخَيْرُ لِمَنْ آوَانِیْ وَآمَنَ بِیْ وَصَدَّقَ قَوْلِی وَجَاهَدَ مَعِی رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ۔

عبدالرحمان بن جبلہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں امی صادق اور زکی نبی ہوں اس شخص کے لئے کامل بربادی ہے جس نے مجھے جھٹلا کر روگردانی کی اور میرے ساتھ برسرپیکار ہوا' اور اس شخص کے لئے بھلائی ہے جس نے مجھے جگہ دی' میرے ساتھ ایمان لایا' میرے قول کی تصدیق کی اور راہ خدا میں میرے ساتھ مل کر جہاد کیا (ابن سعد)

حدیث نمبر11

۱۱۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اس امت میں سے کوئی شخص خواہ وہ یہودی ہے یا نصرانی میری نبوت کی خبر پا کر میری شریعت پر ایمان لائے بغیر مرے گا تو وہ ضرور دوزخی ہو گا۔ (مسلم)

حدیث نمبر12 امت محمدیہ کے اوصاف

۱۲۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی إِلٰی مُوْسٰی نَبِیِّ بَنِی إِسْرَائِیْلَ أَنَّهٗ مَنْ لَّقِیَنِی وَهُوَ جَاحِدٌ بِاَحْمَدَ اَدْخَلْتُهُ النَّارَ قَالَ یَا رَبِّ وَ مَنْ اَحْمَدُ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْهُ کَتَبْتُ إِسْمَهٗ مَعَ إِسْمِی فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ أَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ أَنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِی حَتّٰی یَدْخُلَهَا هُوَ وَأُمَّتُهٗ قَالَ وَ مَنْ أُمَّتُهٗ قَالَ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ صُعُوْدًا وَهُبُوْطًا وَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ یَشُدُّوْنَ أَوْسَاطَهُمْ وَیُطَهِّرُوْنَ أَطْرَافَهُمْ صَائِمُوْنَ بِالنَّهَارِ رُهْبَانٌ بِاللَّیْلِ أَقْبَلُ مِنْهُمُ الْیَسِیْرَ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِشَهَادَةِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اجْعَلْنِی نَبِیَّ تِلْكَ الْاُمَّةِ قَالَ نَبِیُّهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِی مِنْ أُمَّةِ ذٰلِكَ النَّبِیِّ قَالَ اسْتَقْدَمْتُ وَاسْتَأْخِرُ وَلٰکِنْ سَأَجْمَعُ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ فِی دَارِ الْجَلَالِ رَوَاهُ أَبُوْ نُعَیْمٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے عظیم نبی موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ جو شخص مجھے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہو گا تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا' پوچھا اے رب! یہ احمد کون ہیں؟ فرمایا ساری مخلوق سے زیادہ پیارا اور صاحب عزت و کرامت' میں نے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے قبل عرش پر لکھا اور یہ

طے کر دیا کہ جب تک وہ اور اس کی امت میری جنت میں داخل نہ ہوں گے تب تک جنت ساری مخلوق پر حرام رہے گی' پوچھا کونسی امت؟ فرمایا حمادون یعنی بہت حمد بجالانے والے اترتے چڑھتے ہر حالت میں حمد سرا' کمربستہ' باوضو' دن کو روزہ دار اور رات کو عبادت گزار ہیں' ان سے معمولی نیکی بھی قبول کروں گا' اور لا الہ الا اللہ کی گواہی کی وجہ سے انہیں جنت میں داخل کروں گا' عرض کی مولیٰ! مجھے اس امت کا نبی بنا دے فرمایا ان کا نبی انہیں میں سے ہو گا' عرض کی مجھے اس نبی کا امتی بنا دے' فرمایا میں تقدیم و تاخیر کا فیصلہ بھی کر چکا ہوں' البتہ یہ ہے کہ میں تجھ کو اور اس نبی کو دار جلال میں اکٹھا کروں گا۔ (ابو نعیم)

حدیث نمبر13 اتباع محمد مصطفیٰ

۱۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِ فَغَضِبَ وَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةٍ لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْئٍ فَيُخْبِرُوْكُمْ بِحَقٍ فَتُكَذِّبُوْا بِهِ اَوْبِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوْا بِهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ مُوْسٰى كَانَ حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّآ أَنْ يَّتَّبِعَنِيْ رَوَاهُ الْإِمَامُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهُ وَرَوَى الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفَةِ السَّمْحَةِ وَمَنْ خَالَفَ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک کتاب لائے جو انہیں کسی یہودی سے ملی تھی اور اسے آپ کو پڑھ کر سنایا تو آپ غضبناک ہو کر فرمانے لگے' اللہ کی قسم! میں تمہارے پاس صاف روشن کتاب لایا ہوں' ہو سکتا ہے کہ تم ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرو اور وہ تمہیں بتائیں تو حق ہونے کے باوجود تم اس کو جھٹلا بیٹھو' یا وہ چیز باطل ہو اور تم اس کی تصدیق کر دو' مجھے اپنے مالک جان کی قسم! اگر موسیٰ اس وقت موجود ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا (احمد) خطیب کی روایت ہے حضور نے فرمایا: میں انتہائی آسان شریعت کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں' جس آدمی نے میری سنت کی مخالفت کی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حدیث نمبر14

۱۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

حدیث نمبر 15

۱۵- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطِهِنَّ أَحَدٌ قَبْلِی نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مِنْ مَّسِیْرَۃِ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا فَأَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِی أَدْرَکَتْهُ الصَّلَاۃُ فَلْیُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تُحِلَّ لاحَدٍ قَبْلِی وَأُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ إِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَی النَّاسِ عَامَّةً رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ وَإِنَّمَا جَعَلَ الْغَایَةَ شَهْرًا لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنَ بَلَدِہٖ عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ وَ بَیْنَ أَعْدَائِهٖ اکْثَرُ مِنْ شَهْرٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ خصوصیات ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔

1- ساری زمین کو میرے لئے مسجد بنایا گیا ہے اور اسے طاہر ٹھہرایا گیا ہے میری امت سے جس شخص کو نماز کا وقت آ جائے تو وہ وہیں نماز پڑھ لے۔

2- میرے لئے غنیمتیں حلال ٹھہرائی گئی ہیں' حالانکہ مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہ تھیں۔

3- مجھے شفاعت سے نوازا گیا۔

4- پہلے انبیاء کسی خاص قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے' مجھے تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا۔

5- ایک ماہ کی مسافت پر دشمن کے مقابلہ میں رعب سے میری امداد کی گئی۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ایک ماہ کی مسافت کی حد اس لئے رکھی ہے کہ آپ کے شہر اور آپ کے دشمنوں کے درمیان ایک ماہ سے زیادہ مسافت نہ تھی۔

حدیث نمبر 16

۱۶- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَخَوَاتِمَهٗ رَوَاہُ الامَامُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں نبی امی' میرے بعد کوئی نبی نہیں' مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں۔ (احمد)

حدیث نمبر 17

۱۷- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أُتِیْتُ بِمَقَالِیْدِ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ أَبْلَقٍ جَاءَ نِیْ بِهٖ جِبْرِیْلُ وَعَلَیْهِ قَطِیْفَةٌ مِنْ سُنْدُسٍ رَوَاہُ الامَامُ أَحْمَدُ وَ ابْنُ حَبَّانَ وَالضَّیَاءُ الْمَقْدَسِیُّ بِرِجَالِ الصَّحِیْحِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ میرے پاس دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر لائی گئیں اور گھوڑے پر سندس کا ٹکڑا تھا۔ (احمد ابن حبان اور ضیاء المقدسی رجال صحیح کے ساتھ)

حدیث نمبر18

۱۸- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ بِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ رَوَاهُ الْبَغْوِیُّ۔

(از جابر رضی اللہ عنہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق اور محاسن افعال کے کمال کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ (بغوی)

حدیث نمبر19

۱۹- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ أَدَّبَنِی رَبِّیْ فَأَحْسَنَ تَأْدِیْبِی رَوَاهُ ابْنُ السَّمْعَانِی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور میری بہترین تربیت فرمائی۔ (سمعانی)

حدیث نمبر20 سراپا رحمت

۲۰- عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَغَیْرُهٗ وَهُوَ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَا أَرْسَلْنَاكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سراپا رحمت ہوں' اللہ کی طرف سے ہدیہ۔ (حاکم)

اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ میں بیان کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر21 غم خوار نبی

۲۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِی فَإِنَّهٗ مِنِّی وَمَنْ عَصَانِی فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَقَوْلُهٗ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ فَرَفَعَ یَدَیْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ أُمَّتِی أُمَّتِی وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ إِذْهَبْ إِلٰی مُحَمَّدٍ وَّرَبُّكَ أَعْلَمُ فَاسْأَلْهُ مَا یُبْکِیْهِ فَأَتَاهُ جِبْرِیْلُ فَسَأَلَهٗ فَأَخْبَرَهٗ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَا جِبْرِیْلُ إِذْهَبْ إِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ لَّهٗ إِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْؤُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ الخ اے میرے رب! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا تو جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو غفور رحیم ہے۔

نیز آیت اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ اگر تو انہیں عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں تو بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔

ان آیات کی تلاوت کے بعد اپنے ہاتھ اٹھا کر عرض کی' اے اللہ! میری امت' میری امت! اور اشک بار ہو گئے' اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا' جاؤ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟

(حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے) پس جبرئیل علیہ السلام نے آکر سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے (مذکورہ بالا) آیات میں یہ فرمایا ہے۔

اللہ نے فرمایا: اے جبرئیل ! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جا کہ کہو کہ ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں راضی کریں گے۔ اور تمہیں دل آزردہ نہیں کریں گے۔ (مسلم)

حدیث نمبر22 درود شریف کی برکتیں

۲۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوٰى اَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مُرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْأَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُوْنَ أَنَاهُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا' اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم موذن کی آواز سنو تو کلمات اذان اس کے ساتھ دہراؤ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے بعد تم اللہ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو' یہ جنت میں ایک بلند مقام ہے۔ جو صرف ایک بندے کے لئے مختص ہے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا' تو جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعا کی اس پر میری شفاعت اتر آئی اور حلال ہو گئی۔

حدیث نمبر23

۲۳- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُتِيَ بِالْبُرَّاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِّبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ فَأَرْفَضَ عَرَقًا رَوَاهُ الْقَاضِي عَيَّاضُ فِي الشِّفَاءِ وَغَيْرُهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (شب معراج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا' تو وہ شوخی کرنے لگا' جبریل نے اس سے کہا' کیا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے' واللہ ! محمد سے افضل اور برگزیدہ کوئی تم پر سوار نہیں ہوا' تو شرم سے اس کے پسینے چھوٹ گئے۔

حدیث نمبر24

۲۴- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ

السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدِ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَ اُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِي الْجُمْعَةَ اخْتَلَفُوا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَافِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَغَدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ہم آخری قوم ہیں لیکن روز قیامت سب سے آگے ہوں گے' فرق صرف اتنا ہے کہ انہیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔ اور ہمیں ان کے بعد ملی ہے پھر ان پر یہ دن یعنی جمعہ فرض کیا گیا مگر اس کے بارے میں وہ اختلاف کا شکار ہو گئے۔ تو اللہ نے جمعہ کے متعلق ہماری صحیح رہنمائی فرمائی۔ اب لوگ ہمارے تابع ہیں۔ یہودیوں کا دن ہمارے بعد ہے یعنی ہفتہ اور عیسائیوں کا ان کے بعد یعنی اتوار ہے۔ (بخاری مسلم)

حدیث نمبر25

۲۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَ نَسَبِيْ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روز قیامت ہر سبب اور نسبی تعلق قطعی ہو جائے گا۔ سوائے میرے تعلق اور نسب کے۔ (حاکم)

حدیث نمبر26 محمد رسول اللہ حبیب اللہ ہیں

۲۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَلَسَ أُنَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَامِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ آخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ' فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَ مُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ لوگ بیٹھے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے یہاں تک کہ آپ ان کے نزدیک ہوئے' سنا کہ آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں ان میں سے ایک نے کہا' اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا' دوسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام سے نوازا' کچھ نے کہا' عیسیٰ علیہ السلام کلمتہ اللہ اور روح اللہ ہیں' بعض نے کہا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو صفی بنایا۔ آپ نے ان سے فرمایا لوگو! میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تعجب دیکھا

بے شک ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں' موسیٰ علیہ السلام واقعی نجی اللہ ہیں' عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور آدم علیہ السلام بلاشبہ صفی اللہ ہیں' حقیقتاً ان انبیائے کرام کی ایسی ہی شان ہے مگر غور سے سن لو' میں حبیب اللہ ہوں اور یہ بات بغیر کسی فخرو مباہات کے کہہ رہا ہوں' روز قیامت حمد کا جھنڈا میرے پاس ہو گا' آدم علیہ السلام اور دیگر مخلوق خدا اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی' سب سے پہلے میں جنت کے حلقوں کو حرکت دوں گا' تو اللہ اسے میرے لئے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور فقرائے مومنین میرے ساتھ ہوں گے' میں یہ باتیں ازروئے فخر نہیں کہہ رہا' بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں' اللہ کے نزدیک اولین و آخرین سے زیادہ میری شان اور عزت ہو گی۔ (ترمذی وغیرہ)

حدیث نمبر27 حبیب اللہ

۲۷۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَ نَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنِّي قَائِلٌ قَوْلٍ غَيْرَ فَخْرٍ إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَ مُوْسٰى صَفِيُّ اللّٰهِ وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِي فِيْ أُمَّتِي وَأَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ لَا يُعَمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَلَا يَسْتَأْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَلَا يُجْمِعُهُمْ عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِي۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخری ہیں مگر روز قیامت سب سے سبقت لے جائیں گے اور میں یہ بات بلا فخر کہہ رہا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں' موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں' لوائے حمد روز قیامت میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اللہ نے مجھے میری امت کے بارے میں وعدہ دیا ہے اور اسے تین باتوں سے محفوظ رکھا ہے۔

1- امت محمدیہ پر عالمگیر قحط مسلط نہیں کرے گا۔ 2- کوئی دشمن اسے تباہ و برباد نہیں کر سکے گا۔

3- وہ کسی گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔

حدیث نمبر28 انبیاء کے امام و خطیب

۲۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا إِذَا بُعِثُوا وَ أَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا وَأَنَا خَطِيْبُهُمْ إِذَا اَنْصَتُوا وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَأَنَا أَكْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّي يَطُوْفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْضُ الْمَكْنُوْنُ اللُّؤْلُؤُ الْمَسْتُوْرُ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ أَيْضًا عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامُ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبُهُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: روز محشر میں سب سے پہلے تشریف لاؤں گا' لوگ جب میدان حشر میں جمع ہوں گے تو میں ان کی قیادت کروں گا' جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کا ترجمان و خطیب ہوں گا اور جب انہیں روک لیا جائے گا تو میں ان کی سفارش کروں گا' اور جس وقت وہ مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں بشارت دوں گا' کرامت اور مفاتیح (چابیاں) میرے ہاتھ میں ہوں گی' میں آدم کی ساری اولاد سے زیادہ اللہ کے ہاں معزز ہوں' ایک ہزار خدام میری خدمت میں رہیں گے' اس طرح

بیض مکنون کا ایک معنی اللوؤ المستور (چھپے ہوئے موتی) ہیں۔

ترمذی نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا' میں نبیوں کا امام و خطیب ہو گا' ان کا شفیع بنوں گا اور یہ بات از راہ فخر نہیں کہہ رہا۔

حدیث نمبر29

۲۹۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلاَ فَخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلاَ فَخْرَ وَأَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَلاَ فَخْرَ رَوَاہُ الدَّارِمِی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسولوں کا سردار ہوں اور یہ فخرسے نہیں کہہ رہا میں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر کا اظہار نہیں کر رہا' میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور یہ ازراہ فخر نہیں کہہ رہا' (دارمی)

حدیث نمبر30 سرور اولاد آدم (صاحب لوائے حمد)

۳۰۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلاَ فَخْرَ وَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلاَ فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلاَّ تَحْتَ لِوَائِی وَأَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلاَ فَخْرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے' میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا' لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہو گا۔ آدم اور دیگر لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میرے لئے زمین شق ہو گی' یہ باتیں بلا فخر کہہ رہا ہوں۔ (ترمذی)

حدیث نمبر31 آخرت میں شان محبوبی

۳۱۔ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ أَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ فَاُکْتَسِی حِلَّۃً مِّنْ حِلَلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلاَئِقِ یَقُوْمُ ذٰلِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور مجھے جنتی حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا' جہاں میرے سوا کوئی اور کھڑا نہ ہو سکے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث نمبر32 مالک حوض

۳۲۔ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ إِنِّی فَرَطٌ لَّکُمْ وَأَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَإِنِّی وَاللّٰہِ لاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْآنَ وَإِنِّی قَدْ أُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَإِنِّی وَاللّٰہِ مَا أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں تمہارے لیے فرط ہوں یعنی آگے جا کر تیاری کرنے

والا ہوں' میں تمہارے اوپر شہادت دوں گا' بخدا! میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کا ارتکاب کرو گے' بلکہ مجھے اندیشہ یہ ہے کہ تمہارے درمیان حصول دنیا کی دوڑ لگ جائے گی۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر33

۳۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ حَوْضِی مَسِیْرَةُ شَهْرٍ وَزَوَایَاهُ سَوَاءٌ مَاؤُهُ أَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُهُ أَطْیَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَکِیْزَانُهُ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ یَشْرَبُ مِنْهُ فَلَا یَظْمَأُ أَبَدًا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے' میرے حوض کی وسعت ایک ماہ کی ہے۔ اس کے زاویے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کی خوشبو مشک سے پاکیزہ تر ہے' اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جو اس سے پانی پی لے گا تو وہ کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔ (بخاری مسلم)

حدیث نمبر34

۳۴۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بَیْنَا أَنَا أَسِیْرُ فِی الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَاهٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا الْکَوْثَرُ الَّذِیْ أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِیْنُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب میں جنت میں سیر کر رہا تھا تو اچانک ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے گنبد ہیں' میں نے پوچھا جبرئیل! یہ نہر کیا ہے؟ جبرئیل نے جواب دیا' یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے' کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی مٹی اذفر کی خوشبو کی مانند ہے۔ (بخاری)

حدیث نمبر35

۳۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ یَقْضِیَ بَیْنَ خَلْقِهِ نَادیٰ مُنَادٍ أَیْنَ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَأَقُوْمُ وَ تَتْبَعُنِیْ أُمَّتِی غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ أَثَرِ الطُّهُوْرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَنَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ وَأَوَّلُ مَنْ یُحَاسَبُ وَتُفَرَّجُ لَنَا الْأُمَمُ عَنْ طَرِیْقِنَا وَ تَقُوْلُ الْأُمَمُ کَادَتْ هٰذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَکُوْنَ أَنْبِیَاءَ کُلُّهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ۔

حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کہاں ہے؟ تو میں کھڑا ہو جاؤں گا اور میری امت اتباع میں کھڑی ہو جائے گی جن کے چہرے وضو کے اثر سے روشن ہوں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخری لوگ ہیں مگر روز قیامت پہلے ہوں گے' سب سے پہلے ہمارا حساب

ہو گا' امتیں ہمارے لئے راستہ کھلا چھوڑ دیں گی اور کہیں گی "قریب تھا کہ اس امت کے تمام لوگ انبیاء ہوتے"۔ (ابو داؤد)

حدیث نمبر36

۳۶۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَیْنَ ظَهْرَانِیْ جَهَنَّمَ فَاَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ یَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ وَلاَ یَتَکَلَّمُ یَوْمَئِذٍ اِلاَّ الرُّسُلُ وَکَلاَمُ الرُّسُلِ یَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پل صراط جہنم کے اوپر رکھا جائے اور سب سے پہلے میں اپنی امت کو لیکر اسے عبور کروں گا۔ اس روز سوائے پیغمبروں کے کسی کو اذن کلام نہ ہو گا' اور پیغمبروں کا کلام ہو گا۔ اللھم سلم سلم سلامتی مولیٰ۔ (بخاری مسلم)

حدیث نمبر37

۳۷۔ عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ إِنِّی لاَرْجُو اَنْ أَشْفَعَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِلٰی عَدَدِ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ وَ مَدَرَةٍ رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَمُنِیْرُهُ وَرَوٰی أَبُو دَاؤُدَ عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ إِنِّی سَأَلْتُ رَبِّی وَ شَفَعْتُ لاُمَّتِی فَأَعْطَانِی ثُلُثَ أُمَّتِی فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّی شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِی فَسَأَلْتُ رَبِّی لاُمَّتِی فَأَعْطَانِی الثُّلُثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّی شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِی فَسَأَلْتُ رَبِّی لاُمَّتِی فَأَعْطَانِی الثُّلُثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّی۔

حضرت بریدہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں روز قیامت زمین کے درختوں اور کنکروں کے برابر لوگوں کی شفاعت کرو گا۔ (احمد)

ابو داؤد میں حضرت سعد سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور امت کی شفاعت کی تو اللہ نے مجھے تہائی امت عطا کی تو میں سجدۂ شکر میں گر گیا' پھر میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور اللہ کے سامنے دست سوال دراز کیا تو اس نے مجھے تہائی امت اور عطا کی' پھر میں شکرانہ کیلئے سجدہ ریز ہو گیا' پھر جب اپنا سر اٹھایا اور اپنے پروردگار سے مانگا تو اس نے بقایا تہائی امت بھی دے دی تو میں پھر سجدے میں گر گیا۔

حدیث نمبر38

۳۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ آتِی بَابَ الْجَنَّةِ فَاسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لاَ أَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِی رِوَایَةِ الطِّبْرَانِیِّ فَیَقُوْمُ الْخَازِنُ فَیَقُوْلُ أُمِرْتُ أَنْ لاَ أَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ وَلاَ أَقُوْمُ لاَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کے لئے کہوں گا تو خازن کہے گا' آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد ہوں۔ وہ کہے گا مجھے آپ کے لئے ہی حکم ہوا ہے کہ میں آپ سے پہلے کسی کیلئے نہ کھولوں' نہ آپ کے بعد کسی کیلئے کھڑا رہوں۔ (مسلم)

ایک روایت طبرانی میں ہے کہ خازن کھڑا ہو کر کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لئے در جنت نہ کھولوں اور نہ آپ کے بعد کسی کے لئے کھڑا رہوں۔

حدیث نمبر39 سفر معراج

۳۹۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ دُوْنَ الْبَغْلِ خُطُوُّهَا عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَ مَعِى جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ أُنْزُلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَدْرِیْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطِيْبَةٍ وَإِلَيْهَا الْمُهَا جِرُثُمَّ قَالَ أُنْزُلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتَ فَقَالَ أَتَدْرِیْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطُوْرِ سِيْنَآءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ ثُمَّ قَالَ أُنْزُلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِیْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَجُمِعَ بِي الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِیْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَمَّمْتُهُمْ ثُمَّ صَعَدَبِي إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَإِذَا فِيْهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعَدَبِي إِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا فِيْهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيْسٰى وَ يَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ثُمَّ صَعَدَبِیْ إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا فِيْهَا يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعَدَبِیْ إِلَى السَّمَآءِ الرَّابِعَةِ فَإِذَا فِيْهَا هَارُوْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعَدَبِیْ إِلَى السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيْهَا إِدْرِيْسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعَدَبِي إِلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيْهَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعَدَبِي إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا فِيْهَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعَدَبِي إِلٰى فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ فَأَتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَتْنِیْ ضَبَابَةٌ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا فَقِيْلَ لِیْ إِنِّی يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ فَرَجَعْتُ إِبْرَاهِيْمَ فَلَمْ يَسْأَلْنِی عَنْ شَيْئٍ ثُمَّ أَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ كَمْ فُرِضَ عَلَيْكَ وَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَقُوْمَ بِهَا أَنْتَ وَلَا أُمَّتُكَ فَأَرْجِعُ إِلٰى رَبِّي فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي فَخَفَّفَ عَنِّی عَشَرًا ثُمَّ أَتَيْتُ مُوْسٰى فَأَمَرَنِی بِالرُّجُوْعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّی عَشَرًا ثُمَّ أَتَيْتُ مُوْسٰى فَأَمَرَنِی بِالرُّجُوْعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّی عَشَرًا ثُمَّ رُدَّتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ قَالَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَإِنَّهُ فَرَضَ عَلٰى بَنِی إِسْرَائِيْلَ صَلَاتَيْنِ فَمَا أَقَامُوْا بِهِمَا فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَسَأَلْتُه التَّخْفِيْفَ فَقَالَ إِنِّی يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فَخَمْسٌ بِخَمْسِيْنَ فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ صِرًّى فَرَجَعْتُ مُوْسٰى عَلَيْهِ

السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَعَرَضْتُ إِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ صِرَّى يَقُوْلُ خَتَمٌ فَلَمْ أَرْجِعْ رَوَاهُ النِّسَائِى وَرَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَ مُسْلِمٌ مُطَوَّلاً۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک جانور لایا گیا جس کا قدم حد نظر تک پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا' جبرئیل امین میرے ہمراہ تھے' اور روانہ ہوئے (تو ایک مقام پر پہنچ کر) جبرئیل نے کہا اتر کر نماز ادا کر لیجئے۔ تو میں نے نماز ادا کی' پوچھا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی؟ پھر کہا یہ طیبہ شریف آپ کی ہجرت گاہ ہے' پھر ایک مسافت طے کرنے کے بعد کہا' آپ یہاں اتر کر نماز ادا کر لیں تو میں نے نماز پڑھی' جبرئیل امین نے دریافت کیا؟ یہ کون سا مقام ہے جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے؟ پھر خود ہی کہا یہ طور سینا ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی حاصل کیا' اس کے بعد ایک اور مقام پر پہنچے اور نماز ادا کرنے کی درخواست کی' ادائے نماز کے بعد سوال کیا یہ کونسی جگہ ہے؟ پھر خود ہی بتایا کہ یہ بیت لحم ہے۔ جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا تو وہاں تمام انبیاء جمع تھے' جبرئیل علیہ السلام نے مجھے امامت انبیاء کے لئے آگے کیا۔ اس کے بعد مجھے آسمان دنیا کی طرف اٹھایا گیا' اس آسمان پر آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا وہاں عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی' تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام' چوتھے پر ہارون علیہ السلام' پانچویں پر ادریس علیہ السلام' چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام ملے پھر مجھے سات آسمانوں سے اوپر اٹھایا گیا تو ہم سدرۃ المنتہٰی کے مقام پر پہنچے جہاں ایک غبار سا چھایا ہوا تھا۔

میں وہاں سجدہ ریز ہو گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن تجھ پر اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں' پس ان نمازوں کو قائم کیجئے۔ میں لوٹ کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کچھ دریافت نہ کیا' جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے سوال کیا آپ پر اور آپ کی امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ میں نے جواب دیا "پچاس نمازیں" کہا آپ کی امت کے لوگ ان نمازوں کو قائم نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا اپنے پروردگار کی بارگاہ میں لوٹ کر تخفیف نماز کی استدعا کریں' میں واپس بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا تو دس نمازیں معاف ہو گئیں' پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے واپس جانے اور تخفیف نماز کے لئے کہا' چنانچہ ایسا کئی بار ہوا اور نمازوں میں تخفیف ہوتی رہی' یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر اصرار کیا کہ لوٹ کر جایئے اور مزید تخفیف کا سوال کیجئے' کیونکہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی تھیں مگر وہ ان پر کاربند نہ رہ سکے میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کے جناب میں حاضر ہوا اور تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے روز پچاس نمازیں ہی فرض کی تھیں' اب پچاس کے بدلے پانچ ہیں۔ لہٰذا ان پانچ نمازوں کو قائم رکھو! حضور فرماتے ہیں اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے تو میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہوں نے کہا ایک بار اور جایئے' میں نے جواب دیا نہیں میں اب واپس نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔ (نسائی 1-78 بخاری و مسلم)

حدیث نمبر40 شفاعت عظمیٰ

۴۰۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فِى صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِى وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْ جَمَاجِمِ النَّاسِ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَاأَنْتُمْ فِيْهِ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلٰى مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ يَعْنِى إِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَبُوْكُمْ آدَمُ فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُوْنَ يَا آدَمُ أَنْتَ اَبُوالْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوحِهٖ وَأَمَرَالْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرىٰ مَانَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغَنَا فَقَالَ إِنَّ رَبِّىْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَّغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ نَهَانِىْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِى نَفْسِى نَفْسِى إِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِى إِذْهَبُوا إِلٰى نُوحٍ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ أَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ بُعِثَ إِلٰى أَهْلِ الْاَرْضِ وَ قَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا أَلَا تَرىٰ إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ أَلَا تَرىٰ مَا بَلَغَنَا أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ إِنَّ رَبِّى غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَإِنَّهٗ قَدْكَانَتْ لِى دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰى قَوْمِى نَفْسِى نَفْسِى نَفْسِى إِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِى إِذْهَبُوا إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ نَبِىُّ اللّٰهِ وَ خَلِيْلُهٗ مِنْ أَهْلِ الْاَرْضِ إِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَاتَرىٰ مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّى غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَإِنِّى كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ فَذَكَرَهَا نَفْسِى نَفْسِى نَفْسِى إِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِى إِذْهَبُوا إِلٰى مُوْسٰى فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُوْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَى النَّاسِ أَلَا تَرىٰ مَا نَحْنُ فِيْهِ إِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ إِنَّ رَبِّى غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَإِنِّى قَدْقَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِى نَفْسِى نَفْسِى إِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِى إِذْهَبُوا إِلٰى عِيْسٰى فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا عِيْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ أَلَا تَرىٰ إِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ إِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى إِنَّ رَبِّى قَدْغَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًالَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَايَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِى نَفْسِى نَفْسِى إِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِى إِذْهَبُوا إِلٰى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَ قَدْغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اَلَا تَرىٰ مَا نَحْنُ فِيْهِ إِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَانْطَلِقُ فَآتِى تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا إِلٰى رَبِّى ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَىَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَ حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِى ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ إِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِى فَأَقُوْلُ أُمَّتِى يَا رَبِّ أُمَّتِى يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مَنْ أُمَّتِكَ مِنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ

فِيمَا سِوىٰ ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ وَالَّذِى نَفْسِي بِيَدِهٖ أَنَّ بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَ هِجْرَ اَوْكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَ بَصْرىٰ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت میں تمام انسانوں کا سردار ہوں گا' تم جانتے ہو اس سیادت کا سبب کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کرے گا کہ وہ دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں گے اور داعی کی پکار سنائی دے' سورج لوگوں کے سروں کے قریب ہو گا' لوگ اس غم و کرب میں مبتلا ہوں گے کہ ان کی برداشت سے باہر ہو گا' باہم کہیں گے تم دیکھتے نہیں کہ کس مصیبت میں گرفتار ہو' کس حال کو پہنچے ہو' کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب تعالیٰ کے پاس تمہاری سفارش کرے؟ پھر ایک دوسرے سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام ہمارے باپ ہیں' آؤ ان کے پاس چلیں' پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور اپنی طرف سے آپ میں روح ڈالی اور اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں اور آپ کو جنت میں سکونت پذیر کیا' آپ اپنے رب کے ہاں ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے؟ آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ اور ہماری حالت کیا ہے؟ آدم علیہ السلام فرمائیں گے' آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا پہلے کبھی کیا' نہ آئندہ کبھی ایسا کرے گا' آج مجھے اپنی جان کے لالے پڑے ہیں' تم کسی اور کے پاس جاؤ' نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ تو وہ اہل محشر نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح! آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں' اللہ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے آپ دیکھتے نہیں ہم کس کرب سے گزر رہے ہیں؟ آپ ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے' نوح علیہ السلام فرمائیں گے اللہ تعالیٰ نے جتنا غضب آج فرمایا ہے قبل ازیں اتنا غضب نہیں فرمایا نہ آئندہ ایسا فرمائے گا' مجھے ایک دعا کا اختیار دیا گیا تھا وہ میں نے اپنی قوم کے خلاف استعمال کر دی ہے' آج مجھے اپنی جان کا خوف ہے مجھے اپنی پڑی ہے' تم کسی اور کے پاس جاؤ' ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ تو سارا مجمع حشر ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گا۔ جب عرض کریں گے اے خلیل الرحمان! اے اللہ کے نبی! اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے آپ دیکھتے نہیں ہم کس قابل رحم حالت میں ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے میرا پروردگار آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا نہیں ہوا اور نہ ہی آئندہ ہو گا میں نے تین باتیں خلاف واقعہ بطور مصلحت کیں (اور ان باتوں کا تذکرہ کریں گے) اور کہیں گے نفسی! نفسی! آج مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے مجھے جان کا کھٹکا ہے' ہائے میری جان! تم کسی اور کا سہارا ڈھونڈو' تم موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤ۔ تو سب اہل حشر موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضری دیں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں پر شرف رسالت و کلام سے ممتاز فرمایا' کیا آپ ہماری خستہ حالی کو نہیں دیکھتے؟ ہمارے چھٹکارے کے لئے شفاعت فرمایئے۔ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اللہ تعالیٰ نے آج اس قدر غصہ فرمایا ہے کہ پہلے اس کی مثال نہیں ملتی نہ آئندہ اتنا غصہ فرمائے گا۔ مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے ہائے میرا نفس! تم کسی اور کے پاس جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور

کہیں گے اے عیسیٰ! آپ رسول اللہ اور کلمتہ اللہ ہیں اور اس کی طرف سے روح ہیں آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا۔ آپ نہیں دیکھتے ہم کس اذیت ناک حالت سے دو چار ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہمارے لئے سفارش فرمایئے' وہ فرمائیں گے۔ آج اللہ نے وہ غضب فرمایا ہے کہ اس سے قبل اتنا غضب نہیں فرمایا اور نہ آئندہ کبھی اتنا غضب فرمائے' نفسی نفسی نفسی' مجھے اپنی جان کا دھڑکا ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے' تم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔ تو وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ جائیں گے اور کہیں گے اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشوں سے درگزر فرمایا ہے' کیا آپ ہماری پریشان حالی اور مصیبت کا مشاہدہ نہیں فرماتے؟ ہمارے لئے شفاعت فرمائیں تو میں عرش کے نیچے آکر سجدہ ریز ہو جاؤں گا' پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے حسن ثناء اور تعریف کے ایسے دروازے کھولے گا جو مجھ سے پہلے کبھی کسی پر وا نہیں کئے۔ پھر ارشاد ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھایئے' مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا' اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی' میں اپنا سر اقدس اٹھا کر عرض کروں گا' میری امت اے میرے پروردگار! میری امت اے رب! تو ارشاد ہو گا۔ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جنت کے دائیں دروازے سے اپنی امت کا وہ حصہ داخل فرمایئے جس پر کوئی حساب نہیں' امت کے یہ جنتی افراد دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جنت کے کواڑوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان فاصلہ ہے یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان (بخاری مسلم 1-111)

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

رسالہ الاحادیث الاربعین ختم ہوا۔

خصوصی حاشیہ

حضرت امام احمد رضا خان البریلوی رحمتہ اللہ نے اپنی کتاب "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" میں احادیث شفاعت کی بہت خوبصورت تلخیص فرمائی ہے اور تمام طرق سے کلمات احادیث کو ایک رواں تحریر میں سمو دیا ہے' جس کی یہاں نقل فائدہ سے خالی نہیں۔

شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کو معلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک قامت شایان امامت سزاوار زعامت کے سوا کسی قد بالا پر راست نہ آئی' نہ کسی نے بارگاہ الٰہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمیٰ و محبوبیت کبریٰ و اذن سفارش و اختیار گزارش کی دولت پائی تو وہ سب احادیث تفضیل محبوب جلیل صلوات اللہ و سلامہ علیہ پر دلیل' مگر میں وہ چند احادیث نقل کرتا ہوں جس میں تصریحاً" سب انبیاء علیہم الصلوۃ السلام کا عجز و اور حضور کی قدرت بیان فرمائی۔

حدیث موقف مفصل مطول احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ترمذی و ابن خزیمہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احمد و بزار و ابن حبان و ابو یعلی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احمد و ابو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً" الی سید المرسلین صلی اللہ

علیہ وسلم اور عبداللہ بن مبارک و ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم و طبرانی نے بہ سند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً" روایت کی ان سب کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طول کثیر ہے۔ لہٰذا میں ان کے منظم لفظوں کو ایک منتظم سلسلہ میں یکجا کر کے اس جاں فزا قصہ کی تلخیص کرتا ہوں

ارشاد ہوتا ہے: روز قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں' اور پکارنے والے کی آواز سنیں دن طویل ہو گا و اور آفتاب کو اس دن دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا' پسینے شروع ہوں گے قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہو گا' یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے' غرپ غرپ کریں گے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے۔ (ا) قرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت طاق ہو گی' تاب تحمل باقی نہ رہے گی۔ (ج) رہ رہ کر تین گھبراہٹیں لوگوں کو اٹھیں گی۔ (ا) آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو؟ کس حال کو پہنچے؟ کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کی پاس شفاعت کرے۔ (ب) کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ (ا) پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے باپ ہیں' ان کے پاس چلنا چاہیے۔ پس آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جائیں گے (د) اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے (ا) عرض کریں گے (و) اے باپ! ہمارے (ا) اے آدم آپ ابو البشر ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا' (ب) اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے (د) اور آپ کو اپنا صفی کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے؟ (ب) کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ (ا) آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے؟ آدم علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے

لَسْتُ هُنَاكُمْ اِنَّهٗ لَا يُهِمُّنِيَ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِيْ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ

میں اس قابل نہیں مجھے آپ اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے' مجھے اپنی جان کی فکر ہے' مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ تم اور کسی کے پاس جاؤ (و) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے (د) اپنے پدر ثانی (ا) نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا (و) وہ خدا کے شاکر بندے ہیں (ا) لوگ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح! (و) اے نبی اللہ! (الف) آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں' اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا' (د) اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا (ا) آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس بلا میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے؟ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے؟ (ہ) کہ ہمارا فیصلہ کر دے (ا) نوح علیہ السلام فرمائیں گے

ب لَسْتُ هُنَاكُمْ وَ لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِيْ ہ اِنَّهٗ لَا يُهِمُّنِيَ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِيْ ا اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ

میں اس قابل نہیں' یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا' آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے' مجھے اپنی جان کی فکر ہے' مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ و عرض کریں گے پھر ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں' فرمائیں گے (ب) خلیل الرحمان (ا) ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ' (د) کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے (ا) لوگ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ عرض کریں گے (د) اے خلیل الرحمٰن اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں' اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے (ہ) کہ ہمارا فیصلہ کر دے (ا) آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے؟ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے' (ب) لَسْتُ هُنَاكُمْ الی آخرہ

میں اس قابل نہیں' یہ کام میرے کرنے کا نہیں' آج مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے میرے رب نے آج وہ غضب کیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا ہوا نہ اس کے بعد ہو' مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے' مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے مجھے اپنی جان کا تردد ہے' تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ' وہ عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے (ا) تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ (ب) وہ بندہ جسے خدا نے تورات دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا (ہ) اور اپنی رسالت دیکر برگزیدہ کیا (ا) لوگ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے' اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی' اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے' آپ دیکھتے نہیں ہم کس صدمہ میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے؟ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے (ب)

ب لَسْتُ هُنَاكُمْ (الخ) میں اس لائق نہیں' یہ کام مجھ سے نہ ہو گا' آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں' میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا اور نہ کبھی کرے' مجھے اپنی جان کی فکر ہے' مجھے اپنی جان کا خیال ہے' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ وہ عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے (ا) تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ (ب) وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح (د) کہ مادر زاد اندھے او رکوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے جلاتے ہیں۔ (ا) لوگ مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے' اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اور اس کی طرف کی روح ہیں' آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا' اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرما دے' آپ دیکھتے نہیں ہم کس اندوہ میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے' مسیح علیہ السلام فرمائیں گے (ب) لَسْتُ هُنَاكُمْ الخ

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا' آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ کبھی ایسا کیا نہ کبھی ایسا کرے' مجھے اپنی جان کا ڈر ہے' مجھے اپنی جان کا غم ہے' مجھے اپنی جان کی سوچ ہے' تم اور کسی کے پاس جاؤ (د) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں' فرمائیں گے

اِيْتُوْا عَبْدًا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ وَيَجِئُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اٰمِنًا د اِنْطَلِقُوْا اِلٰى سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ب اِيْتُوْا مُحَمَّدًا ہ اِنَّ كُلَّ مَتَاعٍ فِيْ وِعَاءٍ مَّخْتُوْمٍ عَلَيْهِ

اَكَانَ يَقْدِرُ عَلٰى مَا فِيْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَفُضَّ الْخَاتَمَ

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ بھلا کسی سربہ مہر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے؟ لوگ عرض کریں گے نہ' فرمائیں گے۔

اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَقَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ ا اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ د فَلْيَشْفَعْ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ

یعنی اس طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کر سکتا) اور وہ آج تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ' چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے مصیبت کے مارے' ہاتھ پاؤں چھوڑے' چار طرف سے امیدیں توڑے' بارگاہ عرش جاہ بیکس پناہ' خاتم دور رسالت' فاتح باب شفاعت' محبوب باوجاہت' مطلوب بلند عزت' ملجاء عاجزاں ماوائے بیکساں' مولائے دو جہاں حضور پر نور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات اللہ و انمی برکات اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ و عیالہ میں حاضر ہوئے اور بہ ہزاراں ہزار نالہائے زار و دل بے قرار و چشم اشک بار یوں عرض کرتے ہیں

ا۔ يَا مُحَمَّدُ وَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنْتَ الَّذِيْ فَتَحَ اللّٰهُ بِكَ وَ جِئْتَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اٰمِنًا ا۔ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ' اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ ٥ فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا ا۔ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى مَاقَدْ بَلَغَنَا

اے محمد! اے اللہ کے نبی! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا اور آپ آمن و مطمئن تشریف لائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم ہیں اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرما دے' حضور نگاہ کریں ہم کس درد میں ہیں حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں؟ (ب) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے۔ اَنَا لَهَا وَ اَنَا صَاحِبُكُمْ میں شفاعت کے لئے ہوں' میں تمہارا وہ مطلوب جسے تمام موقف میں ڈھونڈھ پھرے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ بارک و شرف و مجدو کرم

اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے مسلمان اسی قدر کو بہ نگاہ ایمان دیکھے اور اولا حق جل و علا کی یہ حکمت جلیلہ خیال کرے کیونکر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلوۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا اور دفعتہ بارگاہ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ لائے گا' کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفع ہیں' ابتداء یہیں آتے تو شفاعت تو پاتے مگر اولین و آخرین موافقین و مخالفین خلق اللہ اجمعین پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصب افخم اسی سید اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل و منیع تمام انبیاء و مرسلین کے دست ہمت سے بلند و بالا ہے' پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسی بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلا" یاد نہ آئے گی پھر نوبت بہ نوبت حضرات انبیاء سے جواب سنتے

جائیں گے جب بھی مطلقاً" دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے' پھر حضرات انبیاء علیہم السلام کو دیکھئے وہ بھی یکے بعد دیگر انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار ہلاک ہوتے ہو تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہے یہ سارے سامان اسی اظہار عظمت و اشتہار وجاہت محبوب باشوکت کی خاطر ہیں

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلاً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ-

لبیٔا سوالِ شفاعت پر حضرات انبیاء کے جواب اور ہمارے حضور کا مبارک ارشاد مبارک دیکھئے یہیں مقام کا مزہ آتا ہے اور ابھی کا شمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم رسالت و مصابیح نبوت میں افضل و اعلیٰ و اجل و اجلی واعظم واولی و بلند و بالا وہی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کے حضور ہر روشنی ماند ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک و شرف و مجد و کرم اور انبیائے خمسہ کی وہ تخصیص ظاہر کہ حضور آدم اول انبیاء و پدر انبیاء ہیں اور مرسلین اربعہ اولوالعزم مرسل اور سب انبیائے سابقین سے اعلی و افضل تو ان پر تفضیل سب پر تفضیل

وَالحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْجَلِيْلِ

(از صفحہ 66 تا 73 تجلی الیقین)

بدایہ السول فی تفضیل الرسول

سلطان العلماء حضرت مولانا عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ (م 660ھ) کا ایک مختصر رسالہ موسوم بہ "بدایہ السول فی تفضیل الرسول" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جس میں وہ حمد و صلوۃ کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی بارگاہ اقدس میں قدر و شان کی پہچان اور ان پر اظہار احسان کے لئے ارشاد فرمایا۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ' تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے' 4:113 بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی' (بنی اسرائیل 55) یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ 2:25

ان آیات میں پہلی فضیلت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوسروں پر فضیلت دینے سے مدح فرمائی ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ مفاضلہ کو کئی درجے زیادہ بیان کیا اور درجات کی تنکیر عظمت شان کی دلیل ہے' مراد یہ ہے کہ آپ کے درجات بلند اور منصب بہت عظیم ہے اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی وجوہ سے فضیلت عطا فرمائی ہے۔

پہلی وجہ سیادت کل

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب کے سردار ہیں' آپ کا ارشاد گرامی ہے میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں یہ بات بطور فخرو تکبر نہیں کہہ رہا۔

اور سردار وہ ہوتا ہے جو اعلیٰ صفات اور عمدہ اخلاق سے متصف ہو' یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں تمام اولاد آدم سے افضل ہیں' دنیا میں آپ کی افضلیت اس وجہ سے ہے کہ آپ ان اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اور آخرت میں اس اعتبار سے کہ وہاں اخروی جزا انہیں اخلاق و اوصاف پر مرتب ہو گی پس جب دنیا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناقب و صفات کے لحاظ سے سب پر فضیلت و فوقیت رکھتے ہیں تو آخرت میں بھی مراتب و درجات کے اعتبار سے کوئی آپ کا ہمسر نہ ہو گا' اس حدیث شریف کا مقصود یہ ہے کہ بارگاہ ربوبیت میں آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی جو شان و منزلت ہے اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت آگاہ ہو جائے' چونکہ اپنی تعریف خود کرنا اور اپنے منہ میاں مٹھو بننا فخر و تکبر کا آئینہ دار ہوتا ہے لہٰذا اس جاہلانہ وہم کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ میں اپنی سیادت کا اعلان و اظہار بطور فخر نہیں کر رہا بلکہ ایک امر واقع کا انکشاف کر رہا ہوں۔

دوسری وجہ : لوائے حمد کا مالک ہونا

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ روز قیامت حمد و ثنا کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا میں یہ بات بطور فخر نہیں کہہ رہا۔

تیسری وجہ : آدم و من سوالوائے محمد کے تلے ہوں گے

حضرت سرکار کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' روز قیامت آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد میرے جھنڈے تلے ہو گی اور میں اس کا ذکر از راہ تکبر نہیں کر رہا۔

یہ تمام خصائص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آدم اور دیگر افراد انسانی پر فضیلت اور علو مرتبہ کا پتہ دیتے ہیں' کیونکہ تفضیل کا سوائے تخصیص مناقب و مراتب اور کیا مفہوم ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ :

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگلی پچھلی خلاف اولیٰ باتوں پر عدم گرفت کی خبر دی ہے جبکہ دیگر انبیائے کرام میں سے کسی اور کی لغزشوں کے متعلق عدم گرفت کی خبر انبیائے کرام سے منقول نہیں' ظاہر ہے کہ اللہ نے انہیں اس سے آگاہ نہیں فرمایا یہی وجہ ہے کہ جب عرصہ محشر میں لوگ ان سے شفاعت کی التماس کریں گے تو وہ اپنی خطاؤں کا تذکرہ کریں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے اگر ان میں سے کسی کو غفران خطاء کا علم ہوتا تو اس قدر خوف کا اظہار نہ کرتے' دوسری طرف جب مخلوق مقام حشر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے گی تو آپ فرمائیں گے انا لھا ہاں یہ شفاعت عظمیٰ کا منصب میرے ہی شایان شان ہے۔

پانچویں وجہ : اول شافع

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز حشر سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی' اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت اور فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

چھٹی وجہ : قبولیت دعا کی فضیلت

یہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایثار ہے کہ اپنی ذات کی بجائے امت کیلئے دعا کو پسند فرمایا (اور کفار کی اذیتوں کے باوجود انہیں بد دعا نہ دی) حالانکہ ہر نبی کو ایک مقبول دعا کا اختیار دیا گیا اور تمام انبیائے کرام نے دنیا ہی میں دعا کی جلدی کی (اور ان کی دعا قبول ہوئی) مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دعا شفاعت کیلئے روز قیامت تک بچا کر رکھی۔

ساتویں وجہ: حیات مصطفیٰ کی قسم

اللہ تعالیٰ نے سرور کون و مکاں کی حیات پاک کی قسم کھائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

اے محبوب !تیری زندگی کی قسم! یہ لوگ اپنے نشہ میں بہک رہے ہیں (حجر: 72)

حیات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی مبارک زندگانی بارگاہ ربوبیت میں بڑے عزو شرف کی حامل ہے اور آپ کی حیات پاک اس لائق ہے کہ اس کی قسم کھائی جائے کیونکہ اس میں عام و خاص ہر قسم کی برکتیں موجود ہیں اور یہ اعزاز کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے۔

آٹھویں وجہ:

اللہ تعالیٰ نے ندا اور خطاب میں بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقار و اعزاز بخشا ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیارے اسماء اور اعلیٰ اوصاف سے مخاطب فرمایا ہے' جیسے

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ

یہ ایسی خصوصیت ہے جو کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی' بلکہ تمام انبیائے کرام کو ان کے ناموں سے پکارا گیا مثلاً

يَا اٰدَمُ اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ۔ يَا مُوْسٰى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ۔ يَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا۔ يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً۔ يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ

اور یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ آقا جب اپنے کسی غلام کو اس کے اعلیٰ اوصاف اور بہترین اخلاق سے بلائے اور دوسروں کو ان کے نام لے لے کر پکارے اور کسی وصف یا خلق کا ذکر نہ کرے تو ظاہر ہے کہ جسے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اوصاف سے پکارا گیا' وہ ان سب پر فضیلت رکھتا ہے جنہیں ان کے نام لے لے کر بلایا گیا اور بداہتا اس کی اپنے آقا کے ہاں بڑی عزت ہے کیونکہ یہ بات عرف عام میں مشہور و معروف ہے کہ جس کو اس کے بہترین اسماء و اخلاق اور اعلیٰ اوصاف سے یاد کیا جائے تو یہ بات اس کی انتہائی عظمت اور قدر و منزلت کی دلیل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لَا تَدْعُنِيْ اِلَّا بِيَا عَبْدَهَا فَاِنَّهٗ اَشْرَفُ اَسْمَائِيْ

مجھے صرف اس (محبوبہ) کا غلام کہہ کر پکارو' کیونکہ یہی بہترین نام ہے۔

نویں وجہ:

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات اور ان کے آثار صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئے' مگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ یعنی قرآن حکیم ابدلاباد تک باقی اور غیر فانی ہے۔

دسویں وجہ:

پتھروں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ درود و سلام پیش کرنا اور ستون حنانہ کا آپ کے فراق میں گریاں ہونا ایسے معجزات ہیں جو کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں ہیں۔

گیارہویں وجہ:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت سے معجزات دیگر انبیائے کرام کے معجزات سے زیادہ اعجازی شان رکھتے ہیں۔ مثلاً آپ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی جاری ہونا' پتھروں سے پانی بہ نکلنے کی بہ نسبت زیادہ خارق عادت ہے کیونکہ بعض پتھروں سے تو پانی پھوٹ ہی پڑتا ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ (پتھر سے چشموں کا رواں ہونا) سے زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔

بارہویں وجہ:

عیسیٰ علیہ السلام کا مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرنا جبکہ ان کی آنکھیں اپنے مقام پر موجود تھیں اس کے مقابلے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی آنکھ کو درست فرما دیا جو رخسار پر بہہ آئی تھی' اس میں دوہری اعجازی شان ہے' ایک تو آپ نے آنکھ کو اس کے اصل مقام سے نکل آنے کے بعد دوبارہ لگا دیا اور دوسری یہ کہ آپ نے بینائی کو ختم ہونے کے بعد دوبارہ لوٹا دیا۔

تیرہویں وجہ:

جن لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالت کفر کی موت سے نکال کر حیات ایمان عطا فرمائی' ان کی تعداد ان لوگوں سے ہزاروں گنا زیادہ ہے جنہیں عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے حیات جسمانی ملی تھی' کیونکہ جسمانی زندگی اور ایمانی زندگی کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔

چودہویں وجہ:

اللہ تعالیٰ ہر نبی کے لئے اس کی امت کے اعمال احوال اور اقوام کے مطابق اجر و ثواب لکھتا ہے مگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت تمام اہل جنت کا نصف حصہ ہو گی۔ نیز اللہ نے امت محمدیہ کو خیر امت کا لقب دیا ہے اور یہ خیر الامم اس لئے ہے کہ یہ بہترین معارف اچھے احوال اقوال اور اعمال سے متصف ہے' لہٰذا ہر معرفت' ہر حالت' ہر عبادت اور ہر قول و فعل جو قرب الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے اس کا پتہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی دیا ہے اور ان اعمال پر عمل پیرا ہونے والوں کو جتنا اجر و ثواب ملے گا اتنا ہی اجر و ثواب قیامت تک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حصہ میں آئے گا کیونکہ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی ہدایت کی طرف لوگوں کو دعوت دے تو اسے اس تبلیغ و دعوت کا ثواب بھی ملے گا اور اس شخص کے عمل کا بھی جس نے اس تبلیغ و دعوت کے مطابق عمل کیا' لہٰذا کثرت ثواب کے لحاظ سے کوئی پیغمبر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک فرمان ہے۔

"ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے' اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کو زیادہ نفع پہنچائے۔"

چونکہ نبی رحمت نے جنتیوں کے آدھے حصہ کو نفع پہنچایا ہے اور دیگر تمام انبیائے کرام نے دوسرے نصف حصہ کو' لہٰذا آپ کی شان قربت و منزلت نفع رسانی کے لحاظ سے بہت بڑی ہے۔ امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صاحب

عرفان و صاحب حال کو جتنا اجر ملے گا اتنا ہی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ملے گا اور ہر صاحب مقال (واعظ و مقرر' عالم و مبلغ) کو جتنا قرب بارگاہ ربانی میں نصیب ہو گا تو اتنا حصہ' حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی عطا ہو گا۔ اسی طرح تقرب الی اللہ کے تمام اعمال مثلاً نماز' زکوۃ' جہاد' غلام آزاد کرنا' جہاد' نیکی' ذکر' صبر' عفو و درگزر وغیرہ اعمال میں تو ان تمام اعمال میں جتنا ثواب ان کو کرنے والوں کو ملے گا تو اس کے برابر ثواب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ملے گا اور یہ ثواب آپ کے اپنے اعمال کے ثواب میں شامل ہو جائے گا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی امتی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت اور رہبری میں جو بلند درجہ اور اعلیٰ درجہ حاصل ہوا وہ درجہ و مرتبہ آپ کے درجات کے ساتھ شامل ہوتا جائے گا اور ان میں کئی گنا اضافہ ہوتا چلا جائے گا کیونکہ ان درجات کا علم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی عطا کیا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ شب معراج موسیٰ علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بوقت ملاقات رشک اور غبطہ کی وجہ سے اشک بار ہو گئے کہ امت محمدیہ امت موسوی سے تعداد میں کہیں زیادہ جنت میں داخل ہو گی اور موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا از راہ حسد نہ تھا' بلکہ بطور تاسف تھا کہ ان کو وہ مقام و مرتبہ حاصل نہ ہو سکا جو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔

15ہویں وجہ : عالمگیر بعثت

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا جبکہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا' لہٰذا ہر نبی کو اپنی امت کی تبلیغ کا ثواب ملے گا جبکہ پیغمبر آخر زمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساری مخلوق کی براہ راست یا بالواسطہ تبلیغ کا اجر و ثواب عطا ہو گا' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مقام امتنان میں فرمایا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا

ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے (فرمان)

وجہ امتنان و احسان یہ ہے کہ اگر ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا پیغمبر بھیج دیا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف اپنی بستی کے لوگوں کو دعوت و انداز اور تبلیغ کرنے کا ثواب حاصل ہوتا اور دوسری بستیوں کا اجر و ثواب نصیب نہ ہوتا (جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ قیامت تک انسانوں اور جنوں کو مل رہی ہے لہٰذا اس بالواسطہ دعوت کا ثواب بھی آپ کو ملے گا)

16ہویں وجہ : مطلوب و طالب میں فرق

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور اور مقدس وادی میں کلام فرمایا جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہی سے ورے مقام اعلیٰ میں شرف ہمکلامی بخشا۔

17ہویں وجہ :

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ ہم اہل اسلام دنیا میں آخری قوم ہیں اور قیامت کے روز ہم

سب سے پہلے ہوں گے' ساری مخلوق سے پہلے ہمارا حساب ہو گا اور سب سے پہلے جنت میں ہم داخل ہوں گے۔

18 ہویں وجہ :

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ روز قیامت کے ساتھ مقید ہے (یعنی اس سیادت کا کامل ظہور اس روز ہو گا جب اولین و آخرین عرصہ حشر میں ہوں گے) آپ کا ارشاد گرامی ہے' روز حشر میں آدم کی ساری اولاد کا سردار ہوں گا' میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا' سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

19 ویں وجہ :

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: قیامت کے روز ساری مخلوق میری جانب راغب ہو گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری ضرورت محسوس کریں گے۔

ے وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (اعلیٰ حضرت)

20 ویں وجہ :

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو ایک بندۂ خدا کیلئے مختص ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں' پس جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو جائے گی۔

21 ویں وجہ :

3 حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ اعزاز میرے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

22 ویں وجہ :

جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہو گا اور محشر میں حوض کا وعدہ ہے۔

23 ویں وجہ :

حضور رحمت کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ ہم زمانے کے لحاظ سے آخری ہیں مگر مناقب و محاسن اور دخول جنت کے اعتبار سے مقدم ہیں۔

24 ویں وجہ :

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی ہے' میرے لئے مال غنیمت حلال ٹھہرایا گیا ہے جو اس سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا اور امت محمدیہ کی صفوں کو صف ملائکہ سے تشبیہ دی گئی' ساری زمین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے لئے مسجد قرار دی گئی ہے اور اس کی مٹی کو پاکیزہ ٹھہرایا گیا ہے' یہ تمام خصائص آپ کے بلند مرتبہ ہونے کی دلیل ہیں۔

25 ویں وجہ :

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

بے شک اے محبوب! آپ خلق عظیم کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔

کسی عظیم ہستی کا کسی شخص کے لئے تعظیمی کلمات کہنا اس کی انتہائی عظمت کی دلیل ہے' تو اعظم العظماء اور سب بڑوں سے بڑا جب کسی چیز کی عظمت بیان کرے گا تو اس شے کی عظمت کا کیا کہنا!

26 ویں وجہ :

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمکلامی کے کئی طریقوں سے مشرف فرمایا۔

1 - رویائے صادقہ کے ذریعے

2 - بلا واسطہ اور براہ راست کلام سے

3 - جبرئیل امین کے توسط سے

27 ویں وجہ :

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معجزانہ کتاب قرآن حکیم ان تمام علوم پر حاوی ہے جو تورات زبور اور انجیل میں موجود تھے۔ مزید برآں طوال مفصل سورتوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت بخشی گئی۔

28 ویں وجہ :

آپ کی امت (کم عمریں پانے کے باعث) دیگر امتوں کے مقابل قلیل العمل ہے' مگر اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھ کر ہے۔

29 ویں وجہ :

اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائی ہیں اور یہ اختیار دیا کہ آپ چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں یا عبد نبی؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل کے مشورہ پر عبد نبی بننے کو ترجیح دی اور عاجزی اور تواضع اختیار فرمائی' عرض کیا مولیٰ! میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں کہ ایک روز بھوکا رہوں اور ایک دن شکم سیر ہو رہوں' جب فاقہ کشی کی حالت ہو تو تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو اپنے رازق کا شکر گزار بنوں' جس کی وجہ سے آپ نے ہر حالت شدت ورخاء (تنگی اور آسائش) اور نعمت و بلاء میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ رہنے کو اختیار فرمالیا۔

30 ویں وجہ :

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کی امت

کے نافرمانوں اور گنہگاروں کو مہلت دی' انہیں جلد عذاب میں گرفتار نہیں کیا' بخلاف پہلی امتوں کے کہ جب انہوں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی تکذیب کی تو اللہ نے فوراً انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔

جہاں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ کا تعلق ہے مثلاً حلم' عفو' صبر' درگزر' شکر' نرمی' اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لینا' مکارم اخلاق کی تکمیل' خورد و نوش' لباس و رہائش میں تواضع حسن معاشرت حسن طبیعت' خیر خواہی امت' رشتہ داروں کے ایمان کی شدت خواہش' رسالت کی گر انباریوں کی ادائیگی' اہل ایمان پر رافت و رحمت' کفار پر سختی اور شدت' نصرت دین کے لئے زبردست جدوجہد' اعلائے کلمتہ اللہ' راہ خدا میں اذیتوں کا برداشت کرنا' اس طرح کے فضائل و مناقب اللہ کی کتاب قرآن حکیم میں موجود ہیں اور کچھ سیرت و شمائل کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوئے لینت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ — یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں کے لئے نرم دل ہوئے۔

کفار کے ساتھ سختی کرنے اور اہل ایمان کیلئے رافت و رحمت کا سلوک کرنے سے متعلق قرآن حکیم میں آیا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ — محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

امت کے ایمان لانے کی شدید خواہش اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔

لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ — تحقیق تمہارے پاس ایک عظیم الشان رسول تمہیں میں سے تشریف لایا ہے' تمہارا مشقت میں پڑنا اس پر گراں ہے' تمہارے بھلے کی اسے شدید خواہش ہے اور وہ مومنوں کے ساتھ نرم دل' رحیم ہے۔

جہاں تک ادائے رسالت کیلئے خلوص و للہیت کا تعلق ہے تو وہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ

(ان کفار کے شدت تعصب اور انکار کے باعث) آپ ان سے اپنا رخ انور پھیرلیں تو آپ کے لئے یہ بات قطعاً باعث ملامت نہیں۔

32 ویں وجہ:

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بمنزلہ عادل حکام کے قرار دیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصلہ فرمائے گا اورگزشتہ امتیں تبلیغ رسالت کا انکار کر دیں گی تو اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو بطور گواہ اٹھائے گا جو اس بات کی گواہی دے گی کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے فی الحقیقت ان امتوں تک پیغام ربانی پہنچا دیا تھا۔ (اور یہ امتیں غلط بیانی سے کام لے رہی ہیں) یہ ایسی خصوصیت ہے جو کسی اور پیغمبر کو نہیں ملی۔

33 ویں وجہ:

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو گمراہی پر جمع ہونے سے محفوظ فرما دیا ہے۔ اور وہ اصول و فروع میں کبھی گمراہی پر اکٹھے نہیں ہوں گے۔

34 ویں وجہ:

امت محمدیہ کے پاس ایسی محفوظ کتاب ہے کہ اگر اولین و آخرین سب اکٹھا کر کے اس کتاب میں کسی کلمہ کی کمی بیشی کی کوشش کریں تو ایسا کرنے پر ہرگز قادر نہ ہوں گے کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ تورات و انجیل میں تبدیلی اور تحریف ہوئی ہے۔

35 ویں وجہ

اللہ تعالیٰ افراد امت محمدیہ کے غیر معقول اعمال کی بھی پردہ پوشی کرتا ہے' حالانکہ گزشتہ امتوں میں حصول تقرب کیلئے کوئی قربانی پیش کرتا تو اس کی قبولیت کی علامت یہ ہوتی تھی کہ ایک آسمانی آگ آکر اس کو خاکستر کر دیتی اور عدم قبولیت کی صورت میں اسے یونہی چھوڑ جاتی جس سے قربانی دینے والے کی ذلت اور سبکی ہوتی۔ اسی طرح کے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ — اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ — میں اللہ کی طرف سے مخلوق کو بخشا ہوا ہدیہ ہوں' میں نبی رحمت ہوں۔

36 ویں وجہ

حضور سید المرسلین کو جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔ آپ کی گفتگو انتہائی مختصر اور جامع ہوتی اور فصاحت و بلاغت میں کوئی آپ کا ہم پایہ نہ تھا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے جملہ انبیاء و مرسلین پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت بخشی اسی طرح آسمان کے مکینوں اور فرشتوں پر بھی آپ کو فضیلت اور بالاتری عطا کی اور انبیائے کرام عام ملائکہ سے افضل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ اُوْلٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ — بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ سب مخلوق سے بہتر ہیں۔

اور ملائکہ بھی بریہ یعنی مخلوق سے ہیں کیونکہ بریہ کا معنی مخلوق ہے۔ یہ لفظ برا اللّٰہ الخلق سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے اللہ نے مخلوق پیدا کی یعنی براء کا معنی اختراع و ایجاد ہے جبکہ فرشتے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ وَ عَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ کے عموم میں داخل نہیں کیونکہ عرف عام میں یہ ایمان انسانوں کے ساتھ مختص ہے۔ اور جب اس کو مطلقاً بولا جاتا ہے تو ذہن

انسانی میں یہی مفہوم ہوتا ہے۔

ایک اعتراض

اگر یہ کہا جائے کہ لفظ البریۃ بر سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے مٹی اس لحاظ سے آیت کا مفہوم یہ ہوگا "بے شک جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ ساری خاکی مخلوق سے افضل ہیں"

اس اعتراض کا جواب دو طرح سے دیا جاتا ہے۔

وجہ اول

ائمہ لغت نے بریہ کو ان الفاظ میں شمار کیا ہے جس میں اہل عرب ہمزہ کو ترک کرتے ہیں۔

وجہ ثانی

زیادہ ظاہر قرات ہمزہ کے ساتھ ہے' نافع نے اسے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے اور دونوں قرائتیں کلام الٰہی ہیں' اگر ایک قرات کو پیش نظر رکھیں تو مومنین صالحین کی جملہ نوع انسانی (سوائے انبیائے کرام) پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور دوسری قرات کو ترجیح دیں تو ساری مخلوق پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ اہل فضیلت انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں تو انبیائے کرام علیہم السلام تمام نیکوکار مومنوں سے افضل ہیں۔ اس کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔

وَكُلاًّ فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ۔ ہم نے ان سب کو عالمین پر فضیلت عطا کی۔

یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ انبیائے کرام تمام انسانوں اور فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ فرشتے بھی عالمین میں شامل ہیں (خواہ عالمین عالم سے مشتق ہو یا علامت سے) جب انبیائے کرام تمام فرشتوں سے افضل ہیں اور حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں تو اس طرح آپ کی فرشتوں پر سیادت و فضیلت دوہری ثابت ہوگئی' اس فضیلت کی حقیقت سے کوئی شناسا نہیں بجز رب کائنات جس نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہانوں اور جہان والوں پر فضیلت کاملہ اور سیادت مطلقہ عنایت فرمائی ہے۔

یہ اشارات ہیں جو اہل فہم و خرد کیلئے کافی ہیں' ہم اللہ سے اس کے کرم و احسان کے صدقے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت طریقے اور ظاہری و باطنی تمام اخلاق میں اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احزاب و انصار کے زمرہ میں داخل فرمائے آمین۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

ان الفاظ پر حضرت عزبن عبدالسلام کا رسالہ ختم ہوا۔

جہاں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی الانبیاء ہونے کا تعلق ہے تو اس کی تصریح سلطان العارفین شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں فرمائی ہے جسے عارف باللہ سید عبدالوہاب الشعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے "

الیواقیت والجواہر" میں نقل فرمایا ہے جیسا کہ عنقریب یہ عبارت ضبط تحریر میں لائی جائے گی۔

اسی مضمون کی صراحت حضرت الامام تقی الدین السبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مشہور رسالہ "التعظیم والمنۃ" میں کی ہے جو آپ نے آیت واذ اخذ اللّٰہ الخ کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے اس رسالہ کو اکابر علماء نے نقل فرما کر مقرر رکھا ہے الامام القسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے مواہب اللدنیہ میں اور امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں اسے مکمل نقل کیا ہے۔

التعظیم والمنة فی تفسیر

لتومنن بہ ولتنصرنہ

از امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

التعظیم والمنۃ فی تفسیر لتومنن بہ ولتنصرنہ

امام تقی الدین سبکی (م 756ھ) اپنے رسالے "التعظیم والمنہ" میں آیت کریمہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ حقیقت پوشیدہ نہ رہے کہ اس آیت کریمہ میں حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبردست قدر و شان بیان کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ بالفرض حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیگر انبیائے کرام کے زمانہ رسالت میں تشریف لاتے تو آپ ان سب کی طرف رسول ہوتے۔ اس اعتبار سے آپ کی رسالت و نبوت عہد آدم علیہ السلام سے روز قیامت تک سب مخلوق کو عام و شامل ہے اور گزشتہ تمام امتیں اور تمام انبیائے کرام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ (بُعِثْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً)

مجھے سب مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، کسی خاص زمانہ سے مختص نہیں، بلکہ آپ کے زمانہ سے ما قبل کی تمام امتیں بھی آپکے دائرہ نبوت میں شامل ہیں اور اسی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح و جسد کے درمیان تھے) کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے۔

اور جو شخص اس ارشاد پاک کی یہ تفسیر کرے کہ آپ اس وقت علم الٰہی میں نبی تھے وہ اس ارشاد رسول کی حقیقت تک نہیں پہنچا اور مراد کو نہیں پا سکا۔ کیونکہ علم الٰہی تو جمیع اشیاء کو محیط ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس وقت وصف نبوت سے متصف کر دیا تھا جب آدم ہنوز آب و گل میں تھے، لہٰذا اس ارشاد رسول کی حقیقت تک نہیں پہنچا اور مراد کو نہیں پا سکا۔ کیونکہ علم الٰہی تو جمیع اشیاء کو محیط ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس وقت وصف نبوت سے متصف کر دیا تھا جب آدم ہنوز آب و گل میں تھے لہٰذا اس ارشاد پاک کا یہ مفہوم لینا ہی بہتر ہے کہ حضور خاتم النبیین کا معاملہ نبوت اس وقت ثابت ہو چکا تھا، یہی وجہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر لکھا ہوا پایا، (لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کا علم الٰہی میں نبی ہونا مراد لینا صحیح نہیں بلکہ بالفعل آپ کو صفت نبوت سے متصف کر دیا گیا تھا)

اور اگر اس سے مراد مجرد علم الٰہی میں ہونا مراد ہوتا کہ آپ زمانہ مستقبل میں نبی ہوں گے تو آدم علیہ السلام کے روح و جسد کے درمیان ہونے کے وقت علم الٰہی میں نبی ثابت ہونے کی کوئی خصوصیت نہ تھی کیونکہ علم الٰہی میں تو سارے انبیاء کی نبوتیں ثابت تھیں لہٰذا اسی وقت سے آپ کی نبوت کی خصوصیت ماننا ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی لئے اپنی امت کو اس وصف نبوت سے مطلع فرما دیا تاکہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو جائیں اور ان کو آپ کی ذات گرامی سے برکات اور بھلائیاں حاصل ہوں۔

ایک سوال

اگر تمہاری جانب سے یہ سوال کیا جائے کہ میں اس قدر زائد کو سمجھنا چاہتا ہوں' وہ اس طرح کہ نبوت ایک وصف ہے جس کے لئے موصوف کا پہلے سے موجود ہونا ضروری ہے اور یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے کہ آپکے لئے وصف نبوت چالیس برس کے بعد متحقق ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی علیہ السلام کو وجود و بعثت سے پہلے وصف نبوت سے متصف کیونکر دیا جاسکتا ہے اور اگر یہ اتصاف نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے تسلیم کرلیا جائے تو دوسروں کے لئے بھی اس وصف (نبوت) کو ماننا پڑے گا۔

الجواب

میں کہتا ہوں یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام سے پہلے ارواح کو خلعت وجود دیا اور حدیث کُنْتُ نَبِیًّا میں اشارہ یا تو روح محمدی کی طرف ہے یا حقیقت محمدی کی طرف۔ یہ ایسے حقائق ہیں جن کے عرفان و ادراک سے ہماری عقلیں کوتاہ ہیں' حقائق کو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا پھر وہ شخص جسے نور الٰہی کی تائید حاصل ہو۔ پھر ان حقائق میں سے کسی حقیقت کا ظہور اس وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور مشیت ہوتی ہے اور یہ بھی مسلمہ بات ہے کہ حقیقت محمدیہ تخلیق آدم سے پہلے اس وصف نبوت سے متصف ہو چکی تھی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت فیضان الٰہی سے نبی بن چکے تھے' بلکہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ کو اس وصف نبوت کے لائق ہی پیدا فرمایا تھا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو عرش پر لکھا تاکہ فرشتے اور دیگر مخلوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت سے باخبر ہو کر آپ کی عظمت شان اور اعزاز و کرامت سے آگاہ ہوں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ تو تخلیق آدم سے قبل ہی صفت وجود سے متصف ہو چکی تھی' البتہ جسد شریف وصف نبوت سے متصف ہونے میں متاخر ہے۔ اور بارگاہ الوہیت سے فائض اوصاف کا حقیقت محمدیہ سے اتصاف مقدم ہے صرف بعثت و تبلیغ کا مرحلہ متاخر ہے اور ہر وہ کمال جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور اہلیت سے متعلق ہے اس کا فیضان فوری ہے' اس میں کوئی تاخیر نہیں اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منصب نبوت سے سرفراز ہونا' کتاب و حکمت کا عطا ہونا بھی بلا تاخیر ہے۔ متاخر تو صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لباس بشریت میں جلوہ گر ہونا اور وجود ظاہر کا آباؤ و امہات کے اصلاب و ارحام سے منتقل ہوتے ہوئے عالم رنگ و بو میں آنا ہے۔

جبکہ دیگر اہل کرامت (انبیاء) کا معاملہ اس کے برعکس ہے ان پر فیضان کرامت کا افاضہ ان کے وجود میں آنے کے بعد حسب منشائے خداوندی ہوا۔

بلاشبہ ہر عمل جو وقوع پذیر ہوتا ہے۔ وہ ازل ہی سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے اور ہمیں اس کا علم شرعی اور عقلی دلائل سے ہوتا ہے جبکہ عام لوگوں کو اشیاء کا علم اس وقت ہوتا ہے جب وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جیسے لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا علم اس وقت ہوا جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن حکیم کا نزول ہوا۔ یہ ایسا فعل ہے جو معلومات الٰہیہ' اس کے آثار و قدرت اور اس کے ارادہ و اختیار سے ظاہر ہوا جو ایک مخصوص مقام

و محل میں ان سے متصف ہے۔

پس اس کے دو مرتبے ہوئے پہلا مرتبہ برہان سے معلوم ہے اور دوسرا مرتبہ بداہتا اور عیاناً ظاہر ہے۔ اور دونوں مرتبوں کے درمیان افعال خداوندی کے واسطے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اختیار اور ارادہ سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ واسطے تو اہل کرامت کے لئے ان کے وجود کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کے باعث اس محل کو کمال ملتا ہے' اگر مخلوق میں سے کسی کے لئے ان کا ظہور نہ ہو' پھراس فعل کا انقسام دو طرح ہوتا ہے۔

1- ایک تو اس کمال کی طرف جو تخلیق کے وقت اس محل کو مقارن ہوتا ہے۔

2- اور دوسرا اس کمال کی طرف جو اس فعل کو اس کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور ہمیں اس کا علم صرف خبر صادق سے ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں لہٰذا مخلوق کا کوئی کمال نہ تو آپ کے کمال سے بڑھ کر ہے اور نہ کوئی مقام و محل آپ کے مقام و محل سے بزرگ تر ہے۔ پس ہمیں خبر صحیح سے معلوم ہو گیا کہ پروردگار کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تخلیق آدم سے قبل ہی کمال نبوت سے [illegible] تھا۔ اور اس سرفرازی نبوت کے بعد تمام انبیاء و مرسلین سے یہ پختہ عہدو پیان لیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ہستی ان سے مرتبہ وجود میں مقدم ہے۔ اور یہ کہ آپ ان سب انبیاء و مرسلین کے نبی و رسول ہیں۔ اور ان انبیاء علیہم السلام سے میثاق لینے میں حلف لینے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اسی لئے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ میں لام قسم کا داخل فرمایا شاید خلفاء کے لئے جو بیعت لی جاتی ہے' وہ اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جو عظمت شان ملی ہے۔ اس پر غور فرمایئے اس سے ظاہر ہو گیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں' یہی وجہ ہے کہ روزحشر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعت شان کا اظہار ہو گا اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپ کے پرچم تلے ہوں گے۔ اور دنیا میں اس سیادت کا اظہار شب معراج ہوا کہ تمام انبیاء و مرسلین آپ کے پیچھے صف بستہ تھے اور آپ نے ان کی امامت فرمائی تھی۔

بالفرض سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے زمانوں میں ہوتی تو ان سب پر اور ان کی امتوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و امداد لازم ہوتی اور آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ضروری ہوتا' اسی اہم مسئلہ پر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد و میثاق لیا تھا۔

لہٰذا فی الحقیقت ثابت ہو گیا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کی طرف رسول و نبی ہیں' البتہ اظہار نبوت کا معاملہ مبعوث الیہم (انبیاء اور امتیں) کے ساتھ اجتماع پر موقوف ہے اور ان کے موخر کرنے کی حکمت یہ تھی کہ مبعوث الیہم وجود عنصری سے متصف ہو لیں'

قبول محل پر فعل کا توقف اور فعل کا فاعل کی اہلیت پر توقف اور ان دونوں میں فرق ہے یہاں توقف جہت فاعل یا جہت ذات رسول سے نہیں بلکہ توقف تو صرف اس زمانہ کے اعتبار سے ہے جس پر وجود عنصری مشتمل ہے۔

پس بالفرض نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں تشریف لاتے تو بلاشبہ ان پر آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع لازم تھی یہی وجہ ہے کہ جب آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو اپنی نبوت پر قائم رہتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے، بعض لوگوں کا یہ خام خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت صرف اس امت کے فرد ہوں گے اور معاذ اللہ مقام نبوت سے معزول ہوں گے' ہاں! یہ صحیح ہے کہ وہ اتباع رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعتبار سے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہوں گے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت (قرآن و سنت) کے مطابق فیصلے کریں گے مگر ان کی اپنی نبوت میں کوئی نقص لازم نہیں آئے گا۔

اسی طرح بالفرض حضرت سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ رسالت میں یا حضرت موسیٰ' حضرت ابراہیم' حضرت نوح اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانوں میں تشریف لاتے تو ان سب کی نبوتیں اور رسالتیں برقرار رہتیں مگر حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب کے نبی و رسول ہوتے پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت ہمہ گیر جہاں گیر اور سب کو عام و شامل ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ تاجدار عرب و عجم شافع امم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے اصول و مبادی پہلے انبیاء کی شریعتوں کے اصولوں سے موافقت رکھتے ہیں' ان میں کوئی اختلاف نہیں' وجہ یہ ہے کہ اصول یکساں رہتے ہیں ان میں اختلاف نہیں ہوا کرتا اور یہ پہلے گزر چکا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کا شرائع سابقہ کے فروعات میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ یا تو تخصیص کی وجہ سے ہے یا نسخ کے باعث ہے اور یا نہ تو نسخ کے اعتبار سے اور نہ ہی تخصیص کے سبب' بلکہ ان اوقات میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ان امتوں کے لئے وہی تھی جو ان کے اپنے پیغمبر لے کر آئے تھے' اور اس وقت کے لحاظ سے اس امت کے لئے یہی شریعت ہے اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احکام اختلاف اشخاص و اوقات سے بدلتے رہتے ہیں۔

اس بحث سے ہمیں مندرجہ ذیل دو حدیثوں کے خفیہ گوشے بھی اجاگر ہو گئے جو قبل ازیں مخفی تھے۔

1- (۱) بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً (میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں)

ہم سمجھتے تھے کہ آپ اپنے زمانہ نبوت سے قیامت تک سب کے لئے مبعوث ہیں مگر بحث بالا سے ہے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ آپ اولین و آخرین سب کی طرف رسول ہیں۔

2- (۲) کُنْتُ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی روح و جسد کے درمیان تھے) اس حدیث کا مفہوم یہ سمجھا جاتا تھا کہ حضور انور شافع محشر فقط علم الٰہی میں پیغمبر تھے' اب تشریح بالا سے ظاہر ہو گیا کہ معاملہ علم سے زائد ہے بلکہ یہ حدیث مرتبہ وجود میں نبوت کو ثابت کرتی ہے۔

یہ اختلاف حال تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود مسعود کے ظہور پھر چالیس سال کی عمر شریف تک پہنچنے اور پہلے وقت کے درمیان ہے۔

شروط کے ساتھ احکام کی تعلیق کبھی محل قابل کے اعتبار سے ہوتی ہے اور کبھی فاعل متصرف کے لحاظ سے' اور یہاں تعلیق صرف محل قابل کی جہت سے ہے (یعنی انبیاء و امم گذشتہ) کہ وہ مبعوث الیھم ہیں' دوسرا ان کا سماع خطاب کو قبول

کرنا اور تیسرا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جسد عنصری جو بزبان خود یہ فریضہ خطاب سر انجام دیں (یہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے جسد عنصری کی شرط فاعل متصرف کی جانب سے نہ تھی' بلکہ محل قابل کی طرف سے تھی یعنی مبعوث الیہم بغیر جسد عنصری استفادہ کی قابلیت نہ رکھتے تھے' ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو منصب نبوت پر فائز ہو چکے تھے' اگر مخاطبین قبل وجود عنصری استعداد و ادراک رکھتے تو ضرور کمالات نبوت کو جان لیتے۔ لہٰذا یہاں قصور مخاطبین کی طرف سے ہے کمال نبوت محمدی میں کوئی نقص نہیں)

اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی کے لئے کسی کو وکیل بنائے تو اس کی توکیل صحیح ہے' وہ وکالت کی اہلیت رکھتا ہے اور اس کی وکالت ثابت ہے' البتہ اس کا تصرف اس بات پر موقوف ہے کہ اسے لڑکی کا کوئی کفو ملے' اور کفو تو دیر سے ملتا ہے مگر یہ تاخیر صحت وکالت یا اہلیت وکیل کے لئے قادح نہیں' لہٰذا شخص مذکور کی صحت و کالت اور اہلیت تصرف و صحیح و ثابت ہے" انتہی۔

مواہب میں امام قسطلانی فرماتے ہیں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور مابعد کے تمام انبیائے کرام سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر محمد رسول اللہ "ان کی زندگی میں مبعوث ہوں تو تمام انبیاء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور آپ کی امداد و نصرت کریں گے اور اپنی اپنی امتوں سے اس بات کا عہد لیں گے"

الامام الشعرانی کے فرمودات

امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "الیواقیت و الجواہر" کی تیسویں بحث میں کچھ کلام تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں " پس ثابت ہو گیا کہ جمیع انبیاء و مرسلین نے روح محمدیہ سے استمداد کی' کیونکہ آپ قطب الاقطاب ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ اکبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا' اس پر تفصیلی کلام ختم نبوت کی بحث میں آ رہا ہے۔ اس لحاظ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین و آخرین سب لوگوں کے ممد و معاون ہیں اور قبل از ظہور حالت غیب میں ہر نبی ولی کے مدد گار رہے ہیں' اسی طرح آئندہ آنے والے ہر ولی کو امداد پہنچے گی یہاں تک کہ وہ ولی عالم شہادت میں مرتبہ کمال کو پہنچ جائے یا عالم غیب یعنی برزخ اور دار آخرت کی طرف وہ منتقل ہو جائے۔' وجہ اس کی یہ ہے کہ رسالت محمدیہ کے انوار متقدمین و متاخرین کے جہان سے منقطع ہونے والے نہیں۔

ایک سوال

اگر آپ سوال کریں کہ حدیث مَا خلق اللّٰہُ نُوْرِیْ اور اَوَّلُ مَا خلق اللّٰہُ الْعَقْلَ میں جمع و تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب:- دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے کیونکہ حقیقت محمدیہ کو کبھی عقل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نور سے۔

سوال:- انبیائے سابقین کے لئے آپ کے مددگار ہونے پر کونسی قرآنی دلیل ہے؟

جواب:۔ اس کی دلیل آیت کریمہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ہے یعنی انبیائے سابقین کی ہدایت در اصل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی ہدایت ہے جو باطن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی ان کی طرف سرایت کر کے گئی ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کی ہدایت سے بہرہ مند ہونا در اصل اپنی ہی ہدایت سے سرفراز ہونا ہے کیونکہ باطناً آپ کی اولیت ہے اور ظاہر میں آخریت اگر اس ہدایت کا کوئی اور مفہوم ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یوں فرماتا فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ آپ انبیاء کی اقتداء کریں حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ الخ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے' لہٰذا ہر نبی جس کا زمانہ ظہور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مقدم ہے در اصل بعثت و رسالت میں وہ آپ کی شریعت کے تابع ہے"

اس کے بعد امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

سوال :۔ اگر کہیں کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ روح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے جہان خیر کی جان ہے اور یہی اس کی نفس ناطقہ ہے۔

جواب :۔ جی ہاں! بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ شیخ اکبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب کے باب 356 میں ذکر فرمایا ہے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل جہاں ایک بھرپور جسم کی مانند تھا اور آپ کے وصال کے بعد نائم (سوئے ہوئے وجود) کی طرح اور روز حشر نیند سے بیداری کی حالت ہو گی'

شیخ اکبر باب 347 میں حدیث لَوْکَانَ مُوْسٰی حَیًّا الخ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عہد و میثاق کی رو سے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت و نبوت کا لیا تھا' سارے انبیاء کے نبی ہیں جیسا کہ آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الخ کا مفاد ہے' لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت و شریعت سب انسانوں کو شامل ہے اور ہر نبی کو جو کمال حاصل ہوا وہ در اصل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے ماخوذ و مکتسب ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر نبی اپنی بعثت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب ہے' یہ بیان شیخ تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے امام جلال الدین سیوطی نے آغاز خصائص میں ان سے نقل کیا ہے انتھی کلام الشعرانی۔ امام شعرانی' رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ کتاب کے مبحث 35 کے خاتمہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین اور خاتم النبیین ہونے اور سب کی آپ سے مدد پانے کی تائید حضرت شیخ اکبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد پاک سے ہوتی ہے۔ جو فتوحات کے باب 491 میں مذکور ہے کہ مخلوق خدا کو دنیا و آخرت کے بارے میں علم کا جو حصہ ملا ہے وہ باطنیت محمدیہ کا ہی فیضان ہے۔ خواہ وہ اس دنیا میں تشریف لانے والے بعثت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیائے و علماء ہوں یا بعد کے علماء ہوں"

حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اولین و آخرین کا علم عطا کیا گیا ہے' اور علم کے اس عموم میں منقول و معقول اور مفہوم و موہوب ہر قسم کے علوم شامل ہیں۔ پس اے برادر عزیز! نبی اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے علم باللہ حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کر' کیونکہ آپ علی الاطلاق تمام مخلوق سے زیادہ ذات خداوندی کا عرفان رکھتے

ہیں۔

عارف باللہ سیدی شیخ عبدالرحمٰن العید روس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام

میں نے غوث زماں، بحر عرفاں سیدنا احمد البدوی ابوالفتیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صلوات پر عارف باللہ سیدی شیخ عبدالرحمٰن العید روس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح دیکھی جو فضیلت محمدی کے بارے میں جلیل فوائد اور بہترین عبارت پر مشتمل ہے، میں اس کا ضروری حصہ نقل کرتا ہوں۔

حضرت عید روس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت میں تمام مخلوق پر بالا تری حاصل ہے۔ اور ہر فرد مخلوق کی بارگاہ خداوندی میں اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق شان ہے جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، بالجملہ ! جلیل عظیم کا اپنی بارگاہ میں جلیل عظیم پر احسان بھی بہت ہی عظیم ہوتا ہے، اور بلا واسطہ رحمت ذاتیہ اور آفات سے سلامتی و حفاظت ہے۔ برکت کا معنی زیادتی اور نمو ہے جو کہ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت بے حد و شمار اور انتہائی مشہور ہے جس کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا یہاں ہم اس پر تفصیلی بحث نہیں کریں گے۔

بعض عارفین کا قول ہے کہ جب آخری زمانے میں تربیت کرنے والے مرشدین معدوم ہو جائیں گے تو وصول الی اللہ کا ذریعہ خواب و بیداری میں درود شریف ہی ہو گا۔

علمائے امت کا اتفاق ہے۔ کہ اعمال میں سے کچھ مقبول ہوتے ہیں اور کچھ مردد، بجز درود شریف کے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کی وجہ سے قطعی مقبول و محبوب ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت کلیہ کی گواہ آیت کریمہ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ کیونکہ اللہ جل مجدہ نے ہر نبی سے بوقت بعثت یہ پختہ عہد لیا کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے حین حیات مبعوث ہوں تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ضرور ایمان لائیں گے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت کریں گے تاکہ ثابت ہو جائے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے امام و متبوع ہیں، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیائے و مرسلین کے آخر میں تشریف لائیں گے، مقصود خداوندی یہ تھا کہ سب انبیائے کرام علیہم السلام حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت و عظمت شان سے آگاہ ہو جائیں اور کہ حضور ان سے تخلیق میں مقدم ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے رسول و نبی ہیں، اس میثاق انبیاء میں دیگر حکمتیں بھی ہو سکتی ہیں جن سے آگاہی ہمارے لئے ضروری نہیں،

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان اور رفعت مقام کا اظہار شب معراج ہوا جب سب انبیائے کرام کی امامت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی اور اس عظمت شان کا ظہور تام روز حشر ہو گا، اس روز سارے انبیائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پرچم تلے ہوں گے،

آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے احکام نافذ کریں گے،

شب اسری انبیاء علیہم السلام کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبوت کی دعوت سے آگاہ فرمایا۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ شب معراج آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی تو سب نے اپنے پروردگار کی صفت و ثناء بیان کی پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ انبیاء! تم میں سے ہر ایک نے اپنے رب کی تعریف بیان کی ہے' اب میری باری ہے'

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْیَانُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ جَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَ خَاتِمًا

سب تعریفیں اللہ ذوالجلال کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمتہ اللعالمین اور ساری انسانیت کے لئے بشیر و نذیر بناکر بھیجا ہے اور مجھ پر ایسا کلام اتارا ہے جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے اور جس میں ہر چیز کا واضح اور صاف بیان ہے اللہ نے مجھے فاتح اور خاتم بنایا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ خطبہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے معشر انبیاء! انہی خصائص کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تم پر فضیلت حاصل ہے" ان انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی آپ کے خطبہ اور ارشاد ابراہیمی کی تصدیق کی' در اصل یہی کلمات خطبہ ان انبیائے کے حق میں دعوت و تبلیغ تھے اور انبیائے کرام کی طرف سے ان کلمات کی تصدیق و تائید نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم پر ایمان کا اظہار تھا' لہٰذا ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب انبیاء کے رسول ہیں یوں ازل میں ہونے والے وعدہ انبیاء کا ایفاء اور تحقق ہو گیا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا جیسا کہ آیت میثاق سے ظاہر ہے۔

یہاں یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ جب ازل ہی سے جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ "کا ان انبیاء و مرسلین کے ساتھ اجتماع نہیں ہو سکے گا تو اس میثاق کی کیا ضرورت تھی؟

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر سابق تسلیم کرنے کے بعد جواب کی ضرورت نہیں رہتی' امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ثبوت رسالت کا دعویٰ تام ہے تاہم تبلیغ رسالت و دعوت کا تحقق نہیں ہوتا' کیونکہ مانع دعوت یہاں انبیاء علیہم السلام کی طرف سے ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں' وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ ان انبیاء کے زمانوں میں تشریف نہیں لائے تھے۔ اس کی مثال ان لوگوں سے دی جا سکتی ہے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے ہیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاتفاق ان کی طرف رسول ہیں اگرچہ انہیں براہ راست آپ نے تبلیغ نہیں فرمائی تو یہ رکاوٹ اور مانع ان لوگوں کی طرف سے ہے آپ نے تو تبلیغ رسالت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی' حضرت سیدی قطب محمد وفا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا

فَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْظَمُ كَائِنٍ وَاَنْتَ لِكُلِّ الْخَلْقِ بِالْحَقِّ مُرْسَلٌ

آپ ہی اللہ کے رسول اعظم ہیں اور سب مخلوق کی طرف حق کے ساتھ مبعوث ہوئے۔

یہ سب صورت بشریہ کی جہت سے ہے' ورنہ سب انبیائے کرام علیہم السلام تو ازل میں ہی آپ کی ذات مقدسہ پر ایمان لا چکے تھے' آپ ان سب انبیاء کے نبی و رسول ہیں اور وہ آپ کے نائب و وارث' کیونکہ آپ مظہر تام' واسطہ عظمیٰ

اور برزخ کبریٰ ہیں' اور یہ برزخیت کبریٰ شہودذات سے عبارت ہے جسے آیت کبریٰ کہتے ہیں' اس لحاظ سے آپ انبیائے کرام اور ان کے وارثوں کے لئے قاب قوسین ہیں جبکہ خود مقام اور ادنیٰ سے مخصوص ہیں' یہی وجہ ہے کہ کسی کو ذات خداوندی کا اتنا عرفان حاصل نہ ہوا جتنا کہ آپ کو عطا ہوا' اور نہ حب الٰہی کی دولت کسی اور کو اتنی ملی جتنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی۔ آپ اس مقام پر یکتا و یگانہ ہیں' کوئی آپ کا سہیم و مثیل نہیں' ہر خاص و عام کو آپ سے امداد ملتی ہے آپ ان سب کے رسول و نبی ہیں' لہذا آپ ان کے لئے واسطہ فیضان الٰہی اور ذریعہ امداد ہیں' وہ سب آپ کے نائب اور خلفاء ہیں' سیدی سالم العلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

لَكَ ذَاتَ الْعُلُوْمِ وَالْاَسْمَاءِ   يَا نَبِيًّا نَوَابُهُ الْاَنْبِيَاء

اے علوم و اسماء والے نبی!   انبیائے کرام علیہم السلام آپکے نائبین ہیں۔

عارف شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے شیخ اکبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد حضرت عید روس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس عبارت کے سیاق و سباق آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا اور آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ ان آیات میں حصر و عموم اپنی حقیقت پر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب مخلوق کی طرف رسول ہیں' اس کی تائید حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے رسالہ انوار میں فرمایا ہے۔

"حضرت محمد رسول اللہ " صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ تو وہ ہے جس نے عالم ارواح میں تمام انبیاء و رسل کو ان کے مقامات عالیہ سے سرفراز فرمایا' تا آنکہ آپ کی بعثت جسد عنصری کے ساتھ ہوئی' گزشتہ انبیاء کے اولیاء و خلفاء اپنے اپنے نبیوں سے علم و عرفان کی دولت پاتے تھے اور وہ انبیائے کرام سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اکتساب علم وعرفان کرتے تھے ملخصا"

استاد سید حاتم اہل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے شاگرد عزیز سید عبدالقادر العید روس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام بھی حضرت شیخ کے مذکورہ بالا کلام کی تائید کرتا ہے۔

جہاں تک ملائکہ مہیمون کا تعلق ہے یہ فرشتے بارگاہ شہود میں شدت استغراق کی اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ غیر ذات حق انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا' تو کمال استغراق نے ان کے لئے حقیقت محمدیہ کو گم کر دیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ملائکہ کے لئے وسیلہ نہیں' اس بارے میں ہم نے ابیات عید روسیہ کی شرح کبیر میں تفصیلی بحث کی ہے' اس کی طرف مراجعت کی جائے یہاں اس تعلیقہ کے کئی مقامات پر بھی یہی بحث آرہی ہے۔

گزشتہ بحث کے مناسب مندرجہ ذیل تائیدی ارشادات ملاحظہ کیجئے۔

1- ۱۔ اَنَا يَعْسُوْبُ الْاَرْوَاحِ   میں قائد ارواح ہوں

2- ۲۔ نَحْنُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ   ہم پہلے بھی ہیں اور پچھلے بھی

~~۳~~ ۳۔ بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ   میں سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

4- فرمایا مجھے پانچ خوبیاں اور خصلتیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔
5- ہر نبی خاص اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتا تھا اور مجھے ساری انسانیت کی طرف نبی بنایا گیا ہے۔
6- ارشاد پیغمبر علیہ السلام ہے میں اس وقت نبوت سے سرفراز ہو چکا تھا' جب آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔
7- ایک اور روایت میں ہے کہ آدم ہنوز آب و گل کے درمیان تھے یعنی روح و جسد کا باہم تعلق ابھی قائم نہ ہوا تھا' نہ مٹی پانی کا کوئی وجود تھا مثلاً کوئی کہے کہ میرا گھر بصرہ اور کوفہ کے درمیان ہے تو مراد ہے کہ نہ بصرہ میں ہے نہ کوفہ میں ہے۔
8- صحیح روایت میں ہے میں نسل انسانی کا سردار ہوں۔
9- حضور نے فرمایا: میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہوں۔
10- ترمذی شریف کی حدیث ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے' روز قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے' اور کوئی فخر نہیں ہے۔

جہاں تک ان حدیثوں کا تعلق ہے جن میں بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دینے سے منع کیا گیا ہے تو اس کے کئی جوابات ہیں۔
1- اس تفصیل سے منع کیا گیا ہے جس میں شان رسالت میں تنقیص و تقصیر کا پہلو پایا جاتا ہو'
2- سیدی علی وفا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عام اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو' جب خاصان بارگاہ کے سامنے جمیع مرسلین اور ملائکہ مقربین پر اپنی افضلیت کا اظہار کیا تو انہوں نے خندہ روئی اور تصدیق خالص سے تسلیم کر لیا اگر آپ ان عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بھی جو ابھی شوائب بشریت سے منزہ نہ ہوئے تھے' اس حقیقت کا اظہار فرماتے تو ان کے شک و تردد میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا۔

سیدی ابوالمواہب الشاذلی قدس سرہ کا ایک ازہری عالم سے مناظرہ

حضرت شاذلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جامع ازہر کے ایک عالم کے ساتھ میرا مناظرہ امام بوصیری کے اس شعر

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ   وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِم

(آپ کے بارے میں انتہائی علم یہ ہے کہ آپ بشر ہیں اور ساری مخلوق سے افضل ہیں)

پر ہوا۔ اس نے کہا: اس فضیلت پر کوئی دلیل نہیں میں نے جواباً کہا کہ اس افضلیت محمدیہ پر اجماع امت منعقد ہے۔ مگر اس نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد مجھے خواب میں دیدار مصطفیٰ کا شرف حاصل ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جامع ازہر کے منبر کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مرحبا! اے ہمارے حبیب! پھر اپنے اصحاب کرام سے ارشاد فرمایا کہ فلاں تععیص فلاں بھینسا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر مخلوق پر میری تفضیل

اجماعی عقیدہ نہیں کیا' اسے علم نہیں کہ معتزلہ کی اہل سنت سے مخالفت اجماع میں قادح نہیں ہے۔

دوسرا خواب

حضرت شاذلی فرماتے ہیں کہ ایک بار پھر خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ امام بوصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
فمبلغ العلم کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کا عرفان نہیں رکھتا اس کا انتہائی علم اسی قدر ہے کہ آپ بشر ہیں' ورنہ آپ اپنی روح قدسی اور پیکر نبوی کے ساتھ بشریت سے کہیں بلند ہیں' فرمایا تم سچ کہتے ہو' تمہاری مراد سمجھ گیا ہوں (حضرت شاذلی نے یہاں چندا احادیث بطور ثبوت تحریر کی ہیں جو گزشتہ اوراق میں کئی بار آچکی ہیں)

رحمت کی اقسام

حضرت شارح قدس سرہ حضرت سید بدوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد ولمعة القبضة ، الرحمانیه پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
رحمت کی دو قسمیں ہیں 1- ایک رحمت خاصہ 2- اور دوسری رحمت عامہ
رحمت خاصہ وہ ہے جس کے باعث مخصوص اوقات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر تجلی فرماتا ہے۔
اور رحمت عامہ حقیقت محمدیہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ حقائق اشیاء پر رحمت فرماتا ہے تو ہر چیز مرتبہ وجود میں ظاہر و متحقق ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روح محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا' تاکہ اس کے طفیل موجودات کونیہ پر رحمت فرمائے۔
آیت کریمہ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْماً میں اسی رحمت خاصہ کی طرف اشارہ ہے جو مومنین کے ساتھ مخصوص ہے۔ رہی رحمت مطلقہ جس سے دنیا میں انتفاع جاری ہے یہ رحمت اہل ایمان و اہل کفر سب کو عام ہے۔ کافروں کے لئے رحمت یہ ہے کہ انہیں جلد عذاب میں گرفتار نہیں کیا جاتا۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے کوئی شے خالی نہیں اور یہ نعمتیں موجودات کونیہ کے لئے ضروری ہیں-1 ایک نعمت ایجاد 2 دوسری نعمت امداد جیسا کہ حکم عطایہ میں ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں نعمتوں کے درمیان واسطہ ہے اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود پاک تمام موجودات سے پہلے نہ ہوتا تو کسی شے کو لباس وجود عطائیہ ہوتا اور اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت ضمائر کائنات میں نہ ہوتی تو وجود کے سارے ستون گر جاتے' یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کو سب سے پہلے خلعت وجود ملا اور پھر ساری کائنات کو پیدا کیا گیا جو در اصل اسی رشتہ و واسطہ کی وجہ سے قائم ہے اور جو اپنے قیام کے لئے اس واسطہ کی محتاج ہے۔
حضرت قطب البکری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا۔

مَا اَرْسَلَ الرَّحْمٰنُ اَوْیُرْسِلُ — رحمٰن نے کوئی رحمت جو چڑھتی ہے یا اترتی ہے
مِنْ رَّحْمَةٍ تُصْعِدُ اَوْتَنَزَّلُ — نہیں بھیجی یا نہیں بھیجے گا
فِیْ مَلَکُوْتِ اللّٰهِ اَوْمُلْکِهٖ — اللہ کی بادشاہی میں
مِنْ کُلِّ مَا یَخْتَصُّ اَوْیَشْمَلُ — ہر خاص و عام رحمت
اِلَّا وَطٰهَ الْمُصْطَفٰی عَبْدَهٗ — مگر اللہ کے محبوب و مختار رسول
نَبِیُّهٗ مُخْتَارَهُ الْمُرْسَلُ — اس کے نبی برگزیدہ
وَاسِطَةٌ فِیْهَا وَاَصْلٌ لَّهَا — اس کی رحمت کی اساس اور واسطہ ہیں
یَفْهَمُ هٰذَا کُلُّ مَنْ یَّعْقِلُ — یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر کوئی سمجھتا ہے۔

شارح علیہ الرحمتہ نے زیر قول بدوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ افضل الخلیفۃ الا نسانیہ فرمایا' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری انسانی مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں یعنی عدل و حکم' حسن و شرف اور کمالات میں سب سے بڑھ کر ہیں' اس کی دلیل و حقائق و شواہد میں جو علمائے سیرت نے آپ کے حلیہ شریف میں بیان کئے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ فتوحات مکیہ کے باب نمبر148 میں فرماتے ہیں۔

اہل کشف و بصیرت کی فراست اور حکماء و فلاسفہ میں فرق یہ ہے کہ اہل کشف کے مکاشفہ میں خطا نہیں ہوتی جبکہ حکماء مسائل کے ادراک میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ حکماء کہتے ہیں کہ خلقت میں زیادہ معتدل اور محکم وہ ہے جس کی جسمانی اٹھان معتدل ہو نہ وہ دراز قد ہو نہ کوتاہ قد' نرم گوشت ہو اس کی رطوبت سختی اور نرمی کے درمیان ہو' رنگ گورا ہو جو سرخی اور زردی سے مخلوط ہو' بال معتدل ہوں جو لمبائی میں نہ بالکل سیدھے ہوں نہ زیادہ بل کھاتے یعنی گھونگھریالے' بالوں میں قدرے سرخی ہو' نرم و ہموار چہرہ' آنکھ کی پتلی بڑی' سیاہ آنکھیں' ذرا سی آنکھیں اندر کی جانب ہوں' سر بڑا ہو' شانے معمولی ڈھیلے ہوں' گردن بلند ہو' سینہ فراخ ہو' سرین اور پشت پر گوشت نہ ہو' تلخی سے خالی دھیمی آواز ہو' نہ اتنی باریک ہو کہ اسے بھاری کرنے کی خواہش کی جائے' انگلیاں لمبی ہوں' وہ فیاض و کریم ہو' صرف ضرورت کے وقت مسکراتا ہو' زردی اور سیاہی کی جانب طبیعت کا میلان ہو' اس کی نظر میں خوشی اور شادمانی ہو' مال کی طمع کم ہو' کسی حکومت اور سرداری کا خواہش مند نہ ہو' نہ عجلت باز ہو' نہ ست طبیعت۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق (مذکورہ بالا اوصاف کی حامل) شکل و صورت پر ہوئی' اس طرح آپ کی صورت اور اٹھان کمال حسن کا آئینہ دار ہے۔ یونہی سیرت اور رتبہ کے لحاظ سے مرتبہ کمال پر فائز ہیں اور ظاہر اور باطن کے تمام زاویوں اور جہتوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ جمال و کمال کے حامل ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

شارح علیہ الرحمتہ ابو الفتیان قدس سرہ کے قول واشرف الصورة الجسمانیة کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہترین صورت عطا ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسن کلی سے نوازا گیا ہے' جبکہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ مجھے آپ جیسا نہ کوئی آپ سے پہلے نظر آیا نہ آپکے بعد۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو ہیبت و وقار کے پردوں نے ڈھانپ رکھا تھا تاکہ آنکھیں اس حسن بے حد کے دیدار کی تاب لا سکیں۔ اس کے باوجود حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری نظر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار و تجلیات پر پڑی تو میں نے اپنے ہاتھ اس اندیشہ سے اپنی آنکھوں پر رکھ لئے کہ مبادا میری بصارت زائل ہو جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لطافت و نورانیت کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے یہ خوبصورت شعر کہا۔

دَخَلَ الْعَالَمُ فِي ظِلِّ الَّذِيْ ‌ ‌ ‌ ‌ مَالَهٗ ظِلٌّ وَلِلْاَغْيَارِ يَمْحُوْ

ترجمہ :- سارا زمانہ اس کے زیر سایہ ہے جس کے جسد اطہر کا اپنا کوئی سایہ نہیں' بلکہ دوسروں کا سایہ بھی اس پیکر نور کی نورانیت میں آکر گم ہو جاتا ہے۔

اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال صورت پر ہیبت و وقار کے حجابات نہ ہوتے تو کوئی ان کمزور دنیاوی آنکھوں سے آپ کے روئے تاباں کا دیدار نہ کر سکتا' اسی لئے کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ لوگوں نے تو صرف انسانی عقلوں کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کا ادراک کیا اور جس قدر ان کے لئے معرفت ذات اقدس کا دروازہ کھلا' وہی ان کے لئے نعمت عظیمہ ہے تاکہ وہ آپ کی عظمت شان اور رفعت مکان سے آگاہ ہوں۔ اور کمالات مصطفوی کے جو معاملات ان سے مخفی اور پوشیدہ رکھے گئے ہیں' وہ ان کے حق میں خدا کی انتہائی رحمت اور مہربانی ہے کیونکہ اگر وہ تمام حقائق لوگوں پر منکشف کر دیئے جاتے اور وہ ان کے حقوق کماحقہ ادا نہ کرپاتے تو یہ امران کے لئے سخت آزمائش اور فتنہ کا موجب ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا لہٰذا آپ کا ظاہری پہلو نعمت ہے اور باطنی پہلو رحمت' آپ کی شان اقدس میں ذیل کا کتنا حسین نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا ہے ایک روایت ہے کہ یہ کلام حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ہے۔

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ ‌ ‌ ‌ ‌ وَاَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

آپ سے حسین شخص کبھی میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی ماں نے آپ سے زیادہ کامل کوئی پیدا کیا

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ‌ ‌ ‌ ‌ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا گویا آپ اپنی مرضی سے پیدا ہوئے ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری صورت فی الحقیقت اسی طرح کی ہے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت کو سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔

"اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی شخص بجز میرے رب تعالیٰ کے میری حقیقت سے آگاہ نہیں"

یہی وجہ ہے کہ سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوائے ایک ظل کے آپ کی شخصیت کا کچھ نہیں دیکھا۔ پوچھا گیا کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی اصلی صورت کریمہ میں نہیں دیکھا تو فرمایا: ہاں! حضرت صدیق نے بھی آپ کی صورت اصلیہ نہیں دیکھی۔

حضرت عید روس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ زیر قول ومعدن الاسوار الربانیه فرماتے ہیں۔

حضرت سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسرار ربانیہ کی کان ہیں کیونکہ آپ اسرار ذات الہیہ اور انوار صفات سنیہ کی تجلی کا آئینہ ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار کے خزانے آپ کے قلب اطہر میں ودیعت کئے ہیں۔ جو صرف آپ پر ظاہر ہوئے اور جس کے عرائس آپ کے لئے بے حجاب ہوئے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی اقسام کے علوم عطا فرمائے' کچھ علوم ایسے ہیں جنہیں پوشیدہ رکھنے کا عہد لیا اور بعض ایسے ہیں جن کے چھپانے یا نہ چھپانے کا اختیار دیا اور بعض علوم وہ ہیں جن کی خاص و عام تک تبلیغ کا حکم دیا۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصائص کبریٰ میں تحریر فرمایا

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر قسم کے علوم عطا ہوئے بجز پانچ علوم کے جو سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں' بروایت دیگر وہ پانچ علوم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دیئے گئے مگر ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم ہوا۔ حضرت عید روس فرماتے ہیں یہ نکتہ نگاہ صحیح ہے باوجودیکہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں روز قیامت اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء بجا لاؤں گا جو اب تک ظاہر نہیں ہوئی' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعا "رب زدنی علمًا" پڑھنے کا حکم دیا' اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر لمحہ کمالات اور غیر متناہی علوم میں ترقی ملتی رہی۔"

پھر شارح علیہ الرحمتہ حضرت ابو الفتیان کے قول وخذائن العلوم الاصطفائیه کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخصوص مختار علوم کا خزینہ ہیں اور روح محمدیہ چونکہ خلافت بالتبعیت اور نیابت الہیہ کی آئینہ دار ہے' لہٰذا زمین و آسمان کا کوئی ذرہ آپ کے علم سے باہر نہیں اگرچہ بشری جہت سے آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیاوی امور سے زیادہ آگاہ ہو' یہ اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت مطہرہ کی دو

جہتیں ہیں۔

1- آپکی باطنی جہت ملکوتی ہے۔

2- اور ظاہری جہت بشری ہے۔

ماتن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول صاحب القبضة الاصلية کی تشریح میں شارح فرماتے ہیں کہ اس میں مقام محمدی کی طرف اشارہ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خصوصی مقام ہے اور جسے مقام قاب قوسین کہتے ہیں اور یہی وہ ولایت عامہ ہے جس کے طفیل انبیاء و مرسلین' ملا ئکہ اور خاص و عام اولیائے کرام پر حسب مرتبہ و استعداد فیضان ہوا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے رسول ہیں مکلفین کے لئے تو یہ بات بالکل واضح ہے البتہ! غیر مکلفین کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت حقیقت محمدیہ کے لحاظ سے ہے اور حقیقت محمدیہ ہی حقیقت الحقائق اور مبداالبدایات ہے۔

وَ كُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

سب انبیاء و مرسلین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دریائے معرفت اور ابر رحمت سے چلو یا قطرہ آب کے خواہاں ہیں۔

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب کمال ہیں اور دیگر انبیائے کرام اس شمس نبوت کے ستارے ہیں جو ظلمتوں میں لوگوں کے لئے روشنی پھیلاتے ہیں۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات و صفات اور افعال میں حسن کے پیکر ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آپ تو رحمت اللعالمین ہیں اور رحمت خیر محض کو کہتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو العباس مرسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام رحمت سے پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے رسول محمد علیہ الصلوۃ والسلام عین رحمت ہیں"

چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین رحمت ہیں لہٰذا تمام رحمتوں کی اصل اور سرچشمہ ہیں اور کوئی رحمت آپ سے الگ نہیں اور ہر صاحب رحمت کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت سے حصہ مل رہا ہے۔ علمائے سیرت نے آپکی صورت کریمہ کے حسن کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تاریک مکان آپ کی رنگت کی روشنی سے منور ہو جاتا تھا اور آپ جب تبسم فرماتے تھے تو دندان مبارک کی طلعت سے دیواریں جگمگا اٹھتی تھیں حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روائے انور ماہ کامل کی مانند تھا' حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چہرہ مصطفیٰ کی زیارت کی' بخدا! وہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ حسین تھا۔ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ اقدس میں ایک سوئی گر گئی تو وہ آپ کے رخ انور کی روشنی میں نظر آ گئی چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مقدس نورانی تھا لہٰذا اس کا سایہ نظر نہیں آتا تھا' آپ شیریں بیاں نرم آواز اور حسن نغمگی کے پیکر تھے' آپ کی آواز معجزانہ طور پر وہاں تک سنائی دیتی تھی جہاں تک کسی اور کی آواز نہیں جاتی

تھی' ترمذی شریف کی حدیث ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی حسین اور خوش آواز مبعوث فرمایا مگر تمہارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین اور خوش آواز ہیں" اگر کوئی شخص آپ کے جسم اطہر کے کسی عضو کے محاسن بیان کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔

سیدی عمر بن الفارض قدس سرہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَ عَلٰی تَفَنُّنٍ وَاصِفِیْهِ بِوَصْفِهٖ ‏ ‏ ‏ ‏ یُفْنِی الزَّمَانُ وَفِیْهِ مَالَمْ یُوْصَفُ

آپ کے اوصاف بیان کرنے والے طرح طرح کے ہیں اس کے باوجود ایک ہی وصف میں زمانے بیت جاتے ہیں مگر آپ کے اوصاف کا احاطہ ہو نہیں سکتا۔

حضرت ابو الفتیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد

مَن اِنْدَرَجَتِ النَّبِیُّوْنَ تَحْتَ لِوَائِهٖ فَهُمْ مِنْهُ وَ اِلَیْهِ

کی تشریح حضرت عید روس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدیں الفاظ کرتے ہیں۔

سارے انبیائے کرام علیہم السلام آپ کے پرچم تلے جمع ہوں گے کیونکہ ان کے وجود کا سرچشمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور ان کا مرجع بھی آپ ہی ہیں' یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی آپ کے وسیلہ سے مستغنی نہیں جیسا کہ قطب صدیقی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

وَاَنْتَ بَابُ اللّٰهِ اَیَّ امْرَئٍ ‏ ‏ ‏ ‏ اَتَاهُ مِنْ غَیْرِكَ لَایَدْخُل

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کا دروازہ ہیں جو شخص اللہ تک پہنچنے کیلئے کسی اور دروازہ سے آئے' داخل نہیں ہو سکے گا۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے ‏ ‏ ‏ ‏ باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری ‏ ‏ ‏ ‏ حیراں ہوں میرے شاہا میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا ‏ ‏ ‏ ‏ خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت)

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سارے انبیاء و مرسلین آپ کے روحانی بیٹے اور نائبین ہیں جو آپ کی شریعت اور طریقت کے بعض حصوں کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور حقیقی آدم اکبر آپ ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوگی تو کہیں گے۔ اے میرے جسمانی بیٹے اور روحانی باپ! سیدی عمر بن العارض قدس سرہ اسی مفہوم پر متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاِنِّیْ وَ اِنْ کُنْتُ ابْنَ اٰدَمَ صُوْرَةً ‏ ‏ ‏ ‏ فَلِیْ فِیْهِ مَعْنًی شَاهِدٌ اُبُوَّتِیْ

میں اگرچہ ظاہری صورت میں آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں مگر اس میں ایک لطیف رمز ایسی ہے جو میری ابوت کی شاہد

ہے یعنی معنا میں باپ ہوں۔

اسی طرح کا مضمون حضرت سید سالم العلوی الحسینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمزیہ میں بیان فرمایا ہے۔

فَاِلَی الْمُرْسَلِیْنَ اَنْتَ رَسُوْلٌ مِّنْكَ حَقًّا غَشِیَتْھُمُ الْاَضْوَاء

آپ رسولوں کے رسول ہیں۔ در حقیقت آپ کے انوار رسالت ہی ان پر چھائے ہوئے ہیں۔

اَ نْتَ اَصْلٌ لِکُلِّ اَصْلٍ فکُلٌّ عَنْكَ فَرْعٌ وَ اَنَّھُمْ اٰبَاء

آپ ہر اصل کی اصل ہیں اور ان میں سے ایک آپ کی فرع ہے حالانکہ بظاہر وہ آباؤ اجداد ہیں۔

یہاں اس کا ذکر بھی بے محل نہیں کہ آدم علیہ السلام کو اسماء کا علم نور محمدی کے طفیل حاصل ہوا' کیونکہ حقیقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول الانبیاء ہیں' ابن مرزوق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام مواہب شریف میں نقل کیا گیا ہے جس کے آخر میں یہ خوبصورت اشعار آئے ہیں۔

لَئِنْ جَاءَ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ مُؤَخَّرًا فَقَدْ کَانَ قَبْلَ الْاَنْبِیَاءِ مُقَدَّمًا

اگرچہ انبیائے کرام کے آخر میں تشریف لائے ہیں مگر وجود کے اعتبار سے تو ان سے مقدم تھے۔

وَکَانُوْا لَہُ الْحِجَابَ فِیْ مَوْکِبِ الْھُدٰی وَلَا غَرَّ وَ لِلْحِجَابِ اَنْ تَتَقَدَّمَا

وہ کاروان ہدایت میں آپ کے لئے بمنزلہ دربانوں کے تھے اور دربان ہمیشہ مقدم ہی ہوتے ہیں۔

اَقَامَ قَنَاۃَ الدِّیْنِ بَعْدَ اِعْوِجَا جِھَا فَمَنْ بَعْدَہٗ مَا اَعْوَجَ مَا کَانَ قَوْمًا

اس نے دین کے نیزے کو کجی کے بعد سیدھا کر دیا اور جسے سیدھا کیا اس کے بعد وہ کبھی ٹیڑھا نہ ہوا یہاں شرح العید روس علیٰ صلوت سیدنا احمد البدوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے منتخب و مختار حصوں کی نقل تمام ہوئی' یہ تین اجزاء نفیس شرح ہے جو قیمتی فوائد پر مشتمل ہے جو شخص صلوات حضرت احمد بدوی پر آگاہ ہونا چاہتا ہے وہ ہماری کتاب افضل الصلوات علیٰ سید السادات کی طرف مراجعت کرے۔

غوث زماں حضرت سیدی عبدالعزیز الدباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات

حضرت سیدی عبدالعزیز الدباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الابریز شریف میں فرماتے ہیں۔

"ارباب کشف و عیان سید الوجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود مسعود اور آپ کی ذات گرامی پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات و کرامات کا مشاہدہ کرتے ہیں' وہ دیگر انبیاء و ملائکہ پر بھی اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیاں اور احسانات دیکھتے ہیں' وہ دیکھتے ہیں کہ ان انعامات و احسانات کا منبع اور سرچشمہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے جس سے ہر مخلوق کو نورانی رشتوں کے ذریعے ان احسانات کا اضافہ ہو رہا ہے اور یہ مادہ کرم ذوات انبیاء و ملا ئکہ اور دیگر مخلوق تک پھیلا ہوا ہے' اہل کشف و بصیرت اس استمداد کے عجیب و غریب مظاہر دیکھتے ہیں۔

کشف کا ایک واقعہ

اللہ کے ایک ولی نے روٹی کا ایک ٹکڑا کھانے کیلئے لیا اور اس ٹکڑے اور رزق خدا میں غور کیا' دیکھا کہ روٹی کے اس ٹکڑے سے ایک نورانی سلسلہ نکل رہا ہے' پھر اپنی نظر سے اس سلسلہ کا تعاقب کیا تو یہ نورانی سلسلہ جا کر نور مصطفیٰ سے مل گیا ہے' پھر کچھ پھیلنے کے بعد یہ سلسلہ چند حصوں میں تقسیم ہو گیا' اور ہر حصہ کا تعلق ایک نعمت سے ہوتا گیا۔

حضرت دباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد علامہ احمد بن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ صاحب حکایت ولی خود حضرت شیخ تھے۔

ایک عبرت انگیز واقعہ

ایک بدبخت شخص کا واقعہ ہے کہ اس نے کہا مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بجز ہدایت ایمانی اور کوئی فائدہ نہیں' جہاں تک نور ایمانی کا تعلق ہے تو یہ اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہوتا' بعض صالحین نے اس سے کہا: تمہارا کیا خیال ہے اگر ہم تیرے نور ایمان اور نور مصطفیٰ کے درمیانی تعلق کو قطع کر دیں اور تجھے تیزی بیان کردہ ہدایت پر باقی رہنے دیں' کیا تم اس پر راضی ہو؟ اس نے کہا: ہاں! میں راضی ہوں' ابھی یہ بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ خدا اور رسول کے ساتھ کفر کر کے صلیب کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا

اور پھر حالت کفر ہی میں مر گیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و احسان کے صدقے سلامتی (ایمان) کے طلب گار ہیں۔
بالجملہ! اولیائے کرام عارفین باللہ عارفین شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس روحانی استفادے اور افادے کو دیکھتے ہیں جس طرح وہ سر کی آنکھوں سے اشیائے کائنات کا مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ یہ روحانی مشاہدہ زیادہ قوی ہوتا ہے کیونکہ نظر بصیرت' نظر بصارت سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام مختلف انبیاء و رسل علیہم السلام کے احوال و مقامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً سورۂ مریم کی تلاوت کے وقت وہ حضرت زکریا علیہ السلام' حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے حالات اپنے نور بصیرت سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے مکاشفات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

حضرت سید عبدالعزیز الدباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"روز قیامت لوائے حمد یعنی نور ایمان کا علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست کرم میں ہو گا اور ساری مخلوق آپ کے پیچھے ہو گی اور ہر امت اپنے نبی کے جھنڈے تلے ہو گی اور ہر نبی کا جھنڈا محمدی پرچم سے طالب امداد ہو گا' سارے انبیاء و رسل اور ان کی امتیں آپ کے ایک طرف ہوں گے اور آپ کی امت پاک دوسری طرف ہو گی' امت محمدیہ کے اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم انبیائے سابقین کی تعداد کے برابر ہوں گے' ان کے پاس انبیاء کی مثل جھنڈے ہوں گے اور ان کے پیروکار ہوں گے' جس طرح انبیائے کرام کے متبعین ہوں گے' اور وہ سب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کریں گے۔

حضرت دباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اور مقام پر یوں رقم طراز ہی۔

"اگر جسم' گوشت اور رگوں میں وہ خون نہ ہو' جو حقائق امور کی معرفت سے مانع ہے تو انبیائے کرام اپنی پیدائش سے لے کر ظہور مصطفیٰ تک خاموش رہتے اور بغیر اذن محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام نہ کرتے' ان کا ہر اشارہ آپ کی طرف ہوتا اور ہر دلالت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی جانب ہوتی' وہ کھل کر اپنے پیروکاروں سے فرماتے' لوگو! ہم نے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے فائدہ حاصل کیا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی مدد ہمارے شامل حال رہی ہے۔ ہم فی الحقیقت محمد رسول اللہ کے نائب ہیں اور مثل اولاد کے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے بمنزلہ باپ کے ہیں' یہاں تک کہ ساری خلائق ایک مرکز پر اکٹھی ہو جائے اور سب کی دعوت ایک ہو لور ایسا حقیقتاً ہونے والا ہے' جب ساری امتیں اس دار فانی سے کوچ کر جائیں گی' اور روز آخرت یہ ساری حقیقت ان پر منکشف ہو جائے گی' وہ عیاناً اس کو دیکھ لیں گے' جب جنت میں داخل ہونے کا وقت آئے گا تو جنت اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ حائل ہو جائے گی۔ جنت ان سے کہے گی' مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نور محمدی سے علاقہ نہیں' تو وہ امتیں اپنے انبیاء و رسل سے استمداد و استغاثہ کریں گی اور ان کے انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد کے طالب ہوں گے' یوں ساری خلائق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد کی طلب گار ہو گی۔"

پھر فرماتے ہیں "اگر ارادہ ازلیہ میں یہ بات پہلے طے نہ ہو چکی ہوتی تو اس (حقیقت) کا وقوع اسی دنیا میں ہوتا" علامہ احمد بن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ حضرت دباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ

علیہ سے دریافت کیا کہ یہ خون معرفت حق سے مانع کیوں ہے؟ ارشاد فرمایا: وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ ذات کو اصل خاکی کی طرف جذب کرتا ہے اور فانی امور کی طرف مائل کرتا ہے' جس کے باعث انسان کو تعمیر مکانات' شجرکاری اور مال جمع کرنے کا شوق اور داعیہ پیدا ہوتا ہے' یہ بات اللہ کی ذات مقدسہ سے غفلت اور حجاب کا سبب ہے۔ یہ خون اگر نہ ہوتا تو انسان ہر گز ان فانی امور کی طرف میلان نہ رکھتا۔"

کتاب کے ایک اور مقام پر حضرت دباغ قدس سرہ نور محمدی سے تخلیق اشیاء کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور مصطفیٰ کو تخلیق فرمایا' پھراسی نور سے تمام مخلوقات' انبیاء' اولیاء' اور مومنین سب کو حسب استعداد سیراب کیا' اس نور کریم کا اگر خلائق میں فیضان نہ ہوتا تو کوئی بھی کسی چیز سے انتفاع نہ کر سکتا' حتیٰ کہ ذوات کفار میں اس نور کی تجلی نہ ہوتی تو آتش جہنم اسی جہاں میں کفار کو خاکستر کر دیتی' آخرت میں کافروں سے یہ نور لے لیا جائے گا' تو وہ آتش جہنم کے قابل ہو جائیں گے۔

انبیائے کرام کو بھی نور محمدی کا پورا جام نہیں پلایا گیا بلکہ ہر ایک نے اپنے مناسب حال یہ جام پیا' کیونکہ یہ نور مکرم گوناں گوں احوال و اقسام کا ہے تو ہر نبی پر ایک خاص قسم کا فیضان ہوا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ جام نور پیا تو انہیں مقام غربت حاصل ہوا' یہ ایسا مقام ہے جو آدمی کو سیاحت اور مسلسل سفر پر آمادہ رکھتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے نوش کیا تو انہیں کامل مشاہدہ کے ساتھ مقام رحمت و تواضع عطا ہوا' یہی وجہ ہے کہ جب وہ کسی کے ساتھ نرمی اور تواضع سے کلام فرماتے تو وہ سمجھتا کہ آپ کی یہ تواضع بس میرے لئے ہے' حالانکہ وہ تواضع قوت مشاہدہ کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی' یہ جام نور موسیٰ علیہ السلام نے پیا تو انہیں نعمت و خیرات میں مقام مشاہدہ حق نصیب ہوا۔ اسی طرح دیگر انبیاء و رسل اور ملائکہ کرام کو ان کے حسب حالت یہ دولت نصیب ہوئی (واللہ اعلم)

حضرت دباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

"اہل خیر کے لئے خیرو برکت کا ظہور برکت مصطفیٰ سے ہوا' اور یہ اہل خیر ملائکہ کرام انبیائے کرام' اولیاء و مومنین ہیں ـــــ ساری کائنات نور محمدی سے استمداد کر رہی ہے مگر آپ کی نورانیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی' حق تعالیٰ دائمی طور پر آپ کی نورانیت میں اضافہ فرما رہا ہے' البتہ اس نورانیت میں اضافے کا عمل باطنی ہے ظاہری نہیں ہے۔ پس اس نور مکرم سے فرشتے' انبیاء و اولیاء اور مومنین امداد حاصل کر رہے ہیں لیکن اس امداد کا انداز ہر ایک کے حق میں مختلف ہے۔

آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کے انوار نور برزخ سے ماخوذ ہیں اور یہ نور برزخ نور ارواح سے مستفاد اور نور ارواح نور محمدی سے مستفیض ہے۔

حضرت دباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسی موضوع پر ایک اور ارشاد ہے۔

"تمام مکونات مثلاً عرش و فرش' آسمان و زمین جنات و حجابات اور مافوق و ماتحت کو اگر جمع کیا جائے تو وہ نورانیت

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک حصہ ہوں گے اور اگر نور محمدی کو اکٹھا کرکے عرش پر ڈالا جائے تو عرش ان انوار کی تپش سے پگھل جائے' اگر اسے عرش کے اوپر ہفت حجابات پر ڈالا جائے تو وہ پردے جل کر گر جائیں' اسی طرح ساری مخلوقات اس نور کی تاب نہ لا سکے۔ یہاں الابریز شریف ''مصنفہ حضرت عبدالعزیز الدباغ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے متفرق مقامات سے منقول عبارات ختم ہوئیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام

حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان فضائل و معجزات پر مبسوط کلام کیا ہے جو دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کے فضائل و معجزات کے مماثل ہیں یا جو معجزات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ساتھ مختص ہیں' میں چاہتا ہوں کہ اس کی قسم اول کی عبارت من و عن نقل کروں اور قسم ثانی کا خلاصہ بیان کروں۔

علماء فرماتے ہیں' کسی نبی کو جو معجزہ اور فضیلت عطا ہوئی اس جیسا معجزہ یا فضیلت بلکہ اس سے افضل و اعلیٰ فضیلت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخشی گئی۔

معجزات محمدیہ اور معجزات آدم علیہ السلام میں موازنہ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا' فرشتوں سے انہیں سجدہ کرایا اور انہیں تمام اشیاء کے نام سکھائے' بعض علماء فرماتے ہیں کہ علماء کے ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اسی وقت نبی بنا کر انہیں فرشتوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور آیت کریمہ میں نام بتانے کا جو ذکر ہے' وہ آپ کا معجزہ تھا اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا جیسا کہ طبرانی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ ! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ فرمایا: یہ نبی و رسول تھے اللہ نے ان سے کلام فرمایا تھا۔

اسی طرح کے فضائل سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا گیا۔

1- آپ کو کلام کے ساتھ مشرف کیا گیا جس کا ذکر اسراء کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

2- آپ کو تمام اشیاء کے ناموں کی تعلیم دی گئی' دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مُثِّلَتْ لِیْ اُمَّتِیْ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَعَلِمْتُ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا کَمَا عَلَّمَ اٰدَمُ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا

میرے لئے میری امت آب و گل میں مثالی صورت میں پیش کی گئی تو میں نے سب کے نام سیکھ لئے جیسا کہ آدم علیہ السلام کو یہ سب نام سکھائے گئے۔

3- جہاں تک سجدہ کا تعلق ہے' بعض علماء نے آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ کے بارے میں فرمایا: کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسا جامع شرف اور اعزاز ہے جو آدم علیہ السلام کے

شرف سجدہ سے کہیں افضل ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔

1- آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ہوا اور یہ عمل منقطع ہوا جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف درود و سلام ابدالا باد تک جاری ہے۔

2- سجدہ کا فعل فرشتوں تک محدود ہے' جبکہ فعل درود و سلام میں فرشتوں اور مومنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بھی شامل ہے۔

ادریس علیہ السلام اور محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل میں موازنہ

ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا — ہم نے ادریس علیہ السلام کو بلند مقام تک اٹھایا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قاب قوسین کی رفعتوں سے آشنا کیا۔

نوح علیہ السلام کے ساتھ موازنہ

ابو نعیم کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کو قبولیت دعا اور ان کی نافرمان و سرکش قوم کو طوفان میں غرق کرنے کے معجزات دیئے گئے جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبولیت دعا کے بے شمار معجزات عطا ہوئے۔ مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر اوجھڑی ڈالنے والے کے خلاف بددعا قبول ہوئی اور ایام قحط میں بارش کے لئے دعا کی تو موسلا دھار بارش ہوئی۔

مزید برآں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نوح علیہ السلام پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ بیس سال کے قلیل عرصہ میں لاکھوں افراد آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے اور فوج در فوج آپ کے دین میں شامل ہوئے جبکہ نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرتے رہے تو ان کی قوم کے سو سے کم افراد ایمان لائے۔

ایمان سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے لئے کشتی کے تمام جانور رام کر دیئے گئے' جبکہ نبی علیہ السلام کے لئے طرح طرح کے جانور مسخر کئے گئے۔

نوح علیہ السلام کی وجہ سے زمین پر بخار کی بیماری آئی جبکہ محمد رسول اللہ کی برکت سے بخار کی بیماری مدینہ شریف سے جحفہ کی طرف نکل گئی۔

ہود علیہ السلام

بقول ابو نعیم ہود علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ دیا گیا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غزوۂ بدر اور غزوہ خندق میں ہوا کے ساتھ امداد کی گئی۔

صالح علیہ السلام

صالح علیہ السلام کا معجزہ اونٹنی کا چٹان سے پیدا ہونا جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ نے کلام کیا

اور اس نے آپ کی اطاعت کی۔

ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے حفاظت عطا کی گئی تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرہ نار سے بحفاظت لے جایا گیا۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلت کا مرتبہ بخشا گیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی مقام خلت عطا کیا' ابن ماجہ و ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی' حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل بنایا' جنت میں میرا اور ان کا مقام آمنے سامنے ہوگا' اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان ہوں گے' حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے وصال شریف سے پہلے پانچ باتیں سنیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اپنے پروردگار کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیل بناتا' ہاں تمہارے پیغمبر خلیل اللہ ہیں' ابو نعیم کہتے ہیں' ابراہیم علیہ السلام کو نمرود سے محفوظ رکھا' تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان لوگوں سے حفاظت فرمائی جو آپ کے ارادہ قتل سے آئے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (یٰسین)

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کردیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار کر دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا ڈالی اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا

جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم آپ کے اور منکرین آخرت کے درمیان زبردست رکاوٹ اور حجاب بنا دیتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا تو حجت و برہان سے اسے مبہوت کر دیا۔

ارشاد ربانی ہے۔

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ

تو کافر (نمرود) کے ان دلائل سے ہوش اڑ گئے۔

اسی طرح جب ابی بن خلف' جو کہ مرنے کے بعد جی اٹھنے کا منکر تھا' ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا

مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ

کون ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اے حبیب! آپ فرما دیں کہ وہی ان کو زندہ کرے گا جس

نے انہیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا۔

یہ برہان ساطع اور دلیل قاطع ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے لئے غصہ میں قوم کے بت توڑ ڈالے جبکہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین کے تین سو ساٹھ بتوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ (چورہ چورہ ہو کر) زمین پر گر پڑے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک فضیلت یہ بخشی گئی کہ مینڈھوں نے ان سے کلام کیا ابن ابی حاتم نے علیا بن احمران سے روایت کی کہ ذوالقرنین جب مکہ آئے تو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ شریف کی تعمیر میں مصروف پایا' کہا: تمہیں میری زمین سے کیا تعلق ہے؟ تو دونوں نے جواب دیا ہم اللہ کے مامور بندے ہیں اور ہمیں کعبہ شریف کی تعمیر کا حکم ہوا ہے اس نے کہا: تم اپنے دعوئی کی دلیل پیش کرو' تو پانچ مینڈھوں نے بول کر گواہی دی کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اللہ کے مامور بندے ہیں اور انہیں کعبہ شریف تعمیر کرنے کا حکم ہوا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا میں راضی ہو گیا اور میں نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے متعدد جانوروں نے کلام کیا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بطریق ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہما حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک معجزہ بیان کیا کہ جب خلیل اللہ کوثا سے سے روانہ ہوئے اور وہ آتش نمرود سے بچ نکلے تھے' تو اس وقت ان کی زبان سریانی تھی اور جب انہوں نے دریائے فرات عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو بدل کر عبرانی کر دیا' نمرود نے ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے اور حکم دیا کہ جو آدمی سریانی بولتا ہو اسے پکڑ کر لے آؤ' جب ان آدمیوں کی ملاقات ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی' وہ لوگ یہ زبان نہ سمجھ سکے اور چھوڑ کر چل دیئے' یہی معاملہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصدوں کا ہے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قاصدوں کو شاہان عالم کے پاس بھیجا تو وہ اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کا ایک اور معجزہ مصنف ابن ابی شیبہ میں منقول ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوئے' دوران سفر کھانا میسر نہ ہوا' آپ ایک سرخ میدان سے گزرے تو وہاں سے کچھ لے کر اہل خانہ کی طرف پلٹے' گھر والوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا: سرخ گندم ہے'

انہوں نے اسے کھولا تو وہ فی الحقیقت سرخ گندم تھی' اس گندم کو جب کاشت کیا جاتا تو جڑ سے آخر تک لیک دانے دار سٹہ برآمد ہوتا۔

اسی طرح کا ایک معجزہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے زاد سفر کے لئے پانی کا برتن بھر دیا' جب انہوں نے اس برتن کا منہ کھولا تو وہ بجائے پانی کے دودھ نکلا۔

اسماعیل علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں مشابہت

اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے عمل پر صبر عطا کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شق صدر کا معجزہ ملا' بلکہ آپ کا معجزہ ابلغ تھا کیونکہ شق صدر کا فعل واقع ہوا جبکہ فعل ذبح کا صدور نہیں ہوا۔

اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے بدلے فدیہ پیش کیا گیا۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والد عبداللہ کا فدیہ دیا گیا۔

اسماعیل علیہ السلام کو زمزم کا معجزہ عطا ہوا تو حضرت عبدالمطلب جدالنبی کو بھی اسی طرح کی کرامت سے نوازا گیا۔

اسماعیل علیہ السلام کو عربی زبان دی گئی جیسا کہ حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابو نعیم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سے زیادہ فصیح اللسان ہیں حالانکہ آپ کبھی کہیں اور نہیں گئے' فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کی زبان مٹ چکی تھی' تو جبرئیل علیہ السلام نے وہی زبان لا کر مجھے یاد کرا دی۔

یعقوب علیہ السلام کے معجزات

جرجانی امالی میں رقم طراز ہیں کہ جب یعقوب علیہ السلام کو خبر ملی کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے کھا لیا ہے تو بھیڑیئے کو بلا کر پوچھا: کیا تو نے میرے قرۃ عین اور ثمرۂ فواد یوسف کو کھایا ہے؟ اس نے جواب دیا' نہیں میں نے ایسا نہیں کیا' پوچھا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ بھیڑیئے نے جواب دیا میں ارض مصر سے آیا ہوں اور جرجان جا رہا ہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت فرمایا: تیرے اس سفر کا مقصد کیا ہے؟ عرض کیا میں نے آپ سے پہلے انبیائے کرام کا ارشاد سنا ہے کہ جو شخص اپنے دوست یا قریبی سے ملاقات کرے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کیلئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے' ایک ہزار بدیاں دور کر دیتا ہے اور ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس بھیڑیئے کی بات لکھ لو مگر اس بھیڑیئے نے ان سے کلام کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے پوچھا تو ان سے بات کیوں نہیں کرتا؟ اس نے عرض کیا یہ سرکش اور نافرمان ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح نبی اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے بھی بھیڑیئے نے کلام کیا' یہ آپ کا معجزہ ہے۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کو بیٹے کے فراق کی آزمائش میں ڈالا گیا تو انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا اور قریب تھا کہ غم و حزن کا نشانہ بن جاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹوں کی موت کا صدمہ دیا گیا جبکہ اور کوئی آپ کا بیٹا نہ تھا مگر آپ نے راضی برضا ہو کر سر تسلیم خم کر دیا۔ اس طرح آپ کا صبر یعقوب پر فائق ہو گیا۔

یوسف علیہ السلام کے کمالات سے موازنہ

ابو نعیم کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کی دولت عطا کی گئی جس کی وجہ سے آپ تمام انبیاء مرسلین پر فوقیت

رکھتے تھے جبکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس قدر جمال عطا کیا جو کسی اور کے نصیب میں نہیں آیا بلکہ یوسف علیہ السلام کو بھی آپ کے جمال جہاں آراء کا حصہ ملا۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں　　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو فرقت والدین اور غربت وطن سے آزمایا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل عشرت اعزہ احباء اور وطن سے مہاجرت کا صدمہ برداشت کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے تقابل

موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کے لئے چٹان سے پانی بہہ نکلا جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہو گیا۔ ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ انگلیوں سے پانی بہنا پتھر کی نسبت زیادہ عجیب ہے کیونکہ پتھروں سے پانی نکلنا ایک عادی بات ہے مگر گوشت اور خون سے پانی کا رواں ہونا خلاف عادت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام پر بادلوں نے سایہ کیا' کئی احادیث میں یہ معجزہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بھی ثابت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصا کی مثال و نظیر کھجور کے تنے کا آہ و بکا کرنا اور ابوجہل کو نظر آنے والا اژدھا ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں　　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضا کی مثال وہ نور ہے جو حضرت طفیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے ان کے چہرہ پر نشان کی طرح بن گیا پھر جب انہیں اندیشہ مثلہ ہوا تو یہی نور ڈنڈے کی طرف منتقل ہو گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ ان کے لئے دریا پھٹ گیا۔ اسی طرح کا واقعہ معراج شریف میں نبی اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے ساتھ پیش آیا کہ آسمان و زمین کے درمیان واقع سمندر ان کے لئے پاٹ دیا گیا اور آپ اس میں سے گزر گئے۔ دریا کے پھٹنے کا واقعہ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ عنقریب کتاب کے آخر میں ایسے وقائع کا ذکر ہو گا۔

موسیٰ علیہ السلام کا ایک اور معجزہ من و سلویٰ کا نزول ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ زمانہ قحط سالی میں آپ کی دعائیں قبول ہوئیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے عرض کیا

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى　　　اے پروردگار! میں نے تیری طرف جلدی کی تاکہ تو راضی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى　　　عنقریب تیرا رب تجھے اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا — ہم ضرور تم کو تمہارے پسندیدہ قبیلے کی طرف پھیر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا

اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ — میں نے اے موسیٰ! تجھ پر اپنی محبت ڈالی۔

اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ — فرما دیجئے' اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔

یوشع بن نون علیہ السلام کو "حبس شمس" کا معجزہ عطا ہوا جب وہ اپنے جابر دشمنوں سے برسرپیکار تھے حبس شمس کا واقعہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بھی پیش آیا جیسا کہ "اسراء" کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

داؤد علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کو تسبیح جبال (پہاڑوں کی تسبیح) کا معجزہ دیا گیا۔ اس کی نظیر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تسبیح حصا و طعام (سنگریزوں اور طعام کی تسبیح) کے معجزات ہیں۔

داؤد علیہ السلام کے لئے پرندے مسخر و مطیع کر دیئے گئے تو ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جانور تابع فرماں کئے گئے۔

داؤد علیہ السلام کیلئے لوہا نرم کر دیا گیا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سخت پتھر اور چٹانیں نرم کر دی گئیں۔ مکہ شریف کی بعض گھاٹیوں میں ایک سخت پتھر کے ساتھ آپ نے ٹیک لگائی تو وہ نرم ہو گیا اور آپ کے بازوؤں اور کلائیوں کے نشانات اس میں پڑ گئے اور یہ نشانات ابھی تک نظر آتے ہیں۔ یہ بات لوہے کی نرمی سے زیادہ حیران کن ہے کیونکہ لوہا آگ سے نرم ہو جاتا ہے۔ جبکہ پتھر نرم نہیں ہوتے۔ داؤد علیہ السلام کیلئے مکڑی کا جالا بننا ایک معجزہ ہے اسی طرح ہجرت کی رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا بنانا ثابت ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے معجزات و فضائل

ابو نعیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک عظیم الشان سلطنت بخشی گئی ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے بڑھ کر حکومت عطا فرمائی کہ تمام زمینی خزانوں کی چابیاں آپ کو عطا ہوئیں۔

سلیمان علیہ السلام کو ہوا کو تصرف میں لانے کا معجزہ دیا گیا جس سے ایک ماہ کی مسافت ایک دن میں طے ہو جاتی تھی۔ رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے عظیم تر معجزہ "براق" کی صورت میں ملا جس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچاس ہزار سال کا راستہ ایک رات کی تہائی حصہ سے بھی کم وقت میں قطع کیا۔ آپ نے ہر آسمان کے عجائبات کا مشاہدہ اور جنت و دوزخ کا نظارہ فرمایا۔

سلیمان علیہ السلام کی ایک فضیلت یہ ہے کہ جنات ان کے لئے مسخر کئے گئے جو آپ نافرمانی کرتے تو آپ ان کو پابہ

زنجیر کر کے سزا دیتے جبکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جنات کے گروہ مطیع و مومن بن کر حاضر ہوئے سرکش شیاطین آپ کے تابع فرمان اور مسخر ہو گئے۔ ایک دفعہ تو آپ نے ایک جن کو پکڑ کر مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھنے کا ارادہ فرمایا (مگر دعائے سلیمان یاد آ گئی)

سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سمجھنے کا ملکہ دیا گیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جانور بلکہ شجر و حجر وغیرہ کے کلام کی فہم بخشی گئی۔

یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے معجزات سے موازنہ

ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام کو بچپن ہی میں دانائی اور حکمت سے سرفراز کر دیا گیا آپ گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود اللہ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرتے اور وصال کے روزے رکھتے جبکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ اس سے افضل و اعلیٰ تھا کیونکہ یحییٰ علیہ السلام کے ماحول میں بت پرستی اور امور جاہلیت نہ تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں بت پرستی اور جاہلیت اپنے عروج پر تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن ہی سے سمجھداری اور حکمتوں کے امین تھے۔ نہ کبھی آپ بت پرستی کی طرف مائل ہوئے نہ ہی مشرکین کی مشرکانہ رسوم میں شامل ہوئے اور نہ ہی کبھی کسی نے آپ سے غلط بیانی سنی۔

آپ ہفتوں وصال کا روزہ رکھتے اور فرماتے۔

اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ — میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت نماز میں اس قدر روتے کہ آپ کا سینہ اطہر دیگ کی مانند جوش مارنے لگتا۔

ایک سوال

یحییٰ علیہ السلام حصور تھے اور حصور وہ ہوتا ہے جو عورتوں سے کنارہ کش رہتا ہے۔

جواب

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور نکاح سے آپ کی تائید کی گئی ہے تاکہ آپ مخلوق کے لئے نمونہ کمال بنیں کیونکہ انسانی فطرت و جبلت میں نکاح اور ملاپ کی خواہش ودیعت کی گئی ہے۔ (لہٰذا فعل نکاح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات میں سے ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات و معجزات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

...... وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنِّیْ قَدْجِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ

وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہیں (اور فرماتے ہیں) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں

الطَّيْرِ فَانْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ مورت پرندہ بن جاتی ہے۔ اللہ کے اذن سے میں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اللہ کے اذن سے شفا دیتا ہوں میں اللہ کی قدرت سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ (آل عمران: 49)

یہ تمام امور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بھی ثابت ہیں جو مردے جلانے' مریضوں کو شفایاب کرنے' غزوہ بدر و احد کے واقعات' چشم قتادہ کے لوٹانے اور چشم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لعاب دہن لگاکر درست کرنے کے ضمن میں بیان ہو چکے ہیں۔

ابو نعیم نے مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کی مثال شاخ خرما کو قرار دیا ہے جو تلوار آہنی کی طرح ہو گئی تھی۔

ارشاد ربانی ہے۔

اِذْقَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ

جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تمہارا رب آسمان سے ایک خوان اتار سکتا ہے؟

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھی آسمانی کھانے آنے کا ذکر کئی احادیث میں آیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

عیسیٰ علیہ السلام آغوش مادر میں لوگوں سے کلام کرتے ہیں۔

اسی طرح کا خارق عادت کلام نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے بعد ولادت ظاہر ہونے والا معجزات میں مذکور ہو چکا ہے۔

حاکم نے بطریق ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا' جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو روئے زمین پر کوئی بت ایسا نہ رہا جو منہ کے بل نہ گرا ہو' اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت بت سرنگوں ہو گئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی ایک فضیلت یہ ہے کہ انہیں (واقعہ صلیب کے وقت) آسمانوں پر اٹھا لیا گیا' ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ اس طرح کے واقعات اور کمالات امت محمدیہ کی ایک جماعت مثلاً عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علا بن الخصرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم کے لئے بھی ثابت ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منفرد فضائل

ابو سعید نیشاپوری نے "شرف المصطفیٰ" میں ان فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت عطا ہوئی ہے۔ ان خصائص کی تعداد ساٹھ ہے۔ (امام سیوطی فرماتے ہیں) مجھے ان خصائص کے شمار کنندگان کا علم نہیں۔ میں نے خود احادیث و آثار کے تتبع اور تفحص کے بعد مذکورہ تعداد کو پایا

ہے جبکہ تین خصائص اور بھی نظر آتے ہیں میں نے ان فضائل و خصائص کی چار اقسام دیکھی ہیں۔

قسم اول:- خصائص کی یہ قسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیاوی حیات کے ساتھ مختص ہے۔

قسم دوم:- یہ قسم آخرت کے ساتھ مخصوص ہے۔

قسم سوم:- وہ کمالات جن سے امت محمدیہ اس دنیا میں سرفراز ہے۔

قسم چہارم:- وہ فضائل جو روز قیامت امت محمدیہ کا طرہ امتیاز ہوں گے۔

اب میں ان اقسام چہارگانہ کو بالتفصیل کئی ابواب میں بیان کرتا ہوں۔ البتہ! بطور اختصار کتاب و سنت کے دلائل حذف کر دوں گا۔ کیونکہ بہت ایسے دلائل پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ ہاں! جہاں ضروری ہو گا آیت یا حدیث کا حوالہ پیش کروں گا۔

تخلیق میں اول

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ تخلیق کے اعتبار سے سب سے پہلے نبی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت سب سے مقدم ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام ابھی آب و گل کے درمیان تھے۔ عالم ارواح میں انبیاء علیہم السلام سے جو میثاق لیا گیا آپ اس میں بھی مقدم تھے۔ روز ازل سب سے پہلے الست بربکم کا جواب بلیٰ آپ کی روح مقدسہ نے دیا تخلیق کائنات اور تخلیق آدم کا باعث آپ ہی کی ذات گرامی ہے آپ کا اسم گرامی عرش' آسمانوں جنتوں اور ملکوت آسمانی کی اشیاء پر مکتوب ہے' فرشتے ہر گھڑی آپ کا دم بھرتے ہیں۔ عہد آدم نیز ملکوت اعلیٰ میں اسم گرامی اذانوں میں لیا جاتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور مابعد کے تمام انبیاء علیہم السلام سے میثاق لیا کہ وہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی نصرت و امداد کریں گے۔ کتب سابقہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارتیں دی گئیں۔ آپ کے اوصاف اور آپ کے اصحاب و خلفاء اور آپ کی امت کی شان کے تذکرے ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک کی وجہ سے ابلیس کو آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔ ایک قول کے بموجب آپ کا سینہ اقدس شق کیا گیا۔

آپ کی پشت مبارک پر قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان دخل اندازی کرتا ہے۔ مہرنبوت لگائی گئی (تاکہ آپ ہر قسم کے شیطانی وسوسہ اندازیوں سے محفوظ و معصوم رہیں۔)

آپ کے ایک ہزار اسمائے گرامی ہیں' تقریباً ستر اسمائے گرامی ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں پر ہیں۔ یہ آپ کی فضیلت ہے کہ فرشتے آپ پر سایہ کناں رہتے تھے۔

آپ تمام انسانوں سے زیادہ عقیل اور صاحب فہم و خرد تھے۔

آپ کو پورے حسن و جمال سے نوازا گیا جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا۔

ابتدائے وحی میں آپ کو بھینچا گیا۔

آپ نے جبرائیل امین کو اس کی اصلی صورت میں دیکھا۔
آپ کی بعثت کے باعث کہانت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔
شہاب باری کے ذریعے آسمانی خبروں کو محفوظ کیا گیا۔
آپ کے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ آپ کی رسالت پر ایمان لائے بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت قبول کی گئی۔
لوگوں کے شر سے آپ کی حفاظت و عصمت کا وعدہ دیا گیا۔
فضیلت معراج اور سات آسمانوں کے پھٹنے' قاب قوسین تک رسائی اور اس مقام تک باریابی جہاں کسی نبی مرسل یا فرشتہ مقرب کو اذن باریابی نہیں ہوا۔ آپ کی عظیم الشان خصوصیت ہے۔
آپ نے انبیائے کرام کی (بعد از احیاء) امامت فرمائی۔
آپ نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کا معائنہ فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور انہیں ذہن میں محفوظ رکھا' اس مشاہدہ کے دوران دل و نگاہ میں کجی اور لغزش کے آثار تک ظاہر نہ ہوئے۔
آپ رویت باری تعالیٰ سے دوبار مشرف ہوئے۔
آپ کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ فرشتوں نے آپ کی معیت میں کفار سے قتال کیا۔

اعجاز القرآن

حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتیازی فضیلت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتاب قرآن حکیم ایک معجزہ ہے جو ہمیشہ تحریف و تبدل سے محفوظ رہے گا۔ یہ کتاب ہر شے کی جامع ہے اور دیگر کتب سے بے نیاز اور مستغنی ہے۔ تمام سابقہ کتابوں کے علوم مع اضافہ اس میں جمع ہیں' اسے زبانی یاد کرنا انتہائی آسان ہے۔ یہ تھوڑی تھوڑی نازل ہوئی اور اس کا نزول سات حرفوں پر ہوا۔ اس کے سات ابواب ہیں۔(یعنی محکم' متشابہ مثل' حلال حرام' زجر' امر)

یہ کتاب ہر لغت کے ساتھ نازل ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قرآنی معجزہ قیامت تک جاری ہے جبکہ دیگر انبیائے کرام کے معجزات ان کے زمانوں میں ہی ختم ہو گئے۔ آپ کے معجزات تمام انبیاء کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد ایک ہزار ہے بعض کے نزدیک یہ تعداد تین ہزار تک ہے۔ کثرت معجزات کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ایسے معجزات دیگر انبیائے کرام کے نہیں ہیں مثلاً اختراع اجسام' بلامبالغہ یہ خصوصیت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی ہے آپ کے خصائص میں سے ہے کہ دیگر انبیائے کرام کے فرداً فرداً معجزات کا مجموعہ آپ کو عطا کیا گیا اور بجز آپ کے کسی اور نبی کی ذات میں اتنے کمالات و معجزات جمع نہیں ہوئے بلکہ ہر نوع کے معجزات آپ کے ساتھ مختص ہیں۔

(مثلاً) پتھروں کا آپ کی ذات گرامی پر سلام پیش کرنا اور ستون حنانہ کا آپ کی فرقت میں گریاں ہونا آپ کے ایسے معجزات ہیں جو کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں۔ اسی طرح انگشتان مبارک سے پانی کا جاری ہونا اور اشارے سے چاند کا شق

ہونا آپ کے خصائص میں سے ہے۔

آپ کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ آپ سلسلہ نبوت کے آخری پیغمبر ہیں۔ آپ کی شریعت دائمی ہے جو گزشتہ تمام شرائع کی ناسخ ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اگر انبیائے گزشتہ آپ کے زمانہ پاک میں ہوتے تو ان پر آپ کی اطاعت لازم ہوتی۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی کتاب قرآن حکیم ناسخ و منسوخ پر مشتمل ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرش کے نیچے سے ایسا خزانہ عطا کیا گیا جو آپ کے علاوہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ (مثلاً آیت الکرسی' سورۂ بقرہ کی آخری آیات)

عالمگیر دعوت

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتیازی شان یہ ہے کہ آپ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔ اور آپ کے پیروکار تمام انبیاء کے پیروکاروں سے زیادہ ہیں اور جنات بھی بالاتفاق آپ کے دائرۂ رسالت میں ہیں اور ایک قول کے مطابق آپ سارے فرشتوں کے رسول بھی ہیں اور آپ "امی" ہونے کے باوجود ایک معجز کتاب قرآن حکیم لائے ہیں۔

سارے جہانوں کے لئے رحمت

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حتیٰ کہ کافروں کو بھی تاخیر عذاب کی صورت میں اس رحمت سے حصہ ملا ہے۔ اسی طرح دوسری سرکش قوموں اور نافرماں امتوں کو فوری عذاب میں گرفتار نہیں کیا گیا۔

زندگانی رسول کی قسم اور دیگر امتیازات

(قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات پاک کی قسم کھانا' آپ کے ہمزاد کا سرنگوں و تابع فرمان ہونا۔ آپ کی ازواج مطہرات کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاونت کرنا اور آپ کی عزت و تکریم کیلئے اللہ تعالیٰ کا خصوصی خطاب فرمانا آپ کے خصوصی امتیازات ہیں۔ گزشتہ امتیں اپنے پیغمبروں سے کہا کرتیں راعنا سمعک یعنی اپنی بات سنانے میں ہماری رعایت فرمایئے

مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو منع کر دیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح خطاب کریں۔ خود اللہ جل مجدہ نے قرآن حکیم میں آپ کا نام گرامی لیکر خطاب نہیں فرمایا بلکہ فرمایا یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بخلاف دیگر انبیائے کرام کے کہ اللہ نے انہیں ان کے ناموں سے خطاب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر حرام ٹھہرایا ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کا نام پاک لے کر پکاریں۔ جبکہ سابق امتیں اپنے انبیاء کو ان کے ناموں سے پکارتی تھیں۔ یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خصوصی اعزاز ہے' کہ قبر میں مردے سے آپ کے متعلق سوال ہو گا۔

ملک الموت کا آپ سے بوقت وصال اجازت طلب کرنا اور وصال شریف کے بعد امہات المومنین کا دوسروں سے

نکاح کا حرام ہونا آپ کا خصوصی مرتبہ و مقام ہے۔

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تحفظ اور دیگر انبیائے کرام سے موازنہ

گزشتہ انبیاء علیہم السلام پر جب ان کے دشمن الزام تراشی کرتے یا نکتہ چینی کرتے تو وہ ان الزام تراشیوں کی تردید اور اپنا دفاع خود فرماتے ہیں' مثلاً نوح علیہ السلام نے اپنے اوپر لگنے والے الزام کا جواب اس طرح ارشاد فرمایا:

يَاقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلاَلَةٌ — اے میری قوم! مجھ میں گمراہی کچھ نہیں۔

اسی طرح ہود علیہ السلام نے فرمایا

يَاقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ — اے میری قوم! میں سفیہ و بے وقوف نہیں ہوں۔

یونہی دیگر انبیائے کرام نے اپنی مدافعت خود فرمائی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ دشمنان رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آپ پر الزامات کی تردید اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برات کی ذمہ داری اپنے ذمہ کرم پر لی مثلاً (جب کفار نے آپ پر جنون کا طعن کیا تو) اللہ تعالیٰ نے آپ کی برات ان الفاظ میں ارشاد فرمائی۔

مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ — آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے مجنون نہیں۔

(کفار نے آپ پر ضلالت و گمراہی کا الزام رکھا تو) اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى — تمہارے صاحب (رسول کریم) نہ بھٹکے نہ گمراہ ہوئے۔ وہ تو

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى — اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں (بلکہ ان کا کلام وحی الٰہی ہوتا ہے)

(اسی طرح جب کافروں نے آپ کے کلام کو شعر قرار دیا تو اس کے جواب میں) ارشاد ربانی ہوا۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ — (ارے اے بے وقوف کافرو!) ہم نے اپنے محبوب پیغمبر کو شعر کی تعلیم ہی نہیں دی۔

اس طرح کی دفاع ناموس رسالت میں بہت سی آیات آئی ہیں۔

نبی قبلتین

حضرت امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صاحب قبلتین اور نبی ہجرتین بنایا اور

اَنَّهٗ جُمِعَتْ لَهُ الشَّرِيْعَةُ وَالْحَقِيْقَةُ وَلَمْ يَكُنْ لِلْاَنْبِيَاءِ اِلاَّ اِحْدَاهُمَا — آپ شریعت و طریقت (حقیقت) دونوں کے جامع ہیں جبکہ دیگر انبیائے کرام کو کسی ایک سے سرفراز کیا جاتا تھا۔

جیسا کہ قصہ موسیٰ و خضر سے واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وادی طور اور وادی مقدس میں کلام فرمایا جبکہ آپ سے سدرۃ المنتہی سے وراء گفتگو فرمائی اور کلام، دیدار اور محبت و خلت سے مشرف فرمایا۔ یہ ملاقات و کلام کا ایسا مقام تھا جہاں تک کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی رسائی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی کے مندرجہ ذیل طریقوں سے مشرف فرمایا۔

1- رویائے صادقہ سے (سچے خواب)

2- بلاواسطہ کلام سے

3- اور جبرائیل امین کے واسطہ سے

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیگر خصوصی امتیازات

حضور رحمت العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیگر خصوصی امتیازات حسب ذیل ہیں۔

1- آپ کی دشمنوں کے مقابلہ میں ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ نصرت و امداد کی گئی۔

2- آپ کو جامع کلمات عطا کئے گئے۔

3- آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

4- مغیبات خمسہ کے علاوہ ہر شے کا علم بخشا گیا، بعض ائمہ کے نزدیک ان پانچوں مغیبات کا علم بھی عطا کر دیا گیا، حتیٰ کہ روح کا علم بھی مگر اسے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہوا۔

5- دجال لعین کے حالات آپ پر کھول دیئے گئے جبکہ دیگر انبیاء پر یہ راز منکشف نہ ہوا۔

6- آپ کا نام اقدس احمد رکھا گیا۔

7- حضرت اسرافیل علیہ السلام نے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی۔

8- نبوت و سلطنت دونوں کو آپ کے لئے یکجا کر دیا گیا۔

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نبوت کے ساتھ سلطنت کے جمع ہونے کی وجہ سے آپ کو دیگر انبیائے کرام پر فضیلت حاصل ہوئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے دین و دنیا کی فلاح کی تکمیل فرمائی۔

9- تلوار و سلطنت کا اجتماع بھی آپ کی فضیلت ہے۔

10- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالی پیٹ سوتے اور صبح شکم سیر اٹھتے۔

11- قوت و طاقت میں کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا۔

12- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے انگشتان مبارک دراز کرتے تو ان سے پانی رواں ہو جاتا۔

13- زمین آپ کے قدموں کے سامنے سمٹ جاتی۔

14- آپ کو شرح صدر کا اعزاز ملا۔

15 - آپ کی پشت مبارک سے بارگراں اتار دیا گیا۔
16 - آپ کا ذکر مبارک بلند کیا گیا۔
17 - اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام اقدس کو اپنے نام کے ساتھ ملایا۔
18 - حالت حیات میں آپ کو مغفرت کی نوید جاں فزا سنائی۔
19 - آپ حبیب الرحمان اور "سردار بنی آدم" ہیں۔
20 - آپ اللہ کی بارگاہ میں تمام خلائق سے زیادہ معزز و مکرم ہیں۔
21 - ساری امت آپ کے سامنے پیش کی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب کو دیکھ لیا۔
22 - آپ کی امت کے قیامت تک پیش آنے والے واقعات و حالات آپ کے سامنے پیش کیے گئے۔
23 - آپ کو بسم اللہ فاتحہ الکتاب آیت کرسی، خواتیم، مفصل اور سبع طوال سورتوں کی خصوصیت عطا کی گئی۔

خطاب کا امتیاز

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام کے درمیان ایک نمایاں امتیاز خطاب باری تعالیٰ کا فرق ہے جیسا کہ ابو نعیم کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے داوٗد علیہ السلام سے ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ — اپنی خواہش نفس کے پیچھے نہ چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے۔

اور حضرت سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى — محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی بات اپنی خواہش سے کرتے ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں قسم کھانے کے بعد آپ سے خواہشات نفسانی کی نفی فرمائی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا۔

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ — میں تم سے خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلا۔

اور اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں فرمایا

وَاِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا — اے محبوب! یاد کرو جب کافر آپ کے خلاف سازش کر رہے تھے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے واقعہ ہجرت کو نہایت عمدہ اسلوب سے کنایہ فرمایا ہے۔ اور اخراج (مکہ شریف سے نکال دینے) کی نسبت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کی طرف کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِىْ اَخْرَجَتْكَ — جب کافروں نے آپ کو شہر مکہ سے نکال باہر کیا۔

یہاں لفظ "فرار" سے تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ اس میں ایک قسم کی سبکی اور کمزوری کا شائبہ ہے۔

ہم کلامی سے قبل صدقہ کا حکم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تنہائی میں ہم کلام ہونے اور سرگوشی کرنے والوں پر فرض کیا کہ وہ آپ سے گفتگو سے قبل صدقہ و خیرات کریں یہ خصوصیت کسی اور نبی کیلئے ثابت نہیں۔

علی الاطلاق اطاعت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے جہاں کے لوگوں پر آپ کی اطاعت مطلقاً بغیر کسی استثناء کے فرض کی ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا — اور رسول جو کچھ تمہیں عطا کریں لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔

نیز فرمایا

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ — جس نے رسول کی اطاعت کی دراصل اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اسی طرح اللہ جل مجدہ نے آپ کے قول و فعل کی پیروی بلا استثناء لوگوں پر لازم فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ — بے شک تمہارے لئے رسول کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسوۂ ابراہیمی کو قول ابراہیمی کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا: ارشاد ہوا۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرَاهِیْمَ اِلاَّ قَوْلَ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ — بے شک تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ سے کہنا۔

ذکر خداوندی کے ساتھ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں طاعت و معصیت، فرائض و احکام اور وعدہ و وعید کے ذکر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر اقدس بھی فرمایا، مثلاً فرمایا

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ — اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ — اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو

وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ — وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ — مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ — اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اظہار برات ہے

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ — اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اعلان عام ہے

اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ — اللہ اور رسول کی دعوت پر لبیک کہو

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ — جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے

شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ — انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ — جواللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے 8:13

مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ — جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا 9:63

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ الخ — اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو محرم راز نہ بنائیں گے۔ 7:14

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ — وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں 5:33

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ — تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں 8:1

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ — غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کیلئے ہے 8:41

مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ — جو اللہ اور اسکے رسول نے انہیں عطا کیا 9:59

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ — اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول 9:59

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ — اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ — انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ — اللہ نے اس پر انعام کیا اور اے رسول تم نے اس پر انعام کیا۔

سراپائے اقدس کا بیان قرآن میں

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک ایک عضو پاک کا ذکر قرآن حکیم میں کیا ہے جیسا کہ ابن سبع کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ — ہم تمہارا بار بار آسمان کی طرف رخ انور کرنا دیکھ رہے ہیں۔

چشم ہائے مبارک

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ — اپنی آنکھیں اٹھا کر نہ دیکھو

زبان اقدس

فَاِنَّمَا یَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ — ہم نے قرآن پاک آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے۔

دست مبارک اور گردن

وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ — اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھئے۔

سینہ اقدس

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ — کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا

کمرپاک

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ — اور تم پر سے وہ بوجھ اتار دیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑ رکھی تھی

قلب انور

نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ — اللہ نے قرآن حکیم تمہارے قلب انور پر نازل فرمایا۔

خلق عظیم

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ — اے محبوب! تم خلق عظیم کے اعلیٰ درجہ پر ہو۔

شہنشاہ کونین کے وزرائے کرام

حضور سرتاج رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک امتیازی شان امام بزار اور امام طبرانی نے بطریق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَیَّدَنِیْ بِاَرْبَعَةِ وُزَرَاءَ اِثْنَیْنِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرَئِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ وَ اِثْنَیْنِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ

رسول اللہ نے فرمایا: بے شک اللہ نے چار وزراء سے میری تائید فرمائی ہے دو اہل آسمانوں میں سے ہیں۔ یعنی جبرائیل اور میکائیل اور دو اہل زمین میں سے یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

ابو نعیم اور ابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب چلتے تو اصحاب کرام آپ کے آگے چلتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت اقدس فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے۔

حاکم اور ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کو سات رفقاء دیئے گئے اور مجھے چودہ رفقاء عطا کئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ یہ چودہ کون کون سے ہیں تو فرمایا میں (علی) حمزہ' میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین)' جعفر عقیل' ابوبکر' عمر' عثمان' مقداد' سلمان' عمار' طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم

دار قطنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے موتلف میں حضرت جعفر بن محمد سے روایت کی کہ اللہ نے ہر نبی کے لئے اس کے خاندان کے بارے میں ایک مستجاب دعا رکھی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمارے متعلق دو مقبول دعائیں ہیں۔ ایک دعا تو ہماری مشکلات اور شدائد کے بارے میں ہے اور دوسری دعا ہماری حوائج و ضروریات کے متعلق۔

دفع مشکلات و شدائد کے لئے یہ دعا ہے۔

يَا دَائِمًا لَّمْ يَزَلْ يَا اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ اٰبَائِيْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

اور حاجت برآری کی دعا

يَامَنْ يَّكْفِيْ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ وَّلَا يَكْفِيْ مِنْهُ شَيْئٌ يَا اَللّٰهُ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ

اے ہر شے کیلئے کافی ذات جس سے کوئی اور شے کفایت نہیں کرتی۔ اے اللہ اے رب محمد! مجھ سے میرا قرض اتار دے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت پر کنیت رکھنے کا حکم

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت پر کنیت رکھنا حرام ہے یہ خصوصیت کسی اور نبی کیلئے ثابت نہیں۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ آپ کی کنیت ابو القاسم اپنے لئے اختیار کرے۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

امام رافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

حضرت امام رافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ بعض ائمہ اسلام کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی اور آپ کی کنیت جمع کرنا مکروہ ہے' علیحدہ علیحدہ رکھنا جائز ہے۔

امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکتہ نگاہ

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے (وصال کے) بعد آپ کی کنیت اختیار کرنے کا جواز ہے' اسکی ممانعت آپ کی حیات ظاہری کے ساتھ مختص تھی اب اس ممانعت کی علت باقی نہیں رہی' اس کی علت یہ تھی کہ بوقت ندا آپ کو التفات سے ایذا ہوتی یعنی جب کسی کو ابو القاسم کہہ کر پکارا جاتا ہے تو آپ

اپنی ذات مراد لے کر التفات فرماتے۔ (تو یہ بات باعث اذیت تھی)

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقیع شریف میں تشریف فرماتے تھے تو کسی شخص نے آواز دی۔ اے اباالقاسم! آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اس نے کہا: لم اعنک میری مراد آپ نہیں اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے نام پر نام لکھو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

نام اقدس کی تعظیم وبرکت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے اسم گرامی پر اپنا نام رکھنا انتہائی فضیلت کا باعث ہے اوراس مبارک نام کی تعظیم و توقیراور احترام واکرام ضروری ہے۔ امام بزار، امام ابن عدی، امام ابو یعلی اور امام حاکم رحمھم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تَسُمُّوْنَ اَوْلَادَكُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُوْنَهُمْ — تم اپنے بچوں کے نام محمد رکھتے ہو پھرانہیں برا بھلا کہتے ہو۔

امام بزار حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں انہوں نے فرمایا: کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

اِذَا سَمَّيْتُمْ مُحَمَّدًا فَلَا تَضْرِبُوْهُ وَلَا تَحْرُمُوْهُ — جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو پھر تم اسے نہ مارو پیٹو اور نہ اسے کسی چیز سے محروم کرو۔

امام طبرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُّلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ اَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ — جس شخص کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام "محمد" نہ رکھے، تو اس نے جہالت کا مظاہرہ کیا۔

امام طبرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کی مثل حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہ امام ابو عاصم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمایا۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَسَمّٰى بِاِسْمِىْ يَرْجُو بَرْكَتِىْ غَدَتْ عَلَيْهِ الْبَرْكَةُ وَرَاحَتْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ — نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس نے برکت کی امید میں میرے نام پر نام رکھا تو تاحشر صبح وشام اس کیلئے برکت رہے گی۔

میں نے فضیلت اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تفصیلی گفتگو اپنی کتاب سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علیٰ سید الکونین میں کی ہے جو اس سے پہلے کسی کتاب میں موجود نہیں۔ آپ اگر اس بحث کے خواہش مند ہیں تو کتاب مذکورہ کا مطالعہ کریں۔

بارگاہ خداوندی میں وسیلہ عظمیٰ

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ذات گرامی سے قسم کھانا جائز ہے جیسے کوئی دعا کرنے والا کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ

اے اللہ ! میں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصی امتیازی شان یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں آپ کی ازواج مطہرات تمام عورتوں سے افضل ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا ثواب و عذاب (بشرط وقوع) دیگر عورتوں سے دونا ہے۔

آپ کی صاحبزادیوں کی ازواج مطہرات پر فضیلت کی دلیل وہ روایت ہے جو ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ارشاد فرمایا۔

تَزَوَّجَ حَفْصَةَ خَيْرًا مِّنْ عُثْمَانَ وَتَزَوَّجَ عُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ حَفْصَةَ

حضرت حفصہ کا نکاح اس ہستی سے ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہے (یعنی رسول کریم سے) اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت حفصہ سے افضل یعنی ام کلثوم بنت رسول اللہ سے ہوا۔

افضلیت اصحاب رسول بعد از انبیائے کرام

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ سارے جہاں سے افضل ہیں۔ جیسا کہ امام ابن جریر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب السنہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے تمام اصحاب کرام کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ سارے جہان سے برگزیدہ کیا اور میرے تمام صحابہ میں سے چار کو منتخب فرمایا' وہ ہیں ابوبکر' عمر' عثمان' اور علی رضی اللہ عنہم ان چاروں کو تمام صحابہ کرام پر فضیلت عطا کی۔ حالانکہ سب صحابہ بڑی شان کے مالک ہیں' اللہ نے میری امت کو سب امتوں سے ممتاز کیا اور امت محمدیہ کے چار زمانوں کو منتخب فرمایا۔

قرن اول' دوم اور سوم مسلسل ہیں جبکہ چوتھا دور ان ادوار سے علیحدہ ہے۔
(یعنی صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا دور مسلسل ہے)
امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ الْجَمْهُوْرُ كُلٌّ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَفْضَلُ مِنْ كُلِّ مَنْ بَعْدِهٖ وَ اِنْ رَقٰى فِي الْعِلْمِ وَ الْعَمَلِ

جمہور آئمہ اسلام کا قول ہے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں' خواہ وہ علم و عمل میں کتنے بلند کیوں نہ ہوں۔

حرمین شریفین کی افضلیت و عظمت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کا مظہر حرمین شریفین (مکۃ المکرمہ اور مدینہ المنورہ) ہیں جو تمام بلاد سے افضل ہیں (اسی فضیلت کے باعث) طاعون اور دجال ان شہروں میں داخل نہ ہوسکیں گے۔

آپ کی مسجد شریف کو بھی دیگر تمام مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔

وَاَنَّ الْبُقْعَةَ الَّتِیْ دُفِنَ بِهَا اَفْضَلُ مِنْ جَمِیْعِ الْبِقَاعِ بِالْاِجْمَاعِ وَمِنَ الْكَعْبَةِ وَالْعَرْشِ

اور جس خطہ زمین میں آپ مدفون ہیں وہ حصہ زمین بالاجماع تمام زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ اور عرش اعظم سے افضل ہے۔

حضور انور ﷺ کے متفرق فضائل

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے شمار فضائل و خصائص میں سے ذیل کے خصائص بھی ہیں آپ کی شریعت میں مال غنیمت کو حلال ٹھہرایا گیا۔

تمام زمین آپ کے لئے مسجد قرار دی گئی اور خاک زمین کو پاک و طاہر کیا گیا' ایک قول کے مطابق طہور سے مراد وضو ہے۔ (یعنی فقدان آب کی صورت میں مٹی سے تیمم طہارت کا باعث ہوتا ہے)

پانچ نمازوں کا جمع ہونا آپ کی خصوصیت ہے' گزشتہ کسی امت کیلئے پانچ نمازیں جمع نہ ہوئیں' آپ نے سب سے پہلے نماز عشاء پڑھی۔ آپ سے پیشتر کسی نبی نے عشاء ادا نہیں کی۔

جمعہ' آمین کعبہ رخ ہونا نماز میں فرشتوں کی طرح صف بندی' تحیہ اسلام' اذان اقامت' نماز میں رکوع' نماز باجماعت' اللھم ربنا لک الحمد کہنا' نعلین کے ساتھ نماز پڑھنا' محراب میں نماز مکروہ ہونا' حوقلہ (لاحول ولا قوۃ الاباللہ) وقت مصیبت استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) نماز کا افتتاح تکبیر تحریمہ سے کرنا' یہ سب آپ کے خصائص ہیں۔

امت محمدیہ کے فضائل

یہ حضور کی خصوصی شان ہے کہ آپ کی امت کے گناہ استغفار سے معاف کردیئے جاتے ہیں۔ ان گناہوں پر ندامت کا اظہار توبہ ہے - صدقات کے کھانے پر بھی امت محمدیہ کے لئے ثواب ہے۔ دنیا میں جلد ثواب پانا اور آخرت کیلئے اس ثواب کا ذخیرہ ہونا امت محمدیہ کا اعزاز ہے نیز ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت حاصل ہوگا۔

کچھ اور امتیازات

امت محمدیہ کے کچھ اور امتیازات مندرجہ ذیل ہیں۔

قبولیت دعا کی گھڑی' شب قدر' ماہ رمضان اور اس کی پانچ خوبیاں' عیدالاضحی لحد' (کیونکہ اہل کتاب کی قبریں شق دار ہوتی ہیں) سحری کھانا' افطار میں تعجیل' رات سے طلوع فجر تک کھانے پینے اور مباشرت کی اجازت' یوم عرفہ' روز عرفہ کا روزہ' نماز میں کلام کی حرمت' روزہ میں کلام کی اباحت' یہ سب امت محمدیہ کے خصائص ہونے کی وجہ سے نبی اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص بھی ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت بہترین امت

یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتیازی وصف ہے کہ آپ کی امت خیرالامم اور آخری امت ہے۔ تمام امتوں کی اس امت کے سامنے (بوجہ سرکشی و نافرمانی) رسوائی ہوگی مگر امت محمدیہ کو کسی کے سامنے خفت اٹھانی نہیں پڑے گی۔

قرآن حکیم کے حفاظت امت محمدیہ کے افراد کے سینوں میں آسان بنا دی گئی ہے۔ اس امت کے افراد کے نام مومنین اور مسلمین رکھے گئے جو کہ اللہ کے اسماء سے مشتق ہیں اور اس کے دین کا نام اسلام رکھا گیا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ دوسری امتوں میں سے کوئی بھی اس وصف سے متصف نہ تھا۔

دستار کا شملہ' پنڈلیوں تک جامہ پوشی جو کہ فرشتوں کی صفات ہیں۔ اس امت کے امتیازی اوصاف ہیں امت محمدیہ سے اس گراں بوجھ کا اتارنا جو گزشتہ امتوں پر تھا اور ان سختیوں سے نجات جو پہلی امتوں پر تھیں۔ دین میں عدم حرج' حفظ و نسیان' جبرواکراہ پر عدم مواخذہ اور وسوسہ نفسانی پر عدم گرفت اس امت کے فضائل ہیں اسی طرح یہ بھی اس امت کی کرامت ہے کہ کوئی برائی کا ارادہ کرے تو صرف ارادہ پر برائی لکھی نہ جائے گی مگر فقط ارادہ نیکی پر نیکی لکھ دی جائے گی اور عمل کرنے پر دس نیکیاں ضبط تحریر میں آئیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے توبہ کیلئے اپنے آپ کو بطور سزا قتل کرنا' موضع نجاست کو صاف کرنے کے بجائے کاٹنا اور زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینا (جیساکہ گزشتہ امتوں میں لازم تھا) اس امت کے لئے معاف کردیا۔

ہر جائز دعا کی قبولیت' قصاص یا دیت کا اختیار' چار نکاحوں کی اجازت اہل کتاب سے نکاح کی رخصت' لونڈیوں سے مناکحت' حائضہ عورتوں سے بلاوطی مخالطت

عورتوں سے بلاشرط جہت مباشرت' بے ستری کی حرمت' جاندار اشیاء کی تصاویر اور نشہ آور اشیاء کے استعمال کی ممانعت اس امت مرحومہ کے خصائص ہیں۔

امت محمدیہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ بھوک و افلاس سے ہلاک نہ ہوگی۔

عام سیلاب سے تباہ نہ ہوگی۔

انہیں سابقہ امتوں کے عذاب میں گرفتار نہ کیا جائے گا۔

کوئی دشمن ان پر اس طرح مسلط نہ ہوگا کہ ان کا مکمل استیصال کردے۔

یہ امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔

امت محمدیہ کا اجماع حجت ہے اور اختلاف رحمت ہے جبکہ گزشتہ امتوں کا اختلاف عذاب تھا' مرض طاعون اس امت کیلئے رحمت و شہادت ہے جبکہ پہلوں کیلئے عذاب تھا۔

اس امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔

اس میں اقطاب اوتاد نجباء اور ابدال رہیں گے۔

اس امت کے بعض افراد عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں نماز ادا کریں گے
بعض افراد امت تسبیح کی وجہ سے کھانے پینے سے بے نیاز ہو کر فرشتوں کے قائم مقام ہوں گے امت محمدیہ کے کچھ لوگ دجال سے قتال کریں گے۔
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو قرآن حکیم میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ندا کی گئی ہے جبکہ گزشتہ امتوں کو ان کی کتابوں میں یَا اَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ کہہ کر پکارا گیا ہے۔

امتوں کے ثواب کے بارے میں امام رازی کی رائے

امام فخرالدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔
مَنْ کَانَ مُعْجِزَتَهٗ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ اَظْهَرَ یَکُوْنُ ثَوَابَ قَوْمِهٖ اَقَلَّ
انبیائے کرام میں سے جس نبی کا معجزہ زیادہ واضح اور ظاہر تھا اس کی قوم کا اجروثواب اتنا ہی کم ہے۔
امام سبکی فرماتے ہیں۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ جس معجزہ کے اسباب زیادہ واضح اور ظاہر تھے اس کی تصدیق بھی اتنی ہی آسان تھی اور اس میں فکروتامل کی مشقت بھی کم تھی۔
مگر یہ امت محمدیہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے بارے میں ارشاد فرمایا
وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ
موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی (حق) سے انصاف کرتا ہے۔ 159:7
اسی طرح امت محمدیہ کے متعلق فرمایا
وَ مِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ
ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں۔

امت محمدیہ پر علم کے خزانے کھولے گئے

حضور سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک شان یہ ہے کہ آپ کی امت کو اگلا پچھلا علم عطا کیا گیا۔ اس پر علم کے خزانے کھولے گئے اسے اسناد' انساب' اعراب اور تصنیف و تالیف کا ملکہ اور علم بخشا گیا اور اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔

روز حشر کے خصائص

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخروی خصائص مندرجہ ذیل ہیں۔
1- آپ پہلے شخص ہوں گے جو قبر اطہر سے باہر تشریف لائیں گے

2- سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کی حشرسلمانیوں میں افاقہ پائیں گے
3- آپ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں براق پر سوار ہو کر حشر میں تشریف لائیں گے
4- میدان حشر میں آپ کے متعلق اعلان عام ہوگا اور دو بڑی جنتی چادریں آپ کے زیب تن کی جائیں گی۔
5- آپ عرش کی دائیں جانب مقام محمود پر تشریف فرما ہوں گے۔

لوائے حمد آپ کے دست اقدس میں ہوگا اور آدم علیہ السلام اور دوسرے سب آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

آپ اس روز نبیوں کے سردار خطیب اور قائد ہوں گے۔

سب سے پہلے آپ ہی کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا اور آپ کو سجدہ کی اجازت ملے گی۔ اور سب سے پہلے آپ سر اقدس سجدہ سے اٹھائیں گے۔

آپ سے تبلیغ دین پر گواہ طلب نہ کئے جائیں گے۔

مزید برآں فصل قضا میں شفاعت عظمیٰ' ایک قوم کو بلاحساب جنت میں داخل کرنے کی شفاعت جہنم کے مستحق موحدین کی آتش جہنم سے نجات کی سفارش' اہل جنت کی جنت میں بلندی درجات کی سفارش' دائمی عذاب کے مستحقین کے عذاب میں تخفیف کی سفارش اور اولاد مشرکین کو عذاب نہ دینے کی شفاعت۔ یہ سب آپ کے خصوصی امتیازات ہیں۔

روز حشر ہر سبب و نسب قطع ہو جائے گا سوائے آپ کے سبب و نسب کے' سب سے پہلے آپ پل صراط عبور فرمائیں گے اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور آپ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ کے بعد آپ کی نور نظر لخت جگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا داخل ہوں گی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر بن مو اور چہرۂ انور پر نور کی بارش ہوگی۔ تمام مجمع حشر کو اس روز حکم ہوگا کہ وہ اپنی نظریں پست کرلیں یہاں تک کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پل سے گزر جائیں۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض دیگر خصائص حسب ذیل ہیں۔

حوض کوثر اور مقام وسیلہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیا جائے گا۔

آپ کے منبر شریف کے پائے جنت میں گڑے ہوں گے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر شریف اور قبر انور کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے آپ کی امت دنیا میں آخری امت ہے مگر روز قیامت پہلی امت ہوگی۔

ساری خلائق سے قبل امت محمدیہ کا فیصلہ ہوگا

میدان حشر میں امت محمدیہ بلند ٹیلے پر ہوگی۔

اور وضو کے آثار سے افراد امت کے اعضاء روشن ہوں گے۔

دنیا اور برزخ میں گنہگاران امت محمدیہ کی گرفت اس لئے ہوگی' تاکہ روز قیامت یہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر آئیں وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوں گے مگر جب نکلیں گے تو استغفار کے باعث ان کے گناہ مٹ چکے ہوں گے۔

قیامت کے دن اہل ایمان کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
اور ان کی اولادیں اور ان کے انوار ان کے سامنے دوڑ رہے ہوں گے۔
ان کی پیشانیوں میں سجدوں کے نشانات ہوں گے۔
امت محمدیہ کے افراد کیلئے انبیاء کی طرح دو نور ہوں گے۔
ان کی میزان کا پلہ بھاری ہوگا اور انہیں ان کی کوششوں کا ثمرہ ملے گا بخلاف دیگر اقوام کے'
امت محمدیہ ہی تمام امتوں سے پہلے جنت میں جائے گی اور قبروں سے اٹھنے میں بھی وہ سب سے آگے ہوگی۔
اس کے بعد امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگر خصائص مثلاً واجبات محرمات اور مباحات کا تذکرہ کیا جنہیں یہاں نقل کرنا میں ضروری نہیں سمجھتا جو ان پر مطلع ہونا چاہتا ہے وہ امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب خصائص کبریٰ کی طرف رجوع کرے جتنا میں نے بیان کیا ہے' وہ کافی ہے۔
اور توفیق و ہدایت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

بحث سوم

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات

دیگر انبیائے کرام کے معجزات کے مقابل تعداد میں زیادہ ہیں۔

دیگر انبیائے کرام کے معجزات ختم ہو گئے

جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعض معجزات

قیامت تک جاری ہیں' قرآن کریم ان کی اعلیٰ مثال ہے

الامام الماوردی کے ارشادات

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اقسام معجزات پر بھرپور بحث کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم اقسام معجزات پر قبل ازیں روشنی ڈال چکے ہیں" ان اقسام میں سے معجزات کی کوئی قسم جب پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے تو وہ صحت نبوت کی دلیل و حجت ہوتی ہے اور نبوت محمدیہ میں ان معجزات کی اکثر اقسام ظہور پذیر ہوئی ہے حالانکہ نبوت محمدیہ کا چرچا اس کے ظہور سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اس کے آثار ظاہر ہو چکے تھے اور اس کے متعلق خبریں متحقق ہو چکی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت معجزات میں زیادہ ظاہر، طریق میں زیادہ واضح اور نمایاں اور تائید الٰہی اور تعبد شرعی میں سب نبوتوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کے دلائل و شواہد مخالفین و معاندین کو مغلوب کر دیتے ہیں اور ہٹ دھرم کٹ حجتوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں نبوت کی نشانیاں شروع ہی سے نمایاں تھیں مگر آپ اس کے ظہور و اعلان کی طرف آہستہ آہستہ بڑھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی گرانباریاں لیکر اٹھے اور پوری تندہی اور بیدار مغزی سے اس کے حقوق ادا کئے۔ حتیٰ کہ شریعت ربانی کی تکمیل ہو گئی اور وہ اپنے اصل مقام پر ثابت و قائم ہو گئی۔ یہ شریعت معقولیت اور قیاس کی ایسی کسوٹی رکھتی ہے کہ عقل اس کی مخالفت کرتی ہے نہ دل اس کا انکار کرتا ہے اور نہ ہی طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے یہ اس عظیم الشان امی نبی کی شریعت ہے جس نے نہ کوئی کتاب پڑھی نہ اکتساب علم کیا، مگر اس کے باوجود اس نے ہر عقدہ لاینحل کو کھولا اور ہر شبہے کا ازالہ کیا یہاں تک کہ دنیا کی بے شمار قومیں اس کی شریعت کی طرف لوٹ آئیں۔ اور حقوق و عقود کے علم میں اس سے اکتساب فیض کیا جن کے تمام اقسام و احکام کو اس نے بھرپور طریقے سے واضح کیا۔ یہ سب کچھ عون الٰہی اور تائید لاہوتی کا ثمرہ ہے۔ اگر ہم اسی بات پر اقتصار اور اکتفاء کریں تو تمہارے لئے صدق نبوت کی کافی شہادت اور دلیل ہے (مگر) اس کے ساتھ ان معجزات قاہرہ اور براہین واضحہ کو شامل کیا جاتا ہے جو ہر منکر کا رد کرتے ہیں اور ہٹ دھرم کا راستہ روکتے ہیں۔ یہ معجزات و براہین گوناں گوں قسم کے متواتر اخبار اور متظاہر آثار ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان کے تنوع اور تغایر میں حکمت یہ ہے کہ یہ معجزات ہر قسم کی برہان کے جامع ہوں اور ظاہر کی علت یہ ہے کہ یہ ہر بہتان کا ازالہ کریں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ معجزات کو تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1 - وہ معجزات جو ولادت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی بشارات کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

2 - وہ معجزات جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے بعد ایک عظیم انقلاب اور دعوت اسلام کی عالمگیر پذیرائی کے روپ میں نمودار ہوئے۔

3 - وہ معجزات جو اقوال یا افعال کی شکل میں آپ کی ذات گرامی سے صادر ہوئے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوئے (مثلاً کرامات اولیائے کرام کہ وہ بھی دراصل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے معجزات ہیں)

اس طرح معجزات و آیات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں رہی جس کی احتیاج اور ضرورت محسوس ہو' نہ ہی نبوت کی نشانیوں میں سے کسی نشانی میں کوئی کمی یا نقص رہ گیا۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ "شفاشریف" میں فرماتے ہیں۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات دیگر انبیائے کرام کے معجزات کی بہ نسبت دو وجہ سے زیادہ ظاہر اور واضح ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ کے معجزات تعداد میں کثیر ہیں اور یہ کہ کسی نبی کو جو معجزہ بھی ملا تو اس کی مانند یا اس سے اعلیٰ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔ لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہیں اگر آپ اسے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات اور گزشتہ انبیائے کرم کے معجزات میں موازنہ کر کے دیکھ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس بات سے واقف ہو جائیں گے۔ جہاں تک ان معجزات کی کثرت کا تعلق ہے تو سارا قرآن سراپا اعجاز ہے اور اس کی چھوٹی سورت بھی معجزہ ہے۔ مثلاً بعض محققین کے نزدیک "سورۂ کوثر" یا اس کے برابر بڑی آیت معجزہ ہے بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ قرآن حکیم کی ہر آیت (خواہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی) معجزہ ہے کچھ اور ائمہ اس میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ ہر جملہ منتظمہ خواہ ایک کلمہ ہو یا دو کلموں پر مشتمل ہو' معجزہ ہے مگر زیادہ صحیح پہلی بات ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ — اے کفار! تم قرآن پاک کی ایک سورت کی مانند ایک سورت لے آؤ۔

تو نظر و استدلال سے کم تر تحدی بہ ایک سورت ہی معلوم ہوتی ہے اور اس کی تحقیق طول کلام کا تقاضا کرتی ہے چونکہ پورے قرآن حکیم میں ستر ہزار کلمات سے کچھ اوپر کلمات ہیں اور سورۂ کوثر کے دس کلمات ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن حکیم کے سات ہزار سے زیادہ اجزاء بنتے ہیں اور ہر جزو واقعی معجزہ ہے' پھر اس کے طریق بلاغت اور اعجاز نظم کے حوالے سے غور کریں تو قرآنی معجزات کی تعداد کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ مزید برآں قرآن حکیم میں اعجاز کی کئی اور وجوہات ہیں مثلاً غیب کی خبریں دینا۔ اس لحاظ سے ایک ایک سورت میں کئی کئی غیبی خبریں ہیں اور ہر خبر اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے۔ یوں اس کثرت معجزات میں اور کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اعجاز کی اور بے شمار صورتیں ہیں کہ اگر ان کا شمار شروع کر دیں تو صرف قرآن حکیم کے اتنے معجزات بن جائیں کہ اعداد میں نہ سمائیں اور حصر سے باہر ہو جائیں۔

اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی احادیث و اخبار کا خیال کیجئے تو مذکورہ تعداد معجزات میں کئی گنا اور اضافہ ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی اہمیت اور ترجیح کی دوسری وجہ زیادہ واضح ہے کہ دیگر انبیائے کرام کے معجزات اس زمانہ کے لوگوں کی ہمت اور اس فن کے اعتبار سے تھے جو ان زمانوں میں رائج تھا اور پورے عروج پر تھا۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا زور تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا معجزہ دے کر مبعوث فرمایا جو بظاہر ان لوگوں کے

کاموں سے مشابہت رکھتا تھا اور قوم موسیٰ کو ایسے کاموں پر قدرت کا دعویٰ تھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ خارق عادت امرلائے جس نے ان کے دعاوی اور عمل جادو کو باطل ثابت کردیا۔

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علم طب اپنے نقطہ کمال کو پہنچا ہوا تھا تو آپ ان کے پاس ایسا معجزہ لے کر آئے جس پر انہیں کوئی قدرت نہ تھی۔ وہ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے کہ مردوں کو زندہ کیا جاسکتا ہے' یا بلامعالجہ مادرزاد اندھے بینا یاکوڑھی تندرست ہوسکتے ہیں۔

دیگر انبیائے کرام کے معجزات بھی اسی قبیل کے تھے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اہل عرب کے ہاں چار قسم کے علوم و معارف نقطہ عروج پر تھے۔

1- بلاغت 2- شاعری 3- خبر (تاریخ) 4- اور کہانت

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن حکیم نازل فرمایا جو ان چاروں علوم و فنون کا خارق ہے اس میں فصاحت و بلاغت اور ایجاز بیان کا وہ کمال ہے جو ان کے اسلوب کلام سے کہیں بلند ہے' قرآن کے عجیب و غریب نظم اور اعلیٰ اسلوب سے اہل عرب قطعاً نابلد تھے۔

قرآنی معجزات کا ایک پہلو وہ اخبار ہیں جو واقعات و حوادث اور اسرار و مخفیات کے متعلق ہیں اور جن کا ظہور ان خبروں کے مطابق ہوا اور جن کی صحت و صداقت کے بدترین دشمن بھی معترف ہیں' ان غیبی اخبار کے مقابل کہانت قطعاً" باطل ہے جو ایک بار سچی نکلتی ہے تو دس بار جھوٹی ثابت ہوتی ہے پھر کہانت کا تدارک بھی شہابوں کی مار اور ستاروں کے ٹوٹنے سے کردیا گیا (کہ اس مار کی وجہ سے شیطان آسمانی خبریں چرانے سے روک دیئے گئے)

اس کے باوجود قرون سابقہ' گزشتہ انبیائے کرم' تباہ حال امتوں کے حالات اور ماضی کے واقعات کی خبریں ہیں جو مدعین علم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔

قرآن حکیم ایک لازوال معجزہ ہے جو ابدالاباد تک باقی رہے گا جو آنے والے ہر گروہ انسانیت کیلئے روشن دلیل اور کامل حجت ہے اور جو شخص بھی ان وجوہ اعجاز میں غور و تامل سے کام لے گا' اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قدر غیب کی خبریں دی ہیں کہ ان کی حقیقت اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت ہر زمانے میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور آپ کی ان غیبی خبروں کے وقوع سے ایمان کو تازگی ملتی ہے اور دلیل و برہان کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ مشہور کہاوت ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ' مشاہدہ سے یقین میں اضافہ ہوتا ہے اور نفس کو عین الیقین سے سکون و اطمینان ملتا ہے اگرچہ اس کے نزدیک سب برحق ہوتا ہے۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات ان کی حیات ظاہری کے ساتھ ہی ختم ہوگئے مگر حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کبھی ختم یا منقطع ہونے والے نہیں (بالخصوص معجزہ قرآن) اور آپ کی رسالت کی نشانیاں پے در پے ظاہر ہورہی ہیں اور یہ دلائل نبوت ہمیشہ تروتازہ ہیں۔

اسی حقیقت کی طرف حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا جیساکہ بخاری شریف میں حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانے کے حالات کے مطابق معجزہ عطا فرمایا ہے جسے دیکھ کر لوگ ایمان لاتے تھے لیکن میرا معجزہ وحی ہے یعنی قرآن کریم' مجھے امید ہے کہ روز قیامت میرے پیروکار دیگر انبیائے کرام کے پیروکاروں کی بہ نسبت زیادہ ہوں گے"

اس حدیث کا ظاہر و صحیح مفہوم یہی ہے' انشاء اللہ

(شفائے قاضی عیاض 244 تا 246 :1 طبع فاروقی کتب خانہ ملتان)

حضرت غوث زمان عبدالعزیز الدباغ کے ارشادات

حضرت شیخ عبدالعزیز الدباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "ابریز شریف" میں تحریر فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"ہر نبی کو اس کے زمانے کے تقاضے کے مطابق معجزہ عطا ہوا جس کو دیکھ کر لوگ ایمان لاتے تھے اور مجھے جس معجزہ سے سرفراز کیا گیا وہ پڑھی جانے والے وحی یعنی قرآن حکیم ہے"

انبیائے کرام کے معجزات ان کی جنس ذوات اور ان سے متعلقہ معاملات کے مطابق ہوتے تھے' بعض انبیاء علیہم السلام کو یہ معجزات پختہ عمر میں ملے اور بعض کے معجزات بچپن سے بڑھاپے تک ان کی عمر کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتے رہے۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ حق سبحانہ کی طرف سے ہے جو اس کے نور مشاہدہ اور مکالمہ سے عبارت ہے اور یہ معجزہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات' عقل' نفس' روح اور سر کی قوت و استعداد کے لحاظ سے ہے۔ یہاں تک کہ اگر آپ کا مشاہدہ تمام انبیاء علیہم السلام کو عطا کردیا جاتا تو وہ اس کی تاب نہ لاسکتے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے وحی کا معجزہ دیا گیا ہے۔ یعنی آپ کا معجزہ - معجزات انبیاء کی جنس سے نہیں' اگر انبیائے کرام کے معجزات عظمت قدر میں اس حد کو پہنچ جاتے کہ سارے انسان ان کو دیکھ کر نعمت ایمان سے بہرہ ور ہوجاتے' تب بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن ان سے اعلیٰ واعظم ہے کیونکہ اس معجزہ کا صدور براہ راست حق تعالیٰ سے ہوا۔ حضرت دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان کیلئے ایک مثال بیان فرماتے ہیں۔

کہ ایک بادشاہ کی اولاد میں جوں جوں اضافہ ہوتا ہے تو وہ ان کی تربیت اور پرورش کیلئے انہیں کسی مقام پر بھیج دیتا ہے اور ہر بیٹے کے ہمراہ اس کی ذاتی ضرورت کے پیش نظر سرمایہ مثلاً یاقوت و دینار ارسال کرتا ہے تاکہ وہ زبردست دولت کے ذریعے اچھی طرح جان لے کہ وہ بادشاہ کا بیٹا ہے مگر جب سب سے آخری بیٹا ہوتا ہے تو بادشاہ اسے اپنے ظل عاطفت میں رکھ لیتا ہے اس کی پرورش بذات خود کرتا ہے اور اس کی تربیت کے تمام امور اس کی زیر نگرانی اور خصوصی نگہداشت میں سرانجام پاتے ہیں۔ پس اس بیٹے کی کمال معرفت اور سر بادشاہت کا کوئی اندازہ ہوسکتا ہے یا اس کے بھائیوں کی طبیعت پر اس کے باپ کی شخصیت کا جو اثر ہے اس کا اس آخری بیٹے کی طبیعت سے جس پر بادشاہ کی زبردست چھاپ ہے' کوئی

موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت دباغ فرماتے ہیں۔

"بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ تمنا کرتے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر گزشتہ انبیائے کرام کے معجزات کا ظہور ہو مگر جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخصوص معجزات کا مشاہدہ کرتے تو حیاء اس عرض تمنا سے مانع آتی"

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور بادشاہ کی مثال بیان کرتے ہیں۔ جسے ساری سلطنت کا زبردست اختیار حاصل ہے اور اس کے دست تصرف کو روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ بادشاہ اپنے مقربین میں سے جسے چاہتا ہے اپنی سلطنت کے کسی حصہ میں اسے اذن تصرف عطا کر دیتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات طیبات

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "خصائص کبریٰ" میں فرماتے ہیں۔

"قرآن کے وجوہ اعجاز کے بارے میں لوگوں کے مختلف اقوال و آراء ہیں جنہیں میں نے اپنی کتاب "الاتقان" میں شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے جس کی تلخیص حسب ذیل ہے قرآن حکیم متعدد وجوہ سے معجزہ ہے۔

وجہ اول: قرآن کا حسن ترتیب، کلمات کا باہم التیام اور اس کی معجزانہ فصاحت و بلاغت جس نے عرب شہسواران کلام اور ماہرین بیان کا ناطقہ بند کر دیا وہ قرآن کا معجزہ ہے۔

وجہ دوم: قرآنی نظم کی عجیب و غریب صورت اور حیران کن اسلوب جو کلام عرب کے اسالیب سے بالکل مختلف ہے۔ اس کی نظم و نثر کا یہ انداز نہ تو نزول قرآن سے قبل پایا گیا اور نہ اس کے نزول کے بعد اس کی نظیر مل سکی جس میں اس کی آیات کے مقاطع اور کلمات کے فواصل کی انتہاء ہوتی ہے۔

وجہ سوم: قرآن کے معجزہ ہونے کی تیسری وجہ اس کا اخبار غیب پر مشتمل ہونا ہے اور واقعات و حوادث کا قبل از وقوع پیش گوئیوں کے مطابق واقع ہونا۔

وجہ چہارم: قرآن حکیم کا قرون سابقہ اور منسوخ شرائع کے حالات بتانا جنہیں بجز اہل کتاب کے ان چیدہ علماء کے جنہوں نے ان علوم کے حصول میں عمریں کھپائیں اور کوئی نہیں جانتا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان واقعات کو جیسا کہ وہ حقیقت میں وقوع پذیر ہوئے، گزشتہ کتابوں کے مطابق بیان کر دیتے حالانکہ آپ امی تھے نہ پڑھنا آپ کو آتا تھا نہ لکھنا۔

وجہ پنجم: قرآن کی ایک وجہ اعجاز یہ ہے کہ یہ قلبی اسرار اور مخفی خبروں پر مشتمل ہے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ اَنْ تَفْشَلَا (یاد کرو) جب تم میں سے دو گروہوں نے نامردی اور بزدلی کے اظہار کا ارادہ کیا۔ (آل عمران)

وَیَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ اللہ ہماری بات پر (گرفت کرتے ہوئے) ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔

وجہ ششم: قرآن میں ایسی آیات موجود ہیں جو بعض امور و قضایا میں کسی قوم کو عاجز کردینے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور صاف بتا دیا کہ وہ لوگ اس کام کو کبھی سرانجام نہ دے سکیں گے' جیسے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے متعلق ارشاد فرمایا۔ وَلَنْ یَّتَمَنَّوْہُ اَبَدًا

کہ (وہ مطالبہ کے باوجود) موت کی کبھی تمنا نہ کریں گے اور فی الواقع ان میں سے کسی نے موت کی تمنا نہ کی۔

وجہ ہفتم: شدت حاجت اور کثرت دواعی کے باوجود (کفار کا قرآن کے ساتھ) معاوضہ نہ کرنا۔

وجہ ہشتم: قرآن کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ اسے سننے والوں کے دل مرعوب ہوجاتے ہیں۔ اس کی تلاوت سن کر لوگوں پر ہیبت چھا جاتی ہے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم کا واقعہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ھُمُ الْخَالِقُوْنَ

"کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں" پر پہنچے اور اس کو المسیطرون تک پڑھا تو اس وقت میرے دل کی یہ حالت تھی کہ قریب تھا کہ وہ خوف کے باعث میرے سینے سے نکل پڑے۔ حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کی عظمت میرے دل میں راسخ ہوگئی۔

وجہ نہم: قرآن کا یہ بھی معجزہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا اس کی قرات سے اکتاتا نہیں اور سننے والے کا دل تنگ نہیں ہوتا بلکہ اس کی قرات سے انہماک اور لذت میں اضافہ ہوتا ہے اور بار بار اس کی تلاوت محبت کا باعث بنتی ہے حالانکہ دیگر کاموں سے گرانی ہوتی ہے اور ان کی تکرار ملال پیدا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ باربار تلاوت اور کثرت تکرار کے باوجود یہ پرانا نہیں ہوتا۔

وجہ دہم: قرآن کا تاقیامت باقی رہنا بھی ایک معجزہ ہے اللہ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔

وجہ یازدہم: من جملہ وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن کے اندر اس قدر علوم و معارف ہیں کہ کسی اور کتاب میں اتنے علوم و معارف جمع نہ ہوئے اور نہ تھوڑے کلمات اور معدود حروف میں اتنے علوم کا کسی نے احاطہ کیا ہے۔

وجہ دوازدھم: جزالت اور عذوبت (فصاحت اور مٹھاس) کی دونوں صفتیں اس میں جمع ہیں حالانکہ وہ آپس میں گویا متضاد ہیں جو عموماً انسانی کلام میں جمع نہیں ہوتیں۔

وجہ سیزدھم: اس آخری کتاب کو اللہ تعالیٰ نے دیگر کتابوں سے بے نیاز کیا ہے جبکہ پہلی کتابیں بعض اوقات توضیح بیان کیلئے قرآن کی محتاج ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَکْثَرَ بے شک یہ قرآن بہت سی ایسی باتیں بنی اسرائیل کو بتاتا ہے

الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ — جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی مذکورہ وجوہ اعجاز کا پتہ چل گیا تو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ان کا حصروشمار ہزار دو ہزار میں کرنا درست نہیں کیونکہ ' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی کسی ایک سورت سے معارضہ کاچیلنج دیا تو کفار اس کے ساتھ معارضہ و مقابلہ کرنے سے عاجز آگئے۔ اہل علم کہتے ہیں کہ قرآن کی مختصر ترین سورت اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہے' پس اس کی ہر آیت معجزہ ہے پھر اس آیت کے اندر بھی معجزات ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں میں نے سورۂ کوثر کے کلمات گنے تو ان کی تعداد دس سے زیادہ نکلی۔ علماء کے ایک گروہ نے پورے قرآن کے کلمات شمار کئے تو وہ ستر ہزار نو سو چونتیس ہوئے۔ اس لحاظ سے اس کی قدر معجز تقریباً سات ہزار ہے' جسے آٹھ وجوہات گزشتہ (1' 2' 3' 4' 5' 6' 7' 8' 9' 10' 11' 12) سے ضرب دیں تو یہ تعداد چھپن ہزار تک پہنچتی ہے۔ پھر اس کے ساتھ تین سے چھ تک کو بھی شامل کرلیا جائے تو معجزات قرآن کا مجموعہ ساٹھ ہزار سے زائد بنتا ہے جو شخص پہلی دونوں وجوہات کے لحاظ سے اعجاز قرآن کی تفصیل جاننا چاہتا ہے وہ ہماری کتاب "اسرار التنزیل" میں امعان نظر سے کام لے' اس کی تشنہ کامی دور ہوجائے گی۔ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں نے صرف ایک آیت قرآنی سے بلاغت کی ایک سو بیس انواع کا استخراج کیا ہے۔ یہ آیت کریمہ ہے۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـٴُـهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

اللہ والی ہے مسلمانوں کا' انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں۔ وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں' یہی لوگ دوزخ والے ہیں' انہیں اس میں ہمیشہ رہنا

جس کے لئے میں نے علیحدہ کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کا مطالعہ کیا جائے۔ اھ

معجزۂ قرآن کے باب میں اس پر مبسوط کلام آ رہا ہے۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اپنی معرکہ الاراء کتاب "الجواب الصحیح" میں جو کہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے' لکھتے ہیں۔ نبوت محمدیہ کے دلائل کی بہت سی اقسام ہیں ------ البتہ (اختصار کے ساتھ مطلقاً نبوت کیلئے) آیات و معجزات کی دو قسمیں ہیں۔

1- معجزات کی ایک قسم وہ ہے جو ختم ہوگئے ہیں اور ان کا علم الہامی اخبار کے ذریعے حاصل ہوا مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات وغیرہ

2- معجزات کی دوسری قسم وہ ہے جو اب تک باقی و دائم ہے جیسے قرآن حکیم یہ قسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی زبردست دلیل ہے۔ اسی طرح امت محمدیہ کے افراد میں ایمان و علم کا رہنا۔ شریعت محمدیہ کا دائمی ہونا' ان کرامات و

نشانات کا ظہور جو وقتاً فوقتاً صالحین امت سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ان واقعات و حوادث کا اسی طرح وقوع پذیر ہونا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی مثلاً حضور علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی فرمائی۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَخْرُجَ نَارٌ بِاَرْضِ الْحِجَازِ تُضِئُ لَهَا اَعْنَاقُ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی

قیامت قائم نہیں ہوگی' یہاں تک کہ ارض حجاز میں ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں روشن ہوجائیں گی۔

یہ آگ 655 ہجری میں نکلی اور لوگوں نے بصریٰ کے مقام پر آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں دیکھیں

(آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے مطابق) دین اسلام کو برہان و حجت' طاقت اور زبان کے ذریعے غلبہ حاصل ہوا اور دشمنان رسول کو عبرت ناک انجام کا سامنا کرنا پڑا گذشتہ انبیائے کرام کی کتب اور صحائف میں اوصاف مصطفیٰ کا پایا جانا بھی معجزہ ہے اور رسالت محمدیہ کی زبردست دلیل ہے۔

حافظ ابن تیمیہ نے کتاب کے دیگر مقامات پر ان معجزات اور متواتر واقعات کا تذکرہ کیا ہے جس کے آخر میں لکھتے ہیں۔

ان انواع معجزات کی متواتر حدیثیں دیگر امور کی متواتر حدیثوں سے کہیں زیادہ ہیں' یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ میں ان معجزات کی شہرت اور اہل علم کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کی شہرت دیگر معاملات کی نسبت زیادہ ہے' مطلب یہ ہے کہ احادیث میں معجزات کا تواتر بہ نسبت اور باتوں کے بڑا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ معجزات امت محمدیہ کے افراد' علمائے ملت اور ائمہ حدیث کے نزدیک متواتر ہیں اور یہ معجزات ان دلائل وبراہین کے علاوہ ہیں جو قرآن حکیم سے مستفاد ہیں قرآنی معجزات وبراہین کو مسلمانوں کی ایک اہل علم جماعت نے علیحدہ (مدون) کیا ہے اور ان کی اقسام و صفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان معجزات کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے جن کی تفصیل کسی اور مقام پر کی گئی ہے۔

معجزات کی یہ دونوں قسمیں ان خبروں اور پیشین گوئیوں کے علاوہ ہیں جو سابقہ کتب میں آئی ہیں۔ پھر یہ مذکورہ بالا تینوں اقسام معجزات کا شمار شریعت محمدی کے اس اعجاز و کمال میں نہیں جس کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا گیا' اسی طرح امت محمدیہ کی صفات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و اخلاق و احوال کی معرفت اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت و کرامت اور کافروں کیلئے سزا وعقوبت جیسا کہ انبیائے سابقین کے زمانوں میں ہوا یہ سب مذکورہ بالا معجزات کے علاوہ ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دلائل نبوت کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ کوئی انسان ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ البتہ! یہ ہے کہ ہر شخص کو ان معجزات و دلائل پر ایمان لانا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم بلکہ ہر شخص کیلئے نبوت کے ایسے آیات و براہین واضح کئے ہیں جو اس قوم کے علاوہ دوسری قوم پر ظاہر نہیں کرتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے انفس و آفاق میں اپنی ربوبیت کی آیات اور نشانیاں پھیلادی ہیں۔ (اسی طرح دلائل نبوت کو بھی پھیلا رکھا ہے) اور ربوبیت کی یہ نشانیاں ہر مدلول کی دلیل سے زیادہ بڑی اور کثرت سے ہیں' ابن تیمیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشن نشانیاں آپ کی بعثت سے قبل' بعثت کے وقت' نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام حیات پاک بلکہ بعد وفات قیامت تک جاری ہیں پس قیامت تک آپ کا چرچا' آپ کی کتاب کا ذکر اور آپ کی بشارت پہلی کتابوں میں موجود ہے جیساکہ اپنے محل پر شرح و بسط کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت ایسی نشانیاں ظاہر ہوئیں جو بہت مشہور و معروف ہیں۔ اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا۔

نوعمری کے زمانہ میں بہت سی نشانیوں کا ظہورا ہوا جن میں سے بعض کا تذکرہ کتب دلائل اور کتب سیرت میں آیا ہے۔ اسی طرح ایام رضاعت میں حضرت حلیمہ سعدیہ نے جن احوال خارقہ کا مشاہدہ کیا ان کا ذکر کتب سیرت میں موجود ہے۔

آپ کی الٰہی امداد' آپ کے پیروکاروں کی نصرت' آپ کا چرچا اور شہرت' آپ کے دشمنوں کی ہلاکت' طاقت' زبان اور دلیل و برہان سے دین حق کا غلبہ ایسے امور ہیں جن پر تفصیلی گفتگو موجب طوالت ہے۔

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح بخاری میں رقم طراز ہیں۔

قرآنی معجزات کے علاوہ نبی علیہ السلام کے معجزات مثلاً انگشت ہائے مبارک سے پانی کا رواں ہونا' تکثیر طعام' چاند کا پھٹنا اور جمادات کا بولنا وغیرہ ان میں سے بعض تحدی کے ساتھ واقع ہوئے اور بعض بلاتحدی صدق رسالت کی دلیل بنے' مجموعی طور پر اس کا مفاد یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ظاہر ہونے والے معجزات اسی طرح قطعی الثبوت ہیں جس طرح حاتم کی سخاوت اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی شجاعت قطعی الثبوت ہے اگرچہ افراد معجزات ظنی ہیں کیونکہ ان کی روایات اخبار احاد ہیں۔ باوجودیکہ آپ کثیر تعداد معجزات مشہور ہوکر اطراف عالم میں پھیل گئے اور انہیں جم غفیر علماء نے روایت کیا۔ ان معجزات کی بہت بڑی تعداد علماء آثار ماہرین تاریخ و سیر کے نزدیک درجہ یقین پر ثابت ہے' البتہ! جو لوگ روایات معجزات پر گہری نظر نہیں رکھتے۔ ان کے ہاں یہ معجزات تواتر سے ثابت نہیں جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ معجزات کی بہت بڑی تعداد بطریق نظری قطعیت کا فائدہ دیتی ہے تو مستبعد نہیں۔ یہ اس لئے کہ ہر زمانہ کے محدثین نے ان روایات کو نقل کیا ہے اور یہ بات قطعا ثابت نہیں کہ صحابہ کرام اور آئمہ دین نے اس طرح کے معجزات کی مخالفت کی ہو یا انکار کیا ہو' بلکہ ائمہ دین کا سکوت بھی کلام کے مترادف ہے کیونکہ اجماع امت باطل پر خاموشی سے محفوظ و مصئون ہے۔ فتح الباری جلد نمبر6 صفحہ 582

امام ابن حجر لکھتے ہیں۔

امام نووی نے مقدمہ شرح مسلم میں ذکر فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد بارہ سو سے زائد ہے۔ امام بیہقی مدخل میں ان معجزات کی تعداد ایک ہزار بتاتے ہیں' ائمہ احناف میں سے امام زاہدی کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ایک ہزار معجزات ظاہر ہوئے۔ بعض روایات میں یہ تعداد تین ہزار بھی آئی ہے ایک جماعت ائمہ مثل امام ابونعیم اور امام بیہقی وغیرہ نے ان معجزات کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

امام زرقانی شرح مواہب میں فتح الباری کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ انموذج میں ہے یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خصوصیت ہے کہ آپ کے معجزات دیگر انبیاء کی نسبت زیادہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی تعداد ایک ہزار ہے دوسرا یہ ہے کہ یہ معجزات تین ہزار ہیں۔ اس تعداد میں قرآنی معجزات شامل نہیں کیونکہ قرآن حکیم میں تقریباً ساٹھ ہزار معجزات موجود ہیں' امام حلیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کثرت معجزات کا ایک اور مفہوم بھی ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کے معجزات میں "اختراع اجسام" کی صفت نہیں پائی جاتی۔ یہ صرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی خصوصیت ہے۔

مثلاً کھانے کا کثیر ہوجانا' گوشت کھجور اور پانی میں اضافہ ہوجانا' اسی طرح دیگر اشیاء کا خلاف عادت بڑھ جانا۔

امام قسطلانی مواہب میں تحریر فرماتے ہیں۔

تم جب حضرت سرکار کائنات کے معجزات' روشن آیات اور کرامات پر غور و تامل سے کام لو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ معجزات عالم علوی و سفلی و صامت و ناطق' ساکن و متحرک' مائع و جامد' سابق و لاحق' غائب و حاضر' باطن و ظاہر اور عاجل و آجل سب کو شامل ہیں جن کو شمار کیا جائے تو سلسلہ گفتگو دراز ہوجائے۔ مثلاً ستاروں کا ٹوٹنا' شیطانوں کا آسمانی گفتگو سننے سے روک دیا جانا' پتھروں اور درختوں کا سلام پیش کرنا اور رسالت محمدیہ کی شہادت دینا۔ ان کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونا' لکڑی کے تنے کا آہ و بکا کرنا' انگلیوں سے پانی جاری ہونا' چاند کا شق ہونا' نکلی ہوئی آنکھ کو اپنے مقام پر لوٹا دینا' اونٹ اور بھیڑیئے کا کلام کرنا یا مثلاً نور محمدی کا آدم علیہ السلام کی پیشانی سے آگے نسل در نسل حضرت عبداللہ تک منتقل ہوکر آنا یا اس طرح کے دیگر معجزات جنہیں ائمہ حدیث نے روایت کیا اور متقدمین کی زبانوں نے بیان کیا۔ ان معجزات کے حصر و احصاء میں اگر ہم عمریں صرف کر دیں تو ان کے بیان میں روشنائیاں ختم ہوجائیں گی۔ اگلے پچھلے سارے مل کر آپ کے اوصاف و مناقب کا شمار کرنا چاہیں تو آپ کی ذات گرامی اللہ کی عنایات اور بخششوں کا احاطہ کرنے سے عاجز و درماندہ ہوجائے گی اور آپ کے بحر اوصاف کے ساحل پر کھڑے آپ کے چند کمالات کا اندازہ بھی نہیں پائیں گے۔ امام زرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ظاہرہ آیات باہرہ اور کرامات قاہرہ کا حاصل' جیسا کہ قطب قسطلانی نے بیان فرمایا ہے' تین اقسام پر مشتمل ہے۔

1- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے کے معجزات

2- قبر انور کے اندر استراحت فرما ہونے کے بعد کے معجزات

3- شکم مادر سے حیات ظاہری تک کے معجزات

سید محمد مرتضیٰ الزبیدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح احیاء میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کثرت کے ساتھ ہیں اور یہ معجزات شمائل نبوت کے خصوصی دلائل وبراہین ہیں جن میں اشرف و اعلیٰ اور زیادہ کامل و جامع معجزہ قرآن حکیم ہے۔

جہاں تک قرآن حکیم کے علاوہ دیگر معجزات کا تعلق ہے تو ان میں سے بعض تحدی یعنی طلب معارضہ و مقابلہ کے ساتھ واقع ہوئے ہیں اور کچھ بلاتحدی ظاہر ہوئے ہیں۔ مگر بلا معارضہ خارق عادت امر کا ظہور اسم معجزہ کے منافی نہیں

کیونکہ اس میں شرط تحدی من حیث الجملہ ہے' نہ کہ ہر ہر فرد معجزہ میں شرط ہے پھر ان معجزات کی تین قسمیں ہیں۔
1 - قبل از ولادت کے معجزات
2 - بعد از ولادت کے معجزات
3 - بعد از وصال کے معجزات

مثلاً قصہ فیل' وقت ولادت باسعادت نور کا ظہور جس سے شام کے محلات اور بازار روشن ہوگئے اور بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں نظر آگئیں۔ ایک پرندے کا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بدن اطہر کو چھونا اور ان کا درد زہ محسوس نہ کرنا۔ ولادت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے آفاق میں پھرایا جانا' آتش کدہ فارس کا بجھ جانا' ایوان کسریٰ کے کنگرے گرنا' بحیرہ ساوہ کا خشک ہونا' ہواتف کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کرنا' بتوں کا منہ کے بل گرنا وغیرہ۔

ایام ولادت و رضاعت کے عجائب و غرائب' بچپن اور جوانی کے فضائل یہاں تک کہ اللہ جل مجدہ نے آپ کے فرق اقدس پر ختم رسالت کا تاج رکھا۔ مثلاً حالت سفر میں بادلوں کا آپ پر سایہ کناں ہونا اور شق صدر کا واقعہ وغیرہ
بعد از وصال آپ کے معجزات کا کوئی شمار نہیں کیونکہ خاصان امت کی ہر خارق عادت بات دراصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر کرامت اور خارق عادت بات کا سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔

جہاں تک اعلان نبوت سے وصال شریف تک کے معجزات ہیں تو درحقیقت بحث کا محور یہی معجزات ہیں۔ انتہی ملخصاً

سید احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد دحلان مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں۔
رسالت محمدیہ کے دلائل بے شمار ہیں جو مشہور اخبار و روایات سے ثابت ہیں۔ ان میں سے بعض تورات' انجیل اور دیگر الہامی کتب میں موجود ہیں' ان روایات میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اور وقت ولادت و بعثت کے عجیب و غریب واقعات کا تذکرہ ہے۔ مثلاً قصہ فیل آتش کدہ فارس کی آگ کا سرد ہونا جس کی مجوسی پرستش کرتے تھے اور جو گزشتہ ایک ہزار سال سے شعلہ زن تھی' ایوان کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گرنا' بحیرہ ساوہ میں خاک اڑنا' موبذان کے خواب' ہواتف کا اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنا' بتوں کا اوندھے بل گرنا وغیرہ ولادت و رضاعت اور بعثت کے عجیب و غریب واقعات و حوادث کا ظہور۔

جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کارہائے نمایاں' پاکیزہ سیرت' کمال علم' رجاحت عقل و حلم اور تمام خصائل حمیدہ میں غور و تامل کرے گا وہ کبھی آپ کی رسالت کی صحت و صداقت میں شک نہیں کرے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کے بہت سے لوگ انہی خصائل و کمالات کو دیکھ کر ایمان لائے اور آپ کے فرمانبردار

بنے۔ ان لوگوں کو یہ یقین کامل ہوگیا تھا کہ ان صفات کا حامل اور کوئی شخص نہیں ہوسکتا ہے۔

بعض علماء نے آیت کریمہ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيئُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ

کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال حسن ہی آپ کی نبوت کی کافی دلیل ہے خواہ آپ قرآن کریم کی تلاوت نہ فرماتے۔ مراد یہ ہے کہ اگر آپ قرآن نہ بھی لاتے تو آپ کا جلوۂ حسن آپ کی نبوت و رسالت کو آشکارا کردیتا' جیسا کہ حضرت ابن رواحہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَوْلَمْ يَكُنْ فِيهِ اٰيَاتٌ مُّبَيِّنَةٌ لَكَانَ مَنْظَرُهُ يُنَبِّئُكَ بِالْخَبَرِ

ترجمہ:۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں اگر واضح معجزات نہ بھی ہوتے تو آپ کے چہرہ انور کی تابانی اور رعنائی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی خبر دیتی۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کے دلوں کو مائل کرنے کیلئے مال و دولت اور ظاہری سرمایہ نہ تھا کہ لوگ اس کی طمع کرتے نہ مادی قوت تھی کہ لوگ اس کے سامنے مغلوب و سرنگوں ہوتے۔ اسی طرح آغاز دعوت میں دین حق کے حامی و مددگار نہ تھے اس کے باوجود آپ نے دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھایا۔

اہل عرب اس وقت بت پرستی' جاہلی رسوم و عادات' باہم عداوت' ظلم و زیادتی اور لوٹ مار کے خوگر تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے دلوں کو جوڑا' ان کی منتشر اور پراگندہ قوتوں کو مجتمع کیا یہاں تک کہ ان کے نظریات و آراء میں اتفاق پیدا ہوگیا ان کے دلوں میں باہم امداد اور غمگساری کا جذبہ پیدا ہوگیا۔ وہ سب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے تاباں کو ایمانی نظر سے دیکھ کر آپ کی نصرت و اعانت میں متحد و یک جان ہوگئے تاکہ دین حق کی راہ میں آپ سے ناگوار اور اذیت ناک صورتحال کو دور کریں اور آپ کی منشاء اور رضا کے مطابق آپ کی معاونت کریں چنانچہ ان اہل ایمان نے آپ کی محبت میں گھربار اور وطن چھوڑا اپنی قوم اور قبیلے سے جدائی اختیار کی' آپ کی حمایت میں جانیں قربان کیں اور اعزاز کلمتہ اللہ اور دین حق کی سربلندی اور غلبے کے لئے تلواروں تیروں اور نیزوں کے سامنے سینہ سپر ہوئے۔ اس نصرت و حمایت میں دنیا ان کے پیش نظر تھی نہ ملک و جاہ کی طلب اور خواہش تھی بلکہ اس کے برعکس بظاہر اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالداروں کو مفلس بنارہے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ذی ثروت لوگوں کو جہاد اور دیگر نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دے رہے تھے اور متکبر سرداروں کو تہذیب نفس اور بے نفسی کے ذریعے منکسرالمزاج اور متواضع بنارہے تھے کیا (پوری تاریخ انسانیت میں) کسی اور شخص میں ایسے کمالات نظر نہیں آتے ہیں؟

اس (کی تفہیم) کا طریقہ تو فقط اختیار عقلی اور تدبیر فکری ہے اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور یہ تمام خارق عادت امور ان کے زیر تصرف کئے کوئی صاحب عقل و دانش شخص اس بارے میں شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔ یہ تو ایک خدائی معاملہ ہے اور خارق عادت امر آسمانی غالب چیز ہے جس تک

رسائی سے انسانی قوتیں عاجز ہیں' یہ تو اسی کے زیر قدرت ہے جو خلق و امر کا مالک ہے۔ تبارک اللہ رب اللعالمین

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکثر معجزات متواتر ہیں جنہیں علماء کے جم غفیر نے (ہرزمانے میں) ائمہ اسلام سے روایت کیا۔ ان معجزات کا ظہور عام اجتماعات میں ہوا مثلاً غزوۂ خندق اور دیگر غزوات میں یا مسلمانوں کی مجلسوں اور فوجی چھاؤنیوں میں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی سے ان معجزات کی روایات کی مخالفت یا نکیر منقول نہیں حالانکہ انہیں خلاف شرع امور کے رد و انکار کی شدید خواہش ہوتی تھی لہٰذا معجزات کے معاملہ میں ان کا سکوت تائید معجزات میں بولنے کے مترادف ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باطل پر خاموش رہنے اور جھوٹ سے چشم پوشی اختیار کرنے سے پاک و منزہ تھے' انہیں اظہار حق میں کسی ملامت گر کی ملازمت کا قطعاً کوئی خوف نہیں ہوتا تھا' اگر وہ کسی ایسی منکر اور خلاف شرع بات کو سنتے تو ضرور اس کا رد و انکار کرتے جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کچھ باتوں پر نکیر فرمائی ہے اور اصحاب سنن و سیرت نے اس نکیر کو بیان فرمایا ہے۔ پھر ہر زمانے میں بڑی بڑی جماعتیں اسے روایت کرتی رہی ہے۔

کلام سید دحلان کی تلخیص ختم ہوئی۔

مبحث چہارم

ان تعدد طرق کے بارے میں
جن سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزات و آیات
کی اخبار و روایات صدق رسالت
اور صحت نبوت محمدیہ ﷺ
کے لئے مفید علم و یقین ہیں

امام ابوالعباس ابن تیمیہ کی بحث کی تلخیص

امام ابوالعباس ابن تیمیہ اپنی کتاب "الجواب الصحیح" میں معجزات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روایات و اخبار پر بھرپور بحث کرنے کے بعد ان طرق پر روشنی ڈالتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات و اخبار ان آیات و معجزات کے وقوع کا یقینی علم مہیا کرتی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

(معجزات) کی یہ خبریں ایسی ہیں جن میں سے بعض قرآن حکیم میں آئی ہیں اور کچھ تواتر سے احادیث میں مروی ہیں جنہیں خاص و عام جانتے ہیں مثلاً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہونا' قلیل کھانے کا زیادہ ہوجانا اور کھجور کے تنے کا فراق رسول میں گریہ و زاری کرنا اس قسم کے معجزات اعلیٰ درجہ کے تواتر اور استفاضہ سے ثابت ہیں۔ امت نے نسل در نسل اور خلف عن سلف ان کی روایت کی ہے۔ امت کا کوئی ایسا طبقہ نہیں گزرا جس میں استفاضہ اور شہرت کے ساتھ ہی معجزات منقول نہ ہوئے ہوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے کثیرتعداد میں معجزات بڑے بڑے اجتماعات کے سامنے ظاہر ہوئے جو ان معجزات کا بچشم خود مشاہدہ کرتے تھے مثلاً حدیبیہ کے مقام پر ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انگشت ہائے مبارک سے پانی کے جاری ہونے کا مشاہدہ کیا یا مثلاً حدیبیہ کے کنوئیں کو جب صحابہ کرام نے خالی کیا تو اس وقت اس میں ایک قطرۂ آب بھی باقی نہ رہا' پھر اس سے بڑی مقدار میں پانی نکلا جس سے سارا لشکر سیراب ہوگیا۔

اسی طرح غزوۂ ذات الرقاع میں پورے لشکر نے تھوڑے سے پانی سے سیرابی حاصل کی' جسے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیالے میں ڈالا تھا اور وہ برکت مصطفیٰ سے لبالب بھر گیا ایسا ہی ایک واقعہ غزوہ تبوک سے واپسی کا ہے جب ایک عورت کے پاس چھاگل کا تھوڑا سا پانی کثیر ہوگیا جسے لوگوں نے جی بھر کر پینے کے بعد اپنے برتن بھی بھر لئے مگر چھاگل کے پانی میں کوئی کمی نہ آئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دفعہ یہ معجزہ بھی دیکھا کہ ڈیڑھ ہزار کے ایک لشکر نے ایک قلیل کھانا جو کہ ایک کمزور بکری (کے گوشت) سے تیارشدہ تھا' جی بھر کر کھایا' اسی طرح تیس ہزار کے ایک لشکر عظیم نے غزۂ تبوک میں معمولی پانی کے چشمے سے سیرہوکر پیا اور یہ پانی سب لشکر کو کافی ہورہا۔ یونہی ایک تھوڑا سا کھانا ایک دسترخوان پر چنا گیا تو اسے ایک بڑی جماعت نے حسب طبیعت تناول کیا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر ایک ہزار سے زیادہ فوجیوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ایک صاع جو اور ایک بکری کے گوشت پر مشتمل کھانا شکم سیر ہوکر کھایا اور کھانا فاضل بچ بھی رہا۔

اسی طرح اسی (80) آدمیوں نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تکثیر طعام کا معجزہ دیکھا' ایک موقع پر ایک پیالہ سے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارک سے پانی رواں تھا' تین سو آدمیوں نے وضو کیا۔

حضرت زینب کے ولیمہ میں تین صد آدمی شامل تھے۔ انہوں نے پتھر کے ایک برتن میں موجود کھانا کھایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو یہ اتنی ہی مقدار میں باقی تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال ہے کہ یہ کھانا پہلے سے زیادہ موجود

تھا لوگ صبح سے شام تک اس پیالے کو پھراتے رہے' دس کھا کر اٹھتے تو دس اور کھانے کیلئے بیٹھ جاتے' یہ تفصیل سمرہ بن جندب کی حدیث میں مذکور ہے۔

اہل صفہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک قلیل مقدار میں موجود دودھ پیا جو سب کیلئے کافی ہو رہا اور پی چکنے کے بعد بچ بھی گیا۔ اس معجزے کا اہل صفہ کے درمیان چرچا تھا اس کا مشاہدہ کرنے والے دوسرے لوگوں کو اس کے بارے میں بتاتے بھی رہتے تھے۔ اس قسم کے معجزات اتنے مشہور و معروف ہیں کہ ایسے مسلمان بہت کم ہوں گے جنہیں ان معجزات کے متعلق علم نہ ہو اور دوسروں تک ان کی خبر نہ پہنچی ہو۔ بخلاف دیگر بکثرت متواتر حکام کے' جو علماء کے نزدیک متواتر روایات سے منقول ہیں لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگ ان سے آگاہ نہیں اور نہ وہ لوگوں کے سننے میں آئے ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات و آیات نقل کرنے کے لئے جذبے اور داعئے بہ نسبت دیگر انبیائے کرام کے معجزات کے کہیں زیادہ ہیں۔ اسی طرح یہ معجزات بادشاہوں اور خلفاء کے حیران کن واقعات سے زیادہ تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ لہٰذا جو شخص ان معجزات و دلائل کے بارے میں زیادہ غور و تامل سے کام لے گا تو اسے ان کی شہرت ہر زمانے میں ملے گی' وہ انبیائے کرام کے معجزات' سلطنتوں اور شاہوں کے حالات' جن کی نقل و روایت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے' سے زیادہ معجزات محمدیہ کی ظاہر اور متواتر روایات دیکھے گا' البتہ یہ ضروری نہیں کہ ان متواتر واقعات کا تواتر ہر ہر شخص کے لئے ثابت ہو کیونکہ ہر امت کے نزدیک گزشتہ امتوں کے اکثر متواتر احوال و واقعات بعض اوقات دیگر امتوں کے کانوں تک نہیں پہنچتے چہ جائیکہ انہیں ان احوال کا تواتر معلوم ہو' یہاں تو یہ حالت ہے کہ اکثر قومیں اپنے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی اور ان کے حالات سے قطعاً ناواقف اور بے علم ہوتی ہیں۔

انبیائے کرام کے بہت سے پیروکار بادشاہوں کی سیرت اور احوال کو تواتر سے نہیں جانتے' حالانکہ اقوام کے نزدیک یہ احوال تواتر سے ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ بہت سے مشہور واقعات ایسے ہیں جو صرف علمائے سیر و تواریخ کے نزدیک متواتر ہیں۔

(یہ حقیقت ہے کہ) نبوت کے وہ نشانات جو ہر زمانے میں مشہور و معروف رہے ہیں' وہ تاریخی واقعات سے زیادہ تواتر کے حامل ہیں' لہٰذا یہ دلائل نبوت تاریخی واقعات سے زیادہ متواتر قرار دیئے جانے کے مستحق ہیں کیونکہ ان دلائل و آیات کے نقل کرنے والے چیدہ چیدہ (خداترس) علماء ہیں۔ یونہی حدیث' تفسیر' مغازی' سیر' اصول اور فقہ کی وہ کتابیں جن میں معجزات کی روایات موجود ہیں' باتفاق علماء و عقلاء بے سند تاریخی کتابوں سے نقل روایات میں زیادہ صحیح ہیں کیونکہ کتب تاریخ کی اکثر روایات اسناد کے لحاظ سے منقطع اور جھوٹ کا پلندہ ہوتی ہیں۔ ادھر امت کے اندر شہرت رکھنے والے اس قسم کے معجزات کی بڑی تعداد عام لوگوں کے ہاں متواتر ہے جبکہ احاد معجزات خاص خاص لوگوں کے نزدیک درجہ تواتر میں ہیں۔

اگرچہ بعض روایات دوسرے لوگوں کے نزدیک حد تواتر تک نہیں کیونکہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ یہ روایات ایک قوم کے نزدیک متواتر و مستفیض ہوتی ہیں تو دوسری کے نزدیک اخبار احاد' اس کا انحصار تو لوگوں کے غور و تامل اور جستجو پر ہے۔

لوگوں کو محدثین کے حالات و صفات' روایات کی صداقت' نبی کریم کے اقوال افعال اور سیرت سے آگاہی' اسباب نزول قرآن اور مفاہیم قرآن سے واقفیت جتنی زیادہ ہوتی ہے انہیں ان کے بارے میں یقین بھی اتنا ہی کامل ہوتا ہے جو کہ

دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ مثلاً ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد) وغیرہم کے مقلدین اپنے اپنے اماموں کے اقوال و نصوص اور روایات و اخبار جس قطعیت کے ساتھ جانتے ہیں۔ دوسرے ان سے آگاہ نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح اہل کتاب کے پاس ان کے بزرگوں کی ایسی خبریں ہیں جنہیں ان کے علماء ہی صحیح صحیح جانتے ہیں دیگر لوگ ان سے آشنا نہیں۔

اس سے ثابت ہوگیا کہ ہر علم و فن کے ماہرین مثلاً فقہاء' اطباء' حسابدان' علمائے نحو اور مفسرین قرآن وغیرہم اپنے فن کے کارناموں کو جس تواتر سے جانتے ہیں عام لوگوں کو ان سے کیا نسبت ہوسکتی ہے۔

(مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں فیصلہ دیجئے کہ) اس عظیم ہستی' محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کیونکر متواتر نہ ہوں گے جو اپنے پیروکاروں کے نزدیک ہر ذی علم سے زیادہ عظیم الشان اور ہر بادشاہ سے زیادہ عالی مرتبت اور رفیع المنزلت ہے۔ آپ کے پیروکار ساری خلائق سے زیادہ آپ کے احوال کی معرفت کے دلدادہ ہیں اور وہ اس معرفت کے زبردست متلاشی اور طلبگار ہیں یہاں تک کہ حضور کے ان غلاموں نے ان لوگوں کے بارے میں بے شمار کتابیں تصنیف کردی ہیں جنہوں نے احوال رسول کی روایات تحریر کی ہیں۔ ان کتابوں میں انہوں نے محدثین کے حالات اور ان کے متعلق جرح تعدیل تحریر کئے ہیں اور اس سلسلہ میں ایسی تحقیق اور تدقیق سے کام لیا ہے کہ دنیا کی کسی اور قوم میں اس کی مثال نہیں ملتی' بلکہ خود امت محمدیہ میں محدثین کے اس کام کی نظیر نہیں ہے۔

اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کے افراد دیگر تمام لوگوں سے زیادہ اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے احوال سے آگاہ ہیں' نیز انہیں راویان حدیث کے صدق و کذب سے زیادہ واقفیت ہے' لہٰذا جب دیگر لوگ اپنے حکمرانوں کے احوال و واقعات تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کی تصدیق میں سچے سمجھے جاتے ہیں تو یہ راویان حدیث اپنے صدق و تصدیق میں سچے ہونے کے حق دار کیوں نہیں؟ صحیحین کی عام اخبار و روایات تو وہ ہیں جن کی صحت و صداقت پر علماء کا جزم و اتفاق ہے' البتہ! بہت قلیل تعداد احادیث کی صحت میں اختلاف و نزاع ہے' صحاح میں موجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ معجزات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ محدثین کے نزدیک مستفیض و متواتر ہیں۔ محدثین ان کی صحت و صداقت پر یقین کامل رکھتے ہیں اور ان کی صحت کے بارے میں کوئی نزاع نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان آثار و روایات کی تصدیق کے لئے مذکورہ بالا دو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ ایک تواتر عام اور دوسرا تواتر خاص

ان کے علاوہ ایک طریقہ تواتر معنوی ہے یہ طریقہ وہ ہے جس کی معرفت پر عامتہ الناس متفق ہیں' وجہ یہ ہے کہ عام لوگ بعض اوقات واقعات کی علیحدہ علیحدہ خبریں سنتے ہیں لیکن ایک مشترکہ نکتے پر سب خبروں کا اتفاق ہوجاتا ہے مثلاً عنزہ کی شجاعت' حاتم کی سخاوت' فاروق اعظم کی عدالت اور احنف کا علم اور اس قسم کے دیگر واقعات

ان سب پر بغور نظر کرنے سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر شخص مذکورہ اوصاف کا مالک ہے' البتہ! علیحدہ علیحدہ روایات سے یقینی اور قطعی علم حاصل نہیں ہوتا کیونکہ تمام کڑیاں تواتر سے منقول نہیں جب یہ معلوم ہولیا تو یہ احادیث جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات و نشانات کے بارے میں آئی ہیں' جنہیں بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ حدیث نے نقل کیا یہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ اس سے یہ امر واضح ہوگیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے دست اقدس پر ظاہر ہونے والے معجزات اور عظیم عجائبات جن کی نظیر کسی اور کے ہاں نہیں ملتی وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول روایات و واقعات سے زیادہ یقینی ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات مثلاً قرآن وغیرہ کے نقل کرنے والے بہ نسبت تورات و انجیل وغیرہما کے ناقلین سے کہیں زیادہ ہیں۔ انبیائے کرام کے احوال تو ایک طرف' عام اسرائیلیوں کے پاس تورات بھی محفوظ نہیں جیسا کہ قرآن حکیم مسلمانوں کے ہاتھوں میں محفوظ ہے۔ بیت المقدس کی بربادی کے وقت کوئی شاذ و قلیل افراد موجود تھے جنہیں تورات کے بعض حصے یاد تھے یہاں تک کہ یہودیوں کے درمیان تورات کی متواتر نقل کے بارے میں نزاع پیدا ہوگیا۔ یہی حال ہے انجیل مقدس کا کہ اس کے ناقلین کی تعداد معجزات محمدیہ کے راویوں سے بہت تھوڑی ہے اور جب عیسائی ان ناقلین انجیل کو صالحین قرار دیتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو اصحاب کرامات گردانتے ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور ان کے تابعین رحمتہ اللہ علیہم بھی نیکوکار اور پاکباز بندے تھے ان کی کرامات عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی کرامات سے زیادہ ہیں ان میں سے کسی نے لشکر دریا کی طغیانیوں میں ڈال دیا' کوئی زہر قاتل پی گیا (اور زہر نے مطلقاً اثر نہ کیا) کسی کی دعا سے مردے زندہ ہوگئے اور کسی کی برکت سے کھانے اور پانی میں اضافہ ہوگیا۔

کرامات اولیا کے موضوع پر مصنفات' اہل کتاب کے پاس موجود کرامات کی کتب سے اعلیٰ ہیں کیونکہ اہل کتاب انبیاء و صالحین کی روایات "اخبار الحوار یین" اور کتاب سفر الملوک سے نقل کرتے ہیں اور اس نقل و روایت کو صحت روایت کی دلیل سمجھتے ہیں' حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے منقول معجزات و کرامات کی روایات زیادہ قوی اور صحیح ہیں۔

چوتھا طریقہ

تواتر کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ یہ معجزات مجمع عام اور خلق کثیر کے سامنے واقع ہوئے ہوں مثلاً غزوہ خندق میں تکثیر طعام کا معجزہ' یہ واقعہ ہزاروں افراد کی موجودگی میں ظہور پذیر ہوا۔ اسی طرح حدیبیہ کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارک سے پانی کا رواں ہونا اور خشک کنوئیں کا خارق عادت جاری ہونا۔ ان معجزات کا مشاہدہ کرنے والے پندرہ سو صحابہ کرام تھے جو سب کے سب جنتی پاکباز بندے تھے اور ان میں سے کسی پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق دانستہ جھوٹ بولنا ثابت نہیں۔ یونہی غزوۂ خیبر میں پندرہ سو اصحاب رسول نے اور غزوۂ تبوک میں ہزاروں افراد نے تکثیر آب و طعام کے معجزات دیکھے۔

پھر ان معجزات کا دوسروں تک پہنچانے کا طریق کار یہ ہوتا کہ کوئی شخص جس نے ایسے معجزات کا مشاہدہ کیا۔ واپس آکر پیچھے رہ جانے والوں کو ان کی خبر دیتا تو وہ لوگ دوسرے مشاہدین سے ان معجزات کی تصدیق طلب کرتے اور وہ ان کے وقوع کی شہادت دیتے۔ یوں یہ روایت و نقل کا سلسلہ چلتا رہتا اور کوئی اس کا انکار نہ کرتا۔

ہمیں بندگان خدا کی فطرت اور سلف امت کی عادت صدق و صفا کا اچھی طرح علم ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے سے انتہائی بچتے تھے' انہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تواتر کے ساتھ معلوم تھا کہ

مَنْ كَذِبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا' وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے

پس جب ان پاکان امت کا ان روایات کی نقل و حکایت پر اتفاق ہوگیا تو قطعی طور پر معلوم ہوگیا کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایات معجزات کو نقل کرنے پر اتنے ہی متفق تھے جتنا کہ وہ قرآن حکیم اور شریعت متواترہ کی نقل پر اتفاق رکھتے تھے حالانکہ جمہور امت کو تلقین و تعلیم قرآن کا فریضہ نہیں سونپا گیا۔ ان میں سے کوئی تعلیم قرآن دینے والا ہے تو کوئی اسے حاصل کرنے والا مگر وہ قرات قرآن کے سلسلہ میں ایک دوسرے پر نکیر نہیں کرتے۔ اسی طرح کوئی یہ تعلیم دیتا ہے کہ حالت اقامت میں نماز ظہر کی چار رکعات ہیں اور مغرب کی تین اور فجر کی دو رکعات ہیں تو دوسرا اسے بلاتردد تسلیم کرلیتا ہے۔ یہ تواتر کی انتہا ہے۔

تمام شریعت اسلام اور دلائل و براہین مصطفیٰ اسی طرح سے منقول ہیں متاخرین نے اس طریقے پر انکار نہیں کیا چہ جائیکہ صحابہ کرام یا متقدمین اس پر نکارت کا اظہار کرتے۔

جو شخص اس طریق تواتر اور گزشتہ تین طریقوں میں تدبر سے کام لے گا' اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی صحت کا یقینی علم حاصل ہوجائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو جس چیز کی معرفت کی شدید حاجت ہوتی ہے اللہ اس چیز کے دلائل بھی انتہائی آسان فرمادیتا ہے چونکہ مخلوق کو دیگر تمام اشیاء سے زیادہ تصدیق رسالت کی ضرورت تھی کیونکہ اخروی سعادت' عذاب سے نجات اور معاش و معاد میں بندوں کی فلاح کا دار و مدار تصدیق رسالت پر ہے۔ (لہٰذا اللہ نے دلائل رسالت کو عام کردیا)

پانچواں طریقہ

دنیائے علم و فن کے ہر طبقہ علماء کے نزدیک حضور سید المرسلین رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات و آیات متواتر ہیں جو قطعی علم کے لئے کافی ہیں تفسیر' حدیث' فقہ' سیر' مغازی اور تاریخ کی کتابیں ان آیات و معجزات کے ذکر سے معمور ہیں اسی طرح اصول و کلام کی کتابوں میں ان کا تواتر سے ذکر ہے' امت کے ہر طبقے کا ان معجزات کو نقل کرنا یقینی علم کا فائدہ دیتا ہے۔ اس طریقہ سے اور دیگر طریقوں مثلاً اقرار و تصدیق' طریق تواتر معنوی اور طریق تصدیق ائمہ سے خارق عادات معجزات سے کبھی جنس عام تواتر پر استدلال کیا جاتا ہے کبھی تواتر جنس تواتر نوع اور تواتر شخصی پر' مثلاً تکثیر طعام' تکثیر آب انگشت ہائے پاک سے پانی کا جاری ہونا' طعام قلیل سے خلق عظیم کا سیر ہونا' تنے کا فراق رسول میں آہ و بکا کرنا وغیرہ آدمی جب بھی ان طریقوں میں نظرواستدلال سے کام لے گا تو اس کو علم و یقین کی دولت حاصل ہوگی اسے واضح علم ہوجائے گا کہ معجزات رسول کا تواتر دیگر تمام اخبار متواترہ سے زیادہ ظاہروواضح ہے۔ گزشتہ انبیاء و ملوک اور علماء و مشائخ میں سے کسی کے احوال' اقوال اور سیرت کا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال سے موازنہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ آپ کے احوال کا علم زیادہ ظاہر اور ان کی روایات زیادہ کامل ہیں اور دنیا کے دیگر واقعات کا متواتر علم (مثلاً دور دراز ملکوں کے حالات اور شام' عراق' خراسان' ہندوستان' چین اور اندلس کے لوگوں کا ایک دوسرے کے احوال سے آگاہ ہونا) مشرق و مغرب کے مسلمانوں کے دینی نظریات اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات و شرائع کے ظہور

و وضوح کے تواتر سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ اس لئے ہے کہ وعدہ الٰہیہ ہے

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' تا کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے۔

یعنی اللہ تعالیٰ علم و دلائل کے ذریعے دین حق کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کرے گا اور دین حق کے غلبے کا دار و مدار ان آیات و براہین پر ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ معلوم و منقول ہیں۔ یہ آیات و معجزات دلائل ہیں اور شریعت الٰہی ان دلائل کا مدلول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو علم و حجت اور بیان کے لحاظ سے تمام ادیان پر غالب کیا ہے جیسا کہ اس نے قوت و نصرت اور تائید کے ساتھ اس کو غلبہ دیا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

معجزات مدلول پر اسی طرح دلالت کرتے ہیں جیسے عقلی دلیل مدلول پر دلالت کرتی ہے اور جیسے چہار سو کائنات میں نشانات اللہ کی ربوبیت کا پتہ دیتے ہیں۔

چھٹا طریقہ

علمائے امت نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات اور آیات و براہین پر بڑی تعداد میں کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے درج ذیل بہت مشہور ہیں۔

دلائل نبوت ---- از شیخ حافظ ابی بکر بیہقی' دلائل نبوت از ابوالشیخ الاصبہانی

دلائل نبوت ---- از ابوالقاسم الطبرانی' ان دونوں سے پہلے حافظ ابوزرعہ الرازی' امام ابن ابی الدنیا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ' امام ابواسحاق الحربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حافظ ابوجعفر الفریابی کی دلائل کی کتابیں ہیں۔ امام ابن جوزی کی کتاب "الوفا فی فضائل المصطفیٰ" اور حافظ ابو عبداللہ المقدسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب دلائل نبوت بھی اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

یہ مصنفین ان دلائل نبوت کو اسانید معروفہ اور طرق متعددہ سے نقل کرتے ہیں' دیگر علماء اسناد کا ذکر نہیں کرتے بلکہ صرف ماخذ کا حوالہ دے دیتے ہیں مثلاً امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں اسناد بیان نہیں کرتے۔

بعض دیگر علماء ان روایات کا اثبات شہرت اور دوسرے طریقوں سے کرتے ہیں جن سے ان روایات کی صحت واضح ہوجاتی ہے۔ مثلاً قاضی عبدالجبار' جاحظ ماوردی اور سلیم رازی وغیرہم ان مصنفین کی کتابوں میں معجزات کی روایات احکام شرعیہ کی متواتر روایات سے کئی گنا زیادہ ہیں اور ہر معجزہ احکام سے زیادہ متواتر ہے۔ قرآنی معجزات کے علاوہ دیگر معجزات پر جو کتابیں تصنیف کی گئی ہیں ان کی روایات کی بھی یہی حالت ہے مثلاً

زمانہ مستقبل کے متعلق غیبی خبریں بڑے تواتر کے ساتھ آئی ہیں۔ تکثیر طعام کا واقعہ کئی بار پیش آنا' وضو اور پینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا یا کنوؤں اور چشموں میں بعض آثار رسول کے ڈالے جانے سے پانی کا ابل پڑنا۔

اس قسم کے معجزات کی متواتر حدیثیں دیگر امور کی احادیث سے بہت زیادہ ہیں' یہی وجہ ہے کہ یہ احادیث علمائے سیرت کے ہاں بڑی شہرت رکھتی ہیں۔

اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ افراد و علمائے امت بالخصوص محدثین کے نزدیک مشہور معجزات کا تواتر دیگر بہت سے امور کے تواتر سے عظیم تر ہے اور یہ معجزات ان معجزات کے علاوہ ہیں جو قرآن حکیم سے مستفاد ہیں۔ ائمہ مسلمین نے ان معجزات کی اقسام و صفات پر علیحدہ کتابیں تصنیف کی ہیں جن کا ذکر شرح و بسط کے ساتھ اپنے مقام پر آرہا ہے۔

علمائے اسلام نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ قرآن میں موجود معجزات کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے اور پھر قرآن و حدیث میں مذکور معجزات میں وہ خبریں شامل نہیں جو گزشتہ امتوں کی کتابوں میں آئی ہیں۔ اسی طرح یہ تینوں اقسام معجزات (یعنی قرآن و حدیث اور کتب متقدمین میں مذکور معجزات)

شریعت محمدی کے کمالات' امت مرحومہ کی صفات' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و اخلاق اور صفات و احوال سے الگ ہیں۔ اسی طرح نصرت اور اکرام مسلمین اور کافروں سے انتقام کے واقعات ان اقسام ثلاثہ میں شامل نہیں جیسا کہ انبیائے سابقین کو ان کمالات سے سرفراز کیا گیا تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت محمدیہ کے دلائل و معجزات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ کوئی فرد بشر ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ البتہ! ان پر اجمالی ایمان لانا ضروری ہے۔

نتیجہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دلائل و آیات ربوبیت کی طرح دلائل نبوت بھی ہر قوم بلکہ ہر شخص کیلئے انفس و آفاق میں پھیلا دیئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ ان کی معرفت اور آگاہی سے محروم رہتے ہیں۔

القسم الاول

نبوت محمدیہ کی عظمت شان

اور

بشارات مصطفیٰ ﷺ

امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں

ارشاد ربانی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وہ اس عظیم الشان امی رسول و نبی کی اتباع کرتے ہیں جس کے اوصاف اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھے پاتے ہیں

یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اگر حضرت سیدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال و اوصاف تورات و انجیل میں لکھے ہوئے نہ ہوتے تو قرآن حکیم میں اس کلام کا تذکرہ یہود و نصاریٰ کو تنفر کرنے کا باعث ہوتا کیونکہ جھوٹ اور بہتان طرازی انتہائی نفرت انگیز ہوتے ہیں اور کوئی عقل مند آدمی ایسی بات نہیں کرتا جو اس کے لئے نقصان کی موجب ہو اور لوگ اس کی بات قبول کرنے سے گریز کریں لہٰذا جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تورات و انجیل میں اپنے احوال و اوصاف کے ہونے کا ذکر فرمایا تو فی الواقع یہ تورات و انجیل میں نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کی دلیل ہے اور صحت نبوت محمدیہ کی زبردست شہادت ہے مگر اہل کتاب دانستہ اخفائے حق سے کام لیتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

يَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ وَيُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں اور وہ کلام الٰہی میں تحریف کرکے اسے اس کے مقام سے ہٹا دیتے ہیں۔

حالانکہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے اس طرح آگاہ تھے جیسے وہ اپنی اولاد کو جانتے تھے' وہ تورات و انجیل میں آپ کے ذکر مبارک کو لکھا ہوا پاتے تھے لیکن انہوں نے ان دونوں کتابوں میں ردوبدل کردیا تا کہ

لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ نورخداوندی کو اپنی پھونکوں سے بجھا ڈالیں مگر کافروں کی ناگواری کے باوجود اللہ نے نورحق کو پورا کرنے کا فیصلہ کررکھا ہے۔

یہ دونوں کتابیں تحریف و تبدل کے باوجود ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دلائل نبوت سے بھرپور ہیں اور حضور کی شریعت و رسالت کی نشانیاں ان میں ہویدا ہیں۔ لہٰذا یہود و نصاریٰ کا انکار انہیں اس سے کیسے مستغنی کرسکتا ہے۔

سریانی زبان میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کااسم گرامی "مشفح" ہے جو اسم محمد کا مترادف ہے وہ لوگ جب الحمدللہ کہنا چاہتے تو کہتے "شقحالاھا" تو الحمد للّٰہ کا معنی "شقحا" ہوا اور مشقح محمد ہوا اور وہ صفات جن کا اعتراف یہود و نصاریٰ کرتے ہیں وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال زمانہ جائے ظہور اور بعثت کے موافق ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان صفات کا مصداق اگر محمد رسول اللہ نہیں ہیں تو ان صفات کا مصداق کون ہے؟ وہ کون ہے جس کے لئے امتوں کو نکالا گیا؟ کس کے سامنے وہ سرنگوں ہوئیں؟ اور کس کی دعوت پر امتوں نے لبیک کہی؟ وہ شترسوار کون ہے جس نے بابل اور اس کے بتوں کا ستیاناس کیا؟ اگر ہم یہود و نصاریٰ کی کتابوں سے اخبار و قصص بطور ثبوت پیش نہ بھی

کریں تو اس حقیقت پر کیا قرآنی دلیل کافی نہیں ہے؟ قرآن حکیم کہتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الخ

کہ وہ امی رسول و نبی کی پیروی کرتے ہیں جن کا نام گرامی وہ تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

قرآن حکیم عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ نقل کرتا ہے۔

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ

لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد ہوگا اور اس کا اسم گرامی احمد ہے۔

۲۔ يَاَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اے کتابیو! تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور دانستہ حق کو کیوں چھپاتے ہو؟

۳۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ

جنہیں ہم نے کتاب عطا کی وہ محمد رسول اللہ کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

یہودی بوقت قتال اپنے مخالفین سے یہ کہا کرتے۔ "اس نبی" کی ولادت کا زمانہ قریب آگیا ہے (اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے) وہ اپنی کتاب میں موجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کا ذکر کیا کرتے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ

جب آپ تشریف لے آئے تو اچھی طرح جاننے کے باوجود آپ کا انکار کرنے لگے

اس انکار کا سبب حسد اور زوال ریاست کا خوف تھا انکار کا ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے گمان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور بنی اسرائیل میں ہونا تھا' مگر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نسل اسماعیل میں مبعوث فرمایا تو انہیں گراں گزرا۔ لہٰذا انہوں نے رسالت محمدی کی تکذیب کی (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کو اپنی اتباع اور تصدیق کی دعوت دی۔ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ آپ انہیں اپنی رسالت پر ایمان لانے کیلئے باطل دلائل سے استدلال فرماتے اور پھر ان دلائل کے لئے انہی کی کتابوں کا حوالہ دیتے اور فرماتے کہ میری نبوت اور صداقت کی علامت تمہاری کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہے اور پھر انہیں یہ دلائل اپنی کتابوں میں نہ ملتے۔ کیا اس سے وہ زیادہ دور اور متنفر نہیں ہوسکتے تھے؟ حالانکہ آپ کو اس طرح کی دعوت کی قطعاً ضرورت نہ تھی جو نفرت کا باعث بنے۔ آپ کی صداقت کی یہ زبردست دلیل ہے کہ بہت سے یہودی علماء مثلاً عبداللہ بن سلام' تمیم الداری اور کعب الاحبار وغیرہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسی قسم کے دعوؤں پر آگاہ ہوکر مسلمان ہوئے۔ (مواہب لدنیہ)

امام ابن تیمیہ کہتے ہیں حضرت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرنیوالی ایسی خبریں قرآن حکیم میں بار بار آئی ہیں اور آپ نے ان خبروں کے ذریعے اہل کتاب پر استشہاد کیا ہے کہ آپ کے احوال کا ذکر ان کی کتابوں میں

مذکور ہے جو ایک عقلمند شخص کیلئے پختہ دلیل ہے کہ فی الواقع آپ کا ذکر اقدس گزشتہ کتابوں میں موجود ہے کیونکہ احوال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عارف ہر شخص خواہ وہ مسلمان ہے یا کافر' وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے سب سے زیادہ عقلمند اور صاحب فہم و خرد ہیں بلاشبہ آپ اس علم و آگہی اور خداقت کے مالک ہیں جس کے ذریعے آپ نے ایک عظیم دین قائم فرمایا' یہ اعزاز آپ سے پہلے کسی کو ملا نہ آپ کے بعد کسی کو حاصل ہوگا اس لئے بالبداہت ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی ایسے فعل کے مرتکب نہیں ہوسکتے تھے نہ کوئی خبر ایسی دے سکتے تھے جس سے آپ کی تکذیب لازم آئے اگر آپ کے علم میں ان خبروں کی نفی ہوتی تو محال تھا کہ آپ بار بار ان خبروں کا تذکرہ فرماتے اور ان سے اپنی نبوت (کی صداقت) پر استدلال کرتے اور موافقین و مخالفین' دوست دشمن سب کے سامنے ان خبروں کا برملا اظہار فرماتے (اگر یہ غلط ہوتیں تو) ان کا اظہار کوئی کوتاہ عقل ہی کرسکتا تھا' کیونکہ اس سے اہل ایمان کے سامنے کاذب ہونا لازم آتا جو کہ مقصود نبوت کے خلاف ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص اپنے حق پر گواہ قائم کرنا چاہے اور پھر ایسے شخص کے پاس آئے جس کے بارے میں اسے علم ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا اور واقعہ کا عینی شاہد بھی نہیں ہے اس کے بعد وہ کھلم کھلا اعلان کرے کہ فلاں فلاں آدمی میرے حق میں گواہی دیں گے مگر بوقت شہادت وہ کہیں تمہارے حق میں گواہی نہیں دیتے کیونکہ ہم اس قضیہ کے وقت موجود نہ تھے' کیا کوئی ذی عقل ایسا کرسکتا ہے؟

یہ حقیقت بھی معلوم و معروف ہے کہ دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلبہ و ظہور خاکدان گیتی کا سب سے بڑا واقعہ ہے نہ کبھی کوئی دین اتنا پھیلا اور نہ کسی دین کو اتنا دوام حاصل ہوا یہ کمال فقط دین مصطفیٰ کا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت اگرچہ باقی رہی مگر اسے اتنی وسعت نہیں ملی بلکہ اس کا انتہائی ظہور و غلبہ بلاد شام کے کچھ علاقوں تک محدود رہا' رہی مسیح علیہ السلام کی شرع تو فلسطین سے پہلے اس کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا بلکہ بلاد روم میں اس کے پیروکار انتہائی ذلت اور ضعف کی حالت میں تھے۔ اکثر اوقات ان کے اعیان و عوام کا قتل عام کیا جاتا جب اس شریعت کی اشاعت ہوئی تو یہ کئی فرقوں میں بٹ گئی جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے تھے جبکہ نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت زمین کے مشارق مغارب پر چھا گئی۔ وسط زمین کے آباد ممالک پر اس کا غلبہ ہوگیا۔ شام مصر اور جزیرہ ایسے ممالک کی بہترین زمین کے عیسائی امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر نگیں ہوگئے جہاں شریعت اسلامیہ کو دوام حاصل ہوا۔

یہ بات بھی معلوم و محقق ہے کہ مدعی نبوت خواہ سچا ہو یا جھوٹا اس کے بارے میں انبیاء علیہم السلام کا خبر دینا حتمی اور لازمی امر ہے۔ انہوں نے دجال کذاب کے ظہور کی خبر دی تاکہ لوگ اس کے فتنہ سے محفوظ رہیں۔ انہوں نے بتایا کہ دجال کذاب ہوگا۔ اس کے ہاتھ پر ایسے امور ظاہر ہوں گے جن سے لوگ فتنہ میں مبتلا ہوجائیں گے باوجودیکہ اس کی مدت قلیل ہوگی اگر بفرض محال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکذبین کا یہ قول سچا ہو کہ معاذاللہ آپ کاذب ہیں۔ رسول نہیں ہیں تو کئی وجوہ سے یہ فتنہ دجال سے کہیں بڑا ہوتا کیونکہ آپ کے پیروکاروں کی تعداد دجال کے پیروکاروں سے بہت زیادہ ہے لہٰذا اس سے لوگوں کو ڈرانا دجال کے ڈرانے سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا کیونکہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک کرہ ارض پر اتنا بڑا انقلاب اورغلبہ و دوام بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے حصہ میں نہیں آیا' اگر معاذاللہ بفرض محال ایسا کوئی خدشہ ہوتا تو انبیاء علیہم السلام اس تحذیر سے کیسے چشم پوشی کرسکتے تھے؟ یہی وجہ ہے کہ

دیگر انبیاء کی بشارات کے مقابل بشارات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا زیادہ ضروری ہے۔ قدیم کتابوں میں سو سے زیادہ مقامات ہیں جہاں آپ کا ذکر مبارک مکتوب ہونے پر علماء نے استدلال کیا ہے۔ بہت سے اہل کتاب سے بھی آپ کے ذکر اقدس کا ان کتابوں میں ہونا بالتواتر منقول ہے۔ یہی چیز بہت سے ایمان لانے والوں کیلئے اسلام قبول کرنے کا سبب بنی۔ انصار مدینہ اپنے ہمسایہ اہل کتاب (یہودیوں) سے آپ کے ذکر و نعت اور آپ کے لئے انتظار کرنے کے متعلق سنتے رہتے تھے' بہت سے یہودی علماء نے ارض شام کی پر تعیش زندگی چھوڑ کر یثرب کو اس کی سختیوں اور آلام کے باوجود اپنا مسکن بنایا کیونکہ وہ پیغمبر آخرالزمان کے لئے منتظر تھے جو بنی اسماعیل میں مبعوث ہونے والا تھا۔

ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص نے ان کتابوں سے آپ کی مذمت تکذیب یا تحذیر کے ساتھ آپ کا ذکر نقل کرنے پر قدرت نہ پائی جیساکہ دجال کا ذکر ملتا ہے اہل کتاب کے ہاں اصحاب رسول مثلاً حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نیز ان کے عدل و انصاف اور سیرت کا تذکرہ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے مذکور ہے' جب اپنی کتابوں کو کھول کر اس ذکر کو دیکھتے یا علمائے کتاب کی زبان سے سنتے تو حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثناء میں رطب اللسان ہوجاتے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ انبیائے متقدمین نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر پاک مدح و ثناء کے ساتھ کرتے تھے۔ عیب و مذمت سے نہیں جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور انبیائے کرام اس کی تعریف و توصیف کریں تو اس کے دعوائے نبوت کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں رہتا کیونکہ محال ہے کہ انبیاء علیہم السلام کسی ایسے شخص کی تحسین فرمائیں جو کاذب ہو۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ

اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے یا کہے کہ میرے پاس وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کوئی وحی نہیں کی گئی)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ کے اوصاف بیان کئے اور آپ کی نبوت و رسالت کی بشارت دی۔ اس ساری بحث کا یہی مطلوب ہے۔ انبیائے کرام نے آئندہ کے حوادث اور اہل کتاب پر مسلط ہونے والے بادشاہوں کے متعلق پیشین گوئیاں کیں جو انہیں قتل و قید کے مرتکب ہونے والے اور ان کے شہروں کو برباد کرنے والے تھے مگر ان بادشاہوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انبیاء ہیں نہ ہی انہوں نے لوگوں کو کسی دین کی طرف دعوت دی کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے ادعائے باطل سے ڈرانا پڑتا حالانکہ (جہاں کہیں ایسا واقعہ ہوا) انبیائے کرام نے مدعین نبوت کے پیروکاروں کو اس کی تحذیر کی۔ عام اہل کتاب یا ناقلین یہ تو باطل دعویٰ کرسکتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر گرامی ان کی کتابوں میں نہیں آیا یا ذکر تو موجود ہے مگر تعریف توصیف کے ساتھ نہیں ہے مگر کوئی یہ کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا کہ آپ کا ذکر مبارک ذم و تحذیر کے ساتھ آیا ہے اگر ایسا ہوتا تو یہود و نصاریٰ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مطہرہ میں اسے بطور حجت پیش کرتے اور آپ کے وصال کے بعد آپ کی امت کے سامنے اسے دلیل بناتے اور تمام غیرمسلم اسے مسلمانوں کے خلاف سند ٹھہراتے۔ وجہ یہ ہے کہ بہت سے اہل کتاب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شدید بغض و عداوت رکھتے تھے اور آپ کی تکذیب اور کار نبوت کے ابطال کے انتہائی حریص اور متمنی تھے اگر ان کے پاس

انبیائے کرام کی ایسی ذم و تحذیر پر مشتمل خبریں ہوتیں تو وہ ضرور ان کو پیش کرتے اور ان سے استدلال کرتے۔ ادھر مسلمانوں کو ان خبروں کی اشاعت کی زبردست رغبت اور شوق ہے اور کسی چیز کا ان خبروں کے معارض نہ ہونا نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت کی لاجواب دلیل ہے۔ خود قرآن حکیم ان بشارات سے مملو و مشحون ہے اور دیگر الہامی کتابوں میں بھی یہ تذکرے عام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ان متواتر خبروں کے باعث اسلام لائے ہیں ان سے دعوائے رسالت کی صداقت کی تصدیق ہوتی ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ (نبوت) انتہائی مشہور و معروف ظاہر و باہر اور عالم انسانیت میں ظاہر ہونے والے ہر واقعہ سے زیادہ خارق عادت ہے"

میں نے حضور سید المرسلین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مختلف نوع کی بشارتوں کو قابل اعتماد کتابوں سے نقل کیا ہے اور انہیں آٹھ فصلوں پر مرتب کیا ہے۔

فصل اول

آسمانی کتابوں میں
بشارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فصل اول

فصل اول ان بشارتوں کے بارے میں ہے جو آسمانی کتابوں میں وارد ہوئی ہے اور ان کتابوں میں تحریف اور رد و بدل کے باوجود ابھی تک باقی ہیں یہ فصل چوالیس (44) بشارتوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے اٹھارہ علامہ محقق شیخ رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "اظہار الحق" میں ذکر فرمائی ہے اور ماخذوں کی وضاحت کے ساتھ ان پر تفصیلی بحث کی ہے اور واضح دلائل اور قاطع براہین سے یہ ثابت کیا ہے کہ ان بشارتوں کا مصداق ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والتسلیم کی ذات مقدسہ ہے۔ میں اب ان بشارتوں کو نقل کرتا ہوں اور علامہ رحمت اللہ کی بحث کا خلاصہ پیش کرتا ہوں پھر کتب معتمدہ سے وہ بشارتیں تحریر کروں گا جنہیں مصنف موصوف نے ذکر نہیں کیا۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں وارد ہونے والی پیشین گوئیاں اب بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں حالانکہ ان الہامی کتابوں میں تحریفات ہوچکی ہیں جو آدمی نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں گزشتہ نبیوں کی پیشین گوئیوں سے آگاہ ہے وہ اگر بنظر انصاف ان پیشین گوئیوں پر نگاہ ثانی ڈالے اور اہل انجیل عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نقل کردہ خبروں سے موازنہ کرے تو اسے یقین جازم حاصل ہوجائے گا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں پیشین گوئیاں نہایت قوی ہیں۔ میں یہاں عیسائی علماء کے نزدیک معتبر کتابوں میں سے اٹھارہ بشارتیں نقل کرتا ہوں۔

پہلی بشارت

تورات سفر استثناء کے باب اٹھارہ میں ہے۔

"خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے دوں گا وہی ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا' نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے اسے ہم کیوں کر پہچانیں تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہوا تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نبی نے وہ بات گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا"

یہ پیشین گوئی نہ یوشع علیہ السلام کے بارے میں ہے جیساکہ یہودیوں کا گمان ہے نہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جیسا کہ عیسائی سمجھتے ہیں بلکہ دس وجوہات کی بناء پر اس کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

پہلی وجہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاصر یہودی ایک اور نبی کے منتظر تھے جو ان کے نزدیک نہ عیسیٰ علیہ السلام

تھے اور نہ ہی یوشع علیہ السلام

دوسری وجہ : اس پیشین گوئی میں ایک لفظ ہے مثلک یعنی تیری مانند جبکہ عیسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام دونوں اس پیشین گوئی کا مصداق نہ تھے کیونکہ وہ دونوں بنی اسرائیل میں سے تھے نہ کہ ان کے بھائی بنی اسرائیل میں سے' اور ان میں سے موسیٰ علیہ السلام کی مثل نبی کا برپا ہونا صحیح نہ تھا جیساکہ یہ آیت تورات اس پر دلالت کرتی ہے۔

"موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی ان جیسا نہ اٹھا"

تیسری وجہ : اس بشارت میں لفظ من بین اخوتهم (یعنی ان کے بھائیوں میں سے) ہے حالانکہ عیسیٰ و یوشع علیہما السلام دونوں بنی اسماعیل میں سے تھے' بنی اسرائیل سے تعلق نہ رکھتے تھے۔

چوتھی وجہ : اس پیشین گوئی میں سوف اقیم کے الفاظ ہیں یعنی عنقریب برپا کروں گا جبکہ یوشع علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھے۔

پانچویں وجہ : اس بشارت میں ہے "میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس نبی پر کتاب نازل کی جائے گی اور یہ کہ وہ نبی "امی" (ناخواندہ) ہوگا اور کلام الٰہی کا حافظ' یہ پیشین گوئی یوشع علیہ السلام پر صادق نہیں آتی کہ یہ دونوں باتیں ان میں نہ پائی جاتی تھیں۔

چھٹی وجہ : اس بشارت کے الفاظ ہیں "جو کوئی اس کے کلام کی اطاعت نہ کرے گا میں اس سے انتقام لوں گا" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نبی منکرین سے انتقام لینے پر اللہ کی طرف سے مامور ہوگا لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات صادق نہیں آتی کیونکہ ان کی شریعت حدود قصاص تعزیر اور جہاد کے احکام سے خالی ہے اور انتقام سے مراد شرعی انتقام ہے اور منکرین سے اخروی عذاب کے ذریعے انتقام لینا یا دنیاوی مصائب سے بدلہ لینا کسی نبی سے مختص نہیں۔

ساتویں وجہ : کتاب اعمال کے تیسرے باب میں ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "پروردگار تمہارا معبود ہے وہ تمہارے بھائیوں سے میری مانند ایک پیغمبر مبعوث کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا' اور یوں ہوگا کہ جو اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کردیا جائے گا" یہ ساتوں وجوہات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر راست آتی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت سے امور میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں۔

1 - آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی اسماعیل سے تعلق رکھتے ہیں

2 - اللہ نے آپ پر کتاب نازل فرمائی

3 - آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امی یعنی ناخواندہ تھے

4 - اللہ نے اپنا کلام آپ کے منہ میں ڈالا

آپ کا کلام وحی ہے قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى   محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے' ان

کا کلام تو وحی الٰہی ہوتا ہے۔

5 - آپ کو جہاد کا حکم ملا۔

6 - اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے قریشی سرداروں اور شاہان روم و ایران سے انتقام لیا۔

آٹھویں وجہ : اس پیشین گوئی میں تصریح ہے کہ جو نبی اللہ کی جانب وہ بات منسوب کرے گا جس کا اللہ نے انہیں حکم نہیں دیا تو وہ قتل کیا جائے گا' اگر محمد رسول اللہ سچے پیغمبر نہ ہوتے تو ضرور قتل کردیئے جاتے بلکہ اس کے برعکس اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ "اللہ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا" سو اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور کوئی آپ کے قتل پر قادر نہ ہوا حتیٰ کہ آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے زعم کے مطابق قتل کئے گئے اور سولی چڑھائے گئے لہٰذا یہ بشارت ان کے حق میں درست قرار نہیں دی جاسکتی۔

نویں وجہ : اللہ تعالیٰ نے کاذب نبی کی نشانی یہ بتائی ہے کہ اس کی آئندہ کی غیبی خبریں سچی ثابت نہ ہوں گی حالانکہ محمد رسول اللہ نے بے شمار غیبی خبریں دی ہیں جو سچی ثابت ہوئی ہیں لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچا نبی ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟

دسویں وجہ : یہودی علماء کو تسلیم ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تورات میں بشارت دی گئی ہے مگر بعض یہودی ان میں سے ایمان لے آئے اور کچھ تعصب اور عناد کی وجہ سے حالت کفر پر قائم رہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں ایک دولت مند یہودی عالم مخیریق تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی صفات سے پہچانتا تھا مگر اس پر اپنے دین کی محبت غالب تھی اور اپنے دین یہودیت پر ہی قائم رہا یہاں تک کہ روز احد ہفتے کے دن پکار کر کہنے لگا۔ اے گروہ یہود! بخدا! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم پر محمد کی نصرت لازم ہے" انہوں نے جواب دیا " آج ہفتہ کا دن ہے (یعنی عبادت اور چھٹی کا دن ہے) مخیریق نے کہا: نہیں ہفتہ وغیرہ کچھ نہیں پھر اسلحہ لیا اور نکل کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو وصیت کی کہ اگر وہ آج قتل ہوگیا تو اس کا معاملہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہے اور پھر لڑائی کرتے کرتے قتل ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ مخیریق بہترین یہودی تھا' آپ نے اس کے تمام اموال کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ مدینہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عام صدقات مخیریق کے اموال میں سے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المدارس میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اپنے سب سے بڑے عالم کو میرے پاس لیکر آؤ۔ یہودی کہنے لگے عبداللہ بن صوریا ہے' آپ اس کو خلوت میں لے گئے اور اسے اس کے دین کی قسم دی جس کے تصدق سے اللہ نے بنی اسرائیل پر انعام فرمایا' انہیں من و سلویٰ عطا کیا اور بادلوں کا ان پر سایہ کیا' آپ نے اس سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں' کہنے لگا بخدا ہاں' اور میری طرح ساری قوم یہود اس حقیقت کو جانتی ہے آپ کی صفت اور نعت تورات میں بڑی صراحت کے ساتھ آئی ہے مگر یہودی آپ سے حسد رکھتے ہیں۔ فرمایا تمہیں کس چیز نے (ایمان لانے سے) روک رکھا ہے؟ اس نے جواب دیا" مجھے اپنی قوم کی مخالفت گوارہ نہیں'

ہو سکتا ہے کہ میری قوم آپ کی اتباع اختیار کرے اور مسلمان ہو جائے تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔

ام المومنین صفیہ بن حیبی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور قباء میں نزول اجلال فرمایا میرا والد حیبی بن اخطب اور میرا چچا ابو یاسر صبح کے دھند لکے میں آپ سے ملنے کیلئے گئے اور شام غروب آفتاب تک واپس آئے جب تھکے ماندے افتاں و خیزاں گھر پہنچے تو میں نے مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔

مگر کسی نے میری طرف التفات نہ کیا کیونکہ انہیں شدید پریشانی لاحق تھی۔ میں نے سنا میرا چچا ابو یاسر میرے والد سے کہہ رہا تھا کیا یہ وہی ہے جس کی تورات میں پیشین گوئی موجود ہے؟"

میرے والد نے جواب دیا ہاں! اللہ کی قسم! پوچھا کیا تم اس کو جانتے پہچانتے ہو؟ کہا ہاں! پھر دریافت کیا' تمہارے دل میں اس کے بارے میں کیا ہے؟ ان نے جواب دیا "دشمنی" جب تک زندگی ہے" انتھی کلامہ

میں تورات کی اس بشارت کو "جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے" کی مناسبت سے یہاں ایک مناظرہ ضبط تحریر میں لاتا ہوں جو امام شمس الدین ابن القیم اور ایک کتابی عالم کے مابین ہوا تھا۔

حافظ ابن قیم کا ایک کتابی عالم سے مناظرہ

حافظ ابن قیم اپنی کتاب "زادالمعاد فی ھدی خیر العباد" میں لکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ میرا ایک کتابی عالم کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں مناظرہ ہوا۔ میں نے اثنائے کلام میں اس سے کہا کہ جب تم ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں زبان طعن دراز کرو گے تو دراصل یہ شان الوہیت میں قدح ہو گی۔ حالانکہ بارگاہ ربوبیت میں طعن و تشنیع کرنا بہت بڑا ظلم' حماقت اور فتنہ انگیزی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند اور اعلیٰ ہے" اس نے سوال کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو میں نے جواب دیا بلکہ یہ جرح و قدح تو کہیں زیادہ ہے کیونکہ جرح و قدح اور طعن و تشنیع ممکن نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا انکار و کفر نہ ہو۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے نزدیک سچے نبی نہیں۔ وہ تمہارے زعم فاسد کے مطابق ایک ظالم بادشاہ ہیں تو کیا اللہ نے انہیں سامان نصرت اس لئے مہیا فرمایا کہ وہ اللہ پر افترا باندھیں اور گھڑ گھڑ کر باتیں اللہ کی طرف منسوب کریں جس کی اس نے وحی نہیں کی اور من گھڑت ہونے کے باوجود اللہ ان باتوں کو پورا کر دکھائے پھر یہ سلسلہ یونہی جاری رہے یہاں کہ وہ تحریم تحلیل ٹھہرائیں' فرائض فرض کریں شرائع کی تشریح کریں ملتوں کو منسوخ کریں' گردنیں ماریں' انبیائے کرام کی امتوں کو قتل کریں' ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنائیں۔ ان کے اموال کو مال غنیمت ٹھہرائیں اور اللہ ان کاموں کی تکمیل میں ان کی مدد فرمائے یہاں تک کہ انہیں کرہ ارض پر غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ ان تمام باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کریں اور اللہ تعالیٰ ان کے حالات اور اہل حق و پیروان رسل کے المناک حشر کو دیکھتا رہے۔ وہ 23 سال تک مسلسل اللہ پر افترا کرتے رہیں اور اللہ ان تمام باتوں کے باوجود ان کی تائیدونصرت کرتا رہے اور ان کی دعوت کو سرفرازی بخشتا رہے۔ انہیں مافوق العادۃ خارجی اسباب نصرت عطا کرے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا کرے۔ ان کے دشمنوں کو

ہلاک کرے کبھی محض دعا سے کبھی دعا کے بغیر ہی۔ مزید برآں ان کی ہر حاجت پوری کرے انہیں فتح و کامرانی کا وعدہ دے اور پھر بھرپور طریقے سے اس وعدہ کو پورا کرے حالانکہ وہ تمہارے نزدیک (معاذاللہ) انتہائی کاذب مفتری اور ظالم ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ سب سے بڑا کاذب وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کو باطل کرے اور انہیں کرہ ارض سے ختم کردینے یا بدل دینے کے پورے جتن کرے۔ اولیائے ربانی حزب رحمانی اور پیروکاران رسل کا قتل عام کرے اس کے باوجود نصرت خداوندی اس کے شامل حال رہے اور اللہ تعالیٰ ان تمام امور میں اسے عزت و غلبہ عطا کرے۔ اس کا ہاتھ نہ روکے اور اس کی گردن نہ مارے اور وہ اپنے پاس پیغام ربانی آنے کی خبر دے حالانکہ اللہ پر افترا سب سے بڑا ظلم ہے (اور سخت گرفت کا موجب)

اندریں صورت تم یہود و نصاریٰ پر دو باتیں لازم آتی ہیں یا تو یہ کہو کہ عالم کا نہ تو کوئی صانع ہے اور نہ ہی کوئی مدبر۔ اگر کائنات کا کوئی حکیم و قدیر صانع اور مدبر ہوتا تو ایسے مدعی نبوت کی زبردست گرفت کرتا۔ اس سے سخت ترین مقابلہ کرکے اسے نمونہ عبرت بنا دیتا کیونکہ بادشاہوں کے یہی شایان شان ہوتا ہے پھر ارض و سما کے مالک اور احکم الحاکمین سے یہ باتیں کیسے متصور ہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ پروردگار عالم کی طرف ایسے جور و ستم' سفاہت' زیادتی اور مخلوق کو گمراہ کرنے کی نسبت' کاذب کی نصرت و حمایت' اسے زمین پر غلبہ عطا کرنا' اس کی دعاؤں کو قبول کرنا' اس کی وفات کے بعد اس کے دین کا قیام و دوام' اعلائے کلمات' اظہار دعوت' نسل در نسل ہر مجمع ہر محفل میں اس کی نبوت کی شہادت یہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین کے افعال کہاں ہوسکتے ہیں؟

تم نے دراصل اللہ رب العالمین کی شان میں زبردست گستاخی اور شدید طعن سے کام لیا ہے بلکہ اس کی ذات کا بالکلیہ انکار کردیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں کئی کذاب آئے اور ان کی شوکت و سطوت دنیا میں ظاہر ہوئی مگر ان کی جھوٹی دعوت کا معاملہ کبھی پورا نہ ہوا۔ انہیں زیادہ مہلت نہ مل سکی بلکہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں نے ان پر غلبہ پاکر ان کا نام و نشان حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ ابتدائے آفرینش سے قیامت تک یہی سنت الہیہ جاری ہے جب اس کتابی عالم نے میری یہ گفتگو سنی تو کہنے لگا اللہ کی پناہ! ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ظالم یا کاذب نہیں کہتے بلکہ ہر ذی انصاف اہل کتاب اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ جو ان کے راستے پر چلا اور ان کے نقش پا کو سراغ بنایا وہ نجات پاگیا اور سعادت مند بن گیا لہٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف کئے بغیر چارہ کار نہیں مگر وہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔

میں نے جواباً کہا تم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا لازم ہوگیا ہے کیونکہ متواتر خبروں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ تمام انسانوں کیلئے اللہ رب العالمین کے پیغمبر ہیں خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا امی۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو اپنے دین کی دعوت دی اور جس نے آپ کی دعوت قبول نہ کی اور آپ کے دین میں داخل نہ ہوا اس سے آپ نے جہاد و قتال کیا یہاں تک کہ انہوں نے جزیہ دینے اور ذمی بن کر رہنے کو قبول کرلیا۔ اس مسکت جواب سے وہ کافر مبہوت اور لاجواب ہوکر رہ گیا اور اٹھ کر چل دیا"

دوسری بشارت امیین

سفر استثناء باب نمبر32 آیت نمبر21 میں ہے۔

"انہوں نے اس چیز کے باعث "جو خدا نہیں" مجھے غیرت اور اپنی باطل باتوں سے مجھے غصہ دلایا' سو میں بھی ان کے ذریعے سے جو کوئی امت نہیں ان کو غیرت اور ایک نادان قوم کے ذریعے سے ان کو غصہ دلاؤں گا۔

اس "نادان اور جاہل قوم" سے مراد اہل عرب ہیں کیونکہ وہ انتہائی جہالت و ضلالت میں مبتلا تھے اور سوائے بت پرستی کے کچھ نہ جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا اس نے ان عربوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جن کی کاوشوں سے یہ گمراہ صراط مستقیم پر گامزن ہوگئے جیساکہ سورۂ جمعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیَاتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلاَلٍ مُّبِیْنٍ

اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک عظیم الشان رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر کتاب اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔
ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے"

تیسری بشارت نیرفاران کا طلوع

سفر استثناء کے باب 33 میں ہے۔

"موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا' خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور ہزاروں قدسیوں کے جلو میں آیا اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی' وہ بے شک قوموں سے محبت کرتا ہے اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے' ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا"

پس سینا سے آنا موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کرنا ہے ساعیر کی روشنی عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل ہے اور کوہ فاران سے جلوہ گری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کا اترنا ہے کیونکہ کوہ فاران مکہ مکرمہ کا پہاڑ ہے جس کی دلیل تورات سفر پیدائش باب 21 میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حالات میں یہ آیت مذکور ہے۔

کہ اسماعیل علیہ السلام دشت فاران میں سکونت پذیر ہوئے اور یہ حقیقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی رہائش اور سکونت تھی۔

چوتھی بشارت

بابرکت نبی اور عظیم و کبیر امت
کتاب پیدائش باب سترہ آیت نمبر بیس میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں وعدہ فرمایا۔

"اور اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں بھی میں نے تیری دعا سنی
دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور برومند کروں گا اور اس سے بارہ
سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا"

بڑی قوم بنانے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت مراد ہے ورنہ اولاد اسماعیل میں اور کوئی بڑی قوم نہ ہوئی۔ قرآن حکیم میں ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں یہ دعا آئی ہے۔

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ

اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں ایک عظیم الشان رسول بھیج جو ان پر تیری آیات پڑھے انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ نفس کرے' بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

پانچویں بشارت شیلوہ قوموں کا حکمران

کتاب پیدائش کے باب انچاس آیت نمبر دس میں ہے۔

"یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا
عصا موقوف ہوگا جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی"

اس آیت کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کیونکہ قوموں کا اجتماع فقط آپ کی ذات گرامی پر ہوا ہے۔

چھٹی بشارت پیکر حسن و جمال

زبور باب 44 میں ہے۔

"میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے۔
میں وہی مضامین سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلمبند کئے ہیں۔
میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔
تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے
تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔
اس لئے خدا نے تجھے ہمیشہ کیلئے مبارک کیا
اے زبردست! تو اپنی تلوار کو
جو تیری حشمت و شوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر

اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر
اپنی شان و شوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو
اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا'
تیرے تیر تیز ہیں
وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں
امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں
اے خدا! تیرا تخت ہے'
تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے
تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت
اسی لئے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے
تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے
تیرے ہر لباس سے مر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔
ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تاردار سازوں نے تجھے خوش کیا ہے۔
تیری معزز خواتین میں شاہزادیاں ہیں
ملکہ تیرے داہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔
اے بیٹی! سن غور کر اور کان لگا
اپنی قوم اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا
اور بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا
کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے تو اسے سجدہ کر
اور صور کی بیٹی ہدیہ لیکر حاضر ہوگی'
قوم کے دولت مند تیری رضاجوئی کریں گے
بادشاہ کی بیٹی محل میں سر تا پا حسن افروز ہے
اس کا لباس زربفت کا ہے۔
وہ بیل بوٹے اور لباس میں بادشاہ کے حضور پہنچا دی جائے گی
اس کی کنواری سہیلیاں جو اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں تیرے سامنے حاضر کی جائیں گی
وہ ان کو خوشی اور خرمی سے لے آئیں گے۔
وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوں گی
تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے

جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔
میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔
اس لئے امتیں ابدالاباد تک تیری شکر گزاری کریں گی"
اہل کتاب کے نزدیک مسلم ہے کہ داؤد علیہ السلام اس زبور میں ایک نبی کی بشارت دے رہے ہیں جس کا ظہور ان کے زمانہ کے بعد ہوگا۔ یہودیوں کے نزدیک ان صفات سے متصف نبی کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا' نصرانی علماء اس بات کے مدعی ہیں کہ اس "نبی" سے مراد عیسیٰ ہیں جبکہ مسلمان سلفا" خلفا" اس بشارت کا مصداق حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہیں کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام اس مبشربہ نبی کی یہ صفات بیان کرتے ہیں کہ وہ حسین اور' افضل البشر ہوگا'

ساتویں بشارت حمد سرا امت

زبور باب نمبر ایک سو انچاس (149) میں ہے۔
خداوند کی حمد کرو
خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ'
اور مقدسوں کے مجمع میں اس کی مدح سرائی کرو
اسرائیل اپنے خالق میں شادمان رہے
فرزندان صیون اپنے بادشاہ کے سبب سے شادمان ہوں
وہ ناچتے ہوئے اس کے نام کی ستائش کریں
وہ دف اور ستار پر اس کی مدح سرائی کریں
کیونکہ خداوند اپنے لوگوں سے خوشنود رہتا ہے۔
وہ حلیموں کو نجات سے زینت بخشے گا'
مقدس لوگ جلال پر فخر کریں
وہ اپنے بستروں پر خوشی سے نغمہ سرائی کریں
ان کے منہ میں خدا کی تمجید
اور ہاتھ میں دو دھاری تلوار ہو'
تاکہ قوموں سے انتقام لیں
اور امتوں کو سزا دیں
ان کے بادشاہوں کو زنجیروں سے جکڑیں
اور ان کے سرداروں کو لوہے کی بیڑیاں پہنائیں

تاکہ ان کو وہ سزا دیں جو مرقوم ہے۔
اس کے سب مقدسوں کو یہ شرف حاصل ہے'
خداوند کی حمد کرو"

اس بشارت کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام ہیں کیونکہ مذکورہ تمام اوصاف انہیں پر صادق آتے ہیں۔

آٹھویں بشارت بحر و بر میں ثنائے خواجہ

کتاب اشعیا کے باب بیالیس (42) میں مرقوم ہے'
"دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں' میرا برگزیدہ جس سے
میرا دل خوش ہے' میں نے اپنی روح اس پر ڈالی' وہ قوموں
میں عدالت جاری کرے گا' وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا
اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی' وہ مسلے ہوئے
سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا' وہ
راستی سے عدالت کرے گا' وہ ماند نہ ہو گا اور ہمت نہ ہارے
گا' جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے' جزیرے
اس کی شریعت کا انتظار کریں گے جس نے آسمان کو
پیدا کیا' اور تان دیا' جس نے زمین کو اور ان کو جو اس میں سے
نکلتے ہیں پھیلایا' جو اس کے باشندوں کو سانس اور اس پر
چلنے والوں کو روح عنایت کرتا ہے یعنی خداوند خدا یوں فرماتا ہے
"میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا' میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں
گا اور تیری حفاظت کروں' اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے
نور کیلئے تجھے دوں گا' کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں
کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے
یہوداہ میں ہوں' یہی میرا نام ہے' میں اپنی جلال کسی دوسرے کیلئے
اور اپنی حمد کھودی ہوئی مورتوں کیلئے روا نہ رکھوں گا' دیکھو پرانی
باتیں پوری ہو گئیں اور میں نئی باتیں بتاتا ہوں اس سے پیشتر کہ واقع ہوں میں تم سے بیان کرتا ہوں۔
اے سمندر پر گزرنے والو اور اس میں بسنے والو! اے جزیرو
اور ان کے باشندو خداوند کے لئے نیا گیت گاؤ' زمین پر سرتاسر اسی

کی ستائش کرو، بیابان اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد گاؤں
اپنی آواز بلند کریں سلع کے بسنے والے گیت گائیں، پہاڑوں کی
چوٹیوں پر سے للکاریں، وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں اور جزیروں میں اس کی ثناء خوانی کریں، خداوند بہادر کی مانند
نکلے گا، وہ جنگی
مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے گا، وہ نعرہ مارے گا، ہاں وہ للکارے
گا، وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا، میں بہت مدت سے چپ رہا
یں خاموش ہو رہا اور ضبط کرتا رہا، پر اب میں درد زہ والی کی طرح
چلاؤں گا، میں ہانپوں گا اور زور زور سے سانس لوں گا، میں
پہاڑوں اور ٹیلوں کو ویران کر ڈالوں گا، اور ان کے سبزہ زاروں
کو خشک کروں گا، اور ان کی ندیوں کو جزیرے بناؤں گا اور تالابوں
کو سکھا دوں گا، اور اندھوں کو اس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے
لے جاؤں گا، میں ان کو ان راستوں پر جن پر وہ آگاہ نہیں لے
چلوں گا، میں ان کے آگے تاریکی کو روشنی اور اونچی نیچی جگہوں
کو ہموار کردوں گا، میں ان سے یہ سلوک کروں گا اور ان کو ترک
نہ کروں گا، جو کھودی ہوئی مورتوں پر بھروسا کرتے اور ڈھالے
ہوئے بتوں سے کہتے ہیں تم ہمارے معبود ہو، وہ پیچھے ہٹیں گے
اور بہت شرمندہ ہوں گے۔"

"تسبیحہ جدیدہ" سے مراد ہے جدید طرز سے عبادت، جو شریعت محمدیہ کی خصوصیت ہے، ساکنان ارض، اہل جزائر و
مدن اور دشت و جبل کے مکینوں پر اس عبادت کا عموم دراصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جہانگیر نبوت کی دلیل
ہے، اور لفظ "قیدار" اس بات کا قوی اشارہ ہے، کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیدار بن اسماعیل علیہ السلام
کی اولاد سے ہیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے چلانے سے مراد ایام حج کی مخصوص عبادت ہے جس میں لاکھوں انسان لبیک
اللھم لبیک پکارتے ہیں، جزیروں میں ثناخوانی اور حمد سرائی اذان سے عبارت ہے کہ اقطار عالم میں پانچ وقت روزانہ لاکھوں
افراد باواز بلند پکارتے ہیں۔ مرد میدان جو جوش غیرت دکھاتا ہے، سے جہاد کی طرف اشارہ ہے چودھویں آیت میں مشروعیت
جہاد کا سبب بیان کیا گیا ہے اور سولہویں آیت میں عربوں کے حالات کا ذکر ہے جو احکام خداوندی سے نابلد تھے، جیساکہ اللہ
تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ
اہل عرب ظہور اسلام سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے، اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا، اگرچہ مشرکین عرب قیصر روم اور
کسرائے فارس نے نور رسالت محمدی کو بجھانے کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا مگر بجز رسوائی کوئی چیز ان کے ہاتھ نہ آئی۔
آخر کار ملک عرب سے شرک کے نشانات مٹ گئے۔ کسریٰ کی حکومت برباد ہوگئی اور قیصر کا شاہی اقتدار نابود ہوگیا۔ بعض

دیگر ریاستوں کے نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے ناپید ہوگئے مثلاً بخاریٰ اور کابل کی سلطنتیں' اسی طرح بعض ملکوں کے حصے ان سے الگ ہوگئے مثلاً ہند و سندھ کی حکومتیں اور شرق و غرب چہاردانگ عالم میں نور توحید کا اجالا پھیل گیا۔

نویں بشارت حضرت ہاجرہ کو نوید جاں فزا

کتاب یسعیاہ باب نمبر 54

اے بانجھ! تو جو بے اولاد تھی' نغمہ سرائی کر' تو جس نے
ولادت کا درد برداشت نہیں کیا' خوشی سے گا اور زور سے چلا
کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی اولاد شوہر والی
کی اولاد سے زیادہ ہے اپنی خیمہ گاہ کو وسیع کردے' ہاں اپنے
مسکنوں کے پردے پھیلا' دریغ نہ کر' اپنی ڈوریاں لمبی اور
میخیں مضبوط کر' اس لئے کہ تو دہنی اور بائیں طرف بڑھے گی اور تیری
نسل قوموں کی وارث ہوگی اور ویران شہروں کو بسائے گی' خوف نہ کر
تو پھر پشیماں نہ ہوگی' تو نہ گھبرا کیونکہ تو پھر رسوا نہ ہوگی اور اپنی جوانی
کا ننگ بھول جائے گی' اور اپنی بیوگی کی عار کو پھر یاد نہ کرے گی کیونکہ
تیرا خالق تیرا شوہر ہے۔ اس کا نام رب الافواج ہے اور تیرا فدیہ دینے
والا اسرائیل کا قدوس ہے۔ وہ تمام روئے زمین کا خدا کہلائے گا
کیونکہ تو فرماتا ہے کہ خداوند نے تجھ کو متروکہ اور دل آزردہ بیوی کے
ہاں جوانی کی مطلقہ بیوی کی مانند پھر بلایا ہے' میں نے ایک دم کیلئے
تجھے چھوڑ دیا لیکن رحمت کی فراوانی سے تجھے لے لوں گا' خداوند تیرا
نجات دینے والا فرماتا ہے' کہ قہر کی شدت میں میں نے ایک دم کیلئے
تجھ سے منہ چھپایا' پر اب میں ابدی شفقت سے تجھ پر رحم کروں گا کیونکہ
میرے لئے یہ طوفان نوح کا سا معاملہ ہے کہ جس طرح میں نے قسم کھائی
تھی کہ پھر زمین پر نوح کا سا طوفان کبھی نہ آئے گا اسی طرح اب میں
نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے پھر کبھی آزردہ نہ ہوں گا اور تجھ کو نہ
گھڑکوں گا' خداوند تجھ پر رحم کرنے والا یوں فرماتا ہے کہ پہاڑ تو جاتے
رہیں اور ٹیلے ٹل جائیں لیکن میری شفقت کبھی تجھ پر سے جاتی نہ رہے گی اور میرا
صلح کا عہد نہ ٹلے گا'

اے مصیبت زدہ اور طوفان کی ماری اور تسلی سے محروم! دیکھ میں تیرے پتھروں

کو سیاہ ریختہ میں لگاؤں گا اور تیری بنیاد نیلم سے ڈالوں گا' میں تیرے کنگروں
کو لعلوں اور تیرے پھاٹکوں کو شب چراغ اور تیری ساری فصیل بیش قیمت پتھروں
سے بناؤں گا اور تیرے سب فرزند خداوند سے تعلیم پائیں گے اور تیرے فرزندوں کی
سلامتی کامل ہوگی' تو راست بازی سے پائیدار ہو جائے گی' تو ظلم سے دور رہے گی
کیونکہ تو بے خوف ہوگی اور دہشت سے دور رہے گی' کیونکہ وہ تیرے قریب نہ آئے
گی' ممکن ہے کہ وہ کبھی اکٹھے ہوں پر میرے حکم سے نہیں جو تیرے خلاف جمع
ہوں گے' تیرے ہی سبب سے گریں گے' دیکھ میں نے لوہار کو پیدا کیا جو کوئلوں
کی آگ دھونکتا اور اپنے کام کیلئے ہتھیار نکالتا ہے اور غارت گر کو میں ہی نے
پیدا کیا کہ لوٹ مار کرے' کوئی ہتھیار جو تیرے خلاف بنایا جائے کام نہ آئے گا
اور جو زبان عدالت میں تجھ پر چلے گی تو اسے مجرم ٹھہرائے گی' خداوند فرماتا ہے
یہ میرے بندوں کی میراث ہے اور ان کی راست بازی مجھ سے ہے۔"

اس بشارت میں بانجھ سے مراد "مکہ مکرمہ" کی زمین ہے کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کے بعد (بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کسی نبی کا یہاں ظہور نہ ہوا نہ وحی اتری' بخلاف یروشلم کے' کیونکہ وہاں بڑی تعداد میں انبیاء مبعوث ہوئے اور کثرت سے وحی نازل ہوئی اور "بنوالوحشہ" یکس چھوڑی ہوئی کی اولاد سے مراد ہاجرہ ہے' کیونکہ وہ بمنزل مطلقہ بیوی کے تھی' اسے گھر سے نکالا گیا اور اس نے بیابان میں ٹھکانہ کیا' شوہر اور بیوی کی اولاد سے مراد سارہ کی اولاد ہے' پس اللہ تعالیٰ نے ارض مکہ سے خطاب فرمایا اسے تسبیح و تہلیل اور شکرگزاری کا حکم دیا تاکہ ہاجرہ کی اولاد میں سے کثیر لوگ اولاد سارہ پر فضیلت پائیں۔ لہٰذا اس کے مکینوں کو جو شرف ملا اس کی وجہ سے یہ سرزمین بھی باشرف ہوگئی اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پورا فرمایا کہ ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں سے حضرت سیدالمرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل البشر بناکر مبعوث فرمایا' "کوئلوں کی آگ میں دھونکنے والے شخص اور غارت گر' جو مشرکین کو تباہ و برباد کرنے والا ہے اس سے مراد بھی آپ کی ذات گرامی ہے' آپ کے توسط سے مکہ شریف کو وسعت ملی کہ دنیا کے کسی عبادت کدے کو اتنی وسعت نصیب نہ ہوئی کیونکہ کعبہ شریف کی مثل دنیا میں کوئی عبادت گاہ آج تک وجود میں نہیں آئی اور جتنی تعظیم اس کو ہر سال آنے والے حاجیوں سے حاصل ہوتی ہے بیت المقدس کو سوائے دو مواقع کے کبھی میسر نہ ہوئی' ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تھے اور دوسری بار سلطنت یوشیا کے اٹھارویں سال' بیت اللہ شریف کی یہ عظمت قیامت تک برقرار رہے گی' انشاء اللہ! جیساکہ وعدہ العیہ ہے۔ "تو نہ گھبرا کیونکہ تو پھر کبھی رسوا نہ ہوگی" پھر فرمایا "میں تجھے رحمت کی فراوانی سے لوں گا" میں ابدی شفقت سے تجھ پر رحم کروں گا' ——— تجھ پر غضبناک نہ ہوں گا ——— میری شفقت تجھ پر سے جاتی نہ رہے گی ——— میرا صلح کا عہد نہ ٹلے گا تیرے بیٹے شرق سے غرب تک زمین کے مالک اور قوموں کے وارث بنیں گے ——— ویران شہروں کو بسائیں گے۔"
یہ سارا انقلاب بائیس سال کی قلیل مدت میں برپا ہوگیا' اور ایسا غلبہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے محمد رسول اللہ کے

دور تک کسی نئے دین کے داعی کے متعلق نہیں سنایا گیا' (سوائے محمد رسول اللہ کے)

جو شخص بھی مکہ شریف کی حرمتوں کو پامال کرنے کے لئے اٹھا' اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کیا جیسا کہ اصحاب فیل کی عبرت انگیز داستان ہے' اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کانا دجال بھی مکہ شریف میں داخل نہ ہوسکے گا اور وہ خائب و خاسر ہو کر لوٹے گا جیسا کہ صحیح احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے۔

دسویں بشارت

کتاب یسعیاہ کے 65 ویں باب میں یہ پیشین گوئی مذکور ہے۔

"جو میرے طالب نہ تھے میں ان کی طرف متوجہ ہوا' جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا' میں نے ایک قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے ایسے لوگ جو ہمیشہ میرے روبرو باغوں میں قربانیاں کرتے اور اینٹوں پر خوشبو جلانے سے مجھے برافروختہ کرتے ہیں' جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے اور سور کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے برتنوں میں نفرتوں کا شوربا موجود ہے جو کہتے ہیں تو الگ ہی کھڑا رہ' میرے نزدیک نہ آ' کیونکہ میں تجھ سے زیادہ پاک ہوں یہ میری ناک میں دھوئیں کی مانند اور دن بھر جلنے والی آگ کی طرح ہیں' دیکھو میرے آگے یہ قلمبند ہوا پس میں خاموش نہ رہوں گا' بلکہ بدلہ دوں گا' خداوند فرماتا ہے ہاں ان کی گود میں ڈال دوں گا' تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بدکرداری کا بدلہ اکٹھا دوں گا"

اس پیشین گوئی کا واضح مصداق عرب قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اور شرائع سے مطلقاً" بے خبر تھی اسے اللہ تعالیٰ کی طلب اور تلاش نہ تھی' اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں ارشاد فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ

بلاشبہ اللہ کا مومنوں پر احسان عظیم ہے کہ اس نے انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے'

اس پیشین گوئی کی دوسری اور تیسری آیت ہر یہودی اور ہر نصرانی پر صادق آتی ہے چوتھی آیت میں مذکور اوصاف نصرانیوں پر زیادہ چسپاں ہوتے ہیں اور پانچویں آیت یہودیوں کی حالت پر منطبق ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو راندہ درگاہ کرکے امت محمدیہ کو منتخب فرما لیا۔

گیارہویں بشارت

کتاب دانیال کے باب ثانی میں ہے کہ شاہ بابل بخت نصر نے ایک خواب دیکھا اور بھول گیا تو حضرت دانیال نے وحی کے ذریعے اس خواب کی وضاحت فرمائی اور تعبیر بھی بیان کی' فرمایا

"اے بادشاہ! تو نے ایک بڑی مورت دیکھی جس کی رونق بے نہایت تھی'
تیرے سامنے کھڑی ہوئی اور اس کی صورت ہیبت ناک تھی' اس مورت
کا سر خالص سونے کا تھا' اس کا سینہ اور اس کے بازو چاندی کے
اس کا شکم اور اس کی رانیں تانبے کی تھیں' اس کی ٹانگیں لوہے کی اور
اس کے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے تھے تو اسے دیکھتا رہا یہاں
تک کہ ایک پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی کاٹا گیا اور اس مورت کے پاؤں
پر جو لوہے اور مٹی کے تھے' لگا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا' تب
لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور
تابستانی کھلیان کے بھوسے کی مانند ہوئے اور ہوا ان کو اڑا کر
لے گئی یہاں تک کہ ان کا پتہ نہ ملا اور وہ پتھر جس نے اس مورت کو
توڑا اور ایک بڑا پہاڑ بن گیا اور تمام زمین میں پھیل گیا' وہ خواب
یہ ہے اور اس کی تعبیر بادشاہ کے حضور بیان کرتا ہوں' اے بادشاہ!
تو شاہنشاہ ہے جس کو آسمان کے بادشاہ نے بادشاہی و توانائی اور
قدرت و شوکت بخشی ہے اور جہاں کہیں بنی آدم سکونت کرتے ہیں اس
نے میدان کے چرندے اور ہوا کے پرندے تیرے حوالے کر کے تجھ کو ان
سب کا حاکم بنایا ہے' وہ سونے کا سر تو ہی ہے اور تیرے بعد ایک
سلطنت تانبے کی جو تمام روئے زمین پر حکومت کرے گی اور چوتھی
سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہوگی اور جس طرح لوہا توڑ ڈالتا ہے
اور سب چیزوں پر غالب آتا ہے ہاں! جس طرح لوہا سب چیزوں کو ٹکڑے
ٹکڑے کرتا ہے اور کچلتا ہے اسی طرح وہ ٹکڑے ٹکڑے کرے گی
اور کچل ڈالے گی اور جو تو نے دیکھا کہ اس کے پاؤں اور انگلیاں
کچھ تو کمہار کی مٹی کی اور کچھ لوہے کی تھیں سو اس سلطنت میں
تفرقہ ہوگا مگر جیسا کہ تو نے دیکھا کہ اس میں لوہا مٹی سے ملا ہوا
تھا اس میں لوہے کی مضبوطی ہوگی اور چونکہ پاؤں کی انگلیاں کچھ
لوہے کی اور کچھ مٹی کی تھیں اس لئے سلطنت کچھ قوی اور کچھ ضعیف ہو
گی' اور جیسا تو نے دیکھا کہ لوہا مٹی سے ملا ہوا تھا وہ بنی آدم سے
آمیختہ ہوں گے لیکن جیسے لوہا مٹی سے میل نہیں کھاتا ویسے ہی وہ
بھی باہم میل نہ کھائیں گے اور ان بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا

خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور اس کی
حکومت کسی دوسری قوم کے حوالہ نہ کی جائے گی' بلکہ وہ ان تمام مملکتوں
کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کرے گی اور وہی ابد تک قائم رہے گی۔
جب تو نے دیکھا کہ وہ پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی پہاڑ کاٹا گیا اور اس نے
لوہے اور تانبے اور مٹی اور چاندی اور سونے کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا' خدا
تعالیٰ نے بادشاہ کو وہ کچھ دکھایا جو آگے کو ہونے والا ہے اور یہ خواب یقینی ہے
اور اس کی تعبیر یقینی"

پس اس مملکت اولیٰ سے مراد سلطنت بخت نصر ہے اور دوسری سلطنت سے مراد مادئین کی سلطنت ہے جو بلشاصرین کے قتل کے بعد سلطنت بخت نصر پر قابض ہوگئے اور ان کی سلطنت سلطنت کلدانیہ کی نسبت کمزور تھی۔ تیسری سلطنت سے مراد کیانیوں کی سلطنت ہے چونکہ وہ ایک طاقتور اور قاہر حکومت کے مالک تھے' لہٰذا زمین کے ایک بڑے حصہ پر ان کا تسلط اور غلبہ تھا اور چوتھی سلطنت سکندر رومی کی سلطنت تھی وہ فولاد کی مانند مضبوط اور طاقتور تھی پھر سلطنت فارس بٹ کر طوائف الملوکی کا شکار ہوگی اور اس میں ضعف پیدا ہوگیا یہاں تک کہ ساسانیوں کا ظہور ہوا' جو کبھی طاقتور ہوئے کبھی کمزور حتیٰ کہ نوشیروان کے عہد حکومت میں سیدنا و مولانا محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اللہ نے آپ کو ظاہری اور باطنی سلطنت سے نوازا' اور آپ کے غلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ایک قلیل مدت میں دیار فارس کے شرق و غرب پر چھا گئے۔ یہ خواب اسی ابدی سلطنت کی تفسیر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی نہ کوئی دوسری قوم اس پر غالب و قابض ہوگی۔ یہی وہ چٹان ہے جو بے ہاتھ لگائے کاٹی گئی اور اس نے لوہے تانبے چاندی اور سونے کو پاش پاش کردیا۔ یہی وہ کوہ گراں ہے جو ساری زمین تک پھیل گیا' مراد اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔

12ویں بشارت محمد رسول اللہ لاکھوں قدسیوں کے ہمراہ تشریف لائیں گے

یہودی حواری نے اپنے عام خط میں اخنوع پیغمبر یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی نقل کی۔
"خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا تاکہ سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو
ان کی بے دینی کے ان سب کاموں کے سبب سے جو انہوں نے بے دینی سے کئے ہیں اور ان سب
سخت باتوں کے سبب سے جو بے دین گنہگاروں نے اس کی مخالفت میں کی ہیں قصوروار ٹھہرائے"

16 '15

رب (خداوند) کا اطلاق مخدوم استاذ پر شائع ہے اور مقدس اور قدیس مومن کو کہتے ہیں یہاں رب (خداوند) سے مراد محمد رسول اللہ ہیں اور (ربوات المقدسہ) مقدسوں سے مراد صحابہ کرام کی جماعت ہے۔ لفظ "آیا" یقینی آنے کو ظاہر کررہا ہے لہٰذا اس کا مفہوم یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے جلو میں تشریف لائیں گے' آپ کفار سے بدلہ

لیں گے اور بے دینوں کو ان کی منافقانہ باتوں پر قصور وار ٹھہرائیں گے' مشرکین کو توحید و رسالت کے انکار اور بت پرستی اختیار کرنے کی پاداش میں سزا دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے یہودیوں کو عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے متعلق غلط طرز عمل اختیار کرنے اور برے عقائد اپنانے پر سرزنش فرمائی اور اہل تثلیث کو توحید باری تعالیٰ میں تفریط اور عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں غلو اور زیادتی کرنے پر قابل سزا ٹھہرایا۔

13 ویں بشارت' آسمانی بادشاہت

انجیل متی کے تیسرے باب میں ہے۔

"ان دنوں میں یوحنا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ
توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے" یہ وہی ہے
جس کا ذکر ۔سعیاہ نبی کی معرفت یوں ہوا۔
"بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔
اس کے راستے سیدھے کرو"

انجیل متی کے چوتھے باب میں ہے۔

"جب اس نے سنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا تو گلیل کو روانہ ہوا اور ناصرہ
کو چھوڑ کر کفرنحوم میں جا بسا ------ اس وقت سے یسوع نے منادی
کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو' آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے
--- اور یسوع تمام گلیل میں پھرتا رہا اور ان کے عبادت خانوں
میں تعلیم دیتا رہا اور بادشاہی کی منادی کرتا اور لوگوں کو ہر طرح کی
بیماری اور ہر طرح کی کمزوری دور کرتا رہا"

چھٹے باب میں نماز و دعا کی تعلیم کے ضمن میں التجا کی'

"خدا کرے تیری بادشاہی آئے"

جب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو اسرائیلی شہروں میں وعظ و تبلیغ کیلئے بھیجا تو انہیں یہ وصیت کی۔

"اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے
یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے"

اس پیشین گوئی کی تصریح انجیل متی باب دس میں بھی ہے۔

انجیل لوقا کے نویں باب میں یہ الفاظ وارد ہیں'

"پھر اس نے ان بارہ کو بلا کر انہیں سب بدروحوں پر اختیار بخشا
اور بیماریوں کو دور کرنے کی قدرت دی اور انہیں خدا کی بادشاہی کی

منادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کیلئے بھیجا"

لوقا کے دسویں باب میں ہے۔

"ان باتوں کے بعد خداوند نے ستر آدمی اور مقرر کئے اور جس جس
شہر اور جگہ کو خود جانے والا تھا وہاں انہیں دو دو کر کے اپنے آگے
بھیجا----- اور جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ
تمہیں قبول کریں تو جو کچھ تمہارے سامنے رکھا جائے' کھاؤ' اور وہاں
کے بیماروں کو اچھا کرو' اور ان سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمہارے نزدیک
آپہنچی ہے لیکن جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول نہ
کریں تو اس کے بازاروں میں جاکر کہو کہ ہم اس گرد کو بھی جو تمہارے
شہر سے ہمارے پاؤں میں لگی ہے' تمہارے سامنے جھاڑے دیتے ہیں
مگر یہ جان لو کہ خدا کی بادشاہی نزدیک آپہنچی ہے"

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یحییٰ علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں اور ستر شاگردوں نے آسمانی بادشاہی کی بشارت دی۔ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کی بشارت کے الفاظ ایک جیسے ہیں' اس آسمانی بادشاہی کا ظہور نہ تو یحییٰ علیہ السلام کے عہد میں ہوا اور نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں' حواریوں اور شاگردوں کے دور میں بھی یہ آسمانی بادشاہی ظاہر نہ ہوئی بلکہ وہ سب اس کے ظاہر ہونے کی خوشخبری دیتے رہے اور مبشر بہ نبی کی تشریف آوری کے منتظر اور امیدوار رہے۔ لہٰذا اس آسمانی بادشاہی سے مراد وہ "راہ نجات" نہیں جو مسیحی شریعت کے ذریعے ظاہر ہوئی' ورنہ عیسیٰ علیہ السلام' ان کے حواری اور شاگرد کیوں کہتے کہ آسمانی بادشاہی قریب آگئی ہے اور جب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو دعا کے یہ الفاظ سکھائے کہ

"اللہ کرے تیری بادشاہی آئے"

تو ان کے دعوی نبوت کے بعد یہ طریق نجات واضح ہوگیا (اور اس پیشین گوئی کا مصداق نہیں بن سکتا) لہٰذا اس سے مراد وہ آسمانی بادشاہی ہے جو شریعت محمدیہ سے ظاہر ہوئی۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ انبیائے کرام اور ان کے حواری اسی جلیل راستے اور آسمانی بادشاہی کی خوشخبری دیتے رہے اور ملک السموت "آسمانی بادشاہی کا واضح مفہوم یہی ہے کہ یہ بادشاہی اقتدار اور غلبہ کی صورت میں ہوگی نہ کہ کمزوری اور مسکینی کی شکل میں' جس کے لئے مخالفین کے ساتھ پیکار اور رزم آرائی بھی لازم ہے اور اس بادشاہی کے قوانین کی بنیاد لازمی طور پر آسمانی کتاب پر ہوگی' یہ تمام باتیں صرف شریعت محمدیہ پر راست آتی ہیں جس کی تائید انجیل متی باب اکیس (21) میں عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے "اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے' دے دی جائے گی"

پس حق یہ ہے کہ اس بادشاہی سے مراد وہی سلطنت ہے جس کی خبر دانیال علیہ السلام نے اپنی کتاب میں دی' یہ پیشین گوئی صرف نبوت محمدیہ پر صادق آتی ہے۔

14ویں بشارت نبوت کا شجر سایہ دار

انجیل متی کے تیرہویں باب میں یوں مرقوم ہے۔

"اس نے ایک تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی
اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لیکر اپنے کھیت میں بو دیا
وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا
اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں"

آسمان کی بادشاہی وہ راہ نجات ہے جو شریعت محمدیہ کے ذریعے ظاہر ہوئی' وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایک ایسی قوم میں پروان چڑھے جو دنیا بھر میں انتہائی حقیر اور ذلیل تھی جس کے افراد زیادہ تر بدو تھے' وہ علم و ہنر سے نابلد جسمانی لذات اور دنیاوی تکلفات سے محروم تھے' بالخصوص یہودیوں کے ہاں بالکل بے قدر تھے' کیونکہ آپ ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو اسی قوم میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی شریعت ابتدائے امر میں ایک معمولی دانے کی مانند تھی' بظاہر سب سے چھوٹی شریعت' مگر ہمہ گیر و جہانگیر ہونے کی وجہ سے انتہائی قلیل عرصے میں سب سے بڑی شریعت بن گئی جس نے شرق و غرب اپنے گھیرے میں لے لئے۔ یہاں تک کہ جو لوگ کسی بھی شریعت کے پیروکار نہ تھے' دامن شریعت مصطفیٰ سے وابستہ ہوگئے۔

15ویں بشارت امت محمدیہ کے فضائل

انجیل متی کے بیسویں باب میں منقول ہے۔

"آسمان کی بادشاہی اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا تاکہ اپنے
تاکستان میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر
انہیں اپنے تاکستان میں بھیج دیا' پھر پہر دن چڑھے کے قریب نکل کر اس نے
اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا' اور ان سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ
پہر کے قریب نکل کر و ویسا ہی کیا اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں
کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہے؟ انہوں
نے اس سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ' جب شام ہوئی تو تاکستان کے مالک
نے اپنے کارندہ سے کہا کہ مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لیکر پہلوں تک ان کی
مزدوری دیدے' جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے لگائے گئے تھے تو ان کو
ایک دنیار ملا جب پہلے مزدور آئے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو زیادہ ملے گا

اور ان کو بھی ایک ہی دینار ملا جب ملا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے' کہ ان پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا اور تو نے ان کو ہمارے برابر کردیا
جنہوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا اور سخت دھوپ سہی
اس نے جواب دیکر ان میں سے ایک سے کہا' میاں! میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں
ٹھہرا تھا جو تیرا ہے اٹھالے اور چلا جا' میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس
پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں' کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو
کروں یا تو اس لئے کہ میں نیک ہوں' بری نظر سے دیکھتا ہے؟ اسی
طرح آخر اول ہوجائیں گے اور اول آخر" (کیونکہ اکثر
چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور تھوڑے منتخب کرلئے جاتے ہیں)
یہاں آخرین سے مراد امت محمدیہ کے افراد ہیں' وہ اجر و ثواب میں مقدم ہوں گے وہی اولین آخرین ہیں' رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ ہم اولین بھی ہیں اور آخرین بھی' آپ کا ارشاد ہے کہ جنت مجھ سے پہلے تمام انبیاء پر حرام ہوگی یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہوں' اسی طرح تمام امتوں پر بھی حرام ہوگی حتیٰ امت محمدیہ اس میں داخل ہو"

16 ویں بشارت

انجیل کے اکیسویں باب میں ہے۔
"ایک اور تمثیل سنو' ایک گھر کا مالک تھا' جس نے تاکستان لگایا
اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے
باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پردیس چلا گیا' اور جب پھل کا موسم
قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا
اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار
کیا' پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے ان کے
ساتھ بھی وہی سلوک کیا' آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے
بیٹے کا تو لحاظ کریں گے جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے
آؤ اسے قتل کرکے اس کی میراث پر قبضہ کرلیں اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا
اور قتل کردیا۔ پس جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟
انہوں نے اس سے کہا کہ ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے
باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں' یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب

مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ
جس پتھر کو معماروں نے رد کیا
وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا
یہ خداوند کی طرف سے ہے
اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔
اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی
اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے' دے دی جائے گی اور جو اس
پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا' لیکن جس پر وہ گرے گا
اسے پیس ڈالے گا اور جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اس کی
تمثیلیں سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کیا کہتا ہے اور وہ اسے پکڑنے
کی کوشش میں تھے' لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اسے نبی جانتے تھے"

گھر کے مالک سے مراد اللہ تعالیٰ ہے باغ کنایہ ہے شریعت سے اور احاطہ حوض اور برج محرمات' مباحات اور اوامر و نواہی کی تعبیریں ہیں' سرکش باغبان یہودیوں کی تمثیل ہے' جیسا کہ کاہنوں اور فریسیوں نے اس سے سمجھا اور فرستادہ نوکروں سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور لفظ "ابن" عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بولا گیا اس اطلاق ابن میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا معنی ہے صالح' نیکوکار جیسا کہ انجیل متی میں ایک اور جگہ آیا اور اس کی کئی نظیریں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے اپنے زعم فاسد کے مطابق قتل کر دیا اور کونے کے پتھر سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کو تشبیہ دی گئی ہے اور ثمر بردار امت "امت محمدیہ" ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ہی وہ فولادی چٹان ہیں کہ جو ان سے ٹکرایا' پاش پاش ہو گیا اور جس پر آپ ﷺ جا پڑے اسے پیس کر رکھا دیا' ان اوصاف کے مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام قطعاً نہیں ہو سکتے جیسا کہ عیسائی خام خیالی میں مبتلا ہیں۔

17ویں بشارت

مکاشفہ باب دوم آیت نمبر 26
"جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے موافق آخر تک عمل کرے میں اسے قوموں پر اختیار دوں گا' اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکمت کرے گا"

اس قاہر فولادی عصا اور اقتدار کے مالک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

18ویں بشارت روح حق کی آمد

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے

درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا' کہ ابد تک تمہارے ساتھ
رہے' یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی' کیونکہ نہ اسے دیکھتی اور نہ
جانتی ہے' تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہو گا
اور فار قلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا' وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا
اور جو کچھ میں نے تم سے کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں اگر تم مجھ
سے محبت رکھتے تو اس بات سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں' خوش ہوتے
کیونکہ باپ مجھ سے بڑا ہے' اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے
کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو' اس کے بعد میں تم سے بہت سی
باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں لیکن
یہ اس کے لئے ہوتا ہے ------
لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے
بھیجوں گا' یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا
اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو"
"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے'
کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ فار قلیط تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو
اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت
کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا' گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں
لاتے' راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم
مجھے پھر نہ دیکھو گے' عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔
مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کرنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن
جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا' اس لئے کہ
وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا' وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے
گا' وہ میرا جلال ظاہر کرے گا' اس لئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔
جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور
تمہیں خبریں دے گا۔"

لفظ فار قلیط: عبرانی لفظ کا یونانی ترجمہ ہے' عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی زبان کا لفظ مفقود ہے' علامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں یہاں اصل بحث کو چھوڑ کر اس یونانی لفظ پر کلام کرتا ہوں
اگر اس یونانی لفظ کی اصل "پیرکلوٹس" ہے تو معاملہ واضح اور ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کی یہ بشارت حضرت محمد رسول

اللہ ﷺ کے بارے میں ہے کیونکہ یہ لفظ محمد اور احمد کے مترادف ہے اور اگر اس کی اصل بارا کلیطوس ہے جیساکہ عیسائی دعویٰ کرتے ہیں تب بھی استدلال کے منافی نہیں کیونکہ اس کا معنی مددگار وکیل اور شافع ہے اور یہ تمام مفہوم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر صادق آتے ہیں۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام اوصاف جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس مبشر بہ فار قلیط کو متصف قرار دیا ہے۔ وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ کمال مطابقت رکھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں پر اترنے والی روح سے ذرہ برابر نسبت نہیں رکھتے۔ جیساکہ عیسائی علماء کا خیال ہے کہ فار قلیط سے مراد شاگردان مسیح پر اترنے والی روح ہے۔

علامہ رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بہت عمدہ تفصیل بیان کی ہے اور کئی وجوہ سے اس کا مفصل رد کیا ہے۔ جو تفصیلی بحث کا خواہش مند ہو وہ ان کی اصل کتاب کا مطالعہ کرے۔

یہ وہ بشارتیں اور پیشین گوئیاں ہیں جنہیں "اظہار الحق" کے مصنف کے علاوہ دیگر ثقہ علماء نے اہل کتاب کی کتابوں سے باہم متقارب عبارات نقل کی ہیں۔ بعض الفاظ میں عبرانی اور یونانی زبانوں سے عربی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے معمولی اختلاف واقع ہوا ہے' میں نے ان عبارات کا انتخاب اظہار الحق سے کیا ہے کیونکہ علامہ موصوف نے یہ عبارات اہل کتاب کی موجودہ کتابوں سے نقل کی ہیں۔ انہوں نے ہر کتاب کی تاریخ اشاعت اور مقام طبع کی نشاندہی بھی کردی ہے تاکہ مراجعت میں آسانی ہو' یہ اقامت حجت کی دلیل ہے یہی سبب ہے جس نے علامہ مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کو رکیک عبارات کی محافظت پر اکسایا ہے حالانکہ وہ مفید مطلب اور بات کیلئے عبارات میں تصرف بھی کرسکتے ہیں مگر انہوں نے الفاظ کی حفاظت کا پورا اہتمام کیا ہے تاکہ یہود و نصاریٰ پر حجت قائم ہو اور وہ ان دلائل سے مطمئن ہو جائیں مگر توفیق ہدایت اللہ کے دست قدرت میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ — بے شک ہدایت نہیں دے سکتے جسے تم چاہو' ہاں اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

میں اب گزشتہ بشارتوں کے ساتھ ان بشارتوں کا تذکرہ کرتا ہوں جو سابقہ آسمانی کتابوں میں وارد ہوئی ہیں اور جنہیں صاحب اظہار الحق نے ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کی ذکر کردہ بشارتیں منصف مخالفین پر حجت قائم کرنے کیلئے کافی تھیں' میں نے ان بشارات کے لئے امام ابوالحسن الماوردی کی کتاب اعلام النبوۃ کو ترجیح دی ہے کیونکہ ان کی اس مبارک تصنیف کو سبقت اور جلالت شان حاصل ہے۔ اس کے بعد دیگر مصنفین کی نقل کردہ پیشین گوئیاں لاؤں گا جن کی تعداد چودہ ہے۔

19ویں بشارت

حضرت شعیاء علیہ السلام اپنی کتاب کی بائیسویں (22) فصل میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(اے ارض مکہ) اٹھ اپنا چراغ روشن کر' تیرا وقت قریب آگیا ہے۔ خدا کا وقار تجھ پر طالع ہے اس نے زمین کو سائے سے ڈھانپ دیا ہے اور قوموں پر دھند چھاگئی ہے اور خداوند تجھ پر جلوہ گر ہونے والا ہے اور اپنی کرامت ظاہر کرنے والا

ہے' امتیں تیرے نور کی طرف چلیں گی اور بادشاہ تیرے طلوع کی روشنی کی طرف' تو اپنی نگاہ اٹھا کر اپنے ماحول کو دیکھ اور غور کر وہ تیرے پاس جمع ہوں گے' تیراج کریں گے' تیرے بیٹے دور دراز سے آئیں گے اور تو خوشی اور شادمانی سے سرشار ہوگی کیونکہ سمندر کے ذخیرے تیری طرف مائل ہوں گے اور امتوں کے لشکر تیرا قصد کریں گے یہاں تک کہ تجھے اونٹوں سے بھر دیں گے' تیرے پاس آنے والی اونٹوں کی قطاروں سے تیری زمین کا دامن تنگ ہوجائے گا۔ مدین کے مینڈھے تیری طرف ہنکائے جائیں گے۔ اہل سباء اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرتے ہوئے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے آئیں گے' قیدار کے ریوڑ تیری طرف چلیں گے اور میری قربان گاہ پر چڑھائے جائیں گے جو میری رضا کیلئے ہوں گے۔ اس وقت میں اپنے گھر کی تعریف بیان کروں گا" یہ تمام صفات مکہ شریف میں پائی جاتی ہیں اور اس پیشین گوئی کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوا' قیدار کے ریوڑوں سے مراد عرب کے ریوڑ ہیں کیونکہ عرب قیدار بن اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔

20 ویں بشارت   شترسوار

شعیا علیہ السلام نے فرمایا:

"میرے خداوند نے مجھ سے فرمایا جا اٹھ کر جھروکے میں دیکھ جو تمہیں نظر آئے ہم تمہیں اس کے بارے میں بتائیں تو اس نے دو سوار دیکھے ایک گدھا سوار اور دوسرا شترسوار' وہ اسی حالت میں تھا کہ ایک سوار آیا وہ کہہ رہا تھا بابل برباد ہوگیا' اس کے بت پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ یہ ہے جو میں نے خداوند بنی اسرائیل کے معبود سے سنا' میں نے تمہیں بتا دیا۔

اس بشارت میں گدھا سوار سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور شترسوار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

21 ویں بشارت

شعیا علیہ السلام اپنی کتاب کی سولھویں فصل میں فرماتے ہیں۔

"پیاسا بادیہ اس کے لئے خوش ہو اور دشت جبل فرحاں ہوں کہ عنقریب احمد کی برکت سے نبات کو محاسن اور باغات کو رعنائیاں عطا ہوں گی' انبیاء اس کے ساتھ اللہ کا جلال دیکھیں گے" شعیا فرماتے ہیں اس کی حکومت کی نشانی اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ہوگی"

اس سے مراد ہے نبوت محمدیہ' اور یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صفت ہے اور یہ بادیہ سے مراد حجاز مقدس ہے کیونکہ اسم احمد ﷺ کے ساتھ صراحت موجود ہے۔

22 ویں بشارت

کتاب شعیا فصل 17
شعیا علیہ السلام نے فرمایا "بادیہ" میں ہاتف کی آواز گونجی' خداوند کا راستہ
خالی کرو' ہمارے معبود کی راہ تیار کرو' عنقریب وادیاں پانی سے بھر کر بہیں گی
پہاڑ پایاب ہوں گے' ٹیلے ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور بنجر زمین صاف و ہموار
ہوگی اور خداوند کے معجزات ظاہر ہوں گے جنہیں ہر کوئی دیکھے گا"
"راستے کی ہمواری" حج بیت اللہ کی عبادت کی صورت میں ظاہر ہوئی اور باقی مذکورہ صفات عرب و عجم میں جہاد کی شکل میں سامنے آئیں جو رسول اکرم ﷺ کی حیات ظاہری اور بعد وصال باطل کے خلاف ہوا۔

23 ویں بشارت

کتاب شعیا فصل بیں اور مزامیر داؤد 153
"بادیئے اور بستیاں پرامن ہوجائیں ارض قیدار چراگاہیں ہوجائے' غاروں کے رہنے والے
تسبیح بیان کریں اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے خداوند کی حمد پکاریں اور اس کی تسبیح بولیں
کیونکہ خداوند کوہ وقار کی طرح آتا ہے جو جھڑکے اور اپنے دشمنوں کو قتل کرے گا
"ارض قیدار سرزمین عرب ہے کیونکہ اہل عرب قیدار کی اولاد ہیں اور مروج مکہ کے
اردگرد چراگاہیں ہیں جہاں کھجور کے درخت' باغات اور چشمے ہیں۔

24 ویں بشارت دست قدرت کا کارنامہ

"ضعفاء اور مساکین پانی مانگتے ہیں' حالانکہ ان کے پانی نہیں' ان کی زبانیں پیاس
سے خشک ہیں' میں خداوند اس روز ان کی دعا سنوں گا' انہیں رائیگاں نہ جانے دوں گا
بلکہ ان کے لئے پہاڑوں میں سے نہریں بہاؤں گا' گڑھوں میں چشمے جاری کروں گا' بادیوں
میں جھنڈ پیدا کروں گا اور پیاسی زمینوں میں پانی رواں کروں گا اور سنگلاخ گڑھوں
میں صنوبر' آس اور زیتون اگاؤں گا' اور پست ہموار جگہوں پر پودے پیدا کروں گا۔
تاکہ وہ ان کو دیکھیں پھر غور کریں اور جان لیں کہ یہ سب دست قدرت کا کارنامہ ہے"
یہ سب بلاد عرب کی تصویر ہے جو اللہ نے اہل عرب کے اسلام کی بدولت پیدا فرمائی ہے"

25 ویں بشارت زبردست امت

یوبال ابن بوثال نبی اپنی کتاب میں کہتے ہیں
"ایک بڑی اور زبردست امت جس کی مانند نہ کبھی ہوئی اور نہ سالہائے دراز تک اس کے بعد ہوگی پہاڑوں پر صبح

صادق کی طرح پھیل جائے گی گویا ان کے آگے آگے آگ بھسم کرتی جاتی ہے اور ان کے پیچھے پیچھے شعلہ جلاتا جاتا ہے ان کے آگے زمین باغ عدن کی مانند ہے اور ان کے پیچھے ویران بیابان ہے جب اسے عبور کرتے ہیں تو اسے پامال کرکے رکھ دیتے ہیں وہ پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں وہ گھوڑ سواروں کی مانند بھاگتے ہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر رتھوں کے کھڑکھڑانے اور بھوسے کو بھسم کرنے والے شعلہ آتش کے شور کی مانند بلند ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے زمین کانپتی ہے۔ آسمان تھرتھراتا ہے سورج تاریک ہوجاتا ہے ستارے بے نور ہوجاتے ہیں اور خداوند اپنے لشکر کے سامنے للکارتا ہے کیونکہ اس کا لشکر بے شمار ہے اور اس کے حکم کو سرانجام دینے والا زبردست ہے کیونکہ خداوند کا روز عظیم نہایت خوفناک ہے" دوسری روایت نورالرب عظیم ہے۔ یعنی خداوند کا نور عظیم نہایت خوفناک ہے"

اس بشارت میں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

26 ویں بشارت

بنی اسرائیل کے ایک نبی عبدیاہ کی پیشین گوئی ہے

"ہم نے خداوند سے خبر سنی اور قوموں کی طرف ایک ایلچی بھیجا ہے کہ اٹھو چلو تو وہ اس کے خلاف برسرپیکار ہوجائیں گے' اے پہاڑوں کی غاروں اور شگافوں میں رہنے والے! تیرا مکان بلند ہے --- سب قوموں پر خداوند کا دن آپہنچا ہے جیسا کہ تو نے کیا ہے ویسا ہی تجھ سے کیا جائے گا"

اس بشارت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی طرف اشارہ ہے۔

27 ویں بشارت

(میکاہ) میخا نبی نے فرمایا

اب وہ انہیں اس وقت کے حوالے کرے گا جس میں والدہ جنے گی' وہ کھڑا ہوگا' وہ خداوند اپنے خدا کے نام کی بزرگی سے گلہ بانی کرے گا اور وہ قائم رہیں گے اور کیونکہ اس کا اقتدار اقطار ارض تک ہوگا اور وہ بہترین سلامتی پر ہوگا۔"

حضرت سلطان عرب و عجم محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی نبی کو اقطار ارض کا اقتدار نصیب نہ ہوا۔

28 ویں بشارت

اللہ طور سینا سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ زمین اس کے (محاسن و محامد" حمد سے معمور ہوگئی اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند ہے وہ اپنے ملک کی حفاظت کرے گا۔ موتیں اس کے آگے آگے چلیں گی' پرندے اس کے لشکر کے ساتھ ہوں گے' وہ اٹھا اور زمین کو پامال کیا' قدیم پہاڑ لرزہ براندام ہوئے۔ قدیم ٹیلے جھک گئے۔ ارض مدین کے پردے ہل گئے۔ مسائی قدیمہ بر آئیں۔ بیت الاثیم کا سر قطع ہوا اور اس کے قہر و غضب کے باعث بادشاہوں کے سر کچل دیئے گئے"

یہ مشہور و معروف ہے کہ محمد و احمد نبی کریم کا اسم گرامی ہے سریانی زبان میں یہی اسم گرامی مشیخ آیا ہے

29 ویں بشارت

حضرت حزقی ایل کی کتاب میں یہ پیشین گوئی مذکور ہے کہ
"بے شک وہی جو بیابان سے ظاہر ہوگا اس کے ظہور میں یہود کی موت ہے جیسے باغ، جس نے آب رواں کے باعث شاخیں نکالیں اور پھل دیئے اور ٹہنیاں اور شاخیں تہہ بہ تہہ ہوگئیں مگروہ باغ عذاب الٰہی کے باعث قائم نہ رہا اور کٹ کر زمین پر آگرا اور آسمانی آگ نے اسے جلا کر خاکستر کردیا، اسی لئے اس باغ کو اب بیاباں کی ویراں پیاسی زمین میں لگایا گیا ہے جس کی فالتو ٹہنیوں سے آگ نکلی جس سے پہلے باغ کے پھل خاکستر ہوگئے یہاں تک کہ اس کی کوئی لکڑی نہ بچی"
یہ پیشین گوئی واضح طور پر ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں ہے کیونکہ آپ ہی بادیہ عرب سے ظاہر ہوئے اور دنیائے یہودیت کیلئے موت ثابت ہوئے۔ پیشین گوئی میں دیگر اوصاف بھی بالکل ظاہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے ذریعے قہروعذاب نازل کیا اور ان سے انتقام لیا۔

30 ویں بشارت

بنی اسرائیل کے پیغمبر شعیا علیہ السلام اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔
"لوگو! مجھے امید ہے کہ آج میں شہادت دوں گا کیونکہ وقت آگیا ہے کہ میں
قوموں کے حشر اور بادشاہوں کے اجتماع کے معاملہ کو ظاہر کروں
تاکہ ان پر اپنا غصہ اتاروں اور قوموں کیلئے پسندیدہ زبان کی تجدید کروں
تاکہ وہ اپنے خداوند کا چرچا کریں اور مل کر اس کی عبادت کریں اور قربانیاں پیش کریں"
یہ بات متحقق و معلوم ہے کہ لغت عرب ہی پسندیدہ اور منتخب زبان ہے جو کرہ ارض کے ایک بڑے حصے پر بولی جاتی ہے۔ قربانیوں اور اجتماعی عبادت کا تعلق حج بیت اللہ سے ہے کہ لوگ وہاں تمام اقطار ارض سے اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ سب مناسک حج میں شریک ہوتے ہیں۔

31 ویں بشارت

زکریا علیہ السلام کتاب زکریا کے باب چہارم میں فرماتے ہیں
اور وہ فرشتہ جو مجھ سے باتیں کرتا تھا پھر آیا اور اس نے گویا مجھے نیند سے جگا دیا اور پوچھا تو کیا دیکھتا ہے اور میں نے کہا کہ میں سونے کا ایک شمعدان دیکھتا ہوں جس کے سر پر ایک کٹورا ہے اور اس کے اوپر سات چراغ ہیں اور ان سات چراغوں پر ان کی نلیاں اور اس کے پاس زیتون کے دو درخت ہیں، ایک تو کٹورے کی دہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف اور

میں نے اس فرشتہ سے جو مجھ سے کلام کرتا ہے پوچھا یہ کیا ہیں؟ تب اس فرشتے نے جو مجھ سے کلام کرتا تھا کہا کیا تو نہیں جانتا یہ کیا ہیں میں نے کہا نہیں اے میرے آقا تب اس نے مجھے جواب دیا کہ یہ "زر بابال" کیلئے خداوند کا کلام ہے' یعنی "محمد" کیلئے جو میرے نام سے پکارا جائے گا اور میں اس کو جواب دوں گا' نصیحت اور پاکیزگی کیلئے اور جھوٹے نبیوں اور ناپاک روحوں کو پھیر دے گا' نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے"

اس پیشین گوئی میں زیتون کے دو درختوں سے مراد دین اور سلطنت ہے اور زر بابال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی ہے۔

32 ویں بشارت

حضرت دانی ایل اپنی کتاب میں یہ پیشین گوئی کرتے ہیں

"کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا' وہ اسے اس کے حضور لائے اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اسے دی گئی' تاکہ سب لوگ اور امتیں اور اہل لغت اس کی خدمت گزاری کریں۔ اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اس کی مملکت لازوال ہوگی"

33 ویں بشارت

ارمیاہ علیہ السلام کی پیشین گوئی ہے کہ بخت نصر کے ایام حکومت میں جب اہل فارس نے اپنے نبی کو شہید کردیا' تو بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یرمیاہ نبی کو حکم دیا کہ وہ بخت نصر کو عربوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دے اور انہیں نبی کی شہادت کے جرم میں قتل کرے۔ بخت نصر اس حکم کی تعمیل میں بلاد عرب پر حملہ آور ہوا اور انہیں قتل کرتے ہوئے اور قیدی بناتے ہوئے تہامہ تک پہنچ گیا۔ وہ معد بن عدنان کے پاس آیا اور اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر یرمیاہ نبی نے منع فرما دیا کہ اس شخص کی پشت میں "وہ نبی" ہے جو آخری زمانے میں مبعوث ہوگا اور اللہ اس پر سلسلہ انبیاء ختم کردے گا۔ بخت نصر نے معد کو چھوڑ دیا اور اسے ساتھ لے گیا حتیٰ کہ یمن کے قلعوں کو آگرایا اور قلعہ بند یمنیوں کا قتل عام کیا۔ اس نے معد کا نکاح یمن کی ایک خوبصورت عورت سے کیا۔ اسے وہیں چھوڑا جہاں اس کی نسل بڑھی' ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ آیت كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً اسی بارے میں ہے"

34 ویں بشارت

داؤد علیہ السلام نے زبور میں بشارت دی

اِنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ مِنْ صَيْفُوْنَ اِكْلِيْلاً مَحْمُوْدًا — اللہ نے صیفون (عرب) سے اکلیل (نبوت) محمود کو ظاہر فرمایا

صیفون عرب کو کہتے ہیں، مراد تاج نبوت ہے اور محمود محمد ﷺ کا اسم پاک ہے

35 ویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک اور مزمور ہے۔

وہ بحر سے بحر قطع کرے گا اور دریا سے دریا حتیٰ کہ خاکدان ارضی پایاب ہوجائے گا۔ جزیرے اس کے گھوڑ سواروں کے قدموں سے پائمال اس کے دشمن خاک چاٹیں گے۔ بادشاہ اس کے حضور جھکیں گے۔ امتیں اس کی مطیع ہوں گی کیونکہ وہ ضعیفوں کو طاقتوروں سے رہائی دلائے گا' کمزوروں کو نجات دے گا اور مسکینوں پر مہربانی کرے گا' ملک سبا کا سونا اس کے ہاتھ آئے گا' (جمیع اقطار ارض سے اس پر اتنا درود پڑھا جائے گا کہ اس کا شمار صرف اللہ ہی جانتا ہے' ہمہ وقت اس پر درود پڑھا جائے گا اور اس پر روزانہ برکتیں ہوں گی اور ابد تک اس کا چرچا ہوگا"

واضح رہے کہ اس پیشین گوئی میں مذکورہ اوصاف کا مصداق محمد رسول اللہ ﷺ ہیں' جمیع اقطار ارض سے آپ کی امت آپ پر اتنا درود پڑھتی ہے کہ جس کا شمار صرف اللہ کو معلوم ہے اس سے وہ درود و سلام خارج جو اللہ' اس کے فرشتے اور مومن جنات پڑھتے ہیں۔ آپ کی ذات پر بے حدونہایت درود و سلام

جو شخص درودوسلام کی فضیلت پر آگاہ ہونا چاہتا ہے وہ میری کتابوں "افضل الصلوۃ علیٰ سیدالسادات" اور "سعادۃ الدارین علی سیدالکونین" کا مطالعہ کرے۔ وہ اس موضوع پر جامع کتابیں ہیں۔

36 ویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ایک مزمور میں دعا مانگی

"اے اللہ! اس کو مبعوث فرما جو سنت قائم کرے گا اور لوگوں کو بتائے گا کہ وہ انسان ہے" یعنی ایسے نبی کو مبعوث فرما جو اس بات کا علم دے کہ مسیح علیہ السلام انسان ہیں' خدا نہیں کیونکہ داؤد علیہ السلام کو علم تھا کہ عنقریب ایک قوم عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے کا دعویٰ کرے گی۔ امام ماوردی کی کتاب "اعلام النبوت" سے منقول مع معمولی توضیحی زیادات ختم ہوئیں۔

37 ویں بشارت

تورات کی بشارت شفائے قاضی عیاض رحمہ اللہ میں عطاء بن یسار کی سند منقول ہے وہ کہتے ہیں' میری عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے تورات میں موجود نبی اکرم ﷺ کی صفات کے متعلق بتایئے۔ فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! تورات میں آپ کی بعض صفات وہی بیان ہوئی ہیں جو موجود ہیں۔ تورات کی عبارت یہ ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِى وَرَسُوْلِى سَمَّيْتُهٗ الْمُتَوَكِّلُ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَاصَخَابٍ فِى الْاَسْوَاقِ وَلَايَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَ يَغْفِرُوْ لَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَرْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ يُفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عَمْيًا وَ اٰذَانًا صَمًّا وَ قُلُوْبًا غُلْفًا

اے نبی! ہم نے تم کو شاہد مبشر نذیر اور امیوں کی پناہ گاہ بنا کر بھیجا' تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا' نہ بدخلق نہ تندخو نہ بازاروں میں شوروغل کرنے والے' وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔ اللہ انہیں ہرگز قبض نہیں فرمائے گا' حتیٰ کہ اللہ ان کے ذریعے کجرو امت کو سیدھا کر دے کہ وہ کہہ اٹھیں۔ لاالہ الااللہ۔ اللہ ان کے ذریعے اندھی آنکھیں' بہرے کان اور بند دل کھول دے گا"

اسی طرح عبداللہ بن سلام اور کعب احبار سے منقول ہے بعض دیگر طرق کے ذریعے ابن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ وہ بازاروں میں شور نہیں کرتے' نہ بدگوئی اور نہ خیانت آمیزبات' میں انہیں خوبصورت باتوں سے مزین کروں گا' ہر خلق کریم انہیں عطا کروں گا' سکینہ ان کا لباس بناؤں گا' نیکی ان کا شعار' تقویٰ ان کا ضمیر' حکمت ان کا قول اور صدق و صفا ان کی طبیعت' عفو معروف ان کا خلق' عدل ان کی سیرت' حق ان کی شریعت' ہدایت ان کا امام اور اسلام ان کی ملت قرار دوں گا' ان کا نام احمد ہوگا' میں ان کے ذریعے گمراہی میں رہنمائی کا سامان کروں گا' جہالت کے بعد علم عطا کروں گا پستی کے بعد رفعت' قلت کے بعد کثرت' محتاجی کے بعد غنیٰ' فرقت کے بعد جمع کروں گا۔ میں اس کے سبب اختلاف میں مبتلا دلوں' کو گوناں گوں خواہشات کو اور بکھری امتوں کو جوڑ دوں گا' میں اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا"

38 ویں بشارت

شفا شریف میں بحوالہ تورات دارمی حضرت کعب ﷺ سے موقوفاً اور طبرانی اور ابو نعیم دلائل نبوت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صفات کے بارے میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"میرا بندہ احمد مختار ہے' جائے ولادت مکہ شریف اور جائے ہجرت مدینہ شریف ہے آپ کی امت ہر حالت میں خدا کی حمد سرا ہوگی۔"

اس بارے میں بہترین تصنیف امام ابو عبداللہ محمد بن ظفر المکی کی تالیف خیرالبشر لخیرالبشر ہے' جو امام ابوالبرکات محمد بن علی الانصاری ...سلی نے 566 ہجری میں ان سے نقل کی ہے۔ یہ قابل اعتماد کتاب ہے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب وغیرہ کتب میں اس کتاب سے اخذ واستفادہ کیا ہے اب میں اس کتاب سے وہ پیش گوئیاں نقل کرتا ہوں جو قبل ازیں منقول نہ ہوئیں۔

39 ویں بشارت

مصنف علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں۔

"ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ کے پاس دورہ کیا تو وہ حاملہ ہوگئیں جب دیکھا کہ وہ حاملہ ہیں تو سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ناراض ہوکر شکایت کی کہ میں نے اپنی خادمہ آپ کے سپرد کی جب وہ حاملہ ہوئی تو مجھے حقیر جاننے لگی' اللہ میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ کرے گا تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا' میں یہ خادمہ تمہارے حوالے کرتا ہوں جو چاہو اس کے ساتھ کرو' اس پر سارہ نے ہاجرہ کو اذیت دی تو اس نے راہ فرار اختیار کی' حاور کے راستے پر ایک چشمہ آب پر اللہ کے فرشتے سے ملاقات ہوئی پوچھا ہاجرہ کہاں سے آرہی ہو؟ اور کہاں کا ارادہ ہے؟ ہاجرہ نے کہا: سارہ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ فرشتہ نے کہا: اپنی مالکہ کے پاس لوٹ چلو اور اس کی خدمت بجا لاؤ' میں تمہاری اولاد اتنی بڑھاؤں گا کہ کثرت عدد کے باعث ان کا شمار نہ ہوسکے گا' فرشتے نے یہ بھی کہا کہ عنقریب تم ایک بیٹے کو جنم دو گی جس کا نام اسماعیل ہوگا' اللہ تمہاری خدمت گزاری کو جانتا ہے اس کا ہاتھ سب پر بالا ہوگا' وہ سب برادری پر حکومت کرے گا" پیدائش 12-4-16

ابن ظفر کہتے ہیں میں نے ایک اور ترجمہ میں یہ الفاظ پڑھے ہیں۔

"وہ سب پر بالادست ہوگا اور سب کے ہاتھ اس کی جانب فروتنی سے پھیلے ہوں گے"

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ تمام تراجم بشارت مصطفیٰ ﷺ کی دلیل ہیں کیونکہ اسماعیل علیہ السلام نے کبھی تمام بنو اسماعیل پر حکمرانی نہیں کی' نہ تمام بنو اسماعیل نے ان کے سامنے فروتنی اور عاجزی سے ہاتھ پھیلائے اور نہ ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان پر بالادستی حاصل رہی بلکہ تورات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو لیکر جلاوطن ہوئے اور اسماعیل علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کے ساتھ وراثت نہ ملی' تورات میں ہے۔

سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ جس نے ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کو جنم دیا۔ اسحاق سے استہزاء کرتی ہے تو ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو نکال دو کہ کنیز کا بیٹا میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ وراثت میں شریک نہ ہو' ابراہیم کو سارہ کی بات بری لگی' اللہ نے ابراہیم سے فرمایا تم اسماعیل کے بارے میں پریشان نہ ہو۔ سارہ جو کہتی ہے وہ مانو کیونکہ اسحاق کے سبب تمہاری اولاد پکاری جائے گی اور کنیز کے بیٹے کو ایک عظیم امت بناؤں گا' اس لئے کہ وہ آپ کی نسل ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے اور کوئی اس بات کا قائل نہیں کہ اسحاق علیہ السلام اور ان کی اولاد نے کبھی اسماعیل علیہ السلام اور بنواسماعیل کے سامنے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا ہو کیونکہ نبوت اور حکومت ہمیشہ اولاد اسحاق کے پاس رہی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تب بنی اسحاق نے دست اطاعت بڑھایا کہ اس مرحلہ پر محمد ﷺ اور بنی اسماعیل کو غلبہ نصیب ہوا لہٰذا اس بشارت میں اسماعیل علیہ السلام کے ذکر سے اولاد اسماعیل کی طرف اشارہ ہے جیساکہ تورات کے اکثر مقامات پر یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرکے اولاد یعقوب (بنی اسرائیل) مراد لی ہے۔

40 ویں بشارت

حضرت شمعون سے یہ پیشین گوئی منقول ہے۔

جَاءَ اللّٰهُ بِبَيَانٍ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَاتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ مِنْ تَسْبِيْحِهٖ وَتَسْبِيْحِ اُمَّتِهٖ

اللہ کوہ فاران سے بیان کے ساتھ جلوہ گر ہوا آسمان و زمین اس کی تعریف اور اس کی امت کی تعریف سے معمور ہو گئے۔

41 ویں بشارت

صبقوق نبی نے بخت نصر کے زمانہ میں یہ خبر دی۔

"جب آخری امت آئے گی' شترسوار نئی عبادت گاہوں میں انہیں نئی تسبیح کرائے گا۔ پس خوش ہو جاؤ اور صیہون کی طرف جاؤ پرسکون دلوں کے ساتھ بلند آواز سے نئی تسبیح کرتے' یہ آخری زمانے کی امت ہو گی' ان کی تلواریں دو دھاری ہوں گی اور وہ تمام اقطار ارض میں کافر امتوں سے انتقام لے گی۔

بلاشبہ پیغمبروں میں شترسوار پیغمبر صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور نئی امت سے مراد اہل عرب ہیں جن کا تورات میں ذکر ہے۔

نئی عبادت گاہوں سے مراد مسجدیں ہیں اور صیہون شہر مکہ ہے' ابن ظفر کہتے ہیں' میں نے علمائے تورات کے ایک گروہ سے سنا۔ وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں (کہ اس سے مراد مکہ ہی ہے) اگر یہودی یہ دعویٰ کریں' اس سے بیت المقدس کی طرف اشارہ ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم ہمیشہ ہی سے بیت المقدس کی طرف رخت سفر باندھتے رہے' ذرا بتاؤ تو سہی وہ کون ہے جو بنی اسرائیل میں سے ناقہ سوار ہو کر بیت المقدس گیا ہو اور نئی امت کے شمشیر بردار جو نئی تسبیح بلند آہنگی سے پڑھیں گے وہ نئی تسبیح لبیک اللھم لبیک ہے' قدیم مورخین نے حبقوق علیہ السلام سے یہی نقل کیا ہے۔

جاء اللہ من الیمن وظھر القدس	اللہ یمن سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے (جلوہ گر ہوا)
وامتلات الارض من تحمید احمد	اور زمین احمد کی حمد سے معمور ہو گئی
وملک بیمینہ رقاب الامم واضائت	وہ رقاب امم' امتوں کی گردنوں) کا مالک ہوا اس کا نور جگمگا اٹھا'
بنورہ وحملت خیلہ فی البحر	اس کے گھوڑ سوار حملے کیلئے سمندر میں گھس گئے۔ 1۔

حاشیہ: تورات مقدس کے موجودہ اردو ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں۔

خدا تیمان سے آیا۔

اور قدوس کوہ فاران سے۔ سلاہ

اس کا جلال آسمان پر چھا گیا

اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی۔

اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی

وہ کھڑا ہو اور زمین تھرا گئی

اس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندہ ہو گئیں

ازلی پہاڑ پارہ پارہ ہو گئے' قدیم ٹیلے جھک گئے' اس کی راہیں ازلی ہیں ——— ملک مدیان کے پردے ہل گئے۔

42 ویں بشارت

یسعیاہ علیہ السلام اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔
"میں تمام اہل زمین کا علم اسے عطا کروں گا وہ دور دراز ملکوں میں لہرائے گا
تو سب اہل زمین بھاگتے ہوئے اس کے حضور ہوں گے"
یہ حج بیت اللہ کی دعوت کے بارے میں واضح پیشین گوئی ہے' بیت المقدس اس کا مصداق نہیں بن سکتا کیونکہ اس کی زیارت' وقت بشارت بھی کی جاتی تھی' حضرت یسعیاہ کی کتاب میں مکہ شریف اور بیابان مکہ کا کثرت سے ذکر آیا ہے اور اس کے نام پاک کی برکت اور ورد وظیفہ سے ان دونوں کی آبادی کا وعدہ دیا گیا ہے۔

43 ویں بشارت

یسعیاہ علیہ السلام کی کتاب میں امت محمدیہ کے بارے میں بشارت ہے کہ وہ دیگر امتوں کو بھوسے کی مانند پامال کرے گی جب وہ اس کی کچی تلواروں کے سامنے شکست خوردہ ہوں گے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے قریش و عرب کی قوت کو کچل دیا پھر اس کامیابی کو مستحکم کرنے کے بعد دیگر امتوں کو پامال کیا اور پھر اللہ نے امت محمدیہ کا کرہ ارض پر پھریرا لہرا دیا۔

44 ویں بشارت

حضرت یسعیاہ علیہ السلام ایک اور پیشین گوئی میں فرماتے ہیں۔
"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیابان کی زمین کو لبنان اور بیت المقدس کی کرامت
عطا کروں گا' اس زمین میں چشمے پھوٹیں گے' محلات اور بازار بنیں گے
میں وہاں پاکیزہ حرمت والا راستہ بناؤں گا جس سے امتوں کے ناپاک نہ گزریں گے بلکہ وہ مخلصین کا راستہ ہوگا"
یہ پیشین گوئی صریحاً ملک عرب کے بارے میں مسلمان حکمرانوں نے اس میں چشمے رواں کئے ہیں محلات اور مصانع قائم کئے ہیں اور یہ بشارت ان پر راست آتی ہے۔
اس کے بعد امام ابن ظفر فرماتے ہیں کہ یہ الہامی کتابوں میں موجود بشارات مصطفیٰ ﷺ کی بقدر کفایت عبارات ہیں۔ اہل کتاب جن کی تردید نہیں کرسکتے' کیونکہ ہم نے انہیں کے پسندیدہ تراجم لکھے ہیں' لہٰذا وہ ہم پر تحریف کا الزام نہیں دھر سکتے' حالانکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ خود اہل کتاب نے اپنی کتاب میں تحریف و حذف سے کام لیا ہے۔ ان حوالوں سے انشاء اللہ مخالفین کی تردید ہوگی اور طالبان ہدایت کو نفع حاصل ہوگا۔

تتمہ

اسم محمد و احمد کے متعلق بحث از جلاء الافہام

علامہ شمس الدین ابن قیم اپنی کتاب "جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خیرالانام" میں رقم طراز ہیں۔

"ایک جماعت علماء، جن میں امام ابوالقاسم سہیلی بھی شامل ہیں، کا خیال ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا اسم گرامی محمد رکھا جانے سے پہلے اسم "احمد" رکھا گیا۔ اسی لئے عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بشارت اسم احمد سے دی۔ حدیث طویل میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ مولیٰ! میں تورات میں ایک عظیم الشان امت کے فضائل و درجات پاتا ہوں۔ اس امت کو میری امت بنادے۔ فرمایا: موسیٰ! تلک امہ احمد یہ احمد ﷺ کی امت ہے۔ عرض کی، بارالٰہا! اگر یہ میری امت نہیں ہوسکتی تو مجھے ہی اس امت میں شمار فرمالے اور مجھے احمد ﷺ کا امتی بنادے" یہ علماء فرماتے ہیں کہ اسم محمد ﷺ صرف قرآن کے ساتھ مختص ہے۔ جیساکہ ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَانُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
اور وہ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور اس کلام پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔

ایک اور جگہ پر آیا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
محمد اللہ کے رسول ہیں۔

انہوں نے اس دلیل کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ لفظ احمد افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ یعنی احمد الحامدین لربہ (اپنے رب کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا) اور محمد کا معنی ہے ایسا قابل ستائش جس کی تعریف مخلوق کرے، لہٰذا اس اسم پاک کا مصداق وجود و ظہور کے بعد ہی ممکن ہے، ارض و سماء کی مخلوق نے آپ کی تعریف آپ کے ظہور کے بعد کی۔ اسی طرح روز قیامت اہل موقف آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے اور آپ کے ظہور سے جن خیرات و برکات کا فیضان ہوا، مخلوق خدا ان کی وجہ سے آپ کی تعریف و ستائش میں پیہم مصروف رہی ہے۔

یہ تمام امور اس بات کی دلیل ہیں کہ نام "محمد" بعد میں رکھا گیاہے مگر اہل کتاب کے دیندار علماء اس حقیقت کا اعتراف کرتے رہے ہیں کہ انجیل سے پہلے تورات میں اسم محمد مذکور ہوچکا تھا۔ ہم یہاں تورات کے حوالوں سے تفصیلی بحث سپرد قلم کرتے ہیں اور اس مناقشہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

1 - انجیل میں نام احمد مذکور ہونے سے پہلے "تورات" میں اسم "محمد" آچکا تھا، اللہ تعالیٰ نے جہاں اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا وہاں یہ ارشاد فرمایا۔ سَمِعْتُکَ هَأَنَا بَارَکْتُهٗ وَاَیْمَنْتُهٗ بِمَادٍ مَادٍ

یہ تذکرہ اسماعیل علیہ السلام کے بعد ہوا کہ ان کی اولاد میں بارہ عظیم انسان پیدا ہوں گے، ان میں سے ایک عظیم الشان ہستی

ہوگی جس کا اسم گرامی "ماد ماد" ہوگا۔ اہل ایمان علمائے کتاب کے نزدیک یہ حضور انور ﷺ کے اسم پاک "محمد" کی تصریح اور نص قطعی ہے میں نے تورات کی بعض شروح میں اس متن کی یہ تفسیر دیکھی ہے کہ یہ دونوں حروف دونوں مقامات پر سیدنا رسول اللہ ﷺ کے اسم پاک "محمد" کو متضمن ہیں کیونکہ اگر ان دونوں حروف پر آپ لفظ محمد کو قیاس کریں تو اسم محمد حاصل ہوگا۔ وہ اس طرح کہ محمد کی دونوں میمیں، بماد ماد کی دونوں میموں کے مقابل آرہی ہوں اور دال ایک دال کے مقابل جبکہ ح بقیہ تمام حروف کے قائم مقام ہے۔

مساوات اس کی یوں بنی د + ا + ا + ب = ح

8 = 2 + 1 + 1 + 4

یعنی ان دونوں کے اعداد بحساب جمل آٹھ، آٹھ بنتے ہیں گویا حرفوں کے قلیل تفاوت کو مساوات نے برابر کردیا۔

ایک اعتراض : اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تمہاری اس تاویل کی سند کیا ہے؟

جواب : ہم اس اعتراض کے جواب میں کہیں گے کہ یہودی علماء تورات کے مشکل الفاظ کی اسی طرح تاویلیں کرتے ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "اے موسیٰ تم بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ ان کا ہر شخص کپڑے کے ایک گوشے میں آٹھ تاروں کا ڈورا باندھے جس میں پانچ گرہیں لگی ہوں، اور اس کا نام "صیصیت" رکھے۔

علمائے یہود کہتے ہیں کہ اس کی حکمت اور تاویل یہ ہے کہ جو کوئی اپنے پاس یہ ڈورا رکھے گا وہ فرائض خداوندی کو یاد رکھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر 613 شریعتیں فرض کی تھیں اور صیصیت کے اعداد بحساب جمل 600 بنتے ہیں۔

مساوات ت + ی + ص + ی + ص = صیصیت

600 = 90 + 10 + 90 + 10 + 400

اس مجموعہ (یعنی 600) میں 8 اطراف اور 5 گرہیں جمع کریں تو سب ملکر 613 ہوئے گویا لفظ صیصیت کہہ کر اللہ نے فرمایا کہ "فرائض الٰہیہ کو یاد رکھو"

اس کے بعد ہی شارح کہتا ہے کہ بہت سے مفسرین کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ماد ماد کا مفہوم ہے جدا جدا، کیونکہ لفظ ماد تورات میں جدا کے معنی میں آیا ہے۔" وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں ماد ماد بائے اتصال کے ساتھ آیا ہے، یہاں جدا کے مفہوم میں لینا اسالیب کلام کے خلاف ہے، جیسے کوئی کہے اَنَا اُکْرِمُكَ بِجِدًّا چونکہ تورات ازلی موسیٰ کلیم اللہ پر یونانی خطہ میں جوہری تختیوں پر لکھی ہوئی نازل ہوئی تو اس میں لفظ ماد ماد حرف ب کے ساتھ موصولہ مکتوب تھا تو ثابت ہوگیا کہ یہاں اس کے معنی جدا جدا کرنا قطعاً صحیح نہیں اور جو لوگ اس معنی کی طرف گئے ہیں ان کی تاویل قابل التفات نہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل کا یہی واقعہ ایک اور مقام پر آیا جس کے یہ الفاظ ہیں۔

اِنَّهٗ یَلِدُ اِثْنٰی عَشَرَ شَرِیْفًا وَ مِنْ شَرِیْفٍ وَّاحِدٍ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں بارہ خلفاء ہوں گے، ان میں مِنْهُمْ یَکُوْنُ شَخْصٌ اِسْمُهٗ بِمَادِ مَادِ سے ایک خلیفہ اعظم ہوگا جس کا نام بماد ماد ہوگا

یہاں تورات نے اس بات کی تصریح کردی ہے کہ ماد ماد اس عظیم الشان انسان کا نام (اسم علم) ہوگا جو بنی اسماعیل میں سے ہوگا اور جو کہتے ہیں کہ ماد ماد مصدر تو کید کے معنی میں آیا ہے ان کا استدلال باطل ہوگیا ہے کیونکہ اس کے اسم عین کی تصریح اسم معنی ہونے کے مناقض ہے۔

مفسرین کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس لفظ کے متعلق کسی تعسف اور تاویل و تکلف کی ضرورت نہیں کیونکہ تورات میں اسم محمد بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ آیا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ تورات عبرانی زبان میں ہے جو عربی زبان کے بہت مماثل ہے بلکہ تمام لغات سے زیادہ اس کے قریب ہے ان کے مابین اختلاف صرف کیفیات ادائے حروف' تفخیم و ترقیق ضمہ و فتحہ کی ادائیگی میں ہے دونوں زبانوں کے مفردات کی قربتوں اور اتحاد کے موازنہ پر غور فرمایئے۔

عربی ——— عبرانی ——— عربی ——— عبرانی

لا ——— لو ——— الہ ——— اولوہ

قدس ——— قدس ——— الھنا ——— اولو ہیتو

اتی ——— یواتی ——— ابانا ——— ابو تینا

قدسک ——— قدسا ——— الابن ——— ماھم

انت ——— انا ——— اصبح الالہ ——— صباح الوھیم

منہ ——— ممنو ——— حلیب ——— حالون

من بھوزا ——— میھوزا

سمعتک ——— شمعنیما

من ——— مے

بینہ ——— مینو

لہ ——— لو

امتہ ——— امو

ارض ——— ایرض

واحد ——— ایحاء

عالم ——— عوالم

کیس ——— کیس

یاکل ——— یوکل

تین ——— تیتین

اہل عرب کہتے ہیں لَا تَاکُلُ الْجدٰی فِیْ حَلِیْبِ اُمِّہٖ

تو عبرانی اسے یوں کہتے ہیں لَوْ تُوْکَلُ لَذَابَا حَالُوْبُ اُمُّوْ

اسی طرح عرب کہتے ہیں۔ لَا تَاكُلُوْا عبرانی اسے لو تو کلو کہتے ہیں۔

ہم یہاں دونوں زبانوں کی باہم قربتوں کے موازنہ کو زیادہ طویل نہیں کرتے' البتہ ایک نکتہ قابل غور ہے کہ زبانوں کی طرح دونوں امتوں کی شریعتوں اور حالات میں بھی بڑی مشابہت ہے۔ قرآن حکیم میں تورات کے مضامین کئی مقامات پر آئے ہیں۔ مثلاً

اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ قَالُوْا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوْا اِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُوْنَ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ 28:48, 49

کیااس کے منکر نہ ہوئے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا' بولے "دو جادو ہیں ایک دوسرے کی پشتی پر اور بولے! ہم ان دونوں کے منکر ہیں۔ تم فرماؤ! تو' اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو' میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو۔

سورۂ انعام میں اس شخص کارد کرتے ہوئے فرمایا: جس نے کسی انسان پر کلام الٰہی نازل ہونے کا انکار کیا۔

قل من انزل الكتاب الذى جاء به موسى نورا وهدى للناس

تم فرماؤ! کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور لوگوں کے لئے ہدایت

پھر فرمایا

وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ الايه

یہ مبارک کتاب ہم نے نازل کی جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔

اور سورت کے آخر میں فرمایا

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ وَ هٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی پورا احسان کرنے کو اس پر جو نیکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کہ کہیں وہ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔ 4:155

سورۂ آل عمران کے شروع میں ہے۔

الٓمّٓ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا' اس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری لوگوں کو راہ دکھاتی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هَارُوْنَ الْفُرْقَانَ اِلٰى فَانْتُمْ لَهٗ

اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا 21:48

مُنْكِرُوْنَ

تا ------ اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا تو کیا تم اس کے منکر ہو۔ 21:50

اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ باربار ذکر فرماتا ہے اور رسول کریم ﷺ کو تسلی دیتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو راہ خدا میں بہت زیادہ اذیتیں دی گئی ہیں لہٰذا آپ ان مصائب پر صبر کریں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِنَّهٗ كَائِنٌ فِيْ اُمَّتِيْ مَاكَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَتّٰى لَوْكَانَ فِيْهِمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَنْ يَّفْعَلُهٗ

بے شک میری امت میں ایسے حالات پیش آنے والے ہیں جو بنی اسرائیل میں واقع ہوئے یہاں تک کہ اگر کسی بدبخت اسرائیلی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدکاری کی تو اس امت میں ایسا کرنے والا ضرور ہو گا۔

لہٰذا دونوں رسولوں' دونوں کتابوں' دونوں شریعتوں (میری مراد ہے غیر مبدل شریعت) دونوں امتوں اور دونوں زبانوں میں جو حیران کن رنگ اتحاد ہے اس پر غور کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ حروف محمد اور حروف ماد ماد دراصل ایک کلمہ ہے اور ایک ہی حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔ دونوں میموں ہمزہ اور حاء کا مخرج ایک ہی ہے' عبرانی زبان میں دال کو اکثر ذال سے بدل دیا جاتا ہے۔ وہ واحد کو ایحاذ' قدس کو قوذس کہتے ہیں کیونکہ دال اور ذال باہم متقارب ہیں لہٰذا جو شخص ان دونوں لغتوں اور دونوں ناموں میں غور کرے گا اسے قطعاً یہ شبہ نہیں رہے گا کہ دونوں نام ایک ہی حقیقت کو ظاہر کررہے ہیں۔ لغت عرب اور عبرانی زبان میں اتحاد کے کئی نظائر موجود ہیں۔ مثلاً موسیٰ کو لغت عبرانی میں موشی کہتے ہیں جس کی اصل پانی اور درخت ہے کیونکہ ان کی زبان میں مو (ماء) کا معنی پانی ہے اور شا شجر ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو آل فرعون نے چونکہ پانی میں درخت کے قریب سے اٹھایا تھا' لہٰذا ان کا نام موسیٰ پڑ گیا۔ موسیٰ اور موشی کے درمیان جو اختلاف ہے ایسا ہی محمد اور ماد ماد کے درمیان ہے۔ اسی طرح عبرانی زبان میں اسماعیل کو یشماعیل' عیس کو عیسیٰ' سیمعون کو یشماعون' اقیم' آقیم' لھم کو لاھیم۔ من قارب کو مے قارب اور اخیم کو آخیم کہتے ہیں۔ اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح قرآن حکیم میں نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی محمد ہے تورات میں ماد ماد ہے جو در حقیقت محمد ہی ہے۔

جہاں تک عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے اسم گرامی احمد سے ذکر فرمانے کا تعلق ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ان سے تصریح موجود ہے۔ وہ تورات میں مذکور اسم محمد سے متاخر ہے مگر قرآن میں نام محمد سے یہ مقدم ہے (گویا انجیل کا اسم احمد' تورات کے محمد اور قرآن کے محمد کے وسط میں آیا ہے)

ہم پہلے ثابت کرچکے ہیں کہ یہ دونوں اسم اصل میں صفتیں ہیں اور ان میں وصفیت' علمیت کے منافی نہیں' اور یہاں دونوں کا معنی ہی مقصود ہے۔ پس آپ ہر امت کے ہاں مشہور ترین وصف سے متصف رہے کیونکہ "محمد" حمد سے مفعل کے وزن پر ہے جس کا معنی ہے۔

اَلْكَثِيْرُ الْخِصَالِ الَّتِيْ يَحْمَدُ عَلَيْهَا حَمْدًا وہ کثیر الخصال شخصیت جس کے خصائل حمیدہ کی بار بار

مُتَكَرِّرًا حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ تعریف کی جائے۔

اس ہستی کی پہچان' اس کے خصال خیر سے آگاہی' گوناں گوں قسم کے علوم و معارف' اخلاق و اوصاف اور افعال کے علم پر موقوف ہے جس کی وجہ سے وہ عظیم الشان شخصیت بار بار تعریف و ستائش کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بنی اسرائیل علم و معرفت کے لحاظ سے مقدم ہیں اور کتاب و شریعت کا علم بھی (بمقابلہ نصاریٰ) ان کے پاس زیادہ تھا' جیساکہ قرآن حکیم کی آیت کریمہ ہے۔

وَكَتَبْنَالَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيلاً لِّكُلِّ شَيْءٍ ہم نے الواح میں موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہر طرح کے وعظ اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی۔

یہی وجہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت علوم و معرفت میں عیسائی امت سے بڑھ کر تھی اور مسیحی احکام و شریعت کی تکمیل تورات کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اسی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت احکام تورات ہی پر اعتماد کرتی رہی' گویا انجیل تورات کا تکملہ اور اس کے محاسن کی تکمیلی صورت ہے جبکہ قرآن حکیم دونوں کتابوں' تورات و انجیل کے محاسن کا جامع ہے۔

پس اس امت کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا تعارف اسم "محمد" سے ہے کہ آپ کی ذات گرامی میں تمام عمدہ خصلتوں کا اجتماع ہوگیا ہے جس کی وجہ سے آپ باربار حمدوثناء کے مستحق ہیں' جبکہ امت مسیح کے ہاں آپ کی پہچان "اسم احمد" سے ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے میں کوئی آپ کا ہم سر نہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی جو حمد سرائی کی ہے۔ وہ دوسری ہر حمد سے افضل ہے۔ امت مسیح چونکہ ریاضت اخلاق اور افعال میں وہ مقام رکھتی تھی جو امت موسیٰ کو حاصل نہ تھا' لہٰذا کتاب انجیل کا زیادہ حصہ مواعظ اور زہد و اخلاق پر مشتمل ہے اس میں احسان' بردباری اور درگزر کی زبردست ترغیب موجود ہے یہاں تک کہ (ان کے پیش نظر) کہہ دیا گیا ہے کہ شریعتیں تین ہیں۔

1- شریعت عدل :- تورات کی شریعت ہے جس میں امر و نہی اور قصاص کے احکام ہیں۔

2- شریعت فضل :- یعنی انجیل کی شریعت' جو عفوودرگزر' مکارم اخلاق اور احسان کو شامل ہے مثلاً انجیل میں آیا ہے۔

"جو تیری چادر چھین لے اسے اپنا کپڑا دے دے جو تمہیں دائیں گال پر تھپڑ مارے تو اپنا بایاں گال اس کے سامنے کردے جو تمہیں ایک میل گھسیٹ کے لے جائے تو دو میل اس کے ساتھ چل۔

3 - تیسری شریعت ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ہے جوان دونوں شریعتوں کی جامع ہے۔ اس شریعت میں عدل اور اس کے جواب اور فضل و احسان اور اس کے استحسان کا ذکرو بیان ہے۔ مثال کے طور پر آیت قرآنی ہے۔

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَىٰ وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے پس جو معاف کردے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی امت نصاریٰ میں "احمد" افعل التفضیل کے صیغہ پر آیا ہے جو کہ فضل و کمال پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ ان کی شریعت تورات کی تکمیل و تتمیم کیلئے آئی ہے۔ قرآن کریم چونکہ گزشتہ دونوں

شریعتوں کا جامع ہے لہٰذا اس مناسبت سے آپکا تذکرہ اس میں دونوں اسماء کے ساتھ کیا گیا۔ اس فضیلت پر غور کیجئے اور ان اسماء کے ساتھ معانی کے ارتباط و مناسبت کا نظارہ کیجئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ المان بِفَضْلِہٖ وَ تَوْفِیْقِہٖ

حافظ ابن القیم کی عبارت ختم ہوئی۔ جلاء الافہام مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد 108 تا 113

میں نے امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "الریاض الانیقہ فی اسماء خیر الخلیقہ" میں دیکھا یہ اسم پاک (ماد ماد کے بجائے) بموذ ماذ لکھا تھا جسے ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تورات کے سفر اول میں یہ ثابت ہے جو حساب جمل سے اس طرح بنیں گے۔

د + ا + م + ذ + ا + م + ب = بموذ ماذ

92 = 2 + 40 + 1 + 4 + 40 + 1 + 4

ان کے اعداد کا مجموعہ 92 بنتا ہے جو اسم محمد کے اعداد کے برابر ہے۔

میں نے اپنی کتاب "سعادۃ الدارین" میں اسمائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مشتمل صیغہ سلام کے بعد لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ جو آسمانی کتابوں میں آئے ہیں۔ ان کی ایک قسم وہ ہے جو صیغہ کے خاتمہ پر سریانی عبرانی اور رومی الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جسے علماء نے عربی الفاظ میں ذکر کیاہے جو کتاب مذکورہ کے کئی مقامات پر متفرق آئے ہیں۔

قسم اول

بموذ ماذ: امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے نقل کیا ہے اور بتایا کہ یہ اسم گرامی تورات کے سفر اول میں موجود ہے۔

ماذ ماذ: اسے قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر فرمایا اور کہا کہ آسمانی کتابوں میں یہ نام محمد ہے جس کا معنی ہے طیب طیب

موذ موذ: اسے امام عزفی نے نقل کیا ہے ان کے بقول صحف ابراہیم میں یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہے۔

میذ میذ یہ نام بھی امام عزفی نے تورات کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

طاب طاب: یہ نام بقول امام عزفی تورات مقدس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے۔ اس کا معنی ہے طیب یعنی پاکیزہ

حاط حاط: یہ نام پاک زبور میں ہے جیسا کہ امام عزفی نے بیان کیا ہے۔

بارقلیط: فار قلیط کی طرح ہے' یہ انجیل میں اسم رسول کریم ہے جس کا معنی ہے روح حق' یا وہ ذات جو حق و باطل میں خط امتیاز کھینچ دے' بعض روایات میں اس کا معنی حماد حمد اور حامد آیا ہے اکثر اہل انجیل کہتے ہیں کہ اس کا معنی "نجات دہندہ" ہے جسے امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفائے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے۔ امام کرمانی غریب التفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم ہے۔ "وہ ذات جو قابل مذمت نہ ہو"

البرقلیطس: امام ابن اسحاق اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ یہ رومی زبان میں محمد کا مترادف ہے

السرخلیطس: عزفی کہتے ہیں کہ یہ سریانی زبان میں "محمد" ہے۔

المنحمنی: اسے قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفاشریف میں ذکر کیا ہے کہ یہ سریانی لغت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم پاک ہیں' امام ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ نام انجیل میں ہے اور اس کا معنی ہے۔ "محمد"

المشفح المشقح: یہ سریانی زبان میں "محمد" کا ہم معنی ہے بقول ابن ظفر یہ نام کتاب ۔سعیاہ میں ہے۔

حمطایا حمیاطا: اس نام کو امام قسطلانی اور زرقانی نے ذکر کیا ہے۔

اس کا مطلب ہے حامی حرم یعنی حرم مکہ کا محافظ دوسری روایت میں اس کا معنی ہے۔ عورتوں کی عزتوں کا رکھوالا

حبیطی: اسے عزفی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ نام انجیل میں مذکور ہے اور اس کا مطلب ہے حق و باطل میں فرق کردینے والا

کندیدہ: بقول ابن دحیہ یہ نام زبور میں آیا ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ابن دحیہ نے اس پر اضافہ نہیں کیا۔

اخوناخ: یہ نام پاک امام عزفی نے بحوالہ صحف شیث ذکر کیا' اس کا معنی ہے۔ "صحیح الاسلام"

قدمایا: تورات میں اسم محمد' جس کا مفہوم ہے السابق الاول

اخوایا: یہ نام انجیل میں ہے یعنی آخرالانبیاء اسے حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے۔

دوسری قسم

لغت عرب میں اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان اسماء کی تعداد بہت ہے ان میں سے بعض یہ ہیں محمد احمد ماحی مقفی اور نبی الملاحم حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کتب قدیمہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد محمد مقفی نبی الملاحم حمطایا فار قلیطا اور ماذ ماذ تھا۔

اکلیل: عزفی بحوالہ زبور نقل کرتے ہیں۔ ان اللہ اظہر نبیا من مکۃ اکلیلا محمودا

اللہ نے مکہ میں لائق تعریف' تاج انبیاء کو ظاہر فرمایا۔

اکلیل کا معنی ہے تاج' مطلب یہ ہے کہ آپ انبیاء کے تاج اور ان کے سردار ہیں۔

حامد: آپ کا ایک اسم گرامی حامد ہے۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے اے آمنہ! آپ خیرالبریہ سید العالمین کے حمل سے شرفیاب ہوگئی ہیں' ولادت شریفہ کے بعد اس کا نام محمد رکھنا' اس کا نام تورات میں حامد اور انجیل میں احمد ہے۔''

محمود: اس اسم مبارک کو حافظ دحیہ اور دیگر علماء نے ذکر کیا ہے ان کے بقول یہی نام مبارک زبور میں ہے۔

اجیر: اسے حافظ ابوالعباس العرفی نے اپنے مولد میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ بعض آسمانی صحیفوں میں آپ کا اسم شریف اجیر آیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ اپنی امت کو جہنم کی آگ سے بچانے والے ہیں۔ حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نام حافظ ابوالعباس عزفی کے علاوہ کسی کے ہاں نہیں دیکھا۔ شاید یہ احید کی تصحیف ہو۔

احید: اس اسم مقدس کو قاضی عیاض نے شفا شریف میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ تورات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ''احید'' ہے یعنی جہنم کی آگ سے بچانے والا۔

حرزالامیین: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ سے بخاری میں روایت ہے کہ تورات کی آیت ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ — اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد مبشرنذیر اور ان پڑھوں کی جائے پناہ بنا کر بھیجا ہے۔

ابن دحیہ کہتے ہیں حرز کا معنی ہے منع اور امیین سے مراد عرب ہیں' یعنی آپ عربوں کو عذاب اور ذلت سے بچانے والے ہیں۔

روح حق' روح القدس ان دونوں ناموں کو ابن دحیہ نے بحوالہ انجیل ذکر کیا ہے۔

رکن المتواضعین و نور اللہ: یہ دونوں نام کتاب سعیاہ (شعیا) میں مذکور ہیں کہ آپ صدیقین کی قوت' متواضعین کا سہارا اور اللہ کا نہ بجھنے والا نور ہیں آپ کی سلطنت و نبوت کا نشان آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ہے۔

راکب الجمل: یعنی شترسوار' اسے ابن دحیہ نے بحوالہ سعیاہ نبی ذکر کیا ہے۔ حضرت ذوالکفل فرماتے ہیں کہ مجھے کہا گیا کہ اٹھ نظارہ کر' میں نے دیکھا کہ دو سوار آرہے ہیں ایک گدھے پر اور دوسرا اونٹ پر سوار ہے' پھر اپنے ساتھی سے فرمایا۔ ''بابل اپنے اصنام سمیت تباہ ہوگیا'' فرمایا: راکب حمار عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور شترسوار محمد رسول اللہ' دلیل اس کی یہ ہے کہ بابل کی سلطنت نبوت محمدی اور تلوار صحابہ کرام کی وجہ سے نیست و نابود ہوگئی۔

نجاشی کے پاس جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب شریف پہنچا تو ایمان لے آیا اور کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام نے جس طرح خرسوار یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی اسی طرح شترسوار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی فرمائی۔

النبی الامی العربی صاحب الجمل و اصاحب المدرعة
و صاحب التاج و صاحب النعلین و صاحب الهراوة

امام بیہقی دلائل میں مقاتل بن حیان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔

اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ جِدَّ فِيْ اَمْرِيْ — اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو وحی فرمائی

وَلَا تَهْزَلْ وَاسْمَعْ وَاَطِعْ يَا ابْنَ الطَّاهِرَةِ الْبِكْرِ
الْبُتُوْلِ اِنِّیْ خَلَقْتُكَ مِنْ غَيْرِ فَحْلٍ اٰيَةً لِّلْعَالَمِيْنَ
فَاِيَّایَ فَاعْبُدْ وَ عَلَیَّ فَتَوَكَّلْ بَلِّغْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ
اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ الَّذِیْ لَا اَزُوْلُ صَدِّقُوْا
بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْعَرَبِیِّ صَاحِبِ الْجَمَلِ
وَالْمُدْرَعَةِ وَالتَّاجِ وَالنَّعْلَيْنِ وَالْهَرَاوَةِ الْجَعْدِ
الرَّأْسِ السَّبِطِ الْجَبِيْنِ الْمَقْرُوْنِ الْحَاجِبَيْنِ
الْاَنْجَلِ الْعَيْنَيْنِ الْاَهْدَبِ الْاَشْفَارِ الْاَدْعَجِ
الْعَيْنِ الْاَقْنٰى الْاَنْفِ الْوَاضِحِ الْخَدَّيْنِ الْكَثِّ
اللِّحْيَةِ عَرَقُهٗ فِیْ وَجْهِهٖ كَاللُّؤْلُوِ رِيْحِ الْمِسْكِ
يَنْفَحُ مِنْهُ

کہ میرے (دین کے) معاملے میں بھرپور کوشش کر، سستی
اور کمزوری نہ دکھا' اور سمع و طاعت اختیار کر' اے پاکدامن
کنواری بتول کے بیٹے! میں نے تجھے بن باپ کے پیدا کیا' اہل
جہاں کیلئے معجزہ بناکر تو صرف میری عبادت کر اور میرے اوپر
بھروسہ رکھ' لوگوں تک یہ بات پہنچا دے کہ میں اللہ ہوں
ہمیشہ زندہ اور قیوم امی عربی نبی کی تصدیق کرو' وہ صاحب الجمل
مدرعہ صاحب تاج و نعلین اور صاحب عصا ہیں۔ خمدار
زلفیں' کشادہ پیشانی' ابرو مبارک قریب قریب (مگر درمیان
میں معمولی فاصلہ) چشم ہائے مبارک سیاہ' پلکیں دراز' بنی
مبارک بلند' رخسار مبارک واضح اور ہموار' داڑھی مبارک
گھنی' چہرہ اقدس پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح آبدار
آپ کے بدن مبارک سے کستوری کی مانند خوشبو آتی ہے'
(ﷺ)

ابن عساکر کہتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رکوب الجمل (شترسواری) سے کیوں مخصوص کیا گیا ہے حالانکہ آپ کبھی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور کبھی گدھے پر' اور اسی طرح آپ کو ہراوہ یعنی عصا سے کیوں مختص کیا گیا حالانکہ دیگر انبیائے کرام بھی اپنے ہاتھ میں عصا رکھتے تھے' جواب ان سوالوں کا یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں میں یہ مفہوم پوشیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعلق اہل عرب سے ہے۔ دوسروں سے نہیں کیونکہ اونٹ عربوں کی سواری ہے اور ان سے مختص ہے دیگر اقوام کی طرف منسوب نہیں اور ہراوہ یعنی عصا سے زیادہ تر اونٹوں کو مارنے کا کام لیا جاتا ہے لہٰذا دونوں آپ کے عربی ہونے کا کنایہ ہیں۔

صاحب السیف: اس نام کو ابن دحیہ نے ذکر کیا اور کہا کہ یہ پہلی کتابوں میں موجود ہے میں کہتا ہوں کہ زبور کی عبارت پہلے گزر چکی ہے۔ تَقَلَّدْ اَيُّهَا الْجَبَّارُ سَيْفَكَ اے جبار اپنی تلوار حمائل کر

صاحب السلطان: اسے امام قاضی عیاض نے شفاشریف میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ نام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدیم کتابوں میں مذکور ناموں میں سے ہے اور کتاب سعیاہ (شعیا) میں آیا ہے جیساکہ ابن ظفر نے نقل کیا کہ آپ کی سلطنت کی نشانی پشت پر ہے اور عبرانی علماء کی روایت میں اس کی بجائے یہ ہے کہ آپ کی پشت پر مہرنبوت ہے' تو سلطان سے مراد نبوت ہے۔

"صاحب القضیب": اسے شفا شریف میں ذکر کیا اور کہا قضیب سے مراد تلوار ہے اور اسی طرح انجیل میں قضیب کی تلوار ہی سے تفسیر کی گئی ہے' انجیل میں ہے۔

مَعَهٗ قَضِيْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُّقَاتِلُ بِهٖ اس کے پاس تلوار آہنی ہے جس کے ساتھ وہ قتال کرے گا۔

صاحب الخاتم: حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مہرنبوت ہے۔ یہ آپ کی نبوت کی ان نشانیوں میں سے ہے جنہیں اہل کتاب پہچانتے تھے۔

صاحب لا الہ الا اللہ: تورات شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ صفت آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نہیں اٹھائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ٹیڑھی امت سیدھی کردے اس طرح کہ وہ کہیں لاالہ الااللہ۔

ضحوک قتال راکب البعیر: ابن فارس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ تورات میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک نام احمد الضحوک قتال ہے۔ آپ اونٹ پر سوار ہوں گے، شملہ باندھیں گے اور آپ کی تلوار کاندھے پر ہوگی۔ امام احمد حضرت ابودرداء سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ہمیشہ بات کرتے وقت مسکراتے تھے۔

العظیم: یہ اسم پاک قاضی عیاض ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ تورات کے سفراول میں آیا ہے۔ ستلد عظیمًا لامة عظیمة عنقریب تم ایک عظیم امت کے فرمانروائے اعظم کو جنم دو گی۔ پس نبی کریم عظیم ہیں اور خلق عظیم کے مالک ہیں۔

العفو: امام سیوطی فرماتے ہیں تورات میں ولکن یعفو ویصفح کہ آپ عفو و درگزر سے کام لینے والے ہیں۔

الغفور: تورات میں ہے ولکن یعفو ویغفر آپ معاف کرنے والے اور بخش دینے والے ہیں

الفارق: عزفی کہتے ہیں کہ حضور کا یہ نام زبور میں ہے اس کا معنی ہے حق و باطل میں تفریق کرنے والا۔

فلاح: اسے بھی عزفی نے زبور کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

القیم: حافظ سیوطی کہتے ہیں کتب انبیاء میں ہے داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ ہمارے لئے محمد کو مبعوث فرماجو سنت کو فترت کے بعد قائم کریں۔ قیم بھی اسی مفہوم میں آتا ہے۔

متوکل: اس نام کو ایک جماعت علماء نے ذکر کیا ہے۔ تورات شریف میں اس اسم پاک کی نص یوں ہے۔

اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلُ

تو میرا بندہ اور رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔" اور متوکل وہ ہوتا ہے جو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردیتا ہے۔

مقیم السنة: اس نام اقدس کی وضاحت قیم اور صاحب لاالہ الااللہ کے تحت ہوچکی ہے۔

موصل: عزفی تورات کے حوالے سے اس نام اقدس کا ذکر کرتے ہیں۔

امین صادق یتیم: عزفی اپنے مولد میں وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ گزشتہ کتابوں میں آپ کو امین، صادق اور یتیم کہا گیا ہے، اسی طرح قاضی عیاض بھی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ کتابوں میں یتیم ذکر کئے گئے ہیں۔

زربایال: میں کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی زربایال بمعنی محمد ہے، جیساکہ امام ماوردی کی کتاب اعلام النبوت کے حوالے سے بشارت نمبر31 میں مذکور ہوا۔ مگر مجھے یہ اسم پاک اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر لکھنے والوں میں سے کسی کے ہاں نہیں ملا۔

بشارات و علامات نبوت محمدیہ
اوصاف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور امت محمدیہ کے اوصاف و کمالات
پر ثقہ ائمہ حدیث کی گزشتہ
آسمانی کتابوں سے منقول
قابل اعتماد روایات

روایت نمبر1

ابن ابی حاتم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سدی سے زیر آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیائے کرام مبعوث فرمائے سب سے خاتم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر آپ ان کے حین حیات تشریف لے آئیں تو وہ سب آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی امداد کریں گے نیز وہ اپنی امتوں سے آپ پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا عہد لیں گے۔

روایت نمبر2

ابن عساکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آدم علیہ السلام اور بعد کے تمام انبیائے کرام کو بشارت دیتا رہا اور سب امتیں قدیم زمانے سے آپ کی تشریف آوری کی خوشیاں اور آپ کے وسیلہ سے فتح و کامرانی کی دعائیں مانگتی ہیں' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین امت' بہترین زمانے' بہترین اصحاب اور بہترین ملک میں مبعوث فرمایا' تو آپ وہاں حرم مکہ میں جتنی اللہ کی مرضی تھی' مقیم رہے پھر آپ نے طیبہ یعنی حرم محمد کی طرف ہجرت فرمائی' اس طرح آپ کی جائے بعثت بھی حرم ہے اور ہجرت گاہ بھی حرم ہے۔

روایت نمبر3

ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے نقل کرتے ہیں۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی' رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ تو انہیں جواب ملا' کہ آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے' یہ عظیم الشان رسول آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے۔

روایت نمبر4

احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حاکم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مظہر ہوں۔

روایت نمبر5

ابن عساکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

"عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہمیں اپنے بارے میں بتائیے' فرمایا: ہاں! میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ ہوں

اور میرے بارے میں سب سے آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی۔

روایت نمبر6

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

جب حضرت ابراہم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ کے ساتھ ہجرت کا حکم ہوا' تو آپ براق پر سوار ہوئے' براق جس شیریں زرخیز زمین سے گزرتا' ابراہیم علیہ السلام کہتے' جبریل یہاں اترو' وہ کہتے نہیں ابھی نہیں' یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے' تو جبریل نے کہا: ابراہیم اتریئے' فرمایا: یہاں آب و دانہ کچھ نہیں۔ جبریل نے کہا: ہاں

هٰهُنَا يَخْرُجُ النَّبِيَّ الَّذِىْ مِنْ ذُرِّيَّةِ ابنِكَ الَّذِىْ تَتِمُّ بِهِ الْكَلِمَةُ الْعُلْيَا یہاں تیرے بیٹے کی نسل سے اس عظیم الشان نبی کا ظہور ہوگا جس کے ذریعے کلمہ العلیا (دین حق) کی تکمیل ہوگی۔

امام شعبی کی روایت ہے۔ فرمایا: اے ابراہیم! تیری نسل سے گروہ در گروہ جماعتیں ظاہر ہوں گی یہاں تک کہ امی نبی تشریف لے آئے گا جو سلسلہ انبیاء کا آخری پیغمبر ہوگا۔

روایت نمبر7

محمد بن کعب القرظی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں۔

ہاجرہ علیہا السلام جب اپنے بیٹے کو لے کر نکلیں تو ایک شخص سے ملاقات ہوئی' اس نے کہا: ہاجرہ! تمہارا بیٹا کئی قوموں کا باپ ہوگا اور اس کی قوم سے ایک امی نبی مبعوث ہوگا جو حرم پاک میں اقامت پذیر ہوگا۔

انہی سے روایت ہے۔ یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی کہ میں تیری اولاد میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا' یہاں تک کہ نبی حرم کی بعثت ہوگی' جس کی امت بیت المقدس کے ہیکل کو تعمیر کرے گی' وہ آخری نبی ہیں اور ان کا اسم گرامی احمد ہوگا۔

روایت نمبر8

طبرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس تک پہنچی وہ موسیٰ علیہ السلام کی فوج میں جا پڑے اور اسے لوٹ لیا' تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے بددعا کی' اللہ نے انہیں وحی فرمائی' موسیٰ انہیں بددعا نہ دو' کیونکہ وہ نذیر و بشیر امی نبی انہی میں سے ہوگا اور انہی میں سے امت مرحومہ ہوگی جو اللہ کے دیئے ہوئے قلیل رزق پر راضی ہوں گے اور اللہ ان کے قلیل عمل پر خوش ہوگا' وہ انہیں لا الہ الا اللہ کے قول پر جنت میں داخل کرے گا' اور ان کے نبی کا اسم پاک محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوگا۔ جو مقام ہیبت میں متواضع' سکون میں عقل کے جامع' حکمت کے ناطق اور حلم کے پیکر ہوں گے میں انہیں گروہ قریش کے بہترین افراد میں ظاہر کروں گا۔

زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں اور ابونعیم' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور

انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
صِفَتِیْ اَحْمَدُ الْمُتَوَکِّلُ میری صفت احمد ہے میں متوکل ہوں۔" آپ کی جائے پیدائش مکہ اور جائے ہجرت مدینہ شریف ہے' آپ نہ فضول گو ہیں نہ درشت خو' نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے' امت آپ کی حمادون ہے ٹخنوں سے اوپر ازار بند باندھنے والے' اطراف اعضاء دھونے والے (یعنی وضو کرنے والے) اناجیل (یعنی قرآن کی سورتیں) ان کے سینوں میں ہیں وہ یوں صف آراء ہوتے ہیں جیسے میدان جنگ میں صف بستہ ہوں' وہ اپنی قربانیوں کے خونوں سے میرا تقرب چاہنے والے' وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہیں۔

روایت نمبر9

حاکم نے تصحیح کے ساتھ عوف بن مالک سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور تشریف لے گئے میں آپ کے ہمراہ تھا' آپ یہودیوں کے کنیسہ میں داخل ہوئے اور ان سے فرمایا: اے معشر یہود! مجھے ایسے بارہ آدمی دکھاؤ جو لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی شہادت دیتے ہوں' اللہ تعالیٰ آسمان کے نیچے ہر یہودی سے اپنا قہرو غضب موقوف کردے گا' یہ سن کر وہ سب خاموش ہوگئے' کسی نے کوئی جواب نہ دیا' پھر آپ نے یہی کلمات دہرائے تو ان میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے فرمایا: کہ تم نے انکار کیا ہے۔
فَوَاللّٰہِ لَاَنَا الْحَاشِرُ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَاَنَا النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی اٰمَنْتُمْ اَوْکَذَّبْتُمْ اللہ کی قسم! میں حاشر ہوں' میں عاقب ہوں' میں نبی مصطفیٰ ہوں تم مانو یا نہ مانو۔
اس کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور میں آپ کے ساتھ تھا' جب ہم کنیسہ سے باہر نکلنے والے تھے ایک شخص نے پیچھے سے آکر کہا' معلوم ہوتا ہے آپ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔" تو آپ نے اس کی طرف رخ انور کیا' اس نے پوچھا' اے گروہ یہود! میں تمہارے ہاں کس حیثیت کا مالک ہوں؟ انہوں نے جواب دیا بخدا! ہم میں سے کوئی شخص آپ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم اور فقیہ نہیں نہ کوئی آپ کے باپ دادا سے زیادہ بڑا کوئی عالم تھا' اس پر اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر پاک تورات میں موجود ہے' یہ سن کر کہنے لگے تم نے جھوٹ بولا ہے' پھر وہ اس کی تردید کرنے لگے اور برا بھلا کہنے لگے' نبی اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا: خود تم نے جھوٹ کہا ہے' تمہاری کوئی بات قابل قبول نہیں' اس واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔
قُلْ أَرَأَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ تم فرماؤ! بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا تو وہ ایمان لایا۔
سورہ احقاف ——— ۴۶:۱۰

روایت نمبر10

احمد بیہقی' طبرانی اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا' ہمیں چند باتوں کا جواب دیجئے جو ہم آپ سے پوچھیں گے' یہ وہ باتیں ہیں

جنہیں سوائے نبی کے کوئی اور نہیں جانتا۔

1- ہمیں اس کھانے کے متعلق بتایئے جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔

2- ہمیں مرد کے پانی کے بارے میں خبر دیجئے اس سے مرد یا عورت کی تخلیق کیسے ہوتی ہے؟

3- نبی کا اپنی قوم میں کیا مقام و مرتبہ ہوتا ہے؟

آپ نے ان کے تینوں سوالات کے جوابات دیتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں علم نہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام شدید بیمار پڑے تھے جب ان کا مرض دراز ہو گیا تو نذر مانی کہ اگر اللہ نے انہیں شفا دی تو وہ اپنا مرغوب کھانا اور پسندیدہ مشروب اپنے اوپر حرام کرلیں گے چنانچہ انہیں جب شفاء نصیب ہوئی تو انہوں نے اونٹ کا گوشت اور دودھ اپنے اوپر حرام کرلیا۔

وہ کہنے لگے بالکل صحیح ہے' آپ نے دوسرے سوال کا جواب ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا زرد' ان پانیوں میں سے جو پانی بوقت مباشرت غالب رہتا ہے بچہ باذن الٰہی اسی کے مشابہ ہوتا ہے' تو انہوں نے کہا: ہاں! یہ جواب بھی درست ہے۔ آپ نے تیسرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اس نبی کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے' انہوں نے کہا: ہاں! یہ بھی صحیح ہے۔

روایت نمبر11

شیخین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حرۃ المدینہ میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا' آپ عسیب پر ٹیک لگائے ہوئے کہ ہم یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو ان میں سے ایک نے کہا:

"ان سے روح کے متعلق دریافت کریں۔ دوسرے نے کہا: نہ پوچھیں' ہوسکتا ہے کسی ناگوار چیز کی خبر دیں' مگر انہوں نے بالآخر پوچھ ہی لیا' لیکن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش رہے' میں نے خیال کیا شاید آپ پر وحی اتر رہی ہے' جب آپ کی یہ کیفیت جاتی رہی فرمایا:

وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ الآیہ — تم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔

روایت نمبر12

ابونعیم بیان کرتے ہیں' ایک روایت ہے کہ آسمانی کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آپ روح کے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کریں گے اور اہل فلسفہ جس مسئلہ میں غور و فکر کرتے رہے آپ اس کے بارے میں لب کشائی نہیں فرمائیں گے' کیونکہ فلسفیوں کی ساری بحث ظن و تخمین پر مبنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے بطور امتحان آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا' تاکہ وہ اپنے ہاں آسمانی کتابوں میں مذکور صفت و نعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگاہ ہو

جائیں' چنانچہ آپ کا جواب آسمانی کتابوں کی پیشین گوئی کے موافق ہوا۔

روایت نمبر13

ابن اسحاق اور بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودی عالم عبداللہ بن صوریا سے فرمایا:

"میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں' کیا تمہیں علم ہے کہ تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں! بخدا! اے ابوالقاسم! یہ یہودی بخوبی جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' مگر وہ آپ سے حسد کرتے ہیں۔

روایت نمبر14

ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' حاکم' بیہقی اور ابونعیم صفوان بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ' اس نبی کے پاس چلیں اور ان سے اس آیت

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ہم نے موسیٰ کو نو واضح روشن نشانیاں دیں

کے متعلق سوال کریں تو انہوں نے آکر آپ سے اس کے متعلق پوچھا' آپ نے اس کا مندرجہ ذیل جواب دیا۔

1 - اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

2 - اسراف نہ کرو۔

3 - زنا سے باز رہو۔

4 - ناحق کسی کو قتل نہ کرو۔

5 - جادو نہ کرو۔

6 - سود نہ کھاؤ۔

7 - بے گناہ کو حاکم کے پاس قتل کے لئے نہ لے جاؤ۔

8 - پاک دامن پر بہتان نہ باندھو۔

9 - اے یہودیو! ایک حکم تمہارے ساتھ مخصوص ہے کہ ہفتہ کے دن کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔

یہ جواب سن کر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چوم لئے' اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں' آپ نے فرمایا: (جب تم یہ مانتے ہو تو) تمہیں اسلام لانے سے کیا چیز مانع ہے؟ کہنے لگے داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ ایک پیغمبر رہے گا' ہمیں اندیشہ ہے کہ (ہمارے اسلام قبول کرنے سے) یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

روایت نمبر15

سعید بن منصور' ابو یعلیٰ' اب جریر' ابن ابی حاتم' ابن مردویہ' بزار' حاکم بیہقی اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! مجھے ان ستاروں کے متعلق بتائیے جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھ سجدہ ریز ہوتے دیکھا' ان ستاروں کے نام کیا تھے؟ آپ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ جبرئیل امین نے نزول فرمایا' اور ان ستاروں کے نام بتائے' آپ نے اس یہودی کو بلا بھیجا اور فرمایا: اگر میں ان ستاروں کے نام بتادوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے' اس نے کہا: ہاں! تو آپ نے ان سب کے نام بتادیئے۔ جو کہ یہ ہیں۔

(1) خرثان' (2) طارق' (3) ذیال (4) کشفان (5) فرع (6) وثاب (7) قابس (8) ضروح (9) عمودان (10) مصبح (11) فیلق (12) ضیاء - ان کے علاوہ انہوں نے ایک نور دیکھا تھا کہ افق سماء پر ساجد تھا' یہ سن کر وہ یہودی پکار اٹھا' بخدا! یہی نام تھے۔

روایت نمبر16

بیہقی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی' ایک یہودی عالم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت سورہ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے' اس نے کہا: اے محمد! آپ کو یہ کلام کس نے پڑھایا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے مجھے سکھایا' وہ سن کر بڑا متعجب ہوا' لوٹ کر یہودیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا' کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن اس طرح پڑھ رہے ہیں جیسا کہ (اس کا مضمون) تورایت میں اترا ہے۔ وہ یہودیوں کے ایک گروہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آیا' جنہوں نے آپ کے اوصاف پہچانے اور آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی' وہ آپ سے سورہ یوسف کی تلاوت سننے لگے' اور تعجب کا اظہار کرنے لگے' اور وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔

روایت نمبر17

عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں جابر بن سمرہ سے بیان کرتے ہیں کہ جرموقانی اصحاب رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا این صاحبکم ھذا الذی یزعم انہ نبی"کہاں ہیں وہ تمہارے صاحب جو نبی ہونے کے مدعی ہیں"۔ اگر میں ان سے سوال کروں تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ نبی ہیں کہ نہیں؟ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے' جرموقانی نے کہا: آپ میرے سامنے تلاوت کریں' تو آپ نے کتاب اللہ کی چند آیات تلاوت فرمائیں' جرموقانی کہہ اٹھا' بخدا یہ تو وہی کلام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔

روایت نمبر18

ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتری' انہوں نے اس میں ایک امت کے اوصاف پڑھے' عرض کی پروردگار! میں الواح تورات میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں' جو آخری بھی ہے اور پہلی بھی' اسے میری امت بنا دیجئے' فرمایا: تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ یہ تو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے عرض کی: اے رب الواح! تورات میں ایک ایسی امت کا تذکرہ ہے جن کی دعا

قبولیت سے شرفیاب ہوگی' فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ اسے میری امت بنا دے فرمایا: تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ یہ تو احمد کی امت ہے' اے اللہ! الواح تورات میں ایک امت کا ذکر ہے جو رسالات ربانی کی حافظ ہوگی انجیلیں ان کے سینوں میں ہوں گی جسے وہ کھلے عام پڑھیں گے اس امت کو میری امت بنادے' فرمایا: نہیں یہ امت احمد ہے۔ عرض کی مولیٰ! تورات میں ایک امت کا بیان ہے جو مال فے اور صدقہ کھائے گی اور اجر کی مستحق ہوگی' جسے ارادۂ نیکی پر ایک نیکی کا اجر ملے گا' اور نیکی پر عمل پیرا ہونے پر دس نیکیاں نامہ عمل میں لکھی جائیں گی' اس امت کے افراد کے ارادۂ گناہ پر گرفت نہ ہوگی' اور برائی کی صورت میں صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔ یہ امت اولین و آخرین کے علم کی حامل ہوگی اور گمراہ قوموں اور دجال سے معرکہ آزما ہوگی۔ اے اللہ! یہ باکمال امت میری امت بنا دے' اللہ نے فرمایا: تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ (یہ طے ہو چکا ہے کہ) یہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے' اس (تمنا کی بنا) پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو خصلتیں عطا فرمائیں' ارشاد ہوا۔

يَا مُوْسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں پر اپنے پیغامات اور ہم کلامی سے سرفراز کیا پس میرا عطا کردہ انعام قبول کر اور شکر گزار بن۔

روایت نمبر19

ابو نعیم حلیہ میں حضرت انس سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی ہوئی' اللہ نے فرمایا: جو شخص احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کر کے میرے پاس آئے گا تو میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا رب وَمَنْ اَحْمَدُ یہ احمد کون ہیں؟ فرمایا: میں نے اپنی مخلوق میں احمد سے زیادہ شان والا کوئی پیدا نہیں کیا' میں نے عرش پر اپنے نام کے ساتھ اس کا نام تحریر کیا جبکہ ارض و سما نے ابھی خلعت وجود نہیں پہنا تھا اور تمام مخلوق پر جنت میں داخل ہونا حرام ہے جب تک احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت جنت میں داخل نہیں ہوتی۔" موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا وَمَنْ اُمَّتُهٗ کون سی آپ کی امت؟ فرمایا: اَلْحَمَّادُوْنَ اترتے چڑھتے میری حمد کرنے والے' ہر حال میں اظہار بندگی کے لئے کمربستہ' باوضو رہنے والے' دن روزہ دار' شب زندہ دار' میں ان سے قلیل نیکی بھی قبول کروں گا اور لا الہ الا اللہ کی شہادت کی وجہ سے میں انہیں جنت میں داخل کروں گا' عرض کی اِجْعَلْنِىْ نَبِیَّ تِلْكَ الْاُمَّةِ اے اللہ! مجھے اس امت کا نبی بنا دے فرمایا: نبیها منها اس امت کا نبی انہی میں سے ہوگا۔ قَالَ اجْعَلْنِىْ مِنْ اُمَّةِ ذٰلِكَ النَّبِیِّ عرض کی' الٰہی! مجھے اس نبی کا امتی بنا دے۔ اللہ نے فرمایا: میں نے تقدیم تاخیر کا فیصلہ کر دیا ہے' البتہ! یہ ہے کہ تمہیں جنت میں ان کے ساتھ اکٹھا کر دوں گا۔

روایت نمبر20

دارمی مسند میں اور ابن عساکر حضرت کعب سے بیان کرتے ہیں کہ تورات کے سفر اول میں ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِی الْمُخْتَارُ لَافَظٌّ وَلَاغَلِيْظٌ وَلَاسَخَابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُجْزِئُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةٍ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ

محمد رسول اللہ میرے مختار بندے ہیں نہ بدخلق ہیں' نہ درشت خو' نہ بازاروں میں شور کرنے والے' نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے' بلکہ درگزر کرنے والے اور مغفرت سے کام لینے والے' جائے پیدائش آپ کی مکہ شریف اور جائے ہجرت طیبہ یعنی مدینہ شریف اور حکومت آپ کی شام میں ہوگی۔

تورات کے سفر ثانی میں ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَ يُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةُ الشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَاءَ وَقْتُهَا وَلَوْ كَانُوْا عَلٰى رَأْسِ كَبَاسَةٍ اَیْ نَخْلَةٍ وَيَاتَزِرُوْنَ اَوْسَاطَهُمْ وَ اَصْوَاتَهُمْ بِاللَّيْلِ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ كَاَصْوَاتِ النَّحْلِ

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ امت آپ کی حمادون ہے جو ہر رنج و راحت میں اللہ کی حمد کرنے والے اور ہر منزل میں اللہ کی تعریف کرنے والے ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہنے والے ہیں' وہ سورج کے نگہبان ہیں' پابندی وقت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں خواہ وہ کھجور کی چوٹی پر ہوں' وہ ہمیشہ کمربستہ' رات کے وقت ان کی آوازیں فضائے آسمانی میں یوں گونجتی ہیں جیسے مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔

روایت نمبر21

دارمی' ابن سعد اور ابن عساکر میں ابی فروہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے کعب احبار سے پوچھا: آپ تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کیسے پاتے ہیں؟ جواب دیا۔

نَجِدُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُوْلَدُبِمَكَّةَ وَيُهَا جِرُ اِلٰى طَابَةَ وَيَكُوْنُ مُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَا بِسَخَابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَافِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَ يَغْفِرُ وَ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ سَرَّاءَ وَضَرَّاءَ وَ يُكَبِّرُوْنَ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ نَجدٍ يُوَضِّئُوْنَ اَطْرَافَهُمْ وَيَاتَزِرُوْنَ فِيْ اَوْسَاتِهِمْ وَ يَصُفُّوْنَ فِيْ صَلَاتِهِمْ كَمَا يَصُفُّوْنَ فِيْ قِتَالِهِمْ دَوِيُّهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ كَدَوِيِّ النَّحْلِ يَسْمَعُ مَنَادِيْهِمْ فِيْ جَوِّ السَّمَا

ہم آپ کو تورات میں محمد بن عبداللہ پاتے ہیں۔ آپ مکہ میں پیدا ہوں گے طابہ (مدینہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔ سلطنت آپ کی شام میں ہوگی آپ نہ بیہودہ گو ہیں نہ بازاروں میں شور کرنے والے' برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگزر اور معافی سے کام لیتے ہیں' امت آپ کی حمادون سے جو ہر رنج و راحت میں اللہ کی حمد سرا' ہر بلندی پر اللہ کی بڑائی بیان کرنے والی' وہ اطراف اعضاء کا وضو کریں گے' ٹخنوں تک ان کے ازار ہوں گے' نماز میں ان کی صفیں ایسی ہوں گی جیسے جنگ میں صف بندی ہوتی ہے۔ مساجد میں ان کی آواز یوں ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ' ان کی پکار فضائے آسمانی میں سنائی دے گی۔

روایت نمبر22

بیہقی اور ابو نعیم حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں۔
میں نے حضرت کعب احبار سے تورات میں مذکورہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا کہ تورات میں ہمیں نبی کریم کے یہ اوصاف ملتے ہیں۔
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' ان کا اسم گرامی متوکل ہے' وہ بدزبان ہیں نہ درشت خو اور نہ ہی بازاروں میں شوروشغب کرنے والے' اللہ تعالیٰ نے انہیں مفاتیح (چابیاں) عطا کی ہیں' تاکہ اللہ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینائی عطا کرے' بہرے کانوں کو قوت سماعت دے اور کج زبانوں کو سیدھا کرے' یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی گواہی دیں۔ وہ مظلوم کی اعانت کرتے ہیں اور کمزوروں کی پشت پناہی۔

روایت نمبر23

ابو نعیم نے عبدالرحمٰن المعافری سے نقل کیا کہ کعب احبار نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا' پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ اس نے جواب دیا' کوئی بات یاد آگئی ہے۔ حضرت کعب نے اس سے کہا' میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر میں تمہیں تمہارے رونے کا سبب بتا دوں تو کیا میری تصدیق کرو گے؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا' حضرت کعب نے اس سے پوچھا۔
کیا تم تورات میں یہ پاتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات کا مطالعہ کیا تو عرض کیا' اے پروردگار! میں تورات میں ایک بہترین امت کا ذکر پاتا ہوں جو لوگوں کے لئے بطور نمونہ کمال پیدا کی گئی ہے' وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں' برائی سے منع کرتے ہیں' وہ کتاب اول اور کتاب آخر پر ایمان لاتے ہیں' اہل ضلالت سے مقاتلہ کریں گے یہاں تک کہ کانے دجال کو قتل کریں گے' موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مولیٰ' اس عظیم الشان امت کو میری امت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے' اس یہودی عالم نے کہا: ہاں! یہ صفات تورات میں مذکور ہیں۔ اس کے بعد حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی عالم کو قسم دے کر پوچھا کیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف نازل شدہ کتاب میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو حمادون ہے' اس امت کے افراد سورج کے نگران ہوں گے وہ جب کسی کام کا ارادہ کریں گے تو انشاء اللہ کہیں گے اے اللہ! اس امت کو میری امت بنا دے' فرمایا: نہیں یہ تو احمد کی امت ہے۔" حضرت کعب نے پھر اس یہودی عالم سے دریافت کیا کیا موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں ایک ایسی امت کے حالات نہیں پڑھے' جو چڑھائی پر چڑھیں گے تو اللہ اکبر کہیں گے جب وادی میں اتریں گے تو حمد سرا ہوں گے' مٹی ان کے لئے پاک ٹھہرائی گئی ہے اور زمین ان کے لئے مسجد بنائی گئی ہے فقدان آب کی وجہ سے جہاں مٹی سے طہارت جنابت کریں گے تو ان کی طہارت پانی سے طہارت کی مانند ہوگی' وضو کے آثار سے ان کے چہرے روشن ہوں گے' اے اللہ! اس مبارک امت کو میری امت بنا دے۔ یہ امت احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حصہ ہے۔

اس سوال پر بھی اس یہودی عالم نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر سوال کیا' میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم تورات میں پاتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں ایک ایسی امت کے اوصاف دیکھے' جو امت مرحومہ ہے وہ کتاب کے وارث ہوں گے۔ اللہ کی منتخب امت' کچھ اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے کچھ راہ اعتدال پر قائم' اور بعض نیکیوں میں سبقت کرنے والے مصاحف کے حافظ' رنگ برنگ جنتی لباسوں میں ملبوس' نماز میں یوں صف بستہ جیسے ملائکہ کھڑے ہوں' مساجد میں ان کی آوازیں ایسی ہوں گی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ' ان میں سے کوئی جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا سوائے اس کے جو نیکیوں سے محروم رہا' تو موسیٰ علیہ السلام نے التجا کی' اے رب! اسے میری امت بنا دے' فرمایا: "ھم امۃ احمد" وہ امت احمد ﷺ ہے۔ یہودی عالم نے ان اوصاف کی بھی تصدیق کی' چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ اور ان کی امت کو ملنے والی بھلائیوں پر تعجب کا اظہار کیا تو از راہ حسرت کہا: اے کاش! میں امت احمدیہ کا ایک فرد ہوتا' اس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی' کہ اللہ انہیں تین نشانیاں عطا کر کے راضی کرے گا۔ ارشاد فرمایا:

يَا مُوْسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ

اے موسیٰ! میں نے تجھے اپنے پیغامات اور اپنے کلام کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت عطا کی ہے' تو موسیٰ علیہ السلام اس بات پر راضی ہو گئے۔

روایت نمبر24

ابو نعیم سعید بن ابو ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اوصاف (تورات میں) کیا ہیں؟ جواب دیا۔

اللہ کی کتاب تورات میں ہے کہ آپ کی امت "حمادون" ہے ہر خیر و شر کے معاملہ میں اللہ کی حمد بجا لانے والے' ہر بلندی پر تکبیر کہنے والے' ہر مقام پر تسبیح خواں' فضائے آسمانی میں ان کی پکار سنائی دے گی۔ مساجد میں مکھیوں کی طرح زمزمہ سنج' فرشتوں کی طرح صف بستہ' میدان وغا میں صورت نماز صف باندھے جب راہ خدا میں معرکہ آراء ہوں گے تو فرشتے ان کے آگے نیزہ بردار ہوں' صف جہاد میں ہوں گے تو رحمت الٰہی ان پر سایہ کناں' ہر کارزار میں جبریل علیہ السلام ان کے ہمراہ ہوں گے۔

روایت نمبر25

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم وہب بن منبہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعیاہ (شعیا علیہ السلام) کو وحی فرمائی۔

"میں ایک امی نبی مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے میں بہرے کان' محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ شریف اور جائے ہجرت طیبہ ہوگی اور حکومت اس کی شام میں ہوگی' وہ نبی میرا بندہ متوکل مصطفیٰ حبیب منتجب اور مختار ہے۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو و درگزر سے کام لے گا۔ مومنین کے

ساتھ رحیم' جانوروں کیلئے غم خوار' یتیموں کیلئے اشکبار' نہ بدزبان نہ بدخو' نہ بازاروں میں ہنگامہ پرور' نہ فحش گو' اگر روشن چراغ کے پاس سے گزرے تو نرم رفتاری اور پرسکون و باوقار چال کی وجہ سے بجھنے نہ پائے' خشک لکڑی پر چلے تو قدموں کی آہٹ نہ آئے' میں اسے بشیرو نذیر بنا کر بھیجوں گا' میں اسے ہر صفت جمیل اور خلق کریم سے متصف کروں گا۔ سکینہ اس کا لباس' نیکی اس کا شعار' تقویٰ اس کا ضمیر' حکمت اس کی معقول' صدق و صفا اس کی طبیعت' عفو و درگزر اور احسان اس کا خلق' عدل اس کی سیرت' حق اس کی شریعت' ہدایت اس کی رہبر' اسلام اس کی ملت اور احمد اس کا اسم گرامی ہوگا۔ میں اس کے ذریعے ضلالت کے بعد ہدایت دوں گا' جہالت کے بعد علم ذلت کے بعد رفعت۔ قلت کے بعد کثرت' ناداری کے بعد غنا' فرقت کے بعد جمعیت اور فرقت کے بعد الفت عطا کروں گا۔ میں اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا' جو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے' وہ میری توحید کا اقرار کریں گے' میری ذات پر ایمان لائیں گے اور میرے رسولوں کے لائے ہوئے پیغام کی تصدیق کریں گے۔ وہ (حفاظت اوقات کیلئے) سورج کی نگرانی کریں گے۔ خوشخبری اور مبارکبادی ہے ایسے دلوں' چہروں اور روحوں کیلئے جن کی ہمتیں خاص میرے لئے ہیں' ان کی مساجد' مجالس' خواب گاہوں اور مقامات آمد و رفت میں تسبیح' تکبیر' تحمید اور توحید کا غلغلہ ہوگا' وہ مساجد میں یوں صف آراء ہوں گے جیسے فرشتے عرش خداوندی کے اردگرد صف بستہ ہوتے ہیں' وہ میرے دوست و انصار ہیں میں ان کے ذریعے اپنے بت پرست دشمنوں سے انتقام لوں گا' وہ قیام' قعود اور رکوع و سجود کی حالت میں میری عبادت کریں گے' وہ میری رضا کی تلاش میں ہزاروں کی تعداد میں گھروں اور مالوں سے نکلیں گے' وہ صف بستہ میری راہ میں جہاد کریں گے' میں ان کی کتاب پر ساری کتابوں کا سلسلہ ختم کر دوں گا۔ ان کی شریعت پر شریعتوں کا اور ان کے دین پر سب ادیان کا خاتمہ کر دوں گا' جو ان کا زمانہ پائے گا اور ان کی کتاب پر ایمان نہ لائے گا' نہ ان کا دین اپنائے گا تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ وہ مجھ سے بری الذمہ ہے۔ میں امت محمدیہ کو بہترین امت بناؤں گا اور امت وسط جو لوگوں پر گواہ ہوگی' جب وہ غصہ میں ہوں گے تو لا الہ الا اللّٰہ کہیں گے جب پکڑیں گے تو اللہ اکبر کہیں گے' جب جھگڑیں گے تو سبحان اللہ پکاریں گے' وہ چہروں اور اطراف اعضاء کو پاکیزہ بنائیں گے۔ ان کے تہہ بند ٹخنوں سے اوپر تک ہوں گے' ٹیلوں اور بلندیوں پر ان کی پکار لا الہ الا اللّٰہ ہوگی۔ ان کی قربانیاں خون کی صورت میں ہوں گی' ان کی اناجیل (قرآن کی سورتیں) ان کے سینوں میں محفوظ ہوں گی' وہ رات کے وقت عبادت گزار اور دن کے وقت شیران کار زار' ان کے منادی (موذن) کی صدا فضائے آسمانی میں گونجے گی' سعادت مند ہے وہ جو ان کے ساتھ ہوگا' ان کے دین پر ہوگا اور ان کی منہاج و شریعت پر ہوگا' یہ میرا فضل و احسان ہے جسے چاہوں گا عطا کروں گا' میں صاحب فضل عظیم ہوں۔

روایت نمبر26

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ناقل' فرمایا: جارود بن عبداللہ نے آکر اسلام قبول کیا اور کہا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' میں نے انجیل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف دیکھا ہے' بے شک عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی بشارت دی ہے۔

روایت نمبر27

ابو نعیم بطریق شہر بن حوشب حضرت کعب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں میرا باپ تورات کا سب سے بڑا عالم تھا' اس نے مجھ سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو مجھے بلا بھیجا اور کہا بیٹا! تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے مگر دو ورق ابھی بچا کر رکھے ہیں' جن میں ایک نبی کا ذکر ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آگا ہے' مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ تمہیں اس کی خبر دیتا کیونکہ مجھے اندیشہ تھا کہ بعض جھوٹے مدعی نکلیں گے اور کہیں تم ان کی پیروی نہ کر بیٹھو' لہٰذا میں نے یہ دونوں اوراق اس سوراخ میں' جسے تم دیکھ رہے ہو' رکھ دیئے ہیں اور انہیں اوپر سے لیپ دیا ہے' تم ان اوراق سے تعرض نہ کرو نہ ان کی تحریر دیکھنا' اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نبی کا ظہور ہو جاتا ہے تو تم اس کی اتباع کرلو گے۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب میرے والد کا انتقال ہوگیا اور ہم نے اسے دفن کردیا تو اس کے بعد میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ان اوراق کو دیکھوں' چنانچہ میں نے سوراخ کھول کر وہ ورق نکال لئے ان میں یہ عبارت تحریر تھی۔

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں' ان کے بعد کوئی نبی نہیں' جائے پیدائش ان کی مکہ اور ہجرت گاہ طیبہ ہے۔ (اس روایت کا مضمون قبل ازیں بارہا نقل ہو چکا ہے)

کعب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک عرصہ تک ٹھہرا رہا (اور نبی کریم کا انتظار کرتا رہا پھر مجھے اطلاع ملی کو کہ اس نبی منتظر کا ظہور مکہ میں ہوگیا ہے' کچھ مدت میں نے پس و پیش کیا' کہ معاملہ واضح ہو جائے پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے اور آپ کا خلیفہ قائم مقام ہوگیا ہے نیز اس کے لشکر ہماری طرف آ رہے ہیں تو میں نے کہا: کہ جب تک میں ان لوگوں کی سیرت اور اعمال دیکھ نہیں لیتا' اس دین کو اختیار نہیں کروں گا' چنانچہ میں اس معاملہ میں ٹال مٹول کرتا رہا' یہاں تک کہ خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمال ہمارے پاس آئے' جب میں نے ان سے ایفائے عہد اور دشمنوں کے ساتھ عمدہ سلوک کا رویہ مشاہدہ کیا' تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا میں منتظر تھا' خدائے ذوالجلال کی قسم! میں ایک رات چھت پر تھا کہ اچانک کسی مسلمان کی زبان سے یہ آیت کریمہ سنائی دی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا

اے اہل کتاب! ہمارے نازل کردہ کلام پر ایمان لے آؤ جو تمہارے پاس موجود کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا دیں۔

پس جب میں نے یہ آیت کریمہ سنی تو مجھے خوف لاحق ہوگیا کہ کہیں صبح تک میرا چہرہ مسخ ہو کر پشت کی طرف نہ ہو جائے' اس وقت میری سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ صبح (مسلمان بن کر) مسلمانوں کے ساتھ ہو جاؤں۔

روایت نمبر28

بیہقی وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی' کہ اے داؤد! عنقریب تیرے بعد ایک نبی آئے گا' اس کا اسم گرامی احمد اور محمد ہوگا' وہ سچا نبی ہے میں اس پر غصہ نہ کروں گا نہ وہ میری

نافرمانی کرے گا۔ میں نے اس کی پہلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی ہیں۔ اس کی امت امت مرحومہ ہے میں نے اس امت کو نوافل دیئے ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام کو نوافل دیئے ہیں اور انہیں فرائض عطا کئے ہیں جس طرح انبیاء کو فرائض بخشے ہیں۔ روز قیامت وہ میرے پاس یوں حاضر ہوں گے کہ ان کا نور انبیاء کے نور کی مانند ہو گا' میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت طہارت کریں جیسا کہ انبیاء کو حکم دیا وہ بصورت جنابت غسل کریں' میں نے انہیں حج اور جہاد کا حکم دیا جیسے انبیاء علیہم السلام کو دیا ہے۔

اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے' میں نے انہیں چھ ایسی خصلتیں عطا کی ہیں جو کسی اور کو نہیں دیں۔

1 - میں خطاء و نسیان پر ان کی گرفت نہیں کروں گا۔

2 - نادانستہ گناہوں پر معافی کے طلب گار ہوں گے تو انہیں معاف کروں گا۔

3 - خلوص نیت سے کئے ہوئے ان کے اعمال میں بے حساب اضافہ کروں گا۔

4 - مصائب و آلام میں مبتلا ہو کر صبر کریں گے اور زبان سے انا للّٰہ پڑھیں گے تو ان کو رحمت اور جنت کی طرف رہنمائی کروں گا' وہ دعا کریں گے تو دعا قبول کروں گا۔

5 - اے داؤد! امت محمدیہ کا جو فرد خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرے گا اسے جنت میں دیدار الٰہی نصیب ہو گا۔

6 - جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور ان کی کتاب کی تکذیب و توہین کرتا ہوا میرے پاس آئے گا میں اسے قبر میں سخت ترین عذاب دوں گا۔ حشر کے دن فرشتے اس کے چہرے اور پشت پر ماریں گے پھر اس کو جہنم کے نچلے طبقہ میں ڈال دیا جائے گا۔

روایت نمبر29

طبرانی' بیہقی' ابونعیم اور ابن عساکر حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا' آپ نے اس سے پوچھا کیا تم تورات پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا' ہاں! فرمایا: اور انجیل بھی؟ اس نے اثبات میں جواب دیا' آپ نے اس سے فرمایا: کیا تم تورات اور انجیل میں میرے اوصاف کا تذکرہ پاتے ہو' اس نے کہا: ہاں! ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے حالات کی مانند تورات میں اوصاف پاتے ہیں۔ ہمیں امید یہ تھی کہ ان اوصاف کا حامل نبی ہم بنی اسرائیل میں سے ہو گا۔ جب آپ کا ظہور ہوا تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ ہی تو وہ موعود نبی نہیں' چنانچہ ہم نے خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ آپ وہ نبی نہیں ہیں' آپ نے پوچھا' کیوں؟ (میں وہ نبی منتظر کیوں نہیں ہوں) اس نے جواب دیا' اس نبی کے ساتھ ستر ہزار ایسے امتی ہوں گے جن کا حساب ہو گا نہ انہیں عذاب دیا جائے گا' جبکہ آپ کے ساتھ بہت تھوڑی تعداد ہے۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری زندگی ہے میں ہی وہ نبی ہوں اور وہ امتی میرے ہی ہیں جن کی تعداد ستر ہزار سے کہیں زیادہ ہو گی۔"

روایت نمبر30

طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم حضرت عبداللہ بن سلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زید بن سعنہ کو توفیق ہدایت کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید نے کہا: علامات نبوت میں سے کوئی علامت ایسی نہیں جو کہ ذات محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں موجود نہ ہو، سوائے دو باتوں کے کہ ابھی تک مجھے ان کا مشاہدہ نہیں ہوا۔

1- یہ کہ ان کا حلم ان کے غضب سے زیادہ ہے۔

2- شدت جہالت کا طرز عمل ان کے حلم میں اضافہ کرتا ہے۔

چنانچہ میں ان کے حلم اور قہر و غضب کی پہچان کیلئے ان سے ملنے کا متمنی اور متلاشی رہا۔ اس غرض کے لئے میں نے انہیں کچھ کھجوریں ایک مقررہ میعاد کیلئے فروخت کیں، اور مقررہ میعاد سے دو دن پیشتر میں ان کے پاس آیا اور بر سر محفل ان کی قمیص اور چادر پکڑ کر قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے انہیں کہا: اے محمد! میرا قرض ادا کیوں نہیں کرتے؟ بخدا! تم اولاد عبدالمطلب (ادھار کے معاملہ میں) ہمیشہ اسی طرح لیت و لعل سے کام لیتے ہو، یہ سن کر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے دشمن خدا! تم اس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (توہین آمیز) گفتگو کر رہے ہو، مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا خوف نہ ہوتا تو تمہاری گردن اڑا دیتا۔" حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے پھر فرمایا: عمر! میں اور یہ قرض خواہ تم سے کسی اور بات کے خواہاں تھے، تم مجھے حسن ادا کا کہتے اور اس قرض خواہ کو اچھی طرح طلب کرنے کا، اسے لے جاؤ، اس کا قرض ادا کر دو اور بیس صاع زیادہ دے دینا، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سارا قرض چکا دیا، حضرت زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: ہے عمر! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات میں نبوت کی تمام علامات پہچان لی ہیں، اور وہ دو نشانیاں بھی جو اس سے پہلے میں نہیں جانتا تھا یعنی رسول اللہ کے حلم کا غضب پر غالب آنا، اور شدت جہالت کے مظاہرہ پر بھی ان کے حلم میں اضافہ ہونا، میں نے ان دونوں علامتوں کی آزمائش کرلی ہے۔ پس میں تمہیں گواہ بنا کر اقرار کرتا ہوں کہ میں اللہ کی ربوبیت سے راضی ہوں، اسلام کو بطور دین قبول کرتا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاتا ہوں۔

روایت نمبر31

ابو نعیم بطریق یوسف بن عبداللہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ کہتے ہیں میں نے آسمانی کتابوں میں پڑھا، کہ مکہ شریف میں ایک علم بلند ہوگا۔ اللہ صاحب مکہ کے ساتھ ہوگا اور صاحب مکہ اللہ کے ساتھ یہاں تک اللہ اسے تمام بستیوں پر غالب کر دے گا۔

روایت نمبر32

ابن سعد اور ابن عساکر سہل مولی غیشمہ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تریس کا نصرانی تھا، یتیم ہونے کی وجہ

سے اپنے چچا کی زیرِ کفالت تھا' میں انجیل پڑھ رہا تھا کہ ایک ورق سامنے آیا جو دوہرا کیا ہوا تھا' کھول کر دیکھا تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف تحریر تھے کہ آپ نہ کوتاہ قد ہیں نہ انتہائی دراز قد' رنگ گورا چٹا' زلفیں دراز' پشت پر مہرِ نبوت' گوٹ مار کر بیٹھتے ہیں' صدقہ قبول نہیں کرتے' گدھے اور اونٹ پر سواری کرتے ہیں' بکریوں کا دودھ دوہ لیتے ہیں۔ مرقع (پیوندوالی) قمیص پہنتے ہیں (اور جو آدمی اس طرح کا طرز زندگی رکھتا ہے وہ تکبر سے خالی ہوتا ہے) آپ نسل اسماعیل سے تعلق رکھتے ہیں' نام نامی احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ سہل بیان کرتے ہیں جب میں اوصاف محمد مصطفیٰ کے اس مقام پر پہنچا تو میرا چچا آگیا اور کھلے ورق کو دیکھ کر مجھے خوب زدوکوب کیا' اس نے پوچھا: تم نے اس ورق کو کھول کر کیوں پڑھا ہے؟ میں نے جواب دیا' اس میں احمد نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اوصاف لکھے ہیں۔" تو میرے چچا نے کہا وہ نبی تو نہیں آیا ہے۔

روایت نمبر33

بیہقی' عمر بن حکم کا بیان نقل کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں مجھے خاندان کے ایک بزرگ نے بتایا کہ ہمارے خاندان میں ایک ورق تھا جو ایام جاہلیت میں بطور وراثت منتقل ہوتا رہا' یہاں تک کہ اسلام آگیا' جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ شریف لے آئے' وہ لوگ یہ ورق لے آئے' اس میں تحریر تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ وَقَوْلُ الظَّالِمِيْنَ فِيْ تَبَابٍ هٰذَا الذِّكْرُ لِاُمَّةٍ تَأْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَغْسِلُوْنَ اَطْرَافَهُمْ يَاتَزِرُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ وَيَخُوْضُوْنَ الْبِحَارَ اِلٰى اَعْدَائِهِمْ فِيْهِمْ صَلاَةٌ لَوْكَانَتْ فِيْ قَوْمِ نُوْحٍ مَا اُهْلِكُوْا بِالطُّوْفَانِ

اللہ کے نام سے شروع' اللہ کا قول حق ہے اور ظالموں کی بات برباد ہے۔ یہ ایسی امت کا ذکر ہے جو آخری زمانے میں آئے گی' جس کے افراد اعضائے وضو کو دھوئیں گے' ٹخنوں تک تہہ بند باندھیں گے' دشمنوں کے تعاقب میں سمندروں میں گھس جائیں گے' ان میں ایسی نماز ہے کہ اگر قوم نوح کے پاس ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی' قوم عاد باد صر صر سے تباہ نہ ہوتی' قوم ثمود کے پاس ہوتی تو وہ چنگھاڑ سے ختم نہ ہوتی۔

جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ورق کے اس مضمون کو پڑھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتہائی تعجب کا اظہار کیا۔

روایت نمبر34

ابن مندہ نے "صحابہ" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سراپا ہدایت اور رحمتہ اللعالمین بناکر مبعوث فرمایا ہے تاکہ میں آلات موسیقی (مزامیر و معازف) کو نیست و نابود کردوں' یہ سن کر اوس بن سمعان نے کہا: اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' تورات میں آپ کے یہی اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

روایت نمبر35

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ آدمیوں کی بشارت ان کی پیدائش سے قبل دی گئی ہے۔ اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحَاقَ وَمِنْ وَّرَاءِ اِسْحَاقَ يَعْقُوْبَ ہم نے زوجہ ابراہیم کو اسحاق علیہ السلام اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی۔

3- یحییٰ علیہ السلام اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى
اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے۔

4- عیسیٰ علیہ السلام اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ
بے شک اللہ تجھے اپنی طرف کے ایک کلمہ (عیسیٰ) کی بشارت دیتا ہے۔

5- محمد رسول اللہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ
میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام نامی احمد ہو گا۔

روایت نمبر36

ابو نعیم حلیہ میں حضرت وھب سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک اللہ کی نافرمانی کی' جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اسے اٹھا کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا' اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس پر نماز جنازہ پڑھو' عرض کی اے پروردگار! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ نے وحی فرمائی کہ یہ درست ہے مگر یہ شخص جب کبھی تورات کھولتا تو اسم محمد پر محبت کی نگاہ ڈالتا اور چوم کر آنکھوں پر لگاتا تھا اور آپ پر درود پڑھتا' مجھے اس کی اس بات کی قدر ہے لہٰذا میں نے اس کے گناہ بخش دیئے ہیں اور اسے ستر حوروں سے بیاہ دیا ہے۔

روایت نمبر37

احمد اور ابن سعد ابو صخر العقیلی سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک دیہاتی نے بتایا' حضور ایک یہودی کے پاس سے گزرے جو اپنے بیمار بیٹے پر تورات کی تلاوت کر رہا تھا' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے یہودی! تجھے قسم ہے اس رب کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی' کیا تم تورات میں میری نعت' اوصاف اور میری بعثت کا ذکر پاتے ہو؟ اس نے سر کے اشارے سے کہا "نہیں" مگر اس کے بیٹے نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم تورات میں آپ کے اوصاف اور بعثت کا ذکر پاتے ہیں۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس یہودی کو اپنے ساتھی (اس کے لڑکے) کے پاس سے اٹھا دو' اسی اثناء میں اس نوجوان کی روح قبض ہوگئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

روایت نمبر38

ابن سعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو یثربی یہودیوں کے پاس بھیجا کہ ان سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں دریافت کریں' وہ مدینہ شریف پہنچے اور یہودیوں سے کہا' ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمارے درمیان ایک نیا مسئلہ کھڑا ہوگیا ہے' ایک جوان جو حالت یتیمی میں پروان چڑھا ہے' وہ ایک بہت بڑی بات کا دعویٰ کرنے لگا ہے' وہ اللہ کا رسول ہونے کا مدعی ہے۔ یہودیوں نے کہا: ہمیں اس کے اوصاف بتاؤ' تو انہوں نے آپ کے متعلق تمام حالات بیان کئے' یہودیوں نے پوچھا: تم میں سے اس کی اتباع کرنے والے کون ہیں؟ تو ان قریشیوں نے جواب دیا کہ اس کی اتباع کرنے والے گھٹیا قسم کے لوگ ہیں۔" یہ جواب سن کر ایک یہودی عالم ہنس پڑا' یہودی بولے! یہ وہی نبی ہے جس کے اوصاف ہم تورات میں پاتے ہیں اور یہ بھی تورات میں لکھا ہے کہ اس نبی کی قوم اس سے شدید عداوت رکھے گی۔

روایت نمبر39

حاکم' بیہقی اور ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک یہودی کے کچھ دینار قرض تھے' اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ادائے قرض کا تقاضا کیا' آپ نے فرمایا: ابھی میرے پاس دینے کو کچھ نہیں' اس نے کہا: میں لئے بغیر نہیں ٹلوں گا۔ آپ نے فرمایا: اچھا بیٹھ جاؤ میں تمہارے پاس بیٹھ جاتا ہوں' چنانچہ آپ اس کے پاس بیٹھ گئے' ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور اگلی صبح کی نماز بھی وہیں اس کے پاس پڑھی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ڈرایا دھمکایا' اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ میرے پروردگار نے مجھے منع کیا ہے کہ میں اپنے کسی معاہد کے ساتھ ظلم کروں' جب دن ڈھلنے لگا' یہودی نے اسلام قبول کرلیا' اور کہا: میرا یہ نصف مال راہ خدا میں صدقہ ہے۔ بخدا! میں نے یہ جو کچھ طرز عمل اختیار کیا ہے تو اس لئے کیا کہ تورات میں مذکورہ نعت و صفت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانچ پرکھ کرلوں' تورات میں آپ کی صفت اسی طرح مرقوم ہے' محمد بن عبداللہ اللہ کے رسول ہیں' جائے ولادت آپ کی مکہ ہے اور جائے ہجرت طیبہ اور ملک آپ کا شام میں ہے۔ آپ سخت خو ہیں نہ بد زبان' بازاروں میں ہنگامہ پرور ہیں نہ فحاشی سے آراستہ۔

روایت نمبر40

ترمذی تحسین کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام سے راوی ہیں کہ تورات میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت موجود ہے' عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

روایت نمبر41

ابو الشیخ اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر سے ناقل ہیں' کہ نجاشی کے اہل دربار جو صفت ایمان سے مشرف ہوئے نجاشی سے درخواست گزار ہوئے کہ ہمیں اجازت مرحمت فرمائی جائے تاکہ ہم اس نبی کی بارگاہ میں حاضری دیں' جس کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں' چنانچہ وہ بارگاہ رسالت میں باریاب ہوئے اور جنگ احد میں شمولیت کی۔

روایت نمبر42

زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں حضرت کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ضرکتاب میں' جو اس نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی' شہرمدینہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے طیبہ! اے طابہ! اے مسکینہ! تو خزانوں کو قبول نہ کر تو اپنے مکینوں کو بستیوں کے باشندوں پر رفعت عطا کر' یہی وجہ ہے کہ مدینہ کے بنو قریظہ اور بنو نضیر وغیرہ قبائل کے یہودی جب بنو اسد' غطفان اور جہینہ وغیرہ ہم عرب قبائل کے مشرکین سے برسرپیکار ہوتے تو یہ دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَّ اِنَّكَ بَاعِثُهٗ اٰخِرَالزَّمَانِ اِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ وَ فِيْ لَفْظٍ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ نَعْتَهٗ وَ وَصْفَهٗ فِي التَّوْرَاةِ فَيُنْصَرُوْنَ

اے اللہ! ہم تجھ سے اس نبی کے وسیلہ سے مدد کے طلب گار ہیں جس کے مبعوث کرنے کا تو نے وعدہ دے رکھا ہے تو ہمیں دشمنوں کے خلاف کامیابی عطا کر بروایت دیگر وہ یہ دعا کرتے' اے اللہ! تو ہمیں آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے نبی کے وسیلہ سے امداد عطا کر جس کی نعت و صفت ہم تورات میں پاتے ہیں' تو اس استغاثہ کی وجہ سے ان کی مدد کی جاتی تھی۔

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

اے اللہ! اس نبی کو مبعوث فرما جس کے اوصاف تورات میں لکھے ہیں تاکہ وہ ان کے دشمنوں کو سزا دے اور انہیں قتل کرے۔

ایک اور روایت ہے کہ خیبر کے یہودی بنو غطفان سے معرکہ آرا رہتے' مڈبھیڑ کے وقت شکست سے دوچار ہوتے ایک دن انہوں نے یہ دعا کی۔

"اے اللہ! ہم تجھ سے اس نبی کے وسیلہ سے جس کا تو نے آخری زمانے میں ظہور کا وعدہ دے رکھا ہے' فتح و نصرت کی التجا کرتے ہیں' تو انہیں اس وسیلہ کے طلب کرنے پر فتح نصیب ہوئی' اس کے بعد جب کبھی لڑائی ہوتی تو یہی دعا کرتے اور غطفانی ہمیشہ شکست و ہزیمت سے دوچار ہو جاتے۔"

اسی طرح کی وہ روایت ہے جو واقدی نے ثعلبہ بن ابی مالک سے نقل کی ہے' کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو ثعلبہ سے' جو کہ ایک یہودی عالم تھے' کہا کہ تورات میں مذکور اوصاف محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرو۔ اس نے کہا: نبی ہارون پر نازل شدہ غیر محرف تورات میں آپ کے اوصاف یوں آئے ہیں۔

"احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بنی اسماعیل میں پیدا ہوں گے' کمربند باندھیں گے' وضو کریں گے' ان کی آنکھوں میں

سرخی ہوگی' پشت پر مہر نبوت ہوگی' نہ وہ کوتاہ قد ہوں گے نہ دراز قد' شملہ باندھیں گے۔ خچر پر سوار ہو کر جنگ کریں گے' اونٹ پر سوار ہوں گے' بازروں میں چلیں گے' تلوار حمائل کریں گے' انہیں اس بات کی کوئی پروا نہ ہوگی کہ کون ان کے مدمقابل ہے۔ ان کے پاس ایسی نماز ہے کہ اگر قوم نوح کے پاس ہوتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اسی طرح عاد و ثمود کے پاس یہ نماز ہوتی تو انہیں بھی تباہی اور بربادی کا سامنا نہ کرنا پڑتا' ان کی ولادت' پرورش اور اعلان نبوت مکہ میں ہوگا۔ ان کی جائے ہجرت یثرب ہے وہ امی ہوں گے لکھ پڑھ نہیں سکیں گے' وہ حماد ہوں گے ہر سختی و تنگی اور آسانی میں حمد بجالائیں گے' سلطنت ان کی شام میں ہوگی' فرشتوں میں سے جبریل ان کے ساتھی ہوں گے' انہیں اپنی قوم سے شدید اذیت پہنچے گی' پھر وہ ان پر غالب آجائیں گے اور انہیں گھیرلیں گے۔ یہی سلسلہ یثرب میں جاری رہے گا یہاں تک کہ انہیں مکمل کامیابی نصیب ہوگی' ان کے ساتھ ایسی قوم ہوگی جو موت کی طرف پہاڑ سے اترنے والے پانی سے زیادہ تیز جانے والی ہوگی۔ انجیلیں (سورتیں) ان کے سینوں میں محفوظ ہوں گی' دن کے وقت بہادر شیر ہوں گے تو رات کے وقت شب زندہ دار زاہد' دشمن ایک ماہ کی مسافت پر ان سے خوفزدہ ہوگا' محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس جنگ میں شریک ہوں گے یہاں تک کہ وہ زخمی ہوں گے اور کوئی باڈی گارڈ ان کے ساتھ نہ ہوگا' صرف اللہ ان کی حفاظت کرے گا۔

اسی قسم کا ایک حوالہ امام ابن ظفر نے اپنی کتاب البشر میں نقل کیا ہے۔ محمد ابن الزبال ایک یہودی عالم سے روایت کرتے ہیں (یہ یہودی عالم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ اے عیسیٰ! اے پاکدامن بتول کے بیٹے! مری بات غور سے سن اور میری اطاعت کر' میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا کیا اور دنیا والوں کے لئے نشانی بنایا' پس تو صرف میری عبادت کر اور مجھی پر بھروسہ رکھ' اور کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ اور اہل شام کو جاکر یہ پیغام دے کہ میں اللہ ہوں' پیدا کرنے والا' ہمیشہ رہنے والا' تم لوگ نبی آخر الزمان کی تصدیق کرو' یہ نبی آخر الزمان صاحب الجمل ہیں' صاحب النساء والنسل ہیں۔ ازواج آپ کی کثیر ہوں گی مگر اولاد تھوڑی ہوگی' اس کی نسل اس مبارک خاتون سے چلے گی جو تمہاری ماں کے ساتھ جنت میں ہوگی' اس کے دو بیٹے شہید ہوں گے۔ اس نبی کا دین حنیفیہ ہے اور قبلہ یمانی' وہ خود سارے جہانوں کے لئے رحمت' حوض کوثر کا مالک جس کی وسعت مکہ سے مطلع شمس تک' اس حوض کے آبخورے ستاروں کی تعداد کی طرح ہیں' اس کے مشروب کا رنگ و ذائقہ جنتی مشروبات کی مانند ہے' جو اس کو پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

روایت نمبر43

وھب بن منبہ کہتے ہیں میں نے بنی اسرائیل کے ایک نبی پر نازل شدہ کتاب میں پڑھا' جس میں یہ تحریر تھا اے نبی! اپنی قوم میں کھڑے ہو کر کہہ اے آسمان! سن! اے زمین! خاموش ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی شان بیان کرنے والا ہے' میں نے انہیں زینت عطا کی ہے اپنی کرامت سے انہیں ممتاز کیا ہے اور اپنے لئے ان کا انتخاب کیا ہے میں بنی اسرائیل کو بکھرے ہوئے اور بدکے ہوئے اس ریوڑ کی مانند پاتا ہوں جس ریوڑ کا کوئی چرواہا نہ ہو۔ پس میں نے تتر بتر ریوڑ کو لوٹایا اور گم شدہ بھیڑوں کو اکٹھا کیا۔ میں نے اس کے بیماروں کا علاج کیا' ٹوٹے ہوؤں کو جوڑا' اس کے موٹے تازوں کی

حفاظت کی، جب میں ایسا کر چکا تو یہ (لوگوں کا) یہ ریوڑ اترا گیا اور اس کے مینڈھے آپس میں ٹکرا گئے، اور باہم قتل و غارت کرنے لگے، بربادی ہو اس خطا کار امت کی اور تباہی ہو اس ظالم قوم کی، میں تو زمین و آسمان کی تخلیق کے روز ہی یہ حتمی فیصلہ کر چکا تھا اور ایک قطعی اجل ٹھہرا چکا، اگر وہ غیب سے آگاہ ہوتے تو ضرور تمہیں بتاتے کہ کب میں نے اس کے متعلق حتمی فیصلہ کیا اور کس زمانے میں اس کا وقوع ہوگا؟ میں تمام ادیان پر اس کو غالب کرنے والا ہوں، پس چاہئے کہ وہ تمہیں اس سے آگاہ کریں کہ کب ایسا ہونے والا ہے اور اس انقلاب کا قائد کون ہوگا اور اس کے اعوان و انصار کون کون ہوں گے؟ انہیں یقینی علم ہے، میں اس انقلاب عظیم کیلئے امیوں میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث کرنے والا ہوں، جس کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ نہ بدزبان ہوگا نہ سخت خو، وہ بازاروں میں شور و شغب نہیں کرے گا اور نہ یا وہ گوئی، (روایت کا بقایا مضمون پہلے کئی بار آچکا ہے۔)

روایت نمبر 44

وھب بن منبہ کا بیان ہے کہ اللہ جل مجدہ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں جہاں عرب پر ایک نور اتاروں گا جو شرق و غرب کو روشنی سے معمور کر دے گا۔ میں بنی اسماعیل میں سے ایک امی نبی ظاہر کروں گا، جس پر ستاروں کی طرح اور زمین کے پودوں کی مانند بے شمار لوگ ایمان لائیں گے۔ وہ مجھے رب مانیں گے اور اسے میرا رسول، وہ اپنے آباؤ اجداد کی ملتوں کا انکار کریں گے اور ان ملتوں سے دور بھاگیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، تیری ذات پاک ہے اور تیرا نام مقدس، تو نے اس نبی کو بڑی شان دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں اس کے دشمن سے دنیا و آخرت میں سخت انتقام لوں گا، اس کی دعوت (یعنی دین) کو ہر دعوت پر غالب کروں گا۔ اس کے ساتھیوں کو میں بحر و بر پر غلبہ دوں گا، میں اس کے لئے زمین کے خزانے ظاہر کروں گا، جو اس کی شریعت کی مخالفت کرے گا میں اس کو ذلیل و رسوا کردوں گا، اے موسیٰ! میں نے عدل کے ساتھ اس کی تربیت کی اور قسط کے ساتھ اس کا ظہور ہوگا، مجھے عزت الوہیت کی قسم! میں اس کی خاطر قوموں کو جہنم کی آگ سے نجات دوں گا، منظم دنیاوی معاشروں کا آغاز ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور ان کا خاتمہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (دین کے) ساتھ ہوگا، اے بنی اسرائیل! تم اس کی کتاب کو اچھی طرح سمجھو، اس کی کتاب اس بھرے ہوئے پیالے کی مانند ہے جسے بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے۔ یہ کتاب سلسلہ کتب کی آخری کتاب ہے، میں شریعت محمدیہ کے ساتھ دوسری شریعتوں کو منسوخ کردوں گا، جس شخص نے اس نبی کا زمانہ پایا اور پھر اس پر ایمان نہ لایا اور اس کی شریعت کے دائرے میں نہ آیا تو اس کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

میں اس پیغمبر کی ایسی امت بناؤں گا جو شرق و غرب میں مساجد کی تعمیر کریں گے، جب ان مساجد میں میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ اس نبی کا نام گرامی بھی لیا جائے گا اور جب تک دنیا باقی ہے اس کا ذکر دائم و قائم ہے۔

روایت نمبر 45

ابن ہشام بیان کرتے ہیں (کئی اور علماء نے بھی اس کا ذکر کیا ہے) کہ یہودی علماء نے اس اندیشہ کے تحت تورات میں مذکور نعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تبدیلی کی کہ کہیں ان کا ذریعہ معاش نہ بند ہو جائے، جو تورات کی حفاظت اور

تعلیم کی وجہ سے ان کو عوام کی طرف سے حاصل ہوتا تھا' انہیں خوف تھا کہ اگر یہودی عوام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو ان کا کاروبار شکم متاثر ہوگا' اسی لئے وہ اسلام قبول کرنے والے لوگوں سے کہتے کہ تم اپنے مال ان مہاجرین پر خرچ نہ کرو' ہمیں خدشہ یہ ہے کہ تم مفلسی کا شکار ہو جاؤ گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

وہ لوگ جو بخل (کنجوسی) کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور اللہ کے دیئے فضل کو چھپاتے ہیں۔

اس آیت میں فضل سے مراد اوصاف محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہے' جو ان کی کتاب تورات میں مذکور تھے' ان کی کتاب میں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ اوصاف درج تھے۔

اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَکْحَلُ الْعَیْنَیْنِ رُبْعَةٌ جَعْدِ الشَّعْرِ حُسْنُ الْوَجْهِ

کہ محمد رسول اللہ کی آنکھیں سرگین' باوقار درمیانہ قد' معمولی کنڈل دراز زلفیں اور خوبصورت چہرہ ہے۔

یہودی علماء نے ان اوصاف کو مٹا دیا' اس کے برعکس وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے یہ اوصاف تورات میں آئے ہیں۔

طَوِیْلاً اَزْرَقُ الْعَیْنَیْنِ بَسْطُ الشَّعْرِ

کہ آپ کا قد دراز آنکھیں بھوری اور بال سیدھے ہیں

وہ اپنے پیروکاروں کو یہی اوصاف بتاتے اور کہتے کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ اوصاف ہوں گے۔ اسی حقیقت کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلاً اُولٰٓئِكَ مَا یَاْ کُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا' اور نہ انہیں ستھرا کرے' اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ امیہ بن ابی صلت سے منقول ہے' اس نے حضرت ابوسفیان سے کہا: میں کتاب میں ایک ایسے نبی کا تذکرہ پاتا ہوں جو ہمارے اس علاقہ میں مبعوث ہوگا' میرا خیال ہے کہ یہ "وہی نبی" ہے۔ پہلے میں اپنے بارے میں یہ گمان رکھتا تھا اور میں اس کے متعلق لوگوں کو بتاتا بھی تھا' لیکن اب مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ وہ نبی عبد مناف میں سے ہوگا' میں نے خوب غور کیا مگر ان میں سے کوئی ان اوصاف سے متصف نہیں سوائے عتبہ بن ربیعہ کے' مگر اس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی ہے اور ابھی تک اس کی طرف وحی نہیں ہوئی' اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ وہ کوئی اور ہے' ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مبعوث ہوئے' میں نے امیہ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا: ہاں! وہ برحق نبی ہیں' تم ان کی پیروی کرو' میں نے اس سے کہا تمہیں کیا چیز مانع ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ثقیف کی عورتوں سے حیاء آتی ہے' کیونکہ میں انہیں اپنی نبوت کے متعلق بتا چکا ہوں' پھر یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے کہ بنو عبد مناف کے ایک جوان کی اطاعت اختیار کرلوں۔

روایت نمبر46

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا' وہ ہفتہ کی رات تھی' کعب بن عمرو نے بنی قریظہ سے کہا: کہ تین شرائط میں سے ایک شرط اختیار کرلو' تو انہوں نے پوچھا: یہ تین شرائط کون سی ہیں؟ اس نے کہا: اس آدمی (محمد رسول اللہ) کی پیروی میں آجاؤ اور اس پر ایمان لے آؤ کیونکہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی موسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی تھی' اور ان کی صفات تورات میں موجود ہیں۔

انہوں نے جواب دیا ایسا نہیں ہو سکتا' تو کعب نے کہا: پھر دوسری صورت یہ ہے کہ ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو قتل کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مدمقابل آجائیں تاکہ پیچھے کسی کو چھوڑ جانے کا غم اور افسوس نہ ہو' اگر ہم فتح مند ہوئے تو عورتیں اور بچے تو مل ہی جائیں گے اور اگر ہلاک ہوگئے تو پیچھے بے پردگی اور رسوائی کا خوف نہ ہوگا' یہودیوں نے کہا: کعب! ان بے چاروں کو قتل کرنے میں عجلت سے کام نہ لو' اس نے کہا: پھر تیسری یہ شرط ہے کہ آج ہفتہ کی رات ہے محمد اس میں لڑائی نہیں کریں گے' آؤ ہم اس رات دھوکہ دہی سے ان پر شب خون ماریں' انہوں نے کہا: نہیں ہم ہفتہ کی حرمت پامال نہیں کریں گے' تو کعب نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص نے کبھی کوئی رات سمجھ داری اور ہوشیاری سے نہیں گزاری۔

روایت نمبر47

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص بلادیمن سے کعب احبار کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے فلاں یہودی عالم نے ایک خط دے کر آپ کی طرف بھیجا ہے' کعب نے اس سے کہا وہ خط مجھے دیجئے' اس آدمی نے کہا: کہ وہ عالم آپ سے کہتا ہے کہ کیا آپ ہم یہودیوں کے معزز سردار اور مطاع نہ تھے؟ آپ نے یہودیت چھوڑ کر احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین کیوں اپنالیا ہے؟ حضرت کعب نے اس شخص سے دریافت کیا کہ آیا تم واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ اس نے کہا: "ہاں" فرمایا اگر تم واپس لوٹو تو اس عالم کا دامن پکڑ لینا تاکہ راہ فرار نہ اختیار کرے اور پھر کہنا کہ کعب تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں کے پاس لوٹایا' جس نے ان کے لئے سمندر پھاڑا' جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تختیاں عطا کیں جن میں ہر چیز کا علم ہے۔ کیا کتاب اللہ یعنی تورات میں مذکور نہیں کہ امت احمد کے تین حصے ہوں گے ایک تہائی حصہ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوگا دوسرا حصہ اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں جائے گا اور تیسرے حصے کا آسان حساب ہوگا' پھر وہ جنت میں چلے جائیں گے' وہ یہودی عالم تم سے کہے گا' ہاں! اسی طرح تورات میں آیا ہے' تو اس سے کہنا کہ کعب تم سے یہ کہتا ہے کہ مجھے امت احمدیہ کے ان تینوں گروہوں میں سے کسی ایک گروہ کا فرد سمجھ لو۔

روایت نمبر48

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار سے پوچھا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہونے کی تمنا کی تھی پھر تم نے آپ کے دست اقدس پر اسلام کیوں نہ قبول کیا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا' وہ مجھ سے افضل تھے مگر تم نے اسلام قبول نہ کیا۔ اب میرے زمانے میں ایمان لائے ہو (اس کی کیا وجہ ہے) عرض کیا' اے امیر المومنین! جلدی نہ کیجئے' میں بطور آزمائش اس بات کا جائزہ لیتا رہا کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے؟ پس میں نے یہ معاملہ ایسا ہی پایا جیسا کہ تورات میں مذکور ہے۔ تورات میں آپ کے اوصاف اس طرح موجود ہیں کہ سید الخلق اور صفوۃ اولاد آدم کوہ فاران سے جلوہ گر ہوگا' وہ وادی مقدس جہاں سلم کے درخت پیدا ہوتے ہیں اور توحید اور حق کو ظاہر کرے گا' پھر طیبہ شریف منتقل ہوگا وہاں معرکہ ہائے کار زار گرم ہوں گے' وہیں زندگی بسر کرے گا اور اسی شہر میں اس کا وصال اور مدفن ہوگا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر کیا ہوا؟ حضرت کعب نے جواب دیا کہ آپ کے بعد ایک صالح بزرگ حکومت کی باگ ڈور سنبھالے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ — پھر کیا ہوگا؟

کعب رضی اللہ عنہ — اس صالح بزرگ کا وصال ہو جائے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ — اس کے بعد کیا ہوگا؟

کعب رضی اللہ عنہ — فولادی عزم کا حکمران ہوگا۔

عمر رضی اللہ عنہ — (وادفراہ) پھر کیا ہوگا۔

کعب رضی اللہ عنہ — صاحب اقتدار جام شہادت نوش کرے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ — اس کے بعد؟

کعب رضی اللہ عنہ — صاحب حیاء و کرم سریر آرائے سلطنت ہوگا۔

عمر رضی اللہ عنہ — یہ تو عثمان رضی اللہ عنہ کی صفت ہے' اس کے بعد کیا واقع ہوگا۔

کعب رضی اللہ عنہ — انہیں حالت مظلومی میں شہید کر دیا جائے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ — اس سانحہ کے بعد کیا پیش آئے گا۔

کعب رضی اللہ عنہ — صاحب محجہ بیضا' صاحب عدل و مساوات' صاحب شرف تام و علم جام زینت آرائے سلطنت ہوگا۔

عمر رضی اللہ عنہ — یہ تو ابوالحسن علی ہیں' پھر کیا وقوع پذیر ہوگا؟

کعب رضی اللہ عنہ — وہ درجہ شہادت پر فائز ہوں گے۔

عمر رضی اللہ عنہ — اس المیہ کے بعد کی خبر کیا ہے؟

کعب رضی اللہ عنہ — امور سلطنت و خلافت شام منتقل ہو جائیں گے۔

عمر رضی اللہ عنہ — کعب اب بس کرو۔

اسی طرح کی روایات ان پادریوں سے آئی ہیں جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلفاء کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

نوٹ : دفر کا معنی بدبو ہوتا ہے' والحدید دفر لوہے کے زنگ کی بدبو ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور تواضع لوہے کے محاسن صفات اور سختی سے اعراض کر کے بدبو کا ذکر فرمایا ہے

روایت نمبر49

روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: مجھے تورات کے کسی بڑے عالم کا پتہ دو تاکہ اس کی معیت اور موجودگی میں تمہارا کلام سنوں۔ کعب نے کہا: یمن کا ایک عالم ہے جسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلا بھیجا پھر دونوں کو ایک مقام پر اکٹھا کیا' حضرت کعب نے اس یمنی عالم سے کہا' میں تمہیں اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھاڑ دیا' کیا تم کتاب موسیٰ (تورات) میں یہ پاتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں نظر کی اور عرض اے پروردگار! میں تورات میں ایک ایسی امت کا تذکرہ دیکھتا ہوں جو بہترین امت ہے اور لوگوں کے لئے بطور نمونہ ظاہر کی گئی ہے جس کے افراد نیکی کا حکم دیتے ہیں' برائی سے منع کرتے ہیں وہ پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور آخری کتاب پر بھی' وہ گمراہوں سے قتال کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کا آخری معرکہ کانے دجال سے ہوگا۔ اے اللہ! اس امت کو میری امت بنا دے' فرمایا: یہ تو امت احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام نے ایک ایسی امت کا تذکرہ نہیں پڑھا جو بلندی پر چڑھیں گے تو اللہ اکبر کہیں گے۔ وادی میں اتریں گے تو الحمدللہ کہیں گے' مٹی ان کے لئے پاکیزہ ہے' وہ پانی کی عدم موجودگی میں مٹی سے اسی طرح طہارت جنابت کریں گے جس طرح پانی سے کریں گے۔ ان کے اعضائے سجدہ آب وضو کی وجہ سے روشن ہوں گے۔

وہ ایسی امت ہے جو نیکی کا ارادہ کرے گی تو ایک نیکی نامہ عمل میں لکھ دی جائے گی اور اگر نیکی کا کوئی کام کرے گی تو اسے دس گنا سے سات سو گنا تک ثواب حاصل ہوگا۔ یہ امت جب برائی کا ارادہ کرے گی تو صرف ارادہ پر گناہ نہ لکھا جائے گا اور اگر فعل گناہ کا صدور ہوگا تو صرف ایک بدی نامہ عمل میں درج ہوگی' یہ ایسی قوم ہے جو کفارے اور صدقات کھانے پر بھی اجر و ثواب کی مستحق ہوگی۔ یہ اپنے صدقات مسکینوں کو کھلائے گی' انہیں جلانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ عرض کی اے اللہ! اس امت کو امت موسوی بنا دے' فرمایا: نہیں یہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے۔

روایت نمبر50

کعب احبار بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کے پاس تورات کا ایسا حصہ تھا جسے وہ ایک تابوت میں رکھتا' اور بوقت موت اسے سربمہر کر دیا' جب اس کا وصال ہوگیا تو میں نے اس کھول کر پڑھا تو اس میں یہ تحریر تھا۔

"آخری زمانے میں ایک نبی کا ظہور ہو' وہ خیر الانبیاء ہے' اور اس کی امت خیر الامم جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت دیں گے' ہر بلندی پر تکبیر خواں' نماز میں صف بستہ جیسے میدان جنگ میں صف بندی کرتے ہیں' دل ان کے کتاب کی مانند ہیں' وہ قیامت کے روز روشن چہروں کے ساتھ آئیں گے' اس نبی کا اسم پاک احمد ہے اور امت اس کی حمادون ہے۔

روایت نمبر51

روایت ہے کہ دو آدمی بیٹھے تھے اور کعب احبار بھی ان کے قریب بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا حشر برپا ہوچکا ہے اور سب انبیاء علیہم السلام کے دو دو نور ہیں' اور ان کی امتیوں کا ایک ایک نور' میں نے دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے ایک ایک بال پر نور ہے' اور آپ کے امتیوں کے دو دو نور ہیں۔

حضرت کعب نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! خدا سے ڈر تو کیا بیان کررہا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے جو خواب دیکھا ہے بعینہ بیان کررہا ہوں' تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے محمد رسول اللہ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی یہ مضمون تو تورات مقدس میں موجود ہے۔

روایت نمبر52

مکحول کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' مولیٰ الواح تورات میں ایسی قوم کے اوصاف ہیں جن کے دل انبیاء علیہم السلام کی مانند ہیں ان کا نور فلک بوس پہاڑوں کی طرح قریب ہے کہ جانور اور درخت انہیں سجدہ کریں' عرض کیا الٰہی اس امت کو میری امت بنادے۔ فرمایا: یہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی امت ہے۔

پوچھا الٰہی! یہ کس چیز کے سبب اس مقام تک پہنچی ہے' تاکہ میں بنی اسرائیل کو اس جیسے اعمال کرنے کا حکم دوں' اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! ہوسکتا ہے کہ ان کے درجات تک پہنچنے سے انبیاء بھی عاجز رہیں' کیونکہ انہوں نے میری رضا کے لئے دنیا کی نعمتوں کو ترک کردیا' خشک روٹی اور پھٹے پرانے کپڑوں میں زندگی بسر کردی' انہیں دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔

روایت نمبر53

اسی طرح کی ایک روایت واقدی نے نقل کی ہے کہ ہرقل قیصر روم نجاشی کے پاس شمامہ بھیجا کرتا' تاکہ وہ نجاشی اور اس کے درباریوں سے انجیل اور دیگر کتابوں کی تعلیم حاصل کریں جبکہ نجاشی خود اپنے زمانے میں آسمانی کتابوں کا بڑا عالم تھا' جب شمامہ تعلیم حاصل کرکے فارغ ہو جاتے تو واپس چلے جاتے' پھر ہرقل ان کی جگہ دوسروں کو بھیجتا' ایک دن اس نے اپنے ہم مذہب علماء سے پوچھا' کہ یہاں ایسا کوئی ہے جس نے نجاشی کے سامنے پڑھا ہو۔ انہوں نے جواب دیا' ہاں! دس شمامہ ایسے موجود ہیں پھر ان سے ان کے سب سے بڑے عالم کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے ایک عالم کی طرف اشارہ کیا' ہرقل اس عالم کو خلوت میں لے گیا اور کہا کیا تم مجھے نجاشی کے متعلق نہیں بتاؤ گے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں اے بادشاہ! میں اس کے ہاں چار سال رہ کر سب سے آخر میں علم حاصل کرکے آیا ہوں' مجھے اس کے تمام حالات معلوم ہیں' بادشاہ سلامت کس معاملہ کے بارے میں دریافت فرمانا چاہتے ہیں؟ قیصر نے پوچھا: کیا نجاشی اس عربی شخص کا ذکر کرتا ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں! اس نے انجیل اپنے سامنے رکھی' اس وقت اس کے پاس میرے علاوہ

کوئی اور نہ تھا' تو اس نے پڑھا۔

اَحۡمَدُ النَّبِیُّ الۡعَرَبِیُّ یَرۡکَبُ الۡبَعِیۡرَ وَ یُجۡبِرُ الۡکَسِیۡرَ یَخۡرُجُ مِنۡ مَکَّۃَ اِلٰی یَثۡرِبَ وَھُوَ خَیۡرُ الۡاَنۡبِیَاءِ یَقُوۡمُ فِیۡمَا بَیۡنَ عِیۡسٰی وَالسَّاعَۃَ فَمَنۡ اَدۡرَکَہٗ وَاتَّبَعَہٗ رَشَدَ وَمَنۡ خَالَفَہٗ ھَلَکَ

احمد عربی نبی ہیں' اونٹ پر سوار ہوں گے' ٹوٹے دلوں کو جوڑیں گے مکہ سے نکل کر یثرب جائیں گے' وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں' عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ظہور فرمائیں گے تو جس نے ان کا زمانہ پایا اور ان کی اتباع کی وہ ہدایت یاب ہوگیا اور جس نے ان کی مخالفت کی وہ ہلاک ہوگیا۔

یہی تعلیم نجاشی اپنے بیٹے کو دیتا تھا۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے دربار میں آکر اس سے کلام کیا' محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا زاد (جعفر طیار) نے نجاشی سے گفتگو کی تو وہ اشکبار ہوگیا حتیٰ کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی' پھر اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی عربی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی' وہ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ تو قیصر نے کہا: نجاشی نے سچ کہا' اگر مجھے اپنے ملک کی فکر نہ ہوتی اور رومیوں کی بغاوت کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس کی تصدیق کا اظہار عام کرتا' اور عنقریب اس کا دین غالب ہو کر میری زمین (میرے قدموں تک) آجائے گا۔ قیصر نے شماس سے پوچھا تم کس دین پر ہو؟ اس نے جواب دیا اگر مجھے بادشاہ معظم کی مخالفت ناگوار نہ ہوتی تو میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اتباع کرتا' قیصر نے اس سے کہا مجھ سے خوف نہ کرو' البتہ! اہل روم سے یہ معاملہ پوشیدہ رکھو اور جہاں چاہو چلے جاؤ اور رہو' شماس نے کہا: میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملنا چاہتا ہوں۔ قیصر نے کہا چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوگیا' جب بلقاء کے مقام پر پہنچا ایک گروہ (رہزناں) نے اسے قتل کردیا۔ قیصر روم کو یہ اطلاع ملی تو عامل بلقاء کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو تلاش کرکے قتل کردو جس نے ہمارے خادم کو قتل کیا ہے' پس عامل بلقاء نے انہیں گرفتار کرکے سولی چڑھا دیا اور قتل کردیا۔

روایت نمبر54

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے ایک روایت پہنچی ہے کہ نجران کے سرداروں کے پاس وراثت میں آئی ہوئی ایک تحریر تھی' جب ایک سردار فوت ہو جاتا اور ریاست دوسرے کو ملتی' تو وہ اس نوشتہ پر اپنی مہر کردیتا مگر ماقبل کی مہروں کو نہ توڑتا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا رئیس ایک دن باہر نکلا تو لڑکھڑا کر گر گیا' تو اس کے بیٹے کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تعس الابعد (سب سے آخر والا برباد ہو) (معاذ اللہ)

اس کی مراد (معاذ اللہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی' اس کے باپ نے اسے ایسا کہنے سے منع کیا' کہ وہ نبی ہے اور اس کا نام آسمانی کتابوں میں آیا ہے' جب وہ رئیس مرگیا تو اس کے بیٹے نے وہ تحریر مہر کھول کر دیکھی' اس نوشتے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم پاک تھا' وہ سردار کا بیٹا ایمان لے آیا اور حج بھی کیا۔

اِلَیۡکَ تَعۡدُوۡ قَلِقًا وَضِیۡنُھَا — تیری بارگاہ کی طرف اس کی سواری دوڑ کر اس حالت میں آتی

مُعۡتَرِضًا فِیۡ بَطۡنِھَا جَنِیۡنُھَا — ہے کہ اس کے ہودے کا تنگ تیزی سے حرکت کرتا ہے'

مُخَالِفًا دِيْنِ النَّصَارٰى دِيْنَهَا — اور اس کے شکم میں اس کا بچہ سیدھا پڑا ہے' عیسائیوں کے
قَدْ ذَهَبَ الشَّحْمَ الَّذِيْ يُزِيْنَهَا — دین کی مخالفت کرتے ہوئے' (اس تیز رفتاری میں) اسے
زینت دینے والی چربی جاتی رہی ہے۔

ایک اور واقعہ علامہ ابن ظفر نے "ابشر" میں ابودریب زائد سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں دوران سیاحت ایک دیر کے اندر گیا اور اس کے مہتمم سے کیا' کیا آپ کے پاس کوئی فائدہ ہے' اس نے کہا ہاں اے عربی! پھر وہ ایک کاغذ کا پرزہ نکال کر لے آیا' جس پر چار سطریں تحریر تھیں' اس نے بتایا یہ آسمانی کتابوں میں سے ایک ورق ہے۔

پہلی سطر اللہ جبار فرماتا ہے اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ
میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں میں یگانہ اور لاشریک ہوں

دوسری سطر مُحَمَّدُ نِ الْمُخْتَارُ عَبْدِيْ وَ رَسُوْلِيْ — محمد مختار ہے میرا بندہ اور میرا رسول

تیسری سطر اُمَّتُهُ الْحَامِدُوْنَ اُمَّتُهُ الْحَامِدُوْنَ
اس کی امت حامدون ہے اس کی امت حامدون ہے

چوتھی سطر رُعَاةُ الشَّمْسِ رُعَاةُ الشَّمْسِ
سورج کے نگران سورج کے نگران

روایت نمبر55

اصحاب سیر نے روایت کیا ہے کہ امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ایک دیر کے قریب اترے' تو دیر کا مہتمم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' اے امیرالمومنین! میرے پاس میرے آباؤاجداد کی وراثت میں سے ایک تحریر ہے جسے مسیح علیہ السلام کے اصحاب نے تحریر کیا ہے اگر آپ کی خواہش ہو تو میں اسے آپ کے حضور پڑھوں آپ نے فرمایا: ہاں لے آو' چنانچہ وہ مذکورہ تحریر لے آیا جس میں یہ تحریر تھی۔

"سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے جو فیصلہ کرنا تھا کر دیا اور قلم قدرت سے جو لکھنا تھا لکھ دیا۔ وہ ان پڑھوں میں سے ایک رسول مبعوث کرنے والا ہے جو انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا اور انہیں جنت کے راستے کی طرف رہنمائی کرے گا وہ نہ بدزبان ہے نہ درشت خو اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا الخ۔

روایت نمبر56

گزشتہ کتابوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب کرام کا تذکرہ موجود ہے اور آپ کی امت کو زمین کا وارث بنانے کا وعدہ دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ — ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا دیا کہ زمین کے وارث میرے اپنے صالح بندے ہوں گے۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس آیت قرآنی میں فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے تورات اور زبور میں یہ خبر دی ہے' حالانکہ اس کا علم آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے مقدم ہے کہ زمین کی وارث امت محمدیہ ہوگی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ میں عبادی الصالحون سے نحن الصالحون (ہم صالحین ہیں" تفسیر نقل کی ہے

حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں زبور کے ایک ایسے نسخے سے آگاہ ہوں جو 150 سورتوں پر مشتمل ہے اس کے چوتھے مزمور میں ہے

"اے داؤد! میری بات غور سے سن اور سلیمان کو حکم دے کہ وہ تیرے بعد لوگوں کو بتائے کہ میں اپنی زمین کا وارث محمد اور اس کی امت کو بناؤں گا"

روایت نمبر57

ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی کہ پہلی کتابوں میں یہ آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال بارش کے قطروں کی مانند ہے جہاں بارش کے قطرے پڑتے ہیں' وہاں فائدہ دیتے ہیں۔

روایت نمبر58

ابن عساکر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں' کہا میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا اس وقت لوگوں کی ایک جماعت آپ کے سامنے کھڑی تھی۔ آپ نے آخر میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کی طرف دیکھا اور اس سے پوچھا تم پہلی کتابوں میں کیا پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ صدیق (اکبر) ہے۔

روایت نمبر59

دینوری نے "مجالسہ" میں اور ابن عساکر نے حضرت زید بن اسلم سے نقل کیا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایام جاہلیت میں ہم چند قریشی تجارت کی غرض سے شام گئے جب ہم شام سے مکہ واپس روانہ ہوئے' میں ایک ضروری کام بھول گیا تھا' اس کے لئے لوٹا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: کہ میں تم سے ابھی آملتا ہوں۔ بخدا! میں ایک بازار شام میں تھا کہ اچانک ایک بطریق نے آکر میری گردن دبوچ لی۔ میں اس سے اپنے آپ کو چھڑانے لگا مگر وہ پکڑ کر مجھے ایک کنیسہ میں لے گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ مٹی کی ایک سخت تہہ دوسری تہہ کے اوپر چڑھی ہے اس نے مجرفہ کلہاڑی اور زنبیل میری طرف پھینکی اور کہا اس مٹی کو ہٹاؤ' میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ کیا کروں' وہ دوپہر کے وقت میرے پاس آیا اور بولا میں نے دیکھا ہے کہ تم نے کوئی چیز نہیں نکالی' پھر اس نے مکہ میرے سر کے وسط میں دے مارا' میں نے اٹھ کر مجرفہ اس کی کھوپڑی پر ٹکا دیا جس سے اس کا بھیجا نکل گیا اس کے بعد میں بے تحاشا بھاگا معلوم نہ تھا کہ کس طرف جاؤں' دن کے باقی حصے میں اور ساری رات چلتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی میں ایک دیر میں پہنچا اور اس کی دیوار کے سائے میں بیٹھ گیا' ایک شخص باہر نکل کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا' اے اللہ کے بندے! یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ میں نے جواب دیا راستہ بھٹک کر

ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں" پھر وہ میرے پاس کھانا اور پانی لے آیا اور مجھے سر سے پاؤں تک غور سے دیکھنے لگا' اس کے بعد کہنے لگا کہ اہل کتاب کو معلوم ہے کہ روئے زمین پر مجھ سے بڑا آسمانی کتابوں کا عالم نہیں' میں تمہارے اوصاف تورات میں دیکھتا ہوں اور تم ہی ہمیں ہمارے دیر سے نکال باہر کرو گے اور اس ملک پر تمہارا غلبہ اور تسلط ہو گا۔ میں نے اس سے کہا' اے شخص! تم نے غلط سمجھا ہے (تم اور راستے پر نکل گئے ہو) اس نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے جواب دیا عمر بن الخطاب۔ اس نے کہا: بخدا! آپ ہی تو ہمارے حاکم ہوں گے' مجھے اپنے اس دیر کے تحفظ کی ایک تحریر دے دیجئے۔ آپ کا اس میں کوئی حرج نہیں اگر آپ ہمارے حاکم بن گئے تو یہی ہمارا مدعا ہے اور اگر آپ وہ نہیں تو آپ کو یہ تحریر کوئی نقصان نہ دے گی۔ میں نے کہا: سامان تحریر لائیے۔ میں نے اسے لکھ کر دیدیا اور اس پر مہر کر دی۔ روای بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد ہمایوں میں شام تشریف لے گئے وہی راہب جو دیر قدس کا مہتمم تھا' اس نوشتے کے ساتھ آ گیا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دیکھ کر بڑے تعجب کا اظہار کیا اور ہمیں اس راہب کا واقعہ سنانے لگے۔

روایت نمبر60

ابن سعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے تو آپ کی ران کھل گئی۔ اہل نجران نے آپ کی ران پر ایک سیاہ تل دیکھا' کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا ذکر ہماری کتاب میں ہے یہ ہمیں ہمارے وطن سے نکال باہر کرے گا۔

روایت نمبر61

ابونعیم بطریق شہر بن حوشب' حضرت کعب سے راوی ہیں وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا' ان الہامی کتابوں میں تحریر ہے کہ ان بلاد کی فتح ایک صالح شخص کے ہاتھ پر ہو گی جو اہل ایمان پر بڑا مہربان ہے اور کافروں پر سخت' اس کا باطن اور ظاہر یکساں ہے' اس کا قول اس کے فعل سے ہم آہنگ ہے حق کے معاملہ میں دور و نزدیک اس کے ہاں برابر ہیں اس کے پیروکار شب زندہ دار اور دن کے وقت بہادر شیر ہیں' وہ باہم مہربان' صلہ رحم اور نیکوکار ہیں' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: تم جو کچھ کہہ رہے ہو کیا یہ حق ہے؟ انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم یہ سراپا حق ہے تو آپ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَزَّنَا وَاَکْرَمَنَا وَشَرَّفَنَا وَرَحِمَنَا بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

لائق حمد وثنا ہے وہ ذات جس نے ہمیں غلبہ دیا اور اپنے نبی کے طفیل ہمیں عزت' شرف اور رحمت سے نواز۔

روایت نمبر62

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ کے مقام پر تشریف فرما تھے' آپ نے خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت المقدس بھیجا تو بیت المقدس کے

یکنوں نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا' آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: خالد بن الولید' انہوں نے سوال کیا آپ کے حاکم کا کیا نام ہے؟ آپ نے بتایا عمر بن الخطاب' انہوں نے کہا ہمیں اپنے حاکم کے حالات بتایئے تو میں نے بیان کردیئے۔ کہنے لگے خالد! آپ بیت المقدس کے فاتح نہیں ہیں بلکہ عمر بن الخطاب ہوں گے ہم تورات میں ہر ہر شہر کے ترتیب وار فتح ہونے اور ان کے فاتحین کے حالات پاتے ہیں تورات میں یہ لکھا ہے کہ بیت المقدس سے پہلے قیساریہ شہر فتح ہوگا' جایئے پہلے اسے فتح کیجئے پھر اپنے حاکم عمر بن الخطاب کے ہمراہ بیت المقدس کا رخ کیجئے

روایت نمبر63

ابوالقاسم بغوی حضرت سعید بن عبدالعزیز سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے ذوقربات حمیری سے جو کہ یہود کا ایک بزرگ عالم تھا' پوچھا' اے ذاقربات! محمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کون ہوگا اس نے جواب دیا "الامین" یعنی ابوبکر صدیق' انہوں نے کہا: الامین کے بعد کون؟ اس نے کہا:
یعنی عمر بن الخطاب پھر پوچھا کہ اس کے بعد تخت خلافت کس کے ہاتھ آئے گا؟ تو اس نے جواب دیا کہ الازھر یعنی عثمان' لوگوں نے پھر دریافت کیا کہ الازھر کے بعد کون سریر آرائے حکومت ہوگا تو اس یہودی عالم نے کہا: الوضاح المنصور' اس سے مراد علی المرتضیٰ ہیں' کیونکہ آپ نے جس سے مبارزہ کیا' اس میں آپ کو غلبہ حاصل ہوا۔

الحمدللہ! حجتہ اللہ العالمین کے پہلے باب کا ترجمہ آج مورخہ 30 دسمبر سن 1994ء بروز جان افروز سوموار بمطابق 20 شعبان المعظم 1417ہجری بوقت 7 بجے شام نماز عشاء سے قبل مسودہ سے مبیضہ کی شکل میں آیا' مسودہ کی تکمیل یکم مارچ سن 1996ء بروز جمعتہ المبارک بمطابق 15 شوال 1416ھ صبح آٹھ بجے ہوئی تھی۔

محمد اعجاز جنجوعہ

باب دوم

ان بشارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے میں جو یہودی علماء نے
بیان کی ہیں

ابن ہشام بحوالہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت سے قبل یہودی علماء' نصرانی راہب اور عرب کاہن آپ کے حالات و صفات کی خبریں دیا کرتے تھے' یہودی علماء اور نصرانی راہبوں کے علم کا ذریعہ یہ تھا کہ وہ اپنی کتابوں میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے اوصاف اور آپ کے زمانے کے حالات پاتے تھے' نیز ان کے انبیائے کرام ان سے آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نصرت و ایمان کے وعدے لیتے رہے' کہاں عرب تو ان کے شیطان جنات ان کے پاس آسمانی خبریں چرا کر لاتے تھے کیونکہ انہیں اس وقت خبریں چوری کرنے سے روکا نہ گیا تھا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت و بعثت کے وقت انہیں قذف نجوم کے ذریعے روک دیا گیا۔ کاہن مرد اور کاہنہ عورتیں ہمیشہ سے آپ کے بعض حالات کا تذکرہ کیا کرتے تھے مگر اہل عرب ان باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے تھے یہاں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور ان کی تمام پیشین گوئیاں' جو وہ کیا کرتے تھے امر واقعہ کا روپ دھار گئیں اور اب انہیں اصل حقیقت کی پہچان ہوگئی۔ امام حلبی فرماتے ہیں کہ اس میں تصریح ہے ملا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت شریفہ سے پہلے آسمانوں میں آپ کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ ان یہودی علماء میں سے ایک عبداللہ بن سلام تھے جو ان کے ایک بزرگ عالم تھے' وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے نام ان کا حصین تھا' نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے بدل کر عبداللہ رکھا' حدیث اور سیرت کے علماء نے ان سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے' میں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھا' جب میری نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو میں نے فوراً پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی کذاب کا نہیں' میں نے سنا' آپ فرما رہے تھے لوگو! آپس میں سلام پھیلاؤ' صلہ رحمی کرو' رات کے وقت جب نیند کے مارے سوتے ہیں تم عبادت الٰہی میں مصروف رہو' تم سلامتی اور امن کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے' یہ سن کر میں نے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا　　میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

اس کے بعد میں اہل خانہ کی طرف لوٹا تو وہ بھی دولت اسلام سے مشرف ہوگئے مگر میں نے اپنا اسلام یہودیوں سے پوشیدہ رکھا۔ (سیرت النبی لابن ہشام مطبوعہ ملتان 135)

عبداللہ بن سلام کے ایمان لانے کا دوسرا واقعہ

ابن ہشام اپنی سیرت میں ابن اسحاق کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان سے ابن سلام کے کسی رشتہ دار نے ان کے ایمان لانے کا واقعہ یوں نقل کیا ہے کہ ابن سلام ایک ماہر عالم تھے' انہوں نے بیان کیا کہ جب میں نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سنا اور آپ کے اسم گرامی' اوصاف و حالات اور زمانہ بعثت جس کے ہم اہل کتاب منتظر تھے' کو جان لیا تو میں نے اس راز کو راز رہنے دیا تاآنکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے آئے جب آپ نے بنی عمرو بن عوف کے محلہ قبا میں نزول اجلال فرمایا تو ایک شخص نے آکر آپ کی تشریف آوری کی خبر دی' میں اس وقت کھجور کے ایک درخت پر کام میں مصروف تھا' میری پھوپھی خالدہ بنت الحارث اس درخت کے نیچے بیٹھی تھی' میں نے دل افروز خبر سنی

تو صدائے تکبیر بلند کی' میری پھوپھی نے یہ تکبیر سن کر کہا: تیرا برا ہو تو موسیٰ بن عمران کی آمد کا سنتا تو کچھ زیادہ نہ کہتا' میں نے اس سے کہا پھوپھی جان! اللہ کی قسم! وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے۔ انہیں کے دین پر ہے اور اسی دعوت کے ساتھ اسے مبعوث کیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا' پھوپھی جان یہ سن کر بولی! کیا یہ وہی نبی ہے جس کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ قرب قیامت میں مبعوث ہوگا؟ میں نے کہا: "ہاں" پھوپھی نے کہا: جبھی تو تمہاری یہ حالت ہے۔

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام اختیار کرلیا' پھر اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹا اور انہیں اسلام لانے کیلئے کہا: تو سب نے اسلام قبول کرلیا' ابن سلام کہتے ہیں کہ میں نے اپنا اسلام یہودیوں سے پوشیدہ رکھا۔ بعدازاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ یہودی بہتان طراز اور سر پھرے لوگ ہیں' میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں چھپا دیں اور پیشتر اس کے کہ انہیں میرے اسلام کے متعلق پتہ چلے' آپ ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں کہ میں ان کے ہاں کس حیثیت اور وجاہت کا آدمی ہوں؟ اگر انہیں میرے اسلام لانے کا علم ہوگیا تو وہ مجھ پر افتراء پردازی کریں گے اور مجھ پر عیب باندھیں گے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایک حجرہ اقدس میں بٹھایا' یہودی آپ کے پاس آئے اور مختلف سوالات کئے پھر آپ نے ان سے دریافت فرمایا' حصین بن سلام تمہارے نزدیک کس حیثیت کا آدمی ہے؟ انہوں نے جواب دیا وہ تو ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے' ہمارا ایک بزرگ عالم ہے' جب وہ گفتگو سے فارغ ہوئے تو میں حجرے سے نقل کر ان کے پاس آگیا' میں نے ان سے کہا: اے گروہ یہود! تم اللہ سے ڈرو اور جو دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر آئے ہیں اسے اختیار کرلو' بخدا! تم بخوبی جانتے ہو کہ اللہ کے رسول ہیں تم تورات میں ان کے ذکر گرامی' نام و اوصاف کو لکھا ہوا پاتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں' میں ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں' یہودیوں نے کہا: تم جھوٹے ہو" پھر میری شخصیت میں حرف گیری کرنے لگے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ بہتان طراز بے وفا جھوٹے اور غلط کار ہیں؟

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں میں نے اپنے اور گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا' میری پھوپھی خالدہ بنت الحارث نے بھی اسلام قبول کرلیا اور وہ حسن اسلام کی دولت سے مشرف ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا

قُلْ أَرَأَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو

یہاں شاہد بنی اسرائیل سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس کے علاوہ بھی آیت نازل فرمائیں مثلاً سورۃ رعد آیت نمبر 43

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ تم فرماؤ' اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ وَیُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ

سورہ قصص آیت نمبر 52 : 53

جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بے شک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے ہیں یعنی مان چکے ہیں اور انہیں اس کا اجر دوبالا دیا جائے گا۔

اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

شعراء 197 : 26

اور کیا ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں کہ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بطریق محمد بن حمزہ بن عبداللہ' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب انہوں نے مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت و ظہور کی خبر سنی تو آپ سے ملاقات کیلئے نکلے' نبی اکرم علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تم ابن سلام ہو اہل یثرب کے عالم' حضرت عبداللہ نے کہا: ہاں! حضور نے فرمایا: تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا کتاب اللہ (تورات) میں میری صفت موجود ہے؟ اس نے کہا: اے محمد! اپنے رب سے یہ اوصاف منسوب کرلو تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عنہ پر لرزہ طاری ہوگیا' اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نے یہ سورۃ کریمہ پڑھی

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۝

وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝

تو عبداللہ بن سلام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ آپ کو اور آپ کے دین کو سارے ادیان پر غالب کرے گا' بے شک میں تورات میں آپ کے یہ اوصاف پاتا ہوں

یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلُ لَیْسَ لِفَظٍّ

امام قسطلانی فرماتے ہیں تورات کے الفاظ لَیْسَ بفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ آیت قرآنی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

(یعنی آپ اللہ کی مہربانی سے ان کے لئے نرم پڑ گئے' اگر ان کے لئے بدزبان سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے) کے مشابہ ہے۔ قلوبا غلفا کا معنی ہے' ڈھکے ہوئے دل غلفا کی واحد اغلف ہے' اسی سے ہے غلاف السیف یعنی تلوار کی نیام انتہی

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے مکہ شریف میں اسلام قبول کیا اور اسے پوشیدہ رکھا

سیرت ابن ہشام میں ہے عبداللہ بن سلام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ سے تین سوال پوچھوں گا' یہ سوال وہ ہیں جنہیں سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا۔

1 - قیامت کے آغاز میں کیا ہو گا؟

2 - جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہو گا؟

3 - بچہ ماں یا باپ سے کیوں مشابہت رکھتا ہے؟

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی ان سوالات کے متعلق جبرائیل امین نے خبر دی ہے عبداللہ بن سلام نے کہا: وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں کیونکہ وہ خسف اور ہلاکت کے عذاب لیکر اترتے رہے ہیں بروایت دیگر وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کے رازوں سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سوالات کے یہ جواب دیئے۔

1 - قیامت کا آغاز ایک آگ سے ہوگا جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اکٹھا کرے گی۔

2 - اہل جنت کا پہلا کھانا مچھلی کا جگر ہوگا۔

3 - تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مرد کا مادہ تولید اگر عورت کے مادہ تولید پر غالب آجائے تو بچے کی مشابہت باپ سے ہوگی اور اگر عورت کا مادہ تولید مرد کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ ماں سے مشابہہ ہو گا۔

سیرت ابن ہشام صفحہ 142-144/1

میمون بن بنیامین کے اسلام لانے کا واقعہ

سرکردہ یہودیوں میں سے جن علماء و شرفاء نے اسلام قبول کیا۔ ان میں ایک میمون بن بنیامین ہیں۔ میمون یہودیوں کا ایک رئیس تھا' اس کے اسلام لانے کا واقعہ عبداللہ بن سلام کے واقعہ کی طرح ہے۔ میمون نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول! ان یہودیوں کو بلوا بھیجیں اور مجھے ان کے درمیان ثالث بنائیں کیونکہ یہ اپنے معاملات میں میری طرف رجوع کرتے ہیں چنانچہ آپ نے میمون کو پس پردہ بٹھا دیا اور یہودیوں کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کہ رفع نزاع کیلئے تم میرے اور اپنے درمیان ایک ثالث کا انتخاب کرلو۔ انہوں نے کہا: ہم میمون بن بنیامین کی ثالثی پر راضی ہیں تو آپ نے میمون کو باہر آنے کا حکم دیا اور میمون نے باہر نکل کر گواہی دی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔

مخیریق کا واقعہ

ابن ہشام بحوالہ ابن اسحاق لکھتے ہیں' مخیریق کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک ماہر عالم اور دولت مند شخص تھے' انہیں نخلستان سے بڑی آمدنی ملتی تھی وہ اپنے علم کے باعث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ کی صفات کو جانتے تھے' ان پر اپنے دین کی محبت غالب تھی اور وہ اس پر جمے رہے جب جنگ احد کا دن آیا اور یہ شنبہ کا دن تھا انہوں نے کہا: اے گروہ یہود! بخدا! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم پر محمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت و اعانت فرض ہے وہ بولے!

آج تو شنبہ کا دن ہے۔ مخیریق نے کہا: تمہارے لئے شنبہ وغیرہ کچھ نہیں' پھر اپنے ہتھیار لئے اور نکل پڑے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب سے مقام احد پر آملے اور اپنے پس ماندگان کو وصیت کردی کہ اگر آج میں قتل کر دیا گیا تو میری ہر طرح کی ملکیت محمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے' وہ بحکم خدا جیسا چاہیں اس میں تصرف کریں پھر جب معرکہ کارزار گرم ہو تو وہ بھی قتال میں شامل ہو گئے' یہاں تک کہ قتل ہو گئے مجھے خبر ملی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ مخیریق خیر یہود مخیریق یہودیوں میں سے بہترین انسان تھے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تمام ملکیت پر قبضہ فرمالیا' مدینہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوتے تھے۔

سیرت النبی میں ہے کہ آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

کا ایک شان نزول یہ ہے کہ شام کے دو یہودی علماء کو جو ابھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت سے آگاہ نہ تھے' مدینہ منورہ آئے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کہ یہ شہر اس نبی کے شہر سے کتنی مشابہت رکھتا ہے جو آخری زمانے میں مبعوث ہونے والا ہے تو انہیں بتایا گیا کہ وہ نبی ہجرت کر کے اس شہر میں آچکے ہیں اور یہیں موجود ہیں۔ پس وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' جب انہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو پوچھا آپ محمد ہیں' آپ نے فرمایا: "ہاں!" انہوں نے کہا: ہم آپ سے ایک مسئلہ پوچھتے ہیں اگر آپ نے ہمیں بتا دیا تو ہم ایمان لے آئیں گے' آپ نے فرمایا: پوچھو! انہوں نے کہا: ہمیں بتایئے کہ اللہ کی کتاب میں سب سے بڑی شہادت کونسی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نازل فرمائی' چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو وہ دونوں ایمان لے آئے۔ سیرت 26/2

عبداللہ بن صوریا کی شہادت

ابن اسحاق کہتے ہیں' بعض روایات میں آیا ہے کہ یہودیوں کے ایک بزرگ عالم عبداللہ بن صوریا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند اشیاء کے متعلق دریافت کیا وہ ان اشیا کے علم کو نبوت کی نشانیوں میں سے شمار کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ان تمام اشیاء کے بارے میں بتا دیا۔ چنانچہ تحقیق کرلینے کے بعد اس نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن صوریا مسلمان ہو گیا تھا' امام سہیلی کی یہی رائے ہے۔

ام المومنین حضرت صفیہ کی گواہی

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے ذکر کیا کہ مجھے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا: میں اپنے باپ اور چچا ابو یاسر کی ساری اولاد سے زیادہ لاڈلی تھی' جب کبھی وہ مجھے

دوسرے بچوں کے ہمراہ دیکھتے تو پیار سے مجھے اٹھا لیتے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور قبا میں بنی عوف کے ہاں نزول فرمایا تو میرے ابا حیی بن اخطب اور چچا ابو یاسر سویرے منہ اندھیرے آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور غروب آفتاب تک واپس نہ آئے جب شام کو لوٹے تو انتہائی تھکے ماندے' افتان و خیزاں ست روی سے چل رہے تھے۔ میں حسب معمول مسکراتی ہوئی ہشاش بشاش ان کے پاس گئی مگر ان میں کسی نے بھی غم و اندوہ کے باعث میری طرف توجہ نہ کی۔ میں نے سنا میرے چچا ابویاسر میرے باپ سے کہہ رہے تھے کیا یہ "وہی" ہے۔ میرے باپ نے جواب دیا اللہ کی قسم "وہی" ہیں۔ ابو یاسر نے پوچھا: کیا تم انہیں پہنچانتے ہو' اور تم نے ان کے بارے میں خوب تحقیق کرلی ہے۔ کہا "ہاں !" دریافت کیا پھر تمہارے دل میں "اس" کے متعلق کیا ہے؟ جواب دیا بخدا! جب تک زندگی ہے اس سے دشمنی اور عداوت رکھوں گا۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا چچا ابو یاسر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ تشریف آوری پر آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے گفت و شنید ہوئی پھر واپس آکر اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم ! میری بات سنو! مانو جس نبی کا تمہیں انتظار تھا وہ آگیا ہے' لہٰذا اس نبی کی پیروی کرو اس کی مخالفت نہ کرو۔ اس کے بعد میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور آپ سے کلام سن کر واپس آیا اور اپنی قوم سے کہا: میں ایک شخص کے پاس سے ہو کر آیا ہوں' واللہ میں ساری زندگی اس سے عداوت رکھوں گا' میرے چچا ابویاسر نے اس سے کہا: میرے بھائی! میری صرف ایک بات مان لو کہ اس رسول پر ایمان لے آؤ پھر بے شک کوئی اور بات نہ ماننا' تم ہلاکت سے بچ جاؤ گے۔ میرے باپ نے جواب دیا بخدا! میں تیری بات نہیں مان سکتا۔ اس پر میرا چچا بھی اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگا اور دونوں بھائی سب یہودیوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن بن گئے' وہ لوگوں کو ہر ممکن طریقے سے اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ

بہت سے اہل کتاب حسد کی وجہ سے یہ شدید خواہش رکھتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں بعد اس کے کہ ان کے لئے حق واضح ہو گیا۔

امام ابن ظفر کی کتاب البشر کی روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "میرا باپ بخدا! رسول اللہ کا دشمن رہا' میرے چچا نے اس سے کہا تم ہمیں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دو گے' کیونکہ یہ نبی صاحب تلوار ہے' میرے چچا نے اسے یہ بات کئی بار کہی مگر وہ اپنی پہلی بات پر اڑا رہا جب رات ہوئی میں نے بنی نضیر کی عورتوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا جو کہہ رہی تھیں حیی بن اخطب نے اپنے بھائی کی بات نہ مان کر اچھا نہیں کیا۔ ہم لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر آسمانی کتابوں میں ہے۔ ان میں سے ایک بوڑھی عورت نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا تھا وہ میرے بھائیوں کو بتارہے تھے کہ عربوں میں سے ایک نبی ہوگا جو مکہ میں پیدا ہوگا اس کی جائے ہجرت یثرب ہوگی اور وہ تمام نبیوں سے افضل ہوگا اگر تمہاری زندگی میں اس نبی کا ظہور ہو جائے تو اس کی اتباع کرنا۔

سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ کی گواہی

سلمہ بن سلامہ ایک بدری صحابی ہیں ان سے منقول ہے کہ بنو عبدالاشہل کا ایک یہودی ہمارا پڑوسی تھا۔ وہ قیامت بعث (جی اٹھنے) حساب میزان جنت اور دوزخ کا ذکر کیا کرتا تو لوگ اس کو برا بھلا کہتے اور سوال کرتے کیا تمہارے خیال میں لوگ مرنے کے بعد زندہ ہوں گے اور جنت دوزخ میں جائیں گے' انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا' وہ جواب دیتا' ہاں! اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے ہر شخص کو جو اس آگ کا مستحق ہے۔ اس کا حصہ ملے گا ایک شخص کے لئے یہ بات زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے کہ اسے آخرت کی آگ سے نجات کے بدلے میں گھر کے تنور میں ڈال کر اوپر سے تنور بند کردیا جائے وہ لوگ اس یہودی سے کہتے تیری بربادی ہو اس بات کی نشانی کیا ہے تو وہ مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرکے کہتا اس ملک میں ایک عظیم الشان نبی مبعوث ہونے والا ہے' انہوں نے سوال کیا اس نبی کی زیارت سے کون شرفیاب ہوگا تو اس نے میری طرف دیکھا میں اس وقت ان سب سے کم عمر تھا۔ اس نے کہا: اگر یہ بچ گیا اور طویل عمرپائی تو یہ اس نبی کا زمانہ دیکھے گا سلمہ کہتے ہیں اللہ کی قسم ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبعوث فرما دیا اور وہ یہودی ابھی تک ہم میں موجود تھا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایمان لے آئے مگر وہ بدبخت حسد اور ضد کی وجہ سے منکر ہوگیا ہم نے اس سے یہ سوال کیا کہ اے شخص! کیا تو ہمیں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں خبر نہیں دیتا تھا اس نے جواب دیا "ہاں" مگر اس کے باوجود وہ ایمان سے محروم رہا۔

ابن الھیبان کی مدینہ شریف آمد اور حضور صلی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے انتظار کرنا

بنی قریضہ کے ایک بزرگ نے ذکر کیا کہ ایک شامی یہودی جس کا نام ابن الہیبان تھا ظہور اسلام سے کئی سال پیشتر ہمارے پاس آیا اور ہمارے ہاں قیام کیا اللہ کی قسم ہم نے اس سے زیادہ بہتر نماز ادا کرنے والا نہیں دیکھا جب خشک سالی ہوتی تو ہم اس سے کہتے اے ابن الہیبان! چلیے ہمارے لئے بارش کی دعا کیجئے۔ وہ کہتا نہیں جب تک تم صدقہ نہ دے لو' ہم سوال کرتے کتنا صدقہ دینا ہے؟ وہ کہتا ایک صاع کھجور اور دو مد جو ہم یہ صدقہ دے چکتے تو وہ ہمارے ساتھ حرہ کی طرف نکلتا اور بارش کی دعا کرتا' بخدا! ہم ابھی اپنی جگہ سے نہ ٹلتے کہ گھنگھور گھٹائیں اٹھ کر آتیں اور برس پڑتیں۔ اس طرح کے واقعات اس سے کئی بار واقع ہوئے پھر جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا: اے معشر یہود! کیا تمہیں علم ہے کہ میں ایک سرسبز زمین سے مصیبت اور بھوک کی زمین میں کیوں آیا؟ ہم نے جواب دیا آپ زیادہ جانتے ہیں اس نے بتایا کہ میں یہاں اس توقع پر آیا تھا کہ یہاں ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے اور یہ شہر اس نبی کی ہجرت گاہ ہے مجھے امید تھی کہ وہ نبی مبعوث ہوگا تو میں اس کی اتباع اختیار کروں گا۔

اے گروہ یہود! وہ اپنے دشمنوں کا خون بہائے گا اور ان کی عورتیں اور بچے قید کرے گا۔ لہٰذا اس کا یہ عمل تمہیں اس کی اتباع سے باز نہ رکھے' پس جب اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبعوث فرمایا اور کچھ عرصہ بعد) آپ نے بنو قریضہ کا محاصرہ کیا تو بنی ہدل کے کچھ نوجوانوں نے ان سے کہا: اے بنی قریضہ! اللہ کی قسم! یہ تو اس نبی کی صفات ہیں' چنانچہ وہ سب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرکے اپنے خون جان اور مال کو محفوظ کرلیا۔ سیرت ابن ہشام

یمن کے ایک یہودی عالم کا اعتراف

حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوسفیان بن حرب کے تجارتی کاروان کے ہمراہ یمن گیا' ان کے بیٹے حنظل کا انہیں خط ملا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطحائے مکہ میں اعلان کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں دعوت الیٰ اللہ دیتا ہوں تو یہ بات اہل یمن کی مجلسوں میں پھیل گئی' چنانچہ اس بات کا چرچا سن کر ایک یہودی عالم ہمارے پاس آیا اور کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس قافلہ میں دعویٰ نبوت کرنے والے شخص کا چچا موجود ہے' میں نے جواب دیا ہاں! میں ہوں۔ اس نے قسم دے کر پوچھا کیا تمہارے بھتیجے کو کوئی دماغی مرض لاحق ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں' اللہ کی قسم نہ اسے دیوانگی ہے اور نہ وہ جھوٹا ہے' نہ خیانت کار وہ قریش کے ہاں الامین کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے بھتیجے نے کبھی ہاتھ سے لکھا ہے؟ میں ہاں کہنا چاہتا تھا لیکن ابوسفیان کے اندیشہ تردید سے نہ کہہ سکا اور کہا نہیں وہ ہاتھ سے لکھنا نہیں جانتا' یہ سن کر وہ یہودی عالم اچھل پڑا یہاں تک کہ اس کی چادر گر گئی۔ اس نے پکار کر کہا یہودی ذبح ہو گئے! یہودی قتل ہو گئے جب ہم واپس قیام گاہ لوٹے تو ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل! یہودی تمہارے بھتیجے سے خوفزدہ ہیں' میں نے کہا: ابوسفیان! مجھے شک گزرتا ہے کہ تم بھی اس پر ایمان لانے والے ہو۔ تو ابوسفیان نے جواب دیا نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا جب تک مقام کدا' میں شہ سواروں کو نہ دیکھ لوں" میں نے پوچھا: ابوسفیان کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: یہ بات میری زبان پر آگئی ہے بخدا! میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور گھوڑ سواروں کو مقام کداء میں لائے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ فتح فرمایا اور ابوسفیان نے مقام کداء میں شہ سوار دیکھ لئے تو میں نے ابوسفیان سے کہا: تمہیں وہ بات یاد ہے اس نے کہا: واللہ! وہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے۔

تبع شاہ یمن کی حجاز مقدس پر چڑھائی

تبع حمیری شاہ یمن جب حجاز مقدس آیا تو انصار نے اس سے یہودیوں کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں کی شکایت کی۔ سو اس نے مدینہ کو برباد کرنے اور یہودیوں کی بیخ کنی کا عزم مصمم کرلیا۔ چنانچہ وہ مدینہ آیا اور یہودیوں کے ہاں ٹھہرا' ایک عمر رسیدہ یہودی عالم نے اس سے کہا خوفزدہ ہونا یا غضبناک ہو کر سبک سر ہونا بادشاہ کی شان سے بعید ہوتا ہے وہ اس سے کہیں بالاتر ہوتا ہے کہ تنگ دلی کا مظاہرہ کرے یا عفو و درگزر کا دامن چھوڑ دے یہ شہر اس نبی کی جائے ہجرت ہے جو ابراہیمی دین کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ تبع نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد کا تذکرہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایمان لے آیا اور لوٹ گیا اور (جاتے ہوئے) کعبہ شریف کو غلاف چڑھایا' اس کے اسلام کے متعلق یہ اشعار ہیں۔

شَهِدتُّ عَلٰى اَحْمَدَ اَنَّهٗ   نَبِيٌّ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئُ النَّسَم

میں نے نبوت احمد کی گواہی دی کہ وہ اللہ کی طرف سے سچے پیغمبر ہیں۔

فَلَوْمَدَّ عُمْرِیْ اِلٰى عُمْرِهٖ   لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمِّ

اگر میں ان کے زمانہ بعثت تک زندہ رہا تو ان کا وزیر بنوں گا اور چچیرا بھائی

وَجَاهَدتُّ بِالسَّيْفِ اَعْدَاءَ هُ   وَفَرَّجتُ عَنْ صَدْرِهٖ كُلَّ غَمّ

اوران کے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کروں گا اور ان کے سینے سے ہر غم دور کروں گا

لَهٗ اُمَّةٌ سُمِّيَتْ فِي الزَّبُوْرِ   وَاُمَّتُهٗ فِيْهِ خَيْرُ الْاُمَم

ان کی امت کا تذکرہ زبور میں آیا ہے جسے خیرالامم کہا گیا ہے۔

یہ اشعار بھی تبع ہی کے ہیں۔

وَيَأْتِيْ بَعْدَهُمْ رَجُلٌ عَظِيْمٌ   نَبِيٌّ لَا يُرَخِّصُ فِي الْحَرَام

ان کے بعد ایک عظیم آدمی آئے گا یعنی ایسا نبی جو حرم کی حرمتوں کو پامال نہیں کرے گا۔

يُسَمّٰى اَحْمَدُ يَالَيْتَ اَنِّيْ   اُعَمَّرُ بَعْدَ مَبْعَثِهٖ بِعَام

اس کا اسم گرامی احمد ہوگا اے کاش! میں ان کی بعثت کے ایک سال بعد تک زندہ رہوں

جس شخص نے تبع کو مدینہ شریف تباہ کرنے سے باز رکھا تھا اس کا نام شامول تھا اور وہ ایک یہودی عالم تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے تبع کو یہ الفاظ کہے۔

اے بادشاہ! یہ شہر اس نبی کا مقام ہجرت ہے جو بنی اسماعیل میں سے ہوگا' اس کی جائے پیدائش مکہ ہوگی اور نام اقدس اس کا احمد ہوگا اس دارالہجرت میں جہاں آپ اس وقت قیام پذیر ہیں یہاں اس کے اصحاب اور دشمنوں کے مابین ایک عظیم لڑائی ہوگی تبع نے سوال کیا ان سے قتال کون کرے گا؟ جبکہ وہ نبی ہوگا۔ اس نے جواب دیا اس کی قوم اس سے لڑے گی' پوچھا اس کا مدفن کہاں ہوگا؟ اس یہودی عالم نے کہا: "اسی شہر میں" تبع نے پھر دریافت کیا جب ان کے درمیان لڑائی ہوگی تو فتح کس کو نصیب ہوگی' اس نے کہا: اس نبی کو اور کبھی اس کے دشمنوں کو مگر آخرکار مکمل کامیابی اسی نبی کو ہوگی۔ اس کے بعد کوئی ان سے اختلاف و نزاع نہ کرے گا۔ ان سوالات کے بعد تبع نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف و علامات کے بارے میں سوال کیا تو اس یہودی عالم نے پوری تفصیل کے ساتھ آپ کی نشانیاں بیان کردیں جس وقت شامول نے ظہور نبوت کی یہ نشانیاں بیان کیں اس وقت اس کے ہمراہ اور بھی یہودی علما تھے انہوں نے کہا: ہم یہیں رہیں گے شاید ہم بعثت احمد کے زمانے کو پالیں یا ہماری اولادوں کو یہ سعادت حاصل ہوجائے چنانچہ تبع نے ہر ایک کو ایک کنیز اور مال و متاع عطا دیا اور وہ مدینہ شریف ہی میں اقامت پذیر ہوگئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک گھر تعمیر کروایا کہا جاتا ہے کہ وہ گھر ابوایوب انصاری کا گھر ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے وقت نزول اجلال فرمایا تھا تبع نے روانگی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک خط لکھ کر چھوڑا جو ان یہودی خاندانوں میں متوارث رہا۔ وہ اس خط کی بڑی حفاظت کرتے رہے تاآنکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت ہوگئی اور پھر آپ نے ہجرت فرماکر مدینہ شریف کو دار ہجرت بنایا تو انہوں نے یہ خط آپ کو نکال کر دیا۔

ابن عساکر کی روایت ہے کہ تبع مکہ شریف آیا کعبہ شریف کو غلاف چڑھا کو عازم مدینہ ہوا اس کے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ تھے جب مدینہ شریف پہنچا' چار سو علماء و حکماء کو جمع کیا۔ ان علماء نے اس شرط پر تبع کی بیعت کی کہ وہ مدینہ شریف نہیں چھوڑیں گے۔ تبع نے اس بات کی حکمت پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ کعبہ شریف اور

اس شہر کا شرف اس ہستی کے ساتھ ہے جس کا ظہور ہونے والا ہے اور اس کا اسم گرامی محمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ تو تبع نے وہاں قیام کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ایک کاشانہ اقدس تعمیر کرنے اور ان تمام علماء کیلئے چار سو گھر بنانے کا حکم دیا نیز ہر ایک کیلئے ایک ایک کنیز خرید کر آزاد کی۔ پھر ان کنیزوں سے ان کے نکاح کردیئے اور انہیں مال و متاع سے نواز کر بعثت نبی تک وہیں اقامت گزیں رہنے کا حکم دیا اور ایک خط نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھ کر ان کے حوالے کیا جس میں اس نے آپ پر ایمان لانے کا تذکرہ کیا یہ شعر بھی اس خط میں مرقوم تھا۔

شَهِدتُّ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئُ النَّسَم

اس نے شامول کو یہ حکم دیا کہ اس کی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو تو یہ خط آپ تک پہنچا دینا ورنہ اپنی اولاد میں بطور وراثت چھوڑ دے جو اس کی نسل میں منتقل ہوتا رہے تاآنکہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بعثت ہوجائے اس خط کا مضمون یہ تھا۔

کہ وہ (تبع) آپ کی رسالت پر ایمان لے آیا ہے اور آپ کے دین پر ہے۔

پھر وہ یثرب سے روانہ ہوگیا۔ بعدازاں ہندوستان میں اس کا انتقال ہوگیا' اس کے انتقال اور میلاد مصطفیٰ تک ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ یہ مضمون زرقانی شرح مواہب میں ہے۔

تبع کا تعمیر کردہ گھر اولاد شامول کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری کے زیر تصرف آیا ابوایوب اسی عالم شامول کی نسل سے تھے' جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت ہوئی تو اہل مدینہ نے یہ خط ابولیلیٰ کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا جب نبی اکرم نے ابولیلیٰ کو دیکھا تو فرمایا "تو ابولیلیٰ ہے اور تیرے پاس تبع اول کا خط ہے۔" ابولیلیٰ یہ سن کر سوچ میں پڑگیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچان نہ سکا۔ عرض کیا' آپ کون ہیں؟ مجھے آپ کے چہرہ پر جادو کے اثرات نظر نہیں آتے۔ دراصل وہ غلط فہمی میں آپ کو (معاذاللہ) ایک جادوگر سمجھ بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں محمد ہوں' تم خط پیش کرو جب آپ نے مذکورہ خط پڑھا تین بار فرمایا

مَرْحَبًا بِتُبَّعٍ الْاَخِ الصَّالِحِ مرحبا اے صالح بھائی تبع

ابن اسحاق کا قول ہے مدینہ شریف میں جن لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد کی وہ انہی چار سو علما کی اولاد تھی' وہ اوس و خزرج کے لوگ تھے' اس تمام عبارت کو سیرت ابن ہشام میں متفرق طور پر ذکر کیا گیا ہے' میں نے اسے یہاں جمع کردیا ہے۔

عکلان حمیری کی بشارت

ابن عساکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت سے قبل یمن گیا ہوا تھا اور عکلان حمیری کے ہاں ٹھہرا' میں جب بھی یمن جاتا اسی کے ہاں قیام کرتا۔ وہ ایک بزرگ آدمی تھا ایک دفعہ اس نے مجھ سے مکہ مکرمہ' کعبہ شریف اور آب زمزم کے بارے میں پوچھا اور کہا کیا تم میں کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو تمہارے دین کے مخالف ہو؟ میں نے کہا: "نہیں" پھر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی

بعثت کے بعد گیا تو وہ اس وقت انتہائی کمزور اور قدرے بہرہ ہوچکا تھا میں نے اسی کے ہاں قیام کیا' اس نے اپنے بیٹوں پوتوں کو اکٹھا کرکے انہیں میرے متعلق آگاہ کیا' پھروہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور مجھ سے کہا: اے قریشی بھائی! ذرا اپنا نسب بیان کرو' تو میں نے کہا: کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدالحارث بن زہرہ ہوں کہا اے زہری بھائی! کیا تمہیں ایک بشارت نہ دوں جو تمہارے لئے تجارت سے بہتر ہے؟ میں نے کہا: ہاں بتایئے تو اس نے کہا: میں تمہیں بشارت اور خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مہینہ میں تمہاری قوم میں سے ایک نبی مبعوث کرکے اسے صفی بنایا ہے اور اس پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کے لئے ثواب ٹھہرایا ہے وہ بت پرستی سے روکتا ہے۔ اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ حق کا حکم کرتا ہے اور خود اس پر عمل پیرا ہے وہ باطل سے روک کر اس کی بیخ کنی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا: اس کا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ اس نے جواب دیا "ازد سے نہ ثمالہ سے" سرف سے نہ تبالہ سے' وہ بنوہاشم سے ہے۔ تم اس کے اخوال ہو۔ کام مختصر کرو اور جلد واپس جاؤ اور جاکر اس کی نصرت و حمایت کرو اور یہ اشعار اس کی طرف لے جاؤ

اَشْھَدُ بِاللّٰہِ ذِیْ الْمَعَالِیْ وَفَالِقُ اللَّیْلِ وَالصَّبَاح

میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں کا مالک ہے رات اور صبح کو پیدا کرنے والا ہے

اِنَّکَ ذُوالسِّرِّ مِنْ قُرَیْشٍ یَا ابْنَ الْمَفْدٰی مِنَ الذَّبَائِح

آپ قریش کے صاحب اسرار ہیں اے ذبیحہ! کے بدلے میں فدیہ دیئے گئے شخص کے فرزند

اُرْسِلْتَ تَدْعُوْ اِلٰی یَقِیْنٍ یُرْشِدُ لِلْحَقِّ وَالْفَلَاح

آپ کو بھیجا گیا ہے تاکہ آپ یقین کی طرف دعوت دیں اور لوگوں کو حق اور فلاح کی ہدایت دیں

اَشْھَدُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُوْسٰی اِنَّکَ اُرْسِلْتَ بِالْبَطَّاحِ

میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے بے شک آپ بطحائے مکہ میں بھیجے گئے ہیں

فَکُنْ شَفِیْعِیْ اِلٰی مَلِیْکٍ یَدْعُو الْبَرَایَا اِلَی الْفَلَاحِ

لہٰذا اس بادشاہ (ارض و سما) کی بارگاہ میں میری شفاعت کیجئے جو مخلوق کو بھلائی کی طرف بلا رہا ہے۔

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نے یہ اشعار یاد کرلئے اور مکہ شریف لوٹ آیا جب پہنچا تو حضرت صدیق اکبر سے ملاقات ہوگئی۔ انہیں سب ماجرا سنایا تو انہوں نے بتایا کہ مذکور نبی محمد ہیں۔ اللہ نے انہیں (فی الواقع) مبعوث فرما دیا ہے۔ لہٰذا ان کے پاس چلو' جب میں کاشانہ خدیجۃ الکبریٰ میں داخل ہوا۔ حضور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ایک ایسا چہرہ دیکھتا ہوں جو بھلائی کے لائق ہے۔ عبدالرحمٰن پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا "ودیعت" فرمایا تمہیں ایک بھیجنے والے نے پیغام کے ساتھ بھیجا ہے۔ وہ پیغام پیش کرو تو میں نے وہ پیغام دیا اور دولت اسلام سے مشرف ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حمیری مومن ہے وہ میری تصدیق کرتا ہے' حالانکہ اس نے میری زیارت نہیں کی۔ وہ میرا برحق بھائی ہے۔

قبیلہ ازد کے ایک بزرگ کی گواہی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں

نے فرمایا: میں تجارت کی غرض سے یمن گیا یہ واقعہ بعثت نبی سے پہلے کا ہے' میں ایک ازدی بزرگ کے ہاں اترا' وہ کتاب کا قاری اور زبردست عالم تھا اور 96 سال کا ہو چکا تھا۔ مجھے غور سے دیکھنے کے بعد کہا میرا خیال ہے کہ تم حرم سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے جواب دیا ہاں! میں تیم بن مرہ کے قبیلہ سے ہوں' میرا نام عبداللہ بن عامر بن عثمان ہے۔ اس نے کہا: تم میں صرف ایک نشانی ابھی باقی ہے۔ (یعنی قابل تحقیق ہے)۔ میں نے پوچھا: وہ کونسی؟ اس نے کہا: ذرا اپنے شکم سے کپڑا ہٹایئے۔ میں نے جواب دیا نہیں میں ایسا نہیں کروں گا آپ مجھے اس کی وجہ بتائیں تو اس نے وضاحت کی کہ میں صحیح سچے علم میں یہ پاتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا جس کے مشن میں ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی اعانت کرے گا۔ نوجوان معرکہ آرائیوں میں گھسنے والا اور پیچیدگیوں کو کھولنے والا ہے اور وہ کہنہ سال آدمی گورا نحیف و نزار ہے جس کے شکم پر تل اور بائیں ران پر ایک نشانی ہے تمہارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم مجھے وہ پوشیدہ نشانی دکھا دو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے شکم پر سے کپڑا ہٹایا تو اس نے ناف کے اوپر سیاہ تل دیکھا اور کہا رب کعبہ کی قسم! وہ ادھیڑ عمر آدمی تم ہی ہو۔ میں تمہیں چند باتیں بتاتا ہوں' میں نے دریافت کیا کہ وہ باتیں کونسی ہیں؟ اس نے کہا:

1 - خواہشات نفس کی طرف میلان نہ رکھنا
2 - مثالی طریقہ اختیار کرنا
3 - عطائے خداوندی کے بارے میں بے خوف نہ ہونا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یمن میں اپنا کام پورا کیا اور پھر الوداع کہنے کے لئے اس بزرگ کے پاس حاضر ہوا' اس نے کہا: میرے کچھ اشعار اس نبی کی خدمت میں عرض کر دینا۔ ان اشعار کا مضمون یہ تھا کہ اس نے علمائے یہود' راہبوں اور کاہنوں کی ہم نشینی کی سب نے اس بات کی خبر دی کہ نبی منتظر کا ظہور مکہ میں ہوگا بت اوندھا دیئے جائیں گے۔ وہ نبی لوگوں کو خفیہ اور اعلانیہ اپنے دین کی طرف دعوت دے گا۔

میں نے اس کے اشعار یاد کئے اور مکہ مکرمہ واپس آگیا۔ شیبہ بن ربیعہ' ابوجہل ابن ہشام' ابوالبختری' عقبہ بن ابی معیط اور دیگر قریش کے سرکردہ لوگ مجھے ملنے اور سلام دعا کے لئے آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کوئی تازہ واقعہ پیش آیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! بہت بڑا واقعہ پیش آیا۔ محمد بن عبداللہ ﷺ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی طرف رسول بناکر بھیجا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو ہم اس کا انتظار نہ کرتے (اور اس کا کام تمام کردیتے) اب آپ آ ہی گئے تو اسے اس دعویٰ سے منع کریں۔

میں نے یہ سن کر تعجب کا اظہار کیا اور انہیں چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو تاکہ آپ سے حقیقت حال دریافت کروں۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ کاشانہ خدیجہ میں ہیں۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا' اے محمد! میں نے آپ کو قریش کی مجلس میں نہ پایا۔ وہ لوگ آپ کی غیر حاضری میں آپ پر بہتان باندھ رہے تھے کہ آپ نے اپنے آباؤاجداد کا دین چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! بے شک میں تمہاری طرف اور سب لوگوں کی طرف رسول بناکر بھیجا گیا ہوں۔ لہٰذا اللہ پر ایمان لے آؤ' میں نے کہا: آپ کی رسالت کی نشانی کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ عمر رسیدہ عالم جس کے ساتھ تمہاری یمن میں ملاقات ہوئی ہے' میں نے عرض کیا میں تو یمن میں کتنے ہی بزرگ علماء سے ملا ہوں اور ان سے لین دین کیا ہے۔ فرمایا: میں اس عالم کے متعلق کہہ رہا ہوں جس نے تمہیں میرے متعلق خبر دی ہے اور اشعار بھی پڑھے ہیں میں نے عرض کیا اے میرے حبیب! آپ کو یہ باتیں کس نے بتائی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اسی عظیم فرشتے نے جو قبل ازیں گزشتہ انبیائے کرام پر نازل ہوتا تھا" یہ سن کر میں نے پڑھا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اسلام لانے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو انتہائی مسرت ہوئی۔

ولادت مصطفیٰ ﷺ کی تین نشانیاں

روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عبدالمطلب سے کہا: اے سردار بطحاء! بے شک وہ مولود جس کے بارے میں آپ کو بتایا کرتا تھا' کل پیدا ہوگیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: ہاں کل ہمارے ایک بچے کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس یہودی نے پوچھا: آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "محمد" یہودی نے کہا: یہ تین نشانیاں ہیں جو اس کی نبوت کی شہادت دیتی ہیں۔

ایک یہ کہ کل اس کا ستارہ طلوع ہوچکا ہے۔

دوسری یہ کہ اس کا نام نامی محمد ہے اور

تیسری یہ کہ وہ ایک سردار گھرانے میں پیدا ہوگا

اے عبدالمطلب! آپ بلاشبہ سردار قریش ہیں۔

ابو قیس یہودی کی تصدیق

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: بخدا! میں فارع کے ٹیلے پر تھا کہ میں نے ایک انتہائی دور کی آواز سنی۔ یہ آواز ایک یہودی کی تھی جو یہودیوں کے ٹیلے پر کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ آگ کا شعلہ تھا۔ لوگ اس کی آواز سن کر اکٹھے ہوگئے اور اس کی چیخ و پکار پر تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ انہوں نے پوچھا: تیرا برا ہو کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ حسان فرماتے ہیں میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا یہ سرخ ستارہ طلوع ہوگیا ہے جو بغیر نبوت کے کبھی طلوع نہیں ہوا اور اب سوائے احمد نبی کے اور کوئی نبی باقی نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے اور اس کی خبر پر تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ بنی عدی کے ایک شخص ابو قیس جس نے رہبانیت اختیار کرلی تھی' سے پوچھا گیا اے اباقیس! دیکھئے یہ یہودی کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ یہ سچ کہتا ہے کیونکہ احمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتظار ہورہا ہے اور یہی واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا ہے۔ ہوسکتا ہے میں احمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پالوں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا' چنانچہ جب اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور کی خبر پہنچی تو وہ ایمان لے آیا۔ (سیرت ابن ہشام)

نجمِ احمد کا طلوع

بیہقی اور ابو نعیم حضرت حسان ﷜ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں ابھی کوئی سات یا آٹھ سال کا بچہ تھا اور جو بات سنتا یا دیکھتا تھا اسے سمجھ لیتا تھا میں نے سنا ایک صبح ایک یہودی نے یثرب میں بلند آواز سے پکارا اور کہا: اے گروہ یہود! اس کی پکار سن کر وہ اس کے پاس اکٹھے ہوگئے میں سن رہا تھا کہ انہوں نے کہا: تیرا ستیاناس تجھے کیا ہوا ہے؟ اس یہودی نے جواب دیا کہ آج کی رات احمد ﷺ کا ستارہ طلوع ہوگیا اور اس ستارے کے ساتھ اس کی ولادت ہوئی ہے۔

سیرت ابن ہشام ایضاً ص 107

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو بعثت مصطفیٰ کے وقت خبر دی

حضرت کعب احبار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے تورات میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بعثت مصطفیٰ ﷺ کے وقت سے آگاہ فرمایا اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس کی خبر اپنی امت کو دی کہ فلاں ستارہ جب حرکت کرے گا اور اپنے مقام سے محو خرام ہوگا تو وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظہور کا وقت ہوگا' یہ بات علمائے بنی اسرائیل کے نزدیک انتہائی مشہور و معروف تھی۔

ایک یہودی کی پکار

ہشام بن عروہ بطریق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نقل کرتے ہیں کہ ایک یہودی مکہ میں رہتا تھا' شب میلاد رسول وہ قریش کی مجلس میں آیا اور اس نے کہا: اے معشر قریش! کیا آج کی رات تمہارے قبیلے میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہمیں معلوم نہیں' وہ پکارا اللہ اکبر جب تمہیں معلوم نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں' دیکھو! میری بات اچھی طرح یاد رکھو کہ آج کی رات وہ نبی پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے جس میں بالوں کا ایک گچھا ہے۔

وہ سب لوگ حیران و ششدر ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے' جب گھروں کو گئے تو ہر آدمی نے اپنے اہل خانہ کو اس خبر سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا: آج عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام انہوں نے محمد رکھا ہے' یہ سن کر وہ قریشی اس یہودی کے پاس گئے اور اس بچے کی پیدائش کی اطلاع دی' اس نے کہا: مجھے لے چلو تاکہ اس بچے کو دیکھ لوں' وہ اس یہودی کو لیکر حضرت آمنہ کی خدمت میں آئے اور حضرت آمنہ سے کہا ذرا اپنے بیٹے کو تو باہر لائیے آپ نومولود کو اٹھا کر باہر لائیں تو انہوں نے پشت سے کپڑا ہٹا کر دیکھا' یہودی کی نظر جب آپ کی مہر نبوت پر پڑی تو غش کھا کر گر گیا اور پھر جب اسے افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تھا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! نبوت بنی اسرائیل کے گھرانے سے رخصت ہوگئی ہے اور تم پر ایسی شوکت قاہرہ کا ظہور ہوگا کہ اس کی دھوم شرق و غرب میں پڑے گی۔ اس یہودی نے قریش کے جن آدمیوں کو اس کی خبر دی تھی ان میں ہشام بن مغیرہ' ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ بھی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصطفیٰ ﷺ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ عبیدہ بن حارث بن مطلب بھی ان قریشیوں میں شامل تھا۔

واقدی کی روایت ہے کہ مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس کا نام یوسف تھا جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت پاک ہوئی تو

قبل اس کے کہ کوئی قریشی آپ کی ولادت سے باخبر ہوتا۔ اس یہودی نے کہا: اے گروہ قریش! اس امت کا نبی آج رات اس محلہ میں رونق افروز دنیا ہوچکا ہے اور پھر قریش کی مجلسوں میں گھومنے لگا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی مجلس میں آیا اور اس نومولود کے بارے میں دریافت کیا اسے کسی نے بتایا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا پیدا ہوا ہے اس نے کہا: تورات کی قسم وہ نبی منتظر ہے۔

شاہ یمن سیف بن ذی یزن کا حضرت عبدالمطلب کو خصوصی راز کا امین بنانا

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مسامرات میں تحریر فرماتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیف بن ذی یزن نے یمن پر غلبہ حاصل کیا تو اس نے حبشیوں پر قابو پاکر انہیں جلاوطن کردیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے دو سال بعد کا ہے۔ اس کامیابی اور یمن پر غلبہ کی خوشی میں عرب وفود شرفاء اور شعراء مبارکباد دی اور تعریف و تحسین کیلئے سیف کے دربار میں آئے۔ ان سرکردہ سرداروں میں عبدالمطلب بن ہاشم' امیہ بن عبدالشمس' عبداللہ بن جدعان خویلد بن اسد اور وھب بن عبد مناف شامل تھے۔

یہ سرداران عرب سیف کے پاس صنعاء میں حاضر ہوئے وہ اس وقت غمدان کے قلعہ میں تھا اس وفد نے اذن باریابی طلب کیا تو بادشاہ نے انہیں دربار میں آنے کی اجازت عطا کی۔ بادشاہ اس وقت عنبروکستوری میں غرق تھا جو کہ اس کی مانگ سے مہک رہی تھی۔ اس کے دائیں بائیں بادشاہ اور شہزادے تھے جب دربار میں داخل ہوئے تو حضرت عبدالمطلب اس کے قریب ہوئے اور اذن کلام طلب کیا۔ سیف بن ذی یزن نے کہا: اگر تم بادشاہوں کے حضور گفتگو کے آداب سے واقف ہوتو تمہیں بولنے کی اجازت ہے' چنانچہ عبدالمطلب نے اس موقع پر یہ گفتگو فرمائی۔

اے بادشاہ! اللہ نے آپ کو نہایت بلند اور باعزت مقام عطا فرمایا ہے آپ کو شریف اور اعلیٰ خاندان میں پیدا فرمایا جس کی شاخیں شریف خاندانوں اور معزز قبیلوں میں پھیلی ہیں۔ آپ بلند اقبال ہیں اور عرب کے بادشاہ اور اس کی بہار ہیں جس سے سارا عرب سرسبزوشاداب ہے آپ عرب کے ایسے حکمران ہیں جس کے سامنے سراطاعت خم کیا جاتاہے آپ وہ محکم ستون ہیں جس پر عرب کی عمارت قائم ہے۔ آپ حفاظت کا ایسا قلعہ ہیں جہاں عرب پناہ لیتے ہیں۔ آپ کے اسلاف بہترین اسلاف تھے اور آپ ہمارے لئے ان کے بہترین جانشین ہیں جس قوم کے آپ جیسے فرزند ہوں وہ ہلاک نہیں ہوسکتی اور جس اولاد کے آپ بزرگ ہیں' وہ صفحہ ہستی سے مٹ نہیں سکتی۔ اے بادشاہ! ہم حرم کے رہنے والے ہیں۔ خانہ خدا کے پاسبان ہم اس آروز کے سہارے آپ کے حضور حاضر ہوئے ہیں جس نے ہمیں پریشان کن زندگی سے نجات دی۔ ہمارا یہ وفد تعزیت کیلئے نہیں مبارکبادی کے لئے آیا ہے۔

یہ سن کر سیف بن ذی یزن نے کہا: اے متکلم تو کون ہے؟ بتایا: میں عبدالمطلب بن ہاشم ہوں' بادشاہ نے پوچھا کیا ہمارا بھانجا؟ جواب دیا "ہاں" تو اس نے آپ کو قریب بلایا اور پھر اپنی قوم کی طرف رخ کرکے کہا' خوش آمدید! ہم نے تمہاری گفتگو سنی' تمہارے ساتھ رشتہ داری کا علم ہوا اور ہم نے تمہاری سفارش قبول کی تم گردش دوراں کے مالک ہو جب تک تمہارا قیام رہے تمہیں عزت و احترام سے رکھا جائے گا۔ اٹھو مہمان خانے کی طرف چلو اس نے وفد کو مہمان

ٹھہرانے کا حکم دیا جہاں انہوں نے ایک ماہ قیام کیا۔ اس عرصہ میں وفد کے ارکان نہ تو بادشاہ سے مل سکے نہ بادشاہ نے انہیں واپس جانے کی اجازت دی' پھر اچانک ایک دن بادشاہ کو ان کا خیال آیا تو عبدالمطلب کو بلا بھیجا اور ان کی آمد پر انہیں اپنے قریب تخت پر بٹھایا۔ پھر تخلیہ میں ان سے کہا اے عبدالمطلب! میں اپنے علم کا راز تمہارے سپرد کرتا ہوں' کوئی اور ہوتا تو میں یہ راز اس پر ہرگز ظاہر نہ کرتا چونکہ میں نے تمہیں اس راز کا معدن پایا ہے' لہٰذا تمہیں اس پر مطلع کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ یہ راز راز رہے تاآنکہ اللہ تعالیٰ اس کے اظہار کی اجازت عطا کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عظیم منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے بے شک میں نے ایک سربستہ کتاب اور پوشیدہ علم میں" جسے ہم نے اپنے لئے مخصوص کیا۔ ایک بہت بڑی خبر پائی ہے جس میں تمام انسانوں اور تمہارے گروہ کے لئے بالعموم اور تمہارے لئے بالخصوص شرف زندگی اور فضیلت مرگ ہے۔ عبدالمطلب نے کہا: آپ جیسے بادشاہ کا راز! (اسے قطعاً افشا نہیں کیا جاسکتا) فرمایئے' وہ راز کونسا ہے؟

بادشاہ نے کہا: تہامہ میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے دونوں شانوں کے درمیان علامت نبوت یعنی مہر نبوت ہوگی' امامت کا منصب اس کے لئے ہوگا اور سرداری قیامت تک تمہارے لئے ہوگی۔ عبدالمطلب نے کہا: اللہ آپ کو بلند اختر کرے۔ میں ایک بہترین تحفہ کے ساتھ واپس جاؤں گا جو کسی قوم کا وفد لیکر جاتا ہے اگر بادشاہ معظم کی ہیبت اور عظمت و جلالت نہ ہوتی تو میں اس بشارت سے متعلق ضرور دریافت کرتا جس نے مسرت و شادمانی میں اضافہ کیا ہے" سیف بن ذی یزن نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا۔ اس زمانہ میں ایک بچہ کی ولادت ہونے والی ہے یا ہوسکتا ہے کہ اس کی ولادت ہوچکی ہے۔ اس کا نام محمد ہوگا اس کے دونوں شانوں کے درمیان علامت نبوت ہوگی اس کے والدین جلد ہی فوت ہوجائیں گے اس کا دادا اور چچا اس کی کفالت کریں گے ہم نے اس بشارت کو کئی بار سنا ہے۔ اللہ اسے اعلانیہ مبعوث کرنے والا ہے ہماری قوم کے لوگ اس کے انصار بنیں گے۔ جن کے ذریعے اللہ اس کے خلفاء کو غلبہ عطا کرے گا اور ان کے دشمن ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں گے اور زمین کا بہترین حصہ ان کیلئے مباح کرے گا' شیطان کو زجروتوبیخ ہوگی۔ آتش (ایران) بجھ جائے گی اور بت پاش پاش ہوجائیں گے۔ بات اس کی واضح اور صاف ہوگی' حکم اس کا عدل پر مبنی ہوگا۔ وہ نیکی کا حکم دے گا اور خود نیکی کا مجسمہ ہوگا۔ برائی سے منع کرے گا نیز برائی کا استیصال کرے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: اے بادشاہ! آپ کا بخت بلند ہو۔ اقبال سلامت رہے' اللہ آپ کی شان میں اضافہ کرے۔ آپ کی سلطنت قائم دائم رہے' آپ عمردراز پائیں اور آپ کا ظل عاطفت تا دیر قائم رہے۔ آپ اگر تھوڑی سی اور وضاحت کردیں جیسا کہ قبل ازیں آپ نے ارشاد فرمایا ہے (تو مہربانی ہوگی)

سیف بن ذی یزن نے کہا: پردہ پوش گھر (کعبہ شریف) کی قسم' اے عبدالمطلب! تم اس پیغمبر کے جدامجد ہو۔ یہ سن کر عبدالمطلب سجدہ میں گرگئے۔ بادشاہ نے کہا سجدہ سے سر اٹھاؤ' اللہ تمہارا سینہ ٹھنڈا کرے اور تمہاری شان بلند کرے' کیا تم نے اس بات کو محسوس کرلیا ہے جو میں نے تم سے بیان کی ہے۔ عبدالمطلب نے کہا: ہاں! اے بادشاہ! میرا ایک بیٹا تھا مجھے اس کے ساتھ شدید محبت اور شفقت تھی۔ میں نے اس کی شادی ایک معزز خاتون آمنہ بنت وھب سے کی جس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام "محمد" رکھا ہے اس کے والدین فوت ہوچکے ہیں میں اور اس کا چچا اس کی کفالت کرتے ہیں اس کے شانوں کے درمیان ایک نشان نبوت ہے اور آپ نے جو علامتیں بیان کی ہیں وہ سب علامات اس

میں موجود ہیں۔ بادشاہ سیف نے کہا: میں نے تم سے جو باتیں کی ہیں وہ سب حق ہیں لہٰذا تم اپنے بچے کی حفاظت کرو اور یہودیوں سے چوکنے رہو کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں۔ بخدا! اللہ انہیں اس کے خلاف مکروہ عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دے گا اور جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا ہے اسے اپنے وفد کے ساتھیوں سے بھی پوشیدہ رکھنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے ان کے دلوں میں کہیں تمہاری سرداری کے خلاف بغض اور حسد نہ پیدا ہوجائے۔ وہ تمہاری بربادی اور ہلاکت کے خواہشمند ہوں گے اور اس کیلئے دام فریب بچھائیں گے۔ یہ کام وہ خود کریں گے یا ان کی اولاد اس کیلئے کوشاں ہوگی اور اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ مجھے اس کی بعثت سے پہلے موت آجائے گی تو میں گھوڑ سواروں اور پیادوں کے ساتھ جاتا اور یثرب کو اپنا پایہ تخت بناتا کیونکہ میں ایک کتاب ناطق اور علم سابق میں پاتا ہوں کہ یثرب میں اس کے دین کو استحکام نصیب ہوگا وہاں کے لوگ اس کے انصار و معاون ہوں گے اس پیغمبر کا مدفن بھی اسی شہر (یثرب) میں ہوگا اگر مجھے اس پر آفات و مصائب کا اندیشہ نہ ہوتا اور آپ سے سختیوں اور ناگوار باتوں کو دور کرنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں کم سنی میں ہی اس کا چرچا کردیتا اور تمام عربوں کو اس کے احکامات پر سر تسلیم خم کرنے حکم دے دیتا لیکن میں تمہارا یہ راز تم تک پہنچانے پر ہی قناعت کرتا ہوں۔

اس کے بعد بادشاہ نے وفد کے ہر شریک فرد کیلئے سو سو اونٹ دس دس غلام اور کنیزیں، دس دس رطل چاندی، پانچ پانچ رطل سونا اور ایک ایک برتن عطر عطا کرنے کا حکم دیا مگر عبدالمطلب کو دس گنا زیادہ انعام کا فرمان جاری کیا اور دم رخصت یہ تاکید کی کہ سال کے بعد پھر آنا اور مجھے اس بچے کے حالات سے آگاہ کرنا، مگر سال کے اختتام سے قبل ہی شاہ یمن راہی ملک عدم ہوگیا۔

حضرت عبدالمطلب اکثر یہ فرمایا کرتے کہ اے گروہ قریش! تم میں سے کوئی بادشاہ کے ان انعامات خسروانہ پر رشک نہ کرے کیونکہ بکثرت چیزیں فنا پذیر اور ختم ہونے والی ہیں ہاں کسی کو رشک کرنا ہو تو اس مقام و شرف اور لازوال شہرت پر کرے جو میرے بعد مجھے حاصل ہونے والی ہے جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ اس عظیم عزت و شرف کا مظہر کیا ہے؟ تو جواب دیتے کہ عنقریب اس کا علم و شہرہ ہوجائے گا۔ ابن کثیر 06 - 305 : 2 الوفا ابن جوزی ص 28 - 125 : 1

حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ اس تحریر کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مشہور روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے حضرت عبدالمطلب سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں سلطنت اور دوسرے میں نبوت ہے۔ اس یہودی کی یہ پیشین گوئی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بنی زہرہ میں شادی کرنے سے پہلے کی ہے، چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی کہ نبوت بھی عبدالمطلب کے گھرانے میں آئی اور خلافت بھی یعنی خلافت عباسیہ۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں شاہ یمن سیف بن ذی یزن کا واقعہ اپنی سند کے ساتھ لکھا ہے۔

ایک یہودی عالم کی تصدیق

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: ہم سرمائی تجارتی قافلے کے ہمراہ یمن گئے تو میں ایک یہودی عالم کے گھر مہمان ٹھہرا اس نے دریافت کیا تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے بتایا بنو قریش سے ہوں۔ اس

نے پھر سوال کیا قریش کی کس شاخ سے ہو؟ میں نے جواب دیا" "بنوہاشم سے" اس نے کہا: اگر تم مجھے اجازت دو تو میں تمہارے جسم کے بعض حصوں کا معائنہ کرلوں میں نے کہا: ہاں! البتہ ایک شرط ہے کہ بے پردگی نہ ہو' چنانچہ اس نے میری ناک کے ایک نتھنے کو کھول کر دیکھا پھر دوسرے کو دیکھا اس کے بعد کہا تمہارے ایک ہاتھ میں سلطنت ہے اور دوسرے میں نبوت اور میرا خیال ہے کہ نبوت بنو زھرہ میں ہے لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں نے جواب دیا مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے پاس شاعہ ہے؟ میں نے کہا: یہ شاعہ کیا ہوتی ہے؟ اس نے بتایا کہ شاعہ سے مراد بیوی ہے' تو میں نے اسے بتایا اس وقت تو نہیں ہے تو اس نے کہا: واپس جا کر بنو زھرہ سے شادی کرلینا' چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے مکہ واپس آکر ہالہ بنت وھب بن عبد مناف سے شادی کرلی جس سے حمزہ اور صفیہ پیدا ہوئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو آمنہ بنت وھب سے بیاہ دیا جس سے نبی اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ قریش کہا کرتے تھے کہ عبداللہ اپنے باپ عبدالمطلب سے بازی لے گئے۔ اس روایت کو حاکم' بیہقی' طبرانی' ابونعیم اور ابن سعد نے نقل کیا ہے۔ ابن کثیر فی التاریخ ایضا صحفہ 233 : 2

ابن سعد نے لکھا کہ اس یہودی نے حضرت عبدالمطلب کے نتھنوں کے بالوں کو دیکھا تو کہا میں نبوت اور سلطنت دیکھ رہا ہوں ان میں سے ایک بنوزہرہ میں ہے ابن سعد کی روایت کے آخر میں ہے کہ اللہ نے سلطنت اور نبوت دونوں بنی عبدالمطلب میں اکٹھی کردی ہیں۔

باب سوم

نصرانی علماء

کی

بعض دیگر بشارتیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنی داستان ایمان مجھے یوں بتائی' کہ میں فارس کا باشندہ تھا' میرا باپ بستی کا دھقان (چودھری) تھا' وہ مجھ سے شدید محبت کرتا' یہاں تک کہ وہ مجھے ایک دوشیزہ کی طرح گھر میں مقید اور پابند رکھتا۔ میں نے مجوسیت میں کوشش اور ریاضت کی اور ہوتے ہوتے آتش کدے کے خدام میں شامل ہوگیا' میں اسی دھن میں رہا اور لوگوں کے معاملات سے مجھے قطعاً آگاہی نہ تھی' بس اپنے کام سے غرض تھی' میرے باپ کے پاس ایک جاگیر تھی' جس میں کارندے کام کرتے تھے' ایک دن میرے باپ نے مجھے بلا کر کہا: بیٹا! میں ایک عرصہ سے مصروفیت کے باعث جاگیر کی خبرگیری نہیں کرسکا۔ اب اس کا حال احوال معلوم کرنا ضروری ہے' لہٰذا تم جاؤ اور کارندوں کو فلاں فلاں کام کیلئے کہو مگر وہاں رہ نہ جانا اگر وہاں تم ٹھہر گئے تو مجھے بہت زیادہ فکرمندی ہوگی' چنانچہ میں جاگیر کی دیکھ بھال کیلئے روانہ ہوا' میرا گزر عیسائیوں کے ایک کلیسا کے پاس سے ہوا' تو مجھے کلیسا میں سے عیسائیوں کی آوازیں سنائی دیں' میں نے دریافت کیا' یہ آوازیں کیسی ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا' یہ عیسائی ہیں جو اپنی عبادت میں مشغول ہیں' میں انہیں دیکھنے کیلئے کلیسا کے اندر چلا گیا' تو مجھے ان کے طریقے بھلے لگے' خدا کی قسم! میں غروب آفتاب تک وہاں بیٹھا رہا' ادھر میرے باپ نے میری تلاش میں لوگوں کو دوڑا دیا' یہاں تک کہ رات کے وقت لوٹ کر گھر آگیا' اور جاگیر کی طرف نہ جاسکا میرے باپ نے پوچھا تو کہاں رہا' میں نے تجھ سے کہا: نہیں تھا کہ دیر نہ کرنا' میں نے جواب دیا اباجی! میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جنہیں عیسائی کہا جاتا ہے' مجھے ان کی نماز و دعا بہت پسند آئی تو میں بیٹھ کر انہیں دیکھنے لگا کہ وہ عبادت کس طرح بجالاتے ہیں۔ اباجی نے کہا: بیٹا! تیرا اور تیرے باپ دادا کا دین ان کے دین سے زیادہ اچھا ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں ہرگز نہیں ہمارا دین ان کے دین سے بہتر نہیں ہے۔ وہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اسے پکارتے ہیں اور ہم لوگ آتش پرستی کرتے ہیں' جسے اپنے ہاتھوں سے روشن کرتے ہیں اور جب جلانا چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔ تو میرا باپ میرے بارے میں اندیشہ محسوس کرنے لگا اس نے مجھے پابند سلاسل کرکے گھر میں ڈال دیا' میں نے عیسائیوں کے پاس پیغام بھجوا کر دریافت کیا کہ آپ کا دینی مرکز کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شام میں ہے۔ تو میں نے انہیں کہلوا بھیجا کہ جب شام کے لوگ آئیں تو مجھے اطلاع کردیجئے۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے ہم تمہیں مطلع کردیں گے' پس جب ان کے ہاں شام کے نصرانی تاجروں کا قافلہ آیا تو مجھے ان کی جانب سے یہ خبر ملی کہ ایک تجارتی قافلہ شام سے آیا ہے' میں نے انہیں پیغام بھیجا کہ جب وہ مقصد برآری کے بعد واپس جانے لگیں تو مجھے خبر کردینا' چنانچہ انہوں نے کام کی تکمیل

کے بعد جب رخت سفرباندھا' تو مجھے اطلاع کی' میں نے پاؤں کی زنجیریں توڑ پھینکیں اور ان کے ہمراہ ہولیا اور چلتے چلتے شام پہنچ گیا' وہاں پہنچ کر میں نے پوچھا اس دین کا بزرگ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اسقف صاحب کنیسہ ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ کنیسہ میں رہنا چاہتا ہوں' تاکہ اللہ کی عبادت کروں اور آپ سے بھلائی کی تعلیم حاصل کروں' اس نے کہا: ٹھیک ہے تم میرے ساتھ رہو' چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا' وہ انتہائی برا شخص تھا لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دیتا' جب صدقہ جمع ہوجاتا تو اسے ہڑپ کرلیتا اور مسکینوں محتاجوں کو محروم رکھتا' مجھے اس کی حالت دیکھ کر اس سے شدید نفرت ہوگئی' کچھ عرصہ کے بعد وہ چل بسا' جب لوگ اسے دفن کیلئے آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ یہ تو انتہائی بدکار شخص تھا' آپ کو صدقہ کی ترغیب اور حکم دیتا اور مال اکٹھا ہونے پر خود ہضم کرلیتا' لوگوں نے پوچھا اس کا کیا ثبوت ہے؟ تو میں نے ان سے کہا: ٹھہریئے میں اس کا خزانہ آپ کے پاس لاتا ہوں' چنانچہ میں نے سات مٹکے سونے چاندی کے باہر نکالے' ان مٹکوں کو دیکھ کر ان لوگوں نے کہا: بخدا! یہ شخص دفن کئے جانے کے قابل نہیں۔ پھر انہوں نے اس کی لاش کو دار پر کھینچ کر سنگسار کردیا' اس کے بعد انہوں نے ایک اور شخص کو کلیسا میں اس کا جانشین بنا دیا۔ حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اس سے زیادہ عبادت گزار' تارک الدنیا اور شب و روز کے افعال کا پابند شخص میں نے نہیں دیکھامیں اس سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ اس سے پہلے مجھے کسی سے اتنی محبت نہیں تھی' میں ایک عرصہ تک اس کے ساتھ رہا' جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا' اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کا پیغام اجل آپہنچاہے مجھے آپ سے انتہائی محبت ہے آپ مجھے کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا: بیٹا میں موصل میں ایک شخص کو جانتا ہوں تم اس کے پاس چلے جاؤ' تم اسے میری طرح پاؤ گے' چنانچہ اس شخص کے وصال کے بعد میں موصل چلا آیا' تو اس شخص کو بڑا عبادت گزار اور تارک الدنیا پایا' میں نے اسے بتایا کہ فلاں آدمی نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی ہے تاکہ آپ کے پاس رہوں۔ اس نے کہا: ہاں میرے پاس قیام کرو۔ پھر میں اس شخص کے پاس دم واپسین تک رہاجب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہاکہ فلاں آدمی نے مجھے آپ کے ہاں آنے کی وصیت کی تھی' اب آپ کی اجل سر پر کھڑی ہے' فرمایئے میں اب کہا جاؤں؟ اس نے نصیبین میں ہماری طرح کا ایک آدمی ہے اس کے پاس چلے جاؤ چنانچہ میں اس شخص کے پاس آگیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق میں عموریہ چلا آیا عموریہ کے آدمی کے پاس ایک زمانہ رہا اور اسے اسی طرح پایا جس طرح صاحب نصیبین نے اس کا تذکرہ کیا تھا' وہاں عموریہ میں میں نے کافی ریوڑ اور گائیں اکٹھی کرلیں جب صاحب عموریہ کا وصال ہوا تو اس نے بھی دم نزع مجھے وصیت کی' چنانچہ حسب وصیت باری باری کئی صالح لوگوں کے پاس حاضر ہوا' تاآنکہ آخری شخص نے مجھے بتایا کہ اب ہم جیسا کوئی اور نہیں جس کی طرف تمہاری رہنمائی کی جائے' البتہ! یہ ہے کہ اس نبی'' کا زمانہ بعثت آگیا ہے جو حرم میں مبعوث ہوگا اس کی جائے ہجرت دو کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان ہے۔ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں اس نبی میں ایسی علامتیں ہوں گی جو پوشیدہ نہ رہ سکیں گی اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرنبوت ہوگی وہ ہدیہ کھائے گا مگر صدقہ نہ کھائے گا اگرتو ان شہروں کو جاسکتا ہے تو وہاں چلا جا' پھر اس شخص کا انتقال ہوگیا' ہم نے اسے دفن کیا اور میں کچھ عرصہ وہیں سکونت پذیر رہا۔

حضرت سلمان فارسی کی مدینہ شریف آمد

(حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں) اسی عرصہ میں بنوکلب کے کچھ عرب تاجر وہاں سے گزرے‘ تو میں نے ان سے کہا: آپ مجھے ارض عرب میں لے چلیں‘ میں اپنی بکریاں اور گائیں آپ کو دے دوں گا‘ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے‘ میں نے اپنے مال مویشی ان کے حوالے کردیئے‘ جب وہ وادی قریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا‘ اور مجھے غلام بناکر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا‘ پھر جب میں نے نخلستان دیکھا تو مجھے امید سی ہوگئی کہ شاید یہ وہی شہر ہے جس کی نشانیاں میرے دوست نے مجھ سے بیان کی تھیں‘ مگر یہاں دل نہ لگا کہ اسی اثناء میں بنوقریظہ کا ایک یہودی وادی قریٰ میں آیا اور مجھے میرے آقا سے خرید کر اپنے ساتھ لے آیا یہاں تک کہ ہم مدینہ شریف پہنچ گئے‘ اللہ کی قسم! جونہی میری نظر مدینہ شریف پر پڑی‘ میں نے فوراً پہنچان لیا‘ پھر اپنے آقا کے ہاں غلامی کی حالت میں رہنے لگا‘ ادھر اللہ تعالیٰ نے محمد رسول ﷺ کو مکہ مکرمہ میں مبعوث فرمایا‘ مگر غلامی کے باعث آپ کی کوئی خبر مجھ تک پہنچ سکی یہاں تک رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف ہجرت فرمائی اور قبا میں نزول اجلال فرمایا: بخدا! میں اپنے مالک کے لئے ایک درخت خرما پر کام کر رہا تھا‘ کہ اس کا چچا زاد بھائی اس کے پاس آیا اور کہا اے فلاں اللہ بنی قیلہ کو تباہ کرے وہ سب اس وقت مکہ سے آنے والے ایک شخص کے پاس قبا میں جمع ہیں‘ ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے‘ یہ سن کر میرے جسم پر کپکپی سی طاری ہوگئی‘ یہاں تک کہ مجھے مالک کے اوپر گرنے کا اندیشہ ہوا‘ نیچے اتر کر میں نے پوچھا یہ کیسی خبر ہے □ تو میرے مالک نے مجھے ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا اور کہا تمہیں اس سے کیا غرض ہے جاؤ اپنا کام کرو‘ میں نے کہا کچھ نہیں‘ میں نے تو بس ایک خبر سنی ہے جس کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں‘ جب شام ہوئی میرے پاس کچھ کھانا تھا اسے لے کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے‘ میں نے عرض کیا‘ مجھے پتا چلا ہے کہ آپ نیک شخص ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ غریب ساتھی ہیں‘ میرے پاس صدقہ کا کچھ کھانا ہے‘ میرے خیال میں آپ یہاں اس شہر میں اس کے زیادہ حق دار ہیں‘ اسے قبول کرکے تناول فرمایئے‘ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس روک لیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر کھانے کا حکم دیا جبکہ خود نہ کھایا‘ میں نے دل میں کہا یہ ایک نشانی ہے جو مجھے میرے دوست نے بتائی تھی‘ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لے آئے‘ میں نے کچھ سرمایہ اکٹھا کیا اور دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی‘ میں نے دیکھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے‘ اس لئے یہ ہدیہ پیش خدمت ہے‘ تو حضور ﷺ نے اسے قبول فرمالیا‘ اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا‘ میں نے دل میں کہا: یہ دو علامتیں ہوئیں‘ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا‘ آپ اس وقت جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے‘ مجھ پر دو چادریں تھیں میں مہر نبوت دیکھنے کیلئے مہر پشت کی جانب ہوا‘ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ میں پیچھے کی جانب ہوا ہوں اور کسی چیز کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں جس کا وصف مجھے بیان کیا گیا تھا‘ تو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی پشت اقدس سے چادر اتاری اور میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرنبوت دیکھی جیسا کہ میرے دوست نے مجھے بتائی تھی‘ میں نے جھک کر اسے چوما اور رونے لگا‘ آپ نے فرمایا: سلمان ہو‘ میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا‘ آپ کو پسند تھا کہ اصحاب کرام میری داستان غم سنیں تو میں نے

انہیں اپنی المناک کہانی سنائی، جب میں فارغ ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

کاتب یاسلمان ______ اے سلمان! مکاتبت کرلو

تو میں نے اپنے مالک سے تین سو شجرہائے خرما اور چالیس اوقیا چاندی پر مکاتبت کرلی، چنانچہ اصحاب رسول ﷺ نے تیس، بیس بیس اور دس دس پودوں سے میری امداد کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان پودوں کیلئے گڑھے کھودو، جب فارغ ہوجاؤ تو مجھے اطلاع کرنا تاکہ میں اپنے دست مبارک سے یہ پودے لگاؤں، پس میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے اس سلسلہ میں میری اعانت کی ہم انہیں کھود کر فارغ ہولئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہم ایک ایک پودہ اٹھاکر آپ کو دیتے، اور آپ اسے اپنے دست مبارک سے نصب کرتے جاتے اور مٹی دے کر برابر کردیتے، مجھے اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: ان میں سے کوئی ایک پودہ بھی سوکھ کر مردہ نہ ہوا، اب مجھ پر صرف رقم باقی تھی، ایک شخص انڈے کے برابر کان سے سونا لے آیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

خُذْ هٰذِهٖ يَا سَلْمَانُ فَأَدِّهَا عَمَّا عَلَيْكَ سلمان یہ سونا لے لو اور اپنا قرض اتارو

میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس سے کب میرا قرض اتر سکتا ہے؟ فرمایا: (فکر نہ کرو) اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہارا قرض اتار دے گا، سلمان فرماتے ہیں مجھے اپنے مالک جان کی قسم! اگر میں اس کا وزن کرکے دیتا تو چالیس اوقیہ ادا کرنے کے بعد اتنے ہی بچ رہتے۔

اس روایت کو طول سیاق کے ساتھ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسامرات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

ایمان سلمان کی دوسری روایت

ابونعیم نے بطریق ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حضرت سلمان فرماتے ہیں میں رام حرمز میں پیدا ہوا، میں بستی کے لڑکوں کے ہمراہ جایا کرتا، وہاں ایک پہاڑ تھا جس میں ایک غار تھا، ایک دن وہاں سے تنہا گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ اس غار میں ایک دراز قد آدمی ہے جس کا لباس اور جوتے بالوں کے ہیں اس نے مجھے پاس آنے کا اشارہ کیا تو میں اس کے قریب گیا اس نے کہا: لڑکے! تم عیسیٰ علیہ السلام کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا نہیں مجھے تو ان کے متعلق علم نہیں ہے۔ اس نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں جو عیسیٰ کے رسول ہونے اور ان کے بعد آنے والے رسول "احمد" پر ایمان لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے آلام دنیا سے نکال کر آخرت کی سرمدی راحتوں اور نعمتوں کی طرف لے جائے گا میں نے دیکھا کہ مٹھاس اور نور اس کے ہونٹوں سے ظاہر ہورہا ہے۔ اس کی یہ بات میرے دل میں پیوست ہوگئی وہ پہلا شخص تھا جس نے لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی اور بتایا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کے بعد محمد رسول اللہ ہوں گے اور مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے اسی نے مجھے نماز میں کھڑا ہونے کی تعلیم دی اور کہا کہ جب تو نماز میں کھڑا ہو تو رخ قبلہ کی طرف کرنا، جب آگ تجھے وحشت میں ڈالے تو اس کی طرف مطلقاً التفات نہ کرنا اور اگر تجھے ماں یا باپ کوئی حالت نماز میں پکارے تو ادھر دھیان نہ کرنا البتہ یہ ہے کہ کوئی رسول تجھے آواز دے تو نماز توڑ کر اس کی خدمت

میں حاضر ہونا، کیونکہ اس کا بلانا وحی الٰہی سے ہوتا ہے اس آدمی نے کہا: اگر تیری ملاقات محمد رسول اللہ ﷺ سے ہو جو کہ کوہ تہامہ سے ظہور فرمائیں گے تو ان پر ایمان لانا اور انہیں میرا سلام کہنا' میں نے کہا: مجھے محمد رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کریں اس نے بتایا کہ وہ نبی ہیں جنہیں نبی رحمت کہا جائے گا محمد بن عبداللہ' کوہ تہامہ سے ظاہر ہوں گے اونٹ گدھے گھوڑے اور خچر پر سواری کریں گے۔ ان کے نزدیک آزاد اور غلام کا مرتبہ یکساں ہو گا۔ ان کے قلب و جوارح میں رحمت ہوگی' دونوں شانوں کے درمیان انڈے جتنی ایک نشانی ہوگی جس کے باطن میں تحریر ہوگی۔

اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اس کا ظاہر یہ ہے کہ اے محمد! تم جہاں کہیں جاؤ گے کامیابی تمہارے قدم چومے گی" ہدیہ کھاؤ صدقہ نہ کھاؤ۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کی بعض دیگر صفات یہ ہیں کہ آپ کینہ پرور نہیں ہوں گے نہ حاسد ہوں گے' نہ کسی معاہد پر ظلم کریں گے اور نہ کسی اہل ایمان پر

طبرانی اور ابو نعیم میں بروایت شرجیل' حضرت سلمان سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں دین حق کی تلاش میں نکلا تو اہل کتاب کے بقیہ راہبوں کی رفاقت اور موافقت میسر آئی' وہ کہا کرتے تھے کہ اب اس نبی کا زمانہ آگیا ہے جو عرب سے ظاہر ہو گا' اس کی کئی نشانیاں ہوں گی ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی "مہر نبوت" ہوگی اسی تلاش میں میں سرزمین عرب میں پہنچ گیا تب تک نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا ظہور ہوچکا تھا۔ میں نے عیسائی راہبوں کی بیان کردہ تمام نشانیاں دیکھیں تو میں نے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی گواہی دی۔

سیرت حلبیہ اور خصائص کبریٰ میں بحوالہ بیہقی اور ابونعیم حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا کی روایت منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان کو خرید لیا' اس سودے کا سبب حضرت سلمان کی یہودی کے ساتھ نقد رقم اور پودوں کی شجرکاری کی مکاتبت تھی' چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے بنفس نفیس اپنے دست مبارک سے تمام پودے لگائے سوائے ایک پودے کے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گاڑا تھا' یہ سب پودے ثمرآور ہوئے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لگائے ہوئے پودے نے پھل نہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ پودا کس نے لگایا تھا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصب کیا تھا حضرت نبی اکرم ﷺ نے اس پودے کو اکھیڑ کر دوبارہ اپنے دست اقدس سے لگایا تو اس نے اسی سال پھل دینے شروع کر دیئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ ایک پودہ حضرت سلمان نے خود لگایا تھا دیگر تمام پودے رسول خدا ﷺ نے نصب فرمائے تھے۔ یہ سارے پودے زندہ رہے' ماسوائے سلمان کے لگائے ہوئے پودے کے جو سوکھ گیا تھا۔

تطبیق

راوی کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اسی پودے کو باری باری لگایا ہو' راوی ہی کا بیان ہے کہ یہ باغ جس میں سلمان رضی اللہ عنہ کے پودے لگائے گئے تھے بنو نضیر کا تھا' اسے مثبت کہا جاتا اور یہ نبی اکرم ﷺ کے دست تصرف میں آگیا تھا۔

حلبی نے شواہد النبوت سے نقل کیا کہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم

ﷺ اس کی گفتگو نہ سمجھ سکے' آپ نے ایک ترجمان طلب کیا' تو ایک یہودی تاجر لایا گیا' جو فارسی اور عربی زبان جانتا تھا' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فارسی زبان میں نبی اکرم ﷺ کی مدح بیان کی اور یہودیوں کی مذمت کی تو یہودی ترجمان نے غصے میں آکر ترجمہ میں تحریف کردی' اس نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا' کہ سلمان آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ فارسی شخص ہمیں اذیت دینے کے لئے آیا ہے۔ اس پر جبریل امین نازل ہوئے اور کلام سلمان کا صحیح مفہوم بتایا تو نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اس ترجمہ کو دہرایا' یہودی نے کہا اے محمد اگر آپ فارسی جانتے ہیں تو مجھے بلانے کی کیا ضرورت تھی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اس سے پہلے نہیں جانتا تھا' اب جبریل نے مجھے یہ زبان سکھائی ہے' یہودی بولا اے محمد اس سے پہلے میں آپ پر بہتان باندھا کرتا تھا اب مجھے اس بات کی تحقیق ہو گئی ہے' کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ مستحق عبادت فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام نے جبریل سے فرمایا کہ سلمان کو عربی سکھا دیں' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ سلمان کو حکم دیں کہ وہ آنکھیں بند کرکے منہ کھول لے' سلمان نے اس طرح کیا تو جبریل نے اس کے منہ میں لعاب ڈالا' اس کے بعد سلمان فصیح عربی زبان میں گفتگو کرنے لگے۔

حلبی لکھتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے یہ قصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو یہ بھی بتایا کہ عموریہ کے حاکم ذاذان نے انہیں کہا کہ تم شام کے فلاں فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہاں درختوں کے دو جھنڈوں کے درمیان ایک آدمی رہتا ہے جو سال میں ایک دفعہ اس جھنڈ سے اس دوسرے جھنڈ کی طرف نکلتا ہے تاکہ مریضوں کو شفا دے' پس وہ جس سے ملتا اور اس کے لئے شفائے مرض کی دعا کرتا ہے تو اسے فوراً صحت یابی حاصل ہو جاتی ہے' اس سے اس دین کے متعلق سوال کیجئے' وہ تمہیں اس کے متعلق بتائے گا' سلمان فرماتے ہیں پس میں وہاں سے نکل کر اس جگہ آگیا جہاں کا اس نے تذکرہ کیا تھا' میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے مریضوں کے ہمراہ وہاں جمع ہیں یہاں تک کہ وہ اس رات ایک جھنڈ سے نکل کر دوسرے جھنڈ کی طرف ان کے پاس گیا تو لوگوں نے مریضوں کے ساتھ اسے گھیر لیا' اس نے جس مریض کیلئے دعا کی وہ شفا پاگیا' مگر بھیڑ نے مجھے اس تک نہ پہنچنے دیا' حتیٰ کہ وہ درختوں کے جھنڈ میں داخل ہونے لگا تو میں اس کے کاندھے پر ہاتھ دھرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا اور پوچھا' کون ہے؟ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے' مجھے ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کی خبر دیجئے' اس نے کہا: کہ تم ایک ایسی چیز کے متعلق پوچھ رہے ہو جس کے بارے میں لوگوں میں سے کوئی پوچھتا نہیں وہ وقت آپہنچا کہ ایک نبی اہل حرم میں اس دین کے ساتھ مبعوث ہونے والا ہے وہ تمہیں اس دین پر چلائے گا" اس کے بعد وہ اسی جھنڈ میں داخل ہوگیا۔

قیصر روم کے دربار میں ابوسفیان کا اعتراف حق

بخاری شریف کے شروع میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے بتایا کہ جس زمانہ میں ہم قریش مکہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ایک معاہدہ امن کر رکھا تھا اور ہم قریش کے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گئے ہوئے تھے' تو ہرقل قیصر روم نے مجھے بلا بھیجا' ہمارا قافلہ اس وقت ایلیاء کے مقام پر تھا' اس

نے انہیں دربار میں طلب کیا' رئیسان روم اس کے اردگرد بیٹھے تھے اس نے ایک ترجمان بھی بلوایا اور پھر پوچھا تم میں سے کون اس شخص کا قریبی رشتہ دار ہے جس نے دعوئ نبوت کر رکھا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا' میں اس مدعی نبوت کا رشتہ دار ہوں تو قیصر روم نے حکم دیا کہ اسے میرے قریب لے آؤ اور اس کے ساتھیوں کو میرے پیچھے کھڑا کردو' پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: انہیں بتاؤ کہ میں ابوسفیان سے اس مدعی نبوت شخص کے بارے میں پوچھنے والا ہوں اگر یہ مجھ سے غلط بیانی کرے تو تم اس کی تکذیب کرو۔ ابوسفیان نے کہا' اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ حیاء مانع نہ آتی کہ یہ لوگ مجھے جھوٹا ٹھہرا لیں گے تو میں ضرور محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جھوٹ کہہ دیتا۔ پھر قیصر روم نے مجھ سے پوچھا:

ہرقل (قیصرروم) اس کا نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان وہ ہم میں عالی نسب ہے۔

ہرقل کیا تم میں سے پہلے بھی کسی نے یہ دعوئ نبوت کیا ہے؟

ابوسفیان نہیں

ہرقل کیا شرفاء اور صاحب اثر لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں یا کمزور طبقات کے لوگ؟

ابوسفیان کمزور اور بے نوا قسم کے لوگ

ہرقل کیا اس کے پیروکاروں کی تعداد بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے۔

ابوسفیان وہ لوگ (دن بدن) بڑھ رہے ہیں۔

ہرقل کیا کوئی اس کے دین میں آکر پھر ناپسندیدگی کی وجہ سے برگشتہ ہوتا ہے؟

ابوسفیان نہیں

ہرقل کیا کبھی تم نے اس کے دعوی نبوت سے پہلے اسے جھوٹ سے متہم کیا ہے۔

ابوسفیان نہیں۔

ہرقل کیا وہ عہدوپیمان کی خلاف ورزی کرتا ہے؟

ابوسفیان ابھی تک تو نہیں کی لیکن اب جو معاہدۂ امن و صلح ہوا ہے' دیکھئے وہ اس عہد کا پابند رہتا ہے کہ نہیں؟

ہرقل کیا تمہاری ان سے کبھی جنگ ہوئی ہے؟

ابوسفیان ہاں' ہوئی ہے۔

ہرقل اس جنگ کا نتیجہ کیا ہے؟

ابوسفیان جنگ کا پانسہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے کبھی ہم غالب آتے ہیں کبھی وہ

ہرقل وہ کس قسم کی تعلیم دیتا ہے؟

ابوسفیان وہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو' کسی اور کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ' نماز پڑھو' پاکدامنی اختیار کرو' سچ بولو اور صلہ رحمی کرو۔

اس کے بعد ہرقل شہنشاہ روم نے مترجم سے کہا: کہ ان سے کہو کہ ہم نے تم سے اس کے نسب کے متعلق دریافت کیا؟ تو تم نے بتایا کہ وہ تم میں شریف النسب ہے پیغمبر ہمیشہ عالی نسب خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا: کہ کیا اس کے خاندان میں پہلے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ تو تم نے کہا کہ نہیں اگر ان سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس شخص کی نقل کر رہا ہے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا' اگر کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں کہتا کہ اپنی خاندانی بادشاہت کا طلبگار ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا تم اس کو اس دعوائے نبوت سے قبل جھوٹ کی طرف منسوب کرتے تھے؟ تم نے کہا: نہیں' میں جانتا ہوں کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہ بولے' وہ خدا پر ہرگز جھوٹ نہیں باندھ سکتا۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ شرفاء اور ذی حیثیت لوگ اس کے پیروکار بن رہے ہیں یا غریب اور کمزور لوگ؟ تو تم نے بتایا کہ کمزور طبقے کے لوگ' واقعی پیغمبروں کے ابتدائی پیروکار کمزور ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا: کہ کیا اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جارہے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے' ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہے کہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ مرتبہ کمال تک پہنچ جائے۔

میں نے تم سے سوال کیا کہ کوئی اس کے دین سے ناراض ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ تو تم نے کہا کہ نہیں' کوئی مرتد نہیں ہو۔ ایمان کا حال یہی ہے کہ جب دلوں کو اس کی چاشنی حاصل ہوتی ہے تو پھر جدا نہیں ہوتا۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ آیا وہ کہ عہدوپیمان کو توڑتا ہے؟ تو تم نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں' پیغمبروں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ عہدوپیمان کی انتہائی پاسداری کرتے ہیں۔ میں نے تم سے اس کی تعلیمات کے بارے میں پوچھا؟ تو تم نے بتایا کہ وہ تمہیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' وہ تمہیں بتوں کی پوجا سے روکتا ہے نماز' سچائی اور پاکدامنی کی تعلیم دیتا ہے اگر تمہاری بات سچی ہے تو عنقریب اس کا قبضہ یہاں تک ہو جائے گا جہاں اس وقت میرے قدم ہیں۔ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ ایک نبی آنے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان تک نہ تھا کہ وہ تم عربوں میں پیدا ہوگا' اگر میں وہاں جاسکتا تو اس عظیم الشان پیغمبر کی ملاقات کیلئے حاضر ہوتا اور اگر مجھے اس کی بارگاہ میں شرف باریابی حاصل ہوتا تو اس کے مبارک قدم دھوتا (اور پیتا) اس کے بعد ہرقل نے وہ نامہ مبارک طلب کیا جو نبی ﷺ نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے حاکم بصرہ کو بھیجا جس نے اسے ہرقل قیصر روم تک پہنچا دیا' اس نے اس نامہ مبارک کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ بِدُعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے' میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کرلو' سلامت رہو گے' اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا' اگر تم روگردانی کرو گے تو اریسیوں کا گناہ بھی تمہارے اوپر ہوگا

اے اہل کتاب! آؤ ایک مشترکہ بات کی طرف وہ یہ کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو

بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ارباب نہ بنائیں' پس اگر وہ منہ پھیرلیں تو کہو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب ہرقل قیصر روم اپنی بات کہہ چکا اور خط کے مطالعہ سے فارغ ہوچکا تو اس کے دربار میں بڑا شوروغوغا ہوا جب ہم باہر نکلے تومیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: معلوم ہوتا ہے ابن ابی کبشہ (محمد رسول اللہ ﷺ) کی بات بن گئی ہے' کیونکہ گوروں کا بادشاہ اس سے ڈر رہا ہے مجھے اسی وقت سے یقین ہوچلا تھا کہ آپ ﷺ غالب آکر رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کے دائرے میں داخل فرما دیا۔

ابن ناطور حاکم ایلیاء ہرقل کی جانب سے شامی نصرانیوں کا پادری تھا وہ بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیاء آیا تو اس کی طبیعت انتہائی ناساز ہوگئی کسی بطریق نے پوچھا حضور والا! آپ کی شکل و صورت عجیب و غریب لگ رہی ہے' ابن ناطور کہتا ہے کہ ہرقل ایک ماہر نجومی تھا' اس نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آج رات جب میں نے ستاروں کو دیکھا تو محسوس کیا ملک الختان ظاہر ہوچکا ہے ذرا پتہ لگایئے کہ اس امت میں کونسا گروہ ختنے کرتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا سوائے یہودیوں کے اور کوئی ختنے نہیں کرتا اور وہ آپ کے لئے فکرمندی کا باعث نہیں' اپنی سلطنت کے تمام شہروں میں لکھ بھیجیں کہ ان میں یہودیوں کو قتل کردیا جائے' ابھی یہی معاملہ زیربحث تھا کہ شاہ غسان کی طرف سے بھیجا ہوا ایک شخص ہرقل کے سامنے پیش کیا گیا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی خبر تھی جب ہرقل نے اس سے خبر پوچھی تو اس نے (بعثت محمد مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ کیا) تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے لے جاؤ اور دیکھو آیا یہ ختنہ شدہ ہے کہ نہیں؟ تو اس کے درباریوں نے دیکھ کر بتایا کہ وہ واقعی ختنہ شدہ ہے۔ بادشاہ نے اس سے عربوں کے متعلق دریافت کیاتو اس نے جواب دیا کہ اہل عرب ختنے کرتے ہیں یہ سن کر ہرقل نے کہا:-

هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ اس امت کا سلطان ظاہر ہوچکا ہے۔

اس کے بعد ہرقل نے اپنے رومی عامل کو لکھا جو کہ ہرقل کی طرح علم نجوم کا ماہر تھا اور خود حمص کی طرف روانہ ہوا' حمص میں قیام کے دوران اسے اپنے رومی عامل کی طرف سے ایک جوابی مکتوب ملا جس میں ہرقل کی رائے سے اتفاق کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوچکے ہیں اس نے ارکان سلطنت اور اعیان حکومت کو اپنے محل میں طلب کیا اور حکم دیا کہ محل کے تمام دروازے بند کردیئے جائیں' پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر بولا: اے اہل روم! کیا تم خیرو فلاح اور رشدوہدایت کے طلبگار ہو؟ اور اس بات کے خواہش مند ہو کہ تمہارا ملک باقی اور سلامت رہو۔ تو تم اس نبی کی اتباع اور غلامی اختیار کرلو' یہ سن کر وہ لوگ بدکے ہوئے وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف لپکے مگر انہیں بند پایا' جب ہرقل نے ان کی برہمی اور نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو اس نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لایا جائے اور کہا کہ ابھی میں نے جو بات کہی ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ تمہاری اپنے دین پر مضبوطی اور وابستگی کی آزمائش کروں اب میں نے تمہارے والہانہ لگاؤ کو دیکھ لیا ہے تو وہ سب سجدے میں گر پڑے اور ہرقل سے راضی ہوگئے (یہ ہرقل کا آخری معاملہ تھا جسے صالح ابن کیسان یونس اور معمر نے امام زہری سے نقل کیا ہے)

نوٹ: الاریسیون سے مراد کاشتکار لوگ ہیں مراد یہ ہے کہ تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے سر ہے' ان کا ذکر اس لئے کیا

کہ اس کی رعایا کہ زیادہ تر تعداد کاشتکار تھی' ایلیاء سے مراد بیت المقدس سے ابو کبشہ حارث بن عبدالعزی کی کنیت ہے جو نبی اکرم ﷺ کے رضاعی باپ تھے۔

مکتوب رسول کی خاندان قیصر میں حفاظت و احترام

حافظ حدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں سلطنت قلاوینہ کے ایک حاکم سیف الدین قلیج المنصوری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ منصور قلاون بادشاہ کی طرف سے ایک ہدیہ لیکر شاہ مغرب کی خدمت میں آیا' تو شاہ مغرب نے ایک سفارش کیلئے اسے شاہ فرنگ کے پاس بھیج دیا' اس نے ہدیہ قبول کرلیا اور بڑے اعزازواکرام سے پیش آیا اور کہا کہ میں آپ کو ایک بیش قیمت اورعالی شان تحفہ پیش کرتا ہوں پھر ایک سنہری صندوق سے سونے کا قلمدان نکال کر اس سے ایک مکتوب نکالا جس کے اکثر حروف مٹ چکے تھے اور جو ایک ریشم کے ٹکڑے پر چسپاں تھا۔ اس نے کہا: یہ آپ کے نبی کا ہمارے جدامجد قیصر کے نام مکتوب ہے جو ہمیں آباؤاجداد کی طرف سے ورثہ میں ملا ہے ہمارے آباؤاجداد ہمیشہ اپنے جانشینوں کو وصیت کرتے رہے کہ جب تک یہ مکتوب تمہارے پاس محفوظ رہے گا یہ سلطنت ہمارے خاندان میں باقی رہے گی' للذا ہم اس کی انتہائی حفاظت کرتے ہیں اور اس کی غایت تعظیم بجالاتے ہیں اور اسے عیسائیوں سے چھپا کر رکھتے ہیں تاکہ حکومت دائمی طور پر ہماری نسل میں رہے۔ فتح الباری جلد اول صفحہ 44 مطبوعہ لاہور

ایوان قیصر میں انبیاء علیہم السلام کی تصاویر

اسی قسم کا ایک واقعہ حکیم بن حزام سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں قبول اسلام سے قبل تجارت کی غرض سے شام گیا' اس وقت رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے' قیصرروم نے ہمیں بلا بھیجا اور امیہ بن ابی صلت ثقفی ہمارے ساتھ تھا' قیصرنے ہم سے پوچھا: تم عرب کے کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو اور تمہاری اس آدمی سے کیا رشتہ داری ہے؟ جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے حکیم کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں اس کا چچازاد بھائی ہوں' پانچویں پشت میں ہم اکٹھے ہوجاتے ہیں' اس نے کہا کہ اگر میں تمہیں کوئی چیز دکھاؤں اور تم سے پوچھوں تو کیا مجھ سے سچ سچ کہو گے؟ ہم نے جواب دیا ہاں! اے بادشاہ معظم! ہم آپ سے بالکل سچ کہیں گے' اس نے پوچھا کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اس مدعی نبوت کی اتباع کرلی ہے یا اس کی دعوت ٹھکرانے والوں میں ہو' ہم نے کہا کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس کی دعوت قبول نہیں کی اور اس سے دشمنی اختیار کی ہے مگر اس کے باوجود ہم آپ سے سچ کہیں گے' اس نے کہا کہ اپنے بتوں کی قسم! اٹھاؤ کہ میرے تمام سوالات کا صحیح جواب دو گے' تو ہم نے قسم کھاکر اسے پیمان دیا کہ ہم ہر حال میں سچ بولیں گے۔ اس نے ہم سے نبی کریم ﷺ کی دعوت کے چند پہلوؤں کے متعلق سوال کیا تو ہم نے اسے ان کے بارے میں بتادیا' پھر وہ اٹھا اور ہمیں اٹھاکر اپنے ساتھ اپنے محل میں ایک کنیسہ میں لے گیا اور اسکے کھولنے کا حکم دیا وہ اس کے اندر گیا اور ہم اس کے ساتھ تھے' ایک پردہ کے پاس آکر اس نے اسے اٹھانے کا حکم دیا تو ایک آدمی کی تصویر نظر آئی اس نے پوچھا تم جانتے ہو یہ کس کی تصویر ہے؟ ہم نے جواب دیا نہیں'' اس نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے' پھر اس نے کئی دروازے

کھلوائے' اور انبیائے کرام علیہم السلام کی ایک ایک کر کے تصاویر دکھائیں اور پوچھا: کیا یہ تمہارے پیغمبر کی تصویر ہے' ہم نے کہا: نہیں' یہاں تک کہ اس نے ایک اور دروازہ کھول کر ایک تصویر سے پردہ ہٹایا' یہ محمد رسول ﷺ کی تصویر تھی۔ اس نے دریافت کیا' کیا تم اس تصویر کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! یہی ہمارے صاحب ہیں اس نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ کب سے یہ تصویر بنی ہے؟ ہم نے جواب دیا نہیں" کہا' ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے تمہارے یہ صاحب واقعی نبی مرسل ہیں' اے کاش! میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ان کے مبارک پاؤں دھو کر پیتا۔

تصاویر کی ایک اور روایت

ایک اور واقعہ وہ ہے جو جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے میں تجارت کی غرض سے شام گیا مجھے اسقفوں کے قائد نے بلا بھیجا' تو میں اس کے پاس گیا اس نے سوال کیا' کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے مکہ میں ظاہر ہو کر اعلان نبوت کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ میرے چچازاد بھائی ہیں تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک گھر میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں اس نے کہا: دیکھئے یہاں تمہیں اس کی کوئی تصویر نظر آتی ہے میں نے نگاہ دوڑائی مگر مجھے ایسی کوئی تصویر نظر نہ پڑی' پھر وہ مجھے لیکر ایک اور بڑے گھر میں لے گیا جس میں بھی تصاویر تھیں اس نے کہا کہ یہاں ان تصاویر کو دیکھو میں نے دیکھا تو وہ رسول اکرم ﷺ کی تصویر تھی' آپ کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس نے دریافت کیا' کیا تم نے محمد ﷺ کو دیکھ لیا؟ میں نے جواب دیا ہاں! یہ ہیں اس نے پوچھا کیا تم پہچانتے ہو کہ یہ ان کے پیچھے کون ہیں؟ میں نے کہا: یہ ہمارے چچیرے بھائی ابن ابی قحافہ ہیں' پھر پوچھا یہ ابن ابی قحافہ ابوبکر کے پیچھے کون ہیں' میں نے بتایا یہ عمر بن الخطاب ہیں' یہ سن کر اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے پیچھے ان کے خلیفہ ہیں اور ان کے پیچھے خلیفہ دوم ہیں۔

مواہب لدنیہ میں دلائل بیہقی سے اور حاکم سے (بسند لا باس بہ) منقول ہے' ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہشام بن عاص اموی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک اور شخص کے ہمراہ ہرقل صاحب روم کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا گیا' قیصر روم نے رات کے وقت ہمیں ملاقات کیلئے بلایا ہم اس کے ایوان میں داخل ہوئے تو اس نے ایک سنہری گھر کا ماڈل منگوایا' جس میں چھوٹے چھوٹے کمرے تھے' اس نے دروازہ کھول کر ریشم کا سیاہ کپڑا نکالا اور اسے پھیلایا تو اس میں ایک سرخ تصویر تھی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ہے جس کی موٹی موٹی آنکھیں ہیں' عظیم الجثہ' اس کی گردن کی درازی میں نے نہیں دیکھی' اور اس کی انتہائی خوبصورت زلفیں ہیں اس نے پوچھا تم اس شخص کو پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں" اس نے بتایا یہ آدم علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک دروازہ کھولا جس میں سے ریشم کا سیاہ کپڑا نکالا اس میں ایک شخص کی سفید تصویر نظر آئی جس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں سر اقدس بڑا' اور خوبصورت داڑھی ہے پوچھا جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا "نہیں" اس نے کہا: یہ نوح علیہ السلام ہیں' اسی طرح پھر ایک اور دروازہ کھول کر ریشم کے سیاہ کپڑے پر سفید تصویر نکالی' اللہ کی قسم! یہ رسول اللہ ﷺ کی تصویر تھی' قیصر روم نے پوچھا تم پہچانتے ہو کہ یہ کون آدمی ہے؟ ہم نے کہا: جی ہاں! یہ محمد رسول ﷺ ہمارے پیغمبر ہیں۔ اس نے کہا کہ واقعی یہ محمد ﷺ ہیں پھر کچھ دیر کھڑا رہنے کے بعد وہ

بیٹھ گیا اور کہا! بخدا! یہ ان گھروں میں سے آخری گھر ہے لیکن میں نے جلدی سے تمہیں دکھا دیا تاکہ تمہارا نقطہ نگاہ معلوم کرسکوں۔ اس کی اس روایت میں دیگر انبیائے کرام مثلاً ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ اور سلیمان علیہم السلام کی تصاویر کا ذکر ہے ہم نے قیصر روم سے پوچھا: آپ کو یہ تصاویر کہاں سے ملی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ آدم علیہ السلام نے پروردگار عالم سے استدعا کی کہ انہیں ان کی اولاد سے انبیاء کرام علیہم السلام کا دیدار کرا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ تصاویر نازل فرمائیں جو کہ آدم علیہ السلام کے خزانہ میں رہیں ذوالقرنین نے انہیں نکال کر دانیال علیہ السلام کے سپرد کیا۔

حضرت دحیہ کا ایوان قیصر میں تصاویر انبیاء کا دیدار کرنا

حضرت دحیہ کلبی ﷛ جو رسول اکرم ﷺ کی طرف سے قیصر روم کی جانب قاصد تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں بادشاہ روم کے پاس حاضر ہوا وہ اس وقت دمشق میں تھا' اس نے مکتوب رسول ﷺ لیکر اس کی مہر چومی اور کھول کر اسے پڑھا پھر اسے اپنے سامنے تکیہ کے اوپر رکھ دیا اور اپنے بطریقوں اور مذہبی پیشواؤں کو طلب کیا' پھر ان مذہبی پیشواؤں کے درمیان تکیوں پر کھڑے ہوکر اس نے خطاب کیا (اس وقت تک منبروں پر کھڑے ہوکر خطاب کرنا روم و فارس کے حکمرانوں کے ہاں مروج نہ تھا) اس نے کہا کہ یہ مکتوب ہے' اس پیغمبر کا جس کی بشارت ہمیں عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے دی ہے اور یہ بتایا ہے کہ وہ پیغمبر بنی اسماعیل میں پیدا ہوگا۔

یہ سن کر انہوں نے زبردست شوروشغب کیا' اور اٹھ کر جانے لگے' بادشاہ نے حکم دیا کہ خاموش ہوجاؤ۔ میں تو تمہارا امتحان لے رہا تھا تاکہ دیکھوں کہ تمہیں اپنے دین سے کس قدر والہانہ تعلق ہے؟ اور تم اس کے کتنے حمایتی ہو؟ اس کے بعد انہیں جانے کی اجازت دیدی۔ حضرت دحیہ ﷛ فرماتے ہیں کہ قیصر نے اگلے روز مجھے طلب کرکے خلوت میں گفتگو کی پھر وہ مجھے ایک بڑے گھر میں لے گیا جہاں تین سو تیرہ تصویریں تھیں۔ یہ تصویریں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی تھیں۔ اس نے کہا کہ ان میں سے اپنے پیغمبر کی شناخت کیجئے تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی تصویر گویا کلام فرما رہی ہے' میں نے کہا: یہ ہیں پیغمبر اسلام وہ بولا تم نے سچ کہا ہے اس کے بعد اس نے آپ کے دائیں جانب ایک تصویر دکھائی اور پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا یہ اس کی قوم کا ایک آدمی ہے جس کا نام ابوبکر ہے پھر اس نے بائیں طرف کی تصویر کی طرف اشارہ کیا' تو میں نے کہا: یہ قوم قریش کا ایک شخص عمر ہے اس نے بتایا ہم تورات میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ یہ دونوں شخص اس پیغمبر کے ساتھی ہوں گے اور اللہ ان کے ذریعے اس پیغمبر کے امر نبوت کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا' حضرت دحیہ ﷛ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو یہ ماجرا بتایا تو آپ نے فرمایا: قیصر نے سچ کہا ہے' واقعی اللہ تعالیٰ میرے بعد ابوبکر و عمر ﷠ کے ذریعے اس کار دعوت کو انجام تک پہنچائے گا۔

ضغاطر رومی پادری کی گواہی

اسی قسم کا ایک واقعہ ضغاطر کا ہے وہ رومیوں کا ایک بڑا پادری تھا اس نے دحیہ کلبی ﷛ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا (جب دحیہ کو حضور ﷺ نے قیصر کے پاس بھیجا تھا) دحیہ فرماتے ہیں کہ جب بزرگان روم قیصر کے دربار سے نکلے تو مجھے

ہرقل کے پاس لے جایا گیا' پھر اس نے اپنے بڑے پادری کو بلا بھیجا اور اس سے نبی اکرم ﷺ کی بابت دریافت کیا۔ اس پادری نے جواب دیا کہ یہ وہی پیغمبر ہے جس کا ہم انتظار کرتے رہے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں اس کی بشارت دی ہے۔ میں تو نبی اکرم ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ ﷺ کی غلامی میں آتا ہوں' قیصر نے کہا: میں اگر ایسا کروں تو میرا ملک جاتا رہے گا۔ حضرت دحیہ فرماتے ہیں اس پادری نے مجھ سے کہا: یہ نامہ لیجئے اور اسے اپنے پیغمبر علیہ السلام کے پاس لے جایئے انہیں میرا اسلام عرض کر کے بتانا کہ میں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوں' بے شک آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں پھر اس نے اپنے کپڑے اتار کر سفید لباس پہن لیا' اور باہر نکل کر اہل روم کو اسلام کی دعوت دی اور حق کی شہادت ادا کی تو انہوں نے اسے قتل کر ڈالا' چنانچہ حضرت دحیہ جب قیصر ہرقل کے پاس لوٹے تو اس نے کہا کہ میں آپ سے نہیں کہتا تھا کہ مجھے ان سے اپنی جان کا خطرہ ہے تو ضغاطر تو مجھ سے زیادہ ان کے نزدیک بزرگ اور قابل احترام تھا۔

شاہ حبشہ نجاشی کے اسلام لانے کا واقعہ

علمائے سیرت بیان کرتے ہیں کہ وہ اصحاب رسول ﷺ جنہوں نے آغاز اسلام میں کفار قریش سے اپنے دین کے تحفظ کی خاطر بھاگ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی' نجاشی کی پناہ میں بڑے عزت و احترام اور آرام سے رہ رہے تھے تو قریش نے ان کے تعاقب میں عمرو بن العاص جو ابھی تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے اور عمارہ بن ولید کو بھیجا' قریش مکہ نے ان کے ہمراہ نجاشی کی خدمت میں ایک گھوڑا اور ایک ریشمی جبہ بطور ہدیہ ارسال کیا۔ انہوں نے اعیان حبشہ کیلئے ہدیے بھی بھیجے تاکہ وہ ان کی مطلب برآری میں مدد کریں' ان کے حبشہ آنے کی غرض و غایت یہ تھی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کو واپس بھیج دیں۔ وہ جب نجاشی کے دربار میں داخل ہوئے تو انہوں نے بادشاہ کو سجدہ کیا بادشاہ نے ان میں سے ایک کو دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف بٹھا لیا اور ان کا ہدیہ قبول کیا انہوں نے عرض کیا ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ آپ کے ملک میں آئے ہیں انہوں نے ہم سے منہ موڑ لیا ہے اور اپنے معبودوں کو چھوڑ دیا ہے مگر وہ آپ کے دین میں داخل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے ایک نیا دین پیش کیا ہے جس سے ہم آگاہ ہیں نہ آپ' ہمیں جو کہ قریش کے سردار ہیں بادشاہ کی خدمت میں اسی لئے بھیجا گیا کہ ہم ان لوگوں کو واپس لے جائیں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ لوگ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے ملک میں ہیں' چنانچہ بادشاہ نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا' عمائدین حبشہ نے کہا کہ ان لوگوں کو اس وفد کے حوالے کر دیا جائے کہ وہ ان کے حالات سے زیادہ واقف ہیں بادشاہ نے کہا: نہیں' اللہ کی قسم! انہیں ان کے حوالے نہیں کروں گا جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ ان کا دین کیا ہے؟ عمرو بن العاص نے کہا: ہے یہ جب دربار میں آئیں گے تو وہ آپ کے طریقے اور دین سے اعراض کر کے آپ کو سجدہ نہیں کریں گے پس جب وہ نجاشی کے پاس آئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آج تمہارا ترجمان اور خطیب میں ہوں گا ایک روایت میں ہے کہ جب نجاشی کا ایلچی انہیں طلب کرنے کیلئے آیا تو وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ جب تم بادشاہ کے دربار میں آؤ گے تو اس سے کیا کہو گے' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج میں تمہارا خطیب بنوں گا اور میں وہ کچھ کہہ دوں گا جس کی رسول اللہ ﷺ

نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے خواہ کچھ بھی ہوجائے' ادھر نجاشی نے اپنے پادریوں کو بلاکر یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ مصاحف کھول کر اس کے اردگرد بیٹھ جائیں۔ پس جب حضرت جعفر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں کہا: جناب عالی! جعفر دروازے پر اجازت کا طلب گار ہے اور اس کے ساتھ خدائی جماعت بھی ہے نجاشی نے کہا: ہاں اللہ کی امان و ذمہ کے ساتھ اندر آنے کی اجازت ہے تو جعفر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے' ان کے پیچھے ان کے ساتھی بھی اندر آئے اور السلام علیکم کہا: عمرو بن عاص نے (مداخلت کرتے ہوئے) نجاشی سے کہا: اے بادشاہ! دیکھئے یہ لوگ بڑے اکڑے ہوئے ہیں' انہوں نے آداب شاہی یعنی سجدہ بجا نہیں لائے نجاشی نے پوچھا تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا اور میرے آداب شاہی کیوں بجا نہیں لائے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم بجز اللہ کے کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔

نجاشی! کیوں؟

جعفر:- کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان ایک رسول مبعوث فرمایا اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں اور یہ بتایا ہے کہ اہل جنت کا تحیہ سلام ہوگا' لہٰذا ہم نے آپ کو وہی سلام دیا ہے جو ہم آپس میں ایک دوسرے کو دیتے ہیں' اللہ نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا بھی حکم دیا ہے۔

عمروبن العاص نے نجاشی سے کہا: یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں بھی آپ کی مخالفت کرتے ہیں اور وہ انہیں ابن اللہ نہیں کہتے۔

نجاشی نے پوچھا تم ابن مریم اور ان کی ماں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' ہم اسی طرح کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں روح اللہ اور کلمتہ اللہ کہا جسے اس نے مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا' یہ سن کر نجاشی نے کہا: اے اہل حبشہ! اے قسیسین' وہ تم سے زیادہ کچھ نہیں کہتے' میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ وہی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں بشارت دی ہے۔ روح اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ روح قدس یعنی جبرائیل امین کے دم کا ثمرہ ہیں اور کلمتہ اللہ کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ نے کن فرمایا: تو ان کی تخلیق ہوگئی۔

ایک اور روایت ہے کہ نجاشی نے اپنے دربار کے قسیسین اور راہبوں سے کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم! دے کر کہتا ہوں جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی' کیا انجیل میں کسی ایسے نبی کا تذکرہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ہوگا؟ جیساکہ ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا' بے شک اس پیغمبر کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ جو اس پر ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا ہے اور جس نے اس کا انکار کیا اس نے میرے ساتھ کفر کیا' اس مرحلہ پر نجاشی نے یہ کہا کہ میں اگر یہاں حکمران نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا' آپ کی کفش برداری کرتا اور آپ کے ہاتھ دھلاتا۔ اس نے مہاجر مسلمانوں سے کہا کہ میرے ملک میں جہاں چاہو امن و آرام کے ساتھ رہو' مزید برآں اس نے ان کے لیے مالی وظائف کا حکم دیا اور کہا کہ جو ان کی طرف غلط انداز نظر سے دیکھے گا تو دراصل وہ میری نافرمانی کا مرتکب ہوگا دوسری روایت میں ہے کہ نجاشی نے مہاجرین سے کہا کہ جاؤ تم امن سے رہو جو تمہیں اذیت دے گا' نقصان اٹھائے گا' یہ بات اس نے تین بار دہرائی۔ تم ان کے ہدیے واپس کردو مجھے ان کی ضرورت نہیں اللہ کی قسم! اللہ نے مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی جب اس نے میرا ملک واپس کیا کہ میں کوئی رشوت لوں اور نہ لوگوں نے میری

بات مانی کہ میں ان کی بات مانوں" نجاشی بذات خود انجیل مقدس کا بہت بڑا عالم تھا اور قیصر اس کے پاس نصرانی علماء بھیجا کرتا تھا تاکہ اس سے علم حاصل کریں۔

ایک اور روایت میں مذکورہ بالا روایات میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نجاشی نے ہمیں دربار میں طلب کیا جب حاضر ہوئے تو ہم نے السلام علیکم کہا دربار کے ایک حاضر باش نے کہا: تمہیں کیا ہے تم بادشاہ کے حضور سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو نجاشی نے کہا: یہ کونسا دین ہے؟ جس کے لئے تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا' نہ میرے دین میں داخل ہوئے نہ ہی کسی اور بادشاہ کا دین اختیار کیا ہے۔ ہم نے کہا:۔

اے بادشاہ! ہم ایک جاہلیت والی قوم تھے' بتوں کو پوجتے تھے' مردار کھاتے تھے' فحش باتوں کا ارتکاب کرتے تھے' قطع رحمی کرتے تھے' ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ کمزور کو کھا جاتا' ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جس کے خاندان اور نسب و حسب سے اور جس کی سچائی' امانت داری اور عفت و پاکبازی سے ہم پہلے ہی واقف تھے۔ اس رسول نے ہمیں یہ دعوت دی کہ ہم صرف ایک اللہ پر ایمان لائیں اور اس کی عبادت کریں اور ہم اور ہمارے آباؤاجداد جن بتوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں اس نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اس نے ہمیں نماز' زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا' نیز راست گوئی اوائے امانت' صلہ رحمی' حسن ہمسائیگی' محارم اور قتل و غارت سے اجتناب کا حکم دیا اور فواحش جھوٹی بات یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا ہم نے ان کی تصدیق کی' ان پر ایمان لائے اور جو طریقہ اور تعلیم وہ اللہ کی طرف سے لائے' اس کی پیروی کی صرف ایک اللہ کی عبادت اختیار کی۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کیا تو ہماری قوم ہم پر چڑھ دوڑی تاکہ ہمیں بت پرستی کی طرف پھیر دیں اور ہم گندی اور ناپاک چیزوں کو حلال ٹھہرائیں جب انہوں نے ہمارے ساتھ زبردستی کی' ہم پر ظلم کیا اور ہمارا جینا دوبھر کردیا اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہوگئے تو ہم آپ کے ملک کی طرف ہجرت کر آئے اور دوسرے کے مقابلہ میں آپ کا انتخاب کیا' ہم یہاں اس امید پر آئے ہیں کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

یہ سنکر نجاشی نے حضرت جعفر سے کہا: کیا تمہارے پاس اس کلام میں سے کچھ ہے جو تمہارے پیغمبر اللہ کی طرف سے لائے ہیں؟

حضرت جعفر نے فرمایا: ہاں! ہے۔

نجاشی نے کہا کہ مجھے وہ پڑھ کر سناؤ۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ کھیعص کی ابتدائی آیات تلاوت کیں تو نجاشی کے آنسو چھلک پڑے یہاں تک اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اس کے دربار کے پادری بھی اشک بار ہوگئے۔

امام بغوی فرماتے ہیں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم پڑھی تو نجاشی پر گریہ طاری ہوگیا اور اس کے درباری بھی رو پڑے' انہوں نے کہا کہ اے جعفر! اس کلام میں اضافہ کرو' تو آپ نے ان کے سامنے سورۂ کہف تلاوت کی' نجاشی نے کہا: بے شک یہ کلام اور وہ کلام جو موسیٰ علیہ السلام لائے ہیں ایک ہی مشکوۃ سے نکلے ہیں ایک اور روایت میں

موسیٰ علیہ السلام کی بجائے عیسیٰ علیہ السلام آیا ہے۔ نجاشی نے یہ تلاوت سن کر کہا: اللہ کی قسم! اس کلام اور انجیل کے کلام میں اس تنکے جتنا بھی فرق نہیں جو اس کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ نے نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرَا اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ

جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول ﷺ کی طرف اتارا گیا ہے آپ دیکھیں گے کہ ان کے آنکھیں آنسوؤں سے معمور ہیں' کیونکہ انہیں حق بات کی پہچان ہو چکی ہے۔

نجاشی کے نام رسول اکرم ﷺ کا مکتوب گرامی

نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کے نام مندرجہ ذیل مکتوب شریف ارسال فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شاہ حبشہ نجاشی کے نام

امابعد! میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ ملک قدوس سلام مومن مہیمن ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جنہیں اللہ نے بتول پاکدامن مریم کی طرف القا کیا ہے تو وہ عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہو گئیں' پس انہیں روح و نفخ سے پیدا کیا گیا جیسے آدم علیہ السلام کو اس نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے۔ میں تمہیں اس اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو یکتا و لاشریک ہے تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر پابند رہو۔ اور یہ کہ تم میری اتباع کرو اور میرے اوپر نازل ہونے والے کلام پر ایمان لاؤ' میں تمہیں اور تمہاری سپاہ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں پیغام الٰہی پہنچا چکا ہوں اور نصیحت کر چکا ہوں پس میری نصیحت قبول کرو میں اپنے چچازاد بھائی جعفر اور مسلمانوں کا ایک گروہ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جو ہدایت قبول کرے اس کو میرا سلام"

نبی کریم ﷺ نے یہ نامہ گرامی عمرو بن امیہ ضمری کے ہمراہ ارسال فرمایا' نجاشی نے اسے پڑھنے کے بعد کہا میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد وہی امی نبی ہیں جن کے اہل کتاب منتظر ہیں موسیٰ علیہ السلام نے جس طرح گدھا سوار پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی ہے اسی طرح انہوں نے عرب کے ناقہ سوار پیغمبر کی بھی پیش گوئی فرمائی ہے۔

مجھے تھوڑی سی مہلت دیجئے تاکہ میں اپنے حامیوں میں اضافہ کرلوں اور دلوں کو اس دعوت کے لئے نرم کرلوں۔
اس کے بعد نجاشی نے نامہ والا کا جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کے نام نجاشی اصحمہ کی طرف سے

اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں یارسول اللہ! مجھے آپ کا والا نامہ موصول ہوا' آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کا جو معاملہ ذکر فرمایا ہے ارض و سما کے پروردگار کی قسم! کہ وہ آپ کے ذکر کردہ بیان سے ایک تنکا برابر بھی زیادہ نہیں' ان کی یہی شان ہے جو آپ نے بیان فرمائی ہے ہم اچھی طرح جانتے ہی جس پیغام کے ساتھ آپ ہماری طرف مبعوث ہوئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں میں نے آپ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کرلی ہے اور ان کے دست اقدس پر اسلام قبول کرلیا ہے۔ میں آپ کی خدمت اقدس میں اپنا بیٹا بھیج رہا ہوں اگر آپ کی مرضی ہوتو میں بنفس نفیس آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری دوں' میں گوہی دیتا ہوں کہ آپ کا فرمان حق ہے۔

والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

پھر اس نے اپنا بیٹا حضرت جعفرؓ کے ساتھ جانے والوں کے پیچھے روانہ کیا مگر جب وہ سمندر کے وسط میں پہنچا وہ اور اس کے ساتھی غرق ہوگئے۔ البتہ! حضرت جعفرؓ' اصحاب رسول اور ان کے ساتھ نجاشی کے لوگ بچ کر کنارے تک پہنچ گئے' اصحاب نجاشی کی تعداد ستر تھی جن میں سے باسٹھ حبشی اور آٹھ شامی تھے۔ انہوں نے صوف کے لباس پہن رکھے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انکے سامنے قرآن حکیم میں سے سورۂ یٰسین کی تلاوت فرمائی تو وہ قرآن حکیم سن کر رو پڑے اور ایمان لے آئے اور کہنے لگے یہ کلام تو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے کلام سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ انہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے' ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ اور یہ غرور نہیں کرتے' ان میں عالم اور درویش ہیں' (المائدہ: 82)

کیونکہ ان کا تعلق اہل گرجا سے تھا اس نجاشی اصحمہ کا انتقال رجب سنہ نو ہجری میں ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے مرنے کی اطلاع دی اور مدینہ شریف میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

ابوطالب کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کا سفر شام

نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر شریف راجح قول کے مطابق نو برس تھی آپ اپنے چچا کے پیچھے سوار تھے اور ایک راہب کے ہاں اترے' اس راہب نے ابوطالب سے پوچھا: یہ لڑکا آپ کا کیا لگتا ہے؟ کہا یہ میرا بیٹا ہے' اس نے کہا: یہ آپ کا بیٹا نہیں' کیونکہ اس کا والد زندہ نہیں ہوسکتا؟ یہ نبی ہے" ابوطالب نے کہا: اللہ تمہاری بات سے اعلیٰ اور جلیل تر ہے راہب نے کہا: اسے یہودیوں سے بچاکر رکھنا پھر وہ نکل گیا یہاں تک کہ ایک اور راہب کے ہاں اترے' اس نے دریافت کیا کہ اس لڑکے سے آپ کی کیا رشتہ داری ہے؟ ابوطالب نے جواب دیا یہ میرا بیٹا ہے۔ اس نے کہا نہیں یہ آپ کا بیٹا نہیں اور اس کا باپ بھی اس وقت زندہ نہیں۔ ابو طالب نے پوچھا کیوں؟

اس نے جواب دیا' کیونکہ اس کا چہرہ ایک پیغمبر کا چہرہ ہے۔ ابو طالب نے کہا: سبحان اللہ' اللہ تعالیٰ تمہارے قول سے بزرگ تر ہے۔ پھر ابو طالب نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: اے بھتیجے! آپ ان کی بات نہیں سن رہے۔ فرمایا: اے چچا! اللہ کی قدرت کا انکار نہ کرو۔ جب تجارتی قافلہ نے بصریٰ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا یہاں ایک راہب تھا جسے بحیرہ کہا جاتا ہے اس کے صومعہ میں اس کا نام جرجیس تھا اور علم نصرانیت کا اس پر خاتمہ ہوچکا تھا۔ قریش اپنے تجارتی سفروں میں اس کے پاس سے گزرتے مگر وہ ان سے کلام نہ کرتا' حتیٰ کہ اس سال اس نے اہل قافلہ کیلئے دعوت کا اہتمام کیا' کیونکہ اس نے آتے ہوئے قافلہ میں رسول اکرم ﷺ کو دیکھ لیا تھا آپ پر بادل سایہ کناں تھا' پھر جب قافلہ درخت کی چھاؤں میں ٹھہرا تو بادل نے درخت پر سایہ ڈال دیا اور درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ پر جھک آئیں۔ راہب نے اہل قافلہ کو بلا بھیجا کہ میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ تمام بڑے چھوٹے آزادو غلام' میری دعوت میں شریک ہوں قافلے کے ایک شخص نے بحیرا سے کہا: آج آپ ایک ایسا کام کررہے ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا حالانکہ ہم اکثر اوقات آپکے پاس سے گزرے ہیں' آج کوئی خاص معاملہ ہے بحیرا نے جواب دیا' تم نے سچ کہا ہے بات یقیناً ایسی ہے مگر تم مہمان ہو میں چاہتا ہوں کہ تمہاری عزت افزائی کروں اور تمہارے لئے دعوت کا اہتمام کروں' تمام قافلے والے اس کے ہاں جمع ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ کم سنی کے باعث پڑاؤ میں ہی رہ گئے جب بحیرہ نے دیکھا کہ بادل ان کے اوپر سایہ کناں نہیں ہے بلکہ وہ پیچھے رسول اللہ ﷺ کے اوپر موجود ہے تو اس نے کہا: اے اہل قریش! تم میں سے کوئی آدمی کھانے سے نہ رہے۔ انہوں نے کہا: پیچھے کوئی نہیں رہا سوائے ایک لڑکے کے جو سب میں کم عمر ہے' اس نے کہا: نہیں' وہ بچہ بھی تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ یہ بہت بری بات ہے کہ تم سب کھانے میں شامل ہو اور تم میں سے ایک فرد رہ جائے حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ تمہی میں سے ہے۔ لوگوں نے کہا: بخدا! وہ عالی نسب ہے وہ ابو طالب کا بھتیجا ہے۔ یہ سن کر ایک قریشی نے کہا: لات و عزیٰ کی قسم! یہ ہمارے لئے انتہائی رسوائی کی بات ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہمارے ساتھ کھانے سے رہ جائے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر گیا اور رسول اللہ ﷺ کو سینے سے لگاکر لے آیا اور لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔ وہ قریشی شخص آپ کا چچا حارث بن عبدالمطلب تھا' حارث جب آپ کو لیکر چلا تو بادل کا ٹکڑا بھی آپ کے ساتھ چل پڑا جب بحیرا کی نظر آپ پر پڑی تو آپ کے سراپائے اقدس کے ایک ایک عضو کو غور سے دیکھنے لگا جن اعضاء کی صفات وہ اپنی کتاب میں موجود پاتا تھا' لوگ کھانا کھانے سے فارغ ہوئے اور منتشر ہونے لگے تو بحیرا نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں آپ کو لات و عزیٰ کی قسم! دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ مجھے نہیں بتائیں گے جو میں آپ سے سوال کروں' یہ قسم بحیرا نے اس لئے دی کہ وہ قافلہ والوں سے یہ قسم سن چکا تھا۔

شفائے قاضی عیاض میں ہے کہ بحیرہ راہب نے دراصل قسم سے آپ کا امتحان لیا' رسول اللہ ﷺ نے اس نے فرمایا: لات و عزیٰ کی قسم! دیکر مجھ سے سوال نہ کریں۔ بخدا! ان سے زیادہ کوئی چیز میرے نزدیک قابل نفرت نہیں۔ بحیرا نے آپ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ مجھے وہ بتائیں جو میں آپ سے پوچھوں آپ نے فرمایا:

سلنی عما بدالک — جو تمہیں مناسب معلوم ہو وہ مجھ سے پوچھو۔

پھر وہ آپ سے حالت خواب و نیند' ہیبت اور معاملاتِ کے متعلق سوالات کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ اسے اپنے

حالات سے آگاہ کرنے لگے' یہ ساری باتیں آپ کے ان اوصاف کے موافق نکلیں جو بحیرہ کے پاس تھیں۔

پھر اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی اور مہر نبوت کو اسی انداز پر پایا جس طرح اسے گذشتہ کتابوں سے معلوم تھا تو اس نے مہر نبوت کو چوم لیا' قریش کہنے لگے محمد ﷺ کی اس راہب کے نزدیک بڑی قدر و شان ہے۔ جب بحیرہ فارغ ہوا تو اس نے ابوطالب کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اس لڑکے کا تم سے کیا رشتہ ہے؟ ابوطالب نے جواب دیا میرا بیٹا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تمہارا بیٹا نہیں۔ اس لڑکے کا باپ اس وقت زندہ نہ ہونا چاہئے تب ابوطالب نے بتایا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اس نے دریافت کیا' اس کے باپ نے کیا کیا ہے؟ کہا ابھی اس کی ماں امید سے تھیں کہ اس کا باپ فوت ہوگیا تھا اس نے کہا: تمہاری بات سچی ہے تم اپنے بھتیجے کو لیکر اپنے شہر لوٹ جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرو۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے اسے دیکھ لیا اور میری طرح انہیں اس کے معاملات کی خبر ہوگئی تو وہ ضرور اس کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے' کیونکہ تمہارا بھتیجا بڑی شان پانے والا ہے' ہم نے اس کی تعریف اپنی کتاب میں پائی ہے اور اپنے آباؤ اجداد سے ہمیں اس کے متعلق روایات ملی ہیں۔ یقین کرو کہ میں نے تم کو نصیحت کردی ہے یعنی خیر خواہی کا اظہار کردیا ہے۔ لہٰذا اسے جلد اپنے شہر لے چلو' چنانچہ ابو طالب جب تجارت سے فارغ ہوئے تو آپ کو لیکر فوراً مکہ آ گئے بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ کچھ اہل کتاب نے آپ کو دیکھ کر پہچان بھی لیا تھا اور آپ کو ضرر پہنچانا بھی چاہا تھا مگر بحیرہ نے انہیں باز رکھا' انہیں خوف خدا یاد دلایا اور وہ سب باتیں یاد دلائیں جو آپ کی صفات و ذکر کے بارے میں ان کی کتاب میں آئی تھیں بحیرہ نے ان پر یہ بھی واضح کیا کہ اگر وہ سب ایکا کر کے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کریں تو ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے تو وہ اپنا مکروہ منصوبہ ترک کر کے لوٹ گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب ابوطالب نبی اکرم ﷺ کو ہمراہ لیکر قریشی قافلے میں شام کی طرف نکلے جب بحیرہ راہب کے سامنے پہنچے تو وہ باہر نکل کر قافلے کے بیچ آیا اور نبی کریم ﷺ کا دست اقدس تھام لیا حالانکہ یہ تجارتی قافلے پہلے بھی اس کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ ان کے لئے باہر نہ نکلتا اور نہ ان کی طرف التفات کرتا تھا۔ پھر اس نے کہا:۔

هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ لِّلْعَالَمِيْنَ یہ سردار کل جہاں ہیں' یہ رسول رب العالمین ہیں' یہ وہ ہیں

هٰذَا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ جنہیں اللہ رحمتہ اللعالمین بناکر مبعوث فرمائے گا۔

تو عرب شیوخ نے پوچھا' تمہیں کیا پتہ ہے؟ اس نے کہا: جب تم گھاٹی سے اتر رہے تھے تو کوئی ایسا درخت اور پتھر نہ تھا جو سجدہ ریز نہ ہو اور وہ سوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور ایک بادل صرف انہیں پر سایہ کناں تھا' میں انہیں مہر نبوت سے بھی پہچانتا ہوں جو سیب کی مانند ان کے دونوں شانوں کے درمیان ہے' پھر واپس جاکر اس نے دعوت کا اہتمام کیا جب اس نے کھانا پیش کیا تو اس وقت رسول اکرم ﷺ اونٹوں کی نگرانی پر مامور تھے انہوں نے آپ کو بلا بھیجا تو آپ تشریف لائے اور بادل آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے آپ جب لوگوں کے قریب پہنچے تو وہ پہلے ہی درخت کے سایہ میں پہنچ چکے تھے آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف ہوگیا' اس راہب نے کہا: دیکھئے درخت کا سایہ ان کی طرف ہوگیا ہے پھر کھڑے ہو کر ان پر زور دینے لگا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو ارض روم میں نہ لے جائیں' کیونکہ اگر رومیوں نے آپ کو پہچان لیا تو وہ آپ کو قتل کردیں گے۔ اس نے لوٹ کر دیکھا تو سات رومی آتے ہوئے نظر پڑے' آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا تو

پوچھا تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے؟ انہوں نے بتایا ہم اس نبی کے پاس آئے ہیں جو اس شہر میں مسافر ہیں۔ ہر طرف لوگ اس کی طلب میں بھیجے گئے ہیں ہمیں آپ کے راستے پر اس کے ہونے کی اطلاع ملی ہے اس نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ جس مشن کو پایہ تکمیل تک پہچانے کا ارادہ رکھتا ہے کیا لوگوں میں سے کوئی اس کو ختم کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہرگز نہیں۔ چنانچہ انہوں نے بحیرہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صلح کرتے ہیں اور آپ کو گرفتار نہیں کریں گے نہ ہی آپ کو اذیت دیں گے جیساکہ انہیں اس کام کیلئے بھیجا گیا تھا وہ اس راہب کے ہاں مقیم رہے کیونکہ انہیں بھیجنے والوں کی طرف سے جان کا خطرہ لاحق ہوگیا۔

بحیرہ نے قریشیوں سے پوچھا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں تم میں سے اس نبی کا ولی کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو طالب ہے تو وہ ابوطالب کو باربار واسطے دینے لگا یہاں تک کہ ابو طالب آپ کو واپس لے آئے بحیرہ نے ابوطالب کو اور تیل کا زادراہ دیا۔

ایک راہب کی گواہی

ابن مندہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شام کی طرف جانے والے تجارتی قافلہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ یہاں تک کہ آپ سرزمین شام کے بازار بصریٰ میں اترے۔ اس مقام پر بیری کا ایک درخت تھا۔ آپ اس درخت کے نیچے تشریف فرما ہوگئے جبکہ حضرت ابوبکر ؓ کسی چیز کے متعلق دریافت کرنے کے لئے ایک راہب کے پاس چلے گئے اس راہب نے پوچھا یہ شخص جو بیری کے سائے میں بیٹھا ہے' کون ہے؟ حضرت ابوبکر ؓ نے جواب دیا یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو اس امت کے نبی ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے محمد رسول اللہ کے کوئی اور اس بیری کے نیچے نہیں بیٹھ سکتا۔

حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں اس بات کا احتمال ہے کہ یہ واقعہ سفرابوطالب کے بعد کے کسی سفر کا ہو۔

امام حلبی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس سفر کا ہے جو آپ نے حضرت خدیجہ ؓ کے غلام میسرہ کے ہمراہ کیا تھا' کیونکہ ثابت نہیں کہ رسول ﷺ نے دو سے زیادہ بار شام کی طرف سفر کیا ہو۔ ایک سفر حضرت ابو طالب کے ہمراہ اور دوسری بار میسرہ کی معیت میں'

سوق بصریٰ میں راہب کی پکار

حضرت طلحہ بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں موجود تھا ایک راہب اپنے صومعہ میں پکار کر کہہ رہا تھا لوگوں اس میلہ کے شرکاء سے پوچھو کیا تم میں کوئی حرم کا رہنے والا ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں ہوں پوچھا کیا تم میں احمد کا ظہور ہوگیاہے؟ میں نے کہا: کون احمد؟ اس نے کہا عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا' یہ اس کے ظہور کا مہینہ ہے۔ وہ انبیائے کرام کے آخر میں آئے گا حرم میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں اور حرہ و سباخ کی زمینوں کی طرف ہجرت کرے گا حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ راہب کی یہ بات میرے دل نشین ہوگئی جب میں مکہ شریف واپس آیا تو حضرت ابو بکرصدیق ؓ

سے اس بات کا تذکرہ کیا وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو یہ بات بتائی تو اس سے نبی اکرم ﷺ کو بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ پھر طلحہ نے اسلام قبول کرلیا۔ جس کی بناء پر نوفل بن عدویہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک رسی میں باندھ دیا یہی وجہ ہے کہ لوگ انہیں قرینین کہتے تھے۔

حلبی صاحب سیرت کہتے ہیں احتمال یہ ہے کہ اس راہب سے مراد بحیرا ہو یا ہوسکتا ہے کہ نسطور ہو، کیونکہ دونوں بصریٰ کے مقام پر رہتے تھے۔ یہ بھی امکان ہے کہ کوئی اور ہو، کیونکہ مذکورہ بالا دونوں راہبوں نے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا تھا۔

سعید بن عاص کی سفر شام میں ایک راہب سے ملاقات

سعید بن عاص بن سعید بیان کرتے ہیں کہ جب میرا باپ عاص غزوہ بدر میں قتل ہو گیا تو میں اپنے چچا ابان بن سعید کی زیر کفالت آگیا وہ اکثر رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا' پھر وہ تجارت کی غرض سے شام چلا گیا اور ایک سال کے بعد واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے مجھ سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میرے چچا عبداللہ بن سعید نے بتایا بخدا! اس کا معاملہ بڑھتا ہی گیا ہے اور اسے عزت اور سرفرازی ملی ہے میری یہ بات سن کر سعید بن عاص خاموش ہوگیا اور کوئی گالی گلوچ نہ کیا جیسے کہ اس کی عادت تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک دعوت کا انتظام کیا جس میں اس نے بنو امیہ کے سرداروں کو مدعو کیا پھر انہیں بتایا کہ میں ایک بستی میں تھا کہ ایک راہب کو دیکھا جسے بکاء کہا جاتا ہے وہ پچھلے چالیس سالوں سے اپنے معبد سے نہیں نکلا۔ ایک دن وہ اپنے صومعہ سے باہر نکلا تو لوگ اس کے دیدار کے لئے جمع ہوگئے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا اور کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ اس نے پوچھا: یہ شخص کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے؟ میں نے کہا: میں قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہاں (عرب میں) ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اس نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ میں نے جواب دیا "محمد" اس نے دریافت کیا وہ کب سے ظاہر ہوا ہے؟ میں نے کہا: کوئی بیس سال ہوگئے ہیں' اس نے کہا' کیا تم سے اس کے اوصاف نہ بیان کردوں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے آپ کے اوصاف بیان کئے اور آپ کے اوصاف میں کسی چیز میں غلطی نہ کی' پھر مجھ سے کہا' کہ اللہ کی قسم! محمد اس امت کے نبی ہیں وہ ضرور غالب آئیں گے انہیں میری طرف سے سلام پہنچا دیجئے' اس کے بعد وہ اپنے معبد میں چلا گیا' یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے زمانے کا ہے۔

زید بن عمر بن نفیل کی خبر ہے کہ اس کی جزیرہ میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی تو اس سے دین ابراہیمی کے متعلق سوال کیا' اس نے جواب دیا کہ تمہیں جتنے احبار و رہبان نظر آتے ہیں یہ سب گمراہی میں مبتلا ہیں' اور سوال تمہارا اللہ کے دین کے بارے میں ہے حالانکہ تمہاری سرزمین میں ایک نبی کا ظہور ہوچکا ہے یا ہونے والا ہے جو اسی دین کی دعوت دے گا واپس جاکر اس کی تصدیق کرو۔ زید بن عمر کی نبی اکرم ﷺ سے بعثت سے پہلے ملاقات ہوئی تو کہا' چچا جان میں نہیں دیکھتا کہ آپ کی قوم آپ سے بغض و عداوت رکھتی ہو۔ بخدا! میں نے ان سے کوئی ناراض کرنے والی بات نہیں کی' البتہ! میں انہیں گمراہی میں مبتلا دیکھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں دین حق کی تلاش میں نکلا ہوں اس کے بعد حضرت زید نے نبی اکرم ﷺ کو

اس راہب کے متعلق بتایا جو آپ کے حالات و صفات سے آگاہی دیتا تھا اگرچہ اس وقت نبی اکرم ﷺ اپنے موعود نبی ہونے کے بارے میں جانتے نہیں تھے۔

عیصیٰ راہب کا صبح ولادت مصطفیٰ ﷺ کی نشاندہی کرنا

ابونعیم شعیب بن شعیب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ مرالظہران کے مقام پر ایک شامی راہب رہتا تھا جو عیصیٰ کے نام سے مشہور تھا' اللہ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا وہ ہمیشہ اپنے معبد میں رہتا' مکہ شریف میں آتا تو لوگوں سے ملتا اور کہتا اے اہل مکہ! عنقریب! تم میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کے سامنے سارے عرب سرنگوں ہوں گے وہ عجم پر متصرف ہوگا' یہ اس کے ظہور کا زمانہ ہے جس نے اس کا زمانہ پاکر اس کی اتباع کی تو مراد کو پہنچ جائے گا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ نامراد رہے گا' اللہ کی قسم! میں نے خوشحالی کی امن کی سرزمین چھوڑ کر بدحالی' بھوک اور بے امنی کے علاقے میں صرف اس پیغمبر کی طلب میں اقامت گزینی اختیار ہے پس جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس کے متعلق دریافت کرتا' پھر کہتا نہیں ابھی وہ مولود مسعود پیدا نہیں ہوا جب نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی صبح سعادت طلوع ہوئی تو عبدالمطلب عیصیٰ راہب کے پاس آئے اور معبد کے نیچے کھڑے ہوکر پکارا۔ اس نے پوچھا: کون ہے؟ کہا عبدالمطلب ہوں اس نے معبد سے جھانک کر دیکھا اور کہا تم اس نبی کے باپ ہو وہ بچہ آج بزم آرائے جہاں ہوچکا ہے جس کے متعلق میں تمہیں بتایا کرتا تھا کہ وہ بروز سوموار پیدا ہوگا سوموار ہی کو مبعوث ہوگا اور اسی روز اس کا وصال ہوگا آج رات اس کا ستارہ سعادت طلوع ہوچکا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ تین روز تک اس کی طبیعت ناساز رہے گی۔ پھر وہ صحیح ہوجائے گا' لہٰذا تم اپنی زبان کی حفاظت کرو اور کسی کو اس کے متعلق آگاہ نہ کرو' کیونکہ اس جتنا حسد کسی کے ساتھ نہ کیاجائے گا۔ اور نہ کسی کے ساتھ اتنی عداوت رکھی جائے گی۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: اس کی عمر شریف کتنی ہوگی؟ راہب نے جواب دیا اس کی عمر دراز ہو یا تھوڑی ستر سال سے کم ہوگی وہ طاق سالوں مثلاً اکسٹھ سال یا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال پائے گا' کیونکہ اس کی امت کی عمریں زیادہ تر اتنی ہی ہوں گے۔

عمرو بن عتبہ السلمی کی بارگاہ رسالت میں حاضری

عمرو بن عتبہ السلمی بیان کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت ہی میں مجھے اپنی قوم کے بتوں سے نفرت ہوچکی تھی اور میں نے ان کی پرستش ترک کردی تھی' میری ملاقات اہل تیماء کے ایک کتابی شخص سے ہوئی تیما مدینہ اور شام کے درمیان ایک بستی ہے میں نے اسے بتایا کہ میں ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتاہوں جو پتھروں کی پجاری ہے اگر کسی قبیلے کے پاس بت نہ ہوتا تو اس کا کوئی شخص جاتا اور چار پتھر لے آتا' ان میں سے تین استنجا یعنی گندگی دور کرنے کیلئے متعین کرلیتا اور ان میں سے ایک خوبصورت پتھر کو عبادت کیلئے مختص کرلیتا پھر اگر اس سے زیادہ خوبصورت نظر آتا تو کوچ سے قبل پہلے کو چھوڑ دیتا اور نیا لے لیتا پھر جب کسی اور منزل پر اترتے تو اس خوبصورت پتھر کو آلہ بنا لیتے۔ اسی طرح مجھے یقین ہوگیا کہ وہ باطل معبود ہے جو نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان' تو اس راہب نے مجھے ایک بہترین عقیدہ کی طرف رہنمائی کی اس نے کہا: مکہ میں ایک شخص

ظاہر ہونے والا ہے جو اپنی قوم کے باطل معبودوں سے بیزاری کا اظہار کرے گا اور سچے خدا کی طرف دعوت دے گا جب تم اس نبی کا دیدار کرو تو اس کی اتباع کرو' کیونکہ وہ بہترین دین لیکر آئے گا جب سے میں نے اس کی بات سنی مجھے بے چینی سی ہوگئی میں مکہ شریف سے آنے والے شخص سے دریافت کرتا آیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے مجھے جواب ملتا نہیں میں نے دوبارہ سوال کیا تو مجھے بتایا گیا ہاں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو اپنی قوم کے معبودوں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے اور ایک خدا کی طرف دعوت دیتا ہے میں نے کجاوے کسے اور اپنے مکی گھر پہنچ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ روپوش ہیں اور اہل قریش آپ سے سختی اور شدت کا برتاؤ کررہے ہیں میں نے تلطف اور نرمی کا مظاہرہ کیا اور آپ کے حضور حاضر ہوا اور پوچھا:

عمرو --- آپ کو کس نے بتایا ہے کہ آپ نبی ہیں؟

محمد رسول اللہ ﷺ --- اللہ نے۔

عمرو ---- آپ کو کیا پیغام دے کر بھیجا گیا ہے؟

محمد رسول اللہ --- مجھے یہ پیغام دیکر بھیجا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالٰی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے' خونریزی سے باز رہا جائے۔ بتوں کو پاش پاش کیا جائے صلہ رحمی کی جائے اور رستوں کو پرامن رکھا جائے۔

عمرو --- ہاں' آپ جو پیغام لائے ہیں میں اس کو مان کر آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور آپ کو سچا مانتا ہوں کیا آپ مجھے حکم دیں گے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں؟ یا واپس چلا جاؤں۔

محمد رسول اللہ --- کیا تم دیکھتے نہیں کہ لوگوں کو میرے پیغام اور مشن سے کس قدر ناگواری ہے تم میرے ساتھ ٹھہر نہیں سکو گے' لہٰذا اپنے خاندان میں رہو۔ جب تمہیں میرے ظہور و خروج کی خبر ملے تو میری اتباع کرو' چنانچہ میں اپنے خاندان میں رہا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف نکلے تو میں بھی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے مدینہ شریف آگیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم سلمی ہونا جو مکہ میں مجھ سے ملے تھے۔

زریب بن برتملہ کا حیران کن واقعہ۔

شیخ اکبر رضی اللہ عنہ اپنے سامرات میں روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا' وہ اس وقت قادسیہ کے مقام پر تھے کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان (عراق) روانہ کریں تاکہ اطراف حلوان پر غارت ڈالیں۔

چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نضلہ کو تین سو سواروں کی معیت میں حلوان بھیجا' وہ چلے یہاں تک کہ حلوان آگئے اور حلوان کی نواحی بستیوں پر غارت ڈالی جس کی وجہ سے انہیں مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ وہ مال غنیمت اور قیدیوں کو دھکیل کر لے جارہے تھے کہ عصر کا وقت ہاتھ سے نکلنے لگا اور قریب تھا کہ سورج غروب ہوجائے' لہٰذا وہ ان قیدیوں اور مال غنیمت کو پہاڑ کے دامن کی طرف لے آئے۔ پھر نضلہ نے کھڑے ہوکر اذان کہی اور کہا! اللہ اکبر! اللہ اکبر! تو پہاڑ سے کسی جواب دینے والے نے یہ جواب دیا۔

كَبَّرْتَ كَبِيْرًا يَا نَضْلَه   اے نضلہ! تو نے ایک بہت بڑی ذات کی بڑائی بیان کی ہے۔

پھر جب اشھدان لا الہ الا اللّٰہ کہا تو اس نے جواب دیا: اے نضلہ! یہ اخلاص کا کلمہ ہے اس کے بعد جب اشھدان محمداً رسول اللّٰہ کہا تو آواز آئی یہی دین ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے اسی عظیم رسول کی بشارت دی ہے اور اس کی امت پر قیامت طاری ہوگی' پھر جب حی علی الصلوٰۃ کہا تو جواب دیا' مبارک ہیں وہ لوگ جو چل کر نماز کے لئے جاتے ہیں اور اسے پابندی سے پڑھتے ہیں پھر حی علی الفلاح پر کہا جس نے اس صدا پر لبیک کہی وہ فلاح پاگیا۔ پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو اس نے کبرت تکبیراً جواب میں کہا اس کے بعد جب لا الہ الا اللّٰہ کہا تو اس نے جواب دیا اے نضلہ تو نے پورے اخلاص کا اظہار کیا ہے پس اللہ نے تیرے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام کردیا ہے۔

نضلہ جب اذان سے فارغ ہوئے تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور اس جواب دینے والے سے کہا: اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ فرشتہ ہو یا جن' یا اللہ کے بندے انسان' تم نے آواز تو ہمیں سنا دی' اب ہمیں اپنی شکل مبارک کا دیدار بھی کرایئے۔ ہم اللہ کے رسول اکرم ﷺ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وفد ہیں۔ پہاڑ اوپر سے پھٹ گیا جس سے ایک شخص برآمد ہوا۔ چکی کی طرح اس کا بڑا سفید سر اور داڑھی' جس کے اوپر صوف کی چادریں تھیں۔ اس نے کہا: السلام علیکم ورحمتہ اللّٰہ و برکاتہ' ہم نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہ۔ آپ کون ہے؟ اس نے کہا: میں زریب بن برتملہ عبد صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور مجھے عمر دراز کی دعا دی ہے' یہاں تک کہ وہ آسمان سے نزول فرماکر خنزیر کو قتل کریں' صلیب کو توڑ ڈالیں اور نصاریٰ نے جو باتیں ان سے منسوب کررکھی ہیں ان سے برات کا اظہار کریں' پھر پوچھا: نبی اکرم ﷺ نے کیا کیا ہے؟ ہم نے جواب دیا' آپ وصال فرماچکے ہیں' یہ سن کر وہ دیر تک روتا رہا یہاں تک کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ نبی علیہ السلام کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ ہم نے کہا: ابوبکرؓ' پوچھا: انہوں نے کیا کیا ہے؟ ہم نے بتایا کہ وہ بھی فوت ہوچکے ہیں اس نے پھر سوال کیا کہ ابوبکر کے بعد کون سریر آرائے تخت خلافت ہوا ہے؟ ہم نے کہا: عمرؓ' تو زریب نے کہا کہ جب میں محمد رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے محروم رہا ہوں تو اب عمر رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے سلام پیش کرو اور انہیں کہو کہ امور مملکت سیدھے رکھو اور عدل و انصاف پر کاربند رہو اس لئے کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ انہیں بتاؤ کہ جب امت محمدیہ میں اس قسم کی خصلتیں ظاہر ہوں تو کنارہ کشی اختیار کرو اور فتنوں سے بھاگو وہ خصلتیں یہ ہیں جس وقت مرد' مردوں سے مستغنی اور بے پرواہ ہوں' عورتیں عورتوں سے بے تعلق ہوں' نا اہلوں کو مناصب دیئے جائیں کم ذات اپنے آپ کو اعلیٰ نسب سے منسوب کریں' بڑے چھوٹوں پر شفقت نہ کریں چھوٹے بڑوں کی عزت و توقیر چھوڑ دیں۔ امر بالمعروف ترک کردیا جائے یہاں تک کہ کسی کو نیکی کی تلقین نہ کی جائے نہی عن المنکر کا فریضہ چھوڑ دیا جائے اور کسی کو برائی سے روکا نہ جائے' عالم علم کو حصول دنیا اور دراہم و دینار کیلئے حاصل کرے' شدید گرم بے نفع بارش ہو' اولاد قہر و غضب اور غصے کا سبب بنے۔ فلک بوس مینار بننے لگیں یا بڑے بڑے لمبے منبر بنائے جائیں قرآن حکیم پر طلاء کاری کی جائے' مسجدیں آراستہ و مزین کی جائیں' رشوت کا بازار گرم ہو' پختہ عمارات بنائی جائیں' خواہشات کی اتباع اور غلامی کی جائے' دنیا کی خاطر دین فروشی کی جائے' خونریزی اور قتل و غارت کو ہلکا سمجھا جانے لگے' رشتہ داریاں ختم ہوکر رہ جائیں۔

عدالتوں کے سودے ہوں' سودخوری عام ہو۔ حکومتوں پر تسلط اور غلبہ قابل فخر بات ٹھہرے قتل کرنا قابل عزت سمجھا جائے بروایت دیگر دولت مندی عزت کی علامت بن جائے (کمینہ) آدمی گھر سے نکلے تو اعلیٰ شخص اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو۔ اور عورتیں زینوں پر سوار ہوں' نضلہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد زریب بن بر تملہ غائب ہوگئے - اس کے بعد نضلہ نے یہ واقعہ حضرت سعد کو لکھا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ آپ اپنے انصار و مہاجرین ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوجائیں یہاں تک کہ اس پہاڑ کے پاس اتریں جس وقت آپ زریب سے ملیں تو انہیں میرا سلام پہنچادیجئے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی عراق کے پہاڑوں میں اترے ہوئے ہیں پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ چار ہزار مہاجرین و انصار کے ہمراہ اس پہاڑ کے قریب اترے اور چالیس روز تک ہر نماز کے وقت اذان کہتے رہے مگر اذان کا جواب نہ آیا (یعنی زریب سے ملاقات نہ ہوئی)

حضرت سیدی محی الدین رضی اللہ عنہ مساجد کی تزئین اور مصاحف کی طلاء کاری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہاں تزئین و طلاء کاری بطور مذمت بیان نہیں ہوئی بلکہ قیام قیامت اور فساد زمان پر دلالت کیلئے ان کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسے نزول عیسیٰ ظہور مہدی اور مغرب سے طلوع آفتاب قیامت کی نشانیاں ہیں انتہی

تینوں آخری پیشین گوئیاں قیامت کبریٰ کی بڑی شرطیں ہیں جبکہ مساجد کی آرائش مصاحف کی طلاء کاری اور دیگر تمام باتیں جو زریب بن بر تملہ وصی عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کی ہیں' وہ قیامت کی چھوٹی نشانیاں ہیں جیسا کہ ان کی تفصیل اس کتاب کے آخر میں آرہی ہے۔

ایک عیسائی تاجر نے آپ کی نبوت کی بشارت دی

عیسائیوں کی ایک جماعت تجارت کی غرض سے شام سے مکہ مکرمہ آئی اور صفا اور مروہ کے درمیان پڑاؤ کیا تو ان کی نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف سات برس تھی۔ اس جماعت کے ایک تاجر نے آسمانی کتابوں میں موجود نشانیوں کی وجہ سے آپ کو پہچان لیا اور پوچھا: (اے بچے!) تم کون ہو؟ اور کس کے بیٹے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اس نے پہاڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ سے سوال کیا کہ ان پہاڑوں کا رب کون ہے؟ آپ نے جواب دیا ان کا رب اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے پھر دریافت کیا کہ اس کا رب کون ہے؟ اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ وحدہ لاشریک' پھر اس نے آسمانوں کی طرف اشارہ کرکے یہی سوال پوچھا: تو آپ نے وہی جواب کہ ان کا رب اللہ ہے۔ یہ سن کر نصرانی نے کہا کہ کیا آپ کا رب کوئی اور ہے؟ تو آپ نے اس سے فرمایا: کیا تم مجھے اللہ کے بارے میں شک میں ڈالنا چاہتے ہو جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ضد۔ اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن ہی میں اعلان توحید فرمایا اور اس نصرانی نے آپ کے امر نبوت کو کھول کر بیان کردیا اور آپ کی نبوت کی بشارت دی۔

ظہور خاتم رسالت کی ایک نشانی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں بحوالہ بیہقی نقل کرتے ہیں حضرت معاویہ بن ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے

میرے والد ابوسفیان بن حرب نے ذکر کیا کہ میں اور امیہ بن ابی صلت شام گئے۔ ہم ایک بستی سے گزرے جو عیسائیوں کی تھی۔ پس جب انہوں نے امیہ کو دیکھا تو بہت عزت و احترام سے پیش آئے اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ امیہ ان کے ساتھ چلے۔ امیہ نے مجھ سے کہا کہ ابوسفیان میرے ساتھ چلو' کیونکہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جس پر علم نصرانیت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ میں نے کہا: نہیں میں تمہارے ساتھ نہیں چلوں گا' پھر وہ چلا گیا جب واپس آیا تو مجھ سے کہا کہ جو راز میں تم کو بتاؤں تم اس کو چھپا کر رکھو گے۔ میں نے کہا: ہاں' میں پوشیدہ رکھوں گا اس نے کہا: مجھ سے اس علم کتاب کے عالم نے بیان کیا ہے کہ ایک نبی مبعوث ہوچکا ہے تو میں نے سمجھا کہ وہ نبی میں ہی ہوں' اس نے کہا: وہ تم میں سے نہیں بلکہ وہ اہل مکہ سے ہے' میں نے پوچھا: اس کا نسب کیا ہے؟ کہا وہ اپنی قوم کے اعلیٰ گھرانے سے ہے' پھر بتایا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ شام کو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اسی (80) جھٹکے لگے ایک جھٹکا باقی ہے وہ جب شام کو اپنی لپیٹ میں لے گا تو اس سے شر اور مصیبت پیدا ہوں گے۔

چنانچہ جب ثنیہ کے قریب پہنچے تو ایک سوار سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے اس سے پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا: شام سے تعلق ہے۔ ہم نے سوال کیا کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! شام میں زبردست زلزلہ آیا ہے جس سے بڑی تباہی پھیلی ہوئی ہے اور مصیبت آئی ہے۔

ورقہ بن نوفل کی تصدیق

ابن عساکر تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن داب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں صحن کعبہ میں بیٹھا تھا زید بن عمرو بن نفیل بھی بیٹھے تھے تو امیہ بن ابی صلت وہاں سے گزرا' اور پوچھا: یہ نبی جس کا انتظار کیا جا رہا ہے کیا ہم میں سے ہے یا تم میں سے ہے یا اہل فلسطین میں سے ہوگا۔ زید نے جواب دیا میں اس سے پہلے نہیں سنا کرتا تھا کہ کسی نبی کی بعثت کا انتظار کیا جا رہا ہے تو میں ورقہ بن نوفل سے ملنے کیلئے نکلا اور انسے ماجرا سنایا' ورقہ نے کہا: ہاں! بھتیجے' اہل کتاب اور کتابی علماء نے ہمیں خبر دی ہے کہ یہ نبی جس کا انتظار کیا جا رہا ہے وہ نسب کے لحاظ سے ایک شریف گھرانے سے تعلق رکھتا ہے' میں علم نسب کا ماہر ہوں وہ نبی واقعی شریف گھرانے سے تعلق رکھتا ہے میں نے کہا: چچا جان وہ نبی کیا ارشاد فرمائیں گے۔ ورقہ نے کہا: جو کچھ انہیں اللہ کی طرف سے کہا جائے گا' البتہ! یہ ہے کہ وہ ظلم نہیں کریں گے' نہ ظالم کی حمایت کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو میں فوراً ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

اوصاف محمدیہ کا بیان زید بن عمرو کی زبانی

ابن سعد اور ابونعیم عامر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات زید بن عمرو بن نفیل سے ہوئی وہ اس وقت مکہ شریف سے جا رہے تھے' کیونکہ دن کے شروع میں ان کا اپنی قوم کے ساتھ جھگڑا ہوگیا تھا' وہ اپنی قوم

سے اختلاف رکھتے تھے اور باطل معبودوں کی پوجا سے اجتناب کرتے تھے وہ آباؤ اجداد کی پرستش نہیں کرتے تھے۔ زید بن عمرو نے مجھ سے کہا: اے عامر! میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور ملت ابراہیمی کی پیروی اختیار کی ہے میں ایک نبی کے انتظار میں ہوں جو بنی اسماعیل میں ظہور کرے گا۔ اس کا اسم گرامی احمد ہوگا میں نہیں سمجھتا کہ میں اس کا زمانہ پاؤں گا کہ میں اس پر ایمان لاؤں اور اس کی تصدیق کروں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں پس اگر اس کے ظہور میں زیادہ عرصہ لگ جائے اور تمہیں اس کا شرف دیدار حاصل ہو تو اسے میری طرف سے سلام عرض کر دینا۔ میں تمہیں اس کے اوصاف بیان کرتا ہوں تاکہ تم پر اس کا سراپا مخفی نہ رہے وہ ایسا شخص ہوگا جو نہ کوتاہ قد ہوگا نہ زیادہ دراز قد۔ اس کے بال کثیر ہوں گے نہ قلیل' اس کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخی رہے گی اور دونوں شانوں کے درمیان مہرنبوت ہوگی۔ اس کا نام پاک احمد ہے یہ شہر مکہ اس کی جائے ولادت ہے اور یہیں اس کی بعثت ہوگی پھر اس کی قوم اسے نکال دے گی اور اس کی رسالت پر ناراض ہوگی۔ وہ ہجرت کر کے یثرب چلا جائے گا جہاں اس کی دعوت کو غلبہ نصیب ہوگا تم اس کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑنا' میں دین ابراہیمی کی تلاش میں ملک ملک پھرا ہوں اور یہود و نصاری اور مجوس سبھی سے پوچھا ہے مگر وہ یہی کہتے رہے کہ یہ دین تو تمہارے پیچھے (اپنے ملک میں) ہے اور وہی اوصاف بیان کرتے جو میں نے تمہیں بتائے ہیں وہ یہ بھی کہتے کہ اب احمد ﷺ کے علاوہ کوئی نبی باقی نہیں ہے۔ عامر کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو میں نے یہ پورا واقعہ آپ کو بتایا تو آپ نے زید بن عمرو کیلئے رحمت کی دعا فرمائی اور فرمایا: کہ میں زید کو جنت میں دیکھتا ہوں وہ دامن کشاں چل رہا ہے۔

نجرانی پادری نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا

ابو نعیم بطریق واقدی لکھتے ہیں عبد المطلب ایک دن حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نجران کا پادری جو کہ ان کا دوست تھا ان کے پاس بیٹھا محو گفتگو تھا اور کہہ رہا تھا' ہم ایک ایسے نبی کے اوصاف پاتے ہیں جو بنی اسماعیل میں ہوگا یہ شہر اس نبی کی جائے پیدائش ہے۔ اسی اثناء میں نبی اکرم ﷺ وہاں تشریف لے آئے تو اس پادری نے آپ کی طرف دیکھ کر آپ کی آنکھوں پشت اور قدموں کا بغور جائزہ لیا۔ پھر کہنے لگا وہ تو یہی بچہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی آپ سے کیا رشتہ داری ہے؟ حضرت عبد المطلب نے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے۔ اس پادری نے کہا: نہیں ہم نہیں پاتے کہ اس کا باپ زندہ ہوگا تو بتایا کہ یہ میرا پوتا ہے اس کا باپ اس وقت فوت ہوگیا تھا جب یہ ابھی اپنی ماں کے شکم میں تھا۔ اس نے کہا: آپ کی بات سچی ہے یہ سن کر عبد المطلب نے اپنے بیٹوں کو تاکید کی کہ اپنے بھتیجے کی حفاظت کرو' کیا تم نہیں سنتے کہ اس کے بارے میں کیا چرچا ہو رہا ہے۔

خزیمہ بن ابی عامر کی شاہ یمامہ کے دربار میں شامی راہب سے بشارت مصطفیٰ ﷺ پانا

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر راہب نبی اکرم ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے آپ کے اوصاف بیان کیا کرتا تھا' کیونکہ ابو عامر شرک سے بیزار ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل تھا۔ اور ابراہیم علیہ

السلام کے دین حنیف کا متلاشی تھا۔ اس نے علماء اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے دین حنیف کے بارے میں پوچھنے کیلئے اطراف و اکناف میں کئی بار سفر کئے ۔ ان علمائے نے اسے بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ ملت ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بھی بیان کئے۔ خزیمہ کہتے ہیں کہ ابو عامر ایک دن سرداران اوس و خزرج کی مجلس میں بیٹھا تھا تو وہاں اس نے نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ کیا اور آپ کی بعثت و ہجرت کے وقت کی تعیین کی۔ پھر آپ کے زبردست اوصاف بیان کئے تو بنی عبدالاشہل کے ایک حلیف ابوالہیثم بن تیہان قضاعی نے جو کہ خود موحد تھا اور دین حنیف کی تلاش میں تھا کہا اے ابا عامر! تو اگر محمد رسول اللہ کا بچشم خود مشاہدہ بھی کرے۔ تو ان اوصاف سے زیادہ بیان نہیں کرسکے گا۔ ابو عامر نے کہاں ہاں اللہ کی قسم! محمد ﷺ کے یہ اوصاف مجھ سے انسانوں اور جنوں نے بیان کئے ہیں تو ابوالہیثم نے کہا: یہ انسان تو آپ سے اوصاف بیان کرسکتے ہیں' کیونکہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں لیکن جنوں نے یہ کیونکر بتائے ابو عامر نے جواب دیا مجھے یمن کے ایک کاہن کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ آئندہ آنے والے واقعات بتانے کا بڑا شوقین ہے۔
تو میں نے اس کی طرف تنہا عزم سفر اختیار کیا اور مسلسل چلتا رہا میں ایک چاندنی رات میں چل رہا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا جب نیند کا اثر زائل ہوا تو دیکھا کہ میری سواری راستہ سے ہٹ چکی ہے جس سے مجھے بڑی پریشانی ہوئی اور میں انتہائی خوفزدہ ہوا کہ اسی اثناء میں مجھے ستاروں کی مانند روشنیاں نظر پڑیں' میں گرتا پڑتا ان روشنیوں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ ان کے قریب آگیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آگ ہے جسے تاپنے والوں نے گھیر رکھا ہے مگر وہ انسانوں سے مشابہت نہیں رکھتے اور وہ شور و غل کررہے ہیں مگر مجھے ان کے گھر اور جانور نظر نہ آئے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے میری سواری رک گئی پھر وہ بدک اور بھڑک اٹھی جس کی وجہ سے میں گر گیا تو وہ شکلیں گروہ در گروہ میری طرف بڑھنے لگیں میں نے بلند آواز میں چیخ ماری کہ میں ان گروہوں کے سردار کی پناہ میں آتا ہوں اور دیکھا کہ ان میں سے ایک پکارنے والا انہیں قول و فعل سے پکار رہا ہے تو وہ پیچھے ہٹ گئے ان میں سے چار میرے پاس آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے وہ انتہائی بدصورت اور کریہہ المنظر تھے۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: تم انسانوں کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے کہا: غسان کے بنو قیلہ سے ہوں۔ پھر پوچھا: کدھر جارہے ہو' میں نے کہا: کیا میں پناہ نہیں لے چکا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں! تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا تو میں نے انہیں بتایا کہ میں کاہن کے پاس جارہا ہوں ہم انسان کاہنوں پر بڑا اعتماد کرتے ہیں جو تم سے علم حاصل کرتے ہیں۔

تو تینوں نے چوتھے کی طرف اشارہ کیا اور کہا تو جاننے والے پر گرا ہے' لہٰذا تو نے اس کو سوال اور رغبت سے مختص کیا ہے اس نے پوچھا: تم کس کے باپ ہو؟ میں نے کہا: عامر کا اس نے کہا: ہاں! اے عامر! اور پھر ایک مسجع کلام بیان کیا جس میں نبی اکرم ﷺ کی بشارت تھی۔ ابو عامر نے کہا: کیا تم اس نبی کے اوصاف بیان کرو گے۔ اس نے جواب دیا: ہاں! آپ کا چہرۂ انور صاف اور روشن ہے نہ آپ لمبے تڑنگے ہیں نہ پست قد' جب دیکھتے ہیں تو ٹکٹکی باندھ کر غور سے دیکھتے ہیں اور اگر آپ کو اذیت دی جاتی ہے تو چشم پوشی فرماتے ہیں' گویا انجان ہیں آپ کی آنکھوں میں کشادگی ہے اور سرخی ہے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔

آپ ایک آسان و سیدھی شریعت لیکر آئیں گے لہٰذا جو چاہے آپ کے نقش قدم پر چل کر سعادت مند ہوجائے۔

پھر وہ اٹھا اور دوسرے تینوں بھی اس کے پیچھے ہولئے مگر میں ساری رات اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا جب صبح ہوئی تو اپنے کام کی طرف واپس ہوا پھر میں حجر کی مجلس میں بیٹھا یہ قصبہ یمامہ ہے تو ایک شخص نے بتایاکہ ایک دن میں ہوذہ صاحب تاج کے دربار میں بیٹھا تھا کہ اس کا پہرے دار اندر داخل ہوا اور عرض کیا کہ دمشق کا ایک راہب اذن باریابی کا طلب گار ہے۔ ہوذہ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی' چنانچہ جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے راہب کو خوش آمدید کہا پھر ان کے مابین گفتگو ہوئی۔ راہب نے ہوذہ سے کہا: بادشاہ معظم کا ملک کتنا پاکیزہ اور عمدہ ہے' ہوذہ نے کہا: ہاں! یہ عرب کی زینت اور اس کا بہترین ملک ہے راہب نے پوچھا: محمد کی ولادت کہاں ہوگی جو بادشاہ کے اہالیان سلطنت کو اپنے دین کی طرف دعوت دے گا۔ ہوذہ نے جواب دیا وہ شہر ہمارے قریب ہے یعنی یثرب' میرے پاس اس کا دعوتی خط آیا ہے مگر میں نے اس کا اسلام لانے کا مطالبہ پورا نہیں کیا۔ راہب نے پوچھا: کیوں؟ اس نے جواب دیا اگر میں اس کی پیروی اختیار کرلوں تو مجھے اپنے ملک کے چھن جانے کا خوف ہے۔ تو راہب نے کہا: اگر آپ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرلیتے تو آپ کی حکومت کو کوئی خطرہ نہ تھا بلکہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں آپ کی بھلائی تھی' کیونکہ آپ وہ نبی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے اور انجیل میں آپ کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ ہوذہ نے راہب سے پوچھا: تم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا میرے دل میں ان کے خلاف حسد ہے دوسری بات یہ ہے کہ میں شراب کا رسیا ہوں مگر وہ شراب کو حرام ٹھہراتے ہیں ہوذہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرلوں اور آپ سے یہ درخواست کروں کہ آپ مجھے میرے ملک پر برقرار رکھیں آپ کے قاصد نے مجھے اس بات کا وعدہ بھی دیا ہے۔

اس کے بعد ہوذہ نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خط تحریر کرے' چنانچہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا اور ایک ایلچی کے ہاتھ ارسال کیا اور ہدیہ بھی بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ اس کی قوم کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ محمد ﷺ کی اتباع کریں گے تو ہم آپ کو معزول کردیں گے۔ یہ دھمکی سن کر اس نے اپنا ایلچی واپس بلوا لیا اور اپنا ارادہ ترک کردیا۔ وہ راہب اس کے دربار میں عزت و کرامت سے رہا اور پھر ہر سال اس کے پاس حاضر ہوتا پھر شام کی طرف کوچ کرتا۔ دم رخصت میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا: تم نے ہوذہ سے محمد ﷺ کے بارے میں جو بات کہی ہے کیا وہ سچی ہے؟ اس نے کہا' کہ ہاں! بالکل سچی ہے' لہٰذا تم محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی اختیار کرو' ابو عامر بیان کرتے ہیں میں راہب کی بات سن کر گھر لوٹ آیا اور تیاری کرکے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور جو کچھ راہب سے سنا تھا اس کی خبر نبی اکرم ﷺ کو دی اور دولت ایمان سے مشرف ہوگیا۔

عروہ بن مسعود کی غیلان سے گفتگو

جس وقت نبی اکرم ﷺ نے طائف کا محاصرہ فرمایا تھا اس وقت عروہ بن مسعود طائف میں موجود نہ تھے پھر آپ کی روانگی کے بعد طائف آئے تو غیلان بن سلمہ سے ملاقات ہوگئی عروہ نے غیلان سے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ محمد ﷺ کا امر نبوت اور مشن غالب ہو رہا ہے اور لوگ ان کی اتباع کرنے لگے ہیں غیلان نے جواب دیا: ہاں! یہ تو ہے مگر تمہارے پاس

اس کا کیا (علاج اور توڑ) ہے؟ عروہ نے کہا: اہل عرب سمجھتے ہیں کہ وہ اصحاب الرائے اور زیرک ہیں حالانکہ ان میں ایسی کوئی بات نہیں اگر وہ عرب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہیں کرتے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے' غیلان نے کہا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ قبیلہ بنو ثقیف تم سے اس قسم کی بات سنے' مجھے تو تمہاری جان کا خطرہ ہے اگرچہ تم قبیلے کے ایک سردار ہو۔ عروہ نے جواب دیا بخدا! میری اس سچی بات سے انکار و جہالت کا رویہ مناسب نہیں' کیونکہ محمد رسول اللہ کی رسالت و نبوت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے میں تو آپ پر اعتماد کرتا ہوں اور آپ کا پیروکار بن گیا ہوں میں تم کو ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میں نے آج تک کسی سے نہیں کہی' اس نے پوچھا: وہ کونسی بات ہے؟ عروہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں بغرض تجارت نجران گیا اس وقت تک محمد ﷺ کی بعثت اور ظہور نبوت کا اعلان نہ ہوا تھا نہ آپ کی قوم نے آپ کی مخالفت کی تھی۔

(دوران سفر ایک مقام پر) اپنے ساتھیوں سے الگ جوان گدھی کے سائے میں لیٹ گیا اور لڑکیاں وہاں آئیں اور وہ اس گدھی کے سائے میں دوسرے ساتھیوں کے درمیان آڑ بن کر بیٹھ گئیں' میں فقط لیٹا ہوا تھا میں نے ظاہر کیا کہ گویا سو رہا ہوں تو ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا: یہ کون ہے جس کے بارے میں تم بات کر رہی ہو اے معزز گھرانے کی لڑکی! دوسری نے کہا: یہ عروہ بن مسعود ہے' سردار قبیلہ دریائے جود وسخا جس کا ہاتھ تنگ ہوجائے تو اس کیلئے باعث غم و ہلاکت ہوتا ہے۔ (یعنی سخاوت میں رکاوٹ ہو تو مغموم ہوجاتا ہے) اس لڑکی نے کہا کہ اے معزز لڑکی! اے شریف زادی! تو نے سچ کہا ہے پھر پوچھا: یہ کہاں سے آیا ہے اور کدھر جارہا ہے؟ دوسری لڑکی نے جواب دیا۔

اَتٰی مِنَ الْمِعْقَلِ الْمُنِیْفِ طَائِفٌ ثَقِیْفٌ وَهُوَ
یَنْوِیْ نَجْرَانَ ذَاتَ الْمَخَالِیْفِ

یہ بنو ثقیف کے بلند حصار طائف سے آیا ہے اور نجران ذات المخالیف جارہا ہے۔

اس نے کہا: اے شریف زادی! تو نے سچ کہا ہے۔ اب یہ بتا کہ اسے سفر میں کیا پیش آنے والا ہے اس نے جواب دیا' اس کا راستہ آسان ہوگا اس کی گرم بازاری ہوگی اور بلند مرتبہ ہوگا اس نے اس بات کی بھی تصدیق کی اور کہا کہ اس کا انجام کار کیا ہوگا؟

دوسری نے جواب دیا۔

یَعِیْشُ زَعِیْمًا وَیَتَّبِعُ نَبِیًّا کَرِیْمًا وَ یَتَعَاطٰی اَمْرًا جَسِیْمًا

سردار بن کر رہے گا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا اور زبردست کارنامہ سرانجام دے گا

پہلی نے پھر سوال کیا؟ یہ نبی کون ہیں؟

دوسری نے جواب دیا۔

دَاعٍ مُّجَابٍ لَّهٗ اَمْرٌ عُجَابٌ یَّاتِیْهِ مِنَ السَّمَاءِ
کِتَابٌ یَّبْهَرُ الْاَلْبَابَ وَ یَقْهُو الْاَرْبَابَ

ایسا داعی ہے جس کی دعوت قبول کی جائے گی اس کا معاملہ عجیب ہے اس کی طرف آسمان سے کتاب آئے گی جو عقلوں پر غالب آئے گی اور باطل معبودوں کو مغلوب کردے گی۔

عروہ کہتے ہیں پھر وہ دونوں خاموش ہوگئیں اور مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ اس کے بعد میری آنکھ اس وقت کھلی جب اونٹ بلبلا رہے تھے اور میرے ساتھی ان پر سامان سفرلاد رہے تھے مگر اس وقت تک وہ دونوں لڑکیاں جاچکی تھیں' نجران پہنچ کر میں نجران کے پادری کے ہاں ٹھہرا' وہ میرا دوست تھا' اس نے مجھ سے کہا اے ابایعقوب! یہ تمہارے اہل حرم میں سے ایک نبی کے ظہور کا وقت ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرے گا یہ سن کر میں نے اس سے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا مجھے مسیح علیہ السلام کی قسم! بے شک وہ سب انبیاء سے افضل اور آخری نبی ہے جس وقت وہ ظاہر ہوتو سب سے پہلے اس پر ایمان لاؤ۔

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات بنو ثقیف سے چھپاکر رکھی' کیونکہ میں نے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے شدید مخالف ہیں اور میں اسی قبیلے کا فرد ہوں مگر اب مجھے رسول اکرم ﷺ کے غلبے کا یقین ہوچکا ہے' لہٰذا میں آپ کا متبع اور پیروکار ہوگیا ہوں' لہٰذا تم میرے اظہارایمان کو پوشیدہ رکھو۔ غیلان نے کہا کہ ہاں میں اسے پوشیدہ رکھوں گا تم رشدوہدایت کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔ اس کے بعد عروہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور ان کے اسلام میں حسن و کمال پیدا ہوگیا۔

ورقہ بن نوفل کی شہادت

ورقہ بن نوفل بن اسد ایام جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے۔ اور انجیل کے حصوں کو عربی زبان میں لکھتے جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے انہیں نبی اکرم ﷺ کے آغاز وحی کی خبردی (وہ حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے جنہیں قریش قس کے لقب سے یاد کرتے تھے) تو انہوں نے کہا کہ یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوں جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکال دے گی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا: ہاں! جس آدمی نے آپ جیسی دعوت پیش کی تو اس کے ساتھ عداوت کی گئی ہے۔ اے کاش! مجھے وہ دن نصیب ہوتو میں آپ کی نصرت و اعانت کا فریضہ سرانجام دوں۔ یہ تمام گفتگو صحیح بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں ثابت ہے۔

ابو نعیم عروہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے رسول اللہ ﷺ کا حال بیان کیا اور ورقہ نے کہا کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آیا ہے جو سبوح ہے حالانکہ جبرائیل کا ذکر ایسی زمین میں کیسے کیا جاسکتا ہے جہاں بتوں کی پوجا کی جاتی ہو۔ جبرائیل تو اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان اس کے کلام کے امین ہیں۔ جاؤ رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ لے جاؤ جہاں آپ نے وہ جو کچھ دیکھا ہے۔ پس جب آپ اس کو دیکھنے لگو تو حجاب اتار دینا اگر وہ اللہ کی طرف سے فرستادہ ہوگا تو نبی اکرم ﷺ اس کو دیکھ نہیں سکیں گے' چنانچہ حضرت خدیجہ نے ایسا ہی کیا تو جبرائیل غائب ہوگئے اور محمد ﷺ انہیں نہ دیکھ سکے۔ حضرت خدیجہ نے واپس آکر ورقہ کو اس کی خبردی تو انہوں نے کہا کہ یہ ناموس اکبر ہے جو محمد ﷺ کے پاس آتا ہے اس کے بعد ورقہ دعوت اسلام کے اظہار کا انتظار کرنے لگے۔ اس بارے میں ان کے یہ اشعار ہیں۔

لَجَجْتُ وَ كُنْتُ فِي الذِّكْرىٰ لُجُوْجًا   لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيْجَا

میں ایک خیال میں مستغرق تھا کہ ایک فکرمندی نے مجھے پریشان کردیا اور رونے پر مجبور کیا

(اس روایت کی صحت میں کلام ہے' کیونکہ آغاز وحی کے وقت حضرت عائشہ ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں)

وَوَصَفٍ مِنْ خَدِيْجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ   فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِيْ يَا خَدِيْجَا

اور وہ فکر خدیجہ کے بتکرار بیان کے متعلق ہے (تو میں نے اس سے کہا) اے خدیجہ! میرا انتظار بہت طویل ہوگیا ہے۔

بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ عَلٰى رَجَائِيْ   حَدِيْثُكِ اَنْ اَرٰى مِنْهُ خُرُوْجَا

تمہارے بیان کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ بطن مکہ میں اس کا ظہور دیکھوں گا۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا سَيَسُوْدُ قَوْمًا   وَ يَخْصِمُ مَنْ يَّكُوْنُ لَهٗ حَجِيْجًا

کہ محمد عنقریب قوم کے سردار بن جائیں گے اور جو دلیل و حجت لیکر آئے گا اس کا مقابلہ کریں گے۔

وَيَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُوْرٍ   تُقَامُ بِهِ الْبَرِيَّةُ اَنْ تَعُوْجَا

شہر بہ شہر آپ کی روشنی پھیلے گی جس کے باعث مخلوق کو کج روی سے بچائیں گے۔

فَيَالَيْتَنِيْ اِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ   شَهِدْتُّ وَكُنْتُ اَوَّلَهُمْ وُلُوْجَا

اے کاش! میں اس وقت وہاں موجود ہوتا تو آپ کی رسالت کی شہادت دیتا اور سب سے پہلے آپ کے دین میں داخل ہوتا۔

وُلُوْجًا فِي الَّذِيْ كَرِهَتْ قُرَيْشٌ   وَلَوْ عَجَّتْ بِمَكَّتِهَا عَجِيْجَا

اس دین میں داخل ہوتا اگرچہ قریش اس دین کو ناپسند کریں اور مکہ میں ہنگامہ بپا کریں۔

بطن المکتین کا مفہوم بیان کرتے ہوئے امام عینی شواہد الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں اطراف ہیں یا اس کے بالائی اور زیریں حصے مراد ہیں۔ اس لئے اس کی تعریف بیان کی ہے۔

حاکم نے از طریق ابن اسحاق عبدالملک بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے ابتدائے وحی کے بارے میں جو بیان کیا ورقہ بن نوفل نے اس کے متعلق مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں۔

يَا لِلرِّجَالِ وَصَرْفَ الدَّهْرِ وَالْقَدَرِ   وَمَا لِشَيْئٍ قَضَاهُ اللّٰهُ مِنْ غِيَرِ

اے لوگو! زمانہ اور قضاو قدر کے انقلابات پر حیرت و تعجب کا اظہار کرو اور اللہ کے فیصلہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا

حَتّٰى خَدِيْجَةَ تَدْعُوْنِيْ لِاَ خْبِرَهَا   وَمَالَهَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرِ

خدیجہ چاہتی ہے کہ میں اسے وہ بات بتا دوں جو میرے نزدیک ظاہر ہونے والی ہے حالانکہ اسے پوشیدہ بات کی خبر نہیں۔

جَاءَ تْ لِتَسْأَلَنِيْ عَنْهُ لِاَ خْبِرَهَا   اَمْرًا اَرَاهُ سَيَأْتِي النَّاسَ مِنْ اُخُرِ

وہ مجھ سے پوچھنے کے لئے آئی ہے تاکہ میں اسے ایک بات کے متعلق خبر دوں جو میرے خیال میں بالآخر ظاہر ہونے والی ہے۔

وَخَبَّرَتْنِيْ بِاَمْرٍ قَدْ سَمِعْتُ بِهٖ   فِيْمَا مَضٰى مِنْ قَدِيْمِ الدَّهْرِ وَالْعَصْرِ

اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جس سے میرے کان قدیم زمانے سے ہی آشنا تھے۔

بِاَنَّ اَحْمَدَ یَأْتِیْهِ فَیُخْبِرُهٗ جِبْرِیْلُ اَنَّکَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْبَشَر

کہ احمد ﷺ کے پاس جبرائیل امین آکر کہیں گے کہ آپ بنی نوع انسان کی طرف مبعوث ہیں۔

فَقُلْتُ عَلَّ الَّذِیْ تُرْجِیْنَ یَنْجِزُهٗ لَکَ الْاِلٰهُ فَرَجٌّ الْخَیْرِ وَانْتَظِرِیْ

تو میں نے کہا: شاید! اللہ تمہاری امید پوری کرے' لہٰذا خیروبرکت کی امید رکھو اور انتظار کرو۔

وَاَرْسَلْتُهٗ اِلَیْنَا کَیْ نَائِلُهٗ عَنْ اَمْرِهٖ مَا یَرٰی فِی النَّوْمِ وَالسَّهَر

تم ان کو ہمارے پاس بھیجو تاکہ ہم ان سے ان کے احوال پوچھیں جو وہ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔

فَقَالَ حِیْنَ اَتَانَا الْمُصْطَفٰی عَجَبًا یَقِفُ مِنْهُ اَعَالِی الْجِلْدِ وَالشَّعْر

تو مصطفیٰ ﷺ نے ہمارے پاس آکر ایسی عجیب بات بتائی جس سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

اِنِّیْ رَأَیْتُ اَمِیْنَ اللّٰهِ وَاجَهَنِیْ فِیْ صُوْرَةٍ اَکْمَلَتْ مِنْ وَاهِبِ الصُّوَر

میں نے کلام الٰہی کے امین کو دیکھا کہ وہ مصوراشیاء کی عطاکردہ بہترین شکل و صورت میں میرے سامنے تشریف لائے۔

ثُمَّ اسْتَمَرَّ فَکَانَ الْخَوْفُ یَذْعُوْنِیْ فَمَا یُسْلِمُ مِنْ حَوْلِیْ مِنَ الشَّجَر

پھر آپ تشریف لے گئے اور میں اپنے اردگرد کے ان درختوں سے خوفزدہ ہو رہا تھا جو آپ پر سلام پیش کر رہے تھے۔

فَقُلْتُ ظَنِّیْ وَ مَا اَدْرِیْ أَیُصَدِّقُنِیْ اَنْ سَیَکُوْنَ تَبْعَثُ تَتْلُوْ مُنْزَلَ السُّوَر

تو میں نے کہا: گمان غالب ہے کہ آپ عنقریب رسول بن کر مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔

وَسَوْفَ اُتِیْكَ اَنْ اَعْلَنْتَ دَعْوَتُهُمْ مِنَ الْجِهَادِ بِلاَ مَنٍّ وَلاَ کَدَرِ

اگر آپ نے کفار کو لڑائی کا چیلنج کیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو بغیر کسی پریشانی اور احسان کے فتح و کامرانی سے سرفراز کرے گا۔

باب چہارم

کاہنوں کی زبان
پر محمد ﷺ
کی پیشین گوئیاں

نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات کان لگاکر آسمانی خبریں چرا لیا کرتے تھے اور کاہن ان سے سن کر لوگوں کو یہ غیبی خبریں بتا دیا کرتے تھے' امام ماوردی اپنی کتاب "اعلام النبوۃ" میں لکھتے ہیں۔

ایام جاہلیت میں بعثت نبوی سے پہلے جنات آسمانی خبریں چوری چھپے سن لیا کرتے تھے انسانوں میں کہانت کا باعث یہی خبریں تھیں جو جنات ان کے دلوں میں القاء کرتے تھے۔ ان جنات کے لئے ایسے ٹھکانے تھے جن میں گھات لگا کر وہ آسمانوں کے قریب ہوتے اور فرشتوں کی باہم گفتگو سن کر یہ خبریں چرا لیتے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ — (جنات کہتے ہیں) ہم خبریں سننے کیلئے ٹھکانوں میں بیٹھتے ہیں۔

تا کہ آسمانی خبریں فرشتوں سے سن کر کاہنوں کو بتائیں۔

فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا — تو اب جو جن ان خبروں کو سننے کی کوشش کرتا ہے تو اپنے لئے آگ کا شعلہ تیار پاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد اب استراق سمع کے بارے میں علماء کے دو مختلف قول ہیں۔

1 - اب استراق سمع کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے' لہٰذا کہانت کا وجود بھی ناپید ہوگیا۔

2 - خبریں چرانے کا عمل اب بھی جاری ہے جیساکہ مذکورہ بالا آیت فمن یسمع الخ میں آیا ہے مگر بعثت نبوت سے قبل جنات کو شہابوں اور شعلوں سے مار نہ پڑتی تھی وہ جنات زمین کے متعلق خبریں اب بھی سنتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کو ان سے محفوظ کردیا ہے۔ دلیل اس کی یہ آیت کریمہ ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ — بے شک ہم نے یہ ذکر نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ ان پر شہاب باری خبریں چرانے سے پہلے ہوتی ہے یا خبریں چرا لینے کے بعد' بعض علماء کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ ان پر یہ شہاب باری استراق سمع سے پہلے ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ ان خبروں تک پہنچ نہ پائیں تاکہ کہانت کا خاتمہ ہو اور یہ شہاب ان خبروں کے چرانے میں رکاوٹ بن جائیں۔ دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ شہاب استراق سمع کے بعد انہیں مارے جاتے ہیں۔ تاکہ انہیں اس جرم کی سزا ہو۔

شہابوں کے لگنے کے بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں۔

1 - جب انہیں (جنوں کو) شہاب لگتے ہیں تو انہیں قتل کردیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہانت ختم ہوگئی ہے۔

2 - یہ کہ انہیں زخمی کرتے اور جلاتے ہیں مگر قتل نہیں کرتے۔ اسی لئے وہ جلنے کے بعد دوبارہ خبریں چوری کرنے کا عمل شروع کردیتے ہیں' اگر وہ زندہ نہ رہتے تو استراق کا عمل منقطع ہوجاتا۔

پھر آگ کا شعلہ (شہاب) جو جنات کا تعاقب کرتا ہے اس کے متعلق علمائے کرام دو رائے رکھتے ہیں۔

ایک یہ کہ یہ شہاب نور ہوتا ہے جو شدت ضیاء کی وجہ سے پھیل جاتا ہے پھر سمٹ جاتا ہے دوسری یہ کہ وہ آگ ہے جو جنوں کو جلادیتی ہے اور واپس نہیں آتی۔ اھ

سطیح کاہن نے نبی اکرم ﷺ کی آمد کی بشارت دی

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کاہن کا ذکر کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ نے اس جیسی کوئی (حیران کن) چیز پیدا نہیں فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں! اللہ نے سطیح کو گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا ہے جو تختہ پر پڑا رہتا اور اسی تختے پر اسے اٹھا کر لایا جاتا جہاں وہ جانا چاہتا اس کے جسم میں ہڈی پٹھے کچھ نہ تھے سوائے کھوپڑی' گردن اور ہتھیلیوں کے اسے پاؤں سے ہنسلی کی ہڈی تک یوں دوہرا کیا جاسکتا تھا جیسے کپڑا لپیٹا جاتا ہے اس کے جسم میں حرکت کرنے والی کوئی چیز نہیں تھی سوائے اس کی زبان کے جب اس نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو اسے تختے پر ڈال کر مکہ لایا گیا' اس کے پاس قریش کے چار آدمی آئے۔ قصی کے دو بیٹے عبد شمس اور عبدمناف' احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص' جنہوں نے اپنے آپ کو غیرنسب کی طرف منسوب کیا اور کہا ہم خودسر اور سرکش قسم کے لوگ بنو جمح سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم آئے ہیں تاکہ آپ سے ملاقات کریں' کیونکہ ہمیں آپ کے آنے کی اطلاع ملی تھی اور ہم نے خیال کیا کہ ہمارا آپ کے پاس آنا لازم ہے۔ پھر عقیل نے سطیح کو ہندی تلوار اور ردینی نیزہ بطور ہدیہ پیش کئے اور انہیں بیت اللہ شریف کے دروازے پر رکھ دیا تاکہ اس کی آزمائش کریں کہ آیا سطیح انہیں دیکھتا ہے کہ نہیں۔ تو سطیح نے عقیل سے کہا کہ میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دو' تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمادیا۔ سطیح نے کہا:

وَالْعَالِمُ الْخَفِیَهِ وَالْغَافِرُ الْخَطِیَهِ وَالذِّمَّةُ الْوَفِیَهِ وَالْكَعْبَةُ الْمَبْنِیَّةُ اِنَّكَ لَلْجَائِیْ بِالْهَدِیَّةِ الصَّفِیْحَةِ الْهِنْدِیَةِ وَالصَّعْدَةَ الرُّدَیْنِیَّةَ

اس ذات کی قسم! جو مخفی امور کا عالم ہے خطاؤں کا معاف کرنے والا ہے جو ایفائے ذمہ کرتا ہے نیز کعبہ کی قسم! کہ تم ہندی تلوار اور ردینی نیزہ کا ہدیہ لیکر آئے ہو۔

انہوں نے کہا: اے سطیح! آپ نے سچ کہا ہے۔ تو سطیح نے کہا:

وَالْاٰتِیْ بِالْفَرْحِ وَقَوْسِ قَزْحٍ وَالسَّابِقِ الْقَرْحِ وَاللَّطِیْمِ الْمُنْطَبِحِ وَالنَّخْلِ وَالرَّطْبِ وَالْبَلْحِ اَنَّ الْغُرَابَ حَیْثُ مَاطَارَسَخَ وَاَخْبَرَ اَنَّ الْقَوْمَ لَیْسُوْ مِنْ جَمَحٍ وَاَنَّ نِسْبَتَهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ ذِی الْبَطْحِ

خوشی اور قوس قزح لانے والے کی قسم! پھر قرح اور لطیم گھوڑوں کی قسم! شاخ خرما کچی اور پکی کھجوروں کی قسم! کہ کوا جہاں اڑ کر گیا دائیں طرف ہی مڑا پھر بتایا یہ لوگ بنو جمح سے نہیں ہیں بلکہ ان کی نسبت بطحائے مکہ کے قریش کی طرف ہے۔

ان لوگوں نے کہا: اے سطیح! آپ کی بات سچی ہے ہم اہل مکہ آپ سے ملنے کیلئے آئے ہیں' کیونکہ ہمیں آپ کے علم و فراست کی خبر پہنچی ہے پس اگر آپ کے پاس علم ہے تو ہمیں ہمارے زمانے میں اور ہمارے زمانے کے بعد رونما ہونے والے واقعات کی خبر دیجئے۔ سطیح نے جواب دیا اب تم نے صحیح بات کی ہے' لہٰذا مجھ سے اب سنو جو بات اللہ نے میرے دل میں ڈالی ہے۔

اَنْتُمُ الْاٰنَ یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ فِیْ زَمَانِ الْهَرَمِ سَوَاءٌ

اے گروہِ عرب! تم اب پیرانہ سالی میں ہو' تمہاری بصارت

بَصَائِرَکُمْ وَ بَصِیْرَۃَ الْعَجَمِ لَاعِلْمَ عِنْدَکُمْ وَلَا فَھْمَ وَیَنْشَأُ مِنْ عَقِبِکُمْ وَھُمْ یَطْلُبُوْنَ اَنْوَاعَ الْعِلْمِ یَکْسِرُوْنَ الصَّنَمَ یَبْلُغُوْنَ الرُّوْمَ یَقْتُلُوْنَ الْعَجَمَ یَطْلُبُوْنَ الْغَنَمَ

اہل عجم کی بصیرت (گمراہی کے لحاظ سے) یکساں ہے۔ نہ تمہارے پاس علم ہے نہ دانش' البتہ! تمہاری نسل میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو طرح طرح کے علوم حاصل کریں گے' وہ بت پاش پاش کریں گے روم تک پہنچیں گے عجمیوں کو قتل کریں گے اور مال غنیمت کی تلاش میں نکلیں گے۔

ان سرداران قریش نے پوچھا: اے سطیح! وہ لوگ کس گروہ سے ہوں گے؟

اس نے جواب دیا

وَالْبَیْتِ ذِی الْاَرْکَانِ وَالْاَمْنِ وَالسُّلْطَانِ لَیَنْشَأَنِ مِنْ عَقِبِکُمْ وِلْدَانٌ یَکْسِرُوْنَ الْاَوْثَانَ وَیَتَوَلَّوْنَ عِبَادَۃَ الشَّیْطَانِ یُوَحِّدُوْنَ الرَّحْمٰنَ وَیَسُنُّوْنَ دِیْنَ الدَّیَّانِ یَشْرُفُوْنَ الْبُنْیَانَ وَ یَسْبُقُوْنَ الْعُمْیَانَ

ستونوں والے گھر کی قسم! جو امن و دہشت کا گھر ہے۔ تمہاری نسل میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو بت شکن ہوں گے شیطان کی پوجا چھوڑ دیں گے رحمٰن کی توحید مانیں گے' اللہ کا دین نافذ کریں گے بڑی عمارات بنائیں گے اور اندھوں کی دستگیری کریں گے۔

انہوں نے پھر دریافت کیا وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟ تو اس نے بتایا

وَاَشْرَفُ الْاَشْرَافِ وَالْمُحْصِی الْاَسْرَافِ وَالْمُزَعْزِعُ الْاَحْقَافِ وَالْمُضَعِّفُ الْاَضْعَافِ لَیَنْشَؤُنَ الْاٰفَ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّمَنَافٍ یَّکُوْنُ فِیْھِمْ اِخْتِلَافٌ

سب سے زیادہ ذی شرف کی قسم!
ریتلے میدان کو تہ و بالا کرنیوالے کی قسم! بے حساب اضافہ کرنیوالے کی قسم! کہ بنو عبد شمس اور بنو عبد مناف ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے ان کے درمیان اختلاف و انتشار ہوگا۔

انہوں نے کہا: اے سطیح! آپ ہمیں ان کے امیر و حاکم کے متعلق کیا بتاتے ہیں؟ وہ کس شہر سے ظاہر ہوگا؟ تو اس نے بیان کیا۔

وَالْبَاقِیْ الْاَبَدِ وَالْبَالِغُ الْاَمَدِ لَیَخْرُجَنَّ مِنْ ذَا الْبَلَدِ نَبِیٌّ مُھْتَدٍ یَّھْدِی اِلَی الرُّشْدِ یَرْفِضُ یَغُوْثَ وَالْفَنْدَ یَبْرَأُ مِنْ عِبَادَۃِ الصِّلَدِ یَعْبُدُ رَبًّا الْفَرْدِ ثُمَّ یَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ مُحَمَّدًا وَّ مِنَ الْاَرْضِ مَفْقُوْدًا وَّ فِی السَّمَاءِ مَشْھُوْدًا

ہمیشہ ابد تک باقی رہنے والے پروردگار کی قسم! اس شہر سے ایک ہدایت یافتہ نبی ظاہر ہوگا جو رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرے گا' یغوث و فند بتوں سے اظہار برات کرے گا' حجر پرستی سے انکار کرے گا' صرف ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ اس حالت میں اسے وفات دے گا کہ سارا زمانہ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوگا۔ وہ زمین سے مفقود ہوگا اور آسمان میں موجود ہوگا۔

اس کے بعد سطیح نے انہیں خلفائے راشدین کے حالات اور ان کے بعد کے واقعات سے آگاہ کیا جو شخص اس کی تفصیلی گفتگو سے واقف ہونا چاہتا ہے وہ اصل کتاب یعنی خصائص کبریٰ کی طرف مراجعت کرے ہم نے یہاں اس گفتگو کو تفصیلاً ذکر نہیں کیا' کیونکہ ہمارا مقصود فقط نبی اکرم ﷺ کے متعلق بشارت کا اظہار ہے۔

مامون کاہن کی بشارت اور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی تمنا

خصائص کبریٰ ہی میں بحوالہ ابو موسیٰ مدینی' عوانہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے دریافت کیا کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جسے ایام جاہلیت میں نبی اکرم ﷺ کے متعلق کوئی بشارت ملی ہو؟ تو طفیل بن زید حارثی نے جو کہ ایک سو ساٹھ سال کے ہو چکے تھے۔ کہا ہاں! اے امیر المومنین! مامون بن معاویہ کہانت میں بڑا کمال رکھتا تھا اس نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کہا۔

يَا لَيتَ اَنِّيْ اَلْحقُهٗ وَلَيتَنِيْ لَا اَسْبُقُهٗ

اے کاش! نبی اکرم ﷺ سے میری ملاقات ہوجائے اور آپ سے پہلے نہ گزر جاؤں۔

حضرت طفیل بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کی اطلاع ملی تو میں نے کہا: یہ تو وہی نبی ہے جس سے مامون ڈرایا کرتا تھا پھر ایک زمانہ بیت گیا یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

ھاتف نے نجم احمد کے طلوع کی خبردی۔

ابو نعیم یعقوب بن یزید بن طلحہ تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا' آپ نے اس سے پوچھا: کیا تو کاہن ہے؟ اور تیرا ملاپ تیری بیوی سے کب ہوا تھا؟ اس نے جواب دیا۔ ظہور اسلام سے کچھ عرصہ پہلے وہ میرے پاس آئی اور بلند آواز سے پکاری' اے سلام! اے سلام!

اَلْحَقُّ الْمُبِيْنَ وَالْخَيْرُ الدَّائِمُ غَيْرَ حِلْمٍ نَائِمٍ

واضح حق اور دائمی بھلائی (کا ظہور ہوگیا ہے) جو کسی سوئے ہوئے شخص کی خواب نہیں ہے۔

تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیرالمومنین! میں بھی آپ کو اسی طرح کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ بخدا! ہم پرکیف گنگناہٹ میں چل رہے تھے اور ہمیں سوائے صدائے بازگشت کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا کہ اچانک ہماری نظر سامنے سے آتے ہوئے شتر سوار پر پڑی' اس نے (پکار کر) کہا

يَا اَحْمَدُ يَا اَحْمَدُ اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَمْجَدُ
اَتَاكَ مَا وَعَدَكَ مِنَ الْخَيْرِ يَا اَحْمَدُ

یا احمد! یا احمد! اللہ اعلیٰ و امجد ہے۔ آپ کے پاس وہ بھلائی آگئی ہے جس کا آپ کو وعدہ دیا گیا تھا پھر وہ شخص چلا گیا۔

اس کے بعد ایک انصاری نے یہ واقعہ سنایا کہ میں شام جارہا تھا جب ہم مقام تفریا بے آب و گیاہ میدان میں پہنچے تو پیچھے سے ہاتف نے آواز دی۔

قَدْلَاحَ نَجْمٌ فَاَضَاءَ مُشْرِقَهٗ يَخْرُجُ مِنْ ظُلْمٍ
عُسُوْفٍ مَوْبِقِهٖ ذَاكَ رَسُوْلٌ مُفْلِحٌ مَنْ صَدَقَهٗ اَللّٰهُ
اَعْلٰى اَمْرُهٗ وَحَقَّقَهٗ

نجم (احمد) چمک اٹھا ہے جس نے مشرق جگمگا دیا ہے' وہ رسول ہے جو تصدیق کرنے والوں کو فلاح و کامرانی عطا کرنے والا ہے اور اللہ نے اپنا دین برتر اور ثابت کردیا ہے۔

بنی دوس کے کاہن کی پیشین گوئی

خرائطی ہواتف میں اور ابن عساکر مرداس بن قیس دوسی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ وہاں کہانت اور حضور کی بعثت کے بعد اس میں تبدیلی کا تذکرہ چھڑ گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ ہمارے ہاں بھی موجود تھی میں اس کے متعلق کچھ پیش کرتا ہوں' ہماری ایک لونڈی تھی جسے خلصہ کہا جاتا جس کے بارے ہم بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے تھے ایک دن وہ ہمارے پاس آکر کہنے لگی اے معشر دوس! کیا تم کو معلوم ہے؟ ہم نے پوچھا: کیا؟ اس نے جوابدیا میں اپنے ریوڑ میں تھی کہ مجھے اندھیرے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی مرد کسی عورت سے ہم آغوش ہوتا ہے اور یہ خوف طاری ہوگیا کہ میں حاملہ ہوجاؤں گی' حتیٰ کہ ولادت کا وقت آپہنچا' اور میں نے ایک لڑکا جنم دیا جس کے دونوں کان کتے کے کانوں کی طرح دراز تھے' وہ زندہ رہا یہاں تک کہ بچوں کے ساتھ کھیلنے لگا ایک دن اچانک اچھلا اور بے لباس ہوگیا اور بلند آواز سے پکارنے لگا' ہائے بربادی ہائے بربادی! اللہ کی قسم! ایک لشکر گھاٹی کے پیچھے سے حملہ آور ہونے والا ہے جس میں خوبصورت عورتیں بھی شامل ہیں' چنانچہ سوار ہوکر گئے تو واقعی ایک لشکر موجود تھا ہم نے اس لشکر کو شکست دی اور مال غنیمت حاصل کیا پھر وہ ہم سے کوئی بات بھی کہتا تو اس کی پیشین گوئی کے موافق وقوع پذیر ہوتی یہاں تک کہ آپ کی بعثت کا اعلان ہوگیا۔ اس کے بعد وہ جو بات کرتا غلط نکلتی۔ ہم نے اس سے کہا: تیری بربادی ہو۔ یہ تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے جواب دیا مجھے پتہ نہیں۔ وہ اب مجھ سے جھوٹ بولنے لگا ہے جو مجھے سچ سچ بتاتا تھا۔ تم مجھے تین دن تک میرے گھر میں قید رکھو' پھر میرے پاس آؤ' چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا' اور تین دن کے بعد آکر اس کے دروازہ کھولا' تو وہ کوئلے کی مانند ہوچکا تھا' اس نے کہا: کہ اے گروہ دوس!

حَرَسَتِ السَّمَاءُ وَخَرَجَ خَيْرُ الْأَنْبِيَاءِ — آسمان پر پہرے لگ گئے ہیں اور خیر الانبیاء کا ظہور ہوگیا ہے۔

تو ہم نے پوچھا: کہاں؟ اس نے جواب دیا مکہ میں اور میں مرنے والا ہوں تم مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کردینا' میں عنقریب آگ کی طرح جل اٹھوں گا' جب تم میرا جلنا دیکھو تو تین پتھر مارنا اور ہر پتھر کے ساتھ کہنا باسمک اللھم (اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ) تو میں بجھ کر ٹھنڈا ہو جاؤں گا' پس ہم نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ کعبہ شریف کا حج کرنے والے ہمارے پاس آئے اور انہوں نے یارسول اللہ ﷺ آپ کی بعثت کی خبر دی۔

حضرت عثمان اور حضرت رقیہ کی شادی کی پیشین گوئی

ابن عساکر نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں میں عورتوں سے بہت زیادہ رغبت رکھتا تھا' میں ایک رات صحن کعبہ میں ایک قریشی گروہ کے درمیان بیٹھا تھا۔

تو ہمیں بتایا گیا کہ محمد ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ کا عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ نکاح کردیا ہے۔ رقیہ حسن و جمال کا پیکر تھیں۔ میرے دل میں یہ حسرت پیدا ہوئی کہ میں اس رشتہ کے حصول میں کیوں پیچھے رہ گیا' میں فوراً گھر لوٹا' میری خالہ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کہانت کرتی تھی مجھے دیکھ کر بولی تمہیں مبارک ہو۔

تمہارے پاس بھلائی آئی ہے اور تم شر سے بچ گئے ہو۔ خدا کی قسم! تمہاری پاکدامن خوبصورت عورت سے شادی ہوگئی ہے تم خود کنوارے ہو اور کنواری عورت ہی سے تمہارا ملاپ ہوا ہے' وہ عظیم الشان اور جلیل القدر شخص کی بیٹی ہے حضرت عثمان فرماتے ہیں مجھے اس کی بات سے بڑا تعجب ہوا میں نے کہا: خالہ جان! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا۔

عُثْمَانُ! لَكَ الْجَمَالُ وَلَكَ اللِّسَانُ هٰذَا نَبِيٌّ مَعَهُ الْبُرْهَانُ اَرْسَلَهُ بِحَقِّهِ الدَّيَّانُ' وَجَاءَهُ التَّنْزِيْلُ وَالْفُرْقَانُ فَاتَّبَعْهُ لِا تِقَالِكَ الْاَوْثَانُ'

اے عثمان! تم صاحب حسن و جمال اور صاحب زبان ہو یہ نبی ہیں جن کے ساتھ برہان ہے اللہ نے اسے حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے پاس تنزیل و فرقان آیا ہے' لہٰذا تم اس کی اتباع کرو۔ بت تمہیں دھوکا میں مبتلا نہ کریں۔

میں نے کہا: خالہ جان آپ کچھ بیان کررہی تھیں جو ہمارے شہر میں واقع ہوا ہے آپ ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔ تو اس نے کہا: محمد بن عبداللہ' اللہ کے رسول ہیں آپ اللہ کے نازل کردہ کلام کے ساتھ آئے ہیں جس کے ذریعے آپ اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں'' پھر کہا

مِصْبَاحُهُ مِصْبَاحٌ وَدِيْنُهُ فَلَاحٌ
وَاَمْرُهُ نَجَاحٌ وَقَرْنُهُ نَطَاحٌ
ذَلَّتْ لَهُ النَّطَاحُ مَا يَنْفَعُ الصِّيَاحُ
وَوَقَعَ الذُّبَاحُ وَسَلَتِ الصَّفَاحُ
وَمُدَّتِ الرِّمَاحُ

اس کا چراغ ہی چراغ ہے اس کا دین فلاح و کامرانی کا (امین) ہے۔ اس کا معاملہ کامیابی ہے۔ اس کی تلوار ٹکرانے والی ہے اس سے ٹکرانے والا ذلیل ہوگا جسے کوئی چیخ و پکار فائدہ نہ دے گی۔ کشتوں کے پشتے لگیں گے' تلواریں بے نیام ہوں گی اور نیزے کھینچے جائیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس گفتگو کے بعد میں لوٹ آیا اور خالہ جان کی یہ بات میرے دل میں اتر گئی۔ میں اس کا تذکرہ بھی اکثر کرنے لگا' میری صحبت' چونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تھی' لہٰذا میں ان کے پاس آیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا جو کچھ میں نے اپنی خالہ سے سنا تھا تو انہوں نے فرمایا: عثمان تم تو سمجھ دار آدمی ہو تم پر حق و باطل میں فرق پوشیدہ نہیں ہے یہ بت کیا چیز ہیں جن کی پوجا ہماری قوم کرتی ہے؟ کیا یہ بے جان پتھروں سے نہیں بنائے جاتے جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان' میں نے جواب دیا: ہاں! اللہ کی قسم! بالکل ایسا ہی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! تمہاری خالہ نے تم سے سچ کہا ہے بلاشبہ محمد اللہ کے رسول ہیں' اللہ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا ہے تو کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کا کلام سنو گے؟ تو میں نے کہا: کیوں نہیں؟ اس کے بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! اللہ کی طرف سے دعوت جنت قبول کرو' کیونکہ میں تمہاری طرف اور تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! یہ سن کر میں ضبط نہ کرسکا اور فوراً اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ میری شادی حضرت رقیہ سے ہوگئی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بہترین جوڑا رقیہ اور عثمان ہیں۔

خطر بن مالک کا حیران کن واقعہ

اسی طرح کا ایک واقعہ لہیب بن مالک لہبی کا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا وہاں کہانت کا ذکر ہوا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ہمیں سب سے پہلے آسمان کے پہرے' شیاطین کے زجر و توبیخ اور قذف نجوم کے ذریعے آسمانی خبروں کی چوری کی روک تھام کے متعلق معلوم ہوا۔ وہ اس طرح کہ ہم ایک کاہن کے پاس اکٹھے ہوئے جس کا نام خطر بن مالک تھا وہ ایک سو اسی سال کا انتہائی بوڑھا شخص تھا' علم کہانت میں کوئی شخص اس کا ہم پلہ نہ تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: اے خطر! کیا تمہارے پاس ان ستاروں کے متعلق کوئی علم ہے جو ٹوٹتے رہتے ہیں' کیونکہ ہم خوفزدہ ہیں کہ کہیں آخرکار ہم کسی پریشانی سے دوچار نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا کہ صبح کے وقت آنا میں تمہیں بتاؤں گا کہ اصل صورت واقعہ کیا ہے۔ آیا اس میں کوئی خیر ہے یا نقصان؟ امن ہے یا خوف' چنانچہ اس روز ہم لوٹ آئے اور اگلی صبح اس کے پاس حاضر ہوئے۔ تو وہ اپنے قدموں پر کھڑا آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا۔ ہم نے اسے آواز دی اے خطر! اے خطر! تو اس نے اشارے سے ہمیں کہا کہ خاموش رہو پس ہم رک گئے۔ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا ستارہ آسمان سے ٹوٹا۔ تو خطر نے چیخ کر کہا:

اَصَابَهٗ اَصَابَهٗ خَامِرُهٗ عِقَابُهٗ	اسے پڑگیا اسے (وہ ستارہ) پڑگیا اس کے عذاب نے اسے گھیر
عَاجِلُهٗ عَذَابُهٗ اَحْرَقَهٗ شِهَابُهٗ	لیا اور جلدی آلیا شعلے نے اسے جلا ڈالا اس کے جواب نے
زَايَلَهٗ جَوَابُهٗ يَاوَيْلَه مَاحَالَهٗ	اسے پریشان کردیا ہائے بربادی! کیا حال ہے شدت غم نے
بَلْبَلَهٗ بَلْبَالُهٗ عَاوَدَهٗ خَبَالُهٗ	اسے نڈھال کردیا' اس کی تباہی لوٹ کر آگئی ہے اس کے
تَقَطَّعَتْ حِبَالُهٗ وَغَيَّرَتْ اَحْوَالُهٗ	اسباب کٹ چکے ہیں اور احوال بدل چکے ہیں۔

اس کے بعد طویل عرصے تک وہ چپ رہا پھر بولا: اے گروہ بنی قحطان! میں تم کو حق بات کی خبر دیتا ہوں۔

اَقْسَمُ بِالْكَعْبَهِ وَالْاَرْكَانِ وَالْبَلَدِ الْمُؤْتَمِنِ السُّكَّانِ

کعبہ اور ارکان کعبہ کی قسم! ـــــ شہر امن مکہ کی قسم!

قَدْمُنِعَ السَّمْعَ عَتَاةُ الْجَانِ بِثَاقِبٍ مِنْ كَفِّ ذِىْ سُلْطَان

سرکش جنوں کو خبریں سننے سے روک دیا گیا' ستاروں کے ذریعے جو ایک طاقتور کے دست قدرت سے پھینکے جاتے ہیں۔

مِنْ اَجْلِ مَبْعُوْثٍ عَظِيْمِ الشَّانِ يَبْعَثُ بِالتَّنْزِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ

ایک عظیم الشان پیغمبر کی بعثت کی وجہ سے' جو تنزیل و قرآن کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔

وَبِالْهُدٰى وَفَاضِلِ الْاَدْيَان تَنْفِىْ بِهٖ عِبَادَةَ الْاَوْثَان

وہ ہدایت اور بہترین دین کے ساتھ مبعوث ہوں گے جس سے وہ بت پرستی کا خاتمہ کردیں گے' یہ سن کر ہم نے کہا: تم تو عجیب بات کہہ رہے ہو۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم اپنی قوم کا کیا حال دیکھتے ہو؟ تو اس نے کہا:

اَرٰى لِقَوْمِىْ مَا اَرٰى لِنَفْسِىْ اَنْ يَّتَّبِعُوْا خَيْرَ بَنِى الْاِنْسِ

میں اپنی قوم کیلئے وہی کچھ بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے لئے سمجھتا ہوں کہ اس عظیم الشان نبی انس و جان کی اتباع کریں۔

بُرْهَانُهٗ مِثْلَ شُعَاعِ الشَّمْسِ يَبْعَثُ فِىْ مَكَّةَ دَارِالْحَمْس

اس کی برہان سورج کی شعاع کی مانند ہوگی وہ مکہ دار المس میں
بِمُحْکَمِ التَّنْزِیْلِ غَیْرَ اللَّبْسِ — محکم کتاب کے ساتھ جس میں کوئی اشتباہ نہیں' مبعوث ہوگا۔

ہم نے پوچھا: اے خطر! وہ کس قبیلے سے ہوگا' تو اس نے جواب دیا۔

وَالْحَیَاۃُ وَالْعَیْشُ اَنَّہٗ لِمَنْ قُرَیْشٌ مَا فِیْ حِلْمِہٖ طَیْشٌ وَلَا فِیْ خَلْفِہٖ غَیْشٌ۔ یَکُوْنُ فِیْ جَیْشٍ وَاَیِّ جَیْشٍ مِّنْ اٰلِ قَحْطَانَ وَاٰلِ قُرَیْشٍ — حیات و عیش کی قسم! وہ قریش میں سے ہوگا۔ اس کی بردباری میں طیش نہیں ہوگا اور نہ اس کے بعد زندگی میں مزہ ہوگا' وہ لشکر میں ہوگا جو آل قحطان اور آل قریش کے افراد پر مشتمل ہوگا۔

ہم نے پھر دریافت کیا وہ قریش کے کس گھرانے سے ہوگا تو اس نے کہا:

وَالْبَیْتُ ذِی الدَّعَائِمِ وَالرُّکْنُ وَالْاَحَاتِمُ اَنَّہٗ نَسْلَ ھَاشِمٍ مِّنْ مَّعْشَرِ اکَارِمِ یَبْعَثُ بِالْمَلَاحِمِ وَقَتَلَ کُلَّ ظَالِمٍ — ستونوں والے گھر کعبہ کی قسم! وہ بنو ہاشم کے معزز گروہ میں سے ہوگا۔ وہ غزوات کے ساتھ مبعوث ہوگا اور ہر ظالم کو قتل کرے گا۔

اس کے بعد خطر نے بتایا کہ یہ وہ بیان ہے جو مجھے جنوں کے سردار نے بتایا پھر وہ خاموش ہوگیا اور اس پر غشی طاری ہوگئی تو تین دن تک اسے افاقہ نہ ہوا۔ جب ہوش میں آیا تو کہا لا الہ الا اللہ' نبی اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اس نے نبوت کی مانند گفتگو کی ہے وہ قیامت کے روز تنہا ایک امت کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔

امیتہ بن ابی الصلت کاہن ثقیف کی شہادت

مغیرہ بن اخنس بیان کرتے ہیں کہ عربوں میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے سے خوفزدہ ہونے والے اہل ثقیف تھے وہ کاہن و عالم امیہ بن ابی الصلت کے پاس جمع ہوئے اور کہا آپ ستاروں کے ٹوٹنے کا سلسلہ دیکھتے ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں یہ قیامت نہ ہو جس کا آپ ذکر کرتے رہتے ہیں اس نے کہا: مجھے آج رات تک (جواب کیلئے) مہلت دو' لہٰذا وہ چلے گئے اور پھر رات کے وقت دوبارہ آئے تو امیہ نے ان سے کہا جاؤ دیکھو کیا برجوں کے ستاروں میں سے کوئی ستارہ کم ہے جن ستاروں سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں جن ستاروں سے ہم آگاہ ہیں ان میں سے کوئی ستارہ مفقود نہیں۔ اس نے کہا: اگر یہ وقوع قیامت کا معاملہ ہوتا تو برجوں کے سارے ستارے گر جاتے۔ انہوں نے پوچھا پھر ان ستاروں کے ٹوٹنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ اس امت کے اس عظیم الشان نبی کی ولادت کی نشانی ہے جس کا ذکر میں تم سے کیا کرتا تھا۔

ربیعہ بن نصر شاہ یمن کا خوفناک خواب اور بشارت مصطفیٰ ﷺ

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ مسامرات میں اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ربیعہ بن نصر شاہ یمن نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ انتہائی خوفزدہ ہوا اس سلسلہ میں اس نے کوئی کاہن کوئی ساحر کوئی

فال باز اور کوئی منجم نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس نے انہیں جمع کرلیا اور ان سے کہا کہ میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے انتہائی دہشت زدہ کیا ہے لہٰذا مجھے تم وہ خواب اور اس کی تعبیر بتاؤ۔ انہوں نے عرض کیا آپ ہمیں وہ خواب بیان کردیں تو ہم آپ کو اس کی تعبیر بتادیں گے تو بادشاہ نے کہا: کہ اگر میں تم کو یہ خواب بتا دوں تو پھر تمہاری تعبیر سے مطمئن نہیں ہوں گا کیونکہ اس کی تعبیر وہی بیان کرسکتا ہے جو میرے بتانے سے پہلے ہی میرے خواب کو جانتا ہو۔ تو ایک شخص نے بادشاہ سے عرض کیا اگر آپ اس خواب کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو شق اور سطیح کو طلب کریں چنانچہ اس نے ان دونوں کو طلب کرلیا۔ پس جب سطیح اس کے پاس آیا تو اس نے سطیح سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے وہ خواب بتاؤ نیز اس کی تعبیر بیان کرو۔ اس نے کہا: کہ اچھا میں آپ کا خواب بیان کرتا ہوں۔ آپ نے خواب میں دیکھا۔

جَمْجَمَةٌ خَرَجَتْ مِنْ ظُلْمَةٍ فَوَقَعَتْ بِاَرْضِ تَهَامَةَ فَاكَلَتْ كُلَّ ذَاتِ جَمْجَمَةٍ

کہ شرر فشاں انگارے ہیں جو تاریکی میں سے نکل کر سرزمین تہامہ میں آگرے ہیں اور وہاں ہر کھوپڑی والی چیز ہڑپ کرگئے ہیں۔

یہ سن کر بادشاہ نے کہا: کہ تم نے خواب بیان کرنے میں کوئی خطا نہیں کی۔ لہٰذا اب اس کی تاویل و تعبیر تمہارے پاس کیا ہے؟ تو اس نے کہا:۔

اَحْلِفُ بِمَا بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ مِنْ حَنَشٍ لَتَنْزِلَنَّ اَرْضَكُمُ الْحَبْشُ فَلَتَمْلِكَنَّ مَابَيْنَ اَبْيَنَ وَجَرَشَ

میں قسم کھاتا ہوں دو سنگستانوں کے درمیان کے مقام کی کہ تمہاری زمین میں حبشی آئیں گے اور ابین اور جرش کے درمیانی علاقے پر قابض ہوجائیں گے۔

اس نے کہا: اے سطیح! یہ بات تو ہمارے لئے بہت تشویشناک ہے یہ بتاؤ کہ ایسا واقعہ ہمارے زمانے میں ہونے والا ہے یا ہمارے بعد؟ سطیح نے جواب دیا نہیں بلکہ آپ کے بعد کوئی ساٹھ ستر برس گزرنے پر ایسا واقعہ رونما ہوگا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کیا حبشیوں کا غلبہ و قبضہ دائمی ہوگا یا عارضی؟

سطیح: یہ قبضہ و غلبہ عارضی ہوگا۔ کوئی ستر سال گزریں گے کہ ان کی قتل و غارت شروع ہوجائے گی اور وہ یمن سے بھاگ نکلیں گے۔

بادشاہ: ان کی قتل و غارت کا فریضہ کون سرانجام دے گا؟

سطیح: یہ کام سیف بن ذی یزن کرے گا جو عدن سے نکل کر ان پر حملہ کرے گا اور کسی حبشی کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔

بادشاہ: کیا سیف بن ذی یزن کا اقتدار دائمی ہوگا یا عارضی؟

سطیح: عارضی

بادشاہ: اس کے اقتدار کا خاتمہ کون کرے گا؟

سطیح: نبی زکی یاتیه الوحی من قبل العلی ایک پاکیزہ نبی جس کے پاس خدا کی طرف سے وحی آئے گی۔

بادشاہ: یہ نبی کس نسل سے ہوگا؟

سطیح: اولاد غالب میں سے ہوگا اور حکومت قیامت تک اس کی قوم میں رہے گی

بادشاہ: کیا اس زمانے کا خاتمہ ہو گا اور قیامت آئے گی۔
سطیح: ہاں ایک دن آئے گا جس میں اگلے پچھلے سب اکٹھے کر دیئے جائیں گے نیکوکار اس میں سعادت مند ہوں گے اور بدکار' بدبخت و بدنصیب ہوں گے۔
بادشاہ: کیا یہ حق ہے جو تم بتا رہے ہو۔
سطیح: ہاں

وَالشَّفَقُ وَالْغَسَقُ وَالْفَلَقُ اِذَا اتَّسَقَ اِنَّ مَا اَنْبَأْتُكَ بِهٖ لَحَقٌّ ثُمَّ بَعْدُ قَدِمَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ شَقٌّ — شفق کی سرخی' رات کی سیاہی اور دن کی سپیدی کی قسم! جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا ہے وہ حق ہے

اس کے بعد شق بن صعب بن یشکر کاہن بادشاہ کے حضور پیش ہوا۔ تو بادشاہ نے اپنا خواب پوشیدہ رکھ کر اس سے بھی وہی کچھ دریافت کیا جو سطیح سے پوچھا تھا تاکہ دیکھے کہ ان میں اس خواب اور اس کی تعبیر کے متعلق اتفاق ہے یا اختلاف ہے۔
شق نے (کہا) ہاں اے بادشاہ! آپ نے خواب میں دیکھا کہ

حَمْجَمَةٌ طَلَعَتْ مِنْ ظُلْمَةٍ فَوَقَعَتْ بَيْنَ رَوْضَةٍ وَاَكَمَةٍ فَاَكَلَتْ كُلَّ ذَاتِ نَسَمَةٍ — شررفشاں انگارے تاریکی سے نکل کر باغ اور ٹیلے کے درمیان گرے ہیں اور ہر ذی روح کو کھا گئے ہیں۔

بادشاہ: اے شق! تم نے خواب کے مفہوم میں کوئی غلطی نہیں کی' اب اس کی تعبیر بیان کرو۔
شق: میں حرتین کے درمیان جتنے انسان ہیں ان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کے ملک میں کالے حبشی آئیں گے اور ابین سے نجران تک قابض ہو جائیں گے۔
بادشاہ: یہ بات تو بہت تشویش ناک اور پریشان کن ہے یہ حادثہ فاجعہ کب رونما ہو گا ہمارے زمانے میں یا ہمارے زمانے کے بعد؟
شق: نہیں' آپ کے بعد ایک عرصہ دراز گزرنے پر' اس کے بعد

يَسْتَنْقِذُكُمْ مِنْهُمْ عَظِيْمٌ ذُوْشَانٍ — ایک عظیم الشان شخص آپ کی قوم کو ان سے نجات دے گا
وَيُذِيْقُهُمْ اَشَدَّ الْهَوَانِ — اور انہیں ذلت آمیز شکست دے گا۔

بادشاہ: مِنَ الْعَظِيْمِ الشَّانِ — یہ عظیم الشان شخص کون ہو گا۔
شق: غُلَامٌ مِنْ عُلْيَةِ الْيَمَنِ — بالائی یمن کا ایک نوجوان
يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِ ذِيْ يَزَنْ — جو ذی یزن کے گھرانے سے ظاہر ہو گا۔

بادشاہ: کیا اس کی سلطنت باقی رہے گی یا ختم ہو جائے گی۔
شق: نہیں'

بَلْ يَنْقَطِعُ بِرَسُوْلٍ مُرْسَلٍ — بلکہ ایک عظیم الشان رسول کے ہاتھوں ختم ہو جائے گی۔ جو
يَاْتِيْ بِالْحَقِّ وَالْعَدْلِ — دیندار اور اصحاب فضیلت لوگوں کے درمیان حق و عدالت
بَيْنَ اَهْلِ الدِّيْنِ وَالْفَضْلِ — کے ساتھ مبعوث ہو گا اور سروری قیامت تک اس کی قوم

يَكُوْنُ الْمُلْكُ فِيْ قَوْمِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْفَصْلِ میں رہے گی۔

بادشاہ: یہ یوم الفصل (قیامت کا دن) کیا ہے؟

شق: يَوْمَ تَجْزِيْ فِيْهِ الْوُلَاةُ — وہ ایسا دن ہے جس میں والیان امر کو بدلہ ملے گا۔

يُدْعٰى فِيْهِ مِنَ السَّمَاءِ بِدَعْوَاتٍ — آسمان سے پکار آئے گی۔

تَسْمَعُهَا الْاَحْيَاءُ وَالْاَمْوَاتُ — جسے زندے اور مردے سب سنیں گے۔

وَيَجْمَعُ فِيْهِ النَّاسُ لِلْمِيْقَاتِ — اور جس میں لوگ ایک خاص عرصے کیلئے جمع کئے جائیں گے۔

وَّ يَكُوْنُ فِيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى الْفَوْزِ وَالْخَيْرَاتِ — اور خداترس اس روز فوزوخیرات سے سعادت مند ہوں گے۔

بادشاہ: کیا تمہاری بات سچی ہے؟

شق: ای و رب السماء والارض — ارض و سما کے پروردگار کی قسم

وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ رَّفْعٍ وَّخَفْضٍ — اور زمین و آسمان کے درمیان ہر بلند و پست کی قسم میں نے

اِنَّ مَا اَنْبَأْتُكَ بِهٖ لَحَقٌّ مَالَهٗ نَقْضٌ — آپ سے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حق ہے اس میں کوئی خلاف حق بات نہیں ہے۔

بادشاہ کے دل میں ان دونوں کاہنوں کی تعبیر سے سخت خوف پیدا ہوا اسی خوف کے باعث اس نے اپنے اہل و عیال کو عراق بھیج دیا اور ان کی حفاظت و اصلاح کے لئے شاہ ایران شاہ پور کو لکھا جس نے انہیں مقام حیرہ میں ٹھہرایا' مشہور بادشاہ نعمان بن منذر اسی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا کیونکہ یہ صاحب خواب بادشاہ ربیعہ بن نضر اس کا جدامجد تھا۔

مرثد بن کلال کے خواب میں بشارت مصطفیٰ ﷺ

مرثد بن کلال جنگ میں زبردست فتح کے بعد جب بڑی غنیمتوں کے ہمراہ لوٹا تو زعمائے عرب اور خطباء و شعراء وفد لیکر مبارکبادی کیلئے اس کے دربار میں آئے تو اس نے جھروکے میں اہل وفد کو دیدار کرایا اور ان پر انعام و اکرام کی بارش کی۔ خطباء وشعراء کے تعریفی کلمات نے اس کے سرور و انبساط میں اور اضافہ کیا۔ شادمانی کے یہی پرکیف دن تھے کہ ایک رات اس نے خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوفزدہ اور پریشان ہوگیا جب بیدار ہوا تو اسے خواب کی کوئی بات یاد نہ رہی مگر خواب کی ایک بھیانک شکل اس کے دل میں برقرار رہی۔ اس کی ساری خوشی غم میں تبدیل ہوگئی اور اس نے تہنیت کیلئے آنے والے وفود سے حجاب کرلیا یہاں تک اہل وفد اس سے بدگمانی کا اظہار کرنے لگے اس کے بعد اس نے کاہنوں کو جمع کیا اور ایک ایک کاہن کو خلوت میں لے جاکر پوچھا' میں جو کچھ تم سے پوچھنے والا ہوں وہ تم مجھے بتاؤ۔ ہر کاہن یہ جواب دیتا کہ ہمیں تو اس بات کا علم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ کوئی کاہن باقی نہ بچا جس نے لاعلمی کا اظہار نہ کیا ہو۔ اس سے اس کے قلق و اضطراب میں کئی گنا اضافہ ہوگیا اور اس کی آنکھوں سے نیند اڑگئی۔ مرثد کی ماں بھی ایک کاہنہ تھی اس نے مرثد سے کہا اللہ کرے تم لعن طعن سے محفوظ رہو۔ یہ کاہنہ عورتیں کاہن مردوں کی بہ نسبت تمہارے سوال کا جواب دینے کی زیادہ اہلیت رکھتی ہیں کیونکہ ان عورتوں کے تابعدار جن مرد کاہنوں کے تابعدار جنوں سے زیادہ لطیف و ظریف ہوتے ہیں

چنانچہ اس نے تمام کاہنہ عورتوں کو بھی اپنے دربار میں طلب کرلیا اوران سے بھی وہی سوال کیا جو کاہن مردوں سے پوچھا تھا مگر ان عورتوں میں سے کسی کے پاس اپنا گوہر مقصود و مطلوب نہ پایا تو وہ اس کی تحقیق و تفتیش سے مایوس ہوکر بیٹھ رہا۔
بعدازاں ایک دن شکار کیلئے نکلا اور شکار کے تعاقب میں گھوڑا دوڑایا یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں اور خدام سے دور نکل گیا۔
اسے پہاڑ کی چوٹی پر کچھ گھر نظر آئے وہ حرارت آفتاب کی وجہ سے نڈھال ہوچکا تھا لہٰذا وہ ان گھروں کی طرف پھرا اور ایک گھر جو الگ تھا' کی طرف قصد کیا' اس گھر سے ایک بڑھیا باہر نکلی اور کہا۔

اَنْزَلَ بِالرَّحْبِ وَالسِّعَةِ وَالْاَمْنِ وَالدَّعَةِ وَالْجَفْنَةِ الْمُدَعْدَعَةِ وَالْعَلْبَةِ الْمُتْرَعَةِ

پس وہ اپنے گھوڑے پر سے اتر پڑا اور گھر میں داخل ہوگیا جب وہ سائے میں آیا اور اسے آرام میسر ہوا تو فوراً سو گیا۔ اس کی آنکھ نہ کھلی یہاں تک دوپہر کی گرمی کا زور ٹوٹ گیا' تو وہ بیٹھ کر آنکھیں ملنے لگا' کیا دیکھتا ہے کہ ایک بے نظیر حسن کی مالک اور خوش قامت دوشیزہ اس کے سامنے جلوہ فروز ہے اس دوشیزہ نے کہا: خدا کرے کہ آپ قابل طعن باتوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہیں۔ اے بادشاہ ذی جاہ! کیا آپ کو کھانے کی طلب ہے؟ یہ سن کر اسے شدید ڈر لگا اور اسے جان کا خطرہ محسوس ہونے لگا اس لئے کہ اس عورت نے اسے پہچان لیا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور بہرہ بن بیٹھا۔ تو اس عورت نے کہا:۔

لَاحَذَرَ فِدَاكَ الْبَشَرُ مَجْدُكَ الْاَكْبَرُ وَحَظُّنَابِكَ الْاَوْفَرُ — خوف کی کوئی بات نہیں' انسان آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی شان بہت بڑی ہے اور ہمارا نصیبہ آپ کے ساتھ زیادہ ہے۔

پھر اس عورت نے اس کے سامنے ثرید' قدید یا حیس پیش کیا اور خود اٹھ کر اسے پنکھا کرنے لگی جب وہ کھا چکا تو اسے خالص دودھ اور لسی پلائی اور اس نے حسب خواہش پیے۔ وہ آتے جاتے وقت اس دوشیزہ کو بغور دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھیں دوشیزہ کے حسن سے اور دل اس کی محبت سے معمور ہوگیا۔ اس کے بعد مرثد نے اس عورت سے پوچھا: اے لڑکی! تمہارا نام کیا ہے؟

دوشیزہ: میرا نام عفیراء ہے۔
بادشاہ: عفیراء یہ کون ہے جسے تم نے بادشاہ کہہ کر پکارا ہے؟
دوشیزہ: مرثدالعظیم الشان حاشر الکواهن والکهان لمعضلة جل منها الجان — یہ عظیم الشان بادشاہ مرثد ہے جو ایک معمہ کے حل کیلئے کاہنہ عورتوں اور کاہن مردوں کو اکٹھا کرنے والا ہے جس معمہ سے جن عاجز آگئے ہیں۔
بادشاہ: اے عفیراء! کیا تم جانتی ہو کہ وہ پیچیدہ معمہ کیا ہے؟
دوشیزہ: ہاں' اے بادشاہ سلامت! یہ عقدہ مشکل ایک خواب ہے' پریشان خیالی نہیں ہے۔
بادشاہ: اے عفیراء! تم حقیقت تک پہنچ گئی ہو' اب یہ بتاؤ کہ وہ خواب کیا ہے؟
دوشیزہ: آپ نے یہ خواب دیکھا ہے کہ بگولوں پر بگولے اٹھ رہے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے پیچھے بلند ہو رہے ہیں' ان بگولوں میں آگ کے شعلے فروزاں ہیں جس کا دھواں اٹھ رہا ہے۔ اور ان بگولوں کے پیچھے ایک موجزن نہر ہے۔ اور آپ

نے ہاتفان غیبی کی یہ آواز سنی جو کہہ رہے تھے کہ پانی کے گھاٹوں کی طرف آؤ جن سے پینے والے سیراب ہوں گے۔ اور اس پانی میں گھسنے والے ڈوب جائیں گے۔

بادشاہ: ہاں یہی میرا خواب ہے' بتاؤ کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟

دوشیزہ: زوابع (بگولوں) سے مراد بادشاہ ہیں نہر سے مواد وسیع علم ہے' داعی کی تعبیر نبی شافع ہے اس کے جارع یعنی اس پانی کے پینے والے اس نبی کے پیروکار ہیں اور کارع سے مفہوم نبی کے دشمن ہیں۔

بادشاہ: کیا یہ نبی امن و سلامتی کے ساتھ رہے گا یا معرکہ آرائی کرے گا؟

دوشیزہ: اَقْسَمَ یُرَافِعُ السَّمَاءَ وَ یُنَزِّلُ الْمَاءَ مِنَ الْغَمَاءِ اَنَّہٗ لَمُبْطِلُ الدِّمَاءَ وَمُنْطِقُ الْعَقَائِلِ نَطَقَ الْاِمَاءَ

قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلندی عطا کی اور آسمان سے مینہ برسایا کہ وہ رسم خونریزی ختم کرے گا' اور شریف زادیوں کو کنیزوں کے پٹکے باندھے گا۔

بادشاہ: عفیراء! وہ کس بات کی دعوت دے گا۔

دوشیزہ: وہ نماز' روزہ' صلہ رحمی' بت شکنی' فال گیری کے خاتمے اور گناہوں سے اجتناب کا حکم دے گا۔

بادشاہ: اس کی قوم کونسی ہے۔

دوشیزہ: وہ بنو نضر بن نزار سے ہوگا اس کی قوم اس سے معرکہ آراء ہوگی اور کشتوں کے پشتے لگیں گے نیز وہ انہیں قیدی بنائے گا۔

بادشاہ: جب وہ اپنی قوم کو تباہ و برباد کرے گا تو اس کی اعانت و امداد کون کرے گا؟

دوشیزہ: اَعْضَادُہٗ غَطَارِفُ یَمَانُوْنَ طَائِرُھُمْ بِہٖ مَیْمُوْنَ یُعَزِّبِھِمْ فَیَعْزُوْنَ وَیَدْمَثُ بِھِمُ الْحُزُوْنَ وَاِلٰی نَصْرِہٖ یَعْتَزُوْنَ

اس کے معاون و مددگار خوش قسمت یمنی سردار ہوں گے وہ انہیں عزت عطا کرے گا تو وہ معزز ہوجائیں گے وہ ان کی سخت زمین کو نرمی عطا کرے گا یعنی وہ نرم اخلاق بن جائیں گے اور اس پیغمبر کی نصرت و اعانت پر فخر کریں گے۔

یہ سن کر بادشاہ نے سر جھکا لیا اور دل ہی دل میں اس دوشیزہ کی گفتگو کے بارے میں غور کرنے لگا' تو عفیراء نے اس کے دلی ارادے کو بھانپتے ہوئے کہا' اے بادشاہ ذی شان! میں ایک غیرت مند کاہن کی منگیتر ہوں لہٰذا مجھے والہ و شیدا بنانے کی کوشش ہلاکت کی موجب ہوگی۔

یہ سن کر بادشاہ اپنے گھوڑے کی طرف لپکا اور اس پر سوار ہو کر ایڑ لگا دی اس کے بعد اس نے سو اصیل اونٹ عفیراء کے پاس بطور ہدیہ بھیجے۔

آتش فارس کا سرد ہونا' بحیرہ ساوہ کا خشک ہونا' ایوان کسریٰ کا متزلزل ہونا رویائے موبذان اور سطیح کی پیشین گوئی

حضرت شیخ اکبر ؓ اپنے مسامرات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخزوم بن ھانی المخزومی اپنے باپ ھانی' جن کی عمر ڈیڑھ سو سال ہو چکی تھی' سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ مقدس رات آئی جس میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت پاک ہوئی تو اس شب ایوان کسریٰ کانپ اٹھا اور اس کے چودہ کنگرے زمین بوس ہوگئے' آتش فارس بجھ گئی جو پچھلے ایک ہزار سال سے مسلسل روشن تھی' بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا' اور موبذان نے خواب دیکھا کہ سرکش اونٹ خالص عربی گھوڑوں کو دھکیل کر لا رہے ہیں اور دریائے دجلہ عبور کرکے بلاد فارس میں پھیل گئے ہیں۔ جب کسریٰ کو اس خواب کی اطلاع ہوئی تو گھبراہٹ میں مبتلا ہوگیا مگر اظہار شجاعت کیلئے بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا' بعدازاں یہ مناسب سمجھا کہ اپنے وزراء اور مرزبانوں کو اس خواب سے آگاہ کردینا چاہئے چنانچہ اس نے تاج پہنا اور اپنے تخت پر بیٹھ گیا اور موبذان کو اپنے دربار میں طلب کرکے کہا کہ میرے محل کے چودہ کنگرے گر گئے ہیں اور آتش فارس سرد ہوگئی ہے حالانکہ پچھلے ایک ہزار سال سے نہیں بجھی' تو موبذان نے جواب دیا: اے شہنشاہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ سرکش اونٹ خالص عربی گھوڑوں کو دھکیل رہے ہیں اور دریائے دجلہ عبور کرکے ملک فارس میں پھیل گئے ہیں تو کسریٰ نے پوچھا موبذان تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے۔ موبذان' جو کہ علمی سیادت کا مالک تھا' نے جواب دیا ایک عظیم واقعہ عرب کی طرف سے رونما ہونے والا ہے" یہ تعبیر سن کر کسریٰ نے اسی وقت نعمان بن منذر کو خط لکھا۔

کسریٰ شہنشاہ ایران کی طرف سے نعمان بن منذر کے نام

تم میری طرف عرب کے کسی ایسے شخص کو فوراً بھیجو' جو مجھے میرے سوالات کا جواب دے سکے"

تو نعمان بن منذر نے عبدالمسیح بن حیان ابن نفیلہ کو شاہ ایران کے دربار میں بھیج دیا' شہنشاہ نے اس سے پوچھا۔

شاہ ایران: عبدالمسیح کیا تمہارے پاس اس چیز کا علم ہے جو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

عبدالمسیح: بادشاہ سلامت مجھ سے سوال کریں اگر مجھے اس کا علم ہوا تو بتادوں گا' ورنہ ایک ایسے شخص کا پتہ دوں گا' جس کے پاس اس کی خبر ہوگی۔

پس بادشاہ نے عبدالمسیح کو خواب سے آگاہ کیا۔

عبدالمسیح: اس خواب کا علم میرے ماموں کے پاس ہے وہ شام میں مقیم ہے اور اس کا نام سطیح ہے۔

شاہ ایران: تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے اس خواب کی تعبیر پوچھو وہ تمہیں جو تعبیر بتائے اس سے مجھے آگاہ کرو۔

چنانچہ عبدالمسیح روانہ ہوگیا' اور سطیح کے پاس پہنچ گیا' اس وقت سطیح جاں بہ لب تھا' عبدالمسیح نے اسے سلام کیا اور بادشاہ کا سلام بھی پہنچایا مگر سطیح نے کچھ جواب نہ دیا۔ تو عبدالمسیح نے کچھ اشعار پڑھے ان میں سے بعض یہ ہیں۔

اَصَمُّ اَمْ یَسْمَعُ غِطْرِیْفُ الْیَمَنِ	کیا بہرہ ہوگیا ہے یا صرف رئیس یمن کی بات سنتا ہے۔ یا
اَمْ فَادَ فَأَزْ لَمَ بِهِ شَا وَ الْعَنَنِ	فوت ہو چکا ہے اور اس پر موت قابض ہے۔ اے امر دشوار
یَا فَاصِلَ الْخُطَّةِ اَعْیَتْ مَنْ وَّ مَنْ	کے فیصلہ کرنے والے! سب اس کے سلجھانے سے عاجز آگئے

اَتَاكَ شَيْخُ الْحَيِّ مِنْ اٰلِ سُنَنِ
اَبْيَضُ فَضْفَاضُ الرِّدَاءِ وَالْبَدَنِ
رَسُوْلُ قَيْلِ الْعَجَمِ يَسْرِىْ لِلْوَسَنِ

ہیں' آل سنن کے قبیلے کا سردار تمہارے پاس آیا ہے۔ سفید رنگ' خوش عیش اور بھرپور بدن کا مالک وہ شاہ عجم کا قاصد بن کر ایک حاجت کیلئے چلا ہے۔

سطیح نے یہ اشعار سنے تو سر اٹھا کر کہا۔

عَبْدَالْمَسِيْحِ يَهْوِىْ اِلٰى سُطَيْحٍ
وَقَدْ اَوْفٰى عَلَى الضَّرِيْحِ
بَعَثَكَ مَلِكُ سَاسَانَ
لاِرْتِجَاسِ الْاِيْوَانِ وَخُمُوْدِ النِّيْرَانِ
وَ رُؤْيَا مُؤْبَذَانِ

عبدالمسیح تیز رفتاری سے سطیح کے پاس آیا جبکہ وہ قریب المرگ تھا (تو اس نے کہا:)
تمہیں شاہ ساسان نے بھیجا ہے کیونکہ ایوان کسریٰ لرز اٹھا ہے' آتش کدہ فارس بجھ گیا ہے اور اسے موبذان نے یہ خواب بتایا ہے' کہ

طاقتور اونٹ خالص عربی گھوڑوں کو دھکیل کر دریائے دجلہ عبور کر چکے ہیں اور ملک فارس میں پھیل چکے ہیں۔

اے عبدالمسیح ! جب تلاوت ظاہر و عام ہوگی' بحیرہ ساوہ خشک ہوگا' صاحب عصاء ظاہر ہوگا اور وادی سماوہ میں طغیانی ہوگی تو سمجھ لیجئے کہ شام سطیح کا نہ ہوگا اور ان گرنے والے کنگروں کی تعداد کے برابر ان کے بادشاہ ہوں گے اور جو حادثہ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا' اس کے بعد سطیح ملک عدم کو سدھار گیا' اور عبدالمسیح کسریٰ کے پاس لوٹ آیا اور اسے خواب کی تعبیر بتائی۔ کسریٰ نے کہا: چودہ بادشاہوں کے سرپر آرائے سلطنت ہونے تک بڑا عرصہ ہے اور اس عرصے میں کیا کچھ نہیں ہوگا؟ لیکن دس بادشاہ تو چار سال کے قلیل عرصہ میں گزر گئے اور باقی چار بادشاہ کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اور کچھ خلافت عثمانی تک رہے۔

بعثت محمدیہ کے وقت شاہان ایران پر زوال و ادبار کے سائے

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ میں تحریر فرماتے ہیں جیساکہ ان سے شیخ علامہ محمد سفارینی نابلسی حنبلی نے امام صرصری کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر قصیدہ نونیہ کی شرح میں نقل کیا ہے۔ کہ دریائے دجلہ قدیم زمانے سے سرزمین خوحی میں محفوظ راستوں سے گزرتا ہوا بحر فارس میں جاگرتا تھا۔ پھر وہ آبی گزر گاہ خشک ہوگئی اور پانی نے واسط کی طرف راستہ نکال لیا تو شاہان فارس نے یکے بعد دیگرے اس دریائی پانی کو روکنے اور قدیم گزر گاہ پر ڈالنے کے لئے زر کثیر صرف کیا مگر کوئی بند قائم نہ رہ سکا۔ جب قباد بن فیروز تخت سلطنت پر آیا تو سکر کے زیریں بند میں زبردست شگاف پڑ گیا جس سے بے شمار آبادیاں زیر آب آگئیں۔ اس کے بعد جب انوشیروان نے عنان سلطنت سنبھالی تو اس نے یہ آبادیاں از سر نو تعمیر کروائیں۔ یہ صورت حال پرویز بن ہرمز کی تخت نشینی تک برقرار رہی۔ وہ سخت مزاج آدمی تھا اور اسے دیگر بادشاہوں کی نسبت اسباب و وسائل بھی زیادہ میسر تھے لہٰذا اس نے دریائے دجلہ پر بند بندھوائے اور ان گنت دولت خرچ کرکے اس کی سرکش موجوں کو پابہ زنجیر کردیا۔

بادشاہ نے اپنے ایوان میں ایک طاق بنوایا جس میں وہ اپنے تاج کو معلق کرتا تھا اس کی اپنی نشست اس طرح ہوتی کہ اس کا تاج اس کے سر کے اوپر آویزاں ہوتا۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ پرویز کے دربار میں تین سو ساٹھ علماء کہانت جادو اور علم نجوم کے ماہرین موجود تھے۔ انہی ماہرین میں ایک عرب تھا جس کا نام سائب تھا۔ وہ عربوں کے طریقہ پر پرندوں کے اڑانے سے قیافہ شناسی کرتا اور اس بارے میں کم ہی ٹھوکر کھاتا۔ یمن کے عالم باذان نے سائب کو شاہ ایران کی طرف بھیجا' ادھر کسریٰ کا اندازہ یہ تھا کہ اسے جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو وہ اپنے نجومیوں ساحروں اور کاہنوں کو اکٹھا کرلیتا اور کہتا اس معاملہ میں غور کرو کہ یہ کیا ہے۔

جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تو ایک صبح بادشاہ نے بیدار ہونے کے بعد دیکھا کہ نشست گاہ کے محراب میں شگاف پڑ چکا ہے اور دریائے دجلہ میں طغیانی آچکی ہے تو بہت غمناک ہوا اس نے کہا: میرا شاہی جھروکہ وسط سے ٹوٹ گیا ہے اور مجھے طوفان نے آگھیرا ہے گویا میری بادشاہت شکست و ریخت کا شکار ہوگئی ہے پھر اپنے کاہنوں جادوگروں اور نجومیوں کو طلب کیا اور ان کے ہمراہ سائب کو بھی بلایا اور انہیں اس پریشان کن واقعے سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم اس معاملہ پر غور کرو۔ چنانچہ انہوں نے سوچ و بچار کیا تو زمین ان پر تاریک ہوگئی اور وہ اپنے علم کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگے۔ یہاں نہ جادوگر کی جادوگری کام آئی نہ کاہن کی کہانت اور نہ نجومی کو علم نجوم نے فائدہ دیا' سائب نے تاریک رات ایک ٹیلے پر بسر کی۔ اس کی نظر ارض حجاز سے ظاہر ہونے والی ایک بجلی پر پڑی جو بڑی تیزی کے ساتھ مشرق کی جانب پھیل گئی جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کے پاؤں کے نیچے سبزہ لہلہا رہا ہے' تو اس نے اپنے شگون کی وجہ سے کہا کہ اگر یہ جو کچھ مجھے نظر آرہا ہے' سچ ہے تو حجاز مقدس سے ایک سلطان کا ظہور ہونے والا ہے جس کی سلطنت کی وسعت مشرق تک ہوگی اور اس کے دم قدم سے زمین کو وہ آبادی اور خوشحالی نصیب ہوگی کہ اس سے قبل کسی حکمران کے زمانے میں نہ ہوئی۔

جب سب ماہرین نجوم و کہانت جمع ہوگئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے بخدا! تمہارے علوم اور تمہارے درمیان کوئی آسمانی امر رکاوٹ بن گیا اور اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یا تو کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہے جو اس عظیم سلطنت کو چھین کر پاش پاش کردے گا۔ لیکن اگر تم نے کسریٰ کو بربادی سلطنت کی خبر دی تو وہ تم کو قتل کر ڈالے گا للذا تم منصوبہ بندی کرلو کہ تم نے بادشاہ کے سامنے کیا متفقہ نکتہ نظر اپنانا ہے۔ چنانچہ سب نے بادشاہ کے دربار میں آکر کہا کہ ہم نے اس بارے میں خوب غور کیا ہے تو ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ جن مہندسوں (انجینئرز) نے دریائے دجلہ کی سرکش موجوں پر بند بنایا اور آپ کے ایوان شاہی کی نشست گاہ کی منصوبہ بندی کی ہے ان سے حساب میں غلطی ہوئی ہے اور منحوس وقت میں اس کی بنیاد رکھی ہے اب ہم حساب لگاتے ہیں کہ آپ سعادت مند لمحوں میں اس کی بنیادیں رکھوائیں۔ بادشاہ نے جواب دیا ٹھیک ہے تم سعد گھڑیوں کا حساب لگاؤ۔ چنانچہ ان ماہرین نجوم و کہانت نے اندازہ لگانے کے بعد بادشاہ سے کہا کہ اب (فلاں وقت پر) اس کی بنیاد رکھوائیں تو بادشاہ نے ان کے حساب کے مطابق بنیاد رکھوائی اور دریائے دجلہ پر بند کی تعمیر میں آٹھ ماہ لگے جس کے لئے بادشاہ نے بے اندازہ دولت خرچ کی جب اس کی تعمیر مکمل ہوگئی تو بادشاہ نے ان نجومیوں سے پوچھا: کہ کیا اب میں اس پر اپنی نشست لگوا سکتا ہوں؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ بادشاہ نے بچھونے اور قالین بچھانے اور گل پاشی کرنے کا حکم دیا اور اعیان سلطنت کی مجلس طلب کی ان کے ہمراہ اداکار اور مسخرے بھی کھیل تماشے کیلئے اکٹھے ہوئے۔ چنانچہ وہ باہر آیا اور اپنی نشست گاہ پر براجمان ہوا ابھی یہ مجلس برخاست بھی نہ ہوئی تھی کہ دجلہ کا پانی اس بند کو بہا کرلے گیا۔ بادشاہ دم واپسیں کے قریب تھا کہ اسے بچالیا گیا۔ اس نے سو کے قریب ماہرین علم نجوم کو قتل کروا دیا اور کہا کہ تم

میرے ساتھ مذاق اور تماشا کر رہے ہو' تو بچ جانے والے نجومیوں نے کہا: اے بادشاہ! ہم سے بھی پہلے ماہرین و مہندسین کی طرح غلطی ہوگئی ہے۔ ہم اب ہم پھر حساب لگاتے ہیں تاکہ آپ اس کی بنیاد کسی مبارک گھڑی کے موافق رکھیں۔ بادشاہ نے ان سے کہا اپنی بات پر پھر غور کرلو۔ ورنہ وہی سلوک کیا جائے گا جو پہلوں کے ساتھ ہوا ہے۔ انہوں نے جواب دیا' اب ہم اچھی طرح حساب لگائیں گے۔

پس انہوں نے حساب لگانے کے بعد بادشاہ سے کہا کہ اب (فلاں ساعت سعیدہ) اس کی بنیاد رکھوائیں' تو بادشاہ نے ان نجومیوں کے حساب کے متعلق بنیاد رکھوائی اور آٹھ ماہ تک اس پر کام ہوتا رہا اور بے اندازہ لاگت آئی' تکمیل کے بعد بادشاہ نے ان سے پوچھا: کہ کیا اب میں اس پر بیٹھ جاؤں' انہوں نے کہا: جی ہاں' چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس بند کے اوپر چلنے لگا مگر اسی اثناء میں دجلہ کے پانی نے اس بند کی بنیادوں کو اکھیڑ دیا اور بادشاہ سرکش موجوں کا شکار ہوگیا لیکن اسے جاں بہ لب حالت میں پانی سے نکال لیا گیا تو اس نے سب نجومیوں اور کاہنوں کو طلب کرکے کہا کہ میں تم سب کو تہ تیغ کرنے والا ہوں اور تمہارے شانے تلوار کے ذریعے تمہارے جسموں سے الگ کرواکے پامال کروانے والا ہوں یا سچ سچ بتاؤ کہ یہ معاملہ کیا ہے جس کے بارے میں تم مغالطہ دیتے رہے؟ انہوں نے جواب دیا اے بادشاہ معظم! اب ہم آپ سے غلط بیانی نہیں کریں گے۔ آپ نے ہمیں دجلہ کے بند ٹوٹنے اور ایوان شاہی میں دراڑ پڑنے کی وجہ معلوم کرنے کا حکم دیا تو ہم نے انتہائی غور کیا مگر زمین ہم پر تاریک ہوگئی اور آسمانوں کی دنیا بھی اندھیروں میں ڈوب گئی لہٰذا ہم ماہرین نجوم و کہانت میں سے کسی کی بات درست ثابت نہ ہوگی۔ تو ہم نے یقین کرلیا کہ ضرور کوئی نیا آسمانی امر رونما ہوا ہے۔ یا تو کوئی پیغمبر مبعوث ہوچکا ہے یا مبعوث ہونے والا ہے' اسی لئے ہمارے درمیان اور ہمارے علم کے درمیان حجابات حائل ہوگئے ہیں تو ہم نے اس اندیشہ کے تحت آپ کو اس کی خبر نہیں دی کہ ہم آپ کو سلطنت فارس کے زوال کی خبر دیں گے تو آپ ہمیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے اسی لئے ہم نے اپنے آپ کو بچانے کیلئے یہ حیلہ بازی کی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے انہیں چھوڑ دیا اور دجلہ کو بھی کیونکہ دجلہ کی سرکش موجیں ان کی بند باندھنے کی تدابیر پر پانی پھیر دیتی تھیں۔

سلطنت ایران کے پاش پاش ہونے کی پیشین گوئیاں

ابن جوزی فرماتے ہیں ابن اسحاق ان غیر متہم رواۃ سے نقل کرتے ہیں جنہوں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا یارسول اللہ' اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں شاہ ایران پر کونسی حجت قائم فرمائی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے خوابگاہ بادشاہ کی دیوار سے ہاتھ نکالا جو کہ نور سے ضیاء بار تھا' جب بادشاہ نے یہ ہاتھ دیکھا تو گھبرا گیا' تو فرشتے نے کہا: اے کسریٰ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان رسول مبعوث کرکے اس پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے لہٰذا اس پیغمبر کی اتباع کر' تو دنیا و آخرت میں سلامتی کے ساتھ رہے گا تو کسریٰ نے کہا: میں اس معاملے میں غور کروں گا۔

ابن اسحاق بطریق ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کسریٰ کی طرف بھیجا' بادشاہ اس وقت اپنے محل میں تھا جس میں اس وقت کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ تو وہ فرشتے کو اپنے سرہانے عصا کے ساتھ

کھڑے دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا۔ فرشتے نے کہا: اے کسریٰ تو اسلام لائے گا یا میں عصا توڑ دوں؟ تو کسریٰ نے جواب دیا ٹھہریئے مجھے مہلت دیجئے۔ پس فرشتہ لوٹ گیا تو کسریٰ نے اپنے محافظین اور پہرے داروں کو طلب کرکے ڈانٹا اور کہا کہ اس شخص کو میرے پاس آنے کی اجازت کس نے دی؟ انہوں نے جواب دیا کوئی شخص اندر داخل نہیں ہوا نہ کسی کو ہم نے اندر جاتے ہوئے دیکھا۔

آئندہ سال اسی لمحہ وہ فرشتہ دوبارہ کسریٰ کے سامنے آیا اور اسے کہا کہ اسلام لائے گا یا یہ عصا ٹکڑے ٹکڑے کردوں۔ تو کسریٰ نے پہلے جیسا جواب دیا تو وہ فرشتہ چلا گیا کسریٰ نے اپنے دربانوں اور پہرے داروں کو بلاکر غصے کا اظہار کیا کہ یہ شخص اندر کیسے آیا؟ تو انہوں نے لاعلمی کا مظاہرہ کیا' پھر تیسرے سال بھی وہ فرشتہ اپنے مخصوص وقت پر آیا اور سوال و جواب کے بعد عصا توڑ کر چل دیا بس اس کے بعد ملک ایران کا شیرازہ بکھر گیا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ روایت بطریق ابو سلمہ بیان کی تو وہ فرمانے لگے کہ فرشتہ جب کسریٰ کے پاس گیا تو اس کے ہاتھوں میں دو بوتلیں تھیں پھر اس نے کسریٰ سے کہا کہ تو اسلام لے آ' مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا' تو فرشتے نے ایک بوتل کو دوسری بوتل پر دے مارا تو وہ چکنا چور ہوگئیں۔ پھر فرشتہ نکل گیا اور کسریٰ تباہی و بربادی کا شکار ہوگیا اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ خالد بن وبزہ سے جو کہ مجوسی سردار تھے اور پھر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے تھے روایت کرتے ہیں کہ کسریٰ جب سوار ہوکر جاتا تو اس کے آگے دو سوار لمحہ بہ لمحہ یہ کہتے ہوئے چلتے کہ اے کسریٰ! تو بندہ ہے رب نہیں ہے تو وہ تائید میں سر کو جنبش دیتا۔ ایک دن وہ سوار ہوکر جارہا تھا کہ ان دونوں محافظ سواروں نے یہی ندا کی مگر کسریٰ نے تائید و تصدیق میں سر کو حرکت نہ دی۔ تو انہوں نے اعلیٰ پولیس افسر کو یہ بات بتائی جس نے کسریٰ کو اس فروگزاشت کی یاد دہانی کرائی۔

ہوا یوں کہ کسریٰ پر نیند کا غلبہ ہوگیا جب اس نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے پولیس افسر کو بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے سات آسمانوں سے اوپر لے جایا گیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک اور شخص بھی موجود ہے جو ایک تہ بند اور رداء میں ملبوس ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میری زمین کے خزانوں کی چابیاں اس شخص کے حوالے کردے۔ تجھے کئی بار اس کا حکم دیا جاچکا ہے مگر تو نے عمل نہیں کیا' کسریٰ نے کہا: کہ میں اٹھ کر واپس کرنا ہی چاہتا تھا مگر تم نے مجھے جگا دیا۔

ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ پرویز شاہ ایران نے خواب میں کسی شخص کو کہتے ہوئے دیکھا کہ تمہارے اندر تبدیلی آچکی ہے لہٰذا تمہاری حکومت اور اقتدار میں بھی تغیر آگیا ہے اور یہ سلطنت احمد ﷺ کی طرف منتقل کردی گئی ہے۔ انہی وجوہات کی بناء پر اہل ایران کسی بڑے حادثے اور واقعے کے رونما ہونے کے منتظر تھے اسی اثناء میں کہ نعمان بن منذر نے شاہ ایران کو لکھا کہ تہامہ (حجاز مقدس) میں طلوع ہونے والا ستارہ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ ارض و سما کے معبود کا پیامبر تشریف فرما ہونے والا ہے جس سے شاہ ایران کے اوسان خطا ہوگئے اور اسے یہ یقین ہوگیا کہ وہ وہی ہستی ہے جس کے ظہور کی توقع تھی۔

ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے تمام سلطنتوں کا شیرازہ بکھر گیا سوائے رومی سلطنت کے کہ اہل روم

کے حق میں اسحاق علیہ السلام کی دعا پہلے قبول ہو چکی تھی۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت اسحاق علیہ السلام نے بوقت وصال اپنی اولاد کو وصیت کرنے کیلئے طلب فرمایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد شرف نبوت سے مشرف کی گئی' بعد میں حضرت عیص حاضر ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے ان کے لئے افزائش نسل اور کثرت اولاد کی دعا کی۔ یہ اہل روم سارے کے سارے عیص ہی کی اولاد سے ہیں۔[1]

ان سلطنتوں کی ٹوٹ پھوٹ اور پراگندگی کا آغاز یوں ہوا کہ شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کر دیا پھر ملک ایران میں طاعون پھیلی جس سے شیرویہ بھی ہلاک ہو گیا اس کے بعد ملک میں کئی حکمران یکے بعد دیگرے پے در پے آئے مگر زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے۔

ملک یمن کی تباہی کا نکتہ اولین یہ ہے کہ حبشیوں نے شاہ یمن سیف بن ذی یزن کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد حکومت کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا اور ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ ہو گیا یہاں تک کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہوا۔

نعمان بن منذر کے بعد مملکت حیرہ بھی بکھر کر رہ گئی اور آل جفنہ کی سلطنت کا شیرازہ بھی پریشاں ہو گیا ان کا آخری حکمران جبلہ بن ایہم تھا (جو خلافت فاروقی میں عیسائی ہو گیا تھا) انتہی (از شرح سفارینی)

انہی حکمرانوں میں سے ایک ذوالاکتاف تھا' اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ وہ عرب مفتوح لوگوں کے کندھے اتروا دیتا تھا۔ وہ جب منازل بنی تمیم میں

آیا تو بنو تمیم اس کے لشکر کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے اور عمیر ابن تمیم کو پیچھے چھوڑ گئے وہ ایک پنگھوڑے میں تھا کیونکہ وہ بیٹھ نہیں سکتا تھا اسے پکڑ کر ذوالاکتاف کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے لب کشائی پر مجبور کیا گیا تو بادشاہ نے اسے صاحب ادب و معرفت پایا۔ اس نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ آپ عربوں کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ اہل عرب یہ سمجھتے ہیں کہ میری سلطنت ایک نبی کے ہاتھ پر فتح ہو کر ان کے قبضے میں آجائے گی۔ جو آخری زمانے میں مبعوث ہونے والا ہے تو عمیر سے اس نے کہا: اگر ایسی بات ہے تو بادشاہوں کا حلم و بردباری اور عقل و فراست کہاں ہے؟ اور یہ امر اگر باطل نکلے تو آپ کا نقصان نہیں ہوگا اور اگر حقیقت کا روپ دھارے تو وہ عرب اکٹھے ہو کر بھی آپ کے ساتھ مقابلے کی تاب نہ لا سکیں گے عمیر کی یہ بات سن کر شاپور لوٹ آیا اور عربوں سے تعرض چھوڑ دیا۔

عمرو بن معدی کرب کے اسلام کے بارے میں تردد پر عتاب

جب عمرو بن معدی کرب کو اسلام کے بارے میں تردد کی وجہ سے عتاب کیا گیا تو اس نے کہا: بخدا! یہ تو انتہائی بدبختی اور شقاوت کی بات ہے کیونکہ مجھے تو نزول وحی سے پہلے ہی معلوم تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ اے ابا ثور! یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ بنی زبید کے درمیان باہم ظلم و عداوت پیدا ہو گئی۔ یہاں تک کہ ایک

---

[1] (قبل ازیں فتح الباری شرح بخاری کے حوالہ سے سلطنت روم کی بقاء اور ایک عرصہ تک قائم دائم رہنے کی ایک اور وجہ نامہ رسول ﷺ کی رومی شاہی گھرانے میں بہ ادب و احترام اور بحفاظت موجودگی کا ذکر ہو چکا ہے۔ محمد اعجاز جنجوعہ)

دوسرے کی خونریزی تک نوبت پہنچ گئی۔ اس صورتحال کے ازالہ کیلئے بنی زبید کے سمجھدار لوگوں نے اپنے کاہن سے اس امید پر مدد چاہی کہ اس فتنے سے نکلنے کیلئے شاید اس کے پاس کوئی علاج ہو۔ تو کاہن نے کہا۔

اَقْسَمُ بِالسَّمَاءِ ذَاتَ الْاَبْرَاجِ	برجوں والے آسمان کی قسم!
وَالْاَرْضِ ذَاتَ الْاَدْرَاجِ	راستوں والی زمین کی قسم!
وَالرِّیْحِ ذَاتَ الْعِجَاجِ	گردوغبار والی ہوا کی قسم!
وَالْجِبَالِ ذَاتَ الْفُجَاجِ	دروں والے پہاڑوں
وَالْبِحَارِ ذَاتَ الْاَمْوَاجِ	اور تلاطم خیز سمندروں کی قسم! کہ اس بگاڑ اور شوروشر کا باعث
اِنَّ هٰذَا الْاَمْوَاجَ وَالْاِرْتِجَاجَ	
لِلِقَاحٍ ذَاتَ نَتَاجٍ	ایک حاملہ اونٹنی ہے جو جننے والی ہے۔

لوگوں نے پوچھا' اس کا نتیجہ کیا ہے؟ تو کاہن نے جواب دیا۔

ظُهُوْرُ نَبِيٍّ صَادِقٍ بِكِتَابٍ نَاطِقٍ وَ حِسَامٍ فَالِقٍ	ایک سچے نبی کا ناطق کتاب اور شمشیر براں کے ساتھ ظاہر ہونا

انہوں نے دریافت کیا وہ کہاں ظاہر ہوگا؟ اور کس چیز کی طرف دعوت دے گا؟ تو کاہن نے جواب دیا۔

يُظْهِرُ بِصَلَاحٍ وَيَدْعُوْ اِلَى الْفَلَاحِ وَيُعَطِّلُ الْقِدَاحَ وَيَنْهٰى عَنِ الرَّاحِ وَالسِّفَاحِ وَعَنِ الْاُمُوْرِ الْقِبَاحِ	وہ بھلائی اور درستی کے ساتھ ظاہر ہوگا اور کامیابی کی طرف دعوت دے گا جواء بازی بند کرے گا۔ اور شراب نوشی قتل و غارت اور گندی باتوں سے منع کرے گا۔ انہوں نے دریافت کیا' اس نبی کا کس گھرانے سے تعلق ہوگا؟ تو کاہن نے بتایا۔
وَلَدُ الشَّيْخِ الْاَكْرَمِ حَافِرِ زَمْزَمَ وَمُطْعِمِ الطَّيْرِ الْحُوَّمِ وَالسِّبَاعِ الصُّوَّمِ	چاہ زمزم کو کھودنے والے پیاسے پرندوں کو پانی پلانے والے اور بھوکے درندوں کو کھانا کھلانے والے معزز بزرگ کی اولاد میں سے ہوگا۔

پوچھا: اس کا نام کیا ہوگا۔ تو بتایا۔

اِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ وَعِزُّهٗ سَرْمَدٌ وَخَصْمُهٗ مُكْمَدٌ	اس عظیم الشان پیغمبر کا اسم گرامی محمد ہے۔ اس کی عزت سرمدی ہے اور اس کا دشمن پریشان حال ہے۔

اس کے بعد عمرو بن معدی کرب نے بیان کیا کہ وہ ہوذہ صاحب تاج کے دربار میں گیا تو وہاں ایک راہب نے اسے بتایا کہ محمد ﷺ وہی نبی عربی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ (رواہ خزیمہ بن ثابت)

حضور انور ﷺ کی نانی سوداء کا حیران کن واقعہ

زہرہ بن کلاب کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کے چہرے پر برص کا نشان اور کالا داغ تھا' اسے یہ نشانات برے لگے تو

اس نے اپنی بیٹی کو زندہ دفن کرنے کا حکم دیا جس شخص کو اس نے حکم دیا تھا وہ اس بچی کو لیکر نکلا یہاں تک کہ حجون (کنوئیں) کے قریب پہنچ گیا اور اسے اس گڑھے میں لٹکا دیا۔ اسی اثناء میں اسے ہاتف کی آواز آئی

رُبَّ فَارِسٍ رِدَادٌ مُطْعِمٌ جَوَادٍ فِي السَّنَةِ کبھی بہادر قحط سالی میں کھانا کھلانے والے سخی بیٹی کو زندہ الْجَمَّادِيْنَ الْجَارِيَةَ الْمُلْقَاةِ بِالْوَادِ گڑھے میں پھینکتے وقت سنگدل ہوجاتا ہے

جب اس شخص نے ہاتف کی آواز سنی تو بچی کو گڑھے سے نکال کر اس کے باپ کے پاس لے آیا اور اسے سارا ماجرا بتایا۔ زہرہ نے کہا: اس بچی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ عجیب و غریب شان کی مالک ہوگی۔ اس نے بچی کا نام سوداء رکھ دیا۔ چنانچہ جب وہ پروان چڑھی تو اس نے اس کا نکاح کعب بن عمرو بن تیم کے ساتھ کردیا جس سے اس کی اولاد ہوئی پھر کسی اور کے عقد نکاح میں آئی جس سے اس کے بیٹے اور بیٹیاں بکثرت ہوئیں۔ وہ بڑی عقلمند اور نیکوکار کاہنہ تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ میرے بیٹوں کو میرے روبرو لایا جائے تو عبداللہ بن جدعان اور ہشام بن مغیرہ وغیرہم اس کے سامنے پیش کئے گئے تو اس نے تمام بیٹوں کو فرداً فرداً ان کے خصائص سے آگاہ کیا اور آئندہ ان کے ساتھ پیش آنے والے معاملات کا ذکر بھی کیا۔ پھر اس نے کہا: کہ اب بیٹیاں بلائی جائیں چنانچہ اس نے بتایا کہ ان بیٹیوں میں ایک نذیرہ یعنی ڈرانے والی ہے یا ایک نذیر کو جنم دے گی۔ اس کے سامنے ہالہ بنت اہیب پیش کی گئی تو کہا: یہ وہ نہیں ہے مگر اس کی اولاد ہوگی چنانچہ حمزہ بنت عبدالمطلب اس کے بطن سے ہوئے۔ پھر الشفاء لائی گئی تو کہا: یہ بھی نہیں ہاں اس کی بھی اولاد ہوگی تو عبدالرحمٰن بن عوف اس کے بیٹے ہوئے۔ پھر آمنہ بنت وہب کو پیش کیا گیا تو کہا: لات و عزیٰ کی قسم یہ میری بیٹی نذیرہ ہے اس کے ہاں ایک نذیر ہوگا جو عظیم الشان اور رفیع البرہان ہوگا پھر سودا بنت زہرہ کا انتقال ہوگیا تو اس کے جنازے کے ساتھ اس کی سو کنواری بیٹیاں نواسیاں اور پوتیاں نکلیں جبکہ شادی شدہ علاوہ تھیں۔

سفیان کی ایک کاہنہ سے گفتگو

مشہور شاعر فرزدق کے دادا سفیان بن مجاشع تمیمی پر اپنی قوم کے درمیان خونریزی کی وجہ سے خوں بہا کا بوجھ آپڑا تو وہ حصول امداد کی غرض سے نکلا' بنو تمیم کے ایک قبیلہ میں آیا تو اہل قبیلہ ایک کاہنہ کے پاس جمع تھے۔ وہ کاہنہ کہہ رہی تھی۔

الْعَزِيْزُ مَنْ وَّالَاهُ وَالذَّلِيْلُ مَنْ خَالَاهُ وہ عزت مند ہوگیا جس نے "اس" سے محبت کی اور وہ ذلیل وَالْمَوْفُوْرُ مَنْ وَّالَاهُ وَالْمَوْتُوْرُ مَنْ عَادَاهُ ہوگیا جس نے اس سے تعلق توڑ لیا۔

وہ دولت مند ہوگیا جس نے اس سے محبت کی اور جس نے اس سے عداوت کی وہ محروم ہوگیا تو سفیان نے اس کاہنہ سے پوچھا: کہ تم کس کا ذکر کررہی ہو؟ تو اس نے جواب دیا۔

صَاحِبُ حِلٍّ وَحَرَمٍ وَهُدًى وَ عِلْمٍ — وہ صاحب حل و حرم ہے' ہدایت و علم والا ہے۔
وَحِلْمٍ وَ حَزْمٍ بَطْشٍ وَحِلْمٍ وَحَرْبٍ وَسِلْمٍ — بردباری اور سخت گرفت اسکا شیوہ ہے' صاحب حرب و صلح ہے
رَأْسُ رُؤُوْسٍ وَرَائِضُ شُمُوْسٍ وَ — سروراں' دشمنوں کو سیراب کرنے والا
مَاحِيْ بُؤْسٍ وَمَا هِدُ وُعُوْسٍ وَ — مصیبت کو مٹانے والا' ریگستانوں کو پامال کرنے والا
نَاعِشُ مَنْعُوْسٍ — اور سوئے ہوؤں کو خواب غفلت سے جگانے والا۔

سفیان نے دریافت کیا وہ کون ہے؟ تو اس نے بتایا کہ تائید الٰہی کا حامل نبی' اس کی پیدائش کا زمانہ قریب آلگا ہے وہ

احمرو اسود کی طرف ایک کتاب کے ساتھ مبعوث ہوگا' اسم شریف اس کا محمد ہے۔ سفیان نے پھر سوال کیا کہ کیا وہ پیغمبر عربی ہوگا یا عجمی؟

تو کاہنہ نے جواب دیا۔

ابر آلود آسمان اور شاخ دار درخت کی قسم کہ وہ معد بن عدنان کی نسل میں سے ہوگا تو سفیان نے سلسلہ سوال ختم کر دیا' بعدازاں اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا اس نے اس امید پر محمد نام رکھا کہ شاید وہ نبی موعود و موصوف بنے۔

قباث کی جنگ بدر سے واپسی پر ایک کاہن سے ملاقات

قباث بن اشیم جو کہ غزوۂ بدر میں مشرکوں کی طرف سے شامل ہوئے اور بھاگ کھڑے ہوئے' بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ سے بھاگ کر دو دن اور دو راتیں، مسلسل چلتا رہا جب تیسری رات آئی تو گھبرا گیا اور خوف کی وجہ سے راستے سے بھٹک گیا مجھے ہلکی سی اونگھ آگئی پھر خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔

جب رات ختم ہونے کو آئی تو مجھے ایک آگ نظر پڑی' میں نے اس کا قصد کیا' یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچ گیا یہ آگ ایک ایسی زمین میں تنہا خیمہ کے سامنے روشن تھی جہاں کوئی انیس و واقف حال نہ تھا اور نہ ہی جلانے والا موجود تھا اور نہ ہی وہاں کوئی آواز آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ خوف سے میرے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی اور رونگٹے کھڑے ہوگئے اور ششدر سا ہو کر رہ گیا پس میں اپنی جگہ کانپتے ہوئے کھڑا ہو گیا کہ ہاتف نے مجھے پکارا

اے قباث! اے قباث! آگ تیار ہے کوئی بھٹکا ہوا ہے یا متحیر اور ظلم کمانے والا موخر کام کی تدبیر کرنے والا۔

تو میں نے کہا: اے ہاتف میں تمہاری پناہ میں آتا ہوں تو اس نے یہ کہتے ہوئے جواب دیا آگ کے قریب آجاؤ' میں تجھے پناہ دیتا ہوں تو میں آگ کے قریب آکر تاپنے لگا پھر خیمہ کے اندر نظر دوڑائی' تو ایک بزرگ دیکھا جس نے اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا میں نے کہا: کہ چچا جان تاریکی بہت چھائی ہوئی ہے تو اس نے جواب دیا خوش آمدید! ضیافت تیار ہے جی بھر کر کھاؤ اور یہ بتاؤ کہ قریش کا لشکر کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ میں نے کہا: اہل قریش غالب آگئے ہیں' اس نے کہا: نہیں ہرگز نہیں' اچک لینے والی بجلیوں' زوردار کڑک اور تیز ہواؤں کی قسم! انہیں تیز سیدھے نیزوں اور کاٹ دار چمکیلی تلواروں نے کاٹ ڈالا ہے ان کی صفوں میں تیز رفتار بجو گھس گئے ہیں اور ان کی گردنوں اور ہاتھوں پر جھتے غالب آگئے ہیں' کہنے والے نے نصیحت اور خیر خواہی کا اظہار کر دیا کاش سننے والا قبول کرلے لیکن اللہ کے امر کو کوئی ٹالنے والا نہیں' پھر اس نے آہ بھر کر کہا بت پاش پاش کر دیئے گئے' کاہنوں کا ذریعہ اخبار معطل ہوگیا اور جنات کا تصرف روک دیا گیا ہے کیونکہ ایک ایسے دین کا اعلان عام ہوا ہے جو کانوں کے پردہ سماعت سے ٹکرا رہا ہے اور ہر مقدور کے ظہور کا متعین وقت ہے' اے قباث! میں تینوں پتھروں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا حادثہ ہے جو برق رفتاری سے ظاہر ہونے والا ہے پھر اس نے زوردار چیخ ماری اور غش کھا کر منہ کے بل گر گیا' قباث کہتے ہیں میں اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اسے بغور دیکھا تو اس کی روح قفس عنصری سے نکل رہی تھی پھر میں نے دیر نہ کی اور تیزی سے اپنے راستے پر چل نکلا۔

خنافر بن توام حمیری کے ایمان لانے کا حیران کن واقعہ

ابن کلبی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خنافر بن توام حمیری ایک کاہن تھا' جب یمن کے وفد حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور اسلام کا ظہور ہوگیا تو خنافر نے بنو مراد کے اونٹوں پر غارت ڈالی اور اپنا اہل و مال لیکر شحر چلا گیا۔ ایام جاہلیت میں اس کا ساتھی ایک جن تھا مگر ظہور اسلام کے بعد اس سے اس کا جن گم ہوگیا۔ خنافر کہتا ہے ایک رات میں اسی وادی میں تھا کہ وہ جن عقاب کی تیزی سے میرے پاس آیا اور کہا خنافر! میں نے کہا: شصار؟ تو اس نے کہا: میری بات سنو تو کہوں۔ میں نے کہا: ہاں سنوں گا' کہو' اس نے کہا: لوٹ چلو غنیمت پاؤ گے کیونکہ ہر مدت کی انتہاء ہے اور ہر شروع ہونے والے کام کا انجام ہے۔ میں نے کہا: ہاں' اس نے پھر کہا ہر سلطنت کے لئے ایک وقت مقرر ہے اس کے بعد وہ گردش دوراں کا شکار ہوگی۔ ادیان منسوخ ہوگئے ہیں اور ملتیں اپنے حقائق کی طرف لوٹ آئی ہیں میں شام میں بنو عدام کے لوگوں کے پاس آیا جو اعلیٰ حکام ہیں اور خوبصورت کلام کرتے ہیں' یہ کلام نہ شعر مولف ہے نہ سجع مکلف' میں نے اس کی طرف کان لگائے تو خوفزدہ ہوگیا' پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کس کی طرف رہنمائی کر رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

ایک عظیم خطاب و پیغام ہے جو جابر بادشاہ خدا کی طرف سے آیا ہے اے شصار! تم انتہائی سچی خبریں سنو اور صاف واضح راستے پر چلو' تم آتش جہنم کی شدید تپش سے نجات پاجاؤ گے" میں نے پوچھا' یہ کیسا کلام ہے؟

تو بتایا کہ یہ کفروایمان کے درمیان فرق کرنے والا کلام ہے جو مضر و دار کے گھرانے کا رسول لایا ہے وہ مبعوث ہوکر ظاہر ہوچکا ہے اور ایسا کلام لایا ہے جو تمام کلاموں پر غالب ہے اس نے مٹے ہوئے راستوں کو واضح کردیا ہے اور اس میں عبرت حاصل کرنے والے کے لئے وعظ ہیں"۔

میں نے دریافت کیا "یہ عظیم و کبیر آیات کے ساتھ مبعوث ہونے والا کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ احمد خیرالبشر ہے اگر تو نے ان کی مخالفت کی تو جہنم کی آگ میں جائے گا" تو یہ سن کر میں ایمان لے آیا اور بھاگتا ہوا تیرے پاس آیا۔

لہٰذا اب تو کفر کی ہر گندگی سے اجتناب کر' اور ہر پاکیزہ مومن کے نقش قدم پر چل ورنہ تیرے میرے رستے جدا ہوجائیں گے۔ تو میں نے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیا' لوٹے ہوئے اونٹ ان کے مالکوں کو واپس کئے اور صنعاء میں آکر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اسی واقعہ کی طرف میں نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ عَادَ بِفَضْلِهٖ	کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بہت کرم فرمایا ہے
وَاَنْقَذَ مِنْ لَفْحِ الْجَحِيْمِ خَنَافِرًا	اور خنافر کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچالیا ہے
وَعَانِیْ شَصَارٌ لِلَّتِیْ لَوْ رَفَضْتُهَا	شصار نے مجھے ایسی دعوت دی ہے اگر میں اسے قبول
لَاَصْلَيْتُ جَمْرًا مِّنْ نَطِیِّ الْهَوْنِ جَائِرًا	نہ کرتا تو جہنم کی ذلت آمیز آگ میں داخل ہوجاتا

قبیلہ جرش کے کاہن نے نبوت محمدیہ ﷺ کی بشارت دی

یمن کے قبیلہ جرش کا ایام جاہلیت میں ایک کاہن تھا جب رسول اللہ ﷺ کے امر نبوت کا چرچا جزیرۃ العرب میں پھیل گیا تو بنو جرش اپنے کاہن کے پاس آئے اور پہاڑ کے دامن میں اس سے ملاقات کی' وہ بوقت طلوع آفتاب نیچے اترا

اور ان کے سامنے اپنی کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہوگیا اور پھر کافی دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا رہا' اس کے بعد ان سے کہا لوگو! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر کرم فرمایا ہے' انہیں نبوت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور ان کے قلب اطہر کو' پاک کرکے ایمان و عرفان سے بھر دیا ہے' لوگو! محمد ﷺ کا قیام تمہارے درمیان بہت قلیل ہے۔"

شاہ یمن عمر بن عامر کی بعثت مصطفوی کے بارے میں پیشین گوئی

امام برزنجی اپنی کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ میں لکھتے ہیں کہ امام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں میں نے ابن ہشام کی کتاب تیجان میں پڑھا کہ عمر بن عامر ایک صاحب تاج بادشاہ اور عمر رسیدہ کاہن تھا' جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بھائی عمرو بن عامر مزیقی سے کہا کہ عنقریب تمہارے ملک میں بگاڑ پیدا ہوگا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یمنیوں کے بارے میں دو ناراضگیاں اور دو رحمتیں ہیں۔ پہلی ناراضگی یہ ہے کہ مارد کا بند منہدم ہوجائے گا جس کے سبب ملک میں تباہی پھیلے گی دوسری یہ ہے کہ حبشی یمن پر غالب و قابض ہوجائیں گے۔

اور پہلی رحمت تہامہ (حجاز مقدس) سے ایک عظیم الشان نبی کی بعثت ہے جس کا اسم گرامی محمد ہے جو رحمت کے ساتھ مبعوث ہوگا اور مشرکین پر غلبہ اور تسلط حاصل کرے گا اور دوسری رحمت یہ ہے کہ جب بیت اللہ شریف کو منہدم کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک شخص شعیب بن صالح کو بھیجے گا تو وہ بیت اللہ شریف کی حرمت پامال کرنے والوں کو تباہ و برباد کردے گا یہاں تک کہ دنیا میں سوائے یمن کے کہیں ایمان نہ ہوگا اس وقت حجاز یمن کا حصہ ہوگا اور کعبہ شریف کو کعبہ یمانی کہا جائے گا۔

ایک جن کی بشارت

ابو نعیم حضرت عثمان بن عفان ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے شام کی طرف جانے والے ایک تجارتی قافلے میں نکلے جب ہم حدود شام میں پہنچے تو ایک کاہنہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ میرا تھن (جن) میرے پاس آیا اور دروازے پر کھڑا ہوگیا' میں نے پوچھا اندر نہیں آؤ گے؟ تو اس نے جواب دیا اندر آنے کا راستہ مسدود ہوگیا ہے کیونکہ احمد ﷺ کا ظہور ہوگیا ہے اور ایک ایسی چیز لایا ہے جس کی تاب نہیں لائی جاسکتی۔

حضرت عثمان ؓ فرماتے ہیں جب میں لوٹ کر مکہ شریف آیا تو دیکھا کہ واقعی حضور ﷺ کی بعثت ہوچکی تھی اور آپ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے تھے۔

ذاب بن حارث کے ایمان لانے کا سبب

ابن شاہین وغیرہ محدثین ابو خیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ذاب بن حارث نے بتایا کہ میرے بیٹے کا ایک جن تھا جو اسے آئندہ کی خبریں بتاتا تھا' ایک دن اس جن نے آکر اسے کسی چیز کی خبر دی تو اس نے میری جانب دیکھا اور کہا اے ذاب عجیب و غریب بات سنو' محمد ﷺ کتاب کے ساتھ مبعوث ہوچکے ہیں اور مکہ میں دعوت دے رہے ہیں لیکن کوئی ان کی دعوت قبول نہیں کرتا تو میں نے پوچھا یہ دعوت کیا ہے؟ اس نے کہا: پتہ نہیں' اسی طرح سنا ہے پھر زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے متعلق سنا اور اسلام قبول کرلیا۔

باب پنجم

جنات کی زبانوں پر نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کچھ اور پیشین گوئیاں

سواد بن قارب کے ایمان لانے کا واقعہ

حضرت سواد بن قارب ؓ حضرت ابو ہریرہ ؓ کے قبیلہ بنی دوس سے تعلق رکھتے تھے‘ ایام جاہلیت میں وہ کہانت کرتے تھے اور وہ شاعر بھی تھے‘ پھر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

محمد بن کعب قرظی ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ ایک روز تشریف فرما تھے کہ ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا‘ عرض کیا گیا اے امیرالمومنین! کیا آپ اس گزرنے والے شخص کو پہنچانتے ہیں؟ فرمایا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ سواد بن قارب ؓ ہے جس کے پاس اس کی جنیہ رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر لائی تھی‘ حضرت عمر ؓ کا یہ ارشاد ان کے اس خطبے کے بعد ہے جس میں انہوں نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر پوچھا تھا کہ تم میں سواد بن قارب موجود ہیں؟ تو مجمع میں سے کسی نے جواب نہ دیا جب اگلے سال لوگ آفاق سے زیارت کے لئے مدینہ شریف آئے تو حضرت عمر ؓ نے پوچھا لوگو! کیا تم میں سواد بن قارب موجود ہیں؟ کیونکہ ان کے آغاز اسلام کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ حضرت براء ؓ فرماتے ہیں ہم اسی حالت میں تھے کہ حضرت سواد آ گئے‘ لوگوں نے حضرت عمر ؓ کو بتایا کہ یہ سواد ہیں تو انہوں نے ایک آدمی بھیج کر سواد کو بلوا لیا وہ جب آئے تو پوچھا کیا تم سواد بن قارب ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں‘ حضرت عمر ؓ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس تمہاری جنیہ نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر لائی تھی‘ کہا‘ ہاں پوچھا کیا تم اب بھی کہانت کا شغل کرتے ہو؟ حضرت سواد ؓ نے ناراض ہو کر کہا اے امیرالمومنین! جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کسی نے مجھ سے ایسا کلام نہیں کیا تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: سبحان اللہ! ہمارا عقیدہ شرک اس کہانت سے کہیں بڑا گناہ تھا‘ ایک اور روایت میں ہے حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے اللہ! معاف فرما۔ ہم زمانہ جاہلیت میں اس سے بڑے گناہ میں مبتلا تھے کہ ہم بتوں کی پرستش کرتے تھے‘ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول اللہ ﷺ کے طفیل اور اسلام کی برکت سے عزت عطا فرمائی۔ پھر فرمایا اے سواد! ہمیں اپنے آغاز اسلام کی تفصیل بیان کرو۔ عرض کیا ہاں اے امیرالمومنین! میں ایک رات سونے اور جاگنے کے درمیان تھا کہ اچانک میری جنیہ آئی اس نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا اے سواد کھڑا ہو اور میری بات سن اور اگر تجھ میں عقل ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے جو اللہ کے دین اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَطْلَابِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَقْتَابِهَا	میں نے جنوں سے تعجب کیا اور ان کی طلب اور ان کے سفید اونٹوں پر کجاوے کسنے سے تعجب کیا
تَهْوِیْ اِلٰی مَکَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی	(جو) تیزی سے مکہ کی طرف جا رہے ہیں‘ ہدایت کے متلاشی ہیں
مَاصَادِقُ الْجِنِّ کَکَذَّابِهَا	سچے جن جھوٹے جنوں کی مانند نہیں ہو سکتے
فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ لَیْسَ قُدْ اَمَاهَا کَاَذْنَابِهَا	پس بنی ہاشم کے ایک برگزیدہ شخص کی طرف کوچ کر جس کا مستقبل اس کے ماضی کی طرح نہیں۔

میں نے کہا: مجھے چھوڑ دو تاکہ سو لوں میری ساری شام بے خوابی میں کٹی ہے میں نے اس کی بات پر سر اوپر نہ اٹھایا جب دوسری رات ہوئی وہ میرے پاس آئی اور پاؤں کی ٹھوکر لگا کر کہنے لگی کہ سواد اٹھ اور میری بات غور سے سن اور ذہن نشین کرلے کہ لوی بن غالب میں سے ایک رسول مبعوث ہوا ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَحَيَّارِهَا — میں نے جنوں سے اور ان کی حیرانی سے تعجب کیا اور

وَشَدِّهَا الْعِيْسِ بِاَكْوَارِهَا — ان کے سفید اونٹوں پر کاٹھی کس کر دوڑانے سے

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی — وہ ہدایت کی تلاش میں مکہ کی طرف اڑتے جا رہے ہیں

مَامُؤْمِنُ الْجِنِّ كَكُفَّارِهَا — ایمان لانے والے جن کافر جنوں کی طرح نہیں ہیں

فَارْحَلَ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ — لہٰذا تو بنی ہاشم کے اس چیدہ کی طرف روانہ ہو جو

بَيْنَ رَوَابِيْهَا وَاَحْجَارِهَا — ریت کے ٹیلوں اور پتھروں کے درمیان ہے۔

میں نے اس سے کہا مجھے سونے دو کیونکہ میں شام سے سو نہیں سکا پس جب تیسری رات آئی تو اس نے مذکورہ بالا بات دہرائی اور یہ اشعار پڑھے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَحْسَاسِهَا — میں نے جنوں' ان کی تلاش و جستجو اور

وَشَدِّهَا الْعِيْسِ بِاَحْلَاسِهَا — اونٹوں پر پالان کس کر دوڑانے سے حیرانی کا اظہار کیا

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی — جو ہدایت کے متلاشیوں کو لیکر مکہ کی جانب دوڑ رہی ہے۔

مَا خَيْرُالْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا — اچھے جن نجس جنوں کی مثل نہیں ہوتے'

فَارْحَلَ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ — لہٰذا تو بنو ہاشم کے اس ممتاز فرد کی طرف سفر اختیار کر

وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ اِلٰی رَاْسِهَا — اور اپنی آنکھیں اس کے چہرہ اقدس کی طرف اٹھا

سواد کہتے ہیں میں نے اس جنیہ کے یہ اشعار سنے تو فوراً کھڑا ہوگیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو امتحان میں ڈال دیا ہے۔ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوگیا حتیٰ کہ مکہ شریف آگیا اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے آس پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں جب آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا خوش آمدید اے سواد! ہمیں تمہارے آنے کا علم ہوچکا ہے' میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے کچھ اشعار کہے لہٰذا میرا کلام سنئے۔ فرمایا: ہاں! پڑھو تو میں نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

اَتَانِیْ رَئِیٌّ بَعْدَ لَيْلٍ وَ هَجْعَةٍ — میرے پاس میری جنیہ آئی جبکہ رات آچکی تھی اور نیند کا غلبہ تھا

وَلَمْ يَكُ فِيْمَا قَدْ تَلَوْتُ بِكَاذِبٍ — اور جو کچھ میں نے بیان کیا میں اس میں جھوٹا نہیں۔

ثَلَاثَ لَيَالٍ قَوْلُهٗ كُلَّ لَيْلَةٍ — وہ تین رات لگاتار آئی اور ہر رات یہی کہتی تھی کہ تیرے

اَتَاكَ رَسُوْلٌ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ — پاس ایک رسول لوی بن غالب میں سے تشریف لایا ہے

فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَيْلِ الْاِزَارِ وَوَسَطَتْ — تو میں نے لنگوٹ کس لیا اور میری تیز رفتار موٹے خسارے

بِیْ الذِّعْلَبُ الْوَجْنَاءُ بَیْنَ السَّبَاسِبِ
والی
اونٹنی مجھے ٹیلوں کے درمیان غباروں میں لے آئی

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَیْرُهٗ
سو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہے اس کے بغیر کوئی رب نہیں

وَاَنَّكَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبِ
اور آپ ہر غیب پر امین بنائے گئے ہیں

وَاَنَّكَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَةً
بے شک آپ تمام رسولوں سے زیادہ قریب کا وسیلہ ہیں

اِلَی اللّٰهِ یَا ابْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ
اے معزز اور اچھے آباؤاجداد کے نور نظر!

فَمُرْنَا بِمَا یَاْتِیْكَ یَا خَیْرَ مُرْسِلٍ
لہٰذا آپ ہم کو اس بات کا حکم دیجئے جو آپ کے پاس آتی ہے اے بہترین رسول!

وَاِنْ کَانَ فِیْمَا جَاءَ شَیْبُ الذَّوَائِبِ
اگرچہ اس حکم کی تعمیل میں بال سفید ہوجائیں

وَکُنْ لِّیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْشَفَاعَةٍ
اور اس روز آپ میرے شفیع بنیں جس دن آپ کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا

سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ
اور کوئی سواد بن قارب کی طرف سے مستغنی نہ کرسکے گا۔

حضرت سواد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب میرے اس کلام سے بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ اس خوشی کے آثار ان کے چہروں پر ظاہر ہوگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے حتیٰ کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سواد! تم فلاح پاگئے ہو۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگالیا اور فرمایا مجھے بڑی خواہش تھی کہ تم سے تمہارے ایمان لانے کی داستان سنوں' کیا اب بھی تمہارے پاس تمہاری جنیہ آتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب سے میں نے قرآن حکیم پڑھنا شروع کیا' وہ نہیں آئی اور جنوں کے بدلے اللہ تعالیٰ کی کتاب کیا ہی خوب عوض ہے۔ یہ سیاق کلام ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہ تھے جب سواد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ سنایا تھا۔

حجاج بن علاط کے اسلام لانے کا باعث

ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ ہواتف میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج بن علاط کے اسلام لانے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے ہمراہ ایک قافلے میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب (ایک وادی میں) رات آگئی تو گھبرائے اور اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی پہرے داری کرنے لگے اور یوں کہنے لگے۔

اُعِیْذُ نَفْسِیْ وَاُعِیْذُ صَحْبِیْ
مِنْ کُلِّ جِنِّیٍّ بِهٰذَا النَّقْبِ
میں نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو اس گھاٹی کے ہر جن سے پناہ میں دیدیا

حَتّٰی اَعُوْدَ سَالِمًا وَرَکْبِیْ
یہاں تک کہ میں اور میرا قافلہ بخیر و عافیت واپس لوٹے۔

تو حجاج نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔

يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الخ اے گروہ جن وانس! تم اگر طاقت رکھتے ہو تو آسمانوں اور زمین کی حدود سے نکل جاؤ (اور یہ ہو نہیں سکتا)

پس جب حجاج مکہ شریف آئے تو اس بات کی خبر قریش کو دی تو انہوں نے کہا کہ یہ آیت تو اس کلام کا حصہ ہے جس کے بارے میں محمد ﷺ کا دعویٰ ہے کہ ان پر اتارا گیا ہے تو حجاج نے رسول ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ محمد ﷺ تو مدینہ میں ہیں چنانچہ انہوں نے (مدینہ منورہ پہنچ کر) اسلام قبول کر لیا" اس بات کا احتمال ہے کہ یہ ہاتف جس سے حجاج نے آیت سنی' کوئی فرشتہ ہو جن نہ ہو۔

مدینہ شریف میں بعثت محمدیہ کی پہلی خبر ایک جن نے دی

مدینہ منورہ میں ایک کاہنہ عورت تھی جسے حلیمہ کہا جاتا' ایک جن اس کے تابع تھا' ایک روز وہ آیا اور اس کی دیوار پر ٹھہر گیا' تو اس عورت نے اس سے کہا: ہمارے پاس کیوں نہیں آتا کہ تو ہم سے بات کرے اور ہم تجھ سے بات کریں تو اس جن نے بتایا کہ مکہ شریف میں ایک نبی مبعوث ہو چکا ہے جو زنا کو حرام ٹھہراتا ہے پھر عورت نے یہی خبر لوگوں کو بتادی۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کی مدینہ منورہ میں یہ پہلی خبر بیان کی گئی۔

ابن سعد' احمد' طبرانی' بیہقی اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کی پہلی خبر مدینہ پاک میں ایک عورت نے دی جو کاہنہ تھی اور ایک جن جس کے تابع تھا۔ وہ جن ایک پرندے کی صورت میں ایک آیا اور اس کی دیوار پر بیٹھ گیا' عورت نے اسے کہا: نیچے اتر آ' تو اس نے جواب دیا نہیں کیونکہ مکہ شریف میں ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے' جس نے ہم سے صبر و قرار لے لیا ہے اور ہم پر زنا حرام ٹھہرا دیا ہے۔

ابونعیم ارطاۃ بن منذر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ضمرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ مدینہ میں ایک عورت کو جن آتا تھا' پھر ایک عرصے تک غائب رہا' نہ آیا' بعد ازاں ایک دن کھڑکی سے ظاہر ہوا' تو عورت نے کہا: یہ کھڑکی سے آنا تو خلاف عادت ہے' اس نے جواب دیا مکہ شریف میں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے۔ میں نے اس کا کلام سنا ہے وہ زنا کو حرام ٹھہراتا ہے۔ بس الوداع السلام علیکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ ﷺ اس وقت بالائی مدینہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک بزرگ آدمی لاٹھی پر ٹیک لگا کر آتے ہوئے نظر پڑا' تو نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا: یہ تو جنات کی چال ہے پھر اس نے آکر السلام علیکم کہا' حضور ﷺ نے فرمایا: جن کی آواز ہے۔ اس بوڑھے نے جواب دیا ہاں' یارسول اللہ ﷺ! تو حضور ﷺ نے سوال فرمایا: جنوں کے کس گروہ سے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں ہامتہ بن لاقیس بن ابلیس ہوں' تو آپ نے فرمایا: میرے خیال میں تو تمہارے اور ابلیس کے درمیان دو باپ ہیں' (امام ابن ظفر کی کتاب البشر میں اسی طرح ہے شاید ان کے نسخہ سے ایک نام ساقط ہو گیا یا یہ بھی درست ہے کہ الا ابوین کی جگہ الاابا ہو) اس نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! پوچھا تمہاری عمر کتنی ہے؟ عرض کیا دنیا کی عمر کا بڑا حصہ گزار چکا ہوں' جن ایام میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس وقت میں کئی سالوں کا بچہ تھا' میں ٹیلوں پر چڑھتا' کھوپڑیوں کا شکار کرتا اور لوگوں کے درمیان لگائی بجھائی کرتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: یہ تو بہت برا کام ہے اس نے عرض کیا حضور! عتاب جانے دیجئے کیونکہ میں تو ان افراد میں شامل ہوں جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے تھے اور انہیں دعوت کے سلسلہ میں سخت الفاظ بھی کہے تو وہ رو پڑے اور مجھے بھی رلا دیا اور فرمایا: بخدا! میں شرمندہ ہوں اور پناہ مانگتا ہوں کہ میں جہالت کا مظاہرہ کروں' میری ہود علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی اور ان سے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا تو وہ بھی رو پڑے اور مجھے بھی اشک بار کردیا اور کہا بخدا! میں ندامت محسوس کرتا ہوں۔ معاذاللہ کہ میں جاہل بنوں' میں ابراہیم علیہ السلام سے بھی ملا اور ان کے ساتھ ایمان لایا جب انہیں منجنیق میں رکھ کر پھینکا گیا تو اس وقت میں ان کے اور زمین کے درمیان حائل تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا۔ میں یوسف علیہ السلام کے بھی ہمراہ تھا جب انہیں کنوئیں میں پھینکا گیا۔ میں ان سے قبل کنوئیں کی تہ میں جاچکا تھا۔ میں موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا اور عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں بھی رہا' انہوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ اگر تم محمد رسول اللہ ﷺ سے ملو تو آپ ﷺ کو میرا سلام پہنچا دینا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو اور اے ہامہ! تم پر بھی سلام ہو۔ اب تم اپنی حاجت بیان کرو' اس نے عرض کیا یارسول اللہ! موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات سکھائی اور عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل کی تعلیم دی' آپ مجھے قرآن کی تعلیم دیدیں۔ انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قرآن پڑھایا اور دم آخریں تک اس جن کے مرنے کی خبر نہ دی نہ ہم اسے مردہ سمجھتے ہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سورۂ واقعہ' عم یتساءلون اذاالشمس کورت' سورۃ کافرون' اخلاص اور معوذتین کی تعلیم دی۔

تمیم داری کے اسلام کا واقعہ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی میں اس وقت شام میں تھا میں کسی کام کے لئے نکلا تھا کہ مجھے رات ہوگئی تو میں نے کہا میں آج رات اس وادی کے بڑے سردار کی پناہ میں ہوں' جب میں سونے کیلئے لیٹنے لگا تو ایک پکارنے والے کی پکار سنی جو مجھے نظر نہ آرہا تھا' وہ کہہ رہا تھا اللہ کی پناہ طلب کر' کیونکہ جن اللہ کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوچکا ہے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے حجون میں نماز ادا کی ہے۔ ہم اسلام لے آئے ہیں اور آپ کی اتباع اختیار کرلی ہے جنات کا مکروفریب ختم ہوگیا ہے ان پر شہاب پھینکے گئے ہیں تم محمد ﷺ کی خدمت میں چلو اور اسلام قبول کرو' صبح کے وقت میں دیر ایوب آیا اور راہب کو ماجرا سنا کر اس سے اس کی حقیقت پوچھی تو راہب نے کہا:۔ تم سے ہاتف نے سچ کہا ہے۔ واقعی اس نبی کا ظہور حرم مکہ سے ہونے والا ہے اور اس کی ہجرت گاہ حرم یعنی مدینہ ہے وہ سب نبیوں سے افضل ہے لہذا دیر نہ کرو تاکہ کوئی سبقت نہ کر جائے۔ حضرت تمیم فرماتے ہیں کہ میں فوراً مکہ کی طرف روانہ ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ سے ملا اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھپ کر تبلیغ کرتے تھے پس میں آپ پر ایمان لے آیا۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ انہوں نے ہجرت کے بعد مدینہ شریف کی طرف سفر کیا کیونکہ نو ہجری کو اسلام لائے۔

بنو تمیم کے ایک شخص کا قبول اسلام

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے اپنے آغاز اسلام کے بارے میں بتایا کہ میں ایک ریتیلے علاقے میں چل رہا تھا کہ نیند کا مجھ پر غلبہ ہوگیا تو اپنی سواری سے اتر پڑا اور اسے بٹھا کر لیٹ گیا مگر سونے سے پہلے پناہ طلب کی اور کہا: میں اس وادی کے سردار جن کی پناہ میں آتا ہوں' پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں حربہ لئے اونٹنی کی گردن پر مارنا چاہتا ہے۔ میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہوگیا' دائیں بائیں دیکھا تو کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ میں نے کہا: یہ پریشان خیالی ہے اس کے بعد پھر نیند آگئی تو پہلے کی طرح خواب دیکھ کر جاگ اٹھا' میری اونٹنی خوف سے کانپ رہی تھی۔ میں نے دائیں بائیں نظر دوڑائی مگر کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔ پھر سویا تو اسی طرح خواب دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی مضطرب اور بے چین ہے۔ لوٹ کر دیکھا تو ایک شخص نظر پڑا جس طرح کہ خواب میں نظر آیا تھا اور اس کے ہاتھ میں حربہ ہے اور ایک بوڑھا آدمی اسے روک کر میری اونٹنی سے ہٹا رہا ہے اور وہ دونوں باہم جھگڑ رہے ہیں۔ ان کے اسی تنازع کے دوران تین وحشی بیل آگئے' تو بوڑھے شخص نے اس جوان سے کہا: اٹھو اور جو چاہو اس اونٹنی کے بدلے بیل لے لو' چنانچہ اس شخص نے اٹھ کر ایک بیل لے لیا اور لوٹ کر چلا گیا' پھر بوڑھے آدمی نے میری طرف التفات کرتے ہوئے کہا اے جوان! تو جب کسی وادی میں اترے اور خوف محسوس کرے تو یہ الفاظ کہہ میں اس وادی کی ہولناکیوں سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جو محمد ﷺ کا پروردگار ہے" اور کسی جن سے پناہ نہ مانگ کیونکہ جنوں کا معاملہ باطل ہوگیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا یہ محمد کون ہیں؟ تو اس نے کہا کہ محمد عربی نبی ہیں جو نہ شرقی ہیں نہ غربی' میں نے سوال کیا' ان کا مسکن اور رہائش کہاں ہے؟ تو جواب دیا کہ کھجوروں والے (شہر) یثرب میں ہے' پس میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور اسے بھگاتا ہوا مدینہ شریف آگیا اور نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا' آپ ﷺ نے میرے بیان کرنے سے پہلے ہی میرا واقعہ مجھ سے ذکر کردیا اور مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں مسلمان ہوگیا۔

خریم بن فاتک نے ہاتف کی پکار سنی

طبرانی' ابونعیم اور ابن عساکر بالفاظ متقاربہ روایت کرتے ہیں کہ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا اور انہیں ڈھونڈ نکالا (چونکہ رات ہوچکی تھی اس لئے) میں نے سونے کا ارادہ کیا ہم لوگ جب کسی وادی میں اترتے تو کہتے۔ ہم اس وادی کے عزیز کی پناہ میں آتے ہیں۔ سو میں نے بھی اپنی اونٹنی کو تکیہ بناتے ہوئے کہا میں اس وادی کے عزیز جن کی پناہ چاہتا ہوں اچانک ایک ہاتف نے آواز دی۔

عُذْ يَا فَتٰى بِاللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ	اے جوان! اللہ ذوالجلال کی پناہ مانگ جو
وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْاِفْضَالِ	بزرگی' نعمتوں اور فضیلتوں کا مالک ہے۔
وَمُنَزِّلُ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ	حرام و حلال کو نازل کرنے والا ہے۔
وَاقْرَأْ الْاٰيَاتِ مِنَ الْاَنْفَالِ	اور سورۂ انفال کی آیات پڑھ
وَوَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِ	اور اللہ کی توحید بیان کر اور کچھ پرواہ نہ کر

قَدْ صَارَ كَيْدَ الْجِنِّ فِيْ سِفَال — کیونکہ جنوں کا مکروفریب پامال کر دیا گیا ہے۔

تو میں نے اس سے کہا

يَا اَيُّهَا الْهَاتِفُ مَاتَقُوْلُ — اے ہاتف! جو کچھ تو کہہ رہا ہے

أَرُشْدٌ عِنْدَكَ اَمْ تَضْلِيْلُ — کیا یہ تیرے ہاں راہ ہدایت ہے یا گمراہی کا راستہ

بَيِّنْ لَنَا هَدَيْتَ مَاالسَّبِيْل — خدا تجھے ہدایت دے ہمیں بتا کہ اس کی تدبیر کیا ہے۔

ہاتف نے کہا:

جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُوالْخَيْرَاتِ — بھلائیوں والا رسول یثرب میں آگیا ہے۔

بِيَثْرَبَ يَدْعُوْ اِلَى النَّجَاةِ — جو لوگوں کو نجات کی طرف دعوت دیتا ہے'

جَاءَ يٰسِيْنَ وَحَامِيْمَاتُ — وہ یٰسین' حامیمات

وَ سُوَرٌ بَعْدَ مُفَصَّلاَتٍ — اور مفصلات کے بعد کی سورتیں لایا ہے۔

مُحَرَّمَاتٍ وَمُحَلَّلاَتٍ — جو حلال و حرام کے احکامات پر مشتمل ہیں

يَاْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَالصَّلاَةِ — وہ ہمیں صوم و صلاۃ کا حکم دیتا ہے۔

وَيَزَعُ النَّاسَ عَنِ الْهَنَاةِ — اور لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا ہے جو

قَدْ كُنَّ فِي الْاِسْلاَمِ مُنْكَرَات — اسلام میں منکرات شمار ہوتی ہیں۔

میں نے کہا: کاش کوئی میری طرف سے میرے اونٹ میرے گھر والوں تک پہنچا دیتا تو میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیتا تو ہاتف نے پکار کر کہا' میں ان اونٹوں کو پہنچا آؤں گا' چنانچہ میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ شریف آگیا تو لوگ اس وقت جمعہ کی نماز میں مصروف تھے' میں اپنی سواری بٹھا ہی رہا تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نکل کر میرے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اندر آنے کیلئے ارشاد فرما رہے ہیں۔ پس میں اندر آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اس بوڑھے شخص نے کیا کیا ہے جس نے تمہارے اونٹ پہنچانے کی ضمانت دی تھی۔ اس نے واقعی تمہارے اونٹ صحیح سالم پہنچا دیئے ہیں۔

ابن عساکر نے قیس بن ربیع کی روایت میں اشعار کے بعد خریم کے قول میں یہ اضافہ کیا ہے میں نے ہاتف سے پوچھا تو کون ہے؟ خدا تجھ پر رحم کرے' کہا میں عمرو بن آثال ہوں اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجد کے مسلمان جنوں پر حاکم ہوں اور میں نے تمہارے اونٹوں کی ذمہ داری لے لی ہے یہاں تک کہ تو اپنے گھر پہنچ جائے''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو لوگوں کے اعلان نبوت سے پہلے کے طرز عمل سے آگاہ فرمایا کہ جب انسان کسی پرخطر مقام پر اترتا تو کہتا کہ میں اس وادی کے احمقوں کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ میں آتا ہوں ارشاد ربانی ہے۔

وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ انسانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو جنوں کی پناہ لیتے ہیں۔

یعنی جب وہ سفر کے دوران کسی پرخطر مقام پر اترتے تو ان میں سے ہر شخص کہتا کہ میں سردار وادی سے شریر جنوں

کی شرارت کی پناہ مانگتا ہوں۔

فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا

یعنی انسانوں کا جنوں کی پناہ طلب کرنا جنوں کی سرکشی میں اضافہ کر دیتا اور وہ کہتے ہم انسانوں اور جنوں دونوں کے سردار ہیں۔

ربیعہ کے ماموں کی حکایت

ربیعہ بن ابی براء کہتے ہیں مجھے میرے ماموں نے بتایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حنین کی جنگ میں ہم پر غلبہ عطا فرمایا تو ہم ہر گھاٹی میں تتربتر ہو گئے اور کوئی کسی کی طرف لوٹ کر نہیں دیکھتا تھا' میں ایک گھاٹی میں تھا کہ مجھے ایک لومڑی دکھائی دی جس پر ایک سانپ سوار تھا اور لومڑی انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی' میں نے ایک پتھر اٹھا کر دے مارا جو نشانے پر لگا' پھر میں اس کے پاس پہنچا تو لومڑی مجھ سے پہلے مر چکی تھی اور سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تڑپ رہا تھا تو میں کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا' اسی اثناء میں ہاتف کی ایک خوفناک آواز سنائی دی کہ اس سے زیادہ خوفناک آواز میں نے نہیں سنی' وہ کہہ رہا تھا تیری بربادی ہو' تو نے سردار وادی کو قتل کر دیا ہے' پھر کہا اے واثر!

اے واثر! تو دوسری طرف دور سے ایک جواب دینے والے نے جواب دیا لبیک لبیک تو اس نے کہا کہ تیزی کے ساتھ بنی غدافر کے پاس جا اور انہیں کافر کے اس فعل سے آگاہ کر تو میں نے پکار کر کہا' مجھے معلوم نہ تھا' میں تم سے پناہ طلب کرتا ہوں مجھے پناہ دیجئے۔ کہا حرم امین کی قسم! ہرگز نہیں' میں مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو پناہ نہیں دے سکتا اور جو رب العالمین کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرے۔

میں نے آواز دی' میں اسلام قبول کرتا ہوں' تو اس نے کہا کہ اگر تو اسلام لے آیا ہے تو تجھ سے قصاص ساقط ہو گیا۔ میں تیری خلاصی کا بندوبست کرتا ہوں' اگر ایسا نہیں یعنی تو نے اسلام قبول نہیں کیا' تو بچنے کی کوئی سبیل نہیں۔

تو میں نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ بولا:

نَخَوْتَ وَهَدَيْتَ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَرَدَيْتَ تو بچ گیا اور ہدایت پا گیا اگر ایسا نہ ہوتا تو

فَارْجِعْ مِنْ حَيْثُ جِئْتَ تو برباد ہو گیا ہوتا لہٰذا جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔

تو میں انہیں قدموں پر لوٹ آیا' مجھے آواز آئی وہ پیچھے سے کہہ رہا تھا کہ بھیڑیئے کے تیز رفتار بچے کے پیچھے جا یہ تجھے ٹیلے کے اوپر لے جائے گا وہاں ابو عامر موجود ہے میں نے لوٹ کر دیکھا تو شیر کی مانند بھیڑیئے کا بچہ (سمع) ہے' میں سوار ہو کر اس کے پیچھے ہو لیا' یہاں تک کہ وہ ایک بہت بڑے ٹیلے پر لے گیا تو میں نے ٹیلے پر سے مسلمان گھوڑ سواروں کا ایک دستہ دیکھا' میں ٹیلے سے تیزی کے ساتھ اتر کر ان کی طرف آنے لگا جب میں ان کے قریب پہنچا تو ایک گھوڑ سوار فوجی میری طرف بڑھا اور حکم دیا کہ اپنا اسلحہ پھینک دے' تو میں نے اپنا اسلحہ ڈال دیا۔ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے جواب مسلمان ہوں' تو اس نے کہا: سلام علیک ورحمتہ اللہ میں نے کہا: وعلیک السلام ورحمتہ والبرکتہ ابو عامر کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں ہی ہوں' میں نے کہا: الحمد للہ! وہ بولا: اب تیرے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں یہ سب تیرے مسلمان بھائی

ہیں' ہاں ہیں ۔ سوڑے پر سوار دیکھا' اب تیرا گھوڑا کہاں ہے؟ تو میں نے اسے ساری داستان سنائی وہ قصہ سن کر متعجب ہوا' پھر میں ان کے ساتھ بنو ہوازن کے نشان ہائے قدم پر چلنے لگا یہاں تک کہ وہ وہاں پہنچ گئے جہاں میں جانا چاہتا تھا۔

مکہ شریف میں ہاتف کی آواز سنائی دی

امام بخاری فرماتے ہیں میں نے ابو محمد کوفی کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا' لوگوں نے مکہ شریف میں ایک آواز سنی' کوئی کہہ رہا تھا۔

اَنْ يَّسْلَمِ السَّعْدَانُ يُصْبِحِ مُحَمَّدٌ مِنَ الْاَمْنِ لَا يَخْشَى خِلَافَ الْمُخَالِفِ

اگر سعدان (دونوں سعد) سالم رہے تو محمد ﷺ امن و سکون کے ساتھ صبح کریں گے اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا خوف نہ ہوگا۔

تو قریش نے کہا: اگر ہمیں معلوم ہوجائے کہ یہ دونوں سعد کون ہیں تو ہم ان کا بندوبست کریں جب دوسری رات آئی تو انہوں نے ہاتف کو کہتے ہوئے سنا۔

اَيَا سَعْدُ سَعْدَ الْاَوْسِ كُنْ اَنْتَ مَانِعًا
وَيَا سَعْدُ سَعْدَا الْخَزْرَجِيْنَ الْغِطَافِ
اَجِيْبَا اِلٰى دَاعِى الْهُدٰى وَتَمَنَّيَا
عَلَى اللّٰهِ فِى الْفِرْدَوْسِ زُلْفَةَ عَارِف

اے سعد! سعد اوس تو محمد رسول اللہ ﷺ کا محافظ بن جا اے سعد! سردار خزرج تم دونوں داعی ہدایت کی پکار پر لبیک کہو اور جنت الفردوس میں اللہ کے قرب کی تمنا کرو جیسے ایک عارف کرتا ہے۔

تو انہوں نے کہا: کہ سعد اوس سے مراد سعد بن معاذ ہیں اور سعد الخزرجین سے مراد سعد بن عبادہ ہیں یہ روایت ابن عساکر نے اس سلسلہ سند سے نقل کی ہے۔ انہوں نے ابن ابی الدنیا کے واسطے سے جو روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ اہل قریش نے کوہ ابو قبیس پر ایک صدا دینے والے شخص کو صدا دیتے ہوئے سنا جس نے مذکورہ بالا پہلا شعر پڑھا تو وہ بولے! یہ سعود کون ہیں؟ سعد بن بکر؟ سعد بن زید مناۃ؟ یا سعد ھذیم؟ جب دوسری رات آئی تو انہوں نے کوہ ابی قبیس پر اس کی صدا سنی کہ اس نے مذکورہ بالا دونوں شعر کہے اور یہ اضافہ بھی کیا۔

فَاِنَّ ثَوَابَ اللّٰهِ لِطَالِبِ الْهُدٰى
جِنَانٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ ذَاتَ زَخَارِف

طالب ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فردوس اعلیٰ کی آراستہ جنتیں ثواب و بدلہ ہیں۔

یہ سن کر اہل قریش بولے! یہ تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں' یہ روایت بیہقی نے بھی اسی طرح نقل کی ہے اس کی زائد عبارت یہ ہے کہ جب انہوں نے صبح کی تو ابو سفیان نے کہا: بخدا! ان دونوں سے مراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔

ہجرت کی شب ایک جن نے اشعار پڑھ کر اہل مکہ کو آگاہ کیا

ابو نعیم از طریق ابن اسحاق' حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

ہجرت فرمائی تو نبی اکرم ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین رات کہیں ٹھہرے رہے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ کس رخ پر گئے ہیں یہاں تک کہ ایک جن مکہ شریف کے زیریں علاقے سے شعر گنگناتا ہوا آیا' لوگ اس کی آواز سننے کیلئے اس کے پیچھے ہولئے مگر وہ انہیں دکھائی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ بالائی مکہ سے یہ کہتے ہوئے نکل گیا۔

جَزَی اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِہٖ
رَفِیْقَیْنَ حَلاَّخَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَد
ھُمَا نَزَلاَھَا بِالْھُدٰی وَاھْتَدَتْ بِہٖ
فَقَدْ فَازَ مَنْ اَمْسٰی رَفِیْقَ مُحَمَّد
فَیَا لِقُصَیٍّ مَا زَوَی اللّٰہُ عَنْکُمْ
بِہٖ مِنْ فَعَالٍ لَا تُجَارِیْ وَ سُؤْدُدُ
لِیَھْنِ بَنِیْ کَعْبٍ مَّقَامَ فَتَاتِھِمْ
وَمَقْعَدھَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِمَرْصَد
سَلُوْا اُخْتَکُمْ عَنْ شَاتِھَا وَاَنَائِھَا
فَاِنَّکُمْ اِنْ تَسْاَلُوْا الشَّاۃَ تَشْھَدُ
دَعَاھَا بِشَاۃٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ
لَہٗ بِصَرِیْحٍ ضُرَّۃِ الشَّاۃِ مَزْبَد
فَغَادَرَھَا رَھْنًا لَّدَیْھَا یُحَالِب
یَرُدُّوْھَا فِیْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِد

اللہ پروردگار عالم ان دونوں ساتھیوں کو بہترین جزادے جو خیمہ ام معبد میں اترے وہ دونوں ہدایت لیکر آئے اور ام معبد اس ہدایت سے سرفراز ہوئی جو محمد ﷺ کا ساتھی بن گیا وہ بامراد ہوگیا اے آل قصی اللہ! نے تم کو کس قدر عالی شان کارناموں اور سرداری سے محروم کردیا ہے۔ بنی کعب اپنی اس عورت کے شرف و مقام کی وجہ سے مبارکباد کے مستحق ہیں جو مومنین کے لئے راستے میں ڈیرہ ڈال کر بیٹھی تھی لوگو! تم اپنی بہن ام معبد سے اس کی بکری اور برتن کے بارے میں پوچھو' تم اگر سوال کرو گے تو بکری بول کر تمہیں اس کی گواہی دے گی۔ نبی کریم ﷺ نے ام معبد سے بے شیر بکری طلب کی تو اس نے دودھ دیدیا اور اس کے تھنوں میں خالص جھاگ دار دودھ آگیا تو آپ نے وہ بکری ام معبد کے پاس دودھ دوہنے والے کے لئے چھوڑ دی جو دو وقت (جاتے آتے) دودھ دیتی

نوٹ:۔ صریح کا معنی ہے خالص یعنی خالص دودھ اور ضرۃ تھنوں کا گوشت۔

اس کا تفصیلی قصہ عنقریب معجزات کے ضمن میں آرہا ہے۔

ہاتف نے مشرکین مکہ کو بدر میں ہزیمت کی اطلاع کی

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے مروی ہے کہ مکہ کے مشرکین کو جنگ بدر کی تباہ کاریوں کا ابھی علم نہ تھا کہ ایک ہاتف نے مکہ کے پہاڑیوں سے پکار کر کہا: اس وقت نوجوان داستان سرائی میں منہمک تھے۔

اَدَالَ الْحَنِیْفِیُّوْنَ بَدْرًا بِوُقْعَۃٍ
سَیَنْقَضُ مِنْھَا مُلْکُ کِسْرٰی وَقَیْصَرَا
اَصَابُوْا رِجَالاً مِنْ لُؤَیٍّ وَجَرَدَتْ
حَرَائِرُ یُضْرِبْنَ التَّرَائِبَ حَسَرًا
اَیَاوَیْحَ مَنْ اَمْسٰی عَدُوَّ مُحَمَّدٍ

مسلمان بدر کی لڑائی میں غالب رہے' اس کامرانی سے کسریٰ اور قیصر کی سلطنتیں پاش پاش ہوجائیں گی لوی بن غالب کے سرداروں پر قیامت ٹوٹی' اور ننگے سران کی جوان عورتیں سینہ کوبی میں مصروف ہیں۔ اس پر افسوس ہے جو محمد ﷺ کا دشمن ہوگیا' وہ دنیاوی اور اخروی زندگی میں غم و اندوہ سے دوچار

لَقَدْ ذَاقَ حُزْنًا فِي الْحَيَاةِ وَخَزًا
وَاَصْبَحَ فِيْ هَامِ الْعِجَاجِ مجندلا
تَنَادَبَهٗ الطَّيْرُ الْجِيَاعَ مُعْفِرا

ہوگا اور خسارے میں رہے گا اور گردو غبار میں پچھاڑ کر پھینک دیا گیا اور اس کے آس پاس خاکستری بھوکے پرندے پکار رہے ہیں۔

تو انہیں صورت حال کا علم ہوگیا اور اگلے ہی روز خبر کی صداقت ظاہر ہوگئی

ایک انصاری کا واقعہ

ایک انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ رات جانے لگی اور صبح دم لینے لگی کہ ایک ہاتف پکار کر مجھ سے کہنے لگا۔

يَا اَيُّهَا الرَّاقِدُ فِي اللَّيْلِ الْاَحَم
قَدْ بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا بِالْحَرَام
مِنْ هَاشِمِ اَهْلِ الْوَفَاءِ وَالْكَرَام
يَجْلُوْ وَ جَنَاتِ اللَّيَالِيْ وَالْبَهَم

اے خفتہ شب تاریک!
اللہ نے ایک عظیم الشان نبی حرم میں مبعوث فرما دیا ہے۔ جو بنو ہاشم کے وفا کیش اور کرم پیشہ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور شبہائے تاریک کی ظلمتوں کو کافور کر دے گا۔

میں نے نظر گھما کر دیکھا تو کوئی شخص دکھائی نہ دیا تو میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔

يَا اَيُّهَا الْهَاتِفُ فِيْ دَاجِي الظُّلَم اَهْلاً وَ سَهْلاً
بِكَ مِنْ طَيْفِ اَلَم بَيَّنَ هَدَاكَ اللّٰهُ فِي لَحْنِ الْكَلَم مَنْ ذَا الَّذِيْ تَدْعُوْ اِلَيْهِ يَغْتَنِمْ

اے ظلمت شب میں صدا دینے والے! خوش آمدید ہے وہ خیال جو آیا ہے۔ اللہ طرز بیان میں تیری رہنما کرے جس کی طرف تو بلاتا ہے وہ تو غنیمت ہے۔

تو کھانسنے کی آواز آئی ایک کہنے والا کہہ رہا تھا' نور کا ظہور ہوگیا ہے اور جھوٹ کا نام و نشان مٹ گیا' اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو خوش بختی اور سعادت مندی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ ﷺ شریف گھرانے کے فرد صاحب تاج' سفید آنکھوں میں سیاہ ڈورے والے اور لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے آپ محمد ہیں جو سیاہ و سفید شہری دیہاتی سب کی طرف مبعوث ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَخْلُقِ الْخَلْقَ عَبَثْ
اَرْسَلَ فِيْنَا اَحْمَدَا خَيْرَ نَبِيِّ قَدْ بَعَثَ
عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ مَا حَجَّ لَهٗ رَكِبٌ و حَثَّ

سزا وار حمد ہے اللہ کی ذات جس نے کوئی چیز عبث پیدا نہ کی ہم میں تمام انبیاء سے افضل نبی احمد مبعوث فرمایا آپ کی ذات پر اللہ درود بھیجے جب تک قافلے اس کے گھر کا قصد اور ترغیب دیں

مالک بن نفیع کی حیران کن کہانی

مالک بن نفیع نے بیان کیا کہ میرا اونٹ بھاگ گیا' تو میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اس کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ میں اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگیا اور اسے پکڑ کر گھر والوں کی طرف واپسی کا سفر اختیار کیا میں رات بھر چلتا رہا حتیٰ کہ صبح کا وقت قریب آ لگا تو میں نے اونٹنی اور اونٹ کو بٹھا کر باندھ دیا اور خود ریت کے ٹیلے پر لیٹ گیا مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا ہی تھا

کہ میرے کان میں ہاتف کی آواز پڑی جو کہہ رہا تھا اے مالک! اے مالک! تو اگر اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ تلاش کرتا تو تجھے ایک ایسی چیز ملتی جس سے خوشی حاصل ہوتی۔ میں فوراً اٹھا اور جا کر اونٹ کو اٹھایا اور کھود کر دیکھا تو ایک عورت کی خوبصورت شکل اور ایک بت جو آئینے کی طرح مجلا تھا' ہاتھ آیا' میں نے اپنے کپڑے سے اسے نکال کر سیدھا کھڑا کیا' پھر اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا' فوراً اس کے سامنے سجدہ میں گر گیا اس کے بعد اٹھ کر اپنے اونٹ کو اس کے لئے قربان کیا۔ اس کا خون بت پر ملا اور اسے غلاب کا نام دیا۔ پھر اسے اپنی اونٹنی پر لاد کر اپنے گھر لے آیا تو میری قوم کے بہت سے لوگ مجھ سے حسد کرنے لگے انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس بت کو نصب کروں تاکہ وہ لوگ میرے ساتھ اس بت کی پوجا کریں تو میں نے ان کی بات نہ مانی اور تنہا عبادت کرنے لگا میں نے روزانہ اس کے لئے ایک عتیرہ قربان کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا میرے پاس بھیڑوں کا ایک گلہ تھا چنانچہ میں نے تمام بھیڑیں قربان کردیں یہاں تک کہ ایک دن ایسا آیا کہ میرے پاس قربانی کیلئے کوئی بھیڑ نہ تھی۔ مجھے نذر ترک کرنا ناگوار تھا اس لئے میں اس بت کے پاس آیا اور اس بات کی شکایت کی تو ہاتف نے اس بت کے اندر سے آواز دی کہ اے مالک! مال پر افسوس نہ کر' طوی ارقم کی طرف چلا جا اور خون چشیدہ کتا لیکر شکار کر' تو مال غنیمت حاصل کرے گا۔ مالک کہتے ہیں میں فوراً طوی ارقم کی طرف نکل گیا وہاں ایک خوفناک کتا نظر پڑا جس نے وحشی بیل پر حملہ کرکے اسے پچھاڑ دیا میری آنکھوں کے سامنے اس نے بیل کا پیٹ پھاڑا اور اس کا خون پینے لگا' پھر میں نے اسے خوفزدہ کیا اور اس کے پاس آیا مگر اس نے میری طرف التفات نہ کیا اور زخمی شکار کی طرف منہ کئے رہا تو میں نے اس کے گلے میں ایک رسی ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچا' وہ میرے پیچھے چلا آیا' میں نے اپنی سواری کو اٹھایا اور کھینچ کر بیل کے پاس گیا وہاں اسے بٹھایا بیل کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور پھر اسے سواری پر لاد کر قبیلے کی طرف چل پڑا وہ کتا میرے ساتھ لپٹنے لگا کہ اسی اثناء میں مجھے ایک ہرنی نظر پڑی کتا اس پر جھپٹنے لگا اور بار بار کھینچنے لگا' پہلے تو میں اس کے چھوڑنے میں متردد تھا۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ تو وہ تیر کی طرح گیا اور ہرنی کو جھپٹ لیا میں نے آکر کتے کو کھینچ لیا تو اس نے ہرنی میرے حوالے کردی۔ اس سے مجھے انتہائی خوشی حاصل ہوئی میں گھر والوں کے پاس آیا اور ہرنی غلاب بت کیلئے قربان کی اور بیل کا گوشت تقسیم کردیا اور یہ رات بخیر و عافیت بسر کی۔ صبح سویرے پھر شکار کی غرض سے نکل گیا تو نہ اونٹ بچا نہ کوئی بیل ہاتھ سے نکلا اور نہ کوئی پہاڑی بکرا گرفت سے رہا اور نہ ہی کوئی ہرن بچ بھاگا اس سے میری خوشی کی انتہا نہ رہی میری عزت میں چار چاند لگ گئے۔ میں نے اس کتے کا نام سحام (کالو) رکھ لیا۔ پھر اللہ نے جتنا عرصہ چاہا میرے پاس رہا۔ ایک دن میں اسے لیکر شکار کیلئے نکلا تو مجھے ایک شتر مرغ نظر آیا جو اپنے انڈے دینے کی جگہ پر تھا اور وہ جگہ میرے قریب ہی تھی۔ میں نے سحام اس پر چھوڑ دیا تو وہ بدک کر بھاگ کھڑا ہوا میں نے اپنے تیز رفتار گھوڑے پر اس کا تعاقب کیا جب کتا اس پر جھپٹنے ہی والا تھا کہ فضاء سے ایک عقاب اس کی طرف لپکا تو وہ میری جانب لوٹ آیا میں نے اسے چلا کر آواز دی مگر اس نے کوئی اثر نہ لیا تو میں نے گھوڑے کی عنان کھینچ لی۔ سحام آکر میرے پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا اور وہ عقاب میرے سامنے چٹان پر اتر آیا۔ اس عقاب نے پکار کر کہا اے سحام! تو کتے نے کہا: لبیک (میں حاضر ہوں' اس نے کہا: اصنام برباد ہوگئے ہیں اور اسلام ظاہر ہوگیا لہٰذا اسلام قبول کرلے سلامتی کے ساتھ بچ جائے گا ورنہ تیرا کہیں ٹھکانہ نہیں' پھر عقاب اڑ گیا' کتے کی طرف نظر کی تو وہ بھی غائب ہوچکا تھا یہ میرا اس کے ساتھ آخری معاملہ تھا۔

ذاب کا دائرہ اسلام میں آنے کا دلچسپ واقعہ

عبداللہ بن ذاب اپنے باپ ذاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا میں شکار کا بہت شوقین تھا' میرا ایک بت تھا جس کیلئے میں اکثر جانور ذبح کرتا' میں نے شکار کے لئے کوئی شکاری کتا نہیں رکھا ہوا تھا' تیر سے شکار کرتا یہی وجہ ہے کہ کبھی قبیلے میں زندہ شکار نہ لاتا کیونکہ جب میں شکار تک پہنچتا تو وہ مرنے کے قریب ہوتا جب طویل عرصہ اسی طرح بیت گیا تو میں نے قراض سے کہا اور اس کے لئے جانور ذبح کرکے اسے خون سے آلودہ کیا۔

قَرَاضُ اَشْکُوْ نَکِدَ الْجَوَارِحَ — اے قراض! میں تجھ سے شکاری پرندوں اور کتوں

مِنْ طَائِرِذِیْ مِخْلَبٍ وَنَابِحِ — سے محرومی کی شکایت کرتا ہوں

وَاَنْتَ لِلْاَمْرِ الشَّدِیْدِ الْفَادِحِ — تو اس انتہائی مشکل گرانبار مسئلہ کو

فَافْتَحْ فَقَدِ اسْھَلَتْ لِلْمَفَاتِحِ — حل کردے کیونکہ تو نے بہت سی مشکلیں آسان کی ہیں۔

تو مجھے صنم کے اندر سے ایک جواب دینے والے نے جواب دیا

دُوْنَکَ کَلْبًا جَارِحًا مُّبَارَکًا — شکاری کتے کو لے لے اور

اَعِدْ لِلْوَحْشِ سَلَاحًا شَائِکًا — ان وحشیوں کے لئے تیز دھار اسلحہ تیار کر

یَغْزُوْ حُزُوْنَ الْاَرْضِ وَالدَّکَادِکَا — جو سخت چٹیل زمینوں میں برسرپیکار ہیں۔

تو میں اپنے خیمے کی طرف پلٹا جس میں ایک بہت بڑا کالا زبردست جھپٹ والا کتا نظر آیا جس کی باچھیں لٹکی ہوئی شاخیں تیز' پنجے موٹے' گھنے بال اور خوفناک شکل تھی' میں اسے دیکھ کر خوف سے پیلا ہو گیا وہ آکر میرے پاؤں سے لپٹ گیا اور دم ہلانے لگا میں نے اس کا نام حیاض رکھا' اور اسے باندھنے کی جگہ اپنے بستر کے قریب ہی بنائی۔ پھر میں اسے لیکر شکار کیلئے نکلا' وہ مجھ سے زیادہ شکار کو تاڑ لیتا اور کوئی وحشی جانور اس کے سامنے نہ ٹھہرتا تو میں نے اس سے کہا۔

حَیَاضُ اِنَّکَ مَأمُوْلٌ مَنَافِعَهٗ — حیاض تجھ سے منافع کی امید رکھی جاتی ہے

وَقَدْ جَعَلْتُکَ مَوْقُوْفًا لِقَرَاضٍ — اور میں نے تجھے قراض بت کیلئے وقف کردیا ہے

چنانچہ میں حیاض کے شکار سے قراض کیلئے بھینٹ چڑھاتا اور مہمانوں کی ضیافت تیار کرتا یہی وجہ ہے کہ ایک عرصہ سے میں عربوں میں زیادہ وسیع دسترخوان کا مالک رہا اور کثیر تعداد میں مہمان میرے پاس ٹھہرتے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہور فرمایا پس ایک مہمان میرے ہاں ٹھہرا جس نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تھی اور آپ ﷺ سے قرآن حکیم سنا تھا۔ اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا۔ میں نے حیاض کو دیکھا گویا اسے مہمان کی بات سے چپ لگ گئی ہے۔ اس کے بعد میں ایک صبح اسے لیکر شکار کے لئے گیا تو وہ مجھ سے اپنے آپ کو کھینچنے لگا اور میرے پیچھے چلنے سے انکار کرنے لگا تو میں نے اسے کھینچا اور گھسیٹنا شروع کردیا۔ اسی اثناء میں مجھے وحشی گدھے کا ایک بچہ نظر آیا تو میں نے حیاض کو اسی پر چھوڑ دیا وہ اس کے پیچھے بھاگا یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ وہ اسے پکڑنے والا ہے مگر اس نے اس گدھے کے بچے کو چھوڑ دیا یہ بات مجھے ناگوار گزری' پھر میں نے اسے شترمرغ کے بچے پر چھوڑا تو اس نے پھر بھی اسی طرح کیا' پھر گائے وغیرہ وحشی جانوروں کے ساتھ یہی سلوک کیا تو میں نے کہا:

اَلَا مَا الْحَیَاضُ یَحِیْدُ کَاَنَّہٗ رَأَی الصَّیْدَ مَمْنُوْعًا بُرُوْقَ اللَّهَازِمِ	ارے حیاض کو کیا ہوگیا ہے شکار سے یوں کنارہ کش ہوگیا ہے گویا شکار کو ممنوع و حرام سمجھتا ہے کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی جبڑے کی ہڈیاں ظاہر ہوگئی ہیں۔

تو ایک ہاتف نے مجھے جواب دیا جو کہ مجھے دکھائی نہ دے رہا تھا۔

یَحِیْدُ لِاَمْرٍ لَوْبَدَأَ لَكَ غَیْبَهٗ لَکُنْتُ صَفُوْحًا عَاذِرًا غَیْرَ لَائِمِ	وہ ایک ایسے امر کی خاطر شکار سے کنارہ کشی کر رہا ہے کہ اگر اس کا راز تجھ پر کھل جائے تو تو اس سے درگزر کرے، معذرت خواہی کرے اور ملامت نہ کرے۔

چنانچہ میں نے کتے کو پکڑا اور واپس ہولیا' پھر اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھاری بھرکم شخص وحشی گدھے پر سوار ہے اور اس کی پیٹھ پر چوکڑی مار کر بیٹھا ہے اور وہ اپنے ہی قد کاٹھ کے شخص کو جو کہ وحشی بیل پر سوار ہے' چلا رہا ہے ان کے پیچھے دو کالے غلام ہیں جو ایک عظیم الجثہ کتے کو لکڑی کے ذریعے دھکیل رہے ہیں تو ان میں سے ایک سوار نے حیاض کی طرف اشارہ کرکے یہ اشعار پڑھے۔

وَیْلَكَ یَا حَیَاضُ لِمَ تَصِیْدُ	اے حیاض! تیری بربادی ہو تو شیر کا شکار کیوں کرتا ہے؟
اَخْنَسَ وَحَدِعَمَّا حُوْتَهٗ البید	اور اس چیز سے دور رہ جس سے بیابان بھرے پڑے ہیں
اَللّٰهُ اَعْلٰی وَلَهُ التَّوْحِیْدَ	اللہ اعلیٰ ہے اور توحید اسی کی صفت ہے
وَ عَبْدُهٗ مُحَمَّدُ نِ السَّدِیْدُ	اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں جو راہ راست پر ہیں
سُحْقًا لِقَرَاضٍ وَمَا یَکِیْدُ	دھتکار ہو قراض پر اور اس کی فریب کاریوں پر
قَدْظَلَّ لَا یُبْدِیٔ وَلَا یُعِیْدُ	وہ نہ پیدا کر سکتا ہے نہ موت دے سکتا ہے

زباب کہتے ہیں یہ سن کر میرا دل رعب سے بھر گیا اور کتا بھی سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔ میں اہل خانہ کے پاس مغموم اور پریشان لوٹا اور ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتا رہا' رات کے آخری حصہ میں اٹھا تو ایک آواز سنائی دی' میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ کتا نظر پڑا جسے کالا حبشی کھینچ کر لے جارہا تھا۔ حیاض نے اس سے کہا صبر کر' ابھی میرا مالک جاگ رہا ہے تو میں نے جان بوجھ کر آنکھیں میٹ لیں اور یہ ظاہر کیا کہ میں سو رہا ہوں۔ پھر وہ میرے پاس آیا مجھے غور سے دیکھا اور واپس چلا گیا اور اس کتے سے کہا: میرا مالک سوگیا ہے لہٰذا اب نہ کوئی آنکھ دیکھنے والی ہے نہ کوئی کان سننے والے ہیں۔ اس نے کہا: کیا تو نے ان دو عفریتوں کو دیکھا ہے اور ان کی بات سنی ہے؟ حیاض نے جواب دیا ہاں' اس نے کہا وہ دونوں مسلمان ہوگئے ہیں اور محمد کی غلامی میں آگئے ہیں اور دونوں بتوں کے شیطانوں پر مسلط ہیں اور کسی بت کیلئے کوئی شیطان چھوڑتے نہیں۔ انہوں نے مجھے شدید سزا دی ہے اور مجھ سے یہ پختہ وعدہ لیا ہے کہ میں کسی بت پرست کے قریب نہ آؤں' میں تو جزائر ہند کی طرف جانے والا ہوں تیری کیا رائے ہے؟

حیاض نے جواب دیا' ہمارا معاملہ ایک ہی ہے' پھر وہ دونوں چلے گئے' میں نے اٹھ کر دیکھا تو کسی چیز کا نام و نشان نظر

نہ آیا جب صبح ہوئی تو میں نے جو کچھ دیکھا سنا اپنی قوم کو بتایا اور ان سے کہا: تم اپنے دانش مندوں اور خطیبوں میں سے کسی کو چن لو جو میرے ساتھ اس نبی کے پاس چلے' وہ بولے کیا تو اپنے آباؤاجداد کے دین سے پھرنا چاہتا ہے؟ میں نے ان سے کہا: اگر تمہیں یہ بات ناگوار ہے تو مجھے بھی ناگوار ہے کیونکہ میں تمہیں میں سے ہوں پھر میں ان کے پاس سے کھسک گیا اور اپنے بت کو توڑ کر مدینہ شریف کی راہ لی جب میں مدینہ شریف پہنچا اس وقت رسول خدا ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو میں منبر شریف کے سامنے بیٹھ گیا' آپ ﷺ نے خطبہ کے اختتام پر فرمایا: کہ میرے منبر کے سامنے سعدالعشیرہ کا ایک شخص بیٹھا ہے وہ اسلام کی رغبت لیکر آیا ہے۔ اس نے مجھے ابھی دیکھا ہے اور میں نے بھی اسے اس سے قبل نہیں دیکھا۔ میں نے اس سے بات کی ہے نہ اس نے کبھی مجھ سے کلام کیا ہے یہ تمہیں عنقریب ایک حیران کن داستان سنائے گا۔ پھر منبر شریف سے نیچے اتر کر نماز پڑھی۔ اس کے بعد مجھ سے ارشاد فرمایا:- اے سعد العشیرہ کے ہم قوم! میرے قریب آؤ تو میں قریب ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: ہمیں حیاض اور قراض کا قصہ بیان کرو اور جو واقعات و حالات تم نے دیکھے سنے ہیں ان کا ذکر کرو' چنانچہ میں اپنے قدموں پر کھڑا ہوگیا اور سارا قصہ بیان کردیا اور تمام مسلمان گوش بر آواز تھے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ واقعہ سن کر خوشی کا اظہار فرمایا: مجھے اسلام کی دعوت دی اور میرے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی تو میں اسلام کے دائرے میں آگیا میں نے اسی بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

تَبِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْ جَاءَ بِالْهُدٰى
وَخَلَفْتُ قِرَاضًا بِدَارِ هُوَان
شَدَدْتُ عَلَيْهِ شِدَّةً فَتَرَكْتُهٗ
كَاَنَّ لَّمْ يَكُنْ وَالدَّهْرُ ذُوْحَدَثَان
رَاَيْتُ لَهٗ كَلْبًا يَقُوْمُ بِاَمْرِهٖ
يَهْدُوْ بِا لتَّنْكِيْلِ وَالرَّجْفَان
وَلَمَّا رَاَيْتُ اللّٰهَ اَظْهَرَدِيْنَهٗ
اَجَبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ دَعَانِيْ
وَاَصْبَحْتُ لِلْاِسْلَامِ مَاعِشْتُ نَاصِرًا
وَاَلْقَيْتُ فِيْهِ كِلْكِلِيْ وَجَرَانِيْ
فَمَنْ مُبَلِّغٌ سَعْدَ الْعَشِيْرَةِ اَنَّنِيْ
شَرَيْتُ الَّذِيْ يَبْقٰى بِمَا هُوَ فَانِيْ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ' جب آپ ہدایت لیکر آئے
اور قراض بت کو ذلت کے مقام پر چھوڑ دیا
میں نے اس پر انتہائی سختی کی اور اسے اس حال میں چھوڑا گویا وہ تھا ہی نہیں یہ زمانے کے انقلابات ہیں۔
میں نے اس کا ایک کتا دیکھا جو اس کا کام کرتا
اور وہ عبرت ناک سزا سے ڈراتا دھمکاتا
جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنا دین غالب کردیا ہے
اور جس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعوت دی تو میں نے اسے قبول کرلیا میں تاحیات اسلام کا حامی اور ناصر بن گیا
اور اپنا سینہ اور گردن اس لئے پیش کردی
کوئی میری طرف سے میرے قبیلے سعدالعشیرہ کو یہ پیغام پہنچادے کہ میں نے فانی زندگی کا باقی ابدی زندگی کے ساتھ سودا کرلیا ہے۔

ایک گستاخ جن کی ہلاکت

خرائطی ہواتف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے 6 ہجری

میں مکہ شریف کی طرف عزم سفر اختیار کیا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوچ کا حکم دیا تو اس رات کوہ ابو قبیس کے اوپر ایک پکارنے والے نے چیخ کر کہا جس کی آواز کو اہل مکہ نے سنا۔

هُبُّوْا فَسَاحِدكُمْ مَعَهٗ صَحَابَتُهٗ
سِيْرُوْا اِلَيْهِ وَكُوْنُوْا مَعْشَرَ اَكْرَمَا
شَاهَتْ وُجُوْهُهُمْ مِن مَّعْشَرِنكَلِ
لَايَنْصُرُوْنَ اِذَا مَاحَارَبُوْا صَنَمًا

چلو کہ تمہارا ساحر اپنے اصحاب کے ہمراہ آرہا ہے اس کی طرف بڑھو اور معزز گروہ بن جاؤ۔ ایک مضبوط لشکر کے ہاتھوں ان کے چہرے بگڑیں گے جب بتوں سے جنگ کریں گے تو کوئی ان کی امداد کیلئے نہ آئے گا۔

تو مشرکین مکہ نے اکٹھے ہو کر یہ طے کیا کہ وہ اس سال محمد ﷺ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو فرمایا: کہ یہ ہاتف سلفعہ شیطان ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرمائے گا' وہ لوگ ابھی اسی حال میں تھے کہ انہوں نے پہاڑ کی چوٹی پر کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

شَاهَتْ وُجُوْهُ حَالٍ حَلَفُوْا صَنَمًا
وَخَابَ سَعْيُهُمْ مَااَقْصَرَ الْهِمَمَا
اِنِّيْ قَتَلْتُ عَدُوَّ اللّٰهِ سَلْفَعَةً
شَيْطَانُ اَوْثَانُكُمْ سُحْقًا لِّمَنْ ظَلَمَا
وَقَدْ اَتَاكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ نَفَرٍ
وَكُلُّهُمْ مُحْرِمٌ لَا يَسْفِكُوْنَ دَمًا

جب انہوں نے بت کی قسم کھائی تو ان کے چہرے بگڑ گئے اور ان کی کوشش ناکام ہوگئی وہ کس قدر دوں ہمت ہیں۔ میں نے دشمن خدا سلفعہ کو قتل کردیا ہے جو کہ تمہارے بتوں کا شیطان ہے' دھتکار ہو ظالموں پر رسول اللہ ﷺ تمہارے پاس ایک گروہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں جو سب کے سب حالت احرام میں ہیں' وہ خونریزی نہیں کریں گے۔

ایک ہاتف کا برا انجام

ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ہاتف نے ابو قبیس پہاڑ کے اوپر پکار کر کہا۔

قَبَّحَ اللّٰهُ رَأْيَ كَعْبِ بْنِ فَهْرٍ
فِيْ رَقِيْقِ الْعُقُوْلِ وَالْاَحْلَامِ
دِيْنُهَا اِنَّهَا يُعَنِّفُ فِيْهَا
دِيْنَ اٰبَائِهَا الْحُمَاةَ الْكِرَامِ
حَالَفَ الْجِنَّ جِنَّ بُصْرٰى عَلَيْكُمْ
وَرِجَالَ النَّخِيْلَ وَالْاٰطَامِ
يُوْشِكُ الْخَيْلَ اَنْ تَرَوْهَا تُهَادِيْ
تُقْتَلُ الْقَوْمُ فِي الْبِلَادِ الْعِظَامِ
هَلْ كَرِيْمٌ مِّنْكُمْ لَهٗ نَفْسُ حُرٍّ
مَاجِدُ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَعْمَامِ
ضَارِبٌ ضَرْبَةً تَكُوْنُ نِكَالًا

اللہ آل کعب بن فہر کی رائے کو خراب و نامراد کرے
کیونکہ عقل و خرد کے لحاظ سے وہ کمزور اور ہلکے ہیں
اس کا دین یہ ہے کہ وہ اپنے معزز آباؤاجداد
کے دین پر عیب لگاتا ہے۔
اس نے تمہارے خلاف بصریٰ کے جنات اور
نخلستان اور ٹیلوں کے لوگوں سے عہدوپیمان لیا ہے
قریب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر یہاں آئے
اور عظمت والے شہر میں قوم کا قتل عام کرے
کیا تم میں کوئی معزز گھرانے کا معزز آزاد
شخص ہے جو
ایک کاری ضرب لگائے ایسی ضرب جو باعث عبرت

وَرَوَاحًا مِّنْ کُرْبَةٍ وَّاغْتِمَام — ہو اور رنج و غم سے چھٹکارا عطا کرے۔

ہاتف کی یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین مکہ یہ اشعار ایک دوسرے کے سامنے پڑھنے لگے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کا منصوبہ بنالیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مسعر نامی شیطان ہے جو بتوں کے بارے میں لوگوں سے کلام کرتا ہے اللہ اس شیطان کو رسوا کرے گا' پھر تین دن ٹھہرے کہ پہاڑ سے ہاتف کی آواز آئی۔

نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا — ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر دیا

لَمَّا طَغٰی وَاسْتَکْبَرَا — جب اس نے سرکشی اور تکبر سے کام لیا

وَسَفِهَ الْحَقَّ وَمَنَّ الْمُنْکَرَا — اس نے حق کا مذاق اڑایا اور بری بات کی رسم ڈالی

بِشَتَمِهٖ نَبِیَّنَا الْمُطَھَّرَا — ہمارے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہہ کر۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک عفریت جن ہے جسے سمحج کہا جاتا ہے میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے کیونکہ یہ میرے ساتھ ایمان لایا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ وہ کئی دنوں سے مسعر کی تلاش میں تھا۔

سمحج کا قتل

فاکہی اخبار مکہ میں بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آغاز اسلام کا زمانہ تھا ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس مبارکہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مکہ کے ایک پہاڑ پر ہاتف نے آواز دی اور اہل مکہ کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ شیطان ہے اور جب بھی کسی شیطان نے کسی پیغمبر کے خلاف لوگوں کو بر انگیختہ کیا تو اللہ نے اسے ہلاک کر دیا' پھر اس پیشین گوئی کے کچھ عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ نے اس شیطان کو ایک عفریت جن کے ہاتھوں ہلاک کر دیا ہے اس جن کو سمحج کہا جاتا ہے میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے' جب شام ہوئی ہم نے اس جگہ ایک ہاتف کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا

نحن قتلنا مُسعرا — ہم نے مسعر کو قتل کر دیا ہے۔

جندل ابن نضلہ کی روایت

ابن سعد جندل' ابن نضلہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: میرا ایک جن ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آ کر کہنے لگا۔

هَبَّ فَقَدْ لَاحَ سِرَاجَ الدِّیْنِ — چل اٹھ کہ دین کا چراغ صادق مہذب

بِصَادِقٍ مُّهَذَّبٍ اَمِیْنٍ — اور امین کے ساتھ روشن ہو گیا ہے

اَدْلَجَ عَلٰی نَاجِیَةٍ اَمُوْنٍ — اور رات کے پچھلے پہر محفوظ سواری پر سوار ہو کر

تَمْشِیْ عَلَی الصَّحْصَحِ وَالْحُزُوْنِ — ہموار و سخت زمین کو قطع کرتے ہوئے روانہ ہو جا

تو میں خوفزدہ ہو کر اٹھا بیٹھا اور پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا:

وَسَاطِحُ الْاَرْضِ وَفَارِضُ الْفَرْضِ — زمین کے بچھانے والے اور قانون نافذ کرنے

لَقَدْ بَعَثَ مُحَمَّدٌ فِي الطُّوْلِ وَالْعَرْض | والے کی قسم! کہ طول و عرض میں محمد ﷺ
نَشَأَ فِي الْحُرُمَاتِ الْعِظَامِ وَهَاجَرَ | کی بعثت ہوگئی ہے وہ حرم مکہ میں پروان چڑھے
اِلَى طَيْبَةِ الْاَمِيْنَةِ | ہیں اور طیبہ امینہ مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے۔

تو میں نے اونٹ کا کجاوہ کسا' اسی اثناء میں ایک ہاتف کی آواز آئی۔

يَا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِیْ مَطِيَّتَهُ | اے رسول اللہ ﷺ کی طرف سواری دوڑانے والے
نَحْوَ الرَّسُوْلِ لَقَدْ وَفَّقْتَ لِلرُّشْد | سوار! تو رشد وہدایت سے سرفراز ہوگیا ہے۔

حابس بن دغنہ کا قبول اسلام

ابن الکلبی عدی بن حاتم سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میرا ایک خدمت گار تھا وہ بنو کلب سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا نام حابس بن دغنہ تھا' ایک دن میں اپنے صحن میں بیٹھا تھا کہ وہ سخت گھبراہٹ میں آیا اور کہنے لگا اپنا اونٹ سنبھالئے۔ میں نے پوچھا کیوں خوفزدہ ہو؟ اس نے جواب دیا میں وادی میں تھا کہ اچانک ایک بوڑھا شخص پہاڑ کی گھاٹی سے بہت تیزی کے ساتھ میری طرف اترا' اس کا سر چکی کے پاٹ کی طرح بڑا تھا۔ یہاں تک کہ وہ دامن کوہ آکر اپنے قدموں پر کھڑا ہوگیا اور بولا:

يَاحَابِسُ بْنُ دَغْنَةَ يَا حَابِسْ | اے حابس بن دغنہ! یا حابس!
لَا يَعْرِضَنَّ اِلَيْكَ ذُوالْوَسَاوِس | شیطان تمہارے درپے نہ ہو
هٰذَا سَنَا النُّوْرِ بِكَفِّ الْقَابِس | یہ آتش افروز کے ہاتھ سے روشنی ہوگئی ہے
فَاجْنَحْ اِلَى الْحَقِّ وَلَا تَوالِس | لہٰذا تو حق کی طرف مائل ہو اور سستی نہ کر

یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا' میں نے اپنا اونٹ نکالا اور دوسری وادی میں چرانے لگا' پھر میں سونے کیلئے لیٹا تو ایک سوار نے پاؤں کی ٹھوکر سے مجھے بیدار کردیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ساتھی ہے جو کہہ رہا ہے۔

يَاحَابِسُ اِسْمَعْ مَا اَقُوْلُ تَرْشِدْ | اے حابس! میری بات غور سے سن' تو ہدایت پا جائے گا'
لَيْسَ ضَلُوْلٌ جَائِرٌ كَمُهْتَدِیْ | ایک گمراہ ظالم شخص ہدایت یافتہ آدمی کی طرح نہیں ہوسکتا
لَاتَتْرُكَنَّ نَهْجَ الطَّرِيْقِ الْاَقْصَد | (لہٰذا) سیدھا راستہ نہ چھوڑ' کیونکہ
قَدْ نَسَخَ الدِّيْنَ بِدِيْنِ اَحْمَد | دین احمد کی آمد سے تمام ادیان منسوخ کردیئے گئے ہیں۔

پھر مجھ پر غشی سی طاری ہوگئی جب کچھ دیر کے بعد افاقہ ہوا تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کے [illegible] لئے آزما لیا تھا۔

بارگاہ رسالت میں ہاتف کا ہدیہ اسلام

ابوسعد نے "شرف المصطفیٰ" میں جد بن قیس مرادی سے روایت کیا ہے کہ ہم چار آدمی ایام جاہلیت میں حج کے [illegible]

ارادے سے نکلے تو ہم یمن کی ایک وادی سے گزرے جب رات آئی تو ہم نے وادی کے سردار سے پناہ طلب کی' اور سواریاں باندھ دیں پس جب سکوت شب طاری ہوا اور میرے ساتھی سو گئے تو وادی کی دوسری جانب سے ہاتف کی آواز آئی۔

اَلَا اَیُّھَا الرَّکْبُ الْمعَرِّسُ بَلِّغُوْا
اِذَا مَا وَقَفْتُمْ بِالْحَطِیْمِ وَزَمْزَمَا
مُحَمَّدِ نِ الْمَبْعُوْثِ مِنَّا تَحِیَّةً
تَشْیَعُهٗ مِنْ حَیْثُ سَارُوْ یَمَّمَا
وَقُوْلُوْا لَهٗ اَنَا لِدِیْنِکَ شِیْعَةٌ
بِذَالِکَ اَوْصَانَا الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَا

اے رات کے آخری حصہ میں آرام کیلئے اترنے والے قافلے!جب تم حطیم و زمزم کے پاس جا کر رکو تو ہماری طرف سے مبعوث ہونے والے پیغمبر محمد ﷺ کو سلام پہنچا دو' ایک دائمی سلام (کہ آپ جہاں جائیں تو وہ آپ کے ساتھ رہے) اور آپ ﷺ سے عرض کریں کہ میں آپ کے دین کا حامی ہوں اسی بات کی ہمیں مسیح ابن مریم نے وصیت کی ہے۔

جندع بن ضمید کے اسلام لانے کا واقعہ

ابو سعد "شرف مصطفی" میں سند ضعیف کے ساتھ لکھتے ہیں کہ جندع بن ضمید کے پاس ایک آنے والا آیا اور بولا:
اے جندع بن ضمید!

اَسْلِمْ تَفُزْوْ تَسْلِمْ
مِنْ حَرِّ نَارٍ تَضْرَم

اسلام لے آ' تو کامیاب ہوجائے گا اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کی جلن سے سلامت رہے گا۔

جندع نے پوچھا: یہ اسلام کیا ہے؟ کہا: بتوں سے بیزاری اور اللہ تعالیٰ کیلئے خلوص' دریافت کیا؟ اس کی طرف راہ کونسی ہے؟ تو اس نے جواب دیا

اِنَّهٗ قَدِاقْتَرَبَ ظُھُوْرَ نَا جِمٍ
مِّنَ الْعَرَبِ کَرِیْمِ النَّسَبِ غَیْرَ خَامِلِ الْحَسَبِ
یَطْلَعُ مِنَ الْحَرَمِ تَدِیْنُ لَهُ الْعَرَبُ وَالْعَجَمُ

کہ عرب کی ایک ہستی کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے جو کریم النسب اور شہیرالحسب ہوگی وہ ہستی حرم سے ظاہر ہوگی اور عرب و عجم اس کے سامنے سرا فگندہ ہوں گے۔

جندع نے یہ بات اپنے چچازاد رافع بن خداش کو بتائی پس جب اسے نبی اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ کی اطلاع ملی تو آپ کی خدمت میں آ کر اسلام قبول کرلیا۔

شعیرہ کا جن

ابن سعد اور ابو نعیم امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ وحی (قبل از اسلام) سنی جاسکتی تھی' جب اسلام کا ظہور ہوا تو جن وحی کے سننے سے روک دیئے گئے۔ بنو اسد کی ایک عورت شعیرہ نامی کا ایک جن تابع تھا جب اس نے دیکھا کہ اب وحی کے سننے کی قدرت نہیں تو وہ اس عورت کے پاس آیا اور اس کے سینے میں گھس گیا' اور چلانے لگا

وَضَعَ الْحِنَاقُ وَرَفَعَ الْوِفَاقُ وَ
جَاءَ اَمْرٌ لَا یُطَاقُ اَحْمَدُ حَرَّمَ الزِّنَا

حاملہ اونٹنی نے جن دیا ہے' موافقت ختم ہوگئی ہے۔
اور ایسا امر آ گیا ہے جس کی طاقت نہیں' احمد نے زنا حرام کردیا ہے۔

سعد بن عبادہ کے ساتھ پیش آنے والا حیران کن واقعہ

زبیر بن بکار موفقیات میں اور ابونعیم بواسطہ شہر بن حاشب از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما از سعد بن عبادہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے عقبہ کے مقام پر رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو میں کسی کام کی غرض سے حضرموت کی طرف نکلا اور کام کی تکمیل کے بعد واپس لوٹا یہاں تک کہ ایک مقام پر آکر سو گیا مگر کسی چلانے والے کی آواز سے رات کے وقت خوفزدہ ہو گیا' وہ کہہ کہا تھا۔

اَبَا عَمْرٍ و نَاَوبَنِیْ الشُّھُوْرَ	اے ابو عمرو! مجھے بیداری لاحق ہے
وَرَاحَ النَّوْمُ وَانْقَطَعَ الْھُجُوْدَ	اور نیند جاتی رہی ہے۔

دوسرا چلایا' اے خرعب! تجھے کھیل کود نے ضائع کردیا ہے زہرہ اور یثرب کے درمیان ایک حیران کن واقعہ رونما ہوا ہے اس نے پوچھا اے شاصب! کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے بتایا کہ نبی اسلام بہترین کلام کے ساتھ ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوچکا ہے' وہ بلد حرام (مکہ) سے ہجرت کر کے نخلستان اور ٹیلوں کی زمین (مدینہ) میں آگیا ہے' پھر جب صبح طلوع کر آئی تو میں نے دیکھا کہ وہاں گرگٹ اور سانپ مرے پڑے تھے' مجھے نبی اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ کا علم خرعب اور شاصب کی اسی گفتگو سے ہوا۔

باب ششم

بتوں کے اندر
سے سنی جانے والی
بعض بشارتیں

راشد بن عبد ربہ نے بت کے اندر سے آواز سنی

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں۔

ابو نعیم از طریق حکیم بن عطاء سلمی راشد بن عبد ربہ سے نقل کرتے ہیں کہ معلات میں جو بت نصب تھا اسے سواع کہا جاتا تھا' بنو ظفر نے مجھے نیاز دیکر اس بت کے پاس بھیجا تو میں فجر کے وقت سواع سے قبل ایک اور بت کے پاس پہنچا اچانک کسی چلانے والے کی آواز اس بت کے اندر سے آئی۔ انتہائی حیرانی کی بات ہے کہ بنی عبد المطلب میں سے ایک نبی کا ظہور ہو چکا ہے۔ جو زنا' سود اور بتوں کیلئے ذبیحہ کو حرام ٹھہراتا ہے' آسمان کی حفاظت اور پہرے داری شروع ہو گئی ہے اور ہم پر تارے توڑے جاتے ہیں۔ یعنی شہاب باری کی جاتی ہے' پھر ایک اور بت کے اندر سے ہاتف کی یہ آواز سنائی دی۔ ضماء کی پوجا ختم ہو گئی ہے' احمد نبی کا ظہور ہو چکا ہے جو خود نماز پڑھتا ہے اور دوسروں کو زکوٰۃ' روزے' نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اس کے بعد ایک اور بت سے یہ آواز آئی۔

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی	بے شک عیسیٰ بن مریم کے بعد قریش میں سے
بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّھْتَدٖ	ایک عظیم الشان نبی نبوت و ہدایت سے سرفراز
نَبِیٌّ اَتٰی بِخَبَرٍ بِمَا سَبَقَ	ہو چکا ہے جو ماضی' حال اور مستقبل کی
وَ بِمَا یَکُوْنُ الْیَوْمَ حَقًّا اَوْغَدَ	صحیح صحیح غیبی خبریں لے کر آیا ہے۔

میں فجر کے وقت سواع کے پاس پہنچا تو دو لومڑ اسے چاٹ رہے تھے اور آس پاس پڑی ہوئی نیاز کھانے کے بعد اس کے اوپر پیشاب کر رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا:

اَرَبٌّ یَبُوْلُ الثَّعْلَبَانُ بِرَأْسِہٖ	کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑ پیشاب کریں؟ ہاں
لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ ثَعَالِبُ	وہ تو ذلیل و حقیر ہے جس پر لومڑ پیشاب کرتے ہیں۔

یہ واقعہ راشد کو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد پیش آیا' تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ انہوں نے بیعت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے رہاط کی ایک جاگیر طلب کی تو آپ ﷺ نے اسے عطا کر دی' نیز پانی کا ایک برتن عنایت فرمایا جس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور فرمایا: اسے جاگیر کے بالائی حصہ میں ڈال دو اور فالتو پانی سے لوگوں کو منع نہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ پانی رواں ہو گیا اور آج تک بہہ رہا ہے۔ انہوں نے اس پانی کے ساتھ کھجوروں کا باغ لگایا' کہا جاتا ہے کہ رہاط کا سارا علاقہ اس پانی سے سیراب ہوتا ہے لوگ اس پانی کو آب رسول کا نام دیتے ہیں۔ اہل رہاط اسی پانی سے غسل کرتے ہیں اور اس سے شفا طلب کرتے ہیں۔

البدایہ 325/2 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مرداس سلمی کا بت بول پڑا

عباس بن مرداس سے روایت ہے کہ اس کے باپ مرداس سلمی کا بت تھا جس کی وہ پوجا کرتا ہے اس بت کا نام ضمار تھا جب مرداس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا اے بیٹے! ضمار کی پرستش کر یہ تجھے نفع دے گا ضرر نہ دے گا۔ ایک دن عباس ضمار کے پاس تھا کہ اس نے ضمار کے جوف سے ایک منادی کی ندا سنی جو کہہ رہا تھا۔

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سَلِیْمٍ کُلِّھَا	بنی سلیم کے تمام قبائل سے کہہ دو کہ
اَوْدٰی ضِمَارٌ وَ عَاشَ اَھْلُ الْمَسْجِد	ضمار برباد ہوگیا' جبکہ اہل مسجد زندہ رہے
اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی	کیونکہ عیسیٰ ابن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث
بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْش مُھْتَد	قریش کا ہدایت یافتہ شخص (محمد ﷺ) ہوگیا ہے۔
اَوْدٰی ضِمَارٌ وَّ کَانَ یَعْبُدُ مَرَّۃً	ضمار برباد ہوگیا حالانکہ کبھی اس کی پوجا کی جاتی تھی
قَبْلَ الْکِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّد	نبی محمد ﷺ کی طرف کتاب حکیم آنے سے پہلے

یہ سن کر عباس نے ضمار کو چورا چورا کیا اور خود نبی اکرم ﷺ کے دامن اطہر کے ساتھ وابستہ ہوگیا۔

ایک اور روایت ہے کہ عباس بن مرداس ؓ دوپہر کے وقت اپنی شیردار اونٹنیوں میں تھے کہ ایک شترمرغ نمودار ہوا جس پر ایک سفید پوش سوار تھا' اس نے کہا کہ اے عباس! کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں پر پہرے لگ گئے ہیں اور اس کے محافظ تھک گئے ہیں اور لڑائی نے دم توڑ دیا ہے اور لشکروں نے پالان اتار دیئے ہیں یعنی آرام کررہے ہیں بے شک وہ عظیم پیغمبر جس پر نیکی اور تقویٰ کا نزول ہوا' قصوی اونٹنی کا مالک ہے عباس کہتے ہیں میں اس سے خوفزدہ ہوگیا اور اپنے بت ضمار کے پاس آیا' ہم اس بت کی پوجا کرتے تھے اور اس کے جوف سے آواز آتی تھی' میں نے اس کے آس پاس جھاڑو دیا پھر اس کو چھوا' اچانک اس کے اندر سے کسی پکارنے والے کی آواز آئی۔

(یہ اشعار قبل ازیں درج ہوچکے ہیں)

عباس کہتے ہیں یہ سن کر میں اپنے قبیلہ بنو حارثہ کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور مسجد میں آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مسکرا پڑے اور فرمایا: اے عباس! تمہارے اسلام کی طرف مائل ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو میں نے سارا قصہ بیان کردیا' حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے چنانچہ میں اپنی قوم کے ہمراہ دائرۂ اسلام میں آگیا۔ البدایہ 2/6-315 ' 2/317

مازن عمانی کا حلقہ بگوش اسلام ہونے کا واقعہ

اسی قسم کا واقعہ مازن ابن القصریہ کا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عمان کے قرب میں ایک بت کی خدمت پر مامور تھا جس کا نام باور تھا۔ ایک دن ہم نے اس کے نزدیک قربانی کی' تو اس بت کے شکم سے ہم نے ایک آواز سنی۔

یَا مَازِنُ اِسْمَعْ تَسُرّ	اے مازن! تو بھلائی اور بشارت کے ظہور کی
ظُھُوْرَ خَیْرٍ وَّ بَشَرٍ	خبر سن' تو خوش ہوجائے گا۔
بُعِثَ نَبِیٌّ مِنْ مُضَرٍ	قبیلہ مضر سے ایک نبی مبعوث ہوچکا ہے

يَدِيْنُ دِيْنَ اللّٰهِ بِرٌّ — جو اللہ کے دین کا حامل ہے

فَدَعْ نَحِيْتًا مِّنْ حَجَرٍ — پس تو پتھر کے گھڑے ہوئے بت کو چھوڑ

تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ سَقَرْ — تو جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

مازن کہتے ہیں میں اس بت سے ڈر گیا' تو دوبارہ اس سے آواز آئی

اَقْبِلْ اِلَيَّ اَقْبِلْ — آ آ میری طرف آ

مُسْتَمِعًا لَا تَجْهَلْ — غور سے سن اور جاہل نہ بن

هٰذَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ — یہ (مبشر بہ) اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔

جَاءَ بِحَقٍّ مُّنْزَلِ — جو اتارے گئے حق کے ساتھ آئے ہیں۔

یہ سن کر میں نے کہا: یہ تو بہت حیران کن بات ہے' یقیناً اس سے میری بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے' مازن کہتے ہیں کہ ہم اسی صورتحال پر قائم تھے کہ ایک حجازی شخص آیا تو ہم نے اس سے پوچھا کیا خبر چھوڑ کر آئے ہو؟ اس نے جواب دیا ایک شخص ظاہر ہوا ہے جسے احمد کہا جاتا ہے' وہ اپنے پاس آنے والے ہر شخص سے کہتا ہے کہ داعی الی اللہ کی بات مان لو' تو میں نے کہا: یہی تو خبر ہے جس کے متعلق میں نے سن رکھا ہے۔

چنانچہ میں بت کے پاس گیا اسے پاش پاش کیا اور سوار ہو کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا' تو آپ نے مجھے اسلام کی وضاحت فرمائی اور میں حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ اس موقع پر میں نے یہ اشعار پڑھے۔

كَسَرْتُ بَادِرًا اَجْذَاذًا وَكَانَ لَنَا — میں نے باور کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حالانکہ وہ

رَبًّا نَطِيْفُ بِهٖ حِيْنًا بِتَضْلَالِ — ہمارا رب تھا ہم گمراہی کے زمانہ میں اس کا طواف کرتے تھے۔

بِالْهَاشِمِيِّ هَدَيْنَا مِنْ ضَلَالَتِنَا — ہاشمی پیغمبر کے ذریعے ہمیں گمراہی سے نجات ملی

وَلَمْ يَكُنْ دِيْنُهٗ شَيْئًا عَلٰى بَالِيْ — حالانکہ (قبل ازیں) اس کے دین کا میرے دل پر کوئی اثر نہ تھا۔

مازن کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نغمہ وطرب' شراب خوری اور فحبہ گر عورتوں کا رسیا ہوں جو نازو ادا سے شکار کرتی ہیں۔ ہم قحط سالی کی وباء میں مبتلا ہیں جس سے ہمارے مال ختم ہو گئے ہیں اور ہمارے اہل و عیال بھوک کی نذر ہو گئے ہیں۔ میری کوئی اولاد نہیں آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ میری پریشانی دور کرے۔ اللہ مجھے حیاء عطا کرے اور اولاد سے نوازے' تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی اے اللہ! اسے نغمہ و طرب کی جگہ قرات قرآن میں لذت عطا فرما' حرام کی بجائے حلال روزی دے اور شراب کی بدولت پاکیزہ سیرابی عطا کر' اور بدکاری کے بدلے عفت اور پاکدامنی عنایت فرما' اسے حیاء اور اولاد سے نواز!

مازن کہتے ہیں اللہ نے میری پریشانی دور فرمائی' میں نے قرآن کا ایک حصہ سیکھ لیا اس کے دلائل سے آگاہی حاصل کی۔ اللہ نے میری بستی عمان اور آس پاس کی بستیوں کو سرسبز وشاداب فرمایا' میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کی اور

اللہ نے مجھے خوبصورت اولاد سے نواز' اسی سلسلہ میں میں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اِلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَبَّتْ مُطِیَّتِیْ تَجُوْبُ الْفَیَا فِیْ مِنْ عُمَّانَ اِلَی الْعَرَجِ	یارسول اللہ ! میری سواری آپ کی طرف عمان سے عرج تک پھیلے ہوئے میدانوں کو طے کر کے آئی ہے۔
لِتَشْفَعَ لِیْ یَا خَیْرَ مَنْ وُّطِیَ الْحِصٰی فَیَغْفِرَلِیْ ذَنْبِیْ وَارْجِعْ بَالْفَلَجِ	تا کہ اے افضل بشر! آپ میری شفاعت فرمائیں اور اللہ میرے گناہ بخش دے اور میں کامیابی کے ساتھ لوٹوں
اِلٰی مَعْشَرٍ خَالَفْتُ فِی اللّٰہِ دِیْنَھُمْ وَلَارَأْیُھُمْ رَائِیْ وَلَا نَھْجُھُمْ نَھْجِیْ	ایسے گروہ کی طرف (لوٹوں) جن کے دین کی میں نے اللہ کے لئے مخالفت کی ہے ان کی رائے میری رائے نہیں نہ ان کا طریقہ میرا طریقہ ہے
وَکُنْتُ اِمْرَأً الْعَھْدِ وَالْخَمْرِ مُوْلِعًا شَبَابِیْ حَتّٰی اٰذَنَ الْجِسْمَ بِالنَّھْجِ	میں جوانی میں زناکاری اور شراب کا رسیا تھا حتیٰ کہ میں نے اپنے جسم کو برباد کردیا
فَبَدَّلَنِیْ بِالْخَمْرِ خَوْفًا وَخَشِیَّۃً وَبِا لْعَھْدِ اِحْصَانًا فَحَصَنَ لِیْ فَرْجِیْ	تو اللہ نے مجھے نشہ شراب کے بدلے لذت خوف و خشیت عطا کی' اور زنا کے بدلے پاکبازی' اور میری شرم گاہ کی حفاظت فرمائی۔
فَاَصْبَحْتُ ھَمِّیْ فِی الْجِھَادِ وَنِیَّتِیْ فَلِلّٰہِ مَا صَوْمِیْ وَلِلّٰہِ مَاحَجِّیْ	میری ہمت و نیت کا مرکز جہاد بن گیا ہے' پس اللہ کیلئے میرا روزہ ہے اور اسی کیلئے میرا حج ہے

حضرت مازن فرماتے ہیں جب میں اپنی قوم کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ پر سختی کی' مجھے گالیاں دیں اور ملامت کی اور ایک شاعر سے میری ہجو کروائی' میں نے کہا: اگر میں ان کی ہجو کرتا ہوں تو دراصل یہ میری اپنی ہجو ہوگی۔ چنانچہ میں نے ان سے کنارہ کشی کرلی اور ایک مسجد بنا کر اس میں بیٹھ کر عبادت میں مصروف ہوگیا۔ پھر جو مظلوم اس مسجد میں آ کر تین دن عبادت کرتا اور ظالم کے خلاف دعا کرتا تو اس کی دعا قبول ہوجاتی اور جو برص وغیرہ امراض کا مریض دعا مانگتا تو وہ شفایاب ہوجاتا' بعدازاں میری قوم میرے پاس آئی اور واپس چلنے کا مطالبہ کیا (اور میں نے ان کا یہ مطالبہ منظور کرلیا) تو وہ سب مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ البدایہ 312/2 ایضاً

خثعمی کا قبول اسلام

اسماعیل بن زیاد بطریق ابن جریج حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بنو خثعم کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بنو خثعم حلال کو حلال جانتے تھے نہ حرام کو حرام' وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے' ایک رات ہم آپس کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے سلسلہ میں ایک بت کے پاس بیٹھے تھے کہ بت کے اندر سے کسی کی آواز آئی۔

یَا اَیُّھَا الرَّکِبُ ذُوْوالْاَحْکَامِ — اے فیصلہ کرنے والے لوگو!

مَا اَنْتُمْ وَ طَائِشُوْ الْاَحْلَام — تم کس قدر کم عقل ہو

وَاسنَدُوا الْحِكَمَ اِلَى الْاَصْنَام — کہ بتوں کی طرف حکم کی نسبت کرتے ہو۔

اَمَا تَرَوْنَ مَا اَرٰى اَمَامِیْ — کیا تم نہیں دیکھ رہے جو میرے سامنے ہے

مِنْ سَاطِعٍ يَجْلُوْ دُجَى الظَّلَامُ — ایک ایسی روشنی جو ظلمتوں کو کافور کرنے والی ہے

هٰذَا نَبِیٌّ سَيِّدُ الْاَنَام — یہ نبی ہیں جو ساری مخلوق کے سردار ہیں

مِنْ هَاشِمٍ فِیْ ذَرْوَةِ الصَّنَام — آل ہاشم کے عالی مرتبہ پیغمبر

يَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَبِالْاِسْلَام — راہ حق اور اسلام کو کھول کر بیان کرنے والے

اَعْدَلُ ذِیْ حِكَمٍ مِّنَ الْاَحْكَام — تمام احکام میں سب سے زیادہ عادل

مُسْتَعْلِنٌ بِالْبَلَدِ الْحَرَام — بلد حرام میں اعلان حق کرنے والے

قَدْ طَهَّرَ النَّاسَ مِنَ الْاٰثَام — لوگوں کو بت پرستی سے پاک کرنے والے

جَاءَ بِهَدْمِ الْكُفْرِ بِالْاِسْلَام — جو اسلام لے کر آئے ہیں تاکہ اسلام کے ذریعے بنائے کفر کو منہدم کردیں۔

وہ خثعمی شخص کہتا ہے کہ ہم لوگ اس آواز سے خوفزدہ ہوگئے بعدازاں میں مکہ شریف کے لئے روانہ ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ واقدی نے اس واقعہ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

زمیل کے ایمان افروز اشعار

زمیل بن عمرو العذری بیان کرتے ہیں کہ یمن کے ایک قبیلہ بنو عذرہ کا ایک بت تھا جسے ضمام کہا جاتا تھا وہ لوگ اس کی بہت تعظیم کرتے' یہ بت بنی ہند بن حرام کے ہاں نصب تھا جس کی خدمت پر ایک شخص طارق نامی مامور تھا' اہل قبیلہ اس کے پاس قربانیاں دیتے' زمیل بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ہم نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا

يَا بَنِیْ هِنْدِ بْنَ حَرَامٍ — اے بنی ہند بن حرام!

ظَهَرَ الْحَقُّ وَاَوْدٰى ضَمَام — حق ظاہر ہوگیا ہے اور ضمام برباد و بے نام ہوگیا ہے'

وَرَفَعَ مِنَّا الشِّرْكَ الْاِسْلَام — اور اسلام نے ہم سے شرک دور کردیا ہے۔

ہم اس آواز سے ڈر گئے' چند دن کے بعد ہمیں پھر ایک آواز سنائی دی کہ اے طارق! اے طارق! ایک نبی صادق وحی ناطق کے ساتھ مبعوث ہوچکے ہیں' انہوں نے ارض تہامہ میں اعلان نبوت کیا ہے۔ اس کے حامیوں کیلئے سلامتی ہے اور اس کا ساتھ نہ دینے والوں کے لئے ندامت اور شرمندگی ہے۔ یہ میرا قیامت تک کیلئے پیغام جدائی ہے' اس کے بعد بت منہ کے بل گر گیا۔ زمیل کہتے ہیں کہ میں نے سواری کا جانور خریدا اور اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ سفر کرکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ اشعار پڑھے۔

نوٹ: البدایہ میں یہ اشعار معمولی اختلاف کے ساتھ مرقوم ہیں۔ (اعجاز)

اِلَیْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْمَلْتُ نَصَّهَا
یارسول اللہ' میں نے آپ کی طرف اپنی سواری تیز دوڑائی ہے۔

وَکَلَّفْتُهَا حُزْنًا وَغَوْرًا مِّنَ الرَّمَلِ
اور اسے سنگلاخ اور پست ریتلے میدان طے کرنے کی تکلیف دی ہے۔

لِاَنْصُرَ خَیْرَ النَّاسِ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا
وَاَعْقِدُ حَبْلاً مِّنْ حَبَالِكَ فِیْ حَبْلِیْ
تاکہ میں خیرالبشر کی بھرپور مدد کروں اور آپ ﷺ کے ساتھ محبت کے رشتوں کو استوار کروں

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا شَیْئَ غَیْرَهٗ
اَدِیْنُ لَهٗ مَا اَثْقَلَتْ قَدَمِیْ نَعْلِیْ
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی چیز کو دوام و بقا حاصل نہیں اور جب تک میں زندہ رہوں اسکے سامنے سرافگندہ رہوں۔

البدایہ 322/2

وائل بن حجر کی حکایت ایمان

وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو ہنیدہ تھی ان کے والد صاحب تخت و تاج تھے وہ فرماتے ہیں' میں ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے آنے کی غائبانہ خبردے رکھی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ وائل بن حجر حضرموت کے دور دراز علاقے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و رغبت لیکر تمہارے پاس آرہے ہیں۔ وہ شہزادوں میں سے بچ رہنے والے ایک شاہزادے ہیں۔ وائل فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے جو صحابی بھی مجھ سے ملتا تو کہتا کہ رسول اللہ نے آپ کے آنے سے تین دن قبل ہمیں آپ کے قدوم کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ پس جب میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے مرحبا کہا مجھے اپنے پاس بلایا اور قریب ہی اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر مجھے بٹھایا اور یہ دعا مانگی اے اللہ! وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں اور پوتوں میں برکت عطا فرما۔ پھر آپ منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور مجھے سامنے کھڑا کرکے ارشاد فرمایا لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں جو حضرموت کے دور دراز علاقے سے اسلام کی رغبت لیکر تمہارے پاس آئے ہیں" میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے آپ کے ظہور و بعثت کی خبر پہنچی درآں حالیکہ میرے پاس ایک عظیم بادشاہت تھی' تو اللہ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ میں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیا اور اللہ کے دین کو اختیار کرلیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وائل! تم سچ کہتے ہو' پھر دعا مانگی اے اللہ! وائل بن حجر کی اولاد و احفاد میں برکت عطا فرما' وائل بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں میرا وفد لیکر جانے کا سبب یہ تھا کہ ہمارے ہاں عقیق کا ایک بت تھا ایک دن میں دوپہر کے وقت سو رہا تھا کہ اچانک میں نے بت کی کوٹھڑی سے عجیب و غریب آواز سنی تو میں بت کے پاس آیا اور اس کے سامنے سجدہ کیا اس وقت کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔

وَاعَجَبًا لِوَائِلِ بْنِ حَجَرٍ
تعجب ہے وائل بن حجر پر جو

یُخَالُ یَدْرِیْ وَهُوَ لَیْسَ یَدْرِیْ
خیال کرتا ہے کہ سمجھ دار ہے حالانکہ وہ شعور سے خالی ہے

مَاذَا يِرْجِيْ مِنْ نَحِيْتٍ صِخْرٍ — وہ پتھر کے تراشے ہوئے بت سے کیا امید لگائے بیٹھا ہے

لَيْسَ بِذِيْ نَفْعٍ وَلَا ذِيْ ضَرٍّ — جو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان

لَوْكَانَ ذَا حِجْرٍ اَطَاعَ اَمْرِيْ — اگر عقل مند ہوتا تو میری بات مان لیتا

میں نے کہا: اے خیر خواہ ہاتف! میں نے تیری بات سن لی ہے اب تو کیا مشورہ دیتا ہے؟ تو کہا

اِرْحَلْ اِلٰی يَثْرِبَ ذَاتَ النَّخْلِ — کھجوروں والی زمین یثرب کی طرف کوچ کر'

تَدِيْنُ دِيْنَ الصَّائِمِ الْمُصَلِّيْ — روزہ دار نمازی خیرالرسل محمد نبی ﷺ

مُحَمَّدُ النَّبِيِّ خَيْرِ الرُّسُلِ — کا دین اختیار کر

پھر بت منہ کے بل گر گیا' اس کی گردن ٹوٹ گئی تو میں نے اٹھ کر اسے چورا چورا کر دیا' بعدازاں تیزی کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ مدینہ شریف آ گیا اور مسجد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ایک گروہ قریش کے سامنے حیران کن واقعہ رونما ہوا

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں۔

خرائطی ہواتف میں اور ابن عساکر حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ورقہ بن نوفل' زید بن نفیل' عبیداللہ بن جحش اور عثمان ابن الحویرث تھے' ایک بت کے پاس جمع ہوتا تھا ایک رات وہ اس بت کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ سر کے بل اوندھا پڑا ہے' انہیں بڑا تعجب ہوا' انہوں نے اسے پکڑا کر سیدھا کیا مگر وہ قائم نہ رہ سکا اور دھڑام سے گر گیا۔ انہوں نے اسے پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹایا تو وہ تیسری دفعہ بھی الٹ گیا تو عثمان بن حویرث نے کہا: ضرور کوئی واقعہ رونما ہوا ہے اور یہ وہ رات تھی جس میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بزم آرائے گیتی ہوئے۔ پس بت میں سے ایک ہاتف نے بلند آہنگی سے کہا:

تَرْدٰی لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِهٖ
جَمِيْعُ فَجَاجُ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ
وَخَرَّتْ لَهُ الْاَوْثَانُ وَارْعَدَتْ
قُلُوْبُ مُلُوْكِ الْاَرْضِ طَرًا مِنَ الرُّعْبِ
وَنَارَجَمِيْعُ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ
وَقَدْ بَاتَ شَاهُ الْفُرْسِ فِيْ اَعْظَمِ الْكُرْبِ
وَصَدَّتْ عَنِ الْكُهَّانِ بِالْغَيْبِ جِنُّهَا
فَلَا مُخْبِرَ مِنْهُمْ بِحَقٍّ وَلَا كَذِبٍ
فَيَا لِقُصَيٍّ اِرْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِكُمْ

بت ایک مولود کی وجہ سے برباد ہو گئے ہیں جس کے نور سے شرق و غرب میں زمین کے تمام راستے روشن ہو گئے بت اس کے سامنے سرنگوں ہو گئے اور روئے زمین کے بادشاہوں کے دل رعب سے کانپ اٹھے آتش فارس بجھ گئی اور تاریکی چھا گئی اور شاہ فارس نے انتہائی کرب میں رات گزری اور کاہنوں کو جنوں کے ذریعے ملنے والی غیبی خبروں سے روک دیا گیا' اب انہیں نہ کوئی سچی خبر دینے والا ہے نہ جھوٹی
اے آل قصی! اپنی گمراہی سے باز آ جاؤ اور

وَهَبُوْا اِلَی الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلُ الرَّحَبِ اسلام کے دامن میں آجاؤ' ایک کھلی فضاء میں

جابر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

ابن سعد' بزار اور ابونعیم حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے ایک ماہ پہلے کی بات ہے کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے تھے ہم نے ایک اونٹ ذبح کیا ہوا تھا کہ اچانک جوف صنم سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہا تھا استراق وحی (وحی چرانے) کا زمانہ گزر گیا۔ ایک نبی کی وجہ سے جنوں پر شہاب باری ہونے لگی وہ نبی مکہ میں ظاہر ہوا ہے اس کا نام گرامی احمد ہے' اس کی جائے ہجرت یثرب ہے وہ نماز روزے نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے" ہم یہ سن کر بت کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے حقیقت حال دریافت کی تو انہوں نے بتایا: کہ واقعی مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے جس کا اسم گرامی احمد ہے۔

سواع بت کے جوف سے آواز آئی

عبداللہ بن ساعدہ ہذلی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ہم ایک بت جسے سواع کہا جاتا تھا' کی پرستش کرتے تھے' میرے پاس ایک ریوڑ تھا جسے خارش کی بیماری پیدا ہوگئی میں اس ریوڑ کو دھکیل کر اس بت کے قریب لے گیا اس امید پر کہ اس کی برکت حاصل کروں تو میں نے جوف صنم میں سے ایک منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

انتہائی تعجب کی بات ہے کہ عرب کی بھلائی پر پردے پڑ گئے ہیں۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا ریوڑ دھر لیا اور اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آیا مجھے اب بتوں سے نفرت ہو چکی تھی' یہی وجہ ہے کہ میں پیش آنے والے واقعات کی غیبی خبریں دریافت کرنے لگا' یہاں تک کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کی اطلاع ملی تو میں نے آپ سے ملاقات کر کے اسلام قبول کر لیا۔

عمرو ھذلی نے جوف صنم سے آواز سنی

ابن سعد اور ابونعیم سعد بن عمرو ہذلی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ عمرو نے بیان کیا کہ میں نے صنم کیلئے جانور کی قربانی کی تو میں نے جوف صنم سے یہ آواز سنی انتہائی تعجب کی بات ہے کہ بنو عبدالمطلب سے ایک نبی کا ظہور ہو چکا ہے جو زنا کو حرام ٹھہراتا ہے اور بتوں کیلئے ذبیحہ ناجائز قرار دیتا ہے آسمان پر گہرے پہرے لگ گئے ہیں اور ہم پر ستاروں کی بارش ہوتی ہے۔

یہ آواز سن کر ہم ہر طرف پھیل گئے۔ اس سلسلہ میں ہم مکہ شریف بھی آئے تو کسی نے بھی ہمیں ظہور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر نہ دی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ہم نے پوچھا اے ابوبکر! کیا مکہ میں کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہو اور اس کا نام احمد ہو؟ انہوں نے کہا: بات کیا ہے؟ تو میں نے انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا تو انہوں نے کہا: ہاں! محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

ابن مندہ بکر بن جبلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا جس کے پاس ہم نے قربانی کی تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا اے بکر بن جبلہ! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانو!

ابراہیم بن سلامہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مجلس میں بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے کوئی دو ماہ قبل ہم بطحائے مکہ کی طرف نکلے ہمارے ساتھ ایک بچھڑا تھا جسے ہم ذبح کرنا چاہتے تھے' جب اسے ذبح کیا اور اس کا خون بہہ گیا اور اس کی جان نکل گئی تو اس کے پیٹ سے کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا۔

يَا اَهْلَ ذَرِيْحِ اَمْرٌ نَجِيْحٌ	اے اہل ذریح! ایک درست اور کامیاب
صَالِحٌ يَصِيْحُ بِلِسَانٍ فَصِيْحٍ	معاملہ' ایک پکارنے والا فصیح زبان میں
يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	پکار کر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

اس نے یہ گواہی تین بار چلا کر دی پھر اس کی آواز خاموش ہوگئی مگر ہم پر اس آواز کا رعب طاری ہوگیا اور ہم خوفزدہ ہوگئے' بعدازاں زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور ہوگیا' یہ سن کر ایک شخص نے کہا: امیرالمومنین اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ میں اور میرے ساتھی تجارت کی غرض سے نکلے ہم چار آدمی تھے اور شام جارہے تھے یہاں تک کہ ہم شام کی ایک وادی میں ٹھہرے۔ ہمیں گوشت کی شدید خواہش ہوئی کہ اچانک ایک شکستہ شاخ ہرنی ہمارے سامنے آگئی' ہم نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اس کو پکڑ لیا' اس کے بعد ہم نے اسے ذبح کرنے کا پروگرام بنایا کہ ایک ہاتف نے پکار کر کہا۔

يَا اَيُّهَا الرَّكِبُ السُّرَاعُ الْاَرْبَعَةُ	اے چار افراد پر مشتمل تیز رفتار قافلے!
خَلُّوْ سَبِيْلَ الظَّبْيَةِ الْمِرْوَعَةِ	خوفزدہ ہرنی کا راستہ چھوڑ دو (اسے آزاد کردو)
فَاِنَّهَا لَطِفْلَةٌ ذَاتَ وَعه	کیونکہ اس کی ایک شیرخوار بچی ہے تم
خَلُّوْا عَنِ الْعَضَبَا فَذَرْكُمْ سَعَةٌ	اس شکستہ سینگ ہرنی کو چھوڑ دو تو تمہاری مہربانی ہوگی

پھر کہا: اسے چھوڑ دو بخدا! میں نے اس وادی کو دیکھا ہے اور اس میں سے پچاس سے کم آدمی نہیں گزرے یہاں تک کہ تم اس وادی میں آئے ہو تو ہم نے اس ہرنی کو رہا کر دیا جب شام ہوئی تو اس نے ہماری سواریوں کی نکیلیں پکڑ لیں اور ہمیں ایک بڑی آبادی میں لے آیا پس ان لوگوں نے ہمیں ثرید کھلایا جس سے ہماری گوشت کھانے کی خواہش کی تسکین ہوئی' پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے ہماری تجارت کو پورا فرمایا۔ واپسی کے سفر میں ایک یہودی ہمارا ہم رکاب تھا سو جب ہم اسی وادی میں آئے تو ایک ہاتف نے پکار کر کہا۔

اِيَّاكَ لَا تَعْجَلْ وَخُذْهَا مُوْنِقَةً	جلدی نہ کر' اس کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہو
فَاِنَّ شَرًّا لِسَّيْرِ سَيْرَ الْحَقْحَقَةِ	کیونکہ بدترین چال حقحقہ کی چال ہے۔
قَدْ لَاحَ نَجْمٌ فَاَضَاءَ مُشْرِقَةً	بے شک ایک ایسا ستارہ روشن ہوگیا جس نے
يَكْشِفُ عَنْ ظُلْمَبِ عَبُوْسٍ مُوْبِقَةٍ	مشرق کو جگمگا دیا ہے اور جو ہلاکت خیز تاریکیوں کو کافور کردے گا

یہ سن کر اس یہودی نے پوچھا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہ پکارنے والا کیا کہہ رہا ہے؟ ہم نے کہا: وہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاتف بتارہا ہے کہ ایک نبی مکہ میں مبعوث ہوچکا ہے پس جب ہم مکہ شریف آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کی تصدیق ہوگئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتف کی آواز سنی

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا تم نے اسلام سے پہلے نبوت محمدیہ کی کوئی دلیل دیکھی تھی؟ فرمایا: ہاں! میں ایام جاہلیت میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا تھا کہ اس درخت کی ایک شاخ میرے اوپر جھک آئی یہاں تک کہ میرے سر کے اوپر آگئی' میں اس کی طرف دیکھنے لگا اور کہنے لگا یہ کیا ہے؟ تو میں نے درخت میں سے ایک آواز سنی۔

هٰذا النبی یَخرُج فی وقت کذا و کذا
فکن انت اسعد الناس به

یہ نبی فلاں وقت پر ظاہر ہوں گے تو
ان کی برکت سے سب سے زیادہ سعادت مند شخص بن جا۔

باب ہفتم

نبوت محمدیہ
کی
بعض متفرق
بشارات

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد امجد الیاس کی کرامت

1 - نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدامجد الیاس اپنی پشت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلبیہ حج (لبیک اللھم لبیک کی آواز) سنا کرتے تھے۔ وہ عربوں کے ہاں بزرگ شخص تھے اور لوگ انہیں سیدالعشیرہ کے لقب سے پکارتے تھے' وہ کوئی فیصلہ ان کے بغیر نہ کرتے تھے۔ الیاس ہی نے سب سے پہلے بیت اللہ شریف کیلئے قربانی کے جانور بھیجے' حدیث شریف میں آیا ہے کہ الیاس کو تم برا بھلا نہ کہو' کیونکہ وہ صاحب ایمان تھے۔

2 - نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدامجد کنانہ بن خزیمہ بہت بزرگ آدمی تھے اور اپنے علم و فضل کی وجہ سے وہ اہل عرب کا مرجع تھے وہ کہا کرتے تھے کہ اب مکہ میں ایک عظیم الشان پیغمبر کے ظہور کا وقت آپنچا ہے اس کا اسم گرامی احمد ہوگا وہ اللہ کی طرف بلائے گا' نیکی احسان اور مکارم اخلاق کی دعوت دے گا' پس اس کی پیروی کرو تمہارے عزوشرف میں اضافہ ہوگا' تم اس کے لائے ہوئے پیغام کو غلط نہ ٹھہراؤ کیونکہ وہ حق ہوگا۔

3 - ابو نعیم ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدامجد کعب بن لوی جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ دیتے تھے اور اپنے خطبے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتے ان کا ایک خطبہ ہے لوگو! سنو' سیکھو اور سمجھو اور جان لو! کہ رات تاریک ہے دن روشن ہے' زمین بچھونا ہے' آسمان چھت ہے' پہاڑ میخیں ہیں' ستارے نشانات ہیں' پہلے پچھلوں کی طرح ہیں' مذکر مونث کی مانند اور سب بوسیدگی کی طرف بڑھ رہے ہیں لہٰذا صلہ رحمی کرو اپنے سسرالی رشتوں کی حفاظت کرو' اپنے مالوں کو ثمرآور بناؤ کیا تم نے کسی ہلاک ہونے والے کو دیکھا ہے کہ وہ واپس آیا ہو یا کوئی مردہ اٹھ کھڑا ہو (آخرت کا) گھر تمہارے سامنے ہے' اپنے حرم کی تزئین کرو' اس کی تعظیم کرو' کیونکہ عنقریب ایک عظیم خبر آنے والی ہے اور ایک کریم نبی ظاہر ہونے والا ہے' پھر یہ اشعار پڑھے۔

نَهَارٌ وَلَيْلٌ كُلَّ يَوْمٍ بِحَادِثٍ
سَوَاءٌ عَلَيْنَا لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا
مُنَوَّبَانِ بِالْاَحْدَاثِ حِيْنَ تَنَاوُبًا
وَبِالنِّعَمِ الضَّافِيْ عَلَيْنَا سُرُوْرُهَا
عَلٰى غَفْلَةٍ يَاْتِي النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ
فَيُخْبِرُ اِخْبَارًا صَدُوْقٌ خَبِيْرُهَا

سلسلہ روز و شب روزانہ نئے واقعات کے ساتھ جاری ہے۔ اس کے لیل و نہار ہمارے لئے یکساں ہیں۔ یہ باری باری واقعات و انعامات کے ساتھ آتے رہیں گے اور ہمارے سرور میں اضافہ کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ اچانک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوگی' پس وہ ایسی خبریں دیں گے جو سچے خدا کی طرف سے ہوں گی

بخدا! اگر میرے اعضاء بدن آنکھ' کان' ہاتھ اور پاؤں سلامت ہوں تو میں انتہائی قوت کے ساتھ کھڑا ہوں اور ان کی دعوت حق میں ان کے قدم بقدم چلوں' پھر کہا

يَا لَيْتَنِيْ شَاهِدًا نَجْوَاءَ دَعْوَتِهٖ

اے کاش! میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعوت حق

حِيْنَ الْعَشِيْرَةُ تَبْغِيْ الْحَقَّ خِذْلَانَا   کے وقت موجود ہوں جب اہل قبیلہ حق سے کنارہ کشی کریں گے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کعب کی وفات اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان 560 سال کا عرصہ ہے۔   البدایہ 227/2

4 - حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالمطلب مقام حجر میں سوئے ہوئے تھے' اچانک پریشان ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور قریش کے کاہنوں کے پاس گئے میں ان کے پیچھے چلا: اس وقت میں ایک سمجھدار بچہ تھا اور بات کو سمجھ لیتا تھا تو کاہنوں نے پوچھا اے اباالحارث! تمہیں کیا ہے؟ تم تو گھبرائے ہوئے ہو۔ عبدالمطلب نے جواب دیا میں نے ایک (عجیب و غریب) خواب دیکھا ہے' انہوں نے کہا: وہ خواب کیا ہے' تو بتایا میں نے دیکھا کہ ایک روشن سلسلہ میری پشت سے نکلا ہے جس کی چار طرفیں ہیں ایک طرف اس کی زمین کے مشرقوں تک پہنچی ہوئی ہے دوسری اس کے مغربوں تک' تیسری طرف آسمان کے کناروں سے نکل گئی ہے اور چوتھی تحت الثریٰ سے بھی متجاوز ہے میں ان اطراف کو دیکھ رہا ہوں پھر یہ طرفیں ایک سرسبز نورانی درخت کی طرف لوٹتی ہیں' مجھ پر یہی حالت طاری تھی کہ میرے سامنے دو بزرگ کھڑے ہوئے تو میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے بتایا میں نوح علیہ السلام ہوں' دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا میں ابراہیم خلیل رب اللعالمین ہوں' پھر میری آنکھ کھل گئی۔

کاہنوں نے یہ خواب سن کر کہا اگر تم نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے تو تمہاری پشت سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس پر زمین و آسمان کے مکین ایمان لائیں گے اور یہ سلسلہ (زنجیر) کثرت اتباع و انصار اور ان کی قوت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سلسلہ کے حلقے باہم پیوست ہیں اور ان اطراف کا دوبارہ نورانی درخت کی طرف لوٹنا امرنبوت کی مضبوطی اور رفعت ذکر کی دلیل ہے اور یہ کہ اس پر ایمان نہ لانے والے ہلاک ہوجائیں گے جس طرح نوح علیہ السلام کی قوم ہلاک ہوئی تھی اور اس کے دم قدم سے ملت ابراہیمی کو غلبہ نصیب ہوگا۔

5 - خصائص کبریٰ میں ہے۔

ابونعیم بواسطہ ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم ان کے داد ابوجہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ابوطالب اپنے والد عبدالمطلب کے حوالے سے بیان کررہے تھے انہوں نے کہا: میں حجر میں سویا ہوا تھا کہ میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا جس سے میں شدید خوفزدہ ہوگیا پھر میں قریش کی کاہنہ کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ میں نے رات کے وقت خواب دیکھا ہے گویا ایک درخت پیدا ہوا ہے جس کی چوٹی آسمان کو چھو رہی ہے اور اس کی شاخیں شرق و غرب تک پھیلی ہوئی ہیں میں نے اس سے زیادہ تابناک نور نہیں دیکھا جو سورج کی روشنی سے سترگنا زیادہ روشن ہے میں نے دیکھا کہ عرب و عجم کے لوگ اس کے سامنے سربجدہ ہیں اور ہر لحہ اس کے نور میں اضافہ ہورہا ہے اور اسے بلندی حاصل ہورہی ہے' وہ نور جھلملا رہا ہے کبھی چھپ جاتا ہے کبھی ظاہر ہوتا ہے میں نے قریش کا ایک گروہ دیکھا ہے جو اس کی شاخوں سے وابستہ ہے اور ایک اور گروہ کاٹنے کے درپے ہے جب وہ گروہ اس کے قریب آتا ہے تو ایک عدیم النظیر حسن کا مالک نوجوان انہیں گرفتار کرلیتا ہے ان کی پیٹھ توڑ دیتا ہے اور ان کی آنکھیں نکال دیتا ہے پھر میں نے اپنے ہاتھ بڑھائے تاکہ اس سے اپنا حصہ لوں' اور کہا: یہ حصہ کن کیلئے ہے تو بتایا گیا کہ یہ حصہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کی شاخوں سے پیوستہ ہیں اور تم سے

سبقت لے گئے ہیں یہاں میری آنکھ کھل گئی میں اس وقت بہت خوفزدہ تھا' یہ بیان کرنے کے بعد میں نے جب کاہنہ کے چہرے پر نگاہ کی تو وہ متغیر ہوچکا تھا' وہ بولی اگر تم نے خواب صحیح بیان کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہاری صلب سے ایک شخص ظاہر ہونے والا ہے جو مشرق و مغرب کا حکمران ہوگا اور لوگ اس کے سامنے خمیدہ سر ہوں گے! پھر عبدالمطلب نے ابوطالب سے کہا: ہوسکتا ہے کہ اس مولود کا مصداق تم ہو" ابوطالب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں بھی یہ واقعہ بیان کرتے تھے اور کہتے بخدا! یہ شجرہ مقدسہ ابوالقاسم الامین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ [1]

6 - ابونعیم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہمارا سب سے چھوٹا بھائی عبداللہ پیدا ہوا تو نور آفتاب کی طرح ان کے چہرے میں نور روشن تھا یہ دیکھ کر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: یہ لڑکا بڑی شان کا مالک ہوگا کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اس کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکلا ہے اور اڑ کر مشرق و مغرب تک پہنچا ہے پھر لوٹ کر کعبہ پر آبیٹھا ہے جس کے سامنے اہل قریش سجدہ ریز ہوگئے ہیں' پھر اس پرندے نے آسمان و زمین کے درمیان پرواز کی ہے تو میں اس کی تعبیر پوچھنے کیلئے بنومخزوم کی کاہنہ کے پاس آیا' اس نے بتایا کہ اگر فی الواقع تم نے ایسا خواب دیکھا ہے تو تمہارے صلب سے ایک مولود ظاہر ہونے والا ہے کہ شرق و غرب کے لوگ جس کے زیر فرمان و تابعدار ہوں گے۔

7 - خرائطی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بیان کرتے تھے کہ وہ دونوں ابرہہ کی مکہ سے واپسی کے بعد نجاشی کے پاس آئے' وہ کہتے ہیں کہ جب ہم دربار نجاشی میں داخل ہوئے تو اس نے پوچھا اے قریشیو! مجھے سچ سچ بتاؤ' کیا تم میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا جس کے باپ کو ذبح کرنے کا ارادہ ہوا' پھر قرعہ اندازی کے بعد اس کی طرف سے بہت سے اونٹ قربان کئے گئے تو ہم نے جواب دیا ہاں! پوچھا کیا تم اس کے حال احوال سے آگاہ ہو؟

ہم نے جواب دیا اس نے آمنہ نامی عورت سے شادی کی' پھر اسے حاملہ چھوڑ کر چل بسا۔ اس نے پوچھا' کیا تمہیں پتہ ہے کہ اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے کہ نہیں؟

ورقہ نے کہا: اے بادشاہ! میں آپ کو بتاتا ہوں' میں نے رات بت کے ہاں گزاری کہ اچانک اس کے جوف سے ہاتف کی آواز آئی۔

وُلِدَ النَّبِیُّ فَذَلَّتِ الْاَمْلَاكُ
وَنَأَی الضَّلَالُ وَاَدْبَرَ الْاِشْرَاكُ

ایک نبی کی ولادت ہوچکی ہے جس کی وجہ سے سلطنتیں لرزہ براندام ہیں' گمراہی دور ہوگئی ہے اور دنیائے شرک شکست کھاگئی ہے۔

پھر وہ بت سر کے بل گر گیا' اس کے بعد زید نے کہا: میرے پاس بھی اسی قسم کی خبر ہے اے بادشاہ! اسی قسم کی رات'

1 "بدایہ ص 2/395 اس کے بعد ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ابو طالب سے جب کہا جاتا کہ تم ایمان کیوں نہیں لاتے؟ تو وہ جواب دیتے گالی گلوچ اور بدنامی کے خوف سے" (اعجاز)

میں جبل ابوقبیس پر آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی آسمان سے اتر رہا ہے اس کے دو سبز پر ہیں پھر وہ ابو قیس پر آ ٹھہرا' اور جھانک کر مکہ کو دیکھا اور کہا: شیطان رسوا ہوگیا ہے' بت پرستی کا خاتمہ ہوگیا ہے اور امین کی ولادت ہوگئی ہے اس کے بعد اس نے ایک کپڑا پھیلایا اور اسے لیکر مشرق و مغرب کی طرف چلا گیا ہے' پھر میں نے دیکھا کہ زیر آسمان پوری فضا اس کے جسم سے بھر گئی ہے اور ایک ایسا نور چمکا ہے جس سے میری آنکھوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس منظر سے مجھ پر دہشت طاری ہوگئی' پھر ہاتف نے پر پھڑپھڑائے یہاں تک کعبہ شریف پر آبیٹھا' تو اس سے ایسا نور بلند ہوا جس نے ارض تہامہ کو جگمگا دیا' وہ' بولا: زمین سرسبزوشاداب ہوگئی ہے' اور موسم بہار آگیا' پھر اس نے سطح کعبہ پر پڑے ہوئے بتوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ زمین بوس ہوگئے۔

یہ سن کر نجاشی نے کہا: میں بھی تمہیں ایسا ہی واقعہ بتاتا ہوں جو میرے ساتھ پیش آیا جس رات کا تم نے ذکر کیا میں بھی اسی رات اپنے قبہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے سامنے زمین سے ایک گردن اور سر برآمد ہوا' وہ کہہ رہا تھا۔

اصحاب فیل کے اوپر بربادی اتر چکی ہے' ابابیلوں نے ان پر نشان زدہ پتھر پھینکے ہیں' ظالم اشرم ہلاک ہوچکا ہے اور حرم مکہ میں ایک نبی کی ولادت ہوچکی ہے جو اس کی دعوت قبول کرے گا' سعادت مند ہوجائے گا اور جو انکار کرے گا' بدبخت ہوگا' اس کے بعد وہ زمین میں غائب ہوگیا۔ میں نے چلانا شروع کیا مگر منہ سے آواز نہ نکلتی تھی' میں نے اٹھنا چاہا مگر کھڑا بھی نہ ہوسکا میرے گھر والے میرے پاس آئے تو میں نے حکم دیا کہ ان حبشیوں کو میری نظر سے اوجھل کرو پس جب وہ سامنے سے ہٹ گئے تو میری زبان کھل گئی۔

8 - رقیقہ بنت ابی صیفی نے بیان کیا کہ قریش کئی سال قحط سالی کا شکار رہے جانوروں کا دودھ خشک ہوگیا اور وہ ہڈیوں کے ڈھانچے بن گئے' ایک رات میں پریشانی کے عالم میں سوئی ہوئی تھی کہ اچانک ایک ہاتف نے تندوتیز آواز میں پکار کر کہا۔

اے گروہ قریش! تم میں مبعوث ہونے والے نبی کے ظہور کے دن آچکے ہیں' یہ اس کے ظہور کے ستارے روشن ہوچکے ہیں لہٰذا تم پانی اور خوشحالی کا انتظار کرو اور اس کے لئے یہ حیلہ کرو کہ اپنے کسی خوبصورت جسم' گورے شخص کو دیکھو جس کی پلکیں دراز اور گھنی ہوں رخسار نرم ہوں' ناک اونچی اور لمبی ہو' وہ صاحب فخر ہے مگر اس شان فخر کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ یعنی متواضع ہے اس کی مخصوص ہیئت اس کا پتہ دیتی ہے چاہئے کہ وہ عظیم ہستی اپنے لخت جگر کو لیکر نکلے اور ہر قبیلے کا ایک ایک فرد اس کے ہمراہ جائے' وہ سب غسل کرکے خوشبو لگا کر اور حجراسود کو چومنے کے بعد کوہ ابوقبیس پر چڑھیں پھر وہ شخص بارش کی دعا کرے اور دوسرے لوگ آمین کہیں۔ تمہیں حسب طلب بارش نصیب ہوگی۔

رقیقہ کہتی ہیں اللہ جانتا ہے کہ میں نے بڑے خوف کے ساتھ صبح کی۔ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے تھے۔ عقل حیران تھی اور میں نے ہر کسی کو خواب سنایا' مجھے حرم مقدس اور اس کی حرمت کی قسم! بطحائے مکہ کے ہر فرد نے یہ جواب سن کر کہا' اس شخص کا مصداق تو فقط شیبہ الحمد یعنی عبدالمطلب ہیں۔

چنانچہ قریش کے گروہ درگروہ حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہونے لگے' ہر قبیلے سے ایک ایک فرد حاضر خدمت ہوا۔ پس انہوں نے غسل کیا' خوشبو لگائی اور حجراسود کو چوم کر کوہ ابوقبیس پر چڑھ آئے۔ یہاں تک کہ بلاتاخیر اس کی چوٹی پر آگئے تو عبدالمطلب دعا کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ہمراہ

تھے جو ابھی بچے تھے' مگر مضبوط و توانا' عبدالمطلب نے دعا مانگی' اے اللہ! حاجات کو پورا کرنے والے' مصیبت کو دور کرنے والے' تو جانتا ہے اور دوسروں کو علم عطا کرتا ہے' تجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ تجھی سے حاجات طلب کی جاتی ہیں تو بخل و کنجوسی سے پاک ہے۔ یہ تیرے بندے اور بندیاں ہیں تیرے حرم میں قحط سالی کی شکایت کرتے ہیں' وہ قحط سالی کہ جس نے اونٹ بکریاں ہلاک کردیئے ہیں اے اللہ! ہمیں موسلادھار بارش عطا فرما جو کھیتوں کو سیراب کردے اور ہمیں خوش حال بنادے۔ رقیقہ کہتی ہے کعبہ کی قسم! ابھی لوگ وہاں سے ہٹے نہ تھے کہ آسمان پھٹ پڑا اور موسلادھار بارش شروع ہوگئی اور وادی کی موجیں غضبناک ہوگئیں۔

میں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں عبداللہ بن جدعان حرب بن امیہ اور ہشام بن مغیرہ سے سنا کہ حضرت عبدالمطلب سے کہا کرتے تھے کہ اے سردار بطحا! آپ قابل مبارک ہیں کیونکہ آپ کے طفیل اللہ نے اہل بطحا کو حیات تازہ عطا کی ہے' رقیقہ نے اسی عظیم الشان واقعے کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

بِشَيْبَةِ الْحَمْدِ اَسْقَى اللّٰهُ بَلْدَتَنَا
لَمَّا فَقَدْنَا الْحَيَا وَاجْلَوَّ ذَ الْمَطَرَ
فَجَادَ بِالْمَاءِ جُوْنِيَ لَهٗ سبل
سَحَابًا فَعَاشَتْ بِهِ الْاَنْعَامُ وَالشَّجَرُ
مُبَارَكُ الْاَمْرِ يَسْتَسْقِيْ الْغَمَامَ بِهٖ
مَا فِي الْاَنْعَامِ لَهٗ عَدْلٌ وَلَا خَطَرٌ

شیبہ الحمد یعنی عبدالمطلب کے وسیلہ سے اللہ نے ہمارے ملک کو سیراب فرمایا جب ہم بارش سے محروم ہوگئے اور آسمان سے بارش روک لی گئی تو ایک سیاہ بادل نے سخاوت کی جس کی وجہ سے جانوروں اور درختوں کی حیات نو ملی' وہ مبارک کام والے ہیں ان کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے اور ساری مخلوق میں اب کوئی ان کا ہم پایہ نہیں

عبدالمطلب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بچپن ہی میں بڑی تکریم و تعظیم کرتے تھے اور کہتے' کہ میرا یہ بیٹا عظیم الشان ہوگا دراصل یہ بات انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے اور ولادت کے بعد کاہنوں او راہبوں سے سن رکھی تھی۔ حضرت عبدالمطلب قریش کے ہاں بڑی شان کے مالک تھے وہ ان کے لئے کعبہ شریف کے پاس قالین بچھاتے جس پر وہ تشریف رکھتے اور لوگ ان کے اردگرد بیٹھتے' کوئی شخص ان کے مقام پر بیٹھنے کی جرات نہ کرسکتا' نہ اس پر پاؤں رکھ سکتا جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن ہی میں لوگوں کی بھیڑ میں جاتے اور جا کر اپنے دادا جان عبدالمطلب کے پہلو میں بیٹھ جاتے بلکہ بعض اوقات اپنے جدامجد سے پہلے آکر ان کی جگہ پر بیٹھ جاتے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی چچا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منع کرنے کا ارادہ کرتا تو حضرت عبدالمطلب اسے جھڑک دیتے اور کہتے اس بچے کو چھوڑ دو' کیونکہ اس کی بڑی شان ہوگی پھر آپ کو اپنے پاس بٹھالیتے۔ آپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے اور آپ کے کاموں کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتے۔

9- خصائص کبریٰ میں ہے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے امام زہری' مجاہد نافع اور ابن جبیر رہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جدامجد عبدالمطلب کی بساط اور نشست پر تشریف فرما ہوجاتے تو عبدالمطلب فرماتے میرے بیٹے کو چھوڑ دو کیونکہ فرشتہ ان کا انیس ہوتا ہے بنی مدلج کی ایک جماعت نے عبدالمطلب سے کہا: اس بچے کی حفاظت کریں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس

بچے کا مبارک قدم قدم ابراہیم (جو کعبہ شریف میں ہے) سے بڑی مشابہت رکھتا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ) حضرت عبدالمطلب نے ام ایمن سے کہا تھا کہ اس بچے کے بارے میں غفلت نہ کرنا' کیونکہ اہل کتاب یہ سمجھتے ہیں کہ میرا بیٹا اس امت کا نبی ہے۔

10 - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ عبدالمطلب کی حجر (کعبہ شریف) میں ایک خصوصی نشست گاہ تھی' جہاں کوئی اور نہ بیٹھ سکتا تھا' حرب بن امیہ اور اس سے کم درجہ کے زعمائے قریش اس نشست گاہ کے آس پاس عبدالمطلب کے قریب بیٹھتے تھے' ایک دن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبکہ ابھی نوعمر ہی تھے' تشریف لا کر عبدالمطلب کی نشست گاہ پر براجمان ہوگئے تو ایک شخص نے آپ کو (وہاں سے اٹھانے کیلئے) کھینچا' اس سے آپ آبدیدہ ہوگئے۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا میرے بیٹے کو کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہا ہے؟ تو حاضرین نے بتایا کہ وہ آپ کی نشست پر بیٹھنا چاہتے تھے مگر لوگوں نے روک دیا ہے یہ سن کر عبدالمطلب نے کہا: میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیونکہ میں اس کی شخصیت میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ شرف و بزرگی کے اس مقام تک پہنچے گا جہاں تک کوئی عرب پہنچا ہے نہ کبھی پہنچے گا' اس کے بعد اہل قریش نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مسند ناز پر بیٹھنے سے منع کرتے تھے خواہ عبدالمطلب موجود ہوں یا غیرحاضر

اسی قسم کا ایک واقعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے بھتیجے میں شرف و کرامت کے آثار نظر آتے ہیں جیساکہ طبرانی نے عمار سے اور ابن سعد نے ابن القبطیہ سے روایت کیا ہے۔

11 - ابونعیم بواسطہ زہری ام سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے بتایا میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی مرض موت میں ان کے پاس موجود تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ ابھی پانچ چھ سال کے سمجھدار بچے تھے ان کے سرہانے تشریف فرما تھے کہ تو آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھ کر کہا۔

بَارَكَ فِيكَ اللّٰهُ مِنْ غُلَامٍ	بیٹے! اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے
يَا ابْنَ الَّذِیْ مِنْ حُرْمَةِ الْحَمَام	اے اس شخص کے بیٹے! جسے اللہ تعالیٰ
نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْعَلَّام	نے اپنی مدد سے موت کے چنگل سے بچالیا
فُوْدِیَ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَام	اور قرعہ اندازی کے دن سو اونٹ
بِمِأَةٍ مِّنْ اِبِلٍ سَوَام	بطور فدیہ دیئے گئے
اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَام	میں نے جو خواب میں دیکھا ہے وہ اگر سچ نکلتا ہے
فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَام	تو آپ اللہ ذوالجلال و الاکرام کی طرف سے
مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام	لوگوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے جائیں گے
تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَام	آپ حل و حرام یعنی عرب و عجم کی طرف اسلام کے ساتھ مبعوث ہوں گے
تُبْعَثُ فِی التَّحْقِيْقِ وَالْاِسْلَام	
دِيْنَ اَبِيْكَ الْبَرِّ اِبْرَاهَام	وہ دین جو آپ کے نیکوکار جدامجد ابراہیم کا

تَاللّٰهِ اَنْهَاكَ عَنِ الْاَصْنَام
اَنْ لَّا تَوَالِيَهَا مَعَ الْاَقْوَام

دین ہے اللہ کی قسم! میں آپ کو بتوں سے منع کرتی ہوں کہ آپ دوسری گمراہ قوموں کے ساتھ ان کی محبت کا دم نہ بھریں۔

پھر کہا: ہر زندہ نے مرنا ہے' ہر نیا پرانا ہوتا ہے اور ہر کثرت والی چیز فنا ہونے والی ہے میں بھی مرنے والی ہوں مگر میری یاد باقی رہنے والی ہے میں نے خیر پیچھے چھوڑی ہے اور پاکیزہ بیٹا جنم دیا ہے۔ اس کے بعد ان کا وصال ہو گیا' تو ہم نے ان پر جنوں کے نوحے سنے جس میں سے ہمیں یہ نوحہ یاد رہا۔

نَبْكِيْ الْفَتَاةَ الْبَرَّةَ الْاَمِيْنَةَ — ہم نیک امانت دار جوان عورت پر روتے ہیں
ذَاتَ الْجَمَالِ الْعِفَّةِ الرَّزِيْنَةِ — جو حسن و جمال کی پیکر اور پاک باز تھی
زَوْجَةُ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْقَرِيْنَةِ — عبداللہ کی بیوی اور ساتھی
اُمُّ نَبِيِّ اللّٰهِ ذِی السَّكِيْنَةِ — نبی کی ماں جو صاحب سکینہ
وَصَاحِبُ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِيْنَةِ — اور مدینہ شریف میں صاحب منبر ہو گا
صَارَتْ لِدَیْ حُفْرَتِهَا رَهِيْنَةً — وہ اپنی قبر کی امانت بن گئی ہے۔
لَوْفُوْدِيَتْ لَفُوْدِيَتْ ثَمِيْنَةً — اگر کسی کا فدیہ دیا جاسکتا تو آمنہ کا فدیہ دیا جاتا
وَلِلْمَنَايَا شَفْرَةَ مَتِيْنَه — موت کی چھری بہت تیز ہے
لَمْ تَبْقِ ظَعَانًا وَلَاظَعِيْنَةً — جس نے کسی ہودج سوار مرد یا عورت کو نہیں چھوڑا
اِلَّا اَتَتْ وَقَطَعَتْ وَتِيْنَه — مگر آکر اس کی رگ حیات کاٹ دی'
اَمَّا وَلَدَتْ اَيُّهَا الْحَزِيْنَه — اے حزینہ! کیا تو نے اس عظیم الشان پیغمبر کو جنم نہیں دیا
هٰذَا الَّذِیْ ذُوالْعَرْشِ يَعْلٰی دِيْنَهٗ — جس کے دین کو عرش کا مالک بلند کرے گا'
فَكُلُّنَا وَالِهَةٌ حَزِيْنَه — پس ہم تمہاری مرگ پر غمگین اور گم سم ہیں
نَبْكِيْكَ لِلْعُطْلَةِ اَوْ لِلزِّيْنَه — اور تم پر اس لئے روتے ہیں (کہ کتنے ہی لوگوں کیلئے
وَ لِلضِّيَافَاتِ وَلِلْمَسْكِيْنَه — عطاء و بخشش کا سلسلہ رک گیا ہے)

امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواہب میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ ان اشعار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موحدہ تھیں' کیونکہ انہوں نے دین ابراہیم کا تذکرہ کیا' ان کے بیٹے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ کی طرف سے اسلام کے ساتھ مبعوث ہونے' بتوں سے اور ان کی موالات سے منع کرنے کا ذکر کیا گیا۔ کیا توحید اس سے کوئی علیحدہ چیز ہے؟ امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں ایک جماعت دین حنیف اختیار کئے ہوئے تھی' لہٰذا یہ کوئی انوکھی بات نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ انہیں حنفاء میں سے ہو' دراصل اکثر حنفاء کا دین حنیف اختیار کرنا اسی سبب سے تھا کہ انہوں نے قرب زمانہ بعثت کے وقت اہل کتاب اور کاہنوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

متعلق پیش گوئیاں سنی تھیں کہ حرم شریف سے ایک نبی کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے اور اس کی صفات فلاں فلاں ہوں گی' اسی طرح آپ کی والدہ مبارکہ نے بھی دوسروں سے زیادہ اس قسم کی پیش گوئیاں اور بشارات سن رکھی تھیں۔ نیز حمل و ولادت کے زمانے میں ان آیات باہرہ کا مشاہدہ کیا جن سے دین حنیف اپنانا لازم تھا' انہوں نے ولادت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت دیکھا کہ ایک نور ان سے نکل رہا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے ہیں' مزید بر آں جب فرشتوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ اقدس شق کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائی حلیمہ سعدیہ آپ کو لے آئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حلیمہ سے کہا تھا کہ کیا تمہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شیطان کی شرارت کا اندیشہ ہے؟ ہرگز نہیں' اللہ کی قسم! شیطان کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات میں مداخلت کرنے کا کوئی راستہ نہیں میرے بیٹے کی بہت بڑی شان ہونے والی ہے' چنانچہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی وفات کے سال مدینہ شریف لائیں وہاں انہوں نے یہودیوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کلام سنا ان یہودیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی' اس کے بعد وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر مکہ شریف لوٹ گئیں' یہ تمام دلائل اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عرصہ حیات میں دین حنیف کی پیروکار تھیں۔

اس موضوع پر بھرپور کلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا معجزہ احیائے موتی کے ضمن میں نجات والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان سے آرہا ہے۔

12 - اسی قسم کی ایک پیش گوئی ابوطالب سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں قریش کو وصیت کی اور یہ بتایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشن غالب آکر رہے گا' چنانچہ جس طرح انہوں نے ذکر کیا حرف بحرف ایسا ہی ہوا جیساکہ سیرت النبی میں ہے۔

قریش ابوطالب کی موت کے وقت ان کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے قریش کو وصیت کرتے ہوئے کہا۔

اے گروہ قریش! تم مخلوق خدا کا خلاصہ اور انتخاب ہو' عرب کا دل ہو' تم میں ایک سردار مطاع ہے' ایک بہادر اور سخی شخص' تم نے عربوں کے تمام کارنامے اور شرف حاصل کرلئے ہیں اسی وجہ سے تم کو لوگوں پر فضیلت حاصل ہے اور اسی شرف و فضیلت کے باعث لوگوں کی تم تک رسائی ہے اور اسی کے سبب سے تمہارے ساتھ ان کی معرکہ آرائی اور عداوت ہے۔

میں تمہیں اس گھر یعنی کعبہ کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس میں رب تعالیٰ کی رضا ہے اور تمہاری معاش اور خوش عیشی کا سازوسامان ہے صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور تعداد میں زیادتی ہوتی ہے۔ سرکشی اور نافرمانی چھوڑ دو کیونکہ تم سے پہلے قومیں انہی دو باتوں کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو۔ سوالی کو عطا کرو کیونکہ ان دو باتوں میں حیات و مرگ کا شرف پوشیدہ ہے تم پر راست گوئی اور ادائے امانت لازم ہیں کیونکہ ان دونوں خوبیوں کی وجہ سے خاص لوگوں میں محبت اور عام لوگوں کی نظر میں عزت پیدا ہوتی ہے میں تمہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ قریش میں امین اور عربوں میں صدیق (راست

گو) ہیں اور جن جن خصائل حمیدہ کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تمام کے جامع ہیں وہ ایک ایسی دعوت لے کر آئے ہیں جسے دل تو قبول کرتا ہے مگر زبان شرم و عار اور بدنامی کے خوف سے نہیں مانتی۔ اللہ کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے افلاس زدہ لوگ' اہل اطراف اور کمزور طبقات ان کی دعوت قبول کرچکے ہیں ان کے کلمہ کو سچ جان چکے ہیں اور ان کے مشن کی عظمت کے معترف ہوچکے ہیں جس کی وجہ سے وہ موت کی سختیوں میں کود گئے ہیں مگر سرداران قریش عزت و شرف سے محروم ہوکر معمولی قسم کے لوگ بن گئے ہیں ان کے گھر برباد ہوگئے اور ان کے کمزور طبقات کے لوگ طاقتور ہوگئے ہیں۔ ان کے بڑے اس کے حاجت مند بن گئے اور دور کے حقیر لوگ اس کی بارگاہ میں خوش نصیب ہوگئے ہیں۔

جب اہل عرب نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خالص محبت دی ہے انہیں قیادت سونپی ہے تو اے گروہ قریش! تم بھی اپنے باپ کے بیٹے کے مددگار بن جاؤ' اس کی جماعت کے حامی ہوجاؤ' بخدا! جو بھی اس کے راستے پر چل نکلے گا ہدایت یاب ہوگا اور جو اس کی ہدایت حاصل کرے گا سعادت مندیوں سے سرفراز ہوگا' اگر مجھے حیات مستعار کے چند لمحات اور مل جاتے تو میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فتنوں اور سختیوں کو روکتا اور مصیبتوں کو دور کرتا' پھر اس وصیت کے بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ ایک اور موقع پر ابوطالب نے کفار قریش سے کہا تھا کہ تم ہمیشہ بخیروعافیت رہو گے اگر تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات سنو اور ان کے حکم کی اتباع کرو' لہٰذا تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تم رشد و ہدایت سے شرفیاب ہوجاؤ گے۔

امام زرقانی فرماتے ہیں کہ غور کیجئے کہ ابوطالب کی وہ تمام باتیں جو انہوں نے سچی فراست سے کہی تھیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات میں کیونکر جمع ہوگئیں۔

13 – خرائطی کتاب ہواتف میں نیز ابن عساکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب اوس بن حارثہ کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو کچھ وصیتیں کیں' پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے شروع کئے۔

شَهِدتُّ السَّبَايَا يَوْمَ اٰلِ مَحَرِّقٍ
وَاَدْرَكَ عُمُرِیْ صَيْحَةَ اللّٰهِ فِی الْحَجَرِ
فَلَمْ اَرَ ذَا مَلِكٍ مِّنَ النَّاسِ وَاحِدًا
وَلَا سَوْقَةً اِلَّا اِلَى الْمَوْتِ وَالْقَبْرِ
اَلَمْ يَأْتِ قَوْمِی اِنَّ اللّٰهَ دَعْوَةً
يَفُوْزُ بِهَا اَهْلُ السَّعَادَةِ وَّالبِرِّ
اِذَا بَعَثَ الْمَبْعُوْثَ مِنْ اٰلِ غَالِبٍ
بِمَكَّةَ فِيْمَا بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْحَجَرِ
هُنَاكَ فَابغُوْا لِضَرَّةٍ بِبَلَادِكُمْ

میں نے آل محرق کی جنگ کے قیدیوں کو دیکھا ہے اور وہ زمانہ بھی پایا ہے جب اللہ کا عذاب بصورت چنگھاڑ مقام حجر میں آیا تھا تو مجھے شاہ و گدا میں سے کوئی ایسا نظر نہ آیا جو موت اور قبر کی طرف رواں دواں نہ ہو' کیا میری قوم کے پاس یہ خبر نہیں آئی کہ اللہ کی ایک دعوت ہے جس سے سعادت مند اور نیکوکار بامراد ہوتے ہیں جب آل غالب کے عظیم پیغمبر مکہ شریف میں زمزم اور حطیم کے درمیان مبعوث ہوں گے۔ تو وہاں تم بھی اے بنی عامر! اپنے بلاد کے لئے فتح و کامرانی

بَنِیْ عَامِرٍ اَنَّ السَّعَادَۃَ فِی النَّصْرِ کی تلاش کرو کیونکہ فتح و نصرت ہی میں سعادت پوشیدہ ہے

14 - ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حرام بن عثمان انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ جب اسعد بن زرارہ شام سے چالیس افراد کے تجارتی قافلے میں آئے تو ایک خواب دیکھا کہ کوئی شخص اس کے پاس آ کر کہہ رہا ہے' اے ابوامامہ! مکہ شریف میں ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے پس تو اس کی اتباع اختیار کر! اس نبی کے ظہور کی نشانی یہ ہے کہ تم ایک مقام پر فروکش ہو گے تو تمہارے قافلے کے تمام ساتھی ایک مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ صرف تم بچ پاؤ گے اور فلاں آدمی کو صرف آنکھ میں بیماری کا اثر یا نیزہ کا زخم لگے گا۔ چنانچہ وہ ایک مقام پر اترے تو رات کے وقت سب کو مرض طاعون نے آلیا سوائے ابوامامہ کے جبکہ اس کے ساتھی کو صرف آنکھ میں تکلیف ہوئی۔

15 - ابن ابی الدنیا' بیہقی اور ابونعیم امام شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے بنو جہینہ کے ایک بزرگ نے بتایا کہ ایام جاہلیت میں ہمارے ایک شخص' جسے عمیر بن حبیب کہا جاتا تھا' کو مرض لاحق ہوا اور اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی تو ہم نے اس پر چادر تان دی اور سمجھے کہ وہ مرچکا ہے' ہم نے اس کے لئے گڑھا (قبر) کھودنے کا حکم بھی دیدیا اور پھر اس کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ وہ اچانک اٹھ بیٹھا اور کہا مجھ پر یہ کیفیت طاری ہوئی جس کا تم نے مشاہدہ کیا اور میں فی الواقع حالت غشی میں تھا کہ کسی نے مجھ سے کہا:' ہبل تجھے ملامت کرتا ہے کیا تو اپنے گڑھے کی طرف نہیں دیکھتا جو کھودا جارہا ہے اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ سے محروم ہو جاتی اور تو دیکھ رہا ہے کہ ہم نے تجھ سے موت کو ٹال دیا ہے اور اس گڑھے میں فضل نامی شخص کو ڈال دیا ہے اور اس پر ایک بڑی چٹان رکھ کر اس گڑھے کو بھر دیا ہے کیا تو نبی مبعوث پر ایمان لائے گا؟ اپنے پروردگار کا شکر ادا کرے گا اور نماز پڑھے گا اور مشرک گمراہوں کا طریقہ چھوڑ دے گا؟ میں نے جواب دیا ہاں!

جب میرے ہوش و حواس بجا ہوئے تو میں نے کہا: جاؤ دیکھو فضل کے ساتھ کیا ہوا ہے انہوں نے جا کر دیکھا تو اسے مردہ پایا اور اس کو اسی گڑھے میں دفن کیا گیا جبکہ وہ شخص یعنی عمیر بن حبیب زندہ رہا تا آنکہ اس نے زمانہ اسلام پایا۔

16 - عمر بن شبہ جموح بن عثمان غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں (ایک دفعہ) ہم اپنے اپنے پڑاؤ میں تھے کہ رات کے وقت کسی پکارنے والے کی آواز آئی وہ اپنے رجز کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک ذکر کر رہا تھا' پھر دوسرے دن اس کی یہی آواز آئی۔ اسی طرح تیسرے دن بھی' اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع آگئی۔

17 - ابن سعد اور ابن عساکر یزید بن رومان سے راوی ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا بعدازاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ابھی ابھی شام سے آیا ہوں ہم جب مقام معان اور زرقاء کے درمیان تھے تو ہم پر نیند کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ اچانک ایک منادی نے ہمیں پکار کر کہا اے سونے والو! اٹھو' چلو' مکہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کردیا ہے تو ہم مکہ شریف آگئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں سنا۔

18 - ابن سعد' ابونعیم اور ابن عساکر سفیان ہذلی سے ناقل ہیں' کہا ہم اپنے تجارتی قافلے میں شام کی طرف نکلے جب

ہم زرقاء اور معان کے درمیان پہنچے تو وہاں رات گزاری، اچانک ایک شہسوار کی آواز آئی، اے خفتگان غفلت! اٹھو یہ سونے کا وقت نہیں ہے کیونکہ احمد کا ظہور ہوچکا ہے اور جنوں کو دھتکار دیا گیا ہے۔ ہم یہ آواز سن کر خوفزدہ ہوگئے۔ ہم خانہ بدوش لوگ تھے اور ہم میں سے سب نے یہ آواز سنی تو ہم اپنے گھروں کو لوٹ آئے تو ان کے ہاں بھی قریش کے درمیان ایک نبی کے بارے میں اختلاف کا تذکرہ تھا، جس کا ظہور بنی عبدالمطلب میں سے ہوا اور اس کا نام گرامی احمد تھا۔

19- طبرانی اور ابونعیم عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کرتے ہیں کہا: میں حج کے لئے نکلا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ شریف میں ہوں اور ایک نور کعبہ شریف سے اٹھ رہا ہے یہاں تک کہ اس سے جبل یثرب جگمگا اٹھا ہے، میں نے اس نور میں ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے ظلمتیں کافور ہوگئی ہیں، روشنی پھیل گئی ہے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوچکی ہے اس کے بعد ایک اور روشنی چمکی یہاں تک کہ حیرہ کے محلات اور مدائن کی سفید عمارات نظر آنے لگیں تو میں نے اس روشنی میں ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ اسلام ظاہر ہوگیا ہے، بت ٹوٹ گئے ہیں اور باہم صلہ رحمی ہونے لگی ہے تو میں خوفزدہ ہوکر جاگ اٹھا، میں نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی قسم! اس قبیلہ میں کوئی اہم واقعہ رونما ہونے والا ہے پھر میں نے انہیں اپنے خواب کی تفصیل بتائی۔ اس کے بعد جب ہم گھر واپس چلے گئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ ایک آدمی جس کو احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں میں اپنے وطن سے نکل کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے خواب کی ساری تفصیل بتائی، پھر میں اسلام لے آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اپنی قوم کی طرف (بطور مبلغ) بھیج دیجئے (شاید اللہ تعالیٰ انہیں میرے ذریعے سے ہدایت دے دے) تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ان کی طرف بھیج دیا چنانچہ میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو سوائے ایک آدمی کے سب نے یہ دعوت قبول کرلی۔ اس آدمی نے اٹھ کر کہا اے عمرو بن مرہ! خدا کرے تیری زندگی تلخ ہوجائے کیا تو ہمیں ہمارے معبودوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کریں پھر اس نے اشعار پڑھے۔

اِنَّ ابْنَ مُرَّةَ قَدْ اَتٰى بِمَقَالَةٍ	ابن مرہ وہ بات لیکر آیا ہے وہ ایسے
لَيْسَتْ مَقَالَةُ مَنْ يُّرِيْدُ صَلاَحًا	شخص کی بات نہیں جو اصلاح پسند ہو
اِنِّيْ لَاَحْسِبُ قَوْلَهٗ وَفِعَالَهٗ	میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک دن عمرو بن مرہ کا قول و فعل
يَوْمًا وَّ اِنْ طَالَ الزَّمَانُ رِيَاحًا	غلط ثابت ہوجائے گا خواہ ایک عرصہ لگے
اَيُسَفِّهُ الْاَشْيَاخَ مِمَّنْ قَدْمَضٰى	وہ ہمارے گزرے ہوئے بزرگوں کو اپنی حماقت سے احمق سمجھتا ہے
مَنْ رَامَ ذٰلِكَ لَا اَصَابَ فَلاَحًا	اور جو آدمی اس قسم کا ارادہ رکھتا ہے وہ فلاح و کامرانی تک نہیں پہنچ سکتا۔

تو عمر بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہو اللہ اس کی زندگانی کو تلخ، زبان کو گونگا اور آنکھوں کو اندھا کردے، حضرت عمرو فرماتے ہیں اللہ کی قسم! وہ اس وقت تک نہ مرا جب تک اس کا منہ بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔[1] اسے کسی کھانے میں لذت نصیب نہ ہوتی تھی۔ مزید برآں ان کی آنکھیں بینائی اور زبان گویائی سے محروم ہوگئی۔

---

[1] البدایہ میں سقم فوہ کی بجائے سقط فوہ تحریر ہے جس کا معنی ہے اس کے دانت گرنے کی وجہ سے منہ لٹک گیا۔ البدایہ 326/2

19 - ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بطریق سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ کی عورتیں رجب کی عید میں آ جارہی تھیں پھر جب وہ ایک بت کے پاس آسن مارے بیٹھی تھیں کہ اچانک بت نے ایک مرد کا روپ دھار لیا اور ان کے قریب آگیا' پھر انہیں بلند آواز سے پکار کر کہا: اے تیمار کی عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے جس کا اسم گرامی احمد ہوگا وہ اللہ کا پیغام لیکر آئے گا پس جو عورت اس کی زوجہ بننے کی استطاعت رکھتی ہے وہ اس کی بیوی بن جائے۔

یہ سن کر عورتیں اسے پتھر مارنے لگیں اور برا بھلا کہنے لگیں مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی بات پر چشم پوشی اختیار کی اور دوسری عورتوں کی طرح اس سے تعرض نہ کیا۔

20 - طبرانی اور ابو نعیم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان کے باپ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ ہم غزہ ایلیاء کے مقام پر تھے کہ امیہ بن ابی صلت نے مجھ سے کہا: اے ابوسفیان! عتبہ بن ربیعہ کے متعلق کیا رائے ہے؟ کیا وہ طرفہ عزت کا حامل ہے اور ناانصافیوں اور حرمتوں سے اجتناب کرتا ہے۔ میں نے جواب دیا ہاں' مزید برآں وہ ایک عمر رسیدہ بزرگ ہے۔ امیہ نے کہا: بڑھاپا تو اس کے مقام و مرتبہ کو کم کر رہا ہے میں نے جواب دیا تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ آدمی جتنا عمر رسیدہ ہوتا جاتا ہے اس کی عزت و شرف میں اضافہ ہوتا جاتا ہے میری بات سن کر امیہ نے کہا: جلدبازی سے کام نہ لو۔ میں تمہیں ایک خبر سناتا ہوں ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ حرہ سے ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے تو میں یہ گمان کرتا تھا کہ وہ پیغمبر عتبہ بن ربیعہ ہوگا مگر جب میں نے اس مسئلہ میں علماء سے بحث مباحثہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ نبی بنو عبد مناف میں سے ہوگا۔ میں نے بنی عبد مناف میں غور کیا تو مجھے اس عالی شان کام کے لائق کوئی نظر نہ آیا بجز عتبہ بن ربیعہ کے جب تو نے مجھے اس کے بڑھاپے کے متعلق بتایا تو میں نے جان لیا کہ وہ اس کار نبوت کے لائق نہیں کیونکہ اس کی عمر چالیس برس سے تجاوز کرچکی ہے اور اس کی طرف وحی نہیں آئی۔ ابوسفیان بیان کرتے ہیں میں واپس آیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی آچکی تھی اس کے بعد میں ایک اور تجارتی قافلے کے ساتھ روانہ ہوا اور امیہ کے پاس سے گزرا' میں نے ازراہ مذاق اس سے کہا اس نبی کا ظہور ہوچکا ہے جس کے تم اوصاف بیان کرتے تھے' بولا بے شک وہ برحق نبی ہے لہٰذا تم اس کی اتباع کرو۔

ابوسفیان! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اگر اس نبی کی مخالفت کی تو تمہیں بکری کی طرح باندھ کر اس کے حضور پیش کیا جائے گا پھر اس کی جو مرضی ہوگی تمہارے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

21 - حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند میں عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کا ایک گروہ زمانہ ظہور نبوت میں بحری سفر پر روانہ ہوا کہ تیز ہوا نے انہیں ایک بحری جزیرے پر ڈال دیا' وہاں ان کی نظر ایک آدمی پر پڑی جس نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا' ہم قریش سے تعلق رکھتے ہیں' کہا قریش کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ قریش اہل حرم ہیں اس آدمی نے پہچان کر کہا' اہل حرم تو ہم ہیں تم نہیں ہو۔ (اس کے دعوے کی بنیاد یہ تھی کہ وہ شخص بنو جرہم سے تعلق رکھتا تھا۔)

پھر ان لوگوں نے اس آدمی کو بتایا کہ ہم میں ایک ایسا شخص ظاہر ہوا ہے جو اپنے نبی ہونے کا دعویدار ہے' انہوں نے

اسے تفصیلی حالات بیان کئے تو اس نے کہا کہ تم اس کی پیروی کرو' میں اگر اس حالت میں نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ اس نبی کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

22 - نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں قس بن ساعدہ کی پیشین گوئی حضرت سیدنا شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سامرات میں حدیث سلمی نقل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جارود بن عبداللہ سردار قوم رئیس قبیلہ' مطاع' بلند مرتبہ' ادیب و اریب' فاضل' بلند حسب حسین و جمیل' باکمال صاحب کردار اور دولت مند شخص تھا' وہ اپنی قوم عبدالقیس کے ایسے وفد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے تمام ارکان اہل شرف' دانشور' فصاحت و بلاغت کے زیور سے آراستہ' فضل و احسان اور برہان سے مزین تھے۔ ان میں سے ہر شخص انتہائی دراز قد تھا (جیسے کھجور کا پرانا درخت ہو) اور ناقہ سوار تھا' انہوں نے عمدہ گھوڑوں کی بجائے شیردار اونٹنیوں کا سفر کیلئے انتخاب کیا تاکہ سفر آسان و پرکیف رہے اور مقصد تک رسائی ہو' وہ خراماں خراماں چلتے رہے اور میل بہ میل قطع کرتے رہے یہاں تک کہ مسجد نبوی کے پاس آکر اپنی سواریاں بٹھائیں پھر جارود نے اپنی قوم کے بزرگوں کی طرف رخ کر کے کہا۔

اے قوم! یہ شریف و معزز محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو عرب کے سردار اور آل عبدالمطلب کے بہترین فرد ہیں تم جب ان کے حضور حاضر ہو کر ان کے سامنے کھڑے ہو تو اچھے طریقے سے سلام پیش کرنا اور زیادہ گفتگو سے پرہیز کرنا" ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ ذی جاہ! ہم آپ کی موجودگی میں کلام نہیں کریں گے نہ آپ کے حکم سے سرمو تجاوز کریں گے' آپ جو چاہیں کہیں ہم سنیں گے اور جو چاہیں کریں ہم تابعداری کریں گے اور جو حکم دیں گے ہم فرماں برداری کریں گے چنانچہ جارود ان ہتھیار بند' عمامہ پوش بہادروں کے جلو میں اٹھا جو تلواریں بے نیام کئے' دامن کشاں' اشعار پڑھتے اور اپنے بزرگوں کے کارہائے نمایاں بیان کرتے ہوئے چلے جو نہ لمبی گفتگو کرتے' نہ عجز کلام کی وجہ سے خاموش ہوتے' جارود اگر انہیں حکم دیتا تو سرتسلیم خم کردیتے اور اگر کسی بات پر ڈانٹ دیتا تو باز رہتے' ان کی حالت ایسی تھی گویا کچھار کے شیر ہوں اور ان کی قیادت ایک پرسکون شیر کر رہا ہو۔ پس جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور اہل مجلس کی ان پر نظر پڑی تو وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیکر تصویر بن کر کھڑے ہوگئے پھر جارود نے بہترین انداز میں سلام پیش کر کے یوں لب کشائی کی۔

يَا نَبِيَّ الْهُدٰى اَتَتْكَ رِجَالٌ
قَطَعَتْ فَدْفَدًا وَ آلًا فَآلًا

اے صاحب ہدایت پیغمبر! آپ کی خدمت میں کچھ لوگ صحرا اور سیراب در سیراب طے کر کے آئے ہیں۔

وَطَوَتْ نَحْوَكَ الصَّحَاصِحَ طُرًّا
لَاتَخَالِ الْكَلَالَ فِيْكَ كَلَالًا

انہوں نے تیزی کے ساتھ آپ کی طرف چٹیل میدان اور ویرانے عبور کئے ہیں اور اس مقدس سفر میں تھکاوٹ کو تھکاوٹ نہیں جانتے

كُلُّ دَهْمَاءَ يَقْصُرُ الطَّرْفُ عَنْهَا
اَرْقَلَتْهَا قَلَاصُنَا اِرْقَالًا

ہر جانور نے تھکن کے باعث ان صحراؤں سے نگاہ پست کرلی لیکن ہماری سواریوں نے ان صحراؤں کو برق رفتاری سے عبور

وَطَوّتْهَا الْجِيَادُ تَجْمَحُ فِيْهَا	کیا ہے‘
بِكَمَاةٍ كَالْاَنْجُمِ تَلَالَا	ان صحراؤں کو عمدہ سواریوں نے ستاروں کی مانند روشن مسلح بہادروں کو لیکر طے کیا ہے‘
تَبْتَغِيْ دَفْعَ يَوْمٍ بُؤْسٍ عَبُوْسٍ	وہ لوگ بڑے خوفناک دن کے عذاب سے نجات چاہتے ہیں
اَوْجَلَ الْقَلْبَ ذِكْرُهٗ ثُمَّ هَالَا	جس نے دلوں کو مضطرب اور ہولناک بنا رکھا ہے۔

جب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جارود کا کلام سنا تو انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا اسے قریب کرکے بلند مقام پر بٹھایا اور عزت و شرف سے نوازا اور فرمایا: اے جارود! تم نے اور تمہاری قوم نے اسلام لانے میں تاخیر سے کام لیا ہے اور اتنا عرصہ گزر گیا ہے اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کی قسم! یہ بڑا نقصان اور عظیم گناہ ہے طلبگار اور متلاشی کبھی اپنوں سے جھوٹ نہیں بولتا‘ نہ اپنی ذات سے دھوکا کرتا ہے بے شک آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں اور سچی بات کہی ہے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو برحق نبی بنایا اور مومنوں کے لئے ولی و مددگار منتخب فرمایا‘ میں نے آپ کے اوصاف کو انجیل شریف میں پڑھا ہے اور عیسیٰ ابن بتول نے آپ کی بشارت دی اس ذات کا شکر ہے جس نے آپ کو یہ عزت عطا کی ہے اور رسول بنا کر بھیجا ہے یقین کے بعد شک کی گنجائش نہیں ہوتی‘ اپنا دست مبارک بڑھایئے۔ (تاکہ میں بیعت کروں) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جارود نے ایمان قبول کرلیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم بھی ایمان لے آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے ایمان لانے سے انتہائی خوشی حاصل ہوئی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا‘ جارود! کیا وفد عبدالقیس میں کوئی شخص ایسا ہے جو ہمیں قس بن ساعدہ کی خبر دے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم سب اس کو جانتے ہیں‘ میں خود اس کے نقوش قدم پر چل کر اس کے حالات کی طلب اور جستجو میں رہا ہوں۔ قس خالص عرب صحیح النسب اور فصیح اللسان تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے خوبصورت سفید بال تھے‘ سات سو سال زندہ رہا۔ جنگلات اور صحراؤں میں زندگی کا بڑا حصہ بسر کیا۔ کہیں مستقل سکونت اختیار نہ کی۔ خانہ بدوش تھا‘ صحرا میں شترمرغ کے انڈوں پر گزر بسر کرتا۔ وحشی جانوروں سے انس رکھتا‘ گدڑی میں ملبوس عیسیٰ علیہ السلام کی طرح صحرا نوردی کا شوقین اپنے عرفان و وجدان کے باعث توحید الٰہی کا معتقد‘ حکمت میں ضرب المثل عبرت آموزی کا پیکر‘ حواریوں کے سردار سمعان سے فیض یاب‘ وہ پہلا عرب ہے جس نے اللہ کی الوہیت کا اقرار کیا اور اس کی بندگی کا اظہار کیا‘ حشر اور روز حساب پر ایمان لایا‘ برے انجام سے ڈرایا‘ موت کی یاد دلائی اور مرنے سے پہلے عمل کی تلقین کی۔ شیریں بیان‘ بازار عکاظ کا خطیب‘ شرق و غرب‘ خشک و تر اور تلخ و شیریں کا علم رکھنے والا گویا میں اسے اب بھی دیکھ رہا ہوں‘ اہل عرب اس کے سامنے ہیں اور وہ اس پروردگار کی قسم! کھا کر کہہ رہا ہے جو نوشتہ اجل کو مکمل کرنے والا اور ہر عامل کو اس کے عمل کا پورا بدلہ دینے والا ہے۔

هَاجَ بِالْقَلْبِ مَنْ هَوَاهُ ادِّكَار	اس کی یاد میں دل سلگ رہا ہے
وَلَيَالٍ خَلَالَهُنَّ نَهَار	(گویا) تاریک راتوں میں روشن دن (نکل آیا) ہے

وَنَجُوْمٌ یَحُثُّهَا قَمَرُ اللَّیْ
لِ وَشَمْسٌ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ تَدَار

اور ستارے ہیں جنہیں ماہتاب بر انگیختہ کرتا ہے۔
اور سورج روزانہ اپنے مدار پر گھومتا ہے

ضَوْؤُهَا یَطْمِسُ الْعُیُوْنَ وَاَرْعَا
دَشِدَادٌ فِی الْخَافِقَیْنِ لَطَار

جس کی روشنی آنکھوں کو خیرہ کرتی ہے اور
شرق و غرب میں سخت گرج کی آواز آتی ہے

وَغُلَامٌ وَاَشْمَطُ وَرَضِیْعٌ
کُلُّهُمْ فِی التُّرَابِ یَوْمًا یَزَار

نوجوان' بوڑھے اور شیرخوار
سب ایک دن مٹی کے اندر ہوں گے

وَقُصُوْرٌ مُّشَیَّدَةٌ حُوَتُ الْخَیْرِ
وَاُخْرٰی خَلَّتْ فَهُنَّ قِفَار

اور مضبوط قلعے بھلائی کو سمیٹے ہیں
اور کچھ خالی ویران پڑے ہیں

وَکَثِیْرٌ مِمَّا یَقْصُرُ عَنْهُ
حَدْسَةُ النَّاظِرِ الَّذِیْ قَدْیَحَار

اور بہت سے ایسے ہیں جن کے ادراک
سے ایک متحیر شخص قاصر ہے

وَالَّذِیْ قَدْ ذُکِرَتْ دَلَّ عَلَی اللّٰهِ
نُفُوْسًا لَّهَا هُدًی وَّ اِعْتِبَار

یہ باتیں جو بیان ہوئی ہیں وہ ان لوگوں کو
خدا کا پتہ دیتی ہیں جو ہدایت اور نظر اعتبار سے سرفراز ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر فرمایا جارود! ٹھہرو میں عکاظ کے میلے میں قس کو سرخ اونٹ پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے کبھی نہیں بھول سکتا' وہ ایک خوبصورت شیریں کلام سے نواز رہا تھا شاید مجھے اس کا کلام لفظ بلفظ یاد نہ ہو' اے گروہ مہاجرین و انصار! کیا تم میں سے کوئی ہمیں اس کی گفتگو کا کچھ سنائے گا؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اس خطبے کا ایک ایک لفظ یاد ہے' میں اس دن عکاظ کے میلے میں موجود تھا جب اس نے خطبہ دیا' اس کا یہ طویل خطبہ ترغیب و ترہیب اور تحذیر و تنذیر پر مشتمل تھا' اس نے کہا: اے لوگو!

غور سے سنو اور یاد رکھو' اور یاد کر لینے کے بعد اس سے فائدہ اٹھاؤ کہ جو زندہ ہے وہ مرے گا اور جو مر گیا ہے اس کا کام تمام ہو چکا ہے ہر آنے والی چیز آ کر رہے گی بارش' نباتات' روزی' آباء و امہات' احیاء و اموات' جمع' پراگندہ اور پے بہ پے نشانیاں' بے شک آسمان میں معرفت کا سامان ہے اور زمین عبرت کی آئینہ دار ہے تاریک رات' برجوں والا آسمان' راستوں والی زمین اور تلاطم خیز سمندر (اہل فہم و خرد کیلئے اسباب بصیرت ہیں) میں دیکھتا ہوں لوگ دنیا سے جاتے ہیں مگر واپس نہیں آتے' کیا انہوں نے وہیں اقامت کو پسند کر لیا ہے اور آزاد ہو کر محوخواب ہو گئے ہیں۔

قس نے ایسی حتمی قسم اٹھائی جس کے ٹوٹنے کا خوف نہیں' نہ گنہگار ہونے کا خدشہ بے شک اللہ کا ایک ایسا دین ہے جو اس کے نزدیک تمہارے دین سے محبوب تر ہے اور ایک ایسا پیغمبر ہے جس کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے' تم اس کی بعثت و ظہور کا زمانہ پاؤ گے پس سعادت مند ہے وہ شخص جس نے اس نبی کا زمانہ پا کر اس پر ایمان لایا اور ہدایت یاب ہوا اور بربادی ہے اس آدمی کیلئے جس نے اس کی مخالفت اور نافرمانی کی پھر کہا۔

تباہی ہے ارباب غفلت کیلئے گزری امتوں اور بیتے زمانوں کے لئے اے گروہ ایاد! کہاں ہیں آباء و اجداد؟ کدھر ہیں

مریض اور ان کے پرسان حال اور کہاں ہیں تشدد پسند فرعون؟ کہاں ہیں فلک بوس محلات کے بانی؟ مال و اولاد کہاں ہیں؟ سرکش و باغی' دولت کے سمیٹنے والے اپنی ربوبیت کا دعویٰ کرنے والے کہاں ہیں؟ وہ تم سے زیادہ مالدار تھے ان کی عمریں بڑی تھیں' امیدیں زیادہ تھیں مگر قبر کی مٹی نے انہیں پیس کر رکھا دیا ہے عرصہ دراز کی بوسیدگی نے انہیں ریزہ ریزہ کردیا ہے۔ ان کی ہڈیاں پرانی اور بوسیدہ ہوگئی ہیں۔ ان کے گھرویران پڑے ہیں بلکہ بھیڑیوں کے بھٹ بن گئے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہمیشہ رہنے والی ذات تو اللہ کی ہے جو یکتا' لائق عبادت ہے جس کا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا۔

اس کے بعد قس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

فِي الذَّاهِبِيْنَ الْاَوَّلِيْ	گزرے ہوئے زمانوں اور قوموں میں
نَ مِنَ الْقُرُوْنِ لَنَا بِصَائِر	ہمارے لئے عبرت آمیز اور چشم کشا سبق ہیں
لَمَّا رَأَيْتُ مَوَارِدًا	میں نے موت کے گھاٹ لوگوں کو اترتے دیکھا
لِّلْمَوْتِ لَيْسَ لَهَا مَصَادِر	مگر وہاں سے واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا
وَرَأَيْتُ قَوْمِيْ نَحْوَهَا	میں نے اپنی قوم کے چھوٹوں بڑوں کو
يَمْضِي الْاَصَاغِرَ وَالْاَكَابِر	(وادی) موت کی طرف بڑھتے دیکھا
لَمْ يَرْجِعِ الْمَاضِيَ	کوئی جانے والا واپس میرے پاس نہیں آیا
اِلَيَّ وَلَامِنَ الْبَاقِيْنَ غَابِر	نہ کوئی باقی ماندہ لوگوں میں سے زندہ رہے گا
اَيْقَنْتُ اِلَيَّ لَا مَحَا	مجھے قطعی یقین ہوگیا ہے کہ میں بھی لامحالہ
لَةَ حَيْثُ صَارَ الْقَوْمُ صَائِر	اسی طرح جانے والا ہوں جہاں قوم چلی گئی ہے۔[1]

انتہی عبارۃ المسامرات

ایک اور روایت میں ہے کہ قس نے اپنے خطبہ میں مکہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس طرف سے حق کا ظہور ہونے والا ہے' لوگوں نے پوچھا یہ حق کیا ہے؟ تو اس نے کہا: کہ بنی لوی بن غالب کا حسین و جمیل جو تمہیں کلمہ توحید و اخلاص حیات جاوداں اور لازوال سرمدی نعمتوں کی طرف دعوت دے گا' پس جب وہ تمہیں دعوت دے تو تم اس کی دعوت قبول کرو اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں اس نبی کی بعثت تک زندہ رہوں گا تو سب سے پہلے اس کی دعوت پر لبیک کہتا' یہ حوالہ سیرت النبی کا ہے۔

اور یہ قصہ متعدد طرق سے مروی ہے جو ایک دوسرے کو قوت دے رہے ہیں۔

23 - کعب بن زہیر صاحب قصیدہ بانت سعاد کے والد زہیر بن ابی سلمہ اہل کتاب کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے' ان سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے' پھر خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی تنی ہوئی ہے' جسے اس نے ہاتھ بڑھا کر پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ ہاتھ نہ آئی' اس نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ اس سے

---

[1] نوٹ:۔ قس بن ساعدہ کا خطبہ اور اشعار معمولی تغیر کے ساتھ البدایہ والنہایہ جلد دوم پر مذکورہ ہیں' نیز امام ابن کثیر نے اس سلسلہ میں مختلف روایات کی صحت پر روشنی ڈالی ہے۔ (اعجاز)

مراد وہ پیغمبر ہیں جو آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے ہیں مگر وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پائے گا زہیر نے اپنی خواب اور اہل کتاب کی پیشین گوئی کا ذکر اپنے بیٹوں سے بھی کیا اور انہیں وصیت کی کہ اگر وہ اس نبی کا زمانہ پائیں تو حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں۔ چنانچہ انہوں نے زمانہ رسالت ماب دیکھا تو پہلے بجیر بن زہیر نے اسلام قبول کیا پھر کعب نے اسلام قبول کیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مشہور قصیدہ بانت سعاد کہا اور اسے مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے پڑھا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب کو چادر اوڑھائی (جس کی وجہ سے اس قصیدہ کا نام قصیدہ بردہ پڑا) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ردائے مبارک کو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارثوں سے ایک بھاری رقم کے عوض خرید لیا' یہی چادر بعد کے خلفاء و سلاطین کے ہاں متداول رہی۔

باب ہشتم

قلم قدرت سے عالم علوی
وسفلی کی اشیاء پر
اسم و رسالت محمدیہ
کا مکتوب ہونا

1 - بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطاء کا صدور ہوا تو عرض کیا اے پروردگار! میں تجھ سے بوسیلہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التجا کرتا ہوں کہ تو میری خطاء معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیوں کر پہچانا حالانکہ میں نے انہیں پیدا نہیں کیا' عرض کیا اے پروردگار! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی طرف سے روح پھونکی تو میں نے سر اوپر اٹھایا مجھے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا نظر آیا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ایک ایسی ہستی کا نام گرامی ملایا ہے جو تیرے نزدیک سب مخلوق سے زیادہ محبوب ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا ہے واقعی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگی تو میں نے تجھے بخش دیا

وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُكَ — اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا

اسے حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور طبرانی نے اس اضافے کے ساتھ روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری اولاد میں سے سب سے آخری پیغمبر ہیں۔

2 - روایت میں آیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا: میں نے آسمانوں کو گھوم کر دیکھا مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکتوب نہ ہو میں نے جنتی حوروں کی گردنوں پر' جنتی درختوں کے پتوں پر' شجر طوبیٰ' سدرۃ المنتہیٰ عرش کے پردوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان اسم محمد لکھا ہوا دیکھا

3 - روایت ہے کہ سب سے پہلے قلم نے لوح محفوظ میں لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا — بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد میرے
مُحَمَّدٌ رَسُوْلِیْ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِیْ — رسول ہیں جس نے میری قضا کے سامنے سر تسلیم خم کیا میری
وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِیْ وَشَکَرَ عَلٰی نَعْمَائِیْ — آزمائش پر صبر کیا میری نعمتوں پر شکر کیا اور میرے حکم پر
وَرَضِیَ بِحُکْمِیْ کَتَبْتُهٗ صِدِّیْقًا — راضی ہوگیا تو میں اس کو صدیق لکھوں گا اور قیامت کے روز
وَ بَعَثْتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ — صدیقین کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا۔

4 - ایک اور روایت میں ہے لوح محفوظ کے شروع میں مکتوب ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دِیْنُهُ الْاِسْلَامُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَمَنْ اٰمَنَ بِهٰذَا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا دین اسلام ہے محمد اس کے بندے اور رسول ہیں جو اس حقیقت پر ایمان لایا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

5 - روایت میں ہے کہ جب اللہ نے قلم کو ماکان ومایکون لکھنے کا حکم دیا تو اس نے سرادق (پردہ ہائے) عرش پر لکھا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی اللہ کے نام اقدس کے ساتھ عرش پر لکھا ہوا ہے۔

خصائص ہی میں ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے عرش پانی پر بنایا تو وہ ملنے لگا پس میں نے اس کے اوپر لکھا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو وہ ٹھہر گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی تمام ملکوت اور اس کی اشیاء پر مکتوب ہے۔

6 - ابن عدی اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ساق عرش پر لکھا دیکھا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی تائید کی۔

7 - ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی شب میں نے عرش پر مکتوب دیکھا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَيْنِ

8 - ابو یعلی' طبرانی' ابن عساکر اور حسن بن عرفہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ناقل' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' معراج کی شب میں جس آسمان سے گزرا اس پر تحریر تھا محمد اللہ کے رسول ہیں' اور میرے پیچھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تھا۔

9 - رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے پر لکھا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ابن عساکر از جابر رضی اللہ عنہ)

10 - فرمایا: شجرہائے جنت کے ایک ایک پتے پر تحریر ہے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ (ابونعیم ابن عباس)

11 - آدم کے دونوں شانوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین رقم تھا۔ (ابن عساکر)

12 - حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔

13 - عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ سلیمان کی انگوٹھی کا نگین آسمانی تھا' ان کی طرف ڈالا گیا تو انہوں نے اسے انگوٹھی میں رکھ لیا۔ اسی سے ان کی حکومت کا کاروبار چلتا تھا۔ اس کا نقش یہ تھا۔

اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَ رَسُوْلِيْ

اس اعتبار سے گزشتہ حدیث روایت بالمعنی ہوگی' سلیمان علیہ السلام جب رفع حاجت کیلئے جاتے یا مباشرت فرماتے تو اس انگوٹھی کو اتار دیتے اور جب اسے اتارتے تو لوگوں کا معاملہ انہیں عجیب سا لگتا جو انگوٹھی اتارنے سے قبل نہ ہوتا۔

14 - امام حلبی رحمہ اللہ سیرت میں لکھتے ہیں کہ 454ھ میں خراسان میں شدید طوفان آیا' جس طرح قوم عاد پر آیا تھا' اس سے پہاڑ ہل گئے اور وحشی جانور بھاگ کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید قیامت برپا ہوگئی ہے چنانچہ انہوں

نے اللہ کی بارگاہ میں دعا و زاری شروع کردی' پھر کیا دیکھا کہ ایک عظیم روشنی آسمان سے ایک پہاڑ پر اتری اور بھاگے ہوئے جانور اس پہاڑ کی طرف لوٹ رہے ہیں چنانچہ وہ بھی وہاں پہنچے تو انہیں اس نور میں پتھر کی ایک سل ملی جو ایک ہاتھ لمبی اور تین انگلیاں چوڑی تھی اس میں تین سطریں تحریر تھیں۔

1- لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ فَاعْبُدُوْنِ

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو)۔

2- محمد رسول اللّٰه القرشي

3- اِحْذَرُوْا وَقْعَةَ الْمَغْرِبِ اِنَّهَا تَكُوْنُ مِنْ سَبْعَةٍ اَوْتِسْعَةٍ وَالْقِيَامَةُ قَدْ اَزِفَتْ

(جنگ مغرب سے ڈرو وہ سات یا نو کے عرصہ میں ہوگی اور قیامت قریب آگئی ہے۔

14- طبرستان میں ایک قوم رہتی تھی' جو لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ تو کہتے مگر حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ وہ بڑی آزمائش اور فتنے میں مبتلا ہوگئے کہ ایک شدید گرم دن میں آسمان پر انتہائی سفید بادل نمودار ہوا پھر وہ شرق و غرب کے سارے افق پر چھاگیا اور زمین و آسمان کے درمیان حائل ہوگیا پس جب زوال کا وقت آیا تو ایک واضح خط میں لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ظاہر ہوا جو وقت عصر تک برقرار رہا۔ جسے دیکھ کر فتنہ میں مبتلا لوگوں نے توبہ کرلی اور علاقے کے یہود و نصاریٰ بڑی تعداد میں مسلمان ہوگئے۔

15- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھے آیت وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ ایک سونے یا سنگ مرمر کی ایک تختی تھی جس پر لکھا تھا تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے کہ وہ کیونکر خوش ہوتا ہے؟ حیرانی ہے اس آدمی پر جسے حساب کا یقین ہے مگر وہ غفلت میں مبتلا ہے۔ تعجب ہے کہ قضاء قدر پر یقین رکھنے والا کیوں غمناک ہے؟ عجیب بات ہے کہ دنیا اور اس کے انقلابات کا مشاہدہ کرنے والا اس کے ساتھ کیوں دل لگائے بیٹھا ہے؟

لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

16- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کے منہ میں سبز رنگ کا ایک موتی تھا اس نے وہ نیچے ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پکڑ لیا۔ اس موتی میں سبز رنگ کا ایک کیڑا تھا جس پر زرد رنگ سے تحریر تھا لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس روایت کو حلبی نے سیرت میں ذکر کیا۔

17- سیرت النبی میں ہے بعض قدیم پتھروں پر محمد' تقی' مصلح وسید امین لکھا ہوا پایا گیا۔

18- ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم نے ہندوستان پر یلغار کی' اس دوران ہم ایک جنگل میں اترے جہاں ایک درخت کے سرخ پتوں پر سفید رنگ میں لکھا تھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

19- کسی آدمی کا بیان ہے میں نے ایک جزیرہ میں ایک بہت بڑا درخت دیکھا جس کے پتے بہت بڑے تھے اور

خوشبودار تھے جن پر سبزی رنگ میں ملے ہوئے سرخ و سفید رنگ کے ساتھ جلی حروف میں قلم قدرت سے تحریر تھا۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اِنَ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

20 - ایک اور آدمی کی روایت ہے کہ ہم ملک ہندوستان میں آئے تو اس کی بعض بستیوں میں سیاہ رنگ کا گلاب دیکھا جس سیاہ رنگ کا بڑا پھول کھلتا اس پر سفید خط سے رقم تھا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق مجھے اس پھول کے بارے میں شک گزرا کہ یہ مصنوعی ہے چنانچہ دوسرے ان کھلے پھول کا مشاہدہ کیا تو اس میں بھی ایسا ہی نظر آیا اور یہی حالت تھی دیگر تمام گلاب کے پھولوں کی' اس ملک میں اس قسم کی بہت سی چیزیں پائی جاتی ہیں اور اس کے باشندے بت پرست ہیں۔

21 - علامہ ابن مرزوقی شرح بردہ میں ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ ہم بحر ہند کی تلاطم خیز موجوں میں گھر گئے تو ہم نے ایک جزیرے پر لنگر ڈال دیئے' وہاں ہم نے سرخ رنگ کا انتہائی خوشبودار گلاب دیکھا جس پر زرد رنگ سے لکھا تھا۔
بَرَاءَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰی جَنَّاتِ النَّعِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

22 - ایک آدمی نے حکایت بیان کی کہ میں نے بلاد ہند میں بادام کی مانند ایک پھلدار درخت دیکھا جس کا چھلکا دوہرا تھا جب اس کا پھل توڑا گیا تو اس میں سے ایک لپٹا ہوا سبز رنگ کا کاغذ برآمد ہوا جس پر سرخ روشنائی سے تحریر تھا
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
وہ لوگ اس درخت کو متبرک جانتے اور قحط سالی میں اس کے ذریعے بارش طلب کرتے۔

23 - حافظ سلفی بعض لوگوں کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ ملک ہند میں ایک ایسا درخت پایا جاتا ہے جس کے پتے سبز ہیں اور ہر پتے کے اوپر جلی قلم سے رقم ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
اس دیس کے باسی بت پرست ہیں وہ اس درخت کو کاٹنے کے بعد اس کے نشانات مٹا دیتے ہیں تو وہ تھوڑے ہی عرصہ میں پہلی حالت پر آجاتا ہے پھر وہ لوگ سیسہ پگھلا کر اس کی جڑوں میں ڈال دیتے ہیں تو اس سیسہ کے آس پاس سے چار شاخیں نکلتی ہیں اور ہر شاخ پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر ہوتا ہے' وہ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور اس کے ذریعے بیماروں کیلئے شفا طلب کرتے ہیں' نیز زعفران میں ملا کر خوشبو کو بہترین بناتے ہیں۔

24 - آٹھ سو سات یا نو ہجری میں انگور کا ایک ایسا دانہ ملا جس پر خوبصورت خط سے سیاہ رنگ میں لفظ "محمد" مرقوم تھا۔

25 - ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں نے ایک مچھلی شکار کی جس کے دائیں پہلو پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پہلو پر محمد رسول اللہ تحریر تھا جب میں نے اسے دیکھا تو احتراماً اسے دریا میں پھینک دیا۔

26 - ایک اور آدمی کا بیان ہے کہ میں بحر مغرب میں جہاز پر سوار تھا اور ہمارے ساتھ ایک لڑکا تھا جس کے پاس مچھلی شکار کرنے والا کانٹا بھی تھا اس نے یہ کانٹا سمندر میں ڈالا تو ایک سفید مچھلی جو ہاتھ بھر لمبی تھی' پھنس گئی اس کے ایک کان پر لا الہ الااللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ ہم نے اسے دوبارہ سمندر میں پھینک دیا۔

27 - یہی روایت علامہ دمیری نے حیاۃ الحیوان صفحہ 1-568 میں قزوینی کی عجائب المخلوقات کے حوالے سے تحریر کی

ہے۔

28 - ایک آدمی نے ذکر کیا کہ اس نے بلاد خراسان میں ایک ایسے نومولود کو دیکھا جس کے ایک پہلو پر لا الہ الااللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ تحریر تھا۔

29 - ایک شخص کا بیان ہے کہ اس کے ہاں سن نو سو چوہتر(974) ہجری کو بکری کا ایک سیاہ بچہ پیدا ہوا جس کے ماتھے پر دائرہ کی شکل کی سفیدی تھی اور اس سفیدی میں انتہائی خوبصورت خط میں اسم "محمد" مرقوم تھا۔

30 - ایک آدمی نے بتایا کہ میں نے مغرب کے بلادافریقہ میں ایک شخص کو دیکھا جس کی دائیں آنکھ کی سفیدی کے نچلے حصے میں سرخ رنگ کی ایک تحریر محمد رسول اللہ تھی۔

31 - قطب کبیر' عارف شہیر' امام نحریر' سیدنا و مولانا الشیخ عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "لواقح الانوار القدسیہ" میں فرماتے ہیں جس روز میں نے کتاب کا یہ حصہ تحریر کیا' میں نے نبوت کی ایک عظیم نشانی دیکھی وہ یہ کہ ایک شخص بکری کے بچے کا بھنا ہوا سر میرے پاس لایا اور اسے کھایا اور اس کے ماتھے پر خامہ قدرت سے مکتوب یہ تحریر دکھائی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهٗ بِالْهُدٰی وَ دِيْنِ الْحَقِّ يَهْدِیْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

امام شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس مضمون کا اعادہ کسی خاص حکمت کیلئے ہے کیونکہ اللہ سہو و نسیان سے پاک اور منزہ ہے' علامہ سید احمد دحلان مکی رحمہ اللہ اپنی کتاب سیرت النبی میں اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ شاید اس تکریر میں حکمت تاکید مضمون ہے کیونکہ مقام ہدایت بہت بلند مقام ہے اور کیوں نہ ہو۔ یہ ضلالت اور گمراہی سے بچاتی ہے۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ابی الفضل قاسم الرصاع المغربی المالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب "تحفتہ الاخیار" میں لکھتے ہیں میں نے دوران سفر محلہ مظفرہ میں ایک حیران کن بکری دیکھی جس کے دونوں کانوں پر اسم "محمد" لکھا تھا جس کے بارے میں کسی کو شک و شبہ نہ تھا مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ واقعہ مولیٰ مجاہدی اعدلی عمری عثمانی امیرالمومنین ناصرالدین محب فی سنت سیدالمرسلین کی مملکت میں پیش آیا۔ اللہ ان کی حکومت کو حیات جاودانی دے اور ان کے عدل و انصاف کو اہل ایمان کی سرزمین میں دائم قائم رکھے اور اس دین کی برکت ان کی آنکھوں میں ثابت و برقرار رکھے' میں نے دیکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا امیرالمومنین اور ان کی رعیت پر عظیم احسان ہے کہ اس نے امیرالمومنین کی مملکت میں برکت کا نزول فرمایا ہے اور اس تحریر کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی تجدید فرمائی ہے یہ ایک ایسی واضح تحریر ہے جو زبردست تعریف و ثناء اور شرف و اعتلاء پر دلالت کرتی ہے' میں نے دیکھا کہ لوگوں کے منہ اس تحریر کو یوں چوم رہے ہیں جیسے حجراسود کو بوسہ دیا جاتا ہے۔

حضرت رصاع المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس زبردست نشانی کو لکھنے' نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ صاحب "کتاب الجدی" کی تالیف' "کتاب الجدی" کا سبب یہی تو تھا کہ ان کے زمانے میں ایک ایسی بکری ظاہر ہوئی جس کے سر کی سفیدی پر اسم "محمد" رقم تھا۔ مصنف علیہ الرحمتہ نے اس بارے میں یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

جَدِیٌ غَدًا کَالْجَدِیِ اَشْرَقَ نُوْرُهٗ — بکری کا بچہ جدی الفرقد ستارے کی مانند ہوگیا اس

وَ مَحَلُّهٗ فَوْقَ السِّمَاكِ الْاَعْزَلِ
رَقَمَتْ يَدُ الْاَقْدَارِ غَرَّةً وَّجْهَهٗ
رَقَمًا بَدِيْعًا بِاسْمِ اكْرَمِ مُرْسَلِ

کا نور روشن ہو گیا اور اس مقام و مرتبہ سماک الاعزل ستارے سے بلند تر ہے۔
دست قدرت نے اس کی پیشانی پر
بدیع خط میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہے۔

پھر فرمایا

بَشَرٌ اَتَتْ بِاسْمِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
كَالْغَيْثِ اَقْبَلَ فِي الزَّمَانِ الْمُعَجَّلِ
نَشَرَتْ لِوَاءَ الْاِنْسِ وَانْفَرَجَتْ بِهَا
كُرَبُ النُّفُوْسِ مِنَ السِّقَامِ الْمُعْضَلِ
اَضْحَتْ بِهَا الْاٰمَالُ صِدْقًا وَاغْتَدٰى
فَتْحًا بِهَا بَابُ الرِّجَاءِ الْمُقْفَلِ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک "محمد" کی بشارت یوں آئی
جیسے موسلادھار بارش آنا فانا آ جائے۔
اس نے انس و محبت کا جھنڈا لہرا دیا اور پیچیدہ مرض کی تکلیف سے دلوں کو رہائی دی
اس بشارت کے باعث امیدیں سچی ہو گئیں اور امید و رجاء کا مقفل دروازہ کھل گیا ہے۔

32 - علامہ احمد المقری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "فتح المتعال فی مدح النعال" میں لکھتے ہیں۔ امام ابوعبداللہ محمد التوزری جو کہ قصیدہ شقراطسیہ فی مدح خیر البریہ کی تخمیس کرنے والے اور پھر تخمیس کی کئی جلدوں میں بے مثال شرح کرنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں ہمارے ہاں توزر میں رجب کی چاند رات سن چھ سو چوہتر ہجری سیاہ رنگ کا بکری کا ایک بچہ پیدا ہوا جس کی پیشانی سفید تھی او اس میں جلی قلم سے کالے رنگ میں "محمد" لکھا تھا جسے ہر کوئی پڑھ سکتا تھا تو میں نے اس بارے میں ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام رکھا كِتَابُ الْغَرَّةِ اللَّائِحَةِ وَالْمَسْكَةِ الْفَائِحَةِ فِي الْخُطُوْطِ الصَّمَدِيَّةِ وَالْمَفَاخَرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ اور اس میں ایک قصیدہ نظم کیا

جَدِيٌ غَدَا كَالْجَدِيِّ اَشْرَقَ نُوْرُهٗ
فَمَحَلُّهٗ فَوْقَ السِّمَاكِ الْاَعْزَلِ
رَقَمَتْ يَدُ الْاَقْدَارِ غَرَّةً وَجْهَهٗ
رَقَمًا بَدِيْعًا بِاسْمِ اكْرَمِ مُرْسَلِ
فَتَلَالَاَتْ اَنْوَارُهٗ فَشُعَاعُهَا
كَالشَّمْسِ قَدْحَلَّتْ بِاَشْرَفِ مَنْزِلِ
مَا اَبْصَرَ الْاِسْمَ الشَّرِيْفَ مُوَحِّدٌ
اِلَّا وَقَبَّلَ مِنْهُ خَيْرَ مُقَبَّلِ
رُوِيَتْ بِهِ اَلْبَابُنَا فَكَاَنَّمَا

بکری کا بچہ جدی الفرقد ستارے کی طرح تابناک ہو گیا
تو اس کا مقام سماک الاعزل ستارے کے اوپر ہے
دست قدرت نے اس کی پیشانی پر
بدیع خط میں اسم محمد ﷺ رقم کیا ہے۔
تو اسم محمد ﷺ کے انوار چمک اٹھے جن کی شعاع
سورج کی طرح بہترین مقام پر پڑی
کسی موحد نے ایسا ذی شرف نام نہیں دیکھا
مگر یہ کہ اس کو بہترین انداز میں چوم لیا
ہماری عقلیں اس (اسم پاک) سے سیراب ہو گئیں گویا

وَرَدَتْ بِهِ الْاَفْوَاهُ اَعْذُبَ مِنْهَلِ
فِي غَرَّةِ الشَّهْرِ الْمُبَارَكِ اَشْرَقَتْ
فَالنَّاسُ بَيْنَ مُكَبِّرٍ وَ مُهَلِّلٍ
عَجَبَ اَتٰى رَجَبٌ بِهٖ فَتَاَكَّدَتْ
بَرَكَاتُهٗ فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُؤَمِّلِ
فَكَاَنَّ مَنْ قَدْ قَالَ عِشْ رَجَبًا تَرٰى
عَجَبًا عَنَاهُ بِالزَّمَانِ الْمُجَمَّلِ
يَاغَرَّةً كَالصُّبْحِ تَمَّمَ حُسْنُهَا
خَطَّ مِنَ اللَّيْلِ الْبَهِيْمِ الاليل
اَشْهٰى وَاَحْلٰى فِي النُّفُوْسِ مِنَ الْكَرٰى
وَاَلَذُّ مِنْ عَذْبِ الزُّلَالِ السَّلْسَلِ
هِيَ خَطُّ اِنْعَامٍ عَلٰى لَوْحِ الْهُدٰى
بِمُؤَمِّلٍ لِغَمَاهُ اَوْ مُتَاَمِّلِ
هِيَ تَاجُ اِحْسَانٍ عَلٰى رَاْسِ الْعُلَاءِ
اَحْسَنُ بِتَاجٍ بِالسَّنَاءِ مُكَلَّلِ
صَبَحَ بَدَا فِيْ لُؤْلُوٍ مُتَلَالِئٍ
طَرَزَ عَلٰى ثَوْبِ الْجَمَالِ الْاَكْمَلِ

منہ (اس کو چومتے وقت) ایک چشمہ شیریں سے فیض یاب ہوئے
ماہ مبارک کے پہلے دن اس کی روشنی چمکی
تو لوگوں میں سے کسی نے اللہ اکبر کہا کسی نے لا الہ الااللہ کہا
رجب شریف ایک عجیب خوبی کے ساتھ جلوہ گر ہوا کہ
اس کی برکات ہر امیدوار کے دل میں اتر آئیں
جیسے کسی نے کہا: تعظیم سے ماہ رجب میں رہو عجیب بات دیکھو گے
اس سے اس کی مراد ایک خوبصورت زمانہ (یعنی رجب) ہے۔
اے اس صبح کی مانند روشن پیشانی! جس کے حسن کو
طویل کالی رات کے خط نے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا ہے
وہ دلوں کیلئے میٹھی نیند سے زیادہ شیریں ہے
اور آب زلال کی مٹھاس سے زیادہ لذیذ ہے
وہ لوح ہدایت پر نعمت کی تحریر ہے
جو امیدوار یا تامل کرنے والے کیلئے ایک نعمت ہے
وہ بلندی کے سر پر بھلائی کا تاج ہے
جو تاج زر سے زیادہ حسین و تابناک ہے
چمکدار موتی (بکری کی پیشانی) میں صبح ظاہر ہو گئی
(گویا) پیکر حسن و جمال کے لباس میں نقش و نگار ہویدا ہو گئے۔

ذیل کے اشعار بھی اسی قصیدے کے ہیں۔

طَرَ زَبِهٖ اَرْدَانُ الزَّمَانِ بِاُسْرِهٖ
فِي الْحَالِ وَالْمَاضِيْ وَفِي الْمُسْتَقْبِلِ
يَا تَوْزَرُ الْغُرَرُ فُزْتِ بِغُرَّةٍ
غَرَاءِ فِيْ زَمَنٍ اَغَرِّ مُحَجَّلِ
جَدْىٌ ذُيُوْلُ الزَّهْوِ مِنْ فَرَحٍ بِهَا

حال ماضی اور مستقبل میں زمانے کے دونوں پہلو
اس کے ساتھ منقش ہو گئے
اے درخشاں توزر! تو چاند رات کے روشن
لمحات میں سفید پیشانی والے بکرے (کی پیدائش) سے سرفراز ہو گیا
تو اس خوشی میں ناز نخرے کا اظہار کر، جیسے

جَرَّ الْفَتَاةُ ذُيُوْلَ بُرْدٍ مُّسَبَّلِ
اَعْطَیْتِ مَالَمْ یَعْطِ غَیْرَکِ مِثْلَهٗ
شُکْرًا لِّمَوْلَاکَ الْعُلٰی الْمُفَضَّلِ
شَرَفٌ خَصَصْتِ بِهٖ وَ فَضْلَ بَاهِرٍ
یَبْقِیْ عَلٰی مَرَّ الزَّمَانِ الْاَطْوَلِ

ایک دوشیزہ لٹکے ہوئے دامن کو نازوادا سے گھسیٹ کر چلتی ہے
تجھے ایسی فضیلت سے نوازا گیا جو کہ اس جیسی فضیلت کسی اور کو نہ ملی اس کرم نوازی پر تیرے عالی شان عطا کرنے والے مولیٰ کا شکر
تجھے ایسے شرف کامل اور فضل باہر سے مخصوص کیا گیا ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔

خطیب ابن مرزوق تسمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے توزری کی اس تالیف کا مطالعہ کیا ہے اور بطور حوالہ کچھ حصہ اس سے نقل کیا ہے' یہ بہت عمدہ کتاب ہے' توزری سے یہ اشعار ابوعبداللہ بن حبان شاطبی نزیل تونس نے اور ان سے ابوعبداللہ بن رشید الفہری مصنف سفرنامہ مل العیبہ نے روایت کئے ہیں۔

قاضی عیاض نے شفاشریف میں اور ابن مرزوق نے شرح بردۃ المدیح میں قلم قدرت سے پتھروں وغیرہ اشیاء پر اسم "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقم ہونے کی بہت سی حکایات قلمبند کی ہیں۔

علامہ احمد المقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے فاس شہر میں سن 1026ھ کو ہتھیلی جتنا ایک سیاہ پتھر دیکھا جس کی ایک جانب قلم قدرت سے لا الہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تحریر تھا اور اس کی کتابت کا رنگ سیاہ تھا' بعض لوگوں نے اس کی تحریر مٹانے کیلئے بطور آزمائش اس میں لوہے کے آلے سے سوراخ کیا جو اس کی دوسری طرف نکل گیا مگر اس میں خامہ قدرت کی تحریر (مٹ نہ سکی بلکہ) اور زیادہ نمایاں ہوگئی میں نے پتھر کی مالکہ جو کہ فارس کی ایک عورت تھی' کو اس پتھر کے وزن سے دوگنا سونے کی پیش کش کی کہ وہ اسے میرے ہاتھ بیچ دے مگر وہ نہ مانی' میں نے ہر ممکن طریقے سے اس کو ترغیب دی (اور راضی کرنے کی کوشش کی) مگر وہ اسے فروخت کرنے پر تیار نہ ہوئی چنانچہ میں نے یہ پتھر کئی دن اپنے پاس رکھنے کے بعد اسے واپس کردیا۔ اس پتھر کی فاس شہر میں بہت شہرت ہے حاملہ عورتیں تسہیل ولادت (اور درد زہ سے نجات کیلئے) اس سے برکت حاصل کرتی ہیں' اس کی مالکہ نے مجھے بتایا کہ اسے یہ پتھر کچھ عرصہ پہلے بحرمحیط کے ساحل پر سے ملا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو نصف النہار کی طرح روشن و ظاہر کردیا ہے۔ کتاب فتح المتعال کی عبادت ختم ہوئی۔

ابن عساکر رحمہ اللہ حسن بن سلمان کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ہمیں نبی کریم ﷺ کے قبل از ولادت فضائل بتاؤ تو انہوں نے کہا: ہاں امیرالمومنین! بیان کرتا ہوں میں نے ایک جگہ پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک ایسا پتھر ملا جس پر مندرجہ ذیل چار سطریں تحریر تھیں۔

۱۔ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ
۲۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَ
۳۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مَنِ اعْتَصَمَ بِیْ نَجَا

۴۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا الْحَرَمُ لِیْ وَالْکَعْبَۃُ بَیْتِیْ مَنْ دَخَلَ بَیْتِیْ اٰمَنَ مِنْ عَذَابِیْ

بخاری تاریخ میں اور بیہقی محمد بن اسود کے واسطے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو مقام ابراہیم کے نیچے سے ایک پتھر ملا تو قریش نے اس پتھر پر موجود تحریر کے پڑھنے کیلئے حمیر کا ایک شخص طلب کیا تو اس شخص نے (یہ تحریر دیکھ کر) کہا: اگر میں تم کو اس کی عبارت سے آگاہ کروں تو مجھے یقین ہے کہ تم مجھے قتل کر ڈالو گے" اس طرح ہمیں معلوم ہوگیا کہ اس عبارت میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک ہے تو ہم نے اس راز کو پوشیدہ رکھا۔

ابونعیم رحمہ اللہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے پہلے انہدام کے وقت ایک لکھا ہوا پتھر ملا جس کی عبارت پڑھنے کیلئے ایک آدمی بلایا گیا' اس نے تحریر پڑھی تو اس میں لکھا ہوا تھا' میرا بندہ (محمد) چنا ہوا' متوکل منیب اور مختار ہے' اس کی جائے ولادت مکہ میں اور جائے ہجرت طیبہ ہے وہ اس وقت تک دنیا سے نہ جائے گا جب تک وہ ٹیڑھے راستوں کو سیدھا نہیں کردے' وہ خدا کی الوہیت کی گواہی دے گا' اس کی امت "حمادون" ہوگی جو ہر بلندی پر خدا کی حمد بیان کرے گی' وہ لوگ پنڈلیوں تک ازار بند باندھیں گے اور اطراف اعضاء کا وضو کریں گے یعنی میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں' محمد میرے رسول ہیں' سعادت مندی ہے ان کی جو ان پر ایمان لائے اور ان کی اتباع کرے' جو میرے ساتھ وابستہ ہوا' نجات پاگیا' حرم میرا کعبہ میرا گھر ہے جو میرے گھر میں داخل ہوگیا' وہ میرے عذاب سے بے خوف ہوگیا۔

یعنی میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں محمد میرے رسول ہیں' سعادت مندی ہے ان کی جو ان پر ایمان لائے اور ان کی اتباع کی۔ 3 - جو میرے ساتھ وابستہ ہوا' نجات پا گیا۔ 4۔ حرم میرا ہے کعبہ میرا گھر ہے جو گھر میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو گیا۔

قسم دوم

نور محمدی کی تخلیق اور
حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
تک نسل در نسل پاکیزہ اصلاب
سے پاکیزہ رحموں کی طرف نور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی منتقلی

باب اول

نور مصطفیٰ کی تخلیق کا نکتہ آغاز

حافظ ابوعلی الحسن بن علی الرحونی المعروف بابن القطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''البشائر والاعلام'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضور سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کا (ظلمت عدم سے) مرتبہ وجود و ظہور میں جلوہ گر ہونے کا اولین مظہراور انداز یہ تھا' جیساکہ سیدنا علی زین العلبدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جدامجد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انسانی پیکر کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسی سفید مٹی میرے پاس لے آؤ جو زمین کا دل اور اس کی رونق اور روشنی ہو (اور جسداطہر کی تخلیق کے شایان شان ہو) چنانچہ جبرائیل امین' فردوس اور عالم بالا کے فرشتوں کے جلو میں زمین پر اترے اور روضہ اطہر کے مقام سے سفید مٹی کی ایک مٹھی لیکر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے۔ پھر اس مٹی کو تسنیم کے پانی سے دھوکر گوہر آبدار کی مانند چمکدار کیا گیا' پھر جنت کی تمام نہروں میں نہلا کر اسے آسمانوں زمین اور سمندروں میں پھرایا گیا' اس طرح فرشتوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف و کمال کو پہچان لیا' قبل اس کے کہ انہیں آدم علیہ السلام کی ذات اور تمام و مرتبہ سے آگاہی ہوتی' پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہوں (آدم) نے اپنے چہرے کی لکیروں سے ایک آواز سنی جو پرندے کی آواز کے مشابہ تھی' تعجب سے پوچھا: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے' یہ کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! یہ تیری اولاد میں سے خاتم النبیین سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسبیح ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ نورمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی پیشانی میں یوں چمکتا ہوا نظر آتا تھا جیسے فضائے آسمانی میں سورج اور ظلمت شب میں چاند' اللہ تعالیٰ نے آدم سے فرمایا تھا کہ یہ ''نورنبوی'' اس عہدوپیمان کے ساتھ لے لے کہ تو اسے صرف پاکیزہ پشتوں اور پاک دامن عورتوں (ماؤں'' کے سپرد کرے گا' آدم علیہ السلام نے عرض کیا ہاں! میرے معبود! میں نے اسے اس اقرار کے ساتھ قبول کیا ہے کہ میں اسے پاکباز مردوں اور عفت مآب عورتوں کی امانت میں دوں گا' اس وقت فرشتے آدم علیہ السلام کے پیچھے صف بستہ کھڑے تھے' عرض کیا اے پروردگار! یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں صف باندھے کھڑے ہیں؟ تو اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا ''یہ تیری پشت سے ہویدا نور مصطفیٰ کا دیدار کررہے ہیں'' التجا کی اے پروردگار! مجھے بھی اس دولت دیدار سے مشرف فرما' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ''دیدار مصطفیٰ'' سے شرفیاب کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا' بعدازاں آدم علیہ السلام وظیفہ زوجیت پورا کرنے کیلئے جب بھی حضرت حواء علیہا السلام کے قریب ہونے کا ارادہ فرماتے تو خوشبو لگاتے اور پاک صاف ہوتے اور حضرت حواء کو بھی اس کا حکم دیتے اور فرماتے اے حواء! پاک صاف ہو لے' عنقریب اللہ تعالیٰ تیرے شکم مبارک کو اس نورپاک کا امین بنا دے گا جو اللہ نے میری پشت اور پیشانی میں ودیعت کر رکھا ہے' یہی صورتحال جاری رہی' تاآنکہ وہ نور مصطفیٰ حضرت حواء کی پیشانی کی طرف منتقل ہوگیا تو انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ حضرت شیث علیہ السلام کے وجود پاک سے شرفیاب ہوگئی ہیں۔ اس وقت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے وہ نور جاچکا تھا اور حواء علیہا السلام کا چہرہ اس نور سے جگمگا رہا تھا اور روزبروز ان کے حسن میں اضافہ ہورہا تھا' پس جب حواء علیہا السلام کا یہ حمل ظاہر ہوگیا تو آدم علیہ السلام نے طہارت حواء اور طہارت حمل کے باعث ان سے قربت کا سلسلہ ترک کردیا' اور فرشتے اللہ کی بارگاہ سے روزانہ تحیات کے تحفے لانے لگے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احترام اور شان کیلئے شیث علیہ السلام کو شکم مادر میں تنہا پیدا کیا' ان کے بعد مذکر اور مونث جڑواں بچے پیدا ہوتے' جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو آدم علیہ السلام نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان "نور مصطفیٰ" کا نظارہ کیا' پھرجب آدم علیہ السلام کو اپنی موت کا یقین ہوگیا تو شیث علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے! اللہ تعالیٰ نے تم سے اس نور کے بارے میں جو تمہاری پشت اور پیشانی میں ودیعت ہے' ایک پختہ عہد لے رکھا ہے کہ تم اسے صرف پاکدامن عورت کے حوالے کروگے' چنانچہ انہوں نے حضرت شیث علیہ السلام کی شادی ایک خوبصورت عورت سے کردی' وہ عورت قد کاٹھ اور حسن و جمال میں حضرت حواء کے مشابہ تھی' پس جب شیث علیہ السلام کی بیوی' انوش کے ساتھ امید سے ہوئی تو اسے ہر طرف سے یہ آوازیں آتیں' اے پیکر حسن و جمال! تجھے مبارک اور بشارت ہو' اللہ نے محمد مصطفیٰ (ﷺ) تمہارے سپرد کیا ہے' پس جب اس نے بچے کو جنم دیا تو وہ نور اس بچے انوش کی پیشانی کی طرف منتقل ہوگیا۔ پھر وہ بچہ پروان چڑھا تو اس کے باپ نے اسے بلا کر کہا: میرے باپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں تم سے ایک پختہ پیمان لوں کہ تم زمانے بھر کی عورتوں میں سے پاکیزہ عورت کے ساتھ شادی کروگے تو اس نے اپنے باپ کی وصیت پر عمل کیا' پھر یہی وصیت انوش نے قینان کو' قینان نے مہلائیل کو اور مہلائیل نے بردا کو کی' بردا نے مرہ نامی عورت سے شادی کی' تو اس کے پاکیزہ رحم میں اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام جلوہ گر ہوئے اس طرح نور مصطفیٰ (ﷺ) ان کی طرف منتقل ہوگیا۔

ابن القطان کہتے ہیں پھر یونہی یہ سلسلہ چلتا رہا کہ جب بھی کسی بچے کی طرف یہ نور منتقل ہوتا تو اس کا باپ اس سے یہ عہد لیتا' یہاں تک کہ یہ معاملہ سام بن نوح سے ہوتا ہوا ارفخشد تک پہنچا' ارفخشد نے ایک عورت سے عقد نکاح کیا جس کا نام مرجانہ تھا' تو اس کے ہاں حضرت ہود علیہ السلام پیدا ہوئے' وضع حمل کے وقت اس نے ہر جہت سے آنے والی یہ آواز سنی' یہ محمد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ہے' جو ہربت کو پاش پاش کرے گا اور جس کے ہاتھوں سرکشوں اور کافروں کی بربادی ہوگی۔ اس کے بعد یہ نور ایک پیشانی سے دوسری پیشانی کی طرف اور ایک زمانے سے دوسرے زمانے کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ یہ ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا جب اس نور کو فرشتوں نے دیکھا تو عرض کیا اے پروردگار یہ

کیا ہے؟ تو ندا آئی کہ یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ہے پھر یہ نور اسماعیل علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا اور ان سے قیدار کی طرف تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قیدار کو دین خدا اور اپنی سنت کی اتباع کی وصیت کی اور حکم دیا کہ وہ اس نور کو دنیا کی پاکیزہ ترین عورت کی امانت بنائے' قیدار نے یہ گمان کیا کہ یہ پاکیزہ عورتیں اولاد اسحاق علیہ السلام میں سے ہیں' چنانچہ اس نے خاندان اسحاق کی اسی عورتوں سے شادی کی اور ان کے ساتھ سو برس گزارے' مگر انہیں حمل ٹھہرتا نہ ان کی اولاد ہوتی۔ ایک دن قیدار شکار کے بعد واپس آرہا تھا کہ اچانک ہر سمت سے اسے انسانی آواز میں وحشی جانوروں' پرندوں اور درندوں کی آواز آئی۔ ہائے افسوس! اے قیدار! تیری عمر بیت گئی اور ابھی تک تجھے لعب و لہو اور لذت دنیا سے کام ہے کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو "نور مصطفیٰ" کی امانت کسی کے سپرد کرنے کا اہتمام کرے جس طرح تجھے سونپی گئی ہے؟ چنانچہ قیدار نے اس کا اہتمام کیا' اور قسم کھالی کہ جب تک اسے اس سنی ہوئی بات کا جواب نہیں آتا وہ نہ کھائے گا نہ پیئے گا' ایک دن جنگل میں اسے ایک فرشتہ انسانی روپ میں ملا' اس نے قیدار سے کہا: کہ نور محمدی کو اسحاق علیہ السلام کے گھرانے کی عورتوں کو چھوڑ کر دوسری عورتوں میں سے کسی کے حوالے کر' نیز اسے خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا' پس اس نے ایک عظیم قربانی پیش کی' یہاں تک کہ اس نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ بس اے قیدار! اللہ نے تیری قربانی قبول کرلی ہے اور تیری دعا مستجاب ہوگئی ہے۔ اب فوراً درخت کے نیچے سو جا اور حالت نیند میں حکم کی تعمیل کر' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو خواب میں کسی نے آکر اسے کہا: اے قیدار! تیری پشت میں جو نور ہے' اللہ نے تمام معاملات کا نکتہ افتتاح اسی نور کو بنایا ہے اور ساری دنیا پیدا کی ہے اور تمام مخلوق کا گوہر مقصود بھی یہی نور ہے اور سمجھ لے کہ اللہ اس نور کا سلسلہ انتقال بھی خالص عرب عورتوں میں کرے گا' لہٰذا کسی خالص عرب عورت کی تلاش کر' اس عورت کا نام عاضرہ ہونا چاہئے' یہ سن کر قیدار خوشی سے اچھل پڑا اور پھر مطلوب کی تلاش میں انتہائی سرگرمی دکھائی تاآنکہ عاضرہ بنت مالک الجرہمی سے شادی ہوگئی' اس سے عمل زوجیت کیا تو ایک بچہ اس کے پیٹ میں رہ گیا' پھر وہ نور اس کی پیشانی سے مفقود ہوگیا اور جب اس نور کو عاضرہ کے چہرے پر دیکھا تو اسے بہت خوشی حاصل ہوئی پھر یہ نور اس کی اولاد میں منتقل ہوتے ہوتے نزار تک آیا' نزار نے اس نور کو اپنے چہرے میں روشن دیکھ کر ایک عظیم قربانی دی' اس کے بعد یہ نور مضر کی طرف منتقل ہوا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس سلسلہ نسب کا ہر باپ اپنے بیٹے سے یہی عہد لیتا رہا کہ وہ اپنے زمانے کی سب سے پاکیزہ عورت سے نکاح کرے گا اور یہ عہد نامے کعبہ شریف میں لٹکا دیئے جاتے تھے' اسماعیل علیہ السلام کے زمانے سے لیکر ایام فیل تک یہ معاہدے آویزاں رہے۔

پھر جب یہ نور نضر بن کنانہ کے پاس آیا' اس نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے کاہنوں پر پیش کیا' کاہنوں نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ اگر تمہارا خواب دیکھنا سچ ہے تو اللہ عزت و کرامت تمہاری جانب پھیر دے گا' تمہیں ایسی سرداری اور حسب سے مخصوص کیا گیا ہے جو زمانے بھر میں کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف نگاہ فرما کر فرشتوں سے ارشاد فرمایا: دیکھو! آج تمہاری نظر میں اہل زمین کا معزز ترین آدمی (میرے نزدیک) کون ہے" حالانکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں' فرشتوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! ہم نہیں دیکھتے کہ کوئی تیری خالص توحید کا دم بھرتا ہو سوائے ایک نور کے جو اولاد اسماعیل کے ایک شخص کی پشت میں ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم

گواہ رہو کہ میں نے اس شخص کو "نطفہ محمدی" کے لئے چن لیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب یہ نور ہاشم کے پاس پہنچا تو اللہ نے فرمایا: گواہ رہو کہ میں نے اپنے اس بندے کو زمین کی آلائشوں سے پاک صاف کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی علماء اپنی بیٹیوں کے رشتے لیکر ہاشم کے پاس آتے تھے اور نکاح کیلئے پیش کرتے تھے، مگر وہ انکار کر دیتے' یہاں تک کہ شاہ روم کی طرف سے انہیں دعوت ملی کہ ہاشم میرے پاس آیئے تاکہ میں اپنی بیٹی آپ کے عقد زوجیت میں دیدوں' میری ایک ایسی بیٹی ہے کہ حسن و جمال میں کسی عورت نے اس جیسی بیٹی جنم نہیں دی' اس نکاح سے شاہ روم کا مقصد نور محمدی سے شرف یاب ہونا تھا' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات ان کے ہاں لکھے ہوئے موجود تھے' ہاشم نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے اپنے زمانے کے لوگوں پر فضیلت دی ہے' میں تو اپنے زمانے کی پاکیزہ ترین عورت سے شادی کروں گا جب اللہ تعالیٰ نے ہاشم کو نور مصطفیٰ سے مخصوص فرمایا اور انہیں تمام عربوں پر برگزیدہ کیا تو جس چیز کے پاس سے گزرتے وہ ان کے سامنے سرا فگندہ ہو جاتی اور جس آدمی کی ان پر نظر پڑتی' وہ انہیں کی طرف متوجہ ہو کر رہ جاتا۔

پھر "نور مصطفیٰ" عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا اور ان کے باپ ہاشم نے غزہ میں وفات پائی تو ان کے بعد سقایت (پانی پلانے) اور رفادت کا منصب ان کے بھائی مطلب بن عبد مناف کو ملا۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب مطلب کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کو طلب کیا' اس وقت ان کی عمر پچیس (25) سال تھی' وہ قریش کے دراز قد' طاقتور آدمی تھے' ان کے بدن سے مشک و عنبر کی طرح خوشبو آتی اور نور محمدی ان کی پیشانی پر جگمگا رہا تھا جب مطلب کی نظر اس نور کی چمک پر پڑی تو پکار کر کہا: اے گروہ قریش! تم اولاد اسماعیل کا خلاصہ ہو' تم ہی ہو جنہیں اللہ نے اپنی ذات کے لئے منتخب فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے تمہیں اپنے حرم اور اپنے گھر کا مکین بنایا ہے' آج میں تمہارا سردار و رئیس ہوں' یہ ہے نزار کا جھنڈا' اسماعیل کی کمان اور حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب' میں نے یہ کمالات و اعزازات عبدالمطلب کے حوالے کر دیئے ہیں' لہٰذا تم ان کی بات سنو اور حکم مانو' یہ سن کر قریش اچھل پڑے انہوں نے عبدالمطلب کا سر چوم لیا اور اس پر دراہم و دینار نچھاور کئے' وہ بولے: ہم نے سمع و طاعت اختیار کی' حکمران بھی عبدالمطلب کی اس فضیلت کے معترف تھے اور ہر حج کے موقع پر وہ ان کی خدمت میں عالی شان ہدیے پیش کرتے تھے۔

قریش جب شدید قحط سالی کا شکار ہوتے تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر کوہ ثبیر کی طرف نکل جاتے اور ان کا بارگاہ خداوندی میں تقرب پیش کر کے بارش کی دعا کرتے' تو اللہ تعالیٰ نور محمدی کی برکت سے انہیں بارش عطا فرماتا۔

کعب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب نے مکہ میں ایک عورت سے نکاح کیا' اس کا وصال ہو گیا تو دوسری عورت سے شادی کی مگر وہ بھی فوت ہو گئی' پھر خواب میں دیکھا کہ فاطمہ بنت عمرو سے شادی کر رہے ہیں (تو فاطمہ سے رشتہ مناکحت طے ہوا) جس سے ابوطالب پیدا ہوئے' پھر ایک عرصے تک نور محمدی بطن فاطمہ کی طرف منتقل نہ ہوا۔

ایک دن عبدالمطلب دوپہر کے وقت شکار سے واپس آ رہے تھے انہیں پیاس لگی تھی' تو انہوں نے حجر میں ایک بہتا چشمہ دیکھا' اس سے پانی پیا تو اس کی ٹھنڈک شکم میں محسوس کی' پھر اسی گھڑی گھر میں آ کر فاطمہ بنت عمرو سے مباشرت کی تو عبداللہ متولد ہوئے تو حضرت عبدالمطلب کو انتہائی خوشی ہوئی' شام کا کوئی یہودی عالم ایسا نہ تھا جسے عبداللہ کی پیدائش کی

خبر نہ ہوئی ہو۔ وہ حرم سے آنے والے ہر آدمی سے عبداللہ کے متعلق پوچھتے کہ انہیں کس حال میں چھوڑا ہے؟ تو وہ جواب دیتے کہ ہم نے انہیں حسن و جمال اور کمال سے منور چھوڑا ہے۔ یہودی علماء کہتے اے گروہ قریش! یہ نور عبداللہ بن عبدالمطلب کا نہیں ہے، بلکہ یہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کا نور ہے جو آخری زمانے میں ان کی پشت سے نکلیں گے اور بت پرستی اور لات و عزیٰ کی عبادت باطل کر دیں گے۔

کعب کا بیان ہے کہ عبداللہ قریش کے حسین ترین شخص تھے' قریش کی تمام عورتوں نے ان کا دل لبھانے کی کوشش کی اور انہیں اپنے زمانے میں انہیں حالات سے دوچار ہونا پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش آئے تھے۔

حضرت عبدالمطلب نے یہ منت مانی تھی کہ اگر اللہ نے انہیں دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر حمایت کے قابل ہوگئے تو وہ ان میں سے ایک کو اللہ کے لئے قربان کر دیں گے' پس جب حضرت عبداللہ کے ساتھ ان کی تعداد دس پوری ہوگئی تو حضرت عبداللہ پر نذر پوری کرنی لازم ہوگئی' چنانچہ انہوں نے قرعہ ڈالا تو سب بیٹوں میں سے عبداللہ کا نام نکلا جو ان کا سب سے پیارا بیٹا تھا پس (ایفائے منت کیلئے) انہوں نے عبداللہ کو آگے کیا تاکہ انہیں ذبح کریں مگر لوگوں نے مشورہ دیا کہ کاہنہ کے پاس آکر اس کے بارے میں پوچھیں شاید اس کے پاس (اس امتحان سے) نکلنے کی کوئی سبیل ہو' چنانچہ اس کاہنہ نے حضرت عبداللہ اور ان کے بدلے دس اونٹوں کی دیت پر قرعہ ڈالنے کا اشارہ کیا' پس جب دوبارہ حضرت عبداللہ پر قرعہ پڑا تو حضرت عبدالمطلب نے دس اونٹ اور بڑھا دیئے پھر بڑھانے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھنے کا فیصلہ ہوا تاآنکہ قرعہ اونٹوں پر پڑا اور وہ منت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں اور عبداللہ کے بجائے اونٹ ذبح کئے جائیں' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی تو قرعہ تین دفعہ اونٹوں پر پڑا۔ اس طرح عبدالمطلب نے ان اونٹوں کو ذبح کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اونٹوں کی قربانی دیکر چھٹکارا پانے کے بعد عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ تھامے واپس ہوئے تو کعبہ کے پاس بیٹھی بنی اسعد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت جو کہ ورقہ بن نوفل کی بہن تھی' کے پاس سے گزرے تو اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا: اے عبداللہ! کہاں جارہے ہو؟ کہا: اپنے باپ کے ساتھ، کیونکہ میں اپنے باپ کے خلاف نہیں کرسکتا نہ ان سے جدا ہوسکتا ہوں' تو اس عورت نے اپنے آپ کو حضرت عبداللہ کے سامنے پیش کیا مگر انہوں نے انکار کیا اور عبدالمطلب انہیں لے چلے یہاں تک کہ وھب بن عبد مناف کے پاس پہنچے۔ وھب اس وقت نسب اور شرف کے لحاظ سے بنو زہرہ کے سردار تھے۔ انہوں نے عبداللہ کی شادی اپنی بیٹی آمنہ سے کر دی' جو کہ نسب و مقام کی وجہ سے قریش میں افضل خاتون تھیں' راویوں کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ نے اسی جگہ حضرت آمنہ کے ساتھ وظیفہ زوجیت پورا کیا جس سے وہ نور مصطفیٰ کی امین بن گئیں پھر وہاں سے نکل کر اسی عورت کے پاس آئے جس نے ان کے لئے اپنے نفس کو پیش کیا تھا اور اس سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آج تو اپنے آپ کو میرے سامنے پیش نہیں کرتی؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ نور تم سے جدا ہوچکا ہے جو کل تمہارے ساتھ تھا' تو آج مجھے تمہاری ضرورت نہیں رہی"

ابن قطان فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پچاس آبائے کرام، جیسا کہ نسب نبوی میں مذکور ہے، اسی انداز پر "نور مصطفیٰ" کے امین رہے یونہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام امہات بھی، تو ان آباؤ امہات کی پیشانیوں میں اتنی ہی بار نور کی جلوہ گری ہوئی۔ اس نور کا ایک بار ظاہر ہونا بڑا عجیب و غریب اور اعجاز آفریں ہے تو جو سوبار جلوہ گر ہوا وہ کس قدر معجزانہ انداز کا ہوگا؟

یونہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤامہات سب اس خصوصی عنایت ربانی کو اپنے لئے امر عظیم سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی طہارت اور پاکدامنی کی زبردست حفاظت کرتے تھے"

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اعلان نبوت' میں قصہ کاہنہ' جس نے اپنے آپ کو حضرت عبداللہ کیلئے پیش کیا اور عبداللہ کی جانب سے انکارومراجعت کا تذکرہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں زبردست نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد گرامی کو جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ان کی پشت میں تھا' گناہ کے ذریعے امانت نور ودیعت کرنے سے محفوظ رکھا یہاں تک کہ انہوں نے نکاح کے راستے اس امانت کو (بطن آمنہ میں) منتقل کیا اور پھر اس دولت سرمدی کی ودیعت کے بعد اس کی عصمت قائم دائم رہی یہاں تک کہ وہ (عبداللہ) مطلوب بننے کے بعد طالب ہوگئے اور مرغوب ہونے کے بعد اس دولت بے بہا کے شدید خواہشمند ہوگئے' پھر (یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت میں ماں باپ کی طرف سے کوئی بھائی شریک ہے نہ کوئی بہن تاکہ ان کی طہارت اور بزرگی کا سارا کمال اور خلاصہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہوجائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نسب کے ساتھ مختص ہوجائیں جسے اللہ نے نبوت کیلئے کمال ٹھہرایا ہے اور اس لئے بھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی انفرادیت اور یکتائیت کا نشان بن جائیں اور آپ کے ساتھ مشارکت و مماثلت کا شبہ بھی زائل ہوجائے۔

وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایا کا نہ پایا

فصل طہارت

نسب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (اپنے کلام سابق کے بعد) لکھتے ہیں۔

"جب تم طہارت نسب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حال سے باخبر اور طہارت مولد سے آگاہ ہوجاؤ گے تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سادات کے گھرانے کے چشم و چراغ اور خلاصہ ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شجرہ نسب یہ ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤاجداد میں سے کوئی بے قدر و حقیر اور گمنام نہ تھا' بلکہ سب سردار اور اہل اقتدار تھے' اور وہ لوگوں میں سے پاکیزہ نکاحوں کے ساتھ مختص تھے حتیٰ کہ وہ نکاح محارم سے شدید اجتناب کرتے تھے' جبکہ دوسرے عرب اس (نکاح محارم) کو مباح جانتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آدم علیہ السلام سے اپنے والدین تک نکاح سے پیدا ہوا ہوں کبھی بھی میرے تولد میں بدکاری کا دخل نہیں ہوا' میرا نسب ہر قسم کی جاہلی آلائشوں سے محفوظ رہا' اس روایت کو طبرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط میں' نیز ابو نعیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن عساکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے۔

ابن سعد اور ابن عساکر محمد بن سائب کلبی سے نقل کرتے ہیں "میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پانچ سو امہات کے اسماء و احوال لکھے تو کسی میں بھی بدکاری کا شائبہ تک نہیں پایا' نہ کوئی جاہلیت کی آلودگی دیکھی' امام آجری فرماتے ہیں۔

"عہد جاہلیت میں نکاح کی کئی ناپسندیدہ اقسام رائج تھیں جن میں سے کوئی قسم صحیح نہ تھی بجز ایک قسم کے جسے اسلام نے برقرار رکھا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نکاح کو اذن ولی' حق مہر اور گواہوں کی موجودگی میں مشروع ٹھہرایا' اللہ تعالیٰ نے اسی نکاح کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عظمت شان عطا فرمائی اور دوسری اقسام کے ناپسندیدہ نکاح سے محفوظ فرماکر نکاح صحیحہ کے ذریعے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پاکیزہ پشتوں سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل فرمایا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عبداللہ کی صلب سے بطن آمنہ کی طرف بلاسفاح نکالا' آیت کریمہ وَ تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ کا یہی مفہوم ہے"

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: میں بنی آدم کے ہر قرن و طبقہ میں بہتر طبقہ میں رہا ہوں یہاں تک کہ میں جس طبقہ میں پیدا ہوا ہوں وہ سب سے بہتر طبقہ ہے۔

امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت واثلہ بن اسقع سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کے گھرانے میں سے کنانہ کو انتخاب فرمایا' پھر کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے کو منتخب فرمایا۔

ابو نعیم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ صاف اور مہذب بناکر پاکیزہ پشتوں سے طاہر رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جونہی کوئی قبیلہ دو حصوں میں تقسیم ہوتا مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھ دیا جاتا۔

ابن مردویہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیت کریمہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ ف کی زبر کے ساتھ تلاوت فرمائی اور فرمایا میں حسب نسب اور سسرال کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں میرے آباؤاجداد میں آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کوئی ناجائز طریقے سے پیدا نہیں ہوا' بلکہ سب نکاح سے پیدا ہوئے۔

ابو نعیم نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ حضرت جبرائیل سے بحوالہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مروی ہے جبرائیل امین نے فرمایا کہ میں نے مشرق و مغرب سب چھان ڈالے ہیں مگر مجھے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلیٰ و افضل کوئی نظر نہیں آیا اور نہ ہی کوئی گھرانہ بنی ہاشم کے گھرانے سے افضل پایا۔

اس روایت کو طبرانی نے اوسط میں بھی نقل کیا ہے مواہب میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے ہے کہ صحت کی روشنیاں اس متن حدیث کے چہرے پر ظاہر ہیں۔

ترمذی نے تحسین کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو مجھ کو اپنی سب سے بہتر مخلوق میں رکھا' پھر اس کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہتر گروہ میں پیدا فرمایا پھر قبیلوں کا انتخاب کیا تو مجھے اعلیٰ قبیلے میں پیدا فرمایا' پھر اس نے گھرانوں کو چنا تو مجھے بہترین گھرانے میں پیدا فرمایا اس طرح میں تم سب میں اپنی ذات اور اپنے گھرانے کے لحاظ سے افضل ہوں۔

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عرب مضر ہیں اور مضر میں سے بہترین بنو عبد مناف ہیں اور بنو عبد مناف میں سے بہترین بنو ہاشم ہیں اور بنو ہاشم میں افضل بنو عبدالمطلب ہیں۔ بخدا اللہ نے جب سے آدم کو تخلیق فرمایا اور انسانوں کے دو گروہ بنے تو ہر زمانہ میں میں ان کے بہترین گروہ میں رہا۔

بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خلق پیدا فرمائی تو مخلوق میں سے بنی آدم کو برگزیدہ کیا' پھر بنی آدم میں سے عربوں کا انتخاب کیا' پھر عربوں

میں سے قبیلہ مضر کو چنا' پھر بنو مضر میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اس کے بعد بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ کرلیا یوں میں بہتر سے بہتر خاندانوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں جس نے عربوں سے محبت کی تو میری محبت کے باعث اور جس نے ان کے ساتھ عداوت رکھی تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے عداوت کی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب سے میں صلب آدم سے نکلا ہوں مجھے کسی بدکار عورت نے جنم نہیں دیا (بلکہ پاکیزہ رحموں میں منتقل ہو کر آیا ہوں) اور امتیں ہمیشہ سے میرے (نور کے) بارے میں جھگڑتی رہیں یہاں تک کہ عرب کے دو افضل قبیلوں بنو ہاشم اور بنو زہرہ میں میرا ظہور ہوا۔ (ابن عساکر)

ابن ابی عمرو عدنی اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ تخلیق آدم سے دو ہزار سال پہلے قریش بصورت نور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موجود تھے' یہ نور وہاں محو تسبیح تھا اور اس کی تسبیح کی وجہ سے فرشتے بھی تسبیح پڑھتے تھے' جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور آدم کی پشت میں رکھ دیا' رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ نے مجھے آدم کی پشت میں زمین پر اتارا' پھر مجھے صلب نوح میں رکھا بعد ازاں پشت ابراہیم میں ڈالا' پھر اللہ مجھے اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے والدین کے ہاں ظاہر فرمایا میرے والدین کبھی بھی کارگناہ پر اکٹھے نہیں ہوئے۔

حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں اس کی شاہد وہ روایت ہے جو حاکم اور طبرانی نے خریم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبوک سے واپسی کے وقت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت کرکے پہنچا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوتے سنا آپ کہہ رہے تھے یارسول اللہ! میں آپ کی مدح بیان کرنا چاہتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہئے' اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے' تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يَخْصِفُ الْوَرَقُ ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَابَشَرٌ اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ اُلْجِمَ نَسْراً وَاَهْلَهُ غَرِقَ تَنْقُلُ مِنْ صُلْبٍ اِلٰى رَحِمٍ اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ حَتّٰى حَتْوِیْ بَيْتَكَ الْمُهَيْمِنَ مِنْ	آپ وجود عنصری سے پہلے جنت کے سایوں اور محل امانت (صلب آدم) میں خوش و خرم تھے' جس وقت پتوں سے بدن ڈھانپے جارہے تھے' پھر آپ نے کرہ ارض پر نزول اجلال فرمایا' جبکہ آپ نہ لباس بشر میں تھے' نہ ہی لوتھڑا' نہ خون بستہ کی صورت میں' بلکہ ایک نورانی نطفہ کی شکل میں کشتی پر سوار تھے' جب طوفان نوح میں نسربت کو لگام دی جارہی تھی اور اس کے پجاریوں کو غرق کیا جارہا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پشتوں سے رحموں کی طرف منتقل ہوتے رہے' جب اہل عالم کا ایک طبقہ گزر جاتا تو دوسرا طبقہ آ موجود ہوتا یہاں

خِنْدَفِ عُلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطَقَ
وَاَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ اَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ وَضَاءَ تْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقَ
فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَ فِي النُّوْرِ
وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

تک کہ آپ کا گھرانہ موروثی عظمتوں اور بلندیوں کا امین بن گیا اور نطق و گویائی اس کے زیر تصرف ہے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق جگمگا گئے' تو ہم اسی روشنی اور نور میں ہدایت کے راستے طے کر رہے ہیں۔

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی پس وہ ایک دوسرے پر ان کے فضائل کا نظارہ بھی کرنے لگے تو انہیں ان کے اسفل سے ایک نور اٹھتا ہوا دکھائی دیا' تو پوچھا: یارب یہ کون سی ہستی ہے؟ اللہ نے فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے اور وہ اول بھی ہے آخر بھی ہے اور وہی سب سے پہلے شفاعت کرے گا"

ابو نعیم کہتے ہیں کہ شرف نسب کی فضیلت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل اس وجہ سے ہے کہ نبوت بادشاہت اور سیاست عامہ ہے اور بادشاہت ہمیشہ ذی حسب اور رفیع المنزلت لوگوں میں ہوتی ہے' کیونکہ اس سے رعایا فوراً مطیع و فرمانبردار ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیصر روم ہرقل نے ابو سفیان سے پوچھا تھا' کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تم میں نسب کیسا ہے؟ تو ابو سفیان نے جواب دیا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں عالی نسب ہیں تو ہرقل نے یہ سن کر کہا تھا کہ واقعی پیغمبر عالی نسب خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

باب دوم

مدت حمل و ولادت کے خوارق عادات

حضرت شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "محاضرۃ الابرار ومسامرۃ الاخیار" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(بحذف سند) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکم مادر میں تشریف لانے کی نشانی یہ تھی کہ اس رات قبیلہ قریش کے تمام جانور بول پڑے اور کہنے لگے رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطن آمنہ میں منتقل ہوچکے ہیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی دنیا کیلئے امان اور اہل دنیا (کی شب ظلمت) کیلئے روشن چراغ ہے۔" بنو قریش اور دیگر قبائل عرب کے تمام کاہنوں کے ساتھی جنوں پر قدغن لگ گئی اور ان سے علم کہانت چھن گیا' دنیا کے ہر بادشاہ کا تخت صبح کے وقت اوندھا پڑا تھا' اس روز تمام بادشاہوں سے گویائی مسلوب ہوگئی' مشرق کے وحشی جانور اہل مغرب کے وحشی جانوروں کو بشارتیں اور مبارکبادیں دیتے تھے اسی طرح سمندروں کے جانور بھی ایک دوسرے کو خوش خبریاں دیتے تھے۔ ہر مہینے زمین و آسمان میں یہ ندا گونجی کہ بشارت ہو' مبارک ہو' کیونکہ ابوالقاسم (محمد رسول اللہ) کا زمین پر ظہور کا وقت آگیا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کے شکم پاک میں پورے نو ماہ تشریف فرما رہے۔ اس عرصہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی قسم کی کوئی بیماری یا تکلیف نہ ہوئی جو حاملہ عورتوں کو پیش آتی ہے۔ آپ ابھی شکم مادر ہی میں جلوہ گر تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کا وصال ہوگیا تھا۔ فرشتوں نے عرض کیا اے ہمارے معبود برحق! تیرا نبی (محمد) یتیم ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا (کوئی فکر کی بات نہیں) میں اس کا حامی حافظ اور مددگار ہوں' سب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مولد شریف کے ساتھ برکت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کشادہ کر دیئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حمل مبارک کو چھ ماہ گزرے تو خواب میں کسی نے آکر پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور کہا: اے آمنہ! تو دنیا کی افضل ترین ہستی کی امین ہے جب تو اسے جنم دے تو اس کا اسم گرامی محمد رکھنا' وہ فرماتی ہیں کہ جب ولادت کا وقت قریب آیا تو وہ حالت طاری ہوئی جو وقت ولادت عورتوں پر طاری ہوا کرتی ہے اس وقت میرے پاس کوئی نہ تھا اچانک میں نے تیز آواز سنی' یہ ایسا خوفناک معاملہ تھا جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا' میں نے دیکھا: گویا ایک سفید پرندے کا پر میرے سینے کو چھو رہا ہے' اس سے میرا خوف جاتا رہا اور ہر تکلیف زائل ہوگئی۔ پھر میں نے لوٹ کر دیکھا تو میرے پاس ایک سفید مشروب پڑا تھا گویا دودھ ہے۔ مجھے پیاس محسوس ہورہی تھی' لہٰذا میں نے اسے پکڑ کر پی لیا' تو میرے بدن سے ایک نور اٹھا (جس نے ماحول کو پرنور بنادیا) پھر میں نے دراز قد عورتیں دیکھیں' گویا وہ بنو عبد مناف کے گھرانے کی عورتیں ہیں۔ انہوں نے مجھے گھیر رکھا تھا' اس منظر سے مجھے انتہائی تعجب ہوا اور میں نے پکار کر کہا: واغوثاہ! ان عورتوں کو میرے بارے میں کیسے علم ہوگیا؟ تو انہوں نے کہا: ہم

ہیں آسیہ زوجہ فرعون مریم بنت عمران اور ہمارے ساتھ ہیں جنتی حوریں' جس سے میرے خوف میں اضافہ ہوگیا اور ہر لمحہ مجھے زوردار آواز سنائی دینے لگی' پھر کیا دیکھتی ہوں کہ آسمان اور زمین کے درمیان سفید ریشم کا کپڑا پھیلا ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اس نومولود کو لے کر لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دو' پھر میں نے کچھ لوگ دیکھے جو چاندی کی صراحیاں لیکر ہوا میں کھڑے تھے اس وقت میرا پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو آرہی تھی' میرے منہ سے یہ کلمات نکلے' اے کاش! عبدالمطلب میرے پاس تشریف لے آتے حالانکہ وہ اس وقت مجھ سے دور تھے۔

پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک غول کہیں سے میری طرف آرہا تھا یہاں تک کہ انہوں نے میرے حجرے کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے تو اس وقت میں نے زمین کے مشرق اور مغرب دیکھ لئے اور میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے گڑے ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب اور تیسرا کعبہ شریف کی چھت پر پھر مجھے درد زہ شروع ہوگیا' اور معاملہ انتہائی گھمبیر ہوگیا۔ میری کیفیت ایسی تھی گویا میں نے عورتوں کا سہارا لے رکھا ہو' اور وہ کثیر تعداد میں ہوں مگر مجھے کوئی چیز نظر نہ آرہی تھی' چنانچہ میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنم دیا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے بطن سے جلوہ گر ہوئے تو میں نے نظر گھما کر آپ کی جانب دیکھا' تو آپ اس وقت سجدہ ریز تھے آپ کی انگشت (شہادت) اٹھی تھی' جیسے کوئی خشوع و خضوع کے ساتھ ہاتھ اٹھائے ہوئے ہو۔

پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا جو آسمان کی طرف سے اترا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چھا گیا اور آپ اس بادل میں غائب ہوگئے' میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا' تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرق و غرب میں پھراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ' تاکہ سب آپ کے نام اور ذات و صفات کو پہچان لیں اور یہ جان لیں کہ آپ کا اسم گرامی ماحی ہے (یعنی مٹانے والا) آپ شرک کا نام و نشان مٹا ڈالیں گے' پھر اچانک آپ سے وہ بادل چھپ گئے' اس وقت آپ سفید صوف میں لپٹے ہوئے تھے جو دودھ سے زیادہ سفید تھا' آپ کے نیچے سبز ریشم بچھا ہوا تھا' آپ کے دست مبارک میں آبدار موتی کی تین چابیاں تھیں' کوئی کہہ رہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلید نصرت' کلید کامیابی اور کلید نبوت پر قبضہ فرمالیا ہے۔ پھر ایک اور بادل جو پہلے سے بڑا تھا' نمودار ہوا اس کی روشنی میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز آرہی تھی اور مردوں کی آوازیں بھی تھیں' آپ دوبارہ میری نظروں سے غائب ہوگئے تو میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرق و غرب کی سیر کراؤ' آپ کو پیغمبروں کے مقامات ولادت دکھاؤ' نیز آپ کو جن وانس اور دیگر مخلوق کے سامنے پیش کرو' آپ کو آدم کا خلق' شیث کی معرفت' نوح کی شجاعت' ابراہیم کی خلت' اسماعیل کی زبان' اسحاق کی رضا' صالح کی فصاحت' لوط کی حکمت' یعقوب کی بشارت' یوسف کا جمال' موسیٰ کی شدت' ایوب کا صبر' یونس کی طاعت' یوشع کا جہاد' داؤد کا لحن' دانیال کی محبت' الیاس کا وقار یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ کا زہد عطا کرو آپ کو اخلاق انبیاء سے معمور کرو' پھر چشم زدن میں آپ میرے سامنے جلوہ گر ہوگئے' اس وقت آپ کے دست مبارک میں ریشم کا سبز پارچہ تھا جو انتہائی سختی کے ساتھ لپیٹا ہوا تھا اور اس سے پانی رواں تھا' ایک کہنے والا کہہ رہا تھا' واہ واہ! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوری دنیا پر قبضہ فرمالیا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر یہی حیران کن حالت طاری تھی کہ مجھے تین آدمی نظر آئے' میں نے خیال کیا گویا ان کے چہروں میں آفتاب روشن ہیں' ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی' جس میں خوشبو تھی' دوسرے کے ہاتھ میں زمردیں طشت تھی یہ طشت چوکور تھی جس کے ہر گوشے میں آبدار موتی جڑے تھے' ایک کہنے والا کہہ رہا تھا' اس دنیا کے شرق و غرب اور برو بحر کے جس گوشے پر چاہو اے اللہ کے حبیب! اس گوشے پر قبضہ کرلو' حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے نظر دوڑائی' تاکہ دیکھوں کہ آپ نے طشت کے کس گوشے پر قبضہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طشت کے درمیان ہاتھ رکھ دیا تو کسی کی آواز آئی کہ رب کعبہ کی قسم! محمد نے کعبہ پر قبضہ کرلیا ہے' اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو آپ کا قبلہ اور مقام سکونت ٹھہرا دیا ہے۔

میں نے تیسرے آدمی کے ہاتھ میں لپٹا ہوا سفید ریشم دیکھا جس نے اسے کھول کر اس میں سے ایک ایسی مہر نکالی جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں متحیر ہوجاتی ہیں' پھر اس نے میرے بیٹے کو اٹھا کر صاحب طشت کے حوالے کیا اور یہ سب کچھ میری نظروں کے سامنے ہو رہا تھا' پھر اس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس صراحی سے سات بار غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر (نبوت) ثبت کرکے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ریشم کے کپڑوں میں لپیٹ کر خوشبودار دھاگے کا بل دیا' پھر اٹھا کر ایک گھڑی اپنے پروں میں لے لیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ رضوان خازن جنت تھا' حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ اس فرشتے نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کان مبارک میں ایسے کلمات کہے جنہیں میں سمجھ نہ سکی' نیز آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا' پھر کہا: اے محمد! آپ کو مبارک ہو' کسی نبی کا علم باقی نہیں بچا مگر یہ کہ آپ کو وہ علم عطا کر دیا گیا' آپ علم میں سب سے بڑھ کر ہیں' سب سے زیادہ شجاع ہیں' مفاتیح نصرت آپ کے ہاتھ میں ہیں' آپ کو خوف اور رعب کا لباس پہنایا گیا ہے جو کوئی آپ کا ذکر مبارک سنتا ہے کانپ اٹھتا ہے خواہ اس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے ایک آدمی دیکھا جو آپ کی طرف آیا اور آکر آپ کے دہان اقدس پر منہ رکھ دیا اور آپ کے دہان اقدس کے اندر اس طرح کوئی چیز ڈالنے لگا جس طرح کبوتر اپنے بچے کو چوگ دیتا ہے میری نظر اس وقت اپنے بچے پر جمی تھی جو انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے اور دیجئے اور دیجئے تو کچھ دیر اس نے آپ کے منہ میں وہ چیز ڈالی پھر کہا: اے اللہ کے حبیب! بشارت ہو' ہر نبی کا حلم آپ کو عطا کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ آپ کو اٹھا کر غائب ہوگیا جس سے میرا دل کانپ اٹھا میں نے کہا: قریش کی بربادی ہو کیا سارے مر گئے ہیں' میری رات اس طرح گزر رہی ہے اور وقت ولادت مجھے ایسا ایسا دکھائی دے رہا ہے اور میرے بچے کے ساتھ یہ ہو رہا ہے مگر میری قوم کا کوئی آدمی میرے پاس نہیں۔ یہ تو بڑی حیرانی کی بات ہے' یہی صورت حال جاری تھی کہ اس نے میرا بیٹا مجھے لوٹا دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن سے خوشبو اٹھ رہی تھی' ایک کہنے والا کہہ رہا تھا اے آمنہ! اپنا بیٹا پکڑ لو' فرشتوں نے آپ کو شرق و غرب اور انبیاء کے مقامات ولادت پر پھرایا ایک ساعت آدم کے پاس بھی لے گئے ہیں جنھوں نے آپ کو سینے سے لگاکر دونوں آنکھوں کے درمیان چوما ہے اور فرمایا اے میرے حبیب! مبارک ہو آپ اولین و آخرین کے سردار ہیں' پھر وہ چل دیئے مگر لوٹ کر دیکھتے رہے اور کہتے رہے' اے

دنیا کی عزت اور آخرت کے شرف! آپ نے مضبوط گرہ تھامی ہے جس نے آپ کی بات کہی اور آپ کی شہادت دی' کل روز قیامت آپ کے جھنڈے تلے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ میں ہوگا۔

بعدازاں وہ شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میرے حوالے کرکے چل دیا اور پھر مجھے کبھی نظر نہ آیا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ میں نے پوچھا: اے آمنہ! تو نے ولادت کے وقت اس بچے کی کیا نشانی دیکھی؟ تو جواب دیا میں نے کریب کا جھنڈا یاقوت کی لکڑی پر دیکھا جسے آسمان اور زمین کے درمیان نصب کیا گیا' میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سراقدس سے ایک نور بلند ہوا جو آسمان تک پہنچ گیا' میں نے شام کے محلات کا نظارہ کیا جو شعلہ زن معلوم ہوتے تھے' نیز پرندوں کا ایک ڈار نظر آیا جنھوں نے آکر اپنے پر پھیلا دیئے' پھر شعیرہ اسدیہ کی جنیہ یہ کہتی ہوئی گزری کہ تیرے بچے کی ولادت سے بتوں اور کاہنوں پر یہ مصیبت آپڑی ہے شعیرہ ہلاک ہوگئی ہے اور بتوں کیلئے تباہی و بربادی ہے' پھر ایک دراز قد گورے چٹے آدمی نے مجھ سے میرا بیٹا لے لیا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا' اس کے پاس سونے کا ایک برتن تھا' پھر اس نے میرے بیٹے کا شکم چیر کر قلب اطہر نکالا اور اس سے ایک سیاہ نکتہ نکال کر پھینک دیا' پھر سبز ریشم کی تھیلی سے آبدار موتی کی مانند کوئی چیز نکالی اور اسے قلب اطہر میں ڈال کر واپس سینہ پاک میں رکھ دیا اور شکم پاک پر ہاتھ پھیر کر اسے درست کر دیا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوگئے۔

اس آدمی نے کوئی کلام کیا جسے میں سمجھ نہ سکی مگر اتنی سی بات سمجھ میں آئی کہ اس نے کہا: آپ اللہ کی امان و حفاظت میں ہیں- میں نے آپ کا سینہ اطہر علم و حلم یقین و ایمان اور عقل و شجاعت سے معمور کر دیا ہے۔ آپ خیرالبشر ہیں' سعادت مند ہیں وہ جو آپ کی پیروی کریں گے آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کو پہچانیں گے اور پوری تباہی و بربادی ہے ان کیلئے جو آپ سے کنارہ کشی کریں گے' ایمان سے نکل جائیں گے اور آپ کی معرفت حاصل نہ کریں گے۔

بعدازاں اس نے ایک بار پھر آپ کے دہان اقدس میں لعاب ڈالا' پھر زمین پر پاؤں مارا جس سے دودھ کی مانند سفید پانی برآمد ہوا' اس آدمی نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تین بار اس پانی میں غوطے دیئے' میں گمان کر رہی تھی کہ شاید آپ ڈوب گئے ہیں' اور ہر بار جب آپ پانی سے نکلتے تو آپ کا چہرہ آفتاب کی مانند روشن ہوتا' میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے کے چمک شام کے محلات پر پڑ رہی ہے' پھر اس شخص نے کہا: مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے بدن کے اندر روح قدس پھونکوں' چنانچہ اس نے آپ میں یہ روح پھونک کر آپ کو قمیص پہنا دی اور کہا: یہ آپ کے لئے آفات دنیا سے امان ہے"

اس حدیث کو احمد بن ابی عبداللہ نے محمد بن عبداللہ بن جعفر' از محمد بن احمد بن ابویحییٰ از سعید بن عثمان الکریزی از ابواحمد الزبیری از سعیدبن مسلم از ابی صالح از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سلسلہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے' حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اسے اپنے باپ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے۔ (مدارج النبوت' ص: 16-2، مطبوعہ سکھر' الخصائص الکبریٰ' ج: 1ص: 47'46)

حدیث میں مذکور انبیائے کرام کی صفات میں نے ابو علی ابن القطان کی کتاب البشائر والاعلام سے لی ہیں' کیونکہ وہاں وہ شیخ اکبر کی روایت سے زیادہ جامع ہیں' آسیہ و مریم کے اسماء اور حور عین کی تصریح مواہب لدنیہ سے نقل کی ہے۔

مواہب میں ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں (جیساکہ خطیب بغدادی کی روایت ہے) کہ جب اللہ تعالیٰ نے ماہ رجب جمعہ کی شب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شکم آمنہ میں پیدا فرمانے کا ارادہ کیا تو اس رات رضوان خازن جنت کو حکم دیا کہ جنت فردوس کے دروازے کھول دیئے جائیں اور ایک منادی آسمانوں اور زمین میں اعلان کر دے۔

اَلَا اِنَّ النُّوْرَ الْمَخْزُوْنَ الْمَكْنُوْنَ الَّذِیْ یَكُوْنُ مِنْهُ النَّبِیُّ الْهَادِیُّ فِی هٰذِهِ اللَّیْلَةِ یَسْتَقِرُّ فِیْ بَطْنِ اُمِّهِ الَّذِیْ فِیْهِ یَتِمُّ خَلْقُهٗ وَیَخْرُجُ لِلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا

سن لو کہ وہ نور مخزون ومکنون جس سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اطہر بننے والا تھا' امشب شکم مادر میں قرار پاچکا ہے' اس سے آپ کی تخلیق نکتہ کمال تک پہنچ جائے گی اور آپ لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بن کر جلوہ گر ہوں گے۔

مواہب میں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس رات آسمانوں اور زمین میں یہ ندا کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نورمکنون آج رات بطن آمنہ میں قرار پارہا ہے' پس مبارک باد ہو آمنہ کو'

چنانچہ اس صبح دنیا کے بت اوندھے پڑے تھے' قریش جو طویل عرصہ سے قحط سالی کا شکار تھے ان کی زمین سرسبز ہوگئی' درخت ثمردار ہوگئے اور ہر جانب سے قریش کو مدد ملنے لگی' یہی وجہ ہے کہ وہ سال جس میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطن آمنہ میں جلوہ گر ہوئے "کشائش و شادمانی" کا سال قرار پایا۔

احمد' بزار' طبرانی حاکم اور بیہقی میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں اللہ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین قرار پاچکا تھا' جبکہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں پڑے تھے' میں تمہیں (اپنی ولادت کی) تفصیل بتاتا ہوں' میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا کا ثمرہ' بشارت عیسیٰ کا مظہر اور اپنی ماں کے خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے دیکھا' اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کی مائیں خواب دیکھا کرتی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے وقت ولادت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے' یہاں تک کہ آمنہ نے انہیں دیکھ لیا۔ یہ روایت حافظ ابن حجر نے حکم صحت کے ساتھ اور ابن حبان اور حاکم نے نقل کی ہے۔

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنم دیا تو ان کے بدن سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات منور ہوگئے' پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و نظیف پیدا ہوئے اور آپ کے جسد اطہر پر کوئی آلائش نہ تھی۔ (ابن سعد)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے طبرانی وغیرہ محدثین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری عزت و کرامت کا ایک مظہر یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا' اور کسی نے میرا مقام ستر نہیں دیکھا' ضیاء نے مختارہ میں اس روایت کی تصحیح فرمائی ہے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ اس واقعہ نے حضرت عبدالمطلب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا' انہوں نے

کہا: میرے اس بیٹے کا بڑا مرتبہ ہوگا' چنانچہ ایسا ہی ہوا امام حاکم مستدرک میں کہتے ہیں متواتر احادیث میں آیا ہے کہ حضور مختون پیدا ہوئے ہیں ابن درید کی وشاح میں ہے کلبی نے بیان کیا ہمیں کعب اخبار سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا: کہ ہمیں بعض کتابوں میں یہ روایت ملتی ہے کہ آدم علیہ السلام مختون پیدا ہوئے' نیز ان کی اولاد سے بارہ پیغمبر جن کے آخری محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں ختنہ شدہ پیدا ہوئے' ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

شیث' ادریس' نوح' سام' لوط' یوسف' موسیٰ' سلیمان' شعیب' یحییٰ' ہود اور صالح علیہم السلام (کذافی الخصائص)

مواہب میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سوموار' طلوع فجر کے وقت ہوئی۔

علامہ ابن حجر شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں ابو نعیم نے حضرت شفا رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب حضرت آمنہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنم دیا تو آپ میرے ہاتھوں پر تشریف لائے اور رونے کی آواز نکالی' میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا اللہ آپ پر رحم فرمائے' حضرت شفا بیان کرتی ہیں کہ میرے لئے مشرق و مغرب کی تمام چیزیں روشن ہوگئیں یہاں تک کہ میں نے روم کے کچھ محلات بھی دیکھ لئے۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کپڑے پہنا کر لٹا دیا' ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ مجھ پر رعب اور لرزہ سا طاری ہوگیا' پھر آپ کو میری نظروں سے پوشیدہ کر دیا گیا' میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہاں لے جایا گیا ہے؟ کسی نے جواب دیا مشرق کی طرف' حضرت شفا فرماتی ہیں یہ عجیب واقعہ میرے ذہن پر نقش ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ دعوت اسلام کے بعد میں ان اولین لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ (الخصائص ایضاً)

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "اعلام نبوت" میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ بنت وھب نے دولت وجود مصطفیٰ کو اپنے شکم اطہر میں لیا تو بیان کیا کہ ان کے پاس حالت خواب میں کوئی آیا اور کہا اے آمنہ! آپ سید المرسلین کے حمل شریف سے مشرف ہوگئی ہیں۔ پس جب وہ ولادت کے بعد زمین پر تشریف فرما ہوں تو کہنا

أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ — میں انہیں یکتا و تنہا خدا کی پناہ میں دیتی ہوں ہر حاسد کے شر سے پھر ان کا نام محمد رکھنا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زمانہ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے انہوں نے ملک شام میں بصریٰ کے محلات دیکھ لئے۔

عثمان بن عاص کی ماں کہتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت وہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھی' رات کا وقت تھا مگر مجھے ہر چیز نورانی نظر آرہی تھی' میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے قریب آرہے ہیں' بلکہ میں کہوں گی کہ خطرہ تھا کہ وہ ستارے میرے اوپر گر پڑیں گے' پھر جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنم دیا۔

اور عبدالمطلب کو بلا بھیجا کو آپ کا بیٹا (پوتا) پیدا ہوا ہے آکر اپنے بیٹے کو دیکھ لیجئے' چنانچہ عبدالمطلب نے آکر اپنے بیٹے کا دیدار کیا' پھر آمنہ نے ولادت کے وقت اپنے مشاہدات کا تذکرہ کیا تو عبدالمطلب نے کہا: کہ میں نے اس نومولود میں بزرگی اور سرداری کی علامات دیکھی ہیں۔

محمد دنیا سے ہرگز تشریف نہ جائیں گے جب تک وہ عرب و عجم کے سردار نہیں بن جاتے' اس وقت ان کی زبان پر یہ اشعار جاری ہوگئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ
هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ
اُعِیْذُهٗ بِالْوَاحِدِ الْمَنَّانِ
مِنْ كُلِّ ذِیْ عَیْبٍ وَّذِیْ شَنَانِ
حَتّٰی اَرَاهُ شَامِخَ الْبُنْیَانِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے پاکیزہ آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا ہے میں اسے اللہ واحد منان کی پناہ میں دیتاہوں ہر ذی عیب دشمن کے شر سے یہاں تک کہ میں اسے طاقتور اور توانا دیکھ لوں

مواہب میں لطائف سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت اس نور کا ظاہر ہونا اس روشنی کی طرف اشارہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے جس سے اہل جہاں نے ہدایت پائی اور شرک کی تاریکی کافور ہوئی جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِیْنٌ ○ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب' اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ 5:16

جہاں تک اس نور کا تعلق ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر ہوا اور جس سے بصریٰ کے محلات روشن ہوگئے تو اس سے مراد وہ نورنبوت ہے جو ملک شام کے ساتھ مخصوص ہے' کیونکہ ملک شام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دارالسلطنت ہے' جیساکہ حضرت کعب نے ذکر کیا کہ سابقہ کتابوں میں یہ مضمون موجود ہے۔

"محمد اللہ کے رسول ہیں' جائے ولادت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مکہ شریف ہے' مقام ہجرت یثرب ہے اور سلطنت آپ کی شام میں ہوگی' چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز مکہ سے ہوا' اور دیگر ممالک سے قبل اس نبوت کا سلسلہ شام پہنچا' یہی وجہ ہے کہ معراج کی رات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براستہ شام بیت المقدس لے جایا گیا' جیساکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت فرمائی' اسی مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور اسی زمین کو حشر نشر کی زمین ٹھہرایا جائے گا۔

سہیلی روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلام کرکے کہا' جلال ربی رفیع

دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کا زمانہ

قریب آیا تو آپ کی نبوت کی علامات اور برکت کی نشانیاں پے در پے ظاہر ہوئیں جن میں سے عظیم الشان' زیادہ ظاہر اور مشہور اصحاب فیل کا قصہ ہے، جنہیں بادشاہ نجاشی نے سرزمین حبشہ سے مکہ شریف کی طرف بھیجا تھا، تاکہ اہل مکہ کو قتل کریں' ان کے بچوں کو قیدی بنائیں اور کعبہ شریف کو منہدم کر دیں۔ اس مہم کے سبب کے بارے میں اختلاف ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ ابرہہ بن صباح نے نجاشی کی طرف سے یمن پر قبضہ کیا اور صنعاء کے مقام پر عیسائیوں کے لئے ایک کنیسہ تعمیر کیا' اس نے اس کنیسہ کی تعمیر میں قیصر روم اور نجاشی سے مدد طلب کی۔ یہاں تک کہ اس کی عالی شان خوبصورت عمارت بنوائی، تاکہ اہل عرب کو حج کعبہ سے ہٹاکر اس کی طرف راغب کرے مگر اہل عرب نے اس (کے منصوبے) کو قبول نہ کیا' بلکہ بنو قریش کے قبیلہ بنو کنانہ کے کسی آدمی نے اس کے ھیکل میں داخل ہو کر پیشاب کر دیا۔ اس واقعہ کے پیش نظر ابرہہ نے حبشی لشکر اور ہاتھیوں کی مدد کیلئے لکھ بھیجا' تاکہ قریش پر یلغار کرے اور کعبہ شریف کو مسمار کر دے' چنانچہ وہ اس لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور مکہ شریف پہنچنے کیلئے اس نے طائف سے ابو رغال نامی شخص کو دلیل راہ ساتھ لیا۔ ابو رغال نے اسے مغمس کے مقام پر ٹھہرایا' اسی مقام پر ابو رغال کی موت واقع ہوگئی اور وہیں دفن ہوا' اہل عرب مغمس کے مقام پر موجود اس کی قبر پر (بطور انتقام) سنگ باری کرتے تھے۔

دوسرا گروہ: اس حملے کا سبب یہ بتاتا ہے کہ کچھ قریشی تاجر ساحل سمندر پر ایک عیسائی کنیسہ کے پاس سے گزرے تو اس کے صحن میں اتر پڑے' وہاں انہوں نے کھانا پکانے کیلئے آگ جلائی جس سے کنیسہ میں آگ بھڑک اٹھی' تو نجاشی نے قسم کھائی کہ وہ اہل مکہ کو قیدی بنائے گا اور کعبہ شریف کو منہدم کر دے گا' چنانچہ اس نے ابرہہ بن صباح' ابن مکسوم' حجر بن شراحیل اور اسود بن مقصود کی زیر قیادت اپنا لشکر جس میں ہاتھی بھی ساتھ تھا' روانہ کیا۔ نجاشی بادشاہ تھا، جبکہ ابرہہ اس کی فوج کا سپہ سالار' ابن مکسوم وزیر اور حجر اور اسود قائدین تھے، چنانچہ وہ فوج لیکر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ذوالمجاز کے مقام پر انہوں نے پڑاؤ کیا' البتہ! اسود بن مقصود نے آگے بڑھ کر مکہ کی چراگاہ سے عبدالمطلب کے دو سو اونٹ دھر لئے جن میں سے بعض اونٹوں کے گلوں میں قلادے پڑے تھے۔ عبدالمطلب ایک خوبصورت کڑیل شخص تھے وہ ابرہہ کے پاس گئے اور اس سے اپنے اونٹ طلب کئے۔ ابرہہ نے کہا: تمہیں دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا تھا مگر اب تمہارے متعلق میرے دل میں حقارت پیدا ہوگئی ہے' حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: کیوں؟ اس نے جواب دیا' میں کعبہ کو گرانے کیلئے آیا ہوں' جو تمہارا گھر اور تمہارے آباؤاجداد کا دین ہے مگر تم نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جبکہ اپنے اونٹوں کے بارے میں تقاضا کیا ہے' یہ سن کر عبدالمطلب نے فرمایا: میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا مالک دوسرا ہے جو عنقریب اسے تمہاری دست برد سے محفوظ رکھے گا' ابرہہ نے (ترنگ میں آکر) کہا کوئی بھی اب کعبہ کو مجھ سے بچا نہیں سکتا' اس نے مذاق کرتے ہوئے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے اور کہا کہ واپسی پر وہ یہ اونٹ لے جائے گا۔ حضرت عبدالمطلب نے مکہ کے پہاڑوں میں اونٹوں کو محفوظ کرلیا' پھر کعبہ شریف میں آئے اور دروازے کا حلقہ پکڑ کر عرض کی۔

یَارَبِّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْ نَعُ حِلَّهٗ فَامْنَعْ حَلَالَكَ	اے پروردگار! بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر کہیں ان کی صلیب تیرے گھر پر غالب نہ
لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُهُمْ وَمِحَالُهُمْ اَبَدًا مِحَالَكَ	آجائے اور نصب نہ کر دی جائے اگر تو انہیں اور ہمارے قبیلے

اِنْ كُنْتَ تَارِكَهُمْ
وَكَعْبَتَنَا فَاَمْرٌ مَابَدَالَكَ
اِسْمَعْ يَارِجْسُ مَنْ اَرَا
دُوا لِغَزْوِ وَانْتَهَكُوا حَلَالَكَ
فَلَئِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّهُ
اَمْرٌ تُتِمُّ بِهٖ فَعَالَكَ
جَرُّوْا جَمِيْعَ بِلَادِهِمْ
وَالْفِيْلَ كَيْ يَسْبُوْا عَيَالَكَ

کو چھوڑنا چاہتا ہے، تاکہ وہ اسے منہدم کر دیں تو تیری مرضی میں سنتا ہوں کہ وہ جنگ کرنے اور تیرے گھر کی حرمتوں کو پامال کرنے کے ناپاک ارادے رکھتے ہیں۔ اگر تو نے اپنے گھر کا دفاع کیا تو اس سے تیرا (تکمیل دین کا) منصوبہ تکمیل پذیر ہوگا وہ اپنے ملک کا سب لاؤ لشکر کھینچ کر لے آئے اور ہاتھی بھی لے آئے، تاکہ تیرے شہر مکہ کے باشندوں کو قیدی بنا ڈالیں

حبشی لشکر منیٰ کے راستے مکہ شریف کی طرف بڑھا، ہاتھی اس لشکر کے ہمراہ تھا یہی وجہ ہے کہ وہ لشکر مغمس کے مقام پر ہی ٹھہر گیا، اس واقعے کے بارے میں ابوالطیب بن مسعود یا عبدالمطلب کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں۔

اِنَّ اٰيَاتِ رَبِّنَا سَاطِعَاتٌ
مَايُمَارِيْ بِهِنَّ اِلَّا الْكَفُوْرُ
حَبَسَ الْفِيْلَ بِالْمَغْمَسِ حَتّٰى
مَرَّ يَعْوِيْ كَاَنَّهُ مَعْقُوْرُ

بے شک ہمارے پروردگار کی نشانیاں روشن ہیں جن کا کوئی کافر ہی انکار کر سکتا ہے اللہ نے ہاتھی کو مغمس کے مقام پر روک دیا، یہاں تک کہ وہ یوں بلبلا کر بھاگا جیسے کسی نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالی ہوں۔

اسی اثناء میں اہل مکہ نے سمندر کی طرف سے آتے ہوئے پرندے دیکھے، عبدالمطلب کہنے لگے یہ پرندے ہماری سرزمین میں نئے اور انوکھے ہیں نہ نجد کے علاقے کے ہیں نہ تہامہ کے اور نہ ہی حجاز کے، یہ یعسوب پرندوں کی مانند ہیں۔ ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں، جب یہ حبشیوں کے اوپر سایہ کناں ہوگئے تو انہوں نے ان کے سروں پر کنکریاں گرا دیں جن سے ان کی ہلاکت واقع ہوئی۔ اس لشکر میں سے ابرہہ لوٹ کر بجانب یمن بھاگا مگر راستہ میں اس طرح ہلاک ہوا کہ اس کے جسم کا ایک ایک عضو گل سڑ کر گر گیا" جب اس لشکر نے دیر لگائی اور اہل مکہ کو ان کی کوئی خبر نہ آئی تو عبدالمطلب نے یہ اشعار کہے۔

يَارَبِّ لَانَرْجُوْلَهُمْ سِوَاكَا
يَارَبِّ فَامْنَعْ مِنْهُمْ حِمَاكَا
اِنَّ عَدُوَّ الْبَيْتِ مَنْ عَادَاكَا
اِمْنَعْهُمْ اَنْ يُّخَرِّبُوْا قُرَاكَا

اے پروردگار! ہم تجھ سے اہل مکہ کی حفاظت کے علاوہ کچھ نہیں مانگتے، اے رب! تو اہل حبشہ کو اپنی حمایت سے محروم کر بے شک تیرے گھر کا دشمن وہی ہے جو تیرا دشمن ہے، تو ان کے ہاتھوں اپنی بستی (مکہ) کو برباد ہونے سے بچا

بعد ازاں حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا کہ ان کی خبر لائے، انہوں نے جا کر دیکھا کہ سب کو پتھروں نے چورا چورا کر دیا ہے اور وہ ہلاک ہوئے پڑے ہیں تو ایڑ لگا کر واپس حضرت عبدالمطلب کے پاس آئے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ پس حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھی تیزی کے ساتھ گئے اور اپنے اموال لے آئے، سب سے پہلے جو اموال لائے گئے وہ بنو عبدالمطلب ہی کے اموال تھے۔ اس وقت عبدالمطلب کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

اَنْتَ مَنَعْتَ الْجَيْشَ وَالْاَفْيَالَا

اے پروردگار! تو نے ابرہہ کے لشکر اور ہاتھیوں کو باز رکھا

وَقَدْ رَعَوْا بِمَكَّةَ ، اِلاَّ جِبَالاً
وَقَدْ خَشِینَا مِنْهُمُ الْقِتَالاً
وَکُلُّ اَمْرٍ لَهُمْ مِفْصَالاً

حالانکہ ان کے اونٹ مکہ کے پہاڑوں پر چرتے تھے ہمیں ان سے جنگ و قتل کا خوف تھا اور وہ اس بارے میں حتمی فیصلہ کر کے آئے تھے۔

قصہ فیل میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ یہ ہے کہ یہ اس زمانے میں وقوع پذیر ہوا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شکم مادر میں تشریف فرما تھے اور واقعہ کے پچاس دن بعد سوموار کے دن 12 ربیع الاول (بمطابق 20 اپریل) حکومت ہرمز بن انوشیروان کے بارہویں سال آپ متولد ہوئے۔ ابو جعفر طبری نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سلطنت انوشیروان کے 42 ویں سال ہوئی۔ اس واقعہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ دو وجہ سے ہے۔

1 - اگر اہل حبشہ فتح یاب ہوتے تو وہ اہل مکہ کو غلام اور قیدی بنالیتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالت حمل و ولادت میں داغ غلامی سے محفوظ رکھنے کے لئے لشکر ابرہہ کو ہلاک کر دیا۔

2 - نہ اہل قریش خدا کے قائل تھے کہ وہ اصحاب فیل سے حفاظت کے مستحق ٹھہرتے' نہ ہی وہ اہل کتاب تھے' بلکہ ان میں سے کچھ بت پرست تھے' کچھ زندقہ کے قائل اور کچھ رجعت اور جی اٹھنے کے منکر تھے' اس خدائی حفاظت کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ ازلی میں تاسیس نبوت اور تعظیم کعبہ کیلئے اسلام کا غلبہ و ظہور تھا اور کعبہ شریف کو قبلہ نماز اور منسک حج ٹھہرانے کا خدائی منصوبہ تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جب عرب میں اصحاب فیل کے ساتھ خدائی حشر کا چرچا عام ہوا تو ان پر حرم شریف کی ہیبت طاری ہوگئی۔ ان کے دلوں میں اس کی عظمت و حرمت بڑھ گئی اور انہوں نے قریش کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ وہ کہتے کہ یہ قریش اللہ والے لوگ ہیں' خود اللہ نے ان کی طرف سے قتل فرمایا اور ان کے دشمن کی تدبیریں خاک میں ملا دیں۔ یوں ان کی نظر میں قریش کی شرافت اور عظمت بڑھ گئی' اس لحاظ سے واقعہ فیل ہر باغی کو باز رکھنے والا اور ہر سرکش کو سرکشی سے روکنے والا ہے۔ زمانہ نبوت اور بعد ہجرت قریش کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم عصر موجود تھا جس نے فیل اور طیر ابابیل کا یہ منظر دیکھ رکھا تھا' مثلاً حکیم بن حزام حویطب بن عبدالعزیٰ اور نوفل بن معاویہ وغیرہ۔

یہ قصہ فیل بہت سی تفاسیر' کتب سیر اور دیگر کتابوں میں عبارات متقاربہ طوالت و اختصار کے ساتھ مذکور ہے مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسامرات میں اسے ماوردی کی عبارت سے زیادہ بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے میں نے ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت اس لئے منتخب کی ہے کہ اس سے مقصود حاصل ہوجاتا ہے اور معجزہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمت بھی واضح ہوجاتی ہے' لہٰذا زیر نظر بحث کیلئے یہی عبارت مناسب ہے۔

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب لطائف المعارف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"جمہور امت کا مشہور مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 12 ربیع الاول دو شنبہ کے دن رونق آرائے بزم جہاں ہوئے' ابن اسحاق وغیرہ مورخین کا یہی نکتہ نگاہ ہے جہاں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سال ولادت کا تعلق ہے تو اکثر آئمہ کے نزدیک یہ عام الفیل تھا اور مشہور یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعہ فیل کے

پچاس دن بعد پیدا ہوئے اور یہ واقعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی تیاری و ہمواری اور آپ کے ظہور وبعثت کا پیش خیمہ تھا' اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو قرآن حکیم میں یوں منصوص فرمایا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کرڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی' سورۃ الفیل)

ان آیات میں استفہام تقریری ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مخاطبین قرآن کے درمیان انتہائی مشہور معروف تھا اور اس کا علم عربوں بالخصوص قریش و اہل مکہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا' کیونکہ اس کا بہت چرچا تھا' شعراء نے اس کے متعلق اشعار کہے جو لوگوں کی نوک زباں پر تھے' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے ہاتھی کے قائد اور سائس کو' جو کہ اندھے ہوچکے تھے' مکہ شریف میں بھیک مانگتے دیکھا۔

اس واقعہ میں مکہ مکرمہ کی عظمت و حرمت اور بیت اللہ شریف کے احترام کی دلیل ہے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر دلالت کرتی ہے' کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس گھر کی تعظیم' اس کے حج اور اس کی طرف نماز ادا کرنے کی دعوت لیکر تشریف لائے ہیں۔ یہی شہر آپ کا مسکن اور مولد تھا' اور اسی شہر سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوم نے آپ کو دعوت الی اللہ دینے کی وجہ سے نکلنے پر مجبور کردیا' کیونکہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت سے اذیت محسوس کرتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پر فتح و کامرانی سے ہمکنار فرمایا اور غلبہ و تسلط دیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پر بزور بازو قابض ہوئے اور اہل مکہ کو غلام بنایا' پھر احسان فرماتے ہوئے ان سب کو آزاد کردیا اور ان کی زیادتیوں سے درگزر فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شہر مکہ پر فاتحانہ قبضہ اور تسلط اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کا اس پر اقتدار آپ کی صحت نبوت کی زبردست دلیل ہے' کیونکہ جس نے اسے اذیت دینے اور نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تو اللہ نے اسے اس کے فاسد ارادے سے باز رکھا اور اسے برباد کردیا جبکہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کی امت کو اس شہر پر تسلط اور غلبہ عطا فرمایا جیساکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ نے ہاتھی کو شہر مکہ (کے برباد کرنے) سے باز رکھا مگر اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو اس پر غلبہ دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کا قصد و ارادہ بیت اللہ شریف کی تعظیم و تکریم اور احترام کا تھا' اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد "الیوم تستحل الکعبہ" کہ آج کعبہ حلال ٹھہرایا جائے گا' کا انکار فرماتے ہوئے کہا: الیوم تعظم الکعبۃ آج کعبہ شریف کی عظمت و حرمت بحال کی جائے گی۔

دراصل اہل جاہلیت نے شرک اختیار کرکے اور بعض مناسک حج کو بدل کر ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے دین میں تبدیلی کردی تھی' پس اللہ نے اپنے رسول اور اس کی امت کو مکہ شریف پر تسلط عطا کیا جنہوں نے اس شہر کو

ان تمام الائشوں سے پاک صاف کردیا اور سارے معاملے کو دین ابراہیمی کی طرف لوٹا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ ہستی ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے اسماعیل کے ہمراہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت یہ دعا کی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْعَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ

اے پروردگار! ان میں وہ عظیم الشان پیغمبر مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے ان کا تزکیہ نفس کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے

تو اللہ تعالیٰ نے (اس دعا کو شرف قبولیت عطا کرتے ہوئے) ان میں اسماعیل علیہ السلام کے گھرانے میں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بیت اللہ اور اس کے ماحول کو شرک (کی غلاظت) سے پاک کردیا اور معاملہ دین ابراہیم اور توحید کی طرف پھیر دیا جس کے لئے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی گئی تھی جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ بَوَّانَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّاتُشْرِكْ بِيْ شَيْأً وَّطَهِّرْبَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتا دیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ' طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدے والوں کے لئے۔

ایک اعتراض کا جواب

جہاں تک قرامطہ کے بیت اللہ شریف پر تسلط کا تعلق ہے تو یہ لوگوں کے گناہوں کی سزا تھی' اس کے باوجود وہ کعبہ شریف کے انہدام اور شکست و ریخت تک رسائی حاصل نہ کرسکے نہ ہی لوگوں کو حج و زیارت سے روک سکے جس طرح اصحاب فیل اگر اس کو شہید کرنے اور لوگوں کو حج سے باز رکھنے پر قدرت پاتے' تو کرتے' البتہ قرامطہ نے حجراسود اور دروازہ چھین لیا' حاجیوں کو قتل کیا اور ان کے اموال لوٹ لئے مگر لوگوں کو حج سے بالکلیہ روک نہ سکے اور نہ کعبہ شریف کو منہدم کرسکے۔ جیساکہ اصحاب فیل کا ارادہ تھا' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کیا' ان کی پردہ دری فرمائی اور ان کے منصوبوں کو طشت ازبام کردیا جبکہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعظیم و احترام کی اسی حالت پر ہے' حج و زیارت' عمرہ اور اس کی جہت پر نماز کا عمل بلاانقطاع جاری ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ قرامطہ نے عراق کے حاجیوں کو خوفزدہ رکھا جس کی وجہ سے اہل عراق کئی سال حج نہ کرسکے۔ بعدازاں وہ واپس چلے گئے اور حجراسود بھی خانہ کعبہ میں لوٹا دیا گیا' اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ وہ اہل ایمان بندوں کو آزمائشوں میں ڈال کر آزماتا ہے' مگر اللہ کا دین تا ابد قائم و دائم اور محفوظ رہے گا اور امت محمدیہ اس پر کاربند رہے گی اور ان کے دشمن قیامت تک اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے جیساکہ ارشاد ربانی ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

(کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے برا مانیں کافر' وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اس گھر کا حج و عمرہ یا جوج و ماجوج کے خروج کے بعد تک جاری رہے گا اور یہ حالت یونہی رہے گی تا آنکہ اہل حبشہ اس گھر کو برباد کریں گے حجر اسود کو سمندر میں ڈال دیں گے' اور یہ تباہی و بربادی اس کے بعد ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو تمام مومنوں کی ارواح قبض کر لے گی تو زمین پر کوئی مومن باقی نہیں رہے گا' سینوں سے قرآن و مصاحف نکال لئے جائیں گے حتیٰ کہ زمین پر قرآن رہے گا نہ ایمان' نہ کوئی بھلائی کی چیز' اس کے بعد قیامت برپا ہوگی مگر وہ صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی' انتہی

سیرت النبی میں ہے کہ وقت ولادت رسول (ﷺ) اور وقت حمل بت اوندھے ہوگئے۔ عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ میں کعبہ شریف میں تھا میں نے دیکھا کہ بت اپنے اپنے مقامات سے نیچے گر کر سجدے میں پڑ گئے ہیں' نیز میں نے سنا دیوار کعبہ سے کسی کی آواز آئی' مصطفیٰ مختار پیدا ہوا ہے جس کے ہاتھ سے کفار ہلاک ہوں گے وہ بت پرستی سے پاک کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دے گا۔

ایک حوالہ گزر چکا ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جن میں سے ورقہ بن نوفل' عمرو بن نفیل اور عبداللہ بن جحش بھی ہیں' ایک بت کے پاس جمع ہوتے تھے وہ سب شب میلاد اس بت کے پاس آئے تو اسے منہ کے بل اوندھا دیکھا تو انہیں تعجب ہوا' پکڑ کر اسے سیدھا کیا تو وہ شدت کے ساتھ الٹا ہوگیا' پھر اسے سیدھا کیا تو وہ تیسری بار بھی اوندھا ہوگیا۔ یہ منظر دیکھ کر انہوں نے کہا: "کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے" پھر ان میں سے کسی نے بت کو خطاب کرتے ہوئے اشعار پڑھے اور اس حیران کن واقع کا سبب پوچھا: تو جوف صنم سے ایک ہاتف نے بلند صدا دی۔

تَرَدّٰی الْمَوْلُوْدُ اَنَارَتْ بِنُوْرِهٖ — ایک مولود کی وجہ سے وہ بت گر گیا' جس کے نور نے شرق و
جَمِيْعُ فُجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ — غرب میں زمین کے تمام راستے جگمگا دیئے۔

شب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ شریف خوشی سے وجد میں آگیا اور تین دن تک اس کی یہ حالت برقرار رہی' قریش نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی یہ پہلی نشانی دیکھی۔

شب ولادت ایوان کسریٰ لرز اٹھا حالانکہ اس کو انتہائی مستحکم بنیادوں پر اٹھایا گیا تھا اور ہتھوڑے تک اس کو نقصان نہ پہنچا سکتے تھے جبکہ اس محل کے پھٹنے سے ایک خوفناک آواز آئی اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ دراصل یہ عمارت کی تعمیر میں کسی خلل یا خرابی کی بناء پر نہ تھا بلکہ اللہ کی مرضی یہ تھی کہ یہ واقعہ صفحہ ہستی پر باقی رہنے والا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہو۔

روایت ہے کہ جب ہارون الرشید نے اس محل کو گرانا چاہا تو اس کے وزیر یحییٰ بن خالد البرمکی نے عرض کیا اے امیرالمومنین! اس محل کو منہدم نہ فرمایئے' کیونکہ یہ اسلام کی یادگار ہے۔

اس رات آتش فارس بجھ گئی حالانکہ اس کے خدام اس کے جلانے پر مامور تھے۔ یہ واقعہ حاکم فارس نے شہنشاہ ایران کو لکھ بھیجا کہ آج رات فارس کے آتش کدے سرد ہوگئے ہیں حالانکہ وہ پچھلے ایک ہزار سال سے کبھی ٹھنڈے نہ ہوئے تھے۔

پیدائش مصطفیٰ کی رات بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا گویا اس میں پانی کبھی تھا ہی نہیں باوجود اس کے کہ وہ بہت وسیع تھا۔ اس واقعہ کے متعلق موبذان کا خواب قبل ازیں کہان کے باب میں گزر چکا ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے۔

بیہقی، صابونی، خطیب اور ابن عساکر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میرے اندر آپ کے دین میں داخل ہونے کا داعیہ آپ کی نبوت کی ایک علامت نے پیدا کیا، میں نے دیکھا کہ آپ بچپن میں گھوارے کے اندر چاند کے ساتھ باتیں کرتے تھے اور انگشت مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جھک جایا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاند کے ساتھ باتیں کرتا، وہ مجھ سے ہم کلام ہوتا اور مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور جب وہ زیر عرش سجدہ کرتا تو مجھے اس کے گرنے کی آواز سنائی دیتی۔

فتح الباری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا۔

ابن سبع نے خصائص میں ذکر کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گھوارہ فرشتوں کے جھلانے سے جھولتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے پوتے کا نام "محمد" کیوں رکھا حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد اور آپ کی قوم میں کسی کا نام محمد نہیں؟ تو جواب دیا "مجھے امید ہے کہ میرے پوتے کی ارض و سماء میں تعریف کی جائے گی" چنانچہ اللہ نے ان کی امید کو سچا کر دکھایا۔

حاشیہ نوٹ

وہ روایات جن میں شب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محیر العقول واقعات کا تذکرہ ہے، ائمہ حدیث کے نزدیک فنی نکتہ نگاہ سے محل کلام ہیں، اور ماضی قریب کے سیرت نگاروں نے انہیں قبول کرنے سے پس و پیش کیا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض روایات کے سلسلہ اسناد میں شدید ضعف اور متن میں تضاد اور اختلاف موجود ہے مگر کثرت طرق اور تلقی بالقبول نے انہیں پایہ استدلال سے ساقط ہونے سے بچالیا ہے اور امام ابن جوزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ ابن تیمیہ لور حافظ ابن کثیر جیسے نقاد حدیث اور متشددین نے انہیں اپنی تصنیفات میں جگہ دے کر اس الزام کا ازالہ کردیا ہے کہ "یہ سب کچھ قصہ گو واعظوں" کا کرشمہ ہے۔

اس سلسلہ میں معقول طرز عمل یہ ہے کہ جن روایات کو ائمہ محدثین نے بلانکیر قبول کیا ہے یا ان کی صحت و عدم صحت پر سکوت اختیار کیا ہے ان سے اعراض نہ کیا جائے اور جن روایات کے وضع و بطلان پر فیصلہ دیا ہے ان سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائے، تاکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کوئی بے اصل یا غلط بات منسوب نہ ہوجائے۔

محمد اعجاز جنجوعہ غفراللہ لہ

باب سوم

محافل میلاد
کی
شرعی حیثیت

امام ابو شامہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد

امام ابو شامہ شیخ النووی فرماتے ہیں

وَمِنْ اَحْسَنِ مَاابْتُدِعَ فِیْ زَمَانِنَا مَایُفْعَلُ کُلَّ عَامٍ فِی الْیَوْمِ الْمُوَافِقِ لِیَوْمِ مَوْلِدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ وَالْمَعْرُوْفِ وَاِظْھَارِ الزِّیْنَۃِ وَالسُّرُوْرِ فَاِنَّ ذٰلِکَ مَعَ مَافِیْہِ مِنَ الْاِحْسَانِ لِلْفُقَرَاءِ مُشْعِرٌ بِمَحَبَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِیْمِہٖ فِیْ قَلْبِ فَاعِلِ ذٰلِکَ وَشُکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی مَامَنَّ بِہٖ مِنْ اِیْجَادِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔

"ہمارے زمانے کا بہترین نیا کام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یوم میلاد کا سالانہ جشن ہے جس میں لوگ صدقات و خیرات کرتے ہیں' زیبائش و آرائش اور مسرت و انبساط کا اظہار کیا جاتا ہے' مزید برآں فقراء و مساکین کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا جاتا ہے' نیز اس جشن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ لگاؤ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت تعظیم کا علم ہوتا ہے یہ اظہار مسرت دراصل اس جذبہ تشکر کا آئینہ دار ہے جو ولادت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم احسان اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمت اللعالمین بناکر بھیجے جانے کی بے بہا نعمت پر لازم تھا

امام شمس الدین سخاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد

امام سخاوی فرماتے ہیں

اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ حَدَثَ بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَۃِ ثُمَّ لَازَالَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ مِنْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْکِبَارِ یَعْمَلُوْنَ الْمَوْلِدَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاۃِ مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ وَیَظْھَرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلَّ فَضْلٍ عَمِیْمٍ۔

"محفل میلاد کا رواج قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوا' اس کے بعد اہل اسلام ہمیشہ تمام ممالک اور بڑے شہروں میں محافل میلاد کاانعقاد کرتے رہے ہیں وہ ربیع الاول شریف کے ایام میں طرح طرح کے صدقات و خیرات کرتے اور میلادالنبی (ﷺ) کی مجالس میں واقعات ولادت بیان کرتے ہیں جن کی برکات سے اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عام فضل و کرم کرتا ہے۔

امام قسطلانی کا ارشاد

امام قسطلانی کا ارشاد ہے۔

وَلَا زَالَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِمَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ

"اہل اسلام ہمیشہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ وَيَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِي لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَ يَزِيْدُوْنَ فِي الْمُبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَ ةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهِ كُلَّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِهِ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ وَبُشْرىٰ عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً اِتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا

میلاد کا انعقاد کرتے آئے ہیں' ولیمے اور کھانے تیار کرتے ہیں' ربیع الاول شریف کی راتوں میں گوناں گوں قسم کے صدقات و خیرات کرتے ہیں' خوشی اور مسرت کااظہار کرتے ہیں ان ایام میں ان کے نیک اعمال میں اضافہ ہوجاتا ہے' وہ میلاد شریف پڑھنے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس نیک عمل کی برکات سے ان پر فضل عمیم کرتا ہے۔ میلادشریف کے عمل کی مجرب خصوصیت یہ ہے کہ اس کی برکت سے سارا سال امن و امان رہتاہے یہ بابرکت کام دلی مقاصد کی جلد تکمیل کی نوید ہے' اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہ میلاد کی راتوں کو عید اور جشن مسرت بنایا۔

شمس الدین ابن خلکان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی چشم دید روداد

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تاریخ ابن خلکان کا حوالہ دیا جائے جس میں شمس الدین ابن خلکان نے شاہ معظم ابوسعید مظفرالدین صاحب اربل کے حالات زندگی میں اس کے جشن میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ کیاہے' ابن خلکان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شاہ اربل کے حسن سیرت اور فیاضی کی تعریف کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"ابوسعید مظفرالدین شاہ اربل کے جشن میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف سے زبان قاصرہے ہم اس جشن کے بس ایک ہی گوشے پر نظرڈالتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

"اربل کے عوام نے میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ملک مظفرکے حسن اعتقاد کا سن رکھاتھایہی وجہ ہے کہ قریب کے بلاد وامصار مثلاً بغداد' موصل' جزیرہ' سنجار' نصیبین' بلاد عجم اور آس پاس کے علاقوں سے فقہاء' صوفیاء' واعظین' قراء اور شعراء ہمیشہ ماہ محرم سے ربیع الاول کے اوائل تک دارالسلطنت میں پہنچتے رہتے۔ مظفرالدین ان کے خیرمقدم کیلئے لکڑی کے خیمے نصب کراتا' ان گنبدنما خیموں کی چار یا پانچ منزلیں ہوتیں' ان خیموں کی تعداد بیس یا اس سے زائد ہوتی' ایک خیمہ بادشاہ کیلئے اور باقی امراء اور اعیان سلطنت کے لئے ہوتے تھے۔ ماہ صفرالمظفر شروع ہوتا تو ان خیموں کی زیب و زینت اور رنگ برنگی آرائش کا کام مکمل ہوجاتا ہے پھر گلوکاروں اور اداکاروں کے دستے ہر ہر خیمے میں بٹھا دیئے جاتے اور کوئی منزل ان سے خالی نہ رہتی۔ اس عرصے میں کاروبار زندگی رک جاتا' اور لوگوں کا سوائے اس جشن اور تقریب میں حاضری کے اور کوئی کام نہ ہوتا' جشن کے لئے خیمے اس انداز سے نصب کئے جاتے کہ قلعہ کے دروازے سے شروع ہوکر میدان سے متصل خانقاہ کے دروازے تک پھیلے ہوتے' بادشاہ مظفرالدین روزانہ نماز عصرکے بعد قلعے سے اترتا اور ہر ہرخیمے کا دورہ کرتا' اور ان کے غناء اور کھیل تماشے سے لطف اندوز ہوتا وہ رات خانقاہ میں بسر کرتا اور محفل سماع میں شریک ہوتا' نماز صبح کے بعد سوار ہوکر شکار کے لئے نکلتا' اور نماز ظہر سے قبل قلعہ میں واپس آجاتا' شب میلاد تک روزانہ

اس کے یہی معمولات ہوتے تھے' یہ جشن کبھی ربیع الاول کی آٹھ تاریخ کو اور کبھی بارہ تاریخ کو منعقد کیا جاتا' کیونکہ روز میلاد کے بارے میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

روز میلاد سے دو دن قبل ان گنت تعداد میں اونٹ گائیں اور بکریاں ڈھولوں اور نغمات کی آواز میں میدان کی طرف لے جائے جاتے' وہاں پہنچ کر انہیں ذبح کرنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا' ہانڈیاں چولہوں پر چڑھا دی جاتیں اور طرح طرح کے کھانے پکائے جاتے۔ پھر جب ولادت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رات آتی تو قلعے میں نماز مغرب کے بعد محفل سماع کا آغاز ہوتا بعدازاں بادشاہ مشعل بردار جلوس کے جلو میں قلعے سے اترتا' اس جلوس میں دو یا چار شمعیں خچر پر رکھی ہوتیں جنہیں پیچھے سے ایک آدمی نے تھام رکھا ہوتا۔ یہاں تک کہ یہ مشعل بردار جلوس خانقاہ تک پہنچ جاتا' پس جب صبح ولادت جلوہ گر ہوتی تو قلعہ سے خلعتیں میدان میں اس طرح لے جائی جاتیں کہ صوفیاء میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر ایک خلعت ہوتی اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے جلوس کی صورت میں میدان میں پہنچتے۔ اس قسم کی اتنی اشیاء لائی جاتیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ پھر بادشاہ خانقاہ میں آتا اور اعیان و رؤسائے سلطنت اور بڑی تعداد میں لوگ خانقاہ میں جمع ہوتے جہاں واعظین کے لئے کرسی نصب کی جاتی اور بادشاہ مظفرالدین کے لئے ایک لکڑی کا ایک اونچا مینار بنایا جاتا جس میں لوگوں کے دیدار کیلئے کھڑکیاں اور جھروکے بنائے جاتے۔ اس مینار کی کچھ کھڑکیاں میدان کی طرف کھلتی تھی جو بہت بڑا وسیع میدان تھا' اس میدان میں فوج بھی سلامی کے لئے جمع ہوتی۔ بادشاہ کبھی سلامی کے لئے فوج کی طرف رخ کرتا اور کبھی لوگوں اور واعظوں کی طرف دیکھتا۔ یہ سلسلہ یونہی جاری رہتا یہاں تک کہ فوج مارچ پاسٹ سے فارغ ہوتی۔ اس موقع پر اہل حاجت کیلئے میدان میں وسیع دسترخوان بچھایا جاتا' یہ دسترخوان عام ہوتا جس میں طعام و روٹی کا اتنا وسیع انتظام ہوتا کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

دوسرا دسترخوان خانقاہ میں کرسی کے اردگرد جمع ہونے والوں کے لئے بچھایا جاتا۔ سلامی اور وعظ کے دوران اعیان و روساء اور وفدوں کے ایک ایک فرد کو (جن میں فقہاء' واعظین' قراء اور شعراء شامل ہوتے) بلایا جاتا اور ہر ایک خلعت شاہانہ سے نوازا جاتا' پھر وہ وصول کر کے اپنے مقام پر چلا جاتا جب یہ سلسلہ مکمل ہو جاتا تو سب دسترخوان پر جمع ہو جاتے اور اپنا متعین حصہ اپنے اپنے گھروں کو لے جاتے' نماز عصر یا بعد تک یہ معاملہ جاری رہتا' بادشاہ یہ رات وہیں گزارتا اور صبح تک محفل سماع میں شریک ہوتا' اس کے سالانہ جشن میلاد کا یہی انداز تھا۔ میں نے اس منظر کی تلخیص کی ہے' کیونکہ اس کا استقصاء طوالت کا طالب ہے۔ اس جشن سے فارغ ہو کر ہر آدمی اپنے شہر اور علاقے کو لوٹ جاتا ہر شخص کو اس کا حصہ عطا کرتا۔ (ابن خلکان)

شہاب الدین احمد مقری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا تاریخی حوالہ

علامہ شہاب الدین احمد مقری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "نفح الطیب" میں بیان کرتے ہیں۔

"سلطان ابوحمو موسیٰ شاہ تلمسان آٹھویں صدی ہجری میں میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم الشان جشن منایا کرتا تھا جس طرح شاہان مغرب اور خلفائے اندلس اس کے زمانے میں یا اس سے پہلے منایا کرتے تھے"

علامہ مقری نے "کتاب راح الارواح" اور "کتاب نظم الدر والعقیان" ہر دو تصانیف حافظ ابو عبداللہ التنوسی رحمتہ اللہ

تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ابو حمو شب میلاد مصطفیٰ ﷺ اہل تلمسان کے مشورے سے بہت بڑی تقریب اور دعوت کا اہتمام کرتا تھا جس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت ہوتی' اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالین بچھے ہوئے گاؤ تکئے لگے ہوئے اور ستون نما بڑے بڑے شمعدان روشن کئے ہوئے اور وسیع دسترخوان ہوئے ہوتے۔ بڑے بڑے گول اور خوش نما نصب شدہ بخور دانوں میں بخور جلایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلایا ہوا سونا معلوم ہوتا تھا' پھر تمام حاضرین کو انواع و اقسام کے کھانے پیش کئے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا' کہ گویا موسم بہار میں رنگین پھول کھلے ہیں جنہیں دیکھ کر کھانے کی شدید طلب اور خواہش پیدا ہو اور آنکھوں کو لذت نصیب ہو۔ اس محفل میں اعلیٰ قسم کی خوشبو بسائی جاتی جو مشام جان کو معطر کرتی اور نشہ سا طاری کردیتی' تمام لوگوں کو حسب مراتب بٹھایا جاتا تھا اور یہ ترتیب محفل میلاد کی مناسبت سے دی جاتی تھی' تمام چہروں پر وقار اور احترام کی روشنی ہوتی۔ اس کے بعد بارگاہ رسالت میں بطور عقیدت نعتیہ قصائد پڑھے جاتے تھے اور ایسے مواعظ و نصائح پیش کئے جاتے تھے جن سے گناہوں کی بیخ کنی کا داعیہ پیدا ہوتا تھا' خطباء اسلوب بیان کے مدوجزر اور خطاب کے تنوعات سے سامعین کے دلوں کو گرماتے اور طبیعت کو مسرت آشنا کرتے۔ بادشاہ کھلے عام اس محفل میں شروع سے آخر تک موجود رہتا' یہاں تک کہ وہیں صبح کی نماز ادا کرتا۔ اس کے سارے عرصہ حکومت میں شب ولادت مصطفیٰ اسی اسلوب پر بسر ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں اس کا مقام بلند کرے اور اس کے اس فعل جمیل کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

شاہ تلمسان کے ایام سلطنت میں ہر شب میلاد مدحت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قصیدے پڑھے جاتے اور اس عظیم الشان محفل کا آغاز انہی قصائد سے کیا جاتا۔ (نفح الطیب باختصار)

حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ

امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک رسالہ "حسن المقصدفی عمل المولد" ہے جسے میں نے ان کی کتاب "الحاوی للفتاویٰ" میں دیکھا ہے' امام سیوطی اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف کے انعقاد کے بارے میں سوال ہوا۔

مَاحُكْمُهُ مِنْ حَيْثُ الشَّرْعِ وَهَلْ هُوَ مَحْمُوْدٌ اَوْ مَذْمُوْمٌ وَهَلْ يُثَابُ فَاعِلُهُ اَوْلاَ۔

شرع شریف میں محفل میلاد کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ محمود ہے یا مذموم؟ اور کیا اس کے فاعل کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب

وَالْجَوَابُ عِنْدِيْ اِنَّ اَصْلَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الَّذِيْ هُوَ اِجْتِمَاعُ النَّاسِ وَقِرَاۃُ مَاتَيَسَّرَمِنَ الْقُرْآنِ وَ رِوَايَةِ الْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِي مَبْدَا اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ فِيْ مَوْلِدِهٖ مِنَ الْاٰيَاتِ ثُمَّ يَمُدُّ لَهُمْ سِمَاطٌ فَيَاكُلُوْنَهٗ وَيَنْصَرِفُوْنَهٗ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْبِدَعِ الْحَسَنَةِ الَّتِيْ يُثَابُ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا

میرے نزدیک میلاد شریف کے انعقاد کی صورت یہ ہے کہ لوگ اکٹھے ہوکر تلاوت قرآن کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے حیران کن واقعات اور معجزات کی روایات بیان کرتے ہیں' پھر ان کے لئے دسترخوان بچھایا جاتا ہے تو وہ کھانا کھاکر واپس چلے جاتے ہیں اور کچھ اچھے نیک کاموں کے علاوہ اس میں کوئی اضافہ نہیں کرتے جن

لِمَا فِيْهِ مِنْ تَعْظِيْمِ قَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے کرنے پر فاعل کو ثواب ملتا ہے' کیونکہ اس عمل میں نبی
وَاِظْهَارُ الْفَرْحِ وَالْاِسْتِبْشَارِ وَبِمَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان اور آپ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار ہے۔

سب سے پہلے (سرکاری سطح پر) اس عظیم جشن کا انعقاد ملک مظفرالدین ابوسعید صاحب اربل نے کیا وہ عظیم الشان' سخی بادشاہوں کے گھرانے کا ایک فرد تھا جو کہ اعلیٰ کارناموں کا مالک تھا' مظفری یونیورسٹی اسی عظیم سلطان نے قاسیون کے دامن میں قائم تھی' ابن کثیر اپنی تاریخ البدایہ (13:147) میں فرماتے ہیں کہ ابوسعید مظفر الدین سلطان اربل ربیع الاول میں محفل میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعقاد کرتا تھا اور اس کے لئے وہ بہت بڑی دعوت کا اہتمام کرتا تھا' وہ ایک تیز فہم' زیرک' بہادر' مردمیدان' دانشور اور عادل حکمران تھا۔ (رحمہ اللہ واکرم مثواہ)

شیخ ابوالخطاب بن دحیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے لئے میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک جلد کتاب "التنویر فی المولدالبشیر النذیر" تصنیف کی جس پر بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا' اس نے عرصہ دراز تک حکمرانی کی۔ یہاں تک کہ اس نے 630ھ میں وفات پائی۔ اس وقت اس نے عیسائیوں کے مقبوضہ شہر عکہ کا محاصرہ کر رکھا تھا' وہ ایک پسندیدہ ظاہر و باطن کا مالک تھا۔

سبط ابن الجوزی اپنی کتاب مراۃ الزمان میں ملک المظفر کی ایک محفل میلاد میں دعوت و ضیافت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے اس ضیافت میں بھیڑ بکریوں کے پانچ ہزار سر' دس ہزار مرغیاں' فیرنی کے ایک لاکھ پیالے اور حلوے کے تیس ہزار طشت شمار کئے۔ وہ اپنی مجلس کے حاضرباش بزرگ علماء و صوفیاء کو خلعتیں عنایت کرتا اور انہیں انعامات و اکرامات سے نوازتا تھا وہ صوفیائے کرام کی محفل سماع میں ظہر سے فجر تک شامل ہوتا اور ان کے ساتھ وجد میں رقص کرتا تھا اور ہر سال محفل میلاد کے اس جشن پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا اس نے ہر جہت سے آنے والے ہر مقام و مرتبہ کے مندوبین کے لئے ایک ضیافت گاہ تیار کر رکھی تھی جس پر سالانہ ایک لاکھ دینار صرف ہوتے۔

شاہ اربل ہر سال صلیبیوں سے قیدیوں کے بدلے دو لاکھ دینار وصول کرتا اور حرمین شریفین پر حجاز کے وسیع علاقے میں کنوئیں پر سالانہ تیس ہزار دینار صرف کرتا' یہ تمام اخراجات اس کے صدقات کے علاوہ تھے' اس کی زوجہ ربیعہ خاتون بنت ایوب جو کہ ملک الناصر صلاح الدین کی بہن تھی' بیان کرتی ہیں کہ بادشاہ کی قمیص کرواس کے موٹے کپڑے کی تھی جو کہ پانچ درہموں سے بھی کم قیمت کا تھا' میں نے اس بارے میں ان سے خفگی کا اظہار بھی کیا مگر وہ کہتے کہ میرا پانچ درہم کا معمولی لباس پہننا اور باقی صدقہ کر دینا فقیروں اور مسکینوں کو محروم کر کے قیمتی لباس پہننے سے بہتر ہے۔

ابن خلکان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ ابی الخطاب بن دحیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

"ابن دحیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگ علماء اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے مغرب سے شام اور عراق میں آئے۔ 604ھ میں اربل سے گزرے تو وہاں کے سلطان معظم مظفرالدین بن زین الدین کو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعقاد میں مشغول پایا تو ان کے لئے ایک کتاب "التنویر فی مولدالبشیر النذیر" تصنیف کی اور بنفس نفیس ان کے سامنے پڑھی' بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار کا انعام دیا۔ ہم نے انہیں بادشاہ کی مجلس میں 625ھ کو چھ بار سنا" (حسن المقصد'

البدایہ ایضاً 13:155)

اس کے بعد امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کا رد طویل فرمایا ہے جو جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدعت مذمومہ قرار دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

"شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عسقلانی سے میلاد شریف کے عمل کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کا یہ جواب دیا۔

"مجھے میلاد شریف کی اصل تخریج کا علم ہوا ہے جو کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشورے کا روزہ رکھتے ہیں' آپ نے یہودیوں سے دریافت فرمایا (کہ یہ لوگ اس دن کیوں روزہ رکھتے ہیں) تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی' لہٰذا ہم بارگاہ خداوندی میں اظہار تشکر کیلئے عاشورے کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کے احسان و اکرام پر یا کسی مصیبت سے نجات پر فعل شکر بجا لانا ضروری ہو جاتا ہے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا بھی درست ہے اللہ تعالیٰ کا شکر عبادات کی کئی اقسام سے بجا لانا روا ہے مثلاً نماز سجدے روزے' صدقہ اور تلاوت کے ذریعے' اور ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعمت سے بڑھ کر کونسی نعمت عظمیٰ ہے جو کہ نبی رحمت ہیں۔

اس حکم کی رو سے لازم ہے کہ ایک خاص دن کا تعین کیا جائے' تاکہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ عاشوراء سے مطابقت پیدا ہو جو شخص اس حکمت کا لحاظ نہیں کرتا وہ مہینہ کے کسی دن بھی میلاد منانے کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ ایک گروہ نے اور وسعت سے کام لیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میلاد شریف سال کے کسی دن بھی منائی جاسکتی ہے' یہ حکم تو اصل عمل کے حوالے سے ہے جہاں تک ان اعمال کا تعلق ہے جو میلاد شریف کے دوران کئے جاتے ہیں تو ان کے بارے میں یہ ضابطہ پیش نظر رہے کہ ایسے اعمال شکر الٰہی کے آئینہ دار ہونے چاہئیں مثلاً تلاوت قرآن حکیم' ضیافت' ثنائے نبی میں نعت خوانی اور زہدیت جو دلوں کو کار خیر اور عمل آخرت کی طرف تحریک دے اور جہاں تک اس سماع اور لہو وغیرہ کا تعلق ہے جو مذکورہ بالا کاموں کے بعد کیا جاتا ہے تو اس کے بارے میں یہ کہنا چاہئے کہ جو سماع و لہو اس دن کی خوشی کے لحاظ سے مباح ہے تو اسے جشن میلاد کے ساتھ شامل کر لینے میں کوئی حرج نہیں رہا حرام یا مکروہ لہو تو اس سے روکا جائے گا۔ یہی حکم ہے خلاف اولیٰ کام کا"(حسن المقصد)

جواز میلاد کی ایک دلیل

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے جواز میلاد کی ایک اور اصل پر آگاہی ہوئی ہے جس کو امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد اپنی طرف سے ایک عقیقہ خود کیا حالانکہ یہ روایت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے ساتویں روز عقیقہ کیا تھا جبکہ عقیقہ کا عمل دہرایا نہیں جاتا' لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل عقیقہ کو اظہار شکر پر محمول کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت وجود عطا فرما کر رحمت

اللعالمین بنایا ہے اور اس میں آپ کی امت کا شرف و اعزاز بھی ہے' یہ ایسا ہی ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات پر درود بھیجا کرتے تھے۔ لہٰذا ہمارے لئے بھی مستحب ہے کہ ہم اظہار تشکر کے لئے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر مسلمان بھائیوں کا اجتماع عام کریں۔ کھانا کھلائیں' دیگر نیکی کے کام بجالائیں اور پیدائش مولیٰ پر خوشیوں کا اظہار کریں۔

امام جزری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے امام القراء حافظ شمس الدین الجزری کی کتاب ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' دیکھی

جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے دریافت کیا گیا ماحالک؟ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا ''فی النار'' جہنم کی آگ میں ہوں' البتہ! یہ ہے کہ ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اور میں انگلیوں کے درمیان سے نکلنے والے پانی کو چوس لیتا ہوں اور میرے عذاب میں تخفیف کا سبب یہ ہے کہ میں نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھاجب اس نے مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی بشارت دی تھی اور یہ کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب کافر کو جس کے بارے میں قرآن حکیم میں مذمت نازل ہوئی ہے میلادنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی میں تخفیف عذاب کا صلہ مل سکتا ہے تو امت محمدیہ کے اس موحد مسلم کی کیا شان ہوگی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں بساط بھر خرچ کرتا ہے مجھے اپنی زندگانی کی قسم! اللہ کریم کی بارگاہ سے میلاد مصطفیٰ منانے کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے میلاد منانے والے کو جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

حافظ شمس الدین دمشقی کی تحریر

حافظ شمس الدین بن ناصرالدین دمشقی اپنی کتاب ''موردالصاوی فی مولدالھادی'' میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ بات صحیح روایت سے ثابت ہے کہ ہر سوموار کو ابولہب کے عذاب میں اسوجہ سے کمی کردی جاتی ہے کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کردیا تھا' پھر صاحب مورد نے یہ اشعار پڑھے۔

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرٌ جَاءَ ذَمُّهٗ
وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِي الْجَحِيْمِ مُخَلَّدًا
اَتٰى اَنَّهٗ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا
يُخَفِّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا
فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِيْ طُوْلَ عُمْرِهٖ
بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدًا

جب ابولہب جیسے ابدی جہنمی جس کی مذمت میں سورۂ تبت یدا اتری (کے لئے) پیر کے دن ہمیشہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کی ولادت) کی خوشی میں تخفیف عذاب کردی جاتی ہے تو اس بندے کے حق میں کیا خیال ہے جس نے زندگی بھر میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں جشن منایا اور عقیدہ توحید پر اسے موت آئی۔

امام کمال الدین ادفوی کا حکم جواز

امام کمال الدین الادفوی اپنی کتاب "الطالع السعید" میں لکھتے ہیں۔

"ہمارے ایک قابل اعتماد دوست ناصرالدین محمود بن العماد بیان کرتے ہیں کہ ابوطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی نزیل قوص ایک باعمل عالم تھے وہ اپنے دارالعلوم میں میلاد مصطفیٰ کے دن چھٹی کرتے اور مدرس سے کہتے۔ اے فقیہ! آج خوشی کا دن ہے۔ بچوں کو چھوڑ دو' چنانچہ ہمیں چھوڑ دیا جاتا' یہ ان کی طرف سے اثبات میلاد اور عدم انکار کی دلیل تھی۔ یہ شخص بہت بڑے مالکی فقیہ' زبردست عالم اور خداترس تھے ابوحیان وغیرہ علماء نے ان سے اکتساب علم کیا۔ انہوں نے 695ھ میں وفات پائی۔

امام ابن الحاج اور حکمت میلاد

امام ابن الحاج رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ "اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد شریف کو ربیع الاول شریف اور پیر کے دن کے ساتھ مخصوص کرنے میں کیا حکمت ہے؟ یہ ماہ رمضان میں نہ ہوئی جس میں قرآن حکیم نازل ہوا اور جس میں شب قدر آتی ہے' نہ ہی یہ ساعت سعید حرمت کے مہینوں میں آئی نہ نصف شعبان کی رات اور نہ ہی جمعہ کے روز یا اس کی رات میں؟ تو اس سوال کا جواب چار وجوہ سے ہو گا۔

وجہ اول

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو پیر کے دن پیدا فرمایا' اس میں حکمت اور تنبیہہ عظیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزی رزق اور پھل وغیرہ اس دن پیدا فرمائے جن کے ساتھ انسان کی معاش وابستہ ہے' اور ان میں قلبی خوشی کا سامان ہے۔

وجہ دوم

لفظ ربیع میں اشتقاق کے حوالے سے نیک فالی اور حسن اشارات کا اظہار ہوتا ہے ابوعبدالرحمٰن الصقلی کہتے ہیں کہ ہر انسان کا اس کے نام میں حصہ ہے۔

وجہ سوم

موسم بہار (فصل ربیع) سب موسموں سے عمدہ اور معتدل ہوتا ہے اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تمام شریعتوں سے زیادہ معتدل اور آسان ہے (گویا دونوں حقیقتوں میں یک گونہ تعلق اور مشابہت ہے جس طرح موسم بہار خوشگوار ہوتا ہے اسی طرح آپ کی شریعت نرم و آسان ہونے کی وجہ سے مرغوب ہے' لہٰذا آپ کی ولادت کو ربیع میں رکھنے سے ایک زبردست مخفی حکمت کا علم ہوتا ہے)

وجہ چہارم

اللہ تعالیٰ کے ارادہ ازلیہ میں یہ تھا‘ کہ ولادت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سہانی گھڑی کو آپ کے وجود مسعود سے مشرف و مکرم کیا جائے اگر آپ مذکورہ بالا اوقات (ماہ رمضان‘ ماہ محرم‘ نصف شعبان اور جمعہ) میں رونق آرائے جہاں ہوتے تو یہ غلط فہمی ہوسکتی تھی کہ شاید آپ کو یہ شرف اعزاز ان اوقات کی وجہ سے حاصل ہے (واللہ تعالیٰ اعلم) انتہی کلام السیوطی

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح ان سے قبل حافظ ابن رجب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرعی جواز پر سوال ہوا تو انہوں نے اپنی کتاب لطائف المعارف میں یہ جواب ارشاد فرمایا

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ عظیم الشان بابرکت دن ہے کہ اس میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر نبوت اتری‘ (مسلم از ابو قتادہ الانصاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں روزے رکھنے مستحب ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر نعمتوں کی بارش ہوئی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اور بعثت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

اس آیت کریمہ کا مفاد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعمت بعثت و رسالت ارض و سماء‘ شمس و قمر‘ روز و شب‘ بادوباراں اور نباتات و جمادات کی تخلیق سے زیادہ بڑی نعمت ہے‘ کیونکہ یہ تمام نعمتیں نسل انسانی کے ان افراد کو بھی عام ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا اور روز حشر خدا کی ملاقات سے انکار کیا اس طرح انہوں نے نعمت خداوندی کی ناشکری کر کے اسے بدل ڈالا۔ جہاں تک بعثت محمدیہ کی نعمت کا تعلق ہے تو اس سے دنیاوی اور اخروی مصالح نکتہ کمال تک پہنچتی ہیں اور اس نعمت عظمیٰ کے سبب سے اللہ کے اس دین کی تکمیل ہوتی ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے اور جس کو قبول کرنے سے دنیا اور آخرت کی سعادتیں ہاتھ آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنا‘ جس میں خدا کا اپنے بندوں پر انعام کرنا متجدد ہو‘ بہت خوب و مستحسن ہے۔

اس کی نظیر یوم عاشوراء کے روزے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے نجات دی۔ یونہی موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو فرعون اور اس کے لشکر سے بچالیا اور فرعون کو لشکر سمیت غرق کر دیا۔ پس اس احسان کے شکر میں نوح علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے روزے رکھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان انبیائے کرام علیہم السلام کی متابعت میں روزہ رکھا اور اس سلسلہ میں یہودیوں سے ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتے ہیں (اور ان کی سنت ادا کرنے کے مستحق ہیں)‘ لہٰذا آپ نے (عاشوراء کا) روزہ خود بھی رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا۔ (ابن رجب کا کلام ختم ہوا)

علامہ دحلان مکی اور قیام تعظیم کا جواز

علامہ سید احمد دحلان مکی اپنی کتاب "سیرت النبی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ لوگوں کی عادت ہے کہ' جب وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا ذکر سنتے ہیں تو فوراً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں' یہ قیام مستحب ہے' کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور امت محمدیہ کے بہت سے علماء جن کی اقتداء کی جاتی ہے قیام کرتے ہیں امام حلبی سیرت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض علماء سے منقول ہے کہ امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ان کے ہم عصر علماء کثیر تعداد میں جمع تھے کہ کسی نعت خواں نے امام صرصری کے یہ نعتیہ اشعار پڑھے۔

قَلِيْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطِّ بِالذَّهَبِ
عَلٰى وَرَقٍ مِّنْ خَطٍّ اَحْسَنَ مَنْ كُتِبِ
وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ
قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْجَثِيْمًا عَلَى الرِّكَبِ

اگر چاندی پر سونے کے حروف سے بہترین کاتب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت لکھے' تب بھی کم ہے اور معزز لوگ ذکر مصطفیٰ ﷺ سن کر صف بستہ قیام کریں یا گھٹنوں پر دو زانو ہوجائیں

یہ اشعار سن کر امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قیام فرمایا اور ان کے ساتھ حاضرین مجلس بھی کھڑے ہوگئے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے واقعات کو بہت سے علماء نے ہر زمانے میں نظم و نثر کے ذریعے مستقل تالیفات میں جمع کیا ہے انہی علماء و مشائخ میں سے قطب شہیر سیدی الشیخ احمد الدردیر المالکی المصری ہیں میں نے ان کی تالیف میلاد کو اس کی جامعیت' اختصار اور جلالت قدر کے پیش نظر نظم میں بیان کیا ہے اور امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مواہب لدنیہ سے اس پر اضافہ کیا ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ فضائل و شمائل اور آپ کی نبوت کے روشن معجزات و دلائل کو ذکر کیا ہے اور ان کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدین ماجدین اجداد کرام اور آل اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اوصاف کا تذکرہ کیا ہے پھر اس نظم کا خاتمہ جامع دعاؤں سے کیا ہے جو پڑھنے والوں کیلئے ان شاء اللہ بہت نافع ہوں گی۔ اس طرح یہ نظم اس موضوع پر منفرد کاوش ہے' مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے پہلے اس پر کسی نے طبع آزمائی کی ہے۔

میں نے اس نظم کی چھ اقسام کی ہیں۔

1 - میلاد شریف پڑھنے کی ترغیب میں
2 - نور محمدی کی تخلیق اور انتقال میں
3 - نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب شریف اور حمل شریف کے بارے میں
4 - مدت حمل کے دوران ظہور پذیر ہونے والے معجزات کے بارے میں
5 - ولادت باسعادت اور معجزات ولادت کے باب میں
6 - رضاعت کے بیان میں

میں نے اس نظم کا نام "النظم البدیع فی مولد الشفیع" رکھا ہے

عرصہ رضاعت کے دوران معجزات و خوارق عادات

برکات رضاعت

سید احمد دحلان کی کتاب "سیرت النبی" میں ہے۔

"عربوں کا یہ رواج تھا' کہ جب ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو دودھ پلانے کے لئے دوسرے قبیلے کی مرضعہ (بچوں کو دودھ پلانے والی عورت) تلاش کرتے' تاکہ وہ شریف الاصل اور فصیح عرب بنے' چنانچہ بنو سعد کی کچھ عورتیں شیرخوار بچوں کی تلاش میں مکہ شریف آئیں۔ حلیمہ سعدیہ بھی ان کے ہمراہ تھیں' ہر عورت کو ایک بچہ مل گیامگر حلیمہ کو کوئی بچہ نہ ملا' حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ ہم میں سے ہر عورت کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کیا گیامگر جب اسے یہ بتایا جاتا کہ یہ مولود یتیم ہے تو وہ لینے سے انکار کردیتی پھر جب ان عورتوں نے واپسی کا عزم صمیم کرلیا تو میں نے اپنے شوہر سے کہا: بخدا! مجھے تو گوارہ نہیں کہ میں خالی ہاتھ گھر لوٹوں' میں اسی یتیم کے پاس جاتی ہوں' تاکہ اسے حاصل کروں' میرے شوہر نے کہا: کوئی حرج نہیں اسی یتیم کو لے آؤ' ہوسکتا ہے اللہ ہمیں اسی بچے میں برکت عطا فرمائے' تو میں گئی اور وہ بچہ لے آئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ جب میں مکہ آئی تو حضرت عبدالمطلب سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: قبیلہ سعد کی ایک عورت ہوں' انہوں نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ تو میں نے جواب دیا "حلیمہ" یہ سن کر حضرت عبدالمطلب مسکرا پڑے اور فرمایا

بَخٍ بَخٍ سَعْدٌ وَحِلْمٌ خَصْلَتَانِ' فَهُمَا خَيْرُ الدَّهْرِ وَعِزُّ الْأَبَدِ

واہ واہ سعد اور حلم دو عظیم خصلتیں جو دنیا کی بھلائی اور ہمیشہ کی عزت کی امین ہیں

اے حلیمہ! میرے ہاں ایک یتیم بچہ ہے میں نے اسے بنی سعد کی عورتوں پر پیش کیا ہے مگر انہوں نے اس یتیم بچے کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے اور کہا: ایک یتیم بچے کے ہاں ہمیں کوئی مالی منفعت حاصل نہ ہوگی' ہم تو (صاحب ثروت) والدین سے انعام و اکرام کی خواہش مند ہیں کیا تو اس مولود مسعود کو گود لینے کے لئے تیار ہے ہوسکتی ہے' تیرے گھر میں سعادتیں اور برکتیں آجائیں۔ تو میں نے کہا: مجھے اپنے شوہر سے مشورہ کرلینے دیجئے۔ فرمایا ہاں مشورہ کرلو' تو میں لوٹ کر اپنے شوہر کے پاس آئی اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ یہ خبر سن کر میرے شوہر کی یہ حالت تھی گویا اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو فرحت و سرور سے بھردیا۔ اس نے کہا: حلیمہ! جاکر اسے فوراً حاصل کرو۔ میں حضرت عبدالمطلب کے پاس آئی تو انہیں اپنا منتظر پایا۔ میں نے کہا: وہ بچہ مجھے دیجئے یہ سن کر ان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ وہ مجھے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے گئے' حضرت آمنہ نے مجھے خوش آمدید کہا: پھر مجھے اس کمرہ میں لے گئیں جہاں ان کے لخت جگر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انتہائی سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے' نیچے ایک سبز ریشمی کپڑا بچھا تھا' آپ پشت کے بل اس پر محو استراحت تھے اور آپ کی خوشبو سے فضا معطر تھی' مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کے حسن وجمال پر اظہار تحسین

کرتے ہوئے آپ کو بیدار نہ کردوں' پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ اطہر پر ہاتھ رکھا تو آپ مسکرانے لگے' آپ نے اپنی سرگمین آنکھیں کھولیں تو ان سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پھیل گیا' میں یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی پھر میں نے آپ کو اٹھا کر سینہ سے لگا لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا' میرے دل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل کرنے کا داعیہ اس لئے پیدا ہوا کہ مجھے اور کوئی بچہ ہاتھ نہ آیا تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دائیں طرف دودھ دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جی بھر کر پیا' پھر بائیں طرف پھیرا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار کردیا اور یہی انداز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعد میں بھی رہا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ الہام فرما دیا تھا' کہ آپ کا ایک دودھ شریک ہے' لہٰذا آپ نے عدل سے کام لیا۔[1]

ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت حلیمہ کی ایک چھاتی میں دودھ نہ آتا تھا جب انہوں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ مبارک میں دیا تو اس میں لبالب دودھ اتر آیا' آپ کے ساتھ آپ کے بھائی نے سیر ہو کر دودھ پیا اور پھر سو گیا حالانکہ اس سے قبل ہم اس کے بھوک سے بیدار رہنے کی وجہ سے سو نہ سکتے تھے۔ (اسے سلانے کے بعد) میرا شوہر اٹھ کر نحیف و ناتواں اونٹنی کے پاس گیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہیں' اس نے اس اونٹنی کا دودھ دوہ کر خود بھی پیا اور میں نے بھی سیر ہو کر نوش جان کیا' اور مزے سے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا: اللہ کی قسم! اے حلیمہ! ہمیں تو بڑی بابرکت ذات نصیب ہوئی ہے۔ میں نے کہا: ہاں! میں بھی یہی امید رکھتی ہوں۔

(گوہر مراد پالینے کے بعد) ہم روانہ ہوئے' میں نے اپنی گدھی پر سوار ہو کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اٹھا لیا۔ اللہ کی قسم! جو گدھی قافلے کی سواریوں کے ساتھ چل نہ سکتی تھی اب انہیں پیچھے چھوڑ گئی یہاں تک کہ میری ہم سفر عورتیں کہنے لگیں اے ابی ذویب کی بیٹی! آہستہ چلو کیا یہ وہی گدھی نہیں ہے جس پر تو سوار تھی جو تمہیں کبھی (بوجہ لاغری) نیچے اترنے پر مجبور کردیتی اور کبھی اٹھالیتی' میں انہیں کہتی بخدا! یہ تو وہی گدھی ہے تو وہ کہتیں واللہ! اب تو اس کی اور ہی شان ہے' پھر ہم اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچے تو علاقہ اللہ کی زمین کا سب سے زیادہ خشک اور قحط زدہ علاقہ تھا۔

مگر میری بکریاں جب شام کو واپس آتیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے تھے اور ان کے تھن دودھ سے لبریز ہوتے تھے' پس ہم انہیں دوہ کر خوب دودھ پیتے جبکہ دوسرے لوگ ایک قطرہ بھی دودھ نہ دوہ سکتے نہ انہیں بکریوں کے تھنوں میں ملتا حتیٰ کہ وہ لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے' تمہارا برا ہو تم وہاں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی واپس آتیں اور ان کے تھنوں سے ایک قطرہ دودھ نہ نکلتا جبکہ میرا ریوڑ شکم سیر دودھ سے معمور واپس آتا' ہم روز بروز اللہ کی طرف سے خیرات و برکات کا ظہور دیکھتے' یہاں تک کہ دو سال بیت گئے۔ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دودھ چھڑا دیا' اس عرصہ میں آپ نے اتنی تیزی سے نشوونما پائی کہ دیگر بچے آپ

1۔ سرگمین آنکھیں' حریم حق کے وہ مشکیں غزال ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا (رضا)

2۔ بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

کے ہم پلہ نہ ہوئے اور دو ہی سال میں آپ قوی اور توانا لڑکے کی مانند ہو گئے۔

ابن سعد حوالہ "کتاب الشواعر" زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل کر لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ان سے فرمایا: جان لو کہ تم نے ایک عظیم الشان بچہ لیا ہے' جب یہ بچہ میرے شکم اطہر میں آیا تو مجھے ان تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑا جن سے عورتیں بوقت حمل دوچار ہوتی ہیں' پھر کسی نے مجھ سے کہا: کہ تم عنقریب ایک بچے کی ماں بننے والی ہو۔ اس کا نام "احمد" رکھنا' وہ سردار جہاں ہو گا' یہ سن کر حلیمہ اپنے شوہر کے پاس گئیں اور اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آگاہ کیا تو وہ بہت خوش ہوا' بعدازاں وہ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر) روانہ ہوئے' ان کی اونٹنی کے تھنوں میں بہت دودھ اتر آیا جسے وہ صبح و شام دوہ لیتے۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' پہلے میرا بیٹا سیر ہو کر نہ پیتا تھا اور بھوک کے مارے سو نہ سکتا تھا اب وہ اور اس کا بھائی جی بھر کر پیتے ہیں اور آرام سے سوتے ہیں اگر ان کے ساتھ تیسرا بھی ہوتا تو وہ بھی سیر ہو جاتا۔

حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو ماہ کے ہوئے تو دونوں طرف کروٹ لے لیتے تھے' تین ماہ کے ہوئے تو پاؤں پر کھڑے ہو گئے' چوتھے مہینے دیوار پکڑ کر چلنے لگے' پانچویں ماہ بذات خود چلنے پر قدرت پالی' آٹھ ماہ کے ہوئے تو وہ بولنا شروع کر دیا کہ آپ کی بات سنائی دینے لگی' نو ماہ کے عمر کو پہنچے تو فصیح زبان میں گفتگو کرنے لگے اور جب دس ماہ کے ہوئے تو بچوں کے ساتھ تیراندازی شروع کر دی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر روزانہ نور آفتاب کی طرح نور اترتا' پھر وہ چھٹ جاتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے دودھ چھوڑنے کے بعد پہلا کلام

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا

فرمایا: بوقت ولادت بھی آپ کی زبان پر یہی کلمات جاری تھے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ کے ہاں آپ کا پہلا کلام جو ایک رات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یہ تھا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ

(اس زمانے میں) آپ جس چیز کو ہاتھ لگاتے' تو کہتے بسم اللہ

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر گھر پہنچی تو بنو سعد کے ہر گھر سے کستوری کی خوشبو آنے لگی' اور سب لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں وارفتہ ہو گئے' لوگوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات کا اعتقاد جاگزیں ہو گیا' یہاں تک کہ کسی کے جسم میں تکلیف ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابرکت ہتھیلی پکڑ کر مقام درد پر رکھتا' تو اللہ کے اذن سے درد کافور جاتا۔ اسی طرح اگر کسی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تو اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ پھیرتے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ کی عمر شریف دو سال ہوگئی تو ہم آپ کو لیکر مکہ شریف آئے حالانکہ ہماری شدید خواہش تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس کچھ عرصہ اور قیام فرمائیں' کیونکہ ہم آپ کی ذات سے برکات کا مشاہدہ کرتے تھے' لہٰذا ہم نے اس بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سے گفتگو کی' میں نے گزارش کی کہ اگر آپ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو توانا ہونے تک ہمارے پاس ہی رہنے دیں تو بہتر ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہم اگلے سال آپ کو لیکر واپس آجائیں گے' کیونکہ مجھے مکہ کے امراض کا خطرہ ہے' میرے شدید اصرار پر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مان گئیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کو ہمارے ساتھ بھیج دیا' اور یہ تا کید کی کہ فوراً واپس چلے جاؤ' کیونکہ مجھے مکہ کی وباؤں کا آپ پر خطرہ محسوس ہوتا ہے۔

حضرت حلیمہ کہتی ہیں مکہ شریف سے واپسی کے دو تین ماہ بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے بکریاں چرا رہے تھے کہ دوپہر کے وقت اچانک آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اس نے مجھ سے اور میرے شوہر سے کہا: کہ سفید لباس میں ملبوس دو آدمیوں نے میرے قرشی بھائی کو پکڑ کر لٹا دیا ہے اور اس کا پیٹ چاک کردیا ہے وہ دونوں اس کے پیٹ میں ہاتھ ڈال رہے ہیں تو میں اور آپ کا باپ یہ سن کر آپ کی طرف بھاگے ہم نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہے' کیونکہ آپ فرشتوں کو دیکھ کر ہیبت زدہ تھے ورنہ پیٹ چاک کرنے سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی تھی۔ میں نے اور آپ کے باپ نے آپ کو گلے لگا لیا اور پوچھا: بیٹا! کیا ہوا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ دو آدمی سفید کپڑوں میں ملبوس' میرے پاس آئے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ اس نے کہا: "ہاں!" تو انہوں نے تیزی کے ساتھ آکر مجھے زمین پر لٹا دیا' پھر شکم چاک کرکے اس میں کوئی چیز تلاش کی پھر اسے نکال کر باہر پھینک دیا۔ میں نہیں جانتا وہ کیا چیز تھی؟

حلیمہ کہتی ہیں ہم آپ کو اپنے خیمے میں لے آئے' آپ کے والد نے مجھ سے کہا: حلیمہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بچے کو آسیب کا اثر ہوگیا ہے' قبل اس کے کہ یہ آسیب کا اثر ظاہر ہو اسے اس کے گھر والوں تک پہنچا دو اور اپنی امانت واپس لوٹا دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میرے شوہر نے مجھ سے کہا: میرا خیال ہے کہ اس کو علاج معالجہ کیلئے اس کی ماں کے پاس بھیج دو۔ بخدا! اس کو جو مصیبت آئی ہے وہ فلاں قبیلے کے لوگوں کے حسد کی وجہ سے آئی ہے' کیونکہ انہوں نے اس کی عظیم برکات کا مشاہدہ کیا' چنانچہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر مکہ مکرمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئے' اس وقت آپ کی عمر شریف باختلاف روایات چار سال یا پانچ یا دو سال کچھ ماہ تھی۔[1]

شق صدر کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بڑے ہوئے تو باہر نکل کر بچوں کو کھیلتا دیکھتے مگر آپ کھیلنے سے اجتناب فرماتے' مجھ سے فرماتے اماں جان! مجھے دن کے وقت اپنے بہن بھائی نظر نہیں آتے' یعنی عبداللہ انیسہ اور شیماء

تو میں کہتی میری جان آپ پر قربان! وہ بکریاں چرانے کیلئے گئے ہیں شام کو لوٹیں گے' آپ فرماتے مجھے ان کے ساتھ بھیج دیجئے' چنانچہ آپ خوشی خوشی جاتے اور خوش و خرم لوٹ کر آتے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ وہ گئے مگر دوپہر کے وقت آپ

[1] البدایہ ایضاً ۲/۲۵۵

کا رضاعی بھائی بھاگتا ہوا آیا وہ خوفزدہ تھا' اسے پسینہ آرہا تھا اور وہ رو رہا تھا' اس نے پکار کر کہا: اے اماں اے ابا! میرے بھائی محمد تک پہنچو نہ پہنچو گے تو وہ مرجائیں گے' میں نے پوچھا: بات کیا ہے؟ اس نے کہا: ہم کھڑے تھے کہ ایک شخص نے آکر آپ کو ہمارے درمیان سے اچک لیا اور ہمارے سامنے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور آپ کے شکم مبارک کو چیر دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ یہ سن کر میں اور میرا شوہر آپ کی طرف لپکے جب ہم پہنچے تو اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے تھے' آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی تھیں اور آپ مسکرا رہے تھے' میں نے جھک کر آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا: میں قربان! آپ کو کس نے خوفزدہ کیا؟ فرمایا: اماں جان خیر ہے' میں کھڑا تھا' کہ تین آدمی میرے پاس آئے ایک کے ہاتھ میں سونے کا آب خورہ تھا دوسرے کے ہاتھ میں موتیوں کا سبز تھال تھا' وہ مجھے اٹھاکر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے تو ان میں سے ایک نے مجھے زمین پر لٹا دیا اور سینہ شق کردیا۔ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر مجھے درد کا احساس نہ ہوا۔ (باقی واقعہ پہلے بیان ہوچکا ہے)

امام سید احمد دحلان سیرت النبی میں تحریر فرماتے ہیں

شق صدر کا واقعہ کتب حدیث میں بکثرت آیا ہے' بعض روایات میں ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قصے کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: ہم اسی حالت میں وہاں موجود تھے کہ سارے قبیلے والے آگئے' میری رضاعی ماں ان کے آگے یہ کہہ رہی تھی۔ اے میرے ناتوان معصوم بچے! تو فرشتوں نے جھک کر مجھے سینے سے لگایا اور میرے سر اور پیشانی کو چوما اور کہا: آپ کو یہ حالت ضعف مبارک ہو' میری ماں نے پھر پکار کر کہا: اے دریگانہ! تو فرشتوں نے دوبارہ ایسا ہی کیا اور کہا: آپ کو یہ یکتایت مبارک ہو' مگر آپ تنہا نہیں ہیں' اللہ کی ذات فرشتے اور جہاں بھر کے اہل ایمان آپ کے ساتھ ہیں' پھر میری دائی نے صدا دی۔ اے میرے یتیم بچے! آپ کو قوم میں کمزور سمجھا گیا تو فرشتوں نے آپ کو پھر چوما اور کہا: یہ حالت یتیمی آپ کو مبارک ہو' آپ اللہ کی بارگاہ میں کتنے معزز ہیں؟ اگر آپ کو معلوم ہوجائے کہ آپ کے ساتھ کتنی بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے؟ تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اسی اثناء میں قبیلے والے وادی کے کنارے تک پہنچ گئے' میری ماں نے مجھے دیکھ کر کہا: اللہ کرے آپ زندہ ہوں' پھر جھک کر مجھے اپنے سینے سے لگایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں اپنی رضاعی ماں کی گود میں تھا مگر میرے ہاتھ فرشتوں کے ہاتھوں میں تھے مگر قوم انہیں دیکھ نہیں سکتی تھی ان میں سے ایک شخص نے میری طرف رخ کرکے کہا: اس بچے کو جنون ہوگیا ہے یا آسیب کا اثر ہوگیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ مجھے دکھانے اور دوا کرنے کے لئے کاہن کے پاس لے گئے۔ میں نے ان سے کہا: لوگو! مجھے ایسی کسی چیز کا اثر نہیں' میرے اعضاء سلامت ہیں میرا دل صحیح ہے اور مجھے کوئی بیماری نہیں' میرے رضاعی باپ نے ان سے کہا: کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ اس بچے کی گفتگو بالکل صحیح ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسے کوئی تکلیف نہیں' مگر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کاہن کے پاس لے جانے پر اتفاق کرلیا' چنانچہ وہ میری ہمراہی میں آپ کو کاہن کے پاس لے گئے اور اسے سارا ماجرا سنایا تو کاہن نے کہا: تم خاموش رہو میں اس بچے سے خود سنوں گا' کیونکہ وہ تم سے زیادہ اپنا معاملہ جانتا ہے۔ پھر اس نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے اسے اول سے آخر تک سارا قصہ سنا دیا۔ وہ سن کر اچھلا اور مجھے اپنے سینے سے لگا لیا' پھر بلند آواز سے کہا: ہائے عربوں کی بربادی! شر نزدیک آگیا ہے' اس بچے کو قتل کردو اور اس کے ساتھ مجھے بھی مار ڈالو' لات و

عزیٰ کی قسم! اگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور یہ عالم شباب کو پہنچ گیا تو تمہارا دین بدل ڈالے گا' تمہیں اور تمہارے آباؤ اجداد کو بے عقل ٹھہرائے گا' اور تمہاری روش کی مخالفت کرے گا' یہ تمہارے پاس ایسا دین لائے گا جو تم نے سنا تک نہیں' میری اماں نے اس کی بات سنی تو مجھے فوراً اس کی گود سے اٹھالیا اور کہا: اے کاہن! تو پاگل اور مجنون ہے مجھے پتہ ہوتا کہ تو اس طرح کی بات کرے گا تو میں تیرے پاس اس بچے کو نہ لاتی تو اپنے لئے اس شخص کو تلاش کر جو تجھے قتل کرڈالے' میں تو اپنے بچے کو ہرگز قتل نہیں کرسکتی پھر میں اپنے بچے کو اٹھا کر گھر لے آئی جب بنی سعد کے محلے میں پہنچی تو آپ کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی۔

(واقعہ شق صدر کے بعد) ہر روز دو سفید پوش آدمی آپ کی خدمت میں اترتے اور آپ کے کپڑوں میں غائب ہوجاتے اور نظر نہ آتے' لوگ مجھے کہتے حلیمہ! اس بچے کو اس کے دادا کے پاس لوٹا دو اور یہ امانت واپس کردو' پس میں نے اس بات کا ارادہ کرلیا۔ اس وقت ایک منادی کی آواز آئی اے بطحائے مکہ! تجھے مبارک ہو۔ آج تیرا نور تیری طرف جارہا ہے تیرا قرض تیری دولت اور تیرا کمال تیرے سپرد کیا جارہا ہے اور تجھے ہمیشہ کیلئے ذلت و رسوائی سے محفوظ و مامون کیا جارہا ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شق صدر کا سارا واقعہ حضرت عبدالمطلب کو بتا دیا' فرمایا: اے حلیمہ! میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے اے کاش! میں اس کے زمانہ بعثت تک جیتا رہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوٹانے کیلئے مکہ شریف آئیں تو مکہ کے بالائی حصہ میں آپ کہیں گم ہوگئے' حضرت حلیمہ فرماتی ہیں مجھے معلوم نہ تھا' کہ آپ کہاں ہیں؟ تو حضرت عبدالمطلب نے اٹھ کر یہ دعا کی۔

یَارَبِّ رُدَّ وَلَدِیْ مُحَمَّدًا اُرْدُدْہُ رَبِّیْ وَاصْطَنَعْ عِنْدِیْ یَدًا

اے پروردگار! میرے بیٹے محمد کو لوٹا دے اور مجھ پر احسان کر

تو آسمان سے ایک ہاتف کی آواز سنائی دی جو کہہ رہا تھا' اے لوگو! شوروغل نہ کرو' محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پروردگار آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رائیگاں جانے دے گا' یہ سن کر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: ہمارے پاس میرا بیٹا کون لائے گا۔ تو ہاتف نے کہا: کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وادی تہامہ میں ایک بابرکت درخت کے پاس ہیں' پس حضرت عبدالمطلب سوار ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے۔ ورقہ بن نوفل آپ کے پیچھے تھے' وہاں پہنچ کر دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے ہیں اور اس کی ایک شاخ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے پوچھا: بیٹا! آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں' عبدالمطلب نے کہا: میں آپ کا دادا ہوں' میری جان آپ پر قربان ہو پھر آپ کو اٹھاکر گلے لگا لیا اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو تھے' پھر مکہ لوٹ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے آگے زین کے اگلے حصہ پر بٹھایا' اور اس خوشی میں بکری اور گائے ذبح کرکے اہل مکہ کی ضیافت کی' بعض مفسرین نے آیت وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی کو اسی قصہ پر محمول کیا ہے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گمشدگی کا واقعہ دوبار ہوا۔ دوسری بار جب آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم گم ہوئے تو کسی شخص نے آپ کو اپنی اونٹنی پر سوار کر کے آپ کے دادا جان تک پہنچا دیا اور کہا: آپ جانتے نہیں آپ کے بیٹے سے کیا رونما ہوا ہے؟ پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں نے اونٹنی بٹھا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیچھے بٹھایا تو اونٹنی نے اٹھنے سے انکار کر دیا' پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آگے بٹھایا تو اٹھ کھڑی ہوئی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہر مکہ میں

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں جب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ شریف لیکر آئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ نے کہا: اتنی جلدی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیوں لے آئی ہو حالانکہ تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھنے کے شدید خواہش مند اور متمنی تھے میں نے جواب دیا اللہ نے ہمیں ہمارا فرض پورا کرنے کی توفیق عطا کی ہے اب مناسب سمجھا ہے کہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں' کہیں کوئی ناگوار حادثہ نہ واقع ہو جائے' فرمایا: سچ سچ بتاؤ! کیا واقعہ رونما ہوا ہے؟ چنانچہ ان کے اس اصرار پر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سارا واقعہ بتا دیا۔ یہ سن کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے حلیمہ! کیا تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ میرے بیٹے کو شیطان اذیت پہنچائے گا' میں نے کہا: ہاں! فرمایا: ہرگز نہیں' شیطان کو میرے معصوم تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا' کیونکہ میرا بیٹا بڑی شان کا مالک ہے' فرمایا: کیا تمہیں آپ کے کچھ احوال نہ بتاؤں' عرض کیا ضرور بتایئے' تو فرمایا:

جب میرا یہ بیٹا میرے بطن میں آیا تو ان دنوں میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے اندر سے ایک نور خارج ہوا جس کی روشنی میں مجھے سرزمین شام کے مقام بصریٰ کے محلات نظر آئے' مدت حمل کے دوران مجھے عورتوں کی سی گرانی محسوس نہ ہوئی اور ولادت کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ زمین پر ٹیکے ہوئے تھے اور سر اقدس آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا' اب تمہیں جانے کی اجازت ہے۔

ایک یہودی گروہ کا مکروہ ارادہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ میرے پاس سے گزرا تو انہوں نے میرے بیٹے کے بارے میں دریافت کیا' تو میں نے ان کو آپ کے حمل و ولادت اور وقت ولادت خواب کے بارے میں بتایا جو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ماں سے سن رکھا تھا' نیز وہ واقعات بھی بتائے جو دوران رضاعت میں نے مشاہدہ کئے تھے' اور میں نے ان تمام واقعات کو اپنی طرف منسوب کیا (گویا کہ حضرت حلیمہ ہی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنم دیا ہو) یہ سن کر یہودی ایک دوسرے سے کہنے لگے' اس کو قتل کر ڈالو' پھر انہوں نے پوچھا: کیا یہ یتیم ہے تو حضرت حلیمہ نے کہا: نہیں یہ اس کا ابا ہے اور میں اس کی ماں ہوں' تو انہوں نے کہا: اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اسے قتل کر ڈالتے' کیونکہ یتیم ہونا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔

ایک کاہن کی پیشین گوئی

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر عکاظ کے بازار میں

آئیں' تو وہاں ایک کاہن نے آپ کو دیکھ کر کہا: اے اہل عکاظ! اس بچے کو قتل کر ڈالو' کیونکہ یہ ایک سلطنت کا مالک بننے والا ہے' چنانچہ حضرت حلیمہ راستہ بدل کر نکل گئیں اور اللہ نے آپ کو بچالیا۔

قیافہ شناسوں کا واویلا

علامہ سمہودی کی وفاء الوفا میں ہے۔

"جب عکاظ کا میلہ لگا تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر بنو ہذیل کے قیافہ شناس کے پاس گئیں' لوگ اس قیافہ شناس کو اپنے بچے دکھایا کرتے تھے' تو اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر شور مچایا: اے گروہ ہذیل! اے معشر عرب! اس کی پکار سن کر میلے والے اس کے پاس اکٹھے ہوگئے تو اس نے کہا: اس بچے کو قتل کر ڈالو' یہ سنتے ہی حضرت حلیمہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر وہاں سے کھسک گئیں۔ لوگ سوال کرنے لگے' کونسا بچہ؟ اس نے کہا: یہ بچہ' مگر انہیں کوئی بچہ نظر نہ آیا' پھر پوچھا گیا' وہ بچہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا ابھی میں نے ایک بچہ دیکھا ہے' مجھے اپنے معبودان (باطل) کی قسم! وہ تمہارے ہم عقیدہ لوگوں کو قتل کرے گا' تمہارے خداؤں کو پاش پاش کرے گا اور اپنے دین کو تمہارے اوپر غالب کرے گا"

یہ سن کر لوگوں نے آپ کو تلاش کیا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ نہ آئے۔"

ابن سعد اور ابن الطراح کی روایت ہے کہ ایک ہذلی شیخ چلانے لگا ہائے بنو ہذیل! اور اس کے (باطل) خداؤں کی بربادی' یہ بچہ آسمانی حکم کا منتظر ہے اس طرح وہ لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اکسانے لگا' مگر زیادہ دیر نہ گزری کہ اسکی عقل زائل ہوگئی یہاں تک کہ مرگیا۔

(یہاں اسی قسم کی دو روایات ابونعیم سے منقول ہیں خوف طوالت و تکرار کے پیش نظران کے ترجمہ کی ضرورت نہیں)

اسی طرح کا ایک واقعہ سیرت ابن ہشام میں ہے' لہب کا ایک شخص قیافہ شناس تھا وہ جب مکہ شریف آیا تو قریش کے مرد اپنے بچے دکھانے کیلئے اس کے پاس لاتے' وہ قیافہ شناسی کے ذریعے ان کے احوال ان کو بتاتا' ابوطالب بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لڑکپن میں اس کے پاس لائے۔ اس نے آپ کو دیکھنے کے بعد منہ پھیرلیا جب وہ اپنی مصروفیات سے فارغ ہوا تو کہا: وہ بچہ اب میرے پاس لے آؤ' پھر تاکید کے ساتھ کہنے لگا تمہاری بربادی ہو وہ بچہ میرے سامنے لاؤ جو ابھی میں نے دیکھا ہے بخدا! وہ بڑی شان کا ہوگا جب ابوطالب نے اس کی شدید خواہش دیکھی تو آپ کو چھپا کر چلتے بنے۔

ایک عیسائی گروہ کی تمنا

سیرت ابن ہشام ہی میں ہے کہ حبشہ کے ایک عیسائی گروہ نے آپ کو دیکھا جس وقت آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ دودھ چھڑانے کے بعد آپ کو مکہ لارہی تھیں' انہوں نے غور سے آپ کے شانوں کے درمیان مہرنبوت اور آپ کی آنکھوں میں سرخی کو دیکھا اور آپ کو چوما' پھر پوچھا: کیا اس بچے کی آنکھیں خراب ہیں؟ میں نے کہا: نہیں' اس کی یہ سرخی دائمی ہے۔ اس کے بعد کہا: کیا ہم اس بچے کو اپنے ہمراہ اپنے وطن لے جائیں؟ کیونکہ اس کی بہت بڑی شان ہونے والی ہے اور ہم اس کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں؟ مگر حضرت حلیمہ نے ان سے انکار کیا اور آپ کو لیکر آپ کی والدہ ماجدہ کے

پاس آگئیں۔

بادلوں کا سایہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ شریف سے لوٹنے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت خیال رکھتی تھیں اور زیادہ دور نہیں جانے دیتی تھیں۔ ایک دوپہر آپ سے کچھ غافل ہوگئیں (تو آپ بہن بھائیوں کی طرف ریوڑ میں چلے گئے) وہ پریشان ہوکر آپ کی تلاش میں نکلیں۔ یہاں تک کہ آپ کو رضاعی بہن شیماء کے ساتھ دیکھا' غصے سے کہا: اس سخت گرمی میں؟ تو آپ کی بہن نے کہا: اماں! میرے بھائی کو دھوپ نہیں لگی' میں نے دیکھا کہ ایک بادل ان پر سایہ کناں تھا یہ رکتے تو وہ ٹھہر جاتا' آپ گامزن ہوتے تو وہ بادل بھی چل پڑتا' حتیٰ کہ یہ یہاں بھی پہنچ گئے تو حلیمہ کہنے لگیں' بیٹی! کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟ تو شیماء نے کہا: اللہ کی قسم! یہ بات بالکل سچی ہے۔

یہ سن کر حلیمہ نے کہا: میں اس شر سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں جس کا مجھے اپنے بیٹے پر اندیشہ محسوس ہوتا ہے۔

بعض علماء کی روایت ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعض اوقات ایک بادل کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سایہ کناں دیکھتی تھیں جب آپ ٹھہرتے تو وہ رک جاتا اور جب آپ خرام ناز فرماتے تو وہ چل پڑتا۔

(یہ بھی حقیقت ہے کہ) آپ کی اٹھان اور عالم شباب دوسرے جوان لڑکوں کی مانند نہ تھا۔

اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوثروان کی زبان پر

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امام زہری سے نقل کرتے ہیں کہ جب بنو ہوازن کا وفد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا تو ان میں آپ کا رضاعی چچا ابوثروان بھی تھا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالت رضاعت میں دیکھا تو کوئی رضیع (دودھ پینے والا بچہ) آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اسی طرح آپ نے دودھ چھوڑا تو کوئی دودھ چھوڑنے والا بچہ آپ کا ہم پایہ نہ تھا' پھر جوان ہوئے تو کسی جوان کو آپ کا ہم سر نہیں دیکھا بلاشبہ حسن و جمال اور باطنی کمال کی آپ کی ذات میں تکمیل ہوگئی ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لوریاں

ازدی کی کتاب "الترقیص" میں ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کلمات سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوریاں دیتی تھیں۔

يَارَبِّ اِذْ اَعْطَيْتَهٗ فَاَبْقِهٖ
وَاَعْلِهٗ اِلَى الْعُلَاءِ وَارْقِهٖ
وَادْحَضْ اَبَاطِيْلَ الْعِدَا بِحَقِّهٖ

اے پروردگار! جب تو نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے' تو اسے حیات جاوداں دے اور اسے انتہائی بلندی عطا فرما اور اس کے وسیلے سے دشمن کے تمام باطل منصوبے خاک میں ملا۔

اسی طرح آپ کی رضاعی بہن شیماء جھوم کر یہ کہتی۔

هٰذَا اَخٌ لِّیْ لَمْ تَلِدْهُ اُمِّیْ
وَلَیْسَ مِنْ نَسْلِ اَبِیْ وَ عَمِّیْ
فِدْیَتُهٗ مِنْ مَّخُوْلٍ مُّعَمٍ
فَانْمِهٖ اَللّٰهُمَّ فِیْمَنْ تُنْمِیْ

یہ میرا بھائی ہے مگر میرا ماں جایا نہیں نہ میرے والد اور چچا کی نسل سے ہے' مگر میں اپنے ماموں چچا کے تمام رشتے اس پر قربان کرتی ہوں' اے اللہ! اسے پروان چڑھا' ان لوگوں کے درمیان' جنہیں تو بڑھاتا ہے۔

شیماء ان اشعار کو بھی بوقت لوری پڑھتی۔

یَارَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا
حَتّٰی نَرَاهُ یَافِعًا وَّاَمْرَدَا
ثُمَّ نَرَاهُ سَیِّدًا مُّسْتَوْدَا
وَاکْبِتْ اَعَادِیْهِ مَعًا وَالْحَسَدَا
وَاَعْطِهٖ عِزًّا یَّدُوْمُ اَبَدًا

اے رب! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ہمارے لئے عمر دراز دے' یہاں تک کہ ہم آپ کو بھرپور جوانی اور عالم شباب میں دیکھ لیں' پھر آپ کو سردار و مطاع دیکھیں اور آپ کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل و رسوا فرما اور آپ کو لافانی عزت عطا فرما

ازدی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے شیماء کی اس حسین دعا کو شریف قبولیت عطا فرمایا:

میں کہتا ہوں' دوسروں کا تو ذکر ہی کیا' اللہ تعالیٰ نے ازل سے ہی تمام انبیائے کرام پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت و قیادت کو ثابت و متحقق کردیا' جیسا کہ آیت کریمہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ کا مفاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا فرمایا' مثلاً آپ کی ولادت سے پہلے اصحاب فیل کو برباد کیا اور دنیا و آخرت میں وہ سیادت اور دائمی عزت بخشی ہے کہ مخلوق میں سے کوئی اس میں شریک نہ ہوا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا شیماء کے دل میں القا فرمائی تھی کہ یہ کمالات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہونے والے ہیں۔

باب چہارم

بعثت سے پہلے کے
معجزات اور
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
پاکیزہ جوانی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معصوم عالم شباب

امام احمد بن زینی دحلان مکی اپنی کتاب سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر کتابوں میں ارشاد فرماتے ہیں۔
"اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عہد جاہلیت کی آلائشوں اور خامیوں سے محفوظ رکھا' کیونکہ وہ آپ کو اپنی شریعت کا امین بنانے والا تھا اور اس شریعت کے ذریعے آپ کو عزت و کرامت سے نوازنے والا تھا یہاں تک کہ آپ حسن خلق کے نکتہ کمال تک پہنچ گئے اور فحاشی اور برے اخلاق' جن سے مرد آلودہ ہوتے ہیں' آپ انتہائی منزہ اور پاک رہے آپ مروت میں ساری قوم سے بڑھ کر' حسن معاشرت میں سب اعلیٰ اور معزز' حق ہمسائیگی میں سب سے بہتر' حلم میں سب سے زیادہ' امانت میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور بات میں سب سے زیادہ سچے تھے' اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مقدسہ میں امور صالحہ اور پسندیدہ افعال مثلاً حلم' صبر' شکر' عدل' زہد' تواضع' عفت' جود و کرم' شجاعت اور حیاء کو جمع فرما دیا تھا' ان صفات کمالیہ کے چند واقعات ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

ستر کی حفاظت

سیرت حلبیہ میں ابن اسحاق سے منقول ہے' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک دن قریشی بچوں کے ساتھ (کھیل رہا) تھا' ہم پتھر اٹھا اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ رہے تھے اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور اس پر پتھر ڈھونے لگا' میں بھی ان کے ساتھ آ جا رہا تھا' اچانک کسی نادیدہ وجود (یعنی فرشتے) نے مجھے طمانچہ رسید کیا' پھر کہا: جلدی کرو اپنا تہبند باندھ لو' چنانچہ میں نے اپنا تہبند باندھ لیا اور پھر پتھر ڈھونے میں مصروف ہو گیا' اس وقت تمام لڑکوں میں صرف میں نے ہی ازار بند باندھ رکھا تھا۔

ستر پوشی کا الٰہی اہتمام

دوسرا واقعہ ابوطالب کے بئر زم زم کو درست کرنے کا ہے' ابن اسحاق سے روایت ہے اور ابونعیم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ ابوطالب زمزم کا کنواں صاف اور درست کر رہے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ ابھی بچے تھے' پتھر ڈھو ڈھو کر لا رہے تھے' آپ نے پتھروں کی خراش سے بچنے کیلئے اپنا ازار بند اپنے کندھے پر رکھ لیا تو برہنہ ہوتے ہی آپ پر غشی طاری ہو گئی' جب افاقہ ہوا تو ابوطالب نے آپ سے پوچھا: (کہ آپ کے ساتھ کیا پیش آیا؟ آپ نے جواب دیا کہ کوئی سفید پوش میرے پاس آیا اور اس نے کہا: فوراً پردہ کر لیجئے' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے (عالم غیب کے متعلق) یہی واقعہ مشاہدہ فرمایا کہ آپ کو غیب سے کسی نے ستر ڈھانپنے کا حکم دیا' اس دن کے بعد کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام ستر دیکھا نہیں گیا۔
ایک اور واقعہ تعمیر کعبہ کے وقت کا ہے بخاری اور مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ شریف کیلئے پتھر اٹھا رہے تھے آپ نے ازار بند پہن رکھا تھا' آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے بھتیجے! اگر آپ اپنا ازار بند کھول کر کندھے پر رکھ لیں تو اس کے ذریعے آپ

پتھروں کی خراش سے بچ سکتے ہیں' چنانچہ آپ نے اسے کھول کر کندھے پر رکھا ہی تھا' کہ آپ غش کھا کر گر پڑے' اس کے بعد آپ کبھی بھی بے ازار اور عریاں نہ ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام)

بیہقی اور ابو نعیم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں اور میرا بھتیجا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی گردنوں پر پتھر اٹھا رہے تھے اور ہم اپنے تہبند پتھروں کے نیچے رکھ رہے تھے جب لوگ آگئے تو ہم نے تہبند باندھ لئے' میں چل رہا تھا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے آگے تھے کہ اچانک آپ گر پڑے تو میں دوڑ کر آیا اس وقت آپ کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی' میں نے پوچھا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ تو آپ نے اٹھ کر فوراً تہبند باندھ لیا اور فرمایا: مجھے بے ستر چلنے سے منع کردیا گیا ہے۔ میں اس بات کو اس اندیشہ سے چھپاتا تھا' کہ مبادا لوگ مجھے مجنوں کہیں۔

بیہقی اور ابو نعیم نے اسی قسم کی ایک اور روایت ابو الطفیل سے بھی نقل کی ہے۔

شرکیہ میلے سے احتراز

ابن سعد وغیرہ ائمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں' مجھے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں "بوانہ" بت کے پاس میلا لگتا تھا' لوگ اس بات کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور اس کی تعظیم بجا لاتے تھے' اس کیلئے قربانیاں کی جاتیں' اس کے قریب حلف لئے جاتے اور ہر سال صبح سے شام تک ایک روز آسن مارا جاتا' ابوطالب بھی اپنی قوم کے ساتھ اس میلے میں شرکت کرتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس میلہ میں آنے کیلئے کہتے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ انکار فرما دیتے۔

ام ایمن کہتی ہیں میں نے (ایک بار) دیکھا کہ ابوطالب اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھیاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انتہائی ناراض ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ آپ کو ہمارے خداؤں سے اجتناب کی وجہ سے کوئی نقصان ہو سکتا ہے' اے محمد! کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ اپنی قوم کے ہمراہ میلے میں آئیں اور آپ کی قوم زیادہ نظر آئے وہ اسی طرح اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک بار آپ کو میلے میں لے گئے مگر آپ انتہائی خوفزدہ ہو کر واپس آگئے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کو کس چیز نے خوفزدہ کیا ہے؟ فرمایا: مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں مجھے شیطان کی اذیت نہ پہنچے' وہ کہنے لگے نہیں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شیطان کی آزمائش میں نہیں ڈالے گا' کیونکہ آپ میں نیکی کی خصلتیں موجود ہیں۔ فرمایا: جب بھی میں کسی بت کے قریب آتا ہوں جو بوانہ کے بڑے بت کے پاس پڑے ہیں تو ایک گورا دراز قد شخص پکار کر مجھے کہتا ہے' اے محمد! اس بت کو ہاتھ نہ لگانا' اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی ان کے میلے میں نہیں گئے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا:

غیر اللہ کے ذبیحہ سے حفاظت

ابو نعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ زید بن عمرو بن نفیل غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے ہر جانور کو ناجائز اور برا سمجھتے تھے' وہ قریش سے کہتے' بکری کو اللہ نے پیدا کیا' اس کے لئے آسمان سے پانی اتارا اور زمین سے گھاس اگائی' پھر تم اسے غیر اللہ کی

بھینٹ چڑھاتے ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے بتوں کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کا گوشت کبھی چکھا تک نہیں' یہاں تک کہ مجھے اللہ نے رسالت سے معزز فرمایا۔

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ جانوروں کے گوشت کو ترک کرنے کا ایک سبب وہ بات تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زید بن عمرو سے سنی تھی۔ دراصل یہ آپ کے اپنے عقیدہ کی تاکید تھی ورنہ اس ترک کا اصلی سبب تو ایام جاہلیت کی تمام آلائشوں اور گندگیوں سے خدائی حفاظت اور عصمت تھی۔

بت پرستی اور شراب نوشی سے نفرت

ابو نعیم اور ابن عساکر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بت کی پوجا کی ہے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں' پوچھا گیا: کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی شراب پی ہے؟ فرمایا: قطعاً" نہیں' میں ہمیشہ سے یہ جانتا تھا' کہ یہ اہل عرب حالت کفر پر ہیں' حالانکہ اس وقت مجھے قرآن اور ایمان کی دعوت کی خبر تک نہ تھی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں کچھ بڑا ہوا تو مجھے بتوں سے نفرت ہوگئی' اسی طرح شعر میرے نزدیک مبغوض ہوگئے۔

احمد بن عروہ بن زبیر کہتے ہیں مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک ہمسائے نے بتایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا' اللہ کی قسم! میں ہرگز لات کی پوجا نہیں کروں گا۔ بخدا میں عزیٰ کی کبھی عبادت نہ کروں گا۔

شرکیہ مشاہد سے اجتناب

ابو یعلی ابن عدی بیہقی اور ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرکین کے ساتھ ان کے مشاہد میں جاتے تو ایک دن پیچھے سے دو فرشتوں کی آواز سنی ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا آؤ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوں۔ اس نے کہا: ہم پیچھے کیسے کھڑے ہوسکتے ہیں؟ اس وقت تو مشرکوں کی صنم بوسی کا وقت ہے' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی مشرکین کے ساتھ ان کے مشاہد میں تشریف نہ لے گئے۔ امام طبرانی اور بیہقی "صنم بوسی" کے ضمن میں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرکوں کے ساتھ صنم بوسی کیلئے نہ جاتے بلکہ مشاہد میں حلف وغیرہ کی رسموں میں شرکت کیلئے جاتے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مطالب عالیہ میں فرماتے ہیں' ائمہ محدثین نے اس حدیث کا عثمان بن ابن شیبہ پر شدید انکار کیا ہے۔

ابن راہویہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کبھی بھی ایام جاہلیت کی کسی برائی یا قباحت کا ارادہ نہیں کیا سوائے دو مواقع کے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر ان دونوں مواقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے ارتکاب قباحت سے محفوظ فرمایا: کہ ہم مکہ کے

پہاڑوں پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے' ایک رات میں نے اپنے ساتھی چرواہے سے کہا: آج ذرا میری بکریوں کا خیال رکھنا میں مکہ جاتا ہوں اور وہاں قصے کہانیاں سن کر آجاتا ہوں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے جائیے تو' میں مکہ چلا آیا جب میں آبادی کے قریب پہنچا تو مجھے گانے' دفوف اور مزامیر کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں جو گا بجا رہے ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ فلاں شخص کی فلاں عورت کے ساتھ شادی ہے' میں سننے کے لئے بیٹھا ہی تھا' کہ نیند کا مجھ پر غلبہ ہوگیا' میری آنکھ لگ گئی اور رات بھر سویا رہا' صبح سورج کی کرنوں نے مجھے جگایا تو میں اپنے ساتھی کے پاس لوٹ آیا۔ اس نے پوچھا: رات کیسی رہی؟ تو میں نے اسے سارا ماجرا کہہ سنایا' ایک رات پھر میں نے اپنے ساتھی سے کہا: میری بکریوں کی نگرانی رکھنا' میں مکہ میں داستان سرائی کی محفل میں جاتا ہوں۔ اس رات بھی وہی واقعہ پیش آیا تو اس کے بعد میں نے کبھی اس خواہش کا اعادہ کیا' نہ کبھی ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے مجھے دولت نبوت سے سرفراز فرمایا۔

امام سیوطی امام ابن حجر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد متصل حسن ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

صداقت کی شہادت

بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کے ایک ایک خاندان کو صدا دی اور فرمایا: اگر میں تم کو یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر ہے (جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے) تو کیا میری بات مان لو گے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ ہم نے کبھی آپ سے جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا' فرمایا: پھر میں تمہیں ایک زبردست عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔

امور دنیا میں کامیابی

نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام جب کسی کام کیلئے تشریف لے جاتے تو اس میں کامیاب لوٹتے۔ حاکم تصحیح کے ساتھ کندیر بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں حج کیا' میں نے دیکھا ایک آدمی دوران طواف کہہ رہا ہے۔ رَدِّ اِلَیَّ رَاکِبِیْ مُحَمَّدًا

یَا رَبِّ رَدِّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ یَدًا

اے پروردگار! محمد مجھے لوٹا دے اور مجھ پر احسان فرما۔

میں نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ عبدالمطلب ہیں' انہوں نے اپنے بیٹے کو اونٹوں کی تلاش میں بھیجا ہے' وہ جب بھی اسے کسی غرض کے لئے بھیجتے ہیں تو وہ کامیاب واپس آتا ہے مگر اس بار اس نے دیر کردی ہے' ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹ لیکر پہنچ گئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے پاس

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدامجد عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کی کفالت آپ کے چچا ابو طالب نے

کی' وہ قلاش تھے' ان کا کنبہ جب بھی کھانا کھاتا' تنہا یا مل کر' افراد خانہ بھوکے ہی رہتے' کبھی سیر نہ ہوتے مگر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ کھاتے تو سیر ہوجاتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابوطالب انہیں صبح یا شام کا کھانا دیتے تو کہتے' ٹھہرو ذرا میرے بیٹے کو آلینے دو۔ پس نبی اکرم تشریف لے آتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو وہ سب پیٹ بھر کر کھالیتے اور کھانا بچ بھی جاتا اور جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل خانہ سے پہلے دودھ پیتے اور پھر پیالہ ان کے سپرد کرتے تو وہ سب اسی ایک پیالے سے سیراب ہوجاتے' حالانکہ ان میں سے ہر ایک بڑا پیالہ نوش کرجاتا' اسی برکت کے پیش نظر ابوطالب آپ سے کہتے' اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ بڑے بابرکت ہیں۔

بچپن کی پاکیزہ عادات

ابوطالب بچوں کے سامنے ناشتہ رکھتے وہ اس پر چھینا جھپٹی کرتے' مگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے باز رہتے اور اپنی کرامت حیاء' طہارت نفس اور قناعت قلب کی وجہ سے اس چھین جھپٹ میں شریک نہ ہوتے' جب ابوطالب نے اس بات کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے آپ کا ناشتہ الگ کردیا مگر اس سے مراد دوپہر یا رات کا کھانا نہیں' کیونکہ ان کھانوں میں آپ ان کے ساتھ شریک ہوتے۔

ابوطالب کے دیگر بچے جب صبح کو اٹھتے تو ان کے بال پراگندہ' آنکھیں گندی اور رنگ زرد ہوتے تھے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح اس حالت میں کرتے کہ آپ کے بالوں میں تیل لگا ہوا ہوتا' آنکھوں میں سرمہ موجود ہوتا اور رنگ انتہائی صاف ہوتا' گویا لطف خداوندی کے پرلذت عیش میں ہوں۔

ام ایمن فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچپن یا جوانی میں کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا' صبح سویرے اٹھ کر آب زمزم نوش فرماتے' بعض اوقات ہم ناشتہ پیش کرتے تو فرماتے میں شکم سیر ہوں' اور کبھی اہل خانہ کے ہمراہ تناول فرماتے جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔

ابوطالب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شدید محبت کرتے' وہ اتنی محبت اپنے بچوں سے بھی نہیں کرتے تھے' یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کو اپنے پاس سلاتے اور جب باہر کہیں جاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جاتے۔

جلہمہ بن عرفطہ کہتے ہیں میں مکہ شریف آیا' وہ زمانہ شدید قحط اور امساک باراں کا تھا' لہٰذا کوئی کہتا لات و عزیٰ کے پاس چلو اور کوئی کہتا منات کا ارادہ کرو۔ ایک بوڑھے خوش شکل' ذی رائے شخص نے کہا: کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو؟ تمہارے درمیان ابراہیم علیہ السلام کے پسماندگان اور اسماعیل علیہ السلام کی نسل کے بہترین لوگ موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: تمہاری مراد ابوطالب ہے۔ اس نے کہا: ہاں! یہ سن کر وہ سب اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور جاکر ابوطالب کا دروازہ کھٹکھٹایا' وہ باہر آئے تو سب نے کہا: ابوطالب! وادی میں قحط پڑگیا ہے اور کنبے بھوک سے مرنے لگے ہیں' چلو بارش کے لئے دعا کرو۔ پس ابوطالب نکلے' ان کے ہمراہ ایک بچہ (یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تھا' گویا درخشاں آفتاب جس کے سامنے سے بادل چھٹ گئے ہوں' اس بچے کے اردگرد دوسرے بچے بھی تھے۔ ابوطالب نے اس بچے کو پکڑ کر اس کی پشت کعبہ شریف کے ساتھ مس کی۔ پھر اس بچے نے اپنی انگلی بڑے تضرع کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائی۔ اس وقت

آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا' پس آنا" فانا" بادل ادھر ادھر سے اٹھ کر آگئے اور موسلادھار بارش ہوئی۔ جس سے وادی ابل پڑی اور شہرو بن میں بہار آگئی۔ ابو طالب اہل قریش کو اسی واقعہ کی ذیل کے اشعار میں یاد دہانی کراتے ہیں جب انہوں نے بعثت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ستانا شروع کیا' وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بچپن کے احسانات اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَیٰ الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ
ثَمَالِ الْیَتٰمیٰ عِصْمَۃً لِّلْاَرَامِلِ
یَلُوْذُبِہِ الْھَلَاکَ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ
فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَ فَوَاضِلَ

وہ گورے رنگ کا حسین جس کے رخ انور کے تصدق میں بارش طلب کی جاتی ہے' وہ یتیموں کی پناہ گاہ' بیواؤں کا سہارا' خاندان ہاشم کے تباہ حال لوگ آپ کے ذیل کرم میں پناہ لیتے ہیں اور وہ حضور کی بارگاہ میں انعامات اور احسانات کے سائے میں ہوتے ہیں۔

علامہ سید دحلان سیرت النبی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ابو طالب نے اس استسقی کے مشاہدہ کے بعد مندرجہ بالا اشعار کہے تھے' انہوں نے باراں طلبی کا ایک منظر اس سے قبل بھی دیکھا تھا' خطابی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ قریش حضرت عبدالمطلب کے زمانے میں کئی سال شدید قحط سالی کا شکار رہے پس وہ اپنی قوم کے ساتھ کوہ ابوقبیس پر تشریف فرما ہوئے' پھر عبدالمطلب نے کھڑے ہو کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا' کیونکہ آپ اس وقت ایک کم سن بچے تھے اور بارش کے لئے دعا کی جو فوراً قبول ہوئی۔ ابو طالب نے اس اجابت دعا کا مشاہدہ کیا تھا جس کے آئنہ دار مذکورہ بالا اشعار ہیں۔

والدہ ماجدہ کے ہمراہ سفر مدینہ

امام زہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھ سال کی عمر شریف کو پہنچے تو آپ کی والدہ محترمہ آپ کو ننھیال بنو نجار سے ملانے کے لئے لے گئیں۔ ام ایمن اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں' وہاں آپ کی والدہ ماجدہ نے کئی ماہ قیام فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت مدینہ کے بعد اس قیام کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے اور اس اقامت گاہ کی طرف دیکھ کر فرماتے' یہاں میری والدہ محترمہ نے مجھے ٹھہرایا اور یہیں میں نے بنو عدی کے کنوئیں میں تیرنا سیکھا' بنو عدی ابن النجار یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مجھے دیکھنے کیلئے آمدورفت رکھتے تھے' ام ایمن کہتی ہیں میں نے ایک شخص کو کہتے سنا' یہ اس امت کے نبی ہیں اور ان کا دار ہجرت یہی شہر ہے۔ پھر آپ کی والدہ آپ کو لے کر مکہ شریف کی طرف روانہ ہوئیں۔

ابو نعیم کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ "ایک یہودی شخص نے ٹکٹکی باندھ کر میری طرف دیکھا جو اکثر مجھے دیکھنے کیلئے آتا تھا اور کہتا اے لڑکے! آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے جواب دیا "احمد" پھر اس نے میری پشت پر نگاہ ڈالی۔ میں نے سنا' وہ کہہ رہا تھا' یہ اس امت کا نبی ہے۔ بعدازاں وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا' پس انہوں نے میری ماں کو اس بات کی خبر کی تو وہ میرے بارے میں خوف محسوس کرنے لگیں' اسی وجہ سے ہم مدینہ شریف سے روانہ ہوئے جب ابواء کے مقام پر پہنچے تو حضرت آمنہ کا وصال ہو گیا اور وہیں انہیں دفن کیا گیا۔ ایک قول ہے کہ آپ کو حجون میں

دفن کیا گیا' دونوں روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ پہلے آپ کو ابواء کے مقام پر دفن کیا گیا' پھر آپ کی میت کو نکال کر مکہ منتقل کیا گیا اور حجون کے مقام پر دفنایا گیا۔ ابواء مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان فرع کے علاقے کی ایک بستی ہے' جب حضرت آمنہ کا وصال ہوا تو ان کی عمر شریف بیس سال سے متجاوز تھی۔

یمن کا سفر

اسی طرح کی ایک روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف سفر کیا' اس وقت آپ کی عمر دس سال سے زائد تھی' اس سفر میں آپ کے چچا زبیر آپ کے ساتھ تھے۔ وہ ایک وادی سے گزرے جس میں ایک اونٹ گزرنے سے روکتا تھا' جب اس اونٹ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو بیٹھ گیا اور زمین پر سینہ رگڑنے لگا' نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اپنے اونٹ سے اتر کر اس اونٹ پر سوار ہوئے یہاں تک کہ وادی کو عبور کرلیا' پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا جب سفر سے لوٹے تو اس وادی میں سیلاب آیا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے پیچھے چلو' پھر آپ اس پانی میں گھس گئے اور لوگ آپ کے پیچھے چلے تو اللہ نے اس پانی کو فوراً خشک کردیا جب وہ لوگ مکہ شریف پہنچے تو اس بات کا تذکرہ کرنے لگے' یہ سن کر اہل مکہ نے کہا: اس بچے کی بڑی شان ہے۔

تعمیر کعبہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کردار

کعبہ شریف کی تعمیرنو کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریش کے ساتھ موجود تھے' اس وقت آپ کی عمر شریف 35 برس تھی۔ اس تعمیرنو کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ سیلاب آیا اور اس کا پانی کعبہ شریف میں داخل ہوگیا جس سے اس کی دیواریں پھٹ گئیں۔ قبل ازیں ایک عورت کے عود سلگانے کے باعث ایک چنگاری اڑی جس سے کعبہ شریف کے اندر آگ بھڑک اٹھی تھی اور اس آتش زدگی سے دیواروں کو نقصان پہنچا تھا' چنانچہ تعمیرنو کے بعد اس میں حجراسود رکھنے کا ارادہ کیا گیا تو قریش کے درمیان جھگڑا پیدا ہوگیا۔ انہوں نے کہا: جو آدمی باب بنی شیبہ میں سے کعبہ شریف میں سب سے پہلے داخل ہوگا ہم اسے اپنا منصف تسلیم کرلیں گے' پس (اگلے روز) رسول اللہ پہلے شخص تھے جو اس دروازے سے اندر تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ایک چادر لے آؤ۔ پھر حجراسود اس چادر کے وسط میں رکھا گیا' تو آپ نے بنو قریش کی ہر شاخ کے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ چادر کا ایک ایک گوشہ پکڑ لیں' چنانچہ انہوں نے حجراسود اوپر اٹھایا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اس کے مقام پر رکھ دیا۔

امام سہیلی فرماتے ہیں کہ شیطان اس وقت شیخ نجدی کے روپ میں ان کے ساتھ تھا' اس نے چیخ مار کر کہا: اے گروہ قریش! کیا تم اس بات پر راضی ہوگئے کہ ایک یتیم جو تمہارے بزرگوں سے کم عمر ہے' حجراسود کو اس مقام پر رکھے حالانکہ یہ تمہارے لئے شرف کی بات تھی۔ دراصل وہ ان کے درمیان آتش شرارت بھڑکانا چاہتا تھا (لیکن کامیاب نہ ہوسکا) اور یوں خاموشی طاری ہوگئی۔

ابن شہاب زہری کی روایت میں مذکورہ بالا واقعہ بیان ہونے کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ واقعہ حجر اسود کے بعد لوگ آپ کو امین کے نام سے پکارنے لگے اور اپنے اونٹوں کو ذبح نہ کرتے جب تک وہ آپ کو بلا نہ لیتے' تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی دعا سے ان کے ذبیحوں میں برکت پیدا ہو۔

ابن سعد اور ابو نعیم کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور محمد بن جبیر سے منقول ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجراسود اپنے مقام پر رکھا تو نجد کا ایک شخص آپ کو ایک پتھر دینے کیلئے گیا' تاکہ آپ اس سے حجراسود کو مضبوط کریں' مگر حضرت عباس نے اس کو منع کردیا اور پتھر خود آپ کے حوالے کیا' اس سے وہ نجدی ناراض ہوگیا' کہنے لگا تعجب ہے اس قوم پر' جو ذی شرف' عقلمند' عمررسیدہ اور مالدار ہے کہ انہوں نے اپنے سے کم عمر اور کم مالدار شخص کو اس عزت و شرف کے کام میں اپنے سے آگے بڑھا دیا ہے گویا یہ اس کے خدمت گار اور نوکر ہیں۔ واللہ! یہ شخص ان کی سبقت اور برتری ختم کردے گا اور ان کی نیک بختی اور بزرگی کو پاش پاش کردے گا" کہا جاتا ہے کہ وہ نجدی شخص ابلیس تھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق عظیم

ابن سعد اور ابن عساکر داؤد بن الحصین سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مروت' حسن خلق' حسن معاشرت اور کمال ہمسائیگی میں سب سے افضل تھے۔ آپ حلم و امانت میں سب سے بڑھ کر اور گفتگو میں سب سے زیادہ سچے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحش کلامی اور اذیت رسانی سے انتہائی دور رہتے تھے' کبھی کسی نے دیکھا نہیں کہ آپ نے کسی کے ساتھ جھگڑا کیا ہو یا کسی کو لعن طعن کیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امین کے نام سے پکارتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن سائب بیان کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں میری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شراکت تھی جب میں مدینہ منورہ آیا تو پوچھا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا' ہاں! آپ کی میرے ساتھ شراکت تھی اور آپ بہترین شراکت دار تھے نہ دھوکہ دیتے تھے نہ کبھی جھگڑا کرتے تھے۔ (ابو نعیم)

عبداللہ بن ابی الحمساء کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے قبل میرا آپ کے ساتھ ایک سودا تھا جس کا کچھ مجھ پر بقایا آتا تھا تو میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ میں ابھی لیکر اس جگہ آتا ہوں اور چلا گیا مگر یہ بات مجھے بھول گئی۔ تیسرے روز جب یاد آئی تو آپ کے پاس آیا' دیکھا تو آپ اسی جگہ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھے بڑی مشقت میں ڈالا' میں تین دن سے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔ (ابوداؤد ابویعلی ابن مندہ خرائطی)

ظہوراسلام سے قبل ایام جاہلیت میں لوگ اپنے تنازعات کے فیصلوں کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے تھے۔ (ابن سعد)

ایک خارق عادت واقعہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ایک دفعہ) اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ بازار میں تھے یہ بازار ایام جاہلیت میں عرفہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ذی المجاز کے مقام پر لگتا تھا۔ اس دوران آپ کے چچا کو پیاس لگ گئی تو انہوں نے آپ سے کہا: بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہے تو آپ نے کچھ کلمات کہہ کر زمین پر ایڑی ماری۔ ابوطالب کا بیان ہے کہ اچانک پانی نکل آیا کہ

اس جیسا پانی میری نظر میں نہیں آیا' آپ نے فرمایا: پی لیجئے! تو میں نے سیر ہو کر پی لیا۔ آپ نے دوبارہ ایڑی ماری تو وہ پانی غائب ہو گیا اور وہ جگہ پہلے کی طرح ہو گی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفر شام

اسی قسم کا ایک حیران واقعہ سفر شام کا ہے' جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میسرہ نامی غلام کے ساتھ حضرت خدیجہ کا تجارتی مال شام لے کر گئے تو نسطورا راہب نے آپ کے متعلق بشارت دی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف 25 برس ہوئی تو آپ کے چچا ابوطالب نے آپ سے کہا: میں قلاش آدمی ہوں' زمانے نے ہم پر سختی کی ہے اور برے دن آگئے ہیں۔ ہمارے پاس نہ دولت ہے نہ سامان تجارت' یہ قوم قریش کا ایک تجارتی کاروان شام جانے والا ہے' خدیجہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوم کے کچھ مردوں کو اپنے مال کے ساتھ تجارت کی غرض سے بھیجتی ہے اور وہ منافع حاصل کرتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اگر آپ بھی خدیجہ کے پاس جائیں تو وہ آپ کو دوسروں پر ترجیح دے گی' کیونکہ اسے آپ کی طہارت نفس کی اطلاع ہے اگرچہ میں پسند نہیں کرتا کہ آپ شام جائیں' کیونکہ مجھے آپ کے بارے میں یہودیوں سے خوف محسوس ہوتا ہے مگر اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید خدیجہ خود ہی مجھے بلا بھیجے' ابوطالب نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ کسی اور کو اس کام کی ذمہ داری نہ سونپ دے پھر آپ ایک ایسی چیز کو طلب کریں گے جو پیٹھ پھیر چکی ہو گی۔ (اس بات کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا) اور چچا بھتیجا اٹھ کر الگ الگ (اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے) پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابوطالب کی اپنے بھتیجے کے ساتھ گفتگو کی خبر پہنچی۔ انہیں پہلے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راست گوئی' امانت و دیانت اور محاسن اخلاق کا علم ہو چکا تھا تو کہا: مجھے معلوم نہ تھا' کہ آپ اس کام کی خواہش رکھتے ہیں' اس لئے فوراً آپ کو بلا بھیجا اور کہا: میں یہ ذمہ داری اس لئے آپ کے سپرد کر رہی ہوں کہ میں نے آپ کی راست گفتاری' دیانتداری اور خلق کریم کے بارے میں سنا ہے اگر آپ تیار ہوں تو میں آپ کو دوسروں کی نسبت دگنا معاوضہ دوں گی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے کیا تو انہوں نے کہا: یہ رزق اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ اقدس سے آپ کی طرف بھیجا ہے۔

پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارتی مال لے کر نکلے' جاتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میسرہ کو یہ تاکیدی حکم دیا کہ

لَا تَعْصِ لَهُ اَمْرًا وَّلَا تُخَالِفْ لَهُ رَأْيًا — ہرگز محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکم عدولی نہ کرنا اور نہ ہی ان کی کسی رائے سے مخالفت کرنا

ادھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچے بھی اہل کاروان کو آپ کے بارے میں وصیتیں کرنے لگے۔ روانگی کے وقت سے ہی (آپ کی اعجازی شان یہ ظاہر ہوئی کہ) ایک بادل آپ کے اوپر سایہ کناں رہا۔

(حضرت خدیجہ ایک معزز مالدار تاجرہ تھیں' وہ اپنا تجارتی مال شام بھیجتیں اور آپ کا تجارتی قافلہ عام قریشی قافلہ کی طرح ہوتا' آپ اجرت پر آدمی حاصل کرتیں' اور مضاربہ کا مال انہیں عطا کرتیں قریش تجارت پیشہ لوگ تھے جو تجارت نہ

کرتا' اس کے پاس کچھ نہ ہوتا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجارتی مال لے کر چلتے رہے تاآنکہ بصریٰ کے بازار میں پہنچے' وہاں آپ نے نسطورا راہب کے صومعہ کے قریب درخت کے سایہ میں پڑاؤ ڈالا' نسطورا راہب نے جو کہ میسرہ سے واقف تھا' میسرہ کی طرف جھانک کر دیکھا اور پوچھا: میسرہ! یہ کون ہے جو درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ میسرہ نے جواب دیا یہ حرم کا رہنے والا ایک قریشی مرد ہے' تو اس راہب نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے اور کوئی بیٹھ نہیں سکتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ راہب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آگیا' اس نے گزشتہ قدیم کتابوں میں مذکورہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی علامتیں پہچان لیں مثلاً آنکھوں کے سرخ ڈورے تو اس نے نبی اکرم کے سراقدس اور آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا:

میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تورات میں کیا ہے' پس جب اس نے مہر نبوت کو دیکھا تو اسے چوم لیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ وہی امی نبی ہیں جن کی آمد کی خوش خبری عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس درخت کے نیچے کوئی نہ اترے گا سوائے اس پیغمبر کے جو امی ہاشمی ہے' مکہ کا رہنے والا' حوض کوثر' شفاعت اور لوائے حمد کا مالک۔

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں تک اس درخت کا باقی رہنا بھی معجزہ کا احتمال رکھتا ہے یا یہ ہے کہ وہ زیتون کا درخت ہو جو تین ہزار سال تک قائم و دائم رہ سکتا ہے اور اس بات میں بھی کوئی چیز مانع نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزول اجلال تک مخلوق کو اس درخت کے نیچے بیٹھنے سے باز رکھا ہو یا پھر یہ مراد ہے کہ اس درخت کے نیچے تو لوگ بیٹھے ہوں مگر اس کا سایہ بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کی طرف مائل نہ ہوا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نسطورا نے میسرہ سے پوچھا: کیا اس شخص کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا ہاں! یہ سرخی دائمی ہے جو کبھی آپ سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطورا نے یہ سن کر کہا: یہ تو وہی ہے یعنی آخرالانبیاء' اے کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب انہیں اعلان نبوت کا حکم ہو' میسرہ نے یہ بات ذہن نشین کرلی۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بازار بصریٰ میں تشریف لائے اور سامان تجارت وہاں بیچا' اس سودے کے دوران آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک شخص کے ساتھ اختلاف ہوا تو اس شخص نے کہا: آپ لات و عزیٰ کی قسم اٹھائیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے کبھی لات و عزیٰ کی قسم نہیں کھائی تو اس شخص نے کہا: چلو آپ کی بات مان لیتے ہیں اور پھر میسرہ کو تنہائی میں لے جاکر کہا: "یہ نبی ہیں" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری زندگی ہے! یہ تو وہی نبی ہیں جن کے اوصاف ہمارے علماء اپنی کتابوں میں پاتے ہیں' میسرہ نے اس بات کو بھی اپنے ذہن میں رکھ لیا۔

اس کے بعد تجارتی کارواں نے واپسی کے لئے رخت سفر باندھا' راستے میں میسرہ اس بات کا مشاہدہ کرتا رہا کہ دھوپ میں دو فرشتے آپ کے سراقدس پر سایہ کناں رہے' جب اہل قافلہ دوپہر کے وقت مکہ شریف پہنچے تو اس وقت حضرت خدیجہ بالا خانے پر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ پر

سایہ کناں ہوئے ہیں۔ (ابو نعیم) دوسرے علماء نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ انہوں نے یہ منظر دیگر عورتوں کو بھی دکھایا تو وہ بہت حیران ہوئیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور کاروبار میں منافع کی نوید سنائی تو وہ بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد میسرہ آئے تو انہوں نے ان مشاہدات و کرامات کا تذکرہ کیا جو انہوں نے دوران سفر دیکھے تھے اور بتایا کہ سفر پر روانگی کے وقت سے میں نے یہ خوارق و کرامات دیکھنے شروع کئے ہیں اور پھر نسطورا کی بشارت کا ذکر بھی کیا اور اس شخص کا بھی جس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختلاف ہوا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب سامان تجارت کا حساب لگایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کئی گنا زیادہ منافع ہوا' ایک روایت میں ہے کہ اتنا پہلے کبھی منافع نہ ہوا تھا یہاں تک کہ میسرہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا' اے محمد! ہم چالیس بار خدیجہ کا سامان تجارت لے کر گئے ہیں' مگر اس بار کے منافع سے زیادہ منافع کبھی نہ دیکھا۔

(اس سفر تجارت کا ایک اور خارق عادت واقعہ یہ ہے کہ) بصریٰ پہنچنے سے پہلے حضرت خدیجہ کے دو اونٹ تھک گئے اور میسرہ ان دونوں اونٹوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاروان کے آگے آگے تھے' میسرہ کو اپنی جان اور اونٹوں کے بارے میں خوف پیدا ہوا تو بھاگ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ کو اس کی اطلاع کی' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوٹ کر ان اونٹوں کو تھپکی دی اور کلمات استعاذہ پڑھے تو وہ شور کرتے ہوئے قافلے کے اگلے حصے میں آگئے۔

اللہ تعالیٰ نے میسرہ کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی محبت ڈال دی' گویا وہ آپ کے بے دام کے غلام ہیں جب اہل کاروان مر الظہران کے مقام پر پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میسرہ کو آگے بھیج دیا' تاکہ وہ حضرت خدیجہ کو سامان تجارت میں بے پناہ منافع کی بشارت دیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد نکاح

نفیسہ بن منبہ بیان کرتی ہیں کہ خدیجہ ایک عقلمند بہادر اور شریف النفس خاتون تھیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت و کرامت اور مال و دولت سے نواز رکھا تھا۔ وہ عالی نسبی' عزت و شرافت اور مال و ثروت کے لحاظ سے قریش میں بلند مقام رکھتی تھیں' ساری قوم کے شرفاء ان سے نکاح کے خواہش مند تھے اور اگر ان کا بس چلتا تو اس کے لئے وہ اپنے اموال بھی خرچ کرنے سے دریغ نہ کرتے۔

سفر شام سے واپسی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خفیہ طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' تاکہ آپ کی رائے سامی دریافت کروں۔ میں نے جاکر آپ سے عرض کیا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: میرے پاس سرمایہ نہیں جس سے شادی کا فریضہ ادا کرسکوں۔ میں نے کہا: اگر اس کا بندوبست ہوجائے اور آپ کو حسن و جمال' شرف و کمال' مال و دولت اور کفو کے رشتے کی دعوت دی جائے تو کیا آپ اسے قبول نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: "خدیجہ" تو فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے؟

یہ جواب سن کر میں حضرت خدیجہ کے پاس گئی اور انہیں اس بات کی خبر دی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو بلا بھیجا کہ آپ فلاں وقت تشریف لے آئیں۔ حضرت خدیجہ نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بھی بلا لیا' تاکہ وہ فریضہ تزویج ادا کریں۔ ادھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں کے سامنے اس بات کا ذکر کیا۔

دراصل حضرت خدیجہ کی طرف سے نکاح کی پیش کش کا سبب وہ واقعات ہیں جو میسرہ نے سفر شام کے دوران دیکھے اور ان کا تذکرہ حضرت خدیجہ سے کیا۔ خود حضرت خدیجہ نے بھی ان خارق عادات و واقعات کا مشاہدہ کیا اور میسرہ نے جب ان واقعات کا ذکر حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے کیا (جو عیسائی شریعت کے پیروکار تھے) تو اس نے حضرت خدیجہ سے کہا اے خدیجہ! اگر یہ باتیں سچ ہیں تو محمد بلاشبہ اس امت کے نبی ہیں' میں جانتا تھا' کہ آپ اس امت کے نبی ہونے والے ہیں اور آپ کا زمانہ ظہور قریب آچکا ہے۔

ایک یہودی کی پیشین گوئی

ابن اسحاق کے حوالے سے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ قریش کی عورتوں کا ایک میلہ لگتا جس میں وہ اکٹھی ہوتیں۔ ایک دن وہ جمع تھیں کہ ایک یہودی نے آکر ان سے کہا اے قبیلہ قریش کی عورتو! عنقریب تم میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ تم میں سے جو اس کی بیوی بننے کی استطاعت رکھتی ہو وہ اس شرف سے محروم نہ رہے تو ان عورتوں نے اسے پتھرے مارے اور برا بھلا کہا مگر حضرت خدیجہ نے خاموشی اختیار کی اور اس سے تعرض نہ کیا۔ یہ بات ان کے دل نشین ہوگئی اور بعد میں جب میسرہ نے ان سے اپنے مشاہدات کا ذکر کیا اور خود بھی انہوں نے ایسی نشانیاں دیکھیں تو کہا یہ تو وہی بات سچی ثابت ہو رہی ہے جو اس یہودی نے کہی تھی۔

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پیش کش اور پیغام نکاح کے بارے میں اپنے چچاؤں کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ اپنے چچا ابوطالب اور حمزہ کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا عمرو بن اسد کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوطالب نے عمرو بن اسد کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے رشتے کا پیغام دیا تو وہ راضی ہوگیا۔

چنانچہ باختلاف روایات مہر نکاح بیس بکرہ بروایت دیگر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا یا چار سو دینار مقرر ہوا اور ابوطالب نے رؤسائے مضر جن میں حضرت ابوبکر صدیق بھی شامل تھے' کے سامنے خطبہ نکاح پڑھا۔ اس خطبہ کے الفاظ یہ ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَزَرْعِ اِسْمَاعِيْلَ وَضِئْضِىءِ مَعْدٍ وَعُنْصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضَنَةَ بَيْتِهٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ وَجَعَلَ لَنَا بَيْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوَازَنُ بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ بِهٖ شَرَفًا وَنَبْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا فَاِنْ كَانَ فِی الْمَالِ قَلَّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ وَ مُحَمَّدٌ مَنْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَهٗ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے' معد کی نسل سے اور مضر کی اصل سے پیدا فرمایا: ہمیں اپنے گھر کا محافظ' اپنے حرم کا منتظم بنایا اور ہمارے لئے ایک ایسا گھر مرکز ٹھہرایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور حرم عطا کیا' جو امن کا مقام ہے' نیز اس نے ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا' میرا یہ بھتیجا محمد بن عبداللہ نجابت و شرافت اور عقل و فضیلت میں ہر شخص سے بڑھ کر ہے اگر یہ مالدار نہیں کیا حرج ہے' مال تو ڈھلنے والا سایہ اور بدل جانے والی چیز ہے اور محمد صلی اللہ

وَقَدْ خَطَبَ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلَدَ وَقَدْ بَذَلَ لَهَا مِنَ الصِّدَاقِ مَا اٰجِلَهٗ وَعَاجِلَهٗ اِثْنَا عَشَرَةَ اَوْقِيَةَ ذَهَبًا وَنَشًا وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدُ هٰذَا نَبَأٌ عَظِيْمٌ وَخَطَرٌ جَلِيْلٌ جَسِيْمٌ

تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت سے آپ واقف ہیں انہوں نے خدیجہ کو پیغام نکاح دیا اور اس کے لئے معجل و موجل بارہ اوقیہ سونا حق مہر مقرر کیا ہے اللہ کی قسم! اس کے بعد ایک عظیم خبر اور عالی شان قدرومنزل ظاہر ہونے والی ہے۔

جب ابوطالب خطبہ سے فارغ ہوئے تو ورقہ بن نوفل کلام کے لئے کھڑے ہوئے انہوں نے کہا:

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے ہمیں ان تمام کمالات اور بزرگیوں سے نوازا جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اور وہ فضیلتیں عطا کی ہیں جن کو آپ نے شمار کیا ہے۔ بلاشبہ ہم عرب کے سردار ہیں اور رہنما ہیں اور آپ بھی انہی کمالات سے متصف ہیں۔ قبیلے کا کوئی فرد ان کا انکار نہیں کرتا' نہ کوئی آپ کے فخروشرف کی تردید کرتا ہے ہم آپ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے انتہائی خواہش مند ہیں۔ اے سرداران عرب! گواہ رہو' میں خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ کے ساتھ مہر مسمی پر کر دیا ہے" اس کے بعد وہ خاموش ہوگئے۔

پھر ابوطالب نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اس کام میں حضرت خدیجہ کے چچا بھی شامل ہوں تو ان کے چچا عمروبن اسد بولے اے گروہ قریش! گواہ رہو کہ میں نے محمد ابن عبداللہ کا نکاح خدیجہ بنت خویلد سے کردیا جسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول کرلیا اور اس پر صنادید قریش گواہ مقرر ہوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شادی سے قبل ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے' تو انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی ہونے والے ہیں' جنہیں عنقریب مبعوث کیاجانے والا ہے' اگر وہ نبی آپ ہی ہوں تو میرے حق اور مقام کا لحاظ رکھنا اور میں اس کے لئے اس معبود برحق سے دعا بھی کرتی ہوں جو آپ کو مبعوث کرنے والا ہے' آپ نے فرمایا: بخدا! اگر میں وہ نبی ہوا تو آپ کا جو مقام میرے دل میں بن چکا ہے' وہ ضائع نہیں ہوسکتا اور اگر بالفرض کوئی اور ہو تب بھی اللہ تعالیٰ آپ کے مقام و مرتبے کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔

قسم سوم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

بعثت سے وصال تک

کے معجزات

یہ قسم بارہ ابواب پر مشتمل ہے

بعثت سے وصال شریف تک کے معجزات

معجزات کی یہی قسم دراصل دیگر اقسام معجزات کے مقابلہ میں معجزات کہلانے کی زیادہ مستحق ہے' کیونکہ یہ قسم وہ ہے جو زمانہ نبوت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ظہور پذیر ہوئی اور اس قسم کے تمام معجزات خواہ وہ طلب معارضہ اور تحدی کے ساتھ واقع ہوئے ہوں' یا بلاطلب ظاہر ہوئے ہوں' وہ سب کے سب دعوائے نبوت کے ساتھ مقارن و متصل تھے اگرچہ بعض معجزات تحدی اور چیلنج کے ساتھ وقوع پذیر ہوئے ہیں' مثلاً قرآن حکیم کا معجزہ اور ان معجزات کے صدور کے وقت آپ اپنی نبوت کے مدعی تھے۔ ان معجزات میں سے کچھ تو وہ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا دیگر لوگوں کے مطالبہ پر ظاہر ہوئے اور کچھ بغیر مطالبہ کے' پھر بعض مطالبہ کرنے والوں نے اپنے اسلام کو اظہار معجزہ کے ساتھ مشروط کیا اور کچھ معجزات ایسے بھی ہیں جن کا فعل آپ سے صادر نہیں ہوا مثلاً آپ کے دعویٰ نبوت کے ثبوت کیلئے بعض حیوانات و جمادات سے بلاطلب خوارق عادات ظاہر ہوئے' جیساکہ عنقریب ان کی تفصیل آ رہی ہے۔

میری نظر سے امام ماوردی کی کتاب اعلام النبوت گزری ہے جس کے آخری باب میں انہوں نے بعثت اور استقرار نبوت کی حکمت پر بہترین انداز میں روشنی ڈالی ہے' جس کی معرفت سے کوئی شخص بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تحریر کو حسن ترتیب' کامل نفع اور کثیر تعداد میں دلائل نبوت کو متضمن ہونے کی وجہ سے معجزات کی اس قسم کا مقدمہ بناؤں۔

امام ماوردی کی بحث

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"تقدیر الٰہی کا ہر کام جب ظہور کے قریب پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کوئی آگاہ کرنے والا اور بشارت دینے والا مقرر کر دیتا ہے' جن کے ذریعے وہ اس کام کے پوشیدہ اسرار کے مبادی ظاہر فرماتا ہے اور اس بات کا اشارہ دیتا ہے کہ خدائی فیصلہ اترنے والا ہے' تاکہ عذر خواہی اور تنبیہہ کا سبب بنیں۔ اصحاب عقل و دانش ان کی وجہ سے ہوشیار اور چوکنے ہوں اور جاہل (غلط روش سے) رک جائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کمال لطف و کرم ہے کہ وہ ناگہاں ہوش ربا امور سے محفوظ رہیں جو آنا فانا اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور جن کا فوری تدارک نہیں ہو سکتا' اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نفسوں کو کچھ عرصہ مہلت اور فرصت مل جائے' تاکہ وہ پیش آمدہ حالات کے دفاع اور مشکلات کے حل کی استعداد حاصل کریں۔

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور مخلوق کی طرف بشیرونذیر بن کر آنے کا وقت قریب آیا تو تمام امتوں میں یہ چرچا عام ہوگیا کہ عنقریب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرمانے والا ہے' اور اس کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے۔ ہر امت جس کے پاس کتاب آئی' وہ اس حقیقت کو اپنی کتاب کے ذریعے جانتی تھی اور جس

امت کے پاس کوئی آسمانی کتاب موجود نہ تھی' اس کے افراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی معرفت ایسی نشانیوں سے حاصل کرتے جن پر عقل سلیم دلالت کرتی ہے اور قلبی خطرات کے ذریعے اس پر آگاہی ہوتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرف مطلقاً توجہ نہ تھی کہ جہاں بھر میں جس نبی کا شہرہ ہے اس سے مراد آپ ہی ہیں اور آپ ہی اس بارگراں کی اہلیت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اقطار عالم میں یہ آوازہ پھیل گیا' مگر آپ کو اس کا تحقق نہ تھا حتیٰ کہ آپ کو شرف مناجات وہم کلامی عطا کیا گیا۔ اس میں راز یہ تھا' کہ آپ نبوت کے بارے میں ہر قسم کی تہمت اور بدگمانی سے محفوظ رہیں اور آپ کی نبوت کے مبادی اور نشانات آپ کی حقانیت کی واضح برہان اور غالب دلیل بنیں

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اخلاقی شرف اور کریمانہ طبیعت کے باعث اپنی قوم میں امتیازی مقام رکھتے تھے۔ آپ نے کبھی بت پرستی نہ کی' نہ کبھی بتوں کی تعریفیں و تعظیم کی' تمام فقہا اور متکلمین کے نزدیک آپ توحید باری تعالیٰ' قدم الوہیت' حدوث و فنائے عالم' شکر منعم' حرمت ظلم وجوب انصاف اور ادائے امانت کے نظریہ پر عمل پیرا تھے۔

اہل علم حضرات کا اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت سے پہلے گزشتہ انبیاء میں سے کس نبی کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے' اکثر متکلمین اور بعض شافعی اور حنفی فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اس طرف گئے ہیں کہ آپ گزشتہ انبیائے کرام میں سے کسی کی شریعت کے پابند نہ تھے' کیونکہ اگر آپ کسی نبی کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے تو ضروری تھا' کہ آپ اس کو سیکھتے اور پھر عمل کرتے اگر ایسا ہوتا تو وہ شریعت ضرور آپ کے زمانہ اقدس میں ظاہر ہوتی اور اگر وہ آپ سے ظاہر ہوتی تو کچھ لوگ لازماً موافقت میں آپ کی پیروی کرکے اور دوسرے مخالفت سے کام لیتے۔

بعض متکلمین علیہم السلام اور اکثر شوافع و احناف کا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت سے قبل گزشتہ انبیائے کرام کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے' کیونکہ ان انبیائے کرام نے اپنے ہم عصر اور مابعد کے لوگوں کو اپنی شرائع کی دعوت دی تھی اور یہ شریعت اس وقت تک جاری رہتی جب تک اسے کوئی نئی شریعت منسوخ نہ کردیتی' لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس دعوت کے عموم میں داخل تھے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی زمانے کو شریعت سے کبھی خالی نہ رکھا' نہ ایسے دین دار لوگوں سے جو دوسروں سے سن کر عبادت کرتے ہیں۔

اس مذہب کے حامیوں میں بھی اختلاف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ شریعتوں میں سے کس شریعت کے پیروکار تھے' بعض کہتے ہیں کہ آپ اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے' دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ آپ شریعت موسوی کے اس حصے کے پیروکار تھے جسے شریعت عیسیٰ علیہ السلام نے منسوخ نہیں کیا تھا' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے احکام تورات میں ظاہر تھے' جبکہ دیگر شریعتوں کا نام و نشان مٹ گیا تھا' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّا اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰاةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ بے شک ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے۔

ایک اور طبقے کا خیال ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیسوی شریعت کے مطابق عمل کرتے تھے' کیونکہ اس شریعت نے شریعت موسیٰ کو منسوخ کردیا تھا اس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات میں قدح اور اپنے دین

میں نکتہ چینی سے محفوظ رہے یہی باتیں تو آپ کے مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شان اجتباء کی نشانیاں ہیں۔
جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کا راستہ ہموار ہوگیا اور وقت قریب آیا اور آپ حیات ظاہری کی چالیس بہاریں دیکھ چکے تو اللہ تعالیٰ نے خلوت گزینی کو آپ کے لئے محبوب بنا دیا' کیونکہ آپ کی عمر شریف میں پختگی اور قوی میں کمال اور مضبوطی آچکی تھی' تاکہ آپ تقدیر الٰہی کے عظیم فیصلے اور خصوصی نوازشوں کے لئے تیار ہوجائیں۔
یہی وجہ ہے کہ آپ کئی کئی راتیں حراء کی خلوت میں گزارنے لگے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ قریش کی عادت کے مطابق سال میں ایک مہینہ حصول نیکی کیلئے غار حرا کی مجاورت کرتے اور پھر اہل خانہ کے پاس لوٹ آتے اور خلوت گزینی کا یہ سلسلہ جاری رہا' آپ کے لئے اشیاء خورد و نوش غار میں مہیا کردی جاتیں۔ آپ ان میں سے خود تناول فرماتے اور کبھی غرباء و مساکین کو کھلا دیتے۔ اس وقت تک آپ کی توجہ نبوت کی طرف نہ تھی' حالانکہ لوگوں میں آپ کی نبوت کا دھندلا سا تصور موجود تھا' جبکہ اہل کتاب کے نزدیک تو آپ کا آخرالزمان ہونا شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی نبوت کا نکتہ آغاز بھی ہر بناوٹ اور تصنع سے پاک ہو' تاکہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت گھڑنے کی نسبت نہ کی جاسکے۔ اگر آپ تصنع سے کام لیتے یا دعویٰ میں بناوٹ اختیار کرتے تو اس کے اسباب ضرور ظاہر ہوتے اور اس کے دلائل و شواہد بھرپور ہوتے۔ پھر آپ کے مخالفین اور معاندین کو ایسے شواہد ظاہر کرنے میں کوئی باک نہ تھا' نیز آپ کے حامی اور پیروکار اس دعویٰ نبوت کی حمایت میں تاویل کا راستہ اختیار کرتے۔ اے صاحب علم و دانش! آپ کے لئے یہی وضاحت کافی ہے جو تہمت سے دور اور بدگمانی سے محفوظ رکھنے والی ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ شغل خلوت گزینی جاری رہا' تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے نبوت کی علامات ظاہر فرمائیں اور عدم التفات اور بے توجہی سے ہوشیار کرکے کچھ عرصہ بعد آپ کو بار نبوت کی گراں ذمہ داری سونپی اور بشارت نبوت کے بعد بتدریج منصب نبوت پر فائز فرمایا۔ احوال میں اس تدریجی ترقی کی حکمت یہ تھی کہ آپ نبوت کی گرانباریوں کے متحمل ہوسکیں اور اس کے حقوق کے لوازمات سے آگاہ ہوسکیں۔ یہ احوال اچانک یا غیر منظم نہ تھے کہ غفلت یا ذہول کا باعث ہوں' نہ اس کے حقوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخفی رہ سکتے تھے کہ آپ کے لئے پریشانی اور تکلیف کا سبب بنیں۔ یہ آپ کی ذات پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی لطف و کرم اور احسان تھا اور آپ کی امت کو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف دعوت دینے والا تھا' پس ہر عیب سے پاک و منزہ ہے وہ ذات جو اپنے بندوں پر لطف و کرم کرتی ہے اور اپنی مخلوق کو انعامات سے نوازتی ہے۔

اظہار نبوت تک کے چھ تدریجی مراتب

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقام نبوت کے شناسائی تک تدریجی احوال کے چھ مراتب ہیں آپ ان احوال کے ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کی طرف ترقی کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ ان مراتب کے منتہائے کمال تک پہنچ گئے۔

پہلا مرتبہ

پہلا مرتبہ سچے خوابوں کا ہے جن کے ساتھ کار نبوت آپ کے سپرد کیا جانے والا تھا' دراصل یہ نبوت کی ایک یاد دہانی

تھی' تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت اس سے مانوس ہوجائے اور آپ کے حواس کی اس بارے میں آزمائش ہوجائے' لہٰذا جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت کا گراں بوجھ لیکر اٹھیں تو آپ کے حواس قوت سے معمور ہوں۔

امام زہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بطریق عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز رویائے صادقہ (سچے خوابوں) سے ہوا جن کی تعبیر صبح روشن کی طرح ظاہر ہوجاتی' یہاں تک کہ اچانک فرشتہ آپ کے پاس وحی لایا' مذکورہ بالا خوابوں کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ آیا یہ خواب غار حراء کی خلوت کے دوران نظر آئے یا اس سے پہلے؟

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا' کہ ان رویائے صادقہ کے بعد خلوت گزینی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے محبوب بنا دی گئی' مگر ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ خواب غار حراء کی خلوت کے بعد نظر آئے' کیونکہ خلوت نشینی کے وقت آپ کی توجہ نبوت کی طرف نہ تھی۔

برہ بنت ابی عزہ بیان کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (منصب) نبوت سے سرفراز کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے وہ عرض کرتا۔

آپ دائیں بائیں مڑکر دیکھتے تو کوئی شخص نظر نہ آتا لہٰذا احتمال یہ ہے کہ ایسے واقعات خوابوں سے پہلے کے ہوں جو علامات وحی سے الگ معجزانہ آوازیں ہوں' یہ بھی احتمال ہے کہ یہ واقعات خوابوں کے بعد کے ہوں جن کا مقصد نبوت کی تصدیق اور اس کی صحت کی تصدیق ہو۔

دوسرا مرتبہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا دوسرا مرتبہ جس کی وجہ سے آپ ساری مخلوق سے نمایاں اور ممتاز ہیں آپ کا جملہ عیوب سے منزہ و مبرا اور تمام نجاستوں سے پاک ہونا ہے' تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام مصطفیٰ پر فائز کرکے قرب خاص کا سزاوار کرے' تاکہ یہ امر نبوت سے انذار اور عاقبت پر تنبیہہ کا باعث ہو' جیساکہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آغاز نبوت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے' اس وقت میں بطحائے مکہ میں تھا' تو ان میں سے ایک زمین پر اترا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہرا رہا' ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا: کیا یہ شخص وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: ہاں! اس شخص کا اس کی امت کے ایک فرد کے ساتھ وزن کرو' چنانچہ میرا وزن کیا گیا تو میں بھاری نکلا' اس نے کہا: اب دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو پھر بھی میں وزن کرنے پر بھاری رہا۔ پھر اسی طرح سو اور ہزار کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں بھاری ہی رہا۔ پھر ترازو کے پلڑے سے نکالتے ہوئے بولے: اگر انہیں ساری امت کے ساتھ بھی تولا جائے تو انہیں کا وزن بھاری نکلے گا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا: ان کا شکم مبارک چاک کرو تو اس نے میرا پیٹ چاک کردیا۔ پھر کہا: ان کا قلب مبارک بھی چیر دو' چنانچہ اس نے دل بھی شق کردیا اور اس میں سے خون بستہ اور مغمز شیطان نکال دیا۔ پھر کہا: اب ان کے شکم اور دل کو برتن کی طرح دھو ڈالو۔ اس کے بعد سکینہ

میرے دل میں ڈال کر شکم کو سی دیا' یہ واقعہ آج بھی میرے پیش نظر معلوم ہوتا ہے۔
حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت نبوت کا وقت قریب آیا تو آپ کعبہ شریف کے نزدیک سویا کرتے تھے' جیساکہ عام قریش مکہ کی عادت تھی۔ ایک رات جبرئیل امین اور میکائیل علیہما السلام حاضر ہوئے اور آپس میں کہا: ہمیں ان میں سے کس کے متعلق حکم ملا ہے' پھر خود ہی کہا: ان کے سردار کے متعلق ہمیں حکم دیا گیا' اس کے بعد وہ چلے گئے۔ اگلی رات تین فرشتے آئے تو اس وقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محوخواب تھے' انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چت لٹایا' شکم مبارک کو چیرا اور پھر آب زمزم سے خوب دھو کر اسے ایمان و حکمت سے لبریز کردیا۔ یہ حدیث معنا حدیث ابوذر کے موافق ہے اگرچہ صفت کے اعتبار سے اختلاف ہے' پس یہ دونوں روایتیں انذار بالنبوت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

تیسرا مرتبہ

فرشتے کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پروردگار کی طرف سے نبوت کی بشارت دینا' اس کی یہ بشارت صرف اطلاع کے ساتھ مختص تھی اور تکلیف و انذار سے خالی تھی' کیونکہ آپ نے اس وقت نہ کوئی وحی سنی' نہ کوئی شخص نظر آیا یوں فرشتے کا ایسا احساس جو نبوت کی نشانی کے ساتھ تھا' مشاہدہ اور براہ راست گفتگو سے بے نیاز کردینے کیلئے کافی تھا۔ اسی احساس سے معلوم ہورہا تھا۔ آپ گروہ انبیاء میں سے ایک نبی ہیں۔ مقصود یہ تھا' کہ آپ وحی کے تحمل کے لئے تیار ہوجائیں اور اطمینان و سکون کے ساتھ اس بارگراں کو اٹھانے میں آپ کی امداد ہو' تاکہ آپ آزمائش کی گھڑی میں صبر کریں اور حصول نعمت پر شکرگزار ہوں۔
امام شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور داؤد بن عامر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسرافیل علیہ السلام کو تین سال تک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ ساتھ رکھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی معیت محسوس کرتے تھے لیکن وہ نظر نہ آتے تھے۔ وہ بار بار آپ کو چیزوں کے بارے میں آگاہ کرتے تھے مگر وہ قرآن نازل نہیں کرسکتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عرصے میں نبوت کی بشارت ملتی رہی مگر آپ امت کی طرف مبعوث نہ ہوئے' احتمال یہی ہے کہ اس مہلت سے فریضہ رسالت پر آپ کی امداد و اعانت مقصود ہو۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس مہلت سے امت محمدیہ پر شفقت و مہربانی مراد ہو۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ مہلت مصلحت وقت کے پیش نظر ہو۔ ان تمام احتمالات کا بیک وقت پایا جانا بھی ممتنع نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو زیادہ جانتا ہے۔

چوتھا مرتبہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی ربانی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نازل ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا ان کا کلام سنا' انہوں نے آپ کو بتایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں مگر انہوں نے اس بات کو خبر دینے تک ہی محدود رکھا۔ انذار کا نہ کہا' تاکہ بشارت کے بعد آپ کو یقینی اور قطعی علم حاصل ہوجائے۔ آپ کے نفس کو اس پر بھرپور اعتماد آجائے اور اس قدر سچا علم ملے کہ اس میں وہم اور شک و شبہ کی کوئی گنجائش

نہ رہے۔

امام زہری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کو منصب نبوت سے سرفراز کیا گیا تو جبرئیل امین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں' میں یہ سن کر گھٹنوں کے بل ہوگیا' حالانکہ میں کھڑا تھا۔ پھر میں غار حرا سے اپنے کاشانہ اقدس میں لوٹ آیا' مجھ پر کپکپی سی طاری تھی۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاکر میں نے کہا: مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے چادر میں لپیٹ دو تاآنکہ میری خوف کی کیفیت جاتی رہی۔ اس کے بعد جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جبرئیل ہوں اور آپ اللہ کے رسول ہیں پھر کہا۔ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا

میں نے آکر خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: مجھے اپنی جان کا خوف محسوس ہو رہا ہے۔ پھر میں نے ان سے تمام ماجرا کہہ دیا' انہوں نے عرض کی' آپ کو بشارت ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا۔ آپ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں' سچی بات کہتے ہیں' امانت ادا کرتے ہیں' کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں' راہ حق میں مصیبت پانے والوں کی آپ مدد کرتے ہیں' پھر وہ مجھے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے آئیں' وہ دین کے طلب میں نکلے تھے کہتے ہیں کہ انہوں نے تورات اور انجیل پڑھنے کے بعد نصرانیت اختیار کرلی تھی۔ حضرت خدیجہ نے کہا: ورقہ اپنے بھتیجے کی بات سنو! چنانچہ ورقہ نے مجھ سے سوال کیا اور میں نے انہیں تفصیل بتا دی۔ ورقہ نے پورا واقعہ سن کر کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا یعنی جبرئیل امین! اے کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔ میں نے پوچھا: کیا واقعی وہ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ تو ورقہ نے جواب دیا: ہاں! جو شخص بھی اس قسم کی دعوت لیکر آیا ہے' جیسی کہ آپ لائے ہیں تو قوم نے اس سے دشمنی کی ہے اگر مجھے آپ کا وہ دن دیکھنا نصیب ہو تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا"

سورۃ علق کی ابتدائی آیات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورۃ ن والقلم کی آیات نازل ہوئیں۔

ان آیات کا اس وقت نزول اس لئے ہوا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت قدمی اور نور بصیرت میں اضافہ کا سبب بنیں اور آپ نعمت پروردگار کے حصول پر شکرگزار ہوں۔

روایت ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا' یارسول اللہ! کیا مجھے آپ جبرئیل امین کی آمد سے مطلع فرمائیں گے؟ فرمایا: ہاں! چنانچہ جب جبرائیل امین آئے تو فرمایا: اے خدیجہ! یہ جبرئیل ہیں۔ عرض کیا اٹھ کر میری بائیں ران پر تشریف رکھیں۔ آپ اٹھے اور حضرت خدیجہ کی بائیں ران پر تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے پوچھا: کیا جبرئیل اب بھی آپ کو نظر آرہے ہیں۔ فرمایا: ہاں! اب بھی وہ مجھے نظر آرہے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ عرض کی۔ حضور اب آپ میری دائیں ران پر بیٹھیں' چنانچہ آپ دائیں ران پر بیٹھ گئے تو انہوں نے پوچھا: کیا اس وقت بھی فرشتہ آپ کو نظر رہا ہے؟ فرمایا: ہاں! تو انہوں نے کہا: اب میری گود میں تشریف رکھیں۔ پس آپ ان کی گود میں بیٹھ

گئے۔ پوچھا: کیا اب بھی اس فرشتے کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! تو انہوں نے حسرت کے ساتھ اپنا دوپٹہ سر سے اتارا حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت ان کی گود میں تھے پھر سوال کیا' کیا اب بھی آپ اس فرشتے کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں اب وہ فرشتہ نظر نہیں آ رہا۔

یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اے میرے چچا کے بیٹے! ثابت قدم رہئے اور خوش ہوجایئے۔ بخدا! یہ آنے والا فرشتہ ہے' شیطان نہیں ہے' چنانچہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور سب لوگوں سے پہلے انہوں نے ہی ایمان قبول کیا اس موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ طرز عمل ان کے اپنے مشاہدہ حق کیلئے تھا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشاہدہ اور یقین کیلئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی جبرئیل علیہ السلام کی تصدیق پر اکتفا کرتے رہے۔

اس دوران میں حضرت جبرئیل علیہ السلام جو کچھ لیکر نازل ہوتے رہے وہ صرف نبوت کی خبریں تھیں' تاکہ آپ کو علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو (اس منصب عظیم کیلئے) چن لیا ہے اور اس طرح آپ کی توجہ اسی کام پر ہوجائے اور جو پیغام آپ پر اترے یا جس کام کا آپ کو حکم ہے' آپ کو حکم ملے' آپ اس کے لئے وقف ہوجائیں یوں آپ احکام خداوندی کی کامل اتباع کے ساتھ اعلان نبوت کے منتظر اور متوقع رہیں گے' چنانچہ اس مرحلہ پر آپ کو تحدیث نعمت کی اجازت تو مل گئی مگر ابھی تبلیغ و انذار کا حکم نہ ہوا' جیساکہ ارشاد ربانی ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو' یعنی نعمت نبوت کا تذکرہ کرو' یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت کا ذکر بڑی خوشی کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔

پانچواں مرتبہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال نبوت تک پہنچنے کا پانچواں مرتبہ یہ ہے کہ اطلاع نبوت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تبلیغ و انذار کا حکم مل گیا۔ اس سے آپ مقام رسالت پر فائز ہوئے اور امر و نہی کے ساتھ آپ پر قرآن اترنا شروع ہوا مگر ابھی تک اعلانیہ عام تبلیغ و دعوت کا حکم نہ آیا' تاکہ یہ مرحلہ سابقین ایمان کے ساتھ مختص رہے اور اس ایمانی دعوت کو قبول کرنے والوں کے ساتھ کار دعوت کی بنیاد مستحکم ہوجائے' چنانچہ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

يَاۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَاتَمْنُنْ تَسْتَكْثِرْ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

اے چادر لپیٹنے والے! اٹھئے اور لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنا لباس صاف رکھئے اور بتوں سے دور رہیے اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کیجئے اور اپنے رب کیلئے صبر کرتے رہیے۔

پس وحی و انذار کے ساتھ آپ کی نبوت کی تکمیل ہوگئی مگر ابھی تک اسے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہوا' منصب نبوت کا حصول رمضان المبارک میں سوموار کو ہوا۔ ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جبرئیل امین کے ساتھ آپ کی ملاقات ہفتہ پھر اتوار کی رات ہوئی۔ پھر جبرئیل رسالت کے ساتھ پیر کے روز تشریف لائے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: "یہ میری ولادت کا دن ہے اور اسی روز مجھے نبوت عطا فرمائی گئی" البتہ! اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ رمضان المبارک کا کونسا سوموار تھا۔ ابوقلابہ کہتے ہیں اٹھارہ رمضان المبارک کا سوموار تھا' جبکہ ابوخالد نے رمضان المبارک کی چوبیس تاریخ بتائی ہے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف چالیس سال تھی۔ اکثرین کا یہی قول ہے' کیونکہ عام الفیل کو چالیس سال گزر چکے تھے' ایک گروہ کے نزدیک 43 سال ہے۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ کسریٰ پرویز کی حکومت سے بیس برس بعد اور بقول دیگر سولہ برس بعد آپ پر وحی نازل ہوئی۔ مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبوت کے دوسرے روز منگل کے دن دوبارہ نازل ہوئے' جبکہ آپ مکہ المکرمتہ کے بالائی حصے میں تھے تو جبرئیل نے وادی کے ایک جانب ایڑی ماری تو وہاں سے پانی کا چشمہ رواں ہوگیا اور پھر اس چشمے سے خود وضو کیا' تاکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کی کیفیت دکھائیں تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی طرح وضو کیا۔ پھر جبرئیل نے اٹھ کر نماز پڑھی تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ان کی طرح نماز پڑھی' یہ پہلی عبادت تھی جو آپ پر فرض ہوئی تھی' اس کے بعد جبرئیل امین واپس چلے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعلیم کے لئے وضو کیا اور انہیں جبرئیل امین کی طرح نماز پڑھائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وضو کیا اور نماز پڑھی' اس دوران نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اس شخص کو خفیہ تبلیغ فرماتے رہے جس سے کوئی اندیشہ محسوس نہ کرتے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے کس نے ایمان قبول کیا۔ اس بارے میں تین اقوال ہیں۔

1 - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔ بعض کے نزدیک دس برس کے تھے۔ یہ جابر بن عبداللہ اور زید بن مسلم رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ یحییٰ بن عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ عہد جاہلیت میں مکہ مکرمہ آئے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قیام کیا جب سورج طلوع ہو کر اوپر چڑھ آیا تو ایک نوجوان آیا اور اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور قبلہ رخ کھڑا ہوا' کچھ دیر بعد ایک لڑکا آکر اس کی داہنی طرف کھڑا ہوگیا' اسی طرح کچھ عرصے کے بعد ایک عورت آکر پیچھے کھڑی ہوگئی' اس شخص نے رکوع کیا تو اس کی اتباع میں لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ پھر وہ رکوع سے سیدھا کھڑا ہوا تو وہ دونوں بھی کھڑے ہوگئے' وہ جوان سجدے میں گرا تو اس کے پیچھے وہ دونوں بھی سجدے میں چلے گئے۔ عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ جانتے ہیں یہ کیا معاملہ ہے؟ اور یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں! یہ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ ہے۔ اس کے ساتھ میرا بھتیجا علی بن ابی طالب ہے اور اس کے پیچھے اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے۔ میرا یہ بھتیجا کہتا ہے کہ آسمان کے رب نے انہیں ایسا ہی حکم دیا ہے' اللہ کی قسم! اس وقت روئے زمین پر ان تین کے سوا کوئی اس دین پر نہیں ہے۔

2 - دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے دولت اسلام سے مشرف ہوئے اور انہوں نے

نماز پڑھی' یہ قول حضرت ابن عباس اور ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ابو امامہ عمرو بن عبسہ سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت آپ عکاظ میں تشریف فرماتھے۔ میں نے عرض کیا' آپ کی اس دعوت اسلام میں کس نے پیروی کی ہے؟ فرمایا: دو مردوں نے میری اتباع کی ہے' ان میں سے ایک آزاد ہے یعنی ابوبکراور دوسرا غلام ہے۔ (یعنی بلال' عمرو کہتے ہیں یہ سن کر میں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس لحاظ سے میں اپنے آپ کو چوتھا مسلمان شمار کرتا تھا۔

امام شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کون دائرہ اسلام میں داخل ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار نہیں سنے۔

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِّنْ اَخِي ثِقَةً
فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَابَكْرٍ بِمَا فَعَلاَ
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَ لَهَا
بَعْدَ النَّبِيِّ وَاَوْفَاهَا بِمَا جَمَلاَ
الثَّانِي التَّالِيَ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ
وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صِدَّقَ الرُّسُلاَ

جب تجھے کسی ثقہ اور متعمد بھائی کے رنج و غم کی یاد آئے تو اپنے بھائی ابوبکر کو ان کے کارناموں کے باعث یاد کر جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر متقی اور عادل تھے اور جو ذمہ داری انہوں نے اٹھائی اسے پورا کرکے دکھایا وہ غار کے ساتھی تابعدار' قابل تعریف مقام کے مالک جنہوں نے سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔

3 - تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا یہ قول عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار کا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قابل اعتماد لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے' کیونکہ وہ ایک معزز تاجر' قریش کے بڑے نساب اور ان کے اچھے برے احوال سے واقف تھے۔ وہ لوگوں کی دلجوئی کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کثرت کے ساتھ ان کی مجلس میں شریک ہوتے' ان کے ہاتھ پر عثمان بن عفان' طلحہ بن عبیداللہ' زبیربن عوام' سعد بن وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف مشرف بہ اسلام ہوئے۔ وہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو وہ فوراً شرف ایمان سے سرفراز ہوگئے اور نماز پڑھی۔ ان کے ایمان لانے سے اہل ایمان کی تعداد آٹھ ہوگئی۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کے ساتھ سعید بن العاص اور ابوذر نے بھی اسلام قبول کیا' اس کے بعد پے در پے لوگ دائرہ اسلام میں آنے لگے اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابھی تک دعوت اسلام پوشیدہ رکھی مگر اس کے باوجود قریش کے حلقوں میں اس کا چرچا ہونے لگا۔

چھٹا مرتبہ

پوشیدہ تبلیغ کے بعد اعلانیہ تبلیغ و انذار اور دعوت اسلام کا حکم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا چھٹا (اور تکمیلی) مرتبہ ہے' اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے

منہ پھیر لو۔

اس حکم ربانی کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلانیہ تبلیغ و انذار کا سلسلہ شروع کردیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اعلانیہ دعوت کا حکم بعثت کے تین سال بعد دیا گیا' اور یہ حکم ہوا کہ اس کا آغاز آپ اپنے رشتہ داروں سے کریں جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ — اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ اور اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حکم کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لائے اور ندا دی' اے بنی عبد المطلب! اے بنی عبد مناف! یہاں تک کہ قریش کے ایک ایک قبیلے کو پکارا اور کہا یا صباحاہ! یہ آواز سن کر تمام قبیلے فوراً اکٹھے ہوگئے اور پوچھا: معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر میں تم کو یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کی دوسری جانب سے ایک لشکر جرار نکل کر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری اس بات کو مان لو گے؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں' ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی' یہ سن کر آپ نے فرمایا: میں تمہیں اس شدید عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے ہے۔"

اس دعوت پر (آگ بگولہ ہوکر) ابولہب نے کہا: تمہاری بربادی ہو' کیا تم نے ہمیں اس بات کیلئے اکٹھا کیا تھا؟ اور اٹھ کر چل دیا تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ آیات نازل فرمائیں۔

تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ — تباہ ہوجائیں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ قریش کو آپ کی اس دعوت سے کچھ زیادہ اختلاف نہ تھا' یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس دعوت کو مکمل طور پر نہ ٹھکرایا پھر جب آپ نے ان کے معبودان باطل کا رد کیا اور بت پرستی پر اہل قریش کو احمق ٹھہرایا تو وہ آپ کی مخالفت اور دشمنی پر کمربستہ ہوگئے۔ سوائے ان خوش نصیبوں کے' جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق دے کر آپ کی مخالفت سے محفوظ رکھا' اگرچہ ان لوگوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور وہ خفیہ اسلام قبول کررہے تھے۔

عموم تبلیغ و انذار اور کھلے عام دعوت توحید و اسلام کی وجہ سے آپ کی نبوت عالمگیر ہوگئی اور آپ تمام امت کی طرف مبعوث ہوگئے' اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت و رسالت کو مکمل فرما دیا۔ یوں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدائی حکم کھول کر بیان کردیا' حق کو قائم کیا' اعلانیہ تبلیغ فرمائی' دعوت اسلام کو عام کیا اور راہ حق میں جہاد کا حق ادا کیا' آپ نے قریش کی مخالفت کا سامنا کیا اور کثرت تعداد کے باوجود ان کی عداوت کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ کا مشن غالب ہوگیا۔

اس دوران آپ نے جن سختیوں اور تکلیفوں کو برداشت کیا' سوائے ایک معصوم کے کوئی ان کے مقابل ثابت قدم نہیں رہ سکتا' نہ کوئی نصرت خداوندی کے بغیر ان سے بچ کر نکل سکتا ہے' یہ تمام حقائق آپ کی حقانیت اور صداقت کے دلائل ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کاروں کے منصوبوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتا' نہ بگاڑ پیدا کرنے والوں کے کام کو درست کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو شریعت مقرر فرمائی ہے وہ توحید کے بعد دو اقسام پر مشتمل ہے۔

1 - عبادات 2 - احکام

مکہ شریف میں اقامت کے دوران عبادات میں سے صرف طہارت اور نماز مشروع ہوئی تھی جس کی جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم دی تھی۔ اس عرصہ میں نماز آپ پر فرض تھی' جبکہ آپ کی امت کیلئے سنت تھی' جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلاَّ قَلِیْلاً

اے جھرمٹ مارنے والے ! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے' آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

اس سلسلہ کلام میں یہ حکم آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے تھا' یہاں تک کہ شب معراج پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی' یہ نبوت کا نواں سال تھا۔ اس کے سوا عبادات میں سے کوئی اور عبادت فرض نہ ہوئی۔ پھر آپ نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی اور وہ آپ کے لئے دارالسلام بن گیا اور اس کے باشندے اسلام کے اعوان و انصار ہوگئے' پھر مدینہ شریف میں نماز پنج گانہ کے بعد پہلی عبادت ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے' اسی سال قبلہ کی تحویل ہوئی اور بیت اللہ شریف سے کعبہ شریف کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا۔ اسی سال صدقہ فطر واجب ہوا اور عید کی نماز مشروع ہوئی حالانکہ نماز جمعہ کی فرضیت ہجرت کے پہلے سال نماز ظہر کے بدلے ہوچکی تھی۔ پھر قوت میں اضافے اور مالی کفالت کے بعد اموال میں زکوٰۃ فرض ہوئی بعدازاں حج و عمرہ کی فرضیت ہوئی۔

رہے وہ احکام' جنہیں تقاضائے عقل واجب کرتا ہے مثلاً قتل اور زنا کی حرمت تو یہ مکہ المکرمہ میں ہی ظہور تبلیغ کے ساتھ شروع ہوگئے مگر وہ احکام جن کے فعل و ترک (کرنے یا نہ کرنے) میں عقل کو تردد ہوتا ہے جیسے حلال و حرام' ممانعت و اباحت اور استحباب و کراہت وغیرہ تو ان احکام سے خاموشی اختیار کی گئی مکہ میں نہ کسی حلال چیز کو حلال کہا گیا نہ کسی حرام چیز کو حرام ٹھہرایا گیا یہاں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو اس ہجرت کے بعد آپ نے حلال و حرام اور حظر و اباحت کے احکام نافذ فرمائے' کیونکہ مکہ میں قریش کا غلبہ تھا' دارالشرک ہونے کے باعث اس میں اسلامی احکام نافذ نہ ہوسکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں کسی چیز کو حلال یا حرام قرار نہ دیا لیکن جب مدینہ شریف تشریف لائے اور وہ اسلام کا گھر بن گیا تو وہاں اسلامی احکام نافذ کئے گئے' حلال و حرام کو کھول کر بیان کیا' مباح اور غیرمباح اشیاء میں فرق ظاہر کیا گیا' عقود صحیحہ اور عقود فاسدہ میں حد فاصل قائم کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ شریف میں آپ نے صلح و آشتی سے رہنے کی کوشش کی اور کوئی اقدام جنگ نہ کیا' جبکہ مدینہ شریف میں آپ نے جنگیں لڑیں' لٰہذا حکمت اور مصلحت آپ کے افعال و احوال کے موافق تھی اور توفیق آپ کے اقوال کی ممدومعاون تھی اگرچہ آپ کو اس حکمت اور مصلحت کو اختیار کرنے کا حکم بھی تھا' جیساکہ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیۙ اِنْ ھُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحٰی

اور وہ کوئی بات اپنی مرضی سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ نجم 3'4

مگر کار نبوت کو بطریق احسن سرانجام دینے اور تمام مقامات و مواضع میں حسن صواب سے ہم آہنگ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے صحت حزم اور صدق عزم میں حکمت کے حیران کن آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ (امام ماوردی کا کلام ختم ہوا)

باب اول

معجزہ قرآن کریم

یہ معجزہ ان گنت معجزات کو
متضمن ہے اور قیامت تک
کیلئے ہے' اور اس باب
میں تین فصلیں ہیں

فصل اول

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب بڑا اور لازوال معجزہ قرآن

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ اور آپ کی سب سے بڑی دلیل قرآن عظیم ہے' جس کے معجزانہ کلام کے ذریعے آپ نے منکرین نبوت کو چیلنج کیا اور انہیں اس کے ساتھ معارضہ کرنے اور اس جیسی ایک سورت بنا لانے کی دعوت دی مگر وہ ایک چھوٹی سی سورت بھی لانے سے عاجز رہے۔ اس طرح یہ قرآن حکیم' جس نے مخالفین کو دم بخود کردیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات احیائے موتی' مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفایاب کرنے سے زیادہ رسالت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی واضح اور بڑی دلیل ہے' کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ معجزہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو اہل فصاحت و ارباب بلاغت تھے اور جو کلام کے بادشاہ اور زبان کے شہ سوار تھے' لہٰذا ان کا اس کلام کے معارضہ سے عاجز رہنا۔ مسیح علیہ السلام کے معجزہ احیائے موتی کا مشاہدہ کرنے والوں کے عجز سے زیادہ حیران کن اور تعجب انگیز ہے' کیونکہ ان لوگوں کو مردے زندہ کرنے یا مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے کا دعویٰ نہ تھا نہ انہیں اس کی کوئی خواہش تھی' جبکہ اہل عرب بالخصوص بنو قریش فصاحت و بلاغت میں فوقیت اور غلبہ کے طلب گار تھے۔ وہ مجالس و محافل میں فی البدیہہ تقاریر کرتے اور فصیح و بلیغ کلام کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کا یہ ملکہ ان کی فطرت اور طبیعت میں ودیعت فرما دیا تھا' کہ جب چاہتے اور جہاں چاہتے اپنے فی البدیہہ کلام سے سماں باندھ دیتے۔ وہ معرکہ آرائیوں میں رجز پڑھتے اور اپنی خوش بیانی کے ذریعے مطالب و مقاصد تک رسائی حاصل کرتے جس کی مدح کرتے اسے بلند کردیتے اور جس کی مذمت کرتے اسے پستی میں گرا دیتے۔ ان کی زبان میں وہ جادو تھا' کہ جس کے گلے میں چاہتے الفاظ کے موتیوں کا ہار ڈال دیتے جو زریں طوق سے حسین ہوتا کہ عقلیں حیران رہ جاتیں' وہ اپنی جادو بیانی سے امر دشوار کو آسان بنالیتے' دلوں سے کینہ و عداوت کو دور کردیتے' وہ چاہتے تو بدشکل کو خوش شکل اور خوبصورت کو بدصورت ثابت کردیتے وہ اپنے زور بیان سے بزدل کو بہادر' بخیل کو سخی' ناقص کو کامل اور نامور کو بے قدر کرنے کے فن سے آگاہ تھے۔

ان کا دیہاتی بے مثل بلاغت اور صاف زبان سے مزین ہوتا جو نظم و نثر میں شاندار کلام کہتا تھا' ان کا شہری انتہائی بلیغ' خوش زباں' تھوڑے الفاظ میں کثیر معانی بیان کرنے والا اور نرم طبیعت ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہر بدو اور ہر شہری کو فصاحت و بلاغت کے ذریعے غالب دلائل و براہین کی ایسی قوت حاصل ہوتی کہ کسی آدمی کو اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا تھا' کہ فصاحت ان کی تابع اور بلاغت ان کی لونڈی تھی' کیونکہ انہوں نے فنون بلاغت کے تمام گوشوں کا احاطہ کرلیا تھا' وہ جس دروازے سے چاہتے داخل ہوسکتے تھے اور اس کے محل رفیع تک چڑھنے کے تمام اسباب انہیں میسر تھے۔ یہی کمال بلاغت تھا کہ کوئی ان کے مدمقابل نہ آسکا' سوائے ایک معزز رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے جس نے انہیں

ایک ایسی کتاب عزیز کے ذریعے سراسیمہ کردیا جس کتاب کی شان یہ ہے۔

لَايَاتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلاَ مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ

باطل اس کتاب کے سامنے سے مدمقابل آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے (حملہ آور) ہوسکتا ہے' کیونکہ یہ ایک قابل تعریف حکمت والے کی اتاری ہوئی ہے۔

اس کتاب کی آیات محکم اور کلمات واضح اور مفصل ہیں اس کی بلاغت نے عقل انسانی کو مبہوت کردیا ہے اور اس کی فصاحت نے ہر کلام کو مغلوب کردیا ہے' اس کے ایجاز و اختصار اور اعجاز میں یگانگت اور اس کے حقیقت و مجاز میں باہم معاونت ہے' اس کے مطالع و مقاطع ہم آہنگ ہیں اور کلام کی تمام خوبیوں اس کی جامعیت میں سمٹ آئی ہیں یہ کلام ان کی روزمرہ کی زبان میں آیا جس کے ذریعے وہ تنازعات میں اپنا دفاع کرتے تھے ان اہل عرب کو میدان سخن میں درجہ کمال حاصل تھا' خطابت میں ان کا ہر طرف آوازہ تھا غرائب اور لغت میں انہیں کمال مہارت و وسعت حاصل تھی مگر قرآن حکیم انہیں اکیس سال تک کھلے عام للکارتا رہا اور چیلنج کرتا رہا' انہیں عدم معارضہ پر شرمندہ کرتا رہا۔ انہیں بے عقلی کا طعنہ دیتا رہا' ان کے نظام کو درہم برہم کرتا رہا' ان کے معبودوں اور ان کے آباؤاجداد کی مذمت کرتا رہا۔ ان کی زمینوں علاقوں اور مالوں کو مباح ٹھہراتا رہا مگر وہ ان تمام باتوں میں معارضہ سے عاجز رہے اور قرآن کا چیلنج قبول نہ کرسکے۔ اہل عرب کی طرف سے قرآن حکیم کے معارضہ سے عاجز رہنا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور صحت نبوت کی زبردست دلیل اور قاطع برہان ہے' یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زندہ جاوید معجزہ ہے' یہ ایسا معجزہ ہے جس سے احکام شرعیہ اور علوم عقلیہ کااستنباط کیا جاتا ہے' جبکہ دیگر معجزات سے ایسا کرناممکن نہیں تھا' پھر انبیائے کرام کے معجزات زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہوتے گئے مگر معجزہ قرآن قیامت تک باقی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بوقت تحدی بڑی قطعیت کے ساتھ یہ اعلان کردیا کہ قرآن کے منکرین اس کے معارضہ پر ہرگز قادر نہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا:

فَاْتُوْابِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

(اگر تمہیں قرآن کے بارے میں شک ہے) تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائیتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمادیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے' تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں' تیار کررکھی ہے کافروں کے لئے"

امام ابوسلیمانی خطابی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے زمانے کے سب سے بڑے دانش مند تھے بلکہ ساری مخلوق سے علی الاطلاق بڑے عقلمند تھے' آپ نے اپنے پروردگار کی طرف سے بڑی قطعیت کے ساتھ پیش گوئی فرمائی کہ کفار طلب معارضہ کے باوجود قرآن حکیم کی مثل لانے سے عاجز رہیں گے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا: وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ علام الغیوب کی طرف سے قطعی علم نہ ہوتا' کہ اس پیشین گوئی کا خلاف نہیں ہوگا تو آپ کی عقل کبھی آپ کو ایسی پیش گوئی کرنے کی اجازت نہ دیتی۔

امام قسطلانی کا بیان

امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

"حق و باطل کی اس کشمکش میں جو بہترین بھرپور اور واضح بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی رؤس الاشهاد کفار کو بلند آہنگی کے ساتھ فرمایا: کہ وہ قرآن حکیم کے ساتھ معارضہ کرنے سے عاجز رہیں گے اور اس کی مخالفت و مناقضت کی کوشش میں کامیاب نہیں ہوں گے' یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کوئی اس معارضہ کے قریب تک نہ پھٹکا حالانکہ اس کے داعیے اور اسباب بہت تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پیشین گوئی کی صداقت سے بخوبی آگاہ تھے' اسی لئے فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

چنانچہ وہ سب قرآن کے ساتھ معارضہ کرنے سے باز رہے مگر عجز کے باوجود معارضہ پر قدرت کے باطل ادعا پر قانع رہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ باطل کو بطور حکایت بیان کیا۔

لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ

اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام کہہ سکتے ہیں۔

دراصل یہ ان کی بے شرمی اور فرط عناد کے باعث دشمنی کی انتہا ہے اگر وہ قرآن حکیم سے معارضہ کرنے کی طاقت رکھتے تھے تو انہیں ایسا کرنے سے کس چیز نے روک رکھا تھا؟ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیس سال سے زائد عرصہ تک ان سے طلب معارضہ کرتے رہے اور ان کی عجز و درماندگی کا کھلے عام اعلان فرماتے رہے' یہاں تک کہ ان کے خلاف تلواریں بے نیام کرنی پڑیں' مگر وہ اس ننگ و عار اور داغ رسوائی کے باوجود قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہے' اللہ تعالیٰ ان کی اس حالت عجز کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتا ہے

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ

اے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ اعلان فرمادیں کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے۔

یہ آیت کریمہ کفار کے اسی باطل ادعا کے رد میں نازل ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مانند کلام کہہ سکتے ہیں اور یہ دعویٰ نضر بن حارث نے کیا تھا۔

اس آیت کریمہ میں جنوں کا ذکر قرآن حکیم کی معجزانہ شان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے ورنہ تحدی یعنی طلب معارضہ تو صرف انسانوں سے ہوا تھا' کیونکہ جنات اہل زبان عرب نہ تھے جس کے اسالیب پر قرآن نازل ہوا تھا اور اس لئے

بھی کہ ہیئت اجتماعیہ کو جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ افرادی صورت میں نہیں ہوتی' نیز جب دو گروہوں کے اجتماع اور کسی کام کیلئے ان کی باہمی معاونت فرض کی جائے اور وہ مل کر بھی اس معارضہ سے عاجز رہیں تو ان میں سے ایک فریق کا زیادہ عاجز ہونا ثابت ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کفار قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہے تو ضد اور عناد کی وجہ سے ان کی بلند ہمتیں اور سرکش طبیعتیں خونریزی اور عزتوں کی پامالی پر آمادہ ہوگئیں اگر وہ معارضہ پر قادر ہوتے تو اس کے ذریعے اپنی رسوائی سے بچاؤ کی تدبیر کرتے۔ پس عدم معارضہ ان کے عجز و درماندگی اور ابطال دعویٰ کی زبردست دلیل ہے للذا ان کی اس بڑ مارنے کا کوئی اعتبار نہیں کہ اگر ہم چاہیں تو اس کلام کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بہت سے ارباب فصاحت و بلاغت اس امر کا برملا اعتراف کرچکے ہیں کہ قرآن سے معارضہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں' کیونکہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔

جن لوگوں نے قرآن کی اس اعجازی شان کا اعتراف کیا ان میں سے قریش کا ایک سردار عتبہ بن ربیعہ ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن قریش کے کچھ افراد جمع تھے۔ انہوں نے کہا: کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا چاہئے جو تم سے جادو' کہانت اور شعر میں زیادہ ماہر ہو اور وہ اس شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر گفتگو کرے جس نے ہماری جماعت کے ٹکڑے کر دیئے' ہمارے معاملے کو درہم برہم کر دیا ہے' اور ہمارے دین پر عیب لگائے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے؟ سردار ان قریش نے کہا: ہمارے علم کے مطابق اس مرتبے کا آدمی سوائے عتبہ بن ربیعہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عتبہ قریش کی مجلس میں تھا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں تنہا تشریف فرما تھے۔ اس نے سرداران قریش سے کہا: اے گروہ قریش! اگر اجازت ہو تو جا کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بات کروں' اور چند امور ان کے سامنے پیش کروں ہو سکتا ہے وہ کوئی بات مان لے' ہم اس کا مطالبہ پورا کردیں اور وہ ہمارے بارے میں خاموش رہے انہوں نے کہا: ہاں جایئے' چنانچہ وہ اٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا' اور کہنے لگا: بھتیجے! آپ کو معلوم ہے کہ قبیلے میں آپ کا ہمارے نزدیک کتنا بلند مرتبہ ہے؟ مگر آپ نے قوم کو ایک مصیبت میں ڈال دیا ہے' آپ نے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا ہے۔ انہیں احمق ٹھہرایا ہے ان کے معبودوں اور دین پر عیب لگائے ہیں اور آباء و اجداد کے طور طریقوں کا انکار کر دیا ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم تلواریں لے کر اٹھیں اور ایک دوسرے کو فنا کر دیں؟ سنئے میں آپ کے سامنے چند شرائط پیش کرتا ہوں آپ ان میں غور کریں' شاید کوئی شرط آپ کے لئے قابل قبول ہو' یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوالولید! کہو میں پوری توجہ کے ساتھ سنوں گا' اس نے کہا: اے بھتیجے! اگر آپ اس کلام کے بدلے جو آپ لائے ہیں' مال کے خواہش مند ہیں' تو ہم اپنے مالوں میں سے اتنا مال آپ کے لئے اکٹھا کر دیتے ہیں کہ آپ ہم سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے' اگر آپ جاہ و منصب کے طلبگار ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں یہاں تک کہ کوئی فیصلہ آپ کے حکم کے بغیر طے نہ پائے گا۔ اور اگر آپ سلطنت کے خواستگار ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں' یا پھر آپ کو آسیب کا اثر ہے جسے ہم بذات خود دور نہیں کر سکتے تو آپ کے لئے طبیب کا بندوبست کر دیتے ہیں اور آپ کے علاج کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں یہاں تک

کہ آپ شفایاب ہو جائیں اس کی اس گفتگو کے دوران نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے' جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے پوچھا: کیا تم اپنی بات مکمل کر چکے ہو؟ تو اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: اب میرا کلام غور سے سنو' پھر آپ نے سورہ حم سجدہ کی شروع کی آیات تلاوت کیں' یہاں تک کہ قرآنا عربیا تک پہنچے' اس عرصہ میں عتبہ پیچھے ہاتھ باندھے بڑے انہماک کے ساتھ سنتا رہا جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا' پھر فرمایا: اے ابوالولید! کیا تم نے سنا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں سنا ہے آپ جانیں اور آپ کا کلام جانے' پھر اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا' تو اس کے ساتھیوں نے اسے آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ابوالولید (کا حال متغیر ہے وہ) جس چہرے کے ساتھ گیا تھا اس کے ساتھ وہ نہیں لوٹا' پس جب وہ ان کے پاس آکر بیٹھ گیا تو انہوں نے پوچھا: اے ابوالولید! اپنے پیچھے کیا معاملہ چھوڑ کر آئے ہو؟ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں نے ایک بے نظیر کلام سنا ہے' بخدا! نہ وہ شعر ہے نہ سحر اور نہ کہانت' اے گروہ قریش! میرا کہا مانو' اس شخص کو کرنے دو وہ جو کرتا ہے ایک اور میں روایت ہے۔ عتبہ نے کہا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجھے کچھ ایسا جواب دیا ہے جو نہ جادو ہے نہ شعر نہ کہانت' اس نے پڑھا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ حٰمٓ تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا

یہاں تک کہ آیت نمبر13 کے ان کلمات تک پہنچے

فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ

تو تم فرماؤ: کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔

تو میں نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور قرابت کا واسطہ دیکر کہا: کہ اب بس کریں' تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ جھوٹی نہیں ہوتی' مجھے تو اس وقت یہ خوف پیدا ہو گیا تھا' کہ تم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ (بیہقی وغیرہ)

انیس برادر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراف

امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کا واقعہ بیان کیا ہے' جب انہیں مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس کو تحقیق حال کے لئے مکہ شریف بھیجا' حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی انیس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں' اللہ کی قسم! میں نے انیس سے بڑا شاعر نہیں سنا' ایام جاہلیت میں اس نے بارہ نامور شعراء سے مقابلہ کیا جس سے اس کی فصاحت اور شعر کی معرفت کا پتہ چلتا ہے۔ انیس مکہ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات معلوم کر کے واپس اپنے بھائی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا: کہ میں نے مکہ میں ایک ایسا شخص دیکھا جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے رسول ہے میں نے پوچھا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا: لوگ اسے شاعر کاہن اور جادوگر کہتے ہیں حالانکہ میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں۔ اس شخص کی باتیں کاہنوں کی سی نہیں ہیں۔ میں نے اس کی باتوں کو مختلف شعراء کے کلام سے موازنہ کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ کسی شاعر سے ایسی باتیں موزوں نہیں ہو سکتیں خدا کی قسم! وہ شخص یقیناً سچا ہے اور وہ لوگ جھوٹے

ہیں۔

ولید بن مغیرہ کا اعتراف

امام بیہقی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ نے ولید بن مغیرہ کے قصہ میں بیان کیا کہ وہ میدان فصاحت میں قریش کا سردار تھا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کچھ پڑھ کر سنایئے' تاکہ میں اس میں غور کروں تو آپ نے چند آیتیں پڑھیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے' تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

تو ولید نے کہا: مکرر پڑھئے تو آپ نے دوبارہ پڑھیں اس نے کہا:

وَاللّٰهِ اِنَّ لَهُ الْحَلَاوَةُ وَاِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةُ وَاِنَّ اَعْلَاهُ الْمُثْمِرَ وَاِنَّ اَسْفَلَهُ لَمُغْدَقُ وَمَا يَقُوْلُ هٰذَا بَشَرٌ

اللہ کی قسم! اس کلام میں بڑی شیرینی اور تازگی ہے' اس نخل کی شاخیں ثمرآور اور اس کا تنا مضبوط ہے یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔

پھر اس نے اپنی قوم سے کہا: بخدا! تم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ اشعار کا علم نہیں رکھتا' نہ مجھ سے زیادہ جنوں کے اقوال سے واقف ہے خدا کی قسم! محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کلام کی ان سے کوئی مشابہت نہیں' کیونکہ آپ کا کلام انتہائی شیریں اور تروتازہ رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا اور اس کے نیچے جو آجاتا ہے' اسے کچل کر رکھ دیتا ہے۔

ابن اسحاق حاکم اور بیہقی اسناد جید کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ قریش ایام حج میں ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے وہ ان کا سردار' عمررسیدہ اور فصاحت میں باکمال شخص تھا۔ اس نے ان سے کہا: اے گروہ قریش! حج کا زمانہ آگیا ہے عنقریب عرب کے وفود تمہارے پاس آئیں گے جنہوں نے تمہارے صاحب (محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا حال سن رکھا ہے' اس کے بارے میں ایک رائے پر متفق ہوجاؤ اور اختلاف نہ کرو' ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرے کی تکذیب کر بیٹھو۔

قریش :- آپ ہی ایک رائے قائم کردیں ہم اس پر کاربند رہیں گے۔

ولید :- نہیں تم کہو میں سنتا ہوں۔

قریش :- ہماری رائے ہے کہ ہم اسے کاہن کہیں

ولید :- اللہ کی قسم! وہ کاہن نہیں ہم نے کاہن دیکھے ہیں' اس کا کلام نہ کاہن کا زمزمہ ہے نہ اس کا سجع

قریش :- پھر اسے مجنون کہیں یعنی وہ دیوانہ ہے

ولید :- خدا کی قسم! وہ دیوانہ بھی نہیں ہم نے دیوانے دیکھے ہیں' ہم محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو اچھی طرح جانتے ہیں اس میں دیوانوں کا سا غیظ و غضب اور خلجان و وسوسہ نہیں۔

قریش :- اچھا پھر اسے شاعر کہہ دیتے ہیں۔

ولید :- بخدا! وہ شاعر بھی نہیں' ہم شعر کی تمام اقسام رجز ہزج قریض مقبوض اور مبسوط سے آگاہ ہیں (اور اشعار کو اس کے کلام سے کوئی نسبت نہیں)

قریش :- ہم کہیں گے کہ وہ جادوگر ہے

ولید :- وہ ہرگز جادوگر نہیں' ہم نے جادوگر اور ان کے جادو دیکھے ہیں' اس کا کلام نفث (پھونک مارنے) اور عقد (گرہیں لگانے) سے پاک ہے

قریش :- پھر آپ ہی اپنی رائے بتادیں۔

ولید :- اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام میں بڑی حلاوت اور تازگی ہے اس کی اصل مضبوط اور فرع بڑی ثمرآور ہے' تم نے اس کے بارے میں جتنی آراء دی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ سب باطل ہیں! البتہ اس کے متعلق قریب ترقول یہ ہے کہ تم اسے جادوگر کہو اور یہ مشہور کرو کہ اس کا کلام جادو ہے جو باپ بیٹے' بھائی بھائی' میاں بیوی اور خویش و اقارب میں جدائی ڈال دیتا ہے۔

پھر اہل قریش اس کی رائے پلے باندھ کر چلے گئے جب لوگوں کی موسم حج میں آمد شروع ہوئی تو وہ راستوں میں بیٹھ کر گزرنے والوں کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ڈراتے اور آپ کا حال بیان کرتے' پس جب اہل عرب حج سے لوٹے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا چرچا ان کی زبان پر تھا یوں آپ کا ذکر گرامی تمام بلاد عرب بلکہ سارے آفاق میں پھیل گیا اور کفار کا مکر اور منصوبہ انہیں پر الٹ پڑا یہاں تک کہ انصار مدینہ نے اسلام قبول کرلیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور ایک نئے عالمی نظام کی بنیاد رکھی)

بنوسلمہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب بنو سلمہ کے کچھ نوجوانوں نے اسلام قبول کرلیا تو عمرو بن جموح نے اپنے بیٹے معاذ سے کہا: مجھے اس شخص کے کلام میں سے کچھ سناؤ جو تم نے سنا ہے۔ معاذ جو کہ اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوچکے تھے' نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تک تلاوت کی' عمرو نے اپنے بیٹے سے کہا: یہ تو بہت خوبصورت کلام ہے: کیا سارا کلام اس جیسا ہے؟ اس نے جواب دیا اباجی! اس سے بھی زیادہ حسین۔

امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مواہب میں ہے کہ بعض علماء نے فرمایا: کہ اگر یہ قرآن ایک مصحف میں مکتوب کسی جنگل میں پڑا مل جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اسے وہاں کس نے رکھا ہے تو سلیم عقلیں اس بات کی گواہی دیں گی کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کلام ہے اور یہ کہ کسی انسان کو اس طرح کے کلام کی تالیف پر قدرت نہیں ہے (جب مذکورہ بالا صورت میں انکار کی گنجائش نہیں) تو دنیا کے سب سے زیادہ سچے نیکوکار اور متقی شخص کی طرف نازل ہونے پر کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے؟ امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو چیلنج دیا کہ وہ اس جیسی ایک سورت ہی لے آئیں مگر وہ ایک سورت ہی پیش کرنے سے عاجز رہے تو اس صورت میں اس کے کلام الٰہی ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ انتہی

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام

امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں تمام ارباب عقل و دانش کا اتفاق ہے کہ قرآن حکیم ایک معجزانہ کلام ہے جس کے معارضہ پر باوجود چیلنج کے کوئی قادر نہ ہوا ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ

اگر مشرکین میں سے کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دیجئے' تاکہ وہ اللہ کا کلام سنے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس (مشرک) پر کلام الٰہی کا سننا حجت نہ ہوتا تو اس کا معاملہ سماع پر موقوف نہ ہوتا اور اس کلام کا حجت ہونا اس کے معجز ہونے کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ یہ کتاب اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو دلالت میں کافی ہے اور جو دیگر انبیائے کرام کے معجزات و آیات کے قائم مقام ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام یہ کتاب ان لوگوں کے پاس لیکر آئے تھے جو خود بڑے فصیح اور سحربیان خطیب ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں قرآن کی مثل لانے کا چیلنج دیا' پھر کئی سال انہیں اس معارضہ کی مہلت دی مگر وہ معارضہ پر قادر نہ ہوسکے حالانکہ وہ نور قرآن کو بجھانے اور دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپید کرنے کے شدید حریص تھے اگر قرآن سے معارضہ ان کے زیر قدرت ہوتا تو قطع حجت کیلئے اس کی طرف مائل ہوتے یہ بات کسی سے منقول نہیں کہ اس کے دل میں اس معارضے کا خیال آیا ہو یا اس نے اس چیز کا ارادہ کیا ہو بلکہ سب نے کبھی عداوت و عناد کا اظہار کیا کبھی اس کا مذاق اڑایا' کبھی کہا جادو ہے کبھی شعر اور کبھی اسے اساطیر الاولین (پہلوں کی کہانیاں) قرار دیا' یہ سب ان کے حیران و ششدر اور لاجواب ہونے کی دلیل ہے۔

(چنانچہ اس معارضہ و مقابلہ میں عاجز ہونے کے بعد) انہوں نے تلوار کا فیصلہ قبول کرلیا اور وہ بچوں اور عورتوں کے قیدی ہونے مالوں کے مباح ٹھہرانے پر راضی ہوگئے حالانکہ وہ انتہائی خود دار اور حمیت والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر وہ جانتے کہ قرآن کی مثل لانا ان کے بس میں ہے تو اس کی طرف لپکتے اور یہ کام معرکہ آرائیوں اور تیغ زنیوں کی نسبت ان کے لئے انتہائی آسان تھا۔

جاحظ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اس وقت عرب میں کتنے ہی شاعر اور خطیب تھے' ان کی زبان کس قدر مستحکم اور مالا مال تھی اور ان کی جماعت کتنی طاقتور تھی (یا معارضہ کیلئے ان کی تیاری کتنی زیادہ تھی) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اقصیٰ و ادنیٰ کو معارضہ کیلئے بلایا (مگر انہوں نے چیلنج قبول نہ کیا) پھر آپ کو ان کے ساتھ میدان کار زار گرم کرنا پڑا' یہ ایک عقلمند کیلئے اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ کثرت کلام' جودت زبان' سہولت لسان نیز کثرات شعراء و خطباء کے باوجود وہ معارضہ قرآنی سے عاجز رہے' کیونکہ ایک سورت یا چند آیات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چیلنج کو توڑ سکتی تھیں' آپ کے دین کو درہم برہم کرسکتی تھیں اور آپ کے پیروکاروں کو

دفعتاً منتشر کردیتیں اور ان کی جانثاری' جلاوطنی اور مال خرچ کرنے کے جذبے کو پامال کردیتیں۔ (خصائص کی عبارت ختم ہوئی)

حافظ ابن تیمیہ کی معجزہ قرآن پر بحث

امام تقی الدین ابن تیمیہ اپنی کتاب "الجواب الصحیح" میں لکھتے ہیں۔

"قرآن حکیم کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں معجزہ و برہان ہونا اجمالی اور تفصیلی وجوہ سے ظاہر و ثابت ہے۔

معجزہ قرآن کی اجمالی وجوہ

اقوام عالم کے عوام و خواص علم متواتر سے جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی قرآن حکیم پیش کرنے والی ہے اور یہ تواتر دنیا کے تمام انبیائے کرام بادشاہوں اور فلسفیوں (وغیرہم) کے متواتر اخبار و حالات کے تواتر سے بڑا تواتر ہے۔ قرآن حکیم نے خود اقوام جہاں کو اس بارے میں معارضہ کا چیلنج دیا ہے۔ (تحدی وہ ہوتا ہے جو دوسروں کو معارضہ اور مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہے) کچھ لوگ تحدی سے مراد دعویٰ نبوت لیتے ہیں'

اللہ تعالیٰ نے سورۂ طور میں ارشاد فرمایا:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ

یا کہتے ہیں' انہوں نے یہ قرآن بنا لیا (ہے) بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: کہ اگر منکرین اس (گمان فاسد) میں سچے ہیں کہ یہ قرآن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے تو وہ (حسن و خوبی اور فصاحت و بلاغت میں) اس جیسی ایک بات ہی بنا کر پیش دیں' کیونکہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بنا لینے پر قادر ہوں جیسے انسان نظم و نثر میں کلام کرسکتے ہیں تو ان کے ابنائے جنس بھی ایسا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں تو اس طرح وہ لوگ بھی قرآن حکیم کی مثل لانے پر قادر ہوں گے (مگر یہ محال ہے)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن کی مثل دس سورتیں لانے کا چیلنج دیا اور فرمایا:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں (محمد) نے اسے جی سے بنالیا ہے تم فرماؤ: کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں منکرین اور ان کے حامیوں سے قرآن کی مانند گھڑی ہوئی دس سورتیں لانے کا مطالبہ کیا ہے' پھر اس نے ان سے ایک ہی سورت لانے کی تحدی فرمائی ہے' ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے' ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور

فِيْهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے' اس میں کچھ شک نہیں ہے پروردگار عالم کی طرف سے کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنا لیا ہے' تم فرماؤ: تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لو' اگر تم سچے ہو۔

اس آیت میں ان سے اور ان کے حامیوں سے ایک سورت لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے (اور عدم معارضہ کی صورت میں) فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

تو اے مسلمانو! اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ (ہود 14)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت و رسالت کا مرکزی نکتہ لا الہ الا ھو کی شہادت ہے اور اس بات کی شہادت کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

اے محبوب! اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی

یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن حکیم نازل شدہ کلام ہے گھڑا ہوا نہیں ہے جیساکہ اس نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ○ یونس/۲۷

اور قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے

اس آیت کریمہ میں مجرد فعل افتریٰ ہی کی نفی نہیں بلکہ احتمال فعل کی بھی نفی ہے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی پیشین گوئی فرمائی ہے کہ قرآن کی مثل کبھی پیش نہیں کی جاسکے گی بلکہ اس کا وقوع ممتنع ہے لہٰذا اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ کے نازل کئے بغیر اس قرآن کا بنایا جانا درست نہیں نہ اس کا امکان و احتمال ہے' کیونکہ مخلوق اس کے بنانے پر قدرت نہیں رکھتی' یہ تحدی اور طلب معارضہ کا چیلنج مکہ میں دیا گیا' کیونکہ یہ سورتیں یعنی یونس ہود اور طور کی ہیں۔

ہجرت مدینہ کے بعد یہی چیلنج مدینہ شریف میں دہرایا گیا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ جو کہ مدنی سورت ہے' میں فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (خاص) بندے پر اتارا' تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو' اگر تم سچے ہو۔

پھر فرمایا:

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ○ البقرہ/ ۲۴

پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کیلئے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

1 - جب تم قرآن حکیم کی مثل نہ لاسکو' تو یقین کرلو کہ قرآن حکیم حق ہے' لہٰذا اسے جھٹلانے سے ڈرو' ورنہ تمہیں وہ عذاب گھیرے گا جس کا جھٹلانے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے اس حکیمانہ دعوت کے بعد راہ خدا کی طرف موعظہ حسنہ کے ذریعے دعوت ہے اور یہی جدال احسن ہے۔

2 - ارشاد باری تعالیٰ میں ولن تفعلوا میں لن نفی مستقبل کے لئے ہے تو یہ پیشین گوئی ثابت ہوگئی کہ منکرین نبوت آئندہ زمانے میں کبھی بھی قرآن کی مانند ایک سورت نہ لاسکیں گے' جس طرح کہ قبل ازیں سورۂ اسراء میں جو کہ بہ نص قرآن و خبر متواتر مکی سورت ہے' کفار مکہ سے مخاطبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اے حبیب! آپ فرمادیں کہ اگر انسان اور جن اس بات پر متفق ہوجائیں کہ وہ قرآن کی مثل لائیں' تو ہرگز نہ لاسکیں گے' خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوجائیں"

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے حکم ہے کہ وہ ساری مخلوق کو بتا دیں کہ قرآن حکیم ایک معجزانہ کتاب ہے' اگر وہ سب جمع ہوکر ایک دوسرے کی امداد و معاونت بھی کریں تو اس کی مثل لانے سے عاجز و قاصر رہیں گے۔ یہ چیلنج اور دعوت و تحدی تمام مخلوق کے لئے ہے اور اس چیلنج کو سب نے جن تک قرآن کی آواز پہنچی ہے۔ سنا ہے' خاص و عام کو اس سے آگاہی ہوئی مگر اس کے باوجود انہوں نے اس کے ساتھ معارضہ نہیں کیا' نہ اس کی مانند کوئی سورت لائے ہیں' وقت بعثت سے آج تک یہ چیلنج برقرار ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے بعثت سے قبل جن وانس تقریباً سارے کافر تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ایک قلیل تعداد میں لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکار بنے۔

(اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ) کفار دعوت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مٹانے اور باطل ٹھہرانے کے انتہائی خواہشمند اور ہر طریقے سے اس کے لئے کوشاں تھے' وہ کبھی اہل کتاب کے پاس جاتے' تاکہ ان سے امور غیبیہ پوچھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور امتحان دریافت کریں' جیسا کہ انہوں نے قصہ یوسف' اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق پوچھا۔ کبھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بحث کرنے کیلئے اجتماعات کا انعقاد کرتے اور آپ کے متعلق مثالیں بیان کرتے اور ان لوگوں کے ساتھ آپ کی مشابہت ظاہر کرتے جن کی آپ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہوسکتی تھی' یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی آپ کو دیوانہ کہتے کبھی جادوگر کہتے اور کبھی کاہن اور شاعر کا نام دیتے' حالانکہ وہ اور تمام اہل فہم و خرد جو اس قسم کے اقوال سنتے' سمجھتے تھے کہ یہ اقوال آپ پر افتراء اور بکواسات ہیں۔

پس جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بار بار معارضہ کا چیلنج دیا اور معارضہ کے اتیان سے آپ کی دعوت کا ابطال ہوسکتا تھا تو قطعی طور پر معلوم ہوگیا کہ اگر وہ اس معارضہ پر قادر ہوتے تو ضرور مقابلہ و معارضہ کرتے'

بالخصوص' جبکہ اس کا زبردست داعیہ بھی موجود تھا۔ (لہٰذا ثابت ہوگیا کہ قرآن حکیم کا معارضہ ممکن ہی نہیں)' کیونکہ یہ اصول ہے کہ جب قدرت حاصل ہو تو مقدور کا پایا جانا لازم ہوتا ہے' (اور یہاں منکرین کی بے بسی اور عاجزی اظہر من الشمس ہے) پھر یہی بات دیگر تمام اہل زمین کے بارے میں ثابت ہوتی ہے کہ وہ سب مل کر بھی قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہیں' خواہ وہ کوئی تدبیر کریں یا نہ کریں۔

معجزہ کی یہ قسم ان معجزات سے عظیم تر ہے جن کا وقوع ہوتا رہتا ہے' مثلاً احیائے موتی' کیونکہ اس معجزہ کی کوئی نظیر نہ لاسکا پھر قرآن حکیم کا معجزہ ہونا فقط جہت فصاحت و بلاغت' نظم و اسلوب' اخبار بالغیب' معارضہ کے اسباب ختم کردینے اور مخالفین کی قدرت معارضہ کو سلب کرلینے سے نہیں' بلکہ یہ متعدد وجوہ سے معجزہ ہے' یہ لفظی اور معنوی جہت سے معجزہ ہے۔ لفظ کی معنی پر دلالت میں بلاغت کی جہت سے معجزہ ہے جہت معانی کے لحاظ سے معجزہ ہے' جن کا اللہ نے حکم دیا ہے' نیز ان معانی کی وجہ سے معجزہ ہے' جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات' صفات اسماء اور فرشتوں وغیرہ کی خبریں ہیں۔

پھر ماضی' مستقبل کی غیبی خبریں' امور آخرت کی خبریں' دلائل یقینیہ قیاسات عقلیہ' جنہیں بطور ضرب الامثال بیان کیا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَّكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا

اور بے شک ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا

بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ

اور بے شک ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو عربی زبان کا قرآن جس میں اصلاکجی نہیں کہ کہیں وہ ڈریں۔

اور دیگر تمام وجوہ اعجاز جو لوگ بیان کرتے ہیں' قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی دلیلیں ہیں۔ وہ اس کے مناقض نہیں بلکہ ہر قوم نے اتنا ہی سمجھا ہے جتنا کہ اسے اس کی آگاہی بخشی گئی ہے۔

متکلمین میں سے ان لوگوں کا قول انتہائی ضعیف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم کا معجزہ اس لحاظ سے ہے کہ اس سے معارضہ کے اسباب اور دواعی پھیر دیئے گئے یا اس سے معارضہ کی یقینی قدرت سلب کرلی گئی۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امتوں کے دلوں کو اس کے معارضہ سے پھیر دیا حالانکہ اقتضاء موجود تھا یا ان کی عادی قدرت کو سلب کرلیا مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام سے فرمایا:

اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا

تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر

یہ مثال علی سبیل التنزیل ہے' مثلاً بفرض محال لوگ اس کلام کی مثل لانے پر قدرت رکھتے ہیں مگر معارضہ کے عظیم داعیے ہونے کے باوجود اس سے باز رہنا زبردست خرق عادت معجزہ ہے' جیسے کوئی کہے کہ میں اس عظیم سلطنت کے باشندگان کے تمام اموال چھیننے والا ہوں' انہیں زدوکوب کروں گا اور انہیں بھوکا ماروں گا اور وہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں یا سلطان وقت کے پاس شکایت کرنے کی قدرت رکھتے ہوں' مگر اس کے باوجود کوئی زبان پر شکوہ و شکایت نہ لائے' یہ تو انتہائی عجیب خارق عادت بات ہوئی۔

فرض کرو کوئی آدمی کتاب تصنیف کرتا ہے اور دوسرے لوگ اس کی اس تصنیف کی مثل پر قادر ہوں یا مثلاً کوئی شعر کہتا ہے اور دوسرے بھی ایسے اشعار کہہ سکتے ہوں اور وہ ان سب کو چیلنج دے کر کہے' کہ تم میرے کلام کا معارضہ کرو' اگر معارضہ نہیں کرو گے تو تم کافر ٹھہرو گے' تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور تمہارے خون میرے لئے مباح و حلال ہوں گے۔ ایسی صورت میں عادتاً ممتنع ہے کہ کوئی شخص اس کے معارضہ سے گریز کرے' اس کے باوجود اگر وہ اس کا معارضہ نہ کر سکے تو یہ عجیب معجزہ ہوا۔

قطعی حق و صواب یہ بات ہے کہ ساری مخلوق قرآن حکیم کے معارضہ سے عاجز ہے حتیٰ کہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے قرآن کی کسی سورت کو بدل دینے پر قادر نہ تھے بلکہ ہر وہ شخص جسے ادنیٰ بصیرت حاصل ہے وہ قرآن حکیم اور کلام نبی میں واضح فرق دیکھ سکتا ہے: قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ لوگوں کے لئے قرآن کے ساتھ معارضہ و مقابلہ کے اسباب موجود تھے مگر وہ اپنے آپ کو اس کے معارضہ سے عاجز محسوس کرتے تھے اگر وہ قدرت پاتے تو ضرور مدمقابل آتے' بعض لوگوں نے اس کی سعی ناتمام بھی کی ہے' مگر انہوں نے ایسا کلام پیش کیا جس سے خود ان کی اپنی رسوائی ہوئی ہے' اس سے قرآن حکیم کی یہ پیشین گوئی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ تمام مخلوق قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہے گی۔

امت محمدیہ کے عقلاء

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو جھٹلانے والوں کے درمیان اس بات میں کوئی نزاع نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس چیلنج اور دعوت معارضہ کا مقصد یہ تھا' کہ لوگ قرآن کی حقانیت (اور آپ کی نبوت و رسالت) کو مان لیں اور تکذیب سے باز رہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی عقلمند اور اپنے مشن کی کامیابی کے طریقوں سے بخوبی آگاہ تھے جو شخص اس قسم کے عظیم الشان مشن کی طرف دعوت دے اور لگاتار بلاتا رہے یہاں تک کہ لوگ اس کی اس دعوت کو طوعاً و کرھاً قبول کرلیں' اس کا مشن غالب آجائے اور اس کی ملت انتہائی پھیل جائے۔ وہ شخص ہر حال میں ایک عظیم الشان انسان ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مکہ شریف میں آغاز رسالت

کے وقت' جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکاروں کی تعداد انتہائی قلیل تھی۔ بڑے وثوق کے ساتھ یہ اعلان کرنا کہ اگر سارے انسان اور جن اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اس قرآن کی مثل لائیں تو ہرگز اس کی مثل نہ لاسکیں گے۔ نہ اس زمانے میں' نہ آئندہ کے تمام زمانوں میں' تو آپ کا یہ چیلنج آپ کے وثوق اور تیقن کا آئینہ دار ہے ورنہ کوئی عقلمند شخص شک اور گمان کے ساتھ اتنا زوردار چیلنج نہیں دے سکتا جس کے جھوٹا ثابت ہونے کا اسے خوف ہو جس سے اس کی رسوائی ہو اور لوگ اس کی تصدیق سے برگشتہ ہوجائیں چونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ چیلنج اور طلب معارضہ بڑے جزم و یقین کے ساتھ تھا تو اس سے معلوم ہوگیا کہ آپ نے یہ اعلان باعلام خداوندی فرمایا تھا۔

معجزہ قرآن کی تفصیلی وجوہ

قرآن نظم و اسلوب عجیب و بدیع ہے جو معروف و متداول اسالیب کلام کی جنس سے نہیں ہے یہی ہے کہ کوئی اس اسلوب کی نظیر نہ لاسکا' کیونکہ یہ اسلوب شعر' رجز' رسائل اور خطابت کی جنس سے نہیں نہ ہی اس کا نظم انسانی کلام سے مشابہت رکھتا ہے۔

قرآنی فصاحت و بلاغت بھی عجیب و غریب ہے اور خارق عادت ہے جو تمام مخلوق کے کلام میں بے نظیر و بے مثال ہے۔

توحید باری تعالیٰ اور اسماء و صفات کے باب میں قرآن حکیم نے جو آگاہی دی ہے وہ حیران کن خارق عادت امر ہے جس کی مثل انسانی کلام میں موجود ہے نہ کسی نبی یا غیرنبی کے کلام میں پائی جاتی ہے اسی طرح قرآن حکیم نے ملائکہ' عرش' کرسی' جنات' تخلیق آدم وغیرہ امور کے متعلق جو خبریں دی ہیں' وہ حیرت انگیز ہیں۔

یونہی دین و شرائع کے قرآنی احکام' امثال و دلائل سب ورطہ حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔

جو آدمی ان تصنیفات میں غور و تدبر سے کام لے جو عقلائے زمانہ نے الہیات' اخلاقیات اور سیاست کے موضوع پر لکھی ہیں' تو وہ ان تصنیفات اور الہامی کتابوں مثلاً تورات' انجیل' زبور اور صحف انبیاء کے درمیان عظیم تفاوت پائے گا۔ اسی طرح ان کتابوں اور قرآن حکیم کے درمیان لفظ و نظم کے حوالے سے بہت زیادہ فرق دیکھے گا۔ قرآن حکیم لفظ کی نسبت معانی کے لحاظ سے عظیم تر معجزہ ہے اور دنیا کے تمام دانشمندوں کا اس کے معانی کی مثل لانے سے عاجز رہنا بہ نسبت عربوں کے الفاظ کی مثل و نظیر لانے سے عاجز رہنا فزوں تر ہے۔

ایک شبہے کا ازالہ

تورات و انجیل کے بعض مضامین کا معنا قرآنی مضامین کی مثل ہونا مقصود تحدی میں قادح نہیں' کیونکہ وہ بھی الہامی کتابیں ہیں اور کسی نبی کا دوسرے نبی کی مثل ایسا کلام لانا ممتنع نہیں جیساکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احیائے موتی کا معجزہ ہے کہ اس طرح کا معجزہ دوسرے لوگوں کے ہاتھ پر بھی واقع ہوا ہے تو قرآن پاک اور آسمانی کتابوں کے بعض مضامین میں معمولی مشابہت کیوں کر نہیں ہوسکتی حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ تورات و انجیل کے مضامین کو معانی قرآن کے ساتھ کوئی

مماثلت نہیں نہ حقیقت میں نہ کیفیت میں اور نہ کمیت میں بلکہ ہر اس شخص کے لئے ان میں تفاوت ظاہر ہوجاتا ہے جس نے قرآن حکیم میں تدبر کیا اور گذشتہ کتابوں میں بھی غور و فکر کیا اور جن اصحاب علم و معرفت کیلئے یہ امور واضح ہوگئے۔ ان کے لئے قرآن حکیم کا یہ اعجازی پہلو بھی ظاہر ہوگیا اور جس کے لئے قرآن کا یہ معجزانہ انداز ظاہر نہ ہوا تو اس کیلئے یہی ظاہری بات کافی ہے کہ ساری مخلوق قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہی باوجودیکہ پیغمبر علیہ السلام نے انہیں اس کا چیلنج دیا اور انہیں یہ بھی بتا دیا کہ وہ اس کی مثل نہ لاسکیں گے۔ یہ بات تو ہر ایک کے لئے روز روشن کی طرح واضح ہے۔ (انتہی کلام ابن تیمیہ باختصار)

فصل دوم

قرآن کے وجوہ اعجاز کے بیان میں

قرآن کے وجوہ اعجاز کے بارے میں علماء کی جو عبارات میری نظر سے گزری ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع اور نافع عبارات امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور سید احمد دحلان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیں۔ میں انہیں عبارات پر اقتصار کروں گا اگرچہ ان میں کچھ تکرار بھی پائی جاتی ہے۔

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بحث

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اعلام النبوۃ کے ساتویں باب میں تحریر فرماتے ہیں۔
"قرآن حکیم پہلا معجزہ ہے جس کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کی دعوت دی ہے اور کھلم کھلا اپنی رسالت کا اعلان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام میں سے صرف آپ کو اس معجزہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے یہ اگرچہ کلام ملفوظ اور قول محفوظ ہے مگر مندرجہ ذیل تین اسباب کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مخصوص ترین معجزہ اور ظاہر نشان بن گیا ہے۔

1 - ہر پیغمبر کا معجزہ اس کے زمانہ رسالت کے احوال کے موافق اور اس کے معاصرین کے حالات کے مطابق ہوتا تھا مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو اس زمانے میں جادو کا دور دورہ تھا' لہٰذا آپ سمندر پھاڑنے اور لاٹھی کو اژدھا بنا دینے کے معجزات سے مخصوص کئے گئے جنہوں نے ہر جادوگر کو مغلوب اور ہر کافر کو ذلیل کردیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ طبی کمالات کا زمانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پرانے امراض کے علاج اور مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات سے سرفراز ہوئے جنہوں نے طبیبوں کو دہشت زدہ اور عقل مندوں کو ہکا بکا کردیا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت عصر فصاحت و بلاغت میں ہوئی تو آپ کو قرآنی معجزہ کے ساتھ مختص کیا گیا جس کی مثل لانے سے فصحاء عاجز آگئے اور بلغاء نے جس کے سامنے سر تسلیم خم کردیا اور شعراء کا سارا جوش طبیعت

جاتا رہا' تاکہ قرآن کا قاہرانہ اعجاز ثابت ہوجائے اور اس کی تصدیق کا معاملہ زیادہ واضح ہوجائے اس طرح ان انبیائے کرام کے معجزات میں اختلاف کے باوجود معانی اور علل میں مشابہت پیدا ہوگئی۔

2 - ہر قوم میں ظاہر ہونے والے معجزات اس قوم کے افراد کی ذہنی اور عقلی سطح کے مطابق ہوتے تھے چونکہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں بلادت اور غباوت تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ ان سے کسی مستحسن کلام کی تدوین منقول نہیں نہ ان سے افکار تازہ مستفاد ہیں وہ جب ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو بتوں کے سامنے آسن مارے بیٹھی تھی تو انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایسے ہی معبود بنا دیجئے جس طرح کہ ان کے پاس ہیں۔ ان کی اسی ناسمجھی کی بناء پر انہیں ایسے معجزات دیئے گئے جن تک رسائی کیلئے انہیں غورو فکر اور تامل کی ضرورت نہ تھی' جبکہ اہل عرب صحت فہم اور تیزی ذہن میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے۔ کمال فصاحت و بلاغت اور آداب حسنہ میں کوئی ان کا ہم پایہ نہ تھا یہی وجہ ہے کہ انہیں قرآن حکیم کے معجزہ سے خاص کیا گیا جو افہام و اذہان کی جولان گاہ بنا وہ اس کے مطالب کا ادراک سمجھداری اور فطانت سے کرتے تھے بلاسوچ سمجھے نہیں۔ وہ قرآن کو دیکھ بھال کر سمجھتے' عجلت میں نہیں' تاکہ معجزات کا ہرامت کے ساتھ اختصاص ان کی طبعی مشابہت اور فکری ہم آہنگی کے مطابق ہو۔

3 - قرآن حکیم ان معجزات کے مقابلہ میں دیرپا دائمی اور عالمگیر ہے جو کسی خاص وقت کے ساتھ مختص تھے اور زمانہ کے گزرنے سے مٹ گئے' لہٰذا قرآن ایک لازوال معجزہ ہونے کے باعث زیادہ بڑی دلیل ہے اور اختصاص کا زیادہ مستحق ہے۔

قرآن کریم انسانی کلام سے خارج ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے بیس وجوہ سے معجزہ ہے۔

وجہ اول

فصاحت و بیان قرآن یہ تین شرائط کے باعث قابل لحاظ ہے۔

1 - بلاغت الفاظ

2 - استیفائے معانی (بھرپور مفاہیم و مطالب کی ادائیگی)

3 - حسن نظم

بلاغت الفاظ دو وجہ سے ہوتی ہے۔

1 - الفاظ کی جزالت حتیٰ کہ کوئی کمزور لفظ سیاق کلام میں نہ آئے۔

2 - الفاظ کا ٹھیک انطباع و انطباق کہ بیگانگی محسوس نہ ہو۔

استیفائے معانی کی بھی دو صورتیں ہیں۔

1 - معانی مبادی الفاظ سے بیگانہ نہ ہوں اور مقاطع کے محتاج نہ ہوں۔

2 - معانی الفاظ سے مطابقت رکھتے ہوں' ان میں کمی بیشی نہ ہو۔

ان میں بیشی ہوگی تو اختلاف الفاظ میں ہوگا اور کمی ہوگی تو اختلاف معانی میں ہوگا۔

حسن نظم بھی دو وجوہ سے ہوتا ہے۔

1 - کلام متناسب ہو متنافر نہ ہو

2 - وزن معتدل ہو متباین نہ ہو۔

اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ یہ شرائط بعض اوقات انسانی کلام میں بھی جمع ہوجاتی ہیں تو اس سے اعجاز قرآن باطل ہوجانا چاہئے تو اس کا جواب دو وجہ سے ہوگا۔

1 - مذکورہ بالا شرائط کی روشنی میں قرآن کریم کا جو اسلوب نظم ہے وہ غیر الہامی کلاموں میں موجود نہیں، لہٰذا دونوں کلاموں کے درمیان فرق واضح ہوگیا۔

2 - نظم قرآنی پر جو رونق اور شادابی ہے وہ دوسرے کلاموں میں مفقود ہے مثلاً آیت کریمہ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ اور عربوں کے مقولہ القتل انفی للقتل میں موازنہ کیجئے، آپ دونوں کے درمیان لفظاً و معناً بہت سے فرق پائیں گے۔

وجہ دوم

قرآنی اعجاز کی دوسری وجہ اس کا ایجاز (اختصار کلام) ہے یعنی بیہودہ اور غیر مربوط طویل کلام سے پاک ہونا اور مختصر کلام میں بھرپور معانی کا ادا کرنا مثلاً آیت کریمہ ہے۔

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

اور حکم فرمایا گیا اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا اور پانی خشک کردیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔

ایک اعتراض

اگر یہ کہا جائے کہ سارا قرآن و جیز و مختصر نہیں بلکہ اس میں مبسوط اور مکرر کلام ہے، نیز کلام کا کچھ حصہ دوسرے سے زیادہ فصیح ہے اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوتا تو سارا کلام باہم متماثل اور یکساں ہوتا اور اس میں تفاضل نہ ہوتا، کیونکہ کسی شخص کے کلام میں تفاضل (بلندی پستی) اس کے دلی ضعف اور پژمردگی کی وجہ سے ہوتا ہے (اور اللہ کی ذات اس سے منزہ ہے)

اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔

جواب اول

قرآن حکیم میں بسط و ایجاز کا اختلاف اس وجہ سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ متماثل اور ایک ہی معیار کا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے بلکہ یہ اختلاف لوگوں کے فہم و ادراک کے اختلاف کی وجہ سے ہے اسی طرح اس کی فصاحت میں تفاضل معانی کے تفاضل کی بناء پر ہے نہ کہ عدم مساوات عاجزی اور کمزوری کے باعث ہے۔

جواب دوم

قرآن حکیم کے مبسوط و مختصر اور افصح و اسہل کلام کے درمیان اس لئے اختلاف ہے کہ اس کے سہل ترین مبسوط

کلام کے معارضہ سے عجز اس کے انتہائی فصیح و مختصر کلام کے زبردست معجزہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے درجات فضیلت میں فرق رکھا ہے' تاکہ فاضل اور مفضول کی پہچان ہو سکے۔

ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے کسی شخص کو آیت کریمہ فاصدع بما تؤمر پڑھتے ہوئے سنا تو سجدہ ریز ہو گیا' اس نے بتایا کہ میں نے اس کلام کی فصاحت کی وجہ سے سجدہ کیا ہے۔

جہاں تک قصص اور وعدہ و وعید کی تکرار کا تعلق ہے تو اس کے کئی اسباب ہیں۔

1 - تکرار سے وعدہ و وعید وغیرہما میں زیادہ تاکید اور مبالغہ پیدا ہو جاتا ہے۔

2 - تکرار سے الفاظ میں تبدیلی جملی کی بیشی اور تقدیم تاخیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کلام کو فوری قبول کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔

3 - اگر کسی مقام پر مفہوم کلام سمجھنے میں کوتاہی ہو گئی تو تکرار کے باعث اس کا ادراک دوسرے مقام پر ہو جائے گا اور ترغیب و ترہیب میں کوئی کمی نہ رہے گی۔

وجہ سوم

قرآن حکیم کی ایک اعجازی شان یہ ہے کہ اس کا اسلوب اور وصف اختراع منظوم و منثور کلام سے جدا ہے اور تمام انواع کلام شعر' رجز' سجع خطبہ میں سے کسی سے نہیں ملتا' یہاں تک کہ ایک بے نظیر و بے مثل اسلوب کی وجہ سے تمام انواع کلام سے متباین اور مختلف ہے اگرچہ اس کے الفاظ و حروف کلام عرب کی جنس سے ہیں مگر یہ تمام مروج اقسام کلام سے الگ اور ممتاز ہے۔

انیس غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ برادر ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ فصاحت و بلاغت میں امام تھے' بیان کرتے ہیں میں نے قرآن حکیم کے اسلوب بیان کو عربوں کے مروج طرز کلام سجع' شعر اور نظم و نثر پر پیش کیا مگر اسے کسی سے ہم آہنگ نہ پایا۔

ولید بن مغیرہ مخزومی اپنے قبیلے کا سردار اور فصیح و بلیغ شخص تھا وہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میرے سامنے قرآن حکیم کا کچھ حصہ تلاوت کرو' تو انہوں نے کچھ آیات پڑھیں۔ سن کر کہنے لگا یہ انسانی کلام نہیں نہ یہ از قسم شعر ہے۔ ابولہب نے اس کے پاس جاکر کہا تم نے تو اس بات سے قریش کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے' اس نے کہا اچھا میں اب کہتا ہوں کہ یہ جادو ہے۔

ایک شبہ

اگر نظم قرآن کا اسلوب معجزانہ ہے تو جمع و تدوین قرآن کے وقت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یا دو آیات لانے والوں سے گواہ کیوں طلب کئے تھے؟ اور اس اعجازی اسلوب کی اندرونی شہادت پر اکتفاء کیوں نہ کیا؟ نیز یہ کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے "معوذتین" کو قرآن سے نکال دیا تھا تو انہیں یہ اشتباہ نہیں لگنا چاہئے تھا نہ ہی حضرت کعب بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب انہوں نے قنوت کو قرآن میں شامل کر دیا نہ ابن رواحہ

کی بیوی کو اپنے شعر کے بارے میں غلط فہمی ہونی چاہئے تھی کہ ان کا شعر بھی قرآن کا حصہ ہے۔ اس شبہ کے دو جوابات ہیں؟

جواب اول

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شہادت مقام و محل آیت کے متعلق طلب کی تھی کہ اس آیت کو کس سورت کے کس مقام پر رکھا جائے۔

رہا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ تو انہیں معوذتین کے قرآن ہونے کے بارے میں کوئی اشتباہ نہ تھا۔ البتہ! ان سورتوں کو مصحف سے نکال دینے کا باعث یہ تھا' کہ ان کے خیال کے مطابق ان سورتوں کی تلاوت منسوخ ہوچکی تھی' انہیں اس کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہوسکا۔ جہاں تک زوجہ ابن رواحہ کا تعلق ہے وہ فصاحت و بلاغت میں کمال نہ رکھتی تھی کہ اپنے شعر اور اسلوب قرآن میں فرق کرسکتی' لہٰذا اس کے وہم و گمان کا کوئی اثر نہیں۔

وجہ چہارم

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی چوتھی وجہ اس کی کثرت معانی ہے جو کسی انسانی کلام میں جمع نہیں ہوسکتے اس کثرت معانی کی دو وجوہات ہیں۔

1 - قلیل کلام کثیر معانی پر مشتمل ہو مثلاً ارشاد ربانی ہے۔

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور غم نہ کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں دو امر دو نہی دو خبریں اور دو اشارے جمع ہوگئے ہیں

2 - اس کے الفاظ متغائر اور مختلف معانی کا احتمال رکھتے ہوں جن میں انسانی عقلیں حیرت زدہ رہ جائیں اور قلوب و طبائع اس کی کنہ تک رسائی میں درماندہ ہوجائیں اور اس کی انتہاء تک پہنچ نہ پائیں یہاں تک کہ اس کی وجوہ و نظائر میں اختلاف و تقابل پیدا ہوجائے۔

اعتراض

اس طرح کا کلام تو پیچ دار معمہ اور چیستاں ہوتا ہے جو مدح کی بجائے مذمت کے قابل ہے۔

جواب اول

الغاز (پیچ دار بات اور چیستاں) قابل مذمت ہوتی ہے مگر رمز (اشاروں میں بات کرنا) مذموم نہیں' قرآن حکیم میں فی

الواقع رموز موجود ہیں مگر کوئی بات چیستاں نہیں۔

جواب دوم

جس کلام کے معانی میں اختلاف ہو وہ لغز (معمہ گوئی) اور رمز سے جدا ہو جاتا ہے' کیونکہ لغز وہ کلام ہوتا ہے جس سے اس کا دوسرا مفہوم لیا جائے اور رمز وہ ہے جس کا معنی مخفی اور سربستہ ہو۔

وجہ پنجم

قرآنی اعجاز کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ یہ اتنے علوم کا جامع ہے کہ کوئی بشر ان کا احاطہ نہیں کرسکتا نہ کسی مخلوق میں اتنے علوم کا اجتماع ہو سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن حکیم اللہ کی طرف سے ہے جس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ علمی فضیلت نبوت کا معجزہ نہیں ہو سکتی' کیونکہ علماء میں بھی بعض اوقات علمی برتری اور فضیلت پائی جاتی ہے اور افضل کیلئے مفضول پر معجزہ اعجاز درست نہیں۔

اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔

1 - علماء کے درمیان علمی برتری اور فضیلت تو موجود ہوتی ہے مگر تمام علوم کا احاطہ ممکن نہیں۔

2 - جو لوگ علمی شغل رکھتے ہیں ان میں علم کا ظہور معجزہ نہیں' کیونکہ یہاں ظہور علم اس جہت (یعنی مزاولت علمی سے ہے مگر جس آدمی کو علم سے سروکار نہ ہو اس سے علم کا ظاہر ہونا معجزہ ہے' کیونکہ اس کا ظہور دوسری جہت سے ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ امی محض تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی حصول علم کی کوشش کی' لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اظہار علم معجزہ ہے۔

وجہ ششم

قرآنی اعجاز کی چھٹی وجہ وہ دلائل و براہین ہیں جو اس نے توحید و رجعت کے اثبات اور دہریت و ثنویت کی نفی پر قائم کئے ہیں یہاں تک کہ ہر مدمقابل اور مخالف اس کے سامنے لاجواب ہو گیا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ دلائل توحید تو عقل سے بھی مستفاد ہیں تو اس کا اعجاز ہونا دو وجوہات سے درست نہیں ہوگا۔

1 - توحید و رجعت کا بالذات ثابت ہونا

2 - دلائل توحید کے ساتھ دیگر دلائل کی مشارکت

تو اس اعتراض کا جواب بھی دو طرح سے ہے۔

1 - نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی مناظرہ باز مجادل نہ تھے کہ زور جدل سے مخالف کو لاجواب کر دیتے تھے۔

2 - آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجعت (دوبارہ جی اٹھنے) پر وہ دلائل قائم فرمائے جو عقلی قضیوں سے بڑھ کر

ہیں جن کے سامنے ہر عاقل دم بخود ہو گیا۔

وجہ ہفتم

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی ساتویں وجہ گذشتہ زمانوں کی خبریں سابقہ امتوں کے قصے اور وہ واقعات ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل کتاب کو بطور تحدی بیان فرمائے' مثلاً اصحاب کہف کا قصہ' موسیٰ و خضر کا واقعہ اور ذوالقرنین کی داستان اور یہ ہوبہو اسی طرح نکلے جس طرح ان کے انبیائے کرام علیہم السلام نے بیان کئے تھے اور ان کی کتابوں میں موجود تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ایسے واقعات کی خبریں معجزہ نہیں ہو سکتیں' کیونکہ غیرانبیاء کو بھی ان خبروں سے آگاہی ممکن ہے۔

اس شبہ کے ازالہ کیلئے مندرجہ ذیل جوابات ہیں۔

1 - ہاں ان لوگوں کیلئے ان خبروں سے آگاہی ممکن ہے جن کے لئے ذرائع علم موجود ہیں مگر ان کے لئے ممتنع ہے جن کے پاس مادی ذرائع علم نہ ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے تعلق رکھتے تھے جن کے لئے کوئی عادی ذریعہ علم موجود نہ تھا' لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان اخبار ماضیہ سے آگاہ ہونا معجزہ ہے۔

2 - اہل کتاب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسے اخبار و واقعات کے بیان کرنے کا چیلنج کیا جن کی ابتداء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نہ ہوئی نہ آپ ان کے غوامض اسرار (گہرے بھید) اور غرائب اخبار کے لئے پہلے سے تیار تھے' چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سربستہ رازوں کی نقاب کشائی کی اور پوشیدہ باتوں کو کھول کر رکھ دیا' لہٰذا آپ کا عرف سے غیرعرف کی طرف نکلنا معجزہ ہے۔

وجہ ہشتم

قرآنی اعجاز کی آٹھویں وجہ اس کا آئندہ کی غیبی خبروں پر مشتمل ہونا ہے' مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے ارشاد فرمایا:

قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ

تم فرماؤ: اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو' نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔

پھر ارشاد فرمایا:

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ

اور (وہ یہودی) ہرگز اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے۔

پس (یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور) کسی نے بھی موت کی تمنا نہ کی'

یا جیساکہ قریش مکہ سے ارشاد فرمایا:

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا

پس اگر کوئی سورت نہ بنا سکو اور ہرگز نہیں بنا سکو گے

اس پیشین گوئی میں حتمی طور پر اعلان فرمادیا کہ وہ قرآن کی مثل نہ لاسکیں گے اور ایسا ہی ہوا کہ وہ مثل قرآن نہ لاسکے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ — عنقریب یہ لشکر شکست خوردہ ہوں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ضمن میں ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو۔

پس اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ لوٹا دیا' اس قسم کی بہت سی مثالیں قرآن حکیم میں موجود ہیں۔

اعتراض

ایسی پیشین گوئیاں افعال کے مشاہدات سے اندازہ لگا کر' نیز فراست و ذکاوت اور قوت ذہانت سے کی جاسکتی ہیں۔

جواب

قیاس آرائی تک بندی اور فراست کبھی صحیح نکلتی ہے اور کبھی غلط ہوجاتی ہے مگر قرآنی پیشین گوئیاں سب کی سب صحیح نکلی ہیں' لہٰذا یہ حدس و فراست سے الگ ہوکر اس ذات کے علم کی طرف منسوب ہوگئیں جس سے غیب پوشیدہ نہیں۔

2 - قیاس آرائی اور فراست کسی چیز کے وجود کے بارے میں کوئی قطعی علم مہیا نہیں کرتی' جبکہ قرآنی خبریں کسی چیز کے وجود سے قبل ہی یقینی ہیں' لہٰذا دونوں کا فرق ظاہر ہوگیا۔

وجہ نہم

ضمائر قلوب (دلی رازوں) کی خبریں جن تک سوائے علام الغیوب کے کسی کی رسائی نہیں' قرآنی اعجاز کی آئینہ دار ہیں۔
مثلاً ارشاد خداوندی ہے۔

اِذْهَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا — جب تم میں سے دو گروہوں نے نامردی اور بزدلی کا قصد کیا حالانکہ ان گروہوں سے بزدلی کا اظہار نہیں ہوا تھا

ایک اور آیت کریمہ ہے۔

وَاِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ — اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا' کہ ان دونوں گروہوں میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں

چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق ہوا حالانکہ یہ بات ان کے لبوں تک نہ آئی تھی' اسی طرح دیگر نظائر قرآن حکیم میں بہ کثرت ہیں۔

اعتراض

ایک بڑے اجتماع میں لوگوں کے دلی ارادے اور خیالات مختلف ہوتے ہیں اگر (مذکورہ بالا) خواہش بعض کے دلوں میں پیدا ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ خواہش سب کے دلوں میں تو نہ پائی گئی۔ اس طریقے سے یہ وجہ اعجاز باطل ٹھہری۔

جواب :- 1 - یہ خبر سب کے سامنے علی العموم پیش کی گئی مگر کسی نے اس کا انکار نہ کیا' لہذا یہ احتمال زائل ہوگیا اور قرآن کا معجزہ ہونا ثابت ہوگیا۔

2 - قرآن حکیم نے ان کی اس خواہش کو ان کے حق میں گناہ قرار دیا لیکن انہوں نے اپنے بری الذمہ ہونے کا اظہار نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ یہ خواہش ان سب کے دلوں میں موجود تھی۔

وجہ دہم

اعجاز قرآن کی دسویں وجہ یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ کبھی عجیب و غریب جزالت (اختصار) اور انتہائی آسان صورت میں استعمال ہوتے ہیں مگر نہ ان کی جزالت قابل وحشت ہوتی ہے نہ ان کی آسانی حقارت آمیز اور جب یہ دونوں (جزالت اور آسانی) اکٹھی ہوتی ہیں تو دلکش ہوتی ہیں اور نفرت کا باعث نہیں ہوتیں۔ یہ کمال کسی انسانی کلام میں نہیں پایا جاتا' کیونکہ کلام بشر میں جزالت و اختصار وحشت کا سبب ہوتا ہے اور الفاظ میں سہولت تحقیر کی حامل ہوتی ہے اور دونوں کا اجتماع تنافر کا باعث ہوتا ہے' لہذا الفاظ قرآنی کا اختصار انسانی کلام کے اختصار و سہولت سے نمایاں ہوگیا اور حد اعجاز میں داخل ہوگیا۔

ایک شبہ

الفاظ قرآن کی دلکشی تو کثرت تلاوت کی مرہون منت ہے' کیونکہ کان اس سے لذت اندوز ہوتے ہیں اور زبانوں کو مٹھاس محسوس ہوتی ہے اگر تلاوت کثرت کے ساتھ نہ ہو تو اس کے الفاظ کے حسن میں تباین اور اختلاف پیدا ہوجائے۔

جواب

الفاظ قرآنی کی یہ صفت شروع سماع ہی سے ہے اگر مذکورہ بالا علت موجود ہوتی تو اس کے مبادی اور انتہا میں اختلاف ہوجاتا۔

2 - دوسرا کلام کثرت ذکر کی وجہ سے ہم آہنگ نہیں ہوتا' لہذا وہ علت باطل ہوگئی۔

وجہ یازدہم

تلاوت قرآن حکیم کے پانچ باعث ہیں۔

1 - سہولت مخرج 2 - بہجت رونق 3 - سلاست نظم 4 - حسن قبول 5 - اس کا قاری اور سامع اس سے اکتاتا نہیں۔ یہ خوبیاں دوسرے کلاموں میں نہیں پائی جاتیں۔

اعتراض

اس کی یہ عظمت دین کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے دل نشین ہوئی ہے۔

جواب

1 - یہ صورت تو دیگر کتب مثلاً تورات' انجیل اور زبور کے ساتھ بھی قائم ہے مگر یہ عظمت وہاں نہیں پائی جاتی حالانکہ یہ علت (یعنی دین موسوی عیسوی کے ساتھ وابستگی) موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب نے ان کتابوں کی تلاوت کو پر لطف بنانے کیلئے الحان واصوات گھڑے ہیں' جبکہ قرآن حکیم صیغہ لفظ کے باعث ان الحان و اصوات سے مستغنی اور بے نیاز ہے اس کے اسی ترنم کے باعث طبیعتوں میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔

2 - دین سے وابستگی عقلوں سے ان کی تمیز اور پہچان سلب نہیں کرتی نہ ان کے تصورات کو خراب کرتی ہے بلکہ دین ان کی بصیرت کو کم کرنے کے بجائے بڑھاتا ہے اگر یہ علت اس کا باعث بنتی تو کفار اس کا انکار کردیتے جیساکہ اہل ایمان نے اس کا اعتراف کیا ہے اور اس بارے میں سب کا قول یکساں ہوتا۔

وجہ دوازدہم

اعجاز قرآن کی بارہویں وجہ یہ ہے کہ یہ الہامی الفاظ و معانی کے ساتھ منقول ہے' فرشتے نے اسے بلفظہ، نظم و ترتیب کے ساتھ پہنچایا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اسی طرح امت کے حوالے کردیا ہے کہ نہ اس کے الفاظ میں کمی واقع ہوئی' نہ معانی میں کوئی فساد پیدا ہوا نہ ہی اس کی ترتیب میں تغیر رونما ہوا یہاں تک کہ یہ ہر خامی اور تبدیلی سے محفوظ ہوگیا تمام زمانوں میں اس کی یہ محفوظ صورت برقرار رہی' ہر زمانے میں یہ نوک زبان رہا' مقامات کی دوری سے اس میں کوئی خلل آیا نہ زبانوں کے اختلاف کے باعث کوئی تغیر پیدا ہوا' جبکہ دیگر آسمانی کتابوں کے معانی کی حفاظت پر اقتصار کیا گیا حالانکہ ان کے الفاظ میں تبدیلی واقع ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے تورات کے معانی موسیٰ علیہ السلام کی طرف القاء فرمائے تو انہوں نے اپنی زبان میں ان معانی کی تعبیر بیان کی اور انجیل وہ کلام ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے حوالے سے خود بیان کیا تو ان کے شاگردوں نے اپنے الفاظ میں اسے جمع کرکے ایک کتاب بنالیا۔ زبور ان دعاؤں حمدوں اور تسبیحوں کا مجموعہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اگرچہ ان کتابوں کے مطالب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے مگر ان کے الفاظ نظم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم الفاظ معانی اور ترتیب آسمانی کے ساتھ نازل فرمایا اس سے قرآن کریم دیگر کتابوں سے الگ اور ممتاز ہوجاتا ہے یہ سب امداد الٰہی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قرآنی اعجاز کو محفوظ کردیا' نیز اپنے رسول کی مدد فرمائی جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ — ہم نے اس ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اعتراض

الفاظ و معانی کے ساتھ کلام کی حفاظت معجزہ نہیں جیسے ایام جاہلیت کے اشعار یا حکمائے گذشتہ کے ضرب الامثال۔

جواب

1 - ان اشعار و امثال کی بعض نسبتیں غلط ہوئیں اور بعض اشعار متروک ہوئے اور محفوظ نہ رہ سکے۔

2 - ان کے حالات معلوم نہ ہوئے' لہٰذا منضبط نہ ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم حفظ و ضبط میں ان کے مخالف ہے۔

وجہ سیزدہم

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی تیرہویں وجہ مختلف سورتوں میں اس کے متغائر معانی کا اقتران و اجتماع ہے۔ اس طرح یہ معانی وعد سے وعید کی طرف' ترغیب سے ترہیب کی طرف' ماضی سے مستقبل کی طرف' قصص سے امثال کی طرف اور حکم سے جدل کی طرف نکلتے ہیں مگر کوئی تنافر پیدا نہیں ہوتا' جبکہ دیگر کلاموں میں تنافر پیدا ہو جاتا ہے جن کے معانی میں باہم مجانست اور ربط نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری الہامی کتابوں میں ہر نوع کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے تورات پانچ اسفار پر منقسم ہے۔

سفر اول ------ پیدائش

سفر دوم ------ خروج (بنی اسرائیل کا مصر سے خروج)

سفر سوم ------ احبار

سفر چہارم ------ گنتی

سفر پنجم ------ تکریر نوامیس اور اختلاف معانی کو موجب فضیلت ٹھہرانا۔

یہودیوں کے نزدیک وہ دس احکامات زیادہ فضیلت کے حامل ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تورات میں موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب فرمایا ہے۔ وہ صرف انہیں کلمات سے قسم کھاتے ہیں دوسرے کلمات سے نہیں۔ انجیل کے چار صحیفے افضل ہیں جو مسیح علیہ السلام کے چار شاگردوں کی طرف منسوب ہیں اور وہی عبادت اور عیدوں میں قرات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

زبور کا وہ حصہ افضل ہے جس کے انتخاب پر یہودیوں اور عیسائیوں کا اتفاق ہے۔

قرآن حکیم جن تغائر معانی پر مشتمل ہے' دو وجہ سے اولیٰ و افضل ہے۔

1 - قارئین قرآن کسی ایک حصے کو مخصوص نہیں کرتے کہ دوسرے حصہ کو چھوڑ دیں۔

2 - ان معانی کا استیعاب کیا جاتا ہے' جب سارے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو بھرپور فوائد اور جزیل ثواب ہاتھ آتا ہے۔

اعتراض

مخلوط بیان سے تفصیل (الگ الگ موضوعات پر گفتگو) زیادہ بلیغ ہوتی ہے۔

اس کا جواب مذکورہ بالا دونوں وجوہ میں آچکا ہے۔

وجہ چہاردہم

آیات قرآنی کا طوالت و قصر میں اختلاف اس کے معجزانہ اسلوب سے جدا نہیں ہوتا نہ اس کے اعتدال کلام کو زائل کرتا ہے مگر دیگر کلاموں کے نظم و نثر میں جب ان کے اجزاء ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں تو نظم کا وزن اور نثر کا اعتدال جاتا رہتا ہے' یہ اعجاز قرآن کی دلیل ہے۔

اعتراض

زیادہ طوالت فضول گوئی ہوتی ہے اور نقصان قصر حصر (یعنی عجز بیان) کا باعث ہوتا ہے۔ پس جو کلام فضول گوئی اور حصر کے درمیان متردد ہو وہ معجزہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب

1 - کلام میں ایسی طوالت و زیادتی لغو و فضول ہے جو فائدہ نہ دے اور ایسی کمی حصر ہے جو سامع کو قانع اور مطمئن نہ کرے' جبکہ یہاں طوالت بیان مفید اور نقصان قصر قناعت عطا کرنے والا ہے' لہٰذا قرآن حکیم حذر و حصر سے جدا ہے۔

2 - اگر طویل کلام منفرد ہوتو حذر (فضول) نہ ہوگا اسی طرح اگر قصر کلام منفرد ہوتو حصر نہ ہوگا' لہٰذا طویل و قصر کلام کا جمع ہونا حذر و حصر کا موجب نہیں۔ جیسے کہ سورتوں کا طول و قصر میں اختلاف ہے' سب سے چھوٹی سورت سورۃ الکوثر ہے مگر قصر کے باوجود وہ چار معانی پر مشتمل ہے۔

1 - اخبار نعمت

2 - امر عبادت

3 - خوشی کی بشارت

4 - اور معجزانہ اسلوب

اسی طرح طویل سورتوں سے موازنہ کی صورت میں بھی یہ سورت معجزہ ہونے سے خارج نہیں۔

وجہ پانزدہم

اس کی کثرت تلاوت سے کسی کی فصاحت میں اضافہ نہیں ہوتا' جبکہ دوسرے کلاموں سے اس کی فصاحت بڑھ جاتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ قرآن حکیم بشری طبائع سے خارج ہے وہ ان سے ملتا نہیں' جبکہ دوسرے کلام انسانی طبیعت میں داخل ہوتے ہیں' لہٰذا وہ ان سے ہم آہنگی پیدا کر لیتے ہیں یوں قرآنی اسلوب دونوں حالتوں میں اور دونوں صورتوں میں معجزہ ہے۔

اعتراض

جو کلام انسانی طبیعتوں میں تاثیر پیدا نہیں کرتا' وہ کمال سے خالی ہوتا ہے' اسے کمال سے کیسے متصف کیا جاسکتا ہے؟

جواب

1 - قرآن حکیم بذات خود کمال کا حامل ہے اس کے کمال کا متعدی ہونا ضروری نہیں۔
2 - اس کا کمال اس بات سے مانع ہے کہ کوئی اس کا ہم پایہ ہو۔

وجہ شانزدہم

قرآن حکیم کا تمام زبانوں پر یہاں تک کہ غیر عرب عجمیوں اور توتلوں کی زبانوں پر جاری ہونا ایک معجزہ ہے کوئی اور کتاب اس کی مانند آسانی سے حفظ نہیں ہوسکتی اور نہ اتنی روانی سے زبانوں پر جاری ہوسکتی ہے یہ ایک ربانی خصوصیت ہے جس نے اسے دیگر کتابوں پر فضیلت بخشی ہے۔

اعتراض

قرآن کی طرح اشعار و قصائد بھی تو زبانی یاد ہوجاتے ہیں جن میں حفظ کی علت ان کا اعتدال وزن ہے' لہٰذا قرآن کا معجزہ ہونا ثابت نہ ہوا۔

جواب

1 - اشعار کی جتنی تعداد حفظ ہوسکی اس سے کہیں بڑی تعداد یاد نہ ہونے کی وجہ سے مٹ گئی' جبکہ قرآن حکیم اول سے آخر تک محفوظ ہے' لہٰذا اشعار و قصائد اور قرآن حکیم میں فرق واضح ہوگیا۔
2 - جس کلام کی مٹھاس باقی نہیں رہتی وہ ترک کردیا جاتا ہے' جبکہ قرآن حکیم کی مٹھاس کبھی زائل نہیں ہوتی' لہٰذا یہ کبھی متروک نہیں ہوتا۔ اس طرح بھی دونوں کلاموں کے درمیان فرق ظاہر ہوگیا۔

وجہ ہفدہم

کلام کے تین درجے ہیں۔
1 - منثور ___ یہ کلام مخلوق کے بس میں ہے۔
2 - نظم ___ یہ نثر سے افضل ہے جس پر ایک گروہ قادر ہوتا ہے' مگر دوسرا اس سے عاجز رہتا ہے۔
3 - قرآن حکیم ___ یہ تمام اقسام کلام سے افضل و اعلیٰ ہے اور دونوں گروہوں کی بساط سے باہر ہے۔

اعتراض

اگر قرآن معجزانہ برھان ہوتو اس کا کثیر و قلیل (کلام) قدرت (مخلوق) سے باہر ہو مگر اس کی قلیل مقدار تحت قدرت

ہے مثلاً اس کے تین یا چار کلمات جمع کردیئے جائیں۔ اس طرح تو اس کی کثیر مقدار بھی زیر قدرت ہوجائے گی، کیونکہ کسی چیز کے اوائل (حصے) جنس ممکن میں داخل ہوں تو اس کے اواخر (حصے) جنس ممتنع سے خارج ہوجاتے ہیں۔

جواب

1 _ قرآن حکیم کا قلیل و کثیر خارج از قدرت ہے، کیونکہ وہ معجزہ ہے اور وہ اس کی اقصر سورت (مثلاً سورۃ الکوثر) کی مانند ہے، لہٰذا یہ اعتراض باطل ہوگیا۔

2 _ ایک یا دو کلموں پر قدرت قابل تحدی کلام پر قدرت کی طرح نہیں، مثلاً کوئی شخص ایک شعر کا جواب نہ دے سکے تو شعر کے ایک یا دو کلمات پر قدرت کی وجہ سے وہ پورے شعر پر قادر نہیں سمجھا جاتا۔

وجہ ہژدہم

قرآن حکیم کی ایک اعجازی شان یہ ہے کہ اس کی آیات میں کہیں زیادتی کردی جائے تو وہ زیادت اور اضافہ نمایاں اور علیحدہ نظر آتا ہے اور الفاظ کا تغیر بھدا معلوم ہوتا ہے اگر یہ زیر قدرت ہوتا تو اس زیادتی سے باہم مشابہت پیدا ہوجاتی۔

اعتراض

اس میں اضافہ کیا گیا تو اس اضافہ سے قرآن حکیم کے الفاظ کے ساتھ التباس و اشتباہ پیدا ہوگیا۔ واقعہ یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مکہ المکرمہ میں سورۂ نجم نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ آیت اَفَرَأَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى پر پہنچے تو شیطان نے تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى، وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى ساتھ پڑھ دیا۔ پھر آپ نے سورۃ ختم ہونے کے بعد سجدہ کیا تو مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا، مشرکین بھی اس سے خوش ہوکر سجدہ ریز ہوگئے اور کفار قریش نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راضی ہوگئے۔ مہاجرین حبشہ نے یہ بات سنی تو واپس لوٹ آئے۔ یہاں تک کہ جبرئیل امین نے مذکورہ بالا کلمات کا انکار کیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ بات بڑی گراں گزری، چنانچہ اس سلسلہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کردیتا ہے۔

یہ بات معلوم و معروف ہے کہ یہ زیادت کلمات اسلوب سورت کی مانند تھی، مگر اللہ کی طرف سے نہ تھی اور اس سے اشتباہ پیدا ہوگیا، پھر اس طرح کے دیگر کلام سے کیوں اشتباہ و التباس پیدا نہیں ہوسکتا۔

اس شبہ اور اعتراض کے دو جواب ہیں۔

الجواب

کلمات کا یہ اضافہ قدر تحدی کو نہیں پہنچتا' لہٰذا اس کے حکم سے خارج ہے۔

2 - یہ کہ اس آیت میں ایسے الفاظ نازل کئے گئے جو بظاہر الغرانیق العلی وَاِنَّ شَفَاعَتُهُنَّ لَتُرْجٰی کی مانند تھے جس کی وجہ سے قریش کو اشتباہ پڑ گیا اور پھر اس اشتباہ کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی تلاوت منسوخ کردی۔

وجہ نود ہم

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی انیسویں وجہ قوموں کا اس کے معارضہ سے عاجز آنا ہے اشتباہ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس کی مثل صرف ایک سورت بنا کر لانے کا چیلنج دیا مگر چیلنج کی ناگواری اور عار نے بھی ان میں جنبش پیدا نہ کی۔ وہ ناکامی اور عجز کا صدمہ اٹھا کر بیٹھ رہے حالانکہ انہیں اس کا مقابلہ کرنے کی شدید ضرورت تھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بے عقل اور احمق ٹھہرایا' ان کے بتوں کو برا بھلا کہا (مگر وہ دم سادھے رہے) اگر انہیں معارضہ کا راستہ ملتا اور اس پر ان کا بس چلتا تو اسے چھوڑ کر ہرگز کشت و خون کا راستہ انتخاب نہ کرے۔

ایک اعتراض

یہ بات ممتنع نہیں کہ کفار نے اس کلام جیسا کلام پیش کر کے قرآن سے معارضہ کیا ہو مگر اسے ان اشعار کی طرح چھپا لیا گیا ہو جو کفار نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو میں کہے۔

اس شبہ کے بھی دو جواب ہیں۔

جواب

اگر کفار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چیلنج کا جواب دیتے تو وہ چھپ نہ رہتا بلکہ اس کی شہرت ہو جاتی' کیونکہ ایک مشہور و معروف بات کا چھپانا کسی کے بس میں نہیں ہوتا اور طبیعتوں اور سینوں کے راز کھل ہی جاتے ہیں اگر یہ بات معارضہ قرآن کے بارے میں درست ہو تو پھر ہر نبی کے معجزہ کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ اس معجزہ کا مقابلہ کیا گیا مگر اسے ظاہر نہ ہونے دیا گیا۔ اس طرح ہر معجزہ باطل ٹھہرے گا لیکن یہ بات قابل تسلیم نہیں اور جب غیر قرآن کے معارضہ کا رد ثابت ہے تو معارضہ قرآن کی تردید بھی مسلم ہے۔

2 - قرآن کے ساتھ معارضہ کو انکار رسالت کی دلیل ٹھہرایا گیا اگر منکرین رسالت قرآن کے ساتھ معارضہ کرتے تو وہ ضرور اس سے استدلال کرتے اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ معرکہ آرائی' کشت و خون' اور مال بربادی کی ضرورت پیش نہ آتی اور وہ امر دشوار کی بجائے آسان طریقے سے اس کا دفعیہ کرتے یہ جو شاذ و نادر معارضہ کے

بارے میں منقول ہے تو اس میں بھی معارضین کا عجز ظاہر ہے اور رکاکت الفاظ اور سخافت نظم سے ان کی رسوائی ہو رہی ہے۔

مثلاً ابن قتیبہ مسیلمہ کذاب سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے قرآن کے ساتھ معارضہ کرتے ہوتے کہا:

يَاضَفْدَعُ بَقِّيْ كَمْ تَنَقِّيْنَ اَعْلاكَ فِي الْمَاءِ وَاَسْفَلُكَ فِي الطِّيْنِ لَاالْمَاءَ تَكْدِرِيْنَ وَلاَ الشَّرَابَ تَمْنَعِيْنَ

اے مینڈک! اپنے آپ کو صاف رکھ جیسے پہلے تو رکھا کرتی ہے تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ کیچڑ مٹی میں ہے نہ تو پانی کو گدلا کرتی ہے اور نہ تو پانی پینے سے روکتی ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیہودہ کلام سنا تو فرمایا: کہ یہ کلام اللہ کی بارگاہ سے صادر نہیں ہوا۔

کسی اور شخص شاید اسود عنسی کے بارے میں روایت ہے کہ اس نے کہا:

اَلَمْ تَرَكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِالْحُبْلٰى اَخْرَجَ مِنْ بَطْنِهَا نَسْمَةً تَسْعٰى مِنْ بَيْنِ شَرَاسِيْفِ وَحْشِيِّ

کیا تو نے نہیں دیکھا تیرے رب نے حاملہ عورت سے کیا کیا' اس نے اس کے پیٹ سے ایک ذی روح پیدا کیا' ایک گندے مقام اوجھ سے۔

ایک اور آدمی سے منقول ہے کہ اس نے کہا:

اَلْفِيْلُ لَهُ ذَنَبٌ وَثِيْلٌ وَمُشْفِرٌطَوِيْلٌ وَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خُلْقِ رَبِّنَا لَقَلِيْلٌ

ہاتھی کی دم چھوٹی ہے اور سونڈ لمبی ایسی چیزیں ہمارے پروردگار کی مخلوق میں بہت کم ہیں۔

امام حاکم بحوالہ عکرمہ' نضر بن حارث جو کہ قریش کے فصحاء میں سے تھا' سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے قرآن کا معارضہ کرتے ہوئے کہا:

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْعَاجِنَاتِ عَجْنًا فَالْخَابِزَاتِ خَبْزاً فَاللاَّقِمَاتِ لَقْمًا

قسم ہے کھیتی بونے والیوں کی اور کاٹنے والیوں کی پیسنے والیوں کی گوندھنے والیوں کی روٹی بنانے والیوں کی اور لقمے بنانے والیوں کی

ایک اور شخص نے یوں کہا:

اَفْلَحَ مَنْ هَيَمَ فِيْ صَلاَتِهٖ' وَاَطْعَمَ الْمِسْكِيْنَ مِنْ مَّخْلاَتِهٖ' وَاَخْرَجَ الْوَاجِبَ مِنْ زَكَاتِهٖ

فلاح پاگیا وہ شخص جو اپنی نماز میں وارفتہ ہوگیا اور محتاج ہونے کے باوجود مسکین کو کھانا کھلایا اور اپنی زکوٰۃ کا فرض حصہ نکالا۔

سورہ نجم کے ساتھ معارضہ کرتے ہوئے ایک آدمی نے کہا:

وَالنَّجْمِ اِذَا سَمَا' وَالْبَحْرِ اِذَ طَمَا' مَازَاغَ مُنْذِرُكُمْ وَمَا طَغٰى' وَمَا كَذَبَ وَمَا غَوٰى' فِيْمَا نَطَقَ بِهٖ وَمَازَوٰى

قسم ہے ستارے کی جب بلند ہو اور سمندر کی جب لبالب بھرا ہو تمہارا ڈرانے والا نہ کج رو ہوا نہ سرکش نہ اس نے جھوٹ بولا نہ گمراہی اختیار کی اپنی گفتگو میں اور روایت میں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی بے ہودہ گو کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی۔

پس اس قسم کے معارضے ہیں جن کے ذریعے معارضین نے طویل سورتوں کو چھوڑ کر چھوٹی سورتوں کی مثل لانے کی کوشش کی ہے مگر سلیم و جمیل کلام کی بجائے سقیم و سخیف کلام پیش کیا ہے تو اس کلام کا قرآن حکیم کے انتہائی باکمال اور اعلیٰ درجہ کے کلام کے ساتھ کیونکر مقابلہ و موازنہ کیا جاسکتا ہے' یہ تو اس طرح ہے جیسے باقل کی درماندہ زبانی کو فصاحت سحبان کے مقابل لایا جائے' یا کسی پاگل کی گوئی کا کسی دانشور کے کلام حکمت سے معارضہ کیا جائے۔

وجہ بیست

قرآن حکیم کی بیسویں وجہ اعجاز اس کے معارضہ سے گریز ہے اس بارے میں اختلاف ہے کہ منکرین معارضہ پر قدرت سے پھیر دیئے گئے یا قدرت ہونے کے باوجود معارضہ سے روک دیئے گئے اس سلسلہ میں دو قول ہیں۔

1 - ایک قول یہ ہے کہ منکرین کو قدرت معارضہ سے باز رکھا گیا اگر وہ قدرت پاتے تو ضرور معارضہ کرتے۔

2 - دوسرا قول یہ ہے کہ معارضہ زیرقدرت ہونے کے باوجود لوگوں کو اس سے روک دیا گیا۔

اس طرح قرآن حکیم کے ساتھ معارضہ سے باز رہنا دونوں اقوال کی رو سے معجزہ ہے۔

اعتراض

اگر کہا جائے کہ منکرین رسالت قرآن کی مثل لانے کے معارضے سے عاجز آ گئے مگر وہ ایسے کلام کے ساتھ معارضہ سے عاجز نہ آئے جو اس کے قریب قریب ہے اگرچہ وہ رتبہ میں اس سے کم ہے اس کلام کا معجزہ ہونا اس وقت ثابت ہوتا ہے' جب وہ مماثل کلام کی طرح مقارب کلام نہ ہو۔

اس اعتراض کے دو جوابات ہیں۔

1 - ایک یہ کہ یہ مقاربہ اسلوب کلام کی مثل میں ہو' جب وہ کمل اسلوب سے قاصر ہو' جہاں اسلوب کی مثل نہ بن سکی تو مقاربہ باطل ہوگیا اور کلام کا معجزہ ہونا ثابت ہوگیا۔

2 - مقاربہ مماثلت سے مانع ہوتا ہے' جبکہ تحدی تو ہوتی ہی مثل میں نہ کہ مقاربہ میں۔

پس جب قرآن حکیم کا ان تمام وجوہ سے معجزہ ہونا ثابت ہوگیا تو ان میں سے ہر وجہ کا معجزہ ہونا بھی صحیح ہے' لہٰذا جب سارا قرآن جمع ہو تو اس کا اعجاز زیادہ قاہر اور اس کی حجت زیادہ ظاہر ہوگی اور یہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ فلق بحر (سمندر پھٹنے) اور عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیائے موتی کی مانند ہوگیا' کیونکہ معجزہ میں مدار حجت وہ ایجاد ہے جس کی مثل پیش کرنی مخلوق کے بس کی بات نہیں۔

ایک سوال

کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ عرب عاربہ اس کی مثل لانے سے عاجز ہیں' مولدین نہیں ہیں یا دونوں گروہ عاجز ہیں۔

جواب

اس کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ اہل علم کا اس معاملہ میں دو طرح کا اختلاف ہے۔

1 - ایک رائے یہ ہے کہ تمام عرب اس کی مثل لانے سے قاصر ہیں۔

2 - دوسرا قول یہ ہے کہ صرف عرب عاربہ عاجز ہیں مولدین نہیں ہیں۔

علماء کے مابین اختلاف ہے کہ آیا یہ عجز اس زمانے کے ساتھ مخصوص ہے یا تمام زمانوں کیلئے عام ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔

1 - اس بارے میں اس زمانے کے لوگوں کا اعتبار ہے' کیونکہ وہی لوگ ہر زمانے کے لوگوں کے لئے حجت ہیں۔

2 _ تمام زمانوں کے لوگوں کا اس میں لحاظ ہوگا' کیونکہ قرآن حکیم کا چیلنج ہر زمانے کے لوگوں کے لئے ہے۔

اعتراض

اگر یہ (باطل) شبہ ظاہر کیا جائے کہ تمام انسانوں کا قرآن کی مثل سے عاجز رہنا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے ہوسکتا ہے کہ شیطانوں نے اس میں اعانت کی ہو اور وہ انسانی قدرت سے خارج ہوگیا ہو' جیسے کہ شیطانوں نے سلیمان علیہ السلام کی اس معاملہ میں اعانت کی جس سے انسان عاجز آگئے تھے۔

اس اعتراض کے تین جواب ہیں۔

1 _ یہی بات تو موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ فلق بحر اور عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیائے موتی پر بھی چسپاں کی جاسکتی ہے اور یہ تمام نبوتوں میں قدح پیدا کرے گی' لہٰذا جو آدمی اس بات کو ثابت کرتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ بعض معجزات کو مخصوص و مستثنیٰ کرے۔

2 _ شیطانوں کی پہچان تو صرف پیغمبروں کو ہوئی' اگر پیغمبر نہ ہوتے تو لوگ دنیا میں شیطانوں اور جنوں سے آگاہ نہ ہوتے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ پیغمبروں نے شیطانوں پر علی الاعلان لعنت کی ہے ادھر شیطان پیغمبروں کی نافرمانی کی دعوت دیتے رہے اگر وہ رسولوں کے معاون ہوتے تو ان کی اطاعت اور محبت کی دعوت دیتے' کیونکہ جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی اعانت اس شخص کی اعانت سے زیادہ ضروری ہے جس کی نافرمانی کی جاتی ہے اور دشمنی برتی جاتی ہے۔

3 - شیاطین بجز اعانت الٰہی اس پر قدرت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ جھوٹوں کی اعانت نہیں کرتا' پس ایسا کام اگر اللہ کے حکم سے ہوگا تو معجزہ ہوگا' کیونکہ یہ اللہ کا احسان ہے اور اسی احسان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنوں کو سلیمان علیہ السلام کے زیر تصرف کردیا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ شیاطین سے بے نیاز ہے کہ وہ اس کے رسولوں کی طرف سفیر بنیں اس کے انبیاء کے معاون ہوں' جبکہ شیاطین اللہ تعالیٰ کی بندگی سے روکتے ہیں اور اس کی نافرمانی کی دعوت دیتے ہیں (وہ شیاطین قرآن حکیم کے خارق عادت کلام میں اعانت کیسے کرسکتے ہیں؟ (جبکہ) قرآن حکیم نے انسانوں کی طرح انہیں بھی قرآن کی مثل لانے کا چیلنج دیا۔ (آیت) اور ان کے عجز اور عدم اتیان کا اعلان بھی کردیا' فرمایا:

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ

بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا جو بھلائی کی طرف ہدایت کرتا ہے پس ہم اس کے ساتھ ایمان لے آئے۔ امام ماوردی کا کلام ختم ہوا۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بحث

حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اتقان میں تحریر فرماتے ہیں۔

جب یہ امر ثابت ہوچکا کہ قرآن حکیم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے تو اب اس کی وجہ اعجاز معلوم کرنے کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ علماء نے اس کی تحقیق میں بڑی دیدہ ریزی کی ہے اور ان میں سے بعض حسن انجام تک پہنچ گئے اور بعض غلط راستے پر نکل گئے۔ ایک گروہ کا گمان ہے کہ یہ تحدی (چیلنج) اس کلام قدیم کے ساتھ ہوئی' جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اہل عرب کو ایسے کلام کے ساتھ معارضہ کرنے کا مکلف کیا گیا جو ان کے بس میں نہ تھا اسی وجہ سے وہ عاجز رہ گئے مگر یہ قول مردود ہے' کیونکہ جس بات سے آگاہی ممکن نہیں اس سے تحدی اور طلب معارضہ عقل میں نہیں آتا۔ اس بارے میں صحیح نکتہ نگاہ وہی ہے جو جمہور علماء کا ہے کہ چیلنج اس کلام کے ساتھ واقع ہوا جو اللہ تعالیٰ کے قدیم کلام پر دلالت کرتا ہے اور وہ الفاظ ہیں پھر نظام معتزلی کا زعم یہ ہے کہ قرآن حکیم ہونا اس اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلغائے عرب کو اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے قرآن کے معارضہ سے پھیر دیا اور ان کی عقلیں سلب کرلیں' ویسے اس کا جواب لانا ان کی قدرت میں تھا مگر ایک خارجی امر ان کے لئے رکاوٹ بن گیا یوں قرآن حکیم بھی دیگر (حسی) معجزات کی مانند ہوگیا مگر یہ قول بدلیل آیت قل لئن اجتمعت الانس وَالجنّ فاسد ہے' کیونکہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب معارضہ کی قدرت موجود ہونے کے باوجود معارضہ سے عاجز رہے اگر ان سے قدرت معارضہ سلب کرلی جاتی تو پھر ان کے اجتماع کا کوئی فائدہ نہ تھا یہ تو گویا مردوں کا اجتماع ہوتا اور مردوں کا عاجز رہنا کوئی قابل ذکر بات نہیں۔ علاوہ ازیں اس بات پر اجماع منعقد ہے کہ معجزہ کی نسبت قرآن کی طرف ہے اور وہ معجزہ کیسے ہوسکتا ہے' جب کہ وہ صفت اعجاز سے محروم ہو بلکہ معجز تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے منکرین قرآن سے ان کی قدرت معارضہ سلب کرلی۔

اس قول صرفہ (معارضہ سے پھیر دینے) سے یہ قباحت بھی لازم آتی ہے کہ زمانہ تحدی کے گزرتے ہی قرآنی اعجاز جاتا رہا اور قرآن حکیم اپنی معجزانہ شان سے محروم ہوگیا ہے حالانکہ یہ بات خارق اجماع ہے' کیونکہ امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن حکیم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ابدالاباد تک باقی رہنے والا عظیم الشان معجزہ ہے اور ایسا اور کوئی لازوال معجزہ نہیں۔

قاضی ابوبکر فرماتے ہیں۔

"قول صرفہ کو یہ بات بھی باطل ٹھہراتی ہے کہ اگر قرآن کے ساتھ معارضہ ممکن ہوتا اور مانع صرفہ (یعنی سلب قدرت کے باعث معارضین کو معارضہ سے روک دینا) ہوتا تو کلام الٰہی معجز نہیں ہوسکتا تھا۔ اس کا معجز ہونا تو اس بات پر موقوف

تھا' کہ یہ خود معارضہ کرنے والوں کو مقابلہ سے باز رکھتا سلب قدرت کی صورت میں تو فی نفسہ اس کو کسی کلام پر فضیلت حاصل نہ ہوتی"

اس گروہ علماء کا قول بھی انتہائی حیرت انگیز ہے جو تمام عربوں کو قرآن حکیم کی مثل لانے پر قادر سمجھتے تھے وہ کہتے ہیں کہ ان کے عدم معارضہ کی وجہ یہ ہے کہ انہیں وجہ ترتیب کا علم نہ ہوسکا اگر وہ ترتیب سے آگاہ ہوجاتے تو ضرور اس کی مثل پیش کردیتے۔

ایک اور گروہ کا نکتہ نگاہ اس سے زیادہ تعجب خیز ہے کہ قرآن کے معارضہ سے وہی لوگ عاجز ہوئے جو اس کے زمانہ نزول کے وقت موجود تھے ورنہ بعد کے عرب قرآن کی مثل لانے کی قدرت رکھتے تھے مگر یہ تمام اقوال قابل توجہ نہیں۔

ایک جماعت علماء کے نزدیک قرآن کے اعجاز کی وجہ آئندہ کی غیبی خبریں اور پیشین گوئیاں ہیں اور یہ بات عربوں کے بس میں نہ تھی (لہٰذا وہ معارضہ سے عاجز رہے)

بعض علماء کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں گزشتہ اقوام کے واقعات و قصص اس طرح بیان ہوئے ہیں گویا کوئی چشم دید واقعات بیان کررہا ہو (اور اس سے معارضہ ناممکن ہے) کچھ علماء کا خیال ہے کہ قرآن حکیم کا اعجاز یہ ہے کہ یہ لوگوں کے پوشیدہ اسرار کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے حالانکہ ان کے دل کی یہ پوشیدہ باتیں ان کے قول یا فعل سے ظاہر نہ ہوئیں مثلاً آیت کریمہ

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا — جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کرجائیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ — اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں دیتا ہمارے اس کہنے پر؟

قاضی ابوبکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

اعجاز قرآن کی وجہ وہ نظم و تالیف اور ترتیب ہے جو کلام عرب کی تمام مستعمل اور معتاد وجوہ نظم سے جداگانہ ہے اور عربوں کے انداز خطابات سے بالکل مختلف ہے اسی وجہ سے اہل عرب اس کا معارضہ نہ کرسکے۔

اعجاز قرآن کی معرفت ان اصناف بدیع سے ممکن نہیں جو عربوں نے اپنے اشعار میں اختیار کئے ہیں' کیونکہ وہ بدائع خارق عادت نہیں اور علم و تدریب (مشق) اور تصنع سے ان کا ادراک ممکن ہے مثلاً شعر کہنے' خطبات دینے' رسائل کی مشق کرنے اور بلاغت میں مہارت و کمال پیدا کرنے سے ان بدائع پر قدرت حاصل ہوسکتی ہے ان صنائع و بدائع کا ایک راستہ مقرر ہے جس پر لوگ چلتے ہیں مگر نظم قرآن کی کوئی مثال نہیں جس کی نقل اتاری جاسکے۔ اس لئے بالاتفاق قرآن کی مثل واقع ہونا صحیح نہیں۔ ہم اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کے بعض حصوں میں اعجاز نہایت ظاہر اور واضح ہے اور بعض دوسرے حصوں میں انتہائی دقیق اور غامض"

امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"قرآن کے اعجاز کی وجہ اس کی فصاحت' اسلوب بیان کی ندرت اور اس کا تمام عیوب کلام سے سالم و پاک ہونا ہے۔

امام زملکانی کا ارشاد ہے کہ

"قرآن حکیم کا اعجاز ایک خاص ترتیب و تالیف کی طرف راجع ہے' نہ کہ مطلق تالیف کے باعث ہے' وہ خاص ترتیب و تالیف یہ ہے کہ اس کے مفردات ترکیب و وزن کے لحاظ سے مساوی ہیں اور اس کے مرکبات معنی کے اعتبار سے بلند ترین درجہ رکھتے ہیں اس طرح کہ ہر ایک فن کلام کا اظہار بلند ترین مرتبہ پر ہوا ہے۔

ابن عطیہ کا بیان ہے "صحیح نکتہ نگاہ وہی ہے جس کو جمہور اور ماہر علمائے کرام وجہ اعجاز قرار دیتے ہیں یعنی قرآن حکیم اپنے نظم عبارت صحت معانی اور پے در پے فصاحت الفاظ کے باعث معجز ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام اشیاء اور ہر قسم کے کلام پر محیط ہے پس جب قرآنی الفاظ کی ترتیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے احاطہ علمی کے ساتھ ہوئی کہ کونسا لفظ کس لفظ کے بعد آنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ایک معنی کے بعد دوسرے معنی کی وضاحت کرتا ہے پھر قرآن پاک کی اول سے آخر تک یونہی ترتیب ہوئی اور انسان کی تو یہ حالت ہے کہ اسے عام طور پر جہالت اور نسیان و ذہول لاحق ہوتے رہتے ہیں اور یہ بات بدیہی طور پر ثابت ہے کہ کوئی انسان تمام کلام کا اس طرح احاطہ نہیں کر سکتا۔ پس اسی احاطہ علمی کے باعث نظم قرآن انتہائی کمال پر واقع ہوا ہے' اسی دلیل سے ان لوگوں کا قول بھی باطل ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عربوں کو قرآن حکیم جیسا کلام لانے پر قدرت حاصل تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ قدرت سلب کر کے انہیں معارضہ سے پھیر دیا حالانکہ صحیح یہ ہے کہ قرآن کا جواب لانا ہرگز کسی کی قدرت میں نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک بلیغ شاعر و متکلم ایک سال تک اپنے قصیدے یا خطبے کی نوک پلک سنوارتا ہے پھر اس پر نظر ثانی کر کے اس میں تبدیلی اور ترمیم کرتا ہے' جبکہ قرآن حکیم کی یہ حالت ہے کہ اگر اس کی عبارت سے کوئی لفظ نکال دیا جائے پھر زبان عرب کو چھان مارا جائے اس سے بہتر کوئی لفظ نہیں ملے گا۔ ہمیں قرآن حکیم کے اکثر حصوں میں براعت اور حسن عبارت نظر آتا ہے مگر بعض مواقع پر اس کے حسین گوشے ہماری نظروں سے اوجھل رہتے ہیں' کیونکہ ہم اس زمانے کے اہل عرب زباندانوں سے ذوق سلیم اور جودت طبع میں بہت کم ہیں۔

قرآن کے ذریعے دنیائے عرب پر حجت اس لئے قائم ہوئی کہ وہ لوگ ارباب فصاحت و بلاغت تھے اور ان کی طرف سے معارضہ کا گمان بھی تھا۔ اقامت حجت کا یہ وہی انداز ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جادوگروں پر اور عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ طبیبوں پر حجت قاطع بن گیا تھا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عام طور پر انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو ان کے زمانے کے بہترین امر قرار دیئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو مرتبہ کمال پر پہنچا ہوا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں فن طب اپنی بلندیوں کو چھو رہا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں فصاحت لسانی عروج پر تھی۔ (اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو وہ باکمال معجزہ دیا ہے جس نے اس عہد کے بے نظیر فن کا طلسم توڑ دیا)

حازم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب منہاج البلغاء میں لکھتے ہیں۔

"قرآن کی وجہ اعجاز یہ ہے کہ اس کی فصاحت و بلاغت ہر مقام پر برقرار رہی ہے کہیں بھی اس کا سلسلہ ٹوٹتا نظر نہیں آتا اور یہ کمال کسی انسان کے بس میں نہیں۔ کلام عرب یا ان کی زبان میں گفتگو کرنے والوں کے کلام میں ہر جگہ یکساں فصاحت و بلاغت نہیں پائی جاتی۔ یہاں تک کہ اعلیٰ درجہ کے کلام میں بہت کم حصہ ایسا ملتا ہے جہاں فصاحت و بلاغت پورے کمال کے ساتھ پائی جاتی ہو پھر (آگے چل کر) فصاحت و بلاغت میں انقطاع اور انسانی کمزوریاں نظر آنے لگتی ہیں

جس سے کلام کی رونق برقرار نہیں رہتی اور خال خال جملوں یا متفرق عبارات میں اس کا نشان ملتا ہے۔

مراکشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مصباح میں تحریر کیا کہ

"قرآن کی معجزانہ جہت علم بیان میں بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے علم بیان کی پسندیدہ تعریف یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے معنی کی ادائیگی میں خطاء سے بچا جائے۔ تعقید پیدا نہ ہو اور کلام کے مقتضائے حال سے تطبیق کی رعایت کے بعد اس علم کے ذریعے تحسین کلام کی وجوہ معلوم کی جاسکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کی اعجازی جہت مفردات الفاظ کی بناء پر نہیں ورنہ وہ نزول سے قبل ہی معجزہ ہوتا نہ محض اس کی تالیف ہی معجزہ ہے' کیونکہ ایسا ہوتا تو ہر ایک تالیف کا معجزہ ہونا لازم ہوتا۔ یونہی وہ اعراب کے لحاظ سے معجزہ نہیں' کیونکہ اس صورت میں ہر معرب کلام معجزہ ہوتا اور نہ مجرد اسلوب قرآن معجزہ ہے' کیونکہ ایسا ہوتو اسلوب شعر کے ساتھ ابتدا کرنا بھی معجز ہوجائے۔ اسلوب چونکہ انداز بیان کو کہتے ہیں اس لئے لازم آئے گا کہ مسیلمہ کذاب کا ہذیان بھی معجزہ ٹھہرے اور اس لئے بھی کہ اعجاز کلام بغیر اسلوب کے بھی ممکن ہے مثلاً آیت کریمہ ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا — پھر جب اس سے ناامید ہوئے الگ جاکر سرگوشی کرنے لگے

اور

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ — تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے

قرآن حکیم کی شان اعجاز اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو اس کے معارضہ کی قدرت سے محروم کردیا' کیونکہ ان کے تعجب کا باعث تو اس کی فصاحت تھی اور اس لئے کہ مسیلمہ کذاب ابن المقفع اور معری وغیرہ نے قرآن کی مثل لانے کی کوشش بھی کی مگر جو کچھ انہوں نے گھڑ کر پیش کیا وہ ایسا ہے کہ کان اس کے سننے سے دور بھاگتے ہیں اور طبیعتوں کو اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور اس کی ساخت اور ترکیب کی حالت دیکھ کہ ہنسی آتی ہے مگر قرآن حکیم کا ایسا معجزانہ انداز ہے کہ جس نے بلغاء کو عاجز کردیا اور فصحاء سے قوت گویائی چھین لی' لہٰذا اعجاز قرآن کی اجمالی دلیل یہ ہے کہ وہ عرب جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا اس کے معارضہ سے عاجز آگئے تو غیر عرب تو بدرجہ اولیٰ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

اس کی تفصیلی دلیل کا مقدمہ یہ ہے کہ اس کی ترکیب کے خواص پر غور کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قرآن حکیم کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کا یقین پختہ ہوجاتا ہے جس نے اپنے علم (وقدرت) کے ذریعے ہر چیز کا احاطہ کررکھا ہے۔

امام اصبہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں کہتے ہیں۔

"قرآن کا اعجاز دو وجہ سے مذکور ہے۔

1 _ اس کی ذات سے متعلق اعجاز

2 _ لوگوں کا اس کے ساتھ معارضہ سے گریز

معجزہ کی پہلی صورت یا تو قرآن کی فصاحت و بلاغت سے تعلق رکھتی ہے یا اس کے معنی کے ساتھ' فصاحت و بلاغت

سے متعلق اعجاز کا اس کے عنصر یعنی لفظ و معنی کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں اس لئے کہ قرآن کے الفاظ وہی ہیں جو اہل عرب کے الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قُرٰانًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ
اور معانی سے تعلق نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے معانی گذشتہ کتابوں میں موجود ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ

جہاں تک تعلق ہے ان معارف الہیہ' مبداء و معاد کے بیان اور غیب کی خبروں کا جو قرآن حکیم میں موجود ہیں تو ان کا اعجاز قرآن کی طرف من حیث ھو قرآن ہونے کے نہیں بلکہ ان باتوں کے اعجاز ہونے کی علت ان کا بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل ہونا ہے اور اخبار غیب اخبار غیب ہی رہیں گے خواہ وہ اس طرح کی عبارت میں ادا ہوں یا دوسرے انداز میں ادا کئے جائیں۔ عربی زبان میں ہوں یا غیر عربی میں' عبارت میں ہوں یا اشارت کے ساتھ' (ان کی حیثیت تبدیل نہیں ہوگی) لہٰذا اس حالت میں مخصوص نظم و ترتیب قرآن کی صورت ہے اور لفظ و معنی اس کے عنصر ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ ایک شے کا حکم اس کی صورتوں کے اختلاف سے مختلف ہوجاتا ہے نہ کہ عنصر کے اختلاف سے مثلاً انگوٹھی' آویزہ اور کنگن' ان چیزوں کے نام اختلاف صورت کی وجہ سے جداگانہ ہیں اور عنصر کو اس میں کوئی دخل نہیں' کیونکہ یہ اشیاء سونے چاندی لوہے اور تانبے سے بنتی ہیں۔ انگوٹھی چاندی سونے اور لوہے سے بنتی ہے مگر اسے انگوٹھی ہی کہا جاتا ہے اگرچہ اس کے عنصر مختلف ہیں اگر انگوٹھی' آویزہ اور کنگن سونے سے بنائے جائیں تو ان کی صورتوں کے اختلاف کے ساتھ نام بھی جداگانہ ہوں گے اگرچہ ان کا عنصر ایک ہی ہے۔
اس سے ظاہر ہوگیا ہے کہ قرآن کا مخصوص اعجاز ایک مخصوص نظم کے ساتھ متعلق ہے اور نظم و ترتیب کے معجز ہونے کا بیان نظم و ترتیب کلام کے بیان پر موقوف ہے مزید برآں یہ نظم و ترتیب اپنے ماسوا کلاموں کے نظم و ترتیب سے مختلف ہے' لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ تالیف کلام کے مراتب پانچ ہیں۔
اول: بسیط حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ ضم کرنا' تاکہ اس سے کلمات ثلاثہ (اسم فعل اور حرف) حاصل ہوں۔
دوم: ان کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ترتیب دینا' تاکہ مفید جملے حاصل ہوں اور یہ کلام کی وہ نوع ہے جس کو تمام لوگ عموماً اپنی بات چیت اور معاملات کی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں اسے کلام منثور کہا جاتا ہے۔
سوم: مذکورہ بالا کلمات ثلاثہ کو اس طرح باہم ملانا کہ اس عبارت میں مبداء مقطع مخارج اور مداخل پائے جائیں اس طرح کے کلام کو منظم کہا جاتا ہے
چہارم: یہ کہ کلام کے آخری حصوں میں مذکوہ بالا امور کے ساتھ سجع کا لحاظ رکھا جائے تو اس طرح کا کلام مسجع کہلاتا ہے۔
پنجم: مذکورہ بالا باتوں کے ساتھ وزن بھی پایا جائے تو یہ کلام موزوں شعر کہلاتا ہے۔
منظوم کلام یا تو محاورہ یعنی زبانی گفتگو ہوتا ہے جسے خطابت کہتے ہیں یا تحریر اور مکاتبت ہوتا ہے جس کو مراسلت کا نام دیتے ہیں۔

الغرض! کلام کے انواع ان اقسام سے خارج نہیں ہوتے اور ہر نوع کا ایک مخصوص نظم ہوتا ہے مگر قرآن ان تمام محاسن کا جامع ہے لیکن اس کا نظم ایک علیحدہ شان کا حامل ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح قرآن کو کلام کہنا صحیح ہے اسی طرح اسے رسالہ خطابت شعر یا سجع کہنا درست نہیں جب کوئی بلیغ شخص اسے سنتا ہے تو فوراً اس کے نظم اور دیگر کلاموں کے نظم میں فرق معلوم کرلیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ لَّايَاتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ — بے شک وہ عزت والی کتاب ہے باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے

یہ اس بات کی تنبیہہ ہے کہ قرآن حکیم کی تالیف و ترتیب انسانی کلام کی ترتیب پر نہیں ہوئی' کیونکہ انسانی کلام میں کمی بیشی کا امکان رہتا ہے جیسا کہ دیگر کتابوں کا معاملہ ہے۔

جہاں تک لوگوں کا قرآن سے عدم معارضہ کا تعلق ہے اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو وہ بالکل ظاہر و باہر معجزہ ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ ہر محمود کام یا مذموم کام اور لوگوں کے مابین ایک مخفی مناسبت اور حسین اتفاق ہوتا ہے' کیونکہ ہر آدمی اپنے پیشے کو دیگر پیشوں پر ترجیح دیتا ہے اور اس پیشہ سے وابستہ رہنے کی وجہ سے اسے خوشی ہوتی ہے اور اس کے اعضاء اس کام کی انجام دہی میں اس کی برضا و رغبت اطاعت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اہل بلاغت و خطابت کو جو زور زباندانی کی وجہ سے معانی کی ہر وادی میں سرگرداں رہتے' قرآن کے ساتھ معارضہ کی دعوت دی اور انہیں اس کی مثل لانے سے عاجز کردیا اور وہ معارضہ نہ کرسکے تو ارباب دانش پر یہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ کسی ربانی قوت نے انہیں قرآنی معارضہ سے باز رکھا اس سے بڑھ کر اور معجزہ کیا ہوگیا کہ بلغائے عرب ظاہر و باطن میں تاب معارضہ نہ لاسکے۔

امام سکاکی مفتاح میں فرماتے ہیں

یہ بات ذہن نشین رہے کہ معجزہ قرآنی کا ادراک ہوتا ہے مگر زبان سے اس کا اظہار ناممکن ہے جیسے وزن کی درستی ادراک میں آتی ہے مگر اس کا بیان دشوار ہے یا جیسے نمکینی اور خوش آوازی کا معاملہ ہے اعجاز قرآن کا ادراک صرف ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کو قدرت کی طرف سے طبع سلیم عطا ہوئی ہے دیگر اشخاص کو اس کا ادراک علم معانی' بیان کے دونوں علوم میں کامل مہارت و مشق کے بعد ہوسکتا ہے۔

ابوحیان توحیدی فرماتے ہیں کہ

بندار فارسی سے قرآن کی شان اعجاز کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں معنی پر ظلم کیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً تم یہ پوچھو کہ انسان کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا انسان میں کوئی مقام نہیں مگر جس وقت تم انسان کے پورے وجود کی طرف اشارہ کرو گے تو تمہیں اس کی تحقیق ہوگی اور تم اس کی ذات پر دلالت کرو گے بس یہی صورت قرآنی کی ہے کہ وہ اپنی شان و شرف کے باعث جس مقام کی طرف اشارہ کیا جائے گا وہی مقام اس کا نشان اور مدمقابل کے لئے معجزہ و ہدایت ہوگا۔ یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اس کتاب (قرآن) میں ربانی اغراض و اسرار کا احاطہ کرسکے' یہی وجہ ہے کہ انسانی عقلیں اس مقام پر حیران و ششدر اور بصیرتیں سرگشتہ ہیں۔

امام خطابی کا ارشاد ہے کہ

"اکثر اہل نظر علماء کی رائے ہے کہ قرآن کی وجہ اعجاز اس کی جہت بلاغت ہے مگر ان علماء پر اس کی تفصیل دشوار ہے انہوں نے یہ بات ذوق سخن کے حکم پر چھوڑ دی ہے۔

تحقیق یہ ہے کہ کلام کی اجناس مختلف اور درجات بیان کے مراتب متفاوت ہیں کوئی کلام بلیغ سنجیدہ اور مختصر ہوتا ہے کوئی فصیح قریب اور سہل ہوتا ہے، جبکہ تیسری جنس جائز مطلق اور مرسل ہوتی ہے کلام کی یہ اقسام عمدہ اور پسندیدہ ہیں پہلی قسم اعلیٰ دوسری اوسط اور تیسری ادنیٰ ہوتی ہے قرآن حکیم نے بلاغت کی ان تمام اقسام کا احاطہ کیا ہے اور ہر شعبے سے اپنا حصہ لیا ہے' چنانچہ ان اوصاف کے منتظم ہونے کے باعث قرآن کے لئے کلام کی ایک ایسی طرز پیدا ہوگئی ہے جو فخامت (عظیم المرتبت) اور عذوبت (مٹھاس) کی دونوں صفات کو جامع ہے حالانکہ یہ دونوں صفات انفرادی طور پر باہم متضاد ہیں' کیونکہ کلام کی شیرینی اس کے سہل ہونے کا نتیجہ ہے اور جزالت و متانت ایک پریشان کن معاملہ ہے' لہٰذا قرآنی نظم میں ان دونوں صفات کا جمع ہونا باوجودیکہ وہ ایک دوسرے پر فوقیت رکھتی ہیں قرآن حکیم کی خصوصی فضیلت ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی روشن نشانی اور دلیل بن سکے۔

انسانوں کے لئے قرآن کی مثل پیش کرنا کئی امور کی وجہ سے دشوار ہے ایک وجہ یہ ہے کہ انسانوں کا علم عربی زبان کے تمام اسماء و اوضاع پر محیط نہیں، جبکہ الفاظ و اوضاع ہی معانی کے ظروف ہیں پھر انسانوں کی فہم ان تمام اشیاء کے معانی کا ادراک نہیں کرسکتی جو کہ ان الفاظ پر محمول ہوں اور نہ ان کی معرفت مرتب کلام کے تمام وجوہ کو پوری طرح معلوم کرنے کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے جس کے ایتلاف و ارتباط کا دارومدار یہی وجوہ ہیں۔ اس لئے ناممکن ہے کہ انسان اس کمزوری کے باعث قرآن کی مثل لانے پر قدرت پائیں۔

کلام کی ترتیب میں حسب ذیل تین چیزیں ہوتی ہیں۔

1 - حاصل ہونے والا لفظ۔

2 - وہ معنی جو اس لفظ کے ساتھ قائم ہو۔

3 - دونوں کے درمیان ربط دینے والا امر

اب اگر تم قرآن حکیم کو غور سے دیکھو گے تو اس میں یہ امور نہایت اعلیٰ اور عمدہ صورت میں پاؤ گے یہاں تک کہ قرآن کے الفاظ سے بڑھ کر فصیح' زوردار اور شیریں تر الفاظ نہ ملیں گے اور اس کی تالیف و ترتیب سے بہتر نظم کلام' درستی اور تشاکل میں اس سے عمدہ کلام ناپید ہے۔

اب رہے قرآن کے معانی تو ہر خرد مند شخص یہ شہادت دیتا ہے کہ وہ اپنے ابواب میں سب سے آگے ہے اور معانی کے اعلیٰ درجات پر ہے۔ بلاشبہ مذکورہ بالا تینوں خوبیاں متفرق طور پر کلام کی جملہ انواع میں پائی جاتی ہیں مگر ان کا مجموعی طور پر ایک ہی نوع میں ملنا سوائے علیم و قدیر خدا کے کلام قرآن حکیم کے دیگر کلاموں میں ممکن نہیں۔ پس قرآن حکیم ان کلاموں سے الگ ہوگیا اور یہ ثابت ہوگیا کہ قرآن کے معجزہ ہونے کی وجہ اس کا فصیح ترین الفاظ اور ترتیب و تالیف کے ایسے اعلیٰ انداز پر ہونا ہے جو کہ صحیح ترین معانی کو متضمن ہیں۔ یعنی توحید باری تعالیٰ' صفات میں تنزیہہ' طاعت الٰہی کی

دعوت اس کی عبادت کے طریقوں کا بیان' حلال حرام ممنوع اور مباح کی وضاحت' وعظ و نصیحت نیکی کا حکم برائی سے ممانعت' محاسن اخلاق کی طرف رہنمائی اور بری باتوں سے زجر و توبیخ' یہ تمام امور اس میں موجود ہیں اور ان کے علاوہ بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر چیز اپنے موقع و محل میں ہے جس سے اور کوئی چیز بہتر متصور نہیں نہ کوئی عقلی صورت اس سے زیادہ سزاوار نظر آتی ہے' اس میں گذشتہ زمانوں کے واقعات' سابقہ امتوں کے عبرت انگیز حالات اور آئندہ زمانوں کی پیشین گوئیاں جمع ہیں' نیز دلیل و مدلول علیہ کو یکجا ذکر کیا گیا' تاکہ دعوت میں زیادہ تاکید پیدا ہو اور امرونہی کے وجوب کی پھر اطلاع ہو۔

یہ بات معلوم و معروف ہے کہ ایسے امور کو ایک ساتھ لانا اور بکھرے ہوئے مواد کو جمع کرنا یہاں تک کہ وہ باہم مربوط و منتظم ہوجائیں' ایک ایسا امر ہے جو قوت بشری سے خارج ہے اور جن تک انسانی قدرت کی رسائی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق اس کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز رہی اور اس جیسا کلام نہ لاسکی یا اس کی شکل میں کسی طرح کا مناقضہ نہ کرسکی۔ پھر ہٹ دھرم معاندین کبھی اسے شعر کہتے' جبکہ اسے کلام منظوم دیکھتے یا کبھی اس کے ساتھ مقابلہ کی تاب نہ لاکر اسے سحر (جادو) کا نام دیتے مگر بایں ہمہ کلام الٰہی کی عظمت ان کے دلوں میں راسخ ہوگئی اور اس کی تاثیر نے ان کے نفوس میں اثر پیدا کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے اور پکار اٹھے۔ بخدا! یہ تو انتہائی شیریں کلام ہے جس پر تروتازگی ہے کبھی جہالت کی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ یہ تو اگلے زمانوں کے افسانے ہیں' جنہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھوا لیتے ہیں اور پھر صبح و شام اس کی تلاوت کی جاتی ہے حالانکہ انہیں اچھی طرح علم تھا' کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالکل ناخواندہ اور ان پڑھ ہیں نہ آپ کی خدمت میں کوئی ایسا شخص حاضرباش ہے جو اس طرح کی باتیں لکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا سکے۔ مگر کفار ضدوعناد اور جہالت و بے بسی کی وجہ سے یہ الزامات تراشتے رہتے تھے۔

میں نے اعجاز قرآن کی ایک وجہ اور بھی بیان کی ہے جو دوسرے لوگوں کے خیال میں نہیں آسکی اور وہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کا اثر دلوں اور طبیعتوں پر بہت زیادہ پڑتا ہے تم قرآن کے علاوہ کسی منظوم و منثور کلام کو نہیں سنو گے جو کانوں میں پڑے تو کان اس کی طرف انتہائی متوجہ ہوجائیں اور دل میں لذت و حلاوت پیدا ہو اور کبھی دل میں رعب و ہیبت طاری ہوجائے قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

لَوْاَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے تو دیکھتا جھکا ہوا' پاش پاش ہوتا' اللہ کے خوف سے

اور دوسری جگہ پر یوں فرمایا:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

ابن سراقہ کہتے ہیں کہ "قرآن کی وجہ اعجاز میں علماء کا اختلاف ہے انہوں نے اس کے متعلق بہ کثرت وجوہات بیان کی ہیں جو سب کی سب حکمت اور صواب پر مبنی ہیں مگر اس کے باوجود وہ اعجاز قرآن کا عشر عشیر بھی بیان نہ کرسکے۔ ایک

جماعت علماء نے کہا کہ قرآن کی وجہ اعجاز اس کا ایجاز واختصار ہے' جو بلاغت کا حاصل ہے دوسرے گروہ نے کہا کہ وہ بیان و فصاحت ہے بعض کے نزدیک قرآن کا اعجاز اس کا وصف و نظم ہے کچھ کا خیال ہے کہ وہ کلام عرب کی اقسام نظم و نثر خطبات اور اشعار سے جداگانہ ہے باوجودیکہ اس کے حروف و الفاظ ان کے کلام کی جنس سے ہیں۔ اس کے معانی ان کے خطاب میں پائے جاتے ہیں۔ قرآن حکیم کلام عرب سے جداگانہ اور نرالا ہے اور ان کے اجناس خطاب سے متمیز ایک جداگانہ جنس خطاب ہے یہاں تک کہ اگر کوئی اس کے معانی پر اقتصار کرتا ہے اور اس کے حروف بدل دیتا ہے تو اس کی رونق جاتی رہتی ہے اور اگر وہ حروف پر اقتصار کرتا ہے اور معانی میں تغیر کرتا ہے تو اس کا فائدہ ختم ہوجاتا ہے یہ قرآنی اعجاز کی بلیغ دلیل ہے۔

کچھ اور علماء بیان کرتے ہیں کہ قرآن کا اعجاز یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا قرات سے تھکتا نہیں اور سننے والے پر اس کا سننا گراں نہیں گزرتا اگرچہ اسے بتکرار تلاوت کیا جائے۔

علماء کے ایک گروہ نے قرآن حکیم میں مذکور گذشتہ امور کی خبروں کو وجہ اعجاز قرار دیا ہے ایک اور طبقہ علماء کے نزدیک اس میں علم غیب کا ہونا اور کثیرامور کے یقینی حکم کا پایا جانا معجزہ ہے اسی طرح بعض علماء قرآن کے بے شمار علوم پر جامع ہونے کو وجہ اعجاز قرار دیتے ہیں جن کی شرح طویل ہے اور جن کا حصرو شمار مشکل ہے۔

امام زرکشی برہان میں فرماتے ہیں کہ

"محققین کے نزدیک اعجاز قرآن کلوجود مذکورہ بالا تمام امور کی وجہ سے ہے نہ کہ علیحدہ ہر ایک کی وجہ سے' کیونکہ قرآن حکیم میں یہ سب باتیں جمع ہیں' اس لئے اعجاز کو ان میں سے کسی ایک بات سے مخصوص کرنے کے کوئی معنی نہیں حالانکہ قرآن حکیم ان باتوں کا جامع ہے بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی خوبیوں پر مشتمل ہے جن کا پہلے ذکر نہیں ہوا۔ ان میں سے ایک رعب ہے جو سامعین کے دلوں پر طاری ہوجاتا ہے خواہ سننے والے قرآن کو مانتے ہوں یا اس کے منکر ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن ہمیشہ سے سننے والوں کے لئے جاذب اور تروتازہ ہے اور پڑھنے والوں کیلئے لطف اندوز اور کیف آور ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ قرآن حکیم جزالت (اختصار) اور شیرینی کی دو ایسی صفتوں کا جامع ہے جو باہم متضاد امور کی طرح ہیں جو عموماً انسانی کلام میں جمع نہیں ہوتیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمانی کتابوں میں سب سے آخری کتاب بناکر دیگر پہلی کتابوں سے بے نیاز کردیا ہے بلکہ کبھی وضاحت طلب باتوں میں اسی کی طرف رجوع کی ضرورت پیش آتی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ

بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

رمانی کہتے ہیں کہ "اعجاز قرآن کے وجوہ ان امور سے ظاہر ہوتے ہیں کہ کثرت دواعی' سخت احتیاج اور کھلے چیلنج کے باوجود ترک معارضہ اور گریز کا راستہ اختیار کیاگیا' پھر قرآن کی بلاغت' مستقبل کے غیبی اخبار' خرق عادت امور اور ہر معجزہ

کے ساتھ موازنہ ایسی باتیں ہیں جو اس کے اعجاز کو ثابت کرتی ہیں۔

اس کا خارق عادت ہونا اس طرح ہے کہ نزول قرآن سے قبل اور اس کے زمانہ نزول کے دوران معمول اور عادات کے مطابق کلام کی بہت سی اقسام رائج تھیں مثلاً شعر' سجع' خطبات' رسائل اور منثور کلام جس کے ذریعے لوگ معمول کی گفتگو کرتے تھے مگر قرآن نے ان سب طریقوں سے علیحدہ منفرد اور اچھوتا طریقہ پیش کیا جو حسن و خوبی میں ہر طریقہ پر فائق ہے بلکہ کلام موزوں جو کہ کلام عرب میں بہترین کلام ہوتا ہے اس سے بھی اعلیٰ و افضل ہے۔

اب رہا اس کا ہر معجزہ کے ساتھ موازنہ و قیاس تو اس جہت سے بھی اس کی اعجازی شان ہوتی ہے' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کیلئے سمندر کا پھٹنا اور عصا کا اژدھا بننا یا اسی طرح کے دیگر معجزات جس طرح خارق عادت ہیں اسی طرح قرآن حکیم بھی خارق عادت ہے جس کے معارضہ سے مخلوق عاجز ہو گئی۔

امام قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"قرآن حکیم بہ کثرت وجوہ اعجاز پر مشتمل ہے مگر ضبط انواع کے لحاظ سے انہیں چار اقسام پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

وجہ اول:

اعجاز قرآن کی پہلی وجہ اس کا حسن تالیف' کلمات کا باہم التیام و ربط' اس کی فصاحت اس کے وجوہ اعجاز اور اس کی وہ بلاغت ہے جو اہل عرب کے لئے خارق عادت ہے حالانکہ وہ زبردست زبان دان اور میدان کلام کے شہسوار تھے' جنہیں بلاغت و حکمت سے وہ خصوصی کمال ملا تھا جو دیگر اقوام عالم کے حصہ میں نہ آیا۔

وجہ دوم:

قرآنی اعجاز کی دوسری وجہ قرآن کا نظم عجیب اور اسلوب غریب ہے جو کہ کلام عرب کے اسالیب سے قطعاً مختلف ہے اس قسم میں قرآن کا وہ انداز بھی شامل ہے جس میں آیات کے مقاطع اور کلمات کے فواصل کی انتہاء ہوتی ہے یہ انداز کلام نہ تو قرآن سے قبل پایا گیا نہ اس کے نزول کے بعد اس کی نظیر ملتی ہے پھر ان انواع میں سے ایجاز و بلاغت اور اس کا مخصوص انوکھا اسلوب بالتحقیق ایک ایسی نوع اعجاز ہے کہ اہل عرب کو ان میں سے کسی ایک کی نظیر لانے پر بھی قدرت نہ ہوئی' کیونکہ یہ ان کی قدرت سے باہر اور ان کی فصاحت و کلام سے منفرد و متغائر تھی' اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں سوائے اس شخص کے جو اعجاز کو بلاغت اور اسلوب کا مجموعہ قرار دیتا ہے۔

وجہ سوم:

اعجاز قرآن کی تیسری وجہ اس کی آئندہ کی غیبی خبریں ہیں جو وقوع سے پہلے صادر ہوئیں اور پھر ان کا وقوع ان پیشین گوئیوں کے مطابق ہوا۔

وجہ چہارم:

قرآن کا گزشتہ زمانوں' تباہ شدہ امتوں اور مٹی ہوئی شریعتوں کے ایسے تاریخی حالات بیان کرنا جن میں سے کوئی قصہ

بجز معدودے چند کتابی علماء کے جنہوں نے ساری عمر اس فن کے سیکھنے میں صرف کی اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس واقعہ کو جیساکہ وہ حقیقت میں تھا' بیان فرما دیا حالانکہ آپ امی (ناخواندہ) تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔

الغرض! قرآنی اعجاز کی یہ چار وجوہ بالکل واضح اور صریح ہیں کہ ان کے بارے میں قطعاً کوئی نزاع نہیں ان کے علاوہ وجوہ اعجاز میں وہ آیات بھی شمار ہوتی ہیں جو بعض معاملات میں کسی قوم کو عاجز کرنے کے بارے میں آئی ہیں اور انہیں صاف بتا دیا کہ وہ یہ کام ہرگز نہ کرسکیں گے' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اس کام کے کرنے پر قادر نہ ہوئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے فرمایا:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا (اے یہودیو!) مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

اور فی الواقع یہودیوں میں سے کسی نے بھی موت کی تمنا نہ کی' یہ صورت اعجاز بھی دراصل مذکورہ بالا چوتھی وجہ میں داخل ہے۔

قرآن کی ایک وجہ اعجاز اس کا وہ رعب ہے جو سامعین کے دلوں کو اس کے سننے کے وقت لاحق ہوتا ہے اور وہ ہیبت ہے جو کہ قرات کے وقت سامعین کے دلوں پر چھا جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک جماعت نے کلام الٰہی کی آیات سن کر اسلام قبول کرلیا جیساکہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آیت

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ

پر پہنچے اور اس کو "المصیطرون" تک تلاوت فرمایا: تو اس وقت میرے دل کی یہ حالت تھی گویا وہ میرے سینہ سے نکل پڑے گا"

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ پہلا موقع تھا' کہ اسلام کی خوبی میرے دل میں راسخ ہوگئی۔

ایسے یہ لوگوں کی ایک جماعت نے قرآن کی آیات سن کر اپنی جانیں جاں آفریں کے سپرد کردیں جن کے حالات میں علماء نے مستقل تصانیف لکھی ہیں۔

قرآن حکیم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ اس کا تاقیامت باقی رہنا بھی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

قرآن کی ایک وجہ اعجاز یہ بھی ہے کہ اس کی تلاوت کرنے والا اس کی قرات سے ملول نہیں ہوتا اور نہ سننے والے کا دل اس کے سننے سے تنگ ہوتا ہے بلکہ اس کی تلاوت میں منہمک رہنا اس کی حلاوت میں اضافہ کرتا ہے اور اس کو بار بار پڑھنا اس کی محبت کو بڑھاتا ہے حالانکہ قرآن کے علاوہ دوسرا کلام دہرایا جائے تو اس کا سننا ناگوار ہوجاتا ہے اور اس کی تکرار سے ملالت پیدا ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی توصیف کرتے ہوئے فرمایا: کہ وہ باوجود کثرت سے تکرار کرنے کے پرانا نہیں ہوتا۔

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ قرآن کے اندر اس قدر علوم اور معارف جمع کردیئے گئے ہیں جتنے نہ تو کسی کتاب میں جمع کئے گئے ہیں اور نہ ان سب کا جان لینا کسی آدمی کے بس کی بات ہے پھر قرآن میں ان علوم کو بہت تھوڑے حروف میں جمع کردیا گیا ہے یہ وجہ قرآن کی بلاغت میں شامل ہے اس لئے اس کو اعجاز قرآن کا ایک جداگانہ فن شمار کرنا ضروری نہیں اور اس سے قبل جس وجہ اعجاز کا ذکر کیا گیا اس کا شمار قرآن کے خواص اور فضائل میں ہونا چاہئے نہ کہ اس کے اعجاز میں' کیونکہ اعجاز قرآن کی حقیقت وہی وجوہ چہارگانہ ہیں' لہٰذا انہیں پر اعتماد کرنا چاہئے۔

تنبیہات

قرآن کی معجز مقدار میں اختلاف ہے بعض معتزلہ کا مذہب ہے کہ اعجاز کا تعلق سارے قرآن کے ساتھ ہے گزشتہ دونوں آیات اس دعویٰ کی تردید کرتی ہیں قاضی کا قول ہے "اعجاز کا تعلق ایک سورت کے ساتھ ہے خواہ وہ سورت طویل ہو یا قصیر' اس پر وہ قرآنی لفظ بسورۃ کے ظاہر معنی سے استدلال کرتا ہے۔

ایک اور مقام پر قاضی نے کہا کہ اعجاز قرآن کا تعلق ایک سورت یا سورت کے برابر کلام کے ساتھ ہوتا ہے مگر اس حیثیت سے کہ اتنے کلام میں بلاغت کی قوتوں کا باہم تفاضل واضح ہوجائے۔

قاضی ہی کا قول ہے اگر ایک آیت سورت کے حروف کے برابر ہو اگرچہ وہ سورۃ الکوثر ہی کے برابر ہو تو بھی وہ معجز ہے۔

وہ کہتے ہیں اس مقدار سے کم حصہ میں مشرکین کے معارضہ سے عاجز ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی۔ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اعجاز ایک آیت میں کبھی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے بہ کثرت آیتوں کا ہونا شرط ہے۔

دیگر علماء کہتے ہیں کہ اعجاز کا تعلق قرآن کے قلیل و کثیر کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ

امام قاضی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مذکورہ بالا دعوے کی صحت پر کوئی دلالت نہیں پائی جاتی' کیونکہ حدیث تام (پوری بات) کی حکایت ایک چھوٹی سورت کے کلمات سے کمتر کلمات میں نہیں پائی جاتی۔

2 - اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا قرآن کا اعجاز بداہتا معلوم ہوتا ہے کہ نہیں؟

امام قاضی لکھتے ہیں امام ابوالحسن اشعری کا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اعجاز کا علم بداہتا حاصل تھا اور آپ پر اعجاز کا ظہور بھی بدیہی تھا اور اس کا معجز ہونا استدلال کے ذریعے سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اندھا اور بے بصیرت آدمی بجز استدلال کے اس کے اعجاز کو جان نہیں سکتا۔ اسی طرح جو شخص بلیغ نہیں اس کو بھی اعجاز قرآن کا علم بلااستدلال نہیں ہوسکتا مگر وہ بلیغ شخص جو کہ عرب کے انداز کلام اور فن انشاء کا احاطہ کرچکا ہے وہ بالبداہت جانتا ہے وہ خود اور دیگر لوگ قرآن کا مثل لانے سے عاجز ہوگئے ہیں۔

3 - قرآن کے نہایت اعلیٰ مرتبہ بلاغت پر ہونے کے اتفاق کے باوجود اس کے مراتب فصاحت میں اختلاف ہے۔ اس

طرح کہ تراکیب کلام میں کوئی ترکیب ایسی نہ ملے جو خاص معنی کا فائدہ دینے میں قرآن سے بڑھ کر متناسب اور معتدل ہو۔ امام قاضی نے اس باب میں منع کو مختار قرار دیا ہے (اور تفاوت کو نہیں مانا)' کیونکہ ان کے نزدیک قرآن کا ہر ایک کلمہ فصاحت کے اعلیٰ پایہ کا ہے اگرچہ بعض لوگ دوسروں کی نسبت اس فصاحت کے زیادہ اچھا ہونے کا احساس رکھتے ہیں۔

امام ابونصر قشیری اور دیگر علماء اس کو مختار قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ قرآن میں جو کچھ ہے وہ فصاحت کے بلند ترین درجہ پر ہے اسی طرح کچھ اور لوگ بھی قرآن میں افصح اور فصیح کے قائل ہیں۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا میلان بھی اسی جانب ہے۔ یہاں انہوں نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ " آخر تمام قرآن فصیح ترین عبارت میں کیوں نہیں آیا؟ صدر موہوب الجزری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔

"اگر سارا قرآن فصیح ترین عبارت میں آتا تو وہ کلام عرب کے مستعمل اسلوب کے خلاف ہوتا' کیونکہ اہل عرب اپنے کلام میں افصح اور فصیح دونوں قسم کے کلمات استعمال کرتے ہیں' لہٰذا قرآن اس اسلوب سے ہٹ کر آتا تو اعجاز ہونے میں اس کی حجت تمام نہ ہوتی۔ اس لئے وہ عربوں کے معروف و مستعمل کلام کے طرز پر آیا' تاکہ اس کے معارضہ سے اہل عرب کا عجز بھرپور طریقے سے کھل جائے یا مثلاً یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسا کلام لائے ہیں جس کی جنس پر ہمیں قدرت حاصل نہیں جیسے ایک بینا آدمی اندھے شخص سے کہے "میں تجھ پر اپنی نظر کے ذریعہ غالب آیا ہوں اور اندھا اس کو یہ جواب دے" تیرا غلبہ تو اس وقت ثابت ہوتا' جبکہ میں بھی دیکھنے پر قادر ہوتا اور تیری نظر میری نظر سے زیادہ قوی ہوتی جب میں نظر سے محروم ہوں تو تیرا مجھ سے معارضہ کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

4 - قرآن کے شعر موزوں سے منزہ ہونے میں ایک حکمت یہ ہے کہ گو کلام موزوں کا رتبہ دوسرے کلاموں سے اعلیٰ ہے مگر قرآن چونکہ حق کا منبع اور صدق کا مجمع ہے اور شاعر کا انتہائی معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ باطل کی حق کی صورت میں خیالی تصویر کشی کرتا ہے۔ اظہار حق اور اثبات صدق کی بجائے تعریف میں افراط اور مذمت و ایذا میں مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے محفوظ و منزہ رکھا ہے۔

شعر کی شہرت کذب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اصحاب برہان نے ان قیاسات کو جو اکثر بطلان و کذب کی طرف لے جاتے ہیں۔ قیاسات شعریہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

کسی حکیم کا مقولہ ہے۔ لَمْ يُرَ مُتَدَيِّنٌ صَادِقَ اللَّهْجَةِ مُغْلِقًا فِيْ شِعْرِهِ

کوئی دیندار اور راست گو شخص اپنے اشعار میں رنگینی اور خوبی پیدا کرنے والا نظر نہیں آیا۔

ایک شبہ کا ازالہ

اب رہا یہ معاملہ کہ قرآن میں بعض عبارتیں موزوں عبارت کی صورت میں بھی ملتی ہیں۔ (اس کا کیا جواب ہے؟) اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے کلام کو شعر کے نام سے موسوم نہیں کرسکتے۔ اس لئے کہ شعر کی شرط یہ ہے کہ اس کا قصد کیا جائے اور اگر اسے یعنی قرآن کی ایسی موزوں عبارت کو شعر قرار دیا جائے تو پھر ہر اس شخص کو شاعر کہنا پڑے گا جس

کے کلام میں اتفاقاً کوئی بات موزوں ہوجائے۔ اس طرح تو سارے انسان شاعر ہوجائیں گے' کیونکہ بہت کم کسی آدمی کا کلام ایسی اتفاقی موزونیت سے خالی ہوتا ہے۔ فصحاء کے ہاں اس کا توارد تو بہت ہوا ہے اگر فصحائے عرب قرآن حکیم کو شعر سمجھتے تو اس کے ساتھ معارضہ کرنے میں دیر نہ کرتے اور زبان طعن دراز کرتے' کیونکہ وہ اس کے خلاف زبان کھولنے کے شدید حریص تھے مگر یہ کلام شعر نہ تھا بلکہ اس کا پایا جانا صنعت انسجام میں اعلیٰ درجہ پر پہنچنے کی وجہ سے ہوا تھا (یہی وجہ ہے کہ وہ تاب معارضہ نہ لاسکے)

ایک قول یہ ہے کہ صرف ایک بیت یا جو کلام اس کے وزن پر ہو شعر نہیں کہلاتا بلکہ شعر کم از کم دو بیتوں یا اس سے زیادہ کا ہونا چاہئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ رجز کو شعر نہیں کہا جاتا ایک اور رائے یہ ہے کہ رجز کے لئے کم از کم چار بیت ہوں تو شعر کہلائے گا اور بات کسی صورت قرآن پر راست نہیں آتی۔

5- کسی ذی علم کا قول ہے کہ قرآن کے ساتھ معارضہ کا چیلنج انسانوں کو ہوا جنوں کو نہیں ہوا' کیونکہ جنات اہل زبان نہ تھے جس کے اسلوب پر قرآن نازل ہوا اور آیت قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
میں جنوں کا ذکر اظہار عظمت کے لئے آیا ہے' کیونکہ ہیئت اجتماعیہ کی قوت افرادی قوت سے زیادہ ہوتی ہے' لہٰذا جب یہ فرض کیا جائے کہ قرآن کا معارضہ کرنے کیلئے دونوں گروہ اکٹھے ہوجائیں اور ایک دوسرے کی بھرپور مدد بھی کریں اور اس کے باوجود وہ معارضہ سے عاجز رہیں تو معلوم و ثابت ہوجائے گا کہ ایک گروہ کا عاجز رہنا تو بدرجہ اولیٰ مسلم ہے۔

علماء کے دوسرے گروہ کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں فی الواقع جنوں کو چیلنج دیا گیا بلکہ ملائکہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں' کیونکہ وہ بھی قرآن کی مثل لانے پر قادر نہیں۔ امام کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب غرائب التفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اس آیت کریمہ میں انسانوں اور جنوں کے ذکر پر اس لئے اقتصار کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں دو گروہوں کی طرف مبعوث ہیں' فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں۔

6- امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے آیت کریمہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا
کا مفہوم پوچھا گیا تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ اختلاف کا لفظ بہت سے معانی کے درمیان مشترک ہے اور یہاں لوگوں کی قرآن میں اختلاف کی نفی مراد نہیں بلکہ ذات قرآن سے اختلاف کی نفی کی گئی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ یہ کلام مختلف ہے یعنی اس کا اول اس کے آخر سے فصاحت میں مشابہت نہیں رکھتا یا اس کا کچھ حصہ دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور کچھ حصہ دنیا کی طرف بلاتا ہے یا اس کی نظم و ترتیب میں اختلاف ہے کہ اس کا کچھ حصہ وزن شعر پر ہے اور کچھ منزحف ہے۔ بعض حصے جزالت میں ایک خاص اسلوب پر ہیں اور بعض حصے ایسے اسلوب پر جو مذکورہ بالا اسلوب کے خلاف ہے مگر کلام الٰہی ان اختلافات سے منزہ و مبرا ہے' کیونکہ وہ نظم عبارت میں ایک ہی منہاج پر اول سے آخر تک کامل مناسبت اور کمال فصاحت میں ایک ہی درجہ پر ہے اور غث و سمین (کھوٹے کھرے) پر مشتمل نہیں ہے۔ اس کا سیاق ایک ہی مفہوم کے لئے ہے جو مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور انہیں دنیا سے دین کی طرف پھیرتا ہے' جبکہ انسانی کلام میں یہ اختلافات رہ پا جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر شعراء اور انشاء پردازوں کے کلام پر قیاس کیا جائے تو اس میں منہاج نظم کا اختلاف پھر

درجات فصاحت میں تفاوت بلکہ اصل فصاحت ہی میں اختلاف پایا جائے گا یہاں تک کہ اس میں بیکار اور فضول کلام ملے گا بلکہ دو رسالوں اور دو قصیدوں میں بھی یکسانیت نہ پائی جائے گی اور ہر قصیدے میں فصیح اور سخیف دونوں طرح کے اشعار ہوں گے۔ یونہی یہ قصائد و اشعار مختلف اغراض پر مشتمل ہوں گے' کیونکہ شعرا اور فصحاء خیالات کی ہر وادی میں بھٹکتے رہتے ہیں کبھی دنیا کی مدح سرائی کریں گے کبھی اس کی مذمت میں زور بیان صرف کریں گے کبھی بزدلی کی مدح کر کے اسے حزم اور دور اندیشی کہیں گے کبھی اس کی مذمت کر کے اسے کمزوری قرار دیں گے اور کہیں بہادری کے گن گائیں گے اور اسے صرامت (مستقل مزاجی کا) نام دیں گے اور کسی مقام پر بہادری کو تہور (بے جا دلیری) کہہ کر اس کی مذمت کریں گے۔ الغرض! انسانی کلام اختلافات کی ان خامیوں سے پاک نہیں ہوتا' کیونکہ ان اختلافات کا منشاء ہی اغراض و احوال کا اختلاف ہے۔ انسان کے احوال ہر دم تغیر پذیر ہیں' مسرت اور خوشی کے وقت اس کی طبیعت موزوں ہو جاتی ہے اور انقباض و دل گرفتگی کے وقت اس کی طبیعت رک جاتی ہے یونہی انسانی اغراض و مقاصد میں تنوع اور اختلاف ہوتا ہے انسان کبھی کسی چیز کی رغبت رکھتا ہے تو کسی وقت اسی چیز سے نفرت رکھتا ہے اس لئے ان باتوں سے بداہتا اس کے کلام میں اختلاف رونما ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی انسان ایسا نہیں ملتا جو مسلسل 23 سال تک نزول قرآن کے زمانہ میں ایک ہی غرض اور ایک ہی طریقہ پر ایسی گفتگو کرے جس میں فصاحت و بلاغت اور اسلوب بیان کا ذرہ برابر فرق نہ پڑے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ ایک انسان تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال میں تبدیلی ہوتی رہتی تھی' اس لئے اگر قرآن آپ کا کلام ہوتا یا آپ کے سوا کسی دوسرے انسان کا کلام ہوتا تو لوگوں کو اس میں بہت سے اختلاف نظر آتے۔

امام قاضی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض و سوال کیا جائے کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ قرآن حکیم کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا کلام مثلاً تورات و انجیل بھی اسی شان اعجاز کا حامل ہے" تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ وہ کتابیں (تورات و انجیل) نظم و تالیف میں ہرگز معجز نہیں البتہ! اخبار غیب اور پیشین گوئیوں کے لحاظ سے وہ قرآن حکیم کی طرح معجز ہیں ان کے معجزہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وہ معجزانہ وصف بیان نہیں کیا جو قرآن کا بیان کیا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ان کے لئے قرآن کی مانند منکرین کو چیلنج نہیں دیا گیا' نیز یہ کہ ان کی زبان میں وہ وجوہ فصاحت ناپید ہیں جن سے وہ تفاضل اور برتری حاصل ہوتی ہے جو حد اعجاز تک پہنچتی ہے۔

ابن جنی نے کتاب الخاطریات میں آیت کریمہ

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ (جادوگر) بولے: اے موسیٰ! یا تو آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہوں

کے بارے میں فرمایا کہ یہاں پر الفاظ اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ سے دو غرضوں کی وجہ سے عدول کیا گیا ہے۔

ان میں سے ایک غرض لفظی ہے اور وہ روس آیات کی مزاوجت ہے اور دوسری غرض معنوی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ

نے یہاں جادوگروں کی قوت نفس اور موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ان کی دست درازی کو بیان فرمانا چاہا' لہٰذا ان کی طرف سے ایسے بھرپور الفاظ استعمال فرمائے جو کہ ان کے موسیٰ کی طرف فعل کی اسناد سے زیادہ زوردار تھے۔

ابن جنی نے اس مقام پر ایک اور سوال کا ایراد کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ جادوگر اہل زبان نہ تھے کہ ان کے بارے میں ہم صنعت کلام کی اس نہج پر چلیں اور پھر خود ہی اس کا یہ جواب دیا کہ قرآن حکیم میں جس قدر گذشتہ زمانوں کے غیر زبان دان لوگوں کے اقوال منقول ہیں وہ ان کے معانی اور مفاہیم کا اظہار کرتے ہیں ورنہ وہ درحقیقت ان کے اصلی الفاظ نہیں' لہٰذا اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ آیت کریمہ

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى

بولے: بے شک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا دین لے جائیں۔

کی زبردست فصاحت کسی عجمی کی زبان پر جاری نہیں ہوسکتی۔

امام بازری اپنی کتاب انوار التحصیل فی اسرار التنزیل کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ

"کبھی ایک ہی معنی کی خبر چند ایسے الفاظ کے ذریعہ سے دی جاتی ہے جن میں سے بعض الفاظ دوسرے الفاظ سے زیادہ حسین اور عمدہ ہوتے ہیں یونہی جملے کا ایک جز دوسرے جز سے زیادہ فصیح ہوتا ہے اور یہ ضروری ہے کہ جملوں کے معانی یا ان کے مناسب حال الفاظ کا پہلے استحضار کرلیا جائے اور پھر اس کے بعد ان الفاظ یا معانی میں سے مناسب تر اور فصیح تر لفظ کو استعمال کیا جائے مگر اکثر حالتوں میں انسان پر ان امور کا استحضار دشوار ہوتا ہے' جبکہ علم الٰہی میں ہمہ وقت یہ چیزیں مستحضر ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم احسن الحدیث اور افصح الحدیث ہے اور فصیح' فصیح تر اور ملیح اور ملیح تر عبارت پر مشتمل ہے اس کی ان گنت مثالیں ہیں مثلاً قرآن حکیم کی آیت ہے۔

وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ اگر اس کی جگہ وَ ثَمَرُ الْجَنَّتَيْنِ قَرِيْبٌ

ارشاد ہوتا تو ہرگز یہ الفاظ کسی جہت سے پہلے الفاظ کے قائم مقام نہ ہوتے اس لئے کہ اول تو جنی اور جنتین میں تجنیس پائی جاتی ہے' دوم: اس لحاظ سے کہ ثمر کا لفظ اس بات کا پتہ نہیں دیتا کہ وہ پھل اب چنے جانے کے قریب آگیا ہے اور تیسری بات یہ کہ فواصل کی مواخات کا علم نہ ہوتا اسی طرح یہ آیت کریمہ ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ میں تقرأ کی بجائے تتلو کی تعبیر زیادہ حسین ہے' کیونکہ تقراء میں ہمزہ کی ثقالت موجود ہے' یونہی لاریب فیہ' لاشک فیہ سے احسن ہے' کیونکہ شک میں ادغام کا ثقل موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ریب کا ذکر بہ کثرت ہوا ہے۔

آیت لاتھنوا' لاتضعفوا سے بہتر ہے' کیونکہ اس میں خفت پائی جاتی ہے وھن العظم منی سے اچھا ہے' کیونکہ فتح ضمہ سے خفیف تر ہوتا ہے امن بہ نسبت صدق کے خفیف تر لفظ ہے۔ اسی واسطے قرآن میں تصدیق کی بہ نسبت اس کا ذکر زیادہ آیا ہے۔

اثرک اللہ بہ نسبت فضلک اللہ کے آتی بہ نسبت اعطی کے انذر بہ نسبت خوف کے اور خیر لکم بہ

نسبت افضل لکم کے خفیف ترین الفاظ ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ھذا خلق اللہ یومنون بالغیب میں مخلوق اور الغائب کی جگہ مصدر کا لانا خفیف تر ہے نکح تزوج سے زیادہ ہلکا ہے' کیونکہ فعل تفعل سے زیادہ خفیف ہے اسی لئے قرآن میں نکاح کا ذکر کثرت سے آیا ہے اسی تخفیف و اختصار کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں رحمت' غضب رضا حب اور مقت کے الفاظ قرآن میں استعمال ہوئے ہیں حالانکہ ان اوصاف کو اللہ تعالیٰ کی طرف حقیقت میں نسبت نہیں کیا جاسکتا' کیونکہ اگر ان اوصاف کو حقیقی لفظوں کے ساتھ تعبیر کیا جائے تو گفتگو طویل ہوجائے گی۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ

یُعَامِلُہٗ مُعَامَلَۃَ الْمُحِبِّ وَالْمَاقِتُ یعنی وہ اس سے محب اور ماقت (دوست اور دشمن) کا سا معاملہ کرتا ہے تو درست نہیں' اس مقام پر مجاز اپنی خفت و اختصار کے باعث حقیقت سے افضل ہے۔

نیز افضل ہونے کی بنیاد بلیغ تشبیہ ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مندرجہ ذیل کلام سے افضل ہے

فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْھُمْ' فَلَمَّا عَامَلُوْنَا مُعَامَلَۃَ الْغَضَبِ' فَلَمَّا اَتَوْا اِلَیْنَا بِمَا یَاتِیْہِ الْمُغْضَبِ

9 - رمانی ارشاد فرماتے ہیں

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ شاید چھوٹی چھوٹی سورتوں میں معارضہ ممکن ہے تو جواب دیا جائے گا کہ یہ بات قصار سورتوں میں جائز نہیں کیونکہ تحدی کا تعلق ان چھوٹی سورتوں کے ساتھ بھی تھا اور ان کے معارضہ میں عجز کا اظہار کیا گیا دیکھئے اللہ تعالیٰ یہ چیلنج بالفاظ فاتوا بسورۃ کے ساتھ کیا تھا جس میں بڑی یا چھوٹی سورتوں کی کوئی تخصیص نہ تھی۔

اتقان کی عبارت ختم ہوئی۔

علامہ سید دحلان مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بحث

علامہ سید احمد دحلان مکی "سیرت النبی" میں وجوہ اعجاز پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قرآن حکیم کا وہ وصف جس کے ذریعہ قرآن کلام عرب کی جنس مثلاً نظم و نثر' خطبات اور سجع سے منفرد ہوگیا اور ان کے درمیان باہم مشابہت نہ رہی قرآن حکیم کا معجزہ ہے' حالانکہ یہ کلام اہل عرب کے کلمات سے مرکب ہے اور بلاغت میں انہیں کے اسالیب کلام پر نازل ہوا ہے مگر یہ ایسے حسن تالیف' ترکیب کلمات اور فصاحت پر مشتمل ہے کہ عربوں کے عجائب تراکیب' غرائب اسالیب' بدیع انشاء ات اور عمدہ اشارات میں اعجازی شان کا حامل ہے' حالانکہ اہل عرب کلام کے شہسوار تھے۔ اس کا انداز نظم عجیب اور اسلوب بیان حیران کن ہے جو اسالیب کلام عرب سے مختلف ہے۔ نظم و نثر کا وہ انداز جو قرآن حکیم لایا ہے اور اس کے مقاطیع مقاطیع آیات اور فواصل کلمات کا اسلوب نہ اس سے قبل پایا گیا نہ اس کی نظیر اس کے بعد دیکھنے میں آئی یہی وجہ ہے کہ اہل عرب کی عقلیں اس کے سامنے متحیر اور دہشت زدہ رہ گئیں اور وہ اس کے اسلوب کی طرف کوئی راہ نہ پاسکے بلاشبہ میدان فصاحت میں بدیع نظم کے ساتھ اس نے دلوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اور میدان بلاغت میں اس کے تیر معانی کے نشانوں پر لگے۔ یہ اللہ کی واضح اور روشن حجت اور قاہر و باہر دلیل ہے جس بدبخت نے اس کے ساتھ معارضہ کی ٹھانی' بے جان پتنگوں کی طرح گر گیا اور یوں ذلیل و حقیر ہوگیا جس طرح غضبناک شیروں کے سامنے بھیڑ بکریاں ذلیل ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگوں کے بارے میں بیان کیا گیا جنہوں نے اس کے ساتھ معارضہ کرنے کا ارادہ کیا کہ ان پر رعب طاری ہوگیا اور اس کی ہیبت نے انہیں اس کے معارضہ سے باز رکھا جیساکہ یحییٰ بن حکیم اندلسی کے بارے میں حکایت ہے وہ اس زمانے میں اندلس کا ایک بلیغ عالم تھا اس نے قرآن کے ساتھ کچھ معارضہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس سلسلہ میں سورۂ اخلاص پر غور کیا' تاکہ اس کی طرز پر کلام گھڑے تو اس کے دل میں خشیت و رقت پیدا ہوگئی جس نے اسے توبہ کرنے پر مجبور کردیا اسے معلوم ہوگیا کہ کوئی انسان قرآن حکیم کے ساتھ معارضہ پر قدرت نہیں رکھتا۔

ابن مقفع جو کہ اپنے زمانے کا انتہائی فصیح شخص تھا' کے بارے میں روایت ہے کہ تابعین کے زمانے میں اس سے معارضہ طلب کیا گیا تو اس نے اس کا قصد کرلیا اور ایک کلام مرتب کرکے اسے سورت کا نام دیا۔ اسی اثناء میں ایک دن وہ ایک طفل مکتب کے پاس سے گزرا جو اس آیت کریمہ کی تلاوت کررہا تھا۔

وَقِيْلَ يَاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاءَكِ وَيَاسَمَاءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ	اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا اور پانی خشک کردیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی (نوح) کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ

یہ سن کر وہ پکار اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے' اس کے ساتھ کبھی معارضہ نہیں ہوسکتا' پھر واپس

آکر اپنا لکھا ہوا کلام مٹا دیا اسے یقین ہوگیا کہ اس کے کلام اور اللہ کے کلام میں باہم کوئی مناسبت نہیں۔

علامہ محمد سفارینی نابلسی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ' قصیدہ نونیہ صرصری کی شرح میں بحوالہ کتاب الوفا امام ابن جوزی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ' امام ابن عقیل رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ سے نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابو محمد بن مسلم نحوی نے بتایا کہ ہم اعجاز القرآن کے بارے میں بحث کر رہے تھے وہاں ایک بزرگ صاحب فضیلت بھی موجود تھا اس بزرگ عالم نے کہا: قرآن حکیم میں کونسی ایسی بات ہے جو فضلاء کو عاجز کر دینے والی ہے؟ اس کے بعد وہ بالاخانہ میں چلا گیا اس کے پاس ایک نوٹ بک اور قلم دوات تھی اس نے وعدہ کیا کہ تین دن کے بعد وہ قرآن کے مشابہ ایک عبارت بنا کر انہیں آواز دے گا مگر جب تین دن گزر گئے (اور وہ بالاخانے سے نیچے نہ آیا) تو ایک شخص اوپر گیا دیکھا کہ وہ ٹیک لگائے ہے اور قلم اس کے ہاتھ میں خشک ہو گئی ہے۔

امام ابن عقیل اس کے بعد فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو قرآن حکیم کے ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دی گئی مگر وہ اس کے جواب میں ایسا کلام لائے جس نے خود انہیں کو رسوا کیا اور قرآن حکیم کا یہ دعویٰ سچ ثابت ہوا کہ مخلوق قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہے گی مثال کے طور پر مسیلمہ کذاب کا یہ قول ملاحظہ کیجئے۔

اَلْفِيْلُ وَمَا اَدْرَاكَ مَاالْفِيْلُ لَهٗ ذَنَبٌ وَثِيْلٌ وَخُرْطُوْمٌ طَوِيْلٌ وَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا تَقْلِيْلَ

ہاتھی اور تمہیں کیا پتہ کہ ہاتھی کیا ہوتا ہے اس کی دم چھوٹی ہے اور سونڈ لمبی ہے بے شک یہ ہمارے پروردگار کی مخلوق میں بہت کم ہے۔

اس کی ایک اور ہرزہ سرائی ہے

يَاضَفْدَعُ بِنْتُ ضِفْدَ عَيْنِ نَقِّيْ كَمْ تَنَقِّيْنَ اَعْلَاكَ فِي الْمَاءِ وَ اَسْفَلَكَ فِي الطِّيْنِ لَاالْمَاءُ تَكْدِرِيْنَ وَلَا الشَّرَابُ تَمْنَعِيْنَ

اے مینڈکی دو مینڈکوں کی بیٹی! اپنے آپ کو ستھرا کر مگر تو کب تک اپنے اوپر والے حصے کو پانی سے صاف کرے گی' جبکہ تیرا نچلا حصہ کیچڑ میں ہے تو نہ تو پانی کو گدلا کر سکتی ہے نہ پانی پینے سے روک سکتی ہے۔

اسی طرح اس کی ایک اور بیہودہ گوئی ہے' جیسا کہ "الوفا" میں منقول ہے۔ وَمِنَ الْعَجَائِبِ شَاةٌ سَوْدَاءُ تَحْلُبُ لَبَنًا اَبْيَضُ عجائبات میں سے ہے کالی بکری جو سفید دودھ دیتی ہے

الغرض! اس ژاژخائی سے ان لوگوں کی رسوائی ہوئی اگر وہ خاموش رہتے تو ان کے حق میں بہتر تھا۔

مسیلمہ کذاب کا ایک معارضہ ابوعبداللہ محمد بن علی التوزری نے نقل فرمایا ہے کہ اس نے سورۂ انا اعطینک الکوثر کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْجَمَاهِرَ فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَبَادِرْ وَاحْذَرْ اَنْ تَحْرِصَ اَوْتَكَاثَرْ

ہم نے تجھے بہت کچھ دیا' پس اپنے لئے پکڑ اور بھاگ اور لالچ اور خواہش کثرت سے بچ۔

تو ایک بدو نے اس سے کہا: کہ ان دونوں کلاموں میں کوئی باہم نسبت نہیں ہے' بعد میں جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم نے اسے قتل کر کے واصل جہنم کیا تو ایک بدو اس کے پاس سے گزرا اور کہا

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْعُوْدُ، وَاَقْعُدْنَاكَ عَلَى الْعَامُوْدِ، وَاِنَّا ضَامِنٌ لَّكَ اَنْ لَّاتَعُوْدَ

ہم نے تجھے لکڑی دی اور ستون پر بٹھایا یعنی قتل کروایا میں اس بات کا ضامن ہوں کہ تو لوٹ کر نہیں آئے گا۔

توزری نے ہی مسیلمہ کذاب کا یہ کلام ذکر کیا ہے۔

وَاللَّيْلِ الدَّامِسْ وَالذِّئْبُ الْهَامِسْ مَاقَطَعَتْ اَسَدٌ مِنَّ رَّطْبٍ وَّيَابِسٍ

تاریک رات اور نرم خرام بھیڑیے کی قسم! کہ شیر نے خشک و تر کچھ نہیں کاٹا۔

وَاللَّيْلِ الْاَطْحَمِ وَالذِّئْبِ الْاَدْلَمِ وَالْجَذَعِ الْاَزْلَمْ مَاانْتَهَكَتْ اَسَدٌ مِنْ مَحْرَمٍ

تاریک رات اور سیاہ بھیڑیے کی قسم اور کان کٹے جانور کی قسم کہ شیر نے کسی ذی حرمت کی حرمت خراب نہیں کی۔

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالذَّارِيَاتِ قَمْحًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا وَاللَّاقِمَاتِ لَقْمًا اِهَالَةً وَسَمْنًا لَقَدْ فَضَّلْتُمْ عَلَى اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَكُمْ اَهْلَ الْمَدَرِ رِيْفُكُمْ فَامْنَعُوْهُ وَالْمُعْتَرَ فَاوُوْهُ وَالْبَاغِيْ فَنَاوُوْهُ

قسم ہے اگانے والیوں' کاٹنے والیوں' گندم بکھیرنے والیوں' آٹا گوندھنے والیوں' روٹی پکانے والیوں' ثرید تیار کرنے والیوں اور لقمہ بنانے والیوں کی

کہ تمہیں دیہاتیوں پر فضیلت حاصل ہے اور شہری بھی تم سے آگے نہیں بڑھے۔ تم اپنی ہموار زمینوں کی حفاظت کرو' نداروں کو پناہ دو اور سرکشوں کو دور کرو۔

امام سفارینی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بخار میں مبتلا یا برسام زدہ ایسی ہذیان گوئی کرتا تو اس سے زیادہ کچھ نہ کہتا۔

میں نے تحیرالوفا کے حاشیئے پر اس قسم کا مضحکہ خیز کلام دیکھا ہے جس کو دیکھ کر روتے بھی ہنس پڑیں یہ کلام ظاہر کرتا ہے کہ پاگل پن کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں اور جو آدمی ہوئی و ہذیان کے ذریعے ایک باکمال کلام کے ساتھ معارضہ کرے تو اہل عقل و دانش تو اس پر ہنسیں گے ہی' اور اس پر پھٹکار پڑے گی۔

امام ابن جوزی "الوفا" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے دلوں کو نورانیت سے محروم کیا' ان میں سے ایک ابوالعلاء المعری ہے جس نے اپنے کلام کو بنام الفصول و الغایات" موسوم کرکے بزعم خویش قرآن کی سورتوں اور آیات کے ساتھ معارضہ کیا' میں نے اس کا کلام دیکھا ہے مگر اس سے زیادہ کمزور اور قبیح کلام میری نظر سے نہیں گزرا اس نے اپنے کلام کو آخری حروف معجمہ کی ترتیب پر مرتب کیا حرف الف والے کلمات کے چند نظائر ملاحظہ ہوں۔

كَانَ النِّعَالُ عَلَى اَعْصَى الطَّلْحِ يُعَارِضُوْنَ الرَّكَائِبَ فِيْ هَوَادِجَ وَالظَّلْمَاءُ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فَخَتِ الْقَمَرُ وَضِيَاءُ الشَّمْسِ وَهَنِيْئًا لِتَارِكِيْ النَّوقِ طَلَائِحَ فِيْ غَيْطَانِ الْفَلَا يَحُوْمُ عَلَيْهَا ابْنُ دَابِهٖ وَيَطُوْفُ بِهَا سَرْحَانَ وَشَتَّانَ اَوْرَاكَ مَتْرَةَ الْاَلْبَانِ لَبَنُهَا اَفْقَدُ مِنَ الْغَطَا

گویا پاپوش خاردار درخت کی شاخوں پر تھے جو محملوں کے ساتھ اٹکتے تھے تاریکیوں نے ان کو چھپا رکھا تھا پس چاند چھپ گیا اور سورج کی روشنی بھی' خوش قسمت ہیں وہ جنہوں نے اپنی تھکی ہاری اونٹنیوں اونٹوں کو گھنے درختوں کے جھنڈ میں چھوڑ دیا جن پر کوے منڈلاتے ہیں اور درندے وہاں آتے ہیں۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں یہ سارا کلام گھٹیا اور قبیح ہے۔ (امام سفارینی کی عبارت ختم ہوئی)

اب ہم علامہ دحلان مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید میں غور کرنے سے تم پر اس قدر عجائبات کھلیں گے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ مثلاً ان ارشادات ربانی میں غور کرو۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ — تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ — اور کسی طرح تو دیکھے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے' پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے اور ایک قریب جگہ سے پکڑ لئے جائیں گے۔

يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ — ترجمہ گذر چکا ہے

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا — تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے آلیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا۔

تم جب اس قسم کی آیات بلکہ قرآن حکیم کی تمام آیات میں دقت نظر سے غور کرو گے تو تمہیں ہر لفظ کے نیچے دنیائے معانی ملے گی تم اس میں علوم کے بیکراں سمندر پاؤ گے باوجودیکہ الفاظ مختصر ہیں' نیز کثرت معانی لطائف عبارات' دعوت توحید' طاعت رب مجید تحلیل و تحریم' وعظ و تقویم' محاسن اخلاق کی طرف رہنمائی اور مساوی اخلاق سے زجر و توبیخ کے باوجود ہر چیز اپنے مقام پر اس قدر راست ہے کہ اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی مقام نہیں مگر تم قرآن میں مزید تامل سے کام لو تو دیکھو گے کہ اس میں گذشتہ زمانوں کے اخبار آئندہ کے حوادث اور قاطع دلائل موجود ہیں جو بھرپور عمدہ نظم سے بیان ہوئے ہیں کہ ایسا حسن نسق مخلوق سے ممکن نہیں پس یہ دعویٰ کرنا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کلام اپنی طرف سے پیش کیا ہے اور پھر اسے گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بدیہی البطلان ہے اور یہ بھی قطعی طور پر معلوم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر جاری ہوا ہے اور تمام عرب اس کی مثل لانے سے عاجز رہے مزید بر آں قرآن حکیم کے ساتھ تحدی کرنے' اس کے خارق عادت ہونے اور اس کی شان اعجاز کا اعتراف کرتے ہوئے منکرین کا اس کے معارضہ سے گریز ایک بدیہی بات ہے پھر ایک ایسا معجزہ ہے کہ طویل قصے اور گذشتہ زمانوں کی خبریں بیان کرنے کے باوجود' جن کے بیان کرنے میں عموماً فصحاء کی زبان میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے ربط کلام' روانی بیان' ترتیب وجوہ اور تشابہ اطراف میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قصہ یوسف پر نظر ڈالو اللہ تعالیٰ نے اسے طوالت کے باوجود ایسی عجیب ترتیب اور بدیع (عمدہ) تہذیب کے ساتھ اول سے آخر تک مربوط بیان کیا ہے کہ کہیں بھی چشمہ بیان خشک ہوا ہے نہ کہیں اس کے حیران کن نظم و ترتیب کی گرہ کھلی ہے۔ پھر اس کے قصوں میں تکرار اور بار بار بیان ہونے کے ساتھ ساتھ عبارات میں اختلاف آ گیا ہے ہر مقام پر نئے معنی اور نئے اسلوب کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ ان عبارات کے اسلوب و الفاظ میں اختلاف ہوا مگر معنی ایک ہی رہا اور تکرار کے باوجود ہر قصہ میں سننے والے کی یہ حالت رہی گویا پہلی بار سن رہا ہے اور اس سے قبل اس نے اس قصہ کا ذکر تک نہیں سنا اس کی تکرار سے دلوں کو نفرت و وحشت اور اکتاہٹ پیدا نہیں ہوتی۔

حضرت امام قاضی عیاض شفا شریف (1:172'173) میں فرماتے ہیں۔

"جس شخص نے فن بلاغت میں کمال حاصل کیا اور فکر و زبان کو اس سے مزین کیا' اس پر ہماری گذشتہ بحث پوشیدہ نہیں رہے گی۔

مذکورہ بالا تمام وجوہ میں سے ہر وجہ بذات خود معجزہ ہے اور اسی طرح معجزہ ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مردے زندہ کرنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے لاٹھی کا سانپ بنانا یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کنکریوں کا تسبیح پڑھنا معجزہ ہے بلکہ یہ ان سے بڑا معجزہ ہے' کیونکہ یہ کلام ان کے مستعمل اور روزمرہ کے کلام کی جنس سے ہے مگر اس کے باوجود ان کا اس کی مثل نہ لا سکنا' جلاوطنی' قتل گوارہ کرلینا اور ذلت کے تلخ پیالے پینا اس کے معجزہ ہونے کی زبردست دلیل ہے حالانکہ وہ بڑے خودار اور مغرور تھے اگر وہ معارضہ پر قدرت پاتے تو کبھی اس ذلت پر راضی نہ ہوتے اور بحالت مجبوری اس عار کو ترجیح نہ دیتے بلکہ معارضہ کرلینا ان کے لئے بہ نسبت قتل و غارت اور ذلت کے آسان تھا' کیونکہ اس کے ذریعے حصول مقصد آسان' قطع عذر اور اسکات خصم انتہائی سہل تھا' جبکہ وہ اپنی زبان پر بڑے قادر اور تمام انسانوں سے زیادہ کلام کی معرفت رکھتے تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے قرآن کے ظہور کو چھپانے اور اس کے نور کو بجھانے کی سرتوڑ کوشش کی مگر وہ اپنے مونہوں سے اس چراغ کو بجھا نہ سکے اور نہ اس عرصہ دراز میں کثرت تعداد اور زبردست کوشش و اعانت کے باوجود اپنی زبان کے رواں چشمے سے کوئی قطرہ نہیں لا سکے' ان کی زبانیں خشک ہوگئیں اور وہ آس توڑ کر بیٹھ گئے۔

اعجاز القرآن کی پہلی وجہ

قرآن کریم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض قضایا میں کفار کے عجز کا ذکر فرمایا اور انہیں بتا دیا کہ وہ کبھی بھی ایسا کر نہ پائیں گے' چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ہی وقوع پذیر ہوا' اور وہ فی الواقع ایسا نہ کرپائے۔ مثلاً یہودیوں نے جب یہ باطل دعویٰ کیا کہ کوئی ان کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دعویٰ میں جھوٹا قرار دیا اور ان پر الزام حجت کیلئے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَاللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ

تم فرماؤ: اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔

یعنی اے یہودیو! اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ تم ہی جنتی ہو اور جنت خاص تمہارے لئے ہے تو موت کی تمنا کرو' کیونکہ جس کو جنت میں داخل ہونے کا یقین ہو تو وہ اس کا اشتیاق رکھتا ہے اور اس دنیا اور اس کی غلاظتوں سے چھٹکارے کو پسند کرتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ

اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کرچکے۔

پس اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے تمام زمانوں میں ان سے تمنائے موت کی نفی کردی' ان کے عدم تمنا کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور تورات میں تحریف کردی اور پھر واقعہ اسی طرح پیش آیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا' کہ انہوں نے موت کی تمنا نہ کی ان میں سے کوئی موت کی تمنا کرتا تو زندہ نہ رہتا مگر کسی سے ایسا ہو نہ سکا' ایسا ہوتا تو اسے نقل کرنے کے داعیے کثرت کے ساتھ موجود تھے۔ تمنا کا معاملہ اگرچہ دل کا پوشیدہ عمل ہے لیکن وہ اس کا

اظہار زبان سے بھی کرسکتے تھے۔

امام بیہقی بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ اگر یہودی موت کی تمنا کر بیٹھتے تو مرجاتے' مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر ان کے کسی شخص کی زبان سے موت کی تمنا ظاہر ہوتی تو وہ اسی وقت موت سے ہم آغوش ہوجاتا' پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اس تمنا سے پھیر دیا' تاکہ اس کے رسول کی صداقت اور اس کے کلام کی صحت ثابت ہوجائے' چنانچہ موت کے خوف اور دنیا کی حرص کی وجہ سے کسی یہودی کے دل میں موت کی خواہش پیدا نہ ہوئی حالانکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کے انتہائی حریص تھے۔ اس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوگیا اور آپ کی دلیل روشن ہوگئی۔

اسی طرح کی پیشین گوئی سورہ بقرہ کی آیت نمبر 24 میں ہے۔

اعجاز القرآن کی ایک وجہ وہ رعب اور خوف ہے جو اس کی تلاوت کے وقت سننے والوں کے دلوں پر طاری ہوجاتا ہے' کیونکہ اس میں وعظ و انذار کا زبردست انداز پایا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ — اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اس کو دیکھتے جھکا ہوا خوف الٰہی سے پھٹا ہوا۔

یہ اس لئے ہے کہ اس کلام میں وہ دبدبہ اور وحشت ہے جو پہاڑوں کو لرزہ براندام کردیتی ہے پھر انسانوں کی تو کیا حالت ہوگی اور مومنین کی نسبت اس کا خوف مکذبین پر زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کا سننا ان پر گراں گزرتا ہے اور اس کے باعث ان کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ یہ کلام ان کے کانوں میں نہ پڑے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا — جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ (کفار) پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ — اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔

اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم اس شخص کے لئے انتہائی دشوار اور مشکل ہے جو اس سے کراہت کا اظہار کرتا ہے یہ حق و باطل اور نیک و بد کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے مومن اس سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتا ہے اور اس کے زواجر و مواعظ کی ہیبت سے خوفزدہ ہوتا ہے اور اس کی تلاوت کے وقت اس کا دل اور اس کے کان سننے کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں اور قلبی میلان اور تصدیق کی وجہ سے اس کی سرگرمی میں اضافہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ — اس کلام سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں

یعنی صاحب خشیت جب قرآن حکیم کی تلاوت سنتا ہے اور اس میں غور و تدبر کرتا ہے کہ اس کے قلب و جسد کو اس سے خاص انس اور سرور ہوتا ہے تو قرآن حکیم کی ہیبت سے اس کے بدن پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم صالحین کو دیکھتے ہو کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وجد میں آکر نعرہ زن ہوتے ہیں بعض اوقات ان کی یہ حالت غشی اور گریبان چاک کرنے تک چلی جاتی ہے اور اس قسم کی باتوں کا انکار کرنا درست نہیں ہاں! جس نے اس کا ذائقہ نہیں چکھا وہ اس کی لذتوں سے آشنا نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے وہ قرآن پاک سے مخصوص ہے ایسا اثر کسی اور کلام میں نہیں پایا جاتا' اس کا اثر ایسا ہے جو ایسے شخص پر بھی طاری ہوجاتا ہے جو اس کے معانی اور تفسیر کو نہیں سمجھتا' یہ ایک خدائی راز اور ربانی امر ہے اسی لئے تو اس کے قاری اور سامع دونوں کو ثواب ملتا ہے خواہ وہ اس کو نہ سمجھتے ہوں' جبکہ کسی دوسرے کلام میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی۔

شفائے قاضی عیاض میں ہے کہ ایک نصرانی ایک قاری کے پاس سے گزرا جو قرآن حکیم کی تلاوت بلند آواز سے کر رہا تھا وہ اس کی قرات سننے کیلئے کھڑا ہوگیا اور پھر رونا شروع کردیا' کسی نے اس سے رونے کا سبب پوچھا؛ تو اس نے جواب دیا کہ اس کلام کی تروتازگی اور حسن نظم کی وجہ سے روتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اس کلام نے اس کے دل میں اثر کیا اور اسے رلا دیا حالانکہ وہ اس کے مفہوم سے آگاہ نہ تھا۔

قرآن حکیم کا یہی رعب کتنے ہی لوگوں پر طاری ہوا جب انہوں نے اس کی تلاوت سنی تو فوراً ہی دولت ایمان سے مشرف ہوگئے بخاری اور مسلم میں حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ طور کی تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْئٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوْا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُسَیْطِرُوْنَ

کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے ہیں۔

تو قریب تھا' کہ میرا دل خوف سے اڑ جاتا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا' کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں اتر آئی ایک اور روایت میں ہے کہ جب انہوں نے ان آیات کو سنا

وَالطور وکتاب مسطورٍ فی رَقٍ منشورٍ

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے

تو حیران و ششدر رہ گئے جب یہ کلمات سنے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ

بے شک تیرے رب کا عذاب اترنے والا ہے جسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

تو بیٹھ گئے اور عذاب کے اترنے کا خوف کرنے لگے۔ پھر جب یہ الفاظ سنے۔

یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ

جس دن آسمان زبردست ہلیں گے اور پہاڑ چلیں گے تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے

تو ان پر سخت گھبراہٹ طاری ہوگئی پھر جب قاری اَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُوْنَ پر پہنچا تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جاتا یہی خوف ہی حضرت جبیر بن مطعم کے اسلام لانے کا باعث ہوا۔

دوسری وجہ

قرآن کے اعجاز کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کا قاری باربار پڑھنے سے ملول نہیں ہوتا حالانکہ دل فطرتی طور پر تکرار و اعادہ کے دشمن ہیں - اسی طرح اس کا سننے والا اس سے اعراض نہیں کرتا نہ اس کے کانوں پر اس کی تکرار ناگوار گزرتی ہے بلکہ اس کی تلاوت ہمیشہ لذت و شوق میں اضافہ کرتی ہے اور اس کی تکرار محبت و حسن اور بہجت و قبولیت کی موجب ہوتی ہے' یہ کلام ہمیشہ تروتازہ رہتا ہے اس کی رونق اور شادابی میں کبھی کمی نہیں آتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی ابھی نازل ہوا ہے حالانکہ دوسرے کسی کلام میں ایسی شان نہیں وہ اگر حسن نظم کے کمال تک پہنچے تو بلاغت کے کمال تک نہیں پہنچتا اور اس کے باربار پڑھنے سے ملال پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے اعادہ سے نفرت سی ہونے لگتی ہے مگر قرآن حکیم ایسا کلام ہے کہ اس سے خلوتوں میں لذت نصیب ہوتی ہے۔ مصیبت کے وقت اس کی تلاوت سے سہارا ملتا ہے' جب کہ دیگر کتابوں میں ایسا کوئی کمال نہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے مصنفین نے ایسے سر اور طریقے پیدا کئے ہیں جن کے ذریعے وہ ان کے پڑھنے کا شوق دلاتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی اس اعجازی وصف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ یہ باربار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا' نہ اس کی عبرت انگیز باتیں ختم ہونے پر آتی ہیں نہ اس کے عجائب مٹنے پر آتے ہیں۔ یہ فیصلہ کن کلام ہے ہنسی مذاق نہیں علماء اس سے سیر نہیں ہوتے' نہ اس سے خواہشات میں کجی آتی ہے نہ زبانوں پر اس سے کوئی اشتباہ پیدا ہوتا ہے یہی وہ کلام ہے کہ جنات نے اسے سنا تو بے ساختہ پکار اٹھے۔

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ — ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے۔

تیسری وجہ

قرآن حکیم کے اعجاز کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ تمام علوم و معارف کا جامع ہے جن سے اہل عرب بالعموم ناواقف تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلان نبوت سے قبل بالخصوص ناآشنا تھے اور نہ ہی سابقہ امتوں میں سے کوئی عالم ان علوم و معارف کا احاطہ کرسکا نہ کوئی کتاب ان مضامین پر مشتمل تھی۔ یہ قرآن حکیم کا کمال اعجاز ہے کہ تمام شریعتوں کا علم اس میں جمع ہوگیا۔ دلائل عقلیہ کے طریقوں پر متنبہ کیا گیا گمراہ امتوں کے باطل نظریات کو مضبوط دلائل اور روشن حجتوں کے ساتھ رد کیا گیا جن کے الفاظ آسان اور مطالب مختصر و واضح ہیں بہت سے مدعیان علم نے سرتوڑ کوشش کی کہ اس جیسے دلائل قائم کریں مگر وہ ان پر قدرت نہ پاسکے' مثلاً ارشاد خداوندی ہے۔

اَوَلَيْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ — اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا کیوں نہیں اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِیْ اَنْشَأَ هَا اَوَّلَ مَرَّةٍ — تم فرماؤ: انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا۔

لَوْكَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلاَّ اللّٰهُ لَفَسَدَتَا — اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو آسمان و زمین تباہ ہوجاتے۔

قرآن حکیم میں علم نجوم کے دقائق ہیں جیساکہ ارشاد خداوندی ہے

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ لاَ الشَّمْسُ يَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ — اور چاند کیلئے ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ پھر ہوگیا جیسے کھجور کی پرانی ڈال' سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑے۔

اس میں علم طب کی باریکیاں ہیں مثلاً ارشاد ہے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوا وَلاَ تُسْرِفُوْا — کھاؤ پیو مگر حد سے آگے نہ بڑھو۔

علم ہندسہ کے دقائق

اِنْطَلِقُوا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلاَثِ شُعَبٍ لاَّظَلِيْلٍ وَّلاَ يُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ — چلو اس سائے کی طرف جس کی تین شاخیں نہ سایہ دیں نہ لپٹ سے بچائے۔

اس میں ہر مثلث کی طرف اشارہ ہے' نیز اس کے بعض احکام ہیں' جنہیں ماہرین ہندسہ ہی جانتے ہیں۔

قرآن حکیم میں سیرواخلاق' تزکیہ نفس' اخبارام' مواعظ' حکم' جوامع کلم' دار آخرت کی خبریں' محاسن آداب و عادات' امثال مرنے کے بعد جی اٹھنے پر دلالت کرنے والی اشیاء اور نشانیاں' ماکان ومایکون کی خبریں' امربالمعروف' نہی عن المنکر' خونریزی سے امتناع اور صلہ رحمی کی ترغیب وغیرہ مضامین ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار یوں فرمایا:

مَافَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْ ءٍ — ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ 6:38

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَیْ ءٍ — اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ 16:38

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِی هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ — بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان کی۔ 17:89

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو اس طرح نازل فرمایا کہ اس میں امر ہے زجرونہی ہے' پہلے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معاملات' ضرب الامثال' پہلے لوگوں کے حالات اور آنے والے لوگوں کی خبریں اور تمہارے احکام ہیں' بار بار پڑھنا اسے بوسیدہ نہیں کرتا' نہ ہی اس کے عجائب اور اسرار و رموز ختم ہونے کو ہیں۔ یہ کلام حق ہے ہنسی مذاق نہیں' اسے پڑھنے والا اور بیان کرنے والا سچا ہے جو اس کے مطابق حکم کرے گا عادل ہوگا جو اسے دلیل بنائے گا کامیاب ہوگا۔ جو اس کے موافق تقسیم کرے گا منصف ہوگا جو اس پر عمل کرے گا اجر پائے گا جو اس کو تھامے گا راہ ہدایت و راست پر گامزن ہوگا جو

اس کے سوا کسی کتاب میں رشد وہدایت طلب کرے گا گمراہ ہوگا جو اس کے بغیر فیصلہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ توڑ دے گا یہ ذکر حکیم اور نور مبین ہے یہ صراط مستقیم اور اللہ تک پہنچنے کا مضبوط ذریعہ ہے یہ شفا ہے امراض میں نافع ہے اس سے تمسک کرنے والوں کیلئے عصمت اور پیروی کرنے والوں کیلئے نجات ہے اس میں کجی نہیں آتی کہ اسے سیدھا کرنا پڑے "

اسی قسم کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں آپ پر ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جس کی بدولت اندھی آنکھیں بینا بہرے کان شنوا ہوجائیں گے اور محجوب دلوں کے پردے اٹھ جائیں گے' اس میں علوم کے سرچشمے حکمت کا بیان اور دلوں کی بہار ہے۔

حضرت کعب سے روایت ہے' فرمایا: تم پر قرآن کا مطالعہ لازم ہے' کیونکہ اس میں عقل کی روشنی اور حکمت کا نور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ — بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے نبی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ 27:76

نیز فرمایا:

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی — یہ لوگوں کے لئے بیان اور ہدایت ہے۔

پس قرآن حکیم میں اختصار الفاظ اور جوامع کلمات کے باوجود گذشتہ کتابوں کی بہ نسبت معانی کئی گنا زیادہ ہیں حالانکہ ان کے الفاظ اس سے بہت زیادہ ہیں۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں' "جو کچھ ائمہ مجتہدین بیان کرتے ہیں وہ سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شرح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری سنت قرآن کی شرح ہے۔

یہ بھی امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام احکامات قرآن سے سمجھ کر دیئے ہیں اور جو حکم سنت سے ابتداء ثابت ہے دراصل وہ قرآن سے ماخوذ ہے۔ علماء کرام نے اس بارے میں امام شافعی کی پیروی کی ہے

کسی عالم کا ارشاد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا یا کسی چیز کا حکم دیا اس کی اصل' قریب ہو یا بعید' قرآن ہی ہے۔

ایک اور عالم نے کہا: دنیا کی ہر چیز کا ذکر قرآن حکیم میں ہے' اس سے پوچھا گیا کہ قرآن میں خانات (سراؤں) کا ذکر کہاں ہے تو اس نے جواب دیا کہ آیت لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ
"تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم غیر آباد گھروں میں داخل ہوں"
میں ہے یہ غیر آباد گھر سرائیں ہی تو ہیں۔

ایک عالم کا قول ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے فہم عطا فرمائی ہے وہ قرآن حکیم سے ہر چیز کا استخراج کر سکتا ہے۔

ایک ذی علم شخص نے کہا کہ قرآنی علوم کا احاطہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا سوائے اس علم کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ اس کے بعد بزرگ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے کیا مگر ان کا احاطہ علمی ان کے علمی تفاوت کے لحاظ سے تھا مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کے ارشاد کے مطابق وہ سب سے بڑے عالم تھے یا مثلاً حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں کہ بحکم حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا بہت علم رکھتے ہیں' اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جو فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن کریم کی جو تفسیر کی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماخوذ ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ فرمایا: اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو اسے اللہ کی کتاب قرآن حکیم میں پالوں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قرآن کا علم بزرگ تابعین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم نے لیا' پھر ان کے علوم و فنون حاصل کرنے میں کوتاہ ہمتی کا سلسلہ شروع ہوا تو انہوں نے علوم کی تقسیم کر دی' تا کہ ہر گروہ کے لئے علم و فن کا ایک شعبہ منضبط ہو جائے۔ انہوں نے اس سلسلہ کو وسیع کرنے کیلئے بساط بھر کوشش کی۔ پھر ان علوم و فنون میں اس قدر تخصیص ہوئی کہ ان کا شمار ممکن نہ رہا۔

کچھ علماء قرآن کے علوم کی تعداد پچاس' چار سو' سات ہزار اور ستر ہزار بقدر کلمات قرآن قرار دیتے ہیں' کیونکہ ہر کلمہ کا ظاہر و باطن اور حد و مقطع ہے البتہ! امہات علوم تین ہیں 1 - توحید' 2 - وعظ اور 3 - حکم اسی لئے سورۃ الفاتحہ کو ام الکتاب کہتے ہیں' کیونکہ یہ پہلے مضمون یعنی توحید پر مشتمل ہے۔ امام ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ یہ تین علوم توحید' اخبار اور دیانات ہیں۔ ایک اور عالم نے فرمایا: قرآن میں ہر چیز کا علم ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْئٍ — ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا

جہاں تک اس کے علوم کا تعلق ہے تو کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کی اصل قرآن میں موجود نہ ہو۔ اس میں مخلوقات کے عجائبات' ارض و سما کی دنیا افق اعلیٰ سے تحت الثریٰ تک ہر چیز کا ذکر ہے تخلیق کائنات آغاز' مشاہیر انبیائے کرام' فرشتوں' سابقہ امتوں کے اخبار' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات و غزوات اور وصال تک کے واقعات' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے حالات' انسان کی تخلیق سے موت تک کے مراحل' قیامت کی نشانیاں اور برزخ محشر جنت اور دوزخ کے تمام حالات مذکور ہیں۔

اعجاز القرآن کی چوتھی وجہ

قرآن کی ایک وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دلیل اور مدلول دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے بدیع معجزانہ اسلوب اس کے حسن تالیف' ایجاز اور بلاغت کے ساتھ حجت قائم کی ہے یہ دلیل ہے اور اثنائے بلاغت میں امر و نہی وعد و وعید اور دیگر عظیم مقاصد ہیں' جو کہ مدلول ہیں پس قاری ایک ہی کلام سے دلیل بھی سمجھ لیتا ہے اور احکام تکلیفیہ بھی (جو کہ مدلول ہیں)

قرآن کی شان اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سیکھنے والوں کے لئے آسان بنا دیا ہے' فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ   بے شک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان بنادیا۔

دیگر تمام امتوں میں تمام عمران کتابوں کاکوئی شاذ و نادر ہی حافظ ہوا ہے' حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں تورات کا کوئی حافظہ نہ تھا سوائے حضرت موسیٰ' ہارون' یوشع اور عزیز علیہم السلام کے وہ تورات کے صحیفے دیکھ کر پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر احسان عظیم کیاہے کہ اس نے قرآن کا حفظ کرنا ان کیلئے آسان بنا دیا ہے' یہی وجہ ہے کہ ان میں بے شمار حفاظ ہیں یہاں تک کہ نوعمر بچے بھی ایک مختصرمدت میں اسے یاد کرلیتے ہیں۔

پانچویں وجہ

قرآن کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے اجزاء ایک دوسرے سے مشاکلت رکھتے ہیں اس کی انواع و اقسام حسن ائتلاف و حسن التیام کی آئینہ دار ہیں۔ اس میں ایک قصہ سے دوسرے قصہ کی طرف حسین گریز اور اختلاف معانی کے باوجود ایک باب سے دوسرے باب کی طرف بہترین خروج ہے ایک ہی سورت امر و نہی' خبرو استخبار' وعد و وعید' اثبات نبوت و توحید' دیگر مشروع احکام کی تقریر' ترہیب و ترغیب' نیز دیگر فوائد مثلاً عبرت کے لئے ضرب الامثال اور ذکر قصص پر منقسم ہے جس سے قرآن فصول اور کلام فصیح میں کوئی ضعف پیدا نہیں ہوتا حالانکہ اس قسم کی چیزیں جب کلام میں آتی ہیں تو اس کی قوت و جزالت میں کمزوری پیدا ہوجاتی ہے اور وہ کلام بے رونق ہوجاتا ہے۔

سورہ "ص" کے شروع میں غور کیجئے' نیز اس کے مضامین میں کفار کے حالات' ان کی دشمنی' گذشتہ اقوام کی بربادی کے ساتھ تقریع (ڈانٹ) ان کی رسالت محمدیہ کی تکذیب' نزول قرآن پر تعجیب' ان کے باثر لوگوں کا کفر پر ایکا' ان کے کلام میں حسد کا ظہور' ان کی تعجیز و توہین' دنیاو آخرت میں انہیں رسوائی کی وعید' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکی اذیتوں پر صبر کرنا اور خدا کی طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی ملنا۔ پھر داؤد علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام مثلاً سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام کے قصوں کا بیان سب توجہ کے لائق ہیں' ان تمام مضامین میں اختصار کلام اور حسن نظام کے ساتھ بھرپور ارتباط ہے اور کوئی ایسی کمزوری نہیں کہ اس سے کلام کی رونق زائل اور فصاحت کم ہوجائے۔

چھٹی وجہ

قرآن حکیم کی ایک اعجازی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی وجوہ سے اس کی قرات کو وسعت دی ہے۔ یہ قرات کے مشہور طریقے ہیں مگر اختلاف قرات کے باوجود اس کی بلاغت اور تمام انواع اعجاز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے قرات کے تمام طریقے ان وجوہ اعجاز پر مشتمل ہیں جس کی نظیر انسانی کلام میں ممکن نہیں' کیونکہ ایک بلیغ شاعر جب بلیغ قصیدہ کہنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے قصیدے میں اس وقت کمزوری پیدا ہوجاتی ہے' جب اس کے کلمات میں کچھ تبدیلی کردی جائے اور مختلف قرات پر پڑھنے سے اس کی بلاغت برقرار نہیں رہتی بخلاف قرآن حکیم کے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ الْاِنْسُ (الخ)   "تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے۔"

17 : 88

گے۔" 17:88

پس قرآن حکیم کی مثل کوئی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں لاسکا نہ بعد میں آج تک کوئی پیش کرسکا بلکہ قیامت تک اس کا جواب ممکن نہیں کوئی اس کی مثل کیسے لاسکتا ہے' جبکہ عرب کے فصحاء و خطباء اور قریش کے بلغاء اس کے ساتھ معارضہ کرنے سے عاجز آگئے۔ دوسروں کا عجز تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔

اہل عرب اچھی طرح جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے اس معجزانہ نظم کتاب پر قادر نہ تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی چیز کی تعلیم حاصل نہ کی' نہ کسی دوسرے کے اشعار پڑھے' کجا یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود شعر کہیں اور نہ خبراثر کی حفظ و روایت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی منزل اور کتاب مفصل سے مشرف فرمایا تو آپ نے اہل عرب کو اس کتاب کے ذریعے دعوت دی اور انہیں مخاطب کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

تم فرماؤ: اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا' نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ 10:16

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس وصف کی شہادت دیتے ہوئے فرمایا

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ

اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

29:48

قرآنی اعجاز کی وجوہ بہت ہیں اس کے عجائب کی نہ کوئی حد ہے نہ وہ ختم ہونے پر آتے ہیں جب تم نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تو معلوم ہوگیا کہ معجزات قرآن کا بھی شمار نہیں ہوسکتا ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار عرب کو ایک سورت بنا لانے کا چیلنج دیا تو وہ اس سے عاجز آگئے اور قرآن کی سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہے' یوں قرآن کی ہر آیت معجزہ ہے پھر ہر آیت کے اندر کئی معجزات ہیں۔ سیرت النبی مع زیادت

ساتویں وجہ

قرآن حکیم کے منجملہ وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ یہ ایسے علوم و معارف کا جامع ہے جن سے اہل عرب شناسا نہ تھے امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "الاکلیل فی استباط التنزیل" کے مقدمہ میں تفصیلی بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں اللہ کا ارشاد ہے۔

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

ہم نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہر چیز کا روشن بیان۔ 16:89

دوسری جگہ فرمایا۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

ہم نے قرآن میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"عنقریب فتنے برپا ہوں گے" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا' ان فتنوں سے بچ نکلنے کا کیا ذریعہ ہے؟ فرمایا: "کتاب اللہ" کہ اس میں تم سے قبل کی سرگزشت' تمہارے بعد کی خبریں اور جو چیز تمہارے درمیان ہے اس کا حکم موجود ہے۔ اس حدیث کی تخریج امام ترمذی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے کی ہے۔

سعید بن منصور اپنی "سنن" میں بطریق خدیج بن معاویہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں۔

"جو شخص علم کا طلبگار ہو' وہ قرآن حکیم کے ساتھ وابستہ ہوجائے' کیونکہ اس میں اولین و آخرین کی خبریں موجود ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لفظ علم سے مراد اصول علم ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور ان میں سے چار کتابوں میں سب کا علم ودیعت فرمایا ہے وہ چار کتابیں توراۃ انجیل زبور اور فرقان ہیں۔ پھر تورات' انجیل اور زبور تینوں کتابوں کا علم فرقان یعنی قرآن میں جمع کردیا ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔ تمام وہ باتیں جن کی امت قائل ہے سب سنت کی شرح ہیں اور جمیع سنت قرآن کی شرح ہے۔

سلف میں سے کسی بزرگ کا قول ہے' میں نے جتنی احادیث سنی ہیں ان کی مانند کتاب اللہ میں سے آیات ہاتھ آئی ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو رسول اللہ سے جو حدیث پہنچی ہے میں نے اس کا مصداق کتاب اللہ میں پایا ہے اسے ابن ابی حاتم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں ہر علم نازل فرمایا اور ہمیں ہر چیز کے متعلق کھول کر بیان کیا' مگر ہمارا علم اس کے تمام مضامین سے کوتاہ ہے۔ اس روایت کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے۔

ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں علم الٰہی سے اگر کسی چیز کا رہ جانا ممکن و متصور ہوتا تو ذرا' گٹھلی اور مچھر کا ذکر نہ ہوتا۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں جن باتوں کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے وہ سب ایسی باتیں ہیں جن کو آپ نے قرآن سے سمجھا ہے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کی تائید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ میں ان ہی چیزوں کو حلال بتاتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے (اور انہی اشیاء کو حرام ٹھہراتا ہوں' جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے" اس حدیث کے یہ الفاظ امام طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کئے ہیں۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا قول ہے کہ کسی شخص کو دین کے بارے میں کوئی مسئلہ ایسا پیش نہیں آیا کہ کتاب

اللہ میں اس کے متعلق راہ ہدایت کی دلیل نہ پائی جاتی ہو۔

ایک اعتراض کا جواب

اگر یہ سوال کیا جائے کہ بعض احکام اس طرح کے کیوں ملتے ہیں جو ابتداء سنت کے ذریعہ سے ثابت ہوتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ احکام بھی درحقیقت کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہیں ' کیونکہ کتاب اللہ نے ہم پر رسول اللہ کی اتباع واجب قرار دی ہے اور آپ کے ارشاد پر عمل کرنا ہم پر لازم ٹھہرایا ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار مکہ مکرمہ میں یہ بات کہی کہ تم لوگ جس چیز کو چاہو مجھ سے پوچھ لو' میں تم کو اس کے متعلق کتاب اللہ سے خبردوں گا۔ لوگوں نے سوال کیا: آپ اس محرم (احرام باندھنے والے) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو حالت احرام میں بھڑ کو مار ڈالے"

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

پھر بروایت حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا کہ "میرے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی اقتداء کرو" اور (اس سلسلہ میں) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے محرم کو زنبور کے مار دینے کا حکم دیا۔

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: اللہ بال گودنے والی' بال اکھڑوانے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فرق اور شگاف ڈالنے والی عورتوں پر لعنت کرے جو خدا کی تخلیق کو بدلتی ہیں۔

ایک عورت نے ان کا یہ ارشاد سنا تو اس معاملہ میں ان سے گفتگو کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں ان عورتوں پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور یہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے تو قرآن کو جو دو لوحوں کے درمیان ہے۔ پڑھا ہے مگر مجھ کو یہ بات قرآن میں نہیں ملی" فرمایا: اگر تو اس کو غور سے پڑھتی تو تجھے یہ بات مل جاتی' کیا تو نے یہ آیت کریمہ نہیں پڑھی؟

وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا   اور رسول جو کچھ تمہیں دیں لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو

اس نے جواب دیا' ہاں! یہ آیت پڑھی ہے فرمایا: بس اسی میں تو اس کی ممانعت ہے"

ابن برجان نے کہا: "نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے' اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو یا اس کی اصل قرآن میں نہ ہو وہ قریب ہو یا بعید جس شخص نے اس کو سمجھ لیا وہ سمجھ گیا اور جس نے نہیں سمجھا وہ اندھا ہی رہا اسی طرح ہر چیز جس کا حکم دیا گیا ہے یا اس کو نافذ کیا گیا ہے وہ بھی قرآن ہی میں ہے۔

کسی اور عالم کا قول ہے کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کا معلوم کرنا قرآن سے اس شخص کے لئے ممکن نہ ہو جسے اللہ نے فہم قرآن سے نوازا ہے یہاں تک کہ بعض علماء نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ سال قرآن سے

مستنبط کی ہے سورۃ المنافقین کی آیت ہے

وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا

یہ آیت کے لحاظ سے تریسٹھ ویں ہے اس کے بعد سورہ تغابن ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ پوش ہوجانے میں مسلمانوں کے خسارہ کا اظہار ہو۔

قرآن جامع العلوم

"قرآن حکیم اولین و آخرین کے علم کا جامع ہے مگر کوئی اس کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے' اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے مخصوص علوم کا احاطہ نہیں رکھتے' اس کے بعد یہ میراث علم سادات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے ممتاز افراد نے پائی جیسے خلفائے اربعہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہاں تک کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر میرے اونٹ باندھنے کی رسی گم ہوجائے تو میں اس کو اللہ کی کتاب میں تلاش کرلوں گا"

پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ میراث علمی تابعین کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کو پہنچی' اس کے بعد ہمتیں پست ہوگئیں' عزائم کمزور پڑ گئے اور علماء میں تساہل پسندی آگئی۔ ان لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین عظام کے حاصل کردہ علوم و فنون کو لینے میں کوتاہ ہمتی کا مظاہرہ کیا انہوں نے علوم قرآن کی بہت سی شاخیں کرلیں اور ہر ایک گروہ اس کے فنون میں سے کسی ایک فن کے ساتھ وابستہ ہوگیا۔

علم قرات

کسی جماعت نے ضبط لغات' تحریر کلمات' معرفت مخارج حروف تعداد کلمات و آیات' سورتوں' احزاب و اجزاء انصاف اور ارباع' سجدوں کے شمار اور دس آیات تک تعلیم دینے' اس کے متشابہ کلمات کے حصر اور متماثل آیات کے شمار ہی کے ساتھ اعتناء کیا اور معانی قرآن سے تعرض نہ کیا نہ ان علوم پر غور کیا جو قرآن میں ودیعت کئے گئے تھے۔ اس جماعت کا نام قراء پڑا۔

علم نحو

علمائے نحو نے قرآن کے معرب مبنی اسماء و افعال اور حروف عاملہ وغیرہ پر توجہ دی اور اسماء ان کے توابع' اقسام افعال لازم اور متعدی' کلمات کے رسوم خط اور ان کے متعلق باتوں میں وسعت کلام سے کام لیا یہاں تک کہ بعض علماء نے مشکلات قرآن کے اعراب پر بحث کی۔ کچھ اصحاب علم نے ایک ایک کلمہ کے اعراب الگ الگ بیان کئے۔

مفسرین نے الفاظ قرآن میں غور و تدبر سے کلام لیا تو انہیں کوئی لفظ وہ ملا جو ایک ہی معنی پر دلالت کرتا ہے اور کوئی لفظ ایسا ہے جو زیادہ معانی پر دلالت کرتا ہے' چنانچہ انہوں نے پہلی قسم کے الفاظ کو اس کے حکم پر جاری رکھا اور ان میں

سے خفی لفظ کا معنی واضح کیا دو یا زیادہ معانی کے حامل الفاظ میں متعدد احتمالوں میں سے کسی ایک معنی کو ترجیح دی اور ہر شخص نے اپنی سمجھ اور فکر کے مطابق عمل کیا اور جو بات اس کے خیال میں آئی اس کے مطابق الفاظ کے معانی متعین کئے۔

اصول دین

علمائے اصول نے قرآن میں عقلی دلائل اور اصلی اور نظری شواہد کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا مثلاً آیت ربانی

لَوْكَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلاَّ اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہوجاتے۔

اور اسی طرح کی دیگر آیات زیر غور آئیں، پھر ان سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس کے وجود، بقا قدم، قدرت علم اور تنزیہہ باری تعالیٰ کے دلائل مستنبط کئے۔ علماء نے اس علم کا نام "اصول دین" رکھا

اصول فقہ

ایک جماعت نے خطاب قرآن کے معانی پر غور کیا اور دیکھا کہ ان میں سے کچھ ایسے خطابات ہیں جو عموم کے مقتضی ہیں اور بعض خصوص کا تقاضا کرتے ہیں، پس انہوں نے اس سے لغت کے حقیقی اور مجازی احکام نکالے اور تخصیص اضمار، نص ظاہر مجمل محکم متشابہ، امر، نہی اور نسخ وغیرہ انواع قیاسات استصحاب حال اور استقراء پر کلام کیا اور اس فن کا نام "اصول فقہ" رکھا۔

علم فروع

ایک گروہ علماء نے قرآن کے حلال و حرام اور ان تمام احکام پر جو اس میں موجود ہیں، صحیح نظر اور سچی فکر سے محکم کلام کیا اس کے اصول و فروع کا استنباط کیا اور اس پر خوبصورت اور مبسوط بحث کی، اور اسے "علم فروع" اور "علم فقہ" سے موسوم کیا۔

تاریخ و قصص

ایک جماعت نے قرآن میں مذکورہ قرون سابقہ اور اقوام رفتہ کے قصوں پر نظر ڈالی، ان کے حالات و اخبار کو نقل کیا، ان کے آثار و واقعات مدون کئے، یہاں تک کہ دنیا کی ابتداء اور تمام اشیاء کے آغاز کا ذکر کیا اور اس علم کا نام "تاریخ و قصص" رکھا۔

مواعظ

علماء کے ایک اور طبقے نے قرآن کی حکمتوں، تمثیلوں اور مواعظ پر آگاہی حاصل کی، جو بڑے بڑے بہادروں کے دلوں پر لرزہ طاری کردیتے ہیں اور پہاڑوں کے جگر پاش پاش کردینے والے ہیں۔ پس انہوں نے اس میں سے وعد و وعید، تحذیر و

تبشیر ' موت و معاد' نشر' حشر' حساب عقاب' جنت اور دوزخ وغیرہ کے ذکر کو مستنبط کر کے مواعظ کو ترتیب دیا اور زجر و توبیخ کے اصول مرتب کئے' اسی وجہ سے ان کا نام خطباء اور واعظین پڑا۔

تعبیر رؤیا

ایک اور جماعت نے قرآن سے تعبیر رؤیا کے اصول اخذ کئے اور اس کے لئے سورۂ یوسف میں مذکورہ سات موٹی گایوں کے متعلق خواب قیدخانے کے دو ساتھیوں کے خواب' یوسف علیہ السلام کا آفتاب و مہتاب اور ستاروں کو سجدہ کناں دیکھنا اہم ماخذ ہیں۔ علماء اس علم کو تعبیر رؤیا کا نام دیتے ہیں' انہوں نے ہر خواب کی تعبیر قرآن حکیم سے نکالی ہے اگر کسی خواب کی تعبیر قرآن سے معلوم کرنی دشوار ہوئی تو اسے سنت سے جو کہ کتاب اللہ کی شارح ہے' اخذ کیا ہے' اگر سنت سے معلوم کرنا مشکل ہوا تو پھر حکمتوں اور تمثیلوں کی طرف رجوع کیا گیا' پھر انہوں نے مخاطبات اور روزمرہ کی گفتگو میں عوامی اصطلاحات کی طرف نظر کی اور رائج عادات کا لحاظ رکھا' کیونکہ اس کی جانب قرآن حکیم میں اشارہ موجود ہے یعنی وامر بالمعروف

علم میراث

بعض ارباب علم نے بیان میراث کی آیت میں سہام (حصوں) حقداروں اور مستحقین کے ذکر پر نظر کر کے ''علم الفرائض'' کو مدون کیا اور نصف' ثلث' ربع' ثمن اور سدس وغیرہ کی تشریح سے فرائض کا حساب عول کے مسائل اور وصیتوں کے احکام استنباط کئے۔

علم توقیت

ایک جماعت نے قرآن کریم کی ان واضح آیات میں غور کیا جن میں شب و روز' شمس و قمر اور ان کی منازل' ستاروں اور برجوں وغیرہ کی اعلیٰ حکمتوں پر دلالت موجود ہے' علماء نے ان سے ''علم مواقیت'' کا استخراج کیا۔

معانی بیان و بدیع

انشاء پردازوں اور شاعروں نے قرآن کے الفاظ کی جزالت بدیع نظم' حسن سیاق مبادی' مقاطع مخالص' خطاب میں تلوین و تنوع اور اطناب و ایجاز وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر معانی بیان اور بدیع کے علوم اخذ کئے۔

علم اشارات

ارباب اشارات اور اصحاب حقیقت نے قرآن میں غور و خوض کیا تو ان پر معارف و معانی اور دقائق کے دروازے کھلے تو انہوں نے اپنی اصطلاح میں انہیں خاص ناموں سے موسوم کیا پھر فناء بقا حضور خوف ہیبت انس وحشت اور بست و کشاد یا اسی طرح کے دیگر مصطلحات ٹھہرائے۔

یہ وہ علوم و فنون ہیں جو ملت اسلامیہ نے قرآن سے اخذ کئے یہ دیگر علوم و فنون مثلاً علم طب' جدل ہیئت ہندسہ جبرومقابلہ اور نجوم وغیرہ پر بھی حاوی اور مشتمل ہے۔

اصول طب طب کا مدار نظام صحت کی حفاظت و نگہداشت اور قوت برقرار رکھنے پر ہے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ متضاد کیفیتوں کی ہم آہنگی سے مزاج میں اعتدال رہے' قرآن نے اس حقیقت کو ایک ہی آیت میں جمع کردیا ہے اور وہ ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا اِلٰی وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا

علاج

ہمیں قرآن میں ایک ایسی آیت بھی ملتی ہے جو اختلال صحت کے بعد نظام صحت کو درست کرتی ہے اور مرض پیدا ہوچکنے کے بعد شفاء کا فائدہ دیتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ

پھر جسمانی علاج پر روحانی علاج کا اضافہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ

علم ہیئت

جہاں تک علم ہیئت کا تعلق ہے۔ قرآن حکیم کی متعدد سورتوں میں آسمانوں اور زمینوں کی شاہی اور عالم علوی اور عالم سفلی کی مخلوقات کا ذکر ہے۔

علم ہندسہ

ہندسہ کا علم آیت اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ سے ملتا ہے۔ اس میں ایک ہندسی قاعدہ یہ ہے کہ شکل مثلث کا سایہ نہیں ہوتا

علم جدل

علم جدل کے متعلق قرآن کی آیتیں براہین' مقدمات و نتائج قول بالموجب اور معارضہ وغیرہ شرائط مناظرہ کی بہت سی باتوں پر مشتمل ہیں اور اس کی اصل اور بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا (نمرود کے ساتھ) مناظرہ ہے

جبرو مقابلہ

رہا جبرو مقابلہ تو اس کے متعلق علماء نے کہا ہے کہ سورتوں کے اوائل میں گزشتہ قوموں کی تواریخ کے متعلق مدتوں سالوں اور ایام کا ذکر' امت محمدیہ کی بقاء اور دنیا کی تاریخ اور گزشتہ اور باقی ماندہ مدت کا ذکر ایک دوسرے کو ضرب دینے سے

معلوم ہوتا ہے۔

علم نجوم

علم نجوم کا ذکر آیت اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ میں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے اس کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

قرآن میں دست کاریوں کا علم

قرآن میں دستکاریوں کے اصول اور ان آلات کے نام بھی مذکور ہیں جن کی ضرورت پیش آتی ہے مثلاً

خیاطت: (سلائی) کا ذکر آیت وَطَفِقَ يَخْصِفَانِ میں ہے۔

حدادت: (آہنگری) آیت اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ اور آیت وَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ میں مذکور ہے۔

نجارت: (نجاری) کا تذکرہ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا میں ہے۔

سوت: کاتنے کا بیان نَقَضَتْ غَزْلَهَا میں ہے۔

بننے: کا ذکر آیت كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا میں ہے۔

فلاحت: (کاشتکاری) آیت اَفَرَئَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ میں اور دیگر آیات میں

غوطہ خوری: وَالشَّيَاطِيْنَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّغَوَّاصٍ میں اور تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً میں ہے۔

زرگری: کا تذکرہ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلاً جَسَدًا میں ہے۔

شیشہ گری: کا بیان صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ اور اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ میں ہے۔

خشت سازی: کا ذکر فَاَوْقِدْلِيْ يَا هَامَانُ عَلَى الطِّيْنِ میں ہے۔

جہاز رانی: کا تذکرہ اَمَّا السَّفِيْنَةُ میں ہے۔

کتابت: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ وغیرہ آیات میں مذکور ہے۔

بیکری: (نان پزی) کا بیان اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا میں اور کھانا پکانے کا ذکر میں ہے۔ اور دھونے اور کپڑا چھانٹے کا تصور وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ میں موجود ہے کیونکہ حواری دھوبی تھے۔

جزارت: (قصاب پن) اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ سے ظاہر ہے۔ خرید و فروخت کی تفصیل کئی آیات میں آئی ہے۔

رنگ ریزی: صِبْغَةَ اللّٰهِ اور جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ میں مذکور ہے۔

سنگ تراشی: کا بیان وَتَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتاً میں ہے۔

ناپ تول : کا تذکرہ متعدد آیات میں آیا ہے۔

تیر اندازی : کا ذکر وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ اور آیت وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِنۡ قُوَّةٍ میں موجود ہے۔

قرآن حکیم میں آلات کے اسماء' کھانے پینے کی اشیاء کے نام اور منکوحات کے اسماء اور تمام ان چیزوں کا ذکر ہے جو اب تک کائنات میں واقع ہو چکی ہے اور آئندہ واقع ہونے والی ہیں' یہ تمام تفصیل آیت مَا فَرَّطۡنَا فِی الۡكِتَابِ مِنۡ شَيۡئٍ کے مفہوم کو ثابت کرتی ہے۔

مرسی کے کلام کا خلاصہ مع زیادت ختم ہوا۔

قرآنی مضامین کا ایک اجمالی خاکہ

امام سیوطی اس کے بعد فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم بلاشبہ ہر چیز پر مشتمل ہے جہاں تک انواع علوم کا تعلق ہے۔ کوئی باب یا کوئی مسئلہ جو کہ اصل الاصول ہو ایسا نہیں جس پر قرآن کی کوئی آیت دلالت نہ کرتی ہو۔ عجائب مخلوقات کا علم' ارض و سماء کی دنیا' افق اعلیٰ اور تحت الثریٰ کی مخلوق' ابتداء آفرنیش' مشاہیر رسولوں اور فرشتوں کے نام اور اقوام رفتہ کی داستانیں سب کا بیان قرآن حکیم میں ہے' مثلاً آدم و ابلیس کا قصہ جب انہیں جنت سے نکالا گیا' آدم کے اس بیٹے کا ذکر جس کا نام انہوں نے عبدالحارث رکھا' ادریس علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا حال' قوم نوح کے غرق ہونے کا واقعہ' عاد اولیٰ اور عاد ثانیہ کا ذکر' قوم ثمود' ناقہ صالح' قوم یونس وتبع' اصحاب رس' قوم لوط' قوم شعیب کے اولین و آخرین کے حالات' کیونکہ انہیں دوبار بھیجا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ان کے دریا میں ڈالے جانے' قبطی کو قتل کرنے' شہر مدین کی طرف جانے' شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کرنے طور کے مقام پر خدا سے ہم کلام ہونے' فرعون کے پاس آنے' فرعون کے پاس سے نکلنے' اور ان کے دشمن کے غرق ہونے کی پوری تفصیل مذکور ہے۔ پھر بچھڑے کا قصہ ہے' نیز ان لوگوں کا ذکر ہے جن کو ساتھ لیکر موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تھے اور انہیں بجلی نے ہلاک کر دیا تھا۔ مقتول کا قصہ' گائے کو ذبح کئے جانے کا تذکرہ' جابروں کے ساتھ معرکہ آرائی کا بیان' خضر کے ساتھ ملاقات اور ان لوگوں کے حالات جو ایک زمینی سرنگ سے چین کی طرف گئے' جالوت کے ساتھ طالوت اور داؤد علیہ السلام کا واقعہ اور جالوت کا فتنہ' سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ اور ان کا ملکہ سبا کے ساتھ ماجرا' طاعون سے بھاگنے والے لوگوں کی کہانی' جنہیں اللہ نے مارنے کے بعد پھر زندہ کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ مجادلہ اور نمرود کے ساتھ مناظرہ کی

روداد' اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں ہاجرہ کے ہمراہ بیابان مکہ میں چھوڑنا' بیت اللہ شریف کی تعمیر' قصہ ذبح اور یوسف علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ' قصہ مریم اور ان کے عیسیٰ علیہ السلام کو جننے کا واقعہ' عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کا تذکرہ' زکریا علیہ السلام اور ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کا حال' اصحاب کہف کا قصہ' اصحاب رقیم کا ماجرا' بخت نصر اور ان دونوں آدمیوں کے قصے جن میں سے ایک شخص باغ کا مالک تھا۔ اصحاب جنت کا حال' آل یاسین کے مرد مومن کا ذکر اور اصحاب فیل کا واقعہ قرآن میں موجود ہے اس میں جبار کا قصہ بھی ہے جس نے آسمان میں چڑھنے کا ارادہ کیا۔ قرآن میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں دعائے ابراہیمی اور بشارت عیسیٰ مذکور ہے اور آپ کی ہجرت اور ہجرت کا تذکرہ ہے۔ غزوات رسول میں سے بدر کا واقعہ سورۂ انفال میں' احد اور بدر صغریٰ کا تذکرہ سورۂ آل عمران میں' خندق کا سورۂ احزاب میں' غزوۂ بنو نضیر کا بیان حشر میں حدیبیہ کا ذکر سورۂ فتح میں' تبوک کا برات میں اور حجتہ الوداع کا سورۃ المائدہ میں ہے۔ قرآن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد نکاح کا معاملہ' آپ کا اپنی باندی کو حرام ٹھہرانے کا واقعہ' آپ کی ازواج کا باہم ایکا کرنا' قصہ افک' واقعہ معراج' شق قمر' یہودیوں کا آپ پر جادو کرنا مذکور ہے۔

قرآن ہی میں انسان کی ابتدائے آفرینش سے موت تک کے حالات' موت کی اور قبض روح کی کیفیت' روح کے ساتھ آسمان کی طرف جانے کے بعد کی کارروائی مومن کی روح کیلئے ابواب رحمت کی کشادگی اور کافر کی روح کے پھینکے جانے کی حالت عذاب قبر' سوال قبر' مقامات ارواح' قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں مثلاً نزول عیسیٰ علیہ السلام' خروج دجال' یاجوج ماجوج' دابتہ الارض' دخان (دھواں) قرآن کا اٹھ جانا' مغرب سے سورج کا طلوع ہونا' در توبہ کا بند ہونا اور زمین دھنسنا یہ امور قرآن حکیم میں بیان کئے گئے ہیں' نیز بعث کے احوال مثلاً فزع (گھبراہٹ) صعق (بے ہوشی) اور قیام (اٹھ کھڑا ہونے) کیلئے صور کا پھونکا جانا حشر نشر اور موقف کی دہشت' آفتاب قیامت کی گرمی سایہ عرش میزان حوض ایک گروہ کا حساب اور دوسرے گروہ کی بے حساب خلاصی' اعضاء کی شہادت اعمال ناموں کا دائیں ہاتھوں میں دیا جانا' پس پشت رکھا جانا' شفاعت جنت' اس کی نہروں درختوں پھلوں' زیوروں برتنوں اور درجوں کا تفصیلی بیان' دیدار الٰہی حاصل ہونے کی بشارت اور کیفیت' پھر دوزخ اس کی وادیوں' طرح طرح کے عذاب و عقاب' زقوم اور حمیم وغیرہ چیزوں کی بھرپور بحث موجود ہے اگر انہیں کھول کر بیان کیا جائے تو اس کیلئے کئی مجلدات درکار ہوں۔

قرآن حکیم ہی میں اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کا تذکرہ ہے جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے مطلق ناموں سے ایک ہزار نام قرآن حکیم میں وارد ہیں' اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی بھی ہیں۔ ستر سے زائد ایمان کے شعبے' تین سو پندرہ اسلامی قوانین' کبیرہ گناہوں کی تمام انواع و اقسام اور بکثرت صغیرہ گناہوں کا تذکرہ قرآن میں ہے' نیز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہر حدیث کی تصدیق قرآن میں پائی جاتی ہے یہ اس بارے میں خلاصہ کلام ہے مقدمہ اکلیل میں امام سیوطی کا کلام انتہاء کو پہنچا۔

جامع کلمات فقیر یوسف بن اسماعیل النبہانی عفا اللہ عنہ کہتا ہے۔

قرآن کے وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ عرصہ ہوا میری سمجھ میں آئی مگر اپنی کم دانی اور بے بضاعتی کے باعث اس

بارے میں کلام کی جرات نہ کرسکا مگر اب اس کی ترجیح متحقق ہوگئی ہے اگر یہ وجہ صحیح و صواب ہو تو اللہ کی طرف سے ہے جو جس پر چاہے اپنے انعام و اکرام کی بارش کرتا ہے اور اگر غلط ثابت ہو تو میں اس کا ذمہ دار ہوں اور اللہ تعالیٰ سے عفوودرگزر کا طلبگار ہوں۔

قرآن حکیم کے مفردات اور اسالیب و تراکیب کو' اعلیٰ درجہ فصاحت و بلاغت پر ہونے کے ساتھ ساتھ' اللہ تعالیٰ نے خصوصی رونق سے مزین فرمایا ہے جس سے مخلوق عاجز ہے' لہٰذا یہ اعجاز اس کے الفاظ سے متعلق ہے۔ معانی سے نہیں' کیونکہ قرآن حکیم جب سے مشروع التلاوۃ ہوا اور نسخ کا عمل ختم ہوگیا۔ تب سے یہ رونق باقی اور برقرار ہے اور اس کا یہ اعجاز قائم ہے اگر اس کی تلاوت منسوخ ہوجائے (جو کہ بعد وصال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب محال ہے) تو اس کی رونق جاتی رہے اور اس کے ساتھ اس کا اعجاز بھی زائل ہوجائے' خواہ حکم باقی رہے اور منسوخ نہ ہو' اس کی مثال وہ آیات ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر ان کا حکم برقرار رہا مثلاً آیت ہے۔

اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَلْبَتَّۃَ — بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کریں تو ان میں سے ہر ایک کو سنگسار کردو

ہم اس کی محض تلاوت ہی سے محسوس کرلیتے ہیں کہ یہ آیت قرآنی رونق اور حسن سے عاری ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف نسخ تلاوت کے باعث اس سے بے نظیر اور معجزانہ رونق سلب کرلی ہے تو یہ ان احادیث قدسیہ کی مانند ہوگئی ہے جو اعجاز سے خالی ہیں اور ان کی تلاوت مشروع نہیں حالانکہ ان کے احکام اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی نسبت صحت کے ساتھ ثابت ہے جیساکہ ہم ان آیات کو دیکھتے ہیں جن کے احکام منسوخ اور تلاوت باقی ہے مگر ان کی قرآنی رونق برقرار اور شان اعجاز قائم ہے۔ مثلاً آیت کریمہ

کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا نِ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ — تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کیلئے۔

اس آیت کا حکم آیت میراث اور حدیث لاوصیتہ لوارث کے ساتھ منسوخ ہوگیا مگر اس کی تلاوت باقی رہی اور اس کی رونق اور شان اعجاز میں کوئی فرق نہ آیا' اس سے ظاہر ہوگیا کہ قرآن کا اعجاز اس کی رونق الفاظ سے متعلق ہے جو مشروعیت تلاوت کے ساتھ وابستہ ہے تلاوت باقی رہی تو اعجاز بھی برقرار رہا اور تلاوت منسوخ ہوگئی تو اعجاز بھی زائل ہوگیا خواہ حکم منسوخ ہوا یا نہ ہوا۔

جہاں تک معانی قرآن کا تعلق ہے تو ان سے اعجاز حاصل ہونے کی دوسری جہتیں ہیں مثلاً ماضی اور مستقبل کی غیبی خبریں اور اولین و آخرین کے علم کو جامع ہونا' وغیرہ جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔

آیت وَالشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ کے علاوہ منسوخ التلاوہ وہ ہے جسے بخاری و مسلم وغیرہما نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایات کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیرٔ معونہ کے مقتولین کے بارے میں قرآن نازل کیا' جسے ہم پڑھتے تھے یہاں تک کہ بعد میں وہ منسوخ ہوگیا۔

اَن بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اِنَّا قَدْلَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہماری اپنے پروردگار سے ملاقات ہوئی ہے وہ ہم سے راضی ہوگیاہے اور اس نے ہم کو خوش کردیا ہے۔

امام مسلم وغیرہ محدثین نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک ایسی سورت پڑھتے تھے جسے ہم طول و شدت میں سورۂ برات کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ پھر مجھے وہ سورت بھول گئی سوائے ان الفاظ کے جو مجھے یاد رہے۔

لَوْکَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی وَادِیًا ثَالِثًا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَهٗ اِلَّا التُّرَاب اگر انسان کیلئے مال کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا حالانکہ اس کے پیٹ کو بجز مٹی کے کوئی اور شے نہیں بھر سکتی۔

ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جو مسبحات سورتوں (جن کے شروع میں سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ کے کلمات آتے ہیں) کے مانند تھی تو ہم اسے بھول گئے۔ سوائے اس کے کہ مجھے اس میں سے یہ الفاظ یاد رہے۔

یَااَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ فَتُکْتَبُ شَهَادَةً فِیْ اَعْنَاقِکُمْ فَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اے اہل ایمان! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اس طرح تو یہ بات تمہارے گلے میں گواہی بن کر لکھ دی جائے گی پھر قیامت کے دن تم سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا

میں کہتا ہوں اس آیت کا شروع کا حصہ لفظا اور معنا غیر منسوخ ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس پر رونق اور شادابی نظر آتی ہے، جبکہ اس کے آخری حصے کی یہ حالت نہیں۔ اس کے برعکس آیت والشیخ والشیخة کا آخری حصہ غیر منسوخ ہے۔ یعنی

نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

اس لئے اس پر رونق معلوم ہوتی ہے اور اس کا ابتدائی حصہ اس سے خالی ہے۔

ابو عبید "فضائل" میں اور ابن الضریس حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سورت شدت میں سورۃ البراۃ کے برابر نازل ہوئی، پھر اٹھالی گئی۔ مجھے اس میں سے یہ الفاظ یاد رہے۔

اِنَّ اللّٰهَ سَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیْنَ بِاَقْوَامٍ لَاخَلَاقَ لَهُمْ بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی امداد ایسے لوگوں سے کرائے گا جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔

امام احمد وغیرہ ائمہ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں اس کی تعلیم دیتے ایک دن میں آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا الْمَالَ لِاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَلَوْ اَنَّ بے شک ہم نے مال اقامت صلوۃ اور ایتائے زکوۃ کیلئے نازل

لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیًا لَاحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَیْهِ الثَّانِیْ وَلَوْکَانَ لَهُ الثَّانِیْ لَاحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَیْهِمَا ثَالِثٌ وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ

کیا ہے اگر ابن آدم کیلئے ایک وادی مال کی ہو تو وہ دوسری کی خواہش کرے اگر دو ہوں تو تیسری وادی کی تمنا کرے۔ اس کے پیٹ کو تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اللہ اسی کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

(امام نبہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں بطور مثال کئی اور منسوخ التلاوہ والحکم آیات تحریر کی ہیں۔)

ناسخ و منسوخ کی بحث

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اتقان میں لکھتے ہیں۔

"وہ آیات جن کا حکم منسوخ ہے تلاوت منسوخ نہیں ہے بکثرت ہیں۔ اس موضوع پر بے شمار علماء نے مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔ درحقیقت اس قسم کی منسوخ آیات بہت کم ہیں اگرچہ علماء نے اس ضمن میں بہت سی آیتیں شمار کرلی ہیں مگر تفصیلی بحث کے بعد ان کی تعداد صرف بیس آیات تحریر کی ہے میں ان آیات کو ذیل میں سپرد قلم کرتا ہوں۔

1 - سورۃ البقرۃ کی آیت

کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ آیت میراث سے منسوخ ہوئی۔ دوسرا قول ہے کہ نہیں بلکہ حدیث لَاوَصِیَّةَ لِوَارِثٍ اس کی ناسخ ہے۔ تیسرا قول ہے کہ اجماع سے منسوخ ہوئی اس کو ابن العربی نے بیان کیا۔

2 - وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهُ فِدْیَةٌ ایک قول کے مطابق فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ سے منسوخ ہے، جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ محکم ہے اور لا یہاں مقدر ہے۔

3 - آیت اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ آیت کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کی ناسخ ہے، کیونکہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ سابق امتوں پر جس طرح ایام صیام میں رات کو سونے کے بعد طعام و مباشرت حرام تھی۔ ویسے ہی امت محمدیہ پر بھی یہ باتیں حرام ہوں، جبکہ یہاں اس کے برعکس طعام وطی کو حلال ٹھہرایا گیا' اس کو ابن العربی نے بیان کیا ہے۔ اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت سنت کے ساتھ منسوخ ہوئی ہے۔

4 - آیت کریمہ ہے

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ کو آیت وَقَاتِلُوْا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَّةً نے منسوخ کیا ہے' یہ ابن جریر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عطا بن میسرہ سے روایت کی ہے۔

5 - قولہ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ سے مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ تک اربعة اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا سے منسوخ ہے اور آیت وصیت آیت میراث سے منسوخ ہوئی اور "سکنی" ایک جماعت علماء کے نزدیک ثابت ہے اور دوسری جماعت کی رائے میں بدلیل حدیث لاسکنی منسوخ ہے۔

6- آیت وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْتُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ کو بعد کی آیت لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا نے منسوخ کر دیا ہے۔

7- سورۂ آل عمران میں سے آیت اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ ایک قول کے مطابق فَاتَّقُو اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ سے منسوخ ہے۔

ایک قول یہ ہے آیت منسوخ نہیں' بلکہ محکم ہے اس سورت میں بجز مذکورہ آیت کے اور کوئی آیت ایسی نہیں جس میں نسخ کا دعویٰ صحیح ہو۔

8- سورۃ النساء میں آیت وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ کی ناسخ آیت وَاُولُو الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ ہے وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ کے بارے میں ایک قول ہے کہ یہ منسوخ ہے' دوسرے قول کے مطابق منسوخ نہیں ہے مگر لوگوں نے اس پر عمل کرنے سے سستی کی ہے اور آیت وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ آیہ نور سے منسوخ ہے۔

9- سورۂ مائدہ کی آیت وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ ماہ حرام میں جنگ کی اباحت کے ساتھ منسوخ ہوگئی

آیت فَاِنْ جَآءُوْکَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ اَوْاَعْرِضْ عَنْھُمْ آیت وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ سے اور آیت اَوْاٰخَرَانِ مِنْ غَیْرِکُمْ اِشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ سے منسوخ ہوئیں۔

10- سورۂ انفال کی آیت اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ کو بعد کی آیت نے منسوخ کیا۔

11- سورۂ برات کی آیت اِنْفِرُوْا خِفَافًا آیت عذر سے منسوخ ہے' عذر کی دو آیتیں ہیں۔

1 - لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ 2 - اور لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ 'نیز اس کا نسخ آیت وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً سے بھی ہوتا ہے۔

12- سورۂ نور میں سے اَلزَّانِیْ لَایَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً آیت وَاَنْکِحُوْا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ سے منسوخ ہے۔

اور آیت لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ایک قول کی رو سے منسوخ ہے' دوسرے قول کے مطابق منسوخ نہیں' بلکہ لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا ہے۔

13- سورۂ احزاب میں سے آیت لَا تَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ کو آیت اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ نے منسوخ کیا ہے۔

14- سورۂ مجادلہ کی آیت اِذَانَا جَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بعد کی آیت سے منسوخ ہے۔

15- سورۂ ممتحنہ میں آیت فَاٰتُوْ الَّذِیْنَ ذَھَبَتْ اَزْوَاجُھُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا کے بارے میں تین قول ہیں۔

1 - یہ آیت سیف سے منسوخ ہے
2 - یہ آیت غنیمت سے منسوخ ہے۔
3 - یہ محکم آیت ہے۔

16- سورۂ مزمل میں سے قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا سورۃ کے آخری حصے سے منسوخ ہے' پھر سورۃ کا آخری حصہ نماز پنج گانہ کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔

الغرض! یہ اکیس آیتیں ہیں، جنہیں منسوخ قرار دیا گیا اگرچہ بعض آیتوں کے نسخ میں اختلاف ہے۔ دیگر آیات میں نسخ کا دعویٰ درست نہیں، جبکہ استئذان اور قسمۃ کی آیتوں کو محکم ماننا زیادہ صحیح ہے اس طرح ان منسوخ آیات کی تعداد 19 رہ جاتی ہے۔ پھر ان پر ایک آیت فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے مطابق آیت فَوَلِّ وَجۡہَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کے ساتھ منسوخ ہے یوں ان کی تعداد بیس بنتی ہے۔ (اتقان کی عبارت مکمل ہوئی)

قرآن کے وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ اس میں موجود کثیر نافع خواص ہیں البتہ! مجھے معلوم نہیں کہ صراحت کے ساتھ اس وجہ اعجاز کو کس نے ذکر کیا ہے حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اتقان شریف میں فرماتے ہیں۔

"علماء کی ایک جماعت نے اس موضوع پر مستقل تصانیف کی ہیں ان علماء میں سے علامہ تیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حجتہ الاسلام امام غزالی اور متاخرین میں سے امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

میں کہتا ہوں میں نے اپنی کتاب سعادت الدارین میں درود شریف کے ضمن میں بہ کثرت اذکار وادعیہ بنویہ کے ساتھ قرآن حکیم کے بہت جلیل و جمیل خواص تحریر کئے ہیں یہ سارے خواص قرآن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور اسلام کے من جانب اللہ دین ہونے کے دلائل ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی چیز کیلئے ذرا برابر فائدہ یا خصوصیت ظاہر نہ ہوتی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس فصل کو بہت پھیلا کر لکھا ہے مگر ہم یہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن حکیم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر اترنے والی کتابوں' نیز احادیث قدسیہ، جنہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے کے مابین فرق کے اہم فائدے پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

اس فائدے کا ذکر امام حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اربعین نووی کی چوبیسویں حدیث کی شرح کرتے ہوئے کیا ہے' وہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کلام

اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کلام کی تین قسمیں ہیں۔

1- قرآن حکیم۔ جو کئی وجوہات اعجاز کی وجہ سے دیگر کلاموں سے ممتاز ہے ہم نے کتاب کے شروع میں اس پر گفتگو کی ہے۔

یہ قیامت تک باقی معجزہ ہے جو تغیر و تبدیل سے محفوظ ہے۔ بے وضو اور جنبی شخص کیلئے اسے چھونا اور اس کی تلاوت کرنا حرام ہے۔ اس کی روایت بالمعنیٰ، نماز میں اس کی تعیین، قرآن سے موسوم ہونا، ہر حرف پر دس نیکیاں ملنا، امام محمد کے نزدیک اس کی بیع کا ممنوع ہونا اور ہمارے نزدیک مکروہ ہونا اس کی آیتوں اور سورتوں کے نام پڑنا اس کی وہ خصوصیات ہیں جو دیگر کتابوں اور احادیث قدسیہ کے لئے ثابت نہیں۔ بے وضو شخص کے لئے ان کی مس و تلاوت جائز ہے نماز میں ان کا پڑھنا جائز نہیں بلکہ مبطل نماز ہے نہ انہیں قرآن کا نام دیا جاسکتا ہے نہ ان کے قاری کو ہر حرف کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے نہ ان کی بیع بالاتفاق مکروہ و ممنوع ہے اور نہ ہی ان کے بعض حصوں کو آیت یا سورۃ کا نام دیا جاتا ہے۔

2 - کتاب انبیاء علیہم السلام (الہامی کتب) ان میں تغیر اور تبدیلی کا وقوع ہوا

3 - احادیث قدسیہ

جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم تک بطور احاد نقل ہوئی ہیں اگرچہ ان کا سلسلہ سند پروردگار عالم تک پہنچتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کبھی ان کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخبر ہونے کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ بخلاف قرآن حکیم کے کہ اس کی اضافت صرف اللہ کی طرف جاتی ہے، لہٰذا قرآن کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جبکہ احادیث قدسیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے روایت کرکے ارشاد فرمایا:

دیگر احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ وحی ہیں کہ نہیں، آیت

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى احادیث کی وحی ہونے کی تائید کرتی ہے۔ اسی لئے نبی اکرم نے ارشاد فرمایا:

الا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَہٗ سن لو! مجھے کتاب (قرآن) کے ساتھ اس کی مثل کلام بھی عطا فرمایا گیا ہے۔

احادیث قدسیہ کیفیات وحی میں سے کسی کیفیت میں منحصر نہیں بلکہ کسی بھی کیفیت کے ساتھ ان کا نازل ہونا جائز تھا۔ مثلاً حالت خواب میں۔ دل میں کلام ڈالنے کی صورت میں اور فرشتے کی زبان پر۔ احادیث قدسیہ کا راوی انہیں دو صیغوں سے روایت کرسکتا ہے۔

1 - قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:
یہ ائمہ سلف کا انداز تعبیر ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ فیما رواہ عنہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

2 - یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جیساکہ اس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روایت کیا۔
دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ انتہی کلام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

فصل سوم

قرآن حکیم میں گزشتہ اور آئندہ زمانوں کی غیبی خبریں

یہ ایسی خبریں ہیں، جنہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا تھا اور ان کا وقوع اسی طرح ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی پیشین گوئی فرمائی۔ اس حوالے سے ہی غیبی خبریں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی زبردست دلیل اور واضح معجزہ ہیں۔ (ذیل میں چند غیبی خبریں اور پیشین گوئیاں بطور مثال حوالہ قلم کی جاتی ہیں)

پیشین گوئی نمبر(1) ارشاد ربانی ہے۔

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ — یقیناً تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ نے چاہا تو

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعہ حدیبیہ سے پہلے مدینہ شریف میں اپنے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ بشارت دی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ مسجد حرام شریف میں داخل ہوں گے، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سال حدیبیہ ہی کو اس پیش گوئی کا مصداق سمجھ لیا تھا مگر جب مشرکین مکہ نے انہیں حرم شریف میں داخل ہونے سے روک دیا تو انہیں بہت گراں گزرا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حدیبیہ سے واپسی کے موقع پر سورۂ فتح نازل فرمائی جس میں یہ آیت بھی شامل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ خبردی کہ وہ اس واقعہ کے بعد عنقریب حرم شریف میں داخل ہوں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا جس طرح کہ انہیں پیشین گوئی کی گئی تھی اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ہے اس پیشین گوئی کا مصداق جو میں نے تمہیں دی تھی۔

پیشین گوئی نمبر(2) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ — رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے یہ پیشین گوئی کی کہ رومی اگلے چند برسوں میں اہل فارس پر غالب آجائیں گے یہ عرصہ تین سے نو سال کا بنتا تھا' چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبردی تھی۔ اس پیشین گوئی کا پس منظر یہ ہے کہ رومی اہل کتاب تھے اور اہل فارس مشرکین کی طرح اہل کتاب نہ تھے جب بھی رومیوں اور فارسیوں کے درمیان محاذ آرائی ہوتی' مشرکین اہل فارس کو رومیوں پر غالب آنے کی شدید خواہش رکھتے اور ان کی فتح مندی پر خوش ہوتے' وہ اس سے مسلمانوں پر غلبہ کی فال لیتے تھے، چنانچہ کسریٰ نے ایک لشکر رومیوں کے مقابلے کیلئے بھیجا جس کی رومیوں کے ساتھ اذرعات اور بصریٰ کے علاقے میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اس جنگ میں اہل ایران کو رومیوں پر غلبہ حاصل ہوا تو مشرکین عرب نے اس پر خوشی کا اظہار کیا مگر مسلمانوں کو یہ امر ناگوار گزرا' پس اللہ تعالیٰ نے سورۂ کریمہ الم غلبت الروم

نازل فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سورۃ کے نزول اور رومیوں کے غلبے کی خبر مشرکین کو دی تو ان میں سے امیہ بن خلف یا ابی بن خلف نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں" آپ نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اے دشمن خدا! تم جھوٹے ہو" اس نے کہا: میرے ساتھ دس اونٹوں کی شرط پر ایک میعاد مقرر کرلو۔ ہم میں سے جو سچا ثابت ہوگا یہ دس اونٹ اس کے ہوں گے۔ یہ واقعہ تحریم قمار (جوئے کی حرمت) سے پہلے کا ہے' دونوں نے تین سال کی مدت پر اتفاق کرلیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شرط کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کی تو آپ نے فرمایا: کہ مدت میں اضافہ کرلو' نیز اونٹوں کی تعداد بھی بڑھالو' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فی بضع سنین فرمایا ہے جو تین سے نو سال کا عرصہ ہے' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹوں کی تعداد سو کرا دی اور عرصہ شرط بھی نو سال تک بڑھا دیا۔ بعدازاں اہل روم حدیبیہ کے سال ایرانیوں پر غالب آگئے' جبکہ نو سال کی میعاد میں تجاوز بھی نہ ہوا اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ اونٹ امیہ کے وارثوں سے وصول کرلئے' کیونکہ وہ جنگ بدر میں قتل ہوگیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اونٹ ان کی بات سچی ثابت ہونے اور مشرکین کی بات جھوٹی نکلنے پر بطور شکرانہ صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

پیشین گوئی نمبر(3)

قرآن حکیم میں اخبار غیب میں سے ایک خبر یہ ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ اِلٰی لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ

اللہ وہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت و حق کے ساتھ بھیجا کہ اس دین کو سارے ادیان پر غالب کردے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ تھا' کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین عنقریب ظاہر ہوگا اور سارے ادیان پر غالب آجائے گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت تمام امتوں پر بالادست ہوگی' چنانچہ جس طرح اللہ نے اس کی پیشین گوئی فرمائی اس کے مطابق ہی واقع ہوا۔

پیشین گوئی نمبر(4)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِیۡنَهُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَهُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِكُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا

اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کیلئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کیلئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں۔

اس آیت کریمہ میں یہ پیشین گوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین میں خلفاء بناکر انہیں زمین کا مالک بنائے گا اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جائے گی۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوئی' چنانچہ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت صدیقی میں اہل ارتداد پر غلبہ حاصل ہوا' خلافت فاروقی اور بعد کے زمانے میں ایران مغلوب ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ایک بڑے حصے پر انہیں تسلط عطا فرمایا اور ان کی حالت خوف کو بدل کر امن قائم فرما دیا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بشارت دی تھی' نیز ان کے دین کو زمین کے مشارق مغارب میں استحکام بخشا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس زمین کے حاکم بنے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ فَاَرِيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِيْ مَازُوِيَ لِيَ

زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا گیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب دیکھ لئے عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک ہوگی جہاں تک یہ زمین میرے لئے لپیٹی گئی ہے۔

پیشین گوئی نمبر(5)

اِذَا جَاءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو۔

آیت فتح و نصرت اگرچہ ہر فتح کو شامل ہے مگر یہ بالخصوص فتح مکہ کی بشارت اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع کیلئے نازل ہوئی جب یہ سورہ اتری اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے تلاوت فرمایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: چچا! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو اپنے وصال کی خبر دیدی ہے۔ فرمایا: ہاں! بات ایسی ہی ہے پھر' مکہ فتح ہوا اور لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہونے لگے۔ اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور اس کے پھریرے شرق و غرب میں اڑنے لگے' جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو جزیرۃ العرب میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں اسلام نہ پہنچا ہو بلکہ تمام اہل عرب نے اسلام قبول کرلیا پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دار آخرت کی طرف انتقال فرمایا' یوں اللہ تعالیٰ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

پیشین گوئی نمبر(6) ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ

بے شک ہم نے قرآن حکیم نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ خبر ارشاد فرمائی کہ وہ قرآن حکیم کو تمام زمانوں میں تبدیلی اور تغیر سے محفوظ رکھے گا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جملہ اسمیہ کو موکدات سے مزین کیا گیا ہے' چنانچہ قرآن تمام زمانوں میں حسب بشارت محفوظ رہا۔ اس کے کلمات میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں' بخلاف دیگر کتابوں کے' کیونکہ ان کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کے سپرد کی جن کی طرف یہ کتابیں نازل ہوگئی تھیں' جیساکہ ارشاد خداوندی ہے۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ

یعنی ان امتوں سے ان کتابوں کی حفاظت کا مطالبہ کیا گیا تھا مگر ان میں تبدیلی اور تحریف واقع ہو گئی یہاں تک کہ ان سے منقول علم قابل اعتماد نہ رہا مذکورہ بالا آیت میں ذکر سے مراد قرآن حکیم ہے۔

بہت سے ملحدوں اور بے دینوں نے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ قرآن حکیم میں تبدیلی اور تحریف کرنے کی زبردست کوشش کی مگر وہ پورا زور لگانے کے باوجود اس پر قدرت نہ پاسکے نہ قرآن کے کسی کلمہ کو بدل سکے اور نہ ہی اس کے کسی حرف کے بارے میں مسلمانوں کو شک میں مبتلا کر سکے، لہٰذا اس کی حفاظت کا خدائی وعدہ پورا ہوا۔ پس اس الٰہی حفاظت' قرآن کی رونق و حسن نظم پر اور دشمنان قرآن کی رسوائی اور اسے بجھانے کی کوشش ناکام ہونے پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے۔

مواہب لدنیہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصوصی فضائل و کرامات پر بحث کرتے ہوئے امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غالب کتاب عطا کی گئی ہے حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امی محض تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے' نہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھنے لکھنے سے کام رکھا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتاب تحریف و تبدیلی سے محفوظ رہی حالانکہ بہت سے ملحدین اور معطلہ بالخصوص قرامطہ نے اس کی محکم آیات میں تبدیلی کی حد بھر کوشش کی مگر وہ اس نور حق کو بجھانے میں ناکام رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَاتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ — باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔

قرآن حکیم ان تمام علوم پر مشتمل ہے جو گزشتہ آسمانی کتابوں میں آئے ہیں' یہ گزرے ہوئے زمانوں' ہلاک شدہ امتوں اور مٹی ہوئی شریعتوں کے ان اخبار و احوال کو جامع ہے جن سے کسی ایک آدھ قصے کے بارے میں وہ شاذونادر یہودی عالم آگاہ تھے جنھوں نے اپنی عمریں ان خبروں کے حصول میں کھپا دیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کا یاد کرنا اس کے سیکھنے والوں کیلئے آسان کر دیا جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ — ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔

حالانکہ دیگر تمام امتیں ایک عرصہ دراز گزرنے کے باوجود اپنی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کو حفظ نہ کر سکیں' جبکہ قرآن کریم کا حفظ کرنا کم عمر بچوں کیلئے بھی ایک قلیل مدت میں آسان ہے۔

قرآن کریم ہماری سہولت اور آسانی اور خصوصی فضیلت و شرف کے لئے سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔

اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ رہتی دنیا تک معجزہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی خود ذمہ داری لی ہے۔

فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ — ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے

والے ہیں۔

مراد یہ ہے کہ ہم ہر تحریف و تبدیل اور کمی بیشی سے اس کو محفوظ رکھیں گے' اس کی نظیر یہ آیت کریمہ ہے۔

نیز یہ ارشاد ربانی ہے۔ لَا یَاتِیۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیۡهِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِهٖ

وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِیۡهِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا "اگر قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بڑا اختلاف پاتے۔

ایک سوال یہ آیت کریمہ قرآن میں اختلاف کی نفی کرتی ہے' جبکہ بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا اختلاف کو ثابت کرتی ہے۔ (ان میں وجہ تطبیق کیا ہے؟)

جواب جعبری نے اپنی شرح شا طبیہ کے شروع میں جواب دیا کہ جس اختلاف کو ثابت کیا گیا وہ اختلاف تغایر ہے اور جس اختلاف کی نفی کی گئی ہے وہ اختلاف تناقض ہے' لہٰذا دونوں کا مورد مختلف ہے۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں "اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم قرآن حکیم کو مصحف میں جمع کرنے کے درپے کیوں ہوئے حالانکہ اللہ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا اور جس چیز کی حفاظت خود اللہ فرمائے اس میں کمی بیشی کا کیااندیشہ ہوسکتا ہے؟

اس کا جواب جیسا کہ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قرآن حکیم کو مصحف میں جمع کرنا بھی حفاظت کے الٰہی اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس کی حفاظت کاارادہ فرمایا: تو صحابہ کرام کو اس کام پر لگا دیا۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی حفاظت کیونکر کرتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس کی حفاظت کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے انسانی کلام سے مباین معجزہ ٹھہرایا ہے اور مخلوق جس میں کمی بیشی کرنے سے عاجز ہے' کیونکہ اگر وہ اس میں کمی بیشی کردیں تو اس کے نظم میں تغیر پیدا ہوجائے گا اور تمام ارباب عقل و دانش پر ظاہر ہوجائے گا کہ یہ قرآنی نظم نہیں ہے۔

دیگر علماء کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس کے ابطال و افساد سے عاجز کردیا' بلکہ ایک ایسی جماعت کو اس کی حفاظت و تدریس پر متعین فرما دیا جو قیامت تک اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہیں گے۔

ایک اور گروہ علماء کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی حفاظت سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی اس کے حرف یا نقطے میں تبدیلی کی کوشش کرے' تو اہل دنیا پکار اٹھیں گے کہ یہ جھوٹ ہے یہاں تک کہ کوئی بزرگ آدمی اتفاقاً اس کے کسی حرف میں تغیر کا مرتکب ہو تو چھوٹے بچے بھی اس سے کہیں گے کہ باباجی آپ نے غلطی کی ہے اور اس کی اصل اور صحیح صورت یہ ہے اور یہ کمال کسی اور کتاب کے حصہ میں نہیں آیا' کیونکہ کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں تصحیف تغیر اور تحریف نہ داخل ہوئی ہو' جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ و مصئون رکھا۔ باوجودیکہ ملحدین' یہود اور نصاریٰ اس کے ابطال اور بگاڑ کیلئے انتہائی کوشاں رہے۔ 898 سال گزر چکے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت میں (روز بروز)

اضافہ ہوا ہے" مواہب اللدنیہ کی عبارت باختصار ختم ہوئی۔

(میں کہتا ہوں) یہ مؤلف مواہب امام شہاب الدین احمد قسطلانی کے زمانے کی بات ہے' جبکہ اب 1316 سال گزر چکے ہیں اور قرآن حکیم بحمد اللہ انتہائی محفوظ ہے۔ 1۔

پیشین گوئی نمبر(7)

قرآنی مغیبات جن کی اللہ تعالیٰ نے خبردی ہے ان میں سے ایک یہ آیت کریمہ ہے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ — اب ہزیمت خوردہ ہوگا یہ گروہ اور پیٹھ دے کر بھاگ جائیں گے

یہ آیت مکہ شریف میں نازل ہوئی۔ اس وقت مسلمان انتہائی کمزور تھے اور نہیں جانتے تھے کہ وہ انبوہ اور لشکر کونسا ہے جو عنقریب شکست و عزیمت سے دوچار ہونے والا ہے' نہ ہی وہ آیت کے مفہوم سے آگاہ تھے۔

پس جب اس آیت کے نزول کے سات سال بعد بدر کا دن آیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درع میں ملبوس ہوکر کفار کی طرف نکلے اس وقت آپ کی زبان پاک پر یہ الفاظ تھے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس وقت مجھے اس آیت کا مطلب سمجھ میں آیا کہ کفار قریش عنقریب شکست خوردہ ہوں گے اور مسلمانوں کو پیٹھ دے کر بھاگیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے کفار کی ذلت آمیز ہزیمت کو بلیغ عبارت سے تعبیر فرمایا ہے یہ قرآن کریم کا لفظی اعجاز بھی ہے اور معنوی بھی۔

پیشین گوئی نمبر(8)

قرآن حکیم کے غیبی اخبار میں سے ایک یہ ہے

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ — تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد کرے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا۔

اس آیت میں کئی غیبی خبریں ہیں وہ یہ کہ یمن کے کچھ آدمیوں اور بنی خزاعہ کے کچھ افراد نے اسلام قبول کیا جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد بھی مکہ میں ٹھہرے رہے۔ وہاں انہیں مشرکین مکہ کی طرف سے شدید اذیتوں سے دو چار ہونا پڑا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان مصائب کی شکایت کر بھیجی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: صبر سے کام لو۔ عنقریب تمہیں ان مصائب سے چھٹکارا کی خوش خبری ملے گی اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کا اذن عطا فرمایا اور حکم جہاد کی آیات نازل فرمائیں جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کفار کو اس مصیبت میں مبتلا کیا کہ وہ قتل ہوئے اور اہل ایمان کو نصرت غیبی سے نوازا گیا جس سے ان

1۔ مترجم غفراللہ لہ کہتا ہے کہ آج 5 محرم الحرام 1418ء ہے اور قرآن حکیم نہ صرف ہر قسم کی تحریف اور کمی بیشی سے پاک ہے' بلکہ اس کی حفاظت کے دیگر اسباب مثلاً آڈیو' وڈیو کیسٹس اور کمپیوٹر کی حیران کن ایجاد لوح دل اور صفحہ کتاب کے علاوہ بن گئے ہیں)۔

کے سینوں کو شفا ملی یہاں تک کہ انہوں نے مشرکین کی بستیوں کو برباد کیا انہیں قیدی بنایا کچھ کو جلاوطن کیا اور ان کے مال و اسباب پر قبضہ کیا۔

پیشین گوئی نمبر (9)

قرآن کی غیبی خبروں میں سے ایک غیبی خبر اس آیت میں مذکور ہے فرمایا:

لَنْ یَّضُرُّوْ کُمْ اِلاَّ اَذًی وَ اِنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ یُوَلُّوْکُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَایُنْصَرُوْنَ ۔

وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے میں بتایا کہ وہ تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے سوائے معمولی اذیت مثلاً زبانی دھمکیوں کے اور اگر تم سے لڑیں گے تو شکست کھاکر ذلیل ہوں گے اور تمہیں ان کے خلاف کامیابی حاصل ہوگی۔
یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی۔ (اور یہودیوں نے ذلت آمیز شکست کھائی

غیبی خبر

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو غیبی خبریں دی ہیں ان میں سے منافقین کے ان سربستہ رازوں کی نقاب کشائی ہے جو وہ دلوں میں چھپاتے تھے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے ان سے کوئی آگاہ نہ تھا' نیز یہودیوں کے راز کھولے ہیں ان کے جھوٹ کا پردہ چاک کیا ہے اور ان کی باہم خفیہ گفتگو جس کے متعلق ان کا گمان تھا' کہ ان کے علاوہ کوئی اور اس کو نہیں جانتا' ظاہر کردی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اس پر ڈانٹا تو وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنی راست گوئی کی قسمیں کھاتے تو اللہ تعالیٰ ان کی غلط بیانی کے اظہار کیلئے آیات نازل فرما دیتا مثلاً ارشاد ربانی ہے۔

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ

اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں اور اپنے اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر۔

یہودی تنہائیوں میں خفیہ طور پر کہتے کہ ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جو گوئی کرتے ہیں اللہ اس پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر سچے پیغمبر ہیں تو ہمارے خلاف بددعا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب میں مبتلا کردے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسوا کیا اور ان کی خفیہ باتوں کو ظاہر فرما دیا' ان کے بارے میں مزید یہ فرمایا:

حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ یَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ

انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام ہے۔

یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَ

یعنی وہ باتیں اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں اور جب اے پیغمبر! وہ آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو ان باتوں کو ظاہر نہیں

ہونے دیتے۔ یہ منافقین کے حال اور ان کی خفیہ تدبیروں کی تصویر کشی ہے اسی قسم کا ایک واقعہ احد کے دن کا ہے کہ منافقین نے خلوت میں ایک دوسرے سے کہا۔

لَوْكَانَ لَنَا الْاَمْرُ شَيْئٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا (اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے)

تو اللہ تعالیٰ نے منافقین کی یہ بات اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتا دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات منافقوں پر ظاہر فرما دی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ

(اور کچھ یہودی) جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں۔

نیز فرمایا:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ

کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا' اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کیلئے یعنی جھٹلانے اور ٹھٹھا کرنے سے'

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی کتاب اللہ میں تحریف اور عدم اطاعت کی خبر دی اور بتایا کہ لفظ راعنا سے ان کا مقصد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مذاق اڑانا ہے حالانکہ بظاہر وہ آپ کی نظر کرم رعایت نظر کی طلب کرتے ہیں یہ ان کی رسوائی کے لئے ایک غیبی خبر ہے۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ

اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں۔

اس آیت میں اہل ایمان کی اس دلی خواہش کا بیان ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوشیدہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ فرمایا؛ جب اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو باتوں میں سے ایک کا وعدہ دیا۔

1 - قریش کے شام سے لوٹنے والے تجارتی قافلہ پر فتح مندی یا ان قریش مکہ پر غلبہ جو اس قافلے کی حفاظت کیلئے مکہ سے نکلے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی دلی خواہش تھی کہ وہ تجارتی قافلہ ان کے ہاتھ لگے' کیونکہ اس میں تجارتی مال تھا' نیز اہل قافلہ کے پاس اسلحہ اور آدمیوں کی قلت تھی' پس تقدیر الٰہی یہ تھی کہ اہل ایمان کی دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ ہو اور پھر کافروں کی جڑ کٹ جائے' چنانچہ اس مڈبھیڑ میں بڑے بڑے سرداران قریش قتل ہوئے' اللہ نے اہل ایمان کی امداد فرمائی اور

دین اسلام کو غلبہ عطا کیا۔

پیشین گوئی نمبر 10

انہیں مغیبات قرآنی میں سے یہ آیت کریمہ ہے۔

اِنَّا کَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ — بے شک ہم ان ہنسنے والوں پر تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

ان مستہزئین سے مراد وہ پانچ کافر ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شدید اذیت دیتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کی ہلاکت کی خبر وقوع سے پہلے ہی دیدی جو کہ حسب ارشاد سچ ثابت ہوئی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کافروں کی ہلاکت کی خبردی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فی الواقع ہلاک کردیا۔

ابن عبدالبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ مستہزئین جن کے بارے میں آیت انا کفیناک الخ نازل ہوئی۔ پانچ اشراف قریش تھے۔ ولید بن مغیرہ المخزومی' یہ ان کا سردار تھا۔
2- عاصی بن وائل اسمی 3- حارث بن قیس السمی 4- اسود بن عبد یغوث الزہری اور اسود بن مطلب بن عبدالعزیٰ' ایک قول یہ ہے کہ ان ٹھٹھہ بازوں کی تعداد زیادہ تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ پانچوں کافر ایک ہی رات میں ہلاک ہوکر واصل جنہم ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس آیت کا مصداق یہی کفار تھے۔ جب ان کافروں نے اذیت رسانی اور استہزاء کی حد کردی تو جبرئیل امین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ شریف کا طواف فرمارہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا مجھے حکم الٰہی ہوا ہے کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفایت کروں پھر جب ولید بن مغیرہ گزرا تو عرض کیا یارسول اللہ یہ کیسا شخص ہے؟ فرمایا: بدترین بندہ' تو جبرئیل نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں نے اس کا بندوبست کرلیا ہے' چنانچہ ولید ایک تیر تراش کے پاس سے گزرا جو تیر کی تراش خراش کررہا تھا تو ایک تیر اس کے کپڑوں کے ساتھ الجھ گیا۔ اس نے از راہ تکبر پیچھے مڑکر اسے پکڑنے کی زحمت گوارہ نہ کی جس سے اس کی ایڑی زخمی ہوگئی پھر اسی سے بیمار ہوکر حالت کفر میں مر گیا۔

پھر عاص بن وائل گزرا تو جبرئیل امین نے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ برا شخص ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں اس کیلئے بھی کافی ہوں

وہ سیر کے لئے نکلا اور ایک درہ کوہ میں اترا تو اس کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا جس سے اس کا پاؤں سوج کر چکی کے پاٹ کی مانند ہوگیا۔ دوسری روایت ہے کہ اونٹ کی گردن کی طرح ہوگیا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ حارث بن قیس سہمی نے نمکین مچھلی کھائی اور اس پر اس قدر پانی پیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا ایک روایت یہ ہے کہ جبرئیل نے اس کی ناک کی طرف اشارہ فرمایا: تو اس کی ناک سے پیپ برآمد ہوئی جس سے وہ مرگیا۔ اسود بن عبد یغوث کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: برا آدمی ہے۔ جبرئیل نے اسود کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں نے اس کا علاج بھی کرلیا ہے اور پھر اس کے سر کو درخت کے ساتھ ٹکرایا اور اس کے چہرے کو کانٹوں پر

رگیدا یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا پھر اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ اندھا ہوگیا اس نے اپنا سر دیوار کے ساتھ ٹکرا دیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر تھا مجھے محمد کے رب نے مار ڈالا ہے۔

فائدہ حافظ ابن تیمیہ اپنی کتاب "الجواب الصحیح" میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفاع میں ان مستہزئین سے انتقام کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں۔

"اسی طرح کے وہ خدائی انتقام اور گوناں گوں قسم کی سزائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں زبان درازی کرنے والوں اور دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں کو دی ہیں اور لوگ ہمیشہ سے ان کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں اس بارے میں بکثرت قصے ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ہم نے خود کدشمنان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انتقام خداوندی کے ایسے عجیب و غریب واقعات دیکھے سنے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناموس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت، عظمت شان رفعت ذکر اور اعانت و نصرت کی ذمہ داری خودلی ہے۔ انسانوں کا کوئی گروہ ایسا نہیں گزرا جس میں گستاخان رسول سے خدائی انتقام و عقاب کے واقعات نہ ہوئے ہوں ایسے واقعات ارباب عقل و دانش کے لئے سامان عبرت ہیں۔ شام میں اسلامی فوج کا ایک مشہورومعروف اور مجرب واقعہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اہل کتاب کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا جسے فتح کرنے میں دشواری ہوئی اور محاصرہ طول کھینچ گیا، یہاں تک کہ کسی بدبخت دشمن نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اس وقت مسلمان قلعہ فتح ہونے کی بشارت پاکر خوش ہوئے، کیونکہ دشمن جلد قہر خداوندی کا شکار ہونے والا تھا جیساکہ مسلمانوں نے آیت کریمہ ان شانئک ھو الابتر کی صداقت اور حقانیت کا بارہا تجربہ کیا ہے۔

جب کسرائے ایران نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کو چاک کیا تو اللہ تعالیٰ نے شاہان ایران کی سلطنت پاش پاش کردی مگر جب ھرقل قیصرروم نے نامہ اقدس کا احترام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت باقی رہنے دی۔

امام نبہانی کی اپنی شہادت

میں چند برس پہلے سواحل شام کے ایک شہر لاذقیہ میں دیوانی عدالت کا سربراہ تھا، میں نے وہاں بہت سے ثقہ لوگوں سے سنا کہ شہر کے ایک عیسائی شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی، اس کی وجہ سے لوگ اس کے خلاف مشتعل ہوگئے، چنانچہ حکومت نے اسے گرفتار کرکے اس کا معاملہ اس وقت کے والی بیروت کے سپرد کیا جس نے اس عیسائی کو صفائی کیلئے طلب کیا۔ لاذقیہ کے حاکم نے اسے موٹرکشتی پر سوار کرایا جب کشتی دن کے وقت روانہ ہوئی تو اس شخص نے لوگوں کے سامنے اٹھ کر بلاوجہ سمندر میں چھلانگ لگا دی لوگ کوشش بسیار کے باوجود اسے بچانے میں کامیاب نہ ہوسکے اور وہ ڈوب کرہلاک ہوگیا، یہ قصہ اس شہر کے باشندوں کے نزدیک حد تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔

پیش گوئی نمبر(11)

قرآن کی ایک غیبی خبر ہے۔

وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

یعنی اے رسول! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان تمام لوگوں سے محفوظ رکھے گا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف برائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوران سفر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہرے داری کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پہرے داری سے منع فرما دیا۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل سے محفوظ رکھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے بموجب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرنے والے بکثرت لوگ تھے۔ اس طرح کا ایک واقعہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف ایک غزوہ میں شرکت کی جب ہم ایک وادی میں جو کہ بہت گھنے درختوں سے معمور تھی' پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے نزول اجلال فرمایا اور اپنی تلوار ایک شاخ کے ساتھ لٹکا دی۔ لوگ وادی میں درختوں کا سایہ تلاش کرنے کے لئے بکھر گئے کہ اچانک ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت محوخواب تھے۔ اس شخص نے تلوار لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جگایا اور لہراتے ہوئے کہا: من یمنعک منی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ! اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: مجھے میرا اللہ بچائے گا۔ (یہ سنتے ہی) تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور اس پر خوف طاری ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلوار لے کر فرمایا: اب ب' تا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ بولا: آپ عمدہ گرفت سے کام لیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا وہ یہ کہتے ہوئے لوٹ گیا' بخدا! میں اس قوم میں شامل نہیں ہوسکتا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معرکہ آراء ہوا۔

غیبی اخبار کا ایک اجمالی بیان

قرآن کی وہ غیبی خبریں جو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ زمانوں' برباد امتوں اور بے نشان شریعتوں کے متعلق دی ہیں اور جن کے کسی ایک آدھ قصہ کے بارے میں یہودی علماء میں سے کوئی شاذونادر عالم ہی جانتا ہے جس نے اس علم کے حصول کیلئے اپنی عمر صرف کردی۔ اللہ تعالیٰ نے انہی غیبی اخبار کو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر بے کم و کاست انتہائی مکمل حالت میں جاری فرما دیا جن کی صحت و صداقت کا علماء کتاب نے برملا اعتراف کیا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپ امتی محض تھے پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے نہ کبھی حصول تعلیم میں مشغول ہوئے نہ ہی اپنی قوم سے کبھی غائب ہوئے کہ اس عرصہ میں کسی سے یہ اخبار سیکھ لینے کا احتمال ہو' نہ ہی آپ کی قوم کا کوئی شخص آپ کی ولادت سے لیکر وصال تک آپ کے حال سے بے خبر تھا' کہ یہ گمانی کرے کہ آپ نے اہل کتاب سے یہ خبریں معلوم کی ہیں' جبکہ اکثر علمائے یہود ونصاریٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گزشتہ امتوں کے بارے میں سوال کرتے تھے تو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا اور آپ اس میں سے ان کو پڑھ کر سناتے مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام کے ان کی امتوں کے ساتھ واقعات و قصص' آپ انبیائے کرام کے یہ قصے انہیں بلیغ عبارات و لطیف اشارات میں بیان کرتے' مثلاً موسیٰ علیہ السلام و خضر کا واقعہ' یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی داستان اصحاب کہف کا قصہ' ذوالقرنین اور لقمان اور ان کے بیٹے کا واقعہ اور اسی قسم کے اخبار و قصص جو گزشتہ امتوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہوئے ہیں یوں ہی آغاز آفرینش کے حالات ارض و سماء اور آدم و حواء کی تخلیق کے واقعات' تورات و انجیل کے احکام و شرائع اور توحید کا بیان' زبور' صحف ابراہیم اور صحف موسیٰ کے مضامین کا ذکر' جن کی کتابی علماء نے تصدیق کی اور جن میں سے وہ کسی چیز کو جھٹلا نہ سکے بلکہ انہیں ماننے اور اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے تو ان میں سے بعض کو اللہ نے توفیق و ہدایت سے سرفراز فرمایا اور وہ عنایت ازلیہ کے باعث ایمان لے آئے۔ ان میں سے کچھ ایسے نامراد تھے جن کو اللہ نے ذلیل فرمایا تو وہ حسد اور عناد کے باعث کافر ہوگئے مگر اس شدت حسدو عناد کے باوجود کوئی یہودی یا نصرانی عالم قرآن کی کسی غیبی خبر کا انکار نہ کرسکا حالانکہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شدید عداوت تھی اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام کو جھوٹا ثابت کرنے کے زبردست خواہش مند تھے ادھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرصہ دراز تک انہیں کی کتابوں سے ان پر حجت قائم کی' چیلنج کرکے انہیں جھنجوڑا' وہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکثرت سوالات کرتے اور اپنے انبیائے کرام کے حالات و اخبار' ان کے علوم کے اسرار اور سیرت کے مخفی پہلوؤں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زحمت جواب دیتے تو آپ ان کو ان کی پوشیدہ شرائع اور کتابوں کے مضامین سے آگاہ فرماتے مثلاً آپ نے انہیں روح' ذوالقرنین اصحاب کہف اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ انہیں شادی شدہ زانی کی سزا کے بارے میں سوال کا جواب دیا کہ اس کی سزا رجم (سنگساری) ہے حالانکہ وہ اس سزا کا انکار کرتے تھے تو آپ نے انہیں کھول کر بیان کیا اور خبر دی کہ یہ سزا تورات میں مذکور ہے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل کتاب کو اس چیز کے متعلق خبر دی جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام ٹھہرالی تھی۔ یہودیوں نے یہ سوال بطور امتحان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: کہ یعقوب علیہ السلام نے اونٹنی کا گوشت اور دودھ اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر وہ امراض و آفات سے صحیح سالم بیت المقدس میں داخل ہوئے تو اپنے آخری بیٹے کو راہ خدا میں قربان کریں گے۔ پس جب وہ چلے اور بیت المقدس کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے ان کی ران پر ضرب لگائی تو وہ عرق النساء کے مرض میں مبتلا ہوگئے یہاں تک کہ انہیں انتہائی شدید درد محسوس ہوا دراصل یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت یعقوب علیہ السلام پر بڑا لطف و کرم تھا' تاکہ انہیں نذر پوری کرنے کیلئے اپنے بیٹے کو ذبح نہ کرنا پڑے' لہٰذا شرط نہ پائی گئی (تو مشروط یعنی بیٹے کی قربانی لازم نہ ہوئی) تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر اونٹنی کا گوشت اور دودھ بطور پرہیز حرام کرلیا' کیونکہ یہ چیزیں مرض عرق النساء میں نقصان دہ ہوتی ہیں اور یہ فعل حضرت یعقوب نے اپنے اجتہاد سے کیا تھا۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے اجتہاد جائز ہے۔

یہودیوں نے ان پاکیزہ اشیاء اور جانوروں کے بارے میں سوال کیا جو ان پر حرام کی گئیں حالانکہ وہ ان کیلئے حلال تھیں

اور اس حرمت کی وجہ ان کی اپنی سرکشی اور زیادتی تھی' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ وَّمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَاحَمَلَتْ ظُهُوْرُ هُمَا اَوِالْحَوَايَا اَوْمَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنَا هُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصَادِقُوْنَ

اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی مگر جو ان کی پیٹھ میں لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں

پس اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر ان جانوروں اور پرندوں کو حرام ٹھہرا دیا جن کے سم اور پنجے ان چرے تھے مثلاً شترمرغ اور بطخ۔ ایک قول یہ ہے کہ ذی مخلب پرندہ اور ہر ذی حافر (سم دار) جانور حرام کیا تھا' نیز ان پر گائے اور بکری کی چربی بھی جو پشت اور پہلوؤں سے ملحق (لگی ہوئی) نہ تھی حرام ہوئی' جیساکہ مفسرین نے سورۂ انعام میں اس کی تفسیر کے ضمن میں وضاحت کی ہے۔

ببغیھم ' یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کو شہید کرنے اور لوگوں کا مال ناحق لینے کی وجہ سے انہیں یہ سزا ملی وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہم پر کوئی چیز حرام نہیں کی گئی اگر کوئی چیز ہم پر حرام کی گئی ہے تو اسے بیان کیجئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جو ان کی صراحت کے ساتھ تکذیب کرتی ہے' چنانچہ اس سے ان کی رسوائی ہوئی۔

منقول ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر سمجھتے ہیں حالانکہ آپ اونٹ کا گوشت کھاتے ہیں اونٹنی کا دودھ پیتے ہیں' جبکہ یہ شریعت ابراہیمی میں حرام تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلاًّ لِّبَنِىْٓ اِسْرَائِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَائِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰاةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰاةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تورات اترنے سے پہلے تم فرماؤ: توریت لاکر پڑھو اگر سچے ہو

اس چیلنج پر انہیں انتہائی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا جب انہیں اپنے دعوے (اونٹ کے گوشت اور دودھ کی حرمت) پر کوئی دلیل نہ مل سکی۔

قرآن میں سابقہ کتابوں کے حوالے سے جو غیبی خبریں ہیں ان میں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کی خبر ہے' فرمایا:

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ

اس مثل سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس وصف سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِالسُّجُوْدِ کی طرف اشارہ ہے' اور کسی سے منقول نہیں کہ انہوں نے اس خبر کو جھٹلایا ہو بلکہ ان میں سے اکثر نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت اور دعوت کی صداقت کی تصریح کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ منکرین رسالت مثلاً اہل نجران' عبداللہ بن صوریا اور حی بن اخطب وغیرہم نے حسد اور عناد کے باعث انکار کیا ہے یہاں تک کہ جب نجرانی عیسائیوں سے

مباہلہ کا مطالبہ کیا گیا تو وہ مباہلہ سے باز رہے اور اپنے اوپر عذاب کے اترنے سے خوفزدہ ہو گئے وہ آپس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرتے مگر سرکشی اور عناد کے باعث آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری اتباع سے باز رہے اور مصالحت کر کے واپس چلے گئے۔

حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حیی بن اخطب سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میرا چچا ابو یاسر میرے باپ سے زیادہ حسن رائے کا مالک تھا۔ وہ میرے باپ سے کہتا کیا یہ وہی پیغمبر نہیں جن کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہاں! وہی ہے' وہ دریافت کرتا کہ پھر تمہارے دل میں اس کے بارے میں کیا ہے؟

تو وہ کہتا' "اس کی دشمنی"

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حسد کرنے والے ان اہل کتاب کو رسوا کیا اور ان کے بہت سے سربستہ رازوں اور منصوبوں کو ظاہر فرمایا' ارشاد ربانی ہے۔

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْجَاءَ كُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتَابِ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ

اے اہل کتاب! تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا جو تمہیں بہت سی ایسی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے جو تم کتاب میں سے چھپاتے ہو اور بہت سی باتوں سے صرف نظر کرتا ہے۔

فصل چہارم

فضائل قرآن

تلاوت قرآن کے فضائل و آداب

(میں نے اس فصل کو امام محی الدین نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "التبیان فی آداب حملۃ القرآن" سے اختصار کیا ہے اور سوائے تقدیم و تاخیر کے اور کوئی تصرف نہیں کیا)

امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔
صحیح مسلم میں حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ
دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے پوچھا: کس کے لئے، فرمایا: اللہ کے لئے اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کیلئے، مسلمانوں کے حکمرانوں کے لئے اور عامتہ المسلمین کے لئے۔
علماء فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ سے خیرخواہی کا یہ مفہوم ہے کہ یہ ایمان و اعتقاد رکھا جائے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اسی کا نازل کردہ ہے اور وہ مخلوق کے کلام سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا نہ ساری مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے پر قادر ہے، پھر اس کی تعظیم، اس کی کماحقہ تلاوت و تحسین بوقت تلاوت خشوع و خضوع، تلاوت میں اس کے حروف کو قائم رکھنا، محرفین کی تاویل اور معترضین کے تعرض سے دفاع کرنا، اس میں جو کچھ ہے اس کی تصدیق کرنا۔ اس کے احکام سے آگاہی اس کے علوم و امثال کی تفہیم، اس کے مواعظ سے اعتناء، اس کے عجائب میں تفکر اس کے محکم پر عمل، متشابہ کو ماننا، اس کے عموم و خصوص اور ناسخ و منسوخ سے بحث، اس کے علوم کی نشرواشاعت اور اس کی طرف دعوت دینا سب خیرخواہی کی صورتیں ہیں۔
مسلمانوں کا قرآن عزیز کی تعظیم اور اس کی تنزیہہ و صیانت کے وجوب پر علی الاطلاق اجماع ہے اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جو اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا دانستہ اس میں کسی حرف کا اضافہ کرے تو وہ کافر ہے

قرآن حکیم کا استخفاف

امام حافظ ابوالفضل قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔
"جو شخص قرآن کریم یا اس کے کسی جز کا استخفاف کرے یا اس کی توہین کرے یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس کے کسی ایسے حکم یا خبر کی تکذیب کرے جس کی صراحت اس میں موجود ہے یا ایسی چیز کو ثابت کرے جس کی قرآن نفی کرتا ہے یا ایسی چیز کی نفی کرے جسے قرآن ثابت کرتا ہے اور وہ اس بات سے آگاہ ہو تو وہ بالا جماع کافر ہے۔
تمام مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ جو قرآن روئے زمین پر پڑھا جاتا ہے اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں مصحف کی صورت میں لکھا ہوا موجود ہے اور جو الحمد سے والناس تک دو تختیوں کے درمیان جمع ہے وہ بلاشبہ اللہ کا کلام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتری ہوئی وحی ہے اور جو کچھ اس میں موجود ہے وہ حق ہے جو شخص دیدہ دانستہ اس کے کسی

حرف میں کمی بیشی یا تبدیلی کرے وہ کافر ہے"
ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ

بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں، تاکہ ان کے ثواب انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا

1 - حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے (بخاری)

2 - حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ کراما کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور اس پر شاق ہے (کہ اس کی زبان بسہولت نہیں چلتی) تو اسکے لئے دو اجر ہیں' (بخاری، مسلم)

3 - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی مانند ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزہ بھی کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے (مسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا لوگو! قرآن پڑھو' کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے (پڑھنے والے) اصحاب کیلئے شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صرف دو آدمیوں کے ساتھ حسد (رشک) جائز ہے ایک وہ شخص جسے اللہ نے (نعمت) قرآن سے نوازا اور وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا کیا ہے اور وہ شب و روز اس کو راہ خدا میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک لام دوسرا اور میم تیسرا حرف ہے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے جوف (مراد سینہ) میں قرآن کریم کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران مکان کی مانند ہے۔ (ترمذی، دارمی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث قدسی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کو قرآن اور میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے مشغول رکھا تو میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کلام کو دیگر کلاموں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جس طرح خود اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر فضیلت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور اوپر چڑھ اور ترتیل سے تلاوت کر جس طرح دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا، بے شک تیری منزل آخری آیت کے پاس ہوگی جس کو تو پڑھے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حسن صحیح ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن حکیم پڑھا اور اس کے احکامات پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو قیامت کے روز تاج پہنائے گا جس کی روشنی دنیاوی گھروں میں سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی۔ پس تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو اس پر عمل کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دل کو عذاب نہیں دے گا جس نے قرآن یاد رکھا، یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے جو اس میں شامل ہوگیا وہ ایمان لے آیا اور جو شخص قرآن سے محبت رکھے چاہیے کہ اسے بشارت دی جائے۔ (دارمی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا: اس قرآن کی پابندی رکھو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے! کہ یہ قرآن بندھے ہوئے اونٹ سے زیادہ (ذہن سے) نکل بھاگتا ہے۔ بخاری مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحب قرآن (یعنی حافظ قرآن) کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی سی ہے اگر وہ اس کی نگہداشت رکھے گا تو اس کو روک رکھے گا اور اگر اسے کھول دے گا تو وہ چلا جائے گا (بخاری، مسلم)،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے اجر پیش کئے گئے حتیٰ کہ وہ غلاظت بھی جسے ایک آدمی مسجد سے نکالتا ہے یونہی مجھ پر میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے۔ میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ ایک آدمی کو کوئی سورت یا کوئی آیت یاد کرنے کی توفیق دی گئی اور پھر وہ اسے بھلا بیٹھا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا' پھر اسے بھلا دیا روز قیامت اللہ سے یوں ملے گا کہ وہ کوڑھی ہو گا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ثقہ علماء کا صحیح مختار مذہب یہ ہے کہ قرآن حکیم کی قرات و تلاوت تسبیح و تہلیل وغیرہما اذکار سے افضل ہے اور اس کے بکثرت دلائل ہیں۔

قاری کے لئے لازم ہے کہ وہ قرآن کے ساتھ اخلاص اور ادب کا لحاظ رکھے' لہٰذا اس کے دل میں یہ بات مستحضر رہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہے' تلاوت کرتے ہوئے وہ سمجھے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے' اگر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ تو اسے دیکھ ہی رہا ہے۔

جب وہ قرآن کی تلاوت کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے منہ کو مسواک وغیرہ چیزوں سے صاف کرے اور مستحب یہ ہے کہ حالت طہارت میں تلاوت کرے' تلاوت پسندیدہ اور پاک جگہ میں ہونی چاہئے اسی لئے علماء کی ایک جماعت نے مسجد میں قرآن کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے' کیونکہ مسجد نظافت اور شرف مقام کی جامع ہوتی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ بوقت قرات آدمی قبلہ رخ ہو' کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہترین مجلس وہ ہے جس میں رخ قبلہ کی طرف ہو۔

قرات کرنے والا خشوع و خضوع اور وقار و سکینت کے ساتھ سر جھکا کر بیٹھے اور حسن ادب اور خشوع و خضوع میں اس کے بیٹھنے کا انداز یہ ہو گویا اپنے استاذ کے سامنا بیٹھا ہے' جب تلاوت کرنے کا ارادہ کرے تو اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور جب تلاوت شروع ہو جائے تو خشوع اور تدبر کی حالت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ — یہ لوگ قرآن میں غور و فکر سے کام کیوں نہیں لیتے؟

ایک اور مقام پر فرمایا:

کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہُ اِلَیْکَ مُبَارَکٌ لِیَدَّبَّرُوْا — یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے تمہاری طرف اس لئے نازل فرمایا: کہ لوگ اس میں تدبر کریں

اس موضوع پر احادیث بکثرت ہیں۔

بوقت تلاوت رونے کے بارے میں بکثرت احادیث اور سلف صالحین کے آثار آئے ہیں۔

1- حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قرآن حکیم کی تلاوت کرو اور روؤ اگر رو نہ سکو تو رونے کی شکل بناؤ۔

امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے اور اس کیفیت کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن میں موجود تہدید' وعید شدید اور خدا سے مواثیق و غور میں غور کرکے دل میں حزن پیدا کرے اور پھر ان وعدوں اور پیمانوں میں اپنی کوتاہی کے بارے میں غور کرکے روئے' اگر حزن و بکاء پیدا نہ ہو جیساکہ خواص پر طاری ہوتا ہے' تو اس بات پر روئے' کیونکہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

قاری کو چاہئے کہ وہ ترتیل سے پڑھے' کیونکہ حکم خداوندی ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرات قرآن کا انداز بیان کرتیں تھیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرات میں ہر ہر حرف جدا اور صاف ہوتا تھا۔ اس روایت کو امام ترمذی نے نقل کیا اور فرمایا: کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مستحب یہ ہے کہ قاری جب آیت رحمت تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و احسان کا سوال کرے اور جب آیت عذاب کے پاس سے گزرے تو شر اور عذاب سے اللہ کی پناہ مانگے' یا یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ اَوْ اَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت طلب کرتا ہوں' یا کہے اے اللہ! میں تجھ سے ہر ناگوار بات سے بچنے کا سوال کرتا ہوں۔

یا اسی قسم کی دیگر دعائیں کرے۔ اور جب آیت تنزیہہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ بیان کرے اور کہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰی تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یا جَلَّتْ عَظَمَةُ رَبِّنَا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ فرمایا: میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے سورۃ البقرہ شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ سو آیتوں پر رکوع کریں گے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو آیات سے آگے بڑھ گئے۔ میں نے کہا سورۃ بقرہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں گے' پھر آپ نے آل عمران شروع کی اور اس کی قرات مکمل کی میں نے کہا بس اسی پر رکوع کریں گے مگر آپ نے آل عمران پڑھنے کے بعد سورۂ نساء شروع کی اور اسے ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) کے ساتھ پڑھا جب کسی تسبیح والی آیت کے پاس سے گزرتے تو سبحان اللہ! کہتے اور جب آیت سوال آتی تو طلب کرتے اور جب تعوذ کی قرات ہوتی تو اعوذ باللّٰہ پڑھتے۔ (مسلم)

لائق توجہ اور ضروری امر قرآن حکیم کا احترام ہے بعض غافل قاری اجتماع میں احترام قرآن کے معاملات میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔

احترام کے انہی آداب میں سے ہنسنا' شوروغل اور دوران قرات گفتگو سے اجتناب کرنا ہے' سوائے اس گفتگو کے جو انتہائی ضروری ہو۔ اس وقت قاری کو اس ارشاد باری تعالیٰ کی مثل ہونا چاہئے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو! اور خاموش رہو' تاکہ تم پر رحم کیا جائے

اسی طرح ہاتھوں وغیرہما سے فضول کاموں میں مشغول ہونے سے بچنا' کیونکہ بندہ اس وقت اپنے پروردگار سے محو کلام ہوتا ہے' لہٰذا اس کے سامنے عبث کاموں میں نہ پڑے۔

"اسی سے ہے لہو میں ڈالنے والی چیزوں کی طرف دیکھنے سے اجتناب" ان تمام میں قبیح ترین بات یہ ہے کہ اس چیز کی طرف دیکھے جس کی طرف دیکھنا جائز نہیں مثلاً امرد وغیرہ' قرآن خوانی کی مجلس کے حاضرین پر لازم ہے کہ جب وہ اس قسم کے منکرات کو دیکھیں تو مقدور بھر روکنے کی کوشش کریں۔

میں کہتا ہوں کہ بوقت قرات قرآن حقہ و سگریٹ اور تمباکو نوشی سے پرہیز کرنا چاہئے' کیونکہ بدبو کی وجہ سے احترام قرآن میں خامی پیدا ہوتی ہے۔

ایک جماعت کا اجتماعی طور پر قرآن پڑھنا مستحب ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی قوم اللہ کے کسی گھر میں اکٹھی ہو کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتی ہے اور باہم درس و تدریس کرتی ہے تو اس قوم پر سکینت اترتی ہے اس پر رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس قوم کے لوگوں کا اپنی بارگاہ کے فرشتوں کے سامنے ذکر فرماتا ہے (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے فرمایا: جس نے قرآن حکیم کی ایک آیت بھی سنی وہ اس کے لئے روشنی کا سامان ہوگی۔

قرات قرآن کے لئے لوگوں کو جمع کرنے والوں کی فضیلت میں بکثرت نصوص آئے ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى — نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہم تعاون کرو

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے "نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس پر عمل کرنے والے کی مانند ہے۔

جس آدمی کو ریاکاری کا خوف نہ ہو اس کیلئے بلند آواز میں قرآن پڑھنا افضل ہے اور جسے ریاکاری کا ڈر ہو اسے آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔

لب و لہجہ کی درستی اور خوش الحانی سے قرات کرنا مستحب ہے' جب تک کہ حد قرات سے نہ نکلے اگر افراط سے کام لیا یہاں تک کہ کوئی حرف بڑھا دیا یا اس کا اخفاء کیا تو وہ حرام ہے۔

کسی خوش آواز شخص سے حسن صورت کے ساتھ قرات کی خواہش کرنا مستحب ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح روایت کے ساتھ منقول ہے' فرمایا: مجھے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں آپ کے سامنے تلاوت کروں حالانکہ قرآن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں قرآن کی تلاوت کسی دوسرے سے سنوں' تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ نساء کی تلاوت کی جب آیت فکیف اذا جئنا من کل امة شهید پر پہنچا تو آپ نے فرمایا: اب کافی ہے' میں نے لوٹ کر دیکھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ (بخاری مسلم)

قرآن کی افضل قرات وہ ہے جو نماز میں ہوتی ہے' نماز سے باہر افضل قرات رات کی قرات ہے اور رات کا پچھلا پہر نصف اول سے بہتر ہے مغرب اور عشاء کے درمیان قرات کرنا محبوب ہے دن کا افضل وقت قرات کے لحاظ سے نماز فجر کے بعد کا وقت ہے۔

قرآن کی قرات پابندی کے ساتھ کی جائے اور کثرت سے کی جائے۔ سلف صالحین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کی ختم قرآن کی مقدار کے بارے عادات مختلف تھیں' ابن ابوداؤد بعض صالحین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ہر دو مہینوں میں ایک بار قرآن کریم کا ختم کرتے تھے' کچھ صالحین ایک ماہ میں ایک ختم قرآن' کچھ دس راتوں میں۔ بعض آٹھ راتوں میں یونہی اکثر سلف

صالحین سات راتوں میں کچھ چھ بعض پانچ راتوں میں اسی طرح تین دو اور ایک رات میں ختم قرآن کا معمول رکھتے تھے۔ بعض سعادت مند روزانہ دو ختم قرآن کرتے۔ کچھ ایسے تھے جو تین ختم کرتے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے دن رات میں آٹھ ختم قرآن کئے چار دن میں اور چار رات کے وقت

ابن ابی داؤد' عمر بن مرہ تابعی سے نقل کرتے ہیں کہ سلف صالحین ختم قرآن شروع رات یا شروع دن کے وقت پسند کرتے تھے۔

طلحہ ابن مصرف تابعی جلیل کہتے ہیں کہ جس نے ختم قرآن دن کے کسی وقت بھی کیا تو فرشتے دن بھر اس کے واسطے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ شام ہوجاتی ہے اسی طرح اس نے رات کی کسی گھڑی میں قرآن ختم کیا تو صبح تک فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں۔

قاری کا تنہا فجر کی دو سنتوں میں قرآن کریم ختم کرنا یا مغرب کی دو سنتوں میں پڑھنا مستحب ہے' البتہ! فجر کی سنتوں میں افضل ہے۔

ختم قرآن کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے سوائے اس کہ اس دن روزہ رکھنے کی کوئی شرعی ممانعت ہو۔

ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہونا تاکیدا مستحب ہے ابن ابی داؤد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھر والوں کو بلاکر اس میں شریک کرتے۔

حکم بن عینیہ تابعی سے اسانیدہ صحیحہ کے ساتھ مروی ہے وہ فرماتے ہیں مجھے مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور غتبہ بن لبابہ نے بلوا بھیجا ہے اور کہا: ہم نے تم کو اس لئے بلوا بھیجا ہے کہ ہم قرآن ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے باسناد صحیح روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے اور فرماتے کہ نزول رحمت کا وقت ہے۔ مستحب ہے کہ ایک ختم قرآن سے فارہ ہوتے ہی دوسرا ختم شروع کردیا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عمل پڑاؤ کرنا اور پھر کوچ کرنا ہے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: قرآن ختم کرنا اور پھر شروع کردینا۔

ختم قرآن کے بعد دعا کرنا مستحب ہے' دارمی میں حمید اعرج سے روایت ہے جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرکے دعا مانگے تو چار ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

دعا میں الحاح اور زاری کرنی چاہئے اور اہم کاموں کی دعا مانگنی چاہئے اور کثرت کے ساتھ مسلمانوں کی بہتری اور مسلمان حکمرانوں کی درستی اور اصلاح کی طلب کرنی چاہئے۔

امام حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن کریم ختم کرتے تو مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بکثرت دعا کرتے" دوسرے علماء نے بھی اسی طرح ارشاد کیا

ہے' لہٰذا دعا کرنے والے کو جامع کلمات کا انتخاب کرنا چاہیے' مثلاً کہے۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ قُلُوْبَنَا وَاَزِلْ عُیُوْبَنَا وَتَوَلَّنَا بِالْحُسْنٰی وَزَیِّنَّا بِالتَّقْوٰی وَاجْمَعْ لَنَا خَیْرَالْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی وَارْزُقْنَا طَاعَتَكَ مَا اَبْقَیْتَنَا اَللّٰھُمَّ یَسِّرْنَا لِلْیُسْرٰی وَ جَنِّبْنَا الْعُسْرٰی وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَاَعِذْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سنوار دے' ہمارے عیبوں کو زائل فرما' ہمیں بھلائی سے بہرہ مند فرما اور تقویٰ کے ساتھ ہمیں مزین کر دنیا اور آخرت کی بھلائی ہمارے لئے جمع کردے ہم جب تک زندہ ہیں ہمیں اپنی طاعت کی توفیق عطا کر اور ہم سے تنگی دور کر ہمیں ہمارے نفسوں کی شرارتوں' ہمارے اعمال کی برائیوں سے پناہ عطا کر' اور ہمیں جہنم' قبر کے عذاب زندوں مردوں کے فتنہ اور مسیح دجال کے فتنہ سے محفوظ فرما'

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَافَ وَالْغِنٰی

اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت تقویٰ پاکدامنی اور غنا کے طلب گار ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَوْدِعُكَ اَدْیَانَنَا وَاَبْدَانَنَا وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِنَا وَاَنْفُسَنَا وَاَھْلِیْنَا وَاَحْبَابَنَا وَ سَائِرَ الْمُسْلِمِیْنَ وَجَمِیْعَ مَا اَنْعَمْتَ بِہٖ عَلَیْنَا وَعَلَیْھِمْ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا

اے اللہ! ہم اپنے ادیان و ابدان' خواتیم اعمال اپنی جانیں' اپنے رشتہ دار' احباب اور تمام مسلمان اور آخرت و دنیا سے متعلق تمام نعمتیں جو تو نے ہم پر کی ہیں' سب تیری حفاظت میں دیتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاجْمَعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اَحْبَابِنَا فِیْ دَارِ کَرَامَتِكَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

اے اللہ! ہم تجھ سے بخشش' دین و دنیا اور آخرت کی عافیت طلب کرتے ہیں۔ اپنی فضل و رحمت سے ہم کو اور ہمارے احباب کو اپنے دار کرامت میں جمع فرما'

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ وُلَاۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَوَفِّقْھُمْ لِلْعَدْلِ فِیْ رِعَایَاھُمْ وَالْاِحْسَانِ اِلَیْھِمْ وَالشَّفَقَۃَ عَلَیْھِمْ وَالرِّفْقَ بِھِمْ وَالْاِعْتِنَاءَ بِمَصَالِحِھِمْ وَحَبِّبْھُمْ اِلَی الرَّعِیَّۃِ وَحَبِّبِ الرَّعِیَّۃَ اِلَیْھِمْ وَوَفِّقْھُمْ لِصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِیْمِ وَالْعَمَلَ بِوَظَائِفِ دِیْنِكَ الْقَوِیْمِ

اے اللہ! مسلمان حکمرانوں کی اصلاح کر' انہیں رعایا کے ساتھ عدل و احسان اور شفقت و نرمی اختیار کرنے کی توفیق دے رعایا کے دل میں ان کی محبت پیدا فرما اور رعیت کو ان کے ہاں محبوب بنا۔
انہیں اپنے سیدھے راستے اور دینی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے اور

اَللّٰھُمَّ الْطُفْ بِعَبْدِكَ سُلْطَانِنَا وَوَفِّقْہُ لِمَصَالِحِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَحَبِّبْہُ اِلٰی رَعِیَّتِہٖ وَحَبِّبِ الرَّعِیَّۃَ اِلَیْہِ اَللّٰھُمَّ اَحْمِ نَفْسَہٗ وَبِلَادَہٗ وَصُنْ اَتْبَاعَہٗ وَاَجْنَادَہٗ وَانْصُرْہُ عَلٰی اَعْدَاءِ الدِّیْنِ وَ سَائِرِ الْمُخَالِفِیْنَ وَوَفِّقْہُ لِاِزَالَۃِ الْمُنْكَرَاتِ وَاِظْھَارِ الْمَحَاسِنِ

اے اللہ! اپنے بندے اور ہمارے بادشاہ پر کرم فرما' اسے دینوی اور اخروی مصلحتوں کی توفیق دے اسے رعیت کی نظر میں محبوب بنا اور رعیت کو اس کے ہاں محبوب کر' اے اللہ! اس کی جان اور ملک کی حفاظت کر' اس کے پیروکاروں اور لشکریوں کو تحفظ عطا کر' دشمنان دین اور تمام مخالفین کے مقابلہ میں اس کی مدد فرما' اسے برائیوں

وَاَنْوَاعِ الْخَيْرَاتِ وَزِدِالْاِسْلَامَ بِسَبَبِهٖ ظُهُوْراً وَاَعِزْهُ وَرَعِيَّتَهٗ اِعْزَازًا بَاهِرًا

کے ازالے اور نیکیوں کے اظہار کی توفیق عطا کر' اس کے سبب اسلام کے غلبہ اور عزت میں اضافہ کر اور اس کی رعیت کو اعزاز و اکرام نصیب کر

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اَحْوَالَ الْمُسْلِمِيْنَ وَارْخِصْ اَسْعَادَهُمْ وَاٰمِنْهُمْ فِيْ اَوْطَانِهِمْ وَاقْضِ دُيُوْنَهُمْ وَعَافِ مَرْضَاهُمْ وَانْصُرْ جُيُوْشَهُمْ وَسَلِّمْ غِيَابَهُمْ وَفُكَّ اُسَرَاهُمْ وَاشْفِ صُدُوْرَهُمْ وَاذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَاَلِّفْ بَيْنَهُمْ وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَوْزِعْهُمْ اَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَّهُمْ عَلَيْهِ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ

اے اللہ! مسلمانوں کے حالات سنوار دے' اشیاء کے نرخ سستے کر' ان کے دیس میں انہیں امن دے ان کے قرض ادا فرما' ان کے مریضوں کو شفا عطا کر اس کی فوجوں کی مدد کر' ان کے پردیسیوں کو سلامت رکھ' قیدیوں کو آزادی عطا کر' سینوں کو شفا دے اور دلوں کا غصہ دور کر۔

ان کے دلوں میں الفت ڈال دے اور انہیں ایمان و حکمت سے معمور فرما اور انہیں اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت پر ثابت رکھ اور اس کی توفیق عطا فرما کہ وہ تیرا عہد جو تو نے ان سے لیا پورا کریں اور انہیں ان کے دشمن اور اپنے دشمن پر فتح دے اے سچے معبود! اور ہمیں ان میں سے بنا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ اٰمِرِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ فَاعِلِيْنَ لَهٗ نَاهِيْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ مُجْتَنِبِيْنَ لَهٗ مُحَافِظِيْنَ عَلٰى عُهُوْدِكَ قَائِمِيْنَ عَلٰى طَاعَتِكَ مُتَنَاصِفِيْنَ مُتَنَاصِحِيْنَ

اے اللہ! انہیں نیکی کا حکم دینے والا اور نیکی پر کاربند بنا' برائی سے منع کرنے والا اور برائی سے اجتناب کرنے والا بنا' انہیں اپنے عہدوں کا محافظ اور اپنی بندگی پر قائم فرما

اَللّٰهُمَّ صُنْهُمْ فِيْ اَقْوَالِهِمْ وَاَفْعَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهِمْ

اے اللہ! انہیں ان کے اقوال و افعال میں محفوظ رکھ اور ان کے تمام احوال میں برکت عطا فرما

قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والا آغاز اور اختتام ان کلمات پر کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعْمَهٗ وَيُكَافِيْ مَزِيْدَهٗ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

یہ ساری تحریر امام نووی کی کتاب: تبیان کی تلخیص ہے ماسوائے حقہ کشی اور تمباکو نوشی سے تحذیر کے' کیونکہ تمباکو نوشی کا سلسلہ امام نووی کے زمانہ میں موجود نہ تھا۔

باب دوئم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے عالم بالا سے متعلق
معجزات

1 - قصہ اسراء و معراج

2 - رؤیت ملائکہ

3 - شق قمر

4 - رجعت شمس

5 - شہاب باری

لامکاں کا سفر

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعہ اسراء کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں' کیونکہ یہ بر سبیل اجمال نص قرآنی ہے ارشاد ربانی ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں عبد سے مراد بالا جماع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اس کی تفصیل اور اس کے عجائبات کی تشریح میں تیس سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے احادیث مروی ہیں جیساکہ عنقریب ان کا ذکر ہوگا۔

امام قسطلانی نے مواہب میں 26 صحابہ کرام علیہم السلام کاشمار کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ واقعہ اسراء پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے' یہ واقعہ بعثت کے گیارھویں سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روح و جسد کے ساتھ وقوع پذیر ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا' مہینوں کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ربیع الاول' ماہ رمضان' ماہ رجب' زیادہ مشہور ماہ رجب ہے۔ اسی پر لوگوں کا عمل ہے' معراج و اسراء کی رات سوموار کی رات تھی جیساکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیگر اہم معاملات مثلاً ولادت ہجرت اور وفات بھی پیر کے دن ہوئی ایک قول شب جمعہ کے بارے میں بھی ہے۔

اسراء کی حد بیت المقدس ہے' جبکہ معراج النبی کا سفر آسمانوں (سے بھی آگے) تک ہے' تاکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عجائب ملکوت سے آگاہ ہوں جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا (تاکہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی نشانیاں دکھائیں) ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تو زمان و مکان سے منزہ اور پاک ہے۔

اسراء و معراج کے واقعہ کو طویل و مختصر بکثرت تالیفات میں الگ تالیف کیا گیا ہے میری کتاب انوار محمدیہ مختصر مواہب لدنیہ میں اسے بڑے خوبصورت انداز میں بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

احادیث معراج کو امام جلال الدین السیوطی نے خصائص کبریٰ میں بے نظیر جامعیت کے ساتھ مرتب کیا ہے میں اسے یہاں نقل کرتا ہوں اگرچہ اس تحریر میں واقعہ کی بعض خبروں میں طوالت و تکرار پائی جاتی ہے' تاکہ مکمل فائدہ حاصل ہو اور معراج سید المرسلین کی وجہ سے زیادہ یقین نصیب ہو۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اسراء کا واقعہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طویل و مختصر روایات میں آیا ہے۔ 1- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 2- ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 3- بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 4- جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 5- حذیفہ بن

یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ 6- سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 7- سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 8- شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 9- صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 10- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 11- ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما 12- عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 13- مالک بن صعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 14- ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 15- ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 16- ابی حیہ 17- ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ 18- ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 19- عبداللہ بن اسعد 20- عبدالرحمٰن بن قرط 21- علی بن ابی طالب 22- ابی الراء 23- ابوذر 24- ابوسعید خدری' ابوسفیان ابن حرب' ابی الیلی الانصاری' ابوہریرہ' عائشہ' اسماء بنت ابی بکر' ام ھانی' ام سلمٰی میں اب مذکورہ بالا (اسمائے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی) کی ترتیب سے احادیث معراج کو ضبط تحریر میں لاتا ہوں۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام مسلم نے از طریق ثابت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (معراج کی رات) میرے پاس براق لایا گیا وہ ایک چوپایہ ہے سفید رنگ کا' دراز قد' گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا' اس کا قدم حد نظر پر پڑتا تھا' میں براق پر سوار ہوا اور بیت المقدس میں آیا' براق کو میں نے اس زنجیر سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام علیہم السلام اس کو باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر باہر آیا تو جرائیل میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا لیکر آئے میں نے دودھ کو لے لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے پھر مجھے آسمان دنیا کی طرف اٹھایا گیا۔ جبرائیل نے دروازہ کھولنے کیلئے کہا: آواز آئی کون ہے؟ کہا: جبرائیل ہوں' پوچھا گیا ساتھ کون ہے' جبرائیل نے کہا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ جبرائیل نے جواب دیا ہاں انہیں بلایا گیا ہے تو ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ آدم علیہ السلام ہیں انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا: اور دعا دی۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا: پوچھا گیا تم کون ہو؟ کہا: جبرائیل ہوں۔ سوال ہوا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! اس کے بعد ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا سے ہوئی۔ ان دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا (اور وہاں بھی سوال و جواب کے بعد آسمان کا درواہ کھولا گیا) وہاں یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جنہیں حسن کا ایک حصہ دیا گیا انہوں نے بھی خوش آمدید کہا اور دعائے خیر دی۔ پھر چوتھے آسمان کی طرف میرا عروج ہوا تو ادریس علیہ السلام کو دیکھا' پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام ملے اور دعائے خیر کے ساتھ استقبال کیا۔ چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو جبرائیل علیہ السلام کے مطالبہ پر در آسمان وا کیا گیا۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ بیت المعمور وہ مقدس مقام ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں' جنہیں دوبارہ حاضری کی سعادت نہیں ملتی۔ اس کے بعد سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا۔ (یہ ایک درخت ہے) جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند اور پھل مٹکوں کے برابر ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں' پھر اس درخت پر اللہ کے حکم سے ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی تو وہ اتنا خوبصورت

ہوگیا کہ مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن و جمال کو بیان نہیں کرسکتا' پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو وحی فرمائی تھی وہ نازل فرمائی اور مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں نازل فرمائیں۔ میں وہاں سے اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہوں نے پوچھا: آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا "پچاس نمازیں" موسیٰ نے کہا: "اپنے پروردگار کے پاس جایئے اور تخفیف کی درخواست کیجئے' آپ کی امت اس بوجھ کی متحمل نہ ہوگی' میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھ لیا ہے"' چنانچہ میں اپنے رب کی طرف واپس گیا اور عرض کیا اے پروردگار! میری امت کیلئے نمازوں میں تخفیف فرما' پس اللہ تعالیٰ نے پانچ کم کردیں۔ میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ اللہ نے پانچ نمازیں کم کردی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی' پھر اپنے پروردگار کے پاس جاکر کمی کی درخواست کیجئے' اسی طرح میں اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے (پیارے) محمد! یہ نمازیں اگرچہ تعداد میں پانچ ہیں مگر ان میں سے ہر نماز دس نمازوں کے برابر ہے اور پانچوں وقت کی نمازیں پچاس نمازوں کے برابر' آپ کی امت میں سے جو شخص نیکی کا ارادہ کرے گا۔ اور اس کو عمل میں نہیں لائے گا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور جب اس پر عمل کرے گا تو دس نیکیاں لکھوں گا اور جو برائی کا ارادہ کرے گا مگر بدی کو عمل میں نہ لائے گا تو اس کیلئے کوئی برائی نہ لکھی جائے گی اور اگر بدی کرے گا تو صرف ایک بدی لکھوں گا اس کے بعد میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں صورت حال کی خبر دی۔ انہوں نے کہا: اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جایئے اور مزید تخفیف کا سوال کیجئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کئی بار اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اب مجھے شرم آتی ہے۔ (مسلم)

امام بخاری اور امام ابن جریر نے (از طریق شریک بن عبداللہ) حضرت انس سے روایت کی' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب اسراء مسجد کعبہ سے معراج پر لے جایا گیا۔ نزول وحی سے قبل تین شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ اس وقت مسجد حرام میں سو رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ان میں سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون سے ہیں؟ درمیان والے نے کہا: ان میں سے جو بہترین شخص ہیں۔ کہا: اس بہترین شخص کو لے لیجئے' اس رات یہ ہوا' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ (ایک عرصہ دراز کے بعد) ایک اور رات وہ اشخاص آئے اس حالت میں کہ آپ کا دل دیکھتا تھا اور آپ کی آنکھ سوتی تھی لیکن آپ کا دل بیدار تھا اور اسی طرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی ہیں مگر ان کے دل نہیں سوتے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک کہ آپ کو اٹھا کر لے گئے اور بیئر زمزم کے پاس لٹایا پھر جبرائیل نے ان سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سینہ اقدس کو (سینہ سے ہنسلی تک چیرا) جب سینہ اطہر اور شکم مبارک سے فارغ ہوئے تو اسے آب زمزم سے دھویا' پھر ایمان و حکمت سے لبریز ایک سنہری طشت لائی گئی جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ اطہر میں رکھ دیا گیا یہاں تک کہ آپ کے حلق مبارک کی رگیں اس سے بھر گئیں پھر اسے برابر کردیا۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام آپ کو آسمان دنیا تک لے گئے اور اس کے ایک دروازہ پر دستک دی۔ دریافت کیا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سوال کیا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرائیل

امین نے جواب دیا ہاں ان کو بلایا گیا ہے تو اہل سماء نے آپ کو مرحبا کہا: آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی جبرائیل امین نے عرض کیا یہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے جدامجد آدم علیہ السلام ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سلام دیا' حضرت آدم نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے صاحبزادے! خوش آمدید! آپ بہترین صاحبزادے ہیں' وہاں آسمان دنیا پر آپ کی نظر دو نہروں پر پڑی' آپ نے پوچھا: جبرائیل یہ نہریں کیسی ہیں؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ دونوں نہریں نیل و فرات کا عنصر ہیں' پھر جبرائیل آپ کو آسمان میں لے گئے وہاں آپ نے ایک ایسی نہر دیکھی کہ اس پر موتی اور زمرد کا ایک محل تھا آپ نے اس نہر کو چھوا تو خوشبودار مشک تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: جبرائیل! یہ کیا ہے؟ جبرائیل بولے یہ نہر کوثر ہے جو آپ کے پروردگار نے آپ کیلئے چھپاکر رکھی ہے۔

پھر جبرائیل مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے پوچھا گیا "کون ہے؟" فرمایا: "جبرائیل" کہا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ دریافت کیا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ جواب دیا ہاں' چنانچہ سب نے آپ کو مرحبا کہا' پھر یونہی ساتویں آسمان تک ہر آسمان پر یہی سوال و جواب ہوئے۔ ہر آسمان پر انبیائے کرام علیہم السلام تھے جن کے اسماء جبرائیل امین نے بیان کئے۔ اس کے بعد آپ کو اوپر لے جایا گیا جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا یہاں تک کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک جا پہنچے پھر راوی نے نمازوں کی فرضیت اور دیگر مشاہدات کا ذکر کیا جیساکہ پہلے گزر چکا ہے۔

امام نسائی نے بطریق یزید بن مالک' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس ایک چوپایہ جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا' لایا گیا' اس کا قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا' میں اس پر سوار ہوا' جبرائیل امین میرے ساتھ تھے اور روانہ ہوئے۔ جبرائیل نے کہا: "یہاں اتر کر نماز پڑھئے۔" میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبرائیل نے عرض کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ یہ طور سینا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا فرمایا پھر (آگے چل کر) جبرائیل نے کہا: "اتر کر نماز پڑھئے" چنانچہ میں نے نماز پڑھی' جبرائیل نے پوچھا: آپ جانتے ہیں یہ کونسا مقام ہے؟ جہاں آپ نے نماز ادا کی۔ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا وہاں میرے لئے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اجتماع کیا گیا تھا۔ جبرائیل امین نے مجھے آگے بڑھا دیا تو میں نے سب کی امامت کی' پھر مجھے آسمان دنیا کی طرف لے جایا گیا وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے۔ پھر جبرائیل مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ اس کے بعد مجھے پانچویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے پھر جبرائیل مجھے ساتویں آسمان سے اوپر لے گئے اور میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا تو مجھے ایک بدلی نے ڈھانپ لیا۔ میں سجدہ ریز ہوگیا تو مجھ سے کہا گیا جس روز سے میں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں ہیں' لٰہذا آپ ان پر عمل پیرا رہیں اور اپنی امت کو بھی ان کا پابند بنایئے۔ وہاں سے لوٹ کر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دریافت کیا کیا آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کچھ فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ پچاس

نمازیں فرض کی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ اور آپ کی امت ان نمازوں کی پابندی نہ کر سکیں گے' کیونکہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی تھیں مگر وہ ان کو ادا نہ کر سکے' لہٰذا اپنے پروردگار کے پاس جاکر تخفیف کی درخواست کیجئے' چنانچہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجھ سے دس دس نمازوں کی تخفیف کی گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پچاس کے بدلے پانچ نمازیں ہیں' چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حتمی ہیں' لہٰذا میں نے پھر تخفیف کی التجاء نہ کی۔

ابن ابی حاکم ایک اور سلسلہ سند کے ساتھ بہ طریق یزید بن مالک از انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جب آپ بیت المقدس پہنچے تو وہاں موجود ایک پتھر کے پاس تشریف لائے۔ جبرائیل نے اپنی انگلی سے سوراخ کرکے سواری کو اس کے ساتھ باندھ دیا' پھر دونوں اوپر چڑھے اور مسجد کے صحن میں آئے تو جبرائیل امین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کیا آپ نے اپنے پروردگار سے "حور عین" دیکھنے کی درخواست کی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا: ہاں! جبرائیل امین نے فرمایا: تو ان عورتوں کی طرف چلئے اور سلام کیجئے جو صخرہ کی بائیں جانب بیٹھی ہیں میں ان کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا' میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم خیرات حسان ہیں پاکباز لوگوں کی بیویاں' جو ہمیشہ قیام پذیر رہیں گے کوچ نہ کریں گے اور جو ہمیشہ رہیں گے دوبارہ موت کی آغوش میں نہ جائیں گے' پھر میں واپس آگیا ابھی زیادہ دیر نہ گزری کہ بہت سے لوگ جمع ہوگئے اس کے بعد ایک موذن نے اذان دی اور نماز کھڑی ہوگئی ہم صف بستہ کھڑے ہوگئے اور انتظار کرنے لگے کہ کون ہماری امامت کراتا ہے؟ جبرائیل امین نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے بڑھا دیا' چنانچہ میں نے انہیں نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوا تو جبرائیل علیہ نے پوچھا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی۔ میں نے کہا: نہیں' جبرائیل امین نے فرمایا: آپ کے پیچھے انبیائے کرام نے نماز پڑھی ہے۔

پھر جبرائیل میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے گئے (بعد ازاں در آسمان چڑھنے کا واقعہ اور سوال و جواب کا وہی سلسلہ ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوچکا ہے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آپ تخفیف نماز کے بعد نیچے تشریف لائے اور آپ نے جبرائیل سے کہا: میں آسمان والوں میں سے جس کے پاس آیا اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور سب میری آمد پر خوش ہوکر مسکرائے' البتہ! ایک شخص نے میرے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ ہی مجھے دیکھ کر مسکرایا' جبرائیل امین نے کہا: یہ مالک خازن جہنم ہے' جب سے دوزخ پیدا کیا گیا ہے یہ نہیں ہنسا اور اگر کسی کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے تو آپ کو دیکھ کر اسے ضرور ہنسی آتی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کے بعد واپسی کیلئے سوار ہوا' دوران سفر قریش کے ایک تجارتی قافلے پر سے گزر ہوا' اونٹوں پر غلہ لدا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک اونٹ پر دو بوریاں لدی تھیں ایک سفید اور دوسری سیاہ جب آپ اونٹوں کے محاذی (مقابل) ہوئے تو وہ اونٹ بدک کر بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ اونٹ گر پڑا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں' پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے صبح ہوئی تو آپ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا: مشرکین نے یہ سنا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور بولے: کہ اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اپنے ساتھی کے بارے میں کیا

خیال کرتے ہوئے؟ وہ یہ بتاتے ہیں کہ میں آج رات ایک مہینہ کی مسافت کے برابر گیا ہوں اور پھر رات کے وقت ہی واپس آگیا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ارشاد فرمایا ہے تو بالکل سچ فرمایا ہے ہم تو اس سے کہیں زیادہ دور کی باتوں میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں ہم آپ کی آسمانی خبروں کو سچا مانتے ہیں۔
مشرکین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: "آپ کے اس دعویٰ کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میرا گزر قریش کے ایک قافلہ پر سے ہوا اور وہ فلاں جگہ پر تھا اس قافلے کے اونٹ ہمیں دیکھ کر بدک اٹھے' اس قافلہ میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں لدی تھیں ایک سفید بوری اور ایک سیاہ' وہ اونٹ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں جب قافلہ مکہ پہنچا تو مشرکین نے اہل قافلہ سے یہ واقعہ دریافت کیا تو قافلہ والوں نے وہی بیان کیا جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا' اس واقعہ کی تصدیق ہی کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب "صدیق" پڑا۔ مشرکین نے سوال کیا کہ جن انبیائے کرام علیہم السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں شامل تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ دونوں موجود تھے۔
انہوں نے کہا: آپ ان دونوں کا حلیہ بیان کیجئے۔
آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی ہے گویا وہ ازد عمان کے یمنی لوگوں میں سے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ میانہ قد' سیدھے بالوں والے' ان کے رنگ پر سرخی جھلک رہی ہے' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی داڑھی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔

ابن جریر اور ابن مردویہ اپنی تفسیروں میں اور امام بیہقی بہ طریق عبدالرحمٰن بن ہاشم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب جبرائیل امین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس براق لائے تو اس نے اپنے کان کھڑے کئے جبرائیل امین بولے: اے براق! ٹھہر! اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسی ہستی تجھ پر کبھی سوار نہیں ہوئی ہے" چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہو کر روانہ ہوئے کہ اچانک راستہ کی ایک جانب ایک بڑھیا پر نظر پڑی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: جبرائیل! یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا: چلئے' آپ کچھ دیر چلے کہ راستہ کی ایک طرف سے کوئی چیز آپ کو پکار رہی تھی کہ اے محمد! میری طرف آیئے تو جبرائیل نے کہا: چھوڑیئے آگے بڑھئے پس آپ آگے بڑھتے رہے جتنا اللہ کو منظور تھا' پھر خدا کی ایک مخلوق سے ملاقات ہوئی جس نے کہا: السلام علیک یا اول' السلام علیک یا آخر' السلام علیک یا حاشر۔ جبرائیل نے کہا: حضور ان کے سلام کا جواب دیجئے" تو آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا' پھر وہی مخلوق دوسری بار ملی اور سلام کیا اس کے بعد تیسری دفعہ بھی اس نے سلام کیا تاآنکہ آپ بیت المقدس پہنچے وہاں پانی شراب اور دودھ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے دودھ لے لیا۔
جبرائیل امین نے عرض کیا کہ (دودھ لیکر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فطرت کو اختیار کیا ہے اگر آپ پانی پیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی اور شراب نوش کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر آدم علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام آپ کے لئے بھیجے گئے جن کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس رات امامت فرمائی۔ پھر جبرائیل امین نے بتایا کہ جو

بڑھیا راستے کے کنارہ پر آپ نے دیکھی تھی۔ دنیا کی اب اتنی ہی عمر باقی رہ گئی ہے جتنی اس بڑھیا کی عمر باقی ہے اور جس چیز نے آپ کو مائل کرنے کی کوشش کی وہ دشمن خدا ابلیس تھا اس کی خواہش تھی کہ آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں اور جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

احمد' عبد بن حمید' ترمذی' بیہقی' ابن مردویہ اور ابو نعیم بہ طریق قتادہ از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شب معراج نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک براق لایا گیا' اس پر زین کسی ہوئی تھی اور اسے لگام دی ہوئی تھی' تاکہ آپ اس پر سوار ہوں پس وہ شوخی کرنے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

"اے براق! تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے شوخی کرتا ہے بخدا! اللہ کے ہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ معزز ہستی کبھی تجھ پر سوار نہیں ہوئی" یہ سن کر براق پسینے سے شرابور ہو گیا۔

احمد اور ابو داؤد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور جو ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے میں نے جبرائیل سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی آبروریزی کرتے ہیں۔

ابو یعلیٰ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا' وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ مجھے براق پر سوار کرایا گیا اور میں نے سواری کو حلقہ سے باندھ دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مجھے اس کے اوصاف بیان کیجئے تو آپ نے اس کے اوصاف بیان کئے۔ راوی کا قول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دیکھا ہوا تھا۔

ابن مردویہ از طریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ شب معراج میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے جس وقت ان کے ہونٹ کاٹے جاتے وہ پھر اصلی حالت پر آجاتے۔ میں نے دریافت کیا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ آپ کی امت کے واعظین ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔

اسی حوالے سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نماز شب معراج میں فرض ہوئی۔

ابن ماجہ' حکیم ترمذی' ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ بروایت یزید بن ابی مالک نقل کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ثواب ہے' میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کیا وجہ ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے' حضرت جبرائیل نے جواب دیا یہ اس لئے کہ مانگنے والا اپنے ہونے کے باوجود سوال کرتا ہے' جبکہ قرض خواہ بوقت حاجت ہی قرض لیتا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو آپ نے وہاں سنہری پروانے دیکھے جو اس کے ساتھ جھرمٹ کئے ہوئے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سے شرف معراج سے مشرف ہوئے تو آپ کی خوشبو دلہن جیسی بلکہ دلہن کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوگئی۔

بزار از طریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا۔

ابن سعد' سعید بن منصور' بزار بیہقی ابن مردویہ اور ابن عساکر بہ طریق حارث بن عبید' از ابی عمران الجونی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سویا ہوا تھا' کہ اچانک جبرائیل نے میرے دونوں شانوں کے درمیان دبایا' تو میں اٹھ کر ایک درخت کے پاس آیا جس میں پرندوں کے دو گھونسلوں کی طرح جگہ تھی ایک میں جبرائیل امین بیٹھ گئے اور دوسرے میں میں بیٹھ گیا تو وہ گھونسلہ بلند ہوا یہاں تک کہ اس نے زمین و آسمان کے کناروں کا احاطہ کرلیا' میں اس وقت اپنی نظر ادھر ادھر گھما رہا تھا اور اگر میں چاہتا تو آسمان چھو سکتا تھا۔ میں نے جبرائیل امین کی طرف التفات کیا تو وہ اس وقت دبکے بیٹھے تھے۔ مجھے ان کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں آگاہی کی فضیلت کی پہچان ہوئی' بعدازاں میرے لئے آسمان سے ایک دروازہ کھولا گیا تو میں نے ایک عظیم الشان نور کا مشاہدہ کیا اور حجاب کے اس طرف ایسے رفرف کو دیکھا جو موتی اور یاقوت کا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جو وحی کرنی تھی میری طرف کی۔

امام بیہقی حارث بن حمید اور حماد بن سلمہ سے بطریق ابو عمران جونی یہی روایت نقل کرنے کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں کہ ایک رسی میرے لئے نیچے لٹکائی گئی اور ایک نور نیچے اترا جس سے جبرائیل بے ہوش ہوگئے تو مجھے ان کی خشیت الٰہی کی فضیلت معلوم ہوئی۔ اس وقت میرے پاس وحی آئی کہ نبی بادشاہ (بننا چاہتے) ہو یا نبی عبد جبرائیل لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کریں تو میں نے عرض کیا نہیں بلکہ میں نبی عبد ہوں۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ معراج کے علاوہ دوسرا واقعہ ہے۔

ابن مردویہ نے بہ طریق عبید بن عمیر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے جنت کو دیکھا کہ وہ سفید موتی سے بنی ہے میں نے جبرائیل سے کہا کہ لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے' جبرائیل نے فرمایا: کہ آپ ان کو بتا دیں کہ اس کی زمین وسیع ہموار زمین ہے اور اس کی مٹی مشک ہے۔

حضرت ابی کعب بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ شب معراج مجھے پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ماشطہ (کنگھی کرنے والی) کی اس کے شوہر اور اس کی بیٹی کی خوشبو ہے' اس کا واقعہ یوں ہے کہ ماشطہ فرعون کی بیٹی کے بالوں کو کنگھی کررہی تھی کہ کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی' وہ بولی: فرعون برباد ہو تو فرعون کی بیٹی نے اپنے باپ کو اس بددعا کی خبر کی جس کی وجہ سے اس نے اس عورت کو قتل کردیا۔

ترمذی حاکم بہ تصحیح' ابو نعیم ابن مردویہ اور بزار حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسریٰ جرائیل امین اس پتھر کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی کے ساتھ اس پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اس کے ساتھ باندھ دیا۔

حدیث جابر

شیخین (بخاری و مسلم) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج شریف سے مشرف کیا گیا تو قریش نے میری تکذیب کی میں اس وقت مقام حجر میں کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے منکشف کر کے رکھ دیا اور میں دیکھ دیکھ کر بیت المقدس کی نشانیاں قریش کو بتانے لگا۔

ابن مردویہ حضرت جابر بن عبداللہ سے راوی کہ معراج کی رات میں ملاء اعلیٰ کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جرائیل امین خوف الٰہی سے پرانے کجاوے کی مانند ہو گئے ہیں۔

حدیث حذیفہ:

احمد' ابن ابی شیبہ' ترمذی' حاکم' نسائی' ابن جریر' ابن مردویہ اور بیہقی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابھی براق پر سوار تھے کہ آپ کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے پس آپ نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا اور آپ سے آخرت کا وعدہ کیا گیا' پھر آپ واپس تشریف لے آئے۔

ابن مردویہ کے الفاظ ہیں کہ میں نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا مشاہدہ کیا' پھر آپ سے پوچھا گیا کہ براق چوپایہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: طویل قامت سفید رنگ کا چوپایہ ہے اور وہ اپنا قدم حد نظر پر رکھتا ہے۔

حدیث سمرہ:

ابن مردویہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں نے ایک شخص دیکھا جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر کھا رہا ہے میں نے پوچھا: یہ بدبخت کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ سود خوار ہے۔

حدیث سہل ابن سعد:

ابن عساکر سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شب جرائیل مجھے معراج کیلئے لے گئے تو میں نے سموات علیٰ (بلند آسمانوں) میں تسبیح سنی جس سے میرا دل کانپ اٹھا۔ جرائیل نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آگے بڑھیئے اور کسی قسم کا خوف نہ کیجئے۔ آپ کا اسم مبارک عرش خداوندی پر لکھا ہے'

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حدیث شداد بن اوس:

ابن ابی حاتم' بیہقی بزار' طبرانی اور ابن مردویہ حضرت شداد بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کو معراج کس طرح ہوئی؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے مکہ مکرمہ میں نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عشاء کی نماز پڑھائی میں اس وقت عمامہ باندھے ہوئے تھا' کہ جبرائیل امین میرے پاس سفید رنگ کا ایک جانور لائے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا' انہوں نے کہا: آپ اس پر سوار ہوجائیں تو وہ جانور شوخی کرنے لگا۔ جبرائیل نے اس کے کانوں کو تھپکی دی اور مجھے اس پر سوار کیا' پھر مجھے لیکر روانہ ہوا۔ اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا تھا یہاں تک کہ ہم کھجوروں کی سرزمین میں پہنچے۔ جبرائیل نے مجھے اتارا اور نماز پڑھنے کے لئے کہا تو میں نے نماز پڑھی' پھر ہم سوار ہوئے۔ جبرائیل نے پوچھا: آپ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی؟ میں نے کہا: "نہیں" جبرائیل نے کہا: آپ نے یثرب طیبہ میں نماز پڑھی ہے' پھر روانہ ہوئے تاآنکہ ایک اور مقام پر پہنچے جہاں جبرائیل نے مجھے اتر کر نماز پڑھنے کیلئے کہا' دوبارہ سوار ہوئے تو جبرائیل نے دریافت کیا آپ کو پتہ ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے جواب دیا "نہیں" تو جبرائیل نے بتایا کہ آپ نے شجرہ موسیٰ کے پاس نماز پڑھی ہے اس کے بعد ہم ایک ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں محلات ظاہر ہوئے۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ اتریئے اور نماز ادا کیجئے تو میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ پوچھا: آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: "نہیں" جواب دیا یہ بیت لحم ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے پھر وہ مجھے لیکر چلے یہاں تک کہ ہم ایک شہر میں اس کے دوسرے دروازے سے داخل ہوئے جبرائیل نے مسجد کے سامنے سواری کو باندھا اور ہم مسجد میں اس دروازے سے داخل ہوئے جس میں سے سورج اور چاند ڈھلتا تھا' میں نے مسجد میں نماز پڑھی جہاں خدا نے چاہا۔ مجھے اس وقت شدت سے پیاس لگی تھی تو میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد' میں نے دونوں کو یکساں سمجھا' پھر اللہ کی ہدایت سے میں نے دودھ لیکر پی لیا اور برتن خالی کردیا۔ میرے سامنے ایک بوڑھا شخص منبر سے تکیہ لگائے بیٹھا تھا' وہ بولا تمہارے ساتھی نے فطرت کا انتخاب کیا ہے اور وہ مخلوق کو ہدایت کریں گے۔

پھر جبرائیل مجھے لے چلے یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں آئے اس وادی میں ایک شہر تھا اچانک میری نظر جہنم پر پڑی جو زرابی فرش کی مانند نظر آرہا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے جہنم کو کیسا پایا؟ تو آپ نے جواب دیا "کھولتے ہوئے چشمے کی طرح"

بعدازاں ہم نے واپسی کا سفر اختیار کیا راستے میں ہمارا گزر قریش کے ایک قافلہ پر ہوا جو فلاں مقام پر تھا۔ ان کا اونٹ گم ہوگیا تھا ایک آدمی اسے تلاش کررہا تھا میں نے اس کو سلام کیا تو ان میں سے ایک کہنے لگا یہ تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ پھر میں صبح ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آکر کہنے لگے یارسول اللہ! رات کے وقت آپ کہاں تھے؟ میں نے آپ کو ہر

جگہ تلاش کیا تھا؟ میں نے جواب دیا تم جانتے ہو کہ میں آج رات بیت المقدس گیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ بیت المقدس تو ایک ماہ کی مسافت پر ہے آپ مجھے اس کی کیفیت بیان کیجئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے لئے راستہ منکشف کردیا گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں" پھر ابوبکر نے جس چیز کے بارے میں بھی دریافت کیا تو میں نے انہیں بتا دی ابوبکر کہنے لگے۔ اشھد انک رسول اللّٰہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

مشرکین نے یہ سن کر کہا کہ ابن ابی کبشہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آج رات وہ بیت المقدس گئے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:" میں تم سے جو کہہ رہا ہوں اس کی نشانی یہ ہے کہ فلاں مقام پر میں تمہارے قافلہ کے پاس سے گزرا' قافلہ کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا اور اسے فلاں آدمی تلاش کررہا تھا۔ ان کے پڑاؤ کے فلاں فلاں مقام ہیں اور اہل قافلہ فلاں وقت تمہارے پاس پہنچیں گے' ان کے آگے گندمی رنگ کا ایک اونٹ ہوگا جس پر سیاہ کمبل اور دو بوریاں ہوں گی' چنانچہ اس روز قافلے کے انتظار میں اٹھ اٹھ کر اس کی راہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت قافلہ آپہنچا تو وہ اونٹ آگے آگے تھا جس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نشاندہی فرمائی تھی۔

حدیث صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

طبری اور ابن مردویہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

شب معراج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پانی' دودھ اور شراب کے پیالے پیش کئے گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ اختیار کرلیا۔ جبرائیل علیہ السلام بولے' آپ نے اچھا کام کیا ہے کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا' دودھ کے ساتھ ہر ایک جاندار کی غذا وابستہ ہے اگر آپ شراب اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہوجاتی۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام احمد ابونعیم اور ابن مردویہ .سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب اسریٰ جنت میں تشریف لے گئے آپ نے جنت کی ایک جانب ہلکی سی آواز سنی' آپ نے جبرائیل امین سے دریافت فرمایا: یہ کیسی آواز ہے؟

جبرائیل نے جواب دیا۔ یہ بلال موذن ہیں جب آپ صحابہ کی طرف واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: کہ بلال فلاح پاچکے ہیں میں نے ان کے لئے ایسا ایسا دیکھا اس سفر معراج میں آپ کی ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے کہا: خوش آمدید اے امی نبی! حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے دراز قد آدمی ہیں' ان کے بال کانوں تک یا کانوں سے اوپر تھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں؟ تو جبرائیل نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں' آپ آگے بڑھے تو آپ کو خوش آمدید کہا اور سلام کیا۔ آپ نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون بزرگ

ہیں؟ تو جبرائیل نے کہا: کہ یہ آپ کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

جبرائیل نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی غیبت کرتے ہیں) پھر آپ نے ایک سرخ رنگ نیلی آنکھوں والے شخص کو دیکھا۔ آپ نے جبرائیل امین سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: "یہ حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا ہے" پھر جب آپ مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے تو نماز پڑھنے کیلئے قیام فرمایا: تو سارے انبیاء علیہم السلام آپ کے ہمراہ نماز پڑھنے کیلئے جمع ہوگئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی خدمت میں دو پیالے پیش کئے گئے ایک داہنی جانب سے اور دوسرا بائیں جانب سے ایک پیالے میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ والا پیالہ لیکر دودھ تناول فرما لیا تو پیالے والے شخص نے کہا: کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔

احمد ابویعلی ابونعیم اور ابن مردویہ نے بہ طریق عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور اسی شب آپ واپس تشریف لے آئے آپ نے لوگوں سے اپنے سفر معراج و اسراء کا ذکر کیا اور انہیں بیت المقدس کے احوال اور قافلہ کے متعلق بتایا تو کچھ لوگوں نے کہا: ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس دعویٰ کو نہیں مانتے اور مرتد ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے (بعدازاں) ابوجہل کے ساتھ ان کافروں کی گردنیں کٹوا دیں۔

ابوجہل یہ سن کر کہنے لگا' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں شجرہ زقوم سے ڈراتے ہیں تم لوگ کھجور اور مکھن لاؤ اور اسے ملا کر کھاؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسریٰ دجال کو اس کی اصلی صورت میں بچشم ظاہر دیکھا خواب میں نہیں۔
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ' حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو بھی دیکھا۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دجال کے احوال پوچھے گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ وہ ایک ہاتھی پیکر شخص ہے۔ اس کی خباثت ظاہر اور اس کی ایک آنکھ قائم ہے گویا روشن ستارہ ہے اور اس کے بال درخت کی شاخوں کی مانند ہیں۔

میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ سفید رنگ گھنگھریالے بال تیز نظر عظیم البطن ہیں' موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے بال سیاہ گندم گوں رنگ' زیادہ بال اور قوی الخلقت (مضبوط جسم کے مالک) ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام تو شکل و شمائل میں مجھ سے ملتے جلتے ہیں' جبرائیل نے کہا: اپنے جدامجد کو سلام کیجئے تو میں نے ان کو سلام کیا۔
بخاری شریف میں بہ طریق عکرمہ مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ مشاہدہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج کیا تھا۔
بخاری و مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد نے فرمایا: کہ شب معراج میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوا وہ دراز قد' گھنگھریالے بالوں والے آدمی تھے جیسے قبیلہ ازدشنوءہ کے فرد ہوں' جبکہ عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد اور سفید سرخ رنگ کے آدمی تھے اور بال ان کے سیدھے

اور چمکدار تھے۔ انہی مشاہدات میں سے ایک مالک داروغہ جہنم اور دجال کا دیکھنا بھی ہے ' لہٰذا اس ملاقات کے بارے میں شک نہ کرنا چاہئے' حضرت قتادہ آیت کریمہ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔

احمد' نسائی بزار' طبرانی' بیہقی اور ابن مردویہ بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میرا گزر ایک پاکیزہ خوشبو کے پاس سے ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ فرعون کی بیٹی کی ماشطہ (کنگھی کرنے والی عورت) اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس نے کہا: بسم اللہ' فرعون کی بیٹی بولی: کہ میرا باپ اللہ ہے اس کنگھی کرنے والی نے کہا: کہ کیا میرا پروردگار وہی ہے جو تیرا اور تیرے باپ کا پروردگار ہے یہ سن کر فرعون کی بیٹی نے کہا: کیا تیرا پروردگار میرے باپ کے علاوہ کوئی اور ہے؟ اس نے کہا: ہاں! فرعون نے اس عورت کو بلاکر پوچھا: کہ کیا مرے علاوہ تیرا پروردگار کوئی اور ہے؟ اس عورت نے جواب دیا میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

فرعون نے تانبے کے ایک خالی مجسّمے کا حکم دیا اور اسے خوب تپایا گیا' پھر اس نے حکم دیا کہ اس عورت اور اس کی اولاد کو اس میں ڈال دیا جائے' لوگوں نے تعمیل حکم کرتے ہوئے انہیں ایک ایک کرکے اس دہکتے ہوئے مجسّمے میں ڈال دیا۔ حتیٰ کہ ایک شیرخوار بچے کی باری آئی تو اس نے پکار کر کہا: اماں جان! اس میں اتر جایئے اور پیچھے نہ ہٹیۓ اس لئے کہ آپ حق پر ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ شیرخوارگی میں چار بچوں نے کلام کیا' ایک تو یہی بچہ ہے دوسرا یوسف علیہ السلام کی عفت کی گواہی دینے والا تیسرا صاحب جریج اور چوتھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

ابن ابی شیبہ' نسائی' بزار' طبرانی اور ابو نعیم بطریق زرارہ بن اوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس صبح میں مکہ مکرمہ میں اس خوف کے تحت لوگوں سے الگ تھلگ غمگین ہوکر بیٹھا تھا' کہ لوگ اس حیران کن واقعہ کو جھٹلا دیں گے کہ اسی اثناء میں دشمن خدا ابوجہل وہاں سے گزرا وہ آپ کے پاس آکر بطور استہزاء کہنے لگا۔ کوئی نئی بات ہے؟" آپ نے فرمایا: ہاں! ایک نیا واقعہ ہے" اس نے پوچھا: کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا آج کی رات مجھے معراج ہوئی ہے" بولا: آپ کہاں تک پہنچے ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس تک' کہنے لگا' پھر آپ صبح کو ہمارے پاس آگئے" آپ نے فرمایا: ہاں!

پھر اس خیال سے اس نے رد و کد نہ کی کہ کہیں آپ قوم کے سامنے اس بات کا انکار نہ کر دیں' اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: کہ اگر میں آپ کی قوم کو بلا لاؤں تو آپ یہی بات ان کے سامنے دہرائیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں؟

تو اس نے پکار کر کہا: اے اولاد کعب بن لوی بن غالب! اکٹھے ہوجاؤ تو لوگ فوراً اکٹھے ہوئے ابوجہل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب کرکے کہا: ہاں! وہی بات ان لوگوں کے سامنے بیان کردیجئے جو آپ نے مجھے بتائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کہاں تک گئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا "بیت المقدس تک"

انہوں نے تعجب سے کہا: پھر صبح کے وقت آپ ہمارے درمیان آرہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہی ہے۔
راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر بعض لوگوں نے بطور تمسخر تالی بجائی اور بعض نے تعجب سے ہاتھ پیشانی پر رکھ لئے، کہنے لگے، کیا آپ بیت المقدس کے احوال بیان کرسکتے ہیں؟ (کیونکہ) ان میں سے کچھ لوگوں نے بیت المقدس کا سفر کررکھا تھا۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں انہیں بیت القدس کے احوال بتانے لگا یہاں تک کہ بعض احوال میں مجھے اشتباہ پڑنے لگا (اس ازالہ اشتباہ کیلئے) مسجد میری نظروں کے سامنے دار عقیل کے پاس لاکر رکھ دی گئی اور میں اس کو دیکھ کر اس کے احوال مشرکین سے بیان کرنے لگا، لوگ سن کر کہنے لگے، بخدا! مسجد کے احوال تو صحیح بیان کئے ہیں۔
ابن مردویہ بروایت ابن عباس بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کو بتا دیجئے کہ جنت ایک ہموار زمین ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الااللہ واللہ اکبر ہیں۔
ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرف معراج عطا کیا گیا آپ ہر ایک نبی کے پاس سے گزرنے لگے۔ بعض انبیاء کے ساتھ ان کی امتوں کے گروہ تھے، بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، یہاں تک کہ ایک عظیم الشان جماعت گزری، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے آواز آئی کہ اپنا سر مبارک اٹھا کر دیکھئے، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت ہی عظیم الشان جماعت ہے جس نے سارے افق کو گھیر رکھا ہے، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپ کی امت کے ستر ہزار دوسرے ہیں جو بلاحساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔
طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔
امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کیں آپ نے تخفیف کی درخواست کی تو اللہ نے پانچ کردیں۔
طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا معراج کی شب جب میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا تو اس کے بیر مٹکوں کی مانند نظر آئے۔
امام احمد صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان فرمایا کرتے کہ میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔
طبرانی .سند صحیح انہیں سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دو دفعہ دیکھا ہے ایک بار سر کی آنکھ سے اور دوسری بار دل کی آنکھ سے۔
نیز فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے عکرمہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس سے سوال کیا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، فرمایا: ہاں! دیکھا ہے اللہ نے کلام موسیٰ علیہ السلام کے حصہ میں کیا خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور دیدار ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

حصہ میں کیا ہے۔
بیہقی نے کتاب الرویا میں اس روایت کی یوں تخریج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور خلت عطا کی، موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے برگزیدہ کیااور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو رؤیت (دیدار) سے نوازا
امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت مَاکَذَبَ الفُؤَادُ مَارَاٰی
کی تفسیر میں روایت فرمایا: کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ اپنے قلب مبارک سے دیکھا۔
ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور عبادت کی طرف دعوت دی مگرانہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا، پس وہ دیگر نافرمان انسانوں اور جنوں کے ہمراہ جہنم کی آگ میں ہوں گے۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

طبرانی اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو اذان کے بارے میں وحی ہوئی آپ اسے لیکر نیچے تشریف لائے تو جبرائیل امین نے آپ کو اذان سکھلائی۔

ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ (شروع میں) پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ غسل جنابت سات مرتبہ اور کپڑے سے پیشاب سات مرتبہ دھونے کا حکم ہوا، پھرنبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برابر اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک مرتبہ اور کپڑے کو پاک کرنے کا حکم ایک مرتبہ تک محدود ہوگیا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج ہجرت سے ایک سال قبل ربیع الاول کی سترھویں شب کو ہوئی۔
ابن مردویہ بروایت عمرو بن شعیب روایت معراج سترہ ربیع الاول کو ہوئی، عروہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔
بیہقی میں سدی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج ہجرت سے سولہ ماہ قبل ہوئی۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

امام مسلم بہ طریق مرہ ہمدانی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ معراج کی شب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، زمین سے اوپر جانے والی اشیاء و ارواح کی یہی آخری منزل ہے اور جو اوپر سے نیچے اترتی ہے وہ بھی یہیں آکر رکتی ہیں پھرانہیں قبض کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَایَغْشٰی جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانک لیتی ہیں وہ چیزیں جو کہ ڈھانکتی ہیں۔
ابن مسعود فرماتے ہیں یعنی سنہری پروانے، وہاں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچ نمازیں سورۂ بقرہ کی آخری

آیات اور مقحمات سے نجات (یعنی امت محمدیہ کے ہر موحد شخص کو ہلاک کردینے والے گناہوں سے نجات) عطا فرمائی۔

ابن عرفہ جزمیں' ابو ابونعیم اور ابن عساکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جبرائیل امین میرے پاس ایک چوپایہ لائے جو گدھے سے اونچا اور خچر سے پست تھا مجھے اس پر سوار کیا اور سوئے آسمان روانہ ہوا جس وقت وہ کسی گھاٹی پر چڑھتا تو اس کے اگلے پچھلے پاؤں برابر ہوجاتے۔ یہاں تک کہ ہم ایک دراز قد شخص کے پاس پہنچے۔ اس کے بال سیدھے اور رنگ گندمی تھا گویا قبیلہ شنوہ کا آدمی ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔

اَ کْرَمْتَهٗ وَفَضَّلْتَهٗ — تو نے اسے عزت و فضیلت سے نوازا ہے۔

ہم اس کے پاس آئے اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: جبرائیل! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟

جبرائیل امین نے فرمایا: یہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

تو اس شخص نے کہا: خوش آمدید اے امی عربی نبی! آپ نے اللہ کے احکامات پہنچا دیئے ہیں اور اپنی امت سے خیرخواہی فرمائی ہے' اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو میں نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں" میں نے دریافت کیا کہ یہ کس سے شکایت کررہے تھے؟ فرمایا: یہ آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ کناں تھے۔ میں نے کہا: اپنے پروردگار کے سامنے اونچی آواز میں کلام کررہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام بولے: اللہ تعالیٰ ان کی تیز مزاجی سے آگاہ ہے۔

پھر ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ درخت پر سے گزرے کہ اس کے پھل چراغ کی مانند تھے اس درخت کے نیچے ایک بزرگ اور ان کے بال بچے تھے۔ جبرائیل امین بولے آپ اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں چلئے' چنانچہ ہم ان کے ہاں گئے اور انہیں سلام کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: جبرائیل! آپ کے ساتھ کون ہیں؟ عرض کیا یہ آپ کے صاحبزادے احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اپنے پروردگار کے احکامات پہنچانے والے اور امت کی خیرخواہی کرنے والے نبی امی کو خوش آمدید ہو' پھر فرمایا: بیٹا! تم اس رات اپنے پروردگار سے ملو گے' تمہاری امت آخری امت ہے اور سب امتوں سے زیادہ کمزور ہے اگر ہوسکے تو اپنی ساری حاجت اپنی امت کے متعلق پیش کرنا۔

پھر ہم روانہ ہوئے اور بیت المقدس میں پہنچے۔ میں براق سے اترا اور اس کو حلقہ سے باندھ دیا جو مسجد کے دروازہ میں تھا اور جس سے انبیائے کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے' پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے انبیائے کرام علیہم السلام کو دیکھا ان میں سے کوئی حالت قیام میں تھا کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ ریز تھا' پھر میرے پاس دو پیالے شہد اور دودھ کے لائے گئے تو میں نے دودھ لیکر پی لیا جبرائیل نے میرے شانے پر تھپکی دیکر کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے اس کے بعد اقامت ہوئی اور میں نے سب کی امامت کی' بعدازاں ہم لوٹ کر آگئے۔

احمد ابن ماجہ سعید بن منصور اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں نے حضرت ابراہیم‘ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی۔ انہوں نے باہم قیامت کا تذکرہ چھیڑا‘ پھران سب نے اپنے معاملہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: مجھے قیامت کے بارے میں علم نہیں‘ پھرانہوں نے یہ معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے کیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے بھی قیامت کا علم نہیں۔ بعدازاں انہوں نے یہ امر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر چھوڑا‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کب برپا ہوگی اس کا تو بجز پروردگار عالم کسی کو علم نہیں۔ البتہ! میرے پروردگار نے مجھے یہ خبردی ہے کہ دجال کا ظہور ہونے والا ہے‘ اس کے ظہور کے وقت میرے پاس دو تلواریں ہوں گی‘ وہ مجھے دیکھ کر اس طرح پگھلے گا جس طرح رانگ پگھلتا ہے اور جب وہ مجھے دیکھے گا تو حق تعالیٰ اس کو ہلاک کردے گا۔ یہاں تک کہ ہر پتھراور درخت سے آواز آئے گی اے مسلمان! میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے آکر اسے قتل کردے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کردے گا۔ اس کے بعد سب اپنے اپنے شہروں اور وطنوں کو واپس ہوجائیں گے۔ اس وقت یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا۔ وہ ہرایک بلندی سے چلے آئیں گے اور تمام شہروں کو پامال کرڈالیں گے جس چیز پر ان کا گزر ہوگا اس کو برباد کردیں گے اور جس پانی پر سے ان کا گزر ہوگا اسے پی لیں گے پھرلوگ لوٹ کر میرے پاس آجائیں گے اور یاجوج کی شکایت کریں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے خلاف بددعا کروں گا۔ حق تعالیٰ انہیں ہلاک کردے گا یہاں تک کہ پوری زمین ان کی بدبو سے متعفن ہوجائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ مینہ برسائے گا جو ان کے جسموں کو بہا کرلے جائے گا اور سمندر میں ڈال دے گا میرے رب نے جو بات خصوصیت سے مجھے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت یہ صورت حال ہوگی اس وقت قیامت پورے دنوں کی حاملہ عورت کی مانند ہوگی کہ اہل قیامت کو معلوم نہ ہوگا کہ کب یہ مصیبت آپڑے۔ رات کے وقت یا دن کے وقت۔

بزار‘ ابویعلی‘ حارث بن ابی اسامہ‘ طبرانی‘ ابونعیم اور ابن عساکر بہ طریق علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی‘ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا اور میں اس پر سوار ہوا جب کسی پہاڑ پر آتا تو اس کے پیر اونچے ہوجاتے اور جب نیچے اترتا تو اس کے اگلے پاؤں اونچے ہوجاتے چلتے چلتے وہ ہمیں ایک بدبودار زمین میں لے گیا‘ اس کے بعد اس نے ایک کشادہ اور پاکیزہ زمین میں پہنچایا۔ میں نے جبرائیل امین سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ بدبودار زمین دوزخ کی ہے اور پاکیزہ زمین جنت کی‘ چنانچہ میں ایک شخص کے پاس آیا جو کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہا تھا۔ اس شخص نے سوال کیا جبرائیل تمہارے ساتھ یہ کون آدمی ہے؟ جبرائیل نے کہا: یہ تمہارے بھائی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس شخص نے مجھے مرحبا کہا: اور دعائے برکت دی‘ نیز کہا: کہ اپنے پروردگار سے اپنی امت کیلئے آسانی کی درخواست کیجئے۔ میں نے پوچھا: جبرائیل یہ کون ہیں؟ کہا: آپ کے بھائی عیسیٰ علیہ السلام ہیں‘ پھرہم چلے تو میں نے ایک آواز سنی جو غصہ کی آئینہ دار تھی۔ یہاں تک کہ ہم ایک شخص کے پاس آئے۔ اس شخص نے جبرائیل امین سے پوچھا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے بھائی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اس شخص نے مجھے سلام دیا اور برکت کی دعا دی اور کہا: کہ اپنی امت کیلئے آسانی کی درخواست کیجئے۔

میں نے جبرائیل سے دریافت کیا یہ شخص کون تھا۔

جبرائیل نے کہا: یہ آپ کے بھائی موسیٰ علیہ السلام ہیں' پوچھا: کہ یہ کس سے جھگڑ رہے تھے' بولے: اپنے پروردگار سے' میں نے کہا: اپنے پروردگار سے ناراض ہو رہے تھے۔ جبرائیل نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ ان کی گرم مزاجی کو جانتا ہے۔

پھر ہم روانہ ہوئے تو میں نے چراغ اور روشنی دیکھی۔ پوچھا: جبرائیل! یہ کیا ہے جواب دیا یہ آپ کے جدامجد ابراہیم کا درخت ہے اس کے قریب جایئے میں اس کے قریب آیا تو انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور برکت کی دعا دی۔

پھر ہم چلے تاآنکہ بیت المقدس پہنچ گے اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام اپنی سواریاں باندھتے تھے' اس کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا تو میرے لئے وہ تمام انبیائے کرام جمع کئے گئے جن کا نام اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جن کا نام ذکر نہیں فرمایا تو میں نے ان سب کو نماز پڑھائی۔

امام مسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر زیر آیت لقد رای من ایات ربہ الکبری نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل امین کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔

بیہقی اور ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی
کی تفسیر میں روایت کی' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں نے جبرائیل امین کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگوں کے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔

امام بخاری نے بحوالہ علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی
کی تفسیر نقل کی کہ آپ نے سبز رنگ کے رفرف کو دیکھا جس نے افق کو گھیر رکھا تھا۔

بزار' ابن قانع اور ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن اسعد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء میں موتیوں کے ایک محل تک پہنچا اس کا فرش سونے کا تھا اور وہ نور سے جگمگا رہا تھا وہاں مجھے تین القابات دیئے گئے۔

انک سید المرسلین' امام المتقین' قائد الغر المحجلین

حدیث عبدالرحمٰن بن قرط الثمالی

سعید بن منصور اپنی سنن میں' طبرانی' ابن مردویہ' نیز ابونعیم "معرفت" میں عبدالرحمٰن بن قرط سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا اس رات آپ مقام اور زمزم کے درمیان تھے' جبرائیل امین داہنی جانب اور میکائیل بائیں جانب تھے۔ وہ دونوں آپ کو لیکر اڑے تاآنکہ مقام اعلیٰ تک پہنچے جب آپ کی وہاں سے واپسی ہوئی۔ حضور فرماتے ہیں میں نے سموات علیٰ میں کثرت کے ساتھ پڑھی جانے والی یہ تسبیح سنی۔

سَبَّحَتُ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی مِنْ ذِی الْمَھَابَۃِ مُشْفِقَاتٍ مِنْ ذِی الْعُلُوِّ بِمَا عَلاَ سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی

حدیث علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابو نعیم نے محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج جب آسمان تک لے جایا گیا تو آسمان کے ایک مقام پر آپ رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا' وہ فرشتہ آسمان کے اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں قبل ازیں کھڑا نہ ہوا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ وہ فرشتہ آپ کو اذان کی تعلیم دے تو فرشتے نے کہا: اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندہ نے سچ کہا ہے پھر اس نے کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ اللہ نے پھر ارشاد فرمایا: کہ میرے بندہ نے سچ کہا ہے فرشتے نے کہا: اشھد ان محمد رسول اللہ تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا: کہ میرے بندہ نے سچ کہا ہے واقعی میں نے آپ کو رسول بنایا ہے اور برگزیدہ کیا ہے اور امین بنایا ہے۔ فرشتے نے حی علی الصلوۃ کہا: تو اللہ نے فرمایا: یہ سچ ہے اس نے میرے فریضہ اور میرے حق کی دعوت دی ہے۔ سو جو شخص ثواب کی نیت سے نماز کی پابندی کرے اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہے پھر فرشتے نے حی علی الفلاح کے کلمات کہے تو اللہ نے فرمایا: میرے بندہ نے سچ کہا ہے میں نے ہی اپنے فریضہ' اس کی تعداد اور اس کے اوقات کو مقرر کیا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ آگے بڑھیے' چنانچہ آپ آگے چلے اور آسمان والوں کی امامت فرمائی۔ اس طرح آپ کا شرف و فضل تمام مخلوق پر تام ہو گیا۔

ابن مردویہ بسند زید بن علی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج کی شب اذان کی تعلیم دی گئی اور آپ پر نماز فرض کی گئی۔

ابن مردویہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج ملائکہ کی جس جماعت کے پاس سے گزر ہوا' اس نے یہی کہا کہ آپ اپنی امت کو سینگیاں لگوانے کا حکم دیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

حدیث عمر بن الخطاب

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عبید بن آدم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ کے مقام پر تھے اور بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تمہاری نظر میں کہاں نماز پڑھنا بہتر ہے؟ عرض کیا "صخرہ کے پیچھے" فرمایا: نہیں' میں تو اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے' چنانچہ آپ قبلہ رخ ہوئے اور نماز ادا کی۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج مالک داروغہ دوزخ کو دیکھا' وہ ترش رو تھا اور اس کے چہرے سے غصہ معلوم ہوتا تھا۔

ابن مردویہ نے بہ طریق مغیرہ بن عبدالرحمٰن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ شب معراج میں نے نماز مسجد کے اگلے حصہ میں ادا کی اس کے بعد صخرہ میں آیا وہاں ایک فرشتہ کھڑا تھا جس کے پاس تین برتن تھے' میں نے شہد لیکر اس میں سے تھوڑا سا پیا' پھر دوسرا برتن لیا اور اس سے سیر ہو

کر پیا' وہ دودھ تھا' اس فرشتے نے کہا: اگر اس تیسرے برتن سے پیتے تو اس میں شراب تھی۔ میں نے کہا: میں سیر ہو گیا ہوں وہ فرشتہ بولا اگر آپ اسے پی لیتے تو آپ کی امت کبھی بھی فطرت پر مجتمع نہ ہوتی پھر مجھے آسمان پر لے جایا گیا اور مجھ پر نماز فرض کی گئی اس کے بعد میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا، جبکہ حضرت خدیجہ نے ابھی پہلو تک نہ بدلا تھا۔

حدیث مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

احمد، بخاری اور مسلم کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج ہے مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شب معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا' کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اپنے ساتھی سے کہنے لگا جسے میں سن رہا تھا' پھر انہوں نے یہاں سے یہاں تک میرا سینہ شق کیا (راوی کہتے ہیں کہ مقدم سینہ سے بالوں تک) اور میرا قلب اطہر باہر نکالا' پھر ایمان و حکمت سے بھرا ہوا ایک سنہری طشت لایا گیا اور میرے قلب کو دھو کر اسے ایمان و حکمت سے لبریز کیا گیا اور بعد ازاں اسے اپنے مقام پر لوٹا دیا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک جانور خچر سے کوتاہ قد اور گدھے سے بڑا لایا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ براق تھا اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا تھا' مجھے اس پر سوار کرایا گیا' پھر جبریل مجھے لے کر روانہ ہوئے تاآنکہ ہم آسمان پر پہنچے جبریل نے دروازہ کھلوایا' دریافت کیا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبریل ہوں' پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! انہیں بلایا گیا ہے آواز آئی خوش آمدید آپ کی تشریف آوری مبارک' پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں اوپر آیا تو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل نے کہا: یہ آپ کے جدامجد آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے تو میں نے انہیں السلام علیکم کہا: انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: فرزند صالح اور نبی صالح خوش آمدید۔

پھر جبریل اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر آئے اور اس کا دروازہ کھلوایا دریافت کیا گیا کون ہے؟ بتایا جبریل ہوں پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کہ کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا' جی ہاں! پھر دعائے مرحبا کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔

حضرت و عیسیٰ علیہما السلام نے استقبال کیا تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مرحبا کہا: چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام ملے اور خیر مقدم کیا پانچویں آسمان پر آئے تو ہارون علیہ السلام نے دعائیہ کلمات سے استقبال کیا۔ چھٹے آسمان پر پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو محو انتظار پایا انہوں نے مرحبا کہا:

جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام اشکبار ہو گئے' رونے کا سبب پوچھا: تو فرمایا: اس وجہ سے روتا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے مگر ان کی امت کے لوگ میری امت سے تعداد میں زیادہ جنت میں جائیں گے اس کے بعد جبریل نے آگے بڑھ کر ساتویں آسمان کا دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا ہے۔ کون ہے؟ جواب دیا: جبریل ہوں۔

دریافت کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو بتایا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں سوال کیا گیا' کیا آپ کو بلوایا گیا ہے؟۔

جبریل نے فرمایا: ہاں! آپ کو بلوایا گیا ہے۔

فرشتوں نے کہا: مرحبا آپ کی تشریف آوری مبارک ہو جب میں آگے بڑھا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جبریل امین نے فرمایا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے تو میں نے انہیں السلام علیکم کہا انہوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: مرحبا فرزند صالح نبی صالح۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہی تک بلند کیا گیا اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے' جبریل نے فرمایا: یہ سدرۃ المنتہی ہے وہاں چار نہریں نظر پڑیں دو بیرونی اور دو اندرونی میں نے دریافت کیا جبریل یہ نہریں کیسی ہیں؟ جبریل نے جواب دیا کہ اندرونی نہریں جنت میں جاتی ہیں اور بیرونی نہریں نیل و فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور تک بلند کیا گیا اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں اس کے بعد میرے پاس ایک برتن میں شراب اور ایک میں دودھ اور ایک برتن میں شہد لایا گیا میں نے دودھ لے لیا' جبریل نے کہا: یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ کی امت ہے پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی جب میں وہاں سے اترا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا: روزانہ پچاس نمازیں انہوں نے فرمایا: آپ کی امت ان پر عمل نہیں کر سکے گی' کیونکہ میں پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے بارے میں انتہائی مشقت اٹھا چکا ہوں لہٰذا آپ واپس جا کر اپنے پروردگار سے تخفیف کی التجا کیجئے؟ چنانچہ میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازوں کی تخفیف فرما دی پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں دس نمازوں کی تخفیف کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا: دوبارہ جا کر تخفیف کی استدعا کیجئے' چنانچہ میں پھر گیا تو دس مزید نمازوں میں کمی کر دی گئی (موسی علیہ السلام کی تجویز پر آنے جانے کا سلسلہ کئی بار ہوا) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مسلسل آتا جاتا رہا تا آنکہ روزانہ صرف پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا۔ اس کے بعد میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں مطلع کیا کہ شب و روز میں صرف پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے تو انہوں نے فرمایا: آپ کی امت پانچ نمازیں بھی ادا نہیں کر سکے گی میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ انتہائی کوشش کر چکا ہوں' لہٰذا ایک بار پھر تخفیف صلوۃ کی درخواست کیجئے۔ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میں نے بار بار اس کی درخواست کی ہے اب مجھے شرم محسوس ہوتی ہے' لہٰذا اب اس حکم کو قبول کرتا ہوں اس کے بعد ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی ہے۔

حدیث ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابن ابی حاتم اور مردویہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا ہوا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا: آپ اپنی امت کو حکم دیں کہ جنت میں کثرت کے ساتھ درخت لگائیں' کیونکہ جنت کی زمین وسیع اور مٹی پاکیزہ ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: کہ جنت کا درخت کیا ہے۔ فرمایا: لاحول ولا قوۃ الاباللّٰہ

حدیث ابی الحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی' ابن ابی قانع اور ابن مردویہ حضرت ابی الحمراء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے ساتویں آسمان تک لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے داہنے پائے پر لکھا ہے۔ لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ

حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

بخاری و مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصہ معراج سابقہ حدیثوں کی مانند منقول ہے پھر امام زہری کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس اور اباحیہ انصاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس کے بعد مجھے ایک بلند ہموار مقام پر لے جایا گیا جہاں میں نے قلموں کے چلنے کی آواز سنی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بعدازاں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ (پھر موسیٰ سے گفتگو اور تخفیف نماز کا بیان ہوچکا ہے)

امام مسلم نے حضرت ابوذر سے روایت کی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ تو نور ہے' میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن جریر' ابن ابی حاتم' ابن مردویہ بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں عشاء کے وقت مسجد حرام میں سو رہا تھا' کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اس نے مجھے بیدار کیا تو میں بیدار ہوگیا مگر مجھے کوئی آدمی نظر نہ آیا' مجھ پر ایک تصوراتی کیفیت طاری تھی پھر میں مسجد سے باہر آیا وہاں سواری کا ایک جانور دیکھا جو تمہارے ان چوپاؤں یعنی خچروں سے مشابہت رکھتا تھا اس کے کان مسلسل حرکت کر رہے تھے اس کا نام براق ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس پر سوار ہوا کرتے تھے' وہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا' میں اس پر سوار ہوگیا' دوران سفر اچانک داہنی جانب سے کسی نے پکار کر کہا: "اے محمد! میری طرف دیکھئے میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں" مگر میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا' میں براق پر جارہا تھا' کہ ایک عورت پر نظر پڑی جس نے اپنی کلائیاں کھول رکھی تھیں اور انتہائی بن ٹھن کر بیٹھی تھی۔ اس نے آواز دی اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری طرف توجہ فرمایئے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ مگر میں نے اس کی طرف التفات نہ کیا یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گیا وہاں میں نے سواری کو اس حلقہ کے ساتھ باندھ دیا جس سے انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر جبرائیل میرے پاس دو برتن لائے ایک شراب کا برتن تھا اور دوسرا دودھ کا' تو میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ جبرائیل نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے تو میں نے نعرہ تکبیر بلند کیا' پھر جبرائیل نے پوچھا: "آپ نے دوران سفر کیا دیکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ

داہنی طرف سے کسی کی آواز آئی کہ میری طرف دیکھیئے میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں' مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جبرائیل نے فرمایا: یہ یہود کا داعی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہوجاتی جہاں تک بائیں طرف سے آواز دینے والے کا تعلق ہے تو وہ نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اس کی طرف التفات کرتے تو آپ کی امت عیسائی ہوجاتی۔ وہ عورت جو بن ٹھن کے بیٹھی تھی اور اپنی طرف مائل کررہی تھی وہ دنیا تھی اگر آپ اس کی بات کا جواب دیتے تو آپ کی امت آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کے بعد جبرائیل اور میں بیت المقدس پہنچے جہاں ہم نے دو دو رکعتیں پڑھیں۔ بعدازاں ایک زینہ میرے سامنے لایا گیا جس پر بنی آدم کی ارواح چڑھتی ہیں اس زینہ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نظر سے نہیں گزری' کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میت آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتا ہے' پھر میں اور جبرائیل اوپر چڑھے تو ایک فرشتہ سے ملاقات ہوئی جس کا نام اسماعیل ہے' وہ آسمان دنیا کا دروانہ ہے اس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں اور پھر ہر فرشتہ کے زیر حکم ایک لاکھ فرشتے ہیں' پھر جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا' دریافت کیا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبرائیل ہوں' پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے؟ فرمایا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا گیا کیا انہیں آنے کی دعوت دی گئی ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر آدم علیہ السلام کی زیارت ہوئی ان کی ہیئت وہی تھی جو ان کی تخلیق کے روز تھی' ان کے سامنے ان کی اہل ایمان اولاد کی روحیں پیش کی جارہی تھیں اور وہ انہیں دیکھ کر فرمارہے تھے پاکیزہ روح اور پاکیزہ جان ہے انہیں علیین میں رکھو' اس کے بعد ان کے سامنے ان کی کافر اولاد کی روحیں پیش کی گئیں وہ ان کو دیکھ کر فرمانے لگے خبیث روح و جان ہے انہیں سجین میں لے جاؤ۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد دسترخوان نظر پڑے جن پر پکا ہوا گوشت موجود تھا جو متعفن ہوچکا تھا اور لوگ اس میں سے کھارہے تھے میں نے پوچھا: جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام اختیار کرتے ہیں' پھر کچھ وقت کے بعد ایسے گروہوں کے پاس سے گزرے جن کے پیٹ مکانوں کی مانند بڑے تھے۔

جب کوئی ان میں سے اٹھتا تو فوراً گر جاتا اور کہتا الٰہی قیامت قائم نہ فرما۔ دراصل یہ لوگ قوم فرعون کے طریقہ پر تھے مختلف قومیں آتیں اور انہیں روند کر چلی جاتیں' میں نے انہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کررہے تھے میں نے دریافت کیا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کی امت کے سودخوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا — یہ سودخوار روز قیامت یوں اٹھیں گے گویا شیطان نے انہیں مخبوط الحواس کردیا ہے۔

اس کے بعد آگے بڑھا تو ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے' وہ اپنے منہ کھول کر اس میں پتھر ڈالتے' جو ان کے نیچے سے نکل جاتے' میں نے انہیں اللہ کی بارگاہ میں چیخ و پکار کرتے سنا' میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ بدبخت کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے تھے۔ (جیساکہ ارشاد خداوندی ہے)

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا — جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھارہے ہیں وہ عنقریب جلا دینے والی آگ میں داخل ہوں گے

اس کے بعد آگے بڑھا تو ایسی عورتیں نظر آئیں جن کو پستانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں آہ و زاری کررہی تھیں' میں نے جبرائیل امین سے پوچھا: یہ کون عورتیں ہیں؟ فرمایا: یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں سے وہ عورتیں ہیں جو زنا کار ہیں اور اپنی اولاد کو قتل کرتی ہیں۔

پھر کچھ گروہ ایسے نظر آئے جن کے پہلوؤں کا گوشت کاٹا جارہا تھا اور وہ اس گوشت کو کھارہے تھے' ان میں سے ہر ایک کو کہا جاتا کہ اس گوشت کو کھا جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا تھا۔ میں نے جبرائیل سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتے اور سامنے طعنہ بازی کرتے۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں ایک انتہائی حسین و جمیل ہستی سے ملاقات ہوئی' اللہ نے اس ہستی کو مخلوق پر اس طرح فضیلت حسن دی ہے جس طرح چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: یہ صاحب حسن و جمال کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں' ان کے ساتھ ایک قوم تھی میں نے ان کو سلام دیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام تھے میں نے انہیں السلام علیکم کہا: اور انہوں نے اس کا جواب دیا ان کے ساتھ ان کی قوم تھی پھر میں چوتھے آسمان پر آیا' وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند مرتبہ عطا کیا ہے ان کے ساتھ سلام و جواب ہوا۔ سلام کے بعد میں پانچویں آسمان پر پہنچا۔ وہاں ہارون علیہ السلام تھے ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی اور اس قدر دراز تھی کہ ناف تک پہنچتی تھی۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں؟ فرمایا: یہ اپنی قوم کے ہر دلعزیز و محبوب ہارون بن عمران ہیں ان کے ہمراہ بھی کچھ لوگ تھے میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے وعلیکم السلام کہا:

پھر میں چھٹے آسمان پر چڑھا تو حضرت موسیٰ بن عمران سے ملاقات ہوئی وہ گندمی رنگ کے زیادہ بالوں والے بزرگ تھے اگر ان پر دو کرتے ہوتے تب بھی ان کے بال قمیض سے باہر نکل آتے۔ وہ کہہ رہے تھے لوگوں کا خیال ہے کہ میں اللہ کے ہاں ان سے زیادہ معزز ہوں حالانکہ یہ (محمد) اللہ کی بارگاہ میں زیادہ معزز و مکرم ہیں۔ میں نے جبرائیل سے دریافت کیا' یہ کون صاحب ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں"۔ ان کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اس کے بعد میں ساتویں آسمان پر چڑھا' وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گروہ تھا میں نے انہیں السلام علیکم کہا تو انہوں نے وعلیکم السلام کہا' پھر مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی اور آپ کی امت کی منزل ہے پھر میں نے دیکھا کہ میری امت دو حصوں میں بٹ گئی ہے ایک جماعت تو وہ تھی جس کے جسم پر کاغذ کی طرح سفید پوشاک تھی اور دوسری جماعت کے جسموں پر میلے کچیلے کپڑے تھے پھر میں بیت المعمور کے اندر گیا۔ میرے ہمراہ وہ لوگ بھی گئے جو سفید پوشاک پہنے ہوئے تھے مگر میلے کپڑوں میں ملبوس لوگوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا حالانکہ وہ بھی خیر اور بھلائی کے حامل تھے پھر میں اور میرے اہل ایمان ساتھیوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی' پھر میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر آگیا۔ بیت المعمور وہ مقام ہے جہاں ستر ہزار فرشتے

روزانہ نماز پڑھتے ہیں پھر وہ قیامت تک دوبارہ یہاں نہیں آئیں گے۔

اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اس کا ہر ایک پتہ اس قدر بڑا تھا' کہ اس ساری امت کو ڈھانپ لے' میں نے وہاں ایک بہتا ہوا چشمہ دیکھا جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اس سے دو نہریں نکل رہی تھیں۔ ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت میں نے اس میں غسل کیا تو میری اگلی اور پچھلی فرو گذاشتیں معاف کردی گئیں' پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو ایک کنیز سامنے آئی میں نے پوچھا: تو کس کی کنیز ہے؟ کہنے لگی میں زید بن حارثہ کی کنیز ہوں' پھر جنت میں تازہ پانی کی ایسی نہریں نظر آئیں کہ جن کے پانی میں کوئی تغیر واقع نہ ہوگا۔ بہت سی نہریں دودھ کی تھیں جن کا ذائقہ متغیر نہ ہوگا۔ اسی طرح بہت سی نہریں شراب کی دیکھیں جو پینے والوں کے لئے بہت لذیذ ہیں' وہاں شراب کی کئی نہریں نظر آئیں جو بہت صاف و مصفیٰ ہیں' ان کے انار ڈولوں کی مانند تھے' وہاں کے پرندے دیکھے جو تمہارے ان اونٹوں کی جسامت کے تھے' اس کے بعد جہنم میرے سامنے لایا گیا' اس میں اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب تھا' اگر اس میں لوہا اور پتھر ڈالا جاتا تو وہ اس کو نگل جاتی' پھر اسے بند کردیا گیا۔

اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا جس نے مجھے ڈھانپ لیا اور میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور ہر پتہ کے اوپر ایک فرشتہ اتر آیا' پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے لئے ہر نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا اور جس وقت آپ نیکی کا ارادہ کرلیں اور اس پر عمل نہ کرسکیں تو ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس وقت آپ اس ارادے کو عملی جامہ پہنادیں تو پھر دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جب برائی کا ارادہ ہوگا اور اس کا ارتکاب نہ ہوگا تو کچھ نہیں لکھا جائے گا اور جب برائی کے ارادہ کو عملی جامہ پہنا لیا گیا تو صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔

پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کے پروردگار نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں' فرمایا: واپس جایئے اور اپنی امت کے لئے رب تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کیجئے' کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی' چنانچہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی۔ اے پروردگار! میری امت پر تخفیف فرما' کیونکہ وہ کمزور امت ہے" پس اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کردیں۔ غرضیکہ میں اللہ تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان کئی بار آیا' گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرماکر نمازیں پانچ کردیں اس وقت بارگاہ خداوندی سے اعلان ہوا میں نے اپنے فریضے کی تکمیل کردی اور اپنے بندوں پر تخفیف کردی اور انہیں ایک نیکی کے عوض دس نیکیاں عطا فرمائیں۔

پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پوچھا: اب کس چیز کا حکم ہوا ہے؟ میں نے کہا: پانچ نمازوں کا کہنے لگے "اپنے پروردگار کے پاس جاکر مزید تخفیف کی درخواست کیجئے' میں نے کہا: میں کئی بار بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا ہوں' اب اس کام کے لئے مجھے شرم آتی ہے۔

پھر صبح سویرے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو ان عجائبات سے آگاہ کیا کہ میں رات کے وقت بیت المقدس گیا' اس کے بعد مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور میں نے حیران کن مشاہدات کئے۔ ابوجہل یہ سن کر کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم سے جو کچھ بیان کررہے ہیں کیا تم کو اس پر اچنبھا نہیں ہوتا۔ راوی بیان کرتے

ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو قریش کے قافلے کی خبر دی اور بتایا کہ وہ مجھے آسمان کی طرف جاتے ہوا ملا تھا اور میں نے اسے فلاں مقام پر دیکھا تھا' قافلے کے اونٹ بھاگ گئے تھے اور جب میں واپس آیا تو میں نے اس قافلے کو گھاٹی کے پاس دیکھا میں نے ان لوگوں کو ہر شخص اور اس کے اونٹ اور مال و متاع کے بارے میں بتایا کہ وہ ایسا ایسا ہے حاضرین میں سے ایک شخص بولا: میں بیت المقدس کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں' لہٰذا بتایئے کہ اس کی تعمیر اور ہیئت کیسی ہے اور وہ پہاڑ سے کتنا قریب ہے؟ پس بیت المقدس اٹھا کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: کہ بیت المقدس کی تعمیر ایسی ہے اور اس کا نقشہ و پلان ایسا ہے' نیز یہ پہاڑ سے اس قدر قریب ہے' یہ سن کر وہ کہنے لگا آپ نے بالکل سچ کہا ہے۔

ابن مردویہ از طریق ابی نضرہ حضرت ابوسعید خدری سے راوی

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میرا گزر حوض کوثر پر ہوا تو جبرائیل امین بولے: یہ حوض کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے' میں نے اس کی مٹی کو چھوا تو وہ خوشبودار کستوری تھی۔

انہی سے روایت ہے۔ حضور فرماتے ہیں میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

حدیث ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابو نعیم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ کو ایک خط دے کر قیصر روم کی طرف روانہ فرمایا: دحیہ نے حمص کے مقام پر قیصر سے ملاقات کی' قیصر نے اپنے ترجمان کو بلایا: خط کا آغاز اس طرح تھا۔

"محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام"

یہ دیکھ کر قیصر کا بھائی آتش زیر پا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو اس شخص کے خط کو نہیں دیکھتا کہ اس نے خط میں تمہارے نام سے پہلے اپنا نام لکھا ہے اور تجھے صرف قیصر روم سے خطاب کیا ہے تیری بادشاہت کا ذکر نہیں کیا۔ قیصر نے کہا: میرے نزدیک تم احمق کم سن اور پاگل ہو' کیا تم چاہتے ہو کہ ایک شخص کا خط دیکھے بغیر پھاڑ دیا جائے۔ مجھے اپنی زندگانی کی قسم اگر وہ شخص اپنے دعوےٰ میں سچا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا ذکر میرے نام سے پہلے آئے اور اگر اس نے مجھے صاحب الروم کہا ہے تو بالکل سچ کہا ہے' میں ان کا صاحب ہی تو ہوں بادشاہ نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل روم کو میرے تابع کر دیا ہے ورنہ اللہ چاہے تو ان کو میرے اوپر مسلط کر دے اس کے بعد قیصر نے نامہ رسول کھول کر پڑھا اور بولا۔

اے معشر روم! میرے خیال میں یہ وہی شخص ہے جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اگر مجھے یقین ہو جائے کہ یہ وہی ہستی ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس طرح دل و جان سے خدمت کروں کہ آپ کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے پائے بلکہ اپنے ہاتھوں پر (بطور تبرک) لوں۔

یہ سن کر اہل روم کہنے لگے' اللہ تعالیٰ یہ منصب ان پڑھ بدوؤں کے سپرد کرنے والا نہیں کہ اہل کتاب ہونے کے باوجود ہمیں اس سے محروم کردے۔

قیصر روم نے کہا: میرے اور تمہارے نزدیک ہدایت کا معیار انجیل ہے' ہم اسے منگاتے اور کھول کر دیکھتے ہیں کہ اگر وہی نبی ہیں تو ہم آپ کی اتباع کریں گے ورنہ اس کو پھر سربمہر کردیں گے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس وقت انجیل پر سونے کی بارہ مہریں لگی ہوئی تھیں' سب سے پہلے اس پر ہرقل نے مہر لگائی' اس کے بعد جو بادشاہ اس کا جانشین ہوا اس نے مہر کی یہاں تک کہ قیصر روم کے زمانے تک اس پر بارہ مہریں لگ چکی تھیں۔ ہر بادشاہ اپنے جانشین کو اس بات کا پابند بناتا کہ وہ انجیل کو نہیں کھولے گا جس دن وہ اسے کھول دیں گے تو دین عیسائیت میں تغیر آجائے گا اور ان کی بادشاہت ختم ہوجائے گی' الغرض! قیصر نے انجیل منگوا کر اس کی مہریں کھولیں جب گیارہ مہریں توڑ دی گئیں اور صرف ایک باقی رہ گئی تو اس کی طرف علماء' اسقف اور بطریق اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ منہ پیٹ ڈالے اور بال نوچ لئے' قیصر نے ان سے پوچھا: کہ تم کو کیا ہوگیا ہے؟ وہ بولے آج تیرے گھرانے کی سلطنت برباد ہوجائے گی اور تیری قوم کا دین متغیر ہوجائے گا۔ قیصر نے کہا: اصل ہدایت میرے پاس ہے' وہ بولے' جلدی نہ کیجئے اس شخص کے احوال معلوم کرلیجئے اور اس شخص سے خط و کتابت کرکے مزید غور کرلیجئے۔ قیصر نے پوچھا: کون ایسا شخص ہے جس سے ہم اس نبی کے احوال معلوم کریں؟ ان لوگوں نے کہا: کہ شام میں بکثرت لوگ موجود ہیں۔ قیصر نے شام میں قاصد بھیجا' تاکہ ایسے لوگوں کو بھیج دے جن سے وہ اس مدعی نبوت کے بارے میں سوال کرسکے۔

غرضیکہ ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو قیصر روم کے پاس لایا گیا قیصر نے ابوسفیان سے کہا: کہ ہمیں اس شخص کے بارے میں بتاؤ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ابوسفیان نے ہر ممکن طریقے سے اس دعویٰ نبوت کو بے قدر کرنے کی کوشش کی اور کہا: اے بادشاہ! آپ اس نبی کے معاملہ کو بڑا نہ سمجھیں ہم تو اسے جادوگر' شاعر اور کاہن کہتے ہیں۔

قیصر:۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان سے پہلے لوگ بھی انبیائے کرام کو یہی القابات دیتے تھے تم مجھے اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ۔

ابوسفیان :۔ ہماری قوم کے لڑکے کم سن اور کم عقل لوگ اس کے اصحاب ہیں' ہمارے سرداروں میں سے کسی نے اس کی اتباع نہیں کی۔

قیصر: ۔ بخدا! اسی قسم کے لوگ انبیائے کرام کے متبع ہوتے ہیں' وڈیروں اور سرداروں کو تو ان کی حمیت اور نخوت مانع ہوتی ہے اب مجھے اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ بتاؤ کہ کیا ان میں کوئی یہ دین اختیار کرنے کے بعد پھر چھوڑ دیتا ہے۔

ابوسفیان:۔ کوئی اس سے الگ نہیں ہوتا۔

قیصر:۔ لوگ اس کے دین میں مسلسل داخل ہورہے ہیں؟

ابوسفیان :۔ جی ہاں!

قیصر:۔ تم اس شخص کے بارے میں میری بصیرت میں اضافہ کررہے ہو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس نبی کا اس ملک پر غلبہ ہوگا یہاں تک کہ میرے پاؤں کے نیچے واقع زمین پر۔

اے گروہ روم! آؤ ہم اس نبی کی دعوت قبول کرلیں پھر ہم اس ملک شام کی درخواست کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے ہی زمانے میں پامال کردی جائے' کیونکہ انبیائے کرام میں سے جس نبی نے کسی بادشاہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اس بادشاہ نے دعوت قبول کرنے کے بعد اس نبی سے کوئی درخواست کی تو اس نبی نے وہ درخواست قبول کرلی' لہٰذا تم لوگ میرا کہا مانو۔ اہل روم نے کہا: ہم اس بارے میں آپ کی بات ہرگز نہیں مانیں گے۔

ابوسفیان بیان کرتے ہیں' بخدا! مجھے اس بات سے کوئی امر مانع نہ ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیصر کی نظر سے گرادوں مگر یہ کہ میں قیصر روم کے سامنے کوئی جھوٹی بات کہوں گا تو وہ اس پر میری گرفت کرے گا اور مجھے جھوٹا قرار دے گا۔ البتہ! میں نے قیصر سے آپ کی معراج کا ذکر کیا اور کہا: اے بادشاہ! میں آپ کو ایسی بات سے آگاہ نہ کروں جس سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہوجائے۔ قیصر نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: وہ شخص ہم سے بیان کرتا ہے کہ وہ سرزمین حرم سے راتوں رات مسجد ایلیاء تک آیا ہے اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات واپس حرم مکہ پہنچ گیا۔ ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ ایلیاء کا بطریق قیصر کے سر پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا: مجھے اس رات کا علم ہے اس کی طرف دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھے اس رات کا کیسے علم ہوا؟ بطریق بولا رات کو جب میں نے بیت المقدس کے تمام دروازے بند کردیئے تو ایک دروازہ رہ گیا جسے بند نہ کرسکا تو میں نے خدمت گاروں اور حاضرین سے مدد لی مگر سب مل کر بھی اسے حرکت نہ دے سکے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ہم کسی پہاڑ کو حرکت دے رہے ہیں اس کے بعد میں نے نجاروں کو بلایا' انہوں نے اسے دیکھا اور کہا: اس پر دروازہ کی چوکھٹ گر گئی ہے یا کوئی دیوار' لہٰذا ہم اسے ہلا نہیں سکتے۔ صبح ہونے پر اسے دیکھیں گے۔ بطریق بولا' میں اس دروازے کو کھلا چھوڑ کر چلا گیا جب صبح کو اٹھا تو میں نے اس پتھر میں جو کہ دروازہ پر تھا سوراخ دیکھا اور اس میں سواری باندھے جانے کا نشان بھی موجود تھا' میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ دروازہ آج کسی نبی کیلئے کھلا رکھا گیا ہے جس نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے۔

یہ سن کر قیصر نے کہا: اے اہل روم! تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان صرف ایک نبی ہوگا' حضرت عیسیٰ نے تمہیں اس نبی کی بشارت دی ہے یہ وہی نبی ہیں جن کی عیسیٰ نے بشارت دی ہے' لہٰذا جس دین کی طرف وہ نبی تمہیں بلاتا ہے اس کو قبول کرو مگر جب اہل روم کی انتہائی نفرت کا مشاہدہ کیا تو کہا: اے اہل روم! تمہارے بادشاہ نے تمہیں آزمائش کے لئے طلب کیا تھا' تاکہ معلوم ہو کہ تم اپنے دین پر کس قدر پختہ ہو تو تم نے اس کے سامنے اسے برا بھلا کہا (جس سے تمہاری دین پر مضبوطی ثابت ہوگئی ہے) یہ سن کر تمام اہل روم قیصر کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔

حدیث ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

طبرانی اوسط میں اور ابن مردویہ حضرت ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل امین براق لیکر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس پر سوار کرایا پھر اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئے جب پست مقام پر پہنچے تو براق اپنے اگلے قدم لمبے اور پچھلے قدم کو تاہ کرلیتا' جبکہ مقام بلند پر اس کے اگلے قدم چھوٹے اور پچھلے قدم لمبے ہوجاتے۔ دوران سفر ایک شخص آپ کو راستہ کی داہنی طرف ملا اس نے دو مرتبہ آپ کو آواز دی کہ راستہ میری طرف ہے' جبرائیل امین نے فرمایا: آپ چلئے اور کوئی بات نہ کیجئے اس کے بعد اور ایک مرد راستہ کی بائیں جانب ملا اس نے آپ سے کہا: اے

محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) راستہ میری جانب ہے مگر جبرائیل نے کہا: چلئے اور کسی سے بات نہ کیجئے' پھر آپ کو ایک حسین و جمیل عورت نظر آئی' جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں جس نے آپ کو داہنی جانب سے آواز دی تھی' آپ نے فرمایا: نہیں۔ جبرائیل بولے وہ یہودیوں کا داعی تھا جس نے آپ کو اپنے دین کی طرف دعوت دی۔ پھر کہا کیا آپ اس شخص سے آگاہ ہیں جس نے آپ کو بائیں طرف سے بلایا تھا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا "نہیں" تو جبرائیل نے کہا: وہ عیسائیوں کا نمائندہ تھا جس نے آپ کو دین عیسائیت کی طرف بلایا تھا' پھر جبرائیل نے اس خوبصورت عورت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ میں اس عورت کو نہیں جانتا۔ جبرائیل کہنے لگے وہ دنیا تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی طرف رغبت دے رہی تھی' پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جبرائیل امین روانہ ہوئے تاآنکہ بیت المقدس پہنچے وہاں ایک جماعت بیٹھی تھی سب کہنے لگے مرحبا! اے نبی الامی! اس جماعت میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کے جدامجد ابراہیم علیہ السلام ہیں' یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں' پھر نماز کی اقامت ہوئی تو سب ایک دوسرے کو آگے کرنے لگے یہاں تک کہ سب نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آگے بڑھا دیا' پھر مشروبات لائے گئے تو آپ نے دودھ کو پسند فرمایا۔ جبرائیل نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے اس کے بعد آپ سے کہا گیا کہ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں چلیں' چنانچہ آپ تشریف لے گئے پھر رازونیاز کے بعد واپس تشریف لائے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمایا: میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ (پھر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور ان کی تجویز پر تخفیف نماز کی تفصیل ہے جیساکہ کئی بار تحریر ہوچکی ہے۔)

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابن جریر' ابن ابی حاتم' ابن مردویہ بزار' ابویعلی اور بیہقی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبرائیل نے میکائیل سے کہا: کہ میرے پاس زمزم کے پانی کا ایک طشت لائیے' تاکہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو پاکیزہ اور آپ کے سینہ مبارک کو کشادہ کروں' چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا شکم مبارک شق کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا میکائیل تین بار آب زمزم لائے اور جبرائیل نے سینہ مقدس چیر کر اس سے غل وغیرہ نکال دیا اور اس میں حلم و علم' ایمان و یقین اور اسلام بھر دیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہرنبوت ثبت کردی۔ پھر آپ کے پاس ایک گھوڑا نما سواری لائی گئی۔ آپ اس پر سوار ہوئے اس کا ہر قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا آپ جبرائیل کی معیت میں تشریف لے چلے۔

مشاہدات

آپ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو ایک دن میں کھیتی کاشت کرتی اور اسی دن اسے کاٹ لیتی اور جب وہ لوگ اس کھیتی کو کاٹتے تو پھر وہ پہلے کی طرح ہوجاتی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے ہیں انہیں ہرنیکی پر سات سو گنا اجر ملتا ہے۔ اس کے بعد آپ کا گزر ایسی قوم پر سے

ہوا جن کے سر پتھروں سے پھوڑے جارہے تھے جب ان کے سر پھوڑے جاتے تو وہ پہلے کی حالت پر آجاتے اور یہ عمل مسلسل جاری تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا: کہ یہ کون لوگ ہیں' فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے فرض نمازیں سرگرانی کا باعث ہوتیں۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا کہ ان کی شرم گاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے' اور وہ اونٹوں اور جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم ضریع اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ نے جبرائیل سے دریافت فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا' پھر آپ کا گزر ایک قوم پر سے ہوا جن کے سامنے ہانڈی میں پکا ہوا گوشت رکھا تھا اور دوسری ہانڈی میں کچا سڑا ہوا گوشت پڑا تھا وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کون ہیں' فرمایا: یہ آپ کی امت میں سے وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال پاکیزہ بیبیاں ہوں مگر پھر بھی ناپاک عورتوں کے پاس آئیں اور شب باش ہوئے ہوں یہاں تک کہ صبح ہو جائے اسی طرح وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال شوہروں کے پاس سے اٹھ کر ناپاک و ناجائز مردوں کے پاس آئیں اور رات انہیں کے ہاں گزاریں حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔

پھر آپ ایک لکڑ کے پاس سے گزرے جو راستے میں پڑی تھی اور پاس سے گزرنے والے کے ہر کپڑے اور چیز کو پھاڑ دیتی تھی' آپ نے جبرائیل سے سوال کیا یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ آپ کی امت میں سے ان لوگوں کی حالت ہے جو راستوں میں بیٹھ کر رہزنی کرتے ہیں پھر ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا جمع کر رکھا تھا مگر اسے اٹھانے سے قاصر تھا' مگر اس کے باوجود وہ اور لکڑیاں لا لا کر اس میں رکھ رہا تھا' آپ نے جبرائیل سے پوچھا: یہ احمق کون ہے؟ فرمایا: یہ آپ کی امت میں سے وہ شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں جن کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا' مگر ان میں اور اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے۔

پھر آپ کا گذر ایسی قوم کے پاس سے ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جب وہ کٹ جاتے تو پھر سابقہ حالت پر آ جاتے اور یہ سلسلہ بند نہ ہوتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا: تو انہوں نے بتایا یہ گمراہی میں ڈالنے والے خطیب اور واعظ ہیں' پھر آپ کا گزر (ایک چھوٹے پتھر پر سے ہوا یا) ایک باریک سوراخ پر سے ہوا جس میں سے ایک بڑا بیل باہر نکلتا ہے پھر وہ بیل اس کے اندر داخل ہونا چاہتا ہے مگر داخل نہیں ہو سکتا آپ نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: یہ اس شخص کا حال ہے جو بڑی بات منہ سے نکالتا ہے پھر اس پر نادم ہوتا ہے۔ مگر منہ سے نکلی بات کو واپس کرنے پر قدرت نہیں رکھتا' پھر ایک وادی پر گزر ہوا وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور کستوری کی خوشبو آئی اور وہاں ایک آواز سنی آپ نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے کہ اے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے وہ پورا کر اور مجھے حسب وعدہ عطا کر' کیونکہ میرے پاس بالا خانے استبرق' حریر' سندس عبقری موتی' مونگے' چاندی سونا' گلاس طشتریاں' سواریاں' شہد پانی دودھ اور شراب بکثرت ہو گئے ہیں لہٰذا مجھے وہ عطا کر جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر مسلم مرد اور عورت اور مومن و مومنہ تیرے لئے ہیں جنت نے کہا: میں راضی ہو گئی۔

پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور ایک دہشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے جبرائیل امین سے پوچھا: یہ کیا ہے۔ جبرائیل نے بتایا یہ جہنم کی آواز ہے جو کہتی ہے کہ اے پروردگار! مجھ سے جو تو نے وعدہ کیا ہے وہ پورا کر میرے پاس زنجیروں، طوقوں، شعلوں، گرم پانی کانٹوں پیپ اور عذاب کی کثرت ہو گئی ہے اور میری گہرائی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ میری تپش بڑھ گئی ہے لہٰذا مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ مجھے دیجئے ارشاد فرمایا: تیرے لئے ہر ایک مشرک اور مشرکہ کافر اور کافرہ خبیث اور خبیثہ اور ہر متکبر روز جزا کا منکر ہے جہنم بولی میں راضی ہو گئی، پھر آپ روانہ ہوئے تا آنکہ بیت المقدس پہنچے اور سواری پر سے اتر کر اسے پتھر سے باندھ دیا، پھر اندر تشریف لے گئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، جب نماز ادا کر چکے تو فرشتوں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: یہ محمد رسول اللہ ہیں فرشتوں نے کہا: کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: جی ہاں! فرشتوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرمائے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں اور کیا خوب تشریف آوری ہے؟ پھر ارواح انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی سب نے اپنے پروردگار کی۔

ز حمدوثناء کی ابراہیم علیہ السلام نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے ملک عظیم عطا کیا اور قانت بنا کر مقتدا کیا مجھے آتش نمرود سے نجات دی اسے میرے لئے ٹھنڈا کیا اور سلامتی والی بنایا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی حمدوثناء بیان فرمائی اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا اور مجھے لشکر فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کا ذریعہ بنایا اور میری امت میں سے ایک جماعت جو حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور حق پر کاربند ہے۔

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی یوں تعریف کی۔

"سب تعریفیں اللہ جل مجدہ کے لئے جس نے مجھے عظیم سلطنت عطا فرمائی مجھے زبور کا علم دیا میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندے بھی، نیز اس نے مجھے حکمت اور فصل خطاب (صاف تقریر) سے مشرف فرمایا۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی حمدوثناء بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر کیا اور شیاطین کو میرے بس میں کر دیا، کہ جو میں چاہتا ہوں وہ بنا دیتے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں مورتیں لگن جیسے حوض اور دیگیں جو ایک ہی جگہ لگی رہیں، بنا دیتے ہیں۔ اس نے مجھے پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل و کرم سے مجھے ہر ایک چیز عطا کی اور میرے لئے شیاطین انس و جن اور پرندوں کے لشکروں کو مسخر کیا اور اپنے بہت سے مومن بندوں پر مجھے فوقیت عطا فرمائی اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرمائی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایان نہ ہوگی اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب نہ ہوگا۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمدوثناء بیان کی اور فرمایا: کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے کلمہ بنایا اور مجھے آدم علیہ السلام کے مشابہ بنایا کہ انہیں مٹی سے پیدا کر کے حرف کن سے وجود عطا فرما دیا اور مجھے کتاب و

حکمت تورات و انجیل سکھائی مجھے ایسا بنایا کہ میں اس کے اذن سے مٹی سے پرندے کا مجسمہ بنا کر اس میں پھونک مارتا تو وہ زندہ پرندہ ہو جاتا' میں اللہ کے اذن سے مادر زاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا' اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اللہ نے مجھے رفعت عطا کی اور طہارت بخشی اور مجھے اور میری ماں کو مردود شیطان سے پناہ عطا فرمائی' سو شیطان کو ہماری طرف آنے کا کوئی راستہ ملا۔

اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اے گروہ انبیاء ! آپ سب نے اللہ تعالیٰ کی حمدوثناء بیان کی ہے اب میں اس کی تعریف و ثناء میں اپنی زبان مبارک کھولتا ہوں سب تعریفوں کے لائق اللہ کی ذات مقدسہ ہے جس نے مجھے رحمتہ اللعالمین اور تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا مجھ پر فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ تمام امتوں کیلئے بطور نمونہ کمال پیدا کی گئی ہے' نیز میری امت کو امت وسط بنایا ہے' میری امت کے خوش نصیب اول بھی ہیں اور آخر بھی میرے سینہ کو فراخ کیا اور میرا بار (نبوت کو) ہلکا (کرکے آسان) کر دیا میرے ذکر کو بلندی عطا فرمائی اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

یہ خطبہ سن کر ابراہیم علیہ السلام پکار اٹھے۔ یہی کمالات ہیں جن کی وجہ سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو آپ سب انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی۔

پھر میرے پاس تین منہ بند برتن لائے گئے ان میں سے ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی تھا آپ نے اس میں سے کچھ پیا' پھر آپ کو دوسرا برتن دیا گیا جس میں دودھ تھا۔ اسے پینے کے لئے کہا گیا تو آپ نے اسے سیر ہو کر پیا۔ پھر تیسرا برتن لایا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ بس میں اب سیر ہو گیا ہوں۔ جبرائیل امین نے آپ سے فرمایا: کہ یہ عنقریب آپ کی امت پر حرام ہو جائے گی اور اگر آپ اسے نوش کرلیتے تو آپ کی امت کے بہت کم لوگ اتباع شریعت کرتے۔ پھر آپ کو آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل نے دروازہ کھولنے کی استدعا کی' پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبرائیل ہوں دریافت کیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں سوال ہوا کیا آپ کو بلا بھیجا گیا ہے' جبرائیل نے فرمایا: جی ہاں ! فرشتوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر تحیت نازل فرمائے آپ اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں اور آپ کی تشریف آوری بہت خوب ہے۔ (پھر آپ کی ارواح انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی۔

آپ آسمان اول پر تشریف فرما ہوئے تو ایک تام الخلقت شخصیت کو دیکھا کہ ان کی خلقت میں کوئی کمی نہیں تھی جیساکہ انسانوں کی خلقت میں کمی ہو جاتی ہے ان کی داہنی طرف ایک دروازہ تھا جس میں سے خوشبودار ہوا آ رہی تھی' ان کے بائیں جانب ایک دروازہ تھا جس میں سڑانڈ اور بدبو آ رہی تھی وہ بزرگ جب داہنی جانب کے دروازہ کی طرف دیکھتے تو مسکراتے اور خوش ہوتے اور جس وقت بائیں طرف کے دروازہ کی طرف دیکھتے تو روتے اور غمگین ہوتے' میں نے جبرائیل سے پوچھا' یہ کون ہیں فرمایا: آپ کے جدامجد آدم علیہ السلام ہیں اور یہ دروازہ جو ان کی داہنی جانب ہے۔ یہ جنت کا دروازہ ہے جب وہ اپنی اولاد میں سے جنت میں داخل ہونے والوں کو دیکھتے تو مسکراتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جو دروازہ ان کی بائیں جانب ہے وہ دوزخ کا دروازہ ہے جب وہ اپنی نسل میں سے ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو اس میں داخل

ہونے والے ہیں تو روتے اور پریشان ہوتے ہیں اس کے بعد جبرائیل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوسرے آسمان پر لے گئے (پھر یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان تک منازل طے کرائیں اور اسی طرح کے سوال و جواب ہوئے)

ساتویں آسمان پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک سفید مو بزرگ جنت کے دروازہ کے پاس ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں ان کے پاس ایک جماعت بیٹھی ہے جن کے چہرے کاغذ کی طرح سفید ہیں۔ ایک اور جماعت ہے جن کے رنگوں میں فرق ہے یہ جماعت کھڑی ہے یہ لوگ نہر میں داخل ہو کر غسل کرتے ہیں اور باہر آتے ہیں تو ان کی رنگت صاف ہو جاتی ہے پھر دوسری نہر میں نہاتے ہیں تو ان کے رنگ اور اجلے ہو جاتے ہیں پھر وہ تیسری نہر میں داخل ہوتے ہیں اور نہا کر باہر آتے ہیں تو ان کے چہرے اپنے ساتھیوں جیسے ہو جاتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے دریافت فرمایا: یہ سفید مو بزرگ کون ہیں؟ اور یہ روشن چہرہ جماعت کون ہے؟ اور دوسری جماعت کا کیا تعارف ہے؟ اور یہ کونسی نہریں ہیں؟ جن میں یہ حضرات داخل ہوئے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا: یہ آپ کے جدامجد ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کے بال روئے زمین میں سب سے پہلے سفید ہوئے اور یہ سفید چہروں والے لوگ وہ ہیں جن کے ایمانوں میں شرک کا شائبہ تک نہیں اور دوسرے جن کے رنگوں میں فرق ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ مختلط کردیئے۔ پھر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی جہاں تک ان نہروں کا تعلق ہے تو ان میں سے پہلی نہر رحمت الٰہی دوسری نعمت الٰہی اور تیسری شراب طہور کی ہے پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ وہ سدرہ ہے کہ آپ کی امت میں سے ہر وہ شخص جو آپ کی سنت پر کاربند ہوگا' اس تک پہنچے گا یہ ایسا درخت ہے جس کی جڑوں سے صاف و شفاف پانی نکلتا ہے اور ایسی دودھ کی نہریں نکلتی ہیں جن کا ذائقہ ہر دم تازہ ہے' شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوتی ہیں' نیز صاف شہد کی نہریں ہیں یہ ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں ستر سال تک چلے تب بھی اسے پار نہیں کر سکتا۔ اس کا ہر پتہ اتنا بڑا ہے کہ ساری امت کو گھیر لے' جیسے نور خداوندی نے اس درخت کو گھیر رکھا ہے اور اسے فرشتوں نے اس طرح گھیر رکھا ہے جس طرح کوے کسی درخت پر بیٹھیں اور اسے ڈھانپ لیں۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا اور کہا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مانگئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کیا' اے اللہ! تو نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ملک عظیم عطا فرمایا تو نے موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی سے مشرف فرمایا داؤد علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا فرمائی' ان کے لئے لوہے کو نرم کیا اور پہاڑوں کو مسخر کیا۔ اے اللہ! تو نے سلیمان علیہ السلام کو عظیم الشان حکومت بخشی اور جن وانس اور شیاطین کو ان کے زیر تصرف کیا' نیز انہیں ہوا پر اختیار عطا کیا' تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو توریت و زبور کی تعلیم دی' انہیں یہ شان بخشی کہ تیرے اذن سے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کردیتے تھے اور مردوں کو زندہ کردیتے تھے تو نے ان کو اور ان کی ماں کو شیطان کی دخل اندازی سے محفوظ فرمایا تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: میں نے آپ کو خلیل و حبیب بنایا آپ کا نام تورات میں حبیب الرحمٰن مکتوب ہے میں نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے آپ کا سینہ کشادہ کیا ہے آپ کا بوجھ ہلکا کیا ہے اور آپ کے ذکر کو رفعت عطا کی ہے جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ میں نے آپ کی امت کو بہترین امت بنایا ہے' تاکہ دوسری امتوں کیلئے نمونہ ہو' نیز آپ کی امت کو امت وسط بنایا ہے جو (دخول جنت کے اعتبار سے) اولین

ہیں اور (صفحہ ہستی پر ظہور کے لحاظ سے) آخری امت ہے یہ ایسی امت ہے کہ ہر خطبہ میں یہ شہادت دے گی کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ میرے بندے اور رسول ہیں' میں نے آپ کی امت میں سے ایسے گروہ بنائے ہیں جن کے دل انجیلیں ہیں' میں نے آپ کو تخلیق کے اعتبار سے اول اور بعثت کے حوالہ سے آخری کیا ہے اور تمام انبیاء کرام سے پہلے آپ کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا میں نے آپ کو سبع مثانی عطا کیں جو کسی اور کو عطا نہ ہوئیں اور میں نے آپ کو سورہ بقرہ کے خواتیم عرش کے نیچے خزانے سے عطا فرمائے کہ آپ سے پہلے کسی کو نہ ملے۔ میں نے آپ کو حوض کوثر عطا کیا اور آٹھ حصے دیئے یعنی اسلام' ہجرت' جہاد' نماز' صدقہ' صوم رمضان' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔" (یہی وجہ ہے کہ) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پروردگار نے مجھے فضیلت بخشی۔ مجھے رحمت اللعالمین بناکر بھیجا اور تمام لوگوں کی طرف مجھے مبعوث کیا' میرے دشمن کے دل میں ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب ڈال دیا' میرے لئے غنیمتوں کو حلال ٹھہرایا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ٹھہرائی گئیں اور تمام زمین کو میرے لئے مسجد اور طہور بنا دیا گیا اور مجھے فواتح کلم' خواتم کلم اور جوامع کلم عطا کئے گئے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی یہاں تک کہ کوئی تابع یا متبوع مجھ پر پوشیدہ نہ رہا' میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں کے پاس آئے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں اس کے بعد دیکھا کہ وہ ایسی قوم کے پاس آئے جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہیں گویا انہیں سوئی سے چھیدا گیا ہے پس مجھ پر کوئی ایسی بات پوشیدہ نہ رہی جو میرے بعد میری امت میں وقوع پذیر ہونے والی تھی۔ مجھے وہاں پر پچاس نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا گیا پھر واپسی پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ان کی خواہش پر تخفیف نماز کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش کیا

بیت المقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے منکشف ہوگیا

امام مسلم از طریق ابی سلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں حطیم میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعات معراج کی تفصیل پوچھ رہے تھے انہوں نے بیت المقدس کی بعض ایسی اشیاء کے متعلق دریافت کیا جو مجھے یاد نہ تھیں' اس لئے میں اس پر شدید پریشان ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نظروں کے سامنے کردیا اور میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگا' اب قریش جو سوال کرتے میں انہیں اس کے متعلق بتادیتا۔

میں نے دیکھا کہ میں انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت میں ہوں اور موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں چھریرے بدن گھنگھریالے بالوں والے ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا' کہ قبیلہ ازدشنوءہ کے فرد ہیں میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے تھے گویا تمہارے عروہ بن مسعود ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے پیغمبر محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے پس نماز کا وقت آیا تو میں نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کی جب میں فارغ ہوا تو کسی نے کہا: اے محمد! یہ مالک صاحب دوزخ ہیں میں نے لوٹ کر ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے سلام کیا۔

احمد ابن مردویہ' ابن ابی حاتم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ شب معراج جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر نگاہ کی تو گرج کے ساتھ بجلیاں چمک رہی تھیں بعدازاں ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح بڑے تھے جن میں سانپ تھے اور وہ سانپ پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے' میں نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ سودخود ہیں پھر جب میں آسمان دنیا کی طرف نیچے اترا' تو میں نے اپنے نیچے غبار اور دھواں اور آوازیں محسوس کیں۔ اس کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ شیاطین ہیں جو انسانوں کی نگاہوں کے سامنے گردش کرتے رہتے ہیں' تاکہ وہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی میں غور نہ کرسکیں اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان قدرت کے عجائبات دیکھتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب سفر معراج سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی واپسی ہوئی اور آپ مقام ذی طویٰ میں آئے اس وقت آپ نے جبرائیل امین سے فرمایا: کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبرائیل نے فرمایا: آپ کی تصدیق ابوبکر صدیق کریں گے' اس لئے کہ وہ صدیق ہیں۔

احادیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ابن مردویہ حاکم اور بیہقی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کے لئے مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو صبح سویرے آپ نے لوگوں کو اس کے واقعات بیان کرنے شروع کئے تو اہل ایمان نے ان واقعات کی تصدیق کی مگر بعض لوگ اس سے مرتد ہوگئے وہ بھاگ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں کچھ خبر ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے یہ سن کر ابوبکر صدیق بولے: کیا آپ نے ایسا فرمایا؟ لوگوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: اگر آپ ایسا فرما رہے ہیں تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں ان لوگوں نے کہا: کیا آپ ان کے اس دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تو اس سے زیادہ دور کی بات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں میں تو ان کی صبح کی یا شام کی آسمانی خبروں کو سچا مانتا ہوں اسی تصدیق کی وجہ سے آپ کا نام صدیق پڑا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو جبرائیل امین نے اذان دی۔ فرشتوں نے خیال کیا کہ جبرائیل انہیں نماز پڑھائیں گے' مگر جبرائیل نے مجھے آگے کردیا تو میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

حدیث ام ہانی بسلسلہ معراج شریف:

ابن اسحاق اور ابن جریر بحوالہ ابو صالح نقل کرتے ہیں کہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب سے منقول ہے کہ شب اسریٰ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں سو رہے' تھے آپ نے عشاء کی نماز ادا فرمائی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے۔ صبح سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بیدار کیا' پھر جب آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ فرمایا: اے ام ہانی! میں نے تمہارے ساتھ اس جگہ نماز عشاء پڑھی جیساکہ تم کو معلوم ہے پھر میں بیت

المقدس چلا گیا۔ وہاں نماز ادا کی اور اب صبح تمہارے ساتھ ادا کی ہے۔ جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔

طبرانی اور ابن مردویہ بحوالہ حضرت عکرمہ' حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ شب معراج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے ہاں قیام فرمایا مگر رات کے وقت ہم نے آپ کو نہ پایا' چنانچہ اس خوف سے مجھے نیند نہ آئی کہ کہیں قریش نے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ضمن میں فرمایا: کہ جبرائیل امین میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر لے گئے مکان کے دروازہ پر مجھے ایک چوپایہ نظر پڑا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جبرائیل امین مجھے اس پر سوار کر کے لے گئے یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہنچے۔ پھر انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرائی جو مجھ سے خلقت میں بہت مشابہت رکھتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کرائی جو گندم گوں' درازقد' قبیلہ ازدشنوء کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد اور سفید رنگ تھے اور عروۃ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکل و شباہت ملتی تھی۔ اس کے بعد مجھے دجال کی پہچان کرائی گئی اس کی داہنی آنکھ مٹی ہوئی تھی اور وہ قطن بن عبدالعزیٰ کے مشابہ تھا۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قریش کے پاس جاکر انہیں اپنے واقعات معراج سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں تو میں نے دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہیں جو آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کی بات کا انکار کریں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں آپ پر حملہ آور نہ ہوجائیں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دامن چھڑا لیا اور قریش کی طرف چل دیئے وہ لوگ (صحن حرم) میں بیٹھے تھے آپ نے جاکر ان سے قصہ معراج بیان کیا تو مطعم بن عدی نے اٹھ کر کہا اے محمد! اگر آپ جوان ہوتے تو اس طرح کی گفتگو نہ کرتے" ایک اور شخص نے پوچھا: اے محمد! کیا آپ فلاں فلاں مقام پر ہمارے تجارتی قافلہ کے اونٹوں کے پاس سے گزرے ہیں؟ فرمایا: ہاں' میں نے ان کو اس حالت میں پایا کہ ان کا ایک اونٹ گم تھا اور وہ اس کی تلاش کر رہے تھے" پھر بولا کیا آپ فلاں قبیلہ کے تجارتی اونٹوں کے پاس گئے ہیں آپ نے جواب دیا میں نے انہیں فلاں مقام پر دیکھا ان کی ایک اونٹنی کے اگلے اور پچھلے پاؤں ٹوٹ گئے تھے اور ان کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا جو کہ اس میں' میں نے پی لیا۔

پھر حاضرین بولے: ہمیں بتایئے کہ وہ کتنے اونٹ تھے اور کتنے چرواہے تھے؟ آپ نے فرمایا: تم نے مجھ سے ان اونٹوں کی تعداد پوچھی ہے تو ان کی تعداد اتنی ہے ان میں اتنے چرواہے تھے۔ ان میں حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چرواہا بھی شامل ہے وہ صبح کے وقت گھاٹی پر پہنچنے والے ہیں' چنانچہ کفار قریش گھاٹی پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگے اور جو بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمائی تھی اس کی صداقت جاننا چاہتے تھے۔ اسی اثناء میں وہ قافلہ آگیا تو انہوں نے اہل قافلہ سے پوچھا: کہ کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہوگیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں! پھر دوسروں سے پوچھا: کیا تمہاری سرخ اونٹنی کے پاؤں ٹوٹ گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں! پھر پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی پیالہ تھا' کہا گیا: ہاں! ایک پیالہ رکھا گیا تھا مگر ہم سے کسی نے اس کو پیا نہیں نہ اس کا پانی گرایا گیا۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کی تصدیق کی اسی وجہ سے آپ کا نام صدیق پڑا۔

ابویعلی اور ابن عساکر نے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی تاریکی میں میرے پاس تشریف لائے' میں اس وقت اپنے بستر پر تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج رات میں مسجد حرام میں سو رہا تھا' کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے پھر مجھے مسجد کے دروازہ پر لے گئے وہاں میں نے ایک سفید چوپایہ دیکھا' میں اس پر سوار ہوا۔ یہاں تک ہم بیت المقدس پہنچے۔ (اس کے بعد سیر آسمان کی وہی داستان ہے)

ام ہانی بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش اظہار کے متعلق سن کر آپ کی چادر مبارک پکڑ لی اور عرض کیا' اے ابن عم! میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ اگر آپ قریش کے سامنے یہ بیان کریں گے تو جس نے تصدیق کی ہے وہ بھی آپ کی تکذیب کرے گا تو آپ نے اپنا ہاتھ اپنی چادر پر مار کر مجھ سے اسے چھڑا لیا تو اس کشمکش میں روائے مبارک آپ کے شکم اطہر سے اٹھ گئی تو میری نظران شکنوں پر پڑی جو آزار مبارک کے اوپر تھیں یوں معلوم ہوتا تھا گویا لپٹے ہوئے کاغذ ہیں' میں نے دیکھا کہ آپ کے سینہ اطہر کے اوپر نور بلند ہو رہا ہے قریب تھا' کہ اس کی تجلی سے میری آنکھ اچک لے جائے' میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سر اوپر اٹھایا تو اس وقت تک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جاچکے تھے' میں نے اپنی کنیز سے کہا تیرا برا ہو' جاکر دیکھ' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرمارہے ہیں اور آپ کو اس کا کیا جواب دیا جارہا ہے؟

جب کنیز واپس ہوئی تو اس نے بتلایا کہ حضور قریش کے ایک گروہ کے پاس ہیں جن میں مطعم بن عدی' عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ ہیں آپ نے ان سے فرمایا: میں نے عشاء کی نماز اس مسجد حرام میں ادا کی اور صبح کی نماز بھی یہیں پڑھی اور اس دوران میں بیت المقدس گیا تو میرے سامنے انبیائے کرام کی ایک جماعت آئی جن میں ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے میں نے ان کو نماز پڑھائی اور ان سے گفتگو کی۔ یہ سن کر عمرو بن ہشام از راہ تمسخر کہنے لگا مجھے ان انبیائے کرام کی شکل و صورت بیان کیجئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کوتاہ قد سے ذرا بڑے اور طویل قامتی سے قدرے کم تھے اور کشادہ سینہ تھے ان کا چہرہ سرخی مائل تھا' بال گھنگھریالے تھے۔ سفیدی ان پر غالب تھی گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام بھاری جسم گندم گوں اور دراز قد تھے گویا وہ ازدشنوء کے ایک آدمی ہیں' بال زیادہ آنکھیں اندر کی جانب دھنسی ہوئی دانت ایک دوسرے کے قریب' ہونٹ ابھرے ہوئے اور مسوڑھے باہر نکلے ہوئے اور چہرے سے ترش روئی ظاہر تھی اور ابراہیم علیہ السلام صورت اور سیرت میں مجھ سے کمال مشابہت رکھتے تھے۔

یہ سن کر قریش نے بڑا شوروغوغا کیا اور اس بات کو بڑا بول سمجھا' مطعم بن عدی نے کہا: آج کے دن سے پہلے کی آپ کی ساری باتیں قریب الفہم اور آسان تھیں بخلاف آج کے اس دعویٰ کے' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں ہم اونٹوں کے جگر گھسا کر بیت المقدس پہنچتے ہیں راستوں کے نشیب و فراز میں مہینہ مہینہ لگ جاتا ہے اور آپ یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ آپ ایک رات کے قلیل کے عرصے میں بیت المقدس سے ہو آئے ہیں لات و عزیٰ کی قسم! میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: اے مطعم! تم نے بہت بری بات کی ہے' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

کفار نے کہا: اچھا آپ ہم سے بیت المقدس کے حالات بیان کیجئے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں رات کے وقت بیت المقدس گیا اور رات کے وقت ہی اس سے واپس آگیا جبرائیل نے فوراً بیت المقدس کو اپنے بازوؤں پر رکھ کر سامنے کردیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کفار سے فرمایا: کہ بیت المقدس کا فلاں دروازہ ایسا ہے اور وہ فلاں جگہ پر ہے دوسرا دروازہ فلاں جگہ پر ہے۔ آپ یہ بتا رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اس کی تصدیق کرتے جارہے تھے۔ اس روز رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے۔ ان کفار نے کہا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہمیں ہمارے قافلے کے متعلق بتائیں۔ فرمایا: میں فلاں قبیلہ کے پاس مقام روحاء میں آیا ان کی ایک اونٹنی گم ہوگئی تھی اور وہ اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ میں ان کے کجاووں کے پاس آیا وہاں ان میں سے کوئی بھی نہ تھا' میں نے وہاں پانی کا ایک پیالہ دیکھا تو میں نے اس میں سے پانی پی لیا' اس کے بعد میں فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے پاس گیا۔ اونٹ مجھے دیکھ کر بھاگے ان اونٹوں میں سے سرخ رنگ کا ایک اونٹ بیٹھ گیا اس پر سفید دھاریوں والی بوریاں تھیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ زخمی ہوا یا نہیں۔ پھر میں فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے پاس مقام تنعیم میں آیا۔ اس قافلہ کے آگے خاکستری رنگ کا ایک اونٹ تھا وہ ابھی ثنیہ سے تمہیں نظر آنے والا ہے یہ سن کر ولید نے کہا: معاذاللہ آپ جادوگر ہیں' پھر لوگ چلے گئے اور قافلہ کی آمد کا انتظار کرنے لگے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قافلہ کو پایا تو انہوں نے آپ پر جادو کا الزام لگایا' کہنے لگے ولید نے سچ کہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (اسریٰ)

حدیث ام سلمہ میں یہ اضافہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج گم ہوگئے تو بنو عبدالمطلب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئے' حضرت عباس تو نکل کر ذی طویٰ تک پہنچ گئے اور پکار پکار کر صدا دینے لگے یا محمد! یا محمد! تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں لبیک کہا تو حضرت عباس پکارے' اے بھتیجے! آپ نے تو ساری قوم کو رات سے مشقت میں ڈال رکھا ہے آپ کہاں تھے' فرمایا: میں بیت المقدس گیا تھا پوچھا: کیا اسی رات فرمایا: ہاں! پوچھا: آپ کو بھلائی حاصل ہوئی ہے؟ فرمایا: ہاں! مجھے بھلائی ہی ہاتھ آئی ہے" (بقایا مضمون گزشتہ احادیث کی مانند ہے)

مراسیل روایات میں ابونعیم حضرت عروہ سے' بیہقی اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے' ابن ابی شیبہ اور ابن جریر عبداللہ بن شداد سے اور ابن سعد عبداللہ بن ابی سبرہ وغیرہ سے اسی قسم کا مضمون مروی ہے۔

اسماعیل بن عبدالرحمٰن کی روایت میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور آپ نے قوم قریش کو ان کے اہل قافلہ کے متعلق بتایا اور نشانیاں واضح کیں تو لوگوں نے پوچھا: کہ وہ قافلہ والے کب آئیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: کہ بدھ کے روز" چنانچہ قریش ایک بلند جگہ پر چڑھ کر اہل قافلہ کا انتظار کرنے لگے جب دن ڈھل گیا اور قافلہ والے نہیں آئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی پس اللہ تعالیٰ نے دن میں ایک ساعت کا اضافہ کردیا اور سورج کو حبس کردیا۔ سورج لوٹانے کا عمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس روز ہوا۔ یا یوشع

بن نون کے لئے جب انہوں نے جبارین سے قتال کیا تھا۔

ابن سعد وغیرہ محدثین نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پروردگار سے جنت اور دوزخ دیکھنے کی درخواست کرتے تھے' چنانچہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک کو شنبہ کی رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مکان میں سو رہے تھے آپ کے پاس جبرائیل و میکائیل آئے اور آپ سے کہا: کہ جس بات کا آپ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا۔ اس کی طرف چلئے' جبرائیل اور میکائیل آپ کو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان لے گئے اور ایک زینہ لایا گیا جو بڑا عجب المنظر تھا جبرائیل اور میکائیل ایک ایک کر کے آپ کو تمام آسمانوں پر لے گئے۔ آپ نے آسمانوں پر انبیائے کرام سے ملاقات کی اور سدرۃ المنتہی تک پہنچے اور جنت' دوزخ کا نظارہ کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میں نے قلموں کے چلنے کی آواز سنی' وہاں آپ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں پھر جبرائیل امین نے اتر کر آپ کو مخصوص اوقات میں نمازیں پڑھائیں۔

امام بیہقی کتاب الرؤیہ میں اور امام حاکم حضرت کعب الاحبار سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ نے دیدار اور کلام کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور موسیٰ کے درمیان تقسیم فرمایا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کا دوبار دیدار کیا' جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ سے دوبار کلام فرمایا:

روایات میں تطبیق

امام سیوطی ان احادیث کو بیان کرنے کے بعد فائدے ذکر فرماتے ہیں' وہ لکھتے ہیں

اکثر علمائے کرام کا مذہب یہ ہے کہ معراج دوبار ہوئی اس قول سے احادیث میں واقع ہونے والا اختلاف کی تطبیق ہوجائے گی اور اس قول کو جن علماء نے اختیار کیا ہے ان میں ابوالنصر مشیری ابن عربی اور سہیلی ہیں۔

" شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ معراج خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں ہوئی ہے اور مکہ اور مدینہ دونوں جگہ اس کا وقوع ہوا ہے خواب میں معراج ہونے کی حکمت یہ ہے کہ نفس پہلے سے اس کا متحمل ہوجائے اور آئندہ بیداری میں ہونے والی معراج کی تیاری ہوجائے اور معراج بیداری آسان و سہل ہوجائے جیساکہ ابتدائے نبوت میں آپ کو رویائے صادقہ نظر آتے تھے' تاکہ امرنبوت آسان ہوجائے۔

ابوشامہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کئی بار معراج ہونے کے قائل تھے انہوں نے بزار کی تخریج کردہ حدیث انس سے استناد کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تعدد معراج بعید نہیں البتہ! ایسے امور جن کے بارے میں آپ کو انبیائے کرام سے سوالات کرنے پڑے' نیز نمازوں کی فرضیت وغیرہ تو ان میں تعداد بلاشبہ امر مستبعد ہے۔

اگر معراج کے کئی بار ہونے کا قول اختیار کیا جائے بایں طور کہ پہلے معراج توطیتہ" (تمہید و تیاری کیلئے) خواب میں ہوئی پھر اس کے مطابق بیداری میں ہوئی تو یہ بات بعید نہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ مدینہ شریف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج منامی کئی بار ہوئی۔

امام ابن المنیر نے اسراء معراج کے سلسلہ میں ایک نفیس کتاب تصنیف کی ہے اس کتاب میں انہوں نے جو حکمتیں

بیان کی ہیں ان میں سے ایک حکمت معراج یہ ہے کہ بیت المقدس پھر آسمانوں کی سیر کرنے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا' کیونکہ بیت المقدس بے شمار انبیائے کرام کی ہجرت گاہ ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنے سے آپ کو مختلف فضائل حاصل کرنے کا موقع ملا' نیز بیت المقدس کے متعلق نشانیاں ذکر کرنے کی وجہ سے آپ کی صداقت نبوت کا دروازہ کھلا لوگوں نے آپ کے دعویٰ کی تصدیق کی جس سے بقیہ بیانات و مشاہدات کی تصدیق لازم ہوگئی۔ بخلاف اس کے کہ اگر آپ کو ابتداء ہی میں آسمان کی طرف لے جایا جاتا تو بیت المقدس کے حالات سے آگاہی عالم بالا کے مشاہدات پر دلالت نہ کرتی۔ ایک اور حکمت یہ ہے کہ یہ شان مناجات بالکل اچانک تھی جیساکہ آپ نے اشارہ فرمایا: کہ میں سو رہا تھا اور بغیر پیشگی اطلاع کے مجھے سفر معراج پر لے جایا گیا' جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے باقاعدہ ملاقات کا وقت مقرر تھا اور اس کے لئے آپ کو تیار کیا گیا جس کے لئے آپ کو الم انتظار سہنا پڑا (جب کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تمام عالم بالا کو محو انتظار رکھا گیا)

ابن حبیب بیان کرتے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ایک سمندر ہے جسے بحر مکفوف کا نام دیتے ہیں' زمین کا سمندر اس کی نسبت ایسا ہی ہے جیساکہ بحر محیط کا ایک قطرہ ہو۔ اس سفر معراج میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس بحر مکفوف کو پھاڑا گیا اور آپ نے اسے عبور کیا اور بحر مکنوف کا پھٹنا دریائے نیل کے پھٹنے سے بڑھ کر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے شق ہوا تھا۔

سفر معراج میں آسمان کے دروازوں کو بند رکھنے اور جبرائیل علیہ السلام کے کھلوانے میں یہ حکمت ہے کہ اگر یہ پہلے سے کھلے ہوتے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خیال فرماتے کہ شاید یہ دروازے ہمیشہ سے کھلے ہیں' لہٰذا انہیں اس وقت کھلوایا گیا' تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ صرف آپ کے استقبال کے لئے کھولے گئے ہیں' نیز اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی تھی کہ وہ آپ پر آپ کی اس شان کو ظاہر کرے کہ آپ آسمان والوں کے نزدیک انتہائی مشہور و معروف ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جب ہر آسمان کے دروازے پر یہ سوال ہوا کہ اے جبرائیل! آپ کے ساتھ کون ہے تو فرمایا: میرے ساتھ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں تو پوچھا گیا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا گیا ہے یہ نہیں کہا گیا کہ "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کون ہیں؟

(یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ) اگر معراج بیداری میں نہ ہوتی (اور حالت منام میں ہوتی) تو کفار قریش اس کا انکار نہ کرتے نہ ہی اس کے سبب بعض لوگ فتنے میں پڑ کر مرتد ہوتے۔

الحمدللہ آج مورخہ 25 جون 1997ء بمطابق 19 صفر المظفر 1418ھ کتاب حجۃ اللہ علی العالمین کی طویل فصل اول کے ترجمہ و تبییض سے فراغت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد اعجاز جنجوعہ غفرلہ

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر ——— ایں سراپا انتظار او منتظر

باب دوم

عالم بالا سے متعلق معجزات

فصل دوم

فرشتوں کا دیدار

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز سچی خوابوں سے ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب رات کو دیکھتے اس کی تعبیر صبح کے اجالے کی طرح ظاہر ہو جاتی' پھر خلوت گزینی اور گوشہ نشینی آپ کے لیے محبوب ہو گئی' اس خلوت گزینی کے لیے آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے' وہاں کئی راتیں عبادت (تحنث و تعبد) میں گزار دیتے' پھر اپنے اہل خانہ کے پاس آتے اور سامان خورد و نوش لے جاتے (جب وہ ختم ہو جاتا تو) پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لوٹ آتے اور پہلے کی طرح کھانے پینے کی اشیاء کا بندوبست کر کے غار حرا کی خلوتوں میں چلے جاتے' آپ کا یہی معمول تھا کہ آپ کے پاس پیغام حق آپہنچا' آپ اس وقت غار حرا میں تھے۔

آپ کی خدمت میں ایک فرشتہ حاضر ہوا اور اس نے کہا: "پڑھیے" آپ نے جواب دیا "میں پڑھنے والا نہیں ہوں" تو اس فرشتے نے مجھے سینہ سے لگا کر بھینچا' یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی' اس نے مجھے چھوڑ کر دوبارہ کہا "پڑھیے" میں نے کہا: "میں پڑھنے والا نہیں" تو اس نے دوبارہ مجھے پکڑ کر بھینچا' یہاں تک کہ اس کے دبانے سے مجھے تکلیف ہوئی' پھر اس نے مجھے چھوڑ کر تیسری بار کہا اقراء پڑھیے" میں نے وہی جواب دیا' تو فرشتے نے مجھے تیسری بار سینہ سے لگایا اور خوب بھینچا' پھر مجھے چھوڑ کر کہا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ

پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا' آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا' پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم' جس نے قلم سے لکھنا سکھایا' آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا

سورۃ العلق آیت 1 تا 5

اس واقعہ کے بعد آپ واپس گھر تشریف لائے' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کانپ رہا تھا' حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آ کر فرمایا:

زملونی زملونی مجھے چادر اوڑھا دو' مجھے چادر اوڑھا دو' پس انہوں نے آپ پر چادر اوڑھا دی' یہاں تک کہ وہ

خوف دور ہوگیا' پھر آپ نے حضرت خدیجہ کو تمام ماجرا سنایا اور فرمایا: مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے' حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا' خدا کی قسم! اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا' کیونکہ آپ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں' کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' مفلس و نادار کو عطا کرتے ہیں' مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں' حق کی وجہ سے کوئی مصیبت میں گرفتار ہوتو آپ اس کی چارہ سازی کرتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو لیکر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں' ورقہ نے عیسائیت قبول کرلی تھی' وہ عبرانی زبان لکھنا جانتا تھا اور اس نے انجیل کو عبرانی زبان میں لکھنا شروع کر دیا تھا' حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس سے کہا: اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی بات سنئے' ورقہ نے پوچھا اے محمد! آپ کو کیا نظر آتا ہے؟ تو رسول اکرم ﷺ نے اسے سارا واقعہ اور مشاہدہ بیان کر دیا۔

ورقہ نے سن کر کہا یہ تو وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا' اے کاش! میں اس وقت جوان ہوتا جب آپ اعلان نبوت کریں اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی' حضور ﷺ نے پوچھا کیا اہل مکہ مجھے نکال دیں گے؟ کہا جی ہاں! جو شخص بھی اس قسم کی دعوت لے کر آیا جو آپ لے کر آئے ہیں تو لوگوں نے اس سے دشمنی کی' اگر مجھے آپ کا وہ دن دیکھنا نصیب ہوا' تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔

امام احمد اور بیہقی از طریق زہری از عروہ از عائشہ اسے نقل کرنے کے بعد اس کے آخر میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ پھر فترت وحی کا زمانہ آیا' تو آپ انتہائی غمگین رہنے لگے اور غم کی اتنی شدت ہوگئی کہ کئی بار پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کی کوشش کی' مگر دفعتہً جبریل ظاہر ہوکر فرماتے۔

يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا — اے محمد! بے شک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں"

اس تسلی سے آپ کی گھبراہٹ دور ہوجاتی اور دل مطمئن ہوجاتا اور آپ واپس گھر تشریف لے آتے' پھر جب انقطاع وحی کا سلسلہ دراز ہوگیا' تو پھر اپنے آپ کو گرانے کی کوشش کرتے' مگر پھر جبریل نمودار ہوکر یہ تسلی دیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

بھینچنے کی حکمت

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری 718/8 میں فرماتے ہیں۔ "بعض علماء نے ذکر کیا' کہ یہ غط (بھینچنا) جو ابتدائے وحی میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ واقع ہوا تھا۔ یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے' کیونکہ کسی اور پیغمبر کے بارے میں منقول نہیں کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہو۔

اس بھینچنے کی حکمت یہ ہے کہ آپ دوران نزول وحی کسی اور چیز کی طرف التفات نہ کریں یا امر وحی میں انتہائی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہے تاکہ معلوم ہوکہ آپ کی طرف القاء کیا جانے والا کلام انتہائی گرانقدر ہے ایک قول یہ ہے کہ اس سے

مقصود گمان تخیل اور وسوسہ کا دور کرنا ہے' کیونکہ وہ دونوں جسم کی صفتیں نہیں ہیں' چونکہ یہ معاملہ جسم کے ساتھ واقع ہوا ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ ایک خدائی کام ہے۔

شیخین حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فترت وحی کے متعلق بیان فرما رہے تھے آپ نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا: میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی' نظر اٹھا کر دیکھا' تو وہی فرشتہ تھا جو غار حرا میں نمودار ہوا تھا اور وہ فضا میں کرسی پر جلوہ افروز تھا' میں اسے دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا' پھر گھر واپس آکر کہا مجھے کمبل اوڑھا دو' مجھے کمبل اوڑھا دو' اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

اے چادر لپیٹنے والے! اٹھو اور ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور میل کچیل دور کرو

اس وحی کے بعد نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

امام احمد اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخوں میں نیز ابن سعد اور بیہقی نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ پر پیغام نبوت چالیس سال کی عمر میں نازل ہوا' تین سال تک آپ کی نبوت کے ساتھ اسرافیل رہے' وہ کلمہ اور چند دیگر باتوں کی آپ کو تعلیم دیتے تھے' تین سال کے بعد جبریل نبوت کے قرین ہوئے' تو بیس سال تک انہی کی زبان پر قرآن اترا' دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ بطریق قتادہ امام ابن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں ہمیں روایت پہنچی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا آغاز رؤیائے صالحہ (سچے خوابوں) کی صورت میں ہوا۔ یہ کیفیت آپ ﷺ پر بڑی گراں اور تکلیف دہ ہوتی' آپ نے اس صورتحال سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگاہ کیا' تو انہوں نے کہا: مبارک ہو' اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' پھر آپ ﷺ حضرت خدیجہ کے ہاں سے نکلے اور کچھ دیر کے بعد واپس لوٹے' تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خبر دی کہ میرا سینہ چاک کرکے اسے دھویا گیا ہے اور اسے دوبارہ اصلی حالت پر لوٹا دیا گیا ہے انہوں نے سن کر کہا بخدا! یہ تو خوش آئند بات ہے آپ کو مبارک ہو۔

پھر جبریل امین مکہ کے بالائی علاقہ میں ظاہر ہوئے اور آپ کو دل پسند مسند پر بٹھایا' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے' کہ جبریل نے مجھے بہترین غالیچے پر بٹھایا جو یاقوت اور موتیوں سے آراستہ تھا' پھر انہوں نے مجھے رسالت کا مژدہ سنایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اطمینان قلب حاصل ہوگیا' بعدازاں جبریل نے کہا: اقرأ "پڑھیے" آپ ﷺ نے فرمایا: کیف اقرأ میں کیسے پڑھوں' کہا:

اِقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ○

پس رسول اکرم ﷺ نے اس پیغام ربی کو قبول فرمایا: اور واپس لوٹے‘ راستے میں آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ پر سلام پیش کرتا‘ آپ شاداں و فرحاں اپنے گھروالوں کے پاس آئے اس وقت آپ کو یقین کامل تھا کہ آپ ﷺ نے ایک عظیم معاملہ دیکھا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے‘ تو ان سے فرمایا: آپ کو علم ہے جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا‘ کہ جبریل امین میرے سامنے نمودار ہوئے ان کو اللہ نے میرے پاس بھیجا ہے‘ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام روئے داد سنائی توانہوں نے کہا: مبارک ہو‘ اللہ آپ کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کرنے والا ہے‘ لہٰذا اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ کو ملا ہے اسے قبول کیجئے‘ کیونکہ وہ حق ہے‘ آپ کو بشارت ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔“

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے گئیں یہاں تک عتبہ بن ربیعہ کے ایک غلام‘ جو نینوئی کا ایک عیسائی تھا اور اسے عداس کہا جاتا تھا‘ کے پاس آئیں اور فرمایا: اے عداس! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر کہتی ہوں‘ کیا تم مجھے نہیں بتاؤ گے کہ کیا تمہارے پاس جبریل کا علم ہے؟ اس نے کہا: کہ قدوس قدوس‘ بت پرستوں کی اس سرزمین میں جبریل کا ذکر چہ معنی دارد؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: مجھے جبریل کے متعلق بتاؤ‘ اس نے کہا: کہ جبریل اللہ اور انبیائے کرام کے درمیان پیغام رسانی کے ذمہ دار اور امین ہیں‘ وہی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس اللہ کا پیغام لایا کرتے تھے‘ پھر حضرت خدیجہ اس کے پاس سے لوٹ کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ ورقہ نے کہا شاید آپ کے رفیق حیات وہی نبی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کررہے ہیں اور ان کا تذکرہ تورات و انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے‘ پھر قسم کھا کر کہا اگر انہوں نے میرے جیتے جی دعویٰ نبوت کیا‘ تو میں ان کی اطاعت و امداد میں جان پر کھیل جاؤں گا مگر کچھ عرصہ کے بعد ورقہ فوت ہوگئے۔

امام بیہقی اور ابونعیم ایک اور سند کے ساتھ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہی قصہ نقل کرتے ہیں مگر اس کے شروع میں شق صدر کا ذکر ہے‘ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ اس وقت مکہ شریف میں تھے‘ اچانک آپ کے کاشانہ اقدس کی چھت میں سوراخ ہوا اور ایک سنہری سیڑھی داخل کی گئی‘ پھر دو آدمی اترے‘ حضور ﷺ فرماتے ہیں اس وقت میں نے چاہا کہ کسی کو مدد کے لیے پکاروں مگر زبان نے ساتھ نہ دیا‘ پس ایک شخص آکر میرے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پہلو میں آکر کھڑا ہوگیا‘ پھر ایک شخص نے میرے پہلو میں ہاتھ داخل کرکے میری دو پسلیاں نکالیں بعدازاں میرے سینے سے قلب اطہر نکال کر ہتھیلی پر رکھا ایک پاکباز بندے کا دل‘ پھر انہوں نے دل کو اپنے مقام پر لوٹا کر پسلیاں جوڑ دیں اور رخصت ہوگئے بعدازاں وہ سنہری سیڑھی بھی اٹھالی گئی جب میں بیدار ہوا‘ تو چھت صحیح سالم تھی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ شق بطن کے بارے میں احتمال یہ ہے کہ یہ وہ واقعہ ہو جو بچپن میں پیش آیا تھا اور یہ بھی احتمال ہے‘ کہ یہ واقعہ دوبارہ پیش آیا ہو اور معراج کے وقت تیسری بار شرح صدر ہوا ہو۔

بیہقی بطریق ابن اسحاق از عبداللہ بن ابی سفیان بن العلا الثقفی اور وہ ایک عالم سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

ہر سال ایک مہینہ عبادت کے لئے غار حرا میں چلے جایا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ ماہ مبارک آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کرنے کا ارادہ فرمایا: اور یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا' نبی اکرم ﷺ حسب سابق غار حرا میں تشریف لے گئے تاآنکہ وہ مبارک رات آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف رسالت سے مشرف فرمایا اور اپنے بندوں پر اس رسالت کے ساتھ خصوصی کرم فرمایا: جبریل امین اللہ کے حکم سے آپ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ خود بیان فرماتے ہیں کہ جبریل امین میرے پاس آئے میں اس وقت محوخواب تھا' جبریل نے مجھ سے کہا: "پڑھئے" میں نے کہا: میں پڑھ نہیں سکتا' انہوں نے مجھے چھوڑ کر کہا "پڑھئے" میں نے کہا: "میں پڑھ نہیں سکتا" انہوں نے مجھے دوبارہ بھینچا' پھر کہا "پڑھئے" میں نے پھر جواب دیا کہ میں پڑھ نہیں سکتا' پس جبریل نے کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ پڑھیں اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے۔

پھر یہ پانچ آیات پڑھنے کے بعد چلے گئے' میں نیند سے خوفزدہ ہو کر اٹھا' پھر یہ حالت ہوگئی' گویا میرے دل میں کتاب کی تصویر آگئی ہو حالانکہ اس زمانے میں ایک شاعر یا مجنون سے زیادہ کوئی شخص میرے نزدیک مبغوض نہ تھا' میں انہیں دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا' پھر میں نے (اپنے آپ سے) کہا: کہ قریش کبھی میرے متعلق ایسا (شاعر یا مجنون) کہنے نہ پائیں' چنانچہ میں نے اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرادینے کا عزم مصمم کر لیا تاکہ خودکشی کرلوں اور راحت پاجاؤں' پس میں اسی ارادہ کے ساتھ نکلا کہ اسی اثناء میں میں نے آسمان سے ایک منادی کی آواز سنی جو کہ رہا تھا۔

یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَنَا جِبْرِیْلُ اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں

میں سر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھنے لگا' تو جبریل امین آدمی کی شکل میں نظر آئے انہوں نے اپنے قدم افق آسمان پر پھیلا رکھے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔

یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

تو اس آواز نے مجھے میرے ارادے سے باز رکھا' میں رک گیا نہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا اور نہ اپنا رخ آسمان کے اس گوشے سے پھیر سکتا تھا' میں یونہی کھڑا رہا تاآنکہ دن ڈھلنے لگا' پھر جبریل سامنے سے ہٹ گئے اور میں لوٹ کر اپنے اہل خانہ کے پاس آگیا اور بیٹھ گیا' میری اہلیہ نے پوچھا' آپ کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں شعروجنوں کی طرف منسوب نہ کر دیا جاؤں' حضرت خدیجہ نے کہا: میں آپ کو اس طعن سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں' اللہ تعالیٰ کبھی اس کے ساتھ ایسا نہیں ہونے دے گا' کیونکہ آپ میرے علم کے مطابق انتہائی راست گو بڑے امانت دار خوش اخلاق اور صلہ رحم ہیں' پھر میں نے سارا ماجرا خدیجہ سے کہہ سنایا' وہ بولیں آپ کو مبارک ہو۔ آپ تو اس امت کے نبی ہونے والے ہیں' آپ کے پاس تو وہی ناموس اکبر آیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

بیہقی بطریق ابن اسحاق حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا آپ مجھے اس فرشتے کے متعلق بتا سکتے ہیں جو آپ کے پاس آتا ہے فرمایا: ہاں! عرض کیا جب وہ فرشتہ آئے' تو مجھے

اطلاع کرنا' اسی اثناء میں جبریل امین آ گئے' تو آپ نے فرمایا: اے خدیجہ! یہ ہیں جبریل' پوچھا کیا آپ کو اس وقت نظر آ رہے ہیں۔ فرمایا: ہاں! عرض کیا' آپ میری دائیں ران پر بیٹھ جائیں تو آپ گھوم کر ان کی ران پر بیٹھ گئے' پوچھا کیا اس وقت بھی آپ جبریل کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں دیکھ رہا ہوں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوپٹہ اتار کر بال کھول دیئے اس وقت رسول اللہ ﷺ آپ کی گود میں تشریف فرما تھے' حضرت خدیجہ نے سوال کیا کیا جبریل اس وقت آپ کو نظر آ رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں "اس وقت نظر نہیں آ رہے" عرض کیا یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے آپ کو رسالت و نبوت مبارک ہو' پھر وہ آپ پر ایمان لے آئیں اور شہادت دی کہ آپ جو پیغام لائے ہیں وہ حق ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن حسن کو سنائی تو انہوں نے کہا: کہ میں نے فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی یہ روایت بیان کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے روایت کیا' البتہ! ان کی روایت میں گود میں بیٹھنے کی بجائے اوڑھنی میں لپیٹنے کا ذکر ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں تو ایک ندا سنتا ہوں' بخدا! مجھے تو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے' عرض کیا نہیں' اللہ کی پناہ' اللہ تو آپ کے ساتھ صرف بھلائی ہی کرے گا' بخدا! آپ تو امانت ادا کرتے ہیں' صلہ رحمی کرتے ہیں اور راست گو ہیں۔

پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے' تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا' اور ان سے کہا: کہ آپ محمد ﷺ کو ورقہ کے پاس لے جائیں' چنانچہ دونوں نے جا کر ورقہ کو یہ قصہ سنایا آپ نے فرمایا: کہ جب میں خلوت گزیں ہوتا ہوں تو اپنے پیچھے سے یا محمد! یا محمد! کی ندا سنتا ہوں' پس میں زمین میں بھاگ جانے کے لئے نکلتا ہوں' ورقہ نے کہا: کہ ایسا نہ کیجئے جب آپ کے پاس وہ آئے' تو پرسکون ہو کر اس کی آواز سنئے' پھر آ کر مجھے اس کی اطلاع کیجئے' چنانچہ آپ جب تنہا ہوئے' ایک پکار آئی یا محمد یا محمد اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ پھر کہا: کہئے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (آخر تک) اس کے بعد کہا: کہئے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس ندا کے بعد آپ ﷺ ورقہ کے پاس تشریف لائے اور اسے سارا واقعہ بتایا' ورقہ نے سن کر کہا: آپ کو بہت بہت مبارک ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی بے شک آپ کی طرف وہی ناموس بھیجے گئے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجے گئے تھے' آپ بلاشبہ نبی ہیں' عنقریب آپ کو جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر مجھے وہ وقت نصیب ہوا تو میں آپ کے ہمراہ جہاد کروں گا' پھر جب ان کا وصال ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے قس یعنی ورقہ کو دیکھا ہے ان پر کمخواب کا لباس ہے' کیونکہ وہ میرے ساتھ ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔

ابونعیم بروایت ابومیسرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب باہر نکلتے تو ایک منادی کی ندا سنتے جو آپ کو پکار کر کہتا

یا محمد! آپ جب یہ آواز سنتے تو تیز قدموں سے چل دیتے' پھر آپ ﷺ نے اس راز سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا جو کہ آپ کے ایام جاہلیت کے دوست و محرم راز تھے۔

(نوٹ:- یہاں مصنف نے چند اور روایات بروایت ابو نعیم' ابوداؤد طیالسی' طبرانی' احمد' عمر بن شیبہ اور ابن سعد نقل کی ہیں جن کے مضامین گزشتہ روایات میں آچکے ہیں' لہٰذا بخوف طوالت و تکرار انہیں قلمزد کیا جاتا ہے)

طبرانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جبریل امین میرے پاس دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے اور دحیہ ایک حسین و جمیل شخص تھے۔

جبریل امین اپنی اصل صورت میں

امام احمد' ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین کو ان کی اصلی شکل میں صرف دوبار دیکھا' ایک بار اس وقت جب آپ ﷺ نے جبریل سے دیدار کا تقاضا کیا' تو انہوں نے دیدار کرایا' اس وقت جبریل پورے افق پر چھائے ہوئے تھے اور دوسری بار شب معراج سدرۃ المنتھی کے پاس۔

امام احمد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا' ان کے چھ سو پر تھے اور انہوں نے افق کو گھیر رکھا تھا اور ان کے پروں سے موتی اور یاقوت وغیرہ گر رہے تھے۔

شیخین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جبریل امین کو ان کی تخلیقی شکل میں صرف دوبار دیکھا' ایک بار انہیں آسمان سے زمین کی طرف اترتے ہوئے جبکہ ان کے جسم نے زمین اور آسمان کے درمیان کو بھر رکھا تھا' ایک اور روایت میں ہے' کہ ان پر سندس کا لباس تھا جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔)

ابوالشیخ کی روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اصلی صورت میں دیکھوں تو انہوں نے اپنا ایک پر پھیلایا جو سارے افق پر چھا گیا' یہاں تک کہ آسمان کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔

ابوالشیخ شریح بن عبید سے ناقل کہ رسول خدا ﷺ جب آسمان کی طرف بلند ہوئے' تو جبریل کو ان کی حقیقی شکل میں دیکھا ان کے پر زبرجد لولو اور یاقوت سے جڑے تھے۔ (معلوم ہوتا ہے' کہ اب بھی آپ ﷺ کی نظروں کے سامنے ہیں) انہوں نے افق کو گھیر رکھا تھا حالانکہ اس سے قبل میں جبریل کو مختلف صورتوں میں دیکھتا تھا اور زیادہ تر حضرت دحیہ کلبی کے روپ میں دیکھتا تھا جیسا کہ ایک شخص اپنے ساتھی کو چھلنی کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔

نزول وحی کی کیفیت

امام احمد' ترمذی' نسائی' حاکم' بیہقی اور ابو نعیم بسند جید حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی کا نزول ہوتا' تو آپ کے پاس ایسی بھنبھناہٹ کی آواز آتی جیسے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کبھی گھنٹی کی مانند آواز آتی ہے' اور یہ حالت مجھ پر سخت گراں ہوتی ہے' پھر یہ کیفیت زائل ہوجاتی ہے' اس اثناء میں مجھے یہ وحی یاد ہوجاتی ہے کبھی فرشتہ انسانی روپ میں آتا ہے مجھ سے کلام کرتا ہے' تو میں اس کا کلام سن کر یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے بارہا سخت سردی کے موسم میں آپ ﷺ پر وحی کے نزول کی کیفیت دیکھی ہے۔ وہ حالت جب ختم ہوتی تو آپ کی جبین اقدس پر پسینہ ہوتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے' کہ مجھ پر وحی دو طریقوں سے نازل ہوتی تھی' کبھی جبریل میرے پاس آکر یوں القاء کرتے جیسے ایک آدمی دوسرے کو کوئی بات بتاتا ہے' اور کبھی وہ کسی چیز کے پردے میں وحی پہنچاتے' مثلاً گھنٹی کی آواز آتی یہاں تک کہ وہ دل نشین ہوجاتی' اور پھر یہ کلام زائل نہ ہوتا تھا۔

مسلم شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور چہرے کا رنگ خاکی ہوجاتا۔

ابونعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی کا نزول ہوتا' تو آپ بڑا بوجھ محسوس کرتے۔ ارشاد ربانی ہے

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا — اے حبیب! ہم عنقریب آپ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں

ابونعیم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اترتی تو آپ پر گرانی کی کیفیت طاری ہوتی اور جبین اقدس سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرتے' خواہ سردی کا موسم ہوتا۔

طبرانی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ناقل' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتا تھا' جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا' تو آپ سخت تکلیف دہ حالت میں مبتلا ہوجاتے اور موتیوں کی طرح زبردست پسینہ پھوٹ پڑتا' پھر یہ کیفیت جاتی رہتی' میں اس وحی کو لکھ لیتا اور حضور ﷺ مجھے لکھاتے جاتے' میں ابھی کتابت سے فارغ بھی نہ ہوتا کہ مجھے محسوس ہوتا کہ شاید قرآن کے بوجھ سے میرا پاؤں ٹوٹ جائے اور پھر کبھی چل نہ سکوں۔

امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو لوگ اسے چہرۂ رسول کے زرد ہونے سے پہچان لیتے۔

ابونعیم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ اس وقت خاموش ہوجاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی بات نہ کرتے۔

مسند احمد' طبرانی اور ابو نعیم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا' کہ کیا آپ کو وحی کے نازل ہونے کا احساس ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جھنکار کی آواز سنتا ہوں اور خاموش ہوجاتا ہوں نیز جب بھی وحی آتی ہے' تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا میری جان نکل رہی ہے۔

ابو نعیم علتان بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ بوقت نزول وحی رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھیں کھلی رہتیں اور آپ کے کان اور دل وحی کی طرف متوجہ رہتے۔

ابو نعیم ۔علی بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان تحریر کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کی طرف دیکھا آپ ﷺ پر وحی اتر رہی تھی اور آپ یوں خراٹے لے رہے تھے جیسے کنواری عورت خراٹے لیتی ہے' آپ کی آنکھیں اور پیشانی سرخ نظر آتی تھی۔

حضرت ابو اروی دوسی سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ پر وحی کے نزول کی کیفیت دیکھی' آپ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے اور اونٹنی وحی کے بوجھ سے بلبلا رہی تھی' اس کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اس کے پاؤں ٹوٹ جائیں گے' کبھی بیٹھ جاتی اور کبھی کھڑی ہوجاتی مگر اس کے پاؤں ایک ہی جگہ گڑے تھے تاآنکہ آپ سے وحی کی گرانی ختم ہوئی اور آپ کی پیشانی سے پسینہ موتیوں کی طرح گرنے لگا۔

امام احمد اور امام بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بعض اوقات نبی اکرم ﷺ پر وحی اس حالت میں نازل ہوتی کہ آپ اس وقت اپنی ناقہ پر سوار ہوتے تھے' تو وحی کے بوجھ سے ناقہ کا اگلا حصہ زمین سے لگنے لگتا اور سخت سردی میں دن کے وقت آپ کی جبین ناز سے پسینہ پھوٹ پڑتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ ہی سے مروی ہے' کہ رسول اکرم ﷺ نزول وحی کے وقت اپنا سراقدس جھکا لیتے' روئے انور زرد ہوجاتا اور آپ دانتوں میں سردی محسوس کرتے' نیز پیشانی مبارک سے پسینہ موتیوں کی طرح گرنے لگتا۔

طبرانی بروایت اسماء بنت عمیس نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہوجاتی۔

امام احمد طبرانی' بیہقی در شعب ایمان اور ابو نعیم حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی (عضباء) کی مہار تھامے ہوئے تھی کہ آپ پر سورۂ مائدہ کا نزول ہونے لگا وحی کی گرانی کی وجہ سے قریب تھا کہ اونٹنی کی اگلی ٹانگیں ٹوٹ جائیں۔

ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ناقل کہ جب رسول خدا ﷺ پر وحی اترتی تو آپ کے سراقدس کو درد ہونے لگتا جس کے لیے آپ سراقدس پر مہندی لگاتے۔ (یہ روایت ضعیف ہے)

ابن سعد حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ پر مستی کی سی کیفیت طاری ہوجاتی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو ہم سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا یہاں تک کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے' کہ اسی اثناء میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکرائے' آپ نے فرمایا: عثمان! بیٹھو گے نہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر آپ کے حضور آ کر بیٹھ گئے' باہم گفتگو جاری تھی کہ ناگہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی' کچھ دیر اوپر دیکھتے رہے' پھر اپنی نظر دائیں طرف کر لی بعد ازاں حضرت عثمان سے ذرا ہٹ کر اس طرف ہو گئے جہاں آپ نے نظر کی تھی' پھر سراقدس کو حرکت دینے لگے گویا کسی کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں' ابن مظعون یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ پس جب آپ کا مقصد پورا ہو گیا۔ تو اپنی نگاہ پہلے کی طرح آسمان کی طرف اٹھائی' اور نظر سے اس کا تعاقب کیا جسے آپ دیکھ رہے تھے تاآنکہ وہ آسمان میں غائب ہو گیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ انور عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کیا اور آپ پہلی حالت پر آ کر بیٹھ گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو کیفیت میں نے آج آپ کی دیکھی ہے پہلے ایسا ہوتے نہیں دیکھا' فرمایا: تم نے کیا دیکھا؟ تو انہوں نے سارا ماجرا کہہ سنایا' فرمایا: کیا تم نے اس کیفیت کو سمجھا ہے؟ عرض کیا' ہاں! یارسول اللہ! فرمایا: ابھی میرے پاس جبریل امین آئے تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا جبریل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا: (جبریل نے یہ آیت سنائی پہنچائی)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل و احسان کا اور رشتہ داروں کو عطا کرنے کا اور منع کرتا ہے برائی بے حیائی اور سرکشی کے کاموں سے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پر عمل کرو۔

یہ سن کر ایمان میرے دل میں راسخ ہو گیا اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو گئی۔

غزوۂ بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں فرشتوں کا کفار کے ساتھ قتال

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کے روز ایک مسلمان مجاہد کسی مشرک کے تعاقب میں بھاگ رہا تھا' ناگہاں اس نے اس مشرک کے سر پر کوڑا لگنے کی آواز سنی' ایک گھوڑا سوار کہہ رہا تھا؟ "اقدم حیزوم" اے حیزوم! آگے بڑھ' پھر اس نے مشرک کو دیکھا' تو وہ چت گرا پڑا تھا' غور سے اسے دیکھا' تو اس کی ناک زخمی تھی اور چہرہ پھٹ گیا تھا اور جہاں کوڑا کی ضرب پڑی تھی جسم کا وہ حصہ نیلا ہو چکا تھا اس انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے' یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی ہے' اس روز ستر مشرکین قتل ہوئے اور ستر ہی قیدی بنائے گئے۔

واقدی اور ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہما حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے بدر کے روز دو آدمیوں کو دیکھا جنہیں میں پہچانتا نہیں تھا' ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف تھا' وہ دونوں شدید قتال میں مصروف تھے' پھر ایک تیسرا آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آگیا بعدازاں چوتھا شخص آپ کے سامنے سے قتال کرنے لگا۔

ابن اسحاق' ابن جریر' بیہقی اور ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنی غفار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچازاد بھائی جنگ بدر میں شریک تھے اور ابھی اپنے شرکیہ عقیدے پر قائم تھے میں پہاڑ پر اس بات کا انتظار کررہا تھا کہ ابھی کسی کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑے گا' تو ہم لوٹ مار کریں گے' ناگہاں ایک بادل آیا اور جب پہاڑ کے قریب پہنچا' تو اس میں ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی' ہم نے سنا کہ ایک گھوڑ سوار کہہ رہا تھا "اقدم حیزوم" اے حیزوم! آگے بڑھ' یہ سن کر میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اسی جگہ پر مرگیا اور میری ہلاکت بھی قریب تھی مگر میں گرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔

ابن اسحاق' ابن راہویہ اپنی مسند میں' ابن جریر' بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابواسید الساعدی سے بیان کرتے ہیں کہ آخری عمر میں نابینا ہونے کے بعد وہ کہا کرتے تھے اگر میں آج تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری بینائی صحیح سالم ہوتی تو میں تم کو وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتے نمودار ہوئے تھے مجھے اس کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے یہ فرشتے نشان زدہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! مبارک ہو' یہ جبریل ہیں زرد عمامہ باندھے ہوئے' زمین اور آسمان کے درمیان اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں' جب زمین پر اترے تو کچھ دیر میری نظروں سے اوجھل رہے' پھر نمودار ہوئے اور ان کے گھوڑے کے اگلے پاؤں غبار آلود ہیں اور کہہ رہے ہیں آپ نے پکارا ہے' تو اللہ کی طرف سے نصرت و امداد پہنچ چکی ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا: یہ جبریل امین ہیں گھوڑے کا سر تھامے ہوئے' آپ سازوسامان حرب سے لیس ہیں۔

ابو یعلی حاکم اور بیہقی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں قلیب بدر کے پاس چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا کہ ناگہاں ایک انتہائی تیز آندھی آئی کہ اس کی مثل پہلے میں نے تیز ہوا نہیں دیکھی یہ گزر گئی دوبارہ ایسا ہی ایک تند و تیز جھونکا آیا' پھر تیسری بار بھی ایک شدید جھونکا گزرا' پہلی تیز ہوا میں حضرت جبریل امین تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ اترے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ دوسرے جھونکے میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی جانب تھے اور تیسرے جھونکے میں اسرافیل علیہ

السلام ایک ہزار فرشتوں کے جلو میں حضور کے میسرہ پر آ گئے اور میں بھی میسرہ میں ہی تھا۔

احمد بزار ابو یعلی حاکم اور بیہقی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ بدر کے روز مجھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا گیا' کہ آپ میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ یہ عظیم فرشتہ قتال میں موجود رہے گا مگر جنگ نہیں کرے گا البتہ صف میں رہے گا۔

حاکم' بیہقی اور ابونعیم حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ بدر کے روز ہم دیکھتے تھے' کہ ہم میں سے کوئی اپنی تلوار کے ساتھ کسی مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا' تو وار پڑنے سے قبل اس کا سر تن سے جدا ہو جاتا۔

واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں جب کبھی میں کسی مشرک کا تعاقب کرتا تاکہ اس کی گردن ماروں تو اس کا سر میری تلوار کے لگنے سے پہلے ہی گر جاتا' تو مجھے معلوم ہوتا کہ کسی اور نے اسے قتل کیا ہے۔

ابونعیم ابوذارہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے بنو سعد بن بکر کے ایک شخص نے بتایا کہ میں روز بدر شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہا تھا کہ مجھے اپنے آگے ایک اور ہزیمت خوردہ شخص نظر پڑا۔ میں نے کہا: چل اس سے ملکر انس حاصل کر' پھر وہ مقام جرف سے اترا' تو میں اس سے جا ملا' کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک اس کا سر کٹ کر زمین پر آ گرا حالانکہ اس کے قریب مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔

ابن سعد حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس دن کسی کا سر کٹ کر گرتا اور معلوم نہ ہوتا کہ کس نے وار کیا ہے؟ کسی کا ہاتھ اڑتا اور پتہ نہ چلتا کہ کس کی ضرب پڑی ہے۔

بیہقی حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں' لوگ جانتے تھے' کہ فرشتوں کے ہاتھوں کون کون قتل ہوئے ہیں جنہیں گردنوں کے اوپر اور انگلیوں پر وار پڑے ہیں۔

ابن اسحاق' بیہقی اور ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی' وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں کی نشانی سفید عمامے تھے' جن کے شملے انہوں نے پشتوں پر چھوڑ رکھے تھے' غزوۂ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے اور سوائے غزوۂ بدر کے انہوں نے کسی جنگ میں قتال نہیں کیا دیگر جنگوں میں فقط امداد کے لئے اور حوصلہ افزائی کے لئے اترے۔

بیہقی اور ابن عساکر حضرت سہیل بن عمرو سے ناقل' فرمایا: میں نے روز بدر گورے رنگ کے آدمیوں کو چت کبرے گھوڑوں پر جو کہ نشان زدہ تھے' آسمان و زمین کے درمیان دیکھا' وہ کفار کو قتل کرتے تھے اور انہیں قیدی بناتے تھے۔

واقدی نے بحوالہ خارجہ بن ابراہیم' ابراہیم سے بیان کیا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا: کہ جنگ بدر میں "اقدم حیزوم" کس فرشتے نے کہا تھا؟ تو جبریل نے کہا: میں آسمان کے سارے فرشتوں کو نہیں جانتا۔

واقدی اور بیہقی سائب ابن ابی حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کیا کرتے تھے' بخدا! غزوۂ احد میں مجھے کسی انسان نے گرفتار نہیں کیا' ان سے دریافت کیا گیا' پھر آپ کو کس نے قیدی بنایا؟ وہ کہتے ہیں جب قریش شکست سے

دوچار ہوئے' تو میں ان کے ساتھ تھا' پھر مجھے گورے رنگ کے ایک درازقد شخص نے جو کہ زمین و آسمان کے درمیان سفید گھوڑے پر سوار تھا' پکڑ کر باندھ دیا' ادھر عبدالرحمٰن بن عوف آئے' تو مجھے بندھا ہوا دیکھ کر اپنے لشکر میں آواز دی کہ اسے کس نے باندھا ہے؟ وہ یہی صدا لگاتے ہوئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تجھے کس نے گرفتار کیا ہے؟ میں نے عرض کیا میں اسے جانتا نہیں' دراصل مجھے پسند نہ تھا کہ میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے ایک فرشتے نے گرفتار کیا ہے۔ (ابن کثیر3:281)

واقدی' حاکم اور بیہقی حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوۂ بدر میں دیکھا کہ آسمان سے ایک دھاری دار چادر اتر رہی ہے جس نے آسمان کے ایک افق کو ڈھانپ لیا ہے' اور وادی میں پانی بہہ رہا ہے یہ منظر دیکھ کر میرے دل میں آیا کہ یہ آسمانی مدد ہے جس سے محمد ﷺ کی تائید کی گئی ہے۔ بس اس کے بعد کفار شکست سے دوچار ہوگئے۔ دراصل یہ فرشتے تھے۔ (ابن کثیر4:481)

ابن راہویہ' بیہقی اور ابونعیم بسند حسن حضرت جبیر بن مطعم سے نقل کرتے ہیں کہ فریقین بدر میں برسرپیکار تھے میں نے کفار کی شکست سے قبل ایک سیاہ چادر دیکھی جو آسمان سے اتر رہی تھی' سیاہ چیونٹی کی مانند' یہاں تک کہ وادی بھر گئی مجھے یقین تھا کہ یہ فرشتے ہیں' پھر کفار کی شکست میں دیر نہ ہوئی۔

بیہقی اور ابونعیم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی' فرمایا: غزوۂ بدر کے دن ایک انصاری بنوہاشم کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا تو اس شخص نے کہا: بخدا! مجھے اس شخص نے قید نہیں کیا ہے' بلکہ ایک خوبصورت شخص نے' جس کے سر کے بال گرے ہوئے تھے اور جو گھوڑے پر سوار تھا' گرفتار کیا ہے' وہ اس وقت مجھے یہاں نظر نہیں آرہا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: "وہ ایک معزز فرشتہ تھا"

امام احمد' ابن سعد اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گرفتار کیا تھا وہ ابوالیسر کعب بن عمرو تھا۔ کعب بن عمرو کمزور جسم کا مالک تھا جبکہ عباس بھاری بھرکم تھے' لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ابوالیسر! تم نے عباس کو کس طرح قید کیا' عرض کیا یارسول اللہ! ان کی گرفتاری میں ایک ایسے شخص نے میری مدد کی جسے میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا' نہ اسے اس کے بعد دیکھا اور اس کا حلیہ یہ تھا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری ایک فرشتے نے اس گرفتاری میں اعانت کی ہے۔

نوٹ۔ ایسی ہی ایک روایت عبید بن اوس سے عقیل بن ابی طالب کے بارے میں مروی ہے۔

ابن سعد حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ جنگ بدر سے فارغ ہوئے' تو جبریل امین سرخ گھوڑی پر سوار ہوکر حاضرخدمت ہوئے' ان کی درع گھوڑی پر رکھی تھی اور ان کے پاس ان کا نیزہ تھا' انہوں نے کہا: اے محمد! اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے' اور حکم دیا ہے' کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک آپ راضی ہوجائیں کیا آپ راضی ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں راضی ہوں' اس کے بعد جبریل لوٹ گئے۔

ابو یعلی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز میں مسکرا پڑے' جب نماز پوری کی تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ کو مسکراتے دیکھا ہے' فرمایا: ہاں! میکائیل میرے پاس سے گزرے ان کے پر غبار آلود تھے اور وہ کفار کے تعاقب سے لوٹ رہے تھے تو مجھے دیکھ کر ہنسے' لہٰذا میں بھی مسکرا پڑا۔

بیہقی اور ابو نعیم بہ طریق موسیٰ بن عقبہ از ابن شہاب زہری اور از طریق عروۃ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابو جہل کو کارزار میں پچھڑا ہوا پایا' اس کے سر پر خود تھی اور اس کی تلوار اس کی ران پر پڑی تھی' اسے کوئی زخم نہ تھا مگر اس کے باوجود وہ کوئی عضو ہلا نہیں سکتا تھا اور منہ کے بل پڑا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی پیٹھ کی طرف سے ضرب لگائی' پھر اس کا اسلحہ وغیرہ چھین لیا' اسے کوئی زخم نہ تھا' البتہ! اس کی گردن پر خراش تھی اور ہاتھ اور پہلوؤں پر کوڑوں کے نشانات تھے' اس بات کی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو اطلاع کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فرشتوں کی مار تھی۔

ابن اسحاق' ابن سعد' ابن جریر' حاکم' بیہقی اور ابو نعیم ابو رافع سے نقل کرتے ہیں کہ ہم آل عباس اسلام میں داخل ہو چکے تھے' مگر ہم اپنا اسلام لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے' میں حضرت عباس کا غلام تھا جب قریش روز بدر رسول اللہ ﷺ سے جنگ آزما ہونے کے لیے گئے' تو ہم جنگ سے متعلق خبروں کا انتظار کرنے لگے' پس جو سمان خزاعی ہمارے پاس خبر لیکر آیا' تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی فتح سے خوشی ہوئی اور اپنے اندر قوت محسوس کی' بخدا! میں اس وقت زمزم کے کنارے پر بیٹھا تھا اور میرے پاس ام الفضل بیٹھی تھیں کہ اسی اثناء میں ابولہب خبیث پاؤں گھسیٹتا ہوا آیا اللہ نے اسے مسلمانوں کی فتح مندی کی خبر سے ذلیل و رسوا کیا تھا' وہ آ کر حجرہ کی طناب پر بیٹھ گیا' لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ ابوسفیان بن حرب آ گیا ہے' پھر لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ابولہب نے اس سے کہا میرے پاس آؤ' کیونکہ تمہارے پاس کفار کی شکست کی اطلاع ہے' چنانچہ وہ آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہا بخدا! مڈبھیڑ ہوئی ہی تھی کہ وہ ہمارے کندھوں پر حاوی ہو گئے جہاں چاہتے اپنا اسلحہ رکھ دیتے' اللہ کی قسم! میں اس کے باوجود لوگوں کو ملامت نہیں کرتا' کیونکہ ہماری جنگ ان سفید رنگ کے لوگوں سے ہوئی جو فضا میں چیت کبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور جو کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے' ابو رافع کہتے ہیں میں نے طناب اٹھا کر کہا: بخدا! یہ تو فرشتے تھے' ابولہب یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور پاؤں گھسیٹتا ہوا ذلت کی حالت میں چلتا بنا' اللہ نے اس کو عدسہ کے مرض میں مبتلا کیا اور وہ سات دن کے اندر واصل جہنم ہوا' موت کے بعد تین دن تک اس کے بیٹوں نے اسے دفن نہ کیا یہاں تک کہ اس سے بدبو آنے لگی قریش عدسہ کو طاعون کی طرح متعدی مرض سمجھ کر اس سے بچنے لگے یہاں تک کہ کسی قریشی نے اس کے بیٹوں سے کہا: تمہیں شرم نہیں آتی تمہارے باپ کی لاش تین دن سے گھر میں متعفن ہو رہی ہے۔ اس کو دفن کیوں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے کہا: ہمیں اس سے متعدی مرض کا اندیشہ ہے اس نے کہا: لو میں تمہاری اس کے دفن کے سلسلہ میں مدد کرتا ہوں' بخدا! انہوں نے اسے غسل نہ دیا' بلکہ دور سے اس پر پانی چھڑک دیا اور قریب نہ آئے' پھر اسے اٹھا کر بالائی مکہ میں لے گئے اور ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے اس پر پتھر ڈال دیئے۔ (ابن کثیر ایضاً 3:309)

غزوۂ احد میں فرشتوں کی آمد

امام بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کی' فرمایا: میں نے غزوۂ احد کے دن رسول اکرم ﷺ کے دائیں اور بائیں طرف دو آدمیوں کو دیکھا' تو سفید پوشاک پہنے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا زبردست دفاع کررہے تھے' میں نے انہیں اس سے پہلے نہیں دیکھا نہ اس کے بعد دیکھا' وہ جبریل اور میکائیل تھے۔

بیہقی نے مجاہد سے نقل کیا' کہ فرشتوں نے بدر کے علاوہ کسی اور غزوہ میں قتال نہیں کیا' وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ احد میں وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف سے نہیں لڑے جس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور آپ ﷺ کے حکم پر قائم نہ رہے۔

واقدی اپنے شیوخ سے بَلٰۤی اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے صبر نہ کیا اور متعین مقام سے ہٹ گئے' لہٰذا ان کی فرشتوں کے ساتھ مدد نہ کی گئی۔ اس روایت کی بیہقی نے تخریج کی

امام بیہقی حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کے ساتھ تقویٰ اور صبر کی صورت میں وعدہ تھا کہ وہ ان کی پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کے ساتھ مدد کرے گا اور وہ اس وعدہ کو ایفاء کرنے ہی والا تھا مگر جب مسلمانوں کے (درہ پر متعین) دستے نے حکم رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور صف بندی چھوڑ کر طالب دنیا بنے' تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد اٹھالی۔

ابن سعد بحوالہ واقدی ان کے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ جب مشرکین شکست کھا گئے' تو (درے کے) نیزہ باز جا کر لوٹ مار میں شامل ہوگئے' تو مشرکین نے لوٹ کر ان پر ہلہ بول دیا' ان کی صفیں درہم برہم کر دیں اور جنگ کی چکی الٹی گھوم گئی' ہوا مخالف ہوگئی جو پہلے موافق تھی' تو اس وقت ابلیس نے پکار کر کہا' محمد (ﷺ) معاذاللہ قتل ہوگئے ہیں" پس مسلمان گتھ گئے اور بغیر پہچان کے قتل و غارت کرنے لگے اور جلدی اور دہشت میں بے سمجھے ایک دوسرے پر وار کرنے لگے۔ مصعب بن عمیر ؓ شہید ہوگئے' تو ایک فرشتے نے مصعب کے روپ میں علم اٹھالیا' اس دن فرشتے جنگ میں موجود تھے' مگر انہوں نے لڑائی نہیں کی۔

ابن سعد محمد بن شرحبیل العبدری سے روایت کرتے ہیں کہ احد کے دن جھنڈا مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا' تو ان کا دایاں ہاتھ لٹ گیا' انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ سے تھام لیا وہ اس وقت کہہ رہے تھے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ

پھر ان کا بایاں ہاتھ کٹ گیا' تو انہوں نے جھک کر کٹے ہوئے کے ساتھ جھنڈا اپنے سینے کے ساتھ لگالیا' اس وقت بھی ان کی زبان پر یہ آیت کریمہ تھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ پھر وہ شہید ہوگئے' تو جھنڈا نیچے گر گیا)

ابن سعد بروایت عبداللہ بن فضل بن عباس بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن نبی اکرم ﷺ نے جھنڈا مصعب بن عمیر

ؓ کو عطا فرمایا: پھر مصعب شہید ہوگئے' تو ایک فرشتہ نے مصعب کے روپ میں جھنڈا لے لیا' پس رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے' اے مصعب! آگے بڑھو تو فرشتے نے لوٹ کر کہا میں مصعب نہیں ہوں' چنانچہ آپ ﷺ کو معلوم ہوگیا' کہ وہ فرشتہ تھا جس کے ذریعے آپ کی مدد ہوئی۔

محمد بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن فرمایا: مصعب آگے بڑھو تو عبدالرحمٰن نے کہا یارسول اللہ! ﷺ کیا مصعب شہید نہیں ہوگئے ہیں؟ فرمایا: ہاں! مگر ایک فرشتہ ان کی جگہ پر آگیا ہے جو ان کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ احد کے دن جب میں تیراندازی کرتا' تو ایک گورے رنگ کا آدمی' جسے میں جانتا نہیں تھا' مجھے تیراٹھا اٹھا کر دیتا' یہاں تک کہ بعد میں مجھے گمان گزرا کہ یہ تو فرشتہ تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں' ان کے گھروالوں سے ان کا یہ معاملہ پوچھو تو میں نے ان کی بیوی سے پوچھا' اس نے بتایا کہ جب طبل جنگ بجایا گیا' تو وہ حالت جنابت ہی میں نکل پڑے' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی لئے' تو فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔

ابن سعد نے عروہ بن زبیر سے ان کے والد کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں' میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان بارش کے پانی اور چاندی کے کٹوروں کے ساتھ حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔ ابواسید الساعدی بیان کرتے ہیں' ہم نے جا کر انہیں دیکھا' تو ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے' ان کی بیوی کا بیان ہے' میں نے دیکھا جیسے آسمان ان کے لیے کھل گیا ہو اور وہ اس میں داخل ہوگئے اور آسمان دوبارہ جڑ گیا' میں نے کہا: یہی تو شہادت ہے۔

ابونعیم حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق کے بعد حضرت سعد بن معاذ کا وصال ہوا' تو رسول اللہ ﷺ اس تیزی کے ساتھ نکلے کہ کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو وہ مڑ کر نہ دیکھتا' چادر گر جاتی تو لوٹ کر نہ دیکھتا اور کوئی کسی کی پرواہ نہ کرتا' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ تو ہمیں تھکا کر عاجز کر دینے والے تھے' فرمایا: مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں فرشتے سعد کے غسل میں ہم سے آگے نہ نکل جائیں جیسا کہ وہ حنظلہ کے غسل میں ہم سے آگے بڑھ گئے تھے۔

امام بخاری و مسلم حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب احد کی جنگ میں میرے باپ شہید ہوئے' تو میری پھوپھی رونے لگی نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ ان پر مت روؤ' کیونکہ فرشتے اپنے پروں کے ساتھ ان پر سایہ کناں رہیں گے یہاں تک کہ تم انہیں اٹھاؤ گے۔

فرشتوں کا غزوۂ خندق اور غزوۂ بنی قریظہ میں آنا

ابن سعد حضرت سعید بن جبیر ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن جبریل امین بادصرصر کے ہمراہ

تشریف لائے' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں دیکھ کر تین بار فرمایا: لوگو! بشارت ہو' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر بادِ صرصر بھیجی' جس نے ان کے خیموں کی طنابیں اکھیڑ دیں' کھانے کی دیگیں چولہوں پر الٹ دیں' لشکری مٹی کے غبار تلے دب گئے اور جانوروں کی کھونٹیاں ٹوٹ گئیں جس کی وجہ سے لوگ اس بھگدڑ میں نکلے کہ کوئی کسی کی طرف مڑ کر نہ دیکھتا تھا' اللہ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اِذْ جَاءَ تْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

امام بیہقی امام مجاہد سے آیت فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد بادِ صبا ہے جو خندق کے روز احزاب پر بھیجی گئی یہاں تک کہ ان کی دیگیں الٹ گئیں' خیمے اکھڑ گئے اور اس ہوا نے متحدہ افواج کو کوچ کرنے پر مجبور کر دیا۔ یعنی ایسے لشکر جو تمہیں نظر نہ آئے' وہ فرشتے تھے' البتہ! اس روز فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہ لیا۔

امام بیہقی حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جب انہیں رات کے وقت دشمن کے حالات کا پتہ کرنے کے لیے بھیجا' تو وہ دشمن کی فوج میں گھس گئے اس وقت لوگ کہہ رہے تھے الرحیل الرحیل چلو کوچ کرو' ٹھہرو نہیں' اس وقت صرف دشمن کی فوج تک محدود تھی' اس سے ایک ہاتھ تک تجاوز نہ کر رہی تھی' بخدا! مجھے اس کے پڑاؤ اور بچھونوں کے پڑنے کی آواز آ رہی تھی جو تیز ہوا ان پر برسا رہی تھی' پھر میں لوٹ آیا جب میں نے نصف راستہ طے کیا' تو اچانک تقریباً بیس عمامہ پوش سواروں سے سامنا ہو گیا۔ انہوں نے کہا: کہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کرو کہ اللہ نے دشمن کی فوج سے نبٹ لیا ہے' چنانچہ میں واپس آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ کلام نازل فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاءَ
تْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

شیخین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ غزوۂ خندق سے لوٹے اور اسلحہ اتار کر رکھ دیا اور غسل فرمایا: کہ اسی اثناء میں جبریل امین تشریف لائے اور کہا: آپ نے تو ہتھیار کھول کر رکھ دیئے ہیں جبکہ ہم نے نہیں اتارے' چلیے' آپ نے دریافت فرمایا: "کدھر" تو جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "اس طرف" پس نبی اکرم ﷺ ان کی طرف نکلے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: مجھے اب بھی بنی غنم کے راستوں سے غبار اٹھتا ہوا معلوم ہوتا ہے جب نبی اکرم ﷺ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے' تو جبریل امین بھی سوار ہوئے۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا' کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما تھے' کہ

ایک شخص نے آ کر ہمیں السلام علیکم کہا' ہم اس وقت گھر میں تھے' پس رسول اللہ ﷺ خوفزدہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی آپ کے پیچھے اٹھ کھڑی ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ دحیہ کلبی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل امین ہیں جو مجھے بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے' کہ آپ نے تو ہتھیار رکھ دیئے ہیں مگر ہم نے نہیں کھولے' ہم تو مشرکین کی طلب میں حمراء الاسد تک گئے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب ہم غزوۂ خندق سے واپس لوٹے تھے' چنانچہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور بنو قریظہ کے درمیان منعقدہ مجلسوں کے پاس سے گزرے' تو ان سے پوچھا کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں دحیہ کلبی شہباء خچر پر گزرے ہیں' ان کے نیچے دیباج کا ٹکڑا تھا۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ وہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جبرئیل امین تھے جنہیں اللہ نے بنی قریظہ کو جھنجھوڑنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لیے بھیجا ہے۔

(اسی قسم کی ایک روایت بیہقی نے از طریق موسیٰ بن عقبہ از ابن شہاب اور از طریق عروہ نقل کی ہے۔ مترجم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے جبرئیل امین کو بنی قریظہ کے دن دیکھا ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

ابن سعد حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور قبیلہ قریظہ کے درمیان معاہدہ تھا مگر جب عرب کے متحدہ لشکروں سے مدینہ شریف پر حملہ کیا' تو قریظہ نے وعدہ شکنی کی اور نبی اکرم ﷺ کے مقابلہ میں مشرکین کی امداد کی' تو اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی کے ساتھ غیبی لشکر بھیجے جس کی وجہ سے مشرکین اور بنی قریظہ کے یہودی بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ بنو قریظہ قلعہ بند ہوگئے۔ پس نبی اکرم ﷺ اور اصحاب کرام نے ہتھیار کھول دیئے۔ اسی اثناء میں جبرئیل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ ﷺ ان کی طرف باہر نکلے۔ جبرئیل نے فرمایا: میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے تا کہ ہم بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھی تھک چکے ہیں اگر آپ انہیں چند روز کی مہلت دیدیں (تو بہتر ہوگا) جبرئیل نے فرمایا: آؤ ہم چلیں میں اپنا یہ گھوڑا ان کے قلعوں میں داخل کر دوں گا اور انہیں پامال کر دوں گا' چنانچہ جبرئیل پیٹھ دیکر چل دیئے۔ ان کے ہمراہ فرشتوں کی ایک جماعت تھی یہاں تک کہ انصار کے قبیلے بنو غنم کے راستوں میں غبار اٹھنے لگا۔ اس غزوۂ خندق میں حضرت سعد بن معاذ کی رگ اکحل میں تیر لگ گیا تھا اور زخمی جاری ہوگیا تھا تو انہوں نے دعا کی کہ اللہ کرے انہیں موت نہ آئے جب تک کہ وہ بنو قریظہ سے اپنے سینے کو شفایاب نہ کرلیں' چنانچہ (طویل محاصرہ کے بعد) سخت پریشانی میں بنو قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم مان لیا' جنہوں نے حکم دیا کہ ان کے جنگ میں حصہ لینے والے یہودیوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولادوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

غزوۂ مریسیع میں فرشتوں کی آمد

بیہقی اور ابونعیم واقدی کے حوالے سے ام المومنین حضرت جویریہ کی خادمہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' اس وقت ہم مریسیع کے

چشمہ پر تھے' تو میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم محمد (ﷺ) کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

وہ بیان کرتی ہیں کہ میں دیکھ رہی تھی کہ لوگ' گھوڑے اور اسلحہ اتنی بڑی تعداد میں ہے' کہ ان کا بیان نہیں ہوسکتا۔ پس جب میں اسلام لے آئی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میری شادی ہوگئی اور ہم واپس لوٹے' تو میں نے مسلمانوں کو دیکھنا شروع کیا وہ اس وقت اتنے نہ تھے جتنے کہ پہلے نظر آئے تھے۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دہشت تھی جو وہ مشرکین کے دلوں میں ڈالتا ہے' اسی قبیلہ کے ایک مسلمان ہونے والے شخص نے کہا: ہمیں ایسے مرد نظر آرہے تھے جو چت کبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ اس سے پہلے کہیں دیکھے گئے نہ اس کے بعد نظر آئے۔

فرشتے غزوۂ حنین میں

مسدد اپنی مسند میں اور بیہقی اور ابن عساکر عبدالرحمٰن مولی ابن برثن سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایسے شخص نے بتایا جو غزوۂ حنین میں مشرکین کے ساتھ شامل تھا کہ جب ہماری اصحاب رسول ﷺ سے مڈبھیڑ ہوئی تو وہ ہمارے سامنے اتنی دیر بھی نہ ٹھہر سکے جتنی دیر میں ایک بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے' ہم انہیں پیچھے سے دھکیل کر لے جارہے تھے' کہ ہمارا ایک سفید دراز گوش پر سوار شخص سے سامنا ہوا' وہ شخص اللہ کے رسول ﷺ تھے' چنانچہ ہمارا ان کے اردگرد خوبصورت گورے رنگ کے جانبازوں کے ساتھ ٹکراؤ ہوا جو ہم سے کہہ رہے تھے شاہت الوجوہ لوٹ جاؤ' تو ہم لوٹ آئے' پھر وہ ہم پر چڑھ دوڑے۔

بیہقی اور ابونعیم میں امیہ بن عبداللہ سے منقول ہے' کہ مالک بن عوف نے کچھ جاسوس بھیجے جب وہ (حالات کی خبر لیکر) اس کے پاس آئے' تو تھرتھر کانپ رہے تھے۔ اس نے پوچھا تمہارا برا ہوا تمہیں کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس گورے رنگ کے آدمی چت کبرے گھوڑوں پر سوار ہوکر آئے ہیں' بخدا! ہم تو ان کو دیکھ کر گھبرا گئے ہیں اور ہماری یہ حالت ہے۔

ابن اسحاق بیہقی اور ابونعیم حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور لوگ باہم قتل میں مصروف تھے' کہ میری نظر آسمان سے اترنے والی ایک ایسی چیز پر پڑی جو سیاہ چادر کی مانند تھی یہاں تک کہ وہ ہمارے اور دشمن کی فوج کے درمیان اتر پڑی وہ پھیلی ہوئی چیونٹیاں تھیں جنہوں نے وادی کو بھر دیا اور اس کے بعد دشمن کو شکست ہونے میں دیر نہ لگی' ہمیں قطعی یقین تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔

بیہقی اور ابن عساکر مصعب بن شیبہ سے روایت کرتے کہ ان کے والد شیبہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شامل ہوا۔ اسلام کے لئے نہیں بلکہ اس کدورت کے ساتھ کہ بنی ہوازن قریش پر غالب آجائیں۔ بخدا! میں رسول خدا ﷺ کے ہمراہ کھڑا تھا کہ میں نے کہا: یانبی اللہ! مجھے چت کبرے گھوڑے نظر آرہے ہیں فرمایا: شیبہ! وہ تو صرف کافروں کو نظر آتے ہیں' پھر آپ ﷺ نے میرے سینے پر ضرب لگا کر دعا کی اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے۔ آپ ﷺ نے یہ عمل تین بار کیا۔ تیسری بار آپ نے ابھی میرے سینے سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ میں نے محسوس کیا' کہ آپ ساری مخلوق

سے زیادہ مجھے محبوب ہو چکے ہیں اس کے بعد مسلمانوں کی مڈبھیڑ ہوئی ان میں سے کچھ شہید ہوئے' پھر رسول اللہ ﷺ واپس آئے۔ عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور عباس رضی اللہ عنہ نے رکاب تھام رکھی تھی۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں ندا کی۔ سورہ بقرہ والے کہاں ہیں؟ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ انور کیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے۔ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

پھر مسلمان بھی دشمن کے سامنے صف آرا ہو گئے اور ان سے تلواریں ٹکرانے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب خوب بھٹی گرم ہوئی ہے۔

طبرانی اور ابو نعیم حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں فرمایا: ہم ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ دشمن سے آمنا سامنا ہوا۔ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے اے روز جزا کے مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد کے خواستگار ہیں' پھر میں نے دیکھا کہ لوگ گر رہے ہیں اور فرشتے انہیں مار رہے ہیں۔

فرشتوں کے دیدار کے کچھ اور واقعات

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب اہل یثرب نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر عقبہ میں بیعت کی تو ابلیس نے چلا کر کہا: اے گروہ قریش! اگر تمہیں محمد ﷺ کے بارے میں کوئی معاملہ ہے' تو پہاڑ کے فلاں مقام پر آؤ' کیونکہ یثرب (مدینہ) کے کچھ باشندوں نے ان سے عہد و پیمان باندھا ہے۔ اسی اثناء میں جبریل امین نازل ہوئے مگر لوگوں میں سے سوائے حارثہ بن نعمان کے انہیں کسی نے نہیں دیکھا' حارثہ نے بیعت سے فارغ ہونے کے بعد کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے ایک سفید پوش اجنبی شخص کو آپ کے دائیں طرف کھڑے دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا واقعی تم نے دیکھا ہے' عرض کیا' ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: تو نے جبریل کا دیدار کیا ہے۔

ابن سعد اور بیہقی میں ہے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے جبریل امین کا اصلی صورت میں دیدار کرا دیجئے۔ فرمایا: آپ انہیں دیکھ نہیں سکیں گے۔ عرض کیا کیوں نہیں آپ دیدار تو کرائیے۔ فرمایا: اچھا بیٹھ جائیے۔ پس وہ بیٹھ گئے' تو جبریل امین کعبہ شریف میں اس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین طواف کے دوران کپڑے ڈالتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نظر اٹھا کر دیکھئے۔ انہوں نے نظر اٹھائی تو جبریل کے قدم نظر آئے جو سبز موتیوں کی مانند تھے اور آپ غش کھا کر گر پڑے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

ابن ابی الدنیا کتاب المصاحف میں ابو جعفر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت جبریل امین کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خفیہ گفتگو سنتے تھے' مگر وہ نظر نہ آتے تھے۔

امام بخاری و مسلم بطریق ابو عثمان النہدی روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا' کہ مجھے بتایا گیا' کہ جبریل امین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس ام سلمہ تشریف فرما تھیں تو جبریل امین نبی اکرم ﷺ سے گفتگو کرنے لگے' پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا یہ کون تھے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض

کیا۔ یہ دحیہ کلبی تھے میں تو انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ یہ جبریل تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عثمان سے سوال کیا' کہ آپ نے یہ روایت کس سے سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا "اسامہ سے"

شیخین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے' کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آکر سوال کیا "ایمان کیا ہے؟" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ کے ساتھ' اس کے فرشتوں کے ساتھ' اس کی کتابوں کے ساتھ' اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر' اس نے پوچھا' اسلام کیا ہے؟" فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے' نماز قائم کرے' زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے' اس نے پھر دریافت کیا' احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے گویا اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے دیکھ نہ سکے' تو وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ اس نے پوچھا' قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: مسئول (جس سے سوال ہوا) پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا' البتہ! اس کی نشانیاں تجھے بتا دیتا ہوں جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور جب اونٹوں کے چرانے والے عالی شان عمارات بنانے لگیں گے اور پانچ باتیں ایسی ہیں جن کا بالذات علم خدا کے پاس ہے' پھر وہ شخص پیٹھ دیکر چل دیا' تو حضور ﷺ نے فرمایا: اسے واپس لے آؤ مگر انہیں کچھ نظر نہ آیا' تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل امین تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔

ابو موسیٰ مدینی حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے' کہ ایک شخص آپ کے پاس سے مڑ کر گیا' میں نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اس نے عمامہ باندھ رکھا تھا اور اس کا شملہ پیچھے کی طرف چھوٹا ہوا تھا' میں نے پوچھا' یارسول اللہ ﷺ! یہ شخص کون ہے؟ فرمایا: یہ جبریل امین ہیں۔

احمد طبرانی اور بیہقی بسند صحیح حضرت حارثہ بن نعمان بیان کرتے ہیں' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا' اس وقت جبریل آپ کے پاس تھے میں نے آپ ﷺ کو السلام علیکم کہا جب لوٹ کر آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو میرے پاس تھا میں نے عرض کیا' ہاں! یارسول اللہ ﷺ فرمایا: وہ جبریل امین تھے' انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں تین چار مختصر احادیث حضرت جبریل کے دیکھنے سے متعلق ہیں انہیں حذف کیا ہے۔

احمد اور بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی' میں اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا' وہاں ایک اور شخص آپ ﷺ سے سرگوشی کر رہا تھا اس وقت نبی ﷺ نے میرے والد سے اعراض کر رکھا تھا' پھر ہم باہر آئے' تو اباجی نے مجھ سے کہا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے چچازاد بھائی نے مجھ سے بے رخی کا مظاہرہ کیا ہے' میں نے عرض کیا ان سے کوئی شخص سرگوشی کر رہا تھا' چنانچہ اباجی واپس آگئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا' کہ میں نے تو عبداللہ سے یہ یہ باتیں کی ہیں تو اس نے بتایا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی رازداری سے باتیں کر رہا تھا کیا

آپ کے پاس کوئی آدمی تھا؟ آپ نے پوچھا اے عبداللہ! تو نے کسی شخص کو دیکھا ہے؟ عرض کیا' ہاں! یارسول اللہ ﷺ' آپ کے پاس ایک آدمی تھا جو آپ سے رازداری سے بات کررہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ جبریل تھا جس نے مجھے آپ ﷺ کی طرف توجہ نہ کرنے دی۔

حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم نے جبریل کی زیارت کی حالانکہ مخلوق میں سے سوائے پیغمبروں کے جس نے جبریل کو دیکھنے کی کوشش کی وہ اندھا ہوگیا مگر میں نے تمہارے حق میں دعا کی' کہ اللہ اس (اندھے پن) کو تمہاری عمر کے آخر میں رکھے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' کہ ایک انصاری نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کی جب آپ اس کے گھر کے قریب پہنچے تو سنا' کہ گھر کے اندر وہ کسی سے گفتگو کررہا ہے۔ آپ ﷺ گھر کے اندر آئے' تو کوئی آدمی نظر نہ آیا' فرمایا: تم کس سے کلام کررہے تھے' عرض کیا یارسول اللہ! کوئی آنے والا آیا' میں نے آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص اس سے زیادہ عمدہ مجلس اور اچھی گفتگو والا نہیں دیکھا' فرمایا: وہ جبریل امین تھے بے شک تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں' کہ اگر ان میں سے کوئی اللہ کی ذات پر قسم کھالے' تو اللہ اسے اس کی قسم میں سچا ثابت کرے۔

طبرانی اور بیہقی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا آپ نے کسی شخص کے منہ کے ساتھ اپنا دہن اقدس لگا رکھا' لہٰذا میں نے آپ کو سلام نہ دیا' کچھ دیر کے بعد واپس آیا' تو آپ نے فرمایا:: تمہیں سلام دینے سے کس چیز نے روکا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اس شخص کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار فرمارہے تھے' کہ کسی کے ساتھ ایسا نہیں کرتے' لہٰذا مجھے پسند نہ آیا' کہ آپ کی گفتگو میں رکاوٹ ڈالوں' یارسول اللہ! وہ کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جبریل امین"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ فرمایا: میں نے جبریل امین کو اپنے حجرہ اقدس میں کھڑا دیکھا اور رسول اکرم ﷺ ان کے ساتھ رازداری سے بات کررہے تھے' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) یہ کون ہیں؟ فرمایا: تم اسے کس کے ساتھ مشابہت دے سکتی ہو؟ میں نے عرض کیا "دحیہ کلبی کے ساتھ" فرمایا: تم نے جبریل امین کی زیارت کی ہے' پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی' کہ فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام دے رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: وعلیہ السلام اللہ انہیں بہتر جزا دے' وہ بھلائی کے ساتھ آئے ہیں۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے محمد بن منکدر سے روایت کی' کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے' تو دیکھا' کہ ان کی طبیعت ناساز ہے' پھر ان کے پاس سے نکل کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے تاکہ انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیماری کی اطلاع دیں' اسی اثناء میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز سن کر کہا یہ تو میرے ابا ہیں۔ وہ اندر داخل ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ انتہائی متعجب ہوئے' کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی جلدی سے شفا عطا فرمائی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جب آپ میرے

پاس سے تشریف لے آئے' تو مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی پس جبریل امین میرے پاس آئے اور میری ناک میں دوا چڑھائی' تو میں صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ بن یمان سے نقل کیا' کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر آپ باہر تشریف لائے' تو میں بھی آپ کے پیچھے نکلا' اچانک ایک شخص سے آپ کا سامنا ہوا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! کیا تم نے اس سامنے آنے والے شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! یارسول اللہ! فرمایا: وہ ایک فرشتہ تھا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا' اس نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی' کہ وہ مجھے آکر سلام عرض کرے۔ چنانچہ اس نے آکر سلام پیش کیا اور خوش خبری دی' کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

امام مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی' کہ فرشتے مجھ کو سلام دیا کرتے تھے جب میں نے داغ دینے کا پیشہ اختیار کیا' تو وہ مجھ سے جدا ہوگئے اور جب میں نے یہ پیشہ چھوڑ دیا' تو وہ پھر مجھے سلام کہنے لگے۔

ترمذی تاریخ میں اور بیہقی اور ابونعیم غزالہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں' کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم گھر کو خوب صاف رکھا کریں' ہمیں السلام علیکم! السلام علیکم! کی آوازیں سنائی دیتی تھیں مگر کوئی نظر نہ آتا تھا امام ترمذی فرماتے ہیں' یہ فرشتوں کا سلام تھا۔

ابونعیم یحییٰ بن سعید القطان سے ناقل ہیں' وہ بیان کرتے ہیں بصرہ میں صحابہ کرام میں سے کوئی شخص عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بہتر اور افضل ہمارے پاس نہیں آیا۔ ان پر تیس سال اس حالت میں گزرے' کہ ان کے گھر کی ہر طرف سے فرشتے انہیں سلام کہتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ قتادہ سے راوی کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے داغنے کا پیشہ اختیار کیا' تو فرشتے ان سے دور رہنے لگے۔

بخاری اور مسلم حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' فرمایا: ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے قریب ہی ایک اصیل گھوڑا بندھا تھا اسی اثناء میں ایک بادل اس پر چھا گیا اور اس کے قریب ہونے لگا جس سے اس کا گھوڑا بدکنے لگا جب صبح ہوئی' تو وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات کا واقعہ پیش کیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ سکینہ تھا جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔

ابن عساکر سعد بن مسعود سے مرسل حدیث نقل کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے نظر آسمان کی طرف اٹھائی' پھر اسے جھکا لیا' پھر اٹھایا تو اس کے بارے میں آپ سے سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا: بے شک یہ ایک قوم ہے جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہے' تو ان پر سکینہ اترا ہے جسے فرشتے خیمہ کی طرح اٹھائے ہوئے ہیں جب سکینہ ان کے قریب پہنچا' تو ان میں سے کسی شخص نے کوئی باطل بات کہہ دی' تو ان سے وہ سکینہ اٹھا لیا گیا۔

شیخین حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' کہ وہ رات کے وقت سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے' پاس ہی ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا' اچانک گھوڑا اچھلنے کودنے لگا وہ خاموش ہوئے' تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پڑھنا شروع کیا' تو گھوڑا پھر بدکنے لگا' پھر انہوں نے خاموشی اختیار کی' تو گھوڑا رک گیا' تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو انہیں ایک چھتری سی نظر آئی جس میں قمقمے تھے' اور وہ آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا جب تک وہ نظر آتا رہا اسید اسے دیکھتے رہے جب صبح ہوئی' تو یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' آپ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز سننے کیلئے نزدیک آگئے تھے اگر تم تلاوت کرتے رہتے' تو صبح کے وقت لوگ انہیں دیکھتے اور وہ ان کی نظروں سے پوشیدہ نہ ہوتے۔
یہ حدیث حضرت اسید سے کئی طریقوں سے مروی ہے۔ ایک روایت میں ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسید پڑھو' کہ تمہیں لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے۔ حضرت اسید خوش آواز تھے۔

ابو عبید نے فضائل قرآن میں ایسا ہی واقعہ حضرت ثابت بن قیس کے بارے میں تحریر کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی' کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ ایک رات آپ نظر نہ آئے' تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا۔ اچانک حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبداللہ بن قیس کھڑے ملے' میں نے پوچھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ دونوں نے کہا: ہمیں تو پتہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ اس وادی کے بالائی حصہ سے ہم نے چکی کے چلنے کی آواز سنی ہے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا: میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا' تو اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کرنے کا اختیار دیا۔

1- ایک یہ کہ میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے۔

2- دوسری یہ کہ میں شفاعت اختیار کر لوں۔

چنانچہ میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب الذکر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا' کہ میں تو لازماً مسجد میں جا کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان کروں گا' کہ اسی جیسی حمد کسی نے نہ کی ہوگی پس جب نماز ادا کر کے بیٹھے تاکہ اللہ کی حمد و ثناء بیان کریں تو اچانک کسی نے پیچھے سے بلند آواز میں کہا۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ عَلَانِيَةً وَسِرَّةً اِنَّكَ كُلِّ عَلٰى شَيْءٍ قَدِيْرٌ اِغْفِرْلِيْ مَامَضٰى مِنْ ذُنُوْبِيْ وَاعْصِمْنِيْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ وَارْزُقْنِيْ اَعْمَالاً ذَاكِيَةً تَرْضٰى بِهَا عَنِّيْ وَتُبْ عَلَيَّ	اے اللہ! ساری حمد تیرے لیے ہے' ساری بادشاہی تیری ہے ساری بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے تیری طرف ہی تمام کاموں کا رجوع ہے علانیہ ہوں یا پوشیدہ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے مجھے بخش دے

میرے گذشتہ گناہ معاف کر اور محفوظ رکھ
مجھے باقی زندگانی میں اور مجھے اعمال زاکیہ
(پاکیزہ اعمال) کی توفیق عطا فرما جن کے
ذریعے' تو مجھ سے راضی ہو جائے اور میری
توبہ قبول کر۔

پھر وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور سارا واقعہ عرض کیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ حمد و ثناء اور دعا کرنے والے جبریل تھے۔

بخاری اور بیہقی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے بیان کیا' کہ عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہو گئی' تو ان کی بہن ان پر رونے لگی اور واجبلاہ وغیرہ کلمات کہنے لگی۔ حضرت عبداللہ کو جب ہوش آیا' تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا' کہ تم نے میرے بارے میں جو کچھ کہا ہے' تو اس واویلا کے متعلق مجھ سے پوچھا گیا ہے' کہ کیا تم ایسے ہی ہو؟ (جیسے بہن کہہ رہی ہے)۔

ابن سعد کی روایت ہے' کہ جب عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہوئی' تو نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم ان کے پاس تشریف لائے اور دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر ان کی موت کا وقت نہیں آیا' تو انہیں شفا عطا فرما جب انہیں افاقہ ہوا' تو عرض کیا یارسول اللہ! میری ماں واجبلاہ و اظہراہ کہہ رہی تھی تو ایک فرشتہ لوہے کا ایک گرز اٹھا کر کہہ رہا تھا' کہ کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تمہاری ماں کہہ رہی ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا' تو وہ مجھے گرز مار دیتا۔

نوٹ۔ اسی طرح کی دو روایات طبرانی نے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور معاذ بن جبل کے متعلق نقل کی ہیں۔

ابن ابی الدنیا حاکم اور بیہقی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شدید بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوئی یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا' کہ ان کی جان نکل گئی ہے' لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان پر چادر ڈال دی کچھ دیر بعد انہیں افاقہ ہوا' تو انہوں نے کہا: کہ میرے پاس دو درشت خو فرشتے آئے ان دونوں نے کہا: کہ ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم العزیزالامین سے تمہارا فیصلہ کرائیں تو وہ مجھے لے چلے۔ راستہ میں انہیں دو اور فرشتے ملے جو ان دونوں سے نرم اور مہربان تھے۔ انہوں نے پوچھا اسے کہاں لے جا رہے ہو؟ تو پہلے دو فرشتوں نے جواب دیا' کہ ہم اسے العزیزالامین کے پاس لے چلے ہیں تو ان رحم دل فرشتوں نے کہا اسے چھوڑ دو۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی سعادت پہلے ہی لکھی جاچکی ہے جب کہ وہ اپنی ماؤں کے پیٹ میں تھے۔ عبدالرحمٰن اس کے بعد ایک ماہ زندہ رہے' پھر وفات پائی۔

ابن ابی الدنیا طبرانی اور ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ عرباض رضی اللہ عنہ ایک بوڑھے صحابی تھے اور وہ مرنے کو پسند کرتے تھے وہ دعا مانگا کرتے تھے الٰہی! میں بوڑھا ہو گیا ہوں' میری ہڈیاں گھل گئی ہیں اب مجھے قبض فرما لے۔ وہ کہتے ہیں ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا اور نماز پڑھ کر دعا کر رہا تھا۔ یااللہ! مجھے اٹھا لے' اچانک ایک جوان نظر آیا جو

بہت حسین تھا اور اس پر سبز اوڑھنی تھی' اس نے کہا: یہ کیسی دعا ہے جو تم مانگ رہے ہو میں نے کہا: بھتیجے' پھر میں کس طرح مانگوں؟ کہا یوں دعا مانگو' اے اللہ! "عمل اچھے ہوں اور عمر پوری ہو' میں نے پوچھا جوان تم کون ہے؟ اللہ تم پر رحم فرمائے اس نے کہا: میں اناثیل ہوں اور مسلمانوں کے سینوں سے حزن و ملال دور کرتا ہوں' پھر وہ چلا گیا اور مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔

فصل سوم

1- معجزۂ شق القمر
2- معجزۂ ردِ شمس
3- شہاب باری
4- جنوں کے اسلام لانے کے واقعات

معجزۂ شق القمر (چاند کا پھٹنا)

معجزۂ شق القمر نبی اکرم ﷺ کا عظیم الشان معجزہ' آپ کی نبوت و رسالت کی روشن نشانی اور زبردست دلیل و حجت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَرَوْا اٰيَةً
يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (القمر آیت نمبر ۱ ۳)

اللہ تعالیٰ نے چاند کے پھٹنے کی خبر صیغہ ماضی سے دی ہے' اور بتایا ہے' کہ کافر اس قسم کے معجزات سے اعراض و انکار کرتے ہیں حالانکہ تمام مفسرین اور اہلسنت کا اس کے وقوع پر اتفاق ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بیان کیا ہے۔ انہوں نے بخاری تک اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آتا تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا لوگو! گواہ رہنا۔

تفسیر خطیب رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ ابوالضحیٰ نے بطریق مسروق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ کے عہد اقدس میں چاند پھٹ گیا' تو قریش نے کہا: "ابن ابی کبشہ نے تم پر جادو کر دیا ہے"' لہذا باہر سے سفر کر کے آنے والوں سے دریافت کرو (کہ کیا تم نے بھی یہ منظر دیکھا ہے؟) پس انہوں نے پوچھا' تو باہر سے آنے والے قافلوں نے تصدیق کی کہ ہم نے چاند کے پھٹنے کا نظارہ کیا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

یہ صیغہ ماضی اپنی حقیقت پر محمول ہے' اور عام مفسرین کا یہی قول ہے دوسرا نکتہ نگاہ اپنانے والے لائق التفات نہیں۔

صحیح روایات میں آیا ہے' کہ معجزۂ شق القمر دوبار پیش آیا۔

امام مقاتل کہتے ہیں' چاند شق ہوا اس کے بعد دوبارہ جڑ گیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ انہوں نے مدائن میں خطبہ دیا' پھر فرمایا: قیامت قریب آگئی ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ چاند تمہارے نبی ﷺ کے عہد اقدس میں دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔

مواہب لدنیہ میں ارشاد فرمایا:۔

"چاند ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی پیغمبر کے لئے شق نہیں ہوا' یہ آپ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ تمام مفسرین اور اہلسنت کا اس کے وقوع پر اجماع ہے' کیونکہ قریش نے جب نبی اکرم ﷺ کی تکذیب کی اور آپ کی رسالت کا انکار کیا' تو انہوں نے آپ کے دعویٰ نبوت و رسالت کی صداقت پر نشانی طلب کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ

عظیم نشانی عطا فرمائی جس کے ظاہر کرنے پر کسی فرد بشر کو قدرت حاصل نہیں۔ یہ آپ ﷺ کے دعویٰ توحید باری تعالیٰ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت میں منفرد ہے' اور لوگ جن معبودان باطلہ کی پرستش کرتے ہیں وہ نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اور عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں۔

امام خطابی فرماتے ہیں۔

"شق قمر ایک عظیم نشانی ہے انبیائے کرام علیہم السلام کا کوئی معجزہ اس معجزے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وجہ اس کی یہ ہے اس کا ظہور ملکوت آسمانی میں ہوا ہے' اور ملکوت آسمانی ان تمام طبائع سے خارج ہے جو اس عالم مرکب کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور کسی حیلہ و تدبیر سے وہاں تک پہنچنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا' لہٰذا یہ معجزہ نبوت محمدیہ کی زبردست دلیل و برہان بن گیا ہے۔

امام ابن عبدالبر کا ارشاد گرامی ہے۔

"حدیث انشقاق قمر کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک کثیر جماعت نے روایت کیا ہے' اسی طرح ان سے تابعین کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بڑی تعداد نے نقل کیا ہے' پھر تابعین سے ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے تاآنکہ ہم تک ان گنت سلسلوں سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ نیز آیت کریمہ بھی اس کی تائید و توثیق کرتی ہے۔"

امام علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ شرح ابن حاجب میں لکھتے ہیں۔

"میرے نزدیک معجزہ شق القمر متواتر ہے' قرآن میں منصوص ہے' صحیحین وغیرہ کتب حدیث میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے' اور اس کے اتنے طرق ہیں کہ اس کے متواتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں"

چاند پھٹنے کی حدیثیں صحیح روایت کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت سے مروی ہیں جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1- حضرت انس رضی اللہ عنہ' 2- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ 3- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ 4- حضرت علی رضی اللہ عنہ 5- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ 6- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ 7- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

1- صحیحین میں حدیث انس رضی اللہ عنہ ہے۔

اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا مطالبہ کیا' کہ آپ ﷺ انہیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ ﷺ نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کوہ حرا کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھ لیا۔

2- حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ فصل کے شروع میں نقل کی جاچکی ہے۔

3- ترمذی میں آیت کریمہ اقتربت الساعۃ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو حضرت ابن مسعود کے ہیں

4- امام احمد نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں چاند شق ہوا یہاں تک کہ اس کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ پر نظر آنے لگا۔ اس پر مشرکوں نے کہا: کہ محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کردیا ہے' پھر کسی شخص نے کہا: اگر اس نے ہم پر جادو کیا تو ساری دنیا پر تو نہیں کرسکتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند شق ہوگیا' تو کفار قریش نے کہا: کہ یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے' پھر کہا دیکھو! باہر سے قافلے والے کیا خبر لاتے ہیں' کیونکہ محمد (ﷺ) سب لوگوں پر تو جادو نہیں کرسکتے۔ چنانچہ جب اہل قافلہ آئے' تو انہوں نے بھی شق قمر کی خبر دی۔

اس روایت کو ابوداؤد طیالسی نے روایت کیا یہی مفہوم بیہقی کی روایت میں آیا۔

ابو نعیم کی دلائل نبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' کہ مشرکین کا ایک گروہ جن میں ولید بن مغیرہ' ابوجہل' عاصی بن وائل' اسود بن مطلب' نضر بن حارث اور ان کے اہل نظر شامل تھے' نبی اکرم ﷺ کے پاس جمع ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کردیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی التجا کی' تو چاند شق ہوگیا۔

بخاری میں حدیث ابن مسعود وارد ہے' کہ معجزہ شق قمر کے وقت ہم منیٰ میں تھے۔ ابواسحاق زجاج معانی القرآن میں فرماتے ہیں۔

"بعض مبتدعین نے معجزہ شق القمر کا انکار کیا ہے حالانکہ عقل کو بھی اس کے انکار کی گنجائش نہیں' کیونکہ چاند اللہ کی مخلوق ہے اللہ جس طرح چاہے اس میں تصرف فرمائے جیسا کہ وہ قیامت کے روز اس کو لپیٹ کر فنا کردے گا۔

اور بعض قصہ گو یہ جو بیان کرتے ہیں کہ چاند نبی اکرم ﷺ کے گریبان میں داخل ہوا اور آپ ﷺ کی آستین سے نکل گیا' تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

شفائے قاضی عیاض میں ہے۔

اگر کوئی بدبخت یہ اعتراض کرے کہ چاند شق ہوتا' تو اہل زمین پر یہ حقیقت پوشیدہ نہ رہتی تو اس کے اس اعتراض کی طرف التفات نہ کیا جائے گا' کیونکہ یہ بات سب کے لئے واضح اور بدیہی ہے' کہ تمام اہل زمین کے بارے میں منقول نہیں کہ انہوں نے اس رات رصد (گھات) لگا رکھی تھی اور انہیں شق ہونا نظر نہ آیا اگر ہم تک یہ تواتر کے ساتھ نقل ہوتا تب بھی ہم پر حجت قائم نہ ہوتی' کیونکہ چاند تمام روئے زمین پر بیک وقت نظر نہیں آتا۔ یہ ایک علاقے میں نظر آتا ہے تو دوسرے علاقہ کے لوگوں پر طلوع نہیں کرتا۔ یا بعض مقامات پر بادل یا پہاڑ رکاوٹ بن جاتے ہیں اسی لئے چاند گرہن بعض علاقوں میں ہمیں نظر آتا ہے' اور بعض میں نہیں کہیں جزوی طور پر ہوتا ہے' اور کہیں مکمل چاند گرہن' اس حقیقت کو صرف ماہرین، فلکیات ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔

مزید برآں معجزۂ شق قمررات کے وقت وقوع پذیر ہوا۔ اس وقت لوگوں کی عادت ہوتی ہے' کہ وہ دروازے بند کر کے' کام چھوڑ کر' آرام و سکون سے سوتے ہیں' لہٰذا اس وقت آسمانی معاملات سے وہی آگاہ ہو سکتا ہے۔ بس نے آسمان پر رصد لگا رکھی ہو اور وہ پوری توجہ کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علاقوں میں چاند گرہن ہوتا ہے مگر اکثر لوگ اس کے متعلق نہیں جانتے یہاں تک کہ ثقہ لوگ انہیں بتاتے ہیں کہ انہوں نے آسمان پر روشنیوں' بڑے ستاروں کے طلوع کے عجیب و غریب مشاہدے کئے ہیں یہ ستارے کبھی کبھار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں مگر عام لوگوں کو ان کا علم نہیں ہوتا۔

امام ابن حجر کی شرح ہمزیہ میں ہے' کہ معجزۂ شق قمر کا واقعہ ہجرت سے پانچ سال پہلے کا ہے۔

معجزۂ رد شمس (سورج کا لوٹنا)

سورج کا معجزانہ طور پر پلٹنا نبی اکرم ﷺ کے لئے ثابت ہے' اسے ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

جہاں تک نبی اکرم ﷺ کے لئے سورج کے لوٹنے کا تعلق ہے' تو اس بارے میں حضرت اسماء بنت عمیس کی روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ پر وحی اتر رہی تھی اس وقت آپ کا سر اقدس حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی گود میں تھا۔ انہوں نے اس وقت تک عصر کی نماز نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:۔ علی! کیا تم نے عصر کی نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! تو آپ ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ! علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول کی طاعت و خدمت میں تھا' لہٰذا اس کے لئے سورج کو واپس لوٹا (تاکہ وہ نماز عصر ادا کرسکے) اسماء بیان فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا' کہ ڈوبا ہوا سورج' پھر طلوع کر آیا اور اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی۔ یہ واقعہ خیبر کے مقام صہباء پر پیش آیا۔ اس روایت کو امام طحاوی نے نقل فرمایا:۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ احمد بن صالح کہا کرتے تھے' کہ جس شخص کو علم دین سے تعلق ہے وہ حدیث اسماء کو یاد کرنے سے پیچھے نہ رہے' کیونکہ یہ نبوت کی علامت اور دلیل ہے۔

اس حدیث کو امام طحاوی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا۔ ابن مندہ اور ابن شاہین نے حدیث اسماء سے اس کی تخریج کی اور ابن مردویہ نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے اسے سند حسن کے ساتھ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے نقل کیا۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں۔

"حضرت اسماء سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام صہباء میں ظہر کی نماز پڑھی' بعدازاں نماز عصر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا (انہوں نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی) جب وہ تشریف لائے' تو آپ ﷺ نے ان کی گود میں اپنا سر مبارک رکھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو جنبش دینا مناسب نہ سمجھا یہاں تک سورج غروب ہوگیا جب آپ کی آنکھ کھلی' تو آپ نے دیکھا' کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کا وقت جاتا رہا' تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی' اے اللہ! تیرا بندہ علی

ﷺ تیرے نبی ﷺ کی خدمت میں تھا (اور اس کی نماز قضا ہوگئی ہے) تو سورج کو مشرق کی طرف لوٹا دے۔ اسماء بیان کرتی ہیں کہ سورج لوٹ کر اتنا اٹھ آیا' کہ اس کی دھوپ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑنے لگی۔ اس کے بعد حضرت علی ﷺ اٹھے اور وضو فرما کر عصر کی نماز ادا فرمائی' پھر سورج غروب ہوگیا۔ یہ واقعہ مقام صہباء کا ہے۔

امام طبرانی اوسط میں سند حسن کے حضرت جابر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سورج کو حکم دیا' تو وہ کچھ دیر کے لئے ٹھہر گیا۔

یونس بن بکیر ﷫ نے زیادت مغازی میں ابن اسحاق سے روایت کی۔ جسے قاضی عیاض نے نقل کیا' کہ جب نبی اکرم ﷺ کو معراج کرائی گئی اور آپ ﷺ نے اپنی قوم کو تجارتی قافلے کی خبر دی اور انہیں اونٹوں کی نشانی بتائی' تو انہوں نے پوچھا۔ یہ اہل قافلہ کب پہنچیں گے؟ فرمایا: بدھ کے روز' پس جب بدھ کا دن آیا' تو قریش اس قافلے کا شدت سے انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ دن جانے لگا مگر قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تھا تو (حالت اضطراب میں) رسول اللہ ﷺ نے دعا کی' تو سورج آپ کے لئے روک دیا گیا اور دن میں اضافہ کر دیا گیا۔

یونہی ہمارے نبی ﷺ کے لئے غزوہ خندق میں سورج حبس کرنے کی روایت ہے جب آپ ﷺ جنگ کی وجہ سے نماز عصر نہ پڑھ سکے۔ اس طرح سورج کا ٹھہرنا ہمارے نبی ﷺ اور یوشع علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے ذکر فرمایا: اور ان سے امام نووی ﷫' حافظ ابن حجر ﷫ اور حافظ مغلطائی نے نقل کر کے مقرر رکھا ہے۔ انتہی ملخصا

بعثت کے وقت شیاطین پر شہاب باری

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت شیاطین پر شہاب پھینکے جانے کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' اور اسے بکثرت علماء نے ذکر کیا ہے۔ امام بوصیری ﷫ قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں۔

بعث اللّٰهُ عِنْدَ مَبْعَثِهِ الشُّهُبَ حَرَاسًا وَ ضَاقَ عَنْهَا الْفَضَاءُ

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت حفاظت آسمان کے لیے شہاب بھیجے اور ان سے فضائے آسمانی تنگ ہوگئی

تَطْرُدُ الْجِنَّ عَنْ مَقَاعِدِ لِلسَّمْعِ كَمَا تَطْرُدُ الذِّئَابُ الرِّعَاءَ

جو جنوں کو سننے کی کمین گاہوں سے دھتکارتے تھے جیسے چرواہے بھیڑیوں کو دور کرتے ہیں۔

مسحت آيَةُ الْكَهَانَةِ آيَا تٌ مِنَ الْوَحْيِ مَالَهُنَّ امْحَاءُ

پس وحی کی آیات نے کہانت کی نشانی مٹا کر رکھ دی۔ حالانکہ انہیں مٹایا نہیں جاسکتا تھا۔

قصیدہ ہمزیہ کے شارح امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

"اس کی اصل یہ کلام الٰہی ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْآ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ○ يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا' تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا' کہ بھلائی کی راہ بتاتا

وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَااتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ۝ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝

ہے' تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی نہ بچہ اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ پر بڑھ کر بات کہتا ہے' اور یہ کہ ہمیں خیال تھا' کہ ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے اور یہ کہ کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا اور یہ کہ انہوں نے گمان کیا جیسا تمہیں گمان ہے' کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا' تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے' اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے' پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا پائے۔ (سورۃ الجن 9-1)

جب جنوں نے یہ کلام بلاغت نظام سنا' تو انہیں حق کی معرفت حاصل ہوگئی اور وہ ایمان لے آئے' پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر گئے تاکہ انہیں ڈرائیں اور جو سورۂ احقاف کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: وہ انہوں نے تسلیم کیا۔ یہ مضمون اس مفہوم کے موافق ہے جو علمائے سیرت نے روایت کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب ان جنوں کے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی' تو انہوں نے کہا: کہ ضرور کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے تم زمین کے شرق و غرب میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کون سی چیز حائل ہوگئی ہے چنانچہ نصیبین کے جنوں کا ایک گروہ نکلا جس نے نبی اکرم ﷺ کو آپ کے اصحاب کے ساتھ مقام نخلہ پر صبح کی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا (نخلہ مکہ سے ایک رات کے فاصلے پر بستی ہے) تو انہوں نے آپ ﷺ سے قرآن سنا' پھر کہنے لگے یہی تو کلام ہے جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے۔ پس انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور اپنی قوم کی طرف ڈر سنانے کے لئے لوٹے' اسی بارے میں یہ کلام نازل ہوا۔ قُلْ اُوحِیَ اِلَیَّ (سورۃ الجن) نیز وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الآیۃ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"ابن اسحاق نے ذکر کیا' کہ نبی اکرم ﷺ اہل طائف کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے نکلے' واپسی پر نخلہ کے مقام پر رات گزاری اسی رات آپ ﷺ نے تلاوت فرمائی' تو نصیبین کے جنوں نے اس تلاوت کو سنا۔

ابن اسحاق کا یہ بیان تو صحیح ہے البتہ! اسی رات جنوں کا سننا محلِ نظر ہے' کیونکہ وہ اس سے قبل ابتدائے بعثت میں قرآن سن چکے تھے جیسا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ امام احمد نقل کرتے ہیں کہ جنات وحی الٰہی کو سنتے

تھے۔ وہ ایک کلمہ سنتے تو اس میں دس کلمات کا اضافہ کردیتے۔ وہ جو سنتے تھے وہ تو حق ہوتا اور جو اضافہ کرتے وہ باطل ہوتا اور اس سے پہلے ان پر ستاروں کو نہیں پھینکا جاتا تھا' پھر جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی' تو جنوں میں سے جو گھات میں آتا' تو اس پر شہاب ثاقب پھینکا جاتا وہ جس کو پڑتا اسے جلا کر خاکستر کردیتا۔ ان جنوں نے ابلیس کے سامنے اس کی شکایت کی' تو اس نے کہا: یہ تو بہت بڑا واقعہ رونما ہوچکا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر ادھر ادھر بھیج دیئے جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو نخلہ کے پہاڑوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا' تو ابلیس کو اس بات کی اطلاع کی' تو اس نے کہا: یہی تو روئے زمین پر عظیم الشان واقعہ رونما ہوا ہے اسے نسائی نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کی تصحیح کی۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ کا طائف کی طرف تشریف لے جانا' ابوطالب کی موت کے بعد کا واقعہ ہے' ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ جنات نبی اکرم ﷺ پر اس وقت اترے جب آپ ﷺ بطن نخلہ میں قرآن حکیم کی تلاوت کررہے تھے جب انہوں نے قرآن سنا' تو آپس میں کہا' کہ خاموش ہوجاؤ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اس روایت اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مقتضی یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اس وقت جنات کی موجودگی کا احساس نہ ہوا۔ وہ قرآن کی تلاوت سن کر اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے تاکہ انہیں ڈرائیں' پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں وفد در وفد حاضر ہوئے۔

صحیح یہ ہے کہ جس چیز نے نبی اکرم ﷺ کو ان کے بارے میں اطلاع کی جب وہ وفد کی صورت میں آئے۔ وہ ایک درخت تھا۔ انہوں نے زاد راہ طلب کیا' تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہر ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تمہارے ہاتھ آئے گی۔

اس میں اس شخص کا رد ہے جس کا دعویٰ ہے' کہ جنات کھاتے پیتے نہیں۔ انتھی کلام ابن حجر

مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی نبی کریم ﷺ کے خصائص کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت کہانت ختم ہوگئی اور آسمان پر چوری چھپے سننے پر پہرے لگ گئے نیز شیاطین پر شہاب باری ہونے لگی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے' کہ شیاطین کو آسمانوں سے کوئی رکاوٹ نہ تھی وہ ان کے اندر داخل ہوکر ان کی خبریں لے لیتے اور پھر کاہنوں کو القاء کردیتے تھے' پھر جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی' تو انہیں تین آسمانوں سے روک دیا گیا اور جب نبی اکرم ﷺ بزم آرائے جہاں ہوئے' تو انہیں سارے آسمانوں سے منع کردیا گیا' اب جو شیطان بھی استراق سمع کا ارادہ کرتا ہے' اسے شہاب ثاقب مارا جاتا ہے۔

شہاب ثاقب آگ کا شعلہ ہے جو اپنے نشانے سے چوکتا نہیں' وہ کسی شیطان کو قتل کرتا ہے کسی کا چہرہ جلا دیتا ہے' اور کسی کو فساد پر آمادہ کرتا ہے' کہ وہ بھوت بن کر جنگلوں میں لوگوں کو بھٹکاتا ہے۔ یہ باتیں نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے

قبل ظاہر نہ تھیں نہ کوئی ان کا تذکرہ کرتا تھا یہ تو صرف نبی اکرم ﷺ کے آغاز رسالت میں ظاہر ہوئیں اور یہی باتیں حضور ﷺ کی نبوت کی اساس بنیں۔

امام معمر فرماتے ہیں' میں نے امام زہری سے پوچھا کیا ایام جاہلیت میں بھی ستارے ٹوٹتے تھے؟ فرمایا: ہاں! میں نے کہا: کیا آپ آیت وَ اَنَّا کُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ نہیں دیکھتے۔ فرمایا: جس وقت نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی' تو اس معاملہ میں سختی کردی گئی۔

امام ابن قتیبہ کہتے ہیں شہاب باری کا سلسلہ بعثت محمدیہ سے پہلے بھی تھا مگر آسمانی پہرے میں سختی اور شدت نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد ہوئی۔

ایک قول جسے بغوی نے ذکر کیا' یہ ہے کہ ستارے ٹوٹتے تھے اور انہیں شیاطین پر پھینکا جاتا تھا۔ ٹوٹنے کے بعد اپنی جگہ پر آجاتے تھے۔

میرے خیال میں اب مناسب یہ ہے کہ جنوں سے متعلق ان نشانیوں کو یہاں ذکر کیا جائے جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی دلیل ہیں مثلاً جنوں کا اسلام قبول کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا انہیں دیکھنا اور دیگر باتیں جو یہاں دلائل نبوت کے حوالے سے بیان کرنے کے لائق ہیں۔

جنات کا اسلام قبول کرنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انہیں دیکھنا

ارشاد ربانی ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (احقاف آیت ۲۹ تا ۳۲)

اور جب ہم نے تمہاری طرف جنوں کی ایک جماعت پھیری جو قرآن سنتے تھے جب وہ رسول اللہ کے پاس پہنچے' تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموش رہو' جب تلاوت ختم ہوئی تو اپنی قوم کی طرف لوٹے انہیں ڈرانے کیلئے بولے' اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی' حق اور سیدھی راہ دکھاتی' اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں' وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ 46:29 - 32

نیز فرمایا: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (سورۃ جن ۱-۹)

تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا' تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا' الی آخرہ۔

1- شیخین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ بازار عکاظ کے ارادے سے نکلے یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ حائل ہو چکی تھی اور ان پر شہاب مارے جاتے تھے' وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر پوچھنے لگے' تمہیں کیا ہو گیا ہے' ہماری آسمانی خبروں میں رکاوٹ پڑ چکی ہے' اور ہم پر شہاب باری کی جاتی ہے' یہ تو کوئی انتہائی اہم حادثہ رونما ہو چکا' لہٰذا زمین کے مشرق و مغرب میں جاؤ اور دیکھو کہ تمہاری آسمانی خبروں کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن گئی ہے؟

چنانچہ وہ زمین کے مشرق و مغرب میں گھوم گئے ایک گروہ تہامہ کی طرف گیا اور رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا آپ اس وقت مقام نخلہ میں اپنے اصحاب کے ہمراہ نماز فجر ادا فرما رہے تھے' اس گروہ نے قرآن کریم کی آواز سنی' تو اس کی طرف کان لگا دیئے۔ کہنے لگے' بخدا! یہی چیز تو تمہاری آسمانی خبروں کے حصول میں رکاوٹ بن گئی ہے۔ چنانچہ وہاں سے اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہنے لگے۔

"اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے' جو سچی راہ کی طرف لے جاتا ہے' ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم خدا کے ساتھ کبھی بھی کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ' مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کہ جس رات جنات نے قرآن کریم سنا' تو رسول اکرم ﷺ کو جنات کے بارے میں کس نے آگاہ کیا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ایک درخت نے نبی اکرم ﷺ کو اطلاع کی تھی۔

2- امام مسلم' احمد اور ترمذی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود سے دریافت کیا' کہ لیلۃ الجن میں کوئی رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں تھا؟ فرمایا: ہم سے کوئی آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھا' مگر مکہ مکرمہ میں ایک رات ہم نے حضور کو نہ پایا ہم نے کہا: کیا آپ کو معاذاللہ شہید کر دیا گیا ہے۔ کوئی آپ ﷺ کو اڑا کر لے گیا ہے یا آپ کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ ہم نے یہ رات انتہائی پریشانی میں گزاری' صبح ہوئی' تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غار حرا کی طرف سے آرہے ہیں ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جنوں کا ایک نمائندہ آیا تھا تو میں ان کی طرف چلا گیا تھا' میں نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے تشریف لے جا کر ہمیں ان جنوں کے آثار اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔

3- ابن جریر حاکم (بتصحیح) بیہقی اور ابو نعیم بطریق ابو عثمان خزاعی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: (آپ ﷺ اس وقت مکہ شریف میں تھے) کہ تم میں سے جو شخص آج کی شب جنات کے پاس حاضر ہونا چاہے' وہ حاضر ہو مگر میرے علاوہ کوئی حاضر نہ ہوا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ

کے بالائی حصہ میں آئے' پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے ایک لکیر کھینچی اور مجھے وہاں بیٹھنے کا حکم دیا۔ بعدازاں آپ آگے بڑھ کر کھڑے ہوگئے اور قرآن حکیم کی تلاوت شروع کردی (قرآن کی تلاوت سن کر) بہت سے جنات نے آپ ﷺ کو گھیر لیا تاآنکہ وہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہوگئے' اس وقت مجھے نبی اکرم ﷺ کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی' اس کے بعد وہ بادل کے ٹکڑوں کی طرح بکھر گئے' صرف ایک جماعت رہ گئی' انہوں نے حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی' پھر وہ جماعت بھی رخصت ہوگئی' تو نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں علم ہے' کہ اس گروہ نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا' یہ تو وہی جنات ہیں' یارسول اللہ!" پھر آپ ﷺ نے ہڈی اور گوبر لیکر ان کے حوالے کیا اور منع کیا' کہ ہڈی اور گوبر سے استنجا نہ کیا جائے۔"

دوسری روایت کے آخر میں ہے' کہ صبح سویرے میں نے ستر اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی'

4- بیہقی از طریق ابی الجوزاء حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں لیلتہ الجن میں حضور ﷺ کے ہمراہ گیا تاآنکہ آپ مقام حجون پہنچے' پھر آپ ﷺ نے میرے لیے ایک خط کھینچا اور خود آگے بڑھے' تو جنات نے آپ پر ہجوم کرلیا۔ جنات کے سردار وردان نے عرض کیا' کہ میں ان جنات کو آپ ﷺ کے پاس سے لے جاتا ہوں تو آپ نے فرمایا: کوئی شخص مجھے خدا کے سوا پناہ نہیں دے سکتا۔

5- بیہقی' ابوعثمان کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں راستے میں کچھ جاٹ نظر آئے' پوچھا یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا کہ جاٹ ہیں۔ فرمایا: اس قسم کے لوگ تو مجھے شب جنات میں نظر آئے تھے' اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے جارہے تھے۔

6- ابونعیم اور طبرانی نے بواسطہ ابوزید حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ایسی ہی روایت نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ جب صبح کے وقت (جنات کے سامنے قرآن پڑھنے کے بعد) میرے پاس تشریف لائے تو دریافت فرمایا: کہ تمہارے پاس وضو کا پانی ہے میں نے عرض کیا' جی ہاں! میں نے مشکیزہ کھولا' تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں نبیذ ہے میں نے عرض کیا' بخدا! میں نے تو یہی سمجھا تھا' کہ مشکیزہ میں پانی ہے مگر اس سے تو نبیذ نکلی ہے۔ فرمایا: پھل کھجور پاکیزہ ہے اور پانی طاہر ہے' پھر آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے' تو جنات میں سے دو جن آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہماری یہ خواہش ہے' کہ آپ ﷺ ہماری امامت فرمائیں چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے کھڑا کیا' پھر ہمیں نماز پڑھائی جب آپ وہاں سے واپس ہوئے' تو میں نے دریافت کیا' کہ یہ کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ نصیبین کے جنات تھے' میرے پاس اختلافی مسائل کے حل کے لئے آئے تھے' پھر انہوں نے زاد راہ طلب کیا' تو میں نے انہیں زاد راہ دیا۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ! آپ نے انہیں کیا زاد راہ عطا کیا' فرمایا: گوبر کی قسم کی جو چیز انہیں ملے گی اسے کھجور کی مانند پائیں گے اور ہڈی کو گوشت دار ہڈی کی طرح پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوبر اور ہڈی سے استنجا کی ممانعت فرمائی۔

نوٹ : - یہاں مصنف نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی چند اور روایات بطریق ابوالمعلیٰ بطریق ابوطبیان بطریق عبداللہ الجدلی اور عمرو البکالی نقل کی ہیں جو بخوف طوالت ترک کی جارہی ہیں البتہ ! عمروا لبکالی کی روایت کے آخری حصہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے" جس میں یہ وضاحت ہے کہ وہ رات کے وقت آنے والے فرشتے تھے)

جب صبح ہوئی وہ لوگ رخصت ہونے لگے اور نبی اکرم ﷺ نے سراقدس میری گود میں رکھ دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ لمبے لمبے سفید کپڑوں میں ملبوس ہوکر آئے اس وقت رسول اکرم ﷺ کی آنکھ لگ چکی تھی' انہیں دیکھ کر مجھے شدید خوف لاحق ہوا' پھر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے' تم اس کے لئے کوئی مثال بیان کرو ہم اس کی تاویل بیان کریں گے یا ہم مثال بیان کرتے ہیں تم اس کی تعبیر بتاؤ' تو ان میں سے کسی نے نبی اکرم ﷺ کے لئے یہ مثال بیان کی کہ ایک آدمی سردار ہے جس نے مضبوط قلعہ بنایا' پھرلوگوں کو ضیافت پر بلایا تو جو دعوت میں شریک نہ ہوا اسے سخت سزا دی' تو دوسروں نے اس مثال کی یہ تعبیر بیان کی کہ اس سردار سے مراد رب العالمین کی ذات گرامی ہے' وہ عمارت اسلام ہے' کھانا جنت ہے' اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف بلانے والے ہیں جس نے آپ کی پیروی کی' جنت کا حق دار ہوگیا اور جس نے پیروی نہ کی وہ سزاوار سزا ہوا' پھرنبی اکرم ﷺ کی آنکھ کھل گئی' فرمایا : اے ابن ام عبد ! تو نے یہ یہ مشاہدہ کیا' مجھ سے کوئی بات جو انہوں نے کہی' پوشیدہ نہ رہی' دراصل یہ فرشتوں کا ایک گروہ تھا۔

7- ابونعیم بحوالہ واقدی بیان کرتے ہیں کہ لوگ غزوہ تبوک میں شرکت کے لئے جارہے تھے' کہ اچانک ایک اژدھا ان کے سامنے آگیا' لوگ فوراً ادھر ادھر ہوگئے' وہ آگے آیا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے حضور کھڑا ہوگیا' آپ ﷺ کافی دیر تک اپنی سواری پر تشریف فرمارہے' اور لوگ اس اژدھے کی طرف دیکھتے رہے' پھروہ پلٹ کر راستہ سے ہٹ گیا اور کچھ دیر تک کھڑا رہا' اس کے بعد لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے' تو آپ ﷺ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اوراس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : یہ ان آٹھ جنوں میں سے ایک ہے جو وفد کی صورت میں مجھ سے قرآن سننے کے لئے آئے تھے یہ تمہیں سلام کہہ رہا ہے' تو لوگوں نے کہا : وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ۔

8- ابونعیم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے راوی' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد مدینہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی' جب سلام پھیرا' تو ارشاد فرمایا : آج رات تم میں سے کون جنوں سے ملاقات کے لئے آئے گا؟ تو میں آپ ﷺ کے ہمراہ نکلا تاآنکہ مدینہ شریف کے پہاڑ نظروں سے اوجھل ہوگئے ہم ایک اونچی زمین میں پہنچے' تو اچانک کچھ درازقد لوگ نظر پڑے جب میں نے انہیں دیکھا' تو مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا' اور خوف کے مارے میرے قدم ڈگمگانے لگے جب ہم ان کے قریب پہنچے' تو نبی اکرم ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا : اس کے اندر بیٹھ جاؤ چنانچہ جب میں اس خط کے اندر بیٹھ گیا' تو مجھ سے میرا خوف جاتا رہا' پھرنبی اکرم ﷺ نے آگے بڑھ کر تلاوت قرآن حکیم شروع کردی' وہ جنات طلوع صبح تک وہاں رہے' پھرنبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا : چلو' ہم کچھ فاصلہ چلے' تو آپ ﷺ نے میری طرف لوٹ کر فرمایا : دیکھو وہاں کچھ لوگ تمہیں نظر آرہے ہیں' میں نے عرض کیا' ہاں ! ایک بھیڑ سی نظر آرہی ہے' تو آپ ﷺ

نے اپنا سراقدس جھکالیا' پھر کچھ ہڈیاں وغیرہ اکٹھی کرکے ان کی طرف پھینکیں اور فرمایا: انہوں نے ہم سے زاد راہ طلب کیا ہے' تو میں نے ان کے لئے ہڈی اور گوبر زاد راہ مقرر کیا ہے۔

9- امام احمد' بزار' ابو یعلی بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا' کہ ایک شخص خیبر سے نکلا' تو دو آدمی اس کے پیچھے چلے جن کے پیچھے پیچھے ایک اور آدمی چل رہا تھا جو ان دونوں کو لوٹنے کے لئے کہہ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے انہیں جا لیا اور پھر انہیں لوٹا دیا' بعد میں پہلے شخص کے ساتھ لاحق ہوا اور اس سے کہا' کہ یہ دونوں شیطان تھے اور میں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا حتیٰ کہ انہیں واپس کردیا جب تم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچو تو میری طرف سے السلام علیکم کہنا اور بتانا کہ میں آپ کے صدقات جمع کررہا ہوں اگر آپ کے لئے کار آمد ہوں تو ہم آپ ﷺ کی خدمت میں ارسال کردیں چنانچہ جب وہ شخص مدینہ شریف پہنچا اور نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی خبردی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس وقت اسے تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

ابوالشیخ کتاب العظمہ میں اور ابو نعیم' کثیر بن عبداللہ سے ان کے دادا عمرو بن عوف کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ بلال بن حارث نے کہا: کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی رفاقت میں ایک سفر کے دوران مقام عرج پر اترے جب اس مقام کے قریب پہنچے' تو میں نے مردوں کا شوروغل اور دنگا فساد سنا' وہ آدمی مجھے نظر نہ آرہے تھے' میں رک گیا' تو نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ اس وقت مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: مسلمان جن اور مشرک جن میرے پاس اپنا جھگڑا لیکر آئے تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں مختلف مقامات پر ٹھہراؤں' چنانچہ میں نے مسلمان جنوں کو حلس اور مشرک جنوں کو غور کے مقام پر سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا۔ کثیر کہتے ہیں کہ حلس بستیوں اور پہاڑوں کو کہا جاتا ہے جبکہ غور پہاڑوں کے نشیبی مقامات اور سمندروں کو کہتے ہیں۔

11- خطیب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین باتوں کا مشاہدہ کیا اگر آپ قرآن نہ لاتے تب بھی میں آپ پر ایمان لے آتا۔

1- ایک بار ہم نے صحرا میں پڑاؤ کیا جہاں راستے ختم ہوتے تھے' نبی اکرم ﷺ نے طہارت کے لئے پانی لیا' آپ ﷺ کو کھجوروں کے دو درخت نظر پڑے جو الگ الگ کھڑے تھے یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: جابر! جاکر ان دونوں درختوں کو کہو کہ مل جائیں پس وہ اس طرح باہم مل گئے گویا ان کا تنا ایک ہو۔ چنانچہ حضور ﷺ نے رفع حاجت کے بعد طہارت فرمائی ادھر میں اس خیال سے پانی لیکر بڑھا' کہ شاید اللہ مجھے حضور ﷺ کے جسد اطہر سے نکلنے والی چیز پر مطلع فرمائے تاکہ بطور تبرک اسے تناول کروں مگر مجھے اس مقام پر کوئی چیز نظر نہ آئی' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ (ﷺ) نے طہارت نہیں فرمائی؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ البتہ! یہ ہے کہ زمین کو حکم ہے' کہ ہم گروہ انبیاء کے بول و براز کو نگل جائے' اس کے بعد دونوں درخت الگ الگ ہوگئے۔

2- دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہم چل رہے تھے کہ اچانک ایک سیاہ اژدھا سامنے آگیا جس نے اپنا سر اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کے

مبارک کان کے قریب رکھا اور حضور ﷺ نے اپنا دہان پاک اس کے کان پر رکھا' پھر رازداری سے کچھ اس کے کان میں کہا' پھر ایسا معلوم ہوا گویا زمین اس اژدھے کو نگل گئی ہو' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم تو آپ ﷺ کے بارے میں خوفزدہ ہوگئے تھے۔ فرمایا: یہ جنوں کا نمائندہ تھا' انہیں ایک سورت بھول گئی' توانہوں نے اس جن کو میری خدمت میں بھیجا پس میں نے انہیں قرآن حکیم کی تعلیم دی ہے۔

3- بعدازاں ہم ایک بستی میں پہنچے' تو لوگوں کا ایک گروہ چاند سی دوشیزہ کو جو کہ پاگل تھی' لے کر ہمارے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اس دوشیزہ کے جنون کا کچھ علاج فرمایئے' تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اس کے جن سے فرمایا: تجھ پر افسوس! میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں اسے چھوڑ دے' یہ سنتے ہی اس دوشیزہ نے نقاب اوڑھ لیا اور شرم و حیاء کے ساتھ صحیح سالم واپس چلی گئی۔

جنات کے دیکھنے اور کلام سننے کے کچھ اور واقعات

امام بخاری اور نسائی بطریق ابن سیرین حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے فطرانہ رمضان کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی کہ اچانک ایک آنے والا میرے پاس آیا اور طعام میں سے لینے لگا' تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا اس نے شدید حاجت کی شکایت کی اور بتایا کہ اس کا ایک بڑا کنبہ ہے' تو میں نے اس پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا' جب صبح ہوئی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! تمہارے قیدی نے رات کے وقت کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے شدید حاجت کی شکایت کی اور بتایا کہ اس کا ایک بڑا کنبہ ہے' تومیں نے اس پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا: اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا' تو مجھے یقین ہوگیا' کہ وہ ضرور آئے گا چنانچہ میں اس کی تاڑ میں بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں وہ آگیا اور طعام میں سے لینے لگا' تو میں نے اسے گرفتار کرلیا اور اس سے کہا' کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا اس نے کہا: کہ مجھے چھوڑ دیجئے' کیونکہ میں انتہائی حاجت مند عیالدار ہوں اب میں نہ آؤں گا' پھر مجھ کو اس پر رحم آگیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا' صبح کو جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو آپ ﷺ نے پوچھا۔ ابوہریرہ! تم نے اپنے قیدی کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے اپنی حاجت اور بچوں کے خرچ کی شکایت کی' تو مجھ کو اس پر رحم آگیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے تم سے جھوٹ بولا' وہ پھر آئے گا پس میں اس کی تاک میں رہا' وہ پھر آکر دونوں ہاتھوں سے غلہ اٹھانے لگا' تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: آج میں ضرور تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا اب یہ آخری بار ہے' تونے نہ آنے کا وعدہ کیا تھا مگر اس کے باوجود تو پھر آگیا ہے اس نے کہا: مجھ کو چھوڑ دیجئے میں تم کو چند ایسے کلمات بتاؤں گا جن سے خدا تم کو نفع دے گا جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو خدا کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے قریب نہ آئے گا یہ سن کر میں نے اس کو چھوڑ دیا' صبح کے وقت جب میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا'

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ! تم نے اپنے رات کے قیدی کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ میں نے عرض کیا' اس نے مجھ سے یہ کہا' کہ میں تم کو چند ایسے کلمات سکھاؤں گا جو تم کو نفع دیں گے' پس میں نے اس کو چھوڑ دیا' آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹا ہے اس کے بعد فرمایا: تم کو معلوم ہے' کہ تم تین راتوں سے کس کے ساتھ خطاب کرتے رہے میں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! فرمایا: وہ شیطان تھا"

امام نسائی' ابن مردویہ اور ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے پاس "بیت صدقہ" کی چابی تھی جہاں کھجوریں پڑی تھیں' ایک دن وہ دروازہ کھولنے کے لیے گئے' تو دیکھا' کہ اس میں سے ایک لپ کھجوریں اٹھالی گئیں ہیں' پھر دوسرے دن گئے تو دیکھا' کہ ایک لپ اور اٹھالی گئی ہیں' پھر تیسرے دن اتنی ہی مقدار میں پھر موجود نہ تھیں تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بات کی شکایت کی' آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے' کہ تم اس چور کو پکڑ لو؟ انہوں نے عرض کیا' جی ہاں! فرمایا: جب تم دروازہ کھولو تو کہو سُبحان من سخّرک لِمُحَمّدٍ پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے محمد رسول اللہ ﷺ کے قابو میں دیا" چنانچہ وہ گئے اور دروازہ کھول کر یہ کلمات کہے' تو انہوں نے دیکھا' کہ کوئی ان کے سامنے کھڑا ہے۔ انہوں نے کہا: او دشمن خدا! تو نے ہی یہ چوری کی ہے؟ اس نے جواب دیا' ہاں! مگر مجھے چھوڑ دیجئے میں اب لوٹ کر نہ آؤں گا۔ میں نے تو یہ کھجوریں جنات کے ایک غریب گھرانے کے لئے لی ہیں یہ سن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ دوسرے دن پھر آگیا یونہی تیسرے دن' تو انہوں نے کہا: کیا' تو نے مجھ سے وعدہ نہ کیا تھا' کہ تو دوبارہ نہیں آئے گا؟ آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا اور ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ اس نے کہا: ایسا نہ کیجئے میں آپ کو ایسے کلمات بتاتا ہوں کہ جب آپ انہیں پڑھیں گے' تو کوئی جن آپ کے قریب نہیں آئے گا۔ یہ آیت الکرسی کے کلمات ہیں۔

امام بخاری تاریخ میں اور طبرانی بیہقی اور ابونعیم بسند معتبر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے صدقہ کی کھجوریں سونپیں' میں نے انہیں اٹھا کر اپنی کوٹھڑی میں رکھ لیا' پھر مجھے محسوس ہوا' کہ ان میں روزبروز کمی واقع ہورہی ہے' تو میں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کی کارستانی ہے" تم اس کی گھات میں رہو تو میں اس کے لیے رات کے وقت چھپ کر بیٹھ گیا جب رات ڈھلنے لگی' تو مجھے ہاتھی کی مانند ایک شبیہ آتی ہوئی نظر پڑی جب وہ چیز دروازے پر پہنچی' تو صورت بدل کر دروازہ کے سوراخ سے اندر آگئی' پھر کھجوروں کے قریب آکر انہیں نگلنا شروع کیا' میں نے لنگوٹا کسا اور کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اے دشمن خدا! تو کھجوروں کے درپے ہوگیا ہے" پھر اسے جالیا اور کہا: کہ لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حق دار ہیں' میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور لے جاؤں گا' تو اس نے مجھ سے عہد کیا' کہ وہ اب لوٹ کر نہیں آئے گا' جب صبح کے وقت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ضرور آئے گا تم اس کی تاڑ میں رہو" پس میں دوسری رات بھی اس کی گھات میں رہا' اس نے آکر وہی کام شروع کیا' تو میں نے اسے پھر پکڑ لیا'

اس نے پھر مجھ سے واپس نہ آنے کا وعدہ کیا' صبح حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ اب پھر آئے گا' تو میں تیسری رات بھی اس کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا وہ تیسری بار آیا اور پھر کھجوریں کھانے لگا' تو میں نے اس سے کہا: او دشمن خدا! تو نے مجھ سے دوبار وعدہ کیا اور اب یہ تیسری بار ہے۔ اس نے کہا میں عیالدار ہوں اور نصیبین سے آپ کے ہاں آتا ہوں اگر مجھے اس کے سوا ملتا تو آپ کے پاس نہ آتا' میں آپ کے اسی شہر میں رہتا تھا یہاں تک آپ کے نبی مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں ایسی نازل ہوئی ہیں جن کی وجہ سے ہمیں نصیبین سے بھاگ جانا پڑا۔ وہ دو آیتیں جس گھر میں پڑھی جاتی ہیں' اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اب آپ اگر مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو وہ دونوں آیتیں بتائے دیتا ہوں" میں نے اس سے کہا بتاؤ میں تمہیں چھوڑ دوں گا' تو اس نے کہا: یہ آیت الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں امن الرسول سے آخر تک ہیں' تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا' تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بہت جھوٹا ہے۔

بیہقی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: میرے پاس غلہ کا ایک ڈھیر تھا' مجھے معلوم ہوا' کہ اس میں کمی واقع ہو رہی ہے' تو میں رات کے وقت گھات لگا کر بیٹھ گیا' کہ اچانک ایک عورت آئی اور غلہ پر آپڑی' میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں' اس نے کہا: میں ایک عیالدار عورت ہوں اب دوبارہ نہ آؤں گی اور اس نے مجھ سے قسم کھائی' تو میں نے اسے چھوڑ دیا' پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا ہے' اور وہ جھوٹی ہے۔ چنانچہ وہ دوبارہ آ گئی اور میں نے اسے پکڑ لیا' تو اس نے پھر وہی عذر کیا' تو میں نے اسے چھوڑ دیا جب وہ تیسری مرتبہ آئی' تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایسی چیز بتاتی ہوں کہ جب آپ اسے پڑھیں گے' تو ہم میں سے کوئی آپ کے مال و اسباب کے قریب نہیں آئے گا۔ وہ یہ ہے کہ جب آپ سونے لگیں تو اپنے جسم اور مال پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونک لیا کریں میں نے یہ واقعہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' تو آپ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی ہے حالانکہ وہ بہت جھوٹی ہے۔

امام احمد اور امام ترمذی بحکم تحسین' حاکم بحکم صحت اور ابو نعیم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک بالاخانہ تھا اور ایک جنیہ عورت کے روپ میں آتی اور غلہ لے جاتی' حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شکایت رسول اکرم ﷺ سے کی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اسے دیکھو تو بسم اللہ پڑھ لینا اور کہنا' کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں چنانچہ جب وہ آئی' تو حضرت ابو ایوب نے اسے پکڑ لیا' اس نے کہا: میں اب دوبارہ نہیں آؤں گی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا جب وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے' تو حضور ﷺ نے فرمایا: "تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ عرض کیا میں نے اسے پکڑ لیا تھا مگر اس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا' اس پر میں نے اسے جانے دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گی" (چنانچہ دوبارہ سہ بارہ آئی) تو تیسری بار میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: مجھے جانے دیجئے میں آپ کو ایسی

چیز بتاتی ہوں کہ آپ اسے پڑھیں گے' تو کوئی چیز آپ کے پاس نہ آئے گی وہ آیت الکرسی ہے حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بہت دروغ گو ہے۔

(ابو نعیم کی دوسری روایت میں ہے' کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اب وہ عورت بلی کی شکل میں آئے گی چنانچہ وہ بلی کی شکل ہی میں آئی۔

طبرانی اور ابو نعیم .سند جید حضرت ابی اسید ساعدی ﷛ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باغ سے کچھ پھل توڑ کر بالاخانے میں رکھا' تو ایک غول اس بالاخانے میں گھس کر چوری کی مرتکب ہونے لگی اور اس پھل کو خراب کرنے لگی انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابا اسید! وہ غول ہے تم اس کی آہٹ پر کان رکھنا جب آہٹ سنو تو بسم اللہ کہہ کر اسے کہنا' کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں۔ چنانچہ ابوالسید نے ایسا ہی کیا۔ اس غول نے ان سے کہا: اے اباسید! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی تکلیف سے معاف رکھئے میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعدہ دیتی ہوں کہ اب نہیں آؤں گی' میں آپ کو ایک ایسی آیت بتاتی ہوں کہ آپ اسے برتنوں پر پڑھیں گے' تو کوئی انہیں کھول نہیں سکے گی۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ انتہائی جھوٹی ہے مگر اس نے یہ بات سچی کہی ہے۔

ابو یعلی اور حاکم بحکم صحت اور بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابی بن کعب ﷛ سے تخریج کرتے ہیں کہ ان کی کھجوریں' خشک کرنے کی جگہ پر تھیں اور وہ خود ان کی دیکھ بھال کرتے تھے' مگر انہیں محسوس ہوا' کہ کھجوریں روزبروز کم ہو رہی ہیں تو ایک رات انہوں نے پہرہ دیا۔ اچانک انہوں نے ایک جانور دیکھا جو بالغ بچے کی مانند تھا' ابی بن کعب کہتے ہیں میں نے اسے سلام کیا' تو اس نے مجھے سلام کا جواب دیا' میں نے اس سے پوچھا' تو انسان ہے' کہ جن' اس نے کہا: جن ہوں' میں نے اس سے کہا: اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے' تو اس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے دیکھا' کہ وہ ہاتھ کتے کے ہاتھ کی مانند ہے' اور اس کے بال کتے کے بالوں کی طرح ہیں۔ میں نے دریافت کیا کیا جنات یونہی پیدا کئے گئے ہیں' اس نے کہا: جنات مجھے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان میں سے کوئی مجھ سے زیادہ سخت نہیں ہے میں نے پوچھا تمہیں میری کھجوروں کے ساتھ ایسا کرنے پر کس بات نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا: مجھے معلوم ہے' کہ تم ایسے شخص ہو جو صدقہ کرنے کو محبوب رکھتے ہو تو میں نے چاہا کہ تمہاری غذا میں سے ہم بھی حصہ لے لیں۔ میں نے دریافت کیا تم سے محفوظ رہنے کا کوئی طریقہ ہے؟ اس نے کہا: آیت الکرسی ہے جب صبح ہوئی تو میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سب ماجرا سنایا آپ ﷺ نے فرمایا: اس خبیث نے سچ کہا ہے۔

ابوالشیخ نے "العظمہ" میں روایت کی کہ حضرت زید بن ثابت ایک رات اپنے باغ میں گئے' تو انہوں نے باغ میں شوروغل کی آواز سنی' پوچھا یہ کیا شور ہے؟ ایک جن بولا' ہم خشک سالی اور قحط کا شکار ہیں' میں نے ارادہ کیا' کہ آپ کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں' تو ہمیں بخوشی عنایت کیجئے' فرمایا: ضرور' پھر فرمایا کیا یہ نہیں بتاؤ گے کہ ہم تم سے محفوظ کس طرح رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا: آیت الکرسی کے ذریعے"

ابوعبید فضائل قرآن میں اور دارمی' طبرانی بیہقی اور ابونعیم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی مدینہ شریف کے ایک کوچے میں شیطان سے ملاقات ہوگئی' تو اس شخص نے شیطان کو پچھاڑ دیا' شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جس سے تمہیں تعجب ہوگا' تو اس نے اسے چھوڑ دیا' اس نے کہا: کیا تم سورۂ بقرہ پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا "ہاں" کہا شیطان اس سے کچھ سنے' تو پیٹھ دیکر بھاگ جاتا ہے' اور اس کی آواز ایسی ہوجاتی ہے جیسے گدھے کے گوز کی آواز' کسی نے حضرت ابن مسعود سے پوچھا وہ شخص کون تھا' انہوں نے کہا: وہ (شیطان سے کشتی کرنے والے) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

ابوالشیخ "العظمہ" میں اور ابونعیم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: ایک سفر میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اور ہمارے لئے پانی لے آؤ تو وہ پانی لانے کے لیے گئے وہاں ان کا سامنا شیطان سے ہوا جو کہ ایک حبشی غلام کی شکل میں تھا وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہوگیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھا کر پٹخ دیا' اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں تمہارے سامنے سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آگیا حضرت عمار نے اسے دوبارہ پکڑ کر پچھاڑ دیا' تو اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں اب تمہارے سامنے رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ تو انہوں نے اسے پھر چھوڑ دیا مگر وہ تیسری بار پھر مقابل آگیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تیسری مرتبہ بھی زمین پر دے مارا۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا: کہ شیطان ایک حبشی غلام کے روپ میں عمار اور چشمہ کے درمیان حائل ہوگیا ہے' اور اللہ تعالیٰ نے عمار کو اس پر غلبہ عطا فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملے' تو انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے' یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہوجاتا ہے' کہ وہ شیطان ہے' تو میں اسے ضرور قتل کردیتا۔

بیہقی میں حکم صحت کے ساتھ یہی روایت حضرت عمار بن یاسر سے مروی ہے بیہقی نے کہا: کہ اس حدیث کی تائید حضرت ابوہریرہ کی وہ روایت ہے جو انہوں نے اہل عراق سے ذکر کی' کیا تم میں عمار بن یاسر نہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے شیطان کے پنجے سے چھڑایا ہے۔ اس روایت کی تخریج حاکم نے کی ہے۔

ابن سعد اور ابن راہویہ اپنی مسند میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ انسانوں اور جنوں کے ساتھ جنگ کی ہے' ہم نے پوچھا آپ نے جنوں سے کیسے جنگ کی ہے؟ فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے' میں نے پانی لانے کے لئے رسی اور ڈول لیا' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سنو! کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تمہیں پانی سے روکے گا' پس جب میں کنوئیں کے دھانے پر پہنچا تو اچانک ایک کالا حبشی شخص نمودار ہوا' اس نے کہا بخدا! تو اس کنوئیں سے آج ایک ڈول پانی نہ لے سکے گا۔ پھر اس نے مجھے اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے پچھاڑ دیا۔ پھر ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ توڑ ڈالے' بعدازاں میں اپنی مشک بھر کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا کنوئیں پر تمہیں کوئی ملا تھا؟ تو میں نے سارا

ماجرا عرض کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا'

بیہقی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا: ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں ایک انتہائی بدشکل شخص آیا جس کے کپڑے گندے اور بدبودار تھے۔ وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آیا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا' اس نے دریافت کیا آپ کو کس نے پیدا کیا؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے پوچھا: زمین کو کس نے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے پھر سوال کیا' آسمان کو کس نے بنایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا: اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ یعنی اللہ کی ذات اس سے پاک ہے) پھر حضور نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور سر اقدس جھکا لیا' پھر وہ شخص اٹھ کر چل دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا: اس شخص کو بلا کر میرے پاس لاؤ تو ہم نے اسے تلاش کیا مگر یوں غائب ہوا جیسے اس کا کہیں نام و نشان نہ ہو' حضور ﷺ نے فرمایا: وہ ابلیس تھا جو تم کو تمہارے دین میں شک ڈالنے کے لئے آیا تھا۔

بیہقی نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' کہا میں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ شکایت کی کہ یا رسول اللہ! میں اپنے گھر میں بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ میرے گھر میں چکی کی سی آواز اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز سنی اور میں نے ایسی چمک دیکھی جیسے بجلی کوندتی ہے' تو میں نے گھبرا کر سر اوپر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر کو اٹھ رہا ہے اور میرے گھر کے صحن میں دراز ہو رہا ہے' میں نے قریب جا کر اس کے بدن کو چھوا تو اس کی جلد قنفذ کی طرح تھی' اس نے میرے چہرے کی طرف آگ کے شرارے پھینکے' مجھے یوں گماں ہوتا تھا کہ گویا اس نے مجھے جلا ڈالا ہے' رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اے ابا دجانہ! وہ برے گھر کا رہنے والا ہے' پھر فرمایا: میرے پاس قلم دوات لے آؤ' تو میں نے قلم دوات پیش کئے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا: لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ مِنَ الْعِمَارِ وَالزُّوَّارِ وَالصَّالِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ

فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةٌ فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ مُدَّعِيًا حَقًّا مُبْطِلًا هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَاكُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَ رُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَاكُنْتُمْ تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ وَانْطَلِقُوا اِلٰى عَبَدَةِ الاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَزْعُمُ اِنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓعٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ابودجانہ کہتے ہیں میں یہ خط لے کر اپنے گھر آیا اور اسے اپنے سر کے نیچے رکھ کر رات بسر کی' مجھے جاگ نہ آئی مگر اس

وقت جب کوئی چلانے والا چلا کر کہہ رہا تھا' اے ابا دجانہ ! لات و عزیٰ کی قسم ! ان کلمات نے ہمیں جلا ڈالا ہے' قسم ہے اس تحریر کے لکھنے والے کی جب تم اس تحریر کو ہم سے اٹھا لو گے تو ہم نہ تمہارے گھر میں آئیں گے نہ تمہارے ہمسائے کے گھروں میں' جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں پڑھی اور جو بات میں نے اس جن سے سنی تھی وہ حضور ﷺ سے عرض کی' آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابا دجانہ ! اس قوم سے اسے اٹھا لو' قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' وہ قوم نہایت المناک عذاب میں مبتلا رہے گی'

بیہقی نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی' کہا: اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ آپ نے ایک شخص کو سورۃ کافرون پڑھتے ہوئے سنا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو' یہ شخص شرک سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے' ہم آگے بڑھے تو ایک شخص کو سورہ اخلاص پڑھتے سنا' فرمایا: یہ شخص بلاشبہ بخشا گیا ہے' پھر میں نے اپنی سواری کو روک لیا تاکہ دیکھوں کہ کون ہے؟ میں نے دائیں بائیں دیکھا مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔

(گویا ان سورتوں کی تلاوت جنات کر رہے تھے)

ابو نعیم ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر پر تھے یہاں تک کہ پانی پر اترے وہاں ہم نے خیمے گاڑے اور قیلولہ کرنے کیلئے چلا گیا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ میرے خیمہ میں آگیا ہے' اور لوٹ پوٹ ہو رہا ہے' تو میں نے اپنی چھاگل کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس پر پانی ڈالا جب میں پانی ڈالتا' تو وہ پرسکون ہو جاتا اور جب پانی روک لیتا' تو وہ پھر مضطرب ہو جاتا' پھر جب میں نے نماز عصر پڑھی تو اس وقت وہ سانپ مر گیا' میں نے اپنے بیگ سے ایک سفید کپڑا نکالا اور اسے لپیٹ کر کفن دیا' پھر گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا' اس کے بعد ہم روانہ ہوئے اور رات دن چلتے رہے یہاں تک کہ اگلی صبح پانی پر جا کر پڑاؤ کیا' خیمے گاڑے اور میں قیلولہ کرنے کے لیے چلا گیا' اچانک دو بار سنا کہ بے شمار آوازیں کہہ رہی ہیں۔ "السلام علیکم" میں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم جنات ہیں' اللہ تمہارا بھلا کرے' تم نے ہمارے ساتھ اتنا بڑا احسان کیا ہے' کہ ہم اس کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا احسان بدلہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جو سانپ تمہارے ہاں مرا ہے وہ ان جنات میں سے آخری جن تھا جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی۔

ابو نعیم بحوالہ معاذ بن عبداللہ بن معمر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا "میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آ کر کہا' اے امیر المومنین ! میں فلاں جنگل میں تھا کہ اچانک دو بگولے اٹھے ایک بگولہ ایک جانب سے اور دوسرا دوسری جگہ سے آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ دونوں اکٹھے ہو گئے' پھر دونوں جدا ہو گئے مگر ان میں سے ایک پہلے کی نسبت تھوڑا تھا' چنانچہ میں ان کے باہم ملنے کی جگہ پر گیا' تو دیکھا کہ وہاں کچھ سانپ پڑے ہیں جن کی مانند میں نے کبھی نہیں دیکھے' ان میں کسی سانپ میں سے خوشبو آ رہی تھی' میں نے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھا کہ یہ خوشبو کس سانپ سے آ رہی ہے؟ مجھے ایک باریک زرد سانپ نظر پڑا' میں نے سمجھا کہ وہ ان میں سے افضل ہے' چنانچہ میں نے اسے اپنے عمامہ میں لپیٹا اور اسے دفن کر دیا' پھر میں چل رہا تھا کہ کسی پکارنے والے نے' جو مجھے نظر نہ آ رہا تھا' پکار کر کہا' اے

اللہ کے بندے! تو نے یہ کیا کیا؟ میں نے اسے بتایا کہ وہی جو کچھ تو نے دیکھا' اس نے کہا' تو نے راست روی سے کام لیا ہے' یہ بنو شیبان اور بنو قیس کے جنات کے دو قبیلے تھے جو آپس میں لڑ پڑے اور یہ ان کے مقتول ہیں جنہیں تو نے دیکھا اور یہ سانپ جو تو نے پکڑ کر دفنایا ہے یہ شہید ہے' اور ان میں سے ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ پر اترنے والی وحی کو سنا ہے۔

ابو نعیم حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کے کچھ ساتھی حج کے ارادے سے نکلے' راستے میں ایک سانپ انہیں نظر پڑا جو دہرا ہو رہا تھا اس کا رنگ سفید تھا اور اس کے منہ سے خوشبو نکل رہی تھی' میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم چلو میں تو دیکھوں گا کہ اس سانپ کا انجام کیا ہوتا ہے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ سانپ مر گیا' تو میں نے ایک سفید کپڑا لے کر اسے اس میں لپیٹا اور راستے سے ہٹ کر اسے دفن کر دیا' پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ اللہ کی قسم! میں بیٹھا ہی تھا کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں ہمارے پاس آئیں' ان میں سے ایک نے پوچھا آپ میں سے کس نے عمرو کو دفن کیا ہے؟ ہم نے کہا: کون عمرو؟ اس نے کہا سانپ کو کس نے دفن کیا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ میں نے اسے دفن کیا۔ اس نے کہا: بخدا آپ نے ایک روزہ دار' عبادت گزار کو دفن کیا ہے جو کلام خداوندی کے مطابق فیصلہ کرتا تھا اور آپ کے نبی پر ایمان لایا تھا۔ اس نے نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں نبی اکرم ﷺ کی صفت سنی تھی یہ سن کر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا' پھر حج ادا کیا بعد ازاں جب مدینہ شریف میں میرا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا' تو میں نے انہیں سانپ کا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: تو نے سچ کہا میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک جن میری بعثت سے چار سو سال پہلے مجھ پر ایمان لایا تھا۔

حاکم اور طبرانی صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم حج کے لئے نکلے جب مقام عرج پر پہنچے' تو ایک سانپ حالت اضطراب میں دیکھا' تھوڑی دیر کے بعد وہ سانپ مر گیا' تو ایک شخص نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا' پھر مکہ المکرمہ آئے۔ میں مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص ہمارے سامنے آن کھڑا ہوا اور پوچھا تم میں سے عمرو بن جابر والا کون ہے؟ ہم نے کہا: کہ ہم تو عمرو کو نہیں پہچانتے کہا تم میں سے کون ہے جس نے جن کو دفن کیا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص ہے اس نے کہا: یہ ان نو جنات میں سے موت کے لحاظ سے آخری جن تھا جو نبی اکرم ﷺ کے پاس قرآن سننے کیلئے آئے تھے۔

ابو نعیم نے ایک اور روایت ثابت بن ثعلبہ سے عمرو جن کے بارے میں نقل کی ہے۔

ابو نعیم حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قوم مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلی مگر وہ لوگ راستہ بھٹک گئے جب موت نظروں کے سامنے دیکھی تو کفن پہن کر مرنے کیلئے لیٹ گئے۔ اسی اثناء میں ایک جن درختوں سے نکلا اور کہا: میں ان جنات میں سے ہوں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن سنا تھا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ مومن مومن کا بھائی ہوتا ہے' وہ اس کا دلیل راہ ہوتا ہے اور اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا لو یہ پانی ہے' اور یہ راستہ ہے اور ...

انہیں پانی اور راستے کی طرف رہنمائی کی۔

عقیلی بیہقی اور ابو نعیم از طریق ابو معشر مدنی از نافع از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے' کہ اسی اثناء میں ایک بوڑھا آیا جس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' تو آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا' پھر دریافت فرمایا: تو کون ہے (اس نے کہا: میں ہامہ بن ھیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں' فرمایا: تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپ ہیں تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ عمر کا بڑا حصہ گزار چکا ہوں' اب تھوڑی رہ گئی ہے' قابیل نے ہابیل کو جس وقت قتل کیا تھا' میں اس وقت چند سالوں کا بچہ تھا' بات کو سمجھ لیتا تھا' ٹیلوں پر گھومتا پھرتا اور کھانا خراب کرنے اور قطع رحمی کرنے کا کام کرتا تھا۔

یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بوڑھے کھوسٹ کا یہ عمل برا ہے' اور جوان کا یہ فعل قابل مذمت ہے اس نے کہا: یارسول اللہ! جانے دیجئے۔ میں ایسے برے کاموں سے توبہ کرچکا ہوں' میں نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی کشتی میں تھا جبکہ اہل ایمان ان کے ہمراہ تھے میں انہیں ان کی دعوت پر مسلسل عتاب کرتا رہا تاآنکہ وہ رو پڑے اور مجھے بھی رلا دیا اور کہا: بے شک میں شرمندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں جاہل لوگوں میں سے ہوجاؤں۔ میں نے نوح علیہ السلام سے کہا: کہ جو لوگ سعید شہید ہابیل بن آدم کے قتل میں شریک تھے میں بھی ان میں سے ہوں کیا آپ اپنے پروردگار کے ہاں میرے لئے توبہ کی گنجائش پاتے ہیں؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے ہامہ! بھلائی کا ارادہ کر اور حسرت و ندامت سے پہلے اس پر کاربند ہوجا' میں نے کلام الٰہی میں پڑھا ہے کہ جو بندہ حد درجہ گناہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے' لہٰذا اٹھ کر وضو کر اور دو سجدے ادا کر' چنانچہ میں نے نوح علیہ السلام کے حکم کی فوراً تعمیل کی۔ نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی کہ اپنا سر اٹھا' تیری توبہ آسمان سے نازل ہوگئی ہے' پھر میں نے ایک سال تک اللہ کے حضور سرسجدے میں رکھا۔

(پھر) ہود علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانے والوں کے ہمراہ میں ان کی مسجد میں تھا اور ہود علیہ السلام کی بددعا کی وجہ سے ان پر عتاب کرتا تھا' حتیٰ کہ ہود علیہ السلام اپنی قوم کی حالت پر روئے اور مجھے بھی رلا دیا' میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں بہت زیادہ حاضر ہوتا تھا۔ نیز یوسف علیہ السلام کے مکان میں میں ان کے ساتھ تھا میں الیاس علیہ السلام سے جنگلات میں ملاقات کیا کرتا تھا اور اب بھی ان سے ملتا ہوں میں نے موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے مجھے تورات کی تعلیم دی اور فرمایا: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تمہاری ملاقات ہوجائے' تو ان کو میرا سلام پہنچا دینا' چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا۔ (اسی طرح) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر حضرت محمد ﷺ سے تمہاری ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام پہنچا دینا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے' پھر فرمایا: رہتی دنیا تک عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو' اے ہامہ! امانت پہنچانے کی وجہ سے تم پر بھی سلام ہو' ہامہ نے عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ وہی مہربانی کیجئے جو موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی کہ انہوں نے مجھے تورات کی تعلیم دی تھی، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ہامہ کو سورۂ واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون، اذالشمس کورت، معوذتین اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا: اے ہامہ! جب بھی تمہیں کوئی حاجت ہو تو ہم سے بیان کرنا اور ہماری زیارت نہ چھوڑنا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا، مگر ہامہ کے انتقال کی ہمیں خبر نہیں ملی۔ معلوم نہیں زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابو معشر سے بزرگ محدثین نے روایت کی ہے مگر وہ ضعیف ہیں اس روایت کو ایک اور سلسلہ سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے مگر یہ روایات اس سے قوی ہے

امام سیوطی اس کو خصائص میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اسے ابو نعیم نے بطریق محمد بن برکت حلبی از عبدالعزیز بن سلیمان موصلی از یعقوب بن کعب از عبداللہ بن نوح البغدادی از عیسیٰ بن سوادہ از عطا خراسانی از ابن عباس از عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے ابو نعیم نے یہی روایت طوالت کے ساتھ حضرت انس سے روایت کی ہے نیز امام عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں بطریق انس اسے نقل کیا ہے۔

بیہقی ابی راشد سے بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز ہمارے ہاں اترے جب کوچ کیا، تو میرے آقا نے مجھے کہا کہ سوار ہو کر ان کے ساتھ چلو، چنانچہ میں سوار ہو کر ساتھ ہو لیا جب ہم ایک وادی سے گزرے، تو ہمیں راستے پر پڑا ہوا ایک مردہ سانپ نظر آیا۔ عمر نے اتر کر اسے راستے سے ہٹایا اور دفن کر دیا اور پھر سوار ہو گئے۔ ہم چل رہے تھے، کہ اچانک ہاتف کی آواز آئی۔ اے خرق! اے خرق! ہم نے مڑ کر دائیں بائیں دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا اے ہاتف! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اگر تو ظاہر ہونیوالوں میں سے، تو سامنے آ اور اگر ظاہر نہ ہونے والوں میں سے ہے تو بتا کہ خرق کون ہے؟ اس نے جواب دیا وہی سانپ ہے جو آپ نے فلاں مقام پر دفن کیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ایک دن اس سے فرما رہے تھے۔ اے خرق! تیری فلاں جنگل میں موت ہو گی اور تمہیں اس زمانے کا ایک بہترین مومن دفن کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے جواب دیا میں ان نو جنات میں سے ہوں جنہوں نے اس جگہ نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی تو عمر بن عبدالعزیز نے دریافت کیا کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تھی؟ تو اس نے کہا: "ہاں"

یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور پھر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔

اسی قسم کی ایک روایت بیہقی نے اسید رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، کہ حضرت عمر مکہ جاتے ہوئے ایک جنگل سے گزرے، تو انہیں مردہ سانپ نظر پڑا۔ حکم دیا کہ ایک کدال لے آؤ، پھر گڑھا کھودا اور ایک کپڑے میں اس سانپ کو لپیٹ کر دفنا دیا، پھر معمولی اختلاف کے ساتھ سارا قصہ بیان کیا۔

باب سوم

احیائے موتیٰ

سے متعلق نبی اکرم ﷺ

کے معجزات

فصل اول

والدین کریمین کا زندہ کرنا اور ان کا مشرف بہ ایمان ہونا

مواہب لدنیہ میں فرمایا :-

"طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ مقام حجون پر غمگین و پریشان اترے اور وہاں اتنی دیر قیام فرمایا : جتنی دیر اللہ نے چاہا' پھر وہاں سے خوش و خرم واپس لوٹے اور فرمایا : میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری ماں کو زندہ فرمایا : پس وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ بعد ازاں اللہ نے انہیں پھر قبر میں لوٹا دیا۔

ابو حفص بن شاہین نے مندرجہ ذیل الفاظ سے روایت کی۔

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ حجتہ الوداع ادا فرمایا' پھر آپ ﷺ مجھے لیکر حجون گھاٹی سے گزرے' آپ اس وقت اشکبار اور غمناک تھے۔ پس میں بھی آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے رو پڑی۔' پھر آپ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا : حمیرا ! تم یہاں ٹھہرو' چنانچہ میں نے اونٹ کے پہلو کے ساتھ ٹیک لگائی' پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ آپ شاداں و فرحاں واپس لوٹے اور فرمایا : میں اپنی ماں کی قبر پر گیا تھا اور اللہ سے دعا کی کہ وہ زندہ فرمائے' تو اللہ تعالیٰ نے میری ماں کو زندہ فرما دیا۔ پس وہ مجھ پر ایمان لے آئیں"

یونہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے والدین کریمین کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کی حدیث مروی ہے۔ امام سہیلی .سند عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے رب تعالیٰ سے اپنے والدین کریمین کے احیاء کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا اور وہ دونوں آپ پر ایمان لے آئے' پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دیدی۔

امام زرقانی شرح مواہب میں حدیث احیائے والدین ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ائمہ حدیث نے اس حدیث کو ان احادیث کی ناسخ قرار دیا ہے جو اس کی مخالفت میں وارد ہوئی ہیں اور یہ صراحت کی ہے' کہ یہ حدیث ان احادیث سے متاخر ہے' لہٰذا ان کے درمیان تعارض نہیں ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے مولد اور شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف نہیں' بلکہ بہت سے حفاظ حدیث نے اس کی صحت کا حکم دیا ہے۔

ایک محدث کہتے ہیں۔

اَیْقَنْتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَاُمَّہٗ اَحْیَاھُمَا الرَّبُّ الْکَرِیْمُ الْبَارِیْ حَتّٰی لَہٗ شَھِدَا بِصِدْقِ رِسَالَۃٍ سَلِّمْ فَتِلْکَ

مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے والدین کو زندہ فریق فرمایا یہاں تک کہ دونوں نے آپ کی رسالت کی

كَرَامَةُ الْمُخْتَارِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَنْ يَقُوْلُ بِضُعْفِهِ فَهُمْ الضَّعِيْفُ عَنِ الْحَقِيْقَةِ عَارِيْ

گواہی دی' پس اس حدیث میں حضور کا بڑا شرف ہے جو اس کے ضعف کا قائل ہے وہ خود ضعیف العقیدہ اور حقیقت سے عاری ہے۔

امام تلمسانی فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ کے اسلام لانے کی روایت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے یونہی آپ ﷺ کے والد گرامی کے اسلام لانے کی روایت ہے آپ ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ کیا جانا دراصل آپ ﷺ کے شرف و اعزاز کا ثبوت ہے۔

بہ کثرت علمائے کرام نے نجات ابوین رسول ﷺ کے بارے میں مستقل کتابیں لکھی ہیں بالخصوص امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (اللہ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا دے) نے اس موضوع پر کئی کتابیں تالیف کی ہیں جن میں "نجات والدین رسول ﷺ" کو دلائل کثیرہ سے ثابت کیا ہے' اور منکرین کا شدید رد لکھا ہے' مجھے ان کے مندرجہ ذیل تین رسائل پر اطلاع حاصل ہے۔

۱۔ مسالِكُ الْحُنَفَاءِ فِيْ نَجَاةِ اَبَوِى الْمُصْطَفٰى (ﷺ)

۲۔ اَلسُّبُلُ الْجَلِيَّةِ فِى الْاٰبَاءِ الْعُلْيَةِ

۳۔ اَلْمَقَامَةُ السُّنْدُسِيَّةِ فِىْ نِسْبَةِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

پہلے دونوں رسالے حجم اور معانی میں برابر ہیں اور تقریباً تیس تیس صفحات پر مشتمل ہیں البتہ! میں نے دوسرے رسالے کی تلخیص پر اقتصار کیا ہے' کیونکہ وہ تالیف کے لحاظ سے بعد کا ہے' اور زیادہ جامع عبارت کا حامل ہے۔

اس کے بعد میں المقامہ السندسیہ کے نصف اول اور کچھ نصف ثانی کے ضروری حصے مصنف ہی کی عبارت میں بغیر تصرف کے ذکر کروں گا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ "سبل جلیہ" کے شروع میں لکھتے ہیں۔

"یہ میری چھٹی تالیف ہے جسے میں نے ایمان والدین رسول ﷺ کے مسئلہ کے بارے میں سپرد قلم کیا ہے۔

پھر ائمہ اسلام سے نجات ابوین کریمین کے کئی طریقے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مسلک اول

والدین رسول کریم ﷺ و رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نجات کے بارے میں پہلا مسلک یہ ہے کہ ان دونوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی اور نو عمری ہی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی کوئی اٹھارہ سال تک زندہ رہے جبکہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ تقریباً بیس سال کی عمر میں فوت ہوئیں اور جنہیں دعوت اسلام نہیں پہنچی ان کا حکم یہ ہے' کہ ان کی موت نجات پر ہے انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

مسلک دوم

ان کی نجات کے بارے میں دوسرا مسلک یہ ہے کہ وہ اہل فترت میں سے ہیں اور اہل فترت کے بارے میں احادیث آئی ہیں کہ ان کا معاملہ موقوف رہے گا یہاں تک کہ روز قیامت ان کی آزمائش ہوگی۔ ان میں سے جو اطاعت اختیار کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ واصل جہنم ہوگا۔ نجات کا یہ مسلک حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر عسقلانی نے نقل فرمایا ہے' پھر فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ کے تمام آبائے کرام' جو زمانہ فترت میں فوت ہوئے' کے بارے میں گمان غالب یہ ہے' کہ وہ بوقت امتحان اطاعت اختیار کرلیں گے تاکہ ان کی طرف سے رسول کریم ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

مسلک سوم

تیسرا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوین کریمین کو رسول اللہ ﷺ کے لئے زندہ کیا یہاں تک کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لے آئے۔ اس مسلک کی طرف ائمہ کرام اور حفاظ حدیث کی ایک کثیر جماعت میلان رکھتی ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استناد کیا جسے بہت سے ائمہ حفاظ مثلاً حافظ ابوبکر خطیب بغدادی' حافظ ابوالقاسم ابن عساکر' حافظ ابو حفص بن شاہین' حافظ ابوالقاسم سہیلی' امام قرطبی' حافظ محب الدین طبری' علامہ ناصرالدین بن منیر' اور فتح الدین بن سید الناس وغیرہم نے نقل کیا ہے امام صلاح صفدی اپنی نظم اور حافظ شمس الدین بن ناصرالدین دمشقی نے اپنے اشعار میں یہی مسلک اختیار کیا ہے۔

ایک فاضل نے مجھے بتایا کہ انہیں امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قلمی فتویٰ پر اطلاع ہے جس میں انہوں نے یہی جواب دیا ہے۔

امام سہیلی روض الانف کے اوائل میں یہ حدیث (کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے والدین کریمین کے زندہ کرنے کی دعا کی) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' اور اس کی قدرت و رحمت کسی چیز سے عاجز نہیں اور یہ بات شان رسول اللہ ﷺ کے شایان ہے' کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جس فضل و احسان سے چاہے مختص کرے اور جو چاہے اپنا انعام و اکرام کرے۔ ائمہ محدثین نے اس حدیث کو متاخر ہونے کی وجہ سے مخالفت میں آنے والی احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے' لہٰذا ان احادیث (اثبات و انکار) کے مابین کوئی تعارض نہ رہا۔

امام قرطبی لکھتے ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات کا سلسلہ وقت وصال تک (بلکہ بعد وصال بھی) جاری رہا اور نبی اکرم ﷺ کے والدین شریفین کا زندہ کیا جانا اسی فضل و احسان کی کڑی ہے ان کا زندہ کیا جانا اور آپ ﷺ پر ایمان لانا نہ عقلاً ممتنع ہے نہ شرعاً محال ہے' قرآن حکیم میں بنی اسرائیل مقتولین کے زندہ کئے جانے کا ذکر آیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کیا کرتے تھے اسی طرح ہمارے نبی ﷺ بھی مردے زندہ فرماتے تھے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں جب یہ ثابت ہوگیا' تو والدین رسول اکرم ﷺ کا زندہ کیا جانا اور آپ ﷺ پر ایمان لانا آپ ﷺ کی فضیلت و کرامت کی زیادتی کے پیش نظر ممتنع نہیں۔

مسلک چہارم

چوتھا مسلک یہ ہے کہ والدین رسول (ﷺ) حنیفیت یعنی دین ابراہیمی پر تھے جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل' قس بن ساعدہ' ورقہ بن نوفل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم بعثت سے قبل دین ابراہیمی پر تھے۔ اس مسلک کی طرف امام فخرالدین رازی کا رجحان ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے آدم علیہ السلام تک تمام آبائے کرام عقیدہ توحید پر تھے۔ (تلخیص سبل جلیہ) مسلک اول اور مسلک دوم کو ایک ہی مسلک شمار کیا گیا ہے یوں یہ تین مسلک ہوئے جنہیں ان کے بارے میں تفصیلی دلائل درکار ہوں وہ مذکورہ دونوں کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مقامہ سندسیہ میں بسم اللہ شریف کے بعد لکھتے ہیں۔

لقد جاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبہ ۱۲۹)	بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے' مسلمانوں پر کمال مہربان۔

آپ ﷺ نبی ہیں' آپ کی شان بلند ہے برہان واضح ہے ماں اور باپ کے لحاظ سے بہترین مخلوق ہیں۔ حسب اور نسب کے اعتبار سے سب سے پاکیزہ ہیں اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان آپ ﷺ کے لئے پیدا فرمائے ہیں اور آپ کو دارین کی سیادت عطا کی ہے' اور اس وقت آپ کو نبی الانبیاء بنا دیا جب آدم علیہ السلام مٹی گارے میں گندھے پڑے تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اسم گرامی کو عرش پر لکھا' تاکہ ظاہر ہوجائے کہ آپ ﷺ کی اللہ کے ہاں بڑی شان اور فضیلت ہے۔ آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کا وسیلہ تھاما تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی اور انہیں بتا دیا کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ نہ ہوتے' تو ان کو پیدا نہ کیا جاتا' اس سے معلوم ہوتا ہے' کہ حضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنی بڑی شان ہے۔

نبيٌّ خصّ بِالتَّقْدِيْمِ قِدْمًا وادَمُ بَعْدُ فِيْ طِيْنٍ وَمَاءٍ كرِيْمٌ بِالْجدِ امن رَّاحتيه يجُوْدُ و فى الْحياءِ وافى الْحَيَاءِ	حضور نبی کریم ﷺ تخلیق کے لحاظ سے سب سے مقدم ہیں' حالانکہ آدم علیہ السلام ابھی تک مٹی اور پانی کے درمیان پڑے تھے' اور ایسے سخی ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے بے اندازہ عطا کرتے ہیں' اور شرم و حیاء میں مرتبہ کمال پر ہیں۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت کا مالک بنایا ہے' اور یہ اختیار دیا ہے' کہ جس کو چاہیں جنت کا ٹکڑا عطا فرما دیں' اللہ نے آپ کی عظمت شان کیلئے آپ ﷺ کو طہارت نسب کے ساتھ خاص کیا ہے' اور برہان رسالت کی تکمیل کے واسطے آپ کے آباؤ و اجداد کو شرک و غلط کاری کی غلاظت سے محفوظ فرمایا ہے' اور آپ کے شجرہ نسب کے ہر بزرگ کو اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی ہے جیسا کہ بخاری

شریف کی صحیح حدیث میں آیا ہے' کہ میں بنی آدم کے بہترین زمانوں میں قرنا فقرنا مبعوث ہوتا رہا' یہاں تک کہ اس قرن میں مبعوث ہوا جس میں اب ہوں' نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے نسب سسرال اور حسب کے اعتبار سے تم سے افضل ہوں' اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا۔ ہر آلائش سے پاک کرکے' ہر آلودگی سے صاف کرکے' جہاں کہیں نسل انسانی کی دو شاخیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے بہترین شاخ میں منتقل فرمایا: میں اپنی ذات کے حوالے سے تم سے افضل ہوں اور باپ دادا کے لحاظ سے بھی تم سے بہتر ہوں۔

امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں نبی اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَبَدَاَ لِلْوُجُوْدِ مِنْكَ كَرِيْمٌ
مِنْ كَرِيْمٍ اٰبَاءُ هٗ كُرَمَاءُ
نَسَبٌ تَحْسَبُ الْعُلَاءُ بِحَلَاهٖ
قلدتها نُجُوْمُهَا الْجَوْزَاءُ
حَبَّذَا عَقْدُ سُؤْدَدٍ وَ فَخَارٍ
اَنْتَ فِيْهِ الْيَتِيْمَةُ الْعَصْمَاءُ

موتیوں کی اسی لڑی میں حافظ العصر ابی الفضل بن حجر کا یہ ارشاد ہے۔

نَبِیُّ الْهُدٰی الْمُخْتَارِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
فَعَنْ مَجْدِهِمْ فَلْيُقْصِرِ الْمُتَطَاوِلُ

پیغمبر ہدایت آل ہاشم کی چیدہ ہستی ہیں لہٰذا آپ کی خاندانی عظمت کے بارے میں کوئی زبان درازی نہ کرے۔

روایت میں آیا ہے' کہ قریش آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے نور کی صورت میں تھا اور یہی نور آدم کی صلب میں درہ فاخرہ کی شکل میں رواں دواں رہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں ہمیشہ سے اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل ہوتا رہا' اس حقیقت کی شہادت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل کلام سے ملتی ہے۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

زمین پر آنے سے پہلے آپ ﷺ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادُ لَا بَشَرٌ اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

اس کے بعد آپ ﷺ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا' اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ اَلْجَمَ نَسْرًا وَّاَهْلَهٗ الْغَرَقُ

بلکہ (صلب آباء میں) محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسربت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا

تَنقِلُ مِنْ صَالِبِ اِلٰی رَحِمٍ اِذَا مَضٰی عَالِمٌ بَدَاَطَبَق

(اور) وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہو جاتا تھا

حَتّٰی احۡتَوٰی بَیۡتُكَ الۡمُھَیۡمِنۡ مِنۡ خِنۡدَفِ عُلۡیَاءَ تَحۡتَھَا النُّطُق

یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ (آپ کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذروہ علیہ پر جاگزین ہوا جس کے تحت میں اور حلقے تھے

وَاَنۡتَ لِمَا وُلِدتَّ اَشۡرَقَتِ الۡاَرۡ ضُ وَضَاءَ تۡ بِنُوۡرِكَ الۡاُفُق

اور آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے

فَنَحۡنُ فِیۡ ذٰلِكَ الضِّیَاءِ وَ فِی الۡ نُّوۡرِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخۡتَرِق

سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ پختہ عہد لیا کہ اگر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائیں تو وہ آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی امداد کریں گے اور اگر وہ انبیائے کرام علیہم السلام آپ ﷺ کا زمانہ اقدس پالیتے' تو انہیں بغیر اتباع اور تعظیم و نصرت کے چارہ کار نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق جنات انسان اور فرشتوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

امام بازری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ کی دعوت رسالت میں جمادات و نباتات اور حجر و شجر بھی شامل ہیں۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

"آپ ﷺ گزشتہ اور آئندہ تمام امتوں کے لئے رسول ہیں اور سارے انبیاء اور ان کی امتیں سب آپ کی امت ہیں اور آپ کی رسالت و نبوت کے عموم میں داخل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں تشریف لائیں گے' تو آپ ﷺ کی شریعت پر کاربند ہوں گے اور تمام شریعتیں جو انبیائے کرام اپنی امتوں کے لئے لائے۔ دراصل پہلے زمانوں میں آپ ﷺ ہی کے احکام تھے۔"

اس حقیقت کو اس امام نے ثابت کیا ہے جس کی نظیر صدیوں تک نہیں ملتی۔ انہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل تالیف فرمائی ہے جو سنہری حروف میں ریشم پر لکھنے کے لائق ہے۔

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اس کے موافق یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَکُلُّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُلُ الۡکِرَامُ بِھَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتۡ مِنۡ نُوۡرِہٖ بِھِمۡ

جس قدر معجزات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام ان کو آپ ہی کے نور سے حاصل ہوئے

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا   يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام آفتاب کمال ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے رہے

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ   غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

تمام پیغمبران علیہم السلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں

وَ وَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ   مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

تمام پیغمبر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنی اپنی حد پر اس طرح کھڑے ہیں جس طرح نقطہ اور اعراب اپنی جگہ پر متمکن ہوتے ہیں اور حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک پر ہزاروں معجزات جاری فرمائے اور آپ ﷺ کو ان خصائص سے سرفراز فرمایا جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئے' انہی معجزات و خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا: یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے۔ علماء و محدثین ہمیشہ سے اس حدیث کو روایت کرتے رہے ہیں اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں ان کی نظر میں اس مقام پر ضعف اسناد معاف ہے' اور فضائل و مناقب میں کمزور روایات معتبر ہیں۔ ائمہ حدیث نے تو ابواب مناقب میں اس سے زیادہ ضعیف روایات کو قبول کیا ہے' اور اس کے مرتبہ پر نہ پہنچنے والی روایات سے تسامح سے کام لیا ہے' لہٰذا انہوں نے اس روایت کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے' کیونکہ اس میں شان مصطفیٰ ﷺ کی نقص سے برات و تنزیہہ پائی جاتی ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات کا سلسلہ وصال شریف تک (بلکہ بعد وصال بھی) جاری رہا۔ آپ ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ کیا جانا' اللہ تعالیٰ کے انہی انعامات و احسانات کا مظہر ہے' اور ان کا زندہ کرنا شرعاً ممنوع نہیں نہ عقلاً" محال ہے۔

امام ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"بعض علماء نے بیان کیا' کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ بلند مقامات اور اعلیٰ درجات کی طرف ترقی کرتے رہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکیزہ روح کو اپنی طرف قبض فرمالیا اور اپنی بارگاہ میں قرب خاص سے نوازا' لہٰذا جائز ہے' کہ آپ ﷺ کو یہ درجہ عطا ہوگیا ہو (کہ آپ ﷺ کے والدین شریفین کو وصال کے بعد زندگی ملے اور وہ آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائیں) اور احیاء و ایمان کا واقعہ ان احادیث کے بعد کا ہے جن میں اس کا خلاف آیا ہے' لہٰذا ان کے مابین تعارض نہیں ہے۔ حافظ شمس الدین بن ناصرالدین دمشقی فرماتے ہیں۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ　　عَلٰی فَضْلٍ وَکَانَ بِہٖ رَءُوْفًا

فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہُ　　لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلاً مُنِیْفًا

پس اللہ نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو زندہ فرمایا یونہی آپ ﷺ کے والد کو تاکہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں

فَسَلِّمْ فَالْاِلٰہُ بِذَا قَدِیْرٌ　　وَاِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِہٖ ضَعِیْفًا

لہٰذا اس معجزہ کو مان لو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے' خواہ اس بارے میں حدیث ضعیف ہی سہی

بعض اساطین علم نے اس بات کی زبردست تائید و تشئید کی ہے' کہ ابوین کریمین کا زندہ ہو کر ایمان لانا عادت الٰہیہ کے موافق ہے جس پر ساری امت کا اتفاق ہے' کیونکہ کسی نبی کو جو معجزہ یا خصوصیت ملی ہے اس جیسی خصوصیت ہمارے نبی اکرم ﷺ کے لئے بھی ثابت ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو قبروں میں پڑے ہوئے مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا ہوا' تو ضروری ہے' کہ نبی اکرم ﷺ کو بھی اس کی مثل معجزہ ملا ہو۔ یہ قصہ ماثور روایت میں مشہورومعروف ہے اگرچہ نبی اکرم ﷺ کے لئے اس طرز کے اور بھی معجزات واقع ہوئے ہیں مثلاً ذراع (دستی) کا بول پڑنا اور خشک لکڑی کا فراق رسول میں آہیں بھرنا۔ مگر والدین رسول ﷺ کا واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیائے موتٰی سے زیادہ مناسبت اور مشاکلت رکھتا ہے۔

محدثین کے نزدیک یہ ثابت شدہ کلیہ ہے کہ ضعیف حدیث مقررہ اصول کے تحت قوی ہو جاتی ہے۔ محققین کا والدین کریمین کے بارے میں قوی اور صحیح مسلک یہ ہے کہ وہ اہل فترت کے ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں دعوت اسلام نہیں پہنچی' کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ انہیں دعوت اسلام دی گئی ہو اور انہوں نے اس کا انکار کیا ہو جب کہ اسلامی نکتہ نگاہ کے مطابق ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے نیز اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے' کہ ان دونوں کا وصال عالم شباب میں ہو گیا اور انہوں نے عمر دراز نہ پائی کہ وہ یہودی علماء کی روایات سے آگاہی کی فرصت پاتے یا آسمانی کتابوں کے بارے میں تحقیق و تفحص کا موقع حاصل کرتے۔

"اہل فترت" کے بارے میں صحیح و حسن احادیث وارد ہوئی ہیں کہ وہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں امتحان کے لیے روک لیے جائیں گے' تو جس کی خوش نصیبی اس کی یاوری کرے گی' وہ مطیع بن کر جنت میں چلا جائے گا اور جس کی بدبختی اس سے آگے بڑھ جائے گی تو وہ نافرمانی کا ارتکاب کرے گا اور آتش جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہاں سے یہ اصول معلوم ہوا کہ جنہیں دعوت اسلام نہیں پہنچی (ان کا روز حشر امتحان ہو گا اور) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین کا ان "اہل فترت" کی نجات پر اتفاق ہے وہ ان احادیث کا جن میں سے بعض صحیح مسلم میں آئی ہیں یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ان دلائل کے ساتھ منسوخ ہیں جن کی بنیاد "شکر منعم" کے اصول پر ہے اس سلسلہ میں انہوں نے مندرجہ ذیل قرآنی دلائل پیش کیے ہیں۔

1- ارشاد ربانی ہیں۔

و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً (بنی اسرائیل: ۱۱۵)	اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔ (بنی اسرائیل: 15)

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بعثت رسول سے پہلے سزا یا جزا کا سزاوار نہیں ٹھہراتا۔

2: ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ایاتك من قبل ان نذل و نخزی	اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کردیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل و رسوا ہوتے۔

3: سورہ طسم میں فرمایا:

ولولا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ایاتك ونکون من المؤمنین	اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی معیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا' تو کہتے ہمارے رب! تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔ (28:47)
4: وما کان ربك مھلك القری حتی یبعث فی امھا رسولاً یتلوا علیھم ایاتنا وما کنا مھلکی القری الا واھلھا ظالمون	اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع (مرکزی بستی) میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جبکہ ان کے ساکن ستم گار ہوں۔ (28:59)

5: اللہ تعالیٰ غافلین کو سزا نہ دینے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے' اور اہل نقل اسی کے قائل ہیں۔

ذلك ان لم یکن ربك مھلك القری بظلم واھلھا غافلون	یہ اس لیے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں۔

6: اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ سچا ہے اس آیت کریمہ میں فرماتا ہے۔

ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغافلین	(تاکہ یہ عذر نہ کرسکو) کہ کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی۔ (6:156)

7: اللہ تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں اہل جہاں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:-

وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظَالِمِيْنَ

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں، نصیحت کے لئے اور ہم ظلم نہیں کرتے۔ (26:208)

8: اللہ تعالیٰ کافروں کا جہنم میں یہ عذر رد کرتا ہے جہاں وہ کوئی حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَايَتَذَكَّرُ فِيْهِ وَ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ

اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے، اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا۔ (35:37)

بالجملہ! ہمارے نزدیک فقہ و اصول کا قطعی ضابطہ یہ ہے جو اپنی شہرت کے باعث کسی نقلی دلیل کا محتاج نہیں (کہ اہل فترت کو دعوت نہ پہنچنے کی وجہ سے سزا نہیں دی جائے گی۔)

اس ضابطے کی نظیر اطفال مشرکین کے عذاب کا منسوخ ہونا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

اسی تخریج پر محمول ہے حدیث حاکم، جو انہوں نے حکم صحت کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ نبی اکرم ﷺ سے والدین کریمین کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے وہ میری درخواست قبول کرے گا جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا" اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ نبی اکرم ﷺ کو مقام محمود پر والدین شریفین کے بارے میں قبول شفاعت کی امید تھی اور یہ کہ والدین مصطفیٰ کو بوقت امتحان طاعت کی توفیق نصیب ہوگی۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے "میں قیامت کے روز اپنے باپ، ماں، اپنے چچا اور ایام جاہلیت کے بھائی کیلئے شفاعت کروں گا" یہ بھی اسی حقیقت پر محمول ہے۔ یہاں بھائی سے مراد رضاعی بھائی ہے جو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا تھا۔

محب طبری نے چچا کے بارے میں شفاعت کی تاویل تخفیف عذاب سے کی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، اور ایسی تاویل کرنا ضروری بھی ہے، کیونکہ ابوطالب نے بعثت کا زمانہ پایا تھا اور اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی محبت اور تعظیم کا مسلک اختیار کیا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"والدین مصطفیٰ ہرگز مشرک نہ تھے، بلکہ عقیدہ توحید اور ملت ابراہیمی پر تھے"

انہوں نے مزید کہا "کہ نبی اکرم ﷺ کے آدم علیہ السلام تک تمام آباؤاجداد توحید کے راست عقیدے پر تھے۔"

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مسلک کی تائید میں قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیتہ کریمہ سے استدلال کیا ہے جو عبادت گزاروں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔

اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ — جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو (دیکھتا ہے)

نیز اس ارشاد باری تعالیٰ سے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ — بے شک مشرکین ناپاک ہیں۔

اور ناپاک ہونا کافروں کی صفت ہے' جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں ہمیشہ سے پاکیزہ پشتوں میں منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں"

میں نے اولاد قصی کے تمام آباؤ اجداد کی تحقیق کی ہے' تو آدم سے لیکر کعب بن لوی تک سب کو بالیقین اہل ایمان پایا ہے۔ صرف آزر کا استثناء ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ سلف صالحین کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔ صحیح [illegible] آیا ہے' کہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک کوئی نفس بھی منکر نہ تھا۔ آیت کریمہ کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا یہی مفہوم ہے۔

سام بن نوح کے متعلق روایت ہے' کہ وہ پیغمبر تھے اور ان کے بیٹے ارفخشد ان کے صدیق تھے' انہوں نے اپنے دادا نوح علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا اور نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا کی تھی' کیونکہ وہ ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے' کہ لوگ نوح علیہ السلام کے عہد سے ہمیشہ اسلام پر رہے تاآنکہ نمرود بن کوش نے ان پر اقتدار حاصل کیا اور انہیں بت پرستی کی دعوت دی جہاں تک اہل عرب کا تعلق ہے' تو بخاری وغیرہ مستند کتابوں میں صحیح احادیث آئی ہیں کہ عہد ابراہیم سے لیکر عمرو بن عامر الخزاعی تک کسی نے کفر نہیں کیا۔ عمرو بن عامر پہلا شخص تھا جس نے بت پرستی اختیار کی اور دین ابراہیمی کو بدل دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے جہنم کی آگ میں آنتیں گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔"

علماء نے ان حقائق کا ذکر کیا ہے' اور انہیں اپنی کتابوں میں مدون کیا ہے۔

ابن حبیب اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عدنان' معد' ربیعہ' مضر' خزیمہ اور اسد ملت ابراہیمی پر تھے' لہٰذا ان کا صرف بھلائی کے ساتھ ذکر کیا کرو۔

روض انف میں ہے۔

الیاس کو برا بھلا نہ کہو' کیونکہ وہ مومن تھے۔

ابو نعیم کی دلائل نبوت میں ہے' کہ کعب بن لوی نے اپنی اولاد کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم دیا وہ اعلانیہ یہ شعر پڑھتے۔

یَالَیْتَنِیْ شَاهِدٌ فَحْوَاءُ دَعْوَتِهٖ — اے کاش! میں اس وقت موجود ہوتا اور آپ کی دعوت قبول

اِذا قُرَیْشٌ تَبْغِیْ الْحَقَّ خِذْلَانَا
کرتا' جب قریش حق کو چھوڑ کر بغاوت پر آمادہ ہوں گے۔

جہاں تک کلاب' قصی' عبد مناف اور ہاشم کا تعلق ہے۔ مجھے ان میں سے کسی کے بارے میں کوئی قابل اعتماد نقل نہیں ملی۔ ہاں! عبدالمطلب کے بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ اہل فترت میں سے تھے اور واقعہ فیل کے متعلق ان کے اشعار سے ان کے اہل فترت ہونے پر دلیل لائی گئی' وہ فرماتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ
لَهٗ فَامْنَعْ حَلَالَكَ
وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ
وَ عَابِدِیْهِ الْیَوْمَ اٰلَكَ

اے اللہ! آدمی اپنی قیام گاہ کی حفاظت کرتا ہے
تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔
اور صلیب کے لشکر اور اس کے پجاریوں
کے خلاف آج اپنے گروہ کی مدد فرما۔

مجاہد اور سفیان بن عیینہ نے نسل ابراہیم میں عقیدہ توحید رہنے پر مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی' اے میرے رب! اس شہر کو امان والا کر دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا (ابراہیم: 35)

ایک خداترس عالم ابن منذر اپنی تفسیر میں زیر آیت

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور میری اولاد کو (14:40)

ایک صحیح قول درج کرتے ہیں کہ نسل ابراہیم میں ہمیشہ ایسے لوگ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے ہیں۔
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' مجاہد اور قتادہ سے آیت وَ جَعَلَهَا بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ کی تفسیر میں قابل اعتماد روایت مروی ہے' کہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں اللہ کی توحید ماننے والوں اور اللہ کی عبادت کرنے والوں میں ہمیشہ اخلاص اور عقیدہ توحید رہا ہے۔

حافظ ناصرالدین دمشقی نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

تنقّل اَحمدُ نُوْرًا عظِیْمًا تلاَ لاَ فِیْ جِبَاهِ السَّاجِدِیْنَا
تقلّبَ فِیْهِمْ قَرْنًا فقَرْنًا اِلٰی اَنْ جَاءَ خَیْرُ الْمُرْسَلِیْنَا

احمد ﷺ منتقل ہوتے رہے' اور ایک نور عظیم کی صورت میں عبادت گزاروں کی پیشانیوں میں درخشاں رہے۔ وہ ان کی پشتوں میں نسل در نسل ودیعت ہوتے رہے یہاں تک کہ خیرالمرسلین بن کر آئے۔

یہ خلاصہ ہے نقول ائمہ اور دلائل شرعیہ کا' یہ چمکتے ہوئے چاند اور روشن ستارے ہیں' حق کا سورج نصف النہار کے وقت پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہے جس کے سامنے کوئی بادل نہیں' (مقامہ سندسیہ کی عبارت بحرو فما ختم

ہوئی) یہ رسالہ مقامہ کا نصف اول ہے جو مقصود کے بڑے حصے' بلکہ سارے مقصود پر مشتمل ہے۔ مصنف علیہ الرحمتہ نے نصف ثانی میں منکرین کا شدید الفاظ میں رد کیا ہے جس کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں جتنا مناسب معلوم ہوتا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے امام سیوطی فرماتے ہیں۔

"بلاشبہ اس بارے میں احادیث کے الفاظ صریح اور اس کی بنیادیں فصیح ہیں کہ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ کی شریعت مٹنے اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْجَاءَ كُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَاجَاءَ نَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَاءَ كُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ

اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا' تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔ (5:17)

اس کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے دو سو سال بعد ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ ان کے زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو چین سے پرے رہتے ہیں اور انہیں دعوت اسلام نہیں ملی جب بعثت محمدیہ کے دو سو سال بعد ایسے لوگوں کا وجود پایا جاتا ہے جنہیں دعوت اسلام نہیں ملی' جبکہ اسلام کا غلبہ تھا اور دینی تعلیم کثرت کے ساتھ تھی تو آپ کا زمانہ جاہلیت کے متعلق کیا خیال ہے جبکہ روئے زمین پر کفر و جہالت کا دور دورہ تھا اور کرہ ارض پر کفار کا غلبہ تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نجات یا عدم نجات کا مدار دعوت کے پہنچنے یا نہ پہنچنے پر ہے جنہیں یہ دعوت نہیں پہنچی' خواہ وہ بعثت محمدیہ سے پہلے کے لوگ ہیں یا بعد کے ہیں وہ نجات یافتہ ہیں اور جو لوگ زمانہ فترت میں ہوئے مگر انہیں دعوت اسلام پہنچ گئی اور انہوں نے عناد و انکار پر اصرار کیا' تو ایسے لوگ اہل دوزخ ہیں یہ آخری قسم محل اجماع ہے اس میں کسی کو کوئی نزاع نہیں اور یہ وہی ہے جس کی طرف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اشارہ کیا ہے پس جسے اللہ اور اس کا رسول معذور قرار دے وہ معذور ہے۔ وَ مَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ

ابی نے شرح مسلم میں اس مسئلہ کو بیان کیا اور اس پر ٹھوس تفصیلی گفتگو کی۔ انہوں لکھا۔

"اہل فترت انسانوں کے ایسے گروہوں کو کہتے ہیں جن کی طرف رسول نہیں بھیجے گئے نہ انہوں نے آنے والے رسولوں کا زمانہ پایا۔ مثلاً وہ دیہاتی جن کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث نہ ہوئے۔ نہ وہ رسول اکرم ﷺ سے لاحق ہوئے' پھر اہل فترت کی بقول عقیل بن ابی طالب تین قسمیں ہیں۔

1- وہ لوگ جنہوں نے اپنی بصیرت کے ساتھ توحید کا ادراک کرلیا۔ خواہ وہ کسی شریعت کے تابع نہ ہوئے مثلاً زید بن عمرو

بن نفیل وغیرہ یا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں داخل ہو گئے۔

2 - دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے نہ شرک کیا نہ عقیدہ توحید اپنایا نہ کسی شریعت میں داخل ہوئے اور نہ انہوں نے اپنے لیے کسی دین و شریعت کو گھڑا بلکہ تمام شریعتوں کو چھوڑ کر ساری زندگی غفلت میں پڑے رہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایسے لوگ موجود تھے اور وہی لوگ درحقیقت اہل فترت تھے۔ ان لوگوں کو قطعاً کوئی عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ہم اس کا طریقہ ثابت کر چکے ہیں۔

3 - اہل فترت کا تیسرا گروہ وہ ہے جنہوں نے زمانہ نبوت پایا مگر عقیدۂ توحید اختیار نہ کیا بلکہ شریعت ربانی کو بدل کر خود اپنے لیے شریعت بنائی اور حلال حرام کے احکام وضع کرنے لگے۔ دراصل یہی گروہ ہے جس پر عذاب کا آنا صحت کے ساتھ محمول ہے۔

یا اس کا جواب یہ ہوگا کہ یہ اخبار احاد ہیں جو قطعی نصوص کے معارض نہیں ہو سکتیں جیسا کہ اس کی تقریر و تہذیب بیان ہو چکی ہے۔ بعض علمائے متاخرین نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے' کہ نبی اکرم ﷺ کے ابوین شریفین کو اس قسم سے الگ کرنا لازم ہے اس سلسلہ میں کچھ دیگر روایات بھی آئی ہیں جو اس مقام سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ ثبوت مرام کے لئے قطعی نص کا درجہ نہیں رکھتیں جیسا کہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ تفسیر میں نقل کیا' کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشی اور رضا' تو اس بات میں ہے' کہ آپ کے گھرانے کا کوئی فرد آتش جہنم میں داخل نہ ہو اور اس عموم کا تقاضا بھی یہی ہے حافظ ابوسعید شرف النبوت میں اور دیگر علماء حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ وہ میرے گھرانے کے کسی شخص کو جہنم میں داخل نہ کرے' تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست قبول فرمائی" الفاظ کا عموم معتبر ہے اگرچہ اس میں احتمال موجود ہے' اور اس کی توجیہ وہ ہے جس کی طرف ہم نے مقامہ کے اوائل میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اشارہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ حافظ العصر ابوالفضل بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول اور اثر کے درمیان رعایت رکھتے ہوئے یہ تطبیق بیان فرمائی ہے۔

"نبی اکرم ﷺ کے خاندان کے وہ تمام افراد جو زمانہ فترت میں ہوئے ان کے بارے میں گمان غالب یہ ہے کہ وہ بوقت امتحان اطاعت اختیار کر لیں گے' تاکہ جنت میں ان کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔" اگر ہم واہیات روایات کو پیش کرنا پسند کرتے جیسا کہ بعض لوگوں کا طرز عمل ہے' تو ہم یہ روایت وارد کرتے۔

"اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی فرمائی ہے' کہ میں نے ہر وہ پشت جس سے اے محبوب! تو نے نزول کیا اور ہر وہ شکم جس میں تو نے قیام کیا' جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے"

مگر ہم اس قسم کی روایات سے استدلال نہیں کرتے' نہ اس کے ذریعے موسلا دھار بارش یا پھوار کے خواہش مند ہیں' کیونکہ مستحکم دلائل کی موجودگی میں واہی متکلم فیہ روایات کی ضرورت نہیں اور جب ماہ کامل طلوع کر آتا ہے' تو ستاروں

سے بے نیاز کردیتا ہے' اور جب پانی مل جاتا ہے' تو تیمم باطل ہوجاتا ہے۔ چوں آب آمد تیمم برخاست (انتھی کلام حافظ سیوطی)

اس موضوع پر میں نے اپنے قصیدہ ہمزیہ 'طیبہ الغراء فی مدح سید الانبیاء" میں بہت عمدہ روشنی ڈالی ہے۔

مَاتَتْ اُمُّ النَّبِیِّ وَهُوَ ابْنُ سِتٍّ وَاَبُوْهُ وَبَیْتُهُ الْاَحْشَاء

والدہ رسول کا وصال ہوگیا جبکہ آپ چھ سال کے تھے اور آپ ﷺ کے والد گرامی بھی جبکہ آپ شکم اطہر میں تھے۔

ثُمَّ اَحْیَاهُمَا الْقَدِیْرُ فَحَازَا شَرَفَ الدِّیْنَ حَبَّذَا الْاَحْیَاء

پھر صاحب قدرت خدا نے انہیں زندہ فرمایا تو ان دونوں نے دین کا شرف پالیا واہ کیا جاں بخشی ہے

وَهُمَا نَاجِیَانِ مِنْ غَیْرِ شَكٍّ فَتْرَةً اَوْحَیَاةً اَوْحُنَفَاء

وہ دونوں (والدین رسول ﷺ) بلاشبہ نجات یافتہ ہیں اہل فترت ہونے یا زندہ کئے جانے یا حنفاء ہونے کی وجہ سے

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكِرَا مُ النَّاسِ مِنَّا وَلْتَسْخَطِ اللُّوْمَاء

اللہ تعالیٰ ان دونوں سے نیز ہمارے بزرگ لوگوں سے راضی ہوگیا' تاکہ لئیموں کو اس سے رنج پہنچے

لَیْسَ یَرْتَابُ فِیْ نَجَاتِهِمَا الْاَرْقَعُ فِی الدِّیْنِ اَوْرُقَعَاء

ان دونوں کی نجات میں کسی کو کوئی شک نہیں بجز ان لوگوں کے جو دین کے معاملہ میں حماقت اور بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

كَیْفَ تُرْجَی النَّجَاةَ لِلنَّاسِ مِمَّنْ مَااَتٰی وَالِدَیْهِ مِنْهُ النَّجَاء

اس ہستی سے پھر لوگوں کی نجات کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے' جس سے اس کے والدین بھی ذریعہ نجات نہ پاسکے۔

كَمْ اَتَانَا بِاَمْرِبِرٍّ وَ نَهْیٍ عَنْ عُقُوْقٍ وَّهُوَ الْفَتَی الْمَتَاء

حالانکہ آپ ﷺ نیکی اور نافرمانی سے باز رہنے کے کتنے ہی احکام لائے جبکہ آپ بھرپور جوان تھے

وَمَحَالٌ تَكْلِیْفُهُ النَّاسَ خَیْرًا هُوَمِنْهُ حَاشَا وَ حَاشَا بِرَاء

محال ہے' کہ آپ لوگوں کو بھلائی کا مکلف کریں اور خود معاذاللہ اس سے خالی ہوں

اَیَرَوْنَ الدُّعَاءَ مَاكَانَ مِنْهُ لَهُمَا اَوْدَعَا وَ خَابَ الدُّعَاء

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے والدین کے لئے دعا نہیں مانگی یا مانگی ہے مگر وہ دعا قبول نہ ہوئی

بَلْ دَعَا اللّٰهَ وَاسْتَجَابَ لَهُ اللّٰهُ فَحَیَا تِلْكَ الْقُبُوْرُ الْحَیَاء

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اللہ سے دعا کی اور اس نے قبول فرمائی اور ان قبروں کو زندگی سے مشرف فرمایا۔

فصل دوم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بعض مردوں کا زندہ کیا جانا

ابو نعیم بحوالہ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کا چہرہ انور متغیر ہے' تو لوٹ کر اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے روئے تاباں کو متغیر دیکھا ہے' میرا خیال ہے' کہ یہ بھوک کی وجہ سے ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ زوجہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا' بخدا! اس بکری اور بچے ہوئے توشہ کے علاوہ ہمارے گھر میں کچھ نہیں"

چنانچہ میں نے وہ بکری ذبح کی اور اہلیہ کے پاس موجود غلہ کو پیس کر روٹی تیار کی' پھر ایک پیالے میں اس سے ثرید بنایا اور لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جابر! اپنی قوم کے لوگوں کو بھی بلا لاؤ' چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد میں اپنی قوم کے لوگوں کو بھی دعوت دیدی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب انہیں جماعت در جماعت میرے پاس اندر بھیجو تو ایک جماعت کھا کر چلی جاتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی یہاں تک کہ سب نے کھانا کھا لیا اور پیالے میں اتنا ہی ثرید باقی بچ گیا جتنا پہلے تھا' کھانے کے دوران حضور ﷺ ان لوگوں سے فرماتے کہ ثرید کھاؤ مگر ہڈی نہ توڑنا' پھر آپ نے ان ہڈیوں کو پیالے کے وسط میں جمع فرمایا اور ان کے اوپر اپنا دست اقدس رکھ کر کچھ پڑھا جسے میں سن نہ سکا' اچانک ایک بکری کان ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم اپنی بکری لے لو۔

چنانچہ جب میں وہ بکری لے کر اپنی بیوی کے پاس آیا' تو اس نے پوچھا یہ کیا؟ میں نے کہا: یہ وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی' آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے زندہ فرما دیا یہ سن کر اس نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔

بیہقی دلائل میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا: میں تو آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری اس بیٹی کو زندہ نہیں کر دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ تو اس نے آپ ﷺ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلانہ! اس نے جواب دیا لبیک وسعدیک! آپ ﷺ نے سوال فرمایا: کیا تو دنیا میں لوٹ کر آنا پسند کرتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں یارسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کو اس اپنے ماں باپ سے زیادہ بہتر پایا ہے' اور آخرت کو دنیا سے اچھا دیکھا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور بیان کیا' کہ اس نے اپنی بیٹی فلاں وادی میں ڈالی ہے' تو آپ ﷺ اس شخص کے ہمراہ اس وادی میں تشریف لے گئے اور نام لیکر اسے پکارا' اے فلانہ! اللہ کے اذن سے زندہ ہو جا تو وہ لبیک وسعدیک کہتی ہوئی قبر سے نکل آئی۔ آپ ﷺ نے اس لڑکی سے کہا: کہ تیرے ماں باپ اسلام قبول کر چکے ہیں اگر تو چاہے' تو تجھے ان کی طرف لوٹا دوں اس نے جواب دیا' مجھے ان کی ضرورت نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔

ابو نعیم ضمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کا ریوڑ تھا اور اس کا بیٹا دودھ دوہ کر ایک پیالہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا کرتا تھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے غائب پایا تو اس کے باپ نے آکر بتایا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے یہ سن

کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تو چاہتا ہے' کہ میں تیرے بچے کیلئے دعا کروں اور وہ زندہ ہوجائے یا تو صبر کرے' تو تجھے قیامت تک اجر ملے اور قیامت کے روز تیرا بیٹا آکر تیرا ہاتھ تھام لے اور تجھے درجنت کی طرف لے جائے، پھر تو جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ اس شخص نے کہا: یانبی اللہ! مجھے اس بات کی ضمانت کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے لئے ضمانت ہے' اور ہر مومن کیلئے بھی ضمانت ہے۔ اس حدیث میں اگرچہ بالفعل احیائے موتی کا وقوع نہیں ہوا مگر یہ وقوع کے مترادف ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو اختیار دیا اگر وہ اپنے بیٹے کے زندہ کرنے کا تقاضا کرتا' تو نبی اکرم ﷺ اس کے احیاء کی دعا فرماتے اور اللہ نبی اکرم ﷺ کی اس دعا کو بطور اعجاز قبول فرماتا اور وہ بچہ زندہ ہوجاتا اگر نبی اکرم ﷺ کو یقین کے ساتھ علم نہ ہوتا' تو اس شخص کو دو باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حکم نہ دیتے۔

یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ کی امت میں صحابہ کرام اور اولیائے کرام کیلئے احیائے موتی کا بطور کرامت وقوع کثرت کے ساتھ ہوا ہے۔ اس کتاب کے خاتمہ پر کرامات کے عنوان میں کئی ایسے واقعات آرہے ہیں' یہ سب احیائے موتی کے واقعات دیگر کرامات اولیاء کی طرح نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں شامل ہیں۔

میں یہاں اس صحابیہ کا واقعہ ذکر کرتا ہوں جس کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں معجزانہ طور پر زندہ فرمایا تھا۔

ابن عدی' ابن ابی الدنیا' بیہقی اور ابونعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صفہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے' کہ ایک نابینا بوڑھی مہاجرہ عورت آئی۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو بالغ تھا' زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ اسے مدینہ شریف کی وباء نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ کچھ دن بیمار رہا' پھر فوت ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور ہمیں اس کے کفن دفن کا حکم دیا' پھر جب ہم اس کو غسل دینے لگے' تو حضور ﷺ نے فرمایا: انس! اس کی ماں کے پاس جاؤ اور اسے خبر کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جاکر اسے اطلاع کی تو وہ آکر اپنے بیٹے کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں پاؤں پکڑ لئے' پھر کہنے لگی میرا بیٹا فوت ہوگیا؟ ہم نے کہا: "ہاں" تو اس نے کہا:

"اے اللہ! تو اچھی طرح جانتا ہے' کہ میں نے بخوشی اسلام قبول کیا' بتوں سے کنارہ کشی کی اور تیری طرف رغبت کے ساتھ نکلی۔ اے اللہ! تو بتوں کے پجاریوں کو مجھ پر ہنسی کا موقع نہ دے اور اس مصیبت کے گراں بوجھ کو میرے اوپر نہ ڈال جس کے اٹھانے کی مجھ میں سکت نہیں"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں "اللہ کی قسم! ابھی اس کے یہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے' کہ اس لڑکے نے اپنے قدموں کو حرکت دی اور منہ پر سے کپڑا اتار دیا' پھر ہمارے ساتھ کھانا کھایا اور نبی اکرم ﷺ کے وصال تک زندہ رہا جبکہ اس کی والدہ فوت ہوگئی تھی۔

باب چہارم

شفائے امراض اور تبدیلی اخلاق و اعیان و صفات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات

فصل اول

شفائے امراض اور ازالہ آفات

سے متعلق نبی اکرم ﷺ

کے معجزات

شفائے امراض اور ازالہ آفات سے متعلق معجزات کا باب بہت وسیع ہے جس کا حصر ممکن نہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے مختلف مقامات و مواقع پر کثرت کے ساتھ روایات آئی ہیں کہ آپ ﷺ نے دست مبارک کے چھونے' لعاب دہن لگانے دعا کرنے اور دیگر طریقوں کے ساتھ گوناں گوں قسم کے امراض سے شفا عطا فرمائی ہے جن کے استیعاب اور احاطے کی طرف کوئی راستہ نہیں۔ شفائے امراض کے یہ واقعات ان معجزات سے الگ ہیں جو نبی کریم ﷺ سے ادویہ کے خواص میں ظاہر ہوئے اور وہ علم طب کے موافق نکلے۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور علمائے اسلام نے ان کے بارے میں جداگانہ مخصوص کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور انہیں "طب نبوی" کا نام دیا ہے۔ مثلاً امام ابن قیم' حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ کی تصنیفات ہیں۔ یہ شعبہ بھی نبی اکرم ﷺ کے دلائل نبوت اور آیات رسالت میں سے ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ ﷺ امی نبی تھے۔ آپ نے نہ پڑھانہ لکھانہ کسی سے علم طب یا کسی اور علم و فن کا کچھ حصہ سیکھا۔ مزید بر آں آپ ایک ایسی امت میں پروان چڑھے جو بالکل ناخواندہ اور ان پڑھ تھی' لہٰذا آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں جو کچھ ظاہر فرمایا وہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

ان سے بڑھ کر نبوت محمدیہ کی دلیل ان طرح طرح کے امراض و علل کا علاج ہے جو آپ ﷺ کے دست اقدس پر آیات قرآنیہ اور اذکار و ادعیہ کے ذریعے ظاہر ہوا۔ یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے زبردست معجزات میں سے ہے اس قسم کے شفائے امراض کے واقعات بھی بہت کثرت کے ساتھ ہوئے ہیں جن کا ایک بڑا حصہ میں نے اپنی کتاب سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین میں ذکر کیا ہے۔

ان سب سے عجیب تر نبی اکرم ﷺ کا معجزہ وہ طب روحانی ہے جس پر طب جسمانی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس روحانی علاج سے حاصل ہونے والی شفا جسمانی شفاء سے کہیں زیادہ کامل و افضل اور انفع و ارفع ہے' میری مراد نبی اکرم ﷺ کی وہ شفا بخشی ہے جو ایمان لانے والوں کو دوائے اسلام کے ذریعے مرض کفر سے نصیب ہوئی ہے' اور یہ صحت کی بہترین قسم ہے جیسا کہ مرض کفر بدترین بیماری ہے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے کی برکت سے ظلمات جہالت میں ڈوبے ہوئے بدوؤں کی حالت بدل جاتی ہے۔ ان کے دل نور علم سے منور ہوجاتے ہیں ان کی زبانوں پر حکمت کے چشمے رواں ہوجاتے ہیں' پھر وہ ترقی کرکے علمی میدان میں عظیم مقام حاصل کرلیتے ہیں ان کا ذکر صفحہ دہر پر نقش ہو کر لازوال ہوجاتا ہے۔ ساری امت بلکہ تمام امتیں علم و حکمت میں ان کی خوشہ چیں ہوجاتی ہیں' پھر اس روحانی شفاء سے بڑھ کر کونسی شفا ہے؟ اور مرض کفر سے بڑی کونسی بیماری ہے؟

میں اب یہاں مس و دعا کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر ظاہری امراض سے شفاء کے کچھ واقعات ذکر کرتا ہوں۔

1 - ابن ابی شیبہ' ابن سکن بغوی' طبرانی اور ابونعیم حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد

انہیں لیکر نبی اکرم ﷺ کی طرف نکلے۔ ان کی دونوں آنکھیں بے نور ہوچکی تھیں اور انہیں ان آنکھوں سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر پڑ گیا تھا تو میری نظر جاتی رہی۔ پس نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو ان کی بصارت لوٹ آئی۔ حضرت حبیب فرماتے ہیں' میں نے انہیں اسی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگا ڈالتے ہوئے دیکھا جبکہ ان کی دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

2 - ابن اسحاق اور بیہقی حبیب بن عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا حبیب غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور ان کا ایک پہلو لٹک آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگا کر اسے اس کی جگہ پر جوڑ دیا' تو وہ جڑ گیا۔

3 - ابن عدی' ابو یعلی اور بیہقی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں ان کی آنکھ زخمی ہوگئی۔ اور اس کا ڈھیلہ بہ کر رخسار پر آگیا لوگوں نے چاہا کہ اسے کاٹ کر الگ کردیں انہوں نے اس سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: نہیں (ایسا نہ کرو) پھر آپ نے حضرت قتادہ کو بلا کر اپنی ہتھیلی سے ان کی آنکھ کا ڈھیلا اس کی جگہ پر دبا دیا' تو انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ان کی کونسی آنکھ میں زخم آیا تھا۔

امام بیہقی ایک اور روایت میں نبی اکرم ﷺ کی یہ دعا بھی نقل کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِكْسِهٗ جَمَالًا — اے اللہ! قتادہ کو خوبصورتی اور جمال عطا فرما

ابن سعد کی روایت میں ہے۔

فَكَانَتْ اَصَحَّ عَيْنَيْهِ — قتادہ کی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح ہوگئی۔

بیہقی' ابو نعیم اور طبرانی دیگر طرق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ کی آنکھ جنگ احد میں زخمی ہوگئی' تو نبی اکرم ﷺ نے اسے واپس اٹھا کر رکھ دیا۔

فَكَانَتْ اَحْسَنَ عَيْنَيْهِ — تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت ہوگئی۔

ایک اور روایت میں طبرانی اور بیہقی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں روز احد نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوکر آپ ﷺ کا تیروں سے دفاع کررہا تھا کہ ایک تیر میری آنکھ میں آلگا جس سے میری آنکھ کا حلقہ باہر آپڑا۔ میں اسے ہاتھ میں لیکر نبی اکرم ﷺ کی طرف بھاگا' جب آپ ﷺ نے اسے میری ہتھیلی پر دیکھا' تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ ﷺ نے دعا مانگی' اے اللہ! قتادہ کو بچا جس طرح اس نے تیرے نبی کے چہرے کا دفاع کیا۔ اس کی آنکھ کو زیادہ خوبصورت اور تیز فرما' چنانچہ آپ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا ہے' کہ وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور تیز ہوگئی۔

4 - ابو یعلی بطریق عبدالرحمٰن بن حارث نقل کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہوگئی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس میں لعاب دہن لگایا جس کی وجہ سے وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح ہوگئی۔

5 - زبیر بن بکار اور ابن عساکر سعید بن عبید ثقفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان بن حرب کو طائف کے دن ابن یعلی کے باغ میں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھاتے دیکھا' تو میں نے ان کی طرف تیر پھینکا جو ان کی آنکھ میں لگا' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میری یہ آنکھ راہ خدا میں زخمی ہوگئی۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو دعا کے ذریعے تمہاری آنکھ لوٹا دوں یا یہ پسند کرو کہ اس آنکھ کے بدلے میں تمہیں جنت مل جائے' عرض کیا یارسول اللہ مجھے جنت پسند ہے۔

6 - ابن ابی شیبہ' حاکم' بیہقی اور ابونعیم معاذ بن رفاعہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے بیان کیا' کہ بدر کے روز ایک تیر ان کی طرف پھینکا گیا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس میں تھوک کر دعا دی' پھر ان کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔

7 - بیہقی از طریق ابن اسحاق تحریر کرتے ہیں کہ حارث بن اوس کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے والوں میں شامل تھے۔ انہیں کسی کی تلوار کا وار پڑ گیا جس سے ان کے سر اور پاؤں پر زخم آگیا۔ ان کے ساتھ انہیں اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں واقدی نے بھی اپنی اسانید کے ساتھ اسی طرح یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

8 - بزاز' طبرانی اور ابونعیم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوۂ ذات الرقاع میں نکلے جب حرہ واقم کے مقام پر پہنچے' تو ایک بدو عورت اپنا بچہ لیکر حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے اس بچے پر جن کا غلبہ ہے پس نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا منہ کھول کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور تین بار فرمایا: اے دشمن خدا! دور ہو میں اللہ کا رسول ہوں' پھر فرمایا: اپنے بچے کو لے جاؤ اب وہ جن دوبارہ نہیں آئے گا جب ہم جنگ سے لوٹے' تو وہ عورت حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے اس کے بچے کے متعلق دریافت فرمایا: تو اس نے کہا: کہ نبی اکرم ﷺ کے لعاب دہن لگانے کے بعد وہ جن دوبارہ نہیں آیا۔

9 - امام بخاری حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابورافع کو قتل کیا' تو اس کے گھر کی سیڑھی سے اترتے ہوئے زمین پر گر پڑے جس سے ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں میں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ آگے کرو تو میں نے اپنی ٹانگ آگے کی طرف کردی' پھر آپ نے اس پر اپنا دست اقدس پھیرا' تو ایسا ہوا کہ گویا مجھے کبھی اس کی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

10 - امام بخاری و مسلم حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے دن فرمایا: "کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا جب صبح ہوئی پوچھا: علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا' ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ فرمایا: انہیں بلا لاؤ' چنانچہ انہیں لایا گیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور دعا دی' پس ان کی آنکھیں اس طرح اچھی ہوگئیں کہ گویا انہیں کوئی درد تھا ہی

نہیں۔

11 - بیہقی بہ طریق عاصم الاحول ابو عثمان نہدی اور ابو قلابہ نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ خیبر تشریف لائے تھے ابھی کھجوریں پکی نہ تھیں مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے کھانے میں تیزی کی جس کی وجہ سے انہیں بخار ہوگیا' تو انہوں نے اس بات کی نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: مشکوں میں پانی ٹھنڈا کرلو اور صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان اسے اپنے اوپر ڈال لو اور پانی ڈالتے وقت اللہ کا نام لو پس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا ہی کیا' تو ان کی بیماری جاتی رہی۔

ابو نعیم نے معرفت میں یہ روایت عبدالرحمٰن بن موقع سے بیان کی کہ جس وقت خیبر فتح ہوا' تو وہاں کی سرزمین میوہ جات سے سرسبز تھی لوگوں نے جی بھر کر میوے کھائے جس سے انہیں بخار آگیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ بخار کے لئے مشکوں میں پانی ٹھنڈا کرو اور دو نمازوں کے درمیان یہ پانی اپنے اوپر ڈال لو' چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یسا ہی کیا' تو ان سے بخار کی شکایت جاتی رہی۔

12 - واقدی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن انیس ﷺ سے روایت کی کہ میں خیبر روانہ ہوا اور میرے ہمراہ میری بیوی بھی تھی۔ وہ حاملہ تھی' راستہ میں انہیں نفاس آگیا' میں نے اس چیز کا نبی اکرم ﷺ سے تذکرہ کیا آپ نے فرمایا:۔ پانی میں کھجوریں بھگو دو۔ جب وہ اچھی طرح بھیگ جائیں تو وہ ان کو پلا دیں' چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا' تو میری بیوی نے کوئی ناگوار چیز نہیں دیکھی۔

13 - امام بخاری یزید بن ابی عبید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے سلمہ بن اکوع کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا' تو میں نے پوچھا یہ کیا نشان زخم ہے؟ فرمایا: جنگ خیبر میں یہ زخم لگا تھا۔ لوگوں نے کہا: کہ سلمہ کو زخم آ لگا ہے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر تین بار دم کیا' پھر مجھے آج تک اس کی تکلیف نہیں ہوئی۔

14 - بیہقی اور ابو نعیم .سند عروہ و .سند موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ ﷺ کو تیس سواروں کے ہمراہ بشر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا۔ عبداللہ بن انیس ﷺ بھی ان میں شامل تھے۔ بشر یہودی نے حضرت عبداللہ بن انیس کے چہرے پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوگئے' پھر رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے' تو آپ ﷺ نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے زخم اچھا ہوگیا اور انہیں وصال تک تکلیف نہ ہوئی۔

15 - حاکم ابو نعیم اور ابن عساکر حشرج عائذ بن عمرو سے راوی وہ بیان کرتے ہیں' کہ حنین کی جنگ میں میری پیشانی پر تیر لگا اس سے خون بہ کر میرے چہرے اور سینے پر آگیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس خون کو صاف فرمایا اور میرے لئے دعا فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں' کہ رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک کا نشان ایسا تھا جیسا کہ گھوڑے کی پیشانی پر پھیلی ہوئی سفیدی ہوتی ہے۔

16 - ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن اہر سے نقل کیا' کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ حنین میں زخمی ہوگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا' تو وہ اچھے ہوگئے۔

17 - ابن سعد ابوقتادہ سے نقل کرتے ہیں' کہ انہوں نے بیان کیا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی قرد میں مجھے پایا تو میری طرف دیکھا اور دعا فرمائی' اے اللہ! ان کے بالوں اور چہرے میں برکت عطا فرما' پھر فرمایا: اللہ تمہارے چہرے کو تروتازہ رکھے تم نے مسعدہ کو قتل کردیا۔ میں نے عرض کیا' ہاں یارسول اللہ! فرمایا: یہ تمہارے چہرے پر کیا نشان ہے؟ میں نے عرض کیا' یہ تیر کا زخم ہے۔ فرمایا: میرے قریب ہوجاؤ تو میں آپ کے قریب آگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اوپر لعاب دہن لگایا تو کوئی نشان باقی نہ رہا۔ ابوقتادہ نے ستر سال کی عمر میں وفات پائی' مگر دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پندرہ سال کے لگتے تھے۔

18 - بیہقی اور ابونعیم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ مجھے اس وقت اتنا شدید درد تھا کہ میری جان نکلتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ سات بار پھیر کر کہو بِاسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ چنانچہ میں نے ایسا کیا' تو اللہ نے اس درد کو ختم کردیا گویا کبھی تھا ہی نہیں' پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو یہ عمل کرنے کی نصیحت کرتا رہا۔

19 - بیہقی اور ابونعیم عثمان رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی کہ قرآن حکیم میرے سینے سے نکل جاتا ہے (یعنی یاد نہیں رہتا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد کوئی چیز مجھے بھولی نہیں۔ ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوئے حفظ کی شکایت کی' تو آپ نے فرمایا: یہ شیطان کی شرارت ہے جسے خنزب کہتے ہیں۔ اے عثمان! میرے نزدیک ہوجاؤ' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے دونوں شانوں کے درمیان پائی۔ آپ نے فرمایا: اے شیطان! تو عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد کوئی چیز مجھے بھولی نہیں۔ ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوئے حفظ کی شکایت کی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کی شرارت ہے' اس کے بعد میں نے جو بات بھی سنی مجھے بھولی نہیں۔

ابونعیم عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ص نے مجھے طائف کی طرف بھیجا' تو مجھے حالت نماز میں ایسی چیز پیش آتی کہ پتہ ہی نہ چلتا کہ کیا پڑھ رہا ہوں میں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کی۔ فرمایا: یہ شیطان ہے۔ میرے قریب آجاؤ۔ میں قریب آیا' تو فرمایا: منہ کھولو' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: اے دشمن خدا! نکل۔ آپ نے ایسا تین بار کیا' پھر فرمایا: جاؤ اپنا کام کرو۔ عثمان کہتے ہیں کہ اس کے بعد شیطان نے کبھی تعرض نہ کیا۔ اسی سے ملتی جلتی ایک روایت امام مسلم نے نقل کی ہے۔

20 - سنان بن طلق یمامی بیان کرتے ہیں کہ بنو حنیفہ میں سے سب سے پہلے وفد کی صورت میں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ اپنا سراقدس دھو رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اے یمامی بھائی! بیٹھو اپنا سر دھو لو' پس میں نے رسول اکرم ﷺ کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا' پھر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایک تحریر دی میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی قمیض کا ایک ٹکڑا بھی عطا فرما دیجئے تاکہ میں اس سے انس حاصل کروں' چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے ٹکڑا عنایت فرما دیا۔ محمد بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ٹکڑا میرے والد کے پاس تھا وہ اسے مریضوں کو حصول شفاء کیلئے دھو کر پلاتے تھے۔

21 - امام احمد اور طبرانی وازع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں اور اشج ایک قافلہ کے ہمراہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جسے جن پڑنے کی شکایت تھی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ساتھ میرے ماموں ہیں جو بیمار ہیں۔ فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ۔ تو میں اسے آپ ﷺ کے پاس لے آیا پس آپ ﷺ نے اپنی چادر کا ایک حصہ پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی پشت پر ضرب لگاکر فرمایا: اے دشمن خدا! نکل جا۔ تو وہ میری طرف صحیح نظر سے دیکھنے لگا' پھر آپ ﷺ نے اسے سامنے بٹھاکر دعا دی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ بعدازاں وفد کا ہر فرد رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بعد اس کو انتہائی عزت و اکرام کی نظر سے دیکھتا تھا۔

22 - ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ ابو بسرہ یزید بن مالک نبی اکرم ﷺ کے پاس وفد لیکر گیا' اس کے دو بیٹے بسرہ اور عزیر اس کے ساتھ تھے۔ ابو بسرہ نے کہا یارسول اللہ! میرے ہاتھ پر پھوڑا ہے جس کی وجہ سے میں اپنی سواری کی نکیل تک نہیں پکڑ سکتا۔ پس آپ ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا اور پھر اس کے ساتھ پھوڑے کو مارنے لگے اور اس پر پھیرنے لگے تاآنکہ وہ پھوڑا ختم ہوگیا۔

23 - ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ جریر البجلی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا' کہ میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا تھا میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا' تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ میرے سینے پر ایک ضرب لگائی جس کا اثر میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا' پھر یہ دعا دی' اے اللہ! جریر کو جم کر بیٹھنے کی قوت عطا فرما اور اس کو ہادی و مہدی بنا دے وہ کہتے ہیں اس کے بعد میں آج تک کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

شیخین کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس ذی الخلصہ بت کدہ کو تہس نہس کرکے مجھے راحت نہیں پہنچا سکتے میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! میں گھوڑے پر جم کر سوار نہیں ہوسکتا۔ تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر دست مبارک کی ایک ضرب لگائی اور دعا دی۔ اے اللہ! جریر کو گھوڑے پر جم کر سوار ہونے کی قوت عطا فرما اور اسے ہادی و مہدی بنادے' پھر میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ہمراہ ذی الخلصہ کی طرف گیا اور اسے جلاکر خاکستر کردیا۔

24 - ابو یعلی اور بیہقی نے ایسی سند کے ساتھ جسے ابن حجر نے حسن قرار دیا' حضرت اسامہ بن زید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ حج ادا کیا' جب ہم بطن روحاء میں آئے' تو آپ ﷺ کی نظر ایک غمگین

عورت پر پڑی' تو آپ ﷺ نے اپنی سواری روک لی جب اس عورت کے قریب تشریف فرما ہوئے' تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے اس بچے کو پیدائش کے دن سے آج تک افاقہ نہیں ہوا؟ تو آپ ﷺ نے اس بچے کو اس کی ماں سے لیکر اپنے سینہ اقدس کے سامنے اور کجاوے کے وسط بٹھایا' پھراس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن !نکل جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں' پھر اسے اس کی ماں کے حوالے کیا اور فرمایا: اب اسے کوئی حرج نہیں اسامہ فرماتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ حج ادا کرنے کے بعد لوٹے اور بطن روحاء میں اترے' تو وہ عورت بھونی ہوئی بکری لے کر حاضر خدمت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ذراع (دستی) دے دو تو اس عورت نے ایک ذراع پیش کی آپ ﷺ نے پھر طلب فرمائی' تو اس نے دوسری حاضر کی' آپ ﷺ نے تیسری بار مانگی' تو اس نے عرض کی یارسول اللہ! ایک بکری کی دوہی' تو ذراع ہوتی ہیں اور آپ ﷺ کو دونوں ذراع (دستیاں) دے چکی ہوں' آپ ﷺ نے بقسم فرمایا: کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے !اگر تو خاموش رہتی' تو جب تک میں طلب کرتا رہتا' تو مجھے پیش کرتی رہتی' پھر فرمایا: جاکر دیکھو کوئی کھجور کا درخت یا کوئی پتھر نظر آتا ہے میں نے عرض کیا میں نے کھجوروں کا ایک جھنڈ دیکھا ہے' اور چٹانیں بھی ہیں فرمایا: جاکر ان کھجوروں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم آپس میں مل جاؤ تاکہ رسول اللہ رفع حاجت کرلیں اور پتھروں سے بھی یہی کہو تو میں نے ان سے جاکر کہا اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری نظروں کے سامنے کھجوروں کے درخت زمین کو چیرتے ہوئے اکٹھے ہوئے یونہی چٹانیں لڑھکتی ہوئی کھجوروں کے پیچھے تہ بہ تہ اکٹھی ہوگئیں جب آپ ﷺ رفع حاجت سے فارغ ہوئے اور واپس آئے' تو مجھے حکم دیا کہ کھجوروں اور پتھروں کے پاس جاکر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں واپس اپنی اپنی جگہ پر جانے کا حکم دیتے ہیں''

25 - احمد' ابن ابی شیبہ بیہقی' طبرانی اور ابونعیم از طریق سلیمان بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ ان کی ماں ام جندب کا بیان ہے' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ کے قریب کنکریاں پھینکتے دیکھا' دوسرے لوگ بھی کنکریاں پھینک رہے تھے' پھر آپ واپس تشریف لائے' تو ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کا ایک بیٹا آسیب زدہ بھی اس کے ہمراہ تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ! میرے اس بیٹے کے ساتھ بلاء ہے یہ کلام نہیں کرتا' آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ایک تور یعنی پتھر کا بڑا پیالہ لے آئے' چنانچہ وہ تور لے آئی جس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اس تور کو پکڑ کر اس میں کلی فرمائی اور فرمایا: یہ پانی اس بچے کو پلاؤ نیز اسے اس کے ساتھ نہلاؤ۔ ام جندب کہتی ہیں میں اس کے پیچھے ہولی اور اس سے کہا: کہ مجھے بھی اس پانی میں سے کچھ دے دو۔ اس نے کہا لے لو' چنانچہ میں نے تھوڑا سا پانی لیکر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا تو وہ جتنا اللہ نے چاہا صحت مند رہا' پھر میری ملاقات اس عورت سے ہوئی' تو اس نے بتایا کہ اس کا وہ بیٹا صحت یاب ہوگیا اور کوئی بچہ اس جیسا صحت مند نہ تھا۔

26 - بیہقی محمد ابن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں پر پھوڑا تھا اور ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آچکے تھے۔ آپ ﷺ نے چھنگلی پر لعاب دہن لگایا اور پھر اسے زمین پر رکھ

کر اس کے پھوڑے پر رکھا اور یہ دعا ارشاد فرمائی۔

بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ رِيْقِ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا لِيَشْفِيَ سَقِيْمَنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا

یہ حدیث مرسل ہے۔

27 - امام بیہقی محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہانڈی میرے ہاتھوں پر الٹ پڑی جس سے میرے ہاتھ جل گئے۔ پس میری ماں مجھے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گئی' تو آپ ﷺ نے میرے ہاتھوں پر اپنا لعاب دہن ڈالا' آپ اس وقت یہ کلمات فرما رہے تھے۔

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ — تو جلے ہوئے ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گئے۔

تاریخ بخاری میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے۔

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری ماں ام جمیل نے مجھے بتایا کہ میں تجھے سرزمین حبشہ سے لیکر آئی یہاں تک کہ ایک رات مدینہ شریف میں میں نے ہانڈی پکائی۔ لکڑیاں ختم ہو گئیں تو میں لینے کے لئے نکلی' تو تو نے ہانڈی کو ہاتھ لگایا جس سے وہ تیرے بازوؤں پر الٹ پڑی' تو میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی۔ آپ ﷺ تیرے بازوؤں پر لعاب دہن لگانے لگے اور یہ کلمات ارشاد فرمانے لگے۔

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَايُغَادِرُ سُقْمًا — پس میں ابھی آپ ﷺ کے پاس سے اٹھی بھی نہ تھی کہ تیرے ہاتھ اچھے ہو گئے۔

اس روایت کو حاکم بیہقی اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔

28 - بیہقی' طبرانی' ابن السکن اور ابن مندہ حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میری ہتھیلی پر پھوڑا تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ' اس پھوڑے نے مجھے شدید اذیت سے دوچار کر رکھا ہے یہ تو میرے اور میری تلوار کے قبضہ کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے۔ میں تلوار کو پکڑ بھی نہیں سکتا یونہی گھوڑے کی باگ بھی۔ پس نبی اکرم ﷺ نے میری ہتھیلی میں دم کیا اور اپنی مبارک ہتھیلی میرے پھوڑے پر رکھی اور اسے مسلسل دباتے رہے' جب اسے اوپر اٹھایا تو مجھے پھوڑے کا کوئی اثر معلوم نہ ہوا۔

29 - ابن سعد' بیہقی اور ابو نعیم ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے چہرے پر داد کا داغ تھا جو چہرے کو کھا رہا تھا۔ دوسری روایات میں ہے' کہ ناک کو نگل رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلا کر ان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ جس سے اس کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔

30 - بیہقی میں خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ انہوں نے بتایا۔ میں ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میرے کاندھے پر ایک وار پڑ گیا جس سے میرا ہاتھ لٹک گیا' تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس پر لعاب دہن لگا کر اسے جوڑ دیا' تو وہ مل گیا اور ٹھیک ہو گیا' پھر میں نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے مجھ پر وار کیا تھا۔

31 - بیہقی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے سر اور چہرے پر ورم آ گیا' تو رسول پاک ﷺ نے کپڑے کے اوپر سے ان کے سر اور چہرے پر دست مبارک رکھا اور تین بار دعا مانگی۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَذْهِبْ عَنْهَا سُوْءَهٗ وَفُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ
الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ
اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ سُوْءَ مَا يَجِدُ

تو ورم جاتا رہا۔

32 - امام احمد' دارمی' طبرانی' بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لیکر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی۔ یارسول اللہ! میرے اس بچے پر آسیب کا اثر ہے۔ وہ صبح و شام اسے جھپٹ لیتی ہے' اور ہمارے لئے پریشانی پیدا کر دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ سن کر اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی جس کی وجہ سے اس بچے کو قے آئی' تو اس کے پیٹ سے سیاہ پلے کی مانند ایک چیز نکلی اور وہ شفایاب ہو گیا۔

33 - بیہقی محمد بن سیرین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کی میرے بیٹے کو یہ بیماری لاحق ہے اور آپ اس کی حالت دیکھ رہے ہیں پس دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اسے موت دے دے۔ فرمایا: لوگو! دعا کرو اللہ اسے شفا دے۔ یہ پروان چڑھے' نیکوکار بنے اور راہ خدا میں قتل کرے' پھر درجہ شہادت پائے (یہ حدیث مرسل جید ہے)' پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس کے لئے دعا کی' تو وہ صحت مند ہو گیا اور جوان ہو کر راہ خدا میں شہید ہوا۔

34 - بیہقی کی روایت ہے' کہ عبداللہ بن رواحہ ﷺ نے عرض کیا' یارسول اللہ! میری ڈاڑھ میں شدید درد ہے نبی اکرم ﷺ نے مقام درد پر دست مبارک رکھ کر پڑھا۔ اَللّٰهُمَّ اَذهب عنه سُوْءَ مایجد (آخر تک سات بار) تو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اٹھانے سے پہلے ہی ان کو شفا عطا فرما دی۔

35 - بیہقی اور ابو نعیم حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں میری چربی بڑھ گئی جس کی وجہ سے مجھے ایک سال تک تکلیف رہی' پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا' تو آپ ﷺ نے میرے پیٹ پر دست اقدس پھیرا جس سے چربی کا ایک ٹکڑا نکلا جس کا رنگ سبز تھا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: کہ اس کے بعد آج تک مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

36 - طبرانی جریر ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ تو انہوں نے عرض کیا کہ اس ہاتھ میں تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے اسے دم کیا' تو دم واپسیں تک انہیں پھر تکلیف نہ ہوئی۔

37 - واقدی اور ابو نعیم بحوالہ عروہ نقل کرتے ہیں کہ ملاعب الاسنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں درد سے شفا حاصل کرنے کیلئے پیغام بھیجا' کیونکہ اسے پھوڑا تھا آپ ﷺ نے مٹی کا ایک ڈھیلہ لیکر اس میں تھوکا' پھر اس کے حوالے

کردیا اور فرمایا: کہ اسے پانی کے ساتھ رگڑو' پھر اسے پلاؤ' چنانچہ ایسے ہی کیا گیا' تو اسے درد سے نجات مل گئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی طرف شہد کی ایک کپی بھیجی۔ ابھی اس نے پوری استعمال بھی نہ کی کہ اس کو شفا ہو گئی۔

38 - سہل بن سعد ساعدی اپنے باپ سعد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کئی اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم سے جن میں ابواسید ابوحمید اور میرے باپ سہل بن سعد بھی شامل ہیں۔ سنا کہ رسول اللہ ﷺ بضاعہ کے کنوئیں پر آئے اور ایک ڈول میں وضو فرما کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ دوسری بار ڈول میں کلی فرمائی اور لعاب دہن ڈالا اور اس میں سے پانی پیا۔ آپ کے عہد ہمایوں میں جب کوئی بیمار ہوتا' تو فرماتے کہ اس کو بضاعہ کے پانی سے غسل دے دو' پس اسے غسل دیا جاتا تو یوں معلوم ہوتا گویا اس کی (بیماری کی) رسی کھول دی گئی ہے۔

39 - بخاری و مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بنی سلمہ میں میری عیادت کیلئے تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے مجھے اس حالت میں پایا کہ مجھ پر غشی طاری تھی' آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا' پھر وضو کے پانی سے میرے منہ پر چھینٹے دیئے جس سے مجھ کو افاقہ ہوا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنے مال کے متعلق کیا کروں؟ تو آیت کریمہ یوصیکم اللّٰہ نازل ہوئی۔

40 - بغوی معجم میں اور ابن سکن اور ابونعیم معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا' ہم رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے میرے بھائی علی بن حکم نے اپنے گھوڑے کو خندق پر سے چھلانگ لگوائی' مگر وہ کود نہ سکا' تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچل گئی۔ ہم ان کو گھوڑے پر اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست مبارک پھیرا' تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے ہی اچھے ہوگئے معاویہ بن حکم نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں یوں بیان کیا ہے۔

وانزَاھَا عَلِیٌّ وَھِیَ تَھْوِیْ ھُوِیَ الدَّلْوَ مُتْرِعَۃً بِسِدْلٍ	علی نے گھوڑے کو کدایا تو وہ اس طرح گرا جیسے بھرا ہوا ڈول گرتا ہے
صُفُوْفُ الْخَنْدَقَیْنِ فَاَرْھَقَتْہُ ھَوِیَّۃً مُظْلِمُ الْحَالَیْنِ عَبَل	اس نے گھوڑے کو دو خندقوں پر کدایا جس نے انہیں ظلمتوں میں لپٹے ہوئے گڑھے میں خون آلود کردیا
فَعَصَبُ رِجْلِہٖ فَسَمَّا عَلَیْھَا سُمُوُّالصَّقْرِ صَادِفٌ یَوْمَ ظِلٍ	آپ ﷺ نے اس کے پاؤں کو پٹی باندھی' تو وہ گھوڑے پر یوں چڑھا جیسے ابر آلود دن میں باز بلندی کی طرف اٹھتا ہے
فقال مُحَمَّدٌ صَلّٰی عَلَیْہِ مَلِیْکُ النَّاسِ ھٰذَا خَیْرُ فِعْلِ	اس پر نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ جو کہ لوگوں کے تاجدار ہیں نے فرمایا یہ تو بہت اچھا فعل ہے
فعالکَ فَاسْتَمِرْ بِھَا سَوِیًّا وَکَانَتْ بَعْدَ ذَاکَ اَصَحَّ رِجْلٍ	تم اپنے اس حسن عمل پر کاربند رہو

اور اس کے بعد ان کا یہ پاؤں دوسرے پاؤں سے زیادہ صحیح
رہا۔

41 - حاکم بروایت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے' کہ ایک دیہاتی نے آکر عرض کی۔ یارسول اللہ! میرا بھائی شدید درد میں مبتلا ہے۔ دریافت کیا اسے کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا وہ آسیب زدہ ہے۔ فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس اسے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا' تو آپ ﷺ نے اس کے سامنے دست مبارک رکھ کر مندرجہ ذیل آیات سے دم فرمایا۔

سورۂ فاتحہ' سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات الھکم اللہ واحد دو آیات آیتہ الکرسی سورہ بقرہ کی آخری تین آیات آل عمران کی ایک آیت شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لا الٰہ الا ھو

سورہ اعراف کی ایک آیت اِنَّ رَبَّکُمُ ... سورۃ مومنین کی آخری آیات فتعالی اللّٰہ الملک الحق سورہ جن کی ایک آیت وانہ تعالیٰ جد ربنا سورہ صافات کی پہلی دس آیات' سورہ حشر کی آخری تین آیات' سورہ اخلاص اور معوذتین تو وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا' گویا اسے کبھی یہ شکایت ہی نہ ہوئی تھی۔

اس روایت کو عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں ،سند حسن نقل کیا ہے۔

42 - امام احمد' بخاری (تاریخ میں) ابن سعد' ابو یعلی بغوی' حسن بن سفیان (مسند میں) طبرانی اور بیہقی حضرت حنظلہ بن خدیم ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست اقدس کو ان کے سر پر پھیرا اور دعا کی اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے۔ ذیال کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حنظلہ ﷛ کو دیکھا کہ ورم زدہ تھنوں والی بکری ان کے پاس لائی جاتی۔ اونٹ اور انسان ورم زدہ لائے جاتے' تو وہ اپنے ہاتھ میں تھوک کر اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے اور کہتے'

بِاسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

پھر ورم زدہ مقام پر ہاتھ پھیرتے' تو ورم ختم ہو جاتا۔

43 - ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ ملاعب الاسنہ عامر بن مالک کو استسقاء کی بیماری لگ گئی' تو اس نے نبی اکرم ﷺ کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ ﷺ سے دعا کا سوال کرے اور اللہ آپ ﷺ کی برکت سے اسے شفا عطا کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مشت خاک اٹھائی۔ اس میں تھوکا اور پھر اس قاصد کے حوالے کر دی۔ اس نے حیران ہو کر وہ مٹی لے لی یہ گمان کرتے ہوئے کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہے وہ اس مٹی کو لے کر عامر کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ قریب المرگ تھا۔ عامر نے اس مٹی کو پانی میں گھول کر پیا تو اللہ تعالیٰ نے برکت مصطفیٰ ﷺ کے باعث اسے شفا عطا فرمائی۔

44 - نسائی' ترمذی' حاکم اور بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف ﷛ سے یہ حدیث مروی ہے' کہ اندھے شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی' یارسول اللہ! ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی لوٹا دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ وضو کر کے دو رکعتیں نماز ادا کرو' پھر کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ اَنْ يَكْشِفَ عَنْ بَصَرِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو نبی رحمت ہیں' یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں اس حاجت کیلئے توجہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے۔ الٰہی! اپنے محبوب کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ابھی وہ مجلس برخاست نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص اس حالت میں واپس آیا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ عثمان بن حنیف اور ان کے بیٹے لوگوں کو اس دعا کی تعلیم دیتے تھے' کہ وہ قضائے حاجات میں تنگی کے وقت یہ دعا کیا کریں تاکہ ان کی حاجات پوری ہوں' اس حدیث کو برہان حلبی نے کئی طریقوں سے روایت کیا ہے۔ قاضی شہاب خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ باقی نہیں۔

اسی حدیث سے ملتی جلتی وہ حدیث ہے جسے امام مسلم' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا' کہ انہوں نے ایک دھاری دار طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے' ہم اسے دھو کر اس کے ذریعے شفا حاصل کرتے ہیں۔

فصل دوم

برکت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سے اعیان اخلاق

اور صفات میں

انقلاب

1- حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی لکڑی تلوار بن گئی

واقدی کی روایت ہے۔ عکاشہ بن محصن نے بیان کیا' کہ بدر کے روز میری تلوار ٹوٹ گئی' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی جو سفید دراز تلوار کی طرح ہوگئی میں نے اس کے ساتھ قتال میں حصہ لیا یہاں تک کہ اللہ نے مشرکین کو شکست فاش دی' راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ لکڑی وصال تک عکاشہ کے پاس رہی۔ (بیہقی' ابن عساکر) یہی روایت ابن سعد نے یزید بن اسلم' یزید بن رومان اور اسحاق بن عبداللہ سے باختلاف الفاظ نقل کی ہے۔

واقدی عبدالاشہل کے متعدد لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ سلمہ بن اسلم کی تلوار غزوہ بدر میں ٹوٹ گئی اور وہ غیر مسلح ہوگئے' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک لکڑی تھما دی اور فرمایا: اس کے ساتھ وار کرو تو وہ ایک عمدہ تلوار بن گئی جوان کے پاس رہی' یہاں تک کہ وہ جسر کی لڑائی میں شہید ہوگئے۔ (بیہقی)

2- شاخ خرمانے تلوار کا کام کیا

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش احد کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان کی تلوار ٹوٹ چکی تھی' پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک ٹہنی عطا فرمائی جو ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔

3- کھاری کنواں شیرہ جاں بنا

زبیر بن بکار نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ ذی قرد میں ایک پانی (کے چشمے) پر سے گزرے' اس کا نام بیسان تھا۔ آپ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے' تو آپ ﷺ کو بتایا گیا' کہ اس کا نام بیسان ہے' اور یہ نمکین ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں' یہ نعمان ہے' اور اس کا پانی شیریں و عمدہ ہے پس آپ ﷺ نے اس کا نام بدل دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی کا ذائقہ تبدیل کردیا۔ بعدازاں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر راہ خدا میں صدقہ کردیا۔

4- ابن ابی شیبہ مصنف میں لکھتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے چار آدمی چار سربراہان سلطنت کی طرف بھیجے۔ ایک آدمی کسریٰ کی طرف' ایک قیصر روم کی طرف ایک مقوقس مصر کے پاس اور عمرو بن امیہ کو نجاشی شاہ حبشہ کی طرف بھیجا' تو ہر شخص اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس کی طرف ایلچی بن کر گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سے اس محیرالعقول بات کے بارے میں ذکر ہوا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بندگان خدا کے متعلق جو اللہ کا حق ان کے ذمہ واجب تھا یہ امر اس سے عظیم تر ہے۔

5- درماندہ اونٹ ایک ڈانٹ سے تیزگام ہوگیا

شیخین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں ایک غزوہ میں شرکت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ

کے ہمراہ روانہ ہوا راستے میں میرا اونٹ تھک کر پیچھے رہ گیا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: تمہارے اونٹ کو کیا ہوگیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیمار ہے" تو حضور ﷺ نے اسے ڈانٹ پلائی' پھر دعا دی اور فرمایا: اب اس پر سوار ہوجاؤ میں اس پر سوار ہوا' تو اسے تیزگام ہونے کی وجہ سے روکنے کی ضرورت پیش آئی۔ مسلم کے الفاظ ہیں اس دعا کی برکت سے میرا اونٹ سب اونٹوں سے آگے نکل گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا اب تمہارا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا' آپ ﷺ کی دعا سے وہ اب ٹھیک ہے۔ اسی واقعے کو ابو نعیم نے ذرا تفصیل سے یوں بیان کیا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ نخلہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ میں اپنی اونٹنی پر سوار تھا جو تھکاوٹ کے باعث پیچھے رہ گئی اور لوگ آگے نکل گئے۔ میں اس کی نگرانی میں مشغول ہوگیا' تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے میری سواری نے دیر کرا دی۔ فرمایا: میرے ساتھ چلو' پھر آپ نے دم فرماکر کلی کی اور پانی کا چھینٹا اس کے گلے پر دیا' پھر لاٹھی کے ساتھ اسے ہانکا' تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہوجاؤ' پس میں اس پر سوار ہوگیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں اسے رسول اللہ ﷺ کی سواری سے آگے بڑھنے سے روکتا تھا۔

6- سست رفتار اونٹ تیز رفتار ہوگیا

امام احمد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ گم ہوگیا۔ پس اسے تلاش کرتے ہوئے میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں کیا پریشانی ہے؟ میں نے عرض کیا۔ میرا اونٹ گم ہوگیا ہے' فرمایا: وہ تمہارا اونٹ ہے اسے جاکر پکڑ لو' میں وہاں گیا' تو مجھے نظر نہ آیا اور لوٹ کر رسول اللہ کے پاس آگیا آپ نے دوبارہ وہی حکم دیا۔ میں پھر گیا' مگر مجھے وہ اونٹ نہ ملا۔ واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ میرے ہمراہ چل پڑے یہاں تک کہ اونٹ کے پاس پہنچے' تو آپ ﷺ نے اونٹ میرے حوالے کیا چلتے چلتے میں نے آہ بھر کر کہا' ہائے افسوس! میرے پاس صرف ایک اونٹ ہے اور وہ بھی سست رفتار' نبی اکرم ﷺ نے قریب ہوکر پوچھا' تم نے کیا کہا ہے' تو میں نے اپنے اونٹ کی سست روی کا ذکر کیا' یہ سن کر آپ ﷺ نے اونٹ کے پچھلے حصے پر ڈنڈا مارا' تو وہ انتہائی تیز رفتار اونٹ کی طرح چلنے لگا' حتیٰ کہ باگ ہاتھ سے چھڑانے لگا؟ ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ گذشتہ قصے سے مختلف ہے۔

7- اونٹنی کا واقعہ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا' پھر وہ آپ کے پاس آکر کہنے لگا یارسول اللہ! میری اونٹنی نے مجھے درماندہ کردیا ہے۔ وہ اٹھتی ہی نہیں تو حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ اس شخص سے آگے آگے جارہی تھی۔

8- ایک اور روایت

ابن حبان' حسن بن سفیان' ابن ابی عاصم' بیہقی اور طبرانی حکم بن ایوب بقول دیگر حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا کہ اچانک میری اونٹنی ضد کرنے لگی۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے جھڑکا' تو وہ سب سے آگے چلنے لگی۔

9- دعا کی برکت

طبرانی ۔سند صحیح فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک بپا فرمایا تو سواری کے جانور انتہائی تھک گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس بارے میں شکایت کی۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ اپنی سواریوں کو بجبر ہانک رہے ہیں تو آپ ﷺ ایک تنگ مقام پر کھڑے ہوگئے اور لوگ اس تنگ جگہ سے گزرنے لگے۔ حضور ﷺ نے دم کرنے کے بعد یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! تو اپنے راستے میں ان سواریوں پر سوار ہونے کی توفیق عطا فرما' کیونکہ برو بحر اور خشک و تر میں قوی و ضعیف پر سوار ہونے کی تو ہی قوت عطا کرتا ہے۔ پس وہ اونٹ تیزی کے ساتھ رواں دواں رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ شریف پہنچ گئے اور ان اونٹوں کی تیز روی کی یہ حالت تھی کہ وہ ہم سے مہاریں تڑاتے تھے۔

10- گھوڑی کی سبک رفتاری

بیہقی حضرت جعیل رضی اللہ عنہ سے ناقل کہ میں نے ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حصہ لیا۔ میں ایک لاغر گھوڑی پر سوار تھا اور لوگوں کے آخری گروہ میں تھا پس نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میری گھوڑی کو چابک کی ضرب لگائی اور یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! جعیل کی اس گھوڑی میں برکت عطا فرما۔ جعیل کہتے ہیں بخدا میں اس گھوڑی کو پھر قابو نہ کرسکتا تھا اور یہ لوگوں سے آگے بڑھ جاتی تھی۔ نیز میں نے اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے بارہ ہزار میں فروخت کیے۔

11- ابو طلحہ کا گھوڑا تیز رفتار ہوگیا

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ حسین' سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ ایک خوفناک افواہ کی وجہ سے گھبرا گئے' تو (تحقیق حال کے لئے) نبی اکرم ﷺ حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ لوگ بھی نکلے' مگر رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے جا چکے تھے۔ خبر کی تحقیق کے بعد لوٹے' تو فرمایا: لوگو گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اطمینان رکھو (چونکہ وہ گھوڑا سست رفتار تھا' مگر رسول اللہ ﷺ کی برکت سے انتہائی تیز رفتار ہوگیا یہی وجہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے تو اس گھوڑے کو روانی میں دریا پایا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد کوئی گھوڑا مسابقت میں اس گھوڑے سے آگے نہ بڑھ سکا۔

12- ست رو گدھا تیز چلنے لگا

ابن سعد بحوالہ اسحاق بن عبداللہ بن طلحہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کے وقت قیلولہ فرمایا جب دن ٹھنڈا ہوگیا' تو وہ لوگ اپنا ایک ست رو گدھا لے آئے' تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر سواری فرمائی' پھر انہیں واپس کردیا جب آپ اس پر سوار ہوئے' تو وہ ست رفتار تھا اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا' مگر آپ ﷺ کی سواری کے بعد وہ سبک خرام اور تیز رفتار ہوگیا۔

13- گدھے کے بارے میں ایک اور واقعہ

طبرانی نے عصمہ بن مالک خطمی سے روایت کی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے ملنے قبا تشریف لائے جب آپ ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم آپ کی خدمت میں ایک ست رفتار گدھا لائے۔ آپ نے اس پر سواری فرمائی اور پھر ہمیں واپس کردیا' تو اس وقت وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہوگیا۔

14- خلاد بن رافع کا لاغر اونٹ سرعت رفتار ہوگیا

کمال الدین دمیری اپنی کتاب "حیاۃ الحیوان" میں زیر عنوان "بعیر" (اونٹ) لکھتے ہیں کہ امام ابن اثیر نے فرمایا:" خلاد بن رافع اور ان کا بھائی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک لاغر اونٹ پر سوار ہوکر بدر کی طرف روانہ ہوا جب روحاء کے قریب پہنچے' تو اونٹ بیٹھ گیا۔ خلاد نے منت مانی کہ اگر ہم بدر تک پہنچ گئے تو اے اللہ! ہم یہ اونٹ تیری رضا کے لئے قربان کردیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا:"تمہیں کیا معاملہ درپیش ہے؟" تو ہم نے آپ ﷺ کو ساری صورتحال عرض کی' پس آپ سواری سے اتر پڑے' پھر وضو فرمایا' پھر وضو کے پانی میں لعاب دہن ڈال کر انہیں حکم دیا (کہ وہ پانی اونٹ کے منہ میں ڈالیں)' چنانچہ انہوں نے اونٹ کا منہ کھول کر پانی اس کے پیٹ تک پہنچایا۔ نیز اس کے سر اور گردن پر بھی ڈالا' پھر اس کی پیٹھ' کوہان اور پچھلے حصہ پر ڈالا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! خلاد اور رفاعہ کو اس اونٹ پر سوار ہونے کی توفیق عطا فرما' بعدازاں ہم نے کوچ کیا اور اس اونٹ کی سرعت رفتاری کے باعث کارواں کے پہلے حصے کو جالیا جب بدر پہنچے' تو اونٹ بیٹھ گیا۔ پس ہم نے اسے ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کردیا۔

فائدہ

ابن سبع لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے' کہ آپ ﷺ نے جس اونٹ پر سواری فرمائی وہ آپ ﷺ کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا بلکہ تاحیات اپنی اسی حالت پر برقرار رہا۔ اسے امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ذکر کیا۔

15- دست اقدس کے مس سے چہرے پر برکت کے آثار

ابن سعد کی روایت ہے' کہ بنو عامر کے بزرگ بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن عبداللہ بن مالک ایک وفد لیکر حضور ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ نے انہیں دعا دی اور برکت کے لئے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے' کہ ہم لوگ زیاد کے چہرے پر برکت کے آثار دیکھا کرتے تھے۔ ایک شاعر نے علی بن زیاد کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں۔

یا ابنَ الّذی مَسَحَ الرّسُولُ بِراسِه
وَدعَالَهُ بالخَیرِ عِندَ المَسجِد

اغنِی زِیَادًا لااُرِیْدُ سِوَاءُ هُ
مِنْ حَاضِرٍ اَوْ مُتْهِمٍ اَوْ مُنْجِدِ

مازال ذَاكَ النُّوْرُ فِیْ عِرنِینِهٖ
حتّٰی تبوّاٗ بیتَهٗ فِیْ مُلْحِدِ

اے اس شخص کے بیٹے! جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا اور جس کے لئے مسجد نبوی کے قریب دعائے خیر فرمائی۔ میری مراد صرف زیاد ہے کوئی اور نہیں' خواہ وہ شہر کا ہو تہامہ کا ہو یا نجد کا ہو نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس کا وہ نور ہمیشہ اس کی پیشانی پر درخشاں رہا یہاں تک کہ اس نے اپنا گھر قبر میں بنا لیا۔

16- دست اقدس سے چہرہ نور کی جلوہ گاہ بن گیا

بخاری (تاریخ میں) بغوی اور ابن مندہ "کتاب الصحابہ" میں صاحب بن علا سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا بشر بن معاویہ سے کہ وہ معاویہ بن ثور کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا اور انہیں دعا دی۔ پس ان کی پیشانی پر نبی اکرم ﷺ کے چھونے سے ایک سفید نشان پیدا ہو گیا وہ جس چیز کو اس سے مس کرتے' تو وہ شفایاب ہو جاتی۔

ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ بنی محارب کا ایک وفد سن دس ہجری حجتہ الوداع کے موقع پر آیا۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں ابوالحارث رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا خزیمہ رضی اللہ عنہ بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا' تو وہ نور کی جلوہ گاہ بن گیا۔

17- نمکین کنواں میٹھا ہو گیا

ابن سکن ھمام بن نفید السعدی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے ایک کنواں کھودا گیا ہے جس سے نمکین پانی نکلا ہے' تو آپ ﷺ نے پانی کا ایک برتن ہمارے حوالے کیا اور فرمایا: کہ اس کو کنوئیں میں ڈال دو۔ پس میں نے وہ پانی کنوئیں میں ڈالا تو وہ میٹھا ہو گیا بلکہ یمن کے تمام کنوؤں سے زیادہ شیریں۔

18- دودھ سے سیرابی

بیہقی میں نضلہ بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک برتن میں دودھ دوہ کر پیا' پھر نضلہ

غفاری نے وہ دودھ پیا جس سے وہ سیراب ہوگیا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں سات برتن دودھ کے پیتا ہوں، مگر سیر نہیں ہوتا۔ (اور اس سے سیر ہوگیا ہوں)

19- دعا سے بھوک کا اثر زائل ہوگیا

بیہقی اور ابونعیم حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اسی اثناء میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہوگئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا، تو وہ شدت بھوک کی وجہ سے زرد نظر آیا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھاکر ان کے گریبان پر رکھا اور انگلیاں کھولیں، پھر دعا فرمائی، اے اللہ! اے بھوکوں کو سیر کرنے والے! فاطمہ بنت محمد (ﷺ) کو بھی سیر کر، عمران کہتے ہیں میں نے دیکھا، تو اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ پاک کی زردی ختم ہوچکی تھی۔ بعد میں میری ان سے ملاقات ہوئی، تو میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: ما جعت بعد یا عمران اے عمران! اس کے بعد مجھے بھوک نہیں لگی"

بیہقی کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم حجاب سے قبل دیکھا

20- ستو کی تلچھٹ میں برکت

قاسم بن ثابت دلائل میں بطریق موسیٰ بن عقبہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے لئے نکلے جب مقام عرج پر پہنچے، تو ہاتف کی آواز آئی، "رک جاؤ" ہم ٹھہر گئے، تو اس نے پوچھا کیا تم میں محمد رسول اللہ ﷺ ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: کیا تم اپنی بات کو سمجھ رہے ہو، اس نے کہا "ہاں" فرمایا: آپ ﷺ تو وصال فرما چکے ہیں اس نے دریافت کیا۔ آپ ﷺ کے بعد کون والی امر ہوا؟ فرمایا: "ابوبکر" اس نے کہا کیا وہ یہاں ہیں؟ جواب دیا نہیں وہ بھی فوت ہوچکے ہیں، اس نے اناللہ پڑھا، پھر پوچھا ابوبکر کے بعد کون حکمران بنا؟ فرمایا: "عمر" اس نے سوال کیا کیا عمر رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: عمر ہی تو تمہارے ساتھ گفتگو کررہا ہے۔ اس نے پکار کر کہا الغوث الغوث (مدد مدد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا حنش بن عقیل بنو نضیلہ کا ایک فرد، نبی اکرم ﷺ سے میری ملاقات بنی جعل کے پہاڑ پر ہوئی، تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ پس میں نے اسلام قبول کرلیا، پھر آپ ﷺ نے مجھے ستو کی تلچھٹ پلائی آج بھی جب پیاسا ہوتا ہوں تو اس کی سیرابی محسوس کرتا ہوں اور جب بھوک لگتی ہے، تو اس کی شکم سیری سے محظوظ ہوتا ہوں، پھر میں نے راس ابیض کا قصد کیا۔ میں اور میرے گھر والے پچھلے دس سالوں سے وہاں رہ رہے ہیں۔ روزانہ نماز پنج گانہ ادا کرتا ہوں ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور دس ذوالحج کو قربانی کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کی تعلیم دی ہے۔ اب ہم قحط سالی کا شکار ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: تمہارے پاس مدد پہنچ جائے گی" چشمے پر ہم سے ملو جب ہم لوٹے، تو چشمے کے مالک سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے جواب دیا کہ وہ اس

کی قبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی قبر پر جا کر دعائے رحمت و استغفار پڑھی۔

21 - حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت میں انقلاب

بیہقی کی روایت ہے' کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا' کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے پیغام نکاح دیا' تو میں نے عرض کیا کیا مجھ جیسی عورت نکاح کر سکتی ہے؟ ایک تو میں اولاد کے قابل نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں بڑی غیرت مند اور عیالدار ہوں۔ فرمایا: جہاں تک (دوسری عورتوں کے ساتھ سوکن پن کی) تمہاری غیرت کا تعلق ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کو ختم کردے گا۔ رہے تمہارے بچے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد ہیں پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقد نکاح کر لیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج رسول ﷺ میں اس طرح تھیں گویا وہ ان سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں تھیں نہ انہیں سوکن پن کی غیرت آتی تھی۔

22 - ام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غم کا مداوا

ابو نعیم حضرت ام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ میرے بھائی نے مجھ سے کہا: کہ میں اپنا زادراہ مکہ میں بھول آیا ہوں' چنانچہ وہ اسے لینے کے لئے مکہ لوٹ گیا تو میرے شوہر نے اسے قتل کر دیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ میرا بھائی قتل کر دیا گیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے تھوڑا سا پانی لیکر میرے چہرے پر چھڑکا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کوئی مصیبت پڑتی تھی جس کی وجہ سے آنسو ان کی آنکھوں میں آتے' مگر رخساروں پر نہ بہتے تھے۔

23 - حضور ﷺ کی ایک دعا کا اثر

ابن عدی' بیہقی اور ابو نعیم حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی' تو نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو دریافت فرمایا: لوگ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ سردی کی شدت کے باعث وہ آ نہیں سکے" آپ ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ! ان سے سردی کو دور فرما دے" تو دعا کا یہ اثر دیکھا کہ لوگ صبح کے وقت یا نماز چاشت کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔

24 - حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے بدن میں قوت کا آنا

امام احمد ابن سعد' بیہقی اور ابو نعیم حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے دریافت کیا' کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا پوچھا اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے تو انہیں سامان کا بوجھ محسوس ہونے لگا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ پس سب نے اپنا سامان اس چادر میں رکھ دیا' پھر حضور

ﷺ نے فرمایا: اب اسے اٹھالو' کیونکہ تم سفینہ ہو (یعنی کشتی ہو) سفینہ بیان کرتے ہیں اس دن کے بعد میں ایک اونٹ یا دو تین چار حتیٰ کہ سات اونٹوں کا بوجھ اٹھالیتا ہوں تو مجھ پر بار محسوس نہیں ہوتا۔

25- ایک اخلاق باختہ عورت شرم و حیاء کا پیکر بن گئی

طبرانی میں ابوامامہ سے منقول ہے' کہ ایک بیہودہ گو عورت مردوں سے چھیڑخانی کرتی تھی وہ ایک دن نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزری۔ آپ اس وقت ثرید تناول فرمارہے تھے تو اس نے آپ ﷺ سے ثرید طلب کیا۔ آپ نے اسے دیا' تو اس نے کہا: کہ مجھے اپنے دہان پاک کے اندر موجود ثرید کھلایئے۔ سو آپ نے اسے منہ کے اندر سے نکال کر دیا اور اس نے کھایا۔ اس ثرید کی برکت سے اس پر حیاء کا رنگ چڑھ گیا اور پھر مرتے دم تک اس نے کسی مرد سے چھیڑخانی نہیں کیا۔

26- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا باکمال حافظہ

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اکثر آپ ﷺ سے احادیث کی سماعت کرتا ہوں' مگر بھول جاتا ہوں فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ تو میں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ ﷺ نے ایک لپ بھر کر اس میں ڈالا' پھر فرمایا: اسے اپنے اوپر لپیٹ دو۔ اس کے بعد مجھے کوئی بات بھولی نہیں۔

شیخین ہی کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے ہم سے کلام فرمایا اور کہا کون ہے جو اپنی چادر پھیلاتا ہے؟ تاکہ میں اپنی بات اس کی چادر میں ڈالوں' پھر وہ اسے اپنی طرف سمیٹ لے؟ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی' پھر آپ نے ہم سے کلام فرمایا تو میں نے اپنی چادر سمیٹ لی۔ اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے کوئی بات نہیں بھولی۔

27- ابوسفیان فزاری رضی اللہ عنہ کے سر پر دست اقدس کا اثر

بخاری (تاریخ میں) ابن مندہ' بیہقی' ابن سکن' ابن سعد اور ابن عساکر ابوسفیان فزاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے موالی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کیا' تو رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا' راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا ابوسفیان کے سر کا وہ حصہ جہاں پر نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس نے چھوا تھا' وہ سیاہ رہا جبکہ دوسرا سارا حصہ بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہوگیا۔

28- دست اقدس سے مس شدہ بال سیاہ رہے

ابن سعد' ابن مندہ' بغوی بیہقی اور ابن عساکر عطاء مولیٰ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ سائب کے سر کے بال کھوپڑی سے پیشانی تک سیاہ تھے جبکہ باقی سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا اے میرے آقا! میں نے آپ کے بالوں سے زیادہ حیران کن بال کسی کے نہیں دیکھے۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے؟ پھر فرمایا: میں ایک دن بچوں کے ساتھ کھیل رہا

تھا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا من انت تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا' سائب بن یزید ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا دی اللہ تعالیٰ تیرے جسم میں برکت عطا فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ چھوا ہوا حصہ کبھی سفید نہ ہوا۔

29 - محمد بن انس رضی اللہ عنہ کیلئے برکت کی دعا

بخاری اور بیہقی میں از طریق یونس بن محمد بن انس' ان کے والد سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے' تو میں اس وقت دو ہفتوں کا تھا۔ مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا' تو آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر برکت کی دعا دی اور فرمایا: اس کا نام میرے نام پر رکھو' مگر میری کنیت نہ رکھو جب آپ ﷺ نے حجۃ الوداع فرمایا تو اس وقت میری عمر دس سال تھی۔ یونس کہتے ہیں میرے باپ نے بڑی عمر پائی ان کے تمام بال سفید ہوگئے سوائے داڑھی اور سر کے ان بالوں کے جہاں نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک نے چھوا تھا۔

ایسا ہی واقعہ عمرو بن ثعلب کا ہے جنہوں نے ایک سو سال عمر پائی' مگر ان کے چہرے اور سر کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا' جہاں نبی اکرم ﷺ کا دست اقدس لگا تھا طبرانی اور ابن سکن مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ایسا ہی نقل کرتے ہیں۔

30 - اسی سال کی عمر میں بھی بڑھاپے کے آثار پیدا نہ ہوئے

زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبادہ بن سعد بن عثمان زرقی کے سر پر دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ تو اس کی برکت سے وہ اسی سال کی عمر میں فوت ہوئے' مگر ان پر بڑھاپے کے آثار پیدا نہ ہوئے۔

31 - بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

ابن عساکر اور اسحاق رملی (فوائد میں) بشر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب میرا باپ جنگ احد میں شہید ہوگیا' تو میں روتا ہوا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیوں رو رہے ہو کیا تمہیں پسند نہیں کہ میں تمہارا باپ بنوں اور عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہاری ماں بنیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست کرامت پھیرا جس کا اثر یہ ہوا کہ میرے سر کے وہ بال سیاہ رہے جہاں نبی اکرم ﷺ نے دست مبارک رکھا تھا اور باقی بال سفید ہوگئے۔ میری زبان میں گرہ تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر اپنا لعاب پھینکا جس سے گرہ کھل گئی نیز آپ ﷺ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا میرا نام بجیر ہے۔ فرمایا: تمہارا نام بشیر ہے۔

32 - سو سال کی عمر میں عالم شباب

ترمذی اور بیہقی میں حضرت ابو زید الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر دست

مبارک پھیرا' پھر دعا مانگی اے اللہ ! اسے حسن و جمال عطا فرما۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی، مگر ان کی داڑھی میں سفیدی نہ آئی۔ ان کا چہرہ بارونق تھا اور اس پر مرتے دم تک جھریاں نہ پڑیں۔

33 - عمرو بن اخطب کے لئے دعا

ابن ابی شیبہ' حاکم' بیہقی اور ابونعیم بہ طریق ابو نہیک ازدی رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں ایک برتن لے کر گیا۔ اس میں ایک بال پڑا تھا جسے میں نے اٹھا لیا' تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ! اسے خوبصورتی عطا کر۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں ترانوے سال کی عمر میں دیکھا ان کے سر اور داڑھی میں کوئی سفید بال نہیں تھا۔

34 - ایک دعا کا اثر

ابن ابی شیبہ' ابونعیم اور ابن عساکر میں عمرو بن الحمق سے مروی ہے' کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلایا تو آپ ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ! اسے جوانی سے لطف اندوز ہونے دے" اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اسی سال کی عمر میں ان کے سر اور داڑھی میں کوئی سفید بال نظر نہ آتا تھا۔

35 - دعا سے سفید داڑھی بھی سیاہ ہوگئی

بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے' کہ ایک یہودی نے نبی اکرم ﷺ کی ریش مبارک سے بال لئے' تو آپ ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ ! اسے حسین بنا تو اس دعا کی برکت سے اس کی سفید داڑھی بھی سیاہ ہوگئی۔

36 - ایک اور روایت

عبدالرزاق .سند معمر از قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے نبی اکرم ﷺ کے لئے اونٹنی کا دودھ نکالا تو آپ نے اس کے خوبصورت رہنے کی دعا کی' تو اس کے بال انتہائی سیاہ ہوگئے۔ معمر کہتے ہیں کہ نوے سال کی عمر میں اس پر بڑھاپا نہ آیا۔

37 - چہرے کی چمک

بیہقی ابوالعلاء سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے قتادہ بن ملحان کی بیماری میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے پچھلے حصہ سے گزرا' تو میں نے اس شخص کا عکس قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ ان کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا' میں نے جب بھی انہیں دیکھا' تو ان کے چہرے پر چمک تھی گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہو۔

38- عتبہ کی خوشبو کا راز

طبرانی کبیر و اوسط میں نیز بیہقی میں عتبہ بن فرقد کی بیوی ام عاصم سے مروی ہے' کہ عتبہ کی زوجیت میں چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو لگانے کی بڑی کوشش کرتی تھی تاکہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو جبکہ عتبہ ﷜ کی اپنی خوشبو ہم سب کی خوشبو سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی حالانکہ وہ کوئی خوشبو نہ لگاتے تھے۔ عتبہ جب لوگوں کے پاس جاتے' تو وہ کہتے ہم نے عتبہ کی خوشبو سے زیادہ تیز خوشبو نہیں سونگھی۔ پس ہم نے عتبہ سے اس کا راز پوچھا' تو انہوں نے بتایا کہ عہد رسالت ماب میں مجھے چھپاکی ہو گئی تھی۔ میں نے حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے مجھے بے لباس ہونے کا حکم دیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنے مقام ستر پر پردہ ڈال لیا۔ پس آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک پر دم کر کے لعاب دہن ڈالا اور میری پشت اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا' تو اس دن سے یہ خوشبو میرے بدن میں مہکنے لگی۔

39- ہاتھوں میں خوشبو

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت وائل بن حجر ﷜ سے روایت کی۔ وہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ سے مصافحہ کرتا یا میرا جسم آپ ﷺ کے جسم اطہر کے کسی حصے سے چھو جاتا تو میں اپنے ہاتھ میں تین دن تک یہ خوشبو محسوس کرتا۔

40- درد سر کافور ہو گیا

بیہقی حضرت ابو الطفیل ﷜ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی لیث کے ایک شخص فراس بن عمرو کے سر میں شدید درد لاحق ہوا' اسے اس کا والد نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا' تو آپ ﷺ نے اس کی دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا رسول اللہ ﷺ کی انگشتان مبارک جس مقام پر رکھی تھیں وہاں ایک بال پیدا ہوا اور اس کا درد کافور ہو گیا' پھر اسے کبھی درد سر نہ ہوا۔ ابو الطفیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا وہ سیہی کا کانٹا ہے۔ فراس نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا' تو اس کے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا' تو اس کا وہ بال گر گیا جس کا اسے بہت صدمہ ہوا لوگوں نے اس سے کہا اس بال کے گرنے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حضرت علی ﷜ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا' لہٰذا تو توبہ کر تو اس نے توبہ کی۔ ابو الطفیل کہتے ہیں میں نے اس بال کو گرنے کے بعد دوبارہ آگا ہوا دیکھا ہے۔

بیہقی نے یہی واقعہ ایک اور سند سے نقل کیا ہے۔

41- ہلب بن یزید کے بال اگ آئے

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ ہلب بن یزید بن عدی ﷜ نبی اکرم ﷺ کے دربار میں قاصد بن کر آئے' وہ گنجے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے سر پر مبارک ہاتھ پھیرا' تو ان کے بال اگ آئے اسی وجہ سے ان کا نام ہلب پڑ گیا۔

42- چہرے کی روشنی سے تاریک گھر جگمگا اٹھتا

ملائی کی روایت ہے' کہ اسید بن ابی اناس کے چہرے پر رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا اور سینے پر بھی رکھا جس کی برکت یہ ہوئی کہ وہ اندھیرے گھر میں داخل ہوتے' تو اس گھر میں روشنی ہو جاتی۔ اس روایت کی تخریج ابن عساکر نے کی ہے۔

43- لعاب دہن کی برکت

حاکم حنظلہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر بن کریز کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان پر لعاب دہن لگایا اور انہیں دم کیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے لعاب دہن کو چاٹنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو لوگوں کو سیراب کرے گا' چنانچہ وہ جس زمین کو کھودتے' تو وہاں سے پانی نکل آتا۔

44- ام حارثہ کی گریہ و زاری صبر و سکون میں تبدیل ہو گئی

سیرت النبی میں ہے' کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ جب لڑائی کے بعد واپس مدینہ تشریف لائے' تو حارثہ کی والدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ یا رسول اللہ! مجھے حارثہ کے متعلق بتائیے اگر وہ جنت میں ہے' تو میں اسے نہ روؤں' بلکہ صرف حزن کا اظہار کروں اور اگر وہ جہنم میں گیا ہے' تو رہتی دنیا تک میں اس پر گریہ و زاری کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے حارثہ کی ماں! صرف ایک جنت نہیں ہے' بلکہ کئی جنتیں ہیں اور تمہارا بیٹا حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔ یہ سن کر وہ واپس جانے لگی' تو خوشی سے ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی واہ واہ حارثہ' اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ اس میں اپنا ہاتھ ڈبویا' پھر کلی کر کے اس میں ڈالی اور وہ برتن ام حارثہ کے حوالے کیا۔ اس نے اس میں سے پی کر اپنی بیٹی کو دیا' تو اس نے بھی پیا' پھر انہیں حکم دیا کہ اس پانی کو اپنے گریبانوں پر ڈال لیں تو انہوں نے حکم کی تعمیل کی جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس سے لوٹیں تو پورے مدینہ منورہ میں ان سے زیادہ کوئی ٹھنڈی آنکھ والی عورت نہ تھی۔

45- لعاب دہن سے بیئر انس شیریں ہو گیا

حافظ ابو نعیم' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں رسول اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ مدینہ شریف کا سب سے زیادہ شیریں کنواں بن گیا۔

46- کنوئیں میں کلی فرمائی تو مہک اٹھا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لوٹے میں کلی فرمائی اور پھر اس

لوٹے کو واپس اسی کنوئیں میں انڈیل دیا گیا' تو اس سے کستوری کی خوشبو مہک اٹھی۔

47 - پانی کے چھینٹے سے چہرہ حسین ہوگیا

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا۔ اس کی وجہ سے زینب کے چہرے پر جتنا حسن و جمال آ گیا تھا وہ کسی اور عورت کے چہرے پر معلوم نہ ہوتا تھا۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بارگاہ رسالت میں گئیں اس وقت آپ غسل فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک چھینٹا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر دیا جس کی برکت سے بڑھاپے تک ان کے چہرے پر عالم شباب رہا۔ وہ عبداللہ بن زمعہ کے نکاح میں تھیں اور ان سے اولاد بھی ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کی سب سے بڑی فقیہہ اور عقل مند عورت تھیں۔

48 - پانی دودھ بن گیا

ابن سعد کی روایت ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر پر جانے والے بعض اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پانی کا برتن عطا فرمایا اور برکت کی دعا بھی دی جب نماز کا وقت آیا' تو انہوں نے پڑاؤ کیا' پھر برتن کا منہ کھولا' تو اس سے بجائے پانی کے دودھ نکلا اور برتن کے منہ پر بالائی کی جھاگ آئی ہوئی تھی۔

49 - ابو محذورہ کا دل فوراً ایمان و ایقان سے لبریز ہوگیا

سیرت النبی میں منقول ہے' کہ جس روز مکہ المکرمہ فتح ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ بعض کفار قریش ان کی آواز سن کر استہزاء کرنے لگے۔ ابو محذورہ بھی ان میں شامل تھے جو بہت خوش آواز تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے ٹھٹھہ مخول کی آواز سنی' تو انہیں حکم دیا کہ سامنے کھڑے ہو جائیں وہ خیال کر رہے تھے۔ کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا' مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی پیشانی اور سینے کو مس کیا۔ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! میرا دل ایمان و یقین سے لبریز ہوگیا اور میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان سکھائی اور انہیں حکم دیا کہ وہ اہل مکہ کے لئے اذان دیا کریں۔ اس وقت ان کی عمر سولہ سال تھی بعد میں ان کی اولاد ہی نسل در نسل مکہ شریف میں اذان دینے پر متعین رہی۔

باب پنجم

نبی اکرم ﷺ

کے وہ معجزات جن کا

تعلق جمادات کے بولنے

رسالت کی شہادت دینے

اور آپ ﷺ کی دعوت کی قبولیت اور

فرمانبرداری سے ہے

جمادات سے متعلق دلائل نبوت

1 - درختوں اور پتھروں کا سلام پیش کرنا

بیہقی از طریق ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبدالملک بن عبداللہ الثقفی نے بعض علماء کے حوالے سے بیان کیا' کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو منصب رسالت سے سرفراز کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سلام دیتا۔ آپ ﷺ ان کا سلام سن کر دائیں بائیں التفات فرماتے' تو سوائے درختوں اور ماحول کے پتھروں کے اور کوئی چیز نظر نہ آتی وہ آپ ﷺ کو نبوت کا سلام ان الفاظ میں کہتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ابو نعیم سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کو پکڑ کر لوء لوء اور یاقوت سے مزین غالیچے پر بٹھایا اور فرمایا:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ مالم یعلم تک

پھر فرمایا: آپ خوفزدہ نہ ہوں آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد آپ ﷺ واپس لوٹ آئے' تو راستے میں جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ سجدہ ریز ہو کر کہتا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس سے آپ ﷺ کا دل مطمئن ہو گیا اور آپ ﷺ نے جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت و کرامت ہے۔

امام مسلم' ابوداؤد طیالسی' ترمذی اور بیہقی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک مکہ مکرمہ میں ایک ایسا پتھر ہے جو میرے اعلان نبوت سے پہلے بھی مجھ پر سلام پڑھتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پتھر حجراسود ہے۔ دوسرے کہتے ہیں نہیں یہ اور پتھر ہے جو مکہ شریف میں زقاق حجر یا زقاق مرفق کے نام سے مشہور ہے' اور لوگ جس سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہی پتھر ہے جو نبی اکرم ﷺ پر گزرتے وقت سلام پیش کرتا تھا۔ امام ابو حفص میانشی مکی کہتے ہیں کہ مکہ میں ہر ملنے والے نے مجھے بتایا کہ یہ وہی مشہور پتھر ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے بالمقابل دیوار میں لگا ہوا ہے اسی نے نبی اکرم ﷺ سے کلام کیا تھا۔

دارمی' ترمذی' حاکم' طبرانی' ابو نعیم اور بیہقی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ اس وقت مکہ شریف کے ایک محلّہ کی طرف چلے' راستے میں جو پتھر ڈھیلہ یا پہاڑی سامنے آئی' تو اس نے کہا

السلام علیک یارسول اللہ۔

بیہقی نے ایک اور وجہ سے یہ روایت نقل کی ہے' کہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ وادی میں داخل ہوا آپ جس شجر و حجر

کے پاس سے گزرتے وہ کہتے۔ السلام علیک یارسول اللہ! اور میں اس آواز کو سنتا تھا۔

بزار اور ابونعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے برہ بنت ابی تجراۃ سے نقل کیا' کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو منصب رسالت سے سرفراز کرنے کا ارادہ فرمایا آپ ﷺ رفع حاجت کیلئے گھر سے بہت دور نکل جاتے اور گھاٹیوں اور وادیوں میں چلے جاتے پس آپ جس حجریا شجر کے پاس سے گزرتے وہ عرض کرتا۔ السلام علیک یارسول اللہ۔

آپ ﷺ دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف التفات کرتے' تو کوئی چیز نظر نہ آتی۔

ابونعیم ایک اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ انہیں سلام کا جواب دیتے تھے اس تحیت کا طریقہ آپ ﷺ کو جبریل نے سکھلایا تھا۔

علامہ سید احمد دحلان سیرت النبی ﷺ میں رقم طراز ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ کی درختوں سے کلام کی حدیثیں بہت کثرت کے ساتھ ہیں اور بہت مشہور ہیں جنہیں محدثین نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک بڑی تعداد سے نقل کیا ہے۔ ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' علی بن ابن طالب رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ' جابر بن عبداللہ' اسامہ بن زید' انس بن مالک اور یعلی بن مرہ وغیرہم ہیں اور ان کی روایت کرنے والے تابعین کی تعداد تو کئی گنا زیادہ ہے۔

قاضی عیاض شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ

یہ احادیث قوت انتشار و شہرت میں معنوی تواتر کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں جن کے قوی ہونے میں کسی عقلمند کو شبہ نہیں رہتا۔ قاضی شہاب خفاجی اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ احادیث بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام سے مروی ہیں۔

2- درخت خدمت اقدس میں حاضر ہوا

ابن ابی شیبہ' ابو یعلی دارمی اور ابونعیم بطریق اعمش از ابی سفیان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ خون میں لت پت مکہ شریف سے نکل رہے تھے کہ جبرائیل امین آئے اور پوچھا: یارسول اللہ! ﷺ آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے مجھے لہولہان کردیا ہے' اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے جبرائیل نے فرمایا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں؟ فرمایا: "ہاں" جبرائیل نے کہا: اس سامنے کے درخت کو بلائیے۔ آپ ﷺ نے اس کو آواز دی تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آکھڑا ہوا' کہا اسے واپس جانے کا حکم دیجئے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے درخت! واپس اپنی جگہ پر چلا جا تو وہ درخت واپس چلا گیا آپ نے فرمایا: بس بس میرے لئے یہ نشانی کافی ہے اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

3- ٹہنی درخت سے اتر کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی

امام بیہقی حضرت امام حسن ﷜ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قوم کی طرف سے تکذیب کے باعث دل برداشتہ ہو کر مکہ کی کسی گھاٹی کی طرف گئے' پھر عرض کیا اے پروردگار! مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا جس سے مجھے اطمینان قلب نصیب ہو اور میری پریشانی کا ازالہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آپ اس درخت کی ٹہنیوں میں سے جس ٹہنی کو چاہیں بطور نشانی بلائیں تو آپ ﷺ نے ایک ٹہنی کو بلایا۔ وہ ٹہنی اپنی جگہ سے ٹوٹی' پھر زمین پر چلتی ہوئی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اب واپس اپنی جگہ پر چلی جا' تو وہ لوٹ گئی اور پہلے کی طرح درخت کے ساتھ لگ گئی۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے خدا کی تعریف و حمد بجالائی اور خوش و خرم واپس لوٹ آئے۔

4- درخت بارگاہ رسالت میں آیا

ابن سعد' ابو یعلی' بزار' بیہقی اور ابو نعیم بسند حسن حضرت عمر بن خطاب ﷜ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرکین کی اذیت رسانی کی وجہ سے حجون کے مقام پر غمگین بیٹھے تھے۔ آپ نے دعا مانگی اے اللہ! مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا جس کے باعث مجھے جھٹلانے والوں کی پرواہ نہ رہے۔ پس اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ درخت کو بلائیں تو آپ نے وادی کے اس پار درخت کو آواز دی۔ وہ درخت تعمیل ارشاد میں زمین کو چیرتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور آپ ﷺ پر سلام پیش کیا' پھر آپ نے اسے واپس اپنی جگہ لوٹ جانے کا حکم دیا' تو وہ لوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا: اس کے بعد مجھے تکذیب کرنے والوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت جابر ﷜ سے مروی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔

فَقَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ

مجھ سے جبریل نے کہا: اے محمد! (ﷺ) آپ بلاشبہ حق پر ہیں"

5- درخت کی حضوری کا ایک اور واقعہ

بزار نے حضرت بریدہ بن خصیب ﷜ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے آپ سے رسالت پر دلالت کرنے والی نشانی طلب کی تو آپ ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا: کہ اس درخت سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو اس نے جا کر درخت کو بلایا۔ پس وہ درخت دائیں بائیں اور آگے پیچھے جھکا جس سے اس کی جڑیں کٹ گئیں' پھر اپنی غبار آلود جڑیں کھینچتا ہوا نبی اکرم ﷺ کے آگے آ کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔ السلام علیک یا رسول اللہ اعرابی نے عرض کی۔ اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ لوٹ جائے' تو وہ واپس لوٹ گیا اس اعرابی نے ایمان لانے کے بعد عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا' تو عورت کو دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس نے کہا: کہ اچھا مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیجئے' تو آپ نے اس کو اس کی اجازت عطا فرمائی۔ یہی روایت ابو نعیم نے حضرت بریدہ سے معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے۔

6- درخت نے شہادت دی

بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے' کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو جنات کے قرآن سننے کی رات بیان کی کہ جنوں نے کہا: کون گواہی دے گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ درخت" پھر اس درخت کو گواہی کے لئے بلایا تو وہ جڑیں کھینچتے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔

7- خوشہ خرما حاضر خدمت ہوا

بخاری (تاریخ میں) بیہقی دارمی اور ترمذی بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پاس آکر کہنے لگا۔ مجھے یہ کیوں کر یقین ہو کہ آپ رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس خوشہ خرما کو بلا لوں تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ اس نے کہا: "ہاں" آپ ﷺ نے خوشہ خرما کو بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا' پھر اچھل کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا: اب اپنی جگہ پر واپس چلا جا' تو وہ واپس چلا گیا۔ اعرابی نے یہ معجزہ دیکھ کر ایمان قبول کرلیا۔ ایک روایت میں ہے' کہ وہ خوشہ کھجور پر سے اترنے لگا یہاں تک کہ زمین پر گر پڑا اور پھر سجدہ کرتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا' پھر آپ ﷺ نے اسے جانے کا حکم دیا' تو وہ واپس چلا گیا

8- درخت آکر سایہ کناں ہوگیا

امام احمد' طبرانی اور بیہقی حضرت یعلی بن مرہ ثقفی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' ہم چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مقام پر ہم نے پڑاؤ کیا نبی اکرم ﷺ وہاں سوئے' تو ایک درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ پر سایہ کیا۔ دوسری روایت ہے' کہ اس نے آکر آپ ﷺ کے اردگرد طواف کیا اور پھر اپنی جگہ پر چلا گیا جب نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے' تو میں نے آپ کو یہ بات بتائی۔ فرمایا: یہ وہ درخت ہے جس نے پروردگار سے میرے اوپر سلام پیش کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی۔

9- دو درخت اطاعت رسول میں باہم مل گئے

صحیح مسلم میں حضرت جابر ؓ سے مروی ہے' کہ ایک جنگ میں شرکت کیلئے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک وسیع وادی میں جا کر پڑاؤ کیا۔ نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے چلا۔ آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا آڑ کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وادی کے کنارے دو درخت تھے۔ آپ ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا: خدا کے حکم سے میری اطاعت کر۔ وہ فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ کے ساتھ ہولیا' پھر دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اسے بھی یہی ارشاد فرمایا: پھر آپ نے دونوں کو جمع کیا اور فرمایا خدا کے اذن سے باہم مل جاؤ تو دونوں درخت جڑ گئے۔

ایک اور روایت میں ہے' کہ جب آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑی تو حضرت جابر ؓ نے فرمایا: کہ اس درخت سے کہو کہ اپنے ساتھی درخت سے جڑ جائے تاکہ میں تمہارے پیچھے قضائے حاجت کرسکوں تو وہ درخت فوراً دوسرے درخت کے ساتھ جڑ گیا اور آپ ﷺ نے ان کے پیچھے بیٹھ کر رفع حاجت کی۔ میں بھاگتا ہوا واپس آیا اور بیٹھ کر اپنے دل میں اس عجیب و غریب واقعے پر غور کرنے لگا' پھر لوٹ کر دیکھا' تو رسول اللہ ﷺ نظر پڑے اور دونوں درخت جدا ہوچکے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے رک کر اسی طرح سر سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔

10- پتھر تہ بہ تہ ہوگئے

بیہقی اور ابو یعلی حضرت اسامہ بن زید ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کہ وادی میں کہیں قضائے حاجت کیلئے جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا وادی میں تو کوئی جگہ لوگوں سے خالی نہیں' فرمایا: کیا کوئی کھجور کا تنا یا پتھر نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کیا' ہاں! مجھے کھجوروں کے چند درخت قریب قریب نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا کر ان کھجوروں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں جڑ جانے کا حکم دیتے ہیں اور پتھروں کو بھی یہی بات کہو' تو میں نے ان سے یہ بات جا کر کہی۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' کہ کھجور کے درخت باہم قریب آکر جڑ گئے اور پتھر تہ بہ تہ ہوگئے۔ آپ ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کہ ان سے کہو اب جدا ہوجائیں مجھے ذات خداوندی کی قسم! کہ وہ جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

11- غار کے منہ پر کیکر کا درخت پیدا ہوگیا

علمائے سیرت لکھتے ہیں کہ ہجرت کی رات جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر ؓ غارِ ثور میں داخل ہوئے۔ کفار قریش ان کے تعاقب میں تھے پس اللہ تعالیٰ نے فوراً کیکر کا ایک درخت غار پر پیدا فرمایا جس کا قد انسان کے برابر تھا اور اس کے بڑے بڑے کانٹے تھے اور سفید پھول تھے' تو وہ درخت کفار کی آنکھوں کے سامنے رکاوٹ بن گیا۔

12- رکانہ پہلوان کو پچھاڑا نیز درخت کے چلنے کا معجزہ دکھایا

بیہقی ؒ اور ابونعیم ؒ حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کا ایک شخص رکانہ نامی تھا وہ مشرک تھا اور زبردست پہلوان' وادی اضم میں اپنا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ اس وادی کی طرف تنہا نکل گئے' تو رکانہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے راستہ روک کر کہا۔ اے محمد! (ﷺ) تم وہی شخص ہو جو ہمارے معبودوں لات و عزیٰ کو برا بھلا کہتا ہے' اور اپنے عزیز و حکیم خدا کی طرف بلاتا ہے' اگر رشتہ داری کا لحاظ نہ ہوتا' تو اتنی گفتگو بھی تم سے نہ کرتا' تمہیں

فوراً قتل کر دیتا۔

بہر حال اپنے عزیز و حکیم معبود کو پکار لو جو تمہیں مجھ سے آج بچا لے‘ میں تمہارے سامنے ایک معاملہ رکھتا ہوں کہ میں تم سے کشتی لڑتا ہوں تم اپنی مدد کے لئے اپنے غالب حکمت والے خدا کو بلا لو اور میں لات و عزیٰ کو آواز دیتا ہوں اگر تم نے مجھے پچھاڑ دیا‘ تو میرے ریوڑ میں سے تمہاری پسند کی دس بکریاں تمہاری ہوں گی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے فرمایا: اگر تجھے یہ بات منظور ہے‘ تو تیار ہو جا‘ پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرما کر اسے پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ نے کہا: میرے اوپر سے اٹھو تم نے میرے ساتھ ایسا نہیں کیا بلکہ یہ تمہارے معبود غالب و حکیم کا فعل ہے‘ اور مجھے میرے لات و عزیٰ نے ذلیل کیا ہے تم سے پہلے میرا پہلو بھی کسی نے زمین کے ساتھ نہیں لگایا تھا۔

رکانہ نے کہا: دوبارہ کشتی لڑو اگر اس بار بھی تم نے مجھے گرا دیا‘ تو تمہاری پسند کی دس بکریاں تجھے دوں گا‘ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اسے دوبارہ زمین پر دے پٹخا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ نے پھر کہا اٹھ جاؤ۔ یہ تمہارا فعل نہیں ہے‘ بلکہ تمہارے خدا کا ہے‘ اور مجھے میرے معبودوں یعنی لات و عزیٰ نے رسوا کیا ہے (اس نے تیسری بار بھی یہی شرط رکھی اور آپ ﷺ نے اسے تیسری بار بھی چت کر دیا) تو اس نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا: کہ اپنی پسند کی تیس بکریاں لے لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے ان کی ضرورت نہیں میں تو تجھے فقط اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ مجھے پسند نہیں کہ تو آتش جہنم میں جائے‘ تو اسلام قبول کرلے۔ سلامت رہے گا اس نے کہا: جب تک آپ ﷺ مجھے کوئی نشانی نہیں دکھاتے میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کو گواہ ٹھہراؤ کہ میری دعا سے اللہ نے تجھے کوئی نشانی دکھائی تو میری دعوت قبول کرلے گا۔ اس نے کہا: "ہاں" قریب ہی ایک شاندار درخت تھا آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: اللہ کے حکم سے میری طرف آ‘ تو اس درخت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کا ایک حصہ شاخوں سمیت نبی اکرم ﷺ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا: آپ نے مجھے عظیم نشانی دکھائی ہے اب اسے واپس جانے کا حکم دیجئے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کو گواہ بنا کر میری دعا سے وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا‘ تو میری دعوت قبول کرلے گا۔ اس نے کہا: "ہاں" تو آپ کے اشارے سے وہ درخت اپنی شاخوں سمیت واپس اپنے تنے کے ساتھ مل گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اب اسلام کے دائرے میں آجا امن و سلامتی کے ساتھ رہے گا۔ رکانہ نے کہا: اگرچہ آپ نے مجھے بہت بڑی نشانی دکھائی ہے‘ لیکن میں نہیں چاہتا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں کہ میں نے آپ کی دعوت خوف کی وجہ سے قبول کی ہے حالانکہ آج تک کسی نے میرا پہلو زمین پر لگایا نہیں نہ میرے دل میں خوف پیدا ہوا ہے بس آپ اپنی بکریاں لے لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں جبکہ تو میری دعوت کو مانتا نہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپسی کے لئے روانہ ہوئے‘ تو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلاش کرتے کرتے آنکلے‘ کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ آپ ﷺ وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور یہ بات مشہور و معروف تھی کہ وہ رکانہ کی وادی تھی جہاں کوئی غلطی سے بھی قدم نہ رکھ سکتا تھا لہٰذا وہ دونوں تلاش میں نکلے۔

انہیں خوف تھا کہ کہیں رکانہ آپ کے مقابل آکر آپ ﷺ کو شہید نہ کردے۔ پس وہ ہر چوٹی پر چڑھے اور نیچے جھانک کر دیکھا جب نبی اکرم ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا' تو عرض کیا یا نبی اللہ! آپ اس وادی کی طرف کیسے تنہا نکل آئے جبکہ آپ ﷺ کو اچھی طرح معلوم ہے' کہ یہ رکانہ کی وادی ہے' اور وہ زبردست پہلوان اور آپ ﷺ کی تکذیب کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: وہ میری طرف نہیں آسکتا تھا' کیونکہ اللہ میرے ساتھ ہے' پھر ان دونوں کو سارا ماجرا سنایا جس سے انہیں انتہائی تعجب ہوا عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ نے رکانہ کو پچھاڑا ہے؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس کا' تو کبھی کسی انسان نے پہلو تک زمین سے نہیں لگایا۔ آپ نے فرمایا: میں نے اللہ سے دعا کی تھی اور اس نے میری مدد فرمائی۔

13- درختوں کے باہم ملنے کی ایک اور روایت

ابونعیم از طریق علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی خواہش ظاہر فرمائی اور کہا: عبداللہ کیا تمہیں کوئی آڑ نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا' تو مجھے ایک درخت نظر آیا۔ میں نے عرض کیا' کہ ایک درخت ہے فرمایا: کیا تمہیں کوئی اور چیز دکھائی دیتی ہے؟ میں نے دیکھ کر بتایا کہ دور ایک اور درخت ہے۔ فرمایا ان سے کہو کہ رسول اللہ تمہیں اکٹھا ہونے کا حکم دیتے ہیں میں نے ان درختوں سے کہا: کہ تو وہ دونوں باہم مل گئے۔ آپ ﷺ نے دونوں کو آڑ بنا کر قضائے حاجت کی تو اس کے بعد وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

14- اونٹ کی فریاد

دارمی ابن راہویہ' ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت جابر ﷺ سے روایت کی (جس کا ایک بڑا حصہ قبل ازیں نقل ہوچکا ہے) کہ دوران سفر ایک عورت اپنا آسیب زدہ بچہ لیکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کی یارسول اللہ! میرے اس بیٹے پر جن روزانہ تین بار قابو پاتا ہے' اور اسے چھوڑتا نہیں تو نبی پاک ﷺ نے اس بچے کو لیکر اپنے کجاوے میں آگے بٹھا لیا' پھر تین بار فرمایا: اے دشمن خدا! دفع ہو جا' میں اللہ کا رسول ہوں' پھر اسے اس کی ماں کے حوالے کردیا جب ہم سفر سے لوٹے' تو وہی عورت دو مینڈھے لیکر آئی اس کا بچہ بھی اس کے پاس تھا۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھ سے یہ ہدیہ قبول فرمالیجئے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: کہ وہ جن پھر کبھی نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس سے ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا لوٹا دو' پھر ہم روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک بھاگا ہوا اونٹ آیا اور آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اس کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری جوان نے عرض کیا یہ اونٹ ہمارا ہے۔ آپ نے پوچھا: اسے کیا ہے' تو انہوں نے عرض کیا کہ اس کی عمر بیس سال ہوگئی ہے جب یہ بوڑھا ہوگیا' تو ہم نے یہ چاہا کہ اسے ذبح کرکے نوجوانوں میں بانٹ دیں آپ نے فرمایا: تم اسے میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔ انہوں

نے کہا: یارسول اللہ! یہ آپ ہی کا ہے' تو آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اسے طبعی موت آجائے۔

15- درخت نے توحید و رسالت کی گواہی دی

دارمی' ابو یعلی' طبرانی' بزار' ابن حبان' بیہقی اور ابونعیم .سند صحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ سامنے سے ایک دیہاتی آیا جب قریب ہوا' تو نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: کہاں کاارادہ ہے؟ اس نے کہا: "گھر کا" آپ نے فرمایا: کیا کسی نیک کام کی بھی ضرورت ہے؟ اس نے پوچھا: کونسا نیک کام؟ تو آپ نے فرمایا: تو میری رسالت اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کرے۔ اس نے کہا: کیا اس پر کوئی دلیل بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ درخت گواہ ہے' چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا تو وہ درخت زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا' آپ نے اس سے تین بار اللہ کی الوہیت اور اپنی رسالت کی گواہی طلب کی تو اس نے شہادت دی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' پھر اپنے مقام پر لوٹ گیا اور وہ دیہاتی بھی یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ اگر میری قوم نے میری بات مان لی تو پوری قوم کو لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا ورنہ تنہا چلا آؤں گا اور آپ کی رفاقت اختیار کروں گا۔

16- رکن غربی بول پڑا

ابن النجاری از طریق احمد بن محمد جوہری امام جعفر صادق سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ رکن غربی کے پاس پہنچے' تو رکن نے آپ سے کہا: یارسول اللہ ! کیا میں بیت اللہ شریف کے قواعد (بنیادوں) میں سے نہیں ہوں۔ کیا وجہ ہے' کہ مجھے نہ چوما جائے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے رکن ٹھہرجا! تجھ پر سلامتی ہو' اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔

کھانے اور کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

بزار' طبرانی (اوسط میں) ابونعیم اور بیہقی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تنہا تشریف فرما تھے' تو میں بھی آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بھی آگئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے سات کنکریاں پڑی تھیں آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو ہاتھ میں لیا' تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں میں نے ان کی آواز سنی گویا مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہے' پھر آپ نے انہیں نیچے رکھا' تو وہ خاموش ہوگئیں اس کے بعد آپ نے ان کنکریوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا' تو انہوں نے تسبیح کہی اور شہد کی مکھیوں کی طرح مجھے ان کی آواز آئی۔ انہوں نے ان کنکریوں کو نیچے ڈال دیا' تو وہ چپ ہوگئیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں بھی ان کنکریوں نے بول کر تسبیح پڑھی اور نیچے رکھنے پر وہ خاموش ہوگئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

: یہ خلافت نبوت ہے۔ ابن عساکر نے اس روایت کو حضرت انس ﷜ سے اخراج کیا ہے۔

کنکریوں نے رسالت کی شہادت دی

ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضر موت کے رؤساء نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے کہا: ہم نے آزمائش کے طور پر آپ سے ایک چیز چھپا رکھی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! ایسا تو کاہنوں سے کیا جاتا ہے' اور کاہن اور کہانت دونوں آتش جہنم میں ہوں گے یہ سن کر انہوں نے کہا؛ پھر ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر فرمایا: یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں پس کنکریوں نے تسبیح پڑھی تو وہ پکار اٹھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔

کھانے نے تسبیح پڑھی

ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت انس بن مالک ﷜ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ثرید کا کھانا لایا گیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا تسبیح پڑھ رہا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا آپ اس کھانے کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ فرمایا: "ہاں" اس کے بعد آپ نے فرمایا: کہ کھانا اس شخص کے قریب کرو تو اس شخص نے کہا: ہاں! یارسول اللہ! یہ کھانا تسبیح پڑھ رہا ہے' پھر باری باری دوسروں کے قریب کیا گیا' تو سب نے اس کی تسبیح کی تصدیق کی۔

پھل تسبیح پڑھنے لگے۔

قاضی عیاض ﷫ نے شفا شریف میں حضرت امام محمد باقر ﷫ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو جبرئیل امین انگوروں اور سیبوں کا ایک تھال لیکر حاضر ہوئے۔ آپ نے اس تھال میں سے تناول فرمایا' تو وہ پھل تسبیح پڑھنے لگے۔

ستون حنانہ کا فراق رسول ﷺ میں آہ و بکا کرنا

امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"کھجور کے تنے کا فراق رسول میں رونا متواتر ہے اسے بیس کے لگ بھگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جماعت نے روایت کیا ہے اس روایت کے اکثر طرق صحیح ہیں جو اس کے قطعی وقوع کا فائدہ دیتے ہیں بعض دیگر حفاظ نے بھی امام سبکی کی پیروی کی ہے جنھوں نے اس معجزہ کو نقل مستفیض سے ثابت کیا ہے جو طرق حدیث پر نگاہ رکھنے والے محدثین کے لیے باعث قطع و یقین ہے قاضی عیاض ﷫ نے شفا شریف میں اس کو متواتر قرار دیا ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ کھجور کے تنے کا واقعہ ایسا واضح اور ظاہر معاملہ ہے جسے ہر زمانے کے ائمہ نے خلفاً عن سلف نقل کیا ہے۔

امام بخاری حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں کھجور کے ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب آپ ﷺ کے لئے منبر رکھا گیا' تو ہم نے اس ستون سے اونٹنیوں کی طرح بلبلانے کی آواز سنی یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے منبر پر سے اتر کر اس ستون کے اوپر دست مبارک رکھا' تو وہ چپ ہوگیا۔

بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ دیتے تھے جب جمعہ کا دن آیا' تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر اسے گلے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں لینے لگا جیسے روتے بچے کو سلا کر چپ کراتے ہیں تو وہ سسکیاں لیتا ہے۔

دارمی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ بوقت خطبہ ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے جب آپ ﷺ نے تنے کو جدا کرکے منبر شریف کا قصد کیا' تو اس تنے نے رونا شروع کردیا جیسے ایک اونٹنی بلبلاتی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے لوٹ کر اس تنے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اگر چاہے' تو تجھے اسی مقام پر لگا دوں جہاں تو پہلے تھا اور اگر یہ پسند کرے' تو تجھے جنت میں لگا دوں تاکہ تو جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اور تیری عمدہ اٹھان ہو اور تو عمدہ پھل دے اور پھر اللہ کے دوست تیرے پھل کھائیں۔ پس نبی اکرم ﷺ نے سنا وہ کہہ رہا تھا ہاں میں نے پسند کرلیا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا' تو اس نے جواب دیا کہ مجھے پسند ہے' کہ میں جنتی درخت بنوں' اس روایت کی مثل طبرانی اور ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اخراج کی۔

ابن ابی شیبہ' دارمی اور ابونعیم حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعِ (نَخْلَةٍ) فَصُنِعَ لَهُ مِنْبَر فَلَمَّا قَامَ عَلَيْهِ حَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ النَّاقَةِ اِلٰى وَلَدِهَا فَنَزَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَضَمَّهٗ اِلَيْهِ فَسَكَنَ

رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ دیتے تھے' پھر آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا پس جب آپ اس پر کھڑے ہوئے' تو اس نے یوں رونا شروع کردیا جیسے اونٹنی بچے کیلئے بلبلاتی ہے آپ ﷺ نے اتر کر اس تنے کو گلے لگایا تو وہ خاموش ہوگیا

(تقریباً یہی الفاظ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں)

امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ میں کھجور کا ایک تنا تھا جس کے ساتھ ٹیک لگا کر نبی اکرم ﷺ جمعہ یا کسی اہم معاملے کا خطبہ ارشاد فرماتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ کیا ہم آپ کے لئے ایک منبر نہ بنا دیں؟ آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم منبر بنا دو تو انہوں نے تین درجوں کا ایک منبر تیار کردیا آپ اس منبر پر رونق افروز ہوئے' تو تنے سے اس طرح آواز آئی جیسے گائے کی آواز ہوتی ہے' چنانچہ آپ نے اتر کر اسے بازوؤں میں لیا اور اس کے اوپر دست اقدس پھیرا' تو وہ چپ ہوگیا۔

احمد' ابن سعد' دارمی' ابن ماجہ' ابونعیم اور بیہقی کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ ہے۔

قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَوْلَمْ اَحْتَضِنَہُ لَحَنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

حضور ﷺ نے فرمایا: اگر میں اسے سینے سے نہ لگاتا تو قیامت تک آہ و بکا کرتا رہتا۔

دارمی' ترمذی' ابو یعلی' بیہقی اور ابونعیم حدیث انس رضی اللہ عنہ میں یہ الفاظ زائد نقل کرتے ہیں۔

خر الجذعُ کخوار الثَّوْرِ حَتّٰی ارْتَجَّ الْمَسْجِدَ بِخَوَارِہٖ فَنَزَلَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَالتَزَمہ فسکن

فراق رسول میں وہ تنا بیل کی طرح چلایا یہاں تک کہ مسجد اس کی آواز سے گونج اٹھی۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر شریف سے اتر کر اسے سینہ اطہر سے لگایا تو وہ پرسکون ہوگیا۔

ابن سعد' ابن راہویہ اور بیہقی میں سہل بن سعد الساعدی سے منقول ہے' کہ جب منبر بن گیا (اور نبی اکرم ﷺ نے اسے شرف جلوس عطا فرمایا) تو وہ آہ و بکا کرنے لگا جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی گریہ طاری ہوگیا یہاں تک کہ وہ زار و قطار رونے لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے اتر کر اس پر دست شفقت رکھا' تو اسے سکون آگیا۔

(نوٹ یہاں امام نبہانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' حضرت کعب بن ابی اور حضرت سہل بن سعد الساعدی سے بحوالہ بیہقی ابونعیم' دارمی' ابن ماجہ' ابن سعد' ابو یعلی اور ترمذی وغیرہم تین احادیث نقل کی ہیں جن کا ترجمہ وہی ہے جو گزشتہ احادیث میں آگیا ہے البتہ! زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں اپنی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ نقل کرتے ہیں۔

قَالَ لَا تَکُوْمُوْہُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَمْ یُفَارِقْ شَیْئًا اِلَّا وَجَدَ عَلَیْہِ

حضور ﷺ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کو اپنے وصال سے محروم فرمایا' تو اسے غم اور صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔

امام احمد حدیث حنین نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔

"حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ حدیث بیان فرماتے' تو رو پڑتے' پھر فرماتے اے اللہ کے بندو! جب لکڑی کا ایک خشک تنا فراق رسول میں اس قدر آہ و بکاء کرتا ہے' تو تمہارا تو زیادہ حق ہے' کہ تم وصال رسول ﷺ کی زیادہ تڑپ رکھو"

امام بیہقی ابوحاتم رازی سے روایت کرتے ہیں۔ عمر بن سواد کا بیان ہے' کہ مجھ سے امام شافعی نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے جو معجزہ کسی پیغمبر کو دیا' تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی عطا فرمایا میں نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام کو تو مردے زندہ کرنے کا معجزہ ملا۔ فرمایا: محمد رسول اللہ کو اللہ نے حنین جذع (کھجور کے رونے) کا معجزہ عطا فرمایا یہ معجزہ احیائے موتی سے بڑا معجزہ ہے۔

درو دیوار کا آمین کہنا

ابوسعید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کل آپ اپنے اہل و عیال

سمیت گھر میں رہیں' مجھے آپ ﷺ سے کوئی کام ہے۔ دوسرے دن وہ انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھے نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: السلام علیکم۔ انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: آپ لوگ کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا الحمدللہ! ہم خیریت کے ساتھ ہیں آپ نے فرمایا: باہم قریب قریب ہو جائیں تو وہ سب ایک دوسرے کے قریب آ گئے' تو آپ نے ان سب پر چادر پھیلا کر دعا مانگی۔

يَا رَبِّ هٰذَا عَمِّيْ وَصِنْوَاَبِيْ وَ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاسْتُرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَسَتْرِيْ اِيَّاهُم بِمَلَاتِيْ

اے پروردگار! یہ میرا چچا ہے باپ کی مانند اور یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں ان کو آتش جہنم سے یوں بچا جس طرح میں نے انہیں چادر کے نیچے ڈھانک کر محفوظ کیا ہے

تو حضور ﷺ کی اس دعا پر گھر کے در و دیوار نے تین بار کہا: امین! امین! امین! (بیہقی' ابو نعیم' ابن ماجہ

حضرت عبداللہ بن غسیل ملکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا ہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے' تو آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے بچوں سمیت میرے پیچھے چلو تو وہ ان کو لیکر چلے تاآنکہ آپ نے انہیں ایک گھر میں داخل کیا اور اپنے عمامہ مبارک سے ان کو ڈھانک دیا' پھر دعا مانگی۔

"اے اللہ! یہ میری عترت اہل بیت ہے انہیں آگ سے یوں محفوظ رکھ جس طرح میں نے انہیں اپنی دستار کے نیچے چھپا کر محفوظ کیا ہے' تو گھر کے ہر ڈھیلے اور دروازے نے کہا: آمین! (ابو نعیم)

اولاد عباس رضی اللہ عنہ یہ ہے فضل عبداللہ' عبیداللہ' قثم' معبد' عبدالرحمٰن اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پہاڑ کا حرکت میں آنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ احد پہاڑ یا کوہ حرا پر چڑھے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کے ہمراہ تھے' تو پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس پر پاؤں کی ٹھوکر مار کر فرمایا: ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری مسلم)

بیہقی اور ابو یعلی نے حدیث انس کی مانند حضرت سہل بن سعد ساعدی سے صرف کوہ احد کے حصر کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔ امام مسلم حدیث کی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے احد! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ہے یا ایک صدیق ہے یا شہید ہے۔ امام احمد نے حدیث بریدہ کو صرف احد کے ساتھ روایت کیا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ کوہ ثبیر پر تھے میں' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اسی اثناء میں کوہ ثبیر کو جنبش ہوئی یہاں تک کہ چٹانیں لڑھک کر اس کے دامن میں جانے لگیں تو نبی اکرم ﷺ نے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور فرمایا: اے کوہ ثبیر! پرسکون ہو جا' کیونکہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔
(نسائی ترمذی' دار قطنی)

ترمذی میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ یہ پہاڑ کوہ حرا تھا اور اس پر عشرہ مبشرہ کے تمام افراد موجود تھے

سوائے حضرت ابو عبیدہ کے۔

ثبیر مکہ کے قریب آمنے سامنے کے دو مشہور پہاڑ ہیں۔ اختلاف روایات کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس قسم کے واقعات کئی بار پیش آئے جیسا کہ امام طبری وغیرہ کا قول ہے قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ کفار قریش جب نبی اکرم ﷺ کی تلاش میں نکلے' تو ثبیر پہاڑ نے آپ ﷺ سے التجا کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نیچے اتر جائیں مجھے ڈر ہے' کہ کفار آپ کو میرے اوپر شہید کردیں گے' تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا اس وقت کوہ حرا' نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ میری طرف تشریف لائیں۔ یہ حدیث سیرت النبی ﷺ کے باب ہجرت میں مروی ہے کوہ حرا' کوہ ثبیر کے مقابل ہے' اور ان کے درمیان ایک وادی ہے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے کوہ ثبیر بائیں طرف پڑتا ہے' اور کوہ حرا ثبیر کے آگے (مواہب لدنیہ)

منبر کا لرزہ براندام ہونا

حضرت عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمارہے تھے کہ جبار آسمانوں اور زمین کو اپنے قبضہ قدرت میں لیکر فرمائے گا کہاں ہیں جبار لوگ؟ کہاں ہیں متکبرین؟ اس وقت نبی اکرم ﷺ دائیں بائیں جھک رہے تھے۔ میری نظر منبر پر پڑی تو وہ آپ کے نیچے لرزہ براندام تھا' میں خوفزدہ ہو کر کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کہیں منبر اقدس سے نیچے گر نہ جائیں۔ (احمد' مسلم' نسائی' ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے آیت کریمہ وما قدرُوا اللّٰہ (الخ) (39:67) منبر شریف پر تلاوت فرمائی' پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں ہوں جبار' میں ہوں ان گنت صفات کا مالک' پروردگار اپنی ذات پاک کی تعریف بیان کرے گا' اس وقت منبر رعب خداوندی سے کانپ رہا تھا یہاں تک کہ ہم نے کہا: کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو گرا دے گا۔

زہر آلود بریاں بکری کا نبی اکرم ﷺ کو خبر کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے مقام پر مشرکین سے قتال کے بعد واپس تشریف لائے' راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو سر پر کھانے کا برتن اٹھائے ہوئی تھی۔ اس برتن میں بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو بھوک بھی لگی تھی۔ اس عورت نے کہا الحمدللہ! اے محمد! (ﷺ) میں نے اللہ کی نذر مانی تھی کہ اگر آپ بخیروعافیت واپس آئے' تو میں یہ بکری قربان کروں گی اور اس کا گوشت بھون کر آپ ﷺ کو کھلاؤں گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے بکری کے اس گوشت کو قوت گویائی عطا کی۔ اس نے بول کر کہا اے محمد! (ﷺ) آپ مجھے تناول نہ فرمائیں' میں زہر آلود ہوں (ابو نعیم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے' کہ جب خیبر فتح ہوا' تو نبی اکرم ﷺ کو ایک بکری کا گوشت بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ اس

گوشت میں زہر ملا دیا گیا تھا حضور ﷺ نے فرمایا: جتنے یہودی یہاں موجود ہیں اکٹھے ہو جائیں پس وہ جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تم سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنے والا ہوں کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ہم تصدیق کریں گے۔ آپ نے پوچھا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: "فلاں" آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے۔ انہوں نے جواب دیا آپ ﷺ نے بالکل صحیح ارشاد فرمایا: آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا: "ہاں ملایا ہے" پوچھا: تمہیں کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا؟ کہنے لگے ہماری خواہش یہ تھی کہ اگر آپ (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ سے نجات و راحت مل جائے گی اور اگر آپ سچے نبی ہیں تو یہ زہر آپ ﷺ کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کے پاس ایک زہر آلود بکری (کا گوشت لائی تو آپ نے اس گوشت کو تناول فرما لیا۔ اس کے بعد اس یہودیہ کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا' تو آپ ﷺ نے اس سے زہر آلود گوشت کے بارے میں دریافت فرمایا: اس نے کہا: میں آپ ﷺ کو قتل کر دینا چاہتی تھی۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اس مکروہ منصوبے پر عملدر آمد کا اختیار نہیں دے گا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے زہر آلود بکری بطور ہدیہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی کھا لیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھ کھانے سے اٹھالو اس کے بعد اس یہودی عورت کے بلانے کیلئے آدمی بھیجا اور اس سے دریافت فرمایا: کہ تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے اس نے کہا: آپ کو کس نے بتایا ہے آپ ﷺ نے دست کے اس ٹکڑے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس نے مجھے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے یہ سن کر وہ بولی جی ہاں میں نے خیال کیا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو یہ زہر ضرر نہ دے گا اور اگر نبی نہیں تو جان چھوٹ جائے گی۔ آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو معاف فرما دیا اور کوئی سزا نہ دی اور آپ ﷺ کے جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے وہ گوشت کھا لیا تھا ان کا انتقال ہو گیا اور حضرت نبی اکرم ﷺ اس زہر آلود گوشت کے اثر کی وجہ سے ہمیشہ اپنے شانوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے پچھنے لگانے والا انصار کے قبیلے بنو بیاضہ کا ایک غلام تھا۔ (ابوداؤد' دارمی)

بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند کے ساتھ اس کی روایت یوں کی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کھانے سے) رک جاؤ مجھے اس بکری کا ایک حصہ بتا رہا ہے' کہ یہ بکری زہر آلود ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک یہودی عورت نے نبی اکرم ﷺ کو بکری کا بھونا ہوا ایک ٹکڑا پیش کیا جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھ روک لو۔ مجھے اس کا ایک حصہ خبر دے رہا ہے' کہ یہ زہر آلود ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تو نے اس کھانے میں زہر ملایا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! میں یہ چاہتی تھی کہ اگر آپ (معاذ اللہ) کاذب ہیں تو

لوگوں کو آپ سے چھٹکا دلا سکوں اور اگر آپ سچے ہیں تو مجھے یقین تھا کہ اللہ آپ کو اس سے مطلع کر دے گا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ تو انہوں نے اسے کھا لیا مگر کسی کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ (بزار حاکم ابو نعیم)

اشارہ مصطفیٰ ﷺ سے بتوں کا گرنا

حضرت جابر ؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے جو رانگ کے ساتھ پتھروں میں نصب تھے جب نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مسجد حرام میں داخل ہوئے' تو چھڑی کے ساتھ بغیر چھوئے' اشارہ فرمانے لگے آپ کہہ رہے تھے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ — حق آگیا اور باطل بھاگ گیا

پس آپ ﷺ نے جس بت کی طرف اشارہ فرمایا' تو وہ پشت کے بل گر گیا یہاں تک کہ کوئی بت قائم نہ رہا۔ ابن مسعود ؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ چھڑی سے ان بتوں کو چھونے لگے۔ دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ بعض بتوں کی طرف اشارہ بلامس فرما رہے تھے اور بعض کو چھڑی کے ساتھ مس کر رہے تھے۔
(بخاری' مسلم' بزار' طبرانی اور ابو یعلی)

قدمین مصطفیٰ کا اثر چٹان میں اور عدم تاثیر ریت میں

شہاب الدین خفاجی شرح شفا میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ معجزہ اقطار ارض میں مشہور و معروف ہے' اور اسے شعراء نے فصیح اشعار میں نظم کیا ہے' کہ نبی اکرم ﷺ بعض اوقات چلتے' تو آپ کے قدموں کے نشان' پتھروں میں پڑ جاتے۔ یہ نشان اب تک باقی ہیں لوگ ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ قدس شریف میں معمول ہے یہ نشانات قدس شریف سے مصر کے کئی مقامات پر منتقل کئے گئے ہیں یہاں تک کہ روایت ہے' کہ سلطان قاتبیای نے انہیں بیس ہزار دینار میں خریدا اور وصیت کی کہ انہیں اس کی قبر کے پاس رکھا جائے اور وہ نشانات (حسب وصیت) اس کی قبر کے پاس آج تک موجود ہیں۔

امام قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ جب چٹان پر قدم مبارک رکھتے' تو قدموں کے نقوش چٹان میں پڑ جاتے جیسا کہ ہر زمانے میں یہ بات نوک زبان پر رہی ہے شعراء نے اپنے نعتیہ قصائد میں اور بلغاء نے اپنے نثری شہ پاروں میں اس موضوع پر لب کشائی کی ہے۔ حرم پاک میں قدمین ابراہیم علیہ السلام کے نقوش اس معجزہ کی تائید کرتے ہیں' کیونکہ قرآن حکیم میں آیا ہے۔

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ — مقام ابراہیم میں روشن نشانیاں ہیں

یہ معجزہ تو درجہ تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔

غزوہ خندق میں ضرب رسول سے چٹان کا ریزہ ریزہ ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان نکل آئی۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور! ایک سخت چٹان نکل آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس چٹان پر پانی ڈالو۔ آپ اس وقت اٹھے آپ کے شکم اطہر پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ صحابہ کرام کہتے ہیں تین دن ہو گئے تھے ہم نے کوئی چیز چکھی بھی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال ہاتھ میں لی اور تین بار بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو چٹان ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئی۔

ایک اور روایت میں ہے' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک برتن منگوایا اس میں لعاب دہن ڈال کر دعا مانگی' پھر اس پانی کو چٹان پر ڈالا اس موقع پر موجود لوگوں کا بیان ہے' کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: کہ وہ چٹان ریت کی مانند ریزہ ریزہ ہو گئی۔ (بخاری وغیرہ)

باب ششم

جانوروں کا کلام کرنا

اور

رسالت محمدیہ کی شہادت دینا

1 - غار ثور کے دہانے پر کبوتروں کا آ بیٹھنا اور مکڑی کا جالا بنانا۔ ابو مصعب مکی کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک ﷜ زید بن ارقم ﷜ اور مغیرہ بن شعبہ ﷜ کا زمانہ پایا ہے۔ میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ شب ہجرت جب نبی اکرم ﷺ غار ثور کے دہانے پر پہنچے' تو اللہ تعالیٰ نے اس دہانے کے سامنے ایک درخت پیدا فرما دیا جو آپ ﷺ کے سامنے آڑ بن گیا' پھر اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا' تو وہ غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔ ادھر قریش کے ہر قبیلے کے نوجوان لاٹھیوں' ڈنڈوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر غار تک پہنچ گئے' یہاں تک کہ ان کے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ ان میں سے ایک شخص جھانک کر غار میں دیکھنے لگا' تو اسے غار کے منہ پر دو کبوتر نظر آئے۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اس کے ساتھیوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم نے غار میں نہیں دیکھا۔ اس نے کہا: میں نے غار کے منہ پر دو کبوتر دیکھے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے' کہ غار میں کوئی نہیں نبی اکرم ﷺ نے ان کی یہ گفتگو سنی تو آپ نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کی وجہ سے اس شخص کو ٹال دیا' پھر آپ ﷺ نے ان کبوتروں کے حق میں دعا فرمائی اور ان کے لئے صلہ متعین فرمایا۔ کبوتروں کا وہ جوڑا اتر کر حرم میں آ گیا وہاں اس جوڑے نے انڈے بچے دیئے۔ اس معجزہ کو امام سیوطی ﷫ نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ (ابن سعد' بیہقی' ابو نعیم)

ابو نعیم بطریق واقدی بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب غار میں داخل ہوئے تو مکڑی نے اس کے دروازے پر جالا بنا دیا۔ پس جس وقت کفار دروازے پر پہنچے تو ان میں سے کسی نے کہا: "غار میں داخل ہو جاؤ امیہ نے کہا: کہ غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر تو مکڑی نے پیدائش محمد سے پہلے کا جالا بن رکھا ہے یہی وجہ ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے مکڑی کے قتل سے منع کیا ہے' اور فرمایا: کہ مکڑی اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔

ابو نعیم حلیہ میں عطاء بن میسرہ سے نقل کرتے ہیں کہ مکڑی نے اس طرح کا جالا دو بار تنا ہے ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے جب طالوت ان کی تلاش میں تھا اور دوسری بار نبی اکرم ﷺ کے لئے غار ثور کے دروازے پر بنایا۔

2- ہجرت کے سفر میں حضور کی اونٹنی مامور تھی

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور اپنی سواری کو بٹھانا چاہا تو بہت سے لوگ اس خواہش کے ساتھ آ گئے کہ حضور ان کے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ انہوں نے عرض کی حضور! ہمارے گھر تشریف لایئے۔ آپ نے فرمایا: میری اونٹنی کو چھوڑ دو اسے اللہ کی طرف سے حکم مل چکا ہے' پھر وہ اونٹنی آپ کو لے چلی۔ یہاں تک کہ منبر شریف کے پاس آپ کو لے آئی اور وہاں بیٹھ گئی۔ (بیہقی)

حضرت انس ﷜ سے منقول ہے' کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے جب شہر میں داخل ہوئے' تو انصار کے مرد و زن خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے گھروں کو شرف قدوم عطا فرمائیں [1]۔ فرمایا

[1] ہمارے گھر بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ!

میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ منجانب اللہ مامور ہے۔

چنانچہ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی بنی نجار کی لڑکیاں اس سعادت پر دف بجاتی ہوئی اور گاتی ہوئی باہر آئیں۔

نَحْنُ جَوَارٌ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مَنْ جَارِ

ہم بنو نجار کی شریف زادیاں ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کس قدر اچھے ہمسائے ہیں۔

اس وقت عورتوں اور بچوں کی زبان پر یہ ترانا تھا

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِیْ

ماہ نیم ماہ ثنیہ الوداع سے ہم پر طلوع کر آیا ہے لہٰذا ہم پر خدا کا شکر لازم ہے جب تک دعا کرنے والے خدا سے دعا کریں اور اسے پکاریں۔

یہ روایت بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اخراج کی ہے۔

امام احمد زینی دحلان نے سیرت النبی میں مدینہ شریف آمد کی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ اونٹنی پر سوار ہوکر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو اس کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی۔ وہ دائیں بائیں دیکھتے ہوئے خراماں خراماں منزل کی طرف روانہ تھی اور جب بھی کسی انصاری کے گھر کے پاس سے گزرتی' وہ التجا کرتے

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلُمَّ اِلَی الْقُوَّۃِ وَالْمَنْعَۃِ

یارسول اللہ! ہمارے ہاں تشریف رکھئے' ہمارے پاس سازوسامان بھی ہے' اور حضور کے دفاع کی قوت بھی۔

حضور ﷺ ان سے ارشاد فرماتے۔

خَلُّوْا سَبِیْلَھَا فَاِنَّھَا مَامُوْرَۃٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو' اسے اللہ کی طرف سے حکم مل چکا ہے یہ حکم الٰہی کے مطابق ٹھہرے گی۔

علامہ دحلان لکھتے ہیں اس میں ایک بلیغ حکمت یہ ہے کہ یہ بات بھی آپ کے خصائص میں شمار ہوکر معجزہ بن جائے تاکہ دلوں کو خوشی حاصل ہو اور انصار مدینہ کی باہم منافقت اور چپقلش کا ازالہ ہو اور کسی کے سینے میں (جانبداری کی) کھٹک پیدا نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ جب بنی سالم بن عوف کے پاس سے گزرے' تو ان کے سرداروں عتبان بن مالک' نوفل بن عبداللہ اور عبادہ بن صامت نے درخواست کی۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقِمْ عِنْدَنَا فِی الْعَدَدِ وَالْعُدَّۃِ وَالْمَنْعَۃِ

یارسول اللہ! ہمارے ہاں قیام فرمایئے۔ ہم بڑے قبیلے کے لوگ ہیں ہمارے پاس سازوسامان اور اسلحہ بہت ہے' اور ہم تحفظ

کی قدرت رکھتے ہیں ایک اور روایت میں ہے۔

اَنْزِلْ فِیْنَا فَاِنَّ فِیْنَا الْعَدَدُ وَ الْعُدَّةُ وَ الْحَلْقَةِ

ہمارے حلیف قبیلے ہیں اور ہم تاوان وغیرہ کے ذمہ دار لوگ ہیں۔ عربوں میں سے کوئی آدمی خوفزدہ ہو کر اس سرزمین میں آتا ہے' تو ہماری ہی پناہ لیتا ہے نبی اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعائے خیر کر کے فرمایا:

خلُّوْا سَبِیْلَهَا فَاِنَّهَا مَامُوْرَةٌ اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ مامور ہے۔

اس وقت آپ مسکراتے ہوئے فرمارہے تھے۔ بارک اللّٰہ فیکم

اللہ تمہارے قبیلے میں برکت دے' اس کے بعد اونٹنی روانہ ہوئی یہاں تک کہ بنی بیاضہ کے محلے میں آئی بنو بیاضہ کے لوگوں نے جن میں زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو شامل تھے اس خواہش کا اظہار کیا' کہ حضور ہمارے ہاں اقامت فرمائیں۔ حضور نے وہی جواب دیا' پھر آپ ﷺ بنی ساعدہ میں تشریف لائے' تو سعد بن عبادہ منذر بن عمرو اور ابو دجانہ وغیرہ ساعدیوں نے اپنے ہاں قیام کی دعوت دی تو آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا: کہ میری اونٹنی کو جانے دیجئے اللہ تعالیٰ نے اسے میری منزل مقصود پر پہنچنے کا حکم دے رکھا ہے' پھر روانہ ہوئے تاآنکہ بنو نجار جو کہ آپ ﷺ کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے ننھیال تھے' کے محلہ میں فروکش ہوئے' تو انہوں نے بھی یہی التجا کی۔ ایک روایت میں ہے' کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے اخوال (ماموں) ہیں

هَلُمَّ اِلَی الْعَدَدِ وَالْمَنْعَةِ وَالْعِزَّةِ مَعَ الْقَرَابَةِ

یارسول اللہ! ہمیں شرف میزبانی عطا فرمایئے۔ ہمارا قبیلہ کثیر ہے ہم آپ کا دفاع کریں گے ہماری رشتہ داری بھی ہے کسی اور کے ہاں اقامت نہ فرمائیں' کیونکہ قرابت داری میں کوئی بھی ہم سے زیادہ آپ سے قریب نہیں مگر نبی اکرم ﷺ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو دوسرے قبیلوں کے سرداروں کو دے چکے تھے۔ اس کے بعد آپ کی سواری آگے بڑھی یہاں تک کہ بنی مالک بن نجار کے محلہ میں پہنچی اور اس جگہ بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ وہ جگہ جہاں اونٹنی بیٹھی تھی رافع بن عمرو کے دو یتیم بیٹوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی جہاں لوگ اپنی کھجوریں خشک کرتے تھے۔ اونٹنی وہاں سے اٹھی تو ابوایوب خالد بن زید انصاری کے دروازے پر جا کر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر کے بعد وہاں سے اٹھ کر دوبارہ پہلی جگہ پر آبیٹھی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عیش و وصال میں یہی مقام آپ ﷺ کی منزل اور قیام گاہ ہے۔ وہاں اونٹنی نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور منہ کھولے بغیر اندر سے آواز پیدا کرنے لگی۔ آپ ﷺ اس سے اترے اور فرمایا: انشاء اللہ یہی ہماری اقامت گاہ ہوگی۔ ابوایوب انصاری نبی اکرم ﷺ کی اجازت سے سامان سفر اتار کر اپنے گھر لے گئے۔ اس وقت زید بن حارثہ ان کے ہمراہ تھے بنو نجار کا محلہ بہترین محلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور ﷺ کے قیام کی وجہ سے شرف عطا فرمایا:۔

ایک اور روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے پہلی بار اونٹنی بٹھائی تو لوگ آکر عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! ہمارے ہاں

قیام فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو۔ وہ اٹھی اور مسجد کے منبر کے پاس آکر بیٹھ گئی' پھر درماندہ ہو کر اس نے گردن زمین پر رکھ دی۔ نبی اکرم ﷺ اس سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور چار بار یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ

اے پروردگار! مجھے بابرکت مقام پر اتار' تو بہترین اتارنے والا ہے۔

اس وقت آپ ﷺ پر وحی کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انشاء اللہ یہی ہماری قیام گاہ ہوگی" چنانچہ ابوایوب (جن کا گھر قریب ہی تھا) آئے اور عرض کیا۔ حضور میرا گھر سب سے قریب ہے۔ مجھے اجازت عطا فرمایئے کہ میں آپ کا سامان اٹھا کر لے جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ہاں اٹھا کر لے چلو۔ وہ اٹھا کر لے گئے' تو آپ ﷺ نے اونٹنی سائے میں بٹھائی' جب سامان منتقل ہوچکا' تو آپ نے فرمایا: آدمی اپنے سامان کے ساتھ ہی ہوتا ہے' پھر اسعد بن زرارہ آئے انہوں نے اونٹنی کی نکیل تھام لی اور وہ ان کے پاس ہی رہی علامہ زینی دحلان لکھتے ہیں۔

" جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی جنگ لڑی۔ آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو بلا کر فرمایا: ہمارے لئے قلعوں سے دور جگہ تلاش کرو تاکہ دشمن کے نیزے نہ لگیں' محمد بن مسلمہ نے گھوم پھر کر کہا یارسول اللہ! میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک محفوظ مقام ڈھونڈا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: برکت خدا کے ساتھ' پھر وہاں چلے گئے جب شام ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو بھی اسی طرف ہٹنے کا حکم دیا' پھر آپ کی سواری مہار کھینچتے ہوئے اٹھی تو لوگوں نے اسے واپس لانے کے لئے روکا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اسے خدائی حکم ہوچکا ہے جب وہ چٹان کے پاس پہنچی تو خودبخود بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ نے وہ جگہ بدل لی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی جگہ چلے گئے اور وہاں چھاؤنی قائم کی۔ یہ جگہ دراصل اہل خیبر اور بنو غطفان کے درمیان حائل تھی اور یہاں پڑاؤ کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ بنو غطفان اہل خیبر کے حلیف ہونے کے باوجود ان کی امداد نہ کرسکے۔"

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ صلح حدیبیہ کے زمانے میں ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے' تو قربانی کے جانوروں کے گلوں میں قلادے ڈالے اور علامتیں لگائیں نیز عمرہ کا احرام باندھا اور نبو خزاعہ کے ایک شخص کو بطور جاسوس روانہ فرمایا۔ جب آپ غدیر اشطاط پر پہنچے' تو جاسوس نے آکر بتایا کہ قریش نے آپ ﷺ سے لڑنے کیلئے فوج تیار کرلی ہے۔ وہ ضرور آپ کو روکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو' مجھے مشورہ دو' کیا ہم ان لوگوں کے اہل و عیال کی طرف متوجہ ہوں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ شریف ہی کا عزم رکھیں' پھر جو ہمیں روکے گا تو ہم اس سے جنگ کریں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں' قتل و غارت یا کسی کے ساتھ جنگ کے لئے نہیں لہٰذا آپ بیت اللہ شریف ہی کا قصد کریں۔ اس کے بعد جو ہمیں روکے گا ہم اس سے جنگ کریں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے اللہ کا نام لیکر روانہ ہوجاؤ دوران سفر ایک مقام پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خالد بن

ولید ایک قریشی دستے کے ہمراہ آرہے ہیں تم داہنی جانب اختیار کرلو۔ بخدا! خالد کو اس تدبیر کا کچھ علم نہ ہوا یہاں تک کہ اچانک انہیں فوج کے قدموں سے اٹھنے والا غبار نظر پڑا' تو وہ گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے قریش کی طرف بھاگے تاکہ انہیں خطرہ سے آگاہ کریں۔ ادھر نبی اکرم ﷺ آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک ثنیہ کے مقام پر پہنچے وہاں آپ کی سواری بیٹھ گئی۔ لوگوں نے آواز دی حل حل (یعنی اٹھ) مگر وہ نہ اٹھی وہ بولے اونٹنی اڑ گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں اس نے ضد نہیں کی نہ اس کی یہ عادت ہے' بلکہ اس کو اس ہستی نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روک دیا تھا' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھ سے وہ کسی ایسی بات کا مطالبہ کریں جس میں حرمتوں کی تعظیم پائی جاتی ہے' تو وہ میں ان کو ضرور دوں گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اونٹنی کو ڈانٹا' تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی آپ نے وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا اختیار کیا یہاں تک کہ حدیبیہ کے مقام پر نزول فرمایا' پھر صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔ حدیبیہ کے مقام پر کئی معجزات کا ظہور ہوا جن کا میں نے اس کتاب کے متعلقہ مقامات پر ذکر کیا ہے۔ (بخاری)

آسیب زدہ بچے کا علاج کیا اور اونٹ کی دادرسی فرمائی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ ذات الرقاع میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ہم مقام حرہ واقم پر تھے' تو ایک بدوی عورت اپنے آسیب زدہ بچے کو لیکر حاضر خدمت ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور تین مرتبہ فرمایا: اے دشمن خدا! نکل جا' میں اللہ کا رسول ہوں' پھر دو درختوں کے باہم ملنے کا اور غورث بن حارث کا تذکرہ کیا' کہ غورث کا ہاتھ کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے جب ہم مقام حرہ کے نشیب میں پہنچے' تو سامنے سے ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا۔ حضور ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا: تم جانتے ہو کہ اس اونٹ نے کیا کہا؟ یہ اونٹ مجھ سے اپنے مالک کے خلاف امداد کا طلبگار ہے۔ یہ کہتا ہے' کہ اس کا مالک اس سے کئی سال کھیتی باڑی کا کام لیتا رہا اب اسے ذبح کرنا چاہتا ہے جابر! تم اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے لے آؤ میں نے عرض کیا میں اس کے مالک کو جانتا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ تمہیں اس کے پاس لے جائے گا جابر بیان کرتے ہیں کہ وہ اونٹ میرے آگے آگے چلا حتیٰ کہ اپنے مالک کے سامنے مجھے لے جاکر کھڑا کردیا پس میں اس کے مالک کو لے آیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے' کہ غزوہ ذات الرقاع درحقیقت غزوۃ الاعاجیب ہے (بزار' طبرانی ابو نعیم)

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ شریف جاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کیا اور ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا۔ ایک مقام پر ہم نے پڑاؤ کیا' تو آپ نے فرمایا: جاکر ان دو (کھجور کے) درختوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم دونوں سے فرمارہے ہیں کہ ایک دوسرے سے مل جاؤ۔ میں نے جاکر انہیں یہ پیغام دیا' تو ان میں سے ہر ایک نے اپنی جڑیں کھینچیں اور ایک دوسرے کے قریب ہوگئے' پس حضور ﷺ نے ان کے پیچھے رفع حاجت فرمائی فراغت کے بعد فرمایا: جاکر ان سے کہو کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر چلے جائیں۔

چنانچہ میں نے انہیں کہا' تو ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔

دوران سفر ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی، میرے اس بیٹے کو سات سال سے آسیب کا اثر ہے، اور روزانہ دوبار وہ اسے اپنی گرفت میں لیتا ہے یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنا بیٹا دکھاؤ، پھر اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن! نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں، پھر اس عورت سے فرمایا: جب ہم لوٹیں تو اطلاع کرنا کہ اس نے کیا کیا ہے؟ چنانچہ ہم مکہ شریف سے لوٹے، تو وہ عورت ہم سے ملی اور کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت عطا فرمائی ہے جب سے آپ روانہ ہوئے ہم نے دوبارہ اس بچے پر اثر نہیں دیکھا۔

(تیسرا حیران کن واقعہ یہ ہے) کہ ایک اونٹ آکر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوگیا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، آپ ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلوایا اور فرمایا: تمہارے اس اونٹ کو کیا ہے، کہ تمہاری شکایت کررہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہم اس اونٹ سے کام لیتے تھے جب یہ بوڑھا ہوگیا اور اس کا کام ختم ہوگیا، تو ہم نے اسے کل ذبح کرنے کا وقت مقرر کیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اس کو ذبح نہ کرو اور اسے اونٹوں میں چھوڑ دو۔ (احمد، ابن سعد، حاکم، بیہقی)

بیہقی اور ابونعیم نے یعلی سے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے جو قبل ازیں تحریر ہوچکی ہے۔

عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ عیدالاضحیٰ کے دن حضور ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ اونٹ لائے گئے، تو وہ جھوم جھوم کر حضور ﷺ کی طرف بڑھنے لگے کہ جس سے چاہیں ذبح کی ابتداء فرمائیں۔ (طبرانی، ابونعیم، حاکم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ بنی مسلمہ کے کسی شخص کا اونٹ مستی میں آگیا، تو لوگوں پر حملہ آور ہونے لگا اور کام سے رک گیا یہاں تک کہ کھجور کے درخت پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہونے لگے۔ اس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے اس بات کی شکایت کی۔ پس آپ ﷺ تشریف لے گئے یہاں تک کہ باب نخل تک پہنچ گئے۔ کسی نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ آپ اندر داخل نہ ہوں اس سے خطرہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: داخل ہوجاؤ اور فکر نہ کرو جب اونٹ کی نظر آپ پر پڑی تو سرجھکائے چل کر آپ کے سامنے آکھڑا ہوا، پھر سجدہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: آؤ اور اونٹ کو نکیل ڈالو۔ (بیہقی)

سرکش اونٹ مطیع ہوگیا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ کوئی آنے والا آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ فلاں گھرانے کا اونٹ بھاگ گیا ہے، پھر آپ ﷺ اٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کے قریب نہ جایئے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچائے مگر آپ ﷺ اونٹ کے قریب چلے گئے۔ جب اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو سجدہ ریز ہوگیا، پھر آپ ﷺ نے اونٹ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اس کی مہار لے آؤ اور اس کے مالک کو بھی بلا لاؤ جب وہ آیا، تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کہ اسے عمدہ چارہ دیا کرو اور زیادہ مشقت والا کام نہ لو۔ (بیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

1۔ ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف — بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

عرض کی یارسول اللہ! ہمارا اونٹ مست ہو کر باغ میں بیٹھ گیا ہے (اور قریب نہیں آنے دیتا) آپ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے اونٹ! ادھر آ' تو وہ سر جھکائے آپ کے پاس آ گیا آپ نے اسے مہار ڈالی اور پھر اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ گویا یہ اونٹ جانتا ہے' کہ آپ نبی ہیں؟ فرمایا: "ان دو سنگلاخ زمینوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے' کہ میں اللہ کا رسول و نبی ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے' (بیہقی' طبرانی' ابونعیم)

بیہقی بطریق حماد بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ بنی قیس کے ایک بزرگ نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمارے پاس ایک سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹنی کے پاس گئے اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا' تو ان میں دودھ اتر آیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوہا اور دودھ تناول فرمایا۔

اونٹ کا بارگاہ رسالت میں شکوہ

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ نظر پڑا اونٹ نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اس کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان نے آگے بڑھ کر عرض کی۔ یارسول اللہ! یہ میرا اونٹ ہے آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس جانور کے بارے میں نہیں ڈرتے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملکیت میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کر رہا ہے' کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور زیادہ مشقت کا کام لیتے ہو۔ (ابن ابی شیبہ' بیہقی' ابونعیم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہا' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بنی نجار کے باغ میں گئے وہاں ایک اونٹ کو دیکھا جو ہر داخل ہونے والے پر حملہ کر دیتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اسے آواز دی تو وہ منہ جھکائے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامنے آ کر بیٹھ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکیل لے آؤ۔ آپ نے اسے نکیل ڈالی اور اس کے مالک کے حوالہ کر دیا' پھر متوجہ ہو کر فرمایا: زمین و آسمان کی ہر مخلوق جانتی ہے' کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے' (احمد' ابن ابی شیبہ' دارمی' ابونعیم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور اس نے اپنا سر آغوش رسول میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اونٹ شکایت کرتا ہے' کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ اپنے باپ کی طرف سے کھانا دے اب یہ فریاد لے کر آیا ہے' پھر اس کا مالک آیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا اس نے تصدیق کی کہ واقعی وہ ایسا ارادہ رکھتا ہے تاکہ اپنے باپ کی طرف سے کھانا دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مطالبہ کیا' کہ وہ اس اونٹ کو ذبح نہ کرے' تو اس نے حکم کی تعمیل کی۔ (ابن سعد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے' تو ایک اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔

(بزار)

ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے اونٹ خریدا' جس پر پانی لادا جاتا تھا اس نے اس اونٹ کر شترخانے میں باندھا' تاکہ اس پر بوجھ لادے۔ اس کے بعد وہ کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اونٹ کا معاملہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کھول دو۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں خوف ہے' کہ کہیں آپ پر حملہ نہ کردے' فرمایا: تم اس کو کھول دو جب اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' تو سجدے میں گر گیا۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھا' تو بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا سبحان اللہ! انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم اس اونٹ سے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مخلوق میں سے کسی کو روا ہوتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے' تو عورت کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (بزار)

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے' تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے لئے زیادہ سزاوار ہے' کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا: اگر میں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا' تو یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ تمہیں معلوم ہے' کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ یہ کہتا ہے' کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی' یہاں تک کہ جب بوڑھا ہوگیا' تو اس کے مالکوں نے اس کا چارہ کم کردیا اور مشقت میں اضافہ کردیا ہے۔ اب ان کے ہاں شادی ہے' تو اسے ذبح کرنے کے لئے انہوں نے چھری پکڑ لی ہے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں کو طلب فرمایا اور انہیں اونٹ کی فریاد بیان فرمائی وہ سن کر کہنے لگے یارسول اللہ! اللہ کی قسم اس اونٹ نے سچ کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری خواہش ہے' کہ تم اسے میرے لئے چھوڑ دو" (طبرانی' ابونعیم)

(مصنف علیہ الرحمتہ نے یہاں دو احادیث بحوالہ ابونعیم حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہیں جو گذشتہ احادیث سے ملتی جلتی ہیں' لہٰذا بخوف تکرار ان کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے)

حاکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایات کی کہ لوگ اس پر اونٹنی چرانے کا الزام رکھتے ہیں۔ اسی اثناء میں اونٹنی نے دروازے کے پیچھے سے بول کر کہا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت و کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' کہ نہ تو اس شخص نے مجھے چرایا ہے نہ اس کے سوا کوئی میرا مالک ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں البتہ! اس میں یحییٰ بن عبداللہ مصری راوی ہے جو عبدالرزاق سے روایت کرتا ہے میں اس کو نہیں جانتا نہ اس کے بارے میں جرح منقول ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث اسی کی وضع کردہ ہے۔ امام سیوطی کا ارشاد ہے' کہ اس حدیث کی اور بھی اسناد ہیں۔ طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا' کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا اس بدو نے اونٹ چوری کیا ہے' تو اسی لمحے اونٹ نے کلام کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر اس شخص سے فرمایا: اے شخص! تو اس غلط بیانی سے باز آجا' کیونکہ اونٹ تیرے جھوٹا ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔

حضرت معاذ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں جس روز یمن بھیجا' انہیں اونٹ پر سوار کیا اور فرمایا: اے معاذ! روانہ ہوجاؤ یہاں تک جند کے مقام پر پہنچو وہاں جس جگہ اونٹ بیٹھنا چاہے اسے بیٹھنے دینا وہاں نماز پڑھنا اور مسجد بنا دینا۔ پس معاذ ؓ روانہ ہوگئے تا آنکہ جند پہنچ گئے وہاں اونٹ نے چکر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کردیا۔ انہوں نے دریافت کیا کیا اور بھی کوئی جند ہے' تو لوگوں نے بتایا ہاں جند رکلمہ ہے پس جب وہاں آئے' تو اونٹ بیٹھ گیا۔ معاذ اس سے اترے اذان دی پھر اٹھ کر نماز ادا کی جند یمن کا ایک شہر ہے۔

گھوڑے نے اطاعت کی

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفاشریف میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک سفر کے دوران نماز کیلئے اٹھے' تو اپنے گھوڑے سے فرمایا: (جسے آپ نے کھلا چھوڑ دیا تھا) کہ جب تک ہم نماز سے فارغ نہیں ہوتے' حرکت نہ کرنا' اللہ تجھے برکت عطا کرے' چنانچہ آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو اتنی دیر گھوڑے نے کسی عضو کو حرکت تک نہ دی اس میں نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کہ جانور نے آپ ﷺ کا کلام سمجھا اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی۔

خچر نے کلام سمجھ لیا اور حکم مانا

شیبہ بن عثمان حجبی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس ؓ سے فرمایا: عباس! کچھ کنکریاں اٹھا کر مجھ کو دینا' پس اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ کلام آپ کی خچری کی سمجھ میں ڈال دیا' وہ نیچے کی طرف جھک گئی یہاں تک کہ اس کا پیٹ زمین سے لگنے لگا' آپ نے تھوڑی سے کنکریاں لیکر دشمن کی طرف پھینکیں اور فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ

(البغوی' بیہقی' ابونعیم' ابن عساکر)

حضرت انس ؓ کی روایت ہے' کہ مسلمان جنگ حنین میں ہزیمت اٹھا چکے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنی مادہ خچر شہباء جس کا نام دلدل تھا' پر سوار تھے آپ ﷺ نے دلدل سے فرمایا: نیچی ہوجا' تو اس نے اپنا پیٹ زمین پر رکھ دیا' تو آپ ﷺ نے کنکریوں کو ایک مٹھی میں لیکر قبیلہ ہوازن کے منہ پر پھینکا اور فرمایا:

تو سب بنو ہوازن شکست خوردہ ہوگئے حالانکہ ہم نے نہ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ۔ (ابونعیم)

گدھے نے کلام کیا

ابن منظور سے مروی ہے' کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح فرمایا تو سیاہ رنگ کا ایک گدھا آپ کے ہاتھ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس گدھے سے کلام فرمایا: اور اس گدھے نے بھی جواباً کلام کیا۔ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جد کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا فرمائے جن پر سوائے انبیائے کرام کے کسی نے سواری نہیں کی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ

پر سواری فرمائیں گے اب ہماری نسل میں سوائے میرے اور کوئی نہیں ہے نہ آپ کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت تھا اور میں نے اسے جان بوجھ کر گرا دیا کرتا تھا۔ وہ مجھے بھوکا رکھتا اور میری پیٹھ پر مارتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اب تیرا نام یعفور ہے جب رسول اکرم ﷺ اسے کسی کو بلانے کے لئے بھیجتے' تو وہ اس شخص کے دروازے پر اپنا سر ٹکراتا جب صاحب خانہ باہر نکلتا' تو وہ گدھا اسے اشارے سے بتاتا کہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ السلام کی خدمت میں حاضر ہو' پھر جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوگیا' تو وہ گدھا ابی ہیثم بن تیہان کے کنوئیں پر آیا اور اسی غم میں اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا دیا۔ (ابن عساکر)[1]

ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قدرے اختلاف کے ساتھ یہی روایت نقل کی ہے۔[2]

واقدی کہتے ہیں کہ یعفور گدھا نبی اکرم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی پر مرگیا۔ نووی نے ابن صلاح سے نقل کرکے اسی پر جزم کیا ہے۔ اس لحاظ سے یعفور کی موت نبی اکرم ﷺ کے وصال شریف سے پہلے ہو چکی تھی۔

حدیث حمار کو ابو نعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' اور ابن حبان وغیرہ محدثین نے اس کی روایت کی ہے' کہ یہ متعدد اسناد سے مروی ہے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں شرعاً کوئی منکر بات نہیں' لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے لئے بطور معجزہ اس کا وقوع کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

تنبیہ

قسم سوم کے چوتھے باب میں بعض حیوانات (مثلاً اونٹ گھوڑا اور گدھا وغیرہ) کی صفات کی تبدیلی کے متعلق کافی تعداد میں احادیث گزر چکی ہیں کہ وہ جانور کمزور اور ست رو تھے' مگر نبی اکرم ﷺ کے لئے بطور معجزہ طاقتور اور تیزگام ہوگئے۔ میں نے ان احادیث کا تذکرہ اس مقام پر کرنے کی بجائے وہاں زیادہ مناسب سمجھا ہے۔

بکریوں کے ایک ریوڑ نے حضور کو سجدہ کیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ کچھ انصاری بھی ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں کا ایک ریوڑ تھا جس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بولے یارسول اللہ! ان بکریوں سے زیادہ ہم آپ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں سے کسی فرد کیلئے روا نہیں کہ وہ کسی شخص کو سجدہ کرے اگر کسی کو سجدہ کرنا ضروری ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (ابونعیم)

1۔ محدثین نے اسے منکر قرار دیا ہے' حافظ مزی نے اس کا شدید انکار کیا ہے۔ (ابن کثیر 4-11)2- ابن کثیر نے حدیث معاذ کے بارے میں لکھا ہے ہذا حدیث غریب جداً 4-12)

حضور ﷺ کا ایک بکری سے خطاب

رضین بن عطاء کہتے ہیں کہ ایک قصاب نے بکری ذبح کرنے کے لئے دروازہ کھولا تو وہ اس کے ہاتھ سے نکل بھاگی اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آگئی وہ قصاب بھی اس کے پیچھے آگیا اور اس بکری کو پکڑ کر ٹانگوں سے کھینچنے لگا۔ حضور ﷺ نے اس بکری سے فرمایا: اللہ کے حکم پر صبر کر اور اے قصاب! تو اسے نرمی کے ساتھ موت کی طرف لے جا۔

(مصنف عبدالرزاق)

ریوڑ کنکری کے اشارے سے مالک کے پاس پہنچ گیا

موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کا ایک حبشی غلام اپنے مالک کے ریوڑ میں تھا اس نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا اگر میں اسلام قبول کر لوں تو مجھے کیا صلہ ملے گا؟ آپ نے فرمایا: "جنت" تو اس نے اسلام قبول کر لیا پھر عرض کیا یارسول اللہ یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ریوڑ کو ہمارے لشکر سے نکال کر لے جا۔ پھر کنکری پھینک کر اس کے مالک کی طرف ہانک دے۔ اللہ تعالیٰ تیری اس امانت کو مالک تک پہنچا دے گا۔ اس نے یہ کام کیا تو ریوڑ اپنے مالک کے پاس آگیا' چنانچہ یہودی کو پتہ چلا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کر لیا ہے' تو اس نے غلام کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اس کالے غلام کو عزت عطا فرمائی ہے' اور اسے بھلائی کی طرف لے گیا ہے۔ اس کے سینے میں سچا اسلام تھا میں نے اس کے سرہانے دو حوریں دیکھی ہیں۔ (بیہقی) یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جسے بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا ہے۔

تنبیہ

کتاب کی اس قسم کے نویں باب "دودھ میں برکت مصطفیٰ" ﷺ کے ضمن میں بہت سے معجزات بکریوں سے متعلق آرہے ہیں۔

ایک ہرنی کی فریاد

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ صحرا میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا یارسول اللہ! حضور ﷺ نے متوجہ ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری طرف التفاف فرمایا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے قریب تشریف لائیے' تو نبی اکرم ﷺ نے قریب جا کر پوچھا: تیری کیا حاجت ہے؟ ہرنی بولی' اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے کھول دیجئے میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تو ایسا کرے گی؟ ہرنی نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے اللہ تعالیٰ عشار کے عذاب میں گرفتار کرے (عشار دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جو بوجھ کی وجہ سے فریاد کرتی ہے) پس نبی اکرم ﷺ نے اسے کھول دیا تو وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ حضور ﷺ نے اسے پھر باندھ دیا اسی دوران بدو جس نے ہرنی کو پکڑ رکھا

تھا' بیدار ہوگیا' اس نے دیکھ کر کہا یارسول اللہ ! آپ کو کوئی کام ہے؟ فرمایا: "ہاں" اس ہرنی کو رہا کردے۔ پس اس بدو نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ چوکڑیاں بھرتی ہوئی جارہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند میں اغلب بن تمیم ضعیف ہے لیکن حدیث کی متعدد سندیں اس بات کی شہادت دے رہی ہیں کہ واقعہ بے اصل نہیں ہے۔ (طبرانی' ابونعیم)

"مصنف علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ' ابوسعید خدری اور زید بن ارقم سے منقول تین روایات درج کی ہیں جن کا مفہوم وہی ہے جو حدیث ام سلمہ میں بیان ہوا ہے) بیہقی نے حدیث ابی سعید خدری کئی طرق سے روایت کی ہے جو ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں' لہٰذا معلوم ہوا کہ ہرنی والے قصہ کی اصل موجود ہے' اور تعدد طرق کی وجہ سے حدیث حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ علامہ ابن سبکی شرح مختصر ابن حاجب میں لکھتے ہیں کہ کنکروں کے تسبیح پڑھنے اور ہرنی کے بولنے کی احادیث اگرچہ اس زمانہ میں متواتر نہیں مگر زمانہ روایت میں متواتر تھیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔" میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تمام حدیثیں لوگوں کے درمیان مشہور ہیں"

بھیڑیا بول پڑا (متعدد روایات)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حرہ کے مقام پر ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ آور ہوا' تو چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان رکاوٹ بن گیا۔ بھیڑیا اپنی دم کے اوپر بیٹھ گیا۔ پھر کہنے لگا اے چرواہے' تو خدا کا خوف نہیں کرتا کہ تو میرے اور اس رزق کے درمیان حائل ہوگیا ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجا ہے۔ چرواہے نے تعجب کے ساتھ کہا' بھیڑیا بھی انسانوں کی طرح کلام کرنے لگا ہے" تو بھیڑیئے نے کہا: کیا تجھے اس سے زیادہ حیران کن بات نہ بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سنگلاخ وادیوں کے درمیان گزشتہ واقعات کی خبریں لوگوں کو سنارہے ہیں یہ سن کر چرواہا اپنی بکریاں ہانک کر شہر لے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بھیڑیئے کا قصہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا اس نے سچ کہا لوگو سن لو! انسانوں سے درندوں کا کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں گے اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات نہیں کرے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ مرد کو اس کی ران بتائے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی نے کیا کیا ہے؟

(احمد' ابن سعد' بزار' حاکم' بیہقی' ابونعیم' البدایہ ایضا 6-15)

اھبان بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ریوڑ میں تھے' کہ ایک بھیڑیئے نے اس کی بکری پر حملہ کردیا۔ وہ چلائے تو بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور مخاطب ہوکر بولا اے اھبان! جس دن تو غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کی کون حفاظت کرے گا؟ تو مجھ سے وہ رزق چھیننا چاہتا ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے کہا: بخدا! یہ تو حیران کن واقعہ ہے۔ اس

نے کہا: اس سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے' کہ رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے درمیان لوگوں کو گذشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں کی خبریں بتا رہے ہیں وہ لوگوں کو اللہ کی توحید اور عبادت کی طرف بلا رہے ہیں۔

یہ سن کر اھبان حضرت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بھیڑیئے کا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گئے۔

(تاریخ بخاری، بیہقی، ابو نعیم)

ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام احمد اور ابو نعیم نے بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دو روایات اسی مضمون کی نقل کی ہیں۔

محمد بن جعفر بن خالد دمشقی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی کے متعلق لوگوں کا خیال ہے' کہ بھیڑیئے نے ان سے کلام کیا تھا۔ وہ اپنی بھیڑوں کو چرا رہے تھے' تو ایک بھیڑیئے نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا اور تاکید کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کریں۔ حضرت رافع نے اس واقعہ کا تذکرہ اپنے ان اشعار میں کیا ہے۔

رَعَیْتُ الضَّـٰنَ اَحْمِیْهَا زَمَانًا مِنَ الضَّبعِ الْخمیعِ وکُلِّ ذِیب

میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ایک زمانہ تک انہیں شریر بجوؤں اور بھیڑیوں سے بچاتا رہا۔

فلمّا اَن سمعتُ الذئبَ نادی یُبَشِّرُنی بِاَحْمد مِنْ قریب

جب میں نے سنا کہ ایک بھیڑیا مجھے پکار رہا ہے' اور قریب سے مجھے احمد کی بشارت دے رہا ہے۔

سَعَیْتُ اِلَیْهِ قد شَمَّرْتُ ثَوبِی عَنِ السَّاقَیْنِ اَقْصُدُ لِلرَّکِیْب

تو میں اس کی طرف بھاگ کر گیا' میں نے لنگوٹ کس لیا اور سفر کا قصد کیا

فَاَلْفَیْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ قَوْلاً صَدُوْقًا لَیْسَ بِالْقَولِ الْکَذُوْب

تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس حال میں پایا کہ انتہائی سچی بات کہہ رہے تھے جو ہرگز جھوٹی نہ تھی۔

فَبَشَّرنی لِدِیْنِ الْحَقِّ حَتّٰی تَبَیَّنَتْ الشَّرِیْعَةَ لِلْمُنِیْب

تو آپ نے دین حق میرے لئے آسان کر دیا یہاں تک کہ مجھے واضح ہو گیا' کہ شریعت رجوع کرنے والے کیلئے ہے۔

وَاَبصرْتُ الضِّیَاءَ یَضِیْئُ حَوْلِیْ اَمَامِیْ اِنْ سَعَیْتُ وَ عَنْ جُنُوْبِیْ

میں نے ایک روشنی دیکھی جس سے میرا ماحول جگمگا اٹھا اگر میں چلوں تو وہ روشنی آگے بھی ہے' اور ساتھ بھی

اِلَاّ اَبلِغ بَنِیْ عَمْرٍ و بَنِ عَوْفٍ وَاَخُوتَهمْ جدیْلَة اِنْ اَجِیْبِیْ

اے سننے والو! عمرو بن عوف کے قبیلے اور ان کے بھائیوں جدیلہ کو بتا دو کہ وہ مصطفیٰ ﷺ

دُعَاءَ الْمُصْطَفٰی لَا شَکَّ فِیْهِ فَاِنَّکَ اِنْ اَجَبْتَ فَلَنْ تُخَیَّبِیْ

کی دعوت قبول کریں جس میں کوئی شک نہیں اگر تم قبول کر لو گے' تو گھاٹے میں نہیں رہو گے۔ (ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ریوڑ

میں سے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے اس کے پیچھے بھاگے' بھیڑیئے نے ان سے کہا: یہ خوراک ہے جو اللہ نے مجھے دی ہے تم مجھ سے یہ خوراک چھیننا چاہتے ہو۔ چرواہے اس کی یہ بات سن کر ششدر رہ گئے۔ اس نے کہا: تمہیں بھیڑیئے کے کلام سے تعجب ہوا ہے حالانکہ محمد (ﷺ) پر وحی اتری ہے جو کہ اس سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ (ابو نعیم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک بھیڑیا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ پھر دم ہلانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھیڑیوں کا نمائندہ بن کر آیا ہے' اور یہ مطالبہ کرتا ہے' کہ تم اپنے مالوں میں سے ان کا حصہ ٹھہرا دو۔ (بزار' سعد بن منصور' بیہقی)

حمزہ بن ابی اسید سے مروی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے لئے نکلے کہ ایک بھیڑیا راستے میں پاؤں پھیلائے نظر پڑا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ تم سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے تم اس کا حصہ مقرر کرو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی کیا رائے سامی ہے؟ فرمایا: ہر ریوڑ میں سے سالانہ ایک بکری' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ تو بہت زیادہ ہے پس آپ نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ فرمایا: کہ ان سے اچک لینا اس کے بعد بھیڑیا چلا گیا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

اسی مضمون کی ایک روایت مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے نیز ایک مزنی شخص اور سلیمان بن یسار سے واقدی اور ابو نعیم نے روایت کی ہیں۔

قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابن واہب نے روایت کی کہ ایک بھیڑیئے نے ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ سے ان کے اسلام لانے سے قبل کلام کیا واقعہ یوں ہے' کہ ایک بھیڑیا ایک ہرن کو پکڑنا چاہتا تھا وہ حرم شریف سے باہر اس ہرن کے پیچھے بھاگا تو ہرن بھاگ کر حرم شریف میں آگیا' بھیڑیا اسے چھوڑ کر لوٹ گیا' تو اس بات سے ابو سفیان اور صفوان کو بڑی حیرانی ہوئی۔ بھیڑیئے نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز یہ بات ہے' کہ محمد ﷺ مدینہ شریف میں تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور تم ان کو آگ کی طرف دعوت دیتے ہو' یہ سن کر ابو سفیان نے کہا لات و عزیٰ کی قسم! اگر تو یہ بات مکہ مکرمہ میں کہتا' تو قبیلے کی بوڑھی بیوہ عورتیں لات و عزیٰ سے کنارہ کشی کر لیتیں۔

ضب کی گواہی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محفل میں تشریف فرما رہے تھے' کہ بنی سلیم کا ایک بدو ضب (گو) کا شکار کر کے آیا۔ اس نے کہا: لات و عزی کی قسم! میں آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ یہ ضب آپ پر ایمان نہیں لاتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ضب! تو اس ضب نے صاف عربی زبان میں جسے تمام حاضرین سمجھ رہے تھے' جواب دیا لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
فرمایا: مَنْ تَعْبُدُ تو کس کی عبادت کرتی ہے' تو اس نے کہا: اَلَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ وَ فِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَ فِی النَّارِ عَذَابُهٗ

میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے جس کی حکومت زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے' اور جس کا عذاب جہنم میں ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: فَمَنْ اَنَا بھلا یہ تو بتا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ

آپ رب اللعالمین کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں جس نے آپ ﷺ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے تکذیب کی وہ گھاٹے میں رہا پس یہ سن کر وہ بدو ایمان لے آیا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث دیگر طرق سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کو ابو نعیم نے دوسری اسناد کے ساتھ اخراج کیا ہے ایسی ہی ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کی تخریج ابن عساکر نے کی ہے۔

دار قطنی نے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے' کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کی ایک محفل میں تشریف فرما تھے' کہ اسی اثناء میں بنو سلیم کا ایک بدو ایک گو کا شکار کرکے آیا اس نے یہ گو اپنے بازو کے کپڑے میں ڈال رکھی تھی تاکہ گھر جا کر اسے بھونے اور کھائے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت دیکھی تو پوچھا: اس جماعت کا سربراہ کون ہے' تو اسے بتایا گیا' کہ اس جماعت کا سردار وہ ہے جو نبی ہونے کا مدعی ہے پس وہ آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا اے محمد! اگر مجھے عرب جلد باز نہ کہیں تو میں آپ ﷺ کو قتل کر دیتا اور سب لوگوں کو خوش کرتا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ بردبار شخص تو قریب ہے' کہ نبی بن جاتا؟ پھر اس بدو نے نبی اکرم ﷺ کی طرف رخ کیا اور اپنی آستین سے ضب نکال کر کہا لات و عزیٰ کی قسم! میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا یا پھر یہ ضب آپ پر ایمان لائے۔ ساتھ ہی اس نے ضب نبی اکرم ﷺ کے سامنے ڈال دی۔ (بقیہ حصہ پہلی حدیث کی مانند ہے البتہ! آخر میں یہ اضافہ ہے)

اس بدو نے کہا: یارسول اللہ! جس وقت میں آپ کے پاس آیا تھا تو کوئی شخص میرے نزدیک آپ سے زیادہ قابل نفرت نہ تھا اللہ کی قسم! اس گھڑی مجھے اپنی جان اولاد سے زیادہ محبوب ہیں' میں آپ پر ہر بن مو' ظاہر و باطن سے ایمان لایا ہوں" حضور ﷺ نے فرمایا: مستحق حمد وثناء ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے تمہیں دین حق کی طرف ہدایت کی۔ یہ دین جو ہمیشہ غالب رہتا ہے' اور کوئی دین اس پر غالب نہیں آسکتا' اللہ اس دین کو بغیر نماز کے قبول نہ کرے گا' نہ نماز بغیر قرآن کے قبول کرے گا' تو اس بدو نے گزارش کی کہ مجھے تعلیم دیجئے' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں نے بسیط کلام یا رجز میں اس سے بہتر کلام نہیں سنا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ رب اللعالمین کا کلام ہے۔ شعر نہیں ہے جب تم سورہ اخلاص ایک بار پڑھو گے' تو گویا تم نے تہائی قرآن پڑھ لیا۔ دوبار سورہ اخلاص کو پڑھا تو دو تہائی قرآن کے برابر ہوا اور تین بار پڑھنے سے گویا تم نے پورا قرآن ختم کرلیا۔ اعرابی نے

عرض کیا ہاں' اللہ ہمارا معبود ہے۔ وہ معمولی سی چیز قبول کرلیتا ہے' اور بہت زیادہ عطا کرتا ہے'

پھر حضور ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کیا' بنو سلیم میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں' آپ ﷺ نے اصحاب کرام سے فرمایا: اسے عطا کرو' تو انہوں نے اتنا دیا کہ اسے مالدار بنا دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بولے یارسول اللہ! میں اسے وہ اونٹنی دیتا ہوں جو آپ ﷺ نے تبوک کی لڑائی میں مجھے عطا کی تھی جس کا کوئی اونٹنی مقابلہ نہیں کرسکتی۔ میں اس کے ذریعے اللہ کا تقرب چاہتا ہوں' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسی عمدہ اونٹنی کے عوض تجھے قیامت کے دن جو فدار موتی کی اونٹنی عطا ہوگی جس کے پاؤں زبرجد کے ہوں گے اس کی گردن سرخ موتی کی ہوگی اس کے ہودج پر ریشمی غالیچے ہوں گے تمہیں دوزخ کے پل سے بجلی کی سرعت سے پار لے جائے گی۔ اس کے بعد وہ بدو نبی اکرم ﷺ کے پاس سے چل دیا راستے میں اسے ایک ہزار سوار قبیلہ سلیم کے ملے جو تیرو تفنگ سے مسلح تھے۔ اس بدو نے ان سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: اس شخص کی طرف جو نبوت کا مدعی ہے' تو اس بدو نے کہا:

انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدًا رسول اللہ

انہوں نے کہا: تو تو بے دین ہوگیا ہے' اس بدو نے انہیں سارا ماجرا سنایا تو سب نے کہا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' تو آپ نے ان کا استقبال کیا' وہ اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور پیادہ پا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پڑھتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے" اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی حکم فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: تم خالد بن ولید کی قیادت میں جہاد کرو' ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے قبل اتنی بڑی تعداد نے کبھی بیک وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

شیر نے حضرت سفینہ کی رہنمائی کی

خادم رسول ﷺ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ سمندری سفر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے وہ کشتی ٹوٹ گئی اور میں اس کشتی کے ایک تختہ پر بیٹھ گیا جس نے مجھ کو خشکی کے ایک خاردار جھنڈ میں پہنچا دیا۔ اس جھنڈ میں ایک شیر تھا اسے دیکھ کر میں خوفزدہ ہوگیا میں نے اس سے کہا: اے اباالحارث! میں سفینہ ہوں' رسول اللہ ﷺ کا غلام' یہ سن کر اس نے اپنا سر جھکا دیا' آگے بڑھ کر اس نے اپنا کندھا ہلایا گویا وہ مجھے راستہ دیکھا رہا ہے وہ میرے ہمراہ چلا یہاں تک کہ مجھے راستے پر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ گرجا' تو میں نے خیال کیا' کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

(ابن سعد' ابو یعلی' بزار' ابن مندہ' حاکم بیہقی' ابونعیم)

کاشانہ اقدس کے ایک جانور کی دلچسپ حالت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آل رسول کے پاس ایک وحشی جانور تھا جب رسول اللہ

ﷺ باہر تشریف لے جاتے‘ تو وہ کھیلتا‘ کودتا اور آتا جاتا تھا پھر جب رسول خدا ﷺ تشریف لے آتے‘ تو دبک کر بیٹھ جاتا جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں موجود رہتے کوئی حرکت نہ کرتا‘ ہیثمی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

چڑیا کی فریاد

بیہقی‘ ابونعیم اور ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے‘ ہم ایک درخت کے قریب سے گزرے جس میں حمرہ (چڑیا) کا گھونسلہ تھا‘ تو ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے۔ وہ حمرہ بار بار رسول اللہ ﷺ کے اوپر آکر اڑتی اور کچھ کہتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کسی نے اس کے بچوں کو پکڑ کر اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ ہم نے عرض کیا‘ کہ ہم نے اس کے بچے پکڑے ہیں‘ فرمایا: انہیں ان کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں واپس رکھ دیا۔

کوا موزہ لے اڑا جس میں سانپ تھا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے‘ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزے طلب فرمائے۔ پھر ایک موزہ پہنا ہی تھا کہ اسی اثناء میں دوسرا موزہ ایک کوا لے اڑا‘ اس نے اوپر سے وہ موزہ پھینکا‘ تو اس سے ایک سانپ نکلا‘ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے۔ (ابونعیم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے‘ کہ نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے‘ تو وہ دور نکل جاتے‘ ایک دن آپ تشریف لے گئے اور موزے اتار کر ایک درخت کے نیچے بیٹھے‘ پھر جب آپ نے ایک موزہ پہنا‘ تو دوسرا موزہ ایک پرندہ لے اڑا جس نے فضا میں جا کر اس کو الٹا‘ تو اس میں سے کینچلی اترا ہوا کالا سانپ برآمد ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ہے وہ عزت و کرامت جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

ایک جانور کا شوق دیدار میں بے چین رہنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے‘ کہ ہمارے ہاں ایک پالتو جانور تھا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما ہوتے‘ تو وہ جانور سکون کے ساتھ ایک جگہ پر بیٹھا رہتا نہ کہیں جاتا نہ آتا اور جب رسول اکرم ﷺ باہر تشریف لے جاتے‘ تو گھر میں بے چین ہو کر چکر لگاتا رہتا‘ کیونکہ اس وقت گھر میں کوئی ایسا نہ ہوتا جس سے اسے خوف ہو۔ اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے محروم ہو کر بے قرار ہو جاتا اور شوق دیدار میں بے کل رہتا۔ (احمد بزار)

نومولود بچے نے رسالت محمدیہ کی گواہی دی

معرض یمامی کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج ادا کیا‘ میں ایک گھر کے اندر داخل

ہوا' تو وہاں رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا' میں نے وہاں یہ حیران کن واقعہ بھی دیکھا کہ یمامہ کا ایک شخص اپنے نومولود بچے کو لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے اس نومولود سے پوچھا: یَا غُلَامُ مَنْ اَنَا اے بچے! میں کون ہوں؟ اس نے کہا: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔

پھر اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ ہم اسے مبارک الیمامہ کہتے تھے۔

(بیہقی' دار قطنی' حاکم' خطیب بغدادی)

حافظ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایسا شخص لایا گیا جس نے جوانی تک بات نہیں کی' نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: من انا میں کون ہوں تو اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اسے نبی اکرم ﷺ کے لئے معجزانہ طور پر قوت گویائی عطا فرما دی۔

باب ہفتم

نبی اکرم ﷺ

کا

معجزہ علم غیب

فصل اول

ماضی و مستقبل کے مغیبات کی خبریں

چونکہ یہ فصل اس کتاب کی سب سے بڑی فصل ہے' لہٰذا اس کے اصناف معجزات کی پہچان کے لئے میں نے اسے کثیر عنوانات میں تقسیم کردیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف ایک فصل نہیں بلکہ بہت سی فصول کا مجموعہ ہے جو علم مغیبات کے یگانہ فوائد پر مشتمل ہے۔

مسئلہ علم غیب کی وضاحت

یہ بات ذہن نشین رہے' کہ علم غیب بالذات خاصہ ربانی ہے' اور جن علوم غیبیہ کا ظہور نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس یا دیگر انبیائے کرام کی زبانوں پر ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی یا الہام ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "بخدا! میں تو وہی کچھ جانتا ہوں جس کا علم مجھے میرا پروردگار عطا فرماتا ہے" لہٰذا جس قدر غیوب کی خبریں نبی اکرم ﷺ سے وارد ہوئی ہیں وہ سب باعلام خداوندی ہیں تاکہ وہ آپ ﷺ کی نبوت کے ثبوت اور رسالت کی صحت پر دلالت کریں۔
نبی اکرم ﷺ کے اطلاع علی الغیب کا معاملہ بہت مشہور و معروف اور امت محمدیہ میں شائع وائع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ رسالت کے کفار آپس میں کہا کرتے تھے "کہ خاموش رہو اگر ہمارے پاس کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو جاکر ہماری باتیں محمد رسول اللہ ﷺ کو بتائے' تو بطحاء کے پتھر بھی بول کر آپ ﷺ کو خبر کردیں گے۔
طبرانی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ

بے شک اللہ نے دنیا میرے لئے اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی ہے' میں اس کی طرف اور اس میں قیامت تک ہونے والے واقعات و حوادث کو یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَفِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ یَتْلُوْ کِتَابَہٗ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الصُّبْحِ سَاطِعٌ

اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جب اٹھنے والی صبح سے بھلائی پھوٹتی ہے

اَرَانَا الْھُدٰی بَعْدَ الْعُمٰی فَقُلُوْبُنَا بِہٖ مُوْقِنَاتٌ اِنَّ مَاقَالَ وَاقِعٌ

آپ نے ہمیں اندھے پن کے بعد راستہ دکھایا پس ہمارے دل یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ جو فرمائیں گے لامحالہ وہ واقع ہو کر

رہے گا"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

نبیٌّ یَرٰی مالاَ یرَی النَّاسُ حَوْلَہٗ ویتلُوْ کتاب اللّٰہِ فی کُلِّ مشہد

نبی علیہ السلام اپنے اردگرد وہ کچھ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے آپ ہر مجلس میں اللہ کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔

فانْ قَالَ فِیْ یوْمٍ مقَالَۃَ غَائبٍ فتصدِ یقُھا فی ضحْوۃِ الْیَوْمِ اوْغد

اگر آپ نے کسی روز غائب کی بات بتائی تو اس کی تصدیق اسی روز چاشت کے وقت آجاتی ہے یا اگلے روز واقع ہوجاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم اس خوف سے اپنی عورتوں سے گفتگو اور دل لگی سے پرہیز کرتے تھے' کہ کہیں ہمارے بارے میں کوئی وحی نہ اتر آئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا' تو ہم اپنی عورتوں سے گفتگو کرنے لگے۔ (بخاری)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ ایک کپڑے میں ہوتے ہوئے بھی معاملات محبت سے باز رہتا کہ کہیں اس کے بارے میں حکم آسمانی نہ نازل ہوجائے' (بیہقی)

اس باب کے معجزات بے شمار ہیں جن کا احاطہ ان کی کثرت کی وجہ سے ناممکن ہے۔ یہ معجزات اکثر اوقات مطالبے پر ظاہر ہوئے اور کبھی تقاضائے مناسبات کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی زیادہ تعداد انہی پر مشتمل ہے امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مشہور و معروف معجزات میں سے ہے جن کا ہمیں قطعی علم ہے' اور جو کثرت روات اور اتفاق معانی کی وجہ سے بطریق تواتر ہم تک پہنچے ہیں"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

قَالَ لَقَدْ تَرَکْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَمَا یَحَرِّکُ طَائِرٌ جَنَاحَیْہِ اِلاَّ ذَکَرَ لَنَا مِنْہُ عِلْمًا

کہ انہوں نے کہا:' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ فضائے آسمانی میں کوئی پرندہ پر مارتا ہے' تو ہمیں اس کا علم بھی دیدیا۔

عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف لا کر خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترنے اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر آپ پھر منبر پر جلوہ گر ہوئے اور عصر تک تقریر فرمائی۔ اس کے بعد منبر سے اتر کر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور تقریر جاری رکھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ پس آپ نے ہمیں قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ ہم میں سے بڑا عالم وہ ہے جس نے اس تقریر کو یاد رکھا (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے (اور آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اور اس خطبہ میں) آپ ﷺ نے قیامت تک ہونے والی کوئی بات نہ چھوڑی مگر یہ کہ اس کا آپ نے ذکر فرمایا: جس نے اسے یاد رکھا۔ اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا یقیناً جب کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں جب وہ سامنے آتی ہے' تو فوراً یاد آجاتی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی کے چہرے کو یاد کرلیتا ہے جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے' پھر سامنے آتا ہے' تو اسے پہچان لیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

امام مسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ اَخْبَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِمَا هُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَمَا مِنْهُ شَیْئٌ اِلاَّ وَ قَدْ سَاَلْتُهُ عَنْهُ اِلاَّ اَنِّی لَمْ اَسْاَلْهُ مَایُخْرِجُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ مِنَ الْمَدِیْنَةِ

فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات و حوادث کی خبر دی' ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جس کے متعلق میں نے آپ ﷺ سے سوال نہ کیا ہو' سوائے اس کے کہ میں نے یہ دریافت نہیں کیا' کہ وہ کونسی چیز ہے جو اہل مدینہ کو مدینہ سے نکال باہر کرے گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھلا دیئے گئے ہیں۔ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت کے دن تک فتنہ کا باعث ہوگا جس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو یا تین سو سے زیادہ ہو یہاں تک کہ ہم کو اس کے باپ اور قبیلہ تک کا نام بتا دیا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے' کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ فرمایا: آج مجھ سے تم جس چیز کے بارے میں پوچھو گے' تو میں اس کی تمہیں خبر دوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں ہم اس وقت دیکھ رہے تھے' کہ جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ ہیں یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! ہم لوگ نئے نئے جاہلیت سے نکل کر آئے ہیں' لہٰذا ہمارے عیب ظاہر نہ فرمایئے ہمیں معاف فرمایئے اللہ آپ کا اقبال بلند فرمائے۔ (ابو یعلی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ امن کے ساتھ رہے گا یہاں تک کہ لوگ انہیں دین سے برگشتہ کرکے کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر ایک شخص نے اٹھ کر سوال کیا یارسول اللہ! کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا' اس نے پوچھا: یارسول اللہ! میں جنتی ہوں یا جہنمی؟ آپ نے فرمایا: تو جہنمی ہے' بعدازاں فرمایا: تم لوگ خاموش رہا کرو جب تک کہ میں خاموش رہوں اگر تمہارا ایک دوسرے کو دفن کرنے کا معاملہ پیش نظر نہ ہوتا' تو میں تمہیں اہل جہنم کے ایک گروہ کے متعلق ضرور خبر دیتا یہاں تک کہ تم ان کو پہچان لیتے اور اگر مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا' تو میں ایسا ضرور کرتا۔

(ابو یعلی' سند لاباس بہ)

یہاں یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ مغیبات کی خبریں بہت زیادہ ہیں جن کا شمار ممکن نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ اکثر اوقات مختلف معاملات میں کئی اسباب کی وجہ سے غیب کی خبریں دیتے رہتے تھے۔ محدثین نے ان غیبی اخبار کو اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے، اور ان میں سے ہر ایک نے معتدبہ حصہ ہی تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے میرے لئے ان غیبی اخبار میں سے مقدار وافر جمع کرنے کی آسانی پیدا فرما دی ہے جنہیں میں نے اس کتاب کے بنیادی پانچ ماخذوں سے لیکر حسن ترتیب کے ساتھ مرتب کردیا ہے۔ اب یہ ایک مستقل تالیف بن گئی ہے جو ناظرین کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ میں نے اس قسم سوم کا بڑا حصہ چھان پھٹک کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خصائص کبریٰ سے جمع کیا ہے، اور معجزات، فضائل اور دلائل کو ان کے مناسب ابواب میں بانٹ دیا ہے۔ خصائص کبریٰ انتہائی فائدہ مند اور وسیع کتاب ہے جو اس باب میں لکھی جانے والی سب کتابوں سے زیادہ جامع ہے سوائے میری اس کتاب حجۃ اللہ کے، کیونکہ یہ بحمداللہ تعالیٰ جمع و تالیف، حسن وضع و ترتیب میں اس کتاب سے بڑھ کر ہے، اور تفصیل وتبویب کے لحاظ سے زیادہ کامل ہے مگر وہ کتاب میری اس کتاب کی اساس و بنیاد ہے۔ وہ اگر نہ ہوتی تو میری یہ کتاب اس فضیلت سے متصف نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف پر رحم فرمائے اور قیامت کے روز سیدالمرسلین ﷺ کے جھنڈے تلے ان کے زمرہ میں میرا حشر فرمائے۔ آمین۔

1- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی غیبی خبر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا کر لے آؤ تاکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ایک وصیت لکھ دوں مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استحقاق خلافت میں) گفتگو کرے گا یا کوئی (خلافت کا) متمنی اس کی تمنا کرے گا مگر اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نہیں مانیں گے۔ (بخاری، مسلم)

2- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے جنت کی خوشخبری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بار فرمایا: "ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا" تو اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے پہلے بھی کئی بار انہیں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ (حاکم)

3- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْتَدُوا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ	میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا

خلافت راشدہ کی ترتیب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک باغ میں تھا تو کسی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، حضور ﷺ

نے فرمایا: انس جا کر دروازہ کھولو' اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور میرے بعد خلافت کی بشارت دو' میں نے دروازہ کھولا' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اٹھو' دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت نیز ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا' تو وہ دستک دینے والے عمر رضی اللہ عنہ تھے' بعدازاں ایک اور شخص آیا جس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا: جا کر دروازہ کھولو نیز آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو پھر خلافت کی بشارت دیکر انہیں بتاؤ کہ انہیں شہید کیا جائے گا میں نے دروازہ کھولا' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ (ابو نعیم بزار' ابو یعلی' ابن ابی خیثمہ)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی تعمیر کروائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے اور اسے رکھا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے اور اس کو رکھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ایک پتھر اٹھا کر لائے اور اس پتھر کو رکھا۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد والیان امر یعنی خلفاء اسی ترتیب سے ہوں گے۔

(ابو یعلی' حارث بن سلامہ' ابن حبان' حاکم' بیہقی' ابو نعیم)

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلافت اسی ترتیب سے ہوگی بلکہ بعض روایات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے' کہ جب نبی اکرم ﷺ سے امر خلافت کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ لوگ میرے بعد میرے خلفاء ہوں گے۔ امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں اس روایت کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسے حاکم نے متدرک میں حکم صحت کے ساتھ نقل کیا ہے۔

بارہ خلفاء کی پیش گوئی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ عنقریب تم میں بارہ خلفاء ہوں گے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد زیادہ عرصہ نہیں رہیں گے اور سرزمین عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو قابل تعریف ہوگی اور وہ شہادت کا درجہ پائے گا۔ ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عمر بن الخطاب" اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے عثمان! لوگ تم سے اس قمیص (قبائے خلافت) کو اتروانا چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو پہنائی ہوگی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: اگر تم نے اس قمیض کو اتار دیا' تو اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے۔ (بیہقی' ابو نعیم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی مصطلق کے وفد نے مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا اور کہا: کہ حضور ﷺ سے دریافت کیجئے کہ اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالے

کریں۔ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہہ دو کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیں۔ انہوں نے پوچھا: اگر ابوبکر صدیق نہ ملیں تو اپنے صدقات کس کے سپرد کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہو اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ملیں تو عمر کے سپرد کریں انہوں نے پھر دریافت کیا' کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ بھی نہ ہوں تو؟ فرمایا: پھر تم صدقات عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کردینا اور اس روز ان کی تباہی و بربادی ہوگی جس دن عثمان شہید کردیئے جائیں گے۔ (بیہقی' ابونعیم)

ایک صدیق' دو شہید اور جنت کی خوشخبری

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن احد پہاڑ لرزنے لگا' اس وقت رسول اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کے اوپر تھے۔ آپ ﷺ نے (احد کو ٹھوکر مار کر) فرمایا: اے احد! ٹھہر جا' تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں' چنانچہ اس غیبی خبر کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طبعی موت کا ذائقہ چکھا۔ (ابو یعلی. سند صحیح)

دوسری روایت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے' کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے (اپنے خادم کو) حکم دیا کہ انہیں اندر آنے کی اجازت دو نیز انہیں جنت کی بشارت دو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا' تو حضور ﷺ نے فرمایا: انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور ساتھ ہی جنت کی بشارت دو۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو فرمایا: انہیں اجازت دو نیز انہیں جنت اور شہادت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ (طبرانی)

خلفائے ثلاثہ کیلئے جنت کی خوشخبری

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ بیر اریس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے اور ازار بند سمیٹ کر کنوئیں میں اپنے پائے اقدس لٹکائے۔ میں نے عرض کیا' کہ دربانی کے فرائض آج میں سرانجام دوں گا۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا۔ ذرا انتظار کیجئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس جاکر کہا۔ یہ ابوبکر صدیق ہیں جو حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "ان کو آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت سناؤ" پس وہ آکر حضور ﷺ کے پاس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد عمر رضی اللہ عنہ آگئے تو میں نے حضور ﷺ کو اس کی اطلاع کی۔ فرمایا: انہیں اندر آنے دو نیز انہیں جنت کی خوشخبری سناؤ۔ وہ بھی حضور ﷺ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! عثمان رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور باریابی کی اجازت طلب کرتے ہیں' فرمایا: انہیں اجازت دو نیز انہیں اس مصیبت کی وجہ سے جنت کی بشارت دو جس

میں وہ مبتلا ہوں گے۔ وہ اندر آئے اور دیکھا کہ منڈیر پر جگہ نہیں ہے تو سامنے کے رخ پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لئے۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ ان تینوں کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمان کی قبر الگ ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

خلفائے راشدین کے لئے جنت کی ایک اور بشارت

حضرت زید بن ارقم ﷜ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر ﷜ کے پاس بھیجا اور فرمایا: وہ گھر میں گوٹھ مار کر بیٹھے ہوں گے ان کو جا کر میرا سلام کہو اور جنت کی خوشخبری سناؤ پھر عمر ﷜ کے پاس ثنیہ جاؤ وہ تمہیں گدھے پر سوار ملیں گے ان کا گنجا پن چمک رہا ہوگا ان کو بھی میرا سلام کہو اور جنت کا مژدہ دو پھر عثمان ﷜ کے پاس آؤ وہ تمہیں بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے ملیں گے ان کو میرا سلام کہو اور انہیں خوشخبری دو کہ ایک بڑی مصیبت کے بعد آپ کو جنت نصیب ہوگی، چنانچہ میں روانہ ہوگیا اور ان تمام اصحاب کو اسی حالت میں پایا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی تو میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ (طبرانی، بیہقی)

حضرت علی المرتضیٰ ﷜ کے لئے غائبانہ خبر

حضرت جابر ﷜ ذکر کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک عورت کے پاس آیا، اس نے ہمارے لئے ایک بکری ذبح کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی ایک جنتی شخص آنے والا ہے تو اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق ﷜ داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ایک اور جنتی شخص داخل ہونے والا ہے تو حضرت عمر ﷜ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا: ابھی ایک اور شخص جو اہل جنت میں ہے، آنے والا ہے اے اللہ! اگر تو چاہے، تو آنے والے شخص کو علی بنا دے" چنانچہ حضور ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق حضرت علی ﷜ اندر داخل ہوئے۔ (حاکم)

احمد بزار اور طبرانی کی روایت ہے حضرت جابر بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت سعد بن ربیع سے ملاقات کیلئے نکلے وہاں آپ نے مذکورہ بالا پیش گوئی فرمائی اور اس میں حضرت عثمان ﷜ کا نام بھی لیا"

حضرت عمر ﷜ کے لئے باعزت زندگی اور باشرف شہادت کی خبر دی

مزنی قبیلہ کے ایک شخص نے بیان کیا، کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر ﷜ پر کپڑوں کا جوڑا دیکھ کر دریافت فرمایا: کیا یہ کپڑے نئے ہیں یا دھلے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! دھلے ہوئے ہیں فرمایا:

یا عمر البس جدیدا و عش حمیدًا و توف شهیدا اشهد انک رسول اللہ

اے عمر! ﷜ نئے کپڑے پہنو، عزت کے ساتھ زندہ رہو اور شہادت کی موت مرو۔ (ابن سعد ﷜)

سمندر کی طرح تلاطم خیز فتنہ کی خبر

ایک دفعہ حضرت عمر ﷜ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا: حضور ﷺ نے فتنہ کے متعلق جو ارشاد فرمایا تھا' وہ تم میں سے کس کو زیادہ یاد ہے؟ حضرت حذیفہ ﷜ بولے! مجھے وہ ارشاد یاد ہے۔ انسان کو اہل و عیال اور دولت و مال میں جو فتنہ پیش آتا ہے اس کا تدارک نماز' صدقہ اچھی بات کے کہنے اور بری باتوں سے روکنے سے ہوجاتا ہے۔ حضرت عمر ﷜ نے فرمایا: میں اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ میں تو اس فتنہ کے متعلق دریافت کررہا ہوں جو سمندر کی طرح موجزن ہوگا۔ حضرت حذیفہ ﷜ نے کہا: اے امیرالمومنین! اس فتنہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا' کیونکہ اس کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے" فرمایا یہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟ حضرت حذیفہ نے جواب دیا "یہ بند دروازہ توڑ دیا جائے گا" فرمایا پھر تو یہ کبھی بند نہ ہوسکے گا۔ "انہوں نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے" راوی کہتا ہے' کہ حضرت حذیفہ سے پوچھا گیا' کہ کیا حضرت عمر ﷜ کو علم تھا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! ان کو اس کا اسی طرح علم تھا جس طرح اس بات کا یقینی علم ہے' کہ آج کے بعد کل آئے گا۔ مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ سے پوچھا: تو انہوں نے بتایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر ﷜ کا وجود تھا" نیز کہا: کہ میں نے یہ حدیث کوئی معمہ نہیں بیان کیا۔

(بخاری' مسلم)

حضرت عثمان بن مظعون ﷜ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ حضرت عمر ﷜ کے بارے میں فرما رہے تھے۔ یہ فتنے کا بند دروازہ ہے' حضرت عمر جب تک زندہ رہیں گے تمہارے اور فتنہ کے درمیان ایک سخت بند دروازہ رہے گا (بزار' طبرانی' ابونعیم)

طبرانی حضرت ابوذر ﷜ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم فتنہ میں مبتلا نہ ہوگے جب تک یہ (یعنی عمر) تمہارے درمیان موجود رہیں گے۔

ایک بار حضرت خالد بن ولید ﷜ نے شام میں خطبہ دیا' تو ایک شخص نے ان سے کہا اے امیر ٹھہریئے فتنے پھوٹ پڑے ہیں۔ فرمایا نہیں ابھی عمر بن خطاب زندہ ہیں۔ ان کا ظہور تو عمر ﷜ کی شہادت کے بعد ہوگا۔

حضرت خالد ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے تھے۔ ظاہر ہے' کہ انہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ سے یا کسی صحابی سے سنی ہوگی۔

شہادت عثمان ﷜ کی خبر (چند روایات)

حضرت زید بن ثابت ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میرے پاس سے عثمان گزرے' اس وقت ایک فرشتہ میرے پاس تھا۔ اس فرشتے نے کہا: عثمان کو اس کی قوم شہید کرڈالے گی حالانکہ ہم بھی اس سے حیاء کرتے ہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ ﷜ نے حضرت عثمان ﷜ کے محاصرہ کے زمانے میں بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا کہ عنقریب فتنہ اور اختلاف پیدا ہو گا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں (کہ اس زمانے میں ہم کیا کریں) فرمایا تم پر لازم ہے' کہ تم اپنے امیر یعنی عثمان اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ دو' (حاکم' بیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت ان کا رنگ متغیر تھا' پھر جب محاصرہ کا دن آیا۔ ہم نے عرض کیا آپ اہل شورش سے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: میں جنگ نہیں کروں گا' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے اس بات کا وعدہ لے رکھا ہے' لہٰذا میں اس وعدے پر پابند رہوں گا۔ (ابن ماجہ' حاکم' بیہقی' ابو نعیم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! عنقریب میرے بعد تمہیں خلافت ملے گی اور منافق تمہیں اس سے معزول کرنے کی کوشش کریں گے۔ پس ہرگز اس کو چھوڑنا نہیں' اس روز روزہ رکھ لینا اور میرے ہاں افطار کرنا (ابن عدی' ابن عساکر)

حضرت مرہ بن کعب بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ فتنے کا ذکر فرما رہے تھے' کہ اسی اثناء میں ایک شخص جس نے منہ پر کپڑا ڈال رکھا تھا' گزرا۔ آپ نے فرمایا: یہ شخص اس روز ہدایت پر ہو گا میں نے اٹھ کر دیکھا' تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

حافظ سلفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: کہ پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گی اور اس کا آخری سلسلہ دجال کا ظہور ہے مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری زندگی ہے جس شخص کے دل میں قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی ذرا سی بھی محبت ہو گی تو وہ اس حال میں مرے گا کہ یا تو دجال کا زمانہ پائے گا' تو اس کی اتباع کرے گا یا پھر قبر میں اس پر ایمان لائے گا۔

ظاہر یہ ہے کہ یہ روایت حضرت حذیفہ نے نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے ورنہ ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔

غروب آفتاب سے پہلے رزق پہنچنے کی خبر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' کہ ہم ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے' تو لوگوں کو خوراک کی کمی کا مسئلہ درپیش ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار ظاہر ہوئے اور منافقین کو اس سے خوشی ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا: بخدا! آج سورج غروب نہیں ہو گا کہ اس سے پہلے تمہارے پاس رزق پہنچ جائے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ عنقریب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی خبر کی تصدیق کا معاملہ پیدا ہو گا کہ اس سے پہلے تمہارے پاس رزق پہنچ جائے۔ تو چودہ اونٹ خوراک کے خرید کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ اس سے مسلمانوں کے چہروں پر خوشی طاری ہو گئی اور منافقوں کے چہرے مرجھا گئے۔

میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر حضرت عثمان کے لئے ایسی دعا فرمائی کہ میں نے اس سے پہلے کسی کے لئے ایسی دعا کرتے نہیں سنا۔ (طبرانی۔ سند صحیح)

فتح مکہ کی بشارت

عروہ کی روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا' تو حضرت عثمان ؓ کو قریش کے پاس بھیجا' فرمایا: انہیں بتایئے کہ ہم جنگ کے لئے نہیں آئے بلکہ عمرہ ادا کرنے کے لئے آئے ہیں نیز انہیں اسلام کی طرف دعوت دیجئے۔ حضرت عثمان کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ مکہ شریف میں موجود مسلمان مردوں اور عورتوں سے ملکر انہیں فتح کی بشارت دیں اور انہیں بتائیں کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اپنے دین کو مکہ شریف میں غالب کردے گا یہاں تک کہ کسی کو ایمان چھپانے کی ضرورت نہیں رہے گی پس حضرت عثمان ؓ قریش کی طرف روانہ ہوئے اور انہیں مسلمانوں کے مکہ شریف آنے کی غرض و غایت بتائی تو انہوں نے ماننے سے انکار کردیا اور جنگ پر آمادہ ہوگئے ادھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو بیعت کی دعوت دی تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا لوگو! سنو! جبرئیل امین نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئے ہیں تو مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی کہ وہ کبھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رعب طاری کردیا' تو انہوں نے مکہ میں موجود مسلمانوں کو صلح کے پیغام کے ساتھ بھیجا۔

ادھر حدیبیہ کے مقام پر مسلمان کہنے لگے کہ عثمان ؓ کو تو کعبہ شریف کے طواف کا موقع مل گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں خیال نہیں کرتا کہ عثمان تنہا طواف کعبہ کریں گے جبکہ مجھے اس کی زیارت سے روک دیا گیا ہے جب حضرت عثمان ؓ واپس لوٹے' تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے کہا: آپ نے تو طواف کعبہ کرلیا ہے" انہوں نے جواب دیا آپ لوگوں نے غلط سمجھا ہے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت مین میری جان ہے! کہ اگر میں وہاں ایک سال تک مقیم رہتا اور نبی اکرم ﷺ حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر رہتے' تو میں ہرگز طواف نہ کرتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ طواف نہ کرلیتے۔ مجھے قریش نے بیت اللہ شریف کے طواف کی دعوت دی مگر میں نے انکار کردیا یہ سن کر مسلمان کہنے لگے رسول اللہ ﷺ ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں اور حسن ظن کے لحاظ سے بھی ہم سے بڑھ کر ہیں۔

ایک جنتی شخص آئے گا

سلمٰی زوجہ ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آنے والا ہے اسی اثناء میں مجھے جوتوں کی کھنکار کی آواز آئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ علی ؓ بن ابی طالب ہیں۔
(طبرانی)

حضرت علی ؓ تاویل قرآن پر جنگ کریں گے

1 - ابوسعید ؓ فرماتے ہیں۔ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ کے جوتے ٹوٹ گئے' تو علی المرتضیٰ انہیں درست کرنے کیلئے پیچھے رہ گئے۔ ابھی تھوڑی مسافت چلے تھے' کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص تاویل قرآن پر یوں جنگ کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے یہ سن کر حضرت صدیق اکبر ؓ بولے! وہ شخص میں

ہوں' فرمایا: "نہیں" انہوں نے کہا: "عمر رضی اللہ عنہ ہیں" فرمایا: نہیں"

وَلٰكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ — البتہ! جوتیوں کی مرمت کرنے والا شخص ہے۔ (حاکم، بیہقی)

2 - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تمہیں میرے بعد مصیبت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پوچھا: دین کی سلامتی میں" فرمایا: "ہاں" (ابو یعلی، حاکم)

3 - حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ — نبی اکرم ﷺ نے میرے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی ہے' کہ میں ناکثین (عہد شکنوں) اور قاسطین (ظالموں) اور مارقین (دین سے نکل جانے والوں) سے جہاد و مقاتلہ کروں۔ (طبرانی)

4 - ابوالاسود سے منقول ہے' کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اس وقت وہ رکاب میں پاؤں رکھ چکے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ عراق تشریف نہ لے جائیں۔ آپ وہاں جائیں گے' تو آپ کو تلوار کی دھار سہنی پڑے گی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! تم سے پہلے یہی بات مجھ سے رسول اللہ ﷺ بیان فرما چکے ہیں۔ (حمیدی، حاکم)

5 - حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: عنقریب فتنے پیدا ہوں گے اور تمہیں اپنی قوم کی ضرورت پیش آئے گی۔ میں نے عرض کیا پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

پیغام نکاح کا ارادہ جان لیا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کے لئے پیغام آنے لگے' تو مجھ سے میری خادمہ نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کے پیغام آرہے ہیں اس بارے میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے میں کیا چیز مانع ہے؟ تو اس کی ترغیب پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی اس قدر جلالت و ہیبت تھی کہ جب میں آپ ﷺ کے سامنے آیا' تو مہر بہ لب ہوگیا اور بخدا! کوئی بات زبان پر نہ لاسکا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کس غرض سے آئے ہو؟ میں خاموش رہا' آپ ﷺ نے فرمایا: شاید! تم فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کیلئے آئے ہو میں نے عرض کیا "جی ہاں" (ابو نعیم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کی نشاندہی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے فرمایا: بدبخت ترین ہے وہ شخص جو تمہاری کھوپڑی پر وار کرے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی۔
(حاکم، ابو نعیم)

شہادت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ بیمار تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہاں عیادت کیلئے بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ان کی موت تو یقینی نظر آتی ہے" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں یہ تو شہادت کا جام پئیں گے اور جب ان کا دم آخریں آئے گا' تو سخت قہرو غضب کی حالت میں ہوں گے۔ (حاکم)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیش گوئی

ثور بن مجزاہ کا بیان ہے میں روز جمل حضرت طلحہ کے پاس سے گزرا اس وقت ان کی جانکنی کا وقت تھا۔ انہوں نے پوچھا: کس گروہ سے تمہارا تعلق ہے؟ میں نے جواب دیا "اصحاب علی سے ہوں" فرمایا: ہاتھ آگے کرو تاکہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔ میں نے ہاتھ آگے بڑھایا تو انہوں نے بیعت کی۔ اسی گھڑی ان کی جان نکل گئی پس میں نے آکر اس واقعے کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی تو فرمایا: اللہ اکبر' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا' اللہ تعالیٰ اس وقت تک طلحہ کو جنت میں داخل نہ کرے گا جب تک کہ میری بیعت ان کے گلے میں نہ ہوگی۔ (حاکم)

معاہدہ تحکیم کے بارے میں ایک غیبی خبر

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیبیہ کی صلح کے کاتب حضرت علی مرتضیٰ تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: لکھو

هٰذَا مَا صَالَحَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو

یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین مصالحت ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰ بجائے محمد رسول اللہ' محمد بن عبداللہ لکھنے پر پس و پیش کرنے لگے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علی لکھو تمہیں بھی انہیں حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

چنانچہ جنگ صفین کے بعد ان کے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان معاہدہ تحکیم تحریر کرتے وقت یہی صورتحال پیش آئی۔ (بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حب داروں اور مخالفوں کا تذکرہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ذات میں عیسیٰ علیہ السلام کی

مثال پائی جاتی ہے ان سے یہودیوں نے بغض و عداوت کی یہاں تک کہ ان کی پاکدامن ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے اس حد تک محبت کا دعویٰ کیا' کہ انہیں اس مقام کا مستحق ٹھہرایا جو ان کے شایان شان نہ تھا۔ حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا: سنو! میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتے ہیں جو مجھ میں نہیں۔ دوسرے وہ جو میرے ساتھ بغض وعداوت رکھتے ہیں اور میری دشمنی انہیں مجھ پر بہتان باندھنے پر برانگیختہ کرتی ہے۔ (عبداللہ بن احمد' بزار' ابو یعلی' حاکم)

فتح خیبر کی بشارت

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے' کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر میں پیچھے رہ گئے تھے' کیونکہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا' کہ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ رہا ہوں' چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور پیچھے سے آملے جب وہ شام آئی جس کے اگلے روز اللہ نے خیبر فتح فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسول پیار کرتا ہے۔ ہم نے اچانک دیکھا' تو علی رضی اللہ عنہ نظر آئے حالانکہ ان کی پیچھے سے آملنے کی توقع نہ تھی۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ یہ علی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے روز جھنڈا انہیں عطا فرمایا۔ پس اللہ نے انہیں فتح نصیب فرمائی۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت سلمہ سے یہ روایت تخریج کی جس کے یہ الفاظ ہیں۔ فَبَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَأَ آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو ان کی آنکھیں شفایاب ہوگئیں۔ حارث اور ابونعیم کی روایت میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جھنڈا لیکر نکلے اور اسے قلعے کے نیچے جا گاڑا' ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے جھانک کر دیکھا' تو پوچھا: من انت تو کون ہے فرمایا: علی ہوں تو یہودی نے کہا: کلام موسیٰ کی قسم! تم غالب آگئے ہو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس نہیں آئے مگر اللہ نے ان کے ہاتھ پر قلعہ فتح فرما دیا۔

ابونعیم کہتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے' کہ یہودیوں کو اپنی کتابوں کے ذریعے پہلے ہی سے علم تھا کہ کس کو ان کی طرف بھیجا جائے گا اور کس کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہوگا؟ یہ واقعہ ابن عمر' ابن عباس' سعد بن ابی وقاص' ابوہریرہ' ابوسعید خدری' عمران بن حصین' جابر اور ابو یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے ان تمام احادیث کو ابونعیم نے نقل کیا ہے' اور سب حدیثوں میں لعاب دہن سے شفایاب ہونے کا تذکرہ ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ میں فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ خیبر بزور بازو فتح کرے گا۔ اس وقت علی رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے۔ قریش یہ خوشخبری سن کر جھنڈے کی خواہش کرنے لگے۔ اسی اثناء میں علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر سوار ہوکر آگئے۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب آئیے پھر ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا پھر جھنڈا انہیں عطا فرمایا' تو

اس کے بعد کبھی انہیں آنکھوں کی تکلیف نہ ہوئی۔

حضرت علی ﷜ فرماتے ہیں جب سے نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے دن میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو نہ میری آنکھوں کو تکلیف ہوئی نہ سردرد ہوا۔

دنیا کے دو بدبخت آدمیوں کی نشاندہی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں میں اور حضرت علی بن ابی طالب ﷜ غزوہ العشیرہ میں ساتھی تھے جب نبی اکرم ﷺ نے پڑاؤ کیا اور وہاں اقامت فرمائی' ہم نے وہاں نبو مدلج کے لوگوں کو اپنے چشموں اور کھجور کے درختوں میں کام کرتے دیکھا۔ حضرت علی مرتضیٰ ﷜ نے فرمایا: اے ابوالیقظان! آؤ چلیں ان لوگوں کے پاس اور دیکھیں کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں میں نے عرض کیا اگر آپ کی مرضی ہے تو چلتے ہیں پس ہم نے ان کے پاس آکر کچھ دیر ان کا کام دیکھا' پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو ہم چل دیئے یہاں تک کہ مٹی کے ایک ڈھیر پر سو گئے' بخدا! ہماری آنکھ اس وقت کھلی جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے ہمیں جگایا اس وقت ہم مٹی میں لت پت تھے۔ اسی دن رسول اللہ ﷺ نے مٹی دیکھ کر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا تھا۔ اے اباتراب! اس کے بعد فرمایا: کیا تمہیں دنیا کے دو بدبخت ترین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا "ہاں! یارسول اللہ ﷺ" فرمایا: قوم ثمود کا احیمر جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور دوسرا وہ جو اے علیؓ! تمہاری کنپٹی پر وار کرے گا یہاں تک کہ داڑھی خون آلود ہوجائے گی' پھراسی طرح ظاہر ہوا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے شہادت علی ﷜ کو یونہی مقدر فرما دیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصویر کشی فرمائی تھی اور آپ شقی عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی کے ہاتھ پر شہید ہوئے۔ (ابن اسحاق)

محمد بن حنفیہ کی ولادت کی پیش گوئی

حضرت علی المرتضیٰ ﷜ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: علی! تمہارے ہاں میرے بعد ایک بیٹا پیدا ہوگا جسے میں نے اپنا اسم گرامی اور کنیت عطا فرما دی ہے وہ بیٹا محمد ابن الحنفیہ ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی پیش گوئی

سیرت النبی ﷺ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ جب سورہ کریمہ اذا جاء نصراللّٰہ نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر فرمایا: مجھے وصال کا پیغام مل چکا ہے یہ سن کر حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اشکبار ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! مت رو تم میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آملو گی تو آپ مسکرا پڑیں بعض ازواج مطہرات ﷜ نے یہ معاملہ دیکھا تو پوچھا فاطمہ! ہم نے تمہیں روتے' پھر ہنستے دیکھا وجہ کیا ہے؟ فرمایا: ہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے' کہ آپ ﷺ کو وصال کا پیغام مل چکا

ہے تو میں رو پڑی اور جب یہ خوشخبری دی کہ اہل بیت نبوت میں سے سب سے پہلے تمہاری ملاقات ہوگی تو میں ہنس پڑی' چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ ماہ تک حیات رہیں۔ یہی صحیح روایت ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیادت کی پیش گوئی

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: "میرا یہ بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ یہ بیعت کرنے والے چالیس ہزار سے زائد تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے زیادہ فرماں بردار تھے۔ حضرت امام سات ماہ تک عراق خراسان اور ماوراء النہر کے حکمران رہے' پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک لشکر جرار کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوئے جب انبار کے علاقے میں دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے یقین کرلیا کہ دونوں فوجوں کے درمیان جنگ ہوگی اور بڑی تعداد میں مسلمان مارے جائیں گے۔ ادھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اسی بات کا احساس ہوگیا تو ایک گروہ نے دونوں لشکروں کے درمیان صلح کی کوشش کی جس سے صلح ہوگئی اور اللہ نے مسلمانوں کا خون محفوظ رکھا اور نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی کو سچ ثابت فرمایا: کہ میرا یہ بیٹا حسن سردار ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔ (بخاری)

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہیں آپ ﷺ کی آغوش میں دیا' اس کے بعد آپ ﷺ نے رخ انور پھیرلیا تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں۔ فرمایا: ابھی جبریل امین آئے اور یہ خبردی ہے' کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو شہید کردے گا اور وہ میرے پاس مقام شہادت کی سرخ مٹی بھی لائے ہیں"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو طبیعت پریشان تھی اور آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ ﷺ الٹ پلٹ رہے تھے۔ میں نے پوچھا مَاهٰذِهِ التَّوْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اے اللہ کے رسول! یہ کیسی مٹی ہے؟ فرمایا: جبریل نے مجھے خبردی ہے' کہ حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں شہید ہوں گے اور یہ اس کی مٹی ہے۔ (ابن راہویہ' بیہقی' ابونعیم)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' کہ وہ کہتی ہیں امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر میں کھیلا کرتے تھے' ایک بار جبریل امین اترے اور کہا یا محمد آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے اس بیٹے کو شہید کرے گی اور حسین کی طرف

اشارہ کیا' پھر مقام شہادت کی مٹی آپ ﷺ کو عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے اس کو سونگھا' پھر فرمایا:

(کرب و بلاء کی خوشبو) آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے گی تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید کردیا گیا ہے' پس میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں محفوظ کرلیا۔ (ابو نعیم)

محمد ابن عمر بن حسن بیان کرتے ہیں کہ ہم دریائے فرات کے کنارے پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھ کر فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گویا میں سفید داغوں والے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔ اس پیش گوئی کا مصداق شمر لعین تھا جو کہ برص زدہ تھا۔

انس بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا یہ فرزند حسین رضی اللہ عنہ ایسی سرمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے پس تم میں سے جو کوئی اس وقت موجود ہو تو وہ حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کرے۔ اسی پیش گوئی کے باعث حضرت انس رضی اللہ عنہ کربلا کی طرف نکلے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ (ابن السکن' بغوی' ابو نعیم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل امین نے بتایا کہ میرا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ میرے بعد "ارض طف" میں شہید کردیا جائے گا وہ میرے پاس مقتل کی مٹی بھی لائے ہیں۔ (طبرانی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ حسین دریائے فرات کے کنارے شہید ہوں گے۔ (ابن سعد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے فرشتہ باراں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیلئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اس روز آپ ﷺ کی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ٹھہرنے کی باری تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ! دروازہ کی حفاظت کیجئے کوئی اندر نہ آنے پائے۔ ابھی وہ دروازہ پر ہی تھیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دروازہ کو دھکیل کر اندر آ گئے تو نبی اکرم ﷺ انہیں چومنے لگے' فرشتے نے پوچھا کیا آپ ﷺ حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں؟ فرمایا: "ہاں" فرشتے نے کہا: عنقریب آپ کی امت انہیں شہید کر ڈالے گی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ان کے مقتل کی مٹی دکھا دوں پس فرشتے نے سرخ مٹی لا کر آپ ﷺ کو دکھائی۔ حضرت ام سلمہ نے یہ مٹی لیکر کپڑے میں رکھ لی۔ ثابت بنانی کہا کرتے تھے کہ یہ ارض کربلاء کی مٹی تھی۔

اس حدیث میں ایک اور معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی بتا دیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں گی اور ایسا ہی ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خروج کے متعلق پیش گوئی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر فرمایا' تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسکرا پڑیں' حضور ﷺ نے فرمایا: اے حمیراء! دیکھنا کہیں تم ہی اس پیش گوئی کا مصداق نہ

بن جانا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کر کے فرمایا: اگر عائشہ کا معاملہ تمہارے ہاتھ آئے تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ (حاکم' بیہقی)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عنقریب تمہارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک واقعہ رونما ہوگا جب ایسا ہو تو اسے اس کی امن کی جگہ لوٹا دینا۔ (احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا: اے ازواج مطہرات! تم میں سے سرخ اور گھنے بالوں والی اونٹنی کی مالک کون ہے؟ جو خروج کرے گی تو ڈو اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے اور جس کے اردگرد لوگ کثرت کے ساتھ قتل ہوں گے اور وہ اس جنگ میں سلامت رہے گی۔ (بزار' ابو نعیم)

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی عامر کے ایک علاقے میں پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے انہوں نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ "یہ حواب ہے" فرمایا: میں یہاں سے واپس لوٹنا چاہتی ہوں' حضرت زبیر بولے' نہیں' آگے بڑھئے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے گا فرمایا: لوٹ جانا ہی بہتر ہے' کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ اس وقت کیسی صورت حال ہوگی جب تم میں سے کسی پر حواب کے کتے بھونکیں گے؟

ایک سوالی کے بارے میں غیبی خبر

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر فرماتی ہیں کہ میرے پاس ہدیے کا گوشت آیا۔ میں نے خادم سے کہا: کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے رکھ دو' اسی اثناء میں ایک سائل آیا اس نے دروازے پر صدا دی تَصَدَّقُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ صدقہ دو' ہم نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ اللہ تجھے برکت دے' پھر وہ سائل چلا گیا اس کے بعد نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا: اب گوشت قریب کرو' وہ لیکر آیا' دیکھا تو وہ سفید پتھر بن چکا تھا حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس آج کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے خالی ہاتھ لوٹا دیا تھا؟ میں نے عرض کیا "ہاں" فرمایا: یہ گوشت اسی وجہ سے پتھر بنا ہے اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا۔ وہ اس پر کوٹتی اور پیستی رہیں تاآنکہ ان کا وصال ہوگیا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی پیش گوئی

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے وہ بیوی میرے وصال کے بعد سب سے پہلے مجھ سے جاملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔ یہ سن کر تمام بیویاں یہ معلوم کرنے لئے کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں ناپنے لگیں مگر سب سے زیادہ لمبے ہاتھ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکلے' کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ دیتی تھیں۔ (مسلم)

شعبی کی روایت ہے' کہ ازواج مطہرات نے یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ!

اُیُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا — ہم میں سے سب سے پہلے کون وصال کرنے والی ہے؟ فرمایا:

اَطْوَلُكُنَّ يَدًا — جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں

(باقی روایت حدیث مسلم کی مانند ہے۔ (بیہقی)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موت کی خبر کہ وہ مکہ میں وصال نہیں کریں گی

یزید بن اصم کہتے ہیں کہ حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہوگئیں تو فرمایا: مجھے مکہ سے لے چلو' کیونکہ میں یہاں نہیں مروں گی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ مجھے مکہ شریف میں موت نہیں آئے گی'' چنانچہ ان کے عزیزواقارب انہیں لے چلے یہاں تک کہ مقام سرف پر پہنچے اور اس درخت کے نیچے جہاں نبی اکرم ﷺ کا ان کے ساتھ تعلق زوجیت ہوا تھا ان کا وصال ہوگیا۔ (ابن ابی شیبہ' بیہقی)

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسلام کی خبر

بیہقی لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنی زوجیت کے لئے پسند فرمایا: تو اس نے اسلام لانے سے انکار کردیا۔ اس سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے۔ ابھی آپ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی مجلس میں تشریف فرماتے کہ آپ نے اپنے پیچھے دو جوتوں کے گرنے کی آواز سنی' فرمایا: یہ دونوں جوتے ابن سعنہ کے ہیں جو مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دے رہا ہے۔

حضرت زبیر بن عوام کے بارے میں ایک پیش گوئی

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے اور رسول اللہ ﷺ نے تم سے فرمایا: کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ اس وقت تم نے کہا: مجھے ان سے محبت کرنے میں کونسی چیز مانع ہے؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: سنو! تم ان کے خلاف خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے' اس وقت زیادتی تمہاری جانب سے ہوگی۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔ (حاکم)

علمائے سیرت لکھتے ہیں کہ جنگ احد میں ایک مشرک اپنے اونٹ پر سوار ہوکر صفوں سے باہر نکلا اور تین بار سامنے آنے اور مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا مگر کوئی مقابلہ کیلئے تیار نہ ہوا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اچھل کر اس کے اونٹ پر جاچڑھے اور اونٹ پر ہی گتھم گتھا ہوگئے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: جو زمین پر آگرے گا قتل ہوجائے گا اسی اثناء میں مشرک زمین پر گر گیا اس کے اوپر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گرے اور اسے ذبح کر ڈالا۔ حضور ﷺ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ہر

نبی کا ایک حواری ہے۔ میرے حواری حضرت زبیر ؓ ہیں' بیہقی نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم میں جانے کی خبر دی تو اسے ابن جرموز نے جنگ جمل سے واپسی پر دھوکے سے قتل کر دیا۔

سعد بن ابی وقاص کے جنتی ہونے کی بشارت

عمرو بن العاص ؓ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: سب سے پہلے جو شخص اس دروازے سے داخل ہو گا وہ جنتی ہو گا۔ پس سعد بن ابی وقاص اس دروازے سے گزرے' بیہقی اور بزار نے یہی روایت حضرت عمر بن خطاب ؓ سے تخریج کی ہے۔

شیخین حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: "سعد! تم بچ رہو گے تاکہ کچھ لوگ تم سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ نقصان اٹھائیں' پس منظر اس کا یہ ہے کہ سعد مکہ میں بیمار ہو گئے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایسی سرزمین میں مریں جہاں سے انہوں نے ہجرت کی۔ ان کے مرض میں اضافہ ہو گیا یہاں تک کہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ پس نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے آئے۔ حضرت سعد کی ایک ہی بیٹی تھی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنے سارے مال کی وصیت کرتا ہوں۔ فرمایا: نہیں یہاں تک کہ ایک تہائی کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا: کہ تہائی بھی بہت ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: تم زندہ رہو گے یہاں تک کہ کچھ لوگ تم سے فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان پائیں گے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مرض سے شفا عطا فرمائی۔ ان کے ہاتھ پر عراق فتح ہوا۔ اللہ نے ان کے ذریعے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ نیز لوگوں نے ان کے ساتھ مال غنیمت حاصل کیا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بہت سے کفار کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے کفار سے جہاد کیا' انہیں قتل کیا بعض کو قیدی بنایا اور وہ اس مرض کے بعد پچاس سال تک زندہ رہے" امام نووی فرماتے ہیں یہ حدیث معجزات میں سے ہے' کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت سعد ؓ کے بارے میں جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ سچ ثابت ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے ہاتھوں دومہ فتح ہو گا

واقدی اور زبیر بن بکار نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دومہ کے بنو کلب کی طرف ایک دستہ کا سالار بنا کر بھیجا اور یہ پیش گوئی فرمائی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر دومہ فتح فرمائے گا جب تمہیں فتح نصیب ہو گی تو تم ان کے سرداروں کی بیٹی سے شادی کرو گے' چنانچہ عبدالرحمٰن یہ دستہ لیکر روانہ ہوئے اور دومہ پہنچ گئے' پھر اہل دومہ کو تین دن تک اسلام کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں اصبغ بن عمرو کلبی نے اسلام قبول کرلیا' وہ عیسائی تھا اور بنو کلب کا سردار تھا اس کے ساتھ اس کی قوم کی ایک بڑی تعداد نے بھی اسلام قبول کرلیا جو باقی رہ گئے انہوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا عبدالرحمٰن نے تماضر بن اصبغ سے شادی کی اور اسے مدینہ شریف لے آئے۔

شہیدان موتہ کی شہادت کی غائبانہ اطلاع دی

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید ﷺ، حضرت جعفر ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ کو محاذ جنگ پر بھیجا اور جھنڈا حضرت زید ﷺ کے سپرد فرمایا وہ سب یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی اہل مدینہ کو ان کی شہادت کی اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: زید نے جھنڈا لیا، وہ شہید ہوئے اس کے بعد جھنڈا جعفر ﷺ نے سنبھالا اور شہید ہوگئے، پھر جھنڈا ابن رواحہ نے تھام لیا اور وہ بھی جام شہادت پی گئے، پھر حضرت خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھالیا حالانکہ ان کا تقرر نہ کیا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ پیش گوئی اس وقت کی جب سرزمین بلقاء کے مقام موتہ پر جنگ ہورہی تھی۔ (بخاری)

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار بنایا اور حکم دیا کہ اگر زید شہید ہوجائیں تو قیادت جعفر ﷺ کریں گے وہ بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ فوج کی کمان کریں گے۔

واقدی لکھتے ہیں کہ نعمان بن رہطی یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ مجاہدین کو الوداع کہہ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: جعفر ﷺ بن ابی طالب قیادت سنبھالیں گے اور اگر انہیں بھی شہادت نصیب ہو تو ابن رواحہ سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں یہ سن کر نعمان یہودی کہنے لگا اے ابوالقاسم! اگر آپ نبی ہیں تو جن لوگوں کے آپ نے نام لئے ہیں خواہ وہ تھوڑے ہیں یا زیادہ سب کے سب شہید ہوجائیں گے، کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیائے کرام جب کسی شخص کو لوگوں پر امیر مقرر کرتے اور یہ فرماتے کہ اگر وہ مارا گیا تو اس کی جگہ فلاں آدمی لے گا خواہ وہ سو آدمیوں کا نام لیتے۔ وہ سب کے سب مارے جاتے تھے اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید سے کہنے لگا، وصیت کرلو بخدا! تم محمد ﷺ کی طرف کبھی لوٹ کر نہ آؤ گے اگر وہ سچے رسول ہیں تو حضرت زید نے فرمایا: گواہ رہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے ارشاد میں سچے ہیں"

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں غزوہ موتہ میں شامل تھا، میں نے اس سے پہلے کسی لشکر کیلئے اتنا سامان حرب، ریشم و حریر اور سونا نہیں دیکھا، اسے دیکھ کر میری آنکھیں چوندھیا گئیں۔ میری یہ حالت دیکھ کر ثابت بن اقرم مجھ سے کہنے لگے۔ ابوہریرہ! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟

گویا تم نے ایک لشکر جرار دیکھا ہے میں نے کہا: "ہاں" انہوں نے کہا: تم بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ شامل نہ تھے، ہمیں فتح و نصرت کثرت (اسلحہ و فوج) کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی۔ (واقدی، بیہقی)

غزوۂ موتہ کا سارا منظر بیان کردیا

موسیٰ ابن عقبہ، ابن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں کہ علمائے سیرت کا بیان ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جعفر بن ابی طالب فرشتوں کے جھرمٹ میں اڑتے ہوئے گزرے ہیں ان کے دو پر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ؓعلی بن منبہ شہیدان موتہ کی خبر لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: چاہو تو تم مجھے خبر دو یا تمہیں پسند ہو تو میں وہاں کے حالات بیان کروں' ؓعلی بولے یارسول اللہ! ﷺ آپ ہی ان کے حالات ارشاد فرما دیں تو نبی اکرم ﷺ نے غزوہ موتہ کے تمام حالات اور شہیدوں کے واقعات بیان کردیئے" یہ سن کر ؓعلی کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ نے تو غزوۂ موتہ کی کہانی کا ایک حرف تک نہیں چھوڑا بلکہ پورا واقعہ حرف بحرف بیان فرما دیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: دراصل اللہ نے زمین اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی یہاں تک کہ میں نے لڑائی کا پورا منظر بچشم خود دیکھا ہے

ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جیش الامراء (سپہ سالاروں کا لشکر) روانہ فرمایا اور کہا: زید بن حارثہ تمہارے امیر ہیں اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ فوج کی کمان کریں گے اس کے بعد فوج نے کوچ کیا۔ بعد ازاں ایک دن نبی اکرم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے' حکم دیا کہ لوگ نماز کیلئے اکٹھے ہوجائیں پس لوگ اعلان کے بعد اکٹھے ہوگئے آپ نے فرمایا: میں تمہیں موتہ کی طرف جانے والے لشکر کے متعلق بتاتا ہوں یہ لشکر روانہ ہوا' پھر اس کا دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا جس میں حضرت زید شہید ہوگئے ان کے بعد جھنڈا حضرت جعفر ؓ نے تھام لیا اور دشمن پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگئے' پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا۔ وہ بھی جم کر لڑتے رہے تاآنکہ شہید ہوگئے۔ اس کے بعد جھنڈا خالد بن ؓ ولید نے لے لیا۔ وہ خود ہی اس لشکر کے سپہ سالار بن گئے۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو ہی اس کی امداد فرما" اس روز سے ان کا نام خالد سیف اللہ پڑ گیا۔ (بیہقی)

عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ جب موتہ کے مقام پر لشکر اسلام اور اہل روم کی معرکہ آرائی ہوئی تو حضور ﷺ منبر شریف پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے سامنے شام کی سرزمین بے حجاب ہوگئی اور آپ ﷺ جنگ کا منظر دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: زید نے جھنڈا لیا تو اس کے پاس شیطان آیا اس نے زندگی محبوب اور موت ناگوار بنا کر پیش کی اور دنیا کی محبت کی طرف ترغیب دی' آپ نے فرمایا: اب جبکہ مومنین کے دلوں میں ایمان راسخ ہوگیا ہے تو تو دنیا کی محبت دلاتا ہے یہ کہہ کہ آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہوگئے اور جنت میں داخل ہوگئے۔

اس کے بعد جھنڈا حضرت جعفر ؓ نے تھام لیا' شیطان نے ان کے پاس آکر انہیں بھی زندگی کی محبت اور موت کی ناگواری دلائی اور دنیا کی تمنا پیدا کی۔ جعفر بولے! اب جبکہ ایمان سینے میں پختہ ہوگیا ہے تو' تو دنیا کی تمنا دلاتا ہے' پھر وہ بھی آگے بڑھ کر شہید ہوگئے اور جنت میں داخل ہوگئے اور وہ جنت میں یاقوت کے دو پروں کے ساتھ محو پرواز ہیں جہاں چاہتے ہیں' چلے جاتے ہیں اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا' پھر وہ بھی شہید ہو کر جنت میں تشریف لے گئے مگر کچھ توقف کے ساتھ"

یہ بات انصار پر شاق گزری' تو کسی نے سوال کیا یارسول اللہ ! ﷺ اس توقف کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب ان کو زخم آئے تو ان میں کچھ سستی اور کمزوری پیدا ہوئی' پھرانہوں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور شجاعت دلائی یہاں تک کہ انہیں شہادت کا رتبہ مل گیا اور وہ جنت میں داخل ہوگئے یہ سن کر انصار کی پریشانی دور ہوگئی۔ (بیہقی)

واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے زمین سمیٹ کر سامنے رکھ دی گئی یہاں تک کہ آپ نے غزوہ موتہ کا مشاہدہ فرمایا جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اب جنگ کی بھٹی گرم ہوئی ہے۔

ابوعامر صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کچھ دیر غمگین رہے۔ اس کے بعد آپ مسکرائے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنے ساتھیوں کی شہادت نے دکھ دیا تاآنکہ میں نے انہیں جنت میں دیکھا کہ آپس میں بھائی بھائی ہیں اور تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں البتہ! بعض تھوڑی سی بے رخی کا مظاہرہ کررہے ہیں گویا انہوں نے تلوار سے ناگواری محسوس کی ہے میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتہ کے روپ میں دیکھا ہے جن کے دو پر ہیں اور وہ دونوں پر اور ان کے جسم کا اگلا حصہ خون آلود ہے۔

(ابن سعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے پاس بیٹھی تھیں۔ آپ نے اچانک وعلیکم السلام کہا' پھرفرمایا: اے اسماء! یہ جعفر ہیں جو جبریل' میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے ہمراہ ہیں۔ انہوں نے ہمیں سلام دیا ہے لہٰذا ان کے سلام کا جواب دو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ فلاں فلاں روز ان کا دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا اور ان کے جسم کے اگلے حصہ پر تیر نیزے اور تلوار کے 73 زخم لگے ہیں۔ میں نے جھنڈا اپنے دائیں ہاتھ میں لیا' وہ کٹ گیا تو میں نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں لے لیا' پھر وہ بھی کٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں ہاتھوں کے بدلے مجھے دو پر عطا کئے ہیں جن کے ساتھ میں جبریل اور میکائیل کے ہمراہ اڑتا ہوں جنت میں جہاں چاہتا ہوں' اترتا ہوں اور جنت کے پھلوں سے لطف اندوز ہوتا ہوں (حاکم)

حضرت اسماء ہی سے روایت ہے' کہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا "جعفر کے بچوں کو میرے پاس لے آؤ" میں انہیں لے آئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں سونگھا' اس وقت آپ اشکبار تھے' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس رونے کی وجہ' کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ فرمایا: "ہاں! وہ آج شہید ہوگئے ہیں"

(ابن اسحاق' ابن سعد' بیہقی' ابونعیم)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہیں جب رسول اکرم ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں میرے والد کی شہادت کی اطلاع کی اور یہ فرمایا: میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو بازو بنا دیئے ہیں وہ ان سے جنت میں اڑتے ہیں جس وقت رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اس

وقت میں اپنے بھائی کی بکری کا سودا کر رہا تھا آپ نے دعا دی اے اللہ ! اس کے سودے میں برکت عطا فرما" اس کے بعد میں نے جو خرید و فروخت کی اللہ نے اس میں برکت عطا فرمائی۔ (واقدی، بیہقی، ابن عساکر)

دار قطنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے آپ ﷺ نے اپنا سراقدس آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: "وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا: میرے پاس سے جعفر فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ گزرے ہیں اور انہوں نے سلام پیش کیا ہے۔

محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتہ کی شکل میں دیکھا کہ وہ جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے حصہ سے خون ٹپک رہا ہے۔ میں نے حضرت زید کو ان سے کم درجہ میں دیکھا میں نے کہا: میں تو زید کو جعفر سے کم نہیں سمجھتا تھا تو جبرئیل امین میرے پاس آئے اور کہا: زید حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے رتبہ میں کم نہیں، لیکن ہم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔ (ابن سعد)

حضرت عباس کا سونا

حاکم نے یہ روایت اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، کہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فدیہ لیا گیا تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! جب تک میں زندہ رہوں گا آپ مجھ کو قریش کا فقیر بنا کے چھوڑیں گے آپ ﷺ نے جواب دیا آپ قریش کے فقیر کیونکر بنیں گے آپ نے تو سونے کے ڈھیر ام الفضل کے حوالے کئے ہیں اور ان سے کہا: کہ اگر میں مارا جاؤں تو تاحیات تیرے لئے یہ سونا تجھ کو غنی رکھے گا" یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ جس بات کی آپ خبر دے رہے ہیں اس پر سوائے اللہ کے اور کوئی مطلع نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق اور بیہقی امام زہری سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ! ﷺ میرے پاس فدیہ دینے کیلئے کچھ نہیں، آپ نے فرمایا: وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام الفضل نے دفن کیا تھا اور تم نے دم رخصت یہ کہا: کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل اور قثم کیلئے ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے ! اللہ کی قسم ! مجھے یقین ہو گیا ہے، کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ بخدا! اس معاملے کا میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو قطعاً علم نہ تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جد الخلفاء ہونے کی بشارت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری ماں ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے شکم میں ایک بیٹا ہے جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا، چنانچہ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو میں اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت، نیز! بچے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا، پھر فرمایا: خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ جب میں نے یہ بات عباس رضی اللہ عنہ کو بتائی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو

بات ام الفضل نے تم سے کہی ہے وہ صحیح ہے یہ بچہ ابوالخلفاء ہے ان میں سے سفاح ہوگا ان سے مہدی ہوگا یہاں تک کہ ان میں سے وہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ (ابو نعیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نابینا ہونے کی خبر

حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کسی کام کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہاں انہوں نے ایک آدمی دیکھا تو لوٹ آئے اور اس آدمی کی موجودگی میں کوئی بات نہ کی۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملے تو حضرت عباس نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنا بیٹا عبداللہ آپ کے پاس بھیجا تھا مگر آپ کے پاس ایک شخص کے ہونے کی وجہ سے اس نے آپ سے بات نہیں کی اور واپس آگیا۔ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ جبریل تھے' پھر یہ پیش گوئی فرمائی کہ تمہارا بیٹا عبداللہ نابینا ہو کر مرے گا۔ نیز فرمایا: کہ اسے علم کثیر عطا کیا جائے گا (بیہقی)

ایک اور روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں سفید لباس پہن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا آپ اس وقت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضرت جبریل علیہ السلام سے محو گفتگو تھے مگر مجھے اس کا علم نہ تھا لہٰذا میں نے سلام نہ دیا جبریل نے فرمایا: اس کا لباس کتنا سفید ہے' لیکن اس کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی اگر یہ سلام دیتا تو میں اس کا جواب دیتا جب میں لوٹ کر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے سلام کیوں نہیں دیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دحیہ کلبی کے ساتھ رازداری کی باتوں میں مصروف تھے لہٰذا میں نے قطع کلامی مناسب نہ سمجھی۔ فرمایا: تم نے اس (دحیہ) کو دیکھا میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: وہ تو جبریل تھے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور موت کے وقت واپس آجائے گی۔

عکرمہ کہتے ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور انہیں سریر ڈالا گیا تو ایک پرندہ انتہائی صاف رنگ کا' آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہوگیا اس کے بعد نظر نہ آیا دراصل یہ وہ بشارت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی' پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے لوگوں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔

يَاۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

اے مطمئن جان! اپنے رب کی طرف لوٹ جا' خوش و خرم تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ (ابو نعیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کہ تمہاری بصارت چلی جائے گی تو وہ جاتی رہی ہے۔ مجھے یہ خبر دی کہ میں غرق ہو جاؤں گا تو میں بحیرہ طبریہ میں ایک بار ڈوب گیا آپ نے مجھے فتنہ کے بعد ہجرت کی پیش گوئی فرمائی تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اب محمد بن علی بن ابی طالب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔

نوفل بن حارث کے جدہ میں موجود مال کی غیبی خبر

عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث بدر کے مقام پر قیدی ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنا فدیہ دیکر آزادی حاصل کر لو تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس تو جان چھڑانے کیلئے کوئی چیز نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس مال سے فدیہ دو جو جدہ میں ہے" یہ سن کر نوفل پکار اٹھے

اشھد انک رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' پھر اس مال کا فدیہ دیکر رہائی حاصل کرلی۔ (ابن سعد' بیہقی)

گم شدہ اونٹنی کا پتہ دیا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ جب نبی اکرم ﷺ حدیبیہ سے لوٹے تو ہمیں رات راستے میں آ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مَنْ یَّحْرُسُنَا ہمارا پہرہ کون دے گا؟ میں نے عرض کیا' میں حاضر ہوں فرمایا: تم سو جاتے ہو۔ دوبارہ فرمایا: مَنْ یحرسُنَا کون پہرے داری کرے گا؟ میں نے پھر عرض کیا' میں کروں گا'

چنانچہ میں نے رات بھر پہرہ دیا جب سحری کا وقت آیا تو نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ "تم سو جاؤ گے" پورا ہونے لگا۔ پس میری آنکھ لگ گئی اور پھر مجھے جاگ نہ آئی یہاں تک کہ سورج کی گرمی نے بیدار کیا جب ہم جاگے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ کی مشیئت ہوتی تو تم نہ سوتے اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ ایسا ہو جائے تاکہ تمہارے بعد کے لوگوں کے لئے ایک حکم واضح ہوجائے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور اس طرح کیا جس طرح آپ کا معمول تھا (یعنی نماز پڑھی) پھر فرمایا: میری امت میں سے جو شخص سو جائے (اور اس کی نماز قضا ہوجائے) تو وہ اسی طرح کرے۔ بعدازاں سب اپنی سواریاں لے آئے سوائے نبی اکرم ﷺ کی سواری کے' کیونکہ وہ ہاتھ نہ آئی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اس رخ پر چلے جاؤ' چنانچہ میں اس رخ پر چل دیا جدھر جانے کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو اس طرف مجھے یہ سواری مل گئی اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی تھی میں اسے لے آیا اور عرض کیا حضور! اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ الجھی ہوئی تھی جو بغیر ہاتھ کے نہیں کھل سکتی تھی۔ (بیہقی)

حضرت عمار بن یاسر کی شہادت کی پیش گوئی

ابوسعید خدری ام سلمہ اور ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا (بخاری و مسلم) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے جسے دس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے جیسا کہ میں نے احادیث متواترہ کے ضمن میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی خادمہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہوگئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی جب انہیں افاقہ ہوا تو اس وقت ہم ان کے آس پاس بیٹھ کر رو رہے تھے۔ انہوں نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ میں بستر پر مرجاؤں گا (ہرگز نہیں) مجھے میرے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی ہے' کہ مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور میری آخری غذا دودھ ہوگی۔ (بیہقی، ابو نعیم)

حاکم حکم صحت کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کیلئے جنگ صفین میں دودھ کا مشروب لایا گیا تو وہ ہنس پڑے' ان سے ہنسنے کی وجہ پوچھی گئی' تو جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہاری آخری دنیاوی غذا دودھ ہوگا وہ دودھ پی کر آگے بڑھے اور شہید ہوگئے۔ البدایہ والنہایہ جلد ایضا

حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبردی گئی کہ حضرت عمار دیوار کے نیچے آکر فوت ہوگئے ہیں آپ نے سن کر فرمایا: نہیں' عمار فوت نہیں ہوئے۔ (ابن سعد)

حضرت عمار جنگ صفین میں شہید ہوئے' وہ امام برحق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور انہیں باغی گروہ یعنی گروہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل باغی گروہ مراد ہے)

عیاش بن ابی ربیعہ کو قبیلہ حمیر کے سرداروں کے غائبانہ حالات بیان فرما کر روانہ کیا

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے حارث مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور اسے عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے ہاتھ ارسال فرمایا۔ دم رخصت عیاش کو یہ ہدایت فرمائی کہ جب تم سرزمین حمیر میں پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا یہاں تک کہ صبح ہوجائے' پھر اچھی طرح طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑھ کے اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی اور قبولیت دعا کی درخواست کرنا اور اللہ سے پناہ طلب کرنا' پھر دائیں ہاتھ میں مکتوب گرامی لیکر ان سرداروں کے داہنے ہاتھ میں دینا' وہ لوگ اس کو قبول کریں گے' پھر ان کے سامنے آیت کریمہ

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ

کی تلاوت کرنا' جب پڑھنے سے فارغ ہوجاؤ تو کہنا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں تمہارے پاس جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہوجائے گی اور جو کتاب بھی مزین ہوکر آئے گی اس کی رونق اور روشنی ماند پڑ جائے گی وہ تم پر کچھ پڑھیں گے جب وہ پڑھیں تو کہنا کہ اس کا ترجمہ کرو اور ساتھ یہ پڑھنا۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتَابٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ اِلٰی وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ

جب وہ اسلام قبول کرلیں تو ان سے جھاؤ کی ان تین شاخوں کے متعلق دریافت کرنا کہ جب ان شاخوں کو سامنے لاتے ہیں تو سجدہ ریز ہوجاتے ہیں ایک شاخ سفیدی اور زردی سے ملمع شدہ ہے۔ دوسری شاخ ایسی ہے جس میں گرہیں ہیں گویا وہ خیزران ہے' اور تیسری شاخ انتہائی سیاہ ہے گویا وہ آبنوس کی شاخ ہے' پھر ان شاخوں کو برآمد کرکے سربازار جلا دینا عیاش

بیان کرتے ہیں کہ میں تعمیل حکم کے لئے نکلا یہاں تک کہ ان سرداران حمیر کے پاس پہنچا' میں نے انہیں بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں' پھر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور سب کچھ ایسا ہی ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ (ابن سعد)

ایک منافع بخش سودا کی غائبانہ خبردی

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے خواب میں تمہارا دار ہجرت دکھا دیا گیا ہے۔ وہ سیاہ پتھروں والی زمین کے درمیان شور زدہ مقام ہے' ہجر ہوگا یا یثرب' صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کا قصد کیا تو مجھے قریشی نوجوانوں نے روک لیا' میں ساری رات بے قرار کھڑا رہا' بیٹھ نہ سکا' انہوں نے سمجھا شاید مجھے پیٹ درد ہے حالانکہ مجھے پیٹ کی تکلیف نہ تھی' پھر ان کی آنکھ لگ گئی تو میں موقع پا کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگیا جب بیدار ہوئے تو ان میں سے کچھ مجھے پیچھے سے آملے۔ وہ مجھے واپس لے جانا چاہتے تھے میں نے ان سے کہا: اگر میں تمہیں چند اوقیہ سونا دے دوں تو مجھے جانے دو گے۔ وہ اس بات پر راضی ہوگئے پس میں ان کے ساتھ مکہ لوٹ آیا' میں نے کہا: دروازے کی دہلیز کھو دو۔ اس کے نیچے سونا ہے اس کے بعد روانہ ہوگیا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کو قباء میں آملا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی تین بار فرمایا: یَا اَبَا یُحْیٰی رَبِحَ الْبَیْعَ اے ابویحییٰ! بڑا منافع بخش سودا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھ سے پہلے تو آپ کے پاس کوئی آیا نہیں' یہ بات ضرور جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتائی ہے۔ (حاکم' بیہقی) البدایہ والنہایہ ایضاً

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے وصال کی پیش گوئی

حضرت ام ذر بیان کرتی ہیں' بخدا! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جلاوطن نہیں کیا' بلکہ رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی اور حکم دیا تھا کہ جب عمارات کی تعمیر سلع پہاڑ تک پہنچ جائے تو مدینہ شریف سے نکل جانا' چنانچہ جب عمارتیں سلع پہاڑ تک پہنچ کر تجاوز کرنے لگیں تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکل گئے۔ (سلع مدینہ شریف کے قریب ایک پہاڑ ہے' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نام میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ ان کا نام جندب تھا) (حاکم' بیہقی)

ام ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کا بیان ہے' کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ ایک گروہ سے فرما رہے تھے تم میں سے ایک شخص ضرور بیاباں میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی" اب صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے جن سے حضور ﷺ نے خطاب فرمایا تھا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی یا اپنے قبیلہ کے لوگوں میں وفات نہ پائی ہو۔ صرف میں رہ گیا ہوں لہٰذا تم سرراہ انتظار کرو' میں نے کہا: اب لوگ کہاں سے آئیں گے؟ کیونکہ حجاج بھی جاچکے ہیں اور راستہ بھی بند ہوچکا ہے (پھر چند شتر سوار نظر پڑے' میں نے کپڑے سے انہیں اشارہ کیا تو وہ تیزی کے ساتھ میری طرف بڑھے اور پاس آکر کھڑے ہوگئے' پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر نماز

Marfat.com

پڑھی اور انہیں دفن کردیا' ان لوگوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے' یہ واقعہ ربذہ کا ہے جو ینبع اور مدینہ شریف کے درمیان ایک مقام ہے۔ (حاکم' ابونعیم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :میرے بعد تجھ پر افسوس ہے یہ سن کر میں رو پڑا اور عرض کی' یارسول اللہ ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا : ہاں ! جب تم دیکھو کہ عمارات سلع پہاڑ سے تجاوز کرنے والی ہیں تو اس وقت سرزمین قضاعہ کے عربوں کے پاس چلے جانا (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے اباذر ! اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حکمران آئیں گے جو مال غنیمت کو بے دریغ استعمال میں لائیں گے؟ میں نے عرض کیا کیا ان کے خلاف شمشیر بکف ہوکر جہاد کروں؟ فرمایا : کیا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتادوں؟ وہ یہ کہ تم صبر سے کام لو یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔

(ابن سعد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا : مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبردی ہے' کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے کی قدرت نہ پائیں گے' نہ میرے دین میں فتنہ انگیزی کرسکیں گے۔ میں نے تنہا اسلام قبول کیا تنہا مروں گا اور قیامت کے دن اکیلا ہی اٹھایا جاؤں گا۔ (ابونعیم' ابن عساکر)

اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سویا ہوا دیکھا تو آپ نے فرمایا : کیا وجہ ہے کہ مسجد میں سو رہے ہو؟ عرض کی یارسول اللہ ! کہاں سوؤں؟ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر نہیں۔ فرمایا : اس وقت کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے جلاوطن کردیا جائے گا عرض کیا میں شام چلا جاؤں گا۔ فرمایا : اس وقت کیا کرو گے جب تمہیں شام سے بھی نکال دیا جائے گا؟ عرض کیا میں واپس آجاؤں گا۔ فرمایا : جب تمہیں دوبارہ جلاوطن کردیا گیا تو تمہارا ردعمل کیا ہوگا۔ عرض کیا اس وقت میں تلوار لے کر جہاد کروں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کیا میں تمہیں اس سے بہتر طرزعمل نہ بتاؤں؟ اس وقت تمہارے لئے بہتر یہ ہوگا کہ تم اسی طرف چلے جانا جس طرف لوگ تمہیں لے جائیں یہاں تک کہ اسی حالت پر مجھ سے آملنا۔ (ابونعیم)

ابوالمثنی ملیکی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے عویمر میری امت کے حکیم ہیں اور جندب میری امت کے الگ تھلگ فرد ہیں جو تنہا زندگی بسر کریں گے اور تنہا مریں گے بس تنہا اللہ ان کے لئے کافی ہوگا۔ عویمر ابوالدرداء اور جندب ابوذر رضی اللہ عنہما ہیں (حارث)

محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا : جب آبادی سلع تک آجائے تو تم اس سے نکل جانا اور آپ نے شام کی طرف اشارہ فرمایا : میں نہیں خیال کرتا کہ تمہارے حکمران تمہیں اس حالت پر چھوڑیں گے۔ عرض کیا یارسول اللہ ! جو لوگ میرے اور آپ کے حکم کے درمیان رکاوٹ بن جائیں کیا میں ان سے جنگ نہ کروں؟ فرمایا : نہیں۔ سمع وطاعت اختیار کرو اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہو' پھرجب ایسی حالت پیدا ہوگئی' تو حضرت ابوذر

ؓ شام کی طرف نکل گئے۔ امیر معاویہ ؓ نے حضرت عثمان ؓ کو لکھا کہ حضرت ابوذر نے لوگوں میں فساد اور بگاڑ پیدا کردیا ہے تو انہوں نے حضرت ابوذر ؓ کو واپس بلوا لیا وہ مدینہ شریف آئے' پھر ربذہ کی طرف چلے گئے وہاں پہنچے تو نماز کی جماعت تیار تھی۔ امامت کے فرائض حضرت عثمان کی طرف سے متعین ایک حبشی غلام سرانجام دینے والا تھا۔ وہ ان کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا تو حضرت ابوذر نے اس حبشی غلام کو آگے کردیا اور فرمایا: نماز پڑھاؤ' کیونکہ مجھے سمع و طاعت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے خواہ حاکم حبشی غلام ہو۔ (ابن سعد)

حضرت ابن مسعود ؓ سے مروی ہے' کہ جب نبی اکرم ﷺ تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ پیچھے رہ گئے اس کے بعد حضرت ابوذر ؓ نبی اکرم ﷺ سے آملے۔ کسی مسلمان نے انہیں دیکھ کر کہا۔ یارسول اللہ ﷺ ایک شخص راستے پر چلتا ہوا نظر آرہا ہے۔ فرمایا: ابوذر ہوسکتے ہیں' چنانچہ لوگوں نے جب غور سے دیکھا تو پکار کر کہنے لگے یارسول اللہ! بخدا! وہ ابوذر ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

یَرْحَمُ اللّٰہُ اَبَاذَرٍّیَمْشِی وَحْدَہٗ وَیَمُوْتُ وَحْدَہٗ وَ یُبْعَثُ وَحْدَہٗ

اللہ ابوذر ؓ پر رحم فرمائے۔ وہ تنہا چلتے ہیں' تنہا مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

پھر وقت گزرتا رہا تاآنکہ ابوذر ربذہ کی طرف جلاوطن کردیئے گئے؟ وہیں ان کا وصال ہوگیا۔ ان کی بیوی اور ان کا خادم ساتھ تھے۔ ان کے جسد کو برسرراہ رکھ دیا گیا کہ اچانک ایک قافلہ آنکلا جس میں عبداللہ بن مسعود ؓ بھی تھے' کسی نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا ابوذر غفاری ؓ کا جنازہ ہے یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ رو پڑے اور کہنے لگے سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے' کہ اللہ تعالیٰ ابوذر ؓ پر رحم فرمائے وہ تنہا چلتے ہیں تنہا مریں گے اور اکیلے ہی اٹھائے جائیں گے' پھر سواری سے اتر کر ان کے دفن کا انتظام کیا۔ (ابن اسحاق' بیہقی)

حضرت ابوالدرداء ؓ کے متعلق پیش گوئی

حضرت ابوالدرداء ؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے آپ کا یہ ارشاد پہنچا ہے' کہ کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوجائیں گے فرمایا: ہاں! مگر تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوالدرداء ؓ حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت سے پہلے ہی وصال فرما گئے۔ (بیہقی' ابونعیم)

یزید بن ابی حبیب سے منقول ہے' کہ دو آدمی ایک ہاتھ زمین کا تنازع لیکر حضرت ابوالدرداء ؓ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں دو آدمی ایک ہاتھ زمین پر لڑ پڑیں تو اس زمین سے نکل جانا'' چنانچہ حضرت ابوالدرداء ؓ اس علاقے کو چھوڑ کر شام چلے گئے۔ (ابوداؤد)

جبیر بن نفیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء ایک بت کی پرستش کرتے تھے' ایک دن عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کے گھر میں داخل ہوکر بت کو چورا چورا کردیا۔ ابوالدرداء لوٹے تو بت کا یہ حشر دیکھا' کہا تیری بربادی' تو نے اپنا دفاع کیوں نہیں کیا؟ پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ بن رواحہ نے

انہیں آتے ہوئے دیکھ کر کہا یہ ابوالدرداء ہیں جو میرے خیال کے مطابق ہماری تلاش میں آئے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: "نہیں" یہ اسلام قبول کرنے کیلئے آرہے ہیں' کیونکہ میرے رب نے مجھ سے ابوالدرداء کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے' کہ وہ اسلام لے آئیں گے' چنانچہ انہوں نے آکر اسلام قبول کرلیا۔ (بیہقی' ابونعیم)

حضرت حاطب بن بلتعہ کے ایک خفیہ خط کے متعلق اطلاع

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت مقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور مجھ کو روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ روضہ خاخ پہنچو وہاں تمہیں ایک شتر سوار عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے۔ اس سے وہ خط لے لو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم روانہ ہوئے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے روضہ خاخ پہنچ گئے۔ وہاں ہماری ایک ہودج سوار عورت سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے کہا خط نکال' اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں' ہم نے کہا: تجھے خط نکالنا ہی پڑے گا ورنہ ہم تجھے برہنہ کردیں (اور خط نکال لیں گے) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہماری اس دھمکی سے اس نے خط نکال کر ہمارے حوالے کردیا' ہم یہ خط لیکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس میں تحریر تھا۔

"حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام"

اس خط میں حاطب رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کو نبی اکرم ﷺ کے بعض خفیہ منصوبوں سے خبردار کیا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا

حاطب یہ کیا؟ عرض کیا یارسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے میں ایسا شخص ہوں کہ میری قریش کے ساتھ وابستگی تھی' میں ان کا حلیف تھا مگر میری ان کے ساتھ خونی رشتہ داری نہیں' آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی قریش کے ساتھ قرابت داری ہے وہ ان کے اہل و اموال کی حفاظت کرتے ہیں چونکہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں لہذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان پر کوئی احسان کروں تاکہ وہ میری قرابت داری کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ خط اس لئے نہیں لکھا کہ معاذاللہ میں اپنے دین سے مرتد ہوگیا ہوں یا اسلام لانے کے بعد پھر کفر سے راضی ہوگیا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: حاطب نے تم سے سچی بات کہی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں' حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں حاطب غزوہ بدر میں شریک ہوچکا ہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی سرفروشیوں کو دیکھ کر فرمایا: اے اہل بدر! تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے' پھر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ
أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ الى قوله فَقَدْ ضَلَّ
سَوَاءَ السَّبِيلِ

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے سفر مکہ کا عزم بالجزم کرلیا تو حضرت حاطب نے اس منصوبہ سے آگاہ کرنے کیلئے قریش کو ایک خط لکھا کہ نبی اکرم ﷺ مکہ پر چڑھائی کا فیصلہ کرچکے ہیں' پھر یہ خط قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو دیا جسے اجرت پر خط پہنچانے کی ذمہ داری سونپی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر کے بالوں میں رکھا اور بالوں کی مینڈھیاں بنالیں اور پھر روانہ ہوگئی۔ اسی اثناء میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آسمانی خبر آئی کہ حاطب نے یہ کام کیا ہے۔ پس نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاکر اس عورت کو پکڑ لو اس کے پاس ایک خط ہے جو حضرت حاطب نے قریش کو خبردار کرنے کیلئے لکھا ہے۔ (ابن اسحاق' بیہقی)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حالت اسلام پر موت کی خبر

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو بشارت دی کہ تم آخری گھڑی تک حالت اسلام پر زندہ رہو گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: وہ شہداء کا مقام ہے' اور تم ہرگز اس مقام کو نہ پاؤ گے۔ (بیہقی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھانے کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور کچھ کھانا بچ رہا۔ آپ نے فرمایا: اس گھاٹی کی طرف سے ایک جنتی شخص آئے گا جو یہ بقیہ کھانا کھائے گا۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن سلام تشریف لے آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

انصار کے لئے بشارت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: کہ عنقریب تم ناجائز تقسیم اور ناگوار امر سے دوچار ہوگے پس صبر کرو یہاں تک حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کرو۔

ایک اور روایت

مقسم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے اپنی حاجت کا ذکر کیا مگر انہوں نے بے رخی کا اظہار کیا اور سر تک اوپر نہ اٹھایا' حضرت ابوایوب نے (شکایت کے لہجے میں) فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ عنقریب تم کنبہ پروری اور دولت کی ناجائز تقسیم کے معاملہ سے دوچار ہوگے' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا' پھر حضور ﷺ نے اس حالت میں تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ہمیں حکم دیا کہ ہم صبر کریں یہاں تک ہم حوض کوثر پر وارد ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا' پھر صبر کرو تاآنکہ حوض کوثر پر پہنچ جاؤ' اس بات سے حضرت ابوایوب انصاری ناراض ہوگئے اور قسم اٹھائی کہ وہ ان سے کبھی کلام نہیں کریں گے۔ (حاکم)

میرا جینا مرنا انصار کے ساتھ ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ فتح مکہ کے دن انصار مدینہ کہنے لگے کہ "حضور ﷺ کو اپنے شہر کی محبت اور اپنے خاندان کے ساتھ نرمی اور شفقت پیدا ہوگئی ہے" اسی حال میں وحی آنے لگی جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا ہم میں سے کوئی شخص آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا جب وحی نازل ہو چکی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے گروہ انصار ! تم نے کہا: ہے' کہ اس شخص یعنی پیغمبر علیہ السلام کو اپنے وطن کی یاد ستا رہی ہے' اور اسے اپنے خاندان کے افراد پر رحم آ گیا ہے؟ فرمایا: ہرگز ایسا نہیں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے (میں بھلا تم کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں) انصار یہ سن کر روتے ہوئے آگے بڑھے اور عرض کیا' بخدا! ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا محض اس خیال سے کہ ہم کو خدا اور اس کے رسول ساتھ محبت اور وابستگی ہے۔ حضور ﷺ نے انصار کی اس عذر خواہی کے جواب میں فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ عذر کو قابل پذیرائی جانتے ہیں (مسلم' طیالسی' بیہقی)

ثابت کی پروقار زندگی اور عالی شان شہادت کی خبر

محمد بن ثابت انصاری بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ثابت! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تم پروقار زندگی بسر کرو۔ شہادت کی موت مرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ" عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! پس انہوں نے قابل تعریف زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑائی میں شہید ہوئے۔

(حاکم' بیہقی' ابو نعیم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کی خبر

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ نبی اکرم ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: تمہیں اس بیماری سے کوئی ہرج واقع نہیں ہوگا بلکہ تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم میرے بعد عمر دراز گزار کر بصارت سے محروم ہو جاؤ گے؟ عرض کیا میں اس وقت حصول ثواب کی خاطر صبر کروں گا' فرمایا: پھر تو تم جنت میں بلاحساب داخل ہو گے' چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی' پھر ایک عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ (بیہقی)

حضرت معاذ بن جبل سے فرمایا: تم سے پھر ملاقات نہ ہوگی

عاصم ابن حمید سکونی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور وصیت کرتے ہوئے ان کے ہمراہ باہر تشریف لائے جب وصیت کر چکے تو فرمایا: شاید! آئندہ تم سے ملاقات نہ ہو سکے گی اور میری مسجد اور قبر کے پاس سے گزرو گے یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رو پڑے (احمد' بیہقی)

بیہقی بطریق زہری حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حج ادا فرمایا' تو معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا' اس کے بعد کچھ عرصہ بعد نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی ابرائے قسم کی پیش گوئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کتنے ہی کمزور بندے ہیں جنہیں لوگ ضعیف سمجھتے ہیں وہ دو پھٹی پرانی چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ کی ذات پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔ حضرت براء بن مالک بھی انہیں خدا دوست لوگوں میں شامل ہیں حضرت براء رضی اللہ عنہ کا تستر کے مقام پر دشمن کی فوج سے آمنا سامنا ہوا' مسلمان مقابلے کی تاب نہ لاسکے اور تتر بتر ہوگئے۔ انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اے براء! اگر آپ اللہ کی ذات پر قسم کھالیں تو اللہ آپ کی قسم ضرور پوری کرے گا لہٰذا اب وقت ہے' کہ آپ اللہ کی ذات پر کامیابی کی قسم کھائیں۔ انہوں نے کہا: اے پروردگار! میں تیری ذات پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھاتا ہوں کہ تو ہمیں ان کی مشکیں کسنے کی توفیق و قدرت عطا کر' تو مسلمانوں نے انہیں شکست سے دوچار کیا اس کے بعد سوس کے پل پر مڈبھیڑ ہوئی تو ایرانی لشکر نے مسلمانوں پر کاری ضرب لگائی انہوں نے پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اللہ پر قسم اٹھانے کی درخواست کی تو آپ نے پھر قسم اٹھائی جس کی وجہ سے اہل فارس کو شکست فاش ہوئی اور براء رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ (ترمذی' حاکم' بیہقی)

حضرت نعمان بن بشیر کی شہادت کی پیش گوئی

عاصم بن عمر بن قتادہ کہتے ہیں کہ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رواحہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائیں اور عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ انہیں کثرت مال و اولاد سے نوازے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ نعمان اس طرح زندگی بسر کرے جس طرح اس کے ماموں عبداللہ بن رواحہ نے گزاری' انہوں نے عزت کی زندگی بسر کی اور شہادت کی موت مرے اور جنت میں داخل ہوئے۔ (ابن سعد)

عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے' کہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ' نعمان بن بشیر کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لائے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے بیٹے کے حق میں دعا فرمایئے فرمایا: کیا تجھے پسند نہیں کہ وہ اس مرتبہ کو پہنچے جس تک تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام آئے اور شام کا ایک منافق اسے قتل کردے۔ (ابن سعد)

مورخین لکھتے ہیں کہ جب ضحاک بن قیس خلافت مروانی میں مرج راہط کے مقام پر مارا گیا تو حضرت نعمان بن بشر نے حمص سے بھاگ جانا چاہا وہ اس وقت حمص کے گورنر تھے۔ انہوں نے مروان کی مخالفت کرکے حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف دعوت دی تھی جس کی وجہ سے اہل حمص نے ان کو گرفتار کرکے شہید کردیا اور سرتن سے جدا کردیا۔

ابن نبیح ھذلی کے عبداللہ بن انیس کے ہاتھوں قتل کی خبر

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا: مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابن نبیح ہذلی میرے ساتھ جنگ کے لئے لوگوں کو جمع کررہا ہے وہ مقام نخلہ یا عرفہ میں ہے تم جا کر اسے قتل کردو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اس کا حلیہ بیان فرما دیجئے تاکہ میں اس کو پہچان لوں فرمایا: اس کی نشانی یہ ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی اس پر کپکپی طاری ہوجائے گی۔' چنانچہ میں روانہ ہوگیا جب میں نے اسے دیکھا تو اس کی وہی حالت پائی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی مجھے دیکھتے ہی وہ لرزہ براندام ہوگیا میں تھوڑا سا اس کے ساتھ چلا۔ جب قابو میں آیا تو تلوار سے اس پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا' پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افلح الوجہ' "سرخرو ہوگیا" میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اس بدبخت کو قتل کردیا ہے۔ فرمایا: تم نے سچ کہا ہے اس کے بعد (بطور انعام) مجھے ایک عصا عطا فرمایا اور فرمایا: کہ اس عصا کو اپنے پاس رکھو میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عصا مجھے عطا کیا ہے۔ فرمایا: قیامت کے دن یہ عصا میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی اس دن متخصرین (پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے والوں) کی تعداد بہت کم ہوگی۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھا جب ان کا وصال ہونے لگا تو وصیت کی کہ یہ عصا ان کے کفن کے ساتھ رکھ دیا جائے۔ (بیہقی' ابونعیم)

ابن شہاب زہری اور عروہ کی روایت میں ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ کو یہ نشانی بتائی تھی کہ جب تم ابن نبیح کو دیکھو گے تو تم پر ہیبت طاری ہوجائے گی اور تم اس سے ڈر جاؤ گے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے کبھی کسی چیز سے خوف پیدا نہیں ہوا جب میں نے اسے دیکھا تو فی الواقع مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے' پھر میں گھات لگا کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ لوگ (نیند کی حالت میں) پرسکون ہوگئے۔ تو میں نے موقع پا کر اسے قتل کردیا۔ صحابہ کرام کا بیان ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کے آنے سے پہلے ہی ابن نبیح کے قتل کی خبر دیدی۔ (بیہقی ابونعیم)

عمیر ابن عدی خطمی کے متعلق پیش گوئی

علمائے سیرت نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن حارث بن فضیل نے اپنے باپ حارث سے روایت کی کہ عصماء بنت مروان بنی خطمہ کے ایک شخص یزید بن بزید کی زوجیت میں تھی' وہ عورت اسلام اور اہل اسلام پر زبان طعن دراز کرتی تھی اور کفار کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکساتی تھی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: کوئی میرے لئے مروان کی بیٹی کو گرفت میں لانے والا نہیں؟ یہ بات عمیر بن عدی خطمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سن لی جب شام ہوئی تو اسی رات عمیر نے اس کے گھر میں اسے قتل کردیا۔ صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اس عورت کو قتل کردیا ہے۔ فرمایا: اے عمیر! تم نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے عرض کیا

یارسول اللہ! کیا مجھے اس کے قتل کی وجہ سے کوئی پریشانی اٹھانی پڑے گی۔ فرمایا: نہیں۔

لا ینتطح فیھا عنزان — اس معاملہ میں دو بکریاں بھی سر نہیں ٹکرائیں گی۔

چنانچہ عمیر رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے بنو خطمہ کے پاس لوٹ کر گئے۔ بنو خطمہ کی اس زمانے میں بہت تعداد تھی۔ وہ سب بنت مروان کے قتل کی وجہ سے غمزدہ تھے۔ خود بنت مروان کے پانچ جوان بیٹے تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے بنی خطمہ میں نے بنی خطمہ میں نے بنت مروان کو قتل کیا ہے تم نے میرے خلاف جو کرنا ہے کرلو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو مگر اس کے باوجود حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو ذرا سا نقصان بھی نہ پہنچا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ارشاد دو بکریاں بھی آپس میں نہ ٹکرائیں۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیش گوئی

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان سواریوں میں جو مدینہ شریف آئی تھیں' ایک گھوڑا خریدا' اسی اثناء میں مسعدہ فزاری کی ان سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا: اے ابو قتادہ! یہ گھوڑا کیسا ہے؟ فرمایا: میری خواہش ہے' کہ اسے جہاد کیلئے باندھ کر رکھوں تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کروں مسعدہ کہنے لگا' تمہارا قتل کرنا کس قدر آسان ہے' اور تمہاری حرارت کتنی سخت ہے۔ یہ سن کر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اسی گھوڑے پر تجھ سے میدان جنگ میں ملوں' مسعدہ نے کہا: "امین" بعدازاں حضرت ابو قتادہ ایک دن اس گھوڑے کو اپنی چادر کے پلو میں کھجوروں کا چارہ کھلا رہے تھے' کہ اچانک گھوڑے نے سر اوپر اٹھایا اور کان کھڑے کئے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس نے گھوڑوں کی بو سونگھ لی ہے۔ ان کی ماں نے کہا: ابو قتادہ ہم لوگ ایام جاہلیت میں ماں کے بیٹے نہ تھے اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں کیسے ماں کے بیٹے بن سکتے ہیں؟ (یعنی بزدل کیسے ہوسکتے ہیں؟) گھوڑے نے دوبارہ ایسا کیا' تو ابو قتادہ نے اس پر زین کسی' اسلحہ لیا اور اس پر سوار ہوگئے۔ راستے میں انہیں ایک شخص ملا جس نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹیاں پکڑ لی گئی ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا ان کی تلاش میں نکلے ہیں' چنانچہ ابو قتادہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابا قتادہ! چلو' اللہ تمہارے ساتھ ہوگا۔

ابو قتادہ کا بیان ہے' کہ میں ان کی تلاش میں نکلا۔ اچانک میری نظر اونٹنیوں پر پڑی جنہیں ہانک کر لے جایا جارہا تھا پس میں نے اس لشکر پر حملہ کردیا' میری پیشانی پر ایک تیر لگا۔ میں نے اسے نکال دیا اور میں سمجھ رہا تھا کہ میں نے اس کا پیکان نکال دیا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک شہ سوار آیا۔ اس نے منہ پر خود پہن رکھا تھا۔ کہنے لگا ابو قتادہ اللہ تعالیٰ نے میرا تیرا آمنا سامنا کردیا ہے' پھر اس نے اپنا نقاب ہٹا دیا دیکھتا کیا ہوں کہ مسعدہ فزاری ہے۔ اس نے کہا: تمہیں لڑائی کا جو انداز پسند ہو' تلوار سے' نیزے سے یا کشتی کی صورت میں' میں نے جواب دیا اس کا تجھے اختیار ہے' وہ کہنے لگا "کشتی" اور ساتھ ہی گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ میں بھی گھوڑے سے اتر پڑا' پھر ہم نے ایک دوسرے پر حملہ کردیا۔ میں نے اسے پٹخ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور اپنا ہاتھ اس کی تلوار پر رکھ لیا جب اس نے دیکھا کہ اس کی تلوار

میرے قبضے میں آ گئی ہے۔ بولا اے ابا قتادہ مجھے زندگی کی بھیک دے۔ میں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کہنے لگا بچوں کی پرورش کون کرے گا؟ میں نے جواب دیا "آگ" پھر میں نے اسے قتل کردیا اور اپنی چادر میں لپیٹ کر اس کے کپڑے اتار لئے اور خود پہن لئے میں نے اس کا اسلحہ بھی چھین لیا اور اس کے گھوڑے پر سوار ہوگیا' کیونکہ میرا اپنا گھوڑا ہماری کشمکش کے دوران بھاگ گیا تھا اور پلٹ کر لشکر کی جانب آ گیا تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں' اس کے بعد میں روانہ ہوگیا اور مسعدہ کے بھتیجے پر جا پڑا اس کے ہمراہ سترہ گھڑ سوار تھے' میں نے اسے اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی اس کے ساتھی تتر بتر ہوگئے اور میں نے اپنے نیزے کے ساتھ اونٹنیوں کو روک لیا اسی اثناء میں نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ تشریف لے آئے جب آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم لشکر کی جگہ پہنچے' تو ابو قتادہ کے گھوڑے کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی کونچیں کٹی ہوئی ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا ابو قتادہ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالی گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے دوبار فرمایا: تیری ماں پر افسوس' تیرے کتنے ہی دشمن حالت جنگ میں ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ اس مقام پر تشریف لائے جہاں ہمارا مقابلہ ہوا تھا' یکایک آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے ایک شخص کو دیکھا جو ابو قتادہ کے کپڑوں میں لپٹا ہوا پڑا تھا۔ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! ابو قتادہ شہید ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ ابو قتادہ پر رحم فرمائے۔ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے اس عزت و شان سے نوازا ہے۔ ابو قتادہ دشمن کی فوج کے پیچھے رجز پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس لاش کی طرف لپکے' تاکہ اس کے منہ سے کپڑا ہٹائیں' منہ کھول کر دیکھا' تو مسعدہ فزاری تھا' انہوں نے نعرہ بلند کیا اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔

وہ لوگ ابھی اسی حالت میں تھے' کہ میں اونٹنیوں کو ہانکتا ہوا لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے اباقتادہ! اے شہ سواروں کے سردار! اللہ تمہیں سرخرو کرے اللہ تمہیں برکت دے اور تمہاری اولاد اور پوتوں میں برکت رکھے۔' پھر دریافت فرمایا: یہ تمہارے چہرے پر کیسا نشان ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ایک تیر لگا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: قریب آؤ' پھر آپ ﷺ نے پیکان بڑی نرمی سے کھینچ لیا' زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اپنی ہتھیلی اس پر رکھ دی۔ ابو قتادہ کہتے ہیں اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا' پھر اس کے بعد نہ تو کبھی مجھے چوٹ آئی ہے نہ کبھی زخم لگا۔

(بیہقی)

رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی گواہی

یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری دادی اماں نے بتایا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد یا حنین میں چھاتی پر تیر لگا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ تیر میرے جسم سے نکال دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رافع! چاہو تو تیر بمعہ پیکان کے نکال دوں یا یہ پسند کرو کہ تیر نکال لیں اور پیکان رہنے دوں اور قیامت

نوٹ: البدایہ ۴/۱۵۲ میں مسعدہ فزاری کی جگہ حبیب بن عیینہ لکھا ہے)

کے روز تمہاری شہادت کی گواہی دوں۔ عرض کیا تیر نکال لیں اور پیکان رہنے دیں اور قیامت کے دن یہ شہادت دیں کہ میں شہید ہوں۔' چنانچہ وہ اس کے ایک عرصہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ان کا وہ زخم پھوٹ پڑا۔ (اور ان کا وصال ہوگیا) (ابوداؤد' ابن سعد' بیہقی)

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کے حال کی اطلاع

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں ہمیں ایسی فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا کہ اس سے پہلے کبھی ایسی نوبت نہ آئی تھی۔ میری بہن نے مجھ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جایئے اور کچھ مانگئے پس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے' کہ جو دست سوال دراز کرنے سے بچتا ہے' تو اللہ اسے اس عار سے بچا لیتا ہے' اور جو مستغنی ہوتا ہے اللہ اسے غنی کردیتا ہے' یہ سن کر میں نے دل میں کہا: گویا یہ میرے متعلق ارشاد فرمایا جا رہا ہے' لہٰذا میں ہرگز اب کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔ اس کے بعد لوٹ کر اپنی بہن کے پاس آیا اور اسے سارا ماجرا سنایا اس نے کہا: آپ نے اچھا کیا جب دوسرا دن آیا' بخدا! میں درماندہ ہوکر دیوار کے سائے میں لیٹ گیا' کہ اچانک مجھے ایک یہودی کے دراہم ہاتھ آئے۔ ان دراہم سے ہم نے کھانا خریدا اور کھایا' پھر ہمارے گھر میں بے پایاں دنیا آئی کہ انصار کا کوئی گھرانا ہم سے زیادہ مالدار نہ ہوا۔ (بیہقی)

ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیش گوئی

عبداللہ بن ابوبکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت پیچھے سے آملے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں پڑاؤ کیا' لوگوں نے کہا: کوئی سوار آرہا ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو خیثمہ ہیں تو صحابہ کرام نے پہچان کر کہا بخدا! یہ تو ابو خیثمہ ہی ہیں۔ (بیہقی)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کے حالات بتائے۔

حضرت یزید بن رومان اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دومہ کے حکمران اکیدر کی طرف بھیجا' اکیدر نصرانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ تم اسے اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ جنگلی گائے کے شکار میں مصروف ہوگا' چنانچہ حضرت خالد بن ولید روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت خالد قلعے کے اتنے قریب پہنچ گئے جہاں سے آدمی نظر آسکتا تھا رات چاندنی تھی۔ اکیدر اپنی بیوی کے ہمراہ قلعہ کی چھت پر تھا۔ اسی اثناء میں ایک جنگلی گائے قلعہ کے دروازہ کے ساتھ سر ٹکرانے لگی۔ اکیدر کی بیوی نے اس سے کہا: کیا آپ نے کبھی ایسا منظر دیکھا ہے؟ اس نے کہا: بخدا! نہیں۔ اس کی بیوی نے کہا: کیا اس طرح کے شکار کو چھوڑا جاسکتا ہے؟ اکیدر نے کہا: نہیں کوئی یہ موقع ہاتھ سے ضائع نہیں کرسکتا۔ وہ قلعہ کی چھت سے نیچے آیا۔ حکم دیا کہ گھوڑے پر زین رکھی

جائے، پھر اس پر سوار ہوا اس کے ہمراہ اس کے گھرانے کے چند آدمی تھے۔ وہ اپنے شکار کے لئے روانہ ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ کے قافلے سے ان کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ انہوں نے اسے گرفتار کرلیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کردیا جس پر دیباج کی سنہری قباء تھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے چھین کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اکیدر کے ہمراہ بھیج دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب خالد بن ولید اکیدر کو لیکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو حضور ﷺ نے انہیں جاں بخشی فرمائی اور جزیہ پر صلح کرلی۔، پھر اسے رہا کردیا۔ بنوطے کے ایک شخص بجیر نے اس واقعہ کا یوں ذکر کیا ہے۔

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اللهَ یَهْدِیْ کُلَّ هَادٍ

بابرکت ہے وہ جو نیل گائیوں کو ہنکا کر لانے والا ہے میں نے دیکھا کہ اللہ ہر طالب ہدایت کو ہدایت دیتا ہے۔

فَمَنْ یَّكُ حَائِدًا عَنْ ذِیْ تَبُوْكٍ فَاِنَّا قَدْ اُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

پس جو شخص تبوک والے نبی سے منحرف ہوتا ہوتو ہو' ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

بیہقی نے ذکر کیا' کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شاعر کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے" اس دعا کا ثمرہ یہ ہے کہ نوے سال کی عمر میں اس شخص کی نہ تو داڑھ میں حرکت ہوئی نہ اس کا کوئی دانت ٹوٹا۔

(بیہقی) البدایہ والنہایہ 5-16

ابن مندہ' ابن السکن اور ابونعیم نے از طریق ابی المعارک

بجیر بن بجرہ سے اور امام بیہقی نے عروہ سے باختلاف الفاظ اکیدر والی دومہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔ ابن سعد عباس بن عبداللہ بن معد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مکہ شریف جانے کا ارادہ کیا اور بنی بکر کے ایک شخص کو ساتھ لے جانے کے بارے میں اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے ساتھ لے جاؤ مگر یہ بنی بکر کا آدمی ہے اس پر بھروسہ کرکے بے خوف نہ رہنا۔' چنانچہ وہ اسے لیکر روانہ ہوئے راستے میں ایک جگہ سو کر اٹھے' تو دیکھا کہ اس شخص نے قتل کے ارادے سے تلوار سونت رکھی ہے جس کی وجہ سے حضرت خالد نے اسے قتل کردیا۔

عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ کی ندائے غیبی پر امداد کی یقین دہانی

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات میرے ہاں قیام کیا' آپ ﷺ وضو کے لئے اٹھے' تو میں نے آپ کو وضو کے دوران ارشاد فرماتے ہوئے سنا لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ یعنی میں حاضر ہوں مدد کو پہنچا' میں آیا تمہاری امداد کردی گئی ہے جب آپ باہر تشریف لائے' تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ میں نے آپ ﷺ کو حالت وضو میں تین بار لبیک لبیک نصرت نصرت کہتے ہوئے سنا ہے۔ گویا آپ کسی انسان سے گفتگو فرمارہے تھے۔ کیا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی تھا۔ فرمایا: ہاں بنی کعب کا راجز مجھے مدد کے لئے پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی اعانت کی ہے۔ بنی بکر صلح حدیبیہ میں قریش کے حلیف بن گئے تھے جبکہ بنو خزاعہ

نبی اکرم ﷺ کے عہد و پیمان میں آ گئے تھے' لہٰذا نبی اکرم ﷺ پر حسب پیمان ان کی امداد لازم تھی۔ قریش کی بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی یہ اعانت پیمان شکنی اور صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی تھی' چنانچہ یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث بنا' کیونکہ اس واقعہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مکہ پر لشکر کشی کا حکم دیا ہے' اور اسے فتح کیا۔ (طبرانی)

عمرو بن سالم الخزاعی کا واقعہ سیرت ابن ہشام میں

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنو بکر اور قریش نے بنو خزاعہ کے خلاف ایکا کرلیا۔ انہیں نقصان پہنچایا اور اس عہد و پیمان کو توڑ کر جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر کیا تھا' انہیں (حرم کعبہ میں) قتل کیا' تو بنی کعب کا ایک شخص عمرو بن سالم خزاعی مدینہ منورہ کے لیے نکلا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور یہی بات فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ حضور ﷺ اس وقت مسجد نبوی ﷺ میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے' کہ عمرو بن سالم نے سامنے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھے۔

یَارَبِّ اِنِّی نَاشِدٌ مُحَمَّدًا   حِلْفَ اَبِیْنَا وَاَبِیْهِ الْاَتْلَدَا

اے رب! میں محمد (ﷺ) کو اپنے اور ان کے آباؤ اجداد کا قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں۔

قَدْ کُنْتُمْ وُلْدًا وَ کُنَّا وَالِدَا   ثُمَّ اَسْلَمْنَا فَلَمْ نَنْزِعَ یَدَا

اے محمد و آل محمد! آپ ہماری نسل ہیں' پھر ہم نے اسلام قبول کرلیا اور ہاتھ نہیں کھینچا

(یعنی بنو عبد مناف کی ماں بنو خزاعہ کی تھی یونہی قصی کی ماں فاطمہ بنت اسد بھی بنو خزاعہ سے تعلق رکھتی تھی)

فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَتَدَا   وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ یَاْتُوْا مَدَدَا

اللہ آپ کو راہ ہدایت پر گامزن رکھے' آپ ہماری فوری مدد فرمایئے اور اللہ کے بندوں کو بلایئے کہ ہماری مدد کو پہنچیں۔

فِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا   اِنْ سِیْمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ تَرَبَّدَا

ان بندوں میں رسول اللہ موجود ہیں جو واحد و منفرد ہستی رکھتے ہیں آپ کو زیادتی کا ہدف بنایا جاتا ہے' تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔

فِیْ فَیْلَقٍ کَالْبَحْرِ یَجْرِیْ مُزْبِدَا   اِنَّ قُرَیْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا

ایسے لشکر عظیم کے ساتھ جو سمندر کی طرح موجزن ہو' بے شک قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے

وَنَقَضُوْا مِیْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا   وَجَعَلُوْا لِیْ فِیْ کَدَاءٍ رَصَدَا

انہوں نے آپ کے ساتھ موکد معاہدہ توڑ دیا ہے' اور مقام کداء میں میرے لئے لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا ہے۔

وَزَعَمُوْا اَنْ لَسْتُ اَدْعُوْا اَحَدَا   وَهُمْ اَذَلُّ وَاَقَلُّ عَدَدَا

انہوں نے خیال کیا' کہ میں مدد کیلئے کسی کو نہیں پکاروں گا' خود ان کی یہ حالت ہے' کہ وہ نہایت ذلیل اور کم تعداد ہیں۔

هُمْ بَیَّتُوْنَا بِالْوَتِیْرِ هُجَّدَا   وَقَتَلُوْنَا رُکَّعًا وَسُجَّدَا

انہوں نے و تیر کے مقام پر شب خوں مارا جب ہم سو رہے تھے نیز ہمیں حالت رکوع و سجود میں قتل کیا (مراد یہ ہے کہ ہم اسلام لا چکے تھے)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا عُمَرُ و بن سَالِم

اے عمرو! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔ ' پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک بادل نمودار ہوا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ السَّحَابَةُ لَتَسْتَحِلُّ بِنَصْرِ بَنِى كَعْب

یہ بادل بنو کعب کی مدد کا مینہ برسائے گا' بعد ازاں نبی اکرم ﷺ نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح فرمایا

(سیرت ابن ہشام 2-265)

عمیر بن وھب کا خفیہ منصوبہ ظاہر کردیا

موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بن زبیر سے منقول ہے' کہ جب مشرکین جنگ بدر میں ہزیمت اٹھانے کے بعد مکہ لوٹے' تو اس کے بعد ایک دن عمیر بن وہب جمحی صفوان بن امیہ کے پاس مقام حجر میں آکر بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا لعنت ہو ایسی زندگی پر جو بدر کے مقتولین کے بعد گزاری جارہی ہے۔ اس نے کہا: ہاں ان کے بعد زندگی میں کوئی لذت نہیں۔ مجھ پر اگر قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کیلئے میرے پاس کچھ نہیں نیز میں عیالدار نہ ہوتا جن کی کفالت کیلئے میں نے کوئی چیز پس انداز نہیں کی ہے' تو میں مدینہ کا سفر اختیار کرتا اور چپکے سے محمد (ﷺ) کو قتل کردیتا۔ میرے پاس محمد ﷺ کو ملنے کا ایک بہانہ بھی ہے' میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے قیدی بیٹے کو ملنے کے لئے مدینہ آیا ہوں۔ یہ سن کر صفوان بہت خوش ہوا اس نے کہا: تمہارا قرض اور اہل و عیال کا خرچ پر میرے ذمے' میں انہیں اپنے بال بچوں کی طرح نان و نفقہ دوں گا۔ یوں صفوان نے عمیر کو اس کام پر آمادہ کرلیا اور تمام اخراجات مہیا کئے نیز اس کی تلوار کو صیقل کرکے زہر آلود کرنے کا حکم دیا۔ (جاتے ہوئے) عمیر نے صفوان کو کہا' میرے اس منصوبہ کو فاش نہ کرنا

چنانچہ وہ مدینہ منورہ پہنچا' مسجد نبوی کے دروازہ پر سواری سے اترا' سواری کو باندھا' پھر تلوار لیکر نبی اکرم ﷺ کا قصد کیا اور داخل ہوا' تو حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی فوراً اندر تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عمر ذرا پیچھے ہٹ جاؤ' پھر عمیر سے مخاطب ہوکر فرمایا: عمیر! کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا: اپنے قیدی بیٹے کیلئے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: سچ سچ بتاؤ کہ تم کیوں آئے ہو؟ اس نے جواب دیا سچی بات یہ ہے کہ میں اپنے قیدی کیلئے آیا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے صفوان بن امیہ کے ساتھ مقام حجر میں کیا شرائط طے کیں۔ یہ سنتے ہی عمیر گھبرا گیا اور کہا: میں نے کیا شرائط طے کی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

تَحَمَّلْتَ لَهُ بِقَتْلِى عَلَى اَنْ يَعُوْلَ بَنِيْكَ وَيَقْضِىَ دَيْنَكَ وَاللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنِ ذٰلِكَ

تم نے مجھے قتل کرنے کی ذمہ داری اس شرط پر لی ہے' کہ وہ تمہارے بچوں کی کفالت کرے گا اور تمہارا قرض ادا کرے گا'

سن لو! اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اور تمہارے ناپاک منصوبہ کے درمیان حائل ہے۔"

عمیر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ یہ گفتگو میرے اور صفوان کے درمیان ہوئی جس پر ہم دونوں کے علاوہ کوئی مطلع نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس گفتگو سے آگاہ کیا' اب میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں اس کے بعد عمیر رضی اللہ عنہ مکہ لوٹ گیا وہاں اسلام کی دعوت دی جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے۔ (بیہقی، طبرانی' ابونعیم)

عمرو بن العاص کے آنے کی غیبی اطلاع

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: آج رات تمہارے پاس ایک حکیم شخص آئے گا' چنانچہ اسی رات حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے آئے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم کی آمد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ اطلاع

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: تمہارے پاس ایک ایسی قوم آرہی ہے جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں پس قبیلہ اشعر کے لوگ آئے جن میں ابوموسیٰ اشعری بھی شامل تھے۔

معمر کہتے ہیں مجھے روایت پہنچی ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! اہل سفینہ کو بچالے کچھ دیر کے بعد فرمایا: "بھنور سے نکل آئی ہے" جب وہ لوگ مدینہ شریف کے قریب پہنچے' تو فرمایا: ایک پاکباز شخص انہیں کشاں کشاں لا رہا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اہل کشتی بنو اشعر کے لوگ تھے اور جو ان کی قیادت کررہا تھا وہ عمرو بن الحمق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: تم کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "زبید سے" فرمایا: اللہ زبید میں برکت عطا فرمائے۔ انہوں نے عرض کیا زمع میں بھی' آپ نے دوبارہ فرمایا: اللہ زبید میں برکت عطا فرمائے۔ انہوں نے پھر کہا یارسول اللہ! زمع میں بھی' آپ نے تیسری بار فرمایا: اے اللہ! زمع میں بھی برکت عطا فرما۔ (بیہقی)

ابن سعد عیاض اشعری سے آیت فسوف یاتی اللّٰہ لقوم کی تفسیر کو نقل کرتے ہیں کہ اس قوم سے مراد ابوموسیٰ اشعری کی قوم ہے۔

تین شخصوں میں سے آخری آگ میں جلے گا

معمر کہتے ہیں میں نے ابن طاؤس وغیرہ علماء کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ بن جندب اور ایک اور شخص سے ارشاد فرمایا: تم میں سے آخری شخص آگ میں جائے گا' چنانچہ تیسرا شخص حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے مرگیا جب کوئی آدمی ازراہ مذاق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتا کہ سمرہ فوت ہوگئے ہیں تو وہ بے ہوش ہوجاتے اور ان پر غشی طاری ہوجاتی' پھر حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے قبل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا۔

ابن وہب ابویزید مدینی سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سمرہ مرض موت میں مبتلا ہوئے' تو انہیں شدید سردی لگی۔ ان کے آگے پیچھے دائیں بائیں انگیٹھیاں جلا کر رکھی گئیں مگر انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور ان کی یہی حالت برقرار رہی حتیٰ کہ ان کا وصال ہوگیا۔

ابن عساکر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سمرہ کزاز کے مرض میں مبتلا ہوئے (اس مرض میں آدمی کو سخت سردی لگتی ہے) ان کی سردی دور نہ ہوتی تھی' گرمی حاصل کرنے کیلئے انہوں نے پانی سے بھری دیگ رکھنے کا حکم دیا جس کے نیچے آگ جلائی گئی وہ اس کے اوپر بیٹھ کر تپش حاصل کرتے اور گرم پانی کے بخارات اڑ اڑ کر انہیں گرمی پہنچاتے' ایک دن اس میں گر کر جل گئے۔

واقدی' طبرانی' ابونعیم اور ابن عساکر نے رافع بن خدیج سے حدیث محمد بن سیرین کی مانند روایات نقل کیں ہیں۔ (بیہقی نے ان احادیث پر ضعف کا حکم لگایا ہے)

رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ رجال بن عنفوہ بڑا باخشوع' قرات قرآن کا پابند اور بھلائی پر عمل پیرا تھا' ایک دن وہ ہمارے ساتھ بیٹھا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ان لوگوں میں سے ایک آدمی آگ میں جلے گا۔ رافع کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا۔ ابو ہریرہ تھے' ابی اروی دوسی تھے' طفیل بن عمرو اور رجال بن عنفوہ تھے۔ میں بار بار انہیں دیکھ کر تعجب کا اظہار کرنے لگا اور کہنے لگا یہ بدبخت کون ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے بعدازاں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اور بنو حنیفہ نے ارتداد اختیار کیا تو میں نے پوچھا: کہ رجال بن عنفوہ کا کیا طرز عمل رہا؟ تو مجھے بتایا گیا' کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہوگیا ہے' اور اسی بدبخت نے شہادت دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں شریک ہے' یہ سن کر میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ ابن عساکر کہتے اس کا لقب رجال تھا جبکہ نام نہار تھا۔

سیف بن عمرو فتوح میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' فرات بن حیان اور رجال بن عنفوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے باہر آئے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے ایک شخص کی داڑھ جہنم میں کوہ احد سے زیادہ بڑی ہے' اور اس کی پیٹھ ایک عذر کرنے والے کی پیٹھ ہے یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو پہنچا۔ اس کے بعد جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات رضی اللہ عنہ کو رجال کے مرتد ہونے کی اطلاع ملی تو دونوں صحابی سجدہ ریز ہوگئے۔

عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسلام کی خبر

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں چار شخص شرک سے انتہائی بیزار اور اسلام کی طرف راغب ہیں، کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون خوش بخت ہیں؟ فرمایا: عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو، آپ نے یہ بات فتح مکہ کے موقع پر اس رات ارشاد فرمائی جب آپ مکہ شریف کے قریب پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ وہ سب آدمی بعد میں مسلمان ہو گئے۔

محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے، کہ جب سہیل بن عمرو گرفتار ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ سہیل کے سامنے کے دونوں دانت نکلوا دیجئے۔ تاکہ اس کی زبان باہر لٹک جائے اور وہ کبھی تقریر کے لئے کھڑا نہ ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں مثلہ نہیں کروں گا ورنہ خدا میری شکل بگاڑ دے گا اگرچہ میں نبی ہوں۔ پھر یہ بھی ہے، کہ شاید وہ ایسے مقام پر تقریر کیلئے کھڑا ہو جہاں تمہیں ناگوار نہ ہو، چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا، تو سہیل نے وہی خطبہ مکہ شریف میں دیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں دیا تھا گویا سہیل نے اسے پہلے سن رکھا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سہیل کی تقریر کا پتہ چلا، تو پکار کر کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو کلام آپ لائے ہیں وہ سراپا حق ہے، اور یہ وہی مقام ہے جس کی نبی اکرم ﷺ نے نشاندہی فرمائی تھی جس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ شاید یہ اس مقام پر کھڑے ہو کر تقریر کرے جو تمہیں ناگوار نہ ہوگا۔ (اعلم اس شخص کو کہتے ہیں جس کا اوپر والا ہونٹ چرا ہوا ہو، یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جس خطبے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ہے جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے وصال کے وقت مدینہ شریف میں دیا تھا اس خطبہ کے شروع میں تھا

جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے، تو وہ سن لے کہ محمد ﷺ کا وصال ہو گیا۔ اسی خطبہ کی مثل سہیل نے نبی اکرم ﷺ کے وصال کی خبر سن کر مکہ مکرمہ میں خطبہ دیا تھا۔

سیرت النبی ﷺ میں مذکورہ بالا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ سہیل بن عمرو نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلام میں عمدگی پیدا ہوئی یہاں تک کہ وہ فضلاء صحابہ میں شمار ہونے لگے اور جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا، تو کثیر تعداد میں اہل مکہ نے اسلام سے پھر جانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت سہیل بن عمرو تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ حمد و ثناء کے بعد نبی اکرم ﷺ کے وصال کا ذکر کیا، پھر ایسی تقریر کی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دین حق پر ثابت قدم رکھا جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے اہل مدینہ کو استقامت نصیب ہوئی۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا۔

لوگو! جو محمد (ﷺ) کی عبادت کرتے ہیں وہ سن لیں کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ یقین رکھیں کہ اللہ حی لایموت ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بے شک آپ کو بھی موت آنے والی ہے، اور وہ بھی مرنے والے ہیں

ا۔ کیونکہ اس کا اوپر والا ہونٹ چرا ہوا تھا

نیز فرمایا:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَد خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ افَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ الخ

محمد ﷺ ایک رسول ہی تو ہیں' ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں پس اگر فوت ہوجائیں یاشہید کردیئے جائیں تو کیا تم الٹے قدم پھر جاؤ گے۔

پھر کہا: بخدا! میں جانتا ہوں کہ یہ دین اس طرح پھیلے گا جس طرح سورج طلوع و غروب میں پھیلتا ہے' لہٰذا اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو' اللہ کا دین قائم رہے گا۔ کلمتہ اللہ پورا ہوکر رہے گا اور اللہ اس شخص کی امداد فرماتا ہے جو اس کے دین کی حمایت کرتا ہے' اور اس کے دین کی تقویت کا باعث بنتا ہے اللہ نے تمہیں بھلائی پر جمع کیا ہے یعنی حضرت صدیق اکبر پر' ان کی وجہ سے دین کی قوت میں اضافہ ہوگا جس شخص کو ہم نے دیکھا کہ دین سے پھر گیا ہے' تو ہم اس کی گردن مار دیں گے یہ تقریر سن کر ڈھلمل یقین لوگ اپنے ارادوں سے باز آ گئے۔ اس طرح سہیل کا اس مقام پر کھڑے ہوکر تقریر کرنا نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے کئی سال پہلے یعنی غزوہ بدر کے موقع پر اس کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

ابوسفیان کی مدینہ آمد کی غائبانہ اطلاع

طبرانی نیز سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے منقول ہے' کہ جب قریش نے بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی مدد کرکے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد شکنی کی تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: کہ ابو سفیان تمہارے پاس تجدید معاہدہ نیز مدت میں توسیع کے لئے آرہا ہے مگر ناراض ہوکر واپس چلا جائے گا۔' چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق ابوسفیان مدینہ منورہ آیا اور تجدید عہد اور زیارت مدت کا مطالبہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کی درخواست کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ ناکام و نامراد ہوکر واپس چلا گیا۔

ابو یعلی کہتے ہیں کہ ہم فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مر الظہران کے مقام پر تھے' تو حضور ﷺ نے (بن دیکھے) فرمایا: ابوسفیان اراک کے مقام پر ہے اسے گرفتار کرلو' پس ہم اسے گرفتار کرکے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ (طبرانی)

ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے بعد ایک دن بیٹھا تھا کہ اس نے اپنے دل میں کہا' اے کاش! میں محمد ﷺ کے مقابل ایک لشکر اکٹھا کرسکوں' ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضور ﷺ نے اس کی پیٹھ پر تھپکی دیکر فرمایا: اگر ایسا ہوا' تو اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے گا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا' تو نبی اکرم ﷺ اس کے سر پر کھڑے تھے' کہنے لگا بخدا! میں اب تک یہ یقین نہیں کرتا تھا کہ آپ نبی ہیں اور یہ (لشکر جمع کرنے کی) بات تو میرے دل ہی میں آئی تھی جس سے آپ آگاہ ہوگئے۔

(ابن سعد' بیہقی' ابن عساکر)

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے' کہ جس رات مکہ فتح ہوا' تو مسلمان مکہ میں داخل ہوئے وہ ساری رات تسبیح و تہلیل اور طواف کعبہ میں مشغول رہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوسفیان نے اپنی بیوی ہند سے کہا: کیا تجھے اللہ کی یہ شان بے

نیازی نظر آرہی ہے؟ جب صبح ہوئی تو دربار رسالت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا: ہاں واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے یہ سن کر کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں" جب میں نے یہ بات کہی تھی تو سوائے اللہ اور ہند کے اسے سننے والا کوئی اور نہ تھا۔ (بیہقی' ابونعیم' ابن عساکر)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی دوران طواف ابوسفیان اور ہند کے درمیان سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ابوسفیان! تمہارے اور ہند کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں۔ ابوسفیان نے دل میں کہا: کہ ہند نے میرا راز فاش کردیا۔ میں اس کا ایسا ایسا حشر کروں گا جب نبی اکرم ﷺ طواف سے فارغ ہوئے' تو ابوسفیان سے ملے اور فرمایا: ابوسفیان! ہند سے اس قسم کی گفتگو نہ کرنا' کیونکہ ہند نے تمہارا راز فاش نہیں کیا یہ سن کر ابوسفیان کہنے لگا۔

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ — میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نوٹ: اسی قسم کی ایک روایت ابن سعد' حارث اور ابن عساکر نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے نقل کی ہے۔

علامہ سید احمد دحلان رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

"حاصل کلام یہ ہے کہ ابوسفیان کو شروع شروع میں یہ انقلاب ناگوار گزرا مگر نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ نرمی اور تالیف قلب سے کام لیتے رہے یہاں تک کہ اسلام اس کے دل میں جم گیا۔ بعد میں غزوہ طائف کے دوران اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی' تو وہ اسے ہتھیلی پر اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھ کو پہلے سے بہتر صورت میں لوٹا دے یا یہ پسند کرو کہ اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں اس سے بہتر آنکھ عطا کردے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے اپنی آنکھ پھینک دی اور کہا: میں جنت کی اس سے اچھی آنکھ پسند کرتا ہوں اس کی دوسری آنکھ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں یرموک کی لڑائی کے دوران پھوٹ گئی۔ وہ مجاہدین کو جہاد و قتال پر برانگیختہ کرتے اور ترغیب دیتے ہوئے کہہ رہا تھا' لوگو! یہ اللہ کے عظیم ایام میں سے ایک دن ہے' تم اللہ کے دین کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق غیبی خبریں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے اسی زمانہ سے خلافت کی خواہش پیدا ہوگئی تھی جب سے حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے معاویہ! جب تمہیں حکومت و شاہی ملے' تو اچھے طریقے سے کرنا۔ (ابن ابی شیبہ)

عبدالرحمٰن بن عمیر سے مروی ہے' کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ! جب تم حکومت کے والی بنو تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا' تو مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ میں ضرور ولایت کے معاملہ میں مبتلا ہوں گا' کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی ہے۔ (بیہقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہیں قمیض خلافت پہنائی جائے گی یہ سن کر ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ

کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ قمیض پہنائے گا؟ فرمایا: "ہاں" مگر اس میں آزمائش و مصیبت ہوگی۔ (طبرانی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: معاویہ عنقریب میرے بعد تم حکومت کے والی بنو گے جب ایسا مرحلہ آجائے' تو لوگوں کی اچھائیاں قبول کرنا اور ان کی برائیوں سے تجاوز کرنا" بخدا! مجھے اسی وقت سے حکومت کی امید لگ گئی تھی یہاں تک کہ میں اب اس مقام پر فائز ہوں۔ (ابن عساکر)

دیلمی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سریر آرائے سلطنت ہوجائیں گے۔

مسلمہ بن مخلد بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا' نبی اکرم ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمارہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَ يَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ وَ قِهِ الْعَذَابَ

اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما اسے مضبوط حکومت ارزانی فرما اور اسے جہنم کے عذاب سے بچالے۔

(ابن سعد' ابن عساکر)

ابن عساکر عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا' مجھ سے کشتی کیجئے' تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا میں تجھ سے کشتی لڑوں گا' اس وقت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے' چنانچہ امیر معاویہ نے اس بادیہ نشین کو پچھاڑ دیا' پھر جب جنگ صفین کا دن تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں ہرگز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا"

امام شعبی فرماتے ہیں جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے لوٹے' تو فرمایا: لوگو! تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت و حکومت کو ناگواری سے نہ دیکھو بخدا! تم جب ان کو کھو دو گے' تو شانوں سے سروں کو گرتا ہوا دیکھو گے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے اسلام لانے کی خبر

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل نے اسلام لانے سے قبل سحر انصاری کو قتل کردیا تھا جب اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ مسکرا پڑے۔ انصار نے یہ دیکھ کر عرض کیا۔ یارسول اللہ! اپنی قوم کے ایک شخص کے قتل پر آپ مسکرا رہے ہیں۔ فرمایا: مجھے اس کے قتل کی وجہ سے ہنسی نہیں آئی بلکہ یہ تعجب انگیز بات دیکھ رہا ہوں کہ عکرمہ نے اسے قتل کیا مگر اس کے باوجود وہ اس کے ساتھ جنت میں ہوگا۔" بعدازیں عکرمہ نے اسلام قبول کرلیا۔ (ابن عساکر)

حضرت عثمان بن طلحہ کے خاندان میں کنجی برداری کی پیش گوئی

حضرت عثمان بن طلحہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہجرت سے پہلے مجھے مکہ میں ملے اور اسلام کی دعوت دی' میں نے کہا: اے محمد! تعجب ہے آپ مجھ سے اس بات کی توقع اور طمع کررہے ہیں کہ میں آپ کی اتباع کروں گا حالانکہ آپ نے اپنی

قوم کے دین کی مخالفت کی ہے' اور ایک نیا دین لائے ہیں؟ اور اس جاہلیت کے زمانہ میں ہم سوموار اور جمعرات کو کعبہ شریف کھولتے تھے۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ دوسرے لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے کے لئے آرہے تھے' کہ میں نے آپ پر سختی کی اور آپ کی بے عزتی کی مگر آپ نے بردباری سے کام لیا' پھر فرمایا: اے عثمان! عنقریب تو دیکھے گا کہ کعبہ شریف کی چابیاں ایک دن میرے ہاتھ میں ہوں گی جہاں چاہوں گا رکھوں گا' میں نے کہا: اس دن قریش تو ذلیل ہو کر مٹ چکے ہوں گے۔ فرمایا: نہیں" بلکہ اس دن قریش آباد ہوں گے اور عزت پائیں گے۔ اس کے بعد آپ کعبہ شریف میں چلے گئے۔ یہ بات میرے دل میں سما گئی کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ تو عنقریب ہو کر رہے گا' چنانچہ میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرلیا مگر قریش اس کام میں آڑے آئے' پھر جب فتح مکہ کا دن آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! چابی لاؤ' میں لے آیا' تو آپ ﷺ نے چابی مجھ سے لے لی پھر میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:

خذْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزَعُهَا مِنْكَ اِلَّا ظَالِمٌ

یہ چابی لے لے یہ ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی اور سوائے ایک ظالم کے کوئی تم سے چھین نہ سکے گا۔

میں لوٹ کر جانے لگا' تو آپ ﷺ نے آواز دی' میں واپس آگیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہی نہیں ہوا جو میں نے تم سے کہا تھا؟ چنانچہ مجھے آپ ﷺ کا وہ ارشاد یاد آگیا' تو آپ ﷺ نے ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ میں مجھ سے ارشاد فرمایا: یعنی عنقریب تم دیکھو گے کہ یہ چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (ابن سعد)

شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی غیبی خبر

عبدالملک بن عبید وغیرہ محدثین بیان کرتے ہیں کہ شیبہ بن عثمان اپنے اسلام لانے کی داستان (مندرجہ ذیل الفاظ میں) بیان کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے کہ جب فتح مکہ کا سال آیا اور نبی اکرم ﷺ نے بزور مکہ پر قبضہ کرلیا' تو میں نے کہا:: کہ میں بنوقریش کے ہمراہ بنو ہوازن کے پاس حنین میں چلا جاتا ہوں' ہوسکتا ہے' کہ جلد ہی یہ دونوں گروہ محمد ﷺ کا باہم ملکر مقابلہ کریں اور میں موقع پا کر تمام قریش کی ہزیمت کابدلہ لے لوں۔ میں کہا کرتا تھا کہ اگر عرب و عجم میں کوئی شخص بھی باقی نہ رہے۔ سب محمد (ﷺ) کی اطاعت اختیار کرلیں تب بھی میں آپ ﷺ کی اتباع نہ کروں گا' چنانچہ میں اپنے عزائم کی تکمیل کیلئے منتظر تھا۔ آتش انتقام سینے میں بھڑک رہی تھی' پھر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے خچر سے نیچے آئے' میں تلوار سونت کر اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے ان کے قریب ہوا۔ میں نے تلوار ابھی لہرائی ہی تھی کہ بجلی کی طرح آگ کے شعلے بلند ہوئے جنہوں نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے بینائی چھن جانے کے خوف سے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے۔ اسی اثناء میں نبی اکرم ﷺ نے میری جانب التفات فرمایا اور صدا دی۔ اے شیبہ! میرے قریب آؤ۔ میں آپ کے قریب گیا' تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا: اے اللہ! اسے شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔ شیبہ بیان کرتے ہیں بخدا! وہ گھڑی مجھے اپنی آنکھ' کان اور جان سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے۔ میرے سینہ کا بغض و

کینہ جاتا رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا: میرے قریب آجاؤ اور قتال کرو، چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر تیغ زنی شروع کی۔ خدا جانتا ہے' کہ اس وقت مجھے سب سے زیادہ یہ عزیز تھا کہ میں اپنی جان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا دفاع کروں۔ اس گھڑی میری یہ حالت تھی کہ میرا والد بھی میرے سامنے آتا' تو اس کو بھی تہ تیغ کر دیتا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنی لشکر گاہ کی طرف لوٹے اور خیمہ میں تشریف لائے۔ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: اے شیبہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جس چیز کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہارے دل میں آئی تھی اس کے بعد حضور ﷺ نے مجھے تمام میرے دلی ارادوں سے مطلع فرمایا: حالانکہ میں نے ان ارادوں سے کسی کو قطعاً آگاہ نہیں کیا تھا میں نے عرض کیا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔' پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعائے مغفرت فرمایئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی ہے۔

(ابن سعد' ابن عساکر)

حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے اہل حنین سے جہاد فرمایا: تو مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آ گئے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ میں نے کہا: آج محمد (ﷺ) سے انتقام لینے کا موقع ہے، چنانچہ میں آپ ﷺ کے قریب آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عباس آپ کے پاس تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ آپ کے چچا ہیں۔ آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ میں آپ کے بائیں طرف آیا' تو ابوسفیان بن حارث بائیں طرف تھے خیال کیا' کہ یہ بھی آپ کے چچازاد ہیں۔ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، پھر پیچھے سے آیا حتیٰ کہ قریب پہنچ گیا اور حملہ کرنے ہی والا تھا کہ بجلی کی طرح ایک آگ کا شعلہ بلند ہوا تو اس سے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے میری طرف التفات فرما کر کہا شیبہ میرے پاس آؤ۔ پس آپ نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر رکھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شیطان میرے دل سے نکال دیا میں نے نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھا' تو اس وقت آپ مجھے میری قوت سماعت و بصارت اور فلاں فلاں چیزوں سے زیادہ محبوب ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شیبہ کفار سے جنگ کرو اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان مہاجرین کو جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور ان انصار کو جنہوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور ان کی امداد کی صدا دیکر بلاؤ۔

شیبہ بیان کرتے ہیں کہ انصار جس تیزی سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کی تشبیہ بیان نہیں ہو سکتی سوائے اس اونٹنی کے جو اپنے بچے کی طرف آتی ہے۔ صحابہ اس کثرت سے نبی اکرم ﷺ کے پاس جمع ہوئے گویا آپ ﷺ درختوں کے جھنڈ میں ہوں۔ انصار کے نیزے رسول اکرم ﷺ سے اس قدر قریب تھے' کہ میرے خیال میں وہ کافروں کے نیزوں سے زیادہ خوفناک معلوم ہوتے تھے۔' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: عباس! مجھے کچھ کنکریاں دے دو۔ شیبہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کے خچر کو آپ کا کلام سمجھا دیا وہ اس قدر جھکا کہ اس کا پیٹ زمین سے لگنے لگا۔ حضور ﷺ نے کنکریاں اٹھا کر کفار کے چہروں کی طرف پھینکیں اور فرمایا: شاهت الوجوه حم لا ینصرون

چنانچہ کافر شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو نصرت الٰہی سے نوازا گیا۔ اس واقعے کو امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ذکر فرمایا ہے۔

امام ابن اثیر اسد الغابہ میں زیر ترجمہ "شیبہ" لکھتے ہیں۔

"زبیر کہتے ہیں کہ شیبہ جنگ حنین میں اس ارادہ سے نکلے کہ نبی اکرم ﷺ کو دھوکے سے شہید کر ڈالیں؛ چنانچہ موقع پا کر آپ ﷺ کی طرف بڑھے مگر رسول اللہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: شیبہ! ادھر آؤ تو اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے، تو آپ ﷺ نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا، پھر فرمایا: اے شیطان! اس سے دور ہو جا، پھر اللہ نے شیبہ کے دل میں ایمان پیدا فرما دیا۔ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا۔ وہ ان صحابہ کرام میں شامل تھے جنہوں نے جنگ حنین میں پامردی دکھائی۔

ایک قول یہ ہے کہ شیبہ کے ارادۂ قتل سے باز رہنے کی وجہ اور تھی۔ ابن اسحاق سے مروی ہے، کہ حنین کے روز جب مسلمانوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی تو شیبہ بن عثمان نے کہا آج میں اپنا بدلہ لے لوں گا۔ (شیبہ کا باپ عثمان بن ابی طلحہ غزوہ احد میں قتل کر دیا گیا تھا) اور محمد ﷺ کو قتل کر دوں گا، چنانچہ میں نبی اکرم ﷺ کے آس پاس ارادہ قتل سے چکر لگاتا رہا مگر ایک چیز آ کر میرے دل پہ چھا گئی۔ پس میں اپنے ارادے کی تکمیل کی قدرت نہ پا سکا۔ مجھے یقین ہو گیا، کہ محمد ﷺ خدائی حفاظت میں ہیں۔

شیبہ کا شمار بہترین مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے کعبہ شریف کی کنجی انہیں اور ان کے چچازاد بھائی عثمان بن طلحہ کو عطا فرمائی اور فرمایا:

خُذُوْهَا خَالِدَةً مُخَلَّدَةً تَالِدَةً اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَا بَنِىْ اَبِىْ طَلْحَةَ لَا يَاخُذُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ

یہ کنجی لے لو، اے اولاد ابی طلحہ! یہ تمہارے پاس ابدالآباد تک رہے گی اور سوائے ظالم کے کوئی تم سے چھین نہ سکے گا۔

ابو طلحہ ان بنو شیبہ کا جد ہے جو بیت اللہ شریف کے دربان ہیں۔ کعبہ شریف کی کنجی آج انہی کے پاس ہے۔ (انتھی کلام ابن اثیر)

میں کہتا ہوں آج تک یعنی 1317ھ تک کنجی برداری کا منصب اسی گھرانے کے پاس ہے، نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کہ یہ کنجی ابدالآباد تک ابی طلحہ کے گھرانے میں رہے گی، میں ایک اور معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا بھی علم تھا کہ ابو طلحہ کی نسل باقی رہے گی اور وہ نسل در نسل اس منصب کے وارث بنیں گے۔ نیز یہ بشارت ہے، کہ ان سے سوائے کسی ظالم کے کوئی یہ چابی چھین نہ سکے گا، چنانچہ یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور آج تک کوئی اس منصب پر تسلط نہیں جما سکا۔

حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلہ کے لئے ایک دستاویز اور بعض غیبی حقائق

سیرت النبی ﷺ وغیرہا کتابوں میں مذکور ہے، کہ داریوں کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جو تمیم

الداری' ان کے بھائی نعیم اور چار دیگر افراد پر مشتمل تھا یہ لوگ دین عیسائیت پر تھے۔' پھر انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور ان کے اسلام میں عمدگی پیدا ہوئی۔ یہ وفد دوبار نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ ایک بار ہجرت سے پہلے مکہ میں اور دوسری بار ہجرت کے بعد پہلی بار انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے شام کا کچھ علاقہ طلب کیا' تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو چاہو' مانگو' وفد بنو تمیم کے ایک شخص ابو ہند نے کہا: ہم مشورہ کیلئے آپ کے پاس سے اٹھ گئے کہ کونسا علاقہ لیں۔ تمیم نے کہا: ہم بیت المقدس اور اس کے اضلاع کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر ابوہند نے تمیم سے کہا: یہ شاہ ایران کی تاخت کا مقام ہے عنقریب عربی اقتدار اس پر قائم ہوجائے گا اور ہم اس کا انتظام و انصرام اور حفاظت نہ کرسکیں گے۔ تمیم نے کہا: پھر بیت حبرون مانگ لیتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اٹھ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اپنے مشورے اور فیصلے سے آگاہ کیا۔ آپ نے چمڑے کا ایک ٹکڑا منگوایا اور اس پر ہمارے لئے یہ تحریر لکھوائی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هٰذَا كِتَابٌ ذِكْرٌ فِيْهِ مَاوَهَبَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ لِلدَّارِيِّيْنَ اَعْطَاهُ اللهُ الْاَرْضَ فَوَهَبَ لَهُمْ بَيْتَ عَيْنُوْنَ وَ حِبْرُوْنَ وَالْمَرْطُوْمَ وَبَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ اِلَى الْاَبَدِ شَهِدَ عَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَخُزَيْمَةُ بْنُ قَيْسٍ وَشُرَحْبِيْلُ بْنُ حَسَنَةَ

یہ تحریری دستاویز ہے جس میں اس عطاء کا ذکر ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی عطا کردہ زمین میں سے داریوں کو ہبہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے بیت عینون' حبرون مرطوم اور بیت ابراہیم کا علاقہ ہمیشہ کیلئے انہیں عطا فرما دیا اس عطاء پر عباس ابن عبدالمطلب' خزیمہ بن قیس اور شرحبیل بن حسنہ گواہ ہوئے۔

پھر یہ دستاویز انہیں عطا کرکے فرمایا: اب لوٹ جاؤ یہاں تک کہ تم سنو کہ میں نے ہجرت کرلی ہے۔ ابوہند کہتے ہیں ہم لوٹ کر چلے گئے' پھر جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی تو ہم دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہمیں اس عطاء کی ایک اور تجدیدی دستاویز عنایت فرمائی جائے' تو آپ ﷺ نے ہمیں مندرجہ دستاویز عطا فرمائی۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ وہ دستاویز ہے جو محمد رسول اللہ (ﷺ) نے تمیم الداری اور ان کے ساتھیوں کو عطا فرمائی' میں نے بیت عینون جبرون مرطوم اور بیت ابراہیم کا سارا علاقہ ان کے سپرد کردیا ہے۔ اب علاقوں میں تصرف کے بارے میں ہمیشہ کیلئے ان پر کوئی گرفت نہیں' لہٰذا جو انہیں اس سلسلہ میں پریشان کرے گا اللہ اسے سزا دے گا' اس تحریر کے ابوبکر بن قحافہ عمر بن خطاب عثمان بن عفان' علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) گواہ ہوئے۔"

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے لئے بشارت

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: یہ لڑکا ایک قرن زندہ رہے گا' چنانچہ انہوں نے ایک سو سال کی عمر پائی ان کے چہرے پر مسہ تھا' آپ نے فرمایا: کہ یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کے چہرے سے مسہ غائب نہیں ہوتا' چنانچہ حضرت عبداللہ کو اس وقت تک موت نہ آئی جب تک کہ وہ مسہ جاتا نہیں رہا۔ (حاکم' بیہقی' ابونعیم)

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ اس کے بعد اپنی قوم کی طرف پلٹ جانے کی اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: "وہ لوگ تمہیں قتل کر ڈالیں گے" عرض کیا "ان کی تو یہ حالت ہے" کہ وہ مجھے عالم خواب سے بیدار تک نہیں کرتے" اس کے بعد ان کی طرف پلٹ گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی مگر ان کی قوم کے لوگوں نے ان کی بات نہ مانی اور انہیں برابھلا کہا جب صبح ہوئی حضرت عروہ نے بالاخانے پر اذان دی اور توحید و رسالت کی شہادت دی۔ اسی اثناء میں کسی ثقفی شخص نے ان کی طرف تیر پھینکا اور انہیں شہید کردیا جب نبی اکرم ﷺ کو ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو فرمایا: عروہ کی شہادت ایسی ہے جیسے صاحب یٰسین کی شہادت کہ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی اور انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ عروہ کی شہادت کے بعد قبیلہ ثقیف کا ایک وفد جو کہ دس سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا اور ان میں کنانہ بن عبد یالیل، اور عثمان بن ابی العاص بھی شامل تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا۔ (حاکم، بیہقی، ابونعیم)

ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو کہ انہوں نے کئی علماء سے تخریج کی۔ یہ ہے کہ جب ان کی طرف تیر پھینکا گیا' تو فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم مجھے قتل کر ڈالو گے۔

ابونعیم واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ طائف سے لوٹے' تو عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے غیلان بن مسلمہ سے کہا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی کامیابی کا مرحلہ کتنا قریب کردیا ہے بہت سے لوگ اس کے تابعدار بن چکے ہیں کچھ رغبت کے ساتھ اور کچھ خوف کی وجہ سے' ہم لوگوں کے نزدیک بڑے سیانے اور ہوشیار لوگ ہیں اور ہم جیسے لوگ اس دعوت سے ناواقف اور نابلد نہیں رہ سکتے جو محمد ﷺ دے رہے ہیں نہ ان کے نبی ہونے سے بے خبر ہیں۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میں نے کبھی کسی کو نہیں بتائی۔ میں ظہور محمد ﷺ سے پہلے نجران میں تجارت کی غرض سے گیا وہاں کا اسقف میرا دوست تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے ابا یعفور! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے' اور وہ سلسلہ نبوت کا آخری نبی ہے۔ وہ اپنی قوم کو قوم عاد کی طرح قتل کرے گا' لہٰذا جب وہ ظاہر ہوجائے اور اللہ کی طرف دعوت دے' تو تم اس کی اتباع کرنا' بخدا! میں نے آج تک اس کے بارے میں ایک حرف بھی کسی کو نہیں بتایا اور میں تو اس آخری نبی کی غلامی اختیار کرنے والا ہوں' چنانچہ عروہ مدینہ منورہ آئے اور دولت اسلام سے بہرہ مند ہوگئے۔

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ

حضرت جریر البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ قدسیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے حلہ پہنا اور اندر آیا آپ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سب کی نظریں میری جانب اٹھ گئیں۔ میں نے اپنے ہم نشین سے کہا: کیا رسول

اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے؟ اس نے کہا: "ہاں" حضور ﷺ نے تمہارا بہترین انداز میں ذکر کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے یا اس گھاٹی سے ایک شخص داخل ہوگا جو اہل یمن میں سے بہترین شخص ہے اس کا چہرہ ایسا ہے گویا فرشتے نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہے۔ (بیہقی)

حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر

ابن اسحاق سے مروی ہے، کہ بنوطے کا وفد آیا جن میں زید الخیل بھی موجود تھے، اس وفد کے ارکان نے اسلام قبول کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا نام زید الخیر رکھ دیا، اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے، تو حضور ﷺ نے فرمایا: اگر زید مدینہ کے بخار سے بچ گیا، تو (اس کے بعد کا حصہ راوی نے بیان نہیں کیا)، چنانچہ جب وہ نجد کے علاقے میں ایک چشمے پر پہنچے، تو زید کو بخار ہوگیا اور اسی بخار میں ان کی موت واقع ہوگئی۔ (بیہقی)

وائل بن حجر کی آمد کی تین دن پیشتر اطلاع

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، کہ جب ہمیں نبی اکرم ﷺ کے ظہور کی اطلاع ملی تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوگیا۔ مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ میری آمد سے تین دن پیشتر حضور ﷺ نے میرے آنے کی بشارت دی۔ (تاریخ بخاری، بیہقی)

صرد بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر

صرد بن عبداللہ قبیلہ ازد کے وفد میں آئے اور ان کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ان اسلام لانے والوں کا امیر بنایا اور حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے ہمراہ مشرکوں سے جہاد کرو۔، چنانچہ وہ نکل کر جرش آئے اور ایک ماہ تک جرش کا محاصرہ کیا، پھر پسپائی اختیار کر کے کوچ کیا یہاں تک کہ وہ کوہ کشر پہنچے، تو اہل جرش نے خیال کیا، کہ وہ ہزیمت اٹھا کر لوٹے ہیں، چنانچہ وہ ان کے تعاقب میں نکلے اور انہیں جا لیا، تو انہوں نے لوٹ کر حملہ کردیا اور زبردست قتل کیا۔ اہل جرش قبل ازیں اپنے دو آدمیوں کو حالات کا جائزہ لینے کے لئے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج چکے تھے۔ وہ عید الفطر کی شام نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں تھے، کہ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کس علاقے میں کشر واقع ہے؟ تو ان جرشیوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارے علاقے میں ایک پہاڑ ہے جس کو کشر کہا جاتا ہے، فرمایا: وہ کشر نہیں شکر ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اسے کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کے مینڈھے اس وقت اس کے قریب ذبح ہونے والے ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں آدمی حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس بیٹھ گئے، تو حضرت ابوبکر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تم پر افسوس! رسول اللہ تمہیں تمہاری قوم کی ہلاکت کی غائبانہ خبر دے رہے ہیں، تم اٹھ کر جاؤ اور آپ ﷺ سے درخواست کرو کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے یہ مصیبت دور فرمائے، چنانچہ وہ اٹھ کر آپ

ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی پس آپ نے دعا مانگی۔ اے پروردگار! ان سے اس ہلاکت کو دور فرما' اس کے بعد وہ بارگاہ رسالت سے اپنی قوم کے پاس جانے کیلئے روانہ ہوگئے جب پہنچے' تو انہوں نے اپنی قوم کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی تو وہ سب حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا (بیہقی' ابو نعیم)

حارث والد ام المومنین جویریہ کے اونٹوں کی غیبی خبر

عبداللہ بن زیاد بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مریسیع کے سال غزوہ بنی مصطلق میں جویرہ بنت حارث بطور غنیمت عطا فرمائی تو ان کا باپ حارث ان کی رہائی کیلئے فدیہ لیکر آیا جب وادی عقیق میں پہنچا' تو ان اونٹوں کی طرف دیکھا جو اپنی بیٹی کے فدیئے میں دیئے تھے اسے دو اونٹ ان میں سے بہت پسند آئے پس ان دونوں اونٹوں کو وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کردیا' پھر دیگر اونٹوں کو ہنکا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا محمد! میری بیٹی آپ کے ہاں گرفتار ہے یہ اس کا فدیہ ہے فرمایا: وہ دونوں اونٹ کہاں ہیں جو تم نے وادی عقیق میں غائب کئے ہیں یہ سن کر حارث نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ واقعی میں نے ان دونوں اونٹوں کو عقیق میں غائب کیا اور اس بات پر سوائے اللہ کے کوئی آگاہ نہ تھا۔ اس کے بعد حارث نے اسلام قبول کرلیا۔ (ابن عساکر)

حضور اکرم ﷺ کی تین پیش گوئیاں

عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دفعتہ ایک شخص آیا اور اس نے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی۔ اس کے بعد دوسرا آیا اور اس نے راستوں کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا دیکھا تو نہیں' البتہ! اس کے متعلق جانتا ضرور ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم کچھ دن زندہ رہے' تو دیکھو گے کہ ایک شریف عورت مقام حیرہ سے اونٹ پر روانہ ہوگی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آکر کعبہ شریف کا طواف کرے گی اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کے دل میں کسی اور کا خوف نہ ہوگا۔ عدی کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا: کہ قبیلہ طے کے رہزن جنھوں نے شہروں میں آتش فتنہ بھڑکا رکھی ہے' کہاں چلے جائیں گے؟ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم کسریٰ شاہ ایران کے خزانے فتح کرو گے میں نے ازراہ تعجب پوچھا: کیا اس کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ فرمایا: "ہاں" اسی کسریٰ بن ہرمز کے' پھر فرمایا: "اگر تم نے کچھ اور فرصت حیات پائی تو تم دولت کی فراوانی کا وہ زمانہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی لیکر نکلے گا کہ کوئی اس کو قبول کرلے مگر اس کا قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ خوب یاد رکھو کہ قیامت کے روز تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے جبکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمانی کرنے والا نہ ہوگا' اس سے سوال ہوگا اے بندے!

بتا کیا میں نے تیرے پاس اپنا رسول نہیں بھیجا تھا جس نے میرے احکام تم تک پہنچائے ہوں' وہ عرض کرے گا ہاں! پھر فرمائے گا کیا میں نے تجھ کو مال نہیں عطا کیا تھا اور تجھ پر اپنا فضل نہیں فرمایا تھا وہ عرض کرے گا کیوں نہیں یہ سب کچھ تو نے بخشا تھا اس کے بعد وہ شخص اپنے دائیں جانب دیکھے گا' تو اس کو جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا' پھر بائیں جانب دیکھے گا' تو اسے صرف جہنم ہی نظر آئے گی۔ عدی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ دیکر اور جس کے پاس یہ بھی نہ ہو تو نصیحت کا ایک کلمہ کہہ کر ہی سہی۔ عدی بیان کرتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئیوں کا مصداق امن کا زمانہ دیکھا ہے' کہ مقام حیرہ سے ایک ہودج سوار عورت سفر کرکے آئی اور کعبہ کا طواف کرکے چلی گئی اور راستے میں اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا اور کسریٰ کے خزانے فتح کرنے والوں میں تو میں خود بھی شریک تھا اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو جو تیسری بات حضور ﷺ نے فرمائی ہے وہ بھی تم عنقریب دیکھ لو گے۔ (بخاری شریف)

بیہقی کہتے ہیں' بخدا! یہ تیسری پیش گوئی بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں پوری ہوگئی۔ عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے مروی ہے' کہ عمر بن عبدالعزیز نے اڑھائی سال حکومت کی' اللہ کی قسم! ان کا وصال نہیں ہوا کہ لوگ ہمارے پاس بہت بڑا مال لیکر آنے لگے۔ وہ کہتے اسے حاجت مندوں میں تقسیم کردیجئے وہ ابھی اسی مقام پر ہوتے کہ ان کا مال واپس آجاتا ہم آپس میں کہتے کہ اس مال کو ہم کہاں صرف کریں کوئی لینے والا ہمیں ملتا نہیں' حقیقت یہ تھی کہ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو غنی کردیا تھا۔

عمرو بن الغفواء الخزاعی کو ایک ساتھی کے ہمراہ جانے کی تاکید فرمائی

عمرو بن غفواء خزاعی بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے طلب فرمایا: اور مجھے مال دیکر ابوسفیان کے پاس بھیجنے کا ارادہ فرمایا تاکہ اسے قریش میں تقسیم کردیں۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ حضور نے فرمایا: اپنے لئے کوئی ساتھی تلاش کرلو' چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری میرے پاس آکر کہنے لگا' مجھے خبر ملی ہے' کہ تم مکہ شریف جانے کا ارادہ رکھتے ہو' میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اس بات کی میں نے نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی تو فرمایا: کہ جب اس کے قبیلہ کے علاقہ میں پہنچو تو اس سے چوکنا رہنا' کیونکہ کسی نے کہا ہے' کہ تیرا بھائی بکری ہے اس پر بھروسہ نہ کرنا' پس ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ابواء کے مقام پر پہنچے اس نے کہا: مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں سے کام ہے تم یہاں ٹھہرو میں نے کہا: اچھا اللہ تمہیں بھلائی کے ساتھ لے جائے جب عمرو چلا گیا' تو مجھے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد یاد آیا' تو میں نے سامان اپنے اونٹ پر باندھا اور چل دیا حتیٰ کہ اصافر پہنچ گیا' تو وہ ایک گروہ کے ہمراہ آکر معارضہ کرنے لگا اور اس نے کہا: تم سامان لیکر پہلے نکل آئے ہو۔ پس جب اس کے قبیلے کے لوگوں نے میری قوت دیکھی تو ناکام ہوکر واپس چلے گئے' وہ معذرت خواہانہ انداز میں کہنے لگا مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں سے ایک کام تھا میں نے کہا: ہاں' پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ مکہ شریف آگئے۔ (ابونعیم' ابن سعد)

حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت کی نوید

مطلب بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے بنی حارث بن سواء سے کہا: کہ تم تو وہ ہو کہ تمہارے باپ نے نبی اکرم ﷺ کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے' ایسا نہ کہئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمارے باپ کو ایک بچھڑی عطا فرمائی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں برکت عطا کرے گا' چنانچہ یہ جتنے مویشی صبح کے وقت ہم چرانے کیلئے لے جاتے ہیں اور شام کے وقت لے آتے ہیں سب اسی بچھڑی سے ہیں۔ (ابن شاہین' ابن مندہ)

مسعود بن ضحاک کو خوش خبری دی

مسعود بن ضحاک لخمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام مطاع رکھا اور فرمایا: کہ تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری بات مانی جائے گی۔ نیز فرمایا: کہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلو' جو تمہارے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے ان کے لئے امان ہے' چنانچہ وہ ان کے پاس گئے' تو ان سب نے اس کی بات مانی اور اس کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (ابو یعلی)

مسلم فہری کے مرنے کی اطلاع دی

ابو ملیکہ کہتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ فہری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جہاد کے لئے آئے ان کا باپ مسلمہ بھی مدینہ میں پہنچ گیا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! میرا اور کوئی بیٹا نہیں جو میرے مال مویشی اور میرے گھرانے کی دیکھ بھال کرے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے حبیب کو ان کے والد مسلمہ کے ہمراہ لوٹا دیا اور فرمایا: شاید تمہارا والد اس سال تمہیں داغ مفارقت دے جائے' لہٰذا اے حبیب اپنے والد کے ساتھ لوٹ جاؤ' چنانچہ حبیب واپس آگیا اور اس کا والد مسلمہ اسی سال فوت ہوگیا۔

ابن سعد' بغوی' ابونعیم اور بیہقی کی روایت ہے' کہ حبیب نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیلئے مدینہ شریف آئے' تو ان کا باپ بھی پیچھے سے آگیا اس نے کہا: یارسول اللہ! میرے ہاتھ پاؤں (ناتواں ہوگئے ہیں) یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے حبیب! اپنے والد کے ہمراہ واپس چلے جاؤ' کیونکہ عنقریب ان کی موت واقع ہونے والی ہے' چنانچہ وہ اسی سال مرگیا۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی پیش گوئی

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے سفر میں سراقہ بن مالک سے فرمایا: جس وقت اس نے آپ سے تعرض کیا' کہ اس وقت تمہاری کیسی شان ہوگی جب تمہیں شاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے' پھر جب اللہ تعالیٰ نے خلافت فاروقی میں کسریٰ سے اس کی سلطنت چھین لی تو اس کے دو کنگن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے' تو انہوں نے وہ دونوں کنگن سراقہ بن مالک کو پہنا دیئے تاکہ نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی کی حقانیت ظاہر ہوجائے' پھر فرمایا:

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَلَبَہُمَا کِسرٰی وَ اَلبَسَہُمَا سُرَاقَۃَ اَعرَابِیًّا مِنْ بَنِی مُدْلِجٍ

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے سونے کے یہ کنگن کسریٰ سے چھین کر بنو مدلج کے ایک بدو سراقہ کو پہنا دیئے۔ (بیہقی)

قدر بن عمار کے قبیلے کے بارے میں پیش گوئی

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ مجھے بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا' ہمارے قبیلے کا ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا نبی اکرم ﷺ سے ملنے کیلئے مدینہ شریف آیا اور اسلام قبول کرلیا' پھر یہ وعدہ کیا' کہ وہ اپنی قوم کے ایک ہزار گھوڑ سوار آپ ﷺ کی خدمت میں لائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس آیا' تو اس کے ساتھ نو سو آدمی نکلے اور ایک سو قبیلے ہی میں رہ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پورے ہزار کہاں ہیں؟ عرض کیا ایک سو قبیلے میں اس خوف کے تحت چھوڑ آیا ہوں کہ کہیں ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان لڑائی نہ چھڑ جائے' فرمایا: ان کو بھی بلا بھیجو' کیونکہ اس سال تمہارے لئے کوئی اندیشہ نہیں' جسے تم ناگوار سمجھتے ہو' پس انہوں نے بقیہ سو آدمیوں کو بھی بلا بھیجا' جو مقام ہداۃ پر آملے جب انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو پکار اٹھے یارسول اللہ! وہ ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ فرمایا: نہیں یہ تمہارے حامی اور ساتھی نہیں مخالفین ہیں' یہ بنی سلیم آئے ہیں۔ (ابن سعد)

ذوالجوشن کلابی کو اہل مکہ پر اسلامی غلبہ کی خبر دی

ابو اسحاق سبیعی سے مروی ہے' کہ ذوالجوشن کلابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تمہیں کون سی چیز اسلام لانے سے روکتی ہے؟ اس نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا۔ آپ کو وطن سے نکالا اور آپ کے ساتھ جنگ و جدال کیا۔ لہٰذا میں اس بات کا جائزہ لے رہا ہوں کہ اگر آپ ان پر غالب آ گئے' تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ کی اتباع کروں گا اور اگر وہ غالب آ گئے' تو آپ کی پیروی نہیں کروں گا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: اے ذی الجوشن! اگر تم کچھ عرصہ زندہ رہے' تو اپنی آنکھوں سے میرا ان پر غلبہ دیکھو گے۔ ذوالجوشن کہتے ہیں بخدا! میں ضریہ کے مقام پر تھا کہ ایک سوار مکہ کی جانب سے ہماری طرف آیا۔ ہم نے دریافت کیا۔ کیا خبر ہے؟ اس نے جواب دیا محمد ﷺ اہل مکہ پر غالب آ گئے ہیں۔ تو اس وقت ذوالجوشن نبی اکرم ﷺ کی دعوت پر اسلام نہ قبول کرنے پر دکھ کا اظہار کرنے لگا۔

ابو صفرہ کے متعلق ایک غیبی خبر

محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے بتایا کہ ابو صفرہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ اس پر سبز حلہ تھا جس کا دامن پیچھے زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ وہ دراز قامت خوش منظر' حسین و جمیل' اور فصیح اللسان شخص تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا

: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرہ بن ہلقام بن بلندی بن مستکبر بن جلندی جو ہر کشتی غصب کر لیتا تھا۔ ہوں میں شاہ ابن شاہ ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ابو صفرہ ہو۔ سارق اور ظالم کو چھوڑو۔ یہ سن کر اس نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ حَقًّاحَقًّا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں - آپ اللہ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں بے شک میرے اٹھارہ بیٹے ہوئے اور آخر میں مجھے ایک بیٹی عطا ہوئی جس کا نام میں نے صفرہ رکھا۔ (ابن مندہ' ابن عساکر)

حارث بن عبد کلال حمیری کی آمد کی اطلاع

ہمدانی انساب میں لکھتے ہیں کہ حارث بن عبد کلال حمیری یمن کے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آیا' تو اس کے آنے سے قبل نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو کریم الجدین (معزز گھرانے کا فرد) ہے۔پس حارث داخل ہوا اور اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے اس سے معانقہ فرما کر اس کے لئے چادر بچھائی۔

ام ورقہ بنت نوفل کی شہادت کی خبر

حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے بدر کی لڑائی لڑی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ مجھے جنگ میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ فرمایا: اپنے گھر میں ٹھہری رہو۔ تمہیں اللہ تعالیٰ شہادت کی دولت نصیب فرمائے گا۔ اسی پیش گوئی کی وجہ سے ان کا نام شہیدہ پڑ گیا۔ وہ قرآن کی قاری تھیں۔ انہوں نے اپنے غلام اور کنیز کو آزاد کرنے کی وصیت کی مگر ان دونوں نے ایک رات اٹھ کر ام ورقہ کو ڈھانپ دیا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوگئی یہ خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی پھانسی کا حکم دیا' چنانچہ دونوں کو دار پر کھینچ دیا گیا۔ مدینہ کی تاریخ میں ان دونوں کو سب سے پہلے سولی دی گئی (ابو داؤد)

بیہقی کی ایک اور روایت میں یہ اضافہ منقول ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضور ﷺ نے ام ورقہ کی شہادت کی سچی خبر دی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ آؤ چلیں شہیدہ کی زیارت کرلیں۔

وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتادی

وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے کے لئے آیا۔ تو آپ نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی فرمایا: اے وابصہ! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا پوچھنے کے لئے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول

اللہ! ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: تم نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بالکل یہی بات ہے۔ آپ نے فرمایا: نیکی وہ ہے جس سے تمہارا سینہ کھل جائے اور گناہ وہ ہے جس سے تمہارے دل میں کھٹک پیدا ہو۔ خواہ تمہیں لوگ اس کے بارے میں فتویٰ دیں۔ (امام احمد)

حضرت قیس بن خرشہ کے بارے میں غیبی خبر

محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی سے منقول ہے' کہ قیس بن خرشہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' کہ میں اللہ کے نازل کردہ کلام اور ہمیشہ حق بات کہنے پر آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیس ممکن ہے میرے بعد حالات خراب ہو جائیں اور تم پر ایسے لوگ حکمران بنیں کہ تم ان کے سامنے حق بات کہنے کی جرات نہ کرسکو۔ میں نے عرض کیا واللہ! میں جس بات پر بیعت کروں گا اسے پورا کروں گا' یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر ایسی بات ہے تو وہ (ظالم) تم کو ضرر بھی نہیں پہنچا سکیں گے۔

حضرت قیس بن زیاد یا عبیداللہ بن زیاد پر زبان طعن دراز کرتے تھے جب اس بات کی خبر ابن زیاد کو پہنچی تو اس نے آپ کو بلا بھیجا اور کہا تم ہی وہ شخص ہو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر افتریٰ کرتا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں' ہاں! اگر تمہاری مرضی ہو تو بتا دوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر کون افتریٰ کرتا ہے۔ افتریٰ کرنے والا وہ شخص ہے جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ عبیداللہ نے پوچھا: وہ بدبخت کون ہے؟ فرمایا: تو تیرا باپ اور وہ جس نے تمہیں حاکم بنایا ہے۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول پر افتریٰ نہیں کیا اس نے کہا: تم یہ سمجھتے ہو کہ کوئی تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ حضرت قیس نے فرمایا: "ہاں" یہ سن کر ابن زیاد نے کہا: آج معلوم ہوجائے گا کہ تو نے دروغ گوئی سے کام لیا ہے' پھر حکم دیا کہ جلاد کو لایا جائے مگر جلاد کے آنے سے قبل ہی حضرت قیس اللہ کو پیارے ہوگئے۔ (طبرانی' بیہقی)

ابو ریحانہ کو غیب کی خبر دی

ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابا ریحانہ! تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرو گے جس نے ایک جانور باندھ رکھا ہوگا' تم کہو گے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' تو وہ کہیں گے کہ اس مسئلہ میں کوئی قرآنی آیت اتری ہے تو پڑھو' چنانچہ وہ وقت آگیا جب ابو ریحانہ ایک گروہ کے پاس سے گزرے جنہوں نے مرغی کو قید کر رکھا تھا انہوں نے اس گروہ کو اس عمل سے منع کیا' تو وہ بولے اگر قرآن کی کوئی آیت اس بارے میں اتری ہے' تو پڑھو۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ (محمد ابن الربیع)

عمرو بن الحمق کے وصال کی اطلاع

رفاعہ بن شداد بیان کرتے ہیں کہ وہ عمرو بن الحمق کے ہمراہ نکلے جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلب کیا' وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن الحمق نے مجھ سے کہا: کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے والے ہیں' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے خبر دی تھی کہ جن و انس میرے خون میں شریک ہوں گے۔ ابھی ان کی یہ گفتگو پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ مجھے گھوڑوں کی لگامیں نظر آئیں پس میں نے انہیں الوداع کہا۔ اسی اثناء میں ایک سانپ نے انہیں ڈس لیا' پھر لشکر شام نے ان کا سر کاٹ لیا' یہ پہلا سر تھا جو عہد اسلام میں ہدیہ کیا گیا۔ (ابن عساکر)

اقرع کو ارض شام کی طرف ہجرت کرنے کی بشارت دی

اقرع بن شفتی العکی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میری بیماری میں میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا' کہ میں تو اس بیماری کو مرض الموت سمجھتا ہوں' آپ نے فرمایا: نہیں' تم زندہ رہو گے اور ارض شام کی طرف ہجرت کرو گے' پھر تمہیں موت آئے گی اور تم فلسطین کے علاقے رملہ میں دفن ہو گے' چنانچہ ان کا وصال عہد فاروقی میں ہوا اور وہ رملہ میں دفن ہوئے۔ (ابن سکن' ابن مندہ' ابن عساکر)

نضر بن حارث کے ارادے کی خبر دینا

واقدی بروایت ابراہیم بن محمد بن شرجیل لکھتے ہیں کہ نضر بن حارث نے بیان کیا "کہ میں قریش کے ہمراہ حنین کی طرف نکلا' ارادہ یہ تھا کہ اگر محمد (ﷺ) کی طرف سے ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم ان کے مقابل امداد کریں گے مگر ایسا ممکن نہ ہوا' پھر جب آپ ﷺ جعرانہ کے مقام پر تھے اور میں اپنے ارادے پر قائم تھا تو حضور ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: نضر! میں نے کہا: لبیک! فرمایا: یہ بات تمہارے حنین والے ارادے سے بہتر ہے' اس دن اللہ تعالیٰ تمہارے ارادے کے درمیان رکاوٹ بن گیا۔ یہ سن کر میں تیزی کے ساتھ آپ کی طرف بڑھا اور عرض کیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: کہ میرا دل دین پر اور حق کی بصیرت میں پتھر سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا۔ (ابن سعد' بیہقی)

قباث بن اشیم کے ارادہ قلبی پر آگاہی

ابان بن سلمان اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ قباث بن اشیم لیثی کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ عرب کے کچھ مرد اس کے پاس آئے اور بولے! محمد (ﷺ) نے دعویٰ نبوت کیا ہے' اور وہ ہمارے دین کے خلاف نئے دین کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ سن کر قباث اٹھ کھڑا ہوا اور سیدھا نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا جب اندر داخل ہوا' تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا بیٹھ جایئے۔ مگر وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے ہی کہا تھا کہ اگر بدر کے روز قریش کی پردہ پوش عورتیں مقابلے کیلئے نکلتیں تو محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شکست ہو جاتی" یہ سن کر قباث نے کہا:

اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' یہ بات تو میری زبان پر نہ آئی نہ ہونٹوں سے نکلی اور نہ ہی کسی نے مجھ سے سنی' اس کا' تو فقط میرے دل میں خیال آیا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ لاشریک ہے' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو دین آپ لائے ہیں وہ برحق ہے۔

بیہقی کہتے ہیں کہ قباث بن اشیم کہا کرتا تھا کہ میں مشرکین مکہ کے ہمراہ بدر کی لڑائی میں شریک تھا' مجھے اصحاب محمد ﷺ کم تعداد میں نظر آتے تھے جبکہ ہمارے ساتھ سواریوں اور جنگجو سپاہیوں کی تعداد کثیر تھی اور میں بھی ان ہزیمت خوردہ لوگوں میں سے ایک تھا۔ میں نے مشرکین کو ہر طرف تتربتر ہوتے دیکھا اور دل ہی دل میں کہتا کہ عورتوں کی طرح بھاگنے کا ذلت آمیز واقعہ پہلے کبھی میری نظر سے نہیں گزرا۔ بعد میں جب خندق کا غزوہ ہوچکا' تو میرے دل میں اسلام کی عظمت راسخ ہوگئی' چنانچہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا' اس وقت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے قباث! تم نے ہی بدر کے روز کہا تھا کہ مشرکین کا عورتوں کی طرح بھاگنے کا ذلت آمیز منظر پہلے میں نے نہیں دیکھا میں نے یہ سن کر عرض کیا یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں' کیونکہ یہ بات کبھی میرے منہ سے نہیں نکلی' فقط ایک دلی خیال تھا اگر آپ نبی نہ ہوتے' تو آپ اس وسوسہ قلبی پر مطلع نہ ہوتے اس وقت آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں مسلمان ہوگیا۔

معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ کے وصال کی غائبانہ اطلاع

ابن سعد اور بیہقی بطریق علاء بن محمد ثقفی لکھتے ہیں کہ تبوک میں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' ایک دن سورج پوری تابناکیوں اور ضیاء پاشیوں کے ساتھ طلوع ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اس طرح طلوع نہ ہوا تھا' اسی اثناء میں جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: اے جبریل! سورج اتنا روشن طلوع ہوا ہے' کہ اس سے پہلے کبھی میں نے اتنا روشن نہیں دیکھا' فرمایا: یہ اس لئے کہ معاویہ بن معاویہ لیثی کا آج مدینہ شریف میں انتقال ہوگیا ہے' اور اللہ نے ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شمولیت کیلئے بھیجے ہیں' آپ ﷺ نے پوچھا: اس عظمت شان کی وجہ کیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ شب و روز سورۂ اخلاص کی کثرت کرتے تھے وہ چلتے' کھڑے' بیٹھے اس کی تلاوت کرتے تھے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لئے زمین لپیٹ دوں تاکہ آپ ﷺ ان پر نماز پڑھیں؟ فرمایا: "ہاں"' چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے (انہیں سامنے دیکھ کر) ان پر نماز پڑھی۔

ابن سعد اور بیہقی نے دوسرے سند کے ساتھ عطاء بن ابی میمونہ اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' کہ جبریل امین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے اے پیارے محمد! معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں؟ فرمایا: "ہاں" پس جبریل علیہ السلام نے اپنے پر مارے' تو کوئی پیڑ یا ٹیلہ نہ رہا جو پست نہ ہوگیا ہو' اور معاویہ کا جنازہ اٹھاکر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیش نظر ہوگیا۔ اس وقت آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی آپ ﷺ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار

فرشتے تھے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے جبریل سے پوچھا: معاویہ ؓ کو یہ مرتبہ کیسے ملا ہے؟ جبریل نے جواب دیا وہ سورۂ اخلاص سے محبت کرتے تھے' وہ کھڑے بیٹھے' جاتے آتے ہر حال میں اس کی تلاوت کرتے تھے۔

عوف بن مالک اشجعی ؓ کے بارے میں ایک غیبی خبر

عوف بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں میں غزوہ ذات السلاسل میں شامل تھا اور میں نے اس سفر میں حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کی ہمرکابی کی' دوران سفر ایک گروہ کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک اونٹ ذبح کر رکھا تھا مگر اس کی تقسیم پر قدرت نہ رکھتے تھے۔ میں قصابی کا کام جانتا تھا' لہٰذا ان سے کہا اگر تم مجھے دسواں حصہ دے دو تو میں تمہیں گوشت تقسیم کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پس میں نے اس کے ٹکڑے کر کے ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور دسواں حصہ لیکر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا' پھر ہم نے اسے پکا کر کھایا' اس کے بعد حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ نے پوچھا: عوف! تمہیں یہ گوشت کہاں سے ہاتھ لگا؟ تو میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا' یہ سن کر انہوں نے فرمایا: تم نے یہ گوشت ہمیں کھلا کر اچھا نہیں کیا' پھر وہ دونوں اٹھ کر قے کرنے لگے تاکہ وہ گوشت ان کے پیٹوں سے نکل جائے۔ بعدازاں جب لوگ جنگ سے لوٹے' تو میں سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا: "عوف" میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ! فرمایا: "صاحب الجزور" یعنی اونٹ کا گوشت تقسیم کرنے والے' مگر اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔ (ابن اسحاق' بیہقی)

وفد عبدالقیس کے آنے کی اطلاع اور دیگر غیبی خبریں

مزیدہ العبدی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محو گفتگو تھے' کہ دوران گفتگو فرمایا: عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو اہل مشرق کے بہترین لوگ ہیں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر ؓ اٹھے اور اس جانب روانہ ہو گئے' تو 13 افراد پر مشتمل ایک وفد ان سے ملا' پوچھا: کس قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم بنی عبدالقیس سے ہیں" (بیہقی)

ابن شاہین مخار بن عباس اور مزیدہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں (یہ مزیدہ وفد عبدالقیس کے ایک رکن تھے) وہ کہتے ہیں کہ اشج عبدالقیس دارین کے راہب کا دوست تھا۔ ایک سال اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ مکہ شریف میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے جو ہدیہ قبول کرتا ہے مگر صدقہ نہیں کھاتا' اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے' اور وہ سارے ادیان پر غالب آ جائے گا۔ اس کے بعد راہب کی موت واقع ہو گئی۔ اس کے بعد اشج نے تحقیق حال کیلئے اپنے بھانجے کو مکہ شریف بھیجا' وہ ہجرت کے سال آیا اور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور نبوت کی نشانیوں کو صحیح پا کر اسلام لے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے سورہ الحمد اور سورۃ العلق کی تعلیم دی۔ اس کے بعد اسے حکم دیا کہ اب جا کر اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت دو' چنانچہ اس نے لوٹ کر اپنے ماموں کو تمام حالات سے آگاہ کیا جس کی وجہ سے اشج اسلام لے آیا مگر ایک عرصہ تک اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا' پھر سولہ مردوں کے ساتھ روانہ ہوا اور مدینہ آیا جس صبح یہ وفد مدینہ پہنچا

اسی رات نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ مشرق کی طرف سے ایک قافلہ آنے والا ہے جنہیں اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا گیا بلکہ برضا و رغبت آرہے ہیں ان کے رہنما کی ایک علامت ہے' چنانچہ اشج عبدالقیس اپنی قوم کے چند نفوس کے ساتھ آیا' یہ فتح مکہ کے سال کا واقع ہے۔

ابن سعد عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس رات جس کی صبح بنو عبدالقیس کا وفد آیا تھا۔ افق کی طرف دیکھ کر فرمایا: "مشرق کی طرف سے ایک وفد آرہا ہے جنہیں اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا گیا ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ سفر کی صعوبتوں نے ان کے جانوروں کو دبلا کردیا ہے۔ ان کا زاد راہ ختم ہوچکا ہے' اور ان کے سردار کی ایک نشانی ہے' پھر دعا فرمائی ہے اے اللہ! بنو عبدالقیس کو معاف فرما' وہ حصول مال کیلئے میرے پاس نہیں آئے وہ اہل مشرق کے بہترین لوگ ہیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق بیس سواروں پر مشتمل ایک وفد آیا جس کی قیادت عبداللہ بن عوف الاشج کر رہا تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' انہوں نے نبی اکرم کو سلام عرض کیا اور آپ نے بھی ان کے سلام کا جواب دیا اور دریافت فرمایا: تم میں سے عبداللہ بن عوف الاشج کون ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں ہوں' آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: مردوں کی کھال میں پانی نہیں بھرا جاتا بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے' ایک زبان ہے' اور دوسرا دل' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عوف سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے' اس نے پوچھا: وہ دو خوبیاں کونسی ہیں؟ فرمایا: حلم اور وقار' اس نے عرض کیا کیا یہ خصلتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں یا جبلی ہیں؟ فرمایا: تمہاری یہ خصلتیں جبلی ہیں۔

حاکم نے حضرت انس ؓ سے روایت کی کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باریاب ہوا' وہ بیٹھے تھے' کہ اچانک آپ ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: تمہارے ہاں کئی قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو' یہ سن کر ایک شخص بولا' یارسول اللہ! میرے ماں' باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ ﷺ کی ولادت مقام ہجر میں ہوتی تو اس سے زیادہ آپ ان کھجوروں کے متعلق علم نہ رکھتے' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم میرے پاس بیٹھے' تو تمہاری سرزمین اٹھاکر میرے سامنے کردی گئی اور میں نے اسے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالتفصیل دیکھا' تمہاری کھجوروں میں سے بہترین کھجور "برنی" ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے' اور خود اس میں کوئی بیماری نہیں۔

امام احمد نے شہاب بن عباد سے روایت کی کہ انہوں نے وفد عبدالقیس کے ایک آدمی سے سنا کہ اشج نے عرض کیا یارسول اللہ! ہماری زمین کی آب و ہوا ثقیل ہے۔ ہم شراب پیتے ہیں اگر ہم ایک گھونٹ شراب کا نہ پئیں تو ہمارے رنگ بدل جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ بڑھ جاتے ہیں' لہٰذا ہمیں اتنی مقدار پینے کی اجازت عطا فرمایئے اور اپنی ہتھیلی کا اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں اگر تمہیں تھوڑی سی مقدار پینے کی اجازت دے دوں تو تم زیادہ پینا شروع کردو گے یہاں تک کہ کوئی نشہ میں مخمور ہوکر اپنے چچازاد بھائی کی طرف اٹھے گا اور تلوار سے اس کی پنڈلی زخمی کردے گا۔ اس وفد میں ایک

شخص حارث نامی تھا۔ شراب نوشی کی حالت میں اس کی پنڈلی اس وجہ سے زخمی کردی گئی تھی کہ اس نے اشعار میں کسی عورت کا سراپا بیان کردیا تھا جب اس نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے سنی تو وہ اپنی پنڈلی پر چادر لٹکا کر اسے چھپانے لگا اور نشان زخم ڈھانپنے لگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے نبی اکرم ﷺ کو باخبر کردیا تھا۔

ایک بادیہ نشین کو اس کے قتل کی خبر دینا

کدیر الضبی سے روایت ہے' کہ ایک بادیہ نشین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عدل و انصاف کی بات کرو اور اپنا فالتو مال لوگوں کو دو۔ اس نے عرض کیا بخدا! میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل و انصاف سے بات کروں اور نہ اس کی استطاعت رکھتا ہوں کہ اپنا فالتو مال لوگوں کو دے سکوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اچھا! تم کھانا کھلایا کرو اور لوگوں کو کثرت سے سلام دیا کرو۔ اس نے کہا: یہ بھی بہت دشوار ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! میرے پاس اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا اونٹ اور مشک لے لو اور جن گھروں کو پینے کا پانی نہیں ملتا انہیں ایک دن ناغہ کے ساتھ پانی فراہم کرو۔ امید ہے' کہ تمہارے اونٹ کے مرنے اور مشک کے پھٹنے سے پہلے تمہارے لئے جنت واجب ہوجائے گی۔ یہ ارشاد سن کر وہ بادیہ نشین چلا گیا اور ابھی اس کی مشک نہ پھٹنے پائی نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ اسے شہادت کا درجہ نصیب ہوگیا۔ (ابن خزیمہ' بیہقی' طبرانی)

امام منذری فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں' البتہ! حدیث مرسل ہے' کیونکہ کدیر تابعی ہیں۔ حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی ایک شاہد روایت موصول ہے۔

ایک منافق کی موت کی خبر

موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ بنی مطلق سے لوٹے' تو مدینہ شریف کے قریب سخت آندھی آئی قریب تھا کہ سارا لشکر ریت میں دب کر دفن ہوجاتا۔ حضور ﷺ نے اس مقام پر فرمایا: یہ آندھی ایک منافق کی موت کیلئے بھیجی گئی ہے' چنانچہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے' تو منافقین کا ایک سردار مرچکا تھا اس منافق کا نام رفاعہ بن زید بن تابوت تھا۔ شام کے وقت یہ آندھی تھمی تو لوگوں نے اپنی سواریوں کو اکٹھا کیا' ان میں سے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی گم ہوچکی تھی جس کی وجہ سے لوگوں میں اس کی تلاش کیلئے بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ ایک منافق نے انصار کی مجلس میں کہا محمد (ﷺ) تو ہمیں بڑے بڑے واقعات کی خبریں دیتے ہیں اب اللہ انہیں ان کی اونٹنی کے بارے میں کیوں نہیں بتاتا؟ پھر وہ منافق اٹھ کھڑا ہوا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس گیا تاکہ آپ ﷺ کی گفتگو سنے' تو اس نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی یہ بات نبی اکرم ﷺ کو بتا دی ہے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: جبکہ وہ منافق سن رہا تھا کہ ایک منافق شخص نے یہ ہرزہ سرائی کی ہے' کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی ہے اللہ آپ ﷺ کو کیوں نہیں بتلا دیتا کہ وہ اونٹنی اس وقت کہاں ہے؟ سن لو! اللہ نے

مجھے آگاہ فرما دیا ہے' کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کوئی بالذات غیب کی بات نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے' سن لو! وہ اونٹنی سامنے کی گھاٹی میں ہے' اور اس کی مہار ایک درخت میں اٹکی ہوئی ہے۔ یہ سن کر لوگ اس اونٹنی کے پاس گئے اور اسے پکڑ کر لے آئے۔ وہ منافق بھاگتا ہوا ان لوگوں کے پاس آیا جن کی موجودگی میں اس نے وہ بات کہی تھی وہ لوگ ابھی اسی جگہ بیٹھے تھے اور ان میں سے کوئی بھی اٹھ کر نہ گیا تھا۔ اس نے کہا: میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی محمد ﷺ کے پاس گیا ہے' اور میری بات جاکر انہیں بتائی ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں' ہم میں سے کوئی ابھی تک اس مجلس سے اٹھا نہیں' وہ کہنے لگا میری بات تو محمد ﷺ بیان فرما رہے تھے' بخدا! میں اب تک محمد ﷺ کے امر نبوت میں شک کرتا تھا۔

میں اب گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (بیہقی' ابو نعیم)

ایسا ہی ایک واقعہ غزوہ تبوک میں واقع ہوا۔ بیہقی اور ابو نعیم عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے انصار کے کچھ لوگوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی تبوک کی جنگ میں گم ہوگئی' تو ایک منافق نے' جس کا نفاق مشہور و معروف تھا' کہا' کیا محمد ﷺ نبوت کے مدعی نہیں؟ وہ تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں حالانکہ انہیں پتہ نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: (عمارہ بن حزن بھی اس وقت وہاں موجود تھا) کہ ایک شخص نے کہا: کہ محمد ﷺ تمہیں بتاتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ خود ان کی اپنی اونٹنی کہاں ہے' بخدا! میں تو وہی کچھ جانتا ہوں جو مجھے خدا بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے' کہ میری اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ سن کر صحابہ کرام گئے اور اسے پکڑ کر لے آئے۔ عمارہ لوٹ کر گھر آئے اور اہل خانہ کو نبی اکرم ﷺ کی منافق کے متعلق گفتگو بیان کی تو ایک شخص نے جو کہ عمارہ کے گھر میں تھا' بتایا کہ واقعی ایک منافق نے آپ کے آنے سے پہلے یہ بات کی تھی۔

ایک اندھے قتل کی غیبی اطلاع

ابن سعد' از طریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ سوید بن صامت نے زیاد بن ابو مجذر کو ایک لڑائی میں قتل کروایا تھا' پھر مجذر نے موقع پاکر سوید کو قتل کر دیا' یہ واقعہ ظہور اسلام سے پہلے کا ہے جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لے آئے' تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد دونوں نے اسلام قبول کرلیا اور دونوں غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ حارث اپنے باپ سوید کے انتقام کیلئے مجذر کی تلاش میں رہا۔ مگر حارث مجذر کو قتل کرنے کی قدرت نہ پاسکا جب احد کا کارزار گرم ہوا' تو حارث نے موقع پاکر پیچھے سے مجذر کی گردن اڑا دی جب رسول اکرم ﷺ حمراالاسد سے واپس تشریف لائے' تو جبریل امین نے آکر بتایا کہ حارث نے مجذر کو دھوکے سے قتل کردیا ہے' اور یہ حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کردیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ اسی وقت سخت گرم دوپہر میں سوار ہو کر قباء آئے اور مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا فرمائی۔ انصار نے آپ کی تشریف آوری کے متعلق سنا' تو فوراً سلام کیلئے حاضر ہوئے مگر اس گھڑی اس حالت میں آنے سے انہیں اچنبھا ہوا۔ حارث بن سوید بھی ایک زرد چادر اوڑھے ہوئے آ گیا جب نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا' تو عویم بن ساعدہ کو بلا کر فرمایا: کہ حارث بن سوید کو مسجد کے دروازہ پر لے جا کر قتل کر دو' کیونکہ اس نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کیا ہے حارث نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا میں نے مجذر کو قتل ضرور کیا ہے مگر اسلام سے انحراف کی وجہ سے نہیں' نہ مجھے اسلام کی حقانیت میں کوئی شک تھا بلکہ یہ قتل شیطانی حمیت اور نفس کی فریب کاری تھی' میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں اس عمل سے توبہ کرتا ہوں اس کی دیت ادا کرتا ہوں۔ دو مہینے مسلسل روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام آزاد کرتا ہوں جب اس نے اپنی بات پوری کر لی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے عویم! اسے لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو' چنانچہ وہ اسے لے گئے اور اس کی گردن اڑا دی اسی واقعہ کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے۔

يَاحَارُفِيْ سِنَةٍ مِّنْ نَوْمٍ اَدُلُكُمْ
اَمْ كُنْتَ وَيْحَكَ مُغْتَرًا بِجِبْرِيْلَ
اَمْ كَيْفَ بِابْنِ زِيَادٍ حِيْنَ تَقْتُلَهُ
تَغِرَّةً فِيْ فَضَاءِ الْاَرْضِ مَجْهُوْلَ

اے حارث! تو جاہلیت کی نیند میں غرق رہا یا جبریل کی وحی سے غفلت میں رہا تجھ پر افسوس تیری اس وقت کیا حالت تھی جب تو نے ابن زیاد کو ایک ایسی زمین میں قتل کر دیا جس میں مضر کی کوئی راہ نہ تھی۔

دو آدمیوں کے دلوں کی بات بتا دی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد خیف میں بیٹھا تھا کہ دو شخص' ایک انصاری اور ایک ثقفی آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم آپ سے کچھ پوچھنے کیلئے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تمہارا سوال کیا ہے' اور اگر چاہو تو خاموش رہو اور تم سوال کرو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی بتا دیں تو ہمارے ایمان و یقین میں اضافہ ہوگا۔ پس حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا: تم تو رات کی نماز' رکوع' سجود' روزوں اور غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے کیلئے آئے ہو' پھر انصاری سے فرمایا: تم بیت اللہ شریف کی طرف نکلنے' حج کے واجبات' وقوف عرفات سرمنڈانے' طواف بیت اللہ اور رمی جمار کے بارے میں سوال کرنے کیلئے آئے ہو۔ یہ سن کر ان دونوں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہم یہی باتیں پوچھنے کے لئے آئے ہیں" ایسی ہی ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ (بیہقی' ابو نعیم)

عینیہ کی سازش کی نقاب کشائی

عروہ بیان کرتے ہیں کہ عینیہ بن حصن فزاری نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ اہل طائف کے پاس جا کر ان سے بات چیت کرے۔ شاید اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے' تو حضور ﷺ نے اسے جانے کی اجازت دیدی۔ اس

نے اہل طائف کے پاس جاکر کہا تم اپنی جگہ ڈٹے رہو۔ بخدا! ہماری زندگی غلاموں سے زیادہ ذلت آمیز ہو گئی ہے۔ میں قسم کھاکر کہتاہوں کہ اگر محمد ﷺ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آگیا' تو اہل عرب کو پھر عزت و قوت حاصل ہوجائے گی' لہٰذا تم اپنے قلعوں میں ثابت قدم رہو اور اس سے بچو کہ اپنی قوت کو اپنے ہاتھوں ختم کردو ورنہ وہ تم پر اس کثرت کے ساتھ حملہ آور ہوں گے کہ تمہیں اس درخت کی طرح کاٹ ڈالیں گے" اس کے بعد عینیہ واپس آگیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: عینیہ تو نے ان سے کیا کہا؟ جواب دیا' میں نے ان سے گفتگو کی انہیں اسلام کی دعوت دی۔ آتش جہنم سے انہیں ڈرایا اور جنت کی طرف رہنمائی کی حضور ﷺ نے فرمایا: تو جھوٹ کہہ رہاہے' تو نے تو ان کو یہ یہ پٹی پڑھائی۔ یہ سن کر کہنے لگا۔ یارسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا: میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں (بیہقی' ابونعیم)

بعض قریشیوں کیلئے موت کی خبردی

حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے پوچھا: آپ نے سب سے زیادہ اہم چیز کونسی دیکھی جس کی وجہ سے قریش نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عداوت کا اظہار کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: کہ میں نے ایک دن قریش کے سرداروں کو مقام حطیم میں مجتمع دیکھا وہ نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ کررہے تھے اور کہہ رہے تھے' کہ محمد ﷺ کے بارے میں جتنا صبر ہم نے کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے ہمیں کم عقل ٹھہرایا ہمارے آباؤاجداد کو برا کہا۔ ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہمارے جماعتی اتحاد کو درہم برہم کردیا اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں اور ہم نے آپ ﷺ کے عظیم دینی معاملے پر صبر کا مظاہرہ کیا ان کی یہی گفتگو جاری تھی کہ نبی اکرم ﷺ ادھر آنکلے آپ ﷺ نے رکن کعبہ کو بوسہ دیا' پھر طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے' تو انہوں نے کسی بات سے آپ پر طنز کی جس کا شدید اثر میں نے رسول اللہ ﷺ کے روئے انور پر دیکھا' پھر آگے بڑھ گئے جب دوبارہ طواف کرتے ہوئے ان کے پاس آئے' تو انہوں نے پھر کسی بات سے طنز کیا جس کے اثرات آپ کے چہرہ اقدس پر نظر آئے جب تیسری بار گزرے' تو انہوں نے پھر طعن و تشنیع کی جس کی وجہ سے آپ ٹھہرگئے۔ پھر فرمایا: اے گروہ قریش! کیا تمہیں سنائی دے رہا ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے لئے پیغام موت لایا ہوں" نبی اکرم ﷺ کی یہ بات سن کر ان پر سکتہ طاری ہوگیا۔ یہاں تک کہ ان کے زیادہ شان و شوکت والے آدمی نے نہایت نرمی سے کہا: اے ابا القاسم (ﷺ)! آپ بھلائی کے ساتھ لوٹ جائیں' کیونکہ آپ کوئی جاہل تو نہیں ہیں؟ (ابن اسحاق' بیہقی' ابونعیم)

ابونعیم میں دوسری سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر نیز عمرو بن عاص سے اس قول کہ میں تمہارے لئے پیغام موت لایا ہوں" کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ ابوجہل نے کہا: اے محمد! ﷺ آپ کوئی جاہل تو نہیں' تو حضور ﷺ نے ابوجہل سے فرمایا: تو بھی ان لوگوں میں شامل ہے جن کے لئے موت کا پیغام ہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے مروی ہے' کہ مشرکین کا ایک گروہ کعبہ کے پاس بیٹھا تھا جن میں ابوجہل بھی شامل تھا۔ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور ان کے پاس آکر کھڑے ہوگئے' پھر فرمایا: قبحت الوجوہ بگڑ جائیں یہ چہرے' اس بددعا

سے وہ سب گونگے ہوگئے اور ان میں سے کوئی بول نہیں سکتا تھا۔ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ حضور ﷺ سے معذرت کررہاتھا اور کہہ رہا تھا۔ہم سے اس مصیبت کو دور کیجئے۔ فرمایا: نہیں' میں تو تم سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ تم کو قتل کر ڈالوں۔ ابوجہل نے کہا: کیا آپ اس بات کی قدرت رکھتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اللہ تم کو قتل کرے گا۔ (بزار)

حضرت عثمان بن عفان ؓ سے مروی ہے' کہ قریش نبی اکرم ﷺ کو بہت اذیت دیتے تھے۔ میں نے ایک دن نبی اکرم ﷺ کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اس وقت مقام حطیم میں تین شخص عقبہ بن معیط' ابوجہل اور امیہ بن خلف بیٹھے تھے جب نبی اکرم ﷺ ان کے سامنے سے گزرے' تو انہوں نے بعض نازیبا کلمات کہے جن کی ناگواری کے اثرات چہرہ مصطفیٰ پر ظاہر ہوئے' پھر انہوں نے دوسرے اور تیسرے چکر میں یہی انداز اختیار کیا' تو آپ رک گئے اور فرمایا: بخدا! تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب جلد نازل فرمادے۔

حضرت عثمان ؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ان کی زبانیں گنگ ہوگئیں اور خوف سے ان کے بدن تھرتھر کانپنے لگے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کاشانہ نبوت میں چلے گئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے چل پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لوگو! تمہیں بشارت ہو۔

فَاِنَّ اللّٰهَ مُظْهِرُ دِيْنِهٖ وَ مُتِمُّ كَلِمَتِهٖ وَنَاصِرُ دِيْنِهٖ

بے شک اللہ اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے اپنی بات کو پورا کرنے والا ہے' اور اپنے دین کی نصرت و حمایت فرمانے والا ہے۔

اور ان لوگوں کو' جنہیں تم دیکھ رہے ہو' تمہارے ہاتھوں کیفرکردار تک پہنچانے والا ہے۔ (ابونعیم)

جنگ بدر میں مقتولین کی قتل گاہوں کی نشاندہی

صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں ہے' کہ نبی اکرم ﷺ جنگ بدر کے دن مشرکین سے قتال سے پہلے کھڑے ہوئے اور زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: یہ فلاں کافر کا مقتل ہے' پھر دوسری جگہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: یہاں فلاں کافر گرے گا اس کے بعد ایک ایک کافر کے مقام قتل کی نشاندہی فرمائی' چنانچہ وہ تمام کافر اسی طرح قتل ہوئے جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ان کی قتل گاہوں کی خبردی تھی اور کوئی بھی نشان زدہ مقام سے ادھر ادھر نہیں گرا۔

حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا: کہ محمد ﷺ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اے اہل قریش! تم نے محمد ﷺ کی اطاعت نہ کی تو ان کے ہاتھوں تمہاری ہلاکت ہوگی۔ حضور ﷺ نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا: ہاں میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ اے ابا جہل! تم بھی ان ہلاکت میں پڑنے والے لوگوں میں سے ہو۔' چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ نے بدر کے روز اسے مقتول دیکھا' تو فرمایا: اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا وہ تو نے پورا کردیا ہے۔ (ابونعیم)

بطریق ابن عباس ؓ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' کہ مشرکین قریش مقام حجر میں جمع ہوئے اور یہ سازش تیار کی کہ جب محمد ﷺ ان کے پاس سے گزریں گے' تو وہ یک بارگی آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہ بات حضرت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنی تو اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جاکرانہیں بتائی۔ انہوں نے اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: پیاری بیٹی! چپ رہو' پھر آپ باہر تشریف لائے اور ان مشرکین کے پاس مسجد حرام میں گئے جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا' تو کہنے لگے یہ محمد ﷺ آگئے ہیں' پھر آنکھیں نیچی کرکے سرجھکا کر بیٹھ گئے۔ کسی نے آپ کی طرف آنکھ نہ اٹھائی نہ ان میں سے کوئی آپ کے لئے کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ ان کے سروں کے اوپر آکر کھڑے ہوگئے اور ایک مشت خاک لیکر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا: شاھت الوجوہ فرماتی ہیں کہ ان کنکریوں اور ذروں میں سے جس شخص کو بھی کوئی ذرہ لگا وہ بدر کی لڑائی میں حالت کفر پر قتل ہوا۔ (احمد' حاکم' بیہقی' ابونعیم)

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بدر کی شام فرمایا: یہ فلاں شخص کی قتل گاہ ہے انشاء اللہ اور آپ نے اس جگہ ہاتھ رکھ کر نشاندہی فرمائی' پھر ایک ایک مشرک کے مقام قتل پر نشان لگایا۔

فَوَالَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَؤُوْا تِلْكَ الْحُدُوْدِ جَعَلُوْا تِلْكَ الْحُدُوْدِ جَعَلُوْا یُصْرِعُوْنَ عَلَیْھَا

اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ نے کو حق کے ساتھ بھیجا ان کے کفار نے ان نشانات سے سرمو تجاوز نہ کیا اور انہی مقامات پر گرنے لگے جن کی نبی اکرم ﷺ نے حدبندی فرمائی تھی۔

اس کے بعد وہ بیئر قلیب میں پھینک دیئے گئے اور نبی اکرم ﷺ نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اس وعدہ کی صداقت دیکھ لی جو تمہارے پروردگار نے تم سے فرمایا تھا؟ میں نے' تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ بے جان لاشوں سے کلام فرمارہے ہیں؟ فرمایا: تم ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ! وہ میری بات کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ (مسلم' ابوداؤد' بیہقی)

حضرت عروہ بن زبیر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بدر کی طرف نکلنے کے بارے میں مشورہ لیا فرمایا: اللہ کے نام پر کوچ کرو میں نے کفار کے گرنے کی جگہیں دیکھی ہیں۔ (بیہقی)

ابن اسحاق کا بیان ہے' کہ نبی اکرم ﷺ ابوجہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزرے وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل نے ازراہ طنز کہا اے بنی عبدمناف! یہ تمہارے پیغمبر ہیں۔ ابوسفیان نے حیرانی سے کہا: کیا ہم میں سے پیغمبر ہوگا؟ ابوجہل نے کہا تعجب ہے بزرگوں کی موجودگی میں ایک جواں عمر آدمی پیغمبر بن بیٹھے۔ نبی اکرم ﷺ ان کی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ ان کے پاس آکر فرمایا: اے اباسفیان! تمہیں اللہ اور اس کے رسول کے لئے غصہ نہیں آیا بلکہ تم نے خاندانی حمیت سے کام لیا ہے' اور ہاں اے ابا الحکم! بخدا! تمہیں ہنسی کم نصیب ہوگی اور زیادہ رونا پڑے گا یہ سن کر ابوجہل نے کہا: بھتیجے! آپ مجھے اپنی نبوت میں سے بہت برا وعدہ دے رہے ہیں۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز مشرکین کی طرف دیکھا' تو فرمایا: اے دشمنان خدا! معلوم ہوتا ہے' کہ اس پہاڑی کے اس سرخ مقام پر تمہیں قتل کیا جائے گا۔ (ابونعیم)

امیہ بن خلف کے قتل کی پیش گوئی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ حضرت سعد بن معاذ عمرہ کیلئے مکہ شریف گئے اور دیرینہ دوستی کی وجہ سے امیہ بن خلف کے ہاں قیام کیا۔ امیہ بھی شام کے سفر میں حضرت سعد کے ہاں مدینہ شریف میں ٹھہرتا۔ امیہ نے حضرت سعد سے کہا: انتظار کیجئے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت حرم شریف سے بھیڑ ختم ہوجائے اور لوگ غافل ہوجائیں اس وقت جاکر طواف کرلینا راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد طواف میں مصروف تھے' کہ ابو جہل ان کے پاس آیا اور پوچھا: یہ کون ہے جو کعبہ شریف کا طواف کررہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سعد ہوں اس نے کہا: کیا تم امن و اطمینان کے ساتھ طواف کررہے ہو حالانکہ تم نے محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے؟ اس بات پر دونوں میں تلخ کلامی ہوگئی' تو امیہ نے حضرت سعد سے کہا: اے سعد! ابوالحکم کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہ کرو یہ اہل وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد نے اس سے فرمایا: اگر تم مجھے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے روکو گے' تو میں تمہاری شام کی تجارتی گزرگاہ روک دوں گا؟ یہ سن کر امیہ حضرت سعد سے کہنے لگا آپ آوازبلند نہ کریں اور انہیں پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا مگر حضرت سعد کو غصہ آگیا انہوں نے فرمایا:۔

دَعْنَا مِنْكَ فَاِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ قَاتِلُكَ — چھوڑو' میں نے محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ تم کو قتل کریں گے۔

امیہ نے سراسیمہ ہوکر کہا "مجھ کو" فرمایا: "ہاں" اللہ کی قسم! محمد ﷺ کی بات جھوٹی نہیں ہوتی' یہ سن کر امیہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا: تم جانتی ہو کہ میرے یثربی بھائی نے کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں' انہوں نے کیا کہا ہے؟ کہا انہوں نے بتایا ہے' کہ محمد ﷺ مجھے قتل کردیں گے۔ امیہ کی بیوی کہنے لگی بخدا! محمد ﷺ جھوٹ نہیں کہتے' چنانچہ جب اہل مکہ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور نفیرعام ہوئی تو امیہ کی بیوی نے کہا: تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے یثربی بھائی نے کیا کہا تھا' امیہ نے کہا: میں اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گا۔ یہ سن کر ابوجہل نے امیہ سے کہا: امیہ تم اس وادی کے ایک سردار ہو' ایک دن یا دو دن ہمارے ساتھ چلو' چنانچہ وہ ان کے ساتھ گیا اور بدر کی لڑائی میں قتل ہوگیا (اس واقعہ کی پوری تفصیل بخاری کتاب المغازی میں ہے) (بخاری' بیہقی)

عقبہ بن ابی معیط کے قتل کی خبر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عقبہ بن ابی معیط نے نبی اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دو تو دعوت قبول کرلوں گا' تو اس نے یہ شہادت دی۔ اس کے بعد اس کا ایک دوست اس سے ملا اور اسے اس بات پر ملامت کی یہ سن کر عقبہ نے کہا: کہ قریش کے سینے میرے بارے میں صاف نہیں ہوتے۔ اس کے دوست نے کہا: ایک شرط ہے' کہ تم محمد

ﷺ کی مجلس میں آکر ان کے چہرے پر تھوک دو' چنانچہ اس بدبخت نے ایسا کیا' تو حضور ﷺ نے اس تھوک کو چہرہ انور سے صاف کر کے فرمایا: اگر میں نے تمہیں مکہ کے پہاڑوں سے باہر نکلتے پالیا' تو میں تمہیں قتل کروں گا۔' چنانچہ جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی لڑائی کے لئے نکلے' تو اس نے جانے سے انکار کردیا' کیونکہ اسے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد یاد تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا: تمہارے پاس سرخ اونٹ ہیں۔ محمد ﷺ تم تک نہیں پہنچ سکتے اگر شکست کا سامنا کرنا پڑا' تو تم اپنے تیز ترین اونٹ پر بھاگ نکلنا۔ پس وہ ان کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا جب مشرکین کو شکست ہوئی تو وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوکر بھاگ نکلا مگر گرفتار کرلیا گیا اور نبی اکرم ﷺ نے اسے باندھ کر اس کی گردن مار دی۔ (ابو نعیم)

ابی بن خلف کے قتل کی پیش گوئی

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ابی بن خلف جب فدیہ دے کر رہا ہوا' تو کہا کرتا تھا بخدا! میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ عمدہ چارہ ڈالتا ہوں تاکہ کمزور نہ ہوجائے۔ میں اس پر سوار ہوکر محمد ﷺ کو (معاذاللہ) قتل کروں گا جب یہ خبر نبی اکرم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا: وہ نہیں' بلکہ میں اسے قتل کروں گا انشاء اللہ' چنانچہ ابی بن خلف غرق آہن ہوکر اسی گھوڑے پر یہ کہتے ہوئے آیا۔

"اگر محمد ﷺ بچ گئے' تو میں نہیں بچوں گا"

پس اس نے ارادہ قتل سے محمد رسول اللہ ﷺ پر حملہ کردیا مگر کچھ مسلمان مرد آڑے آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دیں اور درع کے سوراخ میں سے اس کی ہنسلی کی ہڈی دیکھ کر اس پر حربہ کا وار کیا جس سے ابی گھوڑے سے گر گیا مگر اس وار سے اس کا خون نہ نکلا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ یہ آیت کریمہ وما رمیت اذ رمیت الخ اسی ضمن میں نازل ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے پاس آئے' تو وہ بیل کی طرح آواز نکال رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا: تمہیں تو صرف خراش آئی ہے اس قدر واویلہ کیوں کررہے ہو تو اس نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کیا "کہ میں ابی کو قتل کروں گا؟" پھر اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو وار مجھ پر پڑا ہے اگر اہل ذی المجاز کو پڑتا' تو وہ سب مرجاتے بعدازاں مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ابی مر گیا۔

واقدی کا بیان ہے' کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' کہ ابی بن خلف بطن رابغ میں فوت ہوا تھا میں بطن رابغ سے گزر رہا تھا رات چھا چکی تھی کہ میں نے بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی جس سے میں خوف زدہ ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ایک شخص اس آگ سے نکل رہا ہے' اور پیاس کی وجہ سے پانی پانی پکار رہا ہے اسی اثناء میں کسی اور شخص کی آواز آئی اسے پانی نہ پلاؤ یہ قتیل مصطفیٰ ابی بن خلف ہے۔

صحیفہ مقاطعہ کے ختم ہوجانے کی اطلاع

امام بیہقی اور ابو نعیم بطریق موسیٰ بن عقبہ امام ابن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ کا مسلمانوں پر ظلم و ستم اس قدر زیادہ ہوگیا' کہ جینا محال ہوگیا جب مسلمانوں نے شاہ حبشہ نجاشی کی طرف ہجرت کی اور مشرکین کو اطلاع ملی کہ نجاشی نے انہیں بڑی عزت و آبرو کے ساتھ پناہ دی ہے' تو ان کے ظلم و ستم کی انتہا ہوگئی اور سارے قریش نے نبی اکرم ﷺ کو علانیہ قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ابو طالب نے اس صورتحال کے پیش نظر خاندان عبدالمطلب کو جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو شعب ابی طالب میں لے جائیں اور قریش کے گھناؤنے ارادہ قتل سے ان کی حفاظت کریں' چنانچہ اس حکم پر خاندان عبدالمطلب کے مسلمان اور غیر مسلمان تمام لوگوں نے اتفاق کیا جب قریش کو اس بات کا علم ہوا کہ خاندان عبدالمطلب نے محمد ﷺ کے دفاع پر اتفاق کرلیا ہے تو انہوں نے باتفاق رائے یہ معاہدہ کیا۔

کہ وہ ان کے ساتھ مجلس میں نہ بیٹھیں گے
نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے
نہ ان کے گھروں میں آنا جانا رکھیں گے

تاوقتیکہ وہ محمد ﷺ کو قتل کے لئے ان کے حوالے نہیں کرتے۔ انہوں نے اس مکروہ سازش کو ایک صحیفہ کی صورت میں تحریر کرلیا اور یہ پختہ عہد کیا' کہ وہ بنی ہاشم کے ساتھ کبھی صلح نہ کریں گے نہ ان پر رحم کھائیں گے یہاں تک کہ وہ محمد ﷺ کو ان کے سپرد کردیں' چنانچہ بنو ہاشم تین سال تک گھاٹی میں محصور رہے۔ ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے' بازاروں سے انہیں اس تدبیر سے روک دیا گیا' کیونکہ وہ مکہ سے تمام اشیائے خوردونوش خرید لیتے۔ اس طرح تین سال بیت گئے' تو بنو عبد مناف' بنو قصی اور دیگر قریش کے بعض لوگوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ یہ بنو ہاشم کے ساتھ قطع رحمی اور حق تلفی ہے' چنانچہ اسی رات ان کے درمیان اسی ظالمانہ معاہدہ کے ختم کرنے پر اتفاق ہوگیا۔ ادھر اللہ نے اس صحیفہ کی طرف دیمک بھیج دی جس نے عہدو میثاق کی تمام شقیں چاٹ لیں۔ یہ صحیفہ بیت اللہ شریف کی چھت میں لٹکایا گیا تھا' دیمک نے اسمائے الٰہی چاٹ لئے۔ صرف شرک و ظلم اور قطع رحمی پر مشتمل تحریر باقی رہ گئی۔

اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو آگاہ کیا' تو آپ ﷺ نے یہ بات ابوطالب سے بیان کی۔ یہ سن کر ابوطالب نے کہا: چمکتے ہوئے ستاروں کی قسم! آپ ﷺ نے مجھ سے غلط بیانی نہیں کی' اس کے بعد وہ بنو عبدالمطلب کے چند معزز افراد کے ہمراہ خانہ کعبہ میں آئے وہاں قریش کا ہجوم تھا جب انہوں نے بنو عبدالمطلب کے ان معززین کو دیکھا کہ وہ ایک جماعت کی صورت میں آرہے ہیں تو انہیں ناگوار گزرا' انہوں نے سمجھا کہ شاید مقاطعہ کی شدت سے تنگ آکر باہر آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حوالے کرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں وہاں پہنچ کر ابوطالب نے ان سے کہا: تمہارے درمیان ایسے واقعات رونما ہوچکے ہیں جن کا ہم نے تم سے ذکر نہیں کیا' تم اپنے معاہدے کی دستاویز لے آؤ شاید ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔ یہ بات ابوطالب نے اس وجہ سے کی کہ کہیں وہ اس صحیفہ پر نظر نہ ڈال لیں' چنانچہ وہ خوشی خوشی وہ صحیفہ لے آئے۔ اب انہیں کوئی شک نہ تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کردیا

جائے گا۔ انہوں نے یہ صحیفہ اپنی مجلس کے درمیان رکھا' ابوطالب نے ان سے کہا: کہ میں تمہارے لئے ایک منصفانہ تجویز لیکر آیا ہوں' میرے بھتیجے محمد ﷺ نے مجھے بتایا ہے' اور انہوں نے غلط نہیں کہا: کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس صحیفہ سے بیزار ہے' کیونکہ اس نے اپنے تمام اسماء اس میں سے محو کردیئے ہیں اور تمہاری ہمارے ساتھ قطع رحمی اور ہمارے خلاف ظالمانہ جتھ بندی کی تحریر رہنے دی ہے اگر یہ بات جو میرے بھتیجے نے کی ہے۔ صحیح ہے تو ہوش کرو' خدا کی قسم! ہم محمد ﷺ کو ہرگز تمہارے حوالے نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمارا بچہ بچہ کٹ مرے اور اگر میرے بھتیجے کا ارشاد غلط ہے' تو ہم اس کو آپ کے حوالے کردیں گے' خواہ قتل کرڈالو یا زندہ رہنے دو' وہ ابوطالب کی پیشکش سن کر بولے۔

قَدْ رَضِينَا بِمَا تَقُوْلُ ہم تمہاری بات سے اتفاق کرتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے صحیفہ کو کھولا' تو صادق و مصدوق ﷺ کی خبر کو سچ پایا' جب قریش نے اسے اس حالت میں دیکھا' تو سیخ پا ہو کر بولے۔ وَاللّٰهِ اِنْ كَانَ هٰذَا قَطُّ اِلَّا سِحْرًا مِنْ صَاحِبِكُمْ

واللہ یہ تو تمہارے صاحب (محمد) کے جادو کا کرشمہ ہے۔

خاندان عبدالمطلب کے ان معززین نے کہا' بے شک جھوٹ اور جادو تو ہمارے مخالفین کے شایان شان ہے ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بائیکاٹ پر تمہارا ایکا کرنا دراصل شیطانی فعل اور جادو کے زیادہ قریب ہے اگر تمہارا یہ اتحاد جادو پر مبنی نہ ہوتا' تو تمہارا یا ناپاک صحیفہ یوں نہ خراب ہوتا' دیکھو! یہ تمہارے پاس موجود ہے اللہ نے اپنے اسمائے مقدسہ اس سے محو کردیئے ہیں اور تمہارے ظلم و زیادتی کے نشان باقی رکھے ہیں اب بتاؤ جادوگر ہم ہیں یا تم ہو۔ یہ گفتگو سن کر بنی عبدمناف اور بنی قصی کے معززین نے کہا: ہم اس معاہدہ کی دستاویز سے بیزاری اور بے تعلقی کا اعلان کرتے ہیں' اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اپنے گروہ کے ہمراہ گھاٹی سے باہر تشریف لے آئے اور پھر وہ لوگ معمول کی زندگی بسر کرنے لگے اور لوگوں سے گھل مل گئے۔ (بعض روایات میں آیا ہے کہ دیمک نے بائیکاٹ کی تمام ظالمانہ شقیں چاٹ لیں اور اسمائے الٰہیہ کو باقی رہنے دیا)

ابن سعد نے بطریق زکریا بن عمر قریش کے ایک بزرگ سے نقل کیا' کہ جب قریش مکہ نے بائیکاٹ کی دستاویز تحریر کی اور اس پر تین سال گزر گئے' تو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو اس صحیفہ کے بارے میں اطلاع فرمائی کہ دیمک نے اس میں موجود جور و ظلم کی تمام شقیں چاٹ لی ہیں اور صرف اللہ کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔ پس نبی اکرم ﷺ نے اس بات کا تذکرہ اپنے چچا ابوطالب سے کیا' تو ابوطالب نے کہا: بخدا! میرے بھتیجے نے مجھ سے غلط بیانی نہیں کی' پھر قریش کے پاس آکر انہیں یہ بات بتائی' چنانچہ وہ صحیفہ لایا گیا' تو اسے اسی حالت میں پایا گیا جس کی خبر نبی اکرم ﷺ نے دی تھی یہ دیکھ کر قریش کے سر شرم سے جھک گئے۔ ابوطالب نے کہا: اب ہمیں کس بنیاد پر محصور رکھا جارہا ہے؟ اے قریش! ساری بات کھل چکی ہے' اور ثابت ہوگیا ہے' کہ تمہیں تو ظالم قاطع رحم اور بدکار لوگ ہو۔

ابن سعد ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت ہے' کہ قریش مکہ کو اطلاع ملی کہ نجاشی نے حضرت جعفر اور

ان کے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک اور اعزازواکرم سے کام لیا ہے' تو انہوں نے طویل غوروخوض کیا' پھر بنو ہاشم کے خلاف ایک معاہدہ تحریر کیا' کہ

اَنْ لَا یُنَاکِحُوْهُمْ وَلَا یُبَایِعُوْهُمْ وَلَا یُخَالِطُوْهُم

وہ ان سے رشتہ نکاح نہیں کریں گے نہ ان سے خریدوفروخت کریں گے اور نہ ان سے میل ملاپ رکھیں گے۔

یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ بن عامر نے تحریر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو شل کردیا تھا۔

بعدازاں قریش مکہ نے یہ معاہدہ کعبہ شریف کے اندر آویزاں کردیا اور یکم محرم سن سات نبوی سے بنی ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور ہونے پر مجبور کردیا اور ساتھ ہی سامان خوراک کی ترسیل ان سے روک دی بنو ہاشم صرف ایام حج میں گھاٹی سے باہر نکلتے' اس بائیکاٹ نے انہیں سخت مصیبت اور آزمائش سے دوچار کردیا۔ اہل قریش میں سے کسی کو ان کا دکھ پہنچتا' تو وہ کہتا' دیکھو منصور بن عکرمہ کو (اس صحیفہ کے لکھنے کی پاداش میں) کتنے عذاب سے گزرنا پڑا ہے۔)

بنو ہاشم تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو خبردی کہ بائیکاٹ کے صحیفہ میں سے جوروجفا اور ظلم وستم کی شقوں کو دیمک نے چاٹ لیا ہے' اور صرف اللہ کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔

ابن سعد عکرمہ اور محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے دیمک نے صحیفہ میں
کے سواسب کچھ چٹ کرلیا۔

زبیر بن بکار کی روایت ہے' کہ ابوطالب نے اس حیران کن واقعہ کا ذکر اس شعر میں کیا ہے۔

اَلَمْ یَأْتِکُمْ اَنَّ الصَّحِیْفَةَ مُزِّقَتْ ۔۔۔ وَأَنَّ کُلَّ مَالَمْ یَرْضَهُ اللّٰهُ یُفْسِدُ

کیا تمہیں خبر نہیں ملی کہ بائیکاٹ کا صحیفہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور ہر چیز جو اللہ کو پسند نہ ہو وہ ختم ہوجاتی ہے۔ (ابن عساکر)

عثمان بن ابی سلیمان سے مروی ہے' کہ یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ عبدری نے لکھا تھا اس کا ہاتھ شل ہوکر خشک ہوگیا اور وہ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا قریش کے لوگ کہتے تھے' کہ ہم نے بنی ہاشم کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ سراسر ظلم ہے دیکھو! منصور بن عکرمہ کا کیا حشر ہوا ہے۔ (ابونعیم)

خوز اور کرمان کے خلاف معرکہ آرائی کی پیش گوئی

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک تم خوزوکرمان کے عجمیوں سے نہ لڑو گے ان کے چہرے سرخ ناکیں چپٹی آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور ان کے چہرے ہتھوڑوں سے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی مانند ہوں گے اور قیامت برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے (بخاری) امام بیہقی فرماتے ہیں ایسا ہوچکا ہے' کہ خارجیوں کے ایک گروہ نے رے کے علاقہ میں خروج کیا' ان کے جوتے بال کے تھے اور ان کے خلاف معرکہ آرائی ہوئی تھی۔

غزوہ ہند کی خبر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ہندوستان کے غزوہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ (بیہقی)
(محمد بن قاسم اور سلطان محمود غزنوی کے حملوں نے اس پیش گوئی پر مہر تصدیق ثبت کر دی)

ذی مخبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اہل روم تم سے امن کا سمجھوتا کریں گے۔ (ابن سعد' حاکم)

مختلف محاذوں پر جہاد کی پیش گوئی

عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تم مختلف جہات میں لشکر روانہ کرو گے' ایک لشکر شام کی طرف' ایک عراق کی جانب اور ایک لشکر یمن کی طرف' عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ میرے لئے لشکر کا انتخاب فرمایئے۔ فرمایا: تم شام کے لشکر میں جاؤ جسے انکار ہو وہ یمن چلا جائے اور وہاں کے تالابوں سے پانی پیئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح شام کی ضمانت دی ہے۔ (بیہقی' حاکم)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے شام کا سبیل نامی علاقہ بطور جاگیر دیا' مگر وصال تک اس کا کوئی وثیقہ عطا نہ فرمایا: بس مجھے یہ وعدہ دیا کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں شام کی فتح نصیب کرے گا' تو وہ علاقہ تمہارا ہوگا۔ (ابن سعد)

ذی الاصابع کی اولاد مسجد اقصیٰ آباد کرے گی

ذی الاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ ﷺ کے بعد ہمیں زندہ رہنے کی آزمائش سے گزرنا پڑے' تو آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں کہاں سکونت اختیار کروں؟ فرمایا: بیت المقدس چلے جانا' شاید اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی نیکوکار اولاد عطا فرمائے جو مسجد اقصیٰ کو آباد کرے گی اور صبح و شام مسجد میں آمدورفت رکھے گی۔ (ابن سعد)

فتح مصر کی بشارت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم عنقریب مصر فتح کرو گے جہاں کا قیراط مشہور ہے جب اس کو فتح کرو تو وہاں کے باشندوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا' کیونکہ وہ امن و امان میں ہیں اور ان کے ساتھ تمہاری رشتہ داری بھی ہے۔ (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ کا تعلق مصر سے تھا) اور جب تم دیکھو کہ وہاں ایک اینٹ بھر جگہ کیلئے دو آدمی لڑتے ہوں تو وہاں سے نکل جانا"

چنانچہ حضرت ابوذر نے ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرجیل کو ایک اینٹ بھر جگہ پر تنازع کرتے دیکھا' تو وہاں سے چلے

آئے۔ (مسلم)

حضرت کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مصر فتح ہوجائے' تو قبطیوں سے حسن سلوک سے پیش آنا' کیونکہ ان سے رشتہ داری کا تعلق ہے۔ مراد یہ ہے کہ والدہ اسماعیل حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان میں سے تھیں اسی طرح حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق قبطیوں سے تھا۔ (طبرانی' حاکم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار قبط مصر کے بارے میں خدا سے ڈرنا' عنقریب تم ان پر غالب آجاؤ گے' تو وہ راہ خدا میں تمہارے معاون ہوں گے۔ (ابو نعیم)

شام فارس اور یمن کی فتوحات کی پیش گوئی

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' کہ غزوہ خندق کے موقع پر) خندق کھودتے ہوئے ایک حصہ میں ایسی سخت چٹان نمودار ہوئی کہ کدال اس پر کارگر نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے اس کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو آپ تشریف لے آئے اور سلمان فارسی ؓ سے کدال لی اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی جس سے اس کا ایک حصہ ٹوٹ گیا اور ایسا نور نکلا جس سے مدینہ کے آس پاس کے دونوں پہاڑ روشن ہوگئے۔ آپ ﷺ نے نعرہ بلند کیا اللہ اکبر' اور فرمایا: مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ بخدا! میں شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔

پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو اس چٹان کا ایک اور تہائی حصہ الگ ہوگیا جس سے فارس کی جانب سے ایک چمک اٹھی اور دونوں پہاڑ بقعہ نور بن گئے آپ ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ مار کر فرمایا: مجھے فارس کی کنجیاں دے دی گئی ہیں بخدا! میں حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہا ہوں' گویا کتے کے دانت ہیں۔ مجھے جبریل نے خبر دی ہے' کہ میری امت فارس پر غالب آئے گی۔ تمہیں فتح و نصرت کی بشارت ہو۔ یہ سن کر مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

پھر آپ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی اور بسم اللہ پڑھی اس سے چٹان کا بقیہ حصہ بھی پاش پاش ہوگیا' اس ضرب کی وجہ سے یمن کی جانب سے ایک روشنی ہوئی جس نے مدینہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان علاقے کو جگمگا دیا۔ گویا تاریک رات میں چراغ روشن ہوا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر فرمایا: مجھے یمن کی چابیاں عطا کردی گئی ہیں۔ بخدا! میں اس وقت یہاں سے صنعائے یمن کے درودیوار دیکھ رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب آیت 12 میں منافقین کی پردہ دری فرماتے ہوئے ان کے متعلق بیان کیا' کہ جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے شام فارس اور یمن کی فتوحات کی پیش گوئیاں سنیں تو یہ ہرزہ سرائی کرنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے (معاذ اللہ) ہم سے دھوکے کا وعدہ کیا ہے۔ (ابن اسحاق)

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے ثقہ اور غیر متہم راوی نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث بیان کی کہ جب حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت عثمان ؓ کے عہد خلافت میں یہ علاقے فتح ہوئے' تو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: جہاں تک ہوسکے فتح کرتے چلو' اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے جو علاقے تم فتح کرو گے۔ ان تمام علاقوں کی

چابیاں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمادی تھیں۔

ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خندق کے روز کدال سے چٹان پر ضرب لگائی تو اس سے چمک پیدا ہوئی اور یمن کی طرف سے نور بلند ہوا' پھر دوسری ضرب لگائی تو فارس کی جانب سے روشنی اٹھی' پھر ایک اور ضرب لگائی تو روم کی طرف سے روشنی نکلی' اس منظر سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: سلمان تم نے یہ منظر دیکھا ہے؟ عرض کیا "ہاں یارسول اللہ!" فرمایا: اس سے مدائن کا شہر میرے لئے روشن ہوگیا ہے' اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام پر یمن روم اور فارس کی فتح کی بشارت دی ہے۔

ابن سعد' ابن جریر' ابن ابی حاتم اور ابونعیم عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے فتح شام و یمن اور فتح ایران کی روایت نقل کرتے ہیں جس کے آخر میں یہ مذکور ہے' کہ یہ بشارت سن کر منافقین نے ازراہ تمسخر کہا۔ محمد ﷺ تمہیں یہ بتاتے ہیں کہ وہ یثرب میں بیٹھ کر حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات کا مشاہدہ کررہے ہیں اور وہ تمہیں ان کو فتح کرنے کی نوید سنا رہے ہیں حالانکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اپنے بچاؤ کیلئے خندق کھود رہے ہو اور ڈر کے مارے باہر نہیں نکل سکتے" ان کی اسی یاوہ گوئی کی وجہ سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا

اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ہمیں اللہ اور رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔ (33:12)

گھروں کو آراستہ کرنے کی غیبی خبر

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے' کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تم پر دنیا کے دروازے کھل جائیں گے یہاں تک کہ تم اپنے گھروں کو اس طرح آراستہ کرو گے جیسے کعبہ شریف کو آراستہ کیا جاتا ہے' تم اس وقت کی نسبت آج کے زمانے میں بہتر حالت میں ہو۔ (طبرانی)

مشرق و مغرب کے علاقے فتح ہوں گے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت کیلئے زمین کے مشرق و مغرب فتح ہوجائیں گے مگر ان کے حکمران زیادہ تر جہنم میں جائیں گے بجز ان حکمرانوں کے جو خدا سے ڈرتے رہے' اور امانت ادا کرتے رہے۔ (ابونعیم)

قیصرو کسریٰ کی ہلاکت اور فارس و روم کی فتح کی خبریں

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے شہنشاہ ایران کو گرامی نامہ لکھا' تو اس نے صنعاء کے گورنر کو دھمکی آمیز خط لکھا اور کہا: کہ کیا تم میری طرف سے اس شخص کا بندوبست نہیں کرو گے جو تمہارے علاقے میں

ظاہر ہوا ہے' اور اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے تم یہ کام سرانجام دو گے یا پھر میں تمہیں اس کی پاداش میں سزا دوں گا' چنانچہ صنعاء کے گورنر نے اپنا ایلچی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا جب نبی اکرم ﷺ نے حاکم صنعاء کا خط پڑھا' تو پندرہ دن تک اس ایلچی کو کوئی جواب نہ دیا' پھر آپ نے اس ایلچی اور اس کے ساتھیوں کو فرمایا: تم اپنے حاکم کے پاس چلے جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے پروردگار نے تمہارے رب (حکمران) کو قتل کردیا ہے۔ پس وہ روانہ ہوگئے اور عامل صنعاء کو جاکر نبی اکرم ﷺ کی اس غیبی خبر سے آگاہ کیا' حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ خبر آگئی کہ اسی شب کسریٰ کو قتل کردیا گیا جس روز آپ ﷺ نے یہ خبر دی تھی۔

شاہ ایران کے مرنے کی غیبی اطلاع

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کسریٰ اپنے ایوان حکومت میں بیٹھا تھا کہ ایک مبلغ نے اس کے سامنے پیغام حق پیش کیا۔ ناگہاں! ایک شخص کسریٰ کو نظر آیا جس کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ اس شخص نے کہا اے کسریٰ! کیا تو اسلام قبول کرلے گا قبل اس کے کہ میں یہ عصا (تیرے سرپر) توڑ دوں؟ کسریٰ نے کہا: ہاں! میں اسلام قبول کرلوں گا۔ مگر اس عصا کو ہرگز نہ توڑنا۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کسریٰ نے دربانوں کو بلا کر پوچھا: اس شخص کو میرے پاس آنے کی اجازت کس نے دی؟ دربانوں نے جواب دیا۔ جناب اندر تو کوئی نہیں آیا۔ کسریٰ نے غضبناک ہو کر کہا: تم جھوٹ بکتے ہو' پھر انہیں چھوڑ دیا۔ جب سال گزر گیا' تو وہی شخص دوبارہ آیا اور اس کے پاس عصا تھا۔ اس نے کہا: اے کسریٰ تو اسلام قبول کرے گا یا عصا توڑ ڈالوں؟ اس نے جواب دیا' ہاں! قبول کرلوں گا۔ اس عصا کو نہ توڑیئے۔ جب وہ چلا گیا' تو کسریٰ نے پہرے داروں کو بلا کر پوچھا: اس شخص کو اندر داخل ہونے کی کس نے اجازت دی ہے؟ تو پہرے داروں نے انکار کیا' کہ کوئی شاہی دربار میں داخل ہوا ہے۔ تو کسریٰ نے انہیں پہلے کی طرح سخت ڈانٹا' پھر جب تیسرا سال آیا' تو وہی شخص اچانک دربار کسریٰ میں نمودار ہوا اور عصا توڑنے کی دھمکی دی۔ کسریٰ نے منت کی کہ اس عصا کو نہ توڑیئے مگر اس بار اس نے عصا توڑ ڈالا تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کردیا۔

(ابن اسحاق' بیہقی' ابونعیم' خرائطی)

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل اور صحیح الاسناد ہے۔ اسے امام زہری نے ابو سلمہ سے روایت کیا۔ واقدی اور ابو نعیم نے اسے بطریق ابی سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موصولا نقل کیا ہے۔

ابو نعیم نے اس روایت کی مثل عکرمہ سے نقل کرنے کے بعد اس میں یہ اضافہ کیا' کہ اسی لئے کسریٰ کے بیٹے شیرویہ نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ سے تعرض نہ کرے' کیونکہ وہ اس حیران کن واقعہ سے خوفزدہ ہو چکا تھا۔

ابو نعیم حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسریٰ نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ اس شخص (محمد رسول اللہ) کو پکڑ کر میرے پاس بھیجو اور اسے حکم دو کہ وہ اپنی قوم کے دشمن کی طرف رجوع کرے' ورنہ ایک دن وہ

تمہارے لئے خطرہ بن جائے گا اور تمہیں اس کے ساتھ نبرد آزما ہونا پڑے گا۔

چنانچہ باذان نے دو آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجے۔ آپ نے انہیں چند دن وہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں ایک دن بلا بھیجا اور فرمایا: کہ تم باذان کے پاس جا کر اسے بتاؤ کہ میرے پروردگار نے آج کی شب کسریٰ کا کام تمام کر دیا ہے' چنانچہ ان دونوں نے جاکر باذان کو اس بات کی اطلاع کی تو اسی اثناء میں کسریٰ کی ہلاکت کی خبر بھی آ گئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بطریق واقدی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت مسور بن رفاعہ اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ کو نامہ گرامی لکھا تو کسریٰ نے حاکم یمن باذان کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی طرف سے دو کڑیل نوجوان اس حجازی شخص (محمد رسول اللہ) کے پاس بھیجو۔ جو اسے پکڑ کے میرے پاس لے آئیں' چنانچہ باذان نے دو شخص روانہ کئے اور ان کے ہاتھ ایک مکتوب بھیجا۔ جب وہ خط نبی اکرم ﷺ کے حوالے کیا گیا تو آپ ﷺ مسکرا پڑے' پھر آپ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس وقت وہ ہیبت سے کانپ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: آج تم ٹھہرو کل میرے پاس آنا۔ میں تمہیں کچھ بتاؤں گا۔ جاؤ اپنے حاکم کو یہ خبر پہنچاؤ کہ آج کی شب سات بجے میرے پروردگار نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے' اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا ہے وہ دونوں لوٹ کر باذان کے پاس پہنچے' تو نبی اکرم ﷺ کی غیبی خبر سن کر وہ اور اس کے بیٹے مسلمان ہو گئے۔

ابو نعیم نیز ابن سعید کی شرف مصطفیٰ میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے فرمایا:

قُوْلاَ لَهُ اَنَّ دِيْنِي وَسُلْطَانِي سَيَبْلُغُ مَابَلَغَ مُلْكُ كِسْرٰى

کہ تم باذان کو بتا دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کی تمام سلطنت پر محیط ہو جائے گی

اور خف و حافر (اونٹ اور گھوڑے کے نقش پا) تک پہنچے گی۔ اس سے یہ بھی کہو کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارے زیر انتظام علاقہ میں تمہارے ہی سپرد کر دوں گا۔" وہ دونوں آدمی باذان کے پاس پہنچے اور اسے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ اس نے سن کر کہا: بخدا! یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں۔ ہم حالات پر نظر رکھیں گے۔ کہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔ اس کے بعد زیادہ دن نہیں گزرے کہ اس کے پاس شیرویہ کا مکتوب آیا اس میں تحریر تھا۔

"میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے' اور یہ اقدام ملک فارس کی حفاظت کے لئے اٹھایا ہے۔ کسریٰ نے اشراف و اعیان مملکت کو قتل کرنے اور خونریزی کو جائز سمجھ رکھا تھا۔ جب تمہیں میرا یہ فرمان موصول ہو تو فوراً اپنی ماتحت رعایا سے میری اطاعت کی بیعت لو اور جس شخص کے متعلق کسریٰ نے تمہیں لکھا تھا اس سے تعرض کر کے اسے برانگیختہ نہ کرنا"

جب باذان نے یہ مکتوب پڑھا' تو کہا یہ شخص ضرور "اللہ کا رسول ہے۔" پھر اسلام قبول کر لیا اس کے ساتھ ہی فارسی النسل لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

باذان نے اپنے ایلچی سے پوچھا: "محمد رسول اللہ" کی شخصیت کیسی ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ اتنا رعب دار شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس نے پھر پوچھا: کیا آپ شاہانہ جاہ و جلال کے مالک ہیں؟ اس نے کہا: "نہیں" (بلکہ پیغمرانہ شان کے حامل ہیں

نوٹ اسی مضمون کی دیگر روایات احمد' بزار' طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت ابوبکرؓ اور دیلمی نے حضرت عمر بن خطاب ؓ سے نقل کی ہیں۔

بیہقی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مکتوب گرامی کسریٰ شاہ فارس کو ارسال فرمایا۔ جب یہ مکتوب شریف کسریٰ کو ملا' تو اس بدبخت نے اسے پھاڑ ڈالا۔ حضور ﷺ نے فرمایا :(اس گستاخی کی پاداش میں) کسریٰ اور اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ شاہ فارس اور قیصر روم کے نام مکتوبات لکھے۔ قیصر روم نے تو یہ مکتوب گرامی احترام کے ساتھ رکھ لیا مگر کسریٰ نے غصہ میں مکتوب شریف پھاڑ دیا۔ یہ خبر حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اھل فارس تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور اہل روم کے پاس ایک عرصہ تک اقتدار رہے گا۔

امام احمد زینی دحلان نے اپنی کتاب "سیرت النبی ﷺ" میں ہلاکت کسریٰ کی روایات کا خلاصہ ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ کی ہلاکت کی خبر اسی روز کسریٰ کے ایلچی کو (مدینہ شریف میں) دی۔ واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مکتوب گرامی کسریٰ کو ارسال فرمایا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی۔ کسریٰ نے حالت غضب میں یمن کے حاکم باذان کو پیغام بھیجا کہ مکہ میں ایک قریشی شخص کا ظہور ہوا ہے۔ جو نبی ہونے کا مدعی ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اپنے اس دعویٰ نبوت سے توبہ کرے۔

پس اگر توبہ کرے تو ٹھیک' ورنہ اس کا سر کاٹ کر میری طرف بھیجو۔ ایک اور روایت میں ہے' کہ کسریٰ نے اپنے عامل کو لکھا کہ اگر تم نے اس شخص کا بندوبست نہ کیا جس نے تمہارے علاقے میں ظہور کیا ہے' اور مجھے اپنے دین کی دعوت دے رہا ہے' تو میں تمہارے ساتھ برا سلوک کرنے والا ہوں تم اس کی طرف دو مضبوط آدمی بھیجو جو اسے پکڑ کر لے آئیں

چنانچہ باذان نے کسریٰ کا خط اپنے نمائندے اور ایک ایرانی کے ہاتھ دے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور حکم دیا آپ ان دو ایلچیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں وہ دونوں ایلچی روانہ ہوئے جب طائف کے علاقے میں پہنچے' تو وہاں ایک قریشی سے ملاقات ہوئی انہوں نے اس قریشی سے نبی کرام ﷺ کے بارے میں دریافت کیا' تو اس نے بتایا کہ محمد (ﷺ) تو مدنیہ المنورہ میں ہیں۔ پس جب وہ مدینہ آئے' تو نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ کسریٰ نے حاکم یمن کو حکم دیا ہے' کہ تم اپنے نمائندے محمد ﷺ کو گرفتار کرکے لانے کے لئے بھیجو' چنانچہ ہمیں آپ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اگر آپ انکار کریں گے' تو

کسریٰ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ کا سارا علاقہ تہس نہس کر دے گا۔

وہ دونوں ایلچی فارسی لباس میں ملبوس تھے۔ ان کی داڑھیاں صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے انہیں دیکھنا پسند نہ کیا آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: جاؤ کل آنا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔ جس نے اسے 13 جمادی الاولیٰ سن 7 ہجری کی شب قتل کر دیا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا حضور ﷺ نے ان ایلچیوں کو بلوا کر کسریٰ کے قتل کی خبر دی اور پھر ان کو اس خبر کے ساتھ باذان کی طرف بھیج دیا۔ (ادھر شیرویہ کی طرف سے کسریٰ کی ہلاکت اور اپنی تخت نشینی کا باذان کو خط موصول ہوا) باذان نے اس غیبی خبر کی صداقت دیکھ کر اپنے ساتھیوں سمیت اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عہد عمر رضی اللہ عنہ میں نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے سلطنت خسروی کو پاش پاش کر دیا اور مسلمانوں کو اہل فارس اور ان کے اموال و خزائن پر تصرف بخشا۔

حارث بن ابی شمر غسانی کی ہلاکت کی خبر

واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ کو ایک گرامی نامہ دے کر حدود شام کے حاکم حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس بھیجا۔ شجاع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا' تو وہ اس وقت غوطہ دمشق میں تھا۔ میں نے اس کے دربان سے آکر کہا: کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا: تمہاری اس کے ساتھ ملاقات نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ خود فلاں فلاں دن باہر نہ نکلے۔ وہ مری نامی دربان جو کہ ایک رومی شخص تھا۔ مجھ سے نبی اکرم ﷺ کی صفات اور آپ ﷺ کی دعوت کے بارے میں پوچھنے لگا۔ تو میں نے اسے نبی اکرم ﷺ کی صفات اور آپ ﷺ کی دعوت کے بارے میں بتایا تو اس پر رقت طاری ہوگئی یہاں تک کہ اس نے رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگا میں نے انجیل پڑھی ہے اس میں اس نبی ﷺ کی بالکل یہی صفات موجود ہیں۔ میں نبی اکرم ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ مجھے خوف ہے' کہ حارث مجھے (ایمان لانے کی وجہ سے) قتل کر دے گا۔

بعد ازاں حارث باہر آیا اور تاج اپنے سر پر رکھا' تو میں نے مکتوب اس کے حوالے کیا۔ اس نے پڑھ کر یہ گرامی نامہ پھینک دیا اور برہم ہو کر کہا: میں دیکھتا ہوں کہ کون مجھ سے میری حکومت چھینتا ہے۔ میں خود اس کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ خواہ وہ یمن میں ہو۔ اس نے حکم دیا کہ لوگوں کو جمع کیا جائے اور گھوڑوں کی نعل بندی کی جائے' چنانچہ لوگ اکٹھے ہونے لگے یہاں تک کہ وہ کوچ کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا: کہ اپنے پیغمبر کو اس بات کی خبر کر دو کہ تم جلد ہی اپنا حشر دیکھ لو گے۔ اس نے ایک خط قیصر روم کو بطور اطلاع لکھا' تو قیصر نے اسے جواب دیتے ہوئے تحریر کیا' کہ تم اس پیغمبر کی طرف رخ نہ کرنا اور یہ خیال چھوڑ دو۔' چنانچہ جب اس کے پاس قیصر کا خط پہنچا' تو اس نے مجھے بلا کر کہا: تم کب روانہ ہو رہے ہو؟ میں نے جواب دیا "کل صبح" تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام دیجئے۔

پس میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: حارث کا ملک برباد ہوگیا ہے۔' چنانچہ حارث فتح مکہ کے سال فوت ہوگیا۔

ایک مشرک سردار کی ہلاکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو ایک مشرک سردار کے پاس دعوت الی اللہ کے لئے بھیجا' اس مشرک نے کہا: یہ معبود جس کی طرف تم دعوت دیتے ہو۔ سونے کا ہے چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے۔ وہ صحابی واپس ہوئے' تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بجلی گرائی۔ جس نے اس مشرک کو جلا کر خاکستر کردیا۔ رسول اللہ ﷺ کے وہ قاصد صحابی رضی اللہ عنہ ابھی راہ میں تھے انہیں معلوم نہ تھا کہ اس مشرک کا کیا حشر ہوا ہے۔ جب پہنچے' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں خبر دی کہ جس مشرک کی طرف تمہیں بھیجا گیا' وہ ہلاک ہوگیا ہے۔' چنانچہ اس واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَآءُ الایة اور کڑک بھیجتا ہے' تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے۔

(13:13' بیہقی)

امت محمدیہ کی خوشحالی اور فراخ دستی کی خبر

حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے اور ہم نے خستہ حالی' فاقہ کشی اور تنگ دستی کی شکایت کی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم یہ آئندہ کی خبر سن لو مجھے تمہاری تنگ دستی کی بجائے خوشحالی اور فراخ دستی کا زیادہ اندیشہ ہے۔ بخدا! یہ دین تم میں ہمیشہ برقرار اور قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ارض فارس' روم اور حمیر کو فتح فرمائے گا اور تمہارے تین لشکر بن جائیں گے۔ ایک لشکر شام میں ایک عراق میں اور ایک لشکر یمن میں ہوگا اور وہ وقت وہ ہوگا کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے' تو وہ ان سے بھی خوش نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اہل شام سے مقابلہ کی تاب کس کو ہوگی؟ وہاں تو رومی بہت طاقتور ہیں۔ فرمایا: اللہ کی قسم یہ علاقے ضرور فتح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان کا حاکم بنائے گا اور وہ سفید فام رومی ایک پست قد سرمنڈے سیاہ فام حاکم کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوں گے اور اس کے اشارہ ابرو پر تعمیل حکم کریں گے۔(بیہقی ابونعیم)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن جبیر کا ارشاد ہے' کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس حدیث کا مصداق جزبن سہیل سلمی ہیں۔ وہ اس زمانے میں عجمیوں کے حاکم تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسجد کی طرف جاتے' تو اہل روم کو جز کے سامنے حالت قیام میں دیکھ کر تعجب کا اظہار کرتے ۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے اس منظر کی غائبانہ خبر دی تھی۔

امن و امان کے ایک بے مثال دور کی پیش گوئی

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت کعبہ شریف کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ بنا کر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس زمانے میں ہمیں مشرکین کی طرف سے شدید ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے (کہ اس کربناک حالت سے رہائی ملے) یہ سن کر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور آپ کا روئے انور سرخ ہوگیا' پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم سے پہلی امتوں پر اس قدر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ ان میں سے کسی شخص کو پکڑ لیا جاتا اور پھر لوہے کی کنگھیوں سے اس کے جسم سے گوشت اور پٹھے نوچ لئے جاتے۔ اس کے باوجود وہ اپنے دین پر قائم رہتا اور روگردانی اختیار نہ کرتا اور کسی شخص کو پکڑ کر گڑھے میں ڈال دیا جاتا اور اوپر سے آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنے دین سے وابستہ رہتا۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اس دین کو ایسا سربلند اور غالب کرے گا کہ ایک سوار شہر صنعاء سے مقام حضرموت تک سفر کرے گا اور راستے میں سوائے اللہ کی ذات کے اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے آپ کو بطور پیغمبر قبائل عرب کے سامنے پیش کریں تو آپ ﷺ اس عظیم مشن کے لئے باہر نکلے۔ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ پس ہم اہل عرب کی ایک مجلس میں آئے۔ جس میں بنو شیبان کے سردار مفروق بن عمرو اور ھانی بن قبیصہ بیٹھے تھے۔ مفروق نے سوال کیا اے محمد ﷺ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں توحید و رسالت کی گواہی کی دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی طرف کہ تم راہ خدا میں میری نصرت و حمایت کرو۔ کیونکہ قریش نے خدائی مشن کے خلاف ایکا کرلیا ہے۔ انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور باطل کی حمایت میں حق سے بے نیاز ہوگئے۔ حالانکہ بے نیاز ذات اللہ کی ہے۔ یہ سن کر مفروق نے کہا: بخدا! میں نے اس سے عمدہ کلام نہیں سنا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس کے سامنے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّكُمْ (الخ) چند آیات کی تلاوت کی۔ مفروق نے یہ آیات سنیں تو کہا اللہ کی قسم! یہ اہل زمین کا کلام نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کی تلاوت کی تو مفروق نے پکار کر کہا: اللہ کی قسم! اے محمد ﷺ! آپ ﷺ نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی طرف دعوت دی ہے' اور ان لوگوں نے بے ہودہ گوئی سے کام لیا ہے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ہے' اور ناحق آپ ﷺ کے مدمقابل آئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم کچھ عرصہ زندہ رہے' تو دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سر زمین کسریٰ اور ان کے دیار و اموال کا وارث بنائے گا اور ان کی عورتیں تمہاری باندیاں ہوں گی' تو کیا تم اللہ کی تقدیس و تسبیح بیان کرو گے۔

خزیم رضی اللہ عنہ کو شہباء بنت نفیلہ کے ملنے کی غیبی خبردی

حضرت خزیم بن اوس بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی طرف اس وقت ہجرت کی جب آپ

تبوک سے لوٹ رہے تھے اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حیرہ بیضاء میرے لئے اٹھا کر سامنے رکھ دیا گیا ہے' اور یہ قبیلہ ازد کی شہباء بنت نفیلہ کالے دوپٹے کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے خچر پر سوار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور شہباء کو اسی حالت میں پایا جو آپ نے بیان فرمائی ہے' تو وہ میری ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ تمہاری ہوگی۔ بعد ازاں جب حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور ہم مسیلمہ کذاب کے فتنے سے نبرد آزما ہو چکے' تو ہم حیرہ آئے۔ پس شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے جس سے ملاقات ہوئی' وہ شہباء بنت نفیلہ تھی جو خچر پر سیاہ دوپٹے کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی' میں نے اس کے خچر کی لگام تھام کر کہا: یہ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہبہ فرمائی تھی۔ یہ دعویٰ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اس کی صداقت کی دلیل طلب کی' چنانچہ محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری نے اس بات کی شہادت دی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے میرے حوالے کردیا۔ بعد میں اس کا بھائی صلح کے ارادہ سے ہمارے پاس آیا اور کہا اسے (شہباء کو) میرے ہاتھ بیچ دو' میں نے کہا: کہ میں دس سو درہم سے کم نہیں لوں گا' تو اس نے ایک ہزار درہم مجھے دے دیئے۔ لوگوں نے مجھ سے کہا: اگر تم ایک لاکھ درہم بھی مانگتے' تو وہ تمہیں دے دیتا' یہ سن کر میں نے کہا: کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ گنتی دس سو سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (تاریخ بخاری' طبرانی' بیہقی' ابو نعیم)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر دوسرا جیرہ کے مقام پر اور تیسرا شام میں ہوگا۔ (ابو نعیم)

طعام کی کثرت ہوجائے گی

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ اختیار میں محمد ﷺ کی زندگی ہے' کہ تمہیں فارس اور روم کی فتح نصیب ہوگی یہاں تک کہ ایسے طعام کی کثرت ہوجائے گی جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے گا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

شریر نیکوکاروں پر مسلط ہوجائیں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' کہ جب میری امت کے لوگ مٹک مٹک کر چلیں گے ان کے خادم فارس و روم کے لوگ ہوں گے' تو اس وقت شریر لوگوں کو نیکوکاروں پر مسلط کردیا جائے گا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

طرح طرح کے کھانوں اور پوشاکوں کی خبر

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ تمہارے لئے فارس و روم مفتوح ہوں گے اور اس قدر مالی خوشحالی ہوگی کہ تم میں سے کوئی شخص صبح ایک پوشاک پہنے گا اور شام کو دوسری پوشاک'

صبح کو ایک کھانا ہو گا اور شام کو دوسرا (حاکم)

مال و متاع دنیا کی بوچھاڑ ہونے والی ہے

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کھڑے ہو کر فرمایا: تمہیں محتاجی کا خوف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سرزمین فارس و روم کے دروازے کھولنے والا ہے' اور تم پر مال و متاع دنیا کی بوچھاڑ ہونے والی ہے یہاں تک کہ میرے بعد اگر تم میں کج روی آئے گی' تو اسی دنیاوی عیش و تنعم کی وجہ سے آئے گی۔ (ابو نعیم)

ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں میں ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھا' میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم جزیرۃ العرب میں جنگ کرو گے' تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح نصیب کرے گا' پھر تم اہل فارس سے لڑو گے' تو سرزمین فارس تمہارے لئے فتح ہو گی بعد ازاں تمہاری اہل روم کے ساتھ جنگ ہو گی' تو تمہیں فتح یاب ہو گی' پھر دجال کے ساتھ تمہاری معرکہ آرائی ہو گی' تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ تم کو کامیاب کرے گا۔ (حاکم' ابو نعیم)

حضرت عمر بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: میں نے آج رات ایک خواب دیکھا کہ گویا کالی بکریوں کا ریوڑ میرے پیچھے آرہا ہے' پھر اس ریوڑ کے پیچھے سفید بکریوں کا ریوڑ ہے' اور اس میں ایک بھی کالی بکری نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عرب ہیں جو آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں ان کے پیچھے اہل عجم ہیں فرمایا: ہاں! فرشتے نے صبح کے وقت یہی تعبیر بتائی ہے۔ (بیہقی)

کسریٰ کے خزانے فتح ہوں گے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے وہ خزانے ضرور فتح کرے گا جو سفید محل White Palace میں ہیں' وہ کہتے ہیں' بخدا! میں اور میرا باپ انہی لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے یہ خزانے فتح کئے اور ہمیں حصے کے ایک ہزار درہم ملے۔ (مسلم' بیہقی)

حضرت عفیف کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس مال بیچنے کیلئے آیا اور ان کے پاس منیٰ میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی قریب کے خیمہ سے نکلا' اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی' پھر نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا بعد ازاں ایک عورت آکر اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی' پھر ایک بچہ آیا وہ بھی اس شخص کے پیچھے کھڑا ہو گیا' میں نے عباس سے کہا: یہ کیا انداز ہے؟ اور یہ صاحب کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرا بھتیجا محمد (ﷺ) اس کی بیوی خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور اس کا چچازاد علی رضی اللہ عنہ ہے' میرا یہ بھتیجا نبی ہونے کا مدعی ہے' اور اس کی پیروی کرنے والے بس یہی لوگ ہیں۔ میرا بھتیجا یہ بھی دعویٰ کرتا ہے' کہ عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے اس کے لئے مفتوح ہوں گے۔ (احمد' ابو یعلیٰ' طبرانی)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ (شاہ ایران) کے دو کنگن لائے گئے' تو انہوں نے یہ کنگن سراقہ بن مالک کو پہنا دیئے (جو کہ ان کے شانوں تک آتے تھے) یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ کی شان ہے' کہ کسریٰ کے کنگن بنومدلج کے ایک بدو سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ سراقہ کو یہ کنگن پہنانے کی وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر ہجرت میں) سراقہ کی کلائیوں کی طرف دیکھ کر یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

کسریٰ اور قیصر کے خزانے راہ خدا میں خرچ ہوں گے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہوگا' تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا یونہی جب قیصر کی ہلاکت ہوگی' تو اس کے بعد کسی قیصر کا وجود نہ ہوگا۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' کہ تم کسریٰ اور قیصر کے خزانے راہ خدا میں خرچ کرو گے۔ (بخاری' مسلم)

امام نووی فرماتے ہیں

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تمام علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے' کہ نہ کوئی عراق میں کسریٰ ہوگا اور نہ شام میں کوئی قیصر ہوگا جیساکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان دونوں ریاستوں میں ان کے اقتدار کے خاتمے کی خبر دی ہے' اور ایسا ہی ہوا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ کسریٰ کا اقتدار تو تمام علاقوں سے بالکلیہ ختم ہوگیا اور اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور مکتوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پھاڑنے کی وجہ سے اس کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں جہاں تک قیصر کا تعلق ہے' تو وہ شام میں ہزیمت سے دوچار ہوا اور اپنی سلطنت کے دورافتادہ علاقوں تک محدود ہوگیا' مسلمانوں نے اس کے بیشتر علاقوں کو فتح کرکے ان میں مضبوط حکومت قائم کی۔ یہ حیران کن انقلاب سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں برپا ہوا' اس حدیث کے مفہوم اور اس جیسی دیگر احادیث کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (24:55)

اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے' اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ (55:النور)

مواہب میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وعدہ ہے کہ وہ عنقریب امت محمدیہ کو زمین کے خلفاء اور لوگوں کے امام و حاکم بنائے گا' ان کی وجہ سے ملک آباد ہوں گے اور کرۂ ارض

کے لوگ ان کے سامنے سرافگندہ ہوں گے۔ الحمدللہ! کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ابھی نبی اکرم ﷺ کا وصال بھی نہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکتہ المکرمہ، خیبر، بحرین سارا جزیرہ العرب اور پورا یمن فتح فرمایا آپ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں اور اطراف شام کے عیسائیوں سے جزیہ وصول کیا اور ہرقل شاہ روم، مقوقس حاکم مصرواسکندریہ، شاہ عمان اور نجاشی شاہ حبشہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیے بھیجے، پھر جب آپ ﷺ کا وصال ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ کے خصوصی انعام و اکرام کیلئے آپ ﷺ کو منتخب فرمایا، تو خلافت کی گرانبار ذمہ داریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھائیں۔ انہوں نے عہد رسالت کی کامیابیوں کو مستحکم کیا اور جزیرہ العرب میں اسلامی اقتدار کو استوار کیا اور ساتھ ہی ایک اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیرقیادت ایران کی طرف بھیجا، دوسرا لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی زیرکمان شام روانہ کیا اور تیسرا لشکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی معیت میں بلادِمصر ارسال فرمایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عہدصدیقی میں شامی لشکر کو بصریٰ دمشق اور اردگرد کے علاقوں کی فتوحات سے سرفراز فرمایا جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام پر خصوصی احسان فرمایا: کہ ان کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا الہام کیا جنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد کاروبار حکومت سنبھالا۔ چشم فلک نے انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد قوت سیرت اور کمال عدل میں ان جیسا شخص نہیں دیکھا، ان کے عہدخلافت میں تمام بلادشامیہ فتح ہوئے۔ مصر کا علاقہ فتح ہوا اور سلطنت فارس کا بڑا حصہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوا۔ کسریٰ کو شکست فاش ہوئی اور اسے انتہائی ذلت کا سامنا کرنا پڑا اور پسپا ہوکر اپنی سلطنت کے دوردراز علاقوں تک محدود ہوگیا۔ ادھر قیصر کے ہاتھوں سے شام چھین لیا گیا اور وہ سمٹ کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ اور قیصر کے خزانے راہ خدا میں خرچ کئے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی، پھر جب خلافت عثمانیہ کا دور دورہ ہوا، تو اسلامی ریاست کی حدود زمین کے مشارق و مغارب تک پھیل گئیں۔

مغرب اقصیٰ کے ممالک اندلس تک اور بحراوقیانوس کے ساتھ ساتھ علاقے اور مشرق اقصیٰ میں چین کے کئی صوبے مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔ کسریٰ شاہ ایران قتل ہوگیا اور اس کے ملک کا نام و نشان مٹ گیا۔ عراق، خراسان اور اھواز کے شہر فتح ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں عجمیوں کے کشتوں کے پشتے لگے، نیز مشارق و مغارب کے ممالک سے خراج امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دربار میں آنے لگا۔

دنیا کی فتنہ سامانی اور عورتوں کی ہلاکت آفرینی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک دنیا بڑی لذیذ اور شاداب ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں اقتدار سے نوازے گا تاکہ تمہارے اعمال کی آزمائش کرے پس دنیا (کی فتنہ سامانی) سے بچو نیز عورتوں (کی ہلاکت آفرینی) سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں قحط اور خشک سالی نے ہلاک کردیا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے قحط کا نہیں کسی اور چیز کا خوف ہے وہ یہ ہے کہ

مال و متاع دنیا کی تم پر بارش ہوگی یعنی مال کی تمہارے پاس فراوانی ہوگی۔ (ابو نعیم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری مدد کی جائے گی' تمہیں مال و دولت ہاتھ آئے گی اور تمہارے لئے ممالک فتح ہوں گے پس تم میں سے جو کوئی وہ وقت پائے' تو خدا سے ڈرے' نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ (ابوداؤد)

امت محمدیہ قحط عام اور استیصال کلیہ میں مبتلا نہ ہوگی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ اور سکیڑ دیا' پس میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا اور یقیناً میری امت کا ملک زمین کے شرق و غرب تک پھیلے گا جہاں تک زمین میرے لئے سمیٹی گئی ہے۔ مجھے دو خزانے عطا کئے گئے ہیں ایک سرخ خزانہ اور دوسرا سفید' میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لئے درخواست کی کہ وہ اس کو عام قحط میں مبتلا کرکے ہلاک نہ کرے اور یہ کہ ان پر ایسے دشمن کو مسلط نہ ہونے دے جو ان کو بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالے۔ سوائے ان کے اپنے لوگوں کے میرے رب نے فرمایا: اے محمد! ﷺ میں جب کوئی فیصلہ کرلیتا ہوں تو پھر وہ رد نہیں ہوتا' میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ تمہاری امت کو قحط سالی کے عذاب سے ہلاک نہیں کروں گا نہ ان پر کسی ایسے دشمن کو مسلط کروں گا جو انہیں بالکل تباہ کر ڈالے اگرچہ تمام روئے زمین کے دشمن اکٹھے ہوجائیں تاآنکہ وہ خود ایک دوسرے کو ہلاک و قید نہ کرنے لگیں۔ (مسلم)

دولت کی فراوانی ہوگی

عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہیں کھانے کی دعوت دی گئی جب وہ آئے اور گھر کو آراستہ پیراستہ دیکھا' تو گھر کے باہر بیٹھ کر رونے لگے' کسی نے اس کا سبب پوچھا: تو فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ نے تین بار فرمایا تھا کہ دنیا پوری رعنائی کے ساتھ تمہارے پاس آئے گی' پھر فرمایا: تم آج بہتر حالت میں ہو' اس وقت مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ صبح ایک کھانا ہوگا اور شام دوسرا' تم میں سے ایک شخص صبح ایک پوشاک پہنے گا اور شام کے وقت دوسری پوشاک زیب تن کرے گا اور تم اپنے گھروں کو پردوں سے مزین کرو گے جس طرح کعبہ کو غلاف چڑھایا جاتا ہے' پھر حضرت عبداللہ نے فرمایا: مجھے رونا کیوں نہ آئے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے گھروں کو کعبہ شریف کی طرح پردوں سے ڈھانپتے ہو۔ (ابو نعیم)

قالینوں کے بارے میں پیش گوئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ ہمارے پاس قالین ہوں گے' چنانچہ اب میں اپنی بیوی کو جب کہتا ہوں کہ یہ قالین ہٹالے' تو وہ کہتی ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے ہاں قالین ہوں گے؟ (تو میں نظرانداز کردیتا ہوں) (بخاری، مسلم)

مسلمان بالآخر مال و متاع کی حرص میں مبتلا ہو جائیں گے

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! مجھے یہ خوف نہیں کہ تم فقروفاقہ میں مبتلا ہوگے' بلکہ خطرہ یہ ہے کہ گزشتہ اقوام کی طرح تمہارے پاس دنیاوی خوشحالی آئے گا' تو تم دنیا اور مال و متاع کے سخت حریص ہو جاؤ گے اور وہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی۔

خلفاء کے بارے میں پیش گوئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت ان کے انبیاء کے سپرد تھی' جب کبھی ان کا نبی وصال فرماتا تو اس کے بعد دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا' سن لو! میرے بعد کوئی نبی نہیں' ہاں! میرے بعد خلفاء کثیرتعداد میں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو' پھر اس کے بعد اس کے بعد والے کی' ان کے حقوق ادا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں بازپرس کرے گا۔ (مسلم)

قریش کے بارہ خلفاء ہوں گے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا یہ دین ہمیشہ قائم و استوار رہے گا جب تک کہ قریش کے بارہ خلفاء حکومت کریں گے پھر قیامت سے پہلے کذاب ظاہر ہوں گے۔ (مسلم)

کنبہ پروری کا دور دورہ ہوگا

شیخین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب کنبہ پروری کا دور دورہ ہوگا اور ایسی باتیں ظاہر ہوں گی جنہیں تم ناگوار سمجھو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی اگر وہ زمانہ پائے' تو کیا کرے فرمایا: بس ان لوگوں (حکمرانوں) کا حق ادا کرو جو تم پر واجب ہوگا اور اپنی بھلائی کی دعا کرنا۔

اختلاف کا ظہور ہوگا

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بلیغ وعظ فرمایا: کہ اس سے دل دہل گئے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے' کہ یہ تو الوداعی وعظ و نصیحت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کس چیز کی تاکید و نصیحت فرماتے ہیں' فرمایا: میں تمہیں خدا سے ڈرنے اور حکام کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں خواہ تم پر کوئی حبشی غلام حکمران بن جائے' کیونکہ تم میں سے جو کوئی شخص زندہ رہا' تو عنقریب بہت بڑا اختلاف دیکھے گا' لہذا نئی نئی باتوں

سے بچنا، کیونکہ نئی باتیں گمراہی ہیں، تم میں سے جو کوئی وہ زمانہ پائے (دین میں) تو اس پر لازم ہے، کہ میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو مضبوطی سے تھام لے۔ (ابن ماجہ، حاکم، بیہقی)

ملوکیت کی پیش گوئی

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری شہید احد ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبوت کے بعد خلافت کا زمانہ آیا اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت قائم ہوئی اور جب بھی صدقہ کا نظام رائج ہوا، تو وہ ٹیکس کی صورت اختیار کر گیا۔ (ابن عساکر)

خلافت نبوت تیس برس ہوگی

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں خلافت نبوت تیس سال رہے گی اس کے بعد ملوکیت ہوگی، چنانچہ خلفائے راشدین کا عرصہ خلافت تیس سال بنتا ہے۔ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت سوا دو سال، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساڑھے دس سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عرصہ خلافت تقریباً بارہ سال، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت پونے پانچ سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا چھ ماہ، یہ کل ملکر تیس سال بنتے ہیں۔ (امام ترمذی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت نبوت تیس سال رہے گی اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا ملک کا اقتدار بخشے گا، یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں تو ملوکیت پسند ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: جتنا اللہ چاہے گا تم عرصہ نبوت میں رہو گے، پھر اللہ اسے اٹھا لے گا، پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور جتنی اللہ کی مشیئت ہوگی تم اس کے زیر سایہ رہو گے، پھر جبر و تشدد کا دور آئے گا، پھر منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی، چنانچہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے، تو ان سے اس حدیث کا تذکرہ کیا گیا، تو لوگوں نے کہا: ہمیں امید ہے، کہ آپ کا زمانہ جبر و تشدد کے دور کے بعد ہے، یہ سن کر وہ بہت مسرور ہوئے۔ (بیہقی)

یزید نامی شخص نظام خلافت میں رخنہ ڈالے گا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ ہمارا نظام حکومت بالکل درست اور انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ بنو امیہ کا ایک شخص یزید نامی اس میں خلل انداز ہوگا۔ (ابن منیع، ابو یعلی، بیہقی، ابونعیم)

امت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھ پر ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھ پر ہوگی وہ کہتے ہیں اگر میں چاہوں تو یہ بتا سکتا ہوں کہ وہ کس کس کے بیٹے ہیں؟ (بخاری، مسلم)

نالائق و ناخلف ہوں گے

ابوسعید خدری فرماتے ہیں، سن ساٹھ کے بعد ایسے نالائق و ناخلف حکمران آئیں گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور خواہشات کی پیروی کریں گے، تو زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ ہلاکت میں پڑیں گے، پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے سینے سے نیچے نہیں اترے گا۔ (بیہقی)

لڑکوں کی حکومت سے پناہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ملی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سن ساٹھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو، اور دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس پر ایسے ایسے (نانہجار قسم کے) لوگ حکمران نہ ہولیں۔

(احمد، بزار)

بیہقی میں ہے، کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار مدینہ میں چلتے ہوئے بلند آواز سے یہ دعا کرتے "الٰہی 60ھ کا زمانہ نہ پاؤں، لوگو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وجود غنیمت جانو، اے اللہ! میں لڑکوں کی حکومت نہ دیکھ پاؤں"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے میری سنت کو بنو امیہ کا ایک شخص تبدیل کرے گا، بیہقی کی رائے ہے، کہ وہ شخص یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

فتنوں کی نشاندہی

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمہاری طرف فتنے رات کی تاریکی کی طرح بڑھ رہے ہیں جب کبھی فتنوں کا ایک گروہ جائے گا تو دوسرا آجائے گا نبوت کا نور دھندلا جائے گا اور ملوکیت اس کی جگہ لے گی اے معاذ! ٹھہرو اور گنو، جب میں گنتے ہوئے پانچ تک پہنچا فرمایا: "یزید" اللہ اسے برکت سے محروم رکھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: مجھے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے، اور ان کی قبر کی مٹی میرے پاس لائی گئی ہے نیز مجھے ان کے قاتل کے بارے میں آگاہ کیا گیا ہے" جب میں نے دس تک گنتی کی تو فرمایا: ولید فرعون کا نام ہے وہ اسلامی شریعت کی بنیادیں گرانے والا ہوگا، اس کے گھرانے کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔ (ابونعیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل عرب پر افسوس کہ 60ء والا شر قریب آگیا ہے اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی۔ صدقہ تاوان ہوجائے گا اور گواہی تعارف اور جان پہچان کے ساتھ ہوگی اور حکمرانی خواہشات نفس کے تابع ہوجائے گی۔ (حاکم)

مروانیوں کے متعلق پیش گوئی

ابن وہب کہتے ہیں کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ مروان آیا اور درخواست کی اے امیرالمومنین! میرا کام کردیجئے بخدا! میری ذمہ داری بہت زیادہ ہے، میرے دس بچے ہیں، دس بھتیجے ہیں اور دس ہی بھائی ہیں جب مروان لوٹ کر

جانے لگا' تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو کہ ان کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے' کہا' اے ابن عباس ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب بنو حکم کے مردوں کی تعداد تیس ہو جائے گی۔

اِتَّخذُوا مالَ الله بینهم دولا و عبادَ الله خولا و کتاب الله دعلا تو وہ مال غنیمت کو ذاتی مال سمجھیں گے' رعایا کو خادم اور نوکر تصور کریں گے اور کتاب اللہ کو مصیبت گمان کریں گے۔

اور ان کی تعداد 499 ہو جائے گی' تو ان کی ہلاکت و بربادی کھجور چبانے کی دیر سے بھی پہلے ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: "بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی"

مروان نے عبدالملک کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' تاکہ اپنی ضرورت کے متعلق گفتگو کرے جب وہ گفتگو کے بعد چلا گیا' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا" کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر کر کے فرمایا: "چار جابر حکمرانوں کا باپ" تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہاں! (بیہقی' البدایہ)

عمرو بن مرہ صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حکم بن العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچان کر فرمایا: اسے اندر آنے دو' سانپ کا بیٹا سانپ ہے" اس پر اور اس کی صلب سے پیدا ہونے والوں پر لعنت ہو سوائے اہل ایمان کے' مگر وہ تھوڑے ہوں گے' دنیا میں جاہ و مرتبہ کے مالک ہوں گے مگر آخرت میں ذلیل ہوں گے مکار اور دھوکے باز' دنیا میں مال و متاع سے نوازے جائیں گے جبکہ آخرت میں حرماں نصیب ہوں گے۔ (ابو یعلی' حاکم' بیہقی)

فاکہی' امام زہری اور عطا خراسانی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں حکم بن العاص کی اولاد کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا ہے۔

فاکہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا: کہ جب اس کی اولاد تیس چالیس ہو جائے گی' تو امر خلافت ان کے دست تصرف میں آجائے گا۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے تھے' کہ حکم بن ابی العاص گزرا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی پشت میں وہ ہے جس کی وجہ سے میری امت ہلاکت میں پڑ جائے گی۔ (ابن نجیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی امیہ کا ایک جابر حکمران میرے منبر پر نکیر کرے گا' چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق عمرو بن سعید بن عاص کی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکیر پھوٹی یہاں تک کہ خون منبر کے زینے پر بہنے لگا۔

ولید کے بارے میں پیش گوئی

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ حضرت ام سلمہ کے ایک بھائی کے ہاں بچہ پیدا ہوا' تو انہوں نے اس کا نام "ولید" رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے نام فرعونوں کے ناموں پر رکھتے ہو' عنقریب اس امت میں ایک شخص ہو گا جس

1۔ البدایہ میں ہے' اس حدیث میں غرابت اور شدید نکارت ہے'

کا نام ولید ہوگا وہ میری امت کیلئے فرعون سے زیادہ باعث شر ہوگا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ لوگ اس کا مصداق ولید بن عبدالملک کو سمجھتے تھے، پھر ہماری یہ رائے ٹھہری کہ وہ ولید بن یزید ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں یہ حدیث مرسل حسن ہے۔ امام حاکم نے اسے حکم صحت کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موصولا نقل کیا ہے اس کی مثل امام احمد نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

بے وقت نمازیں پڑھنے والے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تمہیں ایسی قوموں سے عنقریب واسطہ پڑے جو بے وقت نمازیں پڑھیں گی، تو اگر ایسے لوگوں کو پاؤ تو گھروں میں اپنی نمازیں بروقت ادا کرکے پھر ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور ان نمازوں کو نفل سمجھو۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایسے حاکم ہوں گے جو کاروبار دنیا میں مصروف ہوں گے اور اپنی نمازوں میں تاخیر کریں گے، تم ان کی نمازوں میں بطور نفل نماز شریک ہو جاؤ۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بات بنی امیہ کے حکمرانوں میں پیدا ہوگئی تھی اور وہ تاخیر نماز کی وجہ سے مشہور تھے یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز سریر آرائے خلافت ہوئے، تو انہوں نے نمازوں کی ادائیگی بروقت کردی۔

بنی عباس کے احوال کی خبریں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَاسِ فِیْکُمُ النُّبُوَّةَ وَالْمَمْلُکَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! تم میں نبوت اور اقتدار خلافت جمع ہیں۔ (بزار)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ مجھے (میری ماں) ام الفضل نے بیان کیا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک بچے سے حاملہ ہو، جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جبکہ قریش کے مردوں نے عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوگا، چنانچہ جب میں نے بچے کو جنم دیا، تو اٹھاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی، نیز بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا، پھر فرمایا: خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ، میں نے آکر اس بات کا تذکرہ عباس رضی اللہ عنہ سے کیا، تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بات تم سے ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہی وہ صحیح ہے۔ یہ بچہ خلفاء کا باپ ہے یہاں تک اس کی اولاد میں سے سفاح ہوگا، پھر مہدی ہوگا۔ (ابو نعیم)

سیاہ لباس بنو عباس کا شعار ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے، کہ وہ کہتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، اس وقت جبرائیل امین

آپ ﷺ کے پاس تھے، میں نے سمجھا کہ دحیہ کلبی ہیں، میری پوشاک سفید تھی۔ جبرائیل نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ ابن عباس کا لباس سفید ہے مگر ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی بعدازاں میں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے گزرنے اور دحیہ کلبی کی موجودگی کا ذکر کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے جبریل امین کا قصہ بیان فرمایا: کہ جبریل نے بتایا ہے، کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی نیز ان کی بینائی جاتی رہے گی اور موت سے پہلے لوٹ آئے گی۔ (ابن عدی، بیہقی، ابونعیم)

خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے کوئی چیز انہیں پھیر نہ سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب کئے جائیں گے (بیہقی، ابونعیم)

اہل بیت نبوت شدید آزمائش سے دوچار ہوں گے

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے، میرے بعد میرا خاندان شدید آزمائش سے دوچار ہوگا، انہیں کچلنے اور جلاوطن کرنے کی کوشش کی جائے گی، یہاں تک کہ مشرق سے ایک قوم آئے گی وہ لوگ سیاہ علم اٹھائے ہوئے ہوں گے اور حق کا مطالبہ کریں گے مگر انہیں حق نہ دیا جائے گا، پس وہ اس حق کے لئے رزم آرائی کریں گے، تو ان کی مدد کی جائے گی اور انہیں وہ حق مل جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کو میرے گھرانے کے ایک ایسے شخص کے سپرد کریں گے جو دنیا کو اس طرح عمل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ (حاکم، ابونعیم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظہور کے وقت نکلے گا، اس کا نام سفاح ہوگا اور اس کی داد و دہش بھرپور ہوگی۔ (حاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پیش گوئی فرمائی "ہم میں سے سفاح منصور اور مہدی ہوں گے" (بہقی، ابونعیم)

زبیر بن بکار "موفقیات" میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن ملجم کے قاتلانہ حملہ کے بعد وصیت کی۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَخْبَرَنِیْ بِمَا يَكُوْنُ مِنَ اخْتِلَافٍ بَعْدَهٗ وَاَمَرَنِیْ بِقِتَالِ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ

کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے بعد ہونے والے اختلاف سے آگاہ کیا، نیز مجھے ناکثین (عہد شکنوں) مارقین (دین سے نکل جانے والوں) اور قاسطین (ظالموں) سے جنگ و قتال کا حکم دیا۔

مجھے نبی اکرم ﷺ نے میری شہادت کی خبر دی اور بتایا کہ امیر معاویہ خلیفہ بنیں گے ان کے بعد ان کا بیٹا یزید حکمران

ہوگا' پھر اقتدار بنی مروان کے پاس چلا جائے گا جو ایک عرصہ تک اس کے وارث رہیں گے۔ بلاشبہ امر خلافت بنی امیہ پھر بنی عباس کی طرف منتقل ہونے والا ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس مقام کی مٹی بھی دکھائی ہے جہاں حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے اہل بیت کے کچھ لوگ میرے بعد قتل ہوں گے اور کچھ ادھر ادھر بکھر جائیں گے۔

بعض دیگر غیبی خبریں

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی۔ فرمایا: میں نے مشک کے چند اوقیے اور ایک پوشاک نجاشی شاہ حبش کے پاس بطور ہدیہ بھیجے ہیں' مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ ہدیہ کے پہنچنے سے پہلے فوت ہوجائیں گے اور ہدیہ واپس آجائے گا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں' حضور ﷺ کا مذکورہ بالا ارشاد نجاشی کی موت سے پہلے صادر ہوا تھا' پھر جب اس کا وصال ہوا' تو اسی روز نبی اکرم ﷺ نے اس کے مرنے کی غیبی اطلاع کی اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ (بیہقی)

شیخین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آج ایک صالح مرد اصحمہ نجاشی کا انتقال ہوگیا ہے تم اس کی نماز جنازہ پڑھو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز نجاشی کا وصال ہوا اسی روز نبی اکرم ﷺ نے اس کی وفات کی خبر دی' پھر لوگوں کو جنازہ گاہ کی طرف لے جاکر صف بندی کرائی اور چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی۔

ولید بن عقبہ کے بارے میں پیش گوئی

ولید بن عقبہ سے روایت ہے' کہ جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ فتح فرمایا' تو اہل مکہ اپنے بچوں کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لانے لگے اور آپ ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر انہیں دعا دینے لگے۔ میری ماں بھی مجھے لیکر حاضر ہوئی۔ میں نے خلوق کی خوشبو لگا رکھی تھی مگر آپ ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس نہ پھیرا' نہ بدن کو مس کیا۔

بیہقی کہتے ہیں یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ولید کے آئندہ کردار کے بارے میں آگاہ کردیا تھا۔ اسی وجہ سے وہ برکت رسول اللہ ﷺ سے محروم رہا۔

خلافت عثمانی میں ولید جب حاکم بنا' تو اس کی شراب خوری اور تاخیر نماز کے معاملات مشہور و معروف تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ان میں سے ایک الزام یہ بھی تھا۔ (حاکم، بیہقی)

اسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھول گیا ہے' کہ تمہارا اونٹ ایک دن شام کی طرف سرگرم سفر ہوگا۔

اسود عنسی کے قتل کی خبر

سیف کتاب الردہ میں لکھتے ہیں کہ ضحاک بن فیروز نے جشیش دیلمی سے نقل کیا ہے' کہ وبرہ بن یحیس نبی اکرم ﷺ کا مکتوب گرامی لیکر ہمارے پاس آئے جس میں حکم تھا کہ ہم دین حق کی اقامت کے لئے کھڑے ہوں اور اسود کذاب کے مقابل معرکہ آزما ہوں' تو ہم نے اس کے ساتھ مقاتلہ کیا" یہاں تک کہ میں نے اسود کذاب کو قتل کردیا اور اس کا سر کاٹ کر اس کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔

بعدازاں نبی اکرم ﷺ کے حین حیات' اسود کذاب کے قتل کی خبر آپ ﷺ کو لکھ بھیجی' اسی رات آپ ﷺ کو وحی آئی اور آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اس واقعہ کی اطلاع فرمائی جبکہ ہمارا قاصد آپ کے وصال کے بعد یہ خبر لے کر پہنچا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ہمارے مکتوب کا جواب دیا۔

دیلمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات اسود عنسی قتل ہوا' اسی رات نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کے قتل کی آسمانی خبر آگئی' آپ ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: آج رات اسود عنسی کو ایک مبارک گھرانے کے مبارک آدمی نے قتل کردیا ہے۔ پوچھا: گیا یارسول اللہ وہ خوش نصیب کون ہے؟ فرمایا: فیروز اور کامیاب ہوگیا فیروز'

مسیلمتہ کذاب کے قتل کی غیبی اطلاع

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مسیلمہ کذاب کو ہلاک کرے گا' اس نے حیات رسول ﷺ کے آخری دنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے شروع میں حضرت خالدبن ولید رضی اللہ عنہ کی زیرکمان ایک لشکر اس کی طرف بھیجا' انہوں نے مسیلمہ اور اس کی قوم سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے وحشی قاتل حمزہ کے ہاتھوں قتل فرمایا اس کارنامہ میں وحشی کے اور لوگ بھی شریک کار تھے۔ (بخاری، مسلم)

امام شافعی کتاب الام میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کیلئے ذی الحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا جبکہ اہل شام مصر اور مغرب کے لئے جحفہ کو میقات ٹھہرایا حالانکہ یہ بلاد اس وقت تک فتح نہ ہوئے تھے اور ان کے باشندے نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مسلمان ہوئے۔

عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں ایک خبر

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ جب بدر کے دن کفار ہمارے قریب آئے اور ہم نے ان کے مقابل صف بندی کی تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہوکر دشمن کی فوج میں گھوم رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا:: یہ سرخ اونٹ والا کون ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: اگر دشمن کی فوج میں کوئی شخص بھلائی کی بات کرسکتا ہے' تو یہ سرخ اونٹ والا ہی ہے بعدازاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آکر بتایا کہ یہ شخص عتبہ بن ربیعہ ہے جو لوگوں کو جنگ سے منع کررہا ہے'

اور انہیں واپس جانے کا حکم دے رہا ہے' اور کہہ رہا ہے لوگو! اس ذلت آمیز پسپائی کو میرے سر باندھ دو اور کہو عتبہ بزدل ہو گیا ہے"

مگر ابو جہل اس کی بات ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ (بیہقی)

عروہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔

ان یطیعوہ یرشدوا — کفار اگر عتبہ کی بات مان لیں تو ہدایت پا جائیں گے۔

یہودیوں کی سازش کا انکشاف

بیہقی اور ابو نعیم بطریق موسیٰ بن عقبہ از امام زہری اور عروہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کلابیوں کی دیت کے سلسلہ میں بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ ان سے مدد حاصل کریں۔ بنو نضیر نے کہا: اے ابا القاسم! آپ تشریف رکھیں' کھانا تناول فرمائیں' پھر آپ کا کام پورا ہو جائے گا' چنانچہ نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تاکہ وہ دیت کا بندوبست کر سکیں۔

چنانچہ جب بنو نضیر تنہائی میں اپنے شیطانوں کے پاس گئے' تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے کا مکروہ منصوبہ تیار کیا اور کہا کہ اس سے بہتر موقع تمہیں نہیں ملے گا' ان میں سے ایک شخص نے کہا: اگر تم چاہو تو میں چھت پر چڑھ کر ایک پتھر محمد رسول اللہ پر گرا دیتا ہوں اور انہیں قتل کر دیتا ہوں ادھر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی یہودیوں کی اس سازش کی خبر دی پس آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس آ گئے' اسی واقعہ کے متعلق قرآن حکیم کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (مائدہ ۱۱)

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ روک دیئے۔ (5:11)

جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو یہودیوں کی اس خیانت سے مطلع فرمایا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی بستیوں سے نکل کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ یہ حکم منافقین مدینہ نے سنا کہ ان کے یہودی بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے' تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ ہمارا جینا مرنا آپ کے ساتھ ہے اگر تمہارے ساتھ جنگ کی گئی' تو تمہاری امداد کرنا ہم پر لازم ہو گا اور اگر تمہیں جلاوطن کیا گیا تو ہم پیچھے نہیں رہیں گے۔

جب منافقین اور بنو نضیر کے درمیان پختہ عہد ہو گیا تو اس سے یہودیوں کو بڑی شہ ملی اور شیطان نے انہیں غلبہ کی امیدیں بندھائیں انہوں نے بلند آہنگی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو صاف کہہ دیا کہ بخدا! ہم ہرگز یہاں سے نہیں نکلیں گے اور اگر آپ ہم سے جنگ کریں گے' تو ہم بھی آپ کا مقابلہ کریں گے۔

اس شرارت کے پیش نظر ہی اکرم ﷺ نے ان یہودیوں کا محاصرہ کر لیا' ان کے گھر گرا دیئے اور ان کے نخلستان کاٹ

کر جلا دیئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کی سازش کو ناکام بنا دیا اور دونوں گروہوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو یہودیوں نے منافقین کی مدد سے مایوس ہوکر نبی اکرم ﷺ سے پہلی ہی شرائط پر صلح کی درخواست کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شرط پر یہ درخواست قبول فرمالی کہ وہ سوائے ہتھیاروں کے اپنا دیگر سامان اونٹوں پر لاد کر جلاوطن ہو جائیں۔

بعض دیگر روایات میں یہ اضافہ ہے کہ یہودی چکی کا ایک بڑا پاٹ نبی اکرم ﷺ پر گرانے کے لئے لے آئے' تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کام سے باز رکھا تاآنکہ جبرائیل امین آئے اور آپ ﷺ کو وہاں سے اٹھا دیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

واقدی کی روایت ہے' کہ جب بنو نضیر مدینہ سے نکل گئے' تو عمرو بن سعدی نے ان کے گھروں کا چکر لگایا' انہیں برباد دیکھ کر بنو قریظہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آج عبرت انگیز منظر دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے بھائی بنو نضیر عزت و شجاعت اور شان و شوکت کے بعد ذلت آمیز جلاوطنی پر مجبور کردیئے گئے ہیں اور وہ مال و متاع چھوڑ کر مدینہ سے نکل گئے ہیں۔ تورات کی قسم! اللہ تعالیٰ نے یونہی بلاوجہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ان پر مسلط نہیں فرمایا' میری بات مانو آؤ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرلیں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد ﷺ برحق نبی ہیں ابن الہیبان ابو عمرو اور ابن حواش جو کہ یہود کے بڑے عالم ہیں' نے محمد ﷺ کی بعثت و رسالت کی بشارت دی وہ دونوں بیت المقدس سے ہجرت کرکے یہاں اسی لئے آئے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ انہوں نے ہمیں پیغمبر آخرالزمان ﷺ کی اتباع کا حکم دیا اور کہا کہ ہم ان دونوں کا سلام نبی اکرم ﷺ تک پہنچائیں۔ اس کے بعد ان دونوں کا وصال ہوگیا تو ہم نے انہیں سنگلاخ زمین میں دفن کردیا۔

یہ سن کر زبیر بن باطا نے کہا: میں نے اس تورات میں محمد رسول اللہ ﷺ کی صفت پڑھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے البتہ! ان نسخوں میں نہیں ہے جو ہمارے سامنے روایت کی جاتی ہے۔

کعب بن اسد نے کہا: تمہیں محمد ﷺ کی اتباع سے کیا چیز مانع ہے؟ زبیر نے جواب دیا "بس تم رکاوٹ ہو' اس نے کہا: کیوں' میں تو تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیان رکاوٹ نہیں بنا' زبیر نے کہا: تم ہمارے پیشوا ہو اگر تم محمد ﷺ کی اتباع اختیار کرو تو ہم بھی اتباع کرسکتے ہیں اور اگر تم انکار کرو تو ہمیں بھی انکار کرنا پڑتا ہے اس کے بعد عمرو نے کعب کی طرف رخ کیا اور دونوں کے درمیان بحث و تکرار شروع ہوگئی تاآنکہ کعب نے عمرو سے کہا: میری آخری بات یہ ہے کہ میں محمد ﷺ کی اتباع نہیں کرسکتا' کیونکہ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں محمد ﷺ کی تابعداری کروں۔ (بیہقی' ابو نعیم)

بنی نضیر کی شکست کی اطلاع

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا اور محاصرہ دراز ہوگیا تو جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ سراقدس دھو رہے تھے۔ جبریل نے کہا: عفا اللہ عنک اللہ معاف فرمائے آپ کس قدر جلد محاصرہ سے اکتا گئے ہیں بخدا! ہم نے تو آلات حرب نہیں اتارے' جب سے آپ

یہاں تشریف فرما ہوئے اٹھئے' ہتھیار بند ہو جایئے' اللہ کی قسم! میں انہیں اس طرح پاش پاش کر دوں گا جس طرح انڈا چٹان پر مار کر پاش پاش کیا جاتا ہے" چنانچہ ہم نے اٹھ کر بنو نضیر پر حملہ کیا اور اس پر غلبہ پایا۔

ایک مجاہد کی خودکشی کی پیش گوئی

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہ کسی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کی مشرکین کے ساتھ مڈھ بھیڑ ہوئی اور شدید قتال ہوا اس کے بعد دونوں فوجیں اپنی اپنی چھاؤنیاں میں واپس آگئیں۔ مسلمانوں کے لشکر میں ایک ایسا شخص تھا جو بڑی بہادری سے مشرکین کی صفوں پر حملہ آور ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کس قدر جری اور بہادر ہے" حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں" مگر وہ جہنمی ہے" یہ بات صحابہ کرام کو بڑی ناگوار گزری' عرض کیا یارسول اللہ! اگر وہ جہنمی ہے' تو ہم میں سے کون جنتی ہو سکتا ہے؟ یہ سن کر ایک شخص کہنے لگا' بخدا! میں دم واپسیں تک اس کی ٹوہ رکھوں گا۔ وہ تیز چلا تو تیز چلوں گا اور اگر وہ آہستہ گامزن ہوا تو آہستہ چلوں گا' یہاں تک کہ اس شخص کو زخم آیا جو بڑھ کر زیادہ ہو گیا اور جس کی وجہ سے اس کی موت میں دیر نہ لگی۔ اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی دھار سینے کے درمیان رکھ کر اپنا بوجھ اس کے اوپر ڈال دیا اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا' یہ منظر دیکھ کر ٹوہ لگانے والا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں' حضور ﷺ نے پوچھا: کیا ماجرا ہے؟ تو اس صحابی نے بتایا کہ جس شخص کے متعلق حضور ﷺ نے جہنمی ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی اس نے خودکشی کر لی ہے۔ (بخاری' مسلم)

شیخین نے یہی مضمون حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔

ایک شخص کی بعد مردن خیانت ظاہر فرما دی

زید بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ و رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک شخص خیبر کے روز فوت ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو یہ سن کر لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے راہ خدا میں خیانت کی ہے" پس ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں سے مال غنیمت کا ایک ہار ملا جو دو درہم مالیت کے برابر بھی نہ تھا۔ (بیہقی)

ابو رغال کی قبر کی نشاندہی

عمرو روایت کرتے ہیں کہ جس وقت ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمرکاب طائف کی طرف روانہ ہوئے' تو راستے میں ایک قبر کے پاس سے گزرے' حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ابو رغال کی قبر ہے جو ثقیف کا باپ تھا اور اس کا تعلق قوم ثمود سے تھا وہ اس حرم میں محفوظ تھا جب باہر نکلا تو اس پر وہی مصیبت ٹوٹی جو اس کی قوم پر نازل ہوئی تھی' پس اسے اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اس بات کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک ڈلی دفن کی گئی ہے اگر تم اس کی قبر کشائی کرو تو تمہیں وہ ڈلی مل جائے گی چنانچہ لوگ اس کی قبر کی طرف لپکے اور اس سونے کی ڈلی کو قبر سے نکال لیا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

منافقین کا خفیہ منصوبہ بے نقاب کردیا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تبوک سے لوٹے تو راستے میں کچھ منافقین نے آپ کے خلاف یہ خفیہ تدبیر کی کہ آپ ﷺ کو گھاٹی پر سے گرا دیں اور وہ اس کام کے لئے تیار ہوگئے اور منہ ڈھانپ لئے جب وہ گھاٹی پر پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں پھیر دیں چنانچہ حضرت حذیفہ اپنی سپر لیکر سامنے آئے اور ان کی سواریوں کے منہ پر مار کر انہیں بھگا دیا 'انہیں دیکھا تو انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانک رکھا تھا' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ سمجھ گئے کہ ان کا منصوبہ نبی اکرم ﷺ پر ظاہر ہوگیا ہے چنانچہ وہ بھاگ کر لوگوں میں گھل مل گئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جب واپس آئے تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کا کیا ارادہ تھا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! فرمایا انہوں نے مجھے گھاٹی سے گرا دینے کا منصوبہ بنایا تھا۔

ابن اسحاق نے اس میں یہ اضافہ کیا حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں سے مطلع فرما دیا ہے۔ عنقریب میں تمہیں ان سے آگاہ کروں گا چنانچہ آپ ﷺ نے ان میں سے بارہ کے نام حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتائے۔ (بیہقی)

حضرت حذیفہ الیمان بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی ناقہ کی مہار تھامے چل رہا تھا جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے یہاں تک کہ جب ہم گھاٹی پر پہنچے تو اچانک مجھے بارہ سوار نظر آئے جو راستہ روک کر کھڑے تھے' میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا تو آپ ﷺ نے انہیں جھڑکا وہ پیٹھ دیکر فرار ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کو پہنچانتے ہو' ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! وہ تو نقاب پوش تھے' فرمایا: یہ منافق تھے جو قیامت تک حالت نفاق پر رہیں گے' کیا تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کے عزائم کیا تھے؟ ہم نے عرض کیا "نہیں" فرمایا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ اچانک اللہ کے رسول پر ٹوٹ پڑیں اور انہیں گھاٹی سے گرا دیں' پھر دعا مانگی' اے اللہ! انہیں دبیلہ سے تباہ کر' ہم نے عرض کیا "یہ دبیلہ کیا چیز ہے؟" فرمایا آگ کا شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کی رگ قلب پر پڑے گا اور اسے ہلاک کردے گا۔ (بیہقی)

امام مسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے ساتھیوں میں بارہ اشخاص (ایسے گھلے ملے) ہیں جو منافق ہیں وہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گے' ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہوگا دبیلہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان کے شانوں کے درمیان ظاہر ہوگا اور ان کے سینوں میں سے نکل جائے گا۔

منافقین کی نقاب کشائی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! بے

شک تم میں کچھ منافق ہیں لہٰذا جس کا میں نام لوں وہ کھڑا ہوجائے اے فلاں شخص ! کھڑا ہوجا' اے فلاں شخص ! کھڑا ہوجا' یہاں تک کہ 36 آدمیوں کے شمار کیے۔ (بیہقی)

ابن سعد حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ کچھ منافقین ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور باہم بات چیت کی تو حضور ﷺ نے غائبانہ خبردی کہ تمہارے کچھ لوگوں نے اکٹھ کیا ہے اور انہوں نے یہ بات کی ہے' لہٰذا اٹھو اور اللہ سے معافی مانگو میں بھی تمہارے لئے معافی مانگتا ہوں مگران میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ ﷺ نے یہی بات تین بار دہرائی۔ پھر فرمایا تم اٹھو گے یا تمہارے نام لیکر تمہیں کھڑا کروں' بعدازاں ایک ایک شخص کو قم یا فلاں (اے فلاں شخص کھڑا ہوجا) کہہ کر کھڑا کیا' تو وہ ذلیل ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے۔

عنقریب ایک شخص آئے گا جو شیطانی آنکھوں سے دیکھے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ اقدس کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس کچھ مسلمان بھی بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے ان سے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہیں شیطانی آنکھوں سے دیکھے گا تم اس سے بات مت کرنا۔ اسی اثناء میں ایک شخص آیا جس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تم اور تمہارے فلاں فلاں ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہیں" یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو بلا لیا' پھرسب نے قسم کھا کر گالیاں نہ دینے کا عذر پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

قیس بن مطاعہ کا برا انجام

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قیس بن مطاعہ ایک دن ایک ایسی مجلس میں آیا جہاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' اس نے کہا: یہ اوس و خزرج کے لوگ تو اس شخص (یعنی پیغمبر علیہ السلام) کی مدد کرنے والے ہیں مگران فقیروں کا یہاں کیا کام؟ ابوسلمہ کہتے ہیں یہ سن کر حضرت معاذ کھڑے ہوگئے اور اس کا گریبان پکڑلیا۔ پھرنبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور اس کی بکواس سے نبی اکرم ﷺ کو مطلع کیا' یہ سن کر رسول اکرم ﷺ حالت قہرو غضب میں کھڑے ہوئے اور ردائے مبارک کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ اس کے بعد الصلاۃ جامعۃ کی آواز دی گئی (تو لوگ اکٹھے ہوگئے) آپ ﷺ نے حمدوثناء کے بعد فرمایا لوگو! بے شک پروردگار ایک ہے' سب کا باپ (آدم) ایک ہے۔ دین ایک ہے' عربیت نہ تو تمہارا باپ ہے نہ تمہاری ماں' وہ تو صرف ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی زبان بولتا ہے وہ عربی ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جو کہ تلوار کھینچے قیس کو پکڑے ہوئے تھے کہنے لگے' یارسول اللہ ! اس منافق کے بارے میں کیا ارشاد عالی ہے فرمایا اسے جہنم میں جانے دو' راوی کا بیان ہے کہ قیس بن مطاعہ بعدازاں مرتد ہوگیا اور حالت ارتداد ہی میں قتل ہوا۔ (خطیب)

ایک بدو کی عدم مغفرت کی پیش گوئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا جو شخص ثنیۃ المرار پر چڑھے گا اس کے اس قدر گناہ جھڑیں گے جتنے بنی اسرائیل کے جھڑے تھے تو سب سے پہلے بنو خزرج کا گروہ ثنیہ پر چڑھا' اس کے بعد لوگ ثنیہ کی طرف لپکے' یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: ان سب لوگوں کی بخشش ہوگئی ہے۔ سوائے سرخ اونٹ والے شخص کے' تو ہم نے اس شخص سے کہا: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو تاکہ حضور ﷺ تیری مغفرت کی دعا کریں' اس نے جواب دیا بخدا! مجھے اپنے گمشدہ اونٹ کا پالینا اس سے بہتر ہے کہ تمہارے صاحب (پیغمبر) میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ وہ بدو شخص اس وقت اپنے اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ (مسلم)

ایک پستہ قد بدبخت سوار کی پردہ دری

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے جس وقت عسفان میں پہنچے تو وہاں رات بسر کی' آخر شب وہاں سے کوچ کیا تاآنکہ ذات الحنظل گھاٹی میں پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ گھاٹی اس دروازے کی مانند ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا۔

اُدْخُلُوْا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْلَكُمْ خَطَايَاكُمْ اس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطۃ کہو ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے۔

یعنی جو کوئی آج کی رات اس گھاٹی کو عبور کرلے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جب ہم گھاٹی میں اترے تو وہاں پڑاؤ کیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہوسکتا ہے قریشی ہماری آگ کی روشنیاں دیکھ لیں' فرمایا اے اباسعید! وہ تمہیں ہرگز نہیں دیکھ سکیں گے جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی بعدازاں فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! آج کی شب اس سارے لشکر کی مغفرت ہوگئی ہے سوائے ایک پستہ قد بدبخت سوار کے' تو لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف رخ کرکے دیکھنا شروع کیا مگر وہ ان میں موجود نہ تھا چنانچہ ہم اسے دیکھنے کے لئے گئے تو وہ ایک بدو نکلا۔ (ابونعیم)

یہی واقعہ واقدی نے عمر بن عمیر بن عدی سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ بنو ضمرہ کا ایک بدو تھا' اس سے کہا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس چل تاکہ حضور ﷺ تیری بخشش کی دعا کریں وہ کہنے لگا بخدا! میرا اونٹ میری نظر میں اس سے زیادہ اہم ہے کہ تمہارے صاحب میرے لئے دعائے مغفرت کریں۔

چنانچہ وہ اپنے اونٹ کی تلاش میں پہاڑوں کی طرف نکل گیا وہاں اس کا پاؤں پھسلا اور گر کر مرگیا اور اس کی موت کی کسی کو خبر نہ ہوئی تاآنکہ اسے درندوں نے نوچ کھایا۔

غزوۂ احزاب کے بعد مشرکین جارحانہ جنگ نہیں کریں گے

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے روز ہم سے فرمایا کہ آج کے بعد مشرکین تم سے جارحانہ جنگ نہیں کریں گے' چنانچہ قریش نے اس کے بعد مسلمانوں سے جنگ نہ کی۔ (بیہقی)

امام بخاری سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ ارشاد غزوہ احزاب میں فرمایا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب متحدہ فوجیں محاصرہ اٹھا کر چلی گئیں تو فرمایا اب ہم ان سے جنگ کریں گے وہ ہمارے ساتھ جنگ نہ کریں گے' اب ہم ان کی طرف جائیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع پذیر ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

"تم چاہو تو تمہارے دل کی بات بتا دوں"

عامر بن عقبہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے چند آدمی مصاحف کے ساتھ حاضر ہوئے اور بارگاہ رسالت میں باریابی کا اذن طلب کیا تو میں نے جا کر نبی اکرم ﷺ کو اس کی خبر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے وہ مجھ سے ایسی باتوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں جو میں ذاتی طور پر نہیں جانتا' میں تو ایک بندہ ہوں اور وہی جانتا ہوں جس کا علم اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرماتا ہے بعد ازاں آپ نے وضو فرمایا اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر واپس تشریف لے آئے اور مجھ سے خندہ روئی سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تم کیا پوچھنے کیلئے آئے ہو' قبل اس کے کہ تم کلام کرو' انہوں نے کہا: "ہاں" ہمیں آپ ہی بتا دیجئے۔ فرمایا تم مجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھنے کیلئے آئے ہو' اس کا شروع کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک رومی غلام تھا' اللہ نے اسے ملک عطا فرمایا' وہ چلتے چلتے سرزمین مصر کے ساحل پر آیا تو وہاں ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام اسکندریہ ہے جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیج کر اسے اوپر اٹھایا یہاں تک کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان بلند ہوا' پھر فرمایا اپنے نیچے دیکھو تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟ ذوالقرنین نے کہا: مجھے دو شہر نظر آ رہے ہیں پھر دوسری بار بلند کر کے پوچھا: اب دیکھو کیا نظر آتا ہے؟ کہا' اب تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔ اس فرشتے نے کہا' اللہ نے تمہارے لئے ایک راستہ بنا دیا ہے' تم جاہل کو علم سے بہرہ ور کرو گے اور عالم کو علم میں پختگی پیدا کرو گے۔ اس کے بعد اس فرشتے نے ذوالقرنین کو نیچے اتارا تو اس نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار تعمیر کروائی جس پر کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی تھی جب وہ اس سے فارغ ہوا تو زمین کی سیاحت پر چل نکلا' چلتے چلتے ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے منہ کتوں کی مانند تھے جب انہیں مغلوب کر لیا تو اس کے بعد ایک پست قدم قوم کے پاس پہنچا' انہیں مغلوب کرنے کے بعد اژدھوں کے ایک گروہ پر آیا جن میں سے ہر اژدھا ایک بڑی چٹان نگل سکتا تھا۔ پھر غرانیق کے پاس آیا" یہ تفصیل سن کر وہ اہل کتاب کہنے لگے۔ "ذوالقرنین کا قصہ اسی طرح ہماری کتاب میں موجود ہے۔ (بیہقی)

دو عورتوں کا حالت روزہ میں غیبت کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں افطار کا

حکم نہ دوں کوئی آدمی افطار نہ کرے۔ چنانچہ لوگوں نے روزہ رکھا یہاں تک کہ شام ہوگئی' ایک ایک شخص آکر کہتا یارسول اللہ ! ﷺ مجھے افطاری کی اجازت مرحمت فرمایئے تو آپ اسے اجازت دیتے یہاں تک کہ ایک شخص آیا جس نے کہا: یارسول اللہ ! ﷺ دو عورتوں نے دن بھر روزہ رکھا ہے اور آپ کے پاس حیاء کی وجہ سے نہیں آتیں آپ انہیں افطار کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ یہ سن کر آپ نے رخ انور پھیرلیا' وہ دوبارہ حاضر ہوا اور یہی عرض کیا آپ نے دوسری بار بھی رخ انور پھرلیا وہ تیسری بار آیا تو آپ نے پھر بے رخی کا مظاہر فرمایا نیز فرمایا انہوں نے روزہ نہیں رکھا' وہ شخص کیسے روزہ دار ہوسکتا ہے جو دن بھر لوگوں کا گوشت کھاتا رہے۔ ان سے جاکر کہو "اگر وہ روزہ دار ہیں تو قے کریں" اس شخص نے جاکر انہیں اس بات کی خبردی تو ان دونوں نے قے کی' تو ہر ایک کے اندر سے خون بستہ کی پھٹک باہر نکلی اس نے لوٹ کر نبی اکرم ﷺ کو اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر یہ خون بستہ ان کے پیٹوں میں باقی رہتا تو یہ دونوں جہنم کی خوراک بنتیں۔ (ابوداؤد' بیہقی' ابن ابی الدنیا)

امام احمد وغیرہ ائمہ نے عبید خادم رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تو ایک شخص نے آکر نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ اب پیاس سے جاں بہ لب ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں بلالو' جب دونوں آگئیں تو ایک بڑا پیالہ منگوایا گیا' آپ ﷺ نے ان میں سے ایک عورت کو حکم دیا کہ اس پیالے میں قے کر تو اس نے خون اور پیپ کی قے کی یہاں تک کہ نصف پیالہ بھر گیا پھر دوسری سے فرمایا : تو اس نے بھی خون اور پیپ کی قے کی جس سے سارا پیالہ بھر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اللہ کی حلال کردہ روزی پر روزہ رکھا تھا اور حرام پر افطار کیا یہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔

غیبت کو ظاہر فرمادیا

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ پھر اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اسی اثناء میں کوئی شخص گوشت کا ہدیہ لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' لوگوں نے کہا: اے زید! اگر آپ اٹھ کر حضور ﷺ کے پاس جائیں اور عرض کریں کہ اگر حضور ﷺ کی مرضی ہو تو یہ گوشت ہماری طرف بھیج دیں' آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان کے پاس لوٹ چلو' انہوں نے تمہارے بعد گوشت کھالیا ہے۔ پس میں نے واپس جاکر انہیں اس بات سے آگاہ کیا تو وہ کہنے لگے "ہم نے تو گوشت نہیں کھایا" البتہ ایک واقعہ پیش آیا ہے اس کے بعد وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا :"مجھے تمہارے دانتوں میں زید کے گوشت کی رنگت نظر آتی ہے" یہ سن کر انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہمارے حق میں مغفرت کی دعا فرمایئے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ (حاکم' بسند صحیح)

ایسی ہی ایک روایت ضیاء مقدسی کی مختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ایک شخص کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص تھا جو نیکوکاری میں زیادہ مشہور نہ تھا' وہ مر گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ فلاں شخص کو اللہ نے جنت میں داخل کر دیا ہے؟ یہ سن کر لوگوں کو حیرانی ہوئی۔ چنانچہ ایک شخص اٹھ کر اس کے گھر والوں کے پاس گیا اور اس کی بیوی سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا: میرا شوہر کوئی زیادہ باعمل نہ تھا' البتہ! اس میں ایک اچھی خصلت تھی وہ شب و روز میں جب بھی موذن کی آواز سنتا تو وہ اس کی مانند کلمات کہتا' اس کے بعد وہ دریافت کرنے والا شخص واپس آ گیا جب نبی اکرم ﷺ سے اتنا دور تھا جتنی مسافت پر آواز سنائی دیتی ہے تو نبی اکرم ﷺ کے ایک منادی نے یہ ندا کی۔ اے شخص! تو فلاں گھرانے کے پاس آیا اور تو نے اس شخص کے عمل کے بارے میں ان سے پوچھا: اور انہوں نے تجھے ایسی ایسی باتیں بیان کی ہیں۔ وہ شخص کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ برحق ہی ہیں۔

قیامت تک اب مکہ میں جہاد نہیں ہوگا

حارث بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد سے قیامت تک یہاں مکہ میں جہاد نہیں کیا جائے گا' آپ ﷺ نے یہ پیش گوئی فتح مکہ کے دن فرمائی امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ کبھی کفر اختیار نہیں کریں گے کہ ان کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آئے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ذی قار کی لڑائی میں فتح کی خبر دی

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اعلام النبوت میں نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا آج اہل عرب کو عجمیوں پر نصرت عطا کی گئی ہے اور انہیں یہ مدد میری وجہ سے ملی ہے چنانچہ ذی قار کی لڑائی کی اطلاع آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی میں عربوں کو عجمیوں پر غلبہ عطا فرمایا' اس وقت بنو شیبان اور بکر بن وائل قتل ہوئے اور یہ پہلا دن تھا جس میں عربوں نے اہل عجم کو شکست دی اور یہ ٹھیک اسی وقت کا واقعہ ہے جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی غائبانہ خبر دی تھی۔

قبیلہ ربیعہ کے ایک شخص کے بارے میں پیش گوئی

سدی نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتایا کہ آج تمہارے پاس قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آئے گا جو تم سے شیطانی زبان میں گفتگو کرے گا چنانچہ خطیم بن ہند بکری اکیلا آیا اور اپنے قافلے کو مدینہ سے باہر چھوڑ آیا۔ حضور ﷺ نے اسے ملاقات کی اجازت عطا فرمائی تو اس نے پوچھا: آپ ﷺ کس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اسے کار دعوت سے آگاہ کیا' اس نے کہا: مجھے مہلت دیجئے میرے کچھ ساتھی ہیں جن سے مشورہ کرنا ہے' اس کے بعد وہ چلا گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کافر کا منہ لیکر آیا تھا اور غادر کی پشت دیکر گیا ہے چنانچہ جاتے

ہوئے وہ مدینہ کی چراگاہ سے اونٹ ہنکا کر لے گیا۔

ابن سعد ؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے خیبر فتح فرمایا تو اہل خیبر سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اپنے اہل و عیال سمیت یہاں سے نکل جائیں گے مگر سونا چاندی ساتھ لے جانے کی اجازت نہ ہوگی اس کے بعد کنانہ اور ربیع آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارے وہ برتن کہاں گئے جو تم اہل مکہ کو عاریتہ دیا کرتے تھے؟ وہ بولے' ہم ایسے حال میں بھاگے کہ زمین کے ایک حصے میں ذلت و خواری نصیب ہوئی اور دوسرے میں عزت و شرافت' تو ہم نے اپنی اشیاء اسی سلسلہ میں خرچ کر ڈالی ہیں حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپانے کی کوشش کی تو مجھے اس کی اطلاع ہوجائے گی۔ اس صورت میں تمہارا اور تمہاری اولاد کا خون مجھ پر مباح ہوگا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے"

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایک انصاری شخص کو بلایا اور فرمایا: تم فلاں زمین کی طرف جاؤ جس کی حالت یہ ہے پھر کھجوروں کے درختوں کے پاس آنا اور ایک بلند درخت کے پاس پہنچ کر دائیں بائیں دیکھنا وہاں جو کچھ ملے لے آنا چنانچہ وہ انصاری اس مقام پر گئے اور وہاں سے یہود کے برتن اور مال لے آئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کی گردنیں مار دیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا۔

حضرت معاویہ بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں' میں حضرت امیر معاویہ ؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ان کے عامل کا خط آیا جس میں تحریر تھا کہ اس نے ترکوں پر حملہ کرکے انہیں شکست دی' یہ سن کر امیر معاویہ ؓ غضبناک ہوئے پھر عامل کو لکھ بھیجا جب تک تمہیں میرا حکم نہ پہنچے ترکوں کے ساتھ جنگ نہ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ترک اہل عرب پر چڑھائی کریں گے یہاں تک کہ شیح اور قیصوم کے اگنے کی جگہ تک آجائیں گے۔ شیح اور قیصوم دو بوٹیاں ہیں جو بلاد عرب میں پائی جاتی ہیں۔ (ابو یعلی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے کوئی کام کیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔

پھر فرمایا کیا تو جانتی ہے۔

میں نے عرض کیا وہ کیا معاملہ ہے فرمایا میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس' تو ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص (پیغمبر علیہ السلام) کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے' پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ کہا لبید بن عاصم نے' دریافت کیا؟ کس چیز میں جواب دیا بالوں اور کنگھی میں اور خشک نر کھجور کے خوشے میں' پھر پوچھا: یہ چیزیں کہاں ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ بیئر زروان میں ہیں" چنانچہ رسول اللہ ﷺ بیئر زروان کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا یہی کنواں مجھے دکھایا گیا ہے گویا اس کے شجرہائے خرما شیاطین کے سر ہیں اور اس کا پانی مہندی کا نچوڑ ہے پس آپ ﷺ نے اس پانی کو نکالنے کا حکم دیا تو اسے نکال کر کنواں خالی کیا گیا۔ (بخاری' مسلم)

حضرت زید بن ارقم ﷺ کی روایت ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آمدورفت رکھتا تھا اور وہ آپ ﷺ کو امین سمجھتا تھا' اس نے آپ ﷺ کے لئے بالوں میں گرہ لگائی اور ان کو کنوئیں میں ڈال دیا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو جسمانی اذیت ہوئی' پھر آپ ﷺ کے پاس دو فرشتے عیادت کیلئے آئے۔ انہوں نے بتایا کہ فلاں شخص (لبید) نے آپ ﷺ نے کیلئے گرہ لگائی ہے اور وہ گرہ کنوئیں میں ہے نیز اس گرہ بندی کی شدت کی وجہ سے پانی کا رنگ زرد ہوگیا ہے نبی اکرم ﷺ نے آدمی بھیج کر اس گرہ کو نکلوا لیا جب اسے کھولا تو اس کے بعد آپ ﷺ کو آرام کی نیند آ گئی۔

اس واقعہ کے بعد بھی میں نے اس شخص کو نبی اکرم ﷺ کے پاس جاتے دیکھا مگر آپ ﷺ کے روئے انور پر ناگواری کے آثار نظر نہیں آئے نہ آپ ﷺ نے اسے عتاب فرمایا۔ (ابن سعد' حاکم' ابو نعیم)

ابن سعد کی روایت ہے کہ جادو کا یہ عمل اعصم کی بیٹیوں لبید کی بہنوں نے کیا تھا اور لبید نے جاکر یہ اشیاء سحر کنوئیں کے پتھر کے نیچے رکھ دی تھیں۔

ایک شخص کی خود کشی کی اطلاع

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ فلاں شخص فوت ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فوت نہیں ہوا اس نے دوبارہ کہا: کہ وہ فوت ہوگیا ہے آپ ﷺ نے پھر فرمایا نہیں وہ فوت نہیں ہوا ہے تو اس نے تیسری بار یہی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اسے موت نہیں آئی بلکہ اس نے خود کشی کی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ (بیہقی)

ایک گھٹا کے برسنے کی خبر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ گھنگھور گھٹا اٹھی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اس بادل کا موکل فرشتہ میرے پاس آیا اور سلام کرکے یہ بتایا کہ وہ اس بادل کو لیکر وادی یمن کی طرف جارہا ہے جس کا نام صریح ہے اس کے بعد ایک شتر سوار آیا ہم نے اس سے اس گھٹا کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا: ہاں! یہ گھٹا اسی روز وادی یمن میں برسی تھی۔

بیہقی کہتے ہیں اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت ہے جو بکر بن عبداللہ مزنی سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ یہ فرشتہ ابر فلاں شہر سے آرہا ہے اور فلاں دن وہاں بارش ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا: ہمارے علاقے میں بارش کب ہوگی؟ اس نے کہا: "فلاں دن" اس وقت کچھ اہل نفاق وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا تاکہ اس پیش گوئی کی صداقت معلوم کرسکیں چنانچہ وہ اس پیش گوئی کی تصدیق کرکے ایمان لے آئے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: زَادَکُمُ اللّٰهُ اِیْمَانًا اللہ تمہارے ایمان میں اضافہ کرے۔ (بیہقی)

غصب شدہ بکری کے گوشت کی نشاندہی فرمائی

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جب کھانا سامنے رکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ دہان اقدس میں ڈال کر چبانا شروع کیا تو فرمایا یہ گوشت غصب شدہ بکری کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ جب اس عورت سے پوچھا گیا تو اس نے بیان کیا کہ یہ گوشت اس کی خادمہ نے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر بھیجا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ایک عورت کے پاس سے گزرے تو اس عورت نے بکری ذبح کرکے صحابہ کرام کے لئے کھانا تیار کیا جب وہ واپس ہوئے تو اس عورت نے کہا: میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ تشریف لے چلیں اور کھانا تناول فرمائیں چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ گھر میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لقمہ لیا مگر اسے نگل نہ سکے اور فرمایا: یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ اس عورت نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آل معاذ کی اشیاء تصرف میں لانے سے باک نہیں کرتے نہ وہ ہماری چیزوں کو استعمال کرنے سے پروا کرتے ہیں ہم ان کی چیزیں لے لیتے ہیں اور وہ ہماری چیزیں۔ (نسائی' حاکم)

ایک عادی چور کے آئندہ حالات کے پیش نظر قتل کا حکم دیا

حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں چوری کی تو اسے گرفتار کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے قتل کردیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اس نے تو فقط چوری کی ہے۔ فرمایا: اچھا اس کا ہاتھ کاٹ دو اس نے دوبارہ چوری کی تو فرمایا: اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دو' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورخلافت میں اس نے دوبار چوری کی تو اس کے پاؤں بھی کاٹ ڈالے گئے پانچویں بار چوری پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حالت کو بخوبی جانتے تھے اسی لئے تو اس کے قتل کا حکم دیا تھا اب اسے لے جاؤ اور قتل کردو چنانچہ اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قتل کردیا۔ (حاکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پانچ نشانیاں تو گزر چکی ہیں۔ یعنی لزام' روم' دخان' بطشہ اور قمر۔

امام بیہقی فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ پانچ نشانیاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اسی ظہور پذیر ہوچکی ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ (بخاری' مسلم)

1- آندھی کی پیش گوئی 2 پھلوں کا اندازہ

امام مسلم ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لئے نکلے' راستے میں وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغ کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ' پس ہم نے اندازہ لگایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا اندازہ دس وسق لگایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: کہ اس کا حساب

رکھنا' ہم انشاء اللہ لوٹ کر تمہارے پاس آئیں گے اس کے بعد ہم روانہ ہوئے تاآنکہ تبوک پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب آج رات زبردست آندھی آئے گی لہٰذا تم میں سے کوئی شخص آج رات نہ اٹھے اور جس کا اونٹ ہو' وہ اسے باندھ کر رکھے چنانچہ اس رات شدید آندھی آئی۔ ایک آدمی اسی اثناء میں اٹھا تو اسے آندھی نے اٹھاکر کوہ طے پر پھینک دیا۔ بعدازاں ہم لوٹ کر وادی قریٰ میں پہنچے تو اس عورت سے اس کے باغ کے بارے میں سوال کیا کہ اس کا پھل کتنا ہوا ہے تو اس نے جواب دیا "دس اوسق"

اپنے علم کی وجہ سے

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے جب مقام حجر یعنی دیار ثمود میں نزول اجلال فرمایا تو فرمایا کوئی شخص آج رات اپنے ساتھی کے بغیر لشکر سے نہ نکلے' پس تمام لشکریوں نے نبی اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ سوائے دو مخصوں کے' ان میں سے ایک رفع حاجت کے لئے تنہا نکلا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں گیا چنانچہ رفع حاجت کیلئے جانے والے شخص کا راستے میں گلا گھونٹ دیا گیا اور اونٹ کی تلاش میں نکلنے والے کو آندھی نے اٹھاکر جبل طے پر ڈال دیا' نبی اکرم ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو فرمایا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کے بغیر لشکر سے علیحدہ نہ ہو۔ بعدازاں آپ ﷺ نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی جس کو گلہ دباکر بے ہوش کردیا گیا تو اسے شفاء مل گئی اور دوسرا شخص نبی اکرم ﷺ کی تبوک سے واپسی کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

نخاسوں کی جھوٹی قسموں کے بارے میں غیبی خبر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ شریف کے ایک مقام کی طرف دیکھ کر فرمایا: بعض قسمیں ایسی ہیں جو اس جگہ کی وجہ سے بارگاہ خداوندی کی طرف بلند نہیں ہوتیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عرصہ بعد اس پر نخاسین (غلام فروشوں) کو دیکھا جو جھوٹی قسمیں کھاکر غلام بیچتے تھے۔ (ابونعیم)

ایک جنتی گروہ کا تذکرہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' ہم غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان نکل آئی تو آپ ﷺ مسکرا پڑے' کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ فرمایا' میں ان لوگوں کی وجہ سے مسکرایا ہوں جنہیں مشرق کی طرف سے زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا اور ان کی ناگواری کے باوجود انہیں جنت کی طرف کشاں کشاں لے جایا جائے گا۔ (ابونعیم)

غزوۂ ذات الرقاع میں کھانے کی پیش گوئی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ ذات الرقاع میں شریک ہوئے تو

لوگوں نے بھوک کی شکایت کی' آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا عطا فرمائے گا جب سمندر کے کنارے پہنچے تو سمندر نے ایک بڑا جانور (یعنی مچھلی) باہر پھینک دیا' ہم نے آگ جلا کر اس جانور (مچھلی) کا گوشت پکایا اور بھون کر کھایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم پانچ آدمی اس کی آنکھ کے سوراخ میں گھس گئے وہ اتنا بڑا سوراخ تھا کہ ہم میں کوئی آدمی اس سے نظر نہ آتا تھا اس کے بعد ہم باہر آ گئے بعدازاں ہم نے اس کی ایک پسلی توڑی اور اسے کمان کی طرح کیا پھر لشکر کے سب سے زیادہ قد آور شخص کو بلایا تو وہ بغیر سر جھکائے اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (مسلم' بیہقی' ابونعیم)

ایک بوڑھے باپ کی حسرتوں سے آگاہی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے' تو آپ ﷺ نے اس کے باپ کو طلب فرمایا۔ اسی اثناء میں جبریل امین علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا: "اس بوڑھے شخص نے دل ہی دل میں کچھ کہا جس کی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچی" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے بہت پست آواز میں بات کی ہے جس کی آواز تیرے کانوں تک نہیں آئی۔ اس نے اس غیبی خبر کو سن کر عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری بصیرت اور یقین میں اضافہ کرتا رہتا ہے' ہاں! یہ بات میں نے کہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! بیان کر تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

غَذَوْتُكَ مَوْلُوْدًا وَمَنْتُكَ يَافِعًا لَعَلَّ بِمَا اَحْنِى عَلَيْكَ وَتَنْهَل

میں نے بچپن میں تجھے پالا اور جوانی میں تجھ سے امیدیں وابستہ کیں' تجھے میری محبتوں کی پیہم خوراک ملتی تھی۔

اِذَا لَيْلَةٌ ضَاقَتْكَ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ لِسُقْمِكَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَل

جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں پریشانی میں رات جاگ کر گزار دیتا

تَخَافُ الرَّدىٰ نَفْسِى عَلَيْكَ وَاِنَّهَا لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُؤَكَّل

میرے دل کو تیرے مرنے کا دھڑکا لگا رہتا' حالانکہ وہ جانتا تھا کہ موت یقینی اور مقرر ہے۔

كَاَنِّى اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَكَ بِالَّذِى طَرَقْتَ بِهٖ دُوْنِى فَعَيْنَاىَ تَهْمَل

اور یوں معلوم ہوتا کہ جو مرض تجھے لگ گیا' وہ مجھے بھی ہے تو تیری بیماری کی وجہ سے میں اشکبار ہو جاتا۔

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِىْ اِلَيْكَ مُدى تَاكُنْتُ فِيْكَ اُومَل

جب تو سن بلوغ اور کمال کو پہنچا جس کی وجہ سے میری تیرے ساتھ امیدیں وابستہ تھیں

جَعَلْتَ جَزَائِى غِلْظَةً وَ فَظَاظَةً كَاَنَّكَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضَّل

تو تو نے مجھے سختی اور بدخلقی سے بدلہ دیا' گویا تو ہی نعمت دینے والا' نوازنے والا ہے۔

فَلَيْتَكَ اِذَا لَمْ تَرْعَ حَتّٰى اُبُوَّتِى فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ يَفْعَل

جب تو میرے باپ ہونے کے حق کا لحاظ نہیں کرتا تو ایسا تو کر جیسے ہمسایہ ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کا طرز عمل اختیار

کرتا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رو پڑے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا اَنتَ وَمَالُكَ لِاَبِیْكَ تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

جزیرۃ العرب میں شیطان کی پوجا نہ ہوگی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ گمراہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کریں' البتہ! ان کے درمیان جنگ و جدل کی ترغیبات موجود رہیں گی۔

میں اسی مقام سے حوض کوثر کا مشاہدہ کررہا ہوں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شہدائے احد کیلئے آٹھ سال بعد دعائے مغفرت فرمائی گویا آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہنے والے ہوں پھر منبر شریف پر تشریف لاکر فرمایا' لوگو! میں تمہارے لئے آگے میر سامان ہوں اور تمہارے اوپر گواہ ہوں نیز تمہاری میری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے۔ میں اسی مقام سے اپنے حوض کوثر کا نظارہ کررہا ہوں مزید برآں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کردی گئی ہیں مجھے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہوجاؤ گے' البتہ! اس بات کا خوف ہے کہ تمہارے پاس متاع دنیا کی فراوانی ہوگی اور تم اس کے حرص میں باہم برسرپیکار ہوجاؤ گے۔ پس تم اس طرح ہلاکت میں پڑ جاؤ گے جیسے تم سے پہلے ہلاک ہوئے ہیں۔ (بخاری' مسلم)

وصال شریف کی پیش گوئی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خاص بندے کو یہ اختیار دیا ہے چاہے تو دنیا کی بہاریں لوٹے' چاہے تو بارگاہ خداوندی کی نعمتوں سے لذت اندوز ہو تو اس بندے نے آخرت کی نعمتوں کا انتخاب کرلیا یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے باپ اور مائیں آپ ﷺ پر قربان ہوں" تو ہمیں ان کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا لوگوں نے کہا: اس بزرگ کو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کا ذکر فرمارہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیاوی بہاروں اور اخروی نعمتوں میں کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا ہے اور یہ بزرگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں "ہمارے باپ اور مائیں آپ ﷺ پر قربان ہوں" دراصل وہ بندہ جسے اختیار دیا گیا تھا وہ نبی اکرم ﷺ ہی کی ذات مقدسہ تھی (اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (مزاج شناس رسول اللہ ﷺ ہونے کی وجہ سے یہ راز پاگئے تھے کیونکہ وہ) ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ (متفق علیہ مشکوۃ ص (526

اگلے سال تم سے ملاقات نہ ہوگی

سیرت ابن ہشام میں ہے۔

"ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا (حمدوثناء کے بعد) لوگو! میری بات غور سے سنو! شاید اگلے سال تم سے اس مقام پر دوبارہ ملاقات نہ ہو" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ ﷺ نے اگلا سال پورا ہونے سے قبل ہی وصال فرمایا۔

بعد از وصال نبی امت محمدیہ کے احوال کی خبریں

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا زمانہ بہترین زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے بعد ہیں' پھر ان لوگوں کا دور جو ان کے بعد ہیں' پھر ان لوگوں کا عہد جو ان لوگوں کے بعد ہوں گے پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو خیانت کار ہوں گے امین نہ ہوں گے جو گواہی کے لئے بلائے نہیں جائیں گے بلکہ خود جاکر گواہی دیں گے نذر مانیں گے مگر پوری نہ کریں گے (حرام خوری اور کاہلی کے باعث ان کی توندیں بڑھ جائیں گی اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا)۔ (مسلم)

پہلی امتوں کے نقش قدم پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پہلی امتوں کے ٹھیک ٹھیک نقش قدم پر چلو گے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گو (جانور) کے سوراخ میں گھسا تو تم بھی اس میں گھسو گے نیز ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا تو تم میں سے کوئی بدبخت ایسا کارنامہ سرانجام دے گا' ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا پہلی امتوں سے مراد یہودونصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نہیں ہیں تو اور کون ہیں؟ (بزار حاکم)

طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امت پہلی امتوں کا ایک ایک طریقہ اختیار کرے گی۔

فتنوں کی بارش

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مدینہ شریف کے ایک قلعہ پر کھڑے ہوکر فرمایا: کیا تمہیں وہ کچھ نظر آرہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں' بخدا! میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی مانند گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ (مسلم' بخاری)

تم میں اہل عجم کی کثرت ہوگی

طبرانی اور بزار بسند صحیح روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم میں اہل عجم کی کثرت ہوجائے گی وہ تمہارے بیت المال اور خزانوں کو ہڑپ کر جائیں گے' نیز تمہاری گردنیں ماریں گے۔

پچھلے پہلوں پر لعن طعن کریں گے

امام بغوی وغیرہ آئمہ حدیث نقل کرتے ہیں اس امت کا خاتمہ اس وقت تک نہیں ہوگا حتیٰ کہ امت کے پچھلے حصے کے لوگ پہلوں پر زبان طعن دراز کریں گے' اس پیش گوئی کا تحقق ہوچکا ہے کیونکہ بہت سے اہل بدعت (مثلاً روافض وغیرہ) بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی شان میں گستاخی اور تبرا بازی کرتے ہیں۔

ملت اسلامیہ کے زوال کی خبر

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ زمانہ قریب ہے جب دنیا کی قومیں تمہارے خلاف ایکا کرکے ایک دوسرے کو یوں پکاریں گی جیسے کھانے والے دسترخوان پر.ایک دوسرے کو بلاکر ٹوٹ پڑتے ہیں اس پر ایک شخص نے حیرانی سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ فرمایا "نہیں" تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن تم اس طرح ناکارہ اور ناتواں ہوجاؤ گے جیسے سیلاب کی سطح پر خس و خاشاک' اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں الوھن یعنی بزدلی اور کمزوری ڈال دے گا' دریافت کیا گیا یارسول اللہ! یہ وھن کیا ہوتا ہے۔

قال حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ — فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے کراہت' (ابوداؤد' بیہقی)

حلال حرام کی تمیز اٹھ جائے گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت ضرور آئے گا کہ انہیں اس بات کی مطلقاً پرواہ نہ ہوگی کہ مال ان کے پاس حلال ذریعہ سے آرہا ہے یا حرام سے۔ (بخاری)

ابوہارون عبدری کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ "وصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کی وجہ سے خوش آمدید کہتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ذکر فرمایا کہ عنقریب اطراف و اکناف سے لوگ تمہارے پاس دین سیکھنے کیلئے آئیں گے تو انہیں بھلائی کی وصیت کرنا۔ (ابن ماجہ' بیہقی)

امام ابوحنیفہ اور دیگر محدثین فارس کے بارے میں بشارت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر علم دین ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو یہ فرزندان فارس اسے حاصل کرتے' ان لوگوں سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آئمہ فقہاء و محدثین ہیں جن کا تعلق فارس سے ہے۔ (ابونعیم)

غلبہ دین کی ایک پیش گوئی

حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین اسلام غالب ہوگا یہاں تک کہ سمندروں سے پرے تک نکل جائے گا اور لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے کرتے اپنے گھوڑے سمندروں میں ڈال دیں گے' اس کے بعد

ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پڑھے گی' اس قوم کے لوگ دعویٰ کریں گے' ہم نے قرآن پڑھا ہے' ہم سے بڑھ کر کون قاری ہے۔ ہم سے زیادہ کون فقیہ ہے اور ہم سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ پھر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف التفات کر کے فرمایا کیا ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی ہوگی ایسے لوگ تو جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ (ابو نعیم)

اہل عجم مغلوب ہو کر پھر قوت پکڑ لیں گے

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: وہ وقت قریب ہے جب اللہ تعالیٰ اہل عجم کو تمہارا زیردست کرے گا پھر انہیں دلیر کردے گا کہ وہ تمہارے سامنے سے بھاگیں گے نہیں بلکہ تمہارے جنگجوؤں کا قتل عام کریں گے اور تمہارے مال ہڑپ کر جائیں گے۔ (احمد' بزار' طبرانی' ابو نعیم' حاکم)

شراب خوری کا حیلہ

حضرت حجر بن عدی نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل کر دوسرا نام رکھ لیں گے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

دین کی قیمت لگے گی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے یہ سلسلہ روز و شب ابھی ختم نہ ہوگا کہ ایک شخص کھڑا ہو کر صدا دے گا' ہے کوئی جو چند ٹکوں کے عوض ہم سے اپنے دین کا سودا کرلے۔ (ابو یعلی)

اہل قریش کے بارے میں ایک غیبی خبر

حضرت عمران بن حصین رضی سے روایت ہے کہ وہ بصرہ آئے وہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما گورنر تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار کہتا ہے صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تو عمران رضی اللہ عنہ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔ اس شخص نے کہا: کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں قبیلے کے ایک معزز جوڑے کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بیٹا وہاں ہے اسے اس کے والدین کے پاس لے جاؤ' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ اس کا فدیہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد ﷺ کے شایان شان نہیں ہے کہ ہم اولاد اسماعیل میں سے کسی کی جان کا فدیہ کھائیں۔ پھر فرمایا مجھے تو خود اہل قریش کی جانوں کا اندیشہ ہے۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! انہیں کیا خطرہ درپیش ہے؟ فرمایا اگر تمہیں عمردراز ملی تو دیکھو گے تو تم قریش کو اس مقام پر ایسے دیکھو گے جیسے بکریاں دو تالابوں کے درمیان ہوں کبھی اس تالاب پر جاتی ہیں کبھی اس تالاب پر' اب میں بچشم خود مشاہدہ کر رہا ہوں کہ کبھی لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اذن باریابی چاہتے ہیں کبھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اذن ملاقات کے خواہش مند ہیں یہ منظر دیکھ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یاد آ گیا۔ (احمد)

سیاہ خضاب پر وعید

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے ہوتے ہیں وہ جنت کی بو تک نہ سونگھیں گے۔ (احمد)

ائمہ نماز کی قلت ہوجائے گی

سلامہ بنت حر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ وہ نماز کیلئے صف باندھ کر دیر تک کھڑے ہوں گے مگر انہیں نماز پڑھانے کے لئے امام نہیں ملے گا۔

(ابن سعد، ابن ماجہ)

جاہل پیشوا بن جائیں گے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے علم براہ راست نہیں اٹھائے گا بلکہ ایک ایک کرکے علماء اٹھالے گا یہاں تک کہ جب ایک عالم بھی نہ رہے گا تو یہ حالت ہوجائے گی کہ لوگ جہلاء کو اپنا پیشوا بنالیں گے پس ان سے فتوے پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی بے علمی اور جہالت سے فتوے صادر کریں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (متفق علیہ)

قضاء و قدر کا انکار اور ستاروں پر یقین

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں یہ خوف ہے کہ وہ قضاء و قدر کا انکار کریں گے جبکہ ستاروں کے اثرات پر یقین کرلیں گے۔ (ابو یعلی)

دینی زوال کی انتہاء کہ برسرراہ بدکاری ہوگی

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس دین کیلئے اقبال (ترقی) اور ادبار (زوال) بھی ہے۔ اقبال اس کا یہ ہے کہ ایک سارے کا سارا قبیلہ اس کی سمجھ حاصل کرے گا سوائے ایک دو فاسقوں کے، جو اہل قبیلہ کی نظر میں انتہائی حقیر و ذلیل ہوں گے اگر وہ کلام کریں گے تو لوگ انہیں دبادیں گے اور ان کی گفتگو سے ناراض ہوں گے اور ادبار اس دین کا یہ ہے کہ قبیلے کے تمام لوگ جفا پیشہ ہوں گے۔ سوائے ایک یا دو آدمی دین کی سمجھ رکھنے والے اور وہ بھی تمام لوگوں کی نظر میں بے قدر، وہ جب بات کریں گے تو لوگ ان پر دھونس جمائیں گے اور ان پر ظلم و زیادتی کریں گے۔ مزید برآں دینی زوال کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں کو برا کہیں گے حالانکہ وہ خود لعنت کے

مستحق ہوں گے' وہ کھلے عام شراب پئیں گے اور زوال کی نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کوئی عورت کسی گروہ کے پاس سے گزرے گی تو ان میں سے ایک بدبخت اٹھ کر یوں اس کا دامن اٹھائے گا اور سرعام بدکاری کرے گا جیسے بھیڑ کی دم اٹھائی جاتی ہے تو کوئی خداترس آدمی اس سے کہے گا (ارے ظالم) تو اسے دیوار کے پیچھے کیوں نہیں لے گیا اس زمانے میں اتنی سی بات کہنے والا اس شان کا حامل ہوگا جیسے اس دور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ تمہارے درمیان ہیں لہٰذا اس زمانے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والا ان پچاس صحابیوں کے برابر اجروثواب کا مستحق ہوگا جنہوں نے میرا دیدار کیا' مجھ پر ایمان لائے' میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔ (طبرانی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ نہ تو نیکی کا حکم دیں گے نہ برائی سے منع کریں گے۔ (طبرانی)

عورتیں سرکشی اور جوان فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق و فجور میں مبتلا ہوجائیں گے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے' فرمایا: بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت' اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مقدس فریضہ چھوڑ دو گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حیرانی سے سوال کیا۔ کیا ایسا بھی ہونے والا ہے؟ فرمایا: ہاں! بلکہ اس سے شدید تر ہوگا۔ پھر فرمایا: اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم معروف (نیکی) کو منکر (برائی) اور منکر کو معروف دیکھو گے؟ (ابو یعلی' طبرانی)

چار مصیبتوں میں گرفتاری کی تین نشانیاں

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان اپنے علماء سے بغض و عداوت رکھیں گے بازار آباد و بارونق ہوں گے اور لوگ مال و دولت کے حصول کی خاطر نکاح کریں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں چار باتوں میں مبتلا کردے گا' 1- قحط سالی 1- بادشاہوں کا ظلم و ستم 3- حکمرانوں کی خیانت اور 4- دشمن کا غلبہ' (حاکم)

شاندار سواریوں اور عریاں عورتوں کے بارے میں پیش گوئی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے آخری حصہ میں ایسے لوگ ہوں جو اونچی اونچی سواریوں (موٹروں) پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ وہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی (یعنی باریک لباس سے ان کا بدن جھلک کر نظر آئے گا) نیز ان کی سربختی اونٹوں کی

کوہانوں کی مانند (اٹھے ہوئے) ہوں گے۔ (حاکم)

اسلام کی تمام گرہیں کھل جائیں گی

حضور ﷺ فرماتے ہیں اسلام کی تمام گرہیں ایک ایک کر کے کھل جائیں گی جب کبھی اس کی کوئی گرہ کھلے گی تو لوگ دوسری گرہ سے وابستہ اور متعلق ہوجائیں گے اس کی سب سے پہلے کھلنے والے گرہ حکومت والی ہے اور سب سے آخر میں نماز والی گرہ کھلے گی۔ (احمد، طبرانی، حاکم)

صبر کے ایام آنے والے ہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں، ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہاتھ میں انگارا پکڑنا، اس زمانے میں عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کا ثواب ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا وہ پچاس ہم میں سے یا انہیں لوگوں میں سے، فرمایا: تم میں سے۔

ایک وقت آئے گا کہ لوگ مرنے کی تمنا کریں گے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "تم پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ تم ایک شخص پر اس کی بے زری اور مفلسی پر رشک کرو گے جس طرح اب تم آدمی کے کثرت مال و اولاد پر رشک کرتے ہو اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس پر اس طرح لیٹے گا جس طرح جانور زمین پر لیٹتا ہے اور کہے گا اے کاش! میں تمہاری جگہ (قبر میں) ہوتا" اور اس کی یہ تمنا اس لئے نہیں ہوگی کہ اسے خدا سے ملنے کا شوق ہوگا یا اس نے کوئی صالح عمل آگے بھیجا ہوگا، بلکہ اس کی اس شدید خواہش کا سبب مصیبت کا ازالہ ہے جو مصیبت اس پر نازل ہوئی ہے۔ (بزار، طبرانی)

لوگوں کے اچھائی برائی کے معیار بدل جائیں گے

حضور ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچے آدمی کی تکذیب کی جائے گی اور جھوٹے کو سچا کہا جائے گا، امین شخص خیانت کرے گا اور امانتیں خیانت کاروں کے سپرد کی جائیں گے۔ آدمی بن بلائے گواہی دے گا اور حلف اٹھائے گا اور کمینے اور گھٹیا لوگ سعادت مند سمجھیں جائیں گی۔

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: لوگ پھلدار درخت ہیں لیکن عنقریب خاردار ہوجائیں گے اگر تم ان کی بات کا رد کرو گے تو وہ تمہاری بات کا رد کریں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے راہ فرار اختیار کرو تو وہ تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے۔ راوی نے عرض کیا یارسول اللہ! ایسے لوگوں سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا اپنے فاقے کے دن کیلئے اپنا مال انہیں قرض دے دو۔ (یعنی خود فاقہ کرلو اور اپنا مال ان

کے حوالے کردو)

انہی سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: اس امر(دین) میں اور سختی آئے گی۔ مال و دولت میں اضافہ ہوگا انسان کی کنجوسی بڑھ جائے گی اور قیامت صرف شریر لوگوں پر آئے گی۔

امربالمعروف اور نہی عن المنکر کب ترک کیا جائے گا؟

حضرت حذیفہ ؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! امربالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ کب چھوڑ دیا جائے گا؟ فرمایا: جب تم اسی بگاڑ میں مبتلا ہوجاؤ گے جس میں بنی اسرائیل مبتلا ہوئے تھے اور جب تمہارے نیکوکار بدکاروں سے صرف نظر کریں گے۔ دین کی سمجھ اور فقاہت شریر لوگوں میں رہ جائے گی اور حکومت غیر صالح لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ (طبرانی)

سلف پر لعن طعن ہوگی

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب امت کا آخری حصہ پہلوں پر لعن طعن کرے گا تو جس نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث چھپائی اس نے اللہ کی نازل کردہ وحی کو پوشیدہ رکھا۔ (ابن ماجہ)

علانیہ کام پسندیدہ ہوں گے

حضرت معاذ بن جبل ؓ روایت کرتے ہیں۔ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو علانیہ کاموں کو پسند کرنے والے ہوں گے اور رازداری کے مخالف ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! ﷺ یہ کیسے ہوگا' ایک دوسرے سے رغبت اور دلچسپی کے باعث اور ایک دوسرے سے خوف کی وجہ سے' (طبرانی' بزار)

انسان نما شیطان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں ایسی قومیں آئیں گی جن کے منہ آدمیوں جیسے ہوں گے مگر دل ان کے شیطانوں جیسے ہوں وہ قبیح اور بری باتوں کی پرواہ نہیں کریں گے اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو وہ تم کو ہلاکت میں ڈال دیں گے اور اگر ان سے چھپ کر علیحدہ رہو گے تو وہ تمہاری غیبت اور برائی بیان کریں گے۔ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ اس میں خیانت کریں گے ان کے بچے انتہائی بدتمیز اور بداخلاق ہوں گے ان کے جوان شاطر اور چالاک ہوں گے اور ان کے بوڑھے ایسے بدبخت ہوں گے جو نیکی کا حکم نہ دیں گے نہ برائی سے منع کریں گے ان کے ساتھ عزت حاصل کرنا ذلت کا باعث ہوگا۔ ان کی دولت کی خواہش و طلب محتاجی کا ذریعہ ہوگی۔

اَلْحَلِيْمُ فِيْهِمْ غَاوٍ وَالْاٰمِرُ فِيْهِمْ بِالْمَعْرُوْفِ مُتَّهَمٌ حلیم شخص ان میں گمراہ' نیکی کا حکم دینے والا متہم' مومن

وَالْمُؤْمِنُ فِيهِمْ مُسْتَضْعِفٌ وَالْفَاسِقُ فِيهِمْ شَرَف السُّنَّةُ فِيهِمْ بِدْعَةٌ وَالْبِدْعَةُ فِيهِمْ سُنَّةٌ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُسَلِّطُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ شِرَارَهُمْ وَيَدعُو خِيَارَهُمْ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ

کمزور اور فاسق ان میں عزت دار ہوگا سنت بدعت ہوجائے گی اور بدعت سنت' اس وقت اللہ ان پر ان کے شریر لوگوں کو مسلط کردے گا پھران کے اچھے لوگ دعا مانگیں گے تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔ (طبرانی)

حضور ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں (انسان نما) بھیڑیے ہوں گے جو ان کی طرح بھیڑیا (ہم نوا) نہیں ہوگا اسے یہ چیر کھائیں گے۔ (طبرانی)

عجزو درماندگی یا بدکاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایسا وقت بھی آئے گا کہ آدمی کو عجزودرماندگی اور بدکاری میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا لہٰذا جو شخص اس زمانے کو پائے تو وہ بدکاری کی بجائے عجزودرماندگی کو اختیار کرے۔ (احمد' ابو یعلی' بیہقی)

امت محمدیہ میں دیگر امتوں کے امراض

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ عنقریب میری امت کو دیگر امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا دَاءُ الْاُمَمِ قَالَ اَلْاَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّدَابُرُ وَالتَّنَافُسُ وَالتَّبَاغُضُ وَالْبُخْلُ حَتّٰى يَكُوْنَ النَّبِيُّ ثُمَّ يَكُوْنَ الْهَرَج

یارسول اللہ! یہ امتوں کی بیماری کیا ہے فرمایا برائی کا علانیہ اظہار' مال پر اترانا' ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے دشمنی' نفسانیت' ایک دوسرے سے بغض و عداوت اور کنجوسی یہاں تک کہ بدکاری بڑھ جائے گی پھر قتل و غارت ہوگی۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا ہرگز ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ہر لئیم ابن لئیم اس سے لطف اندوز و بہرہ اندوز ہو۔ (طبرانی)

ایک اور روایت میں ہے پاکباز لوگ ایک ایک کرکے چلے جائیں گے اور پیچھے خس و خاشاک اور ردی لوگ رہ جائیں گے جن کے بارے میں اللہ کو کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ (طبرانی)

حیاء و امانت اٹھ جائے گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اس امت سے حیاء اور امانت اٹھ جائے گی اور سب سے آخر جو چیز رہے گی وہ نماز ہے۔ (ابو یعلی)

جاہل عبادت گزار اور فاسق قاری

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آخری زمانے میں جاہل عبادت گزار اور فاسق قاری ہوں گے۔ (حاکم)

لواطت کا اندیشہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف اس بات سے ہے کہ وہ لواطت میں مبتلا ہو جائے گی۔ (حاکم)

تین انوکھے کام

ابو نعیم "معرفت" میں حضرت عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا: "آپ کی امت میں تین کام ایسے ہوں گے جو ان سے پہلی امتوں نے نہیں کئے"

النباشون والمتسفلون والنساء بالنساء — کفن چور اور بڑھی ہوئی توندوں والے ہوں گے نیز عورتیں عورتوں کے ساتھ مباشرت کریں گی۔

مساجد میں دینوی باتیں ہوں گی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا جب لوگ مسجدوں میں دینوی باتیں کریں گے، تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کیونکہ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔ (بیہقی)

حج سیر سپاٹے، تجارت اور گداگری کا ذریعہ بن جائے گا

زبیر بن بکار "موفقیات" میں عمر بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ بادشاہ حج کو سیر سپاٹے، مالدار تجارت اور فقراء گداگری کا ذریعہ بنا لیں گے۔

طرح طرح کے کھانے، رنگ برنگے لباس اور چرب زبانی

امام احمد کتاب الزہد میں بکر بن سوادہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نعمتوں میں آنکھ کھولیں گے اور نازو نعمت میں پروان چڑھیں گے ان کی ساری توجہ رنگ رنگ کے کھانوں اور طرح طرح کے کپڑوں پر ہوگی، وہ انتہائی زبان دراز ہوں گے اور ایسے لوگ ہی میری امت کے بدترین لوگ ہیں۔

دین کی سلامتی مشکل ہو جائے گی اور اہل و اولاد فتنے کا موجب بن جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایسا وقت آئے گا کہ دین دار آدمی اپنے دین کی سلامتی کیلئے ایک چوٹی سے

دوسری چوٹی اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگے گا جب ایسا وقت آجائے گا تو روزگار کا حصول خدا کی ناراضی میں ہوگا اس وقت آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی اور اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی اگر اس کی بیوی اور بچے نہ ہوں گے تو اس کے والدین اس کی ہلاکت کا باعث ہوں گے اور اگر اس کے والدین بھی نہ ہوں گے تو اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ازراہ تعجب پوچھا: یارسول اللہ! ﷺ یہ کیونکر ہوگا؟ فرمایا: وہ اسے تنگی روزگار اور مفلسی کی عار دلائیں گے تو وہ اپنے آپ کو ایسے خطرناک کاموں میں ڈال لے گا جو اسے برباد کردیں گے۔ (بیہقی)

امت محمدیہ میں تکبراور بانکپن آجائے گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب میری امت میں تکبراور بانکپن آجائے گا ان کے خدمتگار فرزندان فارس و روم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس وقت ان کے بدکار لوگوں کو نیکوکار لوگوں پر مسلط کردے گا۔

(بیہقی، ابونعیم)

مسجد نبوی میں توسیع کی غیبی خبر

زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سرتاج انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: اگر میری اس مسجد کو وسیع کرکے صنعائے یمن تک تعمیر کیا گیا تو یہ مسجد میری ہی ہوگی۔

امام جلال الدین سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ امام زرکشی نے احکام المساجد میں ارشاد فرمایا اگر یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح ثابت ہوجائے تو نبی اکرم ﷺ کے دلائل نبوت میں شمار ہوگی کیونکہ اس روایت میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں توسیع کی جائے گی اور ایسی توسیع حضرت عمر ؓ کے دور میں پھر حضرت عثمان ؓ کے عہد میں' پھر اس کے بعد ہوتی رہی۔

دو عظیم گروہوں کی باہم قتل و غارت

حضرت ابوہریرہ ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان شدید قتل و غارت ہوگی' حالانکہ ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ (شیخین)

مرکز سے بغاوت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عراق نے اپنا درہم اور قفیز روک لیا' شام نے اپنا مد اور دینار روک لیا اور مصر نے اپنا اردب اور دینار روک لیا اور تم اسی طرف لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے۔ (مسلم)

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ "یحییٰ بن آدم نے فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ نے قفیز اور درہم کا اس وقت ذکر فرمایا جبکہ ملک عرب میں ان کا رواج نہ تھا اور بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جاری فرمایا۔

امام ہروی لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان چیزوں کی خبر دی جن کا ابھی تک وجود نہ تھا مگر علم الٰہی میں ان کا ہونا متحقق تھا' اسی لئے انہیں صیغہ ماضی سے تعبیر کیا۔

ابوداؤد وغیرہ ائمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل عراق کیلئے ذات عرق میقات مقرر کیا تاکہ حج کے لئے احرام وہاں سے باندھیں۔ حالانکہ اہل عراق میں سے اس وقت تک کسی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور عراق نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد فتح ہوا۔

ناخلف و نابکار پیدا ہوں گے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "سن ساٹھ کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوں گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور خواہشات نفس کی پیروی کریں گے جس کی وجہ سے وہ گمراہی میں پڑیں گے ان کے بعد ایسے نابکار ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ (بیہقی)

اہل حرہ کے قتل عام کی غیبی خبر

حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک سفر کیلئے روانہ ہوئے جب حرہ زہرہ کے پاس سے گزرے تو رک کر اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: اس حرہ کے مقام پر میرے اصحاب کے بعد میرے بہترین امتی قتل کیے جائیں گے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایسی روایت آئی ہے جو اس کو موکد کرتی ہے۔ پھر امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت تخریج کی۔ انہوں نے فرمایا: اس آیت کی تاویل 60ھ کے اختتام پر ظاہر ہوگی۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

انہوں نے اتوھا کے معنی اعطوھا کئے۔ مراد یہ ہے کہ بنی حارثہ نے اہل شام کو مدینہ منورہ میں داخل کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حرہ کے دن سات سو حافظ قرآن شہید کئے گئے جن میں تین سو صحابی تھے اور یہ واقعہ یزیدی عہد حکومت میں ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ستائیس ذی الحجہ 63ھ کو رونما ہوا۔

مدینہ شریف کی طاعون سے حفاظت کی خبر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے' عنقریب تم ملک شام کی طرف ہجرت

کرو گے اور شام تمہارے لئے فتح ہوگا پھر تم میں ایک وباء پھیلے گی جو گلٹی کی مانند ہوگی یا گوشت کے ایک لمبے ٹکڑے کی طرح۔

اس بیماری کی وجہ سے تمہیں بشارت نصیب ہوگی اور تمہارے اعمال پاکیزہ بنیں گے۔ (احمد)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک منزل پر پڑاؤ کرو گے' اس جگہ کا نام جابیہ ہے وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہوگی جو اونٹوں کی غدود کی مانند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کا رتبہ دے گا نیز تمہارے اعمال کو ستھرا کرے گا۔ (طبرانی)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو ہم جانتے ہیں۔ یہ طاعون کیا بلا ہے؟ فرمایا: طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ ہے اور طعن و طاعون دونوں کی موت شہادت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ کے تمام دروازوں پر فرشتوں کی ڈیوٹی ہے وہ طاعون کو داخل ہونے دیں گے نہ دجال کو۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض علماء اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دیتے ہیں کیونکہ تمام اطباء اسے کسی علاقے سے دور کرنے بلکہ کسی بستی سے دفع کرنے سے عاجز ہیں جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے طاعون مدینہ میں داخل ہونے سے باز رہی ہے اور اس عرصہ دراز میں اس کے امتناع کی خبر دینا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 913ھ کو ہوا جبکہ ہم نے آج تک طاعون کے مدینہ شریف میں داخل ہونے کی خبر نہیں سنی[1] یہ سب مخبر صادق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔

حضرت زید بن صوحان اور جندب کے بارے میں پیش گوئی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دوران سفر فرمایا' جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے؟ اور زید کتنا اقطع الخیر ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی وضاحت پوچھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جندب ایسی ضرب لگائے گا جس میں وہ ایک امت کی مثل ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا چنانچہ ولید بن عقبہ جب خلافت عثمانی میں کوفے کا والی بنا تو اس نے ایسا شخص بٹھایا جو جادو کرتا تھا اور لوگ اس کی طرف مارنے جلانے کی نسبت کرتے تھے۔ اس وقت حضرت جندب رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لیکر آئے اور اس جادوگر کی گردن اڑا کر کہا۔ اب اپنے آپ کو زندہ کرکے دکھا' جہاں تک زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے ان کا ایک ہاتھ جنگ قادسیہ میں کٹ گیا تھا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ (ابن مندہ' ابن عساکر)

1۔ مترجم عرض کرتا ہے کہ سطور بالا کی تحریر آج مورخہ 22 ستمبر 1997ء بمطابق 19 جمادی الاولی 1418ھ بروز جاں افروز سوموار کو مکمل ہوئی اور آج تک یہ پیش گوئی ایک زندہ حقیقت ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابن سعد بطریق اجلح عبید بن لاحق سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے اتر کر رجز پڑھنا شروع کردیا۔ اس کے بعد دوسرا بھی اتر پڑا۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تسلی دینے کی غرض سے نیچے اتر آئے اور فرمایا: جندب رضی اللہ عنہ کی کیا بات ہے اور زید تو اقطع الخیر ہیں۔ پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوگئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قریب ہوکر ان دونوں کے بارے میں تفصیل پوچھی تو فرمایا: یہ دونوں شخص اس امت میں ہوں گے ان میں سے ایک آدمی کاری ضرب لگائے گا جو حق اور باطل کے درمیان تفریق کردے گی اور دوسرا وہ ہے جس کا ہاتھ راہ خدا میں کٹ جائے گا بعدازاں اس کا جسد شہید ہو گا۔

اجلح کہتے ہیں اس پیش گوئی کے مطابق جندب نے ولید بن عقبہ کے ہاں ایک جادوگر کو قتل کردیا اور زید کا ہاتھ جلولاء کے مقام پر (جنگ قادسیہ کے دوران کٹ گیا اور وہ خود جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

حاکم کی روایت ہے کہ ایک امیر کوفہ نے ایک جادوگر بلایا جو لوگوں کے سامنے کھیل تماشا کرتا تھا۔ حضرت جندب کو اس کی اطلاع ملی تو تلوار لیکر آئے اور اس پر وار کیا لوگ ادھر ادھر بھاگے تو کہا ڈرنے کی ضرورت نہیں میں تو اس جادوگر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

ابن عساکر میں حارث اعور کی روایت ہے کہ زید کا ہاتھ نہاوند کے مقام پر کٹا تھا انہوں نے اپنی شہادت سے پہلے کہا میں نے دیکھا کہ میرا ہاتھ آسمان سے نکل کر مجھے اپنی طرف آنے کا اشارہ کررہا ہے اور میں اس کے ساتھ لاحق ہونے والا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے خوش آئے کہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء اس سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ زید بن صوحان کو دیکھ لے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حضرت زید بن صوحان کے بارے میں اختلاف ہے کیا انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں؟ ابن حجر رضی اللہ عنہ اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ وہ مخضرمی تھے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا مگر شرف دیدار سے محروم رہے تھے۔

ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں ایک ایسا شخص ہوگا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔ (طبرانی)

بیہقی اور ابونعیم نے ازطریق ربعی بن خراش روایت کیا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہوگیا وہ ہم سے زیادہ (روز گرم میں) روزہ دار اور (یخ راتوں میں) شب زندہ دار تھا۔ میں نے اسے چادر سے ڈھانپ دیا تو وہ مسکرا پڑا۔ میں نے کہا: بھائی! مرنے

کے بعد زندہ ہو' کہا نہیں" بلکہ اپنے پروردگار سے ملاقات کی ہے اس نے نعمتوں اور خوشنودی سے استقبال کیا ہے' میں نے پوچھا: امر آخرت کیسا ہے؟ کہا' تمہارے وہم و گمان سے بھی زیادہ آسان' اس واقعہ کا تذکرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا گیا تو فرمایا: ربعی نے سچ کہا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا ایک امتی مرنے کے بعد کلام کرے گا وہ بہترین تابعی ہوگا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس حدیث کے کئی طرق ہیں' میں نے "کتاب البرزخ" میں مرنے کے بعد کلام کرنے والے لوگوں کے حالات کابھرپور تذکرہ کیا ہے۔

صلہ بن اشیم کی شفاعت سے بڑی تعداد میں لوگ جنت میں جائیں گے

یزید بن جابر کہتے ہیں' ہمیں روایت پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص صلہ بن اشیم ہوگا جس کی شفاعت سے اتنے اتنے (یعنی کثیر تعداد میں) لوگ جنت میں جائیں گے۔ (ابن سعد' بیہقی' ابونعیم)

وھب بن منبہ اور غیلان القدری کے بارے میں پیش گوئی

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت میں ایک شخص وھب نامی ہوگا اللہ اسے حکمت اور دانائی سے نوازے گا اور ایک اور شخص ہوگا جسے غیلان کہیں گے وہ لوگوں کے لئے ابلیس سے زیادہ ضرررساں ہوگا۔ بیہقی کہتے ہیں اس حدیث میں غیلان القدری کی طرف اشارہ ہے۔ (ابن عدی' بیہقی' از عبادہ)

محمد بن کعب القرظی کے بارے میں غیبی خبر

ابوبردہ ظفری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو کاہن گروہوں میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو قرآن اس خوبی کے ساتھ پڑھے گا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس جیسی تلاوت نہ کرسکے گا۔

نافع بن یزید کہتے ہیں ہم اس پیش گوئی کا مصداق محمد بن کعب قرظی کو قرار دیتے تھے' یہ دونوں کاہن گروہ بنو قریضہ اور بنو نضیر تھے۔ (بیہقی' ابن سعد)

عون بن عبداللہ کا کہنا ہے ہم نے محمد بن کعب قرظی سے زیادہ تاویل قرآن کا عالم نہیں دیکھا۔

اویس قرنی کے متعلق خبر اور دعائے مغفرت کی تاکید

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا' یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں اس کی ماں رہ جائے گی' اس کے جسم پر برص کی سفیدی تھی اس نے دعا مانگی تو وہ سفیدی جاتی رہی۔ سوائے ایک درہم کی جگہ کے' اس کا نام اویس ہے تو تم میں سے جو شخص اس سے ملے تو اس سے دعائے مغفرت کی درخواست کرے۔ (مسلم)

بیہقی میں دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تابعین میں ایک شخص قرن کے علاقہ میں ہوگا' اس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ اس کے جسم پر ایک سفیدی ظاہر ہوگی جس کے ازالہ کے لئے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا تو وہ سفیدی دور ہو جائے گی۔

وہ دعا کرے گا اے اللہ! میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کر دے بس اتنی سی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت یاد رکھوں لہٰذا جو شخص اویس سے ملے تو اس سے اپنی بخشش کی دعا کرائے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں جنگ صفین میں ایک شامی شخص نے پکار کر کہا کیا تم میں اویس قرنی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! کہنے لگا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بے شک خیرالتابعین اویس قرنی ہے اس کے بعد گھوڑے کو ایڑ لگا کر ان میں شامل ہو گیا۔ (ابن سعد' حاکم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی سے دعائے مغفرت کی درخواست کی تو عرض کیا۔

كَيْفَ اسْتَغْفِرُلَكَ وَاَنْتَ صاحبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ — میں آپ کیلئے کیسے مغفرت کی دعا کر سکتا۔ حالانکہ آپ بزرگ صحابی رسول ہیں۔

فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سنا کہ اویس خیرالتابعین ہیں"

سید احمد دحلان مکی "سیرت النبی" میں تحریر فرماتے ہیں

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیبات کے بارے میں جو خبریں دی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو امام مسلم وغیرہ محدثین نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل فرمائی ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے خدمت میں مصروف رہنے کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات سے محروم رہے حالانکہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اقدس پایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خیرالتابعین ہونے کی شہادت دی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ تمہارے پاس یمن کی امدادی فوج کے ساتھ اویس آئے گا جس کا تعلق بنو قرن کی شاخ مراد سے ہے' اسے برص کا مرض تھا مگر اب سوائے ایک درہم جگہ کے سارا داغ مٹ چکا ہے' تم میں سے جو شخص اس سے ملے تو اس سے ضرور اپنی بخشش کی دعا کرائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اویس رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا' اس کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے' بال سفید' شانوں کا درمیانی حصہ چوڑا' رنگ گورہ' گردن خشیت الٰہی کی وجہ سے سینہ پر جھکی ہوئی نظریں مقام سجدہ پر گڑی ہوئیں۔ اندیشہ جاں سے گریاں' چیتھڑوں میں ملبوس' کوئی خبرگیری نہ کرنے والا' ساکنان زمین میں گمنام اور اہل آسمان میں ان کا شہرہ۔

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ اللّٰهُ — اگر وہ اللہ کی ذات پر (اعتماد کرتے ہوئے) قسم کھا لے تو خدا اس کی قسم ضرور پوری کرے۔

اس کے بائیں شانے کے نیچے ایک سفید داغ ہوگا جب قیامت کے دن لوگوں کو حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ تو اس وقت اویس رضی اللہ عنہ سے کہاجائے گا' تم اپنی جگہ ٹھہرو! اور شفاعت کرو' پس اللہ تعالیٰ بنو ربیعہ اور بنو مضر کے لوگوں کے برابر لوگوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا۔

اے عمر! رضی اللہ عنہ' اے علی! رضی اللہ عنہ جب تمہاری اویس سے ملاقات ہوتو اس سے اپنی مغفرت کیلئے دعا کا مطالبہ کرنا تو وہ دونوں کئی سال تک اویس کی تلاش میں رہے مگر اس سے ملاقات نہ ہوسکی پھر جب وہ سال آیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو انہوں نے کوہ ابو قیس پر کھڑے ہوکر صدا دی' اے اہل یمن! کیا تم میں اویس رضی اللہ عنہ ہے؟ تو ایک بوڑھے شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیاہ' ہمیں نہیں معلوم کہ اویس رضی اللہ عنہ کون ہے؟ البتہ! میرا ایک گمنام وغیرمعروف بھائی ہے جو اس قابل نہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے' وہ ہمارے اونٹ چراتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں شبہ سا ہوگیا' اس لئے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا: "وہ اراک عرفات میں ہے" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سوار ہوکر اس کے پاس گئے وہ اس وقت حالت نماز میں کھڑا تھا نماز سے فراغت کے بعد دونوں نے اسے سلام دیا اور کہا' وہ کون شخص ہے؟ اس نے جواب دیا اجرت پر اونٹوں کوچرانے والا' ان دونوں نے فرمایا: ہم اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہے تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: (عبداللہ) اللہ کا بندہ' فرمایا: ہم سب اللہ کے بندے ہیں' یہ بتاؤ! تمہارا نام کیا ہے جو تمہاری ماں نے رکھا ہے عرض کیا آپ مجھ سے چاہتے کیا ہیں؟ تو اس وقت ان دونوں یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی خبر دی اور مطالبہ کیا کہ وہ اپنا سفید داغ کھول کر دکھائے جو بائیں شانے کے نیچے ہے۔ پس اس نے پردہ ہٹاکر دکھایا توان کے نزدیک وہ وصف ثابت ہوگیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا پھران دونوں نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے دعا کی درخواست کی جیساکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا بعدازاں حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کہ آپ کون ہیں؟ تو ان دونوں نے اپنا تعارف کرایا یہ سن کر حضرت اویس رضی اللہ عنہ احتراما کھڑے ہوگئے اور دونوں کو سلام عرض کیا اور کہا اللہ آپ دونوں= کو امت محمدیہ کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ نیز دونوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم یہاں ٹھہرو میں تمہارے لئے خرچ اور لباس لیکر آتا ہوں' عرض کیا میں اس کا وعدہ نہیں دے سکتا اور آج کے بعد آپ مجھے دیکھیں گے بھی نہیں میں خرچ کپڑے لیکر کیا کروں گا یہ کہہ کہ وہ نماز میں مشغول ہوگئے" صحیح حدیث میں آیا ہے کہ تابعین میں سے بہترین شخص اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہوگا۔

عذرائے حجر کے مقتولوں کی خبر

ابوالاسود کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا: آپ نے عذرائے حجر کے باشندوں کو کیوں قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا' میرے خیال میں انہیں قتل کرنا بہتر تھا اور انہیں باقی رہنے دینا فساد کا موجب تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب عذراء کے مقام پر لوگ قتل کیے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان کے مکین

غضبناک ہوں گے۔ (بیہقی، ابن عساکر)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہل عراق! عنقریب تم میں سے سات آدمی عذرا کے مقام پر قتل کئے جائیں گے جو اصحاب اخدود کی مانند ہوں گے چنانچہ حجر اور ان کے ساتھی قتل کئے گئے امام بیہقی فرماتے ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسی بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر سنے اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے تھے۔

عالم مدینہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پیش گوئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب لوگ علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر کرتے ہوئے اپنے اونٹوں کے جگر گھسا دیں گے مگر انہیں مدینہ شریف کے عالم سے زیادہ علم والا نہیں ملے گا" سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ہماری نظر میں اس پیش گوئی کا مصداق حضرت امام مالک بن انس ہیں۔ (ترمذی)

عالم قریش حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے " قریش کو برا بھلا نہ کہو، ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس عالم سے مراد امام شافعی ہیں کیونکہ کسی قریشی عالم کا علم، خواہ وہ صحابہ کرام میں سے ہوں یا دوسرے، اس قدر روئے زمین پر نہیں پھیلا جتنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پھیلا ہے۔

اختلاف امت کی خبر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں کے 71 یا 72 فرقے بنے، نصاریٰ بھی 71 یا 72 فرقوں میں بٹ گئے مگر میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ (حاکم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب کے 72 فرقے ہوئے اور یہ امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی اہل اہواء ہوں گے اور بجز ایک فرقہ کے سب کے سب جہنم میں جائیں گے اور وہ فرقہ "جماعت" کا ہے میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح لگی ہوں گی جیسے کتا اپنے مالک سے وابستہ ہوتا ہے اور ان کی یہ خواہشات ان کے ہر رگ و پے میں سمائی ہوں گی۔ (حاکم، بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر ٹھیک ٹھیک وہی حالت طاری ہوگی جو بنی اسرائیل پر طاری ہوئی تھی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ نکاح و زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہو کر رہے گا، بلاشبہ بنی اسرائیل 71 فرقوں میں بٹ گئے مگر میری امت کے 73 فرقے ہوں گے جو سب کے سب جہنمی ہوں گے بجز ایک گروہ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: وہ نجات پانے والا گروہ کون ہے؟ فرمایا:

مَا اَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَ اَصْحَابِیْ

میں آج جس طریقے پر ہوں اور میرے اصحاب ہیں اس کی پیروی کرنے والا نجات پائے گا۔

بنی اسرائیل کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے گی

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بنی اسرائیل کے ساتھ زبردست مشابہت ہے' تم ان کے قدم بہ قدم چلو گے اور ان کی ایک ایک خرابی تمہارے اندر در آئے گی یہاں تک کہ لوگوں کے ایک اجتماع کے پاس سے ایک عورت گزرے گی تو اس اجتماع میں سے ایک آدمی اٹھ کر عورت سے جماع کرے گا پھر وہ اپنے ہم نشینوں کے پاس لوٹ کر آئے گا اور انہیں دیکھ کر ہنسے گا اور وہ لوگ اس کی طرف دیکھ کر ہنسیں گے۔ (طبرانی)

حضرت عوف بن مالک اشجعی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہاری کیا حالت ہوگی جب یہ امت 73 فرقوں میں بٹ جائے ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور باقی سارے آتش دوزخ میں جائیں گے' میں نے پوچھا: یارسول اللہ! ﷺ ایسا کب ہوگا؟ تو فرمایا:

اِذَا كَثُرَتِ الشُّرَطُ وَمَلَكَتِ الْاِمَاءُ وَقَعَدَتِ الْحُمْلَانُ عَلَى الْمَنَابِرِ وَاتُّخِذَ الْقُرْاٰنُ مَزَامِيْرَ وَ زُخْرِفَتِ الْمَسَاجِدُ وَرُفِعَتِ الْمَنَابِرُ وَاتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَ الزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَتُفُقِّهَ فِي الدِّيْنِ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا وَسَادُ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَ كَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلُهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ اِتِّقَاءَ الشَّرِّ فَيَوْمَئِذٍ يَكُوْنُ ذٰلِكَ

جب شرطوں (پولیس والوں کی) کثرت ہو جائے گی' لونڈیاں مالک بن جائیں گی اور گدھے (احمق اور بے علم) منبروں پر بیٹھیں گے' قرآن کو مزامیر (ذریعہ لہو) بنایا جائے گا مسجدیں سجائی جائیں گی' میناروں کو بلند کیا جائے گا' مال غنیمت کو ذاتی مال سمجھا جائے گا' زکوٰۃ کو ٹیکس اور امانت کو غنیمت ٹھہرا لیا جائے گا' دینی تعلیم غیر خدا کی خوشنودی کے لئے ہوگی' مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی اور اپنے باپ کو دور کرے گا امت کا پچھلا حصہ پہلوں پر لعن طعن کرے گا۔ قبیلے کا سردار فاسق اور قوم کا رہنما ذلیل ترین شخص ہوگا' آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔

جس وقت یہ باتیں ہو جائیں گی تو اس زمانے میں ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر جائے گا' لوگ پریشان ہو کر شام کی طرف بھاگیں گے' میں نے عرض کیا' کیا شام فتح ہو جائے گا فرمایا: ہاں! عنقریب فتح ہوگا مگر اس کے فتح ہونے کے بعد فتنوں کا ظہور ہوگا۔ (طبرانی)

شیخ ابراہیم عزیزی شرح جامع صغیر میں اختلاف امت کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے اس حدیث میں آئندہ وقوع پذیر ہونے والے غیب کی خبر دی ہے

[1] اس حدیث کا بڑا حصہ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے اشراط قیامت کے بارے میں منقول ہے۔

علقمی اپنے شیخ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ امام ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ایک پوری کتاب تصنیف کی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"اصحاب مقالات (علمائے کلام) جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں قابل مذمت فرقوں سے مراد فقہی مذاہب نہیں جن میں حلال و حرام کا فروعی اختلاف ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ مذموم فرقے ہیں جو اہل حق سے اصول توحید' تقدیر خیر و شر' شروط نبوت و رسالت' موالات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس طرح کے بنیادی مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں اور اس اختلاف کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں جبکہ فروعی مسائل میں اختلاف کرنے والے ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کرتے ہیں لہٰذا حدیث افتراق امت کی تاویل اسی نوع اختلاف کی طرف راجع ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آخری ایام میں معبد جہنی قدری کا اختلاف ظاہر ہوا اور متاخرین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم' مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہم نے اس قدری فرقہ سے بیزاری کا اظہار کیا' اس کے بعد آہستہ آہستہ گمراہ فرقوں کا ظہور ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ان کی تعداد پوری 72 ہو گئی اور 73 واں گروہ اہلسنّت و جماعت کا ناجی گروہ ہے۔

ان گمراہ فرقوں کے اصول چھ فرقے ہیں۔

1- حروری 2- قدری 3- جہمی 4- مرجیہ 5- رافضہ 6- جبریہ۔

پھر ہر فرقہ بارہ ذیلی فرقوں پر منقسم ہے یوں ان کی تعداد 72 بن جاتی ہے۔

ابن ارسلان کہتے ہیں۔

"ایک اور قول کے مطابق ان گمراہ فرقوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

روافض ________ بیس فرقے

خوارج ________ بیس فرقے

قدریہ ________ بیس فرقے

مرجیہ ________ چھ فرقے

بخاریہ ________ ایک فرقہ

ضراریہ ________ ایک فرقہ

جہمیہ ________ ایک فرقہ

کرامیہ ________ تین فرقے

یہ کل 72 فرقے ہیں"

قطب ربانی شہباز لامکانی' محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے

نوازے) اپنی کتاب غنیتہ الطالبین میں افتراق امت کی مذکورہ بالا احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"یہ فرقہ بندی' جس کا ذکر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہ تھی' نہ خلافت راشدہ میں تھی' یہ بیماری تو سالہا سال کے گزرنے' صحابہ کرام' تابعین عظام' ساتوں فقہائے مدینہ اور اسلامی دنیا کے نامور فقہاء و علماء کے وصال کے بعد پیدا ہوئی۔ ان کی موت سے علم اٹھ گیا اور قلیل سی تعداد علمائے ربانی کی رہ گئی۔ وہی فرقہ ناجیہ ہے' اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے دین کی حفاظت فرمائی۔"

اس کے بعد حضرت قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ان 73 فرقوں کی بنیاد دس فرقے ہیں۔

1- اہلسنّت 2- خوارج 3- شیعہ 4- معتزلہ 5- مرجیہ 6- مشبہ 7- جہمیہ 8- ضراریہ 9- بخاریہ 10- کلابیہ۔

اہلسنّت و جماعت ایک ہی گروہ ہے باقی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

خوارج ________ پندرہ فرقے

معتزلہ ________ چھ فرقے

مرجیہ ________ بارہ فرقے

شیعہ ________ بتیس فرقے

جہمیہ ________ ایک فرقہ

ضراریہ ________ ایک فرقہ

بخاریہ ________ ایک فرقہ

کلابیہ ________ ایک فرقہ

مشبہ ________ تین فرقے

سب ملکر 73 فرقے ہوئے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی خبر دی تھی جہاں تک فرقہ ناجیہ کا تعلق ہے تو وہ اہلسنّت و جماعت ہے"

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے بعدازاں ان تمام فرقوں کے اسماء اوران کے معتقدات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے یوں ہی شہر ستانی کی "الملل والنحل" اور عقائد کی دیگر بڑی کتابوں میں ان گروہوں کے اعتقادات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

خارجیوں کے متعلق پیش گوئیاں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم حضور انور ﷺ کی بارگاہ رسالت میں ہم حاضر تھے آپ اس وقت مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے۔ اسی اثناء میں ذوالخویصرہ نامی شخص آیا اور کہا' یارسول اللہ! انصاف فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بربادی ہو میں اگر انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ اور اگر میں عدل و انصاف سے کام نہ لوں گا تو

سخت خسران اور گھاٹے میں رہوں گا۔ حضرت عمر ؓ نے اس کی گستاخی پر برہم ہوکر کہا یارسول اللہ! اجازت عطا فرمائیے کہ میں اس گستاخ کی گردن اڑا دوں" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر! جانے دو اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کے نماز روزے کے مقابل تمہارے لوگ اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھنے لگ جائیں گے۔ وہ لوگ قرآن حکیم کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا وہ حلقہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے اس گروہ کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص پیدا ہوگا جس کی دونوں بازوؤں کے درمیان عورت کے سینہ کی طرح گوشت لٹکتا ہوگا' وہ مسلمانوں کے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ؓ بن ابی طالب نے اس گروہ سے جنگ کی۔ انہوں نے اس شخص کی تلاش کا حکم دیا' اسے ڈھونڈ کر لایا گیا تو حضرت علی ؓ نے اس کے بدن پر اس نشانی کا مشاہدہ کیا جو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ (شیخین)

ابو یعلی نے اس روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے۔

"جب اسے حضرت علی ؓ کی خدمت میں لایا گیا تو انہوں نے پوچھا: تم میں سے کون اس کو پہچانتا ہے؟ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: یہ "جرقوص" ہے اور اس کی والدہ بھی یہاں موجود ہے' پس انہوں نے اس کی والدہ کو بھی طلب فرمایا اور دریافت فرمایا: "یہ کس کا بیٹا ہے؟ تو اس نے جواب دیا' میں تو بس اتنا جانتی ہوں کہ میں ایام جاہلیت میں ربذہ کے مقام پر اپنی بکریاں چراتی تھی ایک دن ایک تاریک چیز میرے اوپر چھاگئی جس سے میں حاملہ ہوگئی اور پھر اس کو جنم دیا۔

حضرت ابوسعید ؓ ہی سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کے وقت دین سے خارج ہونے والا ایک فرقہ ظاہر ہوگا جسے حق سے قریب ایک گروہ قتل کرے گا۔ (مسلم)

عبیدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ جب جنگ نہروان سے فارغ ہوئے تو حکم دیا کہ ان لوگوں کو تلاش کرو کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی' ان میں ضرور ایک شخص "ناقص الید" ہوگا ہم نے اسے تلاش کیا تو انہوں نے اسے دیکھ کر تین بار نعرہ تکبیر بلند فرمایا پھر فرمایا: اگر تم گھمنڈ میں مبتلا نہ ہوتے تو میں تمہیں ضرور ایسی بات بتاتا جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس پر ان لوگوں کے بارے میں بیان فرمائی ہے جو ان خارجیوں کو قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین! کیا آپ نے یہ بات رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے۔ فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں نے یہ بات سنی ہے' سنی ہے' سنی ہے۔ (مسلم)

سعید بن جمہان کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے باپ کو کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا انہیں ازارقہ نے قتل کردیا ہے۔ فرمایا: اللہ ان پر لعنت کرے' حضور ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ وہ جہنم کے کتے ہیں۔ (حاکم)

حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ہاں ایک شخص کا تذکرہ ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس

کی قوت جہاد اور ذوق عبادت کا ذکر کیا' اسی اثناء میں وہ شخص آتا ہوا نظر آیا آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو اس کے چہرے پر شیطان کا داغ دیکھ رہا ہوں' پس وہ قریب آیا اور السلام علیکم کہا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارے دل میں یہ بات آئی ہے کہ پوری قوم میں تجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں' اس نے کہا: "ہاں" بعدازاں وہ چلا گیا اور مسجد میں لکیر کھینچ کر عبادت میں مشغول ہوگیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو جاکر اسے قتل کردے؟ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اسے قتل کرنے کیلئے چلے مگر اسے عبادت میں مشغول پاکر واپس آ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اسے عبادت میں مصروف دیکھا تو قتل کرنے سے خوف آ گیا تو نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا: تم میں سے کون اسے جاکر قتل کرے گا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے مگر انہوں نے بھی اس کے خشوع و خضوع کو دیکھ کر وہی کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تیسری بار حضور ﷺ نے یہی سوال کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ میں اسے قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے قتل کرو گے بشرطیکہ وہ تمہارے ہاتھ آجائے چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو وہ جا چکا تھا' پس آپ واپس آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان کا پہلا ایجنٹ تھا جو میری امت سے ظاہر ہوا ہے اگر تم اسے قتل کردیتے تو میرے بعد میری امت کے دو آدمیوں کے درمیان اختلاف نہ ہوتا۔ (ابن ابی شیبہ)

رافضیوں' قدریوں' مرجیوں اور زندیقوں کی خبریں

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زبردست مشابہت ہے یہودیوں نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر (بدکاری کا) بہتان باندھ دیا اور عیسائیوں نے ان سے اس قدر محبت کی کہ ان کو مقام (الوہیت) دے دیا جس کے وہ ہرگز مستحق نہ تھے۔

(یہی وجہ ہے کہ) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لو! میرے بارے میں دو شخص ہلاکت میں پڑیں گے۔

1- ایک وہ جو میرے ساتھ محبت میں حد سے بڑھ گیا اور میری ایسی تعریف کرتا ہے جس کا میں مستحق نہیں۔

2- دوسرا وہ جو مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے اور میری دشمنی اسے میرے اوپر بہتان باندھنے پر اکساتی ہے۔ (حاکم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جنہیں رافضہ کہا جائے گا وہ دین اسلام سے جدا ہوجائیں گے۔ (بیہقی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کی امت میں دین کو درہم برہم کرنے والے قدری اور مرجئ نہ ہوں۔ (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ قدری اور مرجئ اس امت کے مجوس ہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں وہ دو گروہ قدری اور مرجئ ہیں۔

طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شاید تم اس زمانے تک زندہ رہو

جب ایسی قوم پیدا ہوگی جو تقدیر الٰہی کا انکار کرے گی اور تقدیر گناہ کی نسبت بندوں کی طرف کرے گی جب ایسا وقت آجائے تو ان سے بیزاری اختیار کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا عنقریب اس امت میں مسخ ہوگا اور یہ تقدیر کے جھٹلانے والوں اور زندیقوں پر ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تقدیر الٰہی میں بحث مباحثہ اس امت کے شریروں کے لئے موخر کردیا گیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ دین کے ساتھ وابستہ رہے گی جب تک کہ لوگ تقدیر الٰہی کو نہیں جھٹلائیں گے جب وہ تقدیر الٰہی کی تکذیب کریں گے تو اس وقت ان کی ہلاکت ہوگی۔ (طبرانی)

انکار حدیث کا فتنہ

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن لو! مجھے کتاب عطا کی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل (وحی غیر متلو) سن لو! ممکن ہے کوئی شکم سیر شخص اپنی مسند پر تکیہ لگائے یا گمراہ کن بات کہے، تم پر یہ قرآن ہی لازم ہے جو اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام دیکھو اسے حرام سمجھو۔ (بیہقی)

ابورافع نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے کاموں میں سے کوئی کام، جس کے کرنے کا میں نے حکم دیا جس سے میں نے منع کیا، ذکر کیا جائے تو وہ کہے "ہم نہیں جانتے، ہم نے جو کتاب اللہ میں پایا بس اسی کو مانتے ہیں۔" (ابوداؤد، بیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

هُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰیَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ الاٰیۃ

تو فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے اہل زیغ (کجرو) رکھا ہے، لہٰذا ان سے ہوشیار رہو۔ (بخاری)

بیہقی کی روایت میں پیروی کرنے کی بجائے مجادلہ کرنے کے الفاظ ہیں حضرت ایوب سختیانی فرماتے ہیں میں کسی صاحب اہواء کو نہیں جانتا جو متشابہ آیات کے ساتھ مجادلہ نہ کرتا ہوں۔

پولیس کے بارے میں غیبی خبر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری عمردراز ہوئی تو ایسے لوگوں کو دیکھو گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے وہ لوگ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور اس کی ناراضگی ہی میں شام کریں گے۔ (مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا: دو قسم کے جہنمی تاحال میرے مشاہدے میں نہیں آئے۔

1 - ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے جو لوگوں کی پیٹھوں پر برسائیں گے۔

2 - دوسری قسم ان عورتوں کی ہوگی جو لباس پہنے ہوئے ہوں گی مگر ننگی نظر آئیں گی اور جو خود گناہ کی طرف مائل ہوں گی اور دوسروں کو قاتل اداؤں کے ذریعے دام تزویر میں شکار کریں گی' ان کے سربختی اونٹ کی کوہان کی مانند ہوں گے۔ ابونعیم نے کہا اس حدیث میں مذکورہ عورتیں' ایک قول کے مطابق' عراقی گلوکارائیں ہیں جنہوں نے سروں پر رومال باندھ کر اوپر دوپٹے ڈال کر رکھے ہوتے ہیں۔[1]

حجاج بن یوسف اور مختار بن عبید ثقفی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حجاج بن یوسف سے کہا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قبیلہ بنو ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب تو ہم نے دیکھا ہوا ہے رہا ظالم تو میرے خیال میں وہ تم ہی ہو' یہاں کذاب سے مراد ہے مختار بن عبید ثقفی (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ عراقیوں نے اپنے حاکم پر سنگ باری کی ہے تو آپ برہم ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی اے اللہ! جنہوں نے مجھے الجھاؤ میں ڈالا ہے تو ان پر ان کا معاملہ الجھا دے اور جلد اس ثقفی غلام کو ان پر مسلط کر دے جو ان میں زمانہ جاہلیت کی سی حکومت کرے' نہ ان کے نیکوکاروں کا عذر قبول کرے نہ ان کے بدکاروں سے درگزر کرے" یہ اس زمانے کی بات ہے جب حجاج ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

ابوالیمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا اور انہوں نے غضبناک ہو کر حجاج کے جلد ظہور کی دعا مانگی جس کا ظاہر ہونا لازمی امر تھا۔ (ابن سعد' بیہقی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو بددعا دی۔ اے اللہ! میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے میرے ساتھ بدعہدی اور خیانت کی۔ میں نے ان کی خیرخواہی کی مگر انہوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا لہٰذا ان پر اس ثقفی جو ان کو مسلط کر جو دراز دامن (متکبر) اور بڑا ظالم ہے اور جو عراق کی شادابی برباد کر دے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا وہ ان پر جاہلیت کے انداز سے حکومت کرے گا" حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ پیش گوئی اس وقت کی ہے جب حجاج پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ (احمد' بیہقی)

---

[1] ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی ان عورتوں کے بارے میں یہ تاویل ایک ہزار سال پہلے کی ہے۔

یہ بزرگ اگر موجودہ زمانہ میں ہوتے اور اسلام آباد' لاہور' کراچی اور عالم اسلام کے تمام بڑے شہروں کی ان عورتوں کو دیکھتے جنہوں نے اپنے برہنہ سروں کو وگوں کے ذریعے واقعی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح بنا رکھا ہے تو وہ اپنی سابقہ رائے سے رجوع کر لیتے۔ (محمد اعجاز جنجوعہ)

حضرت مالک بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وہ جوان دراز دامن دو شہروں کا امیر جو زرق برق لباس پہنے گا وہ عراق کا جوبن برباد کردے گا' معززین جو اس کے دربار میں حاضر ہوں گے انہیں قتل کرے گا مخلوق اس سے سہمی سہمی سی ہوگی اور ان کی نیندیں حرام ہوجائیں گی۔

حضرت صہیب بن صہیب سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ایک شخص سے فرمایا: اللہ کرے تجھے موت نہ آئے یہاں تک کہ ثقفی جوان کو دیکھ لے' پوچھا: گیا یہ ثقفی جوان کیا بلاء ہے؟ فرمایا: وہ ظالم ہے جس سے قیامت کے روز کہا جائے گا کہ جہنم کے گوشوں میں سے ایک گوشہ اختیار کرے۔ وہ بیس سال سے زائد حکومت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہر معصیت کا ارتکاب کرے گا سوائے ایک معصیت کے' کیونکہ اس کے اور اس کی معصیت کے درمیان ایک بند دروازہ رکاوٹ ہے' وہ اس دروازے کو توڑ ڈالے گا یوں وہ اس معصیت کا بھی مرتکب ہوجائے گا۔ وہ نافرمانوں کے ساتھ فرمانبردار لوگوں کو بھی قتل کرے گا۔

بغداد شہر کی تعمیر

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ دجلہ اور دجیلہ اور صراط اور قطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا جس میں روئے زمین کے جابر اکٹھے ہوں گے اس کی طرف زمین کا خراج آئے گا وہ زمین دھنسنے کے لحاظ سے شور زمین سے زیادہ تیز واقع ہوگی۔ (ابو نعیم)

فرمایا: دو دریاؤں کے درمیان شہر بسائے جائیں گے۔ زمین کے خزانے اس کی طرف بطور خراج آئیں گے۔ شریر قسم کے لوگ اس میں سکونت رکھیں گے' تلوار کے عذاب کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔ (ابو نعیم)

کوفہ اور بصرہ کی خبریں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس کا نام بصرہ ہے وہ بلحاظ قبلہ زیادہ صحیح و راست ہے وہاں مساجد کی اور موذنین کی کثرت ہوگی۔ اس سرزمین سے اتنی بلائیں دور کی جائیں گی کہ اتنی دیگر تمام شہروں سے نہ کی جائیں گی۔ (ابو نعیم)

عبداللہ بن احمد زوائد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کوفہ کا ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی۔ پھر اہل بصرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ اہل بصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے اور ان میں اذان دینے والوں کی کثرت ہوگی اللہ تعالیٰ ان سے ناگوار باتوں کو دور کردے گا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہ جہاں دو سمندر ملتے ہیں دوسرا شہر جزیرہ میں اور تیسرا شہر شام میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم بہت سے شہروں کو بساؤ گے ان میں ایک شہر بصرہ ہوگا جو خسف اور مسخ کی زد میں آئے گا۔ (ابو نعیم)

الحمدللہ! فصل اول باب معجزہ علم غیب کی تحریر سے آج صبح بعد از نماز فجر (مورخہ 25۔ ستمبر 1997ء بروز جمعرات) فراغت پائی۔

فصل دوم

نبی اکرم ﷺ کے خواب اور تعبیرات

حضور ﷺ کے خواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے بتایا کہ میں ایک رات محوِخواب تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ڈالے گئے ہیں میں نے بوجہ ناگواری انہیں توڑ کر پھینک دیا پھر مجھے حکم ہوا کہ ان کو پھونک دو پس میں نے انہیں پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ یہ نبوت کے دو جھوٹے مدعی (مسیلمہ اور اسود عنسی) ہیں جو خروج کریں گے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانے عطا کئے گئے اور سونے کے دو کنگن میرے ہاتھوں میں رکھے گئے تو یہ بات مجھ پر گراں گزری۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ان دونوں کنگنوں کو پھونک ڈالو چنانچہ میں نے ان دونوں کو پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ یہ نبوت کے دو جھوٹے دعویدار ہوں گے جو میری موجودگی میں ظاہر ہوں گے ایک صنعاء کا باشندہ اسود عنسی جسے نبی اکرم ﷺ کی حیات پاک کے آخری دنوں میں فیروز نے یمن کے مقام پر قتل کردیا اور نبی اکرم ﷺ کی وفات سے ایک دن پہلے جبرئیل امین اس کے قتل کی خبر لیکر نازل ہوئے اور پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد یمن سے بھی اس کے قتل کی خبر آ گئی۔ دوسرا مسیلمہ کذاب جو یمامہ کا رہنے والا تھا اسے خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں قتل کردیا گیا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ مدینہ شریف آیا اور کہنے لگا اگر محمد ﷺ اپنے بعد امر رسالت و حکومت میرے لئے مقرر فرما دیں تو میں آپ کی پیروی کروں گا۔ اسی اثناء میں نبی اکرم ﷺ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ آپ کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ آپ نے مسیلمہ کے سامنے کھڑے ہوکر فرمایا: اگر تو مجھ سے شاخ کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں دینے کیلئے تیار نہیں۔ یہ امر نبوت ہرگز تیری طرف منتقل نہیں ہوگا اور اگر تو میرے پیغام نبوت کو پس پشت ڈال کر چلا گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا' بخدا! میں تجھے وہی سمجھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ یہ ثابت بن قیس ہیں جو تجھے میری طرف سے جواب دیں گے' اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس خواب کے بارے میں پوچھا: تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے مذکورہ بالا کنگنوں والی حدیث سنائی۔ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں سیاہ فام عورت دیکھی جس کے پراگندہ بال تھے۔ وہ مدینہ شریف سے نکل کر مھیعہ یعنی جحفہ کے مقام پر جا ٹھہری میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ المنورہ سے وباء نکل کر جحفہ چلی گئی ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کھجوروں والی

زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ زمین یمامہ یا ہجر کی زمین ہے مگر یہ تو یثرب کی زمین نکلی۔ (بخاری)

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے بنو کندہ کے ایک شخص یوسف نے اپنے بزرگوں کے حوالے سے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ اہل مدرونخل (کھجوروں والے) آپ ﷺ کی مدد کریں گے۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: میں نے عالم رؤیا میں دیکھا گویا میں عقبہ بن رافع ؓ کے گھر میں ہوں' ہمارے پاس ابن طاب کی تروتازہ کھجوریں لائی گئیں تو میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ دنیا میں ہم (مسلمانوں) کو ترقی ملے گی اور آخرت میں عاقبت بخیر ہوگی اور ہمارے دین کو پذیرائی ملے گی۔ (مسلم)

حضرت انس ؓ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت تواضع کرتیں' وہ حضرت عبادہ بن صامت ؓ کی زوجہ تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے حسب معمول آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا اور پھر سر کو سہلانے لگیں جس سے آپ کو نیند آگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ مسکراتے ہوئے جاگ اٹھے۔ انہوں نے پوچھا: آپ ﷺ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں جو سمندر کی گہرائی میں جہاد کیلئے سفر کریں گے' وہ شان و شوکت میں سریر آراء بادشاہوں کی مانند نظر آرہے تھے یہ سن کر ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا دعا فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے انہی لوگوں میں سے کردے۔ پس آپ ﷺ نے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں دعا کی' بعدازاں آپ پھر سرمبارک تکیہ پر رکھ کر محواستراحت ہوگئے اور تھوڑی دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: اب بھی مجھے اسی طرح کے لوگ دکھائے گئے ہیں تو انہوں نے عرض کی' میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پہلی جماعت میں شامل ہو چکی ہو۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ وہ خلافت عثمانی میں حضرت امیر معاویہ ؓ کے زیر قیادت مسلمان غازیوں کے ساتھ جن میں ان کے شوہر حضرت عبادہ ؓ بھی شامل تھے' نکلیں۔ ان مسلمان غازیوں نے سمندری سفر اختیار کیا جب واپسی کیلئے رخت سفر باندھا تو ان کی سواری ان کے پاس لائی گئی تاکہ اس پر سوار ہوں مگر وہ سواری سے گر کر شہید ہوگئیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دوبار دیکھا کہ ایک شخص نے تم کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھا رکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہے جب کپڑا ہٹایا گیا تو میں نے تمہارا دیدار کیا۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو یہ بشارت پوری ہو کر رہے گی۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو حدیبیہ کے مقام پر دکھایا گیا کہ آپ اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم

سمیت امن و سلامتی کے ساتھ سرمنڈا کر مکہ مکرمہ میں داخل ہورہے ہیں مگر جب آپ ﷺ نے حدیبیہ میں جانور قربان کئے تو صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کے خواب کی تعبیر کہاں گئی؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّوءیَا بِالْحَقِّ الخ قولہ فَتْحًا قَرِیْبًا

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم لوٹ کر مدینہ شریف آ گئے' پھر خیبر فتح کیا بعدازاں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ عمرہ کیا یوں اگلے سال آپ کے خواب کی صداقت ظاہر ہوگئی۔ (ابو نعیم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے .سند صحیح منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے عالم رؤیا میں دیکھا گویا میں ایک محفوظ درع میں ہوں نیز میں نے دیکھا کہ ایک گائے قربان کی جارہی ہے تو میں نے محفوظ درع سے مدینہ شریف کی تعبیر لی اور بقرہ (گائے) سے بقر یعنی پھٹ جانا گویا جنگ احد میں مسلمانوں کو منتشر ہونے کی وجہ سے جو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ (امام احمد)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار کو لہرایا تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا۔

یہ احد کی شکست کی طرف اشارہ تھا' پھر میں نے دوبارہ اس کو حرکت دی تو وہ ایک عمدہ تلوار ہوگئی اس میں آئندہ فتح و کامیابی اور مسلمانوں کی جمعیت کی تعبیر تھی' میں نے اسی خواب میں گائے کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا" تو اس سے مراد جنگ احد میں بعض اہل ایمان کی شہادت تھی۔ اس کے بعد بھلائی دیکھی اور یہ وہ بھلائی ہے جو ہمیں جنگ احد میں زخم کھانے کے بعد حاصل ہوئی۔ (بخاری' مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں تو میں نے اس کی تعبیر مدینہ شریف کے محفوظ مقام سے کی۔ نیز یہ دیکھا کہ میں نے ایک مینڈھے کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا رکھا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر لشکر کے (ذبح ہونے والے) مینڈھے سے لی۔ میں نے دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار کند ہوگئی ہے تو اسے تمہاری وقتی ہزیمت سے تعبیر کیا۔ میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ گائے ذبح کی جارہی ہے بخدا! گائے کے ذبح ہونے میں اچھی تعبیر ہے۔ (احمد وغیرہ)

امام بیہقی مرفوعاً" نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے حالت خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک بکری اور ایک مینڈھا پیچھے سوار کر رکھا ہے اور میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے' میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ سپہ سالار سردار قوم کو قتل کروں گا اور تلوار کی دھار کند ہونے سے یہ مراد ہے کہ میرے خاندان کا ایک آدمی شہید ہوگا چنانچہ حضرت حمزہ شہید ہوئے اور سردار قوم سے مراد طلحہ تھا جو صاحب علم تھا۔

بعض اصحاب علم تلوار کے کند ہونے سے آپ ﷺ کے چہرے اقدس کے زخمی ہونے کی تعبیر لیتے ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ از ابن شہاب زہری و عروہ بن زبیر نقل کرتے ہیں کہ جنگ بدر کی صبح نبی اکرم ﷺ کچھ دیر استراحت کے لئے لیٹے اور صحابہ کرام کو حکم دیا کہ میری اجازت کے بغیر جنگ شروع نہ کی جائے اسی اثناء میں آپ ﷺ کو نیند آ گئی کچھ دیر کے بعد بیدار ہوگئے تو حالت خواب میں آپ ﷺ کو مشرکین کی تعداد قلیل دکھائی گئی نیز مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان تھوڑے دکھائے گئے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے کی شدید طمع کرنے لگے۔

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے روایت پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جبکہ آپ نے بنو ثقیف کا محاصر کر رکھا تھا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ مجھے مکھن کا بھرا ہوا پیالہ پیش کیا گیا جس میں مرغ نے چونچ مار کر اسے گرا دیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ آپ آج ان پر قابو نہ پا سکیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا: میرا اندازہ بھی یہی ہے۔ (بیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا گویا ابوجہل میرے پاس آکر میری بیعت کر رہا ہے" پھر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے خواب کو سچا کر دکھایا ہے اس کی تعبیر تو حضرت خالد کے اسلام سے ہوگئی ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: ایک اور معاملہ بھی ضرور ظاہر ہوگا۔ چنانچہ جب عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا تو اس سے رؤیائے رسول ﷺ کی صداقت ظاہر ہوگئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے حالت نیند میں دیکھا کہ میں بیرِ قلیب پر تشریف فرما ہوں وہاں ایک لوٹا پڑا ہے' میں نے اس لوٹے کے ذریعے جتنا خدا نے چاہا' پانی نکالا' پھر ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ لوٹا پکڑ لیا اور ایک یا دو لوٹے پانی کے کھینچے' ان کے کھینچنے میں ذرا کمزوری معلوم ہوتی تھی' اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑا لوٹا لیا اور اتنی قوت اور تیزی سے پانی کھینچا کہ لوگوں میں سے کوئی ان کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا انہوں نے اس قدر پانی نکالا کہ لوگوں نے اونٹوں کیلئے حوضیاں لبالب بھر لیں (بخاری)

امام نووی فرماتے ہیں۔

هٰذَا الْمَنَامُ مِثَالٌ وَاضِحٌ لِمَا جَرٰى لِاَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا فِى خِلَافَتِهِمَا وَ حُسْنِ سِيْرَتِهِمَا وَظُهُوْرِ اٰثَارِهِمَا وَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِهِمَا وَكُلُّ مَاخُوْذٌ مِنَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ مِنْ بَرَكَتِهٖ وَاٰثَارِ صُحْبَتِهٖ فَكَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ هُوَ صَاحِبُ الْاَمْرِ فَقَامَ بِهٖ اَكْمَلَ قِيَامٍ وَ قَدَّرَ قَوَاعِدَ الْاِسْلَامِ وَمَهَّدَاُمُوْرَهٗ وَاَوْضَحَ اُصُوْلَهٗ وَفُرُوْعَهٗ وَ دَخَلَ النَّاسُ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (شرح مسلم ۲: ۲۷۵)

یہ خواب حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت کے کارہائے نمایاں' ان کے حسن سیرت' ظہور آثار و برکات اور ان کے ساتھ لوگوں کے انتفاع کی واضح تصویر ہے اور یہ تمام کمالات نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا فیض' آپ کی برکات کا ثمرہ اور صحبت کا اثر ہے کیونکہ آپ ﷺ خود صاحب امر اور مرکز دین ہیں آپ نے اقامتِ دین کا فریضہ کمال حسن و خوبی سے سرانجام دیا' اسلام

کے قواعد مقرر فرمائے' اس کے معاملات درست کئے اس کے
اصول و فروع کو واضح کیا اور پھر لوگ دین خداوندی میں گروہ
در گروہ داخل ہوئے۔

پھر زمام اقتدار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئی۔ انہوں نے مرتدین سے جہاد کیا اور انہیں تہس نہس کردیا' بعدازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کے زمانہ خلافت میں اسلام کی حدود وسیع ہوگئیں۔

جہاں تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا تعلق ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لوٹا کھینچنے میں ضعف تھا تو اس میں ان کے مختصر عرصہ خلافت کی خبر تھی ورنہ اس میں' خدا معاف کرے۔ تنقیص شان کا کوئی مفہوم نہیں نہ اس میں کوئی اشارہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کوئی گناہ صادر ہوا' یہ تو اہل عرب کا ایک انداز بیان ہے جہاں تک ولایت و حکومت عمر رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو جب اس کا عرصہ اقتدار دراز ہوا تو لوگوں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا' کثرت فتوحات شہروں کی تعمیر و آبادکاری اور مالی و انتظامی اداروں کے قیام کی وجہ سے دائرہ اسلام میں وسعت آگئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ گویا یہ پانی دو ریوڑوں کو پلایا جارہا ہے ایک کالا ریوڑ ہے اور دوسرا سفید خاکستری رنگ کا' اس کالے ریوڑ سے مراد اہل عرب ہیں اور سفید خاکستری رنگ والے تمہارے بھائی عجمی ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں "انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں اور مذکورہ بالا خواب میں ضعف سے یہ تعبیر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عرصہ خلافت مختصر ہوگا اور ان کا جلد ہی وصال ہوجائے گا۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج ایک پاکباز شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور عثمان رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق ہوئے۔ جابر کہتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر آئے تو ہم نے کہا اس پاکباز بندے سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور ان کا ایک دوسرے سے وابستہ ہونے کی یہ تعبیر ہے کہ یہ سب اسی ترتیب سے اس دین کے والی و نائب بنیں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ (حاکم' بیہقی)

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا اور اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرتے ہوئے فرمایا: اے ابابکر! میں نے خواب میں دیکھا گویا میرا تمہارا دوڑ کا مقابلہ ہے اور میں تم سے اڑھائی درجے آگے نکل گیا ہوں تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت میں لے جائے گا اور میں اڑھائی سال تک آپ کے بعد زندہ رہوں گا۔ (بیہقی)

عمرو بن شرحبیل مرسلا روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات خواب دیکھا کہ کالے رنگ کا ایک ریوڑ میرے پیچھے آرہا ہے اور اس کے پیچھے ایک سفید ریوڑ ہے یہاں تک کہ سیاہ ریوڑ اس میں گم ہوکر رہ گیا' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ اہل عرب ہیں جو آپ کی پیروی کریں گے ان کے پیچھے عجمی ہوں گے'

حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں" صبح فرشتے نے یہی تعبیر بتائی تھی۔ (بیہقی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود رہے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد نبی اکرم ﷺ وصال تک کھل کر نہ ہنسے۔ (حاکم از ابوہریرہ)

ابو مسیب سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے بنی امیہ کو خواب میں اپنے منبر پر دیکھا تو آپ ﷺ کو ناگوار گزرا' پس آپ ﷺ کو وحی ہوئی کہ یہ دنیا ہے جو بنی امیہ کو دی گئی ہے اس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔ (بیہقی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خوابوں کی وہ تعبیریں جو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمائیں

ابن شہاب کہتے ہیں' کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن (مکہ شریف کی طرف جاتے ہوئے) نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ ہم مکہ کے قریب پہنچے تو ایک کتیا غراتی ہوئی نکلی' ہم اس کے پاس آئے تو وہ اپنی پشت کے بل لیٹ گئی اس کا دودھ بہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: ان کا کتا تو چلا گیا ہے اور ان کی خوشحالی ہماری طرف آگئی ہے وہ اب تم سے رشتوں کا واسطہ دیکر مانگیں گے اور ان میں سے بعض افراد کے ساتھ تمہاری ملاقات ہوگی لہٰذا اگر ابوسفیان سے تمہاری ملاقات ہوتو اسے قتل نہ کرنا چنانچہ مرالظہران کے مقام پر ابوسفیان اور حکیم بن حزام ملے اور اسی طرح وقوع پذیر ہوا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ (بیہقی)

ابن زمیل جہنی کا خواب

ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور اسے نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا میں نے عرض کیا کہ میں نے بہت سے لوگوں کو ایک انتہائی کشادہ اور ہموار سڑک پر دیکھا جو اپنی سواریوں پر جارہے تھے پھر ایسی چراگاہ میں پہنچے کہ میری آنکھوں نے کبھی اتنی عمدہ چرگاہ نہیں دیکھی وہ چراگاہ مثل برق چمکدار تھی اور قسم قسم کی گھاس پر شبنم کے قطرے چمک رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ جب وہ چراگاہ کے قریب پہنچے تو میں ہراول دستے میں تھا انہوں نے چرگاہ کو دیکھ کر نعرہ تکبیر بلند کیا پھر برسرراہ ہی ڈیرہ ڈال دیا' اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا۔ وہ پہلے قافلے سے کئی گنا زیادہ تھا جب وہ لوگ چراگاہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے بھی صدائے تکبیر بلند کی۔ انہوں نے بھی راستے ہی میں کجاوے اتار دیئے۔ پھر ان میں سے بعض نے جانور چرائے۔ کچھ نے گھاس کے گٹھے بنائے پھر روانہ ہوگئے۔ ان کے بعد ایک بہت بڑا قافلہ چراگاہ کے قریب اترا اور چراگاہ کی وسعت و عمدگی کو دیکھ کر اللہ اکبر کہا' کہنے لگے یہ کیسی عمدہ منزل ہے میں انہیں غور سے دیکھ رہا تھا کہ وہ دائیں بائیں مائل ہونے لگے جب میں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو میں نے اسی شاہراہ پر چلنا لازم کرلیا یہاں تک کہ اس چراگاہ کے آخری کنارے پر پہنچ گیا وہاں یکایک آپ ﷺ پر نظر پڑی کہ آپ ایک منبر پر تشریف فرماہیں جس کے سات زینے ہیں اور آپ سب سے اونچے زینے پر ہیں اور آپ کی داہنی جانب ایک گندم گوں' اونچی ناک والا شخص کھڑا ہے جب وہ گفتگو کرتا ہے تو سب پر غالب رہتا ہے میں نے دیکھا کہ آپ کی بائیں جانب چھریرے بدن کا سرخ رنگ میانہ قد شخص

کھڑا ہے جس کے چہرے پر کثرت سے تل ہیں اور اس کے بال انتہائی سیاہ ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو سب لوگ بطور تعظیم و تکریم گوش بر آواز ہو جاتے ہیں ایک اور بزرگ دیکھا جو آپ کے سامنے کھڑا ہے اور شکل و شباہت میں سب سے زیادہ آپ سے مشابہت رکھتا ہے اور سب لوگ اسکی بات مانتے ہیں اور ارادت مندی سے پیش آتے ہیں اس بزرگ کے آگے ایک عمر رسیدہ کمزور اونٹنی ہے جسے آپ ہنکار رہے ہیں۔ حضورانور ﷺ نے یہ خواب سنا تو ایک لمحہ آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر یہ حالت ختم ہو گئی اور فرمایا: جو نرم و فراخ راستہ تم نے دیکھا وہ ہدایت ربانی کا وہ راستہ ہے جس پر تم اب ہو اور جو چراگاہ تم نے دیکھی ہے وہ دنیا اس کی عیش سامانی اور آسودہ حالی ہے' میں نے اور میرے اصحاب کرام نے اس دنیا سے کوئی واسطہ نہیں رکھا نہ اس نے ہم سے کوئی تعلق رکھا پھر ہمارے بعد دوسرا قافلہ آیا جو تعداد میں ہمارے قافلے سے بڑا تھا تو ان میں سے بعض نے چراگاہ میں جانور چرائے اور بعض نے گھاس کے گٹھے باندھ لئے یعنی بعض نے دنیا سے تمتع کیا اور اس کے باوجود نجات پا گئے۔

بعد ازاں کثیر تعداد پر مشتمل بڑا قافلہ جو تم نے دیکھا اس کے لوگ چراگاہ کے دائیں بائیں پھیل گئے۔ مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کی فریب کاریوں پر فریفتہ ہو گئے جہاں تک اے ابن زمیل! تمہارا تعلق ہے تو تم سیدھے راستے پر گامزن رہ کر گزر گئے تم اسی راستہ پر ثابت قدم رہو گے تا آنکہ مجھ سے آملو گے اور وہ سات زینوں والا منبر جو تم نے مشاہدہ کیا اور میں اس کے آخری زینہ پر ہوں تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جو تم نے میری داہنی طرف دیکھا' وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر چھا جاتے ہیں بائیں طرف والے شخص عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کی ہم عزت و اکرام کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا اور وہ بزرگ جو میرے سامنے تھے وہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ہم سب ان کی اتباع و اقتداء کرتے ہیں اور وہ اونٹنی قیامت ہے جو ہم پر قائم ہو گی۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔ (طبرانی' بیہقی)

عبداللہ بن سلام کے جنتی ہونے کی بشارت

امام بخاری قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں' میں ایک حلقہ میں بیٹھا تھا جس میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے' اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن سلام گزرے۔ انہوں نے کہا: "یہ جنتی شخص ہے" تو میں نے یہ بات حضرت عبداللہ سے کہی۔ کہا' سبحان اللہ! انہیں ایسی بات نہیں کہنی چاہئے تھی جس کا انہیں علم نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے خواب دیکھا' گویا ایک ستون ہے جسے ایک سرسبز باغ میں گاڑا گیا ہے اور اس ستون کے اوپر ایک حلقہ رسن ہے اور اس کے نیچے ایک خادم ہے اس خادم نے کہا اس ستون کے اوپر چڑھئے' چنانچہ میں نے اوپر چڑھ کر اس حلقے کو تھام لیا۔

بعد ازاں میں نے اس خواب کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ باغ گلشن اسلام ہے اور یہ ستون اسلام کا عمود ہے اور یہ عروہ حلقہ عروہ وثقیٰ یعنی مضبوط گرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم دم آخر تک اسلام کے

ساتھ وابستہ رہو گے۔

حضرت خرشہ بن حر فزاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا: کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے جنتی ہونے کے بارے میں کیوں شہادت دی؟ پھر فرمایا: میں ایک دن سویا ہوا تھا کہ خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا "اٹھو" یہ کہہ کر اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا آگے بڑھ کر میں نے اپنے بائیں جانب چند راستے دیکھے' میں نے ان میں سے کسی راستہ کو اختیار کرنے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے کہا: ان راستوں پر نہ چلو یہ بائیں طرف دوزخ کی طرف جانے والوں کے راستے ہیں پھر مجھے دائیں طرف ایک بڑے راستے پر چھوٹی چھوٹی راہیں ادھر ادھر جاتی دکھائی دیں۔ اس شخص نے کہا: اس بڑے راستے پر چلو پھر وہ مجھے اپنے ساتھ لے چلا تاآنکہ ہم ایک پہاڑ پر پہنچے اور مجھ سے کہا: اس پہاڑ پر چڑھو' میں نے اوپر چڑھنے کی کوشش کی مگر سرین کے بل گر پڑا' چند مرتبہ میں نے یہ کوشش کی۔ اس کے بعد وہ شخص مجھ کو آگے لے چلا تاآنکہ ہم ایک ستون کے پاس پہنچے جس کا اوپر کا حصہ آسمان سے ملا ہوا تھا اور نچلا حصہ زمین میں تھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا: اس ستون پر چڑھو' میں نے کہا: کیونکر چڑھوں؟ اس کی چوٹی تو فلک بوس ہے تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر کی طرف پھینک دیا' میں اس کے اوپر والے حلقہ کے ساتھ لٹک گیا پھر اس شخص نے ستون پر ضرب لگائی جس سے وہ گر گیا مگر میں نے وہ حلقہ نہ چھوڑا یہاں تک کہ صبح میری آنکھ کھل گئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب بیان کی۔

نسائی اور ابن ماجہ میں خرشہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس خواب میں بھلائی کی بشارت ہے اس میں بڑا راستہ محشر ہے اور پہاڑ منزل شہداء ہے مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ تم اس منزل کو نہ پاسکو گے۔

امام قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں "یہ پیش گوئی ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت میں سے ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن سلام نے جام شہادت نہ پیا بلکہ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے اوائل میں' مدینہ منورہ ہی میں بستر مرگ پر راہی ملک عدم ہوئے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے خواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ان خوابوں کی تعبیر بتاتے' اس زمانے میں میں نوخیز اور کم سن تھا' شادی سے پہلے میرا مسکن مسجد تھا۔ ایک دفعہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ عبداللہ! اگر تم میں بھلائی ہوتی تو تم بھی یقیناً ایسا خواب دیکھتے چنانچہ ایک رات میں سونے لیٹا تو میں نے دعا کی اے اللہ! اگر تو مجھ میں کوئی بھلائی دیکھتا ہے تو مجھے بھی ایسا ہی خواب دکھا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیکھتے ہیں' اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے ان کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے وہ دونوں مجھے جہنم کی طرف لے جانے لگے میں ان

کے سامنے اللہ سے یوں دعا کرنے لگا۔ اے اللہ! میں تجھ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہوں' پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا ہے اس کے ہاتھ میں آہنی گرز ہے اس نے مجھ سے کہا: ڈرو نہیں تم اچھے آدمی ہو' کاش! تم کثرت کے ساتھ نماز پڑھو' بعدازاں وہ فرشتے مجھے لے چلے یہاں تک کہ جہنم کے کنارے جا کھڑا کیا' میں نے دیکھا کہ جہنم میں کنوئیں کی مانند گہرائی اور لپٹ ہے اس کے قرون (لکڑی رکھنے کی جگہیں) ہیں اور ہر دو قرن کے درمیان ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ زنجیروں میں جکڑے اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ قریشی میں نے پہچان لئے۔ پھر وہ فرشتے مجھے داہنی جانب لے آئے میں نے یہ خواب حضرت حفصہ کو سنایا اور انہوں نے یہ نبی اکرم ﷺ کے گوش گزار کیا۔ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ صالح مرد ہے۔ (بخاری شریف ص 2-1041)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے اور جنت کے جس مکان میں جانا چاہتا ہوں وہ مجھ کو اڑا کر لے جاتا ہے میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ سے بیان کیا اور حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی نیک شخص ہے یا یوں فرمایا: کہ عبداللہ نیک شخص ہے۔ (بخاری شریف)

زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد اور ابن شاہین بطریق ابوالحسن مدائنی روایت کرتے ہیں کہ یمن کے قبیلے نخع کا ایک وفد محرم دس ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ وفد دو سو آدمیوں پر مشتمل تھا اور اس کی قیادت زرارہ بن عمرو کر رہے تھے۔ زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے دوران سفر ایک عجیب و غریب اور ہولناک خواب دیکھا ہے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے کیا دیکھا؟ عرض کیا میں نے ایک گدھی دیکھی جسے میں نے اپنے قبیلے میں چھوڑا تھا' اس گدھی نے بکری کا ایک بچہ جنم دیا ہے جو سرخی مائل کالا ہے' یہ سن کر حضور ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے پیچھے کوئی لونڈی چھوڑی ہے؟

عرض کیا "ہاں" فرمایا: اس نے ایک بچہ جنم دیا ہے اور وہ تمہارا بیٹا ہے۔ زرارہ نے کہا: پھر اس کا رنگ کالا مائل سرخی کیوں ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آیئے' پس وہ قریب آیا تو حضور ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے جسم پر برص کا داغ ہے جسے تم چھپاتے ہو؟ اس نے جواب دیا ہاں جی! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ سے پہلے اس داغ برص کا کسی کو علم نہیں ہوا نہ اس پر کوئی مطلع ہوا ہے فرمایا: یہ اسی داغ کا مظہر ہے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اس خواب میں نعمان بن منذر شاہ حیرہ کو دیکھا اس کے جسم پر دو پوشاکیں' دو بازو بند اور دو مندرے ہیں۔ فرمایا: وہ عرب کا بادشاہ ہے بہترین لباس اور زیب و زینت کی طرف لوٹے گا۔

عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ایک بوڑھی سفید و سیاہ بالوں والی دیکھی ہے جو زمین سے برآمد ہوئی۔ فرمایا: وہ دنیا کی بقیہ عمر ہے۔ نیز کہا میں نے ایک آگ دیکھی ہے جو زمین سے نکلی اور میرے اور بیٹے کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ آگ

پکار کر کہتی ہے۔

لَظٰی لَظٰی بَصِیْرٌ وَاَعْمٰی اَطْعِمُوْنِیْ آ کِلُکُمْ وَ اَهْلِکُمْ وَ مَالِکُمْ — بھڑکتی آگ ہے دیکھتی ہے اور اندھی (بن جاتی) ہے کہتی ہے مجھے کھلاؤ میں تمہیں اور تمہارے اہل و مال کو کھا جاؤں گی۔

حضور ﷺ نے سن کر فرمایا: یہ ظاہر ہونے والا فتنہ ہے' اس نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا فتنہ؟ فرمایا: لوگ اپنے برحق امام کو ناحق قتل کردیں گے اور لوگوں کے سریوں گتھ جائیں گے (باہم قتل و غارت کریں گے) جیسے ہاتھ کی انگلیاں باہم گتھ جاتی ہیں (حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں ڈال کر وضاحت کی) گناہ گار اس فتنہ میں یہ خیال کرے گا کہ وہ نیکوکار ہے اور مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ شیریں ہوگا اگر تمہارا بیٹا فوت ہوگیا تو وہ فتنہ تمہیں آئے گا اور اگر تم وصال کر گئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے کو اپنی گرفت میں لے لے گا چنانچہ زرارہ کا انتقال ہوگیا اور ان کا بیٹا زندہ رہا اور وہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ کر بغاوت کی تھی۔

ایک صحابی کا خواب

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ابن جندب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر اس ڈول کی لکڑی پر ہاتھ رکھا اور اس میں سے تھوڑا سا پانی پیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسے پکڑ کر پیا یہاں تک کہ سیر ہوگئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی جی بھر کر نوش کیا بعدازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ ڈول کھینچ لیا گیا مگر اس میں سے کچھ پانی ان پر انڈیل دیا گیا۔ (احمد' ابوداؤد)

اس خواب میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہد خلافت کے فتنوں اور اختلاف و افتراق کی طرف اشارہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی خلافت پر اجماع منعقد ہوا مگر کچھ ہی عرصہ کے بعد اصحاب جمل نے ان کے خلاف خروج کیا نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے ہمراہ بیعت سے انکار کردیا پھر وہ جنگ صفین میں ان کے خلاف صف آراء ہوئے بعدازاں کچھ مدت کے بعد انہوں نے مصر پر غلبہ حاصل کرلیا ادھر حروریوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی۔ یوں پورے عہد خلافت میں انہیں چین نصیب نہ ہوا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ قبیلہ بلی کے دو شخص جنہوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا۔ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ہر ایک جہاد میں بازی لے جانے کی کوشش کرتا چنانچہ ایک جنگ میں وہ ایک مجاہد شہید ہوگیا اور دوسرا اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا۔

حضرت طلحہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت کے دروازے پر ہوں اور انہیں دیکھ رہا ہوں' ان میں سے ایک جنت سے باہر نکلا اور اس نے بعد میں مرنے والے کو آواز دی پھر وہ واپس چلا گیا پھر شہید ہونے والا لوٹ کر آیا اور

مجھ سے کہا: تم واپس چلے جاؤ۔ تمہیں ابھی جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔" صبح کے وقت طلحہ نے لوگوں کو یہ خواب بیان کیا تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا وہ شخص شہید ہونے والے کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا اور اس نے اس عرصہ میں اتنی نمازیں نہیں پڑھیں' اتنے سجدے نہیں دیئے اور اس قدر روزے نہیں رکھے؟ (بیہقی)

میرا خیال ہے کہ یہاں بعض وہ خواب ذکر کر دیئے جائیں جو نبی اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں دیکھے گئے اور جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں اگرچہ ان خوابوں کا ہمارے زیر بحث خوابوں سے تعلق نہیں جو نبی اکرم ﷺ کے علم غیب پر دلالت کرتے ہیں خواہ یہ خواب نبی اکرم ﷺ نے خود دیکھے ہوں یا کسی اور نے اور آپ ﷺ نے ان خوابوں کی صرف تعبیر بیان فرمائی ہو' پھر وہ خواب اسی طرح ظاہر ہوئے جس طرح دیکھنے والے نے انہیں دیکھا اور نبی اکرم ﷺ نے ان کی تعبیر بیان فرمائی۔ آئندہ ذکر ہونے والے خواب اگرچہ اس قبیل کے نہیں تاہم ان میں سے ہر ایک خواب صحت نبوت محمدیہ (علیہ التحیتہ والثناء) کی دلیل ہونے میں مذکورہ بالا خوابوں کے ساتھ مشارکت رکھتا ہے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

اس خواب کو حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا' ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے ایک قابل اعتماد راوی نے بحوالہ عکرمہ از ابن عباس اور یزید بن از عروہ بن زبیر خبر دی کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم غفاری کی مکہ آمد سے تین رات قبل ایک پریشان کن خواب دیکھا جس کی وجہ سے اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلا بھیجا اور ان سے کہا: بھائی جان! بخدا! آج رات میں نے انتہائی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے سبب سے آپ کی قوم پر کوئی آفت اور مصیبت نہ آپڑے۔ اس لئے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے پوشیدہ رکھیے۔ حضرت عباس نے عاتکہ سے کہا: تم نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے ایک شترسوار دیکھا جس نے ابطح میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا: اے غدارو! اے دغا بازوں کی اولاد! تین دن کے اندر اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلو' میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے پھر وہ مسجد حرام میں چلا گیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے مسجد میں داخل ہونے لگے۔ بعدازاں اونٹ اسے لیکر خانہ کعبہ کے اوپر ظاہر ہوا۔ اس نے چلاکر کہا۔ اے غدارو! تین دن کے اندر اپنے مقتل کی طرف چلو' پھر وہ اونٹ اس کے ساتھ کوہ ابو قبیس پر نظر آیا تو اس نے وہی خوفناک اعلان دہرایا اس کے بعد اس نے ایک چٹان پکڑ کر لڑھکائی جو لڑھکتی ہوئی دامن کوہ میں آئی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئی اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں اس کے ٹکڑے نہ پہنچے ہوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا بخدا! یہ تو بہت حیران کن خواب ہے اسے صیغہ راز میں رکھنا اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ پھر عباس نکلے اور اپنے دوست ولید بن عتبہ سے ملے۔ اس سے خواب بیان کیا اور اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکیدکی۔ ولید نے اس خواب کا تذکرہ اپنے باپ عتبہ سے کیا۔ ہوتے ہوتے یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی اور قریش کی مجلسوں میں اس پر تبصرے ہونے لگے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں صبح سویرے بیت اللہ شریف

کے طواف کے لئے گیا تو ابو جہل قریش کی مجلس میں بیٹھا تھا اور سب کا موضوع سخن عاتکہ کا خواب تھا۔

جب مجھے ابو جہل نے دیکھا تو کہا ابوالفضل! طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا' چنانچہ میں فارغ ہو کر ان کے پاس آبیٹھا۔ ابو جہل نے مجھ سے کہا: اے بنی عبدالمطلب! تم میں یہ "نبیہ" کب پیدا ہوگئی ہے؟ میں نے پوچھا: بات کیا ہے؟ اس نے کہا: وہی خواب جو عاتکہ نے بیان کیا ہے۔ میں نے کہا: اس نے کیا دیکھا ہے؟ کہنے لگا اے بنی عبدالمطلب! کیا تم اس بات پر راضی اور خوش نہ تھے کہ تمہارے مرد ہی نبی بنتے۔ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کے دعوے کرنے لگی ہیں' عاتکہ سمجھتی ہے کہ اس نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے اعلان کیا کہ تین دن کے اندر جنگ کے لئے نکلو۔ ہم تین دن تک انتظار کریں گے اگر اس کا دعویٰ سچا ہے تو ان تین دنوں میں ظاہر ہو جائے گا اور اگر تین دن گزر گئے اور ایسا واقعہ ظہور پذیر نہ ہوا تو ہم تمہارے بارے میں رقم کردیں گے کہ بنو عبدالمطلب کا گھرانہ سارے عرب میں سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' بخدا! میں ابو جہل کے اس طرز عمل کا کوئی بھرپور جواب نہ دے سکا سوائے اس کے کہ میں نے اس خواب کا انکار کردیا اور کہا کہ عاتکہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا' پھر مجلس برخاست ہوئی اور ہم منتشر ہوگئے جب شام ہوئی تو بنو عبدالمطلب کی ہر عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی۔ کیا تم نے گوارا کرلیا کہ وہ بدکار خبیث تمہارے مردوں کی عزت و ناموس میں ہاتھ ڈالے اور تمہاری عورتوں کی توہین اور بے عزتی کرے۔ تم خاموشی سے یہ ہتک آمیز گفتگو سنتے رہے اور یہ سب کچھ سن کر غیرت نہ آئی۔ میں نے کہا: بخدا! میں اس وقت کوئی بڑا جواب نہ دے پایا۔ اللہ کی قسم! اب اس نے دوبارہ بات کی تو میں اس سے تعرض کروں گا اور اس کا بندوبست کروں گا۔ عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن مجھے شدید غصہ تھا میری نظر تیز تھی اور میں یہ سمجھ رہا تھا کہ میں نے انتقام لینے کا ایک بہترین موقع ضائع کردیا ہے۔ پس میں مسجد میں آیا تو اسے اس حالت میں دیکھا گویا میں بے خود ہو کر اس سے نبٹنے کے لئے جارہا ہوں' وہ دبلا پتلا' تیز مزاج' تیز زبان اور تیز نظر تھا اور سرعت رفتاری کے ساتھ مسجد کے دروازے کی طرف نکل گیا میں نے دل میں کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو کیا اس کی ساری حرکات اس لئے ہیں کہ میں اسے گالی گلوچ کروں گا۔ اسی اثناء میں اچانک اس نے ایک آواز سنی جو میرے کانوں تک نہ پہنچی۔ یہ ضمضم غفاری کی آواز تھی جو بطن وادی میں اپنے اونٹ پر کھڑے ہو کر چلا رہا تھا۔ اس نے اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی تھی کجاوا الٹ دیا تھا اور قمیص چاک کرلی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا اے گروہ قریش! تمہارے تجارتی سامان والے اونٹ' تمہارے تجارتی سامان والے اونٹ' اپنے اس مال کی حفاظت کرو جو ابو سفیان کے ہمراہ ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ سامان اب تمہارے ہاتھ آئے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں نے اسے روک لیا ہے' المدد! المدد! اس خوفناک اعلان نے مجھے ابو جہل سے اور ابو جہل کو مجھ سے غافل کردیا۔ لوگوں نے بہت عجلت میں تیاری کی اور قافلے کی طرف نکل پڑے۔ بعدازاں بدر کے مقام پر جو مصیبت اور قیامت ان پر ٹوٹی وہ پوشیدہ نہیں۔ (سیرت ابن ہشام 2-61' البدایہ والنہایہ صفحہ نمبر)

جہیم بن صلت کا خواب

ابن شہاب اور عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب مشرکین قریش بدر کی طرف روانہ ہوئے تو شام کے وقت جحفہ کے مقام پر اترے ان میں بنو مطلب بن عبد مناف کا ایک شخص جہیم بن صلت بھی ساتھ تھا۔ اس نے سر زمین پر رکھا تو اسے اونگھ آ گئی۔ پھر اچانک خوفزدہ ہو کر اٹھ بیٹھا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کیا تم نے ابھی ایک شہسوار دیکھا جو میرے سامنے کھڑا تھا؟ انہوں نے جواب دیا "نہیں" کیا تم پاگل ہوگئے ہو' اس نے کہا: ابھی میرے سامنے ایک شہسوار کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ابوجہل' عتبہ' شیبہ' زمعہ' ابوالبختری اور امیہ بن خلف سرداران قریش قتل ہوگئے ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا: شیطان تم سے کھیلتا ہے۔ بعدازاں یہ بات ابوجہل تک پہنچائی گئی تو اس نے برہم ہو کر کہا' تم بنی مطلب بھی بنو ہاشم کی طرح جھوٹ پیش کرنے لگے ہو' کل دیکھا جائے گا کہ کون قتل ہوتا ہے پس وہ سب سرداران قریش مارے گئے جن کی خواب میں خبر دی گئی تھی۔ (بیہقی)

حضرت سودہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

ابن سعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سکران بن عوام کے عقد زوجیت میں تھیں انہوں نے ایک رات خواب دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ خرام ناز فرماتے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان کی گردن کو پامال فرمایا انہوں نے اس خواب سے اپنے شوہر کو آگاہ کیا تو اس نے کہا: کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے تو میری موت واقع ہوجائے گی اور تم محمد ﷺ سے شادی کرو گی۔ پھر ایک اور رات انہوں نے خواب دیکھا کہ چاند آسمان سے ٹوٹ کر ان پر آگرا ہے وہ اس وقت لیٹی ہوئی تھیں' حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خواب بھی اپنے شوہر کو بتایا تو اس نے اس کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا اگر یہ خواب بھی سچ ثابت ہوا تو میں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہوں گا اور تم میرے مرنے کے بعد نکاح کرلو گی چنانچہ اسی روز سکران بیمار ہوگیا اور چند دن بیمار رہ کر فوت ہوگیا اس کی وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت سودہ سے نکاح کرلیا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

حرام بن ہشام اپنے والد ہشام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے تین دن قبل خواب میں دیکھا گویا ایک چاند یثرب سے چل کر میری آغوش میں اترا ہے مجھے یہ بات گوارا نہ تھی کہ اس کا تذکرہ کسی سے کروں یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ پھر جب ہمیں قیدی بنا لیا گیا تو مجھے توقع سی پیدا ہوگئی چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے آزاد فرما کر حبالہ نکاح میں لے لیا۔ (بیہقی)

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ میں نیلاہٹ دیکھی' دریافت فرمایا: یہ کیسی نیلاہٹ ہے' عرض کیا میرا سر میرے سابق شوہر ابن ابی حقیق کی گود میں تھا اور میں سو رہی تھی اسی اثناء میں نے خواب دیکھا کہ ایک چاند میری گود میں اتر آیا ہے' میں نے بیدار ہونے کے بعد یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا تو اس نے مجھے تھپڑ دے مارا اور کہا: ملک یثرب کی تمنا کر رہی ہو۔ (بیہقی)

ابن سعد' حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابھی وہ اپنی قوم ہی میں تھیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور وہ شخص جو اپنی رسالت و نبوت کا دعویدار ہے ایک فرشتے کے پروں کے نیچے چھپے ہیں یہ خواب سن کر حضرت صفیہ کی قوم نے ان سے سخت کلامی کی اور برا بھلا کہا۔

ابو یعلی کی روایت میں ہے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچی تو اس وقت سارے جہاں میں آپ سے زیادہ ناپسندیدہ شخص کوئی نہ تھا اور ابھی اپنی جگہ سے نہ اٹھی کہ حضور ﷺ ساری دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہو گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے اسلام قبول کرنے سے تین دن پہلے خواب میں دیکھا کہ گویا میں سخت تاریکی میں ہوں اور کوئی چیز سوجھائی نہیں دیتی' اچانک ایک چاند ضوفشاں ہو جاتا ہے تو میں اس کے پیچھے چل پڑتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں اور اس چاند کی طرف بڑھ جاتے ہیں میری نظر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑتی ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کب یہاں آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "ابھی" بعدازاں مجھے اطلاع ملی کہ نبی اکرم ﷺ اسلام کی خفیہ دعوت دیتے ہیں تو میں نے شعب اجیاد میں آپ ﷺ سے ملاقات کی اور پوچھا: آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کی دعوت کہ تم

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کی شہادت دو چنانچہ میں نے توحید و رسالت کی گواہی دی۔ (ابن ابی الدنیا' ابن عساکر)

خالد بن سعید بن العاص کا خواب

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن سعید قدیم الاسلام تھے وہ اپنے سب بھائیوں سے پہلے مسلمان ہوئے' ان کے آغاز اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک وسیع و عریض آگ جس کی وسعتوں کو اللہ ہی جانتا ہے' کے کنارے کھڑے ہیں اور ان کا باپ انہیں اس آگ میں دھکیل رہا ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ انہیں ازاربند سے پکڑ کر روک رہے ہیں تاکہ آپ آگ میں گر نہ جائیں۔ حضرت خالد گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور کہا: میں اللہ کی

قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے بعدازاں وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے خواب کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خواب سن کر فرمایا: "تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ موجود ہیں ان کی اتباع کیجئے چنانچہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا محمد! آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا:

اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ تَخْلَعُ مَا اَنْتَ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ حَجَرٍلَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُضِر ولا يَنْفَعُ وَلَا يَدْرِىْ مَنْ عَبَدَهٗ مِمَّنْ لَمْ يَعْبُدْهٗ

میں اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی طرف کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں' نیز اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم بت پرستی چھوڑ دو جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کس نے ان کی پرستش کی ہے اور کس نے نہیں کی۔

یہ سن کر حضرت خالد نے اسلام قبول کرلیا جب ان کے والد کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں آدمی بھیجے جب گھر پہنچے تو باپ نے سخت ڈانٹا اور زدوکوب کیا اور کہا: بخدا! میں تمہیں اب کھانا نہیں دوں گا۔ حضرت خالد نے کہا: اگر تم مجھے کھانا نہ دو گے تو اللہ تعالیٰ مجھے روزی عطا فرمائے گا جس پر میں گزارہ کرلوں گا۔

(البدایہ والنہایتہ 3-31' (ابن سعد' بیہقی)

صالح بن کیسان روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن سعید نے رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' میں نے بعثت نبوی سے قبل خواب دیکھا کہ ایک تاریکی مکہ شریف پر چھا گئی جس میں نہ تو کوئی پہاڑ نظر آتا تھا نہ میدان' پھر میں نے ایک روشنی دیکھی جو چراغ کی روشنی کی مانند زمزم سے نکلی اور جوں جوں وہ روشنی بلند ہوتی گئی اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا' سب سے پہلے اس روشنی نے میرے لئے بیت اللہ شریف کو جگمگا دیا پھر وہ روشنی اتنی بڑھی کہ کوئی پہاڑ اور میدان ایسا نہ رہا جسے میں نے نہ دیکھ لیا ہو' بعدازاں وہ روشنی افق آسمان پر چھا گئی پھر نیچے اتر کر نخلستان یثرب جس میں گدری کھجوریں تھیں' پر پڑی۔ مجھے آواز آئی کوئی اس روشنی میں پکار کر کہہ رہا تھا۔

پاک ہے اللہ کی ذات پاک ہے اللہ کی ذات' خدائی منصوبہ مکمل ہوگیا ہے اور مارقہ کا بیٹا ادرج اور اکمہ کے درمیان سنگ باری سے ہلاک ہوگیا اس امت کو سعادت مندی حاصل ہوگئی ناخواندہ لوگوں کا پیغمبر آگیا اور نوشتہ تقدیر اپنی میعاد کو پہنچ گیا اس بستی کے باشندوں نے اس پیغمبر کی تکذیب کی للذا اسے دو بار سزا دی جائے گی تیسری بار وہ توبہ کرلیں گے تین عذاب باقی ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

خالد بن سعید نے اپنا خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا تو اس نے کہا تم نے بڑا عجیب و غریب خواب دیکھا ہے' میرا خیال ہے کہ اس واقعہ کا ظہور بنی عبدالمطلب میں ہوگا کیونکہ جو روشنی تم نے دیکھی ہے وہ زمزم سے نکلی ہے۔

اس روایت کو دار قطنی نے افراد میں اور ابن عساکر نے واقدی سے نقل کیا ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عقبہ

نے روایت کی کہ میں نے یہ روایت ام خالد بنت خالد سے سنی' اس روایت کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت خالد اپنے اسلام لانے کا سبب یہی خواب قرار دیتے تھے۔ ام خالد بیان کرتی ہیں کہ سب سے پہلے میرے والد مشرف باسلام ہوئے کیونکہ انہوں اپنے خواب کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے فرمایا: تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا! وہ نور میں ہی ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ یہ تعبیر سن کر حضرت خالد ایمان لے آئے۔ (ابن سعد)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد اور بیہقی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عالم رؤیا میں دیکھا گویا میں ایک تنگ قحط زدہ علاقے میں ہوں پھر وہاں سے نکل کر ایک وسیع اور سرسبز و شاداب علاقے میں آگیا ہوں پھر خیال کیا کہ یہ تو ایک خواب ہی ہے بعدازاں جب میں مدینہ منورہ آگیا تو میں نے کہا: کہ میں اس بات کا ذکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کروں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: تنگ اور قحط زدہ علاقہ سے مراد مشرکانہ زندگی ہے وسعت اور خوشحالی سے مراد تمہارا مسلمان ہوکر فضائے اسلام میں آنا ہے۔ (ابن سعد' بیہقی' البدایتہ والنہایتہ 4-238)

عبداللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز کے وقت اکٹھا کرنے کیلئے بوق یا ناقوس کا ارادہ فرمایا' اسی عرصہ میں مجھے خواب میں ایک شخص دکھائی دیا جس کا لباس سبز تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک ناقوس تھا میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس فروخت کرے گا؟ اس نے کہا: تو اسے کیا کرے گا؟ میں نے کہا: اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤں گا۔ اس نے کہا: کیا میں تجھ کو ایسی چیز نہ بتلا دوں جو اس سے بہتر ہے؟ میں نے جواب دیا "ہاں" تو اس نے اذان کے تمام کلمات بتادیئے۔ بعدازاں عبداللہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب کی کیفیت بیان کی۔ اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے اور کہا: بخدا! میں نے بھی اس خواب کی مانند خواب دیکھا ہے۔ (ابن ماجہ)

ابوداؤد اور بیہقی نے بطریق ابن ابی لیلیٰ اختلاف الفاظ کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔ ابوداؤد کی مراسیل میں عبید بن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں کلمات اذان دیکھے تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بتانے کیلئے آئے وہاں پہنچے تو ان سے پہلے وحی آچکی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس معاملہ میں وحی تم سے سبقت لے گئی ہے۔ احادیث معراج میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات کلمات اذان وحی فرمائے تھے۔

عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں ابولہب کو دیکھا

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابولہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کردیا تھا پھر اس نے نبی اکرم

ﷺ کو دودھ پلایا جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھرانے کے کسی شخص نے اسے خواب میں انتہائی بری حالت میں دیکھا' تو اس سے پوچھا: تم کس حال سے دوچار ہوئے ہو؟ اس نے جواب دیا تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی' سوائے اس کے کو ثویبہ کہ آزاد کرنے کے سبب مجھے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے درمیان سے پانی پلایا جاتا ہے (پھر اس نے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان کے پست مقام کی طرف اشارہ کیا۔ (بخاری' مسلم)

دراصل ثویبہ نے ابولہب کو نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشخبری دی تھی اور اس نے اس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کردیا۔ روایت ہے کہ یہ سوموار کی رات کا واقعہ ہے یہی وجہ ہے کہ ولادت نبی ﷺ کی خوشی اور اس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث ہر سوموار کی رات اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ خواب حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شب قدر کے متعلق خواب

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رمضان شریف کی آخری سات راتوں میں شب قدر خواب کے اندر دکھائی گئی۔ حضور ﷺ نے ان کا بیان سن کر فرمایا: تم سب کے خوابوں میں شب قدر رمضان کی آخری سات راتوں میں ہونے پر اتفاق ہے لہٰذا جو شخص شب قدر کا خواستگار ہو وہ اسے رمضان شریف کی آخری راتوں میں تلاش کرے۔ (بخاری' مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورہ "ص" کی تلاوت کر رہا ہوں جب آیت سجدہ پر پہنچا تو ہر چیز سجدہ ریز ہوگئی۔ اس وقت میں نے دوات' لوح اور قلم کا نظارہ کیا' صبح سویرے میں نے اس خواب کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے سورہ "ص" میں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ (بیہقی)

ابن ماجہ اور بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا' یارسول اللہ! میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور بلند آواز سے تلاوت کررہا ہوں جب میں آیت سجدہ پر پہنچا تو میں نے سجدہ کیا' میرے ساتھ اس درخت نے بھی سجدہ کیا' میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا اے اللہ! اس سجدہ کی بدولت اپنی بارگاہ میں میرا ذکر لکھ اور اسے میرے لئے آخرت میں ذخیرہ بنا اور میرے اجروثواب میں اضافہ فرما۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے سورۂ "ص" کی تلاوت فرمائی تو آیت سجدہ پر سجدہ کیا۔ میں نے سنا آپ نے حالت سجدہ میں درخت کے وہی الفاظ پڑھے جو اس شخص نے ذکر کئے تھے۔ (ابن ماجہ)

ایک انصاری کا خواب

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ' 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھا کریں ایک انصاری سے ایک شخص خواب میں ملا۔ کہا تمہیں نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اتنی اتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے جواب دیا "ہاں" کہا تم یہ تعداد پچیس پچیس بار کرلو اور اس میں لاالہ الااللہ بھی شامل کرلو۔ صبح اس انصاری نے یہ خواب نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے ایسا ہی کرلو۔ (بیہقی)

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ کا خواب

واقدی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے والد خثیمہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! میں غزوہ بدر میں شمولیت سے محروم رہا' بخدا! مجھے اس میں شرکت کی شدید خواہش تھی یہاں تک کہ میں نے اپنے بیٹے کے ساتھ خروج کا قرعہ ڈالا تو وہ قرعہ میرے بیٹے کے نام نکلا اور اسے مقام شہادت نصیب ہوا۔ میں نے آج رات اپنے بیٹے کو انتہائی خوبصورت شکل میں عالم خواب میں دیکھا وہ جنت کی نہروں اور پھلوں میں موج کررہا تھا وہ کہہ رہا تھا ابا جی! ہمارے ساتھ آملیے جنت میں اکٹھے رہیں گے" میں سمجھتا ہوں کہ اللہ نے مجھے سچا وعدہ دیا ہے۔ بخدا! یارسول اللہ! مجھے جنت میں اس کی رفاقت کا شدید اشتیاق ہے' میرے حق میں دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے شہادت اور جنت میں سعد کی رفاقت نصیب فرمائے۔ پس نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ جنگ احد میں شہادت کے مقام پر فائز ہوئے۔ (بیہقی)

محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کا خواب

صلح بن کیسان سے مروی ہے کہ محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا میرے لئے کھول دیا گیا یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہوگیا' پھر ساتویں آسمان سے گزرتے ہوئے سدرۃ المنتہی تک جاپہنچا وہاں مجھے آواز آئی کہ یہی تمہاری منزل ہے' میں نے یہ خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کیونکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ علم تعبیر جانتے تھے' انہوں نے خواب سن کر فرمایا: تمہیں راہ خدا میں شہادت مبارک ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اس تعبیر کے اگلے روز ہی غزوہ ذی قرد میں شہید ہوگئے۔ (ابن سعد)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا خواب

حضرت حنظلہ غسیل ملا ئکہ کے واقعہ میں مذکور ہے کہ وہ جنگ احد میں حالت جنابت ہی میں شہید ہوگئے تو ان کی بیوی نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا گویا آسمان ان کے لئے کھول دیا گیا اور حنظلہ رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہوگئے میں نے کہا: یہ تو شہادت ہے۔ (ابن سعد)

ایک صحابیہ کا خواب جس نے بارہ آدمیوں کی شہادت دیکھی

امام احمد اور امام بیہقی بسند صحیح حضرت انس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگی یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت میں داخل ہوگئی ہوں وہاں میں نے ایک دھماکے کی آواز سنی جس سے ساری جنت میں لرزہ طاری ہوگیا اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں (یہاں تک بارہ افراد کی تعداد بیان کی) لائے گئے جنہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک سریہ کے ساتھ بھیجا تھا ان پر خاکستری رنگ کے کپڑے تھے اور ان کی رگوں سے خون جاری تھا حکم ہوا انہیں نہربیدخ میں لے جاؤ اور انہیں غوطے دو۔ اس کے بعد وہ نہربیدخ سے اس طرح نکلے کہ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔ پھر سونے کی کرسیاں لائیں گئیں اور وہ ان کرسیوں پر براجمان ہوئے۔ پھر سونے کے طبق لائے گئے جن میں جنتی کھجوریں تھیں انہوں نے حسب خواہش وہ کھجوریں تناول کیں میں نے بھی ان کے ساتھ وہ کھجوریں کھائیں۔

اسی عرصہ میں اس سریہ کی طرف سے ایک قاصد آیا جس نے بتایا کہ ہمارے ساتھ یہ بیتی ہے اور ہمارے فلاں فلاں بارہ آدمی شہید ہوگئے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو میرے پاس لے آؤ جس نے ان بارہ آدمیوں کی شہادت کی خبردی تھی جب وہ آئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس قاصد کے سامنے اپنا خواب بیان کرو چنانچہ اس نے بیان کیا تو قاصد نے تصدیق کی کہ یارسول اللہ! بالکل اسی طرح یہ سانحہ رونما ہوا ہے۔

طفیل بن عمرو ﷺ کا خواب

حضرت جابر ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو ﷺ نے ہجرت کی ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ بعدازاں وہ شخص بیمار ہوگیا تو اس نے پیکاں لیکر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے جس سے اس کی موت واقع ہوگئی پھر طفیل ﷺ نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی وجہ سے بخش دیا ہے۔ طفیل ﷺ نے پھر پوچھا: تمہارے ہاتھوں کا کیا بنا ہے۔" اس نے کہا: مجھے کہا گیا ہے کہ جس چیز کو تم نے خود بگاڑا ہے ہم اسے درست نہیں کریں گے۔" اس کے بعد حضرت طفیل ﷺ نے یہ خواب نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔ (حاکم)

کسریٰ کا خواب

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدائن میں انہیں ایک عمررسیدہ شخص نے بتایا کہ کسریٰ نے خواب دیکھا ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک لگائی گئی ہے اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جو عمامہ پوش ہے اور اس نے بدن پر تہبند اور چادر پہن رکھی ہے وہ اس سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے اسی اثناء میں

آسمان سے ندا آتی ہے۔ فارس کہاں ہے؟ اس کے مردوزن' اس کی کنیزیں اور خزانے کہاں ہیں؟ تو لوگوں نے بڑھ کر اپنی گونوں میں بھرلیا اور پھرانہیں سیڑھی پر چڑھنے والے شخص کے حوالے کردیا۔

کسریٰ نے اس خواب کی وجہ سے رات بڑی پریشانی میں گزاری' صبح اس خواب کا ذکر اس نے اہل دربار سے کیا تو انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ یہ تو معمولی سی بات ہے مگروہ سخت پریشان رہا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کا نامہ مبارک اس کے پاس پہنچا اس روایت کو ابونعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔

باب ہشتم

قبولیت دعا

کے

معجزات

نبی اکرم ﷺ کی قبولیت دعا کی احادیث اتنی کثرت کے ساتھ ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔
"نبی اکرم ﷺ کا لوگوں کیلئے دعا یا بددعا کی قبولیت کا مسئلہ متواتر اور انتہائی مشہور و معروف ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی کے لیے دعا فرماتے تو اس دعا کے اثرات و برکات اس شخص کی نسلوں تک پہنچتے۔" (ص 1-214)

میں نے قبولیت دعا کے کچھ واقعات اس باب کے علاوہ کتاب کے دیگر ابواب میں بتقاضائے مناسبت ذکر کئے ہیں بالخصوص شفائے امراض' کھانے پینے میں برکت' تکثیر آب اور طلب باراں کے ابواب میں بیان کئے ہیں اور سب اپنے اپنے مقام پر مذکور ہوئے ہیں۔ میں نے ان واقعات کو انتہائی حسن ترتیب کے ساتھ مرتب کر دیا ہے جیسا کہ عنقریب ذکر ہو گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ اَوْ اَبِی جَھْلٍ (طبرانی حاکم) اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ یا ابوجہل کے ذریعے اپنے دین کو عزت عطا فرما۔ (طبرانی، حاکم)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرمائی۔ اس طرح ملک اسلام کی بنیاد اور غلبہ دین کی اساس ایمان عمر رضی اللہ عنہ پر رکھی۔

عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی' اے اللہ! ان دو آدمیوں عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام میں سے جو تجھے محبوب ہے اُس کے ذریعے اپنے دین کو سربلند فرما' چنانچہ اگلی صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر اسلام قبول کر لیا۔ (ابن سعد)

حضرت انس کی روایت میں ہے کہ جمعرات کے روز حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور اگلے روز جمعہ کو عمر مشرف باسلام ہو گئے۔ (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ تلوار حمائل کئے گھر سے نکلے' راستے میں بنو زہرہ کا ایک شخص ان سے ملا' اس نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا۔ میں (نعوذ باللہ) محمد کو قتل کرنے چلا ہوں' اس نے کہا: پھر بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیونکر محفوظ رہو گے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے کہا: معلوم ہوتا ہے تم بھی بے دین ہو چکے ہو اور اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس نے کہا کیا تمہیں اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتاؤں؟ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں تمہارا دین چھوڑ کر دین محمد (ﷺ) اختیار کر چکے ہیں۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے گھر کی راہ لی وہ اس وقت سخت غصے میں تھے۔ ان کے دروازے پر پہنچے تو خباب رضی اللہ عنہ بن ارت اندران کے ہاں موجود تھے جب خباب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی تو گھر میں

چھپ گئے عمر رضی اللہ عنہ نے گھر میں داخل ہو کر پوچھا: یہ کس قسم کی گنگناہٹ تمہاری طرف سے آرہی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کچھ نہیں ہم تو باہم باتوں میں مصروف تھے حالانکہ وہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید تم اپنا دین چھوڑ چکے ہو' ان کے چچازاد بھائی اور بہنوئی سعید بن زید جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے' نے کہا: اگرچہ حق تمہارے دین کے علاوہ دین میں ہو' یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کو طیش آگیا۔ وہ اچھل کر اپنے بہنوئی سعید پر ٹوٹ پڑے اور انہیں سخت زدوکوب کیا' ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے کیلئے آگے بڑھیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی مارا پیٹا جس سے ان کا چہرہ لہولہان ہوگیا۔ (پھر پچھتائے اور) کہنے لگے اچھا وہ کتاب جو تم پڑھ رہے تھے' مجھے دو تاکہ میں اسے پڑھوں ان کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے چھونے کی اجازت نہیں پہلے اٹھ کر غسل کرو چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا پھر اس کتاب کو ہاتھ میں پکڑ کر سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی جب آیت

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ — بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو

پر پہنچے تو کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو' خباب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ کلمات سنے تو باہر نکل آئے اور کہا: اے عمر! رضی اللہ عنہ بشارت ہو مجھے امید ہے کہ جو دعا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کی رات مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی بدولت تمہیں منتخب کرلیا ہے چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور بارگاہ رسالت میں باریاب ہوگئے۔ (ابن سعد' ابو یعلیٰ' حاکم' بیہقی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں میں سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا تھا ایک دن سخت گرم دوپہر کے وقت میں مکہ کے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ ایک قریشی شخص سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے پوچھا: کدھر کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: اس شخص (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کیلئے اس نے کہا: تعجب ہے تمہارے یہ منصوبے ہیں اور ادھر دین تمہارے گھر میں داخل ہوگیا ہے میں نے پوچھا: یہ کیسے؟ اس نے جواب دیا تمہاری بہن اسلام لاچکی ہے میں یہ سن کر حالت غضب میں لوٹ آیا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس ابتدائی زمانہ اسلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب ایک یا دو نادار شخص اسلام قبول کرلیتے تو آپ اس شخص کو کسی خوشحال مسلمان کے ساتھ وابستہ کردیتے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو آدمی لگا دیے تھے۔ میں نے جب دروازہ کھٹکھٹایا تو آواز آئی کون ہے؟ میں نے کہا: عمر ہوں' تو وہ مجھ سے خوفزدہ ہو کر تیزی کے ساتھ ادھر ادھر ہوگئے حالانکہ قبل ازیں وہ اپنے سامنے پڑے ہوئے صحیفہ میں سے تلاوت کررہے تھے' وہ حالت خوف میں صحیفہ چھوڑ گئے یا بھول گئے میری بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو میں نے برہم ہو کر کہا اے دشمن جاں! تو بے دین ہوگئی ہے پھر میں نے اسے مارکٹائی کی جس سے اس کا سر لہولہان ہوگیا جب اس نے خون دیکھا تو رو پڑی اور کہا: اے خطاب کے بیٹے! ہاں میں نے پہلا دین چھوڑ دیا ہے جو کرنا ہے کرلے' میں اندر داخل ہو کر مسہری پر بیٹھ گیا میری نظر گھر کے وسط میں پڑے ہوئے صحیفہ پر پڑی تو میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے دو' میری بہن نے کہا تم اس قابل نہیں ہو' تم غسل جنابت نہیں کرتے اور یہ ایسی کتاب ہے جسے صرف پاک لوگ چھوسکتے ہیں میں برابر اصرار کرتا

رہا تاآنکہ اس نے مجھے یہ صحیفہ تھما دیا' میں نے اسے کھول کر دیکھا اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' پھر جب میں اللہ کے اسماء پر نظر ڈالتا تو کانپ اٹھتا اور صحیفہ رکھ دیتا' پھر طبیعت بحال ہوئی تو پکڑ کر پڑھنے لگا' اس میں یہ آیت کریمہ نظر پڑی۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

جب اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی پڑھا تو لرزہ براندام ہوگیا پھر جب جان میں جان آئی تو پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پر پہنچا تو میں نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ یہ سن کر وہ چھپے ہوئے لوگ فوراً باہر آ گئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا' انہوں نے کہا اے عمر بن خطاب! رضی اللہ عنہ تمہیں بشارت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے اپنے پسندیدہ شخص کے ذریعے دین اسلام کو عزت عطا فرما۔ ہمارا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اس دعا کا ثمرہ تم ہو۔ (بزار' بیہقی' طبرانی' ابو نعیم)

امام احمد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا میں ایک بار اسلام لانے سے قبل نبی اکرم ﷺ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے نکلا' میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد حرام میں پہنچ چکے ہیں چنانچہ میں بھی جاکر ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ انہوں نے سورۃ حاقہ شروع کی تو مجھے قرآن حکیم کے حسن تالیف سے بڑا تعجب ہوا میں نے کہا: بخدا! یہ تو شاعر معلوم ہوئے ہیں جیساکہ قریش کہتے ہیں اسی اثناء میں حضور ﷺ نے تلاوت فرمائی۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ — یہ ایک عزت والے رسول ﷺ کا کلام ہے کسی شاعر کا قول نہیں' تم کم ہی ایمان لانے والے ہو۔

میں نے کہا: یہ تو کاہن ہیں تو آپ ﷺ نے پڑھا۔

وَلَا بِقَوْلِ کَاهِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ — نہ یہ کاہن کا قول ہے بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

یہ سورت کریمہ سن کر میرے دل میں اسلام کی عظمت پیدا ہوگئی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا میری بہن ایک رات دردزہ میں مبتلا تھی تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف میں آگیا اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور نماز پڑھی تو میں نے ان سے ایسا کلام سنا کہ میرے کان اس جیسے کلام سے آشنا نہ تھے اس کے بعد آپ ﷺ لوٹ چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا' آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! تم دن رات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے' آپ کے اس ارشاد سے مجھے خوف پیدا ہوگیا کہ آپ مجھے کہیں بددعا نہ دیں اس کے بعد میں نے پڑھ لیا۔ اشهد ان لا اله الا اللّٰه وانک رسول اللّٰه

طبرانی اوسط میں اور حاکم بسند صحیح حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے سینہ پر تین بار دست اقدس مار کر فرمایا:

اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے سینہ سے کینہ نکال دے اور اسے ایمان سے بھر دے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لیے دعا

واقدی اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ خندق میں عمرو بن عبد ود للکار کر مبارزہ کرنے لگا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے اس کے مبارزہ کا جواب دیتا ہوں' پس نبی اکرم ﷺ نے انہیں تلوار عطا فرمائی' ان کی عمامہ پوشی کی پھر دعا مانگی

اَللّٰهُمَّ اَعِنْهُ عَلَيْهِ — اے اللہ! علی کی عمرو بن عبد ود کے مقابلہ میں مدد فرما۔

اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نکل کر سامنے آئے اور دونوں بہادر ایک دوسرے کے قریب ہوئے' پھر دونوں ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کے ایک وار سے اسے ڈھیر کردیا تو اس کے ساتھی شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے۔ (ابن سعد)

امام سید احمد دحلان مکی کی سیرت النبی میں ہے۔

"جب مشرکین کے متحدہ لشکر نبی اکرم ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے دفاع مدینہ کیلئے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ایک خندق کھودی۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ سمیت خندق کے اندرونی حصہ میں تھے جبکہ مشرکین خندق کے باہر' اسی دوران مشرکین کی ایک جماعت نے خندق کے تنگ مقام پر سے اندر گھسنے کی کوشش کی' وہ گھوڑوں پر سوار تھے ان میں عرب کا ایک بہادر شہسوار عمرو بن عبد ود بھی تھا۔ اس نے مبارزت طلب کرتے ہوئے کہا ہے کوئی جو میرے مقابلہ میں آئے؟ اس کا چیلنج سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جایئے یہ عمرو ہے۔ اس نے بار بار چیلنج کیا اور لوگوں کو عار دلائی کہ کہاں ہے وہ تمہاری جنت جس میں تم شہادت کے بعد داخل ہوگے؟

اب میرے مقابلہ میں کسی شخص کو کیوں نہیں بھیجتے؟ یہ سن کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں اس کا مقابلہ کروں گا' آپ نے فرمایا: بیٹھ جایئے' یہ عمرو ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' عمرو ہے تو ہوتا رہے' اس بے مثال جذبہ شجاعت کو دیکھ کر حضور ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور تلوار ذوالفقار دے کر آہنی زرہ زیب تن کی اور اپنا عمامہ شریف ان کے فرق اقدس پر باندھ کر دعا مانگی۔

"اے اللہ! عمرو بن عبد ود کے مقابلہ میں علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی مدد کر" یہ میرا چچازاد بھائی ہے۔

فلا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین — تو مجھے اکیلا نہ کر تو بہترین وارث ہے

ایک اور روایت میں ہے حضور ﷺ نے اپنا عمامہ پاک آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا: اے اللہ! تو نے مجھ سے عبیدہ لے لیا' حمزہ لے لیا یہ میرا چچازاد بھائی علی ہے مجھے اس کے ساتھ سے محروم نہ کر۔"

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے چلے' اللہ نے ان کی مدد کی اور انہوں نے عمرو بن عبد ود کو قتل کردیا۔

امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عمرو بن عبد ود کو قتل کرنے کے بعد دریافت فرمایا: تم نے اپنے آپ کو عمرو کے

مقابلہ میں کیسا پایا؟ عرض کیا یارسول اللہ ! ﷺ اگر سارے اہل مدینہ ایک طرف ہوتے اور میں تنہا دوسری جانب تو بھی ان پر غالب رہتا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سخت گرمی میں موٹی اونی قباء پہن لیتے تو انہیں گرمی نہ لگتی سخت سردیوں میں باریک لباس زیب تن کر لیتے تو سردی کا اثر نہ ہوتا' ان سے اس کا راز پوچھا گیا تو فرمایا: " غزوہ خیبر میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں یہ جھنڈا کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے' اللہ اس کے ہاتھوں پر خیبر فتح کرائے گا چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلا کر جھنڈا مجھے عطا فرمایا: اور یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّ وَ الْبَرْدَ اے اللہ ! اسے گرمی سردی سے بچا"

اس کے بعد مجھے کبھی گرمی محسوس ہوئی نہ سردی' (بیہقی' طبرانی)

ابو نعیم شبرمہ بن طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو ذی قارن میں دیکھا' آپ تہبند اور ایک چادر میں ملبوس تھے اور آپ ایک سرد دن میں اونٹ پر قطران مل رہے تھے اس وقت آپ کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔

سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے ملے اس وقت شدید سردی میں آپ نے دو کپڑے پہن رکھے تھے ہم نے عرض کیا ہمارا علاقہ سخت ٹھنڈا ہے آپ کے علاقے کی مانند نہیں ہے لہٰذا اس غلط فہمی میں نہ رہنا' فرمایا: مجھے بہت سردی محسوس ہوتی تھی جب نبی اکرم ﷺ نے مجھے قلعہ خیبر کی طرف بھیجا تو میں نے آنکھوں کی خرابی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اس کے بعد مجھے کبھی گرمی کا احساس ہوا ہے نہ سردی کا' نیز میری آنکھیں بھی کبھی خراب نہیں ہوئیں۔ (طبرانی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ! ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! ﷺ آپ مجھے یمن بھیج رہے ہیں تاکہ وہاں قاضی کے فرائض سرانجام دوں حالانکہ میں نوجوان ہوں اور مجھے قضا کی ذمہ داریوں کا علم نہیں' حضور ﷺ نے میرے سینہ پر دست اقدس مار کر دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ اے اللہ! علی کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو پختگی عطا کر۔

فرماتے ہیں اس ذات کی قسم ! جو دانے کو پھاڑتا ہے کہ اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ میں بھی کبھی شک و تردد نہیں ہوا۔ (ابن سعد)

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میں بیمار ہو گیا تو حضور ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے' میں اس وقت کہہ رہا تھا اے اللہ ! اگر میری موت قریب ہے تو مجھے راحت عطا کر اور اگر موت میں تاخیر ہے تو جلد شفایاب کر اور اگر یہ آزمائش ہے تو صبر کی توفیق دے' حضور ﷺ نے یہ سن کر دعا کی اے اللہ! اسے صحت عطا فرما اور اس کی بیماری

دور کردے۔ پھر مجھ سے فرمایا: علی اٹھو' تو میں اٹھ کھڑا ہوا' بخدا! اس کے بعد وہ درد مجھے دوبارہ نہیں ہوا۔

(حاکم، بیہقی، ابو نعیم)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مانگی

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اللہ تمہیں برکت دے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ میں اگر پتھر اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ اس کے نیچے سے مجھے سونا یا چاندی ملے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان پر خیرات و برکات کے دروازے کھول دیئے۔ وہ جب مدینہ منورہ ہجرت کرکے آئے تو نادار تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری کے درمیان مواخات قائم فرمائی جنہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دیں تاکہ حضرت عبدالرحمٰن اس سے شادی کرلیں نیز اپنا مال تقسیم کرکے کچھ عبدالرحمٰن کو دے دیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی! مجھے اس اہل و مال کی ضرورت نہیں۔ اللہ آپ کے اہل و مال میں برکت دے پھر کہا: مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ چنانچہ وہ تجارت میں لگ گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے بہ کثرت مال عطا فرمایا یہاں تک کہ جب 31 یا 32ہجری میں ان کا وصال مدینہ شریف میں ہوا تو کدال سے ان کے ترکے کا سونا کھودا گیا جس کی وجہ سے ہاتھ زخمی ہوگئے اور ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک نے آٹھویں حصہ میں سے چوتھائی حصہ اسی ہزار دینار لئے۔ ایک اور روایت کے مطابق ہر ایک بیوی کا حصہ ایک لاکھ دینار ہوا ان میں سے ایک نے تو اسی ہزار دینار سے زیادہ پر مصالحت کرلی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار راہ خدا میں دینے کی وصیت کی۔ انہوں نے یہ بھی وصیت کی کہ ان کا ایک باغ امہات المومنین کے لئے ہوگا جس کو چار لاکھ میں فروخت کیا گیا' مزید برآں انہوں نے تمام باقی ماندہ بدریوں میں سے جن کی تعداد ایک سو تھی ہر ایک کو چار سو دینار دینے کا حکم دیا اور ان سب بدریوں نے یہ عطیات وصول کئے ان لینے والوں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے یہ سب داد و دہش ان صدقات کے علاوہ ہے جو حضرت عبدالرحمٰن نے اپنی زندگی میں کئے۔ انہوں نے ایک دن میں تیس غلام آزاد کئے۔ ایک بار ان کا تجارتی قافلہ جو کہ سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا' آیا جسے انہوں نے تجارت کے لئے بھیجا تھا تو انہوں نے وہ اونٹ سامان خورد و نوش سمیت راہ خدا میں صدقہ کردیئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے ایک بار اپنے مال کا ایک حصہ تصدق کیا جو چار ہزار تھا پھر صدقہ کیا جو چالیس ہزار درہم تھا' اس کے بعد انہوں نے چالیس ہزار دینار خرچ کئے پھر پانچ سو گھوڑے راہ خدا میں دیئے بعد ازاں پانچ صد اونٹ فی سبیل اللہ تصدق کئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی تو وہ چار ہزار درہم لے آئے اور عرض کیا

یارسول اللہ! میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے جن میں سے چار ہزار اپنے پروردگار کو قرض دیئے ہیں اور چار ہزار اپنے اہل و عیال کے لئے رکھے ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہارے دیئے ہوئے اور بچائے ہوئے مال میں برکت دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں بڑی برکت دی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے لئے دعا

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی' اے اللہ! سعد کی دعا قبول کرنا جب وہ دعا مانگے' یہی وجہ ہے کہ ان کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ (ترمذی' حاکم)

اسی طرح کی روایت طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا "اے اللہ! سعد کا تیر نشانے پر لگا' ان کی دعا قبول فرما اور انہیں محبوب بنادے' چنانچہ اس کے بعد اللہ نے ان کی ہر دعا قبول فرمائی۔ وہ محبوب ہوگئے اور ان کا تیر کبھی خطا نہ ہوتا تھا۔

میں نے ان کی قبولیت دعا کے واقعات کتاب کے خاتمہ پر کرامات صحابہ کے ضمن میں ذکر کئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔ (بخاری' مسلم)

ابونعیم کی روایت میں "علمه التاويل" کا اضافہ ہے یعنی اسے تاویل کا علم دے۔

اسی دعا کا ثمرہ ہے کہ آپ اس امت کے بزرگ عالم ہوئے بالخصوص علم تفسیر میں'

امام احمد اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی یہ دعا خطا نہ گئی۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے' وہ اس وقت کوئی چیز بیچ رہے تھے' آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی' "اے اللہ! اس کی تجارت میں برکت عطا کر" تو اس کے بعد انہیں بہت نفع حاصل ہوتا تھا۔ (ابن ابی شیبہ' ابو یعلی' بیہقی)

مقداد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

ضباعۃ بنت زبیر بن عبدالمطلب جو کہ مقداد رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' بیان کرتی ہیں کہ مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام کیلئے بقیع میں گئے

وہاں بیٹھے تھے کہ ایک چوہے نے اپنے سوراخ سے ایک دینار باہر نکالا' پھر وہ مسلسل دینار نکالتا رہا تاآنکہ دیناروں کی تعداد سترہ ہوگئی۔ وہ ان دیناروں کو اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا' عرض کیا نہیں' فرمایا: یہ اللہ کی عطا ہے اللہ اس میں تمہیں برکت عطا فرمائے۔ ضباعہ کہتی ہیں پھر وہ دینار ختم نہ ہوئے حتیٰ کہ میں نے مقداد کے گھر میں چاندی کے بورے دیکھے۔ (ابو نعیم)

ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کے لئے دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز عشاء ادا فرماتے تو آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے اور یہ دعا فرماتے اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات عطا فرما' سلمہ بن ہشام کو نجات دے اور عیاش بن ربیعہ کو بچالے' اے اللہ! کمزور مسلمانوں کو نجات عطا کر اور بنو مضر پر سختی فرما ان پر اسی طرح قحط سالی طاری کر جس طرح تو نے قوم یوسف پر طاری فرمائی یہاں تک کہ وہ علز کھائیں۔ پھر مستضعفین کے لئے پیہم دعا کرتے رہے تاآنکہ انہیں کفار کے شکنجے سے نجات دی بعدازاں آپ ﷺ نے بددعا کرنی چھوڑ دی۔ (بخاری' بیہقی' ابو نعیم)

حکیم بن حزام کے لئے دعا

ابن سعد مدینہ شریف کے ایک بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام کو ایک دینار دیکر بھیجا کہ قربانی کا ایک جانور خرید لائیں۔ انہوں نے ایک جانور خریدا پھر اسے دو دیناروں میں بیچ دیا بعدازاں ایک دینار کا جانور خرید لائے اور دینار بھی واپس لے آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں تجارت میں برکت دے۔

حکیم کہتے ہیں کہ وہ تجارت میں بڑے خوش نصیب ہیں' جو چیز بیچتے ہیں اس میں منافع حاصل کرتے ہیں۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

جعید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے 94سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت بھی وہ تنومند تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب نبی اکرم ﷺ کی دعا کا صدقہ ہے۔ (بخاری)

ابو سفیان کے لئے دعا

امام سیوطی تحفتہ الابد میں لکھتے ہیں۔

"قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آغاز بعثت میں ابوجہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تھپڑ مارا' تو انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی ابوسفیان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوسفیان کے پاس تشریف لائیں اور سارا

ماجرا سنایا۔ ابوسفیان ان کا ہاتھ پکڑ کر ابوجہل کے پاس لے گئے اور کہا: اسے اسی طرح تھپڑ مارو جس طرح اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے۔ پس انہوں نے ابوجہل کو ایک تھپڑ رسید کردیا۔ بعدازاں آکر نبی اکرم ﷺ کو یہ واقعہ بتایا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ ! ابوسفیان کو اپنی رحمت کا حقدار ٹھہرانا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ذرا شک نہیں کہ ابوسفیان کے ایمان لانے کا باعث نبی اکرم ﷺ کی یہی دعا ہے۔

ابوسفیان کے لیے دعا

امام سیوطی تحفتہ الابد میں لکھتے ہیں۔

"قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آغاز بعثت میں ابوجہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تھپڑ مارا' تو انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی ابوسفیان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوسفیان کے پاس تشریف لائیں اور سارا ماجرا سنایا۔ ابوسفیان ان کا ہاتھ پکڑ کر ابوجہل کے پاس لے گئے اور کہا: اسے اسی طرح تھپڑ مارو جس طرح اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے پس انہوں نے ابوجہل کو ایک تھپڑ رسید کردیا بعدازاں آکر نبی اکرم ﷺ کو یہ واقعہ بتایا تو آپ نے ہاتھ اٹھاکر دعا کی اے اللہ! ابوسفیان کو اپنی رحمت کا حقدار ٹھہرانا' ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ذرا شک نہیں کہ ابوسفیان کے ایمان لانے کا باعث نبی اکرم ﷺ کی یہی دعا ہے۔

حضرت امیر معاویہ ؓ کے لئے دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: معاویہ ؓ کو بلاکر میرے پاس لے آؤ' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کھانا کھارہے ہیں۔ تیسری بار آپ نے فرمایا: اللہ اس کو شکم سیر نہ کرے' اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے بعد وہ کبھی شکم سیر نہ ہوئے۔

امام بخاری تاریخ میں وحشی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ ؓ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا مانگی' اے اللہ ! اسے علم و حلم سے بھردے' چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو جو وسعت علم و حلم بخشی گئی وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں'

ابن سعد ؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ ؓ کے لئے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهٗ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ

اے اللہ ! معاویہ ؓ کو کتاب کا علم دے' انہیں شاہی عطاکر اور انہیں عذاب سے بچا۔

پس سب سے پہلے انہیں حضرت ابوبکر ؓ نے عامل بنایا پھر حضرت عمر ؓ نے اور ان کے بعد حضرت عثمان ؓ نے' یوں انہوں نے شام پر بیس سال بطور گورنر حکومت کی پھر وہ بیس سال خلیفہ رہے' حضرت امام حسن ؓ کی حکومت سے کنارہ

کشی کے بعد ان کی خلافت پر اجماع ہوگیا اور لوگوں نے ان کی بیعت کرلی۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

علامہ مکی سیرت النبی ﷺ میں لکھتے ہیں۔

"حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں مشرکین نے اوائل اسلام میں شدید اذیتوں سے دوچار کیا' وہ اپنے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھ پر تکلیف کا ایسا موقع آیا کہ مشرکوں نے آگ جلاکر میری پیٹھ پر انگارے رکھ دیئے جنہوں نے میری پیٹھ کی چربی پگھلا دی۔

حضرت خباب آہن گری کا کام کرتے تھے انہیں ایام جاہلیت میں قیدی بنایا گیا تھا اور ایک عورت ام انمار نے انہیں خرید لیا جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو ان کی مالکہ انہیں سخت اذیت دیتی' وہ لوہا گرم کرکے ان کے سر پر رکھ دیتی جس کی وجہ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! جناب کی مدد فرما' چنانچہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی مالکہ کو سر میں تکلیف ہوئی تو وہ کتے کی طرح بھونکتی تھی اسے کہا گیا کہ سر کو داغوا لے' تو اس نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: حضرت خباب نے لوہا گرم کرکے اس کے سر کو داغ ڈالا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری ماں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' یارسول اللہ! اپنے خادم انس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمایئے تو نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَلَدَهٗ وَ بَارِكْ لَهٗ فِیْمَا اٰتَیْتَهٗ

اے اللہ! انس کو کثرت سے مال و اولاد عطا کر اور جو کچھ تو نے اس کو دیا ہے اس میں برکت دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اللہ کی قسم! میرے پاس اب کثرت کے ساتھ مال ہے اور اب میرے بیٹوں' پوتوں کی تعداد سو سے بڑھ گئی ہے۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ کسی اور کو اتنی خوشحالی نصیب ہوئی ہے جتنی مجھے ملی ہے میں نے اپنے ہاتھوں سو بیٹے دفن کئے ہیں میں نہیں کہتا کہ وہ ساقط بچے ہیں یا پوتے ہیں۔

روایت میں آیا ہے کہ طاعون جارف میں ان کے ستر بیٹے فوت ہوئے۔

ابن سعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَاَطِلْ عُمْرَهٗ وَاغْفِرْلَهٗ

اے اللہ! انس کے مال اولاد کو بڑھا ان کی عمر دراز کر اور انہیں بخش دے۔

وہ فرماتے ہیں' بخدا! میں نے اپنی صلبی اولاد کو اپنے ہاتھوں دفن کیا ہے اور میرا پھل سال میں دوبار ہوتا ہے' میں اس

قدر جیا ہوں کہ اب زندگی سے تھک گیا ہوں' رہی چوتھی دعا کی قبولیت تو اس کی بھی مجھے امید ہے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت انس ﷛ نے ننانوے برس عمر پائی۔

ترمذی اور بیہقی حضرت ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس کا ایک باغ تھا جو سال میں دوبار پھل دیتا تھا اس باغ میں ریحان کا پھول تھا جو کستوری کی خوشبو دیتا تھا۔

حضرت حذیفہ کے لئے دعا

حضرت حذیفہ بن یمان بیان کرتے ہیں کہ شب احزاب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' رات انتہائی ٹھنڈی تھی تیز آندھی چل رہی تھی' اس دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو مجھے دشمن کی فوج کی خبرلا دے؟ اسے میرے ساتھ جنت میں رفاقت کی بشارت ہے مگر ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ حضور ﷺ نے دوسری بار پھر تیسری بار یہی ارشاد فرمایا: پھر فرمایا حذیفہ اٹھو اور جاکر دشمن کی خبرلاؤ پس میں اٹھ کر چل دیا یوں معلوم ہوتا تھا گویا موت کے مراحل طے کررہا ہوں پھرواپس آیا تو یہی حالت تھی جب اپنے مشن سے فارغ ہوا تو مجھے شدید سردی لاحق ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت حذیفہ ﷛ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں تو صرف آپ کی پاس خاطر کیلئے اٹھا ہوں ورنہ ٹھنڈ بہت سخت ہے' آپ نے فرمایا: چلو' دشمن کی فوج میں ایک زبردست واقعہ رونما ہونے والا ہے جاکر خبرلے آؤ آپ کو سردی گرمی کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں میں انتہائی ڈرپوک اور سردی محسوس کرنے والا شخص ہوں جب میں روانہ ہو تو حضور ﷺ نے دعا مانگی' "اے اللہ! حذیفہ کو آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے نیچے سے محفوظ رکھ۔" فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اللہ نے میرے سینے سے خوف اور بدن سے سردی کا اثر زائل کردیا' اس کے بعد میں دشمن کی فوج میں گھس گیا۔ لوگ اس وقت کہہ رہے تھے کوچ کرو' کوچ کرو' اب یہاں ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں اس وقت ان کے لشکر میں تیز آندھی پورے عروج پر تھی جو ایک بالشت بھران کے لشکر سے تجاوز نہ کررہی تھی' بخدا! میں ان کے پڑاؤ میں پتھروں کے گرنے کی آوازیں سن رہا تھا اور تیز ہوا انہیں سخت نقصان پہنچا رہی تھی' پھر میں لوٹ آیا جب آدھا راستہ طے ہوا تو مجھے بیس عمامہ پوش سوار ملے اور کہا: کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو اس بات کی خبردو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست فاش دیدی ہے۔ چنانچہ میں واپس آگیا' ساتھ ہی مجھے ٹھنڈک لگنے کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا اور میں تھرتھر کانپنے لگا اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کے ضمن میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْجَاءَ تْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔ (33:9)

بیہقی نے چوتھے طریق سے جو روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ سخت آندھی نے کفار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا

اور ان کے سازوسامان کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جب یہ خبر لے کر ایک گھوڑ سوار دستے کے پاس سے گزرے تو اس دستے میں سے دو گھڑ سواروں نے آگے بڑھ کر کہا' جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیبی لشکروں اور ہوا کے ذریعے کفایت فرماکر کفار کو شکست دی ہے۔

بیہقی کے پانچویں طریق میں یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حذیفہ کیا تم جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! بخدا! مجھے قتل ہونے کی پرواہ نہیں مگر یہ خدشہ ہے کہ مجھے کہیں قیدی نہ بنالیا جائے۔ فرمایا: ہرگز نہیں تمہیں قیدی نہیں بنایا جائے گا اسی سلسلہ کلام میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر تیز آندھی بھیجی جس نے ان کے کیمپ کو تہس نہس کرکے رکھ دیا اور ان کے برتن الٹ پلٹ دیئے۔

اس روایت کو حاکم نے تصحیح کے ساتھ نیز ابو نعیم نے بھی نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب احزاب فرمایا' کون مجھے فوج کفار کی خبر لاکر دے گا؟ اللہ اسے جنت میں میرا ساتھی بنائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار دہرائی مگر کسی نے جواب نہ دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدا دی' حذیفہ! تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پکار کا جواب دیا فرمایا: کیا تم نے میری آواز نہیں سنی؟ عرض کیا "سنی ہے" فرمایا: جواب کیوں نہیں دیا؟ عرض کیا یارسول اللہ! سخت سردی ہے' فرمایا: تمہیں سردی نہیں لگے گی۔

حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سردی جاتی رہی' میں نے جاکر دشمن کے حالات معلوم کئے اور واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات سے آگاہ کیا جب میں لوٹ کر آیا تو مجھے پھر سردی لگنے لگی۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا

بیہقی دلائل میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی "اللہ تمہارے چہرے کو فلاح و کامرانی سے ہمکنار کرے اور بالوں اور جسم میں برکت عطا کرے' چنانچہ جب ستر سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا تو تروتازگی اور قوت میں پندرہ سال کے لگتے تھے نہ ان کا بدن متغیر ہوا تھا نہ بالوں میں سفیدی آئی تھی۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ مرحب خیبر کے قلعے سے نکلا اور مبارزت کرتے ہوئے کہنے لگا کون ہے جو مقابلے میں آئے؟ حضرت محمد بن مسلمہ نے بڑھ کر کہا' میں ہوں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو مقابلہ کرو۔ پھر دعا مانگی اے اللہ! محمد بن مسلمہ کی مرحب کے مقابلہ میں مدد فرما" چنانچہ انہوں نے نکل کر مرحب کو قتل کردیا۔ (ابن اسحاق' حاکم' بیہقی)

ابی امامہ کے لئے دعا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ کے لئے تیار ہوئے تو میں نے آپ کی خدمت اقدس میں

حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے شہادت کی دعا فرمایئے تو آپ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ سَلِّمْھُمْ وَ غَنِّمْھُمْ — اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا کر۔

چنانچہ ہم نے جنگ میں شمولیت اختیار کی تو اس میں سلامت رہے اور غنیمت بھی حاصل کی۔ (ابو یعلی، بیہقی)

عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

ابونعیم واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ ذی البجادین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف نکلے تو میں نے عرض کیا میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں عبداللہ کا خون کفار پر حرام ٹھہراتا ہوں۔"

پھر فرمایا: تم جب راہ خدا میں نکلو گے، تو تمہیں بخار ہوجائے گا اور اسی بخار سے تمہاری شہادت ہوگی چنانچہ جب وہ تبوک پہنچے اور کئی روز وہاں اقامت گزیں رہے تو بخار کے باعث عبداللہ کا وصال ہوگیا۔

ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

ابن عائذ سے مروی ہے کہ ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاؤں میں لنگ ہے زمین پر نہیں لگتا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی جس سے میرا لنگ جاتا رہا یہاں تک کہ دوسرے پاؤں کے برابر ہوگیا۔

(طبرانی، ابن مندہ، بارودی)

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

بیہقی میں سلیمان بن صرد سے روایت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو لائے جن کے درمیان قرات قرآن کا اختلاف تھا ان میں سے ہر ایک کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قرآن پڑھایا ہے آپ نے سن کر فرمایا: تم دونوں صحیح کہتے ہو۔ ابی کہتے ہیں کہ میرے دل میں اتنا زیادہ شک پیدا ہوا کہ اتنا ایام جاہلیت میں بھی نہ ہوا تھا، یہ حالت دیکھ کر رسول اکرم ﷺ نے میرے سینہ پر اپنا دست اقدس مارا اور دعا مانگی۔

"اے اللہ! اس کے سینہ سے شیطان دور فرما۔"

اس سے میں پسینے میں شرابور ہوگیا، یوں معلوم ہوتا تھا گویا خوف کی وجہ سے میری نگاہیں تجلیات ربانی پر جمی ہیں۔"

ابو طلحہ اور ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ کا ایک بیٹا بیمار ہو کر فوت ہوگیا وہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے جب ان کی بیوی نے دیکھا کہ ان کا بیٹا فوت ہوچکا ہے تو اس نے بچے کو گھر کے ایک گوشے میں رکھ دیا پھر جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو پوچھا: کہ بچہ کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا اسے آرام آگیا ہے حضرت ابو طلحہ نے خیال کیا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے پھر شب

باشی کی صبح جب غسل کرنے کے بعد روانہ ہونے لگے تو ان کی بیوی نے انہیں بچے کے مرنے کی اطلاع کی' پس انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ بچے کی نماز جنازہ پڑھی بعدازاں نبی اکرم ﷺ نے انہیں گزشتہ رات کے احوال بیان فرمائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ شب کے وظیفہ زوجیت میں برکت دے گا۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ایک انصاری شخص نے بیان کیا کہ میں نے ابو طلحہ کے سات بیٹے دیکھے جو سب کے سب قرآن کے عالم تھے۔ (بخاری' مسلم)

بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت ام سلیم کا حضرت ابو طلحہ سے ایک بیٹا تھا' وہ فوت ہوگیا' ابو طلحہ گھر آئے تو پوچھا: بچے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیم نے کہا: اسے سکون آگیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ نے شام کا کھانا کھایا بعدازاں ان کی بیوی نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی آدمی آپ کو کوئی چیز عاریتاً" دے اور پھر واپس لے لے تو کیا آپ جزع فزع کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں تو انہوں نے کہا: کہ اللہ نے آپ کو ایک بچہ عاریتاً دیا تھا وہ اس نے واپس لے لیا ہے۔ یہ سن کر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اپنی بیوی کی بات سے آگاہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ اسی رات اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرچکے تھے۔ حضور ﷺ نے دعا مانگی

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ لَيْلَتِكُمَا — اللہ تعالیٰ تمہاری رات میں برکت عطا فرمائے۔

ام سلیم بیان کرتی ہیں کہ ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا عبداللہ اپنے زمانے کا بہترین شخص تھا۔ اس روایت کو ابن سعد نے نقل کیا اور کہا انصار میں کوئی پروان چڑھنے والا بچہ ان سے افضل نہ تھا۔

بیہقی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے گھٹی پلائی' اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا' نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس رکھنے کا اثر یہ ہوا کہ ان کی پیشانی پر ایک نورانی داغ بن گیا۔

ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کی دعا

ابن اسحاق' ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شام میں خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا کہ اسی اثناء میں کسی یہودی کی بکریاں قلعہ کی طرف آرہی تھیں۔ ہم نے اس وقت قلعہ کا محاصرہ کررکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان بکریوں میں سے ہمیں کون لاکر کھلائے گا۔ ابوالیسر کا بیان ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں حاضر ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے یہ کام تم سرانجام دو' چنانچہ میں شترمرغ کی طرح بھاگتا ہوا گیا۔ اس وقت ریوڑ کا اگلا حصہ قلعہ میں داخل ہورہا تھا میں نے ریوڑ کے آخری حصہ سے دو بکریاں بغل میں دبائیں اور اتنی تیزی سے بھاگا گویا میرے پاس کچھ تھا ہی نہیں اور لاکر حضور ﷺ کے سامنے انہیں پیش کردیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں ذبح کیا اور تناول فرمایا: جب میں واپس آرہا تھا تو حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَابِہٖ　　　اے اللہ! ہمیں کعب کی زندگانی سے فائدہ اٹھانے دے۔"

ابوالیسر بدری صحابہ میں سے آخر میں وصال پانے والے صحابی تھے وہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو رو پڑتے تھے' پھر فرماتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہماری زندگی سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ میں موت کے لحاظ سے سب میں آخر ہوں۔ البدایہ والنہایہ۔

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا

بیہقی ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ ہی میں تشریف فرماتے تھے طفیل ایک شاعر اور معزز آدمی تھے۔ اکابرین قریش ان کے پاس آکر کہنے لگے آپ ہمارے شہر اور علاقے میں آئے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جس نے ہماری جماعت کے اندر انتشار پیدا کردیا ہے اور ہمارے دین کو درہم برہم کردیا ہے اس کا کلام ایسا ہے جیسے جادوگر کا کلام ہوتا ہے وہ باپ کو بیٹے سے' بھائی کو بھائی سے اور میاں کو بیوی سے جدا کردیتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تم کو اور تمہاری قوم کو اسی مصیبت میں نہ ڈال دے جس میں ہمیں ڈال رکھا ہے لہٰذا اس کے ساتھ کلام نہ کرنا نہ اس کی بات سننا۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! وہ مجھ پر مسلسل زور دیتے رہے حتیٰ کہ میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات نہ سنوں گا نہ ہی ان سے گفتگو کروں گا۔ چنانچہ میں جب مسجد میں جاتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں ان کی کوئی بات میرے کان میں نہ پڑ جائے۔

ایک دن میں مسجد میں گیا۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کے قریب ہی کھڑا ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کا کچھ کلام سنا ہی دیا۔ وہ بہت عمدہ کلام تھا میں نے دل ہی دل میں کہا کہ میں ایک عقلمند شاعر ہوں' مجھ پر کلام کا حسن و قبح پوشیدہ نہیں۔ آخر رکاوٹ کیا ہے کہ میں اس شخص کا کلام سن لوں اگر کلام عمدہ ہوا تو قبول کرلوں گا اور اگر عمدہ نہ ہوا تو چھوڑ دوں گا پس میں وہاں ٹھہرا رہا' بعدازاں آپ جب گھر تشریف لے گئے تو میں آپ کے پیچھے چل دیا' میں نے عرض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے ایسی ایسی گفتگو کی ہے۔ آپ اپنا نکتہ نگاہ پیش فرمایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی' واللہ! اس سے بہتر کلام میں نے کبھی نہیں سنا' نہ اس سے زیادہ اعتدال پسندانہ پیغام سننے میں آیا ہے۔ پس میں نے اسلام قبول کرلیا' میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں ایسا شخص ہوں کہ میری قوم کے لوگ میری بات مانتے ہیں اب میں ان کی جانب لوٹ کر جانے والا ہوں اور انہیں اسلام کی جانب دعوت دوں گا' پس اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے جو اس دعوت میں میری مدد کرے۔ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَّہٗ اٰیَۃً　　　یااللہ! اس کے لئے کوئی نشانی مقرر فرمادے۔

پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ میں کداء گھاٹی کے مقام پر تھا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان

ایک چراغ کی مانند روشنی پیدا ہوگئی' میں نے کہا: اے اللہ! میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں اسے ظاہر فرما' میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری قوم کے لوگ (ترک دین کی سزا کے طور پر) اسے مثلہ نہ سمجھ لیں چنانچہ وہ روشنی وہاں سے ہٹ کر میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہوگئی۔ جیسے لٹکی ہوئی قندیل ہو۔

وہاں پہنچ کر میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول کرنے میں پس و پیش کی' بعدازاں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! قبیلہ دوس کے لوگ میرے تبلیغی کام پر غالب آ گئے ہیں آپ ان کے لئے بددعا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا ارجع الٰی قومِكَ وَارْفِقْ بِھِمْ اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے' اے طفیل! اپنی قوم کی طرف لوٹ جایئے اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آیئے۔

پھر تو میں دوس کے سرزمین ہی میں انہیں دعوت اسلام دیتا رہا' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی' اس کے بعد میں اپنی قوم کے ان لوگوں کے ہمراہ' جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا' خیبر کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' یہ بنی دوس کے کوئی ستر اسی گھرانے تھے' اس روایت کو ابونعیم نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

حافظ ابوالفرج اصفہانی نے اس واقعے کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں۔ "طفیل بن عمرو دوسی روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ شریف پہنچے' اس وقت نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوچکے تھے۔ قریش نے طفیل رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا جاکر اس آدمی اور اس کے دین کا بنظر غائر جائزہ لیں' وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا' انہوں نے کہا: میں ایک شاعر شخص ہوں' آپ میرا کلام سنیں حضور ﷺ نے فرمایا: سنایئے" تو حضرت طفیل نے اپنا کلام پیش کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: اب میرا کلام سنو' پھر آپ ﷺ نے سورہ اخلاص کی تلاوت فرمائی اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا' بعدازاں اپنی قوم کی طرف لوٹے اور انتہائی تاریک ابرآلود رات میں کہ راستہ سجھائی نہ دیتا تھا' ان کے پاس آئے۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں ان کا کوڑا جگمگا رہا تھا تو لوگ ان کا کوڑا لینے کے لئے ان سے چمٹ گئے تو وہ نور ان کی انگلیوں سے ظاہر ہونے لگا' پھر انہوں نے اپنے والدین کو اسلام کی دعوت دی' ان کے والد نے اسلام قبول کرلیا مگر ان کی ماں نے قبول نہ کیا بعدازاں انہوں نے ساری قوم کو اسلام کی طرف بلایا تو سوائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کسی نے ان کی بات پر کان نہ دھرا۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کار دعوت کے بارے میں رپورٹ پیش کی اور عرض کیا' یارسول اللہ! مجھے یہ بات پسند نہیں (کہ میری قوم نے میری دعوت قبول نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: (پریشان ہونے کی ضرورت نہیں) تمہاری قوم میں بہت سے لوگ تمہاری طرح ایمان لائیں گے۔

ابن جریر نے بحوالہ کلبی نقل کیا کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا "ذی النور" نام پڑنے کا سبب یہی واقعہ ہے۔

ابو ہریرہ اور ان کی ماں کیلئے دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ روئے زمین کا ہر مومن مرد و زن مجھ سے محبت کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ کو اس کا کیا پتہ ہے؟ فرمایا: میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا' مگر وہ مانتی نہ تھیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ میری ماں کو توفیق ہدایت دے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی' میں لوٹ کر گھر آیا تو میری ماں نے توحید و رسالت کی شہادت دی' میں واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس وقت خوشی سے آبدیدہ تھا جس طرح کہ پہلے غم سے روتا تھا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی ہے اور ابو ہریرہ کی ماں کو اسلام کی طرف ہدایت دیدی ہے۔ اب دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری ماں کو اپنے بندوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور اللہ کے بندوں کی محبت ہمارے دل میں ڈال دے' پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا وَ اُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حَبِّبْهُمْ اِلَيْهِمَا

اے اللہ! اپنے اس بندے ابو ہریرہ کو اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور ان دونوں کے دل میں اہل ایمان کی محبت پیدا فرما۔

لہٰذا اس دعا کی برکت سے میں کسی ایسے مومن کو نہیں جانتا جو مجھ سے محبت نہ کرتا ہو اور میں اس سے محبت نہ کرتا ہوں۔ (مسلم شریف)

حاکم محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کوئی چیز مانگی' انہوں نے فرمایا: ابو ہریرہ کے پاس جاؤ' ایک دن میں ابو ہریرہ اور ایک اور صحابی مسجد میں دعا کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے ہماری دعا پر آمین کہی پھر ابو ہریرہ نے دعا کی الٰہی! میں تجھ سے وہی کچھ مانگتا ہوں جو میرے ساتھیوں نے مانگا ہے نیز میں تجھ سے نہ بھولنے والا علم طلب کرتا ہوں' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین ہم نے بھی پھر یہی دعا مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوسی (ابو ہریرہ) تم سے بازی لے گئے ہیں۔

عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کو چلے' رات کا وقت تھا ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع سے کہا: آپ ہمیں اپنی حدی نہیں سنائیں گے عامر شاعر تھے۔ وہ سواری سے اتر پڑے اور حدی خوانی کرنے لگے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اے اللہ! اگر تیری ذات رحم نہ فرماتی تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

ہمیں بخش' تجھ پر قربان اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : یہ حدی خوان کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا عامر ہے" فرمایا : اللہ اس پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے کہا : یارسول اللہ ﷺ "لازم ہو گئی ہے" آپ ﷺ نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا؟ چنانچہ جب خیبر میں صف بندی ہوئی اور عامر نے ایک یہودی پر حملہ کرنے کیلئے تلوار کا وار کیا جو اوچھا پڑا اور عامر رضی اللہ عنہ کا اپنا گھٹنا کٹ گیا جس سے وہ شہید ہو گئے مسلم شریف میں ایک اور سلسلہ سند کے ساتھ یوں مروی ہے کہ جب عامر رضی اللہ عنہ نے حدی خوانی کی تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا یہ حدی خواں کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بتایا "عامر ہے" آپ ﷺ نے فرمایا : عامر! تمہارا پروردگار تمہاری مغفرت فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ جس شخص کیلئے حضور ﷺ نے ایسے کلمات فرمائے وہ ضرور شہید ہوا اس دعا کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے یارسول اللہ! آپ نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا؟

ثعلبہ بن حاطب کے لئے نبی اکرم ﷺ کی دعا

باوردی' ابن شاہین' ابن سکن اور بیہقی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال اولاد سے نوازے آپ ﷺ نے فرمایا : اے ثعلبہ! تم پر افسوس! تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کر سکو اس بکثرت مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا کرنے سے قاصر رہو مگر وہ نہ مانا اور دعا کیلئے اصرار کرتا رہا آپ ﷺ نے فرمایا : تم پر افسوس' ثعلبہ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم میری طرح مال و دولت سے بے نیاز رہو۔ میں اگر چاہتا تو میرا پروردگار ان پہاڑوں کو سونا بنا کر میرے ساتھ چلاتا" مگر اس نے وہی رٹ لگائی یارسول اللہ! ﷺ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے مال و اولاد عطا کرے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو برحق نبی مبعوث فرمایا! اگر اللہ نے مجھے مال و دولت سے نوازا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ادا کروں گا۔ پس حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اس نے چند بکریاں خریدیں جن میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح پھیلیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی فضا ان کے لئے تنگ ہو گئی پھر وہ ریوڑ لیکر شہر سے باہر چلا گیا' شروع شروع میں دن کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں پڑھتا' رات کو آ نہ سکتا تھا' پھر دن' رات غیرحاضر رہنے لگا۔ صرف جمعہ کی نماز نصیب ہوتی' پھر ریوڑ میں اضافہ ہو گیا تو اور دور چلا گیا اب نہ جمعہ کے لئے حاضر ہوتا نہ عید کی نماز میں شامل ہو سکتا' یہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا : ثعلبہ بن حاطب کی بربادی' پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو صدقات وصول کرنے کا حکم دیا تو آپ ﷺ نے اپنے دو عامل وصولی کے لئے بھیجے جنہیں اونٹوں اور بکریوں کے نصاب کی تحریری دستاویز دی نیز انہیں حکم دیا کہ وہ ثعلبہ کے پاس بھی جائیں۔ چنانچہ وہ دونوں عامل روانہ ہوئے اور ثعلبہ کے پاس پہنچ کر اس سے صدقہ طلب کیا' اس نے کہا : یہ دستاویز دکھایئے پھر اس دستاویز میں دیکھ کر کہنے لگا یہ تو جزیہ ہے آپ دونوں چلے جائیں فارغ ہونے کے بعد آنا' بعدازاں جب دونوں عامل فارغ ہو کر اس کے پاس آئے تو اس نے کہا : یہ تو جزیہ ہے مجھے سوچنے کا موقع دیجئے پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ

شریف آ گئے جب نبی اکرم ﷺ کی نظران پر پڑی تو آپ ﷺ نے قبل اس کے کہ وہ کچھ بیان کریں' فرمایا:

ویح تعلبه بن حاطب ثعلبہ بن حاطب ہلاک ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ تین آیات نازل فرمائیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ

ثعلبہ کو جب ان آیات کے نزول کی خبر ملی تو صدقہ لیکر حاضر خدمت ہوا حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے یہ ارشاد سن کر وہ رونے لگا اور سر پر خاک ڈالنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری اپنی کارستانی ہے۔ میں نے تم کو حکم دیا مگر تم نے نہیں مانا پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے صدقہ قبول نہ فرمایا نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورخلافت میں اس کا صدقہ قبول فرمایا یہاں تک کہ وہ عہد عثمانی میں ہلاک ہوگیا۔

عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ام ولد بیان کرتی ہیں میں نے اپنے آقا عبداللہ بن عتبہ سے پوچھا: آپ کو نبی اکرم ﷺ کی کونسی بات یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں پانچ یا چھ سال کا بچہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھا کر مجھے اور میری اولاد کیلئے برکت کی دعا دی' وہ ام ولد کہتی ہیں کہ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس برکت کی وجہ سے ہم پر بڑھاپا نہیں آتا۔ (بیہقی)

مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا

مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ ان کے اسی نرینہ بچے پیدا ہوئے۔ (ابن مندہ' ابن عساکر)

بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے برکت

عامر بکائی کہتے ہیں کہ سن نو ہجری کو بنو بکاء کا ایک وفد جو معاویہ بن ثور' ان کے بیٹے بشر' نجیع بن عبداللہ اور ایک غلام عمرو پر مشتمل تھا' بارگاہ رسالت میں آیا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَتَبَرَّكُ بِمَسِّكَ فَامْسَحْ وَجْهَ اِبْنِىْ بَشَرَ یارسول اللہ! میں آپ کے مس کرنے سے برکت حاصل کرتا ہوں' ازراہ کرم میرے بیٹے بشر کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیر دیجئے

حضور انور ﷺ نے بشر کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری رنگ کی بکریاں عطا فرمائیں اور ان بکریوں پر

دعائے برکت فرمائی' راوی بیان کرتے ہیں کہ بنی بکاء پر اکثر قحط سالی آتی تھی مگر بشر بن معاویہ ؓ کا گھرانا اس مصیبت سے محفوظ رہتا تھا محمد بن بشر بن معاویہ نے اس سلسلہ میں یہ اشعار کہے۔

وَابِیْ الَّذِیْ مَسَحَ الرَّسُوْلَ بِرَاْسِہٖ
وَدَعَالَہٗ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَکَاتِ
اَعْطَاہُ اَحْمَدَ اِذْ اَتَاہُ اَعْنُزًا
عَفْرًا نَوَاجِلَ لَسْنَ بِاللَّجْبَاتِ
یَمْلَانِ وَفْدَالْحَیِّ کُلَّ عَشِیَّۃٍ
وَیَعُوْدُ ذَاکَ الْمَلِیُٔ بِالْغَدَوَاتِ
بُوْرِکْنَ مِنْ مَنَحٍ وَبُوْرِکَ
مَانِحًا وَعَلَیْہِ مِنِّیْ مَاحَیِیْتُ صَلَاتِیْ

میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک پھیرا اور اسے خیرو برکات کی دعا دی جب وہ احمد ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اسے خاکستری بکریاں عطا فرمائیں' عمدہ نسل کی جن کا دودھ کم نہ تھا ہر شام قبیلے میں آنے والے وفد کو برتن بھر کر دودھ دیتی تھیں یونہی صبح کے وقت برتن لبالب بھر دیتیں وہ بابرکت عطیہ ہے اور دینے والا بھی بابرکت ہے جب تک میں زندہ رہوں نبی کریم ﷺ کی ذات پر میرا درودو سلام ہو۔

(البدایہ والنہایہ)

زہیر ؓ بن ابی سلمٰی کے لئے دعا

ابوالفرج اغانی میں ایک مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زہیر بن ابی سلمٰی کی طرف دیکھا اس وقت زہیر کی عمر سو سال تھی آپ نے دعا مانگی' اے اللہ! اسے اس کے شیطان سے محفوظ رکھ' اس کے بعد مرنے تک اس کی زبان پر کوئی شعر نہ آیا

عروہ بارقی ؓ کے لئے دعا

عروہ بارقی ؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے کاروبار میں برکت کی دعا کی' اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو انہیں اس میں نفع ہوتا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

ایک اور روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں کناسہ (بصرہ کا ایک مقام) میں کھڑا ہوتا تو چالیس ہزار لیکر گھر لوٹتا۔

ضمرہ بن ثعلبہ بہزی کے لئے دعا

طبرانی ضمرہ ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ! میرے لئے شہادت کی دعا فرمایئے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں ابن ثعلبہ کا خون کفار پر حرام قرار دیتا ہوں' چنانچہ اس کے بعد وہ ایک زمانہ زندہ رہے' وہ دشمن پر حملہ کرتے اور ان کی صفیں چیر کر واپس آجاتے تھے۔

عبداللہ بن ہشام کے لئے دعا

ابو عقیل سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام کے ساتھ اشیائے خورد و نوش خریدنے کیلئے بازار جاتے تھے راستے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ملتے تو فرماتے ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کرلو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے چنانچہ وہ انہیں اپنے ساتھ شریک کر لیتے بعض اوقات انہیں اتنا منافع ملتا کہ وہ بارشتر جو وہ بازار میں لے کر جاتے سارے کا سارا منافع کی صورت میں گھر بھیجتے۔ (بخاری)

ابو بسرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے لئے دعا

طبرانی بسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ بارگاہ رسالت میں آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی' اسی دعا کی برکت ہے کہ ان کی ساری اولاد آج تک شان و شرف کے ساتھ رہ رہی ہے۔ امام سیوطی کی خصائص میں اسی طرح ہے جبکہ امام اثیر کی اسد الغابہ میں ہے کہ ابو بسرہ یزید بن مالک جعفی بارگاہ رسالت میں آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارے بیٹے کتنے ہیں؟ عرض کیا حارث بسرہ اور عبدالعزیٰ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا پھر یزید اور اس کے تمام بیٹوں کے لئے دعا فرمائی۔ (ابن عبدالبر' ابن مندہ' ابو نعیم)

سراقہ بن مالک کے لئے دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے سفر میں کفار مکہ ہماری تلاش میں نکلے مگر ان میں سے کوئی ہم تک نہ پہنچ سکا سوائے سراقہ بن مالک کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ تلاش کرنے والے تو آپہنچے ہیں۔ فرمایا: فکر نہ کریں خدا ہمارے ساتھ ہے جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی' اے اللہ! تو ہماری طرف سے اس کی کفایت فرما جیسے تیری مرضی ہو' پس سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا: اے محمد! مجھے پتہ ہے کہ یہ آپ کا عمل ہے' دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔ بخدا! میں پیچھے آنے والوں کو آپ کے بارے میں اندھیرے میں رکھوں گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس سے اس کی مصیبت ٹل گئی اور وہ لوٹ کر واپس چلا گیا۔ (بخاری' مسلم)

ابن سعد اور بیہقی کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے' راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوٹ کر دیکھا تو ایک گھوڑسوار ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک شہسوار ہم تک پہنچ چکا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی' اے اللہ! اسے گھوڑے پر سے پچھاڑ دے' پس وہ گھوڑے سے گر گیا اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! جو چاہیں آپ مجھے حکم دیں' آپ نے فرمایا: تم یہاں ٹھہرو کسی کو ہم تک آنے نہ دو۔ خدا کی شان سراقہ صبح کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوشاں تھا اور شام کے وقت آپ کے دفاع میں ہتھیار بند' اس واقعہ کی پوری تفصیل علامہ سید زینی دحلان مکی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قلمبند کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر ہجرت پر نکلے تو راستہ میں سراقہ بن مالک نے ان سے تعرض

کیا' بعدازاں سراقہ نے اسلام قبول کرلیا اس تعرض کا سبب وہ ہے جو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

سراقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں کفار قریش کے پیام بر آئے اور بتایا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے یا گرفتار کرکے لانے کا انعام مقرر کیا ہے جو کہ دیت یعنی سو اونٹ کے برابر ہوگا میں اپنی قوم بنی مدلج کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص ہمارے پاس آکر کہنے لگا اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے راستہ پر چند آدمی دیکھے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہیں' میں سمجھ گیا کہ وہ آدمی فی الواقع محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہی ہیں مگر میں نے کہا: کہ وہ نہیں ہیں بلکہ وہ فلاں فلاں آدمی ہیں جو ابھی ابھی ہماری نظروں کے سامنے گزرے ہیں کچھ دیر میں نے توقف کیا پھر اٹھ کر گھر چلا گیا اور اپنی کنیز کو حکم دیا کہ میرا گھوڑا باہر ٹیلے کے پیچھے لے جائے اور میرا انتظار کرے' میں نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کے پچھواڑے سے باہر آیا پھر نبی اکرم ﷺ کے تعاقب میں روانہ ہوگیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سراقہ رضی اللہ عنہ نے ہمارا تعاقب کیا اس وقت ہم ایک سخت زمین میں تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا تعاقب کرنے ولاا ہمارے نزدیک آگیا ہے آپ نے فرمایا: غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے نبی اکرم ﷺ پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار پیچھے دیکھ رہے تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سراقہ اور قریب آگیا اور ہمارے اور اس کے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! تعاقب کرنے والا بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر اشکبار ہونے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا رب ذوالجلال کی قسم! میں اپنے لئے نہیں رو رہا بلکہ حضور ﷺ کے لئے آنسو نکل آئے ہیں' اس وقت آپ ﷺ کی زبان اقدس سے یہ دعا نکلی۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ — اے اللہ! جس طرح تیری مرضی ہو ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھ۔

بس اسی وقت گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے حتیٰ کہ گھوڑا گھٹنوں تک بلکہ ایک روایت کے مطابق پیٹ تک زمین میں اتر گیا تو سراقہ نے نبی اکرم ﷺ سے امان طلب کی۔ بعض تفاسیر میں یہ منقول ہے کہ سراقہ نے سات بار اللہ سے عہد کیا مگر ہر بار عہد شکنی کی وہ جب بھی عہد توڑتا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس جاتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سراقہ جب نبی اکرم ﷺ کے قریب آیا تو چلا کر کہنے لگا' اے محمد! آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے وہی بچائے گا جو جبار واحد قہار ہے۔ اسی اثناء میں جبرئیل امین علیہ السلام زمین پر اتر آئے اور عرض کیا اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے زمین آپ کے تابع فرمان کردی ہے جو جی چاہے اس کو حکم دیجئے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے زمین! سراقہ کو پکڑ لے چنانچہ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے قدم گھٹنوں تک پکڑ لئے۔ اس نے گھوڑے کو چلانے کی کوشش کی مگر اس نے ذرا حرکت نہ کی یہ حالت دیکھ کر سراقہ نے کہا: اے محمد! میں آپ سے امان طلب کرتا ہوں اگر آپ نے مجھے بچا لیا تو آپ ﷺ کا معاون ہوں گا' آپ کے خلاف نہ ہوں گا۔ پس

حضور ﷺ نے زمین کو حکم دیا اے زمین! اسے چھوڑ دے تو اس نے اسی وقت اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا' پھر جب سراقہ مایوس ہوگیا اور اس معجزے کا مشاہدہ کرلیا تو کہا میں سراقہ ہوں مجھے بات کرنے کا موقع عطا فرمایئے' بخدا! میری طرف سے آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے گی۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ نے مجھے بددعا دی ہے للہ! اب میرے لئے دعا فرمایئے۔' میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں لوگوں کو آپ کے تعاقب سے پھیر دوں گا۔

ابن عباس ﷛ کی ایک روایت میں ہے کہ سراقہ نے کہا: میں آپ کے لئے نفع مند ثابت ہوں گا نقصان دہ نہیں' شاید میرے قبیلے کے لوگ میرے سوار ہوکر آنے سے پریشان ہوں لہٰذا میں ان کی طرف لوٹ کر جاتا ہوں اور انہیں واپس پھیرتا ہوں' میری اس درخواست پر نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر ﷛ ٹھہر گئے اور حضور ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔ پھر میں گھوڑے پر سوار ہوکر دونوں کے پاس آیا اور جس حالت میں میں گرفتار ہوا اس سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ نبی اکرم ﷺ کا دین ضرور غالب ہوگا میں نے نبی اکرم ﷺ کو کفار کے منصوبے اور انعام کے لالچ کے بارے میں آگاہ کیا۔

حضرت ابن عباس ﷛ فرماتے ہیں کہ سراقہ نے نبی اکرم ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ آپ سے جنگ نہیں کرے گا نہ آپ کے بارے میں کفار کو آگاہ کرے گا بلکہ حضور ﷺ کا معاملہ صیغہ راز میں رکھے گا۔

سراقہ کا بیان ہے کہ میں نے زادراہ آپ کی خدمت میں پیش کیا مگر آپ نے یہ پیشکش قبول نہ کی' میں نے عرض کیا یہ میرا ترکش ہے اس سے کچھ تیر لے لیجئے - آپ میرے ریوڑ اور اونٹوں کے پاس سے گزریں گے تو ان سے حسب ضرورت لے لینا' آپ نے فرمایا: نہیں ہمیں آپ کے اونٹ کی ضرورت نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سراقہ نے زادراہ اور مال و متاع پیش کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: سراقہ جب تمہیں اسلام کی رغبت نہیں تو مجھے تمہارے اونٹ اور مویشیوں کی ضرورت نہیں' سراقہ نے کہا: میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ کا دین جہاں بھر میں غالب ہوگا اور آپ لوگوں کی گردنوں کے مالک بنیں گے پس مجھے پیمان دیجئے کہ جب میں آپ کے زمانہ اقتدار میں حاضر ہوں تو آپ میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے چنانچہ حضور ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو اس نے ایک نوازش نامہ لکھ دیا۔

بعدازاں جب سراقہ لوٹ کر مکہ مکرمہ آیا تو لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے اس نے بتایا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا' مگر ابوجہل کے بار بار اصرار پر اس نے اعتراف کیا اور سارا ماجرا بیان کردیا جس کی وجہ سے ابوجہل نے سراقہ کو لعن طعن کی' اسی بارے میں سراقہ نے یہ اشعار پڑھے۔

اَبَاحَکَم وَاللَّاتِ[1] لَوْکُنْتَ شَاهِدًا	اے ابوجہل! لات کی قسم! اگر تو میرے گھوڑے کے پاؤں
لِاَمْرِ جَوَادِیْ اِذْ تَسِیْخُ قَوَائِمُهٗ	زمین میں دھنسنے کا واقعہ دیکھتا تو تجھے یقین ہوجاتا کہ محمد ﷺ
عَلِمْتَ وَلَمْ تُشَکِّكْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا	اللہ کے رسول ہیں جن کے پاس برہان ہے پس کون ان کا
رَسُوْلٌ بِبُرْهَانٍ فَمَنْ ذَایُقَاوِمُهٗ	مقابلہ کرسکتا ہے؟ تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنی قوم کو محمد ﷺ کی

1۔ البدایہ ص 3-184 میں واللات کی جگہ واللہ! منقول ہے۔

عَلَيْكَ فَكَفَّ الْقَوْمَ عَنْهُ فَاِنَّنِيْ
اَرٰى اَمْرَهٗ يَوْمًا سَتَبْدُوْا مَعَالِمُهٗ

مخالفت سے باز رکھے' میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ان کے دین کے جھنڈے بلند ہوں گے۔

بکربنؓ شداخ لیثی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

عبدالملک بن یعلی لیثی سے منقول ہے کہ بکربن شداخ بچپن میں نبی اکرم ﷺ کے خدمت گزار تھے جب بالغ ہوگئے تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ ! ﷺ میں آپ کے کاشانہ اقدس میں جایا کرتا تھا اب میں بالغ ہوگیا ہوں یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ ! بکر کی بات سچ ثابت فرما اور اسے کامیابی نصیب فرما' بعدازاں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد حکومت آیا تو ایک دن بکر حاضر خدمت ہوئے۔ اسی دن ایک یہودی قتل ہوگیا تھا یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت گراں گزرا' پریشان ہوکر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: لوگو! اللہ نے مجھے حکومت و خلافت اس لئے نہیں عطا فرمائی کہ لوگ قتل ہوں میں اللہ کا خوف دلا کر کہتا ہوں کہ کسی شخص کو اس کے قاتل کا علم ہو تو وہ مجھے بتا دے' تو بکر بن شداخ نے اٹھ کر کہا' اے امیرالمومنین ! میں نے اس یہودی کو قتل کیا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر! اس کا خون بہا ادا کیا جائے اب چھٹکارے کی یہی تدبیر ہے۔ بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں امیرالمومنین ایک شخص غزوہ میں شمولیت کے لئے نکلا اور اپنے اہل و عیال کی نگرانی مجھے سونپ گیا' چنانچہ میں اس کے گھر کے دروازے پر پہنچا تو یہ یہودی اس کے گھر کے اندر موجود تھا اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

وَاَشْعَثَ غَرَّةُ الْاِسْلَامِ
حَتّٰى خَلَوْتُ بِعِرْسِهٖ لَيْلَ التَّمَامِ
اَبِيْتَ عَلٰى ترائبِهَا وَيُمْسِيْ
عَلٰى قَوْدِ الْاَعِنَّةِ وَالْحَزَامِ

وہ پراگندہ بال شخص جسے اسلام نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے میں نے ساری رات اس کی بیوی کے ساتھ شب باشی کی' میں اس کی بیوی کے سینے پر رات بسر کرتا ہوں جبکہ وہ دن بھر گھوڑے کی لگام اور تنگ پر سوار رہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بکر کی اس بات کو سچا سمجھا اور یہودی کا خون رائیگاں ٹھہرا دیا' یہ سب نبی اکرم ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا۔ البدایہ والنہایہ (ص 289/5)

قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت مخرمتہ کے لئے دعا

قیلہ بنت مخرمہ بیان کرتی ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ اس وقت اکڑوں بیٹھے تھے۔ میں نے آپ کے بیٹھنے کا یہ انداز دیکھا تو لرزہ براندام ہوگئی۔ آپ ﷺ کے ایک ہمنشین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بے چاری کانپنے لگی ہے تو آپ ﷺ نے مجھے بن دیکھے فرمایا: (کیونکہ میں پشت مبارک کی طرف تھی۔)

يَامِسْكِيْنَةُ عَلَيْكَ السَّكِيْنَةَ — اے مسکینہ ! تجھ پر سکینت اترے۔

1۔ البدایہ میں یہ نام بکیر آیا ہے۔ (ص 289/5)

جب آپ کی زبان اقدس سے یہ کلمات نکلے تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل کا سارا خوف زائل فرما دیا۔ (ابن سعد)

ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے دعا

بخاری ادب میں اور امام نسائی سنن میں حضرت ام قیس سے نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں' کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا تو میں جزع فزع کرنے لگی میں نے غسل دینے والے کو کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا' ٹھنڈے پانی سے تو وہ مرجائے گا۔ عکاشہ بن محصن نے جاکر یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ مسکرا پڑے پھر فرمایا: اللہ ام قیس کی عمر دراز کرے' چنانچہ ام قیس نے اتنی لمبی عمر پائی کہ کسی عورت کو ان کی عمر کا اندازہ نہ تھا۔

نابغة کے لئے دعائے مصطفیٰ ﷺ

یعلی بن اشدق کہتے ہیں کہ میں نے نابغہ بنی جعدہ کو کہتے ہوئے سنا "میں نے حضور ﷺ کو شعر سنایا تو آپ کو بہت پسند آیا' پھر دعا فرمائی' اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے' یعلی کا بیان ہے کہ میں نے نابغہ کو سو سال سے زیادہ عمر کا دیکھا مگر ان کا ایک دانت بھی نہ ٹوٹا تھا۔ (بیہقی' ابو نعیم)

ابن السکن کی روایت میں ہے' میں نے نابغہ کے دانت برف سے زیادہ سفید دیکھے' اور یہ دعائے مصطفیٰ ﷺ کی برکت تھی۔

"سیرت النبی" میں علامہ دحلان مکی نے تحریر فرمایا:

"حضور ﷺ نے نابغہ قیس بن عبداللہ جعدی کے لئے دعا فرمائی جب اس نے بارگاہ رسالت میں نعتیہ قصیدہ پڑھا اور ان اشعار پر پہنچا۔

فَلَاخَيْرَ فِيْ حِلْمٍ اِذَالَمْ يَكُنْ لَه
بَوَادِرِ تَحْمِيْ صَفْوَهٗ اَنْ يَكَدَرَا
وَلَاخَيْرَ فِيْ جَهْلٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ
حَلِيْمٌ اِذَا مَا اَوْرَدَالْاَمْرَاَصْدَرَا

حلم و بردباری میں کوئی بھلائی نہیں جبکہ اس کے ساتھ ایسی تلواریں نہ ہوں جو اس کے زلال و جوہر کو مکدر ہونے سے بچائیں نہ جہالت میں کوئی اچھائی ہے جب تک کہ اس کے لئے کوئی حلیم و بردبار نہ ہو کہ جب جہالت کوئی شر و فساد لے آئے تو اس کا رخ پھیر دے۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرا منہ سلامت رکھے' اسی دعا کی برکت ہے کہ اس کا کوئی دانت نہ ٹوٹا اور بروایت دیگر اس کے دانت سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے اس نے ایک سو بیس یا ایک سو چالیس سال عمر پائی۔

عمیر بن سعد کے لئے دعا

شفاء شریف میں ذکر فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ نے عمیر بن سعد کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کی عمر اور صحت

میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ اسی سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی مگر ان پر بڑھاپے کے اثرات نہ تھے۔

جنگ بدر میں حضور ﷺ کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ طالوت کی طرح 315 مجاہدین کے ہمراہ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے روانگی کے وقت دعا مانگی الٰہی! یہ سرفروش برہنہ پا ہیں انہیں سواری عطا کر' یہ بلاوردی ہیں انہیں لباس عطا کر' یہ بھوکے ہیں انہیں شکم سیر فرما' چنانچہ اللہ نے ان مجاہدین کو فتح و کامرانی سے ہمکنار فرمایا: وہ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے انہیں لباس بھی مل گیا اور وہ شکم سیر بھی ہو گئے۔
(ابن سعد' بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

"میں نے اس شدت اور زور کے ساتھ کسی کو اپنے حق کا واسطہ دیتے ہوئے نہیں سنا' جس زور سے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واسطہ دیکر دعا فرمائی۔ آپ بار بار فرماتے رہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ

اے اللہ ! میں تجھے اس عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا' اے اللہ ! اگر تو اس گروہ کو ہلاک کر دے گا تو پھر تیری عبادت نہیں ہو گی۔

اس دعا کے بعد جب نبی اکرم ﷺ نے رخ انور پھیرا' تو ماہتاب کی مانند چمک رہا تھا' پھر فرمایا: مجھے کفار کے مقتل نظر آ رہے ہیں جہاں وہ کل گریں گے۔ (بیہقی)

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بدر کے دن حضور ﷺ اپنے قبہ میں تشریف فرما تھے اور یہ دعا مانگ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَد بَعْدَ الْيَوْمِ اَبَدًا

اے اللہ ! میں تجھے تیرے وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں' اگر تیری مشیئت یہی ہے تو پھر قیامت تک تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس گداز حالت میں دست اقدس تھام کر عرض کیا' حضور! یہ کافی ہے' اب بس کیجئے آپ نے تو زاری کی انتہا کر دی ہے۔ حضور ﷺ اس وقت زرہ پوش تھے' باہر تشریف لائے تو زبان پر یہ الفاظ تھے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

عنقریب یہ لشکر ہزیمت سے دوچار ہو گا اور پیٹھ دے کر بھاگ جائے گا۔

مسلم اور بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا' بدر کے دن نبی اکرم ﷺ نے مشرکین کی طرف نگاہ اٹھائی تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی جبکہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تین سو انیس تھے'

اس واضح فرق کو دیکھ کر حضور ﷺ نے رخ انور قبلہ کی طرف کیا اور اپنے ہاتھ پھیلا کر بارگاہ ربوبیت میں زاری شروع کی' یہاں تک کہ عالم محویت میں ردائے مبارک شانوں سے گر گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ردائے مبارک تھام کر عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے بارگاہ صمدیت میں استغاثہ کی انتہا کردی ہے۔ پھر چادر کو حضور ﷺ کے شانوں پر ڈال کر آپ کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ

یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کررہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی اور فرمایا: میں تمہاری مدد ایک ہزار پے در پے آنے والے فرشتوں سے کروں گا' اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔

حالت سجدہ میں یاحی یاقیوم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بدر کے روز تھوڑی دیر جنگ میں مشغول رہنے کے بعد میں بھاگتا ہوا نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تاکہ دیکھوں کہ کیا کررہے ہیں' میں نے دیکھا کہ آپ حالت سجدہ میں یاحی یاقیوم کہہ رہے ہیں' میں لوٹ کر دوبارہ قتال میں شامل ہوگیا کچھ دیر کے بعد پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا' آپ اس وقت بھی سجدہ میں وہی الفاظ دہرا رہے تھے' پھر تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا جب میں چوتھی بار آیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی عطا فرمائی (بیہقی' نسائی' حاکم)

غزوۂ بدر میں دعا کا ثمرہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ غزوۂ بدر میں نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور اللہ سے فتح و نصرت کی التجا کی جس کا اس نے وعدہ دے رکھا تھا اور فرمایا: اے اللہ! اگر کفار اس چھوٹے سے گروہ پر غالب آ گئے تو شرک کا غلبہ ہوجائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہے گا' اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ کو ضرور فتح دے گا اور آپ ﷺ کا چہرہ روشن کرے گا' اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک ہزار فرشتے قطار اندر قطار نازل فرمائے جنہوں نے کفار کو محاصرے میں لے لیا۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے صدیق! مبارک ہو' یہ جبریل امین زرد عمامہ پہنے' گھوڑے کی لگام تھامے آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہیں بعدازاں جب وہ نیچے اترے تو ایک لمحہ کیلئے اوجھل ہوگئے پھر ظاہر ہوئے تو ان کے قدم گرد آلود تھے اور کہہ رہے تھے آپ ﷺ نے اللہ کو پکارا تو اس کی مدد آپ کے پاس پہنچ گئی ہے۔ (بیہقی)

ذی قار کی جنگ میں اہل فارس کے خلاف بکر بن وائل کیلئے دعا

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

میں نے آمدی کی شرح دیوان اعشی میں یہ واقعہ دیکھا کہ ذی قار کی جنگ بعثت نبوی کے بعد ہوئی اور بنو بکر کی اہل فارس کے ساتھ لڑائی کا منظر جبریل امین نے نبی اکرم ﷺ کو دکھایا تو آپ ﷺ نے دعا مانگی' اے اللہ ! بکر بن وائل کی امداد فرما' یہ دعا آپ ﷺ نے دو بار مانگی' تیسری بار یہ دعا کرنا چاہتے تھے کہ اللہ کی نصرت و مدد ہمیشہ ان کے شامل حال رہے تو جبریل امین نے حاضر ہوکر عرض کیا' یارسول اللہ ! ﷺ آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے جب آپ ان کے لئے دائمی نصرت کی دعا کریں گے تو وہ دعا ان کے ساتھ قائم نہ رہے گی جس کا ایک سبب ظاہر ہوگا پس جب اہل فارس نے شکست کھائی تو نبی اکرم ﷺ خوشی سے مسکرا پڑے اور فرمایا : یہ پہلا دن ہے کہ اہل عرب نے عجمیوں سے بدلا لیا ہے اور انہیں یہ نصرت و کامرانی میری ذات کے تصدق میں ملی ہے۔

مدینہ شریف سے وباء' بخار اور طاعون کے دفعیہ کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے یہ شہر بیماریوں اور وباؤں کا مرکز تھا' آپ ﷺ نے دعا فرمائی' اے اللہ! مدینہ شریف کو ہمارے لئے اس طرح محبوب بنا دے جس طرح مکہ مکرمہ ہمارے لئے محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب نیز اس کی آب و ہوا درست کردے۔ اے اللہ! اس کے پیمانوں میں برکت دے اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ (بخاری' مسلم)

ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ ایام جاہلیت میں مدینہ منورہ کی وباء بڑی مشہورومعروف تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی' اے اللہ ! اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردے چنانچہ جحفہ میں جو بچہ پیدا ہوتا وہ بالغ ہونے سے پہلے اس بخار کا ضرور شکار ہوتا تھا۔ (بیہقی)

زبیر بن بکار موسیٰ بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب مدینہ شریف تشریف لائے تو آپ ﷺ کے اصحاب بخار میں مبتلا ہوگئے۔ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی آیا تھا جس نے ایک مہاجر عورت سے شادی کی تھی۔ حضور ﷺ نے منبر شریف پر جلوہ افروز ہوکر تین بار فرمایا : اے لوگو! اعمال کا دارومدار نیت پر ہے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو درحقیقت اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس نے دنیا طلبی یا کسی عورت کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی مقصد کے لئے ہے پھر ہاتھ اٹھاکر دعا مانگی' اے اللہ ! ہم سے یہ وباء منتقل کردے۔"

جب صبح ہوئی آپ نے فرمایا : آج رات یہ بخار ایک سیاہ فام بوڑھی عورت کی شکل میں میرے سامنے پیش کیا گیا' تو میں نے کہا : کہ اسے فلاں جوہڑ میں بھیج دو (یہ جوہڑ وادی بطحان کے درمیان تھا۔)

حضرت عروہ ہی سے روایت ہے کہ جب صبح ہوئی۔ ایک شخص مکہ کی جانب سے آیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا : کیا تمہاری کسی سے ملاقات ہوئی ہے۔ اس نے جواب دیا مجھے راستے میں کوئی نہیں ملا البتہ ! ایک سیاہ فام بوڑھی جو ننگی اور ژولیدہ موتھی' ملی ہے فرمایا : وہ بخار ہے جو کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شریف کو حرم

ٹھہرایا تو میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں میں نے اس کے مد و صاع میں برکت کی دعا کی ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کیلئے کی تھی۔ (بخاری، مسلم)

بخاری تاریخ میں عبداللہ بن فضل بن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے اہل مدینہ کے لئے وہی بھلائیاں طلب کرتا ہوں جو مکہ والوں کو عطا کی ہیں' حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ مدینہ شریف کا مد اور صاع جو کام کرتا ہے وہی مکہ شریف کا مدوصاع کرتا ہے۔

زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں اسماعیل بن نعمان سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان ریوڑوں کے لئے دعا فرمائی جو مدینہ شریف کی چراگاہ میں چرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مدینہ پاک کی بکریوں کے آدھے پیٹوں میں اس قدر برکت دے جو دوسرے علاقوں کی بکریوں کے پورے پیٹوں میں ہوتی ہے۔

غزوہ خیبر میں دعائے رسول کی برکت

ابن اسحاق' ابوبکر بن حزم کے حوالے سے ایک اسلمی کا بیان نقل کرتے ہیں کہ بنو اسلم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا بخدا! ہم نے بہت محنت کی مگر ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا' یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے دعا مانگی' اے اللہ! تو ان کا حال جانتا ہے ان میں کوئی زور نہیں ادھر میرے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں کہ انہیں عطا کروں' اس لئے تو ان کے ہاتھوں وہ قلعہ فتح فرما جس میں زیادہ دولت اور زیادہ غلہ ہو چنانچہ صبح کے وقت یہ لوگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے صعب بن معاذ کا قلعہ فتح فرمایا۔ خیبر میں کوئی قلعہ ایسا نہ تھا جو اس سے زیادہ غلہ اور مال و متاع رکھتا ہو۔ (بیہقی' ابن ہشام)

ایک اور روایت میں ہے کہ خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کو راشن کی کمی کا سامنا کرنا پڑا اور یہ صورت حال قلعوں کی فتح سے پہلے کی تھی۔ اس سلسلہ میں بنو اسلم نے اسماء بن حارثہ اور اس کی بیوی کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ یارسول اللہ! ﷺ بنو اسلم حضور ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ بھوک نے ہمیں مار ڈالا ہے" ایک شخص نے انہیں اس بات پر ملامت کی کہ عربوں میں سے صرف تم اس بات کی شکایت کر رہے ہو۔ اسماء کے بھائی ہند بن حارثہ نے اس طعن کا جواب دیتے ہوئے کہا' بخدا! مجھے امید ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس غرض کے لئے وفد کا جانا بھلائی کی کلید ہے چنانچہ اسماء نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بنو اسلم کا پیغام پہنچایا' حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! تو ان کا حال جانتا ہے ان میں کوئی زور نہیں' اس وقت میرے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں کہ انہیں عطا کروں تو ان کے لئے ایسا قلعہ مسخر فرما جو سب قلعوں سے زیادہ خوراک اور مال و اسباب رکھتا ہو"

پھر علم حباب بن منذر کو عطا فرمایا اور لوگوں میں اس بات کی صدا دی پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کی دعا قبول فرمالی اور صعب کا قلعہ اس دن سورج غروب ہونے سے پہلے فتح فرمایا حالانکہ اس سے پہلے انہوں نے دو دن تک قلعہ کا محاصرہ کیا تھا' یہ قلعہ دیگر تمام قلعوں سے زیادہ غلہ اور مال و متاع رکھتا تھا۔

کثیبہ کے لئے دعا

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں میری طرف لکھا کہ کثیبہ کے بارے میں تحقیق کرکے بھیجو آیا یہ خمس میں سے تھا یا رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا چنانچہ میں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے اس کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے بنی حقیق کے ساتھ مصالحت فرمائی تو قلعہ نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کئے۔ کثیبہ بھی اسی کا ایک جز تھا' آپ ﷺ نے ان پر قرعہ اندازی فرمائی اور دعا مانگی' اے اللہ! اپنا حصہ کثیبہ کو ٹھہرا' چنانچہ پہلا حصہ جو نکلا اس پر لکھا تھا۔

لله علی الکثیبه — کثیبہ سہم خداوندی ہے۔

پس وہ رسول اللہ ﷺ کا خمس ہوا' دوسرے دو سہم بے علامت رکھے گئے جنہیں مسلمانوں کے لئے اٹھارہ حصوں میں بانٹ دیا گیا۔ ابوبکر بن محمد کہتے ہیں' میں نے یہ بات تحقیق کرکے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ (ابن سعد)

قریش کے اول حصے کیلئے بددعا اور آخری کیلئے دعا

بخاری (تاریخ میں) ابن ابی اسامہ ابو یعلی اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی۔

"اے اللہ! جس طرح تو نے قریش کے اول حصے کو نکال (سزا) کا ذائقہ چکھایا اسی طرح اس کے آخری حصے کو نوال (جودوعطا) کی لذت نصیب فرما۔

"یہ بات بہت واضح و ظاہر ہے کہ اس کے بعد قریش نے جودو عطا کا بہت لطف اٹھایا اور ان کے ہاتھ پر بے شمار فتوحات ہوئیں۔

اہل طائف کے لئے دعا

حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی رحمت ﷺ نے طائف کا محاصرہ فرمایا تو ہمیں جنگ کی اجازت نہ عطا فرمائی' نہ ہمیں اس کی فتح یابی کا گمان تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ﷺ ان کے خلاف اللہ کی بارگاہ میں دعا کیوں نہیں کرتے اور ان کی طرف کیوں نہیں بڑھتے' شاید اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہمیں ان کے ساتھ ابھی جنگ کی اجازت نہیں ملی۔ بعدازاں آپ محاصرہ اٹھاکر واپس تشریف لے آئے۔ بوقت روانگی یہ دعا مانگی' الٰہی انہیں ہدایت دے اور ہمیں ان کی ذمہ داری پوری کرنے کی توفیق دے۔ چنانچہ رمضان شریف میں ان کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا۔ (بیہقی' ابونعیم)

تجیبی غلام کے لئے دعا

بنو تجیب کا ایک وفد سن نو ہجری کو بارگاہ رسالت میں باریاب ہوا' ان کے ساتھ ایک غلام بھی تھا' اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا ایک کام کر دیجئے حضور ﷺ نے فرمایا: کون سا کام؟ عرض کیا میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے غنائے قلبی نصیب فرمائے" پس حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاجْعَل غِنَاہُ فِیْ قَلْبِہٖ

اے اللہ! اس کو بخش دے اس پر رحم فرما اور اسے غنائے قلبی عطا کر۔

اس کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے اور اگلے سال منیٰ کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دوبارہ ملے۔ حضور ﷺ نے ان سے اس غلام کے بارے میں پوچھا: تو انہوں نے عرض کیا ہم نے اس جیسا قناعت پسند شخص نہیں دیکھا۔ (ابن سعد)

دیگر امور میں دعائے رسول ﷺ کی قبولیت

علمائے سیرت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار ثور میں داخل ہوئے اور مشرکین تعاقب میں تھے تو نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی' اے اللہ! ان کو قوت بصارت سے محروم کر تاکہ ہمیں نہ دیکھ سکیں' چنانچہ وہ غار کے اندر جھانک کر نہ دیکھ سکے اور اس کے دائیں بائیں گھومنے لگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا — اے اللہ! آل محمد ﷺ کی روزی بقدر گزران عطا کر (بخاری' مسلم)

بیہقی کہتے ہیں کہ آل محمد (ﷺ) کو بقدر گزارہ ہی روزی دی گئی جس پر وہ صابر شاکر رہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو مہمان ٹھہرایا اور ازواج مطہرات کے پاس کھانے کا پیغام بھیجا مگر کسی کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَاِنَّہٗ لَایَمْلِکُھَا اِلَّا اَنْتَ — اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا طلبگار ہوں کیونکہ تو ہی اس کا مالک ہے۔

اسی اثناء میں کسی نے بھنی ہوئی بکری بطور ہدیہ بھیج دی' آپ نے فرمایا: یہ ہے اللہ کا فضل' اب ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔ (بیہقی)

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سب نے اس بھنی ہوئی بکری کو سیر ہو کر کھایا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے اللہ سے اس کے فضل اور رحمت کا سوال کیا تھا' تو اس کا فضل تو مل گیا' رہی رحمت تو اس نے اسے اپنے پاس ذخیرہ کر لیا ہے۔ (بیہقی)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھا تھا' آپ ﷺ کو چھینک آئی تو اس یہودی نے کہا: یَرْحَمُكَ اللّٰه آپ نے جواباً یہ دعا فرمائی۔ هَدَاكَ اللّٰهُ اللہ تمہیں ہدایت دے' پس وہ یہودی اس دعا کی برکت سے مسلمان ہوگیا۔ (بیہقی)

ایک نوجوان کیلئے پاکیزہ زندگی کی دعا

ابوامامہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے؟ اس کی اس جسارت پر لوگوں نے اسے لعن طعن کیا مگر حضور ﷺ نے اس سے فرمایا: "میرے قریب آجاؤ چنانچہ وہ قریب آگیا آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنی ماں کے لئے زنا پسند کروگے؟ اس نے جواب دیا یارسول اللہ! میں آپ پر قربان' خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ فرمایا: دوسرے لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے' پھر فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ کوئی تمہاری بیٹی کے ساتھ زنا کرے؟ کہنے لگا حضور! میں نثار بخدا! مجھے ہرگز یہ پسند نہیں فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیٹیوں سے زنا کیا جائے' اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس نوجوان سے اس کی بہن خالہ اور پھوپھی کے بارے میں یہی سوال کیا تو اس نے بھی یہی جواب دیا کہ اسے ان کے ساتھ زنا گوارا نہیں' پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینہ پر دست اقدس رکھ کر دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَاَحْصِنْ فَرْجَهُ اے اللہ! اس کا گناہ معاف فرما' اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس نوجوان نے کبھی کسی کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔ (احمد' بیہقی)

صخر غامدی ؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِي فِي بُكُورِهَا اے اللہ! میری امت کیلئے ان کی صبحیں بابرکت کردے۔

صخر ایک تجارت پیشہ شخص تھے وہ اپنے لڑکوں کو صبح سویرے ہی تجارت کے لئے بھیج دیتے جس کی وجہ سے ان کے پاس اس قدر مال و دولت آئی کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ اس مال و دولت کو کہاں رکھا جائے۔

(امام احمد اربعہ' ابن خزیمہ' بیہقی)

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا: کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے عرض کیا' ہاں! یارسول اللہ! فرمایا: تم دونوں اپنے سر میرے سامنے کرو۔ پھر اس عورت کی پیشانی اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور دعا فرمائی' اے اللہ! ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کردے اور انہیں ایک دوسرے کا محبوب بنا دے۔ بعدازاں وہ عورت حضور ﷺ کی خدمت میں آئی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارا اور تمہارے شوہر کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا اب کوئی نیا پرانا مال اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں' یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' اس ارشاد پر عمر

ﷺ بولے! میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

ابو یعلی اور ابو نعیم نے اسی طرح کی روایت حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کی ہے۔

عورت کے لئے ستر پوشی کی دعا

حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ میرے لئے دعا فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو صبر کرو۔ اس کا صلہ جنت ہے اور اگر چاہو تو میں تمہاری صحت یابی کی دعا کر دیتا ہوں۔ کہنے لگی۔ میں صبر کر لوں گی۔ البتہ دوران مرگی میرا جسم برہنہ ہو جاتا ہے۔ بس یہ دعا فرما دیجئے کہ میرا ستر نہ کھلے تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے لئے ستر نہ کھلنے کی دعا فرمائی۔

اونٹ میں برکت کی دعا

مجاہد کہتے ہیں ایک شخص نے اونٹ خریدا۔ پھر اس نے نبی اکرم ﷺ سے التماس کی کہ اس اونٹ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی الٰہی اس کے اونٹ میں برکت عطا فرما' تو کچھ عرصہ کے بعد وہ اونٹ مر گیا۔

پھر اس نے ایک اور اونٹ خریدا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں برکت کی دعا فرمایئے حضور ﷺ نے دعا فرمائی تو وہ اونٹ بھی چند دن کے بعد مر گیا۔ پھر اس شخص نے تیسرا اونٹ لیا اور حضور ﷺ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! اس شخص کو اس اونٹ کی سواری نصیب فرما۔ تو وہ اونٹ اس کے پاس بیس سال رہا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ تینوں بار دعا قبول ہوئی جبکہ پہلی دو بار یہ دعائے برکت آخرت کی طرف منتقل ہوگئی۔

ہر محدث کا چہرہ شاداب رہتا ہے

حضرت زید بن ثابت ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کا چہرہ تروتازہ رکھے جس نے میرا کلام سنا پھر اسے یاد کر کے اسی طرح آگے پہنچا دیا جس طرح سنا تھا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں' ہر محدث کا چہرہ اس دعا کی برکت سے شگفتہ و شاداب رہتا ہے۔(اربعہ)

عتبہ بن ابی لہب کے لئے بددعا

بیہقی اور ابو نعیم بطریق ابو نوفل بن ابو عقرب نقل کرتے ہیں کہ ابولہب کے بیٹے عتبہ نے آکر نبی اکرم ﷺ کو سب و شتم کیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا — اے اللہ! اس پر ایک کتا مسلط فرما۔

ابولہب شام سے اونی کپڑا لایا کرتا تھا اور اپنے بیٹے کو اپنے غلاموں اور کاروباری نمائندوں کے ہمراہ بھیجتا تھا وہ ان سے کہتا مجھے اپنے بیٹے کے خلاف محمد ﷺ کی بددعا کا خوف ہے۔ تم اس کی خوب حفاظت کرو۔ چنانچہ وہ جب کسی مقام پر پڑاؤ

کرتے تو اسے دیوار کے ساتھ لٹاتے اور اسے کپڑوں اور مال و متاع سے ڈھک کر محفوظ کردیتے۔ ایک عرصہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا' آخر کار ایک درندے نے اسے قتل کر دیا جب اس کے قتل کی خبرابولہب کو پہنچی تو اس نے کہا: میں تم سے نہیں کہتا تھا' کہ مجھے اس کے خلاف محمد ﷺ کی دعا کا خوف ہے۔ (بیہقی)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ عتبہ بن ابی لہب نے نبی اکرم ﷺ پر تسلط کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس ظالم پر ایک درندہ مسلط کردے چنانچہ وہ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ سفر شام پر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اہل قافلہ شام کے ایک مقام زرقاء پر اترے۔ رات کے وقت ایک شیر آیا۔ تو عتبہ اسے دیکھ کر چلانے لگا۔ ہائے بربادی! یہ تو وہی ہے یہ مجھے نگل جائے گا۔ جیساکہ محمد ﷺ نے مجھے بددعا کی تھی۔ مجھے محمد ﷺ نے قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ وہ مکہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں۔ پورے قافلے میں سے شیر نے صرف اسی پر حملہ کیا اور اس کے سر کو چبا کر اسے قتل کر ڈالا۔

ھبار بن اسود کی روایت میں ہے کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے شام کے لئے رخت سفر باندھا۔ میں بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوا۔ عتبہ کہنے لگا میں محمد ﷺ کے پاس جاکر ضرور انہیں ان کے رب کے بارے میں اذیت دوں گا۔ چنانچہ وہ بدبخت حضور ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا۔ اے محمد!

هُوَ يَكْفُرُ بِالَّذِىْ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

وہ اس ذات کا انکار کرتا ہے جو قریب ہوا پھر اس کی تجلی نیچے آئی یہاں تک کہ دو قوسوں کے برابر یا اس سے زیادہ قریب ہوگیا۔

تو رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس پر یہ کلمات دعا آئے۔

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ

اے اللہ! اس پر اپنا کوئی کتا بھیج۔

وہ لوٹ کر آیا تو اس کے باپ نے اس سے پوچھا: تو نے کیا کہا اور محمد ﷺ نے اس کا کیا جواب دیا۔ تو اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا سن کر ابولہب نے کہا: بیٹا بخدا! مجھے تم پر محمد کی بددعا کا اندیشہ ہے۔

ابن اسود کا بیان ہے کہ ہم روانہ ہوئے تا آنکہ مقام شرات میں اترے' یہ مقام شیروں کی آماجگاہ ہے۔ ابولہب نے ہم سے کہا: تم میری عمر رسیدگی اور حق کو جانتے ہو اور یہ بھی تمہیں پتہ ہے کہ محمد ﷺ نے میرے بیٹے کو بددعا دی ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے دھڑکا لگا ہوا ہے تم اپنا سارا مال و متاع اس عبادت گاہ کے پاس جمع کرو اور میرے بیٹے کے لئے بچھادو پھر آس پاس اپنے بستر لگالو۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا رات کیوقت ایک شیر آیا جس نے ہمارے منہ سونگھے۔ جب اپنا مقصود ہاتھ نہ آیا تو اچھل کر سامان کے اوپر آگیا۔ پھر عتبہ کا منہ سونگھ کر اسے چیرپھاڑ ڈالا اور چلا گیا۔ ابولہب کہنے لگا بخدا! محمد کی بددعا ٹلتی نہیں ہے۔

اس روایت کو ابن اسحاق اور ابونعیم نے دوسرے طریق سے محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے مرسلا روایت کیا ہے۔ اس

میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل اشعار اسی واقعہ کے متعلق ہیں۔

سَائِلْ بَنِی اَشْقَرَ اِنْ جِئْتَهُمْ
مَاکَانَ اَنْبَاءُ اَبِیْ وَاسِعٌ
لَا وَسَعَ اللّٰهُ لَهٗ قَبْرَهٗ
بَلْ ضَیَّقَ اللّٰهُ عَلَی الْقَاطِعِ
رَحِمِ بَنِیْ اَجْدَادُهٗ ثَابِتٌ
یَدْعُوْ اِلٰی نُوْرٍ لَهٗ سَاطِعٌ
اَسْبَلَ بِالْحَجْرِ لِتَکْذِیْبِهٖ
دُوْنَ قُرَیْشٍ نَهْزَةَ الْفَادِعِ
فَاسْتَوْجَبَ الدَّعْوَةَ مِنْهُ بِمَا
بَیَّنَ لِلنَّاظِرِ وَالسَّامِعِ
اِذْسَلَّطَ اللّٰهُ بِمَا کَلْبَهٗ
یَمْشِیْ الْهُوَیْنَا مَشْیَةَ الْخَادِعِ
حَتّٰی اَتَاهُ وَسْطَ اَصْحَابِهٖ
وَقَدْ عَلَتْهُمْ سِنَةُ الْهَاجِعِ
فَالْتَقَمَ الرَّاسَ بَیَافُوْخِه
وَالتخرَمِنْه فغرةُ الْجَائِعِ

اگر تو بنی اشقر کے پاس آئے تو ان سے پوچھنا
کہ ابی واسع کے بارے میں کیا خبریں ہیں
اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو کشادہ نہ کرے
بلکہ اس کی قبر تنگ کر دے کیونکہ وہ قاطع رحم ہے
اپنے رشتہ داروں کا اور اس نبی کا جو
اپنے بلند نور کی طرف دعوت دیتا ہے
مقام حجر میں اس نے نبی کی تکذیب کرتے ہوئے
زبان درازی کی
پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسی دعا ضروری تھی
جو دیکھنے سننے والے کے لئے روشن دلیل بنے
اللہ تعالیٰ نے ایک درندہ اس پر مسلط کر دیا
جو اس کی طرف ایک حیلہ جو کی طرح نرم خرامی سے چل رہا تھا
یہاں تک کہ وہ اس کے پاس اس کے ساتھیوں کے درمیان آیا
اس وقت ان پر نیند کا شدید غلبہ تھا
پس اس درندے نے اس کا سارا سر
گلے سمیت چبا لیا' بھوک کا یہ انداز غفلت عجیب ہے۔

ابونعیم نے یہی واقعہ والنجم اذا ھویٰ کے ضمن میں طاؤس سے نقل کیا ہے۔

قریش کے خلاف بددعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت اور نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی تو آپ نے دعا مانگی اے اللہ! ان قریش کے مقابلے میں میری مدد فرما اور ان پر سات برس کا قحط نازل فرما جیساکہ یوسف علیہ السلام کے زمانے میں نازل فرمایا تھا۔ چنانچہ ایسا سخت قحط آیا کہ قریش مردار کھانے پر مجبور ہوگئے۔ بھوک کی وجہ سے انہیں آسمان و زمین کے درمیان دھواں سا نظر آتا تھا' بعد ازاں انہوں نے دعا کی۔

رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ   اے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کر دے ہم ایمان لاتے

ہیں۔

بارگاہ خداوندی سے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد ہوا اگر ہم ان سے عذاب دور کردیں تو یہ پھر سرکشی پر آمادہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق جب ان سے عذاب ہٹایا گیا تو وہ دوبارہ کفر کا ارتکاب کرنے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان سے انتقام لیا۔ ان آیات میں اسی حقیقت کا اظہار ہے۔

یو م تَاتِی السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِیْنٍ سے یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْکُبْریٰ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ

بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ لوگوں کی سرکشی دیکھی تو دعا فرمائی۔

"خدایا! ان کو سات سال تک قحط میں مبتلا رکھ جس طرح تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط نازل فرمایا تھا" چنانچہ ان پر ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگوں نے بھوک کے مارے مردار ہڈیاں اور چمڑے کھائے۔ یہ حالت دیکھ کر ابوسفیان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد! ﷺ آپ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی قوم تباہ ہو رہی ہے۔ اس کے لئے اللہ سے دعا کریں' چنانچہ آپ نے دعا فرمائی جس کی وجہ سے بارش ہوئی اور سات سالہ قحط سالی دور ہوگئی۔ اس بارش کا سلسلہ اتنا دراز ہوا کہ لوگوں نے کثرت باراں کی شکایت کی۔ آپ نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلاَ عَلَیْنَا اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش عطا کر' ہمارے اوپر نہ کر۔

چنانچہ مکہ شریف کی فضا سے بادل ہٹ گئے اور ارد گرد بارش ہوتی رہی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں کہ "آیت دخان" دھوئیں کی نشانی گزر چکی ہے اور وہ کال ہے جو قریش کی قوم میں پڑا۔ اسی طرح آیت روم بڑی گرفت اور چاندشق ہونے کے معجزات گزر چکے ہیں۔

امام نسائی' حاکم اور بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے محمد! میں آپ کو اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اب ہم مردار اور غلاظت کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَکَانُوا لِرَبِّهِم وَمَایَتَضَرَّعُوْنَ بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور جھکے نہ گڑگڑاتے ہیں۔ (23 : 76)

پس نبی اکرم ﷺ نے ابوسفیان کی اس درخواست پر دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس مصیبت کو دور فرمادیا۔

امام زینی دحلان مکی سیرت النبی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہم ایک دن حضور ﷺ کے ہمراہ حرم پاک میں تھے حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے حرم کے قریب ہی لوگوں نے (کچھ عرصہ پہلے) اونٹ ذبح کئے تھے اور ان کے اوجھ پڑے تھے ابوجہل نے کہا: کون ایسا ہے جو یہ اوجھ اور غلاظت اٹھا کر لے آئے اور جب محمد ﷺ سجدہ میں

جائیں تو ان کی گردن اور پشت پر ڈال دے۔

بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور یہ اوجھ اور گندگی اٹھا کر لے آیا جب حضور سجدہ ریز ہوئے تو اس نے یہ گندگی پشت اقدس پر ڈال دی' کفار یہ منظر دیکھ کر قہقہے لگانے لگے اور ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگے۔

ابن مسعود فرماتے ہیں میں یہ سارا منظر آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اگر میرا بس چلتا تو میں اس اوجھ کو آپ کی پشت اقدس سے اتار دیتا اتنے میں کسی نے اس بات کی خبر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی' وہ تشریف لے آئیں آپ اس وقت بھی حالت سجدہ میں تھے تو انہوں نے آپ کی پشت اقدس سے اوجھ اتاری اور ان کفار کو برا بھلا کہنے لگیں۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ سجدہ سے اٹھے تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے' اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل فرما' اور ان پر ایسا قحط اتار جس طرح یوسف علیہ اسلام کے زمانے میں اترا تھا یااللہ ابوجہل بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' عقبہ بن ابی معیط' عمارہ بن ولید' امیہ بن خلف کو اپنی گرفت میں لے لے۔

ایک اور روایت میں ہے جب نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور انہیں بددعا دی آپ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ دعا فرماتے تو دعا کے الفاظ تین بار دہراتے آپ نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ اے اللہ! قریش کی گرفت فرما

جب کفار نے یہ بددعا سنی تو ان کے لبوں سے مسکراہٹ چھن گئی اور انتہائی خوفزدہ ہوگئے۔

حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں بخدا! میں نے ان تمام کفار کو جن کا نام لیکر حضور ﷺ نے بددعا فرمائی' بدر کے دن مقتول دیکھا پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔

امام زینی دحلان فرماتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے ان میں سے اکثر کو بدر کے کنویں میں پھینکا گیا' ورنہ عمارہ بن ولید تو حبشہ میں کفر کی حالت میں فوت ہوا اور عقبہ بن ابی معیط جنگ بدر میں قیدی بنا اور عرق ظبیہ کے مقام پر قتل ہوا جبکہ امیہ جنگ بدر ہی میں قتل ہوا مگر اسے بیئر قلیب میں نہیں ڈالا گیا بلکہ اس کی لاش متعفن ہونے کی وجہ سے اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

اس دعا کی قبولیت کے ساتھ قحط سالی کی دعا بھی پوری ہوئی اور کفار ایک لمبی قحط سالی کا شکار ہوئے یہاں تک کہ وہ مردار ہڈیاں اور خون آلود غلاظت کھانے پر مجبور ہوئے بھوک کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے سامنے دھواں چھا گیا چنانچہ کفار کی ایک جماعت ابوسفیان کے زیر قیادت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (آگے وہی الفاظ ہیں جو گذشتہ حدیث میں آچکے ہیں) امام بیہقی فرماتے ہیں شاید یہ ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے یا ہوسکتا ہے کہ دوبار وقوع پذیر ہوا ہو کیونکہ دونوں روایات سند کے اعتبار سے صحیح ہیں۔ یہ واقعہ بخاری ص 1-452 اور مسلم میں بھی مذکور ہے۔

نوفل بن خویلد کے لئے بددعا

امام زہری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بدر کے دن دعا مانگی' اے اللہ! میری طرف سے نوفل بن خویلد کو کافی ہو" پھر فرمایا: نوفل کی خبر کس کے پاس ہے؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بولے: یارسول اللہ! میں نے اسے قتل کردیا ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا: سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے میری دعا قبول فرمائی۔

ایک اور روایت میں ہے جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو نوفل نے بلند آواز میں صدا دی۔ اے معشر قریش! آج ہماری عظمت و سربلندی کا دن ہے یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! تو میری طرف سے اس کو کافی ہوجا۔"

ابن قمیئہ اور عتبہ بن ابی وقاص کیلئے بددعا

علامہ دحلان کی سیرت النبی ﷺ میں ہے۔

"جب غزوہ احد کا کارزار گرم ہوا تو عبداللہ بن قمیئہ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف تیر پھینک کر کہا: لو یہ تیر! میں عبداللہ بن قمیئہ ہوں' نبی اکرم ﷺ نے چہرہ انور سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا:

اَقْمَاَكَ اللّٰهُ — اللہ تجھے ذلیل کرے۔

چنانچہ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بیل مسلط کردیا جس نے اس کے ساتھ سر ٹکرا ٹکرا کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے یہ اس کی ذلت و رسوائی کی انتہا تھی۔

عبدالرزاق بحوالہ مقسم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عتبہ بن ابی وقاص کو بددعا دی جس وقت اس نے نبی اکرم ﷺ کے دانت شہید کئے اور چہرہ انور زخمی کیا۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس پر سال گزرنے نہ پائے کہ یہ حالت کفر میں مرجائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک سال کے اندر اندر وہ کفر کی حالت میں مرگیا۔

غزوۂ بنی انمار میں ایک شخص کے لئے دعا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ہم غزوہ بنی انمار میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: اس کا کیا حال ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن مارے یہ بات اس شخص نے سن لی' لہٰذا اس نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ راہ خدا میں میری گردن ماری جائے' فرمایا: "ہاں" راہ خدا میں' چنانچہ وہ شخص راہ خدا ہی میں مارا گیا۔ اس شخص کا قتل غزوہ بنی انمار' جسے غزوہ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں' میں ہوا۔ حاکم نے اس روایت کو حکم صحت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (بیہقی)

غزوہ خندق میں احزاب کے خلاف دعا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کفار کے متحدہ لشکروں کے خلاف بددعا کی۔

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمْ — اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے' جلد حساب لینے

الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اَهْزِمْهِمْ وَزَلْزِلْهُمْ

والے ! ان لشکروں کو شکست دے' اے اللہ ! انہیں ہزیمت سے دوچار کر اور ان کو ہلا کر رکھ دے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (بخاری' مسلم)

کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْئَ بَعْدَهٗ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنی فوج کو عزت عطا کی اپنے بندے کی حمایت و نصرت کی اور تنہا متحدہ افواج کو شکست دی اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔

ابن سعد حضرت ابن مسیب سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غزوہ احزاب میں پندرہ روز تک محصور ہو رہنے کی وجہ سے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس پر یہ دعائیہ کلمات آ گئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تَشَاءُ لَا تُعْبَدُ

اے اللہ ! میں تجھے تیرے عہد و پیمان کی قسم دیتا ہوں اگر تیری یہی منشاء ہے (کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے) تو پھر تیری روئے زمین پر عبادت نہ کی جائے گی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد احزاب میں دو شنبہ سہ شنبہ اور چہار شنبہ کے دن دعا فرمائی۔ پس چہار شنبہ کو ظہر اور عصر کی نماز کے دوران آپ کی دعا قبول ہوئی جس کی وجہ سے آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔

"سیرت النبی" میں منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا بھی فرمائی

يَا صَرِيْخَ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُجِيْبَ الْمُضْطَرِّيْنَ اِكْشِفْ هَمِّيْ وَ غَمِّيْ وَ كُرْبِيْ فَاِنَّكَ تَرٰى مَانَزَلَ بِيْ وَ بِاَصْحَابِيْ

اے مصیبت زدوں کے فریاد رس ! اے مجبوروں کی دعا قبول کرنے والے ! میری پریشانی غم اور تکلیف کا ازالہ کر' تو مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر نازل ہونے والی مصیبت کو دیکھتا ہے۔

مسلمانوں نے اس موقع پر عرض کیا' یا رسول اللہ ! ﷺ کیا ہم بھی کچھ عرض کریں' اب تو جان گلے تک آ گئی ہے کیونکہ مشرکین کی تعداد کہیں زیادہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا : ہاں ! کہو' اے اللہ ! ہماری کوتاہیوں پر پردہ ڈال دے اور ہمیں خطرات سے محفوظ فرما۔"

اسی اثناء میں جبریل امین نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلے میں تیز آندھی اور غیبی لشکر بھیجنے والا ہے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس بات کی اطلاع کی اور ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ تیرا شکر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے کفار کے متحدہ لشکروں پر تیز آندھی اور فرشتوں کی فوج بھیجی اور بلا قتال ہی کفار کو

شکست فاش دی جس کا اثر یہ ہوا کہ عمرو بن العاص اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا مگر وہ دونوں اس خوف سے مشرکین کے دو سو سپاہیوں کے درمیان کھڑے رہے کہ کہیں انہیں تلاش نہ کیا جائے اور جو ہوا ان پر چلی وہ ریح الصبا تھی جس نے میخیں زمین سے اکھیڑ ڈالیں آگیں بجھادیں اور ہانڈیاں الٹ دیں' اس آندھی نے خیمے گرا دیئے۔ ریت کے ٹیلوں کو اڑا کر ان پر ڈال لیا نیز ان پر کنکریوں کی بارش ہوگئی۔ مزید برآں انہیں اپنی چھاؤنی کی مختلف اطراف سے نعرہ تکبیر کی صدائیں اور تلواروں کے ٹکرانے کی آوازیں آنے لگیں جس کی وجہ سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنا مال و متاع پیچھے چھوڑ گئے جسے مسلمانوں نے مال غنیمت بنالیا' اسی بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْجَاءَتْكُم جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (۳۳:۹)

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (۳۳:۳۵)

اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرما دی اور اللہ زبردست' عزت والا ہے۔

عامر بن طفیل کے لئے بددعا

ابن اسحاق عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن طفیل کے لئے تیس دن تک صبح کے وقت بددعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ بِمَا شِئْتَ وَابْعَثْ عَلَيْهِ دَاءً يَقْتُلُهُ

اے اللہ! میری طرف سے عامر بن طفیل کا بندوبست کر اور اس پر ایسی بیماری بھیج جو اسے قتل کردے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اسے طاعون کے مرض میں مبتلا کردیا جس نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔

ابن اسحاق ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بنی عامر کا ایک وفد آیا' اس وفد میں عامر بن طفیل' اربد بن قیس اور خالد بن جعفر شامل تھے یہ لوگ اپنی قوم کے سردار اور شریر لوگ تھے۔ عامر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عذر اور دھوکہ بازی کے لئے آیا اس نے اربد کو کہا: کہ جب ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو میں انہیں باتوں میں لگاؤں گا۔ تم تلوار کا وار کردینا چنانچہ عامر نے آکر کہا مجھے تنہائی میں کچھ وقت دیجئے' آپ نے فرمایا: پہلے اللہ وحدہ کی ذات پر ایمان لاؤ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کردیا تو عامر کہنے لگا بخدا! میں آپ کے مقابلہ میں گھڑسوار اور پیادہ لشکر لے آؤں گا پھر جب لوٹ کر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ الْعَنْ عَامِرَ ابْنَ طُفَيْلٍ

اے اللہ! عامر پر لعنت بھیج'

جاتے ہوئے عامر نے اربد سے کہا: تم نے میرے منصوبے پر عمل کیوں نہیں کیا؟ اس نے جواب دیا۔ بخدا! میں نے

ارادہ کیا ہی تھا کہ تم میرے اور محمد ﷺ کے درمیان آ گئے تو کیا میں تم پر وار کرتا؟ بعدازاں واپسی کے اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے عامر بن طفیل کے گلے میں طاعون کا مرض پیدا کردیا اور وہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں مرگیا۔ اس کے ساتھی جب بنی عامر کے علاقے میں پہنچے تو قبیلے کے لوگوں نے پوچھا: اربد! اپنے پیچھے کیا خبر چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا: محمد ﷺ نے ہمیں ایک ایسی ہستی کی عبادت کی طرف دعوت دی ہے کہ میں نے دل میں کہا' کاش! وہ ہستی میرے قریب ہوتو میں اپنے نیزے کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوجاؤں' اس بے ہودہ گفتگو کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی اور دونوں کو جلاکر خاکستر کردیا۔ اس روایت کو ابو نعیم نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا۔

بیہقی مومد بن جمیل سے روایت کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اسلام قبول کرلے'' اس نے کہا: میں اس شرط پر اسلام قبول کروں گا کہ شہری علاقوں میں آپ ﷺ کی حکومت ہو اور دیہات میں میری' آپ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہوسکتا' یہ سن کر وہ لوٹ گیا اور یہ دھمکی دی۔ اے محمد! بخدا! میں آپ کے مقابلے میں گھڑسواروں اور پیادوں کی اتنی بڑی فوج لیکر آؤں گا کہ ہر نخل کے ساتھ ایک گھوڑا بندھا ہوگا۔ حضور ﷺ نے دعا مانگی۔ ''اے اللہ! عامر کا بندوبست کر اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔''

چنانچہ وہ نکل کر مدینہ شریف کے بالائی علاقے میں آیا اور ایک سلولی عورت کے گھر ٹھہرا' وہاں اس کے گلے میں ایک گلٹی پیدا ہوگئی تو فورا نیزہ لیکر اپنے گھوڑے سوار ہوگیا اور یہ کہتے ہوئے گھوڑا بھگانے لگا۔ طاعون' طاعون' سلولی عورت کے گھر میں موت' یہی کہتے کہتے گھوڑے سے گرا اور مرگیا۔

حاکم نے سلمہ بن اکوع سے اس کی مانند روایت کی۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عکل اور عرنیہ کے چند آدمی مدینہ شریف نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے متعلق گفتگو کی' انہوں نے کہا: ہم مال مویشی چرانے والے صحرا نشین ہیں اور میدانی علاقوں سے آشنا نہیں۔'' حضور ﷺ نے انہیں مدینہ شریف ہی میں ٹھہرا لیا مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ بیماری اور نقاہت کا شکار ہوگئے۔ پس نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مدینہ شریف سے باہر وہاں چلے جائیں جہاں بیت المال کی دودھ والی اونٹنیاں چرتی ہیں وہاں وہ ان اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ پیا کریں تاکہ بیماری سے شفایاب ہو جائیں چنانچہ وہ وہاں چلے گئے یہاں تک کہ جب وہ سنگستان کے علاقے میں تھے تو مرتد ہوگئے۔ انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹنیاں ہنکا کر لے گئے۔

حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں سوار بھیجے' نیز ان کے خلاف بددعا کی۔ اے اللہ! ان ظالموں پر راستہ مشتبہ کردے' تاکہ انہیں کچھ سوجھائی نہ دے۔''

اس دعا کے نتیجہ میں اللہ نے انہیں راستے میں بھٹکا دیا اور مسلمان سواروں نے انہیں پیچھے سے جالیا۔ انہیں پکڑ کر لے آئے۔ پھر حضور ﷺ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی

گئیں۔ (یہ حدیث بخاری شریف کے چودہ مقامات پر آئی ہے۔)

حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ کے مقام پر اس درخت کے نیچے حضورانور ﷺ کے پاس تھے جس درخت کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ اس کی شاخیں نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت پر پڑ رہی تھیں۔ سہیل بن عمرو اس وقت آپ کے سامنے موجود تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا' ہم رحمٰن جانتے ہیں نہ رحیم۔ وہ لکھئے جس سے ہم آگاہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: علی! لکھو بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ چنانچہ آپ نے بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ لکھنے کے بعد یہ الفاظ تحریر کئے۔

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَهْلَ مَكَّةَ

یعنی یہ معاہدہ کی وہ شقیں ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کے ساتھ مصالحت کی تو سہیل نے دوبارہ ہاتھ تھام لیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہوں تو اس صورت میں ہم ظالم ٹھہریں گے۔ اس قضیہ میں وہ بات لکھئے جس کو ہم جانتے ہوں" یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علی! لکھو

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

اسی اثناء میں تیس مسلح نوجوان اچانک ہمارے سامنے آگئے اور شوروغوغا کرنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں بددعا دی جس کی وجہ سے اللہ نے انہیں بہرہ کردیا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ انہیں اندھا کردیا۔ پس ہم نے اٹھ کر انہیں گرفتار کیا۔ حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم کسی کے عہدوضمانت میں آئے ہو یا کسی نے تمہیں امان دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا "نہیں" چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ

کسریٰ کو بددعا دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شاہ ایران کی طرف گرامی نامہ بھیجا تو اس نے اس گرامی نامہ کو پڑھنے کے بعد پھاڑ دیا۔ حضور ﷺ نے اہل ایران کو بددعا دی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ (بخاری)

ایک بددعا کا اثر

ابو نعیم بطریق واقدی لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرہ کی طرف دعوت اسلام کا خط لکھا تو انہوں نے اسے دھو کر ڈول کے ساتھ پیوند لگالیا۔ ان کی اس حرکت پر حضور انور ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اللہ نے ان کی عقلیں سلب کرلی ہیں۔ یہ کتنے جھگڑالو' عجلت باز' احمق اور مختلط کلام لوگ ہیں۔

واقدی کہتے ہیں' میں نے اس قبیلے کے بعض لوگ ایسے دیکھے ہیں جن کی زبان میں لکنت تھی اور وہ واضح اور صاف

بات نہ کہہ سکتے تھے۔

دعا کے اثر سے معاویہ بن حیدہ فرماں بردار بن گئے

معاویہ بن حیدہ کہتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ وہ تمہارے خلاف قاطع تلواروں سے میری مدد فرمائے اور ایسا رعب عطا کرے جس سے تمہارے دلوں پر دہشت طاری ہوجائے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ ساری باتیں متحقق ہوچکی ہیں۔ میں نے ایسی ایسی قسمیں کھائی تھیں کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا نہ آپ کی اتباع کروں گا مگر مسلسل ایک رعب میرے دل پر چھایا رہا جس کی وجہ سے میں آج آپ کی خدمت میں کھڑا ہوں۔ (بیہقی)

محلم بن جثامہ بددعا سے مرگیا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے محلم بن جثامہ کنانی لیثی کو بددعا دی' جس کی وجہ سے وہ سات دن بعد فوت ہوگیا جب لوگوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے اسے نکال کر باہر پھینک دیا۔ انہوں نے اسے پھر دفن کیا مگر زمین نے اسے دوبارہ بھی قبول نہ کیا۔ اس طرح کئی بار کیا گیا' آخرکار اسے ایک گھاٹی میں ڈال کر اوپر پتھر جوڑ دیئے گئے۔

نبی اکرم ﷺ کی اس بددعا کا سبب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے اسے ایک فوجی دستے کے ہمراہ بھیجا جس کی کمان عامر بن اضبط کے ہاتھ تھی جب وادی کے دامن پہنچے تو محلم نے ایک پرانی دشمنی کے باعث عامر کو دھوکے سے قتل کردیا جب نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اسے بددعا دی اور بعدازاں جب آپ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے تو فرمایا: زمین تو اس سے زیادہ برے لوگوں کو قبول کرلیتی ہے اسے قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لئے باعث عبرت بنانا چاہتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا تو اس نے وہاں جاکر غلط بیانی سے کام لیا تو آپ ﷺ نے اس کو بددعا دی بعدازاں وہ اس مردہ حالت میں ملا کہ اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین اس کو قبول نہ کرتی تھی۔

حکم پر دعا کی وجہ سے رعشہ طاری ہوگیا

ہند بن خدیجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حکم کے پاس سے گزرے تو وہ ازراہ مذاق آنکھ سے اشارے کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: اے اللہ! اس پر رعشہ طاری کردے۔" پس وہ اسی وقت کانپنے لگا" (بیہقی)

بغوی نے اسی طرح کی حدیث نقل کرنے کے بعد کہا: کہ حکم سے مراد مروان کا باپ حکم ہے' عبداللہ بن احمد نے

زوائد زہد میں حکم بن ابی العاص ہی مراد لیا ہے اور کہا ہے کہ جب وہ اٹھتا تو اس پر رعشہ طاری ہو جاتا۔

بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم بن ابی العاص کو بددعا دی کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ سے مذاق کرتے ہوئے منہ، بھنوؤں اور ہونٹوں کو حرکت دیتا تھا پس حضور ﷺ نے بددعا کی کُنْ کَذَالِكَ اسی طرح ہو جا۔

اس بددعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ مرنے تک رعشہ کی بیماری میں مبتلا رہا۔

ایک شخص کے مال غنیمت میں حصہ کھوٹا ہونے کی بددعا

ابو نعیم عطیہ سعدی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بنو ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی تھی، اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے بات کی تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قیدی لوٹا دیے۔ سوائے ایک شخص کے جس نے قیدی چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے بددعا فرمائی، اے اللہ! اس شخص کا حصہ کھوٹا کر دے پس وہ کنواری لڑکی اور غلام کے پاس سے گزر کر ایک بوڑھی عورت کے پاس آیا اور کہا میں تو یہ بوڑھی عورت لوں گا کیونکہ یہ قبیلے کی ماں ہے اور قبیلے والے مقدور بھر اس کا فدیہ دیں گے۔ عطیہ نے یہ بات سنی تو صدائے تکبیر بلند کی اور کہا: بخدا! اس نے ایک بوڑھی عورت لی ہے جس کے ہونٹوں میں ٹھنڈک ہے نہ سینے کا ابھار اور نہ ہی اس کے سرین دلکش ہیں۔ یارسول اللہ! ﷺ وہ تو بوڑھی ہے، بدشکل، بے اولاد، جس کا کوئی نہیں، جب اس شخص نے دیکھا کہ اس کی رہائی کی کوئی پیش کش کرنے والا نہیں تو خود ہی اسے آزاد کر دیا یوں نبی اکرم ﷺ کی دعا پوری ہوگئی۔

ایک اپاہج شخص کی گواہی

غزوان بیان کرتے ہیں کہ وہ تبوک میں ٹھہرے تو ان کی نظر ایک اپاہج شخص پر پڑی۔ پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ کہا نبی اکرم ﷺ تبوک میں فروکش ہوئے تو کھجور کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ اسی دوران میں ان کے سامنے سے گزرا تو فرمایا: اللہ اس کا پیچھا قطع کرے جس نے ہماری نماز کو قطع کیا بس اس دن کے بعد آج تک میں اٹھ نہیں سکا۔ (ابوداؤد، بیہقی)

ابن ابی شیبہ مصنف میں یزید بن نمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک معذور شخص کو دیکھا۔ اس نے بتایا میں گدھے پر سوار ہو کر نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے گزرا آپ اس وقت حالت نماز میں تھے۔ آپ ﷺ نے دعا مانگی، اے اللہ! اس کا پیچھا کاٹ دے" چنانچہ میں اس کے بعد اٹھ کر چل نہیں سکا۔

امام سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں۔

ابن فتحون نے طبری سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کو اس کی بیٹی کے رشتے کا پیغام دیا تو اس نے کہا: کہ اس کو تو بیماری لاحق ہے حالانکہ اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ پس جب وہ لوٹ کر آیا تو اس کی بیٹی کو برص کا مرض پیدا ہو چکا تھا۔

ایک شخص کے بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے پر بددعا

سلمہ بن اکوع ﷺ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ازراہ تکبر نبی اکرم ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے جواب دیا۔ میں ایسا کر نہیں سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کرے تمہیں اس بات کی قدرت نہ ہو" اس کے بعد وہ کبھی اپنا ہاتھ اٹھا کر منہ تک نہ لا سکا۔ (مسلم)

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سبیعہ اسلمیہ کو دیکھا وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہی تھی' آپ نے بددعا فرمائی اللہ کرے اسے غزہ کی بیماری لگے چنانچہ وہ غزہ سے گزری تو طاعون کے مرض میں مبتلا ہو گئی جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ (بیہقی)

بریدہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص جس کا نام قیس تھا' سے دریافت فرمایا تو اس نے بتایا کہ میں کسی مقام پر اقامت نہیں رکھتا چنانچہ اس کے بعد وہ فی الواقع جس خطہ زمین میں اقامت کیلئے جاتا وہاں سے کوچ کرتا۔

فروخ سے مروی ہے کہ حضرت عمر ﷺ کو بتایا گیا کہ آپ کا فلاں غلام کھانے کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے' فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مسلمانوں سے اشیائے خوردونوش روک کر ذخیرہ اندوزی کی تو اللہ اس پر جذام کی بیماری یا افلاس مسلط کر دے گا' ان کے اس غلام نے کہا: ہم اپنے مالوں کے ساتھ خریدو فروخت کرتے ہیں ابو یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس غلام کو مجذوم دیکھا۔ (بیہقی)

ابو ثروان کی بدبختی کی دعا

ابو نعیم ابو ثروان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹ چرایا کرتا تھا' ایک دن نبی اکرم ﷺ قریش سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے اس کے اونٹوں میں تشریف لے گئے۔ ابو ثروان نے دیکھ کر پوچھا: تم کون ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک شخص ہوں تمہارے اونٹوں سے انس حاصل کرنا چاہتا ہوں' اس نے کہا: میرا خیال ہے تم وہی شخص ہو جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے' آپ نے فرمایا: "ہاں" اس نے کہا: اونٹوں سے نکل جایئے آپ کا ان اونٹوں میں رہنا مناسب نہیں' آپ نے دعا فرمائی' اے اللہ! اس شخص کی عمر اور بدبختی میں اضافہ فرما۔

اس حدیث کے راوی ہارون کہتے ہیں میں نے اس شخص کو بڑھاپے کے عالم میں دیکھا کہ موت کی تمنا کرتا تھا تو لوگ اس سے کہتے تیری بربادی کا سبب رسول اللہ ﷺ کی بددعا ہے۔ وہ کہتا "نہیں" میں حضور ﷺ کی خدمت میں غلبہ اسلام کے بعد حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے میرے حق میں دعائے استغفار فرمائی مگر بددعا دعا سے آگے نکل گئی۔

لیلیٰ بنت خطیم کو بددعا دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لیلیٰ بنت خطیم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی آپ اس

وقت دھوپ کی طرف پشت اقدس کئے تشریف فرما تھے اس نے نبی اکرم ﷺ کے شانے پر ہاتھ مارا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ "درندوں کی خوراک" کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں مطعم الطیر (پرندوں کو کھلانے والے) مباری الریح (ہواؤں سے ٹکرانے والے) کی بیٹی ہوں' میں اس لئے آئی ہوں کہ میں اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آپ مجھ سے شادی کریں' فرمایا: اچھا مجھے قبول ہے پھر وہ جب لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گئی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرلیا ہے تو انہوں نے اس سے کہا تو نے بہت برا کیا تو بہت غیرت مند عورت ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی بیویاں ہیں تو جب غیرت سے جلے گی تو رسول اللہ ﷺ کو غصہ آئے گا اور تجھے بددعا دیں گے لہٰذا (مناسب ہے کہ) تو رسول اللہ ﷺ سے تنسیخ نکاح کرا لے۔ چنانچہ اس نے (آکر) کہا یارسول اللہ! مجھ سے تنسیخ نکاح کیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں نے نکاح فسخ کیا۔ بعدازاں اس نے مسعود بن اوس سے شادی کرلی۔ ایک دن وہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں نہارہی تھی کہ بھیڑیئے نے اس پر حملہ کردیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ (ابن سعد' ابن عساکر مدارج النبوت ص 2-487)

ابوالفرج اصفہانی اغانی میں از طریق ابراہیم بن مہدی اشعب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سن نو ہجری کو پیدا ہوئے' ان کی ماں ازواج النبی ﷺ کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچاتی تھی اور ان میں فساد پیدا کردیتی جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اسے بددعا دی تو اس کی موت واقع ہوگئی۔

دعا اور دم کے اثرات

بخار کا علاج اور دم

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عائشہ کو بخار تھا اور وہ بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے گالی گلوچ نہ کرو کیونکہ اسے تو حکم دیا گیا ہے' ہاں! اگر تم چاہو تو تمہیں ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں کہ جب تم یہ کلمات کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے یہ بخار دور کردے گا' انہوں نے عرض کیا مجھے سکھایئے' آپ ﷺ نے فرمایا: کہو

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ جِلْدِیَ الرَّقِیْقَ وَعَظْمِی الدَّقِیْقَ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِیْقِ یَا اُمَّ مَلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ اٰمَنْتِ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ فَلَا تَصْدَعِی الرَّأْسَ وَلَا تُنْتِنِی الْفَمَ وَلَا تَاْکُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِی الدَّمَ وَتَحَوَّلِیْ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ

اے اللہ! میری پتلی جلد پر رحم فرما اور باریک و کمزور ہڈی پر بخار کی سختی سے اے ام ملدم! (بخار) اگر تو اللہ العظیم پر ایمان رکھتی ہے تو سر کو تکلیف نہ دے منہ کو بدبودار نہ کر اور گوشت نہ کھا' خون نہ پی اور شرک کرنے والوں کی طرف چلی جا۔

حضرت انس فرماتے ہیں جب یہ کلمات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھے تو ان کا بخار جاتا رہا۔ (بیہقی)

ادائے قرض کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے باپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے' تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی دعا سنی ہے کہ اگر کسی پر پہاڑ کے برابر سونا بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض پورا کردے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ رَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ

اے اللہ ! فکر کے دور کرنے والے' رنج کے زائل کرنے والے مجبوروں کی پکار سننے والے اے دنیا اور آخرت میں سب سے بڑے مہربان ! اور رحم کرنے والے! تو مجھ پر ایسی رحمت فرما کہ تیرے سوا مجھے کسی دوسرے کی مہربانی کی ضرورت نہ رہے۔

ادائے قرض کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ پر کسی کا قرض تھا جو میرے لئے ناگواری اور پریشانی کا باعث تھا (میں نے یہ دعا مانگی تو) تھوڑی دیر کے بعد اللہ نے مجھے مال عطا کیا جس سے اللہ نے میرا قرض اتارنے کا سبب پیدا فرما دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اسماء کا میرے اوپر قرض تھا' میں جب اسے دیکھتی تو مجھے شرم دامن گیر ہوجاتی' میں نے اس دعا کے کلمات کہے تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ نے مجھے ایسا رزق عطا فرمایا جو نہ وراثت سے تعلق رکھتا تھا نہ صدقہ سے تو میں نے اس رزق سے اپنا قرض ادا کیا۔ (بیہقی)

جنات سے حفاظت کی دعا

ابن سعد اور بیہقی ابوالعالیہ ریاحی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! ایک مکار جن مجھ سے دھوکا کرتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو۔

قُلْ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَ مِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِی السَّمَاءِ وَمَا یَنْزِلُ فِیْھَا وَمِنْ کُلِّ طَارِقَۃٍ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰن

میں اللہ تعالیٰ کے ان تام و مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں جن سے کوئی نیکوکار یا بدکار آگے نہیں نکل سکتا' اس شر سے جو زمین میں پھیلا ہے جو زمین سے نکلتا ہے وہ شر جو آسمان کی طرف اٹھتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور ہر اس مصیبت سے جو رات کے وقت آتی ہے بجز اس کے جو بھلائی کے ساتھ آتی ہے' اے رحمٰن!

حضرت خالد ؓ فرماتے ہیں، میں نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانی دور کر دی۔

ابن سعد ؒ عمران بن حصین ؓ سے اور وہ اپنے باپ حصین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہو:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِیْ

اے اللہ! مجھے میرے نفس کی شرارت سے بچا اور میری رشد و ہدایت کا ارادہ فرما۔

وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے پھر جب اسلام قبول کیا تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ نے مجھے کچھ دعائیہ کلمات کہنے کا حکم دیا تھا، وہ میں نے کہے تو اب مسلمان ہو گیا ہوں۔

سانپ بچھو کے کاٹے کا دم

بنو اسلم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: اگر وہ شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیتا تو اسے وہ بچھو ضرر نہ دیتا۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے تام و مکمل کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

اس حدیث کے راوی ابوصالح کہتے ہیں کہ میرے خاندان کی ایک عورت کو سانپ نے ڈس لیا، اس نے یہ کلمات پڑھ کر دم کیا تو اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔

نیند کی دعا

عبدالرحمٰن بن سابط کہتے ہیں کہ حضرت خالد ؓ کو کم خوابی کی شکایت تھی، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جب تو ان کو پڑھے تو تمہیں نیند آجائے تم یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الشَّیَاطِیْنَ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ جَارِیْ مِنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ

اے ساتوں آسمانوں کے رب! اور جن چیزوں پر انہوں نے سایہ ڈال رکھا ہے اور اے زمینوں کے پروردگار! اور جن چیزوں کو انہوں نے اٹھا رکھا ہے اور شیطانوں کے رب اور ان کی گمراہیوں کے، تو اپنی ساری مخلوق کے شر سے میری جائے پناہ بن جا کہ کہیں ان میں سے کوئی مجھ پر ظلم یا سرکشی کرے، تیری حفاظت بڑی مضبوط اور تیرا نام بڑا بابرکت ہے۔

ابان بن ابی عیاش کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک ؓ کی حجاج کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ حجاج نے کہا: اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم اور امیر المومنین (عبدالملک) کا خط آپ کے بارے میں نہ ہوتا تو میں آپ سے سمجھ لیتا۔ حضرت

انس ﷺ نے جواب دیا ارے، جب میری ناک موٹی ہوئی اور آواز میں تغیر آیا (یعنی میں جوان ہوا) تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں مجھے کسی ظالم جابر کی زیادتی نقصان نہیں دے سکتی، نہ کبھی کسی مشکل میں پھنسا ہوں۔

حجاج نے کہا: وہ کلمات مجھے سکھا دیجئے، فرمایا: تو ان پاکیزہ کلمات کا اہل نہیں حجاج نے بطور حیلہ و مکر دو لاکھ درہم اپنے بیٹوں کے ہمراہ حضرت انس ﷺ کی خدمت میں بھیجے اور اپنے بیٹوں سے کہا: کہ اس بزرگ کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا شاید تم وہ "کلمات" حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ مگر وہ اس داد و دہش کے باوجود کلمات حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

بعدازاں اپنے وصال سے تین دن پہلے حضرت انس ﷺ نے مجھ سے فرمایا: یہ کلمات سیکھ لو اور انہیں کسی نااہل کے سپرد نہ کرنا، ابان کہتے ہیں کہ ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی وہی کچھ عطا کیا جو حضرت انس ﷺ کو عطا فرمایا تھا وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِى
وَ دِيْنِى بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِى وَمَالِى بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى
كُلِّ شَىْءٍ اَعْطَانِىْ رَبِّىْ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ
اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَ رَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِى لَا
يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ وَ عَلَى اللّٰهِ
تَوَكَّلْتُ اللّٰهُ اللّٰهُ لَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا اَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ
بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِىْ لَا يُعْطِيْهِ غَيْرُكَ عَزَّ جَارُكَ
وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اجْعَلْنِى فِى عِيَاذِكَ
وَجِوَارِكَ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَّمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ
اِنِّى اَسْتَجِيْرُكَ مِنْ جَمِيْعِ كُلِّ شَىْءٍ خَلَقْتَ وَاَحْتَرِسُ
بِكَ مِنْهُنَّ وَاُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَىَّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ○
وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○

مِنْ خَلْفِى وَمِنْ اَمَامِى وَ عَنْ يَمِيْنِىْ وَ عَنْ شِمَالِى وَمِنْ فَوْقِى وَ مِنْ تَحْتِى

اس میں سورہ اخلاص چھ بار پڑھی جائے۔ (ابن سعد)

فراوانی رزق کا وظیفہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! دنیا پیٹھ دے کر پھر گئی

ہے (یعنی غربت اور محتاجی چھا گئی ہے) فرمایا: تو نے فرشتوں کی دعا اور مخلوق کی تسبیح کیوں نہیں پڑھی جس کی برکت سے مخلوق کو روزی ملتی ہے' طلوع فجر کے وقت سو بار پڑھو۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی' وہ شخص یہ کلمات سن کر چلا گیا بعد ازاں کچھ عرصہ کے بعد آیا اور عرض کرنے لگا' یا رسول اللہ! میرے پاس مال و متاع دنیا کی فراوانی ہو گئی ہے اب سمجھ نہیں آتی کہ اسے کہاں رکھوں؟ (خطیب)

سانپ کے زہر کا علاج

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے' وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے جس میں ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا' ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ الکتاب پڑھ کر اس پر جھاڑ پھونک کی تو وہ شفایاب ہو گیا۔ (بخاری' مسلم)

جنوں کا علاج

خارجہ بن صلت تمیمی اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک پاگل کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا' ان میں سے ایک شخص نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم اس پاگل کی دوا کر سکو کیونکہ تمہارے پیغمبر ایک عمدہ کلام لائے ہیں۔ میرے چچا نے تین روز تک روزانہ دو بار الحمد شریف اس پر پڑھی تو وہ تندرست ہو گیا اس نے اس خوشی میں سو بکریاں میرے چچا کو دیں انہوں نے آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

كُلْ فَمَنْ اَكَلَ بِرَقِيَةٍ بَاطِلٍ فَقَدْ اَكَلْتَ بِرَقِيَةٍ حَقٍّ

کھاؤ' کچھ لوگ تو باطل جھاڑ پھونک کا معاوضہ کھاتے ہیں تم نے تو حق جھاڑ پھونک کا معاوضہ لیا ہے۔ (بیہقی)

چوری سے حفاظت کا وظیفہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد باری تعالیٰ

اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ

کے بارے میں فرمایا: یہ آیت چوری سے امان دیتی ہے۔ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھ کر سوتے تھے ایک رات ایک چور ان کے گھر میں گھس آیا اور گھر کا سارا مال و متاع اکٹھا کر کے چل دیا وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس وقت جاگ رہے تھے چور دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا اس نے مسروقہ مال رکھ دیا تو دروازہ کھل گیا اس نے تین بار ایسا کیا (کہ سامان اٹھاتا تو دروازہ بند ہو جاتا اور جب رکھ دیتا تو کھل جاتا) یہ منظر دیکھ کر صاحب خانہ ہنس پڑے اور فرمایا: میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر رکھا

ہے۔

یہ دعائیں اور جھاڑ پھونک جو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھائیں تھیں اور جن کے اثرات ظاہر ہوئے۔ امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ذکر کئے ہیں۔

میں نے انہی دعاؤں پر اقتصار کیا ہے' ورنہ یہ باب بہت وسیع ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے منقول دعاؤں اور دم درودوں کا ایک بڑا ذخیرہ احادیث و سوانح کی کتابوں میں بکھرا پڑا ہے جس میں سے ایک وافر مقدار میں نے اپنی کتاب سعادت الدارین فی الصلاۃ علی سیدالکونین کے خاتمہ میں جمع کردی ہے جسے ضرورت ہو' اس کتاب کی طرف رجوع کرے وہاں اسے بہت کچھ مل جائے گا۔

نوٹ:۔ الحمدللہ ! باب ہشتم تک کا ترجمہ آج مورخہ 97-10-18 بروز ہفتہ صبح کی نشست میں مکمل ہوا' باب نہم طعام و شراب میں برکت مصطفیٰ کے متعلق ہے انشاء اللہ آئندہ حصہ اسی باب سے شروع ہوگا اللہ تعالیٰ تکمیل کی سعادت نصیب فرمائے۔

محمد اعجاز جنجوعہ غفراللہ لہ۔

باب نہم

طعام و شراب سے متعلق معجزات

اور ان میں برکت مصطفیٰ ﷺ

اس باب میں دو فصلیں ہیں

فصل اول

برکت مصطفیٰ ﷺ سے قلیل طعام میں کثرت کا ظہور

رسول اللہ ﷺ کی معجزانہ ضیافت

ابن اسحاقؒ اور بیہقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ
وَ اَنْذِر عشیر تک الاقربین — اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔
نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اے علی! (ایک دعوت کا اہتمام کرو) بکری کا گوشت اور ایک صاع طعام تیار کرو نیز ایک "عس" (بڑا برتن) دودھ مہیا کرو' پھر بنی عبدالمطلب کو جمع کرو۔ پس میں نے تعمیل ارشاد میں کھانا تیار کروا دیا اور خاندان عبدالمطلب کے کم و بیش چالیس افراد کا اجتماع ہوگیا جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب' حمزہ' عباس اور ابولہب شامل تھے۔ میں نے یہ کھانا ان کے سامنے رکھ دیا' پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کھانے سے گوشت کی ایک بوٹی لی اور دانتوں سے اسے نوچ کر پھر برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: اب اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کرو' چنانچہ سب نے سیر ہوکر کھانا کھایا مگر اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی صرف اس پر انگلیوں کے نشانات ہمیں نظر آتے تھے۔ بخدا! یہ تو اتنا کھانا تھا جسے فقط ایک تنومند آدمی ختم کرسکتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: اے علی! اب دودھ پیش کرو' تو میں دودھ کا برتن لے آیا جس میں سے سب نے جی بھر کر پیا' خدا کی قسم! اتنا دودھ تو صرف ایک آدمی بھی پی سکتا تھا۔

بعدازاں جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کا ارادہ فرمایا تو ابولہب نے مداخلت کرتے ہوئے کہا
لَقَدْ سَحَرَكُمْ صَاحِبُكُمْ — تمہارے ساتھی نے تم پر جادو کردیا ہے۔
یہ سن کر سب منتشر ہوگئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے گفتگو نہ کرسکے۔

دوسرے روز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوبارہ ضیافت کے اہتمام کا حکم دیا جب وہ کھا چکے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دعوت اسلام کے سلسلہ میں بات چیت کا ارادہ کیا اور فرمایا: اے اولاد عبدالمطلب! بخدا! میرے علم کے مطابق کوئی عرب جوان مجھ سے بہتر پیغام نہیں لایا۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔

ابونعیم نے یہ روایت ابن اسحاق کے حوالہ سے ایک طریق سے نقل کی ہے۔ ابن سعد نے بطریق نافع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا: خاندان عبدالمطلب کے لوگوں کو بلا لاؤ' چنانچہ میں نے چالیس آدمیوں کو دعوت دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانا پیش کرنے کا حکم دیا۔ میں ثرید لے آیا یہ کھانا مقدار میں اتنا تھا کہ ان میں سے ہر آدمی اسے ختم کرسکتا تھا' پس سب نے جی بھر کر کھانا کھایا یہاں تک کہ ہاتھ کھینچ لئے' پھر حکم دیا کہ انہیں دودھ پیش کرو تو سب نے سیر ہوکر دودھ پیا حالانکہ اسے ایک آدمی بھی پی سکتا تھا' یہ معجزانہ دعوت دیکھ کر ابولہب نے کہا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے

تم پر سحر کردیا ہے جس کی وجہ سے سب اٹھ کر چل دیئے اور آپ انہیں دعوت اسلام نہ دے سکے۔ چند دن کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ دعوت کا اہتمام فرمایا' ان کے کھانا کھاچکنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّوَازِرُنِیْ عَلٰی مَا اَنَا عَلَيْهِ — میرے اس امر دعوت میں کون میرے دست و بازو بنے گا۔

میں نے عرض کیا' "میں یارسول اللہ!" حالانکہ میں خوردسال اور کم سن ہوں" یہ سن کر سب پر سناٹا چھاگیا' بعدازاں کہنے لگے ابوطالب! تم اپنے بیٹے کو نہیں دیکھ رہے؟ جواب دیا اسے چھوڑ دو وہ اپنے چچازاد بھائی کی خیرخواہی سے باز نہیں آسکتا۔

بخاری مسلم و غیرہما محدثین نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خندق کھودنے کے وقت اس حالت میں دیکھا کہ آپ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے تو میں ایک تھیلا لے آیا جس میں ایک صاع جو تھے نیز بکری کا ایک بچہ (ذبح کرکے اور بھون کے) حاضرخدمت کیا۔ ایک اور روایت میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان نکل آئی جو بہت سخت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! ایک بہت سخت چٹان نکل آئی ہے' فرمایا: میں خندق میں اترتا ہوں" پھر آپ کھڑے ہوئے اس وقت آپ کے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا تھا کیونکہ تین دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کدال دست اقدس میں لی اور اس چٹان پر ماری وہ ٹوٹ کر ریت کے بکھرے ہوئے ٹیلے کی مانند ہوگئی۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے تو آپ نے اجازت عطا فرمادی۔ میں نے (گھر پہنچ کر) اپنی بیوی سے کہا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں برداشت نہ کرسکا۔ تمہارے پاس کھانے کو کچھ موجود ہے اس نے جواب دیا میرے پاس جو اور ایک بکری کا بچہ ہے' پس میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کا آٹا گوندھا یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آکر عرض کی یارسول اللہ! آٹا خمیر ہورہا ہے اور ہانڈی چولہے پر ہے' پکنے ہی والی ہے۔ (آپ تشریف لے چلیں) میری بیوی نے مجھ سے کہا: کہ کھانا تھوڑا ہونے کی وجہ سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا' چنانچہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرگوشی کرتے ہوئے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے بکری کا بچہ ذبح کرکے پکایا ہے نیز ایک صاع جو ہیں' لہٰذا آپ اپنے ساتھ صرف چند صحابہ کرام لائیں۔ آپ نے فرمایا: (فکر نہ کرو) یہی کھانا بہت ہے بس اپنی بیوی سے جاکر کہہ دو کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی نہ اتارے نہ تنور سے روٹیاں نکالے' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا: اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لئے دعوت کا اہتمام کیا ہے ان کے ہاں کھانے کے لئے جلدی چلو' چنانچہ مہاجرین و انصار اٹھے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچ گئے۔ جابر کہتے ہیں مجھے انتہائی شرمندگی ہونے لگی۔ میں نے کہا: اتنی مخلوق کے لئے ایک صاع کھانا اور بکری کے بچے کا گوشت! اپنی بیوی کے پاس آکر کہنے لگا بڑی رسوائی ہوئی رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو ساری فوج

لے آئے ہیں۔ بیوی نے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے کھانے کی مقدار پوچھی تھی' میں نے کہا: "ہاں" کہنے لگی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے' ہم نے تو سب کچھ بتا دیا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ پہلے تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے ان سے جھگڑا کیا کہ آپ کو سارے حالات کا پتہ ہے جب انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے حالات سے آگاہ کردیا ہے تو اس کی پریشانی ختم ہوگی' اس نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صورت حال سے بخوبی آگاہ ہیں (کیونکہ وہ جانتی تھی کہ معجزہ کا امکاں موجود ہے' یہ بات زوجہ جابر' جس کا نام سہیلہ بنت معوذ تھا' کے کمال فضل اور وفور عقل پر دلالت کرتی ہے۔)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے آنے سے پہلے ہانڈی نیچے نہ اتارنا اور آٹے کی روٹیاں نہ بنانا۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معیت میں تشریف لے آئے۔ زوجہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹا پیش کیا تو حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی' پھر آپ ہانڈی کی طرف تشریف لے گئے اور اس میں بھی لعاب دہن ڈال کر دعائے برکت فرمائی' پھر فرمایا: جابر! روٹی پکانے والی کوئی اور عورت بھی بلالو جو تمہاری بیوی کے ساتھ مل کر روٹی پکائے۔

بعدازاں ارشاد فرمایا: اے زوجہ جابر! تم چولہے کے اوپر ہی ہانڈی سے سالن نکالتی جاؤ' اسے نیچے نہ اتارنا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کی تعداد ایک ہزار تھی' کو دس دس کی ٹولیوں میں کھانے کیلئے بٹھایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھاکر بیان کیا سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جی بھر کرکھایا پھر رخصت ہوئے مگر ہماری ہانڈی ابھی تک سالن سے بھرپور تھی جس طرح کھانے سے پہلے تھی۔ اسی طرح آٹے میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کو کھانے کی اجازت دی اور فرمایا: کہ اسے لوگوں میں بھی تقسیم کرو کیونکہ وہ بھوکے ہیں' پس ہم نے خود بھی کھانا کھایا اور ہمسایوں کو بھی بھاجی بھجوائی' جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو کھانا بھی ختم ہوگیا۔ (البدایہ والنھایۃ ص)

انڈوں میں برکت

واقدی اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوہ ذات الرقاع کا قصد فرمایا تو علبہ بن زیاد حارثی شترمرغ کے تین انڈے اٹھاکر لے آئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! یہ انڈے مجھے شترمرغ کے گھونسلے سے ملے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جابر! ان انڈوں کو لے جاؤ اور پکواکر لے آؤ' پس میں انہیں لے گیا اور پکواکر ایک بڑے پیالے میں لے آیا' میں نے روٹی تلاش کی مگر نہ ملی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ان انڈوں کو بغیر روٹی کے ہی تناول فرمانے لگے یہاں تک کہ سیر ہوگئے ان کے کھا

چکنے کے باوجود انڈوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان انڈوں میں سے کھایا بعدازاں ہم خوشی خوشی واپس ہوئے۔

حیس (مالیدہ) میں برکت

واقدی اور ابن عساکر عبداللہ بن مغیث انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ام عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پیالہ "حیس" (کھجور، گھی اور پنیر سے تیارشدہ کھانا) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں خیمے میں تشریف فرما تھے۔ اس کھانے میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حسب حاجت کھایا' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقیہ کھانا لے کر باہر تشریف لائے اور منادی نے دعوت عام کی آواز دی' چنانچہ سب اہل خندق نے جی بھر کر کھایا اور اس کے باوجود کھانے میں کوئی کمی نہ ہوئی۔

کھجوروں میں اضافہ

بیہقی اور ابونعیم نے بطریق ابن اسحاق بشیر بن سعد کی بیٹی اور نعمان بن بشیر کی بہن سے نقل کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ میری ماں نے کچھ کھجوریں ایک کپڑے میں باندھ کر مجھے دیں تاکہ اپنے والد اور ماموں کے پاس لے جاؤں' اس وقت وہ خندق کھود رہے تھے' میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی' میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہتھیلی پر کچھ کھجوریں لے لیں' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر پھیلا دیا تو وہ اس کپڑے کے گوشوں سے نیچے گرنے لگیں۔ بعدازاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل خندق کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا تو وہ سب اکٹھے ہوگئے اور سب نے یہ کھجوریں تناول کیں وہ جوں جوں کھاتے گئے ان کھجوروں میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ کھاکر فارغ ہوگئے اور ابھی تک کھجوروں کی یہ حالت تھی کہ وہ کپڑے کے گوشوں سے نیچے گر رہی تھیں۔

کھانے اور پانی میں برکت

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب ایک غزوہ کیلئے روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم خوراک کی قلت سے دوچار ہوئے جس کی وجہ سے ہم نے سواری کا اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اپنا زادراہ اکٹھا کرکے دسترخوان پر بچھا دیں۔ پس سارا زادراہ دسترخوان پر جمع ہوگیا تو میں نے اندازہ کرنے کیلئے گردن دراز کی سو وہ توشہ اتنا تھا جتنا بھیڑ کا بچہ جگہ گھیرتا ہے ہماری تعداد چودہ سو تھی پس ہم نے سیر ہوکر کھایا پھر بقیہ کھانے سے ہم نے اپنے توشہ دان بھر لئے۔ بعدازاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وضو کا پانی ہے؟ تو ایک شخص اپنی چھاگل لے آیا' اس میں تھوڑا سا پانی تھا' جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بڑے برتن میں ڈالا اور ہم سب نے اس سے وضو کیا اور پانی کا کھلا استعمال کیا (یعنی وہ تھوڑا سا پانی چودہ

سو افراد کو کافی ہو رہا۔)

زاد راہ میں زیادتی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا' لوگوں کے پاس سواری کے اونٹ ہیں آپ انہیں ہمارے لئے ذبح کرنے کا حکم فرمائیں تاکہ ہم ان کا گوشت کھائیں' ان کی چربیوں سے تیل بنائیں اور ان کے چمڑوں سے جوتے تیار کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ایسا نہ کیجئے اگر لوگوں کے پاس فاضل سواریاں ہوں گی تو بہتر ہوگا۔ حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر ارشاد فرمایا: تم اپنے دسترخوان اور عبائیں بچھادو" تو سب نے تعمیل حکم کی' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس باقی ماندہ توشہ اور طعام ہو وہ ان پر ڈال دے اور آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ بعدازاں تمام لشکری اپنے اپنے برتن لے آئے اور اپنے حصے کا کھانا جس قدر اللہ کی مرضی ہوئی' لے گئے۔ (بیہقی)

باقی ماندہ کھانے میں برکت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر عمرہ میں مرالظہران کے مقام پر پڑاؤ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قریش کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ وہ کہہ رہے ہیں یہ لوگ تو ضعف و نقاہت کی وجہ سے اٹھ بھی نہیں سکتے' لہٰذا عرض کیا' اگر ہم اپنی سواریوں کو ذبح کرلیں اور ان کا گوشت کھائیں اور صبح سویرے شوربا پی کر دشمن کے مقابلہ میں آئیں تو ہم شکم سیری کی وجہ سے طاقتور ہوں گے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو' بلکہ اپنا بقیہ توشہ میرے پاس جمع کرو۔ پس سب نے اپنے توشے جمع کرکے اپنے چرمی دسترخوان بچھا دیئے اور جی بھر کر کھالینے کے بعد لوٹ گئے ساتھ ہی انہوں نے اپنے توشہ دان بھی بھر لئے۔ بعدازاں آپ حرم شریف میں تشریف لائے اور لوگوں کو رمل (تیز قدموں سے چلنے) کا حکم دیا' قریشی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے۔ یہ لوگ کیسی چال کو پسند کرتے ہیں۔ ہرنی کی طرح اچھل کود کر رہے ہیں۔

غزوہ تبوک میں تکثیر طعام کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں لوگ بھوک سے نڈھال ہوگئے۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کرکے کھائیں اور ان سے چربی حاصل کریں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہوجائیں گی لیکن اگر آپ ان کے باقی ماندہ توشے منگوالیں اور اللہ تعالیٰ سے ان میں برکت کی دعا کریں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت

عطا فرمائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور ایک چرمی دسترخوان منگوایا اور اسے بچھاکر لوگوں کے فاضل توشے طلب فرمائے۔

چنانچہ لوگ اپنے فاضل توشے لانے لگے کوئی مٹھی بھر مکئی لارہا تھا کوئی مٹھی بھر کھجوریں لارہا تھا' کسی نے روٹی کا ٹکڑا پیش کیا۔ یوں رفتہ رفتہ دسترخوان پر کچھ طعام جمع ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے برکت کرنے کے بعد اعلان فرمایا: کہ اپنے برتن لے آؤ اور بھرلو۔ پس سب نے برتن بھرلئے اور لشکر میں موجود کوئی برتن خالی نہ رہا نیز لوگوں نے جی بھر کر کھالیا اور اس کے بعد دسترخوان پر طعام بچ بھی رہا۔

اس تکثیر طعام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ

جو شخص توحید و رسالت کے کامل یقین کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوگا اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روکے گی۔ (مسلم)

اس حدیث کو ابن سعد اور حاکم نے حکم صحت کے ساتھ' بیہقی اور ابو نعیم نے ابو عمرہ انصاری سے اور ابن راہویہ' ابو یعلی' ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے حدیث کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہیں۔

ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہوئے وہاں ہمیں شدید بھوک لگی تو میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہمارے مقابلے میں اہل روم شکم سیر آئے ہیں جبکہ ہم بھوکے ہیں۔ اسی دوران انصار نے اپنے اونٹ ذبح کرنے کا پروگرام بنایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا جن کے پاس بچا ہوا کھانا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے' چنانچہ صحابہ کرام نے جس قدر کھانا اکٹھا کیا ہم نے اس کا اندازہ کیا تو وہ ستائیس صاع بنا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف فرما ہوئے اور دعائے برکت کی۔ بعدازاں فرمایا: لوگو! حسب ضرورت لے جاؤ اور چھینا جھپٹی نہ کرو' چنانچہ لوگوں نے اپنے توشہ دان اور تھیلے بھرلیے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی قمیضوں کو گرہ لگاکر اس میں بھی کھانا لے لیا اور پھر اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے' اس قدر تقسیم کے باوجود جمع شدہ ذخیرے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پیغمبرانہ برکت کے آثار دیکھ کر فرمایا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں اور جو بندہ توحید و رسالت پر کامل یقین کے ساتھ آئے گا' اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی تپش سے محفوظ رکھے گا۔

گھی سے وادی بھرجاتی

محمد بن حمزہ اپنے دادا عمرو اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے' اس سفر میں میں گھی کی مشک کی حفاظت پر مامور تھا' میں نے مشک کی طرف نظر کی تو گھی کم ہوتا ہوا معلوم ہوا' پھر

میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور گھی کی مشک دھوپ میں رکھ کر سو گیا جب آنکھ کھلی تو گھی پگھل کر بہہ رہا تھا' میں نے اٹھ کر اس کا منہ پکڑ لیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو یہ وادی گھی سے بھر جاتی۔ (ابو نعیم)

سات کھجوروں میں برکت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک میں تھا۔ ایک رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: "کچھ کھانے کیلئے ہے؟" حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم تو اپنے توشہ دان جھاڑ چکے ہیں' فرمایا: دیکھ لو' شاید کچھ مل جائے۔ پس انہوں نے توشہ دان لے کر ایک ایک توشہ دان جھاڑنا شروع کیا جن سے ایک ایک دو دو کھجوریں نیچے گریں یہاں تک کہ میں نے ان کے ہاتھ میں سات کھجوریں دیکھیں' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک طباق منگوا کر یہ کھجوریں اس پر ڈال دیں اور اپنا دست اقدس ان کھجوروں کے اوپر رکھ دیا' فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ پس ہم تینوں نے کھجوریں کھائیں' میں نے گنیں تو چون کھجوریں میرے حصے میں آئیں جن کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں' میرے دونوں ساتھی بھی یہی کچھ کر رہے تھے یہاں تک کہ ہم ان سے سیر ہو گئے اور اپنے ہاتھ اٹھا لئے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ ساتوں کھجوریں ویسے ہی پڑی تھیں ان میں کمی نہ آئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! ان کھجوروں کو اٹھا لو ان میں سے جو کوئی کھائے گا وہ سیر ہو جائے گا۔

جب دوسرا دن آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلا کر حکم دیا کہ کھجوریں لے آئیں۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان پر رکھا پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ' چنانچہ ہم دس آدمیوں نے انہیں جی بھر کر کھایا پھر ہم دستکش ہو گئے مگر ان کھجوروں میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنے پروردگار سے حیاء نہ آتی تو ہم ان کھجوروں کو کھاتے رہتے تا آنکہ ہمارا آخری آدمی بھی لوٹ کر مدینہ شریف آجاتا' بعد ازاں آپ نے وہ کھجوریں ایک بچے کو عطا فرما دیں جو انہیں چباتا ہوا لوٹ گیا۔ (واقدی' ابو نعیم' ابن عساکر)

ابو نعیم واقدی سے نقل کرتے ہیں۔ بنی سعد کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں تبوک کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے اور تعداد میں ساتویں تھے۔ پس میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال! ہمیں کھانا کھلاؤ" انہوں نے ایک چرمی دسترخوان بچھایا اور پھر اپنے توشہ دان سے کھانا نکالنے لگے۔ انہوں نے ایسی کھجوریں نکالیں جن میں گھی اور پنیر ملا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ' چنانچہ ہم نے اس قدر کھجوریں کھائیں کہ ہمارا دل بھر گیا۔

میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ تو اتنی تھیں کہ میں اکیلا ہی ان کو ختم کر سکتا تھا اگلے روز

میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دس آدمی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے بلال! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ بلال مٹھی بھر بھر کر کھجوریں نکالنے لگے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نکالتے رہو اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔ حضرت بلال توشہ دان لے آئے اور کھجوروں کو پھیلا دیا۔ میں نے تخمینہ لگایا وہ دو مد تھیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان پر رکھ کر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو" پس سب لوگوں نے میرے سمیت کھجوریں کھائیں اور کھانے کی مزید طلب نہ رہی اور چرمی دسترخوان پر وہ کھجوریں اسی قدر پڑی تھیں جتنی حضرت بلال لائے تھے' گویا ہم نے ان میں سے کوئی کھجور نہیں کھائی' پھر اگلے روز حاضر خدمت ہوا تو دس آدمی یا ان میں دو ایک زیادہ ہوں گے' بیٹھے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر بلال سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے حسب سابق وہی کھجوریں دیں جنہیں سب نے جی بھر کر کھایا اور پھر اتنی ہی اٹھالی گئیں جتنی دسترخوان پر ڈالی گئیں تھیں۔ حضرت بلال نے تین روز تک ایسا ہی کیا۔

چار سو آدمیوں کے لئے زادراہ

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قبیلہ جہینہ اور مزینہ کے چار سو آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں تبلیغ فرمائی۔ بعدازاں فرمایا: عمر! ان کو توشہ سفر دے دو۔ عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس باقی ماندہ کھجوروں کے سوا کچھ نہیں۔ فرمایا: انہیں زادراہ دو' انہوں نے بورا کھولا تو اس میں بارشتر کے برابر کھجوریں تھیں پس انہوں نے چار سو سواروں کو اس میں سے زادرہ مہیا کیا' سب سے آخر میں لے کر نکلنے والا میں تھا' میں نے لوٹ کر ان کھجوروں پر نگاہ ڈالی تو ان میں ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ گویا ہم نے اس میں سے ایک دانہ بھی نہیں۔ (احمد طبرانی بیہقی)

دکین بن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اس وفد کے تمام لوگوں کو کھلاؤ نیز انہیں زادراہ دے دو' انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! میرے پاس تو اتنی ہی کھجوریں ہیں جن سے میرے اہل و عیال کا خرچہ چلے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے عمر! بات غور سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اچھا جی' اس کے بعد آپ انبار کے پاس آئے اور لوگوں سے کہا اندر داخل ہو کر لے لو۔ پس ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق کھجوریں لے لیں۔ آخر میں' میں نے لوٹ کر دیکھا تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے تو اس انبار سے کچھ لیا ہی نہیں لیا۔ (احمد طبرانی' ابونعیم)

ابو طلحہ کی دعوت میں برکت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا: میں ایک دن بارگاہ نبوت میں آیا تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے اور محو گفتگو تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے شکم اطہر کو باندھ رکھا تھا۔ میں نے ایک صحابی سے پوچھا: کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ کو

کیوں باندھ رکھا ہے؟ جواب دیا بھوک کی وجہ سے' یہ سن کر میں ابو طلحہ کے پاس گیا اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا' وہ میری اماں کے پاس آئے اور پوچھا کیا کوئی چیز موجود ہے؟ بولیں' ہاں! میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑے اور کھجوریں ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنہا تشریف لائیں تو کھانا کافی ہو رہے گا اور اگر کوئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آ گیا تو کم ہو جائے گا۔ ابو طلحہ کہنے لگے' انس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب جا کر کھڑے ہو جاؤ جب صحابہ کرام چلے جائیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوں تو آپ کے پیچھے چلو تاآنکہ آپ اپنی دہلیز پر پہنچ جائیں تو عرض کرو کہ میرے ابو آپ کو بلا رہے ہیں۔ پس میں نے ایسا ہی کیا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دروازے پر پہنچے تو میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ابو آپ کو بلا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: آؤ وہاں چلیں' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا جب ہمارے گھر کے قریب پہنچے تو میرا ہاتھ چھوڑ دیا' میں گھر میں آیا تو زیادہ تعداد میں صحابہ کرام کے آنے کی وجہ سے پریشان تھا' میں نے کہا: اباجی! میں نے تو آپ کے حکم کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی صحابہ کرام کو بلا لیا ہے اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چلے آئے ہیں۔ ابو طلحہ نے باہر نکل کر عرض کیا' یارسول اللہ! میں نے صرف آپ کو دعوت دی ہے کیونکہ میرے پاس سب کو کھلانے کے لئے کھانا نہیں ہے۔ فرمایا: اندر چلو' اللہ تمہارے کھانے میں برکت دے گا۔ وہ اندر آئے تو فرمایا: اپنا کھانا اکٹھا کرو' پس ہم نے روٹی اور کھجوریں اکٹھی کر کے خدمت اقدس میں پیش کیں اور دری پر بچھا دیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں برکت کی دعا کی' پھر فرمایا: آٹھ آدمی میرے پاس اندر لے آؤ' پس میں نے آٹھ آدمی اندر بھیجے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کھانے پر ہتھیلی رکھ کر فرمایا: اب بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ' چنانچہ انہوں نے حضور کی انگلیوں کے درمیان سے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ آٹھ آدمی اور اندر لے آؤ۔ اس طرح بار بار آپ نے حکم دیا یہاں تک کہ اسی (80) آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا' بعد ازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے' میری ماں اور ابو طلحہ کو دعوت دی اور فرمایا: "کھاؤ" پس ہم سب نے جی بھر کر کھانا کھایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! تمہارا وہ کھانا کہاں ہے جو تم نے پیش کیا تھا؟ کہنے لگیں' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے اگر ان لوگوں کو کھاتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کہتی کہ ہمارے کھانے کو تو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا کیونکہ اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا: میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز میں ضعف محسوس کیا ہے۔ میرا خیال ہے آپ کو بھوک لگی ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ ام سلیم نے کہا: "ہاں" یہ کہہ کر ام سلیم نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں اور اپنے دوپٹے میں لپیٹ دیں پھر کپڑے میں بندھی ہوئی روٹیوں کو چادر کے ایک حصہ میں چھپایا اور باقی چادر مجھے اوڑھا دی پھر مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا' میں روٹیاں لے کر حاضر ہوا حضور مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے' میں ان

لوگوں کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: "تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے" میں نے عرض کیا' " جی ہاں" یہ سن کر حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: "چلو" انس کہتے ہیں حضور صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف لے آئے میں نے آگے جا کر ابو طلحہ کو خبر دی۔ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھلانے کیلئے کچھ نہیں۔ ام سلیم نے کہا: "اللہ اور اس کا رسول زیادہ آگاہ ہیں" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا: ام سلیم جو کھانا تمہارے پاس موجود ہے لے آؤ" ام سلیم نے وہی روٹیاں پیش کر دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا جب ٹکڑے ہو گئے تو ام سلیم نے اپنی کپی سے گھی یا سرکہ انڈیل دیا اور سالن بنا دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: دس آدمیوں کو بلالو' چنانچہ دس آدمی آگئے اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس آدمی اور بلائے وہ بھی کھا کر چل دیئے۔ اسی طرح سب نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ان لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔ (بخاری' مسلم)

امام مسلم نے اس روایت کو کئی طریق سے نقل کیا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ بعدازاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور اہل بیت نے یہ کھانا تناول فرمایا: باقی ماندہ ہمسایوں کے پاس بھیج دیا گیا۔ ایک روایت میں دعا کے الفاظ یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ فِيْهِ الْبَرَكَةَ   اے اللہ! اس میں بہت برکت دے۔

ولیمہ کی عجیب دعوت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے عقد نکاح کیا تو میری ماں نے مجھ سے کہا: انس! نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو آج دولہا ہیں۔ میرا خیال ہے آج آپ نے ناشتہ نہیں کیا یہ روغن کی کپی اور کھجوریں میرے پاس لے آؤ تو میں نے ایک مد کھجوروں سے حیس تیار کیا' میری ماں نے کہا: اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے پاس لے جاؤ' چنانچہ میں یہ حیس پتھر کے ایک ٹرے میں ڈال کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ آپ نے فرمایا: اسے مکان کے ایک گوشے میں رکھ دو اور جا کر ابوبکر' عمر' عثمان' علی اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو بلا کر لے آؤ' پھر اہل مسجد اور راستے میں ملنے والے تمام لوگوں کو بھی بلا لاؤ۔ مجھے اس پر تعجب ہونے لگا کہ کھانا بہت تھوڑا ہے اور لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہیں بلا کر لانے کا آپ نے حکم دیا ہے۔ پس میں نے انہیں دعوت دی تو سارا گھر اور حجرہ اقدس ان سے بھر گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! وہ کھانا لے آؤ' پس میں وہ ٹرے اٹھا کر لے آیا تو آپ نے اس میں تین انگلیں ڈبوئیں' جس کی وجہ سے وہ کھانا بڑھنے لگا اور لوگ کھا کر نکلنے لگے یہاں تک کہ سب کھا کر فارغ ہو گئے جبکہ ٹرے میں جتنا کھانا رکھا گیا اتنا ہی بچ گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اب اسے زینب کے سامنے رکھو۔ ثابت کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ کھانے والے لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے

جواب دیا ان کی تعداد بہتر تھی۔ (ابو نعیم' ابن عساکر)

ثرید میں اضافہ

واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اصحاب صفہ نے' جن کی تعداد بیس تھی' بھوک کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کے لئے بھیجا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خانہ اقدس کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا کیا کوئی چیز موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! روٹی کے کچھ ٹکڑے اور تھوڑا سا دودھ ہے' وہ ٹکڑے آپ کے پاس لائے گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی چوری بناکر اوپر سے دودھ انڈیل دیا پھر اپنے دست مبارک سے اسے ثرید کی طرح ملیدہ بنانے لگے' بعدازاں فرمایا: واثلہ! اپنے دس ساتھی بلا لاؤ' ان کے بعد دوسرے دس ساتھی بلا لینا' میں نے تعمیل حکم کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: بسم اللہ کرکے آس پاس سے کھاؤ درمیان سے چھوڑ دینا کیونکہ برکت اوپر سے آکر پھیل جاتی ہے' چنانچہ میں نے ان ساتھیوں کو کھانا کھاتے پھر انگلیوں میں خلال کرتے دیکھا ہے یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگئے' وہ چلے گئے تو دوسرا گروپ آگیا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے بھی یہی ارشاد فرمایا: وہ بھی شکم سیر ہوکر چل دیئے جبکہ کھانا ابھی بچا پڑا تھا میں یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر کھڑا رہ گیا۔ (طبرانی' ابو نعیم' ابن عساکر)

طبرانی اور ابو نعیم نے بطریق سلیمان بن حبان اور حاکم نے بطریق یزید بن ابی مالک حضرت واثلہ بن اسقع سے یہی روایت نقل کی ہے۔

نرالی دعوت

حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے عرض کیا' نہیں! صرف ایک مدطحین (پسا ہوا آٹا) ہے فرمایا: اسے گرم کرو' میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکایا پھر عرض کیا' یارسول اللہ! وہ پک گیا ہے آپ نے روغن کی کپی منگوا کر اسے ہانڈی میں نچوڑا اور پھر نیچے رکھ دیا۔

بعدازاں فرمایا: بسم اللہ! اب اپنی بہنوں کو بلا لاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انہیں بھی میری طرح بھوک لگی ہے۔ پس میں نے انہیں دعوت دی تو ان سب نے پیٹ بھر کر کھایا' پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے بعدازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے پھر ایک اور شخص اندر آیا اور سب نے سیر ہوکر کھایا اور ان سے کھانا بچ بھی گیا۔ (طبرانی)

ایک بدو کی مہمانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بدو کی مہمانی فرمائی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے لئے کچھ چیز مانگی' مگر سوائے ایک ٹکڑے کے کچھ نہ ملا۔ آپ نے اسے لیکر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرویا پھر ان ٹکڑوں پر دست اقدس رکھ کر دعا مانگی اور فرمایا: اب کھاؤ" پس بدو نے اسے کھایا یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر گیا اور کھانا بچ گیا وہ بدو یہ منظر غور سے دیکھتا رہا پھر کہنے لگا آپ یقیناً ایک پاکباز آدمی ہیں۔ (احمد بزار بیہقی)

آسمانی کھانا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں کھانا تھا۔ لوگ صبح سے دوپہر تک مسلسل آتے رہے اور کھاتے رہے ایک جماعت اٹھتی تو دوسری بیٹھ جاتی۔ ایک آدمی نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کہ اس پیالہ میں کھانے کی مقدار بڑھتی کیوں رہی ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ "وہاں" سے اس میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ (دارمی' ابن ابی شیبہ' ترمذی' حاکم' بیہقی)

180 انصاری سیر ہوگئے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے کھانا تیار کروایا' وہ کھانا بس اتنا تھا کہ ان دونوں کیلئے کافی تھا' میں نے پیش کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ تیس انصاری سرداروں کو بلا لاؤ۔ پس میں انہیں بلاکر لے آیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کھانا کھاؤ توان سب نے کھانا کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگئے' پھر انہوں نے شہادت دی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں اور جانے سے پہلے انہوں نے آپ کی بیعت کی۔ ان کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ساٹھ آدمیوں کو بلایا جائے یہاں تک کہ اس طعام میں سے ایک سو اسی انصاری مردوں نے کھانا کھایا۔ (بیہقی' طبرانی' ابونعیم)

130 آدمیوں کیلئے کلیجی

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سو تیس آدمی تھے' آپ نے دریافت فرمایا: کسی کے پاس کھانا ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کے برابر آٹا تھا جسے گوندھا گیا پھر ایک شخص بکری کھینچ کر لے آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے وہ بکری خریدی پھر ذبح کرکے اسے سالن بنانے کا حکم دیا نیز یہ حکم دیا کہ اس کی کلیجی بھونی جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن حلفاً بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلیجی کا حصہ نہ دیا ہو جو لوگ موجود تھے انہیں کلیجی کا حصہ عطا کردیا اور جو موجود نہ تھے ان کے لئے بچاکر رکھ لیا' پھر بکری کے دو حصے کیے ایک بڑے پیالے میں سے سب نے سیر ہوکر کھایا اور دوسرے پیالے میں بچا ہوا اونٹ پر رکھ لیا

گیا۔ (بخاری)

ہانڈی میں برکت

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم نے بغیر کھائے بسر کی جب صبح ہوئی میں تلاش میں نکلا' مجھے اتنے پیسے ہاتھ لگ گئے کہ میں نے ایک درہم سے گوشت اور آٹا خریدا' پھر انہیں لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روٹی تیار کی جب فارغ ہوئیں تو کہنے لگیں' کاش آپ میرے ابا جی کے پاس جاکر انہیں لے آتے' چنانچہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت لیٹے لیٹے فرمارہے تھے۔

اعوذ بِاللّٰہِ مِن الجُوع — میں بھوک سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہمارے پاس طعام ہے' آپ تشریف لے چلئے جب آپ تشریف لے آئے اس وقت ہانڈی جوش مار رہی تھی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کیلئے ایک پیالہ نکال لو تو انہوں نے ایک پیالے میں کھانا الگ کرلیا' پھر فرمایا: ایک پیالہ حفصہ کے لئے نکال لو تو انہوں نے ان کے لئے بھی ایک پیالہ نکال لیا یہاں تک کہ آپ نے نو ازواج کا حصہ علیحدہ کروا دیا پھر فرمایا: اپنے والد اور اپنے شوہر کیلئے بھی نکال دو' بعدازاں فرمایا: اب اپنے لئے بھی نکالو اور کھاؤ' تو انہوں نے اپنا حصہ لے لیا' پھر جب ہانڈی کو اٹھایا تو وہ لبریز تھی' اس میں کوئی کمی نہ ہوئی اور ہم نے اس قدر تناول کیا جتنا اللہ نے چاہا۔ (ابن سعد)

ایک مد کھانا ستر آدمیوں نے کھایا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: "اہل صفہ کو میرے پاس بلاکر لے آؤ' تو میں انہیں بلاکر لے آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک طباق رکھا جس میں جو کا بنا ہوا کھانا تھا میرا اندازہ ہے کہ وہ ایک مد کے برابر ہوگا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ' چنانچہ ہم نے حسب طلب وہ کھانا کھایا ہماری تعداد اس وقت ستر سے اسی کے درمیان تھی' اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھ کھینچ لئے جبکہ کھانا جوں کا توں پڑا تھا اور ان پر صرف انگلیوں کے نشانات نظر آتے تھے۔ (ابن سعد' ابن ابی شیبہ' طبرانی' ابونعیم)

طبرانی حضرت جابر بن بعداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے .سند حسن روایت کرتے ہیں کہ میری ماں نے کھانا تیار کیا اور مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلانے کیلئے بھیجا۔ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرگوشی کرتے ہوئے عرض کیا' مگر حضور نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: چلو' چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ پچاس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا: دس دس کی ٹولیوں میں اندر داخل ہو پس ان سب نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہوگئے اور کھانا بھی جوں کا توں باقی رہا۔

قلیل کھانا کثیر ہو گیا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کیا۔ بعدازاں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کی حیاء کی وجہ سے کھڑا ہو گیا جب میری طرف التفات فرمایا تو میں نے اشارہ کیا' آپ نے فرمایا: اور یہ لوگ؟ اس طرح دو یا تین مرتبہ فرمایا: میں نے عرض کیا' ہاں! یہ لوگ بھی چلیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے جو صرف آپ ہی کیلئے ہے غرضیکہ ان سب نے کھایا اور کھانا ان سے بچ بھی رہا۔ (ابونعیم)

عبداللہ بن طہفہ اپنے والد طہفہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ فرماتے کہ ہر شخص ایک مہمان اپنے ساتھ لے جائے۔ ایک رات مسجد میں بہت سے مہمان جمع ہوگئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص اپنے ہم نشین مہمان کو اپنے ساتھ لے جائے۔ (میری خوش قسمتی کہ) میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: اے عائشہ! کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! "ہریسہ" ہے جسے میں نے افطاری کیلئے تیار کیا ہے۔اس کے بعد وہ ہریسہ ایک چھوٹے سے پیالے میں پیش کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا: پھر ہماری طرف بڑھا دیا اور فرمایا: اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔ پس ہم نے اس میں سے کھایا یہاں تک ہماری آنکھیں سیر ہوگئیں بعدازاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کچھ پینے کے لئے ہے؟" حضرت عائشہ بولیں تھوڑا سا دودھ ہے جسے میں نے آپ کی افطاری کے لئے تیار کر رکھا ہے' پھر وہ دودھ بھی لے آئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا سا نوش فرمایا' پھر فرمایا: بسم اللہ! پیو' چنانچہ ہم نے اسے نوش کیا یہاں تک کہ ہمارا جی بھر گیا۔ (احمد ابن سعد ابونعیم)

ابونعیم ایک اور سند کے ساتھ یعیش بن طہفہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میرے والد اہل صفہ میں سے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں حکم دے رکھا تھا کہ لوگ انہیں ساتھ لے جا کر ان کے خوردونوش کا اہتمام کریں' چنانچہ ایک شخص ایک آدمی یا دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جاتا' طہفہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ان خوش نصیب لوگوں کے ساتھ گیا جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! ہمیں کھانا دو' پس وہ "حیسہ" لے آئیں اور ہم سب نے کھایا بعدازاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! ہمیں مشروب پیش کرو تو وہ ایک چھوٹے سے پیالے میں دودھ لے آئیں جسے ہم نے سیر ہو کر پیا۔

برکت کا ایک اور واقعہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کئی روز تک کھانا تناول نہ فرمایا: یہاں تک کہ بھوک کی شدت ناگوار گزرنے لگی' آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بٹیا کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا' "نہیں" جب آپ تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے اپنی خادمہ کے ہاتھ روٹی کے دو ٹکڑے اور تھوڑا سا گوشت ایک پیالے میں ڈھک کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لے آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا' یہ تھوڑا سا کھانا اللہ نے عطا فرمایا ہے جسے میں نے آپ کے لئے تیار کرویا ہے۔ فرمایا: لے آؤ۔ وہ لے آئیں تو آپ نے پیالے پر سے کپڑا ہٹایا وہ اس وقت روٹی اور گوشت سے بھرپور تھا جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اتنا کھانا دیکھا تو حیران رہ گئیں' انہیں معلوم ہوگیا کہ یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: پیاری بیٹی یہ کھانا تمہیں کہاں سے ملا تو انہوں نے عرض کیا' اباجی! یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب عطا کرتا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اے بیٹی! تم کو سیدہ نساء بنی اسرائیل حضرت مریم کی شبیہ بنایا ہے۔ حضرت مریم کو جب ہیکل میں اسی طرح معجزانہ کھانا ملا تھا تو ان کی زبان پر یہی کلمات جاری ہوئے تھے بعدازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا' پھر آپ نے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرات حسنین کریمین اور تمام ازواج مطہرات نے یہ کھانا سیر ہوکر کھایا اور پیالہ میں کھانا بچ بھی رہا جسے ہمسایوں کے پاس بھیج دیا گیا اس کھانے میں اللہ نے بڑی برکت عطا فرمائی۔ (ابو یعلی)

گوشت اور پانی میں اضافہ

ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن بیان کرتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہماری مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' تو میں گھر آئی اور گوشت اور روٹی لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رات کا کھانا تناول فرمائیں' آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: اللہ کا نام لے کر شروع کرو' پس آپ نے صحابہ کرام' جو آپ کے ساتھ آئے تھے اور اہل خانہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' میں نے دیکھا (کہ تمام لوگوں کے کھا چکنے کے بعد کھانا جوں کا توں باقی تھا اور) ہڈیوں سے گوشت تک نہیں چھڑایا گیا تھا اور روٹیاں بھی ویسی ہی تھیں جبکہ کھانے والوں کی تعداد چالیس تھی' پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے مشکیزے سے پانی نوش فرمایا۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے تو میں نے مشکیزے کا منہ باندھ لیا۔ ہم یہ پانی مریضوں کو اور قریب المرگ لوگوں کو پلاتے تھے تاکہ انہیں برکت حاصل ہو۔ (ابن سعد)

گوشت میں برکت کا اثر

خالد بن عبدالعزیٰ جو کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے تھے۔ جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو اس نے آپ کی ضیافت کیلئے ایک بکری پیش کی خالد خود کثیرالعیال تھے جب خاندان کے لئے بکری ذبح کرتے تو خاندان کے افراد کو ایک ایک ہڈی بھی پوری نہ ہوتی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اس بکری کے گوشت کو تناول فرمایا اور باقی خالد کے بوکے میں ڈال دیا نیز اس گوشت میں برکت کی دعا کی' پھر اسے خالد کے خاندان کیلئے پھیلا دیا جسے سب نے کھایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اور دعا کی برکت سے وہ فالتو بچ بھی گیا۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ خالد بیان کرتے ہیں میں نے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی' بعدازاں میں خود کسی کام کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس بکری کا کچھ حصہ ہمارے پاس واپس بھجوا دیا جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے گوشت دیکھا میں نے پوچھا: ام خناس! یہ گوشت کیسا ہے' جواب دیا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بکری میں سے' جسے ہم نے بھیجا تھا' کچھ حصہ واپس کردیا ہے۔ میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ تم نے اسے گھر والوں کو نہیں کھلایا' اس نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پس خوردہ ہے' میں نے اس میں سے سب کو کھلایا ہے۔ (حالانکہ ان کا گھرانا اتنا بڑا تھا کہ ان کے لئے دو یا تین بکریاں بھی کافی نہ ہوتیں) (بیہقی)

کھجور کا عصیدہ بڑھ گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے .سند حسن مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ گھر جا کر کہو کہ تمہارے پاس کھانے کیلئے جو کچھ ہے وہ پیش کرو۔ پس انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں کھجور کا عصیدہ تھا' میں لے کر آگیا تو حضور نے فرمایا: "اہل مسجد کو بلا لاؤ" میں نے دل میں کہا ہائے افسوس کھانا تو بہت کم نظر آرہا ہے' یہ تو بڑی مصیبت ہوئی (میں نافرمانی کی جرات بھی نہیں کرسکتا) سو میں نے انہیں دعوت دی تو وہ سب اکٹھے ہوگئے' پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالے کے اندر اپنی انگلیاں ڈالیں اور اس کے اطراف میں انہیں حرکت دی اور فرمایا: اب اللہ کا نام لیکر کھاؤ' چنانچہ سب نے اسے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے اور میں نے بھی حسب طلب کھایا' پھر جب اسے اٹھایا تو وہ اسی طرح تھا جس طرح میں نے اسے رکھا تھا' بس یہ فرق تھا کہ اب اس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے نشان تھے۔ (طبرانی)

کھجوروں میں اضافہ

ابن سعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا' میں ایک دن گھر سے مسجد کے ارادے سے نکلا' مجھے بھوک لگی تھی' مجھے جتنے لوگ ملے سب نے کہا: ہم سب بھوک ہی کی وجہ سے باہر آئے ہیں' پس ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے حال کی خبر دی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک طباق منگوایا جس میں کھجوریں تھیں' پھر ہر ایک کو دو دو کھجوریں عطا کرکے فرمایا: انہیں کھا کر پانی پی لو' آج کے دن یہ دو دو کھجوریں ہی کافی ہیں۔

ابوہریرہ کا توشہ دان

ابن سعد' بیہقی اور ابو نعیم بطریق ابوالعالیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا' یارسول اللہ! میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مٹھی میں لیکر دعا فرمائی' پھر فرمایا : انہیں تھیلی میں ڈال لو' جب تمہیں خواہش ہو اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈال کر نکال لینا' ہاں! ان کھجوروں کو نکال کر پھیلانا نہیں تو اس کے بعد میں نے ان کھجوروں سے کئی وسق فی سبیل اللہ خرچ کئے' بلکہ ابن سعد کے الفاظ ہیں کئی بار شتر راہ خدا میں دیئے۔ میں خود بھی کھاتا رہا اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا۔ وہ تھیلی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم شہادت تک میرے پاس رہی پھر توشہ دان گرنے کے باعث اس کی برکت جاتی رہی۔

بیہقی اور ابو نعیم بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک غزوہ میں شریک تھے کہ اہل لشکر کو راشن کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ابو ہریرہ! تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا' میرے توشہ دان میں چند کھجوریں ہیں' فرمایا : لے آؤ تو میں اپنا توشہ دان لے آیا پھر فرمایا : چرمی دسترخوان لاکر بچھادو تو میں نے دسترخوان بھی بچھا دیا۔ حضور نے توشہ دان میں دست اقدس ڈال کر کھجوریں نکالیں تو اکیس کھجوریں ہاتھ میں آئیں۔ فرمایا : بسم اللہ! پھر آپ ایک ایک کھجور بسم اللہ پڑھ کر رکھتے گئے یہاں تک کہ آخری کھجور رکھ کر انہیں جمع کردیا۔ بعدازاں فرمایا : فلاں فلاں صحابہ کو بلاکر لے آؤ' چنانچہ تمام مدعو صحابہ کرام نے جی بھر کر کھجوریں کھائیں اور چلے گئے پھر ایک اور جماعت کو بلانے کا حکم دیا وہ بھی کھاکر چلے گئے اور کھجوریں بچ گئیں' فرمایا : اب خود بیٹھ کر کھالو۔ میں کھا چکا تو حضور نے فرمایا : اب جو باقی رہ گئی ہیں ان کو تھیلی میں ڈال لو جب تمہیں ضرورت ہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لینا مگر اسے الٹنا نہیں ہے پس میں حسب ضرورت اس سے لیتا رہا' میں نے پچاس وسق تو راہ خدا میں خرچ کیں' پھر وہ تھیلی جو کہ میری سواری کے ساتھ لٹکی رہتی تھی' عہد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جاتی رہی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ اسلام میں مجھ پر تین مصیبتیں ایسی پڑی ہیں کہ ان جیسی اور کوئی مصیبت نہیں آئی' پہلی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت' دوسری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور تیسری میرے توشہ دان کا جاتے رہنا' لوگوں نے پوچھا : کیسا توشہ دان؟ انہوں نے جواب دیا ہم ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' لشکر کا سامان رسد ختم ہوگیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا : ابو ہریرہ! کچھ تمہارے پاس ہے؟ میں نے عرض کیا' کچھ کھجوریں ہیں" فرمایا : وہ لے آؤ' میں لے آیا تو آپ نے ان کو دسترخوان پر پھیلا دیا' ان کی تعداد اکیس تھی' آپ ایک ایک کھجور لے کر اس پر اللہ کا نام لیتے جاتے تھے اور انہیں رکھتے جاتے تھے' پھر ان سب کو ملا دیا بعدازاں حکم دیا کہ دس دس آدمی آکر شریک ہوں' چنانچہ اس طرح لوگ آتے گئے یوں پورا لشکر سیر ہوگیا اور کچھ کھجوریں بچ بھی گئیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ان پر میرے لئے برکت کی دعا فرمایئے آپ نے دعا کی' پھر میں نے ان کو اپنے توشہ دان میں ڈال لیا ان کی برکت یہ تھی کہ جب میں ہاتھ ڈالتا تھا' کھجوریں نکل آتی تھیں' اس برکت کا اندازہ لگایئے کہ پچاس وسق تو میں نے اس میں سے راہ خدا میں خیرات کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک میں اس میں سے کھاتا رہا۔ حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہنگامہ شہادت میں میری اشیائے خانہ کے ساتھ یہ توشہ دان بھی جاتا رہا' سن لو! میں نے دو سو وسق سے زیادہ اس میں سے کھائیں۔ (احمد' ترمذی' ابن سعد' بیہقی)

جو بڑھ گئے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال فرمایا: تو چند وسق جو کے سوا میرے گھر میں کچھ نہ تھا' میں انہی میں سے کھاتی رہی یہاں کہ ایک عرصہ دراز بیت گیا وہ ختم ہونے پر نہیں آتے تھے' ایک روز میں نے انہیں ناپ لیا تو وہ ختم ہوگئے۔ (شیخین)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور غلہ طلب کیا۔ حضور نے اسے آدھا وسق جو عطا فرمائے' وہ شخص' اس کی بیوی اور اس کے مہمان اسے کھاتے رہے (مگر ختم نہ ہوئے) انہوں نے اس مقدار کو ناپ لیا تو وہ ختم ہوگئے۔ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور صورت حال بیان کی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اسے نہ ناپتے تو ساری زندگی کھاتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتے۔ (مسلم' بیہقی' بزار)

حاکم اور بیہقی حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی شادی کے موقع پر مدد چاہی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں تیس صاع جو عنایت فرمائے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس مقدار کو نصف سال تک کھایا اس کے بعد ہم نے اسے ناپا تو اس مقدار میں کچھ کمی نہ تھی' میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: اگر تم نہ ناپتے تو تم ساری زندگی کھاتے رہتے۔

ایک کھجور سے سیری

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بچہ آکر کہنے لگا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں ایک یتیم بچہ ہوں اور میری ایک یتیم بہن ہے' میری ماں بے آسرا بیوہ ہے آپ ہمیں کھانے کے لئے کچھ عطا فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس سے عطا فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ ملے' میرے پاس لے آؤ' چنانچہ وہ بچہ اکیس کھجوریں لے کر آگیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دست اقدس میں لیکر دعا فرمائی' پھر فرمایا: سات دانے تمہارے ہیں سات تمہاری ماں کے اور سات تمہاری بہن کے ہیں ایک کھجور رات کے وقت کھا لینا اور ایک کھجور دوسرے دن صبح کو۔ (احمد بزار)

کھجوروں کا ڈھیر جوں کا توں رہا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد احد کی لڑائی میں شہید ہوگئے۔ انہوں نے چھ بیٹیاں چھوڑیں' نیز بہت قرض ان کے ذمے تھا جب کھجوریں توڑنے کا وقت آیا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ میرے والد ماجد غزوہ احد میں شہید ہوگئے ہیں ان کے ذمے بہت قرض تھا' میں چاہتا ہوں کہ (آپ میرے ساتھ نخلستان چلیں تاکہ) قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور سختی نہ کریں) فرمایا: جاؤ کھجوروں کا ایک جگہ پر ڈھیر لگادو' تو میں نے انہیں اکٹھا کردیا' پھر میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا۔ آپ تشریف لائے اور ڈھیر کے گرد تین چکر لگاکر اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ (وہ جب آ گئے تو) آپ ان کو ناپ ناپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے والد کا تمام قرض اتار دیا میں یہ چاہتا تھا کہ میرے والد کا تمام قرض ادا ہوجائے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے کر جاؤں' مگر خدا کی شان سب قرض ادا کردینے کے بعد جب میں نے ڈھیر کی طرف نظر کی جس پر رسول اللہ تشریف فرما ہوئے تو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کہ اس ڈھیر میں سے تو ایک کھجور کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ (بخاری)

بخاری' مسلم میں بطریق وہب بن کیسان حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مضمون باختلاف الفاظ مروی ہے جس میں ذکر ہے کہ یہ قرض خواہ یہودی تھے۔

حاکم کے الفاظ میں یہ اضافہ ہے حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا: آج دوپہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لا رہے ہیں' چنانچہ جب آپ تشریف لے آئے تو میری بیوی نے آپ کے لئے بستر بچھا دیا' آپ نے اس بستر پر آرام فرمایا: اسی دوران میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا جب آپ بیدار ہوئے تو میں نے گوشت آپ کے سامنے رکھا آپ نے فرمایا: ابوبکر اور ان کے تمام رفقاء کو بھی بلا لاؤ' وہ سب آ گئے تو انہوں نے گوشت تناول کیا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہوگئے نیز گوشت فاضل بھی ہوگیا۔

سو کھجوروں میں برکت

ابو رجاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاشانہ اقدس سے باہر نکلے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے' وہ انصاری اپنے باغ کو سینچ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کیا اجرت دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کردوں؟ اس نے کہا: میں بڑی مشقت سے پانی لگاتا ہوں کیونکہ میں اجرت دینے کی طاقت نہیں رکھتا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے سو کھجوریں دوگے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کردوں؟ اس نے عرض کیا' "جی ہاں" پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈول پکڑ لیا اور تھوڑی ہی دیر میں سارے باغ کو سیراب کردیا۔ وہ شخص کہنے لگا' بس بس میرا باغ غرق ہوجائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے سو کھجوریں لے کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ تناول فرمائیں یہاں تک کہ کھانے کی گنجائش نہ رہی' پھر وہی سو کھجوریں اس کو واپس عطا فرما دیں۔ (طبرانی' ابونعیم' ابن عساکر)

آسمانی پانی اور روغن میں اضافہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ قبیلہ دوس کی ایک عورت جسے ام شریک کہا جاتا تھا' مسلمان

ہوگئی تو اسے ایک ایسے ساتھی کی ضرورت پیش آئی جس کے ہمراہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائے' اس کی ایک یہودی کے ساتھ ملاقات ہوئی جس نے کہا: چلو میں تمہارے ساتھ چلوں گا' اس نے کہا: ذرا ٹھہرو کہ میں اپنے مشکیزے میں پانی بھرلوں' یہودی نے کہا: میرے پاس پانی ہے۔ چلو' پس وہ اس کے ساتھ روانہ ہوگئی یہودی کی بیوی بھی ہمراہ تھی۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ شام کے وقت ایک مقام پر اترے یہودی نے دسترخوان بچھاکر کھانا لگایا پھر کہا: ام شریک آؤ کھانا کھالو۔ اس نے کہا: مجھے پانی پلاؤ مجھے پیاس لگی ہے اور پانی پینے سے پہلے کھانا کھانے کی طاقت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا: میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ بھی پینے کے لئے نہیں دوں گا جب تک کہ تم یہودی نہ بن جاؤ۔ ام شریک نے کہا: خدا کی قسم! میں کبھی یہودی نہ بنوں گی' چنانچہ وہ اٹھ کر اپنے اونٹ کے پاس آئی اور اس کے پاؤں باندھ کر اور سر اس کی ران پر رکھ کر سو گئی۔ ام شریک کا بیان ہے کہ میری آنکھ اس وقت کھلی جب ایک ڈول کی ٹھنڈک میری پیشانی پر محسوس ہوئی۔ میں نے سر اٹھایا تو مجھے دودھ سے زیادہ سفید پانی نظر پڑا جو شہد سے زیادہ میٹھا تھا میں نے وہ پانی جی بھر کر پیا' بعدازاں اسے اپنی مشک میں بھرلیا' پھر وہ ڈول میری نظروں کے سامنے آسماں میں غائب ہوگیا جب صبح ہوئی تو یہودی میرے پاس آکر کہنے لگا۔ ام شریک! میں نے کہا: بخدا! اللہ نے مجھے پانی پلا دیا ہے۔ اس نے پوچھا: کہاں سے آیا؟ کیا آسمان سے اترا؟ میں نے کہا: ہاں! آسمان سے اترا پھر میری نظروں کے سامنے ہی آسماں میں غائب ہوگیا۔"

بعدازاں ام شریک بارگاہ رسالت میں باریاب ہوئی اور اپنے آپ کو پیش کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت زید سے کردیا اور انہیں تیس صاع جو عطا فرمائے فرمایا: انہیں کھاؤ مگر ان کا ناپ نہ کرنا۔ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس روغن کی ایک کپی تھی جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ پیش کی' اس نے اپنی خادمہ سے کہا اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا آؤ' چنانچہ وہ لے کر گئی تو صحابہ کرام نے روغن نکال کر کپی خالی کردی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خادمہ سے کہا: کہ اس کپی کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا جب ام شریک گھر آئی تو دیکھا کہ کپی روغن سے بھرپور ہے۔ ام شریک نے اپنی باندی سے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اس کپی کو حضور کی بارگاہ میں پیش کرو۔ اس نے جواب دیا خدا کی قسم! میں نے تو اسے پیش کردیا تھا مگر جب واپس آئی تو کپی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی کیونکہ حضور نے فرمایا تھا کہ اس خالی کپی کو لٹکا دینا اور اس کا منہ کھلا رکھنا' اس طرح برکت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس میں روغن آگیا' پھر وہ مسلسل اس روغن کو استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ ام شریک کا وصال ہوگیا۔ (بیہقی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمیشہ ایک برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں' ان کے بچے آکر سالن مانگتے اور ان کے پاس نہ ہوتا تو وہ اسی برتن کو جس میں گھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہدیۃً پیش کرتیں' اٹھا لاتیں' اس میں سے بقدر ضرورت گھی مل جاتا' ایک عرصہ تک گھر کا سالن اسی گھی سے تیار ہوتا رہا' ایک دن انہوں نے اس برتن کو نچوڑ لیا' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے اس کو نچوڑ نہ لیا ہوتا تو ہمیشہ اس سے گھی نکلتا

رہتا۔ (مسلم)

ابن ابی شیبہ' طبرانی اور ابونعیم ام مالک انصاریہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گھی کی کپی لائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے گھی نکال کر کپی واپس کردی۔ انہوں نے گھر جا کر دیکھا تو وہ کپی گھی سے لبریز تھی' انہوں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں جلد عطا فرمایا دیا۔

گھی میں اضافہ

ام اویس بہزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے گھی گرم کرکے ایک کپی میں ڈالا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا' آپ نے قبول فرماکر کچھ گھی کپی ہی میں رہنے دیا اور اس پر پھونک مار کر دعا کی' پھر فرمایا: یہ ام اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لوٹا دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وہ کپی واپس کی تو گھی سے لبریز تھی۔ انہوں نے گمان کیا شاید حضور نے گھی قبول نہیں فرمایا: وہ روتی دھوتی آئیں اور عرض کرنے لگیں' یارسول اللہ! میں نے تو آپ ہی کے لئے گھی گرم کیا تھا تاکہ آپ تناول فرمائیں آپ فوراً سمجھ گئے کہ دعا قبول ہوگئی ہے جس کی وجہ سے کپی میں گھی آگیا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اس سے کہہ دو کہ وہ اس گھی کو استعمال میں لائے اور برکت کی دعا کرے' چنانچہ ام اوس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ کے عہد میں یہ گھی کھاتی رہیں یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ناخوشگوار واقعات رونما ہوئے۔ (طبرانی بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان کی ماں ام سلیم نے بکری کا گھی ایک کپی میں جمع کرکے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے برتن میں منتقل کرکے ان کی کپی لوٹا دی۔ انس کہتے ہیں میں نے وہ کپی کیل کے ساتھ لٹکا دی جب والدہ صاحبہ آئیں تو کپی گھی سے لبریز دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور تعجب سے سارا واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اسی طرح غیبی رزق عطا کرے جس طرح وہ اپنے نبی کو کھلاتا ہے' خود کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔ ام سلیم فرماتی ہیں کہ میں نے آکر گھی کئی برتنوں میں بھرا اور تقسیم کیا نیز اس کپی میں اتنا گھی چھوڑ دیا جس سے ہم نے ایک ماہ یا دو ماہ سالن تیار کیا۔ (ابو یعلی طبرانی ابونعیم' ابن عساکر)

حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھانا باری باری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان چلتا تھا' ایک رات ایک کے ہاں' دوسری رات دوسرے کے ہاں' ہوتے ہوتے میری باری آئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کیا پھر لے جا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ میرے ہاتھ سے گھی کی کپی گر گئی اور سارا گھی بہہ پڑا۔ پریشان ہوکر کہا میرے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

کھانا گر گیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہو' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قریب نہیں آسکتا۔ میں لوٹا تو کپی سے قب قب کی آواز آرہی تھی میں نے کہا: کچھ گھی بچ گیا ہے پس میں نے کپی کو اٹھایا تو وہ گھی سے لبریز تھی میں نے اس کا منہ بند کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے اسی حالت میں رہنے دیتے تو یہ کپی منہ تک بھر جاتی۔ (طبرانی' بیہقی)

پانی' دودھ اور مکھن بن گیا

سالم بن جعد سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو کسی کام کے لئے بھیجا' ان دونوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہمارے پاس زادراہ کے لئے کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس مشکیزے لے آؤ' وہ لے آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پانی سے بھرنے کا حکم دیا اور پھر ان کا منہ بند کردیا فرمایا: انہیں لے جاؤ جب تم فلاں مقام پر پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں رزق عطا فرمائے گا' چنانچہ وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں پہنچنے کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ انہوں نے اپنے مشکیزے کھولے تو ان میں دودھ اور مکھن نظر آیا پس انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا پیا۔

بکری کے شانے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بکری ذبح فرمائی۔ (اسے پکایا گیا تو) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹا مجھے ایک شانہ دے دو' میں نے نکال کر پیش کردیا پھر فرمایا: مجھے شانہ دے دو' میں نے دوسرا شانہ دے دیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر طلب فرمایا: تو میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے پیش کرتے رہتے۔ (ابونعیم' ترمذی)

نوٹ:۔ خصائص کبریٰ میں ایک روایت میں دو بار شانہ دینے کا ذکر ہے اور دوسری میں بحوالہ ابونعیم تین بار دینے کا تذکرہ ہے' علامہ نبہانی نے دوسری روایت لی ہے۔

فصل دوم

دودھ میں برکت نبی ﷺ سے متعلق معجزات

خیمہ ام معبد میں دودھ کی کثرت

حزام بن ہشام بن جیش اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن اریقط (دلیل راہ) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے لئے روانہ ہوئے، ان کا گزر ام معبد خزاعیہ کے خیموں پر ہوا، وہ ایک سن رسیدہ باوقار عورت تھی جو خیمہ کے باہر بیٹھی رہتی اور مسافروں کی کھانے پینے سے خاطر تواضع کرتی، ان حضرات نے اس سے دریافت کیا کہ کیا اس کے پاس بیچنے کیلئے گوشت اور کھجوریں ہیں مگر اس کے ہاں سے کوئی چیز نہ ملی کیونکہ وہ علاقہ ایک عرصہ سے خشک سالی کا شکار تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک کونے میں کھڑی تھی، آپ نے دریافت فرمایا: یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے عرض کیا، یہ بکری کمزوری اور لاغری کی وجہ سے نہیں جاسکی، پوچھا: کیا یہ شیردار ہے؟ اس نے جواب دیا یہ تو اتنی لاغر ہے کہ دودھ دینے سے قاصر ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اسے دوہ لوں۔ اس نے کہا: میرے ماں باپ فدا، اگر اس کے تھنوں میں کچھ دودھ ہے تو بخوشی دوہ لیں، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لیکر اور دعا مانگ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اس نے فوراً ٹانگیں پھیلا دیں اور اس کے تھنوں میں دودھ اتر آیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا جس سے ایک جماعت سیراب ہوسکے۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ دوہنا شروع کیا تو دھاروں کی وجہ سے جھاگ اٹھنے لگی۔ دودھ دوہ لینے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام معبد کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگئی۔ پھر اپنے رفقاء کو پلایا۔ ان کے خوب سیر ہونے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود نوش فرمایا۔ بعد ازاں آپ نے دوبارہ بکری کا دودھ دوہا اور اسے ام معبد کے پاس چھوڑا، اس کے بعد اس کو بیعت فرمایا اور روانہ ہوگئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ ام معبد کا شوہر ابو معبد آگیا تاکہ لاغر بکریوں کو ہانک کر لے جائے جب اس کی نظر دودھ پر پڑی تو تعجب سے پوچھنے لگا، ام معبد یہ دودھ کہاں سے آگیا؟ گھر میں تو کوئی شیردار جانور نہیں تھا۔ اس

نے کہا: بخدا! اور تو کچھ نہیں، صرف یہ بات ہوئی ہے کہ ایک مبارک آدمی کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ (یہ اسی کے دم قدم کی برکت ہے) ابو معبد نے کہا: اس شخص کے اوصاف بیان کرو تو ام معبد نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حسب ذیل تصویر کشی کی۔

رَأَيْتُ رَجُلاً ظَاهِرَ الْوَضَاَةِ	میں نے ایک شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں
اَبْلَجَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْخَلْقِ	چہرہ حسین، ڈیل ڈول خوبصورت
لَمْ تُعِبْهُ ثَجْلَةٌ وَّلَمْ	نہ بڑے پیٹ کا عیب، نہ چھوٹے سر کا نقص
تُزْرِبِهٖ صَعْلَةٌ وَسِيْمٌ	انتہائی خوبصورت، خوبرو
قَسِيْمٌ فِي عَيْنَيْهِ دَعْجٌ	آنکھیں، سیاہ اور بڑی، پلکیں دراز
وَفِيْ اَشْفَارِهٖ وَطَفٌ	شیریں اور گونج دار آواز
وَفِيْ صَوْتِهٖ صَهْلٌ وَ	گردن بلند
فِي عُنُقِهٖ سَطْعٌ وَ	ریش مبارک گھنی
فِيْ لِحْيَتِهٖ كَثَاثَةٌ	ابرو خمیدہ اور درمیان سے پیوستہ
اَزَجَّ اَقْرَنَ اِنْ	خاموش رہے تو باوقار
صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ	لب کشا ہو تو چہرے پر بہار اور وقار
وَاِنْ تَكَلَّمَ سَمَاهُ وَ	سب سے بڑھ کر باجمال
عَلاهُ الْبَهَاءُ اَجْمَلُ	دور و نزدیک سے حسین و جمیل
النَّاسِ وَاَبْهَاهُ مِنْ بَعِيْدٍ	
وَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ مِنْ قَرِيْبٍ	شیریں زباں، گفتگو صاف اور
حُلْوَ الْمَنْطِقِ فَصْلاً لَا نَزْرَ	واضح، نہ بے فائدہ نہ بے ہودہ
وَلَا هَذَرَ كَاَنَّ مَنْطِقَهٗ خَرَزَاتُ	دہان سخن وا کرے تو موتی جھڑیں
نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ رَبْعَةً لَا تَشْنَؤُهٗ	میانہ قد، نہ لمبا تڑنگا کہ دراز قامتی
مِنْ طُوْلٍ وَلَا تَقْتَحِمُهٗ عَيْنٌ	بری لگے، نہ پست کہ آنکھوں میں حقارت
مِنْ قِصَرٍ، غُصْنًا بَيْنَ غُصْنَيْنِ	پیدا ہو، دو سرسبز و شاداب شاخوں
فَهُوَ اَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا	کے درمیان لچکتی ہوئی شاخ، جو حسین
وَاَحْسَنُهُمْ قَدْرًا لَهٗ رُفَقَاءُ	منظر اور عالی قدر ہو۔ اس کے خدام و رفقاء
يَحُفُّوْنَ بِهٖ اِنْ قَالَ	حلقہ بستہ، اگر لب کشا ہوں تو وہ
اَنْصِتُوْا لِقَوْلِهٖ وَاِنْ اَمَرَ	غور سے سنیں اور اگر حکم دے تو تعمیل کے
	لئے دوڑیں، قابل رشک، قابل احترام

تَبَادَرُوْا اِلٰى اَمْرِهٖ مَحْفُوْدٌ مَحْشُوْدٌ لَا عَابِسٌ وَلَا مُعْتَد نہ تلخ رو، نہ زیادتی کرنے والا۔

یہ اوصاف سن کر ابو معبد بے ساختہ بول پڑا۔ خدا کی قسم! تم نے جس شخص کے اوصاف بیان کئے ہیں یہ تو وہی قریشی ہے جس کا چرچا ہو رہا ہے۔ ادھر مکہ مکرمہ میں کسی نے بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے جس کی آواز آتی تھی مگر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ کون ہے؟

جَزَی اللّٰهُ رَبَّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِهٖ
رَفِیْقَیْنِ حَلاَ خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدٖ

پروردگارعالم! ان دو ساتھیوں کا بھلا کرے جو ام معبد کے خیمے میں آکر رونق افروز ہوئے۔

2- وہ ہدایت لے کر تشریف فرما ہوئے اور ام معبد کو ان کے طفیل ہدایت نصیب ہوئی جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھی ہو گیا' وہ یقیناً کامیاب ہوا۔

3- قبیلہ قصی پر انتہائی افسوس کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہجرت کر جانے کی وجہ سے ان کی سرداری اور کارہائے نمایاں پر پانی پھیر دیا۔

4- بنی کعب کو اپنے خاندان کی یہ عورت اور اس کا مسلمانوں کے انتظار میں بیٹھنا مبارک ہو۔

5- اپنی بہن سے بکری اور اس کے دودھ کے برتن کے بارے میں دریافت کرو بلکہ اگر تم اس بکری ہی سے پوچھ لو تو وہ بھی اس حیران کن واقعہ کی تصدیق کرے گی۔

6- آپ نے ایک بے دودھ بکری منگائی تو فوراً اس کے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بکری کو ام معبد کے گھر چھوڑا تاکہ دودھ دوہنے والا ہمیشہ اس بکری کا دودھ دوہتا رہے۔ (بغوی ابن شاہین' ابن سکن' ابن مندہ' حاکم' بیہقی' ابو نعیم) لے

ابن سعد اور ابو نعیم از طریق واقدی ام معبد سے نقل کرتے ہیں کہ جس بکری کے تھنوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مس کیا تھا وہ ہمارے پاس عہد فاروقی کے زمانہ رمادہ (ہلاکت) تک رہی اور ہم اس سے صبح و شام دودھ حاصل کرتے تھے جبکہ قحط سالی کی وجہ سے زمین پر خاک اڑتی تھی۔

خشک تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا

قیس بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفیہ طور پر سفر ہجرت پر نکلے تو راستے میں ان کا گزر ایک غلام پر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا' انہوں نے اس سے دودھ طلب کیا۔ اس نے کہا: میرے پاس شیر دار بکری تو کوئی نہیں' البتہ! ایک بکری ایسی ہے جو جاڑوں کے شروع میں گابھن ہوئی مگر اس نے گابھ ڈال دیا اور اس کا دودھ بھی باقی نہ رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا اسی کو لے آؤ۔ (وہ لے آیا تو) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ٹانگوں کو باندھ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ڈھال لے آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ نکال کر پہلے ابو بکر کو پلایا پھر نکال کر چرواہے کو دیا۔ پھر دوہ کر خود نوش فرمایا' چرواہے نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا: بخدا! بتائیے آپ کون صاحب ہیں؟ میں نے آپ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فرمایا: میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ چرواہے نے کہا: اچھا آپ وہی ہیں جنہیں قریشی "صابی" کہتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں' وہ تو یہی کہتے ہیں اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے نبی ہیں اور جو پیغام آپ لائے ہیں وہ حق ہے کیونکہ ایسا کام کوئی آدمی سوائے نبی کے سرانجام نہیں دے سکتا۔ (ابو یعلی طبرانی' حاکم' بیہقی' ابو نعیم)

نوٹ:- حدیث ام معبد پر بعض سیرت نگاروں نے جرح کی ہے اور اس کے بعض رواۃ پر ضعف کا حکم صادر کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں اصل واقعہ کو قبول کرنے میں تردد ہے' حالانکہ شروع ہی سے ائمہ حدیث و سیر نے اس واقعہ کو اپنی تصنیفات میں نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے اور ابن قتیبہ' ابن اثیر اور امام سہیلی وغیرہم نے اس حدیث کے مشکل الفاظ کی تسہیل و تفہیم پر توجہ دی ہے' جبکہ حافظ ابن قیم' حافظ ابن حجر اور حافظ ابو عمرو وغیرہم نے اس کے طرق کے استیعاب کی کوشش کی ہے' پھر یہ بھی ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف کا قبول کیا جانا ائمہ حدیث کے درمیان مشہور امر ہے۔ محمد اعجاز جنجوعہ غفرلہ

نافع بن حارث بن کلدہ کا بیان ہے کہ ہم کوئی چار سو کے قریب آدمی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں پانی نہ تھا اور لوگوں کو سخت پیاس بھی تھی' اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بکری نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چل کر آرہی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا دودھ نکالا جس سے آپ نے سارے لشکر کو سیراب کیا اور خود بھی سیر ہو کر پیا۔ بعد ازاں فرمایا: نافع تم اس بکری کو لے لو مگر نظر نہیں آتا کہ یہ تمہارے پاس رہے گی' چنانچہ میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور پھر ایک رسی کے ساتھ اس بکری کو اچھی طرح باندھ دیا' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے۔ دوسرے لوگ بھی سو گئے اور میری بھی آنکھ لگ گئی جب بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بکری موجود نہیں ہے۔ میں نے جا کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع کی تو آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ یہ بکری تمہارے پاس نہیں رہے گی اس بکری کو وہی ذات لے گئی ہے جو اسے لے آئی تھی۔ (ابن سعد' بیہقی' ابن السکن)

ایک اور روایت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم سعد بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے' ایک مقام پر اترے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد! اس بکری کا دودھ نکال کر لے آؤ۔ سعد کہتے ہیں میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس جگہ پر کوئی بکری نہ تھی' جب میں وہاں گیا تو دودھ سے بھرپور تھنوں والی بکری کو موجود پایا' پس میں نے کئی بار اسے دوہا اور اس کی خوب حفاظت کی' نیز دوسروں کو بھی اس کی نگرانی کی تاکید کی مگر جب اونٹوں وغیرہا کے معاملات میں مشغول ہوئے تو بکری کھو گئی۔ میں نے جا کر عرض کیا' یارسول اللہ! وہ بکری گم ہو گئی ہے۔ فرمایا: اس کا مالک اسے لے گیا ہے۔ (ابن عدی' بیہقی' طبرانی' ابونعیم)

دختر خباب کی بکری کا بابرکت دودھ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے باندھ کر اس کا دودھ دوہا۔ آپ نے فرمایا: اپنا سب سے بڑا برتن میرے پاس لے آؤ تو میں آٹے والا ٹب لے آئی۔ آپ نے اس میں دودھ نکالا تو وہ لبریز ہو گیا' فرمایا: اب خود بھی پیو اور ہمسائیوں کو بھی پلاؤ' بعد ازاں ہم اسے لیکر حضور کی خدمت میں آتے جاتے رہے' اسی دوران اس کا دودھ خشک ہو گیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میرے والد نے آکر اسے دوہا تو اس کا اصلی دودھ نکلا' میری ماں نے کہا: تم نے تو خرابی پیدا کردی ہے اور بکری کا دودھ خشک کردیا ہے ابا جی نے کہا: وہ کیسے؟ ماں کہنے لگی' اس بکری کے دودھ سے یہ بڑا ٹب بھر جاتا تھا' پوچھا: اس وقت دودھ کون نکالتا تھا؟ جواب دیا "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے لگے کیا تم نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر سمجھ لیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو خدا کی قسم! سب سے زیادہ برکت والے ہیں۔

(طیالسی' ابن سعد' بیہقی)

ایک اور روایت میں دختر خباب سے مروی ہے کہ میرے باپ ایک غزوہ میں شمولیت کے لئے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر کی نگرانی فرمایا کرتے تھے' آپ ہماری بکری کا دودھ دوہتے جس سے ایک بڑا ٹپ لبریز ہوجاتا جب اباجی واپس آئے اور بکری کا دودھ دوہا تو وہ پہلی حالت پر آ گیا۔ (ابن ابی شیبہ' احمد' طبرانی' ابن سعد)

ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے اسلام لانے کا واقعہ یوں ہے میں یتیم تھا اور اپنی ماں اور خالہ کا اکلوتا تھا اور اپنی چھوٹی بکریاں چرایا کرتا تھا' میری خالہ مجھ سے کہتی' بیٹا اس شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب نہ آنا وہ تمہیں بھٹکا دے گا۔ مگر میں چراگاہ کی طرف نکلتا تو اپنی بکریاں چھوڑ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آجاتا اور آپ کے پاس بیٹھ کر سنا کرتا' پھر شام کے وقت اپنی بکریاں خالی پیٹ واپس لے جاتا' جن کے تھن خشک ہوتے' میری خالہ نے مجھ سے کہا: تمہارے ریوڑ کو کیا ہے؟ ان کے تھن خشک ہو گئے ہیں میں نے جواب دیا "مجھے پتہ نہیں"' بعدازاں ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا' نیز اپنی خالہ کے طرز عمل اور ریوڑ کا معاملہ ذکر کیا' فرمایا: اپنی بکریاں میرے پاس لے آنا تو میں انہیں لے آیا' آپ نے ان کے پٹھوں اور تھنوں پر دست مبارک پھیرا اور برکت کی دعا کی جس کی وجہ سے وہ موٹی تازی ہوگئیں اور ان کا دودھ اتر آیا پھر جب میں انہیں اپنی خالہ کے پاس لایا تو کہنے لگی' اسی طرح چرایا کرو' تو میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا یہ سن کر میری خالہ اور ماں نے اسلام قبول کرلیا۔ (ابو نعیم)

کاشانہ اقدس میں تین بکریوں کا بابرکت دودھ

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی ایسے فقروفاقہ کی حالت میں آئے کہ ہماری قوت بصارت و سماعت زائل ہوچکی تھی' ہم نے اپنے آپ کو اصحاب رسول کے سامنے پیش کیا مگر کسی نے ہمارا بار اٹھانا منظور نہ کیا ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے تو آپ ہمیں اپنے کاشانہ اقدس میں لے گئے' دیکھا تو گھر میں تین بکریاں تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بکریوں کا دودھ نکال کر سب کے درمیان تقسیم کرلیا کرو۔ پس ہمارا معمول یہ تھا کہ ہم ان بکریوں کا دودھ نکالتے اور ہم میں سے ہر شخص اپنا حصہ نوش کرتا۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ رکھ دیتے۔ رات کے وقت آپ جب بھی تشریف لاتے تو دھیمے لہجے میں سلام کرتے جسے جاگنے والا سن لیتا مگر اس آواز سے سوتا شخص بیدار نہ ہوتا۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز پڑھتے۔ بعدازاں آکر دودھ نوش فرماتے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں اپنا حصہ پی چکا تھا' شیطان نے مجھے بہکایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو انصار کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں اور وہ آپ کی خدمت میں کچھ نہ کچھ پیش کرتے ہی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تناول بھی فرما لیتے ہیں بھلا اس گھونٹ بھر دودھ کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا ضرورت ہے' یہ سوچ کر میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ بھی پی لیا جب پیٹ بھر گیا اور مزید گنجائش نہ رہی تو اب شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہا: ارے کم بخت تو نے یہ کیا حرکت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ بھی پی لیا

ہے جب آپ تشریف لائیں گے اور اپنا حصہ نہ پائیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے حق میں بددعا فرمائیں اور تیری دنیا و آخرت دونوں برباد ہوجائیں' میں نے ایک چھوٹی سی چادر اوڑھ رکھی تھی جس سے پیر ڈھانکتا تو سر کھل جاتا اور سر ڈھانکتا تو پیر کھل جاتے۔ اسی پریشانی میں مجھے نہ نیند آتی تھی۔ میرے دونوں ساتھی آرام سے سو رہے تھے کیونکہ انہوں نے وہ حرکت نہ کی تھی جو مجھ سے سرزد ہوئی تھی' اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب عادت سلام کیا۔ پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اس کے بعد آکر برتن دیکھا تو اس میں کچھ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا سرمبارک آسمان کی طرف اٹھایا' میں نے سمجھا کہ اب آپ نے میرے اوپر بددعا کی اور میں برباد ہوا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی "خدایا! جو مجھ کو کھلائے تو اس کو کھلا اور جو مجھ کو پلائے تو اس کو پلا" یہ دعا سن کر میں نے اپنی چادر سنبھالی اور چھری ہاتھ میں لے کر بکریوں کی طرف بڑھا کہ ان میں جو فربہ ہو اسے ذبح کروں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سب کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر میں ایک بڑا برتن اٹھا لایا جس کے متعلق آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ گمان تک نہ تھا کہ کبھی اتنا بڑا برتن دودھ سے بھرے گا لیکن میں نے اس میں دوہا تو وہ لب ریز ہوگیا میں اسے لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے دریافت فرمایا تم لوگوں نے اپنا حصہ پی لیا ہے' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ نوش فرما لیجئے' چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ نوش فرماکر بقیہ مجھے عنایت کیا۔ میں نے عرض کیا کچھ اور نوش فرمایئے۔ آپ نے اور پیا اور باقی میرے حوالے کیا جب میں سمجھ گیا کہ آپ خوب شکم سیر ہو گئے ہیں اور آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے تو میں ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا: مقداد! یہ کیا ناشائستہ حرکت ہے؟ تو میں نے سارا ماجرا عرض کردیا' فرمایا: یہ تو سب اللہ کی طرف سے رحمت و برکت ہے تم نے مجھے پہلے کیوں نہ اس کی خبر کی کہ تمہارے دونوں ساتھیوں کو بھی جگا لیتے اور وہ بھی اس برکت میں شریک ہوجاتے۔ میں نے عرض کیا' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب وہ برکت آپ کو اور مجھے حاصل ہو گئی ہے تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ کسی اور کو وہ پہنچی ہے یا نہیں (مسلم)

دودھ میں برکت کا ایک اور واقعہ

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری کا قصہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بچپن میں عقبہ بن ابی معیط کا ریوڑ چرایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا' ہاں! مگر یہ میرے پاس امانت ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس وہ بکری لے آؤ جس کا بکرے کے ساتھ ملاپ نہیں ہوا۔ پس میں ایک جوان بکری حضور کے پاس لے آیا' آپ نے اسے پکڑ کر اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور دعا کی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک برتن اٹھا لائے تو آپ نے اس میں دودھ نکالا۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "پی لو" بعدازاں بکری کے کھیری سے فرمایا: سمٹ جا تو وہ پہلی حالت پر آ

گیا- یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا' اس واقعہ کو امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ نقل کیا نیز امام طبرانی نے معجم صغیر میں روایت کیا اس میں حضرت عبداللہ کے ارشاد میں یہ اضافہ ہے کہ جب میں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو عرض کیا' یارسول اللہ مجھے بھی کسی نشان سے معزز فرمایئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے بے شک تم ایک نشان زدہ غلام ہو۔

دست اقدس پھیرنے سے دودھ اتر آیا

بیہقی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ سے روانہ ہوا' ہم ایک عرب قبیلے میں پہنچے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دور ایک ڈیرہ دیکھا اور اس کا قصد فرمایا جب ہم اترے تو معلوم ہوا کہ وہاں اکیلی عورت موجود ہے اس عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے! میں ایک عورت ہوں میرے ساتھ اور کوئی نہیں' اگر آپ ضیافت چاہتے ہیں تو سردار قبیلہ کے پاس چلے جایئے۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو کوئی جواب نہ دیا' شام کا وقت تھا اسی اثناء میں اس کا بیٹا بکریاں ہانک کر آگیا اس نے کہا بیٹا یہ ہے بکری اور چھری' ان دو آدمیوں کے پاس لے جاؤ اور کہو میری ماں کہہ رہی ہے کہ اس کو ذبح کرکے کھا لیجئے' جب وہ آیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: چھری لے جاؤ اور برتن لے آؤ۔ اس وقت بکری کا دودھ اتر آیا تھا۔ وہ لڑکا برتن لے آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کے تھنوں پر دست اقدس پھیر کر اسے دوہا تو برتن لبریز ہو گیا' فرمایا: اسے اپنی ماں کے پاس لے جا' چنانچہ اس نے سیر ہو کر پیا۔ بعدازاں وہ برتن لے آیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جا اور دوسرا برتن لے آ' پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا' اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود نوش فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے وہاں رات بسر کی اور اگلی صبح روانہ ہو گئے' وہ عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبارک کے نام سے یاد کرتی کیونکہ اس کے ریوڑ میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ بڑھ کر مدینہ تک پھیل گیا' بعدازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ وہاں سے گزرے تو اس بچے نے پہچان کر کہا: ماں! یہ تو وہی آدمی ہے جو "مبارک" آدمی کے ہمراہ تھا' اس نے اٹھ کر پوچھا: اے اللہ کے بندے! آپ کے ساتھ وہ مبارک آدمی کون تھا؟ انہوں نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ وہ کون ہیں؟ وہ تو اللہ کے نبی ہیں' اس نے عرض کیا' مجھے ان کے پاس لے جایئے چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے گئے' تو اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر اور کچھ اشیاء بطور ہدیہ پیش کیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسے چادر اوڑھائی اور کچھ عطا فرمایا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے جام شیر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ بعض اوقات میں بھوک کی شدت سے زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا تھا اور کبھی پیٹ کے ساتھ پتھر باندھ لیتا تھا' ایک دن بھوک سے

بیتاب ہو کر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے راستہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا تو ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی' مقصد یہ تھا کہ اپنی حالت زار کی طرف توجہ دلاؤں وہ گزر گئے اور کچھ توجہ نہ کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے' ان سے بھی اسی غرض سے ایک آیت پوچھی کہ مجھے ساتھ لے جا کر کھانا کھلائیں مگر انہوں نے بھی بے التفاتی کی اور چلے گئے' بعد ازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر وہاں سے ہوا' میری حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ارادے سے آگاہ ہو گئے اور مسکرا کر فرمایا ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا' لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا میرے ساتھ چلو تو میں ساتھ ہو لیا۔ آپ کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اذن باریابی عطا فرمایا۔ پھر ایک دودھ کے پیالے پر نظر پڑی۔ دریافت فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو اہل خانہ نے بتایا فلاں آدمی یا فلاں عورت نے بطور ہدیہ پیش کیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اباہریرہ! میں نے عرض کیا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حکم دیا۔ اہل صفہ کو بلا لاؤ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کے رہنے کی جگہ تھی نہ کھانے کا ٹھکانہ' بس مسجد میں پڑے رہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کا مال آتا تو ان کے پاس بھجوا دیتے خود نہ لیتے تھے مگر جب کوئی ہدیہ آتا تو اس میں سے کچھ خود رکھ لیتے کچھ انہیں بھیج دیتے' ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ اہل صفہ کو بلانے سے دل پر گرانی سی محسوس ہوئی' دل میں کہا کہ اہل صفہ کو یہ تھوڑا سا دودھ کیا کفایت کرے گا۔ میں ہی پی لیتا تو گزارا ہو جاتا اور کچھ طاقت سی آجاتی مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ماننے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ اہل صفہ کو بلا لیا۔ وہ آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اباہریرہ! ان لوگوں کو دودھ پلاؤ' پس میں نے سب کو باری باری پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالہ ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے' فرمایا: اب صرف ہم اور تم باقی ہیں آؤ بیٹھو اور پینا شروع کرو۔ پس میں نے سیر ہو کر پیا' پھر آپ بار بار باصرار فرماتے رہے پیو پیو' میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' اب قطعاً کوئی گنجائش نہیں' پھر پیالہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کر دیا تو آپ نے اللہ کا شکر بجا لاتے ہوئے اسے نوش فرما لیا۔ (بخاری 2:956)

باب دہم

مبارک انگلیوں سے چشمے جاری ہونے'
برکت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پانی بڑھ جانے
اور دعا سے بارش آنے سے
متعلق معجزات

یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے

فصل اول

انگشتان رسول ﷺ سے پانی کا جاری ہونا

امام قرطبی فرماتے ہیں۔

قِصَّةُ نَبْعِ الْمَاءِ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ تَكَرَّرَتْ فِيْ عِدَّةِ مَوَاطِنَ فِيْ مَشَاهِدِ عَظِيْمَةٍ وَ وَرَدَتْ مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَةٍ يُفِيْدُ مَجْمُوْعُهَا الْعِلْمُ الْقَطْعِيُّ الْمُسْتَفَادُ مِنَ الْمُتَوَاتِرِ الْمَعْنَوِيِّ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کے پھوٹ پڑنے کا معجزہ متعدد مقامات پر بڑے بڑے عظیم اجتماعات کے سامنے کئی بار رونما ہوا اور طرق کثیرہ سے منقول ہوا' یہ سب طرق مل کر علم قطعی کا فائدہ دیتے ہیں جس طرح کہ متواتر معنوی سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس قسم کا معجزہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور پیغمبر سے مسموع نہیں کیونکہ یہ پانی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہڈیوں' پٹھوں' گوشت اورخون کے درمیان سے جاری ہوا۔

امام ابن عبدالبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امام مزنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا پتھر سے پانی پھوٹ پڑنے سے عجیب تر اور بڑا ہے جو عصائے موسوی کی ضرب سے جاری ہوا تھا کیونکہ پتھر سے پانی رواں ہونا امر عادی ہے جبکہ گوشت اور خون کے درمیان سے پانی نکلنا خلاف عادت اور معجزانہ فعل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارکہ سے کثیر مقامات پر پانی جاری ہونے کے معجزہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابو یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ' خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبداللہ بن خطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حبان بن بج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

"ظاہر یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا بہنا دیکھنے والے کی نسبت سے تھا حالانکہ حقیقت میں یہ اس برکت کا مظہر تھا جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برتن میں دست مبارک ڈالنے سے ظاہر ہوئی تھی اور پانی میں اضافہ ہوگیا تھا اور دیکھنے والے نے یہ سمجھا کہ یہ پانی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے نکل رہا ہے۔

امام قرطبی کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ اصل میں یہ انگلیوں کے گوشت میں سے ہی جاری ہوا تھا۔ امام نووی نے شرح

مسلم میں اسی نکتہ نگاہ کی تصریح کی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی پھوٹتے ہوئے دیکھا"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے پانی میں اضافہ ہونا یا آپ کی انگشتان مبارک سے پانی کا پھوٹ پڑنا' دونوں صورتیں معجزہ ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار معجزہ کیلئے یہی انداز اختیار فرمایا ہے اگرچہ پانی چھوئے یا پانی میں دست مبارک ڈالے بغیر بھی انگلیوں سے پانی رواں ہونا ممکن تھا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازراہ ادب ایسا نہیں کیا کیونکہ معدومات کو بغیر کسی اصل کے مرتبہ ایجاد و ثبوت میں لانا اللہ تعالیٰ کا منفرد اور ذاتی کمال ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امام بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انگشتان مبارک سے پانی جاری ہونے کا معجزہ کئی بار وقوع پذیر ہوا۔

غزوۂ ذات الرقاع میں کثرت آب کا معجزہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ ذات الرقاع میں شمولیت کیلئے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جابر! وضو کے لئے پانی لاؤ" تو میں نے قافلہ میں بلند آواز سے پکارا کسی کے پاس پانی ہے کسی کے پاس پانی ہے؟ جب پانی نہ ملا تو میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! قافلے میں تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہیں ہے تو آپ نے ان کو ایک انصاری کے پاس بھیجا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے پانی ٹھنڈا کر کے رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم فلاں انصاری کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ اس کے مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟ میں اس کے پاس گیا اور مشکیزہ کو دیکھا تو اس کے نیچے دہانہ میں پانی کا ایک قطرہ پایا اگر میں اس قطرہ کو خشک مشکیزہ پر ڈال دیتا تو وہ خشک ہو جاتا' میں نے اس صورتحال سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اسی ایک قطرہ کو لے آؤ' چنانچہ میں گیا اور اس قطرہ کو ہاتھ میں لے آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قطرہ کو اپنی ہتھیلی پر لے لیا پھر اس قطرہ کو میرے سپرد کر کے حکم دیا کہ ایک بڑے پیالہ کا اعلان کرو' چنانچہ میں نے ندا دی کہ قافلہ میں کسی کے پاس بڑا پیالہ ہو تو لے آئے۔ غرض میں نے ایک بڑا پیالہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے پیالہ میں رکھیں اور فرمایا: جابر! بسم اللہ پڑھ کر پانی کا قطرہ میرے ہاتھ پر ڈالو" میں نے حکم کی تعمیل کی تو دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا ہے یہاں تک کہ وہ پیالہ لبریز ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جابر! اعلان کر دو جس کو پانی کی ضرورت ہو' لے جائے" حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ آنا شروع ہو گئے اور سب نے خوب سیر ہو کر پانی پی لیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس پیالے سے نکال لیا

تو وہ اس وقت بھی لبریز تھا۔ (مسلم)

مقام حدیبیہ پر پانی میں برکت کا ظہور

یہ روایت بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو سخت پیاس لگی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کے ایک برتن میں پانی تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پانی لے کر وضو کیا تو لوگ آپ کی طرف تیزی سے لپکے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا' ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے بس یہی ہے جو اس برتن میں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا' پھر کیا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح ابلنے لگا۔ جسے ہم نے جی بھر کر پیا اور اس سے وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: کہ آپ اس وقت کتنے تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اس روز ہم پندرہ سو آدمی تھے لیکن اگر ہم اس روز ایک لاکھ بھی ہوتے تو یہ پانی سب کے لئے کافی ہو رہتا۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ میں نے دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا ہے اور ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ صرف وہی ہے جو کسی کے پاس بچا کھچا ہے' وہ ایک برتن میں ڈال کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈال کر انگلیاں پھیلا دیں۔ اس کے بعد فرمایا لوگو چلو اور وضو کا پانی حاصل کرو اور اللہ کی طرف سے برکت لوٹو۔ میں نے دیکھا کہ پانی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارکہ سے رواں ہے یہاں تک کہ لوگوں نے اس سے وضو کیا اور جی بھر کر پیا' اس وقت ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ (بخاری)

اسی مضمون کی ایک روایت امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اس وقت نماز عصر کا وقت آ چکا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا مگر انہیں نہ ملا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اب وضو کرتے جاؤ۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی ابل ابل کر نکلتے دیکھا اور تمام صحابہ کرام نے اس سے وضو کیا۔ (بخاری)

تھوڑے سے پانی سے ستر آدمی سیراب ہو گئے

امام بخاری اور مسلم از طریق ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پیالہ لایا گیا جس میں کچھ تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں انگلیاں ڈالیں' میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا۔ پھر لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا' میں نے وضو کرنے والوں کا

شمار کیا تو وہ ستر سے اسی تک تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قباء کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں کسی گھر سے ایک چھوٹا سا پیالہ پیش کیا گیا آپ نے اس میں دست اقدس ڈالا مگر وہ تنگ تھا' لہٰذا آپ نے اس میں چار انگلیاں داخل فرمائیں' انگوٹھا اندر داخل نہ کر سکے۔ پھر فرمایا لوگو آؤ پانی پی لو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری سر کی آنکھوں نے دیکھا کہ پانی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارکہ سے جاری تھا اور لوگ برابر اس پیالے سے پانی پی رہے تھے یہاں تک کہ سارے اس سے سیراب ہو گئے۔"

اسی آدمیوں نے ایک پیالہ سے وضو کیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نماز کا وقت آیا تو جن لوگوں کے گھر مسجد کے قریب تھے وہ اپنے گھروں میں وضو کرنے کیلئے چلے گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے (جو وضو نہ کر سکے) اسی اثناء میں ایک پتھر کا پیالہ جس میں پانی تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا' وہ پیالہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں ہتھیلی کو پھیلایا نہیں جاسکتا تھا۔ آپ نے اس میں دست اقدس ڈالا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکلنے لگا جس سے سب لوگوں نے وضو کیا' ہم نے حضرت انس سے پوچھا: ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی' فرمایا: وہ اسی کے لگ بھگ تھے (بخاری)

امام بخاری نے بطریق حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے' امام بیہقی فرماتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ روایات' ہو سکتا ہے ایک ہی واقعہ کے متعلق ہوں جو قبا کی طرف تشریف لے جانے کے وقت ظہور پذیر ہوا۔ ایک اور روایت بطریق قتادہ حضرت انس سے مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے۔ شیخین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام زوراء میں تھے عصر کا وقت آ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی کی تلاش شروع کر دی۔ ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست اقدس ڈبویا جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا پھر تمام حاضرین نے اس سے وضو کیا میں نے حضرت انس سے پوچھا: یہ وضو کرنے والے کتنے لوگ تھے؟ فرمایا "تین سو آدمی"۔

انگلیوں سے چشمہ ابل پڑا

زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سفر میں نماز فجر کے وقت پڑاؤ کیا۔ پھر میری طرف التفات کر کے دریافت فرمایا: اے صدائی بھائی! کچھ پانی ہے؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! تھوڑا سا ہے جو آپ کے لئے کافی نہ ہو گا' فرمایا: اسے کسی برتن میں ڈال کر لے آؤ۔ پس میں نے حکم کی تعمیل کی اور پانی حاضر خدمت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی اس پانی میں رکھ دی۔ میں نے دیکھا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو انگلیوں کے درمیان سے چشمہ ابل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اعلان

کرو جنہیں پانی کی ضرورت ہو وہ جائیں چنانچہ میں نے ندا دی تو جنہیں خواہش تھی انہوں نے پانی لے لیا' بعدازاں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا ایک کنواں ہے جس کا پانی سردیوں میں زیادہ ہوجاتا ہے اور گرمیوں میں کم' اس لئے ہمیں دوسرے کنوؤں پر جانا پڑتا ہے ہم چونکہ مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے اردگرد سب دشمن قبائل ہیں (جو ہمیں پانی لینے سے منع کرتے ہیں) پس اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ ہمارے کنوئیں کا پانی زیادہ کردے تاکہ ہم اسی سے سیراب ہوتے رہیں۔ میری اس درخواست پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات کنکریاں طلب فرمائیں۔ انہیں دست اقدس میں مل کر دعا فرمائی۔ پھر فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ اور کنوئیں پر پہنچ کر ایک ایک کنکری اس میں پھینکنا اور اللہ کا نام لینا۔ صدائی فرماتے ہیں ہم نے حسب ارشاد عمل کیا تو اس کنوئیں میں اس قدر پانی آگیا کہ ہمیں کنوئیں کی تہہ معلوم نہیں ہوسکتی تھی۔ (مسند ابن ابی اسامہ' بیہقی' ابونعیم)

لشکر سیراب ہوگیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لشکر میں کسی کے پاس پانی نہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ پورے لشکر میں کسی کے پاس پانی نہیں' آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟ اس نے جواب دیا "جی ہاں" فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ' وہ ایک برتن' جس میں تھوڑا سا پانی تھا' لے آیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشتان مبارکہ اس برتن کے منہ پر رکھیں پھر انہیں کشادہ کیا۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے ان چشموں کا مشاہدہ کیا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے ابل پڑے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو آواز دیں تاکہ وہ وضو کے لئے بابرکت پانی لے جائیں۔ (احمد' بیہقی' بزار' طبرانی' ابونعیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاکر پانی طلب فرمایار۔ انہوں نے عرض کیا' بخدا! میرے پاس تو پانی نہیں' فرمایا کوئی چھاگل موجود ہے تو وہ ایک چھاگل لے آئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں اپنی ہتھیلی پھیلائی تو آپ کے ہاتھ کے نیچے سے چشمہ پھوٹ پڑا جس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی نوش کرنے لگے اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وضو کرنے لگے۔ (دارمی' ابونعیم)

پاکیزہ پانی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ معجزات کو علامات عذاب شمار کرتے ہو حالانکہ ہم انہیں عہدرسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں برکت سمجھا کرتے تھے۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں کھانا کھاتے تو ہمیں طعام کی تسبیح سنائی دیتی۔ ایک دفعہ پانی کا ایک برتن آپ کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا۔ آپ نے فرمایا، لوگو! پاکیزہ مبارک پانی کے حصول کیلئے آجاؤ۔ یہ اللہ کی طرف سے برکت و

رحمت ہے یہاں تک کہ ہم سب نے اس پانی سے وضو کیا۔ (بخاری)

طبرانی اور ابو نعیم نے ابی لیلیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح انگشتان مبارک سے پانی جاری ہونے کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رُوِيَ الْقَوْمُ وَسَقَوْا رِكَابَهُمْ

میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چشمہ جاری ہے یہاں تک کہ پورے لشکر نے سیراب ہو کر پیا اور انہوں نے اپنی سواریوں کو بھی پلایا۔

ایک برتن پانی سے تمام اہل قافلہ نے وضو کیا

ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چلے' ایک مقام پر رات گزاری تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اپنے اپنے برتنوں میں پانی دیکھو' مگر بجز ایک آدمی کے کسی کے پاس پانی نہ تھا۔ اسی کا پانی لے کر برتن میں ڈالا پھر فرمایا لوگو! وضو کرو' میں نے دیکھا تو پانی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارکہ سے ابل رہا تھا حتیٰ کہ پورے قافلے نے اس سے وضو کیا' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی سمیٹ لی تو وہ اتنا ہی رہ گیا جتنا پہلی دفعہ آپ نے برتن میں ڈالا تھا۔ (ابو نعیم)

ایک اور واقعہ

ابو نعیم مطلب بن عبداللہ بن خطب بن عبدالرحمٰن بن ابی عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عمرو انصاری نے بیان فرمایا کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ لوگوں کو شدید بھوک اور پیاس محسوس ہوئی تو آپ نے چمڑے کا ایک برتن منگوا کر سامنے رکھا پھر اس میں پانی کی کلی فرمائی اور کچھ پڑھا بعدازاں آپ نے اس میں اپنی چھوٹی انگلیاں ڈالیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے نکلتے دیکھے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ پانی پی لیں نیز اپنے مشکیزوں میں بھر لیں تو لوگوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ معجزانہ منظر دیکھ کر مسکرا پڑے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

جو آدمی ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ سے ملے گا' اللہ قیامت کے دن اسے جنت میں داخل کرے گا۔

انگلیوں کی کرامت

حبان بن بج بیان کرتے ہیں کہ میری قوم نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری قوم کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا ہے تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا' یارسول اللہ میری

قوم مسلمان ہے آپ نے فرمایا: ایسا ہے؟ میں نے عرض کیا' "جی ہاں" پھر میں صبح تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ صبح ہوئی تو میں نے اذان کہی۔ آپ نے مجھے ایک برتن عطا فرمایا' تاکہ وضو کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنی انگلیاں ڈالیں جس سے چشمے بہہ پڑے۔ آپ نے اعلان فرمایا جو وضو کرنا چاہے وضو کرے۔

(بغوی' ابن ابی شیبہ' باوردی' طبرانی)

نوٹ :- حجتہ اللہ علی العالمین کے ترجمہ کا باقاعدہ آغاز ٹھیک ایک سال قبل یکم نومبر 1996ء کو ہوا تھا' خدا کا شکر ہے کہ یہ عظیم کام اب آخری مرحلہ میں پہنچ گیا ہے۔ مسودہ کے تقریباً ساڑھے اٹھارہ سو صفحات سپرد قلم ہو چکے ہیں اور بقیہ کام کی تکمیل کیلئے بارگاہ خداوندی سے توفیق کی دعا ہے۔ (محمد اعجاز جنجوعہ غفرلہ 97-10-30)

فصل دوم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت اور چھونے سے تکثیر آب کے معجزات

کنوئیں میں پانی جوش مارنے لگا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر ایک کم پانی والے کنوئیں کے پاس پڑاؤ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں سے تھوڑا تھوڑا کرکے پانی لینے لگے، زیادہ دیر نہیں گزری کہ انہوں نے کنواں خالی کردیا اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پانی کی نایابی اور پیاس کی شکایت کی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اسے کنوئیں میں گاڑنے کا حکم دیا۔ اس تیر کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا یہاں تک کہ وہ اس سے سیراب ہوکر لوٹ گئے' اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ (بخاری شریف)

حدیبیہ کا کنواں ابل پڑا

حضرات براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں "تم لوگ تو فتح مکہ کو "فتح مبین" کا مصداق سمجھتے ہو بلاشبہ فتح مکہ ایک عظیم فتح ہے' لیکن ہم تو بیعت رضوان کو جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی۔ "فتح مبین" سمجھتے ہیں' ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جس کا پانی ہم نے کھینچ کر نکال لیا تھا یہاں تک کہ اس میں پانی کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی پہنچ گئی۔ آپ تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر آکر بیٹھ گئے۔ پھر ایک برتن میں کچھ پانی منگایا۔ اس سے وضو فرمایا اور کلی کرکے وہ پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا' نیز دعا فرمائی' ابھی تھوڑی ہی دیر گزری کہ اس میں اس قدر پانی آگیا جتنا ہم نے چاہا تھا اور اونٹوں کو بھی پلاکر سیراب کیا' اس وقت ہماری تعداد چودہ سو سے کچھ زیادہ تھی' احمد طبرانی اور ابونعیم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے بوکا اٹھاکر حضور کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس اس میں ڈبو کر دوبارہ اسے کنوئیں میں ڈال دیا اور ماشاء اللہ کے کلمات ارشاد فرمائے' تو اس کنوئیں سے نہر جاری ہوگئی۔

دوسری روایت

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ پہنچے حدیبیہ کے کنوئیں میں اس قدر پانی تھا کہ پچاس بکریاں بھی سیراب نہیں ہوسکتی تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر دعا کی یا لعاب دہن کنوئیں میں ڈالا جس کی وجہ سے کنوئیں میں پانی جوش مارنے لگا۔ پس ہم نے خود بھی سیر ہوکر پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ (مسلم)

(ابونعیم اور بیہقی نے اس روایت کی مثل نقل کی ہے۔)

ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کئے دیکھا۔ پانی ختم ہوچکا تھا' سخت گرمی تھی اور لوگوں کی تعداد بکثرت تھی۔ آپ نے پانی کا ایک بڑا

پیالہ طلب فرمایا پھر لوٹے میں وضو فرمایا اور کلی کر کے اس پانی کو کنوئیں میں انڈیل دیا' چنانچہ وہ ابھی منڈیر ہی پر بیٹھے تھے کہ کنوئیں میں پانی جوش زن ہو گیا اور لوگ اس سے چلو بھر کر لینے لگے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ناجیہ بن اعجم بتلایا کرتے تھے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قلت آب کی شکایت کی گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر میرے حوالے کیا اور کنوئیں سے ایک لوٹا پانی منگوا کر اس سے وضو فرمایا پھر پانی منہ میں گھما کر لوٹے میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ اس لوٹے کو کنوئیں میں ڈالو۔ پھر تیر کے ذریعے پانی نکالو۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' میں نے حکم کی تعمیل کی تو پانی اس طرح جوش زن ہونے لگا جیسے ہنڈیا ابلتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منڈیر پر سیدھے بیٹھ کر چلو بھرنے لگے یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر پانی لیا' پانی پر اس وقت کچھ منافقین بھی تھے وہ اس حیران کن پانی کا مشاہدہ کر رہے تھے جس نے سارے لشکر کو سیراب کر دیا۔ یہ دیکھ کر اوس بن خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن ابی سے کہنے لگے' اے ابوالحباب! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو اپنے طرز عمل پر نظرثانی کرے' کیا اس معجزہ کے بعد بھی کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ ہم جب کنوئیں پر پہنچے تو اس میں اتنا قلیل پانی تھا کہ بڑے پیالے میں نہیں نکالا جاسکتا تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوٹے میں وضو کر کے پانی کنوئیں میں ڈال دیا جس کی وجہ سے کنواں ابلنے لگا۔ عبداللہ بن ابی سن کر کہنے لگا ہم نے اس قسم کے واقعات پہلے بھی دیکھ رکھے ہیں۔ اس کے اس تبصرہ پر حضرت اوس کہنے لگے اللہ تمہارا برا کرے۔ بعدازاں ابن ابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: اس قسم کا معجزہ کہاں تم نے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے تو ایسا معجزہ پہلے کبھی نہیں دیکھا' فرمایا پھر تم نے ایسی بات کیوں کی ہے؟ کہنے لگا استغفراللہ' یہ سن کر اس کے بیٹے نے استدعا کی یارسول اللہ! اس کے لئے مغفرت طلب فرمایئے۔

کئی ہزار مجاہدین نے ایک برتن پانی سے سیرابی حاصل کی

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ ہوازن میں شرکت کی۔ اس مہم میں رسد کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی منگایا جسے بڑے برتن میں انڈیل دیا گیا تو ہم سب نے پیا اور طہارت بھی کی حالانکہ ہماری تعداد کئی ہزار تھی۔ (ابونعیم)

غزوہ تبوک میں پانی کا اہتمام

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس زمانے میں تبوک میں پڑاؤ ڈالا' اس زمانے میں پانی کی قلت تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چلو بھر کر کلی کی' پھر اس کلی کو چشمے میں ڈال دیا جس سے پانی ابلنے لگا یہاں تک کہ وہ لبریز ہو گیا' پھر آج تک وہ اسی طرح ہے۔ (ابونعیم)

چند اور روایات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لئے نکلے آپ نے پیشین گوئی فرمائی' ان شاء اللہ تم لوگ کل صبح تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے۔ اس وقت سورج اٹھ آیا ہو گا۔ پس جو آدمی وہاں پہلے پہنچے تو وہ پانی میں ہاتھ نہ ڈالے۔ آپ جب تشریف لائے تو وہ چشمہ جوتے کے تسمے کی مانند تھوڑا تھوڑا رس رہا تھا آپ نے تھوڑا تھوڑا کرکے پانی اکٹھا کیا پھر اس سے منہ ہاتھ دھو کر اسے دوبارہ چشمے میں ڈال دیا جس کی وجہ سے چشمے کا پانی زور سے بہنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جی بھر کر پیا' اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اگر تم نے عمردراز پائی تو دیکھو گے کہ یہ علاقہ باغات سے بھرپور ہو گا۔ (مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ ہم جب تبوک کے چشمے پر پہنچے تو ہم سے پہلے دو آدمی چشمے پر پہنچ چکے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم نے پانی کو مس کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "ہاں" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو سخت سست کہا' بعدازاں صحابہ کرام نے چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کیا اور ایک مشکیزے میں ڈال کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منہ ہاتھ دھویا اور اس پانی کو دوبارہ چشمے میں ڈال دیا جس کی وجہ سے چشمہ موجزن ہو گیا۔

ابن عبدالبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بعض محدثین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہم نے اس مقام کا مشاہدہ کیا ہے اور اس چشمے کے آس پاس سرسبزوشاداب باغات دیکھے ہیں۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ چشمے کا پانی پھوٹنے سے اس طرح شور ہوا جیسے بجلیاں کڑکتی ہیں۔

واقدی اور ابونعیم حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ تبوک کی فوجی مہم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ جارہے تھے کہ پیاس کا غلبہ ہوا قریب تھا کہ لوگ' گھوڑے اور اونٹ شدت پیاس سے دم توڑ دیتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مشکیزہ جس میں کچھ پانی تھا۔ طلب فرمایا آپ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تو آپ کی انگشتان مبارک سے پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا تو لوگوں نے اسے جی بھر کر پیا' یہاں تک کہ ان کے گھوڑے اور اونٹ بھی سیراب ہو گئے۔ اس وقت صحابہ کرام کی اس فوج کے پاس بارہ ہزار اونٹ بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار مجاہد تھے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف کی طرف خرام ناز فرمارہے تھے سخت گرمی اور تپش کی وجہ سے تیسری بار بھی تشنگی لوگوں پر غالب آ گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی کی جستجو میں روانہ فرمایا' وہ تلاش کرتے ہوئے مقام تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں تھوڑا سا پانی دیکھا' حضرت اسید نے اس عورت سے اس سلسلہ میں بات کی اور اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پانی میں برکت کی دعا کی' پھر فرمایا۔

"لوگو! آؤ' پانی نوش کرو" چنانچہ کوئی برتن خالی نہ چھوڑا گیا' سب بھر لئے گئے' اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹ اور گھوڑے لانے کا حکم دیا تو انہوں نے بھی سیراب ہو کر پانی پیا۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی لانے کا حکم دیا' وہ لے آئے تو آپ نے اسے ایک بڑے لگن میں انڈیل دیا پھر آپ نے اس میں اپنا دست اقدس داخل فرمایا اور چہرہ اقدس اور پاؤں دھو کر (یعنی وضو کر کے) دو رکعت نماز پڑھی' بعدازاں دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے جب لوٹے تو لگن میں پانی جوش زن تھا آپ نے فرمایا: لوگو آؤ پانی لے لو' چنانچہ لوگوں نے سو سو دو دو سو کی قطاریں بنالیں یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے اس کے باوجود لگن کے پانی میں کمی نہ آئی۔

بیئر غرس میں پانی آگیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے بیئر قباء کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایسا کنواں تھا جس کا سارا پانی نکال کر ایک گدھے پر لادا جاسکتا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ایک بڑا ڈول منگایا' پھر اسے بھروا کر یا تو اس سے وضو فرمایا یا اس میں لعاب دہن ڈالا اور ڈول کو دوبارہ کنوئیں میں الٹ دیا' اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے بعد کبھی کنوئیں کے پانی میں کمی نہ آئی۔ (بیہقی)

ابن سعد کی روایت میں اس کنوئیں کا نام "بیئر غرس" منقول ہے۔)

کلی سے پانی میں برکت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک اور شخص کو طلب فرما کر حکم دیا کہ جا کر پانی تلاش کرو۔ وہ دونوں پانی کی تلاش میں نکلے۔ راستے میں ان کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو اپنے اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے لاد کر جارہی تھی تو انہوں نے اس عورت سے پانی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے جواب دیا یہاں پانی نہیں ہے' پس وہ دونوں اس عورت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔ آپ نے ایک بڑا برتن منگا کر ان مشکیزوں سے کچھ پانی اس برتن میں لے لیا' پھر منہ مبارک میں پانی لیکر اس برتن میں کلی کی بعدازاں دونوں مشکیزوں کا منہ بند کر دیا۔

اس کے بعد لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ آؤ اور آکر پانی پیو' نیز پانی بھر لو' چنانچہ سب نے پانی سے پیاس بجھائی اور ضرورت کے لئے پانی ذخیرہ بھی کر لیا۔ وہ عورت کھڑے کھڑے سارا منظر دیکھتی رہی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا کیا جارہا ہے اللہ کی قسم! سب نے پیٹ بھر کر پانی نوش کیا۔ ادھر برتن کی یہ حالت تھی کہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا نظر آتا تھا۔ بعدازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس عورت کیلئے کچھ اکٹھا کرو تو لوگوں نے تعمیل ارشاد میں کھجوریں' روٹی کے ٹکڑے اور ستو جمع کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کافی طعام اکٹھا کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے

فرمایا: تمہیں پتہ ہے' بخدا! ہم نے تمہارے پانی کو کم نہیں کیا یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پانی کا اہتمام فرمایا ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ عورت کچھ تاخیر کے ساتھ اپنے خاندان والوں کے پاس آئی تو انہوں نے پوچھا: تمہارے رکنے اور دیر سے آنے کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا: بڑی عجیب بات ہوئی ہے کہ مجھے دو آدمی ملے اور پھر مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں۔ اس شخص نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ بخدا! وہ شخص تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے زیادہ بڑا جادوگر ہے۔ (اس نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا) یا پھر وہ اللہ کا سچا رسول ہے" مسلمان بعد میں آس پاس کے مشرکین پر حملہ آور ہوتے رہے مگر کبھی ایسی جماعت سے تصادم نہ ہوا جس میں وہ عورت شامل ہو" ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا: میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ تمہیں سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ کیا تم اسلام قبول کرنے کیلئے تیار ہو؟ تو انہوں نے اس عورت کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ (بخاری' مسلم)

امام بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستر سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور رات بھر چلتے رہے' صبح کے قریب آرام کیلئے اترے (تو میٹھی نیند سو گئے یہاں تک کہ) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ اس وقت بیدار ہوئے جب سورج طلوع ہو چکا تھا' سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ سورج طلوع کر آیا ہے تو (بلند آواز میں) تسبیح و تکبیر پڑھنے لگے جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیدار کرنا انہیں ناگوار ہو' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے وہ انتہائی بلند آواز تھے۔ انہوں نے اونچی آواز میں سبحان اللہ' اللہ اکبر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ بھی کھل گئی۔ ایک صحابی نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہماری نماز فجر فوت ہو گئی ہے' فرمایا: نہیں تمہاری نماز فوت نہیں ہوئی۔ بعدازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں کوچ کا حکم دیا تو وہ اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور چل دیئے' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ایک اور مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ گویا آپ کو پسند نہ تھا کہ آپ اس جگہ نماز پڑھیں جہاں سونے کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے تھے۔

بعدازاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس پانی لے آؤ" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حکم کی بجاآوری میں پانی کا ایک گھونٹ ایک برتن میں ڈال کر لے آئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو ایک برتن میں انڈیل کر اس میں اپنا دست اقدس رکھ دیا۔ پھر صحابہ کرام سے فرمایا: "وضو کرلو" تو ستر کے قریب آدمیوں نے اس پانی سے وضو کیا۔ اس کے بعد آپ نے اذان دینے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے متصل ہی جماعت کھڑی ہوئی جب سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک صحابی الگ کھڑے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع تھی؟ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! مجھ پر حالت جنابت طاری ہو گئی ہے' فرمایا: مٹی سے تیمم کرکے نماز پڑھ لو' پھر جب پانی ملے تو غسل کر لینا جب صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم نہ تھا کہ پانی کہاں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ کچھ لوگ پانی کی تلاش میں روانہ کئے۔

یہ لوگ ایک دن اور ایک رات چلتے رہے تا آنکہ ایک عورت سے ملاقات ہوئی جس نے اپنے اونٹ پر پانی کی دو مشکیں رکھی تھیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: تو کہاں سے آرہی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یتیم بچوں کے لئے پانی لارہی ہوں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ ان کے اور پانی کے درمیان ایک رات دن کی یا زیادہ کی مسافت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر فرمایا: بخدا! ہم اگر چلیں تو پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہوجائیں گے اور ہمیں بھی موت کا خطرہ ہے۔ پھر فرمایا: چلو ہم یہ دونوں مشکیزے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاتے ہیں تاکہ آپ ان کے بارے میں غور فرمائیں' چنانچہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس عورت کو لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ عورت ہمیں فلاں مقام پر ہاتھ آئی ہے میں نے اس سے پانی کے متعلق سوال کیا تو اس نے بتایا کہ پانی تو ایک دن رات یا زیادہ کی مسافت پر ہے (اس کے بعد حدیث کے وہی الفاظ ہیں جو گزشتہ حدیث میں آچکے ہیں)

پانی سے متعلق عجیب و غریب واقعہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ رات بھر چلنے کے بعد آنکھ لگ گئی' پھر اس وقت بیدار ہوئے جب سورج طلوع کر آیا تھا' آپ نے وضو کا برتن طلب فرمایا جس میں کچھ پانی تھا۔ پھر وضو کرنے کے بعد فرمایا: اس پانی کو سنبھال کر رکھو' عنقریب اس کے متعلق ایک عجیب و غریب واقعہ رونما ہو گا۔ بعدازاں وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ دن کا کافی حصہ گزر گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا' یارسول اللہ ہم پیاس سے ہلاک ہورہے ہیں' فرمایا: نہیں تم ہلاکت میں نہیں پڑو گے' تم چھوٹے پیالے کی طرف بڑھو' پس آپ نے وضو کا باقی ماندہ پانی منگا کر انڈیلنا شروع کیا جبکہ ابو قتادہ پلاتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا اچھی طرح اپنے برتن بھرلو۔ عنقریب تمہیں یہ سیراب کریں گے' چنانچہ سب نے سیراب ہونے کے بعد اپنے برتن بھرلئے اور کوئی بھی اس بابرکت پانی سے محروم نہ رہا۔ (مسلم)

دوسری روایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر مشرکین کی طرف ارسال فرمایا' اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم تیز رفتاری سے چلو تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی کا چشمہ ہے۔ مشرکین اگر بڑھ کر تم سے پہلے چشمے پر پہنچ گئے تو لوگوں کے لئے مشقت بنے گی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہوں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے ان میں نوواں میں تھا۔ آپ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: کچھ دیر آرام کرلیں پھر پیچھے سے لشکر کے ساتھ جا ملیں گے۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ٹھیک ہے' چنانچہ انہوں نے رات بھر آرام کیا' صبح سورج کی کرنوں نے انہیں بیدار کیا تو آپ نے فرمایا: اب آگے روانہ ہوجاؤ۔ انہوں نے

تعمیل ارشاد کی' پھر آپ کے پاس لوٹ کر آئے تو آپ نے دریافت فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا' جی ہاں! میرے پاس وضو کے پانی والا برتن ہے جس میں کچھ پانی ہے۔ حکم دیا اسے لے آؤ تو وہ شخص لے آیا آپ نے اسے پکڑ کر اوپر دست مبارک پھیرا اور دعائے برکت کی۔ پھر صحابہ کرام کو حکم دیا کہ آکر وضو کرلو' چنانچہ وہ آ گئے تو آپ نے پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ سب نے وضو کیا' پھر آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔ آپ نے برتن والے صحابی سے فرمایا: اس برتن کو حفاظت سے رکھو۔ عنقریب ایک تعجب خیز واقعہ رونما ہونے والا ہے' پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں سے پہلے سوار ہوئے اور فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ اہل لشکر نے کیا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں' فرمایا: اس لشکر میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں وہ اہل لشکر کی رہنمائی کریں گے۔

ادھر مشرکین نے پہلے پہنچ کر چشمہ پر قبضہ کرلیا جس کی وجہ سے لوگوں کو سخت مشقت اور شدید پیاس کا سامنا کرنا پڑا' نیز ان کی سواریوں کے اونٹ بھی پیاس سے بے حال ہو گئے۔ اس پریشان کن صورت حال میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو پانی لانے کا حکم دیا جس کے پاس وضو کا بچا ہوا پانی تھا۔ وہ برتن لے آیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: آؤ' پانی نوش کرو' پھر آپ نے اس برتن سے پانی انڈیلنا شروع کردیا یہاں تک کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا۔ انہوں نے اپنے جانوروں اور سواریوں کو بھی پلایا۔ نیز چھاگلیں اور مشکیزے بھر لئے۔ بعدازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مشرکین کے مقابل صف آراء ہونے کیلئے تیار ہوئے تو اللہ نے ایک تیز آندھی بھیجی' جس نے دشمن کے منہ پھیر دئے۔ اللہ کی مدد اتری تو اس نے مسلمانوں کو مشرکین پر قابو دیا جنہوں نے بہت سے مشرکوں کو قتل کردیا اور ایک بہت بڑی تعداد کو قیدی بنا لیا اور کثیر تعداد میں بکریاں ان کے ہاتھ لگیں' چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت عمدہ مال لے کر لوٹے۔

فصل سوم

دعائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے بارش

کانزول

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے معجزانہ بارش

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا' ہمیں "ساعت عسرت" کے حیران کن واقعہ کے بارے میں بتائیے" تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک منزل پر اترے تو ہمیں ایسی شدید پیاس لگی جس سے دم نکلنے کا یقین ہو چلا تھا اور یہ حالت ہو گئی تھی کہ لوگ اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹوں سے پانی نچوڑ کر پینے لگے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت دعا کا وعدہ دیا ہے' لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے' تو حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے۔ ابھی دست مبارک چہرہ انور کی طرف واپس نہ آئے کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی' بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی۔ پس تمام اہل لشکر نے اپنے برتن لبریز کر لئے' پھر وہاں سے روانہ ہوئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بارش صرف لشکر کے پڑاؤ تک محدود رہی' اس سے آگے تجاوز نہ کیا۔ (حاکم' بیہقی' ابونعیم)

عیاش بن سہل بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس کچھ پانی نہ تھا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی۔ پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے اور اتنی بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہو گئے' نیز انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی ساتھ بھی لے لیا۔ (ابونعیم)

ابن ابی حاتم ابوحزرہ سے اس آیت کریمہ وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَکُمۡ اَنَّکُمۡ تُکَذِّبُوۡنَ کا شان نزول نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ تبوک میں ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ صحابہ کرام جب مقام حجر میں اترے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ مقام حجر کا پانی اپنے ساتھ نہ لے جائیں کیونکہ وہ قوم ثمود' جس پر غضب الٰہی ہوا تھا' کا پانی ہے وہاں سے چلے تو ایک اور مقام پر پڑاؤ ڈالا جہاں ان کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس تکلیف کا اظہار کیا تو آپ نے اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا مانگی جس کے نتیجہ میں اللہ نے بادل بھیجے اور موسلادھار بارش ہوئی یہاں تک کہ اہل لشکر نے سیراب ہو کر پانی پیا۔ اس موقع پر ایک انصاری نے دوسرے شخص سے (جو کہ نفاق سے متہم تھا) کہا: تم پر افسوس! تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کا اثر دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے ہم پر بارش کی ہے۔ اس نے جواب دیا' یہ تو فلاں ستارے کے اثر سے بارش ہوئی تو اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَکُمۡ اَنَّکُمۡ تُکَذِّبُوۡنَ اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ (قرآن کو) جھٹلاتے ہو۔

یہی روایت بیہقی اور ابونعیم نے بطریق ابن اسحاق بنی عبدالاشہل کے لوگوں سے نقل کی ہے۔

بنو فزارہ کے وفد کی التجاء پر بارش کی دعا

بیہقی دلائل میں ابو وجرہ یزید بن عبید السلمی سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر بنو فزارہ کا ایک وفد' جو کہ چودہ پندرہ آدمیوں پر مشتمل تھا' بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا' اس وفد میں خارجہ بن حصن اور عیینہ بن حصن کا بھتیجا حر بن قیس بھی شامل تھا۔ یہ وفد کا سب سے کم عمر فرد تھا۔ وفد کے اراکین لاغر اونٹوں پر سوار تھے اور رملہ بنت حارث انصاری کے گھر میں اترے۔ یہ لوگ قحط زدہ تھے اور اسلام کا اقرار کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ان کے علاقے کے حالات دریافت فرمائے تو انہوں نے بتایا۔ یارسول اللہ! ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے۔ مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ باغات سوکھ گئے ہیں اور اہل و عیال فاقہ کا شکار ہیں' پس آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ آپ اپنے پروردگار کے ہاں ہماری سفارش کریں ہم آپ کے پروردگار کو آپ کی بارگاہ میں شفیع لاتے ہیں' یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت اور سفارش کرتا ہوں مگر وہ کون ہے جس کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کو سفارشی بنایا جائے؟ وہی تو اکیلا مستحق عبادت ہے' عظمت و شان والا اس کی اقتدار کی کرسی آسمانوں اور زمین کو محیط ہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر اقدس پر جلوہ گر ہوئے اور چند کلمات ارشاد فرمانے کے بعد اپنے مبارک ہاتھ بلند فرمائے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِ بَلَدَكَ وَبَهِيمَتَكَ وَاحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا طَبَقًا وَاسِعًا عَاجِلاً غَيْرَ اٰجِلٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍ اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لاَ سُقْيَا عَذَابٍ وَلاَ هَدْمٍ وَلاَ غَرَقٍ وَلاَ مَحْقٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَانْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ

اے اللہ! اپنے اس علاقے پر اور مال مویشی پر مینہ برسا اور مردہ زمین زندہ فرما' اے اللہ! ہم پر بارش کر' مدد والی خوشگوار' نہال کرنے والی' دور دراز تک' فوری' بلاتاخیر' مفید جو نقصان دہ نہ ہو' الٰہی! رحمت کی بارش نہ کہ عذاب کی بارش' جو مکان ڈھانے والی' غرق کرنے والی اور نام و نشان مٹا دینے والی نہ ہو' اے اللہ! ہمیں بارش عطا کر اور دشمنوں کے مقابلہ میں مدد فرما۔

دعا کے کلمات سن کر ابولبابہ بن عبدالمنذر کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے' یارسول اللہ! "ہماری کھجوریں خشک ہونے کیلئے مربد میں پڑی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر دعا کی اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اے اللہ بارش عطا فرما' یہ سن کر ابولبابہ برہنہ پا مربد کی نالی کو اپنے تہہ بند سے بند کرنے کیلئے اٹھ بھاگے (تاکہ پانی مربد میں نہ گھس آئے) راوی بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا' نہ ہی مسجد نبوی سے سلع تک کوئی عمارت تھی' اچانک سلع کے پیچھے سے گھنگھور گھٹائیں اٹھیں جب آسمان کے وسط میں پہنچیں تو بکھرنے لگیں' یہ منظر اہل مدینہ دیکھ رہے تھے' پھر موسلادھار بارش ہوئی۔ بخدا! مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے سورج ایک ہفتہ نظر نہ آیا۔ ابولبابہ اٹھ کر نالی محفوظ کرنے لگے کہ کہیں کھجوریں بہ نہ جائیں بعد ازاں وہی شخص جس نے بارش کیلئے درخواست کی تھی۔ عرض کرنے لگا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰه هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور رستے رک گئے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور دعا فرمائی' حالت استغراق میں اپنے مبارک ہاتھ اس قدر بلند فرمائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا' عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَ مَنَابَتِ الشَّجَرِ مولیٰ! ہمارے گردونواح پر مینہ برسا ہمارے اوپر نہ برسا' ٹیلوں پر بارش دے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر' وادیوں کے دامن میں اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر برسا۔

اس دعا کے ہوتے ہی مدینہ شریف کے افق سے بادل یوں پھٹ گئے' جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

بیہقی اور ابو نعیم میں یہی دعا حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر سے مروی ہے۔

قبیلہ مضر کیلئے دعا اور بارش کا ہونا

کعب بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ مضر کو بددعا دی تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصرت و عطا سے نوازا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہے اور (آپ کی بددعا سے) آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے ان کے لیے دعا فرمایئے (کہ اللہ ان کی خشک سالی دور فرمائے) اس درخواست پر حضور نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْعًا طَبَقًا غَدَقًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍ

کعب کہتے ہیں کہ ابھی جمعہ کا دن نہیں آیا کہ اس سے پہلے بارش ہو گئی۔ (ابو نعیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ مضر کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا' اور درخواست کی' یارسول اللہ! نزول باراں کی دعا فرمایئے' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا غَدَقًا طَبَقًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ

بنو مرہ نے بارش کیلئے دعا کی درخواست کی

عبدالرحمٰن بن ابراہیم المری اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنو مرہ کا ایک وفد تبوک سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا

كَيْفَ الْبِلَادُ

(ان کا علاقہ کیا ہے؟) انہوں نے عرض کیا' بخدا! انتہائی خشک سالی ہے' جانور لاغر ہو گئے ہیں' دعا فرمایئے اللہ بارش دے' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! انہیں بارش سے سیراب کر" بعدازاں جب وفد کے لوگ واپس اپنے علاقے میں آئے تو دیکھا کہ اسی دن بارش ہو گئی تھی جس روز رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔

اس کے بعد اس قبیلے کا ایک شخص حجتہ الوداع کے سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ہم جب لوٹ کر اپنے علاقہ میں گئے تھے تو دیکھا کہ اسی دن بارش ہو گئی تھی جس روز آپ نے دعا فرمائی تھی۔

بارش سے جل تھل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے۔ ایک مرتبہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک دیہاتی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ — مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور کنبے فاقہ کشی میں مبتلا ہیں۔

ہمارے لیے دعا فرمایئے' اس کی اس درخواست پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ اس وقت آسمان پر بادلوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهٖ مَاوَضَعَهُمَا حَتّٰی ثَارَ سَحَابٌ كَاَمْثَالِ الْجِبَالِ — اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو نیچے نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی مانند بادل اٹھ کر آ گئے۔

پھر منبر اقدس سے نیچے نہیں اترے کہ بارش کے قطرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے گرنا شروع ہو گئے' پھر اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی' اگلے جمعہ کے روز وہی بدو اٹھ کر عرض کرنے لگا' یارسول اللہ! بارش کی وجہ سے مکانات گر گئے ہیں" یہ گزارش سن کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا — اے اللہ! ہمارے گردونواح پر برسا' ہم پر نہ برسا۔

پھر حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرف انگلی کا اشارہ فرماتے گئے' بادل پھٹتے گئے یہاں تک کہ مدینہ شریف کا سارا مطلع صاف ہو گیا' ایک مہینہ تک وادی میں سیلاب رہا اور کسی بھی علاقے میں سے جو آدمی آیا تو اس نے بارش ہی کی خبر دی۔ (بخاری)

امام مسلم بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے روز دارالقضاء کے دروازے سے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ — مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے رک گئے ہیں' اللہ سے دعا

يُغِيْثَنَا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش دے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس اٹھائے اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اے اللہ! بارش عطا کر' مولیٰ! بارش دے۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! اس وقت ہمیں آسمان پر کوئی بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا' نہ اس زمانے میں کوہ سلع تک کوئی گھر تھا' اچانک کوہ سلع کی پشت سے ڈھال کی مانند ایک ابر اٹھا' جب بڑھ کر آسمان کے وسط میں آگیا تو پھیل گیا' پھر برسنے لگا' اس کے بعد خدا کی قسم! ایک ہفتہ تک ہم نے سورج نہیں دیکھا' پھر دوسرے جمعہ کو اسی دروازہ سے ایک آدمی مسجد میں آیا' اس وقت حضور خطبہ دے رہے تھے' اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے رک گئے ہیں' دعا فرمایئے کہ اللہ اب بارش روک دے"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔

اے اللہ! بارش ہمارے آس پاس برسا' ہم پر نہ برسا' اے اللہ! پہاڑیوں پر' ٹیلوں پر' پہاڑی نالوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر برسا"

راوی کا بیان ہے کہ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ بادل فوراً چھٹ گئے اور ہم دھوپ میں چل کر گھروں کو گئے" اس حدیث کے راوی شریک کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: دوسرے جمعہ کو جو شخص آیا تھا کیا وہی تھا جس نے پہلے جمعہ بارش کیلئے التجا کی تھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا "یہ مجھ کو معلوم نہیں" (مسلم)

دعائے باراں سے گھٹاؤں کا اٹھ کر برسنا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت صحن مسجد میں کھڑے ہوکر تین بار فرمایا "اللہ اکبر" پھر دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا سَمْنًا وَلَبَنًا وَشَحْمًا وَلَحْمًا اے اللہ! ہمیں رزق دے' ہمیں فربہی دودھ' چربی اور گوشت نصیب فرما۔

اس وقت آسمان پر کوئی بادل نظر نہ آتا تھا' اچانک تیز آندھی چلی' پھر بادل امنڈ آئے اور دل کھول کر برسے یہاں تک کہ اہل بازار چلا اٹھے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت کھڑے تھے اور راستے ابل کر بہہ رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں اس سال جتنی فربہی' دودھ' چربی اور گوشت دیکھنے میں آئے۔ کسی اور سال اس قدر نظر نہ آئے یہاں تک کہ بازاروں میں ان چیزوں کا کوئی خریدار نہ ملتا تھا۔

ابر کرم برس پڑا

حضرت ربیع بنت معوذ بیان کرتی ہیں۔ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے کہ لوگوں کو

وضو کے پانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کیا' مگر نہ ملا' پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی تو ابر کرم برس پڑا' یہاں تک کہ لوگوں نے پانی بھر لیا اور سیراب ہو کر پی لیا۔
(ابو نعیم)

ایک اور شہادت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امساک باراں کی شکایت کی جس کی وجہ سے آپ عیدگاہ کی طرف نکلے' پھر منبراقدس پر جلوہ گر ہو کر دعا کیلئے دست اقدس اتنے بلند کئے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اچانک اللہ نے ابر کرم بھیجا جو گرج چمک کے ساتھ خوب برسا' آپ لوٹ کر مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ابھی تشریف نہ لائے تھے کہ راستوں میں جل تھل ہو گئی آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ (ابو نعیم)

ابوسفیان نے دعائے باراں کی فرمائش کی

کعب بن مرہ بھری روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ مضر کو بددعا دی جس کی وجہ سے (قبیلہ مضر کے لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے اور) ابوسفیان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے۔ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کی قوم قحط سالی کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ ان کے لئے دعا کریں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا غَدَقًا طَبْقًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ

اس کے بعد صرف ایک جمعہ ہی گزرا ہو گا کہ خوب بارش ہوئی' وہ آ کر شکایت کرنے لگے' مکانات گر گئے ہیں پس آپ نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ! ہمارے گردونواح میں بارش عطا کر ہمارے اوپر نہ برسا"

اس دعا کے ساتھ ہی بادل پھٹ کر دائیں بائیں ہو گئے۔ (ابن ماجہ' بیہقی)

اعرابی کی طلب پر ہر طرف بارش ہی بارش

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آ کر یوں عرض گزار ہوا کہ میں ایسی قحط زدہ قوم کے پاس سے آ رہا ہوں جس کے چرواہے نہ تو چارہ مہیا کرتے ہیں نہ اپنے مویشیوں کے پاس جاتے ہیں کہ انہیں کھول کر چرائیں (کیونکہ خشک سالی کی وجہ سے چرانے کیلئے کچھ نہیں) یہ سن کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبراقدس پر تشریف لائے اور حمد باری تعالیٰ بیان کرنے کے بعد دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا طَبَقًا مَرِیْعًا غَدَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبرِاقدس سے نیچے اتر آئے' پھر جس خطہ زمین سے کوئی آدمی آتا تو یہی کہتا کہ بارش کی وجہ سے ہمیں حیات تازہ ملی ہے۔ (ابن ماجہ)

چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں بارش

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض اوقات جب شاعر کا یہ شعر یاد آتا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا کہ آپ منبرِاقدس پر رونق افروز ہو کر دعا فرماتے تو منبر سے اترنے سے پہلے ہی پرنالوں سے پانی گرنے لگتا۔ شاعر کا وہ شعر حسب ذیل ہے۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

طویل دعا اور زوردار بارش

خطابی غریب الحدیث میں ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف سے بقیع غرقد کی طرف نکلے' آپ کے سرِاقدس پر سیاہ عمامہ تھا' جس کا ایک گوشہ سامنے اور دوسرا پشت اقدس کے پیچھے دونوں شانوں کے درمیان تھا" نیز کمان شانہ اقدس کے ساتھ لٹک رہی تھی' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رو بقبلہ ہو کر تکبیر تحریمہ کہی اور صحابہ کرام کو دو رکعت نماز پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرات کی' پہلی رکعت میں سورہ اذاالشمس کورت اور دوسری میں والضحیٰ" کی تلاوت فرمائی' بعدازاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبدیلی احوال کے لئے اپنی ردائے مبارک پلٹ دی' پھر حمد وثنا کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ ضَاحَتْ بِلَادُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَھَانَتْ دَوَابُّنَا اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْبَرَکَاتِ مِنْ اَمَاکِنِھَا وَنَاشِرَ الرَّحْمَۃِ مِنْ مَعَادِنِھَا بِالْغَیْثِ نَسْتَغِیْثُ اَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الْاَلْمَامِ فَنَسْتَغْفِرُکَ لِلْجُمَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَ نَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ عَظِیْمِ خَطَایَانَا اَللّٰھُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْنَا مِدْرَارًا وَاکْفِنَا مَعْزُوْزًا مِنْ تَحْتِ عَرْشِکَ مِنْ حَیْثُ یَنْفَعُنَا غَیْثًا مُغِیْثًا دَارِعًا رَائِعًا مُمْرِعًا طَبَقًا عَامًا خَصْبًا تَسْرَعُ لَنَا بِہِ النَّبَاتُ

اے اللہ! ہمارے شہر ویران ہو گئے' زمین پر خاک اڑنے لگی اور جانور کمزور ہو گئے' اے برکتوں کے نازل کرنے والے! رحمت کے پھیلا دینے والے! ہم بارش کی التجا کرتے ہیں تو ہی ہے جس سے چھوٹے بڑے گناہوں کی بخشش طلب کی جاتی ہے' ہم اپنی تمام خطاؤں سے توبہ کرتے ہیں' ہم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیج' عرش کے نیچے سے زوردار مفید بارش' مدد والی گھاس اگانے والی' نشوونما دینے والی' سرسبز کرنے والی' سطح زمین کو گھیرنے والی عام بارش جس سے

وَتَكْثُرُ كِتَابَهُ الْبَرَكَاتُ وَ تُقْبَلُ بِهِ الْخَيْرَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِي كِتَابِكَ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَللّٰهُمَّ لَاحَيَاةَ لِشَيْئٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ اِلَّا بِالْمَاءِ اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ قَنَطَ النَّاسُ اَوْمَنْ قَنَطَ مِنْهُمْ وَ سَاءَ ظَنُّهُمْ وَهَامَتْ بَهَائِمُهُمْ وَعَجَّتْ عَجِيْجَ الثَّكْلٰى عَلٰى اَوْلَادِهَا اِذْحَبَسْتَ عَنَّا قِطَرَ السَّمَاءِ فَدَقَّ لِذٰلِكَ عَظْمُهَا وَذَهَبَ لَحْمُهَا وَذَابَ شَحْمُهَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اَنِيْنَ الْاٰنَةِ وَ حَنِيْنَ الطَّانَةِ وَ مَنْ لَا يَحْمَلُ رِزْقَهُ غَيْرَكَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْبَهَائِمَ الْحَائِمَةَ وَالْاَنْعَامَ السَّائِمَةَ وَالْاَطْفَالَ الصَّائِمَةَ اَللّٰهُمَّ الْمَشَائِخَ الرُّكَّعَ وَالْاَطْفَالَ الرُّضَعَ وَالْبَهَائِمَ الرُّتَّعَ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِنَا وَلَا تَرُدَّنَا مَحْرُوْمِيْنَ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ

ہمارے لئے جلد سبزہ اگے اور برکتوں کی کثرت ہو اور نیکیاں درقبولیت تک پہنچیں' اے اللہ ! تو نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا ہے۔ یا اللہ! پانی سے پیدا ہونے والی چیز کیلئے پانی کے بغیر کوئی وجود نہیں' اے پروردگار! لوگ مایوس ہو چلے ہیں' ان کے گمانوں میں فتور آگیا ہے ان کے جانور سخت پیاسے ہیں اور اس طرح چلاتے ہیں جیسے بچے چھن جانے والی ماں چیخ چلاتی ہے۔ اے پروردگار! آہ و فغاں کرنے والوں پر رحم فرما جن کا تیرے سوا کوئی روزی رساں نہیں' اے اللہ ! بے زبان پیاسے جانوروں اور بھوکے بچوں پر رحم فرما' بار الہا بوڑھے حالت رکوع میں' بچے شیرخوار اور چوپائے چرنے والے ہیں' ہماری قوت میں اضافہ فرما' ہمیں نامراد نہ لوٹا' بے شک تو دعا سننے والا ہے' اے ارحم الراحمین ! اپنی رحمت کے صدقے میں ہماری دعا قبول فرما۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ زوردار بارش ہونے لگی' یہاں تک کہ ہر شخص کو فکر لاحق ہو گئی کہ وہ گھر لوٹ کر کیسے جائے گا' اس بارش سے جانوروں کو حیات نو ملی' زمین سرسبزوشاداب ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے سب لوگ خوشحال ہو گئے۔

اعرابی کے اشعار اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا' یارسول اللہ ! ہم آپ کی بارگاہ میں اس حال میں آئے ہیں کہ فاقہ کشی کی وجہ سے ہمارے بچوں کی آوازیں نہیں نکلتیں' نہ ہمارے اونٹوں میں حرکت کرنے کی سکت ہے' پھر یہ اشعار پڑھے۔

اَتَيْنَاكَ وَالْعَذْرَا تَدْمِیْ لِثَاتُهَا
وَقَدْ شَغَلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ
وَاَلْقٰی بِكَفَّيْهِ الْفَتٰی لِاسْتِكَانَةٍ
مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفًا مَايُمِرُّ وَلَايُحْلِي
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّیْ يَا مُحَمَّدُ

یارسول اللہ ! ہم آپ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ کنواری لڑکیوں کے مسوڑھوں (بروایت لبان سینوں کے) پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری ہے اور مائیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور نوجوان بوجہ گرسنگی کمزور ہوکر گر پڑتے ہیں اور ان کے منہ سے تلخ وشیریں بات نہیں نکلتی اور

وَلَاشَیْءَ مِمَّا یَاکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا
سِوَی الْحَنْظَلِ الْقَانِی وَالْعِلْهِزِ الْغِسْلِ
وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْکَ فِرَارُنَا
وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

سوائے اند رائن اور ردی اشیاء کے ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں' مصیبت میں ہم سوائے آپ کی بارگاہ کے کہاں بھاگ کر جائیں اور لوگوں کے لئے رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ جائے فرار ہے ہی کہاں؟

یہ فریاد سن کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دامن کشاں منبراقدس پر تشریف لائے اور آسمان کی طرف دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْأً مُرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ تَمْلَاءُ بِہِ الضَّرْعُ وَتُنْبِتُ بِہِ الزَّرْعُ وَ تُحْیِ بِہِ الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِھَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ

اے اللہ! مینہ برسا' مدد والا' خوشگوار' نہال کرنے والا' بلا تاخیر نفع مند' بے ضرر' جس سے دودھ کے کھیر لبریز ہوجائیں' کھیتی اگ پڑے اور زمین مرنے کے بعد زندہ ہوجائے' یونہی اے انسانو! تم کو بھی زمین سے نکلنا ہوگا۔

خدا کی قسم! حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے بعد چہرہ اقدس پر نہیں پھیرے تھے کہ موسلادھار بارش ہونے لگی' یہاں تک کہ نشیبی علاقوں کے لوگ فریاد کرتے ہوئے آئے۔

یارسول اللہ! ہم غرق ہو گئے' ہم ڈوب گئے' حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ پھر دعا کے لئے اٹھا دیئے۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا

اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر مینہ برسا' ہم پر نہ کر۔

تو اسی وقت مدینہ کی فضا سے بادل چھٹ گئے یہاں تک کہ تاج کی مانند چمکدار ہو گئی' یہ منظر دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اتنا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہونے لگے' پھر فرمایا: ابوطالب نے کیا خوب کہا تھا' وہ اگر آج زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر خوش ہوتے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! شاید آپ کی مراد ان کے ذیل کے اشعار سے ہے۔

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ
یُطِیْفُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ
فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّ فَوَاضِلِ
کَذَبْتُمْ وَ بَیْتَ اللّٰہِ نُبْذٰی مُحَمَّدً
وَلَمَّا نُطَاعِنْ حَوْلَہٗ وَنُنَاضِلُ
وَنُسْلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَہٗ

وہ گورے رنگ والا جس کے چہرے کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے' یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کی پناہ' بنی ہاشم کے مفلس اس کے ہاں آ آ کر پناہ لیتے ہیں وہ سب اس کے دامان رحمت و نعمت میں ہیں کعبہ کی قسم! تم نے غلط خیال کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم سے چھین لیا جائے گا حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے تحفظ میں نہ نیزہ زنی کی ہے نہ تیراندازی' تمہاری خام خیالی ہے کہ ہم انہیں تمہارے

وَ نُذْهِلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

حوالے کردیں گے' ہرگز نہیں جب تک کہ ہم ان کے آس پاس بچھڑ نہ جائیں اور بیوی بچوں کو بھول نہ جائیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! یہ سن کر بنی کنانہ کا ایک شخص کہنے لگا۔

لَكَ الْحَمْدُ وَالْحَمْدُ مِمَّنْ شَكَرَ
سُقِيْنَا بِوَجْهِ النَّبِيِّ الْمَطَرَ
دَعَا اللّٰهَ خَالِقَهٗ دَعْوَةً
اِلَيْهِ وَاَشْخَصَ مِنْهُ الْبَصَرَ
فَلَمْ يَكُ اِلَّا كَمَا سَاعَةً
وَاَسْرَعَ حَتّٰى رَأَيْنَا الدُّرَرَ
دَفَّاقَ الْعَزَالِيْ كَثِيْرُ الْبُعَاقِ
اَغَاثَ بِهِ اللّٰهُ عُلْيَا مُضَرَ
فَكَانَ كَمَا قَالَهٗ عَمُّهٗ
اَبُوْطَالِبِ ذَا رُوَاءٍ اَغَرَّ
فمن يَّشْكُرِ اللّٰهَ يُلْقِي الْمَزِيْدَ
وَمَنْ يَّكْفُرِ اللّٰهَ يُلْقِي الْغَدَر

اے پروردگار! تیری حمد ہے' ہر شکرگزار کی طرف سے تعریف و ثنا تو نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اللہ خالق کو پکارا اور اس کی طرف توجہ کی تو لمحہ بھر میں' ہم نے دیکھا کہ بارش کے قطرے گر رہے ہیں۔ گویا مشک کا دہانہ کھل گیا ہو اور جگہ جگہ سے اس میں شگاف پڑ گیا' اللہ نے اس بارش کے ذریعے مضر کے بالائی علاقوں کی امداد کی یہ واقعہ اسی طرح رونما ہوا جیسے آپ کے چچا ابوطالب نے کہا تھا کہ حضور روشن چہرے والے اور سیراب کرنے والے ہیں جو اللہ کا شکر بجلاتا ہے اللہ اسے مزید عطا کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اللہ اسے خسارے میں ڈالتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر فرمایا: اگر شعراء کی زبان پر عمدہ کلام آسکتا ہے تو فی الواقع تم نے بہت اچھا کلام کہا ہے۔

مذکورہ بالا معجزات کے ساتھ حصول آب کے وہ معجزات بھی شامل ہیں جو برکت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغیر طلب و دعا کے ظاہر ہوئے۔

سقیا چشمہ

ابونعیم "صحابہ" میں بطریق بدیح بن سدرہ ابن علی اسلمی روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تاآنکہ "قاحہ" کے مقام پر اترے' یہ وہ مقام ہے جسے آج کل "سقیا" کہتے ہیں یہاں پانی نایاب تھا' لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی کے حصول کے لئے بنی غفار کے چشموں پر جو قاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھے' لوگوں کو بھیجا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وادی کے بالائی حصہ میں پڑاؤ ڈالا جبکہ بعض صحابہ کرام وادی کے دامن میں لیٹ گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وادی کی پتھریلی زمین کو کریدا تو اس سے چشمہ پھوٹ پڑا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود پانی پیا اور آپ کے تمام ساتھیوں نے جی بھر کر نوش کیا۔ حضور صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: یہ "سقیا" ہے جو اللہ نے تمہیں پینے کیلئے مہیا فرمایا ہے' اسی وجہ سے اس کا نام "سقیا" پڑ گیا۔

ایڑی سے چشمہ ابل پڑا

عمرو بن شعیب سے مروی ہے' ابوطالب نے بیان کیا کہ میں اپنے بھتیجے۔ (محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ہمراہ ذی المجاز میں تھا' مجھے پیاس لگی تو میں نے اس کا ذکر آپ سے کیا اور کہا: بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہے' آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زمین پر ایڑی ماری جس سے چشمہ بہہ نکلا' پھر فرمایا: چچا جی! نوش کیجئے تو میں نے پیاس بجھائی' یہ معجزہ قبل از بعثت کے معجزات میں بلا تخریج ذکر ہو چکا ہے۔ (ابن سعد' ابن عساکر)

باب یازدہم

متفرق معجزات

جو گزشتہ ابواب

میں ذکر نہیں ہوئے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کا خدائی اعلان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ شروع شروع میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ آیت کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبہ شریف سے سرانور باہر نکال کر فرمایا: (پہرہ دینے والے) لوگو! تم چلے جاؤ' اللہ نے میری حفاظت کا اعلان فرما دیا ہے۔ (ترمذی' حاکم' بیہقی' ابو نعیم)

حضرت جعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا' ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا گیا' یارسول اللہ! یہ شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا' آپ نے اس سے فرمایا: گھبراؤ نہیں' تم اگر چاہو بھی تو اللہ تعالیٰ تمہیں میرے اوپر قابو پانے کی قدرت نہیں دے گا۔

(احمد طبرانی' ابو نعیم)

رافع بن خدیج اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ انمار میں ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے جب بادیہ نشینوں نے ہماری آمد کے متعلق سنا تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذی امر کے مقام پر خیمہ زنی کی اور خود رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں بارش آگئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے بھیگ گئے جنہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھانے کیلئے ایک درخت پر ڈال دیا تو بنو غطفان نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے بہادر سردار دعثور بن حارث سے کہا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں سے الگ ہیں' اس سے بہتر گھڑی ہاتھ نہیں آئے گی' چنانچہ اس نے تلوار ہاتھ میں لی اور پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اتر آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت کپڑے خشک ہونے کے انتظار میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک دعثور بن حارث پر نظر پڑی جو آپ کے سراقدس پر تلوار سونتے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا۔ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي يَا مُحَمَّد
اے محمد! تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ" جبرائیل امین نے اس کے سینے پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی' آپ نے تلوار اٹھا کر فرمایا: بتاؤ! اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا: "کوئی نہیں" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ' اپنا کام کرو جب لوٹ کر جانے لگا تو بولا' آپ مجھ سے بہتر ہیں' یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اس شان عفوودرگزر کا تم سے زیادہ حقدار ہوں' اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ گیا تو وہ کہنے لگے' بخدا! ہم نے ایسا معاملہ نہیں دیکھا جو تم نے اس دفعہ اختیار کیا ہے' تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سر پر تلوار لے کر کھڑے تھے (اس کے باوجود تم نے وار نہیں کیا) اس نے جواب دیا' بخدا! میں سارا واقعہ بیان نہیں کرسکتا' اس کے بعد دعثور نے اسلام قبول کرلیا' یہ تفصیل ابن اثیر أُسْدُ الْغَابَةِ فِي مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ میں نقل کرنے کے بعد لکھا کہ اس کی تخریج ابو موسیٰ نے کی ہے یونہی اسے ابو سعید نقاش نے روایت کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ تلوار سونتنے والے شخص کا نام غورث بن حارث تھا' اس کے اسلام لانے کا واقعہ بھی

صرف اسی روایت میں ہے۔ اسے ابو سعید نقاش کی طرح ابو احمد عسکری نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کا نام دعثور نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کو بحوالہ واقدی خصائص کبریٰ میں تحریر کیا ہے' اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم رکاب صحابہ کی تعداد چار سو پچاس تھی' ان کے پاس گھوڑے بھی تھے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے بھیگ جانے کی وجہ سے اتار کر درخت پر پھیلا دیئے اور خود درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ آپ کے اصحاب اور آپ کے درمیان وادی ذی امر حائل تھی جب بادیہ نشینوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تنہا دیکھا تو اپنے سردار دعثور کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر برانگیختہ کیا اور کہا: اس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کے بس میں ہیں اگر وہ اپنے صحابہ کو مدد کے لئے پکاریں تو وہ ان کی مدد کو پہنچ نہ سکیں گے' چنانچہ وہ تلوار لیکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو کھڑا ہوا تو جبرائیل نے اس کے سینہ پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی' آپ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: اب بتا تجھے کون بچائے گا؟ اس نے عاجزانہ لہجے میں کہا "کوئی بھی نہیں" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔" آپ سے زیادہ شان کا کوئی اور انسان نہیں اس کی قوم نے جب اسے لعن طعن کی تو اس نے کہا: میں جب تیغ عریاں لیکر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو میں نے ایک درازقد گورے رنگ کا آدمی دیکھا جس نے میرے سینہ پر ضرب لگائی تو میں پشت کے بل گر گیا۔ میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ ہے' لہٰذا میں نے اعتراف کرلیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

بعدازاں دعثور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے لگا' اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ

اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جب ایک قوم نے ارادہ کیا اپنے ہاتھوں کو تمہاری طرف کھولنے کا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔

اس روایت کو بیہقی نے نقل کیا اور کہا: اس جیسا قصہ غزوۂ ذات الرقاع میں بھی روایت کیا جاتا ہے' اگر واقدی نے صحت و صداقت کے ساتھ اس غزوہ کے حالات میں اسے نقل کیا ہے تو گویا ایسے دو واقعات رونما ہوئے۔

بدو کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد کی طرف فوج کشی میں ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' راستے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی وادی میں پڑاؤ ڈالا جہاں درختوں کے جھنڈ تھے' لوگ درختوں کے سایہ میں قیلولہ کرنے کیلئے پھیل گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور اپنی تلوار اس درخت کے ساتھ لٹکا دی' پس ہماری آنکھ لگ گئی' اچانک ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلانے کی آواز سنی تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے پاس بیٹھا ہے' آپ نے فرمایا: اس بدو نے سوتے میں میری تلوار اچک لی' میری آنکھ کھلی تو اس کے ہاتھ میں یہ تلوار بے نیام تھی' اس نے مجھ سے کہا' آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو میں نے بے خطر کہا "میرا اللہ مجھے بچائے گا" اس وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ خوفزدہ ہو کر بیٹھ گیا" بعد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔ (بخاری' مسلم)

ابوجہل کی ہرزہ سرائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا: کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود کرتے ہیں (یعنی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ ریزی کرتے ہیں) لوگوں نے بتایا "ہاں" تو اس نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا: لات و عزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو ان کی گردن پامال کر ڈالوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں رگڑوں گا' چنانچہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مصروف نماز دیکھ کر اسی فاسد ارادے کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھا مگر اچانک الٹے پاؤں بھاگا' اس وقت اس کے ہاتھ آگے پھیلے ہوئے تھے' گویا اپنے آپ کو کسی سے بچا رہا ہو' لوگوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا' میرے اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے درمیان ایک خندق ہے جو آگ سے بھری ہوئی ہے نیز کچھ پرندے نظر آ رہے ہیں" اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے' اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى (آخر سورت تک) ہرگز نہیں' بے شک انسان بڑا سرکش ہے۔ (مسلم)

ابوجہل کی شرارت سے حفاظت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے (ایک دن) کہا' اے گروہ قریش! تم دیکھ رہے ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہمارے دین پر عیب لگائے ہیں' ہمارے آباؤاجداد کو گالیاں دی ہیں' ہمارے عقلمندوں کو بے عقل ٹھہرایا ہے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے میں نے قسم کھا کر فیصلہ کر لیا ہے کہ کل میں ایک بڑا پتھر لے کر بیٹھوں گا جب وہ نماز کی حالت میں بیٹھیں گے تو اس پتھر سے ان کا سر پھوڑ دوں گا' پھر بنو عبد مناف جو چاہیں میرے خلاف کر لیں۔

جب صبح ہوئی تو ابوجہل نے ایک بڑا پتھر اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گھات میں بیٹھ گیا' ادھر قریش اپنی مجلسوں میں ابوجہل کے "کارنامے" کا انتظار کرنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھ کر نماز شروع کی جب سجدہ میں گئے تو ابوجہل وہ پتھر اٹھا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آ گیا' پھر اچانک اس حالت میں پیچھے کی طرف بھاگا کہ لرزہ براندام تھا' اس کا پسینہ نکل رہا تھا اور خوف کی وجہ

سے اس کا رنگ اڑ رہا تھا' اس کے ہاتھ پتھر ہی پر شل ہو چکے تھے یہاں تک کہ اس نے پتھر پھینک دیا۔ مروان قریش اس کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے' اے ابوالحکم! تمہیں کیا ہو گیا؟ تو اس نے جواب دیا جب میں اٹھ کر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس گیا تو ایک اونٹ ان کے اور میرے درمیان حائل ہو گیا' بخدا! میں نے اس کی جسامت کا اونٹ نہیں دیکھا نہ اس کی سی کسی اونٹ کی گردن دیکھی نہ ہی کسی اونٹ کے اتنے بڑے دانت دیکھے اس اونٹ نے مجھے چبا کھانے کا ارادہ کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ وہ جبرائیل امین تھے۔ ابوجہل اگر میرے قریب آتا تو وہ اسے اپنی گرفت میں لے لیتے۔ (مسلم)

امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ایک دفعہ ابوجہل نے کہا: "اگر میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن پامال کردوں گا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی اس ہرزہ سرائی کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے ایسا کرنے کی جسارت کی تو فرشتے اسے سب کے سامنے پکڑ کر ذلیل کریں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوجہل کی اسی ہذیان گوئی کی وجہ سے غضبناک ہوکر حرم شریف کی طرف نکلے اور تیزی کے ساتھ دروازے سے اندر داخل ہوئے کہ اچانک سراقدس دیوار سے ٹکرا گیا۔ یہ واقعہ سن کر میں نے کہا یہ تو برا دن ہے۔

بزار' طبرانی' حاکم اور بیہقی بطریق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ میں ایک دن مسجد حرام میں تھا کہ ابوجہل نے قسم کھا کر کہا اگر میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالت سجدہ میں دیکھ لیا تو ان کی گردن کچل ڈالوں گا۔ میں ابوجہل کی یہ یا وہ گوئی سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو اس بات کی خبر دی۔ آپ اس سے غضبناک ہوکر حرم شریف کے لئے نکلے تو عجلت میں آپ کا سراقدس دیوار سے ٹکرا گیا' میں نے کہا: یہ تو برا دن ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ اقرا باسم ربک کی تلاوت شروع کردی جب کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی پر پہنچے تو فرمایا تو کسی نے ابوجہل سے کہا: یہی تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ابوجہل نے کہا: کیا تمہیں وہ کچھ نظر نہیں آرہا جو مجھے نظر آرہا ہے' بخدا! میرے سامنے سارا افق گھر گیا ہے۔

تیروں سے حفاظت

واقدی اور بیہقی حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مہاجر شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ میں احد کی لڑائی میں شامل تھا' میں نے دیکھا تیر ہر جہت سے آرہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیروں کی بوچھاڑ میں ہیں مگر ہر تیر پھیر دیا جاتا ہے' میں نے دیکھا عبداللہ بن شہاب احد کے دن کہہ رہا تھا مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا پتہ بتاؤ' آج اگر وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تن تنہا اس کے پہلو میں کھڑے تھے' پھر اسے چھوڑ کر آگے ہو گئے تو صفوان نے اس فروگزاشت پر عبداللہ کو برا بھلا کہا' اس نے جواب دیا' بخدا! میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا' میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ہمارے وار سے محفوظ

ہیں ہم چار آدمی باہم قسم کھا کر ان کے قتل کے لیے نکلے مگر ان تک نہ پہنچ سکے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حفاظت کے حصار میں

واقدی (کئی اسناد کے حوالے سے) لکھتے ہیں کہ ایک بار ابوسفیان بن حرب نے قریش کے کچھ لوگوں سے کہا: مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دھوکے سے (معاذاللہ) قتل کر ڈالے کیونکہ وہ بازاروں میں بے خطر چلتے ہیں اس طرح وہ شخص ہماری طرف سے انتقام لے لے' یہ سن کر ایک عربی اس کے پاس آ کر کہنے لگا اگر تم میرا خرچ برداشت کرلو تو میں جا کر ان (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دھوکے سے قتل کردوں گا' میں راستے کے نشیب و فراز سے بخوبی آگاہ ہوں اور میرے پاس ایک تیز خنجر بھی موجود ہے۔ ابوسفیان نے کہا "تم تو ہمارے ساتھی ہو' پھر اسے اونٹ اور زاد راہ دے کر روانہ کیا اور کہا: یہ معاملہ پوشیدہ رکھو' کسی کو اس کی سن گن نہ ہو ورنہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر کردے گا اس نے کہا: کوئی آدمی اس راز سے آگاہ نہیں ہو گا جب وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی فرمایا یہ شخص میرے ساتھ دھوکہ کے ارادہ سے آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے ارادے اور میرے درمیان حائل ہے' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟ اور کیا ارادہ لے کر آئے ہو؟ (یاد رکھو) اگر تم نے سچ سچ بتا دیا تو تمہارا سچ تمہیں فائدہ دے گا اور اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تو میں تمہارے دلی ارادے سے آگاہ ہوں' اس نے عرض کیا مجھے امان دیجئے' آپ نے فرمایا: تمہیں امان ہے' چنانچہ اس نے ابوسفیان کا سارا واقعہ بیان کردیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: میں تمہیں امان دے چکا ہوں' اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ' یا پھر تمہارے لئے اس سے بہتر بات ہے اس نے پوچھا: کونسی □ فرمایا: اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں" یہ سن کر اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد کہنے لگا خدا کی قسم! میں کبھی لوگوں سے مرعوب نہیں ہوتا تھا مگر آپ کو دیکھ کر میری عقل جاتی رہی اور میرے دل میں ضعف پیدا ہو گیا' میں نے خیال کیا کہ میرے اس راز کو گھڑسوار لے جاسکتے ہیں' پھر سوچا کہ اس راز سے تو کوئی آگاہ ہی نہیں' پس مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کی ذات گرامی حفاظت کے حصار میں ہے اور یہ کہ آپ حق پر ہیں۔

عوراء حضور کو دیکھ نہ سکی

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سورہ کریمہ تَبَّتْ یَدَا اَبِی لَهَبٍ نازل ہوئی تو عوراء بنت حرب سخت غصے میں آئی' اس کے ہاتھ میں پتھر تھا' اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو عرض کیا' یارسول اللہ! "عوراء آرہی ہے" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مجھے دیکھ نہ سکے گی۔ (اس کے بعد آپ نے قرآن کی کچھ آیات تلاوت فرمائیں) وہ آ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت اسے نظر نہ آرہے تھے۔ اس نے کہا: ابوبکر! تمہارے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم) نے میری مذمت کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا رب کعبہ کی قسم! ایسی بات نہیں ہے۔ میرے آقا نے تمہاری ہجوگوئی نہیں کی کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعر نہیں کہتے' یہ جواب سن کر وہ لوٹ گئی۔

قتل کا منصوبہ ناکام ہوگیا

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کریمہ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے آگے اللہ نے پردہ ڈال دیا' وہ قریش مکہ تھے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاَغْشَيْنٰهُمْ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ دیا فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اس وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکتے' نہ اذیت پہنچا سکتے ہیں' اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دفعہ بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے جن میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی شامل تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں مشغول تھے۔ قریش کے ان لوگوں نے آپ کی قرات سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کردے' چنانچہ وہ اس مقام پر آیا جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سننے لگا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے نظر نہ آتے تھے' لہٰذا واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو سارا ماجرا کہہ سنایا' پس وہ آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو انہیں قرات کی آواز سنائی دینے لگی' وہ آواز کی طرف بڑھے تو آواز ان کے پیچھے سے آنے لگی۔ انہوں نے پیچھے کی طرف رخ کیا تو آواز پھر ان کی پشتوں کی جانب ہوگئی وہ یونہی ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے واپس چلے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچنے کا راستہ نہ پاسکے۔ آیت کریمہ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا کا یہی مفہوم ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ حضرت عکرمہ نے اس کی تائید میں روایت نقل کی ہے۔ امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے جو امام ابن جریر طبری نے حضرت عکرمہ سے اپنی تفسیر میں ذکر کی ہے کہ ابوجہل نے یہ ہرزہ سرائی کی' اگر میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا ایسا کرتے (سجدہ ریزی کرتے) دیکھ لیا تو ان کی گردن (معاذ اللہ) پامال کروں گا' تو اس سلسلہ میں یہ آیت کریمہ اِنَّا جَعَلْنَا فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا تا لَا يُبْصِرُوْنَ نازل ہوئی۔

ابوجہل کے ساتھی کہتے۔ یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں' وہ کہتا کہاں ہیں؟ وہ کہاں ہیں؟ کیونکہ آپ اسے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

سورۂ یٰسین کا شان نزول

ابو نعیم بطریق عکرمہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں بلند آواز سے تلاوت فرمایا کرتے تھے جس سے اہل قریش کو تکلیف ہوتی تھی آخر کار وہ تنگ آکر نبی اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے درپے ہو گئے مگر ان کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ لگ گئے اور ان کی بینائی سلب ہو گئی جس کی وجہ سے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کے واسطے دینے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یہاں تک کہ ان کی یہ مصیبت رفع ہوئی۔ اسی تناظر میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰسین نازل فرمائی۔

ایک معجزہ

معتمر بن سلیمان اپنے باپ سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ بنو مخزوم کا ایک شخص اپنے ہاتھ میں پتھر لے کر اٹھا تاکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس کے ذریعے پتھراؤ کرے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت سجدہ میں تھے' اس نے ہاتھ بلند کئے تاکہ پتھر پھینکے مگر اس کی انگلیاں پتھر پر ہی خشک ہو گئیں اور وہ پتھر چھوڑنے پر قادر نہ ہو سکا' پس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: کیا تم محمد (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ڈر گئے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ پتھر میرے ہاتھ ہی میں رہ گیا ہے میں اسے چھوڑ نہ سکا' یہ سن کر انہیں تعجب ہوا' انہوں نے دیکھا تو اس کی انگلیاں فی الواقع پتھر پر خشک ہو چکی تھیں تو انہوں نے بڑی مشکل کے ساتھ اس کی انگلیاں پتھر سے الگ کیں' پھر کہنے لگے۔ "ایسی ہی چیز تو ہمیں درکار تھی" (یعنی اس کا جادو ہونا ثابت کیا جائے) (ابو نعیم)

نضر بن حارث کا فاسد ارادہ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نضر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دیتا اور آپ سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت گرم دوپہر کے وقت قضائے حاجت کیلئے نکلے اور حسب معمول بہت دور نکل گئے یہاں تک کہ ثنیتہ الحجون کے نیچے تک پہنچ گئے' وہاں نضر کی نظر آپ پر پڑ گئی۔ کہنے لگا' اس وقت بہترین موقع ہے کہ دھوکہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا جائے' چنانچہ اس فاسد ارادہ سے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا' پھر اچانک خوفزدہ ہو کر الٹے قدم گھر کی طرف بھاگا' راستہ میں ابو جہل سے ملاقات ہو گئی پوچھا: نضر! کہاں سے آ رہے ہو؟ جواب دیا' میں اس ارادہ سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس گیا تھا کہ دھوکہ سے انہیں قتل کر دوں مگر اچانک کچھ شیر منہ کھولے میری طرف تیزی سے بڑھے تو میں خوفزدہ ہو کر لوٹ آیا' یہ سن کر ابو جہل نے کہا: یہ بھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے جادو کا ایک حصہ ہے۔ (ابو نعیم)

دختر حکم کا بیان کردہ قصہ

طبرانی' ابن مندہ اور ابو نعیم نے بہ طریق قیس روایت کی کہ دختر حکم نے بیان کیا "مجھ سے میرے باپ نے کہا: بیٹی! میں تم کو ایسا واقعہ بتاتا ہوں جو میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا جس کی وجہ سے ہم آپ کے پاس گئے۔ اچانک ہم نے ایک خوفناک آواز سنی ایسا معلوم ہوتا تھا گویا تہامہ کا ہر پہاڑ پھٹ گیا ہے جس کے باعث ہم پر غشی طاری ہو گئی جب ہمیں ہوش آیا تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز پڑھ کر گھر جا چکے تھے۔ دوسری رات ہم نے یہی منصوبہ بنایا جب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آئے تو ہم اٹھ کر آپ کی طرف بڑھے مگر صفا اور مروہ درمیان میں حائل ہو گئے۔ خدا کی قسم! ہمیں اپنے اس فاسد ارادے میں کوئی کامیابی نہ ہوئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔

ایک خبیث کا قتل

ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے غزوۂ احزاب میں کہا "میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کو قتل کر دوں گا" اسی اثناء میں اس کے گھوڑے نے خندق میں چھلانگ لگائی جس کی وجہ سے وہ گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی تو کفار نے مطالبہ کیا۔ اے محمد! اس کو ہمارے حوالے کر دیجئے تاکہ ہم اسے دفن کر دیں، ہم اس کی دیت آپ کو دیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لے لو" یہ خبیث ہے اور اس کی دیت بھی خبیث ہے۔

زہر آلود گوشت تناول فرمایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی عورت زہر آلود بکری کا گوشت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے تناول فرمایا' بعد ازاں اس عورت کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے اس حرکت کے بارے میں پوچھا: "اس نے جواب دیا" دراصل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتی تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کی توفیق اور اختیار نہیں دے گا" (بخاری، مسلم)

ام قرفہ کی اولاد کی ہلاکت

ابو نعیم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ بنی فزارہ کی ایک عورت ام قرفہ نے اپنے بیٹوں' پوتوں میں سے تیس سوار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کے لئے روانہ کئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی' اے اللہ! اس بدبخت عورت کو اولاد سے محروم فرما' بعد ازاں حضرت زید بن حارثہ کی زیر قیادت ایک فوجی دستہ ان کی طرف بھیجا جس نے ام قرفہ اور اس کی ساری اولاد کو قتل کر دیا۔

اربد بن قیس کی سازش

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل بارگاہ رسالت میں حاضر

ہوئے' عامر کہنے لگا اگر میں اسلام قبول کرلوں تو اپنے بعد عرب کا اقتدار میرے سپرد کرو گے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس میں تمہارا اور تمہاری قوم کا کوئی حصہ نہیں' یہ سن کر بولا: خدا کی قسم! میں آپ کے مقابلے میں گھڑسواروں اور پیادہ فوج کو لے کر آؤں گا" اس کی ہذیان گوئی سن کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اس فاسد ارادے سے باز رکھے گا' چنانچہ جب وہ دونوں باہر نکلے تو عامر نے کہا: اربد! میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو باتوں میں لگاتا ہوں تم ان پر تلوار سے وار کرو' اس نے کہا: ٹھیک ہے میں ایسا کروں گا' پھر وہ دونوں واپس آئے عامر نے کہا: اے محمد! میرے ساتھ اٹھئے' میں آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں" پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے تو اربد نے موقع پاکر تلوار بے نیام کرلی اور اپنا ہاتھ اس کے قبضہ پر رکھا مگر وار کرنے میں تاخیر کردی کیونکہ اس کا ہاتھ قبضہ ہی پر خشک ہوگیا جس کی وجہ سے انہیں بے مراد لوٹنا پڑا جب وہ رقم کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرا دی اور اسے قتل کردیا اور عامر کو پھوڑے کی تکلیف میں مبتلا کردیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى (الی قولہ) شَدِیْدُ الْمِحَالِ	اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے (سے لیکر) اس کی گرفت سخت ہے۔ (آیت نمبر8 سے 13) تک۔

وہ کہتا تھا یہ مصیبتیں اللہ کے حکم سے ہیں جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کرتی ہیں۔ (ابو نعیم)

ارادہ قتل میں ناکامی

حضرت سلمہ بن اکواع بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے آکر پوچھنے لگا آپ کون ہیں فرمایا: اللہ کا نبی ہوں' اس نے سوال کیا نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا پیامبر" اس نے دریافت کیا قیامت کب قائم ہوگی؟ فرمایا: یہ غیب کا معاملہ ہے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے اس نے کہا: مجھے اپنی تلوار دکھایئے' آپ نے اس کے حوالے فرمائی تو اس نے لہرا کر واپس کردی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لو' تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہوسکتے تھے۔ اس نے جواب دیا "ہاں! ایسا ہی ہوا ہے"

دشمنوں سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت و عصمت کا باب بہت ہی وسیع ہے اس کے کچھ شواہد گزر چکے ہیں اور کافی تعداد میں آئندہ کے ابواب میں متفرق طور پر آئیں گے ان کا ایک مقام پر احاطہ کرنا ممکن نہیں' میں نے یہاں ان کے احاطہ کا ارادہ نہیں کیا اور جتنا حصہ آسان تھا میں نے ذکر کردیا ہے۔

ہجرت سے پہلے کے معجزات و دلائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے وہ قبیلہ ازدشنوء کے ساتھ تعلق رکھتے

تھے اور جھاڑ پھونک اور جنتر منتر کا کام کرتے تھے' انہوں نے قریش مکہ کے کم عقل لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) معاذاللہ ! مجنوں ہیں تو کہا: میں اس شخص کے پاس آتا ہوں (اور علاج کرتا ہوں) شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر اسے شفا عطا کرے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملا اور عرض کیا' میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ پر شفاء دے دیتا ہے۔ آیئے ! میں جھاڑ پھونک کے ذریعے آپ کا علاج کروں' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضماد کی بات سن کر یہ کلمات پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ
عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا
هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

ضماد نے عرض کیا' اے محمد ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ازراہ کرم ان کلمات کو دہرا دیجئے' بخدا ! میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے۔ جادوگروں کے کلمات سنے ہیں اور شعراء کے اشعار سنے ہیں۔ کوئی کلام اس کلام جیسا نہیں' یہ اپنے اندر سمندر کی وسعت اور گہرائی سمیٹے ہوئے ہے' لایئے ! ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کر کے بیعت کرتا ہوں۔
(احمد' مسلم' بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا یہ بات تمہارے لئے تعجب انگیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ قریش کے سب و شتم اور لعن طعن کو مجھ سے کس طرح پھیرتا ہے وہ کسی مذمم (قابل مذمت) شخص کو گالیاں دیتے ہیں اور برابھلا کہتے ہیں جبکہ میں محمد (قابل تعریف و لائق ستائش) ہوں (بخاری)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رعب کا ایک واقعہ

امام حلبی سیرت میں لکھتے ہیں۔
"ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحن حرم میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے تھے اسی اثناء میں قبیلہ زبید کا ایک شخص قریش کے ایک ایک حلقے میں یہ صدا دیتے ہوئے آیا۔ اے گروہ قریش! تمہارے پاس مال و متاع کی فراوانی کیسے آئے؟ تم نفع مندی کے حقدار کیسے ٹھہرو؟ اور کوئی تاجر تمہارے ہاں کس طرح آئے؟ حالانکہ تم لوگ اپنے پاس حرم میں آنے والے لوگوں پر ظلم کرتے ہو تاآنکہ وہ شخص چکر لگاتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک آپہنچا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا' تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ تین خوبصورت اونٹ لیکر آیا ہے اور ابوجہل نے اس سے ان کا سودا کیا مگر معاوضے کا ذکر نہیں کیا جس کی وجہ

سے اس نے میرے مال میں نقصان پہنچا کر مجھ پر ظلم کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارے اونٹ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا "حزورہ کے مقام پر" یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے اور اونٹوں کو جا کر دیکھا' وہ فی الحقیقت بہت خوبصورت تھے' پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کے ساتھ اس کی مرضی کے مطابق اونٹوں کا سودا کیا اور انہیں قبضے میں لے لیا' بعدازاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے دو اونٹ اسی قیمت پر بیچ دیئے۔ تیسرا اونٹ جو منافع میں بچ گیا اسے بیچ کر اس کی قیمت بنو عبدالمطلب کی بیواؤں میں تقسیم کردی۔ یہ سب کچھ ابوجہل کی نظروں کے سامنے ہوا جو بازار کے ایک گوشے میں بیٹھ کر دیکھ رہا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ ہیبت کے باعث بول نہ سکا' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوجہل کو خطاب کرکے فرمایا اے عمرو! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا جو تم نے اس شخص کے ساتھ کی ہے ورنہ اچھا نہ ہوگا ابوجہل سن کر کہنے لگا اے محمد! میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ میں دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوٹ کر چلے گئے تو امیہ بن خلف اپنی قوم کے کچھ افراد کے ساتھ ابوجہل کے پاس آیا۔ انہوں نے ابوجہل کو عار دلاتے ہوئے کہا۔ آج تمہاری محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہاتھوں بڑی ذلت اور رسوائی ہوئی ہے یا تو تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پیروی پر آمادہ ہوچکے ہو' یا پھران سے مرعوب ہو گئے تھے' اس نے جواب دیا' میں کبھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اتباع نہیں کروں گا۔ رہا وہ ذلت آمیز منظر جو تم نے مشاہدہ کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھا تو مجھے ان کے دائیں بائیں دو شخص نظر آئے جو میری طرف نیزے لہرائے ہوئے تھے' میں اگر اس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتا تو وہ میری جان نکال لیتے۔

ایک اور واقعہ

اس قسم کا ایک اور واقعہ ہے کہ ابوجہل ایک یتیم بچے کا سرپرست تھا' اس نے اس یتیم بچے کا مال ہضم کرلیا اور اسے دھکے دیکر نکال دیا۔ (اس یتیم بچے نے یہ معاملہ کفار قریش کے سامنے پیش کیا تو) کفار قریش نے اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور ازراہ مذاق کہا: کہ تمہیں ابوالحکم کی ناانصافی اور زیادتی سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی چھٹکارا دلا سکتے ہیں' چنانچہ اس نے اس سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ہمراہ چل دیئے' یہاں تک کہ اس کا مال ابوجہل سے لے کر اس کے حوالے کیا جب کفار نے ابوجہل سے مال واپس کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں ان نیزوں سے ڈر گیا تھا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائیں بائیں لہرا رہے تھے' میں اگر دینے سے انکار کردیتا تو وہ نیزے مجھے چیرپھاڑ دیتے۔

ابوجہل مرعوب ہوگیا

ابوجہل نے قبیلہ اراشہ کے ایک شخص سے اونٹوں کا سودا کیا مگر رقم دینے میں پس و پیش کی تو قریش نے بطور مذاق اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوجہل سے اس کا معاوضہ دلائیں' وہ

اس گمان فاسد میں مبتلا تھے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابوجہل کے خلاف اس کی قدرت نہ پائیں گے (جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاذاللہ بے عزتی ہوگی) اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ اس اراشی شخص نے قریش کی مجلس میں پکار کر کہا اے گروہ قریش! میں ایک اجنبی مسافر ہوں اور ابوالحکم نے میرا حق دبا لیا ہے اس کے خلاف کون میری دادرسی کرتا ہے؟ یہ سن کر قریش نے اس سے کہا' کیا تمہیں وہ شخص (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نظر آرہا ہے' اس کے پاس چلے جاؤ' وہ تمہاری مدد کرے گا' پس وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ابوجہل کے ساتھ پیش آنے والا معاملہ بیان کیا اور عرض کیا اے اللہ ! کے بندے! ابوالحکم بن ہشام نے میرا حق دبا لیا ہے میں (غریب الدیار) مسافر ہوں' میں نے قریش سے کسی ایسے شخص کے متعلق پوچھا: جو میرا حق اس سے لیکر مجھے دے تو انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا ہے براہ کرم اس سے میرا حق دلوا دیجئے اللہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کرم فرمائے گا۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل کا دروازہ جا کھٹکھٹایا اس نے پوچھا: دروازے پر کون ہے؟ فرمایا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں' یہ سن کر وہ باہر نکلا' اس وقت اس کے چہرے سے ہوائیاں اڑ رہی تھیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کا حق ادا کردو' اس نے کہا: ٹھیک ہے' آپ ٹھہریئے' میں اس کے حوالے کرتا ہوں' بعدازاں وہ شخص مال لیکر اس مجلس کے پاس آیا جنہوں نے اس کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہاں بھیجا تھا اور کہا: اللہ تعالیٰ محمد (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بہتر جزا دے۔ بخدا! انہوں نے میرا حق لے کر مجھے دیا ہے' ادھر کفار نے ایک شخص کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ کیا اور کہا: جا کر دیکھو' ابوجہل کیا رویہ اختیار کرتا ہے جب وہ واپس آیا تو انہوں نے پوچھا: بتاؤ تم نے کیا مشاہدہ کیا؟ اس نے جواب دیا' انتہائی حیران کن واقعہ دیکھا' بخدا ! (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ ترساں لرزاں باہر نکلا' گویا روح نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہو' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسے کہا: اس کا معاوضہ ادا کرو تو اس نے اسی وقت اس شخص کی رقم اس کے حوالے کردی' یہ سن کر ان لوگوں نے ابوجہل سے کہا: ہم نے ایسا طرزعمل پہلے تو نہیں دیکھا' اس نے جواب دیا' تم پر افسوس! بخدا! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا' میں نے ان کی آواز سنی تو مجھ پر رعب طاری ہوگیا' پھر میں باہر نکلا تو مجھے سر کے اوپر ایک ایسا خوفناک اونٹ نظر آیا کہ اس جیسا اونٹ میں نے پہلے نہیں دیکھا اگر میں انکار کردیتا یا پس و پیش کرتا تو وہ اونٹ مجھے نگل جاتا۔

مشرکین کی سازش

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ مشرکین قریش مقام حجر میں اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے جب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) گزریں تو ہم میں سے ہر ایک تلوار سے حملہ آور ہوجائے' میں ان کی یہ بات سن کر اپنے ابا جی کے پاس آئی' میں رو رہی تھی' میں نے عرض کیا ابا حضور! قریش حجر میں جمع ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کررہے ہیں' انہوں نے لات و عزیٰ' مناۃ اساف اور نائلہ کی قسم! کھا کر کہا ہے کہ جونہی وہ آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھیں گے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذاللہ) قتل کر دیں گے' فرمایا' بیٹی رونے کی ضرورت نہیں" بعدازاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو کر کے مسجد میں تشریف لائے' کفار نے اپنے سر اوپر اٹھا کر آپ کو دیکھا' پھر سر جھکا لئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مشت لے کر ان کی طرف پھینکی' پھر فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پس مٹی کے ذرات جس جس پر پڑے وہ بدر کی لڑائی میں قتل ہوا۔

عقبہ کی گستاخی اور انجام

امام حلبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر عقبہ بن ابی معیط کے پاس بیٹھا کرتے تھے ایک بار عقبہ سفر سے لوٹا تو ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں سرداران قریش کو مدعو کیا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دعوت دی' پھر جب اس نے سرداران قریش کے سامنے کھانا لگایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمانے سے انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم توحید و رسالت کی گواہی نہیں دو گے میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر عقبہ نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا کھانا تناول فرمالیا' نیز لوگ بھی کھا کر لوٹ گئے۔ عقبہ ابی بن خلف کا دوست تھا' لوگوں نے ابی کو عقبہ کے کلمہ شہادت پڑھنے کی خبر دی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا: عقبہ! تو بھی "بے دین" ہو گیا ہے' اس نے جواب دیا' بخدا! میں بے دین نہیں ہوا' میرے گھر میں ایک معزز آدمی آیا تھا جس نے بغیر کلمہ شہادت پڑھے' کھانا کھانے سے انکار کر دیا' لہٰذا میرے لئے باعث شرم تھا کہ وہ میرے گھر سے بلا کھائے چلا جاتا' چنانچہ میں نے توحید و رسالت کی گواہی دی' حالانکہ یہ گواہی میں نے دل سے نہیں دی' یہ سن کر ابی نے اس سے کہا' میرا تم سے ملنا اب حرام ہو گیا ہے جب تک تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو معاذاللہ پامال نہیں کرتے' ان کے چہرے پر نہیں تھوکتے اور ان کی آنکھوں کے درمیان تھپڑ نہیں مارتے' عقبہ نے اس سے وعدہ کیا' پھر جب عقبہ کی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو اس نے یہ مکروہ حرکت کرنے کی کوشش کی' ضحاک کہتے ہیں کہ جب عقبہ نے تھوکا تو اس کی تھوک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور تک نہ پہنچی بلکہ خود اسی کے چہرے کی طرف آگ کی چنگاری بن کر لوٹی اور اسے جلا دیا جس کا اثر مرنے تک برقرار رہا' اللہ تعالیٰ نے اسی بدبخت کے متعلق یہ مبارک آیات نازل فرمائیں۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ الی خَذُوْلًا 25:27 ---29

اور جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی' وائے خرابی! میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا' بیشک اس نے مجھ کو بہکا دیا' میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

رفاعہ اور معاذ کے ایمان لانے کا واقعہ

حاکم حکم صحت کے ساتھ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور ان کا خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ یہ واقعہ چھ انصار کے ایمان لانے سے پہلے کا ہے۔ رفاعہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفاعہ پر اسلام پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال کیا۔

مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَالْجِبَالَ کس نے ارض و سما اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا۔

ہم نے عرض کیا اللہ نے' پوچھا: تمہیں کس نے پیدا کیا؟ ہم نے کہا: "اللہ نے" فرمایا: یہ بت کس نے گھڑے ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ "ہم نے"

دریافت فرمایا: پھر خالق عبادت کا زیادہ مستحق ہے یا مخلوق؟ اس لحاظ سے تم تو زیادہ حقدار تھے کہ تمہاری عبادت کی جاتی' کیونکہ تمہیں نے ان بتوں کو بنایا ہے۔

میں اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' میں صلہ رحمی اور ترک عدوان (زیادتی نہ کرنے) کی دعوت دیتا ہوں' ہم نے عرض کیا (بفرض محال) آپ جن باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ اگر باطل بھی ہوتیں تو اعلیٰ امور اور محاسن اخلاق کی آئینہ دار ہوتیں۔ بعدازاں میں نے جاکر کعبہ شریف کا طواف کیا اور سات تیر نکال کر ان پر فال لی۔ میں نے دعا کی' اے پروردگار! جس دین کی طرف محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں' اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے' چنانچہ اللہ نے ان تیروں میں سے اس تیر کو سات بار نکالا تو میں نے خلوص دل کے ساتھ پڑھ لیا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه

عداس نے سر جھکا لیا

بیہقی ابن شہاب زہری اور موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر موسم حج میں اپنے آپ کو قبائل عرب کے سامنے پیش کرتے (اور دین حق کی طرف دعوت دیتے) اسی سلسلہ میں آپ نے خود کو بنی ثقیف کے سامنے پیش فرمایا' مگرانھوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت قبول نہ کی' چنانچہ آپ (مایوس ہوکر) لوٹے اور غمزدہ ہوکر ایک دیوار کے سائے میں تشریف فرما ہوئے' عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنے نصرانی غلام عداس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' وہ جب آپ کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تمہارا کس علاقے سے تعلق ہے؟ اس نے جواب دیا "نینویٰ" سے فرمایا: پاک باز شخص یونس بن متی کے شہر سے؟ اس نے کہا: آپ کو یونس بن متی کے بارے میں کیا علم ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یونس کے بارے میں بتایا ہے۔ یہ سن

کر عداس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کو چومنے لگا' جب عتبہ اور شبہ نے اپنے غلام کو اس حالت میں دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ واپسی پر اس سے پوچھا: تمہیں کیا ہو گیا کہ تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے سجدہ ریز ہو کر ان کے قدم چومنے لگے حالانکہ تم ہم میں سے کسی کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار نہیں کرتے' اس نے جواب دیا' یہ نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جو کوئی اللہ کا پیغمبر ہی بیان کر سکتا ہے یہ سن کر وہ ہنس دیئے اور کہنے لگے "یہ شخص (معاذاللہ) بڑا مکار ہے' کہیں تمہیں نصرانیت سے بیزار نہ کر دے اور فتنہ میں نہ ڈال دے۔

نعرۂ رسالت "یا محمد" کی برکت

خالد بن سعید اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ قبیلہ بکر بن وائل کے لوگ ایام حج میں مکہ شریف آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ان کے پاس جایئے اور ان کے سامنے دعوت رسالت پیش کیجئے' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے ان کے سامنے دعوت رسالت پیش کی تو انہوں نے جواب دیا' ہمارے سردار حارثہ کو آنے دیں' پھر ہم غور کریں گے' پھر جب وہ آیا تو اس نے کہا: ہمارے اور اہل فارس کے درمیان جنگ جاری ہے جب ہم اس سے فارغ ہوں گے تو اس دعوت پر غور کریں گے۔ بعدازاں ذی قار کے مقام پر اہل فارس کے ساتھ ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو ان کے سردار نے پوچھا: اس شخص کا کیا نام ہے جس کی رسالت کی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہیں دعوت دی ہے؟ لوگوں نے کہا: "محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے لگا "بس یہی نام اس لڑائی میں تمہارا شعار اور نعرہ ہوگا۔ پس نام "محمد" کی برکت سے انہیں اہل فارس پر فتح حاصل ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

بی نصروا "میری برکت سے انہیں فتح ملی ہے" (ابونعیم)

امام بخاری تاریخ میں' بقی بن مخلد مسند میں اور بغوی اسی طرح کی روایت بشر بن یزید ضبعی سے نقل کرتے ہیں جبکہ کلبی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ جنگ ذی قار کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ پہلا موقع ہے کہ عربوں کو ایرانیوں پر غلبہ حاصل ہوا' اور یہ میری برکت سے ہوا۔

میسرہ عبسی کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ

واقدی اور ابونعیم عبداللہ بن وابصہ عبسی کی روایت جو انہوں نے اپنے دادا سے لی ہے' نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منیٰ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور اسلام کی دعوت دی مگر ہم نے قبول نہ کی۔ میسرہ بن مسروق عبسی ہمارے ساتھ تھے انہوں نے کہا: میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم اس شخص کے دعوی رسالت کی تصدیق کریں اور اسے اپنے گھروں میں لے جائیں تو انتہائی درست رائے ہوگی کیونکہ اس کا امر نبوت ہر طرف غالب ہو کر رہے گا مگر اس کی قوم نے ماننے سے انکار کر دیا اور واپس چلے گئے' میسرہ نے ان سے کہا: فدک کے راستے چلو وہاں یہودی آباد ہیں۔ ان سے

اس شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں' چنانچہ وہ یہودیوں کے پاس گئے تو انہوں نے تورات کھول کر سامنے رکھی اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات دیکھے' لکھا تھا

اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْعَرَبِیُّ یَرْکَبُ الْحِمَارَ وَ یَجْتَزِیُٔ بِالْکَسْرَۃِ وَ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبْطِ فِیْ عَیْنِہٖ حُمْرَۃٌ مَشْرَبُ اللَّوْنِ

اگر یہی نشانیاں اس شخص کی ہیں تو فوراً اس کی دعوت قبول کرلو اور اس کے دین میں داخل ہوجاؤ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم اس سے حسد رکھتے ہیں اور اس کی پیروی سے گریزاں ہیں ہماری اس کے ساتھ سخت لڑائیاں ہوں گی' مگر یہ حقیقت ہے کہ عربوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اس کی پیروی نہیں کرے گا یا پھر قتل کر دیا جائے گا۔ میسرہ نے یہ سن کر کہا: اے میری قوم! یہ معاملہ بہت واضح ہوچکا ہے۔ اس کے بعد میسرہ نے حجتہ الوداع کے موقع پر اسلام قبول کرلیا۔

ظہور محمدی کی خبر

واقدی اور ابونعیم ابن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھروں میں تشریف لائے اور خود کو ان کے سامنے بطور پیغمبر پیش کیا مگر انہوں نے تسلیم کرنے سے انکار کردیا' ان کی قوم کے ایک کم عمر نوجوان نے ان سے کہا: لوگو! اس شخص (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ تمہیں اس کی بارگاہ میں میں کشاں کشاں لایا جائے' بخدا! اہل کتاب بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک نبی حرم سے ظاہر ہونے والا ہے اور اس کے ظہور کا زمانہ آچکا ہے۔

شیطان کا واویلا

ابونعیم حضرت عروۃ سے۔ نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقبہ کے مقام پر انصار سے بیعت لی تو پہاڑ کی چوٹی پر شیطان چلا کر کہنے لگا' اے گروہ' قریش! یہ بنو اوس اور خزرج تمہارے خلاف جنگ پر معاہدہ کرچکے ہیں' وہ یہ آواز سن کر خوفزدہ ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں یہ آواز خوفزدہ نہ کرے' یہ اللہ کا دشمن ہے جن سے تمہیں خوف ہے وہ اس کی آواز نہ سن سکیں گے' یہ بات قریش کو پہنچی تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مال و متاع پر غارت ڈالنے کیلئے دوڑ پڑے مگر انہیں کوئی چیز دکھائی نہ دی جس کی وجہ سے نامراد ہو کر لوٹے۔

یہ روایت ابونعیم نے زہری سے بھی نقل کی ہے۔

ہجرت مدینہ کے دوران ظہور پذیر ہونے والے معجزات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا:

مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے' یہ سنگلاخ اور ریگستانی علاقہ ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے' یہ سن کر کچھ لوگوں نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہجرت کے لئے تیار ہو گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! کچھ عرصہ انتظار کرو' امید ہے مجھے بھی عنقریب اس کی اجازت مل جائے گی۔ (بخاری)

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قریش دارالندوہ میں اکٹھے ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل نے آکر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس منصوبے سے آگاہ کیا اور حکم پہنچایا کہ اس جگہ رات بسر نہ کریں جہاں پہلے گزارتے ہیں' نیز ہجرت مدینہ کی اجازت بھی عطا کی۔

بیہقی ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کیلئے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے' اس وقت کفار دروازے پر کھڑے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں مٹی تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی طرف پھینکی' اس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکھنے کی صلاحیت سے محروم کردیا' چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورہ یٰسین کی آیات تلاوت فرماتے ہوئے ان کے درمیان سے گزر گئے (اور کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکا)

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عائشہ بنت قدامہ اور سراقہ بن جعشم کی احادیث کا خلاصہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکان سے باہر تشریف لائے تو کفار دروازے پر تھے' پھر حضور بطحاء کی باریک کنکریاں ان کے سروں پر ڈال کر سورۂ یٰسین کی آیات تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے' کسی شخص نے ان سے کہا: تم کس انتظار میں ہو؟ انہوں نے جواب دیا "محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے انتظار میں" اس نے کہا: وہ تو واللہ تمہارے پاس سے گزر کر چلے گئے ہیں۔ یہ سن کر کافر بولے' بخدا! ہم نے تو انہیں جاتے ہوئے نہیں دیکھا' پھر سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ادھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے جب دونوں حضرات غار میں داخل ہوئے تو مکڑی نے بحکم الٰہی غار کے دہانے پر جالا بن دیا' کفار نے ہر چند شدید تلاش کی یہاں تک کہ غار کے منہ تک پہنچ گئے' مگر جالا دیکھ کہنے لگے یہاں تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے کا جالا ہے جس کی وجہ سے واپس چلے گئے۔

شب ہجرت کافر نہ دیکھ سکے

حضرت عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر ہجرت کی روداد بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں اپنے خوخہ سے ہیئت بدل کر نکلا تو سب سے پہلے ابوجہل سے ملاقات ہوئی اللہ نے اس کو مجھے اور ابوبکر کے دیکھنے سے محروم کردیا یہاں تک کہ ہم چلے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی ابن شہاب اور عروہ بن زبیر کی سند سے لکھتے ہیں کہ ہجرت کے موقع پر کفار ہر طرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی تلاش میں نکلے' انہوں نے کنوؤں اور چشموں کے مالکوں کو بھی کہلا بھیجا' وہ تلاش کرتے کرتے کوہ ثور پر چڑھے جس میں وہ غار ہے جس کے اندر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا یہاں تک کہ وہ غار کے اوپر سے جھانکنے لگے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی آوازیں سنیں جن کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ خوف کھانے لگے۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوف نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے' پھر دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینت نازل فرمائی۔

شیخین .سند انس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم غار میں تھے اور کفار غار کے دہانے تک پہنچ چکے تھے تو میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے تو اس کی نظر ہم پر پڑ سکتی ہے' یہ سنکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا تمہارا ان دو ہستیوں کی حفاظت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو غار کے دہانے کے سامنے دیکھ کر عرض کیا' یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم تو اس کی نظر میں آگئے ہیں۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہرگز نہیں' اس وقت فرشتوں نے ہمیں اپنے پروں کے ساتھ چھپا رکھا ہے' ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ آدمی ہماری طرف رخ کرکے پیشاب کیلئے بیٹھ گیا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر یہ شخص تمہیں دیکھ لیتا تو ایسا ہرگز نہ کرتا یعنی پیشاب کیلئے نہ بیٹھتا۔ (بخاری' مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روات کرتے ہیں کہ مشرکین نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں باہم مشورہ کیا' بعض نے کہا: صبح ہوتے ہی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو زنجیروں سے جکڑ دو' کسی نے رائے پیش کی کہ انہیں قتل کر ڈالو اور کچھ نے مشورہ دیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلاوطن کردو' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس منصوبہ سے آگاہ فرمایا جس کی وجہ سے آپ اسی رات ہجرت کرکے غار ثور میں آئے' صبح کے وقت کفار مکہ بھی تعاقب میں نکلے یہاں تک کہ پہاڑ کے قریب پہنچ گئے تو معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا' وہ پہاڑ پر چڑھ کر غار کے پاس سے گزرے تو اس کے دہانے پر مکڑی کا جالا دیکھ کر کہنے لگے' اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس غار میں داخل ہوتے تو اس کے دہانے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا۔

ابن سعد وغیرہ مورخین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کفار نے غار کے منہ پر دو کبوتر دیکھے جس کی وجہ سے وہ سمجھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

سراقہ کا واقعہ

سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ ان کے قریب پہنچ گیا' میرا گھوڑا پھسلا اور میں گر گیا' پھر اٹھ کر سوار ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش کی آواز سنی' آپ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار پیچھے کی طرف التفات کرتے تھے' اس کے بعد میرے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے جس کے باعث میں اس سے گر گیا' میں نے اسے ڈانٹا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا مگر اس کے قدم زمین سے باہر نہیں نکلتے تھے' پھر سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے قدموں سے اٹھنے والا غبار آسمان تک چھا گیا۔ جیسے دھواں اٹھتا ہے' میں نے دونوں کو پکار کر امان طلب کی' تو دونوں حضرات رک گئے' میرے ساتھ جو کچھ پیش آیا اس کی وجہ سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عنقریب غالب آ کر رہیں گے۔ (حدیث سراقہ باب استجابت دعا میں تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے)

ابن عساکر واہی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں تھے کہ انہیں پیاس لگ گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غار کے ابتدائی حصہ میں جا کر پانی پی لو' وہ گئے اور شہد سے شیریں' دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر واپس آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موکل فرشتے کو حکم دیا ہے کہ وہ جنت الفردوس کی نہر سے پانی مہیا کرے تا کہ تم پیو۔

غزوات میں معجزات کا ظہور

بدر کی معجزانہ معرکہ آرائی

بیہقی اور ابو نعیم بطریق ابو طلحہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ کا تجارتی قافلہ شام سے لوٹ رہا تھا۔ اہل مدینہ کو اس کی اطلاع ملی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں قافلے پر حملہ آور ہونے کیلئے روانہ ہوئے جب اہل مکہ کو پتہ چلا تو وہ قافلے کی حفاظت کیلئے برق رفتاری سے بڑھے تاکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے جانثار ساتھی قافلے پر غالب نہ آجائیں اور مال و متاع پر قابض نہ ہوجائیں۔ یوں اہل قافلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے ہی نکل گئے چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مڈبھیڑ کا وعدہ دیا تھا جو ان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ آسانی سے مغلوب ہونے والا اور مال غنیمت سے لیس ہو گا جب یہ قافلہ ہاتھ سے نکل گیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے ہمراہ ان کفار کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوئے جو ابوجہل کی قیادت میں تجارتی قافلہ کی حفاظت کیلئے آئے تھے۔ بعض مسلمانوں کو دشمن کی کثرت تعداد اور شوکت کی وجہ سے ناگواری ہوئی (تو خاطر اقدس پر گراں گزرا) لشکر اسلام نے بدر کے مقام پر پڑاؤ ڈالا' ادھر لشکر کفار بھی ابوجہل کی زیر قیادت بدر کے میدان میں اترا۔ پانی کے چشمے اور مسلمانوں کے درمیان ریت کا ٹیلہ تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید تکلیف اور کمزوری کا سامنا کرنا پڑا۔ شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ اندازی کی کہ تم تو اپنے آپ کو اللہ کے دوست سمجھتے تھے اور تم میں اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی موجود ہیں اس کے باوجود مشرکین چشمے پر قابض ہوچکے ہیں اور تم اس ناگفتہ بہ حالت میں ہو' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زبردست بارش عطا فرمائی جس کے باعث مسلمانوں نے سیراب ہوکر پانی پیا اور نہائے دھوئے نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے شیطان کی وسوسہ اندازی اور شرارت کا ازالہ کیا' بارش کی وجہ سے ریت ہموار ہوگئی جس پر چل کر لشکر اسلام دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیبی امداد فرمائی۔ ایک بازو پر جبرائیل امین پانچ سو فرشتوں کی قیادت کررہے تھے اور دوسرے بازو پر میکائیل پانچ سو فرشتوں کی کمان کررہے تھے جبکہ شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں اپنے شیطانوں کے ہمراہ جو کہ بنی مدلج کے مردوں کے روپ میں تھے' کفار کی مدد کیلئے آیا۔ اس نے مشرکین سے کہا: آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا کیونکہ میں تمہارا محافظ اور مددگار ہوں جب صف بندی ہوئی تو ابوجہل نے کہا: اے اللہ! ہم میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہے اس کی امداد فرما' ادھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اپنے مبارک ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور عرض کیا'۔

"اے پروردگار! اگر تو اس گروہ کو (جو حق کا امین ہے) ہلاک کردے گا تو' پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی"

اسی وقت سدرۃ المنتہی کے مکین نے صدا دی! اے حبیب! ایک مشت خاک لے کر دشمن کی طرف پھینکئے' چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مشت ان کی طرف پھینکی جو ہر مشرک کی آنکھوں' نتھنوں اور منہ میں پڑی

جس کی وجہ سے وہ پشت دے کر بھاگے۔

بیہقی کی ایک اور روایت ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے موسلادھار بارش کی جو مشرکوں کے لئے سخت مصیبت کا باعث بن گئی اور انہیں چلنے سے روک دیا جبکہ مسلمانوں کے لئے رحمت کی پھوہار برسی جس سے چلنے اور خیمہ زن ہونے میں آسانی ہو گئی' اس شب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کل انشاء اللہ ان جگہوں پر دشمن کے لاشے تڑپ رہے ہوں گے۔

ابن سعد حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مسلمان اس روز نیند سے اونگھ رہے تھے اور ان کا پڑاؤ ریت کے ٹیلے پر تھا۔ رات کے وقت بارش ہو گئی جس کی وجہ سے ٹیلہ صاف چٹان کی مانند ہو گیا اور مسلمانوں کا اس پر چلنا انتہائی آسان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ پر یہ کلام نازل فرمایا۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً — جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر لیا تو اس کی طرف سے چین تھی۔ (الانفال 11)

ابن سعد' ابن راہویہ' ابن منیع اور بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کے روز کفار ہمیں کم تعداد میں دکھائے گئے یہاں تک کہ میں نے ساتھ کے آدمی سے پوچھا: کیا تمہیں وہ ستر نظر آرہے ہیں؟ اس نے جواب دیا' مجھے سو دکھائی دیتے ہیں بعد میں ہم نے کفار کے ایک شخص کو گرفتار کیا اور اس سے دریافت کیا تمہاری تعداد کتنی تھی؟ تو اس نے بتایا ہم ایک ہزار تھے۔

بیہقی بطریق موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر کے روز آرام کیلئے لیٹے' آپ نے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: میری اجازت کے بغیر تم جنگ نہیں کرو گے' پھر آپ پر نیند کا غلبہ ہوا جب سونے کے بعد بیدار ہوئے تو فرمایا: اللہ نے خواب میں مجھ کو کفار کی تعداد بہت کم دکھائی ہے اسی طرح مسلمانوں کی تعداد بھی کافروں کو قلیل نظر آئی' تاکہ وہ ایک دوسرے کے مقابل لڑنے کی خواہش کریں۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہم بدر کے روز دشمن سے بچنے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سہارا اور پناہ لیتے تھے۔ آپ بڑے جنگجو اور بہادر تھے اور حالت جنگ میں سب سے زیادہ دشمن کے قریب ہوتے تھے۔ (احمد' طبرانی)

امام بیہقی از طریق عروہ لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر مشرکین کی طرف پھینکی' اللہ تعالیٰ نے ان کنکریوں کو اتنا عظیم الشان بنا دیا کہ انہوں نے کوئی ایسا مشرک نہیں چھوڑا جس کی آنکھوں میں یہ کنکریاں نہ پڑی ہوں وہ جدھر رخ کرتے یہ کنکریاں ان کا استقبال کرتیں اور اس خاک سے آنکھوں کو بچانے کی کوئی صورت نہیں بنتی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بدر کے روز ان کنکریوں کی آسمان سے اترنے کی آواز سنی جیسے وہ کسی تھال میں گری ہوں' پھر جب دونوں لشکر صف آراء ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کنکریاں

دست اقدس میں لے کر مشرکین کی طرف پھینکیں' اسی واقعہ کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

واقدی اور بیہقی نے یہی روایت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روات کی ہے۔

نوفل بن معاویہ دیلی کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں جب ہم ہزیمت سے دوچار ہوئے اس وقت ہمیں ایسی آواز سنائی دے رہی تھی' گویا کنکریاں تھال میں گر رہی ہوں۔ اس سے ہم پر اور رعب طاری ہوا۔ (واقدی' بیہقی)

بیہقی صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کے روز ایک تباہ کن آندھی نے کفار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

عبداللہ بن ثعلبہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز ابوجہل نے فتح کی دعا کرتے ہوئے کہا: الٰہی! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے رشتہ داری کے تعلقات منقطع کردیئے ہیں اور وہ ہمارے پاس وہ دین لے کر آئے جس سے ہم آگاہ نہ تھے' انہیں کل اپنے مشن میں ناکام کر' چنانچہ اس دعا کے کچھ دیر بعد وہ خود قتل ہوگیا' اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ اے کافرو! اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ تم پر آچکا۔ (بیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ آیت کریمہ ذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ کے نزول کے تھوڑا عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کو غزوۂ بدر کی آزمائش میں ڈال دیا۔

بیہقی اور ابن ابی الدنیا امام شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا' یارسول اللہ! میں بدر کے مقام سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے جسے دوسرا شخص گرزوں سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہوجاتا ہے وہ پھر زمین سے نکلتا ہے تو دوسرا شخص اس کا وہی حشر کرتا ہے۔ میں نے یہ منظر کئی بار دیکھا' یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ابوجہل ہے جسے قیامت تک یہ سزا ملتی رہے گی۔

ابن ابی الدنیا اور طبرانی اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نکلا' اس کے گلے میں زنجیر پڑی تھی۔ اس نے پکار کر کہا: اے عبداللہ! مجھے پانی پلایئے' معلوم نہیں وہ میرا نام جانتا تھا یا اس نے عربوں کے طرز خطاب (یاعبداللہ کہہ کر) پر پکارا تھا۔ اسی اثناء میں ایک اور شخص اسی گڑھے سے برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں درہ تھا' اس نے آواز دے کر کہا: اسے پانی نہ پلایئے یہ کافر ہے' پھر اسے درہ سے مارنا شروع کیا حتیٰ کہ اسے پھر گڑھے میں واپس لے گیا' اس کے بعد میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال کیا' کیا تم نے واقعی اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا' "ہاں" فرمایا وہ اللہ کا دشمن ابوجہل ہے' جسے قیامت تک ایسا عذاب ہوتا رہے گا۔

امام بیہقی' موسیٰ بن عقبہ اور عروہ کی اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے نتیجہ میں مشرکین اور

منافقین کو ذلیل و رسوا کیا' مدینہ منورہ میں کوئی منافق اور یہودی ایسا نہیں رہا جس نے غزوۂ بدر کی شاندار فتح کو تسلیم نہ کیا ہو' کیونکہ یہ معرکہ حق و باطل تھا اس روز اللہ نے شرک اور ایمان کے درمیان واضح فرق ظاہر کر دیا' یہودی بڑے وثوق سے کہنے لگے یہ (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہی نبی ہیں جن کے اوصاف تورات میں ہیں' آج کے بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو جھنڈا بھی بلند فرمائیں گے وہ فتح و کامرانی کا نشان ہو گا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عکرمہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر کے روز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک گروہ میں تشریف فرما تھے' آپ نے فرمایا: لوگو! اس جنت کی طرف بڑھو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو متقین کیلئے تیار کی گئی ہے یہ سن کر حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے' واہ واہ' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واہ واہ کرنے کا سبب پوچھا: تو عرض کیا' مجھے جنتی ہونے کی امید پیدا ہو گئی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم واقعی اہل جنت میں سے ہو' یہ مژدہ سن کر انہوں نے اپنی کھجوریں منہ میں ڈال لیں اور جلدی جلدی چبانے لگے' بعدازاں کہنے لگے واللہ! اگر زندہ رہا تو کھجوریں کھانے کیلئے کافی وقت ہو گا' چنانچہ انہیں پھینک کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور زبردست قتل کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسیران بدر جن کی تعداد ستر تھی' کے بارے میں ارشاد فرمایا: اگر چاہو تو ان کو قتل کردو چاہو تو فدیہ لے کر آزاد کردواور مال فدیہ سے فائدہ اٹھاؤ نیز انہیں اپنی فتح مندی کے گواہ بنالو تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فدیہ کو ترجیح دی' ان ستر قیدیوں میں آخری ثابت بن قیس تھے جو جنگ یمامہ میں قتل ہوئے۔ (بیہقی)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' میں اسیران بدر کے بارے میں گفتگو کرنے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا' آپ اس وقت صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں نے سنا آپ پڑھ رہے تھے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ — بے شک تیرے پروردگار کا عذاب اترنے والا ہے جسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

یہ سن کر میری یہ حالت تھی گویا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ (ابو نعیم)

غزوۂ احد کے معجزات

امام حاکم مستدرک میں برشرط مسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے تتر بتر ہو گئے تو میں نے کہا: میں اپنی جان دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کروں گا یا تو جام شہادت نوش کر لوں گا یا پھر (لڑتے بھڑتے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچ جاؤں گا۔ اس دوران ایک نقاب پوش شخص سامنے سے گزرا' معلوم نہیں وہ کون تھا؟ اسے دیکھ کر مشرکین

اس پر ٹوٹ پڑے تو اس نے کنکریوں کی ایک مشت لے کر ان کے چہروں کی طرف پھینکی جس کی وجہ سے وہ الٹے قدم بھاگے یہاں تک کہ انہوں نے پہاڑ کے پاس دم لیا' اس شخص نے ایسا کئی بار کیا' میرے اور اس کے درمیان حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حائل تھے' میں حضرات مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ مقداد نے از خود کہا: سعد! یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں' تمہیں بلا رہے ہیں' میں نے پوچھا: کہاں ہیں؟ تو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا' میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چلا یوں محسوس ہوتا تھا گویا مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سامنے بٹھا لیا' اس کے بعد میں نے تیراندازی شروع کی' میں کہہ رہا تھا اے اللہ ان تیروں کو نشانے پر لگا' اس کے جواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا فرما رہے تھے اے مولیٰ! سعد کی دعا قبول فرما اور ان کے تیر نشانے پر لگا۔ اس کے بعد سعد جو دعا مانگتے تھے' قبول ہوتی تھی جیسا کہ قبل ازیں استجابت دعا کے باب میں گزر چکا ہے اور آخر میں کرامات کے باب میں بھی ذکر ہو گا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احد کے دن حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: سعد! ان مشرکوں کو پسپا کرو۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر کفار میں سے ایک شخص کی طرف پھینکا اور اسے قتل کر دیا' پھر ترکش سے ایک اور تیر نکالا جو بالکل وہی تیر معلوم ہوا جسے پہلے پھینک چکا تھا میں نے اسے ایک اور شخص کی طرف پھینک کر قتل کر دیا یونہی تیسرے شخص کو واصل جنہم کیا' اس طرح کفار اس جگہ سے ہٹ گئے' میں نے کہا: یہ تو بڑا بابرکت تیر ہے' اس کے بعد میں اس تیر کو اپنے ترکش میں رکھتا تھا"

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یہ تیر ان کے بیٹوں کے ہاں رہا۔

ابن اسحاق بحوالہ امام زہری بیان کرتے ہیں کہ قریش کے کچھ سپاہی پہاڑ پر چڑھ آئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الٰہی! انہیں ہم پر بلندی اور فوقیت حاصل نہ ہو' چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین کے ایک گروہ نے ان کے ساتھ قتال کر کے انہیں پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ (بیہقی) بیہقی نے یہ روایت عروہ سے بھی نقل کی ہے جو کہ جنگ احد کے بارے میں ہے۔

ابوسفیان جنگ احد سے فارغ ہو کر آیا تو اس کے پاس سے عبدالقیس کی ایک جماعت کا گزر ہوا جو مدینہ شریف کا قصد رکھتی تھی۔ ابوسفیان نے ان سے کہا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ ہم نے لوٹ کر آنے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جب وہ قافلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ اس وقت صحابہ کرام کے ہمراہ ابوسفیان کے لشکر کے تعاقب میں حمراء الاسد تک پہنچ چکے تھے تو انہوں نے ابوسفیان کا پیغام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ

(اللہ ہمیں کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ

غزوۂ احزاب میں ظاہر ہونے والے معجزات

بیہقی حضرت قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی مندرجہ ذیل آیات غزوۂ احزاب کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ 2:214

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی' پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے

فَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

جب اہل ایمان نے احزاب (لشکروں) کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ فرمایا۔

ابو نعیم اور ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ "احزاب کی رات" شمالی ہوا نے جنوبی ہوا سے کہا: "اللہ اور اس کے رسول کی مدد کر" تو جنوبی ہوا نے کہا: حرہ رات کے وقت نہیں چلتی' تو اللہ تعالیٰ نے کفار پر بادصبا بھیجی جس نے ان کی آگ بجھا دی اور خیموں کی طنابیں توڑ ڈالیں' یہ منظر دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مدد صبا کے ذریعے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور کے ذریعے برباد کیا گیا۔

ابو نعیم نے بطریق عروہ اور امام زہری نقل کیا کہ نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ لشکر قریش میں گروہ بندی ہو گئی ہے۔ انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا یہاں قیام و محاصرہ طویل ہو گیا ہے اور سامان رسد بھی ختم ہو گیا ہے' ہم چاہتے ہیں کہ جلد از جلد محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے دو دو ہاتھ کرلیں اور ان سے جان چھڑالیں۔ یہ سن کر بنو قریظہ نے پیغام بھیجا کہ ٹھیک ہے جس طرح تمہاری مرضی ہو' البتہ! جب تم حملہ کا پروگرام بناؤ تو اپنے سردار بطور ضمانت گروی اور زیر حراست رکھنے کیلئے ہمارے پاس بھیج دینا اس سے تم راہ فرار اختیار کرنے سے محفوظ رہو گے۔

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ بنو قریظہ نے مجھے بھی اس شرط پر صلح کا پیغام بھیجا ہے کہ میں بنی نضیر کو واپس ان کی آبادی اور مال و متاع میں آنے کی اجازت عطا کر دوں۔

اس کے بعد نعیم بنو غطفان کے پاس گئے اور ان سے کہا: میں تمہارا بہت خیر خواہ ہوں مجھے یہود کی غداری کی اطلاع ملی ہے' یہ یاد رکھو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا' میں نے خود ان کی زبان سے سنا ہے کہ بنو قریظہ نے انہیں اس شرط پر صلح کا پیغام بھیجا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بنو قریظہ کے برادر قبیلہ بنو نضیر کو واپس اپنے دیار و اموال میں آنے کی اجازت دے دیں (تو بنی قریظہ قریش کی امداد سے دستکش ہو جائیں گے)

ابو نعیم کہتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان اور کافر اچھی طرح جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی راست گو ہیں' کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

امام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خندق میں سورج روک دیا جب کفار نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز عصر پڑھنے کی فرصت نہ دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے پلٹا دیا حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورج کی روشنی میں) عصر کی نماز ادا کی۔ امام نووی نے شرح مسلم میں روایت کی کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

غزوہ بنی قریظہ میں ظاہر ہونے والے معجزات

کعب بن اسد کی گواہی

ابن سعد یزید بن رومان اور عاصم بن عمرو وغیرہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بنو قریظہ کے قلعے میں نزول اجلال فرمایا تو کعب بن اسد سردار بنو قریظہ نے اپنے گروہ سے کہا: اے گروہ یہود! اس شخص (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پیروی اختیار کرلو' بخدا! یہ نبی ہیں' تمہارے لئے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ یہ نبی ہیں' وہی نبی جن کا ذکر تمہیں تورات میں ملتا ہے اور تم پڑھتے رہے ہو اور موسیٰ علیہ السلام نے جن کے بارے میں بشارت دی ہے تم اچھی طرح ان کے اوصاف سے آگاہ ہو' انہوں نے جواب دیا' بلاشبہ یہ وہی نبی ہیں مگر ہم تورات کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرسکتے۔

ثعلبہ اور اسد کا قبول اسلام

ابن سعد بروایت ثعلبہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ثعلبہ اور اسید پسران سعید اور اسد بن عبید نے کہا: اے معشر بنو قریظہ! خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں' ان کے اوصاف ہمارے علماء اور بنی نضیر کے علماء نے بیان کئے ہیں' دیکھئے یہ حی بن اخطب صف اول کا یہودی پیشوا ہے' اس نے رسالت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر دی ہے۔ ابن الھیبان ہے جو ہمارے نزدیک انتہائی راست گو ہے' اس نے بھی اپنی موت کے وقت محمد (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اوصاف رسالت بیان کئے ہیں۔ یہودیوں نے ان کے جواب میں کہا: ٹھیک ہے مگر ہم تورات کے احکام نہیں چھوڑ سکتے' پس ثعلبہ' اسید اور اسد تینوں نے جب یہودیوں کی طرف سے کھلا ہوا انکار دیکھا تو اسی شب قلعے سے اتر کر اسلام قبول کرلیا جس کی صبح بنو قریظہ مجبوراً نیچے اترے۔

غزوۂ خیبر میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات

ایک سرفروش کا واقعہ

حاکم اور بیہقی شداد بن ہاد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک صحراء نشین نے ایمان لا کر ہجرت کی جب غزوۂ خیبر وقوع پذیر ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں ہاتھ آنے والا مال غنیمت تقسیم کیا تو اس بدو کو بھی عطا فرمایا: اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے مال و متاع کے لئے اسلام قبول نہیں کیا' بلکہ اس لئے آپ کی غلامی اور پیروی اختیار کی ہے کہ یہاں یعنی گلے پر تیر لگے اور درجہ شہادت پر فائز ہوجاؤں اور پھر جنت میں داخل ہوجاؤں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی یہ روح پرور بات سنی تو فرمایا: اگر تم نے اللہ کے ساتھ یہ تعلق سچا کر دکھایا تو اللہ تمہاری خواہش ضرور پوری کرے گا۔

اس کے بعد مجاہدین دشمن کے مقابلہ میں صف آراء ہوئے تو اس بدو کے ایک تیر وہیں حلق میں آکر پیوست ہوا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی شہادت پر فرمایا: اس سرفروش نے اللہ کے ساتھ اپنا وعدہ سچا ثابت کردیا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ اپنا قول پورا کرے گا اور اسے جنت کی بہار ابد میں رکھے گا۔

آسمانی ندا

ابن قانع' بغوی اور ابونعیم "صحابہ" میں سعید بن شیثم سہمی کا بیان نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ وہ اس لشکر میں شامل تھا جو عیینہ ابن حصن کی زیر قیادت خیبر کے یہودیوں کی مدد کیلئے آیا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ ہم نے لشکر میں ایک آواز سنی اے لوگو! تمہارے گھر والے تو تمہارے مخالف ہوچکے ہیں" سب نے لوٹ کر دیکھا مگر انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا' ہم سب نے اس سے یہی سمجھا کہ یہ آواز آسمان سے آئی ہے۔

خیبر کی بربادی کا اعلان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (خیبر کو روانگی کے وقت) صبح سویرے منہ اندھیرے نماز پڑھی' پھر سوار ہو کر فرمایا: خیبر برباد ہو گیا

اِنَّا اِذَا نَزَّلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ

جب ہم کسی قوم کے ہاں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔

نوید فتح

واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے کہ ابو شیثم مزنی نے اسلام قبول کرلیا اور ان کے اسلام میں پختگی پیدا ہو گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عیینہ بن حصن کے ہمراہ اپنے قبیلے کے لوگوں کی طرف نکلے جب ہم خیبر کے پاس پہنچے تو رات آگئی' ہم سخت گھبراہٹ میں مبتلا ہو گئے تو عیینہ نے کہا: تمہیں بشارت ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خیبر کا بلند پہاڑ ہمارے حوالے کردیا گیا ہے' بخدا! میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی گردن پر ہاتھ رکھ دیا ہے' جب ہم خیبر میں داخل ہوئے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے۔ عیینہ نے آگے بڑھ کر مطالبہ کیا اے محمد! میرے حلیفوں سے جو مال

غنیمت آپ کو ملا ہے اس میں سے میرا حصہ مجھے عطا کیجئے کیونکہ میں نے آپ کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے غلط بیانی کی ہے، تم تو اپنے قبیلے کی چیخ و پکار سن کر دوڑے ہو۔ اس نے کہا: مجھے بدلہ دیجئے، فرمایا: تمہارے لئے "ذوالرقبہ" ہے، اس نے کہا: ذوالرقبہ کیا؟ فرمایا: وہ پہاڑ جو تم نے خواب میں دیکھا اور اس پر تم نے قبضہ کیا۔ یہ سن کر عیینہ اپنے قبیلے کی طرف لوٹ گیا، اس کے بعد حارث بن عوف نے آکر کہا: میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تم نے غلط اقدام کیا ہے۔ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرق و غرب پر غالب ہو کر رہیں گے۔ یہودی علماء اس بات کی ہمیں خبر دیا کرتے تھے میں بقسم کہتا ہوں کہ میں نے ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نبوت کے معاملہ میں اس لئے حسد کرتے ہیں کہ نبوت آل ہارون سے نکل گئی ہے ورنہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے میں کوئی شبہ نہیں" مگر یہودی میری بات نہیں مانتے، محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہماری دوبار خونریزی ہو گی ایک یثرب میں اور دوسری خیبر کے مقام پر

حارث کہتے ہیں میں نے سلام سے پوچھا: کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری زمین پر قبضہ کرلیں گے تو اس نے تورات کی قسم! کھا کر کہا: "ہاں"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے لوٹے، تو رات کے اندھیرے میں سفر جاری رکھا یہاں تک کہ ہم پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اتر کر رات گزاری، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم پہرہ دو اور ہمیں صبح کی نماز کے وقت بیدار کردینا مگر حضرت بلال نیند کے غلبہ کے باعث اونٹ کے کجاوے کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گئے جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوسکے نہ کوئی صحابی صبح کے وقت جاگ سکا، یہاں تک کہ سورج کی کرنیں ان کے چہروں پر پڑنے لگیں۔

بیہقی اس حدیث کو بطریق مالک روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قصہ کے متعلق بتاتے ہوئے فرمایا: کہ رات شیطان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ اس وقت نماز میں مشغول تھے، تو وہ انہیں بچے کی طرح تھپکی دیکر سہلانے لگا حتیٰ کہ ان کی آنکھ لگ گئی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہی تفصیل بیان فرمائی جو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تھی یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔

کنکریوں کی ایک مشت سے قلعہ لرزہ براندام

واقدی تحریر کرتے ہیں کہ ابوسفیان محمد بن سہل ابن ابی حثمہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب خیبر میں اہل شق سے جنگ کی (یہاں خیبر میں کئی قلعے تھے) تو وہ قلعہ مزار میں قلعہ بند ہو گئے اور قلعے کی زبردست

حفاظت کی یہاں تک کہ ایک تیر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں میں آلگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مشت لے کر قلعے کی طرف پھینکی جس کی وجہ سے وہ لرز اٹھا' پھر زمین میں دھنسنے لگا' اس کے بعد مسلمانوں نے آکر اہل قلعہ کو گرفتار کرلیا۔ (بیہقی)

فتح مکہ کے دوران ہونے والے معجزات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ شریف سے روانہ ہوئے اور مرالظہران کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ اس وقت یہ صورت حال تھی کہ نہ تو قریش کی (جنگی تیاریوں کی) خبر لشکر اسلام کو مل رہی تھی نہ قریش کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کارروائی کی اطلاع تھی نہ وہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرنے والے ہیں۔ (ابن اسحاق' ابن راہویہ' حاکم' بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو اس پر کپکپی سی طاری ہو گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: گھبرایئے نہیں' میں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو قدید کھایا کرتی تھیں۔ ایک اور مرسل روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں بادشاہ نہیں ہوں' بلکہ ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔ (حاکم' بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو وہاں (صحن حرم) میں تین سو ساٹھ بت نصب دیکھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر بت کی طرف عصائے مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا — حق آگیا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل ہے ہی بھاگنے والا

آپ جس بت کی طرف اشارہ کرتے وہ چھوئے بغیر زمین بوس ہوجاتا۔ ابو نعیم کی روایت کے الفاظ ہیں کہ کعبہ شریف کے آس پاس تین سو ساٹھ بت پڑے تھے جنہیں شیطانوں نے پیتل اور تانبے کے ساتھ چسپاں کررکھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تو وہ منہ کے بل گر گئے۔ بیہقی اور ابو نعیم نے اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا اور اسی بارے میں تمیم بن اسد خزاعی کا یہ شعر ہے۔

وَفِي الْاَصْنَامِ مُعْتَبَرٌ وَعَلَمٌ — لِمَنْ يَرْجُو الثَّوَابَ اَوِ الْعِقَابَا

بتوں کے زمین بوس ہونے میں ثواب یا عقاب کے طلبگاروں کیلئے مقام عبرت ہے اور صدق رسالت کی دلیل ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے لیکر کعبہ شریف میں تشریف لائے اور فرمایا: بیٹھو' تو میں کعبہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ میرے کندھوں پر سوار ہوئے' پھر فرمایا: اٹھو'

پس میں نے اٹھنے کی کوشش کی مگر میری ناتوانی دیکھ کر فرمایا: ٹھہرو میں بیٹھتا ہوں تم میرے کاندھوں پر سوار ہو جاؤ' چنانچہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانوں پر سوار ہو گیا' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے لے کر اٹھے' مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ اگر چاہوں تو آسمان کے افق چھو سکتا ہوں اس کے بعد میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا اور حضور نیچے سے ہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا: قریش کے اس بڑے بت کو (جو دیو قامت تھا اور لوہے کی کیلوں سے نصب تھا) نیچے گرا دو' اس دوران حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھتے رہے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا — حق آگیا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل بھاگنے والا ہی ہے

میں اس دیو پیکر بت کو مسلسل ہلاتا رہا تا آنکہ اسے اکھیڑ کر زمین پر دے مارا جس سے اس کے ٹکڑے ہو گئے۔ (حاکم)

طبرانی اوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: اسی دن کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورت نصر کی تلاوت فرمائی۔

بیہقی ابن ابزیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا ایک بڑھیا حبشی عورت چہرہ پیٹتی اور بددعائیں دیتی ہوئی آئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہم نے ایک حبشی بوڑھی عورت دیکھی ہے جو چہرہ پیٹ رہی تھی اور برا بھلا کہہ رہی تھی۔

فَقَالَ تِلْكَ نَائِلَةُ اَيِسَتْ اَنْ تُعبَدَ بِبِلَدِكُمْ هٰذَا اَبَدًا

فرمایا: یہ نائلہ (ایک مونث بت کا نام) تھی جو تمہارے اس ملک میں ہمیشہ کیلئے اپنی پرستش سے مایوس ہو گئی ہے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک دھواں سا نمودار ہوا جو اس آیت کریمہ کا مصداق معلوم ہوتا ہے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ

بیہقی اور ابونعیم حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا۔ اس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا' وہاں عزیٰ کا مشہور بت تھا جو تین آہنی میخوں پر نصب تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر آہنی میخوں کو کاٹ دیا اور بت خانے کو مسمار کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر رپورٹ پیش کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی کام مکمل نہیں ہوا' چنانچہ حضرت خالد دوبارہ گئے جب پجاریوں اور پروہتوں نے انہیں دیکھا تو پہاڑ میں جا کر چھپ گئے اور واویلا کرنے لگے اے عزیٰ! تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عقل و ذہانت چھین لے' اے عزیٰ! تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منصوبے ناکام بنادے ورنہ تیری ذلت اور رسوائی آپہنچی ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اچانک میں نے ایک برہنہ' پراگندہ بال عورت دیکھی جس نے سر میں

خاک ڈال رکھی تھی" پھر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے وار سے اس عورت کو قتل کردیا اور واپس آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہی تو عزیٰ تھی۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزیٰ کا بت کدہ مسمار کرنے کیلئے بھیجا' ان کے ہمراہ تیس سوار تھے جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بت کدے پر ضرب لگائی تو اس وقت یہ شعر کہا:

یَاعِزُّ! کُفْرَانَكَ لَا سُبْحَانَكَ　　　اِنِّی رَاَیْتُ اللّٰهَ قَدْ اَهَانَكَ

اے عزیٰ! تیرا انکار کرتے ہیں تجھے اللہ نہیں سمجھتے' میں نے دیکھا کہ اللہ نے تجھے رسوا کیا ہے۔

ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منات' کا بت توڑنے کیلئے بھیجا جو کہ مشلل کے مقام پر تھا وہ بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ منات کے پاس پہنچے' اس پر ایک پروہت مقرر تھا' اس نے پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ سعد نے جواب دیا ہم منات کو توڑنے کیلئے آئے ہیں۔ اس نے کہا: تم جانو اور وہ جانے' یہ سن کر حضرت سعد اس بت کی طرف بڑھے۔ معاً ایک برہنہ بدن' بدصورت پراگندہ سر عورت سامنے آئی۔ وہ سینہ کوبی اور نوحہ خوانی کررہی تھی۔ ادھر پروہت نے پکار کر کہا: اے منات! اپنے قہر و غضب سے ان کو تباہ کردے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر اس عورت کو تلوار سے قتل کیا' پھر بت کی طرف رخ کیا اور اسے توڑ پھوڑ ڈالا۔

غزوۂ حنین میں ظاہر ہونے والے معجزات

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پارکاب تھا۔ دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برابر دشمن کی طرف بڑھتے رہے' میں اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اصحاب سمرہ کو آواز دو' عباس بلند آواز آدمی تھے۔ پکار کر کہا: "اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم! میری آواز سنتے ہی وہ لوگ اس طرح مڑے جس طرح گائے اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہے۔ وہ پکار پکار کر کہنے لگے' یارسول اللہ! ہم حاضر ہیں' پھر وہ کفار سے مصروف پیکار ہو گئے اور ساتھ ہی انصار کو آواز دینے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خچر کے اوپر سے میدان جنگ کا مشاہدہ فرمایا' پھر فرمایا: "ہاں! اب بھٹی گرم ہوئی ہے" اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کے منہ پر کنکریاں مار کر فرمایا: "رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم! اب شکست کھا چکے ہیں" پھر خدا کی قسم! جوں ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کی طرف کنکریاں پھینکیں' کافروں کا سارا جوش سرد ہو گیا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ (مسلم' ابو عوانہ' نسائی)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کفار نے غزوۂ حنین میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا گھیراؤ کرلیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خچر سے اتر پڑے اور مشت خاک لے کر کفار کی طرف رخ کیا اور شاہت الوجوہ کہہ کر اسے کفار کی طرف پھینکا' ان کا بیان ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہ رہا جس کی آنکھ اور منہ میں وہ خاک نہ پڑی ہو' نیز ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک خوفناک آواز سنی جیسے لوہے کے تھال پر کوئی چیز ماری جاتی ہے" اس کے بعد اللہ نے انہیں ہزیمت سے دوچار کیا۔ (مسلم)

یہی مضمون حاکم' ابونعیم اور بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری نے تاریخ میں نیز ابن سعد' حاکم اور بیہقی نے عیاض بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

تاریخ بخاری اور بیہقی میں عمرو بن سفیان ثقفی سے مروی ہے کہ حنین کی جنگ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باریک کنکریوں کی ایک مشت لیکر ہمارے چہروں پر ماری جس کی وجہ سے ہمیں شکست ہو گئی۔ ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر پتھر اور درخت سپاہی بن کر ہمارے تعاقب میں ہے۔

بغوی' بیہقی' ابونعیم اور ابن عساکر شیبہ بن عثمان حجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں کہ جنگ حنین میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: مجھے کنکریاں دیجئے۔ یہ بات اللہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خچر کو سمجھا دی' وہ جھک گیا یہاں تک کہ اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنکریاں لے کر کفار کی طرف پھینکیں اور فرمایا

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ

ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان غزوۂ حنین میں شکست کھا کر بھاگے' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خچر شہباء پر جس کا نام دلدل تھا سوار تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اے دلدل! جھک جا تو وہ جھک کر زمین سے لگ گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک لے کر دشمن کی طرف پھینکی' پھر فرمایا: حٰمٓ لَا ینصرون جس کے باعث کفار شکست کھا گئے حالانکہ ہم نے نہ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ صفوان بن امیہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شمولیت کی' وہ اس وقت ابھی کافر ہی تھا۔ بعدازاں وہ جعرانہ کی طرف لوٹ آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اموال غنیمت لے کر چل رہے تھے اور ان کی کثرت کا نظارہ کر رہے تھے ادھر صفوان کی آنکھیں بھی گھاٹی میں پھیلے ہوئے ریوڑوں پر گڑی تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: ابا وہب! کیا تمہیں گھاٹی کے ریوڑ بھلے لگ رہے ہیں؟ اس نے کہا: "جی ہاں!" فرمایا: یہ سب بھیڑ' بکریاں گھاٹی سمیت تمہیں عطا کرتے ہیں' یہ سن کر اس کے منہ سے بے اختیار یہ کلمات نکلے' بخدا! ایسی جودوسخا سوائے پیغمبر کے اور کوئی کر نہیں سکتا' چنانچہ اس نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔

علمائے سیرت اور محدثین لکھتے ہیں۔

"غزوۂ حنین میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خچر پر سوار تھے' ادھر دشمنان اسلام کی کثرت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہلے ہی حملے میں شکست خوردہ ہو کر بھاگ چکے تھے مگر اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی آپ برابر اپنا خچر دشمن کی جانب بڑھاتے رہے اور اپنی شان رسالت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے رہے۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں' نبوت کا جھوٹا مدعی نہیں' میں عبدالمطلب سردار قریش کا بیٹا ہوں۔

جنگ کی اس نازک گھڑی اور خطرناک مقام میں آپ کا خچر پر سوار ہونا' صحابہ کرام کی ہزیمت اور دشمن کی کثرت تعداد کے باوجود آپ کا نام گرمی لے کر شان رسالت کا اظہار و تعارف' آپ کی نبوت کا زبردست معجزہ اور رسالت کا اعلیٰ ثبوت ہے کیونکہ خچر عام طور پر زمانہ اطمینان و امن کی سواری ہے مقامات جنگ و قتل کے لئے گھوڑے کام آتے ہیں جو فطرتاً کروفر کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خچر اور اونٹ ایسے مقامات کیلئے مناسب نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حالت جنگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں ایسی ہی تھی جیسی حالت امن' کیونکہ آپ کو اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ اور اعتماد تھا۔ آپ کو یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کرے گا تاکہ آپ رسالت کا فریضہ بھرپور طریقے سے ادا کرسکیں۔ اس طرح آپ کا ثابت قدم رہنا ان صحابہ کرام کے لوٹ آنے کا سبب بنا جو غرور میں آنے کی وجہ سے شکست کھا کر بھاگ نکلے تھے اور انہوں نے کم تربیتی اور ترنگ میں آکر کہا تھا۔ آج ہم پر کوئی غالب نہ آسکے گا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ادب سکھانے کیلئے وقتی ہزیمت سے دوچار کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں صدا دی تو وہ جنگ کے لئے پلٹ آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار کی طرف مٹھی بھر کنکریاں پھینکیں جس کی وجہ سے مشرکین ہزیمت خوردہ ہو کر بھاگے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نصرت و امداد کا دیا ہوا وعدہ پورا فرمایا۔

غزوۂ تبوک میں معجزات کا ظہور

حمزہ ابن عمرو اسلمی کا بیان ہے کہ جب ہم تبوک میں تھے تو منافقوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی کو گھاٹی میں بھگا دیا جس سے کجاوے کا کچھ سامان گر گیا' ہم تلاش میں نکلے تو میرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں روشن ہو گئیں جن کی روشنی میں ہم دیکھتے تھے یہاں تک کہ کجاوے سے گری ہوئی اشیاء مثلاً لاٹھی' رسی وغیرہا اکٹھی کرنے لگے۔

بعض فوجی مہموں میں ظاہر ہونے والے معجزات

ابن سعد بطریق واقدی لکھتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قطبہ بن عامر کو بیس سواروں کی جمعیت میں قبالہ کی جانب بنو خثعم کی طرف بھیجا اور ان پر غارت ڈالنے کا حکم دیا' چنانچہ انہوں نے نکل کر بنو خثعم پر حملہ کیا اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا' بعد ازاں ان کے ریوڑ اور عورتیں ہنکا کر مدینہ شریف لے آئے۔ اسی دوران ایک زبردست سیلاب آیا جو قطبہ اور ان کے ساتھیوں کے

درمیان حائل ہو گیا جس کی وجہ سے وہ قلعہ تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہ پاسکے۔

ایک کھجور کافی ہو رہتی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں قریش کے تجارتی قافلہ کو روکنے کیلئے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت بھیجا اور زادراہ کے لئے ایک بوری کھجوروں کی عطا فرمائی۔ ان کھجوروں کے علاوہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم کو ایک ایک کھجور عطا کرتے تھے جسے ہم چوس کر اوپر سے پانی پی لیتے تھے' یہ کھجور ہمیں رات تک کافی ہو رہتی' پھر سمندر نے ایک بہت بڑی جسامت کا جانور جسے عنبر کا نام دیا جاتا ہے' باہر پھینک دیا' ہم نے اس جانور (مچھلی) کے گوشت پر ایک ماہ گزارا کیا' یہاں تک کہ ہم اس کے گوشت کی وجہ سے موٹاپے کا شکار ہو گئے۔ (مسلم)

شیخین کی روایت ہے کہ یہ فوجی دستہ تین سو سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ یہ جانور اتنی بڑی جسامت کا تھا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستے کے دراز قد شخص کو بڑے اونٹ پر سوار کر کے اس کی ایک پسلی کے نیچے سے گزارا تو وہ باسانی گزر گیا۔

دلائل نبوت کے کچھ اور نشانات

آسمان سے کھانا اتر پڑا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قیادت ایک غزوہ میں شرکت کی جب ہم مقام حجر کے پاس پہنچے تو ہم نے ایک عجیب و غریب آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا "اے اللہ! مجھے امت محمدیہ میں سے کر دے جو مرحوم و مغفور اور مستجاب الدعاء ہے" یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انس! ذرا دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟ چنانچہ میں پہاڑ (کی گھاٹی) میں داخل ہوا تو مجھے ایک سفید لباس اور سفید ریش و سر شخص نظر آیا' مجھے دیکھ کر کہنے لگا' آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیامبر ہیں' میں نے جواب دیا "ہاں" کہا: واپس جایئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام عرض کیجئے اور کہئے آپ کے بھائی الیاس آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے لوٹ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ چل کر ان کے پاس گئے' میں بھی آپ کے ہمراہ تھا جب آپ اس کے قریب پہنچے تو میں پیچھے رہ گیا اور حضور آگے چلے گئے' پھر دونوں کافی دیر تک باہم گفتگو کرتے رہے' اس کے بعد آسمان سے دسترخوان کی مانند ایک چیز ان پر اتری تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بھی بلا لیا۔ پس میں نے ان دونوں کے ہمراہ تناول کیا۔ اس دسترخوان پر مختلف اقسام کے پھل' مچھلی کا گوشت اور کھجور موجود تھی۔ میں کھانے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا اور علیحدہ ہو گیا' پھر ایک بادل اترا جو حضرت الیاس کو اٹھا کر لے گیا جب وہ آسمان کی طرف جا رہے تھے تو مجھے ان کے کپڑوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔ (ابن ابی الدنیا' حاکم' بیہقی' ضعف سند)

ابن شاہین اور ابن عساکر نے یہی واقعہ غزوۂ تبوک کے ضمن میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت خضر کی زبان سے اظہار فضیلت

کثیر بن عبداللہ بن عمرو اپنے دادا عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اچانک پیچھے سے آواز آئی' ایک کہنے والا کہہ رہا تھا "اے اللہ! مجھے ایسی چیز سے امداد فرما جو مجھے خوف دلانے والی چیز سے چھٹکارا دے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: تم اس کے ساتھ وہ دعا کیوں شامل نہیں کرتے جو اس کی بہن ہے' تو اس نے کہا: اے اللہ! مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جس کی طرف تو نے انہیں رغبت دلائی ہے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جاکر اس آدمی کو یہ دعا ساتھ ملانے کی تلقین کرو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاکر اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا تو اس نے کہا: اے انس! آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نمائندہ ہیں؟ جواب دیا "ہاں" اس شخص نے کہا: جاکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہئے کہ اللہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے انبیاء پر اس طرح فضیلت دی ہے جس طرح اس نے رمضان شریف کو دیگر مہینوں پر' اور آپ کی امت کو دیگر امتوں پر فضیلت عطا کی ہے جس طرح جمعہ کو سارے ایام پر' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آدمی پر نگاہ ڈالتے ہوئے چل دیئے۔ وہ آدمی دراصل حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

(ابن عدی' بیہقی)

اس روایت کو دار قطنی نے افراد میں' طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ایک رات وضو کا پانی اٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلا' آپ نے کسی کو کہتے ہوئے سنا "اے اللہ! مجھے کسی ایسی چیز کے ذریعے امداد فرما جو مجھے خوفزدہ کرنے والی بات سے نجات دے" آپ نے فرمایا: پانی رکھ کر اس شخص کے پاس جاؤ اور گزارش کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دعا کیجئے کہ اللہ ان کے مقصد بعثت کی تکمیل میں اعانت فرمائے نیز ان کی امت کیلئے دعا کیجئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام حق کو قبول کرلے" چنانچہ میں نے آکر اس شخص سے اس بات کی درخواست کی تو اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد کی تشریف آوری کا خیر مقدم کرتا ہوں' دراصل مجھے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے تھا۔ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیجئے اور کہئے خضر آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے انبیاء پر فضیلت عطا کی ہے جیسے اس نے ماہ رمضان کو دیگر مہینوں پر برتری عطا کی ہے نیز اس نے آپ کی امت کو دیگر امتوں پر اسی طرح فوقیت دی ہے جیسے اس نے جمعہ کے دن کو دیگر تمام ایام پر فضیلت بخشی دی ہے' پھر جب میں واپس ہوا تو میں نے حضرت خضر کو کہتے ہوئے سنا' الٰہی! مجھے اس امت مرحومہ کا ایک فرد بنا دے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا سلام پیش کرنا

ابن عدی اور ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا کہ اچانک ہمیں ایک چادر اور ہاتھ نظر آیا' ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کیسی چادر ہے جو ہمیں نظر آرہی ہے۔ ارشاد فرمایا: کیا تمہیں وہ چادر اور ہاتھ نظر آرہا ہے؟ ہم نے کہا: "جی ہاں" فرمایا: وہ عیسیٰ ابن مریم ہیں جو مجھ پر سلام پیش کررہے ہیں"

ام شریک دوسی کے ایمان کا معجزانہ انداز

ابن سعد بطریق واقدی لکھتے ہیں کہ ام شریک دوسی کے شوہر ابوالعکر نے اسلام قبول کرکے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ حضرت ابوہریرہ اور قبیلہ دوس کے کچھ لوگ ان کے ہمراہ تھے۔ ابوالعکر کے رشتہ دار ام شریک کے پاس آکر کہنے لگے۔ شاید! تم نے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین اختیار کرلیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دین پر ہوں۔

یہ سن کر انہوں نے دھمکی دی کہ ہم تمہیں شدید اذیت دیں گے' پھر مجھے اونٹ کے خستہ حال اور تکلیف دہ کجاوے پر باندھ کر لے گئے۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے تھے مگر پانی کا ایک قطرہ تک فراہم نہ کرتے یہاں تک دوپہر ہوجاتی اور سورج کی گرمی پورے عروج پر آجاتی۔ ہم کہیں پڑاؤ کرتے تو اہل قافلہ اتر کر اپنے خیمے نصب کرلیتے اور مجھے دھوپ میں ڈال دیتے' یہاں تک کہ میری عقل اور قوت شنوائی و بینائی جاتی رہی۔ انہوں نے تین دن تک یہی طرز عمل جاری رکھا' پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا: دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا تعلق ختم کردے۔ ام شریک کہتی ہیں مجھے ان کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی بجز اس کے کہ ایک بات کے بعد دوسری بات سنائی دیتی تھی' گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی' اس وقت میں نے آسمان کی طرف انگشت شہادت سے توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ مجھ پر یہی جاں گداز حالت طاری تھی اور میں انتہائی کرب میں مبتلا تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر محسوس کیا۔ میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا' پھر وہ ڈول الگ ہوگیا اور میری نظروں کے سامنے بلند ہوکر آسمان و زمین کے درمیان معلق ہوگیا' پھر دوسرا ڈول اترا تو میں نے اس سے بھی ایک گھونٹ نوش جان کیا پھر وہ بھی میرے دیکھتے دیکھتے وسط آسمان میں معلق ہوگیا' پھر تیسرا ڈول آیا تو میں نے اس میں سے سیر ہوکر پیا اور باقی سر' چہرے اور کپڑوں پر انڈیل دیا۔ اہل قافلہ نے باہر نکل کر دیکھا تو پوچھا: تمہارے پاس یہ پانی کہاں سے آیا؟ تو میں نے جواب دیا' اللہ نے عطا کیا ہے۔ وہ تیزی سے خیموں میں پڑی ہوئی چھاگلوں اور مشکیزوں کی طرف لپکے تو انہیں بدستور سربند دیکھا۔ یہ حیران کن منظر دیکھ کر بولے۔ام شریک! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تمہارا رب ہی ہمارا پروردگار ہے اور جو کچھ تمہیں اس مقام پر ملا ہے وہ پروردگار ہی کا عطا کردہ ہے' ہم نے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کے باعث اللہ نے ہمیں دولت ایمان و اسلام سے مشرف کردیا ہے' پھر سب نے اسلام قبول کرکے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی' وہ سب میری اس فضیلت کا اعتراف کرتے تھے جو اللہ نے انہیں میرے

طفیل عطا کی تھی۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ ام شریک وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بطور ہبہ پیش کیا تھا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد کیلئے ہبہ کرتی ہے تو اس میں کوئی خوبی نہیں ہوتی' اس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّ هَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

(ہم نے حلال کی تمہارے لئے اے نبی! وہ ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی (علیہ السلام بھی) اسے نکاح میں لانا چاہے' یہ خاص تمہارے لئے ہے' امت کیلئے نہیں۔

آیت کے نزول کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَيُسْرِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ

یارسول اللہ! اللہ آپ کی خواہش کی تکمیل میں بہت عجلت فرماتا ہے۔

روتے بچوں کیلئے تسکین کا سامان

طبرانی اور ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ (ایک سفر پر) روانہ ہوئے' جب ایک مقام پر پہنچے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رونے کی آواز سنی۔ حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا: میرے بچوں کو کیا ہوا ہے؟ عرض کیا "پیاسے ہیں" یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آواز دی۔ لوگو! کیا کسی کے پاس کچھ پانی ہے؟ مگر کسی سے ایک قطرہ تک فراہم نہ ہوسکا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی! میرے ایک بیٹے کو میرے حوالے کرو تو انہوں نے اوڑھنی کے نیچے سے ایک بیٹا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے کیا آپ نے لے کر اسے سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں دی تو اس نے اسے چوسنا شروع کیا جس کی وجہ سے بچے کو آرام آگیا اور پھر اس کے رونے کی آواز سنائی نہ دی مگر دوسرے بچے کے رونے کی آواز اب تک آرہی تھی' آپ نے فرمایا: اب دوسرا بچہ مجھے دیجئے تو انہوں نے دوسرا بچہ بھی آپ کے ہاتھوں میں دیا' آپ نے اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کیا تو وہ بھی خاموش ہوگیا' اس کے بعد دونوں کے رونے کی آواز نہ آئی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیراندازی

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنو اسلم کے لوگوں کے پاس سے گزرے۔ وہ اس وقت تیراندازی کررہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت عمدہ کھیل ہے تم تیر پھینکو' میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ ہوں' یہ سن کر انہوں نے ہاتھ روک لیے اور کہنے لگے' نہیں ہم تیراندازی نہیں

کریں گے کیونکہ آپ سلمہ کے ساتھ ہیں' ہم آپ کے مقابلہ میں کیسے تیراندازی کرسکتے ہیں؟ فرمایا: چلو تم سب تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں' چنانچہ اس روز سب نے مل کر تیراندازی کی نہ کوئی جیتا نہ کوئی ہارا۔ اس کے بعد سب اپنے گھروں کو چلے گئے۔ (بیہقی)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں سے منسوخ سورت کا محو ہونا

ابوامامہ بن سہل بن حنیف کا بیان ہے کہ انصار کے ایک گروہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتایا کہ ایک انصاری نے رات کے وقت ایک سورت جو اسے یاد تھی' پڑھنی چاہی مگر سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ پڑھ نہ سکا' یہی واقعہ کئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ پیش آیا۔ صبح کے وقت انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سورت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ دیر توقف فرمایا: پھر کہا: آج شام یہ سورت منسوخ ہو گئی ہے' لہٰذا یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں نیز تحریر شدہ نسخوں سے بھی محو ہو گئی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں' اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی روشن دلیل ہے۔ (بیہقی)

ایک شخص کی لاش کو زمین کا قبول نہ کرنا

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے ایک شخص نے (اپنے ساتھیوں کے ہمراہ) مشرکین کے ایک دستے پر حملہ کیا اور انہیں بھگا دیا۔ ایک مسلمان نے ایک مشرک کو بھاگتے ہوئے قابو کرلیا اور اسے قتل کرنے کیلئے تلوار لہرائی تو اس مشرک نے فوراً لاالہ الااللہ پڑھ لیا' اس کے باوجود مسلمان نے اسے نہ چھوڑا' بلکہ قتل کردیا۔ بعدازاں اسے قتل کرنے کی وجہ سے اس مسلمان کو ندامت ہوئی تو سارا واقعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کے ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہونے کے لئے اس کا سینہ چیر کر کیوں نہ دیکھا' پھر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا' اسے دفن کیا گیا تو صبح کے وقت اس کی لاش (قبر سے باہر) زمین پر پڑی تھی۔ اس کے گھر والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دفن کردو تو انہوں نے اسے تین بار دفن کیا مگر زمین اسے' پھر باہر پھینک دیتی' یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین اسے قبول کرنے سے انکار کررہی ہے'' اس کے بعد انہوں نے اس لاش کو ایک غار میں دھکیل دیا۔ (بیہقی' ابونعیم)

طبرانی اور بیہقی حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کرنے کے بعد اس میں یہ اضافہ کرتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین تو اس شخص سے زیادہ برے آدمی کو قبول کرلیتی ہے مگر منشائے خداوندی یہ تھا کہ اس شخص کو تمہارے لئے باعث عبرت بنا دے تاکہ تم میں سے کوئی شخص لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے یا مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے شخص کے قتل پر اقدام نہ کرے' جاؤ' اسے فلاں گھاٹی میں لے جا کر دفن کردو۔ اب اسے زمین قبول کرلے گی' چنانچہ انہوں نے اسے اس گھاٹی میں دفن کردیا۔ کہتے ہیں اس قاتل کا نام محلم بن جثامہ تھا' اس روایت کی تخریج شیخین'

احمد' بیہقی اور ابو نعیم نے کی ہے۔

امام زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔

"جب اصحاب رسول میں سے ستر آدمی بیئر معونہ کے مقام پر شہید کردیئے گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض بخار کو رعل ذکوان اور عصبہ کی طرف جانے کا حکم دیا' کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی' چنانچہ اس بخار نے ان کے سات سو آدمیوں کو ہلاک کردیا' یعنی ہر صحابی کے بدلے میں دس آدمی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام زبانوں کا علم دیا گیا

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شخص کے ساتھ اس کی زبان میں اختلاف لغات' تراکیب الفاظ اور اسالیب کلام کے باوجود کلام فرمایا کرتے تھے کوئی شخص اس سلسلہ میں آپ سے آگے نہیں نکل سکتا تھا حالانکہ اہل عرب اگر دوسرے کی زبان سنتے تو انہیں ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی عجمی گفتگو کررہا ہو' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ کمال قدرت الہیہ اور عطیہ ربانیہ کا آئینہ دار ہے کیونکہ آپ تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں' لہٰذا اللہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام زبانوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان دے کر

چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے' لہٰذا آپ کو تمام زبانوں سے آگاہ کیا ہے تاکہ آپ اپنی امت کے تمام گروہوں سے انہیں کی زبانوں میں گفتگو کرسکیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک زبردست معجزہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر زبان میں گفتگو اہل زبان کی گفتگو سے زیادہ فصیح ہوتی اور یہ آپ کے شایان شان بھی تھا کیونکہ آپ کو تمام انسانوں کے مقابلہ میں ان کے اختلاف اصناف و اجناس کے باوجود' جمیع بشری قویٰ میں فضیلت اور برتری عطا کی گئی ہے جو حدود قیاس و ادراک سے باہر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض حبشیوں سے ان کی زبان میں اور کچھ فارسیوں کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو فرمائی جیسا کہ کتب سنت میں ثابت ہے۔

شفاء شریف کی شرح خفاجی میں ہے۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' جب اہل وفد مسجد حرام میں آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پہچان سکے' وہ عربی زبان بھی نہیں جانتے تھے' پس ایک شخص نے اپنی زبان میں پکار کر کہا "من ابون اسران" یعنی تم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہیں؟ حاضرین میں سے کوئی آدمی ان کی بات نہ سمجھ سکا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا "اشکد اور" یعنی آگے آیئے کیونکہ "اشکد" کا معنی ہے آگے بڑھیئے "اور" کا معنی ہے "یہاں" پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے اسی کی زبان میں جواب دینے لگے مگر حاضرین میں سے کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ بعدازاں اس شخص نے اسلام قبول کیا اور بیعت کرکے اپنے وفد کے ہمراہ لوٹ گیا' ان کے جانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کو ان کی آمد کا مقصد اور ان کی زبان کے بارے میں آگاہ کیا۔

فَسُبْحَانَ مَنْ عَلَّمَهُ ذٰلِكَ اِنَّهُ الْمُنْعِمُ الْكَرِيْم

(پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب کو ان زبانوں کا علم دیا بے شک وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا کریم ہے۔)

جہاں تک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادی گفتگو' مشہور فصاحت' جامعیت کلام اور حکمت و دانش کا تعلق ہے' علمائے دین نے اس بارے میں زبردست کتابیں تحریر فرمائی ہیں اور فصاحت و جامعیت پر حاوی الفاظ و معانی کو کتابوں میں جمع کیا ہے۔ اس لحاظ سے نہ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فصاحت کا مقابلہ ممکن ہے نہ بلاغت کا جواب ہو سکتا ہے' لہٰذا اس موضوع پر طویل بحث کی ضرورت نہیں' مواہب اللدنیہ' شفا شریف اور شروح شفاء میں اس پر بہت روشنی ڈالی گئی ہے۔

تاریک رات میں دن کی طرح نظر آنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظلمت شب میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں دیکھتے تھے۔ (بیہقی)

اس حدیث کی مانند بیہقی اور ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کی ہے اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ اس طرف ہے اور میں سامنے ہی دیکھتا ہوں۔ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور سجدے مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتے' میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

مسلم کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرمایا: لوگو! میں تمہارا امام ہوں' لہٰذا رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو کیونکہ میں تمہیں آگے اور پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں۔

حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے صفوں کا اسی طرح مشاہدہ فرمایا کرتے تھے جس طرح اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

علمائے کرام کا ارشاد ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ مشاہدہ حقیقی ادراک و بصارت کا مشاہدہ تھا جو آپ کی خصوصیت ہے اور بطور خرق عادت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے' اس لحاظ سے یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کثرت روایت کی وجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہا: تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ روایتیں بیان کرتا ہے۔ خدا کی قسم! اصل حقیقت یہ ہے کہ میرے مہاجر بھائی کاروبار میں مشغول رہتے تھے انصاری بھائی مال مویشی کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے جبکہ میں ایک نادار شخص تھا

جو کہ شکم سیری کی امید اور قناعت پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چپکا رہتا تھا۔ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنی چادر پھیلا کر رکھے گا تاآنکہ میں اپنی گفتگو پوری کرلوں' پھر وہ اسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگائے تو اسے کبھی میری بات نہیں بھولے گی۔ پس میں نے اپنی چادر' جس کے علاوہ میرے جسم پر اور کوئی کپڑا نہ تھا' پھیلا دی یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو پوری فرمالی' پھر میں نے اس چادر کو اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لیا' اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے بعد آج تک مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنے ہوئے ارشادات نہیں بھولے۔ (بخاری، مسلم)

ایک شخص کے متعلق غیبی پیش گوئی

حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے انصار کی ایک بستی میں آکر کہا' مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم میری شادی فلاں عورت سے کردو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے نہیں بھیجا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ "کہ اگر وہ تمہارے ہاتھ آئے تو اسے قتل کردینا مگر میرا خیال ہے کہ وہ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔" چنانچہ وہ دونوں گئے اور اسے اس حالت میں پایا کہ اسے سانپ نے ڈس کر ہلاک کردیا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق' بیہقی)

حکم کا منہ ٹیڑھا ہو گیا

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حکم بن ابی العاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ جاتا جب آپ گفتگو فرماتے تو وہ منہ بسور کر ٹیڑھا کرتا ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: كُنْ كَذٰلِكَ (ایسا ہی ہوجا) تو اس کا منہ فی الواقع ٹیڑھا ہو گیا اور مرنے تک ٹیڑھا ہی رہا۔ (حاکم، بیہقی' طبرانی)

نقلیں اتارنے والے کا انجام

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ دیا' اس وقت ایک شخص پیچھے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقلیں اتار رہا تھا تو آپ نے فرمایا: "اللہ کرے تو ایسا ہی ہوجائے" اس کے بعد وہ اٹھ کر اپنے گھروالوں کے پاس گیا تو اس پر دو مہینے تک جنون کی سی کیفیت طاری رہی جب اسے افاقہ ہوا تو دو ماہ کے بعد بھی وہ نقلیں اتار رہا تھا۔ (بیہقی)

عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو آگ سے جلا کر اذیت دیتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے تو ان کے جسم پر دست اقدس پھیر کر فرماتے۔ اے آگ! عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا' جس طرح تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی' نیز یہ پیش گوئی بھی فرماتے' عمار! تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا"

رومال کا آگ میں نہ جلنا

عباد بن عبدالصمد کا بیان ہے کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے اپنی خادمہ سے فرمایا: دسترخوان لگاؤ ہم کھانا کھانا چاہتے ہیں وہ لے آئی تو فرمایا: اب رومال لے آؤ۔ پس وہ ایک میلا رومال لے آئی' پھر فرمایا: تنور گرم کر کے یہ رومال اس میں ڈال دو' چنانچہ رومال اس تنور میں ڈال دیا گیا' پھر جب اسے نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح صاف و سفید تھا۔ ہم نے حیرانی سے پوچھا: یہ کیا؟ فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رومال ہے آپ اس سے چہرہ اقدس پونچھتے تھے' جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح اس کو صاف کرتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آگ اس چیز کو نہیں جلاتی جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن اطہر کو چھو جاتی ہے۔ (ابو نعیم)

عصا روشن ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رات گئے تک بات چیت کرتے رہے' پھر باہر آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ہمراہ نکلے' اس کے بعد وہ رات کے اندھیرے میں چل پڑے ان میں سے ایک کے پاس عصا تھا جو روشن ہو گیا یہاں تک کہ وہ اس کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔ (ابو نعیم)

شاخ خرما چمک اٹھی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں عشاء کی نماز پڑھی۔ رات ابر آلود اور اندھیری تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ کو جاتے وقت ایک شاخ خرما عطا کر کے فرمایا' اسے ساتھ لے جایئے۔ یہ تمہارے آگے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی جب تم گھر میں قدم رکھو تو ایک سیاہی نما چیز دیکھو گے۔ پس اسے مارنا یہاں تک کہ گھر سے نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہو گا۔ پس حضرت قتادہ چلے تو شاخ خرما جگمگا اٹھی' جب گھر آئے تو ایک سیاہی سی نظر آئی جسے آپ نے مار کر گھر سے نکال دیا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی تھی۔ (احمد)

ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ رات ابر آلود تھی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء کیلئے باہر تشریف لائے تو ایک روشنی سی نظر آئی۔ آپ کو قتادہ بن نعمان دکھائی دیئے۔ فرمایا: قتادہ! جب نماز ادا کر چکو تو میرے حکم تک انتظار کرنا' چنانچہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو قتادہ کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا:

کہ یہ شاخ تمہارے سامنے دس ہاتھ اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی۔

ایک نور سارے گھر پر چھا گیا

ابو نعیم حلیہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے ہاں شب باشی فرمائی' پھر جاگ اٹھے تو مجھے خوف سا محسوس ہونے لگا اس کے بعد میں نے نماز میں آپ کی گریہ و زاری کی آواز سنی تو وضو کر کے آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئی' پھر آپ نے کافی دیر اللہ سے دعا کی جس قدر اللہ کی مشیئت تھی۔ اسی دوران ایک نور آیا جو سارے گھر پر چھا گیا اور ایک عرصہ تک برقرار رہا' پھر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا میں مشغول تھے' یہ نور چلا گیا' اس کے بعد یہ نور زیادہ شدت اور جگمگاہٹ کے ساتھ آیا جس کی روشنی میں رائی کا دانہ تک نظر آتا تھا' پھر وہ نور غائب ہو گیا یہ منظر دیکھ کر میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! یہ نور کیسا تھا؟ جو مجھے نظر آیا ہے' فرمایا کیا تم نے وہ نور دیکھا ہے' میں نے جواب دیا "ہاں" فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت (کی بخشش) کا تقاضا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک تہائی امت کی مغفرت کا وعدہ دیا ہے' اس پر میں نے اللہ کی حمد بجا لائی اور اس کا شکر ادا کیا' اس کے بعد میں نے بقیہ امت کے بارے میں سوال کیا تو اللہ نے ایک تہائی اور امت "کی مغفرت کی نوید" عطا فرمائی تو میں نے حمد و شکر ادا کیا' پھر تیسرے حصے کا مطالبہ کیا تو اللہ نے اس کی بخشش کا مژدہ دیا جس کی وجہ سے میں بارگاہ خداوندی میں سراپا سپاس بن گیا۔

ایک اور واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے' آپ جب سجدہ کرتے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھل کر آپ کی پشت اقدس پر سوار ہو جاتے' پھر جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو نرمی کے ساتھ انہیں نیچے اتار دیتے اور جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دوبارہ پشت اقدس پر چڑھ جاتے جب نماز ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کو ایک ران پر اور دوسرے کو دوسری ران پر بٹھا لیا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا انہیں ان کی "اماں" کے پاس نہ لے جاؤں؟ فرمایا "نہیں" پھر اچانک ایک روشنی چھا گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اب انہیں ان کی ماں کے پاس پہنچا دو' پس وہ اس روشنی میں چلنے لگے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ (حاکم' بیہقی' ابو نعیم)

ابو نعیم ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' میں اپنی اماں کے پاس جاتا ہوں تو میں نے کہا: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں ان کے ساتھ چلتا ہوں۔ فرمایا: نہیں۔ اسی اثناء میں آسمان سے ایک نور اترا جس نے فضا کو جگمگا دیا' چنانچہ وہ اس روشنی میں چل کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گئے۔

ڈھال سے تصویر محو ہوگئی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست اقدس رکھا تو اللہ نے اس تصویر کو محو کردیا۔ (بیہقی)

ابن سعد ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ ڈھال میں مینڈھے کی تصویر تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا' پس اللہ نے اسے زائل فرمادیا۔

انگوٹھی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقش ہوگیا

ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ میری انگوٹھی میں (جو کہ ساری چاندی کی تھیں) "محمد بن عبداللہ" نقش کرا دو۔ انہوں نے نقاش کے پاس آکر کہا: اس میں محمد بن عبداللہ نقش کر دیجئے۔ اس نے عرض کیا' ٹھیک ہے' پھر معاوضہ بھی طے ہو گیا' مگر اللہ نے اس نقاش کے ہاتھ سے "محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" نقش کرا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نقاش سے فرمایا: میں نے تمہیں اس کا آرڈر نہیں دیا تھا۔ اس نے جواب دیا اللہ نے ایسا نقش کروا دیا۔ بخدا! لکھتے وقت مجھے بالکل سمجھ نہیں آیا کہ کیا لکھ رہا ہوں' فرمایا: "تم سچ لکھتے ہو" اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ماجرا عرض کیا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہ ہاں میں اللہ کا رسول ہوں۔

رحمت کا نزول

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک حلقے میں بیٹھے تھے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھا۔ اسی اثناء میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ارادے سے آئے جب قریب پہنچے تو انہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احترام میں خاموشی اختیار کرلی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کس قسم کے ذکر میں مشغول تھے؟ میں نے تمہارے اوپر رحمت کا نزول دیکھا ہے' لہٰذا میں نے چاہا کہ تمہارے ساتھ اس رحمت میں شریک ہو جاؤں۔ (حاکم)

ہاتھوں پر نور

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد کی طرف نکلا' اس وقت مسجد میں کچھ لوگ ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انس! تمہیں ان کے ہاتھوں پر وہ چیز نظر آرہی ہے جو مجھے دکھائی دے رہی ہے؟ میں نے عرض کیا' ان کے ہاتھوں پر کیا ہے؟ فرمایا: ان

کے ہاتھوں پر نور ہے' میں نے درخواست کی کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی وہ نور دکھا دے' چنانچہ آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نور دکھا دیا۔ (تاریخ بخاری' بیہقی' ابو نعیم' ابن مردویہ)

ام ملدم بخار کو شہر مدینہ چھوڑنے کا حکم

ابن سعد اور بیہقی ام طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے میرے آقا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا' میں نے جا کر عرض کیا' پھر میں نے دروازے پر ایک آواز سنی کہ کوئی آدمی اجازت طلب کر رہا ہے' باہر نکل کر دیکھا تو کوئی موجود نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آواز دے کر اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ام ملدم ہوں" فرمایا ہم تجھے خوش آمدید نہیں کہتے' کیا تو اہل قبا کے پاس جانا چاہتی ہے؟ اس نے کہا: "ہاں" فرمایا: تو اہل قبا کے پاس چلی جا۔ (ام ملدم ایک بخار کا نام ہے)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "بخار" نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا: ام ملدم ہوں' فرمایا کیا تو اہل قبا کے پاس جانا چاہے گی تو اس نے جواب دیا "ہاں" راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد اہل قبا' بخار میں مبتلا ہو گئے اور بڑی سختی برداشت کی' بعد ازاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم لوگ بخار کا شکار ہو گئے ہیں۔ فرمایا: اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے ازالہ کی دعا کروں اور اگر تمہیں پسند ہو تو یہ تمہارے لئے گناہوں کی طہارت کا باعث بن جائے۔ انہوں نے عرض کیا' ٹھیک ہے ہمارے لئے طہارت کا سبب بن جائے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بخار نے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: "میں بخار ہوں" میں گوشت کو گھلا دیتی ہوں اور خون چوس لیتی ہوں" فرمایا اہل قبا کی طرف چلی جا' اس کے بعد وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے' پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے اور وہ بخار کی شکایت کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کے ازالہ کی التجا کروں اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تاکہ تمہارے گناہ ساقط ہونے کا موجب ہو۔ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بخار نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنی پسندیدہ اور محبوب قوم کی طرف بھیج دیجئے' فرمایا: انصار کی طرف چلا جا' پس وہ انصار کی طرف گیا اور انہیں بخار نے پچھاڑ دیا جس کی وجہ سے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دعائے شفاء کی درخواست کی' چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف

دور کردی۔

امام بیہقی حدیث سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدیث ابوہریرہ میں تطبیق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس بار اہل قبا کے علاوہ انصار کی دوسری جماعت کے پاس ام ملدم کو بھیجا گیا ہو۔

سنن سعید بن منصور میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعائے قنوت میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اے ام ملدم! تو بنی عصیہ کا تعاقب کر کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس حکم کے بعد ام ملدم بخار نے بنی عصیہ کو پچھاڑ کر رکھ دیا۔

فتنوں کا مشاہدہ

شیخین حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے کے اوپر سے جھانک کر دیکھا اور فرمایا کیا تمہیں وہ کچھ نظر آرہا ہے جو مجھے دکھائی دے رہا ہے؟ بے شک مجھے فتنوں کے گرنے کے مقامات نظر آرہے ہیں۔

طبرانی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ یُرْسِلُ عَلَیْهِمُ الْفِتَنَ اِرْسَالَ الْقَطْرِ — پاک ہے وہ ذات جو لوگوں پر فتنوں کو اس طرح بھیجتی ہے جیسے بارش کے قطرے اتارتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دور عثمانی میں ان فتنوں کا وقوع ہوا تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشاہدہ کی تصدیق ہوسکے اور پھر مسلسل ان فتنوں کا ظہور ہونے لگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان فتنوں کے اثرات سے بچنے کی التجا کرتے ہیں۔

قاسم کی جنت میں رضاعت کی خبر

ابن ماجہ بطریق فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب قاسم فرزند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کاش! اللہ تعالیٰ قاسم کو زندہ رکھتا حتیٰ کہ وہ مدت رضاعت کی تکمیل کرلیتا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی رضاعت تو جنت میں پوری ہو گی۔ عرض کی' یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر مجھے اس حالت کا علم ہوجاتا تو اس کے وصال کا معاملہ مجھ پر آسان ہوجاتا۔ فرمایا: اگر چاہو تو اللہ سے دعا کروں کہ وہ تمہیں اس کی آواز سنا دے۔ عرض کی نہیں' اس کی ضرورت نہیں' کیونکہ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر یقین رکھتی ہوں۔

چھ ایلچی فوراً دیگر زبانوں میں بولنے لگے

امام واقدی لکھتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاہان عالم کے پاس اپنے قاصد بھیجے تو ان میں سے چھ آدمی ایک ہی دن روانہ ہوئے اور ان میں سے ہر آدمی اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس کی طرف اسے بھیجا گیا۔

دست اقدس کا نشان

امام زینی دحلان "سیرت النبی" میں فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت لے کر ایک بکری پکڑی' پھر اسے چھوڑ دیا تو جہاں آپ کا دست اقدس مس ہوا تھا وہاں ایک نشان لگ گیا اور وہ نشان اس بکری کی نسل میں بھی برقرار رہا۔

سونے میں برکت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے قصہ میں یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مرغی کے انڈے برابر سونا عطا فرمایا اور کہا: اس سے اپنا قرض چکا دو' ان پر یہودیوں کے چالیس اوقیہ قرض تھے۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سونا کہاں کہاں پورا ہو گا؟ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اپنی زبان اقدس پر رکھا اور الٹ پلٹ کر ان کے حوالے کیا اور فرمایا: اسے لے لو اس سے اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کر دے گا۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چالیس اوقیہ سونا قرض ادا کیا اور اتنا ہی میرے پاس بچ رہا۔

موئے مبارک کی برکت

بیہقی اور ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں حضرت خالد بن ولید کے عنوان کے تحت تحریر فرمایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ عمرہ کیا' تو آپ نے سر اقدس منڈایا اور لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک لینے کیلئے ٹوٹ پڑے پس میں نے بھی آگے بڑھ کر جبین اطہر کے بال بطور تبرک حاصل کر لئے جنہیں میں نے اپنی ٹوپی کے اگلے حصے میں رکھ لیا۔ اس کے بعد میں جس طرف رخ کرتا۔ فتح و کامرانی میرے قدم چومتی۔

بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ بال تھے وہ جس جنگ میں شامل ہوتے' فتح و نصرت سے ہمکنار ہوتے۔

یہودی کا گھر جل گیا

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی جب موذن کی آواز سنتا تو کہتا اللہ جھوٹے کو جلائے۔ ایک دن وہ یہی ہرزہ سرائی کر رہا تھا کہ اس کی ایک لونڈی آگ کا شعلہ لے کر داخل ہوئی جس سے ایک

چنگاری اڑی اور گھر میں آگ لگ گئی' وہ یہودی بھی اس آگ سے خاکستر ہو گیا۔

اذان سے شیطان بھاگ جاتا ہے

سہیل بن ابی صالح بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بنی حارثہ کی طرف بھیجا' میرے ساتھ اپنا غلام بھی تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی پکارنے والے نے باغ کے احاطے سے نام لے کر آواز دی تو میں نے دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اس حیران کن واقعے کا تذکرہ میں نے اپنے والد سے کیا تو انہوں نے کہا: جب تم ایسی آواز سنو تو نماز کی اذان کہو کیونکہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو بدروحوں سے واسطہ پڑے تو اذان کے کلمات کہے' اس سے وہ اسے نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ (بیہقی)

حضرت حسن کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس بھیجا' راستے میں اس کا ایک بدروح کے ساتھ سامنا ہوا تو اس نے یہ واقعہ حضرت سعد سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: اس صورت میں ہمیں اذان دینے کا حکم دیا گیا ہے' چنانچہ جب وہ شخص واپس ہوا تو راستے میں اسی بدروح نے اس کے ساتھ چلنا شروع کر دیا' یہ دیکھ کر اس نے اذان کہی تو وہ بدروح دور ہو گئی' پھر جب خاموشی اختیار کی تو وہ بدروح پھر سامنے آ گئی۔ اس نے دوبارہ اذان کہی تو بدروح چلی گئی۔

باب دوازدھم

معنوی معجزات

کمال خلق و خلق

فضائل اقوال و افعال و احوال

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت

امام ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف "اعلام نبوت" میں فرماتے ہیں۔
"جو شخص اعلیٰ اخلاق سے مشرف اور عمدہ افعال سے مزین ہو وہی اعلیٰ مراتب کا حقدار اور افضل اعمال کا سزاوار ہوتا ہے' کیونکہ اعلیٰ اخلاق اور عمدہ افعال ایسے اصول ہیں جو اپنے مناسبات اور موافقات کی طرف راجع ہوتے ہیں اور اپنے مباین و مخالف مقامات سے نفرت رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس جہاں میں نبوت سے اعلیٰ اور افضل کوئی مقام و منصب نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان سفارت و وساطت کا عظیم مرتبہ ہے' لہٰذا ساری مخلوق سے افضل شخص اس خصوصیت کا حامل اور مذکورۃ الصدر شرائط سے متصف ہی اس منصب کا اہل ہو سکتا ہے۔

یہ بات ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمان برکت نشان میں یا اس سے پہلے یا بعد کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کی گرد تک نہ پہنچ سکا' نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلق جمیل' خلق عظیم اور قول و فعل کے کمالات کی حد کو چھو سکا اسی حقیقت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں فرمایا وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

ایک اعتراض

اگر یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل نہیں بن سکتے کیونکہ سننے میں نہیں آیا کہ کسی نبی نے اپنی امت کے سامنے ان سے اپنی نبوت پر استدلال کیا ہو' نہ ہی رسالت کی قبولیت کے لئے ان پر اعتماد کیا ہے کیونکہ بعض اوقات غیر نبی کی ان کمالات میں بظاہر شرکت معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ نبی کو امتیاز کیلئے خرق عادت امر یعنی معجزہ ظاہر کرنا پڑتا ہے جس سے نبی کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے نہ کہ فضائل و اوصاف سے۔

جواب

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ فضیلت نبوت کی نشانیوں میں سے ہے اگرچہ یہ معجزات نبوت میں شمار نہیں مگر کمال فضیلت تک رسائی انتہائی دشوار ہے' اس لحاظ سے وہ معجزہ کے مترادف ہے' پھر غور کیجئے کہ جھوٹ سے اجتناب کمال فضیلت ہے اور جو شخص ادعائے نبوت ہی میں جھوٹا ہو' وہ بھلا فضیلت کے کمال تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ اس اعتبار سے کمال فضیلت صدق کا موجب ہے اور صدق قبولیت دعویٰ اور قبولیت کلام کا سبب'

لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا کمال فضیلت سے متصف ہونا ان کی نبوت کی زبردست دلیل ہے'
جب یہ بات واضح ہو گئی تو یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہئے کہ انسانی کمالات کا اعتبار مندرجہ ذیل چار وجوہ سے ہوتا ہے۔

1- کمال خلق 2- کمال خلق 3- فضائل اقوال 4- فضائل اعمال

پہلی وجہ کمال خلق(لاجواب سراپا)

اعتدال صورت اور کمال تناسب کے بعد کمال خلقت کا اظہار چار اوصاف سے ہوتا ہے۔

1- سکینت ووقار

یہ ایسا وصف ہے جو ہیبت اور تعظیم کا باعث بنتا ہے اور تقدیم و تسلیم کی دعوت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زبردست رعب تھا یہاں تک کہ شہنشاہ ایران کے ایلچی' جو شاہان فارس کی سطوت و وصولت اور جابر حکمرانوں کی ہیبت و شوکت سے آشنا اور ان کے ظلم و ستم کے عادی تھے' جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان پر لرزہ طاری ہوگیا۔ ان کے دلوں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رعب چھاگیا اور ان کی آنکھوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبردست عظمت سماگئی حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتکلف عظمت اور جاہ و جلال کا اظہار نہیں فرمایا نہ ہی شان و شوکت کی بے جا نمائش کی' بلکہ تواضع آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خصوصی وصف اور عجز و انکسار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شعار تھا۔

2- خندہ پیشانی

یہ ایسا وصف ہے جو اخلاص و محبت کا موجب اور خلوص و مودت کا سبب بنتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں ہردلعزیز اور محبوب تھے۔ خندہ پیشانی اور ادائے دلنوازی نے آپ کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں اس قدر مستحکم اور راسخ کردیا تھا کہ آپ کی بارگاہ کا حاضرباش کبھی ناراض ہوا نہ قرب حاصل کرنے والا کبھی دور ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ان کے والدین اور ان کی اولاد سے زیادہ محبوب اور پیارے تھے' بلکہ سخت پیاس میں' جبکہ پیاسا جاں بلب ہوتا ہے اور اس کو ٹھنڈا پانی انتہائی محبوب و مرغوب ہوتا ہے۔ آپ کی شان محبوبی اس سے بھی زیادہ تھی۔

3- حسن قبول

یہ دلکش ادا دلوں کو موہ لیتی ہے اور دل اس کی وجہ سے فرمانبرداری پر ہروقت آمادہ اور موافقت پر تیار رہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان قبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس کا لوگوں کے دلوں پر قبضہ تھا' اسی لئے لوگوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مصاحبت اور قرب کے جذبات موجزن اور مستحکم تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عناد و عداوت رکھنے والا بھی متنفر نہ ہوتا' نہ دور رہنے والا متوحش ہوتا' ہاں! جسے اس کے حسد نے شقاوت اور مخالفت نے حرماں نصیبی میں مبتلا کردیا ہو اس کا معاملہ اور ہے۔

4 - لوگوں کا میلان اطاعت

لوگوں کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و انقیاد کی طرف مائل ہونا اور شدید تکالیف و مصائب کے باوجود آپ کی موافقت پر ثابت قدم رہنا۔ آپ کے کمال خلقت کا شاندار مظہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دامان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے والا کوئی مخلص اور بارگاہ رسالت کا کوئی باریاب کبھی آپ سے جدا نہ ہوا نہ دور ہونا پسند کیا۔

یہ ہیں قوانین رسالت اور کمال سعادت کے چار دائرے' جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں علیٰ وجہ الکمال موجود تھے' لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت کے تقاضوں کے کامل مستحق تھے۔

دوسری وجہ - کمال خلق

دوسری وجہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال خلق سے متعلق ہے جو چھ اوصاف و خصائل پر مشتمل ہے۔

پہلی خصلت: یہ خصلت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رجاحت عقل' صحت فہم اور صدق فراست کی ہے جس کے کمال پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصابت رائے' حسن تدبیر اور حسن انتظام دلالت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مشن کی منصوبہ بندی میں کبھی غفلت سے کام نہیں لیا' نہ کبھی کسی مشکل گھڑی میں درماندگی اور عجز کا اظہار کیا' بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شروع ہی میں امور کے انجام پر گہری نظر ڈال لیتے' ان کی پوشیدہ گرہیں کھول لیتے اور مشکلات پر قابو پانے اور ان سے خلاصی کی تدبیر کر لیتے تھے' یہ امر راست فہمی اور دوراندیشی کے بغیر کب درست ہو سکتا ہے۔

دوسری خصلت: مشکلات اور نامساعد حالات میں ثابت قدمی اور یہی خصلت کا مقصود کمال ہے' مصائب اور سختیوں کے جاں گداز لمحوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیکر صبر بننا' مختلف تکلیف دہ احوال میں پریشانی اور اضطراب کا مظاہرہ نہ کرنا اور بڑے سے بڑے حادثے میں کمزوری اور بے بسی کا اظہار نہ کرنا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت کا حیران کن کمال ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مشکل امر پر قابو پانے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے پر قدرت رکھتے تھے ان مصائب آلام کے مقابل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت جانی اور صبر میں اضافہ ہی ہوتا تھا' دیکھئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قریش مکہ سے ایسے ایسے مصائب و آلام اور شدائد و تکالیف سہنے پڑے کہ جن کا تصور ہی انسان کو بوڑھا کر دیتا ہے اور جن کے صدمے سے فولادی قلعے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں' اس ضعف کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مصائب پر اس طرح صبر کرتے اور معرکہ حق و باطل میں ثابت قدم رہتے جیسے کوئی فاتح اور غالب فتح و غلبہ کے بعد پرسکون اور مطمئن ہوتا ہے۔

حماد بن سلمہ بطریق ثابت' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے لوگوں کو اللہ کے قہر و غضب سے ڈرایا مگر کسی کے دل میں خوف پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم! مجھے راہ خدا میں اس قدر اذیت دی گئی ہے کہ اس جتنی کسی کو نہیں دی گئی۔ مجھ پر ایسا بھی وقت آیا ہے کہ ایک دفعہ تیس دن تک میرے اور بلال کے لئے کھانا نہ تھا' سوائے اس کے جو بلال کی بغل کے نیچے چھپایا ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن زید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی دو دن مسلسل جو کی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے۔ یہ سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال تک برقرار رہا جو ہستی دعوت الی اللہ کی خاطر اس قدر مصائب اور تکالیف برداشت کرے اور صبر اختیار کرے' محال ہے کہ اس دعوت کے صلہ میں وہ دنیا کی طلبگار ہو' منفعت دنیا سے یہ بے نیازی دراصل طلب آخرت کی آئینہ دار ہے۔

تیسری خصلت' دنیا سے کنارہ کشی اور معمولی گزران پر قناعت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی دنیاوی عیش و عشرت کی طرف میلان نہیں فرمایا' نہ آپ اس کی لذتوں اور حلاوتوں پر فریفتہ ہوئے۔

حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ پیش کش کی گئی کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو زمین کے وہ خزانے عطا کردیئے جائیں جو نہ آپ سے پہلے کسی کو نصیب ہوئے نہ آپ کے بعد کسی کو ملنے کا امکان ہے اور آپ کے اخروی اجروثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا' ان خزانوں کو میرے لئے آخرت کا ذخیرہ بنا دیا جائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تَبَارَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا	بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لئے بہت بہتر اس سے کردے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں اور کرے گا تمہارے لئے اونچے اونچے محل

ہلال بن ابی خباب بحوالہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے' اس وقت حضور سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چٹائی پر تشریف فرما تھے اور چٹائی کے نشانات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر پڑے ہوئے تھے۔ یہ دلخراش منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بول پڑے' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ نرم بستر استعمال فرمالیا کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ میرا دنیا سے کیا سروکار؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' دنیا کے ساتھ میرا بس اتنا سا واسطہ ہے جیسے ایک گھوڑ سوار مسافر کا راستے کے ساتھ جو گرم دوپہر کے وقت کسی درخت کے سائے میں آرام کرتا ہے اور کچھ دیر ستانے کے بعد اس ٹھنڈی چھاؤں کو چھوڑ کر چل دیتا ہے۔

حمید بن بلال بن ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمارے سامنے ایک پیوند لگا کھردرا کمبل اور ایک موٹی سی چادر نکالی اور فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دو کپڑوں میں وصال فرمایا حالانکہ اس وقت آپ حجاز مقدس کے آخری کنارے سے عراق کی آخری حد تک۔ یمن کی سرحد سے عمان کے گھنے جنگلات تک کے مالک و مختار تھے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا سے کنارہ کشی کا یہ عالم تھا کہ

مال و دولت دنیا کمانے' اس کی ذخیرہ اندوزی کرنے اور مالی مغلوات سے جس قدر اعراض آپ نے فرمایا: دنیا میں کوئی شخص اس ترک دنیا میں آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کوئی وراثت نہیں چھوڑی' نہ مال کی صورت میں نہ قرض کی شکل میں' نہ نہر کھدوائی نہ محل تعمیر کروایا' نہ آپ کے اہل و اولاد میں سے کسی نے مال و متاع کا ترکہ پایا۔ مقصود یہ تھا کہ اہل بیت اطہار بھی دنیا سے اسی طرح بے علاقہ رہیں جس طرح خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زہد اختیار کرکے ترک دنیا فرمایا تاکہ زہد و پارسائی میں وہ بھی آپ کے نقش قدم پر گامزن ہوں اور دنیا سے کنارہ کش رہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زہد اختیار کرنے اور دنیاوی جھنجھٹوں سے بچنے اور اعراض کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے جو بکثرت احادیث میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہدایت یافتہ خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے زہد اور ترک دنیا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے (اور کسی نے بھی دنیا کے مفتوح خزانوں کو جو ان کے قدموں میں پڑے تھے' نگاہ غلط بیں سے نہیں دیکھا' بلکہ پائے حقارت سے انہیں ٹھکرا دیا) جو شخص زہد و اتقاء کے اس بلند ترین مقام پر فائز ہوں اور اپنے احباب و اصحاب کو اسی انداز میں ڈھال دے تو وہ اس قابل ہے کہ اس کے صاف دامن پر طلب دنیا کا کوئی داغ نہ لگے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی شخص اللہ پر جھوٹ باندھ کر آخرت کا طلب گار بنے۔

چوتھی خصلت۔ تواضع اور انکساری

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لوگوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنا اور اپنے فرمانبردار غلاموں سے مشفقانہ سلوک کرنا آپ کے اخلاق عالیہ کے کمال کی واضح دلیل ہے' آپ بازار میں پیدل چلتے' زمین پر بیٹھ جاتے' اپنے اصحاب اور اہل مجلس سے گھل مل کر بیٹھتے کہ پہچان مشکل ہوجاتی۔ بس تواضع کے ساتھ سر جھکا کر بیٹھنے اور کمال حیاء کے باعث آپ کی پہچان ہوتی۔ تواضع نے آپ کو نمایاں اور انکساری نے باوقار بنا دیا تھا۔ ایک دفعہ کوئی اعرابی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تو آپ کی ہیبت اور رعب سے تھر تھر کانپنے لگا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اطمینان رکھو'' میں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو مکہ میں سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی'' یہ تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالی اخلاق اور پاکیزہ عادات جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فطرت اور طبیعت میں داخل تھے۔ یہ کمالات ایسے نادر نہ تھے کہ انہیں شمار کرنے کی ضرورت پیش آئے' نہ اتنے قلیل تھے کہ ان کا احاطہ کیا جاسکے۔

پانچویں خصلت۔ حلم و وقار

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طیش کے وقت بردباری کا اظہار کرنا اور اشتعال کے مواقع پر جھنجلاہٹ اور جذباتیت سے بچنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی پانچویں خصلت ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلبہ کی صورت میں ہر بردبار سے زیادہ بردبار اور جھگڑا کی حالت میں ہر سلیم العقل سے

زیادہ سلیم العقل تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاہل اور گنوار بدوؤں کی شدید گستاخی اور بداخلاقی کی آزمائش سے دوچار ہونا پڑا مگر کبھی آپ سے عجیب و غریب کلام یا غصے میں خفیف الحرکتی کا صدور نہیں ہوا جبکہ ایسے مواقع پر بڑے سے بڑا حلیم و بردبار لغزش کھا جاتا ہے اور انتہائی باوقار شخص بھی منہ سے ہفوات بکنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواہشات کے میلان اور ہر قسم کی لغزش بیجا کی وجہ سے طیش میں آنے سے معصوم و محفوظ رکھا تاکہ اپنی امت پر رحیم و شفیق اور مخلوق پر مہربان رہیں۔ قریش نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے مگر آپ نے ہر زیادتی پر صبر کیا اور ان سے چشم پوشی فرمائی۔ کفار کے اس اذیت ناک طرز عمل میں صرف احمق اور کمینے لوگ ہی شامل نہ تھے' بلکہ ان کے بڑے بڑے عقلمند اور دانشور بھی جتھہ بند ہوکر آپ کے خلاف برسرپیکار ہو گئے۔ وہ جس قدر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم کرتے آپ اتنا ہی ان سے اعراض اور درگزر فرماتے یہاں تک کہ ان پر غلبہ اور قابو پانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔ فتح مکہ کے دن جب وہ مغلوب ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جمع تھے آپ نے ان سے فرمایا: تم مجھ سے کس قسم کی توقع رکھتے ہو؟ جواب دیا آپ کریم چچا کے مہربان فرزند ہیں اگر آپ ہمیں معاف فرما دیں گے تو ہمارے گمان کے عین مطابق ہو گا اور اگر انتقام لیں گے تو قرین انصاف ہو گا کیونکہ ہم سے زیادتیاں صادر ہوئی ہیں۔ یہ سن کر حضور رحمت کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

آج تم پر کوئی ملامت نہیں' اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

اس کے بعد دعا فرمائی الٰہ العالمین! تو نے اس سے پہلے قریش کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے' اب ان کے پچھلے حصے کو انعامات و کرامات سے نواز دے۔

چھٹی خصلت - عہد کی پاسداری اور وعدہ وفائی

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ عہد کی پاسداری اور حفاظت فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عہد نبھانے والوں کے ساتھ کبھی عہد شکنی نہیں کی' نہ کبھی وعدہ خلافی فرمائی کیونکہ وعدہ خلافی آپ کے نزدیک گناہ کبیرہ اور بری عادت تھی۔ آپ عہد شکنی اور وعدہ خلافی کے بارے میں انتہائی سخت رویہ رکھتے تھے اور وعدہ کی پاسداری میں انتہائی مشکل حالات سے گزر جاتے تھے اور ہر صورت میں وعدے پر قائم رہتے تھے' البتہ! جب معاہدہ کرنے والا خود عہد توڑنے کی ابتداء کرتا تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بہتر راستہ نکال دیتا جیسے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں نے معاہدہ کے بعد خود ہی خلاف ورزی کی یونہی قریش نے صلح حدیبیہ کے بعد عہد شکنی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عہد شکنی کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں خوش آئند بنا دیا۔ یہ ہیں وہ خصال حمیدہ جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ میں پورے کمال پر تھیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام خلائق پر فضیلت

بخشی۔

تیسری وجہ فضائل اقوال

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل اقوال میں آٹھ خصلتیں واجب اللحاظ ہیں۔

خصلت اول: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکمت بالغہ سے نوازا گیا' نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑے بڑے علوم عطا کئے گئے' حالانکہ آپ امی امت کے امی نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی کتاب پڑھی نہ کوئی علمی درس کسی سے لیا نہ اصحاب علم و فضل کی صحبت اختیار کی نہ کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ اس کے باوجود آپ سے ان علوم کا ظہور ہوا جن سے عقلیں حیران اور انسانی فہم و ذکاء ششدر ہے۔ اسی علمی کمال کے باعث آپ سے اقوال و افعال میں کبھی لغزش صادر نہیں ہوئی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شریعت مطہرہ کا دارومدار چار احادیث پر رکھا جس سے مقصود حاصل اوراجتہاد کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ وہ احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

۲۔ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَ بَیْنَ ذٰلِکَ اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ وَ مَنْ یَحُمْ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یَقَعَ فِیْهِ

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی' ہاں! ان کے درمیان بعض مشتبہ امور ہیں جو شخص چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے خطرہ ہے کہ وہ اس چراگاہ میں کسی روز داخل ہو جائے۔

۳۔ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ

ایک شخص کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ وہ غیرضروری اور بے مقصد باتوں کو ترک کردے۔

۴۔ دَعْ مَایُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیْبُکَ

جو بات شک و شبہ میں ڈال دے' اس کو چھوڑ دو اور اس بات کو اختیار کرلو جو شبہ میں نہ ڈالے۔

خصلت دوم: حضور سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان تمام باتوں کا محفوظ رکھنا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام اوران کی امتوں کے حالات پہلے زمانوں میں دنیا کی خبریں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چھوٹی بڑی چیز پوشیدہ نہ رہی نہ کوئی تھوڑی یا زیادہ چیز آپ کے احاطہ علمی سے باہر رہی حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حالات کو کسی کتاب سے نہیں پڑھا نہ آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا۔ یہ سارا کمال آپ کے ذہن صحیح صدر وسیع اور قلب شریح کی بدولت ہے اور یہی تو تینوں ایسے آلات ہیں جن کے سپرد رسالت کی جاتی ہے اور ان کے ذریعے ہی نبوت کا بارگراں اٹھایا جاتا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منصب نبوت کے زبردست اہل تھے جس کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے اور اس

کے غلبہ و قیام کی ذمہ داری آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈالی گئی۔

خصلت سوم: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریعت مطہرہ کو ظاہر دلائل کے ساتھ مضبوط و مبرہن کرنا اور اسے واضح علتوں کے ساتھ بیان کرنا یہاں تک کہ کوئی ایسی بات نہ چھوٹے جسے عقل انسانی معقول نہ قرار دے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز داخل کی جائے جس کا عقل انکار کرتی ہو' اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور بلیغ حکمت سے نوازا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قلیل الفاظ سے کثیر حقائق کا پتہ دیا ہے اور اطالت کلام سے گریز کیا ہے اور پردہ اخفاء میں پڑی ہوئی باتوں کو بے نقاب کیا ہے۔ یہ اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے آسان تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور رہنمائی ہر گھڑی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شامل حال تھی۔

خصلت چہارم: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محاسن اخلاق کا حکم دیا۔ عمدہ آداب کی دعوت دی۔ صلہ رحمی کی ترغیب دی۔ ضعیفوں اور یتیموں پر مہربانی کی تلقین کی' پھر باہمی حسد اور بغض سے منع کیا' قطع تعلق اور جدائی سے روکا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

لوگو! باہم تعلقات منقطع نہ کرو' ایک دوسرے سے بے رخی نہ کرو۔ بغض و عداوت نہ رکھو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ امت محمدیہ میں فضائل کی کثرت ہو' محاسن اخلاق کا دور دورہ ہو اور مستحسن آداب کا ان پر غلبہ ہو' وہ اچھائی کی طرف پروانہ وار بڑھیں اور برائی سے حد درجہ دور رہیں۔ یوں ان میں اس ارشاد ربانی کا کامل تحقق ہو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں' بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

اس حیران کن تربیت کا اثر یہ ہوا کہ امت محمدیہ کے افراد احکام خداوندی پر پابند ہو گئے اور زواجر و نواہی سے انتہائی دور رہنے لگے جس کی وجہ سے ان کی دینی و دنیوی صلاح اور بہتری اپنے نکتہ عروج کو پہنچ گئی' یہاں تک کہ ان کے دم قدم سے اسلام ضعف کے بعد طاقتور اور شرک قوت کے بعد مغلوب ہو گیا اور یہ پاکیزہ نفوس امامت و قیادت کے حامل بن گئے۔

خصلت پنجم۔ وضوح جواب و ظہور حجاج

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا واضح اور اطمینان بخش جواب دیتے اور جب کسی معاملہ پر اختلاف و نزاع ہوتا تو مخالف آپ کے دلائل قاہرہ اور حجج ظاہرہ کے سامنے بے بس اور مغلوب ہو جاتا' نہ تو آپ کی زبان رکتی' نہ عجز اظہار مدعا میں رکاوٹ بنتا اور کوئی خصم کسی امر نزاع میں معارضہ کی تاب نہ لا سکتا' کیونکہ آپ کا جواب انتہائی واضح اور دلائل مستحکم و مضبوط ہوتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابی بن خلف جمی ایک پرانے قبرستان سے ایک بوسیدہ ہڈی لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسے مسل کر کہنے لگا۔ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کا گمان ہے کہ جب ہم اور ہمارے آباء و اجداد مر کر مٹی ہوجائیں گے جیسا کہ یہ بوسیدہ ہڈی ہے تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ آپ نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے جو کسی اور سے سننے میں نہیں آیا بھلا ان ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد کون زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان پر برہان نبوت کو یوں جاری فرمایا۔

يُحْيِيْهَا الَّذِىْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٍ تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔

یہ جواب سن کر وہ مبہوت ہو گیا اور بغیر معارضہ کئے واپس چلا گیا۔

ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا عدویٰ ولا طیرۃ مرض متعدی نہیں ہوتا اور بدفالی کوئی چیز نہیں۔

تو ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اونٹ کے ہونٹ پر معمولی سی خارش ہوجائے تو یہ بیماری سارے اونٹوں میں پھیل جاتی ہے' فرمایا: پہلے اونٹ کو کس سے بیماری لگی تھی؟ یہ سن کر سائل دم بخود رہ گیا۔

خصلت ششم: تضاد بیانی اور دراز گوئی سے حفاظت و عصمت

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو تضاد بیانی' تحریف کلام اور دراز گوئی سے محفوظ رکھا کیونکہ بات بڑھا کر بیان کرنا جھوٹ کی طرف منسوب اور صداقت سے دور ہوتا ہے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن اور جوانی میں ہمیشہ صدق اور راست گوئی کے ساتھ مشہور تھے یہاں تک کہ صادق اور امین کے القابات سے پکارے جاتے تھے۔

دعوت اسلام سے قبل قریش کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت پر کامل یقین تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو اعلانیہ آپ کی تکذیب کرنے لگے' پھر اس تکذیب کی وجوہات مختلف تھیں۔ کسی نے ازراہ حسد جھٹلایا۔ کسی نے عناد کے باعث تکذیب کی اور کسی نے اس بات کو بعید سمجھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہوسکتے ہیں اگر ان کے حاشیہ خیال میں اظہار نبوت سے پہلے کا آپ سے منسوب ادنیٰ سا جھوٹ بھی ہوتا تو وہ اس جھوٹ کو اعلان نبوت کے بعد ضرور تکذیب رسالت کی دلیل بناتے جو شخص اوائل عمر میں اس قدر راست گو ہو' وہ پختہ عمر میں اس سے کہیں زیادہ سچا ہو گا اور جو اپنی ذات کے بارے میں ہر شائبہ کذب سے معصوم اور پاک ہو وہ حقوق اللہ کے بارے میں ضرور سچا اور راست باز ہو گا۔ ایک منکر معاند کی تردید اور دفعیہ کیلئے یہ زبردست دلیل ہے۔

خصلت ہفتم۔ بقدر حاجت و کفایت گفتگو

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاص ضرورت اورحاجت کے وقت گفتگو فرماتے اور اس میں بھی قدر کفایت پر اقتصار فرماتے' نہ فضول گوئی سے کام لیتے اور نہ بالکل خاموش رہتے۔ ان دو حالتوں یعنی حاجت اور کفایت کے علاوہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ کم گو' خوش گفتار اور خوش تدبیر تھے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہر عیب و اختلال سے محفوظ رہا۔ دلکشی اور رونق اس پر غالب رہی۔ زبانیں اس کی حلاوت اور مٹھاس سے لذت اندوز ہوتی رہیں یہاں تک کہ وہ دلوں میں نقش ہو گیا اور کتابوں کی زینت بنتا چلا گیا' حالانکہ یہ بات مسلم و محقق ہے کہ کثرت کلامی لغزش سے خالی نہیں ہوتی۔ فضول گوئی سے اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے ایک دفعہ ایک اعرابی مسلسل بڑ بڑ کئے جارہا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اعرابی! تمہاری زبان کے سامنے کتنے پردے ہیں؟ اس نے جواب دیا ہونٹ اور دانت۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کلام کی تیزی اور زیادتی کو ناپسند فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ اور شاداب رکھتا ہے جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے اور بقدر حاجت گفتگو کرتا ہے۔

خصلت ہشتم۔ بے مثال فصاحت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ فصیح اللسان اور انتہائی صاف بیان تھے۔ آپ کے کلام میں کمال اختصاروجامعیت' الفاظ میں فصاحت و وضاحت اور مفہوم و معانی میں صحت پائی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گفتگو تکلف اور بناوٹ کی قباحت سے پاک تھی۔ کبھی لگی لپٹی اور الجھی ہوئی بات نہیں کہتے تھے۔ آپ کا سارا کلام شروط بلاغت کو جامع اور ہر طریق فصاحت کو نمایاں کرنے والا ہے' اگر یہ کلام کسی اور کلام کے ساتھ ملایا جائے تو اپنے مخصوص اسلوب کی وجہ سے ممتاز ہو گا اور اس میں آثار تنافر ظاہر ہوجائیں گے' یوں حق و باطل میں کوئی التباس نہیں رہے گا اور کلام رسول کی صداقت باطل سے جدا نظر آئے گی حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلاغت کے حصول میں کوئی کوشش نہیں کی' نہ اصحاب بلاغت مثلاً خطباء' شعراء یا فصحاء کے ساتھ کبھی میل جول یا اختلاط رکھا' بلکہ اس کمال کا منشاء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبعی فطرت اور فیضان جبلت ہے اور اس بے مثال فصاحت و بلاغت کی ایک غرض و غایت تھی یعنی ایک بہت بڑے واقعے (نبوت) کی تکمیل و تشیید۔

چوتھی وجہ: کمالات نبوت پر دلالت کرنے والی چوتھی وجہ جس کا اندازہ مندرجہ ذیل آٹھ خصلتوں سے ہوتا ہے۔

اعلیٰ سیرت اور حسن سیاست

1 - نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعلیٰ سیرت اور نئے دین کے اجراء و استحکام میں حسن سیاست' یہاں تک کہ اس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہو گئیں اور بہترین منصوبہ جس کی بدولت دین اسلام کو دوام نصیب ہوا اور وہ آج تک جاری

ہے۔ اس دین کے باعث آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کی مرغوب و محبوب چیزوں سے ہٹا کر نامرغوب چیزوں (مثلاً بت پرستی، شراب، جواء، زنا اور ظلم و زیادتی سے ہٹا کر انہیں خداپرستی اور صالح زندگی) کی طرف پھیر دیا اور رائج باتوں سے غیرمروج طریقوں کی طرف موڑ دیا تو ان کے دلوں نے اس انقلاب کو بخوشی قبول کیا اور خوف خدا اور حصول رضا کے داعئے نے انہیں دین حق کے سامنے سرنگوں کردیا۔ اس قدر دینی استحکام اور حسن انتظام اسی صورت میں ممکن ہے کہ کمال زیرکی و دوراندیشی اور عزم مصمم کے ساتھ تائید ربانی حاصل ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ مشروع فرمایا اگر اس کیساتھ حکم خداوندی موجود ہے تو وہ حجت قاہرہ ہے اور اگر اپنے اجتہاد سے کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقانیت کا واضح نشان ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شریعت کے جو ضابطے قیامت تک کیلئے نافذ فرمائے ان کی صحت و حقانیت کی اتنی دلیل ہی کافی ہے کہ وہ سلف سے خلف تک مقبول و متداول رہے۔ ان کی حلاوت میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے اور ان کے حسن پر روز نئی بہار ہے۔ اہل علم و دانش دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام زمانوں کیلئے نظام حیات تسلیم کرتے ہیں حالانکہ ہر زمانے کے حالات اور مالوفات میں تبدیلی آتی رہتی ہے جو شخص اس دین پر قائم رہتا ہے یہ اس کے لئے برہان ہے اور جو شک و ارتیاب میں مبتلا ہوتا ہے اس کیلئے حجت قاطع اور روشن بیان ہے۔

2- دعوت کا ترغیبی اور ترہیبی انداز

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین حق کی طرف میلان رکھنے والوں کیلئے ترغیب اور سرکشوں کیلئے ترہیب کا انداز دعوت اختیار فرمایا یہاں تک کہ دونوں فریق راہ حق میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و اعانت پر متفق ہو گئے اور اقامت دین کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے، اس سلسلہ میں بعض کے پیش نظر دنیا و آخرت میں رضائے رب کی ترغیب تھی اور کچھ لوگوں کو زوال نعمت اور عذاب آخرت کا دھڑکا لگا تھا۔ یہ اس لئے کہ انقیادواطاعت اور فرماں برداری میں مزاجوں اور طبیعتوں کا اختلاف ہوتا ہے اور اطاعت و فرمانبرداری کا عمل کسی ایک فریق کے ساتھ بخوبی قائم نہیں رہ سکتا، بلکہ دونوں فریق اس کے باقی اور جاری رکھنے کیلئے ضروری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کے باعث دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استحکام نصیب ہوا اور دنیا میں بھلائی اور صلاح کا عمل جاری ہوا۔

3- معتدل شریعت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت معتدل شریعت ہے جو نصاریٰ کی غلو و شدت اور یہودیوں کی بے جا تقصیر سے یکسرپاک اور مبرا ہے۔ دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشہور ضابطہ ہے

خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا — بہترین امور وہی ہیں جو افراط و تفریط سے خالی ہوں۔

کیونکہ جو کام راہ اعتدال سے متجاوز ہوجائے تو اس میں بھلائی اور درستی کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔

4- یہود و نصاریٰ کے طریق سے اجتناب

حضور سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہودیوں کی طرح دعا کی، لذتوں میں

غرق ہونے کی ترغیب نہیں دی' نہ نصرانیوں کی طرح انہیں ترک دنیا اور رہبانیت کی تعلیم دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں راہ اعتدال اختیار کرنے کا حکم دیا کہ دنیا سے بقدر کفایت و ضرورت حصہ لیں اور مال کی جمع و کثرت سے اجتناب کریں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ اَخَذَ مِنْ هٰذِهٖ وَ هٰذِهٖ

تم میں بہتر وہ ہے جو اس دنیا سے حصہ لے اور آخرت میں سے بھی

5- علوم دینیہ اور احکام نازلہ کا اہتمام

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دینی علوم اور احکام نازلہ کی طرف توجہ دینا اور ان کی تعلیم و تدریس کا اہتمام فرمانا پانچویں خصلت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کیلئے تمام احکام تکلیفیہ کو واضح کر دیا' حلال و حرام اور مباح و محظور کو کھول کر بیان کر دیا۔ نکاح و معاملات کے جائز و ناجائز امور کی وضاحت کردی یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ اپنے اکثر معاملات اور وراثت کے مسائل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف رجوع کرنے لگے حالانکہ شریعت محمدیہ کسی اور شریعت کی محتاج نہیں' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شریعت کے ایسے اصول و ضوابط مقرر فرمائے جو ان واقعات و حوادث پر دلالت کرتے ہیں جن سے اہل جہاں بے خبر تھے اور ان سے ایسے احکام مستنبط کئے جو علل و اسباب پر مبنی تھے۔ یوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان اصول و ضوابط کی روشنی میں اور رفع التباس کے بعد لوگوں کو نص سے بے نیاز کردیا۔ (یعنی اب کسی نئی شریعت یا رسالت کی ضرورت مطلقاً نہیں رہی۔)

پھر تمہید شریعت اور وضع ضوابط کے بعد عموم دعوت اور اظہار حجت کیلئے حاضرین صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اس دین کے آفاقی نظریات کو دوسرے لوگوں تک پہنچائیں آپ نے فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلاَ تُكَذِّبُوا عَلَيَّ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ

میری طرف سے یہ دین پہنچا دو' البتہ! میری طرف جھوٹ منسوب نہ کرنا کیونکہ جن لوگوں تک میرے احکام پہنچائے جائیں گے ان میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو بیان کرنے والوں سے زیادہ محفوظ رکھیں گے اور بعض اوقات دین لے کر جانے والوں سے زیادہ دین کی سمجھ پائیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احکام شریعت کو نص کے ساتھ محکم کیا اور انہیں حاضر و غائب اور قریب و بعید سب کے لئے عام کردیا کہ وہ ان امور کو دوسروں تک پہنچائیں۔ یوں حقوق امت سے عہدہ برآ ہو گئے تاکہ احکام ربانی میں کوئی کوتاہی نہ رہ جائے اور مصالح امت میں کوئی خلل واقع نہ ہو یہ سارا کارنامہ ایک قلیل مدت میں سرانجام دیا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی طویل زمانہ نہیں پایا تھا کہ سارے کام کو خود پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے۔

4- مسلسل جہاد

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ وقت دشمنان دین کے خلاف مصروف جہاد رہے حالانکہ انہوں نے آپ کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا اور پوری طرح نرغے میں لے رکھا تھا' آپ اس وقت انتہائی بے سروسامان اور بے یارومددگار تھے صرف گنتی کے چند آدمی آپ کے ساتھ تھے جو آپ کی برکت سے بڑھتے گئے اور ذلت کے بعد عزت پاتے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دشمن کی قوت کو کچل کر انہیں محفوظ کردیا اور رعب کے ساتھ آپ کی نصرت کی گئی۔ یوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات میں دو کمالات جمع کر دیئے گئے۔

1- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریعت اسلامیہ کے ساتھ خصوصی اہتمام یہاں تک کہ وہ غالب ہو کر چھا گئی۔

2- دشمن کے خلاف مسلسل جہاد' حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کامل غلبہ نصیب ہوا۔

ان دونوں امور کا کسی کی ذات میں جمع ہونا انتہائی دشوار ہے۔ بجز اس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ اپنی نصرت و اعانت سے نوازے اور اپنے لطف و کرم کا سزاوار ٹھہرائے۔

7- پامردی اور بہادری

لڑائیوں میں شجاعت اور دشمن کے مقابل پامردی کا مظاہرہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خصوصی کمال ہے آپ نے جس لڑائی میں شرکت فرمائی' اس میں بہادری کے جوہر دکھائے یہاں تک کہ کامیابی نے آپ کے قدم چومے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہترین دفاع کیا اور اپنے مقام پر ڈٹ کر مقابلہ کیا کسی صورت پسپائی اختیار نہیں کی نہ مرعوب ہو کر کبھی حیران و ششدر ہوئے۔

غزوۂ حنین میں جبکہ اکثر صحابہ کرام کے قدم اکھڑ ہو گئے۔ آپ دشمن کے حملہ آور دستے کے سامنے صبرواستقلال کے ساتھ ڈٹے رہے۔ اس وقت آپ ایک ست رفتار خچر پر سوار تھے اور آپ کے اردگرد اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام میں سے صرف نو افراد تھے۔ آپ اپنا علانیہ اظہار کرکے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پکار رہے تھے' اللہ کے بندو! میری طرف آؤ میں نبی ہوں یہ کوئی جھوٹی بات نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی طرف لوٹے' بنو ہوازن آپ کو دیکھ رہے تھے مگر آپ کے قریب آنے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے' حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دشمن کی کثرت تعداد سے خوفزدہ ہوئے نہ ان کے زوردار حملے سے پسپا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے طاقتور لشکروں کے ساتھ آپ کی امداد فرمائی جس کی وجہ سے دشمن کو شکست فاش ہوئی۔ اس دوران آپ نے کمال صبر سے کام لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و مدد سے کامیاب و کامران فرمایا یہ آپ کی شجاعت اور بہادری کا ایسا مظاہرہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک پریشان کن آواز سنائی دی تو لوگ اس آواز کی جانب چلے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آواز کی طرف ان سے پہلے جا چکے ہیں' واپسی پر جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور گلے میں تلوار تھی۔ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: لوگو! ہرگز نہ ڈرو' مت

گھبراؤ' پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ہم نے تمہارے گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا حالانکہ قبل ازیں یہ گھوڑا سست رفتار تھا اور اس کے بعد کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہ لے سکتا تھا۔

یہ بے خوفی دراصل اس وجہ سے تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ تھا کہ وہ عنقریب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائے گا اور آپ کے دین کو غلبہ عطا کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل میں غلبہ کا وعدہ فرمایا ہے۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّه تاکہ اسے (دین اسلام کو) سب دینوں پر غالب کر دے۔

اور اس فتح و غلبہ کی تصدیق مندرجہ ذیل فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔

زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا سَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِي مَازُوِيَ لِي مِنْهَا

زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی' پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا ہے' عنقریب میری امت کا ملک و اقتدار وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لئے زمین سمیٹی گئی۔

اقامت حق اس دعویٰ کا بہت بڑا ثبوت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت کی واضح شہادت۔

8- حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے مثال جود و سخا

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جود و سخا کی ایسی کریمانہ خصلت عطا فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پاس موجود ہر چیز دوسروں کو عطا فرما دیتے اور اپنی پسندیدہ و مرغوب چیز کیلئے دوسروں کو ترجیح دیتے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت آپ کی زرہ چند کلو جو کے بدلے ایک یہودی کے ہاں رہن پڑی تھی' حالانکہ اس وقت پورا جزیرۃ العرب آپ کے زیر حکم و تصرف تھا' اس سے قبل عرب میں کتنے ہی دولت مند بادشاہ اور مالدار قبیلے تھے جو اپنے خزانوں اور دولت کے ذخیروں پر بڑا گھمنڈ کرتے تھے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے' جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب پر پھیلے ہوئے ان علاقوں کو فتح کیا تو آپ نے درہم و دینار جمع نہ کئے' بلکہ معمول کی خشک خوراک اور موٹے سخت لباس پر قناعت فرمائی۔ اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر سخاوت موجزن تھا اور بڑی بڑی جماعتیں اس جودوکرم سے فیض یاب ہو رہی تھیں جبکہ خود فاقوں کی تلخیوں سے لذت اندوز ہو رہے تھے اور پراگندہ حالی پر صابر و قانع تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب قبیلہ ہوازن کی بے اندازہ دولت آپ کے دست تصرف میں موجود تھی اس مال و دولت کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- قیدی	چھ ہزار نفوس (6000)
2- اونٹ	چوبیس ہزار (24000)
3- بکریاں	چالیس ہزار (40000)
4- چاندی	چار ہزار اوقیہ (4000)

یہ سارا مال غنیمت تقسیم فرما کر خالی ہاتھ کاشانہ اقدس کی طرف لوٹ گئے' گیا عالم وجود میں اس جودوکرم کی کوئی مثال

ہے؟

یہ ہیں فضائل و کمالات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ آبدار موتی جن کا کوئی شمار نہیں نہ اس بحر بیکراں کا کوئی ساحل ہے۔

لَقَدْ جَهِدَ كُلُّ مُنَافِقٍ وَ مُعَانِدٍ وَ كُلُّ زِنْدِيْقٍ وَمُلْحِدٍ اَنْ يَّزْرِىَ عَلَيْهِ فِىْ قَوْلٍ اَوْفِعْلٍ اَوْيُظْفِر بِهَفْوَةٍ فِىْ جِدٍّ اَوْهَزْلٍ فَلَمْ يَجِدْ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَ حَقِيْقٌ بِمَنْ بَلَغَ مِنَ الْفَضَائِلِ غَايَتُهَا وَاسْتَكْمَلَ لِغَايَاتِ الْكَمَالاَتِ التها اَنْ يَّكُوْنَ لِزَعَامَةِ الْعَالَمِ مُؤهِلاً وَلِلْقِيَامِ بِمَصَالِحِ الْخُلُقِ مُؤَمِّلاً وَلاَ غَايَةَ لِبَشَرٍ بَعْدَ النُّبُوَّةِ اَنْ يَّعْمُرَبِهٖ صَلاَحٌ اَوْيَتَحَسَّمُ بِهٖ فَسَادٌ فَاقْتَضٰى اَنْ يَّكُوْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَهَا اَهْلاً وَلِلْقِيَامِ بِهَا مُؤَهِلاً وَلِذٰلِكَ اِسْتَقَرَّتْ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حِيْنَ بَعَثَ رَسُوْلاً وَ نَهَضَ بِحُقُوْقِهَا حِيْنَ قَامَ بِهَا كَفِيْلاً فَنَاسَبَهَا نَاسِبَتُهٗ وَلَمْ يَذْهَلْ لَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حِيْنَ اَتَتْهُ

ہر منافق و معاند اور ہر زندیق و ملحد نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ آپ کے کسی قول و فعل میں کوئی نقص نکال سکے' یا شعوری یا غیرشعوری لغزش تلاش کرنے میں کامیاب ہوسکے مگر اسے اس طرف کوئی راستہ نہ ملا۔

جو شخص فضائل و کمالات کی اس بلند انتہا کو پہنچ گیا ہو وہی دنیا کی امامت و سیادت کا اہل اور اصلاح خلق کی اہم ذمہ داری کے قابل ہے اور انسان کے لئے نبوت کے بعد کمال کی کوئی اور انتہا نہیں جس کے ذریعے اصلاح کا عمل جاری ہوسکے اور فساد کا مادہ ختم کیا جاسکے۔ اس غایت قصویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس منصب علیا کے اہل اور اس کی گرانبار ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل ہیں اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحیثیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منصب نبوت اور دعوت حق کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا اور اس کے حقوق کو کماحقہ ادا کیا' اس لحاظ سے آپ ہی اس منصب کے سزاوار تھے اور یہ منصب آپ کے لائق تھا اور آپ نے اس فریضہ کی ادائیگی میں ذرا سی کوتاہی نہیں کی۔

یہ اصول ہے کہ جب دو چیزیں باہم مشابہت رکھتی ہوں۔ وہ متشاکل ہوتی ہیں اور جو متشاکل ہوں انہیں ایک دوسرے سے محبت ہوتی ہے اور یہ باہمی الفت اتفاق و وفاق کی علامت ہے اور یہی اتفاق ہر انتظام کی بنیاد اور ہر التئام کی اساس ہے' لہٰذا یہ ضابطہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت نبوت کی واضح دلیل اور صدق رسالت کی ظاہر نشانی ہے' اس کامل وضاحت کے بعد جو صدق و صحت رسالت کا انکار کرے وہ ہر شرف انسانیت سے عاری اور ہر کمال سے خالی ہے۔ سب تعریفیں اللہ کی ذات کیلئے ہیں جس نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی اور اطاعت کی توفیق دی اور ہمیں رسالت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی راہ دکھائی۔ (انتھی کلام الامام الماوردی باختصار)

حجتہ الاسلام امام غزالی کی تحریر

حجتہ الاسلام امام ابوحامد غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "احیاء علوم الدین" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کا مشاہدہ کرے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان اخبار و روایات کی طرف توجہ کرے جو آپ کے اخلاق' افعال' احوال عادات' خصائل' اصناف و اقسام خلق کی سیاست' ان کے نظم و ضبط کی طرف رہنمائی اور پوری مخلوق کو اطاعت و فرماں برداری پر آمادہ کرنے کے متعلق ہیں نیز دقیق مسائل کے حیران کن جوابات' مصالح خلق کی انوکھی تدابیر اور ظاہر شرع کی تفصیل میں عمدہ اشارات کی حکایات جن کی باریکیوں تک رسائل کیلئے فقہاء و علماء کی عقلیں عمر بھر ورطہ حیرت میں رہتی ہیں' کو بہ نظر غائر دیکھے تو اس کو ذرا برابر شک و شبہ نہ رہے گا کہ یہ امور قوت بشری پر مبنی حیلہ و تدبیر سے حاصل نہیں ہوسکتے' بلکہ بغیر آسمانی تائید اور ربانی قوت کے ان کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا اور کسی جھوٹے فریب کار سے تو ان امور کا صدور قطعاً محال ہے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شمائل و احوال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدق نبوت اور صحت رسالت کے قطعی دلائل ہیں۔ ایک خالص عرب آپ کو دیکھ کر پکارا اٹھتا واللہ! یہ پرنور چہرہ کسی کذاب کا نہیں ہوسکتا' یعنی صرف شکل و شمائل کو دیکھ کر ہی وہ آپ کے صدق نبوت کی شہادت دے دیتا تو جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کا گواہ اور آپ کے تمام حالات سے بخوبی آگاہ ہو وہ کیسے آپ کی حقانیت کی گواہی نہ دے گا؟ ہم نے کسی قدر آپ کے اخلاق بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے محاسن اخلاق کا پتہ چلے اور آپ کی صداقت' بارگاہ خداوندی میں عالی منصبی اور عظمت شان کا اظہار ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ سب شانیں عطا فرمائی ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امی محض تھے نہ علم کی مزاولت کی' نہ کتابوں کا مطالعہ کیا نہ علم کی تلاش و طلب میں کبھی سفر کیا' ہمیشہ جہال عرب کے سامنے یتیمی ضعیفی اور بے کسی کی حالت میں رہے۔ ایسی بے سروسامانی کی صورت میں محاسن اخلاق آداب اور مصالح فقہ کی پہچان کہاں سے حاصل کرسکتے تھے؟ دوسرے علوم کو تو چھوڑیئے۔ اگر صریح وحی الٰہی کا سلسلہ نہ ہوتا تو معرفت الٰہی' فرشتوں' کتابوں اور دیگر امور کا جو نبوت کے خواص میں سے ہیں' کہاں نام و نشاں ملتا؟ قوت بشری بالذات ان سے آگاہی کیسے حاصل کرسکتی ہے؟ پس اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہی ظاہری امور ہی ہوتے تو آپ کی نبوت کی کافی دلیل تھے مگر آپ کے دست اقدس پر اس قدر معجزات و آیات کا صدور وظہور ہوا ہے کہ انہیں دیکھ کر کسی عاقل کو صحت نبوت میں ادنیٰ سا شبہ بھی نہیں رہتا" پھر امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"پس انتہائی بے عقل اور غبی ہے وہ شخص جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال' اقوال' افعال' اخلاق' معجزات' پھر شریعت اسلامیہ کے دوام' اقطار عالم میں اس کے انتشار و اشاعت' پھر آپ کے عہد ہمایوں اور مابعد کے شاہان عالم کا آپ کے حضور سر اطاعت خم کرنے کا سلسلہ دیکھے باوجودیکہ آپ ضعیف اور یتیم تھے' پھر آپ کی رسالت و نبوت کی صحت و صداقت میں کسی طرح شک و شبہ کرے"

اور بڑا با توفیق اور خوش نصیب ہے وہ آدمی جو نبی اکرم ص للہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر ایمان لائے۔ صدق دل سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرے اور ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابعداری اور غلامی اختیار کرے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے لطف و کرم سے ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق' افعال' احوال اور اقوال میں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام قسطلانی کے فرمودات

امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "مواہب لدنیہ" میں فرماتے ہیں۔

"کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بحار معارف میں سے کسی نقطے' یا سحائب عوارف کے کسی قطرے کا جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افاضہ فرمائے ہیں۔ احاطہ نہیں کر سکتا جب تم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ جامع کلمات اور مخصوص بدیع حکمتوں پر نظر کرو گے اور آپ کے حسن سیرت' گزشتہ زمانوں' برباد امتوں اور بے نشان شریعتوں کے احوال و اخبار مثلاً انبیائے کرام اور ان کی امتوں کے واقعات و قصص' موسیٰ و خضر' یوسف و برادران یوسف' اصحاب کہف' ذوالقرنین اور اس قسم کے دیگر غیبی اخبار پر غور کرو گے' نیز آغاز آفرینش اور دار آخرت کے حالات' تورات انجیل' زبور' صحف ابراہیم و موسیٰ کے مشمولات' انبیاء و امم کے احوال' ان کے علوم و سیر کے اسرار اور ان کی پوشیدہ شریعتوں کی اطلاع جن کی علمائے یہودونصاریٰ نے تصدیق و توثیق کی اور کسی صورت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکارو تکذیب پر قدرت نہ پاسکے' بلکہ سر تسلیم خم کر دیا۔ مزید برآں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیضان علم محاسن' آداب و عادات' مواعظ' حکم' دلائل عقلیہ کی طرف رہنمائی' دلائل و براہین کے ساتھ گمراہ امتوں کی تردید' ایسے علوم و فنون کی طرف اشارت جن میں ماہرین علوم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام کو قائدورہنما تسلیم کیا مثلاً لغت' معانی' بیان' عربیت' قوانین احکام شرعیہ' سیاسیات عقلیہ' معارف حقائق قلبیہ وغیرہا کے علوم اور مصالح امت کے فنون مثلاً طب' تعبیر رویاء اور حساب وغیرہ جن کی کوئی حد ہے نہ شمار' ان میں بنظر غائر تامل کرو گے تو بے ساختہ کہہ اٹھو گے کہ کمالات محمدیہ کا یہ میدان اتنا وسیع ہے کہ کوئی اس کی وسعتوں کی انتہا پا نہیں سکتا نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و معارف کے بحر زاخر کو ڈول گدلا کر سکتے ہیں' لہٰذا یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ ان کمالات کا حصول کسی فردبشر کے لئے محال ہے جب تک اسے بحار قدرت الٰہیہ اور مواہب لدنیہ کی مدد حاصل نہ ہو۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات

قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جب ایک منصف مزاج شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار جمیلہ' اوصاف حمیدہ' علمی فوقیت حلم' جملہ کمالات' جمیع خصائل' شہادت احوال اور راست گفتاری پر غور کرے گا تو اسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت اور دعوت کی صداقت پر کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہے گا اور یہ بات بہت سے لوگوں کے اسلام و ایمان کا باعث

ہیں۔

ہم نے امام ترمذی اور ابن قانع وغیرہما ائمہ محدثین سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں بھی آپ کی زیارت کیلئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آراء دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا نورانی چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔

ابو رمثہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا' میرا بیٹا میرے ہمراہ تھا تاکہ اسے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کراؤں جب میں دولت دیدار سے مشرف ہوا تو پکار اٹھا۔

هٰذَا نَبِیُّ اللّٰهِ — یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں

امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب ضماد وفد لیکر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِیْنُهٗ مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں' ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں' جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں

یہ سن کر ضماد نے عرض کیا' ازراہ کرم ان کلمات کو دہرا دیجئے کیونکہ ان کے اندر بحر معانی موجزن ہے۔ لایئے دست اقدس بڑھایئے' میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کرلوں۔

جامع بن شداد بیان کرتے ہیں کہ ہم میں ایک شخص طارق نامی تھا۔ اس نے بتایا میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تمہارے پاس بیچنے کیلئے کچھ ہے؟ ہم نے عرض کیا' یہ اونٹ ہے' فرمایا: اس کی قیمت کیا ہے؟ ہم نے جواب دیا اتنے وسق کھجوریں' پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹ کی مہار تھام لی اور چل دیئے۔ بعد میں ہم فکرمند ہوئے کہ ہم نے ایک ایسے آدمی کے ہاتھ اونٹ بیچ دیا ہے جس کو ہم جانتے ہی نہیں۔ ہمارے ساتھ ایک ہودج نشین عورت تھی' اس نے کہا: تم فکر نہ کرو۔ اونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں کیونکہ میں نے خریدار کا پرنور چہرہ دیکھا ہے گویا چودھویں کا چاند ہے وہ تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں کرے گا۔ اگلی صبح ایک شخص کھجوریں لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نمائندہ ہوں آپ کا حکم ہے کہ یہ کھجوریں کھاؤ اور تول کر اپنی قیمت پوری کرلو۔

شاہ عمان جلندی کے توصیفی کلمات

شاہ عمان جلندی کے متعلق مشہور ہے کہ جب اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کے بارے میں خبر ملی تو اس نے کہا: خدا کی قسم! مجھے اس امی نبی کی صدق رسالت کی دلالت اس سے ملی ہے کہ جب وہ کسی بھلائی کا حکم دیتے ہیں تو سب سے پہلے خود اس کام کو کرتے ہیں اور جب کسی چیز سے روکتے ہیں تو پہلے آپ اجتناب کرتے ہیں جب غالب آتے ہیں تو اتراتے نہیں اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراتے نہیں' وعدہ پورا کرتے ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے نبی ہیں۔

یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیۡئُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ کے تحت رقم طراز ہیں۔

"یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرمائی ہے کہ جمال محمدی خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کی دلیل ہے خواہ قرآن حکیم اس حقیقت کا پتہ نہ دیتا۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَوْلَمْ تَکُنْ فِیْهِ اٰیَاتٌ مُبَیِّنَةٌ
لَکَانَ مَنْظَرُهٗ یُنْبِیْكَ بِالْخَبَرِ

اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی تائید میں دیگر معجزات نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آراء ہی رسالت محمدیہ کی گواہی دیتا۔

حافظ ابن تیمیہ کی مقام رسالت پر شاندار بحث

امام ابن تیمیہ اپنی کتاب "الجواب الصحیح" میں لکھتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ' آپ کے اخلاق' اقوال' افعال' شریعت آپ کی امت اور اس کا علم و دین اور امت محمدیہ کے صالحین کی کرامات' سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت اور صحت نبوت کے چمکتے ہوئے نشان اور روشن دلائل ہیں۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی صداقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سے بعثت اور بعثت سے وصال تک کی سیرت میں غور و تدبر کرنے سے ظاہر ہوتی ہے' آپ کا نسب' آپ کا شہر' آپ کی اصل اور ذاتی فضیلت سب اسی حقیقت پر شاہد عادل ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل زمین کے سب سے اعلیٰ نسب یعنی نسل ابراہیمی سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور کتاب کا وارث بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آیا وہ آپ کی نسل سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے اور تورات میں دونوں کا تذکرہ فرمایا اور تورات میں اولاد اسماعیل سے ظاہر ہونے والے ایک عظیم الشان نبی کی بشارت دی مگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اولاد اسماعیل میں سے کسی اور شخص نے کبھی دعویٰ رسالت نہیں کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد اسماعیل کے لئے دعا فرمائی تھی

کہ اللہ تعالٰی انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کی رشدوہدایت کیلئے مبعوث فرمائے جو اولاد ابراہیم کے خلاصہ قریش اور قریش کے انتخاب آل ہاشم میں سے مکہ ام القریٰ اور شہر کعبہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی' کے مقام پر ظہور فرمائے' نیز انہوں نے لوگوں کو کعبہ شریف کے حج کی دعوت دی۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ عہد ابراہیم سے آج تک بیت اللہ شریف کا حج کیا جاتا ہے جس کا ذکر کتب انبیاء میں بڑے اہتمام سے موجود ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تربیت اور نشوونما انتہائی عمدہ اور کامل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ شروع ہی سے راست گوئی' نکوکاری' عدل' مکارم اخلاق ترک فواحش و ظلم اور ہر وصف مذموم سے پاک و منزہ ہونے کی وجہ سے مشہور و معروف تھے اور آپ کے واقف حال اعلان نبوت سے پہلے اور بعد ان اوصاف کی شہادت دیتے تھے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقوال' افعال اور اخلاق میں سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کی وجہ سے آپ پر کوئی عیب لگایا گیا ہو نہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کبھی جھوٹ' ظلم یا کسی برائی کے ارتکاب کا تجربہ ہوا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقش و نگار اور شکل و شمائل تمام محاسن کے جامع اور آرائش و زیبائش میں اپنے کمال پر تھے جو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضل و کمال پر دلالت کرتے تھے' آپ ناخواندہ قوم کے "امی" فرد تھے اور اپنی قوم کی طرح تورات و انجیل کی تعلیم سے مطلقاً ناواقف تھے جیسا کہ اہل کتاب کو ان کتب سے آگاہی تھی۔ آپ نے دیگر انسانی علوم میں سے بھی کچھ نہیں پڑھا نہ علماء کی صحبت اختیار کی نہ چالیس سال کی عمر تک کبھی دعویٰ نبوت کیا' پھر اچانک ایک حیران کن اور عظیم الشان کلام پیش کیا جس کی نظیر نہ پہلوں کے سننے میں آئی نہ بعد والوں کے کان اس سے آشنا ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک ایسے امر کی خبر دی جس میں آپ سے پہلے یا آپ کے بعد آپ کے ملک میں یا قوم میں کوئی فرد مشہور نہ ہوا نہ کسی شہر یا کسی زمانے میں کوئی آپ جیسا کلام لایا نہ کسی کو اس قدر غلبہ نصیب ہوا نہ کسی نے آپ کی مانند عجائبات و آیات اور معجزات پیش کئے نہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شریعت سے زیادہ کامل شریعت کی کسی نے دعوت دی نہ کسی کا دین و مذہب تمام ادیان پر علم و حجت اور طاقت و قوت کے ذریعے غالب ہوا جس طرح کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ہوا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیروی انبیائے کرام علیہم السلام کے ان پیروکاروں نے کی جو معاشرے کے کمزور افراد تھے جبکہ اہل اقتدار و ریاست طبقوں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب کی اور آپ سے عداوت رکھی اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہلاکت اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیروکاروں کی تباہی کیلئے ہر ممکن طریقے سے کوشش کی جیسا کہ کفار کا انبیائے کرام صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے پیروکاروں سے ہمیشہ یہی طرز عمل رہا۔

ادھر پیروی کرنے والوں نے یہ پیروی اور غلامی کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں کی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس اتنا سرمایہ نہ تھا کہ انہیں عطا کرتے نہ اقتدار تھا کہ انہیں اقتدار میں شریک کرکے نوازتے نہ ہی تلوار کی قوت اور فوجی طاقت آپ کے پاس تھی کہ بزور تلوار انہیں مطیع کرتے' بلکہ تلوار کی قوت سرمایہ کی طاقت اور جاہ و حشمت تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں کے پاس تھی۔

ان کفار نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو طرح طرح کی اذیتیں دیں مگر وہ اجروثواب کی امید پر ان مصائب کو برداشت کرتے رہے وہ کسی صورت اپنے دین کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے کیونکہ ایمان و معرفت کی حلاوت ان کے دلوں میں رچ بس گئی تھی۔

اہل عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے مکہ شریف کا حج کرتے تھے۔ ایام حج میں عرب کے قبیلے جمع ہوتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ رسالت کے لئے ان کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے۔ آپ اس تمام عرصے میں ان کی تکذیب، ظلم و ستم اور بے رخی کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ ایام حج میں اہل یثرب کے ایک وفد سے ملاقات ہوئی۔ وہ لوگ یہودیوں کے ہمسائے تھے اور یہودیوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات و اوصاف سن کر آپ کو بخوبی جانتے تھے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دعوت دی تو وہ فوراً پہچان گئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی وہ "نبی منتظر" ہیں جن کی یہودی خبر دیا کرتے ہیں، اس طرح وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ سے آگاہ تھے۔ یوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشن رسالت اگلے دس بارہ سالوں میں پھیل کر جزیرۃ العرب پر چھا گیا۔

اہل یثرب ایمان لے آئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ان کی طرف ہجرت کی یہاں مہاجرین اور انصار مل کر رہنے لگے ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے دنیوی لالچ یا کسی خوف کی وجہ سے ایمان لایا ہو، سوائے انصار کے چند آدمیوں کے جو شروع میں بظاہر اسلام لائے، پھر ان کے اسلام میں بھی حسن پیدا ہو گیا۔ بعدازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذن جہاد ملا تو اس وقت بھی آپ پوری صداقت عدل اور کامل وفاداری کے ساتھ خدائی امر پر قائم رہے۔ کسی مرحلے پر بھی آپ سے کوئی غلط بیانی صادر نہ ہوئی نہ آپ نے کسی پر ظلم کیا نہ کسی سے غداری کی، بلکہ جنگ و صلح، خوف و امن، غناء و فقر، قلت و کثرت اور فتح و شکست کی ہر حالت میں سب لوگوں سے زیادہ راست گو، عدل پرور اور ایفائے عہد کے پابند تھے۔ حق و باطل کی یہ کشمکش جاری رہی تاآنکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت ساری سرزمین عرب پر چھا گئی جو سرزمین بت پرستی، کہانت، غیراللہ کی غلامی، ناحق خونریزی اور قطع رحمی سے معمور تھی اور جس کے باشندے نہ آخرت کو جانتے تھے نہ معاد کو، وہی لوگ صفحہ ہستی کے سب سے بڑے عالم، دیندار سب سے بڑے عدل پرور اور فضل و کمال کے حامل بن گئے۔

اس حقیقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب اصحاب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فاتحانہ شان سے شام آئے تو وہاں کے عیسائی انہیں دیکھ کر کہنے لگے بخدا! عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی صورت افضل نہ تھے۔

صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کے علمی اور عملی آثار جمیلہ کرۂ ارض پر نقش ہیں اور دوسری اقوام کے آثار و اعلام بھی موجود ہیں، اہل دانش ان آثار کے درمیان واضح فرق دیکھ سکتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باوجودیکہ آپ کا دین غالب ہو گیا، خلائق نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

سامنے سر اطاعت خم کردیا اور اپنے جان و مال آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات پر نچھاور کردیئے۔ ایسے حال میں وصال فرمایا: کہ نہ درہم و دینار وراثت میں چھوڑے نہ مال و متاع' سوائے ایک خچر اور اسلحہ کے اور ایک زرہ کے جو تیس وسق جو کے عوض ایک یہودی کے ہاں رہن پڑی تھی۔

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زیر استعمال ایک قطعہ اراضی تھا جس کی پیداوار میں سے اہل بیت نبوت کا خرچ پورا کرتے تھے اور باقی ماندہ مصالح مسلمین میں صرف کردیتے تھے' اس کے بارے میں بھی یہ حکم دیا کہ اسے بطور وراثت تقسیم نہ کیا جائے نہ آپ کے وارث اس میں سے کچھ لیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہر وقت ایسے عجائب آیات اور طرح طرح کے معجزات و کرامات کا ظہور ہوتا رہا جن کا احاطہ ممکن نہیں' آپ لوگوں کو مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کی خبریں دیتے' بھلائی کا حکم دیتے' برائی سے منع کرتے' پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتے' خبیث اور گندی اشیاء حرام ٹھہراتے اور بتدریج شریعت کا نفاذ فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے دین کو کامل فرما دیا اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شریعت کامل ترین شریعت بن گئی اور کوئی ایسی بھلائی نہ رہی جس کا آپ نے حکم نہ دیا ہو جسے انسانی عقل مستحسن سمجھتی ہو' نہ ہی کوئی برائی رہی جس سے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع نہ کیا ہو' آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا جس کے بعد کہا جاتا' کاش ! آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایسا حکم نہ دیتے! نہ کسی بات سے منع کیا کہ کوئی کہتا' کاش ! حضور اس سے منع نہ کرتے! آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پاکیزہ اشیاء کو حلال ٹھہرایا اور ان پاکیزہ اشیاء میں سے کسی شے کو حرام قرار نہیں دیا جیسا کہ دیگر شریعتوں میں بعض پاکیزہ اشیاء کو حرام قرار دیا گیا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گندی اور خبیث اشیاء کو حرام فرمایا اور دیگر شریعتوں کی طرح ان میں سے کسی چیز کو حلال نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گزشتہ تمام امتوں کے محاسن اور کمالات کا احاطہ فرما لیا۔ تورات' انجیل اور زبور میں اللہ تعالٰی کی ذات و صفات' فرشتوں اور یوم آخرت کے بارے میں کوئی خبر آئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے زیادہ کامل صورت میں اس کی خبر دی' بلکہ ایسی باتوں کی اطلاع فرمائی جو ان کتابوں میں نہیں آئیں۔

سابقہ الہامی کتابوں میں عدل کی ضرورت' صحیح فیصلہ' فضائل کی دعوت اور نیکیوں کی جو ترغیب آئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کمالات کو بہتر انداز میں پیش کیا۔

اگر کوئی عقلمند ان عبادات کے بارے میں غور کرے جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مشروع فرمائے اور دوسری قوموں کی عبادتوں پر بھی نظر ڈالے تو اس پر اسلامی عبادات کی برتری اور فوقیت ظاہر ہو گی۔ یہی حال تمام حدود و احکام اور شریعت کے دیگر مسائل و قوانین کا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی امت ہر فضیلت میں تمام امتوں سے زیادہ کامل ہے اگر دنیا کی تمام قوموں کے علم کا ان کے علم سے موازنہ کیا جائے تو ان کے علم کی برتری ثابت ہو گی اگر ان کے دین و عبادت اور طاعت الٰہی کا ان کے دین و عبادت اور طاعت سے مقابلہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو گا کہ وہ دوسروں سے زیادہ دیندار ہیں۔

اگر راہ خدا میں ان کی شجاعت اور جانبازی اور ذات خداوندی کے بارے میں صبرواستقامت کا مشاہدہ کیا جائے تو ظاہر ہو گا کہ وہ سب سے بڑے مجاہد اور بہادر لوگ ہیں۔

اگر سخاوت و انفاق اور بلند حوصلگی کو دیکھا جائے تو جودوسخا میں وہ سب سے بڑھ کر نظر آئیں گے یہ تمام فضائل و مکارم اخلاق انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی ملے ہیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی سیکھے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی انہیں ان فضائل و کمالات سے متصف ہونے کا حکم دیا حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت و نبوت سے قبل وہ کسی کتاب کے پیرو نہ تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کتاب کی تکمیل فرمائی ہو جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت تورات کی تکمیل کے لئے تشریف لائے' اس لحاظ سے حضرت مسیح کے پیروکاروں کے فضائل و علوم کچھ تورات سے ماخوذ تھے' کچھ زبور سے' کچھ اور نبوتوں سے' کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور بعض ان کے حواریوں سے اور کچھ حصہ حواریوں کے بعد فلسفیوں وغیرہ سے اخذ کیا گیا جس کی وجہ سے مسیحی دین میں تبدیلی اور تحریف پیدا ہو گئی کیونکہ ان فلسفیوں اور حواریوں نے دین مسیح میں ایسے کفریہ عقائد داخل کردیئے جو دین مسیح کے صریح مناقض تھے۔

جہاں تک امت محمدیہ کا تعلق ہے تو امی ہونے کے باعث وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کسی کتاب کو نہیں پڑھتے تھے' بلکہ اس امت کے عام لوگ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے موسیٰ علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام' داؤد علیہ السلام اور تورات' زبور اور انجیل پر ایمان لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو تمام انبیاء پر ایمان لانے اور تمام آسمانی کتابوں کے اقرار کا حکم دیا' نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں انبیاء علیہم السلام کے درمیان تفریق روا رکھنے کی ممانعت فرمائی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کسی بات کو شریعت کا مقام دینا ناجائز سمجھتی ہے' وہ دین میں کسی نئی بات کو جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہ فرمائی' داخل نہیں کرتے نہ دین میں ایسی تشریع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی' البتہ! وہ انبیائے کرام علیہم السلام اور گزشتہ اقوام کے ان احوال و واقعات پر قیاس کرتے ہیں جو ان سے بیان کئے گئے ہیں اگر وہ احوال و واقعات ان کی اپنی شریعت کے موافق ہوں تو مان لیتے ہیں جن واقعات و معاملات کا صدق و کذب ظاہر نہ ہو تو اس سے سکوت اختیار کرتے ہیں' ہاں! جن امور کا باطل ہونا ثابت ہوجائے تو اسے جھٹلا دیتے ہیں اور جو شخص دین میں کوئی ایسی نئی بات داخل کرے جو اس کی روح کے مخالف ہو۔ مثلاً ہندو' ایرانی اور یونانی فلسفیوں کے اقوال و نظریات تو اسے ملحد اور مبتدع قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے وہ کامل و مکمل دین جس پر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تابعین عظام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) گامزن ہوئے۔ اسی دین پر ائمہ مسلمین جن کا امت میں شہرہ ہے' چلے ہیں۔ یہی جماعت مسلمین کا دین ہے جو شخص اس دین سے نکل جائے گا وہ جماعت مسلمین یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک قابل مذمت اور دھتکارا ہوا ہے' مذہب اہل سنت و جماعت کے پیروکار قیامت تک غالب رہیں گے' یہ وہ مبارک جماعت ہے جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

پیشین گوئی فرمائی۔

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِی ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ وَلَا مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا' ان کے مخالفین اور انہیں چھوڑ جانے والے قیامت تک ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

یہ صحیح ہے کہ بعض مسلمانوں کا آپس میں اختلاف پیدا ہوا۔ حالانکہ ان کا اس اصول و ضابطے پر کامل اتفاق ہے (کہ احداث فی الدین قطعاً ممنوع و حرام ہے اور یہ کہ) اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین تمام رسولوں کی طرف عمومی طور پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خصوصیت سے آیا ہے مگر باہم نزاع کرنے والے مسلمان ان نصاریٰ کی مانند ہرگز نہیں جنہوں نے ایک نیا دین گھڑ لیا' ان کے علماء عبادت گزار اسی دین کو لے کر اٹھے' ان کے حکمران اسی بناوٹی دین کے لئے قتل و غارت کرتے رہے اور ان کے عوام بھی اسی دین کے ساتھ وابستہ رہے یہ ایک من گھڑت دین ہے عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور پیغمبر کا دین نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ مبعوث فرمایا پس جس نے انبیاء و رسل کی کماحقہ پیروی کی اسے دنیا اور آخرت کی سعادت مل گئی اور بدعت کا ارتکاب اسی شخص نے کیا جس نے انبیاء و مرسلین کی علمی اور عملی پیروی میں کوتاہی کی۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: اور امت محمدیہ نے یہ ہدایت اور تعلیم حق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کی ہے' لہٰذا اس کے پاس جو علم نافع اور عمل صالح ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیضان ہے۔ ہر عقلمند اچھی طرح جانتا ہے کہ امت محمدیہ تمام علمی اور عملی فضائل میں سب امتوں سے زیادہ کامل اور افضل ہے اور یہ بات معلوم و محقق ہے کہ متعلم کا ہر کمال دراصل معلم کا کمال ہوتا ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ علمی اور دینی کمال رکھتے تھے' ان مباحث کا قطعی اور یقینی نتیجہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اس دعویٰ میں انتہائی صادق تھے۔

اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(الجواب الصحیح از ابن تیمیہ صفحہ نمبر 80 تا 85 جلد چہارم)

شکل و شمائل

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خلقی اور خلقی شمائل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی زبردست دلیل ہیں کیونکہ ایسے شمائل کسی اور کی شخصیت میں جمع نہ ہوئے نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اور نہ آپ کے زمانہ مبارک میں' اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کو ان شمائل و خصائل کے ساتھ مخصوص کرنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعویٰ رسالت کی صداقت پر برہان قاطع ہے۔ امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کثیر اوصاف شریفہ بیان

کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"اگر تم سمجھو (اللہ تمہیں عزت و کرامت سے نوازے) کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدر و منزلت' مقام و مرتبہ اور محاسن و فضائل میں سب انسانوں سے ممتاز ہیں' کوئی شخص اس حقیقت کو جھٹلانے کی جسارت نہیں کرسکتا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصال کمال کو خوبصورت انداز میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اس سے مجھے شوق پیدا ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کریمہ سے تفصیلی آگاہی حاصل کروں' لہٰذا ان اوصاف سے آگاہ فرما کر احسان کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اور میرے دل کو منور فرمائے اور ہمیں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لازوال دولت عطا فرمائے۔

(امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس درخواست کے جواب میں فرماتے ہیں کہ) یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصال کمال ایسے ہیں جن میں کسب کو قطعاً دخل نہیں ہے' بلکہ پیدائشی طور پر آپ کو ودیعت ہوئے ہیں اور یہ محاسن و کمالات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات قدسیہ میں اس طرح جمع کر دیئے گئے کہ کوئی کمال اس کے احاطے سے باہر نہیں رہا تھا اور جن اخبار و احادیث میں اس حسن و جمال کا تذکرہ ہے ان کی صحت میں کوئی اختلاف نہیں' بلکہ ان میں سے بعض احادیث تو قطعی صحیح ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور تناسب اعضاء میں آثار صحیح شہرت اور کثرت کے ساتھ آئے ہیں ایسی احادیث حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت معرض بن معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عداء بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت حزیم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں ان احادیث کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ اَزْعَجَ اَنْجَلَ اَشْكَلَ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ اَبْلَجَ أَزَجَّ اَقْنٰى اَفْلَجَ مُدَوَّرَ الوَجْهِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ كَثَّ اللِّحْيَةِ تَمْلَأُ صَدْرَهٗ سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ وَاسِعَ الصَّدْرِ عَظِيْمَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمَ العِظَامِ عَبْلَ العَضُدَيْنِ وَالذِّرَاعَيْنِ وَالْاَسَافِلَ رَحْبَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلَ الْاَطْرَافِ اَنْوَرَ الْمُتَجَرَّدِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ رَبْعَةَ الْقَدِّ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا الْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ اجلا' آنکھیں سیاہ گہری اور قدرے سرخی مائل تھیں' پلکیں دراز' بینی باریک و بلند' دانتوں میں مناسب کشادگی' چہرہ اقدس گول' پیشانی کشادہ' ریش مبارک گھنی جو سینہ اقدس کو ڈھانپ لیتی تھی' سینہ اور شکم مبارک متناسب اور برابر' سینہ مبارک چوڑا' جوڑ بڑے' بازو نہایت سفید' کلائیاں بڑی اور ہتھیلیاں فراخ' نیز ہتھیلیاں اور قدم نرم پرگوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں مناسب حد تک لمبی تھیں کپڑا اتارنے کی حالت میں بدن مبارک پر

مَعَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَكُنْ يُمَاشِيْهِ اَحَدٌ يُنْسَبُ اِلَى الطُّوْلِ اِلاَّ طَالَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَجِلَ الشَّعْرِ اِذَا افْتَرَّ ضَاحِكًا افْتَرَّ عَنْ مِثْلِ سنا الْبَرْقِ وَ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَّامِ اِذَا تَكَلَّمَ رِئَ كَالنُّور يَخْرُجُ مِنْ ثَنَايَاهُ اَحْسَنَ النَّاسِ عُنُقًا لَيْسَ بِمُطَهَّمٍ وَلاَ مُكَلْثَمٍ مُتَمَاسِكَ الْبَدْنِ ضَرْبَ اللَّحْمِ

نورانیت نظر آتی' سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی' قامت اقدس معتدل تھی' نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست قامت' جب کسی کے ہمراہ خرام ناز فرماتے تو آپ ہی بلند نظر آتے۔ آپ کے موئے مبارک قدرے خم دار تھے جب تبسم ریزی کے لئے منہ مبارک کھولتے تو ایک بجلی سی چمک اٹھتی اور اولوں کی مانند سفید دانت دکھائی دیتے جب گفتگو فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے نور ظاہر ہوتا' گردن انتہائی حسین تھی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھاری بھرکم بدن کے نہ تھے نہ چہرہ زیادہ گول تھا' بلکہ بدن انتہائی گٹھا ہوا اور چست تھا آپ پرگوشت نہ تھے۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

مَارَأَيْتُ مِنْ ذِى لِمَّةٍ فِى حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

میں نے سرخ جبہ میں ملبوس دراز زلفوں والا شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَارَأَيْتُ شَيْئًااَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِى وَجْهِهٖ اِذَا ضَحِكَ يَتَلاَ لا فِى الْجُدُرِ

میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حسین تر کسی کو نہیں دیکھا' یوں معلوم ہوتا تھا گویا آپ کے چہرہ اقدس میں آفتاب روشن ہو جب تبسم ریز ہوتے تو دیواریں جگمگا اٹھتیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ کسی شخص نے ان سے پوچھا کہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رخ انور تلوار کی مانند تھا؟ جواب دیا: نہیں' بلکہ آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن اور گول تھا۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور و نزدیک سے انتہائی حسین و جمیل اور پیارے نظر آتے تھے۔

ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کا تذکرہ فرماتے ہوئے آخر میں کہتے ہیں جو شخص اچانک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا تو وہ مرعوب ہوجاتا اور ملنے جلنے والا آپ کا گرویدہ ہوجاتا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے والا یہ کہے بغیر نہ رہ سکتا کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم جیسا حسین و جمیل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں آپ کی مثل نظر آیا۔ شفائے قاضی عیاض صفحہ 38'39
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعضاء مبارک سے متعلق معجزات کو امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصائص کبریٰ میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جن میں سے بعض گزشتہ ابواب میں گزر چکے ہیں یہاں ان کا اعادہ زیادت فائدہ سے خالی نہیں۔

خلقی معجزات

چشمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَرىٰ فِي الظُّلْمَاءِ كَمَا يَرىٰ فِي الضَّوْءِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ دن کے اجالے میں۔ (بیہقی)

عَنْ اَبِي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رَكُوْعُكُمْ وَلاَ سُجُوْدُكُمْ اِنِّي لَاَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي (شیخان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں بس سامنے کی طرف دیکھتا ہوں اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارے رکوع و سجود پوشیدہ نہیں رہتے کیونکہ میں تم کو اپنی پشت اقدس کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! میں تمہارا امام ہوں' اپنے رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو' میں تمہیں آگے پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں۔ (مسلم)

آگے پیچھے یکساں دیکھنے کا مفہوم اس روایت میں بھی موجود ہے جو عبدالرزاق نے جامع میں اور حاکم اور ابو نعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بحوالہ علمائے کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں۔

یہ دیکھنا حقیقی ادراک ہے جو خرق عادت ہونے کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے یہ بھی درست ہے کہ یہ رویت عینی ہو جو معجزانہ طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہو جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاجہت و مقابلہ دیکھتے ہوں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک یہ رویت حق ہے اور اس کے لیے تقابل شرط نہیں۔ اسی لیے علمائے اہل سنت نے آخرت میں رویت باری تعالیٰ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے ایک قول یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت اقدس کے پیچھے آنکھ تھی جس کے ساتھ آپ اپنے پیچھے دیکھتے تھے۔ ایک اور قول ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکہ کے برابر دو آنکھیں تھیں جن سے آپ دیکھتے تھے اور آپ سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہتی تھی۔

دہانِ اقدس اور لعاب دہن کا معجزہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے نوش فرمایا' پھر اسے ایک کنوئیں میں ڈال دیا پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے مبارک لعاب کی برکت سے اس کنوئیں سے کستوری کی طرح خوشبو آنے لگی۔ (احمد، ابن ماجہ، بیہقی، ابو نعیم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے گھر کے کنوئیں میں لعاب دہن ڈالا تو مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کسی کنوئیں کا پانی میٹھا نہ تھا۔ (ابو نعیم) [1]۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت رزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشورہ کے دن حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر دودھ پیتے بچوں کو بلاتے اور ان کے مونہوں میں لعاب دہن ڈالتے، پھر ان کی ماؤں سے فرماتے کہ ان کو رات تک دودھ نہ پلانا، اس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن انہیں کافی ہو رہتا۔ (بیہقی، ابو نعیم)

حضرت عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنی پانچ بہنوں کے ہمراہ بیعت کیلئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت قدید تناول فرمارہے تھے۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بوٹی چبا کر انہیں عطا فرمائی تو ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک ٹکڑا نگل لیا، پھر زندگی بھر ان کے منہ سے بدبو نہ آئی۔ (طبرانی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خوش طبع عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت قدید تناول فرمارہے تھے اس نے عرض کیا، کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کھانا عطا نہیں فرمائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اپنے سامنے سے کھانا عطا فرمایا، اس نے کہا: نہیں، مجھے وہ عطا کیجئے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہان اقدس میں ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہان اقدس سے نکال کر اسے عطا کیا، پس اس نے اسے منہ میں ڈال کر نگل لیا، اس کے بعد اس کی طبیعت میں اتنی سنجیدگی آگئی کہ کبھی اس عورت سے ہنسی مذاق کے بارے میں بات سننے میں نہیں آئی۔ (طبرانی)

حضرت عامر بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا جس کے باعث عبداللہ کو یہ برکت نصیب ہوگئی کہ وہ اگر اپنے سامنے پتھر کو توڑتے تو اس میں سے بھی پانی نکل آتا۔ (بیہقی)

محمد بن ثابت بن قیس بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کی ماں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو طلاق دیدی۔ وہ اس وقت اپنی ماں کے پیٹ میں تھے جب ان کی ولادت ہوئی تو ان کی ماں نے قسم کھائی کہ وہ اسے اپنا دودھ نہیں پلائے گی۔ پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے (محمد) کو منگوا کر اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: اسے لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس کو روزی عطا کرنے والا ہے، چنانچہ تین دن کے بعد ایک عرب عورت آئی جو ثابت بن قیس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ ثابت کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا، تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے بتایا میں نے آج خواب میں دیکھا کہ تمہارے محمد

---

[1] جس کے پانی سے شاداب جان و جناں — اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے — اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

نامی بیٹے کو دودھ پلارہی ہوں۔ کہا میں ثابت ہوں اور یہ میرا بیٹا "محمد" ہے۔ (بیہقی)

ابو جعفر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ انہیں سخت پیاس لگی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا مگر پانی دستیاب نہ ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی جسے انہوں نے چوسا تو ان کی پیاس بجھ گئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' ایک مقام پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز آئی' وہ اس وقت اپنی ماں کے پاس تھے آواز سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ ان کے پاس آئے' میں نے سنا آپ فرمارہے تھے' میرے بچوں کو کیا ہوا ہے؟ حضرت فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا نے جواب دیا "پیاسے ہیں" پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا مگر ایک قطرہ بھی میسر نہ ہوا' اس کے بعد فرمایا: "ایک بچہ میرے حوالے کیجئے تو حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بچہ چادر کے نیچے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں دیا" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کو سینے سے لگالیا مگر اس نے رونا بند نہ کیا۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں دی تو وہ اسے چوسنے لگا یہاں تک کہ اسے قرار آگیا اور پھر اس کے رونے کی آواز نہ آئی جبکہ دوسرا بچہ تاحال رو رہا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بھی سینے کے ساتھ لگاکر زبان اقدس اس کے منہ میں دی تو وہ دوسرا بچہ بھی خاموش ہو گیا اس کے بعد مجھے دونوں بچوں کے رونے کی آواز نہ سنائی دی۔ (طبرانی' ابن عساکر)

دندان مبارک کی نورانیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کے دونوں دانتوں میں کشادگی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو ان سے نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا۔

(دارمی' شمائل ترمذی' بیہقی' طبرانی)

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں' میری ماں اور میری خالہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی جب ہم لوٹے تو میری ماں اور میری خالہ نے مجھ سے کہا: بیٹا! ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ حسین شخص نہیں دیکھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی صاف لباس اور شیریں گفتار ہیں۔ بات کرتے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک سے نور نکلتا ہے۔ (طبرانی)

رخ انور کی جلوہ ریزیاں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں کچھ سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی میں نے اسے تلاش کیا مگر نہ ملی۔ اسی اثناء میں حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے تاباں کی روشنی میں سوئی نظر آ گئی' میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا:

اے حمیرا! مقام افسوس ہے اس شخص کیلئے جو میرے دیدار سے مشرف نہ ہوا۔ (ابن عساکر)

بغل شریف کی سفیدی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا کیلئے اس قدر ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بغل شریف کی سفیدی نظر آرہی تھی۔ (بخاری، مسلم)

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی کا ذکر متعدد احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

محب طبری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بغل کا رنگ آپ کے جسم کے رنگ سے مختلف نہ تھا حالانکہ دوسرے انسانوں کی بغلوں کا رنگ بدنوں سے مختلف ہوتا ہے۔ قرطبی نے اسی مانند نقل کیا ہے اور یہ اضافہ کیا کہ بغل شریف میں بال نہ تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فصاحت لسانی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا، یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے زیادہ فصیح ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہیں تشریف نہیں لے گئے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت مٹ چکی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس لغت کے ساتھ میرے پاس آئے اور مجھے یاد کرادی۔

(ابو احمد، عطریف، ابن مندہ، ابو نعیم، ابن عساکر)

محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ فصیح کوئی شخص نہیں دیکھا، فرمایا: میرے لئے کونسی چیز فصاحت سے مانع ہوسکتی ہے؟ جبکہ قرآن حکیم "عربی مبین" کے ساتھ نازل ہوا۔ (بیہقی، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم، خطیب ابن عساکر)

محمد بن عبدالرحمٰن زہری اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أَيُدَالِكَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهُ (کیا مرد اپنی بیوی سے ٹال مٹول کرتا ہے؟) فرمایا: ہاں! اِذَا كَانَ مُفْلَجًا

(جب وہ مغلوب ہوجاتا ہے) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! اس شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا کہا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا جواب دیا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے دریافت کیا تھا يُمَاطِلُ الرَّجُلُ اَهْلَهُ کیا مرد اپنی بیوی سے ٹال مٹول کرتا ہے؟ میں نے جواب دیا، ہاں!

جب وہ مفلس ہوتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے ملک عرب گھوم کر دیکھا ہے اور بڑے بڑے ارباب فصاحت کا کلام سنا ہے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فصیح تر کوئی نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پروردگار نے میری تعلیم و تربیت فرمائی ہے اور میں عرب کے فصیح اللسان قبیلے بنو سعد میں پروان چڑھا ہوں۔ (ابن عساکر) [1]

طبرانی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں کیونکہ میری ولادت بنو قریش میں ہوئی اور نشوونما بنو سعد میں' پھر میری زبان میں لحن یعنی سقم کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

قلب اطہر کے خارق عادت افعال

اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ — کیا ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرح صدر نہیں فرمایا۔

بیہقی ابراہیم بن طہمان کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ اطہر اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب منور نکالا گیا' پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور ایمان و حکمت سے لبریز کر کے واپس اپنے مقام پر رکھ دیا گیا۔

امام احمد' امام مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن

جبرائیل امین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکڑ کر لٹایا اور سینہ اطہر سے قلب مبارک نکال کر اس کو چیرا اور اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر فرمایا: یہ شیطان کا حصہ تھا' پھر قلب اطہر کو سونے کے طشت میں آب زمزم کے ساتھ دھویا اور سی کر واپس اس کے مقام پر رکھ دیا دیگر بچے یہ منظر دیکھ کر بھاگتے ہوئے آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کے پاس آئے اور بتایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے یہ سن کر وہ آئیں۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ

---

[1] اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود — اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے' فصحاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں' نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ اقدس میں سلائی کے نشانات دیکھے تھے۔

بچپن میں شق صدر کا واقعہ

عتبہ بن عبدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میری دائی کا تعلق بنو سعد بن بکر سے تھا۔ ایک دن میں اور میرا رضاعی بھائی اپنی بکریاں چرانے کیلئے گئے۔ ہم نے توشہ ساتھ نہ لیا تھا۔ پس میں نے اپنے بھائی سے کہا' ماں کے پاس سے توشہ لے آیئے تو وہ کھانا لانے کے لئے چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس رہا' اسی اثناء میں دو سفید پرندے میرے پاس آئے ایسا لگتا تھا کہ وہ چیلیں ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہے؟ اس نے جواب دیا "ہاں" پھر وہ تیزی کے ساتھ میری جانب بڑھے اور مجھے چت لٹا کر میرا شکم اطہر شق کیا' پھر میرا دل نکال کر اسے چیرا اور اس میں سے دو سیاہ لوتھڑے نکالے۔ بعدازاں ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: میرے پاس برف کا پانی لاؤ' پھر دونوں نے میرے جوف (شکم) کو دھویا اس کے بعد ٹھنڈا پانی منگوا کر میرے دل کو دھویا' پھر کہا سکینت لایئے' چنانچہ اسے میرے دل میں ڈال کر اوپر سے سی دیا اور اوپر ختم نبوت کی مہر لگا دی۔ اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا: اب انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھئے اور دوسرے پلڑے میں ان کی امت کے ایک ہزار آدمی ڈالئے۔ میں نے ان ہزار آدمیوں کو دیکھا تو خوف لاحق ہوا کہ پلڑا اٹھ جانے کیوجہ سے کہیں میرے اوپر نہ گر جائیں' وہ دونوں کہنے لگے اگر انہیں ان کی ساری امت کے ساتھ تولا جائے تو ان کا پلڑا بھاری ہو جائے' پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چل دیئے' میں انتہائی خوفزدہ ہو گیا' اس کے بعد اپنی رضاعی ماں کے پاس آ کر سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سن کر کہا:
میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں' بعدازاں مجھے اونٹ پر سوار کیا اور خود میرے پیچھے بیٹھ گئیں تاآنکہ ہم مکہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا: ہم نے امانت پہنچا دی اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گئے' پھر سارا واقعہ بیان کیا مگر والدہ محترمہ کو اس سے مطلقاً کوئی خوف محسوس نہ ہوا۔ فرمایا: میں نے دیکھا کہ مجھ سے ایک ایسا نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (احمد' درامی' حاکم بتصحیح بیہقی' طبرانی' ابونعیم)

دیگر روایات

عبداللہ ابن احمد' ابن حبان' حاکم' ابونعیم' ابن عساکر اور ضیاء "مختارہ" میں روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر نبوت میں سے سب سے پہلے کونسی بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی؟ فرمایا: میری عمر اس وقت دس سال تھی۔ میں صحرا میں محو خرام تھا کہ اچانک دو شخص مجھے اپنے سر کے اوپر نظر آئے' ان میں سے ایک نے دوسرے ساتھی سے پوچھا کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا: "ہاں"! پس ان دونوں نے مجھے چت لٹا دیا اور میرے بطن اقدس کو چاک کیا' پھر ان میں سے ایک نے سونے کے طشت میں پانی لیا اور دوسرا میرے شکم اطہر کو دھونے لگا۔ بعدازاں ان میں سے ایک نے ساتھی سے کہا: "ان کا سینہ شق کرو" حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے سینہ شق ہونے کی مطلقاً تکلیف نہ ہوئی' پھر اس نے کہا: ان کا قلب چیرو تو اس دوسرے نے میرا دل چیر دیا' کہا اب اس میں سے کینہ اور حسد نکال دو تو اس نے لوتھڑے کی مانند ایک چیز نکال کر پھینک دی' پھر کہا ان کے قلب میں رافت و رحمت بھر دو تو اس نے چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کر دی' بعدازاں ایک سفوف سا نکال کر چھڑک دیا اور میرے انگوٹھے کو حرکت دے کر کہا "اب جاؤ" پس میں اس حالت میں واپس آیا کہ میرے سینے میں چھوٹوں کیلئے رحمت اور بڑوں کے لئے رافت بھری ہوئی تھی۔

دارمی' بزار' ابونعیم اور ابن عساکر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں؟ اور آپ کو یہ یقین کیسے آیا؟ فرمایا: میں بطحائے مکہ میں تھا کہ دو آنے والے میرے پاس آئے' ان میں سے ایک زمین پر اتر آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا۔ ایک نے پوچھا کیا یہ وہی ہیں۔ دوسرے نے جواب دیا ہاں وہی ہیں۔ کہا ان کو ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو تو اس نے مجھے وزن کیا اور میں اس سے زیادہ وزنی نکلا' پھر کہا ان کو دس آدمیوں کے ساتھ تولو تو میں دس آدمیوں سے بھی زیادہ بھاری رہا' علیٰ ہذا القیاس اس نے مجھے ایک سو پھر ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کیا تو وہ مجھ سے وزن میں کم نکلے' ان کا پلڑا اتنا اٹھ گیا کہ وہ مجھ پر گرنے لگے۔

بعدازاں ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا بطن چاک کرو تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اس میں سے شیطانی دخل اندازی کا خون بستہ نکال کر پھینک دیا' پھر کہا ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ جیسے برتن کو دھویا جاتا ہے اور قلب اطہر کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں' پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا: اب ان کا بطن سی دو تو اس نے میرا بطن سی دیا اور مہر کو میرے دونوں شانوں کے درمیان نصب کر دیا جیسا کہ وہ اب موجود ہے' اس کے بعد دونوں چلے گئے' وہ سارا منظر اب تک نظروں کے سامنے معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح کی ایک روایت ابونعیم میں یونس بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں یہ اضافہ ہے کہ فرشتے نے قلب اطہر کو دھونے کے بعد کہا۔

"اب آپ کا دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں آئے گی۔ یہ اسے یاد رکھے گا۔ آپ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں۔ آپ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المقفی اور الحاشر ہیں' آپ کا قلب سلیم' زبان صادق' نفس مطمئن اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق مستحکم ہے آپ بہت بخشش کرنے والے ہیں۔

ایک اور روایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے گھروالوں کے پاس تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا' پھر مجھے چاہ زمزم پر لے گیا وہاں اس نے میرا سینہ چاک کیا' پھر اسے آب زمزم سے دھویا' پھر ایمان و حکمت سے لبریز سونے کا ایک طشت میرے پاس لایا گیا اور میرے سینے میں انہیں ڈالا گیا۔ حضرت انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں شق صدر کے نشانات دکھایا کرتے تھے۔ امام بیہقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ احتمال یہ ہے کہ شق صدر کا واقعہ کئی بار ہوا' ایک بار حلیمہ سعدیہ کے ہاں شیر خوارگی کے زمانہ میں' دوسری بار بعثت کے وقت اور تیسری دفعہ معراج کے موقع پر۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں' ان روایات کی جمع و تطبیق اور تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر کا واقعہ متعدد بار وقوع پذیر ہوا۔ یعنی تین بار ہوا جن علماء نے اس واقعہ کے دوبار ہونے کی تصریح کی ہے ان میں امام سہیلی ابن دحیہ اور ابن منیر شامل ہیں اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی صراحت کی ہے ان میں امام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی نمایاں ہے انہوں نے شق صدر کے تعدد کی لطیف حکمت بیان کی ہے وہ یہ کہ تین مرتبہ کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت محمدیہ میں طہارت کیلئے تین بار دھونا مشروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے تاکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عہد طفولیت میں شیطان کے عمل دخل سے کلیتاً معصوم و محفوظ پروان چڑھیں۔ بعثت کے وقت شرح صدر کی حکمت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحی خداوندی کو طاقتور دل کے ساتھ قبول کریں اور واقعہ اسراء و معراج کے وقت شق صدر اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناجات اور رازونیاز کے لئے تیار ہوجائیں۔

ایک سوال

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ شق صدر اور تطہیر قلب کا عمل حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا یا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کیلئے بھی وقوع پذیر ہوا۔

جواب

ابن منیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شرح صدر ایک ابتلاء و آزمائش کے قبیل سے تھا جس طرح حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اس آزمائش میں مبتلا کئے گئے' بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آزمائش زیادہ سخت اور بڑی تھی کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش علامتی اور عارضی تھی جبکہ شق صدر کا واقعہ حقیقی تھا اور بار بار وقوع پذیر ہوا' نیز کم سنی اور یتیمی میں ہونے کے باعث اور عظمت و اہمیت کا حامل ہوگیا۔

جماہی سے حفاظت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شیطان سے عصمت و حفاظت کی ایک دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی جماہی نہیں لی جیسا کہ امام بخاری نے تاریخ میں ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے یزید بن اصم اور ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبدالملک بن مروان سے نقل کیا ہے۔

اعجاز سماعت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے' میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں اور ان کے شایان شان ہے کہ وہ چر چر کریں کیونکہ آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ' ابونعیم)

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس آواز کو سن رہے ہو جو مجھے سنائی دے رہی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں تو کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ فرمایا: میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں اور اس کے چرچرانا وجہ ملامت نہیں کیونکہ اس میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و سجود میں نہ ہوں۔ (ابونعیم)

آواز کا معجزہ

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا جسے تمام اہل مجلس نے سنا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتوں نے (جو مردوں سے الگ دور بیٹھی تھیں) سن لیا۔ (ایسی ہی ایک روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے)

ابونعیم نے ابوبرزہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ اسے پردہ نشین عورتوں نے بھی سنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبراقدس پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز مبارک عبداللہ بن رواحہ کے کانوں میں پڑی وہ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ وہ اس وقت بنی غنم کے محلے میں تھے۔ (بیہقی' ابونعیم)

ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منیٰ کے مقام پر خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے یہاں تک کہ ہمیں قیام گاہوں میں وہ کچھ سنائی دیتا تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں آدھی رات کے وقت کعبہ شریف سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن کی آواز سنائی دیتی تھی حالانکہ میں اس وقت اپنے عریش میں ہوتی تھی۔

عقل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت

ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے وہب بن منبہ سے روایت کی' وہ بیان کرتے ہیں میں نے اکہتر آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور سب میں یہی پایا کہ اللہ تعالیٰ نے آغاز آفرینش سے اختتام دنیا تک تمام لوگوں کو عقل مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل اتنی عقل عطافرمائی جتنی ذرہ ریگ کو ریگستان دنیا کے ساتھ نسبت ہے' بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانش و رائے میں سب لوگوں سے زیادہ ہیں۔

معطر پسینہ مبارک

امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔ فرمایا : نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی میں اس پسینے کو جمع کرنے لگیں۔ اسی دوران آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا : اے ام سلیم ! تم یہ کیا کررہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا' یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ ہے جسے ہم خوشبو کیلئے استعمال کریں گے کیونکہ یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔

کوچے مہک جاتے

دارمی' بیہقی اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض خصوصی علامتیں تھیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی راستے سے گزرتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے آنے والا آپ کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس راستے سے گزرے ہیں' آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتا۔

بزار اور ابو یعلی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف کے کسی کوچے سے گزرتے تو لوگ آپ کی مہک محسوس کرکے کہتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس راستے سے گزرے ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ رات کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہچان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو کی وجہ سے ہوجاتی تھی۔ (الدارمی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سوت کات رہی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جوتا گانٹھ رہے تھے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ آنے لگا اور اس پسینہ سے ایسی نورانیت ظاہر ہونے لگی کہ میں حیران و ششدر رہ گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری حالت دیکھ کر پوچھا: عائشہ ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہیں کیا ہے؟ تم حیران و ششدر ہو' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ! آپ کی پیشانی عرق آلود ہوگئی ہے جس سے نورانیت پیدا ہورہی ہے اگر ابوکبیر ہذلی آپ کو دیکھ لیتا تو اپنے ان اشعار کا مصداق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرار دیتا۔

وَمُبَرَّأ مِنْ كُلِّ غِبَرِ حِيْضَةٍ وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءِ مُغْيَلِ ‏(ایسا پاک سرشت) جو حیض کے آخری ایام کے جماع دودھ

وَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰى أَسِرَّةِ وَجْهِهٖ بَرَقَتْ بُرُوْقَ ‏پلانے والی کے فساد اور مدت رضاعت کی حاملہ عورت کی

الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ — بیماری سے پاک تھا جب تو اس کے رخ تاباں کی لکیریں دیکھے تو ایسی چمکتی ہیں جیسے بادل میں بجلی کوندتی ہے۔

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس سے جوتا رکھ دیا اور اٹھ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اللہ تمہارا بھلا کرے۔ عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو جیسے اس وقت تمہارے کلام سے ہوئی ہے۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے کیونکہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے اس کی تخریج کی ہے۔ (خطیب ابن عساکر' ابو نعیم' دیلمی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبرو اور خوش رنگ تھے اسی لئے آپ کے وصف خواں ہمیشہ آپ کے چہرہ انور کو ماہ کامل سے تشبیہ دیتے تھے اور آپ کے رخ انور کا پسینہ موتی کی طرح روشن اور کستوری کی مانند خوشبودار تھا۔ (ابو نعیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تو کچھ پاس نہیں' ہاں تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ' وہ دونوں چیزیں لے آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے لو اور اپنی بیٹی کو کہو کہ وہ یہ لکڑی اس شیشی میں ڈبو کر لگایا کرے' چنانچہ جب وہ لڑکی خوشبو لگاتی تو تمام اہل مدینہ اس کی خوشبو محسوس کرتے' اسی وجہ سے لوگ ان کے گھرانے کو "بیت المطیبین" کے نام سے یاد کرتے۔ (ابو یعلیٰ' طبرانی)

بغل کا خوشبودار پسینہ

دارمی بنی حریش کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں۔ اس نے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماعز بن مالک کو سنگسار کیا۔ میں اس موقع پر اپنے والد کے ساتھ تھا جب ماعز پر پتھر پڑنے لگے تو میں خوف سے لرزنے لگا' اس حالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ چمٹالیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بغل کا خوشبودار پسینہ میرے اوپر بہنے لگا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے قریب آؤ' میں قریب ہوا تو مجھے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن اطہر سے ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو مشک و عنبر سے زیادہ لطیف تھی۔ (بزار)

قامت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رعنائی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ زیادہ درازقد تھے نہ کوتاہ قامت' بلکہ متوسط قد کے تھے جب کسی طویل القامت شخص کے ساتھ چلتے تو اس سے بلند نظر آتے اور جب دو درازقد آدمیوں کے شانہ بشانہ چلتے تو ان سے زیادہ دراز قد نظر آتے' البتہ! ان سے جدا ہوتے تو معتدل اور میانہ قد دکھائی دیتے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ابن سبع نے اس حدیث کو "خصائص" میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضور جب تشریف فرما ہوتے تو تمام اہل مجلس سے بلند تر نظر آتے۔ (تاریخ ابن ابی خیثمہ' بیہقی' ابن عساکر)

جسم اقدس کا سایہ نہ تھا

حکیم ترمذی ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ دھوپ ہو یا چاندنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے جب آپ سورج کی روشنی یا چاند کی چاندنی میں خرام ناز فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کے سایہ نہ ہونے کی ایک شاہد یہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے' اے اللہ! مجھے سراپا نور بنا دے۔

جسد اطہر کی نظافت

امام قاضی عیاض شفاء میں اور امام عزفی "مولد" میں تحریر کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور یہ بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ ابن سبع کے الفاظ ہیں کہ مکھی کبھی حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر نہیں بیٹھی نہ ہی کھٹمل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دی۔

موئے مبارک کی برکات

حاکم وغیرہ محدثین لکھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی جنگ یرموک میں کہیں گم ہو گئی۔ انہوں نے اسے تلاش کیا یہاں تک کہ یہ مل گئی۔ انہوں نے اس شدت طلب کا ذکر کرتے ہوئے حکمت یہ بتائی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو سر کے بال منڈائے' لوگ ان بالوں کے حصول کیلئے ٹوٹ پڑے۔ میں نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک کے بال لے لئے اور انہیں اس ٹوپی میں رکھ لیا۔ اس کے بعد جس جنگ میں میں نے شرکت کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر فتح و نصرت عطا فرمائی۔

خون مبارک کا اعجاز

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس وقت آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پچھنے لگوا رہے تھے جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبد اللہ! اس خون کو لے جاؤ اور اسے کسی ایسے مقام پر انڈیل دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے' چنانچہ انہوں نے وہ خون اقدس لے جا کر پی لیا اور واپس آ گئے۔ آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا: اے عبداللہ! تم نے خون کا کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نے اسے انتہائی پوشیدہ جگہ پر ڈال دیا ہے جہاں وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: شاید! تم نے اسے پی لیا ہے۔ عرض کیا' "ہاں" لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جو قوت حاصل تھی وہ اسی خون کے باعث تھی۔ (حاکم وغیرہ)

قدم شریف کا کمال

بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن عساکر حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا۔

بیہقی حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم مبارک کی چھوٹی انگلی دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اہل قریش ایک کاہنہ کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتایئے کہ ہمارے درمیان کون شخص صاحب نبوت ہوسکتا ہے؟ اس نے جواب دیا اگر تم اس زمین پر چادر کھینچ کر چلو تو میں تمہارے نقوش قدم دیکھ کر بتا دوں گی' چنانچہ انہوں نے زمین کو صاف کرکے اس پر قدم رکھے تو کاہنہ نے حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقش قدم کو دیکھ کر کہا: یہ شخص اس مقام سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے' یعنی منصب نبوت کے لائق ہے تو انہوں نے بیس سال تک اس کا انتظار کیا تاآنکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔

خوبی رفتار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک جنازے میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا جب میں قدم بڑھاتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل جاتے' میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا: بلاشبہ زمین حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے لپیٹی جاتی ہے۔ (ابن سعد)

یزید بن مرثد کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب خرام ناز فرماتے تو اس قدر تیز چلتے کہ لوگ آپ کے پیچھے بھاگنے پر مجبور ہوجاتے مگر پھر بھی پہنچ نہ پاتے۔ (ابن سعد)

حالت خواب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

(بخاری' مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں مگران کے دل بیدار رہتے ہیں۔

قوت مجامعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے گرفت اور مجامعت میں چالیس مردوں کی قوت عطا کی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔

1 - داودوہش 2 - شجاعت

3 - کثرت جماع 4 - سخت گرفت (طبرانی' ابن عساکر)

احتلام سے حفاظت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا کیونکہ احتلام شیطانی وسوسہ اندازی سے ہوتا ہے (اور انبیائے کرام اس سے معصوم و محفوظ ہیں) (طبرانی' دینوری)

بول و براز کی طہارت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں آپ کی فراغت کے بعد اندر جاتی تو مجھے وہاں کچھ نظر نہ آتا۔ سوائے اس کے کہ وہاں سے کستوری کی خوشبو پاتی۔ میں نے اس بات کا تذکرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ نَبَتَتْ اَجْسَادُنَا عَلٰى اَرْوَاحِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ شَيْئٍ ابْتَلَعَتْهُ الْاَرْضُ

ہم گروہ انبیاء کے اجسام اہل جنت کی ارواح کی مانند بنے ہیں ان سے جو کچھ خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن سعد نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے نیز ابو نعیم نے بھی اس کو اسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

امام موصوف نے اس روایت کی پانچ چھ اسناد اور بھی نقل کی ہیں اور حدیث دار قطنی کی سند ہشام بن عروہ از عروہ از

عائشہ کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔

بول مبارک سے شفایابی

حاکم وغیرہ ائمہ حدیث نے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رات گھر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی طرف تشریف لے گئے اور اس میں پیشاب فرمایا: مجھے پیاس لگی تھی' لہٰذا میں نے رات کے وقت اٹھ کر پیالے میں جو کچھ تھا' نوش کرلیا جب صبح ہوئی تو میں نے اس بات کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا:

اِنَّکِ لَنْ تَشْتَکِیْ بَطْنَکِ بَعْدَ یَوْمِکِ ھٰذَا اَبَدًا — تمہیں آج کے بعد کبھی پیٹ کی تکلیف نہ ہوگی۔

عبدالرزاق حوالہ ابن جریج لکھتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے' پھر اس پیالے کو چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ ایک دن حضور تشریف لائے تو پیالے میں کچھ نہ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت برکت نامی جو کہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ تھی' سے پوچھا: پیالہ میں موجود پیشاب کدھر گیا؟ اس نے بتایا: "میں نے پی لیا ہے" فرمایا: تم ہمیشہ کے لئے صحت مند ہو گئیں۔ اے ام یوسف! (وہ عورت ام یوسف کی کنیت سے مشہور تھی اور حبشہ سے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آئی تھی) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسے سوائے مرض موت کے اور کوئی مرض لاحق نہ ہوا۔

ابن دحیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ام یوسف! کا قضیہ ام ایمن کے واقعے سے الگ ہے۔

سب سے زیادہ حسین

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْھًا وَاَحْسَنُھُمْ خَلْقًا لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الذَّاھِبِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین اور خوبرو تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دراز قامت تھے نہ کوتاہ قد' بلکہ متوسط القامت تھے۔ (بخاری' مسلم)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کسی نے سوال کیا' کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس تلوار کی مانند تھا' فرمایا: نہیں' بلکہ چاند کی طرح حسین تھا۔ (بخاری)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا: "کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی مانند تھا؟ کہا: نہیں' بلکہ چاند و سورج کی مانند گول تھا۔ (مسلم)

دارمی اور بیہقی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں کبھی آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا، کبھی چاند کو، خدا کی قسم! آپ مجھے چاند سے زیادہ حسین نظر آئے۔
حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

روشن چہرہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس جگمگا اٹھتا۔ یوں معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو، اس سے ہمیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت مسرت کا علم ہوجاتا۔ (بخاری)
ابو نعیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے انور مدور یعنی گول تھا۔

بے مثال صورت

ابواسحاق ایک ہمدانی عورت سے نقل کرتے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کیا۔ میں نے اس سے کہا: مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش و نگار کے متعلق بتاؤ۔ اس نے جواب دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودھویں کے چاند کی طرح ہیں، میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ (بیہقی)[1]
حضرت ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے متعلق بتایئے۔

قَالَتْ یَا بُنَیَّ لَوْرَاَیْتَہٗ لَقُلْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً

فرمایا: بیٹا! اگر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرتا تو پکار اٹھتا کہ آفتاب روشن ہے۔ (دارمی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم)

امام مسلم ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف پوچھے تو فرمایا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گورے رنگ کے ملیح تھے۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا آپ نہ دراز قامت تھے نہ کوتاہ قد، رنگ گورا تھا گندمی مائل نہ تھا، نہ انتہائی سفید، بال گھنے، لٹکے ہوئے تھے گھنگریالے نہ تھے۔
(شیخین)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا اور جاذب نظر تھا۔
(بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

---

[1] ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا جیسے آپ کے چہرہ انور میں نیر تاباں محو خرام ہو۔ رفتار میں کوئی آپ سے زیادہ تیز نہ تھا گویا زمین آپ کے لئے لپٹتی جاتی تھی۔ ہم آپ کے ہمراہ چلتے تو بڑی مشکل سے آپ کا ساتھ دے پاتے' حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی معمول کی رفتار سے چلتے۔

(ابن سعد' ترمذی' بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو صبیح الوجہ (روشن چہرہ) کریم الحسب (شریف الاصل) اور حسن الصوت (خوش آوازی) کے ساتھ مبعوث فرمایا' یونہی تمہارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش رو' کریم الحسب اور خوش آواز تھے۔

(ابن سعد' ابن عساکر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

"میں نے کوئی شخص حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر' زیادہ سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔ (دارمی)

امام مسلم حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبَيْنِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دہن مبارک کشادہ' آنکھیں سرخی مائل اور مبارک ایڑیاں کم گوشت تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَظِيْمَ الْعَينِينِ اَهْدَبَ الْاَشْفَار مشرب العَيْنِ بِحُمْرَةٍ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان مبارک بڑی' پلکیں دراز اور آنکھوں میں سرخی کی لکیر تھی۔ (بیہقی)

ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لَمْ يَكُن بالطَوِيْلِ الْمُمَغطِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ كَانَ رِبْعَةً مِّنَ الْقَوم لِمَ يَكُن بِالجَعْدِ الْقِطَطِ وَلاَ بالسَّبط كَانَ جَعْدًا رَجُلاً وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَمِ وَلاَ بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِیْ وَجْهِهٖ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٍ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ جَلِيْلَ الْمَشَاشِ وَالْكِتَدِ اَجْرَدَ ذُوْمَسْرَبَةٍ شَشْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشَى تَقَلَعُ كَاَ نَمَا يَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفتَ اِلْتَفتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْ خَاتَمِ النُّبُوَةِ (ترمذی بیہقی)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تڑنگے تھے نہ زیادہ پستہ قد' بلکہ میانہ قد تھے' سر کے بال نہ گھنگھریالے' نہ بالکل سیدھے' بلکہ قدرے خمیدہ تھے' چہرہ اقدس بالکل گول نہ تھا اور نہ اس کا گوشت لٹکا ہوا اور' البتہ! چہرے میں ایک حد تک گولائی تھی' رنگ نکھرا ہوا' پیشانی کشادہ' آنکھیں سیاہ' پلکیں دراز' جوڑ کی ہڈیاں بڑی اور پرگوشت' شانے چوڑے' جسم اطہر پر بال نہ تھے' البتہ! سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی دونوں ہتھیلیاں اور قدم پرگوشت اور مضبوط تھے جب چلتے تو معلوم ہوتا کہ بلندی سے پستی کی

طرف تشریف لے جارہے ہیں جب کسی کی طرف التفات
فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ التفات فرماتے' آپ کے
دونوں شانوں کے درمیان مہرنبوت تھی۔

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کے ڈھیلے سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔
بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَعَاضُ الْجَبِيْنِ أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کشادہ رو اور دراز مژگاں تھے۔

طیالسی' ترمذی اور بیہقی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ زیادہ درازقد تھے نہ پست قامت' سراقدس بڑا' ریش مبارک گھنی' ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت' انگلیاں فربہ اور جوڑ مضبوط تھے' سینے پر بالوں کی دھاری تھی اور جب خرام ناز فرماتے۔ معلوم ہوتا گویا اترائی سے اتر رہے ہیں' مجھے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے کوئی نظر آیا' نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک کلائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پلکیں دراز تھیں۔ بازاروں میں شور مچانے والے نہ تھے' فحش گوئی اور لغویات سے منزہ تھے' کسی کی طرف رخ انور کرتے یا پشت پھیرتے تو دونوں صورتوں میں مکمل طورپر گھوم کر رخ کرتے یا پشت پھیرتے۔

ریش مبارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ اور بال خوبصورت تھے۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کسی نے ان سے پوچھا: کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہوئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا' اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑھاپے کے عیب سے محفوظ رکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔ (بیہقی)

دراز زلفیں

شیخین حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قد اقدس میانہ تھا اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ کی زلفیں کانوں کی لو تک پہنچتی تھیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

؎ اے ترا قد تو نادردہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروچماں نہیں

وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

پشت اطہر

امام احمد اور بیہقی حضرت محرش کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی۔ اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر میری نظر پڑی۔ كَانَّهٗ سَبِيْكَةُ فِضَّة گویا چاندی کا ٹکڑا تھا۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

مَارَاَيْتُ بَطْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِلاَّ ذَكَرْتُ الْقَرَاطِيْسَ الْمُثْنِيَةَ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ (طیالسی ابن سعد وغیرہ)

میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شکم اطہر کو غور سے نہیں دیکھا' البتہ! یاد پڑتا ہے کہ وہ تہ بہ تہ کاغذ کی مانند شکن دار تھا۔

دیگر اعضائے مبارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا تھا گویا آپ چاندی میں ڈھلے ہوں' آپ کے بال مبارک گھنگھریالے تھے شکم ہموار' شانوں کی ہڈیاں چوڑی' آپ چلتے وقت پورا قدم زمین پر رکھتے تھے جب کسی کی طرف رخ کرتے تو پورا سامنا کرتے اور جب پشت پھیرتے تو مکمل طور پر پھر جاتے تھے۔

(ترمذی' بیہقی)

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی' فرمایا:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا' قدم موٹے اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک بڑے اور چہرہ حسین تھا' میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی آپ جیسا نہیں دیکھا۔ (بخاری)

میمونہ بنت کردم کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں کی انگلیوں میں سے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی نہیں بھولی۔ (طبرانی' بیہقی)

بیہقی ایک بلعدوی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا' آپ کا جسم اطہر خوبصورت و متناسب تھا' پیشانی بڑی' باریک و بلند ناک اور باریک پیوستہ ابرو تھے اور گردن سے ناف تک پھیلی ہوئی بالوں کی لکیر تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک قد نہ کوتاہ' نہ دراز' بلکہ قامت درازی مائل تھی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے۔ سینہ اقدس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ہوتے جب چلتے تو آگے کی طرف

جھک کر گویا بلندی پر چڑھ رہے ہوں۔ (بیہقی) 1

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

اسی طرح عبداللہ بن احمد اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

بزار اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سراپائے اقدس کا نقشہ یوں روایت کرتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ كَانَ رَبْعَةً وَهُوَ اِلَى الطُّوْلِ اَقْرَبَ بُعَيْدَ مَا بَيْنَ الْمُنْكِبَيْنِ اَسِيْلَ الْخَدَّيْنِ شَدِيْدَ سَوَادِالشَّعْرِ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبَ اِذَا وَطِئَ بِقَدَمِهٖ وَطِئَ بِكُلِّهَا لَيْسَ لَهٗ اَخْمَصُ اِذَا وَضَعَ رِدَاءَهٗ فَكَاَنَّهٗ سَبِيْكَةُ فِضَّةٍ وَاِذَا ضَحِكَ يَتَلَاْلَا فِي الْجُدُرِ لَمْ اَرَ مِثْلَهٗ قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے، آپ متناسب قامت، مائل بہ طوالت تھے، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، رخسار مبارک نرم و گداز، بال خوب سیاہ، آنکھیں، سرگین اور پلکیں دراز تھیں، آپ جب گامزن ہوتے تو پورا قدم زمین پر لگاتے تھے جب چادر مبارک شانے پر رکھتے تو سیم تن نظر آتے اور جب تبسم ریز ہوتے تو دیواریں جگمگا اٹھتیں، میں نے آپ سے پہلے یا بعد کوئی آپ جیسا نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی کو ریشم و دیبا سے زیادہ نرم و ملائم محسوس کیا اور کوئی خوشبو خوشبوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ پاکیزہ نہیں پائی۔
(شیخین)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ خنکی اور خوشبو محسوس کی، گویا آپ نے خوشبودان سے دست مبارک نکالا ہو۔ (مسلم)

یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے ہاتھ میں دیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبو سے زیادہ معطر تھا۔ (بیہقی)

یہی مفہوم طبرانی میں مستورد بن شداد کی حدیث کا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں بیمار ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت کیلئے تشریف لائے اور دست مبارک میری پیشانی پر رکھا پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو آج تک مجھے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ (امام احمد)

سراپائے اقدس بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا' ایک دن میں لوگوں کو خطاب کررہا تھا' اس وقت ایک یہودی عالم ہاتھ میں کتاب لیے میرے سامنے کھڑا ہوا مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ ابوالقاسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کیجئے تو میں نے کہا:

لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ هُوَ رَجْلُ الشَّعْرِ اَسْوَدُهٗ ضَخْمُ الرَّاسِ مَشْرَبَ لونِهٖ حَمْرَةً عَظِيْمِ الْكَرَادِيْسِ شُثْنُ الْكَعْبَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ طَوِيْلُ الْمَسْرَبَةِ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ مَقْرُوْنُ الْحَاجِبَيْنِ صَلْتِ الْجَبِيْنِ بَعِيْدٌ مَّا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ اِذَا مَشٰى يَتَكَفَّأُ كَاَنَّمَا يَنْزِلُ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طویل القامت ہیں نہ کوتاہ قد' موئے مبارک نہ زیادہ گھنگھریالے ہیں نہ بالکل سیدھے' سیاہ رنگ کے ہیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سراقدس بڑا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا مائل بہ سرخی ہے' مضبوط اندام' انگلیاں بھری ہوئی' حلق سے ناف تک بالوں کی لکیر' پلکیں دراز' ابرو ملے ہوئے' پیشانی چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ' جب قدم زن ہوتے تو جسم آگے کو جھکا ہوا معلوم ہوتا' گویا اترائی سے اتر رہے ہوں۔ میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ اوصاف بیان کرنے کے بعد میں خاموش ہوگیا تو اس یہودی عالم نے کہا : یہ اوصاف تو مجھے مستحضر ہیں" نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں' ریش مبارک خوبصورت ہے' دہان اقدس حسین ہے اور دونوں کان تکمیل تخلیق کا شاہکار ہیں اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سے گفتگو فرماتے ہیں' تو اس کی طرف پوری توجہ کے ساتھ رخ کرتے ہیں اور جب پیٹھ دیتے ہیں تو مکمل طور پر پھر جاتے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر پکار اٹھے' بخدا! یہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف ہیں۔ اس عالم نے کہا: کچھ اور اوصاف ہیں' میں نے پوچھا: وہ کونسے؟ اس نے کہا: "فیہ حفر" آپ میں قدرے خمیدگی ہے' میں نے کہا: یہ تو وہی بات ہے جو میں تم سے بیان کرچکا ہوں۔ یعنی جب آپ چلتے ہیں تو آگے کی طرف جھک کر چلتے ہیں گویا نشیب میں اتر رہے ہوں۔ یہودی عالم نے کہا: ہم یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پاتے ہیں' ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ آپ خدا کے گھر اس کے حرم اور مقام امن سے مبعوث ہوں گے' پھر اس حرم کی طرف ہجرت کریں گے جسے آپ خود حرم قرار دیں گے اور اس کی حرمت ایسی ہی ہوگی جیسے اللہ کے حرم کی' ہم ان کتابوں میں یہ بھی پاتے ہیں کہ جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کرکے جائیں گے اس حرم کے لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انصار ہوں گے جو عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے' یہ لوگ باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان سے پہلے یہاں یہودیوں کا تسلط ہو گا۔ یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: یہ تو بالکل حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف ہیں۔

قَالَ الْحِبْرُ فَاِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَی یہودی عالم نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ

النَّاسِ كَافَّةً — علیہ وسلم نبی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں کی طرف خدا کے رسول ہیں۔

اسی قسم کی دو روایات ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں جن میں یہودیوں کے دو وفود کا تذکرہ ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف پوچھے تو آپ نے مذکورہ بالا اوصاف بیان کئے' ان روایات میں اتنا اور اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کے مبارک دانت چمکدار ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بینی مبارک باریک اور بلند ہے۔

بیہقی اور ابن عساکر مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میرے دین کی اشاعت میں بھرپور کوشش کرو' بات سنو اور مانو! اے کنواری پاک بتول کے بیٹے! میں نے تم کو بن باپ کے پیدا کیا۔ اس طرح تم کو سارے جہان کیلئے ایک نشان اور معجزہ بنا دیا' لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور مجھی پر بھروسہ کرو اور اہل شام کے پاس جا کر انہیں بتاؤ کہ میں اللہ حی قیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں' تم اس نبی کی تصدیق کرو جو عربی شتربان اور صاحب عمامہ ہے۔

صَدِّقُوا النَّبِيَّ الْعَرَبِيَّ صَاحِبَ الْجُمَلِ وَالْمُدْرِعَةِ وَالْعَمَامَةِ وَهِيَ التَّاجُ وَالنَّعْلَيْنِ وَالْهَرَاوَةِ وَهِيَ الْقَضِيْبُ الْجَعْدُ الرَّاسِ الصَّلْتِ الْجَبِيْنِ الْمَقْرُوْنِ الْحَاجِبَيْنِ الْاَنْجَلِ الْعَيْنَيْنِ الْاَهْدَبِ الْاَشْفَارِ الْاَدْعَجِ الْعَيْنَيْنِ الْاَقْنٰى الْاَنَفِ الْوَاضِحِ الْخَدَّيْنِ الْكَثِّ اللِّحْيَةِ عِرْقُهُ فِيْ وَجْهِهِ كَاللُّؤْلُؤِ وَرِيْحُ الْمِسْكِ يَنْفَحُ مِنْهُ كَانَ عُنُقُهُ اِبْرِيْقُ فِضَّةٍ وَكَانَ الذَّهَبُ يَجْرِيْ فِي تَرَاقِيْهِ لَهُ شَعَرَاتٌ مِّنْ لَبَّتِهِ اِلٰى سُرَّتِهِ تَجْرِيْ كَالْقَضِيْبِ لَيْسَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَلَا عَلٰى بَطْنِهٖ شَعْرٌ غيرها شَثْنُ الْكَفِّ وَالْقَدَمِ اِذَا جَاءَ مَعَ النَّاسِ غَمَرَهُمْ وَاِذَا مَشٰى كَاَنَّهُ يَتَقَلَّعُ مِنَ الصَّخْرِ وَيَنْحَدِرُ فِي صَبَبٍ ذُوالنَّسْلِ الْقَلِيْلِ

وہ صاحب نعلین اور صاحب عصا ہے
اس کے موئے اقدس قدرے خمدار
پیشانی صاف اور چوڑی ابرو پیوستہ' آنکھیں' سرگیں
پلکیں دراز' چشم ہائے مبارک کشادہ
اور سیاہ' ناک مبارک باریک و بلند
رخسار واضح' داڑھی گھنی' پیشانی
پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکدار اور خوشبودار
گردن گویا چاندی کی صراحی' سینہ سے
ناف تک بالوں کی سنہری دھاری' اس
کے علاوہ سینے یا شکم پر کہیں بال نہیں
ہتھیلی اور قدم پرگوشت جب لوگوں کے ساتھ چلے تو ان سے
بلند تر نظر آئے جب گامزن ہوتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چٹان
بلندی سے پستی کی طرف آ رہی ہو' اولاد اس کی کم ہے۔

امام ترمذی "شمائل" میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ شریف دریافت کیا۔ وہ حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک بکثرت بیان کرتے تھے' میری درخواست پر انہوں نے حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا:

كَانَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَا لَا وَجْهُهُ تَلَا لُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ — آپ خود اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے پیکر جمال و کمال تھے اور دوسروں کی نظروں میں بارعب اور عظیم المرتبہ تھے۔

آپ کا چہرہ اقدس ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا' آپ کا قد مبارک متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا' لیکن زیادہ دراز قامت سے کچھ کم تھا' سرمبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا' بال مبارک قدرے خمدار تھے اگر سراقدس کے بالوں میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ قصداً اس کا اہتمام نہ فرماتے اور عام حالات میں موئے مبارک کانوں کی لو سے متجاوز نہ ہوتے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ مبارک نہایت روشن تھا' پیشانی کشادہ اور ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے' دونوں ابرو بالکل ملے ہوئے تھے' بلکہ درمیان میں معمولی سا فاصلہ تھا اور دونوں ابروؤں کے درمیان رگ ہاشمی تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناک مبارک میں رفعت اور بلندی تھی جس پر ایک نورانیت غالب تھی۔ ابتداً دیکھنے والا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑی ناک والا سمجھتا حالانکہ یہ نورانیت کی وجہ سے بڑی نظر آتی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک گھنی اور بھرپور تھی۔ آنکھ مبارک کی پتلی نہایت سیاہ تھی' رخسار مبارک ہموار و ملائم تھے' دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا' دانت آبدار اور فصل دار تھے۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی' گردن مبارک صفا اور خوبصورتی میں گویا چاندی کی گھڑی ہوئی ایک مورتی تھی' بدن مبارک انتہائی معتدل اور گٹھا ہوا' شکم اور سینہ مبارک ہموار چوڑا' آپ کے دونوں شانوں کے درمیان قدرے فصل تھا' جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ کپڑے اتارتے تو جسم کی نورانیت ظاہر ہوجاتی' سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی باریک دھاری تھی' اس کے علاوہ کہیں بال نہ تھے' البتہ! دونوں بازوؤں' شانوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے' آپ کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ' نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز اور پرگوشت تھے' ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تلوے قدرے گہرے تھے۔

جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کی طرف جھک کر چلتے' قدم زمین پر آہستہ پڑتا' سبک رفتاری سے خرام ناز فرماتے۔ ایسا معلوم ہوتا گویا نشیب کی طرف اتر رہے ہوں جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن کو پھیر کر ملتفت ہوتے' آپ کی نظر نیچی رہتی تھی آپ آسمان کی بہ نسبت زمین کی طرف زیادہ دیکھتے تھے۔ بوجہ شرم و حیاء گوشہ چشم سے دیکھنے کی عادت تھی' چلنے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور خود پیچھے رہ جاتے تھے جس سے ملتے اسے سلام کہتے"

اس کے بعد میں نے ہند بن ہالہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انداز گفتگو کے متعلق پوچھا: تو فرمایا: "حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (امت کی خستہ حالی کی وجہ سے) غم و حزن کی دائمی کیفیت طاری رہتی اور آپ ہمیشہ فکرمند رہتے اور کبھی راحت و سکون کی حالت نصیب نہ ہوتی۔ اکثر اوقات خاموش رہتے اور بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے' ابتداء سے انتہاء تک گفتگو بھرپور ہوتی (اور سننے والے کو تشنگی نہ رہتی) کلام انتہائی جامع ہوتا جس میں غیرضروری الفاظ نہ ہوتے' ہر بات بڑی صاف اور واضح ہوتی اس میں کوئی کمزوری اور کوتاہی نہ ہوتی' آپ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل کرنے والے' نعمت الٰہی' خواہ تھوڑی ہوتی' کی قدر دانی کرتے اور اسے عظیم سمجھتے تھے۔ اس کی مذمت نہ فرماتے تھے' کھانے کی اشیاء کو برا نہ کہتے نہ بے جا ان کی تعریف فرماتے' دنیاوی معاملات کی وجہ سے آپ کو غصہ نہ آتا تھا۔ ہاں کوئی شخص

حق سے تعرض کرتا تو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غضب کی تاب نہیں لائی جاسکتی تھی یہاں تک کہ آپ اس سے انتقام لے لیتے مگر اپنی ذات کیلئے نہ کسی پر ناراض ہوتے نہ اس سے انتقام لیتے جب کسی وجہ سے کسی طرف اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور جب کسی بات پر تعجب کا اظہار فرماتے تو ہاتھ پلٹ لیتے تھے' کبھی گفتگو کے دوران بائیں ہاتھ کی ہتھیلی داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے اور جب کسی سے ناراض ہوتے تو اس سے رخ انور پھیر لیتے اور اعراض فرماتے جب خوش ہوتے تو بوجہ شرم و حیاء آنکھیں جھکا لیتے تھے' آپ کی ہنسی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی' تبسم ریزی کے وقت دندان مبارک اولوں کی طرح صاف اور چمکدار نظر آتے۔ (شمائل ترمذی

خصائص کبریٰ سے منقول عبارت ختم ہوئی۔ یہ عبارت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری صورت سے متعلق تھی جہاں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اور کمالات معنوی کا تعلق ہے' میں یہاں امام کبیر عارف شہیر سیدی عبدالوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "الاخلاق المتبولیه المفاضه من الحضرة المحمدية" کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ اس کتاب میں حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کمال اختصار کے ساتھ جمع ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ادائیں' امام شعرانی کے قلم سے

سیدی عبدالوہاب الشعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ پاکباز' سب سے زیادہ پارسا ذی علم' کریم' حلیم و بردبار' عبادت گزار اور مقامات شبہات سے دور رہنے والے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس نے کبھی کسی غیر محرم اجنبی عورت کو مس نہیں کیا' اس کی ایک وجہ تو احتیاط تھی اور دوسری یہ کہ یہ امت کے لئے قانون بن جائے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب لوگوں کو وعظ فرماتے تو سب لوگوں کے حق میں اجتماعی بات کرتے' کسی کو نامزد کرکے نشانہ نہ بناتے' تاکہ اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انداز تکلم یہ ہوتا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو ایسے ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ کم مال و متاع دنیا پر قناعت کرنے والے تھے' معمولی غذا اور بوسیدہ لباس آپ کے لئے کافی تھا۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے انتہائی حیاء فرماتے تھے یہاں تک کہ شدت حیاء کی وجہ سے بیت الخلاء میں چادر سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے تھے اور زمین آپ کے فضلات مبارکہ کو نگل جاتی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کیلئے انتہائی شفیق تھے۔ آپ دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ! مجھے میری امت کی کوئی بری بات نہ دکھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کی امت کی کوئی برائی آپ کو نہ دکھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی رعنائیوں سے اغماض چشم فرماتے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی اس کی دلفریبیوں کی طرف توجہ نہ فرمائی اور آنکھ کی خیانت سے معصوم و محفوظ رہے۔

غسل جنابت ہو یا غسل اباحت کبھی بے پردہ نہیں نہاتے تھے' بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے ستر کا اہتمام فرماتے تھے۔

رفع حاجت کی ضرورت ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کی نظر سے دور چلے جاتے یا دیوار کی اوٹ میں ہوجاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اطہر نظر نہ آتا۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو لباس میسر ہوتا' پہن لیتے۔ کبھی شملہ باندھتے' کبھی برد یمانی اوڑھتے اور کبھی صوف کا جبہ زیب تن فرماتے اگر کوئی شخص پہننے کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لباس پیش کرتا تو وہ تنگ ہوتا یا کھلا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ہیئت میں کوئی تبدیلی نہ فرماتے' ایک دفعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تنگ بازوؤں کا جبہ زیب تن فرمایا جس سے بازو بڑی مشکل کے ساتھ باہر آتے تھے اور وضو کرتے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بازو دامن میں سے نکالنے پڑتے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو اپنے پیچھے سوار کرلیتے تھے کبھی خود بھی کسی کے پیچھے سوار ہو لیتے تھے' البتہ! بچوں مثلاً حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کو اپنے آگے بٹھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سواری اگر برداشت کرسکے تو کسی کو پیچھے سوار کرلینا جائز ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی گھوڑے پر سواری فرماتے' کبھی اونٹ پر کبھی گدھے پر اور کبھی خچر پر سوار ہوتے اور کبھی بغیر چادر اور ٹوپی کے ننگے پاؤں چل لیتے اور مدینہ شریف کے دوردراز محلوں میں مریضوں کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو پسند فرماتے اور بدبو سے کراہت اور ناگواری کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراء مساکین اور خدام کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا تناول فرمالیتے تھے یونہی مساکین کے کپڑوں' داڑھیوں لور سروں میں سے جوؤں کو تلاش کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معزز اشخاص کی ان کے اختلاف طبقات و درجات کے مطابق عزت افزائی فرماتے تھے اور ذی شرف افراد پر کرم نوازی کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنبے کے لوگوں کو بلا ترجیح عزت دیتے تھے۔ قطع کلامی نہ کرتے نہ کسی سے درشت گوئی سے پیش آتے۔ خواہ اس نے زیادتی ہی کی ہو۔ آپ عذر خواہ کی معذرت قبول کرلیتے اگرچہ وہ غلط بیانی کررہا ہوتا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ اگر کسی شخص کے پاس اس کا بھائی خطا کرنے کے بعد آجائے خواہ اس کا نکتہ نگاہ صحیح ہو یا غلط اور وہ اس کا عذر قبول نہ کرے تو وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ آسکے گا۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں اور بچوں کے ساتھ مزاح فرمایا کرتے تھے مگر حالت مزاح میں بھی کبھی حق

بات سے تجاوز نہ فرماتے تھے۔ مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے ہنسی مزاح میں فرمایا: کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔ مراد یہ تھی کہ تمام جنتی عورتیں کنواریں دوشیزائیں ہوں گی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہنسنا صرف بے آواز مسکراہٹ کی صورت میں ہوتا تھا۔ آپ کھیل کو مباح سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔ گنوار بدو آپ کے سامنے گستاخی اور بدکلامی کا مظاہرہ کرتے مگر آپ اسے ہمت اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کرتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے' بلکہ درگزر سے کام لیتے اور معاف کردیتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی برتن مختص نہ تھا' بلکہ بطور تواضع اپنے خدام اور کنیزوں کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا تناول فرمالیتے تھے۔ یہ اس لئے بھی تھا کہ امت محمدیہ کے متکبرین کیلئے شرعی مثال بن جائے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیمہ کی دعوت قبول کرتے اور مسلمانوں کے جنازوں میں شمولیت اختیار کرتے۔ خواہ مرنے والوں سے آگاہ ہوتے یا نہ ہوتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کچھ کنیزیں اور غلام تھے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانے پہننے اور بیٹھنے میں ان سے امتیاز نہ برتتے۔ شب و روز اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ رہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہروقت اطاعت الٰہی میں گزرتا یا ایسے ضروری کام میں مصروفیت رہتی جس کا نفع خود آپ کو ہوتا یا عام مسلمانوں کو' تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکڑیاں اکٹھی کرتے' پھر گٹھا بنا کر اسے گھر لے جاتے۔ آپ کسی نادار کو اس کی محتاجی کی وجہ سے حقیر نہ جانتے تھے نہ کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہت کے باعث مرعوب ہوتے' بلکہ شاہ و گدا سب کو یکساں دعوت الی اللہ دیتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق سے زیادہ رحیم اور امت کے لئے شفیق تھے اگر سبقت لسانی کے باعث کسی کے حق میں برا بھلا کلمہ نکل جاتا تو دعا مانگتے اے اللہ! اس کلمہ کو اس شخص کے حق میں کفارہ گناہ اور رحمت و طہارت کا سامان بنا دے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی نام لے کر کسی عورت' کسی خادم یا اونٹ کو لعنت نہیں کی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی کے حق میں بددعا کی درخواست کی جاتی تو آپ بددعا کی جگہ دعا فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت یا غلام کو نہیں مارا۔ سوائے جہاد کے یا حدود اللہ کے' حد لگانے کیلئے جلاد کو حکم دیتے تاکہ مجلود کی تطہیر ہوجائے' ایک دفعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خادم کو طلب فرمایا مگر اس نے تعمیل حکم نہ کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! اگر روز قیامت قصاص کا خوف نہ ہوتا تو میں تم کو اس مسواک سے سزا دیتا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کوئی آزاد یا غلام یا نادار حاجت برآری کے لئے آتا تو آپ اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے اور اس کی حاجت پوری کرتے خواہ مدینہ شریف کے دوردراز محلوں میں یا مدینہ سے باہر کسی گاؤں میں جانا پڑتا تاکہ وہ دل شکستہ نہ ہو۔

حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بچھونے کو عیب نہ لگاتے' اگر کوئی چیز بچھادی جاتی تو اس پر بیٹھ جاتے اور استراحت فرماتے اور اگر نہ بچھائی جاتی تو زمین پر ہی بیٹھ جاتے اور لیٹ کر آرام فرمالیتے۔ آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ

تعالیٰ عنہم سے نرمی سے پیش آتے' آپ نہ بدخلق تھے نہ بدزبان اور نہ بازاروں میں فضول شوروغل کرنے والے۔

جب کوئی مسلمان آپ سے ملتا تو آپ سلام کرنے میں پہل کرتے اگر کوئی آپ کا دست اقدس تھام لیتا تو آپ اس کے ساتھ ہو لیتے یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی واپس ہو جاتا' یونہی جب کسی صحابی سے ملاقات ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے مصافحہ فرماتے اور عربوں کی عادت کے مطابق اس کا ہاتھ خوب دباتے' آپ کسی مجلس میں بیٹھتے یا اس سے اٹھتے تو دونوں صورتوں میں ذکرالٰہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جاری ہوتا جب دوران نماز کوئی آجاتا تو نماز کو مختصر کر کے سلام پھیر دیتے اور پوچھتے کوئی کام ہے؟ وہ اگر کہتا "نہیں" تو دوبارہ نماز میں مشغول ہو جاتے اگر اسے کوئی کام ہوتا تو خود یا اپنے نمائندے کے ذریعے اس کی حاجت بر آری کرتے۔

اکثر اوقات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا انداز یہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دونوں پنڈلیاں کھڑی کرتے اور انہیں اپنے ہاتھوں سے تھام رکھتے' یہ حالت گوٹھ مار کر بیٹھنے کے مشابہ ہے۔

مجلس میں جہاں آپ کو جگہ مل جاتی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے یہاں تک کہ صحابہ کرام میں گھل مل کر بیٹھنے کی وجہ سے پہچان نہ ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی مجلس میں پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا کہ کسی کے لئے تنگی کا باعث ہو' البتہ! جگہ کھلی ہوتی تو بعض اوقات پاؤں پھیلا لیتے تھے۔

مجلس میں نمایاں ہو کر نہ بیٹھنے کی یہی وجہ ہے کہ جب بدو لوگ دین کے بارے میں پوچھنے کیلئے آتے تو شناخت نہ ہونے کی وجہ سے انہیں آپ کے متعلق دریافت کرنا پڑتا۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کسی کام کے بارے میں ارشاد فرماتے جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہچان ہو جاتی تو وہ بدو آپ کی خدمت میں آ کر سوال کرتے' اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے ٹھہری کہ حضور کیلئے مٹی کا ایک چبوترہ بنا کر کھجور کے چھلکوں کی بنی ہوئی صف ڈال دی جائے' پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال تک اسی چبوترے پر بیٹھتے تھے۔

عموماً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبلہ رو ہو کر بیٹھتے اور فرماتے "یہ سید المجالس" ہے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھتے تھے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آنے والے کی تکریم فرماتے اور اسے اپنا تکیہ پیش فرماتے اگر وہ لینے سے انکار کرتا تو آپ اس قدر اصرار کرتے کہ وہ مجبوراً قبول کر لیتا بعض اوقات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والے اجنبی شخص کیلئے کپڑا یا چادر بچھا دیتے تاکہ اس کی تالیف قلب ہو' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہمان سے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھتے تھے' بلکہ جو کچھ موجود ہوتا حاضر کر دیتے اگر عزت افزائی کیلئے کچھ نہ ہوتا تو اس کی دلجوئی کیلئے انتہائی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ لوگ مجلس پاک سے غیر حاضر ہوتے تو اکثر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے حالات کی خبرگیری کیلئے بن بلائے ہی ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور اگر کسی سے زیادتی اور سختی کا

مشاہدہ کرتے تو اس کی طرف ہدیہ بھیج دیتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین سلام اللہ علیہما کے ساتھ ہنسی کھیل کرتے' بعض اوقات انہیں اپنی پشت اقدس پر سوار کر کے ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلتے اور فرماتے۔ کیسی عمدہ سواری ہے اور کیا خوب تم سوار ہو؟ ایک بار سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر انہیں اپنے گھٹنوں پر کھڑا کیا اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ حُزُقَّه حُزُقَّه تَرَقَّه عَيْنَ بَقَّه

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کہا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہم نشینوں میں سے ہر ایک کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آتے یہاں تک کہ ہر ایک یہ گمان کرتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے اس پر خصوصی لطف و کرم کیا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیتیں رکھتے اور ان کی دلجوئی اور عزت و تکریم کی وجہ سے انہیں ان کی کنیتوں سے پکارتے تھے' یونہی بااولاد اور بے اولاد عورتوں کو بھی کنیتوں سے آواز دیتے نیز بچوں کی خوشی کی خاطر انہیں کنیت سے یاد فرماتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ غصے سے دور رہنے والے اور جلد راضی ہونے والے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ نرم دل اور لوگوں کے لئے نفع بخش تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مجلس برخاست کرتے تو یہ کلمات ارشاد فرماتے۔

سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ

پھر فرماتے' یہ کلمات مجھے جبرائیل علیہ السلام نے سکھائے ہیں اور یہ اس مجلس میں ہونے والی تقصیرات کا کفارہ ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی کم گو اور شستہ زبان تھے' بات کو دو یا زیادہ بار دہراتے تاکہ لوگ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں' آپ کا کلام موتیوں کی لڑی ہوتا اگر ناگوار باتوں کے اظہار کی مجبوری ہوتی تو اشارے کنائے میں گفتگو فرماتے اور ہر قبیح کلام سے اعراض فرماتے۔

جب سلام دیتے تو تین بار السلام علیکم کہتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر گریاں رہتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں ہمیشہ اشکبار رہتیں گویا کوئی تازہ تازہ مصیبت آئی ہو' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک بار سورج گرہن لگی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کی حالت میں رونا اور آہیں بھرنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمانے لگے اے رب! کیا تو نے

مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک کہ میں ان میں موجود ہوں گا یونہی جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے تو تو انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ اے پروردگار! ہم تجھ سے طلب مغفرت کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں کھلکھلا کر ہنستے نہ تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح ادب و احترام کے ساتھ بیٹھتے گویا ہیبت و وقار کی وجہ سے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ تبسم فرماتے' البتہ! قرآن نازل ہو رہا ہوتا یا قیامت کا تذکرہ ہوتا یا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہوتے تو کیفیت اور ہوتی۔

جب کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو اللہ کے سپرد کر دیتے اور ہدایت و اتباع کا سوال کرتے اور گمراہی سے بچنے اور دور رہنے کی التجا کرتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبوب ترین کھانا وہ ہوتا جس پر کثیر تعداد میں کھانے والے شریک ہوتے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانے کے لئے اس طرح بیٹھتے جس طرح انسان بیٹھتے ہیں اور نمازی کی طرح گھٹنے اور پاؤں سمیٹ لیتے' ہاں گھٹنا گھٹنے کے اوپر اور قدم قدم کے اوپر ہوتا آپ اکثر فرمایا کرتے "میں ایک بندہ ہوں اور اس طرح کھاتا ہوں جیسے ایک بندہ کھاتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گرم کھانا تناول نہیں فرماتے تھے' بلکہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی' لہٰذا ٹھنڈا کر کے کھایا کرو اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آگ نہیں کھلائے گا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامنے سے کھانا کھاتے اور تین انگلیاں استعمال فرماتے' کبھی چوتھی انگلی سے بھی مدد لے لیتے' آپ دو انگلیوں سے بالکل تناول نہ فرمایا کرتے اور فرماتے کہ یہ شیطانی فعل ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھجور اور دودھ کو اکٹھا کر لیتے اور انہیں دو پاکیزہ اور عمدہ چیزوں سے یاد فرماتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت انتہائی مرغوب تھا' فرماتے یہ قوت سماعت میں اضافہ کرتا ہے اور دنیا اور آخرت میں سارے کھانوں کا سردار ہے مگر ہمیشہ گوشت کھانے کو ناپسند فرماتے اور کہتے کہ اس سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثرید کو گوشت اور کدو کے ساتھ کھاتے' کدو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ فرمایا کرتے کہ یہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا پودا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اکثر اوقات فرماتے جب آپ کدو پکائیں تو شوربہ زیادہ کر لیا کریں کیونکہ یہ قلب حزیں کو تقویت دیتا ہے۔

حضور رحمت عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کنیز یا غلام کی دعوت کو بھی نہیں ٹھکراتے تھے' بلکہ فرماتے "میں حاضر ہوں" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات کیلئے کبھی طیش میں نہ آتے' البتہ! اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی پامالی پر غضبناک ہوتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاں کہیں ہوتے اعلان حق فرماتے' خواہ اس کا ضرر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برداشت کرنا پڑتا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شدت گرسنگی (بھوک) کی وجہ سے شکم اطہر پر پتھر باندھ لیتے تھے اور اس کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت نبوت سے پوشیدہ رکھتے تاکہ انہیں اس سے تکلیف نہ ہو۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو مل جاتا' تناول فرما لیتے اور جو حلال چیز پیش کی جاتی اسے رد نہ کرتے کبھی طعام حلال سے پرہیز نہ کرتے تاکہ امت محمدیہ کے لئے وسعت اور آسانی رہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بغیر روٹی کے کھجور مل جاتی تو اسی کو تناول کر لیتے یا بھنا ہوا گوشت ہاتھ آتا تو اس کو کھا لیتے اور فرماتے گندم کی روٹی' جو کی روٹی' حلوا' شہد اور دودھ کا نعم البدل نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تربوز' کھجور' مرغی کے گوشت اور شکار کئے ہوئے پرندے کا گوشت پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شکار کا گوشت خریدتے نہ تھے نہ خود شکار کرتے' بلکہ یہ چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے شکار کر کے لایا جائے۔

گوشت کھاتے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر کو جھکاتے نہ تھے' بلکہ اسے دہان اقدس کی طرف اٹھاتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکری کی دستی اور شانے کے گوشت کو پسند فرماتے تھے مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکری کی دستی اس لئے پسند تھی کہ وہ جلدی پک کر تیار ہو جاتی ہے اور تیزی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی جاتی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت کبھی کبھار ملتا تھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھانے میں کدو اور کھجوروں میں سے عجوہ کھجور پسند تھی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عجوہ میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: یہ جنتی میوہ اور زہر کا تریاق ہے' سبزیوں میں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کاسنی شمار اور خرفہ کا ساگ پسند تھا' گردوں کے کھانے سے کراہت تھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پشت کے گوشت کو اچھا گوشت قرار دیتے' تھوم' پیاز اور گندنا تناول نہ فرماتے۔ ایک بار حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تھوم (لہسن) کھایا کرو کیونکہ یہ ستر بیماریوں کا علاج ہے اگر فرشتہ میرے پاس نہ آتا تو میں بھی اسے کھاتا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کسی کھانے کو برا نہ کہتے' خواہش ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں ایک بہت بڑا پیالہ تھا جس کے چار حلقے تھے اور چار آدمی مل کر اسے اٹھاتے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک صاع' ایک مد اور ساج کی لکڑی سے بنی ہوئی ایک چارپائی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈبہ تھا جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ' کنگھی' مسواک اور قینچی رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملکیت میں سات شیردار بکریاں تھیں جنہیں حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا چرایا کرتی تھیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گوہ اور تلی کے گوشت سے اجتناب فرماتے تھے مگر اسے حرام بھی قرار نہ دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکابی کو صاف کردیتے اور فرماتے۔ آخری کھانے میں زیادہ برکت ہوتی ہے' کھانا کھانے کے بعد ہاتھ تولیے سے صاف نہ کرتے جب تک ہاتھ کی ایک ایک انگلی کو چاٹ نہ لیتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے' معلوم نہیں کونسی انگلی میں زیادہ برکت ہے' جب گوشت روٹی تناول فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھو لیتے' پھر بچے ہوئے پانی سے منہ کا مسح کرلیتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پانی نوش فرماتے تو برتن میں سانس نہ لیتے تھے' بلکہ برتن کو منہ سے ہٹا لیتے تھے۔

ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دودھ اور شہد کا برتن لے کر آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمانے سے انکار کردیا اور فرمایا: ایک برتن میں دو مشروب مکس ہوں مجھے ان کی ضرورت نہیں' البتہ! میں انہیں حرام بھی نہیں ٹھہراتا۔ میں متاع دنیا کی فروانی اور اس کے جمع و حساب پر فخر کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا' میرے نزدیک ہر حال میں اللہ کے حضور تواضع اور انکساری انتہائی محبوب ہے کیونکہ جس شخص نے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اسے بلند مرتبہ کردیا۔

حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر میں ایک دوشیزہ سے زیادہ شرم و حیاء کے پیکر تھے۔ بوجہ شرم و حیاء اہل خانہ سے کھانا تک طلب نہ فرماتے وہ اگر کھلا دیتے تو کھا لیتے اور دوسروں کو بھی شامل کرلیتے اور جو وہ پیش کرتے آپ قبول فرما لیتے خواہ تھوڑا ہوتا یا زیادہ' خود ہی اٹھ کر کھانے پینے کی اشیاء لے لینے کے عادی نہ تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عمامہ شریف باندھتے تو اس کا لڑ دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی لڑ نہیں چھوڑتے تھے' البتہ! جمہور علماء کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال شریف تک عمامے کا شملہ ترک نہیں فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی یعنی زیادہ دراز نہ ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قباء' فرجیہ اور سفر میں تنگ آستینوں والا جبہ زیب تن فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ردائے مبارک چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی تہہ بند شریف دو ہاتھ ایک بالشت چوڑا اور چار ہاتھ ایک بالشت لمبا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرخ و سبز دھاری کی چادریں بھی پہنتے تھے مگر خالص سرخ لباس سے منع فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پاجامہ بھی تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاسومہ پاپوش بھی پہنے ہیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دو سبز چادریں بھی تھیں جن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کی نمازیں ادا فرماتے تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی خالص سبز رنگ کی چادر نہیں پہنی' جمعہ کے روز زیادہ تر سفید پوشاک زیب تن فرماتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگوٹھی بھی پہنتے تھے اور اس کا نگین ہتھیلی کی طرف کرتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی رداء مبارک اوڑھتے تھے اور کبھی نہیں۔ آج کل اس کو لوگ طیلسان کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لباس زیادہ تر سوتی کپڑے کا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سوت کا بنا ہوا ایک بھاری عمامہ تھا جسے اکثر باندھ کر ٹھوڑی کے نیچے سے لپیٹ دیتے تھے جیسا کہ آج کل بلاد مصر میں

"مغرب" کے لوگ کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونی چادر بھی اوڑھی ہے مگر بکری کی بدبو پا کر اسے ترک کردیا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت بھی ایک چادر نساج کے پاس بنی جارہی تھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھنا ہوا کلیجہ تناول فرمالیا کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر کے کام کاج میں اہل خانہ کے ساتھ برابر کے شریک ہوتے تھے۔ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن خلق اور حسن معاشرت کا اعلیٰ نمونہ تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ حسن خلق میں کوئی شخص حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ تھا جب مجھے کسی چیز کی خواہش ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً میری بات مان لیتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب میں پیالے سے پانی پیتی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیالہ پکڑ کر اس مقام پر اپنے لب مبارک رکھتے جہاں میرا منہ لگتا تھا حالانکہ بعض اوقات میں حالت حیض میں ہوتی حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری چبائی ہوئی ہڈی سے گوشت نوچ کر تناول فرمالیتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری گود میں میرے جسم کے ساتھ ٹیک لگاتے اور قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے حالانکہ بعض اوقات میں ایام کی حالت میں ہوتی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسند نہیں فرماتے تھے کہ ان بکریوں کی تعداد سو سے بڑھ جائے اگر تعداد زیادہ ہوجاتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زائد بکریوں کو ذبح فرما دیتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خریدوفروخت کا کام بھی کرتے تھے لیکن بیچنے کی نسبت خریدنے کا عمل زیادہ ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت سے قبل اجرت پر بکریاں چرائی ہیں یونہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجارت کیلئے اجرت پر کاروباری سفر کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہن اور بغیر رہن کے قرض لیتے تھے۔ چیزیں مستعار لیتے تھے قرض کی ضمانت دیتے تھے نیز آپ کیلئے زمین وقف کی گئی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی سے زیادہ بار اللہ کے نام کے ساتھ حلف اٹھایا ہے۔ یہ اس لئے کہ امت کیلئے سہولت اور وسعت رہے حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ ذات خداوندی کی تعظیم فرماتے تھے اگر یہ سہولت پیش نظر نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی حلف نہ اٹھاتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی قسم میں استثناء کرلیتے' کبھی کفارہ دیتے اور کبھی قسم کو پورا فرمایا کرتے تھے۔ شاعر کو اس کے مدحیہ اشعار پر کچھ عطا فرماتے مگر دوسروں کے حق میں مدحیہ اشعار پر نوازنے سے منع فرماتے تاکہ شعراء مدح کے معاملہ میں جری نہ ہوجائیں اور ناحق مبالغہ آرائی سے جھوٹ کے مرتکب نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیتے

کہ مداحوں کے مونہوں میں خاک ڈالو" اس کی صورت یہ ہے کہ زمین سے خاک اٹھا کر مدح کرنے والے کے سامنے زمین پر بچھا کر اس سے کہا جائے کیا تم اس کی تعریف و مدح میں مبالغہ سے کام لے رہے ہو جو اس مٹی سے پیدا ہوا ہے" اس کا مطلب یہ نہیں کہ مٹی اٹھا کر شاعر کے چہرے پر ڈال دی جائے اور اسے اس سے اذیت دی جائے جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دشمن کے مقابل حربی تدابیر سے معرفت حاصل کرنے کے لئے کشتی لڑتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرب کے مشہور پہلوان رکانہ سے بھی کشتی لڑی تھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کپڑوں سے خود جوئیں تلاش کر لیتے تھے جو فقراء کی مجالس میں بیٹھنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر چڑھ آیا کرتی تھیں حالانکہ آپ کے کپڑوں میں بوجہ طہارت کاملہ کبھی جوئیں نہیں پڑیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوش رفتار اور تیز قدم تھے جب نماز کے لئے چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا اترائی سے اتر رہے ہیں' تھکاوٹ یا سستی کا اظہار نہ ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے چلتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پیچھے فرماتے' میری پشت کو فرشتوں کے لئے خالی چھوڑ دو۔

حالت سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آگے چلاتے اور خود پیچھے رہ جانے والوں اور ان کے مال و متاع کی خبر گیری کے لئے پیچھے پیچھے چلتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تہبند شریف گھٹنوں سے اوپر نصف ساق تک ہوتا' لمبا ہوتا تو درمیان سے باندھ لیتے' زیادہ تر تہبند چھوٹا بنواتے جس کی وجہ سے سمیٹ کر اونچا کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیض مبارک اکثر تہبند کے ساتھ جڑی ہوئی ہوتی۔ کبھی سی کر ملا دی جاتی اور کبھی کانٹے یا بکسوئے سے ٹانک دی جاتی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑی چادر تھی جو زعفران سے رنگی ہوئی تھی۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف اسی چادر میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور کبھی سیاہ یا دھاری دار چادر اوڑھتے۔

جمعہ کے لئے دو مخصوص کپڑے تھے جیسا کہ غیر جمعہ کے لئے الگ لباس تھا' بعض اوقات ایک ہی تہہ بند باندھ لیتے اس کے اوپر کچھ نہ پہنتے' بس تہہ بند کی دونوں طرفوں کو کاندھوں کے درمیان جوڑ لیتے تھے' کبھی اسی تہہ بند میں لوگوں کو جنازہ کی نماز پڑھا دیتے' زیادہ تر گھر میں یہی چادر اوڑھتے اور اسی میں نماز ادا فرماتے۔ یہ چادر اتنی بڑی تھی کہ رات کی نماز میں اس کی ایک طرف بطور تہہ بند استعمال کرتے اور دوسری طرف اہل خانہ کے اوپر ڈال دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک سیاہ رنگ کی چادر بھی تھی جو کسی شخص نے مانگی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اوڑھا دی۔

اکثر گھر سے باہر تشریف لاتے تو انگلی میں انگشتری کے ساتھ بندھا ہوا دھاگا ہوتا تھا جو چیزوں کی یاد دہانی کراتا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خط پر مہر لگاتے اور فرماتے خط پر مہر لگانا تہمت سے بہتر ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے' کبھی بلا عمامہ پہن لیتے۔ بعض اوقات ٹوپی اتار کر سترہ بنا لیتے اور نماز پڑھتے' یہ ٹوپی عموماً اون کی ہوتی' کبھی یہ سوت کی بنائی جاتی۔ علماء کرام فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ٹوپی اونچائی میں دو تہائی ہاتھ ہوتی کہ اس کا سترہ ہونا درست ٹھہرے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا جسے پہن کر باہر تشریف لاتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

اَتَاکم عَلَیَّ فِی السَّحَابِ علی تمہارے پاس سحاب (بادل) میں آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر مبارک چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چغہ تھا جہاں تشریف لے جاتے اس چغہ کو دوہرا کر کے نیچے بچھا لیتے اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے۔ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو چوہرا کر کے بچھایا تو اس رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی نرمی اور گدازی کے سبب فوراً ہی سو گئے جب آنکھ کھلی تو فرمایا: اس کو دوہرا کر دو چوہرا نہ کرو اس کی نرمی و گدازی تو مجھے شب بیداری سے روک دے گی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر چٹائی پر استراحت فرما ہوتے اور اپنے اوپر کچھ نہ اوڑھتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مٹی کا آب خورہ تھا جس سے وضو فرماتے تھے نیز اس سے پانی پیتے تھے لوگ اپنے نابالغ بچوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجتے جو اس آبخورے سے حصول برکت کے لئے پانی پیتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر جائے نماز پر تشریف رکھتے' پس مدینہ شریف کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر حاضر خدمت ہوتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان برتنوں میں دست اقدس ڈالنے کی درخواست کرتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں دست مبارک ڈالتے۔ بعض اوقات سخت سرد صبح کے وقت وہ برتن لاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی دلجوئی کی خاطر ان برتنوں میں دست اقدس ڈبوتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تھوکتے تو لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھوک مبارک اور رینٹ کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے جس کی وجہ سے یہ تھوک و رینٹ زمین پر نہیں گرتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس تھوک کو اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے تھے تاکہ اس کی برکت سے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں۔ یونہی وہ وضو کے استعمال شدہ پانی کے حصول کیلئے بڑی کوشش کرتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ رسالت میں ہیبت و وقار کی وجہ سے سر جھکا کر دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے اور تعظیم و توقیر کے باعث آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ نہ سکتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ اپنے ستانے والوں کو کچھ نہیں کہتے تھے نہ فضول گفتگو فرماتے' نہ کسی کی غیبت فرماتے اور نہ ہی کسی کو گالی دیتے' جب کوئی آپ کو انتہائی ستاتا تو آپ صبر اور برداشت سے کام لیتے اور انتقام نہ لیے' بعض اوقات یوں فرماتے۔ اللہ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا اس کے باوجود انہوں نے صبر کیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار تھی کہ کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی صحابی کے بارے میں بری بات پہنچائے۔ فرماتے مجھے میرے اصحاب کے متعلق صرف اچھی باتیں بتایا کرو کیونکہ میں انسان ہوں اور مجھے انسانوں کی طرح غصہ آتا ہے' مجھے یہ پسند ہے کہ میں تمہارے پاس صاف سینہ لے کر آؤں۔

ایک بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان مال غنیمت تقسیم فرمایا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس آگئے تو کسی شخص نے کہا: اس تقسیم میں خدا کی رضا پیش نظر نہیں رکھی گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے تو ایک شخص نے آپ کو اس بات سے آگاہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے میرے اصحاب کی اچھی باتیں ہی پہنچایا کرو۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کو ناشائستہ کام کرتے ہوئے دیکھتے تو فوراً نہ ٹوکتے' بلکہ حالات کا جائزہ لیتے اگر وہ شخص جاہل اور ان پڑھ ہوتا تو نرمی اور مہربانی سے اسے سمجھا دیتے جیسا کہ اس اعرابی کا واقعہ ہے جس نے مسجد میں داخل ہو کر پیشاب کر دیا تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منع فرمایا دیا کہ اسے کچھ نہ کہیں اور فرمایا: تم لوگوں کو آسانی کے لئے بھیجا گیا ہے دشواری کے لئے نہیں۔ جب وہ اعرابی پیشاب سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دھیمے لہجے میں فرمایا: یہ مسجدیں نماز کے لئے بنائی گئی ہیں' پیشاب کرنے کے لئے نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گدھے پر کپڑا ڈال کر سوار ہو جاتے تھے جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں السلام علیکم کہتے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک شخص کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے تو وہ شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت سے کانپنے لگا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بھائی ڈرو نہیں میں نہ تو بادشاہ ہوں نہ جابر شخص' بلکہ بنو قریش کی اس عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تواضع کی یہ حالت تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جو کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو لبیک کہہ کر جواب دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجلس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی مرضی اور پسند کا لحاظ فرماتے وہ اگر آخرت کے معاملہ میں کلام کرتے تو آپ ان کے ساتھ اسی موضوع پر گفتگو فرماتے اور اگر وہ دنیاوی معاملے میں یا کھانے پینے کے بارے میں بات کرتے تو آپ ان کی دلجوئی اور پسند خاطر کیلئے اسی مسئلہ پر کلام فرماتے' وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی نرم فطرت تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کبھی ڈانٹتے نہ تھے سوائے اس کے کہ کوئی حرام یا مکروہ بات ہو' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تیز قدموں کے ساتھ چلنے کا مقابلہ کرتے اور ان سے آگے نکل جاتے جب دیکھتے کہ وہ ناراض ہو رہی ہیں تو سست پڑ جاتے یہاں تک کہ وہ آگے نکل جاتیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ظاہری کے آخری زمانے میں وصال تک رات کے نوافل بیٹھ کر ادا فرماتے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کھڑے کھڑے تھک جاتے تو بیٹھ کر پڑھتے۔ بیٹھے ہوتے تو رکوع کے قریب کھڑے ہو جاتے اور کچھ پڑھ کر پھر رکوع فرماتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر قیام لیل کا آغاز دو ہلکی رکعتوں سے کرتے' پھر بعد کی رکعتوں میں جتنا چاہتے درازی فرماتے اور ان نوافل کو فرض نمازوں سے پہلے کے نوافل کی مانند ٹھہراتے اور ان رکعتوں میں ادب الٰہی کے اظہار اور امت کے لئے مشروع ٹھہرانے کیلئے کثرت کے ساتھ استغفار پڑھتے۔

امام شعرانی کی عبارت ختم ہوئی' میں نے اسے خادم سنت شیخ حسن عدوی مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقدمہ شرح بردہ سے نقل کیا ہے۔

کتاب کے گزشتہ ابواب بالخصوص بشارات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مشتمل قسم اول میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان اوصاف جمیلہ اور اخلاق جلیلہ کا تذکرہ گزر چکا ہے جن سے کم از کم نبوت محمدیہ کی صحت کا یقین حاصل ہوتا ہے' کیونکہ یہ اوصاف فاضلہ جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریمہ میں جمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص میں جمع نہ ہوئے' نہ اس بات کا امکان ہے کہ قیامت تک کسی شخص میں اکٹھے ہو سکیں' اس پر ہر صاحب عقل و انصاف کا اتفاق ہے خواہ اس کا تعلق امت محمدیہ سے نہ ہو' دنیا کے اہل علم حضرات کا مطلقاً اتفاق ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عقلائے زمانہ سے زیادہ عقلمند ہیں اس بارے میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دم قدم سے علم کو جو حیات تازہ ملی' جہالت پر موت طاری ہوئی' دنیا کو ہدایت اور نسل انسانی کو جو عظیم بھلائی نصیب ہوئی تاریخ انسانیت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس سلسلہ میں گمراہ معاندین کے مکابرے کا اعتبار نہیں جو سیدھے راستے سے ہٹ چکے ہیں۔ بدبختی ان پر غالب آگئی ہے اور اللہ نے انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت سے محروم کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین حق پر موت عطا فرمائے اور اہل نجات کے زمرہ میں ہمارا حشر فرمائے اور قیامت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

قسم چہارم

وصال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے بعد کے معجزات'

اس قسم میں تین ابواب ہیں

باب اول

وصال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے بعد کے متفرق خوارق عادات

باب اول

وصال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کے خوارق عادات

میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف اور اس سے متعلق معجزات و مناسبات کے ذکر سے آغاز کرتاہوں جو زیادہ تر حافظ شمس الدین دمشقی کی کتاب سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب سے اختصار کے ساتھ منقول ہیں۔

حافظ موصوف فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِذَاجَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

جب اللہ کی نصرت و فتح آجائے گی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھیں گے کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہورہے ہیں تو حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کرنا اور اس سے مغفرت طلب کرنا بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

یہاں فتح سے مراد فتح مکہ اور اس کے قریب تر کے واقعات ہیں۔ لوگوں سے مراد ایک قول کے مطابق اہل یمن اور ان کے حلیف ہیں' کیونکہ جب اہل یمن کو اس فتح مبین کی اطلاع ملی تو کہنے لگے اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پروردگار عالم کی طرف سے رسول نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت اللہ الحرام سے باز رکھتا جس طرح اس نے تبع اور اصحاب فیل کے ساتھ کیا۔ اس وقت اہل یمن کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین آگیا اور وہ اللہ کے دین میں برضا و خوشی فوج در فوج داخل ہو گئے۔ بعض قبیلوں نے الگ الگ اور بعض نے مل کر اسلام قبول کیا جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حیران کن منظر دیکھا تو سمجھ گئے کہ اب اجل قریب ہے پس لقائے رب اور وصال الی اللہ پر انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔ یہ سورۃ کریمہ نزول کے لحاظ سے آخری سورتوں میں سے ہے اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ہے۔

ابوالقاسم طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اذا جاء نصراللہ کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ فتح مکہ (یعنی جزیرۃ العرب میں دین حق کے غلبہ) میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کی اطلاع بھی پوشیدہ تھی اسی لئے آپ کو حکم ہوا کہ آپ کثرت سے استغفار کریں اور سمجھ لیں کہ آپ کی اجل کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ یہی مفہوم صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ مقاتل سورۂ نصر کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سورۂ کریمہ کے نزول کے بعد اسی دن تک زندہ رہے۔ ہارون بن ابی وکیع کوفی بروایت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ جب آیت الیوم اکملت الخ اتری تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ عرض کی'

یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارا دین روزافزوں ترقی پر تھا۔ اب جبکہ نکتہ کمال پر پہنچ گیا ہے تو کمال کے بعد تو زوال ہی ہوتا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

آیت اکمال کے نزول اور ادائیگی حج کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف واپس تشریف لائے۔ آتے ہی سراقدس میں درد اور جسم اطہر میں ضعف پیدا ہوا۔ گویا سفر کے اثر سے جسم گھلنے لگا' پھر طبیعت ٹھیک ہو گئی بعدازاں صفر 11 ہجری کو مرض لاحق ہوا۔

ابو محمد معتمر بن سلیمان تیمی بصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ صفر کی بائیسویں تاریخ کو بیمار ہوئے۔ درد کا آغاز ریحانہ نامی کنیز کے ہاں ہوا' یہ ہفتہ کا دن تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی رات بقیع کی طرف نکلے اور اہل بقیع کیلئے دعا مغفرت فرمائی۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلَ الْمَقَابِرَ

سیف بن عمر کتاب الفتوح میں ابو مویہبہ خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے رات کے وقت بلا بھیجا اور فرمایا: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کیلئے مغفرت طلب کروں "میرے ساتھ چلو" چنانچہ میں آپ کے ساتھ ہولیا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بقیع کے مزارات کے سامنے کھڑے ہوئے تو فرمایا:

تمہیں وہ نعمتیں مبارک ہوں جن میں تم صبح کرتے ہو اور ان فتنوں سے دور ہو جن میں لوگ مبتلا ہیں اور حق تعالیٰ نے تم کو ان فتنوں سے نجات دی ہے۔ یہ فتنے ان پر سیاہ رات کی مانند آئیں گے ان کا آخری سرا پہلے سے ملا ہو گا البتہ آخری پہلے سے زیادہ برا ہو گا' پھر میری جانب رخ انور کر کے فرمایا: اے ابا مویہبہ! کیا تمہیں پتہ ہے کہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئی ہیں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کا اختیار دیا گیا ہے یہاں تک کہ جنت کی بہاریں لوٹوں یا یہ کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور اس کی طرف جانے میں جلدی کروں۔ پس میں نے لقائے رب کو اختیار کرلیا ہے۔ مویہبہ کہتے ہیں' میں نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان! خزائن دنیا کی کنجیاں لے کر دنیا میں اقامت فرمایئے' پھر جنت کی طرف تشریف لے جایئے۔ فرمایا: نہیں ابا مویہبہ بخدا! میں رب سے ملاقات اور جنت اختیار کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ ابا مویہبہ کہتے ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل بقیع کیلئے دعائے مغفرت فرمائی اور واپس آ گئے اسی صبح آپ کا درد لوٹ آیا جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس روایت کی تخریج امام احمد اور امام دارمی نے اپنی مسندوں میں ابن اسحاق سے کی۔ امام احمد نے اسے ابن ابی ملیکہ سے بھی روایت کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو میں نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر رکھا اور پڑھا۔ اَذْهَبَ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اَنْتَ الطَّبِيْبُ وَاَنْتَ الشَّافِيْ اس وقت آپ کی زبان اقدس سے یہ الفاظ جاری تھے۔ الحقنی بالرفیق اعلی الحقنی بالرفیق الاعلی

اے رب! مجھے رفیق اعلیٰ سے ملادے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح روایت ہے۔ فرمایا: ہم تمام ازواج نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں کہ اسی اثناء میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں ان کا انداز خرام بالکل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا: مرحبا بابنتی' پھر اپنے دائیں یا بائیں بٹھالیا اور کان میں کچھ سرگوشی فرمائی جس کی وجہ سے وہ زاروقطار رونے لگیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا غم دیکھ کر دوبارہ کان میں کچھ ارشاد فرمایا: تو وہ ہنسنے لگیں' میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: میں نے تمام عورتوں میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رازداری کے لئے مخصوص کیا' پھر بھی آپ رو رہی ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ کیا سرگوشی کی ہے؟ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راز کھولنا نہیں چاہتی۔ پس جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: میں اپنے حق کی وجہ سے زور دے کر پوچھتی ہوں کیا آپ مجھے اس راز سے باخبر نہیں کریں گی؟ فرمایا: ہاں اب بتاتی ہوں جب پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رازداری سے بات کی تو فرمایا: جبرائیل امین ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک دور کرتے تھے اس بار انہوں نے قرآن کے دو دور کئے' معلوم ہوتا ہے میری اجل قریب ہے۔ پس اللہ سے ڈرنا اور صبر اختیار کرنا' میں تمہارے لئے آگے بہترین پیش رو ہوں۔ یہ سن کر میں رو پڑی' پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا جزع فزع دیکھا تو دوبارہ کان میں سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار بنو۔

دارمی اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیل ہوئے تو حالت مرض میں فرمایا: مجھے ہمیشہ خیبر والے زہرآلود کھانے کی تکلیف رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب اس زہرآلود بکری کے گوشت کے زہر سے میری رگ حیات کٹ رہی ہے جو ایک یہودی عورت نے مجھے خیبر کے مقام پر کھلایا تھا۔

امام احمد مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے نو بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہنے سے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قتل ہوئے' زیادہ پسند ہے کہ ایک بار قسم اٹھا کر کہوں کہ اللہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی بنایا اور مرتبہ شہادت پر فائز فرمایا: اسے ابن سعد نے طبقات میں اور یعقوب بن شیبہ نے مسند میں روایت کیا۔

امام احمد مسند میں ابن سعد طبقات میں اور طبرانی کبیر میں ثقہ راویوں کے ذریعے حضرت سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جنہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رکھا ہوا تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت علیل ہوئی تو اس وقت فرمایا: اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا! یہ سونے کے دینار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دو' پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی تو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مشغول ہو گئیں یہاں تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار دہرائی اور ہر بار کہنے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعمیل ارشاد میں وہ دینار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیئے جنہوں نے ان کو راہ خدا میں تصدق کر دیا' پھر سوموار کی رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سکرات موت طاری ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چراغ دے کر ایک عورت کے پاس بھیجا اور فرمایا: اپنے گھی دان سے تھوڑا سا گھی اس چراغ میں ڈال دیجئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سکرات موت طاری ہو چکے ہیں۔

ابن سعد طبقات میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ پیر کی رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتہائی تکلیف میں گزاری جس کی وجہ سے تمام مرد و زن صبح کے وقت مسجد میں حاضر ہوئے' موذن نے آکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صبح کی اطلاع کی تو فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے تکبیر کہی۔ اسی اثناء میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردہ اٹھا کر لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: بے شک اللہ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی ہے۔ پیر کی صبح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افاقہ محسوس ہوا تو حضرت فضل بن عباس اور اپنے خادم ثوبان کا سہارا لئے باہر تشریف لائے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے' لوگ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں پہلی رکعت ادا کر کے کھڑے ہو چکے تھے جب ان کی نظر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑی تو بہت خوش ہوئے۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑے ہوئے وہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پکڑ کر آگے مصلے پر کر دیا' پھر حضور بیٹھ گئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر قرات قرآن جاری رکھی جب سورۃ پڑھ چکے تو دو سجدے ادا کئے اور تشہد کے لئے بیٹھ گئے' پھر جب سلام پھیرا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی رکعت ادا کی۔ اس کے بعد کاشانہ اقدس کی طرف مراجعت فرمائی۔

خیثمہ بن سلیمان اپنی کتاب "فضائل صحابہ" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیں' بعدازاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت سنبھلی تو باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صفوں میں سے گزرنے کیلئے راستہ بنا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حالت نماز میں پیچھے کی طرف التفات نہ کرتے تھے' پیچھے سے آواز سن کر سمجھ گئے کہ سوائے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی اور اس جگہ تک آگے نہیں بڑھ سکتا' چنانچہ پیچھے صف کی طرف ہٹنا شروع کیا' ادھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی جائے نماز تک آگے تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے اور نماز شروع کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی امامت کرنے لگے جب نماز سے فارغ ہوئے تو حجرہ اقدس کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں کو فتنوں سے ڈرانے لگے۔ فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! اے

صفیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی! اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر جزا کے عمل کرو' میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا' یہاں تک کہ یہ آواز مبارک مسجد سے باہر سنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج آپ کی صحت بہتر ہے۔

اس روز حضرت بنت خارجہ کی باری تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی' چنانچہ وہ اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ابھی دوپہر بھی نہ ہوئی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

صحیح حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ بطور فخرومباحات فرماتی ہیں کہ مجھ پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے حجرے میں وصال فرمایا' اس روز میری باری تھی اور وقت وصال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری آغوش میں میرے جسم کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن اور میرے لعاب دہن کو باہم ملایا۔ اسی اثناء میں میرے بھائی عبدالرحمٰن اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ میں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سہارا دیئے ہوئے تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر مبارک مسواک پر پڑی' میں پہچان گئی کہ حضور مسواک کی خواہش کررہے ہیں۔ میں نے عرض کیا' کیا آپ کیلئے مسواک لے لوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقدس سے اشارہ فرمایا: ہاں! لے لو' میں نے لے کردی تو وہ سخت تھی' عرض کیا "نرم کردوں" فرمایا: ہاں! نرم کردو تو میں نے چبا کر اسے نرم کیا' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوب مسواک کی' آپ کے سامنے پانی کا برتن تھا جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دست اقدس ڈال کر چہرے پر پھیرنے لگے اور کہنے لگے لاالٰہ الا اللہ بے شک موت کی سکرات ہیں' پھر ہاتھ کھڑا کرکے کہنا شروع کیا۔ اے اللہ! رفیق اعلیٰ سے ملا دے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست اقدس ڈھلک گیا۔ ابن اثیر نے نہایہ میں اسی سے ملتے جلتے الفاظ نقل کئے ہیں۔

طبقات ابن سعد میں حضرت محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال سے تین روز قبل جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں آئے اور عرض کیا' اے احمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی تفضیل و تکریم اور مقام خاص کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے اور پوچھتا ہے حالانکہ وہ آپ کے احوال سے خوب واقف ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا: اے جبرائیل! "دردوالم محسوس کرتا ہوں" دوسرے دن حاضر ہوکر یہی سوال کیا تو جواب دیا "غم و اندوہ پاتا ہوں" تیسرے دن جبرائیل امین نازل ہوئے تو ملک الموت ان کے ساتھ تھے' نیز ایک اور فرشتہ بھی تھا جس کا نام اسماعیل تھا جو ہمیشہ ہوا میں رہتا ہے اور کبھی آسمان کی طرف نہیں چڑھا نہ کبھی زمین پر اترا' وہ ستر ہزار ان فرشتوں پر حاکم ہے جن میں سے ہر ایک ستر ہزار فرشتوں کا سردار ہے۔ جبرائیل نے آگے بڑھ کر پوچھا: اے احمد! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاج گرامی کیسے ہیں؟ فرمایا: جبرائیل! غم و الم محسوس کرتا ہوں۔ بعدازاں ملک الموت نے اجازت طلب کی تو جبرائیل نے کہا: اے احمد! یہ ملک الموت ہیں۔ باریابی کی

اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ سے پہلے انہوں نے کسی سے اجازت طلب نہیں کی نہ ہی آپ کے بعد کسی سے اذن مانگیں گے' فرمایا: انہیں اندر آنے کی اجازت دو۔

چنانچہ ملک الموت بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہا: یارسول اللہ! یا احمد! اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ جو حکم فرمائیں میں اس کو بجالاؤں' اگر آپ مجھے قبض روح کا حکم دیں تو روح مبارک قبض کروں اور اگر فرمائیں کہ اسے چھوڑ دوں تو میں اس سے تعرض نہ کروں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم ایسا کرو گے؟ جواب دیا ہاں مجھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر حکم کی بجاآوری کا حکم دیا گیا۔

اسی ضمن میں جبرائیل بول بڑے یا احمد اللہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشتاق ہے' یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! اپنا کام پورا کرو' جبرائیل نے کہا: السلام علیک یارسول اللہ! یہ میرا زمین پر آخری بار آنا ہے کیونکہ زمین پر میرا مقصود آپ ہی تھے' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور اس طرح تعزیت کی آواز آئی کہ لوگ آواز اور آہٹ سنتے تھے اور کسی شخص کو نہ دیکھتے تھے۔

یا اھل البیت السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے' قیامت کے دن تم لوگوں کے ثواب ضرور پورے دیئے جائیں گے۔

بے شک اللہ کے اسم پاک میں ہر مصیبت کی تسلی ہے' ہر مرنے والے کا جانشین اور ہر فوت شدہ چیز کا تدارک ہے' پس اللہ ہی پر اعتماد رکھو اور اسی سے امید رکھو' مصیبت زدہ تو وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے والسلام علیکم ورحمتہ اللہ

امام بیہقی دلائل میں بطریق عبدالواحد بن سلیمان حارثی' حضرت امام محمد باقر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اسی طرح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان اللہ اشتاق الی لقائک "بے شک اللہ آپ سے ملاقات کا مشتاق ہے" اگر اس حدیث کی اسناد صحیح ہوں تو اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ اللہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کا ارادہ فرماتا ہے وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادہ قربت و کرامت سے نوازنے کیلئے اس دنیا سے معاد کی طرف لوٹا دے۔

امام ابوبکر آجری نے کتاب الشریعت میں یہ حدیث بطریق عبدالواحد بن سلیمان' حسن بن حسن بن علی سے نقل کی اور بیہقی نے آجری کے حوالے سے امام جعفر بن محمد سے روایت کی جو کہ طبقات میں منقول ہے' اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ تعزیت کرنے والے کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "نہیں" کہا: "یہ خضر ہیں"

سیف بن عمر فتوح میں کعب بن مالک کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ مسلمان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال سے شدید غم و کرب میں مبتلا تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماننے کیلئے تیار نہ تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں' فرما رہے تھے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی زبانوں کو روکو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال نہیں فرمایا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں موسیٰ علیہ السلام کی طرح ملاقات کے لئے بلایا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عنقریب تمہارے پاس آجائیں گے۔ میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہ سنوں کہ محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں ورنہ میں اس کو قتل کردوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چپ لگ گئی تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایک گوشہ میں خاموش بیٹھے تھے' مسلمانوں میں سے کوئی بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حوصلہ اور صبر کی حالت میں نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو توفیق اور راست روی کی رہنمائی فرمائی۔ اس روز حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند کلام کیا مگر لوگوں نے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام پر کان دھرے اور کلام سن کر منتشر ہو گئے۔

امام بیہقی نے دلائل میں بطریق ابن لہیہ حضرت عروہ سے تخریج کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غشی کی حالت میں ہیں اگر کسی نے کہا: کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوچکا ہے تو میں اسے قتل کر ڈالوں گا۔ اس وقت عمرو بن قیس مسجد کے پچھلے حصہ میں آیت وما محمد الا رسول الخ کی تلاوت کررہے تھے۔ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور وہ زاروقطار رو رہے تھے۔ حضرت عباس بن مطلب نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا: لوگو! کیا تم میں سے کسی کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں کوئی عہد ہے تو وہ ہم سے بیان کرے۔ لوگوں نے کہا: ہمارے پاس کوئی عہد نہیں ہے انہوں نے پوچھا: اے عمر! کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کوئی خبر ہے۔ انہوں نے جواب دیا "نہیں" حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے لوگو! گواہ رہو کہ کوئی بھی اس بات کی شہادت نہیں دیتا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بارے میں کسی کو عہد دیا ہو' اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔

اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام سخ سے سوار ہو کر آگئے اور مسجد کے دروازہ پر اترے' پھر کرب و الم کی حالت میں کاشانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تشریف لائے اور اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اجازت دی تو وہ اندر آئے۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہوچکے تھے اور عورتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چارپائی کے اردگرد جمع تھیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے۔ سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے' پس حضرت صدیق اکبر نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے انور سے چادر ہٹائی اور جھک کر بوسہ دیا اور رو کر کہنے لگے۔ عمر بن الخطاب والی بات نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فوت ہوچکے ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں زندگی ہے' اے اللہ کے رسول! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ آپ حیات و موت میں کتنے پاکیزہ ہیں" بعدازاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈھانپ کر تیزی کے ساتھ مسجد کی طرف نکلے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے منبر شریف تک پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر بیٹھ گئے' پھر انہوں نے منبر کے ساتھ کھڑے ہو کر آواز دی جس کی وجہ سے لوگ بیٹھ گئے' کلمات شہادت کہنے کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے عین حیات ہی موت کی خبر دی تھی اور تمہیں بھی خبر دی ہے۔ سوائے خدا کی ذات کے کوئی نہیں

بچے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ آیت قرآن حکیم میں ہے۔ بخدا! یقین نہیں آتا کہ آیت آج سے پہلے اتری ہو۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں۔

۱۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ — بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

۲۔ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلاَّ وَجْھَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ — ہر شے فانی ہے سوا اس کی ذات کے' اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

۳۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلاَلِ وَالْاِکْرَامِ — زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا

۴۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ — ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زندگانی عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باقی رکھا تاآنکہ اللہ کا دین قائم فرما دیا' خدائی حکم غالب ہو گیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدائی پیغام پہنچا دیا اور راہ خدا میں جہاد فرمایا' پھر اللہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی حالت میں وصال کی دولت عطا فرمائی جس آدمی کا پروردگار اللہ ہو وہ سن لے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے مرے گا نہیں اور جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو الوہیت کا مقام دیتا ہو تو سمجھ لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں لوگو! اللہ سے ڈرو' اپنے دین سے وابستہ رہو اور اپنے پروردگار کی ذات پر بھروسہ رکھو کیونکہ اللہ کا دین قائم ہے اس کا کلمہ مکمل ہے اور وہ اپنے دین کے حامیوں کی مدد کرنے والا ہے اور اپنے دین کو غلبہ دینے والا ہے۔ یاد رکھو! اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے وہ روشنی اور شفا ہے اسی کے ساتھ اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی کی۔ اس میں خدا کے حلال و حرام ہیں۔ بخدا! ہمیں پرواہ نہیں کہ خدا کی مخلوق میں سے کون ہمارے مدمقابل آتا ہے' کیونکہ اللہ کی تلواریں بے نیام ہیں' ہم انہیں رکھیں گے نہیں' بلکہ مخالفین کے ساتھ جہاد کریں گے جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ کفار سے جہاد کیا' لہٰذا کوئی آدمی سرکشی کی کوشش نہ کرے۔"

یہ خطبہ دینے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف لوٹے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل' کفن دفن اور نماز جنازہ کے حالات بیان کئے ہیں۔

واقدی اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بارے میں شک ہوا تو حضرت اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں

کے درمیان رکھا اور کہا: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فوت ہو چکے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہر نبوت شانوں کے درمیان سے اٹھ گئی ہے اس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا پتہ چلتا ہے۔

ابن ماجہ اپنی سنن میں حدیث ابوبردہ نقل کرتے ہیں کہ جب اہل خانہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل دینے لگے تو حجرہ اقدس سے منادی کی ندا آئی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیض نہ اتارو۔ ایسی ہی روایات حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما سے بطور شاہد مروی ہیں۔ امام حاکم نے شیخین کی شرط پر اس کی تصحیح کی ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نے بتایا کہ میں نے اس صحیفہ میں جو کہ میرے باپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے پایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفن دے کر سریر پر ڈالا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ان کے ہمراہ مہاجرین و انصار کی اتنی تعداد تھی جس سے حجرہ اقدس میں گنجائش نہ رہی' انہوں نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح سلام پیش کیا' وہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے مگر کسی نے ان کی امامت نہ کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہی صف اول میں تھے' کہا:

اے اللہ! ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلاکم و کاست پہنچا دیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی خیرخواہی کی' راہ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا' اس کے کلمات پورے ہو گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ذات پر ایمان لائے جو یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے پروردگار! ہمیں ان لوگوں میں کر جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اترنے والے کلام کی پیروی کریں۔ اس طرح ہمیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمع کر دے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں پہچان لیں اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچان لیں۔ بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنین کے ساتھ بڑے مہربان اور رحیم ہیں' ہم ایمان کا عوض نہیں مانگتے نہ ہم کبھی اس کے عوض میں قیمت چاہتے ہیں۔

اس دعا پر لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے' ایک گروہ نکلتا تو دوسرا گروہ داخل ہوتا تھا یہاں تک کہ مردوں نے آپ پر نماز پڑھ لی' پھر عورتوں نے بعدازاں بچوں نے' اس روایت کو ابن سعد نے واقدی سے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب العزاء میں بطریق محمد بن صالح نقل کیا ہے۔

امام شافعی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر امام نماز جنازہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان کیلئے تھا' میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ لوگ امامت کے مسئلہ میں ایک دوسرے سے منافست نہ کریں۔ اس روایت کو امام بیہقی نے سنن کبریٰ

میں نقل کیا ہے۔ ایک اور قول یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیات پاک کے آخری لمحات میں اس کی وصیت فرمائی تھی' لہٰذا صحابہ کرام میں سے ہرایک کی تمنا تھی کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر مخصوص درودوسلام پیش کر کے برکت حاصل کرے اور اس میں کسی کی متابعت نہ کرے۔

اسد بن موسیٰ غفرہ کے خادم عمر سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفن کے بارے میں مشورہ کیا تو کسی نے کہا: : کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہاں دفن کریں گے جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے' یہ سنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عبادت کیلئے بت بنالیں' دوسرے نے کہا: ہم آپ کو بقیع میں دفن کریں جہاں مہاجرین مدفون ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہمیں گوارا نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرقد بقیع کی طرف منتقل کی جائے' پھر لوگ آ کر وہاں پناہ لیں حالانکہ یہ اللہ کا حق ہے اور اللہ کا حق رسول اللہ کے حق سے زیادہ ہے' ہم اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لیں تو اللہ کا حق ضائع کرتے ہیں اور اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہیں آتے تو قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احترام قائم نہیں رہتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہنے لگے' پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ نے جس نبی کی روح قبض کی تو اسے اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں اس کی روح قبض کی گئی۔ یہ سن کر صحابہ کرام بولے۔ بخدا! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات بہت پسندیدہ ہے' پھر انہوں نے بستر کے گرد خط کھینچا۔ حضرت علی' حضرت عباس' فضل بن عباس اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اٹھالیا تو لوگوں نے قبر مبارک کھودنی شروع کردی۔

ابراہیم بن سعد بحوالہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبراطہر میں علی بن ابی طالب فضل بن عباس قثم بن عباس اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم شقران اترے۔

ابوبردہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا گیا اور قبر کے اندر لحد میں رکھا گیا اور لحد کے اوپر کھڑی اینٹیں لگائی گئیں۔ کہتے ہیں ان اینٹوں کی تعداد نو تھی۔

ابن حبان نے بھی اسی طرح روایت کی۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ قبر شریف بالشت بھر اونچی کی گئی۔ ابوبکر عباس سفیان التمار سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے قبر مبارک کو کوہان نما دیکھا ہے۔ ایک روایت ہے کہ قبر شریف مسطح بنائی گئی۔ بیہقی کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ قبر شریف کوہان نما ہو مگر کنکریوں کے ڈالنے سے مسطح نظر آتی ہو۔ اس روایت کو دلائل نبوت میں بیان کیا جبکہ سنن میں مسطح دار قبر والی روایت کی صحت کی طرف گئے ہیں۔

بیہقی دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرانور پر پانی چھڑکا گیا' پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن ابی رباح تھے جنہوں نے سراقدس کی طرف سے شروع کیا اور دائیں جانب سے چھڑکتے ہوئے پائے اقدس پر ختم کیا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرانور پر پانی چھڑک دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں اور قبر کی مٹی سے مٹھی بھر کر آنکھوں پر رکھی اور رو پڑیں اور یہ پڑھنے لگیں۔

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ   اَنْ لَا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے خاک پائے احمد سونگھ لی   تو تعجب نہیں کہ وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْاَنَّھَا   صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَا لِیَا

(حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے) مجھ پر وہ مصیبتیں ٹوٹی ہیں کہ اگر یہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں توشدت غم سے دن راتیں بن جاتے۔

ابوبکر محمد بن حسین آجری کتاب الشریعہ میں لکھتے ہیں۔

مجھے روایت ملی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دفن ہو چکے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور قبرانور پر کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

اَمْسٰی بِخَدِّیْ لِلدُّمُوْعِ رَسُوْمٌ   أَسَفًا عَلَیْكَ وَ فِی الْفُوَادِ کُلُوْمٌ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غم میں میرے رخساروں پر آنسوؤں سے نشان پڑ گئے ہیں اور جگر چھلنی ہے۔

وَالصَّبْرُ یُحْسِنُ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّھَا   اِلَّا عَلَیْكَ فَاِنَّہٗ مَذْمُوْمٌ

مصیبت کے تمام مقامات پر صبر کرنا عمدہ ہے' سوائے آپ کے غم کے کہ یہاں وہ قابل مذمت ہے

لَاعَتَبَ فِی حُزْنِیْ عَلَیْكَ لَوَاَنَّہٗ   کَانَ الْبُکَاءُ لِمُقْلَتِیْ یَدُوْمُ

میرے غم و حزن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کوئی عتاب نہیں' اے کاش! میری آنکھیں ہمیشہ اشک بار رہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا' یہاں تک کہ چھ ماہ بعد انہوں نے جاں جان آفریں کے سپرد کی۔

روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

ھَلاَّ دَفَنْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ سَفَطٍ   مِنَ الْاَلُوَّۃِ اُحْوٰی مُلَبَّسًا ذَھَبَا

تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگر کی لکڑی سے بنے ہوئے سرخی مائل سنہری تابوت میں کیوں دفن نہیں کیا۔

اَوْفِیْ سَحِیْقٍ مِّنَ الْمِسْكِ الذَّکِیِّ وَلَمْ   تَرْضَوْا لُجُنُبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُتَرَبَا

یا باریک پسی ہوئی مشک کیوں نہ سلگائی اور تم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو کے لئے مٹی کیسے گوارا کر لی۔

خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَتْقَاھَا وَاَکْرَمَھَا   عِنْدَ الْاِلٰہِ اِذَا مَا یَنْسُبُوْنَ اَبَا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک ساری مخلوق سے بہتر' متقی اور کریم ہیں جب لوگ اپنے باپ کی طرف منسوب کئے جائیں۔

یہ اشعار سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدو سے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان اشعار کے بدلے میں بخش دے گا مگر اس طرح دفن کرنا ہمارا طریقہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ جمہور مسلمین کا یہی قول ہے۔ امام بخاری وغیرہ ائمہ نے اسی قول کی تصحیح کی ہے۔ آپ کا وصال ماہ ربیع الاول سن گیارہ ہجری سوموار کے دن چاشت کے وقت ہوا۔ امام اوزاعی کہتے ہیں' دوپہر سے پہلے کا وقت تھا' ابن اسحاق کا قول ہے یہ 12 ربیع الاول کا دن تھا۔ حضرت عروہ بن زبیر' طاؤس' واقدی اور جمہور علماء سے یہی مروی ہے' امت کا اسی پر جزم ہے۔

ابوحسان بن عثمان کہتے ہیں سب سے زیادہ مضبوط قول یہی ہے اور ایک جماعت محدثین جن میں ابن جوزی' ابن الصلاح' نووی اور ذہبی وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربت اطہر سے متعلق واضح کرامت وہ ہے جو قاضی اسماعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب فضل الصلاۃ علی النبی میں از طریق منبہ بن وھب نقل کی ہے۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوران ملاقات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے نورانی پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر درود پڑھتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو وہ عالم بالا کی طرف چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار دیگر اتر کر روضہ اطہر کو اپنے پروں کے سایہ میں لے کر درود پڑھتے ہیں۔ صبح قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا اور قیامت کے روز آپ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں قبرانور سے باہر تشریف لائیں گے۔ امام عبداللہ بن مبارک نے کتاب الزہد میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مالک بن دینار مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: میری حیات ظاہری بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے خوب ہے۔ یہ ارشاد سن کر لوگ خاموش ہو گئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا: میری حیات ظاہری اس اعتبار سے تمہارے لئے بہتر ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی اترتی ہے اور میں تمہیں حلال حرام اشیاء کی خبر دیتا ہوں' میری موت تمہارے لئے اس واسطے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات میرے حضور پیش کئے جائیں گے پس اچھے عمل دیکھ کر اللہ کا شکر بجالاؤں گا اور اگر گناہ دیکھوں گا تو بخشش کی دعا کروں گا۔

ابوبکر بن ابی عاصم اپنی کتاب الصلاۃ علی النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں بطریق ابی احمد الزبیری روایت کرتے ہیں کہ ابن حمیرہ نے حضرت عمار بن یاسر سے کہا: کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ سناؤں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمائی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قدرت دی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا رہے گا۔ میری امت میں سے جو آدمی مجھ پر درود پڑھے

گا تو وہ کہے گا' اے احمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھا ہے اور مجھے میرے پروردگار نے ضمانت دی ہے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا' اللہ اس پر دس بار درود پڑھے گا' اگر اس نے اضافہ کیا تو اللہ بھی درود میں اضافہ کردے گا۔

اس روایت کو رویانی اور بزار نے اپنی مسندوں میں' طبرانی نے معجم نے میں ابوالشیخ نے ثواب الاعمال میں اور امام بخاری نے تاریخ کبیر میں تعلیقا نقل کیا ہے۔

طبرانی حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا' یارسول اللہ! آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ الخ کے متعلق آپ کی کیا رائے سامی ہے؟ فرمایا: یہ ایک سربستہ راز ہے' اگر تم سوال نہ کرتے تو میں تم کو اس سے آگاہ نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے میرے ساتھ لگا دیئے جب بھی کسی مسلمان کے پاس میرا تذکرہ ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تمہاری مغفرت کرے' اللہ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں۔ "آمین"

ابوالشیخ اصفہانی اپنی کتاب "ثواب الاعمال" میں ابوحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِى سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ اُعْلِمْتُهٗ

جو شخص میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود پڑھے' میں اسے بنفس نفیس سنتا ہوں اور جو مجھ پر درود پڑھے تو اس کی مجھے خبر کردی جاتی ہے۔

طبرانی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھا کرو' کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے' فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں' کوئی آدمی ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر یہ کہ اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے' وہ جہاں بھی ہو' ہم نے عرض کیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! میری وفات کے بعد بھی' بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے جسم کھائے۔

امام احمد وغیرہ محدثین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے زمین پر سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں جو میری امت کے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا حضرت سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی زیارت کی اور پوچھا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام پیش کرتے ہیں کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے سلام سمجھتے ہیں فرمایا: ہاں! پہچانتا بھی ہوں اور ان کا جواب بھی دیتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے خصائص پر دلالت کرنے والی وہ روایت ہے جو دار قطنی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَ جَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِی — جس نے میرے روضہ اطہر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہو گئی۔

ایسے ہی اس روایت کی تخریج ابوعلی بن سکن نے اپنی صحیح میں، طبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء مقدسی نے احادیث مختارہ میں کی ہے۔ یہ روایت اگرچہ صحیحین میں موجود نہیں تاہم اس کی صحت کا اشارہ ملتا ہے۔

دار قطنی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے حج کیا اور میرے وصال کے بعد میری قبر کی
زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی ہی میں میرا دیدار کیا

میرے علم کے مطابق سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدفون ہونے کے بعد وہ تشریف لائیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی خاک سے ایک مشت بھر کر آنکھوں پر رکھی، پھر رو پڑیں اور مذکورہ بالا دو اشعار پڑھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرثیہ ان الفاظ میں کہا:

یَا عَیْنُ بَکِّی وَلَا تَسْأَمِیْ — وَ حَقَّ الْبُکَاءِ عَلَی السَّیِّد

اے آنکھ! خوب رو اور ملول نہ ہو، ایسے سردار کے شایان شان ہے کہ اس پر روئیں

عَلٰی ذِی الْفَضَائِلِ وَالْمُکْرَمَا — تِ وَ مَحْضِ الضَّرِیْبَةِ وَالْمُحْتَد

اس سردار پر رو جو بڑی شان کا مالک اور طبیعت اور ذات کا خالص اور اصل ہے۔

عَلٰی خَیْرِ خِنْدِفَ عِنْدَ الْبَلَا — ءِ اَمْسٰی یَغِیْبُ فِی الْمَلْحَد

خندف کے سردار پر آنسو بہا، جو سرشام گوشہ قبر میں دفن ہونے لگا

فَصَلَّ الْمَلِیْكُ وَلِیُّ الْعِبَا — دِ وَرَبُّ الْبِلَادِ عَلٰی اَحْمَد

بادشاہ عالم، بندوں کا والی اور شہروں کا روزی رساں احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

فَکَیْفَ الْاِقَامَةَ بَعْدَ الْحَبِیْبِ — وَزَیْنِ الْمَحَافِلِ وَالْمَشْهَد

اس پیارے، زینت محافل اور جان عالم کے کھو جانے کے بعد زندگی کا کیا لطف ہے۔

فَلَیْتَ الْمَمَاتُ لَنَا کُلَّنَا فَکُنَّا جَمِیْعًا مَّعَ الْمُهْتَدِی

اے کاش! ہم سب کو موت آجاتی اور ہم سب اس زندگی میں اس ہادی و مہتدی کے ساتھ ہوتے۔

ابوسفیان کا مرثیہ: حضورانور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ابوسفیان بن حارث نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال پر یہ مرثیہ کہا:

اَرِقْتُ وَبَاتَ یَسْلِیْ لَایَزُوْلُ وَلَیْلُ اَخِی الْمُصِیْبَةِ فِیْهِ طُوْلُ

میری نیند اڑ گئی اور رات کٹنے پر نہیں آتی مصیبت زدہ کی رات تو دراز ہی ہوتی ہے

وَاَسْعَدَنِی الْبُکَاءُ وَذَاکَ فِیْمَا اُصِیْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ قَلِیْل

میں بہت رویا مگر مسلمانوں پر پڑنے والی مصیبت کے مقابلے میں یہ رونا بہت کم ہے۔

فَقَدْ عَظُمَتْ مُصِیْبَتُنَا وَجَلَّتْ عَشِیَّةَ قِیْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ

اس شام ہماری مصیبت اور بڑھ گئی جب کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔

فَقَدْنَا الْوَحْیَ وَالتَّنْزِیْلَ فِیْنَا
یَرُوْحُ بِهٖ وَیَغْدُوْ جِبْرِیْلُ
اَصَبْنَا بِالنَّبِیِّ وَقَدْ رُزِئْنَا
مُصِیْبَتُنَا فَمَحْمَلُهَا ثَقِیْلُ
نَبِیٌّ کَانَ یَجْلُو الشَّکَّ عَنَّا
بِمَا یُوْحٰی اِلَیْهِ وَ مَا یَقُوْلُ
وَیَهْدِیْنَا فَلَا نَخْشٰی ضَلَالًا
عَلَیْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِیْلُ
یُخْبِرُنَا بِظَهْرِ الْغَیْبِ عَمَّا
یَکُوْنُ فَلَا یَخُوْنُ وَلَا یَحُوْلُ
فَلَمْ نَرَمِثْلَهٗ فِی النَّاسِ حَیًّا
وَلَیْسَ لَهٗ مِنَ الْمَوْتٰی عَدِیْلُ
اَفَاطِمُ اِنْ جَزِعْتِ فَذَاکَ عُذْرٌ
وَاِنْ لَّمْ تَجْزَعِیْ فَهُوَ السَّبِیْلُ
فَعُوْذِیْ بِالْعَذَاءِ فَاِنَّ فِیْهِ
ثَوَابُ اللّٰهِ وَالْفَضْلُ الْجَزِیْلُ

وحی و تنزیل کا جو سلسلہ ہمارے درمیان جاری تھا وہ کھو گیا جس کے ساتھ جبرائیل صبح و شام آمدورفت رکھتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے ہم پر اس قدر بھاری مصیبت پڑی ہے کہ اس کا اٹھانا مشکل ہے۔ حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے شکوک و شبہات دور کرتے تھے کبھی آئی ہوئی وحی کے ذریعے اور کبھی اپنے ارشاد سے وہ ہمیں ہدایت دیتے تھے کہ پھر کسی گمراہی کا ڈر نہ ہوتا تھا اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ہمارے راہ نما تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں آئندہ زمانے کی غیب کی خبریں بتاتے تھے اور غیب کی باتیں بتانے میں خیانت نہ کرتے تھے نہ ہیرپھیر، نہ زندوں میں ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا دیکھا نہ مرنے والوں میں کوئی آپ کی مثل ہے اے فاطمہ! اگر دامن صبر تجھ سے چھوٹ جائے تو حرج نہیں اور اگر جزع فزع نہ کرے تو صحیح راستہ یہی ہے آپ تو اگر صبر و استقامت کا سہارا تو اس میں اللہ کی طرف سے ثواب ہے اور بہت بڑا اجر، پس اپنے رب

فَقُوْلِیْ فِی اَبِیْكِ وَلَا تُمَلِّی
وَھَلْ یُجْزِیْ بِفِعْلِ اَبِیْكِ قِیْلُ
فَقَبْرُ اَبِیْكِ سَیِّدُ کُلِّ قَبْرٍ
وَ فِیْهِ سَیِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ
صَلَاۃُ اللّٰهِ مِنْ رَّبٍّ رَحِیْمٍ
عَلَیْهِ لَا تَحُوْلُ وَلَا تَزُوْلُ

کی تعریف جی بھر کر کیجئے اور نہ اکتایئے مگر آپ کے باپ کے کارہائے نمایاں کا بدل کیا یہ قول ہوسکتے ہیں آپ کے باپ کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے کیونکہ اس میں وہ رسول محو استراحت ہے جو تمام انسانوں کا سردار ہے رحمت والے رب کی طرف سے آپ پر رحمتیں ہوں جو کبھی تھمیں نہ کبھی ختم ہوں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ

مَا بَالَ عَیْنُكَ لَا تَنَامُ کَاَنَّمَا کُحِلَتْ مَاٰقِیْهَا بِکُحْلِ الْاَرْمَدِ

تیری آنکھ کو کیا ہو گیا کہ سوتی نہیں گویا اس کے کناروں میں ارمد کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔

جَزَعًا عَلَی الْمَهْدِیِّ اَصْبَحَ ثَاوِیًا یَا خَیْرَ مَنْ وَطِیَٔ الْحَصٰی لَا تَبْعَدِ

اس ہادی و مہدی پر آہ و بکا کی وجہ سے جو گوشہ قبر میں تشریف فرما ہو چکا ہے' اے بہترین ہستی! جس نے

یَاوَیْحَ اَنْصَارَ النَّبِیِّ وَرَهْطِهٖ بَعْدَ الْمُغَیَّبِ فِیْ سَوَاءِ الْمَسْجِدِ

ہائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسجد کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن ہونے کے بعد انصار نبی اور مہاجرین کا کتنا برا حال ہے۔

جَنْبِیْ یَقِیْكَ التُّرْبَ لَهْفِیْ لَیْتَنِیْ غُیِّبْتُ قَبْلَكَ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ

میرا پہلو آپ کو مٹی سے بچائے' اے کاش! میں آپ سے پہلے ہی بقیع الغرقد میں دفن ہو جاتا۔

اَ اُقِیْمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِیْنَةِ بَیْنَهُمْ یَالَهْفَ نَفْسِیْ لَیْتَنِیْ لَمْ اُوْلَدِ

کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں لوگوں کے درمیان رہ پاؤں گا' ہائے افسوس' اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ النَّبِیَّ الْمُهْتَدِیْ

اس ہدایت یافتہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان جس کا وصال پیر کے دن میرے سامنے ہوا۔

وَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ مُتَبَلِّدًا یَا لَیْتَنِیْ صُبِّحْتُ سَمَّ الْاَسْوَدِ

اس لئے میں آپ کی وفات کے بعد حیران و ششدر ہوں اے کاش! صبح صبح مجھے کالے ناگوں کا زہر پلا دیا جاتا

اَوْحَلَّ اَمْرُ اللّٰهِ فِیْنَا عَاجِلًا مِنْ یَوْمِنَا فِیْ رَوْحَةٍ اَوْمِنْ غَدٍ

یا آج کی شام یا کل صبح ہی اللہ کا امر ہمارے لئے نازل ہو جائے۔

فَتَقُوْمُ سَاعَتُنَا فَنَلْقٰی طَیِّبًا مَحْضًا ضَرِیْبَتُهٗ کَرِیْمَ الْمُحْتَدِ

پھر ہمارا وقت آجائے اور ہم اس پاکیزہ ہستی سے جا کر مل جائیں جس کی فطرت خالص اور اصل شریف ہے۔

يَا بِكْرَ اٰمِنَةَ الْمُبَارِكَ بِكْرُهَا وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الْاَسْعَدِ

اے آمنہ کے مبارک لعل! جسے ایک پاک دامن عورت نے ہزاروں سعادت مندیوں کے ساتھ جنم دیا

نُوْرًا اَضَاءَ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا مَنْ يُهْدَ لِلنُّوْرِ الْمُبَارِكِ يَهْتَدِيْ

يَارَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَ نَبِيَّنَا فِيْ جَنَّةٍ تُثْنِيْ عُيُوْنُ الْحُسَّدِ

اس پاکدامن نے ایسا نور جنم دیا جس نے سارا جہاں روشن کردیا اور جسے اس مبارک نور سے ہدایت ملی وہ سیدھے راستے پر آ گیا۔

اے پروردگار! تو ہم سب کو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس جنت میں اکٹھا کردے جہاں حاسدوں کی نظریں نہ پڑ سکیں۔

فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَاكْتُبْهَا لَنَا يَا ذَا الْجَلَالِ وَ ذَا الْعُلَا وَالسُّؤدَدِ

جنت الفردوس میں اور اس جنت کو ہمارے لئے لکھ دے' اے جلال و جبروت! بلندی اور سرداری کے مالک!

وَاللّٰهِ اَسْمَعُ مَا بَقِيْتُ بِهَالِكٍ اِلَّا بَكَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

بخدا! زندگی میں جب کبھی کسی مرنے والے کا ذکر سنوں گا تو مجھے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رونا آئے گا۔

صَلَّى الْاِلٰهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهٖ وَالصَّالِحُوْنَ عَلَى الْمُبَارِكِ اَحْمَدَ

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر اور عرش کے گھیرنے والے فرشتوں اور پاکباز بندوں کی احمد مبارک پر درودیں ہوں۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کا مرثیہ

اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رِجَاءَ نَا وَكُنْتَ بِنَا بِرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيًا

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ تو ہماری امید کا مرکز تھے ہمارے ساتھ نیکی کرتے تھے سختی نہ کرتے تھے۔

وَكُنْتَ بِنَا رَؤُفًا رَّحِيْمًا نَبِيَّنَا لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا

اے ہمارے نبی! آپ تو ہمارے ساتھ بہت مہربان تھے' چاہئے کہ رونے والا آج آپ پر اشکبار ہو

لَعَمْرُكَ مَاابْكِي النَّبِيِّ لِمَوْتِهٖ وَلٰكِنْ لِهَرْجٍ كَانَ بَعْدَكَ اٰتِيًا

مجھے آپ کی زندگانی کی قسم! میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موت کی وجہ سے نہیں رو رہی' بلکہ اس مصیبت پر رو رہی ہوں جو آپ کے بعد آنے والی ہے۔

كَاَنَّ عَلٰى قَلْبِيْ لِذِكْرٰى مُحَمَّدٍ وَمَا خِفْتُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ الْمُكَاوِيَا

گویا میرے دل پر یاد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے بعد وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے خوف کی وجہ سے غم

کا داغ ہے

اَرَی حَسَنًا اَیْتَمْتَهٗ وَتَرَكْتَهٗ يُبْكِيَ وَيَدْعُوْ جده اليومَ نَائِيا

میں حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اس حالت میں دیکھتی ہوں کہ وہ رو رہے ہیں اور دور سے اپنے جد انور کو پکار رہے ہیں

فِدًى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اُمِّي وَ خَالَتِي وَ عَمِّي وَ نَفْسِي قَصْرَةً ثُمَّ خَالِيَا

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات پر میری ماں' خالہ' چچا اور میری جان قربان ہو' نیز میرا ماموں فدا ہو

صَبَرْتَ وَبَلَغْتَ الرِّسَالَةَ صَادِقًا وَقُوِّمْتَ صُلْبَ الدِّيْنِ اَبْلَجَ صَافِيَا

آپ نے صبر کا مظاہرہ کیا اور صحیح صحیح پیغام ربانی پہنچایا اور دین کی پشت کو سیدھا کر کے مضبوط بنا دیا

فَلَوْ اَنَّ رَبَّ الْعَرْشِ اَبْقَاكَ بَيْنَنَا سَعِدْنَا وَلٰكِنْ اَمْرُهٗ كَانَ مَاضِيَا

اگر یہ ہوتا کہ عرش کا مالک آپ کو ہمارے درمیان باقی رکھتا تو ہمارے لئے سعادت تھی مگر اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہا۔

عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ السَّلَامَ تَحِيَّةً وَاُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِنَ الْعَدْلِ رَاضِيَا

آپ کی ذات پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ جنت کی بہاروں میں راضی خوشی داخل ہوں

یہاں وہ عبارت ختم ہوئی جو میں نے کتاب سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب سے اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔ یہ صحیح نسخہ ہے جو امام محدث ولی اللہ برہان الدین ابراہیم ناجی شافعی دمشقی کے قلمی نسخہ سے 989ھ کو نقل کیا گیا' ان کا نسخہ عبدالرحمٰن بن محمد ابن العزفیہ حنفی برکلی کے خطی نسخہ سے منقول ہے جس کے شروع میں لکھا ہے کہ ابن العزفیہ اسے اپنے شیخ شیخ الاسلام بدرالدین غزی سے ان کے والد شیخ الاسلام رضی غزی کی اجازت سے روایت کرتے تھے' جنہوں نے اسے بطریق شیخ الاسلام قطب الدین خیسری اس کتاب کے مصنف حافظ الشام شمس الدین ابی بکر محمد الشہیر' بابن ناصر سے حاصل کیا۔ (انتھی)

مصنف کا اپنا مرثیہ: میں نے اپنے قصیدے الفیہ طیبتہ الغراء فی مدح سید الانبیاء میں نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وصال مبارک کے متعلق یہ اشعار کہے۔

ثُمَّ مَاتَ النَّبِيُّ بَلْ اَفَلَتْ شَمْ سُ الْهُدٰى وَاسْتَمَرَّتِ الظُّلَمَاء

پھر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال ہو گیا' بلکہ ہدایت کا آفتاب غروب ہو گیا اور اندھیرا چھا گیا

فَجَمِيْعُ الْاَنَامِ مِنْهُ اِلَى الْحَ شْرِ بِلَيْلٍ نُجُوْمُهُ الْاَوْلِيَاء

پس سارا جہاں قیامت تک شب تاریک میں ہے جس کے ستارے اولیائے کرام ہیں

كَانَتِ الْكَائِنَاتِ تَفْدِيْهِ لو يُقْ بَلُ مِنْهَا عنه لَدَيْهِ الْفِدَاء

اگر فدیہ قبول کیا جاتا تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے ساری کائنات فدیہ کے طور پر دینے کیلئے موجود تھی

خَيَّرُوْهُ فَاخْتَارَ اَعْلٰى رَفِيْقٍ لَوْاَرَادَ الْبَقَاءَ كَانَ الْبَقَاء

آپ کو اختیار دیا تو آپ نے رفیق اعلیٰ کو منتخب کیا اگر آپ اس جہاں میں رہنے کا ارادہ ظاہر فرماتے تو بقاء آپ کے قدم

چومتی

وَهُوَ بَاقٍ فِی اللّٰهِ فِی كُلِّ حَالٍ قَبْلَ مَوْتٍ وَ بَعْدَ مَوْتٍ سَوَاء

آپ ہر حال میں اللہ کے حضور باقی ہیں' موت سے پہلے بھی اور موت کے بعد بھی

لَقِیَ اللّٰهَ دُوْنَ سَبَقَ فِرَاقٍ اِنَّمَا اَكَّدَ اللِّقَاءَ لِقَاء

آپ کی اللہ سے ملاقات بغیر کسی سابقہ جدائی کے ہوئی' دراصل یہ ملاقات کا بھرپور ثبوت و اظہار تھا۔

مَوْتُهٗ نَقْلَةٌ لِاَعْلٰی فَاَعْلٰی كُلُّ عُلْيَاءَ فَوْقَهَا عَلْيَاء

آپ کا وصال تو اعلیٰ سے اعلیٰ اور ہر علیاء سے علیاء کی طرف انتقال ہے

مَا اَصَبْنَا بِمِثْلِهٖ وَالْبَرَايَا لَنْ يُصَابُوْا وَهَلْ لَهٗ مِثْلَاء

ہم نے آپ جیسا کوئی نہیں پایا اور ساری مخلوق کو آپ کی مثال نہیں ملے گی' کیا آپ کی مثل کوئی ہے؟ (کہ ملے)

هُوَ حَیٌّ فِی قَبْرِهٖ وَلِهٰذَا حُرِمَتْ مِنْ تُرْثِهٖ الزَّهْرَاء

آپ اپنی قبر مقدسہ میں زندہ ہیں' اسی لئے زہراء آپ کی میراث سے محروم رہیں۔

وَرَّثَ الْعِلْمَ وَالشَّرِيْعَةَ لَا الْمَا لَ وَوَرَّاثُهٗ هُمُ الْعُلَاء

آپ نے علم و شریعت کی وراثت چھوڑی نہ کہ مال و متاع کی' آپ کے وارث علماء ہیں۔

خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحَيَاةِ عَلٰی اَكْمَلِ حَالٍ يَّسِيْرُ حَيْثُ يَشَاء

اللہ نے آپ کو زندگی کی کامل ترین صورت سے مخصوص فرمایا' آپ جہاں چاہتے ہیں جاتے اور سیر فرماتے ہیں۔

كَمْ رَاٰهُ بِيَقْظَةٍ وَّمَنَامٍ مِّنْ مُّحِبِّيْهِ سَادَةٌ اَصْفِيَاء

کتنے ہی اہل محبت اولیائے کاملین نے خواب و بیداری میں آپ کا دیدار کیا ہے

لَيْسَ تَبْدُو لِلْعَيْنِ شَمْسٌ بِمَاءٍ اَوْهَوَاءٍ اِلَّا وَثَمَّ صِفَاء

البتہ! اس آنکھ کو پانی یا ہوا میں سورج نظر نہیں آتا اگر وہ صاف نہ ہو

میں نے اس قصیدہ کے شروع میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ذکر کے بعد یہ اشعار لکھے۔

وَهُوَ سَارٍ بَيْنَ الْعَوَالِمِ لَمْ تَخْصِدْهُ مِنْ رَوْضِ قَبْرِهٖ اَرْجَاء

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہانوں میں تشریف لے جاتے ہیں' روضہ اطہر کی دیواریں رکاوٹ نہیں بنتیں۔

فَلَدَيْهِ فَوْقَ السَّمَاءِ وَتَحْتَ الْاَرْضِ وَالْعَرْشِ وَالْحَضِيْضِ سَوَاء

آپ کیلئے بالائے آسمان' زیرزمین اور عرش و فرش سب برابر ہیں

هُوَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ بِحَيَاةٍ كُلُّ حَیٍّ مِّنْهَالَهٗ اسْتِمْلَاء

آپ اپنی قبرانور میں ایسی حیات سے متصف ہیں کہ ہر ذی روح اس سے فیض یاب ہو رہا ہے

مَلَا الْكَوْنَ رُوْحُهٗ وَهُوَ نُوْرٌ وَبِهٖ لِلْجِنَانِ بَعْدَ امْتِلَاء

آپ کی روح پاک نے کون و مکان کو معمور کر رکھا ہے کیونکہ آپ نور ہیں اور اسی سے جنتیں بھی آباد ہیں

میں نے اس کے حاشیے میں لکھا "ساری کائنات روحانیت محمدیہ کی جلوہ گاہ ہے کیونکہ تمام مخلوق روح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔

امام علامہ شیخ نورالدین علی حلبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب سیرت نے ایک رسالہ بنام تعریف اھل الاسلام والایمان بان مُحَمَّدً ﷺ لاَ یَخلُو مِنهُ مَکَانٌ وَلاَ زَمَانٌ تالیف کیا ہے جس میں انہوں نے یہ حقیقت کثیر دلائل کے ساتھ ثابت کی ہے۔

میں نے اپنی کتاب سعادۃ الدارین میں علامہ حلبی کے اس رسالے کا خلاصہ نقل کیا ہے اور خواب اور بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور دیدار کے بارے میں ائمہ فحول کی وہ عبارات ذکر کی ہیں جو میرے علم کے مطابق کسی اور کتاب میں جمع نہیں ہوئیں۔

وصال شریف کی غیبی خبر: امام کمال الدین دمیری اپنی کتاب حیاۃ الحیوان کے باب شین کے آخر میں شیم یعنی نرسیی پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مشہور شاعر ابوذویب ہذلی کا بیان ہے کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علالت کی اطلاع ملی تو مجھے بڑا دکھ ہوا' شب غم دراز ہو گئی۔ اس کی تاریکیاں چھٹتی نہ تھیں' نہ سحر کی روشنی نمودار ہوتی تھی' بڑی مشکل سے رات گزاری' صبح کے وقت ذرا سی آنکھ لگی تو ہاتف کی آواز آئی۔

خَطَبَ اَجَلَ اَنَاخَ بِالْاِسْلاَمِ بَیْنَ النَّخِیْلِ وَ مَعْقَدِ الْآطَامِ

قُبِضَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَعُیُونُنَا تَذْرِیْ الدُّمُوْعَ عَلَیْهِ بِالتِّجَامِ

نخلستان اور بلند ٹیلوں کے درمیان جو مصیبت آ کے ٹھہری ہے وہ اسلام کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے وہ یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ہماری آنکھیں مسلسل اشکباری کر رہی ہیں۔ ابوذویب کہتے ہیں میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور آسمان کی طرف نگاہ کی مگر سوائے سعد الذابح ستارے کے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ عنقریب عربوں میں کشت و خون ہو گا' نیز مجھے علم ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں یا وفات پانے والے ہیں' چنانچہ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چل پڑا' جب صبح ہوئی تو میں نے کسی جانور کی تلاش کی تاکہ اسے زجر کر کے اس سے فال لوں۔ اچانک ایک نرسیی پر نظر پڑی جس نے ایک سانپ کو پکڑ رکھا تھا اور سانپ اس کے ساتھ لپٹا ہوا تھا' وہ سانپ کو دانتوں سے کاٹ رہا تھا یہاں تک کہ اسے کھا گیا تو میں نے اسے زجر کیا (یعنی اٹھانے کیلئے ڈانٹا) میں نے کہا: یہ تو نرسیی ہے شیم' یعنی شئی ہم' (ان کی چیز) اور التواء (سانپ کے بل کھانے) کی تاویل یہ ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حق سے پھر جائیں گے اور نرسیی کے سانپ کو کھانے کی تعبیر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ولی امر (خلیفہ) غالب رہے گا۔ پس میں نے اونٹنی کو تیز دوڑایا یہاں تک کہ جب میں غابہ کے مقام پر پہنچا تو میں نے پرندے کو زجر کیا تاکہ فال لوں تو اس نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کی خبر دی۔ کوے نے بھی اسی قسم کی آواز نکالی تو میں نے راستے میں پیش آنے والے اس شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ مدینہ

شریف پہنچا تو کہرام بپا تھا جیسے حاجیوں کا شور ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نبی اکرم حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں یہ سن کر میں مسجد نبوی میں آیا تو وہ خالی تھی اس کے بعد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خانہ اقدس میں آیا' اس وقت دروازہ بند تھا اور اہل خانہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے' میں نے پوچھا: دوسرے لوگ کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ انصار کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں گئے ہیں' چنانچہ میں بھی سقیفہ میں آ گیا وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور دیگر قریشیوں سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انصار کی جماعت بھی دیکھی جن میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعب بن مالک بھی موجود تھے۔ اس مرحلہ پر انصار نے طویل گفتگو کی جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر مگر کمال کا خطبہ دیا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فن تقریر میں مہارت رکھتے تھے۔ بخدا! آپ نے ایسی گفتگو کی کہ جس نے سنی اس نے سراطاعت خم کر دیا اور آپ کی طرف مائل ہو گیا' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلام کیا۔ بعدازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ آگے کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی اور دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آ گئے تو میں بھی آپ کے ہمراہ لوٹ آیا' ابوذویب کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جنازہ اور رسم دفن میں شمولیت کی۔

بوقت غسل غیبی آواز سنائی دی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب اہل خانہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے معلوم نہیں دیگر مردوں کی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے بھی بوقت غسل اتارنے ہیں یا کپڑوں ہی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دینا ہے' اس مسئلہ پر اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ طاری کر دی۔ اسی اثناء میں کسی پکارنے والے نے گھر کے ایک گوشے سے آواز دی۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کپڑوں میں ہی غسل دو' چنانچہ انہوں نے اٹھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا اور قمیض کے اوپر ہی پانی بہا کر ہاتھ سے ملنے لگے۔ (بیہقی' دلائل نبوت)

حضرت خارجہ بن زید بعد وصال بول پڑے

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو نشانیاں ظاہر ہوئیں ان میں سے ایک وہ ہے جو طبرانی وغیرہ محدثین نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خارجہ بن زید ایک انصاری نوجوان تھے' وہ ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ شریف کے ایک راستے پر چلتے چلتے گر گئے اور فوت ہو گئے۔ انصار کو اطلاع ملی تو وہ آئے اور انہیں اٹھا کر گھر لے گئے اور دو بڑی چادروں سے انہیں ڈھانپ دیا' گھر میں انصار کے مرد و زن ان پر رو رہے تھے۔ حضرت خارجہ کافی دیر تک یونہی ڈھکے ہوئے پڑے رہے کیونکہ انصار کو ان کی موت کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسی وجہ

[illegible]

سے انہوں نے حضرت خارجہ کی تکفین و تدفین میں تاخیر کردی یہاں تک کہ مغرب اور عشاء کے درمیان انہوں نے ایک آواز سنی' کوئی کہہ رہا تھا' خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔ انہوں نے غور سے دیکھا تو یہ آواز میت کی چادروں کے نیچے سے آرہی تھی پس انہوں نے چہرہ سے پردہ ہٹایا تو حضرت خارجہ کہہ رہے تھے۔ [1]

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ الْاَوَّلِ — محمد اللہ کے رسول' امی نبی اور خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں یہی کتاب اول میں موجود تھا۔

پھر کہا: سچ ہے سچ ہے۔ اس کے بعد کہا: یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں' السلام علیک یارسول اللہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' پھر پہلے کی طرح موت کی حالت میں ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس ان کے پاس حاضر تھی کیونکہ یہ کلمات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کے لب پر آئے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی کیا تھا اور ان کے کارناموں اور دین حق کی حمایت و نصرت پر ان کی تعریف کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اس لئے نہ کیا کہ ان کا وصال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے پہلے ہو گیا تھا۔

ایک اور روایت: امام بیہقی نے حکم صحت کے ساتھ حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری خزرجی کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا' انہیں چادر سے ڈھانپ دیا گیا' بعدازاں لوگوں نے ان کے سینے میں گڑگڑاہٹ کی آواز سنی' پھر وہ یوں گویا ہوئے "احمد" کتاب اول میں احمد' سچ ہے سچ ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ذات میں کمزور مگر اللہ کے دین کے معاملے میں بڑے طاقتور' یہ کتاب اول میں آیا ہے۔ یہ بات انتہائی سچی ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوی اور امین ہیں۔ یہ پہلی کتاب میں ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی منہاج پر قائم ہیں اور ان کی خلافت کے چار سال گزر چکے ہیں' دو سال باقی ہیں' پھر فتنوں کا ظہور ہو گا طاقتور کمزور کو کھائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی اور عنقریب تمہارے لشکر سے بیئراریس کی خبر آئے گی اور بیئراریس کا معاملہ کیا ہے؟ اس کے بعد بنو خطمہ کا ایک شخص فوت ہوا تو اس کے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ لوگوں نے اس کے سینے میں سے گرج کی آواز سنی' وہ بھی مرنے کے بعد بول پڑا اور کہنے لگا "خزرجی بھائی نے سچ کہا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ بیئراریس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انگشتری بنوائی تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں رہتی تھی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ انگشتری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی' ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی' بعدازاں وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ انگشتری خلافت عثمانی کے چھ سال گزرنے کے بعد ان کے ہاتھ سے بیئراریس میں گر گئی جس کی وجہ سے ان کے عمل میں تغیر پیدا ہو گیا اور فتنوں کے اسباب ظاہر ہونے لگے جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ کی زبان سے ان کی پیش گوئی کرائی گئی۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایک انگوٹھی رہتی تھی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی۔ حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی۔ ایک دن حضرت عثمان بیرارلیس پر بیٹھے تھے انہوں نے انگوٹھی نکال کر اس کے ساتھ کھیلنا شروع کیا کہ وہ کنوئیں میں جا پڑی۔ راوی کہتے ہیں ہم تین دن تک جاتے رہے اور کنوئیں کا پانی نکالا جاتا رہا مگر انگوٹھی نہ ملی' امام سیوطی خصائص میں بعض علماء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس انگوٹھی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح "سر" تھا کیونکہ جب حضرت سلیمان کی انگوٹھی گم ہو گئی تو ان کی سلطنت بھی جاتی رہی' یونہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی گم کردی تو ان کی خلافت میں گڑبڑ پیدا ہو گئی اور باغی ان کے خلاف سرکشی پر آمادہ ہو گئے' یہ فتنہ کا نکتہ آغاز تھا جو حضرت عثمان کی شہادت کا باعث بنا اور قیامت تک یہ فتنہ قائم رہے گا۔

ایسا ہی ایک واقعہ ہے جو امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عبیداللہ انصاری سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں ان لوگوں میں شامل ہوں جو حضرت ثابت بن قیس کے دفن کے وقت موجود تھے' وہ انصار کے خطیب تھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی شہادت دی تھی اور وہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے' ہم نے جب انہیں قبر میں اتارا تو وہ کہہ رہے تھے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' ابوبکر الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم

ہم نے انہیں غور سے دیکھا تو اس وقت وہ درجہ شہادت پر فائز تھے' اس روایت کو صاحب شفاء اور دیگر ائمہ نے نقل کیا ہے۔

مہاجر عورت کا بیٹا زندہ ہو گیا

امام بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' فرمایا: میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو دیگر امتوں کو اس سے حصہ نہ ملتا' ہم نے پوچھا: وہ کونسی خوبیاں ہیں؟ فرمایا: ہم صفہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں ایک مہاجر عورت بارگاہ رسالت میں آئی اس کے ہمراہ اس کا بچہ تھا جو حد بلوغ کو پہنچ چکا تھا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسے مدینہ شریف کی بیماری لگ گئی اور وہ چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند کیں اور تجہیز و تکفین کا حکم دیا جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انس! جا کر اس کی ماں کو خبر کرو' وہ کہتے ہیں میں نے جا کر اس کی ماں کو بتایا تو وہ آ کر اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گئی اور پاؤں پکڑ کر کہنے لگی۔

"اے اللہ! میں نے تیرے لئے برضاء خوشی اسلام قبول کیا' بتوں سے کنارہ کشی کی اور شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی' اب مجھے بت پرستوں کے سامنے رسوا نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال جس کے اٹھانے کی مجھ میں سکت

نہیں۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ابھی اس عورت نے اپنی بات پوری بھی نہ کی تھی کہ لڑکے نے اپنے پاؤں کو حرکت دی اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا' بعدازاں وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال تک زندہ رہا یہاں تک کہ اس کی ماں بھی اس سے پہلے فوت ہوئی۔

حضرت علاء کی قبر بقعہ نور

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا: اور حضرت علاء بن حضرمی کو اس لشکر کی قیادت سونپی' میں بھی اس جہاد میں شریک تھا جب ہم میدان جہاد میں پہنچے تو دشمن کی فوج وہاں موجود تھی جس نے پانی کے تمام نشانات مٹا دیئے تھے۔ موسم شدید گرمی کا تھا ہم اور ہمارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہوئے جب سورج ڈھلا تو امیر لشکر نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی' پھر دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے۔ اس وقت آسمان پر کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ بخدا! ابھی امیر لشکر کے ہاتھ نیچے نہ آئے کہ تیز ہوا چلی اور آسمان پر بادل چھا گئے' پھر اس قدر موسلادھار بارش ہوئی کہ ندی نالوں میں سیلاب آگیا۔ پس ہم نے جی بھر کر پانی پیا' جانوروں کو پلایا اور مشکیزوں میں بھر لیا' پھر ہم نے دشمن کی طرف رخ کیا وہ خلیج کو عبور کر کے جزیرے پر پہنچ چکے تھے۔ حضرت علاء نے خلیج کے کنارے کھڑے ہو کر کہا:

یاعلی یاعظیم یاکریم' پھر حکم دیا اللہ کا نام لے کر خلیج کے پار چلو' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں بخدا! ہم نے خلیج اس حال میں عبور کی کہ ہمارے گھوڑوں کے کھر تک تر نہ ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت علاء فوت ہو گئے تو ہم نے انہیں دفن کیا' ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے آکر پوچھا: یہ کون شخص ہیں؟ ہم نے جواب دیا یہ بہترین انسان علاء بن حضرمی ہیں' اس نے کہا: یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اگر تم ایک یا دو میل آگے جا کر دفن کرو تو زمین قبول کر لے گی۔ ہم نے کہا: کیا ہمارے سپہ سالار کا یہ صلہ ہے کہ ہم اسے درندوں کے سامنے ڈال دیں اور وہ اسے نوچ کھائیں۔ پس ہم نے طے یہ کیا کہ ہم حضرت علاء کو قبر سے نکال لیں جب قبر میں لحد تک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علاء کی لاش قبر میں نہیں ہے اور لحد حد نظر تک بقعہ نور بنی ہوئی ہے ہم نے قبر میں دوبارہ مٹی ڈال دی اس کے بعد کوچ کیا۔

ابو نعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر جہاد میں' میں حضرت علاء بن حضرمی کے ہمراہ نکلا' میں نے ان کے کئی حیران کن واقعات کا مشاہدہ کیا۔ معلوم نہیں ان میں سے زیادہ تعجب انگیز کونسا ہے۔ ہم ساحل سمندر پر پہنچے تو حکم دیا اللہ کا نام لیکر سمندر میں کود جاؤ۔ پس ہم نے اللہ کا نام لیا اور چھلانگیں لگا دیں اور اس طرح سمندر عبور کیا کہ سواریوں کے تلووں کے علاوہ کچھ تر نہ ہوا' پھر چلتے چلتے جنگل میں پہنچے' ہمارے پاس پانی نہ تھا' ان سے پیاس کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی' اچانک گھنگھور گھٹا اٹھی اور جل تھل کر دیا' پس ہم نے جی بھر کر پانی پیا اور اپنے برتنوں میں بھر بھی لیا۔ بعدازاں حضرت علاء کا وصال ہو گیا تو ہم نے انہیں ریت میں دفنا دیا جب کچھ دور چلے تو

ہم نے کہا: درندے آ کر حضرت علاء کا جسم کھا جائیں گے' چنانچہ ان کا جسد لینے کیلئے لوٹے تو ہمیں ان کا کوئی نشان نہ ملا' ایسی ہی ایک روایات ابن سعد نے طبقات میں لکھی ہے۔

میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قصہ ابوالفرج اصبہانی کی کتاب الاغانی میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہاں اس کا تذکرہ کروں۔

اصبہانی الاغانی کی چودھویں جلد میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے یہ قصہ محمد بن جریر طبری نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ سری بن یحییٰ نے بحوالہ شعیب بن ابراہیم از سیف بن عمراز مقعب بن عطیہ از سہم بن منجاب از منجاب بن راشد میری طرف تحریر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین کے مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے حضرت علاء بن حضرمی کو بھیجا' پس جن لوگوں نے ارتداد نہ کیا تھا وہ حضرت علاء سے آملے۔ حضرت علاء ہمیں بیابان کے راستے لے چلے جہاں اللہ نے ہمیں اپنی نشانی دکھانی چاہی' وہ پڑاؤ کے لئے اترے اور ہمیں بھی اترنے کا حکم دیا۔ رات کے وقت ہمارے اونٹ بھاگ گئے جس کی وجہ سے ہمارے پاس سامان خوردونوش باقی نہ رہا' میں نے کوئی لشکر اتنی مصیبت میں نہیں دیکھا جتنا ہمارا یہ لشکر تھا لوگوں نے زندگی سے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو وصیت کردی۔ اسی اثناء میں حضرت علاء کے منادی نے ندا کی لوگو! جمع ہو جاؤ تو ہم ان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ فرمایا: یہ کیا غم و اندوہ کی حالت ہے جو تم پر چھا گئی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا' یہ ملامت کا کیا مقام؟ ہم اگر کل صبح تک زندہ رہے تو سورج کی گرمی ہونے تک قصہ پارینہ بن چکے ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت علاء نے کہا: لوگو! گھبرانے کی ضرورت نہیں' کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ کیا تم راہ خدا میں مجاہد نہیں ہو؟ اور کیا تم اللہ کے دین کے مددگار نہیں ہو؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں' فرمایا: ' پھر خوشخبری سنو' بخدا! اللہ تعالیٰ اس مصیبت میں گرفتار لوگوں کو بے سہارا نہیں چھوڑے گا۔

جب صبح ہوئی تو موذن نے اذان کہی' حضرت علاء نے ہمیں نماز پڑھائی' ہم میں سے کسی نے تیمم کیا اور کسی نے پہلے وضو سے نماز پڑھی جب نماز پوری کر چکے تو لوگوں کے ہمراہ وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگی۔ اسی دوران انہیں سراب سا نظر آیا۔ وہ پھر دعا کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں اسی طرح ایک اور سراب نظر پڑا۔ رائد (جاسوس) نے کہا: یہ پانی ہے تو حضرت علاء اٹھے ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے پس ہم روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم اس پر اترے' وہاں ہم نے پانی پیا اور نہائے دھوئے' ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ ہمارے گئے ہوئے اونٹ بھی ہر طرف سے واپس آ گئے اور آ کر بیٹھ گئے۔ پس ہم میں سے ہر شخص اپنے اونٹ کی طرف بڑھا اور اپنا کھویا ہوا زاد سفر حاصل کیا اور خوب سیر ہو کر کھایا پیا' بعد ازاں ہم نے کوچ کیا۔ ابو ہریرہ میرے ساتھی تھے جب ہم اس جگہ سے دور نکل گئے تو ابو ہریرہ نے پوچھا: تم اس پانی والی جگہ کے متعلق کیا جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا میں ان علاقوں کا سب سے زیادہ شناسا ہوں' انہوں نے کہا: میرے ساتھ واپس اس مقام پر چلئے تو میں نے ان کے ہمراہ چلا اور اسی مقام پر جا کر اونٹ بٹھایا مگر وہاں کوئی تالاب نہ تھا نہ کوئی پانی کا نشان تھا میں نے کہا: بخدا! یہ وہی جگہ ہے جہاں تالاب تھا حالانکہ اس سے قبل یہاں ہم نے کبھی پانی نہیں دیکھا ابو ہریرہ نے نظر اٹھائی تو اچانک انہیں پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ نظر پڑا' کہنے لگے سہم! خدا کی

قسم! یہ وہی مقام ہے میں اسی لئے لوٹا ہوں کہ میں نے یہاں وادی کے کنارے پر یہ مشکیزہ بھر کر رکھا تھا' میں نے کہا: یہ تو اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ یہ معجزہ ہے جسے میں نے پہچان لیا ہے اور اللہ کا شکر بجا لایا بعد ازاں ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام ہجر میں اترے۔ حضرت سہم کہتے ہیں کہ مرتدین کی جماعت دارین کی طرف بھاگ چکی تھی تو اسلامی فوج کے سپاہی ان کے تعاقب میں کشتیوں پر سوار ہوئے' پس اللہ نے ان کی مڈبھیڑ مرتدین کی جماعت سے کرا دی۔ حضرت علاء نے لشکر اسلام کو دارین کی طرف پکارا اور ایک عظیم الشان خطبہ دیتے ہوئے ان سے فرمایا:

بے شک اللہ نے تمہیں شیطانی گروہوں کے سامنے لا کھڑا کیا ہے جو فن حرب میں کمال رکھتے ہیں۔ اللہ نے تمہیں خشکی پر اپنی نشانیاں دکھائی ہیں تاکہ تم سمندر میں اس سے عبرت حاصل کرو۔ پس اپنے دشمن کی طرف اٹھو اور سمندر میں گھس جاؤ۔ انہوں نے کہا: ہم ایسا ہی کریں گے اور مطلقاً خوفزدہ نہ ہوں گے' چنانچہ انہوں نے کوچ کیا اور ساحل سمندر پر پہنچے' پھر اپنے گھوڑوں' اونٹوں اور خچروں کو سمندر میں ڈال دیا۔ کچھ لوگ پیادہ پا تھے' اس وقت ان کے لبوں پر یہ دعا تھی۔

يَا اَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ يَا كَرِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا مُحْيِ الْمَوْتٰى يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا رَبَّنَا

پس انہوں نے اللہ کے اذن کے ساتھ خلیج کو اس طرح عبور کیا۔ گویا نرم ریت پر چل رہے ہوں۔ سمندر کا پانی اونٹوں کے پاؤں کو چھو رہا تھا جبکہ ساحل سے دارین تک کشتیوں کے ذریعے رات دن کا سفر بنتا تھا' مسلمان دارین میں پہنچے تو انہوں نے مرتدین کے لئے کوئی راہ فرار نہ چھوڑی' ان کے بچوں کو قیدی بنایا اور ان کے مالوں کو غنیمت بنا کر لے آئے اس مال کی اتنی بڑی مقدار تھی کہ ہر سوار مجاہد کو چھ ہزار اور پیادہ پا کو دو ہزار ملے' جب ہم جنگ و قتال سے فارغ ہوئے تو واپس لوٹے' اس بارے میں عتیق کہتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ ذَلَّلَ بَحْرَهٗ وَاَنْزَلَ الْكُفَّارَ اِحْدَى الْجَلَائِلِ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ہمارے لئے سمندر پایاب کیا اور قوم کفار کو ایک بڑی مصیبت میں ڈالا

دَعَوْنَا الَّذِيْ شَقَّ الْبِحَارَ فَجَاءَ نَا بِاَعْجَبَ مِنْ شَقِّ الْبِحَارِ الْاَوَائِلِ

ہم نے اس ذات کو پکارا جس نے سمندر پھاڑ دیئے اور یہ معجزہ پہلوں کے معجزہ شق بحار سے زیادہ تعجب خیز ہے

اس کے بعد حضرت علاء اہل لسکر کو لے چلے' سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے وہاں ٹھہر جانا پسند کیا۔

مقام ہجر میں ایک راہب تھا جس نے اسلام قبول کرلیا۔ لوگوں نے اس سے اسلام قبول کرنے کا سبب پوچھا: تو اس نے کہا: تین باتیں ایسی ہوئیں کہ ان کا مشاہدہ کرنے کے بعد اگر اسلام قبول نہ کرتا تو اندیشہ تھا کہ میری شکل مسخ ہو جاتی' وہ یہ ہیں۔

1 - ریگستان میں پانی کا معجزانہ وجود 2 - سمندر کی سرکش موجوں کا پایاب ہونا 3 - اور وہ دعا جو میں نے لشکر اسلام میں سنی۔

لوگوں نے پوچھا: کونسی دعا؟ کہنے لگا' اس دعا کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَالْبَدِيْعُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَالدَّائِمُ غَيْرُ الْغَافِلِ وَالْحَيُّ الَّذِيْ

لَا یَمُوْتُ وَخَالِقُ مَا یُرٰی وَمَا لَا یُرٰی وَکُلَّ یَوْمٍ اَنْتَ فِی شَانٍ

پس مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لشکر اللہ کے دین کا حامل ہے جس کی وجہ سے فرشتوں کے ساتھ اس کی معاونت کی گئی ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد ازاں اس ہجری راہب سے اس کے قبول اسلام کی داستان سنا کرتے تھے۔

حضرت سعد کا خواب

ابو نعیم ابن الدقیل سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص نہر شیر کے کنارے اترے' تو کشتیاں طلب کیں تاکہ لوگوں کو یہ دریا عبور کرائیں مگر کشتیاں ہاتھ نہ آئیں' چنانچہ کئی دن تک وہاں بھوک کی حالت میں قیام کیا' پھر اچانک خواب میں نظر آیا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود کر پار جا لگے ہیں جبکہ دریائے دجلہ میں شدید طغیانی آئی ہوئی ہے۔ حضرت سعد نے خواب کی تعبیر لیتے ہوئے دریا کو عبور کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: میں نے دریا کو عبور کر کے دشمنوں تک پہنچنے کا عزم کر لیا ہے۔ لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہی تو آپ نے انہیں دریا میں گھوڑے ڈال دینے کی اجازت دی اور فرمایا: کہو

نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اس حکم کے بعد وہ دریا میں کود پڑے اور تلاطم خیز لہروں پر سوار ہو کر جانے لگے' وہ تیرنے کے دوران اس طرح گفتگو کر رہے تھے جیسے خشکی پر سفر کے دوران باتیں کرتے تھے' اس منظر کو دیکھ کر اہل فارس ششدر رہ گئے۔ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی' وہ اپنے اموال لے کر تیزی کے ساتھ چلتے بنے جبکہ مسلمانوں نے صفر سولہ ہجری میں مدائن کسریٰ میں داخل ہو کر کسریٰ کے محلات پر قبضہ کر لیا۔

دریائے دجلہ نے پیالہ بھی واپس کر دیا

ابو نعیم عثمان بن نہدی سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت سعد نے اپنے لشکر کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا تو ہم نے اپنے گھوڑے اور دیگر سواریاں دریا میں ڈال دیں یہاں تک کہ کسی کی نظر دونوں کناروں کے پانی پر نہ پڑتی تھی' بعد ازاں ہمارے گھوڑے ہمیں دوسرے کنارے پر لے گئے اس وقت گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے جب اہل فارس نے یہ منظر دیکھا تو بے تحاشا بھاگے کہ کسی چیز کی طرف مڑ کر دیکھتے نہ تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ دریا عبور کرتے وقت مسلمانوں کی کوئی چیز پانی میں نہ گری سوائے ایک پیالہ کے جو پرانی رسی سے بندھا ہوا تھا' رسی کٹ گئی تو پانی اس پیالے کو بہا کر لے گیا' پھر اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ہوائیں اور موجیں اپنے تھپیڑوں سے پیالے کو کنارے پر لے آئیں اور اس کے مالک نے اسے پکڑ لیا۔

ابو نعیم' ابوبکر بن حفص بن عمر سے روایت کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی میں لے جانے والے حضرت سلمان فارسی تھے اور گھوڑے انہیں اٹھا کر تیر رہے تھے' اس وقت حضرت سعد کہہ رہے تھے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَ اللّٰهِ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ وَلِيَّهٗ وَ لَيُظْهِرَنَّ دِيْنَهٗ وَلَيَهْزِمَنَّ عَدُوَّهٗ

اللہ ہمیں کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے' بخدا! اللہ اپنے ولی کی ضرور مدد کرے گا اپنے دین کو غالب کرے گا اور اپنے دشمن کو ہزیمت دے گا۔

اگر لشکر میں نافرمانی اور گناہ کا ارتکاب نہ ہوا تو نیکیاں غالب آجائیں گی۔ یہ سن کر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: بے شک اسلام نیا دین ہے' بخدا! سمندر اس کے سامنے پایاب ہوں گے جیسا کہ خشکی اس کے سامنے پامال ہے' چنانچہ وہ پانی پر یوں چھا گئے کہ ان کے نیچے پانی نظر نہ آتا تھا۔ وہ خشکی سے زیادہ پانی میں گفتگو کر رہے تھے نہ وہ پانی میں غرق ہوئے اور نہ ہی ان کی کوئی چیز گم ہوئی۔

یوم الجراثیم

ابو نعیم عمر صائدی سے راوی' جب مسلمان دریائے دجلہ میں کود پڑے تو اس وقت وہ ایک دوسرے کے قریب تھے اور سلمان حضرت سعد کے ایک جانب قریب ہی انہیں چلا رہے تھے۔ حضرت سعد فرما رہے تھے۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

پانی انہیں آہستہ آہستہ لے جارہا تھا' راوی بیان کرتے ہیں کہ میرا گھوڑا پانی کے اوپر برقرار و قائم رہا جب بھی اسے تھکاوٹ لاحق ہوتی تو خشکی کا ایک ٹیلہ ابھر آتا اور وہ اس پر ستا لیتا گویا وہ زمین پر تھا۔ مدائن کے جہاد میں اس سے زیادہ حیران کن واقعہ پیش نہیں آیا۔ اسی وجہ سے اس دن کو یوم الجراثیم کہتے ہیں کہ اس دن جب بھی کوئی تھک جاتا تھا تو اس کے آرام کیلئے ایک ٹیلہ سا ظاہر ہو جاتا تھا۔

ابو نعیم قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم دریائے دجلہ میں اترے تو اس وقت دجلہ کی موجیں سرکش ہو رہی تھیں گہرے پانی میں پہنچے تو پانی گھوڑوں کی زینوں تک نہ پہنچتا تھا اور گھوڑ سوار زینوں پر برقرار رہے۔

ابو نعیم کی حبیب بن صہبان سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے مدائن کی جنگ میں دریائے دجلہ عبور کیا تو اہل فارس بول پڑے۔ یہ لوگ تو جن ہیں انسان نہیں ہیں۔

ذویب وصی عیسیٰ کا واقعہ

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو عراق کی طرف بھیجا' وہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ حلوان پہنچے' نماز عصر کا وقت آگیا۔ حضرت سعد نے اپنے موذن نضلہ کو اذان کا حکم دیا' تو انہوں نے اذان دی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کے کلمات کہے تو کسی نے پہاڑ پر سے جواب دیا۔ كَبَّرْتَ يَا نَضْلَةُ كَبِيْرًا پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا تو پہاڑ سے جواب

آیا "کلمۃ الاخلاص" پھر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کے الفاظ کہے تو آواز آئی "بعث النبی" حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر جواب آیا "کلمۃ مقبولۃ" پھر کہا: حی علی الفلاح تو صدا آئی

اَلْبَقَاءُ لِاُمَّۃِ اَحْمَدِ

پھر جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا: تو جواب ملا

کَبَّرْتَ کَبِیْرًا

پھر نضلہ نے لاالہ الااللہ کہا: تو پہاڑ سے جواب آیا۔ "کلمۃ حق حرمت علی النار" یہ کلمات سن کر نضلہ نے کہا: اے شخص! میں نے تمہارا کلام سنا' اب مجھے اپنا چہرہ دکھا' پس پہاڑ شق ہوا اور ایک سفید سر' سفید ریش بزرگ اس سے برآمد ہوا' اس کا سر چکی کی مانند تھا۔ نضلہ نے اس سے پوچھا: اے شخص! تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں ذویب ہوں۔ عبدصالح عیسیٰ علیہ السلام کا وصی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری درازی عمر کی دعا کی اور مجھے اس پہاڑ میں اپنے نزول تک ٹھہرنے کا حکم دیا ہے' مجھے بتایئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا بنا ہے؟ ہم نے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو وصال فرماچکے ہیں یہ سن کر وہ کافی دیر تک گریاں رہا' پھر پوچھا: ان کا قائم مقام کون ہوا ہے؟ ہم نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نے پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ ہم نے کہا: وہ بھی رحلت فرماچکے ہیں' پوچھا: ان کا جانشین کون ہوا ہے؟ ہم نے جواب دیا حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' یہ سن کر اس نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنا کہ راہ استقامت پر قائم رہیں اور میانہ روی سے کام لیں کیونکہ امر (قیامت) قریب آچکا ہے۔

حضرت سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا تم نے سچ کہا ہے کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس پہاڑ میں عیسیٰ ابن مریم کا وصی ہے۔ حافظ سیوطی فرماتے ہیں اس حدیث کے دوسرے طرق بھی ہیں۔

ناقہ سوار نبی کی بشارت

ابونعیم حارث بن عبداللہ ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے یرموک کے مقام پر پڑاؤ کیا تو رومی جرنیل نے ایک اعلیٰ افسران کے پاس بھیجا اس کا نام جرجیر تھا' اس نے آکر کہا: میں ہامان حاکم شام کا ایلچی ہوں اور اس کی طرف سے یہ پیغام لایا ہوں کہ آپ ایک ایسے عاقل شخص کو ہمارے پاس بھیجیں جس سے ہم آپ کی لشکرکشی کی غرض و غایت معلوم کرسکیں تو حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو ان کے پاس جانے کا حکم دیا' وہ وقت غروب آفتاب کا تھا۔ حضرت خالد نے کہا: کل صبح سویرے ان کے پاس جاؤں گا۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت آگیا اور مسلمان نماز کیلئے کھڑے ہوئے۔ رومی ایلچی اس دوران مسلمانوں کی نماز دعا کا بغور مشاہدہ کرتا رہا اور اپنے سپہ سالار کی طرف لوٹ کر نہ گیا' پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ آپ اس دین میں کب داخل ہوئے اور کب سے آپ نے اس کی دعوت شروع کی؟ انہوں نے جواب دیا۔ بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے ہم میں سے کچھ لوگ حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں مسلمان ہو گئے تھے اور کچھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایمان لائے۔
پوچھا: کیا پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی خبر دی ہے؟ فرمایا: نہیں' بلکہ اس امر کی بشارت دی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' البتہ! یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے اس رومی شخص نے کہا: میں بھی اس بشارت کا گواہ ہوں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے فی الواقع ہمیں بشارت دی ہے کہ ایک نبی "ناقہ سوار" ہو گا۔ میرا گمان ہے کہ یہ ناقہ سوار پیغمبر تمہارے رسول ہی ہیں۔

بعد ازاں اس رومی نے پوچھا: کیا اس نبی نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ فرمایا؟ اور مسلمانوں کا ان کے متعلق کیا نکتہ نگاہ ہے؟ فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا' پھر فرمایا: ہو جا' وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

نیز فرمایا:

يٰاَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ نہ کہو مگر سچ'
مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو' باز رہو اپنے بھلے کو' اللہ تو ایک ہی خدا ہے' پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو' اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے

ترجمان نے ان آیات کی رومی زبان میں وضاحت کی تو رومی ایلچی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی یہی صفت ہے وہ روح اللہ ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی صادق ہیں اور یہ وہی نبی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے' اس حقیقت کے اظہار اعتراف کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔

اسکندریہ کے سردار کا اعتراف

ابو یعلی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا' میں اس لشکر کا سالار تھا' ہم نے جا کر اسکندریہ کے مقام پر پڑاؤ کیا' وہاں کے سرداروں میں سے ایک سردار نے کہا: میرے پاس اپنا کوئی آدمی بھیجو جس کے ساتھ میں گفتگو کروں' چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور کہا: ہم عرب ہیں اور بیت اللہ کے رہنے والے

ہیں، تنگ دستی اور بدحالی میں سب سے بڑھ کر، ہماری زندگیاں بہت تلخ تھیں ہم مردار اور خون کھاتے تھے ایک دوسرے پر غارت ڈالتے تھے اسی اثناء میں ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جو ہم سے زیادہ مالدار نہ تھا، اس نے کہا: میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ ہمیں ایسی اشیاء کا حکم دیتا ہے جن سے ہم آگاہ نہیں اور ہمیں ہماری بری رسموں اور طور طریقوں سے منع کرتا ہے جن پر ہم اور ہمارے آباؤاجداد کاربند تھے، اس سے ہم نے اس پر سختی کی۔ اسے جھٹلایا اور اس کی دعوت ٹھکرا دی یہاں تک کہ ایک اور قوم اس کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ کہنے لگے ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور ایمان لاکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی میں آتے ہیں، ہم آپ کے خلاف صف آراء ہونے والوں سے لڑیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ان کی طرف ہجرت کی۔ بعد میں ہم نے جاکر اس سے جنگ کی مگر وہ غالب آیا اور ہم مغلوب ہو گئے۔ یہ سن کر سکندریہ کے اس سردار نے کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، ہمارے رسول بھی وہی پیغام ہدایت لے کر آئے جو تمہارے یہ رسول لے کر آئے ہیں ہم اسی ہدایت پر عمل پیرا تھے یہاں تک کہ ہمارے درمیان دو گروہ پیدا ہو گئے جو خواہشات نفس کی پیروی کرنے لگے اور انبیائے کرام علیہم السلام کے احکام سے روگردانی کرنے لگے بلاشبہ تم نے اپنے نبی کے احکامات کو تھام لیا ہے جو بھی تم سے معرکہ آرائی کرے گا مغلوب ہو گا اور جو تم سے شرارت کرے گا تم اس پر غالب آؤ گے اور جب تم ان خواہش پرستوں کے قدم بقدم چلو گے تو پھر تم ہم سے تعداد و قوت میں بڑھ کر نہ ہو گے۔

دعا سے فتح یابی

بیہقی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ایک لشکر کا امیر بنایا گیا جب دشمن کے پاس پہنچے تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کوئی قوم اکٹھی ہو اور اس کے کچھ لوگ دعا مانگیں اور دوسرے آمین کہیں تو اللہ ان کی دعا ضرور قبول کرلیتا ہے بعدازاں انہوں نے حمدوثنا کے بعد یہ دعا مانگی۔

اے اللہ! ہمارے خون محفوظ فرما اور ہمیں شہیدوں کا اجر دے۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دشمن کی فوج کا امیر حاضر ہوا، حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے خیمہ میں داخل کیا تو اس نے بغیر جنگ کے اطاعت قبول کرلی۔

قلعہ پھٹ گیا: ابن ابی الدنیا اور بیہقی حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے قلعے پر حملہ کیا تو مسلمان فوجیوں کے ہمراہ لاحول ولا قوۃ الاباللہ کا نعرہ بلند کیا جس سے قلعہ پھٹ گیا۔

سانپ کے روپ میں جن

ابن ابی الدنیا اور بیہقی بطریق لیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعذرہ کی ایک عورت سے شادی کی، ایک دن وہ اپنی بیوی کے پاس آئے تو بستر پر سانپ دیکھا، ان کی بیوی نے کہا: آپ اس سانپ کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ اس وقت سے میرا پیچھا کررہا ہے جب میں اپنے گھروالوں کے پاس تھی، یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سانپ سے فرمایا: تم جانتے نہیں کہ یہ میری بیوی ہے میں نے مال کے عوض اس سے شادی کی ہے اور اللہ

نے اسے میرے لئے حلال ٹھہرایا ہے تمہارے لئے نہیں' لہٰذا تم چلے جاؤ اگر دوبارہ آئے تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ یہ سن کر وہ کھسکنے لگا یہاں تک کہ دروازہ سے باہر نکل گیا اور پھر نہ آیا۔ دراصل یہ سانپ ایک جن تھا جس نے سانپ کا روپ دھار رکھا تھا

لکین جن کا واقعہ

بیہقی از طریق عائشہ بنت انس بن مالک ان کی ماں ربیع بنت معوذ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں چادر اوڑھ کر قیلولہ کررہی تھی کہ اچانک ایک کالا شخص آ کر میرے بدن کے ساتھ لپٹ گیا۔ اسی اثناء میں آسمان سے ایک زرد رنگ کا ورق اتر کر اس کے سامنے آیا اس نے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

لکین کے رب کی طرف سے لکین کے نام

"میری بندی جو کہ میرے نیک بندے کی بیٹی ہے' کو چھوڑ دے کیونکہ میں نے تجھے اس پر دست درازی کا اختیار نہیں دیا۔"

ربیع بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد اس نے چٹکی لی اور کہا: یہ تمہارے لائق ہے' پھر مرتے دم تک اس چٹکی کا نشان میرے بدن پر رہا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ عفراء کی بیٹی بستر پر پڑی تھی اچانک محسوس کیا کہ ایک زنگی اس کے سینے پر چڑھ آیا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دیا ہے اسی اثناء میں آسمان سے ایک زرد ورق اترا جس میں تحریر تھا۔

رب لکین کی طرف سے لکین کے نام' تو صالح بندے کی بیٹی سے اجتناب کر

تجھے اس کے ساتھ دست درازی کی اجازت نہیں' یہ پڑھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ میرے گلے سے اٹھا لیا' البتہ! میرے گھٹنے پر اپنے ہاتھ سے مارا جس سے بکری کے سر کی مانند ایک سیاہ نشان پڑ گیا۔

کعب جن

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی وفات کا وقت آیا تو ان کے پاس تابعین میں سے بکثرت لوگ جمع ہو گئے۔ مشہور فقیہ عروہ اور قاسم بھی ان میں شامل تھے' اچانک انہوں نے چھت سے ایک آواز سنی۔ دیکھا تو وہ کالا اژدھا تھا' وہ نیچے گرا تو ایسا معلوم ہوا تھا کہ کھجور کا تنا ہے' اسی اثناء میں ایک سفید ورق اترا جس میں لکھا تھا۔

رب کعب کی طرف سے کعب کے نام

"تمہیں پاکباز بندوں کی بیٹیوں پر دست درازی کا اختیار نہیں"

جب اس نے اس صحیفہ کی طرف نظر کی تو فوراً بلند ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

سانپ کعبہ میں

ابو نعیم طلق سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا' وہ اس وقت زمزم کے پاس تھے۔ اسی اثناء میں ایک سانپ آیا اور کعبہ کے گرد سات چکر لگائے' پھر مقام ابراہیم پر آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس نے اسے کہلوا بھیجا کہ اللہ کے ہاں تیری عبادت پوری ہو گئی ہے اب چلا جا کیونکہ ہم نے بھی عبادت ادا کرنی ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں لوگ تمہیں گزند نہ پہنچائیں تو وہ آسمان کی طرف اٹھ کر چلا گیا۔

ایسی ہی ایک روایت حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے۔ شیخ اکبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسامرات میں اس قصہ کو دوسری سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں طلق بن حبیب سے مروی ہے کہ ہم عبداللہ بن عمرو بن العاص کے ہمراہ مقام حجر میں بیٹھے تھے۔ بقایا قصہ وہی ہے۔

ایک اور جن کا واقعہ حدیث ابی الولید میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ذی طویٰ میں ایک جنیہ عورت رہتی تھی۔ اس کا اکلوتا بیٹا تھا جس سے وہ شدید محبت کرتی تھی وہ اپنی قوم میں بڑا معزز تھا' اس نے شادی کی اور اپنی زوجہ کے پاس آنے کے ساتویں دن بعد اپنی ماں سے کہا: ماں' میں چاہتا ہوں کہ دن کے وقت کعبہ شریف کا سات بار طواف کروں۔ اس کی ماں نے کہا: بیٹا مجھے قریش کے احمق لوگوں سے تم پر خطرہ ہے اس نے کہا: مجھے خیروعافیت کی امید ہے تو اس کی ماں نے اسے اجازت دیدی۔ پس وہ جن کی شکل میں جانے لگا تو اس کی ماں کی زبان پر استعاذہ کے یہ اشعار تھے۔

میں اسے پردہ پوش کعبہ کی پناہ میں دیتی ہوں' نیز ابن ابی محذورہ کی دعاؤں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت کردہ سورتوں کی پناہ مانگتی ہوں' میں اس کی زندگی کی بھیک مانگتی ہوں اور اس کے جینے سے انتہائی خوش ہوں۔

اس کے بعد وہ جن طواف کیلئے گیا اور کعبہ شریف کا سات بار طواف کیا' پھر لوٹ کر آرہا تھا جب بنی سہم کے گھروں کے پاس پہنچا تو اس کی ملاقات بنوسہم کے ایک گورے رنگ کے بھینگے نوجوان سے ہوئی تو اس نوجوان نے اسے قتل کردیا جس کی وجہ سے مکہ میں شدید گردوغبار کے بگولے اٹھے' یہاں تک کہ پہاڑ دکھائی نہ دیتے تھے۔ ابوالطفیل کہتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ گردوغبار اس وقت اٹھتا ہے جب کوئی سردار جن مرتا ہے جب صبح ہوئی تو بنوسہم کے بہت سے لوگ جنات کے ہاتھوں اپنی چارپائیوں پر قتل ہوئے پڑے تھے' ان میں نوجوانوں کے علاوہ ستر بوڑھے تھے' پس جوش انتقام میں بنو سہم' ان کے حلیف اور غلام پہاڑوں اور ثنیہ کی گھاٹیوں پر جاچڑھے اور ہر سانپ بچھو یا کیڑا مکوڑا جو انہیں زمین پر رینگتا ہوا نظر آیا' قتل کر ڈالا۔ یہ سلسلہ تین دن تک رہا۔ تیسری رات انہوں نے کوہ ابوقبیس کے اوپر سے ہاتف کی بلند آواز سنی۔ اے گروہ قریش! خدا کا خوف کرو تم بڑے عقلمند اور سمجھدار ہو' ہمیں بنوسہم سے بچاؤ۔ انہوں نے کہیں زیادہ ہمارے جن قتل کر ڈالے ہیں' ہمارے اور ان کے درمیان صلح کرا دو ہم باہم عہد و پیمان کریں کہ آئندہ ایک دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے' چنانچہ قریش نے ان کے درمیان صلح کرا دی اور عدم جارحیت کا پیمان لے لیا۔ اسی واقعہ کی نسبت سے بنوسہم کو عیاطلہ قاتلین جنات کہتے ہیں۔

ایک آدمی کو جنات لے اڑے

حضرت شیخ اکبر سامرات میں ضریر ابراہیم بن سلیمان الصوفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں ذی نصر کے مقام پر تھا۔ ایک شخص اپنے اہل و عیال کے واسطے لکڑیاں لانے کیلئے نکلا اور کئی دن تک گم رہا جس کی وجہ سے اس کے گھروالوں کو بڑی پریشانی ہوئی' بعدازاں ان کے پاس وہ اس حالت میں آیا کہ انتہائی کمزور تھا' اس کا رنگ اڑا ہوا اور بال الجھے ہوئے تھے' خوف اور رعب کا اثر اس پر نمایاں تھا' ہم نے اس کا حال پوچھا: تو کہنے لگا میں لکڑیاں اکٹھی کررہا تھا کہ اچانک ایک سانپ سامنے آگیا میں نے اسے قتل کردیا۔ اسی اثناء میں مجھ پر غشی سی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو میں غیرمعروف زمین کے اجنبی لوگوں کے درمیان تھا' پھران کے ایک گروہ نے پکڑ کر مجھے اپنے سردار کے سامنے پیش کیا۔ اس نے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے بتایا: کہ اس شخص نے ہمارے چچیرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ اس سے ہمارا قصاص لیجئے۔ سردار نے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا معلوم نہیں یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں لکڑیاں اکٹھی کررہا تھا کہ ایک سانپ سامنے آیا جسے میں نے قتل کردیا' بولے وہی تو ہمارا چچیرہ بھائی ہے یہ سن کر اس سردار نے کہا: اسے اپنے پاس روک رکھو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہاں تک کہ میں تمہارے اس معاملہ میں کوئی رائے قائم کرسکوں۔ وہ مجھے پکڑ کر لے گئے اور ایسے کھانے میرے پاس لائے جن سے میں آگاہ نہ تھا سوائے دودھ کے' میں اسی دودھ پر گزارہ کرتا رہا۔ بعدازاں مجھے انہوں نے دوبارہ اس سردار کے دربار میں پیش کیا تو سردار نے کہا: تمہارا اس شخص پر حق نہیں بنتا کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی دوسری شکل اختیار کرے' پھر قتل ہوجائے تو اس کا کوئی بدلہ نہیں نہ قصاص ہے کیونکہ تمہارے ساتھی نے سانپ کی شکل اختیار کی تھی' اس کے بعد انہوں نے مجھے رہا کردیا۔ میں نے سوال کیا اے بزرگ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے' اس نے جواب دیا "ہاں! میں نصیبین کے جنات کے وفد میں شامل تھا۔ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھا' میرے علاوہ اب ان جنات میں سے کوئی زندہ نہیں' یہ جنات ہماری قوم کے ہیں جو اپنے جھگڑوں کے فیصلوں کیلئے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم ان کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں اس کے بعد اس سردار جن نے انہیں حکم دیا کہ جہاں سے تم نے اس آدمی کو پکڑا ہے وہیں چھوڑ آؤ۔ پس میں نے یہی محسوس کیا کہ میں اس مقام پر آگیا ہوں' پھر اپنا سلمان لیا اور یہاں آگیا۔ یہ ہے میرا غائب ہونے کا ماجرا۔

قبل ازیں اس کتاب کے باب ثانی قسم ثالث کی فصل کے اخیر میں جنات سے متعلق بہت سے دلائل نبوت گزر چکے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور معالم حج کے قیامت تک جاری بعض نشانیاں کعبہ اور مقام ابراہیم

قاضی بیضاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آیت مبارکہ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا (3:90) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ

اس میں عجیب و غریب نشانیاں ہیں جیسے پرندوں کا بیت اللہ شریف کی موازات سے بچنا' شکاری درندوں کا صدیوں سے شکار کے ساتھ ملنا جلنا اور تعرض نہ کرنا اور بڑے بڑے جابر حملہ آوروں کا جنہوں نے اس گھر کا برا قصد کیا مقہور ہوجانا جیسے اصحاب فیل کا واقعہ ہے۔

مقام ابراہیم مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے یعنی ان نشانیوں میں سے ایک مقام ابراہیم ہے یا آیات سے بدل البعض ہے۔ بعض مفسرین نے کہا: کہ یہ عطف بیان ہے' مراد یہ ہے کہ مقام بہت سی آیات کو شامل ہے جیسے حضرت ابراہیم کا قدم کا سخت پتھر میں نشان بن جانا اور اس میں ٹخنوں تک گھس جانا اور اس پتھر کا اس نشانی کے ساتھ مخصوص ہونا' باقی آثار انبیاء کو چھوڑ کر اس کو باقی رکھنا اور ہزاروں سال تک کثرت اعداء کے باوجود اس کی حفاظت کرنا' عطف بیان کی تائید دوسری قرات آیتہ بینہ بھی کرتی ہے۔ اس نشان کے پڑ جانے کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی دیواریں اٹھارہے تھے تو اس پتھر پر کھڑے ہوئے تھے تاکہ پتھر اٹھانے میں آسانی ہو۔ اس وقت آپ کے قدم اس میں گھس گئے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو کوئی اس میں داخل ہو گا مامون رہے گا۔

یہ جملہ ابتدائیہ ہے یا جملہ شرطیہ ہے دونوں حالتوں میں معنی کے اعتبار سے مقام ابراہیم پر معطوف ہو گا اور مطلب یہ ہو گا۔ مِنْهَا اٰمَنَ مَنْ دَخَلَهٗ یا فِيهِ اٰيَاتٌ لَبيِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرَاهِيمَ وَاٰمَنَ مَنْ دَخَلَهٗ

یہاں صرف دو نشانیوں پر اکتفا کیا اور باقی نشانیوں کا ذکر چھوڑ دیا جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَيْنِي فَالصَّلٰوةُ

ان دونوں نشانیوں کا اس لئے ذکر کیا گیا کہ ان کا اثر قیامت تک برقرار رہے گا اور دامن کعبہ میں پناہ لینے والا قیامت کے دن عذاب سے محفوظ رہے گا۔

علامہ خفاجی بیضاوی کے حاشیے پر لکھتے ہیں۔

"پرندوں کا بیت اللہ شریف سے انحراف کا عمل اب تک باقی ہے وہ اڑ کر اس کے اوپر نہیں آتے بجز اس پرندے کے جو بیمار ہو اور حصول شفاء کے لئے اس کے موازات میں آئے جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے' البتہ! محدثین نے اس موضوع پر کلام کیا ہے جاحظ اس بات کا قائل ہے کہ پرندے حصول شفاء کے لئے اس کے اوپر آسکتے ہیں جبکہ ابن عطیہ نے اس پر اعتراض کیا کہ اس کا خلاف ظاہر ہے۔ عقاب سانپ پکڑنے کے لئے اس کے اوپر بلند ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ صرف وہ پرندے اڑ کر اس کے اوپر آتے ہیں جن کا خون رائیگاں ہے ورنہ کبوتر بکثرت ہونے کے باوجود کبھی اوپر نہیں اڑتے' اس قول سے دونوں کلاموں میں تطبیق ہوجاتی ہے۔ (اھ کلام الخفاجی)

میں کہتا ہوں صاحب تدبر کے نزدیک عقاب کا سانپ پکڑنے کے لئے بیت اللہ شریف کے اوپر آنا دیگر پرندوں کے انحراف کے مانع نہیں کیونکہ اس میں بھی بیت اللہ شریف کی کرامت ہے کسی نے نہیں دیکھا کہ عقاب کبھی اس قضیہ کے علاوہ بھی اڑ کر موازات بیت اللہ میں آیا ہو' لہٰذا ابن عطیہ کے اعتراض کی صورت نہ رہی' نہ ہی رائیگان خون پرندوں کی تخصیص رہی' بلکہ پرندوں کا مطلقاً کعبہ شریف کے اوپر نہ اڑنے کا مسئلہ برقرار رہا بجز ان پرندوں کے جو حصول شفاء کے

لئے محاذات میں اڑتے ہیں۔

حاشیہ خفاجی نیز شرح کشاف میں ہے کہ کعبہ شریف کی عجیب و غریب نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے ارکان میں سے جس رکن کے سامنے بارش ہو گی اس جہت پر واقع علاقوں میں سرسبزی اور شادابی ہو گی' اس کے بعد قاضی خفاجی نے حدیث حبب الی ثلاث کی مناسبت سے لکھا کہ کسی قصہ گو واعظ نے یہ بکواس کیا کہ کوئی بھی خواہشات نفس کی تباہ کاریوں سے محفوظ نہیں حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی' اور بطور دلیل یہ حدیث بیان کی جس کی وجہ سے بعض عارفین نے اس کا شدید رد کیا اوراس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اسی پریشانی میں رات کے وقت خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ فرمارہے تھے غم نہ کیجئے ہم نے اس کو قتل کر دیا ہے پس اس واقعہ کے بعد ایک رہزن نے اسے قتل کردیا۔

کعبہ شریف میں قبولیت دعا کے مخصوص مقامات

ملتزم: اس کو مدعی (جائے دعا) اور متعوذ (جائے پناہ) بھی کہا جاتا ہے۔ ازرقی نے روایت کی کہ یہ حجر اسود اور دروازے کا درمیانی حصہ ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہاں دعا کی تو قبولیت سے شرفیاب ہوئی۔ ابن علان نے مثیر شوق الانام میں اس کا ذکر کیا' وہ شفائے قاضی عیاض کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مقام ملتزم میں کوئی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبولیت کا درجہ عطا فرمایا۔ قبولیت دعا کا یہی دعویٰ حضرت عمرو بن دینار' سفیان بن عیینہ' حمیدی' محمد بن ادریس' حسن بن رشیق اور عذری سے منقول ہے۔ ابوعلی کہتے ہیں' میں نے ملتزم میں بہت سی دعائیں مانگیں جن میں کچھ قبول ہوئیں اور مجھے اللہ کی بارگاہ میں امید ہے کہ بقیہ دعائیں بھی اللہ کے فضل سے قبول ہوں گی' یونہی شیخ محب الدین طبری نے بہ طریق ابوالحسن محمد بن حسن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مسند روایت نقل کی ہے محمد بن حسن فرماتے ہیں' بخدا! جب سے میں نے محمد بن ادریس سے یہ حدیث سنی' مقام ملتزم میں میری ہر دعا قبول ہوئی۔

(نوٹ: یہاں امام یوسف بن اسماعیل نبھانی نے بیسیوں ائمہ کرام سے قبولیت دعا کے اقوال درج کئے ہیں۔)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ساتھ کعبہ شریف کا طواف کررہا تھا جب کعبہ شریف کے پیچھے پہنچا میں نے پوچھا: آپ استعاذہ کیوں نہیں کرتے کہا میں جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' پھر چل دیئے یہاں تک کہ حجراسود کو چوما اور رکن اور باب کے درمیان کھڑے ہو کر اپنے سینے چہرے اور بازوؤں اور ہتھیلیوں کو پھیلا کر کعبہ شریف سے لپٹ گئے اور فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اس روایت کو ازرقی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ملتزم رکن اور باب کے درمیانی حصے کو کہتے ہیں۔ ملتزم کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ لوگ اس کے ساتھ لپٹتے ہیں۔

عبداللہ بن حسن بن صفوان کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رکن اور باب کے درمیان اپنا چہرہ اقدس بیت اللہ شریف کے ساتھ لگائے ہوئے دیکھا۔ (احمد)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رکن اور مقام ملتزم کے درمیان جو بیمار دعا مانگے گا' شفا پائے گا۔ (طبرانی کبیر' دیلمی' دیباجہ دمیری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب اور حجر کے درمیان دعا مانگتے تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے شاکروں کا ثواب' مقربین کی ضیافت' صدیقین کا یقین اور متقین کی دوستی مانگتا ہوں۔ (طبری)

ابوسلیمان دارانی سے منقول ہے کہ ایک شخص حج سے فارغ ہو کر کعبہ کے دروازے پر کھڑا کہہ رہا تھا' سب تعریفیں اللہ کے لئے اس کی جمیع محامد کے ساتھ جن سے میں آگاہ ہوں اور جنہیں نہیں جانتا' اس کی ان تمام نعمتوں پر جنہیں میں جانتا ہوں اور جو میرے علم سے باہر ہیں اس کی ساری مخلوق کی تعداد کے برابر' اس کے بعد اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اگلے سال حج پر آیا تو درکعبہ پر وہی الفاظ دہرائے۔ اسی اثناء میں ندا آئی اے اللہ کے بندے! تو نے تو گزشتہ سال سے حافظین فرشتوں کو تھکا دیا۔ وہ تو پہلی ہی حمدوثناء سے فارغ نہیں ہوئے اس روایت کو صاحب البحرالعمیق نے درج کیا ہے ایسی ہی ایک روایت حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے۔

حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین جگہ اور مقام قرب رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے۔

کعبہ شریف کے خلاف حملہ آوروں یا الحاد کرنے والوں کا حشر

اس سلسلہ کا قابل ذکر واقعہ اصحاب فیل کا قصہ ہے۔ یہ بہت مشہور و معروف ہے اور سورۃ الفیل اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

تبع شاہ یمن کا کعبہ پر حملہ کا ارادہ

دوسرا واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ تبع شاہ یمن کعبہ شریف پر حملہ کرنے کے ارادے سے آیا جب کراع الغمیم کے مقام پر پہنچا تو اللہ نے اس پر ایک سخت آندھی بھیجی جس میں کسی کے قدم جمتے نہ تھے' کھڑے بیٹھنے کی کوشش کرتے تو گر جاتے تھے' اس آندھی سے تبع کی فوج کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے دو علماء کو بلا کر پوچھا یہ کیا مصیبت مجھ پر آپڑی ہے؟ انہوں نے جواب دیا اگر جاں بخشی کی ضمانت ہو تو بتائیں۔ تبع نے کہا: ٹھیک ہے تمہیں امان حاصل ہے۔ انہوں نے کہا: بادشاہ سلامت آپ ایک ایسے گھر پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں جسے اللہ برا ارادہ کرنے والوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے' پوچھا: میری اس پریشانی اور مصیبت کا ازالہ کس طرح ہے؟ انہوں نے کہا: آپ دو کپڑوں میں ملبوس ہو کر لبیک لبیک کہیں اور اس گھر میں داخل ہو کر طواف کریں اور اس کے مکینوں کے ساتھ لڑائی کا ارادہ

ترک کردیں' اس نے دریافت کیا اگر میں اس بات کا پختہ ارادہ کرلوں تو آندھی ختم ہوجائے گی انہوں نے جواب دیا "ہاں!"
پس اس نے دو چادریں اوڑھیں' پھر تلبیہ پڑھی' ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آندھی اس طرح ختم ہو گئی جس طرح تاریک رات چھٹ جاتی ہے اس واقعہ کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

حجاج بن یوسف کی کعبہ شریف پر سنگ باری

تیسرا واقعہ حجاج بن یوسف کا ہے اس نے کوہ ابو قیس پر منجنیق نصب کرا کے کعبہ شریف پر سنگ باری اور آتش اندازی کی جس سے کعبہ کے پردوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ اسی اثناء میں جدہ کی طرف سے ایک بادل اٹھا جو سخت گرج چمک کے ساتھ آیا اور صرف کعبہ اور مطاف کی حدود پر برسا' اس سے آگ بجھ گئی۔ دوسری طرف حجاج کے لشکر پر بجلی گری جس سے منجنیق جل اٹھی۔ عکرمہ کہتے ہیں' میرے اندازے کے مطابق اس کے ساتھ چار آدمی بھی جل گئے۔ یہ منظر دیکھ کر حجاج نے کہا: گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ بجلیوں کی سرزمین ہے' اسی دوران ایک اور بجلی گری جس نے منجنیق کے ساتھ چالیس آدمیوں کو جلا کر خاکستر کردیا۔ یہ واقعہ مروان بن عبدالملک کے عہد میں 63 ہجری کا ہے۔
دینوری مجالسہ میں محمد بن یزید بن عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں اس وقت کوہ ابو قیس پر تھا جب حضرت ابن زبیر پر سنگ باری کرنے کیلئے منجنیق نصب کی گئی۔ اسی اثناء میں بجلی گری جس کا منظر اب بھی میری نظر کے سامنے ہے وہ اس طرح چکر کھارہی تھی جیسے سرخ گدھا چکر کھاتا ہے اور اس سے کوئی پچاس کے لگ بھگ آدمی جل کر خاکستر ہو گئے۔

ایک اور حیران کن نشانی

ابوطاہر قرمطی نے جب حجراسود کعبہ شریف سے اکھیڑلیا اور میزاب کو اکھیڑنے کیلئے ایک آدمی کو چھت پر چڑھایا تو وہ سر کے بل گر کر مرگیا' بعدازاں ابوطاہر حجراسود لے کر لوٹ گیا تو مطیع اللہ نے یہ پتھر خرید لیا جو اس کے پاس تقریباً بارہ سال رہا۔ کہتے ہیں کہ جب ابوطاہر اسے لے کر جارہا تھا تو اس کے نیچے چالیس اونٹ ہلاک ہوئے بعض تین سو اورپانچ سو اونٹوں کی تعداد بھی بیان کرتے ہیں۔ بعدازاں جب اسے مکہ شریف لوٹانے کیلئے کمزور اونٹوں پر رکھ کر لے جایا گیا تو اس کی برکت سے وہ کمزور اونٹ موٹے تازے ہو گئے۔

حرمت کعبہ کا عبرت انگیز واقعہ

عبدالاعلی بن عبداللہ بن عامر بن کریز بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی دادی اماں ام عامر بن کریز کے ہمراہ عمرہ کے لئے آیا تو صفیہ بنت شیبہ دادی اماں کے پاس آئیں۔ انہوں نے صفیہ کو انعام و اکرام سے نوازا۔ صفیہ کہنے لگیں سمجھ نہیں آتی میں اس خاتون کو کیا چیز تحفے میں پیش کروں دنیاوی مال و دولت تو ان کے پاس بہت ہے اچانک ان کی نظر ایک کنکری پر پڑی جو رکن اسود سے آتش زدگی کے وقت گری تھی اسے اٹھا کر ایک ڈبیہ میں ڈالا' پھر کہا: اس کنکری کی حفاظت کیجئے۔ یہ رکن

اسود کی کنکری ہے اسے دھو کر اپنے مریضوں کو پلانا' مجھے قوی امید ہے اللہ اس کے ذریعے انہیں شفا عطا کرے گا' چنانچہ ام عامر عمرہ کے بعد اہل قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوئیں اور ایک مقام پر جا کر پڑاؤ ڈالا تو سارے اہل قافلہ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت ام عامر نے اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنے پروردگار سے دعا مانگی' پھر پیچھے مڑ کر کہا: تم پر افسوس' اپنے سامان سفر پر نظر ڈال لو' تم حرم سے کیا لے کر آئے ہو۔ تمہاری یہ مصیبت کسی گناہ کی پاداش ہے وہ کہنے لگے ہم نہیں جانتے کہ ہم حرم سے کچھ اٹھا کر لے آئے ہوں۔ کہا: اچھا میں ہی خطا کار ہوں تو کہا: اس کے لئے سواری تیار کرو' پھر بلا کر کہا: یہ ڈبیہ جس میں ایک سنگریزہ ہے لے جاؤ اور اسے صفیہ بنت شیبہ کے حوالے کرو اور اس سے کہو کہ اللہ نے اسے امن والے حرم میں رکھا ہے کسی کو وہاں سے نکال کر لے جانے کی اجازت نہیں۔ اس کی وجہ سے ہم پر بڑی سخت آزمائش آئی ہے آئندہ اسے حرم سے باہر نہ لے جانا۔ عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ اس سنگریزہ کو حرم میں داخل کرنے کی دیر تھی کہ اہل قافلہ ایک ایک کر کے بخار سے صحت یاب ہو کر اٹھنے لگے۔

کعبہ سے چوری کی سزا

روایت ہے کہ پانچ جرہمیوں نے کعبہ شریف کے خزانہ سے سونا چرانے کا منصوبہ بنایا اور ہر گوشہ میں ایک شخص پہرہ داری کے لئے کھڑا ہو گیا جبکہ پانچواں سونا نکالنے میں مصروف ہو گیا اسی دوران اچانک خزانہ کا بکس الٹ کر اس کے اوپر آ پڑا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اور باقی چاروں افراد بھاگ گئے۔

کعبہ میں جرم کا نتیجہ

علقمہ بن مرثد کہتے ہیں کہ ایک شخص طواف کعبہ کر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک عورت کی کلائی پر پڑی' اس نے لذت اندوزی کے لئے اپنی کلائی اس عورت کی کلائی پر رکھ دی جس کی وجہ سے ان کی کلائیاں جڑ گئیں پریشان ہو کر ایک بزرگ کے پاس گیا تو اس نے کہا: اس جگہ لوٹ کر جاؤ جہاں تم نے یہ حرکت کی ہے وہاں رب کعبہ سے یہ پیمان کرو کہ آئندہ تم ایسی حرکت نہ کرو گے اس شخص نے واپس آ کر یہ وعدہ کیا تو اس کی کلائی الگ ہو گئی۔

اساف اور نائلہ کا مسخ ہونا

ابو بشر ابو نجیح سے نقل کرتے ہیں کہ اساف اور نائلہ شام سے تعلق رکھتے تھے وہ حج کے لئے آئے تو دوران طواف اساف نے نائلہ کا بوسہ لے لیا جس کی وجہ سے مسخ ہو کر وہ دونوں پتھر بن گئے اور مسجد حرام ہی میں پڑے رہے تا آنکہ اسلام آیا تو انہیں حرم سے نکال کر باہر پھینک دیا گیا۔

آدمی کا ہاتھ سوکھ گیا

ابو نجیح حویطب بن عبدالعزیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ صحن کعبہ میں بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں ایک عورت کعبہ میں آئی وہ اپنے شوہر سے پناہ مانگ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا شوہر بھی آ گیا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس

کا ہاتھ سوکھ گیا' میں نے اسے زمانہ اسلام میں بھی اسی حالت میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ شل تھا یہ تمام روایات امام ابن جوزی نے نقل کی ہیں۔

حرم کے ہرن پکڑنے کی سزا

عبدالعزیز بن ابی رواد کہتے ہیں کہ کچھ لوگ ذی طویٰ کے مقام پر آ کر اترے' اچانک ایک ہرن ان کے قریب آ گیا تو ایک شخص نے اسے ٹانگوں سے پکڑ لیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا: "اسے چھوڑ دو" مگر وہ ہنسی مذاق کرنے لگا اور ہرن کو آزاد کرنے سے انکار کر دیا تو ہرن مینگنیاں کرنے لگا اس نے پیشاب بھی کر دیا پس اس آدمی نے اس ہرن کو چھوڑ دیا' بعدازاں وہ سب قیلولہ کیلئے لیٹ گئے' کچھ دیر کے بعد ایک آدمی کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سانپ ہرن والے آدمی کے پیٹ پر کنڈل مارے بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا: "حرکت نہ کرنا" دیکھو تمہارے پیٹ پر کیا ہے؟ اس سانپ کو دیکھ کر اس کا بول و براز نکل گیا جس طرح ہرن کا نکلا تھا۔

دوسرا واقعہ

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ کچھ مکی تاجر ایام جاہلیت میں شام سے لوٹے۔ یہ واقعہ قصی بن کلاب سے بعد کا ہے۔ انہوں نے ذی طویٰ کے مقام پر کیکر کے درختوں کے نیچے پڑاؤ کیا اور بھوبھل کی روٹی پکائی۔ ان کے پاس سالن نہ تھا' ایک آدمی نے اٹھ کر کمان میں تیر ڈالا اور حرم کے ایک ہرن پر پھینکا۔ لوگوں نے اس کی کھال اتار کر اسے سالن کیلئے پکایا ابھی دیگ آگ پر پڑی تھی اور کچھ لوگ اسے بھون رہے تھے کہ دیگ کے نیچے سے آگ کی بہت بڑی گردن نکلی جس نے سب کو جلا ڈالا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان کے کپڑے مال و متاع اور ببول کے وہ درخت جن کے نیچے ان کا پڑاؤ تھا۔ نہ جلے' اسے ازرقی نے نقل کیا اور کہا: ایسا ہی ایک واقعہ وادی محسر میں پیش آیا۔

بیت اللہ کی عظمت

کعبہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی نے طواف کے دوران بیت حرام پر نظر ڈالی تو اس کی آنکھ بہہ کر اس کے رخسار پر آ گئی۔

ایک اور واقعہ ہے کہ بنو عامر کے پچاس آدمیوں نے ایام جاہلیت میں کعبہ شریف کے نزدیک قسامت کا حلف اٹھایا۔ یہ حلف باطل پر مبنی تھا' پھر روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک بڑی چٹان کے نیچے قیولہ کے لئے رکے تو وہ چٹان ان پر گرنے لگی وہ بھاگ کر نکلے تو چٹان کے پچاس ٹکڑے ہو گئے اور ہر ٹکڑے کے لگنے سے ایک آدمی قتل ہوا۔

(زمزم): ایک اور نشانی آب زمزم ہے جیسا کہ ابن خیثم نے روایت کی کہ وھب بن منبہ ہمارے پاس آئے تو بیمار ہو گئے ہم ان کے پاس عیادت کیلئے گئے تو ان کے پاس آب زمزم پڑا تھا' ہم نے کہا: آپ اسے میٹھا کر لیتے یہ تو سخت گاڑھا ہے فرمایا: میں اس کے ساتھ اور کوئی چیز ملا کر نہیں پینا چاہتا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں وھب کی جان

ہے۔ اللہ کی کتاب میں اس کا نام زمزم ہے یہ ختم ہو گا نہ اس کی مذمت کی جاسکے گی یہ نیکوکار بندوں کا مشروب ہے کتاب اللہ میں اس کو مضنونہ کہا گیا ہے' نیز یہ کھانے کے قائم مقام اور بیماری کی دوا ہے۔ خدا کی قسم! جو کوئی قصداً اسے سیر ہو کر پیئے گا اس کی بیماری ختم ہوجائے گی اور اسے شفا حاصل ہو گی' اس روایت کو سفیان بن منصور اور ازرقی نے روایت کیا ہے۔

بعض الہامی کتابوں کے حوالہ سے منقول ہے کہ زمزم کا پانی ختم ہو گا نہ اس کی مذمت کی جاسکے گی جو کوئی برکت کے حصول کیلئے اسے سیر ہو کر پیئے گا تو اس کی بیماری جاتی رہے گی اور وہ شفایاب ہو گا' اس کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اس کے ساتھ طہارت کرنا خطاؤں کو مٹا دیتا ہے جس قدر مومن بندے کا پیٹ آب زمزم سے بھرے گا' اتنا ہی اللہ اسے علم اور نیکی سے معمور کرے گا۔ یہ روایت "بحر عمیق" میں آئی ہے۔

حضرت کعب سے مروی ہے کہ صحائف آسمانی میں اس کا نام مضنونہ ہے۔ سب سے پہلے اس کا پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پیا' یہ کھانے کا بدل اور بیماری کیلئے دوا ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اشارہ ہوا کہ مضنونہ کو کھو دو۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آب زمزم کو جس غرض کے لیے پیا جائے مفید ہے اگر تم حصول شفا کیلئے پیو گے تو اللہ تمہیں شفا دے گا اور اگر اسے حصول پناہ کیلئے نوش کرو گے تو اللہ تمہیں پناہ عطا کرے گا اور اگر پیاس بجھانا چاہو گے تو تمہاری پیاس بجھا دے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب آب زمزم نوش فرماتے تو یہ دعا فرماتے تھے۔

اے اللہ! میں تجھ سے نافع علم' وسیع رزق اور ہر مرض سے شفا کی درخواست کرتا ہوں۔ اسے حاکم نے روایت کیا۔ دار قطنی میں یہ اضافہ ہے کہ تم اگر اسے سیرابی کیلئے پیو گے تو اللہ تمہیں سیراب کردے گا یہ جبرائیل کا منبع اور اسماعیل کا چشمہ ہے اسی طرح دیلمی نے بھی روایت کیا۔

ابن العربی فرماتے ہیں۔ آب زمزم میں علم' رزق اور شفا کی خاصیت قیامت تک ہر اس شخص کے لئے موجود ہے جس کی نیت صحیح اور اندر صاف ہے اور جو اس کی اس خاصیت کو جھٹلاتا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خارش زدہ ذہنیتوں کو رسوا کرتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آب زمزم جس غرض کے لئے پیا جائے مفید ہے۔ مرض کے لئے پیا جا۔ تو اللہ شفا دیتا ہے بھوک کے لئے ہو تو اللہ سیراب کرتا ہے' کسی حاجت کیلئے ہو تو اللہ "اسے پورا کرتا ہے اسے مستغفری نے "طب" میں نقل کیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آب زمزم ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ (دیلمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ بخار جہنم کی گرمی کا

ثمرہ ہے' اسے آب زمزم سے ٹھنڈا کرو (احمد' ابوبکر بن ابی' شیبہ اور ابن حبان' امام بخاری مطلق پانی سے ٹھنڈا کرنے کی روایت میں منفرد ہیں)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اہل مکہ سے کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا نہ کوئی انہیں کشتی میں پچھاڑ سکتا تھا یہاں تک کہ انہوں نے آب زمزم سے منہ موڑ لیا تو ان کے پاؤں میں مرض پیدا ہو گیا' اسے ابوذر نے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ وہ آب زمزم پر آئے اور اس سے پانی لے کر قبلہ رخ ہوئے اور دعا کی' اے اللہ! حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کہ جس نے آب زمزم کسی مقصد کے لئے نوش کیا تو اس مقصد کو پالے گا۔ میں اسے قیامت کی پیاس بجھانے کیلئے پیتا ہوں' پھر اسے نوش جاں کرلیا۔

اس روایت کو حافظ شرف الدین دمیاطی نے نقل کیا اور فرمایا: یہ روایت صحیح ہے صالح علماء نے اسے اخروی اور دینوی حاجات کیلئے آزمایا ہے جو اللہ کے فضل و احسان سے پوری ہوئی ہے۔

بحر عمیق میں مناسک عجمی سے منقول ہے کہ مغفرت کیلئے آب زمزم پینے والے کو چاہئے کہ پیتے وقت یہ دعا مانگے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے حصول شفاء کے لئے پیئے تو کہے' اے اللہ! مجھے شفاء عطا فرما۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو دریافت فرمایا: کیا آپ آب زمزم پیا کرتے ہیں؟ عرض کیا' ہاں مگر پینے کی کیفیت کیا ہونی چاہیے۔ فرمایا: اپنے لئے ایک بو کا پانی کھینچ لیجئے اگر کھینچ نہیں سکتے تو کسی سے مدد لے لیجئے' پھر اس کے ساتھ منہ لگا کر نوش کیجئے اور تین بار کہئے' بسم اللہ والحمد للہ رب اللعالمین' آخر میں دعا مانگئے' اے اللہ! میرے لئے اس آب زمزم میں علم نافع' رزق واسع اور ہر مرض سے شفا کا سامان رکھ۔ (محدث گازرونی)

ایک کتاب میں ہے کہ کسی عالم نے بیان کیا "میں طواف کیلئے ایک تاریک رات میں کعبہ شریف میں داخل ہوا۔ اسی دوران مجھے پیشاب کی شدت سے حاجت ہوئی جسے روکنے کی بڑی کوشش کی مگر اس نے اذیت سے دوچار کردیا مجھے اندیشہ ہوا کہ مسجد سے باہر نکلا تو گندگی پر پاؤں پڑے گا اور یہ زمانہ حج کا تھا۔ اچانک مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آب زمزم کے متعلق حدیث یاد آئی تو میں نے زمزم پر جا کر سیر ہو کر پانی پیا جس کی وجہ سے مجھے صبح تک پیشاب کی تکلیف نہ ہوئی۔ (موٰلی سعید گازرونی)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے علم کے لئے آب زمزم پیا تو اس میں کمال کو پہنچے۔ تیراندازی کے لئے استعمال کیا تو اس قدر نشانہ ہوا کہ دس کے دس یا دس میں سے نو تیر نشانے پر لگتے تھے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے ستو کھایا اس میں سوئی تھی' وہ سوئی اس کے گلے میں اٹک گئی جس کے باعث اس کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ منہ تک نہ کھول سکتا تھا اور مرنے کے قریب ہو گیا تھا' کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ آب زمزم پئے اور اپنے پروردگار سے شفاء کی دعا مانگے' چنانچہ اس نے بڑی مشکل کے ساتھ پانی پیا اور مسجد کے ستون کے پاس بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں اس کی آنکھ لگ گئی جب بیدار ہوا تو سوئی کا نام و نشان نہ تھا' نہ اسے کوئی تکلیف تھی' اس

واقعہ کو امام فاکہی نے ذکر کیا۔

شفاء الغرام میں ہے کہ یمن کے ایک شخص کو استسقاء کا مرض لاحق ہو گیا اور وہ علاج سے مایوس ہو گیا تو اسے کسی نے بتایا کہ مکہ میں ایک ماہر طبیب ہے جس کی وجہ سے اس نے مکہ شریف کا سفر اختیار کیا جب اس طبیب کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: میں تمہارا علاج نہیں کروں گا۔ اس نے سخت کلامی بھی کی۔ مایوس ہو کر طبیب سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: "تین دن بعد تمہاری موت واقع ہو جائے گی" لہٰذا مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ تمہارا علاج شروع کر کے کہیں موردِ الزام نہ ٹھہرایا جاؤں' وہ شخص مایوس ہو کر آب زمزم پر آیا ایک ڈول نکال کر پیا جب پانی پیٹ میں پہنچا تو اس شخص نے پیٹ میں کوئی چیز گھومتی محسوس کی گویا وہ باہر آنا چاہتی تھی جلدی سے مسجد کے دروازے کی طرف بھاگا کہ کہیں مسجد میں گندگی نہ پھیل جائے۔ بمشکل دروازہ پر پہنچا تو اسے بہت بڑا جلاب آیا لوٹ کر دوبارہ پانی پیا تو یہی کیفیت طاری ہوئی۔ تیسری بار محسوس کیا کہ اس کا پیٹ ہلکا ہو گیا ہے اور اسے شفا حاصل ہو گئی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابوذر اسلام لانے کیلئے آئے تو مکہ میں تیس رات دن قیام کیا۔ ان کے پاس سوائے آب زم زم کے کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا اس پانی سے وہ اس قدر موٹے ہوئے کہ ان کے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئیں جب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ بابرکت پانی ہے اور کھانے کا کام دیتا ہے۔ اس روایت کو امام مسلم اور ابوداؤد نے اس اضافے کے ساتھ نقل کیا کہ یہ بیماری کی دوا بھی ہے۔ حضرت ام ایمن کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت نہیں کی۔ آپ صبح کے وقت زمزم کا پانی نوش فرما لیتے تھے۔ بعض اوقات ہم ناشتہ پیش کرتے تو فرماتے " میں سیر ہوں"

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایام جاہلیت میں زمزم میں زمزم کو شباعہ کہا جاتا تھا وہ فرماتے تھے زمزم خاندان کی بسر اوقات کیلئے کتنا عمدہ معاون ہے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ جاہلیت میں اہل مکہ آب زمزم پینے کی شدید رغبت رکھتے تھے۔ عیالدار صبح سویرے اپنے بچوں کو لے جاتے اور سیر ہو کر اس سے پیتے۔ وہی ان کا صبح کا ناشتہ ہوتا تھا' ہم آب زمزم کو اہل و عیال کی کفالت میں بڑا معاون سمجھتے تھے۔

زنباع بن اسود کا بیان ہے کہ میں اپنے خاندان کے ساتھ بیابان میں رہتا تھا کہ آیا تو تین دن تک مجھے کھانے کے لئے کچھ نہ ملا۔ میں نے کہا: زمزم کا پانی پی لوں۔ پس چل پڑا اور زمزم کے پاس آیا اور گھٹنوں کے بل جھک کر پانی نکالنے لگا کہ کہیں کھڑا ہو کر کھینچنے سے سینہ پر نہ لگے۔ میں نے تھوڑا تھوڑا پانی نکالا یہاں تک کہ ڈول بھر گیا' پھر اسے پیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا' گویا دانتوں سے دودھ گزر رہا ہے۔ بعدازاں مجھے اونگھ سی آنے لگی تو میں نے آب زمزم کے چھینٹے منہ پر مارے' پھر روانہ ہوا تو اس پانی سے دودھ کی سی قوت اور سیرابی حاصل ہوئی۔ اس کو ازرقی نے نقل کیا۔

گازرونی نے اپنے منسک میں بعض کتابوں کے حوالے سے لکھا کہ ایک غلام جو اپنا پیاس کی حالت میں زمزم نوش کرتا تو

اسے دودھ کی لذت ملتی جب وضو کرتا تو اسے عام پانی محسوس ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ پیٹ بھر کر آب زمزم پینا نفاق سے چھٹکارے کا باعث ہے۔ (ازرقی)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ سیر ہو کر آب زمزم نہیں پیتے۔ (تاریخ بخاری)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی شخص کے پیٹ میں آب زمزم اور جہنم کی آگ جمع نہیں ہوسکتے۔ (محب طبری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین پر بہترین پانی زمزم کا پانی ہے۔ اس روایت کی تخریج ابن حبان اور طبری نے ثقات راویوں سے کی۔ یہ بھی بیان کیا کہ آب زمزم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ دل کو تقویت اور گھبراہٹ میں تسکین دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا تو حضرت عباس نے فضل سے کہا: جاؤ اپنی ماں سے پانی لے آؤ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی (زمزم کا) پانی پلا دو۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچے اس میں ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں پلا دیجئے' چنانچہ آپ نے نوش فرمایا: ' پھر زمزم پر تشریف لائے۔ اس وقت آل عباس زمزم کا پانی نکال رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا کام جاری رکھو بے شک تم ایک اچھے کام میں مشغول ہو' پھر فرمایا: اگر تمہارے مغلوب ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں خود چاہ زمزم میں اتر کر یہ ڈول کی رسی اپنے کاندھے پر رکھتا۔ (بخاری)

ابن حزم کہتے ہیں یہ واقعہ حجتہ الوداع کے وقت کا ہے۔

واقدی بحوالہ ابن جریج لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ڈول اپنے لئے نکال کر نوش فرمایا اور اسے اپنے سر اقدس پر ڈالا۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا' پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا "زمزم سے" دریافت کیا۔ کیا تم نے آب زمزم اس طرح پیا جیسا اسے پینے کا حق ہے؟ اس نے کہا: اسے کس طرح پینا چاہئے۔ فرمایا: جب تم آب زمزم پیو تو قبلہ کی طرف رخ کرو۔ بسم اللہ پڑھو درمیان میں وقفہ کے لئے تین سانس ہو اور خوب جی بھر کر پیو جب فارغ ہو تو الحمدللہ کہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہمارے اور منافقین کے درمیان پہچان کی نشانی یہ ہے کہ منافقین پیٹ بھر کر زمزم کا پانی نہیں پیتے۔ یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں اسے دار قطنی اور حاکم نے مستدرک میں شیخین کی شرط پر حکم صحت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ طبری کہتے ہیں تضلع خوب سیر ہونے کو کہتے ہیں یہاں تک کہ پسلیاں پھیلنے لگیں۔ تنفس سے مراد یہ ہے کہ تین بار پانی کے برتن سے منہ الگ کیا جائے اور ہر بار بسم اللہ پڑھی جائے۔ آخر میں الحمدللہ کہا جائے۔ بعض طرق میں اس کی یہی

تفسیر وارد ہوئی ہے' البتہ! برتن میں سانس لینے کی نہی آئی ہے۔

حضرت ابن عباس اور جابر بن عبداللہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو سے زمزم کا پانی منگوایا تو اس نے دو مشکیں زمزم کی بھجوا دیں۔ سہیل اس وقت مکہ المکرمہ میں تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ المنورہ میں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ زمزم کا پانی اپنے ساتھ رکھتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسے مشک میں ڈال کر ساتھ رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ پانی مریضوں پر ڈالتے تھے اور انہیں پلاتے تھے۔(ترمذی)

مکحول کہتے ہیں کہ حضرت کعب احبار اپنے ساتھ زمزم کا پانی رکھتے اور شام کے راستے میں اسے زادراہ بناتے تھے۔

عثمان بن ساج کا بیان ہے۔ مجھے مقاتل نے ضحاک کے حوالہ سے خبر دی کہ زمزم کے پانی سے سیر ہونا نفاق سے برات کا سبب ہے' اس کا پانی سر کا درد دور کرتا ہے' اسے جھانک کر دیکھنے سے بینائی تیز ہوتی ہے۔ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ یہ پانی نیل اور فرات کے پانی سے شیریں ہو گا۔

ابو محمد خزاعی کہتے ہیں' ہم نے اس پیشین گوئی کی صداقت 281 ہجری میں مشاہدہ کی۔ ہوا یہ کہ سن 77 اور 78 ہجری میں مکہ میں بارشیں اس کثرت کے ساتھ ہوئیں کہ وادیوں میں سیلاب آگیا اور چاہ زمزم کی سطح بلند ہو کر اس کے دہانے تک آ گئی اور اوپر والی منڈیر تک صرف سات ہاتھ رہ گئے۔ میں نے اس سے پہلے اسے اس حالت میں نہیں دیکھا نہ کسی بزرگ سے ایسی بات سننے میں آئی' نیز اس کا پانی اتنا میٹھا ہو گیا کہ مکہ کے دیگر کنوئیں اس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ میں اور بہت سے اہل مکہ اس کی شیرینی کے باعث اسی کو پینے کیلئے ترجیح دیتے۔ کسی بزرگ سے نہیں سنا کہ یہ پانی قبل ازیں اتنا شیریں ہوا ہو۔ سن 83 ہجری تک میں نے اس کی یہی کثرت اور شیرینی دیکھی۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں ایک رات میں آب زمزم کے پاس بیٹھا تھا' اسی اثناء میں میری نظر کچھ افراد پر پڑی جو سفید لباس میں ملبوس طواف میں مشغول تھے۔ فارغ ہو کر میرے قریب نماز پڑھنے لگے' پھر ان میں سے ایک نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: چلو ابرار کا مشروب پئیں' اس کے بعد وہ زمزم کے پاس آئے۔ میں نے دل میں کہا: ان کے پاس جا کر پوچھنا چاہیے۔ پس اٹھ کر گیا تو کوئی آدمی مجھے نظر نہ آیا۔

(منیٰ): امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب خصائص کبریٰ کے آخر میں عہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک جاری ساری نشانیوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ابو نعیم حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کا حج مقبول ہوتا ہے۔ اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

ابو نعیم اور بیہقی حضرت ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہیں' فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رمی جمار کے متعلق پوچھا: تو فرمایا: جو کنکریاں مقبول ہوتی ہیں اٹھالی جاتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہاں پہاڑ کی مانند

کنکریوں کا ڈھیر ہوتا۔

ایسی ہی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔

بیہقی اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کنکری کے ساتھ فرشتہ مقرر کیا ہے جو کنکری مقبول ہوتی ہے' اٹھالی جاتی ہے اور جو نامقبول ہوتی ہے وہ پڑی رہتی ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں یہ واضح نشانی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت نبوت پر گواہی دیتی ہے کیونکہ بیت اللہ شریف کا حج شریعت محمدیہ نے واجب قرار دیا ہے۔

طبرانی اوسط میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی' فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے۔ منیٰ کا دامن شکم مادر کی طرح تنگ ہے جب اس کے اندر حمل ٹھہرتا ہے تو اس میں وسعت پیدا ہوجاتی ہے یونہی منیٰ میں حاجیوں کی ان کی سواریوں اور مال و متاع کے ساتھ کثرت ہوتی ہے تو منیٰ کا دامن بھی کھل جاتا ہے اگرچہ وہ رحم کی مانند تنگ ہے۔ اس نشانی کا جس طرح منیٰ میں مشاہدہ ہوتا ہے یونہی مسجد نبوی اور مسجد حرام میں اس کی حقیقت نمایاں ہوتی ہے اس میں لاکھوں لوگ جمع ہوتے ہیں تو ان کے لئے گنجائش پیدا ہوتی ہے حالانکہ اس جم غفیر کے لئے منیٰ کا اتنا رقبہ نظر نہیں آتا۔

ایک اور واضح نشانی یہ ہے کہ عام طور پر حاجیوں کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہیں ہوتی۔ کبھی تین لاکھ تک پہنچ جاتی ہے جیسا کہ 1310 ہجری کو تھی' اس سال عرفہ کے دن جمعۃ المبارک تھا۔ بعض سالوں میں یہ تعداد بڑھ جاتی ہے[1] اور ہر حاجی کو ایک قربانی کرنی پڑتی ہے بہت سے لوگ ایک سے زائد قربانیاں کرتے ہیں اس طرح صرف بکریوں' بھیڑوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے' گائیں اور اونٹ ان کے علاوہ ہیں' نیز قصاب ایام حج میں جو جانور ذبح کرکے اہل مکہ کو فروخت کرتے ہیں وہ بھی ان میں شامل نہیں' پھر لطف کی بات یہ ہے کہ سال کے دیگر ایام کی نسبت ان ایام میں جانوروں کی قیمتیں گر جاتی ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ حجاز مقدس اور آس پاس کے بہت سے قبائل اپنے جانور بیچنے کے لئے حدود حرم میں لے آتے ہیں ان کے ہاں مشہور و مجرب ہے کہ وہ ایام حج میں اپنے مویشی مکہ نہ لائیں اور فروخت کیلئے پیش نہ کریں تو وہ کثرت کے ساتھ مرنے لگتے ہیں جیسا کہ میں نے ان کے بہت سے افراد سے یہ بات سنی ہے' وہ کچھ مال موسم حج میں فروخت کردیتے ہیں اور باقی اپنے علاقوں میں واپس لے جاتے ہیں۔

مزدلفہ: مزدلفہ میں محسوس و مشاہد نشانی یہ ہے کہ وہ ایک تنگ ریتلی زمین ہے جس میں بہت کم پتھر ہیں۔ اس کے باوجود شارع علیہ السلام نے مسنون ٹھہرایا ہے کہ تینوں جمروں پر مارنے کیلئے کنکریاں یہاں سے اٹھائی جائیں جبکہ ہر حاجی کو ستر کنکریوں کی ضرورت ہے اور ہر سال لاکھوں حاجی یہ کنکریاں اٹھاتے ہیں اگر ان تمام کنکریوں کو جمع کیا جائے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک سے آج تک اٹھائی گئی ہیں تو ایک بہت بڑا پہاڑ بن جائے جو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سما نہ سکے۔ میں نے بذات خود 1310 ہجری کے حج میں مزدلفہ سے کنکریاں اٹھاتے ہوئے اس حیران کن نشانی کا مشاہدہ

نوٹ: [1]۔ گزشتہ حج 1418 ہجری بمطابق 1998ء کو ہوا اس میں حاجیوں کی تعداد بیس لاکھ سے زائد تھی۔ (اعجاز)

کیا' میں نے اپنے سامنے ریت کے ہاتھ در ہاتھ رقبے میں کنکریاں نکالنے کے لئے ہاتھ ڈالا تو اس ڈھیر میں سے مجھے صرف ایک کنکری ملی دوبارہ اسی ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر پھرایا تو پھر ایک کنکری ہاتھ آئی۔ میں نے کئی بار ایسا کیا تو ستر کنکریوں کی تعداد پوری ہو گئی حالانکہ میں نے اس ڈھیر سے کچھ زیادہ تجاوز نہ کیا۔

عرفات: ایک اور نشانی یہ ہے جیسا کہ مجھے بعض مغفور اور مقبول الحج حاجیوں نے بیان کیا کہ حاجی حضرات جب عرفات سے لوٹتے ہیں تو انہیں زبردست سرور اور روحانی راحت نصیب ہوتی ہے حالانکہ انہیں اس کا ظاہری سبب معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے بھی ایسی کیفیت پائی ہے والحمدللہ میرے رفقائے حج نے بھی اپنے متعلق ایسے ہی جذبات کا اظہار کیا ہے جبکہ ان کی ظاہری حالت ان کی صداقت کی گواہ تھی۔

بعض بزرگوں نے بیان کیا ہے کہ عیدالفطر کے دن جو شخص خوش و خرم اور خفیف الروح ہو' وہ ماہ رمضان کا آزاد کردہ اور بخشا ہوا ہے۔

ایک بزرگ نے 73 حج کئے

ابن علان مکی اپنی کتاب مثیر شوق الانام الی حج بیت اللہ الحرام میں بحوالہ "البحرالعمیق" حضرت سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اور خیال تھا کہ عرفات سے لوٹ جاتا ہوں اور آئندہ حج نہیں کروں گا اچانک میری نظر ایک بزرگ پر پڑی جو اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میری طرف دیکھ رہے تھے میں نے کہا: السلام علیکم انہوں نے جواب دیا و علیکم السلام اے سفیان! اپنا ارادہ ترک کرو میں نے کہا: سبحان اللہ! آپ کو میری نیت کا کیسے علم ہوا؟ جواب دیا میرے رب نے مجھے الہام فرمایا ہے' بخدا! میں نے 35 حج کئے۔ آخری حج کے موقع پر میں ایک جگہ عرفات میں کھڑا تھا اور اپنے اور دیگر حاجیوں کے متعلق اس رحمت پر غور کر رہا تھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ان کا اور میرا حج قبول کرتا ہے۔ میں اسی فکر میں کھڑا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور لوگ عرفات سے مزدلفہ لوٹ گئے۔ میرے ساتھ کوئی نہ رہا' پھر رات چھا گئی تو میں وہیں سو گیا' خواب میں کیا دیکھتا ہوں گویا قیامت برپا ہے۔ لوگ جمع ہو گئے ہیں' نامہ اعمال اڑ رہے ہیں۔ میزان اور پل صراط قائم ہے۔ جنت اور جہنم کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ میں نے سنا آگ پکار کر کہہ رہی ہے' اے اللہ! حاجیوں کو میری تپش اور ٹھنڈک سے محفوظ فرما' ندا آئی' اے آگ! تو دوسرے لوگوں کے بارے میں سوال کر۔ یہ لوگ تو بیابان کی پیاس اور عرفات کی گرمی چکھ چکے ہیں' لہٰذا یہ قیامت کی پیاس سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں اور انہیں دولت شفاعت عطا کر دی گئی ہے کیونکہ انہوں نے میری رضا طلب کی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ بعدازاں پھر سو گیا اور دوبارہ یہی منظر نظر کے سامنے آ گیا۔ میں نے حالت نیند ہی میں کہا: یہ خواب رحمانی خواب ہے یا شیطانی۔ مجھے اشارہ ہوا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تم اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔ میں نے آگے کیا تو میرے شانے پر لکھا تھا جس نے عرفات میں وقوف کیا اور بیت اللہ شریف کی زیارت کی۔ میں اس کے گھرانے کے ستر آدمیوں کے بارے میں شفاعت قبول کروں گا' بعدازاں مجھے یہ تحریر دکھائی گئی جسے میں نے پڑھا۔ اس کے بعد میں نے ہر سال حج کیا'

اب تک 73 حج ہو چکے ہیں۔ اس حکایت کو سلیمان بن داؤد سوادی نے' پھر سقیسنی نے اپنی کتاب بھجتہ الانوار میں نقل کیا ہے۔

اہل عرفات کے گناہوں کی بخشش پر دلالت کرنے والی بہت سی احادیث آثار اور حکایات منقول ہیں' انہیں دیکھنے کیلئے ان کے مراجع کی طرف رجوع کیا جائے۔

حج کے دوران صداقت نبوت کی ایک اور نشانی

فقر و غنیٰ' قوت و ضعف اور بعد و قرب کے اختلاف کے باوجود جن مسلمانوں کے نصیب میں حج کی سعادت ہے ان پر محبت اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ جب تک وہ حج کی سعادت حاصل نہ کرلیں انہیں کسی صورت قرار نہیں آتا۔ خواہ ایسی رکاوٹیں موجود ہوں جو ہمتوں کو پست اور دکھ درد میں اضافہ کرتی ہیں یا ایسی رکاوٹیں موجود نہ ہوں۔ اس زمانے میں ایسے موانع کا زبردست ظہور ہے۔ اکثر وبائیں حاجیوں کا راستہ روک دیتی ہیں اور بعض وباؤں کا عرصہ اتنا دراز ہوجاتا ہے اور ان کی اذیت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ عادتاً ان مشقتوں کا برداشت کرنا ناممکن سا ہوجاتا ہے اس کے ساتھ اخراجات کی کثرت اور مال و صحت کے نقصانات بھی پیش نظر ہوتے ہیں جیسا کہ میں نے سن 1310 ہجری کے حج میں مشاہدہ کیا۔ اس کے باوجود میں نے بہت سے حاجیوں کو جو اس سخت صورتحال سے دوچار تھے' دوسرے حج کے تذکرے کرتے دیکھا' کوئی کہتا اگلے سال میں خشکی کے راستے حج کروں گا کوئی کہتا آئندہ سال بحری راستے حج کے لئے جاؤں گا۔ انہیں بیت اللہ شریف کے حج اور نبی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی لذتیں بھولتی ہی نہ تھیں' خطرات اور تکالیف کے باوجود ان کی روحیں ان مقامات مقدسہ کے ساتھ وابستہ تھیں' ایسی خبریں قریب و بعید کے تمام ممالک میں انتہائی مشہورومعروف ہونے کی وجہ سے تمام مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں مگر ان کے ارادہ حج میں کبھی فتور پیدا نہیں ہوتا' بلکہ اپنے ملکوں سے روانگی سے قبل وہ وباء اور طاعون وغیرہ امراض کے متعلق سنتے ہیں مگر ان کے دل میں کبھی یہ وسوسہ تک نہیں گزرتا کہ حج موخر کردیں بہت سے لوگ ان تکالیف کے باوجود کئی کئی حج کرتے ہیں' بلکہ بعض لوگ ہر سال حج کرتے ہیں۔ 1310 ہجری کے حج میں آتے جاتے ایک شامی صالح بزرگ شیخ سعید الجبال کی رفاقت نصیب رہی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ ان کا چھتیسواں حج ہے۔ وہ اسی (80) کے پیٹے میں تھے اور کبر سنی اور ضعف قویٰ کے باوجود کثرت حج میں شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے کمزوری اور ضعف بدن کے باعث آئندہ حج نہ کرنے کا عزم مصمم کرلیا مگر جب ایام حج آگئے تو میں نے محسوس کیا کہ کوئی قوت مجھے میرے ارادے کے بغیر ہی حج کے لئے آمادہ سفر کررہی ہے۔ اس بزرگ کے اس ارشاد کی صداقت کا مشاہدہ میں نے حج سے واپسی پر کیا جب وہ طور کے ایک وبا زدہ علاقے میں اسہال کے مرض میں مبتلا ہوگئے' ان کا مرض اس قدر شدید ہوگیا کہ ان کی صحت یابی کی کوئی امید نہ رہی۔ وہ اسی شدید ضعف کی حالت میں رہے تاآنکہ وبائی مرض کے دن ختم ہو گئے اور ہم بیروت پہنچ گئے' اس کے بعد وہ اسی حالت میں شام روانہ ہوگئے' پھر آئندہ سال انہوں نے حسب عادت حج ادا کیا۔

یہاں استطراداً اس بات کا ذکر کرنا بھی خوب و مستحسن ہے کہ اس صالح فاضل بزرگ شخص نے مجھے بتایا کہ انہوں نے

صحیحین وغیرہ کتب حدیث شام کے اکابر علماء کی ایک جماعت سے پڑھی ہیں جن میں شام کے مشہور محدث الشیخ عبدالرحمٰن الکزبری بھی شامل ہیں' شیخ کزبری اور دیگر محدثین نے انہیں صحیحین اور دیگر مرویات کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ موصوف نے مجھے بھی ان دونوں کتابوں' نیز تمام مرویات کی سند اجازت عطا فرمائی ہے۔ ایسی ہی شیخ کزبری کے دو فاضل شاگردوں علامہ سید محمود آفندی حمزہ مفتی شام اور الشیخ محمد بن محمد الخانی نقشبندی نے مجھے سند اجازت دی ہے۔ شیخ محمد خانی استاذاعظم مولانا شیخ خالد النقشبندی مجدد طریقہ نقشبندیہ جو کہ اپنے زمانے سے آج تک طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ اور اکثر بلاد اسلامیہ کے مریدین کے مرجع ہیں' کے بزرگ خلفاء میں سے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں بہرہ عطا فرمائے۔ مذکورۃ الصدر دونوں محدثین نے ذکر اسانید و اثبات کے ساتھ مجھے مفصل اور طویل اجازت سے نوازا ہے۔

اب ہم کثیر رکاوٹوں اور تکلیفوں کے باوجود حاجیوں کے شوق فراواں کی بحث کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ شدید شوق انسان کے اختیار سے باہر ہوتا ہے باوجودیکہ بہت سے اسباب ایسے ہوتے ہیں جو انسان کو اس کے شوق' خواہش اور پسندیدہ امور کے حصول سے روکتے ہیں کیا اس عجیب و غریب انداز شوق کا حصول سوائے ورائے عقل سرالٰہی ممکن ہے جبکہ دل میں اس قدر دینوی اور طبعی اسباب کھٹکتے ہیں کہ ان سب کو اگر اکٹھا کیا جائے تو سب مل کر بھی اس محبت اور شوق پر برانگیختہ کرنے والے حقیقی سبب کے برابر نہیں ہوسکتے جو طبیعت سے بلند وبالا سبب ہے' بخدا! ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ دین اسلام ہی اللہ کے نزدیک برحق دین ہے اور جو کچھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں وہ سب صحت و صدق پر مبنی ہے جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی صداقت پر سورۂ حج کی یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔

وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالاً وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے' وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔

امام حافظ جلال الدین سیوطی کی تفسیر در منثور میں ہے۔

امام حاکم نے حکم صحت کے ساتھ اور دیگر محدثین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو عرض کیا اے پروردگار! میں اپنے کام سے فارغ ہوچکا ہوں۔ فرمایا: سب لوگوں کو حج کی دعوت دیجئے عرض کیا' میری آواز ان تک نہیں پہنچے گی۔ فرمایا: تم پکارو' آواز کا پہنچا دینا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔ پوچھا: کن الفاظ سے پکاروں؟ فرمایا: کہو اے لوگو! تم پر بیت عتیق کا حج فرض کر دیا گیا ہے تو یہ آواز زمین اور آسمان کے درمیان سنائی دے گی اور لوگ اقصائے ارض سے لبیک لبیک کہتے ہوئے آئیں گے۔

ابن جریر وغیرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی عمارت تعمیر کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی' اے ابراہیم! لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ پس انہوں نے پکار کر کہا: سن لو تمہارے پروردگار نے ایک گھر مقرر فرمایا ہے اور تمہیں اس کے حج کا حکم دیا ہے تو ہر شجر حجر اور مٹی ڈھیلے نے سن کر لبیک اللھم لبیک پکارا۔

ابوحاتم کی روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کے بعد اپنے رب کے حکم سے کوہ ابوقبیس پر چڑھے

اور کانوں میں انگلیاں ڈال کر صدا دی۔ اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے' لہٰذا اپنے رب کا حکم مانو تو لوگوں نے مردوں کی پشتوں اور عورتوں کی رحموں میں تلبیہ کے ساتھ جواب دیا۔ سب سے پہلے اہل یمن نے لبیک کہا: قیامت تک جو حاجی حج کی سعادت سے مشرف ہو گا تو حضرت ابراہیم کی اس دعوت ہی کا جواب ہو گا۔

دیلمی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کی ندا کی تو مخلوق نے اس ندا پر لبیک کہی جس نے ایک تلبیہ کہی۔ اسے ایک حج کی سعادت ملی جس نے دوبار تلبیہ پڑھی اسے دو حج نصیب ہوئے۔ علی ہذا القیاس جس نے جتنی بار تلبیہ کے الفاظ کہے اسے اتنے ہی حجوں کی توفیق دی گئی۔

ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک چٹان پر کھڑے ہو کر ندا کی' لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے تو ان کی یہ آواز مردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں میں موجود لوگوں نے سنی تو ہر اس شخص نے اس آواز پر لبیک کہی جس کے متعلق علم الٰہی میں گزر چکا تھا کہ وہ حج کی سعادت حاصل کرے گا۔

ایسی ہی ایک روایت ابن جریر نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

ابن ابی حاتم عبید بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں تو انہوں نے مشرق کی طرف رخ کرکے آواز دی' پھر مغرب کی طرف منہ کرکے صدا دی' پھر شام کی طرف رخ کیا' بعدازاں یمن کی جانب منہ کرکے دعوت دی تو جواب آیا لبیک لبیک۔

(نوٹ) یہاں مصنف علامہ نے مذکورہ بالا مضمون کی متعدد احادیث اور آثار و اقوال نقل کئے ہیں)

ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہاں الناس سے مراد اہل قبلہ ہیں دلیل اس کی یہ آیت کریمہ ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الخ ہے' یَاْتُوْكَ رِجَالًا سے مراد ہے پیدل آنے والے عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ اونٹوں پر یا تین من کل فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی دور دراز سے آئیں۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ضامر سے مراد وہ اونٹنیاں ہیں جو لمبے سفر کی وجہ سے دبلی ہوجائیں گی۔ مجاہد کہتے ہیں یعنی دور کے راستے ہیں اور ابو العالیہ کہتے ہیں دور کی جگہ سے

حرمین شریفین کے طعام میں برکت

صحت نبوت کی منجملہ ظاہر و باہر نشانیوں میں سے ایک مکہ مشرفہ کے کھانے میں برکت کی نشانی ہے یہاں تھوڑا سا کھانا بھی کافی ہو رہتا ہے بہ نسبت دیگر بلاد میں جہاں اس کے مقابلہ میں زیادہ کھانے کی احتیاج ہوتی ہے' اس سے بھی بڑھ کر طعام مدینہ میں برکت کی نشانی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کا ثمرہ ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی' اے اللہ! ابراہیم تیرے بندے اور خلیل ہیں۔ انہوں نے اہل مکہ کیلئے برکت کی دعا مانگی۔ میں محمد ہوں تیرا بندہ اور رسول' میں تجھ سے اہل مدینہ کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ تو ان کے مد وصاع میں اہل مکہ سے دوگنی برکت عطا فرما۔

امام مناوی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد نے ابو قتادہ سے بھی نقل کیا ہے۔ ہیثمی کہتے ہیں اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

صحیحین کی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔

"اے اللہ! مدینہ شریف کو مکہ شریف کی برکت سے دوگنی برکت عطا فرما" نیز! عرض کیا' اے اللہ! اہل مدینہ کے ناپ میں برکت دے' ان کے صاع میں برکت دے اور ان کے مد میں برکت عطا فرما۔

امام سمہودی خلاصۃ الوفاء میں اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

اس برکت کی درخواست دین اور دنیا دونوں کے بارے میں ہے کیونکہ یہ برکت اور زیادتی تو مدینہ شریف کو اس کے ناپ میں حاصل ہے اس کے مد میں وہ کفایت ہے جو اس کے غیر میں نہیں اور یہ بات ساکنان مدینہ کو واضح طور پر محسوس ہوتی ہے اسی لئے میں کہتا ہوں کہ وہاں کے باسیوں کا ایمان زیادہ (پختہ) ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شہر حبیب کی سکونت نصیب فرمائے اور ہم سے راضی ہوکر وہیں ہمیں موت عطا کرے اور ہم کو ہمارے اہل و احباب سمیت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک جھنڈے تلے جمع فرمائے۔

مکہ مکرمہ سے مناسبت رکھنے والی نشانیوں میں سے ایک وہ ہے جسے حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب "مسامرات" میں ذکر فرمایا ہے۔

ازرقی کتاب مکہ میں تحریر کرتے ہیں۔

"ہفتہ ستائیس ذی القعدہ دو سو چھبیس ہجری کو طلوع شمس کے وقت ایک زرد رنگ کا خوشرنگ پرندہ جس کے پروں میں سرخی اور سیاہی شامل تھی اور نرم دراز ٹانگیں' لمبی گردن پتلی لمبی چونچ تھی۔ گویا سمندری پرندہ ہو' صحن حرم میں۔ ناحیہ اجیاد الصغیر کی جانب سے آیا اور رکن اور حجر اسود کے درمیان زمزم کے چراغ کے قریب کافی دیر بیٹھا رہا' پھر کعبہ شریف کے سامنے رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان اڑنے لگا' لوگ اس وقت طواف میں مشغول تھے۔ بعدازاں وہ رکن اسود کے قریب طواف کرنے والے ایک حاجی کے کندھے پر جا بیٹھا' پھر ایک خراسانی محرم کے دائیں شانے پر بیٹھا۔ وہ خراسانی کئی ہفتے طواف کرتا رہا۔ لوگ اس کے قریب ہوکر غور سے دیکھتے تھے مگر وہ پرندہ مطلقاً حرکت نہ کرتا نہ ان سے خوفزدہ ہوتا۔ اس تمام عرصے میں اس شخص کی آنکھیں اشک بار رہیں۔ ابوالولید ازرقی کہتے ہیں مجھے محمد بن ابو عبداللہ بن ربیعہ نے بتایا کہ میں نے اس پرندے کو اس شخص کے دائیں کندھے پر دیکھا' لوگ اس کو غور سے دیکھتے تھے اور اس کے قریب ہوتے تھے مگر وہ ان سے خوفزدہ نہ ہوتا تھا نہ ہی اڑتا تھا۔ میں طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم کے پاس آکر نوافل پڑھتا' پھر واپس جاتا تو اس وقت بھی وہ اس آدمی کے کندھے پر ہی بیٹھا ہوتا' بعدازاں طواف کرنے والوں میں سے ایک شخص نے آکر اس پر ہاتھ رکھا مگر وہ نہ اڑا۔ آخرکار خود ہی اڑ کر مقام کی داہنی طرف آبیٹھا وہ اپنی گردن کو کبھی دراز کرتا کبھی اپنے پروں کی طرف سمیٹ لیتا جبکہ لوگوں کی نظریں اب بھی اس پر گڑی تھیں۔ اسی اثناء میں ایک حاجب آیا جس نے اس پرندے کو مارا اور اسے پکڑ لیا تاکہ مقام ابراہیم کے پیچھے نوافل ادا کرنے والے ایک شخص کو دکھائے تو اس پرندہ

نے زبردست شوروغل کرنا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اس کی آواز پرندوں سے ملتی نہ تھی جس کی وجہ سے حاجب نے خوفزدہ ہوکر اسے چھوڑ دیا تو وہ اڑ کر سرخ ستون کے پاس دارالندوہ کے قریب زمین پر جا بیٹھا اور لوگ اسے دیکھنے کیلئے وہاں بھی اکٹھے ہو گئے۔ اس تمام عرصہ میں وہ لوگوں سے مانوس رہا اور وحشت محسوس نہ کی' بعدازاں خود ہی اڑ کر دارالندوہ کے سامنے والے دروازہ سے باہر نکلا اور قعیقعان کی طرف چلا گیا۔

ایک مددگار پرندہ

اس واقعہ کے بعد شیخ اکبر نے ایک مددگار پرندے کا ذکر کیا۔ وہ فرماتے ہیں' 600 ھ کی بات ہے مکہ میں عبدالکریم بن حاتم بن وحش نے ہمیں بتایا کہ ہمارے پاس سے ایک مجاور شخص مصر کے ارادے سے نکلا اور بحر عیذاب کے راستے سفر کیا' رات کے وقت ہوا خوشگوار تھی۔ جہاز کے تمام سوار اٹھ کر لطف اندوز ہونے لگے کہ اسی اثناء میں اس مجاور کو رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی جس کی وجہ سے وہ جہاز کے اگلے حصہ میں رفع حاجت کے لئے جا بیٹھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ سمندر میں گر کر موجوں کی نذر ہو گیا۔ جہاز کا کپتان یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا' پھر جہاز اس سے اتنا دور نکل گیا کہ وہ لوگوں کی نظروں سے بالکل اوجھل ہو گیا۔ کپتان نے اس کے متعلق لوگوں سے بات نہ کی تاکہ تشویش پیدا نہ ہو اور اس کا ڈوبنے والے کو فائدہ بھی کچھ نہ تھا زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایک پرندہ دیکھا جس نے اس آدمی کو پانی سے نکال کر اپنی گرفت میں لیا اور اڑ کر اسے جہاز پر ڈال دیا بعدازاں وہ جہاز کے بادبان پر جا بیٹھا' پھر اس نے اپنی چونچ دراز کی یہاں تک کہ وہ آدمی کے کانوں کے ساتھ لگ گئی اس کے بعد وہ چونچ سمیٹ کر اڑ گیا۔ اس منظر کو دیکھ کر جہاز کا کپتان اس آدمی سے حسن ظن رکھنے لگا اور عزت و احترام سے پیش آنے لگا وہ آدمی اس عزت و احترام کا راز سمجھ کر کہنے لگا بھائی! میں ایسا نہیں جس طرح تم مجھے سمجھ رہے ہو۔ یہ سلسلہ تو خدائی امر تھا اس کے بارے میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے۔ مجھے بذات خود اتنا ہی علم ہے کہ میں گر کر موجوں کے حوالے ہو چکا تھا اور مجھے اپنی ہلاکت کا پختہ یقین ہو گیا تھا۔ اس وقت میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا اور کہا: ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ تو اچانک یہ پرندہ نمودار ہوا' بعد کا منظر تو آپ کے سامنے ہے کپتان نے کہا: میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی چونچ تمہاری طرف بڑھائی کیا اس نے تم سے کوئی بات کی؟ اس شخص نے جواب "ہاں" اس پرندہ نے میرے کانوں کے ساتھ چونچ رکھ کے کہا: اے شخص! میں عزیز و علیم خدا کی تقدیر ہوں"

غزوہ بدر کا دائمی معجزہ

امام قسطلانی مواہب میں بحوالہ ابن مرزوق شارح بردہ نقل کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کا زندہ جاوید نشان وہ ہے جسے میں کئی حاجیوں کی زبانی سن چکا ہوں۔ حاجی حضرات جب مقام بدر سے گزرتے ہیں تو انہیں ایک طبل کی آواز سنائی دیتی ہے جو شاہی طبل سے مشابہت رکھتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اہل ایمان کی نصرت و اعانت کی علامت ہے۔ مجھے اس بارے میں تردد تھا۔ کبھی انکار کرتا' کبھی تاویل کہ یہ ایک سخت' غیر ہموار جگہ ہے جہاں سواری کے جانوروں کے پاؤں سے آواز پیدا ہوتی ہو

گی تو وہ کہتے نہیں' زمین نرم و ہموار اور ریتلی ہے سخت نہیں ہے اور زیادہ تر وہاں سے اونٹ ہی گزرتے ہیں جن کے پاؤں سے آواز پیدا نہیں ہوتی۔ بعدازاں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس نورانی مقام پر جانے کی سعادت بخشی تو میں سواری سے اتر کر پیادہ پا ہو گیا' میرے ہاتھ میں شجر سعدان کا لمبا ڈنڈا تھا۔ اس وقت اتفاقاً میرے ذہن سے وہ خبر جو میں نے سن رکھی تھی' نکل گئی۔ میں گرمی میں چل رہا تھا کہ میرے ساتھی بدوی ساربان نے کہا: کیا آپ کو طبل کی آواز سنائی دے رہی ہے؟ اس کی یہ بات سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور شنیدہ خبر کی یاد ذہن میں تازہ ہو گئی' معمولی ہوا چل رہی تھی' میں نے کان لگائے تو مجھے طبل کی آواز سنائی دی جس سے مجھے وہ فرحت و ہیبت حاصل ہوئی کہ میں مدہوش ہو کر رہ گیا۔ ساتھ ہی ایک شبہ سا ذہن میں آیا کہ شاید یہ آواز میرے ڈنڈے سے ٹکرانے والی ہوا کی ہو جس کی وجہ سے میں زمین پر بیٹھ گیا تو مجھے صاف صاف طبل کی آواز سنائی دی اور مجھے ذرا سا بھی شبہ نہ رہا۔ یہ آواز یمن کی جانب سے تھی جبکہ ہم مکہ مکرمہ کی طرف گامزن تھے' پھر ہم بدر کے مقام پر اترے تو دن بھر مسلسل یہ آواز میرے کانوں میں پڑتی رہی۔ قبل ازیں مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ اس آواز کو سارے لوگ نہیں سن سکتے۔ (ابن مرزوق کا کلام ختم ہوا)

صاحب تاریخ خمیس مواہب سے اس عبارت ابن مرزوق کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے بھی نو صد چھتیس (936) میں بدر سے گزرتے ہوئے اس صداقت کا تجربہ کیا۔ میں مدینہ شریف سے لوٹ کر مکہ مکرمہ جارہا تھا۔ اہل قافلہ نے بدر کے مقام پر پڑاؤ ڈال کر ایک دن قیام کیا۔ شعبان بدھ کے روز صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو سویرے سویرے ہی یہ آواز طبل آنے لگی جو طویل و مرتفع بڑے ٹیلے سے آتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ اس آواز کو سننے کیلئے میں ٹیلہ پر چڑھ گیا۔ میرے پیچھے دوسرے لوگ بھی چڑھ آئے جن کی تعداد سو کے لگ بھگ تھی۔

ٹیلے کے اوپر میں نے کوئی آواز نہ سنی تو میں نیچے اتر آیا وہاں دامن میں ایک بڑے ڈھول کی صاف صریح آواز بار بار سنائی دینے لگی جسے دوسرے تمام لوگ بھی سن رہے تھے۔ ہم کافی دیر وہاں رہے۔ اس عرصہ میں کبھی نیچے سے آواز آتی اور ختم ہوجاتی یونہی کبھی داہنی جانب سے کبھی بائیں جانب سے اور کبھی سامنے سے یہ آواز سنائی دیتی اور مجھے کھڑے بیٹھے اور تکیہ لگائے ہر حالت میں اس آواز کے سننے کا تجربہ ہوا۔ اس وقت ہوا بھی مکمل طور پر تھم چکی تھی۔ زرقانی شرح مواہب میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام مرجانی نے بھی اس واقعہ کی تصریح کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر کے مقام پر فتح و نصرت کا طبل قیامت تک بج رہا ہے' اسے شریف نے تاریخ میں نقل کر کے مقرر رکھا' یونہی شامی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

امام شہاب الدین ابن حجر مکی شرح ہمزیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بدر کے قرب و جوار میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زندہ جاوید معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں طبل جنگ کی خوفناک آواز سنائی دیتی ہے۔ لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے کہ یہ آواز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فتح و کامرانی اور شادمانی کیلئے ہے۔ کچھ لوگ اس کا انکار بھی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں دراصل یہ وادی میں تیز ہواؤں کی آواز ہوتی ہے کیونکہ بدر کے شروع میں ریت کے دو بہت بڑے پہاڑ ہیں جب آدمی ان دونوں پہاڑوں کے درمیان چلتا ہے اور ہوا میں تندی ہوتی ہے تو اس وقت

یہ آواز سنائی دیتی ہے دیگر آئمہ متاخرین کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کیونکہ ہم نے وہاں جا کر قیام کیا اور پرسکون و سنسان فضا میں اس آواز کو سنا اور بار بار اس کا تجربہ بھی ہوا۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں' مجھے بھی متعدد سفروں کے دوران کئی بار اس آواز کے سننے کا اتفاق ہوا جبکہ ہوا ساکن تھی اور سواریوں اور پیدل چلنے والوں کی آواز بھی نہ تھی۔ بعض اسفار میں مکہ مکرمہ کے معززین' سرداروں اور حنفی مالکی علماء کا جم غفیر بھی میرے ہمراہ تھا۔ اس مسئلہ پر ان کے درمیان بحث مباحثہ بھی ہوا۔ کچھ انکار کرتے تھے اور کچھ اس کے وجود کے قائل تھے' پھر طے یہ پایا کہ سب مل کر اس مقام پر جائیں اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر اس آواز کا احاطہ کریں' چنانچہ ہم نے جا کر وہاں چوتھائی دن تک قیام کیا۔ اس دوران ہمیں کوئی آواز سنائی نہ دی جبکہ ہوا ساکن تھی اور کسی قسم کی کوئی حرکت نہ تھی۔ آخرکار ہم نے ایک بار ایک خوفناک آواز سنی اس کے بعد ہم اس حال میں لوٹے کہ منکرین میں سے کچھ نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا اور بعض اپنے انکار پر ڈٹے رہے۔ اسی اثناء میں ایک خاموش طبع عالم ہمارے پاس آیا جو اس علاقے کی مسجد میں اذان و امامت کے فرائض سرانجام دیتا تھا تو یہ مسئلہ اس سے پوچھا گیا اس نے حلف اٹھا کر کہا: کہ اس علاقہ کے لوگ سوموار اور جمعہ کی رات شام سے صبح تک اس آواز کو سنتے ہیں جبکہ دیگر ایام میں کبھی کبھار انہیں یہ آواز سنائی دیتی ہے۔ اللہ ہی حقیقت حال سے خوب آگاہ ہے۔

کھانے پینے سے پاک عورت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور صحت دین پر دلالت کرنے والی زبردست نشانی وہ ہے جسے امام تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں چھٹے طبقہ کے بزرگ احمد عزالدین فاروثی کے حالات زندگی رقم کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ امام حاکم نے فرمایا: میں نے یحییٰ بن محمد عنبری کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے ابوالعباس عیسیٰ بن محمد مروزی سے سنا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے مخلوق میں اپنی نشانیاں اور عبرت کے سامان ظاہر کردیتا ہے جس سے اسلام کی عزت و قوت میں اضافہ کرتا ہے۔ نازل شدہ ہدایت و بینات کی تائید ہوتی ہے اور ان نشانات کے ذریعے نبوت و رسالت کے دلائل واضح کرکے اسلام کی گرہیں مضبوط کرتا ہے اور اپنے اولیاء پر ایمان کے حقائق ثابت کرکے ان کے یقین کو بڑھاتا ہے۔ دوسری طرف معاندین اور دین حق سے انحراف کرنے والوں پر حجت قائم کرتا ہے تاکہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو جو زندہ رہے وہ دلیل کے سہارے جئے۔ پس ساری تعریفوں کی سزاوار ہے وہ ذات جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ حجت بالغہ عزت قاہرہ اور قوت باہرہ کا مالک ہے اور بے حد درودوسلام ہو' ہمارے سردار محمد نبی الرحمت رسول ہدایت پر اور آپ کی آل پاک پر۔

ہمارے زمانے کا ایک اہم واقعہ ہے جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے علم ویقین سے جس کا احاطہ کیا۔ اس نے ہمارے دینی یقین میں اضافہ کیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام حق کی صداقت ظاہر کی' نیز شہداء کی فضیلت کے باعث جذبہ جہاد پیدا کیا' ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تم راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو ہرگز مردے نہ کہو' بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں' انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش و خرم ہیں"

واقعہ یوں ہے کہ میں 238 ہجری میں خوارزم کے ایک شہر ہزار نیف میں پہنچا یہ شہر وادی جیحون کے غربی علاقے میں ہے اور یہاں سے بڑے شہر تک نصف دن کی مسافت ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں شہداء کی بیویوں میں سے ایک ایسی عورت ہے جس نے خواب میں دیکھا کہ گویا اسے کوئی چیز کھلائی گئی ہے جس کے باعث عہد ابی العباس بن طاہر والی خراسان سے اس وقت تک وہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے جبکہ ابوالعباس خراسانی آٹھ سال پہلے فوت ہو چکا ہے۔ دوبارہ میں 242 ہجری میں اس شہر سے گزرا تو اس عورت کو دیکھا۔ اس نے مجھے اپنی کہانی بھی سنائی مگر نوعمری کی وجہ سے اس حیران کن واقعہ کی تہہ تک نہ پہنچا' پھر 252 کے اواخر میں خوارزم کو لوٹا تو اسے اس وقت بھی زندہ سلامت پایا' نیز اس کا شہرہ عام دیکھا' یہ شہر چونکہ کاروانوں کے راستے پر واقع تھا' لہٰذا بکثرت لوگ جو یہاں پڑاؤ کرتے تھے۔ اس کی شہرت سن کر اسے دیکھنے کا اشتیاق رکھتے تھے' وہ شہر کے جس مرد و زن یا بچے سے اس کے بارے میں سوال کرتے تو وہ اس کے حالات بتاتے اور اس کا پتہ دیتے تھے' جب میں شہر میں پہنچا تو میں نے اس کی تلاش کی' وہ اس وقت شہر میں موجود نہ تھی' بلکہ کئی فرسخ دور تھی میں نے بستی بستی اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ دو بستیوں کے درمیان جاتے ہوئے اسے جالیا' وہ ادھیڑ عمر کی خوش قامت' حسین و جمیل اور صاف دل عورت تھی' وہ میرے ساتھ پیدل چلتی رہی جبکہ میں سواری پر رہا۔ میں نے اسے اپنی سواری پیش کی مگر وہ سوار نہ ہوئی اور بقوت میرے ساتھ گامزن رہی۔

میری مجلس میں تاجروں اور سوداگروں کی ایک جماعت حاضر ہوتی تھی ان میں ایک فقیہ محمد بن حمدویہ حارثی بھی تھے جن سے مکہ میں موسیٰ بن ہارون براز نے روایات لکھیں' عبادت اور روایت حدیث نے انہیں بوڑھا کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک خوبصورت نوجوان عبداللہ بن عبدالرحمٰن نامی بھی تھا جو شہر میں مظلوموں کی دادرسی کرتا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے مذکورہ عورت کے بارے میں پوچھا: تو سب نے اس کی بڑی تعریف کی اور کہا: کہ اس کا معاملہ بڑا مشہور ہے اور ہم میں سے کسی کو اس کی نیک نامی اور پارسائی کے بارے میں اختلاف نہیں۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے بتایا کہ میں بچپن ہی سے اس کی حیران کن داستان سنتا تھا' بڑا ہوا تو لوگوں کو اس کی شہرت کے چرچے کرتے ہوئے پایا۔ مجھے فرصت کے اوقات میسر ہوئے تو میں نے اس کے تمام حالات جاننے کی طرف پوری توجہ دی۔ مجھے وہ انتہائی پردہ دار اور پاک دامن نظر آئی اور کبھی غلط بیانی اور مکر و فریب کا تجربہ نہیں ہوا۔

اس نے مزید بیان کیا کہ جو بھی خوارزم کا حکمران ہوا' اس نے اس عورت کو بلا کر کئی کئی مہینے اسے تنہائی میں رکھا۔ دروازے بند کر کے پہریدار بٹھائے اور اس کے خورد و نوش کا بندوبست کیا مگر ان پہرے داروں نے کبھی اس عورت کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا نہ انہیں اس کے بول و براز کا اثر نظر آیا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام حکمران اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے اور عمدہ پوشاک پہنا کر اسے آزاد کر دیتے تھے جب تمام اہل شہر اس کی حیران کن کہانی پر یک زبان ہو گئے تو میں نے بالمشافہ اس سے یہ قصہ دریافت کیا اور اس کے نام و احوال کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ اس کا نام

رحمت بنت ابراہیم ہے اس کا شوہر ایک مفلوک الحال بڑھئی تھا جو ہاتھ کی محنت سے روزی حاصل کرتا تھا اور روزانہ اتنا کماتا جو بمشکل اس کے اہل خانہ کیلئے کافی ہوتا۔ اس شوہر سے اس کے کئی بچے ہوئے۔

اسی زمانے میں کافر بادشاہ اقطع نے تین سو سپاہیوں کے ساتھ وادی عبور کر کے بستی پر حملہ کیا (اہل خوارزم اس بادشاہ کو کسریٰ کے نام سے یاد کرتے تھے) ابوالعباس مروزی کہتے ہیں کہ اقطع بادشاہ سخت ظالم تھا' مسلمانوں سے شدید عداوت رکھتا تھا۔ اس نے سرحدوں پر قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور اہل خوارزم کو قیدی بنانے اور انہیں تہ تیغ کرنے کی پوری کوشش کی۔ خراسان کے والی اقطع بادشاہ اور دیگر عجمی سرداروں کی بہت دلجوئی کرتے تھے تاکہ رعایا کو ان کی قتل و غارت سے بچائیں اور مسلمانوں کے خون محفوظ کریں۔ اسی غرض سے وہ ہر ایک کی طرف بے شمار مال و متاع اور طرح طرح کے لباس فاخرہ بھیجتے تھے۔

اس کافر حکمران نے سلطان اسلام کو نقصان پہنچانے کا منصوبہ بنایا۔ معلوم نہیں کیوں آیا؟ عطیات میں تاخیر ہو گئی تھی یا اس نے دیگر بادشاہوں کو بھیجے جانے والے عطیات کے مقابلہ میں ان عطیات کو کم سمجھا؟ پس اس نے ایک لشکر کے ساتھ چڑھائی کی۔ راستے روک دیئے' تباہی پھیلائی اور خوب قتل و غارت کی اور خوارزم کی سپاہ اس کے مقابلے کی تاب نہ لا سکیں۔ یہ خبر ابوالعباس عبداللہ بن طاہر کو ملی تو اس نے چار سپہ سالار طاہر بن ابراہیم' یعقوب بن منصور' میکال اور ہارون العارض اس کی طرف روانہ کئے اور پورے علاقے کو اپنی سپاہ سے بھر دیا جنہوں نے اللہ کے اذن سے خوارزم کا دفاع کیا۔

پھر وادی جیحون جو کہ نہر بلخ کے بالائی علاقے میں ہے۔ سخت سردی کی وجہ سے منجمد ہو گئی حالانکہ اس وادی میں زبردست سیلاب آتے ہیں اور بڑی تباہی پھیلتی ہے جب سیلاب آتا ہے تو اس کا پھیلاؤ ایک فرسخ کے قریب ہوتا ہے مگر جب انجماد کا عمل ہوتا ہے تو پانی کا ایک قطرہ نہیں ملتا یہاں تک کہ اس کے گلیشیر میں اس طرح کھدائی کرنی پڑتی ہے جیسے سخت چٹانوں میں کنواں کھودا جاتا ہے۔

میں نے برف کے دس ہاتھ اونچائی کے تودے دیکھے۔ مجھے بتایا گیا کہ ماضی میں ان کی اونچائی بیس ہاتھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے یہ تودے جب باہم مل جاتے ہیں تو اہل شہر کیلئے پل کا کام دیتے ہیں اس پر سے لشکر' چھکڑے اور کاروان گزرتے ہیں اور دونوں کناروں کے درمیان ربط ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ جمے ہوئے تودے ایک سو بیس دن تک رہتے ہیں' سردی کم ہو جائے تو پھر انجماد کا عرصہ ستر دن سے تین ماہ تک ہوتا ہے۔

اس عورت نے بتایا کہ اس کافر بادشاہ نے اپنے لشکر کے ہمراہ قلعے کے دروازے تک رستہ عبور کر لیا۔ شہر کے لوگ قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے اپنا مال و متاع بھی اپنے ساتھ قلعہ میں جمع کر لیا تو سپاہ اقطع نے بڑھ کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے باہر نکل کر لڑنے کا ارادہ کیا تو عامل نے انہیں منع کر دیا کہ جب تک سلطان کے لشکر نہیں پہنچتے وہ مقابلہ نہ کریں۔ یہ بات مسلمان نوجوانوں پر شاق گزری' وہ جس قدر ہو سکتا تھا اسلحہ لیکر قلعہ کی دیوار کے قریب آئے اور کافروں پر حملہ کر دیا تو انہوں نے بھی جوابی کارروائی کی اور مسلمانوں کو قلعہ سے نیچے اترنے کا چیلنج دیا پس جب وہ ان کی طرف گئے تو کفار ان پر ٹوٹ پڑے۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت بکریوں کے ریوڑ کی مانند تھی' ان کے اور اہل قلعہ کے درمیان رابطہ

ٹوٹ گیا اور کمک نہ مل سکی تو انہوں نے شدید معرکہ آرائی کی اور ثابت قدمی اور پیاس سے ان کا برا حال تھا ان کے زیادہ تر نوجوان قتل ہو چکے تھے اور باقی زخموں سے چور چور تھے جب رات چھا گئی تو اندھیرا دونوں فوجوں کے درمیان رکاوٹ بن گیا۔

اس عورت کا بیان ہے کہ جب آگ بلند مقام پر بھڑکائی گئی تو اس وقت اس معرکہ آرائی کی خبر جرجانیہ میں پہنچی۔ یہ ملک خوارزم کا بڑا شہر ہے۔ میکال اپنے فوجی دستے کے ہمراہ یہیں موجود تھا' خبر سن کر اس نے دیر نہ کی اور ایک دن رات میں ہزار نیف کی طرف چالیس فرسخ کا فاصلہ طے کیا۔ اگلی صبح کفار اہل قلعہ کا قصہ تمام کرنے ہی والے تھے کہ انہوں نے سیاہ جھنڈے دیکھے اور طبل جنگ کی آواز سنی۔ پس وہ محاصرہ اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ میکال نے مقام حرب پر پہنچ کر شہیدوں کو دفن کیا اور زخمیوں کو اٹھا کر مرہم پٹی کی۔

وہ عورت کہتی ہے کہ اس شام قلعہ میں چار سو کے قریب جنازے لائے گئے اور کوئی گھر ایسا نہیں بچا جس کا کوئی شہید نہ ہوا ہو۔ اس مصیبت کے باعث شہر میں کہرام بپا تھا۔ میرے شہید شوہر کا جسد میرے سامنے رکھا گیا تو مجھ پر گریہ طاری ہو گیا جس طرح ایک نوجوان عورت پر اس کے شوہر کے مرنے کی وجہ سے طاری ہوتا ہے۔ میری رشتہ دار عورتیں اور ہمسائیاں اکٹھی ہو گئیں تاکہ رونے میں میری مدد کریں میرے چھوٹے بچے جو صورت حال سے بے خبر تھے' آ کر روٹی طلب کرنے لگے مگر میرے پاس انہیں دینے کیلئے کچھ نہ تھا جس سے مجھے بڑی تکلیف ہوئی' پھر مغرب کی اذان سنی تو نماز کیلئے اٹھی۔ بعدازاں سجدہ میں دعا اور زاری کی اور اللہ سے صبر کی التجا اور یتیم بچوں کی چارہ سازی کی استدعا کی۔ وہ کہتی ہے کہ حالت سجدہ ہی میں مجھے نیند آ گئی تو مجھے خواب میں نظر آیا گویا ایک سخت پتھریلی زمین میں ہوں اور اپنے شوہر کو تلاش کر رہی ہوں۔ اسی اثناء میں مجھے ایک شخص نے آواز دی۔ اے آزاد عورت! تو کہاں جا رہی ہے؟ میں نے بتایا اپنے شوہر کی تلاش میں ہوں۔ اس نے کہا: دایاں رستہ اختیار کر۔ میں نے دایاں راستہ اختیار کیا تو ایک نرم و ہموار اور سرسبز زمین سامنے آئی جس میں ایسے محلات اور عمارتیں تھیں کہ ان کی صفت بیان نہیں کر سکتی نہ ان جیسی شاندار عمارتیں کبھی نظر سے گزریں' نیز وہاں خوبصورت ہموار نہریں رواں دواں تھیں' چلتے چلتے ایک قوم کے پاس پہنچی جو حلقہ در حلقہ بیٹھی تھی۔ انہوں نے سبز لباس پہن رکھے تھے اور ان پر نورانیت چھائی ہوئی تھی۔ غور سے دیکھا تو وہی لوگ تھے جو قلعہ کے معرکہ میں شہید ہوئے تھے اور اپنے سامنے دسترخوان سے کھا رہے تھے' میں ان کے حلقوں میں جا کر ان کے چہرے غور سے دیکھنے لگی تاکہ اپنے شوہر سے مل سکوں جبکہ وہ مجھے دیکھ رہا تھا' پکار کر کہنے لگا رحمہ! میں آواز کی طرف بڑھی تو اسے شہداء کی طرح خوش و خرم دیکھا اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا اور وہ اپنے ساتھی شہیدوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا' مجھے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ بے چاری بھوکی ہے کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں اسے کچھ کھانے کیلئے دوں۔ انہوں نے کہا: "ہاں" تو اس نے مجھے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ روٹی کا ٹکڑا ہے لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ برف اور دودھ سے زیادہ سفید' شہد اور شکر سے زیادہ میٹھی اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم کیوں ہے۔ میں نے اسے کھایا تو اس نے کہا: اب چلی جاؤ تمہیں تاحیات کھانے پینے کی حاجت نہیں ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بے نیاز

کردیا ہے' پھر میری آنکھ کھل گئی تو میں اس قدر سیر تھی کہ مجھے کھانے اور پانی کی حاجت نہ رہی اور میں نے اس دن سے آج تک کسی چیز کا ذائقہ تک نہیں چکھا۔

ابوالعباس مروزی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے کھانے کے دوران ہمارے پاس آتی تو الگ ہو کر بیٹھ جاتی اور ناک پکڑ لیتی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اسے کھانے کی بو سے تکلیف ہوتی ہے' میں نے اس سے دریافت کیا کیا تم کوئی چیز کھاتی ہو اور پانی کے علاوہ کوئی مشروب پیتی ہو تو اس نے کہا: "نہیں" میں نے پوچھا: کیا تمہارے بدن سے ریح یا کوئی اور اذیت ناک چیز نکلتی ہے؟ جواب دیا' اس وقت سے اب تک کسی اذیت ناک چیز کا تجربہ نہیں ہوا' میں نے سوال کیا میرے خیال میں حیض تو آتا ہو گا؟ کہا: کھانے کے انقطاع سے وہ بھی منقطع ہو گیا۔ میں نے پوچھا: کیا تمہیں دیگر عورتوں کی طرح جنسی خواہش (یعنی جماع) کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ اس نے ناراض ہو کر کہا: کیا تمہیں شرم نہیں آتی' مجھ سے اس قسم کے سوالات پوچھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا شاید مجھے لوگوں کو تمہاری عجیب داستان بتانی پڑے' لہٰذا اس کے متعلق پوری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں' اس نے کہا: نہیں مجھے اس (جماع) کی خواہش نہیں ہوتی۔ پوچھا: کیا تم سوتی ہو؟ کہا: ہاں میٹھی نیند' سوال کیا خواب میں کیا دیکھتی ہو؟ کہا: جس طرح تم دیکھتے ہو' میں نے دریافت کیا' کیا دنیاوی طعام نہ کھانے سے جسمانی کمزوری محسوس کرتی ہو؟ کہا: جب سے جنتی کھانا تناول کیا ہے بھوک کا احساس تک نہیں ہوا۔

میں نے اس سے صدقہ قبول کرنے کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں اس سے اپنا اور اپنی اولاد کا لباس تیار کرتی ہوں' میں نے دریافت کیا' کیا تمہیں سردی لگتی ہے اور گرمی کی تکلیف محسوس کرتی ہو؟ اس نے کہا: "ہاں" پوچھا: کیا چلنے سے تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا "ہاں" کیا میں انسان نہیں ہوں سوال کیا' کیا تم وضو کرتی ہو؟ کہا: "ہاں" میں نے پوچھا: کیوں؟ کہا: فقہاء کا حکم ہے۔ میں نے وضاحت کی کہ انہوں نے تو اس حدیث کی بناء پر فتویٰ دیا ہے۔

لَا وُضُوءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ اَوْنَوْمٍ   بجز حدث یا نیند کے وضو نہیں۔

اس عورت نے ذکر کیا کہ اس کا پیٹ تو سمٹ کر کمر سے جا لگا ہے تو میں نے تحقیق حال کے لئے ایک عورت کو کہا: اس نے دیکھا تو فی الواقع ایسا ہی تھا جیسا اس نے بیان کیا تھا اس نے روئی کی ایک موٹی چادر دوہری کرکے اپنے پیٹ پر باندھ رکھی تھی تاکہ چلتے وقت اس کی کمر دوہری نہ ہو جائے۔ امام مروزی فرماتے ہیں اس کے بعد میں ہر دو تین سال کے بعد ہزار نیف کا چکر لگاتا رہا۔ وہ عورت میرے پاس آتی تو میں اس کے سامنے یہی سوال دہراتا مگر ہر بار اس کے جواب میں کمی بیشی نہ ہوتی۔ میں نے اس کی یہ گفتگو مشہور فقیہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے حضور پیش کی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں یہ بات بچپن سے سن رہا ہوں' کوئی اس کا انکار نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ عورت کھاتی پیتی ہے یا بول و براز کرتی ہے' طبقات امام سبکی کی عبارت ختم ہوئی۔

امام سبکی نے اس حکایت سے پہلے ذکر کیا کہ شیخ عزالدین فاروثی نے عراق میں ایک ایسا شخص دیکھا جس نے کئی سال تک نہ کھایا نہ پیا" نیز اپنے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی سے نقل کیا کہ مجھے بہت سے قابل اعتماد لوگوں نے بتایا کہ اندلس میں ایک عورت تھی جس نے بیس سال تک کچھ نہیں کھایا اور اس کا اس بارے میں بڑا چرچا تھا" اسی طرح حافظ ذہبی نے امام

حاکم ابو عبداللہ کی تاریخ نیشاپور کے حوالے سے ایک عورت کا قصہ ذکر کیا جو نہ کھاتی تھی نہ پیتی تھی۔

ایک اور عورت کا واقعہ

میں نے امام شہاب احمد مقری کی کتاب نفح الطیب کے تیسرے حصے میں ان کے دادا محمد ابن محمد بن احمد قرشی تلمسانی مقری کے حالات زندگی میں پڑھا کہ امام محمد ابن محمد مقری کی مولفات میں سے ایک کتاب الحاضرات ہے۔ اس میں بہت سے فوائد' حکایات اور اشارات ہیں۔ امام شہاب مقری ان میں سے چند فوائد ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ رندی عورت کا کھو جانا بہت بڑی مصیبت اور نقصان ہے۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ وہ عورت آٹھویں صدی کے پانچویں عشرہ میں رندہ سے تلمسان میں آئی۔ وہ نہ کھاتی تھی نہ پیتی نہ اسے بول و براز اور حیض آتا تھا جب اس کا اس بات میں چرچا ہوا تو فقیہ ابو موسیٰ ابن الامام نے اس کا انکار کیا اور دلیل میں یہ آیت کریمہ پڑھی

كَانَا يَاكُلاَنِ الطَّعَامَ وہ دونوں (ماں بیٹا) روٹی کھاتے تھے۔

اس وجہ سے لوگ اس کے پاس ثقہ اور زیرک عورتیں بھیجتے تھے جو ہر ممکن طریقے سے اس کا سربستہ راز کھولنے کی کوشش کرتیں مگر وہ معلوم حالات کے علاوہ کسی بات سے آگاہ نہ ہوپاتیں' اس سے سوال ہوا کیا تمہیں کھانے کی خواہش ہوتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کیا تم جانوروں کا چارہ پسند کرتے ہو۔ پوچھا گیا کیا اس کے پاس کوئی چیز آتی ہے؟ تو اس نے بتایا کہ ایک روز اس نے روزہ رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے بھوک اور پیاس لگی۔ اسی ضمن میں اس کی آنکھ لگ گئی تو حالت خواب میں کوئی اس کے پاس کھانا اور پانی لے آیا جسے اس نے کھایا اور پیا جب اسے جاگ آئی تو وہ دنیاوی خوردونوش سے بے نیاز ہوچکی تھی اور اب تک یہ حالت قائم ہے کہ اس کے پاس حالت نیند میں کھانا اور پانی لایا جاتا ہے۔

بادشاہ نے اپنے محل میں اس کے لئے ایک جگہ مختص کردی اور اس پر عادل نگران کشف حال کیلئے مقرر کردیئے جب چالیس دن گزر گئے اور اس کی حالت سے آگاہی نہ ہوسکی تو بادشاہ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ نگرانوں کی تعداد میں اضافہ کردیا جائے اور ان کے ساتھ ماہر طبیب' مسلمان معقولی علماء اور تجربہ کار عورتیں شامل کردی جائیں تاکہ وہ اس عورت کے حالات جاننے میں بھرپور کوشش کریں اور کسی کو اس کے پاس تنہائی میں نہ جانے دیں غرضیکہ وہ ایک سال تک بڑی پابندی

نوٹ: علامہ یوسف نبہانی قدس سرہ العزیز نے حجۃ اللہ علی العالمین میں طبقات سبکی کے حوالہ سے اس شہر کا نام "ہزارنیف" تحریر فرمایا ہے' یہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ امام ابو عبداللہ یاقوت حموی رومی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "معجم البلدان" میں اس کا نام "ہزار اسپ" لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "ہزاراسپ" اس کا معنی "فارسی زبان میں" ہزار گھوڑے ہے۔ یہ ایک مضبوط قلعہ اور خوبصورت شہر ہے جسے جزیرہ کی طرح پانی نے گھیر رکھا ہے اس کی طرف صرف ایک راستہ جاتا ہے یہ شہر خوارزم کے نواح میں تین ایام کی مسافت پر بنایا گیا ہے اور بلندی پر قائم ہے اس میں بہت سے بازار ہیں اور کثیر تعداد میں پارچہ فروش اور مالدار لوگ رہتے ہیں۔ میں نے اسے 616 ہجری میں دیکھا' اللہ خوب جانتا ہے کہ تاتاری فتنہ میں اس پر کس قدر قیامت ٹوٹی ہے۔ (محمد اعجاز جنجوعہ)

کے ساتھ اس کی نگرانی کریں۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی طبیعت اس پر غالب ہوجائے اور کبھی کھانے کی احتیاج رکھے اور کبھی بے نیاز رہے' پھر اس کا یہ معاملہ ضبط تحریر میں لا کر دنیا میں مشتہر کیا جائے کیونکہ یہ ایسا امر ہے جو حکم طبیعت و عادت کی بنیاد منہدم کرتا ہے اس سے اہل جنت کی غذا کی کیفیت واضح ہوتی ہے' نیز معلوم ہوتا ہے کہ حیض کا تعلق فضلات غذا سے نہیں ہے اور تاثیر و تولد کا عمل اس سے باطل ٹھہرتا ہے۔

امام شہاب مقری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اور عورت کا ذکر کیا جس کی کھانے پینے سے بے نیازی کی یہی حالت تھی۔ وہ لکھتے ہیں مجھے بہت سے ایسے ثقہ لوگوں نے بتایا جنہوں نے عائشہ جزریہ کی زیارت کی تھی کہ وہ بھی کھانے پینے سے مستغنی تھی۔ عائشہ بنت ابی یحییٰ کو بھی چالیس دن تک اسی طرح آزمایا گیا۔

فرماتے ہیں کہ اس حکایت سے پہلے ایک یہودی لیاس کو کہتے ہوئے سنا "کہ مسلمان کس قدر احمق ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اہل جنت کھاتے پیتے ہیں مگر انہیں بول و براز کی ضرورت پیش نہیں آتی۔" دریافت فرمایا: کیا تم جو کچھ کھاتے ہو' وہ فضلہ کی صورت میں باہر نکال دیتے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے اکثر حصے کو غذا بنا دیتا ہے۔ فرمایا: پھر انکار کی کیا صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی تمام خوراک کو غذا بنا دے۔

نورالدین زنگی کے عہد کا مشہور واقعہ

رسالت محمدیہ کی صحت پر دلالت کرنے والا ایک اور عظیم معجزہ جو عادل بادشاہ نورالدین زنگی شہید کے عہد ہمایوں میں وقوع پذیر ہوا جیسا کہ امام سمہودی نے خلاصتہ الوفاء میں علامہ جمال اسنوی سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ عادل بادشاہ نورالدین زنگی نے سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک رات خواب میں تین بار دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو بدبخت آدمیوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں' جلدی آؤ مجھے ان دونوں کے شر سے بچاؤ' پس اس نے اپنے وزیر کو فوراً طلب کیا اور رات کے بقیہ حصہ میں بیس سواروں کے ہمراہ تیز رفتار اونٹنی پر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا' اس نے اپنے ساتھ کثیر مال بھی لے لیا اور سولہ دن کی مسافت کے بعد مدینہ شریف پہنچ گیا۔ روضہ اطہر کی زیارت کے بعد تمام اہل مدینہ کو پیش کرنے کا حکم دیا' پھر مال و دولت تقسیم کرنے کے دوران خواب میں نظر آنے والے دونوں آدمیوں کی شکل و صورت کو غور سے دیکھنے لگا جب سب لوگ لے کر رخصت ہوئے' پوچھا: کوئی اور بھی باقی ہے؟ لوگوں نے کہا: سوائے دو عابد زاہد آدمیوں کے جو مغرب کے رہنے والے ہیں کوئی باقی نہیں رہتا' بادشاہ نے انہیں بھی طلب فرمایا جب وہ سامنے آئے تو بادشاہ نے پہلی ہی نظر میں انہیں پہچان لیا کہ یہی وہ ہیں جن کی طرف خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا۔ پوچھا: تمہاری اقامت گاہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا' حجرہ اقدس کے قریب ایک ویران مکان میں رہتے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے انہیں وہیں چھوڑا اور خود ان کی اقامت گاہ کی طرف گیا' وہاں اسے دو خیمے نظر پڑے اور وعظ کی چند کتابیں' نیز غرباء میں تقسیم کرنے کیلئے بہت سا مال رکھا ہوا تھا' اہل مدینہ نے ان کی سخاوت کی بڑی تعریف کی۔

سلطان شہید نے وہاں پڑی ہوئی چٹائی اٹھائی تو اسے ایک سرنگ نظر آئی جو کہ خوابگاہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

طرف جاتی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ کانپ اٹھے۔ سلطان نے ان دونوں کو زدوکوب کرنے کے بعد پوچھا: سچ سچ بتاؤ۔ یہ کیا حرکت ہے؟ انہوں نے تسلیم کیا کہ ہم عیسائی ہیں' عیسائی بادشاہ نے ہمیں کثیر مال دے کر مغربی حاجیوں کے روپ میں بھیجا ہے تاکہ کسی حیلہ سے سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر تک رسائی حاصل کریں اور اسے لے جائیں' لہٰذا ہم نے اس ویران مکان کو اقامت گاہ بنایا۔' ہم رات کے وقت سرنگ کھودتے ہیں اور اس کی مٹی اپنے تھیلوں میں بھر کر زیارت کے بہانے جنت البقیع میں لے جاتے ہیں۔

پس جب وہ حجرہ اقدس کے قریب پہنچے تو آسمان کانپ اٹھا اور گرج چمک سے عظیم زلزلہ پیدا ہوا۔ اسی رات کی صبح کو سلطان نورالدین کی مدینہ شریف میں آمد ہوئی۔

جب ان دونوں بدبخت عیسائیوں کی یہ مکروہ حرکت بے نقاب ہوئی تو بادشاہ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس نے ان دونوں کی گردن زنی کا حکم دیا' چنانچہ روضہ اطہر کی جالی کے نیچے ان کی گردن مار دی گئی۔ اس کے بعد بادشاہ نے سیسہ لانے کا حکم دیا' پھر پانی کی سطح تک خندق کھدوا کر اس میں سیسہ بھروا دیا۔ اس طرح روضہ اطہر کے اردگرد پانی کی سطح تک سیسہ کی دیوار بن گئی۔

دوسری روایت

مطری نے معمولی اختلاف کے ساتھ اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا مگر سیسہ پگھلا کر ڈالنے کا ذکر نہیں کیا' اس نے بیان کیا کہ سلطان نورالدین زنگی اپنے خواب کی وجہ سے 557 ہجری میں مدینہ منورہ پہنچا' میں نے یہ واقعہ فقیہ علم الدین یعقوب بن ابی بکر سے سنا ہے کہ سلطان شہید نے ایک رات خواب میں تین بار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ ہر بار آپ نے فرمایا: مجھے ان دو بدبخت آدمیوں سے بچایئے تو اس نے صبح سے پہلے اپنے وزیر کو طلب کر کے اپنا خواب سنایا اور کہا: مدینہ شریف میں کوئی حادثہ رونما ہو چکا ہے۔ فی الفور ایک ہزار سواریوں کا اہتمام کرو یہاں تک کہ ہم اہل مدینہ کو اطلاع کئے بغر وہاں پہنچ جائیں" مطری نے داد و دہش اور سخاوت کا قصہ بیان کرنے کے بعد کہا: بتایا گیا کہ تمام اہل مدینہ اپنا حصہ لے چکے ہیں۔ سوائے اندلس کے دو مجاوروں کے جو حجرہ اقدس کی جانب دار آل عمر کے پاس ایک گوشے میں اقامت گزیں ہیں حکم دیا کہ انہیں تلاش کر کے لے آؤ' پس جب انہیں دیکھا تو اپنے وزیر سے کہا: "یہی دو آدمی ہیں" ان سے پوچھ گوچھ کرو۔ انہوں نے بتایا "ہم مجاورت کے لئے آئے ہیں" بادشاہ نے انہیں دھمکا کر پوچھا: سچ سچ بتاؤ' تم کون ہو؟ تو انہوں نے اقرار کیا کہ ہم عیسائی ہیں اور عیسائی حکمرانوں کے متفقہ فیصلے سے آئے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو حجرہ اقدس سے نکال کر لے جائیں" اس مکروہ منصوبہ کیلئے انہوں نے مسجد نبوی کے نیچے سرنگ لگائی۔ اس پاداش میں بادشاہ نے مسجد نبوی کے باہر روضہ اطہر کی شرقی کھڑکی کے نیچے ان بدبختوں کی گردنیں مار دیں' پھر دن کے آخری حصہ میں ان کی لاشیں جلا کر خاکستر کر دیں' بعد ازاں سلطان مذکور نے شام کی طرف کوچ کیا۔

میں کہتا ہوں ان بدبختوں کی ہلاکت کی دوسری صورت بھی ہو سکتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے صلاح اور جہاد فی سبیل اللہ

کے اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے سلطان نورالدین شہید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس شرف عظیم سے مشرف فرمایا۔

شیخین کو روضہ اطہر سے نکالنے کا منصوبہ

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے جسے خلاصتہ الوفاء میں امام سمہودی نے بھی نقل کیا ہے۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا کہ بعض زندیقوں نے مصر کے عبیدی حاکم کو مشورہ دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صاحبین (ابوبکرو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کردیا جائے جب یہ منصوبہ کامیاب ہوجائے گا تو لوگ اقطارارض سے زیارت کیلئے مصر آئیں گے اور یہ اہل مصر کیلئے عظیم منقبت اور اعزاز کی بات ہو گی۔ حاکم مصرنے اس خیال فاسد کے پیش نظرایک عظیم الشان عمارت بھی تعمیر کروادی۔ اس نے اپنے معتمد ابوالفتوح کو روضہ اطہر سے تینوں اجسام نکالنے کیلئے مدینہ منورہ روانہ کیا جب وہ مدینہ شریف پہنچا تو کچھ اکابرین مدینہ جو اس کی آمد کی غرض و غایت سے پہلے ہی آگاہ ہوچکے تھے اس کی مجلس میں آئے ان کے ساتھ مشہور قاری الزلبانی بھی تھے جنھوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

وَاِنْ نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوا فِي دِيْنِكُمْ الى قَوْلِهِ اِنْ كُنْتُم مُؤْمِنِيْنَ

اور اگر عہد کرکے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو...... اگر ایمان رکھتے ہو۔

تو لوگوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا' قریب تھا کہ وہ ابوالفتوح اور اس کے ساتھیوں سے آمادہ پیکار ہوجائیں مگر شہر پر ان بدبختوں کی حکومت ہونے کی وجہ سے جلدبازی سے باز رہے' جب ابوالفتوح نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا: اللہ تعالیٰ زیادہ سزاوار ہے کہ اس سے خوف کیا جائے' بخدا! اگر حاکم کی طرف سے مجھے قتل کرنے کا حکم بھی صادر ہوجائے تو تب بھی میں روضہ اطہر کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤں گا۔ اسے سخت گھبراہٹ لاحق ہوئی اور کہنے لگا میں یہ رسوا کن کام کیسے سرانجام دے سکتا ہوں؟

اسی شام ایک زبردست آندھی آئی جس سے کرہ زمین زیر و زبر ہونے لگا۔ اونٹ اپنے پالانوں اور گھوڑے اپنے زینوں سمیت اس طرح لڑھکتے تھے جیسے گیند لڑھکتی ہے' اس آندھی میں بہت سے اونٹ ہلاک ہوئے اور کئی لوگ بھی مارے گئے۔ ابوالفتوح نے یہ حالت دیکھی تو اس کا سینہ کھل گیا اور اس کے دل سے حاکم کا خوف جاتا رہا۔

حلب کے رافضیوں کی سازش

علامہ سمہودی نے خلاصتہ الوفاء میں علامہ محب طبری کی ریاض نضرہ سے مندرجہ بالا واقعہ سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے ہارون ابن شیخ عمر بن زغب نے جو کہ ثقہ صالح آدمی ہیں۔ اپنے بزرگ باپ کے حوالہ سے بیان کیا کہ مجھے شمس الدین صواب ملی نے کہا: "یہ شخص خدام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سردار تھے اور نیکوکار سخی آدمی تھے) میں تمہیں عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں۔ میرا ایک ساتھی حاکم کے پاس بیٹھتا تھا اور میری ضرورت کی خبریں مجھے لا کر دیتا تھا۔ ایک دن میرے پاس آکر کہنے لگا' آج ایک بہت بڑا واقعہ رونما ہوا ہے۔ حلب کے کچھ رافضی امیرمدینہ کے پاس آئے اور بہت سا مال بطور رشوت پیش کیا تاکہ انہیں حجرہ اقدس کھولنے اور شیخین (ابوبکرو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو نکال لے

جانے کی اجازت دے' اس نے یہ مطالبہ منظور کرلیا اور فوراً ایک قاصد مجھے بلانے کیلئے بھیج دیا۔ میں حاضر ہوا تو کہا: اے صواب! آج رات کچھ لوگ مسجد نبوی کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے' اسے کھول دینا اور جو کچھ وہ کرنا چاہیں ان سے تعرض نہ کرنا' میں نے کہا: جناب تعمیل ارشاد ہو گی۔ اس کے بعد میں حجرہ اقدس کے پیچھے روتا رہا یہاں تک کہ عشاء کی نماز ختم ہوئی اور تمام دروازے بند کردیئے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد باب امیر کے سامنے والے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو چالیس آدمی ایک ایک کرکے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پاس کدالیں پھاوڑے' شمعیں اور دیگر آلات انہدام تھے اور انہوں نے روضہ اقدس کا قصد کیا خدا کی قسم! وہ ابھی منبر اقدس تک بھی نہ پہنچے کہ ان سب کو ان کے آلات انہدام سمیت زمین نے نگل لیا' امیر مدینہ ان کی واپسی کا منتظر تھا جب دیر ہوئی تو اس نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا: صواب! تمہارے پاس وہ لوگ نہیں آئے' میں نے جواب "آئے ہیں مگر ان کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہے اور انہیں زمین نے نگل لیا ہے" امیر نے کہا: سوچ لو کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ واقعہ سچ ہے اٹھ کر دیکھ لیجئے کیا کہیں ان کا نام و نشان نظر آتا ہے' اس نے کہا: اگر تمہاری بات جھوٹی ثابت ہوئی تو تمہارا سر اڑا دوں گا۔

مطری کہتے ہیں میں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے ایک قابل اعتماد آدمی سے کیا تو اس نے بتایا کہ میں ایک دن مدینہ شریف میں شیخ ابو عبداللہ القرطبی کے پاس موجود تھا اور شیخ شمس الدین صواب ان کو یہ واقعہ سنا رہے تھے' میں نے خود ان کے منہ سے سنا ہے۔

امام ابو محمد عبداللہ بن ابی عبداللہ بن ابی محمد مرجانی نے اس حکایت کو اختصار کے ساتھ تاریخ مدینہ میں تحریر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے یہ واقعہ اپنے والد امام جلیل ابو عبداللہ مرجانی سے سنا ہے۔ انہوں نے اسے خدام روضہ رسول کی زبانی سنا اور میں نے براہ راست خادم حجرہ سے بھی اس کی سماعت کی ہے۔ (ماخوذ از خلاصتہ الوفاء)

دست اقدس کے چھونے سے پیشانی پر بال

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ایک شخص کا بیٹا ہوا' وہ اسے اٹھا کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی پکڑ کر برکت کی دعا دی تو اس کی پیشانی پر گھوڑے کی سفیدی کی طرح بال اگ آئے جب خارجیوں کا ظہور ہوا تو وہ ان سے محبت کرنے لگا' اس وجہ سے اس کے پیشانی کے بال گر گئے۔ اس کے باپ نے اسے پکڑ کر قید میں ڈال دیا کہ کہیں خارجیوں سے نہ مل جائے۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم نے جا کر اسے وعظ نصیحت کی اور کہا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت نہیں دیکھی کہ کس طرح تمہاری پیشانی سے بال گر گئے ہیں' ہماری پیہم نصیحت کا اثر یہ ہوا کہ اس نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا اور توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی کے بال لوٹا دیئے جو اس کی موت تک پیشانی پر برقرار رہے۔

قبرانور سے اذان کی آواز سنائی دی

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ایام حرہ میں مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ ہوئی۔ اس عرصہ میں حضرت سعید بن مسیب مسجد نبوی ہی میں رہے اور انہیں قبرانور سے سنائی دینے والی آواز کے ذریعے نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا۔ (دارمی)

فصل: برزخ سے متعلق دلائل

صالحین کے خواب قبل ازیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدمبارک میں دیکھے جانے والے ان کثیر خوابوں کا ذکر ہوچکا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت' صداقت اور صحت دین پر دلالت کرتے ہیں' یہاں میں ان خوابوں کا ذکر کروں گا جن میں زندوں نے مردوں کی زیارت کی اور مردوں نے انہیں ایسی خبریں دیں جو سیدالمرسلین کی نبوت اور دین حق کی صحت کی واضح دلیل ہیں۔

امام ابن سیرین وغیرہ ائمہ تعبیربیان کرتے ہیں کہ میت اگر خواب میں کسی چیز کی خبردے تو وہ خبرسچی ہوتی ہے کیونکہ میت اس وقت سچائی کے گھرمیں ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عہد ہمایوں میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو احوال برزخ سے آگاہ فرمایا' لہٰذا یہ بھی صدق نبوت اور صحت دین کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔

امام بیہقی یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک قبرستان سے گزرے تو میں نے ایک قبرمیں تنگی کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے قبرمیں تنگی کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا: اے یعلی! تم نے واقعی آواز سنی ہے۔ میں نے عرض کیا "جی ہاں" فرمایا: یہ مردہ معمولی سی بات پر عذاب میں مبتلا ہے میں نے عرض کیا' "کونسی بات" فرمایا: "چغل خوری اور پیشاب میں لاپرواہی"

ابن ماجہ از طریق فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما' وہ اپنے والدگرامی سے روایت کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: میری خواہش تھی کہ اللہ اسے رضاعت کی تکمیل تک زندہ رکھتا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی رضاعت کی تکمیل جنت میں ہوگی۔ عرض کیا' حضور! اگر مجھے اس کا علم ہوجائے تو میرے لئے یہ صدمہ برداشت کرنا آسان ہوجائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو دعا کروں کہ اللہ تمہیں اس کی آواز سنا دے۔ عرض کیا' نہیں' میں اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد کی تصدیق و تائید کرتی ہوں جہاں تک ثقہ صلحائے امت بالخصوص سلف صالحین سے منقول خوابوں کا تعلق ہے تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں یہاں امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی احیاء العلوم اس کی شرح از سید مرتضیٰ اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب شرح الصدور سے عبرت انگیز اور نصیحت آموز خوابیں نقل کرتا ہوں۔

۱ - حافظ ابونعیم حلیتہ الاولیاء میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری طرف التفات نہ فرمارہے تھے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے کیا خطاء سرزد ہو گئی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے روزہ کی حالت میں بوسہ نہیں لیا؟ میں نے عرض کیا' اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں آئندہ کبھی حالت روزہ میں عورت کا بوسہ نہیں لوں گا۔

2 - امام احمد وغیرہ محدثین حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دوست تھے' میری تمنا تھی کہ انہیں خواب میں دیکھوں' مگر ایک سال کے بعد ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے دیکھا تو وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے' میں نے کہا: امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ فرمایا: ابھی ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں اگر اپنے پروردگار کو رؤف و رحیم نہ پاتا تو میرا تخت پاش پاش ہو جاتا۔

3 - ابن سعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں۔ مجھے میرے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا آج رات مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے کس قدر تکلیف پہنچی ہے۔ فرمایا: ان کو بددعا دیں تو میں نے دعا مانگی' اے اللہ! مجھے ان کے بدلے اچھے لوگ عطا کر اور انہیں میری بجائے کوئی برا شخص دے دے۔ بعدازاں آپ صبح کی نماز کیلئے نکلے تو ابن ملجم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

4 - حاکم اور بیہقی کثیر بن صلت سے ناقل' انہوں نے بیان کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شہادت کے روز غنودگی سی طاری تھی جب بیدار ہوئے تو فرمایا: میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! تم جمعہ ہمارے پاس ادا کرو گے۔

حاکم اور بیہقی ہی کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کے وقت بتایا میں نے آج رات خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! ہمارے پاس روزہ افطار کرو' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی اور اسی دن درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

5 - ابن عساکر مطرف سے راوی' کہ انہوں نے خواب میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا' وہ سبز لباس میں ملبوس تھے۔ پوچھا: اللہ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ فرمایا: بہت عمدہ' میں نے کہا: کونسا دین بہتر ہے۔ فرمایا: دین قیم جس میں قتل و غارت اور خونریزی نہیں۔

6 - ابن ابی الدنیا کتاب المنامات میں ایک بزرگ سے نقل کرتے ہیں' کہا: میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے لئے مغفرت کی دعا فرمایئے' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رخ انور پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ

سے حدیث مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی سوال رد نہیں کرتے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری طرف التفات فرمایا: اور دعا کی اللہ تمہیں بخش دے۔

7 - ابن ابی الدنیا حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب میرا بھائی ابولہب فوت ہو گیا اور اللہ نے اس کی مذمت میں سورہ کریمہ نازل فرما دی تو مجھے بڑا دکھ ہوا' میں ایک سال تک اللہ سے دعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے خواب میں اس کی ملاقات کرا دے' پھر جب اسے خواب میں دیکھا تو وہ آگ میں جل رہا تھا میں نے اس کا حال پوچھا: تو اس نے بتایا کہ آگ کے عذاب میں ہوں نہ یہ عذاب کم ہوتا ہے نہ راحت ملتی ہے' البتہ! ہر سوموار کی رات عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے میں نے پوچھا: وہ کیونکر؟ اس نے کہا: اس رات محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ولادت ہوئی تو میری لونڈی نے آکر مجھے اس کی خوشخبری دی تو مجھے بڑی خوشی ہوئی' میں نے اسی خوشی میں اس لونڈی کو آزاد کردیا تو اللہ نے مجھے اس کا صلہ یہ دیا ہے کہ ہر سوموار کی رات مجھ سے عذاب اٹھا دیا جاتا ہے۔

8 - ابن ابی الدنیا کی روایت ہے جسے حافظ سخاوی نے القول البدیع میں عبدالواحد بن زید تابعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا۔ عبدالواحد بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے لئے نکلا۔ میرے ساتھ ایسا شخص رفیق راہ تھا جو بیٹھتے' اٹھتے ہر حالت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود بھیجتا تھا' میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو کہا: میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں پہلی بار مکہ شریف کی طرف نکلا۔ میرا والد میرے ہمراہ تھا جب حج سے لوٹے تو ایک مقام پر آرام کیا حالت نیند میں ایک شخص نے آکر کہا: اٹھو تمہارا باپ فوت ہو گیا ہے اور اللہ نے اس کا چہرہ سیاہ کردیا ہے' پس میں گھبرا کر اٹھا اور اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو فی الواقع وہ مرچکا تھا اور اس کا چہرہ سیاہ تھا' اس سے مجھے سخت خوف لاحق ہوا۔ میں اسی غم و اندوہ میں تھا کہ میری آنکھ لگ گئی' کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں لوہے کے ڈنڈے ہیں۔ اسی اثناء میں سبز پوشاک پہنے ایک حسین و جمیل شخص نمودار ہوا جس نے ان حبشیوں سے کہا: پیچھے ہٹو' اس کے بعد میرے والد کے چہرے پر ہاتھ پھیرا' پھر میرے پاس آکر کہا: اٹھو' اللہ نے تمہارے والد کا چہرہ روشن کردیا۔ میں نے اس آدمی سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد رسول اللہ ہوں' تمہارا باپ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھا کرتا تھا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اٹھ کر اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ سفید تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے کبھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود و سلام کا وظیفہ ترک نہیں کیا۔

9 - حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے' میں بھی سلام عرض کرکے بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا اور دروازہ بند کردیا گیا' زیادہ دیر نہیں گزری کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے' وہ فرمارہے تھے رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے' پھر ان کے پیچھے پیچھے حضرت معاویہ تشریف لائے وہ کہہ رہے تھے رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کردیا گیا۔

10 - ابو نعیم حلیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر قریب آؤ' تو میں اس قدر قریب آیا کہ مصافحہ ہو سکتا تھا' اس وقت دو ادھیڑ عمر کے بزرگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی بغلوں میں لے رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم امت محمدیہ کے حکمران بنو تو اس وقت تمہارا طرز عمل اس طرح ہو جس طرح ان دو بزرگوں کا اپنے دور خلافت میں رہا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ بزرگ کون ہیں؟ فرمایا: ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔

11 _ ابن سعد طبقات میں ابو میسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا گویا مجھے جنت میں داخل کیا گیا ہے اور سامنے گنبد نظر آ رہے ہیں' میں نے پوچھا: یہ گنبد کن لوگوں کے ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ کلاع اور حوشب کے گنبد ہیں جو حضرت معاویہ کے لشکر میں شہید ہوئے۔ میں نے دریافت کیا' پھر عمار اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ بھی تمہارے سامنے ہیں۔ میں نے تعجب سے کہا: ان کی تو آپس میں لڑائی ہوئی ہے؟ جواب آیا یہ لوگ اللہ سے ملے ہیں اور انہوں نے اللہ کو بہت وسیع بخشش والا پایا ہے' اس پر میں نے سوال کیا' پھر اہل نہروان یعنی خوارج کے ساتھ کیسا معاملہ کیا گیا؟ بتایا گیا "سختی کا"

12 - ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا محمد بن سیرین سے راوی' فرمایا: میں نے خواب میں افلح (یا کثیر بن افلح) کو دیکھا' وہ حرہ کے واقعہ میں شہید ہو چکے تھے' پوچھا: تم تو قتل ہو چکے تھے۔ انہوں نے جواب دیا' "ہاں" میں نے کہا: تمہارے ساتھ کیسا سلوک ہوا ہے؟ فرمایا: بہت اچھا سلوک' میں نے پوچھا: کیا تم سب شہید ہو؟ جواب دیا' نہیں مسلمان آپس میں لڑیں تو شہید نہیں ہوتے "بلکہ ہم اہل ندامت ہیں" واضح رہے کہ یہ لوگ مسلم بن عقبہ کی زیر قیادت یزیدی لشکر کے ہاتھوں ظلماً" قتل کیے گئے۔

13 - ابن ابی الدنیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک بار نیند سے بیدار ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا: بخدا! حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ہیں (اور یہ واقعہ شہادت حسین کی اطلاع سے پہلے کا ہے)' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھیوں نے سن کر ناگواری کا اظہار کیا تو فرمایا: میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس خون کی شیشی تھی' آپ نے فرمایا: تمہیں پتہ ہے کہ میری امت نے میرے بعد کیا کیا؟ انہوں نے میرے بیٹے حسین کو شہید کر دیا ہے۔ یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے' چنانچہ اس خواب کے چوبیس دن بعد شہادت امام حسین کی خبر آ گئی۔

14 - ابن ابی الدنیا کتاب المنامات میں لکھتے ہیں۔ کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا' کہا: آپ تو ہمیں اپنی زبان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اس نے مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے بتایئے اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: اس زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا تھا اللہ نے اس کے صلہ میں مجھے جنت عطا فرمائی ہے۔

15 - ابوالشیخ بیہقی اور ابو نعیم حضرت عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت ثابت بن قیس

کی بیٹی نے بیان کیا کہ ان کے والد ثابت نے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا' ان کے جسم پر ایک نفیس زرہ تھی' جسے پاس سے گزرنے والے ایک شخص نے اتار لیا۔ اسی شب حضرت ثابت نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا: کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں' خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض ایک خواب ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں' سنو میں کل جب شہید ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتار لی۔ اس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے اس طرف ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہے۔ اس شخص نے میری زرہ کو ایک دیگچے کے نیچے رکھ کر اوپر کجاوہ ڈال دیا ہے تم حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں' دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ شریف پہنچو تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنا کہ مجھ (ثابت) پر اتنا قرض ہے وہ ادا کردیں' نیز میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کردیں جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا تو انہوں نے اس زرہ کو شخص مذکور کے ہاں سے برآمد کرلیا' نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پوری کردی۔

ہمارے علم میں حضرت ثابت بن قیس کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں جس کی مرنے کے بعد کی وصیت پوری کی گئی ہو۔

16 - ابن ابی الدنیا منامات میں اور ابن سعد طبقات میں محمد بن زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ عضیف بن حارث نے عبداللہ بن عائذ صحابی سے ان کی موت کے وقت کہا: اگر ہوسکے تو موت کے بعد ہم سے ملاقات کرنا اور ہمیں برزخ کے احوال سے مطلع کرنا' چنانچہ مرنے کے بعد وہ خواب میں آئے تو غضیف نے ان سے کہا: آپ ہمیں وہاں کے احوال سے باخبر نہیں کریں گے؟ فرمایا: ہماری نجات ہو گئی ہے اگرچہ بچنے کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی' جاں گداز مرحلوں سے گزر کر نجات یافتہ ہوئے ہیں اور اللہ کو بہت اچھا پایا ہے' اس نے گناہ معاف فرما دیئے ہیں اور تمام برائیوں سے درگزر فرمایا ہے سوائے احراض (بری گفتگو) کے' میں نے پوچھا: یہ احراض کیا ہیں۔ فرمایا: بری باتیں جن کی برائی کی وجہ سے انگشت نمائی کی جائے۔

17 - ابن ابی الدنیا ابوزاہریہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ نے عدی بن ابی بلال خزاعی کی عیادت کی' پھر کہا: میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام پہنچا دیجئے اور ہوسکے تو ہم سے ملاقات کرکے وہاں کے حالات سے آگاہ کرنا۔ ام عبداللہ جو ابوزاہریہ کی بہن تھیں اور ابن ابی بلال کے عقد نکاح میں تھیں' نے عدی کے وصال کے تین دن بعد انہیں خواب میں دیکھا تو عدی نے کہا: میری بیٹی تین دن بعد مجھ سے آملے گی' پھر کہا: کیا تم عبدالاعلیٰ کو جانتی ہو؟ ام عبداللہ نے کہا: نہیں" عدی نے کہا: اس کا پتہ پوچھ کر اسے بتادو کہ میں نے تمہارا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دیا ہے اور حضور نے اس کا جواب بھی دیا ہے۔ اس کے بعد ام عبداللہ نے یہ خواب اپنے بھائی ابوزاہریہ کو سنایا تو انہوں نے وہ پیغام عبدالاعلیٰ تک پہنچا دیا۔

18 - ابن ابی الدنیا یحیٰی بن ایوب سے نقل کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے باہم پیمان باندھا کہ ان میں سے جو پہلے مرے

گا وہ اپنے ساتھی کو وہاں کے احوال کی خبر دے گا چنانچہ ان میں سے ایک کا وصال ہو گیا تو دوسرے نے اسے خواب میں دیکھا' پوچھا: بھائی! حسن بصری کے ساتھ کیا ہوا؟ جواب دیا' وہ تو جنت میں سردار ہے اس کی بات مانی جاتی ہے۔ پوچھا: ابن سیرین کس حال میں ہیں؟ کہا: جو ان کی خواہش ہوتی ہے پاتے ہیں مگر دونوں کے درجوں میں بڑا تفاوت ہے' دریافت کیا بھائی! حسن کو یہ درجہ کیسے نصیب ہوا ہے؟ جواب دیا' شدت خوف کے سبب۔

19 - ابن عدی اور ابن عساکر (تاریخ میں) بیان کرتے ہیں کہ ابن اجلح نے کہا: میرے باپ اجلح نے سلمہ بن کہیل سے کہا: اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ اور خواب میں آنے کی قدرت پاسکو تو وہاں کے حالات سے آگاہ کرنے کیلئے خواب میں آنا' دوسری طرف سلمہ نے بھی یہی الفاظ کہے بعدازاں سلمہ اجلح سے پہلے فوت ہو گئے۔ ابن اجلح کہتے ہیں کہ میرے باپ اجلح نے مجھ سے کہا: بیٹا سلمہ خواب میں آئے ہیں اور میں نے ان سے پوچھا: کیا تم تو فوت نہیں ہو چکے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! مگر مجھے اللہ نے زندگی عطا فرمائی ہے میں نے پوچھا: تم نے اپنے پروردگار کو کیسا پایا؟ کہا: بہت رحم کرنے والا' دریافت کیا تم نے کون سا عمل سب سے افضل دیکھا جو بندوں کو بارگاہ ربانی کے قریب کرتا ہے؟ جواب دیا' میں نے کوئی عمل رات کی نماز سے افضل نہیں دیکھا' میں نے پوچھا: امر آخرت کیسا ہے؟ کہا: بہت آسان مگر بے جا بھروسہ نہ کرنا۔

20 - حفص موہبی کہتے ہیں میں نے خواب میں داؤد طائی کو دیکھا اور پوچھا: اے ابا سلیمان! آپ نے آخرت کی بھلائی کیسی دیکھی؟ فرمایا: میں نے آخرت کی بھلائی بہت زیادہ دیکھی' میں نے دریافت کیا' کیا آپ کو سفیان بن سعید کا پتہ ہے؟ وہ تو خیر اور اہل خیر کو بہت پسند کرتے تھے سن کر فرمایا: انہیں خیر نے اہل خیر کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔

21 - عتبہ بن ضمرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنی چچی سے خواب میں ملاقات کی اور پوچھا: آپ کیسی ہیں؟ کہا: ٹھیک ہوں مجھے میرے اعمال کا پورا ثواب مل گیا ہے یہاں تک کہ جو خلاط میں نے لوگوں کو کھلایا اس کا ثواب بھی عطا ہو گیا ہے خلاط دودھ اور سبزی کا اختلاط۔

22- عبدالملک لیثی کہتے ہیں میں نے عامر بن عبدالقیس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا' آپ نے عالم آخرت کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا' بہت اچھا' پوچھا: کونسا عمل آپ نے افضل پایا کہا: ہر وہ عمل جس میں رضائے رب مطلوب ہو۔

23 - ابو عبداللہ ہجری کا بیان ہے کہ میرا چچا فوت ہو گیا' پھر خواب میں اس سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہہ رہے تھے دنیا دھوکا ہے' آخرت اہل علم کے لئے مقام سرور ہے اور ہم نے کوئی چیز یقین اور اللہ اور مسلمانوں سے خلوص جیسی نہیں دیکھی اور بھلائی کے معمولی سے کام کو بھی حقیر نہ سمجھو۔

24 - کوفہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے سوید بن عمرو الکلبی کو مرنے کے بعد بہترین حالت میں دیکھا' میں نے کہا: اے سوید! یہ کیا بہترین حالت ہے؟ کہا: میں کثرت کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا کرتا تھا' لہٰذا تم بھی اس کی کثرت کیا کرو' پھر کہا: کہ داؤد طائی اور محمد بن نضر حارثی ایک گوہر مراد کی تلاش میں تھے جسے انہوں نے پا لیا۔

25 - ابراہیم بن منذر کہتے ہیں' میں نے ضحاک بن عثمان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا' اللہ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ کہا: آسمان میں شاخیں ہیں جو آدمی لا الہ الا اللہ کہتا ہے وہ ان شاخوں سے وابستہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں کہتا

وہ گر جاتا ہے۔

26 - محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی سے روایت ہے کہ کسی شخص نے خواب میں ابن عائشہ تیمی کی زیارت کی۔ پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے؟ فرمایا: اپنی محبت کے صلہ میں بخش دیا ہے۔

27 - مالک بن دینار کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ اس نے حضرت مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا' دریافت کیا؟ اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ فرمایا: بہت اچھا' ہم نے عمل صالح کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مانند لوگ نظر نہ آئے۔ سلف صالحین کی مثل نہ پائی اور صالحین کی مجلسوں کی صورت کوئی مجلس معلوم نہ ہوئی۔

28 - نضر بن یحییٰ' ابو مریم بن عیسیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک رات چاند نے مجھے غلط فہمی میں ڈال دیا۔ میں اٹھ کر مسجد میں گیا' نماز پڑھی اور تسبیح و دعا کے کلمات کہے' پھر نیند نے غلبہ کیا تو میں سو گیا۔ خواب میں ایک جماعت نظر آئی جو میرے علم کے مطابق انسانوں کی جماعت نہ تھی ان کے سامنے طشتیں پڑی تھیں جن پر برف کی مانند سفید روٹی کے چار ٹکڑے تھے اور ہر ٹکڑے پر انار کے برابر موتی تھے۔ وہ مجھ سے کہنے لگے کھایئے' میں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ بولے! صاحب خانہ کا حکم ہے کہ آپ کھائیں تو میں نے روٹی کھائی' پھر میں موتی اٹھانے لگا تو کہنے لگے اس کو چھوڑ دیجئے' ہم اسے آپ کے لئے درخت لگائیں گے جس سے بھلائی اگے گی۔ میں نے پوچھا: "کہاں" جواب دیا' ایسے گھر میں جو برباد نہ ہو گا اس کا پھل خراب نہ ہو گا جہاں کی سلطنت ختم نہ ہو گی جہاں لباس پرانا نہ ہو گا جہاں رضوان رب ہے' حوریں ہیں اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جہاں پسندیدہ بیویاں ہیں' لہٰذا اپنا معاملہ سمیٹ لو' یہ دم بھر کی فرصت ہے اس کے بعد تمہارا کوچ ہے اور جا کر اس گھر میں پڑاؤ ہو گا۔ نضر کہتے ہیں اس کے بعد ابو مریم صرف دو جمعے زندہ رہے' مرنے کے بعد اسی شب خواب میں ملے' کہہ رہے تھے کیا تمہیں اس درخت سے تعجب نہیں ہوتا جو میرے لئے لگایا گیا ہے اور وہ ثمر آور ہو گیا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا پھل لایا ہے؟ کہنے لگے نہ پوچھئے کیوں کہ کوئی زبان اس کے اوصاف بیان نہیں کر سکتی' ہم نے اپنے پروردگار جیسا کوئی کریم نہیں دیکھا۔

29 - عبدالوہاب بن یزید کندی کہتے ہیں میں نے ابو عمر ضریر کو دیکھا' پوچھا: آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ کہا: اللہ نے مجھے معاف کر دیا ہے اور رحمت سے نوازا ہے' میں نے سوال کیا کونسا عمل آپ نے افضل پایا ہے؟ کہا: سنت کا طریقہ اور علم' پھر پوچھا: کونسا عمل بدتر ہے؟ جواب دیا' ناموں سے بچو' میں نے کہا: کونسے نام؟ کہا: قدری معتزلی اور مرجئی اور اس طرح اہل اہوا کے نام گننے شروع کر دیئے۔

30 - ایک بزرگ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میرا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا' وہ فضول بحثوں میں پڑا رہتا تھا' میں نے اسے خواب میں دیکھا تو وہ کانا تھا' میں نے پوچھا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میں صحابہ کرام کی تنقیص کرتا تھا اللہ نے مجھے ایک آنکھ سے محروم کر دیا اور پھر اس نے اپنی خراب آنکھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

31 - ابن ابی الدنیا اور بیہقی (شعب الایمان میں) مطرف بن عبداللہ سے ناقل کہتے ہیں میں ایک قبرستان میں تھا اور

ایک قبر کے نزدیک دو خفیف سی رکعتیں ادا کیں۔ اس کے بعد مجھے اونگھ آگئی' میں نے دیکھا کہ صاحب قبر مجھ سے کلام کررہا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ تم نے دلجمعی کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ میں نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا: تم عمل کرتے ہو مگر جانتے نہیں' ہمیں اس کے اجروثواب کا علم ہے مگر ہم عمل نہیں کرسکتے۔ بخدا! تمہاری ان دو رکعتوں کی طرح مجھے ایک رکعت نصیب ہوجائے تو ساری دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ میں نے پوچھا: یہاں قبرستان میں کون ہیں؟ اس نے جواب دیا' یہ سارے مسلمان ہیں اور سب بھلائی کو پہنچ چکے ہیں۔ میں نے کہا: ان میں سے افضل کون ہے؟ تو اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا' میں نے دل ہی دل میں دعا مانگی' اے اللہ! اسے قبر سے باہر نکال دے تاکہ میں اس سے کلام کروں تو اسی اثناء میں قبر سے ایک نوجوان برآمد ہوا۔ میں نے کہا: تم اس قبرستان میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتے ہو' اس نے جواب دیا' یہ اہل قبرستان ایسا ہی کہتے ہیں' پوچھا: تم نے یہ رتبہ کیسے پایا؟ بخدا! تمہاری اتنی عمر تو نہیں میرا خیال ہے۔ طول حج و عمرہ' جہاد فی سبیل اللہ اور عمل صالح کی وجہ سے رتبہ پایا ہو گا۔ اس نے کہا: مجھے مصائب کی آزمائش میں ڈالا گیا' پھر ان مصائب پر صبر کی دولت دی گئی جس کی وجہ سے مجھے ان پر فضیلت حاصل ہوئی ہے۔

32 - منکدر بن محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا گویا مسجد نبوی میں داخل ہوا اور لوگ ایک شخص کے اردگرد اکٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون آدمی ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ شخص آخرت سے لوٹ کر آیا ہے تاکہ لوگوں کو ان کے مردوں کے حالات بیان کرے تو دلچسپی کے باعث میں اسے دیکھنے کیلئے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص صفوان بن سلیم ہے اور لوگ اس سے سوال کررہے ہیں جبکہ وہ انہیں جواب دے رہا ہے' پھر کہا: کیا یہاں کوئی ہے جو مجھ سے محمد بن منکدر کے بارے میں پوچھے؟ لوگ یہ بتانے ہی والے تھے کہ یہ ان کا بیٹا ہے۔ میں ان لوگوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے بڑھا اور کہا: مجھے بتایئے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کا فلاں درجہ عطا کیا اور فلاں فلاں نعمت سے نوازا ہے اور ایک ایسا ٹھکانہ دیا ہے جہاں سے وہ کوچ نہیں کریں گے نہ انہیں موت آئے گی۔

33- یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا' پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ کہا: مجھے بخش دیا ہے' میں نے سوال کیا' کس عمل کے باعث؟ کہا: ایک مجلس کی وجہ سے' جمعہ کے دن ابوعمرو بصری ہمارے پاس آکر تشریف فرما ہوئے' پھر دعا مانگی جس پر ہم نے آمین کہی۔ عصر کے بعد تو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی وجہ سے ہماری مغفرت فرمائی۔

34 - خطیب تاریخ بغداد میں محمد بن سالم الخواص الصالح سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا۔ میں نے خواب میں یحییٰ بن اکثم قاضی کو دیکھا' پوچھا: کیسی گزری؟ کہا: اللہ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: اے بدکار بوڑھے! اگر تمہارا بڑھاپا نہ ہوتا تو میں تمہیں آگ میں جلاتا۔ یہ سن کر مجھ پر اس طرح لرزہ طاری ہوا جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے کانپتا ہے' پھر جب افاقہ ہوا تو دوبارہ یہی کلمات فرمائے تو دوبارہ مجھ پر ایسی ہی کیفیت طاری ہو گئی' پھر تیسری بار اسی کیفیت سے گزرا تو عرض کیا' اے پروردگار! یہ تو وہی ارشاد ہے جو حدیث قدسی کی صورت میں لوگوں کو روایت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو مجھ سے کیا روایت کرتا تھا؟ (حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے) میں نے عرض کیا' مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا'

وہ کہتے ہیں ہم سے معمر بن راشد نے بحوالہ ابن شہاب زہری روایت کیا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بوساطت جرائیل تجھ سے نقل کیا۔ اے عظیم و برتر خدا! تو نے ارشاد فرمایا: جو بندہ دامن اسلام میں بڑھاپے کو پہنچا مجھے حیاء آتی ہے کہ اسے آگ کا عذاب دوں۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عبدالرزاق نے سچ کہا معمر نے سچ کہا زہری نے اس نے نبی علیہ السلام اور جرائیل نے سچ کہا، یہ ارشاد میرا ہی ہے، چلو اس ارشاد کی برکت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

35 - ابن عساکر تاریخ دمشق میں ابوبکر فزاری سے روایت کرتے ہیں، کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ امام احمد بن حنبل کسی بھائی کو خواب میں نظر آئے، اس نے پوچھا: اللہ نے آپ کو کس شان سے نوازا؟ فرمایا: اللہ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کر کے فرمایا: اے احمد! تم نے دین حق کے لئے مار برداشت کی اور میرے کلام کے غیر مخلوق ہونے کے دعویٰ پر استقامت دکھائی، مجھے اپنی عزت کی قسم! اب میں تمہیں قیامت تک اپنا کلام سناؤں گا" پس میں اب اپنے پروردگار کا کلام سنتا ہوں۔

36 - محمد بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن مصفی حمصی کو خواب میں دیکھا، پوچھا: کس انجام سے دوچار ہوئے؟ کہا: انجام بخیر ہے، ہم روزانہ دو بار اللہ جل مجدہ کا دیدار کرتے ہیں، میں نے سن کر کہا: اے ابوعبداللہ! آپ دنیا اور آخرت میں صاحب سنت رہے تو وہ مسکرا دیئے۔

37 - محمد بن مفضل کا بیان ہے کہ میں نے منصور بن عمار کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا، پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے؟ کہا: اللہ نے اپنے حضور کھڑا کر کے فرمایا: تم اپنے اعمال مختلط کرتے تھے مگر میں نے تم کو بخش دیا کیونکہ لوگوں کے دلوں میں میری محبت ڈالتے تھے۔ اب اٹھو فرشتوں کے سامنے میری شان بیان کرو جس طرح تم دنیا میں میری تمجید بیان کرتے تھے۔ پس میرے لئے ایک کرسی رکھی گئی اور میں نے فرشتوں کے سامنے اللہ کی شان بیان کی۔

ابوالحسن شعرانی نے خواب میں منصور بن عمار کی زیارت کی۔ پوچھا: کس طرح بیتی؟ جواب دیا، اللہ نے فرمایا: تم منصور بن عمار ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں میرے پروردگار! فرمایا: تم وہی ہو جو لوگوں کو دنیا سے کنارہ کشی کی تلقین کرتے تھے اور خود اس میں دلچسپی لیتے تھے؟ عرض کیا، حقیقت یہی ہے مگر میں نے ہر مجلس کا آغاز تیری صفت و ثناء اور تیرے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود سے کیا اور تیسری بات یہ ہے کہ تیرے بندوں کی خیر خواہی کی ہے۔

اللہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا اس کے لئے کرسی بچھاؤ تاکہ آسمانوں میں میری صفت و ثناء اسی طرح کرے جیسے میرے بندوں کے سامنے زمین پر کرتا تھا۔

38 - سلمہ بن عفان سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دیدار کیا، میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے؟ جواب دیا، مجھے جنت میں داخل کیا ہے، دریافت کیا کس وجہ سے؟ فرمایا: علم کے سبب۔

39 - ابویحییٰ ذکر کرتے ہیں، خواب میں ابوہمام کی زیارت ہوئی۔ ان کے سر پر قندیلیں معلق تھیں، میں نے پوچھا: یہ قندیلیں کس طرح پائی ہیں؟ جواب دیا، یہ قندیل حدیث حوض کی وجہ سے یہ قندیل حدیث شفاعت کے صلہ میں اور دیگر

قندیلیں فلاں فلاں احادیث کی روایت کے سبب حاصل ہوئی ہیں۔

40 ۔ سہیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینا کو خواب میں دیکھا' پوچھا: اللہ کی بارگاہ میں کیا لیکر پیش ہوئے ہو؟ فرمایا: کثیر گناہوں کے ساتھ آیا ہوں مگر اللہ نے اپنی ذات کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی وجہ سے سارے گناہ مٹا دیئے ہیں۔

41 ۔ یمن کی ایک عورت نے ذکر کیا کہ میں نے سوتے ہوئے خواب میں رجاء بن حیوۃ کو دیکھاتو میں نے پوچھا: کیا آپ فوت نہیں ہوچکے؟ فرمایا: "ہاں!" البتہ! اہل جنت میں یہ ندا آئی کہ جراح بن عبداللہ کا استقبال کرو" اور یہ واقعہ جراح کی شہادت سے پہلے کا ہے' پھر حضرت جراح کی شہادت کی اطلاع آئی تو حساب کیا گیا تو ٹھیک اسی دن وہ آذربیجان میں شہید ہوئے تھے۔

42 ۔ اصمعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں جریر خطفی کو دیکھا' پوچھا: تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ کہا: مجھے بخش دیا ہے' پھر سوال کیا کس وجہ سے؟ کہا: جنگل میں ایک چشمے پر خلوص سے اللہ اکبر کہنے کی وجہ سے پوچھا: تمہارے بھائی فرزدق کا کیا حشر ہوا؟ جواب دیا' پاک دامن عورتوں پر بہتان طرازی نے اسے ہلاک کردیا۔

43 ۔ ثور بن یزید شامی کہتے ہیں کمیت بن زید خواب میں مجھے نظر آیا تو میں نے پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ کہنے لگا مجھے بخش دیا ہے اور میرے لئے کرسی نصب کروا اور اس پر بٹھوا کر مجھے لے کے ساتھ اشعار پڑھنے کا حکم دیا۔ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

حَنَانِیْكَ رَبُّ النَّاسِ مِنْ اَنْ یَّغُرَّنِیْ كَمَا غَرَّهُمْ شُرْبَ الْحَیَاةِ الْمُصَرَّد

اے پروردگار عالم! تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے زندگی کی تھوڑی سی سیرابی اس طرح فریب نہ دے جس طرح ان لوگوں کو دیا۔

فرمایا: اے کمیت! تم نے سچ کہا' واقعی تم کو اس چیز نے دھوکا نہیں دیا جس چیز نے دیگر شعراء کو فریب میں مبتلا رکھا' میری بہترین مخلوق کی سچی صفت اور تعریف کی وجہ سے میں نے تمہیں معاف کردیا اور میں نے تمہیں آل محمد کی مدح کے ہر شعر پر ایک درجہ عطا فرمایا ہے اور قیامت تک تمہیں بلندیوں سے نوازوں گا۔"

کمیت کے اس اعزاز کی وجہ یہ تھی کہ وہ اہل بیت نبوت کا مدح خواں تھا۔

44 ۔ عبدالرحمٰن بن مہدی کا بیان ہے کہ خواب میں حضرت سفیان ثوری کی زیارت ہوئی۔ میں نے پوچھا: اللہ نے کیا صلہ دیا؟ فرمایا: جونہی مجھے لحد میں رکھا گیا اور پھر اللہ کے حضور پیش کیا گیا تو اللہ نے میرا بہت ہی آسان حساب فرمایا' پھر مجھے جنت میں لے جانے کا حکم دیا بعدازاں میں جنت کے پودوں اور پھولوں میں لطف اندوز ہورہا تھا اور کوئی حس و حرکت سنائی نہ دے رہی تھی کہ یکایک ایک آواز آئی۔ اے سفیان ابن سعید! کیا تم جانتے ہو کہ تم نے اللہ کی ذات کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے؟ میں نے عرض کیا' ہاں! واللہ! تو ہر طرف سے مجھے موتیوں کے تھالوں نے گھیر لیا۔

45 – امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیدار کا شرف حاصل کیا' پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اللہ نے مجھے بخش دیا اور مجھے حوران بہشتی سے بیاہ دیا اور فرمایا: یہ صلہ ہے اس نعمت پر نہ اترانے کا جو میں نے تم کو عطا کی۔

46 – ربیع بن سلیمان کہتے ہیں' میں نے خواب میں امام شافعی کی زیارت کی اور ان سے آخرت میں پیش آنے والے معاملات کے بارے میں پوچھا: تو فرمایا: اللہ نے مجھے سونے کی ایک کرسی پر بٹھا کر موتی نچھاور فرمائے ہیں۔

47 – اسماعیل بن ابراہیم فقیہ کا بیان ہے کہ میں نے حافظ ابواحمد حاکم کو حالت خواب میں دیکھا اور سوال کیا' آپ کے نزدیک کس گروہ کے لوگ زیادہ نجات یافتہ ہیں تو فرمایا: "اہل سنت و جماعت"

48 – خیثمہ بن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے عاصم طرطوسی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے ابوعلیٰ! آپ کا کیا حال ہے؟ کہا: شہادت کے بعد ہم کنیت سے مشہور نہیں ہوئے نہ ہمیں اصل ناموں کے علاوہ نام پسند ہے میں نے دریافت کیا اے عاصم آپ کا کیا حال ہے اور شہادت کے بعد آپ کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا: اللہ کی وسیع رحمت اور بلند جنت میں رہتے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ درجہ پانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: سمندر میں کثرت کے ساتھ جہاد کرنے کی وجہ سے۔

49 – مالک بن دینار کا ارشاد ہے کہ میں نے خواب میں مسلم بن یسار کو دیکھا' ان سے پوچھا: موت کے بعد آپ کس انجام سے دوچار ہوئے؟ فرمایا: خوفناک باتوں اور شدید زلزلوں کا سامنا کرنا پڑا' میں نے سوال کیا اس کے بعد کیا ہوا۔ فرمایا: یہ سرفرازیاں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ نے ہم سے نیکیاں قبول فرمائی ہیں اور برائیوں سے درگزر فرمایا: اور تاوان کی ضمانت عطا کی ہے۔

50 – حسن بن عبدالعزیز ہاشمی عباسی کہتے ہیں میں نے ابوجعفر محمد بن جریر کی خواب میں زیارت کی۔ پوچھا: موت کا منظر کیسا تھا؟ جواب دیا' بہت اچھا' پھر پوچھا: ہول مطلع کیسا تھا؟ کہا: بہت عمدہ' میں نے کہا: منکر نکیر کس طرح نظر آئے؟ جواب دیا' بہت خیرخواہ۔ یہ سن کر میں نے کہا: آپ کا پروردگار آپ پر بہت مہربان ہے' ہمارا ذکر بھی اپنے رب کی بارگاہ میں کرنا' ارشاد فرمایا: اے ابوعلی! آپ فرماتے ہیں کہ ہم آپ کا ذکر اللہ کی بارگاہ میں کریں حالانکہ خود ہم آپ کا وسیلہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پکڑتے ہیں۔

51 – جیش بن مبشر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن معین مجھے خواب میں نظر آئے میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب میں ارشاد کیا کہ اللہ نے مجھے اپنی بارگاہ کا قرب بخشا' مجھے نوازا اور تین سو حوروں سے نکاح کیا اور اپنے حضور دوبارہ حاضری کا شرف عطا کیا۔ میں نے سوال کیا اس لطف و کرم کا سبب کیا ہے؟ یہ سن کر آستین سے ایک چیز نکالی اور فرمایا: "یہ" یعنی حدیث۔

52 – سلیمان عمری کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر قاری یزید بن قعقاع کی مرنے کے بعد خواب میں زیارت کی۔ فرمایا۔ میرے بھائیوں کو میری جانب سے سلام کہہ دیجئے اور انہیں بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہداء کا درجہ عطا فرمایا ہے ہم زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ مزید برآں ابوحازم کو سلام پہنچا کر کہئے کہ ابوجعفر آپ کو ہوشمندی اور دانائی کی تلقین

کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ کی شام کی مجلسیں دیکھتے ہیں۔

53 - زکریا بن عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو حالت نوم میں دیکھا تو دریافت کیا آپ نے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا: وہ عمل جس میں آپ کوشاں رہتے ہیں۔ میں نے کہا: راہ خدا میں تیاری اور جہاد؟ فرمایا: "ہاں"

54 - عبدالعزیز بن عمر اپنے باپ عمر بن عبدالعزیز کو خواب میں دیکھ کر پوچھتے ہیں' کونسا عمل آپ نے افضل دیکھا؟ فرمایا: "استغفار"

55- عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے خلیفہ متوکل کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا' پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے؟ بولا: مجھے بخش دیا ہے میں نے کہا: کس عمل کی وجہ سے؟ کہا: سنت کے اس قلیل عمل سے' جسے میں نے ظاہر کیا۔

56 - حجاج بن ثمیلہ ذکر کرتے ہیں کہ میں حسن اور فرزدق کے پاس آیا وہ ایک قبر کے قریب موجود تھے۔ حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرزدق سے کہا: تم نے اس دن یعنی موت کیلئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ جواب دیا' ستر سال سے لاالہ الا اللہ کی شہادت تیار کر رکھی ہے' یہ سن کر حضرت حسن خاموش ہو گئے۔ لبط بن فرزدق کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے باپ فرزدق کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھ سے کہا: بیٹا اس کلمہ نے بڑا نفع دیا ہے جس کا ذکر میں نے حضرت حسن سے کیا تھا۔

57 - عبداللہ بن صالح صوفی کا بیان ہے کہ ایک محدث خواب میں نظر آئے تو ان سے پوچھا گیا' آپ کے ساتھ کیا بیتی؟ جواب دیا' اللہ نے مجھے بخش دیا ہے کہا گیا کس وجہ سے تو بتایا کہ اپنی کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر درود بھیجنے کی وجہ سے۔

58 - عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا ان کے سر پر ٹوپی تھی۔ میں نے عرض کیا' اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ فرمایا: مجھے زینت علم سے مزین کیا ہے۔ پوچھا: مالک بن انس کہاں ہیں تو جواب دیا' اوپر اوپر بہت اوپر' اوپر کہتے کہتے اور سر کو بلند کرتے کرتے ان کی ٹوپی گر گئی۔

59 - حسین بن اسماعیل محاملی بیان کرتے ہیں کہ مجھے خواب میں قاشانی نظر آئے۔ میں نے پوچھا: کیا فیصلہ ہوا؟ تو میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: بڑی سختی کے بعد نجات ملی ہے۔ میں نے پھر سوال کیا کہ احمد بن حنبل کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کہا: اللہ نے ان کی مغفرت فرمائی ہے۔ ان کے بعد بشر حافی کے بارے میں دریافت کیا تو کہا: "ان کے پاس تو عزت و کرامت روزانہ دوبار آتی ہے۔"

60 - عاصم جہنی کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ہشام کی گلی میں داخل ہوا تو وہاں بشر حافی سے ملاقات ہو گئی' میں نے پوچھا: کہاں سے آرہے ہیں؟ فرمایا: علیین سے۔ میں نے کہا: احمد بن حنبل کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ فرمایا: ابھی احمد بن حنبل اور عبدالوہاب وراق کو بارگاہ خداوندی میں کھاتے پیتے اور عیش اڑاتے چھوڑا ہے۔ میں نے سوال کیا

آپ کہاں جارہے ہیں؟ تو جواب دیا' اللہ کے علم میں ہے کہ مجھے کھانے کی رغبت کم ہے' لہٰذا اس نے میرے لئے دیدار ذات مباح ٹھہرایا ہے۔

61 - جعفر سقا کا بیان ہے کہ میں نے بشر حافی اور معروف کرخی کو خواب میں آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ فرمایا: جنت الفردوس سے' ہم موسیٰ کلیم الرحمٰن کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔

62 - ایک شخص نے خواب میں حضرت بشر حافی سے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے؟ جواب دیا' اللہ نے میری مغفرت فرمائی ہے اور مجھ سے فرمایا: اگر تم انگاروں پر بھی سجدہ ریزیاں کرتے تو میرے اس احسان کا شکریہ ادا نہ ہوتا جو میں نے لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبوبیت پیدا کرکے تم پر کیا ہے۔

63 - محمد بن خزیمہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل کا وصال ہوا تو مجھ پر شدید غم کا غلبہ ہوگیا۔ ایک رات سویا تو حضرت امام احمد خواب میں نظر آئے' وہ خوش رفتاری سے چل رہے تھے میں نے پوچھا: یہ خرام ناز کیسا؟ فرمایا: جنت میں خدام کی چال' پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا: بخش دیا اور مجھے سبز جوتے پہنائے۔ اس کے بعد فرمایا: احمد یہ صلہ ہے قرآن کو میرا کلام قرار دینے کا' پھر فرمایا: احمد مجھ سے وہی دعا کر جو دنیا میں مانگا کرتا تھا۔ میں نے کہا: اے پروردگار! سب کچھ مانگوں۔ فرمایا: ہاں' میں نے تعمیل ارشاد کی تو فرمایا: احمد یہ جنت ہے اٹھ کر اس میں داخل ہو' میں جنت میں داخل ہو تو سفیان ثوری نظر آئے ان کے دو سبز پر تھے جن کے ذریعے وہ شاخ در شاخ اڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ

میں نے پوچھا: عبدالوہاب کے ساتھ کیا ہوا۔ فرمایا: میں نے اسے نور کے سمندر میں چھوڑا' فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں' پھر بشر حافی کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: واہ واہ بشر کی مانند کون ہوسکتا ہے میں نے انہیں بارگاہ الٰہی میں چھوڑا' ان کے سامنے دسترخوان تھا اور اللہ جل مجدہ فرمارہے تھے' اے دنیا! میں خوردونوش اور نازونعمت سے کنارہ کشی کرنے والے اب مزے سے کھاپی اور عیش کر۔

64 - مکہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن سالم القداح کو خواب میں دیکھا' پوچھا: ان اہل قبور میں سے افضل کون ہے؟ کہا: یہ قبر والا' میں نے کہا: اسے آپ پر فضیلت کس طرح حاصل ہوئی؟ جواب دیا' اسے آزمائش میں ڈالا گیا تو اس نے صبر کیا' میں نے پوچھا: فضیل بن عیاض کا کیا بنا؟ کہا: اس کو ایسا حلہ پہنایا گیا ہے کہ ساری دنیا اس کے حاشیوں کی قیمت نہیں ہوسکتی۔

65 - ابوالفرج غیث بن علی کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابوالحسن عاقولی مقری کو خوبصورت شکل میں دیکھا تو ان کا حال دریافت کیا' کہا: بہت اچھا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا آپ فوت نہیں ہوچکے؟ فرمایا: ہاں' میں نے کہا: موت کیسی پائی؟ مسکراتے ہوئے جواب دیا' "بہت عمدہ" میں نے پھر سوال کیا' کیا آپ کو بخش دیا گیا ہے اور جنت میں داخل کردیا گیا ہے۔ فرمایا: "ہاں" پوچھا: کون سا عمل سب سے زیادہ نافع ہے' فرمایا: استغفار سے زیادہ نافع عمل کوئی نہیں۔

66- حسن بن یونس حرانی نے خواب میں باجور امیر کو دیکھ کر کہا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب دیا' مجھے بخش دیا پوچھا: بخشش کی وجہ؟ کہا: مسلمانوں اور حاجیوں کا راستہ محفوظ کرنے کی وجہ سے۔

67 - ابو نصر کہتے ہیں۔ میں نے خواب دیکھا ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ابوالحسن دار قطنی کی حالت کے بارے میں پوچھ رہا ہوں تو مجھے بتایا گیا کہ انہیں جنت میں امام کے لقب سے بلایا جاتا ہے۔

68 - عبداللہ بن صالح سے مروی ہے کہ ابونواس خواب میں نظر آئے۔ وہ بڑی نعمت و عیش میں تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ اللہ نے آپ کو کیا اجروثواب عطا فرمایا؟ تو جواب دیا' اللہ نے مغفرت کے بعد یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ سوال ہوا یہ کس نیکی کا صلہ ہے حالانکہ تمہارے نوشتہ میں تو نیک و بد دونوں قسم کے اعمال تھے؟ کہا: یہاں قبرستان میں ایک شب صالحین میں سے ایک بزرگ تشریف لائے۔ انہوں نے چادر بچھا کر اس پر دو رکعت نماز پڑھی اور دونوں رکعتوں میں دو ہزار بار سورۂ اخلاص کی تلاوت کی' پھر اس کا ثواب اہل قبور کو بخش دیا جس کی وجہ سے اللہ نے سب قبر والوں کو معاف کردیا' میں بھی ان سب اہل قبور میں شامل تھا۔

69 - امام عبداللہ بن محمد مروزی کی روایت ہے کہ یعقوب بن سفیان حافظ الحدیث خواب میں تشریف لائے۔ میں نے ان کے انجام کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: کہ اللہ نے بخش دیا ہے' نیز حکم دیا کہ آسمان میں بھی اسی طرح حدیث بیان کرو جس طرح زمین میں بیان کرتے تھے۔

پس میں نے حدیث بیان کی تو فرشتے میرے پاس سماعت حدیث کیلئے اکٹھے ہو گئے۔ جبرائیل نے املائے حدیث کی خواہش کی اور دیگر فرشتوں نے سنہری قلموں سے اسے رقم کیا۔

70 - ابوالقاسم احمد بن حسین بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سعد بن محمد زنجانی کو عالم خواب میں دیکھا' وہ مجھ سے بار بار کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ محدثین کی ہر مجلس حدیث کے بدلے میں جنت میں ایک محل بناتا ہے۔

71 - حفص بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے حافظ ابوزرعہ کو ان کے وصال کے بعد اس حال میں دیکھا کہ وہ آسمان دنیا پر فرشتوں کی نمامت کررہے تھے میں نے پوچھا: آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟ فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہیں (یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی آیا اور ہر بار آپ کی ذات پر درود پڑھا ہے۔) واضح رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا۔ اللہ اس پر دس رحمتیں کرے گا۔

72 - یزید بن مخلد طرطوسی کہتے ہیں۔ میں نے امام ابوزرعہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا' وہ آسمان دنیا پر فرشتوں کی امامت کررہے تھے' فرشتوں اور ان کا لباس سفید تھا اور وہ سب نماز میں رفع یدین کررہے تھے' میں نے سوال کیا' اے ابازرعہ! یہ آپ کی اقتداء میں پڑھنے والے کون ہیں؟ فرمایا: فرشتے' میں نے پوچھا: آپ اس منصب پر کس طرح پہنچے ہیں' فرمایا: نماز میں رفع یدین کی وجہ سے' میں نے کہا: جہمیہ نے ہمارے لوگوں کو بہت ستایا ہے فرمایا: چپ رہو۔ امام احمد بن حنبل نے آسمان سے ان پر پانی روک دیا ہے۔

73 - ابوالعباس مرادی سے روایت ہے' کہا: میں نے حافظ ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا' پوچھا: آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمایا: اللہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے ارشاد فرمایا: میرے پاس بچہ لایا گیا تو میں نے اسے جنت میں لے جانے کا حکم دیا تو اپنے بندوں میں سے ان کو جنت کیوں نہ عطا کروں گا جو سنت نبی کے حافظ ہیں' تم جہاں چاہو جنت میں رہو۔

74 - امام قشیری اپنے شیخ منصور بن اسماعیل مغربی سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے عبداللہ الزراد کو حالت نوم میں دیکھا تو پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے' کہا: اللہ نے اپنے حضور کھڑا کیا' پھر میرا ہر گناہ جس کا میں نے اعتراف کیا' معاف کردیا سوائے ایک گناہ کے جس کا میں نے بوجہ شرم و حیاء اقرار نہ کیا' اللہ نے مجھے پسینہ کی حالت میں کھڑے رکھا تاآنکہ میرے چہرے کا گوشت گرنے لگا' پھر اللہ نے مجھے بخش دیا' میں نے پوچھا: جناب شیخ وہ گناہ کونسا تھا؟ فرمایا: میری نظر ایک حسین لڑکے پر پڑگئی تھی جس کی وجہ سے وہ دل کو بھا گیا تو میں نے شرم کے مارے اس کا ذکر نہ کیا۔

75 - امام قشیری رسالہ میں ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی' آپ کے گرداگرد فقراء کی ایک جماعت تھی۔ اسی دوران آسمان پھٹ گیا اور دو فرشتے اترے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں تھال تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں کوزہ' اس نے تھال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ مبارک دھوئے' پھر دوسروں کو دھونے کا حکم دیا۔ بعدازاں تھال اٹھا لیا گیا۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: اس (مذکور بزرگ) کے ہاتھ پر پانی نہ ڈال کیونکہ یہ ان میں سے نہیں۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نہیں ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس کی محبت ہوتی ہے۔ فرمایا: "ہاں" میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ سے اور ان فقراء سے محبت کرتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فرشتے! اس آدمی کے ہاتھوں پر پانی انڈیل دے کیونکہ یہ ان فقراء میں سے ہے۔

76 - حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا گویا لوگوں کے سامنے گفتگو کررہا ہوں۔ اسی اثناء میں میرے سامنے ایک فرشتہ کھڑا ہوکر کہنے لگا کوئی ایسا عمل پیش کرو جو اہل قرب پیش کرتے ہیں۔ میں نے کہا: عمل بہت پوشیدہ ہے مگر میزان کو بھر دینے والا ہے۔ یہ سن کر وہ فرشتہ چل دیا اور کہہ رہا تھا بخدا! یہ کلام درست و موفق ہے۔

77- ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ مجمع تیمی کسی کو خواب میں آئے' پوچھا: آپ نے یہ معاملہ کیسا پایا؟ کہا: میں نے دیکھا تارکین دنیا' دنیا اور آخرت کی بھلائیاں لے گئے۔

78 - امام قشیری فرماتے ہیں کہ صالح بن بشر نے ذکر کیا میں نے عطاء سلمی کو حالت نوم میں دیکھا اور کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ دنیا میں طویل الحزن تھے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! اس نے مجھے اس غم کے بعد طویل راحت و مسرت سے نوازا۔ میں نے پوچھا: آپ کون سے درجہ میں ہیں؟ فرمایا: اہل نعمت کے طبقات چہارگانہ کے ساتھ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

79 - ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوفی سے خواب میں پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک کونسا عمل افضل

ہے؟ کہا: رضا اور کوتاہ امیدی۔

80 - ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر (تاریخ میں) یزید بن مذعور سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے اباعمرو! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے میں بارگاہ خداوندی میں قربت حاصل کروں' فرمایا: میں نے وہاں علماء کے درجہ سے بلند کوئی درجہ نہیں دیکھا۔ اس کے بعد اہل حزن کا درجہ ہے یزید جو کہ خود بڑے بزرگ تھے اس کے بعد ہمیشہ گریاں رہتے تھے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

81 - ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں اپنے بھائی محمد کی زیارت کی۔ پوچھا: بھائی صاحب اللہ نے کیسا سلوک کیا ہے؟ جواب دیا' اللہ نے ہر وہ گناہ معاف فرما دیا ہے جس کی بخشش کی میں نے طلب کی اور جس کی طلب نہ ہو سکی وہ معاف نہ ہوا۔

82 - ابن ابی الدنیا' نیز امام قشیری رسالہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ابراہیم بن اسحاق حربی نے بیان کیا۔ میں نے ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ نے آپ کو کیا صلہ دیا؟ کہا: مجھے بخش دیا' میں نے کہا: راہ مکہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے؟ جواب دیا' اس کا اجروثواب تو ان لوگوں کو حاصل ہوا جو اس مال و دولت کے مالک تھے' البتہ! میری بخشش میری نیت حسنہ کے باعث ہوئی۔

83 - امام قشیری فرماتے ہیں کہ میں نے استاد ابوعلی دقاق کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالت منام میں دیکھا' پوچھا: اے ابوالقاسم! کیا حال ہے؟ فرمایا: یہ عارفانہ اشارات و عبارات ختم ہو گئے ہیں۔ ہمیں تو صبح کے وقت کی تسبیحات نے فائدہ دیا ہے۔

احیاء العلوم میں بحوالہ ابوبکر کتانی ہے کہ حضرت جنید نے فرمایا: صرف وہ رکعتیں کام آئی ہیں جو ہم رات کی تاریکی میں پڑھتے تھے۔

84 - کسی نے زبیدہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ کہا: ان چار کلموں کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

1 - لاالٰہ الا اللہ کے ساتھ عمر بسر کروں گی۔
2 - لاالٰہ الا اللہ کے ساتھ قبر میں جاؤں گی۔
3 - لاالٰہ الا اللہ کے ساتھ تنہا رہوں گی۔
4 - اور لاالٰہ الا اللہ کے ساتھ اپنے پروردگار سے ملوں گی۔

85 - امام قشیری حضرت ابی سعید الخراز سے نقل کرتے ہیں مجھے خواب میں کچھ اس طرح دکھائی دیا گویا شیطان مجھ پر حملہ آور ہے۔ میں نے اسے مارنے کیلئے لاٹھی پکڑی تو وہ مطلقاً خوفزدہ نہ ہوا۔ اسی اثناء میں ہاتف نے پکار کر کہا: یہ لاٹھی سے نہیں ڈرتا' بلکہ اس نور سے خوفزدہ ہوتا ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے۔

86 - امام غزالی احیاء میں فرماتے ہیں۔ ابوعلی مسوی نے فرمایا: میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا۔ وہ ننگا چل رہا تھا۔

میں نے اسے کہا: کیا تمہیں لوگوں سے حیاء نہیں آتی؟ اس نے جواب دیا' بخدا! یہ لوگ اگر انسان ہوتے تو میں ہرگز ان کے ساتھ صبح و شام یوں نہ کھیلتا جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں' بلکہ انسان تو وہ ہیں جنہوں نے میرے جسم کو مریض بنا دیا ہے (اور اپنے ہاتھ سے صوفیائے کرام کی طرف اشارہ کیا۔)

87 - ابوسعید خراز فرماتے ہیں میں دمشق میں تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا گویا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے ہیں' پھر سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ میں اس وقت زیرلب کچھ کہہ رہا تھا اس میں بھلائی سے زیادہ شر پوشیدہ ہے۔

88- امام قشیری اور امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس خواب میں نظر آئے تو کسی نے پوچھا: اللہ نے کیا اجر عطا کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس ایک کلمہ کے سبب معاف فرما دیا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ دیکھ کر فرماتے تھے یعنی

سُبۡحَانَ الۡحَيِّ الَّذِيۡ لَا يَمُوۡتُ — پاک ہے وہ زندہ ذات جسے موت نہیں آئے گی۔

89 - رسالہ قشیریہ اور احیاء میں ہے کہ حضرت ایوب سختیانی نے ایک گناہ گار کا جنازہ دیکھا تو اندر چلے گئے' تاکہ اس پر جنازہ نہ پڑھیں' بعدازاں کسی آدمی نے اس میت کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: بتایئے کیسی گزری ہے؟ کہا: اللہ نے معاف کر دیا ہے۔ ایوب سختیانی سے کہنا

قَلۡ لَوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّيۡ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاق — تم فرماؤ! اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں۔

90 - ابن ابی الدنیا بحوالہ ابویعقوب القاری لکھتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی دراز قد ہے لوگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں' تو میں نے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا' یہ اویس قرنی ہیں۔ پس میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا' پھر عرض کیا' اللہ آپ کا بھلا کرے' مجھے کوئی نصیحت کیجئے اس پر انہوں نے تیوری چڑھا کر میری جانب دیکھا میں نے عرض کیا' میں طالب ہدایت ہوں متعنت نہیں ہوں' لہٰذا مجھے رشد و ہدایت کی تلقین فرمایئے تو انہوں نے میری طرف رخ کر کے فرمایا:

"اللہ کی محبت کے وقت اس کی رحمت کی پیروی کر اور اس کی نافرمانی کے وقت اس کے قہر و غضب سے بچ' اس سارے عرصہ میں اس کی امید سے رشتہ نہ توڑ" اس کے بعد وہ مجھے چھوڑ کر چل دیئے۔

91 - ابوبکر بن ابو مریم کہتے ہیں' میں نے خواب میں ورقاء بن بشر حضرمی کو دیکھا اور پوچھا: آپ کے ساتھ کیا بیتی ہے؟ کہا: بڑی مشکل سے نجات پائی ہے' میں نے دریافت کیا کونسا عمل سب سے زیادہ افضل پایا' کہا: خوف خدا سے اشکبار ہونا۔

92 - ابن ابی الدنیا یزید بن نغامہ تابعی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکی طاعون جارف میں ہلاک ہو گئی تو اس کے والد نے اسے خواب میں دیکھا' کہا: بیٹی مجھے آخرت کی کچھ خبر دے' اس نے کہا: ابا جان! ہم ایک بہت بڑی حقیقت سے

آگاہ ہوئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں مگر اب عمل نہیں کر سکتے۔ آپ عمل کرتے ہیں مگر اس کی روح سے آگاہ نہیں۔ بخدا! ایک تسبیح یا دو تسبیحیں ایک رکعت یا دو رکعتیں مجھے دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہیں۔

93 - ابو نعیم حلیہ میں عتبہ کے ایک دوست سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: کیا انجام ہوا۔ کہا: اس دعا کے بدلے معاف کر دیا گیا جو تمہارے گھر میں لکھی ہوئی موجود ہے۔ صبح کے وقت میں گھر آیا تو گھر کی دیوار میں عتبہ کا وہ خط ملا جس میں تحریر تھا۔

يَاهَادِیَ الْمُضَلِّيْنَ وَ يَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِيْنَ وَ يَا مُقِيْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِيْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِيْمِ وَالْمُسْلِمِيْنَ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْيَاءِ الْمَرْزُوْقِيْنَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

اے بھٹکے ہوؤں کے رہنما! اے گناہگاروں پر رحم کرنے والے! اے لغزشوں سے درگزر کرنے والے! اپنے بندے اور تمام مسلمانوں پر رحم فرما اور ہمیں ان رزق دیئے ہوئے زندوں کا ساتھی بنا' جن پر تو نے انعام کیا یعنی انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین آمین۔

94 - امام بیہقی زہد میں عبدالعزیز بن ابی رواد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت پائی۔ عرض کیا' یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے نصیحت فرمایئے۔ فرمایا: جس کے دو دن برابر ہو گئے وہ گھاٹے میں رہا اور جس کا دوسرا دن پہلے دن سے برا رہا وہ ملعون ہے' جو زیادتی پر نہ ہو' وہ نقصان میں ہے اور جو نقصان میں ہو اس سے موت بہتر ہے اور جو جنت کا شوق رکھتا ہو وہ بھلائیوں کی طرف لپکے۔

95 - بیہقی مناقب میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اچانک ایک سخت پریشان کن معاملہ درپیش ہوا۔ اس کا علم صرف خدا کو تھا جب رات ہوئی تو ایک آنے والے نے خواب میں کہا: اے محمد بن ادریس! یہ دعا مانگ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَيَاةً وَّلَا نُشُوْرًا وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَنِیْ وَلَا اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَيْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ فَوَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِيَةٍ

اے اللہ! میں اپنی جان کے نفع نقصان کا مالک نہیں نہ موت وحیات اور نہ جی اٹھنے کا' نہ میرے بس میں ہے کہ بجز تیری عطا کے کچھ لوں نہ میں بچ سکتا ہوں' سوائے اس کے کہ تو بچا لے' لہٰذا مجھے ایسے قول و فعل کی توفیق عطا فرما جو تجھے پسند اور محبوب ہو۔

جب صبح ہوئی تو پریشانی برقرار تھی مگر جب دن جانے لگا تو اللہ نے مجھے میرا گوہر مقصود عطا کر دیا اور خلاصی کا راستہ ہموار کر دیا' لہٰذا ان دعاؤں کو حرز جان بنا لو اور غفلت نہ برتو۔

96 - رسالہ امام قشیری میں ہے۔ امام ابوبکر آجری عالم خواب میں حق سبحانہ کے دیدار سے مشرف ہوئے تو اللہ نے فرمایا: اپنی حاجت طلب کر' تو عرض کیا' اے اللہ امت محمدیہ کے تمام گناہ گاروں کو بخش دے۔" فرمایا: میں تجھ سے زیادہ اس کا سزاوار ہوں تو اپنی حاجت کے لئے دست سوال دراز کر۔

97 - امام کتانی کہتے ہیں' میں نے خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: جس نے کوئی ایسی زینت اختیار کی جو اللہ کے علم میں اس کی شخصیت کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے لئے عیب بنا دے گا۔

98 - امام کتانی ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمایئے کہ میرے دل کو مردہ نہ کرے۔ فرمایا: روزانہ چالیس بار یاحی یاقیوم لاالہ الاانت کا ورد کو' تمہارا دل مردہ نہ ہوگا' بلکہ حیات جاوداں پاجائے گا۔

99- امام حسن بن شیبانی سے خواب میں پوچھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: کریم سے سوائے کرم کے کس بات کی توقع کی جاسکتی ہے۔

100 - امام قشیری فرماتے ہیں۔ میں نے امام ابوبکر بن شکیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے استاذ ابوسہل صعلوکی کو خواب میں بہترین حالت میں دیکھا' پوچھا: آپ کو یہ حالت کیسے نصیب ہوئی؟ فرمایا: اپنے رب کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے۔

101- ناجی کہتے ہیں مجھے کسی چیز کی خواہش تھی' میں نے خواب میں کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ کیا آزاد بندے کو یہ سزاوار ہے کہ وہ بندوں کے سامنے فروتنی اور ذلت کا مظاہرہ کرے۔ حالانکہ اسے اپنے پروردگار کی طرف سے وہ کچھ مل جائے جس کی اسے طلب ہو۔

102 - ابن جلاء کہتے ہیں' میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا' مجھے بھوک لگی تھی' روضہ اطہر پر آکر عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔ کچھ دیر کے بعد مجھے اونگھ آگئی تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے روٹی کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا: جس کا نصف حصہ میں نے کھالیا' جب آنکھ کھلی تو دوسرا نصف حصہ میرے ہاتھ میں تھا۔

103 - ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ابن عوف کی زیارت کرو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں۔

104 - بناجی کہتے ہیں کسی نے خواب میں مجھ سے کہا: جو شخص رزق کے معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرے' اس کے حسن خلق میں اضافہ ہوجاتا ہے' خرچ کرنے میں اس کا دل سخی ہوجاتا ہے اور نماز میں اس کے وسوسے کم ہوجاتے ہیں۔

105 - یزید الرقاشی نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی' فرمایا: یہ تو تلاوت ہے آہ و بکاء کہاں ہے؟

106 - علی بن موفق کہتے ہیں کہ ایک دن میں اہل و عیال اور ان کی فاقہ کشی کے بارے میں فکرمند تھا کہ خواب میں ایک رقعہ نظر آیا اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اے ابن الموفق! کیا تمہیں فقروفاقہ کا خوف ہے حالانکہ میں تمہارا رب ہوں جب رات کا آخری حصہ ہوا تو ایک شخص تھیلی لے کر آیا جس میں پانچ ہزار دینار تھے' کہا: اے کمزور یقین والے! یہ تھیلی لے لے۔

107 - ابوعبداللہ ابن خفیف سے روایت ہے، کہا: میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ فرمایا: جو طریق حق پہچان کر اس پر چلے، پھر لوٹ آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا عذاب دے گا کہ اس جیسا کسی اور کو نہ دے گا۔

108 - ابوالفضل اصبہانی کہتے ہیں کہ میں خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا تو عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ میرا ایمان سلب نہ کرے، فرمایا: اس چیز سے تو اللہ تعالیٰ فارغ ہوچکا ہے۔

109 - ابن عساکر تاریخ میں ابن شعشاع مصری سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر نابلسی کو، جنہیں بنو عبید نے ایک سال قبل قتل کردیا تھا، خواب میں دیکھا، وہ بہترین ہیئت میں تھے۔ پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا: اللہ نے مجھے دائمی عزت کے ساتھ زندہ کیا اور مدد کا وعدہ دے کر اپنی بارگاہ کا قرب بخشا اور فرمایا: میرے جوار میں عیش و نعمت کے ساتھ بسر کر۔

میں نے اپنی کتاب "سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سیدالکونین" کے باب اللطائف اور بیداری و خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں ایسی بہت سی خوابوں کا تذکرہ کیا ہے جو دین اسلام کی صحت و صداقت اور نبوت محمدیہ کے زبردست دلائل ہیں۔ اسی طرح دیگر کتابوں میں بکثرت خواب ہیں جو ایک کتاب میں سما نہیں سکتے۔ مزید برآں ہر زمان و مکان میں جس قدر خوابوں کا وقوع ہوا اور ان کی تدوین نہ ہو سکی۔ ان کا تو کوئی شمار ہو ہی نہیں سکتا۔

دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امت محمدیہ کے بعض اکابر صالحین جو وارفتگان محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں' کاخواب اور بیداری میں بکثرت دیدار مصطفیٰ سے مشرف ہونا نبوت محمدیہ کی عظیم الشان دلیل ہے' اور ایسا ہونا ثابت ہے جس سے اہل معرفت بخوبی آگاہ ہیں اور سوائے کوتاہ نظراور کم فہم لوگوں کے کوئی اس کا منکر نہیں میں نے اپنی کتاب سعادۃ الدارین میں اکابر ائمہ اور سادات امت سے منقول بہت سی صحیح روایات درج کی ہیں جن سے آگاہ ہو کر ایک پڑھے لکھے صاحب توفیق شخص کے لئے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں' کیونکہ ہرصاحب علم سے بڑھ کر کوئی نہ کوئی علم والا ہے۔ یہ ایسا معاملہ ہے جس کی حقیقت پر صرف اولیائے کاملین ہی باخبرہوتے ہیں۔ جن کی روحانیت جسمانیت پر غالب ہوتی ہے۔ یہ اولیائے کرام کائنات میں پھیلے ہوئے اسرار الٰہی کو بے حجاب دیکھتے ہیں' غیبی امور دنیا' برزخ اور آخرت کے احوال ان کے پیش نظرہوتے ہیں' ان کے علاوہ بڑے سے بڑا عالم بھی ایسے حقائق کے ادراک سے قاصر رہتا ہے۔ جس شخص کی مقامات اولیاء تک رسائی نہیں نہ مکاشفات اولیاء پر نظرہے۔ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ احوال اولیاء کو تسلیم کرے اور ان کے اقوال و افعال کو سچا جانے' صاف و صریح بات ہے کہ یہ فضیلت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے خصائص و کمالات میں سے ہے کیونکہ سننے میں نہیں آیا کہ کسی اور امت کے کسی فرد نے خواب میں اپنے نبی کی زیارت کا دعویٰ کیا ہو' چہ جائے کہ اس نے بیداری میں دیدار کیا ہو' خصوصاً اسلام کے آنے اور ان کے ادیان منسوخ ہونے کے بعد' البتہ احتمال ہے کہ نسخ ادیان سے قبل انہیں اس کا کچھ حصہ ملا ہو' نہ ہی یہ بات ہمارے علم میں آئی کہ گزشتہ امتوں کے اولیاء نے ارواح انبیاء سے کبھی ملاقات کی' جبکہ امت محمدیہ کے صالحین مثلاً حضرت سیدی محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس شرف سے بارہا مشرف ہوئے جیساکہ صالحین کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے۔ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات انبیائے سابقین سے ملاقات کی اور بیت المقدس میں انکی امامت فرمائی۔

شریعت محمدیہ کی جامعیت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد آپ کی نبوت کی لازوال دلیل آپکی شریعت ہے' جو زبردست آیات و دلائل اور معجزات و فضائل پر مشتمل ہے۔ مثلاً اولین و آخرین کے علوم' جو کسی اور نبی کے حصہ میں نہ آئے' بلکہ ان سے کئی گنا زیادہ بھی علوم مصطفیٰ سے کوئی نسبت نہیں رکھتے' حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی دیگر انبیاء سے کہیں کم تھی اور راہ خدا میں جہاد کی مشغولیت ان سے زیادہ تھی' نیز برسرپیکار دشمنوں کی تعداد اور قوت بھی زیادہ تھی' جنہوں نے اذیت رسانی میں کوئی کسرنہ چھوڑی' مزید برآں آپ بالکل ناخواندہ تھے اور ان پڑھ قوم میں پروان چڑھے' پھریہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ای محض ایسا واضح دین اور جامع شریعت پیش کرے جسکی نظیرتمام انبیاء و مرسلین کی شرائع میں موجود نہیں۔ جس شخص کے پاس حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والی ادنیٰ سی عقل بھی ہے کیاوہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے مثل حالات اور معجزانہ دین کو دیکھ کراس یقین سے بہرہ مند نہیں ہو گا

کہ یہ دین آسمانی دین ہے' اور ایسا دین پیش کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور آغاز بعثت سے وصال شریف تک اپنے بدترین دشمنوں سے نبرد آزما رہے۔ اس عرصہ میں دولت ایمان سے مشرف ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ حیات ظاہری ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے متجاوز ہو گئی اور ہر صحابی نے حضور کی صداقت اور دین حق کی صحت پر دلالت کرنے والے معجزات کا مشاہدہ کیا(اور ایمان کی دولت پائی ورنہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اتنی مادی دولت نہ تھی کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو مال کی ترغیب دے کر اکٹھا کر لیتے۔ یہ صحیح ہے کہ آپکا تعلق عرب کے ایک معزز قبیلے سے تھا' مگر آپکے قبیلہ والوں نے دین حق کے غلبے اور تبلیغ رسالت میں نصرت و معاونت کی بجائے سخت عداوت کا اظہار کیا اور عرصہ دراز تک آپ سے برسرپیکار رہے۔ پھر یہ سلسلہ ذاتی عداوت تک ہی محدود نہ رہا بلکہ دین اسلام کا راستہ روکنے کے لئے آپ کے مدمقابل عرب کے تمام قبائل لا کھڑے کئے' مگر اللہ تعالیٰ نے انصار و مہاجرین اور دیگر مومنین کی نصرت و حمایت کے ساتھ دین مصطفیٰ کو غالب کر دیا۔

عالمگیر فتوحات اور دین حق کی اشاعت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قلیل عرصے میں خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھوں پر عالمگیر فتوحات اور دین کی نشرواشاعت کا سلسلہ جاری فرمایا' جس کے باعث دنیا کی بڑی آبادی ہدایت سے منور ہوئی' اور شریعت محمدیہ کے احکام دور و نزدیک تک غالب ہو گئے یہ ایسا انقلاب ہے جو صدیوں میں بھی برپا نہیں کیا جا سکتا' اس انقلاب کا ایک مظہر یہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں لغت عرب مفتوحہ علاقوں پر چھا گئی' خواہ وہاں کے باشندوں نے اسلام قبول کیا یا نہ کیا' مثلاً مصر کے علاقہ میں لوگوں کی زبان قبطی تھی' شام کے لوگ رومی زبان بولتے تھے اور عراق میں فارسی زبان بولی جاتی تھی'

روحانی اور علمی انقلاب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دلائل نبوت میں سے ایک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً بارگاہ رسالت کے حاضرباش ایمان اور دعوت اسلام قبول کرنے سے پہلے سخت جاہل اور ظالم تھے' مگر حلقہ بگوش اسلام ہو کر صفت عدل اور دولت عرفان سے مشرف ہو گئے' اور انتہائی قلیل عرصہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے علوم حاصل کئے جن کی بدولت وہ دنیا کے امام بن گئے۔ اس بارگاہ کا عجیب فیضان تھا کہ جاہل گنوار بدو جب کبھی خدمت اقدس میں آیا تو فقط ایمان لانے اور دولت دیدار پانے کی برکت سے اس طرح باہر نکلا کہ اس کی زبان پر علم و حکمت کے چشمے جاری ہو گئے' اس صحبت کی برکت سے کبار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد صغار صحابہ مثلاً ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مقام نصیب ہوا جو بعد کے متبحر علماء کو نہ مل سکا' چہ جائے کہ کوئی عبداللہ بن مسعود' ابی ابن کعب اور معاذ بن جبل وغیرہ کے مرتبہ تک رسائی پاتا' اکابر

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثلاً خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان تو بہت بلند ہے' حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور دین مبین کی صحت و صداقت پر یہی کافی دلیل ہے۔

جمع و تدوین قرآن

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قرآن حکیم (جو کہ حکیم و حمید خدا کا نازل کردہ ہے' اور باطل جس کے آگے یا پیچھے سے حملہ آور نہیں ہوسکتا) کے جمع کرنے کا الہام فرمایا تاکہ قرآنی حفاظت کا خدائی وعدہ پورا ہو' جمع و تدوین کا یہ عمل حفاظت قرآن کا انتہائی اہم سبب ہے' کیونکہ یہ شریعت عظمیٰ کا زبردست رکن اور صراط مستقیم کا مضبوط ستون ہے۔

جمع و تدوین حدیث

نبوت محمدیہ کی صحت کی ایک عظیم دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ائمہ کرام اور سادات کو احادیث رسول جمع کرکے کتابوں میں مدون کرنے کا غیبی اشارہ فرمایا کیونکہ قرآن حکیم کے بعد احکام اسلام کا دارو مدار احادیث رسول پر ہے۔ یہ شریعت محمدیہ کا دوسرا رکن اور دینی احکام کی تفسیر ہے۔ یہی غیبی اشارہ پاکر ائمہ اسلام نے کمر ہمت کس لی' خواب رحم تج کر طلب احادیث میں دور دراز کے سفر کئے۔ دشت و بیابان قطع کئے' سمندروں کی سرکش موجوں کو پایاب کیا' یہاں تک کہ صغار متاخرین ائمہ نے کبار متقدمین سے یہ لازوال دولت پائی' بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ بڑوں نے چھوٹوں سے وہ احادیث حاصل کیں جو کہ انکے پاس نہ تھیں'

ان ائمہ کرام نے راویوں کے احوال کی چھان پھٹک میں انتہائی دقت نظر سے کام لیا اور صدق و کذب' حفظ و نسیان اور تیقظ و غفلت وغیرہ محمود و مذموم اوصاف کی پہچان کیلئے درجات قائم کئے پھرانہی معیاروں پر احادیث نبوی کو صحیح حسن اور ضعیف میں تقسیم کیا' اور ذیلی درجہ بندی کی انہوں نے علل رجال اور مصطلح حدیث پر شاندار کتابیں تالیف کیں' احادیث کو جمع کرکے انہیں ترتیب دیا فصلیں بنائیں اور باب باندھے' نیز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک معروف اسناد کے ذریعے روایت کی یوں ان راویان حدیث کی تعداد ہزاروں تک پہنچی۔ محدثین کرام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال افعال احوال اور تقریرات کو ان معروف اسناد کے ساتھ روایت کرکے شریعت اسلامیہ کو خوبصورت انداز میں منضبط کیا اور اسے جھوٹوں کے جھوٹ اور ملحدوں کی تحریف سے محفوظ بنایا' حالانکہ دنیا میں شریعت مصطفیٰ کے دشمن' (زندیق اور اہل کتاب) بڑی تعداد میں موجود رہے ہیں' احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روایت و حفاظت جو کہ ضبط و اتقان کے اعلیٰ معیار پر ہے' ایسا عظیم الشان کام ہے کہ بغیر تائید الٰہی ممکن نہیں' اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں سے عرب و عجم کے ایسے افراد کو یہ ذمہ داری سونپی جو زیادتی عقل تیزی ذہن سرعت فہم' جودت حفظ قوت دین کثرت صدق و امانت' محنت شاقہ اور عالی ہمتی میں اس درجہ کو پہنچے ہیں کہ دنیا میں ان کی مثال نہیں ملتی' ان میں ایسے حفاظ حدیث بھی ہوئے ہیں جنہوں نے ایک ایک حدیث کی طلب میں شرق سے غرب تک کے جاں گداز سفر کئے' جب انہیں بتایا گیا کہ فلاں شیخ کے پاس کوئی

حدیث ہے تو انہوں نے مناسب سمجھا کہ اس حدیث کو بالواسطہ روایت کرنے کی بجائے بلاواسطہ روایت کریں اور شیخ سے مل کر روایت حاصل کریں اس کی مثال امام محمد بن اسماعیل بخاری کی ذات گرامی ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ کسی محدث نے اخذ حدیث کے لئے دور دراز کا سفر کیا' مگر وہاں شیخ حدیث سے کسی ایسی معمولی بات کا مشاہدہ کیا جو اس کی دینی استقامت اور آداب شریعت کے خلاف تھی تو اس نے روایت لینے سے انکار کردیا اور گھر کا راستہ لیا' بعض محدثین نے ایک ایک ہزار اساتذہ احادیث سے استفادہ کیا مثلاً امام طبرانی' کچھ محدثین کو لاکھوں حدیثیں اسناد کے ساتھ یاد تھیں اور انہیں راویوں کے احوال و درجات سے کامل آگاہی تھی' اس سلسلہ میں امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم گرامی سرمایہ افتخار ہے۔

امام شعرانی منن کبریٰ کے چھٹے باب میں تحریر فرماتے ہیں' امام سبکی نے طبقات شافعیہ میں نقل کیا کہ نظام الملک کے عہد میں نظامیہ یونیورسٹی کی لائبریری کو آگ لگ گئی جس کا اسے بہت صدمہ ہوا' اہل دربار نے عرض کیا جناب عالی' پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ابن حداد تمام آتش زدہ کتابوں کو اپنے حافظے سے لکھوا سکتے ہیں' چنانچہ ابن حداد کو طلب کیا گیا تو اس نے تین سال کے مختصر عرصے میں تفسیر' حدیث فقہ اصول وغیرہ فنون کی کتابیں املا کرا دیں امام جلال سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امام طبری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں اسی اونٹوں کے بوجھ برابر کتابوں کا علم تھا' شیخ تقی الدین سبکی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن انباری ہر جمعہ کو دس ہزار اوراق یاد کرتے تھے' امام واحدی کی ایک سو بیس بار شتر کے برابر علم حفظ تھا' امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی چیز سننے کے بعد فراموش نہیں کی' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر میں چاہوں تو تمہارے لئے حرف باء کی تفسیر سے اسی اونٹوں کے بوجھ برابر کتابیں بھر دوں' امام لیث بن سعد نے کہا' اگر میں اپنے سینے کا محفوظ علم ضبط تحریر میں لے آؤں تو کوئی سواری اسے اٹھا نہ سکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے زمانے میں دین اسلام کی صداقت پر دلالت کرنے والی عظیم الشان نشانیاں موجود تھیں' اللہ تعالیٰ نے ان حافظین حدیث کو دین اسلام کی حفاظت اور شریعت محمدیہ کی صیانت کا شرف بخشا' جب جمع و تدوین کا یہ کام ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا اور شریعت اسلامیہ مدون ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ بھی اپنے کمال کو پہنچ گئی' یہ حقیقت ہے کہ بعد کے ادوار میں بڑے بڑے فاضل محققین پیدا ہوئے' مگر کوئی ان ائمہ متقدمین کا ہم پایہ نہ ہوا'

فقہ کی تدوین اور فقہی مذاہب

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ جس طرح اس نے شریعت محمدیہ کی حفاظت و کتابت کیلئے بیدار مغز محدثین کا انتخاب فرمایا' یونہی ائمہ مجتہدین کو تنقیح و استنباط کی اہم ذمہ داری تفویض کی' ان ائمہ مجتہدین کا علمی رتبہ محدثین سے بالا تر ہے' اگر کوئی آدمی قسم کھا بیٹھے کہ ان ائمہ میں سے ہر مجتہد علم میں بمنزلہ ایک امت کے ہے تو وہ ہرگز اس قسم میں حانث نہ ہوگا۔

ان مجتہدین (کی عظمت شان یہ ہے کہ انہوں) نے امور شریعت میں اجتہاد کیا' دقیق معانی کی شرح کی اور اپنے اجتہاد

سے لوگوں کے لئے شریعت کے مخفی پہلو ظاہر کئے اور اپنے فقہی مذاہب کے ذریعے راہ راست کو واضح کیا'
شرع محمدی کے امین ہونے اور دوسروں تک پہچانے کے باعث یہ حافظین حدیث اس درجہ پر فائز ہیں کہ سوائے نبوت کے اس سے بالاتر مقام نہیں' مگر مجتہدین کو دیگر محدثین پر یک گونہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ حفاظت حدیث اور دیگر کمالات میں محدثین کے ہم رتبہ ہیں' مگر کار اجتہاد' قوت ادراک اور کمال عقل کی وجہ سے محدثین پر فوقیت رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب و سنت اور دوسرے ماخذوں کی فہم عطا فرمائی ہے اس جہت سے وہ اپنے زمانہ سے آج تک بلکہ قیامت تک تمام مسلمانوں کیلئے قابل تقلید ہیں' زمانہ سلف میں ان مجتہدین کی تعداد بہت زیادہ تھی' مگر مشیت ایزدی کا تقاضا یہ ہوا کہ ساری امت چار ائمہ مجتہدین کی تقلید میں جمع ہو جائے' جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(1) امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

محدثین کرام نے حدیث مبارک "اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو بلند ہمت فرزنداں فارس اسے حاصل کر لیتے" کا مصداق حضرت امام ابو حنیفہ کو قرار دیا ہے۔

(2) امام مالک بن انس اصبحی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

علمائے کرام نے حدیث ذیل کو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات پر محمول کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانے آئے گا' لوگ علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر کر کے سواریوں کو تھکا دیں گے' مگر عالم مدینہ سے بڑھ کر انہیں کوئی عالم نہ ملے گا۔

(3) امام محمد بن ادریس شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ان کے متعلق پیش گوئی ہے کہ قریش کا عالم روئے زمین کو اپنے علم سے بھر دے گا۔

(4) امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

صاحب مسند کبیر' انکے پاس سب سے زیادہ حدیث کا ذخیرہ تھا' اللہ تعالیٰ ان سب ائمہ سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکات سے بہرہ اندوز فرمائے' آمین! ان ائمہ اربعہ نے اپنے فقہی مذاہب مدون فرمائے جبکہ تقدیر الٰہی سے دیگر ائمہ مجتہدین کے مذاہب مدون نہ ہو سکے اور صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئے' ان مذاہب کے باقی نہ رہنے کا باعث یہ ہوا کہ ان مذاہب کے ائمہ کو ایسے شاگرد نہ مل سکے جو ان کی فقہی وراثت کی حفاظت کرتے اور تشریح کر کے آئندہ زمانوں تک منتقل کرتے جیسا کہ ائمہ اربعہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا' اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے اصحاب و تلامیذ عطا فرمائے۔ جنہوں نے مذاہب ائمہ کی حفاظت کی اور وضاحت کے ساتھ اس علمی سرمایہ کو نسل در نسل آگے پہنچایا۔

نوٹ:- مذہب کا معنی ہے راستہ' جسے مجتہد قرآن و سنت کے معانی میں مقدور بھر کوشش کر کے واضح اور روشن کرتا ہے' اس طرح مجتہد کے پیروکار کتاب و سنت کے معانی سمجھتے ہیں اس کی تقلید کرتے ہیں اور ان کی روشنی میں وضع کردہ شرعی احکام

کے مطابق افعال عبادات و معاملات بجالاتے ہیں' اس لحاظ سے یہ شرعی احکام کتاب اللہ کی شرح کی حیثیت رکھتے ہیں' نتیجہ کلام یہ ہے کہ جب ائمہ کرام کو کتاب اللہ سے احکامات مستنبط کرنے میں دشواری پیش آئی تو سنت رسول نے ان کی رہنمائی کیونکہ سنت بھی دراصل اللہ کی طرف سے منزل ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو سراپا وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے

جس طرح کتاب اللہ کی شرح سوائے رسول اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا یونہی کتاب و سنت کی تشریح اور شرعی احکام کے استنباط پر بجز سادات امت کوئی قدرت نہیں رکھتا' یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ مجتہدین کو استنباط احکام کی اہم ذمہ داری تفویض فرمائی ہے' اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے کتاب و سنت کے معانی واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کام کے لئے انہیں عقلی و نقلی علوم' قوت ادراک تیزی فہم اور وفور عقل کے تمام ضروری اسباب مہیا فرمائے ہیں' ان تمام خوبیوں کی اساس تقویٰ ہے جس میں یہ ائمہ مجتہدین دیگر لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ ایسا خدائی نور ہے جو اللہ نے ان کے سینوں میں ڈال کر انہیں اس کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ یہ بات اللہ کے ازلی علم میں تھی کہ وہ ان اصحاب کمال کو کتاب و سنت کی تفہیم کے نتیجہ میں مستنبط شرعی احکام کی وجہ سے امت محمدیہ کی قیادت عطا کرے گا۔ واضح رہے کہ ہر مجتہد امام نے دینی احکام میں اپنی رائے کی دخل اندازی سے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ یہ ائمہ فرماتے ہیں کہ جب حدیث صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہی ہمارا مذہب ہے' ہمارا قول حدیث سے ٹکرائے تو اسے دیوار کے ساتھ دے مارو' مراد یہ ہے کہ حدیث صحیح ہو تو اس کی پیروی کرو اور ہمارا قول ترک کر دو اور اس معاملے میں کوئی رو رعایت نہ کرو' اس بات کی اصل یہ ہے کہ یہ ائمہ مشرعین (قانون ساز) نہ تھے کیونکہ قانون سازی کا اختیار صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحی سے اخذ فرما کر تشریع (قانون سازی) کرتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ جب حدیث کی نسبت حضور کی طرف صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے اور وہ قول امام کے خلاف ہو تو امام کا قول ترک کر دیا جائے گا۔ اور حدیث پر عمل کیا جائے گا' کیونکہ اس سے ثابت ہو گیا کہ قول امام کا استفاد ضعیف ہے'

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اس ارشاد کہ جب حدیث کی صحت ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے' کے مخاطبین امام کے وہ فحول شاگرد ہیں جو عقلی اور نقلی علوم کے جامع تھے' نیز وہ علماء ہیں جن کا تعلق اصحاب ترجیح سے ہے' یہ تمام ائمہ کرام حدیث رسول کے حافظ تھے' تمام مذاہب کے دلائل بخوبی جانتے تھے اور عقلی اور نقلی علوم کے اصول و فروع میں بحر ذخار تھے جو کتاب و سنت کی روشنی میں فتاویٰ اور اقوال ائمہ کو مرجح قرار دینے کی اہلیت رکھتے تھے' ان فقہاء کو امام کی استناد کردہ حدیث اور بعد میں درجہ صحت کو پہنچنے والی حدیث کے درمیان تطبیق دینے کی استطاعت حاصل تھی' وہ پرکھ سکتے تھے کہ کونسی روایت زیادہ مستند اور ثابت ہے اور کونسی حدیث متاخر ہے اور ناسخ ہے۔ اس طرح دونوں اقوال کے درمیان ترجیح دینے والے فقہائے کرام کے لئے ضروری ہے۔ کہ انہیں دلائل احکام کی معرفت ہو' نیز انہیں معلوم ہو کہ فقدان حدیث کی صورت میں کس طرح قیاس سے مسئلہ پر استدلال کرنا ہے امام کے استنباط کردہ مسئلے

کے بعد اگر امام کے شاگردوں کو کوئی صحیح حدیث مل جائے اور وہ مسئلہ امام کے خلاف ہو تو وہ اس ترجیح کی وجہ سے مذہب امام سے خارج نہیں ہوں گے' اس سے فقہی مذاہب میں بعض اقوال ائمہ پر اعتماد کی حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ اقوال اصل مذہب کے خلاف ہوتے ہیں۔ یونہی متقدمین کی کتابوں پر کتب متاخرین کی ترجیح اور ان پر اعتماد کا راز معلوم ہوتا ہے' اس کی اساس ترجیح دلیل ہے متاخرین بعض اوقات ایسے دلائل اور ان کی صحت پر آگاہ ہوتے ہیں کہ جن کی ترجیح پر متقدمین کو اطلاع نہ ہو سکی' لہٰذا شروط لازمہ پائے جانے کی وجہ سے وہ احکام مرجح ہو گئے' اس سے معلوم ہوا کہ راجح احکام وہی ہیں جو مجتہدین مطلق پھر مجتہدین مذاہب پر اصحاب فتاویٰ کی مجتہدانہ کوششوں سے حکم خدا اور حکم رسول کے موافق وضع ہوئے' ائمہ مجتہدین نے کتاب و سنت سے جو احکام مستنبط کئے عام لوگوں کو ان تک رسائی نہیں لہٰذا ان مسائل میں وہ ائمہ مذاہب کے مقلد ہیں اور منشائے ربانی بھی یہی ہے' ارشاد ہے۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ — اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

نیز فرمایا: جب یہ بات تمہاری سمجھ میں آ گئی تو واضح ہو گیا کہ شریعت محمدیہ میں اجتہاد اور امت کا ان مذاہب پر اتفاق کر لینا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دلائل نبوت میں سے ایک ہے۔

یونہی اللہ تعالیٰ نے عقائد اسلامیہ کے تحفظ کے لئے ایسے ائمہ سے کلام لیا جنہوں نے ان عقائد کو زندیقوں ملحدوں اور شیطانوں کے گمراہ کن عقائد کی دخل اندوزی سے محفوظ رکھا' ان ائمہ عقائد کے دو گروہ ہیں جو فقہی مسائل میں ائمہ اربعہ کے مقلدین ہیں' ایک گروہ امام ابو الحسن اشعری اور ان کے شافعی اور مالکی پیروکاروں کا ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ امام ابو منصور ماتریدی حنفی اور ان کے متبعین پر مشتمل ہے۔ (اللہ ان سے راضی ہو) اگر اللہ تعالیٰ ان ائمہ کرام اور ان کے مذاہب کے ذریعے اس امت مرحومہ پر احسان نہ فرماتا تو دین اسلام کمینے ملحدوں اور بے وقوف جاہلوں کے ہاتھوں میں بازیچہ بن جاتا' جیسا کہ سابقہ ادیان اور الہامی کتابوں کا حشر ہوا' ان ادیان میں تلاعب و تغیر اور تحریف و تصحیف کا جو سلسلہ رونما ہوا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں' اس سے ان کی اصلی صورت ہی مسخ ہو کر رہ گئی' فالحمد للہ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین واتباعہم۔

اجتہاد مطلق کا دروازہ بند ہو گیا

واضح رہے کہ ثقہ علمائے دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اجتہاد مطلق کا دروازہ کئی صدیوں سے مسدود ہو چکا ہے اب ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کسی مذہب معینہ کی تقلید کرے کیونکہ عوام الناس کتاب و سنت کی تفہیم سے عاجز ہیں' لہٰذا قرآن و حدیث کو سمجھنے کیلئے کسی امام مذہب کی تقلید کریں گے' پھر علمائے کرام کی اتباع کریں گے' جنہوں نے ہر زمانہ میں اپنے امام کے کلام کو کتاب و سنت کے دلائل سے ہم آہنگ کیا' جس حکم کو اصول مذہب کے موافق پایا اسے مقبول و مقرر رکھا اور اس پر اعتماد کیا' کوئی شاذ مسئلہ خلاف نظر آیا تو اس کی کمزوری ظاہر کی' اس سلسلہ میں انہوں نے ضعیف اقوال چھوڑ کر کتاب و سنت پر اجماع و قیاس کو اپنا مطمح نظر بنایا' اس سے واضح ہو گیا کہ امت محمدیہ تقلید ائمہ کی وجہ سے کتاب و

سنت کے دائرہ اتباع سے باہر نہ نکلی'

جہاں تک اجتہاد کا تعلق ہے تو اس زمانے میں اس کا دعویٰ وہی شخص کر سکتا ہے جس کی عقل و دیانت میں اختلال ہے' البتہ اہل ولایت کے لئے بواسطہ ولایت اس کی گنجائش ہے جیسا کہ شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

امام مناوی جامع صغیر کی شرح کبیر کے آغاز میں لکھتے ہیں'

"بقول امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجتہاد کا دعویٰ کیا تو ان کے معاصرین نے ان کے خلاف ایکا کرکے ایک سوال نامہ ترتیب دے کر بھیجا اور مطالبہ کیا کہ ان (امام سیوطی) کے پاس اگر اجتہاد کا ادنیٰ درجہ یعنی اجتہاد فی الفتویٰ موجود ہے تو ان وجوہ مسائل میں ترجیح قائم کرکے قواعد ائمہ کی روشنی میں دلائل پیش کریں' امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سوال نامہ بغیر جواب کے لوٹا دیا اور عذر پیش کیا کہ کثرت اشتغال کے باعث ان سوالات پر غور کرنے کیلئے ان کے پاس وقت نہیں"

امام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"اس اجتہاد فی الفتویٰ کا مرتبہ سب درجوں سے کم ہے اس کی صعوبت اور دشواری کا اندازہ کیجئے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کا دعویٰ کرنے والا کس قدر حیرت اور پریشان فکری کا شکار ہوتا ہے' اور اندھی سواری پر بیٹھ کر قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے' اجتہاد مطلق کا مقام توبہت بلند ہے' جو شخص اجتہاد مطلق کے بلند ترین درجہ سے آگاہ ہو اسے چاہیے کہ اس زمانہ میں اجتہاد کی نسبت کرتے ہوئے شرم و حیاء سے کام لے' امام ابن صلاح اور ان کے پیروکار علماء فرماتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ تین صدیوں سے بند ہو چکا ہے یاد رہے کہ امام ابن صلاح کا زمانہ چھٹی صدی ہجری کا ہے' بلکہ امام ابن صلاح بعض علمائے اصول سے نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد کوئی مستقل مجتہد نہیں ہوا"

امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ جب امام الحرمین اور امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ آیا وہ اصحاب وجوہ میں سے تھے یا نہیں تو ماوشما کس قطار شمار میں ہیں؟ بلکہ علمائے کرام امام رویانی' صاحب بحر کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ بھی اصحاب وجوہ میں سے نہ تھے' حالانکہ ان کا دعویٰ تھا کہ اگر امام شافعی کے جملہ نصوص (علمی سرمایہ) ضائع ہو جائیں تو میں اپنے حافظے سے ان نصوص کو نقل کروا سکتا ہوں پس جب ایسے عظیم الشان اکابر درجہ اجتہاد پر فائز ہونے کے اہل نہیں تو ان لوگوں کو کب یہ سزاوار ہے۔ جو ان مجتہدین کی عبارات صحیح طریقے سے سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے سبحانک هذا بهتان عظيم

انوار "میں امام رافعی سے منقول ہے تقریباً ساری امت کا اتفاق ہے کہ موجودہ زمانے میں کوئی مجتہد نہیں" ملک شام کے بزرگ عالم ابن ابی الدم اجتہاد مطلق کی شرطیں بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"ہمارے زمانے کے کسی عالم میں شروط اجتہاد کا پایا جانا بہت دشوار ہے بلکہ مجتہد مطلق کا کہیں نام و نشان نہیں نہ مجتہد فی المذہب کا کہیں وجود ہے' جو اپنے امام کے اقوال پر نظر کرکے کسی مسئلہ کی تخریج کر سکے' یہ کیا ہے سوائے اس کے کہ اللہ نے تمام مخلوق کو اس رتبہ علیا سے عاجز کر دیا ہے' تاکہ معلوم ہو کہ قرب قیامت کا زمانہ بھی نزدیک آ گیا ہے

کیونکہ علم کا اٹھ جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

امام قفال کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ فتویٰ کی دو قسمیں ہیں' ایک یہ کہ فتویٰ میں اجتہاد کی جملہ شرائط پائی جائیں یہ قسم اب نادرالوجود ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ فتویٰ کسی امام مذہب کی طرف منسوب ہو اور مفتی اس مذہب میں مہارت نامہ رکھتا ہو اس طرح کہ کوئی مذہبی اصول اس کی نظر سے پوشیدہ نہ ہو' جب اس سے کسی نو پید مسئلہ کے بارے میں سوال ہو تو نص امام سے اس کا جواب دے سکے ورنہ مذہب امام کی روشنی میں اجتہاد کر کے اس کا حل پیش کرے' مگر یہ بات کبریت احمر سے بھی زیادہ عزیز الوجود ہے' غور کیجئے کہ جب امام قفال جیسے جلیل القدر فقیہ کا یہ نکتہ نگاہ ہے جن کے تلامذہ اور خدام اصحاب وجوہ میں سے ہیں تو عصر حاضر کے علماء کو دعویٰ اجتہاد کب زیب دیتا ہے؟ امام قفال کے شاگردوں میں سے قاضی حسین فورانی' امام الحرمین کے والد گرامی' صیدلانی اور بو شنجی وغیرہم کی موت سے' نیز امام غزالی کے وصال سے مذہب شافعی میں اجتہاد اور تخریج وجوہ کا اعزاز برقرار نہ رہا' صرف مذہب کی نقل و حفظ کا عمل باقی رہ گیا' اس زمانہ میں دنیا مجتہدین کے وجود سے مطلقاً خالی ہے"

امام حجتہ الاسلام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ ان کا زمانہ مجتہد مطلق کے وجود سے خالی ہے' احیاء العلوم میں مناظرات کی تقسیم کے ضمن میں فرمایا' جسے رتبہ اجتہاد حاصل نہیں وہ مذہب امام سے نقل کر کے فتویٰ دے گا اور اگر اسے مذہب امام کے ضعف کا علم ہو تب بھی قید مذہب سے آزاد نہ ہو گا وسیط میں فرمایا' قاضی کے لئے جن شروط اجتہاد کا پایا جانا لازم ہے' اس زمانہ میں ان کا وجود دشوار ہے انتھی عبارۃ الکبیر جس شخص کو اس بحث کی زیادہ تفصیل درکار ہو وہ امام مناوی کی شرح کبیر کی طرف رجوع کرے حاشیہ ابن قاسم' فتاویٰ ابن حجر' فتاوی شیخ کردی اور دیگر کتب اصول کا مطالعہ بھی اس ضمن میں مفید ہے جن سے معلوم ہو گا کہ اجتہاد فی المذہب کا دروازہ بھی بند ہو چکا ہے' امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روضہ میں لکھتے ہیں کتاب و سنت سے احکام نکالنا جائز نہیں سوائے اس شخص کے جو مرتبہ اجتہاد تک رسائی رکھتا ہو جیسا کہ ائمہ اسلام نے اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

جب تم اس کتاب کے مطالعہ سے اجتہاد کی حقیقت جان جاؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ جو مسکین یہ ہرزہ سرائی کرتے ہیں کہ وہ درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اور کتاب و سنت سے شرعی احکام مستنبط کرنے کے اہل ہیں اور انہیں ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کی ضرورت نہیں' وہ اس خام خیالی میں قدیم مذاہب سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اور اپنی بیمار ذہنیت کی وجہ سے فقہی مذاہب پر منہ آتے ہیں' در اصل یہ ان کے شیطانی وسوسے اور نفسانی دعوے ہیں جن پر ان کی کم عقلی' بے دینی' خود پسندی اور جہالت نے انہیں برانگیختہ کیا ہے' اور ان کے عیوب اور کمزوریوں کو ان کی نظروں سے اوجھل کر دیا ہے' اس ہوس' حماقت اور وقاحت نے ان کا معاملہ الٹ دیا ہے وہ اس دعویٰ اجتہاد سے لوگوں کی نظر میں عظمت شان کے متمنی تھے' مگر اس کو پا نہ سکے مزید برآں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور ناپسندی بھی مول لی اور لوگ حقارت کی وجہ سے ان کا مذاق اڑاتے تھے۔

شعر:- جس کا نفس اس کی قدر نہیں پہچانتا تو دوسرے اس کے وہ عیوب دیکھتے ہیں جو خود اسے نظر نہیں آتے

میں نے بعض ایسے نام نہاد خانہ ساز مجتہدین کی زیارت کی ہے جو لوگوں کو قرآن حکیم اور صحیح بخاری سے براہ راست احکام مستنبط کرنے کی دعوت دیتے ہیں' خدارا! اس عظیم جہالت اور صریح گمراہی پر غور کرو' بھائیو! ان احمقوں کے ساتھ میل جول اور تعلقات سے اجتناب کرو' اپنے مذہب کے ساتھ وابستہ رہو اور احکام میں رخصت و تلقین کے پیچھے پڑنے کی بجائے کسی امام کی تقلید کرو' اگر تم نے احادیث نبویہ پڑھ لینے کی اہلیت حاصل کر لی ہے تو اس زاویہ سے ان کا مطالعہ کرو کہ تمہیں مذہب کے دلائل معلوم ہوں' نیز ترغیب و ترہیب کی احادیث پر عمل کرو' تم دین اسلام کی عظمت' اس کے اصول و فروع کمالات اسماء' صفات باری تعالیٰ' سیرت رسول اللہ' حضور کے فضائل و معجزات' دنیا و آخرت کے احوال' بعث و نشور' جنت دوزخ' فرشتوں اور جنوں کے اخبار' گزشتہ امتوں کے حالات' انبیائے کرام اور ان کے الہامی صحیفوں کے فضائل' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کی افضلیت' آل و اصحاب کے مناقب' قیامت کی علامات دیگر علوم اور دنیاوی اخروی آداب سے آگاہی حاصل کرو' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثوں میں اولین و آخرین کے علوم جمع ہیں' جب تمہیں ان حقائق کا علم ہو گیا تو تم کو اس آدمی کی شدید جہالت کا پتہ چلے گا جس کا دعویٰ ہے کہ اگر ہم احادیث نبویہ سے براہ راست شرعی احکام اخذ نہیں کر سکتے تو ان احادیث کا فائدہ کیا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ ان احادیث کے ان گنت فائدے ہیں جو دین اسلام کے ایک بڑے حصے پر مشتمل ہیں۔ جہاں تک احادیث احکام کا تعلق ہے جو نماز' روزے' حج' زکوۃ اور معاملات وغیرہ کے بارے میں وارد ہیں' ان کی تعداد پانچ سو سے زائد نہیں' لہٰذا استدعا ہے کہ جو حدیث درجہ صحت کو پہنچتی ہے' مگر تمہارے مذہب سے متصادم ہے تو اس پر عمل کرنے کیلئے اس امام کی تقلید کیجئے جس نے اس حدیث سے تمسک کیا ہو' ذخیرہ حدیث میں ایسی کوئی حدیث نہیں جس پر کسی امام کا عمل نہ ہو' ہو سکتا ہے کہ تمہارے امام کو اس حدیث کا علم ہو' مگر اس کی نظر میں کسی زیادہ صحیح حدیث یا متاخر حدیث سے معارض ہو اور منسوخ ہو یا اس امام نے دیگر دلائل کی وجہ سے اسے لائق استدلال نہ سمجھا ہو' جن کا علم صرف مجتہدین کو ہوتا ہے' اگر تم اس حدیث پر عمل کرنا چاہو تو خوب' مگر اس صورت میں تم پر امام کی تقلید لازم ہو گی جس نے اس کو مرجح قرار دے کر عمل کیا' کیونکہ اس امام نے تبھی اس پر عمل کیا جب اس کے نزدیک ممانعت اٹھ گئی' اس کے باوجود اگر تم اپنے امام کا قول مانو تو حرج نہیں' کیونکہ قول امام بھی دلیل سے ماخوذ ہے' خواہ تمہیں اس دلیل کا علم نہ ہو' کیونکہ یہ ائمہ مجتہدین کتاب و سنت کی دلیل کے بغیر کوئی معمولی مسئلہ بھی مستنبط نہیں کرتے' اس لئے کہ وہ انتہائی متقی اور پارسا ہوتے ہیں' اور انہوں نے فقہی مذاہب کے ذریعے صرف کتاب و سنت کی شرح کی ہے معانی اور احکام کھول کر بیان کئے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں کو قرآنی احکام و معانی کے قریب کیا ہے' مزید برآں ان احکام کو مدون کرنے کا فریضہ سرانجام دیا ہے' اگر اعانت الٰہی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو ایسا فقہی کارنامہ سرانجام نہ دیا جا سکتا' ان حقائق کی روشنی میں یہ کہنا بجا ہے کہ فقہی مذاہب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور دین حق کی صحت کی زبردست دلیل ہیں۔

استدراک

یاد رہے کہ مجتہدین کے مابین اختلاف اصول دین اور عقائد توحید کے بارے میں نہیں جو کہ ممنوع اختلاف ہے نہ ہی

یہ اختلاف بڑے بڑے شرعی احکام میں ہے جو ضروریات دین سے ہیں اور جن کا ثبوت متواتر احادیث اور مشہور و مستفیض روایات سے ہوتا ہے' ان ائمہ کرام کا اختلاف صرف فروع میں ہے جو ہر امام کے نزدیک ترجیح اور قوت دلیل پر مبنی ہوتا ہے' یہ اختلاف امت کے لئے رحمت ہے' آدمی فروعی مسائل میں جس امام کی چاہے تقلید کرے' اس میں کوئی حرج اور تنگی نہیں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے' میری امت کا اختلاف رحمت ہے اس روایت کو بیہقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ محدثین نے نقل کیا۔

امام مناوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جامع صغیر کی شرح کبیر میں لکھتے ہیں۔

"اختلاف ائمہ دراصل لوگوں کے لئے سہولت اور عملی وسعت ہے' یہ مذاہب متعدد راستوں کی مانند ہیں جن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے' ان کی غرض و غایت یہ تھی کہ لوگوں کو معاملات میں تنگی سے دوچار نہ ہونا پڑے اور طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ برداشت کرنی پڑے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں انتہائی وسعت اور آسانی ہے اس لحاظ سے مذاہب کا اختلاف بہت بڑی نعمت اور فضیلت ہے جو اس امت کی خصوصیت ہے اسی اختلاف کی حدیث میں پیش گوئی ہے اس طرح اس کا وقوع پذیر ہونا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

جہاں تک عقائد میں اجتہاد کا تعلق ہے تو یہ صریح گمراہی اور بلائے بے درماں ہے جیسا کہ اپنے مقام پر ثابت و محقق ہے' البتہ! حق وہی ہے جس پر اہل سنت و جماعت کاربند ہیں اور اختلاف سے مراد احکام میں اختلاف ہے (نہ کہ عقائد میں) روایت ہے کہ جب خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو عراق لے جانے کا قصد کیا تاکہ لوگوں کو موطا امام مالک کے احکامات کا پابند بنائے جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو قرآن پر جمع کرکے پابند کیا تھا' حضرت امام مالک نے فرمایا لوگوں کو موطا کی پیروی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا' کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مختلف شہروں میں سکونت پذیر ہو گئے تھے وہاں انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں' لہٰذا ہر شہر کے لوگوں کے پاس حدیث کا علم موجود ہے اور حضور کا ارشاد ہے کہ اختلاف امت رحمت ہے"

امام مناوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حدیث اختلاف میں ان لوگوں کا رد بھی ہے جو بعض مجتہدین کی حمایت میں دوسروں سے تعصب رکھتے ہیں یہ معصیت خطرناک حد تک عام ہو چکی ہے پھر لکھتے ہیں' ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اعتقاد رکھیں کہ چاروں ائمہ سفیانین' امام اوزاعی' داؤد ظاہری' اسحٰق بن راہویہ اور دیگر ائمہ سب ہدایت پر تھے' مگر فروعی مسائل میں معصیت ان میں سے ایک ہی تھا' البتہ! ضابطہ یہ ہے کہ مصیب کیلئے دواجر ہیں جبکہ مخطی کے لئے ایک اجر ہے ایک غیر مجتہد عامی کے لئے لازم ہے کہ وہ کسی معین مذہب کی تقلید کرے' حدیث اختلاف امت میں ایک مذہب ترک کرکے دوسرا مذہب اختیار کرنے کا جواز بھی ہے' شوافع کے نزدیک جواز کا حکم ہی صحیح ہے' مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی براہ راست تقلید روا نہیں' یہی حکم تابعین کا ہے۔ امام الحرمین کا ارشاد ہے کہ جن لوگوں کے مذاہب مدون

و منضبط نہ ہو سکے' قضاء و افتاء میں چار اماموں کی تقلید چھوڑ کر ان کی تقلید کرنا ممنوع ہے۔' کیونکہ چاروں مذاہب مدون ہو کر دنیا میں پھیل گئے یہاں تک کہ ان کے اطلاق کی تقیید اور عام کی تخصیص ظاہر ہو گئی بخلاف دیگر مذاہب کے کہ وہ مدون نہ ہو سکے' اور ان کے پیروکار راہی ملک عدم ہو گئے یہی وجہ ہے کہ امام رازی نے محققین کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ عوام کو اکابر صحابہ کی تقلید سے منع کیا جائے گا'ہاں! درجہ اجتہاد پر فائز شخص کو اپنے ذاتی عمل کے لئے کسی مذہب معین کی تقلید کا پابند نہیں کیا جائے گا' البتہ! شرط یہ ہے کہ وہ رخصت کا راستہ اختیار نہیں کرے گا' اس طرح کہ ہر مذہب سے آسان ترین مسئلہ اختیار کرے' ایسا ہوا تو تکلیف شرعی کی گرہ کھل جائے گی(اور دین بازیچہ اطفال بن جائے گا) انتہی کلام المناوی۔

اگر تم فقہی مذاہب اور مجتہدین بالخصوص ائمہ اربعہ کی فضیلت سے آگاہ ہونا چاہو' نیز یہ جاننا چاہو کہ ان فقہی مذاہب میں کتاب و سنت سے باہر کی کوئی چیز نہیں تو اس تفصیلی بحث کے لئے امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرو' انہوں نے اپنی تالیفات میں اس موضوع پر بھرپور توجہ دی ہے خصوصاً میزان کبریٰ اور میزان خضریہ میں' یہ دونوں کتابیں اسی مسئلہ پر ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں' لہٰذا ہر طالب علم کے لئے لازم ہے کہ وہ ان کتابوں سے شناسا ہو تاکہ اس کو پتہ چلے کہ ائمہ مجتہدین نے شریعت مطہرہ کی کس طرح خدمت کی ہے؟ یہ مجتہدین امت کے لئے سراپا رحمت ہیں' امام شعرانی کی کتابیں دستیاب ہیں' لہٰذا ان کی طویل عبارات نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں' پھر بھی تکمیل مقاصد کے لئے بعض روشن فوائد نقل کر دینے میں حرج نہیں۔

امام شعرانی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں۔

برادر عزیز! ان ائمہ کو مجتہدین اسی لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کتاب و سنت کے پوشیدہ احکام کے استنباط میں حتی المقدور کوشش کی ہے کیونکہ اجتہاد مشتق ہے جہد سے' مراد ہے دلائل میں کثرت' نظر اور جولانی فکر میں انتہائی کوشش اور مبالغہ سے کام لینا' اللہ تعالیٰ نے تمام مجتہدین کو امت محمدیہ کی طرف سے بہتر جزا دے کیونکہ اگر وہ امت کے لئے کتاب و سنت سے احکام نہ نکالتے تو ان کے علاوہ کوئی اس عظیم کام کی اہلیت نہیں رکھتا تھا۔

"یواقیت و جواہر" میں فرماتے ہیں۔

"میں نے سیدی علی الخواص کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم تک جو حکم اور قول پہنچا ہے اسکی کوئی نہ کوئی اصل ضرور کتاب و سنت میں موجود ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ نہ فرماتا

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ　　تاکہ لوگوں کے ظاہر فرمائیں جو ان کی طرف اتارا گیا

اور تبیین کتاب کی بجائے ابلاغ قرآن ہی کافی ہوتا' جبکہ یہ بات شہرت رکھتی ہے کہ کلام الٰہی کی تفصیل و تبیین میں انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے نائب ہوتے ہیں' یونہی مجتہدین انبیائے کرام کے اجمالی کلام کی تشریح کرتے ہیں اسی طرح ہر زمانے کے علمائے کرام گزشتہ علماء و فقہاء کے کلام کے شارح ہوتے ہیں' اگر اس اجمال کی حقیقت دنیا میں جاری ساری نہ ہوتی تو کسی کتاب کی شرح نہ لکھی جاتی' نہ کسی کتاب کا ترجمہ ہوتا' نہ ہی لوگ تفاسیر و شروح کے حواشی لکھتے' اس سے معلوم ہوا کہ

ہر دور کے علماء بعد کے لوگوں کے لئے رحمت ثابت ہوئے۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔

"اگر شارع علیہ السلام اپنی حدیثوں کے ذریعے قرآنی اجمال کی وضاحت نہ فرماتے تو قرآن آج تک اپنے اجمال پر رہتا' اور ہمیں معلوم نہ ہوتا کہ نماز کی ادائیگی اور طہارت کی کیفیت کیا ہے؟ نواقض وضو کا پتہ چلتا' نہ زکوٰۃ کے نصاب و شروط کا علم ہوتا' نہ روزے اور حج کے واجبات و مفسدات سے آگاہی ہوتی اور نہ ہی ہم عقود و معاملات وغیرہ امور کی تفصیل سے باخبر ہوتے' یونہی شریعت کے اجمالی مسائل کی وضاحت مجتہدین نہ کرتے تو سنت کا اجمال قائم رہتا' اسی طرح کلام علماء کی گرہیں قیامت تک کھل نہ سکتیں۔

یہی ارشاد امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ نے میزان خضریہ میں حضرت شیخ اکبر رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' کہ علمائے کرام انبیائے کرام علیہم السلام کے نقوش قدم پر گامزن ہوتے ہیں' جس طرح ہمارے لئے انبیاء و رسل کے لائے ہوئے کلام پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا لازم ہے' خواہ ہم اس کلام کو سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں' یونہی مجتہدین کے کلام کو ماننا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے' جب تک کہ شارع علیہ السلام کا کلام صراحت کے ساتھ اس کے خلاف نہ آیا ہو"

امام ابن عربی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔

"تمام رسولوں کی شرائع پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے پر ائمہ اسلام کا اجماع ہے یہ تمام شریعتیں باہم اختلاف و تباین کے باوجود حق ہیں' یہی حکم ائمہ مجتہدین کے مذاہب کا ہے جن کے صحیح ہونے پر مقلدین کو ایمان رکھنا ضروری ہے' جن لوگوں کو اللہ تعالٰی نے نور بصیرت سے منور فرمایا وہ ان مذاہب کے درمیان کوئی تناقض یا اختلاف نہیں دیکھتے' وہ اسی کسوٹی پر تمام مذاہب کو پرکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی ہے یعنی شریعت مطہرہ' کیونکہ ان مذاہب کا کوئی ایک مسئلہ بھی شریعت سے بیگانہ نہیں اور مقلدین کے اقوال و افعال بھی شریعت کے دونوں درجوں تخفیف و تشدید کے درمیان دائر ہیں"

امام ابن عربی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ مجتہدین کی شریعت میں ذاتی رائے سے برات اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم و مابعد کے بزرگوں کے اقوال و عبارات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

ہم بارہا ثابت کر چکے ہیں تکہ تمام مجتہدین دلائل شریعت سے کلما اتفق رکھتے ہیں اور دین میں ذاتی رائے سے پاک اور منزہ ہیں' ان کے مذاہب کا تانا بانا شریعت ہے یعنی کتاب و سنت ہے' لہٰذا تمہارے لئے تقلید سے گریز کی کوئی صورت نہیں' تم جس مذہب کی چاہو تقلید کرو' کیونکہ سب ائمہ عدول ہیں اور اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر گامزن ہیں مثلاً جب تم ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھو جو صبح کی نماز میں دعائے قنوت کا قائل نہیں' یا قائل تو ہے' مگر رکوع سے پہلے پڑھتا ہے تو حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کی موافقت کرو' مخالفت نہ کرو' ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا' دیگر مسائل کو بھی اسی مثال پر قیاس کر لو' خدا کا فضل و کرم ہے کہ ہم ائمہ مجتہدین کے مقلدین ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں

کہ وہ سب ہدایت ربانی پر تھے اور جو شخص کسی فقہی مذہب پر اعتراض کرتا ہے تو اس کی وجہ در اصل جہالت اور کلام امام سے بے خبری ہے"

حضرت شیخ اکبر مزید لکھتے ہیں۔

تمام مجتہدین نے اپنے پیروکاروں کو تلقین کی ہے کہ جب ان کا کلام کتاب و سنت سے متصادم نظر آئے تو کتاب و سنت پر عمل کیا جائے یہاں انہوں نے کسر نفسی' احتیاط اور ادب شارع کی وجہ سے ذاتی رائے سے برات کا اظہار کیا' رائے اور بدعت وہی قابل مذمت ہے' جو مطلق و بے قید ہو اور شریعت کے اصول یا قاعدے کے تحت نہ ہو' جبکہ ہر وہ کام جس کی صحت کی شہادت شریعت مطہرہ دے یا وہ قواعد شرعیہ کے موافق ہو تو وہ سنت ہے اور مذموم رائے کے دائرے سے باہر' یہاں سے معلوم ہوا کہ ائمہ مجتہدین اور مقلدین علماء نے جو مسائل اخذ کئے ان سب کی حقانیت اور صحت کی گواہی شریعت مطہرہ دے رہی ہے کیونکہ ان کے اقوال نور شریعت کی کرنیں ہیں' جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ سنت وہی ہے جو احادیث میں صراحت کے ساتھ آئی ہے تو وہ تمام مذاہب کا منکر اور اجماع کا مخالف ہے اس کی بدعقیدگی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہم بدعقیدگی سے عافیت کی دعا مانگتے ہیں'

امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یواقیت و جواہر" نیز میزان خضریہ میں شیخ الاسلام زکریا رحمتہ اللہ تعالیہ علیہ سے نقل کرتے ہیں' الحمد للہ ! میں نے مجتہدین کے دلائل کی خوب چھان پھٹک کی مجھے' ان کے مذاہب میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں ملا جس کی دلیل کسی آیت حدیث اثر یا قیاس صحیح سے ماخوذ و مستند نہ ہو انکے اقوال یا تو صریح آیت یا حدیث سے ماخوذ ہیں یا ان کے معانی اور نتائج سے مستفاد ہیں۔ یہ سارے اقوال انوار شریعت سے مقتبس ہیں اور اصل سرچشمہ شریعت ہی ہے' اور محال ہے کہ کوئی فرع اصل کے بغیر پائی جائے"

امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مزید لکھتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق احکام شریعت کی تکمیل احادیث اور تمام فقہی مذاہب کے ضم کرنے سے ہوتی ہے' اس لحاظ سے احادیث بھی شریعت ہیں اور اقوال ائمہ بھی' ان کا تانا بانا شریعت ہی ہے' اگر ہم اقوال مجتہدین میں سے کسی قول کو شریعت سے جدا کردیں تو وہ اس کپڑے کی مانند ہو گی جس سے کوئی تند نکال لی گئی ہو' برادر عزیز! تمام احادیث و اقوال کو باہم پیوست کرکے رکھو' تمہیں شریعت کی عظمت معلوم ہو جائے گی"

شیخ ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات کیہ میں موزوں کے مسح پر گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی مجتہد کے حکم پر طعن کرے کیونکہ شرع وہی ہے جو اللہ کا حکم ہے اور یہ حکم مجتہد نے ثابت کیا' لہٰذا اس حکم کے پیچھے تائید الٰہی موجود ہے مسئلہ مسح میں بکثرت فقہاء نے جو منع کا مذاہب اختیار کیا وہ عدم استحضار کی وجہ سے ہے' بے علمی کی وجہ سے نہیں' لہٰذا جو شخص کسی معین مجتہد کو غلط گردانے گا تو گویا وہ شارع علیہ السلام کے ثابت کردہ حکم کی تغلیط کرے گا"

باب الوصایا میں فرمایا۔

"مجتہدین پر زبان طعن دراز کرنے سے باز رہو' تم کہتے ہو کہ وہ معارف و اسرار شریعت سے بے خبر تھے' جیسا کہ بعض صوفی دعویٰ کرتے ہیں' در اصل یہ مقام ائمہ سے جہالت کا نتیجہ ہے' یاد رکھئے کہ ائمہ مجتہدین غیبی علوم میں مستحکم قدم رکھتے تھے' اگرچہ ان کا حکم ظن پر مبنی تھا' مگر ظن بھی علم ہے ائمہ مجتہدین اور اہل کشف کے درمیان صرف طریق کا اختلاف ہے اور مرتبہ اجتہاد تو در اصل تشریع (قانون سازی) کا وہ مقام ہے جہاں مقام رسالت کا پر تو پڑتا ہے"

امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل کشف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علمائے شریعت کے اقوال وہی ہیں جو گزشتہ انبیاء کے شرعی ضابطے تھے' اللہ تعالیٰ کی مشیئت تھی کہ اس امت کو اجر کا وہ حصہ ملے جو ہر نبی کی شریعت پر عمل پیرا لوگوں کو نصیب ہوا"

میزان کبریٰ میں حدیث اصحابی کالنجوم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ بات معلوم و متحقق ہے کہ مجتہدین کرام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے راستے پر گامزن تھے کوئی مجتہد ایسا نہیں جس کا سلسلہ گروہ صحابہ یا کسی صحابی سے نہ ملتا ہو' اگر تم یہ سوال کرو کہ علماء نے مجتہدین کے کلام کو احاد صحابہ کے کلام پر تقدیم کیوں دی' تو اسکا جواب یہ ہے کہ علماء نے مجتہد غیر صحابی کے کلام کو بعض مسائل میں صحابی کے کلام پر اس لئے تقدیم دی ہے کہ مجتہد کا زمانہ صحابی کے زمانہ سے متاخر ہے اور اس نے جملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا اکثر کے ارشادات کا احاطہ کیا ہے' لہٰذا یہ معاملہ تخفیف و تشدید کی میزان کی طرف پلٹ گیا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے شیخ شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کو بارہا ارشاد فرماتے سنا کہ شریعت ایک اتھاہ سمندر کی مانند ہے تم اس کی جس طرف سے چلو بھرو گے تو معاملہ یکساں ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ تم قول مجتہد کے انکار سے بچو' غلطیاں تلاش نہ کرو' جب تک کہ تم تمام دلائل شرعیہ اور جمیع لغات عرب کا احاطہ نہیں کر لیتے اور تمام طرق و معانی کی معرفت حاصل نہیں کر لیتے' مگر یہ کمال تمہیں کیسے حاصل ہو سکتا ہے' لہٰذا تمہیں جرات انکار نہیں کرنی چاہیے)

امام طبرانی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری شریعت کے تین سو ساٹھ راستے ہیں جو کوئی ان میں کسی ایک راستے پر چل نکلا تو نجات پا گیا۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میزان خضریہ میں فرماتے ہیں۔

ان حدیثوں پر عمل کرو جو ائمہ مجتہدین کے نزدیک درجہ صحت کو پہنچ گئی ہیں' اگرچہ تمہارے امام نے ان سے استناد نہیں کیا' تم دونوں ہاتھوں سے یہ بھلائی سمیٹو اور یہ نہ کہو کہ میرے امام نے ان سے تمسک نہیں کیا' لہٰذا میں بھی ان پر عمل نہیں کرتا' کیونکہ تمام ائمہ راہ شریعت کے راہی ہیں اور سر مو انحراف نہیں کرتے' وہ اس قول بالرائے سے اعلان برات کرتے ہیں جو دلائل شریعت کے کسی قاعدے کے تحت نہیں آتا' برادر عزیز! تم پر لازم ہے کہ تم ہر ایسی حدیث کو جس پر امام کا عمل نہیں' اس بات پر محمول کرو کہ یا تو امام کو یہ حدیث ملی نہیں یا ملی ہے' مگر اس کے نزدیک درجہ صحت تک نہیں پہنچی' اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی مذہب تمام ذخیرہ حدیث کا جامع نہیں ہوتا' تمہارے امام یہ فرما چکے ہیں کہ

حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے تعجب ہے کہ اس کے باوجود بہت سے مقلدین بکثرت احادیث صحیحہ سے بے تعلق ہو گئے ہیں' حالانکہ ان کو سزاوار تھا کہ وہ اپنے امام کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان احادیث پر عمل کرتے' ہمارا عقیدہ ہے کہ ان ائمہ میں سے کوئی امام زندہ رہتا تو احادیث کی صحت ثابت ہونے پر ضرور ان سے استناد کرتا اور اپنے قول سے رجوع کر لیتا۔

واضح رہے کہ ہماری بحث بالا عوام کے لئے مذہب معین کی تقلید کے وجوب کے منافی نہیں اگرچہ اس کے لئے شرع میں کوئی مخصوص ضابطہ وارد نہیں' ائمہ نے وجوب تقلید کا جو حکم دیا ہے تو اس میں رحمت و سہولت ہے تاکہ عوام دو مفسدوں میں سے خفیف تر کا انتخاب و ارتکاب کریں' اگر علماء عام لوگوں کے لئے تقلید لازم نہ کرتے تو وہ راہ ہدایت سے بھٹک جاتے کیونکہ بغیر رہنما کے ان کے لئے چلنا دشوار تھا۔

امام شعرانی کا یہ فرمانا کہ ان احادیث پر عمل کرو جو ائمہ مجتہدین کے نزدیک درجہ صحت تک پہنچ گئی ہیں' امام نووی کے اس ارشاد کی تائید ہے کہ جو کوئی حدیث صحیح پر عمل کرنے کا خواہاں ہو تو وہ اس امام کی تقلید کرے جس نے اس سے تمسک کیا۔

صوفیائے کرام کا باطنی تصفیہ اور وہبی علوم

حضرات صوفیائے کرام کو طاعات اور اذکار کی پابندی سے جو صفائے قلبی حاصل ہوتی ہے اور وہبی علوم ملتے ہیں اور ان پر جو خفیہ اسرار کھلتے ہیں' نیز انبیائے کرام کے معجزات کی طرح جو کرامات و خوارق عادات ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں' وہ سب ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں' یہ نبوت محمدیہ کے دلائل اور دین کی صداقت کے نشان ہیں کرامات پر تفصیلی بحث کتاب کے آخر میں آرہی ہے' اس وقت مقصود اجمالی ذکر ہے۔ ارباب معرفت کی طریقت و حقیقت کے حسین احوال' عمدہ اخلاق' عجیب کرامات' حیران کن علوم اور ظاہر و باہر کمالات کا انکار بجز بصیرت کے اندھے کے اور کوئی نہیں کر سکتا' در اصل یہ مراتب شریعت محمدیہ کی پیروی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے حاصل ہوتے ہیں' اسی اتباع کی وجہ سے صوفیائے کرام کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ — آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت رکھے گا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ انہیں مقام محبوبیت پر فائز کرتا ہے تو ان کو گوناں گوں قسم کے کمالات اور کرامات عطا کرتا ہے جن کا ظہور ان سے عموماً ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب دین کی صداقت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے دلائل ہیں' صوفیائے کرام نے اپنی تصنیفات میں ذکر پر مداومت اور آداب طریقت کی پابندی کے فوائد پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے جن سے عقلیں حیران ہیں' جو آدمی صوفیاء کے طریق پر صدق و استقامت کے ساتھ گامزن ہو گا' وہ بچشم خود ان کرامات کا مشاہدہ کرے گا

خصوصاً جب اسے کسی عارف کی صحبت اور مرشد کامل کی تربیت نصیب ہو گی۔

علماء کا جود اور علمی سرمایا

ایک اور عظیم و جلیل دلیل جو دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت و صداقت پر گواہ ہے وہ یہ ہے کہ ارباب عقل و دانش جب اس دین میں دقت نظر سے کام لیتے ہیں فہم معانی میں کمال پیدا کرتے ہیں' دینی احکام کی پہچان اور اس کے اصول و فروع میں تبحر حاصل کرتے ہیں نیز عقلی اور نقلی علوم میں مطابقت کر لیتے ہیں' تو ان کی محبت اور قوت اعتقاد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ کے سب سے زیادہ عقل مند' فاضل اور اسلامی شریعت کے بڑے عالم یہی دین حق کے علماء اور شریعت مصطفیٰ کے خادم ہیں یعنی محدثین فقہاء صوفیاء اور متکلمین' ان میں سے ہر گروہ کی تعداد ہزاروں میں ہے اور مختلف فنون (تفسیر' حدیث' فقہ' تصوف) میں ان کی کتابوں سے پورا جہان معمور ہے (دیگر موضوعات پر انکی کتابیں شامل نہیں) دوسری اقوام کے علماء و فضلاء ان مسلمان مفکرین کے قلمی سرمائے پر فخر کرتے ہیں اور انہیں بہترین ذخیرے شمار کرتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو مختلف ممالک سے گراں قیمت پر خرید کر جمع کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے پاس مسلمانوں سے زیادہ بڑے کتابی ذخیرے ہیں' وہ اپنی ذاتی اور پبلک لائبریریوں میں لاکھوں نسخے جمع کر کے نازاں ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس اہتمام کے پیچھے دعوت مصطفیٰ کی اشاعت اور قیامت کے روز غیر مسلموں پر اقامت حجت کی ایک باطنی حکمت پوشیدہ ہے اسی حکمت کے پیش نظر ان غیر مسلموں نے قرآن حکیم کی نشرواشاعت پر زبردست توجہ دی ہے اور اسے بڑی احتیاط کے ساتھ طباعت کے مراحل سے گزارا ہے۔

نیز مختلف زبانوں میں اس کے تراجم کئے ہیں حالانکہ ان غیر مسلموں کی اپنی دینی کتابیں قرآن کی طباعت کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں' اور پڑی پڑی بوسیدہ ہو رہی ہیں' بلکہ کسی اور دین کے بارے میں تمام کتابوں کا موازنہ کسی مسلمان عالم کی تالیفات سے کریں تو کثرت تعداد کے لحاظ سے وہ اس مسلمان عالم کی تصنیفات کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی۔

متقدمین و متاخرین ائمہ اسلام میں ہزاروں ایسے ہیں جن کی تصانیف کا حصر ممکن نہیں' اگر تخمینہ کیا جائے تو ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچے گی' صرف امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کی تعداد پانچ سو تھی جن میں سے اکثر کئی کئی مجلدات پر مشتمل ہیں' یہ کتابیں زیادہ تر دینی موضوعات پر ہیں' ان سے پہلے حافظ ابن حجر عسقلانی' حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کثیر التصانیف تھے' ان سے پہلے حافظ نووی اور شیخ اکبر کی مولفات سینکڑوں میں تھیں' یہ ساری تصنیفات دینی ہیں اور کئی کئی جلدوں میں ہیں' اسی طرح امام شعرانی' ابن مکی' مناوی' علی قاری اور ابن کمال پاشا رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی ہیں' اگر ہم چاہیں تو ایسے ہزاروں علماء کے نام پیش کر سکتے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کے ناموں اور کاموں سے آگاہ نہیں' ان کا سلسلہ الگ ہے۔

یونہی دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اسلام کے موضوع پر کتابیں لکھی ہیں وہ بھی اس شمار میں نہیں' بلکہ بعض ائمہ اسلام کی ایک تصنیف دیگر ادیان کے سارے علمی ذخیرے سے بھاری ہے مثلاً حضرت شیخ اکبر کی تفسیر چھ سو جلدوں پر

مشتمل ہے اسی طرح ابن تیمیہ اور ابن نقیب مقدسی کی تفسیریں ہیں ان سے بڑی تصنیف وہ ہے جس کا ذکر سیدی عبدالوہاب شعرانی نے منن کبریٰ میں بحوالہ طبقات کیا ہے کہ حافظ ابن شاہین نے تین سو تیس کتابیں لکھی جن میں سے ایک تفسیر ایک ہزار مجلدات میں اور حدیث کی کتاب مسند سولہ سو مجلدات میں ہے' ان کی عمر کے آخری حصے میں استعمال ہونے والی سیاہی کا حساب لگایا گیا تو اس کا وزن اٹھارہ سو رطل نکلا' بعض ائمہ کا بیان ہے کہ شیخ عبدالغفار قوصی نے مذہب شافعی میں ایک کتاب ایک ہزار جلدوں میں لکھی' حافظ سیوطی کہتے ہیں کہ امام ابوالحسن اشعری نے تفسیر قرآن چھ سو جلدوں میں تحریر کی' یہ تفسیر بغداد کی نظامیہ لائبریری میں موجود ہے انتھی کلام الشعرانی۔

مذکورہ بالا بحث کے ساتھ یہ بھی یاد رکھئے کہ دیگر تمام ادیان کی خدمت زیادہ تر انکے عوام نے کی اور اسلام کی طرح ان کو فحول علماء نے متصل اسناد کے ذریعے آئندہ نسلوں تک نہیں پہنچایا' ہمارے شیخ عبدالہادی مصری مقدمہ شرح بخاری کے حاشیے میں بحوالہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ ثقہ راویوں کا دین مصطفیٰ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل اسناد کے ذریعے نقل کرنا امت محمدیہ کی ایسی خصوصی فضیلت ہے جسمیں اور کوئی امت شریک نہیں' جہاں تک مرسل اور معضل روایات کے ساتھ تبلیغ دین کا تعلق ہے یہ یہودی علماء کا کام ہے' مگر اس میں بھی انکو موسیٰ علیہ السلام سے قربت کا وہ شرف حاصل نہیں جو ائمہ اسلام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل ہے بلکہ انکے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان سینکڑوں سال کا عرصہ حائل ہے' جہاں تک نصاری کا تعلق ہے تو ان کے پاس اس طرح کی کوئی (متصل الاسناد) نقل موجود نہیں سوائے تحریم طلاق کے' رہی کذاب اور مجہول راویوں کے ذریعے نقل (دین) تو یہ سلسلہ یہود و نصاری میں بہت ہے یہودیوں کے پاس ہمارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کے اقوال کی مانند کوئی ایسا قول نہیں جو ان کے کسی حواری تک پہنچتا ہو نہ ہی نصاری کا سلسلہ سند شمعون اور پولس سے اوپر جاتا ہے۔

گزشتہ ادوار میں جہالت خواہشات نفس اور اغراض نے ان ادیان کو کھلونا بنا دیا' ان میں کمی بیشی ہوتی رہی' اور بگاڑ میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ تاآنکہ ایسی عجیب صورتحال پیدا ہوگئی کہ خود ادیان کے ماننے والے ان سے نالاں ہو گئے وہ کئی گروہوں میں بٹ گئے اور ایک بڑے گروہ نے جمہور اسلاف کے متفقہ دینی احکام سے کنارہ کشی کرلی' جبکہ غالب اکثریت دین سے بے تعلق ہو گئی' اس کا ایک سبب یہ ہوا کہ ان کے ہاں عقلی علوم عام ہوئے تو ان کے ارباب دانش اپنے ادیان عقائد اور دینی مسائل میں گہری نظر تحقیق کرنے لگے اور اصول و فروع میں باریک بینی کی وجہ سے ان کے دینی اعتقاد میں تزلزل آنے لگا' رفتہ رفتہ ان کے دلوں سے دین اور عقیدے کا نام و نشان تک مٹ گیا' ان کے سینے اعتراضات اور تنقید سے بھر گئے جس کی وجہ سے انہوں نے دین کی بے وقعتی اور کھوٹ پر کتابیں لکھ دیں۔ یہاں تک کہ ان کے نزدیک بے دینی آدمی کی عقل و دانش کا معیار بن گئی' یہی وجہ ہے کہ دینی پیشوا عقلاء اور علماء کے دائرہ سے نکل گئے اور صرف دینی رسوم کی ادائیگی تک محدود ہو گئے۔ یہ بھی اس لئے کہ عوام کا دین سے ظاہری تعلق برقرار رہے' کیونکہ دین کی بساط لپیٹ دینا عمومی مصلحت کے خلاف تھا۔

(دوسری جانب) بعض ہوشمند محاسن اسلام سے آگاہ ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے اور اپنے ممالک میں دین

اسلام کا پرچار کرنے لگے' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کثیر تعداد میں لوگ دین حق کی تجلیات سے منور ہو کر اور اس کے اسرار سے آگہی حاصل کرکے اس کے دامن میں آ گئے' انکے حکماء و فضلاء اسلام کی فضیلت اور فوقیت کا برملا اعتراف کرنے لگے' ایک فاضل غیر مسلم نے اسلام کی عظمت و فوقیت اور دیگر ادیان کی تزییف ثابت کرنے کے بعد کہا "اگر میں تمام ادیان میں سے کسی دین کو اختیار کرتا تو صرف دین اسلام کا انتخاب کرتا"

یہ حقیقت مخفی نہیں کہ صرف معرفت حق سے اتباع ثابت نہیں ہوتی ہم بہت سے ایسے لوگوں کو جانتے ہیں جو بوجہ عناد حق سے کنارہ کشی کرکے باطل سے وابستہ رہتے ہیں۔ در اصل یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیئت ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں جو چاہے کرے' اس کا پاک ارشاد ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ

بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے (قصص: 56)

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ .. اَجْمَعِيْنَ ہود: ۱۱۸' ۱۱۷

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے' مگر جن پر تمہارے رب نے رحم فرمایا اور لوگ اسی لئے بنائے گئے ہیں اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر۔

صلحائے امت کے چہروں پر نورانیت

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور دین کی صداقت کی ایک اور واضح دلیل یہ ہے کہ امت محمدیہ کے صالحین کے چہروں پر تروتازگی نورانیت اور انس کی روشنی رہتی ہے۔ جس کا ہر کوئی مشاہدہ کرتا ہے یہاں تک کہ کافر بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں' صالحین امت کے علاوہ کہیں ایسی نورانیت نظر نہیں آتی' اس کے برعکس فاسقوں گنہگاروں کے چہروں پر بے رونقی اور ظلمت چھائی رہتی ہے جس کا ازالہ توبہ سے ممکن ہے' سب سے بری حالت اہل بدعت کی ہوتی ہے جو اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ان کا تعلق اہل اسلام سے ہے حالانکہ اسلام کی کئی شرطیں ترک کرنے اور بدعات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ اہل اسلام سے ایک حد تک بیگانہ ہو جاتے ہیں' ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو زندگی بھر طرح طرح کی تاریکیوں میں غرق رہتے ہیں تو دم واپسیں ان کے چہرے سیاہ ہوتے ہیں' یہ حقیقت ہر اس شخص پر واضح ہے جس کے سینے میں ایمان کی ذرہ سی روشنی بھی ہے۔

مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ توحید (ورسالت) کے دلائل بے شمار ہیں'

شعر:- ہر چیز میں اس کی معرفت کی نشانی ہے جو اسکی توحید پر گواہ ہے

یونہی رسالت محمدیہ اور دین اسلام کی صداقت و عظمت کے ان گنت نشان ہیں' میں نے اپنے قصیدے میں جو کہ قصیدہ بانت سعاد کے مقابلہ میں لکھا' یہ حقیقت اس طرح اجاگر کی ہے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ رحمٰن کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں

اور یہ کہ احمد خیر الرسل ہیں اور سارے جہانوں کے لئے رحمت' آپ کی رحمت سے کوئی چیز باہر نہیں

یہی وجہ ہے کہ بعثت نبوی سے آج تک اس دین مبین کی اشاعت جاری ہے اور یہ تمام بلاد و امصار میں روز افزوں ترقی پر ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ عرب و عجم کے لوگ اس کی روشنی سے مستنیر ہو کر گروہ در گروہ اس کے دامن میں آ رہے ہیں' بخلاف دیگر ادیان کے کہ شاذ و نادر کوئی جاہل انہیں قبول کرتا ہے' جسے پیسے سے خریدا جاتا ہے طرح طرح کی ترغیبات اور ترہیبات سے اسے بہکایا جاتا ہے' جبکہ دوسری طرف لوگ گروہ در گروہ ان دینوں کو ترک کر رہے ہیں اور زیادہ تر اسلام قبول کر رہے ہیں' اور کچھ دہریت کی طرف جا رہے ہیں' جہاں عقیدہ ہے نہ دین' اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان دینوں میں متضاد اور متناقض باتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جنہیں کوئی صحیح العقل آدمی ماننے کے لئے تیار نہیں' رہے وہ لوگ جو بظاہر ان دینوں سے وابستہ ہیں تو ان کی وابستگی کی اصل وجہ ان کا فطری تعصب ہے جو ان کی گھٹی میں پڑا ہے' اور اسی میں وہ پروان چڑھے ہیں۔

پس ساری تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے ہمیں مسلمان بنا کر امت محمدیہ میں شمار فرمایا۔

نوٹ :- آج مورخہ 14 اگست 1998ء بروز جمعۃ المبارک صبح سات بجے یہاں تک کے ترجمہ سے فراغت نصیب ہوئی' الحمد للہ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہ محمد' کتبہ عبدہ المذنب محمد اعجاز جنجوعہ غفرلہ

باب دوم

بعد وصال نبوی ﷺ خواب و بیداری میں اہل استغاثہ کی مطلب بر آری

میں نے اس باب میں شیخ الاسلام شمس الدین محمد بن موسیٰ بن نعمان فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظنہ و المنام" کا اختصار کثیر اضافوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ امام فاسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر محدثین میں سے ہیں' انہوں نے علم حدیث سلطان العلماء امام عز بن عبدالسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام المحدثین حافظ منذری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہما آئمہ سے حاصل کیا' انکی یہ کتاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کے موضوع پر لکھی جانیوالی کتابوں میں سے بہترین کتاب ہے' امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواہب لدنیہ میں اس کتاب سے بکثرت حوالے دیئے ہیں' مجھے اس کتاب کے دو نسخے دستیاب ہوئے' ایک نسخہ مصنف کے زمانہ میں جمعرات 25 رمضان المبارک 677 ہجری کو مکمل ہوا' مصنف کا سال وصال 683 ہجری ہے' میں نے مصباح الظلام کے تمام ضروری حصے لے لئے ہیں' سوائے ان فوائد کے جن کاموضوع زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں جہاں کہیں کسی دوسری کتاب سے نقل کروں گا وہاں حوالہ کی نشاندہی کر دی جائے گی' جہاں بلاحوالہ عبارت ہو گی وہاں سمجھ لیجئے کہ وہ مصباح سے ماخوذ ہے۔ یہ بات بھی حاشیہ خیال میں رہے کہ مصنف نے زیادہ تر واقعات کی خبریں بلا واسطہ سنی ہیں اور قلیل حصہ ہے جو واسطوں سے مروی ہے میں نے اس باب کے آخر میں علامہ نورالدین حلبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب سیرت کا کلام بھی شامل کر دیا ہے' یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

فصل اول بارگاہ رسالت میں گناہوں کی بخشش کیلئے استغاثہ

(1) اعرابی کاواقعہ

حافظ ابو سعد سمعانی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا' اس نے اپنے آپ کو قبر شریف پر گرا دیا اور تربت اطہر کی خاک سر پر ڈال کر عرض کرنے لگا' یا رسول اللہ ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہم نے سنا اور اچھی طرح ذہن نشین کرلیا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جو کلام اترا اس میں یہ آیت کریمہ بھی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو تمہاری بارگاہ میں آکر اللہ سے استغفار کریں اور رسول اللہ بھی ان کیلئے گناہوں کی معافی کی سفارش کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

حضور! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کی بارگاہ اقدس میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے بخشش کی دعا کریں' قبر شریف سے ندا آئی' اے اعرابی! تجھ کو بخش دیا گیا ہے۔

محمد بن حرب باہلی بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ شریف آیا اور روضہ اطہر پر حاضری دی اسی اثناء میں ایک اعرابی اونٹ دوڑاتا ہوا آیا' اسے بٹھایا' باندھا اور قبر اطہر پر حاضر ہو کر خوبصورت انداز میں سلام پیش کیا اور دلکش دعا مانگی پھر عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی سے خاص کیا اور آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں اولین و آخرین کے علوم جمع فرما دیئے ہیں۔ اس کتاب میں یہ ارشاد بھی ہے

وَلَو اَنَّهُمْ اِذْظَلَمُوْا الی اخرہ

میں اعتراف گناہ کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں اور بارگاہ ربانی میں آپ کا ذیل کرم تھام کر شفاعت کا طلب گار ہوں' خدا نے اس پر بشارت بھی دے رکھی ہے' پھر قبر انور کی طرف رخ کر کے عرض کرنے لگا'

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظَمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَم

اے بہترین ذات! جس کے اعضائے بدن میدانی علاقہ میں دفن کیے گئے تو ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے'

اَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَم

آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید پل صراط پر کی جائے گی جبکہ قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔

نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ العِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَم

میری جان اس تربت پر فدا جس میں آپ کی سکونت ہے' اس قبر نے اپنے پہلو میں پاک دامنی اور جود و کرم کو لے رکھا ہے۔

اس کے بعد وہ اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا' بخدا! مجھے اس بات میں قطعاً" کوئی شک نہیں کہ وہ شخص سامان بخشش لے کر لوٹا' میں نے اس سے بہتر سلام و استغاثہ کسی شخص کا نہیں سنا' محمد بن عبداللہ عتبی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اضافہ کرتے ہیں کہ اسی دوران میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا' پھر خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' آپ نے فرمایا: اے عتبی! اس اعرابی کو جا کر بشارت دو' کہ اللہ نے اس کی بخشش فرما دی ہے'

(2) شہادت کی تمنا پوری ہوئی

حافظ عبدالعظیم منذری بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ مشہور فقیہ ابو علی الحسین عبداللہ بن رواحہ حموی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مدحیہ قصیدہ لکھا اور بارگاہ رسالت میں پیش کر کے یہ صلہ مانگا کہ انہیں راہ خدا میں شہادت نصیب ہو' چنانچہ ان کی تمنا پوری ہوئی اور وہ راہ خدا میں شہید ہوئے' حافظ ابن عسا

کر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مرج عکا کے مقام پر شعبان 585 ہجری بدھ کے روز جام شہادت نوش کیا۔

(3) اولاد نرینہ کی دعا پوری ہوئی

قیروان کے بعض ثقہ شیوخ سے مروی ہے' ایک شخص نے حج کا قصد کیا تو اس کے احباب میں سے ایک نے کہا: مجھے تم سے ایک کام ہے' میری خواہش ہے کہ تم اس کام کی تکمیل میں بھرپور توجہ دو' اس نے پوچھا: کام کیا ہے؟ کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میرا یہ عریضہ بارگاہ رسالت میں پیش کرکے مزار اقدس کے سرہانے دفن کر دو' ہاں! اس عریضہ کو کھولنے اور اس کا مضمون دیکھنے سے اجتناب کرنا' اس شخص کا بیان ہے کہ جب میں روضہ اطہر کی زیارت سے مشرف ہوا تو سلام عرض کرنے کے بعد اپنی حاجات پیش کیں' بعد ازیں دوست کا سلام اور عریضہ پیش کیا' (اس کا بیان ہے کہ)

جب حج و زیارت سے لوٹا تو بیرون شہر اس دوست سے ملاقات ہوئی' اس نے واسطہ دے کر اپنے ہاں ٹھہرنے پر اصرار کیا' تو میں نے اس کے شدید اصرار اور منت سماجت کی وجہ سے مہمانی قبول کرلی' اس نے میری خوب خاطر تواضع کی اور میرے اہل و عیال کے ساتھ بھی عمدہ سلوک کیا' بعد ازاں کہا' اللہ تم کو جزائے خیر دے تم نے میرا عریضہ بارگاہ رسالت میں پہنچا دیا' یہ سن کر مجھے حیرانی ہوئی کہ اسکو دریافت کرنے سے قبل ہی عریضہ کے پہنچ جانے کی خبر ہے' میں نے پوچھا: تم کو کیسے معلوم ہوگیا کہ میں نے تمہارا عریضہ اور سلام پہنچا دیا ہے؟ اس نے جواب دیا میری داستان سنو' میرا ایک بھائی تھا جو فوت ہوگیا اور اپنے پیچھے ایک کم سن بچہ چھوڑ گیا' میں نے اس کی عمدہ تربیت کی' مگر وہ بھی نو عمری میں ہی مر گیا' پھر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا گویا قیامت قائم ہو گئی ہے' لوگ میدان حشر میں جمع ہیں اور پیاس سے انکا برا حال ہے' اسی اثناء میں مجھے اپنا بھتیجا نظر آیا' اس کے ہاتھ میں پانی تھا' میں نے طلب کیا تو اس نے کہا' میرے باپ کو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری' پھر بیدار ہوا تو سخت گھبرایا ہوا تھا' مجھے اپنے بھتیجے کے اس طرز عمل سے اتنا غم اور تعجب تھا کہ صبح ہونے کا یقین نہیں آرہا تھا' صبح سویرے کچھ دینار راہ خدا میں خرچ کرنے کے بعد اللہ سے اولاد نرینہ کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور مجھے ایک بیٹا عطا فرمایا جسے تم نے دیکھا ہوا ہے جب وہ میرے بھتیجے کی عمر کو پہنچا اور اسی دوران میں تم سفر حج پر نکلے تو میں نے یہ عریضہ تمہارے ہاتھ ارسال کیا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے التجا کی کہ آپ اللہ سے میرا فرزند قبول فرمانے کی دعا کریں تاکہ وہ بچہ حشر کے دن میرے کام آئے' چنانچہ تمہاری روانگی کے بعد فلاں تاریخ کو یہ بچہ بخار میں مبتلا ہوا پھر اسی بخار میں فلاں رات اس کا وصال ہو گیا' اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ میرا عریضہ بارگاہ رسالت میں باریاب ہو چکا ہے' اور میری تمنا پوری ہو گئی میں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اس بچے کے بیمار ہونے کا دن اور فوت ہونے کی وہی رات ہے جس روز میں روضہ اطہر پر حاضر ہوا تھا۔

(4) امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا استغاثہ

امام قسطلانی مواہب کے مقصد دہم فصل دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد عالم برزخ میں آپ سے توسل کے واقعات اتنے زیادہ

ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں' امام فاسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مصباح الظلام میں ان واقعات توسل کا ایک حصہ منقول ہے' امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

میں ایک دفعہ ایسے مرض میں مبتلا ہو گیا جس کے علاج سے اطباء (ڈاکٹرز) عاجز آ گئے' 28 جمادی الاولیٰ 893 ہجری کی رات میں مکہ مشرفہ میں حاضر تھا' میں نے بارگاہ رسالت میں اپنے مرض کا استغاثہ پیش کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ کرم فرمائی رات خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں یہ تحریر تھی۔

هٰذَا دَوَاءُ دَاءِ اَحْمَدَ بْنِ الْقَسْطَلانِی مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِیْفَةِ بَعْدَ الْاِذْنِ الشَّرِیْفِ — یہ اذن شریف کے بعد بارگاہ رسالت سے احمد بن قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیماری کی دوا ہے۔

جب بیدار ہوا تو خدا کی قسم بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا اور میں برکت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفایاب ہو گیا' 885 ہجری کا ایک اور واقعہ ہے کہ میں مکہ شریف سے زیارت کے بعد مصر جا رہا تھا' راستے میں ہماری خادمہ غزال حبشیہ کو آسیب کا اثر ہو گیا' اور کئی دن تک وہ اس حالت میں مبتلا رہی' تو میں نے اس کے لئے بارگاہ رسالت میں استغاثہ پیش کیا' بعد ازاں خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا جس کے ساتھ وہ جن تھا اس شخص نے مجھ سے کہا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے آپ کے پاس بھیجا ہے چنانچہ میں نے اس جن کو سرزنش کی اور اس سے حلف لیا کہ آئندہ وہ اس عورت کو پریشان نہیں کرے گا' میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس عورت کے چہرے کی سرخی زائل ہو چکی تھی گویا اس کے بندھن ٹوٹ گئے اور اس کو رہائی مل گئی' اس کے بعد وہ ہمیشہ امن و عافیت کے ساتھ رہی' یہاں تک کہ میں نے اسے 894 ہجری میں مکہ مکرمہ چھوڑا' "والحمد للہ رب اللعالمین" مواہب کی عبارت ختم ہوئی۔

(5) رہائی کیلئے استغاثہ

اندلس کے ایک صالح بزرگ ابو محمد عبداللہ بن محمد ازدی بیان کرتے ہیں کہ اندلس کے ایک شخص کا بیٹا گرفتار ہو گیا تو وہ بارگاہ رسالت میں استغاثہ کے لئے روانہ ہوا' راستے میں اسے ایک واقف حال شخص ملا پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں استغاثہ کے لئے جا رہا ہوں کیونکہ میرا بیٹا رومیوں نے قید کر لیا ہے جس کا فدیہ انہوں نے تین سو دینار مقرر کیا ہے جبکہ میں اتنی رقم دینے کی استطاعت نہیں رکھتا' اس شخص نے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تشفع اور توسل تو ہر جگہ سے ہو سکتا ہے' مگر وہ نہ مانا اور حضور کی بارگاہ میں جانے پر بضد رہا' چنانچہ مدینہ منورہ پہنچ کر روضہ اطہر پر حاضری دی اور اپنی حاجت پیش کر کے وسیلہ کی التجا کی' خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے وطن چلے جاؤ تمہاری مشکل حل ہو گئی ہے' وہ حسب حکم واپس پہنچا تو دیکھا کہ اللہ نے اس کے بیٹے کو رومیوں کی قید سے آزاد کر دیا ہے' اس سے حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ فلاں رات اللہ نے مجھے ایک بڑی جماعت کے ساتھ آزادی نصیب فرمائی' اور یہ وہی رات تھی جس میں اس کے والد کو بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنے کی سعادت ملی تھی۔

(6) ایک اور واقعہ

ابن سمعون ناسخ بیان کرتے ہیں کہ رومیوں نے اسے قید کر لیا' وہ ایک عرصہ تک قید میں رہا' پھر سوچا میرے پاس مال ہے نہ کوئی رہائی دلانے والا' ایک ہی صورت ہے کہ ایک عریضہ میں اپنے احوال لکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ارسال کروں' چنانچہ ایک کاغذ پر اپنی داستان لکھ کر ایک تاجر' جو اس شہر میں آیا ہوا تھا' کے حوالے کیا اور درخواست کی کہ روضہ اطہر پر حاضری کے بعد اس کو قبر انور کے ساتھ معلق کر دینا' پس تاجر نے ایسا ہی کیا' جب لوگ حج سے لوٹے تو ایک تاجر اس شہر میں آیا اور بادشاہ سے میری رہائی کا مطالبہ کیا' بعد ازاں بادشاہ کا ایک ایلچی میرے پاس آیا' اور مجھے بادشاہ کے دربار میں لے گیا' دربار میں پہنچا تو اس کے پاس ایک عجمی شکل و صورت کا آدمی نظر آیا' بادشاہ نے پوچھا: کیا یہ وہی شخص ہے؟ اس نے کہا: میں پہچانتا نہیں' پھر اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام بتایا' پھر کہا کچھ لکھ کر دکھا تاکہ تیرا خط پہچان سکوں' میں نے چند حروف لکھے تو اس نے پہچان کر کہا یہ وہی شخص ہے چنانچہ اس نے مجھے خرید لیا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔

میں نے اس سے اس ہمدردی اور مہربانی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا' میں نے اس سال حج کیا اور مدینہ شریف جا کر روضہ اطہر پر حاضری دی' پھر قبر انور کے قریب ہی بیٹھ گیا' دل میں خیال پیدا ہوا' کاش! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ظاہری میں تشریف فرما ہوتے اور مجھے کسی کام کی بجا آوری کا ارشاد فرماتے' تو میں جان و دل سے تعمیل ارشاد کرتا' اسی فکر میں غلطاں تھا کہ میری نظر کاغذ کے ایک پرزے پر پڑی' جو روضہ اطہر کے ساتھ معلق تھا اور ہوا اس سے اٹھکیلیاں کر رہی تھی' دل ہی دل میں کہا: مجھے اپنے خیال کی تعبیر مل گئی ہے' حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اس کاغذ کے بارے میں حکم دیا ہے' چنانچہ اسے پکڑ کر پڑھا تو اس میں تمہارا نام تحریر تھا' اور استغاثہ بھی تھا' پس میں نے اس شہر کا قصد کیا جہاں تم اسیر تھے' میں نے بادشاہ سے رہائی کا مطالبہ کیا اور تمہیں طلب کر کے تحقیق کی' مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خط تم نے ہی لکھا تھا چنانچہ میں نے تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر خرید کر آزاد کیا۔

(7) یا رسول اللہ کی پکار

ابراہیم بن مرزوق بیانی کہتے ہیں کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہو گیا جسے قفص آہنی میں بند کر کے جکڑ دیا گیا' وہ فریاد کرتا' اور یا رسول اللہ! یا رسول اللہ! کی دہائی دیتا' دشمنوں کے سردار نے طنزاً اس سے کہا: تم محمد رسول اللہ کو پکارو تاکہ تمہیں رہائی دلائیں' جب رات آئی تو ایک شخص نے جھنجوڑ کر کہا اٹھ کر اذان کہو' اس نے کہا: تم دیکھتے نہیں' میری کیا حالت ہے؟ پھر بمشکل اذان دی جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه پر پہنچا تو اس کے سینہ سے لوہے کی سلاخ ہٹ گئی' بعد ازاں ایک باغ نظر آیا' جس میں چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک مقام پر جگہ کھل کر غار بن گئی' پس وہ اس میں داخل ہو گیا' اور جزیرہ شقر میں پہنچ گیا' اس کا یہ واقعہ پورے علاقے میں مشہور و معروف ہے۔

(8) وسیلہ سے رہائی

علی بن عبدون سبتی کا بیان ہے کہ ہم لوگ دشمن کی قید میں آ گئے' تو میری مشکیں کس کر مجھے پابہ زنجیر کر دیا گیا اس حالت میں ذیل کے اشعار میرے لبوں پر آ گئے۔

اَوْقَفَنِیْ حُبُّکَ فِیْمَنْ یَزِیْدُ فِیْ شَکْلَةِ الذُّلِ وَنَعْتِ الْعَبِیْدِ

یا رسول اللہ ! آپ کی محبت نے مجھے ان لوگوں کی صف میں لا کھڑا کیا جن کی منکسر المزاجی اور صفت غلامی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

قَدْ حَضَرَ الْبَائِعُ وَالْمُشْتَرِیْ عَبْدُکَ مَوْقُوْفٌ فَمَاذَا تُرِیْدُ

بیچنے والے بھی موجود ہیں اور خریدار بھی آپ کا غلام ان کے درمیان کھڑا ہے' فرمایئے ! کیا ارادہ ہے بیچنے کا یا رکھنے کا میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور باندھ کر دعا مانگی' اے میرے مالک ! اپنے محبوب کی عظمت و وجاہت کا صدقہ میری مصیبت دور کر' چنانچہ اگلی ہی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے رہائی مل گئی۔

(9) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

امام ابوالحسن بن ابی القاسم عرف ابن قفل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (شاید فضل) فرماتے ہیں کہ ابوالبرکات عبدالرحمان بن معد بن بوری میرے پاس آئے' اس وقت ہم دمیاط کی سرحد پر گرفتار تھے' انہوں نے بتایا کہ آج رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ! دیکھئے ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ فرمایا ابن قفل (فضل) کا دامن پکڑ لو' ابن قفل فرماتے ہیں اس سے پہلے میں دعا کرنے کی کوشش کرتا تھا' مگر زبان ساتھ نہ دیتی تھی' جب فتح کا زمانہ قریب آیا تو نیند سے بیداری کے وقت یہ حالت ہوتی کہ میرے ہاتھ خود بخود دعا کے لئے اٹھے ہوئے تھے' اور زبان پر کلمات دعا جاری ہو جاتے تھے' پھر جب ماہ رجب 618ہجری کی ایک جمعرات آئی تو میں نے چھوٹے اسیر بچوں کو روزہ رکھنے کے لئے کہا' افطار کے وقت نماز مغرب کے بعد صلاۃ الرغائب ادا کی' پھر میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو بچے آہ و فغاں میں ڈوب گئے' اس دعا کی برکت سے اسی رات دشمن کو اس جزیرہ میں شکست ہو گئی' اور وہ جمعہ کے دن مکمل طور پر مغلوب ہو گئے' پھر 19 رجب بدھ کے روز پورا علاقہ مسلمانوں کے زیر تصرف آ گیا۔

(10) ایک اور بشارت

جب مخذول افرنسیس دمیاط پر قابض ہو گیا تو یہ وحشت ناک خبر اٹھارہ دن بعد مدینہ شریف پہنچی' اہل شہر نے اس پر آہ و بکاء شروع کر دی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کناں ہوئے' ایک صالح بزرگ بیان کرتے ہیں کہ جس روز یہ خبر آئی' میں مدینہ شریف میں موجود تھا' سادات مغرب میں سے ایک بزرگ جو روضہ اطہر کے مجاور تھے اشکبار آنکھوں سے کہنے لگے' یا رسول اللہ ! دشمن نے دمیاط پر قبضہ کر لیا ہے' پھر کئی دنوں تک یہی استغاثہ کرتے رہے اور کھانا پینا چھوڑ دیا' بعد ازاں کئی لوگوں نے حضور کو خواب میں دیکھا اور دشمن کے قبضہ کے خلاف شکایت کی تو آپ نے انہیں دشمن کی ہلاکت کی بشارت دی جس طرح پہلے دی تھی'

(11) مصیبت میں استغاثہ

استاذ ابوالعباس احمد بن محمد جرجی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیویہ کا ایک شخص دیکھا جو فارس میں ہیمان المیحلوی کے نام سے مشہور تھا' اس نے سلطان کامل کے دربار میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا' یہ وہ زمانہ تھا جب دشمن نے دمیاط کی سرحد کا محاصرہ کر رکھا تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ اہل دیویہ کے ساتھ میری تلخ کلامی ہوئی جس کی وجہ سے میں نے ان کو خیرباد کہا' اور خچر پر سوار ہو کر چل پڑا اور اپنا گھوڑا بھی ساتھ لے لیا' ان لوگوں نے میرا تعاقب کیا جس کی وجہ سے مجھے شدید پریشانی لاحق ہوئی' دوسری مصیبت یہ ہوئی کہ میرا گھوڑا چھوٹ کر بھاگ گیا' اس مصیبت میں گھر کر میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا' اے محمد بن عبداللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر میرا گھوڑا واپس آگیا تو خلوص نیت سے آپ پر ایمان لے آؤں گا' اس استغاثہ کے مابعد میرا گھوڑا واپس آگیا اور میرے اردگرد چکر لگانے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا' پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر تجدید ایمان کی' کہتے ہیں کہ اس شخص نے راہ خدا میں جہاد کیا اور لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا یہ سب برکت مصطفیٰ کا ثمرہ تھا' شہادت کے وقت اس کی زبان پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی تھا'

(12) یا رسول اللہ کا نعرہ

ایک پاکباز شخص کافروں کی قید میں تھا' اس کا بیان ہے کہ جس علاقے میں وہ قید تھا' وہاں کے حاکم یا اس کے بھائی کا بحری بجرہ ساحل کے قریب لنگر انداز ہوا' تو حاکم نے تمام قیدی اکٹھے کئے اور ان کے ساتھ شہر کے کچھ لوگ بھی طلب کئے تاکہ بجرے کو کھینچ کر کنارے تک لے آئیں' تین ہزار کی تعداد ہونے کے باوجود وہ اسے سمندر سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکے' پھر ایک شخص حاکم کے پاس آیا اور کہا: سوائے مسلمانوں کے کوئی اس بجرے کو باہر نہیں نکال سکتا' مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ جو کچھ وہ کہنا چاہیں اس سے انہیں منع نہ کیا جائے' وہ صالح شخص کہتا ہے کہ اس حاکم نے ہم مسلمانوں کو جمع کر کے کہا' کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو' کوئی ممانعت نہیں' اس وقت ہماری تعداد ساڑھے چار سو تھی' ہم سب نے بیک آواز نعرہ بلند کیا' یا رسول اللہ! تو اس استغاثہ اور توسل کی برکت سے ایک ہی ہلے میں بجرہ باہر نکل آیا۔

(13) بارگاہ رسالت میں استغاثہ

ابو القاسم بن تمام کہتے ہیں' ہم دس آدمی ابو یونس کے پاس قصر طوبیٰ میں گئے اور درخواست کی کہ ہمارے لئے امیر کی ماں کے نام ایک نامہ لکھ دیجئے کیونکہ زیادۃ اللہ امیر نے دو سو علماء گرفتار کر کے فوجیوں کے پاس بھیج دیئے ہیں' ابو یونس نے کہا: میں امیر کو جانتا ہوں نہ اس کی ماں کو' میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شناسائی رکھتا ہوں' آج رات ان کے متعلق بارگاہ الٰہی میں استغاثہ پیش کروں گا' انشاء اللہ آزاد ہو جائیں گے۔ وہ رات جمعہ کی تھی' ابو یونس نے اٹھ کر یوں استغاثہ کیا۔

يَا اَحْمَدُ يَا مُحَمَّدُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّنَ يَا مَنْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن

آپ کی امت کا ایک گروہ میرے پاس آیا اور ایک صالح جماعت کی رہائی کی التجاء کی' میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی رہائی کیلئے توسل کرتا ہوں' بعد ازاں اپنی حزب (اوراد و وظائف) پڑھ کر سو گیا' خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا' فرمایا : اے ابا یونس ! تم نے ان صالح قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی ہے انشاء اللہ کل رہا ہو جائیں گے۔ ابن تمام کہتے ہیں' جب صبح ہوئی تو ہم نے پوچھا: اے ہمارے سردار! ہماری التجاء کا کیا بنا' فرمایا : میں نے دربار رسالت میں ان کے لئے استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کل تک ان کی رہائی کا مژدہ دیا ہے' چنانچہ جمعہ کے روز وہ علمائے کرام زیادۃ اللہ بن اغلب کے پاس حاضر ہوئے اور سلام کیا' اس نے سلام کا جواب دے کر خوش آمدید کہا' پھر کہنے لگا' اے معزز علمائے کرام! اللہ تعالیٰ ابن صائغ پر لعنت کرے جس نے تم کو گرفتار کر کے یہاں بھیجا ہے' میں تم سب کو اللہ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔

(14) پریشانی دور ہو گئی

ابن محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ یمن کے ایک شخص نے میرے باپ کے پاس اسی دینار بطور امانت رکھے' پھر جہاد کے ارادے سے نکلا' جاتے ہوئے کہہ گیا کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو خرچ کر لینا' اور میری واپسی پر مجھے ادا کر دینا' کچھ عرصہ بعد اہل مدینہ خشک سالی اور قحط سے دو چار ہوئے تو میرے باپ نے وہ رقم لوگوں میں بانٹ دی' پھر زیادہ مدت نہ گزری کہ وہ شخص واپس آ گیا' اور رقم کا مطالبہ کیا' میرے باپ نے اس سے کہا: کل آیئے' ابن محمد کا بیان ہے کہ وہ رات میرے باپ نے انتہائی پریشانی میں کبھی روضہ اطہر کے پاس کبھی منبر کے نزدیک بسر کی' جب پو پھٹنے کا وقت آیا تو دیکھا کہ کوئی شخص پکار کر کہہ رہا ہے' محمد! ٹھہرو' پھر ہاتھ بڑھا کر ایک تھیلی دی جس میں اسی دینار تھے' صبح ہوئی تو وہ شخص آ گیا اور محمد بن منکدر نے اس کے اسی دینار لوٹا دیئے (اور قرض سے سبکدوشی حاصل کی)

(15) ختمات کا صلہ

ابو القاسم عبید اللہ بن منصور مقری کا بیان ہے کہ میرے ابا جان مجھ سے کئی کئی ہفتے قرض لیتے رہتے' جب قرض سو درہم سے زیادہ واجب الادا ہو جاتا تو میں لوائیگی کا تقاضا کرتا تو قسم دے کر فرماتے ہفتہ کے روز ادا کر دوں گا (اور حسب وعدہ لوا کر دیتے) ایسا کئی بار ہوا آخر میں نے پوچھ ہی لیا' ابا جان! یہ رقم آپ کو کہاں سے ہاتھ آ جاتی ہے؟ رو کر کہنے لگے' بیٹا! میں اپنے ختمات (یعنی تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف) جمع کرتا رہتا ہوں' جمعہ کی رات مکمل کر کے اس کا ثواب بارگاہ رسالت میں پیش کرتا ہوں' پھر عرض کرتا ہوں' یا رسول اللہ ! مقروض ہوں نگاہ کرم فرمایئے' تو اس قدر رقم مجھے مل جاتی ہے کہ جہاں سے وہم و گماں بھی نہیں ہوتا' اس طرح میرے قرضے ادا ہوتے رہتے ہیں۔

(16) قرض کے لئے استغاثہ

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مجاور یوسف بن علی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر قرض کی رقم بڑھ گئی تو

مدینہ شریف چھوڑ جانے کا ارادہ کر لیا' پھر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر ادائے قرض کے لئے استغاثہ کیا' خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' فرمایا: یہیں ٹھہرو' اسی دوران میں اللہ نے ایک بندہ مہیا کر دیا جس نے قرض چکا دیا'

(17) ایک عورت کا استغاثہ

ام فاطمہ اسکندرانیہ کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ شریف آئی تو سفر کی صعوبت کی وجہ سے اس کے پاؤں متورم ہو گئے اور وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئی' روضہ اطہر کا طواف کر کے عرض کرتی یا حبیبی یا رسول اللہ! لوگ گھروں کو لوٹ گئے' میں رہ گئی ہوں' واپس جانے سے قاصر ہوں یا تو کسی صورت اہل وعیال کے پاس جانے کا اہتمام ہو جائے یا پھر ادھر ہی موت آ جائے تاکہ بارگاہ اقدس سے تعلق رہے' وہ ان کلمات کو دہراتی رہی تا آنکہ تین عرب جوانوں نے آواز دی' ہے کوئی جو مکہ شریف جانا چاہتا ہو؟ یہ سن کر ام فاطمہ نے فوراً جواب دیا: ہاں! میں جانا چاہتی ہوں' ایک جوان نے مجھ سے کہا: اٹھو میں نے کہا: میں اٹھ نہیں سکتی اس نے کہا: پاؤں دراز کرو' پس میں نے پاؤں پھیلا دیئے' میری حالت دیکھ کر وہ حیرت سے پکار اٹھے یہ تو وہی ہے' پھر ایک تیز رو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ شریف پہنچا دیا' بعد ازاں ایک جوان سے اس واقعہ کی حقیقت پوچھی گئی تو اس نے جواب دیا میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے اس معذور متورم عورت کو مکہ شریف پہنچا دو کیونکہ یہ کئی دنوں سے میری بارگاہ میں استغاثہ کر رہی ہے' اس عورت کا بیان ہے کہ میں بہت آرام و سکون کے ساتھ مکہ شریف پہنچی' میرے پاؤں کی تکلیف بھی زائل ہو چکی تھی' بعد ازاں بغیر کسی تکان کے سکندریہ پہنچ گئی'

(18) آنکھ کی شفایابی کیلئے استمداد

حضرت عبدالرحمان جزولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہر سال میری آنکھوں کو بیماری لاحق ہو جاتی تھی' ایک سال مدینہ منورہ میں تکلیف ہوئی تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر استمداد کی

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فِيْ حِمَايَتِكَ فَاِنَّ عَيْنِي مَرِيْضَةٌ یا رسول اللہ! میں آپ کی پناہ و حمایت میں ہوں' میری آنکھ کو تکلیف ہے۔

بس استغاثہ کی دیر تھی' میری آنکھ ٹھیک ہو گئی اور پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے آج تک تکلیف نہیں ہوئی۔

(19) توشہ کیلئے التجاء

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم رندی کہتے ہیں' میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا' میرے ساتھ کچھ درویش بھی تھے' جب چلنے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ! توشہ کے لئے بیس درہم درکار ہیں' اسی اثناء میں ایک شخص ملا جس نے بیس درہم پیش کئے'

(20) برکت کا سفر

ابو موسیٰ عیسیٰ بن سلامہ ابن سلیم کہتے ہیں کہ ابو مروان عبدالملک بن حزب اللہ تیرہ سال تک مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہے' اسی دوران میں قحط پڑا تو میں نے اللہ کی بارگاہ میں استخارہ کیا' خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے اپنی شدید حاجت کی شکایت کی' فرمایا شام چلے جاؤ' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے جدائی کیسے برداشت کروں گا؟ فرمایا شام کا راستہ لو' میں نے پھر وہی عذر کیا' تو فرمایا حضرت ابراہیم خلیل الرحمان کے مزار کی طرف سفر کرو' پس میں نے حسب ارشاد شام کا سفر اختیار کیا اور واقعتاً یہ سفر بہت خیر و برکت کا سفر ثابت ہوا۔

(21) ناظرہ تلاوت کیلئے درخواست

ابو موسیٰ ذکر کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو الغیث ربیع ماردینی مصحف میں دیکھ کر تلاوت کرتے تھے حالانکہ وہ الفاظ سے آشنا نہ تھے' مجھے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا' جب میں ان کے پاس مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا تو انہیں تجوید کے ساتھ بہترین تلاوت کرتے ہوئے دیکھا میں نے سبب پوچھا تو فرمایا: میں مدینہ شریف میں اقامت کے دوران رات مسجد نبوی میں گزارتا تھا اور تنہائی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتا' میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں التجا کی کہ مجھے دیکھ کر قرآن پڑھنے کی توفیق عطا ہو' یہ عرض کرکے وہیں بیٹھ گیا تو اونگھ آ گئی حالت خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار ہوا' تو آپ نے مژدہ دیا ماردینی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے اب بسم اللہ پڑھ کر قرآن کی تلاوت کرو' چنانچہ جب صبح کی روشنی ہوئی تو میں نے حسب ارشاد مصحف کھول کر تلاوت شروع کردی پھر کہیں غلطی ہوتی تو خواب ہی میں اس پر متنبہ کر دیا جاتا'

(22) توسل سے سند اجازت مل گئی

جامع عتیق مصر کے ایک قاری نے طلاق ثلاثہ کی قسم کھائی کہ جو شخص مجھ سے فن تجوید کی تکمیل کرے گا میں اس کو اس وقت تک سند اجازت نہیں دوں گا جب تک وہ دس دینار بطور نذرانہ پیش نہیں کرتا' اگرچہ وہ سند کا حق دار ہو' اسی دوران میں ایک نادار شخص نے قاری مذکور سے قرات پڑھی' فراغت کے بعد سند اجازت طلب کی تو قاری نے اپنی قسم کا ذکر کیا جس سے وہ بڑا آزردہ خاطر ہوا' دوستوں سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ بمشکل پانچ دینار جمع کرپائے' قاری کی خدمت میں پانچ دینار پیش کیے تو اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا' پس شکستہ خاطر ہو کر نکلا تو حج کے کارواں پر نظر پڑی' دل میں سوچا کہ یہ رقم حج کیلئے خرچ کرتا ہوں' چنانچہ اشیائے ضروریہ خرید کر کاروان کے ساتھ ہو لیا' یہاں تک کہ مکہ شریف پہنچ گیا' حج کی سعادت حاصل کی' پھر مدینہ شریف کا قصد کیا' روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ ! آپ پر سلام ہو' پھر دس آیات ائمہ سبعہ کی قرات کے مطابق تلاوت کیں پھر عرض کیا' یا رسول اللہ ! یہ قرات فلاں شیخ و مقری کے واسطہ سے آپ کی سند کے ساتھ جبرئیل امین اور اللہ تعالیٰ سے مجھ تک پہنچی ہے' میں نے اپنے شیخ سے سند اجازت طلب کی

ہے' مگر وہ دینے سے انکاری ہیں' اس کے لئے میں آپ کی بارگاہ میں استمداد کرتا ہوں اس استغاثہ کے بعد اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار ہوا' فرمایا: جاؤ اپنے شیخ کو میرا سلام دو اور کہو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہیں کہ سند اجازت مفت دے دیں' اگر وہ تمہاری تصدیق نہ کریں تو کہنا کہ حضور نے اس ارشاد کی نشانی زمراً زمراً فرمائی ہے' اس کے بعد وہ نادار آدمی مصر آیا اور اپنے شیخ سے ملاقات کرکے پیغام دیا تو شیخ نے ماننے سے انکار کر دیا' اس نے کہا: میری صداقت کی نشانی زمراً زمراً ہے' یہ سنتے ہی شیخ کی چیخ نکل گئی اور غش کھا کر گر پڑا' جب ہوش آیا تو حاضرین مجلس نے اس واقعہ کا سبب پوچھا' شیخ نے کہا: میں قرآن کی بہت تلاوت کرتا تھا' ایک دن آیت وَمِنۡهُمۡ اُمِّیُّوۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡکِتٰبَ کی تلاوت کی تو قسم کھائی کہ آئندہ فہم و تردید کے بغیر قرآن کی تلاوت نہ کروں گا' اس طرح حفظ و تلاوت کی رفتار کم ہو گئی اور ایک عرصہ تک اسکے قلیل حصے سے تجاوز نہ کر سکا' پھر قسم کا کفارہ دے کر دوبارہ حفظ کرنا شروع کیا اور حفظ مکمل کر لیا' ایک دن دوران تلاوت اس آیت پر پہنچا۔

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتَابَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا الخ پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب فرمایا' پس ان میں سے کچھ ظالم ہیں اور بعض بھلائیوں کی طرف سبقت لے جانے والے'

تو میں نے دل میں کہا' کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا تعلق کس گروہ سے ہے' پھر سوچا کہ میں دوسرے اور تیسرے گروہ سے یقیناً تعلق نہیں رکھتا' لامحالہ پہلے گروہ میں ہی شامل ہوں' پس اس خیال نے مجھے اندوہ و ملال میں مبتلا کر دیا' پھر اسی پریشانی میں سو گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی فرمایا قرآن کے قاریوں کے لئے بشارت ہے کہ وہ جنت میں گروہ در گروہ (زمراً زمراً) جائیں گے' پھر اس شیخ نے اپنے طالب علم کی پیشانی چوم کر کہا' حاضرین! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس نادار کو سند اجازت عطا کی ہے' وہ خود قرات سبعہ کے ساتھ تلاوت کرے' اپنے شاگردوں سے جس کو چاہے انکی تعلیم دے' یہ سب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ و توسل کی برکت تھی'

(23) توسل سے مشکل حل ہو گئی

شیخ ابو ابراہیم و دار جن کی کرامات کا مغرب میں شہرہ ہے' بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حج کے لئے گئے' مناسک حج سے فارغ ہوئے تو ان کے ساتھی انہیں ناداری کے باعث مکہ مکرمہ میں ہی چھوڑ گئے' انہوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر حضور کی بارگاہ میں استغاثہ کیا' یا رسول اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں' تو حضور نے خواب میں ان سے فرمایا: تم مکہ مکرمہ چلے جاؤ' وہاں آب زمزم پر تمہیں ایک شخص ملے گا جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہو گا' اس سے کہنا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ مجھے میرے اہل عیال تک پہنچا دو'

شیخ ابو ابراہیم کہتے ہیں کہ میں حسب حکم مکہ مکرمہ پہنچا اور آب زمزم پر اس شخص سے ملاقات ہوئی جس نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی کہا' ذرا ٹھہریئے' میں پانی پلانے سے فارغ ہو لوں' پھر جب وہ فارغ ہوا تو اس وقت تک رات ہو چکی

تھی' اس نے کعبہ شریف سے نکل کر کہا: میرے پیچھے بالائی مکہ کی طرف چلو' میں نے تعمیل کی اور پیچھے چلنے لگا' جب صبح ہوئی تو ہم ایسی وادی میں تھے جہاں پانی تھا اور پیڑ بھی' میں نے حیرت سے کہا: یہ تو وادی شتشلوہ ہے' پھر غور سے دیکھا تو وہ وادی شتشلوہ ہی تھی' وہاں سے چل کر اہل و عیال کے پاس آیا اور اپنا ماجرا سنایا' وہ سن کر دنگ رہ گئے' لوگوں نے میرے ساتھیوں کے بارے میں سوال کیا تو میں نے بتایا کہ وہ مجھے تلوار سمجھ کر وہیں چھوڑ آئے' میری بات سن کر بعضوں نے یقین کر لیا اور کچھ نہ مانے' پھر کئی ماہ کے بعد میرے ساتھی پہنچے اور صورت حال بیان کی (تو سب کو یقین آگیا)

(24) فریاد کا فوری اثر

ابو القاسم ثابت بن احمد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے شہر رسول میں ایک شخص دیکھا جس نے روضہ اطہر کے پاس صبح کی اذان کہی اور اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے کلمات کہے' تو ایک خادم نے اس کو تھپڑ دے مارا' اس نے بارگاہ رسالت میں رو کر عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ کی بارگاہ میں میرے ساتھ ایسا سلوک؟ اتنا عرض کرنے کی دیر تھی کہ اس خادم پر فالج کا حملہ ہوا' اسے اٹھا کر گھر لے جایا گیا' پھر تین دن تک اسی حالت میں مبتلا رہ کر فوت ہو گیا۔

(25) ایک اور واقعہ

مدینہ منورہ میں ایک ہاشمی خاتون مجاورہ تھی' اس کی حکایت ہے کہ کچھ خادم اسے تنگ کرتے تھے' اس نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا' تو حجرہ اقدس سے آواز آئی کیا تیرے لئے میری ذات میں کامل نمونہ نہیں ہے؟ میری طرح صبر کر' یہ سنتے ہی اس کی پریشانی دور ہو گئی اور تنگ کرنے والے جلد ہی فوت ہو گئے اور وہ عورت عرصہ دراز تک وہیں قیام پذیر رہی اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

(26) گم شدہ بیٹا مل گیا

شیخ ابو القاسم بن یوسف اسکندرانی کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا' ایک شخص روضہ اطہر کے پاس دیکھا جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا' یا رسول اللہ! میں آپ کے ذیل کرم سے لپٹ کر سوال کرتا ہوں کہ میرا گم شدہ بیٹا مجھے مل جائے' میں نے اس کے بیٹے کی گمشدگی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا میں جدہ سے روانہ ہوا' وہ میرے ساتھ تھا' راستے میں قضائے حاجت کے لئے اترا پھر نظر نہیں آیا۔ کئی سال بعد مصر میں اس شخص سے ملاقات ہوئی اور اس سے اس کے بیٹے کے متعلق دریافت کیا' اس نے جواب دیا: اللہ نے مجھے میرا بیٹا ملا دیا ہے۔ وہ بنو شعبہ کے پاس اونٹ چرانے پر مامور تھا' ان کی ایک پاکباز عورت کو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت کو حکم دیا کہ اس مصری نوجوان کو بنو شعبہ سے لے کر اس کے اہل و عیال کے پاس بھیج دو (چنانچہ اس نے تعمیل ارشاد کی اور مجھے میرا بیٹا مل گیا) یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم

ہے۔

(27) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ

ابو عبداللہ محمد بن ابی الامان ذکر کرتے ہیں کہ جب ابو عزیز بدبخت مدینہ منورہ پر قبضہ کے ناپاک ارادے سے آیا اور باب بلاط سے داخل ہو کر باب حدید کی طرف گیا' اور مدینہ شریف کے کچھ حصوں پر قبضہ کر لیا' تو بشریٰ نامی خادم نے طلبہ کے ہمراہ روضہ اطہر پر حاضری دی' بچوں نے اپنے عمامے گلوں میں ڈال کر استغاثہ کیا۔

اِسْتَجَرْنَابِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ　　یا رسول اللہ! ہم آپ کی پناہ میں آئے ہیں'

اس استغاثہ کے بعد صرف دو آدمیوں شریف اور مولیٰ نے ابو عزیز کے لشکر کو ہزیمت سے دو چار کیا اور وہ مدینہ شریف سے نکل گیا'

(28) نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت

ابو العباس احمد بن محمد لواتی بیان کرتے ہیں کہ فاس شہر میں ایک عورت تھی جو ناگوار چیز دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتی اور اپنے چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانک لیتی اور آنکھیں بند کر کے پکارتی "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وصال کے بعد اپنے ایک رشتہ دار کو خواب میں ملی' پوچھا: پھوپھی جان! آپ نے منکر نکیر فرشتوں کو قبر میں دیکھا ہے' کہا: ہاں! وہ میرے پاس آئے تو میں نے چہرہ ڈھانک کر پکارا' "محمد" پھر ہاتھ ہٹائے تو وہ فرشتے غائب ہو چکے تھے۔

(29) اونٹ مل گیا

سید ابو اسحاق ابراہیم الحسینی کہتے ہیں کہ میں مدینہ النبی اور شام کے درمیان تھا' میرا اونٹ گم ہو گیا' مجھے حضرت شیخ احمد رفاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان معلوم تھا کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو' وہ عبادان میں میری قبر کی طرف رخ کر کے مجھے پکارے اور سات قدم چل کر مجھ سے مدد مانگے تو انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی' چنانچہ میں نے عبادان کی طرف رخ کر کے استمداد کا ارادہ کیا تو ہاتف غیبی نے پکار کر کہا: کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کرتے ہو؟ اس آواز کے سنتے ہی میں نے اپنا رخ مدینہ شریف کی طرف کر لیا اور عرض کیا　يَا سَيِّدِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا مُسْتَغِيْثٌ بِكَ　ابھی میں نے یہ استغاثہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ جمال (اونٹ والا) پکار اٹھا' یہ ہمارا اونٹ ہمیں مل گیا ہے۔

(30) حضور سے استمداد کا ایک واقعہ

ابو الحجاج یوسف بن علی کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف جا رہا تھا' مگر بھٹک گیا' فوراً نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی' اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت مدینہ شریف سے آ رہی ہے اور مجھے اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کر رہی ہے' چنانچہ میں اس کے پیچھے ہو لیا تا آنکہ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

(31) دوسرا واقعہ

ابو الحجاج ہی کا بیان ہے کہ میں نے ایک ایسے درویش کو دیکھا جو مدینہ منورہ کے راستہ سے بھٹک گیا تھا' جب اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا تو اسے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ دکھائی دیا' حالانکہ اس کے اور مدینہ شریف کے درمیان دو دن سے زائد کی مسافت حائل تھی'

(32) مشکل گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد

ابو عبداللہ سالم المعروف خواجہ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں بحر نیل کے ایک جزیرے پر ہوں اور ایک مگرمچھ مجھ کو نگلنا چاہتا ہے' جس کی وجہ سے میں انتہائی خوفزدہ ہوں یکایک ایک شخص میرے سامنے آیا ایسا معلوم ہوا کہ وہ حضور کی ذات پاک ہے' فرمایا: اِذَا كُنْتَ فِي شِدَّةٍ فَقُلْ اَنَا اَسْتَجِيْرُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ''جب تو کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو کہہ یا رسول اللہ! میں آپ کی پناہ میں ہوں''

بعد ازاں میرے احباب میں سے ایک نابینا بھائی نے سفر زیارت کا ارادہ کیا' میں نے اس سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا اور کہا: جب تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ' تو مذکورہ بالا کلمات کہنا۔ چنانچہ وہ سفر کرتے ہوئے مقام رابغ پر پہنچا' وہاں پانی کی سخت قلت تھی' اس کے ساتھ ایک خادم بھی تھا جو پانی کی تلاش میں نکلا' وہ کہتا ہے کہ مجھے اس وقت وہ ارشاد یاد آیا تو میں نے پکار کر کہا اَنَا اَسْتَجِيْرُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه یہ الفاظ ابھی میری زبان پر تھے کہ ایک شخص کی آواز آئی زَمِّ قِرْبَتَكَ اپنا مشکیزہ بھر لے' پھر میں نے مشکیزہ میں پانی کے گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ مشکیزہ لبریز ہو گیا' مجھے معلوم نہیں کہ وہ شخص کہاں سے آیا تھا؟

(33) شیر سے حفاظت

شیخ صالح ابو الحسن علی بن یوسف بقوی فرماتے ہیں کہ ایک رات حالت خواب میں ایک عظیم الجثہ شیر نظر آیا جو پھاڑ کھانے کیلئے میری طرف بڑھ رہا تھا' میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتے ہوئے فوراً ندا کی ''محمد'' تو وہ سامنے سے ہٹ گیا' مگر اس کے بعد داہنی جانب سے حملہ آور ہوا' میں نے پھر پکارا ''محمد'' تو وہ ایک طرف ہو گیا' پھر پیچھے سے آیا تو میں نے پھر حضور کا نام لیا' اچانک ایک شخص آکر میرے اور شیر کے درمیان حائل ہو گیا' اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

(34) ضیافت رسول

ابو محمد عبداللہ بن علی صنہاجی بیان کرتے ہیں کہ میں تقریباً چھ ماہ تک شام میں بیمار رہا' جب میں نے دیکھا کہ کارواں تیار ہے تو میں نے بھی عزم سفر باندھا' اہل قافلہ نے اعلان کیا کہ تین دن کا پانی لے لو' جب رات آئی تو میں نے سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کی اور عرض کیا اَنَا فِيْ ضِيَافَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے

دعا کی، کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب کرے، تاکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے بارے میں مشورہ کر لوں، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، بخت جاگ اٹھے اور دیدار مصطفیٰ حاصل ہو گیا میں نے سلام پیش کیا تو آپ نے مجھے گلے لگا لیا اور فرمایا: تمہیں اپنی تمنا پوری ہونے کی بشارت ہو، اور خوف نہ کرو، صبح اٹھے تو حضور کی برکت سے اتنا پانی دستیاب ہوا کہ تمام قافلہ والوں نے سیر ہو کر پیا، مجھے بھی طاقت حاصل ہو گئی اور میں قافلہ سے آگے آگے چلنے لگا، یہ سب حضور کی برکت تھی۔

(35) ناتوانی میں استمداد

ابو عبداللہ محمد بن سالم سجلماسی نے بیان کیا کہ میں نے زیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد کیا، اور پاپیادہ ہی چل پڑا، راستے میں جب بھی ضعف و ناتوانی کا احساس ہوتا تو عرض کرتا، یا رسول اللہ! میں آپ کی مہمانی میں ہوں تو کمزوری دور ہو جاتی۔

(36) توسل سے مصیبت کا ازالہ

احمد بن محمد سلاوی کہتے ہیں کہ جب میں بارگاہ رسالت سے روانہ ہونے لگا تو عرض کیا، یا حبیبی یا محمد یا سید الکونین میں صحرا میں داخل ہو رہا ہوں جب کسی مصیبت کا سامنا ہو گا تو اللہ سے دعا کروں گا اور آپ کا وسیلہ پکڑوں گا، بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہو کر یہی کلمات دہرائے پھر سات دن تک مسلسل بیابان میں رہا، ایک دفعہ تو پانی کے کنوئیں میں گر گیا، جہاں صبح تک پڑا رہا، اور موت صاف نظر آرہی تھی اس مشکل گھڑی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہے ہوئے الفاظ یاد آئے، میں نے پکار کر کہا یا حبیبی یا محمد یا سید الکونین پھر شیخین رضی اللہ عنہما سے استغاثہ کیا ناگاہ معلوم ہوا کہ کسی نے دستگیری کر کے مجھے کنوئیں سے نکال لیا، در اصل یہ حضور کی نگاہ کرم تھی۔

(37) جہاز غرق ہونے سے بچ گیا

ابوالعباس مری فرماتے ہیں کہ میں بحری سفر پر تھا کہ اچانک طوفان آگیا اور ہمیں غرق ہونے کا یقین ہو گیا، اسی اثناء میں کسی کی آواز سنائی دی اے دشمنو! اے دشمن کی اولادو! تم یہاں کیوں آگئے ہو؟ تو میں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی،

"اے اللہ! بحرمت محمد مصطفیٰ مجھے بچا لے اور سلامت رکھ"

وہ کہتے ہیں کہ ابھی میں نے دعا کے الفاظ ختم بھی نہ کئے تھے، کہ فرشتے جہاز کو گھیرے ہوئے نظر آئے وہ مجھ کو سلامتی کی نوید دے رہے تھے، میں نے ساتھیوں کو خوش خبری دی کہ کل انشاء اللہ ہم مری بخیر و عافیت پہنچ جائیں گے۔

(دشمن سے حفاظت)

صالح بن شوشا بلنسی بیان کرتے ہیں کہ ہم کشتی پر سوار تھے کہ دشمن کے جہاز نے ہمارا تعاقب کیا، اور ٹکرانے کی

کوشش کی' میں نے پکار کر کہا: یا محمد! ہم آپ کے مہمان ہیں' اسی اثناء میں اچانک دشمن کے جہاز میں زور دار دھماکہ ہوا' اس کے بادبان ٹوٹ گئے تختے گر گئے اور دشمنوں کو اپنی پڑ گئی جبکہ ہم برکت مصطفیٰ سے صحیح سالم تونس پہنچ گئے۔

(39) جہاز کنارے آلگا

ابو الحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہم بحر میذاب میں سفر کر رہے تھے' کہ طوفان میں گر گئے ہم نے تمام اشیاء اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں اور موت کا انتظار کرنے لگے' ہمارے ساتھ دیار مغرب کا ایک صالح آدمی بھی تھا اس نے پکار کر کہا اے حاجیو! صبر سے کام لو' انشاء اللہ تم خیر و عافیت کے ساتھ ساحل تک پہنچ جاؤ گے میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ کے یہ امتی مدد کے طلبگار ہیں' آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے' حضور نے ان کو حکم دیا کہ اس کشتی کو بحفاظت کنارے پر پہنچا دیجئے' میں نے بچشم خود یہ نظارہ کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمندر میں اتر کر جہاز کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھا اور اسے کھینچ کر کنارے تک لے آئے' میں نے لوگوں سے کہا: تم کو اس استغاثہ کے باعث یہ نجات ملی ہے اور تم خیر و عافیت کے ساتھ خشکی پر آئے ہو۔

(40) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ کام آگیا

ابو عبداللہ محمد بن علی کا بیان ہے کہ میں جرجر میں تھا' وہاں سے بحری سفر اختیار کیا تو منجدھار میں پھنس گیا' اور ڈوبنے کی نوبت آگئی' فوراً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا یا رسول اللہ! پس اللہ کی قدرت سے ایک لکڑی میرے قریب آگئی جس کے سہارے کنارے آلگا یوں اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے نجات عطا کی'

(41) منجدھار میں امداد

فقیہ امام قاسم ابن فقیہ شہید جزولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے 645 ہجری میں قصیر سے مکہ مکرمہ کا قصد کیا' عصر کے بعد جزیرہ سرناقہ کے گہرے پانی کو عبور کرنے لگے' تو سمندر کی موجیں سرکش ہو گئیں' ہوا بگڑ گئی' ادھر سورج بھی غروب ہو گیا اور خشکی تک پہنچنا ہمارے بس میں نہ رہا' نہ ہی جہت کا پتہ لگ رہا تھا' ہم نے کشتی کا لنگر ڈال کر اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا' جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا تو طوفان میں اضافہ ہو گیا اور کشتی کے دستے کھل گئے' مصیبت کی اس گھڑی میں ہم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا' ابھی ایک پل بھی نہ گزرا تھا کہ کشتی میں سوار ایک حاجی جس نے تین حج کر رکھے تھے' نیند سے بیدار ہوا' وہ بہت خوش تھا اس نے کہا: مژدہ ہو میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سلامتی کی بشارت ہو تم سب پیر کے دن' بخیر و عافیت مکہ شریف پہنچ جاؤ گے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رات کا باقی حصہ خیریت کے ساتھ گزارا' اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت

سے سارا سفر خیروعافیت سے کٹ گیا اور ہم پیر کے روز مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

(42) محفوظ سفر کی ضمانت

صفی الدین ابو عبداللہ حسین بن ابی منصور بیان کرتے ہیں کہ میں شام کے شہر حمص میں تھا' مصر جانے کا ارادہ بنا' مگر راستہ فرنگیوں عربوں اور غاجریوں کی وجہ سے پر خطر تھا' اسی وجہ سے آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا' اسی پریشانی میں بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آگئی اور خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی پناہ میں ہوں' فرمایا: ڈرنے کی ضرورت نہیں' میں نے دوبارہ عرض کیا تو فرمایا تمہیں خطرہ کس بات کا ہے؟ کسی چیز سے خوف نہ رکھو' میں نے تیسری بار عرض کیا میرے دشمن بہت ہیں' فرمایا: تم کو خطرہ کیا ہے؟ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی' پھر حمص سے مصر کے لئے روانہ ہوا' مصر پہنچنے تک میں نے اور میرے ساتھیوں نے کوئی پریشانی نہ دیکھی' حالانکہ آگے پیچھے اور دائیں بائیں قتل و غارت اور پکڑ دھکڑ جاری رہی'

(43) بینائی لوٹ آئی

محمد بن مبارک حربی کا بیان ہے کہ علی ابو الکبیر نابینا تھے' خواب میں حضور کی زیارت ہوئی' آپ نے انکی آنکھوں پر دست مبارک پھیرا صبح اٹھے تو ان کی آنکھوں میں بینائی آچکی تھی'

(44) ایک اور حیران کن واقعہ

ابو القاسم بن یوسف اسکندری کہتے ہیں' ہمارے ایک ساتھی کی بینائی جاتی رہی جس کے لئے بہت سے طبیب اکٹھے ہوئے' مگر کوئی دوائی کارگر نہ ہوئی' ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار ہوا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کے دامن رحمت میں پناہ لیتا ہوں' فرمایا: تم کو بینائی مل جائے گی بعد ازاں آنکھ کھل گئی پندرہ روز کے بعد دوبارہ زیارت نصیب ہوئی تو میں نے ایفائے وعدہ کی درخواست کی' فرمایا: سیہی کے خون اور لومڑ کے پتا کی سلائی آنکھوں میں لگاؤ' پھر میں بیدار ہو گیا' صبح اٹھ کر سیہی پکڑی اور ذبح کر کے اسکا خون حاصل کیا' نیز لومڑ کا پتا لے کر آنکھوں میں لگایا تو اسی وقت آنکھوں میں بینائی لوٹ آئی' ابو القاسم کہتے ہیں' میں نے اس کی آنکھوں کو دیکھا وہ بالکل صحیح سالم تھیں گویا انہیں کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا تھا۔

(45) بیماری سے شفایابی

تقی الدین ابو محمد عبدالسلام بیان کرتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ میرے بھائی ابراہیم کے گلے میں خنازیر نکل آئے جس سے انہیں شدید تکلیف ہوئی' خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو عرض کی' یا رسول اللہ! مجھے ایک تکلیف دہ بیماری لگ گئی ہے' فرمایا: تمہاری شکایت کا ازالہ کر دیا گیا ہے' اور تمہارا مطالبہ پورا ہو گیا ہے' بعد ازاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے اسے شفا حاصل ہو گئی۔

(46) برکت مصطفیٰ سے صحت یابی

ابن بونی کہتے ہیں میرے والد کو ضیق النفس کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے وہ بالا خانے سے اتر بھی نہیں سکتے تھے‘ لوگ ان کے پاس پڑھنے کیلئے بھی آتے تھے‘ ادھر میں نچلی منزل میں صاحب فراش تھا‘ میں نے خواب میں دیکھا گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں‘ میں نے تکیہ پیش کیا تو آپ ٹیک لگا کر بیٹھے‘ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد صاحب ضعیف العمر ہیں اور ضیق النفس کے مرض میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے وہ بالا خانے سے نیچے نہیں آ سکتے‘ اور میں بھی بوجہ بیماری ان کے پاس نہیں جا سکتا‘ میری یہ گزارش سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے‘ جب نماز صبح کا وقت آیا تو میں نے آہ آہ کی آواز سنی وہ سیڑھیوں سے اتر رہے تھے‘ میرے پاس آ کر کہنے لگے‘ بیٹا! آج رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے‘ میں نے جواب دیا: ہاں! حضور میرے پاس ہی سے آپ کے ہاں تشریف فرما ہوئے‘ اس کے بعد ہم دونوں صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

(47) قید سے رہائی

شیخ صالح ابو محمد عبدالرحمان میدانی کا بیان ہے کہ ایک رات میں بحر اسکندریہ کے ساحلی جزیرہ پر واقع قیام گاہ میں اقامت پذیر تھا‘ اچانک خیال آیا کہ ملک صالح کرک میں قید ہے اس کے لئے دعا مانگوں‘ میں شیخ مغلور کے مزار پر حاضر ہوا‘ وہاں چند رکعات نماز ادا کی پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ملک صالح کی رہائی کی دعا مانگی بعد ازاں وہیں سو گیا‘ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص فوجی دستوں کے محاصرے میں ہے اور گھیرا توڑنے کی کوشش کر رہا ہے‘ مگر کامیاب نہیں ہوتا‘ میں یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ یکایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے‘ آپ نے سبز حلہ زیب تن فرما رکھا تھا اور آپ کے دائیں بائیں نور کے دو مینار تھے جو آسمان تک بلند تھے‘ جونہی آپ ان فوجی دستوں کے پاس پہنچے تو وہ تتر بتر ہو گئے‘ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی‘ اس خواب کے چند دن بعد اطلاع ملی کہ ملک صالح رہا ہو کر مصر پہنچ گئے ہیں۔

(48) داڑھی اگ آئی

شیخ ابو مدین ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک بار حمام میں گیا‘ وہاں ایک تیل نظر آیا جسے میں نے داڑھی پر ملا‘ باہر نکلا تو داڑھی کے سارے بال جھڑ چکے تھے‘ میں نے دعا مانگی‘ الٰہی! میں تجھ سے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کے صدقہ میں دعا کر رہا ہوں کہ میری داڑھی اگ آئے‘ تو اسی رات داڑھی اگ آئی اور حضور کی برکت سے پہلے کی طرح یا اس سے بھی حسین ہو گئی۔

(49) ہاتھ کی بیماری زائل ہو گئی

حافظ ابوالفرج عبدالرحمان بن علی الواعظ بیان کرتے ہیں کہ حماد کے ہاتھ میں آبلے نکل آئے اور وہ پھٹ گیا‘

طبیبوں کی رائے یہ ٹھہری کی اسے کاٹ دیا جائے' حملو کہتے ہیں کہ وہ رات میں نے انتہائی پریشانی میں چھت پر گزاری' اور بارگاہ خداوندی میں التجا کی' اے بے مثال سلطنت کے مالک! مجھے شفا دے دے' پھر حالت خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ہاتھ کی طرف نگاہ کرم فرمایئے' فرمایا: اپنا ہاتھ دراز کرو' میں نے ہاتھ آگے پھیلایا تو حضور نے اس پر اپنا دست مبارک کرم پھیر کر فرمایا: اب کھڑے ہو جاؤ' میں کھڑا ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہاتھ کی بیماری زائل ہو چکی تھی۔

(50) ٹوٹے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے

سید شریف قاسم بن زید بن جعفرالحسینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور دائیں کا جوڑ اکھڑ گیا' وہ کہتے ہیں کہ میرے دونوں ہاتھ ایک ماہ تک میری گردن کے ساتھ بندھے رہے' سردی کا موسم تھا' میں شدت درد کی وجہ سے سو نہ سکتا تھا' ایک رات آنکھ لگی تو تین شخص نظر آئے' میں نے ان میں سے ایک سے تعارف پوچھا تو فرمایا: میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں یہ عمرفاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور یہ ساتھ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں' جونہی میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دوڑا اور زار و قطار رو کر عرض کرنے لگا' یا رسول اللہ! آپ میری حالت نہیں دیکھتے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ٹوٹا ہوا ہاتھ تھام کر اپنا دست اقدس اس کے اوپر پھیرا اور فرمایا: کھانے میں زیتون کا تیل استعمال کیا کرو' نیز اس کی مالش کرو' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری خستہ حالی پر نگاہ فرمایئے تو آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرتے ہوئے فرمایا: میرا اور میرے اہل بیت کا وسیلہ پکڑو' جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا' پھر پٹیاں کھول دیں تو برکت مصطفیٰ سے میرے ہاتھ صحیح ہو چکے تھے' بعد ازاں میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق زیتون کے تیل کا استعمال بھی کیا'

(51) صحت یابی کا حیران کن واقعہ

بغداد میں ایک علویہ اقامت پذیر تھی اور پندرہ سال سے بیمار تھی' ایک رات سو کر اٹھی تو بالکل تندرست تھی اور اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو گئی تھی' اس سے اس حیران کن شفایابی کے متعلق سوال ہوا تو جواب دیا کہ میں نے گھبرا کر دعا مانگی' الٰہی! میری مصیبت دور کر دے یا مجھے موت آ جائے پھر خوب روئی' بعد ازاں! خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا میں نے خوفزدہ ہو کر کہا' اے شخص! تمہارے لئے کیسے جائز ہے کہ تو میری طرف دیکھے؟ اس نے کہا: میں تمہارا باپ ہوں' میں سمجھی کہ امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' میں نے عرض کیا' اے امیر المومنین! آپ نے میری خستہ حالی نہیں دیکھی؟ فرمایا: بیٹی! میں تمہارا باپ محمد رسول اللہ ہوں تو میں نے رو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے صحت کی دعا فرمایئے تو آپ نے مبارک ہونٹوں کو جنبش دی' پھر فرمایا: اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو' میں نے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے کھینچ کر بٹھا دیا' پھر فرمایا: اب اللہ کا نام لیکر کھڑی ہو جاؤ' میں نے کہا: کس طرح اٹھوں؟ فرمایا: اپنے ہاتھ آگے کرو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پکڑ کر کھینچا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی؟ آپ نے تین بار ایسا کر کے فرمایا: اٹھو اللہ تعالیٰ نے

تمہیں صحت عطا فرمائی ہے' اب اللہ کا شکر بجالاؤ اور اس سے ڈرو' بعد ازاں مجھے چھوڑ کر چل دیئے' جب صبح آنکھ کھلی تو میں صحت یاب تھی' اس علویہ کا یہ حیران کن واقعہ پورے بغداد میں مشہور ہے۔

(52) لاعلاج مرض سے شفایابی

امام ابو محمد عبدالحق لشبیلی فرماتے ہیں کہ میں غرناطہ کے ایک بیمار شخص کے ہاں ٹھہرا' ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ چکے تھے' اور اسکی صحت یابی سے مایوس تھے' اسی حالت میں وزیر ادیب ابو عبداللہ محمد بن ابی الخفال نے اس کی طرف سے ایک عریضہ بارگاہ رسالت میں تحریر کیا جس میں صحت یاب ہونے کی درخواست تھی اس خط میں ذیل کے اشعار بھی لکھے تھے'

كِتَابُ وَقِيْذٍ فِي زَمَانَتِهٖ مُشْفِي   بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحْمَدَ يَسْتَشْفِيْ

یہ خط ہے عرصہ دراز کے بیمار شخص کا جو ہلاکت کے قریب ہے اور قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفا کا طالب ہے۔

لَهٗ قَدَمٌ قَيَّدَ الدَّهْرُ خَطْوَهَا   فَلَمْ يَسْتَطِعْ اِلَّا الْاِشَارَةَ بِالْكَفِّ

اس کے قدموں کو زمانے نے روک رکھا ہے' وہ کچھ نہیں کر سکتا بجز ہاتھ کے اشارہ کے'

وَلَمَّا رَأَى الزُّوَّارَ يَبْتَدِرُوْنَهٗ   وَقَدْ عَاقَهٗ عَنْ قَصْدِهٖ عَائِقُ الضُّعْفِ

جب اس نے زائرین بارگاہ کو بڑھتے ہوئے دیکھا اور خود اسے اس کی ناتوانی نے اس ارادہ سے باز رکھا۔

بَكٰى اَسَفًا وَاسْتَوْدَعَ الرَّكْبَ اِذْ غَدَا   تَحِيَّةَ صِدْقٍ تُفْعِمُ الرَّكْبَ بِالْعَرْفِ

تو افسوس سے رو پڑا اور اہل قافلہ کو صبح کے وقت صدق کا تحفہ دیکر رخصت کیا' جو اہل قافلہ کو اپنی خوشبو سے معطر کر رہا تھا'

فَيَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الشَّفِيْعَ لِرَبِّهٖ   دُعَاءَ مَهِيْضٍ خَاشِعَ الْقَلْبِ وَالطَّرْفِ

اے خاتم الرسل! اپنے پروردگار کی طرف سے منصب شفاعت پر فائز' مصیبت زدہ کی پکار سن جو دل و نگاہ کی عاجزی سے پکار رہا ہے۔

دَعَاكَ لِضُرٍّ اَعْجَزَ النَّاسَ كَشْفُهٗ   لِيَصْدُرَ دَاعِيْهِ بِمَاشَاءَ مِنْ كَشْفٍ

اس نے ایسی بیماری کے ازالہ کیلئے پکارا ہے جس کے علاج سے لوگ عاجز آ گئے تاکہ وہ صحت یابی کے ساتھ لوٹے'

لِرِجْلٍ رَمٰى فِيْهَا الزَّمَانُ فَقَصَّرَتْ   خُطَاهَا عَنِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فِي الزَّحْفِ

ایک ایسے شخص کے لئے جسے زمانے نے جنگ کی بھٹی میں ڈالا' مگر اس کے قدم صف اول میں کھڑے ہونے سے قاصر ہیں۔

وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَعُوْدَ سَوِيَّةً   بِقُدْرَةِ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَ مَنْ يَّشْفِيْ

میں اس ذات سے پر امید ہوں کہ اس کی قدرت سے پہلے کی طرح تو مند ہو جاؤں جو ہڈیوں کو زندہ کرتی ہے اور جو شفا دیتی ہے۔

فَاَنْتَ الَّذِيْ نَرْجُوْهُ حَيًّا وَ مَيِّتًا   لِصَرْفِ خُطُوْبٍ لَا تَرِيْغُ اِلٰى صَرْفٍ

آپ کی ذات سے زندگی اور موت میں مصائب کے ٹلنے کی امید ہے جو کسی صورت ٹلنے کا نام نہیں لیتے۔

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ عِدَّةَ خَلْقِهٖ   وَمَا تَقْتَضِيْهِ مِنْ مَّزِيْدٍ وَمِنْ ضَعْفٍ

آپ پر اللہ کا سلام ہو مخلوق کی تعداد کے برابر بلکہ اس سے زیادہ جو آپ کے شایان شان ہو

جس وقت یہ قافلہ روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور مذکورہ بالا اشعار پڑھے تو اس شخص کو شفا مل گئی۔ اس کے بعد جب عریضہ لے جانے والا شخص لوٹا تو اس نے بیمار شخص کو اس حالت میں دیکھا' گویا اسے کوئی عارضہ لاحق ہوا ہی نہ تھا۔

(53) دعائے توسل

کثیر بن محمد بن کثیر کہتے ہیں کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید بن خیار کے پاس آیا تو اس نے اس کا پیٹ ٹٹول کر کہا تم ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہو' پوچھا کیا بیماری ہے؟ کہا دبیلہ ہے' تو واپس جا کر اس شخص نے تین بار یہ دعا کی۔

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئاً اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ وَ رَبِّیْ اَنْ یَرْحَمَنِیْ مِمَّابِیْ رَحْمَةً یُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاهُ

اللہ ! اللہ ! اللہ ! میرا پروردگار ہے' میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا' اے اللہ ! میں تیرے نبی محمد نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' یا محمد! میں آپ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کے پروردگار کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر ایسی رحمت کرے جو مجھے دوسروں کی رحمت سے بے نیاز کر دے (اور مجھے بیماری سے شفاء دے دے)

بعد ازاں وہ لوٹ کر عبدالملک بن سعید کے پاس آیا تو اس نے اس کا پیٹ دیکھ کر کہا: تم تو صحت یاب ہو چکے ہو' اس وقت تم کو کوئی بیماری نہیں'

(54) جذام سے نجات

ابوالحسن علی بن ابو بکر ہروی اپنی کتاب الاشارات فی معرفۃ الزیارات میں تحریر کرتے ہیں کہ جزیرہ میں "تونہ" نام کا ایک شہر ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت گاہیں موجود ہیں' میں نے اہل جزیرہ سے پوچھا کیا یہ زیارت گاہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر تعمیر کی گئی ہیں' انہوں نے جواب دیا: ہاں! اس کے بارے میں ایک حکایت ہے پھر ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو بلا کر کہا یہ بزرگ جذام کی بیماری میں مبتلا ہو گئے' تو لوگوں نے جذام کے عام ہونے کے خدشہ سے اس کو جزیرے کے ایک گوشے میں ڈال دیا' بعد ازاں ایک رات اس نے خوفناک چیخ ماری لوگ بھاگ کر اس کے پاس پہنچے اور دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ کھڑا ہے اور اسے کوئی تکلیف یا بیماری نہیں' لوگوں نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس مقام پر مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا' آپ نے فرمایا: یہاں مسجد تعمیر کرو' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ! میں بیمار ہوں لوگ میری بات کو سچا نہیں سمجھیں گے تو آپ نے اپنے پہلو میں کھڑے شخص کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے علی! اس کا ہاتھ تھام لو' چنانچہ انہوں نے اپنا دست اقدس میری طرف بڑھایا تو میں اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو' ابن نعمان

کہتے ہیں میں نے اس مسجد کی زیارت کی ہے اور میں نے اپنے شیخ حافظ دمیاطی اور دیگر شیوخ دمیاط کی زبان سے اس حکایت کا تذکرہ سنا ہے اور وہ سب اس کی شفایابی کے قائل ہیں' یہ مسجد مسجد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے مشہور ہے۔

(55) برص جاتا رہا

شیخ ابواسحاق فرماتے ہیں' میرے کندھے پر برص کا داغ پیدا ہو گیا خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ سے مرض کی شکایت کی' تو آپ نے دست اقدس پھیرا' صبح جاگا تو برص کا نام و نشان تک نہ تھا'

(56) باری کا بخار اتر گیا

شیخ عبداللہ محمد بن محمود تجیبنی بیان کرتے ہیں کہ مجھے باری کا بخار آتا تھا' ایک دن بخار چڑھنے لگا تو میں نے "کتاب الشفاء فی شرف المصطفیٰ" کو اٹھا کر سینے اور کندھے پر رکھا' اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی پناہ میں ہوں' بس اسی وقت درد جاتا رہا' حالانکہ میں صاحب فراش تھا۔

(57) بخار اترنے کا ایک اور واقعہ

ایک صالح شیخ نے بیان کیا کہ رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا اور ساتھ ہی میں بخار میں مبتلا ہو گیا' مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ اس بار روزے نہ رکھ سکوں گا' میں نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اور بخار کی شکایت کی' اللہ نے اسی وقت مرض دور کر دیا اور میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے رمضان کے تمام روزے رکھے۔

(58) بیماری زائل ہو گئی

امام ابو عبداللہ محمد بن محمد قرطبی کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب بیمار ہو گئے اور تین ماہ تک صاحب فراش رہے نقاہت کی وجہ سے وہ اٹھ بھی نہ سکتے تھے' وہ صحت یابی سے مکمل طور پر مایوس ہو چکے تھے' تنگ دستی غالب آ گئی یہاں تک کہ علاج معالجہ کی وجہ سے ایک پیسا تک نہ بچا' خواب میں حضور کی زیارت سے مشرف ہو کر خستہ حالی کی شکایت کی' فرمایا: یہ دعا مانگو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ — اے اللہ! تجھ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت اور معافات کا طلب گار ہوں۔

پس انہوں نے حالت خواب میں ہی یہ دعا مانگی' صبح بیدار ہوئے تو مکمل طور پر صحت یاب تھے' گویا انہیں مرض تھا ہی نہیں' ان کے احباب حسب عادت ان کی عیادت کے لئے آئے تو وہ صحیح سالم تھے' وجہ پوچھی تو سارا ماجرا بیان کر دیا' اسی دوران میں سلطان ملک الاشرف مسجد اقصیٰ کی زیارت کیلئے آئے' انہوں نے میرے والد کے ہاں لوگوں کی آمدورفت دیکھ کر پوچھا' یہ لوگ کون ہیں؟ بتلایا گیا کہ فلاں آدمی بیمار ہے۔ اور لوگ اس کی عیادت کے لئے آرہے ہیں' پس سلطان بھی

عیادت کیلئے تشریف لائے اور میرے والد کو صحیح سالم پاکر بڑے حیران ہوئے' والد صاحب نے ان کو اصل صورت حال سے آگاہ کیا تو سلطان نے واپس جا کر اس قدر مال بھیج دیا کہ عرصہ دراز تک ہم خوش حال رہے۔

(58) ایک مجوسی کا اسلام قبول کرنا

شیراز کے ایک بزرگ صحافی فارس حذاء کے ساتھ عجیب و غریب واقعہ پیش آیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سخت سرد ابر آلود رات میں میرے ہاں ایک بیٹا تولد ہوا' اس وقت میرے پاس کچھ نہ تھا' لکڑیاں تھیں نہ چراغ میں تیل' نہ ہی کھانے کے لئے کوئی چیز' طبیعت میں سخت بے چینی تھی' اسی دوران اونگھ آ گئی' میں نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ نے سلام کہنے کے بعد پوچھا: تمہیں کیا پریشانی ہے؟ میں نے عرض کیا' مجھے پریشان کن صورتحال درپیش ہے' فرمایا: جب صبح ہو تو فلاں مجوسی کے پاس جانا اس کا نام بھی بتایا جسے میں جانتا تھا اور اس سے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو بیس درہم دینے کا حکم دیتے ہیں آنکھ کھلی تو میں نے کہا: یہ عجیب معاملہ ہے شیطان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ اختیار کرنے پر قدرت نہیں رکھتا' میں دوبارہ سو گیا تو پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' فرمایا: سستی نہ کرو' جلد مجوسی کے پاس جاؤ' چنانچہ صبح کے وقت حسب الحکم اس مجوسی کے پاس گیا تو وہ دروازے پر کھڑا میرا منتظر تھا' اس کی آستین میں کوئی چیز تھی' اس نے کہا: اے شیخ! آپ کو کوئی حاجت درپیش ہے حالانکہ وہ مجھے جانتا نہ تھا اور میں نے بھی شرم کے مارے کچھ نہ پوچھا: کہ کہیں مجھے احمق نہ سمجھے' میں نے جواب دیا: ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ مجھ کو بیس درہم دے دو' یہ سن کر اس نے آستین سے بیس درہم نکالے اور میرے حوالے کئے' میں نے درہم لے کر پوچھا: اے شخص! مجھے تو تمہارا پتہ تھا اور آ گیا' بتایئے کہ تم کو میرے متعلق کس طرح علم ہوا' اس نے جواب دیا کہ میں نے گزشتہ شب اس طرح کی نورانی شکل و صورت کا آدمی دیکھا جس نے کہا: کہ اگر اس حلیہ کا شخص تمہارے پاس آئے تو اس کو بیس درہم دے دینا' بس رات کے وقت میں نے جو نشانی دیکھی اس سے تم کو پہچان لیا میں نے اس مجوسی کو بتایا' وہ نورانی شخص ہمارے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے' اس بزرگ کا بیان ہے کہ وہ مجوسی کچھ دیر سوچتا رہا' پھر کہا: مجھے اپنے گھر لے چلو' میں اس کو اپنے گھر لے آیا تو وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا' پھر اس کی بہن بیوی اور بیٹا بھی آ کر مشرف باسلام ہو گئے اور ان کے اسلام میں حسن و خلوص پیدا ہو گیا'

(59) خواب میں امداد

ایک شخص نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور اپنی خستہ حالی کا شکوہ کیا' فرمایا: عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس جاؤ' اور اس سے کہو کہ تمہیں اتنی رقم دے دے جس سے تمہارا گزارا ہو سکے' اس نے عرض کیا' کوئی نشانی بھی عطا فرمایئے' آپ نے فرمایا: اس سے کہنا کہ تم نے مجھے نشیبی سنگلاخ زمین سے دیکھا جب کہ میں بلند جگہ پر تھا' پھر میں اتر آیا اور تم بھی میرے پاس آ گئے تو میں نے کہا: اب واپس اپنی جگہ پر چلے جاؤ' چنانچہ وہ شخص عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آیا اور اسے اپنی پہچان کرائی' کہا: تم نے سچ بیان کیا ہے' پھر اسے چار سو دینار ادائے قرض کے لئے دیئے چار سو مزید دے کر

کہا: اسے اپنی پونجی بنالو' جب ختم ہو جائیں تو میرے پاس پھر آنا'

(60) عید کا اہتمام ہو گیا

ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز بن حارث کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب پر ایک زمانہ تنگ دستی کا آیا' یہاں تک کہ ہمارے پاس کچھ نہ رہا' عید کا دن قریب تھا اور ہم اسی خستہ حالی میں مبتلا تھے' عید کی رات آئی تو ہمارے پاس پہننے کے لئے کپڑے تک نہ تھے' وہ رات ہم پر بہت گراں تھی' رات کی کوئی دو گھڑیاں گزری ہوں گی کہ دروازے پر دستک اور شور کی آواز سنائی دی دروازہ کھول کر دیکھا تو چراغ نظر آئے' کچھ آدمی دروازے پر کھڑے تھے جنہوں نے میرے والد صاحب سے اندر آنے کی اجازت مانگی' میرے والد صاحب نے اجازت دی تو ابن ابی عمیر اندر آئے اور کہا: میں نے ابھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا' آپ نے فرمایا: ابوالحسن تمیمی اور اس کی اولاد محتاجی کی حالت میں ہے ابھی رات کو ان کیلئے کپڑے اور کھانے پینے کا سامان لے جاؤ' لہٰذا میں کپڑے لایا ہوں درزی بھی میرے ساتھ ہیں یہ سن کر والد صاحب ہمیں باہر لے آئے درزیوں نے ہمارا ناپ لیا اور کپڑے سینے کے لئے بیٹھ گئے' ابن ابی عمیر اور دوسرے لوگ صبح کی نماز تک میرے والد صاحب کے پاس موجود رہے اس کے بعد واپس چلے گئے۔

(61) مظلوم علوی کی داستان

خلیفہ مہدی ایک رات محو خواب تھا' اچانک گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور اپنے پولیس افسر کو طلب کر کے حکم دیا کہ جا کر قید خانہ سے علوی حسینی کو آزاد کر دو' اسے اختیار ہے کہ ہمارے پاس عزت کے ساتھ رہے یا اپنے اہل خانہ کے پاس چلا جائے' چنانچہ وہ قید خانہ میں اس علوی کے پاس آیا' تو اس کا جسم پرانی مشک کی مانند ہو چکا تھا' اختیار پا کر علوی نے اہل خانہ کے پاس جانے کو ترجیح دی' پھر بوقت روانگی سوار ہونے لگا تو پولیس افسر نے اسے قسم دے کر پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ امیر المومنین نے تم کو کیوں رہا کیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! اللہ کی قسم! مجھے اس کا علم ہے' میں رات کے وقت سو رہا تھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' فرمایا: بیٹا! ان لوگوں نے تم پر زیادتی کی ہے؟ میں نے عرض کیا' ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا مانگو۔

يَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَيَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَ يَا كَاسِيَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا اِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اے وہ ذات! جس سے کوئی مقصود فوت نہیں ہوتا' اے آہ و فغاں کے سننے والے! موت کے بعد ہڈیوں پر گوشت چڑھانے والے! محمد اور آل محمد پر درود بھیج' مجھے اس قید سے رہائی دے' بے شک تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو قادر ہے۔ میں قدرت نہیں رکھتا تو علام الغیوب ہے' اے ارحم الراحمین!

اس علوی کا بیان ہے کہ میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد ابھی ان کلمات کا ورد کر رہا تھا کہ تم نے آکر آواز دی' اور قید سے رہائی دلائی' اس پولیس افسر کا کہنا ہے کہ جب میں خلیفہ مہدی کے پاس آیا اور اسے علوی جوان کی کہانی سنائی تو اس

نے کہا: بخدا! علوی نے سچ کہا ہے' حالت خواب میں مجھے ایک حبشی نظر آیا جو لوہے کا گرز لئے میرے سرہانے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا فلاں علوی کو رہا کر دو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا' اس گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی اور جب تک تم اسے رہا کر کے نہیں آئے میں دوبارہ سونے کی جسارت نہ کر سکا'

(62) منصور جمال کی کہانی

خلیفہ معتمد علی اللہ میٹھی نیند سو رہا تھا کہ خوفزدہ ہو کر اٹھ بیٹھا' اور کہنے لگا' منصور جمال نامی شخص کو قید خانے سے نکال کر پیش کرو' جب اسے خلیفہ کے سامنے لایا گیا تو پوچھا: تم کب سے قید ہو؟ اس نے جواب دیا تین سال سے کہا: صحیح بتاؤ کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں موصل کا باشندہ ہوں' میرے پاس ایک اونٹ تھا' جس پر میں محنت مزدوری کر کے اس کے کرایہ سے گھر والوں کا پیٹ پالتا' جب موصل میں ذریعہ معاش تنگ ہو گیا تو میں نے سوچا کہ کہیں اور اسباب معیشت تلاش کرنے چاہئیں' چنانچہ اس ارادہ کے ساتھ موصل سے نکلا تو رہزنوں کا قلع قمع کرنے والا فوجی دستہ نظر آیا' جنہوں نے دس رہزنوں کو گرفتار کر رکھا تھا' صاحب برید نے ان کی تعداد دس لکھ کر مرکز کو اطلاع کی' بعد میں ایک رہزن نے مال دے کر رہائی حاصل کر لی' تو فوجیوں نے تعداد پوری کرنے کیلئے مجھے پکڑ لیا' اور میرا اونٹ بھی چھین لیا' میں نے انہیں اللہ کے نام کا واسطہ دیا' مگر وہ نہ مانے' اور مجھے رہزنوں کے ساتھ قیدی بنا لیا' بعد ازاں ان میں سے کچھ رہزن فوت ہو گئے اور کچھ نے رہائی حاصل کر لی' صرف میں قید میں رہ گیا' یہ داستان سن کر معتمد نے خازن کو حکم دیا کہ پانچ سو دینار لے آئے اور اس سے لے کر میرے حوالے کئے' نیز تیس دینار ماہانہ تنخواہ مقرر کر کے مجھے سرکاری اونٹوں کی ذمہ داری سونپ دی' پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا: میں نے ابھی ابھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: اے احمد! اسی وقت آدمی بھیج کر منصور جمال کو رہا کرو' اور اس کے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ مظلوم ہے'

(63) ابو حسان زیادی کا واقعہ

ایک خراسانی شخص نے ابو حسان زیادی کے پاس دس ہزار درہم کی ایک تھیلی بطور امانت رکھی' وہ حج کرنا چاہتا تھا کہ اس کو اپنے والد کے انتقال کی خبر ملی جس کی وجہ سے اس نے حج کا ارادہ ترک کر دیا اور ابو حسان کے پاس آ کر اپنی تھیلی طلب کی جو اس نے گزشتہ روز رکھی تھی' ابو حسان بہت زیادہ مقروض تھا اس نے وہ رقم اسی روز قرضوں کی ادائیگی میں دے دی' اس مطالبہ سے اس کو بڑی پریشانی ہوئی اسی دوران میں خلیفہ مامون نے اس کی طرف ایک آدمی بھیجا اور کہا: مجھے اپنا قصہ سناؤ' تو اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا' مامون یہ قصہ سن کر رو پڑا اور کہا: تم پر افسوس! تمہاری وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو رات بھر جگا کر رکھا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے پہلے حصے میں تشریف لائے' اور حکم دیا کہ ابو حسان زیادی کی مدد کرو' میں نیند سے بیدار ہوا' مگر تمہارا اتہ پتہ نہ مل سکا' میں نے تمہارا نام و نسب یاد کر لیا اور دوبارہ سو گیا' حضور پھر خواب میں تشریف لائے' اور وہی حکم دیا میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا' مگر کچھ دیر کے بعد پھر سو گیا' تو تیسری بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں زور دے کر فرمایا: ابو حسان زیادی کی مدد کو پہنچو' اس سے میری نیند

اڑ گئی' اور میں نے ساری رات جاگ کر گزاری' اب لوگ تمہاری تلاش میں بھیجے ہیں' پھر دس ہزار درہم دے کر کہا: یہ خراسانی کو دے دو' دس ہزار مزید دے کر کہا: ان پیسوں سے فراخ دستی حاصل کرو اور گھر تعمیر کرو' پھر تیس ہزار عطا کر کے بیٹیوں کے جہیز اور شادی کے اہتمام کا حکم دیا' بعد ازاں کہا: کہ جب جشن کا دن آئے تو میرے پاس حاضر ہونا تاکہ تمہیں ایک اہم ذمہ داری سونپوں اور حسن سلوک سے پیش آؤں'

گھر لوٹا تو خراسانی انتظار میں تھا' میں اسے گھر میں لے گیا اور دس ہزار درہم کی تھیلی پیش کی اس نے کہا: یہ تھیلی میری تو نہیں' میں نے اسے ساری داستان سنائی تو رو کر کہنے لگا' اگر تم مجھے پہلے بتا دیتے تو میں اپنی رقم کا مطالبہ ہی نہ کرتا' بخدا! میں اس مال کو اپنے مال میں شامل نہ کروں گا' یہ تمہارے لئے روا ہے۔

پھر جشن کے دن صبح سویرے ہی مامون کے پاس پہنچ گیا' اس نے قریب بلا کر اور جا نماز کے نیچے سے ایک فرمان نکال کر دیا اور کہا: یہ مدینہ السلام کی غربی جانب پر واقع شہر کی قضا کا فرمان ہے' تمہارے لئے اس قدر ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کیا جاتا ہے تم کار تقویٰ پر کار بند رہو' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم عنایت تمہارے شامل حال رہے گی۔

(64) شریف ابن طباطبا کا ولی عہد عزیز کے ساتھ معاملہ

بیان کیا جاتا ہے کہ عزیز باللہ نے اپنے ولی عہد کو حکم دیا کہ وہ مصر میں عاملوں کے ذمہ واجب الادا رقم فوراً وصول کرے' شریف ابن طباطبا پر بھی تین ہزار دینار قرض نکلے تو اس نے حکم نافذ کرتے ہوئے اسے مسجد مہو میں قید کرنے کا فرمان جاری کیا' اور اس کی نگرانی پر آدمی متعین کر دیئے' شریف نے وہ رات مسجد میں گزاری' خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار ہوا تو آپ نے فرمایا: تم پر ولی عہد نے نگران مقرر کر دیئے ہیں' عرض کیا' ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: وہ پانچ آیتیں کیوں تلاوت نہیں کرتے' جن کو بارگاہ خداوندی تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوتی' ان کی بدولت تم کو رہائی مل جائے گی' عرض کیا' وہ کون سی آیات ہیں؟ فرمایا:

۱۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ سے الْمُهْتَدُوْنَ تک بقرہ
۲۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ سے اَلْعَظِيْمِ تک بقرہ
۳۔ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ سے اَلْعَابِدِيْنَ تک النساء
۴۔ وَذَاالنُّوْنِ سے نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ تک الانبیاء
۵۔ فَسَتَذْكُرُوْنَ سے سُوْءُ الْعَذَابِ تک المومن

شریف کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا' تو یہ پانچوں آیتیں مجھے یاد تھیں' صبح کے وقت مسجد کا دروازہ کھولا گیا تو کچھ لوگ میرے پاس آئے' میں ان سے شناسا نہ تھا' وہ مجھے ولی عہد کے پاس لے گئے' اس نے مجھ سے پوچھا: تم نے اپنے جد

امجد (محمد رسول اللہ) کی بارگاہ میں میری شکایت کی ہے' تو میں نے جواب دیا: بخدا! کوئی شکایت نہیں کی' اس نے کہا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اس کے بارے میں فرمایا ہے' پھر واجب الادا رقموں کی فہرست طلب کر کے میرے نام پر لکیر کھینچ دی' اور حساب کتاب بند کر دیا اور میری حالت کے پیش نظر بطور امانت ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا' نیز رہا کر دیا' اس طرح میں نے مذکورہ بالا پانچ آیات کی برکت بھی دیکھ لی۔

(65) وزیر علی بن عیسیٰ اور عطار کا واقعہ

بغداد میں کرخ کا ایک عطار رہتا تھا جو امانت داری اور پردہ پوشی کے لئے مشہور تھا' وہ قرض کی پریشانی کی وجہ سے گھر ہی میں بیٹھ رہا' اور نماز و دعا میں مشغول ہو گیا' جب جمعہ کی رات آئی تو معمول کے مطابق نماز و دعا سے فارغ ہوا' اس کا بیان ہے کہ حالت خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' آپ فرما رہے تھے کہ علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ' میں نے اسے حکم دیا کہ وہ تمہیں چار سو دینار دے' وہ لے کر اپنی ضرورت پوری کرو' اس وقت چھ سو دینار میرے ذمے واجب الادا تھے' میں تعمیل ارشاد میں وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس آیا تو دروازے پر مجھے روک دیا گیا' اسی اثناء میں اسکا سیکرٹری شافعی باہر نکلا' وہ مجھے جانتا تھا میں نے اسے ساری روداد سنائی تو کہنے لگا' وزیر موصوف صبح سے تمہاری تلاش میں ہیں انہوں نے تمہارے متعلق مجھ سے بھی دریافت کیا' مگر میں بھول گیا' ٹھہریئے! میں وزیر صاحب کو مطلع کرتا ہوں' پھر لوٹ گیا اور جلد ہی مجھے اندر بلا لیا' تو میں ابوالحسن علی بن عیسیٰ کے پاس حاضر ہوا' پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں عطار ہوں' کہا: کیا علاقہ کرخ سے تعلق رکھتے ہو' میں نے عرض کیا' ہاں! کہنے لگا' اے اللہ کے بندے! اللہ تمہیں یہاں آنے کی بہتر جزا دے' بخدا! میں تو رات بھر سو نہیں سکا کیونکہ رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے اور حکم دیا کہ فلاں بن فلاں عطار کو چار سو دینار دے دو' تاکہ وہ اپنی ضروریات پوری کرے میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور مجھے آپ کے پاس آنے کا حکم دیا'

یہ سن کر علی بن عیسیٰ اشکبار ہو گئے اور کہا: یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر عنایت ہے' پھر حکم دیا ایک ہزار دینار لے آؤ' جب پیش کئے گئے تو کہا: چار سو دینار تو حضور کے حکم کی تعمیل میں لے لو' اور چھ سو دینار میری طرف سے ہبہ ہیں' میں نے عرض کیا' اے وزیر با تدبیر! میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عطیہ سے زیادہ وصول کرنا پسند نہیں کرتا' میں اسی میں برکت کا امیدوار ہوں' اس کے علاوہ نہیں لوں گا'

علی بن عیسیٰ اس طرز عمل کو دیکھ کر رونے لگے' کہا: واقعی یہ حسن اعتقاد ہے جو تمہارا جی چاہے لے لو' تو میں نے چار سو دینار لے لئے اور ان سے کچھ قرض ادا کیا اور باقی ماندہ رقم سے دکان کھول لی' پھر ایک سال بھی نہ گزرا کہ میرے پاس ایک ہزار دینار جمع ہو گئے' جس سے میں نے اپنے قرض اتارے' بعد ازاں میرے مال میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا' اور میرے حالات بہتر اور مستحکم ہوتے رہے' یہ سب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر کا فیضان تھا۔

(66) طاہر بن یحییٰ علوی کا خراسانی کے ساتھ معاملہ

ایک خراسانی شخص ہر سال حج کرتا تھا' جب وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتا تو طاہر بن یحییٰ کو نذرانہ پیش کرتا' مدینہ منورہ کے ایک شخص نے اعتراض کیا کہ تم بلا وجہ اپنا مال ضائع کرتے ہو' کیونکہ طاہر ان نذرانوں کو ایسی جگہ خرچ کرتا ہے جو خدا کو ناپسند ہے' چنانچہ اس سال خراسانی نے طاہر کو کچھ پیش نہ کیا' جب اگلے سال حاضر ہوا تو دوسرے لوگوں کو جو کچھ دیتا تھا' دیا' مگر طاہر کو کچھ نذرانہ نہ دیا' نہ اس سے ملاقات کی'

اس خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے تیسرے سال حج کے لئے رخت سفر باندھا تو خواب میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا' آپ نے فرمایا: تم پر افسوس' تم نے طاہر کے بارے میں اس کے بدخواہوں کی بات سن لی اور اس سے بر وصلہ کا تعلق ختم کر دیا' اس طرح نہ کرو بلکہ تلافی مافات کرو اور آئندہ قطع تعلقی سے اجتناب کرو۔

وہ کہتا ہے کہ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور آئندہ اسے نذرانہ دینے کا ارادہ کیا اور چھ سو دیناروں پر مشتمل تھیلی بھی ساتھ لے لی' جب مدینہ شریف پہنچا تو سب سے پہلے طاہر بن یحییٰ کے گھر گیا' اس کے ہاں مجلس منعقد تھی' مجھے دیکھ کر کہا: اے فلاں شخص! اگر تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بھیجتے تو تم تو آنے کیلئے تیار نہ تھے' تم نے میرے بارے میں دشمنان خدا کی بات مان لی اور اپنی عادت کریمانہ کو ترک کر دیا' یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تم کو ملامت کی اور مجھے چھ سو دینار دینے کا حکم دیا' پھر میری طرف دینار لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا' اس کی بات سن کر مجھ پر دہشت طاری ہو گئی' میں نے کہا: معاملہ ایسا ہی ہے' مگر آپ کو کیسے پتہ چلا ہے؟ طاہر علوی نے کہا: اس کا علم تو مجھ کو پہلے سال سے ہے۔ جب تم نے نذرانہ روک لیا' جب دوسرے سال تمہارے آنے اور پھر چلے جانے کی اطلاع ملی تو مجھ پر انتہائی گراں گزرا' میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ فرما رہے تھے' غم نہ کرو' میں نے خواب میں اس خراسانی کو تمہارے بارے میں سرزنش کی ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ گزشتہ کوتاہی کی تلافی کر کے تمہیں نذرانہ پیش کرے' اور آئندہ جہاں تک ہو سکے' مالی معاونت جاری رکھے' پس میں نے جب تم کو دیکھا' تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر پوری فرما دی ہے۔

خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے تھیلی نکال کر طاہر کے حوالے کی اس کا ہاتھ چوما اور پیشانی پر بوسہ دیا' نیز التجاء کی کہ وہ بدخواہوں کی بات سننے کی غلطی معاف کر دے'

فصل سوم

بھوک اور پیاس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ

(67) شریف ابو محمد عبدالسلام بن عبدالرحمان حسینی قاسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ تین دن تک قیام پذیر رہا' اس دوران میں کھانے کیلئے کچھ نہ ملا' پھر منبر اقدس کے قریب آ کر دو رکعت نماز پڑھی' پھر عرض کیا' اے نانا جان! میں بھوکا ہوں' آپ سے ثرید مانگتا ہوں' پھر نیند کا غلبہ ہو گیا اور میں سو گیا زیادہ دیر نہ گزری کہ ایک شخص نے آ جگایا میں نے اس کے ہاتھ میں لکڑی کا پیالہ دیکھا جس میں ثرید گھی گوشت اور مصالحہ تھا' اس نے کہا: کھاؤ' میں نے پوچھا: آپ یہ کہاں سے لائے ہیں؟ کہا: میرے کم سن بچے تین دن سے اس کی خواہش کر رہے تھے' آج اللہ نے اس کے اسباب مہیا فرمائے' پھر نیند آ گئی تو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ایک بھائی کو اس کھانے کی حاجت ہے' یہ کھانا اس کو کھلاؤ' لہٰذا میں لے آیا۔

(68) شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الامان کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں محراب فاطمہ کے پیچھے بیٹھا تھا' اس وقت شریف کثر القاسی محراب کے پیچھے سو رہے تھے' پھر جاگ کر حضور کی بارگاہ میں آئے اور سلام پیش کیا' بعد ازاں تبسم کناں ہماری طرف آئے' تو روضہ اطہر کے خادم شمس الدین صواب نے پوچھا: اس مسکراہٹ کا سبب کیا ہے؟ کہا: میں بھوکا تھا' گھر سے نکل کر حضرت فاطمتہ الزہراء کے خانہ اقدس میں آیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتے ہوئے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں فاقہ سے ہوں' پھر آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیدار مصطفیٰ سے مشرف ہوا' آپ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا جسے پی کر میں سیر ہو گیا' راوی بیان کرتے ہیں کہ الامانی نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا تو وہ دودھ ہی دودھ معلوم ہوتا تھا' ہم نے ان کے منہ میں بھی دودھ کا اثر دیکھا'

(69) شیخ صالح عبدالقادر تنیسی بیان کرتے ہیں کہ میں فاقہ کشی کی حالت میں سفر کرتا ہوا مدینہ شریف پہنچا اور حضور کی بارگاہ میں سلام پیش کر کے بھوک کی شدت کا شکوہ کیا' اور گندم کی روٹی گوشت اور کھجوروں کی طلب کی' بعد ازاں نماز پڑھ کے سو گیا' ناگاہ ایک شخص نے آ کر جگانا شروع کیا میں بیدار ہونے کے بعد اس کے ساتھ چل پڑا' وہ شخص نوجوان تھا اور صورت و سیرت میں حسن کا پیکر' اس نے ثرید کا بڑا پیالہ میرے سامنے رکھا' جس پر بکری کا گوشت رکھا تھا' نیز صیحانی کھجوروں سے بھرا ہوا تھال ساتھ تھا' بہت سی روٹیاں جن میں کھجور کے آٹے سے بنی ہوئی روٹیاں بھی تھیں' میں سیر ہو کر کھا چکا تو اس نے میرا توشہ دان گوشت روٹی اور کھجوروں سے بھر دیا' پھر اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا: کہ میں نماز چاشت کے بعد سو رہا تھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر حکم دیا کہ تمہارے لئے یہ کھانا تیار کروں' حضور نے تمہارا اتہ پتہ بھی بتایا اور ارشاد فرمایا: کہ تمہیں اس کھانے کی شدید خواہش ہے'

(70) ایک صالح بزرگ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا اور میرے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا' میں بھوک سے لاغر ہو

گیا' پھر حجرہ اقدس کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا' اے اولین و آخرین کے سردار! میں مصر کا باشندہ ہوں پانچ ماہ سے حضور کے جوار میں ہوں اور فاقہ کشی کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہوں' میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے کسی ایسے آدمی کا انتظام ہو جائے جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے' یا پھر وطن واپس لے جائے' بعد ازاں حجرہ اقدس کے پاس دعا کر کے منبر شریف کے قریب جا بیٹھا ناگاہ ایک شخص حجرہ اقدس کی طرف آیا وہ اس وقت یا جداہ یا جداہ (اے جدا مجد!) کہہ رہا تھا' پھر میرے پاس آ کر میرا ہاتھ تھام لیا' اور کہا: اٹھئے سو میں اس کے ساتھ ہو لیا' وہ مجھے باب جبرائیل سے بقیع کی طرف لے گیا' باہر نکلے تو ایک خیمہ نصب تھا' جس میں ایک لونڈی اور ایک غلام موجود تھا' اس نے دونوں سے کہا: اٹھ کر اپنے مہمان کے لئے پر تعیش کھانا تیار کرو' پس غلام نے لکڑیاں اکٹھی کیں اور آگ جلائی جبکہ لونڈی نے آٹا گوندھا اور گوشت کے ٹکڑے انگاروں پر بھونے' اس دوران میں وہ آدمی مجھ سے باتوں میں مصروف رہا' جب لونڈی روٹی لے کر آئی تو اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا لونڈی نے کپی سے اس پر گھی ڈالا' ساتھ ہی صیحانی کھجوریں پیش کیں' اس شخص نے مجھ سے کہا: کھائیے تو میں نے تھوڑا سا کھانا کھا کر ہاتھ روک لیا' اس نے کہا: اور کھائیے تو میں نے حسب ضرورت کھا لیا اس نے پھر کھانے کا تقاضا کیا تو میں نے کہا: جناب میں نے کئی ماہ سے کچھ نہیں کھایا گندم کی روٹی نہ کسی اور چیز کی' لہٰذا مزید کھانے کی سکت نہیں' تو اس نے باقی ماندہ کھانا اور دو صاع کھجوریں توشہ دان میں ڈال دیں' پھر پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں بعد ازاں کہا: خدا کے لئے آئندہ میرے جدامجد کے سامنے شکایت نہ کیجئے' اس سے حضور کو بڑی تکلیف ہوتی ہے' دوران قیام تمہیں کھانا ملتا رہے گا' تا آنکہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخیریت وطن پہنچا دے' پھر غلام سے کہا: اس بزرگ کو حجرہ اقدس تک پہنچا دو پس میں اس غلام کے ہمراہ ہو لیا' بقیع پہنچ کر اس سے کہا: لوٹ جاؤ میں پہنچ گیا ہوں' اس نے کہا: جناب میں آپ کو حجرہ اقدس تک پہنچائے بغیر لوٹ نہیں سکتا' کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے مالک کو اس کی شکایت کریں' پھر مجھے حجرہ تک پہنچا کر الوداع کہا: اور لوٹ گیا' بعد ازاں اس کھانے کو چار دن تک کھاتا رہا' پھر جب کبھی بھوک لگی وہ غلام کھانا لے کر آ گیا' یہ سلسلہ چلتا رہا تا آنکہ اللہ نے وطن جانے والی ایک جماعت کا انتظام کر دیا جس کی معیت میں بخیر و عافیت وطن پہنچ گیا' یہ سب حضور کی برکت تھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(71) ابو اسحاق ابراہیم بن سعید کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا' میرے ساتھ تین درویش بھی تھے' یہاں ہم کو فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا' جس کی وجہ سے میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر التجا کی' یا رسول اللہ! ہمارے پاس کچھ نہیں' کسی بھی چیز کے تین مد ہمارے لئے کافی ہوں گے تو اس التجاء کے بعد مجھے ایک شخص ملا' جس نے عمدہ کھجوروں کے تین مد میرے حوالے کئے۔

(72) امام ابوبکر بن مقری فرماتے ہیں کہ امام طبرانی اور ابوالشیخ میرے ساتھ حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود تھے' بھوک کے اثرات ہمارے چہروں پر بہت نمایاں تھے' ہم نے وہ دن صوم وصال کی مانند گزارا' جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ! ہم سخت بھوک کی حالت میں ہیں' اس التماس کے بعد لوٹ آیا' مجھ سے ابوالقاسم نے کہا: بیٹھ جائیے یا تو رزق ملے گا یا موت آئے گی امام ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں اور ابو الشیخ سو

گئے' جبکہ طبرانی کسی مسئلہ پر غور کرنے لگے' اسی اثناء میں ایک علوی جوان نے دروازہ پر دستک دی' دروازہ کھولا تو اس علوی کے ہمراہ دو غلام نظر آئے جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک زنبیل تھی' اور ان زنبیلوں میں کھانے پینے کا کافی سامان تھا' جسے ہم نے بیٹھ کر تناول کیا' ہم نے خیال کیا کہ باقی ماندہ کھانا غلام اٹھا کر لے جائیں گے' مگر انہوں نے وہ کھانا ہمارے پاس ہی رہنے دیا جب ہم کھا چکے تو علوی نے کہا: بزرگو! کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فاقہ کشی کی شکایت کی تھی کیونکہ مجھے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور یہ کھانا حضور کے فرمان سے ہی آپ کے پاس لایا ہوں۔

(73) ابن الجلاء کہتے ہیں کہ میں مدینہ الرسول میں حاضر ہوا' اس وقت فاقہ میں مبتلا تھا۔ قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ ! آپ کا مہمان ہوں' اسی اثناء میں نیند کا غلبہ ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا' آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی' جس کا آدھا حصہ میں نے خواب ہی میں کھا لیا اور جب آنکھ کھلی تو دوسرا نصف میرے ہاتھ میں موجود تھا۔

(74) ابوالخیر اقطع بیان کرتے ہیں کہ میں بھوک کی حالت میں شہر مدینہ پہنچا' پھر پانچ دن فاقہ کشی ہی میں گزر گئے' کسی چیز کا کھانا تو درکنار چکھنا نصیب نہ ہوا' پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر ہدیہ درود و سلام پیش کیا' پھر عرض کیا' یا رسول اللہ ! آپ کا مہمان ہوں' پھر آ کر منبر شریف کے قریب سو گیا' تو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کی دائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے چل رہے تھے' انہوں نے مجھے جھنجھوڑ کر کہا: اٹھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں' تو میں نے اٹھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوسہ دیا' آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی جس سے آدھی میں نے کھالی' بیدار ہوا تو بقیہ نصف میرے ہاتھ میں تھی'

(75) ابو عبداللہ محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن ابی زرعہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد گرامی اور ابو عبداللہ بن خفیف کے ہمراہ مکہ شریف حاضر ہوا' ہم وہاں سخت فاقہ میں مبتلا ہوئے۔ اس کے بعد شہر رسول میں آئے' اور رات بھوک کی حالت میں بسر کی' اس وقت میری عمر بلوغت تک بھی نہ پہنچی تھی' کئی بار اپنے والد گرامی سے بھوک کی شکایت کی' آخر کار مجھے ساتھ لے کر مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ ! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں' پھر مراقبہ میں بیٹھ گئے' تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا تو کبھی روتے کبھی ہنستے جب اس کا سبب دریافت کیا گیا تو کہا: ابھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' اور آپ نے کچھ درہم عطا فرمائے ہیں' جب ہاتھ کھولا تو اس میں درہم موجود تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں اس قدر برکت فرمائی کہ شیراز پہنچنے تک انہیں خرچ کرتے رہے۔

(76) احمد بن محمد صوفی فرماتے ہیں کہ میں تین ماہ تک جنگل میں آوارہ پھرتا رہا' یہاں تک کہ پاؤں کی جلد تک اتر گئی بعد ازاں شہر مدینہ میں بارگاہ رسالت کی حاضری نصیب ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شیخین کی خدمت میں ہدیہ درود و سلام پیش کیا' پھر سو گیا تو دیدار مصطفیٰ سے مشرف ہوا' فرمایا: احمد! تم آ گئے ہو' میں نے عرض کیا' ہاں! یا رسول

اللہ! مجھے بھوک لگی ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں' فرمایا: ہتھیلی کھولو' میں نے اسے کھولا تو حضور نے اسے درہموں سے بھر دیا' پھر جب آنکھ کھلی تو اس میں درہم موجود تھے' میں نے اٹھ کر اس سے میدہ کی سفید روٹیاں اور فالودہ خریدا' اور تناول کر کے جنگل کی راہ لی'

(77) ایک صالح مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے' انہیں بھوک لگی تو روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! میں بھوکا ہوں' پھر اس استغاثہ کے بعد حجرہ اقدس کے قریب ہی بیٹھ گئے' اسی اثناء میں سادات سے ایک بزرگ ان کے پاس آئے اور کہا: چلئے' انہوں نے پوچھا: کہاں؟ کہا: میرے گھر میں کھانا کھانے کے لئے' چنانچہ وہ بزرگ ان کے ساتھ ہو لئے' پھر ان کے سامنے ثرید کا پیالہ رکھا گیا جس میں گوشت اور زیتون کا تیل بھی موجود تھا' انہوں نے کہا: کھایئے تو اس صالح بزرگ نے سیر ہو کر تناول کیا' پھر اٹھ کر جانے لگے تو کہا: اور کھا لیجئے تو انہوں نے کچھ اور تناول کیا' پھر جب واپسی کا ارادہ کیا تو صاحب خانہ نے کہا: بھائی! تم میں سے ایک آدمی دور دراز علاقے سے آتا ہے' جنگل بیابان طے کرتا ہے' خاندان اور وطن کو چھوڑتا ہے اور سمندر عبور کر کے زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے' مگر وہاں پہنچ کر اس کا مقصود و مطلوب یہ ہو جاتا ہے کہ حضور کی بارگاہ سے اسے روٹی کا ٹکڑا نصیب ہو جائے' اے میرے بھائی! تم جنت بخشش رضا اور اسی طرح کے عظیم مقاصد کی خواستگاری کرتے تو حضور کی برکت سے تمہیں یہ بے بہا دولت مل جاتی'

(78) ابوالعباس احمد بن نفیس تونسی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاز مقدس سے مصر پہنچا وہاں سے دیار مغرب جانے کا ارادہ تھا' اسی دوران میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوا' آپ نے فرمایا: ابوالعباس! تم نے تو ہم کو وحشت میں ڈال دیا ہے اس وحشت کا سبب یہ تھا کہ میں روضہ اقدس کے قریب کثرت سے تلاوت کرتا تھا' علامہ باجی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس سے پوچھا: آپ قبر اطہر کے قریب کتنے ختم کرتے تھے' فرمایا: میں ایک ہزار مرتبہ قرآن حکیم ختم کر چکا ہوں' ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بھوک نے ستایا تو مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ! بھوکا ہوں' پھر آنکھ لگ گئی' اسی اثناء میں ایک نوجوان نے ٹھوکر مار کر کہا: اٹھئے' تو میں اس کے ہمراہ چل دیا' اس کے گھر میں آیا تو اس نے گندم کی روٹی کھجوریں اور گھی پیش کیا اور کہا: خوب شکم سیر ہو کر کھایئے' کیونکہ مجھے میرے جد امجد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تمہاری میزبانی کا حکم دیا ہے آئندہ جب بھی بھوک محسوس ہو تو ہمارے پاس آجایا کیجئے۔

(79) عبدالعظیم وکلی فرماتے ہیں ہم دس درویش دکال سے مدینہ منورہ آئے جب رخصت ہونے لگے تو عرض کیا' یا رسول اللہ! ہمارے پاس توشہ نہیں' ہم زیارت گاہ خلیل تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مہمان ہیں' جب وادی قریٰ میں پہنچے تو ایک درویش کو تین دینار ملے' چنانچہ ان تینوں دیناروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بارگاہ خلیل تک پہنچے یہ سب حضور کی برکت تھی۔

(80) ابوعمران موسیٰ بن محمد نبزوتی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا مجھے تنگ دستی نے آگھیرا' میں نے قبر اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا' یا حبیبی یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور آپ کی ضیافت میں ہوں' پھر نماز عصر کا انتظار کرتے کرتے اونگھ آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ حجرہ مبارک کھل گیا ہے' اور تین آدمی حجرے سے برآمد ہوئے ہیں' تو میں سلام کے لئے اٹھا' میرے

پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: بیٹھو! حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجیوں کو سلام سے مشرف فرمانے والے ہیں' اور ان میں سے جو بے سروسامان ہیں' ان میں کھانا تقسیم فرمائیں گے' میں نے کہا: کہ میں بھی تو بے سروسامانی اور حاجتمند ہوں' اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے' حجاج کو سلام دیا میں نے بھی مصافحہ اور دست بوسی کیلئے ہاتھ بڑھایا' اس شرف سے مشرف ہونے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی شیریں چیز مجھے عطا کی' میں نے وہ چیز فوراً ہی منہ میں ڈال لی' جب آنکھ کھلی تو اس کو نگلنے کے لئے منہ ہلا رہا تھا بعد ازاں جب باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا شخص بھیج دیا جس نے بلا اجرت سواری کا اہتمام کر دیا' ساتھ ہی اپنے ایک دوست کو میری خدمت پر مامور کر دیا جو مکہ مکرمہ پہنچنے تک میری خدمت سرانجام دیتا رہا' یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ لطف و کرم کا ثمرہ تھا۔

(81) یٰسین بن ابو محمد کہتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضری کے بعد واپس آ رہے تھے' وادی قریٰ میں پہنچے تو ایک درویش نے بھوک کی شکایت کی' میں نے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے نکلتے ہی تم کو بھوک لگ گئی؟ اس درویش نے کہا' یا رسول اللہ! ہم بھوکے ہیں اور آپ کی مہمانی میں ہیں' اس استغاثہ کے فوراً بعد ہمیں تیار شدہ کھانا مل گیا' جسے ہم نے تین دن تک کھایا' لطف کی بات یہ ہے کہ اس آٹے پر جس سے کھانا تیار ہوا' تازہ تازہ پینے کے واضح نشانات تھے'

بارش کے لئے استغاثہ

(82) علامہ سمہودی خلاصۃ الوفا میں بحوالہ امام بیہقی اور ابن ابی شیبہ .سند صحیح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن مالک الدار سے نقل کرتے ہیں کہ عہد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے تو ایک شخص نے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا' یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّھُمْ قَدْھَلَکُوْا

یا رسول اللہ! اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمایئے وہ ہلاکت کے قریب ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں اس کو حکم دیا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام دو اور بتاؤ کہ باران رحمت آنے والی ہے' نیز یہ کہ دانائی اور زیرکی سے کام لیتے رہیں وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا۔ اے پروردگار! میں اپنے معاملات میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا' البتہ! عاجز آ جاؤں تو بات دوسری ہے۔

ابوالجوزاء تابعی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ شدید قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے شکایت کی' فرمایا: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کا بالائی حصہ کھول کر روشن دان سا بنا دو' تا کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے' پس اہل مدینہ نے اس حکم کی تعمیل کی تو اتنی بارش ہوئی کہ اس سے زبردست ہریالی ہوئی اور اونٹ اس قدر موٹے ہوئے کہ چربی سے ان کی کوہانیں پھٹنے لگیں (اسی وجہ سے اس سال کو عام الفتق کہتے ہیں)

(83) فقیہ مقری ابوالعباس احمد بن علی بن رفعہ کہتے ہیں کہ سن 653 ہجری میں دریائے نیل خلاف عادت چڑھ گیا' لوگ اس صورت حال سے چیخ اٹھے' کیونکہ مہنگائی میں بھی بہت اضافہ ہو گیا تھا' میں نے جمعہ 24 جمادی الاخرہ کی رات بہت پریشانی میں بسر کی' اسی بے چینی میں دو رکعت نماز پڑھی' جس کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سَنُرِيْهِمْ اٰيَاتِنَا فِي الْاٰفَاقِ اور دوسری رکعت میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے آخر تک تلاوت کی' پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کر کے سو گیا' خواب میں ہاتف کی آواز سنی' وہ کہہ رہا' تھا تمہارا استغاثہ سن لیا گیا ہے' اور تین دن کے بعد لوگوں کی دریائے نیل سے متعلق پریشانی دور ہو جائے گی' چنانچہ ایسا ہی ہوا تین دن بعد دریائے نیل کی سطح 15 انگل بلند ہو گئی' پھر حضور کی برکت سے اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا تا آنکہ معمول کے مطابق بہنے لگا'

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارش کے لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب کا وسیلہ پکڑتے تھے' کیونکہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا تھے' تو اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے بارش عطا کرتا تھا' زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا کرتے۔

اے اللہ! میری قوم تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ مجھے تیرے نبی کے ساتھ نسبی تعلق اور شرف حاصل ہے' اس لئے بارش عطا فرما' اس دعا کے کرتے ہی بادل پہاڑوں کی مانند اٹھتے اور برس پڑتے جس سے زمین سرسبز ہو جاتی'

(84) شیخ عارف عتیق کہتے ہیں کہ ہم حاجیوں کے قافلے میں تھے' اہل قافلہ کو شدید پیاس محسوس ہوئی' پانی کم تھا' اس پریشانی میں ایک جماعت نے شیخ ابوالنجاء سالم بن علی کے دامن میں پناہ لی' اور ان سے بارش کی درخواست کی' جس کی وجہ سے انہوں نے تنہائی میں جا کر دعا مانگی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا' کہ اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی بارش عطا کی یہاں تک کہ سارے قافلے والوں نے جی بھر کر پانی پیا۔

(85) شیخ ابو عبداللہ متمدی فرماتے ہیں جیسا کہ مصباح الظلام میں ہے' کہ میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا' اسی دوران میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ پانی نہیں پیتا' میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا: تو اس نے جواب دیا کہ میں حلہ کے ایک شیعہ گروہ سے تعلق رکھتا تھا ایک رات سویا تو ایسا معلوم ہوا' گویا قیامت قائم ہو گئی ہے اور لوگ سخت تکلیف سختی اور پیاس کی حالت میں ہیں میں بھی سخت پیاس سے ہوں' اسی پیاس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض پر آیا تو وہاں حضرت ابوبکر حضرت عمر' حضرت عثمان' اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے' اور لوگوں کو حوض کوثر سے پانی پلا رہے تھے' میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتہ محبت اور اعتقاد فضیلت و تقدیم کے باعث ان کے پاس آیا تاکہ پانی عطا کریں' مگر انہوں نے بے رخی کا مظاہرہ کیا' پھر باری باری اصحاب ثلاثہ کے پاس آیا' مگر انہوں نے بھی روگردانی فرمائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میدان محشر میں تشریف فرما تھے' اور کچھ بدبختوں کو پیچھے دھکیل رہے تھے' میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ! میں بہت پیاسا ہوں' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی کی درخواست کی تو انہوں نے منہ پھیر لیا' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ

تجھ کو کیسے پلا سکتے ہیں جبکہ تو میرے اصحاب سے بغض و عداوت رکھتا ہے' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا میں توبہ کر سکتا ہوں' فرمایا: کیوں نہیں؟ توبہ کر کے اسلام قبول کر' پھر تجھے ایسا مشروب پلاؤں گا کہ اس کے بعد تجھے کبھی بھی پیاس نہیں لگے گی' پس میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور توبہ کی' تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک جام عطا فرمایا' جسے میں نے نوش کر لیا' جب بیدار ہوا تو مطلقاً پیاس نہ تھی' پھر یہی حالت برقرار رہی کہ کبھی پانی پی لیتا اور کبھی نہ پیتا بعد ازاں شہر حلہ میں اپنے رشتہ داروں کے پاس آیا تو میں نے ان سے بے تعلقی اختیار کر لی' سوائے ان کے جنہوں نے میری دعوت قبول کر لی اور اپنے فاسد عقیدوں سے باز آ گئے'

نوٹ:- اس موضوع پر علامہ شیخ علی حلبی شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام بغیہ الاحلام باخبار من فرج برؤیا المصطفیٰ فی المنام رکھا' میں یہاں اب اسی کتاب سے نقل کرتا ہوں' جنہیں صاحب مصباح نے ذکر نہیں کیا'

(86) علامہ حلبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بغداد سے مصر کے ارادے سے نکلا تا کہ اپنے بھائی سے ملوں' اس کی بیوی اور چھوٹی بیٹی میرے ہمراہ تھی' ہم سب ایک بڑے کارواں کے ہمراہ تھے' دمشق کے قریب ایک مقام پر پہنچے تو ڈاکوؤں نے راستہ روک لیا' اور لوگوں سے مال و متاع چھین لیا' اس وقت ہم ایک چشمے کے نزدیک تھے' میں نے ساتھیوں سے کہا: موت ضرور آنی ہے ٹل نہیں سکتی' یہاں پڑے رہنے سے بہتر ہے کہ نجات اور بچاؤ کے لئے چل پڑیں' اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے گا اور ضرور ہمارے بچاؤ کی کوئی سبیل نکالے گا' پس ہم دو دن اور دو راتیں چلتے رہے' میری بھتیجی میرے کاندھے پر تھی کیوں کہ اس کی ماں تھک گئی تھی' اس وقت ہم سامان خورد و نوش سے تہی دست تھے' کئی ساتھی راستے ہی میں دم توڑ گئے' تیسرے روز ایک گاؤں میں پہنچے تو میں نے وہاں کی ایک عورت سے گزارش کی محترمہ! ہم آپ کی پناہ میں ہیں' بعد ازاں میں نے قرآن حکیم کی تلاوت شروع کر دی جس سے صاحب خانہ کا دل پسیج گیا' پھر اس سے گپ شپ بھی کی تو اس نے پوچھا: آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: ازراہ کرم ایک سواری کا انتظام کر دیں' نیز دمشق تک ہمارے ساتھ چلیں' ہم وہاں پہنچ کر آپ کے احسانات کا بدلہ چکا دیں گے' سو وہ آمادہ ہو گیا' اس نے ہم تینوں کو کپڑے پہنائے' سواری کا بندوبست کیا اور بقدر کفایت زاد راہ لے کر ساتھ ہو لیا' چند دن کی مسافت کے بعد ہم دمشق پہنچے تو اہل شہر نے باہر نکل کر استقبال کیا' ہر شخص اپنے عزیز یا جان پہچان کے آدمی کے متعلق دریافت کرتا کیونکہ اس قافلہ کی داستان ان تک پہنچ چکی تھی' مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے متعلق بھی پوچھ گچھ کر رہا ہے' میں نے باآواز بلند کہا: میں یہاں ہوں' پس اس نے میری سواری کی مہار پکڑ لی اور اپنے گھر لے گیا' گھر کی زیب و زینت صاحب خانہ کی خوشحالی کی آئینہ دار تھی' مجھے اس میں بالکل شبہ نہ تھا کہ وہ میرے بھائی کا دوست ہے ہم دو تین دن اس کے ہاں بڑے آرام اور سکون کے ساتھ رہے' دو دن تک میں نے اس سے کچھ پوچھا: اس نے مجھ سے کچھ دریافت کیا' جب تیسرا دن آیا تو اس دیہاتی نے مجھ سے سفر کی داستان پوچھی تو میں نے ساری کہانی سنا دی' سن کر اس نے کہا: جس قدر دینار تم کو درکار ہوں لے لو' تو میں نے اپنی حاجت کا ذکر کیا' اور اس نے ضروریات کے مطابق دینار دے دیئے' وہ دینار

دے کر میں نے دیہاتی بھائی کے حوالے کر دیئے' اس دمشقی نے بہت سا زاد راہ بھی دیا' پھر پوچھا: تم کو کتنے اونٹوں کی ضرورت ہو گی؟ اور مزید زاد راہ کتنا درکار ہو گا اور کس شہر کا قصد ہے؟ اس سوال سے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا' میں نے خیال کیا کہ اگر یہ آدمی میرے بھائی کے ان دوستوں میں سے ہوتا جن کو میں نے اپنے بھائی کی تلاش کے بارے میں لکھا تو اس کو میرے آنے کی غرض و غایت معلوم ہوتی' میں نے حیرت سے پوچھا: میرے بھائی نے آپ کو کتنے دینار دینے کا لکھا؟ اس نے کہا: کون تمہارا بھائی؟ میں نے کہا: ابو یعقوب بن ارزق انباری مصر میں خلیفہ کا کاتب' اس نے کہا: بخدا! میں نے تو اس آدمی کا نام تک نہیں سنا' نہ اس کو جانتا ہوں' اس کے اس جواب پر گویا مجھ پر قیامت ٹوٹ گئی' میں نے کہا: میں تو آپ کو اپنے بھائی کا دوست سمجھ رہا تھا' اور میرا یہی گمان تھا کہ آپ نے میرے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے وہ اسی دوستی کا نتیجہ ہے اس لئے دل کھول کر آپ سے مطالبات کرتا رہا' اب بتایئے کہ اس حسن سلوک کا باعث کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اس حسن سلوک کا معاملہ تمہارے بھائی کی دوستی اور تعلق سے زیادہ اہم اور موکد ہے۔ ضروری ہے کہ اس کی وضاحت سے تمہاری خوشی اور بے تکلفی میں اضافہ کروں' پھر کہا: جب اس قافلہ کے لٹ جانے کی اطلاع دمشق میں پہنچی تو ہر شخص پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا' کیونکہ کسی کو مال لٹ جانے کا غم تھا کسی کو دوست یا رشتہ دار کی فکر تھی' سوائے میرے کہ میرا کوئی عزیز دوست اس قافلہ میں شامل نہ تھا نہ کوئی مال تھا' یہی وجہ ہے کہ لوگ اس بچے کھچے قافلے کے استقبال کیلئے نکلے اور ان کے اصلاح احوال کیلئے بندوبست کرنے لگے' مگر میں باہر نہ نکلا جب رات آئی تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے' ابو محمد بن ارزق کے پاس جا کر اس کی امداد و اعانت کرو اور ایسا انتظام کرو کہ وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے' چنانچہ میں لوگوں کے ہمراہ نکلا اور آپکے متعلق دریافت کیا' میری ساری غم خواری اور احسان کا بس یہی سبب تھا' اب بتایئے کہاں کا قصد ہے؟ ابو محمد کہتے ہیں میں اس بندہ پروری پر زار و قطار رونے لگا اور آہوں اور سسکیوں کے سبب کافی دیر تک اس سے بات نہ کر سکا' پھر مصر تک کیلئے زاد راہ پر غور کر کے اسکو اپنی حاجت اور ارادے سے آگاہ کیا' تو اس نے زاد راہ پیش کیا بعد ازاں میں نے اس سے تعارف پوچھا: تو کہا: ابن الصابونی کے نام سے مشہور ہوں' پھر جب مصر پہنچا تو اپنے بھائی سے ملاقات کی اور اسے ساری روداد سفر سنائی وہ سن کر سخت متعجب ہوا اور زار و قطار رونے لگا' اس کے بعد ابن صابونی کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا' پھر میں دمشق میں آیا تو ابن الصابونی کے حالات تبدیل ہو چکے تھے اسے کئی مصیبتوں نے آگھیرا' میرے بھائی نے اس کے حسن سلوک کے بدلے دمشق میں اسے ایک جاگیر عطا کی جس سے معقول آمدنی حاصل ہوتی تھی'

(87) آل سلجوق کا پہلا بادشاہ طغرل بیگ جب موصل کی طرف روانہ ہوا تو اس کے ساتھ ایک لشکر گراں تھا' اس لشکر کے سپاہی راستے میں دیہاتوں پر غارت ڈالتے چلے جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کو سخت پریشانی اٹھانی پڑی' طغرل بیگ نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو سلام پیش کیا' مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا' فرمایا: اللہ نے تم کو ملک میں اقتدار دیا اس کے باوجود تم خلق خدا پر نرمی نہیں کرتے' اور خدا کی عظمت اور جلال سے نہیں ڈرتے؟ اس تہدید آمیز خطاب سے خوفزدہ ہو کر وہ جاگ اٹھا' پھر اپنے وزیر کو حکم دیا کہ فوج میں عدل و انصاف کا اعلان کروا

دیا جائے تاکہ کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہ کر پائے۔

(88) اسی قسم کا ایک واقعہ ثقہ راویوں سے مروی ہے کہ ایک امیر کبیر اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ ایک دکان کے پاس سے گزرا تو دکان میں ایک جواں سال دوشیزہ پر نظر پڑی جس کے حسن نے اس کو وارفتہ کر دیا' مصاحب کو حکم دیا کہ اس دکان کا اتہ پتہ لے لو' اس نے تعمیل کی' وہ جب اپنی اقامت گاہ پر آیا تو اپنے مصاحب سے اس دوشیزہ پر وارفتگی کا ذکر کیا' کہ اس لڑکی سے نکاح ضروری ہے پس اس کا مصاحب گیا اور دکاندار (جو کہ سبزی فروش تھا) کو بلا لایا' اور کہا: کہ امیر تم کو تمہاری بہتری کے لئے طلب کرتے ہیں' تو اس نے خوشی خوشی آنے کی حامی بھر لی' پھر اس کے ہمراہ امیر کے پاس آیا' جب دربار میں پہنچا تو امیر کو اس کے آنے کی خبر کی گئی' اس نے اسے خلوت خانہ میں باریابی کی اجازت دی' پھر اپنے مصاحب سے کہا: اس سے دریافت کرو وہ لڑکی جو تمہاری دکان میں تھی' تم سے کیا رشتہ رکھتی ہے؟ اس نے جواب دیا وہ میری بیٹی ہے۔ پوچھا: اس کی ماں زندہ ہے۔ کہا: اس کی ماں مر چکی ہے مصاحب نے اس سے کہا: ہمارے آقا تمہاری بیٹی کو شرف زوجیت سے نوازنا چاہتے ہیں' اس نے حیرت سے پوچھا: ایک سبزی فروش کی بیٹی کو یہ سعادت کیسے مل سکتی ہے؟ تو اس نے کہا: امیر کا حکم ہے کہ لڑکی کو پیش کیا جائے' چنانچہ اس کو حاضر کیا گیا تو امیر نے اسے اپنی زوجیت میں لے لیا' اور سبزی فروش کو حکم دیا کہ ایک ہزار دینار لے لو اور اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں اقامت گزین ہو جاؤ' نیز اس معاملہ سے کسی کو خبر نہ کرو' میں اس شہر کے حاکم کو لکھ بھیجوں گا' تم کو کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی' پس اس نے ایک شہر کا انتخاب کیا اور امیر نے اس شہر کے حاکم کو اس کی کفالت اور رعایت کے لئے لکھ بھیجا' اس شخص نے فوراً ہی اپنا سامان سمیٹا اور اس شہر کی راہ لی' اور کسی کو خبر تک نہ ہونے دی' حاکم شہر نے اس کا استقبال کر کے بہترین رہائش پیش کی اور اس کی خدمت گزاری کے لئے کچھ آدمی متعین کر دیئے ادھر امیر نے خانگی امور کی مہتمم خاتون کو بلا کر حکم دیا کہ اس لڑکی کو عروسی آرائش و زیبائش کے ساتھ پیش کرے' اس عورت نے کہا: بخدا! یہ لڑکی تو سراپا فتنہ ہے۔ اس کا حسن دلربا ہے' پھر اسے حمام میں لے جا کر نہلایا اور بیگمات کا لباس پہنایا جس سے اس کا حسن اور نکھر گیا کہ کوئی اس کی طرف دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا' پھر اسے اس کے پاس لایا گیا تو اس کے حسن و جمال سے امیر کے ہوش اڑ گئے' اس کی محبت نے امیر کی عقل و خرد کو شکار کر لیا' یہاں تک کہ ایوان میں بیٹھنے اور لوگوں کے معاملات طے کرنے کا عمل بھی ترک ہو گیا' تو مصاحب نے امیر کو اس طرف توجہ دلائی (کہ یہ لاتعلقی خطرناک ہو سکتی ہے) مگر امیر اس لڑکی کی محبت میں خود رفتہ ہو چکا تھا' وہ اس کی دلجوئی کیلئے نئے نئے تحائف پیش کرتا' ایک دن اسے یاد آیا کہ اس کے پاس ایک تاج اور گلوبند ہے جو اس کے باپ نے اس کی ماں کو تحفہ میں دیا تھا' اس نے فوراً لباس کی نگران خاتون کو طلب کیا اور اس صندوق کے لانے کا حکم دیا جس میں وہ تاج اور گلوبند رکھا ہوا تھا' اس نے تعمیل کی اور تاج اور گلوبند نکال کر امیر کے حوالے کئے' تو اس نے یہ دونوں چیزیں دلہن کے سپرد کر کے زیب تن کرنے کی فرمائش کی انہیں پہن کر لڑکی کے حسن میں چار چاند لگ گئے کہ اس پر نظر کرنا محال ہو گیا۔

پھر ایک دن وہ لڑکی جھروکے میں بیٹھ کر شارع عام کا نظارہ کر رہی تھی کہ ایک سائل نے صدا دی' جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی قیمتی چیز صدقہ کرے گا قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی

شفاعت کریں گے' یہ صدا سن کر لڑکی نے کہا: میرے پاس اس تاج سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں' یہی اس کے حوالے کر دیتی ہوں' جب اس کے بارے میں سوال ہو گا تو حیلہ کر کے ٹال دوں گی' چنانچہ اس نے سائل کو ٹھہرنے کا حکم دیا' اور سر سے تاج اتار کر اس کے حوالے کر دیا' امیر نے جب کئی دن تک اس کے سر پر تاج نہ دیکھا جسے دیکھنے سے اس کو سرور ملتا تھا' تو پوچھ لیا کہ تم تاج زیب سر کیوں نہیں کرتیں' اس نے کوئی جواب نہ دیا' پھر پوچھا: تو اس نے پس و پیش سے کام لیا تیسری بار امیر نے زور دے کر دریافت کیا تو اس بار بھی اس نے ٹالنے کی کوشش کی آخر کار امیر نے اس سے کہا: ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ تاج کہاں ہے؟ تو اس نے ساری حقیقت بیان کر دی' یہ سن کر امیر برافروختہ ہو گیا اور لڑکی کو ایک تھپڑ دے مارا اس سے امیرانہ لباس اتروا کر سوتی چیتھڑے پہنوا دیئے' پھر چھری سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور طلاق دے کر نکال دیا' وہ وہاں سے اپنے باپ کی دکان پر آئی' مگر دکان بند تھی' سامنے سرائے کے عمر رسیدہ دربان سے اپنے والد کے متعلق دریافت کیا تو اس نے پوچھا: اتنے عرصے تو کہاں رہی؟ تو اس نے گول مول جواب دیا' دربان نے کہا: ہم نے تیرے باپ کو فلاں تاریخ کے بعد نہیں دیکھا؟ نہ اس کا اتہ پتہ معلوم ہے' پھر کہا: عزیزہ! میں ایک عمر رسیدہ درماندہ شخص ہوں چاہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ آ جائے اس صورت میں تیری نظر امیر کے محل پر بھی رہے گی' اس لڑکی نے کہا: مجھے منظور ہے' بعد ازاں کہا: مجھے کچھ گرم تیل' لکڑیاں اور آگ مہیا کریں' وہ یہ چیزیں لے آیا تو اس نے تیل گرم کر کے اپنا کٹا ہوا ہاتھ اس میں رکھ دیا اور بوڑھے کو اس بارے میں مطلقاً علم نہ ہونے دیا' وہ کئی دن تک اس کے ہاں ٹھہری رہی اسی دوران میں حلب سے ایک قافلہ آیا جس میں تاجر بھی تھا' اور اس سرائے میں آ کے ٹھہرا' ایک دن اس کی نظر اس لڑکی پر پڑی تو اس کے ہوش اڑ گئے' پھر بوڑھے دربان کو بلا کر پوچھا: اس لڑکی سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ کہا: میری بیٹی ہے کہنے لگا میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور منہ مانگے دینار و اموال دینے کو تیار ہوں' دربان نے کہا: مجھے لڑکی سے اذن لینے دیجئے تو لڑکی نے اس شرط پر اجازت دی کہ جب تک وہ اپنے شہر نہیں پہنچ جائے گا اس کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم نہیں کرے گا' تاجر نے یہ شرط بخوشی مان لی' اور تحریری ضمانت دے دی' پھر اس کے پاس ہدیئے اور تحفے بھیجے اسے ایک عالی شان محل میں ٹھہرا کر خدمت کے لئے لونڈیاں اور خادم مہیا کر دیئے' اور عیش کے سارے سامان جمع کر دیئے جب وطن لوٹنے کا پروگرام بنایا تو اس کے لئے محمل کا بندوبست کیا اسے سوار کر کے خدام کی جماعت ساتھ لگا دی' جب شام پہنچے تو لڑکی نے پوچھا: میرے آقا کا شہر یہاں سے کتنا دور ہے؟ بتایا گیا کہ ابھی اتنے دن اور لگیں گے یہ سن کر اس نے آہ و بکا شروع کر دی اور دعا مانگی' اے پروردگار! اس ہستی کے صدقہ میں جس کی بے پایاں محبت میں اپنی گراں بہا چیز دی تھی' میری پردہ پوشی کر' میرا ہاتھ کٹا ہوا ہے اور شوہر اس حقیقت سے آگاہ نہیں' میں اس کے اہل و عیال کے پاس کیسے جاؤں گی؟ اس گریہ و زاری میں اس کی آنکھ لگ گئی' اور بخت بیدار ہو گئے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' فرمایا: لڑکی تمہارا کٹا ہوا ہاتھ کہاں ہے؟ عرض کیا' حضور میرے پاس ہے' تو آپ نے لے کر اسے اس کے بازو کے ساتھ جوڑ دیا اور اوپر سے لعاب دہن لگا دیا جس کی برکت سے وہ اسی لمحے جڑ گیا' اور لعاب دہن والی جگہ چمک اٹھی' آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہاتھ جڑا ہوا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر اسکی خوشی کی انتہا نہ رہی' اور بے خودی میں گنگنانے لگی' تاجر نے آدمی بھیج کر سبب پوچھا: تو اس نے کہا: اس حیران کن

واقعے کی خبر نہ کی' اور گھر پہنچنے تک خاموش رہی' شہر میں وارد ہوئے تو تاجر کے خاندان کی عورتیں استقبال کے لئے نکلیں اور لڑکی کے حسن و جمال سے دنگ رہ گئیں بعد ازاں تاجر نے اس سے تعلق زوجیت قائم کیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد تاجر اپنی دلہن کے ہمراہ بالکونی میں بیٹھا تھا اور وہ دونوں شارع عام کا نظارہ کر رہے تھے کہ ایک سائل کی صدا آئی۔

جو آدمی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی قیمتی چیز دے گا تو حضور اس کی شفاعت فرمائیں گے یہ صدا سن کر اس لڑکی نے کہا: میرے آقا! اگر آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو خدا کے لئے اس سائل کو اپنی قیمتی چیز عطا کیجئے' میں سائل کو رکنے کا کہتی ہوں' تاجر نے کہا: یہ تو معمولی سی چیز سے راضی ہو جائے گا' اس نے کہا: مگر میں کسی حقیر سی چیز پر راضی نہ ہوں گی' جب تک تم مجھ کو سفر کے دوران میں رونے' پھر ہنسنے کا واقعہ بیان نہیں کرو گی میں اسے کچھ نہیں دوں گا پس اس نے سارا واقعہ بیان کیا جسے سائل نے بھی سنا تو تاجر نے اس بات کا اظہار کیا' بخدا! امیر کی دہلیز پر صدا دینے والا سائل تو میں ہی تھا نیچے سے سائل کی آواز آئی کہ جس امیر کا تم ذکر کر رہے ہو وہ میں ہی ہوں' یہ سنتے ہی تاجر نیچے آیا اور سائل کو محل میں لے گیا اور اس سے اس کا قصہ غم معلوم کیا' اس نے بتایا کہ جب میں نے لڑکی کا ہاتھ کاٹ دیا تو مجھے شدید صدمہ ہوا' یہاں تک کہ اس غم سے جان نکلنے لگی' دشمنوں نے موقع پا کر مجھ سے امارت چھین لی' اور میں قتل کے خوف سے بھاگ نکلا اس اندوہناک صورت حال میں کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لے سکا جس کی وجہ سے آج گداگری پر مجبور ہوں' تاجر نے یہ روئیداد غم سن کر کہا' جناب میں نے اس تاج سے سوائے ایک نگین کے کچھ نہ لیا' آپ اسے لے لیجئے پس اس نے تاج لے کر بیچ دیا تاجر نے بھی اسے ہدیہ پیش کیا مزید بر آں وہ لڑکی بھی اس کے پاس تحفے بھیج کر اس پر احسان کرتی رہی۔

(89) ایک شخص کا بیان ہے کہ میں تین سال تک اللہ سے یہ دعا کرتا رہا' کہ وہ میرے لئے حج کے اسباب مہیا فرمائے' آخر ایک دن خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' آپ نے فرمایا: اسی سال حج کرو' میں نے عرض کیا' حضور! میرے پاس تو سفر حج کا خرچ نہیں' پھر دوسری بار دیدار ہوا تو یہی ارشاد ہوا' اس کے بعد تیسری دفعہ حضور نے پھر حج کا تقاضا کیا تو میں نے وہی عذر کیا' فرمایا: اپنے گھر کا فلاں مقام کھود کر دیکھو' اس میں تمہارے باپ دادا کی ایک زرہ مدفون ہے' اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے صبح کی نماز پڑھ کر اس مقام کو کھودنا شروع کیا تو اچانک ایک زرہ دکھائی دی گویا وہ تازہ تازہ دفن کی گئی ہو۔ میں نے اسے نکال لیا اور چار سو درہم میں بیچ کر ایک اونٹنی خریدی اور پھر حج کے لئے رخت سفر باندھا' جب مناسک حج سے فارغ ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب میں پھر دیدار ہوا' فرمایا: اللہ نے تمہاری کوشش قبول فرما لی ہے۔ اب عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا کر کہو ہمارے ہاں تمہارے تین نام ہیں' عمر امیر المومنین اور ابوالیتامی پھر بیدار ہو کر ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا: تم لوگ اللہ کا نام لے کر واپس چلو میں شام جانے کا ارادہ رکھتا ہوں' پھر شام جانے والوں کے ساتھ ہو لیا' دمشق پہنچ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو اور سارا قصہ ان کے گوش گزار کیا' وہ اندر تشریف لے گئے اور میرے لئے ایک تھیلی لے آئے جس میں چالیس دینار تھے' فرمایا: میرے پاس

تقسیم کے بعد یہی کچھ بچا ہے۔ اسی کو قبول کرلو' میں نے عرض کیا' بخدا! میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام پر کوئی ہدیہ نہ لوں گا' پھر الوداع کہہ کر لوٹنے لگا تو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گلے لگا لیا اور دروازے تک میرے ساتھ آئے اس وقت ان کی آنکھیں پرنم تھیں۔

(90) واقدی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر تنگ دستی کا ایک دور آیا تھا' رمضان شریف کی آمد آمد تھی اور میرے پاس خرچ کیلئے کچھ نہ تھا' میں نے ایک علوی دوست کو لکھ کر ایک ہزار درہم بطور قرض طلب کئے' تو اس نے چند درہم ایک تھیلی میں بھجوا دیئے' اسی شام ایک دوست نے مجھ سے ایک ہزار درہم مانگے تو میں نے وہی تھیلی اپنے دوست کو بھجوا دی' اگلی صبح وہ دوست جسے میں نے قرض دیا' اس علوی کے ہمراہ میرے پاس آیا اور تھیلی نکال کر میرے سامنے رکھ دی' پھر علوی نے کہا : ماہ رمضان سر پر تھا' اور میرے پاس سوائے ان چند درہموں کے کچھ نہ تھا' جب تمہارا رقعہ پہنچا تو میں نے وہ درہم تمہارے پاس بھیج دیئے' اور تم کو اپنی ذات پر ترجیح دی اور اپنی ضرورت کے لئے اس دوست سے ایک ہزار درہم بطور قرض مانگے تو اس نے وہی تھیلی میرے پاس بھیج دی جو میں نے تمہاری طرف بھیجی تھی' اسے دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا اور اس بات کا تذکرہ اپنے دوست سے کیا' پھر فیصلہ کیا کہ ہم اسے تین حصوں میں بانٹ لیتے ہیں تاکہ ہر ایک کو ایک حصہ مل جائے اور ہم گزارہ کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فراخ دستی عطا کرے' واقدی کہتے ہیں کہ ہم نے اس رقم کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا' اور میں نے اپنا حصہ خرچ کر دیا' صرف تھوڑی سی نقدی بچ گئی تو مجھے فکر لاحق ہوئی (کہ اب کیا کروں گا) اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا' آپ نے مجھے فراخ دستی کی نوید سنائی' ایک صبح اٹھا تو یحییٰ بن خالد برمکی کا قاصد میرے پاس آیا' اور کہا: واقدی! میں نے تم کو خواب میں دیکھا تم کچھ پریشان سے نظر آ رہے تھے' بتاؤ کیا پریشانی ہے؟ تو میں نے اس کو اپنے حالات سے آگاہ کیا' اس نے سن کر کہا: میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم تینوں دوستوں میں سے زیادہ سخی اور کریم النفس کون ہے؟ پھر مجھے تیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور میرے ساتھیوں کو بیس بیس ہزار درہم دینے کا ساتھ ہی مجھے قضاء کا عہدہ بھی پیش کیا'

شیخ حلبی کہتے ہیں کہ سبط ابن الجوزی نے اس واقعہ کو مرآۃ الزمان میں قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے'

(91) ابراہیم بن مہران کہتے ہیں کہ کوفہ میں ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا وہ قاضی تھا اور ابو جعفر کنیت سے مشہور تھا۔ وہ انتہائی خوش معاملہ شخص تھا' اولاد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کوئی آدمی کسی چیز کے حصول کیلئے اس کے پاس آتا تو وہ اسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتا' حتیٰ کہ قیمتاً خرید کر دے دیتا ورنہ اپنے غلاموں سے کہتا کہ اس رقم کو حضرت علی المرتضیٰ کے ذمے قرض لکھ لو' ایک مدت تک یہی سلسلہ چلتا رہا' پھر گردش دوراں نے اس کو کنگال کر دیا' جس کی وجہ سے وہ گھر میں بے کار بیٹھے بیٹھے پرانی بہیاں دیکھتا رہتا کہ اگر اس کے مقروضوں میں سے کوئی زندہ ہو تو اس سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کر بھیجے اور اگر فوت ہو گیا ہے تو اس کا نام کاٹ دے' ایک دن حسب معمول گھر کے دروازے پر بیٹھ کر بہی دیکھ رہا تھا' کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور ازراہ مذاق کہا: تمہارے بڑے مقروض (حضرت علی المرتضیٰ) نے کیا کیا (یعنی قرض واپس کیا یا نہیں) اس طنز سے وہ بڑا رنجیدہ ہوا' اور اٹھ کر گھر میں داخل ہو گیا'

رات کو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا' حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے آگے آگے چل رہے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تمہارے ابا جی نے کیا کیا' پیچھے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز آئی' یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں' فرمایا: کیا وجہ ہے اس قاضی کا قرض کیوں ادا نہیں کرتے؟ اسے فوراً ادا کرو' چنانچہ انہوں نے ایک تھیلی میرے حوالے کی اور فرمایا: یہ رہا تمہارا قرض جو میرے ذمے واجب الاداء تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فرمایا: لے لو اور آئندہ بھی اس کی اولاد میں سے کوئی قرض لینے کے لئے آئے تو محروم نہ لوٹانا' آج کے بعد تم کو فقر و فاقہ کا سامنا نہ کرنا پڑے گا' پھر میری آنکھ کھل گئی تو وہ تھیلی میرے ہاتھ میں تھی' میں نے اپنی بیوی کو بلا کر پوچھا: میں حالت خواب میں ہوں یا بیداری کے عالم میں اس نے کہا: آپ تو جاگ رہے ہیں' یہ سن کر میری طبیعت میں کشادگی سی آ گئی' میں نے وہ تھیلی اپنی بیوی کے حوالے کی اور اس کو سارا ماجرا سنایا' پھر جب قرض کے رجسٹر میں دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کوئی قرض باقی نہ تھا۔

(92) ابراہیم بن اسحاق بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں بغداد میں پولیس افسر تھا' ایک رات خواب میں دیدار مصطفیٰ سے مشرف ہوا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے قاتل کو چھوڑ دو' میں خوفزدہ ہو کر اٹھ بیٹھا اور ساتھیوں سے قاتل کے بارے میں پوچھا: انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس قتل کے الزام میں ایک شخص گرفتار ہے' پس قاتل کو طلب کر کے پوچھا: سچ سچ بتا کہ اصل معاملہ کیا ہے' اس نے کہا: اچھا بتاتا ہوں' ہمارا ایک گروہ تھا جو ہر روز بدکاری کے لئے اکٹھا ہوتا تھا' ایک بڑھیا ہماری دلال تھی جو عورتیں لایا کرتی تھی' ایک دفعہ وہ ہمارے پاس ایسی عورت لائی جس نے ہمیں دیکھ کر چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑی' میں اسے اٹھا کر الگ کمرے میں لے گیا اور ہوش آنے پر اس سے بے ہوشی کا سبب پوچھا: تو اس نے کہا خوف خدا کرو' اس بوڑھی عورت نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے' اس نے ذکر کیا کہ اس کے پاس ایک بے نظیر موزہ ہے جسے یہ گھر سے باہر نہیں لاتی' میں نے اس بات پر اعتماد کر لیا اور موزہ دیکھنے کی خواہش کی تو یہ عورت مجھے تمہارے پاس لے آئی' میں سیدہ ہوں میرے نانا جان محمد رسول اللہ ہیں' اور فاطمۃ الزہراء میری ماں ہیں' خدا کیلئے ان دونوں ہستیوں کی عزت و حرمت کا لحاظ رکھنا' اس شخص کا بیان ہے کہ میں کمرے سے نکل کر اپنے دوستوں کے پاس آیا' اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور انہیں اس سید زادی سے تعرض کرنے سے منع کیا' اس بات سے وہ مشتعل ہو گئے' اٹھ کر اس عفیفہ کی جانب بڑھے' کہنے لگے تو نے اپنی حاجت پوری کر لی ہے اور اب ہم کو اس سے روکتا ہے' تو میں اس عورت کے سامنے سپر بن کر کھڑا ہو گیا اور کہا: میرے جیتے جی تم میں سے کوئی اس کے قریب نہیں جا سکتا' اس سے ہمارے درمیان تلخی پیدا ہو گئی اور نوبت ہاتھا پائی تک جا پہنچی' جس سے میں زخمی ہو گیا' میں نے اٹھ کر بدکاری کے زیادہ حریص شخص کو قتل کر دیا' پھر اس عفیفہ کو بحفاظت باہر لے آیا پڑوسیوں نے شور سنا تو اکٹھے ہو گئے اور میرے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر اور اس شخص کو مقتول دیکھ کر مجھے پکڑ لیا' اور آپ کے حوالے کر دیا' یہ سن کر اسحاق بن ابراہیم نے کہا: میں تم کو اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور ایک پاک دامن عورت کی عزت کی حفاظت کے صلہ میں رہا کرتا ہوں' اس واقعہ کے بعد اس شخص نے اپنے گناہ کی زندگی سے توبہ کر لی اور پھر زندگی بھر اس توبہ پر قائم رہا۔

(93) علی بن عیسیٰ وزیر کہتے ہیں کہ میں علویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا اور ہر سال رمضان المبارک کی آمد پر ان کو سال بھر کے لئے لباس اور طعام کا خرچ دے دیتا ان میں ایک عمر رسیدہ شخص جو امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے تھا' سالانہ پانچ ہزار درہم حاصل کرتا' ایک دن میں نے اسکو دیکھا وہ نشہ کی حالت میں شراب کی قے کر رہا تھا' اور زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا' میں نے دل میں کہا: کہ اس جیسے فاسق کو پانچ ہزار درہم دیتا ہوں اور یہ معصیت کے کاموں میں اڑا دیتا ہے' پس ارادہ کر لیا کہ آئندہ اس کو کچھ نہیں دوں گا جب اگلے سال ماہ رمضان آیا تو وہ بوڑھا شخص حسب معمول آگیا اور سلام کہا میں نے کہا: تم عزت و کرامت کے مستحق نہیں میں تمہیں رقم دیتا ہوں اور تم گناہ کے کاموں میں خرچ کر دیتے ہو میں نے تم کو نشے میں دھت دیکھا ہے۔ اب جاؤ اور آئندہ ادھر کا رخ نہ کرنا'

علی بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں اسی رات سویا تو خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی بہت سے لوگ بھی بارگاہ رسالت میں حاضر تھے میں نے آگے بڑھ کر سلام پیش کرنے کی کوشش کی تو آپ نے رخ انور پھیر لیا' اس بے رخی سے مجھ کو شدید تکلیف ہوئی' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں آپ پر بکثرت درود و سلام پیش کرتا ہوں اسکے باوجود یہ بے رخی اور بے التفاتی سمجھ میں نہیں آئی' فرمایا: تو نے میرے فلاں بیٹے کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ کیوں لوٹایا' اور اس کا وظیفہ کیوں روک لیا؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں نے اسے نشے کی حالت میں دیکھا اور نہیں چاہتا تھا کہ امر گناہ میں اس کی اعانت کروں' فرمایا: یہ بتا کہ تو اسے یہ وظیفہ اس کی ذاتی خصوصیت کی وجہ سے دیتا تھا یا میری نسبت سے؟

یہ چند واقعات ہیں جو میں نے شیخ علی حلبی صاحب سیرت کی تالیف بغیتہ الاحلام سے نقل کئے ہیں۔

تتمہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانے کے علمائے عارفین کا اتفاق ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں اور وصال کے بعد قضائے حاجات کے لئے بارگاہ صمدیت میں آپ کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ جو شخص صدق و اخلاص کے ساتھ بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرے تو اس کی حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے اور تاخیر نہیں ہوتی' کسی آدمی کی حاجت بر نہ آئے تو اس کا سبب اس کا ضعف یقین اور شک و شبہ ہے اور صدق و اخلاق کا فقدان ہے' جواز توسل کے دلائل و شواہد بہت ہیں جو اس کتاب میں اور دیگر کتب میں تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں' اس تقریر کا حاصل' جیسا کہ امام سمہودی نے خلاصتہ الوفا میں فرمایا: یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل و تشفع اختیار کرنا اور آپ کی جاہ و برکت سے دعا کرنا انبیاء و مرسلین کی سنت اور سلف صالحین کا طریقہ ہے' امام حاکم نے حکم صحت کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطاء سرزد ہو گئی تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! میں تجھ سے بہ حق محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخواست کرتا ہوں کہ تو میری خطاء بخش دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد رسول اللہ کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا' عرض کیا' مولیٰ! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور میرے پیکر میں روح پھونکی' تو میں نے سر اٹھا کر

دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا' پس میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ ایسی ہستی کا نام نامی ملایا ہے۔ جو تیرے نزدیک انتہائی محبوب ترین مخلوق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم نے سچ کہا' وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں' چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعا کی ہے اس لئے میں نے تمہاری خطاء بخش دی ہے اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اے آدم! میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

نسائی اور ترمذی نے حضرت عثمان بن حنیف سے حسن صحیح حدیث نقل کی ہے کہ ایک نابینا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا' یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا کرے اور میری بینائی بحال کر دے' فرمایا: اگر بہتر سمجھو تو میں دعا کر دیتا ہوں' اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر ہی تمہارے واسطے بہتر ہے' عرض کیا' دعا فرمایئے (کیونکہ نابینائی پریشان کن ہے) فرمایا: اچھا جاؤ اچھی طرح وضو کر کے (دو رکعت نماز پڑھو اور) یہ دعا مانگو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۤ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ لِتَقْضِیَ لِیۡ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد نبی رحمت کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمد! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پکڑا ہے۔ تاکہ میری حاجت پوری ہو' اے اللہ! تو میرے حق میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دے کر یہ اضافہ کیا ہے کہ جب وہ نابینا دعا مانگ کر اٹھا تو بینا ہو چکا تھا۔

بیہقی اور طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت کیا کہ ایک شخص کسی کام کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا اور آپ اس کی طرف التفات نہ فرماتے تھے ایک دن اس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات کی شکایت کی تو انہوں نے اس سے کہا: کہ وضو کا اہتمام کرکے مسجد میں جا اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْاَلُکَ الی آخرہ

پھر اپنی حاجت کا ذکر کرنا' سو اس شخص نے تعمیل ارشاد کی' بعد ازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا تو دربان نے اس کا ہاتھ تھام کر اندر پیش کر دیا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا اور کام کی نوعیت پوچھی' اس نے اپنی حاجت بیان کی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی حاجت پوری کرنے کے بعد فرمایا: مجھے تمہارا کام اس گھڑی تک یاد نہ تھا' آئندہ تم کو کوئی کام ہو تو آ کر بتایا کرو' وہ شخص وہاں سے رخصت ہو کر ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو میرا کام یاد ہی نہ تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو جا کر یاد دہانی کرائی' ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ دعا میں نے تم کو اپنی طرف سے نہیں بتائی بلکہ ایک روز بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک نابینا شخص نے آکر اپنی بینائی ضائع ہو جانے کی شکایت کی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکو یہ دعا سکھائی' اور اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ

ہماری مجلس ابھی برخاست بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص دوبارہ ہمارے پاس اس حالت میں آیا گویا اس کو کوئی تکلیف کبھی ہوئی نہ تھی۔

جید سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد کے لئے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے' اپنے نبی اور گزشتہ انبیاء کے صدقہ میں اس کی قبر کشادہ کر' بے شک تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

کبھی کسی محبوب یا معظم ہستی کا تذکرہ قبولیت دعا کا سبب بن جاتا ہے' رسم دنیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے آدمی کا وسیلہ پکڑتا ہے' جو قدر و منزلت رکھتا ہے تو اس کی عزت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا مطالبہ پورا کر دیا جاتا ہے' کبھی کسی ذی مرتبہ شخص کے ذریعے اس سے اعلیٰ شخصیت کی توجہ حاصل کی جاتی ہے۔

جب اعمال کے ذریعے توسل کا جواز ہے جیسا کہ حدیث غار کا مشہور و صحیح واقعہ ہے' اور اعمال بھی مخلوق ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا تو بطریق اولیٰ ثابت ہے' پھر اس میں کوئی فرق نہیں کہ وسیلہ کو توسل' استعانت' تشفع' یا توجہ سے تعبیر کیا جائے' کبھی اس کا مطلب ہوتا ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا' اور یہ بات ممنوع و ممتنع نہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سائل کے سوال کا علم ہوتا ہے' پھر بقول امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تمام صالحین سے توسل کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارش کے لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا تھا۔

شفا شریف میں جید سند کے ساتھ ابن حمید سے مروی ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مسجد نبوی میں مناظرہ کیا تو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے امیرالمومنین! اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا:

لوگو! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ کرو (سورہ حجرات) ایک اور جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"وہ لوگ کہ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں کو تقویٰ کے لئے منتخب فرما لیا ہے" اور ایک گروہ کی مذمت ان الفاظ میں فرمائی

"جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (حجرات)

بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و حرمت بعد وصال بھی ویسی ہی ہے جس طرح حیات ظاہری میں تھی' یہ سن کر ابو جعفر نے ادب و احترام کے ساتھ سر جھکا دیا اور کہا: اے ابو عبداللہ! قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا حضور انور کی طرف رخ کروں' فرمایا: آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں رو گردانی کرتے ہیں' حالانکہ حضور روز قیامت بارگاہ

الٰہی میں آپکے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہوں گے' لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخ کرکے شفاعت کی درخواست کریں اللہ تعالیٰ اس شفاعت کو قبول فرمائے گا کیونکہ ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر یہ لوگ' جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں' آپکے پاس حاضر ہوتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش چاہتے تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

امام ابن حجر مکی نے مناسک نووی کے حاشیہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و اولیاء سے توسل کے جواز پر امام سمہودی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا: بعض علماء کے نزدیک مستحسن یہ ہے کہ مصنف کے ذکر کردہ سلام کے ساتھ آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ الخ کی تلاوت کرے' پھر ستر بار پڑھے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ کیونکہ بعض متقدمین علماء نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ فرشتہ اس سلام گزار کو پکار کر کہتا ہے صَلَّى اللّٰهَ عَلَيْكَ يَا فُلَان آج تیری کوئی حاجت باقی نہیں رہی' پھر فرمایا: صحیح یہ ہے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیک یا محمد کی بجائے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه کہے کیونکہ حضور کو نام کے ساتھ ندا کرنا ناجائز ہے' بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ حرمت ندا صلوٰۃ وسلام کے ساتھ مقترن نہیں' نقلی اور تحقیقی طور پر مردود ہے' نہ یہ بات حدیث ضریر کے خلاف ہے' کیونکہ وہ ندا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صریح اذن کی وجہ سے مستثنیٰ ہے

اھ میں نے امام شہاب رملی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ میں دیکھا کہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر ندا کرنا اس صورت میں حرام ہے جب وہ ایسے قرینے سے خالی ہو جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر پر دلالت کرتا ہو' امام نووی کا ذکر کردہ سلام یہ ہے کہ زائر بوقت زیارت کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَةَ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰه اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طُهر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طَاهِر
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْن اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْن
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَهْلِ بَيْتِكَ وَاَزْوَاجِكَ وَ ذُرِّيَّتِكَ وَ اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْن
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَ جَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْن

یا رسول اللہ ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزادے' جس طرح کسی نبی اور رسول کو اس کی امت کی طرف سے دی' اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب کوئی ذاکر ذکر کرے یا غافل بھولے' وہ بہترین درود جو ساری مخلوق میں سے اس نے کسی پر بھیجا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا' لا شریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں' یا رسول اللہ ! آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں' اور بہترین مخلوق' میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا' امانت ادا کر دی امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا جس طرح جہاد کا حق تھا' اے اللہ ! محمد رسول اللہ کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور انہیں اس مقام پر کھڑا کر جس کا تو نے ان کو وعدہ دے رکھا ہے' اور انہیں وہ رتبہ کمال عنایت کر جس کا سائل سوال کرتے ہیں' اے اللہ ! اپنے بندے رسول امی نبی پر درود بھیج اور محمد رسول اللہ کی آل ازواج پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بھیجا' اے اللہ ! محمد اور آپ کی آل و ازواج پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور ان کی آل پر دنیا میں برکت نازل فرمائی' بے شک تو لائق تعریف و سزاوار مجد و شان ہے۔

نبوت محمدیہ کی ایک اور دلیل

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے والوں کو عظیم دنیوی اور اخروی فائدے حاصل ہوتے ہیں' خواہ یہ درود کسی صیغے یا کیفیت کے ساتھ ہو' درود و سلام کے بہت سے صیغے میں نے اپنی کتاب سعادۃ الدارین اور افضل الصلوات میں ذکر کئے ہیں' اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص نیت اور صدق التجاء سے توسل و استغاثہ کرنے سے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی علی الخواص کی زبان سے سنا کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ کمال توجہ کے ساتھ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود پڑھے' پھر اللہ تعالیٰ سے حاجت بر آری کی دعا کرے تو انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو گی' عہود کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کریں جب تک اس سے پہلے اللہ کی حمد و ثناء اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لیں' گویا یہ حصول مراد سے پہلے ہدیہ ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے مطلب بر آری سے پہلے ہدیہ پیش کرنا اس کی کلید ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور جب ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری حاجت بر آری کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

غور کرو حکمرانوں کے محلات تک رسائی کے لئے تم کو ایسے وسیلوں کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کے ہاں قربت اور عزت کا مقام رکھتے ہیں' تمہیں ایسے ایجنٹ درکار ہوتے ہیں جو تمہاری مطلب بر آری کے لئے تمہارے ساتھ چلتے ہیں اگر

تم بلا واسطہ وہاں جانے کی خواہش کرو تو ہرگز جا نہیں سکتے' اس کی توضیح یہ ہے کہ جو لوگ شاہوں کا قرب رکھتے ہیں وہ ان کے حضور گفتگو کے آداب اور قضائے حاجات کے اوقات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ ہم واسطوں کے متلاشی اسی لئے ہوتے ہیں کہ شاہی آداب کو پیش نظر رکھیں تاکہ جلد مطلب برآری ہو' جب ہماری یہ حالت ہے تو ہم جیسے لوگ بارگاہ خداوندی میں خطاب کے آداب سے کیسے آگاہ ہو سکتے ہیں؟ میں نے سید علی الخواص کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کا سوال کرو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کرو' اور یہ کہو اے اللہ! ہم تجھ سے محمد رسول اللہ کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمارا فلاں کام بنا دے' پھر ایک فرشتہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات سے مطلع کر دیتا ہے کہ فلاں آدمی نے آپکے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجت کا سوال کیا ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس کی حاجت پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا رد نہیں کی جاتی اھ۔

امام شہاب احمد مقری اپنی کتاب نفح الطیب' میں ادیب اندلس ابو بحر صفوان بن ادریس سے نقل کرتے ہیں' کہ اس نے اپنی جوان بیٹی کے جہیز کے لئے مراکش کا سفر کیا' اور حکمرانوں کی قصیدہ خوانی کے لئے دارالخلافہ پہنچا' مگر اس کی امید بر نہ آئی اور تعریف و توصیف سے کچھ حاصل نہ ہوا' نامرادی پر پشیمان ہو کر کہنے لگا' کاش! اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل بیت پاک کی مدح کرتا تو اپنی مراد کو پہنچ جاتا' پھر اللہ سے گزشتہ لغزش کی معافی مانگی' اسے یقین ہو گیا کہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر بھروسا کیا جا سکتا ہے لہٰذا ان کی طرف ہی قصد کرنا چاہیے' اس کے بعد جب خلیفہ کے دربار میں آیا تو اس نے حاضری کی غرض وغایت پوچھی' اس نے اپنی آمد کا سبب بیان کیا تو خلیفہ نے اسے نقد رقم سے نوازا' اس کے علاوہ عطیات بھی دیئے اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ سب حضور کی نگاہ لطف کا صدقہ ہے در اصل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلیفہ کو حکم دیا کہ اس ادیب کی حاجت پوری کرو' چنانچہ وہ بامراد ہو کر لوٹا اور پھر عمر بھر مدحت اہل بیت کو حرز جاں بنایا' یہاں تک کہ مداح اہل بیت کے نام سے مشہور ہو گیا۔

امام نبہانی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی مذکورہ بالا دونوں کتابوں (سعادۃ الدارین اور افضل الصلوات) میں ازالہ مشکلات اور قضائے حاجات کے لئے درود شریف کے بہت سے صیغے لکھے ہیں' جن میں سے ایک مختصر صیغہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْضَاقَتْ حِيْلَتِيْ اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

یہ افضل الصلوات میں صیغہ نمبر 58 سے اس کتاب کی عبارت حسب ذیل ہے۔

"ابن عابدین اپنی ثبت میں شیخ سید محمد شاکر العقاد سے نقل کرتے ہیں' وہ دمشق میں مقیم ایک صالح بزرگ احمد حلبی سے روایت کرتے ہیں اور وہ مفتی دمشق علامہ حامد آفندی عمادی سے' کہ ایک دفعہ ایک وزیر نے ان کی گرفتاری کا ارادہ کیا جس کی وجہ سے انہوں نے وہ رات سخت کرب و اضطراب میں گزاری' خواب میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے درود پاک کا ایک صیغہ سکھایا کہ جب وہ اس کا ورد کریں گے' تو اللہ تعالیٰ

ان کی مصیبت دور فرما دے گا' چنانچہ انہوں نے بیدار ہو کر یہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ان کی مصیبت کا ازالہ فرما دیا' یہ صیغہ وہی ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے۔

شیخ سید محمد شاکر العقاد کا بیان ہے کہ ایک بار مجھے بھی سخت پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تو چلتے چلتے اس صیغہ کا ورد کیا ابھی سو قدم بھی نہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے مصیبت دور فرما دی یونہی دوسری بار ایک حادثہ فاجعہ میں اس صیغے کی تلاوت کی تو زیادہ دیر نہ گزری کہ مصیبت ٹل گئی"

ابن عابدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی دمشق کے عظیم فتنے میں اس صیغے کو پڑھا' ابھی دو سو کی گنتی بھی پوری نہ ہوئی کہ ایک آدمی نے آکر خبر دی کہ فتنہ فرو ہو گیا ہے' اور یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتا ہوں' مزید فرماتے ہیں' میں نے یہ صیغہ شیخ عبدالکریم ابن شیخ احمد شراباتی حلبی کے ثبت' میں بھی دیکھا' مگر وہ عدد مخصوص کے ساتھ مقید ہے اور اس میں معمولی سی تبدیلی بھی ہے' شیخ موصوف ثبت میں عارف باللہ شیخ عبدالقادر بغدادی صدیقی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے جن درودوں کی اجازت سے مشرف فرمایا: ان میں سے ایک یہ بھی ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ

اسے روزانہ تین سو بار اور مصیبت کے وقت ایک ہزار بار پڑھنا ازالہ مصیبت کے لئے تریاق مجرب ہے اھ

جامع کلمات امام یوسف نبہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پہلے صیغے کو آزمایا ہے' اس کی سچائی صبح کے اجالے کی طرح ظاہر ہوئی' ہوا یہ کہ کوئی چھ ماہ پیشتر (1427)ھ میں ایک بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہوا' میں بیروت میں تھا کہ جمعرات کے روز مجھے اس کی خبر ملی' تو میں نے جمعہ کی رات تہائی حصہ گزرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر ایک ہزار بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ کے کلمات کے ساتھ استغفار کیا' پھر مذکورہ بالا صیغہ کے ساتھ تین سو پچاس بار درود شریف پڑھا' بعد ازاں سو گیا' پھر رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر وضو کیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر ایک ہزار بار اسی صیغہ کے ساتھ درود پڑھا' تو اگلے ہی روز جمعہ کی شام کو اس عظیم فتنے کے ٹلنے کی واضح خبر آ گئی'

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہ بات میرے نزدیک محقق و ثابت ہے اور میرے شناسا لوگ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس مصیبت کا فوری ازالہ دراصل اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت' اسی جناب رفیع سے التجاء کی برکت اور آپ کے ذیل کرم میں پناہ کا ثمرہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

باب سوم

نبی اکرم ﷺ سے منقول قیامت کی چھوٹی بڑی نشانیاں

میں نے اس باب میں علامہ سید محمد بن عبدالرسول حسینی برزنجی مدنی (1103م) کی کتاب اِلْاِشَاعَۃُ لاشْرَاطِ السَّاعَۃِ کا اختصار مع مفید اضافہ جات پیش کیا ہے اور اضافوں کو ان کے مولفین کی طرف منسوب کیا ہے' علامہ برزنجی کی یہ کتاب اس موضوع پر نفیس ترین کتاب ہے اور میں نے اسکو نقل کرنے میں امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب الیواقیت و الجواہر کا انداز اختیار کیا ہے۔

علامہ برزنجی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قیامت کی نشانیاں تین اقسام پر منقسم ہیں۔

(1) پہلی قسم ان نشانیوں کی ہے جو ظاہر ہو کر ختم ہو گئی ہیں' ان کو علامات بعیدہ (دور کی نشانیاں) کہا جاتا ہے۔

(2) دوسری قسم ان نشانیوں کی ہے جو ظاہر ہو چکی ہیں اور روز بروز ان میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ اپنے نکتہ کمال کی طرف بڑھ رہی ہیں' یہاں تک کہ جب اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں گی تو تیسری قسم کی نشانیوں کا ظہور ہو جائے گا۔

(3) تیسری قسم قرب قیامت کی وہ بڑی نشانیاں ہیں جن کے معا بعد قیامت قائم ہو جائے گی' یہ نشانیاں یوں پے در پے واقع ہوں گی جس طرح دھاگا ٹوٹ جائے تو موتی گرنے لگتے ہیں۔

پہلی قسم : قیامت کی وہ نشانیاں جو ظاہر ہو کر ختم ہو گئی ہیں

(1) وصال نبوی ﷺ

حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے' اس حدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شامل ہیں اور امام طبرانی نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

(2) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ میرے اصحاب میں سے ایک صحابی کو اس طرح تلاش کیا جائے گا جس طرح گم شدہ چیز کو ڈھونڈا جاتا

ہے' مگر وہ صحابی ہاتھ نہ آئے گا (احمد) (شہادت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرمایا: فتنوں کا آغاز حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ہوگا اور اختتام دجال کے خروج پر ہوگا۔

(3) فتنہ تتار

امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کی تمام کتب میں روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے' اور قیامت برپا نہ ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کر لو گے' جن کی آنکھیں چھوٹی چہرے سرخ اور ناکیں چپٹی ہوں گی' ان کے چہرے ایسے پر گوشت ہوں گے جیسے چمڑہ چڑھی ہوئی ڈھال' امام بخاری کی روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم خوز اور کرمان کے عجمیوں سے' جن کے چہرے سرخ ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی گویا ان کے چہرے چمڑہ چڑھی ڈھال ہیں' معرکہ آزما نہیں ہو جاتے' ایک روایت میں عراض الوجوہ (چوڑے چہرے والے) آیا ہے امام نووی فرماتے ہیں یہ تمام احادیث نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں کیونکہ ان میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا تذکرہ ہے' اور حضور ان کو تمام صفات اور حالات سے بخوبی جانتے تھے اور مسلمانوں نے کئی بار ان سے قتال بھی کیا' امام تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش سے آج تک کوئی فتنہ فتنہ تتار سے بڑا نہیں ہوا۔

امام سخاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ فتنہ تتار کے بعد بھی تاتاریوں کے خروج کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ تیمور لنگ نے ظہور کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی' آپ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے بنو قنطوراء میری امت سے سلطنت چھینیں گے' قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خادمہ تھی' جس کی اولاد سے تاتاری ہوئے' بغداد کی تباہی اور آخری عباسی خلیفہ معتصم باللہ کا قتل انہی تاتاریوں کے ہاتھوں 456ء کو ہوا۔

خطیب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرات اور دجلہ کے درمیان ایک شہر ہوگا جس میں بنو عباس کی حکومت ہوگی یہ شہر زوراء (بغداد) ہوگا' اس میں خوفناک لڑائی لڑی جائے گی جس میں عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے گا اور مردوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا جائے گا' حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ جنگ خطیب کی موت سے دو سو سال سے زیادہ عرصہ بعد لڑی گئی جس سے حدیث کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

(5) آتش حجاز

اس آگ سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں روشن ہو کر نظر آنے لگیں جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی' بخاری اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ارض حجاز سے ایک زبردست آگ ظاہر نہیں ہو لیتی جس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔

ابن ابی شیبہ احمد اور حاکم حکم صحت کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ

والسلام نے فرمایا: کاش! میں جان لیتا کہ جبل وراق سے آگ کب ظاہر ہوگی جس سے بصریٰ کے بختی اونٹوں کی گردنیں دن کے اجالے کی طرح روشن نظر آئیں گی۔

طبرانی اپنی سند کے ساتھ حضرت عاصم بن عدی انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پہلے پہل مدینہ منورہ تشریف لائے تو دریافت فرمایا: حبس سیل کہاں ہے؟ ہم نے عرض کیا' ہم نہیں جانتے' اسی دوران میں بنی سلیم کا ایک شخص وہاں سے گزرا تو میں نے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے جواب دیا: حبس سیل کا' یہ سن کر میں نے جوتے طلب کئے اور فوراً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کیا'' یا رسول اللہ! آپ نے جس سیل کے متعلق دریافت کیا تھا اور ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا' ابھی میرے پاس سے ایک شخص گزرا تو میں نے اس کا اتہ پتہ پوچھا: اس نے بتایا کہ وہ اہل حبس سیل سے تعلق رکھتا ہے پس حضور نے (اسے طلب کرکے) اس سے پوچھا: کہ تم کہاں کے ہو؟ اس نے جواب دیا: حبس سیل کا فرمایا عنقریب حبس سیل سے ایک آگ برآمد ہوگی جس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔

طبرانی ابو یعلی اور امام احمد بحوالہ رافع بن بسر روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ عنقریب حبس سیل سے ایک آگ نکلے گی' جو سست رو اونٹ کی رفتار سے چلے گی' وہ دن کے وقت چلتی رہے گی اور رات کے وقت تھم جائے گی۔

مسند فردوس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی ایک وادی میں آگ کا سیلاب آئے گا جس سے بصری کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔

سید علی نورالدین سمہودی تاریخ مدینہ میں ان احادیث (جن سے مقصود ڈرانا دھمکانا ہے) کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں' یہ آگ ظاہر ہوئی اور مدینہ شریف کی مشرقی جانب سوارقیہ کے راستے سے آگے بڑھی' یہ بلاد بنی سلیم کی جہت ہے' بدر بن فرحون کہتے ہیں کہ یہ آگ' وادی احیلین میں پانی کی طرح بہنے لگی۔

قطب قسطلانی فرماتے ہیں' یہ آگ مدینہ شریف سے مشرق کی جانب ایک مرحلہ کی مسافت پر قاع الهیلی نامی جگہ سے ظاہر ہوئی جو بنی قریظہ کے گھروں کے قریب ہے' پھر پھیل کر احیلین کی طرف بڑھنے لگی' اس کے ظہور سے چند دن پہلے خوفناک زلزلے آئے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیَاتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے' مگر ڈرانے کو اس مشکل گھڑی میں اہل مدینہ نے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی تو آگ کا رخ پھیر کر شمال کی جانب ہو گیا' نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے سامنے ٹھنڈی ہو کر سلامتی والی بن گئی' اس طرح امت محمدیہ میں روضہ اطہر کی زبردست برکت ظاہر ہوئی۔

امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تمام اہل شام کے نزدیک اس آگ کی خبر متواتر ہے۔

امام سمہودی فرماتے ہیں کہ آگ کے ظہور کا واقعہ امام نووی کے زمانہ میں پیش آیا' یکم جمادی الاخری 654ہجری کو ایک خفیف سا زلزلہ آیا' جسے تکرار کے باوجود لوگوں نے زیادہ محسوس نہ کیا' تیسرے دن زلزلے کے جھٹکوں میں شدت

آگئی اور چوتھی رات کے تیسرے پہر بہت خوفناک زلزلہ آیا جس سے لوگ بہت خوفزدہ ہوئے' پھر رات کے بقیہ حصے میں جھٹکے مسلسل محسوس ہوتے رہے' جس کا سلسلہ جمعہ کے دن تک جاری رہا' اور اس کا شور کڑک سے بھی زیادہ تھا' جس سے زمین میں آواز کی لہریں رواں ہوتی تھیں' اور دیواریں ہل ہل جاتی تھیں صرف ایک دن میں اٹھارہ زلزلے ریکارڈ کئے گئے' قطب قسطلانی نے اس آگ کے خروج پر ایک مستقل تصنیف کی ہے کیونکہ یہ آگ ان کے زمانے میں ظاہر ہوئی اور وہ اس وقت مکہ میں سکونت پذیر تھے۔

حافظ ابو شامہ نے سنان قاضی مدینہ اور قاشانی وغیرہ علماء سے اس آگ کے عجائبات نقل کئے ہیں علامہ قاشانی کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز ایک زبردست زلزلے سے زمین کانپ اٹھی' جس سے مسجد نبوی کے مینار لرز گئے' اور چھت سے زبردست شور سنائی دینے لگا۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں جمعہ کے روز دوپہر کے وقت ایک آگ نمودار ہوئی اور سارے افق پر سیاہ دھواں چھا گیا' جس سے گھپ اندھیرا ہو گیا' جب رات کا وقت آیا تو شعلے بلند ہوئے' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشرق کی جانب ایک بہت بڑا شہر جگمگا رہا ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ حجاز مقدس میں مدینہ منورہ کے مقام پر اس آگ کا ظہور ہوا' اس کا آغاز تین جمادی الاخریٰ بدھ کے دن ایک عظیم زلزلے سے ہوا' جس کے جھٹکے جمعہ کی دوپہر تک محسوس ہوتے رہے' پھر جھٹکے تھم گئے اور آگ ظاہر ہو گئی یہ آگ ایک بڑے قلعہ بند شہر کی مانند نظر آتی تھی' جس کے فلک بوس کنگرے اور برج سے معلوم ہوتے تھے' ایسا محسوس ہوتا تھا گویا آدمیوں کا ایک گروہ اس آگ کو دھکیل کر لا رہا ہے' یہ آگ جس پہاڑ سے گزرتی اسے چورہ کر کے پگھلا دیتی' اس سے نیلے اور سرخ رنگ کے شعلے نکلتے' بجلی کی کڑک کی طرح شور اٹھتا' اور سامنے آنے والی چٹانوں کو نگل جاتی' چل کر مدینہ شریف کے قریب آئی اور کوہ گراں کی طرح رک گئی' اس کے باوجود مدینہ شریف میں بادنسیم کے ٹھنڈے جھونکے آتے تھے' حالانکہ مشاہدہ کیا گیا کہ یہ آگ بوجہ حرارت سمندر کی طرح کھولتی تھی' مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میں نے پانچ دن کی مسافت پر اس کے اٹھتے ہوئے شعلے دیکھے' نیز لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ آگ مکہ شریف اور بصریٰ کے پہاڑوں سے بھی نظر آتی تھی اھ

قطب قسطلانی فرماتے ہیں اس آگ کی روشنی ہر نشیب و فراز پر پڑی یہاں تک کہ حرم اور مدینہ شریف کی سرزمین جگمگا اٹھی' ان ایام میں سورج کی روشنی زرد نظر آتی تھی اور چاند کو گویا گہن لگ گیا تھا۔

ابو شامہ شریف سنان کی کتاب سے نقل کرتے ہیں' کہ یہ آگ مکہ مکرمہ اور بیابان سے یکساں نظر آتی تھی' مجھے ایک قابل اعتماد شخص جس نے مدینہ منورہ میں اس آگ کا مشاہدہ کیا تھا کی زبانی معلوم ہوا کہ اس نے تیماء کے مقام پر اس کی روشنی میں کتاب لکھی' اس تمام عرصہ میں آفتاب و مہتاب گہن زدہ ہو کر طلوع ہوتے تھے' ابو شامہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں دمشق شہر میں بھی اس گہن کے اثرات ظاہر ہوئے تھے' اور دیواروں پر ہلکی ہلکی سی روشنی پڑتی تھی' جس کی وجہ سے سخت حیرت زدہ تھے' یہاں تک کہ ہمارے پاس اس کی خبر آئی' قسطلانی فرماتے ہیں' مجھے اس آگ کی تفصیل ایک ایسی

جماعت نے بتائی جس نے خود اس کا مشاہدہ کیا تھا' ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس نے یہ آگ تیماء اور بصریٰ سے دیکھی ہے اور یہ دونوں مقامات مدینہ شریف سے یکساں فاصلے پر ہیں' حافظ عماد الدین ابن کثیر لکھتے ہیں' مجھے قاضی القضاۃ۔ صدر الدین حنفی نے اپنے والد شیخ صفی الدین مدرس مدرسہ بصریٰ کے حوالے سے بتایا کہ جس رات یہ آگ ظاہر ہوئی اس صبح بہت سے دیہاتیوں نے آکر مجھے خبردی کہ انہوں نے اس آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنیں دیکھی ہیں' ثابت ہوا کہ یہ وہی آگ ہے جس کی پیش گوئی حدیث میں آئی اور اس کے ظہور سے خبر مصطفیٰ کا معجزہ پورا ہو گیا۔

اس آگ سے دور دراز مقامات روشن ہونے میں حکمت یہ ہے' کہ دعوت و انذار کا کام پورا ہو' اور اسکے ظہور کا جمعہ کے ساتھ اختصاص بھی حکمت سے خالی نہیں' یہ عذاب کی صورت میں ایک نعمت تھی' کیونکہ اس سے دل کانپ اٹھے اور خوف پیدا ہوا' امیر مدینہ عز الدین منیف بن شیحہ نے تمام غلام آزاد کر دیئے' لوگوں سے جبراً لی ہوئی اشیاء واپس کر دیں اور ٹیکس ختم کر دیئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر جمعہ اور ہفتہ کی رات گزاری' شہر مدینہ کے تمام لوگ اس کے ساتھ تھے یہاں تک کہ عورتیں اور بچے بھی تھے' اہل نخل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لے کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے تھے اور برہنہ سر آہ و بکاء کرتے تھے' پس حضور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم آگ کا رخ پھیر کر شمال کی جانب کردیا اور وادی احیلین سے شمال کی جانب ہو گئی' اور پھر تین ماہ تک برقرار رہی جیسا کہ مورخین نے اس کا ذکر کیا' اس کے عرصہ دراز تک قائم رہنے میں حکمت یہ تھی کہ اس کا معاملہ خوب مشہور ہو جائے اور عامتہ الناس اس سے عبرت حاصل کریں اور اسے دیکھ کر آخرت کی آگ کا اندازہ کریں۔

امام قسطلانی ایک ثقہ آدمی کے حوالے سے لکھتے ہیں' کہ امیر مدینہ نے کچھ شہسوار اس آگ کی طرف بھیجے' مگر ان کے گھوڑے اس کے قریب نہ آئے تھے' تو وہ پیادہ پا اس کے قریب گئے' ان کا بیان ہے کہ یہ آگ محلات کی مانند بڑے بڑے انگارے پھینکتی تھی' مگر اس کی حقیقت نہ معلوم ہو سکی' امیر نے اس کی حقیقت جاننے کا عزم مصمم کرلیا اور دو تیروں کی مقدار آگے آیا' مگر سخت تپش کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا' کیونکہ پتھر لوہے کی طرح دہکتے تھے' اور شعلے لپکتے تھے' اس نے دیکھا کہ یہ آگ پہاڑوں اور ٹیلوں کی مانند بلند ہے اور پتھروں کو اس طرح پھینکتی ہے جس طرح سمندر کی موجیں باہم ٹکراتی ہیں' اور اس کے شعلوں سے افق دھندلا گیا گویا مہر و ماہ کو گہن لگ گیا ہو' اور آفاق سے روشنیوں کا حسن چھن گیا ہو۔ اھ

قسطلانی اور جمال مطری کے کلام میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے مطری امیر عز الدین کے آزاد کردہ غلام علم الدین سے نقل کرتے ہیں کہ امیر مدینہ نے مجھے ایک عربی شخص کے ساتھ تحقیق حال کیلئے بھیجا' اور حکم دیا کہ اس کے قریب جا کر دیکھو کہ کیا کوئی اس کے قریب جا سکتا ہے کیونکہ لوگوں پر اس سے ہیبت طاری ہے' ہم جب اس کے قریب آئے تو ہم کو اس کی گرمی محسوس نہ ہوئی' میں گھوڑے سے اتر کر اس کے نزدیک آیا' اس وقت یہ چٹانوں اور پتھروں کو نگل رہی تھی' میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر اس کی طرف ہاتھ پھیلایا' اس سے مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی نہ جلن کا احساس ہوا' مگر تیر کا پر جل گیا' اور اس کا دستہ سلامت رہا۔

قبل ازیں مطری نے ذکر کیا یہ آگ جس پہاڑ یا چٹان پر سے گزرتی اسے جلا کر خاکستر کر دیتی، مگر درختوں کو کچھ نہ کہتی، وہ کہتے ہیں میرے نزدیک اس کی حکمت یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کو حرم ٹھہرا کر اس کے درختوں کا کاٹنا حرام قرار دیا تھا، جس کی وجہ سے اس نے مدینہ کے درختوں کو جلانے سے احتراز کیا کیونکہ ہر مخلوق پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے۔"

قسطلانی کا کلام اس کی تردید کرتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آگ اپنے راستے پر آگے بڑھتی رہی اور جو چیز سامنے آتی اسے خاکستر کر دیتی جو سرسبز درخت اور کنکر پتھر راہ میں آتا اسے پگھلا کر رکھ دیتی، اس کا آغاز مشرقی پہاڑوں سے ہوا، پھر وہ دیوار کی طرح حائل ہو کر کھڑی ہو گئی جبکہ شامی طرف جو کہ حرم کے ساتھ ملتی تھی، سامنے کے پہاڑ وعیرہ سے متصل ہو کر شرقی پہاڑ احد تک چلی گئی اور وادی شظاۃ جس کے ایک گوشے میں وادی حمزہ ہے، تک پھیل کر حرم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ٹھہر گئی اور بعد ازاں بجھ گئی۔

قسطلانی فرماتے ہیں کہ ایک ثقہ آدمی نے بیان کیا کہ اس نے ایک ایسا پتھر دیکھا ہے جو آدھا حرم میں تھا اور آدھا حرم سے باہر، اس آگ نے اس کا خارجی حصہ جلا دیا اور داخلی حصے تک پہنچ کر سرد ہو گئی۔

ایک اور مقام پر ذکر کیا کہ اس آگ نے جب شام کی طرف رخ کیا تو بہتے بہتے احد کے قریب ایک مقام قرین الارانب تک پہنچ کر ٹھہر گئی، پھر بجھ گئی، امام سمہودی فرماتے ہیں یہ قول زیادہ قابل اعتماد ہے اور حضور کا معجزہ ہے

قاضی ابو شامہ، قاضی سنان کی کتاب سے نقل کرتے ہیں جو مذکورہ بالا کلام کی تائید کرتا ہے کہ اس آگ کا سیل وادی شظاۃ سے اتر کر کوہ احد کے سامنے ٹھہر گیا، قریب تھا کہ یہ آگ حرۃ العریض کے قریب آ جاتی، پھر مدینہ شریف کی طرف بڑھنے والا لاوہ ساکن ہو گیا، اور عریض سے ذرا فاصلے پر ٹھنڈا ہو گیا بعد ازاں اس آگ نے مشرق کی طرف رخ کر لیا، مورخین کہتے ہیں کہ یہ آگ سیلاب کی مانند وادی میں بہنے لگی تھی، اس کا طول چار فرسخ عرض چار میل اور اونچائی (عموماً) ڈیڑھ قد کے برابر تھی، یہ جب چلتی تھی تو چٹانیں تانبے کی طرح پگھل کر بہنے لگتیں، یہ سلسلہ جاری رہا تا آنکہ وادی کے آخر میں اس قدر لاوا جمع ہو گیا کہ وادی شظاہ سے کوہ وعیرہ تک ایک بڑی رکاوٹ بن گئی، اور آتشیں پتھروں کی دیوار سے آمدورفت کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔

امام سمہودی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وادی میں دیوار کے نشانات آج تک موجود ہیں لوگ اسے حبس کہتے ہیں،

قطب قسطلانی کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے بتایا کہ اس آگ نے بڑی بڑی چٹانیں چھوڑ دیں جس سے وادی شظاۃ کا رستہ رک گیا اور ان چٹانوں کے ساتھ اس قدر پانی جمع ہو جاتا تھا، کہ طول و عرض میں حد نظر تک ایک سمندر سا معلوم ہوتا تھا۔

(6) کذاب دجالوں کا ظہور

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ قیام قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے اور ہر ایک کا

دعویٰ ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے جیسا کہ حضور نے اس کی پیش گوئی فرمائی ہے' بخاری کی روایت ہے قیامت برپا نہ ہو گی یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں جنگ ہو گی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال ظاہر نہیں ہولیتے' ان میں سے ہر ایک اللہ کا رسول ہونے کا دعویٰ کرے گا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت سے پہلے تیس کذاب ہوں گے' اسود عنسی یمنی اور مسیلمہ کذاب یمامی بھی ان میں شامل ہیں' حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے تیس یا اس سے زیادہ کذاب ہوں گے' میں نے پوچھا: ان کی نشانی کیا ہو گی؟ فرمایا: تمہارے پاس ایسا طریقہ اور طرز عمل لائیں گے جس سے تم شناسا نہ ہو گے' وہ تمہارے طرز عمل کو بدل دیں گے' لہٰذا ان کو دیکھو تو ان سے ہر صورت بچو۔

امام احمد جید سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں میری امت میں ستائیس کذاب دجال ہوں گے جن میں چار عورتیں بھی ہوں گی یقین رکھو کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تیس کا عدد جزم کے ساتھ ذکر کرنا کسر کی تلافی کے لئے ہے۔ اس کی تائید امام بخاری کی گزشتہ حدیث کرتی ہے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی جب تک ستر کذابوں کا خروج نہیں ہو لیتا' اسی طرح ابو یعلی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے' حافظ ابن حجر ان احادیث کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احتمال یہ ہے کہ تیس کا عدد مدعیین نبوت کے لئے ہے جبکہ اس سے زیادہ تعداد کا ذکر گمراہی کی طرف بلانے والوں کے بارے میں ہے مثلاً غالی رافضی' باطنی حلولی اور دیگر گمراہ جن کا شریعت مصطفیٰ کی مخالفت کرنا بدیہیات سے ہے (ان مدعیین نبوت کی فہرست حسب ذیل ہے)

(1) خلافت صدیقی میں طلیحہ بن خویلد اسدی نے خروج کرکے دعویٰ نبوت کیا' پھر توبہ کرکے رجوع کر لیا۔

(2) سجاح نامی عورت نے ادعائے نبوت کیا۔

(3) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبدالملک کے عہد میں مختار ثقفی نے دعویٰ کیا کہ اس کی طرف وحی آتی ہے وہ اپنے خطوط میں لکھتا تھا' مِنْ مُخْتَارِ رَسُوْلُ اللّٰہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث میں بالتعیین مختار کا نام لے کر اس سے بچنے کی تلقین آئی ہے' ان احادیث کو ابن خزیمہ حاکم اور طبرانی نے ذکر کیا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا: قبیلہ ثقیف میں سے ایک کذاب اور ایک مبیر کا ظہور ہو گا' علماء فرماتے ہیں کذاب تو مختار بن عبید ہے اور مبیر حجاج بن یوسف ہے اور یہ دونوں ثقفی ہیں۔

(4) مشہور شاعر متنبی نے دعویٰ نبوت کیا' مگر بعد میں توبہ کر لی۔

(5) بنو عباس کے زمانے میں ایک جماعت نے خروج کیا' ان میں سے معتمد کی حکومت میں زنجی فتنہ کے قائد بہبود لعنہ اللہ کا نام ہے جس نے عراق کے علاقے میں فتنہ برپا کیا اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کی' وہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ ساری مخلوق کی طرف تنہا رسول ہے اور مغیبات پر مطلع ہے۔

(6) مکتفی کی خلافت میں یحییٰ بن ذکرویہ قرملی نے ظہور کیا بعد ازاں اس کے بھائی حسین نے دعویٰ نبوت کیا' اس کے چہرے پر تل نکل آیا تو اس نے اس کو اپنی نبوت کی نشانی قرار دیا' پھر اس کے بھتیجے عیسیٰ ابن مہرویہ نے یہی دعویٰ کر کے اپنا لقب مدثر رکھا' وہ اپنے آپ کو سورہ مدثر کے لفظ مدثر کا مصداق سمجھتا تھا' شام پر غالب آ کر اس نے سخت تباہی پھیلائی' منبروں پر اس کے خطبے پڑھے گئے' بعد ازاں قتل ہو کر جہنم واصل ہوا۔

(7) مقتدر کے زمانہ خلافت میں ابو طاہر قرملی اور راضی کے دور حکومت میں محمد بن علی المعروف ابن ابی العراق ظاہر ہوا' اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ الوہیت اور احیائے موتی کا دعویٰ کرتا تھا' آخر کار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دار پر کھینچ دیا گیا۔

(8) مطیع کی خلافت میں تناسخیہ کا ایک گروہ ظاہر ہوا' ان کا ایک جوان دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اس کی طرف منتقل ہو گئی ہے اور اس کی بیوی کہتی تھی' کہ روح فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے بدن میں سرایت کر گئی ہے ایک اور شخص جبرئیل ہونے کا مدعی تھا' یہ سب اہل بیت نبوت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے معزز سمجھے جاتے تھے' یہی وجہ ہے کہ معزالدولہ کے حکم پر رہا ہوئے' پھر قتل کر دیئے گئے۔

(9) مستظہر باللہ کے عہد میں 499ھ میں نہاوند کے ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا تو ایک خلق اس کے پیچھے ہو لی' مگر بعد میں گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

(10) مغرب میں مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت نے خروج کیا ان میں سے ایک شخص کا نام لا تھا جس نے حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِی کو اپنی نبوت کی دلیل بنایا وہ کہتا کہ اس حدیث میں لا مبتداء ہے اور نبی اس کی خبر ہے۔

(11) ایک عورت نے دعویٰ نبوت کیا تو لوگوں نے اس کی تردید کے لئے حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِی سے استدلال کیا تو اس نے جواب دیا: کہ حدیث میں لا نبی ہے۔ لا نبیہ نہیں ہے یعنی مرد کی نبوت کی نفی ہے' عورت کی نبوت کی نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ستائیس کا عدد پورا ہو چکا ہے یا پورا ہونے والا ہے' جہاں تک مطلق کذابوں کا تعلق ہے یہ حد شمار سے باہر ہیں' مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے بھی اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں ان کی تعداد بھی بہت ہے' بعض لوگوں نے دعویٰ کیا کہ وہ صحابی ہیں اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے مثلاً معمر اور رتن ہندی' بے شک جس بات کی خبر نبی صادق نے دی ہے وہ ضرور سچی ہے' اور حساب و کتاب کا دن تو آنے ہی والا ہے (اس دن سچ جھوٹ سب کھل جائے گا)

نوٹ:- (انیسویں صدی کے اواخر اور بیسوی صدی عیسوی کے شروع میں ہندوستان کے ایک شہر قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور خاصی تعداد میں پیروکار اکٹھے کر لئے علمائے اسلام نے اس دجال کے فتنے کو موت کی نیند سلانے کیلئے ایک ملک گیر تحریک شروع کی جس کی قیادت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی' بالآخر نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط زبردست تحریک کو کامیابی نصیب ہوئی اور 1974 میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے انہیں کافر قرار دیا (محمد اعجاز جنجوعہ)

(7) فتح بیت المقدس

بیت المقدس کی فتح بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' بیت المقدس دوبار فتح ہوا ہے' ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اور دوسری بار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں۔

(8) فتح مدائن

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک مدائن کا قصرابیض White Palace فتح نہیں ہو جاتا' اور قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ ایک شتر سوار عورت حجاز سے عراق تک کا سفرامن و سلامتی کے ساتھ کرے گی اور اسے (سوائے خدا کے) کسی چیز کا خوف نہ ہو گا' حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان دونوں نشانیوں کا مشاہدہ کر لیا ہے' یہ دونوں نشانیاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد ہمایوں میں ظاہر ہو چکی ہیں۔

(9) عرب سلطنت کا زوال

طلحہ بن مالک سے مروی ہے کہ قیامت کے قریب آنے کی ایک نشانی عربوں کی ہلاکت ہے' ترمذی بنو عباس کی خلافت ختم ہونے سے عربوں کی سلطنت جاتی رہی۔

(10) مال کی کثرت

مال کی کثرت بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے' بخاری اور مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہو گی اور وہ پانی کی طرح بہنے لگے گا' مالدار شخص کی خواہش ہو گی کہ کوئی اس سے صدقہ قبول کر لے اور وہ اس غرض کے لئے اپنا مال کسی شخص پر پیش کرے گا' تو وہ کہے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں' یہ پیش گوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پوری ہو چکی' جب کثرت سے فتوحات ہوئیں اور روم و ایران کی دولت مسلمانوں میں تقسیم ہونے لگی' پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایسی خوشحالی آئی کہ آدمی صدقہ لے کر نکلتا' مگر اس کو قبول کرنے والا نہ ملتا' عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد بھی ایسا ہی ہو گا۔

(11) پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا

طبرانی حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت برپا نہ ہو گی یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے ہٹ جائیں گے' امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ 242 ہجری عہد متوکل میں یمن کا ایک پہاڑ سرک کر دوسری زمین میں دھنس گیا جس کے نیچے سے اتنا زیادہ پانی نکل آیا کہ اس میں بستی ڈوب گئی۔

(12) تین خسوف (زمین میں دھنسنا)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عنقریب تین خسف (زمین میں دھنسنے کے واقعات) ہوں گے' ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں' پوچھا گیا' کیا صالحین کی موجودگی میں زمین دھنس جائے گی' فرمایا : ہاں! اس وقت خباثت اور بے حیائی کی کثرت ہو گی۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' اس وقت ہم قیامت کے بارے میں بحث مباحثہ کر رہے تھے' فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو' پھر ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: تین خسوف ہوں گے' ایک مشرق میں' دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں' اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ تمام محدثین صحاح نے روایت کیا' زمین میں دھنسنے کے یہ تینوں واقعات رونما ہو چکے ہیں' 208ہجری کی بات ہے' کہ مغرب میں تیرہ گاؤں زیر زمین دھنس گئے' خلافت مطیع میں 340 ہجری میں رے اور اس کے گردو نواح کے علاقے زلزلے سے لرز اٹھے اور طالقان کا شہر زمین برد ہو گیا جس سے صرف تیس آدمی بچ سکے' اس زلزلہ سے رے کے ایک سو پچاس گاؤں صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئے یہ سلسلہ حلوان تک چلا گیا جس کا اکثر حصہ زمین میں دھنس گیا' زمین نے مردوں کی ہڈیاں نکال کر پھینک دیں' اور اس سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے رے کے مقام پر پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور دوپہر کے وقت ایک بستی زمین و آسمان کے درمیان معلق ہو گئی' پھر زمین میں دھنس گئی' اور زمین میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے' جن سے بدبو دار چشمے ابلنے لگے اور زبردست دھواں اٹھنے لگا' اس واقعہ کو امام سیوطی نے امام جوزی سے نقل کیا ہے 533ہجری میں حیرہ کا شہر زمین برد ہو گیا اور شہر کی جگہ سیاہ پانی نے لے لی' امام برزنجی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں آذربائیجان کی چھ بستیاں سطح زمین سے مٹ گئیں۔

(13) زلزلوں کی کثرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیام قیامت سے پہلے یہ نشانیاں ضرور ظاہر ہوں گی (1) علم قبض ہو جائے گا (2) زلزلوں کی کثرت ہو گی' (3) زمانہ سمٹ جائے گا (اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وقت میں بے برکتی ہو گی اور دوسری یہ کہ مہینوں کا کام دنوں میں اور دنوں کا گھنٹوں میں ہو گا) (4) فتنے ظاہر ہوں گے' (5) قتل و غارت کا دور دورہ ہو گا' اس حدیث کو امام بخاری اور ابن ماجہ نے روایت کیا' ابن عساکر میں عروہ بن رویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت زلزلوں کا شکار ہو گی ان میں دس ہزار بیس ہزار اور تیس ہزار تک لوگ لقمہ اجل بن جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان زلزلوں کو متقین کے لئے وعظ' مومنین کے لئے رحمت اور کافروں کے واسطے عذاب بنائے گا۔

متوکل کے عہد خلافت (232ھ) میں دمشق شہر میں خوفناک زلزلہ آیا جس سے مکانات گر گئے' اور ان کے نیچے بہت سی مخلوق دب کر مر گئی اس کے جھٹکے انطاکیہ میں بھی محسوس کئے گئے جس کی وجہ سے عمارتیں زمین بوس ہو گئیں اور

جزیرہ کے علاقے میں آگ بھڑک اٹھی' موصل شہر بھی اس زلزلہ کی لپیٹ میں آیا کہا جاتا ہے کہ موصل شہر کے پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

242ہجری میں تیونس' رے' خراسان' نیسا پور' طبرستان' اور اصبہان کے مقامات پر زبردست زلزلہ آیا جس سے پہاڑ پاش پاش ہو گئے اور زمین میں اتنے بڑے شگاف پڑ گئے کہ آدمی آسانی کے ساتھ ان شگافوں میں اتر سکتا تھا' مذکورہ بالا دونوں زلزلوں کے درمیان دس سال کا عرصہ تھا۔

245 ہجری میں ایک عالمگیر زلزلہ آیا جس نے شہروں پلوں اور قلعوں کو مسمار کر دیا اور انطاکیہ کا پہاڑ سمندر میں جا گرا' معتضد کے دور خلافت (280ھ) میں دبیل کے مقام پر ایک زبردست زلزلہ آیا جس سے سارا شہر ملیا میٹ ہو گیا اور ملبے سے ڈیڑھ لاکھ لاشیں نکالی گئیں۔

460 ہجری میں ایک خوفناک زلزلے نے رملہ شہر کو برباد کر دیا جس سے کنوؤں کے دہانے ابل پڑے' شہر کے پچیس ہزار آدمی جاں بحق ہوئے اور سمندر کا پانی ساحل سے ایک دن کی مسافت پر پیچھے ہٹ گیا' جس کی وجہ سے لوگ سمندر کی خشک زمین پر اتر آئے تو پانی نے پلٹ کر انہیں ہلاک کر دیا۔

544 ہجری میں بغداد ایک زبردست زلزلے سے لرز اٹھا اور حلوان کا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

597ہجری میں مصر شام اور جزیرہ میں بہت بڑا زلزلہ آیا جس سے بہت سے مقامات اور قلعے تباہ ہو گئے۔

662 ہجری میں مصر میں عظیم زلزلہ آیا۔

433ھ میں بخاری کے 100 مربع فرسخ میں زبردست زلزلہ آیا جس سے بہت سی مخلوق ہلاک ہو گئی۔

922 ہجری باذر نجان کے زلزلے میں کثیر تعداد میں لوگ ہلاک ہو گئے۔

1000 ھ میں لار کے مقام پر زبردست زلزلہ آیا جس سے تمام مکانات منہدم ہو کر بے نشان ہو گئے یہاں تک کہ لوگوں کو اپنے گھروں کا محل وقوع تک معلوم نہ ہوتا تھا' اس بڑے زلزلے سے قبل کئی دنوں تک خفیف جھٹکے محسوس ہوئے جس کی وجہ سے کچھ لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے اور وہ بچ گئے' جو نہ نکلے وہ ہلاک ہو گئے۔

امام برزنجی فرماتے ہیں کہ اس کتاب یعنی "الاشاعۃ" کی تالیف کے کوئی چھ ماہ بعد ایک خوفناک زلزلہ آیا' جس کی ہلاکت خیزیوں سے بہت تھوڑے آدمی بچ سکے' یہ ان عظیم زلزلوں کا ذکر ہے جن کو مورخین نے تاریخ کی کتابوں میں نقل کیا ہے' ورنہ چھوٹے چھوٹے زلزلوں کا تو شمار ہی نہیں' اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔

(14) مسخ اور قذف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں خسف مسخ اور قذف کا ظہور ہو گا' اس روایت کو احمد' مسلم اور حاکم نے نقل کیا' خسف کا ذکر گزر چکا ہے جہاں تک مسخ کا تعلق ہے' تو یہ کئی آدمیوں کے ساتھ ہو چکا ہے صحیح روایت ہے کہ مصر کے فاطمیوں کا دور تھا' مدینہ شریف میں

لوگ عاشورہ کے دن قبہ عباس میں جمع ہو کر شیخین اور صحابہ کرام کو سب و شتم کرتے تھے' ایک دفعہ ایک شخص نے صدا دی کون مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں کھانا کھلاتا ہے؟ ایک بوڑھے شخص نے نکل کر اشارہ کیا' میرے پیچھے آ' وہ اسے گھر لے گیا' پھر اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ پر رکھ دی اور کہا: یہ ابوبکر کی محبت کا صلہ ہے اس کے بعد وہ شخص مسجد نبوی میں آیا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سلام پڑھا' اس کی کٹی ہوئی زبان اس کے ہاتھ پر تھی' وہ مسجد کے دروازہ کے قریب ہی غم و اندوہ میں بیٹھ گیا' اسی اثناء میں نیند کاغلبہ ہوا' تو خواب میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور کے ساتھ تھے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اس شخص کی زبان تمہاری محبت میں کٹی ہے' اس کی زبان اپنی حالت پر لوٹا دو' تو انہوں نے کٹی ہوئی زبان کو واپس اپنے مقام پر رکھ دیا' پھر بیدار ہوا تو دیکھا کہ اسکی زبان صحیح سالم ہے' بعد ازاں کسی کو بتائے بغیر وطن لوٹ گیا' اگلے سال پھر آیا اور عاشورہ کے دن قبہ میں حاضر ہو کر محبت صدیق میں کچھ طلب کیا' تو ایک جوان نے اٹھ کر پیچھے آنے کا کہا: چلتے چلتے اسی گھر میں پہنچ گیا جہاں اس کی زبان کاٹی گئی تھی' مگر اس دفعہ اس جوان نے بڑی عزت کی' حیرانی میں کہا: کہ گزشتہ سال تو اس گھر میں بڑی مصیبت اور ذلت سے دو چار ہونا پڑا' اس سال اس قدر عزت کا باعث کیا ہے؟ اس جوان نے پوچھا: گزشتہ سال کا واقعہ کیا ہے؟ تو اس نے سارا ماجرا سنا دیا' یہ سن کر وہ جوان اس آدمی کے پاؤں پڑ گیا اور کہا: آپ کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا میرا والد ہے' اللہ نے اس کی شکل مسخ کر کے اس کو بندر بنا دیا ہے' پھر پردہ اٹھا کر ایک بندر دکھایا جو بندھا ہوا تھا' اس بار اس جوان نے اس سے عمدہ سلوک کیا اور اپنے برے مذہب سے توبہ کر لی' پھر کہا: میرے والد کے اس معاملہ کو پوشیدہ رکھئے' یہ قصہ امام سمہودی' ابن حجر (نے صواعق اور زواجر میں) اور علامہ قسطلانی وغیرہ ائمہ سیرت نے ذکر کیا ہے۔

زواجر میں ذکر کیا کہ حلب کا ایک بدبخت رافضی شیخین کو گالیاں دیتا تھا' جب مر گیا تو کچھ جوانوں نے اسے قبر سے نکال کر پھینک دینے کا منصوبہ بنایا' چنانچہ جب قبر کھول کر دیکھا تو اس کی شکل مسخ ہو کر خنزیر کی شکل بن گئی تھی' پس انہوں نے اسے نکال کر جلا دیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ مصر کے چھٹے عباسی خلیفہ متوکل عہد خلافت (782ھ) میں حلب سے خبر آئی کہ ایک شخص نے دوران نماز امام نماز سے بے ہودگی کا مظاہرہ کیا' مگر امام نے نماز نہ توڑی' جب نماز مکمل کر کے سلام پھیرا تو بے ہودگی کرنے والے کی شکل مسخ ہو چکی تھی' اور وہ خنزیر بن کر جنگل کی طرف بھاگ گیا اس واقعہ کو محضر نامہ کی صورت میں لکھ کر محفوظ کر لیا گیا۔

جہاں تک قذف (پتھراؤ) کا معاملہ ہے تو اس بارے میں امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں تحریر کیا کہ 285ہجری میں بصرہ کی بستی پر آسمان سے سیاہ اور سفید پتھر برسے اور ایسی ژالہ باری ہوئی کہ ہر ژالہ کا وزن ایک سو پچاس (150) درہم کے برابر تھا۔

243ہجری میں مصر کے مقام سویداء پر آسمان سے پتھر برسے جن کا وزن دس دس رطل تھا' 478ہجری مقتدی کے عہد

خلافت میں بغداد میں کالی آندھی آئی اور سخت گرج اور چمک میں آسمان سے بارش کی طرح ریت اور مٹی برسی۔

امام برزنجی فرماتے ہیں' مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ 1040ھ کے عرصے میں کردوں کے علاقے میں مرغی کے انڈے کے برابر کالے پتھر برسے' اس وقت گرمیوں کا موسم تھا اور مطلع بالکل صاف تھا ان پتھروں کی آواز اتنی زیادہ تھی کہ لوگ ایک دن کی مسافت سے ان پتھروں کا شور سنتے تھے' ہاں! اللہ جو چاہے کرے۔

(15) سرخ آندھی اور حیران کن واقعات

حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مال فیئی (پر ہاتھ صاف کرکے اس) ذریعہ دولت بنا لیا جائے' امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے' زکوٰۃ کو تاوان خیال کیا جائے' تعلیم دنیا داری کے لئے حاصل کی جائے' مرد عورت کی فرمانبرداری کرے جبکہ ماں کی نافرمانی کرے دوست کو قریب کرے اور باپ سے دور ہو' مسجدوں میں شور و غل کیا جائے' قبیلے کا سردار فاسق شخص بن جائے اور قوم کا رہنما رذیل شخص ہو' آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے ہو گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں' آلات موسیقی کثرت سے ہوں' کھلے بندوں شراب پی جائے اور امت کا آخری حصہ امت کے پہلے حصے پر لعن طعن کرے تو اس وقت سرخی آندھی' زلزلوں' زمین میں دھنسنے چہرے بگڑنے اور آسمان سے پتھراؤ کے واقعات کا انتظار کرو' (ترمذی)

عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں آگئی ہے تو اس وقت زلزلوں اور بڑے حادثوں کے ظہور قریب سمجھو' قیامت اس وقت بہت قریب ہو گی (ابوداؤد)

اگر ارض مقدسہ میں خلافت کے آنے سے مراد نبوامیہ کی خلافت ہے تو یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے۔ اور بڑے بڑے واقعات اور فتنوں کا ظہور ہو چکا ہے' اور اگر اس سے خلافت امام مہدی مراد ہے تو بڑے بڑے امور قیامت کی قریب کی نشانیاں ہیں مثلاً دابتہ الارض کا نکلنا سورج کا مغرب سے نکلنا وغیرہ۔

جہاں تک آندھی کا تعلق ہے متوکل کے سریر آئے سلطنت ہوتے ہی 232ھ میں ایک زبردست باد سموم چلی جس کی مثال گزشتہ زمانے میں نہیں ملتی' اس آندھی نے عراق میں کوفہ بصریٰ اور بغداد کی کھیتیاں جلا کر خاکستر کر دیں اور مسافروں کو ہلاک کر دیا یہ سلسلہ پچاس دن تک رہا یہاں تک کہ اس کی بھڑکائی ہوئی آگ ہمدان تک جا پہنچی اور وہاں کی کھیتیاں جلا دیں اور مویشی مار دیئے' موصل اور سنجار میں بھی یہی حال ہوا' تجارتی کاروبار بند ہو گیا راستے رک گئے اور بہت سی مخلوق اس عذاب میں ہلاک ہو گئی۔

280ہجری میں دنیا تاریک ہو گئی اور عصر تک اندھیرا چھایا رہا' ایک سیاہ آندھی چلی جو تین دن تک جاری رہی اس کے بعد ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے دبیل کا شہر صفحہ ہستی سے مٹ گیا' 285ھ میں بصرہ کے مقام پر زرد رنگ کی آندھی آئی' پھر اس کا رنگ سبز ہو گیا بعد ازاں وہ سیاہ ہو کر تمام دیار و امصار میں پھیل گئی۔

خلیفہ مقتدی کے عہد خلافت میں بغداد کالی آندھی کی لپیٹ میں آیا ایسی شدید گرج اور چمک پیدا ہوئی کہ لوگ سمجھے شاید قیامت قائم ہو گئی ہے۔ مستظہر باللہ کے دور میں مصر میں کالی آندھی آئی کہ کوئی چیز سجھائی نہ دیتی تھی' اس آندھی میں آسمان سے ریت برسی' لوگوں نے اس سے ہلاکت کا یقین کر لیا' پھر کچھ روشنی سی نمودار ہوئی بعد ازاں زردی چھا گئی۔

594ھ میں مکہ شریف کے مقام پر ایک کالی آندھی نے وسیع علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس میں سرخ رنگ کی ریت برسی اور رکن یمانی کا ایک ٹکڑا گر گیا۔

(16) راہ حج کا رکنا اور حجر اسود کا اکھیڑ لیا جانا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہو جائے (حاکم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ رکن کعبہ کو اٹھا نہ لیا جائے اسے سنجری نے روایت کیا اور یہ دونوں نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں' حج موقوف ہونے کا واقعہ 320 ہجری میں ہوا' قرامطی فتنہ کے سبب بغداد سے حج کا سلسلہ 327 ہجری تک رکا رہا' 324 ہجری کو عراقی حاجی راستے ہی سے لوٹ آئے کیونکہ اصیغر اعرابی نے حاجیوں کو بغیر ٹیکس گزرنے سے روک دیا' اسی طرح اہل شام اور اہل یمن بھی واپس چلے گئے صرف مصریوں نے فریضہ حج ادا کیا' بنو عثمان کے دور میں بھی شام کے راستے سے کئی سال حج منقطع رہا' یہ شیخ علوان حموی کا زمانہ تھا۔

حجر اسود اکھیڑ کر لے جانے کا واقعہ مقتدر کے زمانے میں پیش آیا' اس نے حاجیوں کے قافلے کے ساتھ منصور دیلمی کو روانہ کیا' پھر یہ قافلہ بخیر و عافیت مکہ مکرمہ پہنچا' اسی دوران میں دشمن خدا ابو طاہر قرملی بھی ترویہ کے دن وہاں پہنچ گیا اس نے حاجیوں کو مسجد حرام میں قتل کیا' حجر اسود کو گرز مار مار کو توڑ دیا' پھر اسے اکھیڑ کر چلتا بنا اور بیس سال سے زیادہ عرصہ حجر اسود قرامطیوں کے پاس رہا' بعد ازاں مطیع کے عہد میں واپس کیا گیا' کہا جاتا ہے کہ مکہ سے ہجر تک پہنچتے پہنچتے اس کو اٹھانے والے چالیس اونٹ مرے جب اسے واپس کیا گیا تو ایک دبلے پتلے اونٹ پر لایا گیا' جو اس کی برکت سے موٹا تازہ ہو گیا۔

محمد بن ربیع کہتے ہیں کہ جس سال قرامطہ نے یہ خونریزی کی میں اس وقت مکہ مکرمہ میں ہی تھا' ایک شخص میزاب اکھیڑنے کیلئے چڑھا تو میرا پیمانہ صبر چھلک اٹھا میں نے عرض کیا' مولیٰ! تیرا حلم کس قدر زیادہ ہے؟ اسی اثناء میں وہ سر کے بل گر کر جہنم واصل ہوا' بدبخت قرملی نے منبر شریف پر چڑھ کر پڑھا۔

میں خدا کے ساتھ ہوں اور خدا کی قسم! میں ہی خلقت کو پیدا کرتا اور فنا کرتا ہوں' اس کے بعد وہ جلد ہی بے مراد و بے مرام ہوا اور چیچک نے اس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' محمد ابن نافع خزاعی کہتے ہیں میں نے حجر اسود کے معاملے میں غور کیا تو اس کا اوپر کا سرا سیاہ تھا باقی سارا حصہ سفید تھا اور اس کا طول ہاتھ بھر تھا۔

(17) سروں پر ستاروں کا ٹوٹنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک بعض قوموں کے سر آسمان کے ستاروں سے چورہ چورہ ہوں گے کیونکہ وہ لواطت کو حلال ٹھہرائیں گے (دیلمی)

خلیفہ راضی کے عہد میں ماہ ذی قعدہ 323 ہجری ایک رات ساری رات ستارے ٹوٹتے رہے جس کی پہلے مثال نہیں ملتی' اس کے بعد اکثر ایسا ہوا کہ آسمان کے تارے ٹوٹے جن سے بہت سے لوگ قتل ہوئے۔

(18) موت کی کثرت

بخاری شریف میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت سے پہلے چھ باتیں شمار کر لو' (1) میرا وصال' (2) فتح بیت المقدس' (3) دو موتیں (جس طرح ریوڑ کو وبا پڑ جائے اور وہ مرنا شروع ہو جائیں) یہ پیش گوئی عہد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طاعون عمواس میں پوری ہوئی اس کے بعد طاعون جارف اور زمین کے دوسرے حصوں میں پڑنے والی طاعونوں اور وباؤں میں بہ کثرت موتیں واقع ہوئیں (پھر دیگر تین نشانیاں بھی بیان فرمائیں)

دیلمی اور ابن عساکر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں علماء کو اسطرح قتل کیا جائے گا جس طرح کتوں کو مارا جاتا ہے' اے کاش! اس زمانے میں علماء جان بوجھ کر احمق بن جاتے (اور قتل و غارت سے بچ جاتے)

ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علماء پر موت کا ایسا زمانہ آئے گا کہ موت ان کے نزدیک سرخ سونے سے زیادہ محبوب ہو گی' اسکا ظہور مامون عباسی اور اس کے بھائی معتصم کے زمانہ خلافت میں علماء کے قتل عام اور ان پر تشدد کی صورت میں ہو چکا ہے۔

دوسری قسم

قیامت کی وہ نشانیاں جو ظاہر ہو چکی ہیں مگر ختم نہیں ہوئیں

قیامت کی ان نشانیوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ ان کا سلسلہ مکمل ہو جائے گا اور ان کے معاً بعد تیسری قسم کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی' میں یہاں ان نشانیوں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث نقل کرتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ دنیا کے خوش بخت ترین لوگ ایسے نہ ہو جائیں جو انتہائی گھٹیا اور کمینے ہوں' اس روایت کو امام احمد وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب ان کے لئے دین پر عمل پیرا ہونا اس قدر مشکل ہو گا جتنا ہاتھ میں انگارہ پکڑنا (ترمذی) فرمایا: آخری زمانے میں جاہل عبادت گزار ہوں گے اور قاری فسق میں مبتلا ہوں گے (ابو نعیم حاکم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لوگ مسجدیں بنا کر فخر کریں گے (احمد وغیرہ)

قیامت کے قریب آنے کی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند بڑا نظر آئے گا اور لوگ اسے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو دوسری رات کا چاند ہے (طبرانی)

دیگر نشانیاں یہ ہیں کہ بارشیں کثرت سے ہونے لگیں گی' سبزہ کم ہو جائے گا' قاریوں کی کثرت ہو گی فقہاء کم ہو جائیں گے' امراء کی تعداد زیادہ ہو جائے گی اور امانتدار گھٹ جائیں گے (طبرانی) قیامت قائم نہ ہو گی جب تک زہد صرف رسم کی صورت میں نہیں رہ جاتا اور ورع بناوٹ نہیں ہو جاتا(حاکم) قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ہر قبیلے کا سردار منافق آدمی ہو گا (طبرانی)

ایک اور نشانی یہ ہے کہ مومن اپنے قبیلے میں بھیڑ بکری کے بچے سے زیادہ کم قدر اور حقیر ہو گا (طبرانی) قیامت سے پہلے تجارت اس قدر پھیل جائے گی کہ عورتیں تجارتی معاملات میں اپنے شوہروں کی مدد کریں گی' قطع رحمی کا دور دورہ ہو گا' اسباب کتابت عام ہو جائیں گے' جھوٹی گواہی ظاہر ہو گی اور شہادت حق چھپائی جائے گی (بخاری)

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ نشانیاں بھی ہوں گی کہ امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے گا' زکوٰۃ تاوان خیال کی جائے گی اور علم حصول دنیا کے لئے سیکھا جائے گا (ترمذی)

قرب قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ شیطان آدمی کا روپ اختیار کرکے لوگوں کے پاس آئے گا' انہیں جھوٹی باتیں بتائے گا(جس کی وجہ سے ان کے درمیان فساد پیدا ہو جائے گا) اور وہ منتشر ہو جائیں تو ان میں سے ایک آدمی کہے گا میں نے ایک شخص کو بات کرتے ہوئے سنا اس کے چہرے سے پہچانتا ہوں' مگر اس کا نام نہیں جانتا (مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم برہنہ پا ننگے مفلس چرواہوں کو دیکھو کہ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروانے لگے ہیں تو اس وقت قیامت کا انتظار کرنا (بخاری مسلم از عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب دین و دنیا کا معاملہ نا اہل کے سپرد کیا جائے تو اس وقت قیامت کی راہ دیکھنا (بخاری)

قیامت کی ایک اور نشانی ہے کہ نماز کے وقت نمازی ایک دوسرے کو آگے کریں گے، مگر کوئی نماز پڑھانے والا نہ ملے گا (احمد)

اصاغر (چھوٹوں) سے علم حاصل کیا جائے گا (طبرانی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ مرد نبطی عورت کی خواہش کرکے مال کی وجہ سے اس سے شادی کرے گا اور اپنی چچا زاد سے کنارہ کش ہو کر اسکی طرف نہ دیکھے گا۔ (طبرانی) اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ایک گھٹیا عورت سے اس کے مال کے باعث شادی کرے گا جبکہ اپنی عزت دار چچا زاد کو اس کی مفلسی کے باعث ترک کر دے گا۔

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہیں کہ قطع رحمی کی جائے گی' ناحق مال حاصل کیا جائے گا' خونریزی ہو گی' قرابت دار رشتہ داروں کی شکایت کریں گے اور منگتا چکر لگائے گا' مگر کوئی اس کے ہاتھ پر کچھ نہ رکھے گا (ابن ابی شیبہ از ابن مسعود)

قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ کتاب اللہ کو باعث عار سمجھ لیا جائے گا' اسلام غریب الدیار ہو جائے گا' لوگوں کے درمیان بغض و عداوت کا اظہار ہو گا' علم اٹھ جائے گا انسان کی عمر گھٹ جائے گی سالوں اور پھلوں میں کمی ہو جائے گی(یعنی برکت نہ رہے گی) تہمت زدہ لوگوں کو امین بنایا جائے گا اور امانت دار لوگوں پر تہمت رکھی جائے گی' جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا' قتل و غارت کی شرح بڑھ جائے گی' عالی شان عمارتیں تعمیر ہونے لگیں گی' اولاد والیاں اولاد کی نافرمانی سے رنجیدہ ہوں گی اور بانجھ عورتیں خوش و خرم ہوں گی سرکشی حسد اور لالچ کا ظہور ہو گا' ہلاکت عام ہو گی' جھوٹ کی کثرت اور سچ کی قلت ہو گی' لوگوں کے درمیان معاملات میں اختلاف بڑھ جائے گا' خواہشات کی پیروی کی جائے گی' ظن و تخمین پر فیصلے ہوں گے' بارشوں کی کثرت اور پھلوں میں قلت ہو گی' صحیح علم ناپید ہو جائے گا اور جہالت کا دور دورہ ہو گا' اور غصہ ور ہو گی' گرمی میں اضافہ ہو جائے گا' خطیب غلط بیانی کریں گے اور حق کو شریر لوگوں کے حوالے کیا جائے گا' جو آدمی ان کی اس غلط بیانی کو صحیح سمجھ کر اس سے خوش ہو گا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔ (طبرانی)

قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ ایک ایسی قوم ظاہر ہو گی جو زبان کی کمائی کھائے گی' جس طرح گائے زبان سے کھاتی ہے' (احمد) مراد یہ ہے کہ وہ لوگ دوسروں کی جھوٹی تعریفیں کریں گے تاکہ مال بٹور سکیں۔

قرب قیامت میں جانوروں کی طرح برسرراہ بدکاری ہو گی (طبرانی)

اور تین چیزوں کا وجود نہ ہونے کے برابر ہو گا' (1) حلال کی دولت' (2) نفع مند علم' (3) سچا بھائی چارہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ صدقہ کا عمل پوشیدہ ہو گیا' لڑنے کے لئے کرائے کے فوجی حاصل کئے گئے' آباد جگہیں ویران ہو گئیں اور ویران مقامات آباد ہو گئے' آدمی امانت میں اسطرح منہ مارنے لگے جس طرح اونٹ درخت کی ٹہنیاں منہ میں لے کر کھینچتا ہے تو اس وقت سمجھنا کہ قیامت تمہارے قریب آ گئی ہے (عبدالرزاق طبرانی)

قرب قیامت میں حکام کا ظلم بڑھ جائے گا' علم نجوم پر یقین کیا جائے گا اور تقدیر کا انکار ہونے لگے گا' (بزار از علی)

جب کم و بیش بیس آدمیوں کا اجتماع ہو گا' اور ان میں سے کسی ایک کے دل میں بھی خوف خدا نہ ہو گا تو اس وقت قیامت آ جائے گی (بیہقی ابن عساکر)

ایک نشانی یہ ہے کہ آدمی مسجد سے گزرے گا تو دو رکعت نماز بھی ادا نہ کرے گا' (ابو داؤد) قرب قیامت میں امت کے آخری حصے میں ایسی باتیں ظاہر ہوں گی جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور ان کے ارتکاب پر اللہ و رسول شدید ناراضی کا اظہار کریں گے' مرد مرد کے ساتھ نکاح کرے گا اور یہ بھی اللہ اور اسکے رسول کا حرام کردہ ہے اور اس کے ارتکاب پر عذاب کی وعید ہے' عورت عورت سے نکاح کرے گی' اور اس فعل قبیح کا بھی وہی حکم ہے ایسے لوگوں کی کوئی نماز نہیں جب تک وہ ان افعال قبیحہ پر قائم رہیں اور سچی توبہ نہ کریں (دار قطنی)

قیامت سے پہلے شام کے شریر لوگ عراق چلے جائیں گے اور عراق کے نیک لوگ شام جا بسیں گے' (ابن ابی شیبہ)

فرمایا: ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دین دار آدمی کا دین سلامت نہ رہے گا بجز اسکے کہ وہ اپنا دین لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی یا ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگے گا' جس طرح لومڑی اپنے بچوں کو لے کر بھاگتی ہے اور ایسا آخری زمانے میں ہو گا یہ وہ زمانہ ہو گا جب وسائل معاش بغیر گناہ اور معصیت کے حاصل نہ ہوں گے' پس اس صورتحال میں تجرد کی زندگی کو ترجیح دی جائے گی اس زمانے میں آدمی کی ہلاکت اس کے والدین کے ہاتھوں میں ہو گی' والدین نہ ہوں گے' تو اس کی بیوی اور اولاد اس کو قتل کرے گی ورنہ وہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں قتل ہو گا' وہ اسے مفلسی اور تنگ معیشت کی عار دلائیں گے' اور ایسی باتوں کا مکلف ٹھہرائیں گے' جو اس کی بساط میں نہ ہوں گی' تو اس صورت میں وہ خود کشی اور اپنی ہلاکت کا سامان کرے گا' (ابو نعیم از ابن مسعود) ارشاد فرمایا: ایسا زمانہ آئے گا جب لوگ مسجدوں میں دنیاوی باتیں کریں گے ان کے پاس بیٹھنے سے اجتناب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں' (بیہقی از حسن)

ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن لوگوں میں اس طرح چھپ چھپ کر رہے گا جس طرح منافق تمہارے یہاں چھپ کر رہتا ہے (ابن سنی) ایسا برا وقت آئے گا جب کسی ذی علم شخص کی بات نہ مانی جائے گی نہ کسی بردبار شخص سے حیا کی جائے گی' بوڑھے کی عزت ہو گی نہ چھوٹے پر شفقت ہو گی' لوگ ایک دوسرے کو مال و متاع دنیا پر قتل کریں گے' ان کے دل عجمیوں کی طرح سخت اور زبانیں عربوں کی طرح تیز طرار ہو گی' نہ نیکی کو نیکی سمجھا جائے گا نہ برائی کو برائی نیکو کار شریروں میں چھپ چھپا کر زندگی بسر کرے گا' یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف

نگاہ کرم نہ کرے گا (دیلمی از علی)

قرب قیامت میں پچاس آدمی نماز پڑھیں گے' مگر ان میں سے کسی ایک کی نماز بھی نہ قبول ہو گی (ابو شیخ) مراد یہ ہے کہ لوگ نمازیں شروط و ارکان کے ساتھ ادا نہ کریں گے تو ان کی نمازیں صحیح نہ ہوں گی' فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ ہو گی اور لوگ غنیمت سے خوش نہ ہوں گے مسلم بد ہمسائیگی' قطع رحمی ترک جہاد اور دینی بگاڑ قیامت کی نشانیاں ہیں (ابن مردویہ)

فحاشی' بے حیائی بد اخلاقی اور بدہمسائیگی بھی قیامت کی علامات ہیں' (ابن ابی شیبہ) روایت ہے کہ امت کے آخری حصے میں ایسے لوگ ہوں گے جو موٹروں پر سوار ہو کر مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے انکی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی جن کے سروں پر بختی اونٹوں کی کوہان کی مانند جوڑے ہوں گے' تم ان پر لعنت بھیجو کیونکہ وہ ملعون عورتیں ہیں' اگر تمہارے بعد کوئی امت ہوتی تو وہ عورتیں ان کی کنیزیں ہوتیں جسطرح گزشتہ امتوں کی عورتیں تمہاری خادمائیں ہیں (احمد حاکم)

امام مسلم کی روایت ہے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا' ایک گروہ ان مردوں کا جن کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں کے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں پر ظلم توڑیں گے' دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس تو پہنے ہوئے ہوں گی لیکن حقیقت میں برہنہ ہوں گی وہ غیروں کو اپنی طرف راغب کریں گی اور خود دوسروں کی طرف مائل ہوں گی' ان کے سروں پر ایسے جوڑے بندھے ہوں گے جس طرح بختی اونٹوں کی کوہانیں ہوتی ہیں' وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی نہ اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے مہکتی ہو گی۔

امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ریاض الصالحین میں اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مراد یہ ہے کہ وہ کوئی دوپٹہ وغیرہ باندھ کر اپنے سروں کو بڑا بنا لیں گی" (اس حدیث کی صحیح تعبیر چودھویں صدی ہجری میں آ کر بہت واضح ہو گئی ہے عصر حاضر کی عورتیں وگ لگا کر مصنوعی بالوں کے ذریعے جوڑا بندی کرتی ہیں جس سے ان کے سر واقعتا اونٹ کی کوہان جیسے نظر آتے ہیں' (محمد اعجاز مترجم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخری حج ادا فرمایا' پھر در کعبہ کا حلقہ پکڑ کر فرمایا: لوگو! کیا تم کو قیامت کی نشانیاں نہ بتا دوں؟ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا' میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان ہوں' ارشاد فرمایئے' تو آپ نے ان نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: قیامت کی یہ نشانیاں ہیں' (1) نمازوں کا ضائع کرنا' (2) خواہشات کی طرف میلان' (3) مالداروں کی تعظیم' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد رسول اللہ کی جان پاک ہے' اے سلمان! اس وقت زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا' مال فے کو مال غنیمت خیال کیا جائے گا' جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا' خیانت کار کو امین اور امین کو خیانت کار قرار دیا جائے گا اور رویبضہ

کلام کرے گا' پوچھا گیا رویبضہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: لوگوں میں وہ شخص کلام کرے گا جسے بات کرنے کا سلیقہ تک نہ ہو گا' وہ نوے فی صد حق کا انکار کرے گا یوں اسلام کا نام و نشان مٹتا چلا جائے گا' قرآن اٹھ جائے گا صرف اسکے نقوش رہ جائیں گے' قرآن حکیم کی طلاء کاری کی جائے گی' مردوں کی توندیں بڑھ جائیں گی' مشاورت عورتوں کے سپرد ہو گی نوخیز لڑکے منبروں پر چڑھ کر خطبے دیں گے مخاطبت (گفتگو کرنے) کی ذمہ داری عورتوں کے پاس ہو گی' اس وقت مسجدوں کو کنسیوں اور معبدوں کی طرح سجایا جائے گا' لمبے لمبے منبر بنیں گے' صفیں بکثرت ہوں گی' مگر دلوں میں باہم کدورت ہو گی' زبانوں میں اختلاف ہو گا جبکہ خواہشات کی بھرمار ہو گی' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا: ہاں! رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم! سلمان! اس وقت مومن اس معاشرے میں ذلیل ترین فرد ہو گا اور برائی دیکھ کر اس کا دل سینے میں اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے' مگر وہ برائی کو بدلنے کی طاقت نہ پائے گا' مرد مردوں پر اکتفاء کریں گے اور عورتیں عورتوں پر قناعت کریں گی (یعنی ہم جنسی ہو گی) اور چھوکروں پر اس طرح غیرت کی جائے گی جس طرح کنواری دوشیزاؤں پر غیرت کی جاتی ہے' امانت دار خائن ہو جائیں گے' لوگ نمازیں ضائع کریں گے اور خواہشات کی غلامی اختیار کریں گے اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو اپنی نمازیں بروقت ادا کرنا' سلمان! اس وقت مشرق کی طرف سے قیدی آئیں گے اور مغرب کی طرف سے بھی ان کے جسم آدمیوں کے ہوں گے' مگر دل شیطانوں کے ہوں گے وہ چھوٹوں پر شفقت نہ کریں گے نہ ہی بڑوں کی تعظیم کریں گے' ان کے حکمراں سیر سپاٹے کے لئے حج کریں گے جبکہ مالدار تجارت کے لئے اور مفلس و محتاج لوگ گداگری کے لئے حج پر جائیں گے' قاری اور عالم ریا کاری اور دکھاوے کی خاطر حج کا فریضہ ادا کریں گے' عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا ایسا ہو گا' فرمایا: ہاں! سلمان! اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا' دمدار ستارہ طلوع کرے گا عورت اپنے شوہر کی تجارت میں شریک ہو گی' مارکیٹیں قریب قریب ہوں گی عرض کیا' قریب قریب ہونے کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا: کساد بازاری ہو گی اور نفع کم ہو جائے گا' اللہ تعالیٰ اس وقت ایسی آندھی بھیجے گا جس میں زرد رنگ کے سانپ ہوں گے جو ان بڑے بڑے علماء کو ڈسیں گے جو ان برائیوں کو دیکھ کر انہیں بدلنے کی کوشش نہ کریں گے' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت سے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ایسے حیران کن واقعات ظاہر ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

ابو الشیخ اور دیلمی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرب قیامت کی نشانیاں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جب لوگ نمازیں ضائع کریں گے امانتیں برباد کریں گے' کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرائیں گے' سود کھائیں گے' رشوت خور ہوں گے' بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کریں گے' خواہشات کے غلام بن جائیں گے دین کو دنیا کے بدلے فروخت کریں گے' قرآن کو مزامیر بنائیں گے' درندوں کی کھالیں فرش بنائیں گے' مسجدوں کو گزرگاہیں ٹھہرائیں گے' ان کا لباس ریشمی ہو جائے گا جب ظلم بڑھ جائے گا زنا عام ہو جائے گا' طلاق کے معاملہ میں لاپرواہی اختیار کی جائے گی' خیانت کاروں کو امانتیں سونپی جائیں گی اور امانت داروں کو خائن کہا جائے گا' بارشیں کثرت سے ہونے لگیں گی' اولاد بدتمیز ہو جائے گی' حکمران بدکار وزراء جھوٹے' امین خائن اور قومی امور کے ذمہ دار ظالم بن جائیں گے' علماء و فقہاء کی قلت ہو جائے گی قراء زیادہ ہو

جائیں گے' قرآن حکیم کی طلاء کاری کی جائے گی' مساجد کی تزئین کی جائے گی لمبے لمبے منبر بنیں گے' دل بگڑ جائیں گے' گانے بجانے والیوں کی کثرت ہو جائے گی آلات موسیقی حلال ٹھہرائے جائیں گے' جب شراب خوری عام ہو جائے گی' حدود معطل ہو جائیں گی مہینے بے برکت ہو جائیں گے' عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہو جائیں گی لوگ بڑی بڑی سواریوں پر سوار ہوں گے' مرد و زن باہم مشابہت پیدا کر لیں گے' غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی' آدمی بن بلائے گواہی کے لئے آدھمکے گا' زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا' امانت مال غنیمت بن جائے گی' مرد بیوی کی فرمانبرداری کرے گا اور ماں کا نافرمان ہو گا' دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور کر دے گا' جب حکمرانی موروثی ہو جائے گی امت کا آخری حصہ پہلے لوگوں پر لعن طعن کرے گا' آدمی کی عزت اسکے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی' پولیس والوں کی کثرت ہو جائے گی' جاہل منبروں پر براجمان ہوں گے' مرد تاج پہننے لگیں گے' راستے تنگ ہو جائیں گے' پختہ عمارتیں بنیں گی' مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ جنسی خواہشات پوری کریں گی' مقررین کی کثرت ہو جائے گی تمہارے علماء حکمرانوں سے راہ و رسم پیدا کریں گے اور انکے لئے حرام حلال ٹھہرائیں گے اور حلال حرام قرار دیں گے اور ان کی مرضی کے فتوے جاری کریں گے' جب علم کی غرض وغایت لوگوں کے اموال بٹورنے کی ہو جائے گی' جب تم قرآن کو جنس تجارت بنا لو گے اور اپنے اموال میں اللہ کا حق ضائع کرو گے' تمہارے اموال شریر لوگوں کے پاس منتقل ہو جائیں گے' جب تم قطع رحمی کرو گے' تمہاری مجلسوں میں جام شراب چڑھائے جائیں گے' تم جواء بازی کا مشغلہ اپناؤ گے' آلات موسیقی سے دل بہلاؤ گے' حاجت مندوں سے زکوٰۃ روک لو گے اور اس کو چٹی سمجھ لو گے' عام لوگوں میں تشویش اور اشتعال پیدا کرنے کے لئے بے گناہوں کا خون کرو گے' تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا' بخشش اور عطاء کا معاملہ صرف غلاموں اور غریبوں تک محدود ہو جائے گا (اور امیر کچھ نہ دیں گے) ناپ اور تول کے پیمانوں میں کمی کر دی جائے گی اور تمہارے معاملات کی باگ ڈور تمہارے احمقوں کے ہاتھ میں آجائے گی تو ان نشانیوں کے ظہور کے ساتھ ہی قیامت برپا ہو جائے گی۔

علامہ برزنجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام نشانیاں قیامت کی قسم دوم کی نشانیوں سے تعلق رکھتی ہیں' جو سب کی سب اس زمانے میں موجود ہیں اور روز بروز ان میں اضافہ ہو رہا ہے عنقریب یہ نشانیاں اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قسم دوم کی یہ نشانیاں پوری ہو گئی ہوں' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں فتنوں سے بچائے مصیبتوں سے محفوظ رکھے اور طریق سنت پر موت عطا کرے' ہمارے ظاہری باطنی گناہوں کو معاف فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین اس قسم کے بعد مصنف نے خاتمہ کے عنوان سے ان احادیث کو نقل کیا ہے جو اس مقام سے مناسبت رکھتی ہیں۔

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ زبیر بن عدی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجاج بن یوسف کی شکایت کی تو فرمایا: صبر کرو تم پر جو زمانہ بھی آئے گا وہ پہلے زمانے سے برا ہو گا یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو' یہ بات میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

طبرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عتبہ بن عزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پیچھے صبر کے دن ہیں ان میں صبر کا دامن تھامنے والا ایسا ہو گا جس طرح اجر کے لحاظ سے تمہارے دور کے پچاس بہترین آدمی ہیں۔

ابو داؤد وغیرہ محدثین حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ناقل' فرمایا: حضور کا ارشاد ہے تمہاری اس وقت کیا حالت ہو گی جب تم انتہائی ناکارہ قسم کے آدمیوں میں گزارہ کرو گے' ان کے وعدے اور امانتیں خلط ملط ہو کر بگڑ جائیں گی اور ان میں اختلاف ظاہر ہو گا حالانکہ اس سے پہلے وہ یک جان دو قالب ہوں گے (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اس کی وضاحت فرمائی) عرض کیا' یا رسول اللہ! اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس وقت اپنے گھروں میں بیٹھ رہو' زبانوں پر قابو رکھو' جسے اچھا سمجھو اسے اختیار کر لو اور جو ناگوار نظر آئے اسے ترک کر دو' بس اپنے کام سے کام رکھو اور دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی سے اجتناب کرو۔

ابو نعیم وغیرہ علماء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں میری امت سخت آزمائش سے دو چار ہو گی جس سے کوئی آدمی محفوظ نہ رہے گا' سوائے اس شخص کے جو دین حق سے آگاہ ہو' پھر زبان اور دل سے اس کے لئے' جہاد کرے' ایسے ہی شخص کے لئے سبقت حاصل ہے' وہ شخص بھی اس آزمائش سے محفوظ رہے گا جو دین کی معرفت حاصل کرے گا اور پھر اس کی تصدیق کرے گا۔

امام مسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا اس زمانہ خیر کے بعد زمانہ شر آئے گا' فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے' جو کوئی ان کی دعوت قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہمیں ان کے کچھ حالات بیان فرما دیں' فرمایا: وہ ہماری ہی شکل وصورت کے ہوں گے' اور ہماری ہی طرح گفتگو کریں گے' میں نے پوچھا: پھر آپکا کیا ارشاد ہے؟ اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو؟ فرمایا: اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور امام سے وابستہ رہنا' میں نے پھر سوال کیا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر کیا کریں' فرمایا: اس وقت ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا خواہ کسی درخت کی جڑ کے ساتھ چھپ کر یہاں تک کہ پیک اجل آپہنچے۔

ایک اور روایت میں ہے' فرمایا: میرے بعد ایسے حکمران بھی ہوں گے جو میری ہدایت پر کاربند نہ ہوں گے' نہ میری سنت اختیار کریں گے' عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جنکے جسم تو انسانوں جیسے ہوں گے' مگر ان کے دل شیطانوں کی طرح ہوں گے یہ سن کر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر ان کا زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا: اپنے حاکم کی اطاعت کرنا خواہ وہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تمہارا مال چھین لے۔

حاکم اور بیہقی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! تمہاری اس وقت کیا حالت ہو گی جب تم ناکارہ اور گھٹیا قسم کے لوگوں میں بسر کرو گے؟ عرض کیا' یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: صبر کرنا' صبر کرنا' صبر کرنا' اور لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آنا' مگر

ان کے سے اعمال سے اجتناب کرنا' احمد وغیرہ محدثین بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن عرفطہ سے فرمایا: اے خالد! عنقریب میرے بعد حیران کن امور فتنے' گروہ بندیاں' اور اختلافات ظاہر ہوں گے جب ایسا وقت آجائے تو اللہ کا قتل ہو جانے والا بندہ بننا' قاتل نہ بننا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس وقت اسلام کے پر شکوہ دور میں ہو' جو شخص تم میں سے اسلامی احکام کا دسواں حصہ بھی چھوڑے گا' ہلاک ہو جائے گا' پھر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں جو شخص دین کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا نجات پائے گا (ترمذی)

امام مسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی کے حواری اور اصحاب ہوتے تھے' جو اس کی سنت پر عمل پیرا ہوتے اور اس کی اقتداء کرتے تھے' پھر انکے بعد ایسے ناخلف آئے جو ایسی باتیں کہتے جن پر خود عمل نہ کرتے تھے' اور ایسے کام کرتے جن کا کوئی شرعی جواز نہ ہوتا' جب اس قسم کی صورت حال اب بھی پیدا ہو جائے تو ایسے لوگوں سے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرنے والا مومن ہے' جو زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں۔

امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہو گا۔

ت۔

تیسری قسم

وہ نشانیاں جن کے ظہور کے ساتھ ہی قیامت قائم ہو جائے گی

قیام قیامت کی یہ نشانیاں بھی بکثرت ہیں' ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

امام مہدی کا ظہور

یہ قرب قیامت کی پہلی نشانی ہے اور اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں' امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ ہو گا اور لقب جابر' کیونکہ وہ امت کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑیں گے' کنیت ان کی ابو عبداللہ ہو گی' وہ اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حسنی سلسلے میں جنم لیں گے' اور حسب ذیل حلیہ کے حامل ہوں گے۔

رنگ گندمی' بدن چھریرا' چہرہ روشن' ناک بلند و دراز' ابرو قوس دار اور بن ملے' آنکھیں بڑی اور سرگین' دانت چمکیلے اور کھلے' دائیں گال پر کالا تل' رخسار جھلملاتے ستارے کی مانند' داڑھی شریف گھنی' شانوں کے درمیان مہر نبوت کی طرح علامت' رانیں کھلی کھلی' رنگ عربی اور جسم اسرائیلی' زبان میں گرہ' بات میں تاخیر کی وجہ سے دایاں ہاتھ بائیں ران پر ماریں گے' عمر شریف چالیس برس' اللہ کے حضور سر نیاز خم کئے ہوئے' قطوانی عبا زیب تن کئے ہوئے' اخلاق میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ اور خلقت میں جدا۔

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خروج سے پہلے یزید بن ابی سفیان کی نسل سے ایک شخص سفیانی ہو گا' جو سرکشی اور بغاوت سے زمین میں فساد اور کفریہ نظریات پھیلا چکا ہو گا۔

مسیح دجال کا خروج

امام مسلم ابوداؤد اور ترمذی بحوالہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمیم داری پہلے عیسائی تھے' پھر آکر مسلمان ہو گئے' پھر بیعت کرنے کے بعد مجھ کو ایک ایسی خبر دی جو ان خبروں سے مشابہت رکھتی تھی جو میں نے تم کو مسیح دجال کے متعلق بیان کی تھیں' انہوں نے بیان کیا کہ وہ قبائل لخم و جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ بحری کشتی پر سوار تھے' ایک ماہ تک سمندر کی موجیں کشتی کے ساتھ شوخیاں کرتی رہیں بالآخر ان کو مغرب کی جانب ایک جزیرہ نظر آیا' تو وہ بہت خوش ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں سوار ہو کر جزیرے پر پہنچے' وہاں ہم کو ایک چوپایہ ملا جس کے بڑے بڑے بال تھے' جن سے اعضائے مستورہ تک نظر نہ آتے تھے' لوگوں نے پوچھا: کم بخت تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں جاسوس ہوں' لوگوں نے تعجب سے کہا: بھلا یہ جاسوس کیا بلا ہوتی ہے؟ اس نے کہا: تم

لوگ اس دیر میں چلو وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری خبریں سننے کا بہت مشتاق ہے تمیم داری کا بیان ہے کہ اس چوپایہ نے اس شخص کا ذکر کیا تو ہم اس سے ڈرے اور خیال کیا کہ وہ انسانی شکل میں شیطان ہو' پھر ہم تیزی سے آگے بڑھے اور دیر میں پہنچے تو ہم نے وہاں ایک قوی ہیکل اور خوفناک آدمی دیکھا کہ ایسا آدمی آج تک ہماری نظروں سے نہ گزرا تھا' وہ نہایت مضبوط بندھا ہوا تھا اس کے ہاتھ گردن تک اور گھٹنے ٹخنوں تک آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے' ہم نے اس سے کہا: تیرا ناس ہو' تو کون ہے؟ اس نے کہا: تم نے مجھ کو پا لیا اور میرے متعلق کچھ نہ کچھ جان لیا ہے' اب تم بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا: ہم عرب کے باشندے ہیں' سمندر میں کشتی پر سوار ہوئے تھے' کہ اچانک بھنور میں گھر گئے اور ایک ماہ تک موجیں ہمارے ساتھ کھیلتی رہیں' آخر کار ہم کو یہاں لا ڈالا' ہم جزیرہ پر پہنچے تو ہم کو ایک چوپایہ ملا جس کے جسم پر بال ہی بال تھے اس نے ہم سے کہا: میں جاسوس ہوں' تم اس شخص کے پاس جاؤ جو دیر میں ہے' چنانچہ ہم تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئے' پھر اس نے کہا: مجھے نخلستان بیسان کے بارے میں بتاؤ ہم نے کہا: تو کیا پوچھنا چاہتا ہے' اس نے کہا: کیا بیسان کی کھجوریں پھل دیتی ہیں؟ ہم نے جواب دیا: ہاں! تو اس نے کہا: وہ وقت قریب ہے جب وہاں کی کھجوروں پر پھل نہیں لگے گا' پھر پوچھا: یہ بتلاؤ کہ بحیرہ طبریہ میں پانی ہے کہ نہیں؟ ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے' لوگ اس کے پانی سے آبپاشی کرتے ہیں' یہ سن کر اس نے کہا: وہ زمانہ قریب ہے جب اس میں پانی نہ رہے گا' پھر سوال کیا ناخواندہ قوم کے نبی کے متعلق بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے ہیں' اس نے پوچھا: کیا عرب ان سے لڑے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: ہاں! پوچھا: جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟ ہم نے کہا: کہ وہ قریب کے تمام علاقوں پر غلبہ حاصل کر چکے ہیں' اور لوگ ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں' اس نے کہا: اہل عرب کے لئے بہتر یہی ہے کہ اس امی نبی کی اطاعت قبول کر لیں' پھر کہا: اچھا اب میں تم کو اپنا حال بتاتا ہوں' میں مسیح (دجال) ہوں' وہ وقت قریب ہے جب مجھ کو یہاں سے نکلنے کی اجازت مل جائے گی' پھر میں پوری زمین کا چکر لگاؤں گا یہاں تک کہ کوئی آبادی نہ چھوڑوں گا جہاں میرا گزر نہ ہو گا چالیس راتیں برابر گھومتا پھروں گا لیکن مکہ اور مدینہ میں نہ جا سکوں گا کیونکہ ان دونوں مقامات پر میرا داخلہ ممنوع ہے جب میں ان دونوں شہروں میں سے کسی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو ایک فرشتہ جس کے ہاتھ میں تلوار ہو گی مجھ کو داخل ہونے سے روک دے گا' ان شہروں کے تمام راستوں پر حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہوں گے' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصا کو منبر پر مار کر فرمایا: یہ ہے طیبہ یہ ہے طیبہ' یہ ہے طیبہ یعنی مدینہ منورہ پھر فرمایا: کیا یہی بات میں نے تم سے نہیں کہی تھی' لوگوں نے عرض کیا' جی ہاں یہی بات آپ نے فرمائی تھی۔

سید برزنجی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر زیادہ شرح و بسط کے ساتھ کلام مندرجہ ذیل احادیث میں ہے مسلم میں حدیث نواس' ابن ماجہ میں حدیث ابی امامہ' مستدرک حاکم میں حدیث ابو سعید اور بخاری اور مسلم میں حدیث ابو سعید خدری' ہم ان احادیث کو ایک رواں عبارت میں بیان کرتے ہیں اور اختلافی روایات کے درمیان تطبیق کی حتی المقدور کوشش کر کے آسان فہم بناتے ہیں' نیز بعض دیگر کتابوں سے ان میں اضافہ کرتے ہیں' اللہ ہی سے توفیق کی امید ہے اور اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔

محدثین فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اولاد آدم کو پھیلایا' اس وقت سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں' اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا: اس نے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے ڈرایا' میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو' لہٰذا لامحالہ دجال کا خروج تمہارے زمانے میں ہو گا' اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقدس جھکا لیا' پھر تشریف لے گئے' ہم نے خیال کیا کہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں تشریف لے گئے ہیں' جب ہم وہاں گئے تو ہماری پریشانی دیکھ کر فرمایا: اس وقت مجھے دجال کا خطرہ نہیں کیونکہ اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہو گیا تو میں خود اس سے نمٹ لوں گا' ورنہ میرے بعد ہر مومن کا کفیل و نگہبان میرا پروردگار ہو گا' وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے سے خروج کرے گا' اور دائیں بائیں اپنے دستے بھیج کر تباہی پھیلاتا ہوا آگے بڑھے گا' اس کے ہراول دستے میں اصبہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کی قیادت ایک گھنے بالوں والا شخص کرے گا' وہ کہہ رہا ہو گا آگے بڑھو' آگے بڑھو۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہو' میں تمہیں دجال کے ایسے بھرپور خدوخال بیان کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نبی نے اتنی صراحت کے ساتھ بیان نہیں کئے' وہ شروع شروع میں اپنی نبوت کا دعویٰ کرے گا' حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں' پھر وہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں' حالانکہ موت سے پہلے تم اپنے پروردگار کو نہ دیکھ سکو گے' وہ ایک آنکھ سے کانا ہو گا جبکہ تمہارا پروردگار اس عیب سے پاک ہے' اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان واضح حروف تہجی میں "ک اف ر" لکھا ہو گا' جس کو ہر خواندہ وناخواندہ مومن پڑھ سکے گا' اس کے ساتھ بے شمار فتنے ہوں گے' اس کی مصنوعی جنت اور دوزخ اس کے ہمراہ ہو گی لیکن اس کی جنت دراصل دوزخ ہو گی اور جو دوزخ نظر آئے گی وہ اصل میں جنت ہو گی تو جو شخص آتش دجال سے دوچار ہو وہ اللہ کی بارگاہ میں استغاثہ کرے اور سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے' یہ آتش فتنہ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی۔

ایک اور فتنہ اس کے ساتھ یہ ہو گا کہ زمین اس کے سامنے یوں سمٹ جائے گی جیسے مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے وہ صرف چالیس دن میں پوری زمین کی سیاحت کرے گا اور کوئی جگہ ایسی نہیں رہے گی جہاں اس کا قدم نہ پڑے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے' سرعت رفتاری میں وہ تیز طوفانی بارش کی مانند ہو گا' وہ تین چیخیں مارے گا جنہیں اہل مشرق اور اہل مغرب سنیں گے' وہ فضا کے پرندوں کو پکڑ کر سورج کی گرمی میں بھون دے گا' وہ سمندر میں روزانہ تین غوطے لگائے گا' مگر پانی اس کے پٹھوں تک نہ پہنچے گا' اس کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے لمبا ہو گا' وہ اپنے لمبے ہاتھ کو سمندر میں پھیلائے گا تو اس کی تہہ تک پہنچ جائے گا' پھر حسب منشاء مچھلیاں نکال لائے گا' دینی زوال کی یہ حالت ہو گی کہ زمین کے ایک بڑے حصے میں کوئی اس کے مقابلہ کے لئے موجود نہ ہو گا' اور لوگ اس کا ذکر تک بھول جائیں گے۔

وہ ایک بدو کے پاس آ کر کہے گا کہ اگر تیرے باپ اور ماں کو زندہ کر دوں تو کیا تو اس بات کی گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا' ہاں! تو شیطان اس کے باپ اور ماں کا روپ دھار کے آجائیں گے' وہ دونوں اس سے کہیں گے بیٹا! اس کی بات مان' یہ تیرا پروردگار ہے تو وہ ان کی بات مان لے گا' اسی لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اگر دجال تمہارے زمانے میں ظاہر ہو جائے تو اسے کنکریاں مار مار کر ہلاک کر دیں' مگر وہ اس زمانے میں ظاہر ہو گا جب علم ناقص اور دین کمزور ہو گا۔

دجال ویرانے سے گزرے گا تو کہے گا' اے ویرانے! اپنے خزانے باہر پھینک دے تو زمین کے خزانے اس طرح اس کے پیچھے چلیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں' وہ نہر پر آکر اسے بہنے کا حکم دے گا تو وہ بہہ پڑے گی' پھر اسے واپس آنے کا حکم دے گا' تو وہ واپس آ جائے گی' پھر خشک ہونے کا حکم دے گا تو وہ خشک ہو جائے گی' وہ ہوا کو حکم دے گا کہ سمندر سے بادل اٹھا کر بارش کرے تو وہ اس کے حکم کی تعمیل کرے گی' وہ دعویٰ کرے گا کہ میں رب العالمین ہوں اور سورج میرے اذن سے چلتا ہے' کیا تم چاہتے ہو کہ میں سورج کو روک لوں تو وہ کہیں گے' ہاں! پس دجال سورج کو روک دے گا' تو دن مہینے کی طرح اور ہفتہ سال کی طرح طویل ہو جائے گا' پھر کہے گا اگر تم چاہو تو سورج کو تیز چلاؤں تو وہ کہیں گے' ہاں! تو وہ دن کو اس طرح کر دے گا جس طرح گھنٹہ ہوتا ہے۔

خروج دجال سے پہلے قحط کے تین سال آئیں گے اور لوگ بھوک کا شکار ہوں گے' ایک سال آسمان سے ایک تہائی بارش رک جائے گی' اور زمین کی پھلواری کی پیداوار بھی ایک تہائی کم ہو جائے گی دوسرے سال آسمان سے دو تہائی بارش روک دے گا یونہی دو تہائی پیداوار بھی کم کر دے گا' اور تیسرے سال بارش مطلقاً نہ ہو گی نہ زمینی پیداوار ہو گی' یہاں تک کہ کھر والے اور ڈاڑھ والے تمام حیوانات ہلاک ہو جائیں گے سوائے ان جانوروں کے جو اللہ کی مشیت سے زندہ رہیں گے' پوچھا گیا یا رسول اللہ اس وقت لوگوں کا گزارہ کس طرح ہو گا' فرمایا: تسبیح اور تکبیر ان کی غذا ہو گی۔

دجال ایک شخص کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑوں میں سے گزر کر کہے گا لوگو! اس کی طرف دیکھو میں اس کو ابھی زندہ کرتا ہوں' مگر زندہ ہونے کے بعد یہ کہے گا کہ اس کا رب کوئی اور ہے' وہ خبیث اس سے پوچھے گا تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے' اے دشمن خدا! تو دجال ہے' بخدا! مجھے تیرے بارے میں اتنی بصیرت حاصل نہ تھی جتنی اب حاصل ہوئی ہے پس وہ اس شخص کو دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے ان کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام ہوں گے جو لوگوں کو یہ کہہ کر ڈرائیں گے کہ یہ مسیح کذاب ہے اس سے بچو اللہ اس پر لعنت کرے' اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اتنی سبک رفتاری عطا فرمائے گا کہ دجال انہیں پیچھے سے مل نہ سکے گا۔

ایک اور روایت ہے کہ دجال کے آگے آگے دو شخص ہوں گے جو بستیوں میں داخل ہو کر ان کے باشندوں کو دجال کے فتنے سے ہوشیار کریں گے' جب وہ دونوں بستیوں سے روانہ ہوں گے تو دجال کے ساتھیوں کا پہلا دستہ ان بستیوں میں داخل ہو گا' دجال تمام بستیوں میں جائے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے' جب وہ مکہ شریف کے پاس سے گزرے گا تو اس وقت وہاں مخلوق کا انبوہ کثیر ہو گا' وہ پوچھے گا تم کون ہو؟ تو حضرت میکائیل جواب دیں گے میں میکائیل ہوں' اور اللہ نے مجھے اپنے حرم کی حفاظت کیلئے بھیجا ہے جب وہ مدینہ شریف کے پاس سے گزرے گا تو وہاں بھی کافی مخلوق ہو گی وہ سوال کرے گا تم کون ہو؟ جبرائیل امین اس سوال پر آگے بڑھ کر جواب دیں گے میں جبرائیل ہوں اور مجھے حرم رسول کے

تحفظ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے' یہ سن کر دجال ایک زبردست چیخ مارے گا' جس کی وجہ سے منافقین مکہ سے نکل کر اس کے پاس آ جائیں گے' اور مدینہ شریف میں تین جھٹکے محسوس ہوں گے جن کی وجہ سے تمام منافق مرد و زن اس کے پاس چلے جائیں گے' اس دن مدینہ شریف گندگی نکال کر باہر پھینک دے گا' جس طرح بھٹی لوہے کا میل کچیل دور کر دیتی ہے' اس دن کو چھٹکارے کا دن قرار دیا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم الخلاص' یعنی چھٹکارے کے دن کا تین بار ذکر فرمایا اور پوچھا: یہ یوم الخلاص کیا ہے؟ پھر فرمایا: دجال کوہ احد پر چڑھ کر مدینہ منورہ کی طرف دیکھے گا اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا' تمہیں یہ سفید محل نظر نہیں آ رہا' یہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد ہے' سید برزنجی فرماتے ہیں اس پیش گوئی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واضح معجزہ ہے کیونکہ آپ نے خبر دی ہے کہ مسجد نبوی کو بلند کیا جائے گا' نیز اسے سفیدی کی جائے گی' حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں مسجد نبوی کھجور کی شاخوں اور چھال سے تعمیر کی گئی تھی' پھر اسی طرح ہوا' جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی' اب مسجد نبوی بہت دور سے نظر آتی ہے اور میناروں کے کلس چمکتے ہیں۔

فائدہ

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ میں نے طنافسی کو بیان کرتے ہوئے سنا انہوں نے محاربی کے حوالے سے کہا: کہ حدیث دجال معلم و مودب کے سپرد کی جائے تاکہ وہ بچوں کو اس کی تعلیم دے' جہاں تک دجال سے بچنے کا تعلق ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ علم و عمل کے ذریعے اس سے بچنا ممکن ہے' علم سے اس طرح کہ آدمی کو اس بات کا علم ہو کہ دجال کھائے گا اور پئے گا' جبکہ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے' دوسری بات یہ کہ وہ یک چشم گل ہو گا' اور اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے' نیز یہ کوئی شخص موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ کر سکے گا اور دجال تو لوگوں کو مرنے سے قبل ہی نظر آ جائے گا' عمل کے ذریعے بچنے کی یہ صورت ہو گی کہ لوگ حرمین میں سے کسی حرم کی پناہ لیں گے کیونکہ وہاں دجال داخل نہ ہو سکے گا' بعض روایات میں مسجد اقصیٰ اور مسجد طور کا بھی ذکر ہے۔ آدمی سورۃ الکہف کی شروع کی دس آیات کی تلاوت کرے گا' نیز پہاڑوں اور ویرانوں کی طرف بھاگے گا کیونکہ دجال زیادہ تر بستیوں میں داخل ہو گا' عبید بن عمر سے روایت ہے کہ دجال کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم دجال کے ساتھ ہیں' حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ دجال کافر ہے' مگر ہم کھانے پینے اور جانور چرانے کے لئے اس کا ساتھ دے رہے ہیں' پس جب اللہ کا غضب نازل ہو گا تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا' (نعیم بن حماد)

اس بدبخت سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کے منہ پر تھوک دیا جائے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ تم میں سے جو دجال کو دیکھے تو اس کے چہرے پر تھوک دے (طبرانی)

تسبیح اور تکبیر بھی دجال سے بچنے کا ایک نسخہ ہے کیونکہ ایام قحط میں یہ مومنین کی غذا ہو گی' جو آدمی دجال کے فتنے

سے دو چار ہو وہ ثابت قدم رہے اور صبر کرے اگر دجال اسے آگ میں پھینک دے تو آنکھیں بند کر کے اللہ سے مدد کا طالب ہو یہ آگ ٹھنڈی ہو کر اس پر سلامتی والی ہو جائے گی۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام

امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب عیسیٰ بن مریم تمہارے درمیان عادل حکمران بن کر نزول فرمائیں گے' وہ صلیب کو توڑیں گے' خنزیر قتل کریں گے اور جزیہ کا قانون ختم کریں گے۔

امام مسلم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے معرکہ آزما رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا' پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا تو مسلمانوں کا امیر ان سے درخواست کرے گا کہ آگے تشریف لا کر ہمیں نماز پڑھائیں' وہ فرمائیں گے نہیں تم ہی میں سے بعض بعض کے امراء ہوں گے' اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت و کرامت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک جیسا کہ امام بخاری نے حدیث عقیل بن خالد سے روایت کیا یہ ہے کہ ان کا رنگ گورا' بال گھونگریالے اور سینہ چوڑا ہو گا' حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے' فرمایا: میں نے عیسیٰ ابن مریم کو دیکھا قد معتدل' رنگ گورا' سفید اور سر کے بال قدرے خمدار تھے' آپ کا کارنامہ یہ ہو گا کہ آپ صلیب توڑ دیں گے خنزیر کو مار ڈالیں گے' اور جزیہ موقوف فرمائیں گے' اس وقت سوائے دین اسلام کے کوئی دین قبول نہ کیا جائے گا' دین ایک ہی ہو گا لہٰذا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی صدقہ زکوٰۃ کا سلسلہ ختم ہو جائے گا کیونکہ لینے والا کوئی نہ رہے گا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خزانے ظاہر ہو جائیں گے کوئی مال لینے میں دلچسپی نہ لے گا' کینہ اور بغض ختم ہو جائے گا' زہریلی چیزوں سے ان کا زہر سلب کر لیا جائے گا' یہاں تک کہ بچے سانپوں اور بچھوؤں کے ساتھ کھیلیں گے' مگر وہ انہیں ضرر نہ پہنچائیں گے بھیڑیا بکریوں کے ساتھ پھرے گا مگر انہیں تکلیف نہ دے گا' ساری زمین امن و سلامتی سے بھر جائے گی جنگ و قتال کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور زمین آدم علیہ السلام کے زمانے کی طرح بھرپور پیداوار دے گی یہاں تک کہ بہت سے لوگ انگور کے ایک خوشے سے سیر ہو جائیں گے یونہی انار سے بھی شکم سیری ہو جائے گی' عدم قتال کے باعث گھوڑوں کی قیمت گر جائے گی اور بیلوں کی قیمت بڑھ جائے گی کیونکہ کاشتکاری عام ہو جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کی تائید و تصدیق کریں گے' مگر اس امت کی طرف رسول نہ ہوں گے اس حکم الٰہی کا علم انہیں نزول سے قبل ہی آسمان پر ہو گا' اور نبی ہونے کے باوجود وہ امت محمدیہ کے ایک فرد اور صحابی ہوں گے' کیونکہ شب معراج ان کی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ثابت ہے اس لحاظ سے وہ افضل الصحابہ ہیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شرقی دمشق کے سفید مینار کے پاس دو فرشتوں کے پروں پر اتریں گے' (یہ مینار آج بھی موجود ہے) اس وقت دن کے چھ پہر گزر چکے ہوں گے' وہ سیدھے دمشق کی مسجد میں آ کر

منبر پر تشریف فرما ہوں گے، پھر مسلمان مسجد میں آئیں گے، اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی پہنچ جائیں گے۔

اس کے بعد مسلمان موذن، یہودی صاحب بوق اور عیسائی صاحب ناقوس جمع ہوں گے اور ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا تو قرعہ مسلمان موذن کے نام نکلے گا، پس وہ موذن اذان دے گا جبکہ یہودی اور نصرانی مسجد سے نکل جائیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو عصر کی نماز پڑھائیں گے بعد ازاں آپ اہل دمشق کو لے کر دجال کی تلاش میں نکلیں گے وہ وقار اور سکون کے ساتھ چلیں گے، زمین ان کے سامنے پایاب ہوتی جائے گی، جو کافر ہاتھ آئے گا وہ اسے قتل کر دیں گے، ان کی جولان گاہ حد نظر تک ہو گی یہاں تک کہ قلعوں اور بستیوں کو روندتے ہوئے، مسلمان کی امداد کے لئے بیت المقدس آئیں گے تو اس کا دروازہ بند ہو گا، اور دجال نے اس کا محاصرہ کر رکھا ہو گا اتنی دیر میں نماز صبح کا وقت آ جائے گا، امام مہدی اس وقت نیت باندھ چکے ہوں گے جبکہ لوگوں میں سے بعض نے ابھی تک تحریمہ نہ کہی ہو گی، تکبیر تحریمہ نہ کہہ چکنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استقبال کے لئے بڑھیں گے، حضرت امام مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے، لوگ حضرت امام کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کریں گے کہ آپ نماز پڑھائیں، مگر وہ حضرت امام مہدی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمائیں گے کہ آپ ہی نماز پڑھائیں تو وہ تعمیل ارشاد کریں گے، پھر جب اجالا ہو گا تو دجال کے لشکر کو تتر بتر کریں گے اور ان پر زمین تنگ کر دیں گے، پھر آپ دجال کو لد کے دروازے پر جا لیں گے، اسی اثناء میں ظہر کی نماز کا وقت آجائے گا تو دجال لعین نماز کی مصروفیت سے موقع پا کر بچ بھاگنے کی کوشش کرے گا، مگر جب اسے معلوم ہو گا کہ بچ کر نہیں جا سکتا تو خوف کے مارے نمک کی طرح گھل جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قابو کر کے قتل کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ یہودیوں اور دجال کے لشکریوں کو شکست فاش دے گا، کوئی چیز انہیں پناہ نہ دے گی، یہاں تک کہ ہر شجر حجر، دیوار اور جانور بھی بول کر کہیں گے، اے اللہ کے مسلمان بندے! ادھر آ، یہاں یہودی چھپا ہوا ہے، ایک روایت میں ہے کہ یہاں دجال ہے اسے قتل کر دے، صرف غرقد درخت نہ بولے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شادی کریں گے، ان کی اولاد بھی ہو گی، پھر مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہو گا، شاید حج و زیارت کے موقع پر موت واقع ہو گی حالانکہ آپ کا قیام بیت المقدس میں ہو گا۔

ابو الشیخ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے، پھر چالیس سال تک کتاب اللہ اور سنت مصطفیٰ کے مطابق عمل کریں گے بعد ازاں وصال ہو گا تو لوگ آپ کے حکم سے بنو تمیم کے ایک شخص مقعد کو خلیفہ بنائیں گے مقعد کے مرنے کے بعد تیس سال نہ گزرنے پائیں گے کہ قرآن حکیم لوگوں کے سینوں سے اٹھا لیا جائے گا۔

ترمذی اور ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تورات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف موجود ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ دفن ہوں گے، ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شیخین کے ہمراہ روضہ رسول میں مدفون ہوں گے اس

طرح وہاں چار قبریں ہوں گی۔

یاجوج ماجوج کا خروج

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ

یہاں تک جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت برپا نہ ہو گی جب تک ذیل کی دس نشانیوں کا ظہور نہیں ہو لیتا' 1-سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' 2 دھواں (جو مشرق و مغرب میں چالیس دن تک چھایا رہے گا)' 3 یاجوج وماجوج کا خروج' 4 عیسیٰ علیہ السلام کا نزول' 7, 6, 5 زمین کے تین مقامات پر دھنسنے کے واقعات' 8 قعرعدن سے آگ کا نکلنا' (9 دجال اور 10 دابتہ الارض کا خروج)

یاجوج و ماموج کے متعلق احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں' یہ یافث بن لوح کی اولاد میں سے ہوں گے اور تین گروہوں میں بٹے ہوئے ہوں گے' ایک گروہ درخت ارز کی طرح بہت دراز قد ہو گا' دوسرے گروہ کے لوگ چار ہاتھ لمبے اور چار ہاتھ چوڑے ہوں گے اور تیسرا گروہ بہت کوتاہ قد ہو گا' اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بطریق شریح بن عبید کعب احبار سے نقل کیا ہے' حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا یاجوج و ماجوج ایک ایک بالشت' دو دو بالشت کے ہوں گے زیادہ دراز قد تین بالشت کے ہوں گے۔

امام احمد اور طبرانی خالد بن عبداللہ بن حرملہ سے اور وہ اپنی خالہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں فرمایا: تم کہتے ہو دشمن نہیں رہے' حالانکہ تمہاری جنگ جاری رہے گی تاآنکہ تم یاجوج و ماجوج سے لڑو گے یہ یاجوج و ماجوج چوڑے چہروں والے چھوٹی آنکھوں والے ہر اونچائی سے اتر کر آئیں گے' ان کی کثرت تعداد کے بارے میں ابن حبان اپنی صحیح میں بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج کی نسل کا ہر آدمی کم از کم ایک ہزار صلیبی اولاد چھوڑے گا۔

امام ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں اور انسانوں کے دس اجزاء ہیں ان میں سے نو اجزاء یاجوج و ماجوج ہیں ایک جز دوسرے لوگ ہیں۔

ابن حبان اور حاکم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت نقل کرتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج دیوار (ذوالقرنین) کو روزانہ کھودتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اسے کھود کر سوراخ کرنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا سردار انہیں حکم دیتا ہے' واپس چلو کل اس میں شگاف ڈالیں گے' پھراللہ تعالیٰ اس دیوار کو پہلے سے زیادہ سخت کر دے گا' وہ یونہی اس دیوار کو کھود کر گرانے کی کوشش کریں گے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کی طرف بھیجنا چاہے گا تو ان کا سردار کہے گا' آج لوٹ جاؤ' کل انشاء اللہ اس کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے' چنانچہ وہ اگلے روز لوٹ کر آئیں گے تو وہ اس دیوار کو کل کی کھودی ہوئی حالت پر پائیں گے اور انشاء اللہ کہنے کی برکت سے اس کو

توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور باہر نکل کر حملہ کردیں گے۔

ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج و ماجوج کی طرف بھیجا تو میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دی' مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جہاں تک یاجوج و ماجوج کے خروج اور ہلاکت آفرینی کا تعلق ہے' اس کی تصویر کشی امام مسلم نے بحوالہ نواس بن سمعان کی ہے وہ دجال کے ذکر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کی ہلاکت کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال سے نمٹ لینے کے بعد ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو خدا نے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا ہو گا' عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور ان درجات کی خوش خبری دیں گے جو ان کو جنت میں عطا ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں ہوں گے' کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا اور بتائے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے' تم میرے (دیندار) بندوں کو لے کر طور کی طرف چلے جاؤ اس کے بعد یاجوج وماجوج کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا' جو ہر بلندی سے نیچے اتریں گے اور دنیا میں پھیلتے چلے جائیں گے ان کا پہلا گروہ بحر طبریہ پر پہنچ کر سارا پانی پی جائے گا' دوسرا دستہ آئے گا تو کہے گا یہاں تو پانی تھا ادھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی قلعہ بند ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک (بوجہ محاصرہ) گائے کا سر سو دینار سے زیادہ قیمتی ہو گا' ایک اور روایت ہے کہ یاجوج و ماجوج کہیں گے ہم نے زمین والوں کو ہلاک کردیا ہے' آؤ ہم آسمان والوں کو قتل کریں' پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر وہی تیر خون آلود کر کے لوٹا دے گا' ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی اپنا حربہ لہرا کر آسمان کی طرف پھینکے گا تو وہ خون آلود ہو کر اس کی طرف لوٹ آئے گا' پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کے لشکر کی گردنوں میں بیماری کا کیڑا پیدا کر دے گا جو اونٹوں اور بکریوں کی ناک میں پیدا ہو کر انہیں ہلاک کر دیتا ہے' پس صبح کے وقت وہ سب مرے پڑے ہوں گے' جب ان کی حس و حرکت معلوم نہ ہو گی تو مسلمان کہیں گے کہ کوئی شخص اپنی جان پر کھیل کر ہمارے لئے یہ خبر لائے کہ اس دشمن کا کیا حشر ہوا ہے؟ پس ایک شخص نیچے اتر کر آئے گا حالانکہ اسے اپنی موت کا پورا یقین ہو گا تو وہ دیکھے گا کہ وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں' وہ پکار کر کہے گا مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے دشمن کا صفایا کر دیا ہے' جس کی وجہ سے وہ اپنے مویشیوں سمیت قلعوں سے اتر آئیں گے' مگر چراگاہوں میں ہر طرف گوشت بکھرا پڑا ہو گا' جس کو جانور کھا کر خوب موٹے ہو جائیں گے اور خوش ہو کر اللہ کا شکر بجا لائیں گے۔

جب عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیچے اتریں گے تو مردوں کے تعفن اور چربی کی وجہ سے بالشت بھر جگہ بھی خالی نہ پائیں گے' اس بدبو سے عرصہ حیات تنگ ہو جائے گا' وہ اللہ کی بارگاہ میں التجاء کریں گے' تو اللہ تعالیٰ یمنی ہوا کو بھیجے گا جو دھواں بن کر لوگوں پر چھا جائے گی جس سے لوگ زکام میں مبتلا ہو جائیں گے' پھر تین دن کے بعد یہ دھواں کھل جائے گا تو اس وقت تک ساری لاشیں سمندر میں پھینکی جا چکی ہوں گی۔

ایک اور روایت میں ہے عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی طرح لمبی گردن والے پرندے بھیجے گا جو ان لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو ہر گھر اور خیمے پر پڑے گی اور زمین کو دھو کر شیشے کی مانند کر دے گی' پھر حکم ہو گا' اے زمین! ثمر آور ہو جا' اور اپنی برکت ظاہر کر دے تو زمین کی پیداوار میں اس قدر برکت ہو گی اور اتنا اضافہ ہو گا کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہو گا' اور مسلمان یاجوج و ماجوج قوم کے تیر کمانیں اور ترکش سات سال تک بطور ایندھن استعمال کریں گے۔

مدینہ منورہ کی ویرانی

قیامت سے چالیس سال پہلے مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا اور اس کے باشندے شہر سے نکل جائیں گے ابو داؤد' حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ بیت المقدس کی آبادی مدینہ شریف کی ویرانی کا باعث ہو گی اور مدینہ شریف کی ویرانی سے کشت و خون کا بازار گرم ہو گا۔

طبرانی روایت کرتے ہیں کہ عنقریب مدینہ شریف کی عمارتیں سلع تک پہنچ جائیں گی' پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ مدینہ منورہ کے بعض علاقوں سے کوئی مسافر گزرے گا تو مٹے ہوئے نشانات دیکھ کر افسوس سے کہے گا' ہائے! یہ جگہ بھی کبھی آباد تھی۔

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ اہل مدینہ شہر کو اس وقت خیرباد کہیں گے جب یہاں پھلوں کی کثرت ہو گی' لوگوں نے پوچھا: کہ ان پھلوں کو کون کھائے گا؟ فرمایا: درندے اور پرندے' صحیحین میں ہے کہ مدینہ منورہ کی سکونت اس وقت ترک کی جائے گی جب پھلوں کی کثرت ہو گی اور پرندے اور درندے ان پھلوں پر ہجوم کرکے آئیں گے۔

امام برزنجی فرماتے ہیں کہ شاید مدینہ شریف کی ویرانی کا باعث یہ ہو گا کہ لوگ امام مہدی کے ہمراہ جہاد کے لئے نکل جائیں گے' پھر یہ شہر منافقین کی ریشہ دوانیوں سے لرز اٹھے گا بعد ازاں یہ منافقین کو نکال کر دجال کی طرف بھیج دے گا اور خاص مومن رہ جائیں گے جو بیت المقدس کی طرف ہجرت کریں گے' اس بارے میں روایت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہو گی' بہترین لوگ وہ ہوں گے جو ہجرت گاہ خلیل کو اختیار کریں گے' جو باقی رہ جائیں گے ایک پاکیزہ ہوا ان کی روحیں قبض کر لے گی جس کی وجہ سے شہر مدینہ ویران ہو جائے گا' اور دیگر شہروں سے پہلے اس شہر کی ویرانی کی یہی حکمت ہے۔

کعبہ شریف کا انہدام

بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پتلی ٹانگوں والے حبشی خانہ کعبہ کو منہدم کر دیں گے' امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ وہ کعبہ شریف کی زیب و زینت کی اشیاء بھی چھین کر لے جائیں گے اور اس کا غلاف بھی اتار لیں گے' مجھے اس طرح نظر آرہا ہے گویا گنجے

سر' ٹیڑھے ہاتھوں والا اپنے ہتھوڑے اور کدال کے ساتھ کعبہ شریف پر ضربیں لگا رہا ہے' صحیحین کی روایت ہے گویا کالا حبشی ہے جو ایک ایک پتھر کعبے کا گرا رہا ہے۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ انہدام کعبہ کا واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہو گا یا قیامت قائم ہونے کے وقت' جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا' حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہو گا' حلیمی اس بات کے قائل ہیں عیسیٰ علیہ السلام انہدام کی آواز سنیں گے' تو آٹھ یا نو آدمی اس کی طرف بھیجیں گے' ایک قول یہ ہے کہ انہدام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہو گا' مگر یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد' اس عرصہ میں لوگ حج و عمرہ کرتے رہیں گے' جیسا کہ ثابت ہے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج و عمرہ ادا فرمائیں گے۔

سورج کا مغرب سے نکلنا

سورج کا مغرب سے طلوع اور دابتہ الارض کا خروج دونوں قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں' ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہو گی دوسری اس کے پیچھے وقوع پذیر ہو گی' اگر سورج پہلے نکل آیا تو اسی دن چاشت کے وقت دابتہ الارض (جانور) کا خروج ہو جائے گا اگر دابتہ الارض کا خروج پہلے ہو گا تو اگلی ہی صبح سورج مغرب سے طلوع کر آئے گا' یہی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مفاد ہے' حضرت عبداللہ جو کہ پہلی کتابوں کامطالعہ بھی رکھتے تھے' فرماتے ہیں میرے خیال میں سورج کا طلوع پہلے ہو گا۔

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ سورج کے طلوع سے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا' پھر دابہ کا خروج ہو گا جس سے مومن اور کافر کے درمیان واضح پہچان ہو جائے گی اور در توبہ کے مسدود ہونے کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔

امام احمد وغیرہ ائمہ محدثین نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک سورج مغرب سے نہیں نکل آتا' جب وہ طلوع کر آئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے' مگر اس وقت ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔

ابن مردویہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سورج کے خلاف معمول طلوع کی نشانی پوچھی تو فرمایا: وہ رات دراز ہو جائے گی یہاں تک کہ دو راتوں کے برابر معلوم ہوگی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے وہ رات دو یا تین راتوں کے برابر ہو گی' پس خوف خدا رکھنے والے بیدار ہو کر نماز ادا کریں گے' پھر حسب معمول کام کاج میں مصروف ہو جائیں گے' جب دیکھیں گے کہ ستارے اپنی جگہ پر قائم ہیں تو پھر سو جائیں گے بعد ازاں اٹھ کر نماز پڑھیں گے' رات کی درازی کا یہ عالم ہو گا کہ کٹنے پر نہ آئے گی' پھر سو کر اٹھیں گے تو رات بدستور چھائی ہوئی ہو گی یہ حالت دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو جائیں گے' اور کہیں گے ضرور

کوئی زبردست واقعہ رونما ہونے والا ہے' وہ ہیجانی حالت میں مسجدوں کی طرف بھاگیں گے' جب صبح ہو گی تو سورج طلوع کرنے میں دیر کرے گا وہ انتظار میں مشرق کی طرف دیکھ رہے ہوں گے کہ سورج مغرب سے طلوع کر آئے گا' یہ منظر دیکھ کر لوگ زبردست چیخ پکار کریں گے' پھر سورج وسط آسمان تک پہنچ کر لوٹ جائے گا اور پھر اپنے مقام طلوع سے ابھرے گا۔

ابوالشیخ اور ابن مردویہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس صبح سورج مغرب سے نکلے گا' اس امت میں لوگوں کی شکلیں بگڑ کر بندروں اور خنزیروں کی ہو جائیں گی' عمل کے دفتر لپیٹ دیئے جائیں گے' نیکی میں اضافہ ہو سکے گا' نہ برائی میں کمی ہو گی' ایمان سے محروم شخص کو اس روز ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔

عبد بن حمید حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب سے آفتاب نکلنے کے بعد بدکار لوگ ایک سو بیس سال تک باقی رہیں گے۔

تنبیہ

بعض روایات میں آیا ہے کہ قیامت کی پہلی بڑی نشانی دجال کا خروج ہے بعض دیگر روایات میں ہے کہ سورج کا مغرب سے نکلنا پہلی نشانی ہے۔ کچھ اور واقعات میں دابتہ الارض کے نکلنے اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جانے والی آگ کو پہلی نشانیاں قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دجال کا خروج پہلی بڑی نشانی ہے جس سے پتہ چلے گا کہ زمین میں عام احوال کے اندر تغیر رونما ہو چکا ہے لہٰذا امام مہدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دجال سے پہلے تشریف لانا اس کے منافی نہیں یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال پر ختم ہو گا' پھر قحطانی کا ظہور ہو گا۔

مغرب سے آفتاب کا طلوع عالم علوی میں تغیر کی پہلی نشانی ہے اس سلسلہ کی انتہاء قیام قیامت پر ہو گی' دابتہ (جانور) کا ظہور اور سورج کا طلوع اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں اسی طرح لوگوں کو ہانک کر اکٹھا کرنے والی آگ بھی قیامت کی اولین نشانیوں سے ہے۔ اھ

ابو نعیم وہب بن منبہ سے قرب قیامت کی حسب ذیل نشانیاں نقل کرتے ہیں۔ (1) اہل روم کا خروج' (2) دجال کا ظہور' (3) یاجوج و ماجوج' (4) عیسیٰ علیہ السلام کا نزول' آپ کا نزول یاجوج و ماجوج سے متاخر ہو گا' (5) دخان (دھواں)' (6) دابتہ الارض کا ظہور' ان نشانیوں کا شمار زمینی نشانیوں کے لحاظ سے ہے' اسی لئے طلوع آفتاب کو شمار نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یاجوج ماجوج کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ سورج مغرب سے نکل آئے گا' قلمیں خشک ہو جائیں گی صحیفے لپیٹ دیئے جائیں گے اور کسی سے توبہ قبول نہ کی جائے گی' ابلیس سجدہ ریز ہو کر پکارے گا' الٰہی! مجھے حکم دے کہ میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو پسند کرتا ہے' سارے شیطان اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے' ہمارے آقا! تو کس کی پناہ میں آتا ہے وہ کہے گا' میں نے اللہ سے درخواست کی تھی کہ مجھے

قیامت تک لوگوں کو بہکانے کی مہلت دے تو اس نے مجھے وقت معلوم تک مہلت دے دی' اب سورج مغرب سے طلوع کر چکا ہے اور یہی وقت معلوم ہے' اس کے بعد تمام شیاطین زمین پر ظاہر ہو جائیں گے یہاں تک کہ آدمی پکار اٹھے گا' یہی میرا قرین (ساتھی) تھا جو مجھ کو بہکاتا تھا' پس اللہ کی حمد و ثناء ہے کہ اس نے میرے قرین کو ذلیل و رسوا کیا ادھر ابلیس سجدہ میں گر کر روئے گا تا آنکہ دابتہ الارض نکل کر اسے حالت سجدہ میں قتل کر دے گا' اس کے بعد اہل ایمان چالیس سال تک عیش کریں گے اور منہ مانگی مرادیں پائیں گی۔

دابتہ الارض یعنی جانور کا ظاہر ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

اور جب بات ان پر آ پڑے گی' ہم زمین سے ان کے لئے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں' جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیں گے تو دابتہ الارض کا خروج ہو گا' ابو العالیہ کہتے ہیں کہ وقوع قول سے مراد ایمان اور توبہ کا دروازہ بند ہونا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ چوپایہ تہامہ کی ایک وادی سے ظاہر ہو گا' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ لوگ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت و حرمت والے گھر میں بیٹھے ہوں گے کہ اچانک رکن اور مقام کے درمیان ایک جانور کے بولنے کی آواز سنائی دے گی جو اپنے سر سے مٹی جھاڑے گا تو لوگ تتر بتر ہو جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے کہ اس کی لمبی اٹھی ہوئی گردن ہو گی جسے مشرق اور مغرب کے لوگ یکساں دیکھیں گے' اس کا چہرہ آدمی کی طرح اور چونچ پرندے کی طرح ہو گی اور اس کے جسم پر نرم نرم بال ہوں گے ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے جسم پر ہر رنگ کے پر ہوں گے اور اس کے چارپاؤں ہوں گے' یہ بھی منقول ہے کہ اس کے جسم پر ہر قسم کے جانوروں کے رنگ ہوں گے اور ہر امت کی نشانی ہو گی اس امت کی نشانی یہ ہو گی کہ وہ فصیح عربی زبان میں کلام کرے گا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی اسے پکڑ نہ سکے گا نہ اس سے بھاگنے والا نکل کر جا سکے گا' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس میں ہر رنگ ہو گا اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سوار ہونے کی جگہ ہو گی۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جانور کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس جانور کا سر بیل کی طرح آنکھیں خنزیر کی طرح' کان ہاتھی کی مانند' سینگ بارہ سنگھے کی طرح' گردن شترمرغ کی صورت' سینہ شیر کی طرح' رنگ چیتے جیسا' پہلو بلی کی طرح دم مینڈھے جیسی اور پاؤں اونٹ کے پاؤں سے مشابہت رکھتے ہوں گے اس کے دو جوڑوں کے

درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہو گا۔

اس جانور کے پاس موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہو گی' وہ اس تیزی کے ساتھ شہروں کا چکر لگائے گا کہ کوئی بھاگنے والا بچ کر نہ جا سکے' وہ بلند آواز سے پکارے گا کہ لوگ اللہ کی نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے' وہ مومن کی دونوں آنکھوں کے درمیان مومن لکھے گا اس سے مومن کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہو گا جبکہ وہ کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سیاہ نکتہ لگائے گا' ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ سر جھاڑے گا تو لوگ تتر بتر ہو جائیں گے' صرف مسلمانوں کا ایک گروہ ثابت قدم رہے گا' آدمی اس سے بچنے کی خاطر نماز کی پناہ لے گا تو وہ پیچھے سے آکر کہے گا' اے فلاں! اب تو نماز ادا کرتا ہے' وہ اس کی طرف رخ کرے گا تو چوپایہ اس کی پیشانی پر نشان لگائے گا' پھر چل پڑے گا' لوگ اس وقت مالوں میں شریک ہو جائیں گے' اور شہروں میں مل کر رہیں گے' مومن کافر کا شناسا ہو گا اور کافر مومن کا یہاں تک کہ مومن کافر سے کہے گا' اے کافر! میرا حق ادا کر یونہی کافر کہے گا اے مون! میرا حق ادا کر۔

دخان (یعنی دھواں)

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' اس وقت ہم محو گفتگو تھے' آپ نے فرمایا: کیا تذکرہ ہے؟ ہم نے عرض کیا' قیامت کا فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیوں کا مشاہدہ نہ کر لو ان میں سے ایک دخان (دھواں) بھی ہے۔ یہ دھواں چالیس روز تک چھایا رہے گا اس سے کافروں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی جبکہ مسلمان اس سے زکام میں مبتلا ہو جائیں گے (مسلم ترمذی ابن ماجہ)

بت پرستی کا اعادہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ روز و شب کا سلسلہ ختم نہ ہو گا کہ لات و عزیٰ کی' پھر پرستش ہونے لگے گی' پھر اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا چلائے گا جس سے ہر وہ شخص فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو گا' اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی بھلائی نہ ہو گی اور یہ لوگ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔

احمد اور مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی' اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی' جو زمین پر کسی ایسے نفس کو زندہ نہ چھوڑے گی جس کے دل میں ذرا برابر بھی نیکی یا ایمان ہو گا' یہاں تک کہ اگر کوئی پہاڑ کے غار میں ہو گا تو ہوا اس کے پاس پہنچ جائے گی اور اس کی روح قبض کرے گی اور دنیا میں صرف شریر لوگ رہ جائیں گے جو شہوت رانی میں پرندوں کی مانند ہوں گے اور ظلم و ستم میں درندوں کی طرح' نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور برائی کو برائی نہ جانیں گے' شیطان شکل بدل کر انکے پاس آئے گا اور کہے گا کیا تم میرا مشورہ قبول کرو گے؟ وہ کہیں گے کیا مشورہ ہے؟ تو وہ ان کو بت پرستی کی ترغیب دے گا' جس کی وجہ سے وہ بت

پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے‘ مگر اس حالت میں بھی ان کو روزی ملتی رہے گی اور وہ عیش و آرام سے زندگی بسر کریں گے‘ پھر صور پھونکا جائے گا۔

حاکم (حکم صحت کے ساتھ) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ دین حق کے لئے جنگ کرتا رہے گا‘ اور دشمن پر غالب رہے گا انکے مخالفین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے‘ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہاں! اس وقت اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس کی خوشبو کستوری کی مانند ہو گی اور نرمی ریشم کی طرح‘ وہ ہر ایسے نفس کو قبض کر لے گی جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو گا‘ پھر شریر قسم کے لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہو گی۔

امام احمد‘ مسلم اور ترمذی حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا‘ جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے چھوئے گی‘ اور ہر مومن مسلمان کی روح قبض کر لے گی‘ صرف شریر بدکار لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح علانیہ جماع کریں گے اور انہی ظالموں پر قیامت قائم ہو گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی کہ کوئی بچہ نکاح کے ذریعے پیدا نہ ہو گا‘ پھر اللہ تعالیٰ عورتوں کو تیس سال تک بانجھ رکھے گا‘ اس وقت سب زنا کی اولاد ہوں گے جن پر قیامت برپا ہو گی۔

ابن ماجہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حذیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان مٹ جائے گا جس طرح کپڑے کے داغ مٹ جاتے ہیں‘ یہاں تک کہ کسی کو روزے‘ نماز‘ حج اور صدقے کا علم تک نہ ہو گا‘ صرف بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ایسی رہ جائیں گے جو کہیں گی کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اس کلمہ پر کاربند دیکھا ہے لہٰذا ہم اسکے قائل ہیں‘ ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: یہ کلمہ انہیں کیا فائدہ دے گا؟ تو انہوں نے منہ پھیر لیا اس شخص نے دوبارہ سوال کیا تو انہوں نے پھر اعراض کیا‘ جب تیسری بار دریافت کیا تو فرمایا: یہ کلمہ انہیں جہنم کی آگ سے بچا لے گا۔

امام احمد قوی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں‘ فرمایا: قیامت برپا نہ ہو گی یہاں تک کہ زمین پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہا جائے گا مسلم کے الفاظ میں کہ اللہ اللہ نہ کہا جائے گا۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں شریر لوگوں سے وہی مراد ہیں جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اللہ نہ کہیں گے‘ جب تک نسل انسانی میں یہ کلمہ کہنے والے موجود رہیں گے قیامت قائم نہ ہو گی‘ یہ ایسے کفار پر قائم ہو گی جو نکاح کے نام سے بھی آشنا نہ ہوں گے‘ نہ نکاح سے پیدا ہوں گے‘ وہ انسانی شکل میں حیوان ہوں گے‘ بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔

قرآن کا سینوں سے اٹھ جانا

دیلمی حضرت حذیفہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب اللہ پر ایک رات ایسی آئے گی کہ اگلی صبح لوگوں کے سینوں میں قرآن کی کوئی آیت موجود نہ ہو گی نہ کوئی حرف باقی رہے گا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ قرآن اسی سرچشمہ کی طرف لوٹ جائے گا جہاں سے آیا تھا' قرآن کہے گا' اے اللہ! میں تیری طرف سے آیا اور تیری طرف ہی لوٹ گیا ہوں' مجھے پڑھا جاتا ہے' مگر مجھ پر عمل نہیں کیا جاتا' یہ وہ وقت ہو گا جب قرآن سینوں سے اٹھا لیا جائے گا' ازرقی تاریخ مکہ میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے رکن' قرآن حکیم اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوابوں کو اٹھایا جائے گا۔

آگ کا نکلنا

امام مسلم وغیرہ محدثین حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک برپا نہ ہو گی جب تک تم دس نشانیوں کا مشاہدہ نہیں کر لیتے' پھر ان نشانیوں کا ذکر فرمایا اور آخر میں فرمایا: یمن کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گی ایک اور روایت میں ہے کہ یہ آگ قعرعدن سے برآمد ہو گی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہو گی' نیکو کار ہجرت گاہ خلیل علیہ السلام یعنی شام چلے جائیں گے' اور بدکار لوگ رہ جائیں گے' جن کو ایک آگ بندروں اور سوروں کے ساتھ اکٹھا کر دے گی' وہ شب و روز انہیں کے ساتھ گزارہ کریں گے' (احمد وغیرہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے کہ عنقریب حضر موت یا بحر حضر موت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کر دے گی' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: جب یہ آگ نکل پڑے تو اس صورت میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: شام چلے جانا' پہلی روایت میں ہجرت گاہ خلیل علیہ السلام سے شام ہی مراد ہے (احمد ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آگ عنقریب تمہارا قصد کرنے والی جو اس وقت وادی برہوت میں خاموش پڑی ہے' اس آگ میں لوگوں پر ایک دردناک عذاب چھا جائے گا جو لوگوں کے جان و مال ہڑپ کر جائے گا وہ آگ آٹھ دن کے اندر ساری دنیا گھوم جائے گی اور اس طرح اڑے گی جس طرح ہوا اور بادل اڑتے ہیں' اس کی گرمی دن کی نسبت رات کے وقت زیادہ ہو گی' اس وقت زمین و آسمان کے درمیان سخت گرج اور شور ہو گا' اور وہ آگ لوگوں کے سروں کے قریب ہو گی' دریافت کیا گیا' یا رسول اللہ! کیا وہ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لئے سلامتی والی ہو گی؟ فرمایا: اس وقت اہل ایمان ہوں گے کہاں؟ اس وقت تو گدھوں سے بھی بدتر مخلوق ہو گی جو جانوروں کی طرح برہنہ جماع کریں گے اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو ان کو منہ سے کہے یعنی ڈانٹ کر منع کرے۔

یہ ہے وہ مختصر کلام جو میں نے علامہ عبدالرسول برزنجی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کی کتاب الاشاعت سے اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے' مصنف مرحوم اس کی تالیف سے 1076 ہجری میں فارغ ہوئے وہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔

قیامت کی تمام نشانیاں' جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں' حق ہیں اور قیامت سے پہلے ہر حالت میں وقوع پذیر ہوں گی' ان میں سے بڑی نشانیاں حسب ذیل ہیں۔

1- امام مہدی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کا ظہور' 2- دجال کا خروج' 3- حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول' 4- دابتہ الارض کا خروج' 5- سورج کا مغرب سے طلوع' 6- قرآن کا اٹھ جانا' 7- دیوار یاجوج و ماجوج کا کھلنا' اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہا تب بھی یہ نشانیاں ظاہر ہو کر رہیں گی (الیواقیت و الجواہر از امام شعرانی)

شیخ تقی الدین بن ابی منصور اپنی کتاب عقیدہ میں لکھتے ہیں۔

"یہ تمام نشانیاں آخری زمانے میں ضرور وقوع پذیر ہوں گی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی' فرمایا: اگر میری امت راہ راست پر رہی تو ایک دن پورا (ایک دور) ان کے لئے ہو گا' اور اگر ان میں بگاڑ پیدا ہوا' تو نصف دن (آدھا دور) ہو گا' اس دن سے مراد اللہ تعالٰی کا وہ ارشاد ہے کہ اس آیت کریمہ میں مذکور ہے

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

"بے شک تمہارے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے شمار کے ایک ہزار سال کے برابر ہے"

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کا آغاز آخری خلیفہ راشد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت سے شمار ہو گا' کیونکہ خلافت راشدہ کا دور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے زمانے کا ایک حصہ ہے' اللہ تعالٰی نے اس عرصہ خلافت میں شریعت اسلامیہ کو استحکام بخشا' نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ ایک ہزار سال تک شریعت محمدیہ کا غلبہ رہے گا' پھر دین کمزور ہوتا چلا جائے گا' یہاں تک کہ شروع زمانے کی طرح بالکل غریب اور اجنبی ہو جائے گا' اس دینی ضعف کی ابتداء گیارہویں صدی میں پہلے تیس سال گزرنے کے بعد ہو چکی ہے' اس کے بعد امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ نے امام مہدی اور سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں روایات پر شرح و بسط کے ساتھ کلام کیا ہے' جن سے علامات قیامت کا علم حاصل ہوتا ہے' انہوں نے یہ بحث امام ابن عربی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کی کتاب فتوحات مکیہ سے نقل کی ہے' جو شخص اس سے زیادہ مطالعہ کا خواہش مند ہو وہ کتاب الیواقیت اور فتوحات وغیرہما کی طرف مراجعت کرے' میں نے خود قیامت کی نشانیوں اور امام مہدی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کے حالات میں ایک علیحدہ کتاب تصنیف کی ہے۔

الحمد للہ! آج مورخہ دس اکتوبر سن انیس صد اٹھانوے (1998ء) بروز ہفتہ صبح 8 بجے باب سوم اشراط الساعہ کے ترجمہ سے فراغت ہوئی۔ عبدہ' محمد اعجاز جنجوعہ غفرلہ

خاتمہ

اثبات کرامات اولیاء

جو فعل کسی نبی کے ہاتھ پر بطور معجزہ ظاہر ہوا
جائز ہے کہ وہ کسی ولی سے بطور کرامت صادر ہو
یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ کے اولیائے کرام کی
کرامتیں نبی اکرم ﷺ کے زندۂ جاوید معجزات ہیں
اور ان کرامات سے حضور ﷺ کے معجزات کی تعداد
کئی گنا زیادہ ہو جاتی ہے

مطلب اول   جواز کرامت

ولی کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ ہی ہوتا ہے' قرآن حکیم میں کرامت کے جواز پر ذیل کی آیات روشنی ڈالتی ہیں۔

۱۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَاتَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمِ یونس آیت نمبر 63,64

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم' وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے رہے' انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں' اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں' یہی بڑی کامیابی ہے۔
(یونس آیت نمبر63,64)

۲۔ وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ مریم آیت 35

(اے مریم!) کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی
(مریم آیت نمبر35)

۳۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا' قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ آل عمران 37

جب زکریا علیہ السلام اس (مریم) کے پاس اس کی نماز کی جگہ جاتے' اس کے پاس نیا رزق پاتے' کہا: اے مریم! یہ ترے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے' بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔
(آل عمران 37)

۴۔ وَاِذِاعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوُوْا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْلَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ مِرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ الکہف 16,17

اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں' سب سے الگ ہو جاؤ' تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا اور اے محبوب! تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے داہنی جانب بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے۔
(الکہف 16'17)

امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب نشر المحاسن الغالیہ میں بکثرت ائمہ اہل سنت سے کرامات اولیاء کے صدور اور خوارق عادات کے وقوع کے جواز پر عبارات نقل کی ہیں' ان مشائخ اسلام کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

1- امام الحرمین '2- امام بو بکر با قلانی' 3- امام ابو بکر بن فورک' 4- امام حجتہ الاسلام غزالی' 5- امام فخر الدین رازی' 6- امام ناصر الدین بیضاوی' 7- امام احمد بن عبدالملک سلمی' 8- امام ناصر الدین طوسی' 9- حافظ الدین نسفی' 10- اور امام ابوالقاسم قشیری رحمہم اللہ تعالیٰ ان دس ائمہ اسلام کی عبارات نقل کرنے کے بعد امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"یہ دس ائمہ اسلام ہیں جن کی عقائد میں تحقیقی تصنیفات اور تالیفات انتہائی قابل اعتبار سمجھی جاتی ہیں' میں نے انہیں کے کلام پر اقتصار کیا ہے کیونکہ بہت زیادہ ائمہ اسلام کی عبارات نقل کرنے کی ضرورت نہیں اور اس مقصد کے لئے مذکور ائمہ کے ارشادات ہی کافی ہیں۔

مشائخ اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کرامت اور معجزہ کے درمیان مابہ الامتیاز صرف نبوت کی دعوت اور چیلنج ہے اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ کرامت معجزہ کے ساتھ اس کی جنس و عظمت میں کوئی مغایرت رکھتی ہے' اھ

امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے اور عقلاً اس کے وقوع پذیر ہونے سے کوئی شرعی اصول مرتفع نہیں ہوتا' لہٰذا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں یہ یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ پر کرامت کی ایجاد اور صدور پر قادر ہے اور جب کرامت کا مقدور الٰہی ہونا ثابت ہو گیا تو کوئی امر اس کے جواز وقوع سے مانع نہیں۔

کرامات کا صدور و ظہور در اصل ولی کے احوال کی صداقت کی علامت ہے جس کے ہاتھ پر یہ کرامات ظاہر ہوئیں' جو شخص اپنے احوال میں سچا نہ ہو اس پر اس قسم کی کرامات کا ظہور جائز نہیں' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ نے ہمیں ان خارق عادات افعال کے ذریعے سمجھایا ہے تاکہ ہم صادق الاحوال ولی اور کاذب الاحوال شخص کے درمیان فرق کر سکیں کیونکہ کرامت ایسا فعل ہے جو اللہ کے ولی کے ساتھ مختص ہوتا ہے جبکہ مفتری شخص کا دعویٰ اس شان سے خالی ہوتا ہے' اسی لئے ضروری ہے کہ یہ فعل کرامت زمانہ تکلیف میں ولی اللہ سے ظاہر ہو تاکہ اس کے صدق احوال کی تصدیق ہو سکے۔

امام اسفرائینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

معجزات انبیائے کرام کی صداقت کے دلائل ہیں جبکہ دلیل نبوت غیر نبی میں نہیں پائی جاتی' امام اسفرائینی ہی کا ارشاد ہے کہ اولیائے کرام کے لئے کرامات کا صدور ہوتا ہے' جو قبولیت دعا سے مشابہت رکھتی ہیں' مگر وہ انبیائے کرام کے معجزات کی جنس سے نہیں ہوتیں۔

امام ابو بکر بن فورک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"معجزات صداقت کے نشان ہیں' اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ صاحب خارق عادت اگر نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ

امر خارق معجزہ ہو گا' جو اسکے دعوی نبوت کی صداقت کی دلیل ہو گا' اور اگر صاحب خارق عادت ولایت کا اشارہ اور دعویٰ کرے تو یہ فعل خارق اس کے حال کی سچائی پر گواہ ہو گا' اس صورت میں ہم اس کو کرامت کہیں گے اور وہ معجزہ نہیں کہلائے گا اگرچہ بظاہر معجزات ہی کی صورت میں نظر آئے۔

امام قشیری آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اپنے دور کے یکتائے فن امام ابو بکر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ معجزات نبیوں سے مختص ہیں جبکہ کرامات اولیائے کرام سے بھی ظاہر ہوتی ہیں اور انبیائے کرام سے بھی' کیونکہ معجزہ کی ایک شرط تحدی یعنی نبوت کا دعویٰ اور چیلنج ہوتی ہے' معجزہ بذات خود معجزہ نہیں ہوتا بلکہ بہت سے اوصاف مل کر اس کو معجزہ بناتے ہیں' اگر کوئی ایک شرط اس سے مفقود ہو جائے تو وہ خارق امر فعل معجزہ نہیں رہتا' چونکہ ولی دعویٰ نبوت نہیں کرتا' لہٰذا اس سے صادر ہونے والا فعل خارق معجزہ نہیں ہوتا۔

امام قشیری مزید فرماتے ہیں

"ہم اسی بات کے قائل ہیں اور اسی پر اعتماد و اعتقاد رکھتے ہیں' اس لحاظ سے معجزات کی ساری یا اکثر شرائط بجز اس ایک شرط کے (یعنی دعوی نبوت کے) کرامات اولیائے میں پائی جاتی ہیں۔

کرامات لا محالہ ایک محدث فعل ہے کیونکہ امر قدیم کسی ایک سے مختص نہیں ہوتا' اسی لئے کرامت ناقص عادت ہوتی ہے' اور اس کا صدور زمانہ تکلیف میں ہوتا ہے' یہ کسی مقرب بارگاہ بندے کی خصوصیت اور فضیلت کے لئے ظاہر ہوتی ہے' یہ بھی ہے کہ کرامت کبھی بندے کے اختیار اور دعا سے صادر ہوتی ہے اور کبھی بغیر اختیار کے ظاہر ہو جاتی ہے' اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے' کہ ولی کو ہرگز اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنی ولایت کی دعوت دے' البتہ! ولی کسی اہل شخص کے سامنے ان نشانیوں میں سے کچھ ظاہر کر دے تو اس کا جواز ہے۔

پھر فرماتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ جو کرامات ایک ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں وہ دوسرے اولیائے کرام سے بھی صادر ہوں بلکہ اگر دنیا میں کسی ولی سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو تو یہ اس کے مقام ولایت کے منافی نہیں' بخلاف انبیائے کرام کے کیونکہ ان کے لئے معجزات کا ظہور ضروری ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیائے کرام خلق کی طرف مبعوث ہوتے ہیں اور خلق کے لئے ان کی صداقت سے آگاہی ضروری ہے جو کہ معجزہ کے بغیر متصور نہیں جبکہ اس کے برعکس خلق کے لئے لازم نہیں' کہ وہ ولی کے حالات سے آگاہ ہو بلکہ خود ولی کے لئے اپنے مقام ولایت سے باخبر ہونا ضروری نہیں۔

ولی کے لئے کرامت ہی پر مطمئن ہو جانا اور اسی کو نگاہ میں رکھ کر قناعت کر لینا ہی مناسب نہیں' بعض اوقات ولی کے لئے اس قسم کی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں جن سے اس کی قوت یقین میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی بصیرت بڑھ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام سمجھتے ہیں کہ ایسے خارق عادات افعال کا صدور فعل خداوندی ہے جس کے ذریعے وہ اپنے عقائد و احوال کی صحت پر استدلال کرتے ہیں' حاصل کلام یہ ہے کہ اولیائے کرام سے کرامات کے جواز کو ماننا لازم ہے' سب اہل معرفت کا یہی عقیدہ ہے' اور یہ حقیقت ہے کہ کرامات کے ظہور کی اخبار و حکایات اس کثرت و تواتر کے ساتھ

منقول ہیں کہ ان سے ہر شک و شبہ کا ازالہ ہوتا ہے۔

اس ساری بحث اور کرامات کے جواز کی دلیل قرآن حکیم کی وہ نص ہے جو حضرت سلیمان کے درباری کے قصہ میں ذکر ہوئی' قرآن حکیم میں اس کا مقولہ ان الفاظ میں بیان ہوا۔

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ

میں اسے (تخت کو) حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے

اور یہ بات واضح ہے کہ وہ درباری (آصف بن برخیا) نبی نہ تھے' (اس کے باوجود ان سے خارق عادت فعل صادر ہوا) یونہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صحیح حدیث ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ کے دوران پکار کر کہا:

يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ — اے ساریہ! پہاڑ' پہاڑ۔

تو ان کی آواز اسی وقت نہاوند میں ساریہ سالار لشکر نے سنی' جس کی وجہ سے وہ کمین گاہ میں چھپے دشمن کے حملہ سے محفوظ رہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر یہ سوال کیا جائے کہ کرامات مفہوم معجزات سے زائد ہوتی ہیں' پھر ان کے صدور کا جواز کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیا اولیاء انبیاء سے افضل ہوتے ہیں۔ علمائے کرام اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ سب کرامات (اب دور رسالت محمدیہ میں) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات سے ملحق ہیں اور ان کا تتمہ ہیں کیونکہ صاحب کرامت ولی اگر صادق الاسلام نہ ہو تو اس سے کرامت کا ظہور ہی نہ ہو' یونہی ہر نبی کے امتی سے جو کرامتیں ظاہر ہوئیں' وہ اس نبی کے معجزات میں شمار ہیں' اس لئے کہ اس نبی کی نبوت و رسالت کی سچائی ظاہر نہ ہوتی تو اس کے پیروکار امتی سے ایسی کرامت کا صدور نہ ہوتا' جہاں تک ولی کے مقام و مرتبہ کا تعلق ہے تو وہ کسی صورت نبی کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا' یہ ایسی بات ہے کہ جس پر اجماع امت قائم ہے' امام قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی سلسلہ کلام میں فرماتے ہیں۔

"ان کرامات کے ظہور کی کئی صورتیں ہیں' کبھی قبولیت دعا کی صورت میں' کبھی فاقہ کشی کے دوران بغیر اسباب ظاہری سامان خورو نوش کے دستیاب ہونے میں' کبھی مسافت بعیدہ' آناً فاناً طے ہو جاتی ہے' کہیں دشمن سے رہائی مل جاتی ہے' کبھی ہاتف کی آواز سنائی دیتی ہے' اسی طرح کے دیگر افعال جو بطور نقض عادت ظاہر ہوتے ہیں' یہ سب کرامات ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بہت سی مقدورات ایسی ہیں جن کے متعلق واضح طور پر معلوم ہے کہ ان کا بطور کرامت ظاہر ہونا جائز ہے اور یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ ایسی کرامات صادر نہیں ہوتیں مثلاً انسان کا والدین کے بغیر پیدا ہونا یا کسی جماد اور ٹھوس چیز کا چوپایہ بن جانا' اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

ولی وہ ہوتا ہے' جو طاعات خداوندی پر کاربند اور حفاظت الٰہی میں ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے اسباب رسوائی پیدا نہیں فرماتا کہ وہ عصیاں شعاری اختیار کرے بلکہ ہمیشہ اسے طاعت و فرمانبرداری کی توفیق دیتا ہے' جیسا کہ ارشاد

ربانی ہے' وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ اللہ تعالیٰ صالحین کا حافظ و ناصر ہے' مگر یاد رہے کہ ولی نبی کی طرح معصوم نہیں ہوتا بلکہ محفوظ ہوتا ہے' یعنی اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر اصرار نہیں کرتا۔

حضرت سہل بن عبداللہ سے روایت ہے' فرمایا: جو شخص خلوص دل کے ساتھ چالیس دن دنیا سے کنارہ کشی کرتا ہے اس سے کرامات کا ظہور ہونے لگتا ہے اگر اس سے کرامات ظاہر نہ ہوں تو سمجھ لو کہ ابھی اس کے زہد میں خامی ہے' حضرت سہل سے پوچھا گیا' اس سے کرامت کس طرح ظاہر ہو گی؟ فرمایا: اس طرح کہ جو چاہے گا جیسے چاہے گا اور جہاں سے چاہے گا حاصل کرلے گا' یاد رہے کہ اولیائے کرام کی سب سے بڑی کرامت طاعات خداوندی کی دائمی توفیق اور گناہ و نافرمانی سے ہمیشہ حفاظت و نگہبانی ہے' امام قشیری کا کلام ختم ہوا۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "مواقع النجوم و مطالع اہل الاسرار و العلوم" میں فرماتے ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کے زندہ کرنے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے کا جو عظیم و کریم مقام حاصل ہوا' وہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن سے تھا' یونہی یہ مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا ہوا جب انہوں نے پرندوں کو جمع کرکے مانوس کیا' پھر انہیں ذبح کرکے اور گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے باہم ملا دیا بعد ازاں ان اجزاء کو مختلف پہاڑوں پر ڈال کر صدا دی تو وہ دوڑتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ سب اللہ کے اذن و عطا سے ہوا' اور یہ قضیہ عقل سے بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو ایسے شرف سے نوازے اور اس کے ہاتھ پر ایسی کرامت کو ظاہر فرمائے' کیونکہ ہر کرامت جو کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے' اس کا شرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی طرف لوٹتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ ولی کو یہ مقام و مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی اور حدود شرعیہ کی پاسداری کے باعث حاصل ہوتا ہے' اس مسئلہ میں بعض علماء کا اختلاف بھی ہے' کچھ کہتے ہیں کہ ولی کی کرامت در اصل نبی کا معجزہ ہوتی ہے' جبکہ بعض اس کا انکار کرتے ہیں کچھ کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ ولی کی کرامت مستقل ہوتی ہے' اس کا نبی کے معجزہ کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا' ہمارے سادات صوفیائے کرام تو کسی صورت کرامات کی نفی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اپنی ذاتوں میں ان کرامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور اپنے بھائیوں (اولیاء کرام) میں بھی ان کو ملاحظہ کرتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اہل کشف اور اہل ذوق ہوتے ہیں۔

اگر ہم ان کرامات کا ذکر کریں جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے یا ثقہ لوگوں نے ان کی خبر دی ہے تو سامع مبہوت ہو کر رہ جائے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سامع اپنی کوتاہ عقل کی وجہ سے ان کرامات کا انکار کر دے' اگر اس کی عقل کامل ہو تو اس کی نظر قادر مختار کے فعل و قدرت پر ہو گی' جس نے ولی کے ہاتھ پر اس کرامت کو ظاہر فرمایا: اس طرح اس کے نزدیک یہ معاملہ اتنا تعجب خیز نہ ہوگا۔

شیخ اکبر فرماتے ہیں' میں نے اپنے زمانے کے ایک فقیہ کو دیکھا جو کہہ رہا تھا اگر میں نے کسی کے ہاتھ پر ایسی کرامت کا صدور دیکھا تو کہہ دوں گا میرا دماغ خراب ہو گیا ہے' اگرچہ میں اس کے وقوع کا قائل ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے ہاتھ پر ایسے فعل کو ظاہر کرنا چاہے تو کر سکتا ہے' بیٹا! دیکھو! یہ کس قدر دبیز حجاب ہے اور کتنا شدید انکار اور جہالت ہے؟ اللہ

تعالیٰ ہماری اور اس شخص کی دستگیری فرمائے اور اسے نور بصیرت عطا کرے' آمین۔ اھ

امام تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبقات میں کرامات اولیاء کے اثبات اور منکرین کی تردید میں طویل بحث فرمائی ہے جو بڑی شافی اور کافی ہے' وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرامات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"ہم نے کرامات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جو واقعات ذکر کئے ہیں وہ ایک صاحب بصیرت شخص کے لئے کافی اور اطمینان بخش ہیں' اس کے باوجود قطع خصومت اور ازالہ شبہات کیلئے خاص دلیل درکار ہو تو ہم کہیں گے کہ اثبات کرامات کی قاطع دلیل کئی وجوہات پر مشتمل ہے۔

وجہ اول:

کرامات کی یہ وجہ یکتا اور منفرد ہے جواتنی مشہور و معروف ہے کہ سوائے جاہل معاند کے اس قسم کی کرامات کا کوئی انکار نہیں کر سکتا یہ شہرت کے لحاظ سے شجاعت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سخاوت حاتم کی طرح ہیں ان کا انکار بہتان طرازی کے مترادف ہے اور وہی شخص اس کی جسارت کر سکتا ہے جو نور بصیرت سے محروم ہو' اللہ تعالیٰ گمراہی سے محفوظ رکھے' آمین

وجہ دوم:

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ بھی ثبوت کرامت کی واضح دلیل ہے' انہیں بغیر شوہر کے پیٹ ہوا' خشک کھجور سے تازہ کھجوریں ملیں اور بے موسم اور بے وقت کے پھل ان کے پاس آئے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا آل عمران 37 — جب حضرت زکریا علیہ السلام اس (مریم) کے پاس اس کی نماز کی جگہ جاتے' اس کے پاس نیا رزق پاتے۔

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ نبیہ نہ تھیں (کیونکہ کوئی عورت نبی نہیں ہوئی' لہذا یہ خارق عادت فعل جواز کرامت کی زبردست دلیل ہے)

وجہ سوم:

اصحاب کہف کا واقعہ بھی ثبوت کرامت کی اہم وجہ ہے' وہ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ سلامت سوئے رہے' اور بغیر خورد و نوش کے ان کی عادی قوت برقرار رہی' اور یہ بات خوارق عادات میں سے ہے' چونکہ وہ انبیاء سے نہ تھے' لہذا ان کا یہ خارق عادت معاملہ از قبیل کرامت تھا' معجزہ نہ تھا۔

وجہ چہارم:

اثبات کرامت کے لئے دیگر کئی واقعات سے استدلال ممکن ہے مثلاً آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو اٹھا کر سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھنا' مفسرین نے عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ سے مراد آصف بن

برخیا کی شخصیت لی ہے) قبل ازیں ہم صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی متواتر کرامات کا تذکرہ کر چکے ہیں' یہ کرامات حد شمار سے باہر ہیں' کوئی آدمی ان کا استیعاب کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا' یہ حقیقت ہے کہ اہل کرامات کا وجود ہر زمانہ میں رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا' ہماری دلیل کی بنیاد یہی ہے کہ لوگ ان منکرین کرامات کے پیدا ہونے سے پہلے کرامات صالحین کا ذکر کرتے رہے حتیٰ کہ اولیائے بنی اسرائیل اور ان کے بعد کے اولیاء کی کرامات بھی نقل کرتے رہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو کرامات کے ذکر سے خاص دلچسپی رہی ہے۔

وجہ پنجم:

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے اولیائے کرام اور علمائے اعلام کو جو علوم عطا فرمائے ہیں وہ اثبات کرامات کے دلائل میں سے ہیں انہوں نے اتنی کثرت کے ساتھ کتابیں تصنیف کیں کہ کوئی آدمی اگر ساری زندگی کسی ایک مصنف کی کتابیں نقل کرنا چاہے تو اس میں کامیاب نہ ہو' پھر یہ بھی ہے کہ یہ تصنیفات رطب و یابس پر مشتمل نہیں بلکہ ان میں بے شمار لطیف نکتے ہیں اور ایسے استنباطات ہیں جن سے ارباب علم و دانش وجد میں آ جاتے ہیں' ان میں کتاب و سنت کے ایسے استخراجات ہیں جن سے کرۂ ارض معمور ہے' مزید برآں ان تصنیفات میں احقاق حق اور ابطال باطل کے روشن دلائل ہیں' اس کے ساتھ اولیائے کرام کے مجاہدات ریاضات دعوات حق اور گوناگوں اذیتوں پر صبر' انتہائی عقل و ذہانت اور فہم و ذکاء کے باوجود دنیا سے کنارہ کشی' علم و معرفت کے ساتھ شدید اشتغال اور ان کے حصول میں سخت مشقتوں کے باوجود ثابت قدمی ایسے امور ہیں کہ ایک صاحب فہم شخص جب ان کمالات پر نظر ڈالے گا تو اس کو پتہ چلے گا کہ یہ کرامات ایک عظیم سرمایہ ہیں اور ویرانے میں روٹی کے ٹکڑے اور بے آب صحرا میں پانی کے دستیاب ہونے سے کہیں اعلیٰ اور ارفع ہیں' امام سبکی کا کلام ختم ہوا۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب' الیواقیت و الجواہر' کے انتیسویں (29) مبحث میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جمہور علمائے کرام اس امر کے قائل ہیں کہ جو فعل کسی نبی کے لئے معجزہ بن سکتا ہے وہ ولی کے لئے کرامت بھی ہو سکتا ہے' معتزلہ اور امام اسفرائینی کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے وہ کہتے ہیں یہ جائز نہیں کہ جو چیز کسی نبی کے لئے معجزہ ہو وہی چیز ایک ولی کے لئے بطور کرامت ظاہر ہو' کرامت کی زیادہ سے زیادہ حد یہ ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جائے یا بے آب صحرا میں پانی مل جائے' یا اسی طرح کے چھوٹے موٹے خارق عادت افعال رونما ہوں۔

شیخ اکبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ کے باب نمبر ایک سو ستاسی میں فرماتے ہیں۔

"استاد اسفرائینی کا مذکورہ بالا ارشاد صحیح ہے' البتہ! میں اس میں ایک شرط کا اضافہ کرتا ہوں کہ نبی کا معجزہ ولی کی کرامت ہونا درست نہیں' الا یہ کہ ولی کے ہاتھ پر وہ کرامت اپنے نبی کی تصدیق و تائید کے لئے ہو' اپنی ذات کے لئے نہ ہو' اس صورت میں ولی سے کرامت کا صدور ممتنع نہیں' جیسا کہ اولیائے کرام کے درمیان یہ بات مشہور و معروف ہے' ہاں! نبی خاص وقت کے اندر نبوت کا چیلنج اور دعویٰ کرتے ہوئے وقوع کرامت کا انکار کر دے یا اپنی حیات میں اس سے

منع کرے تو اظہار کرامت کا قطعاً جواز نہ ہو گا' البتہ! نبی کے وصال کے بعد اس امر خارق کے وقوع کی ممانعت نہ ہو گی' اسی طرح اگر نبی نے بغیر کسی قیدو شرط کے معجزہ ظاہر کیا تو اس صورت میں بھی امام اسفرائینی کے ارشاد کی طرف جانے کی گنجائش نہ ہو گی' انتھی کلامہ۔

شیخ محمد بن علی محلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مندرجہ ذیل شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ اِنْ تَاَمَّلَ ذُو النُّھٰی یُشَاھِدُ حُدُوْثَ الْمُعْجِزَاتِ الْجَدِیْدَہٗ

اگر عقلمند غور کرے تو ہر گھڑی اسے نئے معجزات وقوع پذیر ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔

عارف باللہ امام شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ اولیائے کرام سے مختلف قسم کی کرامات ظہور پذیر ہوتی ہیں' وہ ہاتف کی آواز سنتے ہیں' انہیں اپنے اندر سے صدائیں آتی ہیں' ان کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے' انہیں واقعات کا قبل از ظہور علم ہو جاتا ہے' یہ سب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت ہے' یہ کرامات در اصل معجزات انبیاء کا تتمہ ہوتی ہیں' شارح موصوف فرماتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس ولی سے نبی کے وصال کے بعد کرامت ظاہر ہو وہ اس نبی کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہے' خود اولیائے کرام کا روئے زمین پر وجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مستقل معجزہ ہے کیونکہ ان کے طفیل بندوں کی حاجات پوری ہوتی ہیں' انکی برکت سے بلائیں دور ہوتی ہیں' ان کی دعاؤں سے رحمت نازل ہوتی ہے اور ان کے وجود سے عذاب ٹلتا ہے'[1] اھ

جامع کلمات فقیر یوسف نبہانی کہتا ہے' اولیائے امت محمدیہ سے بکثرت کرامات کے ظہور میں حکمت یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وسیادت سب انبیائے کرام پر ظاہر ہو جائے کہ حیات ظاہری میں بھی آپ کثرت معجزات کے ساتھ متصف تھے اور بعد از وصال بھی بوجہ کرامات اولیائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شرف سے مشرف ہیں' حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین اور حبیب رب العالمین ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین قیامت تک جاری و ساری ہے لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصدیق کے اسباب کا باقی رہنا ضروری ہے' ان اسباب میں سے ایک قوی سبب کرامات اولیاء ہیں جو اصل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں' اور یہ کرامات قرآن پاک کے معجزہ پر اضافی معجزہ ہیں' قرآن حکیم خود سید المعجزات اور تمام روشن نشانیوں کا جامع ہے' یہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم اور ذکر حکیم ہے' باطل اس کے سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے حملہ آور ہو سکتا ہے' یہ حکیم و حمید خدا کا نازل کردہ ہے۔

پھر یہ کرامات اولیاء' ان معجزات سے زائد ہیں جن کی خبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دے رکھی ہے' مثلاً قیامت کی علامات وغیرہا جن کا ظہور بتدریج ہو رہا ہے' ان کرامات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت میں بالفعل موجود ہیں اور امت آپ کے وصال شریف کے بعد اسی طرح معجزات کا مشاہدہ کر رہی ہے جس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں کرتی تھی ان کرامات کے ظہور سے ایمانوں میں اضافہ ہوتا ہے' اور بے ایمانوں

کو دین کی طرف رہنمائی ملتی ہے' چونکہ اولیائے کرام ہر زمانے میں بکثرت رہے ہیں' لہٰذا کرامات بھی بکثرت ظہور پذیر ہوتی رہیں' جیسا کہ شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: اور دیگر علماء نے اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث سے استناد کیا ہے۔

کشف صحیح کی تعداد انبیاء کے برابر' ایک لاکھ چوبیس ہزار انداز میں اور یہ بات مخفی نہیں کہ اولیائے کرام سے جو کثیر تعداد میں کرامتوں کا ظہور ہو رہا ہے' یہ سب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہیں یوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں کئی گناہ اضافہ ہو جاتا ہے' میں نے ان معجزات و کرامات کی کثرت اور ان کے استمرار کی جو حکمت بیان کی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعد کے اولیائے کرام سے کرامات کے وقوع کا سبب وہی ہے' البتہ! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اولیائے کرام کی نسبت کم کرامات صادر ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ صحت دین کا اثبات ایمان کی پختگی اور زیادتی پر موقوف ہے' دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ان کو یہ شرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی وجہ سے تھا' اور وہ بھی معجزات کی کثرت سے دولت ہدایت حاصل کر رہے تھے' اس لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامات بھی کرامات اولیاء کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہیں' مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بعد میں آنے والے اولیائے کرام کی کرامات کے مقابلہ میں کم کرامات کی ضرورت تھی کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزانہ دور پایا تھا۔

ایک سوال: امام تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں اگر یہ سوال کیا جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامات بکثرت ہونے کے باوجود بعد کے اولیائے کرام کی کرامات سے کم کیوں ہیں؟

اس کا پہلا جواب امام جلیل احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیا' وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان قوی تھا لہٰذا انہیں کسی ایسی کرامت کی ضرورت پیش نہ آئی جو ان کے ایمان کو زیادہ قوی کرنے کا موجب ہوتی اور صحابہ کے بعد ایمان میں کمزوری واقع ہونے لگی تو اسے تقویت دینے کیلئے اظہار کرامت کی ضرورت محسوس ہوئی۔

حضرت شیخ سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں' خرق عادت فعل صاحب کشف کے ضعف یقین کو دور کرتا ہے' جو عبادت گزار بندوں کے لئے رحمت الٰہی اور ثواب معجل ہے' جن حضرات کا مرتبہ ان اصحاب کشف سے بلند ہے انکے دلوں سے حجابات پہلے ہی اٹھ چکے ہیں' لہٰذا انہیں تقویت ایمان کے لئے ایسے خارق عادات افعال کی ضرورت نہیں ہوتی۔

دوسرا جواب

جو کرامات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ظہور پذیر ہوئی' وہ انکی عظمت شان' شرف دیدار مصطفیٰ اور راہ حق پر استقامت کی عظیم کرامت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں' دنیا فتح ہو کر انکے قدموں میں ڈھیر ہوئی' مگر انہوں نے اس کی طرف نگاہ غلط انداز سے بھی نہ دیکھا نہ اس کی طرف مائل ہوئے' نہ ہی مال و متاع دنیا کسی کو اپنی طرف راغب کر سکا' ان کے پاس رضائے ربانی کی دولت تھی' آج لوگوں کے پاس جتنی دولت ہے اس سے کہیں زیادہ ان کے دست تصرف میں تھی' مگر

انہوں نے اس پر اچٹتی ہوئی نظر بھی نہ ڈالی' اور اسے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا ان کا صرف ایک ہی شوق تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور اہل جہاں کو بارگاہ ربوبیت کی طرف بلایا جائے' اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بہت سی کرامات کا ذکر عنقریب مطلب سوم میں آرہا ہے

امام قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ میں فرماتے ہیں اگر ولی کی کوئی کرامت دنیا میں ظاہر نہ ہو تو اس کے مقام ولایت میں قدح کی بات نہیں' شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

بعض اوقات وہ ولی دیگر اولیاء سے افضل ہوتا ہے جن کی کرامات ظاہر ہوتی ہے' کیونکہ افضلیت کا مدار یقین کی زیادتی پر ہے' ظہور کرامت پر نہیں اھ

امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ صاحب کرامت ولی اس ولی سے افضل ہوتا ہے جس سے کوئی کرامت صادر نہیں ہوتی' بلکہ بعض اوقات وہ بوجہ زیادتی یقین صاحب کرامت سے افضل ہوتا ہے۔

مطلب دوم

کرامات کی اقسام

امام تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات کی کئی قسمیں ہیں۔

پہلی قسم : احیاء موتیٰ

اس قسم کے ثبوت میں ابو عبید بسری کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے' ایک جنگ میں ان کی سواری مر گئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس جانور کو زندہ کرنے کی دعا کی تاکہ اپنے شہر لوٹ سکیں' پس ان کی دعا سے ان کی سواری کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی' جنگ سے فارغ ہو کر بسر پہنچے تو اپنے خادم کو زین اتارنے کا حکم دیا' خادم نے زین اتاری تو سواری گر کر فوت ہو گئی' اس بارے میں حکایات کثرت سے آئی ہیں' دوسرا واقعہ حضرت مفرج دمامینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے' وہ اہل صعید کے بزرگ ولی تھے انؔ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا' انہوں نے فرمایا: اڑ جا تو پرندہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو کر اڑ گیا۔

اسی طرح شیخ اہدل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے ان کے پاس ایک بلی تھی جسے ان کے خادم نے زدو کوب کر کے مار دیا اور اٹھا کر باہر پھینک دیا' حضرت شیخ نے دو یا تین راتوں کے بعد خادم سے پوچھا: بلی کہاں ہے؟ عرض کیا' معلوم نہیں یہ سن کر حضرت شیخ نے فرمایا: کیا تم کو اس کا علم نہیں' پھر بلی کو صدا دی تو وہ زندہ ہو کر ان کے پاس آ گئی۔

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے کھائی ہوئی مرغی

کی ہڈیوں پر دست اقدس رکھ کر فرمایا: اس اللہ کے اذن سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندگی دیتا ہے' پس وہ مرغی زندہ ہو گئی' یہ حکایت بہت مشہور ہے۔

ذکر کرتے ہیں کہ شیخ ابو یوسف دہمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ہم نشین فوت ہو گیا تو اس کے اہل خانہ اس پر جزع فزع کرنے لگے' حضرت شیخ ان کی آہ و بکا دیکھ کر ان کے پاس آئے اور فرمایا: قم باذن اللہ تو وہ مردہ اٹھ بیٹھا اور پھر کافی عرصے تک زندہ رہا۔

اسی طرح کی ایک حکایت شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کے بارے میں منقول ہے' ان کے صاحبزادے ولی اللہ شیخ فتح الدین یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ ان کے گھر کی چھت سے ایک چھوٹا سا بچہ گر کر فوت ہو گیا' پس انہوں نے دعا کی تو بچہ دوبارہ زندہ ہو گیا۔

اس نوع کی کرامات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار آسان نہیں' میرا ان کرامات پر ایمان ہے' البتہ! کوئی ایسی روایت نہیں ملی کہ کسی ولی نے پرانے گلے سڑے اور بوسیدہ ہڈیوں والے مردے کو زندہ کیا ہو جو زندہ ہونے کے بعد طویل عرصہ تک جیتا رہا ہو' اولیائے کرام سے اس طرح کے کسی واقعے کا میں معتقد نہیں' مگر سابقہ انبیائے کرام سے ایسے معجزات ظاہر ہوئے' یہ معجزات ہیں جہاں کرامات کی رسائی نہیں' یہ جائز ہے کہ کوئی نبی اپنے عرصہ نبوت کے اختتام سے پہلے گزشتہ امتوں کو زندہ کر دے' پھر وہ عرصہ دراز تک زندہ رہیں' لیکن میں نہیں مانتا کہ اب کوئی ولی ہمارے لئے امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یا امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو زندہ کر دے اور وہ طویل عرصہ تک جیتے رہیں' جس طرح وصال سے قبل وہ حیات ظاہری سے مشرف تھے' بلکہ مختصر عرصہ کے لئے بھی وہ زندہ نہیں ہو سکتے اس طرح کہ وہ وصال سے پہلے والی زندگی کے ساتھ زندوں کے ساتھ مل کر رہیں۔

دوسری قسم : مردوں کا کلام کرنا

اس قسم کی کرامات کا وقوع پہلی نوع سے بھی زیادہ ہے' ایسی کرامات حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اولیائے کاملین سے صادر ہوئی ہیں' ان اولیائے کرام میں سے بعض حضرات والد گرامی (امام تقی الدین سبکی) کے مشائخ بھی ہیں۔

تیسری قسم : دریا کا پھٹ کر خشک' پانی پر چلنا

ایسی کرامات بے شمار ہیں' شیخ الاسلام ابن دقیق العید سے بھی ایسی کرامت کا ظہور ہوا ہے۔

چوتھی قسم : انقلاب اعیان (چیزوں کا دوسری شکل اختیار کرنا)

شیخ عیسیٰ الہتار یمنی کے بارے میں حکایت ہے کہ ایک شخص نے بطور مذاق ان کے پاس شراب کے دو مٹکے بھیجے' انہوں نے ایک مٹکے کو دوسرے میں ڈال کر فرمایا: لوگو! اب بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ لوگوں نے کھانا شروع کیا تو وہ شراب گھی نکلا

اور اس کی ایسی رنگت اور خوشبو تھی کہ اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی' علمائے کرام نے اس نوع کی بکثرت کرامات کا ذکر کیا ہے۔

پانچویں قسم : طے ارض (زمین کا سمٹ جانا)

بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ شہر طرسوس کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے' ان کے دل میں آیا کہ حرم شریف کی زیارت کر لوں' پھر گریبان میں سر ڈال کر نکالا تو حرم پاک میں موجود تھے' اس جیسی کرامات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں جن کا انکار کوئی بہتان طراز بد دماغ شخص ہی کر سکتا ہے۔

چھٹی قسم : جمادات اور حیوانات کا کلام کرنا

اس قسم کی کرامات کے ظاہر ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور یہ کرامات اولیائے کرام سے بکثرت ظاہر ہوئی ہیں' حکایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم بیت المقدس کے راستے میں انار کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ اچانک انار سے آواز آئی' اے ابا اسحاق! مجھے عزت بخشئے اور میرے اناروں میں سے کچھ تناول فرمایئے' یہ آواز تین بار آئی' وہ ایک چھوٹا سا پودا تھا اور اس کے انار کڑوے تھے' حضرت ابراہیم نے اس کا ایک انار کھایا تو اس درخت کا قد بڑھ گیا اور انار بھی میٹھے ہو گئے' نیز اگلے سال اس نے دوبار پھل دیئے اسی وجہ سے اس کا نام رمانۃ العلبدین پڑ گیا۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے قسم کھائی تھی کہ صرف حلال کی چیزیں کھاؤں گا میں ویرانوں میں گھوم پھر رہا تھا' کہ میری نظر انجیر کے ایک درخت پر پڑی ہاتھ آگے بڑھایا تاکہ انجیر لے کر کھاؤں' تو درخت نے پکار کر کہا: اپنی قسم کی حفاظت کیجئے اور میرا پھل نہ کھایئے' میں ایک یہودی کی ملکیت ہوں' پس میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

ساتویں قسم : بیماریوں کا ازالہ کرنا

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شخص کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی اس شخص سے پہاڑ پر ملاقات ہوئی تھی اور وہ اپاہجوں اندھوں اور مریضوں کو شفایاب کر رہا تھا۔

اسی طرح حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ایک اپاہج مفلوج اور جذامی لڑکے سے فرمایا: اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا' تو وہ اٹھ کھڑا ہوا' گویا اسے کوئی مرض نہ تھا۔

آٹھویں قسم : حیوانات کا اولیائے کرام کے تابع فرمان ہونا

اس بارے میں حضرت ابو سعید بن ابی الخیر کا شیر کے ساتھ واقعہ مشہور ہے' ان سے پہلے حضرت ابراہیم خواص سے بھی ایسا ہی واقعہ منقول ہے' حیوانات کی طرح جمادات بھی اولیائے کرام کا حکم مانتے ہیں' جیسا کہ حضرت عزالدین بن عبدالسلام کی حکایت ہے کہ انہوں نے فرنگیوں کے حملہ کے وقت ہوا کو حکم دیا کہ وہ فرنگیوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔

نویں، دسویں قسم : زمانے کا پھیلنا اور سمٹنا

ان دونوں قسموں کی تقریر و وضاحت ذہنوں کے لئے انتہائی دشوار ہے لہٰذا یہ مسئلہ اہل کرامت ہی کے سپرد کرنا بہتر ہے، ویسے طے زمان اور نشر زمان کے واقعات بھی ان گنت ہیں۔

گیارہویں قسم : دعا کی قبولیت

دعا کی قبولیت کے واقعات بہت زیادہ ہیں ہم نے خود اولیائے کرام کی ایک جماعت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

بارہویں قسم : زبان کا بات کرنے سے رک جانا یا کھل جانا۔

تیرہویں قسم : نفرت کرنے والوں کو گرویدہ کرلینا۔

چودھویں قسم : بعض غیبوں کی خبر دینا، اور کشف ہو جانا، اسی کا وقوع بھی بہت زیادہ ہے۔

پندرھویں قسم : عرصہ دراز تک نہ کھانا نہ پینا۔

سولہویں قسم : مقام تصرف پر فائز ہونا، اولیائے کرام کی ایک جماعت سے ایسے بے شمار واقعات منقول ہیں، کہتے ہیں کہ بعض اولیائے کرام کو نزول بارش پر تصرف حاصل تھا، متاخرین میں سے شیخ ابو العباس شاطر تو قیمتاً بارش فروخت کرتے تھے، ان سے اس بارے میں اتنی کثرت کے ساتھ ایسی حکایات منسوب ہیں کہ انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔

سترہویں قسم : زیادہ کھانا کھانے پر قدرت رکھنا۔

اٹھارویں قسم : حرام کھانے سے اجتناب، کہتے ہیں کہ حضرت حارث محاسبی حرام کھانے کی پوجا کر اسے تناول کرنے سے اجتناب کرتے، منقول ہے کہ ان کی رگ رگ اس کی بو محسوس کرلیتی تھی، ایسی ہی کرامات حضرت ابوالعباس مرسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر ہوئی ہیں، کچھ لوگ بطور آزمائش حرام کھانا انکے حضور پیش کرتے تو سامنے رکھتے ہی وہ کہہ دیتے اگر حرام کھانے سے محاسی کی ایک رگ پھڑکتی تھی تو میری ستر رگیں پھڑک اٹھتی ہیں، اس کے بعد کھانا چھوڑ کر چل دیتے۔

انیسویں قسم : پردے کے پیچھے دور دراز مقامات کا مشاہدہ کرنا۔

مروی ہے کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی بغداد میں بیٹھ کر کعبہ شریف کی زیارت کرلیتے تھے۔

بیسویں قسم : بعض اولیائے کرام کے لئے ایسا رعب کہ دیکھنے والے کی جان نکل جائے، جیسا کہ حضرت ابو یزید بسطامی کی زیارت کرنے والے ایک شخص کا واقعہ ہے یونہی رعب سے زبان گنگ ہو جائے یا مجرم اپنا پوشیدہ راز اگل دے، نیز اس قسم کے دیگر واقعات جن کا اولیائے کرام سے بطور کرامت صدور بکثرت ہوا ہے۔

اکیسویں قسم : اہل شر سے تحفظ، اور شر کو خیر سے بدل دینا جیسا کہ ہارون الرشید کا واقعہ جو حضرت امام شافعی رحمتہ

اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ پیش آیا۔

بائیسویں قسم : مختلف شکلیں اختیار کرنا' صوفیاء اس کو عالم مثال کا نام دیتے ہیں اور اسے عالم اجسام اورعالم ارواح کے درمیان ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ عالم عالم اجسام سے زیادہ لطیف اورعالم ارواح سے کثیف ہے' اس عالم میں ارواح کئی شکلیں اختیار کرتی رہتی ہیں' انہوں نے اس کو ثابت کرنے کے لئے آیت فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا سے استدلال کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے' کہ حضرت جرائیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس انسانی روپ میں ظاہر ہوئے' اس کی مثال حضرت قضیب البان موصلی کا واقعہ ہے' یہ بزرگ ابدال میں سے تھے کسی شخص نے ان پر تہمت لگائی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے تو انہوں نے فوراً ہی کئی شکلیں اختیار کرکے پوچھا: تم نے مجھے کس شکل میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ اس نوع کی کرامات کی حکایات بے شمار ہیں۔

متاخرین میں سے کسی نے ایک بوڑھے فقیر کو قاہرہ کے مدرسہ سیوفیہ میں بغیر ترتیب کے وضو کرتے دیکھا تو کہا: اے شیخ! آپ بلا ترتیب وضو کر رہے ہیں اس نے جواب دیا: میں تو ترتیب کے ساتھ وضو کر رہا ہوں' مگر تم کو دکھائی نہیں دے رہا' اگر تمہیں نظر آتا تو تم یوں دیکھتے' پھرسائل کا ہاتھ پکڑ کر اسے کعبہ شریف کی زیارت کرا دی' بعد ازاں اسے مکہ شریف پہنچا دیا جہاں اس نے کئی سال گزار دیئے' یہ حکایت بہت طویل ہے۔

تیئسویں قسم : اللہ تعالیٰ کا اولیائے کرام کو زمین کے خزانوں پر مطلع فرمانا' جیسا کہ حضرت ابوتراب کی حکایت میں آیا' کہ انہوں نے زمین پر ٹھوکر ماری تو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا' ایک اور صاحب سے منقول ہے کہ اسے حج کے راستے میں پیاس لگی' مگرپانی دستیاب نہ ہوا' اسی دوران اس کی نظر ایک فقیر پر پڑی جو زمین میں اپنی کھونٹی گاڑے بیٹھا تھا' اور کھونٹی کے نیچے سے پانی ابل رہا تھا' اس شخص نے اپنا مشکیزہ بھرلیا اور دوسرے حاجیوں کو بھی اس کی اطلاع کی' تو سب نے اپنے برتن بھر لئے۔

چوبیسویں قسم : علمائے اسلام کے لئے قلیل مدت میں کثیر تصانیف کا آسان ہونا' اگر ان کے تعلیمی اور تصنیفی عرصے کو ان کی حیات کی گھڑیوں پر تقسیم کیا جائے تو ان کی کتابوں کی نقل لے لینا ہی دشوار ہے چہ جائے کہ ان جیسی کتابیں تصنیف کی جا سکیں' یہ ایسی کرامت ہے جو نشر زبان کی قبیل سے ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے' اہل نقل کا اتفاق ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف اتنی زیادہ تھیں کہ ان کے دسویں حصہ کیلئے بھی ان کی ساری زندگی ناکافی تھی' حالانکہ ان کے معمولات میں روزانہ تدبر کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت تھی' اس کے علاوہ وہ ہر رمضان شریف میں دو ختم شریف کرتے تھے' مزید برآں تدریسی مصروفیات فتاویٰ نویسی اور ذکر فکر کے اہم مشاغل تھے' اور ان کی صحت ایسی تھی کہ ان کا جسم کبھی ایک یادو بیماریوں سے خالی نہیں رہا' کئی بار تو ان بیماریوں کی تعداد بڑھ کر تیس تک جا پہنچی۔

امام الحرمین جوینی کی کثرت تصانیف کی یہی حالت تھی وہ طلبہ کو پڑھاتے بھی تھے اور مجالس و محافل میں وعظ و تذکیر کا اہم فریضہ بھی سرانجام دیتے تھے جبکہ اس کثرت اشتغال کیلئے ان کی عمر ہرگز کافی نہ تھی۔

برکت زمانہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ بعض اولیائے کرام نے ایک ایک دن میں آٹھ آٹھ بار قرآن حکیم ختم کیا ایسی مثالیں بکثرت ہیں' امام ربانی شیخ محی الدین نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف اور عمر شریف کا موازنہ کرو' کوئی شخص اس عرصہ میں ان کی کتابوں کی کاپی تک نہیں کر سکتا' چہ جائے کہ وہ ان کے پایہ کی کتابیں تصنیف کر سکے یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ تعلیمی اور تصنیفی مصروفیات کے ساتھ گوناں گوں قسم کی عبادات اور دیگر معاملات ان کے معمولات میں شامل رہے۔

والد گرامی (امام سبکی) رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال پر غور کرو' انہوں نے عبادات و ریاضات کی پابندی کے ساتھ جس قدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں' دوران تدریس جو علمی نکتے بیان فرمائے' نیز فتاویٰ نویسی' تلاوت قرآن اورعدالتی فیصلوں کی جو مشغولیت رہی' ان تمام کاموں کے تہائی حصہ کے لئے ان کی ساری عمر کافی نہ تھی' پاک ہے وہ ذات جو ان مبارک ہستیوں کی عمروں میں برکت دیتی ہے اوروقت کو کبھی سمیٹ دیتی ہے کبھی پھیلا دیتی ہے۔

پچیسویں دلیل: زہریلی اورہلاکت خیزاشیاء کااولیائے کرام پر اثر نہ کرنا

جیسا کہ ایک ولی اللہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا' بادشاہ نے اس سے کہا: آپ کوئی کرامت دکھائیں ورنہ میں تمام درویشوں کو قتل کر دوں گا' اس وقت بادشاہ کے قریب اونٹ کے لیدنے پڑے تھے' فرمایا: دیکھو (یہ کیا ہیں) اس نے دیکھا تو یہ لیدنے سونا بن چکے تھے' بادشاہ کے پاس ایک بے آب آب خورہ تھا' اسے ہوا میں اچھالا' پھر تھام کر بادشاہ کے حوالے کیا تو اس میں پانی موجود تھا' اس نے آب خورے کو الٹا کیا' مگرپانی باہر نہ بہا' یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا: یہ تو جادو ہے' بعد ازاں ولی نے بہت تیز آگ جلوائی' پھر محفل سماع کے انعقاد کا اہتمام کرایا' جب اہل سماع پر وجد طاری ہوا تو وہ اپنے درویشوں کے ہمراہ آگ میں داخل ہو گیا' پھر صحیح سلامت نکل آیا' پھر بادشاہ کے چھوٹے بچے کو اچک کر آگ میں غائب ہو گیا' اور کچھ دیر آگ میں رہا' اسی دوران بادشاہ بچے کے لئے بے تاب ہو کر آگ میں کودنے ہی والا تھا' کہ وہ ولی اللہ بچے کے ہمراہ آگ سے نکلا تو لڑکے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے میں انار تھا' بادشاہ نے بیٹے سے پوچھا: تم کہاں گئے تھے؟ اس نے جواب دیا: میں باغ میں تھا' یہ سن کر درباری بولے یہ سب بناوٹ اور من گھڑت بات ہے' پھر بادشاہ نے ولی اللہ سے یہ کہا: یہ زہر کا پیالہ ہے اگر آپ پی لیں تو میں آپ کی صداقت کا اعتراف کر لوں گا' چنانچہ اس بزرگ نے زہر کا پیالہ نوش کر لیا' جس کی شدت سے ولی کے بدن کے کپڑے پھٹ گئے' لوگوں نے دوسرے کپڑے ڈالے تو وہ چاک چاک ہو گئے' اس طرح کئی بار ایسا کرنے کے بعد آخر میں جو کپڑے ڈالے گئے وہ سلامت رہے' نیز ولی کے چہرے پر ظاہر ہونے والا پسینہ خشک ہو گیا' لیکن زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔

(امام سبکی فرماتے ہیں) میرے نزدیک کرامات کی اقسام سو سے زائد ہیں یہاں جو ذکر ہوئی ہیں' وہ ترک کردہ کرامات کی دلیل ہیں' اور ان حضرات کے لئے اطمینان بخش اور کافی ہیں جو غفلت سے باہر آ چکے ہیں' یہ جتنی اقسام بیان ہوئی ہیں ان میں سے ہر قسم کے بارے میں بکثرت قصے اور روایات موجود ہیں اور حکایات کے چرچے ہیں (اب حق واضح ہو چکا ہے)

اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے کیا ہوتا ہے' یونہی ہدایت کے بعد سوائے امر محال کے کچھ نہیں ہوتا اہل توفیق کو تسلیم و اقرار کے بغیر چارہ نہیں' وہ دعا کرتے ہیں مولائے کریم ہمیں صالحین کے زمرہ میں شامل فرما' کیونکہ وہ صراط مستقیم پر گامزن ہیں' اگر ہم ان حضرات کے تمام واقعات کا احاطہ کرتے تو زندگی کا دامن سمٹ جاتا' اور دفتر کے دفتر فنا کرنے پڑتے۔

امام سبکی کی عبارت باختصار ختم ہوئی۔

مطلب سوم

کرامات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بات یاد رکھو کہ غیر صحابہ یعنی تابعین سے لے کر آج تک اولیائے کرام کی کرامات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں، صرف ایک دن میں وقوع پذیر ہونے والی کرامات کو جمع کیا جائے، تو کئی مجلدات کی ضرورت پیش آئے، علمائے کرام نے اس بارے میں بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں جن میں سے کچھ طویل ہیں اور کچھ مختصر بعض علماء نے ان کرامات کو تصرف وعظ مناقب طبقات اور تاریخ کی کتابوں میں پھیلا دیا ہے اور یہ ان کتابوں کے علاوہ ہیں جو کرامات کے موضوع پر لوگوں کے درمیان متداول ہیں اور لوگ انہیں خلفا عن سلف روایت کرتے رہے ہیں اور مسلمانوں کا جم غفیر ہر زمانے اور ہر شہر میں ان کا مشاہدہ کرتا رہا ہے اجتماعات اور مجلسوں میں ان کے چرچے ہوتے رہے ہیں، اور ہر زمان ومکان کے خورد و کلاں اور مرد و زن ان کو بیان کرتے رہے ہیں میں نے مطلب سوم میں صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کرامات کا ذکر کیا ہے اور خصائص کبریٰ وغیرہ کتب سے بسلط بھر استفادہ کیا ہے۔

کرامات صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں سے ایک کرامت وہ ہے جو بخاری اور مسلم میں بحوالہ عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے، ایک روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ تین مہمان گھر لائے اور خود شام کا کھانا کھانے کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں چلے گئے، پھر رات گئے واپس آئے، اہلیہ محترمہ نے پوچھا: مہمانوں کے پاس جلد تشریف نہ لانے کا باعث کیا ہوا؟ دریافت کیا کیا انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ عرض کیا، انہوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا تھا، فرمایا: میں تو بخدا اب کھانا نہیں کھاؤں گا، مہمانوں سے فرمایا: کھانا کھایئے، مہمانوں میں سے ایک مہمان کا بیان ہے اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی لیتے تو نیچے والا کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا، یہاں تک کہ ہم نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے بخدا اس سے تو ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوئی ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کھانے سے کچھ تناول فرما کر کہا میری قسم در اصل شیطان کی دخل اندازی کے باعث تھی، بعد ازاں اس میں سے کچھ کھانا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا جو صبح تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پڑا رہا، اس زمانے میں ہمارا ایک قوم

کے ساتھ معاہدہ تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہ آدمیوں کو الگ الگ مہمات پر بھیجا اور ہر ایک کے ماتحت کافی تعداد میں نفری تھی' حضور نے وہ کھانا ان کے ساتھ بھجوا دیا جسے سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

(2)

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے مقام غابہ کے مال سے بیس وسق کھجوریں بطور ہدیہ عطا فرمائیں جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: بیٹی! میں اپنے وصال کے بعد تم سے زیادہ کسی کے مالدار ہونے کا متمنی ہوں نہ تم سے زیادہ کسی کی تنگ دستی کی فکر ہے' میں نے تم کو کھجوروں کے جو بیس وسق دیئے تھے اگر تم اس پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں' مگر اب تو اس میں میراث جاری ہو گی اور ورثاء میں تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں' پس کتاب اللہ کے مطابق وراثت تقسیم کرنا' عرض کیا' ابا جی! اگر بہت سا مال بھی ہوتا تو چھوڑ دیتی' لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہے' یہ دوسری کون ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ ابھی شکم مادر میں ہے اور میرے علم کے مطابق وہ لڑکی ہے' چنانچہ جس طرح انہوں نے فرمایا: تھا ویسا ہی ہوا۔

امام تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ہیں ایک تو یہ خبر دینا کہ اس مرض میں ان کا وصال ہو جائے گا کیونکہ فرمایا: اب یہ کھجوریں وارثوں کا مال ہے' دوسری یہ خبر دینا کہ جو بچہ پیدا ہو گا وہ لڑکی ہے' اس کرامت کے اظہار میں یہ حکمت بھی کارفرما تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کیا جائے (اور ہبہ کی واپسی سے ان کا دل رنجیدہ نہ ہو) کیونکہ قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ ہبہ ترکہ میں تبدیل ہو چکا ہے تھا اور ان کے دو بھائی اور دو بہنیں وراثت میں حصہ دار تھیں' اس کرامت کا اظہار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوشنودی کے لئے تھا' اسی لئے بطور تمہید فرمایا: کہ اپنے بعد ان سے زیادہ کسی کا مالدار ہونا انہیں محبوب نہیں' اسی سلسلہ کلام میں فرمایا: وہ وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں اور یہ مال کسی غیر یا دور کے رشتہ دار کو نہیں مل رہا' ان کلمات میں جو شفقت پوشیدہ ہے وہ مخفی نہیں' رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

کرامات فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(1) امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ بقیع کے قبرستان سے گزرے اور کہا: السلام علیکم یَااَھْلَ القبور

ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ تمہاری بیویوں نے نکاح کر لئے ہیں تمہارے گھروں میں دوسرے لوگ بس رہے ہیں' اور تمہارے مال تقسیم ہو چکے ہیں' یہ سن کر کسی نے غیب سے آواز دی' اے خطاب کے بیٹے عمر! ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کو جو نیکیاں ہم نے آگے بھیجی تھیں وہ ہم کو مل گئی ہیں' جو ہم نے خرچ کیا تھا اس کا نفع ہم نے اٹھا لیا ہے اور جو ہم پیچھے

چھوڑ آئے ہیں وہ تو سرا سر خسارہ ہی ہے۔

(2) ابن عساکر بحوالہ یحییٰ بن ایوب خزاعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: اے فلاں!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ

"جو اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں"

یہ سن کر نوجوان نے اندر سے جواب دیا: اے عمر! میرے پروردگار نے جنت میں مجھے یہ اعزاز دوبار بخشا ہے۔

(3) امام تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں سے مشہور کرامت وہ ہے جس کی طرف حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوئے ہیں' اگر میری امت میں کسی کو یہ شرف ملا تو وہ عمر ہیں' اس کرامت کا مظہر ساریہ بن زنیم خلجی کا واقعہ ہے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا امیر بنایا' پھر انہیں بلاد فارس کی طرف بھیجا' انہوں نے نہاوند کا محاصرہ کیا' مگر سخت پریشانی سے دو چار ہوئے کیونکہ دشمن دستوں کو زبردست کمک مل رہی تھی اور قریب تھا کہ مسلمان شکست سے دو چار ہو جاتے' ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے' آپ (جمعہ کے روز) منبر شریف پر جلوہ گر ہوئے اور خطبہ کے دوران بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے ساریہ! پہاڑ کی طرف دیکھو' جو شخص بھیڑیئے کو بھیڑ بکریوں کا نگہبان بناتا ہے وہ ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے نہاوند کے درے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ آواز حضرت ساریہ اور ان کے سارے لشکر کو سنوا دی' اہل لشکر کہنے لگے یہ آواز تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے' پھر پہاڑ کی اوٹ میں آ گئے اور بچاؤ کر لیا' اس طرح انہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت سے غیبی امداد مل گئی۔ ملخصا

علامہ تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد گرامی امام تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ اس روایت میں اتنا اور اضافہ کرتے تھے کہ اس مجلس میں حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے' ان سے پوچھا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطاب کی حقیقت کیا ہے؟ ساریہ تو ہم سے بہت دور ہیں' فرمایا: فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حال پر چھوڑ دو' وہ جس معاملے میں داخل ہوتے ہیں اس سے نکلنے کا راستہ بھی دیکھ لیتے ہیں' آخر کار اس خطاب کا سارا راز کھل گیا (جب لشکر ساریہ نے فتح یاب ہو کر واپسی اختیار کی اور سارا واقعہ بیان کیا)

امام سبکی فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کرامت کے اظہار کا ارادہ نہیں رکھتے تھے' در اصل ان پر کشف کی حالت طاری ہوئی اور محاذ جنگ کا نقشہ نظروں کے سامنے آ گیا' گویا آپ وہاں بنفس نفیس موجود تھے' اور مدینہ کی مجلس میں نہ تھے' آپ کے حواس اس وقت نہاوند کے مقام پر مسلمانوں کے اوپر پڑنے والی افتاد میں مستغرق تھے' اسی لئے آپ نے سالار لشکر کو اس طرح خطاب کیا گویا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ موجود ہوں' حقیقت یہ ہے کہ روحانی تعلق کی بناء پر آپ ان کے ساتھ ہی تھے' یہ بات بھی حاشیہ خیال میں رہے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی باتیں جو

اپنے مقربین کی زبان سے جاری فرماتا ہے اس کے بارے میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ہو سکتا ہے' انہیں ان باتوں کا علم و عرفان ہوتا ہو دوم یہ کہ بغیر ادراک و احساس کے یہ باتیں صلاور ہو جائیں' بہرحال دونوں صورتوں میں کرامت کا تحقق ہوتا ہے۔

(4)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور کرامت زلزلے کا واقعہ ہے' امام الحرمین اپنی کتاب الشامل میں تحریر فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بار زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر کانپتی لرزتی زمین پر درہ مار کر فرمایا: اے زمین! ٹھہرجا' کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا' یہ ارشاد سن کر زمین فوراً ٹھہر گئی۔

امام الحرمین فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت میں زمین اور اہل زمین کیلئے خلیفہ اور ظاہر و باطن میں امیر المومنین تھے' اس لئے زمین کو بھی ان باتوں پر جو اس سے صلاور ہوتی تھیں' تادیب و تعزیر فرماتے جس طرح وہ زمین کے باشندوں کو سزا دیا کرتے تھے۔

زلزلہ کے واقعہ سے ملتی جلتی کرامت دریائے نیل کا حیران کن قصہ ہے' واقعہ یوں ہے کہ دریائے نیل زمانہ جاہلیت میں اس وقت تک رواں نہ ہوتا تھا جب تک ہر سال ایک کنواری لڑکی اس کی بھینٹ نہ چڑھائی جاتی جب اسلام کا مبارک دور آیا اور دریائے نیل حسب معمول جاری نہ ہوا تو اہل مصر حضرت عمرو بن العاص گورنر مصر کے پاس آئے اور عرض کیا' کہ دریائے نیل اس وقت نہیں چلتا جب تک ایک کنواری لڑکی زرق برق لباس کے ساتھ اس کے والدین کی موجودگی میں دریا میں نہ ڈال دی جائے' یہ سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اب ایسا نہیں ہو سکتا' کیونکہ اسلام جاہلیت کے تمام برے مراسم مٹانے کے لئے آیا ہے لوگ تین ماہ تک انتظار کرتے رہے' مگر نیل جاری نہ ہوا' آخر کار لوگوں نے ملک چھوڑ کر جانے کا فیصلہ کر لیا' تب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجا' انہوں نے جواباً تحریر فرمایا: آپ نے ٹھیک فرمایا: اسلام پہلے کی باطل رسموں کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے' میں آپ کے پاس ایک کاغذ بھیج رہا ہوں اسے دریائے نیل میں ڈال دیجئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کاغذ کو دریا میں ڈالنے سے پہلے کھول کر دیکھا تو اس میں عبارت تحریر تھی۔

"امیر المومنین عمر (بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام

اما بعد! اے نیل! اگر تو خود بخود (اپنی مرضی سے) بہتا ہے تو رک جا (یعنی ہم کو تمہاری ضرورت نہیں) اور اگر اللہ واحد قہار تجھے چلاتا ہے تو ہم اللہ واحد قہار سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرما دے"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم الصلیب سے ایک دن پہلے وہ پرچہ دریا میں ڈال دیا' یہ وہ وقت تھا کہ مصری تنگ آ کر ملک چھوڑنے کا عزم کر چکے تھے' چنانچہ جب وہ صبح کے وقت اٹھے تو دریا میں طغیانی آ چکی تھی اور پانی سولہ سولہ ہاتھ بلند ہو چکا تھا۔

ایک اور کرامت ملاحظہ فرمایئے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی طرف ایک لشکر بھیجنا چاہا تو ایک فوجی دستہ سامنے آیا جسے دیکھ کر آپ نے منہ پھیر لیا' دوبارہ جب یہ گروہ پیش ہوا تو آپ نے پھر بے رخی کا اظہار کیا' جب تیسری بار وہ گروہ سامنے لایا گیا تو آپ نے پھر اعراض فرمایا' آخر کار معلوم ہوا کہ اس گروہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل اور حضرت علی المرتضیٰ کا قاتل شامل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس چیز کے متعلق فرماتے سنا کہ میرا خیال اس چیز کے بارے میں ایسا ہے تو آپ کا خیال اسی طرح سچ ثابت ہوا' اس روایت کو امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ریاض الصالحین میں نقل کیا ہے۔

کرامات عثمان غنی رضی اللہ عنہ

امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علماء بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا' راستے میں اسے ایک عورت ملی تو اس نے عورت کو نظر بھر کر دیکھا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ ہمارے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے' یہ سن کر ایک شخص بولا' کیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ قائم ہے' فرمایا: نہیں' بلکہ یہ مومن کی فراست ہے (اور وہ ربانی نور سے دیکھتا ہے) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا اظہار اس لئے کیا کہ اس آدمی کی اصلاح ہو اور وہ اس قسم کی بے جا حرکت سے باز رہے۔

امام سبکی فرماتے ہیں کہ آدمی کا دل جب صاف ہو جاتا ہے تو وہ نور خداوندی سے دیکھتا ہے اس کی نظر جس صاف یا گدلی چیز پر پڑتی ہے وہ اسے اچھی طرح پہچان لیتا ہے' پھر اس صفائے قلبی کے مختلف مقامات ہوتے ہیں' بعض حضرات کا مقام اس سے اعلیٰ ہوتا ہے تو وہ اس کے اصل سبب سے آگاہ ہوتے ہیں' یہی مقام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھا' جب اس شخص نے عورت کو گھور کر دیکھا تو اس کی نظریں میل کچیل سے بوجھل ہو گئیں' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسکی آنکھوں میں گندگی دیکھی تو اس کا سبب بھی معلوم کر لیا۔

یہاں ایک دقیقہ اور بھی ہے کہ ہر گناہ کے ساتھ ایک قسم کی غلاظت ہوتی ہے' اور یہ غلاظت اپنی مقدار کے مطابق دل پر ایک سیاہ داغ پیدا کر دیتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر قرآن نے یوں کیا۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ — کوئی نہیں' بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے' ان کی کمائیوں نے' (مطففین 14)

پھر یہی زنگ گہرا ہو کر مستحکم ہو جاتا ہے (العیاذ باللہ) جس سے دل پر تاریکی چھا جاتی ہے اور نورانیت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دل پر مہر لگ جاتی ہے' جسکی وجہ سے توبہ کی طرف کوئی راستہ نہیں رہتا' جیسا کہ ارشاد باری

تعالیٰ ہے طَبَعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔

جب تم نے یہ سمجھ لیا تو اس بات سے بھی آگاہ ہو جائیے کہ صغیرہ گناہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق دل کو میلا کرتا ہے جسے استغفار اور دوسرے کفاروں سے مٹا دینا آسان ہے اس مختصر اور معمولی میل اور کدورت کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا تیز نگاہ عارف ہی دیکھ سکتا ہے' آپ نے آنکھوں کے اس معمولی میل کا ادراک کر لیا' کیونکہ عورت پر نظر ڈال لینا ایک معمولی گناہ ہے' ادراک و عرفان کا یہ ایسا بلند درجہ ہے' جس کے سامنے بہت سے مقامات پست اور سرافگندہ ہیں' پھر اگر صغیرہ گناہ کے ساتھ اور صغیرہ گناہ مل جائے تو دل کے اس میل میں اضافہ ہو جاتا ہے' اور جب گناہ بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جسے ہم قلبی ظلمتوں سے تعبیر کرتے ہیں' ہر صاحب ان قلبی ظلمتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے اگر گناہوں سے آلودہ تاریک دل شخص کو کوئی نہ پہچان سکے تو اسے یقین کر لینا چاہیے کہ خود اس کی بصارت (بوجہ گناہ) زائل ہو چکی ہے' ورنہ وہ اس پیکر ظلمت کو ضرور پہچان لیتا' ہمارے اس علمی تحفے کو محفوظ کر لیجئے۔ اھ

علامہ ماوردی اور ابن سکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر شریف پر تشریف فرما تھے' جھجاہ غفاری نے اٹھ کر آپ سے عصا چھین لیا اور اسے توڑ دیا' پھر ایک سال بھی نہ گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مرض آکلہ میں مبتلا کر دیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

ابن السکن فلیح بن سلیمان نقل کرتے ہیں کہ انکی پھوپھی اپنے باپ اور چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسی اثناء میں جھجاہ غفاری بدبخت نے اٹھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عصا چھین کر توڑ دیا' اس پر لوگوں نے شور مچایا' بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں بیماری پیدا کر دی جس کے باعث سال گزرنے سے پہلے ہی وہ چل بسا۔

کرامات علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے آپ نے بلند آواز سے فرمایا: اے قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا تو تم ہم کو اپنی خبریں بیان کرو یا ہم تم کو اپنی خبریں بتاتے ہیں حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے آواز سنی' اے امیر المومنین! وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' ہم کو بتائیے کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟ آپ نے جواب دیا: تمہاری بیویوں نے نکاح کر لئے تمہارے مال تقسیم ہو گئے' تمہاری اولاد یتیموں میں شمار ہو گئی' اور وہ گھر جو تم نے تعمیر کروائے ان میں تمہارے دشمن بس رہے ہیں' یہ تو ہمارے پاس کی خبریں ہیں' بتائیے تمہارے پاس کونسی خبریں ہیں؟ یہ سن کر ایک مردے نے کہا: ہمارے کفن پھٹ چکے ہیں' بال جھڑ گئے ہیں' کھالیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہیں' آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑی ہیں' نتھنوں سے پیپ نکلنے لگی ہے' اور جو کچھ ہم نے آگے بھیجا وہ ہم نے پا لیا ہے' اور جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے اس کا خسارہ ہوا ہے اور اس وقت ہم قبروں میں گروی ہیں۔

امام تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ طبقات میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں حسنین کریمین نے آدھی رات کے وقت سنا کوئی کہہ رہا تھا

اے وہ ذات ! جو بے قرار کی فریاد اندھیروں میں سنتی ہے' اے تکلیف مصیبت اور بیماری کے دور کرنے والے ! تیری بارگاہ کے زائرین بیت اللہ شریف کے اردگرد سو گئے' پھر بیدار ہوئے' مگر تیری ذات حی و قیوم ہے جسے نیند نہیں آتی' اپنی سخاوت کے طفیل میری لغزش معاف فرما اے وہ ذات کہ حرم میں جس سے ساری مخلوق کی آرزوئیں وابستہ ہیں' اگر خطا کار بخشش اور معافی کی امید نہیں کرے گا تو گناہ گاروں پر نعمتوں کی سخاوت کون کرے گا۔

یہ سن کر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : جاؤ اس شخص کو تلاش کرو جو اشعار پڑھ رہا ہے' یہ کون ہے؟ پس لوگوں نے جا کر اس سے کہا' (امیرالمومنین کے پاس چلو' تو وہ پہلو جھکائے' دامن کشاں آپکی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا : میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے تمہارا قصہ کیا ہے؟ عرض کیا' میں ایسا شخص ہوں جس نے عیش و طرب اور گناہوں میں زندگی بسر کی ہے میرے والد صاحب مجھے نصیحت کیا کرتے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی ہے اور سزا بھی' اور وہ ظالموں سے دور نہیں' جب انہوں نے بار بار نصیحت کرنی شروع کی تو مجھے طیش آگئی اور میں نے ان کو زدو کوب کیا جس کی وجہ سے انہوں نے قسم کھالی کہ وہ میرے لئے ضرور بددعا کریں گے اور بارگاہ خداوندی میں استغاثہ کے لئے مکہ مکرمہ جائیں گے' پھر انہوں نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنایا اور مجھے بددعا دی' ابھی ان کے کلمات دعا پورے بھی نہ ہوئے کہ میرا دایاں پہلو خشک ہو گیا' مجھے اپنے فعل پر سخت ندامت ہوئی آخر کار انکی منت سماجت کرکے انکو راضی کیا تو انہوں نے دعا کا وعدہ کیا' میں نے انکی خدمت میں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس اونٹنی پر سوار کرایا' مگر اونٹنی بدک گئی اور انکو دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا' جس سے ان کی موت واقع ہو گئی' یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا : اگر تمہارے والد گرامی تم سے خوش ہو چکے تھے تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو گیا' اس نے عرض کیا' خدا کی قسم ! میرے والد صاحب مجھ سے خوش ہو چکے تھے' پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور چند رکعتیں ادا کیں' پھر آہستہ آہستہ دعا کی' بعد ازاں فرمایا : اے مبارک بندے ! کھڑا ہو' تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ایک تنو مند آدمی کی طرح چلنے لگا' پھر فرمایا : اگر تم اپنے والد کے راضی ہونے کی قسم ! نہ اٹھاتے تو میں ہرگز تمہارے واسطے دعا نہ کرتا۔

کرامات حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : انہیں فرشتوں نے غسل دیا ہے' امام بیہقی بروایت واقدی لکھتے ہیں' فاطمہ خزاعیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کی اور عرض کیا' اے رسول اللہ کے عم محترم ! آپ پر سلام ہو تو مزار سے آواز آئی و علیکم السلام ورحمتہ اللہ راقم الحروف (یوسف نبہانی) نے

عارف باللہ شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ کی کتاب باقیات صالحات میں پڑھا' لکھا تھا کہ انہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور کی زیارت کی اور سلام پیش کیا تو قبر سے صاف الفاظ میں جواب سنائی دیا' ساتھ ہی حکم ملا جب تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام حمزہ رکھنا' چنانچہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کا نام حمزہ رکھا۔

شیخ کردی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر سلام عرض کیا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا: جسے میں نے واضح الفاظ میں سماعت کیا۔

شیخ عبدالغنی نابلسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب شرح صلاۃ الغوث الجیلانی میں رقم طراز ہیں کہ وہ 1205 ہجری میں شیخ محمود کردی سے مدینہ منورہ میں ملے' حضرت شیخ انہیں اپنے گھر لے گئے اور اعزاز و اکرام سے پیش آئے' ان کا بیان ہے کہ شیخ موصوف نے بارہا حالت بیداری میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی' چونکہ اس دعویٰ میں صداقت کی علامات موجود تھیں' لہٰذا امام نابلسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسکی تائید و تصدیق کی' میں نے اپنی کتاب سعادۃ الدارین میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (بیداری اور خواب میں) زیارت کے موضوع پر سیر حاصل کلام کیا' میرا خیال ہے کہ اس موضوع پر اس سے قبل اتنی جامعیت کے ساتھ کوئی کتاب ضبط تحریر میں نہیں آئی۔

کرامات عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد حاکم اور بیہقی حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن جحش کو غزوۂ احد سے ایک دن پہلے یہ کہتے ہوئے سنا' اے اللہ! میں تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ کل میرا دشمن سے سامنا ہو' وہ مجھے شہید کر ڈالیں' میرا پیٹ چاک کر دیں' نیز ناک اور کان کاٹ ڈالیں' پھر روز قیامت تو مجھ سے پوچھے یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ تو میں فخر سے کہوں' یا اللہ تیری رضا کے لئے۔

پس اگلے روز جب ان کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو وہ شہید کر دیئے گئے اور دشمن نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جس کا انہوں نے ذکر کیا تھا' ان سے یہ کلمات سننے والا شخص کہتا ہے' مجھے امید ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کے پہلے حصے کو پورا فرمایا' یونہی آخری حصے کو بھی پورا فرمائے گا۔

کرامات عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد درجہ شہادت پر فائز ہوئے تو میری پھوپھی رونے لگی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رونے سے باز رہو' یا یہ فرمایا: کہ انکو کیوں روتی ہو؟ ان کو تو فرشتوں نے مسلسل اپنے پروں سے ڈھانپ رکھا تھا یہاں تک کہ تم نے ان کا جنازہ اٹھایا۔

امام بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں' فرمایا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں میرے والد کا جسد مبارک قبر سے نکالا گیا' میں نے آ کر انہیں دیکھا تو اسی حالت میں پایا جس میں انہیں دفن کیا تھا' ان میں ذرہ برابر تغیر نہ ہوا تھا' اس کے بعد میں نے انہیں دوبارہ دفن کر دیا۔

ابن سعد بیہقی اور ابو نعیم ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں کہ ہم نے اپنے شہدائے احد کے بارے میں فریاد کی' یہ اس وقت کی بات ہے' جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہر جاری کی تھی' ہم اپنے شہداء کے پاس آئے اور انہیں نکال لیا تو وہ اس قدر نرم تھے کہ ان کے اعضاء مڑ جاتے تھے' یہ واقعہ ان کی شہادت کے چالیس سال بعد رونما ہوا' اس کھدائی کے دوران حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر پھاوڑا لگ گیا جس سے خون بہہ نکلا' بیہقی نے اس روایت کو دیگر اسناد سے بھی نقل کیا' ان میں سے ایک واقدی کے حوالے سے ہے' کہ حضرت عبداللہ اس حالت میں پائے گئے کہ ان کا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا' جب زخم سے ہٹایا گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا' ہاتھ دوبارہ زخم پر رکھا گیا تو خون بند ہو گیا' حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو قبر میں دیکھا وہ ایسے تھے گویا حالت نیند میں ہوں' اور وہ چادر جس میں انہیں کفنایا گیا تھا وہ اپنی اصلی حالت میں تھی' نیز وہ گھاس جو ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی وہ بھی برقرار تھی' ان کے دفن کئے جانے اور قبرکشائی کے واقعے کے دوران تقریباً چھیالیس سال کا عرصہ بنتا ہے' ایک اور حیران کن بات یہ ہے کہ ان شہداء میں سے کسی ایک صاحب کے پاؤں پر پھاوڑا لگ گیا تو اس سے خون بہنے لگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعے کے بعد حیات شہداء کے کسی منکر کے لئے انکار کی گنجائش نہیں رہتی' یہ کرامت بھی ملاحظہ فرمایئے کہ جب لوگ قبر کی مٹی کھود رہے تھے تو ایک حصہ کھودنے کے بعد اس میں سے مشک کی خوشبو مہکنے لگی' اھ

کرامات حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر نکلے تاکہ ان کے وسیلے سے بارش کی دعا کریں' پھر ان کے بازو تھام کر اور انہیں سامنے کھڑا کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی اے پروردگار! ہم تیرے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے تیرا تقرب حاصل کرتے ہیں کیونکہ تیرا برحق ارشاد ہے۔

وَاَمَّا الۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ فِى الۡمَدِيۡنَةِ — رہی وہ دیوار' وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اسکے نیچے
وَكَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا — ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔

اے اللہ! تو نے ان دو لڑکوں کے باپ کی نیک بختی کی وجہ سے دونوں کی حفاظت فرمائی' اسی طرح اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کی حفاظت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعے فرما کیونکہ ہم عم رسول کو تیری بارگاہ میں سفارش لائے ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا اِلٰى قَوۡلِهٖ اَنۡهٰرًا — لوگو! اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے تم پر شرانٹے کا مینہ بھیجے گا اور تم کو اموال و اولاد سے مدد دے گا

اور تمہارے لئے نہریں بنادے گا۔

ادھر حضرت عباس غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے تھے' انکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ان کی انگشت شہادت ان کے سینے پر لہرا رہی تھی' وہ کہہ رہے تھے۔

اے اللہ! تو ہی نگہبان ہے گم شدگان کو ضائع نہ چھوڑ' شکستہ دلوں کو وار ہلاکت میں نہ رہنے دے بچے پریشان ہیں' بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں' اور اس آفت کی فریاد ہر زبان پر ہے' مولیٰ تو دلوں کے بھید اور پوشیدہ باتیں جاننے والا ہے' اے اللہ! اپنی خاص مدد سے ان پریشان حالوں کی مدد فرما' یہ لوگ میرے وسیلے سے تیرا تقرب حاصل کر رہے ہیں کیونکہ تیرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے میرا تعلق ہے۔

اس عاجزانہ دعا کے فوراً بعد بادلوں کے آوارہ ٹکڑے اٹھے تو لوگ پکار پکار کر کہنے لگے' دیکھتے ہو! دیکھتے ہو! پھر وہ آوارہ بادل باہم مل گئے اسی اثناء میں ہوائیں چلنے لگیں' پھر گرج چمک کے ساتھ موسلا دھار بارش ہوئی' یہ لوگ جو استسقی کے لئے گئے تھے' ابھی وہیں تھے (کہ بارش آگئی اور) وہ تہ بند سمیٹنے لگے' اور دیکھتے ہی دیکھتے پانی ان کے گھٹنوں تک آگیا' لوگ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑ کر ان کی چادر چھونے لگے' کہنے لگے' اے ساقی حرمین! آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپکے وسیلے سے میدانوں کو سبزہ زار اور شہروں کو شاداب کر دیا اور اپنے بندوں پر بے پایاں کرم فرمایا:

ابن الاثیر اسد الغابہ' میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عام الرمادہ یعنی ہلاکت کے سال حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے سخت قحط سالی میں بارش کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے فریاد رسی کی اور رحمت کی بارش عطا فرمائی' اس سے زمین سر سبز ہو گئی اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بخدا! یہ وسیلے کی برکت ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی موقع کی مناسبت سے یہ اشعار فرمائے۔

سَئلَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدَبُنَا فَسَقَى الْغَمَامُ بِغُرَّةِ
الْعَبَّاسِ عَمِّ النَّبِيِّ وَصِنْوِ وَالِدِهِ الَّذِىْ وَرِثَ النَّبِيَّ
بِذَاكَ دُوْنَ النَّاسِ اَحْيَا الْاِلٰهِ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ
مُخْضَرَّةُ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْيَأْسِ

امام المسلمین (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دعا کی جب خشک سالی دراز ہونے لگی' پھر چہرۂ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے بارش ہوئی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے والد کے حقیقی بھائی ہیں جو بلا شرکت غیرے اس معاملہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے طفیل دیار و امصار زندہ فرما دیئے اور مایوسی کے بعد وہ سر سبز و شاداب ہو گئے۔

چنانچہ بارش ہوئی تو لوگ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن کو چھو کر برکت حاصل کرنے لگے اس وقت ان کے لبوں پر یہ کلمات تھے' مبارک ہو' اے ساقی حرمین!

کرامات سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری مسلم اور بیہقی بطریق عبدالملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ اہل کوفہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فاتح ایران حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیق حال کے لئے ایک شخص بھیجا' چنانچہ اس شخص کو کوفہ کی مساجد میں ' پھرایا گیا تو لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں سوائے کلمات خیر کے کچھ نہ کہا' صرف ایک مسجد میں ابو سعدہ نامی شخص نے کہا: جب آپ قسم دے کر بتاکید پوچھتے ہیں تو سنئے' حضرت سعد منصفانہ تقسیم نہیں کرتے' نہ لشکر کے ساتھ جاتے ہیں اور نہ ہی عادلانہ فیصلے کرتے ہیں' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الزامات سنے تو دعا کی' اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اسکی عمر میں اضافہ فرما' اس کی تنگ دستی دراز کر اور اس کو فتنوں میں ڈال دے' ابن عمیر کہتے ہیں میں نے اس شخص کو انتہائی بڑھاپے میں دیکھا اس کی دراز بھنویں آنکھوں پر پڑی تھیں' وہ کبر سنی کے باوجود راستے میں دوشیزاؤں سے چھیڑ خانی کرتا تھا' جب اس سے پوچھا جاتا تمہارا حال کیا ہے؟ تو کہتا فتنوں کا مارا بوڑھا شخص ہوں' مجھے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا نے برباد کر دیا ہے۔

ابن عساکر بروایت مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوران خطبہ اہل کوفہ سے اپنی حکمرانی کے متعلق پوچھا: تو ایک شخص نے کہا: آپ نے لوگوں میں عدل و انصاف سے کام نہیں لیا مساویانہ تقسیم نہیں کی نہ ہی فوجی دستوں کے ساتھ میدان جہاد میں جہاد کیا' یہ سن کر آپ نے دعا فرمائی۔

اے اللہ! اگر یہ شخص اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اسے بصارت سے محروم کر دے' اسے جلد محتاجی میں مبتلا کر اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا۔

پھر وہ شخص اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک اندھا اور محتاج نہ ہو گیا' وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا تھا' اور بالآخر مختار کذاب کے فتنے میں ہلاک ہو گیا۔

حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نام نہاد مسلمان نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی اے پروردگار! مجھے اس شخص کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ فرما' پس جنگ قادسیہ میں اس کے تیر لگا جس سے اس کی زبان اور ہاتھ بیکار ہو گئے' پھر مرتے تک بول نہ سکا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے بیان کیا کہ ایک عورت انتہائی ٹھگنے قد کی تھی' لوگ اسے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کہتے' اس نے ایک بار حضرت سعد کے (وضو کے) پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو انہوں نے اسے بددعا دی' اللہ تیری قوت گھٹا دے' اس وجہ سے اس کا قد پستہ ہی رہ گیا۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھانکا

کرتی تھی اور حضرت سعد اس کو روکا کرتے، مگر وہ باز نہ آتی' ایک روز اس نے جھانکا تو آپ کے منہ سے نکل گیا تیرا منہ بگڑ جائے تو اس کا چہرہ بگڑ کر پیچھے گدی کی طرف ہو گیا' (ابن ابی الدنیا ابن عساکر)

حاکم بطریق قیس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شب و ستم کیا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی' اے اللہ! یہ تیرے ولی کو برا کہتا ہے' اسے مجلس کے برخاست ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرا دے' خدا کی قسم! لوگ ابھی اٹھ کر نہ گئے تھے' کہ اسکی سواری زمین میں دھنسنے لگی اور اسے سر کے بل پتھروں پر گرا دیا' جس سے اس کا بھیجا نکل گیا اور وہ فوت ہو گیا۔

حاکم مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بددعا دی تو اس کی اونٹنی نے اس کو جھنجھوڑ ڈالا' جس کے کفارہ کیلئے حضرت سعد نے ایک غلام آزاد کیا اور قسم کھائی کہ آئندہ کسی کو بد دعا نہیں دیں گے۔

حاکم بروایت ابن المسیب کہتے ہیں کہ ایک بار خلیفہ مروان نے کہا: یہ مال ہمارا مال ہے ہم جسے چاہیں دیں گے' یہ سن کر حضرت سعد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: کیا میں دعا کروں؟ مروان لپک کر ان کے گلے سے لپٹ گیا اور کہنے لگا' اے ابا اسحاق! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ بددعا نہ دیں' یہ مال تو سارے کا سارا اللہ کا ہے۔

بیہقی اور ابن عساکر کی روایت ہے کہ یحییٰ اپنے دادا لبیبہ سے نقل کرتے ہیں' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی' الٰہی! میرے بچے چھوٹے ہیں' میری موت اتنی موخر کر دے کہ بالغ ہو جائیں' پس ان کی موت بیس سال تک موخر کر دی گئی' یعنی وہ قریب المرگ مرض کے بعد بیس سال تک زندہ رہے۔

طبرانی عامر بن سعد سے ناقل' ایک بار حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے' جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بدزبانی کر رہا تھا' حضرت سعد نے اس سے فرمایا: کیا تو ایسے برگزیدہ لوگوں کو برا کہہ رہا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بخشش اور عظمت شان کا وعدہ دے رکھا ہے' خدا کی قسم! تو ان کو برا کہنا چھوڑ دے یا میں تیرے واسطے بددعا کروں' اس نے سن کر ترنگ میں کہہ دیا' آپ مجھ کو ڈراتے ہیں گویا آپ نبی ہیں' حضرت سعد نے بددعا فرمائی الٰہی! یہ بدبخت ان عظیم ہستیوں کو برا کہتا ہے جن کو تو مغفرت اور جنت کا وعدہ دے چکا ہے' الٰہی تو اس کو نشان عبرت بنا دے۔

اس کے بعد ایک بختی اونٹنی بھاگتی ہوئی آئی' لوگ اس کے سامنے سے ہٹ گئے' تو اس نے اس بدبخت گستاخ کو روند ڈالا' پھر ہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے' اور کہہ رہے تھے' اے ابا اسحاق! اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستجاب الدعا ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی' ترمذی اور حاکم کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی' اے اللہ! سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرما' یہی وجہ ہے کہ جب وہ دعا مانگتے تو وہ قبول ہوتی' اس بارے میں احادیث گزر چکی

ہیں۔

کرامات سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری اور مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اروی بنت اویس نے مروان بن حکم کی عدالت میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مقدمہ دائر کیا کہ انہوں نے اس کے ایک قطعہ اراضی پر قبضہ کر لیا' حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دعویٰ میں فرمایا: کیا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان سن لینے کے بعد زمین ہتھیا لینے کا ارتکاب کر سکتا ہوں؟ مروان نے پوچھا: آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ فرمایا: میں نے حضور اقدس کی زبان سے سنا کہ جس نے بالشت بھر زمین پر ظلماً قبضہ کیا اللہ تعالیٰ سات زمینوں کا طوق بنا کر اسکے گلے میں ڈالے گا' یہ سن کر مروان نے کہا: بس اس کے بعد کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی' اے اللہ! اگر مدعیہ جھوٹی ہو تو اسے بینائی سے محروم کر دے اور اس کو اسی زمین میں قتل کر' عروہ کہتے ہیں' بخدا! اس کو موت نہ آئی یہاں تک کہ اس کی بینائی جاتی رہی' پھر ایک دن چلتے ہوئے گڑھے میں گر گئی اور فوت ہو گئی۔

امام مسلم کی روایت میں ہے' محمد بن زید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو بینائی سے محروم دیکھا وہ دیواروں کو ٹٹول کر چل رہی تھی' اور کہتی جاتی تھی' مجھے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا لگ گئی اور جس احاطے کے بارے میں مقدمہ دائر کیا تھا اسی کے کنویں کے پاس سے گزری تو اس میں گر پڑی' وہی کنواں اسکا مدفن بن گیا۔

کرامات عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبقات میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ کرامت نقل کی' آپ نے لوگوں کا راستہ روکنے والے ایک شیر کو حکم دیا کہ وہ راستے سے ہٹ جائے تو وہ دم ہلا کر راستے سے ہٹ گیا (طبقات مناوی میں اس کی تفصیل ہے)

کرامات خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو یعلی بیہقی اور ابو نعیم ابو السفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیرہ میں اترے تو لوگوں نے عرض کیا' آپ زہر سے بچ کر رہیں' یہ عجمی لوگ کہیں آپ کو زہر نہ پلادیں' فرمایا: وہ زہر میرے پاس لاؤ' پھر زہر کی شیشی ہاتھ میں تھام کر بسم اللہ پڑھی اور اسے حلق سے نیچے اتار لیا' مگر اس سے کوئی ضرر نہ پہنچا۔

کلبی کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرہ کا قصد کیا تو عجمیوں نے عبدالمسیح نامی شخص کو ایک زہر قاتل کے ساتھ بھیجا' آپ نے فرمایا: لائیے' پھر ہتھیلی پر رکھ کر کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ دَاءٌ

اللہ پروردگار ارض و سما کے نام سے جسکے نام کے ساتھ کوئی بیماری ضرر نہیں دیتی۔

پھر اسے نگل لیا' عبدالمسیح اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا: اے میری قوم! خالد وہ زہر پی گئے ہیں اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا' تم لوگ ان سے صلح کر لو کیونکہ فتح ان کا مقدر بن چکی ہے۔

ابن ابی الدنیا' بسند صحیح خیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اس کے پاس شراب کا مٹکا تھا' آپ نے دعا کی' اے اللہ! اسے شہد بنا دے' پس وہ شراب ان کی دعا سے شہد بن گئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ شراب سرکہ بن گئی۔

ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی گئی کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں تو آپ نے لشکر میں چکر لگا کر دیکھا ایک شخص کے پاس شراب کا مٹکا تھا' پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا' سرکہ ہے فرمایا: اے اللہ! اس کو سرکہ ہی بنا دے' پھر مٹکا کھولا گیا تو وہ سرکہ ہی نکلا' یہ سب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت تھی۔

کرامات سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو نعیم حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی تیزی سے تشریف لے چلے کہ آپکے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے' راستے میں لوٹ کر نہ دیکھا یہاں تک کہ کہ چادر مبارک گرنے لگی تو توجہ نہ فرمائی' نہ ہی کسی کی طرف التفات فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' حضور! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر آگے نکل جائیں گے' فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں فرشتے سعد کے غسل میں ہم سے سبقت نہ لے جائیں جس طرح حنظلہ کے غسل میں ہم سے بازی لے گئے تھے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ خندق میں تیر لگا' یہ تیر حیان بن عرقہ نے ان کی رگ اکحل میں پیوست کیا تھا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی عیادت کے لئے مسجد ہی میں خیمہ نصب کروا دیا تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار دیئے تو جبرئیل امین سر سے غبار جھاڑتے ہوئے آئے اور کہا: یا رسول اللہ! آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں حالانکہ میں نے بخدا! ہتھیار نہیں اتارے' آیئے دشمن کی طرف چلئے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: کس طرف؟ تو جبرئیل نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا' آپ روانہ ہو کر بنو قریظہ کے پاس آئے تو انہوں نے اپنا معاملہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چھوڑ دیا' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والے لوگوں کو قتل کر دیا جائے' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال آپس میں بانٹ لئے جائیں' بعد ازاں (ایک موقع پر) دعا مانگی الٰہی! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں اس قوم کے ساتھ جہاد سے زیادہ کوئی چیز

محبوب نہیں، جس نے تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور شہر مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا' اے اللہ! میرا خیال ہے کہ تو نے جنگ کا فیصلہ کر دیا ہے' اگر قریش کے ساتھ کوئی جنگ باقی ہے تو ان سے معرکہ آرائی کے لئے مجھے زندہ رکھ اور اگر جنگ کا سلسلہ موقوف ہو گیا ہے تو پھر سے اسے جاری فرما' اور مجھے شہادت کا درجہ نصیب فرما' پس (اس دعا کے نتیجہ میں) اسی رات جنگ چھڑ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر لگنے کی وجہ سے ان کی رگ اکحل کھل گئی اور خون کا فوارہ پھوٹ نکلا' انہوں نے دعا کی' مولا! میری جان قبض نہ کرنا جب تک بنی قریظہ کی شکست سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہو جاتیں' چنانچہ ان کی رگ بند ہو گئی اور ایک قطرہ تک نہ بہا' پھر بنو قریظہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر راضی ہو گئے (تو انہوں نے اپنا فیصلہ نافذ فرمایا) پھر جب ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو رگ دوبارہ پھٹ گئی جس سے ان کا وصال ہو گیا۔

بیہقی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: سعد کے وصال سے عرش الٰہی لرز اٹھا اور ان کے جنازہ کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں نے مشایعت کی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: یہ کس مرد صالح کا انتقال ہوا ہے کہ اس کے واسطے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اس کے لئے عرش الٰہی لرزہ براندام ہے؟ حضور باہر تشریف لائے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔

بیہقی کہتے ہیں کہ رافع ارقی نے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت جبرئیل امین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ﷺ کے پاس رات کے وقت تشریف لائے' وہ ریشم کا عمامہ باندھے ہوئے تھے' انہوں نے پوچھا: آج کس صالح شخص کا وصال ہوا ہے' جس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش خداوندی حرکت میں آ گیا ہے' پھر جلدی سے حضرت سعد کے پاس تشریف لے چلے جب وہاں پہنچے تو حضرت سعد کی روح قبض ہو چکی تھی۔

بیہقی حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر عرش الٰہی جھوم اٹھا۔

طبقات ابن سعد میں مسلمہ بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے تو' سوائے ان کے' گھر میں کوئی نہ تھا اور وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' میں نے دیکھا حضور راستے میں بچ بچا کر چل رہے تھے' مجھے اشارہ فرمایا: ٹھہرو تو میں ٹھہر گیا' پھر آپ کچھ دیر کے بعد برآمد ہوئے' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں نے کسی اور کو تو دیکھا نہیں' اس کے باوجود آپ بچ بچ کر چل رہے تھے' فرمایا: ہاں! میں کسی جگہ بیٹھ نہ سکا جب تک کہ ایک فرشتے نے اپنا پر میرے لئے سمیٹ نہ لیا' ابو نعیم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دن اپنے گھٹنے سمیٹ لئے تھے' آپ نے فرمایا: ایک فرشتہ آیا ہے اسے بیٹھنے کی جگہ نہ ملی تو میں نے اسے جگہ دی'

جب لوگوں نے حضرت سعد کا جنازہ اٹھایا وہ بھاری اور لمبے تڑنگے تھے' ایک منافق بولا' ہم نے کوئی جنازہ سعد کے جنازے سے ہلکا نہیں اٹھایا' حضور کا ارشاد ہے کہ سعد کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے جنہوں نے اس سے پہلے زمین پر قدم نہیں رکھا۔

ابن سعد محمود بن لبید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہم نے کسی میت کو سعد سے زیادہ خفیف الوزن نہیں دیکھا' فرمایا : ان کا وزن ہلکا کیوں نہ ہوتا' ان کے لئے آج بڑی تعداد میں فرشتے اترے ہیں' جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے اور وہ چارپائی اٹھانے میں تمہارے شریک تھے۔

ابن سعد اور ابو نعیم محمد بن شرجیل سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی مشت بھر مٹی لے گیا' کچھ دیر اسے دیکھا تو وہ مشک تھی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ' سبحان اللّٰہ" یہاں تک کہ چہرہ انور پر خوشی کے آثار نظر آنے لگے' فرمایا : الحمد للہ ! اگر قبر کے دبانے سے کوئی محفوظ رہتا تو سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفوظ رہتے' حضرت سعد کو معمولی دباؤ برداشت کرنا پڑا اس کے بعد اللہ نے ان کے لئے کشادگی فرما دی۔

ابن سعد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا' جنہوں نے حضرت سعد کی قبر کھودی جب ہم کچھ حصہ کھودتے تو مٹی سے خوشبو کے بھبھوکے اٹھتے۔

حضرت عاصم اور خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت کی زیر قیادت ایک دستہ روانہ فرمایا' جب یہ لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو قبیلہ ہذیل میں ان کی آمد کا چرچا ہوا' پس سو کے قریب تیر اندازوں نے ان کا تعاقب کیا' اور نشانات ڈھونڈتے ہوئے انہیں جا لیا' یہ دیکھ کر حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ایک بلند ٹیلہ پر پناہ لی' ان تیر اندازوں نے اس اسلامی دستے کا محاصرہ کر لیا اور اعلان کیا ہم تم کو پیمان دیتے ہیں کہ اگر تم پناہ گاہ سے اتر آؤ' تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے' یہ سن کر حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : میں کسی کافر کی پناہ لے کر اترنے کے لئے تیار نہیں' اے اللہ ! اپنے نبی کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے' اس کے بعد اہل ہذیل نے اس دستے پر تیر اندازی شروع کر دی یہاں تک کہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سات آدمی شہید ہو گئے حضرت خبیب اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ رہ گئے' جو تیر اندازوں کے وعدہ پر ٹیلہ سے اتر آئے' تو انہوں نے حضرت خبیب اور ان کے ساتھیوں کو قابو کر لیا اور ان کی کمانوں کے چلے اتار کر ان کو باندھ دیا' یہ صورت حال دیکھ کر تیسرے شخص نے کہا: یہ پہلی بد عہدی ہے' پھر ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا' جس کی وجہ سے ان لوگوں نے تشدد کیا' مگر وہ نہ مانا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا' پھر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے چلے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں دونوں کو

فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی حارث بن عامر نے خرید لیا کیونکہ خبیب نے جنگ بدر میں حارث کو قتل کر دیا تھا آپ ان لوگوں کی قید میں رہے تا کہ آنکہ تمام بنو حارث حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر متفق ہو گئے۔

پھر ایک دن حضرت خبیب نے بنو حارث کی ایک بیٹی سے استرہ منگوایا تا کہ زیر ناف کے بال صاف کر لیں' اس لڑکی نے استرا لا دیا وہ کہتی ہے کہ میں اپنے بچے سے ذرا غافل ہوئی تو وہ چلتا ہوا حضرت خبیب کے پاس جا پہنچا آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا' میں یہ دیکھ کر بہت گھبرائی (کہ مبادا خبیب اس کو قتل کر دیں) میری اس گھبراہٹ کو حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی محسوس کر لیا' کہنے لگے کیا تم کو خوف ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر ڈالوں گا' میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا انشاء اللہ وہ کہتی ہے میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا' آپ انگور کے خوشے کھاتے حالانکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں کوئی پھل دستیاب نہ تھا' ساتھ ہی وہ پابند سلاسل بھی تھے(اور اگر پھل دستیاب بھی ہوتا تو لانے سے معذور تھے) یہ تو خدائی رزق تھا' جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔

غرضیکہ جب کافر آپ کو قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لے چلے تو حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدعا کی مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو' پھر نماز ادا کرنے کے بعد دعا کی۔

"اے اللہ! ان کا شمار فرما لے' پھر انہیں متفرق کر کے مار' اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ' حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ان کی شہادت کے دن ہی قبول ہو گئی اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کی خبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خبر کی اطلاع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دی' جب قریش کو حضرت عاصم کی شہادت کا پتہ چلا تو انہوں نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ جا کر عاصم کے جسم کا ایسا حصہ لے آئیں جسے دیکھ کر عاصم کی شناخت ہو سکے' اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر میں ایک قریشی سردار کو قتل کیا تھا' اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کا ایک سائبان بنا کر بھیج دیا' جس نے ان کی حفاظت کی' اور وہ کافروں کی دستبرد سے محفوظ رہے اور کافر ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لے جانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

بیہقی نے یہ روایت اسی طرح بیان کی' نیز ابو نعیم سے موسیٰ بن عقبہ کی بسند ابن شہاب اور عروہ نقل کی ہے جس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' مولیٰ! میرے پاس کوئی قاصد نہیں جسے تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجوں' لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دے' اسی دوران جبرئیل امین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور واقعہ کی روداد بیان کی لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا: خبیب پر سلام ہو ان کو قریش نے شہید کر دیا۔

بیہقی بروایت ابن اسحاق بیان کرتے ہیں' مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا کہ قبیلہ ہذیل نے جب حضرت عاصم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تو انہوں نے آپ کا سر کاٹ لینا چاہا' تاکہ اسے سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں کیونکہ اس نے جنگ احد میں اپنے دو بیٹوں کی موت پر قسم کھائی تھی کہ وہ قاتل کے سر پر قابو پا سکی تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیے گی' مگر شہد کی مکھیوں نے ان کے مکروہ عزائم کو خاک میں ملا دیا' جب مکھیاں حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے درمیان حائل ہو گئیں تو ان لوگوں نے کہا: چلو شام تک چھوڑ دو' مکھیاں چلی جائیں گی تو عاصم کا سر کاٹ لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا' جو ان کی لاش بہا کر لے گیا' حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں کسی مشرک کو چھوئیں گے نہ کوئی مشرک ان کو چھو سکے گا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شہادت کے بعد آپ کو اس بات سے محفوظ رکھا جس سے وہ زندگی بھر اجتناب کرتے رہے۔

بیہقی اور ابو نعیم بریدہ بن سفیان سلمی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا' پھر حدیث ابوہریرہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں' ان لوگوں نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا' تاکہ اسے سلافہ (قریشی عورت) کے پاس لے جائیں' مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کے ذریعے آپ کے بدن کی حفاظت کی اور کفار کا منصوبہ ناکام بنا دیا اور وہ سر نہ کاٹ سکے۔

پھر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں فرمایا: کہ آپ نے اللہ سے التجا کی' الٰہی! میرے پاس کوئی شخص نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک میرا سلام پہنچا دے پس تو ہی میرا سلام اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا دے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضور نے اس وقت یہ فرمایا: تھا کہ اس پر بھی سلام ہو' صحابہ کرام نے عرض کیا' کس پر یا رسول اللہ؟ فرمایا: تمہارے بھائی خبیب کو قتل کیا جا رہا ہے جب حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر چڑھائے گئے تو دعا مانگی' ایک شخص کا بیان ہے' جب میں نے انہیں محو دعا دیکھا تو زمین کے ساتھ چپک گیا پھر ایک سال کے اندر اندر ان لوگوں میں سے کوئی نہ بچا سوائے اس شخص کے جو زمین کے ساتھ چپک گیا تھا۔

ابن شیبہ اور بیہقی نے جعفر بن عمرو ضمری سے روایت کی' کہ ان کے والد عمرو ضمری کا بیان ہے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو جاسوس بنا کر بھیجا' جب میں خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی کی جگہ پہنچا اور نظروں سے بچ بچا کر سولی پر چڑھا اور لاش کو کھول دیا جس کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑی' اور زمین نے اسے کچھ دور پھینک دیا' میں نے اس کی طرف نظر کی تو وہ مجھے دکھائی نہ دی' گویا زمین نے اسے نگل لیا' اب حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہڈی تک کا نشان نہیں ملتا۔

(ایک اور روایت ہے کہ) امام ابو یوسف کتاب اللطائف میں بحوالہ ضحاک لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن کو سولی سے اتارنے کے لئے مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا' یہ دونوں حضرات تنعیم میں پہنچے تو انہوں نے لاش خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارد گرد چالیس آدمی حالت نشہ میں دیکھے' انہوں نے لاش کو سولی سے اتارا' پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو گھوڑے پر ڈال

لیا' آپکا بدن انتہائی نرم و ملائم تھا جس میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا' بعد ازاں اس لاش کو زمین نگل گئی' جس کی مناسبت سے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب بلیع الارض پڑ گیا۔

کرامات اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اسید بن حضیر کی ایک کرامت ابن اثیر نے اسد الغابہ میں اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے' حضرت اسید قرآن حکیم کے خوش آواز قاری تھے' ان کا بیان ہے کہ ایک رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا' قریب ہی میرا گھوڑا بندھا تھا' اور میرا بیٹا بھی میرے پاس لیٹا ہوا تھا' قرآن حکیم کی آواز سن کر گھوڑا چکر لگانے لگا' میں اپنے بیٹے یحییٰ کی فکر میں اٹھ کھڑا ہوا' تو گھوڑا رک گیا' بعد ازاں تلاوت دوبارہ شروع کی تو گھوڑا پھر اچھلنے کودنے لگا' میں نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو قمقموں جیسی ایک چھتری نما چیز اترتی ہوئی نظر آئی' جس سے میں خوفزدہ ہو گیا اور چپ ہو گیا' جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ماجرا بیان کیا' آپ نے سن کر فرمایا: یہ فرشتے تھے' جو تمہاری قرات کی وجہ سے زمین کے نزدیک آ گئے تھے اگر تم قرات جاری رکھتے' تو صبح کے وقت لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت

ابن سعد ' بیہقی اور ابو نعیم کی روایت ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی کام کے لئے حضور کی خدمت میں تھے' یہاں تک کہ کافی رات گزر گئی' اور رات اندھیری بھی تھی یہ دونوں نکلے تو ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی' جاتے جاتے ایک صاحب کی لاٹھی روشن ہو گئی اور وہ اس کی روشنی میں چلتے رہے' جب راستے الگ ہوئے تو دوسرے صاحب کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور دونوں اپنی اپنی لاٹھیوں کی روشنی میں گھر پہنچ گئے۔

ایسی ہی ایک روایت بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے۔

سعد بن ربیع کی کرامت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سعد بن ربیع کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا: اگر تم ان سے ملو تو میرا سلام کہنا' اور کہنا کہ تم اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو؟ میں ان سے نزع کے وقت ملا ان کے بدن پر نیزوں تلواروں اور تیروں کے ستر زخم تھے' انہوں نے سوال و سلام کا جواب دیا: اور کہا: یا رسول اللہ! میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں' پھر میری قوم انصار سے کہنا کہ اگر دشمن کسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچ گیا اور تمہارا ایک متنفس بھی زندہ ہوا تو تمہارے لئے کوئی عذر نہیں ہو گا' اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی' رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حاکم بحکم صحت' بیہقی)

کرامت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے چچا انس بن نضر نے جنگ احد کے دن فرمایا: قسم ہے اس

ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' مجھے احد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور بے شک یہ جنت ہی کی خوشبو ہے اس کے بعد وہ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے' رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بخاری مسلم)

کرامت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن فرمایا : حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے اہل خانہ سے ان کا حال پوچھا: اور میں نے ان کی اہلیہ سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: کہ جب حنظلہ نے اعلان جنگ کی آواز سنی تو اس حالت میں روانہ ہوئے کہ انہیں غسل جنابت کی ضرورت تھی اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے اس روایت کو امام بیہقی نے نقل کیا ہے' ابن سعد ہشام بن عروہ کی سند سے ان کے والد سے نقل کرتے ہیں' میں نے دیکھا کہ فرشتے آسمان و زمین کے درمیان بارش کے پانی سے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے رہے ہیں' ابو سعید ساعدی کہتے ہیں کہ ہم نے جاکر دیکھا تو حنظلہ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

ابن مندہ' بروایت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں' میں نے غابہ میں اپنے مال مویشی کے پاس جانے کا ارادہ کیا' وہاں مجھے رات ہو گئی میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کی قبر پر آیا تو قبر سے قرآن پڑھنے کی ایسی آواز سنی جس سے بہتر کوئی آواز سنی نہ تھی' بعد ازاں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو حضور نے فرمایا: یہ قرآن کے پڑھنے والے عبداللہ ہی تھے' کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان شہیدوں کی روحوں کو قبض فرما کر زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں داخل کیا جو جنت کے وسط میں لٹکی ہوئی ہیں' پھر رات کے وقت انکی ارواح میں لوٹائی جاتی ہیں' جو صبح تک اس طرح رہتی ہیں' پھر صبح کے وقت مقام اصلی کی طرف چلی جاتی ہے۔

امام ترمذی (فائدہ تحسین کے ساتھ) اور حاکم (حکم صحت کے ساتھ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا' ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے' اچانک صاحب قبر کی آواز آئی' وہ سورۂ ملک کی تلاوت میں مشغول تھا یہاں تک کہ اس نے سورت ختم کر لی' پھر حضور تشریف لائے تو ان صحابیوں نے اس واقعہ کی خبر دی' آپ نے فرمایا: یہ سورت عذاب کو روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے۔

کرامت عامر بن فہیرہ

امام بخاری بطریق ہشام بن عروہ لکھتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بتایا جب بیر معونہ کی طرف جانے والے صحابہ کرام شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمری گرفتار کر لئے گئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا: یہ

کون ہے؟ عمرو نے جواب دیا: یہ عامر بن فہیرہ ہیں اس نے کہا: میں نے اس کو دیکھا کہ شہادت کے بعد اسے آسمان کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک زمین و آسمان کی درمیانی فضا میری نظروں کے سامنے آگئی' پھر عامر کو زمین پر رکھ دیا گیا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انکی شہادت کی غیبی خبر ملی تو آپ نے اس خبر سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آگاہ فرمایا اور فرمایا: کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں' انہوں نے بوقت شہادت یہ دعا کی الٰہی ہماری شہادت کی خبر ہمارے بھائیوں کو دے دینا' ہم تم سے خوش ہیں تم ہم سے راضی رہو' پس اللہ تعالیٰ نے انکو یہ خبر پہنچا دی۔

بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک تبلیغی گروہ روانہ فرمایا' پھر تھوڑی دیر کے بعد حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: تمہارے بھائیوں کا مشرکوں کے ساتھ ٹکراؤ ہو گیا ہے' اور کافروں نے ان کو کاٹ کر رکھ دیا ہے اور ان میں سے کوئی بھی بچ نہیں سکا' ان شہداء نے دعا کی "الٰہی ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم تم سے خوش اور تم ہم سے راضی' اور میں (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری طرف ان کا پیغام رساں ہوں' وہ اللہ تعالیٰ سے خوش اور اللہ ان سے راضی ہے۔

واقدی کہتے ہیں' مجھے مصعب بن ثابت نے بحوالہ ابو الاسود بیان کیا کہ حضرت عروہ نے کہا: کہ منذر بن عمرو خدمت اقدس میں آیا اور قرآن و سنت کی تعلیم کے لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چند آدمی طلب کئے (پھر بیئر معونہ پر انہیں دھوکے سے قتل کر دیا) اسی سلسلہ کلام میں ہے کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ سے پوچھا: کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو' فرمایا: ہاں! پھر اس نے شہداء میں چکر لگا کر سب کے نسب کے بارے میں سوال کیا' عامر نے پوچھا: کیا ان میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو اس وقت موجود نہ ہو؟ عمرو نے جواب دیا: ہاں! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ موجود نہیں' کہا: وہ تمہارے ہاں کس حیثیت کے مالک ہیں؟ جواب دیا: بڑی فضیلت اور شان کے مالک عامر کہنے لگا کیا تم سے ان کا حیران کن واقعہ نہ بیان کروں' انہیں ایک شخص نے نیزہ مارا' پھر کھینچ لیا' تو انکو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا' یہاں تک کہ بخدا! میری نظروں سے اوجھل ہو گئے' ان کو شہید کرنے والا جبار بن سلمیٰ کلابی ہے' کہا جاتا ہے کہ جب انکے نیزہ لگا تو ان کی زبان سے نکلا فزت واللہ اللہ کی قسم! بامراد ہو گیا۔

عامر بن طفیل کا بیان ہے کہ میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور انکو سارا واقعہ سنایا اور مسلمان ہو گیا' میرے اسلام لانے کا باعث حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کا واقعہ ہے' راوی کہتے ہیں کہ ضحاک نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ فرشتوں نے حضرت عامر کے جسد کو چھپا کر اعلیٰ علیین میں پہنچا دیا ہے۔

تطبیق روایات

احتمال یہ ہے کہ اول انہیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہو' پھر زمین پر لائے گئے ہوں بعد ازاں ان کی لاش گم ہو گئی ہو' اس طرح دونوں روایات میں تطبیق ممکن ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کی مغازی میں یہ واقعہ اس طرح ہے کہ عروہ اس بات کے قائل تھے کہ عامر بن فہیرہ کا جسم نہیں

ملا' لوگ سمجھتے تھے کہ فرشتوں نے ان کو اٹھا لیا' بیہقی نے عروہ کی متصل روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان الفاظ میں نقل کی ہے' عامر نے کہا: میں نے عامر بن فہیرہ کو قتل ہونے کے بعد دیکھا' انہیں آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا' یہاں تک کہ آسمان کی وسعتیں میری نظروں کے سامنے آگئیں' اس روایت میں ان کے جسد کو زمین پر لے آنے کا ذکر نہیں لہٰذا انکے آسمان میں غائب ہونے کی روایت تعدد اسناد کی وجہ سے قوی ہو گئی' ابن سعد نے بحوالہ واقدی یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کی ہے۔

غالب بن عبداللہ لیثی کی کرامت

طبقات ابن سعد میں جندب بن کیث جہنی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ کو ایک فوجی دستے کا سالار بنا کر بھیجا' میں بھی اس دستے میں شامل تھا' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مقام کدیہ کے بنو ملوح پر غارت ڈالیں' پس اس دستے نے بنو ملوح پر حملہ کیا اور ان کے مویشی ہنکا کر لے آئے' جس کی وجہ سے ان میں چیخ و پکار پڑی' اور وہ بہت بڑا جتھا اکٹھا کر کے لے آئے' جس کے مقابلے کی ہم میں تاب نہ تھی' ہم جانور لے کر بھاگے تو انہوں نے ہم کو پیچھے سے آلیا' ہم ان کی نظروں کے سامنے تھے' بس ایک وادی ہمارے درمیان حائل تھی' ہم وادی کے ایک گوشے میں تھے کہ اچانک وادی اللہ کے حکم سے طغیانی پر آگئی خدا کی قسم! ہم نے اس روز بادل دیکھا نہ بارش' مگر طغیانی کے باعث کوئی اس وادی کو عبور نہ کر سکا میں نے بچشم خود یہ منظر دیکھا کہ بنو ملوح ہماری جانب حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے' ہم بچ کر نکل آئے اور وہ ہمارا تعاقب بھی نہ کر سکے۔

ابو موسیٰ اشعری کی کرامت

حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ایک بحری دستے کی قیادت سونپی' رات کے وقت ایک کشتی ان کو لے کر چل رہی تھی کہ اسی دوران انہوں نے کسی پکارنے والی کی آواز سنی' وہ کہہ رہا تھا لوگو! کیا تم کو اس فیصلے سے آگاہ نہ کر دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے وہ فیصلہ یہ ہے کہ جو سخت گرم دن میں اللہ تعالیٰ کے لئے پیاسا رہے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہو گا کہ اسے سیراب کرے۔

تمیم داری کی کرامت

بیہقی اور ابو نعیم معاویہ بن حرمل سے نقل کرتے ہیں کہ حرہ کے مقام سے آگ نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت تمیم داری کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اس آگ کی طرف چلیے' تو وہ ان کے ساتھ چل پڑے' میں بھی انکے پیچھے ہو لیا' جب آگ کے پاس آئے تو تمیم آگ کو ہاتھوں سے پیچھے دھکیلنے لگے' یہاں تک کہ وہ ایک گھاٹی میں داخل ہو گئی اور حضرت تمیم بھی اس کے پیچھے چلے گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے' مشاہدہ کرنے والا اور مشاہدہ سے محروم

رہنے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

ابو نعیم بروایت مرزوق کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں آگ نکلی تو حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چادر سے پیچھے ہٹایا یہاں تک کہ وہ غار میں داخل ہو گئی' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمیم! ہم ایسے ہی دشوار کام آپ سے کراتے ہیں۔

ابو درداء اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت

حضرت قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک پیالے سے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک پیالہ اور کھانا تسبیح پڑھنے لگا (بیہقی ابو نعیم)

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام سبکی فرماتے ہیں حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور کرامت ہے کہ وہ فرشتوں کی تسبیح سنتے تھے' انہوں نے داغ دلوا لیا تو یہ سلسلہ بند ہو گیا' پھر توبہ کی تو تسبیح سننے کا سلسلہ بحال ہو گیا۔

ابن اثیر اسد الغابہ' میں اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داغ دینے سے منع فرمایا' حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے داغ دلوایا تو کبھی فلاح نہ پائی' راوی بیان کرتے ہیں کہ فرشتے حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری میں ان کو سلام کہتے تھے' جب انہوں نے داغ دلوا لیا تو فرشتوں کا سلام موقوف ہو گیا' پھر کچھ عرصہ بعد سلام کا سلسلہ بحال ہو گیا' انہیں استسقاء کا مرض تھا' اور وہ کئی سال تک اس مصیبت کو صبر کے ساتھ سہتے رہے' پھر انکے پیٹ کا آپریشن ہوا اور اس میں سے چربی نکالی گئی' نیز ان کے لئے مسہری میں سوراخ کر دیئے گئے تو تیس سال تک اسی حالت میں زندہ رہے' ایک شخص ان کے پاس آ کر کہنے لگا اے ابو نجید! آپ کی تکلیف وہ حالت دیکھی نہیں جاتی جس کی وجہ سے میں عیادت کے لئے نہیں آتا' فرمایا: برادر زادے! تم میرے پاس نہ بیٹھو' خدا کی قسم! مجھے وہی حالت محبوب ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اھ

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

ابن اثیر اپنی کتاب اسد الغابہ میں لکھتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام محمد بن منکدر حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سفینہ نے بیان کیا میں ایک کشتی میں سوار تھا' اچانک وہ ٹوٹ گئی تو میں ایک تختے پر بیٹھ گیا' جو مجھے ساحل تک لے آیا' وہاں میں نے ایک شیر دیکھا' میں نے اس سے کہا: اے ابو الحارث! میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں' فرماتے ہیں میری اس آواز پر اس نے سر جھکا لیا اور مجھے اپنے پہلو یا کندھے سے دھکیلنا شروع کیا یہاں تک کہ راستے تک پہنچا دیا' راستہ پر آ کر اس نے ایک آواز نکالی' ایسا معلوم ہوتا تھا' گویا مجھے الوداع کہہ رہا ہو۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

ابن سعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں' کہ ابن ام مکتوم نابینا ہونے کے باوجود فجر کا وقت ٹھیک ٹھیک معلوم کر لیتے تھے' اور اس میں غلطی نہ کرتے تھے' یہ صحابی حضور کے موذن بھی تھے۔

ابو امامہ باہلی کی کرامت

ابو یعلی بیہقی اور ابن عساکر بروایت ابی غالب حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا' میں اس حال میں ان کے پاس پہنچا کہ مجھے شدید بھوک لگی تھی' وہ خون کھانے کے عادی تھے' انہوں نے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی تو میں نے کہا: میں تو تم کو اس کے کھانے سے منع کرنے کے لئے آیا ہوں' یہ سن کر وہ میرا مذاق اڑانے لگے اور مجھے جھٹلانے لگے' انہوں نے یہ بھی کہا: کہ آپ واپس چلے جائیں' ادھر بھوک پیاس سے میری حالت انتہائی خراب تھی' اسی دوران میری آنکھ لگ گئی تو ایک شخص نے خواب میں مجھے برتن پیش کیا' جس میں دودھ تھا' میں نے اسے نوش کر لیا تو پیاس جاتی رہی' اور میرا پیٹ بھی بڑا ہو گیا' ایک شخص نے ان سے کہا: تمہارے پاس تمہاری قوم کا ایک سردار آیا اور تم نے اس کے ساتھ مخول کر کے اسے واپس کر دیا' جاؤ اور اس کی خاطر تواضع کرو' چنانچہ وہ لوگ کھانے پینے کی اشیاء میرے پاس لائے' تو میں نے ان سے کہا: مجھے کھانے کی ضرورت نہیں' کہنے لگے' آپ کے چہرے پر بھوک اور خستہ حالی کے اثرات تھے' میں نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا ہے' پھر انہیں اپنا پیٹ دکھایا تو سب نے یہ کرامت دیکھ کر اسلام قبول کر لیا' ابن عساکر کی ایک اور روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں اپنی قوم کو مسلسل حق کی طرف دعوت دیتا رہا' مگر وہ انکار کرتے رہے' میں نے ان سے کہا : تم پر افسوس مجھے ایک گھونٹ پانی تو پلا دو' میں بہت پیاسا ہوں' انہوں نے جواب دیا: نہیں ہم آپ کو کچھ نہیں دیں گے' یہاں تک کہ پیاس سے مر جائیں' ان کے اس جواب سے مجھے شدید غصہ آیا' اور میں اپنا سر عباء میں ڈال کر سخت گرمی میں سو گیا' اس حالت نیند میں مجھے ایک شخص نے شیشے کا جام پیش کیا' جو انتہائی خوبصورت تھا' اس جام میں شراب تھی جس سے لذیذ تر شراب لوگوں نے دیکھی تک نہ تھی' میں نے وہ جام نوش کیا تو میری آنکھ کھل گئی خدا کی قسم! اسے نوش کرنے کے بعد نہ تو کبھی پیاس لگی نہ کبھی بھوک محسوس ہوئی۔

ذویب بن کلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

ابن وھب' ابن لھیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور صنعاء پر قابض ہو گیا' تو اس نے ذویب بن کلاب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی پاداش میں گرفتار کر کے آگ میں ڈال دیا' مگر آگ نے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ قصہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر فرمایا: تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے امت محمدیہ میں مثل خلیل علیہ السلام پیدا کیا'

عبدان کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں کہ یہ ذویب وہی ہیں جو کلاب بن ربیعہ خولانی کے بیٹے اور سب سے پہلے ایمان لانے والے یمنی ہیں۔

ابن عساکر بطریق ابو بشیر جعفر بن ابی وحشیہ بیان کرتے ہیں کہ بنی خولان کا ایک شخص اسلام لے آیا تو اسکی قوم نے اس کو کفر کی طرف لوٹانا چاہا' اور اسے آگ میں پھینک دیا' مگر اس کے بدن کے ان حصوں کو چھوڑ کر جہاں وضو کا پانی نہیں پہنچتا' کچھ نہ جلایا' وہ آدمی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا' اور عرض کیا' اے خلیفہ رسول! میرے لئے بخشش کی دعا فرمایئے' بولے! تم تو اس بات کے زیادہ حق دار ہو' تمہیں آگ کی آزمائش میں ڈالا گیا' مگر جلنے سے محفوظ رہے' بعد ازاں اس کی مغفرت کی دعا مانگی' پھر وہ شخص شام چلا گیا' وہاں کے لوگ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے تھے۔

ابو عیسیٰ بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

حضرت ابو عیسیٰ بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے' پھر بنو حارثہ کی طرف لوٹ جاتے' ایک رات نکلے تو اندھیرا تھا' اور بارش بھی ہو رہی تھی' اسی اثناء میں ان کی لاٹھی روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ بنو حارثہ کے گھروں میں داخل ہو گئے (حاکم بیہقی)

کرامت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت یعلی بن مرہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ قبرستان سے گزرے تو میں نے ایک قبر سے ضغطہ (دبانے) کی آواز سنی' عرض کیا یا رسول اللہ! قبر سے ضغطہ کی آواز سنائی دے رہی ہے' فرمایا: یعلی تمہیں یہ آواز سنائی دے رہی ہے؟ میں نے عرض کیا' ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: اس کو ایک معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے میں نے پوچھا: وہ کونسی بات؟ فرمایا: چغل خوری اور پیشاب میں بے احتیاطی' (بیہقی)

حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے' رات تاریک تھی' جس کی وجہ سے ہم منتشر ہو گئے' تو اس وقت میری انگلیاں روشن ہوگئیں یہاں تک کہ ان کی روشنی میں سب ساتھیوں نے اپنی سواریاں جمع کر لیں' اور کسی کو ہلاکت کا سامنا نہ کرنا پڑا' اس دوران میری انگلیاں مسلسل روشن رہیں' (تاریخ بخاری' بیہقی ابو نعیم)

ام ایمن کی کرامت

ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی' ان کے پاس زاد راہ نہ تھا' جب مقام روحاء کے قریب پہنچیں تو بہت شدت کی پیاس محسوس ہوئی' فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے

سر کے اوپر پروں کی آواز سنی' اوپر دیکھا تو ایک ڈول تھا' جو آسمان سے ایک سفید رسی کے ساتھ لٹکا ہوا تھا' میں نے اسے ہاتھوں میں تھام کر نوش کیا' یہاں تک کہ میری پیاس بجھ گئی' اس واقعہ کے بعد میں سخت گرم دن میں روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی' مگر پیاس نہ لگتی' ابن منیع نے اسے ایک اور سند کے ساتھ ذکر کیا ہے' (بیہقی)

ابو الشیخ حضرت خیثمہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء ہانڈی تیار کر رہے تھے کہ وہ اچانک ان پر الٹ پڑی' اور تسبیح خواں ہو گئی۔

کرامت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی حضرت عروہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی راہ میں شدید تکالیف برداشت کرنے والے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا' ان میں سے ایک حضرت زنیرہ بھی تھیں ان کی بینائی جاتی رہی تھی' انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں سخت ازیتیں دی گئیں' مگر وہ اسلام کے سوا ہر دعوت کو ٹھکراتی رہیں' مشرکوں نے کہا: لات و عزیٰ نے ان کی بینائی چھین لی' تو انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں' پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔

ام شریک دوسیہ کی کرامت

ابن سعد کی روایت ہے کہ ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کی تو راستہ میں ایک یہودی ان کے ہمراہ ہو گیا' وہ حالت روزہ کے ساتھ تھیں' شام ہوئی تو یہودی نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے ام شریک کو پانی دیا تو میں تیرے ساتھ برا سلوک کروں گا' چنانچہ ام شریک رات بھر پیاسی رہیں' آخر شب اچانک ایک ڈول ان کے سینے پر محسوس ہوا' انہوں نے تھام کر اس میں سے پانی نوش کیا' پھر دوسروں کو کوچ کے لئے اٹھا دیا' اس یہودی نے اپنی بیوی سے، کہا: میں نے اس عورت کے پانی پینے کی آواز سنی' اس کی بیوی نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں نے اس کو پانی نہیں دیا۔

یحییٰ کہتے ہیں کہ ام شریک کے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا' جو آتا وہ اس کو عاریتاً دے دیتیں' ایک شخص نے اس مشکیزہ کو خریدنا چاہا' تو فرمایا: اسکو بیچنے کی ضرورت نہیں' پھر اس میں پھونک مار کر اسے دھوپ میں لٹکا دیا' تو وہ گھی سے لبریز ہو گیا' یحییٰ کہتے ہیں کہ ام شریک کے اس معجزانہ مشکیزے کو بھی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی سمجھا جاتا تھا' قبل ازیں متفرق معجزات کے باب میں ام شریک کے اسلام لانے کا واقعہ تحریر ہو چکا ہے۔

شہدائے احد کی کرامات

عطاف بن خالد مخزومی بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبدالاعلیٰ ابن عبداللہ ابن ابی قراره نے اپنے والد عبداللہ کے حوالے سے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے مزارات کی زیارت کی اور فرمایا: اے اللہ! تیرا بندہ اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور یہ کہ قیامت تک جو شخص ان شہداء

کی زیارت کے لئے آئے گا' اور ان پر سلام پڑھے گا یہ اسے جواب دیں گے' عطاف کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ نے بتایا کہ اس نے شہداء کی زیارت کی' وہ کہتی ہیں کہ میرے ساتھ اس وقت دو بچے تھے' جو سواری کی حفاظت کرنے پر مامور تھے' میں نے ان پر سلام پیش کیا تو ان کے سلام کا جواب اپنے کانوں سے سنا' وہ کہہ رہے تھے' بخدا! ہم تم کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں (بیہقی حاکم)

ایک صحابی کی کرامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے اہل خانہ کے پاس آیا تو انہیں شدید بھوک کی حالت میں دیکھا جس کی وجہ سے اس نے جنگل کی راہ لی' اور وہاں دعا مانگی' اے اللہ! ایسے اسباب پیدا فرما کہ ہم آٹا گوندھ کر پکائیں پس اس کی دعا کی برکت سے ان کی چکی چلنے لگی اور بڑا پیالہ روٹی سے بھر گیا' وہ شخص واپس آیا تو بیوی سے پوچھا : کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں اللہ نے رزق عطا فرمایا ہے بعد ازاں اس عورت نے چکی کے ارد گرد جھاڑو دے دیا تو برکت اٹھ گئی' جب اس بات کا ذکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوا تو فرمایا: وہ عورت اگر جھاڑو نہ دیتی تو یہ چکی قیامت تک چلتی رہتی' (بیہقی) ایسی ہی ایک اور روایت امام بیہقی نے بطریق سعید بن ابی سعید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک انصاری کے متعلق نقل کی جس کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: گر تم اس چکی کو نہ چھیڑتے تو وہ زندگی بھر چلتی رہتی' امام سیوطی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ایک انصاری عورت کی کرامت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے' اس کی بوڑھی نابینا ماں اس کے پاس موجود تھی' پھر کچھ دیر کے بعد اس جوان کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا' اور اس کی ماں سے کہاں اب صبر کرو' اس نے پوچھا: کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! یہ سن کر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا دیئے اور دعا کی الٰہی! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے محبوب نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی کہ تو ہر مصیبت میں میری مدد کرے گا' اے اللہ! یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ یکایک اٹھ بیٹھا' پھر ہمارے ساتھ کھانا تناول کیا۔

ابو مسلم خولانی کی کرامت

حضرت ابو مسلم خولانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہی ایمان لے آئے تھے' مگر دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب نہ ہونے کی وجہ سے تابعین میں سے ہوئے میرا خیال ہے کہ کرامات صحابہ کا سلسلہ ان کی کرامات پر ختم کروں' حضرت ذوہیب بن کلاب کا گزشتہ واقعہ بھی اس سے مشابہت رکھتا ہے' سید احمد دحلان سیرت النبی میں

لکھتے ہیں کہ اسود عنسی کے ساتھ ابو مسلم خولانی کا قصہ بہت مشہور ہے جسے تمام محدثین نے صحابہ کرام سے نقل کیا ہے یہاں تک کہ بعض محدثین نے اسے مشہور و مستفیض قرار دیا ہے' اس قصے کا حاصل یہ ہے کہ جب اسود عنسی نے یمن کے شہر صنعاء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی کو بلا بھیجا' جب وہ تشریف لائے تو پوچھا: کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ فرمایا: مجھے سنائی نہیں دیتا اس نے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں' فرمایا: ہاں! اس نے کئی بار یہی سوال دہرایا تو ابو مسلم خولانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی جواب دیا: پھر اس نے بہت بڑی آگ بھڑکانے کا حکم دیا' جب آگ بھڑک کر خوب دہک اٹھی تو حضرت ابو مسلم کو اس میں پھینک دینے کا حکم دیا' مگر (خدا کی قدرت کہ) آگ نے ان کو کوئی تکلیف نہ دی' لوگوں نے اس کو مشورہ دیا کہ ابو مسلم کو جلا وطن کر دے ورنہ وہ تیرے پیروکاروں کو بگاڑ دے گا' پس اس نے حضرت ابو مسلم کو شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا' جس کی وجہ سے وہ مدینہ شریف تشریف لے آئے' یہ وہ زمانہ تھا جب حضور کا وصال ہو چکا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زینت آرائے خلافت ہو چکے تھے' وہ مسجد نبوی کے دروازے پر سواری بٹھا کر اندر آئے اور ایک ستون کے ساتھ نماز میں مشغول ہو گئے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر پڑی تو پوچھا: تم کون ہو؟ عرض کیا' یمن کا ہوں' پوچھا: ہمارے اس ساتھی کا کیا بنا جسے کذاب نے آگ میں پھینک دیا تھا؟ عرض کیا' وہ میں ہی خوش نصیب ہوں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم! دے کر کہتا ہوں' سچ سچ بتاؤ کہ وہ خوش نصیب تم ہی ہو' انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! وہ میں ہی ہوں' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں گلے لگا لیا' اور رو پڑے' پھر انہیں ہمراہ لیکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے' پھر انہیں بٹھا کر کہنے لگے الحمد للہ! اس نے مجھے مرنے سے پہلے امت محمدیہ کے اس عظیم فرزند کی زیارت نصیب فرمائی جس نے وہی کارنامہ سرانجام دیا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یادگار تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے بنی خولان کے ان عمر رسیدہ بزرگوں کو دیکھا جو بنو عنس کے بوڑھوں سے کہہ رہے تھے' تمہارے کذاب نے ہمارے آدمی کو آگ میں پھینکا' مگر آگ نے ان کا بال بھی بیکا نہ کیا' یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ اور حضرت ابو مسلم خولانی کی جلیل کرامت ہے۔

امام احمد اور بیہقی حمید سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو مسلم خولانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دریائے دجلہ پر تشریف لائے وہ اس وقت شدید طغیانی کی وجہ سے لکڑیاں اٹھا اٹھا کر کنارے پر پھینک رہا تھا' حضرت ابو مسلم نے دریا میں اتر کر اس کی سرکش موجوں پر قدم رکھ کر چلنا شروع کر دیا' امام احمد کے الفاظ ہیں کہ وہ پانی کے اوپر کھڑے ہو گئے' پھر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: بنی اسرائیل کے سطح سمندر پر چلنے کی یہ تفسیر ہے' پھر اپنی سواری کو ڈانٹا تو وہ ان کو لے کر پانی کی سطح پر چلنے لگی اور لوگ بھی ان کے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ دریا عبور کر لیا' پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا: کیا تمہاری کوئی چیز تو گم نہیں ہوئی؟ کہ اللہ سے دعا کروں اور تمہاری گم شدہ چیز واپس مل جائے۔

خاتمہ کتاب

مدح صدق و ذم کذب

ہم اس کتاب کا خاتمہ سچ کی تعریف اور جھوٹ کی مذمت پر کرنا چاہتے ہیں بالخصوص اس جھوٹ کی مذمت بیان کرنا چاہتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باندھا جائے کیونکہ یہ گناہ عظیم ہے' اس کے اظہار سے قاری کتاب کے لئے ثبوت معجزات اور دلائل نبوت کے علم و یقین میں اضافہ ہو گا' اور غیر مسلموں کے دلوں میں یہ خلش پیدا نہ ہو گی کہ ان معجزات کو روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور علمائے اسلام ہیں جنہوں نے خوش عقیدگی اور محبت میں ان معجزات کو دل سے گھڑ لیا' کوئی عقلمند اس بات کی جسارت نہیں کر سکتا' یہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام اور علمائے اسلام سب کے سب عقلمند' پاکباز اور امانت دار لوگ تھے' وہ بھلا ایسی مذموم حرکت اور قبیح بات کے مرتکب کب ہو سکتے تھے جبکہ انہیں بخوبی علم تھا' کہ جھوٹ باعث عار اور شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حرام ہے' بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا تو اور بھی زیادہ سخت وعید کا حامل ہے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

جو آدمی مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ کی آگ میں بنا لے

یہ پاکباز بندے تو ایسے تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی اور تابع داری جہنم کی آگ سے بچنے کیلئے اختیار کی تھی' جبکہ دروغ گوئی تو آگ اور عار کی موجب ہے' حاشا اللہ! حاشا اللہ! یہ پاکان امت ہرگز ایسے نہ تھے' اللہ ان سے راضی ہو گیا اور اس نے ان کو راضی کیا۔

میں نے اس موضوع کو تین مباحث میں تقسیم کیا ہے۔

مبحث اول

صدق کی مدح اور کذب کی مذمت

ارشاد خداوندی ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ جھوٹوں پر خدا کی لعنت 3:60

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پر راست گوئی لازم ہے کیونکہ راست گوئی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے جبکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے' اور گناہ جہنم کی آگ تک پہنچا دیتا ہے' ایک بندہ جو مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی کی تلاش میں رہتا ہے وہ آخر کار اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے (ابو داؤد' ترمذی)

امام احمد ابن لہیعہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا' یا رسول اللہ! کونسا عمل جنتی عمل ہے؟ فرمایا: راست گوئی' بندہ جب سچ بولتا ہے تو نیکو کار بنتا ہے اور جب نیکو کار ہوتا ہے تو صاحب ایمان بنتا ہے' اور جب مومن بن جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے' سائل نے پوچھا: یا رسول اللہ! جہنمی عمل کونسا ہے؟ فرمایا: جھوٹ' بندہ جب جھوٹ بولتا ہے توگناہ گار ہوتا ہے اور گناہ گاری کفر تک لے جاتی ہے' اور کفر جہنم میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(1) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے' (2) جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے' (3) اور جب کسی سے معاہدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ خواہ نماز پڑھے' روزہ رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے (پھر بھی منافق ہے) بخاری ومسلم وغیرہما محدثین روایت کرتے ہیں کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے' جس میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت بھی پائی جائے' تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوئی' یہاں تک کہ وہ اس خصلت کو ترک کر دے' وہ چار خصلتیں حسب ذیل ہیں۔

(1) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (2) جب بات کرے تو جھوٹ بولے' (3) جب معاہدہ کرے تو خلاف ورزی کرے' (4) اور جب کسی کے ساتھ جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے' ایسی ہی ایک روایت ابو یعلی نے نقل کی۔

احمد اور طبرانی کی حدیث ہے کہ آدمی پورا مومن نہیں ہو سکتا' جب تک وہ جھوٹ سے اجتناب نہیں کرتا' یہاں تک کہ یہ جھوٹ ہنسی مزاح میں بھی ہو اور مخاصمت ترک نہیں کرتا خواہ سچا ہو۔

ابو یعلی کی روایت ہے کہ بندہ صریح ایمان تک رسائی نہیں پاتا یہاں تک کہ ہنسی مزاح اور جھوٹ ترک نہ کرے اور برحق ہونے کے باوجود جھگڑے سے نہ بچے۔

امام احمد نقل کرتے ہیں کہ مومن کی فطرت میں تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے یہی روایت طبرانی بیہقی اور ابو یعلی نے صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

امام مالک کی مرسل روایت ہے' پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے' فرمایا: ہاں! دریافت کیا گیا کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! سوال ہوا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے' فرمایا: نہیں امام احمد بیان کرتے ہیں کہ کفر و ایمان کسی شخص کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے نہ سچ اور جھوٹ کا اجتماع ہو سکتا ہے نہ ہی امانت اور خیانت یکجا ہو سکتی ہیں۔

امام احمد اور ابوداؤد روایت کرتے ہیں' یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کرو اور وہ تم کو سچا سمجھ رہا ہو' حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

ابو یعلی طبرانی' ابن حبان اور بیہقی نقل کرتے ہیں' جھوٹ سے چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور چغل خوری سے قبر کا عذاب

ہوتا ہے۔

اصبہانی کہتے ہیں والدین سے نیکی کرنا عمر میں اضافے کا باعث ہے' جھوٹ سے رزق میں کمی آتی ہے' اور دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔

ترمذی کی حسن حدیث ہے کہ بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو سے میل میل دور بھاگتا ہے امام احمد اور بزار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں' بزار کے الفاظ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک جھوٹ سے زیادہ قابل نفرت کوئی خصلت نہیں تھی' آپ کسی شخص کے جھوٹ سے آگاہ ہوتے تو اس کو دل سے نکال دیتے' یہاں تک کہ اس کی توبہ کی خبر ملتی۔

امام احمد' ابن ابی الدنیا اور بیہقی حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی کسی چیز کی خواہش رکھتے ہوئے بھی کہے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں ہے تو کیا جھوٹا قرار دیا جائے گا' فرمایا: جھوٹ لکھا جاتا ہے خواہ بہت معمولی جھوٹ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نے چھوٹے بچے سے کہا: آ تجھے کچھ دوں اور پھر کچھ نہ دے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے' میری ماں نے مجھے بلایا' آ' تجھے کچھ دوں گی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا دینے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا' حضور! کھجور دوں گی' ارشاد فرمایا: اگر تو کچھ نہ دیتی تو یہ تیرے ذمے جھوٹ لکھا جاتا (ابوداؤد' بیہقی)

ابوداؤد ترمذی (بحکم تحسین) نسائی اور بیہقی نے روایت کی' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاکت ہے اس کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے' اس کے لئے ہلاکت ہے اس کے لئے ہلاکت ہے۔

مسلم وغیرہ محدثین کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے کلام نہ فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر کرم کرے گا' اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا' ان کے لئے درد ناک عذاب ہو گا' ایک بوڑھا بدکار دوسرا جھوٹا حکمران اور تیسرا خود پسند محتاج آدمی' یہی روایت بزار نے جید سند کے ساتھ نقل کی ہے' کہ وہ تینوں جنت میں نہ جائیں گے' مذکورہ بالا تمام روایات کو امام ابن حجر مکی نے کتاب الزواجر میں ذکر کیا۔

مبحث ثانی

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی مذمت

امام ابن حجر زواجر میں لکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں' جنہوں نے اللہ پر

مُسْوَدَّةٌ (زمر) جھوٹ باندھا، کہ ان کے منہ کالے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا: وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے، امام موصوف فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے طرق بکثرت ہیں جو حد تواتر تک پہنچے ہوئے ہیں۔

امام مسلم فرماتے ہیں جو شخص میری طرف سے کوئی حدیث بیان کرتا ہے اور اسے جھوٹ جانتا ہے تو وہ خود بڑا جھوٹا ہے امام مسلم ہی کی حدیث ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر جھوٹ بولنا اس طرح نہیں جس طرح کسی اور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا، لہٰذا جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

طبرانی بحوالہ حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے کہ کوئی شخص میری طرف وہ بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔

امام ابن حجر جلال الدین بلقینی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بہت سی احادیث میں یہ وعید آئی ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے، علمائے کرام کے نزدیک یہ روایت حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہے، بزار کہتے ہیں کہ اسے چالیس صحابیوں نے روایت کیا ہے، ابن صلاح کے نزدیک یہ متواتر ہے، جسے صحابہ کرام کے ایک جم غفیر نے روایت کیا، ان راویوں کی تعداد اسی تک پہنچتی ہے، ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کی اسناد کو ایک ضخیم جز میں جمع کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کے راویوں کی تعداد ستر سے زائد ہے، عشرہ مبشرہ سے سوائے عبدالرحمان بن عوف کے سب نے اس حدیث کو بیان کیا طبرانی اور ابن مندہ نے اس کے راویوں کی تعداد ستاسی تک پہنچا دی ہے، کتاب الزواجر کی عبارت ختم ہوئی۔

مبحث ثالث

جھوٹی حدیث کی روایت پر کلام

امام سیوطی اپنی کتاب تدریب الراوی کی اکیسویں نوع میں متن کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

موضوع وہ حدیث ہے جو جھوٹی، من گھڑت اور بناوٹی ہو اور یہ ضعیف کی بدترین قسم ہے، اس کی وضع یعنی جعل سازی کا علم ہو تو اسے روایت کرنا حرام ہے، خواہ اسے احکام و قصص میں روایت کیا جائے یا ترغیب و ترہیب میں، ہاں! اس کے من گھڑت اور موضوع ہونے کی وضاحت کر دی جائے تو نقل کرنے میں حرج نہیں، اس کی دلیل مسلم شریف کی یہ حدیث ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری طرف کوئی حدیث منسوب کرکے روایت کی اور وہ حدیث کو جھوٹا سمجھتا ہو تو اس کا شمار بھی جھوٹوں میں ہو گا، اھ تدریب الراوی 1-287

حافظ عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الفیۃ الحدیث" میں لکھتے ہیں۔

شَرُّ الضَّعِيفِ الْخَبَرُ الْمَوْضُوعُ الْكَذِبُ الْمُخْتَلِقُ الْمَصْنُوعُ وَكَيْفَ كَانَ لَمْ يُجِيزُوا ذِكْرَهُ لِمَنْ عَلِمَ مَالَمْ يُبَيِّنْ اَمْرَهُ

ضعیف کی بدترین قسم خبر موضوع ہے جو جھوٹ من گھڑت اور بناوٹی ہو احکام کی کوئی قسم بھی ہو علماء نے اس کے روایت کرنے کو جائز نہیں رکھا ہر اس شخص کے لئے جو اس سے آگاہ

ہو' جب تک اس کا حکم واضح نہ کر دے۔

حافظ سخاوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی حدیث میری طرف منسوب کرکے بیان کی اور وہ سمجھتا ہے کہ حدیث کی نسبت جھوٹی ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔

وہ فرماتے ہیں اس حدیث سے اس شخص کے بارے میں وعید شدید ظاہر ہوتی ہے جس نے ایسی حدیث روایت کی جو اس کے گمان کے مطابق جھوٹی ہے چہ جائے کہ اسے اس حدیث کے موضوع ہونے کی تحقیق ہو' اور وہ اس کے موضوع ہونے کی وضاحت نہ کرے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے بدبخت شخص کو روایت گھڑنے والے کذاب کے فعل وضع میں شریک ٹھہرایا ہے۔

امام ثوری حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے جھوٹی روایت کی' وہ کذاب ہے' اسی لئے خطیب فرماتے ہیں کہ محدث کے لئے لازم ہے کہ وہ من گھڑت خبروں اور باطل موضوع حدیثوں میں سے کچھ روایت نہ کرے' جو ایسا کرے گا سخت گناہ گار ہو گا' اور اس کا جھوٹوں میں شمار ہو گا۔

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے موضوع حدیث کے بارے میں لکھا جو اس کی روایت کرے گا وہ سخت سزا اور طویل قید کا حقدار ہو گا۔

امام سخاوی فرماتے ہیں' اس سزا اور قید کے لئے شرط یہ ہے کہ روایت کرنے والا اس کی وضاحت نہ کرے مثلاً یہ نہ کہے کہ یہ روایت باطل ہے یا جھوٹی ہے یا اس قسم کی تصریح نہ کرے۔

پھر لکھتے ہیں خطیب نے کہا: جو شخص موضوع حدیث کو اس طرح روایت کرے کہ گھڑنے والے کا حال ظاہر کر دے' یا اس کی لائی ہوئی مصیبت و آفت پر استشہاد کرے یا اظہار تعجب کے لئے بیان کرے یا اس سے نفرت دلائے تو ان صورتوں میں اس کی روایت کی گنجائش ہے' اس وقت یہ روایت اس جرح کی قبیل سے ہو گی جو گواہ کے احوال معلوم کرنے کی غرض سے کی جاتی ہے' اھ کلام السخاوی۔

امام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ زواجر میں لکھتے ہیں' امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ میں فرماتے ہیں کذب کی ایک قسم کذب خفی ہے وہ یہ کہ انسان کسی ایسے شخص سے روایت کرے' جس کے سچ اور جھوٹ کے درمیان امتیاز نہ ہوسکے' میوفی اس کی شرح میں فرماتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی ثقہ شخص کی خبر سے سکون حاصل کرتا ہے اور اسے اس کی بات میں بھی سچا جانتا ہے حالانکہ وہ بات جھوٹی ہوتی ہے اس طرح وہ بھی اس کے جھوٹ میں شریک ہو جاتا ہے' اور اس کی نظیر ریاکاری ہے جو کہ شرک خفی ہے اھ

محدثین کرام نے اس موضوع پر کتابیں تصنیف کی ہیں' اور کذاب راویوں کے حالات بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں' انہوں نے مکذوب و موضوع احادیث کے لئے جداگانہ تالیفات ضبط تحریر میں لائی ہیں' تاکہ لوگ ان سے اچھی طرح آگاہ ہو جائیں اور ان کی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت پر اعتقاد نہ رکھیں' یہاں اس مقام پر طویل بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بحث مقصود کتاب سے خارج ہے' ہمارا مقصود ان لوگوں کے شکوک و شبہات کا ازالہ ہے جو احکام دینیہ سے آگاہ نہیں' جھوٹ کی مذمت بالخصوص اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کی نسبت ظاہر کرنے سے یہ فائدہ اور اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے معجزات و دلائل جو صحابہ کرام اور علمائے اسلام سے منقول ہیں' وہ سچے واقعات اور ثابت حقائق ہیں اور ان کے بارے میں شک و شبہات کا وہی شخص شکار ہو سکتا ہے جس کے دل پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور کانوں اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں جو اسے ان چمکتے ہوئے انوار اور روشن آفتابوں کے دیکھنے سے باز رکھتے ہیں۔

میرے خیال میں دنیا کا کوئی انصاف پسند ذی عقل ایسا نہیں جو ان معجزات پر آگاہ ہو، پھر اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقانیت کے بارے میں کوئی شبہ رہ جائے' ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ہم یہودو نصاریٰ کو دیکھتے ہیں جو انبیائے بنی اسرائیل کی تصدیق کرتے ہیں' حالانکہ ان کے بہت قلیل معجزات ان تک پہنچے ہیں' اور وہ بھی بغیر کسی متصل سند اور صحیح طریقہ کے کیونکہ اس عرصہ دراز میں جہالت عام ہو گئی' کئی انقلاب آئے اور ان کے مذہبی پیشواؤں کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہوئے یہی وجہ ہے کہ ان کی کتابوں میں تبدیلی اور تحریف رونما ہوئی اور ان میں تناقض ظاہر ہوا' یہاں تک کہ ادیان انبیاء کے بالکل برعکس ادیان وجود میں آ گئے' اس کے ساتھ ساتھ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات اور دلائل نبوت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ ظہور اور کثرت تعداد کے اس درجہ پر ہیں جن سے عقلیں حیران ہیں اور وہ تمام انبیائے کرام کے جمیع معجزات سے کئی گنا زیادہ ہیں جنہیں لاکھوں ثقہ علمائے کرام نے اپنے جیسے ہی قابل اعتماد علماء سے بکثرت صحیح طریقوں سے متصل سندوں کے ساتھ روایت کیا ان اسناد کا سلسلہ صحابہ کرام تک پہنچتا ہے' جنہوں نے ان معجزات کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وقوع پذیر ہوتے دیکھا اور بعض معجزات کا ظہور تو مسلسل ہو رہا ہے' اس صورت حال میں ایک عاقل منصف شخص کے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ دیگر انبیائے کرام کے معجزات اور ادیان کو تو تسلیم کرے جبکہ ایسے بہت سے اسباب موجود ہیں جو ان کے ثبوت میں شکوک کی طرف لے جاتے ہیں؟ اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین اور معجزات کو نہ مانے حالانکہ ان کی صحت و ثبوت کے کثیر یقینی اسباب اور دلائل موجود ہیں' یہ سوائے حرمان نصیبی عداوت اور گمراہی کے اور کیا ہے؟ اللہ ہی کی بات سچی ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے اور وہی ہمارے لئے کافی کارساز ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ یہاں کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین" کا اختتام ہو رہا ہے اس خوبصورت انداز میں کتاب ہذا کی تکمیل امیر المومنین سلطان غازی عبدالحمید خان ثانی کے عہد سلطنت میں بمطابق ذی القعدہ الحرام 1317ھ ہوئی' آغاز و اختتام پر اللہ کی حمد و ثناء ہے۔

کلمات تشکر

مالک ارض سماء کا بے پایاں لطف و کرم ہے کہ اس نے اس عاجز بے بضاعت بندے کو عظیم الشان کتاب کے ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی' ترجمہ کا مبارک کام آج سے ٹھیک دو سال قبل یکم نومبر 1996ء کو شروع ہوا' اور آج مورخہ 25 اکتوبر 1998 بمطابق 3 رجب المرجب 1419 ہجری بروز اتوار اتمام کو پہنچا' جس کے لئے یہ کثیر الذنوب بارگاہ ربوبیت میں سراپا سپاس ہے۔

راقم الحروف جناب سید شجاعت رسول صاحب مدیر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور کا ممنون احسان ہے کہ ان کی تحریک اور سرپرستی سے ایک دلی خواہش حقیقت کا روپ دھار گئی اور یہ بابرکت ضخیم کتاب اردو زبان میں منتقل ہوئی برادر عزیز قاری فیض المصطفیٰ عتیقی بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کے حسن ظن نے راہ و رسم کی صورت پیدا کی اور یہ سعادت اس کوتاہ ہمت کے حصہ میں آئی۔